یعنی چمن پیرائی گلشن سخن کا وہی نامی نشان کا

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربا عجائب و تقریر
نو عروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا

جلد ششم

جام سرشار

ترجمۂ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

دوم

تصنیف ناظم فسانہ زبان داستان گوی شیرین بیان سخن سنج مصائب خوان
پسندیدۂ مجالس امیران ذیشان سرآمد اہل فن شکل اہل ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص قمر

مطبع نامی منشی نولکشور میں لکھنؤ طبع ہوئی

جز - ق

بیمن حمد پیرائی کون و مکان و کارفرمائی باشندگان کا

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائے جادو تقریر
نو عروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزائے

جلد ششم

طلسم ہوش ربا

ترجمۂ داستان

امیر حمزہ صاحب قران

بار اول

تصنیف ناظم و نثار زمان و داستان گوئے شیریں بیان سخن سنج معانی خوان
پسندیدہ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور کا نپور میں بحلیۂ طبع محلی ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ثنائے خالق کون و مکان بانی بنائے دو جہان جو ایک کلمۂ کن مین زمین و آسمان آفتاب عالمتاب و تابان شجر و حجر بہشت و کوثر جملہ اشیائے موجودہ کو کتمان عدم سے جلوۂ ظہور مین لایا زمین کو پانی پر بچھایا آسمان کو بے ستون قائم فرمایا پس انسان ضعیف البنیان کی کیا مجال ہی کہ ادنی صفت اُس بے نیاز کی تحریر کرے زبان کی کیا طاقت کہ اس عقدۂ سخت و صعب مین تقریر کرے پس یہ اعتقاد ٹھیک ہی کہ وہ وحدہٗ لاشریک ہی نظم مصنف

خالق یکتا کہ بیک کاف و نون	از عدم آورد دو عالم برون	نقش طرازندۂ کون و مکان
سقف فرازندۂ نہ آسمان	ارض و سما نقطۂ پرکار او	نقش طرازی صور کار او
چہرہ کشائے صور کائنات	راہ نمائے ہمہ سوے نجات	دادہ بلندی بہ سپہر برین
پس بگسترد بساط زمین	نور قمر شمع شب افروز کرد	گرم بخور مہر کہ روز کرد

نعت سرور کائنات اشرف موجودات اشرف انبیا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین بطور تبرک دو بند یکے مسدس و دیگر خمسہ اشعار سعدی مصرع ہائے مصنف

بہ تحریر اوصاف خیر الوریٰ
کہ ناگہ رسید این بگوشم ندا

شدم سرنگون ای قمر از حیا
بگو ای گرفتار رنج و عنا

حبیب خدا اشرف انبیا
کہ عرش مجیدش بود متکا

زہے صولت و حشمت مصطفیٰ خوشا رتبۂ پاک خیر الوریٰ	نظم	خہے عز و شان رسول خدا حبیب خدا اشرف انبیا	

کہ عرش مجیدش بود متکا

منقبت جناب حیدر کرار صاحب ذو الفقار وصی احمد مختار شیر بیشۂ پروردگار کرار غیر فرار نظم

لکھوں جو وصف شاہد ام الکتاب کا	سونا اتار لوں ورق آفتاب کا	چمکے برنگ برق جو چہرہ جناب کا
خجالت سے جھلملائے چراغ آفتاب کا	وقت اذان صبح جو نام آیا آپ کا	خجلت سے منہ سفید ہوا آفتاب کا
لکھوں ہلال تیغ علی کا اگر میں وصف	نقشہ بگاڑ دوں سپر آفتاب کا	لکھتا ہوں وصف مصحف رخسار شاہ دین
کرتا ہوں ترجمہ میں خدا کی کتاب کا	آنسو بھرے ہیں آنکھ میں دانتوں کی یاد پر	معمور موتیوں سے ہے ساغر شراب کا
کعبے میں بہر بت شکنی جب کیا نزول	تھا دوش پر نبی کے قدم بوتراب کا	کافر نہ راہ راست پہ آتے ابد تلک
ہوتا نہ درمیان اگر بوتراب کا	کیا خوف روز حشر کا ہو مجھکو اے قمر	مداح ہوں میں شافع یوم الحساب کا
قمر فخر بر اوج خود میکنم	دگر کہ من ہم غلام در حیدرم	ز خاک درش چشم من را فروغ
زاعجاز وصفش سخن را فروغ	منم خاک راہ در بوتراب	بآن در شود جبہہ سا آفتاب

شکر خالق کون و مکان رب انس و جان کہ جلد ششم طلسم ہوش ربا کو شروع کیا حالات حقیر پر تقصیر سے ناظرین والا مقام آگاہ ہوں کہ یہ داستان سرائی پیشۂ جد و آبائی نہیں ہے ایام غدر باغیان میں قریب پل آہنی آنزدے گومتی مکان سکونت اس حقیر کا تھا بروقت آمد فوج سرکاری چونکہ دو بھائی راقم کے مرزا بندہ حسن و بندہ حسین ناظم علاقہ بھندرو کوہوا اگاڑہ وغیرہ تھے اور حقیر بھی علاقہ متعلقہ امام باغ جاگیر نواب علی نقی خان مرحوم تھا فوج ظفر موج دروازے پر موجود تھی لڑائی ہوئی دونوں بھائی و بسیار کس ملازمان قدیم سیار گلشن جنان ہوئے حقیر بعنایت رب اکبر بچگیا جرم بغاوت سے بریت ہوئی مگر مکانات و جائداد و علاقہ وغیرہ قریب سہ لاکھ روپیہ ضبط سرکار ہوئے بسبب صغر سنی دعوی اسکا نہ کر سکا وراثت جد و آبا سے محروم رہا اول قانون یاد کرکے برابر کچہری میں مختاری کی جب وقت امتحان آیا اسی جرم بغاوت میں امتحان نامنظور ہوا اسوقت سے طبیعت بہلانے کو شوق داستان سرائی ہوا چونکہ کوئی وجہ معاش نہ تھی رزاق مطلق نے اس پیشے میں سواد کامل عطا فرمایا دیگر نثر خوانی مصائب آل عبا علیہ التحیۃ والثنا اختیار کی اسمیں بھی سرکار مظلوم کربلا سے تاثیر عطا ہوئی جا بجا شہروں میں پڑھنے کی نوبت آئی رئیسان والا مقام نے مقبول فرمایا ہر خاص و عام و رئیسان ذوی الاحتشام عزت بجا لاتے

ہین ان دونون کامون مین وحید فرماتے ہین اُسی گردش لیل و نہار مین جناب منشی نولکشور صاحب سی آئی ای مالک مطبع اودھ اخبار سے ارشاد ہوا تحریر پر ان جلد ہوش ربا کی دست انداز ہوا سواد نظم و نثر سے بالکل ناواقف نادان و الا مقام و شائقین خاص و عام سے ملتجی ہون کہ جس مقام پر سہو سے خطا واقع ہو اُسکو چھپائین نظم

ہر اک سے ہے یہ التماس پیہم	چھپائین مرے عیب کو سر بسر	نہ شاعر ہون مین اور نہ نثار ہون
حقیر و ذلیل و گنہگار ہون	مری عیب پوشی مناسب ہوئی	خطا پر خطا آکے غالب ہوئی
بشر ہون بشر ہون بشر ہون بشر	خطائم ہوستند اہل بشر	

دو کلمۂ داستان شوکت بیان آغاز جلد ششم و حالات جنگ ملکہ صنعت سحر ساز وزیر اعظم افراسیاب و عیاری چالاک و برق و جانسوز و ضرغام و شورش ملکہ صنعت و عیاری خواجہ عمرو بن امیہ نامدار و مہتر قران عالیوقار و ذکر قتل ملکہ صنعت سحر ساز ساقی نامۂ مصنف

ساقی مے بیخودی پلادے	آئینۂ قلب کو جلادے	ساغر نہ عزیز کر قمر سے
ساقی اک مہر کی نظر سے	دور مے جنگ جوش پر ہے	رندون کی فساد پر نظر ہے
کیا شرب شراب ناب ہوگا	رندون کا جگر کباب ہوگا	صنعت کوئی آج تو دکھا دے
اک جام شراب کا پلادے	کر مہر ہر وقت غور ساقی	ہر ساغر غم کا دور ساقی
شمشیر سخنوری علم ہے	یہ کلک شراب کی قلم ہے	رندون مین فساد پڑ رہا ہے
مضمون بھی آج لڑ رہا ہے	ہر دور شراب دور گردون	فریاد ز دست جور گردون
سرمست شراب جنگ ہون مین	آئینہ کی طرح دنگ ہون مین	ساقی دریا دلی عیان کر
کشتی مے ناب کی روان کر	بجلی کی چمک شراب دکھلائے	ساقی صفت سحاب دکھلائے
ہو آب و شراب مین نہ کچھ فرق	قلقل کی صدا ہو خندۂ برق	بادل کی گرج سنائین میخوار
واعظ پہ ہو پھبتیون کی بوچھار	ہو جوش پہ بحر ساغر مل	کشتی شراب کا نبدھے پل
برسات کا آگیا ہے موسم	عالم مین بہار کا ہے عالم	ہے ابر بہار بر سر جوش
بادل سے فلک ہے بادلہ پوش	گھنگھور گھٹائین چھا رہی ہین	زلفون کا سمان دکھا رہی ہین
خنجر بدوش ابر ہے برق	بجلی بگوش ابر ہے برق	کالے بادل گرج رہے ہین
نقارۂ ابر بج رہے ہین	تلوار کا باڑھ پہ ہے پانی	باغون مین کمر کمر ہے پانی

نارنج کدو کنول بنے ہین
گردون پہ حباب چڑھ گئے ہین
موجین گرداب ہین نظر مین
خشکی ہی جہان مین ایک حصہ
کھلتا نہین چاندنی کہان ہی
گر ہی تو شراب کی دکان مین
حیرت ہی کہ ماہ شب کہان ہی
عاشق کو کیا جنون نے بے صبر
رخ ابر کا ہجر نے کیا زرد
بجلی نادم ہوئی لجائی
دریائے خیال جوش پر ہی
عیاریون کا سمان بندھا ہی

پھل تیغ دو دم کے پھل رہے ہین
اس درجہ ہی آب کی روانی
کشتی کی طرح ہین پل بھنور مین
رکتی نہین خاک پر ہوا پانون
غائب ہی کہ فرش ہر مکان ہی
گم دہر مین مہر کی کرن ہی
کیا جام شراب ارغوان ہی
موجون پہ بہار جزر و مد ہی
برسات کا دونگڑا ہوا گرد
مضمون نے رنگ بھی جمایا
ان چشمۂ فکر پر نظر ہی

دریاؤن کے پاٹ بڑھ گئے ہین
فوارے اچھل رہے ہین پانی
بارش کا ہوا ہی طول قصہ
ملتی نہین دھوپ کی کہین چھاؤن
سورج کا پتا نہین جہان مین
گر ہی کبھی تو ساز پیرہن ہی
ہی مطلع مہر مطلع ابر
سیلون کا حساب ہی نہ حد ہی
اشعار نے وہ تڑپ دکھائی
قصۂ دلچسپ یاد آیا
صنعت سے مقابلہ پڑا ہی

چہرہ صنعت نگاران صفحات سخنوری و معجز طرازان فصاحت گستری
اس داستان حیرت بیان کو کلک جادو تسطیر سے یون تحریر فرماتے مین شعر مصنف

مرصع نگاران شیرین مقال	چنین می نگارد ز کلک خیال	جلد پنجم کو اس مقام پر ختم کیا کہ

صاحبقران اپنے لشکر مین مین لقاتے افراسیاب جادو کو نار بامید طلب ساحران لکھا ہی اور شاہزادہ ایرج نوجوان نور نگاہ قاسم عالیشان طلسم اسکندری فتح کرکے طرف طلسم ہوش ربا کے چلے مین دیکھیے پہونچین یا نہ پہونچین لیکن لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ مین ہنگامہ عظیم برپا ہی یعنے صنعت نے سحر تیار کر لیا باغبان و بہار و مخمور وغیرہ سرداران لشکر مہرخ گرفتار ہوے سر میدان مید اندازی کی ملکہ سرخ موے کاکل کشا وغیرہ کو گرفتار کیا کسی کا کچھ زور نہ چلا نوبت و نقارے بجاتی ہوئی پلٹ گئی داخل قصر سحر ہوئی جس مقام پر حصار سحر کر چلی ہی شاہزادۂ اسد نامدار برائے شکار تشریف لیگئے ہین نکتہ سنجان فصاحت آئین اس داستان حیرت آگین کو کلک سحر طراز سے یون تحریر فرماتے ہین جبکہ صنعت سحر ساز شعبدہ باز میدان کارزار مین لڑ بھڑ کر چلی گئی ملکہ مہرخ مع سرداران نامی و ساحران گرامی پلٹ کر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئین ملکہ مہ جبین الماس پوش حیران و پریشان مضطر و بیقرار

برائے اسد نامدار اشکبار سریر جہانبانی پر آکے جلوہ فرما ہوئین ایک جانب خواجہ عمرو نامدار و عیاران باوفا
دربار مین حاضر ہین لیکن بارگاہ مین ایک سناٹا ہے ایک سے ایک کلام نہین کرتا عیش و راحت کا ذکر نہین کھانے
پینے کی کسی کو فکر نہین سطیح سر ڈالے ہین ہر ایک کی آنکھون مین آنسو بھرے ہین بعد عرصہ دراز ملکہ مہرخ نے
سر اٹھا کر فرمایا ای سرداران لشکر اسلام و ای ساحران خوش انجام حقیقت مین سحر صنعت سحر ساز شعبدہ باز
سب صاحبون نے ملاحظہ کیا ایک ہفتہ کی مہلت دیکر گئی ہے اس عرصہ کا گذرنا کیا بڑی بات ہے آخر سب صاحب
کچھ صلاح بتائین کہ ہم کیا کرین شاہزادہ والاقدر کو برائے شکار روانہ کر دیا اگر اس میدانداری مین ہوتے
یقین کامل تھا کہ صنعت انھین پر دست انداز ہوتی خیر اسقدر تسکین ہے کہ آقائے نامدار و مولائے ذوی الاقتدار
بخیر و خوبی شکارگاہ مین بسر کر رہے ہین خدا اب انکو دشمنون کے ہاتھ سے بچائے یقین کامل ہے کہ بعد ہمارے
وہ ہمارے خون کا بدلا لین اب سردست کچھ تدبیر کرنا واجب و لازم ہے جنگ اسی طرح قائم ہے الٹی مرتبہ اگر قیامت
برپا کریگی اسکا روکنا دشوار ہے یہ سنکر ملکہ مہ جبین طرف خواجہ عمرو کے متوجہ ہوئین دونون ہاتھ گلے مین ڈالکے
کہا نانا جان کچھ تدبیر فرمایئے آخر اسکا انجام کیا ہوگا یہ میعاد معینہ پلک جھپکانے مین گذر جائیگی طبل جنگی بجواکر
صنعت آئیگی خواجہ عمرو نے فرمایا صاحب آپ کے لشکر کے بیان مہتر برق و چالاک نامور فرماتے تھے
ہم حصار مین جائینگے صنعت سحر ساز کا سر لائینگے کچھ ظہور مین نہ آیا تو انکار کرین کہ ہمسے کچھ نہین ہو سکتا یا کوئی
تو تدبیر کرین ورنہ لشکر سے نکل جائین چالاک تو کچھ نہ بولا لیکن برق نے سر اٹھا کہا استاد ہماری کیا مجال ہے
جو آپکے سامنے عیاری کرین لیکن حضور اندر حصار سحر کے کیونکر جائین کوئی تدبیر آپ ہی فرمایئے خواجہ
ہنسے کہا اب کیون دیوانہ ہوا ہے ہمسے تدبیر پوچھتا ہے جسوقت ہمارا جی چاہیگا صنعت خود اندر حصار
سحر کے بلائیگی اپنے حصار کو شکست کر دیگی برق نے کہا استاد کیا تدبیر ہے عمرو نے کہا بس اسی قدر کافی ہے
جب ہمارا جی چاہیگا عیاری کرینگے حصار سحر خود شکست ہو جائیگا انشاء اللہ صنعت آپ ہی آکر لیجائیگی
برق چپ ہو رہا چالاک اٹھا جانسوز ضرغام سے اشارہ کیا برق بھی چلا عمرو نے کہا ملکہ مہرخ
دیکھو یہ چارون نالائق جاتے ہین عیاری کی فکر مین اور تو کچھ ہو نہ سکیگا نام عیارون کا بدنام کرینگے
چارون کو قید کر لو اس زمانے مین لشکر سے نکلنے نہ دو ورنہ طریقہ عیاری خراب ہوگا میرے دل کو رنج دینا
ہوگا برق غرتگی بیٹھ گیا کہا حضور قید کا ہیکو کیجے ہم آپ لشکر سے نہ نکلینگے حضور عیاری کرین ہمین کیا
وقوف ہے یہ عیاری حضور ہی کی ذات پر موقوف ہے یہ کہکر چارون عیار بیٹھ گئے ملکہ مہرخ بھی اور اور

باتون مین مصروف ہوگئین مگر یہ باتین عیارون کی سنکر ملکہ مہ جبین الماس پوش بہت بیقرار ہوئین کہا نانا جان
یہ الیس کی تکرار تو بہت بڑی بات ہی آپ فرماتے ہین مین عیاری کرون برق وغیرہ اپنا دعوی کرتے ہین بس اس
جھگڑے مین ہماری جان گئی شہزادہ کو بلا نہین سکتی خدانخواستہ اگر صنعت سحر ساز انکو دیکھ پائے حشر توڑے
آفت ڈھائے اپنی ایذا رسانی سے باز نہ آئے ابھی انکے دشمنون کو گرفتار کرکے لیجائے سب لڑائی بیکار ہو پھر کسی کا زور
نہ چلے انکے رہا ہونے سے قلب کو تقویت ہی کہ عنایت سے کریم کارساز کی کبھی تو طلسم کشا لوح پائیگا طلسم کشائی کریگا کسی طرح
سے آپ نے گنبد توڑے رہ گیا اب آپ تساہل فرماتے ہین لونڈی کا اسی غم مین آب و دانہ ترک ہی دل پر حسرتون کا
ہجوم ہی طبیعت مغموم آپ ہی آپ کلیجہ منہہ کو چلا آتا ہی انکی جدائی کا قلق دل دکھاتا ہی بس یہی جی مین آتا ہی کہ چیخین
مار کر روؤن یا گلے کاٹ کے سو رہون اسطرح اپنی جان دون ہر روز کے یہ صدمے نہ سہون صاحبو مین بھی تو بشر ہون
کیونکر نہ فریاد کرون کسطرح خاموش رہون جا رہیو تو کہین گے کہ دیکھیے عاشق صادق تھی اپنے دلدار کے جوش
محبت مین جینے کو دو بھر سمجھی بار فراق نہ اٹھا سکی آخر کو اپنی جان دی ہاے ارمانون بھری مر مٹی نصیبون جلی
دنیا سے ناشاد و نامراد اٹھ گئی بقول میر جواد۔ شیرین رہی نہ خلق مین فرہاد رہگیا + باقی بس اک فسانہ آزاد رہگیا
اچھا اب آپ کوئی فکر نہ کیجیے میرے حال پہ مجھکو رہنے دیجیے میرا بھی خدا مالک ہی کارسازی کریگا مجھ آوارۂ دشت
بلاے فراق کی رہبری کریگا یا تو مین خضر وار چشمۂ مراد پہ پہونچ گئی یہ ہوگا کہ مثال اسکندر بے نیل مراد
بیلے دہین کوہ و دشت مین سر ٹکرا ٹکرا کے جان دی یہ کہکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی آنسوؤن کی
جھڑی بندھ گئی یہ اشعار مصیبت خیز وحشت انگیز درد آمیز زبان پر لائی

اشعار

فراق یار مین مجھے اذیت بڑھتی جاتی ہی | شب ہجران تو گھٹتی ہی مصیبت بڑھتی جاتی ہی
عروج حسن ہی انکا محبت بڑھتی جاتی ہی | بہار آتی ہی جون جون میری وحشت بڑھتی جاتی ہی
مجھے منظور ہی دم بھر نہ وہ اوجھل ہون آنکھون سے | انھین پروا نہین کچھ اور نفرت بڑھتی جاتی ہی
بھلی کس طرح انکی طبیعت مین تلون ہی | خدایا خیر کرنا اب محبت بڑھتی جاتی ہی
بڑا اندھیر ہی زلفین تری رخ سے لٹک آئین | چھپا جاتا ہی خورشید اور ظلمت بڑھتی جاتی ہی
غم و رنج و الم کی ہجر مین دل پر چڑھائی ہی | غضب کی جا ہی اس لشکر کی کثرت بڑھتی جاتی ہی
ترے گیسو کے سودے مین نکلتے ہین وطن سے بھی | غریبون کی مصیبت پر مصیبت بڑھتی جاتی ہی
دہن کی مدح مین فکر رسا بھی اندنون گم ہی | دقیقہ یہ وہ ہی جسمین کہ دقت بڑھتی جاتی ہی

نباہ اسکا بہت دشوار ہی اب دیکھیے کیا ہو | وہ کم کرتے ہین اور میری محبت بڑھتی جاتی ہی
دکھایا یاس کو شوق سخن نے رنگ یہ اپنا | خدا کے فضل سے اسکی طبیعت بڑھتی جاتی ہی

ملکہ مہ جبین کے زار زار رونے پر بارگاہ مین ہنگامہ برپا ہوا ہر سردار بیقرار و اشکبار ہی ہر ایک کا یہی قول ہی
صاحبو حقیقت مین وے بر حال ملکہ مہ جبین کتنے عرصہ تک تو شاہزادہ اسد نامدار کے ساتھ قید رہین
کیا کیا مصیبتین سہین ملکہ صندل جادو کو قتل کرایا صحرا سے حیرت فتح ہوا طلسم ہوش ربا کی پہلی وہی شکست کی
لڑائی کا بندوبست ہی کیونکر نہ بیچاری بیقرار ہون اول تو اپنی جان کا خوف دوسرے وارث کا خیال قلب
پر ہجوم غم و ملال بیان رونے پر ملکہ مہ جبین الماس پوش کے یہ باتین ہونے لگین کسی نے ملکہ مہ جبین
کو سمجھایا کہ ای ملکہ اسقدر بیقرار نہو اپنی جان ہی تو جہان ہی تمھارا یہ غلط گمان ہی کہ خواجہ کوئی صورت نہ پیدا
کرینگے یاد رکھنا کہ اپنی جان لڑا دینگے صنعت کا سر لائینگے سرداران مقید کو چھڑائینگے انشاء اللہ فضل
باغبان حقیقی سے تمھارے ریاض لشکر پر بہار تازہ آویگی صنعت حیرت زدہ ہو کر مثل غنچہ پژمردہ
باد سموم حسد سے کملاویگی شاہزادہ اسد بھی آوینگے انکے جمال حسن کی گلچینی کرنا ہم سب بھی دیکھکر
نہال ہونگے دشمن پائمال ہونگے بی بی اسوقت ہمکو نہ بھولنا خواجہ عمرو نے بھی گلے سے لگایا بہت کچھ سمجھایا
فرمایا ای نور نظر اسقدر نہ گھبراؤ خاطر جمع رکھو مین نے سمجھو تو کہ اسی خیال سے تمھارے ملال سے اسد
غازی کو برای شکار روانہ کر دیا اسوقت تمھارے کلمات حسرت آیات نے خانۂ دل کو غم و الم سے
بھر دیا انشاء اللہ بہت جلد تدبیر ہو جائیگی صنعت بدبخت اپنے کیے کی بمقول سزا پائیگی مہ جبین
نے کہا پھر انکو یہان بلوا لیجیے عمرو نے کہا بیٹا ابھی یہان بلانا مناسب نہین ہی دشمن درپے آزار
صنعت آمادۂ حرب و پیکار شاید کوئی دشمن اس فکر مین ہو لہذا چندے اور تامل کرو ہمارے
کہنے کو مانو مین خود جا کر بلا لاؤنگا میرے دل کو یقین ہی کہ تمھین فراق ناگوار ہی مگر یہ حقیر بھی مجبور
و ناچار ہی غرضکہ ملکہ مہ جبین کو تسکین جو ہوئی خواجہ عمرو نے سر اٹھا کر دیکھا برق و چالاک
وغیرہ کو دربار مین نہ پایا عمرو نے کہا لو غضب ہوا یہ لونڈے کہین گئے اب عیاری کی خرابی ہی
برق کو اسی سبب سے زیادہ اس مقدمہ مین گو بیتابی ہوگی یہ کہکر چرند و پرند کو بلایا فرمایا کہ
جاؤ تو لشکر مین یا کنارے لشکر کے یہ چارون موجود ہون تو کان پکڑ کے کھینچتے ہوئے لانا
چالاک سے کہنا چلو تمھارے باپ بلاتے مین برق دیکھنا میرے فرزندون کو بھی آوارہ کریگا ہرکارے

دوڑے سب طرف لشکر مین تلاش کیا چارون عیارون کا نشان تک نہ پایا بلکہ لوگون کی زبانی سنا کہ
چارون ساتھ گئے ہین یہ کہتے ہوے کہ دیکھو صاحبو ہم ہی کو جا کر فوراً صنعت کو مارتے ہین یہ جو خبر
خواجہ عمرو نے سنی پیٹ پکڑ لیا کہا صاحبو اتنا بیر منھ سے نکل گیا تھا کہ ایک تدبیر ہمارے سحر مین جانیکی ہے
نہین معلوم بیوقوفون نے کیا سمجھا وہ جو اصلی بات ہے اسپر تو انکا خیال کیا جائیگا مگر بات خراب ہوئی ان
چارون کی جان گئی کل تھا کر وہ ایسون کا یہی نتیجہ ہے مہرخ نے منھ پر ہاتھ رکھدیا کہا خواجہ ایسا
کلمہ نہ فرمایئے خدا نکرے وہ چارون خیر و عافیت سے لشکر مین آئین جان بخش سرداران نامی گرامی
عالی خاندان سر فروش جان نثار نیک طبیعت صاحب وقار ہین عمرو نے کہا صاحب تم کیا جانو میرے
شاگردون کے مقدمے مین دخل نہ دیا کرو قتل یقین کرکے آپ ہی لوگون نے خراب کیا جب تو برق زمین
پر پانون نہین دھرتا ہر وقت پھولا رہتا ہے مال خرا جرا کے مال والا ہو گیا ہے کئی لاکھ روپیہ اُسکے
بنک گھر مین جمع ہین اب وہ کسی کی کیا حقیقت جانتا ہے بھلا میرے تئین کب مانتا ہے ملکہ مہرخ تو خاموش
رہین لیکن سب سردار واسطے عیارون کے دعائین مانگنے لگے خداوندا اُنکو مظفر و منصور کر تا دشمن
مغلوب ہو چارون عیار خیر و عافیت سے آئین عمرو نے کہا وہ زندہ پلٹ کر نہین آئینگے مرنے کی خبر ملیگی
سردار خاموش ہوے خواجہ کہتے ہین لونڈون نے بڑا غضب کیا ایک مقام عیاری کا تھا وہ بھی
سنا یا ساتھ بہار و باغبان کے قید ہوے بیان تو یہ ذکر اب دو کلمہ داستان ملکہ صنعت
سحر ساز بیان ہوتے ہین کہ اُسنے سرداران نامی کو زندان سحر مین قید کیا طائر بنے ہوے پھڑک
رہے ہین کبھی بہار و مخمور کے کراہنے کی آواز آتی ہے کہ زمین تھراتی ہے سننے والون کے دل ہلتے ہین
ان مبتلاے بلای مصیبت پر کف افسوس ملتے ہین کبھی مخمور رنجور طائر تو گرفتار اپنی حالت اضطرار مین
رو رو کر یہ اشعار زبان پر لاتی ہے اشک حسرت دیدۂ غمناک سے رخسار گلعذار پر بہاتی ہے اشعار

تو گرفتارون پر ایسی قید ہو صیاد کی
ای صبا تو نے ہماری خاک کیون برباد کی
تشنۂ جام شہادت ہمسے پیاسے رہگیے
مجھ بے گریبان تو اٹھینگی کبھی جلاد کی
روز رکھتا ہے قفس مین لا کے گلہائے حسین

ہین قفس مین مجھے دم ری تیلیان فولاد کی
چپ ہون کیونکر نہ مین بیداد صیاد کی
کسقدر ہے آب یہ تلوار ہے جلاد کی
جسجگہ دیکھا اجاڑا آشیان اسنے مرا
رہتی ہے مجھپر عنایت نہ لتون صیاد کی

اُسکے کوچہ سے اڑا کر لیگئے بیداد کی
بلبل تصویر ہون عادت نہین فریاد کی
فصل گل ہی مین یہ سینا ہے مجکو ٹریان
باغبان مین ہو گئی خو آجکل صیاد کی
نالۂ عاشق نے آسنا تو اثر پیدا کیا

رہ گئے دل تھام کر وہ سنتے جب فریاد کی
سیکڑون تدبیرین کرتا ہو چلا نیکی مرے
جان شیرین مفت ضائع ہوگئی فرہاد کی
لاکھ ضبط نالہ کرتا ہون مگر رکتا نہین
کیجیے اسکی مدد ہو یہ گھڑی امداد کی

باغ مین ہوگا خرامان جبکہ وہ سرو سہی
کیجیے کسسے شکایت اُس ستم ایجاد کی
اُٹھنے کی صحرانوردی یہ پہاڑون مین !
کیا کرون مین مجکو عادت ہو نہین فرہاد کی

خاک مین ملجائیگی یہ قد کشی شمشاد کی
سنکے شیرین کی خبر سر پھوڑ کر وہ مرگیا
حال وہ مجنون کا کیفیت یہ ہو فرہاد کی
یاس یہ رنج والم ہو یا علی جلد آئیے

یہ صدائین وحشت خیز مصیبت انگیز اس زندان خانے سے آتی ہین مگر صنعت سحر ساز ہنس رہی ہو پکار کے آواز دیتی ہو بات طائران وحشی زمزمہ سرائی نہ بھولنا بغاوت پر نہ بھولنا اپنے دل مین یہ نہ سمجھے کہ شاہنشاہ طلسم ہوشربا سے سرکشی کرکے کیا پھل پاؤگے آخر جانور بنے اپنی سزا کو پہونچے خوب سلطنت کی وزارت کا زور ہوا ملک تھیلے بڑے بڑے مزے اُڑائے اب بھی توبہ کرو تو خطا معاف کرادون شاہنشاہ کے قدمون پر گرادون ہرچند سب طائر بنے ہوئے ہین مثل انسانون کے کلام نہین کرسکتے لیکن ان باتون کا اشارون سے جواب دیتے ہین کنایے سے صاف ہویدا ہوتی پیدا ہو کہ افراسیاب کی اطاعت نہ کرینگے تڑپ تڑپ کے اس قفس زندان مین مرینگے لیکن اتنا خیال رہے شعر ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا دہل جائینگے افلاک جو فریاد کرینگے ۔ صاحبان صنعت سامنے سے صنعت کے ہٹ جاتے ہین کانون پر ہاتھ رکھ کے الامان الامان کہتے ہین آپسمین ذکر ہو کہ یارو اسکی آہ سے بچنا چاہیے صنعت کہتی ہو سعادت خون حسین سحر ساز ابھی نہین ہوا حسین کے نام کے عدد نکالون گی ایک عدد پر دس دس ہزار کو قتل کرونگی تب بھی سعادت خون حسین سحر ساز نہوگا اسی اثنا مین دور سے رام رام ست کی آواز آئی صنعت نے سر اُٹھا کر دیکھا کسی غریب کا مردہ دو شخص ارتھی پر لیے ہوے ایک کٹھا برہمن ساتھ ہو ہاتھ مین ایک جلا ہوا کنڈا ایک ہانڈی مٹی کی اسمین تیے برگمی کسی قدر رنج ساتھ ساتھ اس ارتھی کے پیچھے ہائے بھائی کہکے روتا ہو ارتھی کو لیے ہوے اسی جانب آتے ہین جب قریب حصار پہونچے نگہبانان ملکہ صنعت سحر ساز نے دس قدم آگے بڑھکے روکا کہا ادھر سے ارتھی پھیر لیجاؤ حصار سحر ہو یہان نہ آؤ ملکہ عالم وزیر اعظم افراسیاب کی ممانعت ہو مردہ اب یہان نہین پھونکا جاتا برہمن نے بڑھکر کہا وہ سامنے جو چیل کا پیڑ ہو ہمارے نانا دادا سب اسی مقام پر پھونکے گئے ہم قوم کے برہمن ہین مدت سے جو مقام قرار داد ہو وہین پر یہ مردہ جلیگا جاؤ جاکر ملکہ صنعت سے عرض کرو کہ یہان برہمن دیوتا کو نہ ستاؤ نگہبانون نے کہا ارتھی ٹھہرالو ہم جاکے عرض کرتے ہین برہمن کا نام سنکر سب ڈر گئے سامنے ملکہ صنعت کے

آکے کیفیت بیان کی کہ حضور برہمن کا مردہ ہے وہ کہتے ہین ہم اسی نخل کے نیچے مردہ جلاوینگے اگر عرصہ ہوگا ہزار بھائی
ہمارے جمع ہوجاوینگے جنیئون کو توڑ ڈالینگے آپ وداد ترک ہوگا ایک مردے کے ساتھ ہزار برہمن جان دیگا
یہ سنکر صنعت بھی گھبرا گئی کہا صاحبو تمہاری کیا راے ہے سبنے کہا مہارانی اگر برہمنون نے جنیو توڑ ڈالا بڑا آپاپ
ہوگا پھر کیونکر ملاپ ہوگا یہ قوم برہمن نہایت سخت ہے جو کہینگے وہی کرینگے سامنے حصار کے بیٹھکر پوجا شروع
کردینگے گھنٹہ ناقوس بجاوینگے آفت مچاوینگے صنعت نے کہا ارے حرامزادیون تم کیا جانو یا تب ہی کہنا شروع
کردیا مجھے عیاران اسلام کا بڑا خیال ہے ان نگوڑون کے نزدیک مردہ زندہ بنانا کتنی بڑی بات ہے ایک ایک
عیاری کمبختون کی کرامات ہے مین بڑے بڑے دھوکے اٹھا چکی ہون کنیزون نے کہا حضور آپ بجا ارشاد
فرماتی ہین مردہ بنکر کیا عیاری کریگا یہان آنے دیجیے حضور خود موجود رہین اپنے سامنے لکڑیان
جمع کرکے مردے کو جلوا دیجیے حضور برہمن ہین آفت برپا کرینگے صنعت نے کہا اچھا جاؤ یہ اقرار کرلو کہ ہم
مردے کو کھول کر دیکھ لینگے تو جلنے دینگے کنیزون نے کہا حضور ہان اسمین انکو کیا عذر ہوگا صنعت
نے کہا ان باتون مین مجھے کسی کا اعتبار نہین ہے مین خود مردہ دیکھونگی بلکہ فصد کھلوا کر امتحان کرونگی یہ کہکر درخت
کے نیچے صنعت آکر کھڑی ہوئی کہا جاکر حصار باطل کرو ارتھی جاکر اپنے ساتھ لے آؤ یہان ان تینون برہمنون
نے ارتھی تو رکھدی ہے غل مچا رہے ہین یا سامری یا جمشید کے نعرے کبھی لات و منات کو پکارتے ہین
کنیزون نے جوکہین کہا برہمن دیوتا غل نہ مچاؤ ساتھ آؤ یہ کہکر حصار سحر کو ہٹایا دونے ارتھی کو اٹھایا ایک
روتا پیٹتا ساتھ چلا لیکن فریاد کرتا ہوا گسیان نے بڑا غصہ کیا ہمارے بھائی کی لاش کو ٹھہرایا
یا سامری و جمشید روتے پیٹتے زیر نخل ارتھی کو لاکر رکھا تینون برہمن سامنے صنعت کے آئے
پہلا اسیس دی کہا مہارانی کی جے جے کار ہے لکڑیان سرکار سے ملین آپ کے برہمن دیوتا کا مردہ جلایا جاے
صنعت نے کہا بات سنو بگڑا نہ کرو ہمین اس مقدمہ مین شک ہے ناحق کی بک بک ہے ہم لکڑیان منگوا دینگے
اپنے سامنے لاش کو جلوائینگے تم کریا کرم کرنا ہمارا کچھ ہرج نہین ہے بند تو کھولو ہم لاش کو دیکھینگے
شاید مکر و غدر نہووے ان تینون نے کہا گسیان مردے پر یہ بدعت ہم بند کھولین آپ بادشاہ
عالیجاہ مین آپ بند نہ کھولیے چہرہ دیکھ لیجیے اور زیادہ شک ہو فصد کھلوا لیجیے ہاتھ پاؤن
کٹوا ڈالیے تیرہ صدی مین سب کچھ ہوگا پوتھیون مین لکھا ہے اس تیرہ صدی مین پاپ
بڑھ جاویگا برہمن کا کوئی نام نہ لیگا صاحب آج آنکھون سے دیکھا مردے سے کیا شک آپکے نزدیک

یہ بات ہے کہ اپنے بھائی کو مردہ بنا کر لائے ہیں مُردے کو ہاتھ لگانا بڑا پاپ ہے صنعت نے کہا ہم ان باتوں کو نہ مانینگے مُردے کا مُنھ کھول کر دیکھ لینگے ایک کنیز جو بہت چالاک و چست تھا بڑھ کے کہنے لگا گسیان اب دیر نہ کیجیے جلد قریب آیئے صنعت اپنے مقام سے بڑھی قریب ارتھی کے آئی وہ تینون برہمن بھی قریب آئے رام رام کرتے جاتے ہیں سنکھ بجا رہے ہیں سامری و جمشید کہکر غل مچا رہے ہیں صنعت جھکی سینے کا بند کھولا گلے کے پاس کا بھی کھول چکی چاہتی ہے کہ چہرے سے بھی کفن ہٹاؤن جبکہ ہاتھ مین کنڈا تھا کنڈا پھینک کر بڑھا کہا گسیان بالون کے پاس کا بند تو پہلے کھولیے صنعت ادھر جھکی ہزار ہا کنیزین گرد تمام سرداران فوج صنعت جمع ہین سب خوف سے تھر تھر کانپ رہے ہین کہتے ہین ملکہ نے غضب کیا مردے کے بند کھولے اس سال یہ بچ جائین تو بڑی بات ہے کاہیکو یہ جھگڑے مچائے ہین لیکن صنعت جیسے ہی بالون کی جانب پلٹی کہ یہ بھی بند کھولون مردے نے پیر کھینچے ہوا کے جھونکے سے کفن مُنھ سے ہٹ گیا کنیزون نے دیکھا مردے نے ہاتھ اُٹھائے پیر کھینچے وہ تینون برہمن بھی مثل برق جھپٹے مردے نے بالون سے حلقے کمند کے اُن تینون نے بھی حلقے کمند کے مارے مردے نے آواز دی باش او ملعونہ قضا تیری تیرے سر پر پہونچی نعرہ

به عیاری منم آنکه چست و چالاک
بچشم دشمن اندازم کف خاک
نه آید باد گرد تیز گامم

برق نے بھی تڑپ کے نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی عیار نامدار اشعار

خلیفه اولم چالاک نامم
منم برق رفتار و خنجر گزار
کنم پر دلان را بعالم ستوه
به گرز و به گوپال و تیر و سنان

منم یکه لیکن گران بر هزار
کنم در وغا عرصه بر شیر تنگ
بر آرم دمار از سر پردلان

منم سیل چون رو بیارم بکوه
هم آورد من نیست کس وقت جنگ
ضرغام و جانسوز نے بھی نعرہ تیز

کیا چارون نے کمندین مارین لیکن صنعت ہوشیار تھی لٹکے اٹھا چکی ہے حقیقت مین چودہ حلقے چارون نے مارے گردن و کمر مین صنعت کی پڑے صنعت برق بنکر چمکی اور کے آسمان پر پہونچی حلقے کمند کے جلگئے عیار کنیزون پر گرے کسی کو خنجر مارا کسی کو للکارا ایک نے حقہ آتشبازی مارا ایک نے حباب اچھالا ایک نے جنگی بان داغ دیا دو سو کنیزین صنعت سیہ بخت کی گرین صدائے گیر و دار بلند ہوئی اب کوئی عیارون کے قریب نہین آتا مارنے سے جادوگرنیون کے اندھیرا بھی ہو گیا ہے اُس تاریکی مین یہ چارون عیار بھاگے کہ پار نکل جائین صنعت آسمان پر جلی کچھ حلقے جلائے کچھ حلقے جو گردن مین پڑ گئے تھے قفس قفس پیچیدہ ہاتھون سے انکو توڑتی ہوئی زمین پر گری قریب تھا صدمے سے بیہوش ہو جائے مگر اسم سحر پڑھنے لگی دیکھا کئی سو کنیزین

مری تڑپی مین چارون عیار بھاگے جاتے مین ساحرون نے پیچھا کیا ہر لیکن یہ پلٹ کے حقہ ہاے آتشبازی
مار رہے ہین جب دو تین گیند مرتی ہین اندھیرا ہوجاتا ہر یہ پھر بھاگتے ہین صنعت نے آواز دی ارے
ان کمبختون کا پیچھا نہ کرو کیا مجال ہر جو حصار سحر سے باہر نکل سکین جادوگر ٹھہرے عاجز تو ہو ہی رہے تھے
یہ چارون بھاگتے ہوے جب قریب اُس فلک کے پہونچے لڑکھڑا کے چارون گرے ہاے کہکر بیہوش ہوے صنعت
نے آواز دی شکلین باندھو کشان کشان سامنے صنعت کے لائے صنعت نے کہا او نالائقو مین نے
تمکو بلایا تھا بر وقت اندر حصار سحر توڑا پھر قائم کر دیا تھا جانتی تھی اگر کوئی مکاری عیاری ہوگی یہ گھیرے
قتل کیے نکل نہ سکینگے بادولت کا قتل بہت دشوار ہر تم چارون تو آئے اُس بڑھے کو نہ لائے آجتک سار بان
زادے نے کوئی تدبیر نکی مین تو اُسکی مشتاق ہون وہ کالیا کہان ہر جو بغدہ لیے پھرتا ہر اے برق و چالاک
تقدیر نے تمھارا دامن پکڑ لیا ہر یہان تک کشان کشان پہونچایا ہر کل پھر جاکر لڑونگی سردارون کی گردن لونگی
تمھاری گرفتاری کی خوشخبری تو پہنچ گئی ہوگی اِس عذاب الیم سے تمکو قتل کرونگی کرما بیان دریا و مرغان ہوا
تمھارے حال پر روئین مجھکو ترس نہ آئیگا گھڑا ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ بڑی بڑی مکاریان کرچکا ہر
اب میرے ساتھ کیا کوئی عیاری کرسکتا ہر برق نے تڑپکر جواب دیا او چھپا کیا بکتی ہر کیون اتنا غرور کرتی ہر
جنے اپنے نزدیک تجھکو مارا اندر حصار سحر کے آکر للکارا تو سخت جان تھی نہ مری انشاء اللہ قبلہ و کعبہ آکر قتل
کرینگے ہم ایسے ہزارون اُنکے غلام مین ہمارے گرفتار ہونے سے اُنکا کیا بیچ ہر گلاب کیوڑے سے کلی کرتب نام
ایسے بزرگون کا لے تو نے بے ادبی سے نام نامی اُنکا لیا اب یقیناً تو موت کی طالب ہر وقت یخ گزر جائیگا
زبان فرحت کھی ایکا صنعت نے کہا صاحبو دیکھو تو کیسا انکا دیدہ صاف ہر بادولت سے خوف نہین کرتے
آنکھین چار کرکے بات کرتے ہین جو منہ مین آتا ہر بُرا بھلا کہتے ہین ان کمبختون کے مرگ کے دن آگئے ہین اب
جب قتل ہونگے تب آنکھیں کھلجاوینگی برق نے کہا ہم مرنے کو نہین ڈرتے جہان ڈر وہان ہمارا گھر جو کچھ تجھسے
ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کر صنعت نے سحر کرکے ان چارون کو بھی جانور بنایا اُسی قید خانے مین چھوڑ دیا
بسبب مکر کچھ احسان لشکر اسلام نے اپنی آنکھون سے دیکھا روتے پیٹتے بھاگے بیان عرض کرچکا ہون
بیقراری سے ملکہ مہجبین کی بارگاہ مین تلاطم ہر خواجہ فرمارہے ہین یارو خبر لو برق وغیرہ کہان گئے
معلوم ہوتا ہر کمبخت طرف لشکر صنعت کے روانہ ہوے جاتے ہی کمبخت پھنسینگے جوتیان کھاینگے ملکہ مہرخ
کہتی ہین خواجہ ایسے کلمات زبان سے نہ نکالو جانباز و سرفروش ہین دریاے طراری و مکاری کے

جوش مین انشاء اللہ غالب آئینگے مگر صنعت خود سر کا لائینگے یہ ذکر ہی تھا کہ چرند و پرند دوڑتے ہوئے آئے کہ بیر جواس
عالم یاس افتان وخیزان آکر سامنے گر پڑے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی عرض کی ملکہ عالم غضب ہوا چالاک و برق
عیاری کرکے گئے کیا کمال کیا کہ اندر حصار سحر کے پہونچے عیاری کی صنعت کو مار لیا ہوتا مگر وہ ماہو نہ بہت ہوشیار
تھی آخر گرفتار ہوئے مجبور و ناچار ہوئے اُسی طرح جانور بنا کے قید خانے مین چھوڑ دیے گئے ابھی غلام اپنی
آنکھون سے دیکھکر آئے ہین اس حال پر ملال مین جان نثارون کو دیکھا یقین تھا کلیجہ شق ہو جاے قدم نہ اُٹھتا
لیکن خبر پہونچانا ضرور تھا حاضر ہوئے بارگاہ مہرخ مین یہ خبر وحشت اثر سُنکے شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر فرد بشر
اس غم تازہ سے درد مند ہوا عمرو نے کہا صاحب ٹھہرو بات تو پوچھنے دو کہنے سے عمرو کے سب سردار خاموش
ہوئے لیکن ہچکیاں لگین مین ایک کو ایک بنظر یاس دیکھتا ہے عمرو نے ہرکارون سے پوچھا صاحبو کس عیاری
پر گئے بی مہرخ صاحبہ ذرا سماعت فرمایئے جس عیاری پر وہ ہرکارے کہین مین بیان کردون مین تو لشکر
سے نہین نکلا ملکہ مہرخ نے کہا حضور سے زیادہ کون سمجھنے والا ہے آپ ہی ارشاد فرمایئے کس عیاری سے
گئے ہونگے عمرو نے کہا وہ جو میرے منھ سے نکل گیا تھا کہ حصار سحر خود برطرف کردیگی بس بات مین سے بات
نکال لی عیاری خراب کی ای چرند و پرند سچ بتاؤ یہی معرکہ گذرا کہ اور صورت ہوئی کلام خواجہ سنکر ہرکارون
کو وحشت ہوئی عرض کی حضور بہت بجا ارشاد فرماتے ہین چالاک مردہ نباد و نے ارتھی اُٹھائی برق
نے کھٹے برہمن کی صورت بنائی قریب حصار سحر کے داد بیداد کی آخر صنعت نے بلا لیا مردہ کھول کر دیکھنے کا
قصد کیا چارون نے کمندین مارین صنعت برق بنکے چکی دام کمند سے نکل گئی آخر بھاگے حصار کے قریب
جا کے گرے بیہوش ہوئے عمرو نے کہا صاحبو سُنا بس اب مین کسی مقدمہ مین دخل نہ دونگا نہ انکو رہا کرنے
جاؤنگا اب کوئی عیاری بھی نہ بن پڑیگی یہی ایک جگہ تھی کمبختون نے اُسکو لوٹا یا اب کیا ہو سکتا ہے ایک زندہ
نہ بچیگا تم لوگون کو اپنے اپنے فعل کا اختیار ہے اب مین خدمت مین صاحبقران کی جاؤنگا طلسم ہوش ربا
مین نہ رہونگا مین عیاریان کرتے کرتے عاجز ہو گیا ان نالائقون کو موت نہ آئی یہ کہکے اُٹھے مہ جبین کو
گلے سے لگایا کہا لو بی بی خدا حافظ ہم جاتے مین ہمارا یہان رہنا بیکار ہے مہ جبین نے دامن تھام لیا کہا
قبلہ و کعبہ آپ ایسا نہ فرمایئن بعد خدا کے آپ ہی کا تو بھروسہ ہے اُن عیارون نے بھی بہتری کی تھی براے
قتل صنعت گئے اندر حصار سحر کے پہونچے لیکن سحر سے مجبور ہو گئے عمرو نے کہا عیاری خراب ہو گئی مین
ارتھی بنا تا دس بیس اور ساحرون کو ساتھ لیتا گھنٹہ و ناقوس بجاتے ہوئے جاتے انکو بھی معلوم ہوتا

کہ حقیقت مین ہان کوئی مرا ہی ایک آدمی صرف ہمراہ دیکھتے ہی سمجھ گئی ہوگی کہ یہ عیار مکار مین آخر سب کو گرفتار
کرلیا ملکہ نے کہا معاف فرمایئے تشریف رکھیے اب کوئی بات کبھی بے آپ کی صلاح کے نہوگی غرضکہ خواجہ بیٹھے
پر ایک رنج والم مین مبتلا برق وچالاک کا سب کو خیال تھا پر ہجوم غم وملال ناگاہ طائر زرین بال آفتاب بصد
پیچ وتاب آشیانۂ مغرب مین جاکر چھپا اور عقاب بلند پرواز ماہ تابان ثابت وسیارگان کو ہمراہ لیکر بصد کروفر
تخت فلک نیلی پر مصروف فکر شکار ہوا بارگاہ مین روشنی ہونے لگی شمع عقل سب کی گل غم چالاک و برق مین
شور گریہ وزاری کا غل پڑ گیا ایک اسی ہنگامے مین لشکر حیرت سے صدا نقارون کی آئی عمرو نے سر اٹھاکر فرمایا
یارو ذرا دریافت تو کرو کہ یہ کیسا نقارہ بجا کیا کوئی نیا سردار ہمارے مقابلہ آگیا اسوقت خود بخود قلب
تھر آگیا مورخ نے عرض کی ہرکارے گئے ہوے ہین خبر لیکر آتے ہونگے اس عرصہ مین چرند وپرند حاضر ہوے
ہاتھ اٹھاکر دعا وثنائے بادشاہی بجالائے اسطرح عرض کرنے لگے مخمس در مدح بادشاہ اسلام

خسروا جھکے سر گنبد دوار ہلال — خود لب عجز سے کرتا ہی یہ اقرار ہلال
حاضر خدمت عالی ہی بہر کار ہلال — گرز بردار ہی خورشید کماندار ہلال
آسمان لیکے سپر چلتا ہی تلوار ہلال

دست ہمت ترا خورشید سے ہی بالا تر — تیری بخشش سے ہی نیسان عرق شرم مین تر
آئین تیرے در دولت پہ گدا یا نہ اگر — اپنے کاسے مین بھرے چرخ دمین مثل گہر
اور کشتی مین بھرے درہم ودینار ہلال

ذوق کرتا ہی سخن تیری دعا پر کوتاہ — عید ہر سال ہو فرخ تجھے باحشمت وجاہ
تیری دولت سے ہون خرسند ترے دولتخواہ — اور جو حاسد ہین ترے واسطے انکے ہر ماہ
چرخ پر تیز کرے خنجر خونخوار ہلال

اے شاہنشاہ گیتی ستان ظلمات جادو اکر طبل جنگی بجوا گئی پیام صنعت کا لیکر آئی تھی لشکر حیرت مین نام صنعت
کے طبل جنگی بجگیا مشہور ہی کہ بوقت سحر اسی طرح آگے لشکر اسلام سے مقابلہ کریگی تیاری مین سب مصروف ہین
بڑی خوشیان ہورہی ہین عمرو نے کہا بسم اللہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بعنایت رب اکبر طبل جنگی بجے یہان
بھی صدائے طبل جنگ بیدرنگ بلند ہوئی تمام سردارون کو معلوم ہوا کہ کل پھر صنعت سے مقابلہ ہی
جا بجا تیاریان ہونے لگین لیکن لشکر مین سناٹا ہی سردار بیقرار و مضطر دلپر قلق رنگ چہرون کا فق فقط

قمر سب کی وحشت کرون کیا رقم
ستارون پہ خال سیہ کا گمان
کسی کو تردد کہین انتشار
تردد مین بیتاب خواجہ عمرو
صدائین وہ ہا ہو کی ہر سو بلند
کسی نبردوسے کو تھی فکر گریز
کہین گھنٹے بجتے تھے باصد خوشی
کہین بحرسے جل رہی تھی زمین
کسی جا پہ گوگل کے جلنے کی بو
جلاتا تھا رہین کوئی خودپسند
کہ مہرخ کے دلپر ہجوم و الم
کہین شیر کے گونجنے کی صدا
کوئی خوف سے مرگ کے بیقرار
اندھیرا وہ پرہول حیرت فزا
کوئی شاد وخرم کوئی دردمند
اِدھر فوج حیرت مین تھا اک غریو
صدا تھی کسی جا پہ ناقوس کی
کہین شیمے سے اٹھ رہا تھا دھوان
اندھیرا دھوان دھار تھا چارسو
کوئی سر ہلاتا تھا بیٹھا کہین
وہ تاریک مثل دل کافران
کہین لوٹتا تھا پڑا اژدہا
وہ لشکر مین ہر سمت تھا شوروشر
شب فرقت عاشقان سے سوا
کوئی شیر تھا صرف ذکر ستیز
ہر اک ساحر بدسیر مثل دیو
کہین جھانجھ بجتے تھے ڈھولک کہین
فسون سازیون کا ہر اک جا نشان
کہین شور یا سامری تھا بلند
کبھائی کا ہوتا تھا پوجا کہین

ایک ہنگامہ دونون لشکرون مین پڑا تھا ملازمان حیرت کی خوشیان اہالیان لشکر مہرخ کی بیقراریان اِدھر فتح وظفر کی خوشی اِدھر بیقراری واضطراری شب تیرہ وتار داد وفریاد کی جابجا پکار اسی ہنگامۂ صعوبت مین وہ شب غم بسر ہوئی تڑپ تڑپ کے سحر ہوئی سرداران لشکر اسلام بیقرار ونا کام اپنے اپنے مقام سے اٹھے خسرو خاور بصد کر و فر فوج شعاع ضیا کو ساتھ لیکر چرخ نیلی فام پہ برآمد ہوا ملکہ مہرخ نے ملکہ مہ جبین کو تخت پہ سوار کیا ساحران جانباز کو بلا کر حکم دیا کہ شہنشاہ گیتی ستان کے قریب رہنا بخوبی سب جا حبون پر ظاہر ہے کہ سرکار دولتمدار کو سحر نہین آتا کئی سو ساحران نامی نے تخت کو آکر ملکہ مہ جبین کے گھیر لیا ملکہ مہرخ آگے بڑھین ادھر سے دیکھا کہ فوج حیرت بصد شوکت وصولت ملکہ حیرت جا کر بلندی پر ٹھہرین صرصر وصبا رفتار قریب قنطورہ ہائے زر لبفتی وبانہائے عیاری سے آراستہ سلاح جنگ سے پیراستہ یہ بھی واضح رہے کہ لشکر حیرت کر کھولے ہوئے برائے تماشا میدان مین آکر ٹھہرے ہوئے ہین اور ملکہ صنعت سحر ساز کا سب کو انتظار لشکر مین انتشار ناگاہ در گھٹ کی طرف سے گرد اڑی گرد کو مثل زلف مہوشان پیچ وتاب جنگ در باب کچتا ہو اصنعت بہ کبر ونخوت تخت پہ سوار بارہ ہزار ساحران خونخوار بموجب طریقہ قدیم گرد لشکر حصار سحر ایک جانب ملکہ ظلمات جادو ایک سمت ملکہ گیسو کشا اسباب سحر سب کے ہاتھ مین ایک سمت آکر لشکر ملکہ صنعت سحر ساز

ٹھہرا سفین جبین ملکہ صنعت سحر ساز نے دور سے ملکہ حیرت جادو خاتون شاہنشاہ افراسیاب
کو بہ ادب جھک کے سلام کیا ملکہ حیرت نے کہا مزاج تو اچھا ہے صنعت سحر ساز نے دست بستہ عرض
کی حضور کنیز سب طرح اچھی ہے ہمیشہ دعائے ترقی دولت مین مصروف رہتی ہے سامری و جمشید کی
کرپا سے حضور کا نیر اقبال ہمیشہ اوج پر رہے دشمن پامال دوست نہال یہ کہکر فوراً نقیبون کو اشارہ
کیا نقیباے بلند آواز میدان کارزار مین آئے سرود چھیڑے اشعار عبرت آمیز پڑھے نظم مصنف

عجب گردش چرخ کجباز ہے	کہین سوز ہے اور کہین ساز ہے	کہین جاہ و دولت کا سامان ہوا
کوئی شکل گیسو پریشان ہوا	کسی جا ہے شادی تو ماتم کہین	کہین قہقہہ چشم پرنم کہین
کسی نے رکھی سر پہ ترچھی کلاہ	سراسر کوئی ہو رہا ہے تباہ	کوئی ہجر ساقی مین ساغر بدست
کوئی بادہ کبر و نخوت سے مست	کوئی صاحب دولت و تاج ہے	کوئی دانے دانے کو محتاج ہے
شگفتہ ہوئے غنچہ و گل کہین	تڑپتی ہے بیتاب بلبل کہین	اے اہالیان دنیا و نیائے فانی مقام

لغزگاہ ہے اس تھوڑی سی زندگانی پر بھروسا کرنے والا گمراہ ہے بیت جدائی ہے لکھی تقدیر مین انسان تو عالم کی + حروف
مفردہ سے ہے کتابت لفظ آدم کی اور کسی کو ثبات نہین نیکنامی کسی کی ذات نہین جسکا جی چاہے ابھر کر مرے
عمل خیر کرے جلوہ عروس مرگ دیکھے مردانگی کے جوہر دکھلے جسنے خواہش کی کاہش ہوئی زندگی کو حباب لب جو
سے مثال ہے اس سے جلد کنارہ کرے اتنا توقف بھی محال ہے ایسے اشعار عبرت آمیز وحشت خیز نقیبون نے پڑھے
بہادر بحر جرأت کے بے بہا در بادہ شجاعت سے مست جھومنے لگے مرنے پر آمادہ ہوئے صنعت تخت سے
کودی طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی میدان کارزار مین پہونچی عجائب و غرائب سحر دکھلائے نعرہ کیا کہ
ملکہ مہرخ کسی کو جلد ہمارے مقابلے مین بھیج اب تم سب کا پیمانۂ عمر لبریز ہوا سر رشتۂ حیات منقطع ہو چکا جسکو
تمنائے مرگ ہو سامنے آوے مقابلہ کرے اگر جان شیرین عزیز سمجھے قدمون پر گرے مہرخ نے بائین جانب
دیکھا ملکہ ماران زمین کن ساحرۂ پرفن طاؤس کو بڑھا کر سامنے ملکہ مہرخ سحر چشم کے آئی اجازت
طلب کی ملکہ مہرخ نے فرمایا اے نور بصر و اے لخت جگر تمکو خالق اکبر کے سپرد کیا بسم اللہ کرو شوکت و شان ملکہ
ماران زمین کن دیکھکر دوست و دشمن روتے تھے غیر بھی اشکون سے منہ دھوتے تھے حسن و جمال مین
بے مثال گلستان ماہ تابان فلک حسن و خوبی نجم درخشان برج آسمان محبوبی گلعذار کبک رفتار نظم

سراپا کا اسکے کرون کیا بیان	حسین سر جبین قاتل عاشقان	وہ لوٹا سا قد بات مین دلبری

بھری چشم فتان مین جادوگری | دہن غنچۂ گلشن حسن و ناز | خبردار علم نشیب و فراز

ترچھی کلاہ باندھی اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا موتیون کا مالا گلے مین ڈالا کس ناز و ادا سے وہ دلربا طاؤس
زرین بال کو اڑا کر طرف میدان کارزار کے چلی صنعت سحر ساز بھی صورت زیبا سے ملکہ ماران زرین کن دیکھکر
بیقرار ہوئی بے اختیار پکار اٹھی اے ماران زرین کن ارے واسطہ سامری کا اپنی جوانی پر رحم کر تیری خطا
شاہنشاہ افراسیاب سے معاف کرا دونگی تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ مجھسے مقابلہ کرے گنبد نور کا تجھکو
شاہنشاہ نے رازدار کیا تھا خوب خیرخواہی کی اسد غازی کو قید سے چھڑایا عمرو کا ساتھ دیا دیکھ آخر انجام
کیا ہوا ملکہ ماران زرین کن نے آواز دی او حیا باختہ جو ہو چنا ہمارا آغاز و انجام سب نیک ہے اگر تجھکو قتل کیا
فرد غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار مین نام لکھا گیا اگر مارے گئے سرنوشت عنبر سرشت ہے دنیا سے دون مقام
زشت ہے صنعت نے کہا اچھا اب حال کھل جائیگا جو ہو سے سحر کرو دل مین حوصلہ نہ رہجائے میرا سحر غضب
سامری و جمشید ہے ملکہ ماران زرین کن نے کہا اسمین بھی بھید ہے تقدم ہمارے بیان ناجائز ہے جب پروردگار
تیرے حربے سے بچائیگا اسوقت ہم بھی جواب دینگے یا اپنا خون اپنی گردن پر لینگے یہ سنکر ملکہ صنعت نے سحر کیا
ماران زرین کن نے دفع سحر کر دیا ملکہ اسرار جادو ثانی ماران زرین کن کی یہ سب معرکہ دیکھ رہی ہے پچاس ہزار
ساحر پشت پر لگا مین لڑ رہی ہین کہ اگر ہماری ملکہ پر کوئی چشم زخم ہو پہنچے فوراً جا پڑین اپنی جان دین مگر اپنے
مالک کو بچائین لشکر صنعت بھی آمادۂ مقابلہ ہو کر آیا ہے دلون مین بیکے حوصلہ بھرا ہوا ہے ملکہ ماران زرین کن
شعلۂ تیغ دشمن عرصۂ دراز تک صنعت سحر ساز سے لڑا کی ایک مقام پر ملکہ صنعت نے ترنج کھینچ مارا ماران نے
یہ زہر لگا کہ ترنج کو کاٹا تیغ سے برق چمکی مثل خنجر سر پر پڑی سپر ملکہ ماران زخمی ہوا صنعت سحر ساز نے چاہا
بڑھکر سر کاٹ لون ملکہ اسرار جادو کو تاب نہ آئی وہین سے للکارا او صنعت خبردار کیا کرتی ہے جبتک
ملکہ اسرار جادو وہین پہنچے صنعت سحر ساز نے قدیم سحر کیا ملکہ ماران زرین کن زمین پر گری بصورت طوطی
زرین بال بنگئی فوراً اسنے اٹھا کر پنجرے مین بند کیا وہ قفس ملکہ ظلمات جادو کو دیا ملکہ اسرار
جادو صنعت پر جا پڑی فوج صنعت سحر ساز کی بڑھی دونون لشکر آپسمین مل گئے سحر چلنے
لگے ذرہ ہاے ریگ رواں چنگاریان بنکر ساحرون کے جسم پر پڑے اعضا جلنے لگے نظم مصنف

گری آکے صنعت بصد شد و مد | اشارون مین تھا سحر اک کار د | ہر اک نخل تھا مثل نخل چنار
طپش سے زمین کو چڑھا تھا بخار | برسنے لگی آگ افلاک سے | دھوئین زرد اٹھنے لگا خاک سے

شرارے زمین سے نکلنے لگے
نہ ڈوبے نہنگان دشت وغا
یہان جا پڑے اور وہان جا پڑے
بدن پر گل زخم دل باغ باغ
تزلزل زمین کو ہوا سربسر
وہ یاجون کا غل دشت مین جابجا
نہایت شجاع و قوی و دلیر
سراپا تھے دریاے آہن مین غرق
جلال انکو آوے دم جنگ اگر
سمجھتے تھے رستم کو مانند زال

تو گرمی سے پتھر پگھلنے لگے
دلیران خونخوار بصد عز و شان
بصد کر و فر دشمنون سے لڑے
کہین برق شمشیر کی تھی چمک
پڑی چوب نقارہ رزم پر
کسی کے پڑا سینہ پر آکے تیر
نیستان جرأت کے غرندہ شیر
پیادے تھے وہ مثل مور و ملخ
تو شق ہوئے ڈر سے عدو کا جگر

کہین بحر افسون کا طوفان اٹھا
لیے ہاتھ مین تیغہ خونفشان
گلستان جرأت کے روشن چراغ
کمانین دکھاتی تھین ہر جا کڑک
وہ قرنا کی آواز ہیبت فزا
کوئی سہم کر ڈر سے تھا گوشہ گیر
سر مو نہ تھا انکی جرأت مین فرق
جو اک دم مین الٹین زمین بلخ
یہ ادنے سا تھا انکی قوت کا حال

غرض تیغ نے دریاے لشکر مین غوطہ مارا ملکہ اسرار جادو چاہتی ہے اپنی لنواکی ماران زمین کن کو جا کر رہا کرے صفون کو صنعت سحر ساز کی درہم و برہم کر دیا میدان کارزار لاشون سے بھر دیا لیکن صنعت سحر ساز عجب انداز سے لڑ رہی ہے زمین کو جنبش دیتی ہے جب دو تیر مارتی ہے دو عیار ساحر بیہوش ہو جاتے ہین اس سحر سے لوگ بہت گھبراتے ہین صدہا سحر سے اسکے بیہوش ہوے کئی سردار علاوہ ملکہ ماران زمین کن کے بزور سحر طائر بنا کر پکڑ لیے قفس آہنی مین بند کیے ملکہ مہ جبین کے تخت پر گولہ پڑا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا دلارام وزیرزادی گود مین لیکر بھاگی اس ہنگامہ عظیم مین عمرو جان لڑا رہا ہے اتنی بڑی لڑائی کہ جہان غیر ساحر ٹھہر نہین سکتا کئی مرتبہ گھس آیا یہ ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ خواجہ عمرو گلیم اوڑھکر کسی کو نہین مار سکتے جب اولاً اول کوہ سراندیپ پر یہ تحفہ جات قبر بزرگان دین سے خواجہ عمرو کو حاصل ہوے ہین اور خواجہ خوشی خوشی یہ اسباب تبرک یعنی گلیم عیاری و جال حضرت الیاس و جام حضرت اسحاق و مخیاے آہن حضرت داؤد و زنبیل مزار جناب ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام و گوہر شبچراغ لیکر خدمت مین امیر حمزہ صاحبقران کی آئے عرض کی یا صاحبقران آپ مجھکو ساتھ لیگئے تو کیا ہوا دیکھیے مین بزرگان دین سے یہ سب تحفہ جات لایا اگر نہ دیتے تو اپنا گلا کاٹ ڈالتا کیا آپ ہی اک بڑے بزرگ ہین مین کوئی ایسا ویسا ہون اسوقت صاحبقران نے اشیاے مذکورہ کے اوصاف پوچھے خواجہ عمرو نے مفصل بیان کیے صاحبقران نے اسی وقت ان سب تبرکات کو خواجہ عمرو سے چھین لیا

چھین لیا مقبل سے کہا کہ اِن سب تبرکات عطیہ بزرگان دین کو لیجا کر ہمارے خزانے میں داخل کر دو یہ چیزین
اِس چوٹّے دغاباز نالائق کے لائق نہین عمرو نے جھلّا کر کہا او حمزہ تیرا کیا اجارہ ہو امیر نے فرمایا کیونکہ یہ
بزرگ رحیم دل ہوتے ہین تم جیسے چھچھورے ہون نے مرحمت فرمایا تمہارا دل نہ دُکھایا اب تم تمام دنیا کو لوٹ لوگے
بندگان خدا کو آزار پہونچاؤگے ہرچند عمرو نے کہا تو پھر آپکا کیا مین چاہے کسی کو لوٹون چاہے کسی کو مارون امیر
نے کہا ہرگز تمہین دینا نہ چاہیے اپنے مقام پر اِس داستان کا ذکر ہو بیان تذکرہ گذارش کرتا ہوا اگر حیات مستعار
باقی رہی اور موقع نوشیروان نامہ وغیرہ کے لکھنے کا آیا تو انشاءاللہ اِس داستان کو بالتصریح عرض کرونگا عجب داستان ہے
بیان ہو خواجہ عمرو بن اُمیّہ نامدار کی بیقراری امیر حمزہ صاحبقران کی عدالت آخر بعد کئی دن کے
خواجہ عمرو نامدار نے کہا یا صاحبقران مین اقرار کرتا ہون کہ راہ خدا مین جہاد کرونگا اِن تحفہ ہاے بزرگان دین
سے بجز جان بچانے اور کوئی کام نہ لونگا اُسوقت صاحبقران نے اقرار نامہ لکھوایا اُسپر بھی اکتفا نہ کی سردارون
کی مُہرین کرائین جب ضمانت سردارون کی لے لی تب یہ تحفہ جات خواجہ عمرو کو مرحمت فرمائے چونکہ امیر حمزہ
صاحبقران سے اقرار نامہ ہو اِسواسطے خواجہ عمرو گلیم اوڑھکر کسی کو نہین مار سکتے صرف اپنی جان بچانا
گلیم اوڑھکر ممکن ہو جب حملہ کرنا منظور ہوتا ہو گلیم اُتار کے نعرہ کرکے جا پڑتے ہین اُسوقت ساحر کو قتل کرتے ہین
لہذا مہر سپہر عیّاری و قطب فلکِ خنجر گذاری گلیم اوڑھے ہوے لشکر ساحران مین موجود ہین جب کسی ساحر کو
قتل کرنا مدِّنظر ہوا گلیم سر سے اُتاری نعرہ کیا مہر سپہر عیّاری جب آنکھ چار ہوئی خواجہ عمرو نے تڑپکر اُس نابکار
پر وار کرتے ہین پھر اُسکو پلک جھپکانا دشوار ہوتا ہو محال ہو کہ حربے سے خواجہ عمرو کے بچ جاے یہ تو اکثر
ہوتا ہو کہ خواجہ عمرو نے تڑپکر خنجر سر پر اُس خود سر کے مارا دھڑ سے زمین پر گرا موت نے دستگیری کی
سیدھا جہنم مین پہونچا انہون نے لاش مین اُسکے کپڑے اُتار لیے اگر کسی نے سحر کر دیا دم سے گر پڑے
فوراً چلانے لگے کہ ای ملکہ مہرُخ ارے جلدی دوڑ دے مجھے ساحر قتل کیے ڈالتا ہو جس ساحر کی نگاہ پڑگئی
اُسنے اگر بچایا گلیم اوڑھی کود کے بھاگے غائب ہو گئے آج خواجہ عمرو بن اُمیّہ نامدار اِس جنگ مین
رستمانہ ملنگانہ کارزار کر رہے ہین کسی کو خنجر مارا کسی کو للکارا کسی کو حباب بیہوشی مار دیا کبھی جھینگر کسی کو
حلقہ ہاے کمند سے گرایا مگر مزاج کی چالاکی نہین جاتی جب خنجر مارا ساحر گرا گرتے گرتے پگڑی سر سے
اُسکی اُتار لی آپ فوراً گلیم اوڑھکر غائب ہو گئے مُردون کی کمرین ٹٹولتے پھرتے ہین جسکی کمر مین ہمیانی
کلی کھول لی اگر کمر مین کچھ نہ پایا جھلّا کر ایک لات ماری کہا کیون بے نالائق دنی عمر بھر تو نوکری کی مگر خواجہ کے لیے کچھ

زکھا بار و دود الگ لاشہ اسکا جلا دیا اسی ہنگامہ گیر و دار مین عمرو جا پہنچا ہے اپنے کو قریب ملکہ صنعت کے پہنچاؤن
کوئی کاریگری کرون مگر شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہین دریائے سحر جاری ہزارہا ساحر ڈوبے
آبرو بچانا دشوار نہنگان دریائے جرأت شناوری کر رہے ہین کنارہ دریائے سحر کا نہین ملتا ہے ایک
گرداب خنجر آبدار ہے موجہ شمشیر آبدار مچھلیون کی ماہیت سے کون ماہر ہے مگر صاحب فہم و فراست پر مثل آئینہ
صاف ظاہر ہے دریائے سحر طرازان صنعت کا بنانا جوش مین ملکہ مہرخ کا ٹھانا کبھی ہونٹون پر جاکر
جسم سے سپاہ دشمن در دریائے سحر مین جاکر نہنگان خون آشام سے لڑین دریائے سحر مین دریائے
خون شریک ہوا دریائے سحر شاہین لڑتی بھڑتی دریائے سحر خشک کرکے نکلین فوج صنعت پر جا پڑین بیکس
صنعت سحر ساز صدہا کو قتل کر رہی چند سرداران نامی بیہوش ہوئے بعض سرداران نامی گرتے گرتے جاتے
بچگئے کلیجے تیر بدعت سے چھن گئے دم نہین ابھی سب طرف لشکر مین ہنگامہ ذالد ہا ہے یہ بتفریح گذارش کر چکا ہون
کہ ملکہ مہ جبین الماس پوش کو لیکر دلارام وزیرزادی لشکر سے نکلی دور جا کے ٹھہری خیمہ ملکہ لالان خون قبا
مین آفت برپا ہے ملکہ سر پیٹ رہی ہین ملکہ اسرار جادو لاچار ہوئی یقین کامل ہوا اب رہائی ملکہ ماران نہین ممکن
دشوار ہے قفس ملکہ ماران ہاتھون ظلمات جادو کے لڑتی ہوئی اسرار آتی ہے یکایک رونیکی آواز کان مین
آئی پلٹ کے دیکھا بارگاہ ملکہ لالان سے شور گریہ وزاری بلند ساحران نگہبان دردمند عرض کر چکا ہون کہ
ملکہ اسرار جادو ضعیف و جہان دیدہ کار آزمودہ ہے اس حال پرملال کو دیکھکر بہت گھبرائی رونے لگی اپنے
ساتھ والون سے کہا صاحبو ناموس طلسم کشا برباد ہوا چاہتا ہے اسکا پاس واجب و لازم ہے وزیرزادی دلارام
دختر افراسیاب کو لیکر نکلگئین کیا لالان خون قبا ناموس اسد نامدار نہین ہے چند ساحرون کو حکم دیا ابھی
لشکر سے ملکہ کو سوار کرکے نکلیو دلارام کو پیغام دینا کہ ملکہ لالان خون قبا و ملکہ مہ جبین کو ایک ہی محافے مین
سوار کرے جسطرف مناسب سمجھے نکل جائے یہ لڑائی فتح نہوگی کنیزان ملکہ اسرار جادو ورد دولت پر
ملکہ لالان خون قبا کے آئین جب سوار کرنیکا قصد کیا لالان خون قبا نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو مین
یہان سے نجاؤنگی میرے وارث اسد نامدار نے جس مقام پر بٹھا دیا ہے اسی مقام پر جان دونگی وارث بھی
اگر لاش ابھی مقام پر پائے صاحبان عصمت یہ تو کہین کہ ثابت قدم کوے محبت تھی جہان وارث نے
بٹھا دیا اسی مقام پر جان دی مین جانتی ہون کہ سحر و ساحری سے آگاہ نہین ہون ساحر مجھکو ذلیل کرینگے اب تم
اسرار جادو سے کہدو کہ آپ مطمئن رہیے کوئی مجھکو زندہ نہ لیجائیگا خنجر مار کر جان دونگی اسطرح

چون دل نتواند کہ کند ترک وفا را
من طرفہ لغت می شمرم اقفار ہا را
تقدیر بجا ماند چسان حیرتم این است
این عقدہ کہ وا کرد بہ پرسید صبا را
با من نبدی ذکر عزیزان چہ ضرورت
در صحبت ما دخل دوا را نہ غذا را
ناگاہ ز قمری چو شنیدیم صدائے

انگاشتہ ام مہر بہ عشق تو جفا را
بوسئے کہ برد ہوش ز بشگفتن گل نیست
آن روز کہ مژگان ترا کرد صفا را
او قاتل خلق است ہر آن کس کہ [illegible]
بشناختم او دوست بخوبی ہمہ ہا را
میشد طرف باغ چو سودا گذر ما
گفتیم و برفتیم کہ عشق است صدا را

در سلسلہ ام نیست بجز در رہ پیری
تا او بہ چمن وانہ کند بند قبا را
بود در گرہ طرہ سنبل نہ چنین است
در جلوہ حسن تو حسین نازد ادا را
بیمار تو میگفت سحر گہ بہ پرستار
بودند ہمہ مرغ چمن زمزمہ آرا

اسطرح سے رو رو کر جو یہ اشعار ملکہ **لالانِ خون قبا** نے پڑھے شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر چند سب نے بہ اصرار کہا مگر ملکہ **لالان خون قبا** نہ سوار ہوئی جام زہر بھر کر رکھ لیا خنجر کھینچا کہا جا کر ملکہ اسرار جادو سے عرض کرو کہ خیر خواہان تھے دوستی ختم کی مگر مجھسے اطمینان رکھو لاشہ ہمارا جائیگا کوئی ہمکو زندہ نہ پائیگا مشہور ہے کہ لالان خون قبا یتیم ہے باپ کیا محبت دین اسلام میں ابھی تک بقا ہوا تمنے سمجھا دیا تمہارا احسان ہوا یہ خبر ملکہ اسرار جادو کو معلوم ہوئی لڑتی ہوئی قریب ملکہ مہرخ کے آئی کہا اے ملکہ عالم وای بادشاہ ذی حشم افسوس کہ مہ جبین الماس پوش کو دلارام نکال لے گئیں مگر ملکہ لالان خون قبا کی خبر نہ لی میں نے اسوقت اپنے ملازموں کو بھیجا تھا کہ ملکہ کو سوار کرا کے لیجاؤ وہ بی بی نہیں جاتی للہ کوئی تدبیر کرو ناموس طلسم کشا برباد ہوں میں تو پہلے ہی لٹ گئی میری نواسی یاران زمین گیر مجھسے چھٹ گئی صنعت نے گرفتار کر لیا اڑائی بگڑ چکی ہے اب کیا صلاح ہے مہرخ نے کہا اب اسوقت صلاح کیا اور فلاح کیا ازبسکہ جان دینگے پڑاؤ سے قدم نہ ہٹائینگے جو مرضی پروردگار بندہ مجبور ولاچار صنعت کی بدعت کم نہیں ہوتی حیرت بیغیرت تماشا دیکھ رہی ہے مدد کو برابر فوج روانہ کر رہی ہے جتنے دس ہزار قتل کیے اُسنے بیس ہزار اور بھیجدیے ہمارے لوگ جسقدر قتل ہوے اُتنے اور کم ہوے ایسی شکست کا درست ہونا مشکل ہے ہر چند دلارام مہ جبین کو ہٹا لگئی ہے لیکن مہ جبین بھی دور نہ جائیگی اپنے وارث کے انتظار میں بیٹھ رہی ہوگی ملکہ اسرار جادو اور ملکہ مہرخ جس مقام پر یہ باتیں کر رہی ہیں اور بھی سردار لڑتے ہوئے زخم اُٹھاتے ہوئے اپنے مالک کو دیکھکر اس مقام پر آئے ہر ایک نے کہا اے ملکہ عالم اب طاقت جنگ ہم میں باقی نہیں ہے جو ارشاد ہو وہ کریں آرزو یہی ہے کہ اپنی جان دیں مگر قدم میدان کارزار سے نہ ہٹائیں اپنے کو

شل نقش قدم شاہین سردارون کی زخمداری مجبوری وناچاری دیکھکر ملکہ مہرخ بہت روئین کہا صاحبو مین کیا
جواب دون تم سب صاحبون کی خدمت گذار ہون لشکر ہمارا برباد ہوا قیدخانہ صنعت کا آباد ہوا ایسے
سرداران نامی وگرامی طائر بناکر ے لگی ہر جانباز سرفروش قفس مین پھڑک رہے ہین خدا انکو پنجہ بدعت صیاد
سے بچاے اِس قید مصیبت سے چھڑاے ایسمین بیکلام ہین لیکن دم لینے کی فرصت نہین ابر سحر گھرے
ہوئے ہین کسی ابر سے پانی برسا کسی ابر سے بارش تیر و خنجر کہین تلوار کا چمکنا تیر کا سنسنا گرز ہاے گران سنگ
کی آواز آمادہ مرگ سرداران جانباز لشکر دشمن کی تلوارین تیز بیان کے تیغے بیدم خنجرون مین ہین خم نیزے
سرنگون ہوئے گلہ ہاے عمود بیکار کمانین جھک گئین تیر سہمے ہوے ترکشون مین چھپے ہوئے ہین نیزے
کانپ رہے ہین ہزارہا مرکب کوتل سیدیلون مین ہل چل صفین صف ماتم بچھین درہم وبرہم خیمے سرنگون سرداران
جگرخون باجے سب لشکر کے بیکار نقارے چوبون سے سر پیٹ رہے ہین دامے پھولے ہوے قرنا
اُلٹی سانسین لیتی ہر خاموشی پرجان دیتی ہر شکست کامل لشکر پر آئی ملکہ مہرخ بہت گھبرائی ملکہ اسرار جادو
سے کہا قربان جرأت عمر نامدار مین نے سنا تھا کہ جنگ مین مصروف تھے کئی سو ساحر مار چکے چار پہر لڑتے
ہوے گذر چکے سرداراب زخمی ہوے کچھ بسبب زخمداری کے بیکار ہوے کس جا مین گرفتار ہوے
اگر خواجہ ملتے تو اُنسے پوچھتی کہ اے شہنشاہ اوج عیاری اب کیا کیا جائے ہمیشہ عنایت پروردگار سے
طرفین کفار ہی سے طبل بازگشت بجا کیا آج شکست فاش ہوئی جان نثارون کو بھاگنے کی تلاش ہوئی
اب اگر و حکم دین مجبور ہین لاچار ہین طبل بازگشت بجوائین آج تو جان بچائین اسرار جادو نے کہا
اے ملکہ عالم زہی خطا توان نظم آپ جو کچھ فرماتی ہین بجا اور درست ہر بقول سعدی شیرازی بیت
نہ ہر جاے مرکب توان تاختن و کہ جا اسپر باید انداختن مگر خواجہ عمرو نامدار کی راے واجب اللازم ہے
دیکھیے ملازمان صنعت روتے پھرتے قریب بارگاہ ملکہ لالان خونین قبا پہونچ چکے ہین وہ صاحب
عصمت ہر فوراً جان دے دیگی اگر شاید زندہ بچگئی تو سامنے شاہزادہ اسد نامدار کے بڑی خفت ہوگی
منہ دکھلانے کے قابل نرہینگے ارشاد ہوگا ہمارے ناموس کی بھی حفاظت نہ کرسکے اُسکا کیا جواب دینگے
مگر بدون صلاح خواجہ عمرو کوئی کام نہین کرسکتے یکایک پہلو مین سے آواز آئی یہ پیر غلام حاضر ہر پلٹکر
ملکہ مہرخ نے دیکھا خواجہ عمرو ایک جادوگر کی شکل بنے ہوے کھڑے رو رہے ہین ملکہ مہرخ
دوڑ کر قدمون سے خواجہ عمرو کے لپٹ گئین کہا اے شاہنشاہ اوج عیاری آپ نے یہ بنا [illegible]

دیکھی صنعت نے قیامت برپا کردی ہے سحر بھی ملعونہ پر تاثیر نہین کرتا اگر آپ کی مرضی ہو تو طبل بازگشت
بجوائین آئندہ جو مناسب وقت ہوگا وہ کیا جائیگا شاید کوئی سامان فتح و نصرت کا پروردگار پیدا کرے
عمرو نے کہا بسم اللہ مین کیا منع کرتا ہون طبل بازگشت بجوائیے جسطرح بن پڑے جان بچائیے فوراً
ملکہ مہرخ نے گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا طبل بازگشت پر چوب پڑی لشکر الگ ہوئے صنعت
اُسی طرح مقیدان لشکر اسلام کو قفس مین بند کرکے نوبت و نقارے بجاتی ہوئی طرف
مرگھٹ کے روانہ ہوئی جیسا کچھ تحریر کرگیا ہون اگر مسافر راہ مین لگا بیگناہ کو عیار جانکر قتل کیا صدہا
بیگناہ اِس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے حیرت جادو خوشی خوشی ملبتی افراسیاب کو
فتح اسکا لکھا جسمین تحریر کیا اتنے سردار صنعت نے گرفتار کیے اتنے قتل ہوئے بر وقت شکست
فاش مہرخ طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گئی کیا عجب ہے کہ مہرخ بھاگ کر نکل جائے حال مسلمانون کا
بہت ابتر ہے ستارہ ملازمان شاہنشاہی اوج پر ہے خوشی مین حیرت نے صحبت جشن ترتیب کی
مگر ملکہ مہرخ شکست خوردہ اُفتان و خیزان حیران و پریشان آکر داخل بارگاہ ہوئی دلارام وزیرزادی
ملکہ مہ جبین کو لیکر ملبتی ارادہ تھا دور نکلجاؤن مہ جبین نے دور جانا قبول نہ کیا اب جو آکر دیکھا تمام
سردار گرفتار ہوے دنگلون پر غاشیہ پڑے ہین بے اختیار حال بارگاہ کا دیکھکر رونے لگی یہ بھی
واضح رہے کہ صنعت سحر ساز چار پہر کامل اہل اسلام سے لڑی اسکے بھی بڑے بڑے سردار مارے گئے
خود بھی زخمی ہوئی ہے بر وقت پلٹنے کے کہہ گئی ہے ای فرقۂ خدا پرستان و ای ملکہ مہرخ ایک ہفتے کی اور
مہلت دیتی ہون آپس مین صلاح کرکے مجھکے خدمت مین ملکہ حیرت کی چلے آؤ خطا اپنی معاف کراؤ
لہذا ملکہ مہ جبین نے پوچھا ای مادر مہربان آئندہ کیا کیفیت ہوگی کوئی لائق مقابلہ نہین ہے اب جو صنعت
آئیگی کون مقابلہ کریگا کسکے منہ مین زبان ہے کون سامنا کریگا کون جواب دیگا سردارون مین معمار قدرت
ملکہ اسرار جادو و گلزار چشم و زریو چشم وغیرہ چند سرداران نامی موجود ہین لیکن انکا ہونا نہونا برابر ہے
چونکہ بہانے زخمدار ہین بہت بیقرار ہین لائق مقابلہ و مجادلہ نہین بستر خاک پر پڑے ہوئے کراہ رہے
ہین صدای آہ کی بلند ہے ایک سرفروش دردمند بارگاہ کو دیکھکر کلیجہ پھٹا جاتا تھا اُسوقت ملکہ مہ جبین بہت
روئین ملکہ مہرخ نے سنگ صبر کلیجے پر رکھا گلے سے لگایا فرمایا ای نور نظر و ای پارۂ جگر صبر کرو
دل پر جبر کرو تمھارے رونے سے اہالیان لشکر اور گھبرا جائینگے ایک لڑائی انشاءاللہ ایسی لڑینگے

صنعت کے بھی دانت کھٹے کرینگے میدان کارزار لاشون سے بھردینگے کسی سردار نے کہا جلد یہ تو
انتظام کیجیے ایسا نہو بیان کی خبر وحشت اثر سنکر اسد دلاور نہ چلے آئین بڑی خرابی ہو سب ساحر انکے
کے تو نام کے دشمن ہین یہ سنکر ملکہ مہ جبین گھبرا گئین کہا ای مادر مہربان حقیقت مین بڑی مشکل ہے مہرخ
نے کہا کسی کو بھیجو جا کر عرض کرے کہ ای شہریار ابھی دو چار روز نہ تشریف لائیے عمرو نے کہا گویا یہ تو
سوتے کو جگانا ہے ہوشیار کرنا ہے بہانا ہے سنتے ہی آئیگا جانیگا لشکر پر کیا جفا ہے آج بھی مجھکو خیال ہے اسکے
ناموس کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے مزور خواب پریشان دیکھیے گا فوراً آئیگا اس حال پر ملال کو دیکھکر
لڑنیکا قصد کریگا لشکر پر حیرت سے جا پڑیگا افسوس یہ ہے کہ علاوہ لوح کے اور کوئی تحفہ طلسمی اسد کو ممکن
نہوا کہ جس سے ہمارے قلب کو قوت ہوتی سحر ہر کس و ناکس کا اُنپر تاثیر کریگا ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ صاحب
آپ بہت بجا ارشاد فرماتے ہین یہ مقام طلسم ہوشربا ہے ہر طریقہ بیان کا ہوش ربا ہے اگر کوئی تحفہ
کسی طور سے ممکن بھی ہو تو ساحر بیان کے بلائے روزگار ہین اکثر جو ساحر بیان سے برائے
مقابلۂ صاحبقران سے گئے جسنے قصد کیا فوراً اسم اعظم صاحبقران نے بند کیا اس سے بڑھکے کونسی نعمت
اور دوسری ہے بیان کے ساحر تسخیرات سے بخوبی ماہر ہین بدون لوح کے اسد نامدار نہین لڑ سکتے
شاید ہماری زندگی مین وہ بھی دن آجائے اب تو گور مین پاؤن لٹکائے بیٹھے ہین لوح کا کیا ذکر ہے اگر کوئی
جا کر اسد سے کہیگا کہ آپ دو چار روز لشکر مین نہ آئیے فوراً سمجھ جائینگے لشکر پر کچھ افتاد ہے ہمارے
ساتھ والون پر کوئی بیداد ہے انکو کب گوارہ ہو گا نام خدا صاحب قوت و شجاعت ہین ہم سبکی بیقراری
گریہ و زاری دیکھکر کب قرار لینگے فوراً ہی تو لشکر **صنعت** پر جوش جرأت مین جا پڑینگے پھر ہم کیا کرینگے
واسطے خدا کا اب کچھ جلد تدبیر کیجیے تساہل کو کام نہ فرمائیے یہ ایک ہفتہ بھی چشم زدن مین گذر جائیگا ان کلمات
حسرت آیات سے مہ جبین بہت بیقرار ہوئی اُسی عالم یاس مین یہ اشعار زبان پر لائی بیقرار ہوکر رونیکی اشعار

نخورد آب بہا ہم دل درویشی ما
میزند خندہ وبا عاقبت اندیشی ما

ہست بیگانہ ز ما رابطہ خویشی ما
ما نہ نالیم ز جور فلک دون خود را

سعی امروز کنم از چہ براے فردا
شانہ زلف جفا ساختہ درویشی ما

یہ اشعار پڑھکر دامن خواجہ عمرو کا تھام لیا عرض کی حقیقت مین نانا جان ہماری نانی اماں ملکہ مہرخ صاحبہ
بہت بجا ارشاد فرماتی ہین کہ ایک ہفتہ پلک جھپکا نہین گذر جائیگا اس اثنا مین ایسا نہو اسد نامدار
بھی لشکر مین چلے آئین اور ہمکو اس حال پر ملال مین دیکھین لڑنیکا قصد کرین انکو پھر کون روکے گا

کوئی جاکر خبر صنعت جرام ادی کو پہونچا دے یہ تو اُسکو اب یقین کامل ہو کہ سب سردار زخمدار ہیں لائق مقابلہ نہیں
ہیں یہ بھی سُن پاوے کہ اسد کو کہیں چھپایا اب وہ ظاہر ہوئے رات ہی کو آجائیگی دشمنون پر دست اندازی
ہوگی بھلا کون اُسکو روک سکتا ہے وہ سحر ساحری میں یکتا ہے براے خدا کچھ فرمائیے اگر صرف کی ضرورت ہو تو
میں حاضر ہوں لونڈی کو سر بازار فروخت کر لیجیے کسی سردار کو آپسے عذر نہیں ہے زیور وغیرہ میرا حاضر ہے سب
سردار بھی آمادہ ہیں جسطرح فرمائیے بجا لائیں عمرو نے یہ سُنکر سر جھکا لیا سب سردار دست بستہ کھڑے ہیں
مہر قران سامنے موجود یہ بھی عرض کر رہے ہیں کہ اُستاد حقیقت میں اب وقت دستگیری ہے جب قران
نے یہ کلمہ کہا عمرو نے سر اُٹھایا کہا کیوں رے کالے تو بھی کہتا ہے کہ تدبیر کیجیے تم آپسے زیادہ کون عیار ہے آجکا
بغدہ طلسم ہوشربا میں مشہور ہے جاکر صنعت کو ایک بغدہ مار دیے کہ سر اُسکا گھر کھاتا پھرے سردار رہا ہو جائیں
یہ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ صنعت کے مرتے ہی بہار وغیرہ کو ہوش آجائیگا حیوانیت سے جامہ انسانیت میں
آجائینگے بارہ لاکھ ساحر کا لشکر صنعت کے ساتھ ہے اُنکی کائنات ہے بہار و باغبان وغیرہ سبکو مار لینگے
یہانسے ہرج جا پڑیگی اور لڑائی بجائیگی لشکر اُسکا تاب نہ لاسکیگا تدبیر میں نے بتادی جاکے صنعت
کو مار دیجیے تم لوگ للکار دیے قران نے سر جھکا لیا کہا اُستاد اگر وہاں حصار سحر ہوتا اُسکے باپ پر بغدہ مارتا
اب کوئی آپ ہی معقول تدبیر فرمائیے عمرو نے کہا اے قران جو تدبیر اندر حصار کے جانیکی تھی وہ تو لونڈوں
نے بتادی اتنا جو میرے منہ سے نکلگیا کہ ایسی تدبیر کرینگے وہ خود اندر حصار کے بلائیگی بس یہ برق نے دونوں
سب کو لیجاکر جرام ادنے نے پھنسوا دیا اب اسکے علاوہ کوئی تدبیر نہیں ہے میں بھی لاچار ہوں تمسے زیادہ
بیقرار ہوں ملکہ سرخ و ملکہ جبین الماس پوش و معمار قدرت و جملہ سرداران باقی ماندہ نے
ہاتھ باندھکر کمال عجز و انکسار سے عرض کیا کہ حضور اب سبکے حال پر رحم کیجیے ہر سردار خدمتگزاری
کریگا ہم سبکو معلوم ہے کہ حضور قرضدار ہیں یہی باعث انتشار ہے ہم سب ملکے ابھی حضور کا قرضہ ادا کرینگے
خواجہ عمرو نے کہا تم لوگ کیا قرضہ ادا کر سکو گے حمزہ نے میری دگنی لوٹ لیا تھا میرے ہاتھوں میں باندھکر
پیشی کو رخصت کردیا میں لُٹگیا اپنی بات کے خیال میں مہاجنوں سے قرضہ لے لیا ادا کرتے کرتے ہڑیاں
نکل گئیں آپ لوگ اپنی حقیقت کے موافق فرمائیے میں اُسکی تدبیر بتاؤں روپیہ صرف کرنا آپ لوگوں کا
کام ہے جانبازی میں سبرا بھی نام ہے ملکہ مہ جبین نے بجائش توڑے منگواکر سامنے رکھدیے اور جو
سرداروں نے موافق اپنی حیثیت کے حاضر کرنا شروع کیا آفتاب زر و جواہر نے طلوع کیا خواجہ عمرو

دیکھ رہے ہین کچھ فرماتے نہین جب بلیغ خطیر جمع ہوے عمرو نے اُٹھا کر نذر زنبیل کیے اور فرمایا سنو صاحبو
اور کوئی تدبیر نہین ہے مین اب نہ ٹھہرونگا اپنے آقا کی پاس جاتا ہون صاحبقران کو لیکر یہان آؤنگا وہ اسم اعظم
پڑھکر حصار سحر کو باطل کرینگے صنعت کے لشکر سے لڑینگے صاحب اسم اعظم امیر محترم و محتشم ہین برق شمشیر
سے خرمن حیات ساحران جلادینگے پھر جلد مین لڑائی فتح ہوگی خبر سنکے تم بھی نہ چلا آنا صبر بھی کرنا اور مین
انشاءاللہ بہت جلد آؤنگا تین مہینے کا راستہ جاتے اور تین مہینے مین واپس ہونا چھ مہینے مین فیصلہ ہی لینا
کہ حمزہ نے ڈنک کر صنعت کو مارا یہ سنکے رنگ اڑ گئے ملکہ مہرخ متغیر ہو گیا سب سردار منہ دیکھنے لگے
کہ خواجہ کیا فرماتے ہین چھ مہینے تک ہم کیونکر زندہ بچینگے صنعت جیتا کبھی نہ چھوڑیگی ہرگز ہرگز ہمارے
قتل سے منہ نہ موڑیگی عمرو نے کہا علاوہ اسکے کوئی تدبیر نہین ہے جب صنعت مقابلے کو آئے صاف
جواب دینا کہ ہمارے آقائے نامور خواجہ عمرو کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر تشریف لے گئے ہین وہ
آئین تو ہم لڑینگے اسی طرح وعدہ وعید مین اثنا زمانہ بسر کرنا پلک جھپکانے مین چھ مہینے گذر جاینگے مین
بھی جانتا ہون کہ اہالیان دربند ہوش ربا راہ مین روکینگے انسے لڑتا بھڑتا ہوا جاؤنگا معمار قدرت
و دیگر سرداران نامی بھی میرے ساتھ چلین لڑائی مین سحر کی یہ لوگ کام آئینگے مین عیاریان بھی کرونگا اور
ستمقران بھی ساتھ ہونگے انکی عیاری ہوگی کہین مین بھی ہاتھ پیر ہلاؤنگا کہین معمار قدرت کی خشتہاے
زرین چلینگی کہین بی ملکہ اسرار کہین بی ملکہ زیور محل نشین جلالت آئین سحر سے قیامت برپا کرینگی کہین پر
سیان لاہوت جادو جرات دکھائینگے دربند فتح ہوجائینگے ہم تا بکوہ عقیق گلزار سلیمانی
پہونچ جائینگے بروقت واپسی یہ فسادات برپا نہو سکینگے انشاءاللہ صاحبقران آکر لڑائی فتح کرینگے
ان کلمات حسرت آیات کو سنکر بارگاہ مین ہنگامہ برپا ہوا سبکو حیرت ہوگئی عرض کی آپ مالک و مختار ہین اسوقت
ہم صنعت سے ہم سب مجبور و لاچار ہین ہمارے حق مین جو مناسب جانیے وہ کیجیے عمرو نے کہا اب
اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہے ملکہ مہ جبین نے ملکہ مہرخ سے اشارہ کیا کہ نانی اماں اب آپ خواجہ سے
کچھ کلام نہ کیجیے پھر خوب ظاہر ہوا اپنی جان بچاکر جاتے ہین اسپر طرہ یہ کہ ساحران نامی جو موجود ہین انکو
بھی ہمراہ لیجائینگے اب جلا یہ کیا واپس آئینگے زیادہ کہنا مناسب وقت نہین ہے بسم اللہ انکو جانے دیجیے
جو ہمپر گذریگی بھگتینگے جان پر کھیلینگے دربندہاے طلسم ہوش ربا فتح ہونا کیا آسان ہے صرف دربند فرقونگار
جہان کی مالک فیروزہ پوش ہے اگر ہمیں لڑائیان فتح ہوتی رہین جب بھی ایک سال مقابلہ

عیار ہین زہر کھا کر نکل جائینگے ساتھ والون کو کسی بلا مین مبتلا کر دینگے ملکہ مہرخ نے اشارہ کیا تھا خاموش ہو ایسا
کلمہ زبان سے نہ نکالو کون ایسا لشکر مین باقی ہے جسپر خواجہ نے احسان نہین کیا کیسی جانبازیان کین جن مقامات پر
طائر وہم وخیال نہ پہونچا تھا اُن مقامات پر جاکے عیاریان کین سرداران و ساحران گرامی کو بچایا گنبد نور
سے اسد غازی کو کہ مدتون قید سخت مین مبتلا رہے کس مردانگی سے چھڑایا جو کچھ فرماتے ہین ضرور اسمین
کچھ نہ کچھ بھید ہے کچھ تو تمھارے حق مین مناسب سمجھا ہوگا اگرچہ ہر ایک راے سوا زہیہ اولی ہے تمہین یہ اشارے کنایہ
کرکے ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ بسم اللہ جو آپکے نزدیک مناسب وقت ہو وہ کیجیے عمرو نے کہا انتظام اول
یہ ہے کہ حیرت کو ثابت ہونے پاے خواجہ عمرو صاحبقران کو لینے جاتے ہین دوسرے یہ کہ جہانتک
ہوسکے اسد نامدار کو بھی یہان کی خبر نہ ہو پہونچے ملکہ مہ جبین سے ضبط نہو سکا چونکہ کمسن ہے دختر بلند اختر افراسیاب
بہین سے ہوش ربا کی حکومت کی بول اُٹھی دامن تھام لیا کہا نانا جان ہماری جان سے جان طلسم کشا
کی خبر نہ ہے یہ نالایق حضور کی کنیز ہے اتنا احسان کیجیے اپنے نور نظر پارۂ جگر اسد نامور کو بیہوش کرکے زنبیل مین
ڈال لیجیے یا ظاہر مین لیجایئے انکو یہان نہ چھوڑیے اگر شکارگاہ مین ہین اسکی خبر حیرت کو ملجائیگی فوراً
قصد کریگی کہ جاکر اُنکے دشمنون کو گرفتار کرلون اُنکا گرفتار ہونا بہت آسان ہے ایک ساحر جائیگا گرفتار کر لائیگا
بہ سبب محبت صندلان صندلی پوش صرف ملکہ کو ہر جا د وہ مراد گئی ہے اُسکی کیا حقیقت ہے جو ساحر جائیگا
اُسپر غالب آئیگا وہ بیشک جانباز و سرفروش ہے لڑ بھڑ کر مرجائیگی اور کیا کر سکیگی عمرو نے یہ سنکر بہ نگاہ قہر و غضب
طرف ملکہ مہ جبین کے دیکھا کہا کیون ادھوکری مجھے تعلیم کرتی ہے جو میرے دلمین آئیگا وہ کرونگا تجھے
اسمین کیا دخل ہے اسد غازی کو لیجاؤنگا طلسم کون فتح کریگا تو جانتی ہے کہ مین جان بچا کر بھاگا جاتا ہون
چہ خوش بیٹے تیرے نزدیک گذرنا بُری بات ہے جسنے سمجھا دیا ملکہ مہرخ سمجھ گئین تم یہان اسد غازی کی
زوجہ ہو تمہین کچھ تہا وہ بھی تو ہم سردار وہم عیار ہین عیاریان تمکو سکھائی ہونگی گنبد نور مین اُنکے ساتھ
قید رہین کیا کیا نہ سختیان سہین انکو لیجاؤن تو تم کیونکر زندہ رہوگی عمرو کی جو زرہ سی آنکھین جوش و خروش مین
آئین بیقدر مہ جبین ایسی سخت لفظین فرمائین کہ ملکہ مہ جبین رونے لگی کہا نانا جان آپکو اختیار ہے مین نے
اسواسطے عرض کیا کہ ہم لوگ نہ حباب لب دریا چراغ سحری آفتاب لب بام ہین صنعت آمادۂ قتل
فلک بر سر بیداد ایسے وقت مین آپ سفر فرماتے ہین ہمکو تو یہ منظور ہے کہ اُنکی جان بچ جائے
اُنکے آفتاب اقبال پر زوال نہ آنے لئے خداوند کریم ہر آفت سے بچانے روز سیاہ نہ دکھائے یہ لکر

چیخ مار کر رو دی عمرو نے گلے سے لگایا دامن سے اشک پاک کیے کہا بی بی یہ مقدمات عیاری ہین ایتنی غم
دخل نہ دو انشاء اللہ پروردگار فضل اپنا شریک کریگا طلسم ہوش ربا فتح ہوگا تمکو سلطنت ہوش ربا ملیگی اختیار
ملک پر حکم رانی کروگی دہوم سے اسد نامدار کے ساتھ شادی کرینگے بچے تمھارے گود مین کھلائینگے
ہم بہت جلد آئینگے بس اب کچھ نہ کہو خاموش رہو اپنے پروردگار کو یاد کرو اُسی سے فریاد کرو یہ سنکے
دل مہ جبین کا ٹکڑے ہو گیا لیکن سوا سر جھکانے کے کوئی چارہ نہ تھا سوچی کہ گمان نانی اماں کا
بہت جاسے ہر اپنی جان بچاتے ہین خدمتین اپنے آقا کے جاتے ہین ای مہ جبین اب کنارہ رونا
پیٹنا بیکار ہے رب اکبر مختار ہے بقول اسد نامدار خالق بے نیاز کریم کارساز پر تکیہ کرنا مناسب ہے انہین
باتون مین مسافر روز یعنے آفتاب عالم افروز منزل مشرق کو طے کرکے سرائے مغرب مین داخل ہوا شہنشاہ
ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان برائے رزم میدان چرخ نیلی مین صف آرا ہوا خواجہ عمرو نے
کمر چست باندھی مہتر قران سے فرمایا اے صاحب بندہ گران نظر کردہ بزرگان جلد تیار ہو معمار قدرت
و ملکہ زیور محمل نشین و لاہوت جادو و ملکہ اسرار وغیرہ سب کو حکم ہوا کمر باندھو چار لاکھ ساحر با لیاں
فوج عمدہ عمدہ چنکر ساتھ لو دس دس پانچ پانچ سو سوار دہ بدل دا منہ طرف صحرا کے نکل جاو زیر کوہ صحرائے
ہامانیہ مختصر صفین باندھنا پرے آراستہ کرنا مین بھی آتا ہون اتنے ملکہ مہرخ سے صبر نہو سکا ہر چند کہ
نہایت عقیل بادشاہ جلیل و منتظم ہے لیکن بیقرار ہو کر بول اٹھی کیون خواجہ ایک ہم ہی گنہگار ہین سحر مین بھی
بیکار ہین چار پانچ لاکھ جادوگر جب آپ لیجائینگے تھوڑے سے حقیر و ذلیل ساحر یہان بھی رہجائینگے
انمین کون لڑنیکے قابل ہے ہر چند جو ساحران نامی باقی رہگئے تھے انکو تو حضور اپنے ساتھ لیچلے یہان
کون مقابلہ کریگا بار لشکر صنعت کون اٹھا سکیگا عمرو نے تیوری بدل کے جواب دیا ہمارے مقدمہ مین
دخل نہ دو جو مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا ہر بات مین اعتراض کرتی ہو با دولت کو ناراض کرتی ہو
بس خبردار سوائے بہت خوب کے اور کچھ نہ کہنا ورنہ ابھی پاس ملکہ حیرت جادو کے چلا جاونگا
اور صاف صاف کہدونگا کہ ملکہ عالم مین جنگ سے عاجز ہوا مجھے تا بہ کوہ عقیق خدمت مین پہنچ
آقا کی پہونچا دیجیے زاد راہ بھی رحمت فرمایے حیرت جادو لاکھون روپے دیگی تخت سحر پر خود
سوار کرا کے تا بہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی بخیر و عافیت تمام اس ناکام کو پہونچا دیگی مہرخ نے
سر جھکا لیا اب تھوڑے تھوڑے ساحر بحکم خواجہ طرف صحرا کے جانے لگے معمار قدرت اپنی فوج لیکر

گیا ملکہ اسرار نے اپنے ساتھ والون کو ہمراہ لیا لاہوت وزیور محمل نشین نے اپنے لشکر کو تیار کیا اسی شب تیرہ و تار مین طرف صحراے بابانیہ کے روانہ ہو گئے چند ساحر و سردار مثل گمیدان و رسالدار حاضر رہے جب لعبت لیلائے شب کمرے گذری اسوقت خواجہ عمرو نے اسباب سفر ذات پر آراستہ کیا ملکہ مہرخ پر خوب تاکید کی کہ خبردار یہ خبر وحشت اثر ظاہر ہونے پائے لیکن اپنی حسرت پر رو یا چالاک و برق کو بہت یاد کیا فرمایا اسوقت میرا شاگرد رشید و فرزند ارجمند ہوتا میری صورت بنکر میرے مقام پر موجود رہتا دو چار روز بھی اب اس خبر کا چھپنا دشوار ہر کس سے کہون جو عیاری کا انتظام کرے لیکن ای ملکہ تم ارباب بارگاہ اگر آپ ارشاد کریں کے مشہور کرنا کہ خواجہ عمرو صاحبقران علیل ہو گئے ہین صاحب فراش ہین پلنگ سے اٹھ نہین سکتے اتنا تو ضرور ہی مشہور کرنا خبردار اس انتظام مین قصور نہ کرنا ملکہ مہرخ نے عرض کی جو کچھ مجھسے ہو سکیگا وہ کرینگے اپنا حال دل آپسے کیا عرض کرین ملکہ مہرخ ابھی یہ کہہ چکی تھین کہ مہ جبین نے رونا شروع کیا نانا جان اپنا تو اب یہ حال کہ زندگی محال ہر نظم

دل ہی قابو مین نہین زور رہے چلے کیا میرا
آج پرخاش پہ ہر مجھ سے ارادا میرا

کھینچ شمشیر زبان بھی ان ادا سے گویا
آج جھگڑا ہی مٹا جاتا ہر تیرا میرا

نہ اٹھا منھ سے کفن لوگ سمجھ جائینگے
ہاے رہنے دے بس مرگ تو پردا میرا

شہرتن دیدہ کی جنبش نہین کرنے دیتین
رو سکنے آئے ہین دشمن مرے رستا میرا

اسے مرنے سے بھی راضی ہوا جی افسوس
حوصلہ کوئی بھی سمجھے تو نہ دیکھا میرا

اسوقت لشکر مین عجب تلاطم برپا ہر شور گریہ و زاری بلند سبکو یقین کامل ہر کہ خواجہ اپنی جان بچا کر جاتے ہین ہم سب بلا مین پھنسے افراسیاب کے ہاتھ سے کیونکر بچینگے افسوس ایسے عیار کا ساتھ دیا جسکو اپنے فرزند سے بھی محبت نہین پس ہاری کیا حقیقت ہر ایسون سے بیکار شکایت ہر مہ جبین نے کسطرح جیسے کہا کیسے جواب تلخ سنے شربت کے سے گھونٹ پی لیے یہ خواجہ کو مناسب نہ تھا لیکن مکار کی بات کا کیا اعتبار اپنی جان کو غنیمت جانا مرتبہ اسد نامدار کو نہ سمجھا ناخدا ایسے کی صورت نہ دکھلائے لوٹنے مارنے آیا تھا مال جمع کرکے چلا بعض ساحر کہتے ہین چلو چلکر کسی گوشے مین چھپ رہین عمرو کو پکڑ لین اسکی زنبیل چھین لین اسمین بہت کچھ مال ہوگا سر کاٹ کر کنارے ڈالدین اسکی یہی سزا ہر جب اسکو معلوم ہوگا کہ بندگان خدا کو بلا مین پھنسانے سے برا انجام ہوتا ہر بعض کہتے ہین چپ رہو اگر سُن لیگا قیامت برپا کریگا دیکھو جھگڑون پیے

مال لدوایا خزانہ بھی ہمراہ لیجاؤ اب بیچاری مہرخ تنخواہ کہان سے دیگی ہم غریبون کی کیونکر بسر ہوگی بعض کہتے ہین ہم بھی نکل جائینگے افراسیاب کے جاکر قدمون پر گر پڑینگے بادشاہ ہر خطا معاف کر دیگا ناحق ہمنے اس ساربان زادے کا ساتھ دیا خواجہ عمرو یہ سب باتین سُن رہے ہین کسی کو جواب نہین دیتے بلکہ انہین لوگون سے وداع ہو رہے ہین فرما رہے ہین جاتا ہون چھٹے مہینے مین آجاؤنگا ساتوان مہینہ نہ گذرنے دونگا مہ جبین عرض کرتی ہے نانا جان یہ لفظ نہ فرمایئے لوگ زیادہ گھبرائینگے عمرو نے کہا صاحب مین جھوٹ بولنے کا عادی نہین جو امر حق ہے وہ کہتا ہون مین کیون چھپاؤن حقیقت مین عرصہ ہو مین میرا کیا اختیار ہے سال کے اندر ہی تک آجاؤنگا لڑائی مین دیر ہو تو البتہ مین مجبور ہون یہان اُسوقت اک شور گریہ و زاری بلند ہوا عمرو سے مہ جبین خوب لپٹکر روئین ملکہ مہرخ کو روتے روتے غش آگیا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ گویا کسی کا جنازہ جاتا ہے آگے آگے خواجہ عمرو عقب مین سرداران نامور شب تیرہ و تار کا سناٹا سردارون کا بلک بلک کے رونا ملکہ مہ جبین و لالان خون قبا کا جان کھونا عمرو آخر الامر سبکو سمجھا کر آگے بڑھے خدا حافظ کہکر پائے شاطری مارتا ہوا مع سرداران تہمتن و مہتر قران صف شکن ملکہ لالان خون قبا و ملکہ مہ جبین و ملکہ مہرخ و دیگر جادویان کو وہان چھوڑ کے طرف صحرا کے روانہ ہو گئے

دو کلمہ داستان عیاری خواجہ عمرو و ذکر قتل صنعت سحر ساز بیان ہوتے ہین خمسہ

پیش ازین کیا زور تھا شیرون کی طاقت ہاتھ مین — طوق آہن توڑتا تھا تھی یہ قوت ہاتھ مین
ضعف کی اب اندنون ایسی ہے قوت ہاتھ مین — چاک کرنیکی نہین پاتا ہون طاقت ہاتھ مین
ہے گریبان دیر سے ای جوش وحشت ہاتھ مین

ہو گئی ہے گرد ہاتھون سے صفائے آئینہ — اس لیئے گھر مین اپنے وہ لگائے آئینہ
کچھ نہین محتاج وہ خود بین برائے آئینہ — صبح اُٹھکر دیکھتا ہے ہاتھ جائے آئینہ
یہ صفائی ہے نظر آتی ہے صورت ہاتھ مین

پھیر لاؤن راہ سے کیونکر کہ جا سکتا نہین — ناتوانی زور پر ہے ہو لب ہلا سکتا نہین
بلکہ جو ولین سخن ہے لب تک آسکتا نہین — وہ چلے جاتے ہین لیکن مین بُلا سکتا نہین
ضعف سے جنبش نہین بہر اشارت ہاتھ مین

ہے معین ہو طاہر رنگ حنا سے ہے زبان — بھولکر شادی سے یہ کیا کیا بچالائے تالیان

طوق ہو رہگیر انگشت پر پروے گمان
آنچھین شاخ سرو مین سب فاختہ کا آشیان
طائر دل کو جولے وہ سرو قامت ہاتھ مین

سحر ہو اعجاز ہو اس شوخ کا ہر عضو تن
ہونٹھ پیرسے لال ہو جائین اگر چوسون دہن
رشک نخل طور ہر نخل قد رشک چمن
کیا فروغ حسن ہو چھو لون اگر اسکا بدن
پنجہ خورشید کی ہو جائے حالت ہاتھ مین

شہ نہ موڑا تیغ قاتل سے کبھی جنگ جسے
جوہر اپنے آپ وقت امتحان دکھلا دیے
ایک دن پر کیا ہر کام اسطرح کے اکثر کیے
تیغ قاتل نے علم کی کان جسنے چھو لیے
ہو زیادہ رستم دستان سے جرات ہاتھ مین

کیا تجلی ہو اگر دیکھے نظر بھر کر کلیم
پھر نہ دکھلائے کسی کو بھی کف انور کلیم
ہاتھ پھر ملتا رہے حسرت سے تا محشر کلیم
دیکھ پائے دست جانان کی تجلی گر کلیم
روشنی ہو جائے مثل داغ حسرت ہاتھ مین

جب بھوین یاد آئین دیکھا کھینچکر تلوار کو
چین آتا ہی نہین اس طالب دیدار کو
ہر بہانے سے تسلی دی دل افگار کو
یاد کرتا ہون کسی کے صحف رخسار کو
زاہدا مصحف نہین بہر تلاوت ہاتھ مین

اپنے فن مین نکتہ دان بے مثل ہر یکتا ہو وہ
چپ نہین رہتا کبھی ظالم ظریف ایسا ہو وہ
عاشقون کے حال سے دانستہ بے پروا ہو وہ
ہاتھ اسکے چوم لیتا ہون تو کیا کہتا ہو وہ
ہین لکیرین یا کوئی لکھی ہو آیت ہاتھ مین

کاٹے کھاتی تھی مجھے ہر دم جدائی آپکی
رنگ مہندی اسقدر تلوون مین لائی آپکی
شکر ہو ہونے لگی ظاہر صفائی آپکی
گر مین سہلاؤن کف پا سے حنائی آپکی
ہو زیادہ پنجہ مرجان سے رنگت ہاتھ مین

ہجر ساقی مین کھلا رونے سے پردا ابر کا
ہون وہ گریان میرسے آگے مرتبہ کیا ابر کا
چشم تر نے سامنے کھینچا ہو نقشا ابر کا
پونچھکر آنسو نیا یا مین نے ٹکڑا ابر کا
جب لیا رومال وقت جوش رقت ہاتھ مین

چشم گریان ہجر مین ہر جو سے گلزار وطن	صورت آہو سونگھون بوٹے گلزار وطن
بخت اگر دکھلائے مجھکو روئے گلزار وطن	ارمغان لیجاؤن ناسخ سوئے گلزار وطن

چن لیے ہین خار ہائے دشت غربت دامن مین

شہسواران توسن عیاری و گام فرسایان صحرائے پر آفات خنجر گذاری سمند تیز گام کلک کو میدان نگاری
مین یون جولان کرتے ہین کہ جسوقت خواجہ عمرو و ملکہ مہر جبین و ملکہ مہرخ کو روتا پیٹتا چھوڑ کر سبکی محبت سے
منھ موڑ کر مع خزانہ و بارگاہ بصد عز و جاہ آمادہ سفر ہوے ملکہ مہرخ و ملکہ مہ جبین و ملکہ لالان خون قبا
روتی پیٹتی خاک اُڑاتی لشکر مین آئین لیکن مرنے پر کمر باندھے ہوے انتظار صنعت مین تھی ہین یہی خیال ہے
دل پر ہجوم غم و ملال ہے کہ اب صنعت سحر ساز آئیگی ہم چند دست و پا شکستہ کو مشکین باندھکر لیجائیگی بیان
ملکہ مہرخ نے گھبرا کر جاسوسان لشکر اسلام یعنے چپڑ ند و پرند کو بلایا حکم دیا جا کر قریب حصار سحر صنعت سحر ساز
ٹھہرو جسوقت وہ وہان سے سوار ہو یا اور کچھ سانحہ گذرے فوراً ہمکو خبر پہونچانا مہ جبین و لالان کو کمین
چھپا دینگے ہم زہر کھا کر شاید صنعت پر جا پڑینگے خیر جن سردارون کی جان بچی بہتر ہوا خواجہ نے ہمپر بڑا
احسان کیا وقت مصیبت مین ہمارا ہاتھ چھوڑا پروردگار اُنکا انجام بخیر کرے جو ارادہ کیا ہو وہ پورا ہو یہ تو
یقین کامل ہے کہ دو برس مین یا چار برس مین صاحبقران ضرور تشریف لائینگے کنیزون اور غلامون کے خون کا
بدلا لینگے مگر افسوس ہے فتح طلسم ہوش ربا کو نہ دیکھا حسرت و یاس ہی دل مین لیکر چلے اس غم سے
قبر مین بھی چین نہ ملیگی تا روز حشر گھبرائینگے گوشہ تنگ و تاریک مین آرام نہ پائینگے بارگاہ مین اسطرح سناٹا ہے
گویا کوئی لوٹ کر لیگیا ہے دنگلون پر غاشیے پڑے ہین بیچارے کیدان و رسالدار برائے رونق بارگاہ مین
آکر بیٹھے ہین ہر ایک مبتلائے دام حسرت گرفتار زندان مصیبت صورت ملکہ مہ جبین الماس پوش کی
دیکھکر روتے ہین ہر ایک کو یہی خیال ہے کہ ہم لوگ ساحر ہین زنبور کے نکلجائینگے کسی گوشے مین جا کر چھپینگے یہ دست و پا
شکستہ سحر و ساحری سے نا واقف کہان جا کر چھپیگی کون دامن پناہ دیگا آسمان دشمن زمین رہزن ساکنان
ہوش ربا جستجو سے گرفتاری مین یہ آفت رسیدہ مضطراب و بیقراری ہین علاوہ ازین دختر افراسیاب
سطوت و صولت مین انتخاب جس مقام پر جا کر چھپیگی حال ظاہر ہو جائیگا گرفتار کر کے سامنے افراسیاب
کے لیجائیگا افراسیاب آمادہ ظلم و بدعت ہے یارو مقام عبرت ہے اشارہ سوزک کی حاکم معشوقہ طلسم کشا
اُسپر یہ ظلم و جفا خداوندا اسکا انجام بخیر ہو تو اپنی قدرت کاملہ سے کوئی سامان پیدا کرے یہ لڑائی ہم بھون سے گے

ہاتھ سے فتح ہو صنعت سحر ساز کو قتل کرین اُسکے ساتھ والون کے خون سے ہاتھ بھرین خواجہ اگر ہمکو فتح فیروزی
پائین حیران ہو جائین خداوندا تیری ہی ذات پر تکیہ کیا ہر تو پیدا کرنیوالا ہر اے معبود حقیقی و رب تحقیقی دعا ہماری قبول
کر اے ظلم و بدعت سے صنعت سحر ساز کی بچالے ابکی مرتبہ جو طبل جنگی بجائیگی میدان کارزار مین آئیگی کون
اُس سے مقابلہ کریگا اب تو گرفتار ہوئے ہم مجبور و لاچار ہوے فی الحقیقت چشم زدمین رنگ عالم دگرگون
ہوتا ہر کبھی عیش کبھی رنج کبھی مفلسی کبھی گنج کبھی مصیبت کبھی راحت کبھی سحر فرحت کبھی شام مصیبت **نظم**

کہان ہر ایک طرح پر یہ دور لیل و نہار
ہواے بے ادبی ہر شیوۂ بیکار
بسان دیدۂ ممسک ہر تنگ وصل عمر
جو ہوسکے سو ابھی ہو اُٹھا نہ رکھ زنہار

کبھی ہر شام مصیبت کبھی ہر صبح بہار
خیال جام عبث اشتیاق مے بیجا
لحد کشادہ دہن ہر بشوق بوس و کنار

کشاکش نفس چند ہر پیام اجل
دکھا رہے ہین دم سرد گرمی بازار
طلسم عالم اسباب چند ساعت ہی

دکھین گردش گردون دون یہ انقلاب سپہر بوقلمون کیا رنگ دکھاے
بعد خواجہ کے کیا مُیش نے ان باتون پر ملکہ مہرُخ کی شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر کسی نا کس کا یہی ارادہ ہی
کہ لشکر سے نکلجائین اپنی جان بچائین بعض کہتے ہین صاحب اب وقت زوال ہر زمانہ جلال ختم ہوا ماہ تابان کبھی
بدر کامل کبھی ہلال ہر ترقی و تنزل کا یہی حال ہر لشکر اسلام کا خوب اوج ہر اب وقت مصیبت آیا کہانتک
جلال رہے اب جو انکا ساتھ دے وہ مصیبت سہے ملکہ مہرُخ نے جو ایسی باتین سنین غصہ مین فرمایا
نقیبون کو بلاؤ لشکر مین پکار دین ہمیں صنعت سے مقابلہ ہر بیشک وہ غالب ہر سرداران نامی کو گرفتار کر
لیگئی ہر ہمکو داغ حسرت دیگئی ہر فلک درپے آزار ہر ہمارا ساتھ دینا سراسر بیکار ہر جن صاحب کو جان بچانا ہو
وہ نکلجائین ہمارے لشکر مین نہ رہین ہم آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین لحد مین پاؤن لٹکائے بیٹھے ہین ابکی جو وہ
آئیگی زنہار کریاتو اُسکو مار ینگے سر میدان للکارینگے یا اپنی جان دینگے راہ خدا مین شہید ہونگے عاقبت بخیر ہوگی
بس مرنیوالون کا ساتھ دینا کیا ضرور ہر اپنے کو دانستہ مبتلاے بلا کرنا سراسر عقل کا قصور ہر بلکہ فہم و فراست
سے دور ہر پروردگار کا شکر ہر کہ ہمکو بادۂ جرأت کا سرور ہر جوانان صف شکن و جان نثاران تیغ زن
نے جو یہ کلمات حسرت آیات سُنے قبضون پر ہاتھ ڈالکے پایۂ تخت شاہنشاہی سے لپٹ گئے عرض کی
حضور آپکا نمک کھایا عزت و آبرو پائی اسوقت مین آپکا ساتھ کیا چھوڑینگے جان دینے سے منھ موڑینگے
اگر حکم ہو تو ابھی سر قدم اقدس پر نثار کرین تصدق ہو جائین دولت کو مین ہائین جہن رزوال و جلال سے
کیا کام ہو سپاہی کا مرنے مین نام ہر ہمیشہ افراسیاب سے لڑے کیسے کیسے معرکے مرے جنگی ہوت تھی

مارے گئے آپ کے ساتھ آئے تھے عدم تک ساتھ نہ چھوڑینگے سایہ دامن دولت میں جان دینگے انشاءاللہ وہ تلوار جنگی کافرون کے دانت کھٹے کردینگے میدان کارزار لاشون سے بھردینگے حضور ہی کے رودبرو کٹینگے نظم

ہست از پا بر دو بجان خوشنما افتادگی
ہست شاید بجگی ہاے مرا افتادگی
در فن افتادگی از بسکہ کامل گشتہ ام
دستگیری گر نمی کردی مرا افتادگی

زلف معشوقم سے زیبد زما افتادگی
از تو ناز و عشوہ می زیبد ز من عجز و نیاز
از من آموزد سرشک و نقش پا افتادگی
سر خرد خیزد بہر ذرہ ز حشر سودا چون شبیہ

غنچہ چون گردد ثمر از شاخ می افتد بخاک
سرکشی از شعلہ آید از گیا افتادگی
دل طپیدن ہا ز خاک آستانش بردہ بود
ہر کہ سید ارد بخاک کربلا افتادگی

سرداران نامی نے جو اسطرح رو رو کر کہا ملکہ مہرخ نے ایک ایک کو گلے سے لگایا محبت وشفقت فرمایا آپ خدا تم سبکو سلامت رکھے ہمین تم سب صاحبون سے بڑی امید ہی یہ سمجھ لو کہ خواجہ کے تشریف لیجانے مین کوئی بھید ہی ایسی بے اعتنائی کبھی خواجہ نے نکی تھی ایسے کلمات زبان پر جاری تھے کہ نام سے انکے نفرت ہوتی ہی بس صاف ثابت ہی کہ اس مین کوئی مطلب حاصل ہوگا انکی باتین عیاری کی گھاتین ہین ہم کہان سمجھ سکتے ہین خواجہ عمرو ایسے نہین ہین کہ اسد و مہ جبین کو اس مصیبت مین چھوڑین ہمسے ایسے حال پر ملال مین منھ موڑین انشاءاللہ بہت جلد ظہور ہوگا مطلب مضمر کو ضرور رہیگا یہ فرماکر ہرکارون کو حکم ہوا کہ واسطے دریافت حال کے جاؤ دیکھو صنعت کیا کرتی ہی جو گذرے حرف بحرف ہمکو خبر دو اسی وقت ہرکارے لشکر صنعت سحرساز کی طرف روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑو اب حال صنعت سحرساز گذارش ہوتا ہی تحریر کرچکا ہون صنعت نے ملگہت پر قصر سحر تیار کیا ہی تین کوس کے گرد مین حصار سحر کھینچا ہی چار سو سردارون کو گرفتار کرکے لیگئی ہی نوبت ونقارے بجاتی ہوئی اپنے مقام پر آئی سرداران مقید کو طائرون کی صورت بنایا زندان خانہ مین سبکو چھوڑدیا آپ اسی قصر مین آکر ٹھری اہالیان لشکر نے مبارکبادی نذرین گذرانے نگین صنعت نے حکم دیا کہ صحبت عیش ونشاط آراستہ ہوئے انگلوار ان افراسیاب واہی ساحران لاجواب تنے بڑا نام کیا مسلمانون سے کیسے کیسے اُٹھ اگر سامری وجمشید ہوتے تمہارے سحر وساحری کی تعریف کرتے بڑے بڑے ساحران جلیل نکوداران ذلیل کے ہاتھ سے مارے گئے مگر فتح تو تمہارے ہی نام لکھی ہی عشاق سبزرنگ ایسا استاد زبردست کہ سحر وساحری مین یکتا تھا سحر سے اُسنے ملہ تران شمشیرزن کو قتل کیا کیسا عقلمند وہوشیار صاحب سامری وجمشید اپنے کو کیا کیا اُسنے عمرو سے بچایا عیش وآرام ترک کردیا تھا لیکن کچھ ہوشیاری نہ چلی سادبان زادے نے کس کس گرو فرے مارا کس کس کا ذکر کرون شاہنشاہ کو عاجز کردیا قصر قلب ملکہ حیرت کو غم وار

سے بھر دیا گر مین نے کیا تدبیر معقول کی گھوڑا ساربان زادہ بیان عیاری کرنے نہ آیا مردہ بنکر میان چالاک آئے
برق بھی خوب تڑپے پھڑکے بیان جانسوز وضرغام بھی تو ہمراہ تھے پھر میرا کیا کرسکے قید خانہ مین جانور
بنے ہوئے پھڑک رہے ہین ساربان زادہ خود نہ آیا کالیا کیا ہوا اعدا نے پھرتا تھا بڑے بڑے ساحرون کو
اُسنے ٹوک کر مارا ابدولت کے سامنے نہ آیا جلاکر خاک کر دی تھی سینون مین تو لڑی اول مین بڑے بڑے رنج اُٹھائے
اب بعنایت سامری وجمشید منزل مقصود تک پہنچی بدون حکم ابدولت اگر حصار سحر مین قدم رکھے موت کا
مزہ چکھے ملکہ ظلمات جادو وزیرزادی وگیسو کشا ونہنگ وپلنگ واژدر وہیران وغیرہ
ساحر عرض کر رہے ہین حضور آپکا مثل کون ہے اگر آپ کا قدم درمیان مین ہوتا طلسم ہوش ربا کا خاتمہ ہو گیا تھا
آپ ہی نے نام سامری پرستی روشن کیا چراغ مسلمانان گل کر دیا یہ چار سردار مخمور وباغبان وبہار وغیرہ
کیسے زبردست تھے تعلیم کردہ افراسیاب سحر وساحری مین لاجواب اپنے دست اندازی دشوار تھی
زمین کانپتی تھی جب بہار نے سحر کیا باغ پُر بہار تیار ہوا طایران زمزمہ سرا آشکار ہوئے جنہے اُس باغ کی
ہوا کھائی بہار کا ہوا خواہ ہوا برباد وتباہ ہوا میان مصور جادو مرشد زادے کہلاتے ہین بارگاہ مین جھگڑی
باتین بناتے ہین بہار نے کیسا کیسا ذلیل کیا باغ سحر مین پھنسایا کچھ کسی سے نہ بن پڑا آخر شاہنشاہ نے آکر چھڑایا
باغ بہار کس قہر وغضب سے جلایا آپ نے اُس بہار جادو کو کس تکلف سے گرفتار کر لیا عندلیب خوشنوا
بنی ہوئی قید خانہ مین مثل مرغ بسمل تڑپ رہی ہے باغبان کو کس لطف سے پکڑا ہی مخمور کا نشہ ہرن ہو گیا اب لشکر
اسلام مین کون رہنے والا ہے صرف بی مہرخ باقی ہین اتنی تو ہرکارون نے خبر دی ہے کہ سب ساحر ساتھ چھوڑ کر
چلے گئے بڑے بڑے مرنے والے جاکر دیہات مین چھپے یقین ہے اسی ہفتہ مین بی مہرخ وملکہ مہ جبین
اصلاح کا پیغام دین اگر قدمون پر گرین صنعت نے کہا توبہ اب مین عذر وانکسار کسی کا کب مانتی ہون ان
سبکو اپنا دشمن جانتی ہون سبکو ایک دن قتل کرونگی اب تو چین کرو دور جام ارغوانی پیو جائیے معقول طلب
ہون لیکن ای ظلمات اسکا خیال رکھنا جو طائفے یہان موجود ہو دین وہی آکر مصروف رقص وسرود ہون
اگر کوئی سازندہ بھی کم ہو خبردار حصار سحر سے کسی کو آنے نہ دینا ظلمات نے عرض کی لونڈی نے سب سامان
کر لیا ہے کل سامان عیش ونشاط اندر حصار کے حاضر ہے لونڈی ان امورات کی ناظر ہے کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ جسکی
ہمین ضرورت ہو آپ مطمئن رہین کیا مجال ہے کہ جو پرندہ پر مار سکے محال ہے کہ دوندہ اندر حصار سحر کے آسکے
لیکن ظلمات جادو اپنی لشکر مین حکم عام دیا ملکہ عالم نے فرمایا ہے کہ سامان عیش ونشاط مہیا ہو جملہ سردار وپیادے ملازم

دلکھو اران معروف سامان عیش و نشاط ہوں بعد ایک ہفتہ کے بی مہرخ پر شکر کشی ہوگی ابکی مرتبہ خاتمہ ہر عزم مہم
چین کر و عہدہ ہائے جلیل ملینگے غنچہ آرزو کھلینگے افراسیاب ایک ایک کو نہال کر دیگا اس نہال گل مراد سے
بہرہ دیگا اور حصار کے بارہ اور کہ ساحر فرد کش ہیں دو کاندار ناجران جلیل سامری پرستون کے کفیل یہ خبر فرحت اثر
سنکر شاد ہوئے جابجا بارگاہیں تھے استادہ ہوئے ملکہ صنعت سحر ساز قصر عالی پر آکر بیٹھی مصاحبوں نے
گھیر لیا جام مئے ارغوانی گردش میں آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ساقیان ماہ رخسار و رقاصان گلعذار
حاضر ہیں بہار سے ہوئے ایک ایک حور شمائل پری طلعت خوبصورت نشہ میں شراب کے مست ساقی سبھی
جام مئے گلنار پلاتے پھرتے ہیں بعض نشہ میں لڑکھڑا کر گرتے ہیں ایک نازنین مہ جبین نشہ میں چور اپنے حسن و
جمال پر مغرور رقص کرکے سامنے ملکہ صنعت سحر ساز کے کس ناز و انداز سے یہ غزل محبت خیز عشرت انگیز گانے لگی
پھر تو اک عجب عالم محویت ہوا صدائے واہ واہ بلند ہر شخص خورسند

غزل

لب تک آ بادہ کشو آئینہ سکتی توبہ
دکی باب اجابت تلک اپنی توبہ
ہیں تو آمادہ ہوں پر کیا کروں اے واعظ پیر
کی ہے کیا تو نے پلائیگی بھی ساقی توبہ
بادہ خواری کا کیا قبر مغان پر جلسہ
خوف عصیان سے جو کرتا ہے یہ ملعون توبہ
توڑ ڈالا ہو زمانہ نے مجھے اے واعظ
سافیا چار کے دکھلا نیکو کرلی توبہ
دیکھ لیتو کبھی دختر رز کا جوبن
تجھے سکنے کو بھی دو دن نہ رہا ہی توبہ
موسم گل تو ہو دو چار ہی دن کا مہمان
تو قلق نے بھی نصوحا کی طرح کی توبہ

بھنچے ہو موج مئے ناب کی میری توبہ
کسی انسان کا دل تو نہیں توڑ واعظ
کرنے دیتی نہیں ایام جوانی توبہ
شرم آئیگی مجھے پیر مغان سے واعظ
مجھے اس سال بڑے دھوم سے توڑی توبہ
مست ہو جاتا ہوں از خود جو بہار آتی ہے
ورنہ غرستی سے ٹوٹی نہیں میری توبہ
دل تو شکستی پہ ہو شکستہ حالی
واعظا تو نے مری طرح سے توڑی توبہ
واعظ مجھ سے تقاضا نہ اٹھا کیا کرتے
میں نے سرے سے بھی کر سکتا ہوں ساقی توبہ

ہیں وہ ملکش کہ پھرے رہا بکلی توبہ
کیا خطا اے میں ہوئی میں مجھے توڑی توبہ
توبہ بادہ کشی کی ہو بھلا میں نے تو
میں نے ایام جوانی میں اگر کی توبہ
لب رحمت سے صدا آتی ہے آمین آمین
چار دن بھی نہیں مجھ رند سے نبھتی توبہ
سکتی مجھے تو دو دن بھی نہیں ٹھہرتی
رند خانہ خراب کی ناصح نہیں سنتی توبہ
درست توبہ ہی مجھ نہ ذرا استغفار
قرض میں بادہ فروشوں کو لگا دی توبہ
یہ تمنا ہے کہ شہرہ ہو ہر اک باب میں

دور جام بے اندیشۂ انجام چل رہا ہے صنعت سحر ساز تخت نکہت پر
مست شراب ناب جھوم رہی ہے قصر کی یہ قطع ہے کہ سامنے کا دروازہ سامنے سے کھلا ہوا ہے ایوان لشکر
پیش نظر معلوم ہوتے ہیں جابجا فرش بچھے ہیں لالے جل رہے ہیں جھاڑ و کنول روشن در و دیوار پر گلاس

چڑھے ہوئے روشنی بحجاب کہین پیادے جمع ہین کہین بچھین رسالدار گرد اُنکے سوار ایک بیاتن نشہ مین شرابور
ٹھمریان گارہی ہے رسالدار صاحب کو لبھارہی ہے ہر مرتبہ جیب مین ہاتھ ڈالا روپیہ اشرفی نکالا رنڈی سے ہاتھ ملایا
وہ بھی خوشی مین آکر بیٹھ گئی دیہات کی رہنے والی تہانا نہین جانتی اپنے گنوار آشناؤن کا نشان بتاتی ہے ہنسی کے
مارے لوٹی جاتی ہے دیہات کی وضع گلبدن کا چوڑی دار پاجامہ اسمین تول کی گوٹ زنگاری دوپٹہ برسات
کھایا ہوا کہین سے سفید کہین زنگاری ہر طرح کی اسپر گلکاری جھکی کی چھڑیان لگی ہوئی کالی کالی صورت پھوہڑے
بھدے گال نشہ مین عجیب حال بل کھانے کی خوشی مین مچل رہی ہے رسالدار صاحب بھی مبہوت اشارے کررہے
ہین ہمارے خیمے مین چلو وہ ہنسکر بول اُٹھی میان مثل مشہور ہے دو دل راضی تو کیا کریگا قاضی ہم تم آنکھین بند
کرلینگے جانینگے کوئی نہین دیکھتا کہین لاؤ لاؤ کی صدا ہے دور شراب کے چل رہے ہین دو کانون پر سوداگرون
نے بھی چندہ جمع کرکے ناچ کرایا ہے ہر بازار مین میلا ہو رہا ہے پکار کا جمیلا ہے سنگر مین دو کانون پر بیٹھے ہین شراب پر کاسے
ملی ہے ایک ایک جام پیا چرس پر دم مارا مبہوت ہوکر بیٹھے ہین بار بار کہہ رہے ہین پی ساقی دم کی خیر رہے ایک جام
اپنے ہاتھ سے پلا و ساقی الجمال کا نعرہ مچا و ساقی مسکرا کر رہ جاتی ہے کچھ جواب نہین دیتی کہین سبزی گھٹ رہی ہے
ایک سمت کمارون کا جلسہ ہے مرگ بجاتے ہین گانجے پر دم لگاتے ہین نشہ مین پکار اُٹھتے ہین بھائی ہمرا آج تو نشہ
بیڈول ہے اپنا تو یہ قول ہے ۔ جسنے نہ پی گانجے کی کلی وہ اُس بیٹے سے مٹی بھلی ۔ پلٹنون مین رسالون مین
جلسے جمے ہوئے نشۂ شراب کے جوش بعضے سرمست بعضے مدہوش کوئی کیچڑ مین پڑا لوٹ رہا ہے کوئی مُری مین
جاگرا ہے صنعت سامنے سے بیٹھی دیکھ رہی ہے کہتی ہے کون صاحب یہ جلسے تو چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے
اگر شہنشاہ افراسیاب جادو ہو تو بعید نہین پسند کرتے کل کے جلسہ مین شہنشاہ کو بھی طلب کرونگی ملکہ حیرت
خاتون محل شاہنشاہ بھی سرفراز فرمائینگی ضرور اس محفل عیش مین آئینگی تمام سرداران صنعت سحر ساز بھولے
ہوئے اپنے کو بھولے ہوئے نشۂ شراب مین جھوم رہے ہین کبھی کہتے ہین اے یادگار سامری و جمشید کون
آپکا پردۂ دنیا مین مثل و نظیر ہے جب شاہنشاہ کل طلسم ہوشربا حضور ہی کے سپرد کردینگے ملکہ حیرت
کو کیا دخل رہیگا وزارت کسی اور کے نام ہوگی سلطنت حضور کے نام ہوگی ہم لوگ سرفراز ہونگے اپنے اپنے
مرتبہ پر ناز ہونگے یہ باتین آپسمین ہو ہی رہی تھین کہ یکایک صحرا سے اک روشنی معلوم ہوئی اسقدر باجون کا شور دغل
کہ گوش گردون کر ہوتا تھا غل ہائے صحرا اچک گئے ہیبت سے اسقدر غل و شور جو ہوا ملکہ صنعت نے
سر اُٹھا کر دیکھا اسقدر روشنی معلوم ہوتی تھی کہ گویا جنگل مین آگ لگی ہے ہزار ہا پچپاشخے طلائی و نقرہ کار جواہرنگار

گیا ہوا بعد پچشاخہ والون کے ہزارہا مشعلچی گنگا جمنی دستیان ہاتھ مین گلنا جوڑے لباس زرق برق مشروع کے پائجامے مینون کے انگرکھے سرخ پگڑیان اُنپر سنہری کام ایک جانب ہزارہا تخت اُنپر جھاڑ بلورین گلاس الماس کے لالٹینین یاقوت نگار ساتھ ساتھ روشن گلدستون پر بہار غول کے غول سامنے سے نکلے انکے بعد لاکھون سوار لباس ہائے فاخرہ زیب جسم دور کا بے مرکب رواردی سے مطلب پیدل غول کے غول غٹ کے غٹ جوڑے سرخ پہنے ہوئے لالہ زار کھلا ہوا معلوم ہوتا ہو صدہا تخت کسے ہوئے کہار زرق برق وردیان بانات سلطانی کی اُسپر کام زردوزی بنا ہوا تخت کاندھون پر اٹھائے ہوئے اُن تختہائے زرین پر نازنینان پری چہرہ دریائے جواہر مین غوطہ زن باناز و کرشمہ اُن تختون پر متمکن پہلو مین خوش گلو سازندے تانین مارتی ہوئی غزلین عاشقانہ خوشی خوشی گا رہی ہین شعر وہ طبلون کی آواز کی صدا ہوگا تا کہ اچھا بنا لاؤ لا
کبھی خوشی مین اگر بھول جاتی ہین یہ سہرا گاتی ہین سہرا

ای جوان بخت مبارک تجھے سر پہ سہرا
کھنچتے زر مین مہ نو کی لگا کر سہرا
دو کے صل علے یہ کہے سبحان اللہ
گوندھے سورۂ اخلاص کو پڑھ کر سہرا
روئے فرخ پہ جو ہین تیرے برستے انوار
سر پہ دستار ہو دستار کے اوپر سہرا
بھری خوشبو سے ہو اترائی ہوئی باد بہار
کنگنا ہاتھ مین زیبا ہو تو سر پر سہرا
کثرت تار نظر سے ہو تماشائیون کے
واسطے تیرے ترا ذوق ثناگر سہرا

آج ہو یمن سعادت کا ترے سر سہرا
تابش حسن سے مانند شعاع خورشید
دکھین بکھر یہ جو ترے سر ہو اختر سہرا
دھوم ہو گلشن آفاق مین اس کی
تار بارش سے بنا ایک سراسر سہرا
اک گہر بھی نہین صدکان گہر مین جیسا
اللہ اللہ رے پھولون کا معطر سہرا
رو نمائی مین تجھے دے مہ خورشید فلک
دم نظارہ ترے روئے نکو پر سہرا
جسکو دعوی ہو سخن کا یہ سنادے اسکو

آج وہ دن ہے کہ لائے در انجم سے فلک
رخ پر نور سے تیرے ہو منور سہرا
تا بنی اور بنے ہین ہے اخلاص بہم
گائین مرغان نواسنج نہ کیونکر سہرا
ایک کو ایک پہ تزئین ہو دم آرائش
تیرا بنوایا ہو لے لیکے جو گوہر سہرا
سر پہ طرہ ہو مزین تو گلے مین بدھی
الٹ دے منہ کو جو تو منہ سے اٹھا کر سہرا
دُر خوش آب مضامین سے بنا کر لایا
دیکھ اسطرح سے کہتے ہین سخنور سہرا

تختہائے زرین ہزار در ہزار نازنینان مہ جبین کے گانے کی بہار اسکے بعد ایک مست ہاتھی نظر آیا چارون بھنیان چمکتا ہوا ماتھا نگین ہلال زرین ہیکل کئی لاکھ روپے کی تیاری کی گلے مین گھنٹی سونے کی ٹھن ٹھن بجتی ہوئی گردن پر فیل مست کی ایک جوان فیلبان کئی ہزار روپے کی تیاری کا جوڑا زیب جسم پگڑی پر الماس کا پھول آراستہ گجباگ سونے کی ہاتھ مین تخت طاؤسی اس فیل مست پر کسا ہوا اوسپر حسین نوجوان مراد ون کے دن

چہرہ مثل آفتاب عالمتاب صورت مین لاجواب سہرا از زرتار اوسپر بہاری سہرے کی بہار زربفت کا رومال ہاتھ مین نوشاہ منھ پر رکھے ہوے پشت پر نوشاہ کی ایک جوان سپاہی وضع بافر و شوکت جوڑا زربفت کا پہنے ہوے دریاے سلاح مین غوطہ مارے تیغہ آبدار کمر مین جوڑی خنجر نایاب کی لگی ہوئی قرولی زیب کمر سنہرا فتیہ شان کہکشان دکھاتا ہو خود زرین صیقل مثل آفتاب عالمتاب تابان و درخشان سر پر ایک رومال ہاتھ مین مگس پرانی نوشاہ کی کرتا ہو پشت پر لگو در لگو فوج دریا موج جوڑے سبکے رنگین جوانان خوش آئین بھرہرے علم ہاے زنگاری کے کھلے ہوے انپر تعریف پوشنے رو سو خداوندون کی بخط جلی مرقوم برات کے آمد کی دھوم نوشاہ پر زر و جواہر لٹتا ہوا ہزار ہا شہدے روپیہ لوٹ رہے ہین آواز دیتے جاتے ہین ارے پھیک ارے پھیک منتظار روپیون کا برابر چل رہا ہو لٹیرے لوٹ رہے ہین شہدون کی گردن مین ہنڈیان روپیون کی چڑہی ہوئی ہین ہزار ہا ساقی گلچہرے دُر در گوش مرصع پوش اس رہروی مین جام سبو گردش مین ہاتھ پرست کرنیکی کوشش ہو خوشی خوشی آپسمین چہلین کرتے جاتے ہین ٹھٹھے لگاتے ہین خوش فعلیان کر رہے ہین شراب پلاتے جاتے ہین نشہ مین شراب کے مستانہ وار جھوم جھوم کر یہ اشعار کیفیت تمام گاتے ہین

اشعار

دکھا ہو ساقی گلرنگ چہرا
بنی بنت العنب ساغر نما ہو
قمر کا جام سے ہو رنگ پھیکا
کلس شادی کا بجا سہرا ہو
عنادل چومتے ہین گل کا چہرا
سر طاوس کی کلغی بنے مور
بکار آمد گلون کی بنکھڑی ہو
صبا غنچے کا کنگن کھولتی ہو
ہر اک سرو سہی ہو شمع تابان
کنول ہین روشنی کے جو کنول ہین
بعینہ عطر کی شیشی کلی ہو
ہر اک طاوس ہو پشواز پہنے

لگا لا کشتی صبا مین سہرا
بہم سامان شادی ہون ہر طور
جبین پر عکس مینا کا ہو ٹیکا
مبارک باد کا ہر جا پہ غل ہو
ہر تار زلف سنبل کا سہرا
نظر مین مورچھل مورون کے پین
دل بلبل کو پھولون کی چھڑی ہو
خیابان محفل عشرت بنی ہو
ہر اک شمشاد ہو سرو چراغان
ہین بزم آرا جوانان گلستان
گل سوسن بنین چکنی ڈلی ہو
ترانے طوطی و بلبل ہین گاتے

خوشی کا میکدے مین سامنا ہو
سر ساغر پہ دست رند ہو مور
ہو ساز عیش سے ہر شے مشابہ
دولھن ہو بوے گل نوشا گل ہو
گل صد برگ مین شعلے کے ہین طور
بنین ہین بال و پر بلبل جنون ہین
در امید شبنم رولتی ہو
ہو خیمہ ابر سبزہ چاندنی ہو
سو البلور کی ہانڈی کے کنول ہین
ہر اک برگ شجر ہو بیڑہ پان
جلو مین ہین لباس ناز پہنے
مجیرے ہین گل نسرین بجاتے

بنا سارنگیا ہر ایک زنبور
بجاتے ہیں خوش الحان لال طنبور
ہر اک گل بادۂ شبنم پیے ہے
ہر اک فوارہ پچکاری لیے ہے
نظیر قمقمہ گل بن رہے ہیں
شرابی کبک و بلبل بن رہے ہیں
گلال انگور کے منھ پر لگا ہے
رخ گل پر عبیر زر لگا ہے
ہر اک شے میں نئی خوبی ہوئی ہے
سراسر رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے
گلے ملتی ہے شبنم جزو کل سے
صبا سے گل نسیم صبح گل سے
غرض کیا ذکر لطف بوستان ہو
کہاں تک طول کیفیت بیان ہو
قمر ساقی ہے ہیں دل لبھاتے

کبھی تمری کبھی غزلیں یہ گاتے ہیں غزل موافق مضمون

مختصر ہوتی نہیں ای یار جو قابو ہوتا
جب بھی ای یار ترا سایۂ گیسو ہوتا
خوب ہی پھر تو سمجھتا میں دل شمع سے
طول شب سلسلۂ دامن گیسو ہوتا
واہ کیا خوب گذرتی شب غم چند ای دل
ذرہ افشان کا جو ہم صحبت گیسو ہوتا
جب سمجھتے تجھے ہم صاحب تاثیر ای دل
سامنے آنکھ کے آئینۂ زانو ہوتا
کچھ نہ کچھ صورت امید نظر آجاتی
غم مری طرح سے ہر سر دلب جو ہوتا
یہ ستم کا ہے گلہ سنتے بت ظالم سے کبھی

خال بنگر میں ترا نقطۂ ابرو ہوتا
کبھی آغوش میں رہتا کبھی رخسار پہ ہوتا
ایک ساعت مرے پہلو میں اگر تو ہوتا
خوب پہلو میں سلاتا تجھے بیٹھے بیٹھے میں
ہم بغل تجھ سے جو وہ یار پری رو ہوتا
ڈھنگ آتا جو اسے روز ملاقات کا
زیب آغوش جو وہ دلبر مہ رو ہوتا
پھر تو بے آب ہزاروں کے گلے کٹ جاتے
دھیان قاتل کا مری طرح جو گیسو ہوتا
بعد مردن بھی دکھاتی مری وحشت تاثیر
ہم کو اپنے دل مضطر پہ جو قابو ہوتا

تیرہ بختی مجھے کر افعی پیچان کرتی
کاش ای آفت جان میں ترا گیسو ہوتا
اور چندے نظر آتا نہ اگر روئے سحر
گر مرے پاس جگایا ہوا جادو ہوتا
نکتۂ مار سیہ کا مجھے رہتا دھوکا
میرا نالہ بھی مزاج بت بدخو ہوتا
دل ضدا شکا کسی بیرحم سے در نہ ہر دم
زخم شمشیر جو ہم صورت ابرو ہوتا
سچ تو یہ ہے نہ پڑا بار محبت و رنہ
خاک ہو کر بھی میں گرد رم آہو ہوتا
جا بجا شوخی خاطر نظر آتی ہے نسیم
کو ایسے شعر میں تیرے نہیں پہلو ہوتا

وہ ہنگامہ برات کا ہے کہ ملکہ صنعت سحر ساز دیکھکر متحیر ہوئی ہزاروں چھکڑوں پر پکوان و مٹھائی لدی ہوئی ایک جانب چھکڑے چلے آتے ہیں ہاتھی دولھا کا حصار کی جانب بڑھا ملازمان صنعت سحر ساز نے غل مچایا خبردار برات کو روک لو اب آگے نہ بڑھو جو آگے بڑھیگا بیہوش ہو کر گر پڑیگا یہ پکار کر کہا ہزار ہا ساحر ہزار ہا دلاور دولھا کے ساتھ والے اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہوئے قریب حصار آ کر پکارے ارے یہ کسنے حصار کیا ہے کیا یہ سرزمین طلسم ہوش ربا کی نہیں ہے اگر یہ سرحد ہوش ربا نہیں ہے ہم اور جانب پھانک کر نکل آئے تو ابھی طبقے زمین کے آسمان پر اڑا دینگے

حصار کرنیوالے کو خاک مین ملا دینگے نگہبانان صنعت نے جو دیکھا کئی ہزار ساحران غدار صورت خونخوار بلاے روزگار مرنے پر تیار آمادۂ حرب و پیکار جھوم جھوم کر بڑھے آتے ہین کئی سو برہمن پنڈت پوتھیان ہاتھ مین اشلوک پڑھتے ہوے ساعت بچار رہے ہین وہ بھی پکار رہے ہین لگن نیک ہے جس سے لڑو گے غالب آوگے نگہبانان صنعت نے جو یہ قیامت دیکھی پکار کر سرداروں سے کہا آپ لوگ اسقدر نہ گھبرائین یہی سرحد ہوش ربا ہے ملکہ صنعت سحر ساز نے حصار سحر بنایا ہے یہ سنکر وہ سردار اپنے سرپر دولہا کے جو جوان مگس رانی کر رہا تھا اُس سے عرض کی کہا ہے سرفروش جادو ملکہ صنعت سحر ساز نے حصار بنایا ہے کیا حکم ہوتا ہے ابھی اگر آپکا ارشاد ہو جان لڑا دین اس حصار سحر کو مٹا دین اُس جوان نے منع کیا ملازمان صنعت کو قریب ہاتھی کے بلایا کہا جا کر ملکہ صنعت سحر ساز سے کہو ہمارے بھتیجے شاہنشاہ تاجدار ممالک اقلیم مغرب کے صاحبزادے کی شادی ہے برات لیئے جاتے ہین وہ سامنے جو جبل ہے وہان پوجا پاٹ کرینگے چند ساعت کے واسطے حصار سحر ہٹا لیجیے دولہا آپکو نذر دیگا ہم سمجھے تھے شاید کسی غیر کا مقام ہے جاؤ سمجھا کر ملکہ صنعت سے کہو اور یہ بھی کہنا کہ برادری مین آپ بدنام ہونگین اس جلسہ مین شریک نہو سکین چودھری صاحب آپکا حقہ پانی بند کر دینگے کچی پکی دونون پڑینگی جلد حصار ہٹائیے ہماری ساعت مین فرق نہ آنے پائے ورنہ آپ سے پھر کچھ نہ کہین گے فوج کو پامال کر کے نکل جاینگے صبح ہوتے ہوتے شاہنشاہ جاماک تشریف لائینگے بیس لاکھ برادری والے اُنکے ساتھ ہین ہم سب پوجا پاٹ کرینگے اسواسطے آگے بڑھ آئے اگر ایک دن بھی برات رک جائیگی سارا خرچہ دینا ہوگا سوائے رنج و ملال کے پھر اور کیا ہوگا ہم آگاہ کیے دیتے ہین ہمارے شاہنشاہ تاجدار ممالک اقلیم مغربی اور تمہاری ملکہ صنعت سے مفت بگڑ جائیگی آفت آجائیگی ملازمان ملکہ صنعت دوڑے ہوے گئے تمام کیفیت ملکہ صنعت سحر ساز سے بیان کی صنعت سحر ساز نے کہا صاحب حقیقت مین بڑا غضب ہوا اور آیا تمہاری لڑائی مین مجھکو اصلا خیال نہ رہا برادری مین بیشک میری تلاش ہوئی ہوگی لیکن میری جانب سے ہاتھ جوڑ کر عرض کرو کہ ہمین آپ کے فرمانے مین عذر نہین ہے برادری سے کوئی سرکشی نہین کرتا ہے نہ یہ کہ ہمارا اور انکا تو ایک واسطہ ہے مگر اس حصار مین گنہگاران شاہنشاہ ہوش ربا قید ہین آپ اتنی تکلیف کیجیے پانچ کوس چڑھکے نکل جائیے شاہنشاہ افراسیاب جادو کا حکم ہے یہ جواب ملازمان ملکہ صنعت سحر ساز نے کہا وہ جوان صاحب شوکت و شان یعنی سرفروش جادو بگڑ گیا

غصے سے سرخ ہو گیا قبضے پر ہاتھ رکھا بڑا سا گولہ جھولی سے نکالا ملازمان صنعت سحر ساز نے جب یہ انداز
دیکھا کہ بہت بڑا گولہ آہن کا ملکہ کئی من کا اُسپر خون کے چھینٹے دیے ہوئے ہاتھ پر رکھا چرخ دیا یا سامری
و جمشید کہکر نعرہ کیا باشید ای ملازمان صنعت ہوشیار ہو جاؤ میں سرفروش جادو فرزند دلبند شاہنشاہ
جان نثار جادو سپہ سالار لشکر ظفر اثر شاہنشاہ تاجدار جادو یاد رکھو کہ یہ گولہ موت کا چلتا ہے پھر اصلا
کوئی شاہنشاہ سے شکایت نہ کرے ہم آگاہ کر چکے ہماری ساعت میں فرق آتا ہے زیر نخل ہو جا بات
کرینگے صبح ہوتے ہوتے برات دولھن کے مکان پر پہونچیگی اگر دن نکل آیا برات پلٹا لیجا ئینگے
ہمارے شاہنشاہ تاجدار آکے خون کی ندیاں بہا ئینگے یہ گولہ خاص خداوند سامری و جمشید کا
بنایا ہوا ہے کچھ بہت بڑا سحر نہین ہے صرف گیارہ لاکھ آدمی مریگا سر ٹکرا ٹکرا کے جان دیگا یہ بھی اب جا کر
ملکہ صنعت سحر ساز سے کہدو کہ دیکھیے برادری مین بگاڑ ہوتا ہے ہم خطا سے بری ہین آپ کو اب
اپنی وزارت پر غرور ہے پھر ہمارا کیا قصور ہے برادری کو چھوڑیے وزارت کی پابند رہیے مگر آپ اتنا
بندگان سامری پر رحم کیجیے ورنہ روبرو خداوند سامری و جمشید کے یہ روبکاری ہوگی پوچھا جائیگا
ہمارے بندون کو کیون مارا ہم صاف کہدینگے بی ملکہ صنعت سحر ساز نے آپکے بندون کو قتل کرایا
ہمارا کوئی قصور نہ تھا برات کو روکا بد دولت کو ٹوکا یہ کہکر گولہ اُچھالا یہ قیامت جو ملازمان صنعت
نے دیکھی فریاد کرنے لگے کہا میان سرفروش جادو واسطہ سامری و جمشید کا ذرا اور ٹھہر جاؤ
ہم غریبون کے حال زار پر رحم کھاؤ ایک مرتبہ ہم سب اور جاکر ملکہ صنعت کو سمجھالین پھر آپکو اختیار ہے
اُس جوان نے مسکرا کر کہا دل تو نہین مانتا مگر خیر تم جاؤ جلد جواب لاؤ کہدینا کہ اے صنعت اتنا غرور نہ کر
بہت جلد تجھسے انتقام ہوگا دیکھنا تو سہی کہ اس فساد کا کیا انجام ہوگا ملازمان صنعت روتے پیٹتے روبرو
ملکہ صنعت کے آئے گھبراہٹ مین مُنھ کے بل زمین پر گر پڑے کہا ای ملکہ واسطہ سامری و جمشید کا
ہم سبکی جانین بچاؤ سرفروش جادو بگڑ گیا اتنا بڑا گولہ نکالا کہ ہمنے کبھی نہین دیکھا اگر اسکا گولہ چلیگا کہتا ہے
کہ گیارہ لاکھ آدمی مریگا پانچ لاکھ جادوگر ساتھ ہین سب لڑنے مرنے پر تیار ہین سرفروش جادو بھی
ساحر بے نظیر خوش تقریر ہے گولہ اُٹھا کر سحر کے وہ الفاظ پڑھے کبھی ہمارے دادا نے بھی نہ سُنے تھے
ہمارے تو قلب کانپ گئے اتنا جو ہمنے کہا کہ پانچ کوس برات چڑھکے لیجائیے سرفروش جادو بگڑ گیا
کہتا ہے صبح ہوتے برات ہماری دولھن کے مکان پر پہونچا چاہیے ہزارون تختہ آتشبازی ساتھ ہین سیکڑون

جھگڑون پر لگوان لہا ہو حضور برابر روپیہ لٹ رہا ہو سنا ہو چار کرور روپیہ کی شادی ہوئی و الابھی بڑا اسیطرح برات
سات روز تک وہان رہیگی آپ اتنی بڑی برات کا بار اُٹھائیگا سرداروں نے بھی ملکہ صنعت کو سمجھایا
بندگان سامری پر رحم کیجیے اسمین نزاع اوٹھیے حضور نے سرفروش جادو کو بہت سمجھایا کہ گول لشکر
صنعت پر نہ جھکیے تب اُس نے ہاتھ روکا اور یہ بھی فرمایا ہو کہ دولہا ملکہ صنعت کو نذر دیگا ورنہ ہمارے
شاہنشاہ تاجدار جادو شکایت کرینگے ملکہ صنعت سحر ساز کو یہ باتین سنکر اک سناٹا آگیا ظلمات جادو
وغیرہ سے کہا کہو صلاح جواب کیا صلاح ہو سب نے کہا حضور ہمارے نزدیک اسی مین فلاح کہ آپ یوہین قصر
مین بیٹھی رہیے راہ برات نکل جانے دیجیے وہ روا روی کرکے چلے جائین اسقدر ہم نے سنا ہین اُنکو تو خود جلدی ہو
ایک ایک منٹ گذرنا اُنکو شاق ہو وہان دولھن کے مکان پر جاؤ ہوگا صبح کو شاہنشاہ تاجدار جادو بھی
برادری والون کو ساتھ لیکر اسی راستہ سے جائینگے آخر ملکہ صنعت کو کچھ نہ بن پڑا کہا اے ظلمات تم جاؤ اور
چند ساعت کیواسطے حصار سحر برطرف کردو مین قصر سے دیکھ رہی ہون قصور اپنا شاہنشاہ تاجدار سے
معاف کرالونگی یہین سے بیٹھے بیٹھے دولھا کی نذر لونگی جب برات نکلجاے فوراً حصار سحر آراستہ کردینا
ظلمات و گیسو کشا در زرادیان مع چند مصاحبون کے چلین یہان دولھا کا ہاتھی قریب حصار جھوم رہا ہو
بڑے بڑے ساحر ترنج و نارنج ہاتھ مین لیے ہوے کہہ رہے ہین کیون میان سرفروش جادو حصار سحر
توڑین آگے بڑھین طبقے زمین کے اُلٹ دین آگ برسائین آپ کے دشمنون کو جلا ئین سرفروش جادو
کہہ رہے ہین ہم مروت سے مُنھ نہ موڑینگے رشتہ یگانگت کو نہ توڑینگے ذرا اور ٹھہر جاؤ جواب باصواب
آلینے دو یکایک سامنے سے ظلمات جادو و ملکہ گیسو کشا یہ کہتین یہ سامان یہ آمدگی ساتھ والون کا غصہ
فوج والون کی تیاری بندون کی بیقراری پکار رہے ہین ہمارے بکار مین فرق آتا ہو ساعت گذری جاتی ہو
سنو کہ دولھا دولھن کا نہ ملیگا ملکہ ظلمات و گیسو کشا کے ہوش اُڑ گئے اور یہان ملکہ صنعت سحر ساز نے
بھی حکم دیا فوج تیار ہو دونون جانب فوج کی صفین باندھو بیچ مین سے برات گذرے بارہ لاکھ ساحرون کا
لشکر ملکہ صنعت سحر ساز نے تیار کرایا دو راستہ ہم رکھا ہو ظلمات و گیسو کشا نے حصار سحر کو دفع کیا پکار
کے آواز دی بحکم سامری برات آگے بڑھے بیچ مین سے ہماری فوج کے برات خرامان نکلجاے
میان سرفروش جادو نے آواز دی اول تو زنگل ہوچکا واجب و لازم ہو وہان پرجا کے پوجا پاٹ ہو
پنڈت و برہمن آگے بڑھین یہ کہنا تھا کہ برہمنون کے غول کے غول آگے بڑھے اُدر اج کے اسلے

ہاتھ میں چھتری دھوتیان کھلی ہوئی اب فوج خرامان خرامان دولھا کا ہاتھی جھومتا ہوا سونڈ ہلاتا ہوا بڑھا دو راستہ
فوجین ملکہ صنعت سحر ساز کی بیچ مین سے برات جاتی ہو نوبت و نقارے بجتے ہوئے ہزار ہا ہزار سے
روشن بخشانے لکھو در لکھ فلیتے جو جلتے انکو بخشانے والون نے بیکار جانکر پھینکا یا صاف ثابت ہوکہ آسمان پر تارے
جھل ملا رہے ہین ملکہ صنعت سحر ساز جس قصر مین جلوہ فرما ہو دریچہ اسطور سے سر راہ واقع ہوا ہو
کہ جب ہاتھی دولھا کا زیر قصر پہونچیگا دولھا کھڑا ہوکر نذر دے سکتا ہو ہاتھ دولھا کا صنعت تک پہونچ جائیگا مگر
سپاہیان سرفروش جادو جو دولھا کی کمک پر ائی کر رہے ہین نہایت بہادر دلیری جوان قدر دار شجاعت ولیاقت
چہرے سے آشکار پکار کر آوازدی اپنے اپنے کام پر سب ہوشیار ہوجائین اتنا جو سرفروش جادو نے
کہا ہزار ہا آتشباز کمر بین باندہے آستینین چڑھائے ہوئے چھکڑون پر قلعہ لدے ہوئے تھے آتشبازی نے
شعلۂ جوالہ جھٹکے ہزار ہا پارہ سبد می بلیاگزین چٹیان اسمین بندھین ہالیان لشکر صنعت حیران ہین ملکہ غلغلہ
کر رہے ہین کہ یار وہیان قلعہ نہ داغنا گھوڑے لشکر کے چراغ پا ہوجائینگے مگر کون کسکی بات سنتا ہو
اندر حصار سحر کے آگئے ہر گوشے پر دو دو قلعہ آتشبازون نے چڑھا دیے لاؤ لاؤ کی صدا بلند ہو فرفر
ٹٹیان ہو بجا رہے ہین آتشباز باندھتے جاتے ہین لاکھو لاکھ ملازمان صنعت نے پکار آآتشبازان شعلہ مزاج
کسکو جواب دیتے ہین چھچھوندر کی طرح دوڑتے پھرتے ہین اب ہاتھی دولھا کا قریب قصر ملکہ صنعت سحر ساز
ہو پہونچا طائفون نے بھی اسی مقام پر ہجوم کیا ساز بج رہے ہین تانین اڑ رہی ہین ایک گائن کہ نہایت خوش آواز
نصبہ ناز و انداز یہ اشعار بیقرار ہوکر گا رہی ہو دل محفل کو لبھا رہی ہو کرشمہ معشوقانہ دکھا رہی ہو اشعار

ہوش و خرد گئے نگہ سحر فن کے ساتھ
سیدھی جو بات بھی ہو تو اک بانکپن کے ساتھ
یاد آگیا ترا قد رعنا جو باغ مین
جنگل مین پھر رہا تھا قلاچین ہرن کے ساتھ
افسردہ دل کے واسطے کیا چاندنی کا لطف
سر مارنے یہ آہ سپہر کہن کے ساتھ
گندم ہو سینہ چاک فراق بہشت مین
چشمک زنی کرے ہو سہیل یمن کے ساتھ

اب ہو جو اپنی بات سو دیوانہ پن کے ساتھ
روز آفتین نئی ہین دل پر محن کے ساتھ
کیا کیا لپٹ کے روئے ہین سر و چمن کے ساتھ
ناخن نہ دے خدا تجھے ای پنجہ جنون
لپٹا پڑا ہو مردہ سا گویا کفن کے ساتھ
دوزخ مین بھی تڑپ تو نہ جیتے ہین گو بہشت
آدم کو کیا انھون کی محبت وطن کے ساتھ
وحشت گئی نہ بعد فنا بھی مرا غبار

ہو انکی سادگی بھی تو کس بانکپن کے ساتھ
جب دیکھو زخم تازہ ہو زخم کہن کے ساتھ
وحشی کو جسنے دیکھا جو اُسکی نگاہ سے
نکھرے اُڑا دے جسم کے تو پیرہن کے ساتھ
پایا ذرا اثر نہ کہین رات بھر رہے
آتش مین پیچ و خم ہین کسی کے رسن کے ساتھ
اللہ رے تاب حسن کہ اُسکا در ملاق
باتین کرے ہو سقف سپہر کہن کے ساتھ

تیرے بلاکش از درِ دوزخ کو کھینچ لین	اک آتشین کمند دلِ شعلہ زن کے ساتھ
ممکن نہین ہو ذوق علایق سے چھوٹنا	جبتک کہ روح کو ہو تعلق بدن کے ساتھ

اسوقت وہان پر ایک عجب طرحکا ہنگامہ برپا ہو گانیکی آوازین تا بہ فلک
جاتی ہین قدسیون کے دل کو تڑپا رہی ہین ملکہ صنعت سحر ساز بصد عشوہ و ناز تاج مرصع سر پہ رکھے ہوے
اُسی طرف ٹکٹکی لگاے دیکھ رہی ہو میان سر فروش صاحب تختیان الماس کی برلے نذر کمر سے نکال رہے
ہین ایک سفید رومال بھی کمر سے نکالا ہو ملکہ صنعت اُن تختیون کو دیکھ رہی ہو ملکہ دولہا نے سرلایا کچھ چپکے
سے کان مین سر فروش سے کہا سر فروش نے ہنسکر جواب دیا بیٹا دولہا صاحب مجھے خوب یاد ہو
یہ تختیان براے نذر شاہنشاہ طلسم ہوش ربا تمہارے والد ماجد نے مرحمت فرمائی تھین مگر میان تم
یہ بھی جانتے ہو کہ ملکہ صنعت سحر ساز ساحرون مین ممتاز قوت بازوے شاہنشاہ افراسیاب جادو
ہین علم نیرنج و شعبدہ بازی مین منتخب و لاجواب ہین انکا رتبہ کوئی مجھسے پوچھے انکا بچپن مینے دیکھا جواہرات
کے کھلونون سے کھیلتی تھین ہمیشہ سے فیاض و سخی عاقل کامل رتبہ شناس نیک اساس خوش خلق و رحم دل
ہین بس یہین اور بادشاہ مین اتنا فرق کافی ہو کہ انکو ایک سو دینا ایک سو ایک تختی الماس کی شاہنشاہ
افراسیاب جادو کو دینا انکو سو تختیان دو میرے نزدیک اتنا فرق بہت ہو میان دولہا صاحب
دیکھو وہ سامنے قید خانہ ہو سب سرکشون کو پکڑ لیا ہو انسانون کو حیوان بنا دیا ہو انصاف تو یہ ہو کہ آبرو اب
انہون ہی نے ہوش ربا کی رکھلی ورنہ یہ شادی کا ہیکو ہوتی خانہ بربادی تھی ہم لوگ سب بھاگے بھاگے
پھرتے سلمان ہم لوگون کو چُن چُن کے قتل کرتے دین سامری و جمشید مٹجاتا مذہب خداے
نادیدہ پھیلتا انہون نے ہم سبکو بچا لیا کہانتک انکا شکریہ ادا کرین افراسیاب تو نا قدر ہو ملکہ صنعت
آسمان سحر و ساحری کی بدر ہو اسکی صورت قابل زیارت ہو کیسی صاحب شان و شوکت ہو تو تختیان
رومال پر رکھو بڑے ادب سے نذر دو سامری و جمشید نے بڑا افضل شریک حال کیا تمہاری
شادی بھی مبارک ہوئی اسطرحسے جو باتین سر فروش جادو نے دولہا سے کین صنعت نے گوش دل
سے سنین خوشی سے بھول گئی سارا آغاز و انجام اپنا بھول گئی مصاحبون سے کہا سر فروش جادو
ہمارا رتبہ شناس ہو کیون نہو وہ خود بھی فلک اساس ہو ہمکو بچپن سے جانتا ہو بخوبی پہچانتا ہو یہ خود بھی
رئیس ہو بڑا ساحر نفیس ہو دیکھو تو گفتگو کیسی سلیس ہو دبدبہ و شوکت سطوت و صولت چہرے سے
آشکار جلالت شعار صاحب اقتدار ہو اسکی لیاقت و ریاست کا کسکو انکار ہو مصاحبون نے عرض کی حضور

سارے ہوش ربا مین اڑ رہا ہے کہ آپ نے اہالیان طلسم ہوش ربا کی جان بچائی مسلمانون کو بڑے زور وشور سے
شکست دی بیساختہ دریچہ سے سر نکالدیا کہا میان سرفروش صاحب اچھے تو رہے یہ شاہنشاہ تاجدار
کا فرزند ارجمند ہے ہمین تمہاری بھی لیاقت بہت پسند ہے سرفروش جادو نے کہا حضور آپ نے ہمکو نہ پہچانا
آپکا نام سنکر ہم بھی خوش ہوئے ورنہ اتنی دیر اگر کوئی ہماری برات کو روکتا اسطرح سے بڑھکر ہمکو ٹوکتا ایک
گولے مین زمین ہلا دیتے لیکن آپ کے تو تابعدار ہین سرفروش وخدمتگذار ہین لڑکا ابھی مین جانتا کہتا تھا
انکو اشرفیان نذر دو مین نے سمجھایا آپ افراسیاب کے تاج سر ہین رتبہ مین سب سے بہتر ہین یہ باتین
کر رہے ہین اور ہاتھی بڑھتا چلا آتا ہے فیلبان کو اشارہ کیا ہاتھی کو اڑا کر دیوار سے ملا دو دولہا سے کہا اب
صاحبزادے اٹھو کھڑے ہو کر نذر دو انکے سامنے سب سرنگون ہوتے ہین یہ لیکر ملکہ صنعت سے آنکھ لڑائی
صنعت دل مین کہنے لگی کیا جوان عالی شان ہے کیا آن بان ہے چہرہ پر نور رشک آفتاب ابرو ہلال ہے آنکھ
مین کمال ہے بڑا خوش جمال ہے اگر اس سے صحبت ہو بڑا لطف حاصل ہو سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری
ناک بڑی اتنے مین سرفروش نے کہا حضور بعد اس شادی کے گھڑی دو گھڑی کو حاضر ہونگے صنعت
نے کہا میان سرفروش جادو ہاتھی سے اتر آؤ برات کو آگے بڑھنے دو صبح کے وقت چلے جانا نزدیک
ہو جانا تھکے ماندے ہو دو گھڑی ہمین آرام لے لو سرفروش جادو نے مسکرا کر جواب دیا اسوقت
تو نہ اترینگے رات کم باقی ہے ہان ادھر سے پلٹکر ضرور آپ کے پاس آئینگے اب تو نذر لیجیے دولہا اٹھا اسنے
تھیلیان الماس کی ہاتھ پر رکھین یہ تو ظاہر ہے کہ دولہا عطر مین ڈوبا ہے خوشبو آئی دماغ جان معطر ہو گیا دولہا
جھکا صنعت نے ہاتھ بڑھایا سرفروش جادو نے آواز دی ہان یارو آتشبازی دغے خبردار
دغانہ کرنا بارہ لاکھ ساحرون کے بیچ مین ہو سب تماشا آتشبازی کا دیکھین چرخ چلے پھلجھڑی چھوٹے چھچھوندر دوڑے
غبارے اڑا دو قلعون مین آگ لگا دو انار چھوڑو مہتابین روشن کرو اسی وقت آتشبازی چھوٹنے لگی
ہزارون ہوائیان چھوٹین غبارے اڑے ہوا ہوئے قلعون مین آگ لگی گولے چلے زمین ہلی
گویا شعلے آگئے عجب ہنگامہ بلند ہوا تمام عالم دھوان دھار ہو گیا رباعی بقول شاعر

آمد شب برات تماشا عجب نہ تھا	شعلے اٹھے ترہ فغن گرد دوق سے توبہ
جب چھٹنے لگی پھلجھڑی انبوہ زمین پر تھا	اچھلین دلکو دین لڑکے مانند بھوت

ادھر تو چار سو قلعہ ایک مرتبہ داغ دیا گیا دونا تماشا نادھومین سنے سارے
لشکر کو گھیر ابر دھوان دھار چھا گیا ادھر صنعت تیرہ بخت واسطے نذر لینے کے جھکی دولہا یعنی خواجہ عمرو

بن امیہ نامدار فلک وقار عیار طرار خنجر گذار نے نذر دینے میں سہرے کو جنبش دی پھولون پر عطر بیہوشی
ملا تھا دماغ میں صنعت کے بو پہونچی اور کمر گھٹنون پر ہاتھ رکھکے طرار سرفروش جادو بگریبان
قران آئے تھے پہونچا پکڑ کے چوٹی پر ہاتھ ڈالا بغدہ گران کمر سے نکالا نعرہ کرکے مارا نعرہ قران

رجع اسیر چون باد بہاری | جہان سرہنگ در خنجر گذاری | بمیدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر شانم

ادھر بہر تو دو ملا صاحب نے بھی جلدی سے بہاری سہرے کو
اسی دم برج کھوپڑی سے بیکا اُچک کے تاج صنعت لیا نعرہ کیا نعرہ

عمرو ہون میں عیار صاحب‌قران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی میں ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے کر سے کانپتا ہے جہان
مرا تیز رفتار گر ہو قدم
بنائے مری گرد پاپوش کو

تراشندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد و طرار ہون

ای ساحران غدار عیاری خواجہ عمرو عیار نامدار کی دیکھی ادھر
مہتر قران کا بغدہ پڑا صنعت کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے ادھر آتشبازی دغی بارود میں بیہوشی ملی
ہوئی تھی دود بیہوشی بلند ہوا ساحران صنعت دھم دھم قدم قدم پر گرنے لگے ہمراہیان عمرو تو تجربہ آگاہ
ہین اپنے دماغ میں روئی دے لی ہے صنعت کے مرتے ہی ابر آتش فشانی چھا گیا صداہاے مہیب آنے لگین
زمین تھرائی آندھی سیاہ چھائی سنگ باری ہونے لگی بیرون نے غل مچایا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی
کشتی مرا نام من ملکہ صنعت سحر ساز جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نہ رسیدیم
جس قیدخانہ میں سرداران اسلام طائر بنے ہوئے قید تھے اُن سب پر سے سحر اُترا سب تڑپ تڑپ کے
گرے بصورت انسان ہو گئے مہتر برق فرنگی تڑپ کر بھاگا مہتر چالاک بن عمرو بن امیہ نامدار
فوراً قصر سے کود پڑا قصور نہ کیا جانسوز و ضرغام شیردل نعرے کرکے چلے ملکہ بہار و ملکہ مخمور و
باغبان قدرت اندھیرے میں گھبرائے ہوئے بیرون قیدخانہ آئے صدائیں مہیب آ رہی ہین زمین کو زلزلہ
ہے شعلے بھڑک رہے ہین ایک طرف سے صدا آتی ہے منم نجم درخشان برج عیاری طرار فرار خواجہ عمرو
بن امیہ نامدار ایک سمت سے صدا بلند ہے منم صاحب لیاقت و شوکت یعنی معمار قدرت ایک طرف سے
آواز نعرہ ملکہ اسرار جادو و ملکہ زیور محمل نشین و لاہوت جلالت قرین ان سرداروں نے بھی نعرے
کیے ساحران ملکہ صنعت سحر ساز دو چار لاکھ گر کر بیہوش ہوئے اونکو معمار قدرت وغیرہ نے مارا ایک گلا بیٹھ

ملکہ کا سارا گروہ جو بیہوش نہوے تھے انکو جو معلوم ہوا کہ ملکہ صنعت سحر ساز قتل ہوگئین گرتے پڑتے زرنگ و نارنج لیکر پھرتے
لشکر اسلام سے لڑنیلگے مگر گھبرائے ہوئے ہین کہ شادی مین کیسی بربادی ہوئی یارو یہ معرکہ کیا ہوا کیونکر
ہماری ملکہ کو مارا غضب ہو گیا ساربان زادہ کیونکر ہو چکا سرداران عمرو کیونکر آگئے افسوس ہی کہ ہمنے بڑا دھوکا کھایا
حصار سحر کے اندر کیون آنے دیا مگر اب کیا ہو سکتا ہی سر پر ہاتھ دھر کے رونا پڑا ہماری غفلت نے ملکہ عالم
کو ہاتھ سے دریائے فنا مین ڈبویا بقول کسے شعرے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد اب عمر بھر رنج رہیگا
ملکہ عالم کے غم مین جان کھوئینگے افسوس کسی نے خبر بھی نہ کی یہ کہتے ہین گرتے پڑتے جاتے ہین سرداران اسلام پر
بلوہ ہر سردار جو قید سے چھوٹے ہوئے ہین وہ بھی گھبرائے ہوئے ہین لیکن جو اسپسان لشکر اسلام سے یعنے
چرند و پرند محزون و دردمند ایک درۂ کوہ مین پڑے سو رہے تھے یکایک گیرودار کی صدائین سنین آنکھین
ملتے ہوئے اٹھے دوڑ کر قریب لشکر صنعت آئے دیکھا آگ برس رہی ہی صدا خواجہ عمرو کے نعرے کی
آتی ہی ملکہ بہار و باغبان قدرت وغیرہ کے بھی سحر کی تاثیر ظاہر ہو چکا کسی سے دریافت کرین مگر
کس سے پوچھین ہر خورد و کلان از پیر تا جوان بلا مین مبتلا کوئی بھاگا جاتا ہی کوئی قتل ہوا جاتا ہی کوئی چیخ رہا ہی ہائے
ملکہ صنعت قتل ہوگئین ارے یارو دولھا بنکے ساربان زادہ آیا عیاری سے برات لایا دولھا کے
ہاتھ سے صنعت کی جان پر بنی تو بہار و مخمور و ماران و باغبان وغیرہ بھی رہا ہوگئے اب ذرا چلکر
ملکہ حیرت جادو کو خبر کرو شاہنشاہ افراسیاب جادو سے فریاد کرو آکے مدد کرین اس بلائے
تازہ کو رد کرین عقل سے سردار سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو نے عیاری کی صنعت قتل ہوئی فوراً لپکے کہ اب
جاکے ملکہ مہرخ سے خبر کرین ادھر تو یہ ہرکارے روانہ ہوئے لیکن ملکہ صرصر شمشیر زن بحکم شاہنشاہ
افراسیاب برائے ملاقات ملکہ صنعت سحر ساز چلی تھی راہ مین ہنگامہ سنا کان مین آواز آئی [illegible]
صنعت سحر ساز بود گھبرا کر بھاگی لیکن ملکہ مہرخ و مہ جبین بارگاہ مین حیران و پریشان بیٹھی ہین وہ شب
ہولناک لشکر مین سناٹا بازارین بند پڑی ہین سوداگر بھاگے جاتے ہین سردارون کے قلب تھراتے ہین
ملکہ مہ جبین الماس پوش بصد جوش و خروش رو رہی ہین اشک حسرت سے منہ دھو رہی ہین برابر
آنکھون سے آنسو جاری حد کی بیقراری گر جو کوئی خواجہ عمرو کو برا کہتا ہی ملکہ مہرخ خشمناک ہوتی ہین
جھڑک کر فرماتی ہین صاحبو یہ بیہودہ باتین نہ کرو ع امور مملکت خویش خسروان دانند جو مناسب سمجھا وہ کیا
اچھا ہوا چلے گئے ہین کوئی فکر نہین انکا روح رواں آرام جان صاحب عزم و شان شاہزادہ اسد نوجوان

تو طلسم ہوش ربا مین موجود ہو ہم کیونکر کہین وہ چھ مہینے کے بعد تشریف لاوینگے کیا نادان ہین حال ہوش ربا سے آگاہ نہین ہین لحہ بھر مین قیامت برپا ہوتی ہو وہ چھ مہینے تک نہ آسینگے کچھ تو اسمین راز ہو جو اُنھون نے ایسا فعل کیا دیکھین انجام کیا ہوتا ہو مہ جبین کی رقت نہین رُکتی رومال پر رومال تر ہوتا ہو ملکہ مہرخ برابر سمجھا رہی ہین بی بی تم اسقدر کیون روتی ہو کاہیکو اپنی جان کھوتی ہو ہمارا مُردہ دیکھے اب نہ رو ہمارے سر کی قسم اشکون سے منھ نہ دھو چلو چلکے آرام کرو خداے کارساز پر تکیہ کرو اتنی بدحواس نہو بی بی خدا تمہارے وارث کو زندہ رکھے وہ اِن کفار ِ پُر دغا بانی جور وجفا کو سزاے معقول دینگے کریم الرحیم وہ بھی دن لائیگا ہوش ربا آن واحد مین فتح ہوجائیگا دین اسلام کا جھنڈا گڑ جائیگا امت سامری پرستی باطل ہوجائیگا اگر بیا یاد رکھو لاتتحرک ذرۃ الا باذن اللہ بے اذن پروردگار ذرہ حرکت نہین کرسکتا بمصداق کل امر مرہون باوقاتہا کل کام اپنے وقت پر موقوف ہین جب انشاء اللہ وقت آئیگا غنچہ پژمردہ خاطر تمھارا خود بخود کھل جائیگا تمہارے دشمن پامال ہونگے دوست نہال ہونگے تمہارا یہ حال پُر ملال دیکھ کر میرا کلیجہ شق ہوتا ہو ہاتھ پیر پھولے جاتے ہین دیکھو سرداری بیدل ہو رہے ہین اپنے کو سنبھالو تاکہ اُنکے بھی قلب مضطر کو تسکین ہو ورنہ اس صورت مین بڑی خرابی ہوگی رہے سہے لشکر کی اور بھی بربادی ہوگی ہمکو دیکھو کہ شمع صفت جلتے ہین صدمۂ غم و الم سے گھلتے ہین منھ سے اُف تک ہم تو نہین کرتے اپنے معبود سے لو لگائے بیٹھے ہین وحدہ لاشریک لہ کا دم بھرتے ہین اسی کے نام پر مرتے ہین ہمین خواجہ عمرو کا کلمہ بہت پسند آیا دل سے بھایا چلتے وقت وہ جیسے فرما گئے ہیں نصیحت کرتے تھے کہ اے ملکہ تم رضاے خدا پر راضی رہنا صبر کرنا اسقدر مضطر و بیقرار ہونا یاد رکھو کان اللہ مع الصابرین خداوند کریم صابرون سے راضی رہتا ہو وہ کریم و کارساز ہو خالق بے نیاز ہو اُسی سے فریاد کرنا وہ رب اکبر تمہاری داد دیگا ہرگز ہرگز مضطر نہونا اے مہ جبین اب تو بھی بلبلا کر بدرگاہ خالق اکبر دعا کر انشاءاللہ بہت جلد دعا تیری مستجاب کریگا تیر مقصد ہدف مراد پر پہونچیگا اسطرحسے زورق مراد کہ بحر اضطرار مین اگر باد مخالف کے تھپیڑے کھارہی ہو بیچ منجدھار مین ڈوبا چاہتی ہو کنارے جا لگے گی پھر کاہیکو یہ بیقراری رہیگی گوہر مراد حاصل ہوگا باعث تسکین دل ہوگا اُسوقت ملکہ مہ جبین نے فرمایا نانی اماں آپ سچ فرماتی ہین بجز ذات پروردگار اور کسکا سہارا ہو وہی تو مالک مختار ہمارا ہو دعا بھی کرتے ہین بڑی امید اُسکی ذات سے رکھتے ہین مگر کیا کرون اپنے دل سے مجبور ہون لاکھ ضبط کرتی ہون دل نہین مانتا آنسو کسی طرح نہین رُکتا دریاے رقت کا جوش کلیجہ پانی

پانی ہوا جاتا ہو جان پر بن جائے خدا آبرو بچالے میرے وارث کو خالق اگر مجھسے ملائے دنیا سے فانی ناپایدار ہو آخر زندگی کا کیا اعتبار ہو حباب لب جو تصور کرنا بجا ہو کہنے اس سراب گاہ پر بھروسا کیا ہو مجھکو اسکا افسوس ہو کہ دو دن بھی اپنے وارث کو دیکھنے نہین پائی کہ فلک شعبدہ باز تفرقہ ڈالدیتا ہو دو دن بھی راحت آرام سے نہین دیکھ سکتا۔ بیت یہ دو دل کو کبھا بٹھاتا نہین وکسی کا اسے وصل بھاتا نہین۔ نہین معلوم وہ شکارگاہ مین عیش و آرام بسر کرتے ہین یا خدانخواستہ دام بلاے ساحران پرُدغا مین گرفتار ہو کوئی تحفہ طلسمی بھی پاس نہین رکھتے خدا انکو سحر ساحران سے بچائے انکے دشمنون پر آنچ نہ آئے ہم اپنی زندگی کا کیا بھروسا کرین مثل چراغ سحری جھلملا رہے ہین ہاے یہی کاہش ہر اسی غم سے تلملا رہے ہین صنعت کے ہجت کی کس سے فریاد کرین زندگی سے ناامید بحجہ اجل کے صید بلبلا رہے ہین دو دن مین صنعت اگر ہم بدبختون کو قتل کریگی اب زندہ بچنے کی کونسی امید ہو راحت و استراحت کہان آرام جان تو خواجہ عمرو کے ساتھ گیا آپ مجکو سمجھاتی ہین مین جواب نہین دے سکتی خواجہ نے بڑا غضب کیا مجکو تو زندہ درگور کر گئے ہم ایسا بیمروت ہرگز نہ سمجھتے تھے یکایک یون رشتہ محبت توڑا ہے ایسے حال پرُملال مین منہ موڑا ایسی ایسی باتین کین گویا ہے کبھی کی ملاقات ہی نہ تھی آخر کار انہین باتون مین تڑپ تڑپ کے رات گذری یکایک لشکر مین غل ہوا کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور ابھی ہرکارے دوڑے ہوے آئے ہین خوشی مین منہ سے بات نہین نکلتی مبارک مبارک کہتے ہوے چلے آتے ہین جو کوئی پوچھتا ہو حال تو بتاؤ یہی کہتے ہین مبارک ہو ملکہ مہرخ گھبرا کر اُٹھکھڑی ہوئین سر جبین بھی تخت سے اُترین بیرون بارگاہ آئین دیکھا چرند و پرند کو ہزارون آدمی گھیرے ہوے ہین پوچھ رہے ہین کہا ہوا سپاہیان لشکر اسلام واے برادران خوش انجام کس بات کی مبارکباد دیتے ہو وہ یہی کہے جاتے ہین خدا نے بڑا اپنا فضل کیا خوشی کرو فتح مبارک ہو حیات تازہ پائی خوشی کی خبر آئی مہرخ نے سبکو ہٹایا چرند و پرند کو اپنے قریب بلایا کہا ارے جلد بیان کرو خبر بتاؤ جب ملکہ مہرخ نے اسطرح پوچھا ہرکارون نے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی رباعی

شاہا تجھے یاد دولت و بخت فیروز
فرخ ہو صدا جہان مین جشن نوروز
ہر سال گل مین مہر عالم افروز
ہوے شرف اندوز ترے طالع سے

پروردگار تجھے تا قیام قیامت صحیح و سلامت رکھے جاہ و جلال زیادہ ہو دوست نہال دشمن پامال غلام واسطے خبر کے گئے تھے یکایک کان مین آوازین آئین کشتی مرا نام سن ملکہ صنعت سحرساز جادو بردار خواجہ عمرو و فتح قران سکندرے کی آوازین آرہی ہین پھر بہار و باغبان کے

نعرے کی آواز سنتے ہی دل باغ باغ ہوگیا اُس ہنگامہ میں ہم نہ جا سکے آگ برس رہی ہے دریائے سحر جوش مار رہا ہے آبرو
بچانا دشوار ہے آخر خبر یہ لیکر حضور کے پاس آئے جلد تشریف لیچلیے راہ میں منے صرصر شمشیر زن کو بھی دیکھا طرف
بارگاہ حیرت جادو کے گئی ہے یہ سنکر ملکہ مہرخ جادو نے کہا کیوں بی بی سُنا تم خواجہ عمرو کو بیوفا کہتی تھیں ہم
سمجھتے تھے کہ اس بے وفائی سے کوئی نہ کوئی مطلب ہے یہ کہکر نفیر سحر بجائی لشکر ظفر اثر تیار ہوا نقارہ سحری چمکا جاتا ہے
ملکہ مہرخ سُرخ چشم بصد شوکت و حشم طرف لشکر نکبت اثر صنعت سحر ساز کے روانہ ہوئیں یہاں حیرت
خفتہ بخت آرام کر رہی تھی کہ صرصر شمشیر زن بصد رنج و محن آکر پہونچی قدموں پر ہاتھ رکھا ملکہ نے گھبرا کر آنکھ کھولی
پوچھا اے صرصر خیر تو ہے عرض کی واری غضب ہوا میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ ملکہ صنعت سحر ساز قتل ہو گئیں
حیرت نے کہا خاموش رہ صنعت سحر ساز کو کون قتل کر سکتا ہے وہ حصار سحر میں ہے وہاں کب کوئی عیار مکار پہونچ سکتا ہے
صنعت کے یہاں آج جشن ہے بیرون کی بھی دعوت کی ہوگی غل مچاتے پھرتے ہونگے انکی بات کا کیا اعتبار ہے تم نے
خود جا کر دیکھا صرصر نے کہا میں خود تو اُس مقام پر نہیں گئی دُور سے جنگل میں آواز سُنی کشتی مرا نام میں صنعت
سحر ساز جادو بود یہ سنکر ملکہ حیرت جادو گھبرا گئی زانو پر ہاتھ مارا کہا صرصر بڑا غضب ہوا اگر ملکہ صنعت
قتل ہوئی رکن طلسم ہوش ربا گر گیا شاہنشاہ کا بازو ٹوٹ گیا مجھکو اس امر میں حیرت ہے کہ کسنے مارا کیونکر قتل کیا
یہ فرما کر آنکھیں ملتی ہوئی اُٹھی دیکھا کہ شہنشاہ انجم سپاہ شکست کھا کر قلعہ مغرب میں پہونچا محصور ہوا بادشاہ فلک
چارم اعنی نیر اعظم بصد جاہ و حشم قصر شرق سے برآمد ہوا چاہتا ہے ملکہ حیرت جادو سوار ہوئی مصور جادو
مالک صورت نگار و سرمائے برف انداز و ابریق کوہ شگاف دونوں وزیر گھبرائے ہوئے
خیموں سے نکلے کہا کیوں ملکہ عالم یہ کیسی خبر وحشت اثر سُنی ہے ہائے افسوس ملکہ صنعت سحر ساز کو کسنے مارا
وہ تو بڑی ہوشیار تھی اُسپر دست اندازی ہر کس و ناکس کی دشوار ہے پانچ کوس کے گرد میں حصار سحر کر کے
بیٹھی تھی اگر اصل میں یہ خبر سچ ہے ہمارا بازو بے قوت ہوا سے چلے باغبان نکلگیا اب صنعت سحر ساز قتل
ہوئیں چاروں وزیر قوت بازوے افراسیاب سے تھے افسوس کہ اب ہم دو ہی رہگئے اربع عناصر میں خلل
پڑا حیرت نے کہا مجھکو بھی بڑی حیرت ہے سامری کرے یہ خبر جھوٹ ہو اگر شاید وہ قتل ہو گئیں سرداران
اسلام کو چلکے مار لینگے نام باغیوں کا نشاد رہنگے سرمائے برف انداز و ابریق کوہ شگاف وغیرہ نے کہا بہتر
تشریف لیچلیے بارہ لاکھ ساحر کا لشکر آمادہ جنگ ہو کر چلا وزیرزادیاں حیرت جادو کی سوار ہوئیں نقارہ
نقارے پر چوب پڑی زمین کانپی علم ہائے خرس پیکر کے شقے کھلے یہاں ملازمان صنعت مصروف جنگ ہیں

ظلمات جادو و ملکہ گیسو کشا فوج کو لڑا رہی ہین ظلمات نے دیکھا کہ ملکہ بہار سحر کرتی ہوئی آتی ہو فوراً ظلمات نے للکارا کہ او بہار کہان جاتی ہو سنم ملکہ ظلمات جادو وزیرا عظم ملکہ صنعت سحر ساز بہار ہنسی فرمایا بی ظلمات ابتو دن ہو گیا یہ کیا اندھیر ہو کہ تم چلی آتی ہو اپنا منھ کالا کرو سامنے سے ہٹو نگوڑی کلموہی کالے کوسے کی جورو دیکھو کیون شامت آئی ہو ظلمات کی آنکھون مین یہ سنکر اندھیرا آگیا بہار نے کالے کوسے کی جورو جو کہا اسنے جواب دیا تو ہی تو ہو بہار نے کہا کیون شرماتی ہو اندھیر مچاتی ہو ظلمات نے رائی کے دانے پھینک مارے ملکہ بہار نے اسم سحر پڑھکر کالے ماش پھینکے اُسکے سحر کو دفع کیا جب ظلمات نے کئی سحر کیے اور بہار نے دفع کر دیے ابتو بہار نے بھی پھولون کی بدھی اُتاری کہا بی ظلمات لو یہ کہکر بدھی پھینک ماری پھول برسنے لگے چند پھول ظلمات نے اُٹھا لیے سونگھنے لگی اسکے ساتھ کی چار سو کنیزین جو آئے سو ملکہ بہار سے مست ہو مین ظلمات نے آواز دی ملکہ بہار کیا حکم ہوتا ہو مین تو تابعدار ہون گل چین گلزار حضور ہے حضور جو ارشاد ہو بجا لاؤن گردن تابی نکرونگی ملکہ بہار نے کہا میرے پاس آؤ ظلمات جھومتی ہوئی قریب ملکہ بہار کے آئی بہار نے گلے سے ایک بدھی اُتار کے ظلمات کو پہنا دی ہار جیت ہو گئی طرہ یہ کہ مُسکرا کر فرمایا اے ملکہ ظلمات جادو ہمارے دُشمنون کو مارو ظلمات بہت خوب کہکر چار سو جادوگرنیون سمیت فوج صنعت پر جا پڑی قتل کرتی پھرتی ہو کہ ایک ابر گلنار پیدا ہوا سب نے دیکھا ملکہ مہرخ سحر چشم کا نعرہ ہوا آسکے ملاحظہ فرمایا دیکھا ہمارے سب سردار لڑ رہے ہین خواجہ عمر و لوٹ رہے ہین برق لامع تڑپ رہی ہو رعد گرج رہا ہو بہار نے پھول برسائے مخمور سرخ چشم نشیلی نگاہین ڈالتی پھرتی ہو صدہا مست ہوکر مرے ناوک اجل کا نشانہ بنے ایک سمت باغبان قدرت سنگرے کی آواز بلند ہو ملکہ مہرخ کا خوشی سے چہرہ سُرخ ہو گیا ملکہ دلآرام جبین الماس پوش تخت پر سوار گرد ساحران جان نثار مہرخ بھی نعرہ کرکے آئین لشکر گیر بہار نے مہرخ سے اشارہ کیا حضور ملاحظہ فرماتی ہین ظلمات کیا کام کر رہی ہو بہت سے ہمارے دشمن مارے ہماری عاشق جانباز ہو دیکھیے کلام ہی کیا سوز و گداز ہو مہرخ نے پلٹ کر دیکھا ظلمات سیاہ مست ہو رہی ہو عشق مین ملکہ بہار جادو کے لڑ رہی ہو جھوم جھوم کر مستانہ وار یہ اشعار عاشقانہ بار بار پڑھتی جاتی ہو غزل موافق مضمون جناب سید محمد تقی صاحب متخلص جواد

رہین جو داغ محبت کے تو جگر نہ رہے
فنا ہون شعلہ غم قلب مین اگر نہ رہے

بتون کی زلف کا سودا رہے تو سر نہ رہے
صنم کدہ ہی مین کیون چلکے ہم بیٹھ رہین

بقا ہماری ہو جلنے سے شمع کے مانند
بتون کے عشق مین آخر کو معتبر نہ رہے

عزیز دونون ہین دونون ہی تو ستمگر ہین | یہ بات کوئی نہین دل رہے جگر نہ رہے | ہمارے چمن کی صورت نہین ہے ہندی دل
جگر کے داغ ستارہ ہین جگر نہ رہے | خیال یار مین غافل کر اسطرح ایدل | کہ مجھکو اپنے سر و پا کی بھی خبر نہ رہے
کبھی تڑپنے مین تو کیجیو نہ دل زار | ہماری آہ مین باقی رہے اثر نہ رہے | بشر زبانہین گر عافیت کا خواہان ہو
اُدھر کو جاکے رہے دیدہ جدھر [illegible] | رہے نہ دونون کی عزت غرور طلعت [illegible] | مقابلہ یہ اگر شمس کے قمر نہ رہے
جو آہ کہتے ہین سب ٹھیک ہین ز تنہا | زمین کوچۂ جانان پہ جاکے مر نہ رہے | ملکہ مہرخ نے بہار کو گلے سے لگایا

خوش ہوکے فرمایا ملکہ بہار واہ کیا کہنا کبھی تیرے گلشن حسن مین خزان نہ آئے گل رخسار سر سبز و شاداب رہے تسخیر تیرے اختیار مین ہے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ چار سو نقارے پر چوب پڑی نعرہ ہوا شمسہ خاتون محل شاہنشاہ ملکہ حیرت جادو ایک جانب سے سر ما نے نعرہ کیا ایک جانب سے ابرق کوہ نگاف نے پتھر برسائے سرما برف انداز نے برف برسا کر ہزارون کو ٹھنڈا کیا اُس سنگدل کے پتھرون سے صدہا کے کاسۂ سر چور ہوئے دونون بھیا اپنے سحر کی نیرنگیان دکھا کر بہت مغرور ہوئے باغبان قدرت نے پڑھکے سحر کیا پتھر پلٹ کر اُس بت پرست کے لشکر پر پڑے خورشید زرین سحر ابر سرما پر جاکے چمکا برف باری موقوف ہوئی مگر حیرت جادو جو آگرگی بہار نے ظلمات جادو سے اشارہ کیا کہ ای دوست صادق وا ی یار موافق دیکھو ہمکو ملکہ حیرت جادو قتل کرنیکو آئی ہین تم بتاؤ کہ ہم اب کہان چھپین پردہ ظلمات مین چلے جائین اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر نجات پائین ظلمات نے کہا حضور کون بہار نے کہا حیرت جادو افراسیاب کی زینت پہلو دیکھو گرسے چھپک رہی ہے اب ہم کیونکر بچینگے ظلمات نے کہا حضور اُسکی کیا مجال ہے چشم زدن مین شکست دونگی افسرون کی ناک کاٹ لونگی میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائینگے حضور کیون گھبراتی ہین یہ کہکے کنیزون کی جانب دیکھا کہا لو صاحبو تمھارے مالک کی دشمن آگئی حیرت جادو جانے نپائے بڑھکے سر کاٹ لو نہین تو چوٹی پکڑ کے کھینچتی ہوئی لاؤ نمونہ قہر و غضب دکھاؤ چار سو کنیزین جھوٹتی ہوئی طرف حیرت بڑھین کوئے ترنج و نارنج تھ مین لیے ملکہ خاموش سر جھکائے ہوئے ملکہ حیرت نے جو ظلمات جادو کو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی ای ظلمات یہ کیا اندھیر ہوا تمھاری بی بی کو مسلمانون نے کیونکر مارا تم کہان تھین قوت بازوے افراسیاب کو نہ بچایا کیون خاموش ہو جواب دو ظلمات جست کرکے قریب حیرت آئی ملکہ حیرت تمھین قدمون کو بوسہ دونگی لپٹ کے رونگی ہاتھ پھیلا دیے چاہا سر سینہ سے لگاؤن ظلمات نے قریب آکے تیغ

مارا چارسو کنیزون نے برابر گولے ترنج و نارنج مارے عین غفلت مین ملکہ حیرت زخمی ہوئی شعلہ ہاے آتش نے
گھیرا چارسو جادوگرنیون کے حو نے آگ لگادی حیرت زخمی ہوکر پیچھے ہٹی چارسو کنیزون نے چارہزار کو مارا
حیرت تڑپکر ایک نخل کے سایہ مین آئی دوپٹہ پھاڑکر زخم سر باندھا اب پلٹکر جو دیکھا گلے مین ظلمات بسکے
بڑھی سحر کی پڑی ہی بہو ط ہورہی ہی آواز دی صاحبو ظلمات سے بچو یہ سحر مین بی بہار جادو کے مبتلا ہین
یہ کہکر زخم سر باندھکر لڑتی ہوئی بڑھی ظلمات نے جو ملکہ حیرت جادو کو آتے دیکھا پکار کر آواز دی بڑی تو بھی
سخت جان ہی بچگئی اب میرے ہاتھ سے زندہ بچکر کہان جائیگی یہ کہکر پھر گولہ مارا اب حیرت کب مانتی ہی
سب سے زیادہ اسکو حقیر و ذلیل جانتی ہی گولہ روک لیا کہا دیکھ ظلمات ہوش مین آیہ کہکر باران سحر برسایا
کہ سحر ظلمات پر سے اُتار لون بہار نے دستک دی اور سحر کو زور دیا ظلمات جھومتی ہوئی حیرت پر
جا پڑی باران سحر نے کچھ تاثیر نہ کی حیرت کو اب کچھ نہ بن پڑا دیکھا کہ دم بھر مین یہ ہزارون کو قتل کر گئی بیتاب
سحر بہار اُترنا دشوار ہے غصے مین بیچ کھینچکر جا پڑی ظلمات بھی تلوار لیے ہوے سامنے آئی حیرت پر وار کیا
حیرت نے یا سامری کہکر تیغہ ظلمات کا سپر پر روکا وار کو اُس شید اے بہار سے دفع کیا نعرہ کیا دیکھو ادا
ظلمات تو نے قطعیہ بگاڑ دیا اب مین لاچار ہون یہ کہکے تیغہ ہلالی چمکایا ظلمات پر تیغہ برق مثال کا وار کیا ابا
ظلمات نے چاہا کہ یون بچا غیر ممکن سپر کو کاٹ کر تیغہ سر پر گرا ظلمات کے دو ٹکڑے ہوے کنیزین ظلمات
کی پیٹنے لگین آواز جو آئی کشتی مرا نام من ملکہ ظلمات جادو بود اُسوقت کنیزان ظلمات نے چاہا بڑھکر حیرت
کو مارلین حیرت نے ان سبکو گولے مارنا شروع کیے جسپر گولہ مارا اُسکا سر ٹ گیا کسی کو جلادیا کسی کو چیر کر پھینکدیا
تھوڑے ہی عرصہ مین چارسو کو مار اگر زر دی جاتی ہی قتل کرتی جاتی ہی کہتی ہی صاحبو یہ سب بیچاریان بے خطا
تھین سحر سے بہار کے مبہوت ہوگئی ہین کیا کرون اگر تامل کرتی سارے لشکر کو یہ مٹا دیتین مجھکو کچھ نہ بن پڑا
آخر قتل کیا لیکن افراسیاب کو بڑا ملال ہوگا ظلمات جادو بڑی ساحرہ زبردست تھی اس عرصہ مین
ملکہ گیسو کشا سامنے سے لڑتی ہوئی آئی نعش ظلمات کا لاشہ جو پڑے ہوے دیکھا آنکھون مین اندھیار اچھا گیا
بیقرار ہوکر پوچھا حضور میری بہن کو کسنے قتل کیا ابھی اسنے دنیا کا کیا دیکھا تھا حیرت نے کہا بی ظلمات کی موت
آئی قتل ہوگئین گیسو کشا نے کہا قاتل کا نام تو بتایے مین جاکر اُسکو قتل کرون بدلا خون کا لون کسی کنیز نے منہ سے
نکلیا کہ ملکہ عالم نے قتل کیا کوئی کلمہ سخت و سست نہ کہا ملکہ گیسو کشا نے بال کھولدیے سر پیٹنے لگی دوڑ کر ملکہ
کا دامن پکڑلیا کہا کیون داری لگوا دی کی ہی قدر تھی ہی ہم تو آپ کے نام پر جان دین مگر بار بچھوڑ ین اگر پھر آپ کے

ساتھ ہین کیا اسنے خطا کی جو آپ نے قتل کیا حیرت نے غصّے مین دامن خنجر اٹھا کہا بی گیسو کشا جاؤ لڑائی مین مصروف
ہو کجبحثی نکرو جو مناسب وقت جانا وہ کیا تجھے کیا دخل ہر زیادہ باتین کرنا اچھا نہین سردار لڑتے ہوے سحر کرتے
ہوے بڑہتے آتے ہین بہار و باغبان نے قیامت برپا کردی ہو زمین میدان کارزار لاشون سے بھری ہو اُسوقت
گیسو کشا نے کہا میری فریاد کو پہونچے لونڈی قدمون پر نثار ہو جائیگی پہلے مفصّل بتائیے کیا میری بہن عمرو
سے ملگئین تھین کوئی خطا تو ثابت کیجیے مین بھی تعلیم کردہ ملکہ صنعت ہون مجھکو چار سحر اُنکے مجھسے بڑھکر یاد ہونگے
مین یا یہ کہ کانین رکھتی ظلمات کا خون بالا بالا نجائیگا اگرچہ خطا کی بھی تھی تو گھر کردیا ہوتا یا جرمانہ یا دو چار روز
نظر بند کیا ہوتا نہ یہ کہ بالکل قتل کر ڈالا اور مین خیال کرکے دیکھتی ہون ہاے اُسکے ساتھ کی چار سو مصاحبین بھی
سب قتل ہوگئین ہاے ہے کسطرح سے اُن سبکو پالا تھا خون جگر پلا پلا یا اب اُنکے لاشے یون پڑے ہین خون مین
لوٹ رہے ہین آپ نے تو جلاد کا کام کیا اُن چاند کے ٹکڑون کو بھولی بھولی صورتون کو خاک مین ملادیا حیرت
تو ٹالتی ہی ہو مگر گیسو کشا نہین مانتی دو تین ہزار جادوگرنیان مطیعان گیسو کشا قریب آگئین وہ بھی چاؤن چاؤن
کرنے لگین کوئی کہتی ہو واہ بی بی یہ مناسب نہ تھا ملکہ حیرت بڑی جلاد ہین بہار و باغبان پر تو زور نہ چلا
اپنے ساتھ والون پر ہاتھ صاف کیا خوب انصاف کیا ضرور اسکا بدلا لینا چاہیے بادشاہ کی جورو ہین تبھین
جب تو ملکہ بہار نے ساتھ چھوڑ دیا انھین باتون پہ بہار نکل گئین باغبان بھی کھسک گیا گلچین کو خار گوزرا
سب سردار چھٹک کر الگ ہوگئے غیرون کے ساتھ جانبازی کر رہے ہین ایک نے کہا جو اِنہار کی لشکر اسلام
مین بڑی آبرو ہو کیسی ساحرہ خونخوار صاحبقران کی بہو کہلاتی ہو لشکر اسلام مین جاتی ہر بادشاہ کی پہلو نشین ہو
سب سردار لے استقبال آتے ہین تاجداران عالی وقار با عزاز اکرام لیجاتے ہین بادشاہ جمجاہ سعد
بن قباد اُنپر عاشق ہین یہان لشکر مین اختیار ہو جو چاہے سو کرے کیا اُنکے حکم مین کوئی دخل دے سکتا ہو
سامری و جمشید اس ناقدری کے پاس سے نکالین صورت اسکی نہ دکھین کیسی جلاد صاحب بیداد ہو
اپنے حسن پر بھولی ہو اپنے دن بھولگئی کوئی کہتی ہو ہاے ہے میری خالہ کو مارا کوئی کہتی ہو اے لو میری نانی کا بھی لاشہ
پڑا ہو ایک نے کہا ہی ہو میری نوجوان بیٹی ایک نے کہا ہی ہو میری بہو میرے بیٹے کی زینت بلوا دے
اسکا تو پیر بھاری تھا حیرت چونکہ بار جنگ سنبھال رہی ہو گو سے بینا کتی جاتی ہو سکے سحر دفع کرنے مین
مشغول ہو صدق ملول ہو مگر کانون سے یہ سب باتین سُن رہی ہو گیسو کشا بال کھولے پیٹ رہی ہو ساتھ والیان
مین یہ ہنگامہ ہو ذرا ادھر سرزری ہوئی بہار و باغبان نے اور دباؤ ڈالا مرّخ بھی آگئی ہین بڑھو بڑھکے

لڑتی ہیں ایسے ایسے گولے مارے کہ زمین تھرائی حیرت نے جو یہ باتیں سنیں پلٹ کر ملکہ گیسو کشا سے کہا جا پرے آگے
سے دور ہو ہماری لڑائی بگڑ جائیگی دیکھ سردار برے آتے ہیں لاکھوں قتل ہو رہے ہیں کیا بیہودہ باتیں بکتی ہے جوں
بیکار کی جانوں جانوں مچائی ہے ہم بادشاہ لشکر ہیں جو دل چاہتا ہے وہ کرتے ہیں کسی کا اجارہ ہے خوب کیا مار ڈالا ایک
کو تجھکو بھی مارونگی کہ سر پھٹ جائیگا ہمارا کون ہاتھ پکڑنیوالا ہے شہنشاہ نے ہمکو اختیار دیا ہے جب تو گیسو کشا نے
کہا اچھا لے تیری بہن اور مصاحبوں کو تو اسکے قتل کیا اور پھر جھلاتی ہے مگر بگڑ کر کلام سخت سناتی ہے ہم کیا تیرے باپ
کی لونڈی ہیں ہاں صاحبو لینا اس بد زبان کو یہ جو گیسو کشا نے کہا ساتھ والیاں بگڑی کھڑی تھیں اپنے اپنے
عزیزوں کے لیے رو رہی تھیں یکایک گولے شنج و نارنج گچھے پیکان کے تیر و تبر تلوار و خنجر جو جسکے پاس موجود
تھے سب نے ملکہ حیرت پر حملہ کیا گیسو کشا نے بھی گولہ مارا گیسو کشا کا گولہ پیشانی پر حیرت کی پڑا اگر طلسم بند نہوتی
تو سر پھٹ جاتا تین چرخ کھائے چار ہزار کے سر سے آگ برسی خنجر گرے تلواریں چمک چمک کے جسم حیرت
پر گریں تیر سناتا ہے کے آئے حیرت چھپ گئی ادھر اکے گری گیسو کشا نے کہا شکلیں باندھو افراسیاب کو ہم
جواب دے لینگے کہاں تک بدعت اٹھائیں کیونکر صبر کریں حیرت تو گری ایڑیاں رگڑنے لگی سب جادوگرنیاں چمٹیں
کہ حیرت کو پکڑ لیں ناگاہ زمین سے ایک پتلہ فولادی پیدا ہوا اسنے تماشے ملکہ حیرت جادو کو پانی کا چھینٹا مارا ہاں ہاں
کرکے جادوگرنیوں کو ہٹانے لگا آواز دی ملکہ عالم سنبھلیے اب جو حیرت کی آنکھ کھلی دیکھا فولادی پتلہ پکارتا ہے غل مچا ہے
ہر چند ہشو ہشو کرتا ہے کنیزان گیسو کشا نہیں ہٹتیں لپٹی جاتی ہیں جاتی ہیں سب ملکہ شکلیں باندھلیں یک لخت ہوا اسکی
زبان میں سوزن دونا کہ جو کاٹ لوٹی غالم ہے بس حیرت نے جو ہنگامہ سنا جھلائی وزیر زادیاں ملکہ
حیرت کی دوڑیں زمرد جادو و پیچ بہن کو دیڑی مصور چھٹ کر آیا دیکھا ملکہ حیرت کا عجب حال ہے سر سے
خون جاری جسم فگار حیران حیران چار جانب دیکھ رہی ہے مصور رونے لگا سرماد ابریق نے آنکھ مدکی
اب جو آنکھ ملت حیرت نے پائی غصے میں طرف گیسو کشا کے جھپٹی ادھر ٹیلا حیرت کو بچا کے غائب ہوا
گیسو کشا نے پھر گولہ مارا حیرت نے گولہ خالی دیکر کارد سحر جھولی سے نکالی اپنے خون سے اسکو رنگین کیا ہے خداب
طاقت جنگ حیرت میں نہیں ہے مگر برے غضب کے جینے اٹھا چکی ہے سانس لینا دشوار ہے مگر زوجہ شاہنشاہ
افراسیاب سحر و ساحری میں لاجواب کارد سحر کھینچ ماری ہر چند گیسو کشا نے روکا کارد سحر سینہ پر پڑی پشت کو توڑ کر
پار گئی ہی تاریکی چھائی بعد برف باری کے سنگ باری کے آواز آئی کشتی مرا نام من ملکہ گیسو کشا سے جادو بود
افسوس فرد دم و جان دادم و بمطلب خود نہ رسیدم اب کنیزان گیسو کشا پر گری کسی کو جیسے چھیکد یا کسی ہاتھ چکایا

برق گری کئی سو سر اڑ گئے سرما و ابریق نے شریک ہو کر کئی ہزار کنیزان گیسو کشا کو مارا جادوگرنیون کا ستھراؤ ہو گیا
زمین پر خون کا چھڑکاؤ ہو گیا اس اثنا مین باغبان و ابریق سے مقابلہ پڑا ابریق کوہ شگاف نے سحر سے
باغبان قدرت پر پتھر برسائے باغبان نے سحر کو اسکے دفع کیا تیغہ سحر کھینچکر جا پڑا اللکارا او نامرد کیا دور سے
سحر کرتا ہے مردان عالم سے آنکھ چار کر قریب آ کر وار کر سرمایہ برف انداز نے ہاتھ تلوار کا اسکے سر پر مارا باغبان نے
دفع کیا پر قلعی چلچین باغبان نے اپنےکو بزور سحر بچایا تیغہ برق شال کا وار کیا سر اس خودسر کا زخمی ہوا باغبان
نے قصد کیا سر کاٹ لون ابریق جست کر کے سامنے سے بھاگا سرمایہ برف انداز لڑتا ہوا قریب
ملکہ مخمور آیا مخمور سے مقابلہ ہوا دو چار سحر آپسمین چلے مخمور نے چاہا میان سرما کو ٹھنڈا کر دون سارا اوپر
برسانا بھول جائین دو تین سحر سرما نے کیے مخمور نے خالی دیے دانہ یاقوت احمر گنٹھے سے نکالا فوراً
سرما پر کھینچ مارا تڑاقا ہوا دانہ ٹوٹا اس دانائی کو کیا جانے برق کڑک کر گری شانہ سرما کا جھلس گیا کون دستگیری
کرے قوت بازو پہلے ہی زخمی ہوا جادوگر ہزارہا ملازم اسکے ٹوٹ پڑے دیکھا شانہ نشانہ ہو چکا ہاتھون
ہاتھ گود مین اٹھایا میدان جنگ سے اسکو لے بھاگے میان مصور تصویرین لیکر بڑھے انکا یہ نقشہ ہوا ماران کا
سحر چلگیا سانپ برسے مصور گھبرانے ماران سیہ جو لہرانے لگے بھاگے صورت نگار کو
ملکہ زیور محمل نشین نے زخمی کیا لاہوت جادو نے صفین پامال کین ملکہ سرخ موے کاکل کشا نے
زلف عنبرین کو کھولا بوئے مشک عنبر آئی خطا کار گھبرائے آنکھون مین اندھیرا چھائے جال سنہرا گرا اسیکڑون کو
دام سحر مین پھنسایا خورشید زرین سحر نے چمک کر صنعت دکھائی زمین میدان کارزار تپنے لگی ملکہ ہلال سحر افگن
ابروے خمدار ہلالی ہولی بڑھی ہلالہاے زرین چلے کفار انگشت نما ہونے لگے اسرار جادو کے بھید سے کون
ماہر ہوا ایسے ہو کے سیکڑون جادوگر معدوم ہوئے باغبان قدرت نے ہزارون پامال کیے اب تو
حیرت جادو گھبرائی گیسو کشا وزیرزادی ملکہ صنعت سحر ساز کے ہاتھ سے پہلے ہی زخمی ہو چکی ہے سرما و ابریق
بھاگ کے نکلگئے لشکر مصور نے شکست کھائی اب حیرت نے دیکھا سردارون نے چار جانب سے مجھکو گھیرا ہے
گھبرائی مگر غیرت آئی غصہ مین اپنی بوٹیان کاٹ رہی ہے سردارون نے بلوہ کیا مہرخ و بہار نے کہا آج حیرت کو
پکڑو صنعت سحر ساز کی فوج کچھ بھاگی کچھ پامال ہو چکی ہے کچھ ساحر گھرے ہوئے ہین بہار جادو لڑتی ہوئی آتی ہے تخت
ملکہ مہ جبین الماس پوش معہ جوش و خروش قلب لشکر مین ہے دلارام وزیرزادی تخت سے لپٹی ہوئی ہے صدہا
سردار قریب ملکہ عالم جانبازی دکھا رہے ہین حیرت نے عین جنگ مین ملکہ مہ جبین کو تخت پر دیکھا جل گئی للکار کہ

واہ بی مہ جبین مین تمہارے برابر مرتبہ پایا تاج و تخت نصیب ہوا یہ تو ناظرین پر ظاہر ہو شاید مجرر ہر چہار جلد نے لکھا ہو حقیر کو تو گمان غالب ہی کہ نہ لکھا ہوگا ملکہ مہ جبین بطن سے حیرت جادو کے نہین ہی ملکہ مہرخ کی دختر بلند اختر کے بطن سے ملکہ مہ جبین الماس پوش پیدا ہوئی حیرت جادو کے بطن سے ملکہ خوبصورت معشوقہ شاہزادہ بدیع الملک جسکا ذکر جلد اول مین ہوا ہی کہ شاہزادہ شکیل جاکر ملکہ خوبصورت کو نکال لایا ہی پھر افراسیاب نے اسکو گرفتار کرکے بالاے دریاے خونروان ہندوے پر بٹھا دیا تھا جب ملکہ بران شمشیر زن نے دریا خشک کیا اور پل پریزادان کو توڑا تب خوبصورت بھی رہا ہوئی تھی پس مہ جبین کو ایسے کلمات جو حیرت نے کہے مہ جبین نے ہنسکر جواب دیا واہ بی حیرت شرم نہین آتی اگر داور مہربان ہماری نہ انتقال فرماتین یہ دن کاہیکو تجھکو نصیب ہوتا حیرت جھلا کے چلی کہ بی مہ جبین آج تمکو گرفتار کرکے لیے چلتی ہون سامنے افراسیاب کے بھو نچاؤن مارے کوڑون کے تمہاری کھال کرا دیگا یہ کہتی ہوئی بڑھی سب سردار بڑھے سینے اپنے سپر کر دیے ملکہ بہار نے پکار کر آواز دی او حیرت تو بڑی بےغیرت ہی ہم تیری آبرو بچاتے ہین لیکن تیری شامت دامنگیر ہو بڑی ذلیل و حقیر ہی خواجہ عمرو کے ہاتھ کی جوتیان کھائین اُنھون نے رحم کیا کہ پھر تیرے دھگڑے کے پاس مین تجھکو سلا دیا سر بارگاہ جوتیان کھائین مگر تجھکو پھر بھی غیرت نہ آئی دونون بہنون مین تکرار ہو گئی پھر تو بہار نے بڑھکر گلدستہ مارا کہ آج تمکو سنگ خیزاوٴنگی گلدستہ جو پھینکا حیرت بحواس ہو رہی تھی چاہتی تھی دفع سحر کرے باغبان قدرت نے کیند پھولون کا مارا برق لامع آسمان پر کڑکی رعد جادو نے چیخ ماری ملکہ حیرت ان سکے سحر دفع کرنے مین مشغول ہوئی برق لامع سے یہ خوف ہوا ایسا نہ ہو دو ٹکڑے کرے رعد جادو کا سحر ہو رہا ہوگا لہذا اسکے گرج رہی تھی سیکے توڑ سحر دفع کیے بہار کے سحر کا خیال نہ رہا گلدستہ سر پر آکر پھٹا رنگ بہار جم گیا پھول برسے غنچے چٹکے زرد پتے ہرے ہو گئے نخل جھومنے لگے طائر زمزمہ سرا ہوے سرو پر قمریون نے صداے کوکو بلند کی عندلیبان خوش نوا نے منقارین کھولین بہ لحن دلکش یہ غزل گانے لگین

غزل

بہار آتے ہی سے نکلا ہمین دیوانہ پن اپنا
دکھاتا تھا زلیخا کو بھی وہ دیوانہ پن اپنا
برنگ بوے گل برباد کر آے وطن اپنا
کہ یوسف ہوش کھو کر پھاڑتے خود پیرہن اپنا
وہ داغ اے عشق دکھلائین کہ عاشق ہو چمن اپنا
وہ گل کھائین کہ گلدستہ بنائے انجمن اپنا
الجھا ہے شوق عریانی مین ہم جامہ سے باہر ہین
کہ اپنی جستجو مین پھر رہا ہو پیرہن اپنا
بلا کیا گور مین پائی عذاب گور جب ٹھہرے
کفن مین کیا رہے جب داغ ہی سمجھا کفن اپنا

جو یون بتلا نہین سکتے بتا دو پوچھکر ہمکو
کوئی دامن جنون مین کھینچتا ہی آستین کوئی
ہلا دیتا فلک کو بے ستون کی کیا حقیقت تھی
عجب احسان حیرت نے کیا ہی بزم جانان مین
صبا بھی جب ہوا خواہون مین ہو صیاد گلچین کے
پھر راہ راست پر آتا تو مین بھی اس سے کھنچ جاتا
پتا کیونکر ملے قاتل کسی پیکان کا تیرے
سراپا درد ہوکر شکل پیدا کی جو پھوڑے کی
کسی خوش چشم کی آنکھون کا سودائی جو سمجھے ہین
ترے وحشی کے ملنے کی تمنا رہگئی انکو
جو آہون کے مصاحب ہین تو نالے سے مخاطب ہین
دیار عشق سے جو وادی وحشت مین آنکلے
جلال اس بت کا بندہ دل سے ہو جاؤن جو بنجا

نزاکت سے کمر اپنی خموشی سے دہن اپنا
اتارے لیتے ہین خار بیابان پیرہن اپنا
بتاتا نالۂ دل کو جو تیشہ کوہکن اپنا
کہ آئینہ سمجھے ہی ساری انجمن اپنا
کسے سمجھین چمن مین ہمصفیران چمن اپنا
فلک نے کج روی چھوڑی نہ مین نے بانکپن اپنا
لگا جو تیر اگر ہو گیا جزو بدن اپنا
تو نشتر چھیڑنے کو بنگیا ہر موے تن اپنا
کھڑے ہین راستہ روکے بیابان مین ہرن اپنا
نکیرین آئے مرقد مین تو خالی تھا کفن اپنا
یہی چند اپنے ہمدم ہین یہی اک ہم سخن اپنا
ہم اس سے دور کر لیتے سمجھکر ہم وطن اپنا
یہ کیا جھگڑا لیے پھرتے ہین شیخ و برہمن اپنا

طائرون نے جو زمزمہ سرائی کی عندلیبان خوشنوا نے غزلین گائین خوشبوئین دماغ مین آئین قلب حیرت کا کھلگیا جھومنے لگی سات سو کنیزین پشت پر ملکہ حیرت کے تھین وہ بھی سب مبہوت تھین پر مہر سکوت بہار سے آنکھ چار ہوئی اتنا منہ سے نکلگیا کیون ملکہ عالم مزاج کیسا ہی ملکہ بہار نے کہا ع ویسے ہی ہین خدا کی عنایت سے جیسے تھے تم اپنا تو حال کہو کیون گل سا چہرہ کمھلایا کس نونہال باغ حسن وخوبی کی تلاش ہی ہمکو کاہیکو دل سے بھلایا حیرت نے سوچکر جواب دیا ہم تمکو بخوبی پہچانتے ہین اے سرو قد یاسمین عذار لالہ رخسار تیرے ہی تو باغ حسن کے نثار ہین بہار نے کہا ذرا میرے پاس آؤ حیرت جھومتی ہوئی بڑھی لچکتی جاتی ہی کہا اے غنچہ دہن عقدہ سربستہ دل اگر ہم گلچین گلشن جمال ہین تیرے پیارے نازک خیال کے پامال ہین بہار مسکراتی ہی پھول جھڑتی جاتی ہی ہمعیان صد ہا اچھالین وشلین بھی دین ہمکو زور دے رہی ہی چاہتی ہی میرے قریب آئے مین گلے مین باہین ڈالکر گرفتار دام محبت کے ہار پہنا دون آج اسکو رشتۂ زنجیر سحر مین گرفتار کرون لشکر مین غل بلند ہی ہر کس و ناکس دردمند ہو کف افسوس مل رہے ہین کہ رہے ہین لو صاحب غضب ہوا ملکہ حیرت جادو پر بہار کا رنگ جما خوشامد بہار

کر رہی ہین دیکھیے اب کیا ہوتا ہو جو ملازمان حیرت دُور دُور تھے وہ بھی سحر کرتے ہوے دوڑے آگ برسانے لگے
اُن سبکو باغبان وغیرہ نے ٹوکا کہ کوئی قریب حیرت نہ آنے پاوے سحر ایک تعریف بہار کر رہا ہو گلچین و
باغبان کہ رہے ہین ای بہار کیا کہنا مگر بی ہوشیار رہنا چند قدم حیرت چلی تھی جنگ بھی بڑے زور و شور
سے واقع ہوئی ملازمان حیرت قتل ہوجاتے ہین ای خاتون محل شاہنشاہ کہان بہی جاتی ہو ہوش مین آؤ اپنے کو ذرا
سنبھالو حیرت کسی کو جواب نہین دیتی بہار سے آنکھین لڑاتی ہوئی چلی جاتی ہو کبھی خود بھی مسکراتی ہو اُسوقت
لشکرون مین عجب طرح کا غلغلہ بلند ہو ہر ایک کہتا ہو بہار نے برائے ملکہ حیرت دام رنگ گل بچھایا ہے
طائر زیرک کو پھنسایا آج حیرت کا بچنا دشوار ہو دیکھو کسقدر محجوب و شرمسار ہو اپنے کو سنبھالتی ہو لیکن نہین
سنبھل سکتی بادۂ سحر بہار سے سرشار ہو سر و پا کی خبر نہین سوائے محبت کی خریدار ہو ادھر بہار نے
یہ دیکھا کہ سحر کو اور زور دیا حیرت کو اپنی جانب بلایا تو حیرت خرامان خرامان جاتی تھی یا جھپٹ کر چلی
جاتی ہو کہ بہار تک پہونچون بہار بھی سمجھی تمام ہو چکی کہ بدھی پھولون کی اسکے گلے مین ڈالدون رشتۂ حیات اسکا
منقطع کرون یکایک آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم شاہنشاہ طلسم ہوش ربا او بہار غضب کیا میرے
گلعذار کو دام تزویر مین پھنسایا یہ کہتا ہوا ایک سے گرا پہلے تو پلٹ کر حیرت کی جانب اشارہ کیا ایک شعلۂ نجم
پیدا ہوا حیرت کی کمر مین پڑا وہ پنجہ دستگیری کر کے حیرت کو اٹھا لیگیا اب افراسیاب طرف بہار کے پہنچا
بہار نے گلدستہ مارا مگر بھاگی سرداران نامی کے ہوش و حواس باختہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ نعرے سے
افراسیاب کے تھر تھر کانپ رہے ہین اسکی صورت دیکھکر ساحران زبردست کو غش آجاتے ہین بڑے لوگ
ایسے ہی جانباز و سرفروش ہین کہ افراسیاب پر بھی سحر کرتے ہین جان دینے پر مرتے ہین لشکر مین کھلبلی پڑگئی
باغبان و معمار نے طرح طرح کے سحر کیے افراسیاب نے اشارے سے دفع کر دیے جب ہاتھ اپنے
چمکاتا ہو نعرہ کرتا ہو دو دو چار چار ساحر گر پڑتے ہین کبھی سنگریزے اٹھا کر مارتا ہو پتھر برستے ہین ہزارون
کے سر پھٹتے ہین افراسیاب نے دو ہی حملون مین میدان کارزار لاشون سے بھر دیا بھاگنا دشوار کر دیا
اب اہل اسلام گھبرائے کہ فتح کی شکست ہو لی کل فوج بھی پست ہوئی دلارام نے ملکہ مہ جبین کو تخت
سے اتار لیا گود مین لیکر بھاگی تمام سردار دوڑ پڑے کہ مہ جبین کو نہ گرفتار کرے عین گرمی جنگ مین
افراسیاب پامال کرتا ہوا جاتا ہو مہرخ و بہار کبھی بھاگتی ہین کبھی سینہ سپر کر کے لڑتی ہین ذرا ٹھہر گئے
دو چار سحر کر گئے جب سحر تاثیر نہین کرتا بھاگ پڑتا ہو کبھی افراسیاب مغرور مخمور کو دیکھتا ہو غصے مین کانپتا ہو

گر حسن زیبا دیکھکر ٹھر آتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی کبھی جمال بیمثال بہار گلعذار پر نگاہ ہی کبھی آہ کبھی واہ ہی بہار کا بوجھیا قد جھول سے عارض مرجھائے ہوئے بدھیان گلے کی خشک ہوگئیں منہ چھپا موتیون کا سہرے گر گیا افغان و خزان جاتی ہی افراسیاب نے سحر کرتے کرتے ہاتھ روک لیا بے اختیار پکار اٹھا اشعار موافق مضمون

صد طعنہ بر آتش زده دود نفس ما
اندر دل پر درد صدا جرس ما
بنگر بہ تہی دستی ما کز سر ہمت
شد رشک گلستان ارم مشت خس ما
گر آه کشد از جگر سوختہ مخفی

ای واے اگر صبر نبود ہے نفس ما
کردیم بسے از ستم جور تو فریاد
بر سفره حاتم ننشیند مگس ما
در راه وفا ما سگ عشقیم کہ اہل
آتش بدل بحر فتد از نفس ما

گر زمزمہ ما شنود سنگ شود نرم
خر گریہ نشد یاد ره و فریاد رس ما
اندر دیده شب ہجر زبس خون جگر ریخت
گردند ز زنجیر محبت برس ما

یہ اشعار عاشقانہ جو بیقرار ہو کر افراسیاب نے پڑھے ملکہ بہار کے ازدوسے خمدار بل پڑے یہ عاشق جمال عدیم المثال بادشاہ لشکر اسلام افراسیاب کی باتوں سے کیا کام ہر غصے میں کئی گلدستے مارے افراسیاب ہنستا ہی پھول جل جاتے ہیں برق لامع بھی کڑک کے گری رعد جادو نے چیخ ماری باغبان نے کیسے کیسے سحر کیے مہرخ نے برابر گولے مارے افراسیاب ٹھرا کے رہجاتا ہی لیکن جب جھوم کے ٹرھا نعره کیا سب بھاگے ادھر باغبان نے دیکھا کہ دلارام وزیرزادی مہ جبین کو لیکر بھاگی تھی مگر افراسیاب کی نگاہ پڑگئی اُسی طرف جھپٹا باغبان بیچ میں آگیا افراسیاب پر ہاتھ تلوار کا مارا افراسیاب کی آنکھون میں خون اُتر آیا باغبان کا وار روک کر تیغہ مارا باغبان نے سپر سحر پر روکا اِس ملعون کا وار کب رکتا ہی ٹوٹکر تلوار گری سر باغبان کا زخمی ہوا افراسیاب نے چاہا سر کاٹ لون کئی سردار بیچمین آئے اپنے کو زخمی کرایا چاہا باغبان کو بچائیں افراسیاب نے پیچھا کیا اب لشکر میں غلغلہ ہوا کہ باغبان کو افراسیاب قتل کرتا ہی بیگناه سکے خون سے ہاتھ بھرتا ہی ملازمان افراسیاب جو بھاگ گئے تھے پلٹ پڑے حامئی کو دیکھکر دنگلے کئی ہزار آدمی اُس مقام پر قتل ہوا لیکن باغبان نہ نکل سکا قریب تھا کہ افراسیاب ہاتھ مارے سر باغبان کا اُڑجادے اُن ساحرون کے غول میں ایک ساحر دبلا پتلا گولیے ہوے غول سے نکلا پکار کے آواز دی کہ ای شاہنشاہ دیکھیے مسلمانون نے قیامت برپا کردی ہی مین ابھی باغبان کو قتل کرتا ہون لیکن بہار ہاتھ باندھے کھڑی ہو خطا اُسکی معاف کیجیے امان دیجیے افراسیاب خوشی میں پلٹا اُس دبلے ساحر نے جھپٹکر حلقے کمند کے گردن میں افراسیاب کی ڈالدیے اور نعرہ کیا نعرہ عمرو

عمروم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم	رنگ از رخ خاقان بہ تجربہ برم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم

افراسیاب اڑنے لگے تھا عمرو نے حباب بیہوشی مارا اور
افراسیاب بیہوش ہوکے گرا عمرو کمند چھوڑ کے بھاگا سب سردار دوڑے کہ افراسیاب کو گرفتار کریں
یکایک آسمان سے نعرہ ہوا باشید ای فرقۂ مسلمانان کیون قضا آئی ہو ہم ملکہ ماہیان زمرد پوش سب نے
دیکھا کہ ملکہ ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش مثل شعلہ جوالہ کے گری سب کی بلکین جھپک گئین
کہ مین دیکھا افراسیاب کو لے اڑی اب مہرخ و بہار نے ساحران باقی ماندہ کو گھیر کر مارا ایک ایک کو ملک
جادو رسلنے لگی آواز الامان بلند ہوئی ہزارون ساحر بھاگے بہت سے گرفتار ہوئے بہ ہوشی تمام دربار
مین داخل ہوئے ملکہ مہرخ سحر چشم بفتح و ظفر اپنے سرداران نامی کو لیکر بیٹھین ملکہ مہ جبین کو تخت پر
سوار کیا خواجہ سامنے سے آئے مگر منہ پھلائے ہوئے مہ جبین تخت سے کود پڑین گلے مین ہاتھ ڈالکے
کہا نانا جان کیا کار نمایان کیا عمرو نے کہا تجھے بات نہ کیجیے مین ہوش ربا مین آکر لٹ گیا کرورون روپیہ
شادی مین لگا اس لالچ سے دولہا بنے کہ سسرال جائینگے ساس سالیان پکارینگی لڑکا آیا بالا لی پراٹھے
کھانیکو ملینگے عین دروازے پر سسرال کے جھگڑا ہوا مہاجنون نے دو صندوقچے دیے تھے جھگڑے مین
کم سے کر گئے اب مہاجن میرا کیا حال کرینگے آپ تو تخت پر بیٹھی چین کر رہی ہین آپکو کیا فکر ہے ہماری آبرو
پر بنیگی ہم جائینگے اب نہ ٹھیرینگے محبت نے دامن نہ چھوڑا الٹ پڑے شامت اعمال یہ نہ سمجھے تھے کہ دوسری
بلا مین مبتلا ہونگے خوب راضی ہوئے ملکہ مہرخ نے ہنسکر عرض کی ای شاہنشاہ اوج عیاری جان و مال
آپ کے نام پر فدا ہو سب کچھ حاضر ہو لیکن خزانہ جو اپنے ہمراہ لیگئے تھے وہ کیا ہوا عمرو نے کہا ہماری
شادی مین صرف ہوا پھر یہی دو طرفی ہنسی ٹھٹھے چہچہے کرتے ہوئے اپنے مقام لشکر پر آئے شکار گاہ مین
شاہزادہ اسد نامدار مصروف شکار تھے صندلان صندلی پوش شاہزادے کے ہمراہ شاہزادہ
شکار کھیل رہا ہو ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر ٹھیرا صندلان بھی اپنے سردارون کو ترتیب کر رہا ہو ناگاہ
صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار جوانان جرار
آمادۂ حرب و پیکار مارا مار کرتے چلے آتے ہین واضح ہو کہ اس پہلوان کو میلاد صحرائی کہتے ہین ملازم
افراسیاب ہو اسکو خبر پہونچی کہ نبیرۂ صاحبقران نے شہنشاہ افراسیاب کو بہت تنگ کیا ہو بقہر و
غضب جوانان زبردست آتش پرست ہمراہ لیکر چل نکلا تھا اسوقت آکر پہونچا ہرکارے نے اسکو

خبر دی کہ طلسم کشا شکار مین مصروف ہر دور سے جمال بیمثال کو دیکھا فوج کو روکا گھوڑے کو مہمیز کیا میدان
مین آکر پکارا با شیداے مسلمانان اس صحرا مین کیون شکار کھیلنے آے اب مین تم سبکو شکار کرونگا یا تو سامنے
سے ہمارے چلے جاؤ یا ہمسے آکر مقابلہ کرو یہ سنتے ہی اسد نے چاہا گھوڑے کو بڑھاوین صندلان نے
عرض کی حضور مجھے اس مغرور سے مقابلہ کی اک مدت سے آرزو تھی آپ تماشہ دیکھین ابھی مشکین باندھکر اسکو
لاتا ہون ہر چند اسد دلاور نے منع کیا مگر اس بہادر نے نہ مانا مرکب کو مہمیز کرکے میدان مین آیا نعرہ مردانہ کیا
او بیحیا بانی جور و جفا اسقدر کیون لاف و گزاف بکتا ہے قہر خدا سے نہین ڈرتا ہے طلسم کشا کو کیا پڑی ہے کہ تجھ
ایسے نالائق سے مقابلہ کرین اُنکے غلام سرفروش توموجود ہین اب جلد وار کر اگر بیہودہ کلام نکالیگا مین زبان
تیری کھینچ لونگا اس سرکشی و خودسری کی سزا دونگا میلاد صحرائی نے تنکر نیزہ مارا صندلان نے نیزے کو
نیزے کی سنان پر روکا نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل صندلان صندلی پوش و میلاد صحرائی سے نیزہ چلا
اسد نامدار صندلان کی تعریفین کر رہے ہین میلاد صحرائی بھی جان دیے ہوے لڑ رہا ہے صندلان بھی
بڑی آن بان سے نیزہ بازی کر رہا ہے ایک مقام پر تاکہ کر نیزہ مارا ہاتھ سے میلاد کے بدر ہوا میلاد ابتو
غصے مین کانپا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے جا پڑا صندلان کو خوشی ہے کہ مین اسکی مشکین باندھون
گرد اسپر کا سر پر کھینچا لگاہ تلوار کی باڑھ پر چاہتا ہے لپٹ پڑون گھوڑے نے سکندری کھائی گرد اسپر کا ہٹا خود
سر سے گرا صندلان کا سر زخمی ہوا استادانہ مارا تیغہ سر سے نکلگیا لیکن چادر خون کی سر سے جاری ہوئی
اُسپر بھی اس جری نے جی داری کرکے جواب مین ہاتھ مارا اُس نے گینڈا اُٹھا لیا سر صندلان کا زین پر بہر نے
کے پہونچا میلاد نے چاہا سر کاٹ لون اسد غازی کی آنکھون مین اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کیا او بیحیا
بانی مکر و دغا قابو پرست بدست خبردار کیا کرتا ہے مین آن پہونچا گھوڑے پر کوڑا کیا اتنا جلد اسد نامدار آئے
کہ ہاتھ اُس نابکار کا بلند ہونے پایا تھا گھوڑا بیچ مین ڈالدیا صندلان کو ہٹایا سینہ سپر کر دیا نظر میلاد کی جمال بیمثال
اسد نامدار پر پڑی حیران جمال محو دیدار تھا کہ خورشید درخشان یا ماہ تابان آسمان سے کیونکر اُترآیا فر و
شوکت چہرے سے ظاہر مرد میدان کارزار جری صف شکن جرار جلالت آثار تہور شعار گھبرا کر پوچھا اے جوان
تیرا کیا نام و نشان ہے مین نے تو طلسم کشا کو طلب کیا تھا تو کسواسطے آیا ہے تیرا نام کیا ہے اسد نامدار نے
سر جھکا کر فرمایا اے میلاد ہمارے قتل پر کمر باندھی ہے لیکن صورت سے آگاہ نہوا میلاد نے کہا مین خوب
سمجھتا ہون جسکا طلسم کشا لقب ہوگا ستمگر کا تو قد اُسکا ضرور ہوگا تو معشوق وضع ہے ہرگز مین نہ مانونگا کہ

تو ہی طلسم کشا ہی اسد نے فرمایا او مغرور اسقدر کبر و نخوت انسان کو زیبندہ و سزاوار نہین ہی مین عبد ذلیل رب جلیل کا ہون قد و قامت کیسا جرأت و ہمت کو دیکھ زور کا امتحان کر میلاد صحرائی نے کہا آپ ہی کا نام نامی اسم گرامی اسد دلاور ہی شاہزادہ اسد نے جواب دیا ایک مرتبہ تو تبلا چکے تو نے تو مکتب خانہ سمجھا ہی سبق پڑھتا ہی میلاد نے کہا اے جوان دربار افراسیاب مین میرا بڑا مرتبہ ہی نہایت قدر و منزلت فرماتا ہی مین جو کچھ کہتا ہون شاہنشاہ قبول فرماتے ہین اگر میرے ساتھ تو چلے خطا معاف کرا دونگا مہرخ و بہار سے شاہنشاہ سمجھ لینگے تجھکو کچھ نہ کہینگے اسد دلاور نے فرمایا تمھاری مہربانی کہ ہمارے حال پر رحم کرتے ہو یہ میدان کارزار ہی لاف و گزاف بیکار ہی کچھ فنون سپاہ گری دکھلاؤ اسقدر باتین نہ بناؤ یہ سن کر میلاد کو غصہ آیا جھلا کر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا کہا اے جوان مجھے تیرے حال زار پر رحم آتا ہی اگر تو خداوند لات و منات کا دشمن ہی اور خداوند لقا کو برا کہتا ہی تیرا قتل واجب ہوا یہ تلوار خون مسلمانان کا مزا چکھ چکی ہی ابھی صندلان صندلی پوش کو زخمی کیا خون پیا مگر اسکا پیٹ نہین بھرا چہرے پر لالی ہی شکم اسکا خالی ہی مگر کیا کرون مجھکو تیرے حال پر افسوس آتا ہی میرے دست زبردست سے قتل ہوگا اپنے خون مین لوٹے گا ہاے تو نے مفت اپنی جان دی ایسے ایسے بیہودہ کلام کرکے اُس بدانجام نے ہاتھ تلوار کا مارا اسد غازی نے بہ فنون سپہ گری بار بچاکر قبضے پر ہاتھ ڈالا میلاد لپٹ پڑا دونون دلاور گھوڑون سے کود پڑے کشتی ہونے لگی واضح ہو کہ ملکہ گوہر جادو عاشق شاہزادہ صندلان ہی جب شاہزادہ شکار کو چلا ملکہ گوہر جادو نے چاہا کہ مین بھی ہمراہ چلون اسد نامدار نے فرمایا شکارگاہ مین ساحر کا کیا کام ہی ملکہ مہرخ نے فرمایا اے گوہر جادو تم صحرا مین مخفی رہنا سامنے شہریار کے نہ جانا مگر نگہداشت رکھنا بہت ہوشیاری کرنا ایسا نہو کوئی ساحر ملازم افراسیاب مکر کرکے انکو پکڑ لیجائے پھر اور بھی مشکل ہو لہذا گوہر جادو صحرا مین اُتری ہوئی تھی کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ ایک پہلوان سے اور طلسم کشا سے مقابلہ پڑ گیا گوہر جادو فوراً تیار ہوکر چلی نخلستان کی آڑ کرکے دیکھنے لگی کہ اسد نامدار جیسے کرّ و فر سے ایک پہلوان سے لڑ رہے ہین مگر اُسکو دنگ کر دیا ہی گھبرا رہا ہی بغلین جھانکتا ہی چاہتا ہی چھوٹ کر نکلجاؤن اپنی جان بچاؤن گوہر جادو جرأت سے بخوبی آگاہ ہی کہ صندلان کو زیر کیا چونکہ صندلان پر عاشق ہی جانتی ہی کہ اُس سے بڑھکے کوئی زور و قوت مین زیادہ نہین ہی جب میرے معشوق پر غالب آیا تو اسکی کیا حقیقت ہی اس عرصہ مین اسد نامدار

میلاد کو پکڑ لائے بائین ہاتھ کی اندری چڑھا کر اکھیڑ ماری زبردستی گھٹنہ پشت پر رکھکر دو تین گھسے
مارے سارا غرور اُس مغرور کا نکال دیا میلاد گھبرایا اور تو کچھ نہ بن پڑا کہنے لگا ای طلسم کشا ذرا ٹھہر جاؤ سینے
پھر مین آپ سے لڑون حوصلہ دل کا نکالون اسد نے چھوڑ دیا سنکر فرمایا اچھا دم لے لو میلاد اُٹھا
پہلے تو ٹہلنے لگا صندلان نے پکار کر آواز دی آپ نے چت کرتے کرتے کیون اِسکو چھوڑ دیا اسد نے
کہا ای برادر کیا مضائقہ ہر وہ کہتا ہو ذرا دم لے لون صندلان نے کہا حضور کوئی حریف کو دم لینے
دیتا ہو اسد نے فرمایا ای برادر ہم بہادر کو عاجز کرنا نہین چاہتے خدا چاہیگا تو ابکی مرتبہ زیر کر لینگے میلاد
نے جو دیکھا کہ اسد اپنے سردار سے باتین کر رہے ہین اپنے لشکر کی طرف بھاگا لشکر والون سے
کہا تم دیکھ رہے ہو کہ طلسم کشا مجھے زیر کرنیکا قصد کرتا ہو مجھے بچاتے نہین ارے یارو طلسم کشا بڑا
زبردست ہر اسمین تو کوٹ کوٹ کر زور بھرا ہو فوج بلوہ کرکے اسد کی طرف چلی میلاد قلب فوج مین پہونچا
اسد نے جو پلٹ کر دیکھا کہ گھٹا فوج کی پیرے ہی اوپر آتی ہو فوراً قبضہ پر ہاتھ ڈالا نعرہ کرکے جا پڑے
اِدھر سے صندلان صندلی پوش چلا دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی اسد نامدار نے لاش پر
لاش گرادی صندلان صندلی پوش نے صفین درہم و برہم کردین ہین ملکہ گوہر جادو دیکھ رہی ہو
ہنس ہنس کے کنیزون سے کہتی ہو یہ نامرد کس بھروسے پر لڑنے آیا ہو وہ دیکھو طلسم کشا نے رسالدار کو
مارا صندلان صندلی پوش نے کیدان کو للکارا کس آن بان سے قتل کیا صندلان کیا طلسم کشا سے
کسی بات مین کم ہو طلسم کشا کو ذرا زیادہ قوت ہو جس زمانے مین صندلان زیر ہوا ڈنڈ و مگدر چھوٹنے
ہوئے تھے کثرت بھی کم کرتا تھا اب آجکل ماشاءاللہ زورون پر چڑھا ہوا ہو پہلوانان عالم سے بڑھا ہوا ہو
تمام صفین پامال کردین جیسے جرأت کا شیر ہو کیسا دلیر ہو گوہر تو یہ باتین کر رہی ہو نگاہ اُسی جانب لڑی ہو
لیکن اسد نامدار لڑتے بھڑتے قریب میلاد پہونچے نعرہ کیا او نامرد کہان جاتا ہو ہماری خطا حلقے
افراسیاب سے نہ معاف کرائیگا کہان بھاگا جاتا ہو میلاد پھر پلٹ پڑا تلوار کا وار کیا اسد نے روک کر
کمر کو تاکے سر کا ہاتھ مارا وہ فنون سپاہ گری کے ہر سے آگاہ نہ تھا روسیاہ نے سپر کو سر کی پناہ کیا گردا پر کا
کٹا خود سر کا زخمی ہوا پھر سامنے سے بھاگا اسد نے پیچھا کیا اور سردار بیچ مین آئے ہاتھ سے اسد کے واصل جہنم ہوئے
یکایک آسمان پر برق چمکی ایک ساحر اقرار خونریز نامے اسی صحرا کا رہنے والا پانچ سو جادوگر ساتھ ہوا پر اڑتا
ہوا جاتا ہو صدائے گیر و بند سنکر اِدھر متوجہ ہوا دیکھا طلسم کشا لڑ رہا ہو تصویرین طلسم کشا کی ہر ساحر سے

پاس موجود ہین پس فولاد دیکھتے ہی اسنے پہچانا خوشی خوشی ہوا سے اُتر آیا آتے ہی نعرہ کیا ای طلسم کشا تمھاری
فکر مین لاکھون ساحر پھرتے ہین لیکن میرا اقبال ہی کہ تمکو اسطرح پا گیا صرف بہار سے ڈرتا تھا اسوجہ سے
تمھارے لشکر پر لشکر کشی نہ کی اب یہان بی بہار کہان ہین کہ تمکو آکے بچائین یہ کہکر زمین پر اُترا اُترتے
اُترتے اس ملعون نے گولہ مارا کئی سو جوان گھوڑون سے گر پڑے کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی جلنے لگا شعلہ ہای
آتش بھڑکنے لگے ادھر کرکے صندلان بھی گھوڑے پر ٹھہرایا گوہر جادو نے جو دور سے یہ معاملہ
دیکھا گھبرا گئی نعرہ کرکے وہین سے دوڑی آتے ہی سحر کیا وہین سے للکارا پہلے صندلان کو دفع سحر کرکے
سنبھالا پھر فوج پر سے سحر اُتار ساحران غدار پر جا پڑی اقرار خونریز نے ملکہ گوہر جادو کو پہچانا للکارا
کہ او گوہر جادو مین تجھے بخوبی پہچانتا ہون طلسم صندل برباد کرایا اب یہان آئی ہی میرے ہاتھ سے
کیونکر بچیگی اب گوہر جادو کو مشکل یہ ہی کہ اگر بڑھکر لڑتی ہی تو لشکر صندلان پامال ہوتا ہی اسکا خیال ہی کہ
ایسا نہو اقرار خونریز طلسم کشا کو گرفتار کرے ساری کد و کاوش بیکار ہو جاے ملکہ مہرخ و ملکہ بہار کو
کیا منھ دکھاؤنگی ابتو میلاد صحرائی نے دہاڑ ڈالا اقرار خونریز کہ رہا ہی کہ ای میلاد بیکے سر کاٹ لے
یہ نامرد جسکو مبتلاے سحر دیکھتا ہی اسی کو بڑھکر قتل کرتا ہی اور جو بہادر اسپر تلوار کھینچکر چلا بھاگتا ہی بلکہ چلاتا ہی
کہ میان اقرار خونریز جلد میرے پاس آؤ مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ اقرار خونریز سحر کرکے
اُسے گرا دیتا ہی تب یہ نامرد تلوار مارتا ہی اسوجہ سے گوہر جادو بہت پریشان ہی کہتی کیا تدبیر کرون
سحر تو کر رہی ہی لیکن تردد و توحش ہر مرتبہ زمین کے طبقے ہلا دیتی ہی منتظر حوالی طلسم صندل اپنے معشوق کے
واسطے بیکل تڑپ رہی ہی کبھی رو پر کبھی پشت پر کبھی وسط لشکر مین کبھی سامنے اسد غازی کے سینہ سپر کر آتی
کبھی صندلان صندلی پوش کی طرف دیکھتی ہی کہ یہ ضعف شکن سحر سے لاچار غصے مین اپنی بوٹیان کاٹ رہا ہی
کبھی قصد کرتا ہی کہ اپنی تلوار اپنے گلے پر پھیرون گوہر قریب آکر ہاتھ تھام لیتی ہی کہ ای بہادر یہ کیا کرتا ہی
سحر مین جرأت کو کیا دخل ہی مین ابھی اس ملعون کو قتل کرتی ہون مگر طلسم کشا کیواسطے بہت بیقرار ہون
ایسا نہو اُنکے دشمنون پر کوئی اُفتاد پڑے اتنی ہی عرصہ مین خون کے دریا جاری ہو گئے ملکہ گوہر چاہتی ہی
مین اپنے کو قریب اقرار خونریز کے پہونچاؤن اس ملعون کو مارون کسی طرح ممکن نہین ہوتا بہت
سے ساحر اقرار خونریز کے جہنم واصل کر چکی ہی اسکی بھی بہت سی کنیزین قتل ہو چکین ہین نہایت پریشان
و مضطر ہی اسکو تو اسی مقام پر چھوڑیے دو کلمہ احوال ملکہ مہرخ سحر چشم سنیے کہ جب لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ

سو کر ہیبت خبر سے فتحیاب ہو کر واپس ہوا ملکہ مہرخ نے مہتر قران سے فرمایا کہ ای مہتر نامدار شکارگاہ
سے شاہزادہ اسد نامور کو پھیر لاؤ مژدہ فرحت اثر سناؤ مہتر قران بموجب فرمانے ملکہ مہرخ کے
خوشی خوشی روانہ ہوئے یہان جب گوہر نے دیکھا اب کچھ بن نہین پڑتا تیغہ سحر کھینچکر اقرار خونریز پر
جا پڑی اُسنے کئی کوڑے مارے ملکہ گوہر جادو نے سحر کر کے سنا سے آواز دی کہ او نامرد ہمارے تیرے
تلوار چلے مزا شجاعت کا ملے کیون مثل خوک صحرائی بھاگتا پھرتا ہے اقرار خونریز نے جو ملکہ گوہر جادو کو
استور پر دیکھا کہ گاتی بندھی ہوئی غصے سے چہرہ سرخ آنکھین اُبلی ہوئی ابروے خمدار بل کھا رہے ہین
کتنے ساحرون کو اقرار کے سامنے مارا تو اقرار بھی تلوار کھینچکر طرف ملکہ گوہر جادو کے چلا ادھر
گوہر جادو نے قصد کیا بیچ مین اور چند ساحر آ گئے خوب کوڑے تیغ دنارنج کھچے ہیجان سے چلا کیے
کئی سو ساحر جانبین کے مارے گئے لاشے زمین پر پھڑکنے لگے ناگاہ ملکہ گوہر ساحرون کو قتل کرتی ہوئی
قریب اقرار خونریز کے پہونچی اُسنے تیغہ سحر کا وار کیا ملکہ گوہر نے تیغہ ہلالی پر لگایا تھا شعلہ ہاے آتش
سے بھی اپنے کو بچایا خبردار لگے تیغہ مارا اُسنے چاہا سپر سحر پر روکون تیغہ گوہر کا تڑپ کے گرا سپر کے
دو ٹکڑے ہوئے سر اِس ملعون کا زخمی ہوا چاہا بھاگون ملکہ گوہر نے سایہ مین تلوار کے لیا قصد کیا کہ
تیغہ ماردن سر اِس خودسر کا اُڑ جاے اقرار کو یاد آیا کمر مین اِسکی ڈبیا خاک قبر جمشید کی ہے نکال کر اُسکو
کھولدیا اِس خاک کی تاثیر ہے خاک مین ملا دیتی ہے گوہر کے دل پر غبار غم و الم چھایا ڈگمگا کر گری بیہوش ہو گئی یہ
سنکر کہ دُور سے صندل لان صندلی پوش نے دیکھا کہ ملکہ گوہر بیہوش ہو کر گری کنیزین ٹوٹ پڑی ہین
اپنی جان دے رہی ہین لیکن کچھ بن نہین پڑتا سیکڑون کنیزین اسی مقام پر قتل ہو چکی ہین صندلان
بیتاب ہو گیا گھوڑا جھکا کر قریب اقرار خونریز پہونچا اُس بیحیا نے ایک دانہ ماش کا مارا صندلان
بھی مجبور ہوا ڈگمگا کے گھوڑے سے گرا شاہزادہ اسد کو یہ حال پُرملال دیکھکر تاب نہ آئی فوراً
گھوڑا اپھیر کر کے قریب اقرار خونریز پہونچے نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیردل ابن صاحبقران	نعرۂ رستمانہ کر کے شاہزادہ اسد نامور نے کمان کیانی دوش	

سے اُتاری میلاد صحرائی کو بھی اب جوش ہوا اقرار خونریز سے کہا آپ تامل فرمائیے دیکھیے تو
مین ابھی طلسم کشا کو مارے لیتا ہون یہ کہکر خبردار خبردار کہتا ہوا قریب اسد نامور پہونچا کہنے لگا کیون

طلسم کشا دکھلی گوہر اور میان صندلان صندلی پوش کا کیا حال ہوا اقرار خونریز نے بسکے جی چھوڑ دیا کے
شاہزادۂ اسد بیساختہ ہنس پڑے کہا او سوئرے نامرد ساحر کے آنے سے بہت خوش ہوا ہر ملک الموت
تیرے سر پر کھڑا ہے میلاد نے تیغ کمر سے نکالا اسد غازی پر ہاتھ مارا اسد نے وار کو اس نابکار کے
رد کیا غصے میں کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر بند میں ہاتھ ڈالکر میلاد کو قاش زین سے اٹھا لیا
گرد سر چرخ دیکر طرف آسمان کے پھینکا دس گز بلند ہوا ہر وقت اُترنے کے ہاتھ مارا نامرد کو چور نگ ہوا ہی کیا
دشمنوں کی زبان سے صدا ہے احسنت و آفرین بلند ہوئی ملازمان صندلان پکارا اُٹھا ای شہریار سبحان اللہ قطعہ

آنکھ دشمن سے تری تیغ کے جوہر جو لائیں — خون آنکھوں میں اُتر آئے لہو کا ہو یہ جوش
پشتہا پشت رہے تیغ کی بُرش کا اثر — کہ عدو زادہ ہو پیدا تو جدا ہو سر و دوش
تیغ وہ تیغ ہے جسے دیکھ کے حاسد کٹ جائیں — دیکر عنقا وار جلنے کی تو نوبت بھی نہ ہو ابر دوار
برش تیغ کی تعریف نہیں ہو سکتی — پڑ گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اک بار
واہ رے کاٹ کہ جو رنگ عناصر کو کیا — ایک اک جز کے برابر سے ہوے حصے چار

اہالیان فوج میلاد تھرا گئے مگر اقرار خونریز نے دیکھا کہ طلسم کشا نے بڑے کر و فر سے میلاد صحرائی کو
مارا اب تیری جانب آتا ہے جرأت و ہمت دیکھکر وجد کرنیلگا اسد دلاور نے کمان کاندھے سے اُتاری
تین بھال کا تیر اقرار خونریز کو مارا خطاکار نے سحر کیا تیر سہم کر جل گیا کمان میں خم آیا ترکش شانہ سے
طلسم کشا کے گرا اب دوبارہ اس بیحیا نے دو ہتڑ زمین پر مارا گھوڑا اسد کا بد لگامی کرنے لگا طرارے
بھرنے لگا سُم گھوڑے کے جلنے لگے زمین سے شعلہائے آتش نکلنے لگے اُسوقت اسد نامور کی تیغ آبدار کی
ہاتھ پاؤں بیکار گھوڑا اچھلتا ہو سوار کو ٹپک دون زیر ران سے نکلا دُون ساتھ والے ٹوٹ پڑے زین
جلتے ہیں اپنے آقا کو بچائیں ساحروں کا بلوہ بڑھکر ساحر پر وار کیا اگر اُسنے سحر کر دیا بہادر کی حسرت
دل میں رہی منھ کے بل زمین پر گرے الگ تکا وار چل گیا ساحر کے دو ٹکڑے ہوے بعضے جوش جرأت
میں ساحروں سے لپٹ پڑے گرے پر لاد کے مارا وہ بیحیا دم سے گرا چھاتی پر چڑھکے سر کھینچ لیا
لاشہ ساحر کا زمین پر تڑپا علامت اُسکے مرنے کی ظاہر ہوئی بیچ میں اسد نامدار سحر میں اقرار کے مبتلا ہو
گرد جوانان صف شکن تیغ زن کا مجمع ہر کتنوں نے ملکہ گوہر جادو پر سینہ سپر کر دیا ہر کہ بیہوشی کے عالم میں
کوئی اسکا سر نہ کاٹ لیجائے پھر تو غضب ہی ہو جائیگا بعض دلاوران سر فروش صندلان صندلی پوش کو

بیہوشی میں اُٹھا لیگئے اقرار خونریز ساتھ والوں سے کہتا ہے دیکھو خیر خواہ ایسے ہوتے ہیں کیسے خوشی خوشی جان دے رہے ہیں ہر چند کہ غیر ساحر ہیں مگر فنونِ جان نثاری سے خوب ماہر ہیں یارو میں نے طلسم کشا کو بیکار کیا مثل تصویر خاموش کھڑا ہے تم لوگوں سے اسقدر نہیں ہو سکتا ہے کہ بڑھکر قتل کرو گوہر جادو کو تو بیکار کر دیا طلسم کشا بھی مبتلاے سحر ہوا اُسپر بھی قریب جاتے ڈرتے ہو بڑے نامرد ہو اپنی جان بچاتے ہو دیکھو مسلمان آپس میں کیسے یکدل ہیں جانبازی و سرفروشی میں کامل ہیں یہ کہکے سحر کرتا ہوا بڑھا ہمراہیان اسد نے دیکھا ہمارے آقاے نامدار سحر سے بیکار بیقرار ہیں اقرار خونریز سحر کرتا ہوا آتا ہے بے اختیار زار زار رونے لگے اُسوقت اسد نامدار نے بھی دل کو رجوع کیا بیقرار ہوکر پکارا اے معین و مددگار و اے مالک و مختار اے رزاقِ مطلق و اے کارساز برحق اس بیکسی میں سواے تیرے کس سے فریاد کریں اپنے بندگان گنہگار کو اس ظالم خونخوار سے بچالے اس بلاے ناگہانی سے نجات دے سب نے ساتھ میں آمین کہے دعاے تیر دعا ہدفِ مراد پر پہونچا صولت سے گرد اُڑی اُس گرد سے آواز مہیب آئی او ساحرِ غدار خبردار دستِ خود را نگہدار کہ ماہم رسیدیم آگے قدم نہ بڑھانا طلسم کشا پر دستِ بدعت نہ اٹھانا دیکھ شاہنشاہ نے کیا تحریر فرمایا ہے اقرار خونریز نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر مہیب جست و خیز کرتا ہوا چلا آتا ہے ہاتھ میں فرمانِ افراسیاب ہے مثل برق جہندہ جست و خیز کرکے ہو ہو کرتا ہوا قریب اقرار خونریز کے پہونچا وہ فرمان اقرار کے ہاتھ میں دیا کہا اسکو پڑھے تب طلسم کشا کو قتل کر اقرار نے کاغذ ہاتھ میں لیا دیکھا سرنامے پر مُہر شاہنشاہِ افراسیاب جادو کی ہے فرمان سر پر رکھ لیا مُہر کو بوسہ دیا کہا میان ساحر صاحب آپکا کیا نام ہے ساحر نے جواب دیا ہمارے نام سے تجھے کیا کام ہے جو کچھ کاغذ میں لکھا ہے اُسپر کاربند ہو نام بھی ہمارا معلوم ہو جائیگا اقرار خونریز نے دیکھا لفافہ میں تہ لگادی ہے بند نہیں کیا اسنے تہ کو کھینچا لفافہ سے دھوان نکلا فوراً یہ ارے لپکا ادھر آیا ساحر نے نعرہ کیا نعرۂ قران

سر تیغ آسیر چون باد بہاری　　بہان سرہنگ در خنجر گذاری
منم مہتر قران شیر ژیانم　　بمیدان اژدر آتش فشانم

مہتر قران نے جھپٹکر ایک بغدہ مارا اقرار موت سے انکار نہ کرسکا سر پھٹ گیا لڑکھڑا کر زمین پر گرا اندھیرا چھا گیا ساحروں کا قلب تھرا گیا صداے مہیب آنے لگیں ہیرون غل مچایا آواز آئی کشتی مرا نام ہے اقرار خونریز جادو بود افسوس مُردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم ملکہ گوہر جادو نے قتل کرنا شروع کیا ملازمان سیلاد فریاد کرنے لگے رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت اسد نامدار

مین حاضر ہوئے مطیع الاسلام ہونے لگے فتح کے نقّارے بجے شام ہوتے ہوتے بفتح وظفر واپس ہوئے بارگاہ
اُستاد ہمی ملکہ گوہر جاد و شاہزادہ صندل لان صندلی پوش و مہتر قران نامدار بارگاہ مین آکر جلوہ
فرما ہوئے شاہزادہ اسد نے قران سے پوچھا کہ اے سرکردہ عیاران و اے نظر کردہ بزرگان اسوقت کیا
تھا ساکیونکر آنیکا اتفاق ہوا مہتر قران نے عرض کی اے شہریار کیا عرض کرین آپ سے سب صاحبون نے
اِس معرکہ عظیم کو چھپایا صنعت نے قیامت برپا کی تھی آپکے کل سردار گرفتار پنجہ تقدیر ہوئے ہمارے
اُستاد والانژاد نے صلاح کی کہ اسد نامدار کو لشکر سے جدا کرو ایکا رہنا یہان بہتر نہین ہے کیا گذارش کرین
عجب ہنگامہ برپا تھا حقیقت مین جسوقت اُستاد لشکر ظفر اثر سے نکلے صاف ثابت ہوتا تھا کہ کسی نوجوان کا جنازہ
جاتا ہے غلام کو بھی ہمراہ لیا برق و چالاک و جانسوز وضرغام بھی قید ہو چکے تھے حقیقت مین حضور
چالاک نے بھی ایسی عیاری کی کہ جسکا مثل و نظیر نہین لیکن نہ بن پڑی مُردہ بن کے اندر حصار سحر کے گیا تھا مگر
صنعت نے پکڑ لیا سوائے غلام کے اُستاد کے ساتھ کون جاتا حضور چار لاکھ ساحر ساتھ تھے اُستاد دولھا
بنے تھے وہ سامان برات کیا تھا کہ مصور خیال نقشہ نہین کھینچ سکتا حصار سحر صنعت کے پہونچے تصدق
اُستاد والانژاد کا اب کبھی کلمہ غرور کا زبان سے نہ نکالونگا بجد اباغ ملکہ زیور محمل نشین مین اُستاد نے
وہ عیاری کی کہ مجھ ایسے ناچیز کو تمیز ہوئی مطلق نہ پہچانا پھر بھلا صرصر کی کیا حقیقت تھی بس جو کچھ اُستاد نے
تعلیم کیا تھا اُسی پیرایہ مین صنعت سے کلام کیے آخر صنعت نے حصار سحر شادیا مین نے جاکر اُستاد کے
ہمراہ اُس روسیاہ کو مار افیات کی لڑائی بڑی خدا نے سبکو عمر دوبارہ وحیات تازہ عطا کی مگر اب خدا انجام
بخیر کرے آپکے دشمنون کو زیر کرے افراسیاب خانہ خراب اِس لڑائی مین بڑی ذلت اُٹھا گیا ہے
دیکھیے کیا بلا نازل کرتا ہے ماشاء اللہ حضور کے سرداران تہور شعار نے ایسی کارزاری کی کہ افراسیاب و
حیرت کے دانت کھٹے کر دیے اب آپ بسم اللہ سوار ہون سب اہالیان لشکر حضور کے قدم میمنت
لزوم کے مشتاق ہین ملکہ مہ جبین کو دن مفارقت کے بہت شاق ہین مجھکو بھیجا تھا کہ جاکر شہریار کو لاؤ
مین نے آکر آپکو اس بلا مین مبتلا دیکھا شکر ہے کہ اُسکو واصل جہنم کیا اسد نامدار نے مہتر قران کو بھاری خلعت
عطا فرمایا مہتر قران نے خلعت پہنا پھر اُتار کے رومال مین لپیٹ لیا شاہزادہ اسد نے پوچھا کہ کیون
خلعت اُتار ڈالا حقیقت مین تمھاری لیاقت کے موافق تو نہ تھا قران نے عرض کی میری کیا حقیقت ہے
یہ تو میری لیاقت سے دوچند ہے لیکن حضور جونی آگاہ ہین گھڑی دو گھڑی پہنون گوئی ستارہ یا تار گرجائے

اُستاد حساب پوچھینگے مگر احتیاطاً خبر ہو کہین دو چار گھڑی کے واسطے جو غائب ہو جاتے ہین تو فرماتے ہین کہ لوٹ مار کرنے گئے تھے لاؤ حساب بتاؤ ہر چند عذر کرتے ہین کہ براے سیر گئے تھے یا شکارگاہ مین تھے فرماتے ہین کتنے جانور شکار کیے گوشت اُنکا سردارون کے ہاتھ بیچ لینگے خدا اُنکو سلامت رکھے اُنکے دم سے حضور عیاری کی آبرو رہی اسد نامدار کو سرور تازہ و فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی ملکہ کو ہر وصندلان کو حکم دیا جلد لشکر تیار ہو میلاد صحرائی کی بھی دولت ہاتھ آئی اقرار کے بھی خیمے وخزانے صندلان نے بار کرائے شاہزادۂ اسد نامور بعد کرّ و فر پشت مرکب پر سوار ہوے مہتر قران ساتھ ساتھ ہین شاہزادۂ اسد احوال پوچھتے جاتے ہین مہتر قران حرف بحرف بیان کر رہے ہین کہ حضور آج ایک رکن طلسم ہوشربا گرا اور اسباب جادو کا بازو ٹوٹ گیا قتل ملکہ صندل سے بہت بدحواس تھا بیان ہرکارون نے بڑھکر ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ شاہزادۂ اسد نامدار بعد شوکت و وقار تشریف لاتے ہین لیکن حضور خدا نے اپنا بڑا فضل شریک حال کیا ایک ساحر نے اُنکو گھیر لیا تھا عین وقت پر مہتر قران نامور پہونچے کس مردانگی سے ٹوک کر اس ساحر خود سر کو مارا میلاد صحرائی نام ایک پہلوان ہاتھ سے شاہزادہ اسد دلاور کے واصل جہنم ہوا ملکہ مہرخ نے سردارون کو حکم دیا کہ براے استقبال شاہزادۂ نیک خصال جاؤ خود بھی براے استقبال کئی سو سرداران نامی گرامی ہمراہ لیکے اُٹھین خوشی خوشی روانہ ہوئین شاہزادۂ اسد سے آکر ملاقات کی اسد پشت مرکب پر سے کود پڑے اپنے سرداران تہمتن صف شکن سے ملے جسکو دیکھا زخمدار و بیقرار پایا لے پیشانی چڑھی ہوئین زخم وزبان کی ہوئین چہرے اُترے ہوے سب نے اسد نامدار کو گھیر لیا ملکہ مہرخ نے سر سے پا تک بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین اسد نامدار بارگاہ مین آئے دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوے ملکہ مہرخ نے فوراً حکم دیا خدا نے سبکی جانین بچائین خواجہ عمرو کا بھی دماغ تر ہو محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی ساقی بچہاے شوخ و شنگ و گلعذاران ماہ پیکر سمن بر آکر حاضر ہوے جام ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ملکہ مہ جبین الماس پوش کو نذرین گذرنے لگین جلسۂ عیش و سرور درست ہوا ذی نوازی خواجہ عمرو کی چھڑی برق و چالاک وغیرہ کا انتظام خیر خواہان دولت کو عیش و راحت سے کام یہان شاہزادۂ اسد نامدار مع اپنے سرداران عالی وقار کے مصروف جلسۂ عیش و نشاط ہین ذکر انکا انشاء اللہ وقت پر کیا جائیگا ملحوظ خاطر عاطر ناظرین والا مقام رہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان صلاح کرنا افراسیاب کا بمقدمہ حجرۂ ہفت بلا شرطین بیان کرنا زال جادو بادشاہ قلعہ تحت الشعاع کا اور کھلنا حجرۂ اول کا کہ جسکا حاکم مشعل جادو ہے عجب داستان پرنور مضامین سے معمور مصنف کی روشن بیانی دلچسپ کہانی ساقی نامہ بطرز مذاق بمضمون طمطراق

رندون کی محبوبن ساقن
آڑی ترچھی کہنے والی
ہر شیوا ابندہ تیرا
مرد ترے ہین عورت تیری
زیور گہنا پاتا تیرا
بخشش تیری احسان تیرا
کوٹ تیرے پتلون ہین تیرے
بنیا تیرا گولک تیری
ہنسنا تیرا برق بلا ہے
تیرا جانا جان کا جانا
ناز نئے انداز کے تیرے
عشوہ تیرا غمزہ تیرا
پھول ہین تیرے خار ہین تیرے
دخت رز نے پالک تیری
کشتی تیری دریا تیرا
کالی گھٹا ہے کلی تیری
پیر مغان گھر والے تیرے
الو کرنا کام ہے تیرا
چلتے پرزے ہاتھ مین تیرے

دھومی خان کی دھومن ساقن
مستون کی پیاری تو ہے
گورا کالا بندہ تیرا
گلیون گلیون راج ہے تیرا
مسند تکیہ چھاتا تیرا
دفلے ڈھول دمامے تیرے
سیمین تیری میسون تیرے
طبلہ اور سارنگی تیری
کسنا تیرا سیف جفا ہے
دل کی دشمن الفت تیری
صدقے دل ہے ناز کے تیرے
حصہ تیرا بخرا تیرا
طرہ بدھی ہار ہین تیرے
خم تیری خمخانہ تیرا
شہر ترا ہے قریا تیرا
بھٹی تیری ہوٹل تیرا
بال ہین گھونگھر والے تیرے
تیری آنکھین صاف کٹورے
بیفکرے سب ساتھ ہین تیرے

راج محل کی رہنے والی
مستی تو ہشیاری تو ہے
مال ترا ہے دولت تیری
سوپ ترا ہے چھاج ہے تیرا
جان تری ہے ایمان تیرا
پگڑی اور عمامے تیرے
جھانجھ تیرے ہین ڈھولک تیری
نیبو اور نارنگی تیری
تیرا آنا موت کا آنا
جان کی خواہان فرقت تیری
الف ترا ہے ہمزہ تیرا
ناز ترا ہے نخرا تیرا
ہر لٹکے پہ کالک تیری
بط مینا پیمانہ تیرا
بجلی حکمت عملی تیری
کرسی مونڈھا دنگل تیرا
شیشہ بوتل جام ہے تیرا
جال کے پھندے اسکے ڈورے
تیری یاد مین سب کو بھولے

اندھے کانے لنگڑے لولے
تخت ترا ہے افسر تیرا
ٹھمری گیت ترانہ تیرا
فیض کا دریا چلو تیرا
بندے تیرے عزت والے
میمون یہ ہے سایہ تیرا
تیرے بس مین ناچ نچانا
تو ہی پھول ہے تو ہی بو ہے
آئے تیرے ارجا پرجا
بجلی چمکی کوندا لپکا
روشنی لیکر بجلی آئی
کوندے سے ہی دھونا سیکا
پیڑ مین سب انگڑائیان لیتے
سرد ہوئی سب آتش گل کی
غنچے سوکھے کلیان ٹوٹین
مست بنانے والی ساقن
کاگ اڑین اور ضربین ٹوٹین
لا دو ساقن بوتل مے کی
صاف نہین تو جھٹ دیدے
ناک مین دم ہے تیرے مارے
پھر گئین آنکھین تکتے تکتے
دھک سے اٹھی آفت آئی
تھوڑی دیر مین چٹ پٹ سب تھے

یہ تیرا ہے شان کا لشکر
امن کا گوشہ ہے گھر تیرا
جاڑہ تیرا گرمی تیری
بلبل ہے ہر الو تیرا
دامن زاہد صافی تیری
تارے اونچا پایہ تیرا
ہان سبکو بیفکر بنا دے
جو کچھ ہے ان سب کی تو ہے
خیمہ تیرا لایا بادل
بوند گری یا امبر ٹپکا
نوبت رعد بجاتا آیا
زاہد نے تن مسند ڈھیلا
غل ہے فصل بہاری آئی
گرم کر اب تو بھٹی مل کی
اٹھ او بڑھیا رانی ساقن
ناچنے گانے والی ساقن
مزے اڑائین اپنی دھن مین
ہاتھ سے رکھدے جوڑی نے کی
ہاتھ سے تو اب دنیا رکھدے
اب کیا کوئی سر دے مارے
آخر عورت تھی بیچاری
مےخوارون کی شامت آئی
آفت یا مدہوشی وہ تھی

یا سب ہے شیطان کا لشکر
موسم فصل زمانہ تیرا
شرم تری بے شرمی تیری
چیلے تیرے دولت والے
لاکھون کی صحنائی تیری
تیرا حصہ مست بنانا
تازی تازی سیر دکھا دے
دیکھو وہ بادل اٹھ کر گرجا
کالا بھورا آیا بادل
ابر گھرا نارنگی چھائی
باد مبارک گاتا آیا
کھل کر پھول مین لپٹین دیتے
میخوارے کی باری آئی
روتے روتے آنکھین پھوٹین
بدمستون کی جانی ساقن
شیخ و زاہد سینے کوٹین
سب چپ گائین اپنی دھن مین
دینا ہو تو جھٹ پٹ دیدے
سامنے لاکر مینا رکھدے
سوکھ گیا منہ تکتے تکتے
ڈر کر بولی آئی مین واری
اسکے مارے بچنے کب تھے
دارو یا بیہوشی وہ تھی

کیسی مری کیسا نالا
سنبھلا اور پھر تیورآیا
رو رو کر اک آہ بھرتا
کوئی الٹا گالی دیتا
دخت رز پھٹکار ہو تجھ پہ
کیسے بدتر حال ہیں تیرے

دیکھتا کب تھا گرنے والا
کیسا رستہ چلنا کس کا
ہنس ہنس کر اک باتیں کرتا
تف مستی سرشاری تجھ پہ
سارے شہر کی مار ہو تجھ پہ
آتو ادھر ادھر ساقن باتن

جو اٹھا اک جھٹکا آیا
اُس کا پاؤن نہ تھا رستہ کا
کوئی اندھا نام نہیں لیتا
لعنت اور سیخواری تجھ پہ
کیا ناقص افعال ہیں تیرے
زور سے تیری ناپوں گردن

چہرہ شعل فروزان محفل میخواری و روشنی دہندگان جلسۂ عیاری و طراری شمع کلک جواہر سلک سے شب تاریک مضامین بیان کو یون منور کرتے ہین شعر نگار ندہ داستان عجیب و رقم کرتے ہین یہ بیان عجیب۔ اب حال پر ملال افراسیاب خانہ خراب بیان ہوتا ہے کہ جب صنعت بدبخت قتل ہوئی حیرت جادو پردہ بیت افراسیاب پردہ آفت نوج تباہ لشکر برباد سردار ناشاد محافظان افراسیاب اسکو لیکر باغ سیب مین آئے مصاحبین وزیر زادیان دوڑین دیکھا ملکہ ماہیان زمرد پوش آج عجب خرابی مین لیکر افراسیاب کو آئی ہے تاج سر زرتار لباس پارہ پارہ حلقہ اسے گرد گلے مین ہوئے ہیں کیفیت یہ حالت مصیبت دیکھکر اک شور گریہ و زاری بلند ہوا اپنے ہاتھوں ہاتھ افراسیاب جادو کو لیا ملکہ ماہیان زمرد پوش افراسیاب کی نانی لرزان و ترسان حیران و پریشان گود مین افراسیاب کو لیکر بیٹھی کمندین گلے سے کاٹین افراسیاب کو ہوشیار کیا آنکھین کھلتے ہی جھنجھلا کے غصے مین اٹھا گویا فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا کہا ابھی سبکو جا کر مار ڈالونگا ایک کو جیتا نہ چھوڑونگا ہائے میری زینت پہلو ساحرہ خونخوار سردارون مین ممتاز ملکہ صنعت سحر ساز کس ذلت و رسوائی سے قتل ہوئی ہین تب تو ملکہ ماہیان زمرد پوش سمجھانے لگی یکایک پرچہ لیے ہوئے ملکہ حیرت جادو کو آیا افراسیاب نے ہاتھوں ہاتھ پرچے سے لیا حیرت جادو رونے لگی کہا اے شاہنشاہ مین زندہ نہ رہونگی اپنی جان دونگی مجھکو مسلمانوں نے بہت ذلیل کیا آپ نے دیکھا کس قیامت کی لڑائی پڑی صنعت ایسی عقیل و فہیم دام عیاری عمرو مین پھنسی دولہا بنکر آیا مہتر قران نے بعدہ مارا اسین خادم میری خیرخواہ کا انہون نے لاش بھی اٹھایا مردہ بھی کمبخت کا پامال ہوا افراسیاب نے کہا اے حیرت تم صبر کرو اسی ہفتے کے اندر دیکھ لینا کہ اگر کوئی بھی مسلمان واسطے علاج کے بچا ہو تو شہنشاہ طلسم ہوشربا نہ کہنا حیرت نے کہا آپ ہمیشہ اسی طرح

فرماتے ہین افراسیاب نے کہا ابھی جاؤن سب کے سر کاٹ لاؤن ملکہ ماہیان زمرد پوش نے کہا اے حیرت
بانیانِ طلسم نے منع کیا ہی کہ شاہنشاہ اپنے ہاتھ سے نہ کسی کو قتل کرین کہ جسم کا خون گھٹتا ہی ورنہ ابھی ممکن ہی
کرین اور افراسیاب جاؤن تمام دنیا کو پامال کردن یہ سحر و ساحری مین نظیر مین سکاری و طراری مین مجیل
یہ بادشاہ ہوش رُبا مین علم و نیرنج مین وحید دکھتا یہ یادگار فرقہ سامری پرستان مین رُکن قصر زر ردستان
لیکن ستارہ شناسون نے ثابت کر دیا کتب ہائے قدیم کو ان احکامات سے بھر دیا کہ ملازم شاہنشاہ کے بلکہ
عزیز و اقارب بھی دست انداز نہون علاوہ ازین ملازمان جانباز و سر فروش کیا کم ہین اگر ناظمان دربند
اپنے اپنے مقام سے جنبش کرین گا و زمین تھرا جاے یہ کہکر ملکہ ماہیان زمرد پوش نے کہا کہ اے
افراسیاب ملکہ حیرت جادو کو بطرز قدیم لشکر ساتھ کرکے مقابلے مین روانہ کردو تاکہ مسلمانون کو خوف
ہے کہ طبل جنگی نہ بجے مین جاکر ناظمان دربند ہوش رُبا کو نامے لکھتی ہون میرا ارادہ ہی کہ اپنے عزیزون کو مع اہالیانِ
پردۂ ظلمات طلب کرون وہ اگر قیامتین برپا کردینگے زمین میدان نبرد لاشون سے بھر دینگے ساکنانِ
پردۂ ظلمات ہین صاحبان کرامات ہین اندھیر مچا دینگے آتش قہر و غضب سے خرمن ہستی مسلمانان کو
جلا دینگے کالی کالی صورتین لباس بھی کالے قلب بھی سیاہ رو سیاہ کسی مقام پر نہ رکینگے دھوان دھار
مچا دینگے افراسیاب نے بصد پیچ و تاب کہا آپ جاکر نامے ترقیم فرمایئے اہل دولت کی خدمت مین
سبکو بلوا لیئے جسکو مناسب جانونگا اُسکو بھیجونگا اور جو میرا ارادہ خاص ہی اُسکو زبان پر نہین لا سکتا بر وقت
ظاہر ہوجائیگا زمین و آسمان تھرائیگا ملکہ ماہیان زمرد پوش تو بخوبی افراسیاب کو سمجھا کے طرف
پردۂ ظلمات کے روانہ ہوئی مگر افراسیاب کو انتہا کا قلق ہی رنگ چہرے کا فق ہی دل مین پیچ و تاب
چہرے پر عتاب یکایک آسمان سے برق چمکی اک جادوگر نے افراسیاب کو نامہ دیا افراسیاب
نے نامے کو پڑھا طرفے زال جادو بادشاہ قلعہ تحت الشعاع کے مرقوم تھا کہ اے شاہنشاہ
عالم پناہ بعد ایک سال کے جشن جو اس قلعہ پر ہوتا ہی کل سامان مہیا ہی صرف حضور ہی کا انتظار ہی
حالات رنج و ملال بھی سُنے متقل ملکہ صنعت سحر ساز کی اس خیرخواہ دولت کو خبر ہوئی بخوبی ظاہر ہوا کہ
دن بدن ترقی فرقۂ مسلمانان و تنزل سامری پرستان درپیش ہی بندگان عالی کو پس و پیش ہی براہ خیرخواہی
کچھ عرض بھی کرونگا یقین ہی کہ آئینہ مراد مین جلوۂ عروس فتح و ظفر نظر آئے مطلب دل حاصل ہو جلد
جلد تشریف لایئے افراسیاب نے کہا اے حیرت جادو یہ ظہور قدرت سامری ہی ابھی دل مین آیا تھا کہ

زال جادو کو طلب کرون تجربہ ہفت بلا جو ہماری عملداری مین ہین زال جادو اُسکا رازدار ہی اب
جسطرح بن پڑتا ہی شعل جادو کو لاتا ہون وہ آتے ہی سبکو پھونک دیگا نہ کہ زال جادو نے خود طلب کیا
تم سامانِ لشکر کشی کرو مقابلہ مسلمانان مین جاکر اُترو نابدولت جو مناسب وقت ہوگا تحریر فرمائینگے بموجب
اُسکے کاربند ہونا حیرت نے شرما کے سر جھکایا کہا مین جانیکو حاضر ہون کیفیت شعل بھی اپنے بزرگون
سے سن چکی ہون وہ بڑا مغرور ہی اُسکو طلب کرنا سراسر عقل کا قصور ہی اگر وہ آپکا اقرار کرے مین جان
دینے کو حاضر ہون افراسیاب نے حیرت کا سینے سے لگایا کہا ای روح روان و ای آرام دل
مشتاقان اگر تجھپر کوئی زوال ہو مین اپنی جان تجھپر نثار کرون جو کچھ باتین سنی ہین اُنکا خیال نہ کرو تم لشکر لیکر
چلو مین جاکر قدمون پر گرتا ہون خون صنعت کا بہت بڑا صدمہ ہوگا یہ کہکر افراسیاب نے حیرت کو
مع لشکر بیشمار برائے مقابلہ لشکر اسد روانہ کیا آپ سوار ہوکر برائے ملاقات زال جادو چلا یہان
زال جادو نے قلعہ کو آراستہ کیا ہی تمام کاہنان طلسم و پنڈت و برہمن اُستادان پُرفن جمع ہین تخت زرنگاری
برائے افراسیاب آراستہ کیا ہی آمد شاہنشاہ کا انتظار ہی یہی ذکر ہو رہے ہین ستارہ شناس کہتے ہین
ای رکن طلسم ہوش رُبا طلسم کے بچانیکی کچھ تدبیر کیجیے تجربہ بلا کے کھولنے کی تقریر کیجیے زال کہتا ہی یارو
بڑی مشکل ہی یا الحکماء طلسم نے جو قاعدہ برائے آمد شعل جادو قرار دیا ہی اُسکو زبان سے نہین کہہ سکتا
ہر چند وزرا امرا پوچھ رہے ہین زال کہتا ہی میری تقدیر برگشتہ ہی شعل جادو کا آنا بہت محال ہی یہ ذکر
تھا کہ سب نے دیکھا کہ ابر ہفت رنگ نشان آمد افراسیاب ظاہر ہوا زال جادو برائے استقبال
اُٹھا تمام سرداران نامدار و تاجداران عالی وقار سحر کرکے بلند ہوے پایۂ تخت افراسیاب سے لپٹگئے
باعزاز و اکرام تخت پر لاکر بٹھایا پہلوے تخت مین ذنگل زال جادوگر دیوجی و رمال ستارہ شناس تاجدار و
ساحران غدار جمع ہین تمام دربار معمور ہوا ساقی بچے آکر حاضر ہوے افراسیاب نے کہا ای زال یہ
جلسۂ شراب و کباب موقوف رہے نابدولت کو تجھسے کچھ صلاح کرنا ہی پہلے اسکی تدبیر کرو جواب باصواب دو کیا
بتاؤن کسقدر ملال ہی دل چاہتا ہی فقیر ہوکر قبر سامری و جمشید پر جا بیٹھون ترک سلطنت کرون اس شخص کے ہاتھ
مین ایسے ایسے ملال اُٹھائے کہ بیان نہین ہو سکتے وقایع نگارون نے سب لکھے ہونگے میرے
کہنے کی کیا ضرورت ہی بس اب تمام عیش و نشاط سے نفرت ہی ای زال جادو نابدولت چاہتے ہین کہ شمع
تقدیر روشن کرو تدبیر آمد شعل جادو بتاؤ اگر ہم قصد کرین کہ شعل جادو سے ملاقات ہو اور اُسکو لے

مقابلہ مسلمان لیجائین تو کیا کام کرین کیا سامان مہیا ہو یہ فقرہ سنکر زال جادو نے سر جھکایا کہا اے شاہنشاہ مشعل جادو و زینت محفل سامری رونق دربار جمشید شمع بزم افسونگری چراغ سحر و ساحری اپنے کو محبت سامری مین زمین مین دفن کرادیا اب مین قواعد عرض کرتا ہون بگوش ہوش سماعت فرمایئے آپ عقیل و فہیم و دانا ہین حرف بحرف سمجھانا کیا ضرورت ہے آپ خود ہی سمجھ جائینگے مفصل کیونکر عرض کرون قلب میرا اب تھرآتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے گریۂ افسوس سے راز نہین چھپتا اشعار

گذرتی عمر ہے یون دورِ آسمانی مین	کہ جیسے جائے کوئی کشتی دخانی مین	رکاو خوب نہین طبع کی روانی مین
کہ بو فساد کی آتی ہے بند پانی مین	وفورِ اشک اگر سر بہ اوج ہے اپنا	فلک برنگ گل نیلوفر ہے پانی مین
کہانیان ہین حکایات خضر و آب بقا	بقا کا ذکر ہے کیا اس جہان فانی مین	نہین خضاب سے مطلب ہین یہ خط سفید
سیاہ پوش ہوے ماتم جوانی مین	وہ سیہ گھر کو سدھارے اور نکلے ہیچ	پھرے بھٹکتے ہوے لوٹے بدگمانی مین
ہمیشہ ہونگے سرایۂ بقا مین بقا	حیات دار رہون مین آب زندگانی مین	

افراسیاب نے کہا مین اس معمے کو نہین سمجھا زال جادو نے کہا اصل مدعا میری زبان سے نہین نکلتا افراسیاب نے کہا تم قاعدہ بیان کرو کرنے نہ کرنیکا ہمکو اختیار ہے زال نے عرض کی اے شاہنشاہ اگر بادشاہ طلسم ہوش ربا قصد کرے کہ شاہنشاہ مشعل جادو سے ملاقات کرون اول یہ مناسب ہے کہ جس معشوق کو بادشاہ زیادہ چاہتا ہو در دولت مشعل پر اسکو اپنے ساتھ لیجائے سامری و جمشید کی پوجا کرنیکا سیندور ہے الفاظ سحر و ساحری سے معمور ہے اس سیندور کا معشوق کے ماتھے پر ٹیکا دے گویا وہ کلنگ کا ٹیکا ہے اسوقت وہ معشوق خود خواہش کریگا کہ مجکو نام سامری پر نثار کیجیے تب بادشاہ عالی جاہ سنگ صبر دل پر رکھے نمک فرقت کا مزہ چکھے یعنے اپنے ہاتھ سے اس معشوق کو ذبح کرے کاسہ بلورین مین خون اس معشوق کا لے اسوقت در دولت پر مشعل کے آواز دے کہ اے شاہنشاہ مشعل آپکی خدمت مین حاضر ہوا ہون وہ آواز دیگا کیا تحفہ ہمارے واسطے لایا کیون ہمین ستانے آیا جواب دے کہ شاہنشاہ خوش اسلوب قابل محبوب و مطلوب ہے در دولت پر خون معشوق بہایا کچھ افسوس نہ آیا یہ جام شراب خون معشوق آپکے واسطے حاضر لایا ہون اے شاہنشاہ تب دروازہ کھلیگا پھر جاکے مشعل جادو سے ملاقات کرے افراسیاب نے رو کر کہا زہے قدرت سامری کیا خوب طریقہ ملاقات شاہنشاہ مشعل جادو ہے افسوس ہے کہ مین نے یہ کیا کیا ع اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی ۔ چراغ محبت گل کرکے شمع حیات محبوب بجھاؤ تب صورت

ملاقات مشعل نظر آئے زال نے کہا اے شاہنشاہ ابھی سماعت فرمائیے زیادہ نہ گھبرائیے جب سامنے اُس بلا
حجرہ اول کے رسائی ہو جام خون مطلوب اُس مست بادہ سامری کے سامنے پیش کرے وہ بخوشی نوش
کریگا مزاج مین بحالی خون پینے سے چہرے پر لالی ظاہر ہو گی تب کیفیت پوچھیگا شاہنشاہ عرض نہ ظاہر کرے
اپنے حال مصیبت مآل سے اُس خونخوار کو ماہر کرے آنے نہ آنے کا اُسکو اختیار ہے کسی کا تابعدار
نہین ہے افراسیاب نے کہا دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے تمھاری تقریر سے کلیجہ کو آتا ہے

نظم

تیز اسنے جو کی تیغ ستم اور زیادہ
جیون شاخ بڑھے ہوکے قلم اور زیادہ
دیتا ہے وہ دم باز جو دم اور زیادہ
ذوق نمک درد و الم اور زیادہ
کیا ہوویگا دو چار قدح سے مجھے ساقی
ہو پشت فلک مین ابھی خم اور زیادہ
اُس زلف کے مارے کی اگر خاک کو سینچے
ہو زہر نہ کھانا سے مجھے سم اور زیادہ
وہ دل کو چرا کے جو لگے آنکھ چرانے
اگر گردن تسلیم کو خم اور زیادہ
جو کنج قناعت مین ہین تقدیر پہ شاکر

مشتاق شہادت ہوئے ہم اور زیادہ
گر شرح جنون کیجیے رقم اور زیادہ
شیشے کی طرح پھولے ہین ہم اور زیادہ
کرنے کو سیہ تو ورق چرخ کو اے دل
مین لونگا ترے سر کی قسم اور زیادہ
ہو جسکو ہوس مرگ بھی یاد دہن تنگ
پیدا دم افعی مین ہو سم اور زیادہ
ہستی تنک مایہ نے کچھ بھوکا ہے ایسا
یارون کا گیا اُنپہ بھرم اور زیادہ
لیتے ہین ثمر شاخ ثمر ور کو جھکا کر
ہے ذوق برابر انھین کم اور زیادہ

سر کٹ کے سرافراز ہین ہم اور زیادہ
ہو چاک ابھی جیب و قلم اور زیادہ
لذت سے محبت کی ہے ہر زخم جگر کو
نالے سے ہین کوئی قلم اور زیادہ
گر میری طرح دوش پہ ہو بار محبت
تنگ اُسکو کرے کنج عدم اور زیادہ
اُس شوخ ستمگر کو مری مرگ ہے منظور
اُبھرے ہین حباب لب یم اور زیادہ
ہے باغ جہان مین تجھے گر [illegible]
جھکتے ہین سخی وقت کرم اور زیادہ

اے زال مین خود کیا کسی سے کم ہون ایسی بلا کو میری بلا بُلائے جو پہلے ہی معشوق کو کھا جائے زال نے کہا جہان حضور نے
مصیبت سُنی حالات اختیارات مشعل تو سماعت فرمائیے کہ اُسکی کیا کیفیت ہے سحر اُسکا کیا ہے حقیقت مین
کامل و یکتا ہے بے مثل و بے نظیر چرخ افسون سازی کا مہر منیر اے شاہنشاہ جب اُسنے اقرار کیا کہ تمھارے
دشمنون سے لڑونگا اول بار خاطر اُسکا بہت گران ہے یعنے شراب بے حساب پیے گا ہر وقت اُسکے
پاس ساقی بچے موجود رہین برابر شراب پلاتے جائین جب طبل جنگی بجے وہ میدان کارزار مین نکلے جو
اُسکے مقابلے مین آئیگا یہ مشعل عمل مقناطیس کا عامل ہے کشش کرنیمین روح کے کامل ہے یعنے
کیسا ہی ساحر اسکے مقابلے مین آئیگا یہ روح اُسکی کھینچکر ایک طائر کو مُردہ بنائیگا طائر مُردہ کے جسم مین

روح اپنے ہم بزد کی بند کریگا وہ مقابلہ کرنیوالا مُردہ ہو کر زمین پر گریگا روح اُسکی جسم مین طائر کے ہے جب جی چاہے
طائر کو جلا دیجیے وہ جسم مُردہ بیکار ہو یہ صورت اِسکے مقابلے کی ہو اب دوسرا اختیار سماعت فرمایئے یہ
عبادت سامری کرکے کایا پلٹ ہوگیا ہو یعنے اگر کوئی ساحر زبردست اِسکے مقابلے مین آوے تیغ سحر کا
ہاتھ لگاے یا گولہ مارے اور اِسکے دو ٹکڑے ہون یہ تو بخوبی ظاہر ہو کہ کیسا ہی دلاور کسی پر پڑے عرصے تک
آدمی تڑپتا رہیگا لیک روح جسم سے نہین نکلتی کوئی شخص طائر مُردہ لیکر اِسکے دہن سے ملادے روح مشعل
جسم مین طائر کے اُتر آئیگی طائر مردہ چہکارہ ماریگا اب ایک شخص ساحر یا غیر ساحر کو مُردہ کرنا چاہیے
یعنے گردن مروڑی جاے جسم سالم رہے اُس طائر کو اس انسان مُردہ کے دہن سے ملادے
روح مشعل جسم طائر سے جسم انسان مین اُتر آئیگی فوراً اس جسم مین اُٹھکر نعرہ کریگا نام مشعل جادو
پھر وہی اپنی روشنی دکھائیگا اس صورت مین فرمایئے کیونکر مارا جائیگا ہر مرتبہ ایک جسم قتل ہوگا آپ تو
بادشاہ نامدار ہین کل رعایا کا آپکو اختیار ہر روز دو چار کی گردن مروڑیے جسم قتل ہوگا روح مشعل مجروح
نہوگی یہ حالات سُنکر افراسیاب وجد مین آیا تاج کو کج کیا پکار اُٹھا نام شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا لیکن اے
زال جادو معشوقۂ دل نواز عشوہ ساز حسین و جمیل صاحب سطوت و شوکت زوجہ میری ملکہ حیرت ہو
ہاے اُسکو اپنے ہاتھ سے قتل کرون خون اُسکا اُس سیاہ رو ملعون مردود کو پلاؤن میرے دل سے
یہ کبھی نہوسکیگا کہو تو اپنا خون پلاؤن تمکو یاد ہوگا کہ جب چاہ زمرد کا سیلہ ہوا تھا مین نے رازداران طلسم کو بلاکر
پوچھا کہ مین انگشتری جمشید کیونکر منگاؤن رازداران طلسم نے کہا سات بوٹیان اپنے جسم کی کاٹے یاقوت جگر
کی ثمرن بناے اُس ثمرن کو پنجۂ سامری مین پہناے تب انگشتری جمشید ہاتھ آئے مین نے گوارا
گوارہ کیا ثمرن بنائی انگشتری جمشید منگالی ہاتھ مین مابدولت کے موجود ہو لیکن معشوقہ کا قتل کرنا اپنے
ہاتھ سے تیغ ستم اُسکے گلوے نازک پر پھیرنا یہ تو کسی جلاد نامُراد سے بھی نہوگا زال جادو نے کہا
اے شاہنشاہ ملکہ حیرت جادو تو آپکی زوجہ خوشخو ہو اُسکو ہم کیونکر کہینگے کہ قتل کیجیے لیکن اور بھی تو آپکی
محبوب و مطلوب ہین سبھی کیسے ساقی بچہ ہاے خوش اسلوب ہین اُنہین سے کسی کو تجویز فرمایئے
یہ سُنکر افراسیاب نے کہا ہان ایک دلبر رشک قمر اب بھی ہو مین نے اُسکو بادشاہ عالی جاہ کیا ہو اُسکے
ساتھ محبت کا نباہ کیا ہو بچپن سے اُسکو پالا یہ گزرے کا ذکر کا تھا مابدولت براے شکار صحرا مین گئے [illegible]
کھیل رہا تھا اُسکا حسن دلربا آنکھون مین چھا دل کو بےچین کیا مابدولت کو بہت پسند آیا اُٹھا لایا اے زال جادو

اسکو گودیوں میں پالا بناسافی بنایا زال نے کہا آپ مجھکو تو وہاں لیچلیے اے شاہنشاہ اب بڑی قباحت ہے آپ ارادہ کھو سلنے جو بلا کا کیچکے ہیں اگر اب نہ کھو لیگا تو بڑا پاپ ہوگا سامری و جمشید کو ملال گذریگا جسوقت در مشعل پر لاونگا سینہ ور کا نکالدونگا بھوت ہوکر خود کیگا مجھے نام سامری پر نثار کیجیے افراسیاب پیگم بہت بیقرار ہوا خیال کرتا ہے اب کیا کروں ارادہ کرکے باز رہنا باعث خرابی ہے یہ سوچ کے تخت پر سوار ہوا زال جادو کو ہمراہ لیا تخت اڑتا ہوا روانہ ہوا قریب قلعہ آکر پہونچا زال جادو نے آکر دیکھا قلعہ میں کیا کیا جوانان ماہ رو خوشخو طفلان سادہ رو تندخو صاحب حسن و جمال ستارہ جمال عدیم المثال جام مئے ارغوانی ہاتھ میں لیے بہانیکی گھات میں خرامان خرامان اٹھکیلیاں کر رہے ہیں بات بات پر قہقہے پڑ رہے ہیں آپس میں خوش فعلیاں ہو رہی ہیں کسی جگہ پچہری کی کڑاہی چڑھی ہے کہیں گلگلے پوریاں پک رہی ہیں کوئی ناچتا ہے کوئی گاتا ہے جابجا تانیں اڑ رہی ہیں زال جادو حیران ہوگیا کہا واہ شاہنشا کیا ملک آباد کیا ہے ہر ایک عطر زبان کا دل باغ جب قریب دار العمارہ پہونچے دیکھا چوبدار و حاجب و دربان زرق برق پوشاکیں زربفتی زیب جسم گلنار جوڑے پہنے ہوے پگڑیاں سرخ سرخ اپنے مقام پر کھڑے ہیں اندر قصر دلنشین کے جشن و لطرب ہو رہا ہے طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے بانسیاں چھڑ رہا ہے سارنگی بول رہی ہے ہر نوجوان اسی آن بان سے تشنہ شراب حسن میں مست جام بادہ گلنار بدست تانیں مار رہے ہیں غزلیں گا رہے ہیں

غزل

کٹتے ہیں یہی نازِ غمازِ کسی سے
گھر کر گئے ہیں دل میں کچھ انداز کسی کے

آئینہ میں کیوں دیکھ لیے ناز کسی کے
سیماب کو شرماتے ہیں انداز کسی کے

دیکھا ادھر اور دل تو نہ قابو میں رہیگا
آنکھوں کے اشارے ہیں فسوں ساز کسی کے

محرم نے زیادہ ترے سینے کو ابھارا
افشا کیے ہمراز ہی نے راز کسی کے

مشتاق ہر کس کا ادنیٰ گوے سر طور
کچھ کان تک کھولے تری آواز کسی کے

بے بال و پری پر کوئی کیوں اپنی ہو نالان
نکلی جو نہ لے حسرت پرواز کسی کے

کی موت نے تاخیر تو مرجائنگے بجھپر
ممنون نہ ہوں گے ترے جانباز کسی کے

وہ ساتھ بھی سویا تو نہ جاگی مری تقدیر
کیا گھنگروؤں میں بھی نہیں آواز کسی کے

تدبیر سے تقدیر موافق نہیں ہوتی
بیکار کسی سے ہیں یہ ہمساز کسی کے

اک دل کا دو خواہان ہیں سو دل اسے دونگا
تیور بھی تو دیکھے نگہ ناز کسی کے

ہو رہتے ہیں او خانہ بر انداز کسی کے		سمجھا دو جلال آسے اگر یار یہ اب دل

افراسیاب اپنے معشوق دل نواز کی آواز دلکش سنکر جھومنے لگا کہا اے زال جادو سنتے ہو کہ
اسوقت اپنی دھن میں کس خوبی سے گا رہا ہے میں نے خورشید تاج بخش اسکا نام رکھا ہے اس اقلیم کے بادشاہ
بے اسکے حکم کے سلطنت نہیں پاتے ہیں بڑے بڑے سرکش اسکے سامنے سر جھکاتے ہیں جب یہ پاؤن
کے انگوٹھے سے ماتھے میں ٹیکا لگا دیتا ہے تب اُسے سلطنت ملتی ہے ادھر خادموں نے دوڑکر خورشید سے
خبر دی کہ حضور شاہنشاہ افراسیاب تشریف لاتے ہیں یہ سنکر اٹھکر کھڑا ہوا برائے استقبال
آگے بڑھا افراسیاب وزال نے دیکھا خورشید سامنے سے چمکا دریاے جواہر میں غوطہ زن
تازہ وانداز میں پُر فن چالیس پچاس مصاحب ساتھ مہندی ہاتھوں میں لگی ہوئی برائے تسلیم شاہنشاہ
افراسیاب خم ہوا افراسیاب نے خورشید کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا دولت کونین ہاتھ لگی خورشید
نے لاکر افراسیاب کو تخت پر بٹھایا مسکرا کر پوچھا اسوقت دھوپ میں شاہنشاہ کہاں سے تشریف
لاتے ہیں زال تو اسکی باتوں پر لوٹا جاتا ہے شاہنشاہ تو اسکو دیکھتے ہی بیہوش ہو گئے خورشید نے
جام مے گلگوں بھر کر پیش کیا افراسیاب نے جام تو لیکر پی لیا مگر آنکھوں میں آنسو بھر آئے دل سے
کہتا ہے یہ کمبخت کیونکر قتل ہونا گوارا کریگا رو رو کے جل تھل بھر دیگا زال نے چٹکی لی کہا اے شاہنشاہ
ملک و مال پر خیال فرمایئے اسکی جان کا ملال نہ کیجیے طلسم ہوش ربا ہاتھ سے جاتا رہیگا بڑی بحث ہم
غلام نے نکالی ہے آپ ذکر فرمایئے دیکھیے تو کیا جواب دیتا ہے افراسیاب نے کہا اے زال تم کہو میرے
منھ سے نہیں نکلتا ہے رہ رہ کے کوئی کلیجہ ملتا ہے زال نے کہا میاں خورشید تاج بخش صاحب کچھ ہم عرض
کیا چاہتے ہیں خورشید نے مسکرا کر جواب دیا شوق سے آپ فرمایئے اپنے دل کا مدعا بیان کیجیے
زال نے کہا آپ کو کچھ خبر بھی ہے آپکے شاہنشاہ پر مصیبت پڑی ہے ملک و مال دشمنوں نے چھین لیا اسد
آمادہ فتاحی طلسم ہوش ربا ہے اب بربادی مسلمانان کی ایک تدبیر ہے وہ تمہاری کوشش پر موقوف ہے
ہر ایک نمکخوار آج کل جانبازی میں مصروف ہے تم بھی کچھ شاہنشاہ پر احسان کرو خورشید نے کہا
اے زال کیا کہتے ہو میری کیا ہستی کیا لیاقت ہے جو شاہنشاہ پر احسان کروں یا شاہنشاہ کے کام آؤں
البتہ دعاگوے دولت ہوں جان سے حاضر ہوں جس جگہ شاہنشاہ کا پسینہ گرے اپنا خون بہانے کو
موجود ہوں سلطنت شاہنشاہ کی قائم رہے شاہنشاہ کی زندگی سے ہم سبکی بھی زندگی ہے اگر بال بیکا ہو

اپنی جان دین شاہنشاہ پر چشم زخم نہ آنے دین زال جادو نے کہا مرحبا صد مرحبا تمکو ہزار بار دولت اطاعت سے سرشار سر فروشی مین کامل جان نثاری کے عامل ایسا ہی کرتے ہین نام پر مرتے ہین موت سے کب ڈرتے ہین لیکن یہ تو خیال کرو کہ شاہنشاہ سے کب ہو سکیگا کہ تمھاری جان کو ضرر ہو تم ابھی محبت دلی سے اپنے شاہنشاہ کی بیخبر ہو اکثر شب فراق مین فرماتے ہین کہ اگر میرا خورشید ہوتا تو دیدۂ دل منور ہوتا قلب ناصبور آرام پاتا یہ باتین زال سے سنکر خورشید شل گدھے کے پھول گیا کہا میان زال مین اپنا حال کیونکر تمسے بیان کرون کیا بتاؤن کسطرح راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے بسر کرتا ہون میرا حال زار بخوبی ظاہر ہو دکھانا بجاے شاہنشاہ عالیوقار کے زندگی دو بھر ہے موت آتا ہے بقول ناظم

اے ذوق وقت نالے کے رکھلے جگر پہ ہاتھ
ورنہ جگر کو روئیگا تو دھر کے سر پہ ہاتھ

مین ناتوان ہون خاک کا پروانے کی غبار
اُٹھتا ہون رکھکے دوش نسیم سحر پہ ہاتھ

خط دیکے دل مین تھا کہ زبانی بھی کچھ کہے
پر اُسنے رکھدیا دہن نامہ بر پہ ہاتھ

کھاتا ہے اس مزے سے غم عشق میرا دل
جیسے گرسنہ مارے ہے حلوائے تر پہ ہاتھ

جون پنجشاخہ تو نہ جلا انگلیان طبیب
رکھ رکھ کے نبض عاشق تفتہ جگر پہ ہاتھ

اے شمع ایک چور ہے باد نسیم صبح
مارے ہے کوئی دم مین ترے تاج زر پہ ہاتھ

چھوڑا نہ دل مین صبر نہ آرام نہ شکیب
تیری نگہ نے صاف کیا گھر کے گھر پہ ہاتھ

قاتل کبھی نہ تو نے اُٹھائے ہزار حیف
آکر ہزار کشتۂ تیغ نظر پہ ہاتھ

جو دیکھے اُسکو تھام کے دل بیٹھجائے ذوق
جب ناز سے کھڑا ہو وہ رکھکر کمر پہ ہاتھ

اے زال جادو رات بھر ایسے ایسے اشعار پڑھکے دلکو بہلاتے ہین جب دم لبون پر آتا ہے تب سحر ہوتی ہے بس ہماری تو اسی طرح سے بسر ہوتی ہے جسوقت مزاج مین آئے شاہنشاہ ہمارا امتحان کرلین دل و جان سے حاضر ہین ثابت قدم کوچۂ محبت سرفروش میدان الفت ہین جان سو جان انپر نثار ہے یہ تو میرے وارث ہین علاوہ اِنکے گود مین مجھکو پالا ہے انصاف کرو تو والدنا مدار ہین یہ بھی ظاہر ہو کہ میرے عاشق زار ہین مین اِنکے صدقے قربان یہ کہکے افراسیاب سے لپٹگیا منہ پر منھ ملنے لگا کبھی بلائین لین کبھی دعائین دین کبھی کہتا ہے میرے اچھے شاہنشاہ آج شبکو اسی مقام پر تشریف رکھیے مین آپکو جانے نہ دونگا رات بھر جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہو سماعت فرمائیے گا مین نے ستار بجانا سیکھا ہے آپ بھی

خوش ہو گئے افراسیاب بیقرار ہو گیا مگر زال نے اشارہ کیا کہ اے شاہنشاہ اسوقت محبت کو ملتوی کیجیے
بربادی طلسم ہوشربا کو تصور فرمائیے اسکے دام تقریر سے نکلیے ورنہ کوئی تدبیر نہو سکیگی سب کام ابتر ہوگا
آج تک ہمکو یہی خیال تھا کہ سوا ملکہ حیرت جادو کون حضور کا معشوق خوش نصیب ہے کون ایسا زینت پہلو ہے
جسکا سوگ دین اب اسکو دم دیکر پھنسایئے درد دولت مشعل جادو بہ ہو نگر اس تند خو کو ایسا راضی کرونگا کہ
خود اپنا گلا دم خنجر پر رکھدیگا جسوقت سیندور کا ٹیکا اسکی پیشانی پر لگا دونگا ملاحظہ فرمایئے گا کہ کیا تماشے کریگا
سامری و جمشید کے نام پر مریگا افراسیاب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے منہ پھیر کر اون سے
اشک پاک کیے کہا میاں خورشید تاج بخش ہمارے ساتھ قلعہ تخت الشعاع میں چلیے وہان سامان جشن
مہیا ہے عین جشن میں شاہنشاہ نے فرمایا بدون معشوق ہمارا دل گھبراتا ہے چلکر خورشید تاج بخش کو بھی اس
جلسے میں لائیں علاوہ ازین وہان جنگلوں کی کیفیت تمکو دکھائینگے حوالی قلعہ کی سیر کرائینگے حیرت جادو
مقابلہ مسلمانان میں مصروف ہے دو چار دن شاہنشاہ وہین تشریف رکھینگے شاید یہان کی خبر ملکہ حیرت کو
کوئی پہونچادے فوراً وہ دوڑی آئے تمھارے نام سے جلتی ہے وہ اپنا کچھ نہیں کر سکتی ہے اگر وہ ہمکو [illegible]
یہ سنکر خورشید خوش ہو گیا مصاحبون سے کہا جلد ہمارا لباس لاؤ تم سب ہمارے ہمراہ چلو زال نے
کہا اے خورشید وہان سب خادم و مصاحب حاضر ہین صرف تنہا تشریف لیچلو یہ سنکے خوشی خوشی اٹھا حمام کیا
لباس فاخرہ زیب جسم کرکے قریب شاہنشاہ آیا افراسیاب کا عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے خورشید
نے کاندھے پر افراسیاب کے ہاتھ رکھدیا کہا شاہنشاہ اٹھو جہان چاہو ہمکو لیچلو ہم تمھارے ساتھ ہین
وہان جشن میں چلکر خوب گائینگے تمکو شراب ناب پلائینگے زال نے افراسیاب کو جو تردد میں پایا
گھبرا گیا ایسا نہو بنا بنایا کام خراب ہو خورشید تاج بخش کو تخت پر سوار کر لیا افراسیاب سے کہا
اے شاہنشاہ تشریف لائیے بمجبوری افراسیاب تخت پر سوار ہوا زال جادو نے تخت کو اڑایا
لیکن افراسیاب نے چلتے وقت ایک نامہ واسطے ملکہ حیرت جادو کے لکھکر مرغ سحر کو دیا مضمون یہ تھا کہ
اے ملکہ عالم مشعل جادو کے لانیکی بادولت نے تدبیر کی ہے یقین کامل ہے کہ مشعل جادو کو عنقریب لیکر
آئیں اب اگر کوئی سردار آئے خبردار طبل جنگ نہ بجوانا یہ بات ابھی مشتہر نہ ہونے پائے کہ شاہنشاہ
قلعہ تخت الشعاع میں تشریف لے گئے ہیں باغبان وغیرہ سب راز دار ہیں فوراً سمجھ جائینگے کہ مجھے بلا کے
کھینچنے کی تدبیر ہے شاید کوئی فکر کریں غرض یہ نامہ لیکر طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوا یہان لشکر اسلام میں گئی

ون سے برابر جشن ہو رہا ہے عین جشن مین دیکھا ملکہ حیرت جادو مع لشکر بیشمار تخت نکہت اثر پر سوار گرد
ہزارہا ساحران غدار یا سامری و جمشید کی پکار ہمراہی مصور و ملکہ صورت نگار و دیگر سرداران
نامدار میدان کارزار مین آکر پہونچی بارگاہ استادہ ہوئی لشکر فرد کش ہوا خواجہ عمرو نے برق سے
فرمایا جلد خبر لاؤ کہ حیرت جادو کس ساحر کو برائے مقابلہ لائی ہے مفصل حال معلوم ہو تو اسکی کوئی فکر
کیجائے یہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ قتل ملکہ صنعت سحر ساز کا افراسیاب کو بڑا ملال ہے کوئی فکر کامل کریگا
خدا اُسکے شر سے بندگان خدا کو بچائے چالاک نے کہا مین جاکر ابھی مفصل خبر لاتا ہون خواجہ عمرو
تو بخوبی آگاہ ہین کہ چالاک کشتہ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسوے ملکہ حیرت جادو ہے فرمایا آپ مہربانی رکھیے
لشکر حیرت مین تشریف نہ لیجائیے برق جاکر خبر لائیگا چالاک نے کہا مین فوراً حاضر ہوتا ہون یہ کہکر
باہر آیا با تماشا سیاحی سے آراستہ ہو کر لشکر ملکہ حیرت مین پہونچا دیکھا نازنینان مہ جبین وغیرہ سب
حاضر ہین ایک کنیز کو اشارے سے چالاک نے بلایا اسنے دیکھا ایک خدمتگار اشارے کرتا ہے قریب
آئی مسکرا کر پوچھا کیون میان خدمتگار خیر تو ہے چالاک نے کہا میری جان تجھپر جاتی ہے اُسنے مُنھ پھلا کر کہا میان
فاقون سے مرتے ہو گے اپنا مُنھ بنواؤ چالاک نے کہا جان من خفا نہو وہ دیکھو سامنے جنگل مین سانپ
اور نیولا لڑ رہا ہے چلو تمکو تماشا دکھائین اُسنے کہا میان کہان چالاک باتون مین لگا کر زیر نخل لایا ایک جاب
مارا کہا یہ تماشا دیکھا وہ بیہوش ہو کر گری چالاک نے اُسکو تو کنارے ڈالدیا آپ اُسی کی سی صورت
بنکر چلا اب سوچا کہ مین نے بڑی نادانی کی اسکا نام نہ پوچھ لیا یہ سوچتا ہوا بارگاہ حیرت پر آیا لیکن جھینپتا ہوا کسی کو
دھکا دیا کسی کے چٹکی لی ایک نے کہا اری شمشاد تو تو آپ ہی اکڑتی ہے جوانی کے جوبن مین بھی پڑتی
ہے شمشاد لقب یعنی چالاک بیباک نے کہا تمھاری آنکھین پھوٹین ایسی بات نہ کہا کرو بکتا جھکتا بڑبڑاتا
بصورت شمشاد اندر بارگاہ کے آیا دیکھا ملکہ حیرت تخت زرین پر جلوہ فرما ہے دریائے جواہر مین غوطہ زن
آنکھین نرگس شہلا پر چشمک زن ابرو بے خم ادخونریزی مین لاثانی رشک بچۂ اصفہانی ہلال عید سے مثال
بیجا ہے محراب عبادت عاشقان کا دھوکا ہے پیشانی تختی نور یا لوح بلور قد سرو باغ دلربائی بات بات مین
مسیحائی عاشقون سے کج ادائی زلف عنبرین مشک آگین عارض نور پر لہرا رہی ہے چالاک نے
جو سراپا حیرت کا دیکھا کلیجہ تھام لیا حلقہ ہائے گیسو مین دل اُلجھا کشاکش مین پڑ گیا یہ اشعار اوصاف گیسو
مین بے اختیار زبان پر جاری ہوئے

نظم

بے اجازت کوئی چھو سکتا ہے کیونکر گیسو — یون بگڑتے ہین عاشق سے بنا کر گیسو

بل کی لیتا ہے کبھی ہمسے کبھی برہم ہے — ہو گیا عاشق گیسو کا مقدر گیسو

دل کی چوری کا اُسے عہد سے لپکا تھا یقین — کچھ لڑکپن ہی سے تھے آپ کے ابتر گیسو

چھپ گیا شرم سے چاند ابر سیہ مین شب وصل — تنے اندھیر کیا رُخ سے ہٹا کر گیسو

سانپ پانی مین در آتا ہے نکلکر جیسے — دل مین کر لیتے ہین عاشق کے یون گھر گیسو

یہ گلا کاٹیگا عاشق کا وہ پھانسی دیگا — اسی تدبیر مین ہے یار کا خنجر گیسو

شب وعدہ بھی تم آئے تو ڈراتے آئے — کبھی بنجاتے ہین افعی کبھی اژدر گیسو

کی شب وصل بسر اُنسے یہ کہکے جلال — دیکھین عارض پہ بکھر جاتے ہین کیونکر گیسو

چالاک خستہ جگر حیران جمال دلمحو دیدار براے خبر آیا تھا دست و پا کی خبر نہ رہی بدحواس چہرہ اداس عالم یاس کلیجہ مسوسے قریب تخت آیا مگس پرانی کر نیلگا نظارہ جمال خورشید مثال کر رہا ہے جھک جھک کے باتین کرتا جاتا ہے کبھی دست بستہ عرض کرتا ہے حضور کا مزاج کیسا ہے شاہنشاہ نے حضور ابھی کسی ساحر کو برائے مقابلہ مسلمانان نہین بھیجا اب حضور کیا ارادہ ہے ملکہ حیرت نے مسکرا کر فرمایا کیون شمشاد تمھین بڑی فکر رہتی ہے جو کوئی آئیگا آپ ہی معلوم ہو جائیگا ای شمشاد یہ سمجھنا کہ خون ملکہ صنعت سحر ساز بالا بالا جائیگا بلکہ مہرخ و بہار کو آٹھ آٹھ آنسو رولائیگا گھوڑا سوار بان زادہ تین روپیہ کا پیادہ اپنا سر پیٹیگا طلسم کشا مارا جائیگا بلکہ مہ جبین کا بھی لکھا پورا ہو گا شہنشاہ ایسے مقام پر تشریف لیگئے ہین کہ اگر وہ ساتھ آئے زمین و آسمان تھرا اٹھینگے مسلمانون کو اُس نام سے غش آ جائینگے چالاک نے کہا حضور کیا بڑے ساحر زبردست کو لینے گئے ہین یا نانی اماں ملکہ ماہیان مرد پوش اگر زنگی یا ملکہ آفات چہار دست تشریف لائینگی حیرت نے کہا وہ کہنے کے لائق نہین ای شمشاد عیاران اسلام کے حال سے تو بخوبی واقف ہو گو زسے ہر وقت موجود رہتے ہین علاوہ ازین در و دیوار ہم گوش دارد کیونکر بیان کرون چالاک نے قصد کیا کہ دم دیکر پوچھون یکایک آسمان پر برق چمکی فولادی پنجے نے آکر حیرت کو نامہ دیا حیرت نے اُسکو پڑھا جو سابق مین مضمون تھا اسی کے مطابق اب بھی پایا چالاک نے بھی پشت پر سے حرف بحرف پڑھا حیرت نے نامہ پڑھکر چاک کر ڈالا کاغذ پرچے ڈالدیے جواب مین تحریر کیا ای شاہنشاہ جو کچھ آپ نے لکھا مین سمجھ گئی نامہ دار تو اسطرف مدد نہ

بمجرد اس مضمون پڑھنے کے چالاک وہان سے بھاگا خدمت مین ملکہ مہرخ کی آیا یہان سب سرداران
چالاک نے کل کیفیت بیان کی کہ ایک پنجہ فولادی آیا نامۂ افراسیاب حیرت کو لا کر دیا مین نشست حیرت پر
بصورت شمشاد کھڑا ہوا تھا مین نے بھی حرف بحرف نامہ پڑھا حیرت نے نامہ پڑھکر فوراً چاک کر ڈالا [illegible]
جواب نامہ لیکر طرف قلعۂ تخت الشعاع کے روانہ ہوا نام قلعۂ تخت الشعاع سنکر سبکے دست و پا مین رعشہ
آگیا باغبان قدرت نے کہا او خواجہ غضب ہوا افراسیاب خانہ خراب [illegible] بلا کھولنے کی فکر مین
گیا ہی اے شاہنشاہ اوج عیاری اگر شاہنشاہ شعل جادو نے روشنی دکھائی سبکے چراغ عقل گل ہونگے
محفلون مین سناٹا مچ جائیگا یہ سنکے باغبان اُٹھا کہا اے شاہنشاہ اوج عیاری ایک فکر واجب لازم ہی کہ اس
ہنگامے کی خبر طلسم کشا کو ہونے پاے مین اس راز سے بخوبی ماہر ہون زبانی ملکہ ماہیان زمرد پوش
کے سنا ہی کہ شعل جادو دو سو برس سے تخت سامری مین دفن ہو گیا جب نکلے گا تو کایا پلٹ ہو جائیگا
جسم تبدیل کریگا اُسکا قتل کرنا غیر ممکن ہی مہ جبین سے کہا کہ اب تم دربار مین نہ آیا کرو الگ بارگاہ ترتیب کراؤ
یہان تو یہ سامان ہونے لگے لیکن افراسیاب جادو و خورشید تاج بخش کو ہمراہ لیے ہوے داخل
قلعۂ تخت الشعاع مین آیا یہان سامان جشن مہیا تھا زال نے کہا اے شاہنشاہ آپ تو یہان ناچ رنگ
مین مشغول ہون مین جاکر مقام شعل دریافت کرکے حاضر ہوتا ہون اور سیندور سامری کے
پوجے کا عمل کرون افراسیاب شریک صحبت ہوا خورشید تانین اُڑانیلگا جام مے گلگون بھر بھر کر
افراسیاب کو پلاتا ہی خوشی خوشی کبھی ستار بجاتا ہی کبھی یہ اشعار آبدار گاتا ہی حاضرین محفل کا دل لُبھاتا ہی

غزل موافق مضمون جناب سید محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

خبر وصل جسے پائی ہی
دیکھیے کسکی موت آئی ہی
سرو کیونکر کہون مین قد کو ترے
مہندی ہاتھون مین کیون لگائی ہی
باتون باتون مین سے لیا بوسہ
شب کا جاگا ہی نیند آئی ہی
مین ہون بیگانۂ عیش و راحت سے

تن بیجان مین جان آئی ہی
مین پڑھا اک ذرا جو اُنکی [illegible]
راستی کب یہ اُسنے پائی ہی
اِکدن اے دل ہوگا تو بن [illegible]
دل کو دیکر یہ چال آئی ہی
نہین معلوم کب وہ آئینگے
غم اُلفت سے آشنائی ہی

باندھکر [illegible] وہ نکلے ہین
ہنسکے بولے کہ شامت آئی ہی
آج کسکا لہو بہاؤ گے
تجھکو اُنکی ادا تو بھائی ہی
میری میت پہ مسکرا کے کہا
شاق دلگیر غم جدائی ہی
کی [illegible] روز رو کے ہمنے طبع جواد

عجب شب وصل یاد آئی ہی | کبھی بصد کرشمہ و ناز اٹھلا کر اٹھتا ہی شکرا کر باہین گلے مین افراسیاب کے ڈالدیتا ہی

افراسیاب شوخیان اور حیا کیان خورشید کی دیکھکر بیتاب ہو رہا ہی آنکھون سے برابر آنسو جاری ہین کبھی
بیقراری انجام پر نظر کرتا ہی ہر بار آہ سرد بھرتا ہی دل سے باتین کر رہا ہی ای افراسیاب تیرا ہاتھ کیونکر اس
معشوق پر اٹھیگا اسے کیونکر قتل کریگا کلیجہ پھٹیگا دل ہلیگا بھلا یہ کب اپنی جان دینا گوارہ کریگا کبھی تو
آفت ڈھائیگا ایسی آمد مشعل پر آگ سی لگی کہ جس سے اپنا دل جلے کلیجے پر چھری پھیرنا کیا آسان ہی رات
تو اسی عالم مین افراسیاب نے تڑپ تڑپ کے گذاری جلسۂ عیش و طرب بالکل افسانہ کی بوقت سحر زوال
بھی آیا افراسیاب سے عرض کیا کہ ای شاہنشاہ گیتی پناہ اب آپ تشریف لیچلیے سب سامان اِس
غلام نے درست کر لیا ہی بڑی مشکل سے بنا لگا ہی زال جادو افراسیاب کو الگ ایک گوشے مین لایا
کہا ای زال جادو اب ہم کہتے ہین دیکھو اتنا مجھپر اور احسان کرو کوئی تو ایسی تدبیر نکالو کہ
اپنے ہاتھ سے اسکو قتل نکرون زال نے عرض کی حضور واسطہ سامری و جمشید کا صبر کیجیے کلیجے پر پتھر
رکھیے زیادہ تردد نہ فرمایئے خورشید کو لائیے وقت زوال اُس خورشید جمال کا قریب آیا رضاے
سامری پر شاکر رہیے علاقہ محبت کی توڑ ڈالیے منہ سے اُف نہ کیجیے قاعدہ طلسمی مین فرق پڑیگا
آپ کا قصد کامل ہو چکا ہی اب باز رہنے مین قباحت ہی بڑی آفت ہی یہی قاعدہ سامری و جمشید
مقرر فرما گئے ہین گردن تابی مناسب نہین افراسیاب نے رنجیدہ ہوکے سر جھکا لیا زال نے
افراسیاب و خورشید تاج بخش کو تخت پر سوار کیا بارہ ہزار فوج کو ساتھ لیا خورشید پہلو مین
افراسیاب کے بیٹھا ہی پوچھتا جاتا ہی میرے شاہنشاہ اِسوقت کہان چلیےگا افراسیاب کہتا ہی
اِسوقت صحرا کی سیر منظور ہی آپ ہی آپ دل گھبراتا ہی قلب تھراتا ہی زال قلعہ سے دو تین کوس چلا تھا
کہ صحراے خارستان ملا سناٹا جنگل کا موج ہاے دریاے ریگ رواں صحرا پر گرد نا گمان ہی
ہوائین مختلف چل رہی ہین بوم کا اُس مرز بوم مین نام نہین مسافر کو رہبر وہی سے کام نہین طایر عقل کے ہوش
اڑتے ہین اکثر زاغ و زغن خاک اُڑا رہے ہین پتّون کی کھڑکھڑاہٹ سے خوف معلوم ہوتا ہی
نہ آہو کے قدم کا نشان نہ کہین زراعت کا نشان عجب ہول خیز میدان جھونکے ہواے گرم کے
جو چلے گل عارض خورشید کمھلانیلگا کہا ای شاہنشاہ مجھے اب آپ کہان لیے جاتے ہین جنگل و
ویرانہ دیکھکر کلیجہ دھڑک رہا ہی طایر روح قفس جسم مین پھڑک رہا ہی افراسیاب صدمۂ غم والم سے جواب نہین دیتا

پشت پر ہاتھ پھیرتا ہی دلاسا دیتا ہی کہ رہ ہمراہی آرام جان اب نہ گھبر اتھوڑی دیر مین واپس چلتے ہین ہر مرتبہ
زال سے اشارہ ہی کہ اب بھی پلٹ چلو شعل کے منھ کو آگ لگاؤ مین خود ڈگمگا رونگا کیا کسی سے
پا بکی کار کہتا ہون زال جواب دیتا ہی اے شاہنشاہ خاموش رہیے اب کچھ زبان سے نہ کہیے
افراسیاب دیکھتا ہی خورشید کی رنگت زرد ہوئی جاتی ہی ہاتھ پیرون مین رعشہ ہی چہرے پر مُردنی
چھائی ہی لباس زدہ اس عالم یاس تھا کا بدحواس گلے مین افراسیاب کے باہین ڈالے دیتا ہی کہتا ہی
دھوپ بہت کڑی پڑ رہی دیکھو پسینے مین ڈوبا جاتا ہون ابتو دم نکلنے کی نوبت پہونچی ہی دیکھو وہ
بونڈ لا گردکا اُٹھتا ہی یا کوئی دیو مہیب آتا ہی یہ گرد باد چرخ مار کر مجھکو ڈراتا ہی ایسا بیابان پُر وحشت
مین نے تو کبھی نہین دیکھا کہ جسکے دیکھے سے ایسا خوف آوے کہ جان پر بنجا وے یہان کبھی کوئی
کاہیکو آتا ہوگا جادہ و راہ بالکل معدوم خضر منزل بھی بوندے گر دکے ہین نہین معلوم کہان لگا کر لیجا ئینگے عمر بھر خاک
چھنوائینگے یہی راستہ بتائینگے اُنسے ڈرنا چاہیے غول بیابان آئینگے آنکھین نکالکر مجھکو ڈرائینگے پھر بھاگ کر
ہم کہان جائینگے دیکھیے آپکا بھی چہرہ غبار آلود ہی مصیبت والم کا سامان موجود ہی زال جادو ایسی باتین
سنکر تخت کو اور تیز کرتا جاتا ہی جب بارہ کوس وادی ہلاکت طی ہوا افراسیاب نے دور سے ایک
نخل خار دیکھا کہ وہ نخل پُر خطر بے شاخ و بے ثمر تھے کا پتا نہین شل دہن اژدرچنگاریان نکل رہی ہین ہوا گلے
گرم سے شاخین جل رہی ہین زال نے اشارہ کیا اے شاہنشاہ زیر تخت اُتر آئیے یہی مقام شعل ہی
افراسیاب نے فوراً تخت اُتارا بارہ ہزار فوج جو ساتھ آئی ہی اسی ریتی کے میدان مین اُتری خیمے جو
استادہ کیے صاف معلوم ہوتا ہی کہ کسی ناشاد و نامراد کے غم مین رونے کا ارادہ کیا ہی خیمہ نہین ہی بلکہ بگولہ
لیا ہی یا غبار زرد اُٹھا ہی یا دریاے ریگستان کا حباب ہی طنابون کو پیچ و تاب ہی ستون خم ہوے جاتے
ہین رگن حباب ستراتے ہین زال نے خورشید کا ہاتھ تھام لیا افراسیاب سے کہا خنجر اپنے ہاتھ مین لیجیے
نام سامری و جمشید ورد کیجیے زمین اپنے ہاتھ سے کھود دیجیے کہ دو کاوش ضرور ہی اب تساہل کرتے ہین
سراسر قصور ہی کوہ کندن وکاہ بر آوردن کا مضمون قریب آیا افراسیاب نے خنجر ہاتھ مین لیا زمین
کھودنے لگا خورشید نے جو دیکھا شاہنشاہ زمین کھود رہے ہین رو نیلگا کہا شاہنشاہ کیا مجھکو دفن
کیجیگا آخر مین نے کیا خطا کی جو مجھکو زندہ درگور کرتے ہین افراسیاب نے کلیجے پر پتھر رکھا کچھ جواب
نہ دیا دو ہاتھ زمین کھودی تھی کہ ایک در کہنہ ظاہر ہوا ایسا بیدان شتر کے قفل دیا ہی زنگ مین آلودہ ہو گیا

تمکل کر گر پڑا ہی گر دروازہ بند ہی زال جادو نے جیب سے پوڑیا سفید ورق کی نکالی ٹیکا اُسکا ماتھے پر
خورشید کے دیا جیسے کسی پر بھوت سوار ہوتا ہی بال کھولے بے سر و پا بلنے لگا کہتا ہی اے شاہنشاہ تیرے
صدقے ہو جاؤں خنجر میرے گلے سے لا دے مجھے خدمت سامری و جمشید میں پہونچا دے پردے
آنکھوں سے اُٹھ گئے وہ سامنے سامری و جمشید بیٹھے ہیں اشارے کر کے مجھے بلاتے ہیں وہ دیکھو
سامرن بھی پنکھا ہلاتی ہوئی آتی ہیں میں جاکر خدمت سامرن میں حاضر رہونگا کہتی ہیں تمکو بیٹھے پہونچا دینگے
اپنا مصاحب بنا دینگے یہ جو خورشید نے بہوت ہو کر کہا افراسیاب کے ہوش و حواس باختہ ہوے کہا اے
زال یہ کیا شعبدہ ہی عرض کی قدرت سامری ظاہر ہی اس بھید سے کون ماہر ہی آخر دیکھیے یہ وہی تو
مہ جبین ہی کہ نام سے سپر شمشیر کے ڈرتا تھا ذکر جنگ سے ٹھنڈی سانسیں بھرتا تھا اب آپ تامل نہ فرمائیے
شل ترگاؤ اسکو پچھاڑیے کاسہ بلوری حاضر ہی غلام کل امورات کا ناظر ہی اب آپ اپنا کام کیجیے محبت
ملکہ تمال کو دل میں جگہ دیجیے اگر سلطنت باقی رہیگی ایسے ایسے ہزاروں دلبر پری پیکر حسین مہ جبین
ممکن ہی جائینگے حقیقت میں جلادی کا کام ہی مگر حضور ابھی ناتمام ہی دل کو نرم نہ کیجیے اسکے قتل پر سرگرم ہوجیے
افراسیاب لاچار و مجبور اس بیقصور کی جانب بڑھا بہ آہستگی بہ تمام اس نہال آرام کو گود میں اُٹھا زمین
پر لٹایا خنجر برہنہ کھینچکر سینہ پر سوار ہوا خورشید نے گلا دم خنجر پر رکھدیا افراسیاب کا ہاتھ کانپا جاتا تھا لیکن
ضبط کر کے خنجر پھیرا از خرہ تک گیا دریا خون کا جاری ہوا زال نے بڑھکر کاسہ بلوری گلے بریدہ سے لگایا خون
خورشید تاج بخش سے کاسے کو معمور کیا لاشہ اس کشتہ تیغ جفا کا زمین پر مثل مرغ بسمل تڑپا ادھر
افراسیاب بچشم پر آب دم بخود سر جھکائے کھڑا ہی مثل بید کانپ رہا ہی زال نے وہ کاسہ
خون ہاتھ میں افراسیاب کے دیا دروازے پر دستک دی فوراً اندر سے آواز نحیف
آئی کون ہی زال نے جواب دیا ہی صاحب سامری داہی شاہنشاہ اقلیم افسونگری روشنی بخش محفل سحر
ساحری بادشاہ طلسم ہوش ربا در دولت پر حاضر ہی آواز آئی کہ ہمارے واسطے کیا لایا کیوں آیا
زال نے جواب دیا خون دلربا آپکے واسطے لایا ہی نوش فرمائیے دروازہ خود بخود کھلا افراسیاب
اندر آیا دیکھا ایک چوکی سنگ مرمر کی بچھی ہوئی اوس پر ایک ساحر کہ یہ منظر پوست و گوشت گل گیا ہی صرف ہڈیاں باقی
ہیں چہرہ سیاہ پوست عارض ڈھلکا ہوا آنکھیں زرد زرد و سیاہ رنگ و تیرہ دروں افراسیاب یہ جادوگر
بصورت مہیب دیکھکر گھبرا گیا ابشعل نے جاہی لی زال نے اشارہ کیا افراسیاب نے بڑھکر وہ کاسہ بلوری

اُسکے مُنہ سے لگا دیا مشعل تھیار کرپہلوؤن پر جھک پڑا غٹ غٹ پینے لگا جب سارا جام پی گیا تو کہا
لیکر جھوما کہا اے زال تو نے در دولت پر آواز دی کہ شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا آیا ہے بادشاہ کہان ہی
زال جادو نے طرف افراسیاب کے اشارہ کیا مشعل نے بقہر و غضب کہا او بے ادب کیا
کہتا ہے شاہنشاہ لاچین کہان ہے افراسیاب تو تھرا گیا زال نے بڑھکر عرض کی حضور لاچین
نے انتقال کیا خدمت سامری مین پہونچا اُسکے مقام پر یہ افراسیاب بادشاہ ہوا اسی نے آپکے
در دولت پر اپنے معشوق کو ذبح کیا جام فرحت انجام آپکو پلایا یہ سُنکر مشعل بہت خوش ہوا کہا ہمارا دوست
صادق ہے اے شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا بیٹھ جاؤ اپنی کیفیت بیان کرو کیا مصیبت اُٹھائی کیون تکلیف
فرمائی افراسیاب نے کہا آپ پر سب ظاہر ہے ع عرض حاجت بر تو حاجت نیست میدانی کہ چیست
کیا گذارش کرون مسلمانون نے مجھپر خروج کیا طلسم کشا اسد غازی آگیا تصویر اُسکی بانیان طلسم تحریر
فرما گئے ہین حقیقت مین سر مو فرق نہین ہے شُترہ سو سردار ہوش رُبا کے رازدار شریک طلسم کشا ہو کے
نوبت تو مین نے ایسے مقام پر پہونچا دی کہ طائر وہم و خیال بھی نہ پہونچیگا بانیان طلسم تحریر فرما گئے ہین کہ
امتحان طلسم کشا دریائے نیل ضرور ہوگا تیرے کو جان بچانا مشکل ہوگی فوج ہماری بسیل ہوگی
وزیر اعظم ملکہ صنعت سحر ساز قتل ہوئین مشعل نے ہنسکر کہا جو بڑا ظالم ہے اُسکا تو نام لو جس سے
سامری و جمشید ڈرے افراسیاب کانپ گیا کہا اُسکا نام نہ لونگا صرف پتا بتلائے دیتا ہون
آپ خود ہی سمجھ جائینگے مجھکو ڈر ہے کہ وہ نڈر اسی مقام پر نہ آجائے اور آفت آئے کوئی نہ کوئی فطرت
کرے حضور کو زک پہونچائے

قطعہ

دُزدیست کہ زہر از دہن مار بدزدد
پاپوش بدزدد و زنگے پیک دوندہ

خال از رُخ زنگی بہ شب تار بدزدد
نعل از قدم اشترِ رہوار بدزدد

مشعل نے کہا مین سمجھ گیا سامری نامے مین پڑھ چکا ہون نقشہ اُسکا آنکھون کے سامنے پھر گیا لیکن
کیا غم ہے اب دولت تیرے ساتھ چلین گے تمام عالم مین گشت کرکے تیری علمداری کرا دینگے تو نے
وہ نعمت کھلائی قلب کو خنکی حاصل ہوئی لیکن جسم ہمارا بوسیدہ ہو گیا روح جوان ہے اس جسم کو اگر لیکر
چلینگے منک لوگ مضحکہ کرینگے کوئی ساحر تجویز کرو جسکے جسم مین چلین زال جادو نے دست بستہ عرض کی
جس معشوق کو افراسیاب نے قتل کیا ہے مُردہ اُسکا در دولت پر پڑا ہے اگر حکم ہو تو اُسے لاؤن اُسی جسم

حیاے سلمان دھوکے سے ساقی بچہ سمجھیں گے دیکھنے والے خوش ہونگے مشعل نے کہا لاؤ زال فوراً
اُٹھا اور وہ خورشید تاج بخش کا اندر حجرہ کے لایا مشعل صورت زیباے خورشید تاج بخش دیکھکر
بہت خوش ہوا وضع وطرح بہت پسند آئی صورت زیبا دل سے بھائی کہا گردن میں اسکی ٹانکے
دو زال نے بہت خوب کہکر گردن میں ٹانکے دیے پٹی مرہم کی چڑھائی مشعل نے کہا اے
افراسیاب اب ہم چولا بدلتے ہیں دو سو برس کے بعد زمین سے نکلتے ہیں ان دو چیزوں کا ضرور رکھو
خیال ہر ایک تو شراب تند کہنہ سال و ساقی بچہ خوش جمال نازک خیال گانے والے دل لبھانیوالے
شراب حسن ناز سے مست بنانے والے جنکے دیکھے سے دل کو سرور ہووے ہمارے واسطے
تجویز کرنا پڑینگے دو سو برس کے ابد دولت ترسے ہوے ہیں شکم سیر کرنا تیرا کام ہے علاوہ طلسم ہوشربا
تمام عالم میں تیری عملداری کرادونگا چھ مہینے گشت میں گذرینگے اہالیان طلسم نور افشاں سے بھی یقیناً
فساد ہوگا خداوند سامری ہمسے بیان کر گئے ہیں افراسیاب نے کہا بادشاہ طلسم نور افشاں
یعنے کوکب روشن ضمیر شریک طلسم کشا ہے مشعل جادو نے کہا پھر کیا پروا ہے ہمارے روبرو کوکب
و دیگر شاہان اولوالعزم سب برابر ہیں ہمسے کوئی نہیں لڑسکتا ہے روحیں سب کی قبض کرلینگے وہ مزے معقول
دینگے کہ جس سے تم بھی خوش ہوگے یہ کہکر مشعل چوکی سے کودا خورشید کے منہ سے منہ لاکر تین
ہچکیاں لیں جسم خورشید میں روح مشعل اُتر آئی وہ جسم بوسیدہ بیکار ہوکر گرپڑا خورشید یا سامری
کہکر اُٹھ کھڑا ہوا پھر آواز دی کہ ہم شہنشاہ مشعل جادو افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے کہا حقیقت میں
یہ کایا پلٹ ہے اسکو کون مار سکتا ہے وہ جسم بوسیدہ مشعل نے جلوا دیا اب شہنشاہ مشعل افراسیاب
کا ہاتھ پکڑے ہوے بشکل خورشید تاج بخش باہر آیا یہاں تمام اہالیان لشکر دھوپ میں
بیقرار ہو رہے تھے سب نے دیکھا وہی گذریے کا لڑکا جو افراسیاب کا ساقی بچہ تھا
گوٹے ٹنکے کی ٹوپی چکنے کے کپڑے پہنے ہوے اکڑتا باہر آیا افراسیاب نے تخت زریں پر چڑھالیا
خوشی خوشی نوبت و نقارے بجاتے ہوے طرف قلعہ تخت الشعاع کے روانہ ہوے

دو کلمہ داستان سحر بیان شہنشاہ مشعل جادو کا بصورت خورشید تاج بخش حجرہ
بلا سے نکلنا اور پہونچنا تا بہ لشکر نکہت اثر ملکہ حیرت جادو اور عیاری خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری و مہتر برق فرنگی ذکر ہوتے ہیں ناظرین ملاحظہ فرمائیں تاکہ بیان کا لطف اٹھائیں خمسہ

ترے ابرو مین عیاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
نگاہون مین دل آزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہ پلکون مین جفاکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی چتون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
تری آنکھون کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

نسیم صبح صدقے ہوتی ہے صحن گلستان پر
خدا کی شان ہے جنت کا عالم ہے بیابان پر
چراغ لالہ ہر شب خندہ زن ہے باغ رضوان پر
وہی نشو و نمائے سبزہ ہے گور غریبان پر
ہوائے چرخ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

گنوانا آبرو ہے زندگی سے ہاتھ دھونا ہے
نہ جلنا ہے نہ بھرنا ہے نہ راحت ہے نہ سونا ہے
جدائی مین تری اے یار ہر دم جان کھونا ہے
وہی سر کا پٹکنا ہے وہی دن بھر کا رونا ہے
وہی راتون کو بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

کرون شکوہ مین کیا اُس خسرو شیرین شمایل کا
زمانہ پھر گیا لیکن نہ بدلا طور قاتل کا
زبان ہے بند جادو ہے کسی عیار کامل کا
وہی دل کا جلاتا ہے پھکاتا ہے وہی دل کا
وہ اُسکی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

خدا محفوظ رکھے عاقبت کی روسیاہی سے
خطاب اُلفت کے ہوتے ہین وہی کلاہی سے
بچے افسوس ابتک ہم نہ دنیا کی تباہی سے
نیاز خادمانہ ہے وہی فضل الٰہی سے
بتون کی ناز برداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

تری زلفون کا سودائی ہون سو پیچ کرتا ہون
بسر کرتا ہون رو کر رات دن بھر آہین بھرتا ہون
اُلجھتا ہون طبیعت سے کبھی اور گہہ سنورتا ہون
فراق یار مین جسطرح سے مرتا تھا مرتا ہون
وہ روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

پڑا ہے سر پہ اک جنجال اُن زلفون کے سودے سے
جنون بڑھتا ہے کچھ ہر سال اِن زلفون کے سودے سے
دماغ عقل ہے پامال اُن زلفون کے سودے سے
تعلق ہے وہی تا حال اُن زلفون کے سودے سے
سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

گئے مین سکھکے پھر ہم اُس شہ خوبان کی محفل مین
پڑا ہے سلسلہ داغ جنون پھر قلب بسمل مین
لڑائی پھر وہی ہے عقل مین اور عشق کامل مین
رواج عشق کی راہین وہی ہین گوشہ دل مین

وہ در رسم جفاکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

سوئے صحرا وہی عزم مصمم جو کہ سابق تھا ۔ الجھ پڑنا نقاہت سے وہ ہر دم جو کہ سابق تھا
وہی احوال اب بالکل ہے ہمدم جو کہ سابق تھا ۔ وہی سودا ہے کاکل کا ہے عالم جو کہ سابق تھا
یہ شب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

ہوئے تھے دوست دشمن اک زمانہ ناموافق تھا ۔ تپ غم ہڈیون مین رچ گئی تھی جان سے فائق تھا
افاقہ کسطرح ہوتا کہ دیوانہ تھا عاشق تھا ۔ وہی سودا ہے کاکل کا ہے عالم جو کہ سابق تھا
یہ شب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

جہان پر شور پھر ہونے لگا افسانون سے اپنے ۔ وہی اگلی سی باتین سنتے ہین ہم کانون سے اپنے
وہی دلسوز باتین شمع کی پروانون سے اپنے ۔ جنون کی گرم جوشی ہے وہی دیوانون سے اپنے
وہی داغون کی گلکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

طپان رہتا ہے الفت مین وہی عالم فروز آتش ۔ پیام مہر آتے ہین انہین ہر وقت روز آتش
زنی کی طرح سے پھرتا ہون آہ سینہ سوز آتش ۔ وہی بازار گرمی ہے محبت کی ہنوز آتش
وہ یوسف کی خریداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

افراسیاب جادو بعد شوکت و صولت شعل جادو کو لیکر قلعہ تخت الشعاع کو چلا نامہ ملکہ حیرت کو تحریر کیا کہ اے خاتون محل مبارک ہو کہ مین نے کلیجے پر چھری پھیری شاہنشاہ شعل کی روشنی ظاہر ہوئی ظلمات سحر مین رہبری کریگا کسکا ایسا دل و گردہ ہے کہ اسکی برابری کریگا اے حیرت تیاری کرو ابریق کوہ شگاف و سرمائے برق انداز کو لکھا تھا میخانہ درست کرا کشید شراب شروع ہو آفتاب شراب ناب کا طلوع ہو ساقی بچہ ہائے مہ طلعت شکیل و کمسن خوبصورت شوخ طبیعت حاضر رکھو اب تو ملک زال کی جان پر آفت ہے قلعہ تخت الشعاع پر فروکش ہون فوراً کوچ کرو نگار بادہ منتظر رہونگا یہ نامہ وار جوڑ کنگار پہنے سانڈنی اڑاتا ہوا لشکر حیرت مین پہونچا بحکم شاہنشاہ افراسیاب وہین سے شتر سوار نے آواز دی اے ملازمان شاہنشاہ طلسم ہوش ربا مژدہ باد کہ شہنشاہ گیتی پناہ نے اپنے کلیجے پر چھری پھیری لیکن شعل جادو کو حجرے سے نکالا قلعہ تخت الشعاع سے کوچ کیا ہوگا صبح و شام مین شعل جادو روشنی دکھائیگا مسلمانون کا دل جلائیگا سحر اسکا غضب

سامری ہر بات بات مین افسونگری بھری ہر شکر او اسباب مین تر و ہو گیا شتر سوار کو سب نے گھیر لیا یہان حیرت کو خبر پہونچی ملازمون کو روانہ کیا حکم دیا ارے شتر سوار کو یہان لاؤ خبر فرحت اثر ہمکو بھی سناؤ ملازمان حیرت باہر نکلے دیکھا صدہا آدمی شتر سوار کو گھیرے ہوے ہین ایک ایک خبر مشغل پوچھتا ہر شتر سوار بیچارہ ہیزار کسی سے کہتا ہر دستی کیچ والا آتا ہر جب لوگ خفا ہوتے ہین تب کہتا ہر ہان مشغل جادو آنکو ہار ر تے تو مجھکو گھبرالیا کس کس کو خبر سناؤن کس کس سے نام بتاؤن اس اثنا مین مصاحبان ملکہ حیرت پہونچے بھیڑ ہٹاتے ہوے بمشکل شتر سوار کو اندر بارگاہ کے لائے اُسنے پایہ تخت ملکہ حیرت کو بوسہ دیا بعد دعا و ثنا کے دست بستہ گذارش کیا اے ملکہ عالم و اے خاتون معظم مبارک ہو ہزار ہزار شکر سامری و جمشید ہر فرد سبز پوشے بہ میان آمد و شادان برخاست ❊ نونہالیست کہ از صحن گلستان برخاست ❊ اب وقت سرور آیا زمانہ غم و الم دور ہوا ❊ بیت ❊ ہر کس نظرش بر قد بالاے تو افتاد بجود شدہ چون سایہ و بر پاے تو افتاد ❊ حضور کا ستارہ اقبال اوج پر ہر سامری و جمشید کی نظر مہر ہر بھلا کسکی طاقت ہر کس مین قوت ہر کسکا دل گردہ کسکا ایسا کلیجہ ہر کہ آپ سے مقابلہ و مجادلہ کر سکے کسکو تاب کہ حضور کے خورشید جمال پر نظر بھر کر دیکھے آنکھ ملا سکے نیمچہ ہلال ابرو اشارہ نظر مین چو رنگ کرے تیر نظر جگر کو تاکے دشمن سنبھلے گوشہ بنا ڈھونڈھے فوج مژگان برچھیان تان کر گھیرے تیغہ برق ابرو چمک کر گرے اُس کشتہ تیغ جفا کو جلا کر خاک کرے ❊ بیت ❊ دم تیغ تو کہ اعجاز مسیحا دارد ❊ خضر گر کشتہ تیغ تو شود جا دارد ❊ ہمیشہ نام سامری پرستی روشن رہے ❊ ابیات ❊

سنور ہو گا دل گر شعلہ داغ جنون بھڑکا	کہ شمع مہر سے ہوتا ہر پیدا نور کا تڑکا
جو روشن طبع ہین ایمن ہین سیلاب حوادث سے	نہین ہر زورق خورشید کو طوفان کا دھڑکا
خزان کا دخل گلزار معانی مین نہین ہوتا	بہار باغ مضمون کو نہین ہر خوف پتجھڑ کا
شکر خورے کو مل رہتی ہر شکر یہ مثل سچ ہر	ہوا وصل اُسکا حاصل جس کسی پر دم ابھڑ کا
نہین ہر نوش عالم مین کسی جا نیش سے خالی	شب وصلت مین کب جاتا ہر روز ہجر کا دھڑکا
نہین ہوتا قصون کو آگہی کامل کی صحبت سے	کسی پر حال کب روشن ہوا مجذوب کی بڑ کا
جو جلبے نو زرع فانی فنا ہو آتش غم مین	جلے مشعل تو بجھتا ہر شعلہ لعل کو دڑ کا
سخن جو نرم دل مین سرکشی ظالم کی کھوتے ہین	بجھا سکتا نہین جز آب جب شعلہ کوئی بھڑکا

شہنشاہ افراسیاب نے شعل جادو کا خط کھولا رو بلاے روزگار ساحر غدار یکتاے افسونگری صاحب ساحری قہر لات و منات جمشید کرامات بندۂ خاص خداوند لقا بانی جور و جفا گوئی تم نے آیا چاہتا ہی مصور جادو نے خبر اکر پوچھا ارے خون کسکا پایا کسکا چراغ حیات گل کیا کسکو اپنے ہاتھ سے قتل کیا شترسوار نے جواب دیا ملک خورشید تاج بخش جو شاہنشاہ افراسیاب کا مشرق تھا اُسی کو ذبح کیا اب وہی خورشید تخت پر سوار ہی چہرے سے رعب و داب آشکار ہی لوگ کہتے ہین کہ یہی شعل نامدار ہی غلام اس اسرار کو نہ سمجھ سکا شہنشاہ نے یہ نامہ باہر اسکو پڑھوائے حیرت نے دیکھا دو کاغذ مین سرما و ابریق کا نام انکو دیا سنکر کہا لو تمکو بھی مبارک ہو شراب ناب کھچواؤ اور جلد ساقیان ماہرو خوشخو پری پیکر سیم بر گلعذار طرحدار نازک بدن جمع کرو قدوسی خم کی ہر روز فرمائش ہی یہ بڑی کاہش ہی سرما و ابریق نے شرما کے سر جھکا لیا کہنے لگے اے ملکہ جانانہ دل کو شمع جمال سے روشن تو ہونے دیجیے بسر و چشم خدمت کرینگے کسی طرح کا عذر نہو گا

نظم

اطاعت مین اغیار خامی کرینگے
یہی ناکہ شیرین کلامی کرینگے
یہ جانو کہ ہو گی جہان خاک عاشق
وہی آپ کی نیکنامی کرینگے
کہانتک اُٹھائین یہ نازک مزاجی
وہ خود اُسکی قائم مقامی کرینگے
مرے مقتل کے روز میلہ لگیگا
ادا سب بیامی سلامی کرینگے

ہمین بندہ پرور غلامی کرینگے
یہ ٹھہری ہی آوارگان محبت
وہین تو وہ محشر خرامی کرینگے
کرین ہم دغا آپ سے توبہ توبہ
کسی اور کی اب غلامی کرینگے
قیامت بھی شرمائیگی ہر قدم پر
یہ جلسہ وہ اک دھوم دھامی کرینگے

وہ کیا چارۂ تلخ کامی کرینگے
جناب خضر کو مقامی کرینگے
ہوے آپ بدنام جن کے سبب سے
یہ کوفی کرینگے یہ شامی کرینگے
رہیگا نہ دشمن تو مجھکو خوشی کیا
قیامت کی وہ خوشخرامی کرینگے
نہ گھبراؤ تم داغ مطلب تمہارا

یہ اشعار آبدار پڑھتے ہوے ابریق برق سے برف انداز خورا خوشی خوشی انتظام کرنیکو باہر آئے بھپکے چڑھ گئے شراب کھچنے لگی پری شیشے مین اُتری ہر قرابے مین جلوہ آفتاب نظر آنیلگا سرما و ابریق آپ خود واسطے تلاش معشوقان سیمبر کے روانہ ہوے حیرت نے نامہ پڑھکر لشکر مین مشتہر کیا کہ کل شہنشاہ شعل جادو کا داخلہ ہی مسلمانون سے کہو کہ سوراخ مور و مار تلاش کرین اب جاکر اسمین چھپین چرند و پرند ہرکارے لشکر اسلام کے موجود تھے خبرین لیکر جو بھاگے یہان سب سرداران نامدار بارگاہ مین جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی خدا خیر کرے

یکایک ہرکارے گھبرائے ہوئے بارگاہ مین آئے عرض کی مشعل جادو کل داخل ہوگا باغبان قدرت
نے کہا لو آفت آئی غضب ہو گیا بیشک اب معاملۂ جنگ سخت و صعب ہو گیا اتنا تو دریافت کرو کہ افراسیاب
نے خون کسکا پلایا حیرت جادو تو زندہ بچی ہی بہار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے بے اختیار زار زار
مثل ابر نوبہار رونے لگی کہا خدا میری بہن کو بچائے ارے صاحبو کوئی اتنا جا کر کہے کہ ملکہ یہان آپ
بھاگ کر چلی آئیے بعیش و آرام تشریف رکھیے باغبان نے کہا اب کیا خوف ہی بے خون سے پیے
ہوئے وہ اپنے مقام سے اٹھا نہ ہوگا پہلے ہی دروازے پر اُسکے افراسیاب نے کسی اپنے
معشوق کو قتل کیا ہوگا جب دروازہ کھلا ہوگا مگر مین حیران ہون کہ اسکا کون معشوق تھا ہرکارون نے
عرض کیا ہمنے دریافت کیا تھا عجب طرح کی بات ہی جسکو ذبح کیا ہی وہ افراسیاب کا ساقی بھی گذر رہے کار کا
تھا مشعل اُسی کی شکل پر آتا ہی نام لینے سے کلیجہ دہلا جاتا ہی خواجہ عمرو عیار اس خبر وحشت اثر
سُننے سے بیہوش ہو گئے اور سرداران نامور تھر تھر کانپنے لگے عمرو کو گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا
عمرو نے دیکھا اہالیان دربار مرجائینگے ایک ایک کو سمجھانا شروع کیا ارے یارو جرأت کو دخل دو
نامردی نہ کرو ذرا صبر کرو اسقدر بیقرار نہو آتے ہی اُس حرامزادے کو مارونگا شمع حیات مشعل
گل کرونگا خاطر جمع رکھو اسکو زندہ نہ چھوڑونگا جان دینے سے منھ نہ موڑونگا یہ بڑا نامی ساحر ہی
دو سو برس کے بعد زمین سے نکلا ہی روپیہ و اشرفی بہت سا جمع کیا ہوگا خزانے بھی ساتھ لایا ہوگا
افراسیاب بھی بہت کچھ دیگا مجھکو خود فکر ہی کہ آتے ہی مار ڈالون ایسا نہو کہ سب روپیہ صرف کر ڈالے
مفت کی سوختی ہو کچھ ہاتھ نہ لگے میری محنت بیکار ہو تم لوگون کو تو اسکا خیال نہین ہی کہ مین فاقے کرتا ہون
مصیبت بھرتا ہون دیکھو ابھی مجھے مارے بھوک کے غش آگیا تھا یون ہی سوکھ سوکھ کر مرجاؤنگا اِس سے
اب آپ اپنی فکر کیون نہ کرون کاہیکو مصیبت بھرون باغبان نے کہا خواجہ بھلا کیسے مار و گے وہ کالا پہاڑ
ہو کے آتا ہی عمرو نے کہا کالا پلٹ کے باپ کو مارینگے اُسکے مال پر قبضہ کرینگے کوئی شی خدا نے ایسی دنیا
مین خلق نہین فرمائی ہی کہ جسکے لیے فنا ہو مصداق آیہ وافی ہدایہ کل من علیہا فان شجر و حجر سبکا انجام
ایک ہی اُسی کی ذات کو بقا ہی کوئی نہ کوئی اُسکی بھی تدبیر نکل آئیگی نہ مرنا کیسا خبردار اب جو کوئی ایسے
ذکر کریگا اُسے بارگاہ سے نکلوا دونگا ملکہ مہرخ نے اشارہ کیا کوئی کلمات حسرت و یاس زبان سے
نہ نکالے لشکر تباہ ہو جائیگا بڑی مشکل ہو گی جو جو اُسکے اوصاف ہین انکا ذکر نہ کرو مین اب خدمت مین بادشاہ

کوکب روشن ضمیر کی جاونگا کل کیفیت دریافت کراؤنگا ابھی کیا جلدی ہو اُس ملعون کو آنے تو دو پیش از مرگ
واویلا نہ کر صنعت سحر ساز کا بھی تو یہی اثر تھا کہ وہ قتل ہو گی کیفیت دریافت تو ہوتے دو سرداران
افراسیاب بڑے نامور ہیں ابھی یہان سے نکلجا دیں سب کی گردن میں ہاتھ دو اور یہ باغبان بڑا
نامور ہو آٹھ پہر ہائے ہائے کیا کرتا ہو باغبان تو خاموش ہوا سب کو سمجھا کر عمرو بیرون بارگاہ آیا عیارون
سے اشارہ کیا خبر تو لو یہ ملعون کیونکر آتا ہو کیا رنگ بناتا ہو برق فرنگی سامنے کھڑا تھا کہنے لگا استاد
جس روز آئیگا اُسی دن مارونگا عمرو نے کہا آپ مہربانی فرمائیے ہرگز ہرگز عیاری نہ کیجیے بڑا بیباک ہو یہ
ہر بات میں بول اُٹھتا ہو یہ صنعت کا جھگڑا تیری ہی ذات سے ہوا چالاک کو مردہ بنا کے لے دوڑا
برق منھ پھلا کے کنارے ہوا بڑبڑاتا چلا راہ میں جانسوز سے ملاقات ہوئی پوچھا کیون بھائی خیر تو ہو
برق نے کہا ہمارے استاد کو سودا ہو گیا ہو عیاریان تو بھول گئے حکومت کرتے ہیں اس بات کا بھی
مشعل کو ہمیں قتل کرینگے یہان عمرو نے اسد و مہ جبین کا بارگاہ میں آنا موقوف کرایا الگ الگ ایک
بارگاہ استاد کرائی چند ساحر برائے نگہبانی مقرر کیے ملکہ مہ جبین کو سمجھا دیا اسد نامدار کو یہان بلاؤ
اسد سے اتنا کہدو کہ تیاری سفر کی ہو رہی ہو بعد ہفتہ دو ہفتے کے طرف دریائے نیل کے
کوچ ہوگا امتحان طلسم کشائی قرار پائیگا اسد کو اس دھوکے سے بارگاہ میں ٹھہرایا عمرو نے آراستگی
لشکر کا حکم دیا بیرون بارگاہ سائبان زربفتی کھچوا دیا زیر سایہ سائبان بصد تجمل و شان تخت پر ملکہ مہرخ
گرد شہرہ سو سرداران عالی تبار اپنی اپنی کرسی پر برابر تخت مہرخ کے عیارون کے مقام بھی مناسب جگہ پر قرار
چار پہر رات اسی ہنگامے میں بسر ہوئی ناگاہ نیر اعظم بصد شوکت و حشم مشعل شعاع و ضیا لیکر بصد کروفر
برائے روشنی عالم پردہ تاریک مغرب سے برآمد ہوا تمام عالم منور ہوا خواجہ عمرو نے مناسب
دربار آراستہ کیا تشفی و تسلی کے واسطے اہل لشکر کو نئی وردیان تقسیم کیں یاب دیکھا کہ ملکہ حیرت جادو
برائے استقبال مشعل چلی تمام لشکر حیرت کے ہمراہ نوبت و نقارے بجتے ہوئے ایک جانب
مصور جادو وغیرہ سامری و ملکہ صورت نگار ایک جانب سرمایہ برف انداز و ابر بلق
کوہ شگاف تمام شاہزادیان و وزیرزادیان اشتیاق دیدار مشعل جادو میں تخت کو گھیرے ہوئے
بیچ میں ملکہ حیرت مثل ماہ تابان گرد شاہزادیان مثل ثابت و سیارگان چالاک بصورت مبتذل نظارہ
جمال ملکہ حیرت کرتا ہوا دوڑا جاتا ہو حسن و جمال ملکہ حیرت دیکھکر بیتاب ہو گیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا یہ

یہ اشعار رو رو کر پڑھنے لگا اشعار

یون ہی شعاع داغ مرے دل کے آس پاس — ہالہ ہو جسطرح مہ کامل کے آس پاس
ڈوبا جو کوئی آہ کنارے پہ آگیا — طغیان بحر عشق ہی ساحل کے آس پاس
یہ غیرت وفا کا اثر ہی کہ بوالہوس — بسمل تڑپتے ہین ترے بسمل کے آس پاس
ای قیس تیرے نالے کی عبرت کو کیا ہوا — لیلی نے رنگ باندھے ہین محمل کے آس پاس
مر جائین نا خوشی سے عدو سن وصال کی — یارو فغان کرو گلے مل مل کے آس پاس
کیا کیا جلے ہی بزم مین تجھسے نجب پھرے — پروانے شمع شعلہ شمائل کے آس پاس
ہی تو ہی بیوفا نہین باور تو دیکھ لے — گل جامہ در ہین گور غادل کے آس پاس

تمام شاہان طلسم ہوش ربا ملکہ حیرت جادو کو گھیرے ہوے ہر ایک کو یہی انتظار ہی کہ اب دیکھین شاہنشاہ مشعل کس صورت مین آتا ہی کیا وضع رکھتا ہی دس برس کے بعد زمین سے نکلا ہی یقین ہی انتہا کا ضعیف و نحیف ہوگا ہر ایک کو یہی انتظار ہی کہ دیکھین مشعل جادو کیا شعبدہ دکھاویگا کیونکر آویگا اسکو تو کلام کرنا دشوار ہوگا ضعف و نقاہت سے بیقرار ہوگا بیٹھنے سکتے ہین وہ مصاحب سامری و جمشید ہی ہر بات مین اُسکی بعید ہی ہنوز یہ ذکر ہی تھا کہ سامنے سے نشان فوج معلوم ہوے دیکھا سب نے آگے آگے زال جادو باہتمام سواری کرتا ہوا ایک مرکب باد رفتار پر خود شہنشاہ افراسیاب جادو بہ کبر و نخوت سوار ہی پرے کے پرے فوج کے سامنے سے گذرے بعد اسکے جلوس و سامان ماہی مراتب آنے لگا خواجہ عمرو بھی ملاحظہ فرما رہے ہین ملکہ مہرخ و ملکہ بہار وغیرہ کی بھی نگاہ لڑی ہوئی ہی سب نے دیکھا کہ اک جوان رعنا شکل زیبا سبزہ بھی ابھی اچھی طرح سے آغاز نہین ہوا شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ؛ جوانی کی راتین مرادون کے دن ؛ تاج زرین سر پر لباس پر تکلف زیب جسم بھولی بھولی صورت تخت زمرد پر سوار گرد معشوقان طناز با کرشمہ و ناز کمسن کمسن لڑکے کیفیت دیکھکر مہرخ و بہار وغیرہ کے دل سینے مین دھڑکے سناٹا آگیا قلب تھرا گیا بغور جو دیکھا تو پہچانا کہ یہ تو وہی گورے کا لڑکا کہ جسکو افراسیاب نے پالا تھا ملکہ حیرت جادو برائے تسلیم مشعل بحکم افراسیاب خم ہوئی چوبدار نے آواز لگائی ای شہنشاہ مشعل ملکہ حیرت جادو زوجہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا برائے تسلیم حاضر ہی اُسی نوجوان نے سلام لیا مسکرا کر حیرت سے پوچھا مزاج تو اچھا ہی

حیرت جادو بہ نگاہ حیرت دیکھنے لگی کہ یہ تو مُوا وہی ساقی بچہ افراسیاب کا پیارا گزرے والا ہے اسکو
متوحش دیکھکر افراسیاب قریب آیا کہا اے ملکہ یہ صورت نہ بیا کرامات سامری و جمشید ہے مین نے تمھاری جان
بچائی اِسی لڑکے کے سر ساری آفت آئی اپنے ہاتھ سے اپنے دلربا کو قتل کیا ذرا بھی رحم نکھایا جسم
شہنشاہ مشعل بوسیدہ ہوگیا تھا دیکھو گلے مین ٹانکے لگے ہوے ہین بصورت شہنشاہ کو پسند آئی
اپنی رُوح کو اِسکے جسم مین اُتار لیا پہلی آگ بھی کرامات ہے مشعل کی ساحری کی کیا بات ہے تعجب نکرو
قدرت سامری و جمشید پر نگاہ ڈالو کیا کیا بندے بنائے کیسے کیسے کمال دکھائے ہر جسم مین جا بیٹھنا
اِنکو اختیار ہے شعبدہ بازی فلک کی رفتار اِنکے آگے بیکار ہے اب حیرت کو تسکین ہوئی ورنہ غصے سے چہرہ
لال تھا انتہا کا ملال تھا پانچون عیار یہان بھی حاضر ہین ہوش وحواس اِنکے بھی باختہ ہین آپس مین اشارے
ہو رہے ہین صاحبو یہ رنگ کبھی نہ دیکھا تھا اب سبکی قضا آئی ہے اِسپر بھلا کون عیاری کریگا مشعل کو اِس
شان وشوکت سے لاکر داخل بارگاہ کیا مشعل آکر تخت پر بیٹھا ملکہ حیرت کرسی پر گرد تمام وزرا امرا ساحر دلاور
جمع ہین افراسیاب نے کہا اے ملکہ حیرت تم خاطرداری شاہنشاہ مشعل مین مصروف رہو مین پردہ ظلمات
پاس نانی امان ملکہ ماہیان زمرد پوش کے جاتا ہون اُنکو بھی جاکر آمد مشعل کا مژدہ سناتا ہون پھر آکر
طبل جنگی بجواؤن گا مسلمانون کا خون بہاؤنگا شہنشاہ مشعل باغیون کو آتش قہر وغضب سے جلاکر خاک
کرینگے یہ سب جھگڑا بکھیڑا پاک کرینگے ابریق کے کان مین کہا دیکھو اِسکا ضرور خیال رہے شہنشاہ مشعل کی
کسی طرح دلشکنی نہونے پائے شراب دو آتشہ پے در پے پہونچے ساقی بچے نازنین پرتمکین کس کس جا حاضر رہین
یہ کہکر افراسیاب طرف پردہ ظلمات کے روانہ ہوگیا صحبت ملکہ ماہیان زمرد پوش مین پہونچا
تمام ماہیت مشعل ملکہ ماہیان زمرد پوش سے بیان کی ملکہ ماہیان نے جواب دیا حقیقت مین
مشعل کا یہ بلت ہے سحر و ساحری مین چندان کمال نہین رکھتا لیکن عمرو کے ہاتھ سے بچاؤ دشوار ہے [illegible]
کہ عمرو قاتل مشعل ہے افراسیاب نے مُنہ پھیر لیا کہا نانی امان تمکو کیا جواب دون لکھنے والا [illegible]
سودا ہوگیا تھا یہ کہکر صحبت ماہیان مین شراب خواری کرنے لگا کنزر کنیز خالی ہوتے ہین اب مشعل حیرت سے
متوجہ ہوا کون کون شریک طلسم کُشا ہے کس کس نے سامری پرستی سے کنارہ کیا ہے افسر کلان کون قرار پایا ہے
حیرت نے بیان کرنا شروع کیا سب سے پہلے ملکہ مہرخ کا نام لیا کہ وہ بکلی بادشاہ ہے سب اُسی کے
حکم مین ہین ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ جب مشعل جادو بصورت خورشید تاج بخش حجرے سے نکلا تھا تو اُسنے

زال جادو سے کہا کہ سامنے دَرّہ کوہ کے جاکر آواز دو کہ اے اقرار و قرار جادو شہنشاہ شعل
بُرجے سے برآمد ہوے ہماری فوج قدیم لیکر جلد حاضر ہو جب زال نے جاکر آواز دی اقرار و قرار
بارہ ہزار ساحرانِ غدار سے آکر حاضر ہوے وہ خاص ہمراہیانِ شعل جادو تھے پس جبکہ ملکہ حیرت نے
نام مہرخ کا لیا شعل نے باپ دادا کا نام لیا کہا مین انکو نہین جانتا مگر باپ دادا اُسکے ضرور ہمارے
ہمصحبت رہے ہونگے ایک نامہ ہماری جانب سے ملکہ مہرخ کو تحریر کرو کہ ہمارے پاس آؤ ہم خطا
تمھاری افراسیاب سے معاف کرا دینگے جو فیصلہ ہم کر دینگے کسی کو عذر نہوگا ملکہ حیرت نے کہا اے
شاہنشاہ بالکل بیکار ہے ملکہ مہرخ کبھی نہ مانینگی یہ لوگ بڑے سخت ہین کسی ہیبت سے نہین گھبراتے آخرین
انھین کی فتح ہوتی ہے شعل نے کہا بموجب ہمارے حکم کے کاربند ہو ہمارے مقدمے مین دخل نہ دو ہم
بندگانِ سامری کو سمجھا لینگے اگر انکار کیا ایک ہی دن مین سب کا کام تمام کر دینگے ملکہ حیرت جادو
نے فوراً نامہ لکھکر ایک کنیز کو دیا وہ کنیز نامہ لیکر لشکر مہرخ مین آئی ملکہ مہرخ تخت پر جلوہ فرما تھین نامہ دیا مہرخ
نے نامہ پڑھا خواجہ سے کہا براے ملاقات مجھکو شعل طلب کرتا ہے کیا حکم ہے عمرو نے کہا ضرور جاؤ جاکر کلام کرو
جیسا سوال کرے ویسا جواب دو ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ شعل کے سامنے مین ہرگز نجاؤنگی
ایسا نہو روح کھینچ لے عمرو نے کہا یہ بادشاہ لشکر نکر بیٹھی ہو کلام کرنے مین دم نکلتا ہے مہرخ نے کہا
خواجہ وہ تو ملک الموت ہے نام سے اُسکے دل گھبراتا ہے جب اپنا اختیار نہو کیونکر نہ دل گھبرا اُسسے
مرنا اُس ملعون کا غیر ممکن ہے اگر وہ کچھ کلام سخت و سست کرے پرائی محفل مین کیا جواب دین مفت مین
حجاب ہو بس جواب صاف تحریر فرمایے کہ مناظرہ ہمکو منظور نہین ہے میدانِ کارزار مین آؤ جیسا
سوال کروگے ویسا جواب دینگے یا مار دینگے یا مرینگے پرائے گھر مین آنا منظور نہین ہے میدانِ کارزار
مین آکر طبل جنگی بجاؤ فتح و شکست خدا کے اختیار مین ہے عمرو نے کہا یہ بجا آپ نے فرمایا اگر آپ تو پیر و مذہب
حق مین جو اُدھر سے سوال ہو اُسی کے موافق جواب دو ہر طرح حریف قایل ہو مہرخ نے
کہا ہم جواب و سوال سے باز آئے صاف تو یہ ہے کہ پرائے گھر نہ جاینگے جب عمرو نے دیکھا کہ
کسی طرح سے مہرخ نہین مانتی ہاتھ پکڑ کے تخت سے اُٹھایا کہا تم سے الگ ہم کچھ باتین کرینگے سب نے
دیکھا خواجہ عمرو و ملکہ مہرخ گوشۂ تنہائی مین گئے تھوڑی دیر کے بعد صرف ملکہ مہرخ خیمے سے
برآمد ہوئین سردارون سے فرمایا خواجہ عمرو براے ملاقات شاہنشاہ کوکب تشریف لیگئے ہین ہم

براے مناظرہ دربار مشعل مین جاتے ہین حقیقت مین مناظرہ مین کیا خوف ہو جیسا سوال ویسا جواب
اکثر سردارون نے کہا ہم ہمراہ چلین ملکہ مہرخ نے کہا مین کیا کسی سے مقابلہ کرنے جاتی ہون اگر وہ
پیام صلح دیگا صاف جواب ہو کہ شاہزادہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران کو افراسیاب نے
قید کیا ہو انکو ہمین دیدو ہم اپنے سردارون کو لیکر خدمت مین صاحبقران کی چلے جائین ہوشربا
مین ہمارا کیا کام ہو جب تک ہمارا شاہزادہ نہ ملیگا لڑینگے مرینگے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرینگے جو کچھ تم سے
ہوسکے تم بھی کرو یہ سوال وجواب کر کے چلے آئینگے سردارون نے سر جھکالیا کہ بادشاہ کی بات کا
کون جواب دے سب نے کہا بسم اللہ آپ تشریف لیجایئے پروردگار انجام بخیر کرے ملکہ مہرخ
نے صرف چند کنیزون کو ساتھ لیا تخت پر سوار ہو کر طرف لشکر حیرت جادو کے چلین ہرکارون
نے جا کر مشعل جادو سے اطلاع کی کہ ملکہ مہرخ سحر چشم تشریف لاتی ہین مشعل نے ملکہ حیرت سے
کہا آپ کسی بات مین دخل نہ دیجیئےگا جو مناسب وقت ہوگا سوال وجواب کرونگا یقین کامل ہو کہ
اصلاح ہو جاے ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ اسوقت دربار مین پانچون عیاربچیان و شاہزادیان ابرق
وغیرہ سب حاضر ہین مشعل مہتا شرابخواری کر رہا ہو جام شراب ایک لمحہ اسکے ہاتھ سے نہین چھوٹتا
کیسی کیسی شرابین دو آتشہ حیرت منگواتی ہو جب جام وہ بدانجام پیتا ہو کہتا ہو افسوس شراب تلخ بھی
نہین دیتی نشہ نہین ہوتا اب خبر پہونچی کہ ملکہ مہرخ تشریف لاتی ہین چند وزرا امرا کو براے استقبال
ملکہ مہرخ روانہ کیا سردار براے استقبال چلے رنگ محفل عرض کر چکا چند اشعار موافق مقام
کیفیت انجام ملاحظہ ہون

نظم مصنف

اے ساقی مہربان کدھر ہو
عیاری کا لطف بھی دکھادے
اب بزم مین معرکہ پڑا ہو
نقاش مصور خیالی
روشن ہو فکر کہ خوش بیان ہو

رندون کی بھی کچھ تجھے خبر ہو
روشن ہو کہ طبع رنگ پر آئے
شمع و مشعل کا سامنا ہو
آئے ہین رقم بصد شفقت
ہان جودت فکر بھی عیان ہو

ہان گردش چرخ سے بچالے
ہان مشعل فکر گل نہو جاے
روشن کن بزم فکر عالی
دکھلاتے ہین رنگ لطف صحبت
اشعار دگر موافق مضمون

دل مین رہتا ہو ہمیشہ داغ سے روشن چراغ
کب یقین ہو قبر پر اپنی رہے روشن چراغ

گھر ہو عاشق کا بیان جلتا ہو بے روغن چراغ
تم جلانے بھی نہ آؤ گے پس مردن چراغ

شعلہ دیتے ہین بدن مین جسقدر ہین استخوان ۔ جلوہ گر رہتے ہین میرے زیر پیراہن چراغ
بعد مدت گرم صحبت ہو جو وہ آتش مزاج ۔ شعلۂ افسوس سے ہو سینۂ دشمن چراغ
مخلصی مطلوب کی طالب سے ہو ممکن نہین ۔ قید رکھتا ہو کنار شوق مین روغن چراغ
ایک بھی منت نہ بر آئی وہ خوش اقبال ہون ۔ مدعی میرے سپے کرتے رہے روشن چراغ
اک تماشا ہو فروغ کرمک شب تاب سے ۔ باغ مین ہر پھول رکھتا ہو نہ دامن چراغ
روشنی دیتے ہین داغ دل شگاف قبر سے ۔ جانتے ہین لوگ جلتے ہین تہ مدفن چراغ
جسقدر بے مائگی ہو باعث آرام ہو ۔ بجھکے سو رہتا ہو جب ہوتا ہے بے روغن چراغ
یہ جلاتا ہو اُنھین آتے ہین پروانے جو پاس ۔ وا اے قسمت دوستون کا اپنے ہو دشمن چراغ
شب کی تاریکی لحد پر داغ تن زیر لحد ۔ تیرگی بالائے مدفن ہو تہ مدفن چراغ
یون ہی مرجاؤنگا مین بھی سوز غم سے ای صنم ۔ جل کے بجھ جاتا ہو جیسے شکوہ بے روغن چراغ
عکس عارض سے تمھارے بڑھگئی دُونی چمک ۔ چشم بددور آج رکھتا ہو عجب جوبن چراغ
امتحان کیواسطے اکثر بجھاتا ہون جو مین ۔ تابش رُخسار سے تم کرتے ہو روشن چراغ
انتقال روح عاشق کا زمانہ ہو قریب ۔ لو مبارک ہو تمھین روشن کرے دشمن چراغ
بجھون کو بھی تمھارے حسن سے ملتا ہو فیض ۔ رات بھر رہتا ہو ہر دیوار مین روشن چراغ
ای نسیم اب تم بدلکر قافیہ لکھو غزل ۔ جوش مضمون کہ رہا ہو اور رہو روشن چراغ

ملکہ مہرُخ سحر چشم تجمل وخدم داخل بارگاہ حیرت ہوئین اس رعب وداب سے سبنے جو ملکہ مہرُخ کو دیکھا کہ تاج یاقوتی برسر لباس فاخرہ دربر نیمچہ کمر مین سیر پشت پر بارگاہ مین آتے ہی شامل اہل اسلام سلام کیا لوگ چین برجبین ہوئے مشعل نے منع کیا کہا صاحبو جس مذہب مین ہو اُسکی صفت کرتی ہو اسکا غصہ کیا یہ کہکے خود واسطے تعظیم کے اُٹھا کہا ملکہ عالم تشریف لائیے آج مین خوب ثابت ہوا کہ آپ نے دین اسلام قبول کیا آئیے تشریف رکھیے داہنے پر ملکہ حیرت جاذ بائین پر ملکہ مہرُخ کو کرسی ملی ساقی بچے کو اشارہ کیا اُسنے ملکہ مہرُخ کے سامنے جام پیش کیا ملکہ مہرُخ نے کہا ای شاہنشاہ مشعل آپ روشن مزاج ہین ساحرون کے سر کے تاج ہین ہم آپکی شراب نہین پی سکتے ہمکو معاف فرمایئے آزردہ نہوجیے مشعل تو نہایت ذکی وفہیم ہو دو سو برس

زمین مین دفن رہا شیطان مجسم ہو گیا ہنسکر کہا اے ملکۂ عالم اچھا کیا مضائقہ ہے خشک میوہ منگا دین مہرخ
نے کہا آپ کے تو کلام سے مزا ملتا ہے کسی شی کی کیا احتیاج ہے جس مطلب کیواسطے یاد فرمایا ہے اب
اُس سے آگاہ کیجیے اہالیان دربار سب گوش بر آواز ہین کہ دیکھین ملکہ مہرخ و شہنشاہ شعل سے
کیا باتین ہوتی ہین چہرے پر ملکہ کے ذرا بیم و ہراس نہین ہے شگفتگی سے دیکھو تو کلام کر رہی ہے تعلیم
یافتہ صحبت عمرو ہے جرات خود مقرر ہے کہ یکہ و تنہا محفل دشمن مین آئی شعل نے پوچھا اے ملکہ ہمنے خاص
تمھارے واسطے تکلیف فرمائی شہنشاہ ہوش ربا نے کیا کرامات دکھائی اپنے کیسے معشوق
کو قتل کیا خون اُسکا ہمکو بلایا اب ہم آئے ہین کہ اُسکے دشمنون کو سزا دین سارا جھگڑا اور فساد
مٹا دین لیکن تم سب سرداران نامدار طلسم ہوش ربا کے راز دار اُسطرف شریک ہوئے ہو بدولت
نے سنا اصل صرف چند عیار اور ایک سردار باقی تم سب تماشائے رزم و پیکار ہو لہذا ہمکو منظور ہوا
اُن سب صاحبون سے تو سمجھا جائیگا دشمن افراسیاب طلسم ہوش ربا مین نہ رہ سکیگا اب بدولت کا
قدم آیا جنگ ہماری نمونۂ قہر سامری و جمشید ہے آپکو تو ثابت ہوگا ہمارے ہر امر مین قدرت کا
بھید ہے ہمکو کوئی قتل نہین کر سکتا مرنا غیر ممکن ہے موت سے دل مطمئن ہے پس ہم سے مقابلہ کرنا حماقت ہے
تم آپ عقیل و فہیم ہو ہمارے کلام جلالت انجام کو سمجھو افراسیاب سے ملجاؤ تمھیون عیار اور طلسم کشا کے
حق مین جو مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا ایک چشم زدن مین اُنکو بلا کر سزا دینگے بدولت برائے سیر تا بہ
کوہ عقیق گلزار سلیمانی جائینگے لشکر حمزہ کو بھی مٹا دینگے اندر ایک سال کے ہفت اقلیم کی سیر کرینگے
افراسیاب نے وہ احسان کیا تمام عالم مین گزوسلایہ اُسکا جاری کرکے پھر اُسی طرح دفن ہو جائینگے
ہر چند کہ بعد دو سو سال کے ہوا دنیا کی کھائی اب دل نہین چاہتا ہے کہ پھر گوشۂ تاریک مین جا کر بیٹھین
مگر یہ سب امورات خوشی پر افراسیاب کی موقوف ہین اب ہم آبادی طلسم ہوش ربا مین مصروف
ہین ایسے مزخرفات عرصۂ دراز تک شعل بکا کیا جب خوب اپنی عظمت و شان بیان کر چکا ملکہ مہرخ
ہنسا کین جب شعل خاموش ہوا ملکہ مہرخ نے غنچۂ دہن کھولا مثل عندلیب خوشنوا زمزمہ سرائی شروع
کی کہا اے شعل جادو در اسوقت تو عجب طرح کے کلمات مہملات تمنے کہے کہ کوئی عقلمند قبول نہ کریگا تمھارے
مانند بہت سے ساحر آئے ہمارے ہاتھ سے قتل ہوئے ساری خود سری بھول گئے انجام کار
اجل نے دستگیری کی براہ راست جہنم مین پہونچے تمھارے آنیکا اب ہمکو دو حرفکا ہے جانتے ہین کہ پیمانۂ عمر تمھارا

لبریز ہوا آفتاب لب بام ہو چراغ حیات بھڑکا ہو تھوڑے ہی عرصہ مین بادِ خزانِ اجل کا طمانچہ لگیگا
خاموش ہو جاؤگے مثل اورون کے تم بھی آئے ہو تمکو بھی قتل کرینگے اگر سحر مین کمین کمی پائی بہار و
باغبان وغیرہ تمھاری گردن ناپین گے اگر سحر مین زور نہ چلا عیاران نامدار خواجہ عمرو فلک وقار
مثل عشاق سبز رنگ و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ عیاری کرکے مارلین گے اور یہ جو تمنے
کہا کہ ہمکو موت نہین سب مذہبون سے یہ کلمہ خلاف ہو ہر ملت مذہب کی کتابون مین یہ تحریر ہو صاف
صاف تقریر یہ ہو جو شئے کہ دنیا مین پیدا ہوئی ایک دن نابود ہوگی پروردگار کی ذات کو بقا ہو
ہر شئے کو فنا ہو شجر بھی مثل انسان ضعیف ہوتا ہو برگ و ثمر موقوف ہو جاتے ہین آخر جھونکے سے
ہوا کے گر جاتا ہو یا جفائے تبر و آرہ اُٹھاتا ہو تمھارا مرنا کیسا ناممکن ہو وہ بات کہو جو عقل مین
آئے انتہا یہ ہو کہ سامری و جمشید کو خدا کہتے ہو وہ بھی مرے پھر تمھاری کیا ہستی ہو ہر ایک
انسان و حیوان لذت موت چکھنے کو پردۂ دنیا مین آیا ہو تمنے تو یہ نیا شعبدہ نکالا ہو اسکی ہمکو
دلیل بتلاؤ نہ مرینکی کیا وجہ ہو اگر ہمکو ثابت ہو جائے کہ تم نہ مروگے البتہ تمھاری اطاعت کرین
تمنے ذرین مشعل ہنسا کہا اے ملکۂ عالم کیا خوب تمنے دلیل کی لیکن ہم عبادت سامری کرکے
کایا پلٹ ہو گئے دیکھو جسم ہمارا بوسیدہ ہو گیا تھا ہمکو شرم آئی کہ اُس جسم مین کیا جز سے
نکلین جسم نوجوان مین اُتر آئے جسم ہمارا اور ہو روح وہی ملکہ مہرُخ نے کہا یہ تو آپ نے
عجب واہیات بات کہی صورت بدلنا کیا بڑی بات ہو یہ کونسی کرامات ہو عیاران عمرو دم بھر مین
صورتین بدلتے ہین ابھی کل کا ذکر ہو کہ خواجہ عمرو دُولھا بنگئے مہتر قران کو بشکل ساحر
بنایا صد ہا برہمن بنائے بڈھون کو جوان کیا جوانون کو ضعیف کیا اِسکے علاوہ حیرت بنکر
عشاق سبزہ رنگ کو مارا کیا کیا کارنمایان کیے برق وغیرہ اِس دربار مین کنیزون کی
شکل بنے ہوئے موجود رہتے ہین اُنکو کوئی نہین پہچانتا کیا کیا کام کرتے ہین مجھکو بھی اسقدر
قوت ہو اگر فرمائیے سب سے صورت تبدیل کردون مرد بنجاؤن طائر بنکے اُڑون اسی طرح
آپ نے بھی صورت بدلی ہو اسکا فخر کیا مشعل نے دوبارہ قہقہہ مارا کہنے لگا ہمنے صورت
تبدیل نہین کی ہو بلکہ روح ہماری اِس جسم مین آئی ہو ہم سے یہ صورت نہین بنائی ہو اگر ہمکو
کوئی قتل کریگا روح ہماری دوسرے جسم مین اُتر آئیگی وہ جسم مُردہ ہو جائیگا روح ہماری زندہ

رہیگی دوسرے جسم مین اُتر کر پھر اُٹھینگے اسوجہ سے ہمارا مرنا ناممکن ہو ہمارا دل بخوبی مطمئن ہو ملکہ مہرخ
نے کہا اِسکا ہمکو اعتبار نہین آتا جس بات کو کبھی نہ دیکھا ہو بلکہ سُنا بھی نہو بس کیونکر یقین مانین کلام ختم ہوا تھا
پر ملکہ مہرخ کے سب وجد کرنیلگے مشعل نے کہا اے مہرخ حقیقت مین تم سچ کہتی ہو یہ شرف کسی کو نہین ملا
دو سو برس ہمنے ایسی عبادت کی کہ یہ کمال حاصل ہوا مہرخ نے کہا ہم یقین نہ مانینگے یہ فعل
کرکے دکھائیے مرکے زندہ ہو جائیے تب ہم آپ کی اطاعت کرین ہمین خوف ہو مشعل نے کہا پھر
آپکا اِنکار نہ بن پڑیگا ملکہ مہرخ نے کہا بسم اللہ ہم راضی ہین اُٹھیے مگر ہم اپنے ہاتھ سے قتل کرین اور
آپ زندہ ہو جائیے تب ہمکو یقین کامل ہو اور کسی کے قتل کرنیکو ہم ہرگز نہ مانینگے اُسکو شعبدہ
جانینگے تمام اہالیانِ دربار اِن باتون کو بگوشِ ہوش سُن رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ
ملکہ مہرخ نے کیا خوب بات فرمائی ہو مشعل نے چپکے کان مین ملکہ حیرت سے کہا حیرت اُٹھکر تخلیہ مین گئی
ملکہ مہرخ نے مشعل پر تاکید کی کہ آپ اپنے سر جھکاکر بیٹھیے ہم ہاتھ تلوار کا مارین آپ کا پلٹ ہوکر
زندہ ہو جائیے ہم ابھی اطاعت کرین کل سردار ہمارے قبضے مین ہین سبکو لاکر قدمون پر گرادین ابھی کل
مقدمہ صاف ہو جائے مشعل نے کہا ذرا تامل فرمائیے ملکہ حیرت بھی تشریف لائین ملاحظہ فرمائین تم
اپنے ہاتھ سے قتل کرنا خوب تلوار کو تیز کر رکھو ملکہ حیرت نے گوشے مین جاکر یہ سامان کیا ایک طائر منگاکر
اُسکی گردن مروڑی مُردہ طائر کو دوپٹے مین چھپالیا ابریق کو بلاکر حکم دیا کہ ایک جوان خوش رو کو تنہائی
مین لیجاؤ اُسکی گردن مروڑکر مُردہ بناؤ زیرِ تخت لاکر چھپاؤ جسوقت ملکہ مہرخ مشعل جادو پر ہاتھ لگائین
مین فوراً طائر مُردہ اُسکے دہن سے ملادونگی تم مُردہ میرے سامنے پیش کرنا طائر کو روبروی مُردے
کے کر دونگی طائر سے روح مُردے کے جسم مین اُتر آئیگی مُردہ نعرہ کرکے اُٹھیگا تم شاہنشاہ مشعل
مہرخ قائل ہوگی آج ہی خاتمہ ہو جائیگا حیرت یہ انتظام کرکے طائر مُردہ کو اپنے دوپٹے مین چھپائے
ہوے آکے کُرسی پر بیٹھی ابریق نے زیرِ تخت مُردہ انسان کا عقلمندی سے پہونچایا اب مشعل نے
جب دیکھا کہ کُل سامان ہوگیا کہا کیون ملکہ مہرخ آؤ امتحان کر دیکھو واضح رہے کہ یہ مہرخ نہین ہو
بلکہ خواجہ عمرو ملکہ مہرخ بنکر آئے ہین باغبان وغیرہ نے خواجہ عمرو کو سمجھا دیا تھا کہ مشعل کا پلٹ ہی
کیا عجب ہو طائرانِ مُردہ موجود رہین مُردہ انسان کا بھی ایک نہ ایک ضرور حاضر رہیگا گرتے ہی لاشہ
مشعل کے طائر مُردہ کوئی اُسکے دہن سے لگائیگا پہلے وہ جسم طائر مین اُتر آئیگا پھر قالب انسان

مین جائیگا اب خواجہ عمرو کو طریقے سے معلوم ہوا کہ حیرت انتظام کرکے آئی ہے چالاک بصورت مبدل
دربار مین موجود ہے عمرو نے کہ بشکل مہرخ تلوار لیے کھڑے ہین پکار کر آواز دی کہ بلا سے اپنے
کام پر مستعد ہون انتظام مین مصروف رہین حیرت زوجہ شاہنشاہ افراسیاب تماشا دیکھ رہی ہے فورًا
چالاک سمجھ گیا کہ قبلہ و کعبہ کی مراد یہ ہے کہ حیرت کو روکا جائے فورًا کنیز بنکر پشت حیرت پر کھڑا ہوا
برق تڑپکر بشکل ساحر ابرق کے سر پر پہونچا چالاک نے آواز دی کہ ای ملکہ مہرخ اب تلوار
شاہنشاہ شعل پر لگا دیجئے آپکی تلوار کا کاٹ دیکھین عمرو نے پلٹ کے دیکھا میرا نور نظر بشکل کنیز
پشت ملکہ حیرت پر کھڑا ہے میرا مجبور یا بھی پہونچگیا مطلب تو یہ تھا کہ انتظام ہونے پائے اور روح
شعل جسم سے نکلجائے اب ملکہ مہرخ نقلی تیغہ برق زا نیام سے کھینچکر بصد کر و فر انھین شعل کی
دو چار جام اور پیکر تخت سے کود اکنے لگا میر جواد بیت مین ہی جھکا کے سر ہون سر خاک تیغ تیا
تم قتل کرنے آؤ سر و ہی سنبھال کے ؛ عمرو نے پیترا بدلا چاہا ایسا نیمچہ ماروں کہ دو ہی ٹکڑے
ہون تسمہ بھی نہ لگا رہے بقول آتش فرد زخمی نہین جو منت مرہم اٹھاؤن مین وہ تلوار وہ پڑی کہ نہ
تسمہ لگا رہا۔ عمرو نے تو یہان پیترا بدلا لیکن فلک کجرفتار گردون غدار در پے آزار ہے عقل فطرت
سب بیکار ہے چشم زدن مین رنگ تفرقہ ہیکتا ہے اسکی شعبدہ بازی سے بچنا غیر ممکن ہے افراسیاب
پیلے سے ملکہ ماہیان زمردپوش مین بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا ہے یکایک ملکہ ماہیان نے کہا دیکھو جی
افراسیاب تو شعل جادو کو چھوڑکر یہان چلا آیا ایسا نہو ہوا سے بدبخت عیاری عمرو اسکو قتل کرے
وہ بلا سے روزگار ہے افراسیاب نے کہا نانی اماں ورق سامری تو دیکھیے پرچہ اٹھا کر ماہیان
نے دیکھا منھ پیٹ لیا کہا او افراسیاب جلد اپنے کو بارگاہ مین پہونچا عمرو اسکو بشکل مہرخ سے
مارا چاہتا ہے افراسیاب بحواس ہو کر اٹھا شعل برق جہندہ کرتا کا عمرو چاہتا تھا کہ ہاتھ مارے
آسمان سے آواز آئی او ساربان نزاد سے کیا کرتا ہے سنم شاہنشاہ افراسیاب ای شہنشاہ شعل
آپ نے ترا دھو کا کھایا چالاک تو ایک جانب بھاگا برق تڑپکر نکلگیا افراسیاب بجلی کی طرح کوند کر زمین
گرا عمرو کود کر کنارے ہوا افراسیاب و حیرت و شعل عمرو کے پیچھے دوڑے باہر بارگاہ کے
بائیس لاکھ فوج جرار فردکش ہے افرار و قرار جادو سرداران شعل بھی موجود مین عمرو جست کرکے
بارگاہ سے پچاس قدم باہر آیا افراسیاب و شعل بھی نکلے عمرو نعرہ کرکے ٹھہر گیا نیمچہ کاندھے پر رکھکر نعرہ کیا

او شعل بے عقل معلوم ہوا تو صرف کایا پلٹ ہی ہے میں نے تو ابھی تجھکو مارا ہوتا مگر بچگیا بڑا بے غیرت ہے مین غیر ساحر ہون کیا بے اچھا کرتا ہے بائیس لاکھ ساحر فروکش ہے اگر دعوی مردی رکھتا ہو ان سبکو حکم دے کہ مجھکو گرفتار کرین لیکن سحر نہ کرین دیکھو تو کیسا شکار کھیلتا ہون مین اسکا عیار ہون ، جسکا لقب ہے کشندہ جنت بے سیمرغ بروز مصاف و برہم زنندہ لشکر دیوان قاف امیر حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف زلزلہ قاف ثانی سلیمان قاتل کافران داماد نوشیروان اُس آقائے نامدار کے ساتھ صف شکنی تیغ زنی کی ہے آج تماشا جرات کا بھی دیکھ لے اے افراسیاب مقام غیرت ہے کہ تو تنہا اس مو ضعیف مشت استخوان کو سحر سے مجبور کرتے ہو دیکھو اکیلا سر میدان بارہ لاکھ جوان کو ٹوکتا ہے جو مرد ہون تلوارین کھینچکر آئین اگر مجھے بے جرأت گرفتار کرلین ابھی تیرا مذہب اختیار کرون افراسیاب شرما گیا شعل کے سینہ آگیا سب نے دیکھا کہ عمرو بصورت اصلی نیمچہ کھینچے کھڑا ہے پکار رہا ہے جسکو دعوی جرأت ہو مجھسے آنکھ ملائے بس غصے مین افراسیاب نے آواز دی خبردار کوئی عمرو پر سحر نہ کرے تیر و تلوار و نیزے سے مار لو تمام کفاران خرس طینت میمون خصلت عمرو پر بلوہ کرکے جا پڑے عمرو نے نام رب اکبر کا لیا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالکے نعرہ مردانہ کیا

نعرہ

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانیکا مکار و غدار ہون
مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
تراشندہ ریش کفار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد و طرار ہون

نعرہ شیرانہ کرکے لشکر فجار پر مردانہ وار جا پڑا مثل برق جہندہ تڑپ تڑپ کر گر رہا ہے فوج ستم کی کالی گھٹا چھائی ہے تلوار تیر برس رہی ہے بیسیون صدہا کو زخمی کرچکا ہے

بیت

گہے را بہ بازو گہے را بہ سر
گہے را بہ پشت و گہے بر کمر
کہ تا بشنہ حرب و جرأت کا شیر
تھکا نہ لڑنے لگا وہ دلیر

جھپٹکر جسپر نیمچہ مارا سر پر ساحر کے پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے عمرو نے تڑپ کے جست کی کبھی کسی ساحر کے کاندھے پر پاؤن جما دیے وہ گھبرا کر اٹھا عمرو نے لپٹ کر خنجر مارا سر اُسکا دھڑ سے زمین پر گرا کسی نے عمرو پر نیزہ مارا عمرو نے کج ہو کر خالی دیا وہ نشان مین جھکا عمرو نے کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر ساحر زبون سیر کے دو ٹکڑے ہوئے کسی کو انکا ہاتھ مارا شکم ساحر کا چاک کیا جگر اپاک کیا ہمہ تن چشم بنا ہوا لڑ رہا ہے کاغذی سپر ہاتھ مین

ہر ایک سے قتل کی گھات میں چھوٹ کے ہاتھ چل رہے ہیں ساحر کف افسوس مل رہے ہیں کسی کو سرتا پا گن دیکے کمر پر ہاتھ مارا کبھی بیٹھ کے پالٹ کا ہاتھ لگایا چار چار پرے پیر اُڑ گئے کبھی لوٹ ماری قتل کرتا ہوا گردوں میں جا کر چھپا پھر اُٹھکر جست کی بلندقدون کی ہمت پست کی اکثر زخم بھی کھائے جرات سے ضربے اُٹھائے بجلی آنکھوں میں چکا چوند ہے برق شمشیر چمک رہی ہے سپروں کی کالی گھٹا چھائی ہے سر برس رہے ہیں دریاے خون جاری نقیب پکارتے پھرتے ہیں اشعار

آج مقتل میں یہ جانبازوں کی کثرت ہوگی	تیغ قاتل کو نہ دم لینے کی مہلت ہوگی
سیر ہی آب دم تیغ سے ہو جائینگے	چشم جوہر میں کہانتک نہ مروت ہوگی
کون ہوگا مرے بعد اسکے سوا ماتم دار	بیکسی سوگ نشین غمزدہ حسرت ہوگی
کر سکیگی مجھے بیزار نہ قیامت نہ شب	سیر سے تیغ پہ اگر آپ کی رحمت ہوگی
اپنے بسمل کا نہ تسمہ بھی لگا رکھے گا	تیرے قاتل میں اگر کچھ بھی مروت ہوگی

ہنگامہ گیر و دار بلند ہے افراسیاب وشعل دیکھ رہے ہیں جرات عمرو پر وجد کر رہے ہیں سکتے کا عالم ہے اپنی فوج کے قتل ہونیکا غم ہے ہر ایک کی چشم پر نم ہے ہزار ہا بسمل پڑے سسکتے ہیں کتنے بیجان ہو چکے ہیں قرنا الٹی سانسین لے رہی ہے دمامے پھول کر ڈھول ہوے ڈھول کا پیٹ خالی تاشے چوبون سے سر پیٹ رہے ہیں لینا لینا کے بدلے صدا بھاگو بھاگو کی آتی ہے نعرہ عمرو سے زمین تھراتی ہے چہرہ غصے سے گلنار ہاتھ میں کھنچی ہوئی تلوار نیزون کی سنانین اُڑا دین طعن کون کرے زبان قلم ہوئے جوشن شل سپر کانپ رہی ہیں لرزہ چڑھا ہے علمون پر بار الم پھریرون کو چاک ہونیکا غم بہت سے علم لنگر زمین پر گرے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کفن ہین مردے ہیں زمین خون سے لال ساحرون کا عجب حال کوئی زخمی کوئی پامال ساحر تلوار کی لڑائی سے عاجز ہیں کبھی بھاگتے ہیں کبھی کہتے ہیں یارو کس سے لڑیں عمرو ہمکو معلوم نہیں ہوتا بجلی تڑپ رہی ہے شعل نے قرار واقرار کو حکم دیا ارے تم کیا دیکھ رہے ہو تلوار سے سر عمرو کا کاٹ لو قفلے کا رقرار جادو اپنے کو بیلون جانتا ہے پھکیت بھی ہے خبردار کہکے بڑھا و ساربان زادے تم قرار جادو زینت پہلوے شاہنشاہ شعل خوشخو عمرو نے پیٹ کر دیکھا ایک ساحر شب قوی تن قوی من سیاہ فام بد انجام سر بدل رہا ہے عمرو نے کہا اب یہ نٹ بازی کیسی قریب اگر تڑ دیکھ مجھکو ساحرون کے حربے سے ملک

سنین ہو برابر روک رہا ہون تو بھی آگر مقابلہ کر جہنم مین پہونچا دون شعلۂ شمشیر بھڑک رہا تھا قرار نے تلوار کھینچکر
جا پڑا عمرو پر ہاتھ مارا عمرو نے وار کو اس ناہنجار کے خالی دیا بڑے زور و شور سے اسنے ہاتھ
مارا تھا جھونک مین تلوار کے جھکا عمرو نے اوپر سے ہاتھ مارا اسنے سر اٹھایا برق شمشیر چمک کر
گری خود و دبلغہ و عرق چین کاٹ کر سراسر نکلے اور جبڑے کو کاٹا زمین مین تلوار نے بوسہ دیا خاک
اڑی عمرو نے نعرہ تکبیر کیا آواز دی وہ مارا اقرار جادو نے دور سے جو دیکھا کہ قوت بازو مارا گیا
ہائے کہکے کلیجہ پکڑ لیا ہائے بھائی ہائے بھائی کہکے چیخنے لگا لڑائی بھڑائی بھولا غصے مین طرف عمرو
کے چلا ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ صاحبو یہی طرح کی بات ہے شہنشاہ ہمکو حکم دیتے ہین تلوار سے
لڑو سحر و ساحری نہ کرو ہم لوگ تیر و تبر کو کیا جانین سحر و ساحری کے واقف کار فنون سپاہ گری مین
بیکار اسی وجہ سے ہمارا بھائی بھی مارا گیا کیسا ساحر زبردست تھا یہ کہکے جھولی سے گولہ نکالا سحر
پڑھتا ہوا چلا قرار کے مرنیکی جب آواز کان مین مشعل کے پہونچی بیقرار ہو گیا افراسیاب سے
کہا اے شہنشاہ غضب ہو گیا میرا نامی سپہ سالار مارا گیا افراسیاب نے کہا لڑائی مین یہی ہوتا ہے
اتنی دیر مین اقرار ہٹو ہٹو کرتا ہوا بڑھا قریب عمرو کے پہونچا داہنے ہاتھ مین تلوار بائین ہاتھ مین
گولہ زیر دامن چھپائے ہوئے نعرہ کیا او ساربان زادے تو نے میرے بھائی کو مارا میرا
کچھ خوف نہ کیا اب شربت مرگ کا مزہ چکھ منم اقرار جادو دل سے اقرار کرکے چلا ہون کہ بدون
قتل عمرو نہ پلٹونگا یہ کہکے آواز دی کہ صاحبو گرد سے عمرو کے ہٹ جاؤ قریب نہ آؤ مین اپنے
بھائی کے خون کا بدلا لونگا عمرو کا سر کاٹونگا جادوگر الگ ہو گئے عمرو تیغہ کاندھے پر رکھے سامنے
اقرار کے آیا کہا اپنے بھائی سے تجھکو بڑی محبت ہے اسی کے پاس تجھکو پہونچا دونگا وہ بھی
تیرا انتظار کر رہا ہے اب افراسیاب و مشعل نے بھی دیکھا کہ بائین ہاتھ مین اسکے گولہ ہے زیر
دامن چھپائے ہوئے ہے افراسیاب نے پکار کے آواز دی اے اقرار خبردار اے بد دولت اور
شہنشاہ مشعل عہد کر چکے ہین عمرو پر سحر نہ کر اسب آبرو جائیگی ایک پر لاکھون گرے ہین اسکی
جرأت دیکھو ہم انصاف پسند ہین اقرار نے افراسیاب کو تو کچھ جواب نہ دیا مشعل نے بھی پکارا
اے قوت بازو و اے زینت پہلو خبردار سحر نہ کرنا اقرار نے کہا آپ ایسا فرماتے ہین ہم سپاہی ہین مین
شمشیر زنی کیا جانین سحر کو بخوبی جانتے ہین اسی جھگڑے مین ہمارا بھائی مارا گیا ہم ہرگز نہ مانینگے

مشعل و افراسیاب ہان ہان کرتے رہے اُسنے جھپٹکر گولہ سحر کا عمرو پر مارا گولہ پھٹا عمرو لہرا کے
زمین گرا گرتے گرتے آواز دی ای افراسیاب وای مشعل لعنت ہو تمپر آخر تلوار و تبر سے کام نہ چلا مجھکو
کوئی بھی قتل نہ کرسکا آخر ملعون نے سحر کیا دیکھو اسکو منع کر انجام اسکا بد ہی میرے شاگرد قیامت برپا کرینگے
افراسیاب و مشعل کو پکارا کسی نے جواب نہ دیا ابتو عمرو گھبرایا ادھر اقرار تیغہ آبدار کھینچکر بڑھا
عمرو اور زیادہ مضطر و بیقرار ہوا کہ اقرار مجھے قتل کرنے آتا ہی افراسیاب و مشعل کو پکارا اُنمین
سے کسی نے جواب نہ دیا یاس سے طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھا ای خالق لیل و نہار ای پروردگار
وای حامی و مددگار اِس نامرد کے ہاتھ سے بچا لے اُسوقت تو تمام لشکر مین اک غلغلہ بلند ہی ہر ایک یہی
کہتا ہی اقرار جادو نے جرأت سے کے خلاف کیا سبکو بدنام کریگا مگر اقرار کسکی سنتا ہی عمرو بلبلا بلبلا کر
رجوع قلب سے دعا کر رہا ہی کہ ای نظم

شاہا ز کرم بر من درویش نگر
بر حال من خستہ و دلریش نگر
ہر چند نیم لایق بخشایش تو
بر من منگر بر کرم خویش نگر

ای معبود کوہ سرانديب پر وعدہ ہو چکا ہی آج تو موت کا سامنا ہی
اِس آفت آسمانی سے بچا لے سب نے دیکھا کہ اقرار قریب عمرو پہونچا عمرو کے ہاتھ پاؤن بیکار
تھے سحر مین اقرار کے پھنسا ہوا کبھی اُٹھا کبھی بیٹھا کبھی گرا ایسی حالت مین اُس نامرد نے آکر
تیغہ مارا سب نے دیکھا عمرو پر تلوار پڑی عمرو کے دو ٹکڑے ہوے اِک غبار بلند ہوا اندھیرا
چھا گیا افراسیاب نے پکار کر کہا بڑا غضب ہوا اب شاگرد ان عمرو اقرار کو نہ چھوڑینگے خیر جو ہوا
آج فیصلہ ہو گیا اب کسکا ڈر ہی یہ سارا بان زادہ بڑا فطرتی تھا آج کس ذلت و خواری سے
مارا گیا ابتو مہرخ و بہار کے دانت کھٹے ہو جائینگے کس برتے پر لڑینگی مسلمان اپنا سر
پٹینگے ہوشربا سے بھاگ جائینگے یکایک وہ غبار شق ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من اقرار جادو
ہو داب جو سب نے دیکھا لاشہ اقرار پڑا ہوا تڑپ رہا ہی عمرو نہ دارد لیکن ایک برق آسمان پر چمکی
آواز آئی منم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر او افراسیاب شرم نہ آئی کہ ایک عیار کو باہمیں لاکھ نہ قتل کر سکے
آخر سحر و ساحری سے کام لیا ہماری زندگی مین محال ہی کہ کوئی خواجہ عمرو کو مار سکے دیکھ یون
لیجاتے ہین افراسیاب گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہوا چاہا قصد کرے کوکب پر جا پڑے مگر حیرت
کمر سے لپٹ گئی کہا ای شہنشاہ جانے دیجیے مشعل جادو بہت بڑا کا اقرار و قرار کے مارے جانیکا

صدمہ عظیم ہوا کہا اے افراسیاب اب مسلمانوں کو زندہ نہ چھوڑونگا بیچارے پُرانے سردار مارے گئے افراسیاب نے کہا ہزار ہا خدمتگذار حاضر ہیں ہمکو چند سردار پیش کیے تاکید کی کہ خبردار ہمیشہ خدمت شہنشاہ مشعل میں جانفشانی فرمانبرداری میں کبھی عذر نہ کرنا جس امر کو شہنشاہ کچھ لیے پہر بھی فرماوین قبول کرنا بسر و چشم وہ کام کردینا مجھسے بڑہ کر شہنشاہ کو سمجھنا اب دو کلمہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے گذارش ہوتے ہین کہ خواجہ تو تج ہوا سے بیہوش ہو گئے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو قصر جمشیدی میں پایا شہنشاہ کوکب روشنضمیر و برہمن بوعلمین تن و ملکہ بران شمشیرزن و ملکہ اختر بن سہیلان و ملکہ حنا سے گلگون پوش وغیرہ سب دربار مین موجود ہین شہنشاہ کوکب نے خواجہ عمرو کو گلے سے لگالیا کہا خواجہ آپ نے کیا کیا اکیلے پرانے دربار مین چلے گئے عمرو نے کہا اے کوکب مین نے حرامزادے کو مارا ہوتا مگر افراسیاب آگیا کوکب نے کہا خواجہ مین دیکھ رہا تھا مرات واقعہ مین سب حال مجھپر آئینہ تھا مگر دل کو کب قرار ہی جسوقت سے یہ ملعون آیا آب و دانہ حرام ہوا اُستاد فیض بنیاد نور افشان جادو نے مجھکو نامہ لکھا تھا کہ خواجہ عمرو کو بلا بھیجو ہمین کچھ صلاح کرنا ہی آپ اب تشریف رکھیے مین اُستاد کو بلا تا ہون برہمن ایسا نجومی کامل و اکمل ستارہ شناس فلک اساس سر جھکائے بیٹھا ہی خواجہ نے کہا اے برہمن تم کو کیا ہوتا ہی برہمن نے کہا خواجہ اپنے سر پر ہاتھ دھر کر روتا ہی پروردگار انجام بخیر کرے برہمن و خواجہ سے باتین ہونے لگین برہمن کی باتون سے خواجہ عمرو کے ہوش اُڑ گئے کہ اتنا بڑا کامل و اکمل ایسے کلمات حسرت آیات زبان سے نکالتا ہی دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی لیکن کوکب نے اُسی وقت ایک نامہ لکھکر طرف قصر نور افشانی کے روانہ کیا بعد چند عرصے کے نور افشان جادو تخت پر سوار دونون شاہزادیان ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دونون پہلوؤن مین نور افشان آنکر بیٹھا خواجہ سے بغلگیر ہوا دونون شاہزادیون نے سلام کیا عمرو نے دعا دی نور افشان نے کہا اے شاہنشاہ اوج عیاری چند باتین مجھے آپ سے عرض کرنا ہین انکو اب بگوش ہوش سماعت فرمایئے جس طرح سے بنے اُسکا انتظام اسی طور سے کیجیے ہرگز ہرگز خلاف نہ کیجیے ورنہ بڑی قباحت ہی سخت مصیبت ہی اک اور بھی آفت ہی کہ یہ نازنینان ماہ رخسار گلعذار دلبستگی مفت ہاتھ سے جاتی رہینگی بجز کف افسوس ملنے کے کچھ نہ ملیگا اب ذرا بھی غفلت نہ کیجیے گا سمجھ بوجھکر کام کیجیے گا ایسے کام نہ فرمایئے کہ مشعل کا معاملہ شل او رون کے ہین ہی عمرو نے کہا آپ فرمایئے نور افشان نے کہا

خواجہ جب مقابلہ مشعل سے ہو اپنے عیاروں پر تاکید کیجیے آپ بھی اس مضمون کو گوش ہوش سن رکھیے
جسوقت کہ آپکا سردار مقابلہ مین اُس آتش مزاج شعلہ خو یعنے مشعل جادو کے جاے وہ ملعون آتش
قہر وغضب سے بھڑک کر اپنی روشنی دکھاے سردار آپکا بیدم ہو کر زمین پر گرے اور وہ ملعون اُنکی
روح کو جسم طائر مین بند کرے لاشہ نہ جانے پائے وہ ناری قصد کریگا کہ جسم خاکی کو اسکے جلادون
خاک مین ملادون اُسوقت عیاری کا یہ کام ہے جسطرح ہو سکے لاشہ اپنے قبضے مین کیجیے ایک بارگاہ
استادہ کرا ئیے اسمین باحتیاط لاش رکھیے نگہبان مقرر فرمائیے اُن لاشون پر کوئی آنچ نہ آنے پائے
شاید انجام بخیر ہو خداوند کریم فضل اپنا شریک حال کرے جو تدبیر کہ ہم سوچے ہین وہی بن پڑے
پروردگار عالم مردون کو زندہ کرے بس اب آپکی اتنی اُستادی ہے کہ لاشے اُن کشتگان حسرت دیاس
کے نہ جلنے پائین لیکن افراسیاب جادو تو سامنے ہی موجود رہیگا البتہ اُسکے سامنے عیاری کرنا ایسے
دشمن کو دھوکا دیکر آگ سے لاشے اُٹھانا امر دشوار ہے لیکن خواجہ صاحب جان لڑا دیجے جسطرح
ہو سکے اِن نازنینان شعلہ خو کو جلنے سے بچائیے عمرو نے کہا ای نور افشان بہت مشکل ہے زبان سے
کہدینا کتنی بڑی بات ہے نور افشان نے کہا مین تو خود یہی عرض کرتا ہون کہ نہایت دشوار ہے آپ اگرچہ
ایسی ہی کدوکاوش کرینگے تو کیا عجب ہے کہ پروردگار آسان کرے یاد رکھیے اگر لاشے نہ بچا ئیے گا
جس سردار کی روح اُسنے قبض کی انجام مین کوئی صورت نہین عمرو نے جواب دیا جہانتک ہو سکیگا کوئی
دقیقہ نہ اُٹھا رکھینگے دام تزویر بچھا ئینگے اپنے کو مثل نقش قدم مٹا دینگے لاشے بچا ئینگے نور افشان و
خواجہ عمرو سے ایک عرصہ تک یہی ردو قدح رہی نور افشان خواجہ کو تنہائی مین بھی لیگیا بہت کچھ
سمجھایا بیان کوکب و بُرّان از حد بیقرار حد کا انتشار ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہے یہ بھی کہتے ہین کہ
بھلا کیونکر ہو سکتا ہے برائے مدد لشکر اسلام نہ جائین اگر جائین تو کس سے مقابلہ کرین کیا کرین وہ تو
ایک اشارے مین روح قبض کرتا ہے خدا عزت و آبرو بچاے اس موذی کے چنگل سے چھڑاے
نور افشان سے باتین کرکے خواجہ باہر آے نور افشان و برہمن رخصت ہو کر اپنے قصر کی طرف
گئے خواجہ عمرو کوکب سے رخصت ہوے کوکب کے کان مین کہدیا خبردار خبردار بُرّان وغیرہ کو
نہ آنے دینا جہان زور نہ چلے وہان کیا ضرور ہے ہم تو سینہ سپر ہین مرنے سے نڈر ہین اسد نامدار کو
الگ چھپا یا ملکہ مہ جبین کو منع کردیا بارگاہ مین شاہ دہ رُخ ہی کے سر پر سارا بار ہے اُسکا بچانیوالا پروردگار ہے

کوکب بھی ملکہ خواجہ سے بت رو یا خواجہ رخصت ہو کر طرف اپنے لشکر کے چلے لیکن افراسیاب نے ایک
بارگاہ الگ برائے مشعل جادو استاد کرا دی ہر چند طفلان کم سن اُسکے پہلو مین بیٹھے ہین قرابے شراب کے رکھے
ہوئے ہین شراب خواری مین مشغول ہے ان لڑکون سے مشغول بازی کرتا جاتا ہے کسی کا ہاتھ تمام لباس کو
گرد مین کھینچا رات کا وقت ہے اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا آج دیکھ رہا ہے کہتا ہے کل شہنشاہ طبل جنگی بجوائینگے اور دولت کو خود
انتظام کرنا ہوگا طاہر بھی تیار رہین مردے آدمیون سے کے چند موجود رہین جسوقت جسکا کام ہو تلاش نہ کرنا پڑے
یہان مہتر برق فرنگی شام کو اپنے لشکر سے نکلا خیال کیا چلو چلیے لشکر حیرت سے خبر لائین بانہا سے
عیاری سے آراستہ ہو کر چلا جنگل مین آ کر دیکھا ابریق کوہ شگاف وزیر اعظم افراسیاب دو لڑکون کو
سمجھاتا ہوا لیے جاتا ہے وہ جانا نہ قبول کرتے تھے زبردستی اُنکو پکڑا ہے بیچارے غریبون کو رستے مین جگہ جگہ
دہ داد و فریاد کرتے ہین ابریق اُن بیچارون کو نہین چھوڑتا سمجھاتا ہے ارے خدمت شہنشاہ مشعل میں چلو
لباس پُر تکلف پہنے گورو پڑ صرف کرینگے انکو ملینگے جاگیر دلوائینگے گانون مین بطور رعایا رہتے ہو زلند اور ان
کی جاہ مین سے ہو تمکو مختار بنائینگے گانون بھی معافی مین دلوائینگے وہ بیچارے روتے ہین کہتے ہین ہمارے
دو بھائی کل اسی طرح سے گئے پھر کے نہ آئے نہین معلوم اُنپر کیا گذری یہ جو برق نے سنا کہ دو لڑکے یہ دو
الغیاث کرتے ہین ابریق خوشامد مین کر رہا ہے گانون سے اتفاقاً دس بارہ گنوار آتے تھے اُنہون نے دیکھا
ہمارے گانون کے لڑکون کو ایک شخص پکڑے لیے جاتا ہے لٹھ تان کے دوڑے کہا ارے یہ بردہ
فروش ہے اسکو پکڑو لو مار کے سامنے سے چلو ابریق نے جو دیکھا کہ دس بارہ گنوار آپڑے ایسا نہو کسی کا لٹھ سر
پڑ جائے سر پھٹے ہاتھ منہ ٹوٹے لڑکون کو چھوڑ کے بھاگا گنوار دوڑے ابریق نکلگیا پہاڑ مین جا کر چھپا گنوارون
نے آ کر لڑکون کو کھولا طرف اپنے گانون کے لیگئے اب ابریق پریشان ہوا اور کوہ سے بصد اندوہ
سوچتا ہوا نکلا کہ یہ تو بڑی بُری بات ہوئی گنوار مجکو اب پہچان گئے لڑکے نہین ملتے افراسیاب خفا ہوگا
شاہنشاہ مشعل کی رات کیونکر کٹیگی برق نے جو یہ سرگرم دیکھا خیال مین آیا چلو آج مشعل کا چراغ حیات
گل کرین یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری نکالا اک کمسن خوبرو کی وضع بنکر تیار ہوا ظاہر پندرہ سولہ برس کا سن
معلوم ہوتا ہے سر پر کارچوبی ٹوپی ترچھا جوڑا اندھا ہوا انگا رجوڑا بدن مین کامدار جوتا پہنے ہوئے عطر لیے مسی
دانتون مین لگائے کاجل آنکھون مین کھنچی ہوا ٹھکیان بجاتا گاتا مسکراتا اٹکھیلیان کرتا چلا آتا ہے ابریق صورت
زیبا دیکھکر نہال ہو گیا جی مین کہنے لگا بے مثل نازنین ہے ایسا حسین و مہ جبین ابتک کاہیکو ملا تھا فوراً آواز دی

شعر اسطرف دیکھ سے منھ پھیر کے جانے والے ٭ یہان بھی رہتے ہین ترے ناز اُٹھانے والے ٭ برق نے پلٹ کر دیکھا اُسنے اکر جواب دیا او نٹ کھٹ تو کون ہی جو راہگیرون کو روکتا ہی ہمکو کیون ٹوکتا ہی تیرا مطلب کیا ہی کیا کوئی چور اچکا ہی یا کوئی بنا بگڑا ہی قطع مبارک تو مسخرون کی سی معلوم ہوتی ہی ابریق ان چٹکلون سے پھڑک گیا اتنا کا خوش ہوا قریب آنکے ہاتھ تھام لیا کہا میان ہمارے ساتھ چلو ایسے کا سا سنا کرائین تمکو ہزارون روپیہ ملین خداوندان ہی برق نے ہنسکر کہا وہ نگوڑا کون ہی اسکا نام تو بتاؤ مین تمھارے ساتھ چلتا ہون وہ کھیل دکھاؤن گھبرا جاوین پھر کبھی دوسرے کو نہ چاہین کسی اور کا نام نہ لین میری ہی جوتیون کے تلے رہین پانی بھرا کرین ابریق ہاتھ پکڑا ہوا چلا دلمین کہتا ہی کہ دیکھا بڑا شوق پراق ہی چٹکیان بجاتا ہی غزلین گاتا ہی اس عرصہ مین برق بہتے اُسی طفل خوررو نے کہا سنو میان ابریق ہمارے استاد بڑے مزے سے یہ غزل گایا کرتے تھے ہمنے بھی یاد کی ہی غزل

کیا نظر ہو تمھیں بازارون سے تو کہیے
گر گئے نالون سے ہزارون سے تو کہیے
پھر تم نہ کہین حضرت عیسیٰ کی طرح سے
دست برسبب غم کے ہزارون تو کہیے
ان داتون کو کیا تم نے بھی کئے ہو تمنا
کس واسطے یہ سینہ فگارون تو کہیے

گر شوخ سے ملین کیسے اشارون تو کہیے
کیا کٹے ہین آنچلے سر خاک شہیدان
کیے یہ غم عشق کے مارے تو کہیے
موقوف ہو گر دل کا شکار ان وادا
ہوتے ہین کچھ ال ستارون تو کہیے
کہیے نہ تنگ ظرف سے ہو ذوق کی باتین

حال دل بیتاب کہا جاسے تو کہیے
کچھ فتنے اُٹھانے ہون ہزارون تو کہیے
کچھ سوز دل پایا کسی دلسوز نے آگے
تو ہلے کچھ ان سیر شکارون تو کہیے
شانے کا دل چاک پسند اسکو آیا
کنگر اُسے ملتا ہو ہزارون تو کہیے

ابریق ان اشعار کو سنکر بہت مسرور ہوا جی مین کہنے لگا جبتک شہنشاہ مشعل تشریف لاے ایسا معشوق پری پیکر سمن برطرار و فرارطرحدار ممکن ہوا تھا کیا عجب ہی ہمارے شہنشاہ افراسیاب بھی شوقین ہین اپنی خدمت سے سرفراز کرین ہنستا ہوا باتین کرتا طرف بارگاہ مشعل کے لے چلا خیال ہین گذرا کہا ابریق اگر ہمارے شاہنشاہ افراسیاب جادو نے پسند کرلیا تو بڑی مشکل ہوگی خدمتمین شاہنشاہ مشعل ہی کیلے چلو آج شب بھی وہان کنارہ شواہد ساقی ہیے بہت کم ہین یہ سوچتا ہوا دردولت مشعل جادو پر آیا حاجب دربان حاضر ہین ابریق وزیر اندر گیا برق عیار کو باہر چھوڑا مشعل جادو کو جھککر سلام کیا عرض کی حضور آج ایک معشوق دلفریب لایا ہون امیدوار ہون کہ دعا دیجیے سامری سے کہکر میری عمر بڑھوا دیجیے مشعل نے کہا ای ابریق ایسا مرشد تھا اکر سنیگے کہ نامطان دربند طلسم ہوش ربا رشک کرین اب بہت جلد بلاؤ بدولت بیقرار ہین برق تڑپ کے اندر آیا مشعل کی نگاہ پڑی نہایت حسین گلعذار طفل او رخسار

طرحدار وضعدار قد موزون سرو باغ دلفریبی رعنائی وزیبائی کرشمہ و ناز دست بستہ ساتھ مین برق بصد ناز و انداز
واسطے تسلیم کے جھکا مشعل نے مسکرا کر ہاتھ بڑھا دیے چاہا گلے سے لپٹا لون برق نے ایک طمانچہ مارا
تڑاق سے آواز آئی کہا گورے گنوار لپٹا ہی جاتا ہو ادب سے رہ مشعل بھڑک گیا اس ناز و ادا پر مرگیا طمانچہ
کھا کے گال سہلانے لگا برق الگ بیٹھا ابریق تو سلام کرکے چلا گیا بارگاہ افراسیاب مین پہونچا افراسیاب
نے کہا ای ابریق کہو کوئی ساقی بچہ بھی خدمت شاہنشاہ مشعل مین پہونچایا ابریق نے کہا ای شاہنشاہ دیہات
و قریات مین غلام بدنام ہو گیا اب ہر جگہ یہی مشہور ہو کہ ایک بردہ فروش آتا ہو لڑکون کو پکڑ لیجاتا ہو آج تو
گنوارون نے مجھکو گھیر لیا تھا آپ کے اقبال سے بچا مگر آج ایک طفل مہ وش حسین و جمیل نہایت کوشش سے ملا ہو
کمبخت کی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہو یقین ہو شاہنشاہ بہت خوش ہونگے مجھسے فرمایا ہو تمہاری عمر بڑہ جاوے گی اسوقت
افراسیاب نے کہا ای وزیر اعظم اسکی کیا حقیقت ہو وہ کیا عمر بڑھا سکتا ہو صرف عبادت سامری کرکے اسکو
یہ کمال حاصل ہوا کایا پلٹ ہو گیا اور اسکو کچھ نہین آتا لیکن جسدن سے اقرار جادو مارا گیا کوکب نے اکر
عمرو کو بچایا آج صرصر نے کہا تھا کہ عمرو ولپٹ کر لشکر مین نہین آیا یقین ہو کچھ تدبیر کرتا ہو عیارون کی فکر واجب و لازم ہو
مشعل کی جانبری کی بروقت تدبیر ہے ابریق جاکر اپنے کار ضروری مین مصروف ہوا افراسیاب زائچ
دیکھنے لگا حیرت جادو سے باتین کر رہا ہو حیرت کہتی ہو ای شہنشاہ کل ضرور طبل جنگ بجوائیے اُن جیالون کو
لڑوائیے لاکھون روپیہ خاطر مین صرف ہوسے میخانہ مین ایک شراب کا قطرہ نہین ہو جسقدر تیار ہوئی تھی
اُسی کے واسطے بھیجدیتے ہین بڑے پینے والا ہو افراسیاب نے کہا وہ تو سو برس کے بعد زمین سے نکلا ہو
کلیجے سے شعلے نکل رہے ہین گرمی عبادت سامری سے استخوان جل رہے ہین اب شراب سے ٹھنڈا کرتا ہو
اور آگ زیادہ بھڑکتی ہو حقیقت مین اگر دو چار مہینے یہ اسی طرح رہا ایک قطرہ کسی کو شراب کا ممکن نہو گا گرفتاری
طفلان غربا سے بدنام ہوا ابریق کہتا تھا آج گنوارون نے گھیر اگر وہ ساحر زبردست نہوتا سلامت
نہ آتا ہاتھ پیر توڑتے دمشکین باندھکر لیجاتے مین بھی چاہتا ہون یہ جھٹ پٹ لڑائی فتح کرے مین اسکو طرف
کوہ عقیق کے روانہ کرون بار خاطرداری خداوند کے ذمے ہو ایک ہفتہ سنبھالنا مشکل ہو جائیگا دیکھنا
کہ سلیمان عنبرین موسے کو یہی بھی گھبرائیگا شہرون شہرون اُسکا پھرنا بہتر ہو جہان جہان رہے وہان کا حاکم
شراب و کباب پہونچائے لیکن طفلان غربرد ناممکن ہونگے اپنی اپنی عملداری مین ہر ایک کو اختیار ہو جسطرح چاہے
دعوت کرے یہ گفتگو تھا کہ دیکھیں شہنشاہ مشعل کیا کرتے ہین سُنتا ہو اچلا لیکن مستر برق فرنگی نامدار بشکل

معشوق طناز سامنے مشعل جادو کے بیٹھا ہوا ٹھٹھریان گار ہا ہو دلکو اس بیچارے کے لبھا رہا ہو مسکرا کر مشعل نے کہا ای میرے محبوب جانی وای یار جادو دانی دل بیقرار ہوا اپنے ہاتھ سے اک جام شراب پلا ہاے کیا کرون نشہ نہین ہوتا شراب سے پیٹ بھر جاتا ہو آنکھون مین سرور نہین آتا یہ کہنا تھا کہ برق نے فوراً جام شراب لبریز کیا اگھائی سے پڑیہ دارو سے بیہوشی کی شراب مین ملائی مسکرا کر کہا لو صاحب پیو تمھاری تو صورت سے مجھے ڈر معلوم ہوتا ہو خبردار ہٹے رہنا مجھے ہاتھ نہ لگانا مشعل اس ناز و کرشمہ پر مر گیا جام لیکر غٹ غٹ پی گیا برق آنکھ ملانے ہوئے دیکھ رہا ہو سارا جام مشعل چڑھا گیا آنکھون پر اُس بدمست کے سرخی نہین آئی برق سمجھا مین نے دھوکا کھایا بیہوشی شراب مین نہین کری شاید پڑیہ بدل گئی ورنہ ہماری بیہوشی اگر تولہ بھر دریا مین ڈالدین مچھلیان بلبلا کر نکل آئین اس بیہوشی کا دیوتا نچہ نام ہو کسکی مجال ہو جو اسکی حدت ضبط کر سکے لیکن تردد کیا ہو مانگنے والا اور مانگ رہا ہو لاؤ لاؤ کی صدا بلند ہو شکی کی شکی پیے جاتا ہو دوسرا جام ترکر برق نے بھرا یہ بھی دیکھا کہ دیکھو تعرض نہین کرتا باطمینان کمر سے پڑیہ بیہوشی کی نکالی جام شراب مین ملا کر مشعل کو پلا دیا وہ اُسی طرح بخوف پی گیا آنکھون پر سرخی بھی نہ آئی اتنا تو کہا کہ ای جان من تیری صورت دیکھکر خمار آگیا شراب مین ذرا تلخی معلوم ہوئی برق کے ہوش اُڑ گئے حیران ہوا کہ اب کیا کرون اول تو یہ دھوکا ہوا کہ شاید بیہوشی شراب مین نہین ملی آستادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو اسی طرح تحریر فرمایا ہو یہ بھی واضح رائے ناظرین ہو کہ یہ حجرہ ہفت بلا خاص ترتیب کردہ حقیر ہو صنف اول کو اصین بالکل واقفیت نہین اول کی داستان مین اتنا تحریر فرمایا تھا کہ طلسم ہوشربا مین حجرہ ہفت بلا ہو جب کل طلسم کی سیر کی بنا بنایا اگر کچھ نشان ملا بھی تو مرحلہ جات طلسمی پر نشان ملا مختصر طور سے مگر اُنکے نام اور طریقے اور رہین پس یہ حقیر پر تقصیر اضعاف طلب کر کر جب طلسم کشا کے پاس لوح موجود ہو لوح ہر مقدمے مین ہدایت کرتی ہو کہ فلان ساحر جب سحر کرے اسم حاشیہ لوح پڑھنا خائف نہونا جب قاعدہ تبلانے والا بتلا رہا ہو پھر دھوکا کھانیوالا کیون پھنسیگا لوح دیکھکر اُسکو ماریگا پس اس حقیر نے حجرہ ہفت بلا کو اس طور سے ترتیب کیا کہ ایک ایک داستان اسکی فخر دفتر طلسم ہوشربا ہو عیاریون کے طریقے ایسے ایسے واقع ہونگے یقین کامل ہو کہ ناظرین بہت لطف اُٹھائینگے دوسرا امر بھی واضح ہو کہ جناب میر احمد علی صاحب مرحوم نے طلسم ظاہر کو زور دیا جب طلسم کشا کو لوح ملی وہ کیفیت نہ باقی رہی کچھ عجائب و غرائب مرحلہ جات تحریر فرماے بس تمام طلسم باطن حقیر نے لفظاً لفظاً تازہ کیا جلد ہفتم مین بعد حصول لوح ذہانت وعدم ذہانت ظاہر ہو جائیگی محرر ہر چہار جلد طلسم باطن لکھیگا دفتر اصلی کا نمونہ ہوگا

حقیر نے سراپا التصنیف کر کے نام تو البتہ طلسم ہوش ربا رہنے دیا مگر کل داستانہاے رنگین فصاحت آئین کو تازہ کیا سامعان بلند مقام و شاہزادگان ذوی الاحتشام سالہا سال زبان سے حقیر کی بخوبی سماعت فرما چکے ہین اور اب اُن سامعین کے سامنے عرض کرتا ہون کہ جن صاحبین نے استادان قدیم و جدید کو سماعت فرمایا ہو لیکن حقیر کی آبرو بڑھاتے ہین ارشاد فرماتے ہین کہ جسطور سے حقیقت مین و نا تر لیف نوشیروان نامہ وغیرہ و ہوش ربا تو نے بیان کیا یہ داستانہاے دلچسپ کبھی نہ سماعت کی تھین ہر روز اشتیاق نو بیان نو عیاریان بطرز جدید حالات کارزار فرزندان صاحبقران حمزۂ نامدار و سرداران عالی وقار ہر مقام پر نئے طور سے واقع ہوے اُسوقت رئیسان والا مقام نے بصد کمال اس شکستہ بال کو سرفراز فرمایا ہو حقیر کا رتبہ بڑھایا ہو

نظم

قلم توسن کلک کی باگ لے	نشان برق عیار کا جلد دے	کئی جام جو برق چالاک نے
عقل وسبک خیز و بیباک سے نے	دیے بھر کے مشعل کو باشد و مد	کسی طرح پائی نہ اُسنے سند
تڑپتا تھا دل مین یہ کیا ہو گیا	غم و رنج مین مبتلا ہو گیا	جب برق نے چار پانچ جام

اُس بدانجام کو دیے بیہوشی ڈھیروں ملائی کوئی کیفیت اُس بدمست شراب کبر و نخوت کی دگرگون نہوئی اتنا البتہ ہنسکر کہا تیرے ہاتھ کی شراب مین ذرا تلخی ہو یقین ہو کہ صدمہ غم و الم سے خود برق بیہوش ہو جائے پھر دلکو مضبوط کر کے سوچا کہ ای برق شاید یہ بیہوشی عرصہ دراز کی تھی جو بخوبی تاثیر نہ کی جاب بیہوشی تو ہر روز نئے تیار ہوتے ہین اُنکی تاثیر کامل ہو گی یہ تصور کر کے ہنستا ہوا قریب مشعل آیا زانو سے زانو ملا کے بیٹھا پانچون اُنگلیون مین پانچ جاب بیہوشی دبا کے مسکرا کر کہا کیون او نالائق مجھکو نگاہون مین کھاے جاتا ہو یہ کہکر پانچون جاب بیہوشی دماغ پر مشعل کے تڑاق سے مارے مشعل نے اوپر کی سانس لی کہا میرا معشوق جاب مارتا ہو سنئے کرشمہ دکھاتا ہو برق نے دوسرے ہاتھ سے بھی پانچون جاب مارے وہ مسخرہ اور زیادہ خوش ہوا ناگاہ افراسیاب پردہ اُٹھا کے اندر بارگاہ مشعل کے آیا دیکھتے ہی اسنے پہچانا کہ برق فرنگی مشعل کے زانو سے زانو ملاے بیٹھا ہو چھیڑ بازی کر رہا ہو تاک تاک کے جاب بیہوشی مارتا ہو مشعل بھی کہے جاتا ہو کیا اچھا معشوق شعبدہ باز طناز ملا ہو کس حسن و خوبی سے جاب مارتا ہو یا گوہر آبدار وقار شاہ ہو دریتیم ہو حسن و جمال کا دُرِ یتیم ہو اسکے خنجر ابروے خونخوار سے دل دو نیم ہو اب آبرو اسکی بڑھاؤنگا معشوق خاص بناؤنگا افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہو کیا بلا کا عیار ہو بڑا مکار ہو

اگر مشعل ایسا اچک پینے والا نہوتا او ندھا ہو جاتا پس افراسیاب نے نعرہ کیا کہا ای شاہنشاہ حجاب اُچھالنا کیسا یہ شاگرد عمرو برق فرنگی عیار ہی حجاب بیہوشی مار رہا ہی اپنے کو بچائیے ہوش مین آئیے برق نے جو دیکھا کہ افراسیاب آپہونچا گھبرا گیا کہ ہاے مین نے تو اتنا بڑا کام کیا کوئی مطلب حاصل نہوا مگر دلیرانہ رستمانہ کمر سے خنجر کھینچا نعرہ کیا نعرہ نعرہ برق فرنگی

منم برق رفتار و خنجر گذار
کنم پردلان را به عالم ستوه
به گرز و به کوپال و تیر و سنان

منم یکه لشکن گران بہر ار
کنم در وغا عصد بر شیر تنگ
برآرم دمار از سر پردلان

منم سیل جون رو بیارم به کوه
هم آورد من نیست کس وقت جنگ

یہ کہکے تپاک سے خنجر مارا مشعل نے سر ہٹا لیا خنجر ران پر پڑا تا با استخوان پہونچا اُسنے خنجر کو ٹیک کر جست کی سراپچے کے اُس پار نکلگیا فوراً افراسیاب نے آواز دی کہ لینا جانے نہ پاوے باہر خیمے کے نگہبان کھڑا تھا اُسنے برق کے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا برق نے اُسکی کوکھ پر بہ قوت تمام خنجر مارا ساحر زخمی ہو کے گرا فوراً مرگیا اندھیرا ہوا تاریکی مین برق تڑپ کے نکلگیا افراسیاب نے جو آکے دیکھا مشعل اپنے خون مین غوطے کھا رہا ہی ہاے ہاے کی صدا بلند ہی افراسیاب نے فوراً اسکا سر اُٹھا کر زانو پر رکھا ملکہ حیرت جادو دوڑی سرما و ابریق و مصور صورت نگار وغیرہ نے آکے جو دیکھا سر مشعل جادو کا گود مین افراسیاب کے ران سے خون بہ رہا ہی میان مشعل کراہ رہے ہین سکتے ہین کیا اچھا معشوق تھا حجاب پڑ رہا تھا بیکا یک خنجر مار کے بھاگ گیا ما بدولت کے درد ہوتا ہی افراسیاب نے کہا جرّاح کو بلاؤ وزیرون نے جرّاح کو بلوایا جرّاح نے آکر زخم دوزی کی پھاہے مرہم کے چڑھائے تب ذرا مشعل کے ہوش درست ہوے افراسیاب نے کہا ای شاہنشاہ یہ کیا غضب ہوا آپکو سامری و جمشید نے اِسوقت بچایا بیہوشی تو نہین پلانے پایا مشعل نے کہا بیہوشی سے مجھے کیا خوف ہر کئی جام اُسنے پلاے مجھکو ذرا تلخی معلوم ہوئی جب حجاب اُسنے مارے مجھکو اِک لطف ملتا تھا تمنے نعرہ کرکے سارا مزا کھو دیا وہ دیکھے بھاگ گیا افراسیاب نے کہا وہ حجاب ہے بیہوشی مار رہا تھا مشعل نے کہا میرا نقصان ہوا تمنے ناحق نعرہ کیا افراسیاب نے کہا خیر ہوئی سامری و جمشید نے اسوقت بچا لیا اگر خنجر سر پر پڑتا سر اُڑ جاتا بہتر ہوا کہ ران پر پڑا اِسوقت طائر کمان تھا جسکے جسم مین آپکو اُتارتا یا مُردہ انسان جبتک ممکن کرتا روح آپکے جسم سے نکلجاتی یہ سُنکر مشعل بھی ڈرا کہا سچ کہتے ہو برے حفاظت ساحران معقول جو

جو عیارون کو پہچانیں مقرر کرو افراسیاب نے کہا سوائے عیار بچیون کے اور کوئی بھی نہ پہچانیگا پس صرصر و صبا رفتار برائے نگہبانی مقرر ہوئین مشعل پھر شغل میخواری مین مشغول ہوا یہان ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین سب سردار آکر جمع ہوئے کہ خواجہ عمرو طلسم نور افشان سے آئے کُل حالات نور افشان جادو کے بیان کیے ملکہ مہرخ نے کہا خدا مالک ہے حقیقت مین آپکے واسطے بڑی مشکل ہے عمرو نے برق کو پوچھا چالاک نے کہا شام سے فلک مشعل مین گیا ہے ابھی تک نہین پلٹا عمرو نے گھبرا کر کہا نور افشان مجھے آگاہ کر چکا ہے کہ بیہوشی سے زوال مشعل نہوگا خدا برق کی جان بچائے یہ ذکر تھا کہ برق آکر پہونچا پسینے پسینے گھبرایا ہوا عمرو نے برق کو گلے سے لگالیا پوچھا فرزند کیا گذری برق نے کہا اُستاد مین نے کئی تولہ بیہوشی اُس ملعون کو پلائی مگر کچھ تاثیر نہوئی مین حباب بیہوشی [illegible] وہ سڑکی لیکر کہتا تھا کہ لطف آتا ہے آخر افراسیاب آگیا تب مین نے خنجر مارا ہاے کی تو آواز آئی تھی پھر نہین معلوم کیا ہے اگرچہ نعرہ پر نعرہ ہے کارے آکر پہونچے عمرو نے پوچھا کہو مشعل کا کیا حال ہے عرض کی حضور برق نے بڑا کام کیا خنجر مارا اُسکی ران پر پڑا بہت حیران ہوا ہاے ہاے کر رہا ہے اب دربار میں آکر بیٹھا ہے اپنی زبان سے کہتا ہے کہ میرا بیہوشی کیا کر سکتی ہے بلکہ اُسنے جو مجھکو جام پلایا لطف شراب ملا ہے نسخہ جاری رکھو میرے واسطے شراب مین بیہوشی ملادیا کرو اب صرصر و صبا رفتار برائے نگہبانی مقرر ہوئی ہین آج اُسکو انتہا کا غصہ ہے کہتا ہے مسلمانون کو سزاے کامل دونگا یہ دونون سپہسالار بھی مارے گئے برق نے مجھکو بھی خنجر مارا یہ خبر سنکر دربار مین سبکے ہوش اُڑ گئے ہر ایک یہی کہتا تھا کہ عیار بیچارے کیا کرین اتنا بڑا کام کیا آخر کیا انجام ہوا اِسی ذکر مین تمام دن گذر انا گاہ مشعل ماہتاب بصد آب و تاب روشن ہوئی محفل فلک نیلی مین جوانان ثابت و سیارگان کا ہجوم ہوا مشعل ماہ نے ضیا دکھائی شاہنشاہ افراسیاب جادو دربار مین بصد کبر و غرور تخت نکہت پر تاج کج کیے بیٹھا ہے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے ناچ ہو رہا ہے جام مے ارغوانی گردش مین صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان طبل جنگی بجوانا شہنشاہ مشعل جادو کا اور آنا میدان کارزار مین اور مقابلہ بصورت عجائب و غرائب خمسہ موافق مقام یعنی ردیف آگ

آہون سے مری کوہ و بیابان مین لگی آگ — جلنے لگے اشجار گلستان مین لگی آگ
کیا دل کو مرے فرقتِ جانان مین لگی آگ — ایسی تپِ غم سے دل نالان مین لگی آگ
جب نالہ کیا عالم امکان مین لگی آگ
انگارے سے خورشید کو سمجھو نہ ذرا کم — دم مین جلینگے ہفت طبق چرخ کے پیہم

کچھ دور نہین عرش بھی جلجائے جو اے دم ‏ ‏ ‏ ہی صبح شب وصل ہوئے گرم فغان ہم

سمجھو شفق گنبد گردان مین لگی آگ

ای غنچہ دہن نام خدا منہ ہی غضب سرخ ‏ ‏ ‏ لالے کو نہین مرتبہ یون لعل ہی لب سرخ

لاکھا جو جمایا ہی تو وہ بھی ہی عجب سرخ ‏ ‏ ‏ تیرے لب جان بخش ہوے پان سے جب سرخ

عالم نے کہا چشمۂ حیوان مین لگی آگ

اک غیرت پرکالۂ آتش ہی مرا دل ‏ ‏ ‏ دیتا ہی مجھے دل کے لگانے کی سزا دل

میرے بدن زار کو ہی تپ غم خدا دل ‏ ‏ ‏ پہلو کی رگین پھک گئین نالان جو ہوا دل

یان شیر کے نالون سے نیستان مین لگی آگ

یہ ظلم تو مدت سے ہین اس کا نہین شکوہ ‏ ‏ ‏ دل کو کوئی تحفۂ اللہ نہ سمجھا

ہی اس سے فزون آگے بھی تو سانحہ گذرا ‏ ‏ ‏ غم نے دل صد پارہ جلایا تو عجب کیا

جب ظلم سے سیپارۂ قرآن مین لگی آگ

سوجون مین بھی ہاتھون نے ترے آگ لگائی ‏ ‏ ‏ سب شکل حبابون نے بھی انگارون کی پائی

ہر ماہی دریا وہین بھن کے تر آئی ‏ ‏ ‏ دریا مین لگا دھونے جو تو دست حنائی

مشعل کی طرح بچۂ مرجان مین لگی آگ

کیون گرمی کے مارے نہون ذرات پریشان ‏ ‏ ‏ انگارے برسنے لگے ہین ہمرہ باران

کیا خاک بچا پوچھون کہ جل جائیگا دامان ‏ ‏ ‏ ساتھ اشکون کے آنے لگے لخت دل سوزان

دیکھو کہ ہی چشمانۂ مژگان مین لگی آگ

آباد نہ کیون زیست ہو بیکار ہماری ‏ ‏ ‏ لیتا نہین بھولے سے خبر یار ہماری

کی سب نے تلاش آہ کئی بار ہماری ‏ ‏ ‏ بدنام ہوئی آہ شرر بار ہماری

ناسخ جو کبھی کوچۂ جانان مین لگی آگ

مشعل محل مغرور شکبر شراب خواری مین مصروف ہی درد سے ران کے بیقرار جب گو نہ نشہ شراب کا ہوا پیچ وتاب کھا کر کہا ای شہنشاہ طلسم ہوشربا ای یکہ تاز میدان سحر سازی و ای شہسوار عرصۂ شعبدہ بازی حکم دو کہ طبل جنگی بجے اب مابدولت کو تامل ناگوار ہی مسلمانون کی موت قریب آئی مابدولت نے

آتے ہی بڑی مصیبت اٹھائی دو سپہ سالار قتل ہوے خود ران پر زخم کاری کھایا کسقدر حیران و پریشان ہوا اب تساہل کیا فرو رہا اسوقت قلب کو سروری بموجب حکم مشعل اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی لشکر افراسیاب مین ہنگامہ ہوا شہنشاہ مشعل نے طبل جنگی بجوایا اب مسلمان سوراخ مور و مار تلاش کرینگے بھاگتے پھرینگے جواسیسان لشکر اسلام جو برائے خبر حاضر تھے خبرین دریافت کرکے چلے یہان لشکر اسلام مین بارگاہ آراستہ و پیراستہ جیحون عیار بھی موجود ہین ذکر عیاری برق ہو رہا ہی برق کہتا ہی کیا کہون خنجر نے خطا کی سر پر اُس خودسر کے نہ پڑا ورنہ مثل ماہی بے آب تڑپتا خواجہ عمرو فرماتے ہین حقیقت مین برق نے بڑا کام کیا لیکن اُسکی موت نہ تھی دیکھین فلک کیا رنج والم دکھاتا ہی سامان خرابی نظر آتا ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھا کر دعاے جان صداعلی دی نظم مسدس

رہے نام سلیمان تا نگین حکم رانی سے
رہے دارا کو تا نام آوری تاج کیانی سے
رہے نام فریدون تا درفش گاویانی سے
سکندر تا ہو نامی سکۂ کشور ستانی سے
ترا ای خسرو والاحشم عالم مسخر ہو
سریر سلطنت پر تو ہمیشہ داد گستر ہو

بخار ارض سے تا ابر ہو اور ابر مین پانی
زمین مین تا ہو کان اور کان مین ہو جوہر کانی
روان پانی سے تا دریا ہو اور دریا کو طغیانی
پئے جوہر وہ قیمت اور قیمت کو فراوانی
تری شمشیر جوہر دار مین نصرت کا جوہر ہو
ترے قبضے مین بحر پرگہر ہو کان پرزر ہو

شہنشاہ گردون پناہ کی عمر دراز ہو ترقی جاہ و جلال دوست شاد دشمن پائمال مشعل جادو نے طبل جنگی بجوایا کل اُس ملعون کا قصد ہی کہ لشکر ظفر اثر سے مقابلہ کرے ملکہ مہرخ کو سناٹا آگیا لیکن خواجہ نے بشاش ہوکر حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے بموجب حکم قضا شیم چار سے نقارے پر چوب پڑی زمین تھرائی لشکر مین مشہور ہوا کل مشعل سے مقابلہ ہی خدا اُسکی گرمی سے بچاے جان دینے والون نے کہا انشاءاللہ دم جرأت بھرینگے مشعل کو ٹھنڈا کرینگے لیکن خواجہ عمرو نے الگ ایک خیمہ استادہ کرایا انجمن مشاورت کو منعقد کیا برق و چالاک و جانسوز و ضرغام و مہتر قران کو اُس خیمے مین بلایا حکم ہوا کوئی سردار اسوقت یہان نہ آئے عیارون مین صلاح ہو شاید اسی مین صورت فلاح ہو جب یہ عیار آئے عمرو نے کہا ای عیاران نامی و ای سرہنگان گرامی کل صبح کو قیامت برپا ہوگی حالات سحر مشعل سُن چکے ہی اُسکا سحر ہی آنکھ ملتے ہی

روح قبض کر لیتا ہی سب طرح سے وہان سامان تیار ہو رہے ہین مجھے خبر پہونچ چکی افراسیاب نے
کئی جوان ہلاک کر کے مُردے ممکن کیے جانور باز و عقاب و عندلیب و طوطیان زرین بال وغیرہ جمع
کر لیے جسوقت ہمارا ساحر گریگا روح اُسکی مٹھی مین مشتعل سے ہوگی جسم طائر مردہ مین بند کریگا اُن طائرون کا
نگہبان عقاب جادو قرار پایا ہی سُنا ہی کہ وہ اُن طائرون کو قفس مین بند کریگا حفاظت مین اُنکی
معروف رہیگا ایک جانب صحرا مین آتش روشن ہوگی چند ساحر مقرر ہونگے کہ ہمارے ساحر کا مردہ
اُٹھا کر اُس آتش سوزان مین ڈالدین افراسیاب سامنے برائے انتظام موجود رہیگا اسوقت یہ کام ہی
ہمارے ساحر کا مردہ وہ نہ اُٹھانے پاوے جسطرح سے بنے آپ لوگ اُس لاش پر قبضہ کرین اُٹھا
کے لاکر اک خیمے مین رکھین شاید مسبب الاسباب کوئی سبب پیدا کرے نورافشان جادو نے تاکید
بلیغ کی ہی کہ مُردے نہ جلنے پائین سب نے عرض کی اپنی جان نثار کرینگے لیکن مردے خیر خواہان دولت
اُٹھا لینگے عمرو نے ایک ایک کو گلے سے لگایا کہا بھائیو حقیقت مین مقام سخت ہی سامنے افراسیاب کے
بیباکانہ جاکر آنکھون مین اُسکی خاک ڈالکر مردہ اُٹھانا بہت مشکل ہی مین بھی تم سبھون کے ساتھ موجود ہونگا
جو کچھ ہو سکیگا سب صاحب ملاحظہ فرمائینگے سب نے سر جھکا لیا کہا حضور ہی کے قدم کی برکت ہی ہماری
کیا لیاقت ہی کہ حضور کے سامنے عیاری کرین عمرو نے بخوبی سبکو سمجھایا جلسہ عیاران برخاست ہوا یہان
سرداران نامدار باغبان و بہار وغیرہ اپنے اپنے خیمون مین آے ہوم خانے آراستہ ہوے
سحر تیار ہونے لگے گل ساچہرہ بہار کا کھلایا ہوا نافرمان سب سے زیادہ متردد جبسدن سے یہ
شریک لشکر اسلام ہوئی اپنا طریقہ مقرر کر لیا جو کوئی ساحر چھوٹا یا بڑا آیا جا کر پہلے اُس سے مقابلہ کیا
کبھی نافرمان نے نافرمانی سنین کی مقدمۃ الجیش لشکر اسلام کہلاتی ہی یہ بھی سحر تیار کر رہی ہی
ہر شخص کو عالم یاس اسی ہنگامے مین شمع ماہ تابان جھلملائی چراغ آفتاب عالمتاب روشن ہوا طائر رنگین
زمزمہ سرائی کی نسیم سحری کے جھونکے چلے لشکر اسلام مین صداے تکبیر بلند ہوئی ملکہ مہرخ سحر چشم تخت
زرین پر سوار ہو کر برآمد ہوئین ملکہ بہار و باغبان نے سلام کیا ملکہ نافرمان و ملکہ سرخ مو کے
کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن و گلزار چشم و زیور چشم چارون شاہزادیون نے تخت شہنشاہی
گھیر لیا شاہزادہ خورشید زرین سحر و شکیل جادو و نورنگاہ و مہرخ خوشخو و معمار قدرت
وغیرہ بھی مرکبہاے باد رفتار پر سوار اسباب سحر سے آراستہ طرف میدان کارزار کے چلے اُدھر

افراسیاب خانہ خراب اول در دولت مشعل پر آیا دیکھا یہ ملعون اسی طرح مصروف شراب خواری
طفلان امرد جمع ہیں اُنسے مذاق کر رہا ہی ملازموں نے کئی مردے اُٹھا کر صحرا میں پھینکے یہ بھیجا تاج
زرین پہنکر بارگاہ کے باہر آیا افراسیاب نے سلام کیا مشعل مسکرایا کہا ای افراسیاب تیری
عمر بڑھوا دینگے تجھکو کایا پلٹ کرینگے مشعل نے اشارہ کیا مرکب بادرفتار سامنے آیا مشعل سوار
ہوا اسقدر خوشی ہی کہ افراسیاب پیدل چلا ملکہ حیرت تخت پر سوار تمام ناظمان و دربندہای طلسم
ہوشربا برای تماشا آئے ہیں صورت مشعل دیکھکر سب کو حیرت ہی کہ یہ تو وہی لونڈا خورشید تاج
بخش ہی کیا عمدہ زیر ران رخش ہی تاج سر پر بھاری لباس سبزہ آغاز شعبدہ باز مرکب کو بڑھاے
ہوئے نقیب آواز لگاتے ہوئے علم ہای زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے لشکر بے حد شمار تمام
شاہان جلیل چلے آتے ہیں کوئی دس ہزار سے کوئی بیس ہزار سے فوجون کے پرے جمے ہوئے نوبت
نقارے بج رہے ہیں زمین و زمان گرج رہے ہیں لشکر کفار کی شوکت مسلمانوں پر ہیبت سب کے
چہرے اُترے ہوئے ہر ایک کو اپنی جان جانے کا ملال مشعل کی گرم مزاجی کا خیال اب صفین
جمنے لگیں میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کمینگاہ چودہ صفین حرب و ضرب کی تیار ایک نے بڑھکر
سحر کیا جھونکا ہوا کا چلا خس و خاشاک کو میدان کارزار سے اُڑا دیا ایک نے جوش جرأت میں
دریا دلی دکھائی پانی برسایا چھڑکاؤ ہوا ایک نے سخت سحر کیا تبر برسے نخل کٹکے گرے میدان ہموار ہوا
مثل آئینہ تیار ہوا نقیبان خوش آواز کو حکم ہوا جانبین سے نقیب نکلے خوش آواز خوش الحان
گوئیوں کے لڑکے گوری گوری صورتیں سرود بجایا گنگنا کے آوازیں لگائیں وہ اشعار عبرت آمیز
پڑھے کہ جوانان صف شکن کے دل بھر آئے قطعہ نظم مسدس

کیا کہیں حال جہان بے ثبات بے مدار — آج تو تخت طلا ہی کل ہی مرقد کا کنار
تھا کہاں جمشید کس جا تھا فریدون کو قرار — قصر ایوان تو کہاں ملتے نہیں اُنکے مزار
ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانہ — ہست فرد دفتر احوال صاحب خانہ

ای جوانان صف شکن دنیا مقام عبرت ہی لطف محبت اُٹھتا جاتا ہی ہر ایک مغرور متکبر اپنے کو
شداد و نمرود جانتا ہی آخر شداد و نمرود کیا ہوے پیوند خاک ہوے چشم زدن میں سب کے قصے
پاک ہوے ایک کو ایک سے محبت چاہیے ایک رات بھر کے واسطے سرا میں آئے ہو صبح کو

سفر در پیش ہی عزا ئیں در پیش ہی صاحبان دل کا خنجر غم و الم سے دل ریش ہی آپس کی ملاقات غنیمت جانو
پھر ہم کہان تم کہان افسوس صد ہزار افسوس **نظم**

چیست الفت کیمیا کاندر جہان نایاب شناخت
تو نویسی خط بما ای مہربان شناخت شناخ
خالی از حکمت نخواہد بود ربط تازہ اش
این کرم ای مایۂ آرام جان شناخت شناخ
تا در انصاف از نقش دہد پس نا درست
در دیار ہند جنس اصفہان شناخت شناخ

دوستی در دوستان این زمان شناخت شناخ
گردش روزی بود در آسیای زمہیر
باعث این اختلاط ای دوستان شناخت شناخ
بیوفائیہا شعار او بود خود دیدہ
از تو باید داد دل این خستہ جان شناخت شناخ
گفت سودا تشنید او نالہ بی رحم کرد

در فراموشی شماران کم بود یاد آوری
خلق را آرام زیر آسمان شناخت شناخ
بود کو چشم آنکہ تشریف آوری از عین لطف
او دل اندانوفا از دلستان شناخت شناخ
گر کسی در کفر بر گردد با یمان درست
گوش از دو فرمودن شور و فغان شناخت شناخ

ای حافظین میدان کارزار ہوشیار و خبردار ہو جاؤ آنکھین کھولکر رنگ باغ عالم دیکھو جب گل ہنسا گلچین کو نا گوار
ہوا دست بدعت دراز کیا عین بہار مین پھول توڑ لیا بلبل شیدا کا خیال نہ آیا اُس عاشق صادق کا کلیجہ
خون ہوا گلچین و باغبان کو رحم نہ آیا واے جوانان نامدار حیات مستعار کا کیا اعتبار ہی آج جو کچھ مردانگی دکھانا ہو دکھا
نقیبون نے جو یہ آوازین لگائین صاحبان فہم و خرد تڑپ گئے پسینے آ گئے قلب تھرا گئے ہر طرف سے
صدائین بلند ہوئین ہر شخص کا قول تھا کیا شعر پڑھے ہین حقیقتؔ دنیا اس سے بدتر ہی **ابیات**
دنیا اک زال بیسوا ہی ٭ بے مہر ہی اور بے وفا ہی ٭ مردون کے لیے یہ زن ہی رہزن ٭ دنیا کی عدو ہی
دین کی دشمن ٭ دام زلف دنیا سے بچنا دشوار ہی ہر طائر زیرک اس صیاد جلاد کا شکار ہی یارو آج
لڑو مرو جان دو **مشعل** کو قتل کرو نام بزرگون کا روشن ہو شمع حیات اسکی گل کرو اس تیرہ بخت کے
شانے مین نہ تامل کرو ناگاہ **مشعل جادو** نے اپنا گھوڑا صف سے نکالا سامنے تخت **حیرت** کے آیا **حیرت**
نے تخت رکھوا دیا **مشعل** نے کہا ای **ملکۂ عالم** اجازت میدان دیجیے **ملکہ حیرت** نے کہا سامری جمشید کے
سپرد کیا **مشعل جادو** گھوڑے سے اُتر کر طرف میدان کارزار کے چلا اب سب نے دیکھا کہ **افراسیاب**
انتظام کر رہا ہی ایک طائر مردہ زیر دامن لیے مردے آدمیون کے چارپائی پر رکھے ہین ایک جانب لشکر
سے ہزار پانسو قدم الگ آگ روشن ہی ایک جانب چند ساحران سیہ فام ٹہل رہے ہین اس امر پر
آمادہ کہ اہل اسلام کوئی مردہ ہو کر گرے اُٹھا کر آگ مین ڈالدین جیسون عیار بھی ساحر بنے ہوے
افراسیاب کے جادوگرون مین ملے ہوے گولے اُچھال رہے ہین ناگاہ **مشعل** میدان کارزار مین

آیا اور پکار کر آواز دی ای ملکہ مہرخ بہتر یہ ہی کہ اگر اطاعت کرو اس باغ بے خزان کو نہ شاد و
میرے ہاتھ سے غنچہ و گل بوٹہ نہ بچیگا ہر نخل قد کو قلم کرونگا بہار ایسی گلعذار کو شاد ونگا باغبان بے
گلچینی کراونگا سپے باغبان و گلچین صیاد ہون تم سب کی جان کا جلاد ہون دیکھو چلے آؤ شہنشاہ کے
قدمون پر گر و یہان سردارون نے گھوڑے چمکا کر آواز دی او بے حیا کیا بکتا ہی اپنے ہوش مین آ یہ سنکر
مشعل نے آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے مجھسے مقابلہ کرے لشکر اسلام مین غریو بلند ہوا ایک کی ایک
صورت دیکھتا تھا طرف میدان کارزار کے قدم نہ اٹھتا تھا ہر شخص کو یقین تھا نکلے اور مارے گئے مشعل کے
ہاتھ سے بچنا دشوار لیکن ملکہ نافرمان جادو صف سے نکلی سامنے ملکہ مہرخ کے آئی عرض کی حضور
اجازت میدان دیجیے اسوقت تمام اہالیان لشکر جملہ شاہزادیان روے زیبائے نافرمان دیکھکر روتی تھین
کہ افسوس یہ صورت زیبا و طلعت جہان آرا آنکھون سے چھپ جائیگی اب یہ صورت نظر نہ آئیگی ملکہ مہرخ
نے تخت رکھوا دیا کہا ای نافرمان تمھارے بڑے احسان ہین ہمیشہ تم سب سے پہلے لڑین زخم کھائے
رنج عظیم اٹھائے آج ہم تمکو میدان مین نہ جانے دینگے تم سب صاحبون مین ہمکو اپنا افسر جانتی ہو پس
قافلہ سالار کو مناسب ہی کہ اپنے کاروان کے آگے رہے لہذا ہمین کو تم سب صاحب رخصت دو جا کر مشعل
شعلہ مزاج سے لڑین تم سب صاحبون پر نثار ہو جائین مشہور ہو کہ ملکہ مہرخ بادشاہ لشکر اپنے ساتھ والون پر
تصدق و نثار ہوئی اپنے دوستون کا غم گوارا نہ کیا ملکہ نافرمان نے قدمون کو بوسہ دیا اک آہ کی کہ زمین
ہلگئی یہ اشعار عبرت آثار بے اختیار ہو کر پڑھے **نظم**

در گوشہ ویران وطن ما و مقام است
لبریز خون جگرم ساغر و جام است
در رہ ہر زقید تو نماند دلے آزاد
شب کرتا دلبر ایام بکام است

چون چند ندانیم کہ معمورہ کدام است
تا شیشہ ناموس شکستیم حریفان
چون باد تو صیاد و بزلف تو دام است

ساقی بدہ آن بادہ کہ از روز نہ خستم
کوتہ نظر است آنکہ گرفتار بدام است
مخفی بستان کام دل از ساغر باقی

ای ملکہ عالم آپ بادشاہ عالی جاہ ہین فلک جلالت کی ماہ ہین ہمارے
نہونے سے لشکر تباہ نہوگا خدا آپکو سلامت رکھے آپکی عدالت ولیاقت کے شہرے ہین ہمارا انجام بخیر ہوگا
نمک سرکار سے ادا ہوتے ہین سب صاحب کیون بیقرار ہو کر روتے ہین کیترون کے واسطے اسقدر
رنج و ملال زیبندہ نہین ہی ملکہ مہرخ نے فرمایا ای نافرمان تجکو خدائے جہان آفرین کے سپرد کیا پروردگار
تجھے مظفر و منصور کرے بہار دو زکر نافرمان سے لپٹی ایک ایک شاہزادی نافرمان سے ملکے

روتی تھی مشتعل نے آواز دی ابھی سے اپنے حال پر روتے ہو مقابلے مین کوئی نہ آئیگا پس نافرمان نے
سب سے دامن چھڑایا کہا صاحبو ہمارے حق مین دعا کرو یہ کہکر نافرمان طرف میدان کارزار کے
چلی مشتعل نے جو نافرمان کو آتے دیکھا پکار کر آواز دی ای نافرمان سحر کرلو حوصلہ دلین نہ رہجاے
نافرمان نے کہا ہمارا طریقہ پیشدستی نہین ہی جب تیرے حربے سے پروردگار رہجائیگا تب ہم بھی حربہ
کرینگے یہ سنکر مشتعل نے جھولی سے گولہ نکالا طرف نافرمان کے پھینکا نافرمان نے سحر کرکے وہ گولہ
کاٹا آپس مین دس پانچ سحر اسطرح کے چلے زمین تھرائی گُل چلے بس یکا یک مشتعل بھڑکا مثل شعلہ جوالہ بڑھا
آواز دی او نافرمان ادھر دیکھ برہن نگر منم شہنشاہ مشتعل مصاحب سامری جمشید نافرمان نے
آنکھ ملائی مشتعل نے ہاتھ بڑھاے جیسے کوئی کشش کرتا ہی اسطرح بڑھاے اور کھینچے پہلی مرتبہ کے بڑھانے
مین ملکہ نافرمان خاموش ہوئی دوسری دفعہ مین شل بدیتھرائی تیسری مرتبہ مین تھراکر زمین پر گری شل
مردہ صد سالہ تھی مشتعل نے پلٹ کر افراسیاب سے طائر مردہ لیا جسم مین طائر مردہ کے روح
نافرمان پہونچا دی طائر سر اُٹھا کر بولنے لگا ہوش سب کے اُڑگئے وہ پنجرا تو اُسنے عقاب جادو کو
دیا وہ ساحر پنجرا لیکر بھاگا افراسیاب نے اشارہ کیا مردہ نافرمان کا اٹھا کر آگ مین پھینک دو ای
غول مین سے ایک ساحر سیہ فام بہت خوب لنگے بڑھا جھپٹ کر مردہ اٹھا کر کاندھے پر ڈالا طرف آگ کے چلا
افراسیاب سمجھا ہمارا نوکر لیے جاتا ہی مگر وہ جوان قریب درہ کوہ آیا پہاڑ کے اندر چلا ایک جادوگر وہان
کھڑا تھا اُسنے کہا میان ساحر ادھر کہان جاتے ہو اُسنے کہا مردہ نافرمان کا لیجا کر دفن کرینگے ساحر
ملازم افراسیاب نے کہا دفن کرنا کیسا ادھر چلو آگ مین جلانے کا حکم ہی اُس ساحر نے کہا تمھارا حکم جا مین
کہ شہنشاہ کا دیکھو شہنشاہ کیا کہتے ہین وہ ساحر ملتفت ہوا اُسنے ایک خنجر کوکھ پر اُسکی مارا اور نعرہ کیا او بچیا
منم مہتر ضرغام شیر دل ابھی سردار کا لاشہ آگ مین جلائینگے ساحر گرا اندھیرا ہوا ضرغام مردہ کو
لیکر درہ کوہ مین گھسگیا افراسیاب نے قصد کیا کہ تعقب کرون مشتعل نے منع کیا ای شہنشاہ جانے
دو روح ہمارے قبضے مین جسم مردہ لیکر کیا کریگا مسلمان اُسکو دیکھکر رونیگے پیٹینگے دس پانچ دن مین
لاش سڑ جائیگی یہ کہکے افراسیاب کو روکا لیکن ضرغام شیر دل لاش کو لیکر جیسے ہی لشکر ظفر اثر
مین پہونچا تمام شاہزادیان چیخنی ہوئی دوڑین ملازمان نافرمان نے اپنے سر دے مارے کسی نے چاہا
اپنے کو ہلاک کرے کسی نے چاہا خنجر مارے ایک نے ایک کو تھانبا کہا یارو صبر کرو خواجہ عمرو دوڑکر

آسے سب کو سمجھایا کہا تم لوگ نادان بنتے ہو کشتہ سحری جیسے ملکہ بران کو عشاق نے قتل کیا تھا آخر ملکہ
زندہ ہوئین یا نہین کئی مہینے تک لاشہ اُنکا تالاب مین رکھا رہا جب عشاق قتل ہوا ملکہ زندہ ہو گئین انشاء اللہ
یہ بھی اسیطرح زندہ ہونگی لیکن جو اس امر کے راز دار ہین وہ انتہا کے بیقرار ہین جانتے ہین روح نافرمان
جسم مین طائرون کے بخبر روح اس ملکہ عالم کی کیسی گھبراتی ہوگی روح انسان کا جسم حیوان مین جانا کیسی ترین
دلگیر ہوگی خداوندا اُسکی حال پر رحم کر کا شکے انسان مرجاے یہ جفا نہ اُٹھاے اور رب اکبر ملکہ نافرمان پہ
رحم کر لشکر مین تلاطم برپا ہوگیا کوئی نہتا ہو ہاے اس تن کا نخل نہ قلم ہو کوئی حسن وجمال کو یاد کرتا ہو کوئی
نام لیکر فریاد کرتا ہو ملکہ مہرخ فرماتی ہین ہاے نافرمان کی جوانی جان دی مگر نافرمانی نہ کی مشعل
جادو نے جو یہ ہنگامہ برپا دیکھا پکار کر آواز دی او سرکشو نافرمان کے واسطے کیا روتے ہو اپنی تو
خبر لو سب کا یہی حال کرونگا ایک کو پھوک دونگا بمصداق مضمون شعر صاحب زبان

اے دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری ٭ شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود ٭ براے نافرمان
کیون پس وپیش ہو تم سب کو یہی راہ درپیش ہو اک نمونہ دکھلایا ہو اب بھی اگر اطاعت کرو لاشہ کے
نافرمان کا اُٹھا لیا مین زندہ کرنے پر قادر ہون اور کسی کو نہیں یہ سُنکر ملکہ سرخ موے کا کل کشتا
پیچ وتاب کھا کر جا پڑی اب تو مشعل نے سحر کا بھی انتظار نہ کیا جیسے ہی سرخ مو سامنے پہونچی آنکھ
ملتے ہی اُسنے نعرہ کیا ہاتھ بڑھا کر اپنے عمل کو صرف کرنے لگا تیرے اشارے مین سرخ مو شل
زلف پریشان بصورت آئینہ حیران لڑکھڑا کر گری صاف ثابت ہوا ستارہ سحری آسمان سے گرا شمع مشعل سے
شمع حیات سرخ مو گل ہوئی مشعل نے روح طائر مین بند کی یہ قفس بھی عقاب کو دیا اپنی پہچان کر
مخیل جادو کو آواز دی وہ خاص غلام افراسیاب ہو جوان زبردست کہا اے مخیل لاشہ سرخ مو
اُٹھاے مخیل نے لاشہ اُٹھایا کاندھے پر ڈالکے لیچلا افراسیاب آواز دے رہا ہو اے مخیل اس
آتش خو شعلہ مزاج کے لاشے کو آتش سوزان مین پھینکدے مخیل جست وخیز کرتا ہوا چلا جب سو قدم
لشکر سے نکلگیا غول مین سے ساحرون کے اک ساحر سیہ فام جست کرکے نکلا پکارتا ہوا اے برادر مخیل
مین بھی آیا افراسیاب طرف مشعل کے پلٹا وہ ساحر جھپٹ کے قریب مخیل پہونچا ایک راستہ طرف
درۂ کوہ کے ایک سمت آتش سوزان اُس ساحر نے قریب آکر مخیل سے کہا اُدھر کہان جاتا ہو طرف
درۂ کوہ کے چل آتے ہیٹ کے اک ساحر قوی تن کو دیکھا جواب دیا حکم شہنشاہ ہو لاش کو لیجا کر آگ مین

ڈالدو ادھر جا کر کیا کرین ساحر نے کہا دیکھو شہنشاہ بھی تو کہتے ہین جیسے ہی طرف افراسیاب کے وہ ملیٹا ساحر
برابر تو پہونچ ہی چکا تھا نعرہ کیا او بے حیا نعرۂ قران

سریع السیر جون باد بہاری | جہان سرہنگ جون خنجر گذاری | بمیدان اژدر آتش فشانم | منم مہتر قران شیر زبانم

ایک ہی بندہ مارا محیل کا سر جھٹ کیا مہتر قران نے لاشہ سرخ مو لیا درہ کوہ مین گھس گیا افراسیاب نے
پلٹ کے دیکھا لاشہ محیل زمین پر تڑپ رہا ہی مہتر قران لاشہ سرخ مو لیکر نکلگیا لشکر مین پہونچ چکا افراسیاب
نے چاہا لشکر مہرخ پر جا پڑون لاشہ سرخ مو چھین لاؤن مشعل نے کہا ای افراسیاب کیا ضرور ہی وہ
تو اُنکی میرے پاس ہی مگر کس قیامت کے عیار ہین سر میدان یہ زبردستی کس زور و شور سے محیل کو مارا لاشہ
لیگیا افراسیاب نے کہا اب مین دو چار اور ساحر بھی ساتھ کردیا کرونگا وہ اُسکی حفاظت کرینگے لیکن اب لشکر
اسلام مین اُسکا شور گریہ و زاری بلند ہوا افراسیاب کی بھی آنکھون مین آنسو بھر آے کہا شہنشاہ مشعل اب طبل بازگشت
بجوا دیجیے مشعل نے کہا مابدولت کو بہت ناگوار ہی سرکشی مسلمانان سے دل بیزار ہی جی چاہتا ہی آج ہی سبکو
شاد ون کہنے سے افراسیاب کے مشعل اور بطر کا آواز دی ای فرزند نمک حرام کسی نبے ساحر کو مجھ تک
بھیجو کوئی فر اسحر کا طے اشارے کا جواب نہین دے سکتے صنعت بڑی تیر تھی اورون کے لیے دلیر تھی یہ جو اپنے
پکار کر کہا ہر چند کہ لاشۂ سرخ مو خیمے مین رکھا ہی ملکہ ہلال سحر افگن مین اسکی پٹ رہی ہی ہر سردار گریان و
نالان حیران و پریشان مضطر و بدحواس عالم یاس لیکن مشعل نے جو پکارا باغبان قدرت کو تاب نہ آئی
مرکب باد رفتار سے کود پڑا پایۂ تخت مہرخ کو بوسہ دیا کہا اجازت میدان کارزار مرحمت ہو غلام برای
جانبازی رخصت ہو ملکہ مہرخ نے سر پیٹ لیا کہا کیون صاحبو یہ داغ سب کے اُٹھانا میری تقدیر مین لکھا تھا
مین اب خود جاؤنگی جا کر مقابلہ کرونگی لڑونگی مرونگی نازنینان سحر بین و شیران دشت نبرد کے داغ مجھ سے نہ
اُٹھاے جائینگے باغبان نے کہا غلام کو رخصت دیجیے مجھ سے اب صبر نہین ہو سکتا بہار نے اپنے طاؤس کو
بڑھایا کہا ای باغبان قدرت ای صاحب شوکت و لیاقت تجھ سے سب طرح کی اُمید ہی لیکن ہمارے مرنے مین
کیا نقصان ہی تم شیر دشت نبرد ہو ماشاء اللہ کیسے مرد ہو تمہارے رہنے سے لشکر مین رونق ہی اگر کوئی افتاد
پڑے طلسم کشا کو لیکر نکلجانا تا بہ لشکر صاحبقران پہونچانا تم طلسم کے رازدار ہو جوان نامی و نامدار ہو
تا بکوہ عقیق پہونچ جاؤگے ہم سے کیا ہو سکیگا تڑپ تڑپ کے رہجائینگے باغبان قدرت نے
قدمون کو بہار کے بوسہ دیا گرد پھرا کہا تم شیر زن ہو صفدر و صف شکن ہو رازداری طلسم تمہاری

ذات پر موقوف ہے ماشاء اللہ رنگ سحر و ساحری مین کیا وقوف ہے اب مین بدنام ہو جاؤنگا تمکو اپنے سامنے میدان مین نہ نکلنے دونگا باغبان کے سامنے گل حیات بہار پر خزان آئے وا ے بران باغبان گلا کاٹ کے نہ مر جائے ایسی سرو قد یاسمن عذار کو پامال ہوتے دیکھون آنکھین پھوٹین علاوہ شرف سحر و ساحری منظور نظر بادشاہ اسلام اگر زندہ رہون یہ روے سیاہ اُنکو دکھاؤن نام بادشاہ شکر بہار نے آہ کی کہا ای باغبان عجب طرحکا کلمہ تم نے اسوقت زبان سے کہا تصویر خیالی حضور آنکھون کے سامنے پھر گئی اگر جانتے کہ موت قریب ہے دو چار روز پیشتر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جاتے بعد قدم بوسی کے دامن تھام کر عرض کرتے نظم

بی گل روی تو یکدم زنده بودن مشکل است
نالہ بر لب دیدہ خونبار بودن مشکل است
بی وصال دوست دشوارست بر من زندگی
روبروی غمزہ دلدار بودن مشکل است

پیشت ای شوخ ستمگر لب کشودن مشکل است
نیست ممکن ہمنشینی دلبران پر عتاب
تشنہ الماس را با دیدہ سوزن مشکل است
یک نظر دیدہ ترا مخفی وشد دیوانہ

اصل باشد اشک ریزی ہمچو ابر نو بہار
پیش تیغ ہجر او جولان نمودن مشکل است
در طریق عشق رو گردن بوادی کار نیست
پیش چشم مست تو ہشیار بودن مشکل است

ان اشعار کو پڑھکر ملکہ بہار اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی طاقت کلام باقی نہ رہی باغبان قدرت سب سے رخصت ہو کر چلا گلچین جادو زوجہ باغبان نے دامن تھام لیا کہا ای شہریار لونڈی کو آپ کسکے سپرد فرماتے ہین مجھے صبر نہو یگا لونڈی کو ساتھ لیجیے آپ سے پہلے سینہ سپر کرونگی نظم

بادہ در گلزار خوردن کی ہوس باشد مرا
بوی می پیوستہ جاسوس عسس باشد مرا
بر تن من بی زبان ہر موی فریادے کند
راضیم کن زندگانی یک نفس باشد مرا
کوے تنہائی گزیدم سالہا یعقوب وار
وادی من تا آخر منزل فرس باشد مرا

نشہ بوی گلستان تو بس باشد مرا
غنچہ دل نشگفد مرغ دلم را در چمن
گر ز بیداد فلک فریادرس باشد مرا
باوجود تنگدستی باز عالی ہمتے
صورت بوا رعم گر ہمنفس باشد مرا
برفشان پای محمل در رہ وادی عشق

میکشان مخمور گرد در بزم می گستریم
تن گرفتار غم گلشن قفس باشد مرا
بسکہ در کنج قفس مرغ دلم بی طاقت است
تا ہمہ باز ہمت جان در قفس باشد مرا
گر ز بیداد رود گردم ز پشت زین چہ غم
نالہای زار مخفی چون جرس باشد مرا

گلچین جادو اسطرح بیقرار ہو کر روئی کہ سب کے کلیجے پھٹنے لگے باغبان قدرت نے ضبط کر کے کہا صاحب کیا ہمکو بدنام کروگی کسائی پر صاحبقران کی نثار کرو اسوقت محبت ترک کرنا مناسب ہے تمہاری ثابت قدمی کا ذکر سامنے زوجات صاحبقران کے ہوگا سب تمہاری تعریفین کرینگی کہینگی اس بی بی نے اپنے شوہر کو ہمارے فرزند پر نثار کیا گل روے گلچین مرجھا گیا رنڈاپا چہرے پر برسنے لگا

دوپٹہ سر سے ڈھلکا کلیجے پر ہاتھ رکھ کے کہا بسم اللہ سدھارو لیکن اس کنیز سے صبر نہو گا رہ جاکر رہگئی باغبان
لشکر سے بڑھا معلوم ہوتا تھا زجوان کا جنازہ جاتا ہے گلچین ہائے کہکر زمین پر بیٹھ گئی باغبان قدرت بصد
صولت وشوکت سامنے مشتعل کے ہو چکا اس بے حیا نے باغبان قدرت کو دیکھتے ہی گولا جھولی سے
نکالکر مارا باغبان نے اسکو کاٹا مگر منھ اپنا پھیرے ہوئے آنکھیں مشتعل سے چار کرتا ہر چند مشتعل پکارتا ہی
ای باغبان برمن نگر برمن نگر مگر باغبان منھ کو پھیرے ہوئے سحر دفع کرتا ہوا قریب مشتعل کے چلا آتا ہی سب نے
دیکھا باغبان قدرت بجرأت قریب مشتعل ہو چکا اُسنے تیغ مارا باغبان قدرت نے سپر سحر پر روکا ہر چند
مشتعل چیخا ای باغبان ادھر تو متوجہ ہو دم شمشیر پر نگاہ کر لیکن باغبان قدرت نے سر نہ اُٹھایا سپر کو پر
دار کو اسکے روکا صاف با آسیب سپر تلوار کو اُسکی رد کیا اب باغبان قدرت نے نعرہ کیا او بے حیا نطفہ

تو ضربے زدی ضرب من نوش کن
دور مجنون گذشت ونوبت ماست

دیگر

ہمہ شادی ازدل فراموش کن
ہر کرا پنج روز نوبت اوست

نسنگاہ چلگانہ پیشتر بدلا اُس نامرد کو سایہ میں تلوار کے لیا وہ ضرب لگائی کہ زمین تھرائی سپر کو اُس
روسیاہ نے سامنے کیا پر کے دو ٹکڑے ہوئے ہر چند مشتعل نے اپنے کو بچایا جنیو کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ
مین مع سپر قلم ہوکے زمین پر گرا باغبان نے جھوم کر نعرہ کیا وہ مارا ہر چند لشکر اسلام مین سب بیقرار تھے
لیکن جرأت باغبان پر اچھل پڑے ہر طرف سے صدائے احسنت وآفرین آئی زوجہ باغبان
مثل گل شگفتہ ہو گئی چہرے پر سرخی آئی سب نے جو تعریفین کین باغبان سب کو سلام کرنے لگا لاشہ مشتعل
زمین پر تڑپا افراسیاب طائر مردہ لیکر دوڑا دہن سے مشتعل کے لگا دیا روح مشتعل جسم طائر مین اُتر آئی
افراسیاب نے فوراً ایک مردہ نوجوان ساحر کا سامنے منگایا سیکڑوں بے گناہ مار ڈالے طائر لاکر اُسکے
دہن سے ملایا چشم زدن مین یہ سب معاملہ ہوا طائر سے جسم ساحر مین اُتر آیا اُٹھکر نعرہ کیا منم مشتعل جادو باغبان
یا تو سب کو سلام کر رہا تھا زوجہ اسکی زمین پر سجدے کر رہی تھی ہاتھ اُٹھا کر عرض کرتی تھی پروردگارا تو نے کنیز پر
رحم کیا تیری کریمی کے نثار ہو جاؤن بیان نعرہ مشتعل کی جو صدا آئی باغبان گھبرا کے جو پلٹا دیکھا اک جوان
سیہ فام منم مشتعل منم مشتعل کہتا ہوا آتا ہے باغبان کے ہوش اُڑ گئے کیا مشتعل سیاہ رو دہ
روشنی کیا ہوئی اس دھوکے مین آنکھ ملگئی مشتعل نے ہاتھ بڑھا کر کشش روح کی پہلے ہی رتبہ کی ہاتھ بڑھا کے
مین روح پر باغبان کے صدمہ پہونچا گو با تجربہ روح ہوا جسم کی طاقت کم مزاج برہم سحر فراموش حیرت و

عبرت کا جوش دوبارہ جو مشتعل نے ہاتھ بڑھایا رنگ روے باغبان متغیر ہوا گلچین تھرائی سہ بارہ جب مشتعل
نے اُسی طرح انگلی ملا کر اشارہ کیا باغبان گر کر مردۂ صد سالہ ہوا روح پلٹکر اک باز بلند پرواز کے جسم مین بندی
قفس بھی عقاب جادو کو دیا باز جو ہوا کہ باغبان مارا گیا یا تو گلچین سجدے کر رہی تھی سر اُٹھا کر جو لاشہ
باغبان دیکھا تاب نہ باقی رہی ہاے میرے وارث کہکے مشتعل پر جا پڑی گڑگڑا کر گری اس زور سے خنجر
مارا شکم پر مشتعل کے پار اشکم چاک ہوا مشتعل گر کر زمین پر تڑپا گلچین دوڑی پکارتی ہوئی کہ ای صاحب میرے
تمھارے دشمن کو مارا مجھے بیوہ کر گئے بات تو مجھسے کرو کہان بیٹھکر رنڈاپا کاٹون صبح تک سہاگن تھی اب
بیوہ کہلاؤنگی کسکو مُنھ دکھاؤنگی میان افراسیاب نے پھر اُسی طرح پر روح مشتعل کو طارمین کیا جلدی مین چارپائی
سے ایک مردہ کھینچا ساحر پیر کا لاشہ تھا جلدی مین بڈھے جوان کو نہ دیکھا اُس جسم مین مشتعل اُتر آیا اُس جسم مین اُٹھتے
اُٹھتے نعرہ کیا نام شہنشاہ مشتعل او گلچین گلچین نے پلٹکر اک بڈھے جادوگر کو آتے دیکھا نیچہ کھینچکر چلی پکارتی ہوئی او
بڑھاپے پیچھے تو کون ہے مشتعل کی شمع حیات کو مینے گل کیا وہی خنجر خون آلودہ لیکر جھپٹی آنکھ چار ہوگئی مشتعل نے
وہی کشش کی گلچین نے آہ کا نعرہ مارا معلوم ہوتا ہے روح پر صدمہ پہونچتا ہے پلک جھپکاتے جھپکاتے مشتعل نے
اپنا کام کیا گلچین شل اپنے شوہر کے لاشہ پر گری اہل اسلام مین شور گریہ وزاری بلند ہوا مشتعل تو یہ کہکر پلٹا او افراسیاب
ان زن وشوہر کے لاشے جلوا دے اسوقت مابدولت کی روح پر صدمہ پہونچا صحبت شراب کباب سے دل
بہلاؤنگا مشتعل تو یہ کہتا ہوا چلا افراسیاب نے دس بارہ جادوگرون کو اشارہ کیا ایک ساحرہ نے لاشہ
گلچین کا اُٹھایا جادوگر نے باغبان کا لاشہ لیا بارہ جادوگر تلوارین ہاتھون مین کھینچے ہوے گرد اُن دونون
کے جنتر منتر کرتے ہوے طرف آگ کے چلے جو کوئی اِدھر آیا اُن بارہ نے منع کیا ادھر نہ آؤ ہم گنہگارون کے
لاشے لیے جاتے ہین بلکہ کئی راہ گیرون کو مار بھی ڈالا قریب آگ نخل کے پہونچے دیکھا ایک جادوگر بشکل مُہیب
کفر انخل رہا ہے اُن جادوگرن سے پوچھا تم کیسے ساحر ہو لاشے لیے جاتے ہو رام رام ست نہین کہتے دو بانس
بھی نہ میسر ہوے کہ ارتھی تو بنا لیتے دو پیسے کی کوزیان پیسے کے تال کھانے بھی نہ لنا یہ بڑے نالائق
معلوم ہوتے ہو وہ جادوگر ہنس پڑے کہا میان ساحر صاحب یہ دشمنان شہنشاہ کے لاشے ہین آگ مین جلانے کو
لیے جاتے ہین اُس جادوگر نے کہا کسی کی لاش ہو ارتھی ہم بنوا دینگے مُردون کے وارثون پر احسان ہونگے
لاؤ لاشے رکھدو اُن ساحرون نے کہا لاشون کے رکھنے کا حکم نہین ہے ساحر نے ہنسکر کہا شہنشاہ کا تمھارے
لاشہ بھی اسی طرح اُٹھایا جائیگا ہم لوگ برہمن ہین سامری جمشید پوتھیون مین لکھ گئے ہین کہ اگر کسی کا

لاشہ بے قاعدے اُٹھایا جائے اُسمین دخل دینا بلکہ اُسکو سزا دینا واجب و لازم ہی دیکھو پوتھی مین لکھا ہی جیسے
پرچہ اُس جادوگر نے ہاتھ مین لیا نگاہ اُسپر ڈالی اور پرے لیغدہ پڑا جسکے کاندھے پر لاش باغبان تھی
اُسکا سر کھنیا ہاے کیکے وہ گرا مہتر قران نے لاشہ اُٹھایا اور کہا بجا ہو رسم شروع کردو جسکے کاندھے پر لاشہ
گلچین تھا اُسکے گلے مین حلقے کمند کے پڑے نعرہ ہوا منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو وہ گرا چالاک نے
خنجر مار کر لاشہ گلچین لیا ایک طرف سے نعرہ ہوا منم مہتر برق فرنگی یہ کیکے ایک جادوگر کو تلوار کا ہاتھ مارا
ایک کو ضرغام نے قتل کیا ایک طرف سے نعرہ ہوا منم مہر سپہر عیاری چالیس حقے آتشبازی کے مارے
کئی کے مُنھ جھلسا دیے آواز دی ہان نکل جاؤ اب نہ ٹھہرو اُس اندھیرے مین سب عیار لڑتے بھڑتے نکلگئے
افراسیاب دربارگاہ پر پہونچ چکا تھا ایک ہنگامہ سنا پلٹ کے پوچھا ارے یہ کیا ہوا امرصرصر نے بڑھکر عرض
کی عیارون نے بارہ جادوگرون کو مارا لاشہ گلچین و باغبان لیگئے یہ سُنکر افراسیاب غصے مین کانپنے لگا
مشغل نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اے افراسیاب سلطان کیا سمجھکر لاشے اُٹھالیجاتے ہین جو اصل مراد ہی وہ تو کچھ
بھی نہونگے صرف اسواسطے لاشے اُٹھالیجاتے ہین وجہ یہ ہی کہ ہر مذہب مین مردے کی کوئی تکلیف جائز نہین
رکھتا کوئی جلاتا ہی کوئی دفن کرتا ہی کوئی آبرودار لاشے کے گلے مین گھڑے باندھکر ڈبو دیتا ہی اہل اسلام کے
یہان جلاتے ہین دھلاتے ہین بڑا اعزاز و اکرام ہی آخر مین دفن کرتے ہین اسواسطے کوشش کر رہے ہین لاش
لینے پر مر رہے ہین ورنہ لاشون کے لینے سے کیا کام اب دوسری میدان داری ہین اور انتظام ہوگا کل
مابدولت بڑے بڑے نامی گرامی ساحرون کو للکارینگے نام ایک ایک کا لیکر پکارینگے افراسیاب کا
دل دکھ رہا ہی دل سے کہتا ہی کہ ہاے مخمور و بہار پر کیا گذریگی وہ شعلہ جوالہ نکلینگی مقابلے ضرور کرینگی
ایسی معشوقان حور پیکر مرینگی کیونکر ان کمبختون کو بچاؤن دل سے یہ باتین کرتا ہوا بارگاہ مین آیا مشغل تو
وہی تخلیہ مین چلا گیا جاکے شراب خواری کرنے لگا افراسیاب آکر تخت پر بیٹھا صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی
ناچ شروع ہوا برائے مشغل پتیلے شراب کے جانے لگے یہ ملعون اپنے امورات قدیم مین مصروف ہی لیکن
عیاران لشکر اسلام لڑ بھڑ کر لاشہ باغبان و گلچین لیکر لشکر مین آئے ملکہ مہرخ و بہار و مخمور وغیرہ سے
خبر پہنچی ہوئی دو زین معمار قدرت نے قصد کیا اپنے کو ہلاک کرون جان دیدے وہان ملازمان باغبان
و گلچین شایت اندوہ مین لیکن جرأت پر عیارون کی سب تعریفین کرتے ہین ملکہ مہرخ نے کہا اے شہنشاہ
اقلیم عیاری اس کدوکاوش سے کیا فائدہ آپ کیون مفت مین اپنی جان دیتے ہین مردون کے واسطے

مرنا کیا ضرور ہے سراسر عقل کا قصور ہے ہم جانتے ہین آپ لکھنؤ ارون کی آبرو بڑھاتے ہین لڑ بھڑ کر جان نثارون کے لاشے لاتے ہین لیکن اسکا انجام کیا عمرو نے کہا اے ملکہ مہرخ جس حکیم نے ایک قطرۂ نجس کو یہ لیاقت عطا فرمائی شکم مادر مین جگہ دی بعد نو مہینے کے سامان ولادت ہوا جوان ہو کر صاحب شوکت ہوا اُسکو یہ بھی اختیار ہے کہ اس جسم خاکی مین پھر روح کو داخل کرے اُس بے حیا شیطان کو یہ لیاقت بہم پہونچی کہ روح کو کھینچ لیتا ہے وہ حکیم و علیم رحیم و کریم ایسا سبب کیا ظاہر نہین کر سکتا کہ اسکا کوئی بندہ صاحب کمال انکے جسم خاکی مین روح کو پھر داخل کریگا اسی وجہ سے اپنی جان دیتے ہین یہ مقدمہ راز و نیاز ہے وہ کارساز ہے شاید انکو پھر روح عطا فرماے یہ کہکر عمرو بہت رویا اُسی خیمے مین لاکر دو چھپرکھٹ بچھواے باغبان و گلچین کو باحتیاط تمام اُن چھپرکھٹ پر آرام کرایا کنیزین صاحبین اپنے اپنے مالک کی لاش کے گرد آکر بیٹھین منہ اُن پر ہاتھ رکھدیے پاے سے سر لگاتی ہین کبھی نام لیکر پکارتی ہین بی بی اُٹھو خاصے کا وقت آگیا کہاتک آرام کروگی ہم روتے ہین تسکین دیجیے شاہزادیان آکر ان سب کو سمجھاتی ہین ارے صبا جو صبر کرو انشاء اللہ خواجہ عمرو مشعل کو مارینگے کنیزین بیچاری خاموش ہو رہتی ہین چپکے چپکے روتی ہین ہلال سحر افگن قریب لاشہ سرخ موے کاکل کشا پٹی رہی ہجر مین ملکہ سرخ موے کاکل کشا کی پریشان یہ اشعار زبان پر جاری ہین نظم

یہ گلستان سراے تماشا نہین رہا
وہ حسن جس سے عشق ہو پیدا نہین رہا
ای چرخ چاہیے سے رہے روزگار کو
وہ شمع روے انجمن آرا نہین رہا
کسکو گلے لگائیے ای شوق ہم کنار
دنیا مین ہاے نام وفا کا نہین رہا
اُس نور چشم حسن کو کیونکر نہ روئیے

وہ نوبہار گلشن دنیا نہین رہا
حیف اپنی تلخ کامی و شوریدہ طالعی
کیا چاہین روزگار تمنا نہین رہا
دل مین جگہ نہونے کا کس سے گلا کرون
وہ خوش گلو سے سینہ مصفا نہین رہا
اب کسکو دیکھیے کہ کسی کو نہ دیکھیے
آنکھون مین آے اب کوئی ایسا نہین رہا

افسوس کوئی پردہ نشین پردہ در نہین
جس سے کہ زندگی کا مزا تھا نہین رہا
اپنی خرابیون کو کہان جاکے روئیے
وہ قدردان شکوہ مسیحا نہین رہا
کس سے نباہیے کہ سواے وفا کے
وہ پردہ سوز چشم تماشا نہین رہا
ہر دم جبین آئینہ آلودہ نم سے تھی

یہ آب و تاب حسن اُسی رُخ کے دم سے تھی ؀ آفات جادو شوہر ہلال روتا ہوا آیا کہا صاحب آج تو صبر کرو کل ہم تمھاری ہمشیر کی خدمت مین جائینگے جو پیام دنیا ہو کہدو صاحب پہلے اپنے حال پر رونا چاہیے چند ساعت کا یہ سب پیش ہے سفر منزل عدم سب کو درپیش ہے دقیقے نے فرداً فرداً شروع ساحرون کا ذکر نہین کیا تین دن کی میدان داری مین چالیس سرداران نامی ہاتھ سے مشعل طلوع کے اسی حال حسرت مآل مین مبتلا ہوے

لشکر مین تلاطم ہی لیکن یہ خبرین تمام دنیا مین مشہور ہو مین کہ مشعل جادو نے سرداران اسلام کو مار امردہ بنا دیا اب اہل اسلام کا اختتام قریب ہو کوکب روشن ضمیر نے یون خبرون کو ملکہ بران شمشیر زن سے چھپایا ملکہ بران داخل باغ نگارین ہوئین اتنا کہلا بھیجا کہ بی بی آجکل لشکر اسلام مین مقابلہ موقوف ہو جلنے کا قصد نہ کرنا خواجہ نے تمکو نامہ لکھا تھا کہ افراسیاب نے ایک مہینے کی مہلت لی ہو بعد ایک مہینے کے طبل جنگی بجیگا ہم تمکو اطلاع دینگے آجکل باغ نگارین سے باہر نہ جانا چند ناظمان دربند ہوشربا نے خروج کیا ہو جابجا غدر ہو اسوجہ سے تمکو منع کیا ملکہ بران شمشیر زن باغ نگارین مین داخل ہین مگر متردد ہو کر گلشن کنیز کو حکم دیا جا کر لشکر اسلام کی خبر لا و خواجہ عمرو سے ملاقات کرنا پوچھنا کہ شہریار خیر و عافیت تو ہو آپ عرصہ دراز سے یہان کیون تشریف نہین لاے نہایت منتشر ہو کنیز آپکی بیقرار ہو اپنے دست حق پرست سے جواب خیر و عافیت تحریر فرمایے یہ فرما کر گلشن کنیز کو روانہ کیا گلشن نامہ لیکر طرف لشکر اسلام کے چلی یہان لشکر مین تلاطم برپا ہی قضاے کار گلشن کنیز آکر پہونچی کنارے پر لشکر اسلام کے دیکھا سناٹا پڑا ہی بازار بند ہر ایک دردمند لشکر افراسیاب مین چہل پہل گلشن نے کنارے پر آکر کسی سے پوچھا کیون صاحب لشکر اسلام کے لوگ کیون بھاگے جاتے ہین وہ شخص رونے لگا کہا ای نیک بخت کیا مصیبت بیان کرین مشعل جادو نے آکر کلیجہ جلا دیا چالیس ساحران نامی استیلا گلشن جان ہوے وہ سامنے بارگاہ مین سب کی لاشین رکھی ہین عزیزدار انکے پیٹ رہے ہین لشکر خواجہ عمرو پر زوال آیا اسد نامدار کو چھپا دیا ہو مشعل دیپی آزار ساحران نامی و نام آور کا ہو خواجہ عمرو اپنی جان لڑاتے ہین جستجو کر کے مردے اٹھا لاتے ہین زندے مردون کو دیکھکر رو رہے ہین ابھی کسی کو دفن بھی نہین کیا شاہزادیون کو دفن و کفن بھی نصیب نہین ہوا دیکھین اب انجام کیا ہو یہ سنکر گلشن کا کلیجہ پھٹ گیا سمجھی کہ خواجہ عمرو کی ملاقات کرنے سے کیا فائدہ اور حالات غم و الم سنانا پڑینگے چلکر ملکہ سے عرض کرو روتی پیٹتی یہ کنیز ملکہ بران سمت باغ نگارین روانہ ہوئی اسکو راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستان مصیبت بیان پھر طبل جنگی بجوانا مشعل کا و مقابلہ بہار و مخمور و آمد ملکہ بران شمشیر زن عجب داستان حیرت خیز و آفت انگیز ہی ساقی نامہ

ساقی رخ مدعا دکھادے
چہرہ مجھے چاند سا دکھادے
مانند قمر کمال دکھلا

للہ مجھے چاند سا دکھادے
یعنی گھیر کے مجھکو سب پیالا
ابرو سے رخ ہلال دکھلا

للہ مہ آرزو بڑھادے
میخوار ہین قمر کا بالا
صہبا مین قمر کی روشنی ہو

ساقی شراب چاندنی ہو
نازل ہے دست ہر جزو کل
ساغر بنے چاند چودھوین کا
بدلا ہی صبا نے مہر نے روپ
پہنا سر آسمان نے گہنا
ٹھنڈا ہوا ایک کا کلیجا
معشوق شہا کے متصل ہی
گرمی ہوئی دو جہان سے کا نور
پانے لگے پرورش نباتات
ہیں ذرے مہ کی روشنی سے
ہالہ نہ کا ساحل آب
یہ چاند ہی زیور سر شام
مشعل کہ چراغ دست گردون
رخسارہ گل عذار ہی یہ
ہی یوسف مصر کاروان مین
تاج سر چرخ کا نگین ہی
ہندو کو امرت کا پیالا
قرطاس یہ ہی وہ حرف تحریر
سرمہ وہ یہ چشم سرمگین ہی
طاوس کا پر یہ داغ ہی وہ
ماتھا وہ یہ ماتھے کی شکن ہی
خضاب گلو ہی طوق ہالا
دانہ اسے کہیے دام ہی وہ

مہتاب منیر جام بن جاے
گردش کرے ماہ ساغر مل
گردون پہ مہ تمام نکلا
کیا لطف ہی چاندنی ہے شب ہو
گردون کو بنایا چاند نے ڈھال
آرام جگر خدا نے بھیجا
شرمندہ ہوئی جبین مہوش
سردی نے دکھایا لطف کا نور
آنکھین کھلین مردم بشر کی
چھپنے لگے زخم چاندنی سے
اس ماہ کی اب صفت رقم ہی
زینت دہ تخت کشور شام
سچ ہو جو خدا کا نور کہیے
اک لالہ داغدار ہی یہ
روشن ہی اسی سے خانہ شب
شاہ خاور کا جانشین ہی
پرداغ جگر جو ماہ کا ہی
وہ جوہر تیغ ہی یہ شمشیر
یہ مہر وہ مہر کی نشانی
یہ شعلہ گل چراغ ہی وہ
اسکو دل داغدار کہیے
یہ کان وہ کان کا ہی بالا
فانوس وہ شمع انجمن یہ

میخانہ مہ تمام بن جاے
ہو دور جو آب آتشین کا
حیرت ہی کہ خم سے جام نکلا
عالم نے لباس نور پہنا
دکھلایا عروس شام نے گال
پرزے پرزے کتان کا دل ہی
آیا ہی کنول کے پھول کو غش
دکھلائی خدا نے چاندنی رات
افزون ہوئی روشنی نظر کی
ٹھنڈا ہوا بحر مین دل آب
نازل پہ روان مہ قلم ہی
لیلی شب سیہ کا مجنون
حق ہو لیے برق طور کہیے
روشن ہی نجوم آسمان مین
پرتو ہی اسی کا ماہ نخشب
ہر بزم کے واسطے اجالا
سکہ کسی بادشاہ کا ہی
وہ نقش نگین ہی یہ نگین ہی
پانی کی وہ لہر ہی یہ پانی
یہ جامہ وہ چین پیرہن ہی
اسکو خط روے یار کہیے
یہ جام ہی خط جام ہی وہ
پنجرا وہ ہی بلبل چمن یہ

کشتی یہ ہے اور وہ بھنور ہے
وہ دیدۂ حور ہے یہ کاجل
مشہور جہان کمال سے ہے
ہر گھر مین اسی سے ہوتی ہے عید
ہے یوسف مصر کا گریبان
انگلی ہے یہ پنجۂ حسین کی
نعل فرس فلک یہی ہے
نقش سیاہ حور کہیے
پورا قمر کلام کر دے

وہ چاند سپہر کا یہ سپر ہے
طاق اُسکو اسے چراغ کہیے
انگشت نما زوال سے ہے
اب وصف ہلال یون رقم ہے
رشک سر ناخن حسینان
پہلی آغوش آسمان ہے
کہتا ہے کمان و دہنک یہی ہے
خاموش قمر بہت ہوا طول
ماہ مطلب تمام کر دے

یہ صفحہ کا حرف ہے وہ جدول
سینہ اُسے اسکو داغ کہیے
ہے کلک اسی کے شایق دید
ابروے خمیدۂ صنم ہے
ہنسلی ہے گلوے نازنین کی
کاندھے پہ لیے فلک کمان ہے
محراب مکان نور کہیے
کبتک یہ فروغ ذکر معقول

چہرہ رہروان منازل صعوبت خیز گلگون مراحل صعوبت بس راہ خارستان رنج والم کو بے آبلہ فرسائے طے کرکے جستجوے طبع رسا مین یون سرگردان ہین سخن معنی تنور شعاران شیرین زبان و رقم میکنند داستان دلستان مشغل جادو چند میدان داریان کرکے کئی دن مصروف عیش و نشاط رہا افراسیاب نے وہ سامان فرحت و انبساط اس مہمون کے واسطے مہیا کیا ہے کہ عیش خانہ سے نکلنے کو دل نہین چاہتا آٹھ پہر شراب خواری بدمستی حسن کی تجلی خرید کئی دن کے افراسیاب خدمت مین حاضر ہوا عرض کی کہ اے شہنشاہ نامدار باغی لوگ خوش ہین کہ اب شہنشاہ طبل جنگی نہ بجوائینگے میدان کارزار مین نہ تشریف لائینگے آئندہ جیسا مزاج مبارک مین آئے مشغل مستعد ہوتا ہے افراسیاب کو جواب دیا بدولت سمجھے تھے دشمنون سے مصالحہ ہو گیا عمرو وغیرہ نے اطاعت کی افراسیاب نے کہا حضور وہ آپ ایسے سرکش ہین اگر ایک بھی باقی رہیگا جفا جان دینے کی سہیگا لیکن مصالحہ نہ کرینگے حضرت نے بالکل خاتمہ کر دیا تھا قید خانے کو قیدیون سے بھر دیا تھا لیکن مصالحہ کا ذکر بھی نہ آیا اب بھی وہی کیفیت ہے نہ انکو آپ کا خوف ہے نہ عبرت ہے مشغل اُسی وقت اُٹھا دربار افراسیاب مین آیا تخت پر بیٹھا دو چار جام شراب کے پیئے مغرور نے حکم دیا طبل جنگی بجے جاسوسیان لشکر اسلام خبرین لیکر چلے دربار مین آکر حاضر ہوئے دعا دی

نظم

رہین تا عود کو آتش پر اور آتش کو مجمر مین
رہے نافے مین مشک اذفر اور بو مشک اذفر مین
ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو

گل تر تا ہو گلدان مین تری تا ہو گل تر مین
صدف مین تا ہو گوہر اور ہو تا آب گوہر مین
نسیم خلق سے تیرے جہان یکسر معطر ہو

ای شہنشاہ گیتی ستان بلائے آسمانی سے پروردگار حفاظت مین رکھے دشمن آپکا نمک بے غت آسمانی کا مزا چکھے آج
بعد کئی دن کے مشعل جادو بارگاہ مین آیا اسفند بجیر ہی افراسیاب سے پوچھتا ہی کہ لشکر مہرخ سے
صلح ہوگئی افراسیاب نے کہا وہ لوگ عجز کرنے والے نہین مین تب اُس ملعون نے طبل جنگی بجوایا کل اُسکا ارادہ
ہی کہ میدان مین آکر گرمی دکھائے آپسے مقابلہ کرے نام طبل جنگی لشکر ہوش سردارون کے اُڑ گئے ہاتھ پاؤن مین
رعشہ آگیا مگر ضبط کرکے ملکہ مہرخ نے فرمایا بسم اللہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی عنایت سے پروردگار کے طبل
جنگی بجے یہان تو دونون لشکرون مین طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین اہالیان لشکر مہرخ بھاگے جاتے مین
شلین خالی ہوگئین رسالون مین خاک اُڑ رہی ہی بازارون مین سناٹا دوکاندار حیران و پریشان جنس غم والم
ارزان تاجر حیران و پریشان شام سے چراغ گل ہر خیمے مین رونے کا غل لیکن آجکی شب ملکہ بران شمشیر زن خود بخود
خود و متوحش سب کو اپنے پاس سے ہٹا دیا صرف ازدار قدیم مصاحب ندیم ملکہ شگوفہ سحرساز تھی فرماتی مین کہ ای شگوفہ
آج بہت دل گھبراتا ہی نہین معلوم شاہزادہ ایرج نوجوان پر کیا گذری جب ہم طلسم سکندریہ پر گئے تھے شاہزادہ صیقل
آئینہ دار آمادہ ہوا تھا کہ ہم آپکو طلسم ہوشربا مین لیچلین ماشاء اللہ صاحب اقبال مین ہمراہ اُنکے جاہ و جلال مین
لشکر بیحد جمع ہوگیا تھا ہمنے صیقل کو اشارون سے منع بھی کیا کہ اُنکے سامنے ہوشربا کا ذکر نہ کرو مگر آپنے نہ مانا
اُنکو آمادہ کیا تھا یقین ہی وہ چل نکلے ہون اس خیال سے آج دل بیقرار ہی کبھی لشکر خواجہ عمرو کا خیال آتا ہی
کبھی اُنکے ذکر سے قلب تھراتا ہی کیا حال دل کہین یہ کیفیت ہی ای شگوفہ عجب مصیبت ہی نظم

باشد زگریہ ام دل سوزان من در آب
باشد سرم در آتش سوزان من در آب
گردید سنگ آب زشرم لبت عقیق
گردید ہمچو مردم آبی وطن در آب
سوداگر یہ شور و فغانم نگشت کم

این طرفہ آتشی ست کہ دارد وطن در آب
زان آتشی کہ عشق تو در جان من ہوست
شد غرق ہمچو خطہ یونان مین در آب
گردد گہر بحرف صدف قطرہ گلاب
حرفیست انکہ نیست صدی سخن در آب

مانند شمع زآتش سودا و جوش اشک
گو ہر شرر شود چو فتد عکس من در آب
از جوش گریہ مردم چشمم شب فراق
شوید چو روی خویشتن آن گلبدن در آب

شگوفہ نے عرض کی حضور حقیقت مین اگر وہ طلسم ہوشربا کا قصد کرینگے بقول حضور صاحب اقبال ہین لڑ بھڑ کے ضرور پہونچینگے لیکن حالات لشکر اسلام دریافت
ہوتا ضرور ہین اُڑتی اُڑتی خبر سنی تھی کہ شاید مشعل جادو مقابلہ اہل اسلام مین آگیا مگر حضور کے والد نے یہ فرمایا تھا کہ مشعل
نہین آئیگا بلکہ مینے جو زیادہ ذکر کیا تو غصے مین فرمایا کہ اب بات کو طول نہ دو جسقدر ہین دریافت ہی تمھین نہین خبر ملسکتی
کچھ اسمین نکتہ ہی آپکے والد نامدار نے خبر چھپائی خدا انجام بخیر کرے ضرور کوئی خرابی ہی لونڈی کے دلکو خود بخود بیتابی ہی

معلوم ہوتا ہے مشتعل آگیا سنتے ہین بہت بڑا جادوگر ہے اُس ملعون کے آنے مین سب کی جان کا خطرہ ہے انھین باتون
مین ملکہ بُران نے تڑپ تڑپ کے شب بسر کی یکایک نخلِ نورانی ماہ تابان درہم و برہم ہوئی ستارے جھلملائے
شمع ماہتاب پر زردی آئی لہرا کر گل ہوئی شہنشاہ زرین افتاب بصد رونق و آب و تاب مشرق سے برآمد ہوا
گلشنِ عالم مین لالہ زار شفق ظاہر ہوا گل صد برگ مہر درخشان سے ضو دکھانے لگا ملکہ بُران خاموش سر جھکائے
ہوئے کہ گلشن کنیز آکر پہونچی مگر گھبرائی ہوئی ملکہ بُران نے کہا گلشن خیر تو ہے عرض کی حضور غضب ہوا چالیس
سرداران اسلام مارے گئے آتش سحر نے بھوکے یا آگ لگا دی اُس گلشن پُربہار پر خزان آئی غنچہ و گل مرجھا گئے
صیاد فلک نے دام بدعت بچھایا اُن گلعذارون کو جال مین پھنسایا یہ سُنکر ملکہ بُران کے ہوش اُڑ گئے کہا کیون
شگوفہ ہماری پریشانی کا انجام دکھایا فلک نے تفرقہ پردازی کی عجب رنگ مین دست اندازی کی ہم سے تو نہین
ممکن کہ ہم تامل کرین بیشک والد نامدار نے ہمیں چھپایا یہ فرما کر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین شگوفہ سے
کہا خبردار کسی کو خبر نہو ہم سے بربادی باغ لشکر خواجہ نہ دیکھی جائیگی بس اب تساہل بیکار ہے یہ فرما کر بتغیر و غضب
تمام طرف لشکر اسلام کے چلین لیکن مجلس جادو واسطے سلام کے آئی تھی اُسنے جو دیکھا ملکہ بُران جاتی ہین دل
مہربان کھٹکا یہی بلند ہوئی پکار کر آواز دی لونڈی سمجھی لشکر اسلام پر آفت برپا ہے یہ کہکے سحر کیا مثل ستارہ ٹوٹی
جھلکر ڈوبی یہان بوقت سحر لشکر اسلام و فوج افراسیاب میدان کارزار مین پہونچی صفین جمین مشتعل کہ یہان دیکھا
ہوا لشکر سے آگے بڑھا ہوا میدان کارزار مین پہونچا بعد صفوف آرائی بطور قدیم میدان مین آیا ملحوظ خاطر
ناظرین رہے قفس ہائے طائران صحرائی متعدد موجود ہین اور مردے انسانون کے چارپائیون پر پڑے ہین
آج افراسیاب نے از میدان تا بمقام آتش سوزان ہزارہا جادوگرون کو ٹھہرا دیا ہے حکم اُنکو مل چکا ہے
کہ کسی غیر کو اپنے قریب آنے دینا جسوقت لاشہ سردار باغیان کا اُٹھایا جائے تم سب خیال کر کے آگ مین
پھکوا دینا صدہا جادوگر اسی خدمت پر مقرر ہین لیکن قضائے کار مشتعل ابھی میدان مین ٹھہرا ہے مبارز طلبی ابھی
نہین کرنے پایا یہان سے قریب ایک قصبہ ہے دیلم جادو وہان کا زمیندار ہے اُسکے دو بھائی اور دو بیٹے ملازمان
ابرق دم دیکر لائے خدمت مین مشتعل کے پہونچایا اس ملعون کے جسم مین تو آگ بھری ہے جس پر نگاہ ڈالی
وہ لڑکا پھڑک کے مر گیا دیلم چار دن سے دیوانہ دار برائے فرزندان و برادران روتا پھرتا ہے تمام
قصبے مین ہنگامہ برپا ہے بیس ہزار جادوگر اس قصبے مین رہتے ہین پاسیون کو بلا کر دیلم نے تاکید کی کہ پتہ
لگا دو میرے دونون فرزند و دونون برادر کیا ہوئے پاسی پھرتے پھرتے جنگل مین آئے پہلے دن ایک لاشہ

پایا لیکن عجب حیثیت سے کہ لباس فاخرہ جسم میں جو زیور گھر کا تھا اُسکے علاوہ اور بھی بہت سا ذات پر آراستہ
پایا سی وہ لاشہ اٹھا کر لائے پاتو لوگون کا قول تھا کہ زیور کے واسطے کوئی لگا کر لیگیا اب جو یہ حال دیکھا کہ یہ کیا معمہ
ہی کوئی طالب زیور نہ تھا اور زیور زیادہ موجود ہی لباس بھی ایسا کہ شاہ و شہر یار پہنتے تین دوسرے دن دوسرے
کی لاش ملی آج صبح کو جنگل مین گئے دونون کے لاشے اُسی طور سے ملے اب تو دلیم نے تمام گانون کے رئیسون کو
جمع کیا کہا یارو تم سب سے فریاد کرتا ہون میرے چار کلیجے کے ٹکڑے کسی نے مٹائے انصاف کرو تو پر کا یہ کام تہین
ہزار ہا روپیہ کا زیور پہنا دیا پھر کس واسطے ہلاک کیا عقیل و فہیم جو لوگ تھے واسطے تحقیقات کے قریہ سے نکلے جو جو گانون
قریب تھے وہان کے رہنے والون سے جو ملاقات ہوئی کسی نے کہا ہمارے گانون سے چار غائب ہوئے کسی نے کہا
دو کا پتہ نہین ہی تلاش کرتے کرتے آخر خبر سُنی مشغل جادو مالک حجرۂ بلا معان افراسیاب ہو اہی اُسی کے واسطے
طفلان حسین پکڑے جاتے ہین صدہا لاشہ جنگل مین ملا دلیم کو یہ سب خبرین گذرین دلیم نے اک آواز دی دیہات
سے گنوار جمع ہوئی ساٹھ ستر ہزار گنوار سب کا افسر دلیم اور سب پٹی دار سب کے سامنے دلیم نے بدعت افراسیاب
ظاہر کی سب نے کہا ایسے بادشاہ کا منہ جلانا چاہیے تمام دیہات کے لڑکے غائب ہوے سب کے گھر سے ملے چلکر اُس
حرامزادے جیا کو مارو پکڑ کر اُسکی بھی ذلت کی تدبیر کرو یہی اُسکی سزا ہی افراسیاب بولیگا اُس سے بھی
سمجھ لینگے اب دیہات مین غریو ہوا ساٹھ ستر ہزار زمیندار پاسیون کے پرے جمے ہوئے تیر گیتے لیے ہوے
دیہات سے نکلے طرف لشکر افراسیاب کے چلے یہان وہ وقت ہی کہ مشغل میدان مین کھڑا ہی چاہتا ہی کہ بار طلبی
کرون افراسیاب قریب تخت حیرت برائے انتظام کھڑا ہوا شغل رہا ہی کہ دیکھا صحرا سے گرد اُٹھی گنوارون
کا لشکر بعد کروفر گنوار ٹٹوؤن پر سوار ڈھال پھنگے باندھے ہوے ایک سمت پاسیون کے پرے خبر دارون نے کہا
گستاخان وہ مشعبدہ باز کھڑا ہی گوٹے ٹھپے کے کپڑے پہنے ہی افراسیاب سمجھا تھا یہ سب زمیندار عابد دولت کی مدد کو آئے
ہین یا یکایک سب بلوہ کر کے طرف مشغل کے چلے گالیان دیتے ہوے افراسیاب پکارا ارے تم کون ہو جوش
محبت مین اپنے فرزندون کی مشغل پر جا گرے دلیم نے جھپٹکر مشغل کو نیزہ مارا کوئی گرز لیکر بڑھا پاسیون نے
تیرون کی بوچھار کی جبتک فوج افراسیاب پہونچے مشغل کو کُشل چونٹیون کے لپٹ گئے وہ جو آپس مین وعدے
کر کے چلے تھے ببول کی سب نے چھلی مینچین ہاتھ مین چاہتے تھے مشغل کے ساتھ مین وہی بات کرین افراسیاب جابجا
سرما ابرق دوڑے لیکن مشغل کو نیم بسمل کر دیا ایسے قبضے پھپک پڑے بیہوش ہو گیا افراسیاب مشغل چھوڑ کر لایا سرما
ابرق نے مشغل کو زمین سے اُٹھایا مشغل بیہوش و مدہوش سر پھٹا ہوا جسم تمام پارہ پارہ علم کا پاپٹ کا بھولا

جب افراسیاب نے اگرہ دکی کل زمیندار تلواریں کھینچکر لشکر افراسیاب پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ستر ہزار نے
جو ایک مرتبہ بلوہ کیا بارہ چودہ ہزار ملازمان افراسیاب بیس بائیس ہزار نامرد مارے گئے دیلم زمیندار [illegible]
یلگانہ لڑ رہا ہے اسکے ساتھ ساحر بھی ہیں ساحروں نے سحر کیے غیر ساحر تلوار و خنجر سے لڑے لیکن فوج افراسیاب کی
کیا تاب لا سکتے تھے مشعل کو تو سرماوا ابریق اٹھا لیگئے عمرو بھی نیچہ کھینچکر چلا ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ آپ نہ قصد
کریں عمرو نے کہا ذرا تماشا تو دیکھیں ہائے افسوس ہے مشعل بچکر نکلگیا بڑا قلق ہوا لیکن دیلم انتہا کا زخمی ہوا بس
پکار کر آواز دی اے سرداران اسلام میں ناکام تم سبکو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے پونے دو برس خداوندوں پر لعنت کی
اعتقاد وحدانیت ہوا مذہب حق کی اطاعت کی افراسیاب ظالم نمک حرام بدانجام بانی ارا کین ظلم نے بندگان خدا کو
کس بیرحمی سے تباہ کیا صدہا کم سن لڑکے غریب بیچارے اس بیحیا کے ظلم سے حسرت و یاس لیکر پردہ دنیا سے گئے نخل
شباب سے پھل نہ پایا اسی طرح پروردگار اسکی بھی شاخ تمنا قلم ہووے جو عمرو نے سنا دیلم کے ساتھ اب کوئی دس
پانچ ہزار باقی رہگئے فوج افراسیاب نے چشم زدن میں سبکو قتل کیا لاشے بیچاروں کے پھڑکتے ہیں لیکن ایک
ایک نے چار چار کو مارا خوب گنواروں کا لٹھ چلا عمرو قریب دیلم کے صورت بدلکر ہو بچا دیکھا اس بہادر نے زخمی
ہو کر گھٹنے ٹیک دیے غش چلا آتا ہے عمرو نے بشکل ساحر قریب آکے بازو تھاما کہا اے دیلم آنکھیں کھول نہ گھبرا میں [illegible]
ننم مہر سپہر عیاری تجھکو لشکر اسلام میں لیے چلتا ہوں دیلم نے آنکھیں کھولکر اک ساحر کو اپنے قریب پایا کہا اے جوان
میں نے عمرو کی تصویر دیکھی ہے مجھکو کیوں دھوکا دیتا ہے خواجہ پر میں نے کیا احسان کیا کہ جو مجھکو دم لینے کو آتے لیکن خدا انکو
سلامت رکھے سرداران مسلمانان میں اے شخص میرا تو اب خاتمہ ہے لیکن تو خواجہ عمرو سے ہماری تسلیم عرض کرنا اور کہنا اگر ہوسکے
لاش غلام کا پامال نہ ہونے پاوے بطور اسلام غلام جدید کو دفن کرا دیجیگا کہ انجام بخیر ہوا اپنے دست حق پرست کو قبر پہ
رکھکر فاتحہ پڑھیے گا یقین ہے اس سعادت سے نجات ہو عمرو بے اختیار رونے لگا فوج افراسیاب کا خوف نہ کیا فوراً
رنگ روغن عیاری کا چہرے سے چھڑایا جمال اصلی دکھایا دیلم قدموں سے لپٹ گیا یکایک سرماوا ابریق نے دیکھا
عمرو کھڑا ہوا دیلم سے باتیں کر رہا ہے فوج والے اسکے کچھ بھاگے کچھ مارے گئے کچھ باقی ہیں گرد گھیرے ہوئے لڑ رہے ہیں سرماوا
ابریق نعرہ کرکے بڑھے اس قصد سے کہ دیلم کو قتل کریں عمرو کو پکڑ لیں عمرو نے نعرہ شیرانہ کیا او نامردو کہاں
آتے ہو یہ کہکر چالیس حقے آتشبازی کے نکالے فلیتے داغ کر پھینک مارے کسی کا منہ جلا کوئی شعلہ ہائے آتش
میں گیا اتنے عرصے میں عمرو نے دیلم کو اٹھا کر زنبیل میں ڈالا ساتھ والوں کو آواز دی ہاں بھاگو طرف ہمارے
لشکر کے نکل جاؤ اب اس مقام پر نہ ٹھہرو آٹھ ہزار جوان اسی اندھیرے میں لڑتے بھڑتے لشکر اسلام میں پہنچ گئے

ملکہ مہرخ نے باغرزسب کو ہاتھون ہاتھ لیا افراسیاب نے لیکر دیکھا سرما وابریق کے مُنھ جھلسے ہوے بھاگے
آتے ہین عیاران عمرو نے آگ برسادی دیلم کو نکال لیگیا غصے مین چاہا لشکر اسلام پر جا پڑون حیرت نے دامن
تھام لیا کہا چلکر شہنشاہ مشتعل کی خبر لیجیے گنوارون نے اسقدر مارا ہی پڑے ہوے تڑپ رہے ہین فرماتے ہین
افراسیاب کو بُلاؤ ایک جوان کو مردہ کرکے لاؤ ہم اُس جسم مین اُترجاہین روح کو راحت ہو سب گنوارون نے ہڈیان
پسلیان توڑ ڈالین مارپیٹ سے دہقانون کی جسم فگار ہی متردد متوحش حیران وپریشان دردسے دل کے بیقرار ہی افراسیاب
نے کہا اے حیرت مجھے بن نہین پڑتا اس بے حیا نے مجھکو ظالم مشہور کردیا آج تو سارے طلسم ہوش ربا مین خبر ہوگئی ہوگی
کہ ہزارہا طفل خوبصورت ہلاک ہوے میان مشتعل کا روے سیاہ جھلسا گیا پڑے تڑپ رہے ہین اور اب وربے گناہ جوانون
کی گردن مروڑون تب انکو چین آے کیسی بدعت ہی مجھکو بڑی خفت ہی حیرت نے کہا اندر تو چلیے نہایت بیقرار ہین اگر
عمرو گنوار کو لیگیا ہمارا کیا نقصان ہی عجب قربایت بھجوادینگے فوج کو حکم ہوگا جاکے سب مال اسباب لوٹ لین رعیت
پامال کرین پھر نہ کوئی ایسی حرکت کرے لاچار افراسیاب پلٹ آیا اہالیان فوج نے کمر کھولی لیکن ہر جگہ یہی چرچے
ہین یارو فوج مہرخ و بہار سے بڑے بڑے ہوکے پڑے آج نئے طور کی لڑائی لڑے گنوارون نے
میان مشتعل کو خوب درست کیا لوگ کہتے ہین ارے میان گنوار بڑے ظالم تھے میان مشتعل کے جسم کے ٹکڑے اڑادیے افراسیاب
جلد نہ پہونچتا تو کام تمام کیا ہوتا اچھا ہوا حرامزادہ اسی لائق تھا افسوس ہی بندگان سامری کی اولاد کے ساتھ اس
ذلت سے پیش آتا ہی حرامزادے کو کچھ خوف نہین ہی بیچارے گنوارون کے کمسن لڑکے بڑی بدعت اٹھاکے مرے آج
حرامزادے کو صدمہ عظیم پہونچا سُنا ہی کہ پڑا ہوا ہاے ہاے کررہا ہی افراسیاب بارگاہ مین آیا دیکھا شہنشاہ پڑے ہوے
تڑپ رہے ہین افراسیاب کو دیکھکر اُٹھ بیٹھا کہا اے شہنشاہ مابدولت کا حال بہت ابتر ہی جلد ایک جوان کو
گردن مروڑکے مردہ بنائیے مابدولت کے سامنے لائیے مابدولت روح کو اپنی دوسرے جسم مین اتارین اس جسم کو
گنوارون نے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا ہی بڑی مابدولت پر بدعت کی افراسیاب نے سر جھکالیا کہا اے شہنشاہ مابدولت بہت
بدنام ہوگئے تمام دنیا مین آپکے ظلم کا شہرہ ہوا دیکھا آپنے دیلم نے کیا کیفیت کی آج کئی سو قریہ ویران ہوگیا اب مجکو ای
ملنا دشوار ہوا اہالیان فوج طعن وتشنیع کررہے ہین جس ملازم کو علحدہ بلاتا ہون وہ جانتا ہی مجھکو قتل کرینگے آپ تب پکے
پھر وہی خواہش کرینگے مین کیا تدبیر کرون مشتعل نے کہا او افراسیاب خانہ خراب مابدولت اسی واسطے حجرے سے
نہین نکلتے تھے تجھسے عہد کرلیا تھا اب اگر اسکے خلاف ہوگا خوب جان لے کہ ہم تیری روح نکال لینگے جسم مین تیرے چند صحرائی کی
روح کو بند کرینگے حیرت کو مادہ تجھکو نر بناکر کسی ویرانے مین چھوڑ دینگے کوئی صیاد اگر شکار کریگا باز وعقاب کا طعمہ بنوگے

افراسیاب تھرّانے لگا سر جھکا لیا سوچا کہ ایسا نہو آنکھ ملتے ہی اپنا کام کر بیٹھے عرض کی کہ ابھی حاضر کرتا ہون جب تک
ہوگا آپکے لیے سامان عیش و نشاط مہیا کر دونگا یہ کہکر نکلا اک جوان کو حیلے سے بلایا گوشے مین لاکر اسکی گردن
مروڑی خدمت مین مشغل کے لایا مشغل گھبرایا ہوا تھا جلد اُس ساحر کے مردے سے لپٹ گیا منھ سے منھ ملا یا روح اسکی
جسم مین اُس جوان کے اُتر آئی وہ جسم جسکے استخوان چور تھے بیکار رہا اسکو صحرا مین پھکوا دیا اُس شکل پر آکر مشغل اپنے
مقام پر بیٹھا جسکی شکل پر یہ بیٹھا ہے وہ فوج مین افراسیاب کی جمعدار تھا اُسکا بھائی ڈھونڈھتا ہوا نکلا بارگاہ مین
آکر دیکھا میرا بھائی تخت پر بیٹھا ہوا ہے کہا بھائی چلو کھانا تیار ہے بھابی صاحبہ بلاتی ہین مشغل نے کہا اسکی گردن مین
ہاتھ دو اب حضور فوج مین بھی یہ چرچا ہوا جمعدار نے جاکر کمیدان سے کہا آج میرے بھائی کی شمع حیات گل ہوئی
مشغل بنا ہوا بیٹھا ہے کمیدان نے کہا خاموش رہو شہنشاہ خفا ہونگے اب سبکو یقین ہوا کہ افراسیاب کو اہالیان رعایا
نہین ملتے اہالیان فوج پر دست اندازی شروع کی اپنے اپنے کمسن لڑکون کو کسی نے گھر روانہ کیا کسی نے کہین قریہ وغیرہ
مین چھپایا لیکن مشغل جا کر تخت پر بیٹھا شراب خواری کر رہا ہے افراسیاب پرتاکید کہ طغلان جبین بلاؤ مابدولت تنہائی
مین گھبرانے ہین افراسیاب نے حکم دیا سرما و ابرق مارے مارے پھرتے ہین جس قریہ مین گئے گنوار اُٹھ لیکر دوڑے
سرما و ابرق بھاگے ہین مشغل ایک یا دو ساقی نیچے ملکن ہوے اُنسے یہ ملعون خوش نہین ہوتا افراسیاب نے دست بستہ
عرض کیا حضور طبل جنگی بجواتا ہون مسلمان آمادہ سرکشی ہین سامان لشکرکشی ہین مشغل نے کہا جلد طبل جنگی بجواؤ ہمکو تمہاری
خوشی منظور ہے کل ہی سب کا خاتمہ کرینگے نامی ساحرون کے نام لکھکر ہمکو دیدو ہم اُنکے نام لیکر للکارین جھٹ پٹ خاتمہ کر دینگے
مگر اب مابدولت نے دنیا کی ہوا کھائی اب وہ حجرہ تاریک و تنگ نہین پسند آئیگا یہین تشریف رکھینگے افراسیاب
تھرّا گیا کہ روز طغلان جبین کہانسے لاؤنگا دیکھیے کس عذاب مین پڑا یہ کہکر حکم دیا طبل جنگی بجے اُسوقت نقارہ
رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے جاکر خواجہ عمرو کو خبر دی یہان بھی نقارہ رزمی بجا لشکرون مین تہلکہ پڑا لشکر
اسلام کو تو جان کی پڑی ہے افراسیاب کے لشکر مین یہ کھلبلی ہے کہ یارو جب یہ ملعون مارا جائیگا ہم مین سے
ایک کی گردن افراسیاب مروڑ دیگا دیکھو جسم مین جمعدار کے بیٹھا ہوا اکڑ رہا ہے اُسکا گھر برباد ہوا جورو اُسکی ڈھونڈتی
پھرتی ہے ایک ایک کے قدمون پر گرتی ہے میرے شوہر کا پتہ بتاؤ ابھی اگر اس سے کہدین کہ تیرے شوہر کو افراسیاب نے
مارا ابھی چیختی ہوئی دربار مین گھس جائے جنے اُسکو بہلا دیا کہ شوہر تیرا علاقے پر بھیجا گیا اس لشکر مین یہ ہنگامہ
اُس لشکر مین یہ قیامت دوست و دشمن نام سے مشغل کے جلتے ہین ہر ایک کہتا ہے یہ ملعون جلد واصل جہنم ہو یہ جفا
لشکر مین کم ہو چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری جب صبح ہوئی وہ بعد گرد و فر مشغل ضیا و شعاع ہمراہ لیکر جلوہ افروز تخت چرخ

منبل پر جلوہ فرما ہوا بموجب قاعدۂ قدیم لشکر میدان مین آگرجے افراسیاب نے سامان کرلیا ہو مشعل جادو جگر
صف سے بڑھا میدان مین آکر پکارا ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو صف سے نکلے نکلکر ہم سے مقابلہ کرے
گل بد دولت نے بڑا صدمہ اُٹھایا آج اُسکا بدلا لونگا دیلم زمیندار بھی صف لشکر مین حاضر ہو مشعل کو میدان مین دیکھکر
جلگیا لٹھ کاندھے پر رکھکے جھوما کہ جاکر لٹھ مارکر اُسکا سر پھاڑون سردارون نے روک لیا کہا ای دیلم تمھارا کام
نہین ہی یہ ملعون جلاے روزگار ہی اس سے مقابلہ کرنا بیکار ہی لیکن جیسے ہی اسنے پکارا ملکہ بہار نے طاؤس قفس سینے
بڑھایا بلرزہ ہوا اپار رو باغ لشکر اسلام مین خزان آتی ہی بہار جادو مرنے کو جاتی ہی کوئی قدمون سے لپٹا کوئی چیخ
مارکر روتا تھا کوئی مثل گل کے بکس کے رہگیا کسی کا چہرہ مثل گل مرجھایا کنیزان بہار کے چہرے مثل برگ خزان دیدہ
زرد تھے شمشاد نے کمر تمام ہی خمیدہ ہوگئی غنچہ دہن گم سخن ایک ایک کا منہ دیکھتی تھی نرگس کی آنکھین تھرا گئین سنبل
نے موے مشکین کھولدیے سوسن نے لباس سیاہ پہنا گلشن لشکر بہار مین شور گریہ وزاری بلند ہر چند ملکہ مہرخ نے
کہا بہار نے نہ مانا کہا اس حرامزادے کو تیغے چھواکے نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو نہ رکھا بدقت انتہا پر
پہونچی ملکہ مہرخ نے رو رو کر بہار کو رخصت کیا افراسیاب نے آج آگ پر انتظام کیا ہی آتشبار جادو کو
آگ کا منتظم کیا کہ تو اندر آگ کے موجود رہ جب لاکر لوگ لاشہ پھینکین آگ سے نکلکر لاشہ اُسکا آگ مین ڈالدینا عیاران
اسلام نے صدہا طریقون سے لاش لانے والون کو مارا اسوجہ سے افراسیاب نے یہ انتظام کیا کہ آتشبار اندر
آگ کے رہیگا آتش اصلی مین اُسکے پاس کون پہونچ سکیگا یہان تو یہ انتظام ہی فراق بہار مین ہر گلعذار گریبان
چاک چہرون پر نازنینان مہجبین کے خاک بہار جادو بعد کروفر میدان کارزار مین آئی افراسیاب کا کلیجہ
چھٹ گیا مثل مرغ بسمل تڑپا کلیجہ تھام لیا حیرت سے کہا لو ملکہ غضب ہوا آج تمھاری بہن مقابلہ مشعل مین آئین
بچنا دشوار ہی حیرت جادو بھی رونے لگی کہا ای شہنشاہ کیا چارہ ہم نے لاکھ سمجھایا مگر تو ابہار نے ہمارا کہنا نہ مانا
اب آج خاتمہ ہی بارے ہم باوا جان حیات جادو کو کیا جواب دینگے فرمائینگے ایسی گلعذار کو تو نے مٹا دیا ہماری
جان پر آفت ہوگی سخت مصیبت ہوگی لیکن بہار نے مشعل سے آنکھ نہ ملائی مشعل کا دستور ہی پہلے اک سحر مختصر سا
کرتا ہی کچھ بی جاتا ہی یہ لوگ پیش قدمی نہین کرتے مشعل نے ایک گولا پھینکا بہار نے گولا کاٹا گلدستہ جھولی
سے نکالا اسم سحر کا پڑھکر نعرہ کیا او مشعل ہوشیار رہ جا اب مشعل کو آتش گل جلائیگی آہ بلبل زار پھونک دیگی گلدستہ
بہار کا چلا افراسیاب نے کہا لو ملکہ حیرت غضب ہوا بہار کا سحر رنگین چلگیا بیشک تیغے چھوادیگی گلدستہ
بہار کا پھٹا پھول برسنے لگے باد صبا نے زر گل لٹانا شروع کیا غنچے چٹکے باغ سحر کے پھول کھلے زرد پتے

خالی پڑا رہیگا یوہیں آستانہ کیا
مقتل مین ہی اجازت جاروب قتل
قاتل مگر پڑھیگا نماز دوگانہ کیا

عاشق کا دل نہ دیکھ کر جاتے ہو کہاں
نظارہ سوے سینۂ صدچاک شانہ کیا
رویا یہ آسمان کہ ہی تر دامن زمین

مطرب نے میرے حال کا گایا ترانہ کیا
دیکھا ادھر کو تو نے پڑا تیر ناز ادھر
استاد رخ بدلکے اڑایا نشانہ کیا

تھا نا تمام سائل رخصت ہی مرغ روح
قاصد سے پہلے ہوگا ہی خود روانہ کیا
کیا تاب مدعی جو زبان تک ہلا سکے

لکھی نسیم نے غزل عاشقانہ کیا ✣

اشعار پڑھ کے مشعل کپڑے پھاڑنے لگا چاہا تیغ گل پر سر دے مارون اسیر کہ بہار روے زیبا نہین دکھا سکتی منہ پھیرے ہوے سحر کر رہی ہی افراسیاب نے دیکھا مشعل سر ٹکرا کر مرجائیگا بڑھ کے اٹھ جو کہا پھول بہار کے جلنے لگے طائران زمزمہ سرا کباب ہو کر گرے وہی شعلہ بھڑک کر مشعل پر گرا اسی آگ نے پھول جلاے اسی شعلہ نے مشعل کو ٹھنڈا کیا مشعل کو ہوش آگیا غصے مین طرف بہار کے دو تین کلمات سخت جو کہے بہار کو ناگوار ہوا طرف افراسیاب کے چلکر آواز دی ای افراسیاب یہی بے حیا مالک حجرہ بلا ہی تو نے بچا لیا ہمارا سحر مٹا دیا آج سے بھی آج لڑونگی دیکھا گلدستہ لیکر بڑھی مشعل کو دیکر سامنے آیا آنکھین چار ہوئین مشعل نے ہاتھ بڑھا کر کھینچے گل عارض بہار مرجھایا سرو قد مین خم آیا سنبل زلفین عنبرین پریشان ہوئین غنچہ دہن پر مہر سکوت چشم نرگسی مین آنسو بھر آے جام گل شراب شبنم سے معمور ہوا دوسری مرتبہ مین بہار لہرا کر گری مشعل نے روح کو قبضے مین کیا عندلیب کے جسم مین بند کر لیا ملازمان افراسیاب چلے کہ لاشہ اٹھائین مخمور نے بڑھکر دانہ یاقوت احمر کا مارا کنیزان بہار دوڑ پڑین کئی کنیزان بہار قتل ہوئین اس ہلڑ مین عمرو نے بڑھکر لاشہ بہار کا اٹھا لیا افراسیاب نے جو منکا ڈھلا ہوا بہار کا دیکھا کلیجہ پھٹ گیا پکار کر آواز دی لاشۂ بہار لیجانے دو او نامرد و پہلے لاشہ نہ اٹھایا جب عمرو لیجلا تب فساد برپا کرتے ہو جان بچانے پر مرتے ہو افسوس ایسی حسین پردہ دنیا سے اٹھ گئی کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین ہاے کس سے اپنے حالات دل کہون بیتابی مین یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

تا بہ کی دارم نہان در سینہ عشق پاک را
چند دارم در جگر این آہ آتشناک را
بسکہ شد از سوز عشقت آہ سردم شعلہ ریز

تیرہ سازد دود آہم انجم افلاک را
از غم لیلی بصحراے محبت دست شوق
تا قیامت بر سر مجنون فشاند خاک را

درد عاشق پیشہ را دیوانگی ہمت بود
نوری بخشد محبت دیدۂ ادراک را
شہسوار عشق مخفی بردم از تیغ نگاہ

سرخ میسازد بخون عاشقان فتراک

حسب مرت نے کہا اشعار پھر پڑھیے گا دیکھیے بی مخمور نے نشہ محبت بہار مین صدہا نگہبانون کو مارا اسی غصے مین مشعل پر جا پڑین مشعل تو بالکل گدھا ہی کچھ بھی نہین جانتا سحر مخمور نہین روک سکتا دیکھیے وہ برس پڑی قتل کیا چاہتی ہی حقیقت مین بہار کا لاشہ ملکہ مخمور نے دیکھا کلیجہ

پھٹ گیا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا زلفین چھوڑین عارض انور پر بل وہی ہین غصہ سے ابرو پر شکن دل تردد مند خزل پر ہجوم لشکر رنج و محن کف منھ مین بھرا ہوا چشم حق بین سے آنسو جاری عالم بیقراری کی ہو نگہبان مارے جو لاشہ اُٹھانے کو آئے تھے انکو چشم زدن مین واصل جہنم کیا لشکر افراسیاب کے ہوش اُڑگئے حقیقت مین آج محمور نے اتنے عرصے مین وہ جرأت دکھائی زمین میدان کارزار تھرا ئی ملازمان افراسیاب الامان الامان کررہے ہین ادھر تو ملکہ بہار پر یہ سانحہ گذرا اب محمور لڑرہی ہو افراسیاب چہرۂ زیبائے محمور کو دیکھتا ہو ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہو اس خیال مین کہ ہائے اب محمور بھی قتل ہوا چاہتی ہو دونون آنکھین میری پھوٹتی ہین ملکہ بہار کے مرنے سے باغ عالم مین خزان آگئی یا سامری محمور کو بچالو ورنہ میخواری کا مزا جاتا رہیگا اس مصیبت کو اسکی دیکھکر نشہ اتر گیا مثل برگ بید کانپ رہا ہو محمور ہر مرتبہ قصد کرتی ہو تلوار کھینچکر مشعل پر جا پڑین نیچہ ماروں کہ حرام زادے کا بھنذارہ کھلجائے مشعل بھی گھبرایا ہوا ہو اتنے عرصے مین محمور نے کئی سو ساحر مارے مشعل جاتا تھا ہو مجھسے آنکھ ملائے تو مین اپنا علم ظاہر کرون محمور بہت لڑرہی ہو ایسے ایسے سحر کیے زمین کانپی آسمان تھرایا جرأت محمور دیکھکر بڑے بڑے بہادرون کو غش آیا ایک مقام پر مشعل نے گولہ مارا ملکہ محمور جادو نے کانا زمین سے ایک برق چلی شانہ ملکہ محمور جادو کا زخمی ہوا شانے کو کسکر باندھا مست بادۂ جرأت تو ہو ہی تھی نیچہ کھینچکر مشعل پر جا پڑی برق چمکائی مشعل کی پلک جھپکی محمور جادو نے تیرا بد لگے نیچہ مارا مشعل کے دو ٹکڑے ہوئے محمور نے جھومکر آواز دی ای بہار گلعذار میرے تیرے خون کا بدلا لیا شمع حیات مشعل گل کیا لیکن ہمارے خود چراغ عقل گل ہین تجھ ایسی ماہتابان مہر درخشان پردۂ دنیا سے اُٹھ گئی لطف زندگی باقی نہ رہا محمور تو یہ باتین کرکے روئی تہلکہ ہوا کہ مشعل مارا گیا افراسیاب پیٹتا ہوا اچھنبا طائر مردہ ہاتھ مین لیکر دہن مشعل سے ملایا طائر نے چہکارہ مارا ایک ساحر جوان کا مردہ بھی موجود تھا افراسیاب نے طائر کو دہن ساحر مردہ سے ملادیا وہ جوان نعرہ کرکے اُٹھا منم مشعل جادو محمور جادو غم مین بہار جادو کے رورہی تھی کہ مشعل سامنے پہونچا محمور کھڑی ہوئی اور جادو گر آیا آنکھ ملاکر للکارا آنکھ ملانا تھا کہ غضب ہوا مشعل نے اپنے عمل قدیم کو صرف کیا محمور تھرائی دوبارہ ہاتھ ہلانے مین شمع حیات محمور بھی گل ہوئی لشکر ظفر اثر مین غل ہوا افراسیاب نے جادوگرون کو اشارہ کیا ملکہ مہرخ تخت پر سے بھاند پڑین برق لامع کڑک کے گری کئی سو جادوگرون کو کاٹا مشعل سے آنکھ ملتی برق لامع بھی ہائے کہکے گری اُس بے حیا نے پلٹکر روح محمور و برق لامع کو بھی جسم مین جانورون کے بند کیا لاشہ محمور و برق لامع ملکہ مہرخ لے کر لیا

افراسیاب چلاتا تھا مشعل نے روکا کیون جاتا ہے مابدولت کافی ہین دیکھنے والے حیران کہ اتنی دیر مین دو جسم
تبدیل ہوے اب بھی کھڑا ہوا جھوم رہا ہے جب جسم ثانی مین آتا ہے وہی جودت وہی زور وہی سو قوت خستگی
شکستگی بھی رفع ہو جاتی ہے روح جسم نو مین آتی ہے لشکر اسلام مین تو قیامت کا ہنگامہ ہے مخمور و بہار و
ہمزلاسع و چند ساحران دیگر کہ جنکے نام نہین لکھے سات ساحران نامی پر نوبت پہونچ چکی دو پہر کا وقت ہے
مشعل میدان کارزار مین بھی شراب پیتا جاتا ہے ساقی بچے موجود ہین ہر مرتبہ لاؤ لاؤ کر رہا ہے ساقی بچے نے
بڑھکر جام دیا یا ساغری کسکر پی گیا جھومنے لگتا ہے یہ ضرور کہتا ہے ہاے شراب مین تلخی نہین لطف شراب نہین
ملتا افراسیاب کے ہوش اڑتے ہین کہ کہانسے شراب منگاؤن اس بدمست کو کہان تک پلاؤن کہین جلد
اس سے مہلت ملے لڑائی فتح ہو جاے کسی قریہ مین اسکو بھیجدون اب طفلان حسین بھی نہین ملتے ظالم مشہور ہوا
رعایا بگڑی جاتی ہے اہالیان فوج کو رنج و ملال دیکھیے انجام کیا ہو لیکن مشعل بجیاد چار جام پیکر میدان
کارزار مین مثل شعلہ جوالہ پھر کا آواز دی اب کوئی میرے مقابلے کو نہین آتا بڑے بڑے ساحر کیا ہوے کہان
جاکے چھپے جرات نہین دکھاتے یہان لشکر مین کسی کے ہوش درست نہین لاشے لاکر ان شاہزادیون کے جو
رکھے کنیزین مصاحبین پایہ سے لپٹی ہوئی رو رہی ہین ہر ایک کی یہی زبان پر ہے کاش ہم کو موت آتی ان
شاہزادیون کو اس حال پر ملال مین نہ دیکھتے ملکہ مہرخ پچھاڑین کھا رہی ہے پکار رہی ہے کہ اے شاہزادیو اے
ثابت قدمان کوے محبت تمنے ہمسے پہلے جان دی مین قافلہ سالار تھی چلے ملک عدم مین پہونچی تمھارے لیے سامان
خیر بارگاہ مہیا کرتی دنیا مین خدمتگزار رہی منزل عدم مین ساتھ نہ لگی یکایک ہاڑا ہوا مصاحبون نے بڑھکر کہا
حضور مشعل جادو مبارز طلبی کرتا ہے لڑنے پر مرتا ہے ملکہ مہرخ نے حیران ہو کر سر اٹھایا اشک پاک کیے
اس خیمے سے نکلین کہا مین جاکر ملعون کو جواب دیتی ہون مین مخمور و بہار کا ساتھ نہ چھوڑونگی انکی محبت سے
منھ نہ موڑونگی استادان مخمور نے تحریر کیا ہے سو سالاران زبردست پر یہ سانحہ مصیبت خیز گذر چکا اب کون ہے
جو جاکر جواب دے ملکہ مہرخ نے فرمایا خواجہ عمرو کو بلاؤ مین انسے رخصت ہو لون اپنی نواسہ حسین
الماس پوش کے واسطے سفارش کرون بلکہ اب انکو یہی ترغیب دون کہ براے خدا شہزادہ حسین واسد کو
زنبیل مین ڈال ہین طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلے جائین اب یہان انکا ٹھہرنا مناسب نہین ہر چہار
طرف ڈھونڈھا خواجہ عمرو کو نہ پایا مہرخ نے کہا خیر جب تشریف لائین ہمارا پیغام کہدینا وہ بھی کسی کام
مین ہونگے حقیقت مین واے برحال عمرو ایک سر ہزار سودے کس کس کام کو دیکھے کسی کار ضروری مین مصروف

ہو گئے یہ کیفیت ہوئی ملکہ قلب لشکر مین بیٹھی ہیان مشغل جبلا رہا ہی افراسیاب نے آتشبار جادو کو اس آتش اصلی
مین مقرر کیا ہی کہ تو آگ مین کھڑا رہنا اگر جو سردار مارا جائیگا مین خود لاشہ لیکر تجھکو دونگا تو فوراً آگ مین ڈالدینا
میرے سامنے تو کسی کی مکاری عیاری نہ چلیگی یہ جملہ واسطے سمجھنے ناظرین کے تحریر کر دیا لیکن مشغل جو بلبلایا لشکر
اسلام پر نعرہ مار ا مبارز طلبی کی ملکہ مہرخ نے قصد کیا جاؤن مشغل سے مقابلہ کرون تمام سردار قدمون سے لپٹ
گئے کہا اے ملکہ عالم اگر تمہارے آفتاب حیات پر زوال آیا پھر لشکر نہ رک سکیگا ملکہ نے کہا اب مجھکو نہ روکو تم سب پر نثار
ہو جاؤن چاہتی تھین ملکہ مہرخ کہ سرداران نامدار سے دامن چھوڑا ئین مشغل نابکار پر جا پڑین کہ آسمان پر برق
چمکی سب نے دیکھا آفتاب آسمان حسن و جمال صاحب جاہ و جلال صفدر و صف شکن ملکہ بران شمشیر زن طاؤس
زرین بال پر سوار راہ مین جو حالات بربادی لشکر اسلام سنتے ہین آنکھون سے اشک گہر رشک جاری ہین پھول
سے عارض کمھلائے ہوئے چہرہ غصہ سے لال ابرو رشک ہلال آنکھین نخر دیدہ غزال قد دل جو سرو لب جو دوسے
یہ معرکہ دیکھا کہ لشکر اسلام مین قیامت برپا ہی کوئی نام سپاہ لیکر روتا ہی کسی کی زبان پر نام مخمور کوئی واسطے برق
لامع کے تڑپ رہا ہی ملکہ مہرخ کو تمام سردار لپٹے ہوئے ہین کہ ای سرپرست ای بادشاہ عالیجاہ ہمارے لشکر کا انتظام
آپکے دم سے ہی اس لشکر مین برکت آپکے قدم سے ہی ہم آپکو میدان کارزار مین نہ جانے دینگے ہم پہلے سب نثار ہو لین
تب حضور کو اختیار ہی ملکہ مہرخ ٹھنڈی سانس بھر کر فرماتی ہین

نظم

ستودہ دلم چو بحدم دو چار نالد و گرید
بچرخ آید و دولاب نالد و گرید
دلم از آن مژہ خوارہ وار گشت اشک
بتیراہ براو بر مزار نالد و گرید
عجب مدار دچندین جفا و جور کہ دارد
بہ پیش حاکم روز شمار نالد و گرید
چنان بکن کہ ز دست جفا و جور تو شوا

تم رسیدہ بر غمگسار نالد و گرید
سحر در آئینہ یارب بہ بیند اور خ خود را
عجب مدار کہ چون آبشار نالد و گرید
بسینہ خون شدہ از ضبط آہ و گریہ خدایا
ز دست ظلم تو گر روزگار نالد و گرید
تو خندہ غنزلی اید دست بر خرابی عالم
ز دور شہر تو در سبزہ یار نالد و گرید

سلام این دل سرگشتہ گرد آن عجب
چو من سیاہ شبہای تار نالد و گرید
کہ چشم تر کند اندر فراق چون من بیکس
اجازتی کہ دل بیقرار نالد و گرید
بکن تو جور بھوری کہ بیدلی زجفایت
عدو چو بیندم از در روزار نالد و گرید

اسطرح ملکہ مہرخ بلک رہی ہین کہ
کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی مہرخ کے رونے پر تمام لشکر روتا ہی جیسے ہی ملکہ مہرخ نے ملکہ بران شمشیر زن کو دیکھا
آواز دی ای نور نظر ای پارہ جگر کوکب نامور ہی اے خدا طرف میدان کارزار کے نہ جاؤ تم تک آؤ ملکہ بران نے
یہ جواب دیا حضور کلام مصیبت انجام سننے کی قلب مین طاقت نہین ہی بس کنیز رخصت ہوتی ہی مین سب حال

سن چکی اب مجھ سے صبر نہو سکیگا یہ کہکر ملکہ بران طرف مشعل کے چلین لشکر افراسیاب مین بلوہ ہوا بران
آپہونچین افراسیاب دیکھکر شاد ہوا کہا لو ملکہ حیرت اب طلسم نورافشان پر آفت آئی بران واسطے
مقابلے کے آگئی اسکا لاشہ مین خود ساتھ جاکر آگ مین پھکوا دونگا یہ کہکر افراسیاب آمادہ ہوا ایک جادوگنی
نے پاس کھڑا کر لیا اور یہ کہا کہ ای ساحرہ لاشہ بران کا تو اٹھاتا مابدولت کیون ہاتھ لگائین مگر ملکہ
بران شمشیر زن طاؤس سے کودین سامنے مشعل جادو کے پہونچین للکارا او بے حیا بڑی بدعتین کرچکا
اب تیری قضا آئی یہ کہکر طرف مشعل کے چلین مشعل نے گولہ مارا بران نے رد کیا اختر مروارید جوڑے سے
نکالکر کھینچ مارا سینہ پر مشعل کے پڑا لیکن یہ بھی محفوظ رہے جب ملکہ بران مقابلہ مشعل مین پہونچین مہرخ
نے آواز دی ای بران اگر ہمارا کہنا نہین مانتی خبردار اس ملعون سے آنکھ چار نہ کرنا وہی بران نے کیا
منھ پھیرکر اختر مروارید مار دیا سینہ پرکینہ مشعل پر پڑا توڑکر سینہ پرکینہ کو پار گذرا ملکہ بران شمشیر زن نے جو مکر
اپنا اختر لیا مثل برق آسمان پر چمکین نعرہ کیا وہ مارا ملکہ بران شمشیر زن تو بلندی پر جاکر اپنے کو آراستہ
کرنے لگی کہ کوئی اعضائے جسمی نہ کھلجاے خدانخواستہ نامحرم کی نگاہ پڑے یہان افراسیاب جادو نے
جو دیکھا کہ مشعل زمین پر گرا افراسیاب نے طائر مردہ دہن سے لگایا اس طائر کو انسان کے مردے
کے دہن سے ملا دیا مشعل نے نعرہ مارا انم شہنشاہ مشعل جادو ملکہ بران چاہتی تھین اب لشکر اسلام مین جاؤن
کہ نعرہ مشعل کی آواز آئی پھر جھپٹ کے جا پڑین اُستادان سخن نے تحریر فرمایا ہی کہ تین مرتبہ ملکہ بران نے
مشعل کو اختر مروارید سے مارا چوتھی مرتبہ آنکھ چار ہوگئی مقام انصاف ہی کہ جس سے مقابلہ کرے اُس سے
آنکھ کیونکر چار نہو آخر چوتھی مرتبہ آنکھ چار ہوتے ہی بیکار ہوئین لہراکر زمین پر گرین مشعل نے روح بران کو
اک طوطی زرین بال کے جسم مین بند کیا افراسیاب جھپٹ کر قریب لاشہ بران آیا چند سنگریزے ہاتھ مین
لیے طرف لشکر ملکہ مہرخ کے نعرہ کیا خبردار جو کسی نے قدم بڑھایا آتش قہر و غضب مین پھونک دونگا کوئی آگے
نہ بڑھ سکا اُس ساحرہ سے افراسیاب نے کہا لاشہ اٹھاے ساحرہ آگے چلی افراسیاب ساتھ ساتھ تیغہ
کھینچے ہوے نعرے کرتا ہوا خبردار جو کوئی مابدولت کے قریب آئیگا مارا جائیگا اپنا بیگانہ کوئی قریب نہ آسے
اب چالاک و برق و جانسوز و ضرغام و مہتر قران دور سے دیکھ رہے ہین افراسیاب کے سامنے
کون جاے پھر اکر قران نے کہا ای چالاک دیکھ تو اُستاد کہان ہین ہاے غضب ہوا لاشہ بران جلایا جائیگا
برق چالاک نے کہا عرصہ سے قبلہ و کعبہ کا پتہ نہین ہی کسی جستجو مین تشریف لیگئے حقیقت مین ہم سب کو بہت

ذلیل کرینگے مگر غلیظہ کھو تو جانبر نہین افراسیاب قریب نہ آنے دیگا لاش کو ہاتھ نہ لگانے دیگا سفت مین جان جائیگی قران بھی بدحواس دور سے دیکھ رہے ہین افراسیاب جست وخیز کرتا ہوا ساحرہ کو ساتھ لیے ہوے قریب آتش سوزان پہونچا دیکھا آتشباز جادو آگ مین کھڑا ہی پکار رہا ہی اے شہنشاہ لایئے لاشۂ تران مجھے دیجیے افراسیاب نے ساحرہ سے اشارہ کیا ساحرہ نے لاشہ پھینکا حدت آتش سے قریب آگ کے نہ جا سکی آتشباز نے بڑھکر لاشہ گود مین لیا لاشہ لیتے ہی ایک چادر مین لاشہ تران لپیٹا افراسیاب سے آنکھ ملائی کہا کیون او افراسیاب خانہ خراب تونے اپنے باپ کو پہچانا نام آفتاب عالمتاب عیاری نیر برج چرخ خنجر گذاری تیرے آتشباز کو پہلے ہی پکڑ لیا اسکی شکل پر آگ مین کھڑا ہون حفظ ابن داود کو مار کر میتے روغن موسیقار لیا تھا وہ بدن مین ملا ہوا ہی اس روغن پر آگ تاثیر نہین کرتی اسی روغن مین چادر تر کرکے لاشۂ تران لپیٹا ہی اسکا بھی موے جسم نہین جل سکتا دیکھ آتشباز میرے پاس موجود ہی یہ کہکر لاشہ تران کاندھے پر ڈالا آگ سے لاشہ آتشباز نکالا ایک خنجر اسکے شکم پر مارا لاش آتشباز جلنے لگی آتش کی بارش ہوئی لاشۂ تران لیکر عمرو اسی آگ مین کود پڑا اندر نقب لگا رکھی تھی نقب مین سے نکلگیا افراسیاب چیختا پیٹتا دوڑا عمرو آدھ کوس بھر پر جا کر نکلا نعرے کرتا ہوا دم جرأت کا بھرتا ہوا قریب لشکر اسلام پہونچا افراسیاب جادو کے ساحر لپٹ گئے شہنشاہ آگے نہ جایئے ایسا نہو عمرو نے کوئی جال بچھا رکھا ہو کوئی کنوان گڈھا کھودا ہوا ہو سرکار کو گرا دے ہاتھ منھ نوچنے لگا آخر لاشۂ تران لیکر گیا بیکیا افراسیاب غصے مین پیچتا لاشہ تران کو بیداران مہرخ نے گھیر لیا عمرو بھی انتہا کا بیقرار چیخین مارتا تھا لب پر آہ کے نعرے گریہ کنان یہ شعر زبان پر جاری تھا

کر پیر نود سالہ بمیرد عجبے نیست ✤ این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد ✤ کیون بنیا بران مین کوکب روشن ضمیر کو کیا جواب دونگا چراغ طلسم نور افشان گل ہوگیا سیان یہ ہنگامۂ قیامت برپا ہی آسمان پہ برق چمکی ملکہ مجلس جادو عقب مین ملکہ تران کے چلی تھی اسوقت آنکر پہونچی آسمان سے دیکھا ملکہ تران کا لاشہ بیچ مین گرد تمام سردار پیٹ رہے ہین شور گریہ وزاری بلند ہی ایک درد مند ایک جادوگر میدان کارزار مین للکار رہا ہی اے ملکہ مہرخ کسی کو ہمارے مقابلے کے واسطے بھیج تران کو تو نے قتل کیا شمع انجمن طلسم نور افشان کو بجھا دیا یہ جو آواز کان مین ملکہ مجلس کے پڑی سمجھ گئی کہ اسی جادوگر نے مادر مہربان کو مارا ہی وہین سے نعرہ کرکے چلی اس نعرہ و شور سے کڑک کے مشغل پر گری افراسیاب کہتا ہوا وزرا اے مشغل بچنا یہ چھوکری بلائے روزگار ہی دیکھتے مین کمسن روح سامری اسمین سما گئی ہی مگر مجلس کب رکتی ہی لاشہ تران کو دیکھا کلیجہ پھٹ گیا شل ہوتی

جنبندہ گرتے گرتے غنچہ مار مشعل کے دو ٹکڑے ہوئے مجلس آسمان پر چڑھی افراسیاب نے دوڑ کر بطور مذکور
بندہ کیا نعرہ ہوا منم مشعل جادو مجلس گھبرا گئی لکھا ہی پانچ مرتبہ مجلس نے مشعل کو مارا جب گری دو ٹکڑے
کیا چھٹی مرتبہ آنکھ ملکی مجلس لہرا کر گری افراسیاب نے آواز دی لاشہ اسکا لینا اک ساحر جھپٹا دوسرے
نے کہا بھائی مین بھی آیا افراسیاب سمجھا دونون میرے ملازم ہین اول والا جب قریب لاشہ مجلس پہونچا
چاہا لاشہ اٹھالے دوسرے نے قریب آکر خنجر مارا نعرہ کیا منم مہتر برق فرنگی مرنے سے ساحر کے اندھیرا ہوا
اس تاریکی مین برق لاشہ مجلس لے بھاگا جسوقت لشکر مین پہونچا سب نے لاشہ مجلس کو بھی دیکھا جلسہ
ساحران درہم و برہم اہالیان لشکر بھاگنے لگے اب سب کو یقین کامل ہوا کہ کوئی مشعل کے ہاتھ سے نہ بچیگا مشعل تو
طبل بازگشت بجا کر بیٹھا اہل اسلام خاک اڑاتے ہوئے اسی بارگاہ مین لاشہ مجلس مع تران لائے شاہزادیون نے
شور گریہ و زاری کیا ہر کس چاہتا ہی اپنی جان دیدین ان چاند کے ٹکڑون پر اپنے کو نثار کرین لیکن ملحوظ
خاطر سامعین ہو جسوقت ملکہ تران شمشیر زن ہاتھ سے مشعل کے سیار گلشن جنان ہوئین صد ہا طائر گوشہ صحرا
سے پیدا ہوے پرون سے سر پیٹتے ہوے درِ طلسم نور افشان کے چلے جسدن سے یہ مشعل لڑنے آیا نور افشان
جادو استاد کوکب روشن ضمیر آٹھ پہر فکر کرتا ہی تدبیرین سوچتا ہی کہ کیونکر مشعل کے ہاتھ سے اہل اسلام کو بچاوے
اسی فکر مین کہین گیا ہی لیکن آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دختران نور افشان انکا حال
اکثر تحریر کیا ہی کہ کسی شاہ کی بیٹیان ہین نور افشان نے انکو بفرزندی پرورش کیا حسن و جمال کا بھی انکے
ذکر کر چکا ہون کہ ہر وقت اس کوچہ مین عاشق تن جمع رہتے ہین بہت سے عاشقون نے تڑپ تڑپ کے جان
دی سامنے قصر نور افشان کے مزار عشاقان آراستہ ہین چالیس قبرین عاشقون کی اداسی انپر برس ہی
ہی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ کشتہ ہائے حسرت و یاس کی قبرین ہین عود سوز روشن دھوان پیچ و تاب کھاتا ہوا
اٹھتا ہی صاف روشن ہی کہ عاشقان زلف مسلسل کے مزار ہین چادرین پھولون کی قبر پر پڑی ہین ہر چند کہ پھول
نہ کھلنے پائے غنچہ آرزو شگفتہ نہوے شاخ تمنا خشک ہوئی بار غم و الم سر پر لیکر باغ دنیا سے اٹھے جوانی سے
پھل نہ پایا کسی جگہ عاشق تن دھونی رمائے بیٹھے ہین کہین آہ کہین واہ لیکن دونون شاہزادیان قصر
نور افشان پر جلوہ فرما ہین گرد کنیزان زرین پوش دونون بہنین آپسمین ذکر کر رہی ہین آجکل ہمارے
قبلہ و کعبہ بڑے تردد مین ہین کل شب کو خاصہ بھی نوش نہین فرمایا ہمنے جو پوچھا تو یہ جواب دیا اے نور نظر
آجکل مشعل جادو مالک حجرہ بلائے اول خروج کرکے آگیا اہل اسلام سے مقابلے پڑے ہین ہر چند

گروہ ساحر زبردست نہین ہو لیکن یہ بڑے غضب کی بات ہو کہ مرکر زندہ ہوتا ہو مصیبت لشکر اسلام پر دل رکھتا ہی
آج بھی صبح سے کہین تشریف لیگئے ہین ہلال نے جواب دیا کہ حضور اسوقت مین اہل اسلام کا ساتھ دین اُڑ رہین
ہمارے قبلہ وکعبہ کا نام روشن ہوا ابتک ہمارے قبلہ وکعبہ نے لشکر کشی کی شرم کی بات ہو کہ اسوقت مین طلسم کشا
کی مدد نہ کرین نہین معلوم ہمارے سرور قلب کوکب روشن ضمیر بلکہ برّان شمشیر زن کس مقام پر ہین یاقین ہی
وہ ضرور گئی ہونگی انکو اہل اسلام کا بڑا خیال ہی ارے خبر تو منگوا اُوچھ کنیزین جائین اپنی آنکھون سے کل کیفیت دیکھ
آئین یہ کلام ناتمام تھا دیکھا چند طائر پرون سے سر پیٹتے ہوے آتے ہین منقارین کھلی ہوئی صدا ہے ہیہات وا
افسوس بلند صاف ظاہر ہی کہ کسی کے سوگ مین ہین ہلال نے کہا الہی خیر خدا خیر کرے طائرون کو دیکھکر ہوش اڑ گئے
اور طائر دہشت زدہ ہوگئے ایک طائر قریب قصر نور افشانی لہرایا ہلال نے اشارہ کیا طائر ہاتھ پر آ بیٹھا آفتاب نے
پشت پر طائر کے ہاتھ پھیر اور پوچھا اے طائر خیر تو ہی کیون آنکھون سے آنسو جاری ہین طائر سر پیٹنے لگا کہا اے ملکہ عالم طائر برآن
و مجلس جادو و بہار و مخمور وغیرہ ہاتھ سے مشعل کے سیار گلشن جنان ہوئین ہم خبر مرگ برآن لیکر نکلے ہین
سر پیٹتے پھرتے ہین اب خدمت مین کوکب کی جائینگے یہ خبر دہشت اثر سنائینگے یہ کہکر طائر جل گیا خاک سے بھی
طائر کے صدا ہیہات وا افسوس آئی دونون شاہزادیان سر پیٹتی ہوئی طاؤسان زرین بال پر سوار ہوئین
کنیزون سے کہا قبلہ وکعبہ سے کہدینا کہ آپکی کنیزین برائے ملاقات برآن گئی ہین اب ہمین نہ تلاش کیجیے گا عدم
مین ملاقات ہوگی اگر تامل کرین حضور کے واسطے بدنامی ہی یہ کہکر اول آفتاب گوہر دندان تڑپ کے آسمان
مین اُڑ گئی جانب لشکر اسلام کے چلی عقب مین اپنی بہن کے ملکہ ہلال گوہر دندان بھی پرواز ہو

دو کلمہ داستان حیرت عنوان مشعل جادو آمد آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دختران نور افشان و عیاری خواجہ عمرو لائق ملاحظہ ناظرین والا تمکین خمسہ

لب ہلا سکتے نہین زخمی نگاہ یار کے
نیمچے دیکھے نہین اس باڑھ کے اس دھار کے
کس طرح عقدے کھلین قاتل تری تلوار کے
تیغ مین جوہر کہان اُس ابروے خمدار کے
زخم دکھلائی نہین دیتے ہین پس تلوار کے

پھول ہون کیونکر عزیز ایسے کسی گلزار کے
وصل کی شب مین مزے ہین وصل کی بازار کے
تار گیسو کے گلے مین عنبر تاتار کے
ڈالدیتا ہون جو مین انکو گلے مین یار کے
بوے یوسف آنے لگتی ہو گلون کے ہار کے

اب بھلا کیا ہوں نظارے آتشیں رخسار کے
ولولے نکلے نہ آخر خاطر بیمار کے
ہو گئے غش چاہ بینندے جمال یار کے
رہ گئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے
مار ڈالا اک پری پیکر نے جھرمٹ مار کے

کس قدر عاشق ہیں یارب اس بت عیار کے
ٹکٹکی باندھے ہوئے سب لوگ ہیں بازار کے
چار سو رہتے ہیں نالے کافر و دیندار کے
حلقۂ چشم پری روزن ہیں قصر یار کے
جن چڑھے آسیب جو بیٹھے سائے میں دیوار کے

دل سے وارفتہ ہیں تیرے قد کے اور رفتار کے
گر میسر ہوں تو نظارے ترے رخسار کے
قبر بھی مر کر ملے نیچے تری دیوار کے
گوش افسانے سنے جو تجھ سے خوشتر یار کے
آنکھ دے اللہ تو قابل ترے دیدار کے

شہر میں شہرے ہیں اس تیر حسن ثار کے
حور کی آنکھوں کے پردے پردے ہیں جن تار کے
تار چلمن کے ہیں ڈورے چشم آفت کار کے
حلقۂ چشم پری روزن ہیں قصر یار کے
جن چڑھے آسیب جو بیٹھے سائے میں دیوار کے

دھیان میں کھلتا ہوں ان کے چاند سے رخسار کے
رات کٹتی ہے بڑی مشکل میں نعرے مار کے
چاندنی کے پھول ہیں یا زخم جسم زار کے
دن بسر ہوتا ہے یوں سودے میں زلف یار کے
دھوپ سے اٹھے تو بیٹھے سائے میں دیوار کے

قد ہے تا حشر بالا زلف شبگوں ہو دراز
بس حضور اب عاشقوں نے ہو چکے انداز ناز
اک جہاں ہے آپ کا شیدا لے حسن سحر ساز
فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجے سرفراز
گل بھی سبزے کی طرح پامال ہوں رفتار کے

ہمسری سنبل کو اس کی زلف سے زیبا نہیں
تو نہالان چمن میں رنگ یہ دیکھا نہیں
یار کو دعوی گل اندامی کا بھی بیجا نہیں
لالہ بھی داغی غلام اس گل سے چہرے کا نہیں
سرو بھی ہیں بندۂ آزاد قد یار کے

ہے خزاں ساری بہار گردش لیل و نہار
ہمنشیں عمر دو روزہ کا بھلا کیا اعتبار
عیش میں بھی سوچتا ہوں ہر گھڑی انجام کار
چھوڑ کر ہم نے امیری کی فقیری اختیار

بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے

مال کو پامال کرتے ہین جو ہین مستانِ عشق
جسم و جان قلب و جگر ہین تابع فرمانِ عشق
جسم پر زیبا ہی یہ خلعت سامانِ عشق
دیکھیے کس سمت کو بھجواتے ہین سلطانِ عشق
کوہ و صحرا دو علاقے ہین اسی سرکار کے

راحتِ روح و جگر ہی بوے زلفِ تابدار
حضرتِ خضر و مسیحا کی مدد ہی ناگوار
زیست کا نقشہ دکھاتا ہی رخ معجز نگار
مرہم زنگار ہی زخمی کو خطِ سبز یار
خالِ لب حبِّ شفا ہی واسطے بیمار کے

خال رخ پر کیجیے ساتون ستارون کو سپند
گورا چہرہ روشنی مین چاند سے بھی ہی دوچند
نور کے سانچے مین ڈھالا ہی خدا نے بند بند
دیکھ کر آئینہ کہتا ہی وہ آرایش پسند
طرے کے قابل ہی سر گردن ہی لایق ہار کے

حسن کے مذہب مین فرض بیگانہ عشق ہی
اور لوگون کو یہ اندازِ زمانہ عشق ہی
عارضی الفت نہین یہ جاودانہ عشق ہی
ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہی
لن ترانی اُنسے ہو سائل جو ہون دیدار کے

جان عالم کی طرح جلوے ہما کے پر کے ہون
یا مرصع کار کے ہون یا کسی زرگر کے ہون
پھول قیصر باغ کے قربان تاج سر کے ہون
خواہ مروارید گل کے خواہ سیم و زر کے ہون
طرے جتنے ہین وہ جیا ہین تری دستار کے

خندہ زن رہتے ہین چشم نم سے کچھ مطلب نہین
عیش پر مرتے ہین رنج و غم سے کچھ مطلب نہین
کاروبار زندگی سے ہم سے کچھ مطلب نہین
کام ہی اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین
مشتری یوسف کے ہین جنس یان نہین بازار کے

خون بہائے ہین تری ترچھی نگہ نے بارہا
دل کا دون کچھ چھان ڈالے ہین مژہ نے بارہا
منھ کو شرما کر چھپایا مہر و مہ نے بارہا
باغ مین پی ہی شراب اُس بجلہ نے بارہا
چھیڑے اکثر کیے ہین لالے کی دستار کے

بیا ای خردمند شیرین کلام | بیا ای ہنرمند فرخندہ نام | دیگر | بیا ای خوشی عبرت طرازی

بیا ای راقم حیرت طرازی
قلم مضمون نو دمسار سازم
سوے گلزار مطلب رو نمایم

کجا بودی بیا ای قصہ پرواز
بزین این قصہ را آغاز سازم
چمن پیرای این شیرین حکایت

بیا ای جان من ای شوخ وطناز
گل باغ مضامین بو نمایم
نویسد نامہ حرف شکایت

اس ظفر اثر مین ملکہ مہرخ کے تلاطم برپا ہی آب ودانہ حرام آٹھ پہر رونے سے کام عمرو دیوانہ وار وحشی
مثال مارا مارا پھرتا ہی کبھی لشکر افراسیاب مین جاتا ہی کبھی سر پر خاک اڑاتا ہی کبھی سوچتا ہی کہ ہاے فلک
کج رفتار گردون غدار نے کیا رنگ دکھایا خدا نخواستہ اگر یہ خبر وحشت اثر لشکر مین امیر حمزہ کے
پہونچ گئی وہ سوختۂ آتش دوری و افروختۂ شعلۂ مہجوری فراق نصیب معشوق سے دور رنج و
الم سے قریب خانۂ اندوہ والم کا مہمان شاہزادۂ ایرج نوجوان سن رہے فورًا اپنے کو ہلاک
کرے یا جب کوکب کو یہ خبر پہونچیگی یقین ہی گلا کاٹ کے مرجائیگا مین کیا اسکو روے سیاہ دکھاؤن ہونکر سامنے
جاؤن یہ گمان نہ تھا کہ مشعل یہ دلسوزی کرے گا ایسی ایسی نازنینان مہ جبین کو جلا دیگا ہمارا کچھ زور نہ چلیگا
یہان تو یہ قیامت برپا ہی افراسیاب کے لشکر مین سامان عیش ونشاط لشکر اسلام مین صدا رونے کی ہر ایک
گریان ونالان سامان بیقراری واشکباری وہان جشن کی تیاری آج افراسیاب اپنے کو بھولا ہوا
مشعل اگر خوشی سے تخت پر بیٹھا دو چار طفلان خوبصورت جابجا سے ممکن کیے خدمت مین اُس مردود
ازلی کے حاضر ہوے لیکن لرزان وترسان صورت بد کو اُس بجیاکی دیکھتے ہین مُنھ سے ڈر کے مارے نہین بول سکتے
شراب خواری کر رہا ہی کہتا ہی ای افراسیاب عمدہ شراب منگوا ما بدولت کو نشہ نہین ہوتا جلدی پر
اگر شراب عمدہ نہ ملیگی ما بدولت اور اقلیم مین چلے جائینگے افراسیاب جادو نے کہا مین نے
میخانے درست کرائے بڑے بڑے کار گذار بلائے براے انتظام مین اپنی ذات سے موجود ہون حضور
پر واضح ہی کہ مین نے کلیجے پر اپنے چھری پھیر نا گوارا کی مخمور وبہار جادو کا غم سہا زبان سے کچھ
نہ کہا آج طبیعت بہت خوش ہی چراغ طلسم نور افشان گل ہوا برات نے بہت ستایا تھا دریاے
خون روان خشک کیا گل پریزادان توڑا بڑے بڑے ملک تباہ کیے اب دیکھیے میان کوکب کیا کرتے
ہین مگر اب میدان کارزار مین بہت ہوشیار رہنا مناسب ہی گمان غالب ہی کہ خود کوکب میدان جنگ
مین آکے آپ سے مقابلہ کرے ایسی صاحب شوکت بیٹی اسکی قتل ہوئی طلسم نور افشان کی رونق مٹی مشعل
نے جواب دیا کہ افراسیاب وہ کیا ہی اگر وہ نہ آئیگا مین خود طلسم نور افشان مین گھس جاؤنگا مثل

نقش قدم اُس تاجدار کو مٹا دونگا بلکہ نامہ لکھکے روانہ کر دے کہ اے کوکب تمھاری بیٹی کو مٹایا اب تمھارا
بھی وعدہ برابر آیا کہانتک طلسم نور افشان مین چھپو گے میدان کارزار مین آؤ کچھ شعبدہ سحر سازی دکھاؤ
افراسیاب نے کہا میرے لکھنے پر کیا موقوف ہے وہ آٹھ پہر اسی فکر مین مصروف ہے فوراً آئیگا خبر اُسکو
پہونچیگی بُران کا مرنا ایسا ہے زمین طلسم نور افشان تھرا رہی ہوگی طائران سحر نے کوکب کو خبر پہونچائی ہوگی
جب بُران گری تھی چند طائر گوشۂ صحرا سے پیدا ہوے ماہ دولت نے خود دیکھا سر پٹکتے ہوے چہار جانب
گئے چند اُسمین سے قصر جمشیدی پر گئے ہونگے کوکب کو خبر پہونچی ہوگی اب تامل بیکار ہے اگر حکم ہو طبل جنگی بجواؤن
مشتعل نے اشارہ کیا تامل نہ کرو طبل جنگی بجواؤ نقارۂ رزمی پر چوب پڑی زمین تھرا گئی ہرکارے بھاگے
بارگاہ مہرخ مین روتے پیٹتے آئے یہان سب گریان و نالان ہرکارون نے ہاتھ اُٹھا کر دعا جان درازی کی نظم

ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو
طریق رہبری مین خضر ہو جب تک ثبات فن
رہے ادریس تا قطع تعلق سے جہان مسکن

دیگر

شمیم خلق سے تیرے جہان یکسر معطر ہو
سہارا ہووے تا بحر غریق الیاس کا دامن
مسیحا کا ہو بالا خانہ تا خورشید سے روشن

چراغ عمر سے تیرے جہان سارا منور ہو
فروغ اسلام کو ہو رونق دین پیمبر ہو

اے شہنشاہ گیتی ستان آج تو افراسیاب خانہ خراب اپنے جامہ سے باہر ہے بڑی خوشیان کر رہا ہے مشتعل
نے پھر طبل جنگی بجوایا کل اُسکا ارادہ ہے کہ پھر معرکہ آرائے نبرد ہو ملکہ مہرخ نے سنکر سر جھکا لیا طرف عمرو کے
دیکھا عمرو نے کہا سا تھ مایوسی کے کہ خیر بسم اللہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی بجا
ملکہ مہرخ نے خواجہ عمرو سے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری بوقت سحر اُسکو کلام کرنے کی مہلت نہ ملیگی
چار پہر کی فرصت ہے آپ جلد اسد و حسین کو زنبیل مین چھپا لین طرف کوہ عقیق کے چلے جائین مشتعل
کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا اگر لاشے اُٹھا کر رکھے جتنے اسکا انجام کیا روحین سب کی اُسکے قبضے مین عقاب
جادو ساحر زبردست قفسہاے آہنی کو لیے اک بارگاہ مین بیٹھا ہے اگر ہم اُن طائرون کو پا جائین تو
کیا کرین ہم اس عمل سے نہین آگاہ ہین کہ روحون کو جسم مین داخل کرین بس ہمارے نزدیک سب
اموات بیکار رہین بلکہ آجکی شب یہ سعادت حاصل کیجیے ان بیچارے کشتگان حسرت و یاس کو
گوشۂ قبر مین دفن کیجیے فاتحہ خیر تو پڑھ لین ہماری تقدیر مین یہ بھی نہین ہے کوئی ہمین دفن کریگا کون

فاتحہ خیر پڑھیگا لاشے زمین مین پڑے رہینگے جفائے صحرا سہینگے ان باتون پر ملکہ مہرخ کے شور گریہ و
زاری بلند ہوا عمرو نے ضبط کرکے جواب دیا ای ملکہ مہرخ صاف تو یہ ہی مین اسد سے تم سب کو بہتر جانتا
ہون بندگان خدا غریب الوطن گرفتار محبس رنج و محن جو کچھ جسپر پڑیگی جھیلیگا تم سبھون کی صلاح سے اسد
کو چھپایا جو اُنکے مزاج مین آئیگا وہ کرینگے ہم کل تمھارے ساتھ میدان کارزار مین مرینگے علاوہ ازین
اسد غازی جانا قبول نہین کریگا جسوقت ہوشیار ہوگا اپنا گلا کاٹ کے مرجائیگا نہ گھبراؤ وہ حافظ حقیقی
مالک تحقیقی مسبب الاسباب کوئی سبب پیدا کریگا کل دیکھ لینا یا ہمنے مشغل کو مارا یا ہماری بھی اُسکے ہاتھ سے
موت ہی لطف زندگی دلسے فوت ہی مہرخ نے کہا خواجہ مشغل کو کس کس نے نہین مارا لیکن انجام کیا ہوا
تین روپیہ کا نوکر افراسیاب کا مرگیا تیر و تلوار بالکل بیکار اگر وہ بے حیا زخمی ہوا اور جسم مین اُتر گیا کوئی
کیا تدبیر کرے جو مینے عرض کیا بس اب وہی انتظام کیجیے ہم کل ڈرینگے مرینگے اجب سرداران نامی جان نثار ان
گرامی موجود ہین انکا غم و الم تہ دیکھینگے عمرو نے کہا ای ملکہ وہ مسبب الاسباب ہر زبان سے کہنا
بیکار ہی جو کچھ ہوگا دیکھ لینا دلوار و در ہم گوش دارد یہ کہکر عمرو نے چالاک و برق کو بلایا کچھ آپسمین
سرگوشی ہوئی سردارون مین بھی صلاح ہو رہی ہی سحر آراستہ کر رہے ہین ناگاہ انجمن انجم مین آثار انتشار
ظاہر ہوے شہہائے ثابت و سیارگان پر زردی آئی رنگ روے ماہ تابان فق ہوا محفل پر نور برہم ہوئی
ضیاے ماہ کامل کم ہوئی نیر اعظم بصد شوکت و حشم مشعل مہر عالم افروز لیکر مشرق سے برآمد ہوا طائران صحرا
آشیانون سے نکلکر حمد مین اپنے معبود کی مصروف ہوے نسیم سحری اٹکھیلیان کرنے لگی دم محبت بانجاز
وفا کا دم بھرنے لگی گلون نے آب شبنم سے مُنہ دھویا طفلان غنچہ نے بھی زبان کھولی شاخین بار اثمار سے
نہال فرط خوشی سے ہر گل کا چہرہ لال زرگل سے سبزبختان چمن مالا مال نرگس شہلا کو دیدہ بازی مین کمال سنبل
نے گیسوان عنبرین کو سنوارا سوسن نے زبان کھولی گلچین و باغبان کو للکارا ہواے سبز عیسی دم مسیح نفس
چل رہی ہی عندلیبان خوشنوا چہچہے رنگین مزاج سمن یاسمن کی ناگاہ صیاد باغ پرشہار اعنی مشغل نابکار
خواب خرگوش سے بیدار ہوا مست شراب نخوت حرص طینت میمون خصلت افراسیاب خانہ خراب واسطے
سلام کے آیا دیکھا مشغل نشے مین شراب کے چور ہی لاشہاے طفلان حسین فرش پر پڑے ہوے چند ملازم
بے حیا کے گرد حاضر ہین افراسیاب کی آنکھون مین خون اُتر آیا لڑکون کے لاشے دیکھکر گھبرایا عرض کی
ای شہنشاہ مشغل اس حرکت کو موقوف کیجیے ورنہ میری عملداری مین خلل آجائیگا شہر و دیار مین ظالم مشہور ہوا

اہالیان فوج بھی برہم ہین ایک سردار کے ہاتھ سے آپ چار چار مرتبہ قتل ہوتے ہین جب بندہ سامری کو پکڑ کے گردن مروڑتا ہون اُسکے عزیز بیقرار ہوکر روتے ہین یقین ہی میرے دامن گیر ہون یہ سنکر مشعل مثل شعلہ جوالہ بھڑکا کہا کیون افراسیاب کیا مابدولت نے تجھسے درخواست کی تھی کہ ہم کو حجرے سے نکالو تونے یہ اعزاز و اکرام کیا اپنے معشوق کا خون پلایا او جلاد تجھکو رحم نہ آیا مابدولت کو ظالم بتاتا ہی مابدولت ابھی چلے جائینگے ان دونون خاطرون مین اگر فرق پڑیگا بہت بری طرح پیش آئینگے افراسیاب تھراگیا بیرون بارگاہ آیا مشعل کی سوار ہونے کی تیاری ہوئی افراسیاب غصے مین خاموش تمل رہا ہی ملکہ حیرت جادو بارگاہ سے برآمد ہوئین گرد مصاحبان دمساز کنیزان ہمراز حیرت نے دیکھا شہنشاہ خاموش کھڑے ہین پوچھا کیون حضور کیسا مزاج ہی آج حضور کیون خاموش ہین افراسیاب نے کہا ای ملکہ کیا کہون کس عذاب مین ہون مشعل عجب طرحکا بے حیا ہی لاشہائے طفلان خوبصورت کہان چھپاؤن ہر دیہات و قریات والے ڈھونڈھتے پھرتے ہین وہ مغرور اپنی ہی کہتا ہی کہ اگر طفلان خوبصورت نہ ملینگے مابدولت قیامت برپا کرینگے کیا کہون حرامزادے کو چیر کر پھینکدونگا ساری مصاحبت بھلا دونگا مابدولت سے ایسا کلام کیا بڑا مغیرت ہی حیرت نے کہا ای شہنشاہ حضور کے خوف سے کچھ کہہ نہین سکتی آپ کے ملک مین غدر ہو گیا سب آپ کو برا جانتے ہین یہ بدعت طفلان حسین ایسی مشہور ہوئی کہ ہر کس اعتراض کرنے لگا افراسیاب نے کہا دیکھیے کیا ہوتا ہی سحر مین ایسا کم ہی جو سردار آیا اُسنے مار لیا مابدولت میدان مین مشقت کرتے کرتے تھک جاتے ہین یکایک پردہ اُٹھا مشعل برآمد ہوا تخت پر سوار طفلان حسین ہمین و بسیار شراب کے قرابے رکھے ہوے میخواری مین مصروف تمام لشکر تیار ہوا جس نے مشعل کو دیکھا گالیان دینے لگا آپس مین کہتے ہین یا سامری جمشید اس بلا کو ہمارے سر سے دفع کرو آپس مین کہتے ہین یارو لڑائی مین اگر اہل اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوتے تھے اسکا افسوس کیا یہ گردن مروڑی جانا بہت شاق ہوتا ہی دیکھو مردے ساتھ ہین ہمارے ہی لشکر کے جوانان جنگجو ہین لشکر مین تہلکہ ہر ایک کو اپنی جان کا خوف اُدھر بوقت سحر خواجہ عمرو دربار مین آئے ملکہ مہرخ کو تخت پر سوار کیا یہ کہدیا کہ ملکہ خبردار تم نہ نکلنا اگر خدا نخواستہ تم پر کوئی اُفتاد ہوئی فوج برباد ہوئی پھر لشکر کا تھمنا بہت دشوار ہی آج انشاءاللہ تعالے یا تو اس ملعون کی گردن لی یا اپنی بھی جان دی مہرخ نے کہا خواجہ کونسی صورت ہی رو برو سے افراسیاب کیا ہو سکتا ہی عمرو نے کہا جو کچھ ہوگا کھل جائیگا یہ کہکر عمرو نے برق و چالاک کو

کچھ اشارہ کیا یہ دونون باسناے عیاری سے آراستہ ہوکر نکل گئے عمرو نے بھی اپنے کو فتطورۂ زنبفتی سے
آراستہ کیا ایک جانب نکلگیا ملکہ مہرخ معہ سرداران نامی وساحران گرامی میدان کارزار مین آئین دیکھا
لشکر افراسیاب مثل مور وملخ کے جمع ہے صفین جمین لیکن ملکہ مہرخ کو بھی خبر پہونچی کہ لشکر افراسیاب بھی
بیدل ہے بدعت مشعل نے سب کو پریشان کیا ہر دہیات وقریات مین بھی ذکر ہے اپنے اپنے لڑکون کے بچانے
کی فکر ہے چند وپرندے آکر عرض کی آج لشکر افراسیاب مین عجب چرچے ہورہے ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا
ہمین پرائے لشکر سے کیا مطلب اپنی خیر مناؤ ہر چند خواجہ عمرو نے سمجھایا مین آج نہ مانونگی مین سب کے پہلے
میدان کارزار مین جاؤنگی سردار آنکھون مین آنسو بھرے کھڑے ہین روے زیباے مہرخ کو بحسرت دیکھ رہے
ہین ہر ایک کا یہی قول ہے ای پروردگار ہمارے بادشاہ کا رنج وملال ہمکو نہ دکھانا ہر شخص پریشان وحیران اس
عرصہ مین صفوف قتال وجدال آراستہ ہوئین نقیب نکلے اشعار عبرت آمیز پڑھکر ہٹے صفون پر سناٹا آیا مشعل
تخت سے اترا حیرت جادو سے اجازت لی افراسیاب سے کہا ای مقبول بارگاہ سامری مابدولت
میدان کارزار مین جاتے ہین ہوشیار رہنا افراسیاب نے کہا سب سامان حاضر ہے مشعل میدان مین آیا نعرہ
کیا زمین کانپی لشکر مہرخ مین ہنگامۂ عظیم برپا ہوا ہر ایک سردار چھپتا پھرتا تھا چاہتے تھے کنوئین مین گرین لیکن
اس ملعون ناری کے سامنے نہ جائین ملکہ مہرخ یہ حال دیکھکر تخت سے کود پڑی قصد ہوا میدان کارزار مین جائین
فولادی گولہ ہاتھ مین اسباب سحر تیار فرمایا یارو یہ گولہ انشاء اللہ کلیجے کو بے حیا کے برمائیگا اپنے افعال قبیح پر
شرمائیگا سردارون نے کہا ہم آپ کو نہ جانے دینگے ہم آپکے سامنے مرینگے ملکہ مہرخ نے نہ مانا پیدل
غصے مین چلی گوسے کو چرخ دیتی ہوئی سردار سر پیٹتے ہوے ساتھ ہر مرتبہ ملکہ مہرخ دامن چھوڑاتی ہین
ہر مرتبہ شاہزادیان دامن دولت سے لپٹ جاتی ہین یکایک آسمان پر برق چمکی ملکہ بلال گوہر دندان دختر
شہنشاہ نور افشان آسمان پر ظاہر ہوئین حقیقت مین چہرۂ آفتاب عالمتاب مثل عروس شب اول آراستہ
وپیراستہ سرو نوخاستہ گلرو دمن بوہو شوخ خال ہندو چشم جادو لیکن دونون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے صدف چشم سے
گوہر آبدار اشک کی لڑی بندھی ہوئی ہے لشکر مین جو تلاطم دیکھا مشعل کو میدان مین پایا یقین کامل ہوا یہی
قاتل برادران شمشیر زن ہے مثل برق چمکی نعرہ کیا منم ملکہ آفتاب گوہر دندان دختر بلند اختر نور افشان
سب نے دیکھا مشعل حیران ہوکر رہگیا آفتاب جلال مین گری نیچہ مارا مشعل کے دو ٹکڑے ہوے خوشی مین گر
بلند ہوئی افراسیاب نے فوراً اسکی روح کو طائر مین لیا طائر سے جسم مین جادوگر کے آیا چند قدم بھگی

ہوئی تھی کہ کان میں آواز آئی سنو مشعل جادو آفتاب گوہر دندان گھبرا گئی کہ یہ کیا معرکہ درپیش ہوا
یہ کیسی آواز آئی گھبرا کر زمین پر گری دیکھا یہ تو اور کوئی ساحر ہے حیرت میں آکر دیکھنے لگی مشعل جادو نے
سر اُٹھا کر آنکھ چار کی آنکھ چار ہونا غضب ہوا آفتاب گوہر دندان کا چہرہ زرد ہوگیا ہاتھ پاؤں سرد لیں
درد لہرا کر زمین پر گری مشعل جادو نے روح کو لیا جسم طائر میں بند کرکے عقاب جادو کو دیا لشکر اسلام
میں غلغلہ ہوا حسن و جمال سن و سال آفتاب گوہر دندان کا دیکھکر دشمن بھی رونے لگے ہر طرف سے
صدائے گریہ وزاری آئی زمین میدان کارزار تھرائی ایک جادوگر بڑھا کہ لاشہ آفتاب گوہر دندان کا
اٹھالوں جا کے آگ میں پھینکوں افراسیاب جادو بھی مثل تصویر بنا حیران حیران دیکھ رہا ہے جو جادوگر لاشہ
اٹھانے چلا تھا قریب لاشہ آفتاب گوہر دندان پہونچا وہاں پر ایک نخل تھا نخل سے آواز آئی او
بے حیا کیا کرتا ہے شاخ نخل پر مہتر قران چھپا ہوا بیٹھا تھا کود پڑا ساحر حیران و پریشان ہوا کیا بلا آئی مہتر قران
نے کودتے ہی بندہ مارا ساحر کا سر کچلا مہتر قران نے لاشہ آفتاب گوہر دندان اٹھا کر دوش پر ڈالا بھاگا
لشکر اسلام میں آیا لاشہ آفتاب گوہر دندان دیکھکر سب رونے لگے شور گریہ وزاری بلند ہوا مشعل جادو
جھوم رہا ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا سنو ملکہ ہلال گوہر دندان منہ نوچتی ہوئی پکارتی ہوئی کیوں بہن آفتاب
تمہارے ماہ حسن پر زوال آیا ہلال بدنصیب انگشت نما ہونے کو زندہ رہی پہلے مجھکو موت نہ آئی یہ کہتی ہوئی
مشعل جادو پر گری اب اسوقت نہ لشکر اسلام کا شمار ہے نہ لشکر افراسیاب کو کوئی دیکھتا ہے ہزار ہا ساحر
میدان میں کھڑے پٹ رہے ہیں افراسیاب جادو بھی خاموش اتنا افراسیاب جادو نے دیکھا کہ
ہلال گوہر دندان نے گھستے گرتے ہلال زریں جھولی سے نکالکر مشعل جادو پر مارا مشعل جادو نے
چاہا روکوں یہ وار کب رکتا ہے گلوگاہ پر ہلال زریں پڑا مشعل جادو کا سر کٹکر دھڑ سے گرا ہلال چمک کر
آسمان پر پہونچی نعرہ کیا بہن کے خون کا میں نے بدلا لیا افراسیاب جادو جیسا طائر کی گردن مروڑتا
ہوا ایک جادوگر افراسیاب جادو کی پشت پر کھڑا تھا اُسنے کہا اے شہنشاہ دہنی طرف سے طلسم
نور افشاں کے ابر عظیم اٹھا ہے شاید کوکب روشن ضمیر آتا ہے افراسیاب جادو پلٹا روح مشعل
میں گھبرا رہی ہے سر زمین میں تڑپتا ہے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتا ہے کہ افراسیاب جادو جلد آئے ایسا
نہو روح جسم سے نکل جائے ایک جادوگر بلا نیلگوں ہاتھ میں لیے ہوئے کھڑا تھا جھپٹ کے قریب
مشعل جادو آیا نیلگوں کو دہن سے مشعل جادو کے ملا دیا روح مشعل جادو نیلگوں میں آگئی

بیان افراسیاب جادو بلنا ابر وغیرہ نہ دیکھنا ساحر سے کہا ارے ابر کہاں گیا جادوگر غائب ہوا افراسیاب
گھبرایا کہ یہ کیا شعبدہ تھا دوڑا کہ مشغل کی روح نہ نکل جائے دیکھا ایک جادوگر نے غلیلہ مین لیا لیکن منقار
کو تارہاے آہن سے باندھ رہا ہی غلیلہ سے آواز قون قون کی آتی ہی اس قون قون مین صاف صدا آ رہی
ہی افراسیاب دوڑ مجھکو عمرو لیے جاتا ہی عمرو نے شکر نعرہ کیا منم ہزبر دشت طراری گوہر آبدار بحر خار عیاری
سرکوب ساحران ریش تراشندہ کافران عیار زلزلہ ثانی سلیمان طرار خنجر گذار عمرو نامدار نعرہ عمرو

گزران استاد عیاران عالم
جہان سرہنگ و در خنجر گذاری

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار

بباغ دین زکرشش بہاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

ادھر افراسیاب خانہ خراب دیکھو شمع حیات مشغل کو گل کرتا ہون غلیلہ مین اس بے حیا کو بند کیا دیکھ لیے جاتا
ہون یہ کہتا ہوا عمرو بھاگا قون قون کی آواز آتی ہی اب صدا خفیف ہوتی جاتی ہی عمرو نے منقار کو آہن کے
تارون سے باندھا آنکھون مین ٹانکے دیتا ہوا مقام پر آ کر غلیلہ کو بھی باندھا کوئی روزن کھلا نہ رہے جال الیاسی
مین لپیٹ کر زنبیل مین رکھا صداے مشغل جادو آنا موقوف ہوئی افراسیاب جادو دوڑا آواز دی
ارے ان سب کو مار لو نعرہ کیا او عمرو تجھے جانے دونگا عمرو نے توگلیم اوڑھ لی لیکن افراسیاب جادو
فوج مہرخ پر جا پڑا طبقے زمین کے ہلانے لگا آگ برسادی جب گولہ مارا دو دو کے سر پھٹ گئے
سنگ ریزے پھینک دیے پتھر برسنے لگے افراسیاب نے دم بھر مین ستھراؤ کر دیا یہ کہتا ہوا دوڑا
کہ اب مین ان لاشون کو تو جا کر پھونک دون ہر چند کہ روح سب کی میرے قبضے مین ہی جسم تو سب کے
لیکر جلا دون ملکہ مہرخ بھاگ کر اُس خیمے کے دروازے پر آ کر کھڑی جسمین لاشے رکھے ہین ہلال
گوہر دندان بھی ملکہ مہرخ کے ساتھ لڑ رہی ہی ہر چند کہ افراسیاب جادو پر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا
لیکن افراسیاب جادو پر سب برس پڑے افراسیاب جادو سب کی چوٹین کھاتا ہوا زمین کے
طبقے ہلاتا ہوا سامنے اُس خیمے کے پہونچا دیکھا سب سرداران مہرخ ڈٹے ہوے گرد خیمے کے موجود
ہین لیکن سب زخمی ہین افراسیاب جادو کے سحر نے قیامت برپا کی پکار رہا ہی او مہرخ عمرو کو حوالے
کر دے غلیلہ مجھے دیدے مین جان بخشی کر دونگا پلٹ جاؤنگا ملکہ مہرخ نے آواز دی او افراسیاب
ہم آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین عمرو پر ہمارا کیا اختیار ہی جو تجھسے ہو سکے وہ کر ہم سب سینہ سپر ہین
افراسیاب جادو نے کہا خیمے کے سامنے بے ہوش سب کو مردے لیجاؤنگا ابھی جا کر پھونک دونگا

کچھ تو میرے دلکو صبر آے خالی آج نہ پاؤنگا طلسم بین آسمان کی زمین پر کھینچ دونگا ملکہ مہرخ وغیرہ سنے
سحر کی افراسیاب جادو پر بوچھار کی افراسیاب جادو سب کے سحر دفع کرکے آگے بڑھا سنگ خیج
اٹھا کر مارے پتھر برسے ہزار ہا کے رکھٹ گئے آخر تاب نہ لا سکے سب بھاگے افراسیاب جادو نے دیکھا
ملکہ مہرخ وغیرہ دور جا کر کھڑی ہوئی در خیمہ پرستش کا پردہ اٹھا ہوا نازنینان مہ جبین کے لاشے چارپائی
پر پڑے ہیں کنیزیں جو رو رہی تھیں وہ بھی بھاگیں افراسیاب جادو سمجھا کہ میں لاشے سب کے قبضے میں
کرون آتش سحر میں سب کو جلا دون دیکھا گرد خیمے کے دھوان چھا گیا خیمہ چھپ گیا افراسیاب جادو
نے للکارا کسی نے سحر کیا ہی خیمے کو چھپایا ہی زمین میں گولہ پڑا تھا اٹھا کر طرف دھوئیں کے مارا گولہ جب
قریب دھوئیں کے پہونچا دھوئیں سے اک سنہرہ پنجہ پیدا ہوا اس سنہرے پنجے نے گولے پر تھپکی ماری وہ گولہ قریب
افراسیاب جادو آکر گرا دھوئیں سے آواز آئی او افراسیاب لاشوں کے لیے اپنی جان نہ دے
اسی میں خیر ہی کہ چلا جا ابکی اگر گولہ دھوئیں پر مار یگا تیرے سر پر پڑیگا او مردود دماغ سے غرور ابتک نہین نکلتا
بس ہو اب بس جا زیادہ کد و کوشش نہ کر اپنے گھر کی جا کر خبر لے دیکھ وہان کیا گذری یہ جو دھوئیں سے آواز
آئی افراسیاب جادو اور زیادہ جلا یا دھوئیں پر نگاہ ڈالی آتش قہر شعلہ زن ہوئی پکار کر آواز دی
ارے کوئی حاضر ہی افراسیاب کا یہ کہنا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا اک پری زاد طبق زرین ہاتھ مین
لیے چند گولے آہن کے لا کر افراسیاب کو دیے پری زاد تو چلی گئی افراسیاب جادو نے گولہ
چرخ دیکر دھوئیں پر مارا گولہ جا کر پھٹا سنہرہ پنجہ پھر پیدا ہوا گولے پر تھپکی پڑی قریب پاؤن کے افراسیاب
کے آکر گرا افراسیاب نے جست کی ورنہ گولہ پاؤن پر پڑتا جست کرنے سے بچا یہ افراسیاب جادو
کو بہت ناگوار ہوا گولہ جیب سے نکالا اسم سحر پڑھنے لگا جب اسم پڑھ چکا پیشانی پر نشتر مارا خون اپنا
گولے پر ڈالا جھوم کر آواز دی اگر یہ گولہ آسمان پر مارون طلسم بین آسمان کی زمین پر کھینچ لون طبقات
زمین آسمان پر اڑا دون گولے کو تیار کرکے قصد کیا کہ دھوئیں پر پھینکون دھوان شق ہوا آواز آئی
او افراسیاب خانہ خراب او مغرور متکبر ادھر دیکھ خبردار گولہ نہ پھینکنا ورنہ تیرے سینۂ پر کینہ پر پڑیگا
ہم جانتے ہین تو سخت جان ہی مگر ہڈیان تو ٹوٹ جائینگی مدت تک یاد کریگا اپنی نانی دادی سے فریاد
کریگا افراسیاب جادو نے سر اٹھایا دیکھا نور افشان جادو غصے مین کھڑا ہوا کانپ رہا ہی افراسیاب
نے کہا اے نور افشان ہٹ سامنے سے مردون کو نہ چھوڑونگا سب کو جلا دونگا نور افشان نے کہا

ای افراسیاب جادو مینے تجھکو بھی مثل کوکب پرورش کیا علوم سحر تعلیم کیے اسوجہ سے ترا پاس کرتا ہون ورنہ اپنے کو نہ ظاہر کرتا پس چلا جا سحر پر ناز نہ کر بہت پچھتائیگا سواے افسوس کچھ نہ ہاتھ آئیگا افراسیاب کے اور غصہ آیا کہا ای نور افشان مین بادشاہ طلسم ہوشربا ہون سحر و ساحری مین یکتا ہون وہ زمانہ اور تھا جب تعلیم کیا اب اگر سامری جمشید ہوتے مابدولت کے آگے سر جھکاتے بانی بنا سحر و ساحری ہون تاجدار اقلیم افسونگری ہون ابھی تماشا دکھاتا ہون یہ گولہ خالی نہ جائیگا یہ کہکر افراسیاب جادو نے گولہ تانا نور افشان جادو سینہ سپر کرکے کھڑا ہوا افراسیاب جادو نے قصد کیا گولہ پھیکون زمین شق ہوئی ماہیان زمرد پوش زمین سے نکلی ہاتھون سے افراسیاب جادو کے لپٹ گئی کہا ای افراسیاب کیا کرتا ہی اسوقت نور افشان کو بڑا غصہ ہی یہ رکن طلسم نور افشان و ہوش ربا ہی ای افراسیاب غضب ہو جائیگا اس خیمے مین سواے لاشون کے اور کیا ہی جہان روحین بند ہین جلکر ان طائرون کو جلا دو جسم ہاے خاکی کیا کرینگے کسی طرح افراسیاب جادو نہ مانتا تھا لیکن ماہیان زمرد پوش لپٹ گئی گود مین لیکر افراسیاب جادو کو بھاگی نور افشان جادو در خیمہ پر کھڑا رہا سردارون نے دور سے دیکھا کہ افراسیاب جادو کو ماہیان زمرد پوش لیگئی سب خاک اڑاتے ہوے چلنے زمین شق ہوئی کوکب روشن ضمیر بھی آکر پہونچے کوکب روشن ضمیر نے کہا کہ خواجہ عمرو کو بلاؤ خواجہ عمرو وہین گلیم اوڑھے موجود تھے کہا ای نور افشان مین تمھاری جرأت دیکھ رہا تھا ماشاء اللہ کس زور و شور سے افراسیاب کو روکا نور افشان جادو نے سر جھکا لیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری جس روز سے یہ معرکہ واقع ہوا مین رات دن اسی جستجو مین رہا کسی عیار کو بھیجو کہ خبر لاے افراسیاب جادو ان طائرون کو جلانے نہ پاے دیکھیو وہان کیا گذرتی ہی کمبخت جلانے گیا ہی حقیقت مین افراسیاب جادو جو وہان پہونچا دیکھا عقاب جادو مرا پڑا ہی بارہ ہزار ساحرون کے سر قلم قفس ہاے طائران ندارد گھبرا کر افراسیاب جادو نے پوچھا ارے یہ کیا ماجرا ہی کہا حضور یکایک یہان آگ برق چمکی ساحرون کے سر اڑ گئے قفس یکایک غائب ہوے نہین ثابت ہوا کون آیا کون لیگیا افراسیاب جادو غصے مین کانپتا ہوا بارگاہ مین آیا قصد ہی کہ طبل جنگی بجواؤن خود جاکر لڑون لیکن ماہیان زمرد پوش حیرت جادو کو سمجھا گئی کہ خبردار شہنشاہ کو جانے نہ دینا بارگاہ مین بہلاؤ مین جاکر کچھ تدبیر کرتی ہون افراسیاب جادو کو حیرت جادو باتون باتون مین بہلا رہی ہی صرصر کو براے خبر روانہ کیا

دو کلمہ داستان ذکر قتل مشعل جادو و حال کوہ زبرجدی مقام آفات چہار دست خمسہ

برگ نخل گل گلزار کو خنجر سمجھا ۔ شاخون کو دست بریدہ سبھی بدتر سمجھا
سب گلون کو مین گل زخم سراسر سمجھا ۔ ہجر مین باغ کو مقتل کے برابر سمجھا
سایہ سرو کو مین لاشہ بے سر سمجھا

مہر تابان کو نہ کم ذرے سے سمجھا حاشا ۔ بدر کا مجھکو ستارون نے دکھایا جلوا
ناتوان ہین مری آنکھین نہین اصلا اصلا ۔ چشم کم سے نہ زمانے مین کسی کو دیکھا
کبھی جگنو نظر آیا تو مین اختر سمجھا

میری تقدیر مین لکھے ہین بہت رنج والم ۔ مجھکو قاصد نہین ہرگز ملک الموت سے کم
شک نہین اسمین کہ دم بھر مین نہین تن مین دم ۔ ایسے مضمون کیے ہین مجھے قاتل نے رقم
طائر روح روان نامے کو شہپر سمجھا

کس سے سیکھا ہے یہ آراستہ رہنا تو نے ۔ کچھ نئے رنگ سے پہنا ہے یہ گہنا تو نے
فصل کا مان لیا ان دنون کہنا تو نے ۔ لال جوڑا جو ہے برسات مین پہنا تو نے
مجھکو خورشید شفق کے مین برابر سمجھا

کیا تڑپ یہ قفس جسم مین دکھلانے لگا ۔ ساتھ نالون کے دھوان بنکے یہ اڑ جانے لگا
اسکی گرمی سے مین ایذا مین بہت پانے لگا ۔ سوزش داغ جہان کم ہوئی گھبرانے لگا
طائر روح روان کو مین سمندر سمجھا

مشفق عاشق بیتاب کہان ہے ظالم ۔ تنگ کرتا ہے تجھے غنچہ دہان بھی ظالم
کیا کہون مین کہ غضب سحر بیان ہے ظالم ۔ کیا ہی دلربا بھی وہ دشمن جان ہے ظالم
آج آنے ہی جو بدمذہب مرے تیور سمجھا

حشر کی صبح سے کم آج کی کچھ شام نہین ۔ آگ ہین پھول جو وہ چہرۂ گلفام نہین
جان جل جاتی ہے ہر گام پہ آرام نہین ۔ ساتھ گلگشت مین وہ سرو گل اندام نہین
آج گلشن کو مین گلخن کے برابر سمجھا

پیروی اسکی نہ کرلی تھی مجھے کچھ اصلا ۔ کچھ طریقہ نہ رہا یاد مین بھولا ایسا

آگیا اسکے فریبون مین غضب مینے کیا — دل نے جس راہ لگایا مین اسی راہ چلا

وادی عشق مین گمراہ کو رہبر سمجھا

ابھی ایسا بھی تن صاف نہ تھا پیش نظر — صاف ہو رشک وہ آئینہ شمس و قمر

اس صفائی نے مگر مجھکو بنایا ششدر — پڑگیا عکس زر گل جو تن عریان پر

مجھکو مین پہنے ہوے خلعت پر زر سمجھا

گھر کوئی لوٹ گیا یاد جو آیا ساقی — صبر سب چھوٹ گیا یاد جو آیا ساقی

آبلہ پھوٹ گیا یاد جو آیا ساقی — دل میرا ٹوٹ گیا یاد جو آیا ساقی

شیشۂ مے کو شب ہجر مین چشمہ سمجھا

ہو وہ ساقی کہ ہو پیمانۂ دل مین تو مقیم — ہوئی آبادی ہو ویرانۂ دل مین تو مقیم

کونسے وقت نہین خانۂ دل مین تو مقیم — رات دن ہو مرے کاشانۂ دل مین تو مقیم

ہو گیا چاک جو سینہ مین ترا در سمجھا

بجز مطلب ہو کسے کام ہو گل سے بلبل — سر عاشق نہ پھرا نالون کے غل سے بلبل

دل مرا کم نہین کچھ شیشۂ مل سے بلبل — ہمہ تن آبلہ ہون آتش گل سے بلبل

پھول مارا جو کسی نے تو مین پتھر سمجھا

اک کسی پھول مین ہو نازکے بدن سے نرمی — دعوۂ حسن کرے حور تو ہو بے شرمی

راست کہتا ہون سمجھتا نہ اسے بے دھرمی — کب گوارا ہو نزاکت سے شرر کی گرمی

سنگ مجھپر جو اٹھایا تو وہ اخگر سمجھا

سیل خون آنکھون سے دن رات بہا اے ناسخ — شل آباد نہ کچھ حرف کہا اے ناسخ

لکھ دیا جنت مین جو رنج سہا اے ناسخ — زیست بھر شوق خط یار رہا اے ناسخ

جب ملک نزع مین آیا مین کبوتر سمجھا

چہرہ ساقیان میکدۂ شیرین بیانی و سرشاران ساغر شراب تشنہ دانی بزم بیان داستان فرحت عنوان کو یون زینت دیتے ہین

نظم

غنیمت شمر صحبت دوستان — کہ گل پنجروز است در بوستان

چمن را تر و تازہ آراستند
چو شبنم نشستند و برخاستند

حقیر نے تحریر کیا کہ حیرت جادو نے افراسیاب کو باتون مین بہلایا ہی شراب وکباب کا چرچا کیا اور
طرح طرح کے ذکر درپیش ہین لیکن صرصر وصبا رفتار کو بہانے خبر سمت لشکر ظفر اثر روانہ کر دیا جب نور افشان
نے دیکھا کہ افراسیاب چلا گیا سرداران شکست خوردہ مہرخ کو آواز دی سب سردار عیار آکر جمع
ہوے برہمن روئین تن آیا نور افشان نے پوچھا ای برہمن تو نے کیا کیا برہمن نے کہا اُستاد
مینے جا کر عقاب جادو کو مارا کوکب نے عرض کی مینے سب قفس قبضے مین کیے ساتھ احتیاط کے لایا
کسی طائر کو صدمہ نہین پہونچا اب بارگاہ استاد ہوئی صرصر صبا رفتار بصورت مبدل دیکھ رہی ہین
کہ نور افشان وکوکب وبرہمن وکل سرداران صف شکن دربار مین جمع ہوے نور افشان نے
کہا ای شہنشاہ اوج عیاری اب اُس نیلکنٹھ کو نکالیے حقیقت مین آپ نے کیا کار نمایان کیا لیکن یہ
خیال رہے اگر کوئی روزن کھلا رہجائیگا وہ ملعون ہوا ہو پھر قبضے مین نہ آئیگا عمرو نے کہا مینے سب
روزن اُسکے بند کیے لوہے کے تارون سے منقار باندھی جال الیاسی مین لپیٹ لیا نور افشان
نے کہا اب کیا کرنا چاہیے خواجہ نے کہا پہلے ایک بات بتلاؤ کہ ان سردارون کے زندہ ہونے
کی کوئی تدبیر ہی نور افشان نے کہا انشاءاللہ اسی دن کے لیے عرض کیا تھا کہ مردون پر قبضہ کیجے عمرو
نے کہا تدبیر قتل مشغل مین کرتا ہون یہ کہکر عمرو نے حکم دیا کڑھاو بڑا سا منگایا دو من تیل اُسمین ڈالا آتش
روشن ہوئی روغن اُچھلنے لگا عمرو نے تو جال الیاسی نکالا صرصر وصبا رفتار دیکھ رہی ہین مُردے سرداران
مذکور کے رکھے ہین قفس ہاے طائران خیمہ مین روح بہار و تران وباغبان وغیرہ موجود ہی طائر
پھڑک رہے ہین بارگاہ مہرخ مین تو یہ کیفیت ہی صرصر وصبا رفتار کو نہایت عبرت ہی ایک جملہ عرض کیا
جاتا ہی ہرچند کہ وہ مقام اس تحریر سے خارج ہی لیکن مجھکو ذکر کرنا اس مقام پر واجب ولازم ہوا واضح
راے ناظرین والا مقام ہو کہ آفات چہاردست کو یہ شرف حاصل ہی کہ چارسو پتلیان سنہری قصر
زبرجدی مین موجود ہین ایک ایک حسین مہ جبین غنچہ دہن سیم تن پُرفن ہر وقت آفات چہاردست
سے اخبار عبرت آثار آئندہ وگذشتہ بیان کیا کرتی ہین ہمیشہ بوقت سحر آفات چہاردست اپنی بارگاہ کو
آراستہ کر کے تخت پر بیٹھتی ہی وہ چارسو کنیزان سامری بہ رعنائی وزیبائی قصر سے باہر آتی ہین کرسیون پر
جلوہ فرما ہوتی ہین آفات نے کتاب ہاتھ مین لی ہنسکر کہا شاہزادیو کچھ کلام کرو خبرین ادھر اُدھر کی سناؤ

وہ خبرین بیان کرتی ہین آفات انکا بیان درج کتاب کرتی ہو اُس کتاب کا روزنامچۂ آفات چہار دست لقب ہو بروقت برخاست آفات ترنگ پر سمت قربایت وہ بہیات جاتی ہو دو کس بندگان خدا کو پکڑ لاتی ہو لا کر انکو ذبح کیا خون اُنکا ناندے مین بھر دیا وہ چار سو پتلیان اُس خون کو پی جاتی ہین اُس خون کے پینے سے چہرے اُنکے خلق لوت احمر ہو جاتے ہین ہنستی ہوئی قصر مین چلی جاتی ہین جہان وہ قصر مین گئین آفات نے دروازے بند کر دیے بعد اس شغل کے امورات مالی و ملکی مین مصروف ہوتی ہو جسدن سے مشغل حجرے سے نکلا روز آفات حال میدان کارزار دریافت کرکے خوش ہوتی ہو جس میدان داری مین خواجہ نے روح مشغل کو نیلکنٹھ مین لیا اسدن جو آفات نے پوچھا کنیزان سامری نے کچھ جواب نہ دیا ہر چند آفات نے شراب پلائی خدمت گذاری کی کسی نے کچھ جواب نہ دیا دوسرے دن آفات آکر تخت پر بیٹھی کنیزان سلیمی کا مجمع ہوا اور سب مصاحب و رفقا آفات کے حاضر ہین آفات نے کتاب کھولی کہا اے مصاحبان سامری کیون مزاج کیسا ہو ایک جبین تیور پر بل ڈالکر بولی سنو جدہ ہم مدت سے تمھاری خدمت مین حاضر ہین تمھارے حالات نیک و بد کے ناظر ہین لیکن آپکو ہمارے دلکا حال کیا معلوم دنیا بہت بُرا مقام ہو آخر مین سامری پرستون کا بد انجام ہو سامری جمشید نے سب کچھ کیا تقدیر کا لکھا نہ مٹایا مذہب کو ترقی دی سحر نبائے انکے پرستارون کو بڑے بڑے شعبدے ہاتھ آئے ہمکو کس ترکیب سے بنا گئے پردے ہماری آنکھون سے اُٹھے ہوے ہین آنے والی باتین سمجھے ہین بعض باتین ایسی ہین کہ انکو منہ سے نکالنا نہ چاہیے گو ہم مشکل و گرنہ گو ہم مشکل دنیا مین انقلاب ہو اسوقت دل ہم سب کا بیتاب ہو ہاتھ پاؤن مین رعشہ بدن سنسناتا ہو کلیجہ منہ کو آتا ہو صاحبان اختیار بیکار ہوے روح قبض کرنے والے مجبور و لاچار ہوے یہ چاہتے تھے کہ طائرون کو صید کرینگے شکار کھیلینگے ایسے غافل ہوے انجام کو بھولے شراب و کباب کے نشے مین مست رہے یہ خیال کیا کوئی ہمارے بھی طائر روح کو صید کریگا قفس تنگ و تاریک مین قید کریگا غرور کا انجام بد ہو دشمن کو اُسنے زمانے مین کہدو مصاحب سامری دھرے گئے روح سامری کو صدمے پہونچے دو دن کے اختیار پر فرعون ثانی بنگئے یہ نہ سمجھے ہر فرعونے را موسے شداد پر کیا بیداد ہوئی تمام عالم سے جواہر جمع کیا باغ بہشت بنوایا آخر سیر کا قصد کیا دلمین یہ تھا کہ مین خداوند ہون اپنے بہشت کی سیر دیکھون جب در باغ پر پہونچا اس حال سے نہ ماہر تھا ایک قدم اندر ایک باہر تھا قبض روح کا حکم ہوا ساری خداوندگی بھولے آرزوے سیر باغ مین ایسے بھولے باغ کی سیر نہ دیکھ سکے نہ پھولے نہ پھلے حسرت لیکر باغ دنیا سے

چلے سب حسرتین دل مین رہین قفس روح کی جفائین سہین ایک کو ایک جانتا ہی ہر ایک بشر رنگ دنیا کو سچ جانتا ہی دام مین دنیا کے ضرور پھنستا ہی عیش و آرام دنیا دیکھکر جانتا ہی کہ کبھی نہ مرونگا ہمیشہ عیش و آرام کرونگا اس گلشن بے ثبات کے جانب نگاہ حسرت سے دیکھو کیسا پھولا پھلا باغ ہی لالے کے دلکو داغ ہی سرو گلشن اکڑتا ہی غنچہ چٹکا پھولنے کا قصد ہوا گلچین نے فوراً توڑ لیا شاید غنچہ گل ہوا ہوا کا جھونکا آیا رنگ متغیر ہوا زمین پر گرا مرجھایا پھول گر گیا پھل پایا یار و دنیا سے دل نہ لگاؤ اپنے کو دام مکر مین نہ پھنساؤ لیکن خیال رکھنا دشوار ہی ہر طائر زیرک آرزوے دانہ مین گرفتار دام ہوا

نظم

ہی یہ دلچسپ مکان جی نہ لگے یان کیونکر
سبزہ و ابر ہو اللہ اکبر گل تر
برق جون چشم بتان ابر چشمک زن ہی
جسکو دیکھ دھانون پہ ہوتی ہی روان باد سحر
مہوشون کا ہی یہ عالم کہ نئے طرز سے روز
ایک سے ایک ہے قتل جہان چابک تر
لطف انکھون مین ہی افسوس کہ جو عشق ہی
وہ دن آتا ہی جو بیٹھے کی نہو مان کو خبر

جام ہی مطرب و ساقی شب مہ نور سحر
قطرے باران کے جو دیکھو تو عجب عالم ہی
رعد مین نالۂ عشاق کا پیدا ہی اثر
شفقی جامہ پہنتے ہین جو بادل ہر شام
پیستے ہین دل عشاق بہ انداز دگر
شاق ہی اسکی جدائی تو سبھون کو لیکن
آبشارین ہین صدا نوحہ گر اس گلشن پر
اختیار اپنا جہان ہو نہ وہان الفت کیا

دیکھو جس کو تو ہی دم مرغوب دل پر جوان
لوٹتے پھرتے ہین دامان صبا مین گوہر
انکھون کو لغزش مستانہ نظر آتی ہے
ہوتی ہی بوقلمون ان کی زمین تر تر
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا ناز خرام
عالم خواب سمجھتے ہین اسے اہل نظر
چھوڑ دین اسکی محبت کو جو ہین صاحب ہوش
الجھے مین ہو اگر عشق تو ہین لاکھ خطر

اس طرح کے کلمات حسرت آمیز اس پتلی نے زبان سے کہے سب پتلیان رونے لگین جام شراب ہاتھ سے پھینک دیے آفات حیران کہ آج یہ کیا معرکہ ہی گھبرا کر اٹھی سب کے آگے ہاتھ جوڑنے لگی کہ بی بیو تم شاہزادیان ہو بہار نشین سامری گل زیر نگ باغ شعبدہ گری ہو تمکو ان باتون سے کیا کام ہی شراب پیو کباب کھاؤ ابھی دو جوان گرفتار کر لاؤن انکا خون پیو تمہارے لیے رنج و الم کیسا انمین ایک بہت شوخ طرار آئینہ رخسار غصے مین جواب دیا بی آفات اپنی خیر مناؤ تمہارا ابھی زمانہ قریب آیا موت سے نہ بچو گی اگر قلعہ آہن مین چھپو گی تمہارا قاتل وہان جا کر تلاش کریگا تمہارے خون سے ضرور ہاتھ بھرینگے ہمین سامری و جمشید بلا رہے ہین گلزار آتش کی سیر دکھا رہے ہین آفات حیران کہ آج یہ کیا ہو گیا کنیزان سامری کیسی باتین کرتی ہین ناگاہ وہان خواجہ نے نیلا نیزہ کو کر ہوا مین روغن کے پھینکا وہان دناتا ہوا نیلگون جلا سب کے بیہوش ہو گئے نور افشان ایسا ہمان دیدہ وشکل بد گھبرایا صدہا کو غش آگئے صدائین بلند ہوئین کشتی مرا نام مشغل جادو

بو مشعل تیل ہی مین جلا سیاں دربار عمرو مین ملک کوئی بیہوش ہوا کوئی تھرا کے گرا کسی کو غش آگیا وہان
قصر زبرجدی مین جو کنیز سب کے آگے کھڑی کلمات عبرت آمیز کہ رہی تھی آہ کا نعرہ کیا کہا بو انجو مشعل جلایا گیا یہ
کہکر آہ کی منھ سے شعلۂ آتش نکلا جلنے لگی دوسری تپلی لپٹی اُسکے بھی جسم سے شعلے نکلے بو انو ا کہکے لپٹنے لگین
شعلہ ہاے آتش نے ہر ایک کو گھیرا لیکن پکارتی ہین دی آفات ہمین بچا ادھر افرادی ہم ہر پہر سے سمجھاتے
تھے تجھ پر زوال کے ذہن مین نہ آیا ہم نے سب کچھ کہدیا تو نہ سمجھی ارے مشعل مارا گیا عمرو نے تیل مین جلادیا یہ جو
آفات نے قیامت دیکھی گرک کے گری گود مین اُٹھا اُٹھا کے کمرے مین پھینکنا شروع کیا مصاحبون سے
کہا ارے دروازے بند کرو تین سی تپلیون کو آفات نے کمرے مین اُٹھا کے بند کیا سو تپلیان جلگئین قصر زبرجدی
مین تاریکی چھائی وہ آواز مہیب آئی قریب تھا آفات کا کلیجہ پھٹ جاے قصر زبرجدی سے باہر نکلی دیکھا آسمان پر
تاریکی چھائی ہے ہزارہا زاغ و زغن بلند ہو کر صداے ہیہات و افسوس دے رہے ہین پرون سے سر
پیٹتے ہین کبھی آواز دیتے ہین ہاے مشعل جلگیا یہ کہتے ہین خود بھی جلکر زمین پر گر پڑتے ہین آفات
گھبرائی مصاحبون سے کہا لو صاحبو غضب ہوا مشعل کسی وجہ سے مارا گیا تپلیان اندر کمرے کے سر ٹکرا رہی
ہین آواز دیتی ہین او آفات ہمین کیون بند کیا اپنی بہنون کے ساتھ ستی ہو جاتے ارے ہمارا کلیجہ ٹھنڈا ہوجاتا
گرلیس آفات نے جلدی مین دو تین جلشتین پکڑ کر ذبح کر ڈالین اُنکا خون ناندے مین بھرا وہ ناند اندر
کمرے کے رکھدیا کہا بی بیو کلیجہ ٹھنڈا کرو ہاے مین پہلے تمھاری پہیلیان نہ سمجھی ورنہ سب کو بچا لیتی یہ کہکر
اُس کمرے مین قفل لگایا طرف بارگاہ افراسیاب کے چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ افراسیاب بھی صداے
ہولناک سُنکر بارگاہ سے نکل آیا ہے حیرت کانپ رہی ہے کہ آفات آکر پہونچی افراسیاب نے قصد کیا
کہ لشکر مسلمانان پر جا پڑون آفات نے آکر دامن تھام لیا کہا اے افراسیاب مشعل ایسے عاقل و کامل
کو خاک مین ملایا یہ کیونکر مارا گیا مین تو لٹ گئی کنیزان سامری سے چھٹ گئی بڑی خیر ہوئی پہر بھی بشر جسے
اُنھون نے مجھکو خبر دی لیکن مین بدنصیب نہ سمجھی اب اسوقت دربار مسلمانان مین نور افشان و کوکب
و برہمن جمع ہین وہان جانے کا قصد نہ کرنا اب تیرے واسطے بڑا شرف حاصل ہوا دائی امان کی ملکہ تاریک
مشکل کش گنبد تاریک سے نکلنے کی مجاز ہوئین وہ آکر سب کو چیر پھاڑ کر کھا جائینگی ابتک اُسکو بھی عذر
تھا کہ مین حاکم حجرۂ دوم ہون بدون خاتمہ مشعل نہین جا سکتی لکھو اُسکو کہ شمع حیات مشعل گل ہوئی اُسکو
بھی کئی سال گذرے کہ گنبد تاریک سے باہر نہین نکلی گھبرائی ہوگی مژدۂ قتل مشعل سنتے ہی آئیگی وہ ساحرہ

بھی زبردست ہی یکلخت کیا جاتا تھا سواے تبدل روح کے یہ کہکر افراسیاب کو آمادہ کیا کہ واسطے
دو چار روز کے پردۂ ظلمات چلے جاؤ یہان کا حال سنکر اور قلق ہوگا پھر آگے نامہ لکھنا اُسی وقت آفات
نے افراسیاب کو تخت پر سوار کیا طرف پردۂ ظلمات کے روانہ کیا حیرت جادو فروکش ہی آفات
طرف قصر زبرجدی کے گئی لیکن جب مشعل کو عمرو جلا چکے پہر پہر کامل سنّاٹا رہا بعد پہر پہر کے سبکے ہوش وحواس
درست ہوے نورافشان نے وہ قفس منگاے بمشقت تمام روح بہار جسم بہار مین روح تبران جسم
تبران مین ہی اُستادان سخنور نے تحریر کیا ہی کہ تین شبانہ روز برہمن و کوکب و نورافشان کو اس مشقت مین
گذرے تب روحین سرداران مذکور کے جسم مین سب کی داخل ہوئین یہ کمال نورافشان تھا تعلیم یافتہ
صحبت سامری و جمشید ہی اسی وجہ سے نورافشان نے حکم دیا تھا کہ اے خواجہ مُردے جہانتک ہوسکین
قبضے مین کرنا خواجہ نے مردون کے واسطے جان لڑائی اب تین دن کے نورافشان نے سحر سازی کل
ساحران مذکور کو زندہ کیا بعد روح داخل ہونے کے بھی ایک ہفتہ کامل باغبان و بہار وغیرہ گھبراتے
تھے سحر نہ یاد آتے تھے روحین کمزور ہوگئین ایک ہفتہ کامل نورافشان و برہمن و کوکب لشکر اسلام مین
رہے جب انکو خوب درست کیا سحر و ساحری مین بھی چالاک و چست کیا تب نورافشان یہ کہکر خواجہ سے
رخصت ہوے اے شہنشاہ اوج عیاری اب غضب برپا ہوگا اگر تاریک شکل کش نے قصد کیا اُسکا ہنوز
مجھکو کوئی نہین معلوم ہوتا اپنا سحر و ساحری مین مثل و نظیر نہین رکھتی خواجہ نے کہا اے نورافشان ہیچ
مشکلے نیست کہ آسان نشود * مرد باید کہ ہراسان نشود * الغرض کوکب و برہمن و نورافشان طرف اپنے
اپنے قصر کے روانہ ہوے یہان لشکر اسلام مین جشن کی بنا ہوئی یہ سب مصروف عیش و نشاط ہین اس حالکو چھوڑیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان آمد نیرنگ عنقا صورت و گیرنگ عنقا صورت و ملکہ سوسن زبان دراز برادران حیرت و دایہ حیرت و اول عیاری خواجہ عمرو و صاحبقران نامدار ساقی نامہ

ساقی شکل طرب عیان کر	میخانے مین سیر آسمان کر	ساغر ہو نسر فلک سبو ہو
خورشید شراب مشکبو ہو	ہو غرب وہان جام خم شرق	ہو بادۂ ناب کی چمک برق
قطرے مے ناب کے ہون اختر	ہو چادر ابر صافی تر	موج مے ناب کہکشان ہو
بط مے کی عقاب آسمان ہو	ہو حوت سے کباب نخچیر	ہو تیغ کمان قوس کا تیر
ساقی کے گلے سے ہم ملے ہون	جوزا کی طرح ہم ملے ہون	ہی یون نکلے سبھے مے سے

نکلے مشرق سے مہر جیسے
وصف شمس الضحیٰ بیان کر
رہتا نہیں کوئی اس سے محروم
آئینہ ہے رخ سحر ہی
کرتا ہو سواد شب کو کافور
حدت میں بخار سے زیادہ
ہم پلہ نشتر سے تیز
گیسو سے سپید پر سے گیسے
ہیر و سے مخطط بتان ہی
یہ صورت سنگ ہو شررو وہ
یہ چشم پری وہ موے مژگان
یہ چرخ بریں ہی کہکشان وہ
عالم میں مسافر سحر خیز
پری کی طرح جو زرفشان ہو

ہان بلبل فکر آسمان پر
ذکر خورشید آسمان کر
شانہ ہے زلف شام ہی یہ
یہ نشو و نما سے سحر ہی
پھولوں میں ہی رنگ بو اسی کے
شعلے سے شرارے سے زیادہ
رگوں کو شعاع پر یہ شک ہی
موج دریاے شیر کیسے
وہ زر گل آفتاب ہی یہ
یہ چشم ہی رشتہ نظر وہ
یہ خامہ وہ ریشۂ قلم ہی
یہ آگ ہو آگ کا دھوان وہ
مشرق جو بنا خیال رنگین
قرطاس پہ دھوپ کا گمان ہی

لا نمونہ عذار زبان ہر
عالم میں ہی اسکو فیض کی دھوم
عیسیٰ فلک مقام ہی یہ
دیتا ہی یہ چشم ماہ کو نور
ہی چاک کتان رفو اسی سے
ہمسایہ نالہ شرر ریز
زنجیر طلائی فلک ہی
وہ خط عذار نوجوان ہی
وہ سیخ صفت کباب ہی یہ
یہ شیر زبان ہی وہ نیستان
زنجیر وہ اور یہ قدم ہی
ہی چرخ بریں کی چشم خون ریز
خورشید افق ہوے مضامین

چہرہ نگاران فسانۂ رنگین و راقمان مضامین فصاحت آئین اس داستان نیرنگ کو بصد زیب و زینت یون درج اخبار کرتے ہیں شعر نگار زندہ داستان کہن بد منوز چنین کرد بزم سخن ۔ جب جانے افراسیاب سے ملکہ حیرت جادو نے خبر پائی کہ لشکر اسلام میں جشن کی تیاری ہی ملکہ بہار وغیرہ نے روح تازہ پائی ملکہ تران زندہ ہو کر بعد کوچ طرف طلسم نور افشان کے تشریف لیگئیں آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دختران شہنشاہ نور افشان ہمراہ نور افشان سمت قصر نور افشان گئیں بزم جشن ترتیب ہی حال فرحت مآل ملکہ مہرخ لشکر حیرت جادو جیلی ملکہ صرصر سامنے حاضر ہو کہا ذرا خبر تو لے حقیقت میں سب زندہ ہو گئے صرصر نے کہا حضور میں اپنی آنکھوں سے دیکھ آئی بہار و باغبان و برق لامع وغیرہ سب دربار میں جمع ہیں آج اسلام و چیلین بھی جلوہ فرما ہیں سب کو خلعت مل رہے ہیں کنیز سے نہ دیکھا گیا آخر چلی آئی سب سے زیادہ یا بہار پھولی ہوئی ہیں باغبان اکڑ رہے ہیں نور افشان ایک ہفتہ رہے ملکہ بہار و باغبان وغیرہ سب بدحواس سے تھے

سحر سبکے درست کرائے بڑے بڑے کمال کیے نورافشان نے اپنی جان کو مٹایا لیکن سبکو رنگ اصلی پر لایا بھائی کا وہی قول ہی جو کوئی مجھسے مقابلہ کرے اُسکو تنکے چبوا دون باغبان فرماتے ہین نخل حیات دشمن قلم کردون بی برق فرماتی ہین سر بُرون لشکر حیرت پر جا پڑون اور لنگوٹا عمرو کو تو آج بڑا ملال ملا ہی اپنے ہوش مین نہین ہی ذرہ سی آنکھین چمکا رہا ہی نشے مین ڈی بکار رہا ہی سب سردارون نے زیور تک اُتار کے دے دیئے یہ حالات سنکر حیرت بھی کانپنے لگی کہا جی چاہتا ہی ابھی طبل جنگی بجوا اُن دم بھر مین سبکو مٹاؤن پھر زرا اپنے دل مین مسلمان سمجھین کہ مین کسی سے کم ہون مشعل کے مقدمہ پر کیا خوش ہوئے ہین اُسکو بددعاے سامری پرستان کھا گئی غضب کی بات ہی اپنے نوکرون کو ہمنے اپنے ہاتھ سے قتل کیا رعایا کی اولاد گرفتار کرکے ملعون کے حوالے کردی آخران بکی آہ وفغان خالی اُسکو عمرو نے نہین مارا آہ بیکسان اور مظلومان نے جلا دیا بقول سعدی شعر

نیم شب آہ زند پیرزال + دولتِ صد سالہ کند پائمال +

صاحب ہم خوب سمجھے ہین ہم بادشاہ لشکر ہین کل حالات سے بخوبی ماہر ہین مصاحبون نے عرض کی حضور تامل فرمائین شہنشاہ تشریف لائینگے ایکی مرتبہ سبکا خاتمہ ہوجائیگا ایک زندہ نہ بچے گا شہنشاہ سب انتظام کرچکے حیرت ان باتون مین مصروف تھی کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے بعد دعا کے عرض کی برادر بجان برابر شاہزادہ نیرنگ عنقا صورت وشاہزادہ گیرنگ عنقا صورت ودایہ امان آپکی ملکہ سوسن زبان دراز تشریف لائی ہین کل بارسون تک لشکر حضور پہونچ جائیگی لشکر بہت ساتھ ہی سنا ہی ہمنے کہ یہ فرماکر ملکہ چلی ہین کہ دشمنون کو حیرت کے جاتے ہی مٹا دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ سنکر حیرت نے فوراً افراسیاب کو نامہ لکھا کہ میرے دونون بھائی نیرنگ وگیرنگ مع ملکہ سوسن با فوج قاہرہ آپہونچے اب حضور کچھ اور فکر نکرین آکے لڑائی کا تماشا دیکھین نامہ جادوگر لیکر پاس افراسیاب کے روانہ ہوا افراسیاب نے دیکھتے ہی غصے مین جواب لکھا ای حیرت خبردار اپنے بھائیون کو مقابلہ کرنے دینا مین کسی کا احسان لینا نہین چاہتا مین کیا کسی سے کم ہون یہ جواب جب ملکہ حیرت جادو کے پاس آیا غصے مین کانپنے لگی کہا دیکھو صاحبو شہنشاہ کا یہ حال ہی دونون شاہزادے ہزارہا کوس سے کوچ کرکے آئے ہین وہ فرماتے ہین ہمکو کسی کا احسان لینا گوارا نہین ہی وزیرزادیون نے عرض کی حضور براے استقبال تشریف لیچلین لاکر دوچار روز یہان اُتارین سامان دعوت مہیا کیجیے بعد اسکے رخصت کردیجیے کیون لڑین کا ہمکو تکلیف اُٹھائین حیرت نے کہا بہت درست تم سب مصاحبون نے کہا ہان تیاری کرو کل سامان عیش ونشاط ہمراہ لے لو اُسیوقت ملکہ حیرت جادو براے استقبال

اپنے بھائیون کے چلی تمام وزیرزادیان اور شاہزادیان ساتھ مین یکایک نوبت اور نقارے جو بجے خواجہ عمرو
نے سر اُٹھا کر پوچھا لشکر حیرت مین کیا ہنگامہ ہی ہرکارے گئے تھوڑی دیر مین واپس آئے عرض کی ملکہ حیرت
کے دونون بھائی نیرنگ عنقا صورت و گیرنگ عنقا صورت مقابلہ کو لشکر اسلام کے آئے ہین حیرت
واسطے استقبال کے جاتی ہی بہار نے گھبرا کر کہا یہ تو دریافت کرو سوسن زبان دراز بھی ہمراہ ہی یا نہین ہرکارون
نے عرض کی ہمکو بخوبی معلوم ہوا یہ بھی مشہور ہی کہ دائی اُن ملکہ حیرت کی آئی ہین رنگ روے بہار متغیر ہوا
باغبان گھبرا گیا خواجہ عمرو اُٹھے ملکہ مہرخ نے دامن پکڑ لیا کہ خواجہ اُسکے لشکر مین نہ جاؤ وہ بلاے بے درمان
آفتِ روزگار ہی عمرو نے کہا صرف لشکر کو دیکھ کر چلے آئینگے ہرچند سب سردارون نے روکا عمرو نے نمانا
طرف لشکر نیرنگ و گیرنگ کے روانہ ہوا یہان نیرنگ و گیرنگ اک صحرا مین فروکش تھے کہ خبر ہوگئی
کہ ملکہ حیرت جادو واسطے استقبال کے آتی ہی نیرنگ و گیرنگ بارگاہ سے نکل آئے دونون نے حیرت
کو سلام کیا حیرت جادو نے دونون بھائیون کو گلے سے لگایا ملکہ سوسن کو جھک کر سلام کیا سوسن نے سر سے
پانو تک حیرت کی بلائین لین کہا بی بی ہمنے سنا ہی تمھارے ملک مین بڑا غدر ہی مسلمانون نے جا بجا قبضہ
کر لیا مشعل ایسا جادوگر مارا گیا ملکہ حیرت جادو نے جواب دیا دائی امان آپ ان باتون کو نہ دریافت کیجیے
افراسیاب غرور مین اپنے ملک کو تباہ کر رہا ہی آپ چلکر دو روز مجھے سرفراز کیجیے آپکے آنے سے میری عزت افزائی
ہوئی بعد مدت کے اپنے بھائیون کو دیکھا طلسم کے مقدمہ مین اُنکو اختیار ہی یہ ہین ہر وقت اُنکا نام نادر پیش ہی
سوسن نے کہا بی بی ہم تو خاص اسواسطے آئے ہین کہ مسلمانون کو قتل کرین عملداری صاف کردین سنا ہی بی بہار شریک مسلمانان
ہوگئی ہین اُنکو گرفتار کرکے سزا دین حیرت نے کہا اور کسیوقت ان امورات کو مین عرض کرونگی اب آپ سوار ہو جیے
ہرچند سوسن نے پوچھا حیرت نے کچھ نہ کہا اُسوقت نیرنگ گیرنگ گھوڑون پر سوار ہوے سوسن کو اک تخت پر بٹھا کے
کروفر سے حیرت لیکر چلی قضاے کار خواجہ عمرو جو چلے تھے اک ساحر کی صورت بنے ہوے سامنے آکر پہونچے دیکھا
بڑے کروفر سے لشکر نیرنگ و گیرنگ آتا ہی دو شاہزادے نوجوان پشت ہاے مرکب پر سوار ایک تخت پر حیرت ایک تخت
کو دیکھا ظاہر مین بالکل خالی معلوم ہوتا ہی دھوان اُس تخت کو گھیرے اُسکے اندر سے باتین کرنیکی آواز آتی ہی روپیہ
اشرفیان لٹ رہے ہین خواجہ کے منھ مین پانی بھر آیا کنارے آکر زنگ روغن عیاری نکالا شہدے کی شکل بنکر تیار ہو
جب مٹھا اشرفیون کا حیرت نے پھینکا عمرو نے جست کی پانچ قدم سب شہدون سے بلند ہوکر سب اشرفیان لوٹین
شہدے منھ کے بل زمین مین گرے اپسمین کل چلنے لگا کسی نے کنکر کسی نے پتھر پایا آپس مین شہدے کہتے ہین اشرفیان

کون اوچٹا لگیا اسی مرتبہ جواسیطرح عمرو نے اشرفیان لوٹین شہدون مین ہنگامہ ہوا صرصر قریب تخت ملکہ حیرت چلی
آئی ہو دیکھتے ہی پہچانا ملکہ حیرت سے کہا دیکھیے عمرو شہد بنا ہوا اشرفیان لوٹ رہا ہی بڑا ظالم ہی اب کسی شہد
کو کچھ نہین ملتا حیرت نے جس تخت سے دھوان بچیدہ ہی اُسکے قریب منھ بڑھا کر کہا دیکھیے ائی امان وہ شہد اچھا مارو ہی
ساری بربادی اسکی ذات سے ہوئی صنعت وغیرہ کو اسی نے مارا ہی طلسم ہوشربا فتح کر رہا ہی یہی عمرو عیار ہی
سوسن نے کہا بیٹا اسکو پکڑ کے مار ڈالون حیرت نے کہا نہین ائی امان آپ دخل نہ دیجیے بلکہ حیرت نے
مُنھ پھیر اصرصر نے دیکھا دھوئین کے اندر سے تین سُوئین زرد نکلے مثل شعلہ بلند ہوئے جیسے ہی عمرو لوٹنے کو بڑھا
ایک سُوئیان ناک پر جا دو دونون کانون پر زنگ روغن عمرو کے چہرے سے اُڑ گیا عمرو نے ایک چیخ ماری خود دہائی دیتا
ہوا طرف تخت سوسن کے چلا سب نے دیکھا عمرو بصورت اصلی سُوئین ناک پر جمے ہوئے روتا ہوا قریب تخت
سوسن آیا سوسن نے اشارہ کیا دھوان شق ہو گیا اب عمرو نے ایک ساحرہ عذارہ پیرزال بالشت خمیدہ بیٹھی
کو دیکھا ہنس رہی ہی عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون نگوڑے میرے لشکر مین کیون آیا عمرو نے کہا دائی امان مین بھوکا تھا
روپیہ لٹتے تھے چلا آیا توبہ کرتا ہون اب کبھی نہ آؤنگا سوسن نے وہ سُوئین تو اٹھا لئے ساحرون سے کہا اسکی مشکین
باندھ لو جلاد کو بلاؤ سر کاٹ کر صحرا مین پھینکدو ہماری چھوکری کو ستاتا ہی بڑا نگوڑا عیار بنا ہی اپنے کسی حمایتی کو بلا
بہار آئین مجھکو چھوڑا کر لیجائین عمرو نے کہا ان سبھون نے مجھکو نکالدیا دائی امان مین آپکی خدمت مین اب رہونگا
صرصر ہنس رہی ہی سوسن نے کہا بھلا ساربان زادے تو نے مجھکو حیرت اور افراسیاب بنایا ہی مین تیری
ان باتون کو کب مانتی ہون اب لشکر سوسن مین پڑا ہوا عمرو عیار پکڑا گیا ملکہ سوسن نے بہ آسانی گرفتار کر لیا کوئی
عیاری مکاری نہ چلی سوسن زبان دراز نے جلاد کو اشارہ کیا ہر چند عمرو چیخا پیٹا سوسن نے کچھ خیال نہ کیا
چاہتی ہی جلاد کو حکم دے ایک طرف سے ہٹو ہٹو کا غل ہوا دیکھا اک ساحر سیہ فام نامہ افراسیاب لیے ہوئے
پکارتا ہوا ملکہ سوسن ٹھہر جاؤ عمرو کو قتل نکرنا جلاد ٹھہرا ساحر جھپٹ کر قریب سوسن آیا نامہ افراسیاب ہاتھ مین
دیا سوسن نے پڑھا اسمین طرف سے افراسیاب کے تحریر تھا ہمنے اپنے ملازم کو روانہ کیا ای سوسن خبردار عمرو
کو قتل نکرنا اس ساحر کے حوالے کر دے یہ ہمارے پاس لے آئیگا ہم قاعدے سے قتل کرینگے سوسن نے غصے مین کہا
لیجاؤ میری بلا پوش سے لیکن خبردار جاتے ہی قتل کرنا اس ساحر نے کمر مین ہاتھ دیکر عمرو کو کاندھے پر ڈالا کہا ملکہ اپنا سحر
اُٹھا لیجیے مین اپنا سحر قائم کرون سوسن نے اپنا سحر اُٹھا لیا سوسن کو ایک پرچہ دیا کہ شہنشاہ نے یہ کہا تھا آخر مین
یہ پرچہ دائی اماکو دیدینا کچھ راز کی باتین تحریر ہین وہ پرچہ دیکر ساحر جست و خیز کرتا ہوا عمرو کو لیکر نکل گیا سوسن نے

کاغذ کھولا اسمین لکھا تھا او سوسن اب کبھی زبان درازی نہ کرنا منہ مہتر قران دیکھو تیری آنکھون مین خاک ڈالکر
اپنے اُستاد کو لیگئے ٹھنڈی ٹھنڈی پلٹ جا کیون شامت آئی ہی سوسن نے جو یہ مضمون پڑھا بہت ہی جھلائی
کہا لو بی حیرت تنے سنا یہ مہتر قران عیار تھا میرے ساتھ بھی عیاری مکاری کی اب مین بی قتل کیے نہ مانونگی
حیرت نے کہا دائی امان واسطہ سامری جمشید کا آپ اس جھگڑے مین نہ پڑے سوسن نے کہا چھوکری اپنا
سر پیٹ لونگی میرے سامنے شعبدے عیاری ہین نے آنکھین سامری جمشید کی دیکھی ہین بی بہار و باغبان مجھے
اُڑ دینگے عیارون کا مطلب مین سمجھ گئی کیا مجال جو میرے قریب بھی آسکین مین اب نہ مانونگی ان سبکو اس ذلت سے قتل
کرونگی کہ پھڑک پھڑک کے اور تڑپ تڑپ کے مرین یہ بات تمام دنیا مین مشہور ہو گئی کہ قران نے ملکہ سوسن کو دھوکا
دیا اہالیان طلسم ہوش ربا کیا کہین گے مجھکو بدنام کرینگے یہان خواجہ عمرو کو قران لیے ہوے صحرا مین آئے
لاکر چھوڑا کہا اُستاد آپ غضب کرتے ہین عمرو نے کہا بھائی مین تماشا دیکھنے گیا تھا تم کاہیکو دوڑے آئے وہ کیا
حرامزادی مجھکو قتل کرتی قران نے سر جھکا لیا خواجہ باتین کرتے ہوئے لشکر مین آئے ملکہ مہرخ وغیرہ نے کہا اُستاد
خدا جانے سنا ہو افراسیاب نے منع کر دیا کہ نیرنگ و گیرنگ و سوسن اہل اسلام سے مقابلہ کرین دوچار روز کو
یہ لوگ مہمان آئے ہین انکو نہ ستاے عمرو نے کہا سبحان اللہ مین نے کیا اُس حرامزادی کو چھیڑا تھا تماشا دیکھنے
گیا تھا ناحق مجھکو پکڑ لیا بہار نے کہا خواجہ یہ جھگڑے ہو گئے سوسن بڑی بدمزاج ہی اُس سے مقابلہ مشکل ہی ہم مین
کوئی اُسکا ہم نبرد نہین ہی یہ ذکر تھا کہ صدا نوبت نقارے کی آئی دیکھا ملکہ حیرت بڑے کروفر سے ساتھ لیے ہوے
نیرنگ و گیرنگ و سوسن کو قریب اپنے لشکر کے پہنچین سوسن بھی ڈر گئی ہی کہ قران میرے سامنے سے عمرو کو
لیگیا ہی تخت سے کودی لشکر مہرخ کو دیکھا بہار پر نگاہ پڑی بہار نے سلام بھی نہ کیا سوسن نے پکار کر آواز دی کیون
بی بہار تم بہن کا گھر برباد کرتی ہو تم سب صاحبون کے واسطے بہتر یہی ہی کہ عمرو کی مشکین باندھکر میرے پاس بھیجدو
اُس لنگوٹے کو قتل کرون لڑکون کو لیکر چلی جاؤن اگر اسکے خلاف کیا تو مین طبل جنگی بجواؤنگی میدان کارزار مین آکر
قیامت برپا کرونگی یہان سے سردارون نے آواز دی او دیبا کیا بکتی ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نکر تجھ ایسے بہت سے
آئے ہم اپنے ہاتھ سے عمرو کو گرفتار کرکے بھیجدین خیال خام و تصور ناتمام آئی ہی دعوت وغیرہ کھاکر چلی جا اس پر ملکہ
سوسن گوشہ صحرا مین آئی نیرنگ و گیرنگ کو ساتھ لیلیا چند خادم ہمراہ لیے صحرا مین کھڑی ہو کر دو گولے
دست راست و دست چپ پھینکے ایک آگ کا مکان بنکر تیار ہوا نیرنگ و گیرنگ کو لیکر اندر اُس قصر آتش
کے چلی گئی لیکن پکار کر کہہ گئی دیکھون عیار یہان کیونکر آتے ہین حیرت سے پکار کر کہا بی جاکر طبل جنگی بجوا دو

ہم اسکے اندر رہین گے اب تو عیار یہان نہ آسکین گے ہمنے سامان آسایش کر لیا آتش سحر سے اس مقام کو آراستہ کردیا اسی مکان مین سب کو قید کرونگی جلا جلا کے مارونگی دیکھون تو یہ لوگ میرا کیا کرتے ہین ہرچند حیرت نے منتین کین لیکن سوسن نے نہ مانا اندر اُسی قصر آتش کے جا بیٹھی لشکر اسلام مین ہنگامہ ہوا خدا خیر کرے سوسن اڑ گئی اب بیشک مقابلہ کرے گی اسنے سامری جمشیدی آنکھین دیکھی ہین اسپر سحر کرنا دشوار ہو مفت مین بیٹھے بیٹھے خواجہ نے فساد مول لیا عمرو کو بھی تردد ہوا اگر داخل بارگاہ آسمان ہو جائے

دو کلمہ داستان طبل جنگی بجانا سوسن زبان دراز کا و مقابلہ اہل اسلام و عیاری خواجہ عمرو بشکل گندھیا و کیفیت قتل سوسن و نیرنگ و گیرنگ غزل

جتنے قصے ہین مرے شکوہ بیداد ہین سب
جو ستم تمنے کئے ہین وہ مجھے یاد ہین سب
خواستگارانِ قضا ہے تہ خنجر بیتاب
نالہ و آہ و فغان تیرے ستم زاد ہین سب
طوق و زنجیر کے خواہان ہین ترے دیوانے
حسن جتنے ہین زمانے مین خداداد ہین سب
اب یہ حالت ہے کہ دشمن بھی دعا دیتے ہین
ضعف سے مرے بدل خنجر فولاد ہین سب
مین ہوا قیس ہوا وامق بیچارہ ہوا
جسکے جی چاہے بلا تیرے ہی ارشاد ہین سب
ایک سے ایک نرالا ہے زمانے مین حسین
حور جتنے نظر آتے ہین مجھے حور زاد ہین سب
اپنے اشعار کا آتش نے دیا آپ جواب
اپنے انداز مین بے مثل ہین استاد ہین سب

تو کرکا بیکو ہین افسانہ فرہاد ہین سب
جسطرف دیکھیے دو تین لیے پھرتے ہین اسیر
شائق حسن اجازت ترے جلاد ہین سب
پھوٹ جائے جو پھپھولا تو رواں ہون آنسو
روز و شب منتظر خدمت صیاد ہین سب
تاکجا کاوش صیاد اجل ہے نزدیک
دست بردا شتہ میرے لیے جلاد ہین سب
سخت جان ہون میری تسکین کو بتاتے ہین
دل گرفتار ہین سب عاشق ناشاد ہین سب
آمد آمد ہے مگر میرے سہی قامت کی
جلوہ نور الٰہی ہے پری زاد ہین سب
دو ٹک تیری گذرگاہ جفا ہے ترک
معترض ہو جیسے تو قابل بیداد ہین سب

للہ الحمد کہ مین نے فراموش نہین
کیون نہ صیاد خوشی ہو قفس آباد ہین سب
انکو تکلیف رسائی کی عبث ہے تعلیم
اشک ایجان جہان کی بنیاد ہین سب
کفر و اسلام برابر ہین زمان رحمت
ایک دن اس قفس جسم سے آزاد ہین سب
ناتوان وہ ہون کہ ہر بال وبال جان ہے
کسقدر رگ مین ترے خنجر فولاد ہین سب
عاشق و وحشی و دیوانہ و رسوا نکلے
باغ مین ہر طرف استادہ جو شمشاد ہین سب
تیری آنکھون کے جو مضمون مجھے ہین سنے
ہفت اقلیم مرے مسکن فرہاد ہین سب
راست کہتا ہون نہین ناسخ و سودا و نسیم

ملکہ حیرت جادو نے اگر بارگاہ مین وزرا امرا سے صلاح کی سبھے کہا حضور حکم شہنشاہ سے سراسر خلاف ہے صاف صاف تحریر فرمایا ہے کہ دو چار دن دعوت کرکے ملکہ سوسن کو رخصت کرو یہان بگڑی الجھ گئی کیونکر منع کرین مکان آتش بنا لیا وہ حصن حصین سمجھی ہین صنعت نے کیا

سامان کیا تھا مگر پھٹ پڑ قصر سحر بنا یا عمرو دولھا بنکر وہان پہونچا آخر قتل ہی کیا یہ تو ظاہر ہو کہ آتش سحر مین کوئی جا نہین سکتا جو جائیگا آتش سحر مین پناہ بنائیگا جل بھن کر خاک ہوگا لیکن شہنشاہ کے خلاف ہنوز عیاران لشکر اسلام بھی دربار مین خیریت کے حاضر ہین یہ صلاحین سن رہے ہین ناگاہ گل صد برگ آفتاب مرجھایا گل سوسن ماہتاب ان گلشن فلک نیلی مین پھولا چمن سیارگان آراستہ ہوا برق شبل ساحر کو ظاہر دیکھ رہا ہی کہ سوسن اگر بارگاہ حیرت مین پہونچی کہا کیون چھوکری ہمنے تجھکو خون جگر پلا کر پرورش کیا اب آج بادشاہ کی جورو بنکر بیٹھی ہماری بات کا خیال بھی نہین شام ہوگئی طبل جنگی نہین بجوائی تیری پیاری جان کی قسم مین اب بے قتل مسلمانان کم نہ لگی عمرو منت خوشامد کرتا تھا مین نہ قتل کرتی چھوڑ دیتی میان مہتر قران کیا سمجھ کر دوڑے آئے ملازم افراسیاب بنکر عمرو کو لیگئے اب میرے واسطے بڑی بدنامی ہی جو مین ان سبکو سزا ے کامل نہ دون یہ کہکر حکم دیا ہان طبل جنگی بجے عیار دیکھ رہے ہین طبل جنگی تو اسیوقت بجا اس فکر مین عیار کھڑے ہین کہ سوسن پر کچھ عیاری کرین مگر سوسن طبل جنگی بجوا کر اُٹھی پر پرواز پیدا کرکے اسی قصر آتش مین چلی گئی عیار مجبور ہو لاچار پلٹے آکر ملکہ مہرخ سے اطلاع کی حضور سوسن نے طبل جنگی بجوایا لیکن بارگاہ مین ٹھہری نہین حکم دیکر چلی گئی اُسی قصر آتش مین جا کر ٹھہری ہی شعلہ ہاے آتش آسمان پر سر کھینچ رہے ہین نخل تمام آتش بار ہو رہے ہین ملکہ مہرخ نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے دیکھین انجام کار کیا ہوتا ہی بہار نے کہا حضور خدا اسکی بدعت سے بچائے تعلیم یافتہ صحبت سامری ہی اسیر سحر کرنا دشوار ہی نیرنگ گیرنگ اسی کے تعلیم کردہ ہین افراسیاب منع کرچکا تھا مگر عیارون نے چھیڑ کر یہ بلا نازل کرائی ورنہ وہ دو چار دن مین چلی جاتی اب جو کچھ فلک دکھائیگا وہ دیکھین گے افراسیاب فکر مین تاریک شکل کش کے گیا ہی یہان یہ ہنگامہ برپا ہی فلک برسر گردش ہی دیکھین انجام کار کیا ہوتا ہی کل سردارون کو سناتا نام سے سوسن کے زبانون مین لکنت گرفتار رنج و مصیبت یہان حیرت نے بعد طبل جنگی بجوانے کے نامہ افراسیاب کو بھیجا کہ عیارون نے دائی امان کو ستایا اُنکو غصہ آیا طبل جنگی بج گیا صبح کو مقابلہ ہی اگر مہلت ہو تو آپ بھی تشریف لائیے ساحر اُدھر گیا یہان تیاریان دونون لشکرون مین ہونے لگین قصر سوسن مین دود سیاہ اُٹھ رہا ہی شعلہ ہاے آتش بلند سوسن اندر قصر آتش کے بیٹھی سحر تیار کر رہی ہی نیرنگ و گیرنگ سے کہتی ہی ای فرزند صاف تو یہ ہی کہ مین عیاران لشکر اسلام سے ڈر گئی سحر مین کوئی کیا ایسا نا نہین کر سکتا لیکن نگوڑا قران آنکھون مین خاک ڈالکے عمرو کو لے گیا مین نہ پہچان سکی اسواسطے مین نے قصر آتش بنالیا اور خوب بچا تا یقین کامل ہوا کہ جو عیارون سے بچے گا لڑائی فتح کریگا

نظم

گوہر کو جوہری صراف زر کو پرکھے
جسکا ندیم ہووے اُسکی نظر کو پرکھے
در سخن کے خواہان وہ بار ہیچ جانین
ظالم اگر تو میرے لخت جگر کو پرکھے
در سخن کو اپنے پرکھائے آدمی سے

ایسا نہیں ہی کوئی وہ جو بشر کو پرکھے
جوہر نہووے جسمین جوہر شناس کیا کر
جنمین نہ جھوٹے سچے کوئی گہر کو پرکھے
خاطر مین وہ نہ لاوین رکھا ہی ابر نیسان
ہرگز نہ کہ تو سودا پرجانور کو پرکھے

وہ شخص یار خاطر ہرگز نہو کسی کا
جو صاحب ہنر ہو وہ ہی ہنر کو پرکھے
سمجھے کہ چشم عاشق معشوق کا ہی معدن
جو قطرہاے اشک گان تر کو پرکھے
ہی نور نظر انسان کا پہچاننا مقام کی

حقیقت کا سمجھنا بہت دشوار ہی اگر افراسیاب جادو اس نکتہ کو سمجھ جاتا لونڈی غلامون کے ہاتھ سے شکست نہ کھاتا مین چند میدان واریون مین اس لڑائی کو فتح کرونگی اس قصر آتش کو قید سرداران سے بھر دونگی کل سامان میرا اسی مین رہیگا خاص وقت مقابلہ کے مکان آتش سے باہر جاؤنگی سب شراب کباب کا چرچہ کھانا پینا اسی مقام پر رہے عیار بیچارے کیا آسکین گے ساحر مجھ بڑھیا کے سامنے کیا زبان ہلا سکین گے یہ کہتی جاتی ہی سحر نثار کر رہی ہی چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا اُدھر سے حیرت سوار ہوئی ادھر ملکہ مہرخ و بہار کل سرداران نامدار بصد کر و فر میدان کارزار مین آکر پہونچے صفین جمین میدان آراستہ ہوا یکایک قصر آتش مین ہلہلہ ہوا شعلے بھڑکے دود غلیظ بلند ہوا دیکھا سب نے نیرنگ گیرنگ تاج سر پر پہنے ہوئے اسباب سحر سے چاق چوبند پہلو مین سوسن زبان دراز قصر آتش سے نکلے اشارہ کیا نیرنگ سے یہ میدان کارزار مین آیا نعرہ دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے منم شاہزادہ نیرنگ عنقا صورت اُدھر سے نافرمان جادو مقابلہ نیرنگ مین آگئی آپس مین دو دو سحر چلے نافرمان نے بڑھکر گولا مارا نیرنگ نے کاٹا لیکن مرکب اسکا مارا گیا نافرمان نیچہ پکڑ کے جا پڑی تلوار چلی سر نیرنگ زخمی ہوا جیسے ہی اسکے سر سے خون جاری ہوا سوسن بیتاب ہوکر دوڑی نعرہ کیا او نافرمان بے ادبی کرتی ہی یہ کہکر جھپٹی قریب اُسکے پہونچی سب دیکھ رہے ہین نہین معلوم سوسن نے قریب نافرمان کیا زبان درازی دکھلائی کہ نافرمان بیہوش ہوکر گری سوسن نے اُٹھا کر اسی قصر آتش مین پھینکدیا نیرنگ کو میدان کارزار سے ہٹایا نعرہ کیا جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے اے بی بہار تمھارے سحر کے بڑے زور و شور سنے ہین سنا ہی تمنے ہزارون کو تنہا جوان مارا میرے سامنے آؤ مجھکو نیچا دکھاؤ یہ سنتے ہی بہار جادو صف سے نکلی ملکہ مہرخ سے اجازت لی میدان کارزار مین پہونچی سوسن نے بہار پر آگ برسائی ملکہ بہار نے باران سحر برسا کے آگ کو بجھایا اُٹھا کر گلدستہ مارا کھا او سوسن نے سب نے دیکھا ہوا سے سرد عیسی دم مسیح نفس چلی نخل جھومے شاخون نے برلے

دست بوسی ہاتھ بڑھائے بتون سے صدائے جلاجل آئی بلبلین غزلین عاشقانہ گانے لگین غزل

بتا سکے نہیں شوخی نے جسکی بل ڈالا ہی
وہ دل ہی لگی حسرت ہی وہ میں نے پالا ہی
سیہ بختی ہی کو ہم پہ دیکھا سیہ بختی سے
کسیکا دم کے ساتھ ارمان بھی تو نے نکالا ہی
اٹھاتا ہی وہ بھی دل بحر میں جھلکے پر جب چھپکے
اجالے میں اندھیرا ہی اندھیرے میں اجالا ہی

ہماری داد بھی محشر میں کوئی دینے والا ہی
کہیں ایسا نہو وہ چھوٹ کر آنکھوں سے بہ جائے
یہ کمل ہی فقیرون کا وہ شاہون کا دوشالا ہی
تڑپ لگی رہی ہو گو کہے سو لطف قاتل نے
تمہاری زلف نے سایہ میں اپنے جسکو پالا ہی
وہ سب فرقت میں گذرین جتنی آتش بھاری تھین

خبر ہی کوئی اس محفل میں سونے والا ہی
جسے کہتے ہیں دل سینے کا اپنے ایک چھالا ہی
اجل ہے پوچھتے ہیں نزع میں حسرت سے تیرے
بت ہم لگے لیکن ابھی تک نہ خم آلا ہی
تماشا ہی طلسم زلف و رخ کا دید کے قابل
بھٹا ہوں گی جلال اپنی گرانجانی نے ٹالا ہی

پھول آسمان سے برسے سوسن زبان دراز خاموش ہو کر کھڑی ہوئی پھول سونگھے ہوا گلشن بہار کی کھائی بہار نے جو دیکھا سوسن جھوم رہی ہی آنکھیں سرخ پھول سونگھنے سے بیہوش طلب پر مہر سکوت ملکہ بہار نے بڑھکر للکارا او سوسن ساری زبان درازی بھولی ہوا کھا کے پھولی سوسن نے کچھ جواب نہ دیا بہار سمجھی یہ بیہوش ہو چکی نیچہ پھینکر جا پڑی سوسن کو ہاتھ مارا سوسن نے سر جھکا دیا شعر

عدم سے جانب ہستی تلاش میں دین آئے
سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار میں آئے

خیال گل میں ہم اس وادی پر خار میں آئے

اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا

نیچہ بہار کا پڑا سوسن کا سر کٹکر زمین پر گرا بہار نے نعرہ کیا وہ مارا جسم لاشہ سوسن سے چنگاریاں نکلین پھول جلنے لگے ہر برگ و بار سے شعلے نکلنے لگے بہار گھبرائی یہ کیا ہوا زمین شق ہوئی سوسن نعرہ کرتی ہوئی نکلی او بہار ابھی چھوکری ہی کسی ناداں کو تنکے چنوائے ہونگے نہ ملکہ سوسن زبان دراز سحر ساز شعبدہ باز جب تک بہار بلٹے سوسن نے زمین پر دو ہتڑ مارا بہار بیہوش ہو کر گری سوسن نے اٹھا کر بہار کو بھی قصر آتش میں پھینکدیا غصے میں باغبان قدرت جا پڑا خوب ایسین سحر ہوئے آخر میں باغبان بھی بیہوش ہوا سوسن نے اٹھا کر باغبان کو بھی پھینکا اسی طرح سوسن نے شام تک بارہ سردار نامی گرامی گرفتار کیے اسی قصر میں سبکو قید کیا شام کو یہ کہکے پلٹی کل تم سب کا خاتمہ کرونگی ایک کو بھی زندہ نچھوڑونگی سحر بابدولت کا دیکھا منظور نظر سامری و جمشید اہل اسلام رنجیدہ کبیدہ پلٹے سوسن نیرنگ دگیرنگ کو لیکر داخل قصر آتش ہوئی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ چار میدان واریان سوسن نے اسیطرح کئین پچاس سردار نامی گرامی پکڑے گئے قصر آتش میں قید کیے پانچوین دن شام کو سوسن نے آواز دی یا شیدائے مسلمانان دو روز کی تمکو مہلت دیتی ہوں سمجھ کر اٹھی حیرت کے قدموں پر گر د خطا اپنی معاف کراؤ ورنہ کل بھی

مرتبہ جو طبل جنگی بجا کر میدان کارزار مین آؤنگی لطف گرمی سحر دکھاؤنگی یہ آتش شعلہ ور ہو کر تم سبکو جلا دیگی خاک مین ملا دیگی یہ نہ سمجھنا کر فرداً فرداً مقابلہ کرنے مین عرصہ ہوگا بحکم سامری بادولت کو سب طرح کا اختیار ہے اگر ایک دن مین منہ سے اُف کر دون تو دریاے آتش پیدا ہو سب کو جلا دے کوئی زندہ نہ بچے ایسے کلمات کہکر پلٹ گئی اہل اسلام حیران پریشان پلٹ کر داخل بارگاہ ہوئے مہرخ نے خواجہ عمرو سے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپنے ملاحظہ فرمایا جو سرداران نامی تھے گرفتار ہوئے اب کچھ تدبیر کرنا چاہیے عمرو نے کہا میرے کیے کچھ نہین ہوسکتا سب عیار موجود ہین تنخواہ کھاتے ہین جام بادۂ عیاری سے مست ہین مشہور ہے کہ بڑے زبردست ہین سوسن کو جاکر ماریں مین کیا کسی صاحب کو منع کرتا ہون ملکہ مہرخ نے طرف چالاک وغیرہ کے دیکھا سبنے دست بستہ عرض کی ہمسے کچھ کہنے کی احتیاج نہین ہے ہم ہر وقت اسی فکر مین ہین آگ سے لاچار ہین بالکل بیکار ہین جو ہو سکیگا کر گذرینگے قصر آتش سے وہ ملعونہ باہر نہین آتی دربار مین ایک دن آئی تھی ہمنے چاہا جا کر چاہیں اس بدزبان کو گرفتار کرین وہ نہ ٹھہری پلک جھپکنا دشوار ہوا ایسی ملعونہ کا کیا کرین آگ کے اندر رہتی ہے ملکہ مہرخ نے یہ کلام حسرت انجام سنکر سر جھکایا عیار اُٹھے اپنی اپنی فکر مین نکلے برق فرنگی تڑپتا ہوا قریب قصر آتش پہونچا چہار جانب پھرا لیکن راستہ نپایا ناگاہ شعلہ جوالۂ مہر درخشان نے آتشکدۂ چرخ نیلی کو بھڑکایا چنگاریان ثوابت وسیارگان کی فرو ہوئین ذرہ ہاے بیابان نے رونق پائی چمک کر نیر اعظم سے آنکھ لڑائی برق تڑپتا ہوا طرف صحرا کے چلا ایک نخل کے سایہ مین جاکر ٹھہرا اور بولا کہ ای برق کیا کرون کیونکر اپنے کو تا بہ سوسن پہونچاؤن کوئی تدبیر نہین آتا کہ اسکی شکل بنکر پہونچون حیرت جادو کے یہان سے کوئی نہین جاتا پس کیا تدبیر کرون اُستاد ذرا ذرا سی بات مین طعن وتشنیع کرتے ہین آخر جب کوئی تدبیر نہ بن پڑی سامنے اک پختہ کنوان تھا برہمن کی شکل بنکر کنوئین پر آ بیٹھا لٹیا ڈول رکھ لیا جل ٹھنڈا پکارتا ہے کبھی غصے مین جو کوئی مسافر نکل آیا اسکو پانی پلاکے ٹھنڈا کیا پھر آپ ہی سوچا اس غریب کے مارنے سے کیا فائدہ ہوا برق تو اس فکر مین کنوئین پر بیٹھا ہے مگر خواجہ عمرو بھی رات بھر گرد پھرے قصر آتش کے مگر راستہ نپایا گھبرا کر صحرا مین آئے ایک درۂ کوہ مین گھس گئے سر جھکائے بیٹھے سوچ رہے ہین کہ اب کیا کرون آج کا دن گذرے گا شب کو طبل جنگی بجواکے میدان کارزار مین آئیگی کون اسکو جواب دے گا عجب گرما گرم سحر کرتی ہے شعلہ مزاجی پر مرتی ہے لیکن اس گرم مزاجی کا بدانجام ہوگا جو آگ کھائیگا انگارے ہگیگا سوچتے سوچتے تصویرین شاہان گذشتہ کی نکالین کندھیا کی تصویر پر نگاہ پڑی دیکھا جوان خشرو بیٹھا ہوا بانسری بجا رہا ہے بس عمرو کو خیال آیا کہ اسکی صورت پر اپنے کو تا بہ سوسن پہونچاؤن کی سلیے

مسحور ہو جائیگی ضرور دھوکا کھائیگی پھر خیال آیا آگ جلادیگی سوچ رہی روغن موسیقار یاد آیا عمرو نے تمام
جسم پر لگایا کندھیا کی صورت بنکر تیار ہوا مکٹ سر پر رکھا لباس فاخرہ زیب جسم کیا اک مرکب ملمع کر کے اوپر سوار
ہوا اس شان و شوکت سے عمرو دڑہ کوہ سے نکلا صحرا کا سناٹا طائر درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین عمرو نے
نَے کو دہن پر رکھکے بانسری کو دھر پھونکا نَے بجاتا ہوا نئے طور سے چلا فن نَے نوازی عمرو کو مرحمت ہوا ہی جنگل صحرا
مین جو شروع کردیا طائران صحرا بیقرار ہو کر شاخہاے درخت سے اُتر آئے پرون کا سر عمرو پر سایہ کیا عمرو
سلیمان وقت بنا ہوا یہ غزل عاشقانہ گاتا ہوا چلا جاتا ہی

غزل

رحم آجاتا ہی دشمن کی پریشانی پر
نقطہ دینا تھا یہ تیری خط پیشانی پر
آمد فصل بہاری ہی پے استقبال
پاسبان چاہتے ہین الزام نگہبانی پر
برہمی کی ہی مجموعۂ خاطر برہم
کفر ہی صورت شک آیۂ قرآنی پر
آسمان صحبت احباب کے کب قابل ہی
زخم کھاتے ہین اسے نمک افشانی پر
راہ برگشتہ نصیبی نظر آئی کیا کیا
مختصر قصے ہوئے قصۂ طولانی پر

زخم خون روتے ہین شمشیر کی عریانی پر
صاف رکھ قاتل عالم شکن ابرو کو
لوٹے ہین شوق مین مرغان گلستانی پر
ہو گئی بے سخنی قفل دہن غنچون کو
صبر کھو دیتی ہی زلفون کی پریشانی پر
تیرے آگے تو فروغ رخ روشن معلوم
نالے رہتے ہین ہمارے فلک ثانی پر
مر گئے ایک ہی جلوے مین پریرویان کے
خضر کا شک ہی مجھے غول بیابانی پر
قبر مین جوشش گریہ نے ابھارا ہی نسیم

کیون رکھا کاتب قدرت نے فلک خورشید
مورچہ خم ہی تیغ خراسانی پر
نالۂ زنجیر سے چھپ چھپ کے نکل جاتا ہی
تھا شک بے ادبی خندۂ پنہانی پر
نقطۂ حسن ہی تل مصحف رخ پر تیرے
دیکھیے نقطۂ شک یوسف کنعانی پر
ہم وہ مشتاق اذیت ہین کہ ہر دم قاتل
پانون رکھا بھی نہ تھا تخت سلیمانی پر
مر گئے کہتے ہی کہتے ترے گیسو کا حال
ہم تہ خاک بھی رہتے ہین صدا پانی پر

مہتر برق فرنگی کنوئین پر برہمن بنا بیٹھا ہی کہ کان مین آواز نَے نوازی کی آئی گھبرا گیا کہ یہ کہان سے
صدا آتی ہی یکایک دیکھا گوشۂ صحرا سے ایک جوان خوش شکل سبزہ رنگ مرکب باد رفتار پر سوار دریائے جوانی
مین غوطہ مارتے ہوئے نَے بجاتا ہوا آتا ہی لیکن صدہا جانوران صحرائی پرند چارجانب سے گھیرے ہوئے
چلے آتے ہین بعض نے پرون کا سایہ کیا نَے کے مست ہین منقارین کھولکر رہجاتے ہین اپنی زمزمہ سرائی
بھولے نَے سنکر ایسے بھولے برق گھبرایا کہ یہ کیا بلا نازل ہی شاید افراسیاب نے کسی ساحر کو بھیجا ہمارے
گرفتاری کو آیا ہی اس وجہ سے نَے بجاتا ہی نیا شعبدہ دکھاتا ہی خدا اس آفت سے اہل اسلام کو بچائے دم بدم
بلائے تازہ نازل ہوتی ہی ادھر بدعت سوسن ہی یہ بھی کوئی راہزن ہی ای برق اسکو بھی رد کر یہ سوچ کر

برق نے حقہ آتشبازی تو بٹوے سے نکالا اُسمین بیہوشی بھی بھر دی اب سنبھل کر کھڑا ہوا کہ قریب اس نخل
کے پہونچے حقہ آتشبازی مار کر بیہوش کرون یہین سر کاٹ ڈالون تا بلشکر نجانے دون خوب سنبھلکر کھڑا ہوا
جیسے ہی مرکب خواجہ عمرو کا قریب اُس نخل کے پہونچا یہ تو اپنی دھن مین نکجا رہے ہین کہ پہلو سے نخل سے
نعرہ ہوا باش اے ساحر کہان جاتا ہی منم مہتر برق فرنگی عمرو کی نگاہ پڑی کہ سایۂ نخل سے برق تڑپکر نکلا گھبرا کے
ذرہ کی صرف اتنا مُنھ سے نکلا کہ ارے یہ کیا کرتا ہی قصد تھا کہ زبان سے کہے مین عمرو ہون زبان سے نہ نکلنے پایا
حقہ برق کا چل گیا دھوان اُسمین سے نکلا عمرو بیہوش ہو کے دم سے گرا برق مثل برق جہندہ خنجر کھینچکر دوڑا
کہ چھاتی پر چڑھکر سر کاٹ ڈالون جا کر سینے پر بیٹھنے رکھا قصد ہی کہ خنجر مارون پہلو سے آواز آئی او ظالم کیا کرتا ہی عمرو
پھر پچھتائیگا بجز افسوس کچھ ہاتھ نہ آئیگا خنجر روک پلٹ کر برق نے دیکھا نور افشان جادو پکارتا ہوا مثل
برق جہندہ دیار برق کے پہونچا ہاتھ برق کا تھام لیا اگر ذرا پلک جھپک جاے خنجر بران پھر چکا تھا نور افشان
نے کہا ای برق غضب کیا تو نے پہچانا ہی یہ کون ہین برق نے کہا کوئی بلا ہو نور افشان نے کہا تمھارے
اُستاد والا نژاد ہین جب تو برق تڑپ گیا نور افشان نے عمرو کو ہوشیار کیا عمرو کی آنکھ کھلی نور افشان
کو قریب پایا برق کے کان پکڑ کے اک دو طمانچے مارے کہا کیون بے یہ تو نے کیا کیا برق نے کہا اُستاد
مین کیا پہچانتا تھا مین سمجھا کسی ساحر کو افراسیاب نے بھیجا ہی براے جستجوے عیاران جاتا ہی یہین اسکو
مار لین عمرو نے کہا آپ بہت تیز ہو گئے ہین برق نے کہا سب آپکا تصدق ہی اب نور افشان خواجہ کو
ساتھ لیکر اک گوشہ مین آیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری کیا سمجھکر یہ صورت بنائی عمرو نے کہا مین نے روغن
موسیقار مل لیا ہی کہ آگ تاثیر نکرے نور افشان نے کہا اُستاد وہ آتش سحر ہو وہان اس روغن کا کیا کام
جلتے ہی آپ جل جاتے جسوقت مین نے قصر نور افشان مین یہ عیاری حضور کی دیکھی بیقرار ہو کر چلا کہ
خواجہ کو روکون یہان آکے دیکھا میان برق آپکی چھاتی پر چڑھے بیٹھے ہین بمشکل بچایا ہر نوع خدا نے اپنا
شریک حال کیا وقت پر پہونچ گیا اگر آپ وہان جاتے تو خرابی تھی برق کی عیاری سے بیتابی تھی عمرو
نے کہا ای نور افشان صرف آج دن اور رات باقی ہی کل سوسن میدان کارزار مین آئیگی آفت مچائیگی
اسکی کیا تدبیر ہی آتش سحر تک جانا دشوار ہی حقیقت مین یہ میری عقل مین نہ آیا کہ روغن موسیقار کو آتش سحر سے
کیا مطلب عقل پر پردے پڑ گئے ای نور افشان ہم تو اپنی زندگی سے بیزار ہین آٹھ پہر موت کا سامنا
ابھی دو دن نہین گذرے مشعل کی گرمیان اُٹھائین آرام نہ لینے پائے تھے کہ حرامزادی سوسن آئی

بیشک اسنے بڑے غضب کے سحر کیے دل ہلا دیے میدان کارزار مین آئی ہو اُبھڑ کر پھر اُسی قصر آتش مین چلی جاتی ہی نور افشان نے کہا اور تو کچھ عرض نہین کر سکتا آج کل ہوش و حواس درست نہین ہین بڑی بڑی مصیبتین انکو جھیلنا ہین جان پر کھیلنا ہی لیکن اب اسوقت سردست ایک صورت ہو سکتی ہی اک نقش آپ کو دیتا ہون ستارہ شناسان دوربین نے اسکو ترکیب سے بنایا ہی عجیب تدبیر ہی کیا معقول تحریر ہی سوا پہر تک آپ پر آتش سحر تاثیر نکریگی اسکو بازو پر باندھ لیجیے جسکے جسم سے مس کر دیجیے گا اُسکے جسم پر بھی آتش سحر تاثیر نکریگی لیکن سوا پہر کے عرصے مین جو کچھ ہو سکے کر لیجیے آیندہ نقش بیکار ہو جائے گا عمرو نے کہا ای نور افشان سوا پہر بہت ہوا لاؤ نقش مجھکو دو مین اسی صورت پر آتش سحر مین جاؤن گا خدا چاہے گا تو اتنے عرصے مین بی سوسن کی زبان درازی کا علاج کر لون گا برق نے کہا اُستاد مین بھی چلون گا کند ھیا کے ساتھ معشوق ہونا واجب ولازم ہی نقش میرے جسم سے مس کر دیجیے یہ کہکر برق اک نازنین چاردہ سالہ کی شکل بنکر تیار ہوا دریائے جواہر مین غوطہ زن ترچھی نگاہ انکھڑیون مین شوخی سرمہ دنبالہ دار دیا ہوا یار کے ہاتھ مین عصا تھا لب لعلین پر لاکھا جما ہوا مجلس حیران کی زیبائی باتون مین مسیحائی سراپا خوبصورت مرغوب مطلوب بھولی بھولی صورت حسن مین صباحت ملاحت جادو تقریر کلام دلپذیر عمرو بھی صورت دیکھکر بیقرار ہو گیا کہا برق غضب کرتا ہی تو نو جما طرار و فرار ہوا پکا عیار ہوا برق نے مسکرا کے سلام کیا کہا اُستاد سب آپکا تصدق ہی عمرو نے وہ نقش برق کے بھی جسم سے مس کیا نور افشان رخصت ہو کر طرف قصر نور افشانی کے گیا عمرو پشت مرکب پر سوار ہوا برق لکرے اُستاد کی لپٹ گیا گھوڑا اُڑاتے ہوئے خواجہ چلے ٹھمری گیت غزلین دوہرے کبت کبھی رنگ عشرت کبھی مضمون وصل و فرقت وقت سحر ہی بھیرون کی دھن مین گلا ہوا کھیا ہوا اسوقت بھی دل کو اک مزا ملا اپنے آقا کا ہجر فراق یاد آیا آتش سحر مین بے تکلف گھوڑے کو ڈالدیا خود بھی آنکھون سے آنسو جاری قلب پر ہجوم بیقراری یہ اشعار آبدار زمین نئے طور سے نکلتے ہین اشعار

ہر سے کہ نہ باز دے خوش بادۂ ناب است
لیکن گرمی ہنگامہ ز گرمی شراب است
بنیاد خشش و چار دو عالم بحقیقت
مضمون حروفش ہمہ اجزای کتاب است
تا پیک خیالت بنظر آمدہ مخفی

رندم بہ خانہ آن عمر خراب است
غافل نشوی زمزمۂ عشق کہ در عمر
چون موج حباب است کہ بر چہرۂ آب است
گر خانہ نشین می شوم مردمک چشم
ہم دشمن بے خوابی دم رخنہ خمی است

پیمانۂ دل پر کن و در جام نگہ ریز
ایام طفولیت ہنگام شباب است
بر پشت کتابے کہ بود حرف تواریخ
پیری بے تو این خانہ چہ بہ موجہ اکبست

سوسن زبان دراز سیاہ مین

اک نخل کے بیٹھی ہوئی شراب خواری کر رہی ہو نیرنگ و گیرنگ پہلو مین ناگاہ گانے کی آواز آئی گھبرا کر کہا ای
فرزند و یہ کون ہی بجا رہا ہی کلیجہ نکالے لیتا ہی تواریخ مین دیکھا ہی ہمارے ہادی رہبر کندھیا فن بانسری
کے استاد تھے سنتے ہین کہ اُنکے بجانے پر چرند و پرند مست ہوتے تھے بے زبان رونے لگتے تھے آج وہی طور معلوم
ہوتا ہی کوئی کلیجہ کھینچتا ہی قلب پر نشتر پڑ رہا ہی نیرنگ و گیرنگ نے کہا یہ آواز تو خاص ہمارے حصار کے
اندر سے آتی ہی سوسن گھبرا کر اُٹھی نیرنگ و گیرنگ دونون تاج پہنے ہوئے چند قدم آگے بڑھے تھے دیکھا
فی الحقیقت تصویر مین جو صورت دیکھی ای وہی صورت زیبا ایسا ہی لباس کندھیا فلک اساس پہنے ہوئے
بانسری بجا رہے ہین ایک نازنین پر بہار نہایت حسین پشت پر کمر مین ہاتھ ڈالے لپٹی ہوئی کبھی گنگنا کے
یہ بھی تان مار دیتی ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ بجلی چمک گئی اس آتش سحر مین گھوڑا اُڑاتے پھرتے ہین شوق
مین بانسری سننے سے طائر تڑپ تڑپ کے گرتے ہین لیکن جل جل جاتے ہین شوق مین جلنا گوارا ہی چلے ہی
آتے ہین سوسن کے ہوش اُڑ گئے کہا ای فرزند و ظہور بزرگان دین ہوا اس آگ مین سوائے افراسیاب کے
کسکی طاقت تھی جو قدم رکھ سکتا جو آتا جل کے خاک ہو جاتا لیکن آتش سحر انپر کیا تاثیر کر سکتی ہی یہ ان سب چیزون کے بانی
ہین زمین و آسمان انکے قدم سے قایم ہی یہ کہکے دوڑی آئی رکاب سے لپٹ گئی کہا حضور کو مین نے پہچانا تشریف
لائیے مجھکو سرفراز کیجیے کندھیا جی نے مسکرا کر فرمایا اری سوسن تیرا ہی نام ہی دشمنان افراسیاب کو تو نے
درہم برہم کیا سر جھکا کر سوسن نے عرض کی آپکے تصدق سے فرمایا تیرا بڑا مرتبہ ہوا ہم خاص تجھکو دیکھنے کو آئے
تھے امتحان کر رہے تھے کہ دیکھین تیری آتش سحر کیسی ہی پھر کیون نہین تاثیر کرتی سوسن نے کہا آگ کی کیا مجال
آپکو گرمی دکھا سکتی ہی اگر آپکو گرمی دکھائے خاک ہو جائے آپکی برکت سے تمام دنیا قایم ہی میرے لیے بڑی سرفرازی
ہوئی آپ تشریف لائے قدمون پر آنکھین ملین نیرنگ و گیرنگ تصدق ہوئے گرد پھرے لیکن نازنین کو دیکھکر
مر گئے کلیجے تھام لیے اس نازنین نے بھی دونون پر نگاہ محبت ڈالی مسکرا کر پوچھا شاہزادو تمہارا کیا نام ہی
ان دونون نے دست بستہ عرض کی نیرنگ و گیرنگ ہمارا نام ہی باپ ہمارا حیات جادو شہنشاہ صاحبن
ہین ہماری ملکہ حیرت خوبصورت زوجہ شہنشاہ باشوکت اُس نازنین نے ہنسکر کہا بڑے صاحب نسب ہو
تمہارے بڑے مرتبے ہین سوسن نے کندھیا کو ہاتھ تھام کے اُتارا یہ نازنین مرکب سے کود پڑی نیرنگ
و گیرنگ بیقرار ہوئے جاتے ہین گر خاموش بھائی سے بھائی اشارہ کرتا ہی دیکھو کیا مہ جبین ہی انتہا کی حسین ہی
لیکن مجھپر نگاہ محبت ڈال رہی ہی دوسرا کہتا ہی واہ مجھکو پسند کیا کندھیا نے سوسن کا ہاتھ تھام لیا سوسن نے جھک

شرمائی جاتی ہو دل سے کہتی ہو ہاے اگر جوان جان ہوتی ضرور سرفراز فرماتے اب یہ پروردشین بماہ عنایت
ہین لیکن حقیقت مین بڑے قدرشناس ہین کس نگاہ سے مجھکو دیکھ رہے ہین یہ تو صاحب کشف و کرامات ہین میرا
شباب انکی نگاہ مین ہوگا جب یہ سوچتی ہو خوش ہوجاتی ہو کبھی شرماتی ہو کبھی افسوس کبھی تردد کبھی انتشار اس مقام پر
لاکر پہونچایا جہان فرش قالین بچھا تھا مسند معقول آراستہ تھی سوسن نے عرض کی تشریف رکھیے مسکرا کر فرمایا
کیون ری بیمروت کبھی ہمکو یاد بھی نہ کیا ہم خود تیرے مشتاق ہو کر آئے اب آج سے ہمارا تیرا ساتھ رہیگا سوسن
اپنی ضعیفی پر رونے لگی کہا حضور مین اس قابل کہان ہون یہ معشوق آفتاب جمال آپ کے لائق ہی مین تو اب
خدمت گذاری کے قابل نہ رہی مسکرا کر فرمایا اری کیا ہم تجھکو جوان نہین کر سکتے جب جی چاہے جمال عطا کرین
کیا تیری اس صورت پر وصل حاصل کرینگے تجھکو جوان بنا کر ابھی پہلو مین بٹھائینگے شراب شباب پلائین گے
شراب شباب کا نام سنکر وہ نازنین جو ساتھ ہی بے اختیار زار زار رونے لگی کہا کیون حضور شراب شباب کا کیون
آپنے نام لیا وہ ہمارا حصہ ہو چکا مین تو بھی سوسن سے زیادہ ضعیف تھی اپنے مقام سے اُٹھ نہ سکتی تھی حضرت شباب
پلا کر جوان کیا پہلو مین اپنے بٹھایا شہرون شہرون اپنے ساتھ لیکر پھرے لیکایک ہم آپکی نگاہون سے گرے شراب
شباب کا نام نہ لیجیے اپنی جان دیدونگی سنو بی سوسن مین ایک غریب دیہات کی رہنے والی گائے بکریان چرایا کرتی
تھی ویرانے مین پڑی رہتی تھی ہمارے حضور اک دن آئے شراب شباب پلا کر جوان کیا ملکون ملکون لیکر پھرے
اسوقت تجھکو شراب شباب پلانے کو کہتے ہین اری سوسن یہ بڑے بے وفا ہین انکی محبت کا کیا اعتبار مجھسے اقرار تھا
دوسری عورت پر نگاہ نہ ڈالونگا تجھکو دیکھکر بھول گئے بعد چندے اسیطرح تجھکو بھی جلا دینگے کندھیا نے جواب دیا
یہ بتلا کہ تیرے دل مین کیا آیا اسوقت ہمنے خیال کیا تیرے دل مین محبت نیرنگ و گیرنگ کی کی ہمارا نقش الفت
تیرے صفحۂ قلب سے مٹ گیا ان دونون کو تیرے مقدمہ مین اختیار ہو اپنا حصہ کرینگے ہم اب سوسن کو اپنا معشوق
بنائینگے لا شراب شباب حوالے کر ویسی ہی بڑھیا بن جائیگی اُسی طرح ٹھوکرین کھائیگی وہ نازنین رونے لگی کہا اے حسین و
مددگار ایسی بیمروتی کی امید نہ تھی یہ کنیز بے تمیز اول شباب مین لطف دنیا اُٹھا چکی تھی چالیس شوہر کیے مزے اڑائے
لڑکے جنے اب ضعیف ہو کر گوشۂ صحرا مین پڑی رہتی تھی تباہی کی جفائین سہتی تھی جانتی تھی اب مجھکو کون پوچھیگا آپنے
اگر سرفراز کیا معشوقان دنیا مین ممتاز کیا ضعیفی مین آبرو دی جوان بنایا اب خدمت سے جدا فرماتے ہین جان دونگی
شراب شباب کو اپنے سینے سے نہ جدا کرونگی رحم کیجیے کندھیا نے نگاہ قہر و غضب دیکھکر فرمایا او زبان دراز تجھ کو
رہ مین نے اسواسطے تجھکو شباب مرحمت فرمایا تھا کہ اور دو نیز نگاہ محبت ڈالے اِسوقت ہم صرف سوسن کو فرد دل

بنفشیان دینے کو آئے تھے دونے نیرنگ و گیرنگ کو بنگاہ محبت دیکھا ہمکو نفرت ہوئی اب تیرے سامنے سوسن کے
جوان حسین بنائینگے تو ان دونکی خدمت مین حاضر رہنگے ہمکو مکار غلط نہین ہی یہ سنکر اسکی سنکر سوسن پھول گئی مسکرائی
اکڑنے لگی کہا ای بی شہنشاہ روشن ضمیر ہین صاحب جاہ و وقار بڑے اوتار ہین انکے سامنے عیاری مکاری نہ چلیگی
مین نے جس وقت سے جمال بیمثال دیکھا نقش محبت صفحۂ قلب پر جم گیا اپنے چاہنے والے کو سب سرفراز کرتے
ہین اسوجہ سے ہمپر مہربان ہوئے یہ سنکر اُس نازنین نے بنگاہ قہر طرف سوسن کے دیکھا کہا او بلا کی سوت تو
کبھی ہمسے کلام کرتی ہی اچھا جوان دیکھکر خوش ہوئی یہ آٹھوین دن جوتیان مار کر نکال دینگے خنجر تیرے گلے پر پھیر دینگے
تیرے قابل ہین ظلم و بدعت مین کامل ہین تجھ ایسی ہزارون کو قتل کیا شراب شباب مین سنکھیا ملی ہی پیتے ہی
تیرا کلیجہ کٹ جائیگا ابھی تڑپ کر مر جائیگی انکو پہچان لے تجھسے صاف صاف کہتی ہون تیری موت آئی ہی سوسن
نے کہا تیری بلا سے قتل کرینگے تو نہ ہمکو بچانا کندھیا نے ہنسکر کہا ای سوسن اب اسکی ضد پر تجھکو بارہ برس کی
نازنین بنائینگے ہمیشہ یہی سن رہیگا ای سوسن جواب دے کہ لا شراب شباب اگر اسمین سنکھیا بھی ہی تو ہمارے
واسطے امرت ہی اوتار کو سب طرح کی قدرت ہی سوسن نے کہا او سوت لا جلد شراب نکال اب باتون مین تو ٹال
تجھے کیا کام ہی ہم زہر سنکھیا کھائینگے تجھے آتش رشک سے جلائینگے جب تو اس نازنین نے انگیا مین ہاتھ
ڈالا ایک شیشی نکالی کہا لے پی اسکو کلیجہ ٹکڑے ہو جائیگا کندھیا نے اشارہ کیا سوسن نے تعمیل شیشی شراب
کی اٹھائی کندھیا نے کہا سب پیجا اسی قدر شراب شباب ہمنے بنائی تھی آج سے اس شراب کو کوئی نہ پائیگا
پیتے ہی حال کھل جائیگا اب ما بدولت بہت بیقرار ہوتے ہین بس سوسن نے وہ شیشی خوشی خوشی دہن سے
لگائی اس نازنین نے دوسری کٹوری سے اور ایک شیشی نکالی نیرنگ و گیرنگ سے کہا لو پیارے تم ہمارے
ہاتھ سے شراب پیو اُن دونون کو برق نے پلائی سوسن خود پی گئی پیتے ہی ساری زبان درازی بھولی
گھبرا کے اٹھی کہا ای شہنشاہ کلیجہ مین آگ لگ گئی ہڈیان جلی جاتی ہین ادھر نیرنگ و گیرنگ اٹھے تیورا کے
گر کے گرے عمرو نے نعرہ کرکے نیمچہ مارا وہ روئین تن تھی نیمچہ ٹوٹ گیا عمرو گھبرایا کہا میاں برق یہ تو روئین تن
ہی بڑی ساحرہ پرفن ہی برق نے ایک پتھر کی سِل اٹھا کر مار دیا اسکا سر پھٹا نیرنگ و گیرنگ کو خنجر سے مارا
اب تو قیامت برپا ہوئی مکان آتش سے صدائے گیر و دار بلند ہوئی روح سامری دردمند ہوئی ملکہ حیرت
نے قصد کیا ہی کہ جاکر بھائیون کو دیکھ آؤن دربارگاہ پر آئی تھی کہ مکان آتش مین حملہ ہوا آواز آئی کشتے ہوا
نام من ملکہ سوسن زبان دراز و نیرنگ اور گیرنگ عنقا صورت بود حیرت جادو نے منہ پیٹ لیا گھبرا کے

دوڑی کہ ارے قیدیون کو تو مار لو تمام لشکر حیرت چلایان بہار وغیرہ کو ہوش آچکا تھا سوسن نے پنجۂ لال
کے زور مین کسی کی زبان مین سوزن نبیا تھا ادھر سوسن مری اور آواز آئی کشتے مرا نام من سوسن زبان
دنیرنگ وگیرنگ بود یہ سب ہوشیار ہوئے قصد ہوا کہ چلین اتنے مین صدائے نعرۂ حیرت آئی بہار نے
چند سنگریزے اُٹھا کے پھینکے لشکر حیرت پر پڑے اور تاریکی چھا گئی ہزارہا ملازمان حیرت واصل جہنم ہوئے
برق نے بڑھکر ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ خواجہ نے سوسن کو مارا لیکن حیرت لشکر لیکر جا پڑی ایسا نہو بہار
وغیرہ کسی بلا مین مبتلا ہو جائین مہرخ فوراً سوار ہوئی تمام سرداران صف شکن اُسوقت پہنچے ملکہ حیرت نے
سرخ مو و ہلال وغیرہ کو زخمی کیا ہی لیکن بہار حیرت سے مقابلہ کر رہی ہی گلدستہ چل رہا ہی حیرت اس
عرصہ مین بہار پر جا پڑی سر بہار زخمی ہوا برق لامع نے دیکھا حیرت چاہتی ہی سر بہار قلم کرے کودکر
حیرت پر گری شانۂ حیرت کا نشانہ ہوا رعد جادو قریب حیرت آیا چیخ ماری حیرت تھرائی ملکہ صورت نے
آکر حیرت کو سنبھالا عمرو نے بعد مہرہ بجایا آواز دی ای ملکہ مہرخ اپنے سردارون کو لیکر چلی آؤ ایسا نہو افراسیاب
آجائے سب سرداران لشکر مہرخ یہ سنکر حیرت سے لڑتے ہوئے الگ ہوئے حیرت چونکہ زخمدار بھائیون
کے واسطے بیقرار چاہتی تھی ان سب کو نجانے دون مصور نے منع کیا حیرت ناچار واپس ہوئی مہرخ
کنارے تک اپنے لشکر کے پہونچی ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم افراسیاب آکے دیکھا اہل اسلام تو جا چکے
لیکن میدان لاشون سے بھرا ہی حیرت لاشۂ نیرنگ وگیرنگ اور سوسن پر بیٹھی ہی افراسیاب
نے جو یہ حال دیکھا رنجیدہ پلٹ آیا حیرت کا ہاتھ تھام لیا کہا ای خاتون محل ہمنے لکھ بھیجا تھا کہ انکو لڑنے نہ دینا
لیکن ہمارا کہنا نہ مانا آخر ساربان زادے نے یہ بدعت کی حیرت جادو رونے لگی افراسیاب نے کہا ای
ملکہ عالم شاہون کو کسی کا غم و الم کرنا مناسب نہین ہی لازم تدبیر کرنیکے لاشہ انکا مرگھٹ پر لیجاکے جلا دینگے تب ہم
بربادی باغبان کرینگے سمجھا کے حیرت کو بارگاہ مین لایا وہان خواجہ مع سرداران نامی واپس ہوکے بارگاہ
مین آئے جشن عالی ترتیب ہوا چونکہ سبکو معلوم ہی کہ افراسیاب بارگاہ حیرت مین موجود ہی ایسا نہو کہ صدائے
رقص و سرود سنکر غصہ مین یہان آپڑے تو اسکو کون روکیگا عمرو نے کہا مین جاکر خبر لاؤن دیکھون کیا
صلاح ہو رہی ہی باغبان نے کہا ای شہنشاہ عیاران کیا عرض کرون جو دل کو انتشار ہی خدا نے بڑا فضل
شریک حال کیا کہ مشعل ایسا شخص مارا گیا از روے قاعدے اب حجرہ دوم کی بلا کھلنا چاہیے جسکی مالک
تاریک شکل گتش ہوی یہ نیرنگ وغیرہ بھاند پڑے ورنہ اسی فکر مین افراسیاب پردۂ ظلمات گیا تھا اب
کہا

پلٹ سکے ابا ہی وہی صلاح ہو رہی ہوگی آپ تشریف نہ لیجایے اب انھو آپ کو پہچان سے اسوقت حیرت بھی غصہ میں ہی عمرو نے کہا ای باغبان جس عیاری میں مین نے سوسن کو مارا اُسمین مدد نورافشان جادو کی بھی ہوئی پس مقدمہ تاریک جو کچھ اُسنے بیان کیا قلب تھرا گیا باغبان نے کہا اُسکے حالات سے ہر گس ہم نہین ہو ایک لفظ کافی ہو کہ وہ کل فنون مین طاق شہرہ آفاق ہو اُس سے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا مشعل ایک فن مین کامل تھا یہ جملہ فنون سحر و علم شعبدہ کی حاکم ہو عمرو سکو سمجھانے لگا باغبان سے اشارہ کیا سر دربار حالات اسکے نہ بیان کرو اہالیان لشکر گھبراتے ہین نام سے تاریک کے بھاگے جاتے ہین خدا اُسکی بدبخت سے بچائے یہ کلام درپیش تھا کہ چرند و پرند ہر کارے سامنے آئے عرض کی افراسیاب ملکہ حیرت کو سمجھا کے بارگاہ مین لے گیا حیرت کو بڑا ملال تھا افراسیاب نے محفل عیش و نشاط کو آراستہ کیا ہی لیکن مشیران سلطنت جمع ہین حکم ہوا بارگاہ مین تخلیہ کیا جائے اور یہ بھی غلامان جان نثار نے سنا کہ کسی ساحر کو افراسیاب نے بلایا ہی کوئی مقام ہی گنبد تاریک جمشید کا الاؤ وہان نامہ روانہ کرنا منظور ہی باغبان نے کہا خواجہ گنبد تاریک اُس مقام کا نام ہی جہان تاریک قفل کش رہتی ہی الاؤ جمشید کا وہان روشن ہی کسکی مجال ہی کہ اُس صحرائے آتش مین قدم رکھے کسی ساحر راز دار کو بلایا ہوگا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی اُس ملعونہ کا نام سنکر دل روتا ہی عمرو نے کہا ای باغبان ہم بھی سر ہتیلی پہ لیے بیٹھے ہین مرنے والے سے ڈرنا چاہیے خوب آگاہ ہو چکے کہ فتح طلسم ہوش ربا دشوار ہی لیکن افراسیاب کو آرام نہ لینے دینگے شاید کوئی دباؤ ہمارا ابھی اُسپر پڑے اتنا سوال کرینگے کہ بدیع الزمان کو دیدے ہم تیرے طلسم ہوش ربا سے چلے جائین ورنہ انشاء اللہ غدر رُذالہ دینگے راہگیرون کو راستہ چلنا دشوار ہوگا اب جاکر خبر لاؤن یہ کہکر خواجہ نے باندھے عیاری جسم پر آراستہ کیے بصورت مبدل جانب بارگاہ افراسیاب کے روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان عبرت انگیز و حیرت خیز نامہ لکھنا افراسیاب کا برائے ملکہ تاریک قفل کش بدست طاؤس جادو عمرو کا طاؤس جادو کو گرفتار کرنا و بصورت طاؤس جادو جانا سامنے تاریک قفل کش کے و حالات گنبد تاریک خمسہ

جب تلک بندگی شیخ مین تھا حلقہ بگوش
آخر کار کئی جرعہ مے کے نوش

آپ سے شاہد مقصد کو مین پایا روپوش
سرخوش از کوی خرابات گذر کردم دوش

بطلبگاری ترسا بچۂ بادہ فروش

پھر تیرے والے تجھے دل پہ جنون کے مارے
پھاڑ کر پھینکدون مین کپڑے بدن کے سارے

خبر گذری کہ ای کشش دل بارے — پیشم آمد بسر کوچہ پری رخسارے

کافرے عشوہ گرے زلف چو زنار بدوش

بسکہ اس دلکو تھی اس آفت دین کی درخواست — اپنے احوال پہ مین رہ نہ سکا بے کم و کاست
ہو کے بے صبر مین جا سامنے اُسکے اک راست — گفتم این کوے چہ کوئیست ترا خانہ کجاست

اے مہ نو خم ابروے ترا حلقہ بگوش

کھینچ لایا ہی مجھے عشق یہان مار کمند — شیخ و زاہد کی مین کافر ہون جو مانون اب پند
سنکے یہ عرض مری ہو متامل یک چند — گفت تسبیح بخاک افگن و زنار ببند

سنگ بر شیشۂ تقوی زن و پیمانہ بنوش

الفت دین کو دل اپنے سے تو اب کرکے پرے — دے مے امر کو جاگہ تو یہ درجے این درے
شوق جسدم ترا تجھ مین سے تجھے دور کرے — بعد ازین پیش من آتا بتو گویم خبرے

راہ بنمایم اگر بر سخنم داری گوش

دے ٹپک سر سے تو عمامہ پڑے اپنے غضب — پہونچا اس بوجھ سے تو منزل مقصود کو کب
ساغر حور سے رکھ دور ہوس اپنے کے لب — بگذر از صومعہ و راہ میخانہ طلب

خرقہ بیرون فگن و کسوت رندانہ بپوش

جب نے اس سے یہ مینے سخنان دلکش — مجھکو تاثیر معانی سے لگا آنے غش
پھر سنبھال آپ کو جس وقت چلا وہ مہوش — دل زکف دادم و بیہوش شدم دیدم پیشش

تا رسیدم بمقامے کہ نہ دل ماند نہ ہوش

کفر و اسلام کا دیکھا وہ مکان مین مسجود — پایا مغز اُسکا جو ہی عالم ہستی مین نمود
اپنی نظرون مین جب اُسکا نہ رہا مین موجود — محو گشت از ورق کون و مکان نقش وجود

نہ ملک ماند و نہ آدم نہ طیور و نہ وحوش

پردے اُن چشم کے ہل نہ بلند اور نہ پست — ایک میدان ہی فقط وان نظر آیا کف دست
کی جو میری نگہ چشم نے آہو کی جست — دیدم از دور گروہے ہمہ دیوانہ و مست

بے دف و بادہ و نے آمدہ در جوش و خروش

ایک سے ایک فزون نشۂ وحدت سے چور
اور اسباب طرب کیسے سودان کیا مذکور
ایک سے ایک فزون ہین خرد وہوش وشعور
بے مے ومطرب وساقی ہمہ در عیش و سرور

بے مے وجام صراحی ہمہ در نوشا نوش

جب مجھے وان نظر اس طور کا آیا عالم
کچھ نہ سمجھا یہ ملک ہین کہ ز نوع آدم
صورت آئنہ حیرت سے ہوا مین اسدم
چونکہ سررشتہ دریافت برفت از دستم

خواستم تا خبرے پرسم از ذلفت خموش

پھر لگا کہنے یہ بہتر ہی کہ رکھ مجکو معاف
یہ نہین صومعہ زنہار سے جہان لاف وگزاف
پر جو ہی درپے تحقیق تو سن صاف صاف
نیست این کعبہ کہ بی پا وسرائی بطواف

نیست مسجد کہ درو بے ادب آئی بخروش

گریہ مسکن تجھے آیا ہی مرے یار پسند
دل کو نخوت وشیخت کا نہ کہیان پابند
دین ودنیا سے چھوٹا خواہش دل کا پیوند
این خرابات مغانست درو مستانند

از دم صبح ازل تا بقیامت مدہوش

نہ تو یان دیر وحرم کی سی مکان مین تنگی
دل مین سودا تو خیالات نکر جون بنگی
خانقہ مدرسہ کی طرح نہ صحبت جنگی
گر ترا ہست درین کوچہ سر یکرنگی

دین ودنیا بیکے جرعہ عصمت بفروش

چابک خرامان عرصۂ عیاری ووافقان مذاق خنجر گذاری راہ منازل بیان بر خوف وخطر کرین ملک سخن شعر سخن سنج وغواص دریاے ہوش وچنین ریخت گوہر بدامان گوش + راویان شیرین کلام ومحرران خوش انجام نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہی کہ جب خواجہ نے سنا کہ افراسیاب بارگاہ حیرت مین آیا ہی بصورت مبدل بارگاہ افراسیاب مین آکر کھڑے ہوے دیکھا کہ حیرت غم مین اپنے بھائیون کے بہت بیقرار ہی افراسیاب سمجھا رہا ہی حیرت کو بہلا رہا ہی کہتا ہی کہ ای ملکہ عالم صاف تو یہ ہی کہ مین دل سے چاہتا تھا مشعل کی شمع حیات گل ہو وائی امان ملکہ تاریک شکل کش تشریف لائین جب مینے اُنکے سامنے حالات مصیبت آیات بغاوت سرداران راز دار بیان کیا ہی ارشاد فرمایا کہ ای نور نظر مین عرصے دراز سے اس گنبد تاریک مین گھبراتی ہون کہ باہر سیر نکلون لیکن سامری وجمشید مقید کر گئے ہین کہ

جبتک حاکم حجرۂ اول پر کوئی افتاد نہ پڑے ناظم حجرۂ دوم نہین نکل سکتا اب جاکر عرض کرونگا کہ مشعل کو عمرو نے
قتل کیا اب گنبد تاریک سے حضور کے برآمد ہونے کا وقت آیا شاد ہوجائیگی ہرچند کہ اُنکی خوراک مین آجتک
مین نے فرق نہین آنے دیا دس آدمی روز شام کو اُنکی خدمت مین حاضر کیے جاتے ہین رات بھر اُس سے
کھیلتی ہین صبحکو اُنکو چیر پھاڑ کر کھا جاتی ہین یہ اُنکی نہاری ہی علاوہ ازین ایک میخانہ صرف اُنکے واسطے درست
کرا دیا ہی کئی سو خم روز تیار ہوکر پیش کیے جاتے ہین اُن تک ہر کس و ناکس جا نہین سکتا اب مین طاؤس
کو بلاکر روانہ کرتا ہون عرضی مابدولت کی لیکر جائیگا خود جواب معقول تحریر فرمائینگی خوشی آئیگی یہ کہکر
طاؤس جادو کو افراسیاب نے بلایا عرضی اپنے ہاتھ سے لکھی کہا اے طاؤس جادو طرف مشرق
کے روانہ ہو جب ستر کوس راستہ طی ہو دیکھنا سامنے ایک گنبد سیاہ ہی کوس بھر تک گرد آگ جل رہی ہی لیکن خبردار
اُس آگ کو آتش سحر تصور نکرنا وہ آگ اصلی ہی اُسی مقام پر بڑھ جانا وہان سے نگہبانان گنبد تاریک کو
آواز دینا کہ مین فرستادہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہون نگہبان آئینگے کسی تدبیر سے تمکو تا بہ گنبد تاریک لیجائینگے
نامہ اندر بھیج دینا اگر تمکو اپنے سامنے طلب فرمائین بیخوف جانا جو کچھ بیان مقدمہ مشعل مین دیکھا ہی سب
زبانی بیان کرنا اور یہ بھی عرض کر دینا آپکے فرزند دلبند پر وقت تنگ ہی حضور خوب واقف ہین کہ وہ دریاے
سحر کا نہنگ ہی اگر دیر ہوئی تو خود مقابلہ کرے گا آپ ہی نے منع فرمایا ہی کہ بادشاہ اپنے ہاتھ سے دشمن کو
نہ قتل کرے ورنہ اُنکی کیا حقیقت ہی جواب باصواب اسی کاغذ پر لیکے آنا بخوبی طاؤس جادو کو سمجھاکے
نامہ دیا خواجہ یہ سب باتین کھڑے سن رہے ہین جب طاؤس نامہ لیکر نکلا عمرو اُسکے پیچھے چلا جب وہ
دو کوس پر آیا تب عمرو نے ایک ساحر کی صورت بنکر آواز دی میان جانے والے ٹھہرو کہان جاتے ہو طاؤس
نے ایک ساحر معقول کو دیکھا قریب آکر پوچھا تو کون ہی یون بیخوف راستہ چلتا ہی طاؤس نے کہا مین نامہ بر
شہنشاہ طلسم ہوش ہون طرف گنبد سیاہ کے جاتا ہون ساحر نے کہا اے بھائی تم نہین جانتے ہو کہ طلسم مین
غدر ہی عیاران مہرخ پھرا کرتے ہین جسکو جہان پایا مار ڈالا تم کیسے ساحر ہو کہ زمین پر راستہ چل رہے ہو
اگر کوئی عیار آجائے تمکو مار رکھے صدہا مسافر روز قتل ہوتا ہی ہم برائے نگہبانی پھرا کرتے ہین جا جلد نکل جاؤ
طاؤس نے دعائین دین کہا بھائی تمنے خوب آگاہ کیا یہ کہکے قصد ہوا کہ پرواز پیدا کرکے اُڑے عمرو نے
حباب بیہوشی مارا طاؤس جادو بیہوش ہوا خواجہ اُسکو کھینچ کر کنارے لائے کپڑے اُتار لیے اُسکو ایک
گوشہ مین ڈالدیا نامہ لیا طاؤس کی صورت بنکر عمرو سمت گنبد تاریک چلا بعد قطع منازل وطی مراحل سامنے

اُس آگ کے پہونچا دیکھا شعلہ ہاے آتش نے سر آسمان پر کھینچا ہی اگر کوئی طائر آنکلا کباب ہو کے زمین پر گرا
دور سے گنبد سیاہ معلوم ہوتا ہی اندر سے دھوان نکل رہا ہی عمرو کے ہوش اُڑ گئے دور کھڑا ہو الگرمی سے
جسم پکا جاتا ہی قلب تھراتا ہی دل سے کہتا ہی آخر یہ کوشش بیکار کی اُس آدم خوار مکار دغا باز کی صورت تو
دیکھ لیتے شاید کوئی فقرہ چل جاتا آخر خیال مین آیا کہ روغن موسیقار بدن پر ملکے چلو یہ تو بخوبی ظاہر ہو چکا کہ آتش اصلی ہی
یہ سوچکر عمرو نے روغن موسیقار نکالکر جسم و لباس پر ملا اپنے کو آراستہ کر کے اُسی آتش سرکش کو روندتا ہوا چلا
لیکن گرمی سے کلیجہ بھنا جاتا ہی یاد کر رہا ہی کہ ای معبود میرا آقاے نامدار مولاے قدر شناس نبیرہ حضرت خلیل جلیل
ہو تو ہی ایسے مقام شعلہ خیز مین معین و کفیل ہو میرے آقا کے جد امجد پر آتش کو گلزار کیا اُنکے خاندان کو نامی نامدار
کیا دعا مین کرتا ہوا اُس آتش کو طے کر رہا ہی بشکل تمام اُس آتش انجام کو تمام کیا قریب گنبد سیاہ پہونچا دیکھا دو گنبد پیل
پر صد ہا گھنٹہ نواز ناقوس نواز حاضر ہین بینے گھبرا کر خواجہ عمرو سے پوچھا ای ساحر تو یہانتک کیونکر آیا ہم کا یہان
کام نہین افسونگری کا نام ہین جسم کیونکر سالم رہا بھنکر کباب نہو گیا عمرو نے کہا میرا نام طاؤس جادو شہنشاہ کا
زینت پہلو نامہ مرحمت ہوا کہ جا کر دائی امان کو پہونچا دے مینے عرض کی کہ مین مشتاق زیارت ملکہ عالم ہون شہنشاہ نے
ایسی تدبیر بتلا دی کہ یہان تک پہونچا ملکہ عالم سے عرض کرو کہ آپکے نور نظر کا پیغامبر در دولت پر کھڑا ہی زیارت
جمال بیمثال کا مشتاق ہی اپنے سامنے بلائین تب مین عرضی پیش کرون برہمنون نے کہا ای طاؤس جادو زیارت
ملکہ تاریک شکل کش دیدار سامری و جمشید ہی ہر کس و ناکس کا گذر ہونا ناممکن نامہ ہمکو دو ہم جواب لا دین
کسکی مجال ہی کہ روے سیاہ ملکہ تاریک شکل کش پر نگاہ ڈالے بڑے بڑے ساحران رستم صولت کو غش
آتے ہین واقف کاران مذہب سامری کے قلب تھراتے ہین ملکہ حیرت جادو خاتون محل شہنشاہ تشریف
لائین تھین غش کھا کے گر پڑین کئی دن تک زبان مین لکنت رہی ایسی جفا سہی پھر جب سے حاضر نہوئین سوا
شہنشاہ کے کسکی مجال ہی کہ ملکہ عالم سے بات کرے ملکہ تاریک نمونۂ قدرت سامری ہین ہر چند کہ عمرو
گھبرایا لیکن کلیجہ پر پتھر رکھا اُس سے کہا تم سب صاحب اسمین کلام نکرو میرا پیغام پہونچا دو ایک برہمن پردے کے
قریب گیا پکار کر آواز دی ای مصاحب خداوند جمشید و سامری ای حاکم اقلیم افسونگری ای زندہ کن نام جمشید
و سامری آپکے نور نظر نے نامہ وار بھیجا ہی طاؤس جادو حاضر ہی لیکن مشتاق زیارت جمال بیمثال ہو کر آیا ہی
عمرو نے سنا اندر سے ایک دیونی کی آواز آئی گنبد سیاہ تھرا گیا یہ صدا تھی کہ نامہ بر کو اندر بھیجدو عمرو بیدھڑک چلا
اندر گیا دیکھا ایک گنبد انتہا کا تاریک ایک جانب آگ جل رہی ہی ایک جانب پلٹ کر ایک دیونی کو دیکھا

حقیقت مین دیو کی قالب انسان مین سمائی ہوئی سر مثل گنبد خام سیاہ چہرہ نیلی کرنی کٹی تھان کا لھنگا از سر تا ناخن پا
بصورت دل کافر سیاہ مثل پردہ ظلمات کے سر اٹھاہی حقیقت مین اُٹھاہو ئی زبان مُنھ سے نکلی ہوئی رال ٹپک رہی
ہی دونون ہاتھ زمین مین ٹیکے ہوے بیٹھی جھوم رہی ہی دس جوان ایک جانب سر جھکاے مثل برگ بید کانپ رہے
ہین جیسے اُن بیچارون کے اُداس عالم یاس ایک پہلو مین مٹکے شراب کے مٹکا شراب کا اُٹھایا منھ سے لگا یا غٹ
غٹ پی گئی ایک جوان کی ٹانگ پکڑ کے مع استخوان چبانا شروع کیا جب ایک جوان کو کھا چکی تب طرف خواجہ
عمرو کے متوجہ ہوئی دیکھتے ہی اُسکی صورت نحس قریب تھا کہ عمرو کو غش آجاے کانپ گیا پسینے پسینے خاموش
مثل تصویر رکھڑا ہی دل مین منفعل کہ مین کیون آیا دل سے کہتا ہی اے حاکم نور و ظلمات اس بلاے سیاہ کے شر سے
مجھکو بچانا تاریک نے ڈکار لی دھوان منھ سے نکلنے لگا جیسے ہی عمرو پر نگاہ ڈالی رنگ روغن عیاری
عمرو کے چہرے سے اُڑ گیا بصورت اصلی ہو گیا قریب تھا روح جسم خاکی سے عمرو کے نکل جاے تاریک نے مسکرا کر
کہا کیون خواجہ مزاج تو اچھا ہی رنگ روغن عیاری کا کیا ہوا ہر چند کہ تاریک نے بہ سہولیت کہا مگر گنبد گونج
گیا اب جو عمرو نے خیال کیا مین بصورت اصلی کھڑا ہون تھراکے قدمون پر تاریک کے گرا کہا دائی امان مدت
سے زیارت کا مشتاق تھا دیکھیے نے کیا کمال کیا آتش اصلی کو طے کرکے یہان آیا تاریک نے کہا خواجہ ملک
ترکستان مین حفظ بن داؤد روغن موسیقار بنا کر لایا تھا وہ روغن تمنے عیاری کرکے لیلیا جسم مین ملکے چلے آئے
کمال کیا اب ہی شرط کہ تجھکو کھا جاؤن یہ کہکے عمرو کے ہاتھ پاؤن ٹٹولنے لگی کہا دور نگوڑے جسم مین نرے
نری ہڈیان ہین یہ کہکے عمرو کی گردن پکڑ کے اُٹھا لیا کہا کہ گرم کرون عمرو بے اختیار رو یا تعریف مین اُسکے یہ شعر پڑھا
اے چہرہ زیباے تو رشک بتان آزری + ہر چند وصفت میکنم در حسن ازان بیا تری + اس الحان مین عمرو نے یہ شعر پڑھا
کہ تاریک جھومنے لگی کہا ارے تو تو بڑا خوش آواز ہی تیری صدا مین سوز و گداز ہی یہ کہکے عمرو کو چھوڑ دیا کہا میٹھا
مجھے شراب پلا کوئی اچھی سی غزل میرے سامنے گا تیرا گانا کانون کو بہت پسند آیا عمرو نے کہا دائی امان یہ مٹکا
مجھسے کیونکر اُٹھے گا کسطرح شراب پلاؤن تاریک نے کہا اے عمرو شراب کا مزا نہین ملتا نشہ نہین ہوتا کسیقدر
دماغ گرم ہو جاتا ہی افراسیاب سے ہماری شراب کا انتظام نہین ہو سکتا یہ کا قہ چینی رکھا ہی اسمین پلا سامنے
میرے بیٹھ جا عمرو مودب ہو کے بیٹھا مگر دلمے کہتا ہی کہ اے عمرو یہ زندہ تجھے چھوڑے گی جو کچھ کرنا ہو کر گذر دوا ایسا ہو
اک نوالہ کر جاے اُنھین جوانون کو اُٹھا اُٹھا کے کھا رہی ہی ہڈیان تک کرکرچبا رہی ہی فوراً عرض کی اے
دائی امان یہ جو آپ نتھ پہنے ہین اسمین موتی چھوٹے ڈالے کیسی بے آبرو ئی ہی تاریک نے کہا میرا

گوہر بے بہاے قلزم سلطنت افراسیاب باشوکت سلامت رہے اُسکی سلامتی کی یہ بخشش ہی جیسے موتی دستیاب ہو
ہین لیے کیا تیرے پاس موتی ہین عمرو نے عرض کی حاضر ہین یہ کہکے جیب مین ہاتھ ڈالکر تین مروارید بے بہا مثل
بیضہ کبوتر مثل ستارہ سحری درخشان رنگ وڈھنگ مین بے مثل ہتیلی پر رکھکر عمرو نے تاریک کو نذر دیے تاریک
نے ہاتھ بڑھایا عمرو نے ہتیلی پر تاریک کے رکھ دیے تاریک نے بہت پسند کیے لیکن جیسے ہی ہتیلی پر پہنچے
وہ موتی تڑاق تڑاق ٹوٹے اُسمین سے دھوان نکلا دماغ پر تاریک کے پہونچا تاریک ہنسنے لگی کہا ای عمرو
یہ موتی کیسے تھے عمرو نے گھبرا کر کہا کہ جب ہوش نہ تھے تاریک نے کہا ای عمرو اسکے دھوئین سے دماغ مین
گرمی آگئی تیرا بڑا نقصان ہوا مین افراسیاب کو لکھ بھیجون گی وہ اسکی قیمت تجھے دیگا عمرو نے کہا حضور آپ پر
تصدق ہوے آپ شراب نوش فرمایے لیکن ہوش عمرو کے اُڑ گئے کہ یہ موتی بیہوشی کے بنے ہوئے تھے وہ
کہتی ہی گرمی معلوم ہوئی لیکن معلوم ہوتا ہی شاید میرے موتی بدل گئے اب عمرو نے باتون مین تاریک کی تسلی کش
کرلیا تاریک نے کہا ہان مین نے سنا جسطرح تو نے ابھی گلا پایا تھا اُسی طرح کوئی غزل عاشق ومعشوق کے ذکر کی
جلدی گا کہ دل خوش ہو عمرو نے فوراً گنگنا کے یہ غزل عاشقانہ سامنے ملکہ تاریک کے شروع کی غزل

ہاتھون مین آجکی شب مہندی لگائیے گا
آخر کبھی تو میرے قابو مین آئیے گا
ذات شریف ہو تم مین خوب جانتا ہون
بڑھ جاؤنگا جہانتک مجھکو گھٹائیے گا
بے وجہ یہ نہین ہی انداز گفتگو کا
جھوٹی نہین قسم ہون ہردم جو کھائیے گا
مشتاق نے تو جان کی گلگون لباس مین ہے
کیا منھ اب آپکا ہی جو منھ چھپائیے گا
آخر کچھ انتہا بھی بے رحمیون کی صاحب
کیا قہر آج کی شب ہمپر نہ لائیے گا
سمجھے ہوئے ہین جو کچھ دل مین بھری ہی آگ
مجھکو بنائیے گا مجھکو بنائیے گا

سمجھے یہ رنگ ہم بھی کچھ رنگ لائیے گا
پھر مین بھی کچھ کہونگا دیکھو زبان روکو
طوفان اور کوئی مجھپر اُٹھائیے گا
امیدوار باقی کچھ اور رہ گئے ہین
پھر کل کسطرح ایجان باتین سنائیے گا
یکسون ہی نا امیدی درگاہ کبریا سے
یہ رنگ نو عروسی کسکو دکھائیے گا
ہم خوب جانتے ہین گستاخیان تمھاری
کہیے تو عاشقون کو کبتک ستائیے گا
لطف بطور دیگر وتار روح تن سے نکلے
کا ہیکو آئیے گا کا ہیکو آئیے گا
مین لیجیے گا جو کچھ مدت سے آرزو ہی

یہ شوخیان تمھاری لکھی ہوئی ہین دلبر
پھر منھ چھپا کے مجھسے آنسو بہائیے گا
ان شمع کا مین گل ہون ناصح کی گفتگو سن
پھر بھی نقاب گیسو منھ سے ہٹائیے گا
مین ہون مزاج قاتل لازم ہی خوف مجھسے
جو کچھ کہ آرزو ہی ویسا ہی پائیے گا
دیکھو رقیب آئے دیکھو رقیب آئے
محفل مین بیٹھے بیٹھے آنکھین ملائیے گا
ممکن نہین جو نیت بدلے تمھاری ایجان
آئیگی اور آفت گر آپ جائیے گا
آؤ تو جلد آؤ دم بھر کے بعد ایجان
فرصت ہو گر میسر دم بھر کو آئیے گا

کچھ دو دن میں نہیں لازم ہی یاد کرتی	تا چند دل مجھے بھی پہلو میں پائے گا	ٹھنڈی ہی ہو گئی کیا گرمیاں تمہاری
آخر نسیم کا دل کب تک بہلائے گا		

عمرو نے گانے گاتے جام شراب لبریز کیا پڑیہ بیہوشی کی ملا کے تاریک کے سامنے پیشکش کیا تاریک اٹھا کر جام کو پی گئی عمرو آنکھ ملائے دیکھ رہا ہی تاریک کی آنکھوں پر سرخی بھی نہ آئی تنہا کہا کر ای عمرو تیرے گانے نے دل کو بہت خوش کیا شراب نے تلخی دی ایک جام خوب لبریز کر کے پلا شعر

ساقیا وہ بڑھا ندی اب ڈھلکا	کاگ اڑتا ہی جسکی بوتل کا	مجھ سے کم نہیں ساقی پری وار ست
کاگ بوتل کا بھی اڑتا ہی نہ اے عیار تک		

عمرو نے کہا حاضر دوسرا جام عمرو نے لیا چھ ماشہ کی پڑیہ بیہوشی کی نکالی جام میں ملا کر تاریک کو جام دیا تاریک پیکر خوب قہقہا مار کر ہنسی بہت خوش ہوئی کہا ای عمرو اسوقت تو احسان کیا کسی قدر سرور ہوا ہمارے سر کی قسم تیرے پاس کیا ہی ایسے دو چار جام پلا دے کہ خوب سرور حاصل ہو سالہا سال گذرے کہ شراب پیتے پیتے پیٹ پھول جاتا ہی نشہ نہیں ہوتا اسوقت طبیعت بہت خوش ہی جو کچھ تیرے پاس ہو چھپا کے نہ لا جام شراب بھر دے ای ساقی خوش آواز مست کر دے عمرو نے گنگنا کے یہ مطلع مصنف کا پڑھا مطلع مصنف

ساقی شراب شوق سے دل چور چور ہی + اس چشم مست کا مجھے اب تک سرور ہی + تاریک گانے پر عمرو کے بیقرار ہی اچھل رہی ہی کود رہی ہی گنبد کو سر پر اٹھا لیا جب ڈکار لیتی ہی منھ سے دھواں نکلتا ہی کبھی عمرو کا شانہ پکڑ کے اٹھا لیتی ہی کاندھے پر بٹھا لیتی ہی سارے گنبد میں دوڑی دوڑی پھرتی ہی خود بھی کبھی گانا سناتی ہی اسکی آواز سے عمرو کو خوف آتا ہی گویا بھینسا اراتا ہی دو گھڑی کامل عمرو کو لیے پھری اسی طرح ہاتھ ٹیک کر بیٹھی عمرو سے کہا کیا تم نے ہماری شراب میں ملایا تھا وہی نکالو عمرو نے لاچار ہو کر پڑیہ بیہوشی کی نکالی کہا ای ملکہ عالم یہ نسخہ ہی ایک اسکو صاحبقران ملا کر پیتے تھے سنا ہوں مقوی آنکھوں میں بصارت ہو روح کو راحت ہو دن کو تارے آسمان کے گن لے جب تو حمزہ عرب بڑے بڑے پہلوانوں سے لڑتا ہی اسکا نام نوش دارو ہی یہ کہکر عمرو نے جام شراب مملو کیا سامنے تاریک کے بیہوشی ملائی تاریک نے پیکر ایک موتیوں کا مالا گلے سے اتار کر عمرو کو پہنا دیا عمرو نے جھک کر سلام کیا مگر ہاتھ پاؤں میں رعشہ دیکھا تاریک شکل کشش شراب میں بیہوشی ملا کر پینے لگی سب بیہوشی ملا کر پی گئی عمرو نے دیکھا بیہوشی نے کچھ تاثیر نہ کی اب عمرو حیران کہ میں کیا کروں لیکن تاریک نے کہا خواجہ یہ نسخہ ہمکو بتا دو ہم روزمرہ شراب میں ملا کر پیا کریں ای عمرو تو مصاحب معقول ہی ہمارے پاس رہو لاؤ نامہ دو عمرو نے نامہ نکال کر دیا تاریک نے کہا خواجہ طاؤس جادوگر تجھے بیہوش کر کے دہ

کوہ مین ٹوالد یا وہ اب بارگاہ مین افراسیاب کی پہونچ گیا ہوگا مین نے یہین سے بیٹھے بیٹھے اپنے پیر کو حکم دیا تم معقول ہو گئی عمرو نے ہاتھ باندھے کہا دہائی امان اگر یہ ضرورت نہ بنتا آپکی زیارت سے کیونکر مشرف ہوتا تاریک نے سر ہلایا کہا او نگوڑے تو میرے قتل کرنے کی فکر مین آیا ہے ایک ہاتھ تلوار کا لگا خنجر کھینچ دیکھ تو کیا ہوتا ہے او دیوانے میری آنکھین سامری کی دیکھین ہین مین مشعل جادو نہین ہون ساری روشنی رات بھر کی صبح کو پخشا خہ ہاتھ مین لیکن تو اپنے دل مین بہت خوش تھا کہ ملکہ تاریک کو قتل کرون گا اب کہ کیا ارادہ ہے عمرو ہاتھ جوڑ نے لگا گڑگڑا کے کہا ای تاریک حقیقت مین مجھ ایسا ساحر حاکم اقلیم ہنوری میری نگاہ سے نہین گذرا حقیقت مین آپ نمونہ قدرت سامری ہین اب اس زمانہ مین کوئی آپکا مثل نہین ہے جبسے مین اس طلسم مین آیا بڑے بڑے ساحر دیکھے مقابلے پڑے ہاتھ سے میرے مارے گئے لیکن آپ ایسا نگاہ سے نہین گذرا آج مجھکو ثابت ہوا کہ رکن طلسم ہوشربا حضور ہین آپکے قدم سے طلسم آباد رعایا دلشاد ہے تاریک نے ہنسکر کہا ای خواجہ کی مہربانی ہے تم ایسا عیار بھی ناممکن ہے مین خبر سن چکی ہون کہ تمنے دمامہ و شمشش کو مارا بڑے بڑے ساحرون کو للکارا اب افراسیاب نے مجھکو طلب کیا ہے مین گنبد سیاہ مین خود گھبرائی تھی کئی سو برس سے گوشہ نشین ہون اب نکلونگی اپنے بچے کی سلطنت بچانا واجب و لازم ہے تم ہی جواب بھی نامہ کا لیجاؤ یہ جواب افراسیاب کو دینا عمرو نے کہا شہنشاہ مجھے قید کر لینگے بہت مجھسے خفا ہین تاریک نے کہا نہین ہم سفارش لکھینگے تمکو انعام دے گا ہرگز قتل نہ کرے گا مگر یہ بتلاؤ پھر عیاری بھی کروگے عمرو نے کہا دہائی امان کیا مجال مین جواب شہنشاہ کو آپکا دیکر طلسم ہوشربا سے نکل جاؤنگا جان بچا کر چل جاؤنگا آپکے گنبد کے جانب کبھی منہہ کر کے نہ سوؤنگا لیکن مجھکو اب رخصت کیجیے جواب نامہ کسی اور کی معرفت روانہ فرمایئے تاریک نے کہا نگوڑے کیون مرا جاتا ہے ہم تیرے ساتھ احسان کرتے ہین کئی سو کوس کا راستہ ہے ان جنگلون پہاڑون مین مارا مارا پھرے گا ہماری مدد سے تو جلدی پہونچ جائیگا افراسیاب تجھکو چھونہ لیگا عمرو نے لاچار ہو کر سر جھکا لیا سوچا اگر یہ اور کہون گا یہ اُٹھا کے کھا جائیگی تو مین کیا کرونگا تاریک نے جواب نامہ افراسیاب جادو کو لکھا مضمون یہ تھا ای نور نظر ای پارۂ جگر ای چراغ طلسم ہوشربا ای ساحر یکتا ای سرو باغ سحر سامری ای رنگ دیے گل گلشن افسونگری نامہ تیرا معرفت عمرو ہمارے پاس آیا حقیقت مین اس عیار نے بڑی مشقت کی کا یا بجا یا ہمکو بہت راضی کیا ہم اسکے ہاتھ نامہ روانہ کرتے ہین خبردار اسکو خلعت دینا بدلا ان برائیون کا نہ لینا فوراً رہا کر دینا دامن مدعا اسکا زر سرخ و سفید سے بھر دینا بدولت حجرے سے برآمد ہوتی ہین بارگاہ مین عمدہ ہمارے واسطے آراستہ کر

بادشاہان طلسم کو ہماری زیارت کے واسطے بلاؤ ہم آکر ایک ہفتے مین کوکب و برہمن و نور افشان و سب کو سزا دینگے مہرخ اور بہار و باغبان کا کیا ذکر وہ غلام و لونڈیان ہین خود آکر اطاعت کرینگی اگر خلاف وقوع پذیر ہو اسب کو چیر پھاڑ کر کھا جائینگے حیرت کو لکھا ہو کو بعد از دعا معلوم ہو کہ مدت سے تجھکو نہین دیکھا ہمارے لیے سامان عیش و نشاط مہیا کرو میخانے آراستہ کراو پیٹ بھرنے کی بھی تدبیر ضرور رہی تامل کرنا قصور ہی جو کچھ لکھے کو بہت جانیا بہت جلد بدولت تشریف لائینگی نامے کو ملفوف کیا سر نامے پر اپنی مہر کی عمرو کے ہاتھ مین دیا ماش کا آٹا اٹھا کر اک طاؤس بنایا کہا لو خواجہ اسپر سوار ہو لاچار و مجبور عمرو کانپتا ہوا اٹھا طاؤس پر سوار ہوا تاریک نے کہا ای طاؤس سحر سامری ای طائر افسونگری عمرو کو لیجا خاص بارگاہ افراسیاب مین پہونچا ہمارا بندہ خاص اطاعت گذار با اختصاص ہی اسکو کچھ تکلیف نہ پہونچے بہت احتیاط سے لیجانا یہ تاریک نے جو کہا طاؤس عمرو کو لیکر بلند ہوا جب طاؤس خواجہ کو لیکر چلا عمرو نے تاج کالا کر پہنا قبائے قلم کار زیب جسم کی تنکر طاؤس پر بیٹھے دل دھکا گھبرا نا بیکار ہی پروردگار مالک و مختار ہی طاؤس اڑتا ہوا جاتا ہی قضا کار یہان ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ بیرون بارگاہ جلوہ فرما ہین چالاک و جانسوز و برق و ضرغام و قران بھی اسوقت حاضر ہین یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا سب نے کہا دیکھو شہنشاہ اوج عیاری طاؤس پر سوار اڑے ہوئے آتے ہین ملکہ مہرخ نے سر اٹھا کر دیکھا حقیقت مین خواجہ عمرو طاؤس پر سوار تاج سر پر رکھے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم ملکہ مہرخ گھبرا گئی بہار و باغبان اٹھے کہ ہم خواجہ کو روکین عمرو نے وہین سے نعرہ کیا ہم مصاحب ملکہ تاریک شکل کش خبردار ای مسلمانو مجھپر نگاہ نہ اٹھانا ورنہ ایک ایک کو خنجر مار دونگا عیارون کو آواز دی باخبر ای مکاران سر حد طلسم سے نکل جاؤ ورنہ ملکہ عالم تشریف لاتی ہین سب کو چیر پھاڑ کر کھا جائینگی بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا عمرو نے جو ملکہ مہرخ کے لشکر سے یہ باتین کین صرصر و صبا رفتار کنارے لشکر حیرت پر بیٹھی تھین انھون نے آواز عمرو کی سنی کہ آسمان سے باتین کر رہا ہی سر اٹھایا صرصر تو خوب ہنسی دوڑی ہوئی بارگاہ افراسیاب مین آئی کہا ای شہنشاہ ذرا اٹھکر ملاحظہ کیجیے عمرو اک طاؤس پر سوار اڑا ہوا آتا ہی اپنے لشکر والونکو گالیان دیتا ہی کہتا ہی سبکو مار ڈالونگا مین مصاحب ہون ملکہ تاریک شکل کش کا افراسیاب نے کہا ہمین نام سن پایا ہوگا وہ دوائی امان کو کیا جانے وہان کوئی جا سکتا ہی یہ باتین تھین کہ بالائے بارگاہ افراسیاب عمرو آکر پہونچا سب حیران ہوگئے طاؤس نے عمرو کو بیچ بارگاہ افراسیاب مین پہونچایا طاؤس تو اڑ گیا خواجہ نے جھککر افراسیاب کو سلام کیا نامہ تاریک شکل کش کا دیا افراسیاب نے شعاد نگ ہو گیا کہا خواجہ گنبد ازرق

مین تم گئے تھے عمرو نے کہا مین نوکر ہو گیا لائیے تنخواہ دلوائیے نامے مین لکھا ہی ملاحظہ فرمالیجیے افراسیاب نے
پڑھا بیشک لکھا ہی کہ عمرو کو خلعت دینا ہمارا مصاحب خاص ہی جو کوئی اسکو ستائے گا ہمارا دشمن ہی تمام اہالیان
دربار گھبرا گئے رنگ چہرہ حیرت متغیر ہوا عمرو نے کہا ملکہ عالم ہو جی صاحب آپکو بھی تو کچھ لکھا ہی افراسیاب
نے پڑھکر سنایا حیرت نے کہا ای عمرو سچ کہہ تو وہان کیونکر گیا اب اسوقت تجھکو کوئی قید نکریگا ملکہ عالم نے
سفارش کی ہی افراسیاب نے عمرو کو کرسی دی خواجہ عمرو آکر بیٹھے پٹر پٹر باتین کرنے لگے کہا ای شہنشاہ سماعت
فرمائیے جب حضور نے نامہ لکھا طاؤس جادو کو دیا مین کھڑا دیکھ رہا تھا جنگل مین جاکر طاؤس کو بیہوش
کیا حضور اُسکی شکل بنکر گیا قریب شعلہ ہاے آتش پہونچا روغن موسیقار ملکر شعلۂ آتش روندتا ہوا قریب گنبد سیاہ
پہونچا اب مین حضور سے کیا پردہ کرون اب تو میرا اور حضور کا مقدمہ واحد ہی خداوند سامری شاہد ہی اب مین
آپ سے پردہ کاہیکو کرون صاف ملکۂ عالم سے کہلا بھیجا سب باتین عمرو کی سنکر دنگ ہو رہے ہین افراسیاب
نے کہا خواجہ اندر گنبد سیاہ کے گئے تھے عمرو نے کہا جانا کیسا ملکۂ عالم سے صحبت رہی ایسا مقرب ہوا جب تو نے
نامے مین تحریر فرمایا کہ عمرو کو قید نکرنا انعام دینا اور مجھکو حکم ہی کہ نسخہ تیار کرو ملکۂ عالم کو نشہ نہین ہوتا مین نے جو
دو جام پلائے ایسا سرور ہوا تمام گنبد سیاہ مین دوڑی پھرین دسون جوانون کی نہاری میرے سامنے کھائی
ایک طرف آگ روشن ہی جسکو جمشید کا الاؤ کہتے ہین کیون شہنشاہ یہ کی باتین ہین افراسیاب نے کہا
ای عمرو تو نے غضب کیا کیا دائی امان کو بیہوشی پلائی تھی عمرو نے کہا حضور مین نے سب تدبیرین کین ذرا
بھی غافل پاتا مار ڈالتا لیکن وہ منوشۂ قدرت سامری ہین اُنکو کون مار سکتا ہی جب سب تدبیرین کر چکا تب
مین اُنکا مطیع ہوا اب جو کوئی اُنکا دشمن ہی مین اُسکا دشمن ہون دیکھیے بی مہرخ وغیرہ کا کیا حال کرتا ہون
آپ سے اور ہم سے نبھیگی دائی امان کی خدمت مین رہینگے وہ حقیقت کو پہچان گئین آج ہمارے مذہب کا
بھی حال کھل گیا افراسیاب حیران حیران باتین عمرو کی سن رہا ہی حیرت غرق دریاے حیرت [illegible]
کو پیچ و تاب اہالیان دربار خاموش صرصر مسکرا رہی ہی عمرو نے صرصر کو دیکھکر کہا تم کیا ہنس رہی ہو اب
تمھارے ساتھ میری شادی ہوگی دائی امان میرا رنج و ملال نہین گوارا کرینگی لاکھون روپیہ میری شادی مین
صرف ہوگا مالک ہوشربا سے میری جاگیر الگ ہو جائیگی کچھ تمھارے نام بھی تحریر کرا دونگا صرصر گالیان دینے
لگی کہ تو کچھ دیوانہ ہوا ہی شہنشاہ کے سامنے یہ باتین بناتا ہی انکو یقین آئیگا وہ تیری باتین مانینگے تو نے جاکر وہان بھی
دام مکر پھیلایا ملکۂ عالم کو بھی پھنسایا ای شہنشاہ اسکو قید کیجیے عمرو نے کہا سبحان اللہ مین تو موجود ہون بھلا قید کرنا

تو بڑی بات ہی اب عنایت لات ومنات ہی کوئی ترچھی نگاہ سے تو مجھکو دیکھے دائی امان سے کہدون کی آتی ہونگی
شہنشاہ جلد سامان کیجیے مین آپ سے عرض کیے دیتا ہون ملکہ عالم نے ارشاد فرمایا ہی میخانے درست ہون جسوقت
سے وہ گنبد سیاہ سے نکلین اُنکی نہاری مین فرق نہ آئے جب یہان آجائینگی اور لڑائی شروع ہوجائیگی اپنی آپ
خوراک پیدا کرلین گی علاوہ ازین مین تدبیر کرونگا کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا جابجا سے جوان جوان آدمی ملکہ کی
خدمت مین لاکر حاضر کرونگا صرتو اُنکے چلی گئی مگر خواجہ عمرو اُٹھے افراسیاب سے کہا ای شہنشاہ مین
رخصت ہوتا ہون جاکر مہرخ وغیرہ کو سمجھاؤن شاید مان جائین افراسیاب کو بموجب تحریر کے کچھ بن نہ پڑا
خلعت فاخرہ اور پانچ توڑے اشرفیون کے منگواکر عمرو کو دیے عمرو خوشی خوشی بارگاہ افراسیاب سے نکلا
یہان ملکہ مہرخ وغیرہ گھبرا رہی تھین کہ خواجہ بارگاہ افراسیاب مین گئے ہین نہین معلوم یہ طاؤس سحر کہانسے ملا
برق وغیرہ نے آکر ملکہ مہرخ سے بیان کیا کہ حضور اُستاد خلعت پہنکر آتے ہین سب سردار باہر نکل آئے دوڑ کر
ملکہ بہار لپٹ گئی کہا خواجہ یہ کیا معرکہ تھا عمرو نے تمام کیفیت سامنے سردارون کے بیان کی کہا یارو مینے تو
اپنی جان بچائی مگر تاریک بلاے بے درمان آفت روزگار ہی جسوقت آئیگی اندھیر مچائیگی کیا کہون کہ کیا دیکھا
اسوقت تک کلیجہ تڑپ رہا ہی یقین تھا کہ روح نکل جاے ادھر بادۂ بیہوشی آدمخوار کو پلادی اُسکا جواب دیتی ہی
کہ خواجہ ایسی ہی شراب پلاؤ یہ نسخہ تیار کرو ایسی کا کوئی کیا کر سکیگا میرے تو ہوش نہین درست ہین حقیقت مین
مشعل کی کیا حقیقت تھی اسکے سامنے کوکب روشن ضمیر کیا اب اُسکے روبرو طفل مکتب ہین باغبان
نے کہا خواجہ حقیقت مین آپ سر پھکر وہان گئے نہین معلوم اسکے ہاتھ سے کیونکر بچے حاکم حقیقی نے آپکو
بچالیا پھر ہمسے ملایا عمرو تو اس تردد مین ہی بعد جانے عمرو کے افراسیاب جادو نے حکم دیا بارگاہ
زربفتی نکالی سرپا و ابریق میخانے درست کراؤ حاکمان ممالک ہوش ربا کو تحریر کرو کہ جسکو زیارت
ملکہ تاریک شکل کش کرنا منظور ہو آکے زیارت سے مشرف ہو فلان دن تشریف لائینگی تیاریان آمد
تاریک کی ہونے لگین لشکر اسلام مین تردد انتشار عمرو نے جو حالات گنبد سیاہ بیان کیے سبکے ہوش حواس
ہر خرد و کلان زندگی سے ناامید باغبان قدرت وغیرہ جو رازدار طلسم ہوش ربا ہین اُنکو تو آب و
دانہ حرام ہی آٹھ پہر بیقراری سے کام ہی ہر ایک کا یہی قول ہی اب نہین جان بچ سکتی تاریک شکل کش
کی آمد ہی افراسیاب کو ہم سبکے مٹانے مین کد ہی افراسیاب کے یہان سامان عیش ونشاط و فرحت
ملازمان ملکہ مہرخ سحر چشم گرفتار دام مصیبت دونون لشکر اس حال مین ہین

دو کلمہ داستان آمد تاریک شکل کش و شعبدۂ اول تاریک شکل کش او پر کوکب روشن ضمیر و برہمن روئین تن سے خمسہ

اجل کی آمد آمد جان نے جانیکی ٹھانی ہے
دو روزہ زندگانی خواب ہے قصہ کہانی ہے
بدن لاغر ہے چہرہ زرد مرنے کی نشانی ہے
بھروسا زندگی کا کیا مقرر جان جانی ہے
اُٹھاتے ہین جو ناز اک دن انھین میت اُٹھانی ہے

چمن سیراب ابر تر مین دریا کی روانی ہے
خس و خاشاک بھر جوش نمو برگ خزانی ہے
سُنا اس مطلع رنگین کو بلبل کی زبانی ہے
دہن غنچہ بنا وہ مائل رنگین بیانی ہے
بہار آئی ریاض حسن مین کیا گل فشانی ہے

کسی دن جذبۂ دل گھر سے اُنکو کھینچ لایا
مبارک ہے مبارک ہو زبان نطق پر آیا
اکیلے راز دل کہنے کا موقع جھگڑی پایا
سنا جسنے یہ حال صدمۂ فرقت یہ فرمایا
کدھر کا ہے یہ افسانہ کہان کی یہ کہانی ہے

کہی پھبتی قمر نے چاندنی کی صاف افشان پر
یقین کالی گھٹا کا سکو ہے زلف پریشان پر
فروغ روے انور طعنہ زن ہے مہر تابان پر
نظر آتے نہین تل عارض شفاف جانان پر
دیار حسن پر کس درجہ غلے کی گرانی ہے

دکھاتے ہین تجلی دمبدم رخسار سے اپنے
جلاتے ہین گلون کو شعلۂ رخسار سے اپنے
کیا موسے کو قائل ہو لب گفتار سے اپنے
بتون کے قول ہین یہ طالب دیدار سے اپنے
خدا کا قہر شدون کے لیے لن ترانی ہے

سمندر کی دکھائی بارہ چشم رشک جیحون نے
پری شیشے مین اُتری یہ کیا ہے کام مجنون نے
دکھائے جوہر حسن بیان شمشیر مضمون نے
کہے ہین شعر موزون ابرون کے طبع موزون نے
ہمارے شعر مین بھی مطلب شمشیر خوانی ہے

چھپائے چاند سے رخسار ہین رکھے برو مین
سحر سے شام تک مصروف ہین زینت کے جلسے مین
لگاتے تیل ہین بالون مین اجب نکلے میلے مین
ستارونکی جبت طلوار ہے ہین وہ دوپٹے مین
کرن سورج کی یہ کا برق کا رنگ آسمانی ہے

وہ دیکھو بے ستون ہی نجد کے دامن نظر آئے
اگر دم لے دل قیس حزیں بھی خرمی پائے
ہوا چلتی ہے ٹھنڈی نجد کے جھونکے غضب لائے
یہ کہدو ساربانسے ناقۂ لیلی کو ٹھہرائے
نہایت چھاؤں نخل بید مجنوں کی سہانی ہی

فراہم گوہر مضموں ہوں یا کو بھی حیرت ہو
عجب کیا ہی غضنفر کو مخمس سے فرحت ہو
نظر ہو جسکی غرق موجۂ تشویش حسرت ہو
تعجب کیا اگر ہی مقصود حاسد غرق خجلت ہو
کہ اس طبع رواں میں صاف دریا کی روانی ہی

افراسیاب جادو خیال آمد تاریک نخل کش میں باغ باغ غم سے دلکو فراغ تیاریاں ہو رہی ہیں بارگاہ دلفیتی نکلوائی استادہ ہوئی وزیر اعظم دستور معظم سرما ابریق اور بڑے بڑے بادشاہ جلیل تیاری میں شراب کی مصروف ہیں افراسیاب کا حکم ہی دائی امان کے واسطے کئی ہزار خمہاے کلان مملو از شراب ناب ہر وقت تیار رہیں دائی امان کو اسکی بڑی خواہش ہی لیکن جب حیرت جادو پوچھتی ہی ساربان زادہ سچ کہتا تھا خاص گنبد تاریک میں گیا دائی امان کو بھی دھوکا دیا افراسیاب نے کہا انکو کیا دھوکا دے سکتا ہی مگر گمان اسکا سحر کامل ہی بڑا فہیم و عاقل ہی مدت سے دائی امان گنبد تاریک میں بند ہیں ہمیشہ سے عشق پروردہ ہیں اب عرصہ دراز سے سب سامان عیش و نشاط ملتوی ہوا گنبد سے نہیں نکلیں اسکا گانا سنکر خوش ہو گئی ہونگی جانتی ہیں کہ میرا کیا کر سکتا ہی نامہ لکھدیا ہی حیرت ان سبکو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا کوکب و برہمن و نور افشاں مثل چاکران کمترین حاضر خدمت ہونگے قدموں پر گرینگے بادولت ساعت نمکی دائی امان کا سحر نہیں ہی قہر سامری و جمشیدی ہی اول تو یہ جو مقدمہ مشعل میں سانحہ گذرا کہ نور افشاں نے ساربان زادے لکھدیا تھا کہ لاشیں بکی بچا نا وہ بھی تو مصاحب سامری ہی آخر دیں بہار دیو کا جسم میں سبکے داخل کردیں انکی لڑائی میں یہ غیر ممکن ہی جسکو پکڑینگی چیر پھاڑ کر کھا جائینگی حقیقت میں یہ امر ملحوظ خاطر ناظرین رہے جو ہاتھ سے تاریک کے مارا گیا وہ اصل میں مرا خدا اسکی شر سے اہل اسلام کو بچائے روز سیاہ نہ دکھائے افراسیاب ٹہل رہا ہی کہ دیکھا چند ساحر اڑتے ہوئے آئے بعد از دعا و ثنا عرض کی ای شہنشاہ مبارک ہو حضور کی دائی امان بصد شوکت و شان گنبد سیاہ سے باہر تشریف لائیں مع ڈیڑھ لاکھ ساحروں کے آج کوچ کیا قطع منازل و طی مراحل کرتی ہوئی تشریف لاتی ہیں جس شہر کے قریب پہونچیں شاہان عالیجاہ براے دعوت حاضر ہوتے ہیں لیکن ابھی تک کسیکی دعوت قبول نہیں فرمائی حکم ہوا بعد فتح جنگ باغیان ایک ایک دن دائی امان دعوت

قبول کرینگی زیادہ تکلیف نہ دینگی افراسیاب نے کہا ای ملکہ حیرت برائے استقبال چلو ایسا خوش ہوا بند قبا
ٹوٹ گئے حیرت جادو نے عرض کی ای شہنشاہ ایک مرتبہ مین سامنے گئی تھی آجتک آنکھون کے آگے
وہ صورت پھرتی ہی حضور کو یاد ہوگا مین بیہوش ہو گئی تھی افراسیاب نے کہا چپ رہو ایسی باتین نہ کہو
دائی امان کو تمسے قلبی محبت ہو فرماتی ہین میری بہو صاحب عصمت و عفت ہی اچھا تم یہان کنارے پر لشکر
ملاقات کرنا مجھے دو منزل آگے بڑھ جانا مناسب ہی لیکن خبردار جب تشریف لائین سلام کرکے لپٹ جانا ملکہ
حیرت نے کہا جو مجھسے ہو سکے گا وہ کرونگی افراسیاب پشت مرکب پر بیٹھکر برائے استقبال ملکہ
تاریک نخل کش چلا یہان لشکر اسلام مین ملکہ ہوا ملکہ مہرخ نے تاکید کی خبردار برائے خدا کوئی عیار
لشکر مین تاریک نخل کش کے بجائے فورا پہچان لیگی چیر پھاڑ کر کھا جائیگی فرداً فرداً جانیکا قصد نہ کرو
ہم تم سب ساتھ مرینگے بہار جادو اپنی بارگاہ مین تھی گرد مصاحبان خاص نشستہ با اخلاص لشکر اسلام
کا ذکر ہو رہا تھا چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور افراسیاب برائے استقبال ملکہ تاریک
گیا ہی حیرت انتظام آمد تاریک مین مصروف ہی یہ سنکر رنگ روے بہار متغیر ہو گیا کہا صاحبون ارادہ تھا
کہ جاکر برائے چند ساعت بادشاہ تمجاہ سے ملاقات کر آؤن یہ بھی عرض کرتی کہ اب ہمارا حاضر ہونا خدمت
فیضدرجت مین نہ ہوگا حال تاریک مفصل نہ عرض کرتی آشنا آگاہ کر دیتی کہ حضور اب لڑائیان تحت درپیش ہین
کنیزان حضور درپیش ہین اگر حضوری مین تامل ہو تردد نہ فرمائیے گا ہمارے عرض کرنے سے شہنشاہ عالیجاہ
کو تسکین ہوتی حقیقت مین سر اقدس پر بار عظیم ہی اتنے بڑے لشکر کا انتظام کرنا نہین کا کام ہی روز ساحر مارے
جاتے ہین سب بچا نہین کی جاتے دشمن ہین اگر ایک ہفتے کی مہلت ملتی جاکر زیارت سے مشرف ہو کر
عرض کر دیتی کہ اب حاضر ہونا غیر ممکن ہی ای شہریار آمد تاریک نخل کش ہو اسکے نام سے طبیعت مشوش
ہی یہ بھی ظاہر ہی کہ اُس شہریار کا بیاشک آنا دشوار ہی ولز لقاف ثانی سلیمان فلک قبل مین لقا کے ہین جب
وہ شکست کھا کے اسطرف نہ آئے گا صاحبقران قصد ہوش ربا نہ کرینگے یہ فرمایا اور آنکھون سے اشک
حسرت جاری ہوئے گلعذار قدمون سے لپٹ گئی تسکین دی کہا خدا حضور کو سلامت رکھے انشاءاللہ
یہ بلا بھی رد ہوگی غیب سے مدد ہوگی ملکہ بہار نے کہا ای گلعذار تاریک کا قتل ہونا ممکن نہین کون اُسکا
جواب دے سکتا ہی زندگی سے یاس ہی دل اُداس ہی صرف یہ حسرت ہی کہ ایک مرتبہ قدمبوس ہو کر حال
دل عرض کرے یہ اشعار آبدار موافق اپنے حال زار کے مین اُنکے پردے مین کیفیت سے دل تردد

منزل کے آگاہ کردینی نظم

چشم گریانم پیاپے از بہار آوردہ ام
تخم این گل را ز باغ روزگار آوردہ ام
دادہ ام دل را بدست کافر بدکیش زلف
بردہ ام بے اعتباری اعتبار آوردہ ام
بعد عمرے کردہ قصد جان بہمان سنگ
کشتی بطلے تے را بر کنار آوردہ ام
تا شدہ ام بوے خوشی از زلف یار آوردہ ام
از دیار عشق می آیم دیار من غم است
قطرہ خون جگر را یادگار آوردہ ام
قطرہ خون جگر جاے دلم در سینہ بود
مرغ دل را صید آن تیر شکار آوردہ ام
ہر طرف ہنگامہ گرم است از غوغای کنا
تشنہ بوے گل داغم بریشانے بود
درد دل چندانکہ خواہی ان دیار آوردہ ام
اعتماد عشق را نازم کہ بر درگاہ او
نان ہم از راہ دلم ہر نثار آوردہ ام
سالہا خون خوردہ ام در موجہ طوفان غم
نقش مخفی عجب بر روے کار آوردہ ام

اسطرح کے اشعار درد آمیز فرقت خیز جو ملکہ بہار نے پڑھے انیسان دمساز مصاحبان ہمراز بے اختیار رونے لگین بارگاہ بہار مین اسوقت عجب رنگ کنیزین دنگ مالک اپنی زندگی سے تنگ قضاے کا ملکہ مخمور رنجور اپنی بارگاہ سے نکلی ہی چند کنیزین ہمراہ یہ بھی رازدار ہی آمد تاریک سنکر انتہائی بیقرار ہی ساتھ والیون سے کہتی چلی آئی ہی صاحبون اب افراسیاب جادو ملک الموت کے استقبال کو گیا ہی لطف زندگی دل سے فوت ہی ہم بیکی جان کو تاریک شکل کش ملک الموت ہی ساحرہ نامدار آدم خوار اُسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی حقیقت مین وہ ملعونہ بلاے روزگار ہی ہمارے واسطے زیادہ قباحت ہی مشہور ہی کہ مخمور صاحب شوکت ہی ہم ایسے جو دو چار نامی ساحر ہین دشمن اُسکو سمجھائینگے سب سے پہلے ہماری ہی فکر ہوگی حیرت ہمارے نام سے جلتی ہی کہیگی مخمور و بہار کا نام لیکر للکارو پھر غیر ممکن ہی کہ ہمارا نام ہے اور براے مقابلہ نجائین کیونکر جان بچائین یہ باتین کرتی ہوئی قریب بارگاہ بہار جادو پہونچی رونے کی آواز سنی بیقرار ہو کے اندر بارگاہ بہار کے آئی بہار نے جو مخمور کو آتے دیکھا آنسو پوچھ ڈالے براے استقبال اُٹھی کہا او مخمور آؤ مزاج کیسا ہی مخمور نے جو بہار کو دیکھا بے اختیار گلے مین ہاتھ ڈالدیے دونون رونے لگین ملکہ بہار کی بیقراری مخمور کی اشکباری بہار کی تڑپن مخمور کی پھڑکن بہار کا نگاہ حسرت سے مخمور کو دیکھنا مخمور کا بلائین لینا بہار کا ہاتھ تھامنا اور کہنا اے مخمور اسوقت ہم خاص تمہاری ملاقات کے طالب تھے اے مخمور خدا تمکو خیر و عافیت سے رکھے اگر بعد ہمارے کوہ عقیق گلزار اسلیمانی پر گذر ہو بادشاہ حمزہ سے عرض کرنا کنیز آپکی اسد نامدار پر نثار ہوئی ایسی مجبور و ناچار ہوئی کہ براے قدمبوسی نہ آسکی ایسی بلا مین پھنسی حضور صبر کرین دلپر جبر کرین اے مخمور اگر اس آتش غم کو ضبط کرتی قصر تن پھکجاتا ہڈیان تک خاک ہوجاتین نظم

اگر تا ضبط میں نالہ تو پھر ایسا دھوان اٹھتا
کہ تا شاخ کمان بھی اسکی میرا آشیان ہوتا
نہ ہوتی دل میں کاوش گر کبھی نوک مژگان کی
اگر تیرا اسیر بوسہ خال دہان ہوتا
بگولا گر نہ ہوتا وادی وحشت میں ای مجنون
تو مژگان کی طرح سے اسکی دایم خون چکان ہوتا
نہ تا ضبط میں کہ یہ تو ای ذوق گھڑی میں
کہ نیچے آسمان کے اک نیا اور آسمان ہوتا
عزاداری میں ہے اسکی یہ چرخ ماتمی جامہ
تو کیوں ہر موے تن حق میں سخن شان ہوتا
جو روتا کوہ کی طرح تنگنائے ہجر میں عاشق
تو گنبد جیسے سر کشتوں کی تربت کا نشان ہوتا
نہ وہ ٹے لگی اس قاتل کی وقت ذبح ظاہر ہے
کبوتر کی طرح سے غرق حیرت آسمان ہوتا
کبے ہو مرغ دل ای کاش میں شاخ کمان ہوتا
اگر جیب فلک کی صورت ہی کہکشان ہوتا
نہ رکھتا بر نہ رکھتا منہ تیرا نہ یہ مرض غم
تو ہوئے کہکشان میں بھی فلک چون ابن ہوتا
ترے خون جگر کی خاک پہ ہوتا اگر سبزہ
کہ خنجر ہمیری گردن پہ کبک کے رواں ہوتا

ثمور رونے لگی کہا ای ملکہ عالم یہ غم و الم ہماری تمہاری جان کے ساتھ ہے حقیقت میں اب افراسیاب جادو نے وہ سامان کیا کہ ایک کی بھی جان نہ بچے گی ان حالات کو بزرگون سے سن چکے ہیں ہر چند کہ ہفت جرہ بلا مشہور ہے دوم طلبجات طلسم باطن ہیں اور پانچ طلسم ظاہر میں لیکن سب میں تاریک سرگروہ ہے ساحرہ مکارہ غدارہ ہمہ دان ہمہ گیر صاحب تدبیر سامری جمشید کی مشیر دایہ افراسیاب بے پیر پُر دبار آدم خوار لشکر شیاطین کی سپہ سالار ہے اسکے سامنے ہم کیا اور ہمارا سحر کیا اک اشارے میں زمین آسمان تھرا اُٹھینگے اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر جان بچائینگے دل کہتا ہے کہ تا بہ محبوب مطلوب پہونچائیں پانون چل نکلے ہیں کہ اس راہ کو طے کریں ہاتھون کو شوق ہے کہ گریبان چاک کریں آنکھیں مشتاق جمال بیمثال قلب پر ہجوم غم و ملال اپنے اختیار میں نہیں دشمن کا سامنا وہ ہر وقت درپے آزار عالم عالم دشمن دنیا دنیا رہزن ہر وقت بحر غم و الم کا جوش مثل تصویر خاموش یہ اشعار آبدار موافق حال اشعار

خون ٹپک کر آنکھ سے پھر اشک تر پیدا ہوا
ابر کے ساتھ اسکا ہم سفر پیدا ہوا
خود بخود زنجیر کھینچ آئی تعجب ہے مجھے
تخم جو دہقان نے بویا شکر پیدا ہوا
رات دن بڑنے میں پتھر ایک دم فرصت نہیں
آدمی ہستی سے اپنی بیخبر پیدا ہوا
کیا غضب ہے جسم خاکی کے قفس میں نہ تھا قید
جب زمانے میں کوئی اہل ہنر پیدا ہوا
معدن لعل بدخشان سے گہر پیدا ہوا
سر ترا اُٹھا فلک پر تیغ ابرو پڑ گئی
سنگ مقناطیس کل میں اثر پیدا ہوا
کیا غلط فہمی ہوئی تار نظر اپنا وہ تھا
وہ شجر دیوانہ ہے جسمین ثمر پیدا ہوا
عمر گذری جستجو میں حوصلہ کچھ کم نہیں
وہ طائر ہے جو بام عرش پر پیدا ہوا
دہر میں کب سایہ جسم بشر پیدا ہوا
ماہ نو کا ہیکو ہی زخم جگر پیدا ہوا
جس زمین پر پڑ گیا عکس لب شیرین ترا
جلتے تھے جسکو ہم وہ شکر پیدا ہوا
کچھ نہیں ثابت کہان تھے کیا بنے کیا ہو جائینگے
بے کمر تو ہے تو مین بھی بے جگر پیدا ہوا
پیس ڈالا آسیائے چرخ نے اسکو نسیم

ای ملکہ بہار گلعذار ہمارا حال لایق رونے کے ہے کاتب قدرت نے

کلک قدرت سے صفحۂ قسمت پر خط شکست سے لکھا پریشانی تقدیر مین ہی اور حیرانی تدبیر مین ہی بہار جادو نے کہا ای ملکہ مخمور اپنی تو اب یہ کیفیت ہی اشعار

نہ رست سبزہ شوقِ ز خاکِ ہستی ما
نہ دید دامن وصل ہمراز دستی ما
اگر بچشم حقیقت نگہ کنی بینی
بروز کار بنا شد بنائے سستی ما

نہ داد نشۂ ذوق شراب مستی ما
اگر نہ لطفِ خدائے گناہ ما بخشند
بہ بام عرش برین بن مقام ہستی ما

بہار عمر گرامی بہ جستجو بگذشت
بہ پیر گاہ نیز ز خدا پرستی ما
ز ہمرہان ہمہ دنبال آمد محفی

اشعار عاشقانہ پڑھکر بہار و مخمور اسقدر روئین کہ جل تھل بھر دیے کنیزون نے دیکھا ایسا نہوان دونون کا دم نکل جائے آہِ شرربار سے ہڈیان نہ جل جائین دونون صاحبون سے کہا ای شاہزادیون تمھاری حسرت و یاس پر کلیجہ پھٹتا ہی خنجر غم و الم سے گلا کٹتا ہی برائے خدا دونون صاحب یگانۂ آفاق سحر مین مشاق ہو ابھی تاریک کے آنے مین عرصہ ہی ایک دن بھر کے واسطے چلی جاؤ اپنے اپنے معشوق کو دیکھ آؤ حقیقت مین بعد آنے تاریک کے سانس لینا دشوار ہوگا نہ رہا شکار ہوگا افراسیاب مقدمہ مشغل مین بہت جلا ہوا ہی مٹانے مین کمی نہ کریگا جو وقت تاریک کے سامنے آپ لوگون کے حال کہیگا کہ یہ سب صاحب میرے طلسم کے مٹانے مین درپی ہین لوح کے لیے بڑی کد و کوشش کر چلے سیماب جادو مارا گیا دربند مہر و ماہ فتح ہوا اسی وقت وہ بلائے سیاہ اپٹے گی سنتے ہین آدمی کو چیر پھاڑ کر کھاتی ہی انسان خون بکارہ کی خوراک ہی ایسے کے سامنے دم بھر مین قصہ پاک ہی کسی حیلے سے دونون صاحب صلاح کرکے چلی جاؤ ہمسے اگر خواجہ پوچھین گے کچھ حیلہ کر دینگے دونون صاحب سحر تیار کرنے گئی ہین اتنا خیال رکھیے ایک شب سے زیادہ نہ گذرے ابھی تو افراسیاب برائے استقبال گیا ہی راہ مین اُسکی دعوتین ہونی ہونگی ابھی اُسکو آتے آتے عرصہ چاہیے اگر جلد آئیگی تو بعد دو چار دن کے یہان پہونچیگی اپنے کو سنبھالیے غم و الم کو ٹالیے صاحب نے جو اسطرح سمجھایا مخمور نے بہار سے کہا چلیے ہم آپ ہمراہ چلین بہار نام کو وہ عقیق سنگ شگفتہ ہو گئی یا تو روتی تھی یا ہنس پڑی کہا ای مخمور کوئی راستہ خیال مین ہی کہ بہ تعجیل نکل چلین پہر دو پہر مین پہونچ جائین مخمور نے کہا طلسم جمشید طلسم گوہر افراسیابی طلسم ہزار برج طلسم آئینہ یہ سب تمام فتح ہوئے ان طلسمات مین ملازم صاحبقران موجود ہین ہفت دربند کا راستہ چھوڑ دینگے ان طلسمات کی راہ سے چلین گے بہت جلد پہونچین گے طلسم جمشید سے راستہ بہت قریب ہی دونون نے آپس مین صلاح کی بھاری جوڑے پہنے زیور جواہر جسم پر آراستہ کیا بارگاہ سے نکلین اس خیال مین کہ جلدی نکل جائین جیسے دربارگاہ پر آئین غُل ہوا

خواجہ عمرو و برق نامور و مہرخ والا گہر کھڑے ہوے باتین کر رہے ہین مخمور و بہار کو دیکھکر عمرو نے پوچھا
ای بہار و مخمور اسوقت کیا ارادہ ہی بہار تو گھبراگئی شرماکے سر جھکا لیا لیکن مخمور نے کہا ای شہنشاہ عیاران
ای افسر خنجر گذاران ہمنے ابھی بہار سے صلاح کی کہ تاریک کے مقابلے مین بڑی قیامتین برپا ہونگی ہم بھی ابھی
کائنات کے سحر تیار کر لائین مہرخ نے تو کہا بہت مناسب ہی مگر خواجہ ہنس پڑے بہار اور زیادہ شرمائی مخمور
نے کہا خواجہ کیا ہنسے آپکی خوشی نہین ہی سحر تیار کرنے بجا مین عمرو نے کہا ضرور جائیے لیکن آج کل طلسم ہوشربا مین
قدسیہ شاہان دربند بھی آتے ہین اگر کوئی مل گیا سب تمھارے نام کے دشمن ہین فوراً گرفتار کر لینگے ہمکو خبر بھی
نہوگی خیال کرو یہ باعث خرابی کا ہی آیندہ جو مناسب وقت ہو مخمور نے کہا شب بھر ہمکو گذریگی سحر تیار کرکے
چلے آئینگے مخمور خواجہ سے یہ باتین کر رہی ہی کہ باغبان قدرت بھی آیا رعد و برق و برق لامع
چند سرداران نامدار بہار کو دیکھکر آگئے حال پوچھنے لگے یہ تو شرم سے پسینے پسینے لیکن مخمور نے سبکے سامنے
بھی یہی کہا باغبان نے جواب دیا ای ملکہ بہار و مخمور رحم کیا اور بہار اسحر کیا تاریک کے سامنے سب کدو کاوش
بیکار ہی آسکی آمد سنکے ہمکو تو بڑا انتشار ہی لشکر سے کہین جانیکا قصد کرو ایسا نہو کیسے دام مکر مین پھنسو مخمور نے
کہا نہین ہم شب بھر کے واسطے جاتے ہین سحر تیار کرکے چلے آئینگے ہمین نہین کوئی روک سکیگا عمرو نے باغبان
کو اشارہ کیا ای باغبان تاویل نکرو الکا جانا مناسب ہی یہ ذکر ہو رہا ہی سب سردار جمع ہین کہ لشکر حیرت مین
نوبت نقارے بجے سبنے دیکھا بڑے بڑے سرداران نامدار و ردیان عمدہ پہنے ہوے جاتے ہین حیرت
تخت پر سوار مصاحبان نامور ہمرکاب چند و بہ بندہ نے بڑھکر ملکہ مہرخ کو خبر دی حضور تاریک آپہونچی
حیرت برائے استقبال جاتی ہی بازارین آراستہ ہو رہی ہین یہ سنکر سب سردار گھبرا گئے عمرو نے کہا ملکہ
مین تو چھپ جاؤن مجھکو دیکھے گی تو بلائے گی خواجہ عمرو تو گلیم اوڑھکر کنارے ہوئے لیکن ملکہ مہرخ
سے سرداران نے کہا آدم خوار آئی ہی تو آنے دیجیے آپ تخت پر جلوہ فرما ہون دربار آراستہ رہے
یہ سنتے ہی مہرخ نے اشارہ کیا سائبان زربفتی بیرون بارگاہ کھنچ گیا دنگل ہائے زرین پر سرداران نامی آکر بیٹھے مہرخ
نیک اختر سریر جہانبانی پر ایک دن پیشتر سے صلاح کرکے اسد غازی کو الگ بارگاہ مین مخفی کیا ہی ضرغام
کو برائے حفاظت قرار دیا چند ساحر برائے خدمت چھوڑے باقی جملہ سرداران صف شکن تہور شعاران
تیغزن گرد تخت ملکہ عالم با اطمینان تمام آکر بیٹھے بہار و مخمور کے چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین مخمور نے
بہار سے اشارہ کیا اب دم بھر کو ملنا بہانے دشوار ہی دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہی مہتر قران و چالاک

وبرق فرنگی وجانسوز وضرغام عیاران نیکنام صورتین تبدیل کرکے لشکر سے نکل گئے جاکر زیر کوہ ٹھہرے
سامان آمد سواری تاریک شکل کش دیکھ رہے ہین ملکہ حیرت جادو تخت پر سوار جاتی ہی عمرو کنیزکی
شکل بنا ہوا پہلوے تخت ملکہ حیرت مین کنارے لشکر کے آکر حیرت ٹھہری فوجین جمین بازار ہوگی راستہ
صغیر وکبیر برنا وپیر خورد وکلان ادنی اور اعلی ہر پیر وجوان صورت نحس تاریک کے مشتاق ہین دیکھا
نوبت نقارے کی آواز آئی زمین تھرائی ہزار ہا علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے سامنے سے
گذرے سامان عظم وشان مثل ماہی ومراتب ساحران جلیل اہتمام کرتے ہوے ایک جانب آکر ٹھہرے
خواجہ اک نخل کی آڑ پکڑے ہوے کھڑے ہین یکایک افراسیاب جادو گھوڑے کو بڑھاے ہوے
خود اہتمام کرتا ہوا سامنے سے نمایان ہوا اغل قریب تخت حیرت آیا کہا اے ملکہ عالم ہوشیار خبردار رہو تخت
والی امان کا آتا ہی یہ کہکر گھوڑے کو جھکاکر پھر نکل گیا بعد تھوڑے عرصہ کے سبکی نگاہ پڑی اک تخت پر ایک
دیونی سیہ فام بچا کی خالہ پردہ ظلمات کی لشانی کلوا کی نانی لنگا بہت بھاری کالی کالی صورت اسپر چیچک
کے داغ صاف ظاہر ہی کالے گوبر پر اوپلے پڑے ہین بال کھلے ہوے برگد کی داڑھی سے مثال
آنکھین غار مہیب صورت عجیب وغریب دونون ہاتھ تخت پر ٹیکے ہوے زبان منھ سے نکلی ہوئی
باچھون سے خون ٹپک رہا ہی دیکھکر قلب کانپتا ہی خوف ہی طائر روح قفس جسم سے نہ نکل جاے بموجب شعر
نکوئی تا قیامت زشت روئی + بر دختست بریوسف نکوئی + خال چہرہ شب قدر طلعونہ تارکا درخت
دل مثل سنگ سخت درخت جب ڈکار لیکر سر اٹھایا منھ سے دھوان نکل کر آسمان پر پہونچا گویا ابر دھوان
دھار چھا گیا شراب کے مٹکے پیتی ہوئی بجاے گزک ران بھیسے کی ہاتھ مین اسکو چباتی ہوئی باچھون
سے خون ٹپک رہا ہی لخت خون کے سینے پر جمے ہوے گویا صفحہ سنگ سیاہ پر سرخ جانور بیٹھے ہین جیسے ہی
چوبدار نے بڑھکر آواز دی اے ملکہ حضور کی بہو زوجہ شہنشاہ نگاہ روبرو تاریک نے سر اٹھایا حیرت کی
آنکھ جو پڑگئی گر کر بیہوش ہوئی منھ سے آہ نکل گئی رنگ رو متغیر ہوا یقین تھا حیرت کی روح نکل جاے
وزیر زادیون نے دوڑکر ملکہ حیرت کو گود مین اٹھا لیا ہر طرح ہوا ملکہ تاریک شکل کش نے پوچھا کیا ہوا چوبدار
نے عرض کی حضور کی بہو کو غش آگیا تاریک ہنسی افراسیاب کو قریب بلایا کہا ہماری بہو ہمکو دیکھکر
گھبرا جاتی ہی اسکا کیا باعث ہی افراسیاب نے کہا حضور قدیم پردہ نازونعم پروردہ ہین کبھی آنے کا نہین
اتفاق ہوتا نازک مزاج ہی ہواے گرم چلی پھول کی طرح کمھلا گئی آپ کو دیکھکر کیا غش آگیا ملکہ حیرت کو

تو شاہزادیان بے بھاگین لیکن افراسیاب نے اشارہ کیا طرف لشکر مہرخ کے کہ دائی امان ملاحظہ فرمایئے لونڈی غلام نے لشکر جمع کیا ہی تاریک نے سر اٹھا کر دیکھا قہقہا مار کر ہنسی جو جادوگر قریب تھے اُنکے کلیجے پھٹ گئے معلوم ہوا رعد گرجا دیر تک ملکہ تاریک ہنسی ہنسی کے مارے لوٹ گئی جب ہنسی سے فراغت ہوئی تخت سے کودی افراسیاب کو گود مین اُٹھا لیا مثل اطفال خردسال کاندھے پر سوار کیا کہا صاحبو! یہ بچے کو ابھی بالکل کلام کی لیاقت نہین مُنھ سے دودھ کی بو آتی ہی ان سبکو دشمن سمجھا ہی اُنکی کیا حقیقت ہی ایکدن کی سب خوراک ہین شراب اچھی ملے سود ہوجائے گزک ان سبکو کھا جاؤن مرد عورت سب خوبصورت ہین خوبصورت کا گوشت بھی مزے کا ہوتا ہی مجھے اُنکے مقابلہ مین لایا لیکن بچے کی بات کا کیا اعتبار یہ کہکر افراسیاب کو کاندھے سے اُتارا ہاتھ تھام کے افراسیاب کا جھومتی ہوئی چلی معلوم ہوتا ہی کالی آندھی اُٹھی ہوے سر سراسر کھلے ہوے زمین مین پڑ گئے ہوے گرد ہزار ہا ساحران زبردست لیکن خاموش اسطرح جھومتی جھاتی مثل فیل مست دربارگاہ پر پہونچی حیرت دوسرے خیمے مین جا کر چھپی ہی اب جو ہوش آیا کانپ ہی گئی ہی وزیر ادونکی نے عرض کی حضور روزن کرکے دیکھیے سامنے نجائیے حیرت نے خیمہ مین روزن کیا تاریک بارگاہ پر آکر کے بیٹھ گئی تاریک اندر بارگاہ کے پہونچی افراسیاب نے تخت بچھوایا تھا اُچھلکے تخت پر بیٹھ گئی افراسیاب کو قریب اپنے جگہ دی شراب بے حساب چلنے لگی جام پر جام پئے جاتی ہی کہتی ہی افراسیاب بامدولت کو بہت ناگوار ہوا لونڈی غلامون سے مقابلہ ان مین کوئی اس لائق بھی نہین کہ سحر کا جواب تو دے جانو مین چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگی دو سو برس کے بعد لالا سے جمشید کے اُٹھی گرم دسر دعالم کو دیکھا کلیجہ ٹھنڈا ہو چاہتی ہون کمال ظاہر کرون اپنے زمانے مین سامری و جمشید اپنا قوت بازو بناتے تھے اپنے پہلو مین بٹھاتے تھے جب سحر تو تیار ہوتا تھا ہم اُسمین شراکت کرتے تھے اب زمانہ ایسا کمال سے خالی ہوا مشعل کو انھین سینے ل کے گل کیا اللہ بھی نہ کہکر سکا افراسیاب نے کہا دائی امان بگوش ہوش سماعت فرمائیے مفصل کیفیت ظاہر کرون صرف لونڈی غلام میرے نہین ہین بادشاہ طلسم نور افشان کوکب روشن ضمیر اُسکا اُستاد برہمن روئین تن نور افشان صف شکن یہ سب میرے دشمن ہوے جب میرے ملازمون نے دو سحر کئے کہ جیکو لونڈی غلام دفع کرئے کوکب نے اپنے سپہ سالار مثل بلبور چہار دست و ماہی پریزاد وغیرہ روانہ کئے اُن سردارون نے آکر ان سبکو رہا کیا ہزارہا ملازم میرے قتل ہوے کوکب کی وجہ سے یہ لوگ تھے ہین دختر کوکب بدر ابلن نے دریائے خون روان خشک کیا پل پریزادان نور آراستہ کھلا صدہا شہر میرے قبضہ سے نکل گئے اب بھی

جب کوئی لڑائی سخت پڑتی ہی کوکب و برہمن آتے ہین شعبدہ و سحر دکھاتے ہین مین نے اکثر قصد کیا کہ طلسم
نور افشان مٹا دون کوکب کو قتل کرون لیکن نہین بن پڑا بڑی بڑی لڑائیان پڑین اکثر اسکے ممالک پر قبضہ
بھی کیا کوکب پر پنجہ قابض نہوا اگر کوکب انکے شریک نہوتا لونڈی غلام باغی ہو کر دو لڑائیان لڑتے آخرہ مرہی
کرتے یہ مدد کوکب مغرور ہی ابھی بقدمہ مشعل نور افشان نے بڑا شعبدہ دکھایا جلتی روحین قبض کرلین تھین
انکو بچایا میرے مقابلے کو آیا محو تماشا ناظرین ہو کر خواجہ عمرو بصورت چوبدار اک گوشے مین کھڑے ہوئے یہ سب
باتین سن رہے ہین جب افراسیاب نے سرگزشتی کوکب و برہمن سامنے تاریک کے کہی وہ ہنسی کہا بیٹا کوکب
و برہمن کی بھی یہ حقیقت ہی کہ اہالیان ہوش ربا سے مقابلہ کرین تمھارے سامنے دم جرأت کا بھرین کوکب
و برہمن جو آج ہی تمھاری اطاعت کرین پھر تو لڑائی کی احتیاج نہین ہی افراسیاب نے کہا کوکب و
برہمن اگر شریک ہوجائین مدد مسلمانان سے ہاتھ اُٹھائین ان سبکی کیا حقیقت ہی ایک سردار کو حکم دون
سبکی مشکین باندھ لائے آدمے صدہا مرتبہ گرفتار کرلیا کبھی عیارون نے آکر چھوڑایا کبھی کوکب برائے مدد آیا
تاریک نے کہا عیارون کا نام سنے اُن سب کا افسر عمرو گنبد تاریک مین گیا تھا گنبد مین قدم رکھتے ہی
رنگ روغن عیاری کا اُڑ گیا مین نے اُٹھا کر چاہا ایک لقمہ کرون قدمون پر گر پڑا یقین تھا روح قالب سے
نکل جائے لیکن نہایت خوش آواز ہی مصاحب دمساز ہی دو چار جام شراب کے اُسنے ما بدولت کو ایسے
پلائے اسوقت تک زبان پر لذت ہی اُسنے نسخہ بھی کہا ہی کہ بنادونگا اگر ملے تو بلا بھیجو افراسیاب نے کہا
وہ بلائے روزگار ہی آپکے سامنے کچھ اور نہ بن پڑا تو بجائے جان بچائی شراب مین بیہوشی ملا کے آپ کو پلائی
آپ فرماتی ہین کیفیت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی تاریک نے کہا بیہوشی کیسی تلخی شراب کا نسخہ ہی تم ایسے
گدھون کے واسطے بیہوشی ہی اچھا تیری خوشی ہی اُنکی بھی تدبیر کرونگی دیکھ ابھی نقش جمشیدی نکالتی ہون
برہمن و کوکب رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر ہونگے تسخیر میری نگاہ مین ہی کوکب کی کیا حقیقت ہی اور
برہمن ہمارے گھر کا بھجنگ وہ سحر کیا جانے ساعت بچارتا ہی تو نے اُسکو بھی ساحر بنایا عمرو کے ہوش
اُڑے یہ مین ان باتون کو سنکر حیران پریشان کہ ای پروردگار خیر کیجیو کیا کوکب اور برہمن کو پکڑوا بلائیگی
گرفتار کریگی لیکن خاموش ایک کونے مین کھڑا ہوا سن رہا ہی تاریک باتین کرتے کرتے افراسیاب
کی طرف متوجہ ہوئی افراسیاب نے خوان منگا کر کباب کے حاضر کیے پورے پورے جانور بھنے ہوئے
تاریک نے ہنسکر کہا ای فرزند اس سے مزا نہین ملتا نہاری کے بدلے اسوقت دو آدمی ہوتے شراب

پی ہو کھانے کی خواہش ہی **افراسیاب** نے سر جھکایا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوئے ہین دور سے دیکھا دو مسافر
جاتے ہین بس **تاریک** باتین کرتے کرتے کڑک کر اُٹھی اُن دونون بیچارون پر جا کر یون گری جیسے بجلی گرتی ہی
دونون کی گردن پکڑ کے اُٹھا لائی **عمرو** نے دیکھا وہ بیچارے سہم گئے دونون کی ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالا بجلے گزک
چبانا شروع کیا ہڈیان تک کھا گئی اہالیان دربار کے قلب کانپ گئے بعض کو غش آگیا یقین تھا **عمرو** کی روح
نکل جاے **تاریک** اِن دونون کو کھا کر مطمئن ہوئی ڈکار لی جیب سے **نقش جمشیدی** نکالا کہا **افراسیاب** بے
دیکھ سحر اسکا نام ہی مصاحبان **سامری** کا یہ کام ہی یہ کہکر **تاریک** نے ایک چیخ ماری یا جمشید یا **سامری** بارگاہ
ہل گئی **تاریک** نے اس نقش کو ہاتھ کے نیچے دبایا ہونٹھ ہلے کچھ پڑھنے لگی یہان تو یہ کیفیت ہی **تاریک** نے
نقش جمشیدی ہاتھ کے نیچے دبایا خراب بربا پڑی رہی ہی مثل فیل مست جھومتی ہی لیکن **کوکب روشنضمیر** قصر
جمشیدی مین دنگل زرین پر جلوہ فرما ہی بران وغیرہ امورات مالی وملکی مین مصروف ہین اسوقت صرف وزیران
سلطنت مشیران با ہمت مثل **خورشید روشن راے** وغیرہ حاضر ہین خدمت فیضدرجت مین وہان **تاریک** نے
نقش جمشیدی ہاتھ کے نیچے دبایا یہان **کوکب** کا عجب نقشہ ہوا خانۂ دل مین اضطراب خود بخود پیچ وتاب مثل بید
تھرآیا بیٹھے بیٹھے گھبرایا رنگ رو متغیر اُف اُف کرنے لگا **خورشید روشن راے** نے دست بستہ عرض کی کہ اِن
شہنشاہ خیر تو ہی اسوقت آئینۂ رخسار پر گرد ملال ہی شہنشاہ کا کیا حال ہی **کوکب** نے آہ کر کے زانو پر ہاتھ مارا
کہا اے وزیر اعظم اے دستور معظم اے کلید قفل خزانہ فطرت اے رکن سلطنت خواہش دنیا مین کیا کر بیٹھا صاحب اہل و
عیال حاکم ملک ومال **افراسیاب** ایسے بادشاہ سے مین نے بگاڑی ایک **عمرو عیار** کے واسطے بادشاہ
ہوش ربا سے فساد مین نے پیدا کیا آپ لوگون نے بھی نہ مجھکو سمجھایا دل مین یہ خیال نہ آیا ابھی وہ میرے ملک پر
چڑھ آے تو مین اس بادشاہ سے لڑ سکون گا بران وجمشید قتل ہو جائینگے ملک ومال قبضے سے نکل جائیگا **عمرو** مجھکو
بچانے گا اک عیار جعلساز مکار لقا کے خوف سے بھاگ کر یہان آیا یہان اگر یہ دام کر کھیلا یا مجھکو میرے بھائی **افراسیاب**
سے لڑوا دیا ہمیشہ سے ان ملکون مین یہی قاعدہ رہا اگر کوئی رنج وملال اہالیان ہوشربا کو ہوا ہم جا کر شریک ہوئے
ہمپر کوئی مصیبت پڑی وہ ہمارے مددگار ہوے سب آپسمین **سامری** پرست **عمرو** مذہب سے خلاف ہوئے
دو سو خداؤن کو برا کہتا ہی اس فسادمین مذہب جدوا بھی چھوٹا طلسم نور افشان نہ بچیگا جسدن **افراسیاب**
قصد کریگا پناہ نہ ملیگی کلی آرزو نہ کھلے گی **افراسیاب** بادشاہ قاہر وجابر ہی فنون جرات ولیاقت سے بخوبی نا
ہی مین اُسکا مقابلہ کر سکتا ہون ایک سحر مین طبقے زمین وآسمان کے ملا دیگا مین اسکا ہم نبرد نہیں ہون افسوس

بران اور جمشید کی شادی بھی نہ کرنے پایا کہ پیام مرگ آیا یہ کہکر کوکب رونے لگا کہا ای وزیر باتدبیر کوئی صلاح
نیک بتا کہ میری جان و مال بچے اولاد پر زوال نہ آنے پائے خورشید کا چہرہ زرد ہوگیا جی مین کہتا ہی جو ایسا
صاحب جرات و شوکت و لیاقت ہو اسکو یہ ہراس ہی کیا غضب ہی گیا اب کیا صلاح دون لیکن یہ جواب بھی بالکل
خلاف ادب شہنشاہی ہی اس نامردی مین بڑی تباہی ہو اگر دشمن سن پائے ابھی گھر مین گھس آئے ایسے کلام
نامردی کبھی زبان سے اس عالی ہمت کے نہ نکلے تھے سوچ بچار کے دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ عالیجاہ
افراسیاب کی کیا حقیقت ہی آپنے اُس سے کیسے کیسے مقابلے کیے آپکا تو بڑا مرتبہ ہی آپکی دختر بلند اختر بُران
نامور نے افراسیاب کو کیسے کیسے رنج و ملال پہونچائے وہ کیا کر سکا اب حضور نے جو کچھ کیا وہ کیا عمرو ایسے شخص
کا ساتھ دیا ہر چند کہ عمرو عیار ہی اُسکا آقا شہنشاہ عالیوقار ہی صاحبقران زمان قاتل دیوان قلعہ غازی مجاہد
صاحب شوکت و حشم مورد فیوض نامتناہی حافظ اسمائے الٰہی آپنے اُنکا ساتھ دیا ہی آخر زمانے مین جہانگیر کے
صاحبقران تشریف لائے جہانگیر کو دربر کے لیگئے افراسیاب کیا کر سکا اسطرح جب آپ پر کوئی رنج و ملال
ہوگا پانچ ہزار پانچ سو چھپن سردار کل تاجداران عالیوقار آپکی مدد کو آئینگے افراسیاب کیا کر سکیگا اسد غازی
فاتح طلسم ہوش ربا ہی لوح دستیاب ہوگی اگر شہر کو کچھ زیادہ تردد ہو چندے برائے مدد تشریف لیجائیے مگر اسقدر
نہ گھبرائیے اسطرح جو خورشید نے کہا کوکب نے بہ نگاہ قہر طرف خورشید روشن رائے کے دیکھا کہا کیون ای
وزیر باعقل ہم تجھسے صلاح نیک کے طالب ہوے تو نے یہ کہانی طولانی ہمارے سامنے بیان کی ابھی ذرا سی سختی
پڑیگی تو بھاگ کر چلا جائیگا اپنی جان بچائیگا مین عیال کو لیکر کدھر جاؤن سوائے اسکے کہ جان دون مرجاؤن
خورشید روشن رائے نے سر جھکا لیا دست بستہ عرض کی بہت بجا ارشاد ہوا ع امور مملکت خویش خسروان
دانند — غلام کو کیا دخل ہی جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے ہم خیر خواہان دولت ہین جو عقل مین آیا وہ کہا
کوکب پریشان ہوکر اٹھا کہا تم سب چاہتے ہو میرا ملک و مال برباد ہو مین اپنے عاشق صادق یار موافق
سعفدر وصف شکن پاس برہمن رو مین تن کے جاتا ہون جو وہ کہیگا وہ کرونگا خورشید روشن رائے
نے کہا بسم اللہ غلام بھی ساتھ چلے کوکب نے کہا کیا ضرورت نہین ہم بدولت یکہ و تنہا جائینگے یہ کہکر کوکب تخت پر
سوار ہو یکہ و تنہا بدحواس گھبرایا ہوا مُنہ پر ہوائیان اڑتی ہوئین طرف قصر برہمن کے چلا احوال برہمن
تحریر ہوتا ہی کہ جسطرح بیٹھے بیٹھے کوکب گھبرایا اُسی طرح برہمن بھی اپنے قصر مین بیٹھا تھا ایکایک خود بخود گھبرایا
بیتاب ہوکے اٹھا مصاحبون نے پوچھا کیون اُستاد خیر تو ہی اسوقت ہم آپ کو بہت پریشان پاتے ہین غلام

بہت گھبرائے ہین برہمن نے کہا یارو انجام کا خیال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے بڑی خرابی درپیش ہے ہمارے شہنشاہ
نے بڑا غضب کیا افراسیاب ایسے بادشاہ سے بگاڑی انجام نہ سوچا افراسیاب نے بڑی مہربانی فرمائی
سبکے حال پر رحم کیا جب قصد کرتا ہم سبکو قتل کرتا کیا مشکل تھا ذرہ آفتاب سے آنکھ ملا سکتا ہے کجا پشہ و فیل مست
ہم حقیر وہ بادشاہ زبردست سبنے کہا پھر کیا ارادہ ہے برہمن نے کہا حفاظت جان کی واجب و لازم ہے کوکب
بہت خفا ہونگے نوکری سے چھوڑا دینگے افراسیاب ملازم کرلیگا اور جس بادشاہ کے یہان چلے جاینگے عزت و رزق
پاینگے لیکن جان بچانا ضرور ہے اگر جان پر کوئی زوال آیا کیا کوکب ہمکو زندہ کر لینگے انہین کی جان بچانا دشوار ہے
اب افراسیاب آمادہ حرب و پیکار ہے مصاحبون نے کہا حضور افراسیاب کیا مال ہے وہ تلوار چلے گی اسکے
دانت کھٹے کر دینگے تلوارین کھینچکر جا پڑینگے وہ نامرد کیا لڑے گا جا گتا پھرے گا برہمن نے کہا آپ لوگ اسوقت
میرے پاس سے رخصت ہو جائین ہمسے زبان نہ لڑائین بے سمجھے بات کرنا اسکا جواب کیا دین سب مصاحب
رنجیدہ ہو کر بیرون قصر گئے برہمن یکہ و تنہا قصر مین ٹہل رہا ہے دل سے باتین اطاعت افراسیاب کی گھاتین کرتا ہے
آواز آتی ہے او نادان جان کو غنیمت جان افراسیاب سے جا کر ملجا اپنے کو ذلت و رسوائی سے بچا برہمن کو
کچھ بن نہین پڑتا دل کی یہ ہدایت ہے افراسیاب سے لڑنا مناسب نہین یکایک آسمان پر برق چمکی برہمن نے
دیکھا کوکب روشنضمیر عجب حال پر ملال سے آتا ہے تاج ڈھلکا ہوا سر بھی پشت پر نذار و ذوآب کمر مین لگی ہے نہ خنجر
نہ تلوار نہ تیر نہ ترکش خود بخود دکشا کش برہمن نے بلند ہو کر پایہ تخت پر ہاتھ ڈالا کوکب قصر برہمن مین
آگرا تھا برہمن نے دوڑکر قدمون کو بوسہ دیا لپٹ کر رونے لگا کہا اے شہنشاہ مین خود خدمت مین حاضر ہونے کو
تھا اسوقت بیٹھے بیٹھے مین نے انجام سوچا بڑی خرابی درپیش ہے سنا ہے افراسیاب سامان لشکر کشی مین مصروف
ہے کوکب نے کہا اے برادر لشکر کشی کیسی تاریک فلک کش آگئی پہلے وہ طلسم نور افشان کا قصد کرے گی
پھر اسکو کون روکے گا مصاحب سامری سے مقابلہ کرنا نہایت دشوار ہے برہمن نے کہا پھر حضور سب سے
پہلے ہم اور آپ پیچھے جاینگے ظالم کے ہاتھ سے کیونکر امان پاینگے عرصہ دراز تک دونون مین یہی باتین ہین
ہر بات مین کوکب روشنضمیر نے کلام برہمن روشن تن کی تائید کی برہمن نے ہر بات موافق
مزاج شہنشاہ کہی دونون ایک حال مین ہین ایک کو زرد دوسرے کو آشفتہ ایک مضطر دوسرا بیقرار بموجب شعر
قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانے دو + خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو + دونون کی رائے ایک طور پر
کوکب کہتا ہے افراسیاب بڑا زبردست ہے برہمن کہتا ہے بادۂ جرات سے بھی مست ہے آخر برہمن نے کہا

ای شہنشاہ ہم آپ دونون چلین افراسیاب کے قدمون پر گر پڑین وہ بادشاہ عالیجاہ خطا معاف کردیگا تامل مین خرابی ہی کوکب نے کہا مجھے تمسے زیادہ بیتابی ہی لیکن اس حال سے چلو کہ اُسکو رحم آجاے سرکشی ثابت نہو خطاہاے گذشتہ کا اقرار کرینگے جواب صاف بھی ہی کہ حضور از خوردان خطا و از بزرگان عطا ضرور خیال کریگا دونون نے اس صلاح کو پختہ کیا کوکب نے تاج بھی اُتار ڈالا کلاہ سر پہ پہنی برہمن سر برہنہ لباس میلا کچیلا دونون اس حال پُر ملال مین تخت پر سوار ہوے برہمن نے تخت اُڑایا حسرت و یاس کی باتین کرتے ہوے طرف افراسیاب کے چلے برہمن کہتا ہی ای شہنشاہ افراسیاب مجھکو قتل کرے مگر اپکی جان بچ جاے مین جاتے ہی قدمون پر گر پڑونگا اگر قتل بھی کرے گا تو بھی نجات ہی افسر مذہب لات و منات ہی کوکب نے کہا مجھسے زیادہ عذر نہ کیا جاے گا اتنا کہدونگا کہ ای شہنشاہ لوگون نے ہمکو بہکایا ناحق لڑوا دیا اب تمسے سرکشی نہ کرینگے خواہ قتل کر خواہ بخشو بس یہی بہتر ہی برہمن نے کہا اسی قدر کافی ہی یہی صورت معافی ہی یہ باتین کرتے ہوے دونون بہ تعجیل تمام جاتے ہین اسقدر مبہوت ہین کہ دیر ہونے سے گھبراتے ہین کئی کوس راستہ طی کیا تھا کہ اک قصر رفیع سامنے سے نمایان ہوا برہمن و کوکب نے دیکھا نور افشان جادو اُس قصر پر ٹہل رہا ہی لیکن حیران حیران انتہا کا پریشان اسی جانب دیکھ رہا ہی جیسے ہی کوکب کی نگاہ نور افشان پر پڑی کہا ای خیرخواہ دولت اُستاد کھڑے ہین انکو بھی ساتھ لے چلو برہمن نے کہا بہت مناسب ہوگا بڑے خطاوار تو یہی ہین قصر نور افشانی مین عمرو نے جلسہ قرار دیا اور ہندوون سے مناظرہ کیا پہلے سب یہی اُٹھکر ہوے تھے یہ کہتے ہوے کہ مذہب اسلام خوب ہی عمرو کا ساتھ دینگے افراسیاب سے لڑینگے انہین کی راے پر سب کاربند ہوے انہین کے اعتقاد سے دردمند ہوے اگر خوشی نہ چلینگے ہم تم دو ہین وہ تنہا گردن پکڑکے لیجائینگے اپنی حفاظت جان واجب و لازم ہی لحاظ و پاس کیسا جان ہی تو جہان ہی بموجب رباعی

نہ صبر و سکون کا گھر مین یار انجھکو	ہر کوچۂ یار مین گنہگار انجھکو	سیماب کی طرح ایکدم چین نہین
بیتاب دل نے آہ و مارا مجھکو دیگر	کیا طول عمل سے جان کو شاد کرون	حسرت سے دل خراب آباد کرون
بیزار رہا ہون اسقدر دنیا سے	گر ہاتھ لگے تو خوب برباد کرون دیگر	آرام و سکون کہان ہی بیتابی مین
صد برق طپان نہان ہی بیتابی مین	اک آن بھی دل کو چین لینے نہ دیا	تیری بلا سی ہی خیال مین بیتابی مین دیگر
کیا خوب عذاب مین گرفتار ہو نہین	جان دادہ لطف رنگ اغیار ہو نہین	جینے سے مرے وہ دشمنی سے خوش ہی
جاتی ہی کہ زندگی سے بیزار ہو نہین	لیکن نور افشان جادو نے جو برہمن و کوکب کو بیتاب دیکھا یکبار	

کہ اے شہنشاہ طلسم نور افشان و اے برہمن عالیشان ہم عرصہ دراز سے تمہارا انتظار کر رہے ہین ہمارے پاس
آیئے کوکب نے کہا حاضر ہوا دونون نے تخت اپنا سامنے نور افشان کے اُتارا نور افشان نے دیکھا انہین غم
دونون بدحواس ہین چاہتا تھا کچھ کلام کرے کہ کوکب نے کہا اُستاد صاحب کچھ آپکو حال بھی معلوم ہے تمہارے
حجرے سے نکل آئی اب کیسے کہان چھپین افراسیاب برسر آزار ہم مجبور و ناچار آپنے مذہب عمرو کا اعتقاد کیا
اہالیان طلسم نور افشان کو برباد کیا ہم تو دونون اُستاد شاگرد خدمت مین افراسیاب کی جاتے ہین خواہ خطا
بخشے یا قتل کرے کوئی چارہ نہین آپکو یہ دن یاد نہ تھا بزرگ ہوکر ہمکو بدراہ کیا دین سے بیگانہ کیا تیر اجل کا نشانہ کیا
نور افشان جادو نے دونون کو گلے سے لگا لیا کہا حقیقت مین میری عقل پر پتھر پڑے لیکن جو تمہاری رائے ہو
مین تمہارے شریک ہون تاریک شکل کش ہماری ہم صحبت ہو اُسکو ہمسے انتہائی محبت ہی فوراً خطا معاف
کرادیگی ابھی صفائی ہوجائیگی طبیعت تسکین پائیگی ملک و مال پر زوال نہیں نہ آویگا مجھے بھی ساتھ لیچلو جو گذرا وہ گذرا
اسکی شکایت نہ کرو ابھی چلکر انتظام کرینگے افراسیاب کے شریک ہوکر عمرو اور مہرخ سے لڑینگے افراسیاب
خوش ہوجائیگا نور افشان نے موافق مزاج برہمن و کوکب جو کلام کیا دونون خوش ہوگئے کہا اُستاد جلد
چلیے اب دیر نہ کیجیے نور افشان نے کہا بیٹھ جاؤ ہوش و حواس درست کرو جلدی کیا ضرور ہو بیتابی عقل کا
قصور ہی ہم سب انتظام کرینگے جب ہمین اُسکے دشمنون سے مقابلہ منظور ہی پھر کیا قصور ہی ابھی ہماری خیرخواہی
اُسپر روشن ہوجائیگی دونون کو سمجھا کر نور افشان نے مسند پر بٹھایا مگر دونون گھبرا رہے ہین کہتے ہین اُستاد
دیر نہ کرو جلد چلو ایسا نہو کوئی افتاد پڑجاے نور افشان اچھا اچھا کہتے ہوے ایک کمرے مین گئے برہمن
کوکب کو وہان بلا لیا کمرے مین جو برہمن و کوکب پہونچے دیکھا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی آراستہ ہین
کمرہ خوب سجا ہوا ہی ایک گلابی نور افشان نے اُٹھالی جام لبریز کیا کوکب سے کہا اے نور نظر اک جام نوش کرو
کوکب نے کہا اُستاد کیسی شراب کیسا کباب ہوش پراگندہ ہین خوف جان و ایمان ہی بقول حضرت ناسخ مطلع
بیتاب ہون خم دل غنچہ خوش آب کی + دل مین رہا ہی کسکو ہوس ہی کباب کی + نور افشان نے کہا بیٹا کاہیکا تردد
کیسا انتشار اسقدر بیقرار نہو سمجھا کے زبردستی کوکب کو جام شراب پلایا دوسرا جام برہمن کو دیا یہ بھی نہ پیتے تھے
نور افشان نے مجبور پلایا جیسے ہی دونون نے شراب پی سامنے چھپرکھٹ آراستہ تھے کہا اُستاد ہم ذرا آرام کرین
نور افشان نے کہا تمہارا گھر ہی دونون چھپرکھٹ پر جاکے لیٹے بعد لمحہ نور افشان نے اُس قصر مین قفل لگایا
دوسرے قصر سے کوکب و برہمن نکلے نور افشان نے دونون کو تخت پر سوار کیا کہا جلد دربار افراسیاب

مین جاؤ ہم بھی آئینگے دونون تخت اڑاتے ہوے چلے یہان دربار تاریک شکل کش مین خواجہ عمرو ایک گوشے
مین کھڑے دیکھ رہے ہین تاریک نقش جمشیدی کو ہاتھ سے دبائے ہوے کہہ رہی ہے برہمن و کوکب
آئے عمرو حیران ہے کہ کیا برہمن و کوکب یہان چلے آئینگے وہ دونون ایسے جوان ہین اس سوچ مین کھڑا
تھا کہ لشکر افراسیاب مین پڑا ہوا ہرکارون نے بڑھکر افراسیاب سے کہا برہمن و کوکب تخت پر سوار
آتے ہین لیکن بہت بدحواس ہین عمرو کے ہوش اڑ گئے گھبرا کے باہر آیا دیکھا حقیقت مین برہمن و کوکب
دربارگاہ پر آپہونچے عمرو نے چاہا بصورت مبدل انسے ملاقات کرون کچھ بات کرون پوچھون کہ تم کیون آئے
تاریک ایسی ملعونہ موجود ہے جب لشکر کشی کرتے سمجھا جاتا کوئی اسطرح دشمن کے گھر مین آتا ہے جبتک عمرو بڑھے
وہ دونون پردہ اٹھا کر اندر بارگاہ کے داخل ہوے دیکھا تاریک میٹھی شراب پی رہی ہے دونون نے تاریک
کو سلام کیا کوکب نے کہا ای تاریک شکل کش اگر تنے ہمکو غفلت مین بلایا کیا کمال کیا ہاتھ کے نیچے نقش
جمشیدی کیون دبایا ہے اسکو ہٹا کر ہمسے کلام کرو اگر حقیقت مین خطا ہو سزا دو حال تو سنو افراسیاب نے ہمارے
ساتھ کیا کیا ہمسے کیا معاملہ سرزد ہوا لیکن اسطرح ہم کلام کا جواب نہ دینگے نقش جمشیدی آگ مین جلا دو تب ہمسے
کلام کرو یہ سنکے تاریک نے غصے مین آکے نقش جمشیدی ہاتھ مین لیکر منقل آتش مین ڈالدیا نقش جلا دھوان
بلند ہوا تاریک نے کہا آؤ میٹھو کل کیفیت بغاوت و عدم بغاوت سامنے ہمارے ظاہر کرو ہم تمھین افراسیاب
سے ملوا دینگے یہ سنکر کوکب نے ہنسکر کہا او تاریک تیری کیا مجال ہے کہ کوکب روشنضمیر اور برہمن روئین تن
کو اپنے دربار مین بلائے کوکب بادشاہ عالیجاہ اور برہمن فلک شرافت کا ماہ کوکب جری بہادر برہمن
بحر لیاقت کا بے بہا در تیرا شعبدہ چل سکتا ہے ہم غلامان نور افشان جادو ان دونون شیرون کو استاد نے
روک لیا ہے منہ سیاہ کرنے کو ہم ایسے حقیر غلامون کو بھیجا ہے اب جو اسنے سر اٹھا کر دیکھا کوکب و برہمن نہین
دو غلامان زنگی کھڑے ہوے تاریک سے باتین کر رہے ہین تاریک جھلائی قصد کیا تخت سے اٹھون
دونون غلامان زنگی خیرخواہان کرنگی ہنسکر پیچھے ہٹے دونون نے زمین پر پاؤن مارے غرق زمین ہو گئے
یہ شعبدہ دیکھکر تاریک بہت جھلائی کہا اور کیفیت دیکھو نور افشان نے میرے ساتھ شعبدہ کیا میرا نقش
مٹوایا اتنا بڑا سحر خاک مین ملایا دیکھو تو کیا آفت برپا کرتی ہون قہر و غضب مین تخت سے اٹھی سب نے دیکھا
بیرون بارگاہ چلی افراسیاب بھی حیران خوف کے مارے خاموش حیرت جادو اندر سے بارگاہ کے دیکھ
رہی ہے عمرو بھی گھبرا کے بیرون بارگاہ آیا ادھر لشکر اسلام مین ہنگامہ ہوا ہرکارون نے بڑھکر خبر دی تاریک

غصے مین باہر آئی ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی مہرخ و بہار وغیرہ گھبرا کے سر برہنہ پا پیادہ دیکھنے کے اشتیاق مین لیکجا
آگے ٹھہرین سب نے دیکھا تاریک اک جنگل مین آکر بیٹھ گئی نہ کھولا یا دھوان وہین بحس سے نکلنے لگا بقدر
دھوان نکلا اک مکان عالیشان دھوئین کا بنکر تیار ہوا یہانتک پڑا کے دو بیٹے تاریک نے مقرر کیے اور
افراسیاب سے پکار کر کہا شراب وغیرہ ہمارے واسطے اسی مقام پر بھیجدو کتنی ہی سال لگے بعد گنبد سیاہ سے
نکلی ہون بارگاہ مین دل گھبراتا ہی صحرا نہایت پُر فضا ہی بابدولت اسی مقام پر تشریف رکھین گی آج کی شب
تامل کرو کل سے لڑائی شروع ہوجائیگی نور افشان و کوکب و برہمن و مہرخ و بہار وغیرہ سب کا حال
کھل جائیگا سحر و ساحری کی کیفیت ظاہر ہوگی یہ کہتی ہوئی تاریک اندر اُسی مکان دخانی کے داخل ہوئی
دونون بیٹے دروازے پر بطور نگہبان ٹہلنے لگے عمرو نے مہرخ سے کہا حقیقت مین آج نور افشان نے بڑا کام
کیا ہمین معلوم یہ کیا شعبدہ تھا غلامان زنگی بصورت برہمن و کوکب آئے تاریک کا نقش جمشیدی مٹا کے
چلے گئے مین جاکر خبر لاؤن اسیوقت عمرو طرف قصر جمشیدی کے چلا اب واضح ہو اے ناظرین جب تاریک
نے کوکب و برہمن کو مبہوت کیا قلب کٹ دیے اور یہ دونون بطور رنگ ور چلے نور افشان کو علم ستارہ شناسی
سے ثابت ہوا راہ مین آکر قصر سحر بنایا کوکب و برہمن کو شراب سحر پلاکر بیہوش کیا انکے ہمشکل یہ دو غلام
روانہ کر دیے جب ملازمان زنگی جاچکے نور افشان نے برہمن و کوکب کو ہوشیار کیا اب جو یہ اٹھے ہوش
مین تھے اسی جرات کے جوش مین تھے نور افشان نے ساری کیفیت بیان کی کوکب و برہمن بھاگ
ہوگئے نور افشان کو لیکر قصر جمشیدی مین آئے خواجہ بھی آگئے ہوئے دیکھا نور افشان برہمن کوکب
قصر جمشیدی مین جلوہ فرما ہین خواجہ کو دیکھکر سب برائے تعظیم اٹھے نور افشان نے پوچھا خواجہ آپ
کہان سے آتے ہین عمرو نے تمام کیفیت بارگاہ افراسیاب سامنے نور افشان کے بیان کی نور افشان نے
کہا خواجہ یہ دونون اسقدر مبہوت تھے قریب تھا اپنے گلے کاٹ ڈالین خدا نے فضل کیا مجھکو حال معلوم ہوگیا
راہ مین آکر روکا نقش جمشیدی کو مٹایا لیکن خواجہ انجام اسکا بہی افراسیاب کو بالیان نور افشان سے بڑی
کدہی ہر چند کہ آج مین نے بڑی جستجو کی دونون نوجوانون کو بچایا مگر تاریک علم سحر و ساحری مین یگانہ آفاق ہی کل
فنون مین طاق ہی دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی اب آپ جاکر لشکر کی خبر لیجیے کوکب کو نور افشان نے حکم دیا خبردار
قصر جمشیدی سے باہر نہ نکلنا تاریک اب قیامتین برپا کریگی اور خواجہ برائے خدا عیاری کرنے کا قصد نکرنا کوئی
عیاری اُسپر نہ چلیگی بیہوشی پلا کے دیکھ چکے وہ کہتی تھی یہ نسخہ میرے واسطے بناؤ ایسے کا کوئی کیا کرے گا ہم بھی تدبیر

مصروف ہین یہ مقدمات اُسکی عنایت پر موقوف ہین اب مین براے تدبیر جاتا ہون نور افشان تو اُسی وقت روانہ ہوگیا خواجہ طرف لشکر کے چلے لیکن کنیزان بُران شمشیرزن دربار کوکب روشنضمیر مین حاضر تھین تمام کیفیت دریافت کر کے خدمت مین ملکہ بُران کی حاضر ہوئین اُسوقت ملکہ بُران شگوفہ سحرساز اپنی وزیرزادی سے فرماتی ہین کیون ای شگوفہ تجھے حال شاہزادہ والاقدر سنا طلسم اسکندری فتح کر کے بالشکرگران طرف طلسم ہوشربا کے متوجہ ہوے تھے اگرچہ مین نے طائران سحر براے خبر بھیجے کچھ کیفیت معلوم نہوئی کس سے دل کا حال کہون دل اُنکے ساتھ ہی دام گیسو مین جاکر پھنسا اپنا تو بدین مضمون ترکیب بند یہ حال ہی نظم بطور ترکیب بند

درد طلب و غم جدائی

پروانہ فداے گل ہی شاید

تو رشک پری تری بلا دے

امید نہین رہی کہ دل کی

اُس در پہ جو مین غبار ہوتا

دل پھرتے کبھی اگر کے بھی

جنت پہ مرے ہی نہ اے کاش

دل جاتے ہی کیا مصیبت آئی
ہی چرخ نے کسطرح سے ہمکو
دکھاترا یہ جعنائی
ہی پردہ نشین وہی ہی سودا
آسیب زدون کو بھی کھائی
ای یاس وصال سنگدل ہی
ایسے سے ہو کسطرح رہائی
اُس شوخ جہان ربودہ زمن
شکر دم شعلہ بار ہوتا
بیکار ہنون یہ فکر ہی ای کاش
کیا گردش روزگار ہوتا
یہ بات زبان سے کب نکلتی
اُس کو مین کبھی گذار ہوتا
ای بند شعار ہوش مین آ

دکھا گئی یہ دل کے ہمراہ
آسودگی شکستہ پائی
ای آہ ذرا بنا دے سیدھا
پھر شکل اگر نظر نہ آئی
ہون خاک در اُسکا جسے فلک نے
بیفائدہ زور آزمائی
آوارۂ دشت بے بسی ہون
گوئی کہ دلم ربود از من و دیگر
اُس زود گسل سے خود نگی
ناکام مآل کار ہوتا
کہتا ہی کہ چھوڑ اسکو جیسے
ناصح جو تو دوستدار ہوتا
اُس غیرت حور کو بلاؤ
کوئی بھی ہی آپ خار ہوتا

ظاہر ہوئی جانکی بیوفائی

ہی چرخ مین سخت کج ادائی

گردن مرے سامنے جھکائی

مبہوت شراب بیکسی ہون

گر عمر کا اعتبار ہوتا

دشمن سا ہی جان نثار ہوتا

واعظ نہین شرمسار ہوتا

کیون شگوفہ کیزنکر دریافت ہو کہ راہ مین اُنپر کیا گذری کسی طرح کی مشکلین درپیش ہین بہت سے بچیاں کی صورت سے نہین واقف مین لیکن اُنکے بزرگون کے ہاتھ سے مارے گئے وہ معاوضہ کے متلاشی ہین گر اُنکے کسی عزیز و اقارب کو پائین صدمات پہونچائین سدہا پہلوانان زبردست و ساحران خودپرست اُنکے

ہاتھ سے مارے گئے جنمین سے خروج کیا جا بجا لڑے ہنگامہ عظیم پڑے وہ بھی سب بے شرم و بے حیا انکے دشمن
ہین ان راستون سے گذر کرنا تا بہوش ربا پہونچنا بہت دشوار ہی شگوفہ نے کہا فوج تو خوب جمع ہوگئی ہی ساحر
بھی بڑے بڑے زبردست ہمراہ ہین صیقل آئینہ دار فرزند بادشاہ طلسم اسکندریہ انکے سرداران صف شکن
بھی سب انھین کے ساتھ ہین کوئی انپر دست انداز نہین ہوسکتا یہ باتین تھین کہ چند کنیزین اگر حاضر ہوئین
عرض کی حضور آج خدا نے بڑی خیر کی آپکے والد نامدار دبرہمن عالیوقار دام شعبدہ تاریک شکل کش
مین پھنس گئے تھے اُستاد کلان نور افشان نے بچایا خواجہ عمرو بھی تشریف لائے تھے کچھ صلاح بھی ہوئی خواجہ
طرف لشکر کے تشریف لیگئے ہین نور افشان اسی فکر مین سرگردان آپکے والد نامدار حیران و پریشان سنتے ہین
اُسنے قصر دھومین کا بنایا ہی اسمین جا کر بیٹھی ہی اُستاد کلان نے یہ بات کہی کوئی اُسکے مقابلہ مین بجائے ملکہ تران
نے کہا یہ ناممکن ہی اہل اسلام پر مصیبت ہو اور ایسے وقت مین شراکت نہو جانے والے ضرور جا ئینگے اپنی جان لڑا ئینگے
کنیزون نے عرض کی داری کوکب کو تو اُستاد کلان نے منع کیا آپ کا جانا غیر ممکن ہی یہ باتین تھین کہ خورشید
وزیر اعظم کوکب آکر پہونچا ملکہ کو نذر دی عرض کی حضور مبارک ہو آج حافظ حقیقی نے جان و آبرو شہنشاہ عالیجاہ
کوکب روشنضمیر کی بچائی خود بخود بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے مجھسے ایسی باتین کین کہ مین جواب نہ دے سکا بارے
انجام بخیر ہوا آپکے والد نامدار نے ارشاد فرمایا ہی کہ آجکل سوائے باغ نگارین کے کہین جانیکا ارادہ نکرنا بران نے
سر جھکا لیا کہا بہت خوب بدون حکم شہنشاہی کیا مجال ہی کہ جادۂ اعتدال سے قدم بڑھائین یہ کہکر خورشید کو رخصت
کیا جب وزیر اعظم جا چکے ملکہ بران نے فرمایا بزرگون کی بات مین دخل دینا سراسر حماقت ہی لیکن یہ ناممکن ہی کہ
وہ لوگ قتل ہون ہم جا کر شریک نہون بزرگ ہین جو سزا دینگے سعادت دارین جانکر قبول کرینگے البتہ خبر کا معلوم
ہونا ضرور ہی یہ فرما کر چند کنیزون کو حکم دیا کہ جا کر لشکر مہرخ کی خبر لاؤ کنیزین اُسطرف چلین وہان خواجہ عمرو نے نکلکر کھلا
افراسیاب بارگاہ مین داخل ہی لشکر مہرخ مین انتشار ہر خرد و کلان بیقرار برق وغیرہ سے پوچھا افراسیاب
کا کیا قصد ہی عیارون نے عرض کی تاریک شکل کش نے کہلا بھیجا ہی فردا بابس فرد اطبل جنگی بجے گا تاریک
میدان کارزار مین آئیگی پروردگار اسکی شر سے سبکو بچائے عمرو نے ہرکارون کو حکم دیا مفصل خبرین لاؤ دیکھو
افراسیاب کیا کرتا ہی اسکا کیا ارادہ ہی خواجہ عمرو بارگاہ مہرخ مین تشریف رکھتے ہین ہرکارے بموجب ارشاد فیض بنیاد
واسطے خبر کے سمت بارگاہ افراسیاب جادو جاتے ہین ان سب لوگون کو اس حال
مین چھوڑو وقت پر سب کا ذکر بیان کیا جائیگا

دوکلمہ داستان لشکر امیر حمزہ صاحبقران اور لشکر لقا روانہ ہونا آہنگ فلک سیر کا براے مدد لقا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

ساقیا زہر پلا دے مجھکو
دے وہ مے یعنے کف مار سیاہ
کیا ذرا سود وہ الماس نہین
اور نہین پاس تو جا لا جلدی
بھر دے اک جام کہ مر جاؤن ابھی
ایسے جینے سے تو مرنا اچھا
کبتلک نزع کی حالت مین ہون
ورد لب نعرہ اللہ رہے
عمر برباد نہ جائے ای کاش
مین جیون اور مرا دل مر جائے
جو کسی پر نہین مرتا ہرگز
رنج سا رنج ہی غم سا غم ہی
درد ہجران سے بھی کوہی فراغ
غم دوران کا ہی کسیکو کیا غم
کون سنتا ہی فغان درویش

شربت مرگ پلا دے مجھکو
تلخی پاس عبادت کبتک
سم ہلاہل ترے کیا پاس نہین
کیسا خمار خفقان ہی ظالم
بھولکر آپ مین آؤن نہ کبھی
کاش مر جاؤن کہ چین آئے کہین
کبتلک یون ستم مرگ سہون
کبتلک چشم سے خون ہو جاری
دلگی آئی مجھے آئے ای کاش
ہو وصال اب نہ جدائی مجھکو
جینے سے جی نہین بھرتا ہرگز
دیکھتا ہون عجب احوال اپنا
بات پوچھے کوئی یہ کسکو دماغ
کون پوچھے ہی کسی کا احوال
قہر درویش بجان درویش

یان سیہ مستی حرمان بیگاہ
حضرت ذوق شہادت کبتک
گر یہان ہی تو اٹھا لا جلدی
بس چلا جی تو کہان ہو ظالم
کاسۂ عمر کا بھرنا اچھا
بد دماغی سے سر زیست نہین
کبتلک ناک مین دم آہ رہے
کبتلک درد کرے دلداری
ہاے یہ ظلم سہا کیونکر جاے
آئی دشمن کی بلی آئی مجھکو
جان ہمہ رنج و سراپا غم ہی
کیا کہون کس سے کہون حال اپنا
سب ہین بے درد نہین کسکا غم
جانتے ہم ہین سبھی کا احوال

حالیان حکایات رنگین وراویان روایات دلنشین و افغان عبارات عشق انگیز دکانبان لقبۂ عبرت خیز کیفیت داستان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر

جوہین زبدۂ زمرۂ داستان
وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان

افراسیاب سامان دعوت ملکہ تاریک مین مصروف ہی سراسے برق انداز نے بڑھکر عرض کی کہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے نامہ خداوند لقا کا آیا ہی افراسیاب نے لیکر پڑھا اوسمین کیفیت مرقوم تھی کہ او افراسیاب مغرور تیرے طلسم کو خاک مین ملا دونگا عرصہ دراز گذرا قدرت کوہ عقیق پر تشریف لائے تو براے قدمبوسی قدرت نہ آیا اسقدر مغرور ہوا یا خود حاضر ہو یا کسی ساحر زبردست کو براے خدمت گذاری روانہ کر افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا

حیرت سے کہا دیکھو صاحب فتح کی کون صورت ہی قدرت کی یہ کیفیت ہی تقدیر بربادی طلسم فرمانے مین مابدولت
کیونکر جا مین ایک سر ہزار سے دے بلکہ وہ تنہا جاؤن لیاقت سے مابدولت کی خلاف ہو اگر لشکر کشی کرون گا ورین
ٹھہر اے آب وا و وقت ممکن نہو بندگان سامری تڑپ تڑپکے مرین خیر اسکا سامان مابدولت کرینگے یہ لکھکے سرما
سے کہا طرف مشرق کے جاؤ اک پہاڑ ہو اسکا کوہ سیاہ نام ہو سر کوہ پر جاکے آواز دینا ای آہنگ فلک سیر
تجھکو شہنشاہ نے بلایا ہو اک ساحر زبردست تمھارے سامنے آئیگا یہ نامہ ہمارا اسکو دینا زبانی بھی سمجھانا کہ برائے
خدمت خداوند لقا جادوگر غرور نہ کرنا وہ دربار خداوندی ہو بہت احتیاط سے لشکر حمزہ سے اٹھا کر قدرت کو
بالائے قیطول پہونچاؤ سرمایہ نامہ افراسیاب لیکر چلا بالائے کوہ سیاہ آیا نام آہنگ لیکر آواز دی فوراً کوہ
شق ہوا ایک ساحر زبردست سیہ فام بدانجام کرگدن پر سوار بارہ ہزار ساحران عدار پشت پر سامنے آیا نامہ دیکر
زبانی بھی سمجھایا کہ ای آہنگ فلک سیر سامنے قدرت کے غرور نکرنا دم خاکساری کا بھرنا آہنگ نے عرض
کی ای وزیر اعظم مابدولت مدت سے مشتاق تھے کہ برائے زیارت قدرت جامین عقلمند کہین غرور کرتے ہین
جاتے ہی سبکو قتل کرونگا ایک کو زندہ نچھوڑونگا قدرت کو بڑی دھوم سے لیکر ملک باختر مین پہونچاؤنگا شیر قدرت
لقب پاؤنگا طرہ ہمبری لے گا غنچہ آرزو کھلے گا قدرت کیا کیا دولت عطا فرمائینگے دولت اولاد خزانہ جواہر سے تقدیر
کردینگے دامن آرزو گل مراد سے بھر دینگے سرمانے پشت پر ہاتھ پھیرا کہا مرحبا صد مرحبا یہی اعتقاد چاہیے جلد
اپنے کو پہونچاؤ آہنگ فلک سیر اسی وقت بارہ ہزار فوج لیکر سمت کوہ عقیق روانہ ہوا منزلین طے کرتا ہوا جاتا
ہو واضح رائے ناظرین ہو ملکہ سرخ موے کاکل کشا جو خدمت مین خواجہ عمرو کی حاضر ہی قلعہ سرخ مویان پر
سالہا سال لڑائی رہی اب لشکر اس مقام سے بڑھ آیا ہی ملکہ نرگس جادو خالہ زاد بہن ملکہ سرخ مو کی گلریز جادو
شوہر نرگس یہ زن و شوہر کئی مرتبہ خدمت ملکہ سرخ مو مین حاضر ہوے لڑے بھڑے اپنے قلعہ گلریز پر چلے
گئے اب فی الحال ملکہ سرخ مو نے نامہ لکھا ای برادر گلریز وای ہمشیرہ ملکہ نرگس ہم لوگ نوبت بجان و کارد
باستخوان مین تجربۂ دوم بلا کھولا گیا تاریک شکل کش ہم لوگون کے مقابلہ مین آئی اسکے مقابلہ سے جان بچنا دشوار
ہی اگر ہوسکے تو اس زمانہ مین ہمسے ملاقات کر جاؤ ورنہ دیدار ہمارا تمھارا قیامت پر گیا شہنشاہ گلریز جادو
و ملکہ نرگس نے جو یہ نامہ پڑھا زن و شوہر بیقرار ہو گئے فوراً سو دو سو کنیزین اپنے ساتھ لین ایک خیمہ مختصر
بصد کروفر طے منازل وقطع مراحل کرتے ہوے زن و شوہر جاتے ہین صحراے دربند جالندھر مین اگر دو کش ہوے
خیمہ استادہ ہوگیا کرسیان بچھ گئین ایک پر گلریز ایک جانب ملکہ نرگس آکر متمکن ہوے صحراے سبزہ نما کی کیفیت

دیکھو رہے ہین کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا ایک جادوگر تخت پر سوار ہمراہ بارہ ہزار ساحران غدار بڑے زور و شور سے
آتا ہی گلریز نے کہا کوئی خراج گذار افراسیاب کا جاتا ہی ملکہ نرگس جادو نے کہا سامان لشکر کشی ہی کل خراج
گذاران افراسیاب جاینگے اسوقت مین نہ شریک ہونا باعث خرابی ہی یہ ذکر تھا کہ وہ ساحر آگیا اترا کار گذار
بارگاہین استادہ کرنے مین مصروف ہوے واضح ہو کہ یہ وہی آہنگ فلک سیر جادو ہی سمت لشکر لقا جاتا ہے
اسوقت اگر یہان اترا سر اٹھا کر دیکھا نازنینان مہ جبین پھر رہی ہین ایک خیمہ مختصر سا استادہ ہی ایک تاجدار
دوسری شاہزادی عالیوقار در خیمہ پر استادہ ہین کسی سے اسنے پوچھا یہ کسکا لشکر ہی ساتھ والون نے عرض کی
ہم نے دریافت نہین کیا لیکن ہمارے ہی شہنشاہ کا کوئی لازم یا خراج گذار ہوگا اس اقلیم مین غیر کا گذر کہان ہی
آہنگ تاج سر پر رکھے ہوے اُسی جانب چلا کہا جا کر ملاقات کرین معلوم ہو جاے یہ کون لوگ ہین کس ملک
کے حاکم ہین یقین ہی اسی سرحد کے ناظم ہین اسلیے ضروری کام ہوگا کہ وہ تنہا لشکر مین ملکہ نرگس کے آیا
کنیزون نے بڑھکر گلریز کو خبر کی ای قبلۂ عالم آہنگ ملازم افراسیاب آپکی ملاقات کو آتا ہی گلریز نے کہا
کرسی بچھے برائے استقبال کھڑا ہو گیا چند قدم بڑھکر آہنگ سے ملاقات ہوئی لا کر کرسی پر جگہ دی آہنگ
کرسی پر بیٹھا جمال بیمثال ملکہ نرگس پر نگاہ پڑی دیکھا اک نازنین خوشخو آنکھین رشک چشمان آہو پیشانی نورآگین
صاحب جاہ و تمکین بصد رعنائی و زیبائی کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہی دیکھتے ہی مر گیا آہ کر کے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا
بنگاہ حسرت دیکھنے لگا شہنشاہ گلریز نے جو طریقہ کہ شاہان عالیوقار کا ہی نام و نسب بھی نہین پوچھا پہلے ساقی سے
طلب کیا جام مے ارغوانی پیش کیا اس ملعون نے دو چار جام پیے جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اور نشہ
مغرور بے شرم ہوا طرف شہنشاہ گلریز کے متوجہ ہو کر پوچھا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کیا آپ اس سرحد کے
مالک ہین یا مثل ہمارے مسافرانہ اس صحراے پُر فضا کے سالک ہین شہنشاہ گلریز نے بفصاحت و بلاغت
فرمایا ہماری ملکہ عالم ہمشیرۂ ملکہ سُرخ موے کاکل کشا ہین لشکر طلسم کشا کی جانب جاتے ہین آپ کہان تشریف
لیجاینگے اس بے حیا نے جواب دیا بدولت کا نام نامی اسم گرامی آہنگ فلک سیر برائے قتل مسلمانان
سمت کوہ عقیق جاؤنگا لیکن بڑے افسوس کا مقام ہی تم زن و شوہر نے شہنشاہ کا خوف نہ کیا باغیون کا ساتھ دیا
خیر جو گذرا وہ گذرا اب میرے ساتھ چلیے مین قدمون پر قدرت کے گرا دونگا قدرت اپنا سفارش نامہ مرحمت
فرمائینگے شہنشاہ کچھ نہ کہین گے گلریز نے جواب دیا ای آہنگ فلک سیر جو تمنے مناسب جانا وہ کیا تمھین
ہمارے مقدمات مین کیا دخل ہی اتفاق سے ملاقات ہو گئی آپنے ہمکو سرفراز کیا ماحضر موجود ہی براہ عنایت

تناول فرمائیے اپنا راستہ لیجیے ہمارے مقدمات طشت از بام افتادہ ہو چکے سالہا سال لشکر مین خواجہ عمرو کے رہے
روز فتح و شکست کا سامنا تھا نرگس جادو کو تو بہت ناگوار ہوا شوہر سے اشارہ کیا کیون ایسے بیجا سے
عذر کرتے ہو یہ بگڑے گا تو ہمارا کیا کرے گا یہی چار سو کنیزین کافی ہین ابھی لشکر کو الٹ پلٹ کر دونگی میدان کارزار
لاشہ ہائے ساحران سے بھر دونگی گلریز نے منع کیا اشارہ کر دیا مین ابھی سمجھا کے اسکو رخصت کیے دیتا ہون ہم
بر سر راہ ہین کیا ضرور ہی کہ اس مقام پر فساد ہو آیندہ نہ مانیگا سمجھا جائیگا لیکن آہنگ نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر کہا
میان گلریز صاحب اُٹھیے میرے ساتھ طرف کوہ عقیق کے چلیے دل مین اس ملعون کے یہ ہی فساد کرون لڑائی
ہو کسی طریقے سے ملکہ نرگس جادو پر قبضہ ہو مرد مارا جائے تب عورت پر قبضہ ہو بیہودہ کلام کرنے لگا گلریز نے
تو طرح دی یہی کہتا ہی کہ ای آہنگ فساد کا قصد نہ کرو اپنے لشکر مین جاؤ اگر لڑنا منظور ہو طبل جنگی بجواؤ اسوقت تم
یہان بطور مہمان آئے ہو مین کچھ کہنا مناسب نہین ہی اور یہ بے حیا سمجھا کہ یہ مجھسے دب گیا فورًا اسکو قتل کرون
اس مہ جبین حور مثال کو پہلو مین بٹھاؤن جب اسنے چند کلمات سخت کہے ملکہ نرگس نے آنکھین پھیرین لال
ڈورے نشۂ وحشت کے پڑ گئے غصے سے چہرۂ گلنار ابروے خمدار ہلے گویا نیمچہ ہلالی چمکے پلکون نے صفین جمائین
چھریان کٹاریان چلنے لگین غصے مین کرسی سے اُٹھین کہا او بیحیا اپنے دل مین کیا سمجھا ہی شوہر ہمارا خوشامد
کرتا ہی تو مثل گدھے کے پھول گیا اپنی حقیقت کو بھول گیا جادو رہو لشکر سے ہمارے نکل جا پھر کنیزون کو
اشارہ کیا اس مردود کو ہمارے لشکر سے نکال دو دو چار کنیزین چلین ایک حبشن نے ہاتھ پر آہنگ کے
ہاتھ ڈالدیا کہا ای شخص دیکھ حکم شاہنشاہی صادر ہو چکا اب تو نہین ٹھہر سکتا اس بیحیا نے حبشن کو ہاتھ تلوار کا
مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے ملکہ نرگس نے بنگاہ قہر و غضب دیکھا برق چمکی شانہ اس ملعون کا نشانہ ہوا گلریز
بھی بیچ مین آگیا کہا ملکہ جانے دو اسے گلریز پہ ہاتھ مارا کہا تم ٹھا تجھکو قتل کرکے اس معشوقہ کو قبضے مین کرونگا
زخمی ہونا جوہر عاشقی ہی یہ زخم کیا کلیجے مین ناسور ہی دل عشق منزل ناصبور رہا تلوار جو اسکی پڑی گلریز کا
سر زخمی ہوا ملکہ نرگس ہو صاحب کہکے بڑھین نیمچہ ہلالی کھینچکر جا پڑین جیسے ہی ملکہ نے نیمچہ اُٹھایا یہ نامرد
پکار اُٹھا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان سر حاضر ہی کاٹ لو یک نظرے خوش گذرے عاشق صادق ہون سر
ہتھیلی پر رکھا ہی ایک وار لگائیے **اشعار**

عشق کی چوٹ کا کچھ دلمین اثر ہو تو سہی چھیڑ کچھ ای مژہ دیدۂ تر ہو تو سہی	درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی آہ کیسی ہی سے ڈھونڈھون نہ ہو تو سہی
دیکھون نشتر زن دل اُنکی نظر ہو تو سہی نکلے اپنے تلاشی کو اگر ہو تو سہی	

دیکھنا الٹی ہین کیا دل کی تمنا مین الٹی
دلمین گھر کرنے کو کچھ تیری نظر ہو تو سہی
دلکو کیا دخل اڑے یار جو مجھسے شب وصل
قابل اسکے تری بل کھاتی کمر ہو تو سہی
دلکی خواہش ہی کہ مہمان بلاؤ اسکو
دلمین آتا ہی کوئی اسکی خبر ہو تو سہی
دی اجازت بس پردہ ہی ٹہرنیکی ہین
آنکھ کمبخت اگر خشک ہی تر ہو تو سہی
یہی قاتل سے ہی اظہار کا پہلو اچھا
پہلے اسکا دل بیتاب مین گھر ہو تو سہی
کہتی ہین حسرت دیدار سے آنکھین اپنی
اس گلی کی کسی غافل کو خبر ہو تو سہی
قطع یہ وصل کی امید ہی اے کاش جلال

جوشش گریہ سے بہا خون جگر ہو تو سہی
یا ہمین کھینچ بلا لینگے انھین یا وہ ہمین
خیر سمجھونگا کوئی مانع شہود سہی
نہ سنے گا جو مری داور محشر نہ سنے
کہتی ہی خانہ بدوشی کہین گھر ہو تو سہی
کیون فلک وصل کی شب بھی نہین یار سے ہم
جلوے گو ہین ترے کچھ پیش نظر ہو تو سہی
اپنی کیفیتین دکھلاتا ہی مجھ مست کو کیا
آرزو دل کی کوئی زخم جگر ہو تو سہی
ضبط بھی کر نہ سکون لے وہ جگر مین مجھکی
دیکھ لینگے ہم اسے تاب نظر ہو تو سہی
صبح ہوتی نہین کیونکر شب فرقت دیکھین
زیست ایام جدائی کی بسر ہو تو سہی

تیر ہو جائے کہ برچھی کہ کٹاری کہ چھری
کشش عشق ادھر خواہ ادھر ہو تو سہی
زلف کے جھونک اٹھائیگی نہ ہنگام خرام
عرصۂ حشر مین اچھا وہ نڈر ہو تو سہی
رو لون آنکھون ہی مین آگئے بڑھنے دل بھی
شام سے ہی یہی ڈھلکی کہ سحر ہو تو سہی
آئے مین وہ کہ رلاؤ مجھے پوچھین مرے اشک
جام جم پہلے مرا دست نگر ہو تو سہی
ٹھہرے خود یاد کسیکی تو اسے بھی ٹھہرائے
میری فریاد مین پیدا کچھ اثر ہو تو سہی
غیر ہی کچھ مری جانب سے لگا دے جا کر
دل مایوس کو کچھ اسکی خبر ہو تو سہی

یہ اشعار بیقرار ہو کر جو اس نامرد نے سامنے ملکہ نرگس کے پڑھے اس صاحب عصمت و عفت کی آنکھین لال ہو گئین دل پر چوٹ لگی یہ اشعار تیر بنکر کلیجے پر بڑے شوہر کو اشارہ کیا صاحب شوہر اس نامرد کی باتین سنتے ہو کیا کوئی بازاری مقرر کیا ہی کیا سمجھا ہی ہمین براے اطاعت افراسیاب ترغیب دیتا ہی مین ابھی عشق اسکا نکالے دیتی ہون یہ کہکے ابرو پہ آنکھون سے تیر چلے نیچہ قریب جاکے مارا ہر چند اس بچانے رو کا سحر بھی کیا لیکن تڑپ کر گرا اس خود سرکار زخمی ہوا یا تو دم عشق بھرتا تھا تلوار کھاتے ہی چیخنے لگا افسرون کو آواز دی یارون دوڑو یہ زن و شوہر مجھکو مارے ڈالتے ہین بارہ ہزار ساحر دوڑ پڑے اب زن و شوہر سنبھلے آہنگ فلک سیر کو ان سبھون نے ہٹا لیا اسنے زخم باندھا بارہ ہزار ساحرون کا بلوا ہوا یہان صرف چار سو کنیزین ہین مگر یہ لوگ جنگ و افراسیاب کی مار اٹھائے ہوے ہین نرگس نے بڑھ کر سحر کیے سیکڑون کو نابینا کر دیا جسپر نگاہ ڈالدی ہاے کہکے گرا لوٹتا پھرتا ہی منھ کے بل گرتا ہی گلریز نے صد ہا کے نخل قد قلم کیے کسیکا غنچہ آرزو نہ کھلنے پایا ہوا ے گرم چل رہی ہی باغ حیات مین باغیون کے خزان آئی شل برگ خزان دیدہ سر گرنے لگے گل حیات سبکے مرجھائے کنیزون نے کاتیان باندھین تیغ کھینچکر جا پڑین ہزارہا بچیا مارے گئے

چونکہ افسر زخمی ہو چکا آخر نہ تاب لا سکے ملکہ نرگس و گلریز کے سامنے سے بھاگے ملکہ نرگس پلٹی تھین خیال عصمت
سے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے آخر گلریز نے ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ جانے دو نامردی کی سزا ہو گئی کئی ہزار بے حیا
مارے گئے ملکہ نرگس نے کہا صاحب مجھے انتہا کا غصہ ہی کلمات مہملات ملعون کے سنے افسوس ہی زندہ بچکر
نکل گیا گلریز نے کہا اب لشکر اسلام مین چلتے ہین وہان ضرور آئیگا جادوگر نامی ہی اسکا ذکر خواجہ سے ہوگا ملکہ نے
کہا کیا واہیات بات کا ذکر کرینگے لیکن انشاءاللہ میدان کارزار مین سمجھا جائیگا شوہر کو بھی منع کیا کنیزون پہنچی تاکید
کی کہ خبردار لشکر خواجہ مین ذکر نہ کرنا ان زخمون کا ذکر آئے ہمشیرہ پوچھین کہہ دینا راہ مین کچھ ساحرون نے گھیرا لڑائی ہوئی
لڑ بھڑ کر نکل آئے اس زمانے مین لڑائی کیا مشکل ہی تمام ممالک مین غدر ہی ملازمان افراسیاب آمادہ سرکشی ہر جا
ہے لشکر کشی سب نے بہلا کر ملکہ نرگس کو پھیرا کنیزین بھی زخمی تھین زن و شوہر نے بھی زخم کھائے قصد ہوا
آج شب کو اسی مقام پر رہنا چاہیے زخم دو زبان ہونا واجب و لازم ہی اسی مقام پر خیمہ استادہ ہوا ملکہ نرگس خیمے مین
آئین پٹیان مرہم کی چڑھائی گئین چند کنیزین برائے حفاظت مقرر ہوئین ملکہ نے بعد خاصہ نوش فرمانے کے
آرام کیا لیکن یہ بیچارا آہنگ فلک سیر بھاگ کر پانچ کوس پر ٹھہرا سردارون نے بارگاہ وغیرہ استادہ کی سب
کہتے ہین کہ کیا زوال دولت افراسیاب کے سامان ہین عورتون کے ہاتھ سے شکست کھائی ہمارے شہنشاہ کو
بیٹھے بیٹھے یہ کیا سوجھی پرائے گھر مین جا کر فساد برپا کیا خوب ذلیل ہوے بڑی خیر ہوئی کہ وہ سب رک گئے ورنہ
اُنکے ہاتھ سے ایک زندہ نہ بچتا ایک نے کہا ملکہ سرخ مو کی خالہ زاد بہن ہی افراسیاب سے سیکڑون مرتبہ لڑائی
پڑی ہوگی بھلا انسے وہ کیا دبتی ملازمان سرخ سب بلائے ہین جب تو ملازمان بادشاہ ہوشربا سے مقابلہ کرتے ہین
جان دینے پر مرتے ہین پھر مرنے والے سے کون لڑے آخر سینے اُبھر کر صدہا ممالک پر قبضہ کر لیا آہنگ
بیہوش ہی یہ باتین سن رہا ہی سردارون نے لا کر بارگاہ مین اُتارا زخمون مین ٹانکے دیے آنکھ کھولی سردارون نے
طعن و تشنیع کیے کہا حضور آپنے ہم سبکو ناحق ذلیل کیا دو ہزار بے گناہ مارے گئے بڑی خیر ہوئی ملکہ نرگس خود
پلٹ گئین نگاہ نے انکی ہزارون کو زخمی کیا ترچھی نگاہون سے چھریان کٹاریان چلتی تھین تیر مژگان نے کلیجے
مشبک کر دیے آہنگ نے کہا بھائیو کوئی میرے دل سے پوچھے میری تو جان پر بنی ہی اگر وصل نرگس جادو
نہ حاصل ہوگا آہوان صحرا سے اُنس کرونگا جنگلون مین مارا مارا پھرونگا بیٹے نے کہا حضور صبر کیجیے ایسی معشوقہ کا نام
نہ لیجیے جان بچانا دشوار ہوگی ابکی مرتبہ قتل ہی کر ڈالے گی آہنگ ہائے وائے کرنے لگا کہا صاحبو تمکو میرے
دل کی خبر نہین ہی میری جان پر بنی ہی سب نے کہا پھر ارشاد فرمایے پھر چلیے چلکر لڑین اب بھی آپکے ساتھ بہت لوگ ہین

آہنگ فلک سیر نے گھبرا کے کہا ظاہر مین جانا بہتر نہین ہی کچھ اور تدبیر بتاؤ وہ دیو بھی مجھپر مائل ہوا اور لشکر مین سے
اُسکے شوہر کے سامنے جو اشعار عاشقانہ پڑھے اُسکو ناگوار ہوا آپ مین سے کوئی ایسا ہو میرا نامہ اشتیاق اُس محبوب بہائی
یار جادو ادا تک لیجائے یقین ہی نامہ پڑھتے ہی چلی آئیگی شوہر کو دہوکا دیگی سرداروں نے کہا بھلا کسیکی قضا آئی ہو جو آپکا
نامہ لیکر سامنے اُس قتالۂ عالم کے جائے نہین معلوم کیا حال کریگی آپ خود تشریف لیجائین تو بہت بہتر ہے جب سردارون
نے جو یہ کہا بلبلا کے اُٹھا کہا صاحبون مین کیا تمہارے بھروسے پر آیا ہون لشکر حمزہ سے مقابلہ کرنے جاتا ہون اُسپر
عاشق ہوا اسوجہ سے زخم کھایا ورنہ کسیکی کیا مجال ہی سحر و ساحری مین جو مابدولت سے مقابلہ کرے مین ابھی جاتا ہون
اپنی معشوقہ کو لاتا ہون رات ہی کو یہ رو سیاہ اُٹھا طرف لشکر ملکہ نرگس کے چلا جب قریب لشکر پہونچا دیکھا چند کنیزین
پھر رہی ہین صدائے حاضر باش بلند ناگاہ گلریز جادو بھی خیمے سے نکل آیا کنیزون کو پکار کر آواز دی ہوشیار رہنا
ملکہ عالم نے آرام فرمایا کچھ رات جب باقی رہے سفر کی تیاری کر دینا فصل گرما مین سفر ہی ہر منزل مین خوف و خطر ہی
جلد اپنے گھر خدمت خواجہ مین پہونچا چاہئین سنتے ہین آجکل قیامت کے مقابلے مین لشکر طلسم کشا پر بڑا ہی کوئی
ساحر زبردست آیا ہی یہ بھی سنا تھا کہ تاریک شکل کش آگئی خدا اُسکی بدعت سے اہل اسلام کو بچائے کنیزون کو
ہوشیار کر کے گلریز اندر گیا آہنگ نے یہ سب معرکہ دیکھا خائف ہوا پھر سوچا اگر خالی پھر جاؤنگا سردار تسلیم نہین کرینگے
اگر لشکر مین جاؤن کنیزین جاگ رہی ہین اسی تردد مین جب دو پہر شب گذرا تو زرگلی سوچا اب جانبازی کر کے
دونون پیر مار کر غرق زمین ہوا نقب کہودیتا ہوا خیمہ مین ملکہ نرگس کے پہونچا دیکھا شاہزادہ گلریز نے بھی آرام کیا
ملکہ نرگس اپنے چھپر کھٹ پر سو رہی ہی چار کنیزین چپی پر حاضر ہین اس ملعون نے سحر کیا کنیزین بیہوش ہو گرین
ملکہ نرگس پر بھی سحر کیا سوتی تھی ہاتھ پاؤن سحر سے بیکار ہوئے غفلت کا غلبہ ہوا جب اس بیحیا نے دیکھا سحر نے
میرے تاثیر کی قریب ملکہ نرگس آیا کمر مین بقچہ دیکے اسی طرح غرق زمین ہوا پہر رات رہے اپنے لشکر مین پہونچا
زبان مین ملکہ نرگس کے سوزن دیا خوف ہوا اگر بیدار ہوگی قیامتین برپا کریگی ساتھ والون سے کہا دیکھو
صاحبون معشوقہ سرکش کو گرفتار کر لایا شوہر کو اُسکے زخمی کیا کنیزین سب بھاگ گئین لیکن اب یہان ٹھہرنا کیا ضرور
اسی وقت لشکر تیار کرو خدمت خداوند لقا مین جلد پہونچین اس ملعون نے اُس گوہر بے بہا سے جو حسن و خوبی کو
اک صندوق مین بند کیا اسی وقت لشکر تیار کر کے طرف کوہ عقیق کے روانہ ہو گیا یہان بوقت سحر گلریز کی آنکھ
کھلی چھپر کھٹ ملکہ کا خالی پایا کنیزین بیہوش گھبرا کے آواز دی کنیزین تیاری کر رہی تھین گھبرا کے اندر آئین
گلریز نے گھبرا کے پوچھا ملکہ عالم کیا واسطے رفع حاجت کے گئی ہین سبنے کہا حضور ابھی تو باہر بھی نہین نکلین

کنیزون کو پیار کیا کہا ارے ملکہ عالم کہان ہین اُن کنیزون نے کہا حضور بڑی رات گئے خود بخود ہمپر نیند طاری ہوئی نہین معلوم کیا امر کہ غائب کنیزون نے چار جانب ڈھونڈھا کہین پتا نہ ملا گلریز گھبرا گیا دیوانہ وار یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

افسوس کہ بعیش جہان را قیام نیست
چندے نشان بخاک برابر کہ نام نیست
فرصت رود و شب ہمہ دیدم خوش تلاش
پروانہ بسوے چمن بے خرام نیست
افتادگی مشاہدۂ پختہ مغربیت
درگوشۂ قفس خطر و خوف دام نیست
افکار او دراہ چہ غافل نشستہ
جام بہ او میدہ این ہم بدام نیست
سودا بجا ہے سلام ہما استخوان ہند

بے گردش زمانہ درین بزم جام نیست
آخر آل کار ترقی تنزل است
ایفاے وعدۂ تو درین صبح و شام نیست
قاضی اگر نگہ بسوے قائم کند
کہ آن ثمر بشاخ بماند کہ خام نیست
مومن ز حور گو مید و ترسا ز دخت رز
این منزل خراب محل قیام نیست
سیحر است تا بخلوت خاصش زند ملک
کس را بہ پیش یار مجال پیام نیست

علم و نشان مخواہ بعالم گذشتہ اند
جز کاستن بطالع ماہ تمام نیست
تا مرغ پر شکستہ گلزار عالم ایم
خون مرا بجلوۂ انتقام نیست
آزردگی با من اسیری نمیرسد
مارا دماغ بحسنہ حلال و حرام نیست
از شیشۂ فلک مطلبے کہ این دلی
دامن او بکشید کہ باش از ان تمام نیست

اسطرح گلریز نے پانچ کاکنیزون نے بھی سب رونے لگین ایک کنیز نے گھبرا کر کہا دیکھیے حضور قریب چھپر کھٹ کے یہ نقب ہو کا معلوم ہوتا ہے فوراً گلریز اُس نقب مین پھاند پڑا ہر چند کنیزون نے کہا حضور نقب مین کوئی بیٹھا ہو گلریز کے کلیجے پر چھریان چلتی تہی مین بیتاب و بیقرار نقب کو طے کرتا ہوا چلا کنیزین بھی عقب مین سر پٹکتی ہوئی صحرا مین آکر گلریز نکلا نشان نقش پا دیکھتا ہوا اُس مقام پر آیا جہان لشکر آہنگ فلک سیر شکست کھا کے اترا تھا یہ تو بھیا رات ہی کو کوچ کر کے چلا گیا دو چار ساحر جا نہ اے زخمی تھے وہ پڑے ہوئے کراہ رہے ہین آہنگ کا نام لیکر گالیان دیتے ہین کہ وطن سے حرامزادہ ہمکو لایا ناحق کو داغ زخم داری مین ہمکو چھوڑ کر چلا گیا گلریز اُنکے قریب آیا اُنسے حال پوچھا تھا افسر کہان گیا تم لوگ کیون بیقرار ہو اُن سب نے کل کیفیت بیان کی کہ آپکے ہاتھ سے زخمی ہو کر یہان اترا تمام لیکر ملکہ نرگس کا روتا تھا سب سردارون سے کہا میرا نامہ لیکر پاس معشوق کے جاؤ سمجھا کے اُس کو میرے پاس لاؤ ورنہ فراق مین مر جاؤنگا سب نے حضور انکار کیا آخر وہ نابکار خود گیا نہین معلوم ملکہ کو کیونکر لایا کہتا تھا کہ مین اُٹھوا کر لایا ہون شوہر کو اُسکے زخمی کیا کنیزین بھاگ گئین ملکہ کو مین لے آیا رات ہی رات اُسنے لشکر تیار کیا طرف کوہ عقیق کے گیا گلریز کے ہوش اُڑ گئے ہاتھ پاؤن مین رعشہ بیقرار ہو کے پکار اُٹھا اے فلک تو نے یہ کیا کیا سنگ تفرقہ پھینکا میری پہلو نشین کو مجھسے جدا کیا ع وائے بر ما و گرفتار ے ماہ کس انقلاب کا سامنا ہوا نہین معلوم زمانہ موت کا

قریب ہوا ہون فراق نصیب ہو اشعار

حسن کی بازار مین لگی ہی جو اشیائے فراق
دل رہینگے ایکدن ہرگز نہین جا فراق
بس تھا کو داغ ابلہ پھر تو اس کے دل جلا
ہی جو معذرت ہو میان پاے فراق
تجھ بن اعضا کا ہی یہ تیرے حال
ایک عمر گو نہین ہی مجھسے نفاق

دیکھے نقد دل نکر زنہار سودائے فراق
لطف ان دور از وفاؤن سے محبت کا نہین
اُس کی آتش کو ڈرتا ہون نہ سلگائے فراق
زندگی کیون نہوے مجھپر شاق
تار شیرازہ بن ہون جون اوراق

دوستان رفتہ کا اتنا فراق اے دل مجھے
خانۂ دل کو عبث کیون کیجیے واے فراق
وصل گر اُس شوخ کا سودا ہو نہ دے سست داد
یا رب اعضا و دل مشتاق
عشق تیرے بین سب منافق ہین

اسطرح گلریز بیقرار ہوا گھبرا گیا کبھی مثل تصویر تصور خاموش کبھی بحر الم کا جوش کنیزین سب آکر جمع ہو گئین اُس صحرائے ہول خیز مین جا بجا ڈھونڈھتی پھرتی ہین کوئی روتی ہی کوئی اشکون سے منھ دھوتی ہی کوئی نام لیکر پکارتی پھرتی ہی کوئی بدحواس ہوکر گرتی ہی آخر گلریز نے کہا صاحبون جو ہونا تھا وہ ہوا رونے پیٹنے سے کیا ہوگا جستجو کرنا مناسب ہی یہ عاشق زار اپنی جان دینے کا طالب ہی یہ بخوبی ظاہر ہوا کہ آہنگ طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی لے گیا ہمارے آقا سے معرکہ درپیش ہی ہمین ناحق کا پس و پیش ہی تم سب صاحب خدمت مین خواجہ عمرو کی جاؤ معرفت ملکہ سرخ موے کامل کشا کے اس آفت سماوی کا ذکر کر دینا مین ابھی جاتا ہون یا جان دونگا یا اس محبوب گم گشتہ کو ڈھونڈھ کر لاؤنگا اس حیلہ سے خدمت مین آقاے نامدار کی پہونچونگا قدمبوسی سے مشرف ہونگا کنیزون نے عرض کی اس راہ مین دربند جالندھر پڑیگا شمیم جالندھری اس دربند کی حاکم ہی طرف سے افراسیاب کے ناظم ہی ضرور حضور کو روکے گی گلریز نے کہا شمیم کی بھی یہ لیاقت ہی کہ ہمکو روکے اگر سامنے آئیگی انشاءاللہ لطف اٹھائیگی رکنا مناسب نہین ہی سبنے عرض کی بسم اللہ مگر اسوقت مین حضور کا ساتھ نہین چھوڑینگے کیا روے سیاہ جا کر ملکہ سرخ مو کو دکھائین شرم کی بات ہی پس حضور کا ہمارا ساتھ ہی گلریز فوراً اک طاؤس پر سوار ہوا چار سو کنیزین پشت پر گولا سحر کا ہاتھ مین لیا بہ قہر و غضب تمام چلا اور آہنگ فلک سیر جب قریب دربند جالندھر یا پہونچا شمیم کو خبر ہوئی یہ واسطے استقبال کے گئی آہنگ نے کہا مین خدمت خداوند لقا مین جاتا ہون شمیم نے سب سامان دعوت کیا صبحکو یہ رخصت ہوکے نکلگیا شمیم بام قلعہ پر کھڑی ٹہل رہی ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا اک نوجوان تاجدار طاؤس سحر پر سوار پشت پر مصاحبان نامدار لیکن مثل شعلہ جوالہ برسر قلعہ آکر چمکا شمیم نے آواز دی کون جاتا ہی گلریز نے فوراً طاؤس روک لیا آواز دی او شمیم ہمکو نہین پہچانتی منم شاہزادہ گلریز جادو نسبتی بھائی ملکہ سرخ مو مصاحب خاص

طلسم کشا او شمیم سچ بتلا آہنگ فلک سیر اسطرف سے گیا ہی حرامزادے نے مکر کیا بھاگ کر نکل گیا شمیم
شاہزادہ گلریز کو غصے مین دیکھکر گھبرائی خائف ہو کر جواب دیا ای شہریار حقیقت مین وہ آیا تھا یہان سے روانہ
ہو گیا مین آپ کو نہین روکتی گلریز نے کہا مین موجود ہون یہان بھی لڑنا وہان بھی جانبازی کرنا مرد سپاہی کا
یہی کام ہی جنگ و جدل مین اپنا نام ہی یہ کہتا ہوا سامنے شمیم کے پہونچا شمیم دل مین سوچی فی الحقیقت بڑے
قہر و غضب مین جاتا ہی اسکو روکنے مین خرابی ہی پھر وہ پہر مین جا کے آہنگ سے بھڑ جائیگا تا بکوہ عقیق
وہ نہ پہونچ سکیگا اس کو بہکا دون بس شمیم نے کہا ای شاہزادہ والا قدر آپ طرف سے طلسم آئینہ کے تشریف
لیجائیے یہ راستہ سیدھا ہی اسی طرف سے وہ بھی گیا ہی یہ سنکر شاہزادہ گلریز مثل شعلہ جوالہ بھڑک کر چلا جیسا ہوا
جاتا ہی چاہتا ہی راہ مین پکڑ لون تا بلشکر صاحبقران نہ پہونچنے دون دل سے کہتا ہی افسوس کسطرح سے برائے
ملاقات صاحبقران چلے اس شیر بیشہ جرأت سے جا کر یہ ذکر کرون کہ میری زوجہ کو چھین لایا کاشکے راہ مین
پاؤن الجھ کر جھیلون نہین معلوم اس محبوب جانی یار جاودانی پر کیا گذری ہوگی صاحب عصمت و عفت
مزاج مین جرأت و لیاقت ایسا نہو سر ٹپک ٹپک کے اپنی جان دے اگر رہائی پائی اسکو بدون میرے
کہان قرار تھا فوراً اپنے کو مجھ تک پہونچاتی

ابیات

یار بودہ جذب عشقم ہوش مطلوب مرا
کو نسیمے تا کشاید چشم یعقوب مرا
بس بلند است طالعم باید فزون جائے نشیں
وائے گر خواہد بمحشر زشت یا خوب مرا

یا تغافل گشتہ سد راہ محبوب مرا
سد چنانم را توی در جانفشانی اے عشق
باد اگر خواہد برد سوے تو مکتوب مرا
ہمنشینان ہست کافزونی ہائے درد

یوسف گل پیرہن را در چمن بر تن دریدہ
کردہ قانون محبت طرز اسلوب مرا
گشتہ ام صد رہ زخصیان تا نہ اعمال خوش
برد مخفی از دل من صبر ایوب مرا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا رہروی کر رہا ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی قضائے کار ملکہ خنظل جادو بادشاہ
طلسم آئینہ فیل بند کے دروازے پر جلوہ فرما ہی سر اٹھا کر دیکھا اک لڑکا ابر کر گشتا ہوا جاتا ہی خنظل کو گمان ہوا شاید
کوئی ملازم افراسیاب اس جانب آتا ہی پھاٹک سے لپٹے اتر آئی آواز دی کون آتا ہی مقام ادب ہی
یہان عملداری ہی زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران گردوں نام پر شہنشاہ گیتی ستان سعد بن
قباد والا شان کے جاری ہی فتاح اس طلسم کا نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان
جو کوئی لقا پرست یا لات پرست ہو اور بادہ کفر و نخوت سے مست ہو پلٹ جائے ہاتھ سے غلامان
صاحبقران کے اپنی آبرو بچائے گلریز نے جو یہ سنا آواز دی ای ملکہ خنظل شکر ہی ہم بھی اسی شجر کے پتے ہین

یہ کہکے اشارہ کیا ابرشوق ہوا طاؤس تڑپکر زمین پر آیا ملک حنظل جادو نے ایک جوان تاجدار صاحب شوکت و
شان کو دیکھا آپس مین بغلگیر ہوئی حال پرسی کی گلریز نے تمام کیفیت آہنگ فلک سیر ظاہر کی یہ سنکر حنظل
نے کہا تمکو شمیم جالندھری نے دھوکا دیا اس راستہ سے کسکی مجال ہی جو گذر کرے عرصہ دراز ہوا کہ طلسم قبضہ
مین صاحبقران کے آیا ملازمان افراسیاب ادھر سے نہین آتے از طلسم آئینہ تا طلسم گوہر افراسیاب کی ایک
واندا ہی آپس مین ہم سبھون مین نامہ و پیغام رہتے ہین اگر کوئی سامری پرست آیا واصل جہنم ہوا ہم لوگ روز و شب
اسی فکر مین رہتے ہین جانتے ہین لڑائی درپیش ہی جسدن طلسم کشا بر سر دریاے نیل جائیگا ہم لوگ بھی اپنے کو
پہونچا دینگے اہالیان دربند سے مقابلہ کرنا نہین چاہتے خود افراسیاب سے جا کر لڑینگے طلسم کشا کے شریک
ہونگے ای شاہزادہ گلریز ہم بھی تمھارے ساتھ چلین اگر راہ مین ملجاے حرامزادے کو سزاے معقول دین بڑا
کوئی نامرد ہی عجب حرکت ناشایستہ کی لیکن اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جائیگا ہاتھ سے فرزندان عمرو کے سزاے
معقول پائیگا جاتے ہی وہ گردن لینگے استاد والاشان ہمارے ایک لاکھ چوراسی ہزار شاگردان رشید فرزندان سعید
چھوڑ آے ہین وہ پہونچے پہونچے ساحر کی گردن لیتے ہین گلریز نے کہا ای حنظل بڑے حجاب کی بات ہی کبھی لشکر
ظفر اثر مین مین نہین گیا قدمبوسی سے امیر با توقیر کی مشرف نہین ہوا جانے مین نہایت حجاب ہی اس مقدمہ کو
ذکر کرنے مین دلکو پیچ و تاب ہی حنظل نے کہا ہم تمھارے ساتھ چلتے ہین گلریز خوش ہو گیا اور حنظل نے یہ بھی کہا
ہمارے آقا کی بارگاہین وہان خالی ہین ہمارے واسطے سامان وغیرہ سامان کی کیا ضرورت ہی ہمارا شاہزادہ والا قدر
بڑے فتاح طلسم اسکندریہ تشریف لیگیا ہی ہماری دختر بلند اختر ملکہ نرگسی چشم عقد مین خاور سپاہ کے ہی اکثر جانکا
اتفاق ہوتا ہی ہر چند گلریز نے منع کیا حنظل نے تخت منگایا اتنے عرصہ مین شربت وغیرہ منگا کر ہمراہیان شاہزادہ
گلریز کو پلایا تخت پر گلریز کو سوار کرکے اپنے ساتھ چند کنیزین لین طرف لشکر صاحبقران کے روانہ ہوئی اگر حال
خیریت مآل زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان تحریر ہوتا ہی مقابلہ لشکر زمرد شاہ باختری
مین خوش ہین لقا کو انتظار ہی کہ کوئی ساحر طرف سے طلسم ہوش ربا کے آئے تو سامان جنگ و جدل ہو کئی مرتبہ
سلیمان عنبرین موے کوہی نے کہا یا خداوند طبل جنگی بجوائیے لقا نے کہا ہمنے یہی تقدیر کی ہو کہ سلیمان
سب مسلمانون کو قتل کرے گا بختیارک نے کہا یا خداوند ایسی تقدیر فرمائیے اندھے کی ایک ہی لاٹھی ہی اگر
سلیمان پر کوئی زوال آیا کوہ عقیق پر قدم نہ ٹھہر لگا تا ہوش ربا پہونچنا دشوار ہی حمزہ راہ مین گردن لیگا کئی مرتبہ
قدرت پڑ گئے حمزہ نے چھوڑ رہا اس ملک پر فرزندان حمزہ نے بڑے بڑے صدمات اٹھائے ہین اکی جو

کہین قبضہ ہوگیا قدرت کو بھی جان بچانا دشوار ہوگی لقا نے اک دھول ماری رفیدہ بختیارک کا زمین پر گرا
جھاڑ پونچھ کر اسنے سر پر رکھا کہا خداوند دھول دھپے کا آپکو اختیار ہے ہمیشہ یہی بجا لاتا رہتا ہون ساحر کے آنے سے
ذرا چہل پہل ہو جاتی ہی سلیمان کا اُٹھنا بہتر نہین ہی یہان بارگاہ لقا مین تو یہ ذکر ہو وہان صاحبقران زمان کئی
دن گذرے طبل جنگی نہین بجا شاہزادہ داراب کشور کشا فرزند رشید صاحبقران جو اپنی بارگاہ سے نکلے
فتاح کشوری عیار نے عرض کی حضور کل غلام پرے بالا دوی گیا تھا صحراے پر فضا مین شکار متعدد ہی
آج صاحبقران سے اجازت لیجیے پہر دو پہر شکار کھیلیے داراب جب دربار مین آئے صاحبقران سے
عرض کی اگر حکم ہو غلام واسطے شکار کے جاے صاحبقران نے فرمایا ای فرزند ممالک پُر آشوب کو میونکا جا بجا
دخل ہی صدہا گوہی مارے گئے اکثر شریک ہوے ایسا نہو کسی سے فساد برپا ہو عرض کی غلام پہر چار گھڑی مین
کوس دو کوس جا کر واپس آئیگا صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ لیکن شکور رہنے کا ارادہ نہ کرنا خوب آگاہ ہو ہم
واسطے ایرج نوجوان کے بہت بیقرار ہین ایک تاجر نے خبر دی تھی کہ طلسم اسکندریہ فتح ہوا لیکن ابتک واپس
نہ آئے خدا بخیر و عافیت سے انکا جمال ہمکو دکھاے ذکر ایرج جو آیا قاسم عالیشان کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے
رستم پیلتن بیقرار ہوگئے صاحبقران نے قاسم کو گلے لگایا رستم کی پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا ہم خوب جانتے
ہین واسطے اپنے نور نظر کے مکدر ہو انشاء اللہ وہ صاحب اقبال بہت جلد بفتح و فیروزی آئیگا قاسم دلشاد نے
دست بستہ عرض کی خدا حضور کو سلامت رکھے غلام بھی حضور کا آجائیگا افسوس یہ ہو کہ عیار بھی انکا واپس نہ آیا
کہ کیفیت مفصل معلوم ہوتی صاحبقران نے فرمایا جسطرح عمرو میرا عاشق ہی اسی طرح فرزندان کے میرے
فرزندون کے خیرخواہ ہین وہ کیونکر واپس آتا اپنے آقا کے ہمراہ ہوگا دیکھین ہمارا یار وفادار عمرو نامدار ہم سے
کب ملے سنتا ہون طلسم ہوش ربا مین قیامتین برپا ہین طلسم بہت وسیع ہی ابھی تک اسد غازی نے کوچ
تک نہین پائی کوئی تو معرکہ ایسا درپیش ہو کہ ہمارے یار وفادار نے ہمکو فراموش کیا نہین معلوم ہمارے
نور نظر بدیع الزمان گردش فلک کا بھی کچھ پتا ملا یا نہین ملا اسد نامدار بدون حصول مقصد واپس نہوگا
وہ خیر یہی جان لگا دیگا ذکر بدیع و اسد جو صاحبقران نے کیا بارگاہ آسمان جاہ مین شور گریہ و زاری بلند
ہوا ہر خرد و کلان دردمند ہوا بادشاہ جمجاہ کے بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوے فرمایا ای شہریار صعب دست
ہمارے سبب نہونے عمرو نامدار کے ویران ہی دنگل یہ غاشیہ دیکھ کر کلیجہ پھٹتا ہی مشیران سلطنت وزیران آصف
نے عرض کی حضور انشاء اللہ بہت جلد ان شاہزادگان والا قدر سے ملاقات ہوگی سب صاحب فتح و فیروزی

آئینگے دیکھا بیٹے کہ صاحبقران بہت بیتاب ہین اور ذکر شروع کر دیے لیکن داراب اپنی بارگاہ مین آئے
چند بیلیے قراول ساتھ لیے مع دو ہزار جوانون کے براے شکار چلے حکم صاحبقران ہو چکا ہی کہ بہت جلد
واپس آنا آتے ہی شکار شروع کر دیا قصد ہو بہت جلد واپس چلین فتاح نے بھی یہ انتظام کیا کہ تین کوس سے
زیادہ ملازمان سرکاری نہ بڑھنے پائین اُسی مقام پر سب شکار کھیل رہے ہین داراب نے ایک آہو کو شکار کیا
زیر بغل اگھوڑے ہیز. ساتھ والے آتے جاتے ہین فتاح نے عرض کی آپ کا وقت وعدے کا گذرا جاتا ہی
خاصہ پر آپکی تلاش ہوگی اب واپس ہوجیے اگر آپ آج رقت پر پہونچینگے کل پھر رخصت حاصل ہو جائیگی
جبتک طبل جنگی لشکر لقا مین نہ بجے روز تشریف لائیے اتنے ہی عرصہ تک شکار کھیلیے بتعجیل پلٹ پڑیے
داراب نے بھی حکم دیا حقیقت مین واپس ہونا چاہیے شکار اُٹھا کر اراب پر لادے چاہتے ہین کہ واپس
ہون صحرا سے گرد اُڑی سب دیکھنے لگے دیکھا آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا آگے ہے علمدار گذرے ایک جوان
قوی تن قوی تن گینڈے پر سوار پشت پر بڑے فوج کے جمے ہوے فتاح نے بڑھکر خبر دریافت کی معلوم
ہوا سرخاب کوہی بھانجہ سلیمان عنبرین موے کوہی کا براے مدد لقا جاتا ہی اُدھر سرخاب
کو دریافت ہوا کہ فرزند حمزہ داراب کشورکشا براے شکار آیا ہوا ہی گینڈے کو روک لیا فوج تھمی اک سوار نے
اشارہ کیا جا کر پسر حمزہ سے کہو ہماری خدمت مین آ کر حاضر ہو ہم تمکو خدمت خداوند مین لیجائینگے خطا معاف
کرا دینگے مال و دولت کو ضرورت ہی کوئی تحفہ معقول براے نذر خداوندی چاہیے پس اس سے بہتر کیا تحفہ ہی
کہ تجھکو بطور نذر پیش کرین اک پہلوان اسکے ساتھ کا نہایت زبردست گینڈے کو جھکا کر پرے سے نکلا کہا حضور
مین ابھی لاتا ہون خوب بات آپنے تجویز کی نذر خداوندی کے لیے ایسی شی چاہیے لاف و گزاف کرتا ہوا گینڈے
کو جھکا کر قریب داراب آیا قد و قامت و جمال دیکھکر اور زیادہ پھولا قریب آ کر کہا ای جوان چل ہمارے آقا
نامدار تجھکو بلاتے ہین براے نذر خداوند لقا لیجائینگے لیکن ارشاد فرماتے ہین جان بخشی کرا دونگا داراب نے
فرمایا جا کر اپنے پہلوان سے کہ اس صحرا مین ایسی باتین کرتا ہی لشکر لقا مین جا کر طبل جنگی بجوانا ہمارا نام سنکر کیا ملا
ہم تیرے مقابلہ مین آئینگے بجرأت گرفتار کرنا اسوقت تجھکو اختیار ہی اس کوہی نے جھلا کر جواب دیا کیون اے
پسر حمزہ مین کیا پیغامبر ہون مجھے حکم ہی کان پکڑ کے لاؤ چپکے چلے چلو اسی مین خیر ہی ورنہ کھینچتا ہوا لیجاؤنگا
یہ کہکے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑ لون داراب نے اُلٹا ہاتھ مارا غصے مین آ کر فرمایا او بیحیا شامت آئی ہی
قضا گھیر کر یہانتک لائی ہی جب تو اس کوہی نے ہاتھ تلوار کا مارا فتاح نے آواز دی حضور ہوشیار ہو جائیے

داراب نے جلدی جن کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پٹا یہ بھی گھوڑے سے کود کے کشتی ہونے لگی سرخاب نے جو دیکھا میرے پہلوان سے پسر حمزہ لڑنے لگا گینڈے کو بڑھا کر آواز دی یارون کیا دیکھتے ہو سبکی مشکین باندھ لو لاکھو سوار پیدل لپیٹا لپیٹا کہکر دوڑ پڑے فتاح نے آواز دی ای شہریار غضب ہوا کل فوج نے بلوہ کردیا داراب نے جلدی مین اُس پہلوان کو کوے پر لادا اُٹھکر مارا کود کر چھاتی پر لیکن ساتھ والے اسکے چار جانب سے آپڑے نیزہ تیر تفنگ چلنے لگا داراب نے قاعدے کو صرف کیا یہ فرمایا اور سمجھا کہ شناخت مین برو بدکاری کیا کہتا ہی اسنے جواب سخت دیا داراب نے غصے مین اس کوہی کو چیر کر پھینکدیا تمام کوہیون نے شاہزادے کو گھیر لیا مرکب پر سوار ہو کے کئی کوہیون کو مارا کہ سرخاب برابر آگیا للکار کر آواز دی اے جوان غضب کیا میرے پہلوان کو مارا ایک لنگے اُس بیچارے ہاتھ تلوار لگا مارا خود گینڈے پر سوار یہ پیدل دوسری طرف سے ایک بیچلے نے نیزہ مارا نیزہ دار کو نیزہ خالی دیا مگر تیغہ سرخاب کا سر پر پڑا تا دو ابر شاہزادے پہونچا اُسپر بھی داراب نے جیداری کر کے پالٹ کا ہاتھ مارا دو پاؤن اُسکے گینڈے کے اُڑ گئے کود کر سرخاب الگ ہوا دوسرا ہاتھ مارا شاہزادہ چرخ کھا کر زمین پر گرا کوہی ٹوٹ پڑے از روے بلوے کے شاہزادے کو زخمداری مین پکڑ لیا ساتھ کے دو ہزار لڑنے لگے جا بجا گھر گئے فتاح کشوری نے جو یہ حال دیکھا طرف لشکر اسلام کے بھاگا کنارے پر لشکر کے رستم تیلتن علمشاہ نوجوان لگا بداشت مین زخمی فوج کے مصروف تھے کہ سامنے سے فتاح نمایان ہوا پکار کر آواز دی ای شہریار کے بھائی صاحب داراب کو کوہیون نے بلوہ کر کے پکڑ لیا ساتھ والے لڑ رہے ہین اپنے کو جلد پہونچائیے اپنے قوت بازو کو بچائیے یہ سنتے ہی استلا کو پر سوار ہوے طرف صحرا کے چلے مہتر سمک یلدق نے جو یہ حال دیکھا بڑھکے قاسم و علمشاہ کو خبر کی قاسم یہ سنتے ہی پشت مرکب شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی پر سوار ہو کے چلے اُنکے بعد اُنکے سوارون کا تانتا بندھا ہرکارے لشکر کفار کے وسواس خناس و خوش آمد بر آمد یہ خبر دریافت کر کے بھاگے دربار لقا مین آکر عرض کی حضور سرخاب برائے مدد خداوندا آتا تھا راہ مین داراب کشورکشا سے مقابلہ پڑا تھا داراب کو اُسنے پکڑ لیا علمشاہ و قاسم خدار سپاہ ہمارے سامنے برائے مدد گئے ہین زنہار فوراً سوار جاتے ہین یہ سنکر سلیمان عنبرین مو کوہی ذنگل سے اُٹھا یہ کہتا ہوا وہ میرا بھانجہ ہی جرات مین بے نظیر صاحب جاہ و توقیر کل مسلمانون کو قتل کرے گا دیکھیے آتے ہی کیسے قیامت برپا کر دی داراب ایسے جوان کو پکڑ لیا یہ کہکر باہر آیا فوج کو ہمیان لیکر چلا لقا نے کہا قدرت نے نوسے ہزار برس جبستر ہی تقدیر کی تھی

کہ آج کل مسلمانوں کا ہاتھ سے سرخاب کے خانہ کرا ڈینگے یہ کہکر تخت پر سوار ہوا تمام فوج لیکر چلا یہاں سرخاب نے داراب کشور کشا کو گرفتار کیا ساتھ والے لڑ رہے ہیں کچھ قتل ہوئے کچھ باقی تھے کہ نعرہ شیر کی صدا آئی باشید ای کفاران بے سپاہ و ای نابکاران پر دغا منم رستم میلتن و پلکین کشندہ دویل ہندی وقویل ہندی وکشندہ کپتان فرنگی سرفتنہ ملک فرنگستان نعرہ علمشاہ

ارشد اولاد امیر عرب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
آفتاب مشرق دین پروری
زخم تیغ برابر نیزہ بماہ

کیست علمشاہ جو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور

دوسری جانب سے نعرہ ہوا نعرہ قاسم فرزند رستم نبیرہ صاحبقران

شہسوار لعل پوش خاوری
ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ز آب دم تیغ نشستہ زمین
ہمہ با خرشد بزیر نگین

سرداروں کا ہر جانب سے نعرہ ہوا الا کرد فرنگی و ہالا کرد فرنگی کیتی ارزال و کیتی زلزال دہشنگ تجیم دریائی وساقط شاہ دربندی اسطرف سے قیماس خان خاوری و حسن خان خاوری والماس خان خاوری و مالک ترک سفید جامہ و توسن بن ترک و معظم خان بن بہرام تلواریں کھینچکر آئے ہی شریک جنگ ہوئے علمشاہ و قاسم شاہ نے صف کو ہیاں کو درہم و برہم کر دیا یہاں صاحبقران زمان محل میں دستر خوان پر خاصہ نوش فرمانے کو ہیں لیکن دربار برخاست ہو چکا ہی خاصے پر امیر نے ارشاد فرمایا ابھی تک داراب کشور کشا واپس نہ آئے ملکہ صنوبر خاتون مادر داراب نے عرض کی میں نے بھی دریافت کیا ابھی تک غلام آپ کا شکار سے نہیں پلٹا کسی کو حکم ہو دریافت کرے امیر نے محلدار سے حکم دیا مقبل وفادار سے کہو صحرا میں جا کر داراب کو بلا لائے مقبل در دولت پر حاضر تھا محلدار نے حکم دیا مقبل پشت مرکب پر سوار ہو کے چلا لشکر میں جو دیکھا سرداران قاسم شاہ و علمشاہ مسلح ہو کے چلے جاتے ہیں مقبل نے پوچھا معلوم ہوا صحرا میں لڑائی پڑ گئی لندھور و مالک کو خبر پہونچی وہ نام داراب سنکر بیقرار ہوئے پشت مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہو کے طرف صحرا کے روانہ ہوئے مالک کو بھی خبر ملی فوراً مادیان عربی پر سوار ہو کر نیزہ داران عرب کو ہمراہ لیا یہ بھی چلے مقبل نے دیکھا سرداران صاحبقران جاتے ہیں ایسے وقت میں منہ پھیرنا شیوہ جرأت کے خلاف ہی یہ بھی لندھور کے ہمراہ ہو لیا صاحبقران نے محل میں جب دیکھا مقبل کو عرصہ ہوا ہے شکارگاہ میں فروکش ہوئے خاصہ نوش فرما کے آرام کیا یہاں لندھور اسوقت پہونچے کہ قاسم و علمشاہ نے لڑ بھڑ کر داراب کو رہا کیا گھوڑے پر سوار کیا

سرخاب ٹوٹ کر علمشاہ پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ گلستان فرنگی پر تلوار کو اسکی کاٹ کر الجھاوے تیغ
ہاتھ کا الٹا وار کیا سرخاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے شب فراق سرخاب کی تیغ
خود پر گرا خود دو ٹکڑے کاٹ کر تیغہ رستم تا دوابر وپہونچا دوا شانہ اسنے مارا تیغہ زور میں جاتا تھا گینڈے کی گردن
قلم ہوئی سرخاب گرا ساتھ والے اسکے ٹوٹ پڑے ہاتون ہاتھ لے بھاگے کہ لندھور و مالک کا
بھی نعرہ ہوا فوج سرخاب نے شکست کھائی قریب تھا کہ بھاگ جائے کہ سلیمان عنبر مو مع کوہی
فوج بے حساب پیل پہونچا شکستہ فوج سرخاب کو اسنے روکا تلوار چلنے لگی لقا بھی مع فوج تسخیان و باختر میں
وقت پر پہونچا اب لندھور و مالک و علمشاہ وقائم رستم دریائے فوج کفار مین شناوری کر رہے ہین
قاسم نے طرف لقا کے رخ کیا چار سو سردار انکے قیماس وغیرہ لڑتے ہوئے سامنے تخت لقا کے پہونچے
تلوار چلنے لگی قاسم نے جو مہلت پائی لقا پر جا پڑا لقا نے آواز دی او بندۂ خدائی قہر و جلال خداوندی سے
نہین ڈرتا ہی ٹھہر ذرا کہ سنگ سیاہ کردون بختیارک نے سلیمان کو آواز دی یارو جلد آکر بچاؤ ٹھہرے اور
وار اوسے مقابلہ سلیمان نے گرز بڑھایا لندھور نے بڑھکر سلیمان کو روکا یہان تیغہ قاسم سر لقا پر
پیل گیا فرق قدرت زخمی ہوا لقا نے چیخ ماری تالیان فوج لقا ٹوٹ پڑے ہزارہا ہاتھ سے سرداران قاسم
کے مارے گئے سلیمان نے لندھور پر ہاتھ مارا لندھور نے روک کے تیغ دو دمہ ہندی کا وار کیا سلیمان
بھی زخمی ہوا سرخاب و سلیمان و لقا زخمی ہوئے قریب ہی کہ فوج شکست کھا کے بھاگے لندھور وغیرہ
نے خون کے دریا بہا دیے لقا اپنے آنے پر منفعل ہی سر زخمی گینڈے پر سوار ہی تخت کو ترک کردیا چاہتا ہی کہ
بھاگ کر نکل جاؤن بنجائی باختری نام اہل اسلام سے بھاگتے ہین دور سے لینا لینا کر رہے ہین قریب نہین آتے
بعض سردار پکار رہے ہین یا خداوند تقدیر گریز کیجیے اب ٹھہرنا بہتر نہین ہی لقا کہتا ہی قدرت کو صدوان
سے تقدیر گریز کر چکے لیکن بندگان خدائی بڑے بے ادب ہین فرق قدرت زخمی ہوا قدرت کے صبر و
جبر کو دیکھے ابھی چاہین تو سنگ سیاہ کردین لیکن رحم آتا ہی کس ناز و نعم سے انکو پالا عزت اور آبرو عطا کی خود شکست
کھائی انکی آبرو بڑھائی ملک موروثی اپنا چھوڑ دیا قدرت انکی صورت دیکھنا نہین چاہتے یہ سب سرکشی
دکھاتے ہین قدرت انکے ناز اٹھاتے ہین غل مچانے پر لقا کے سرداران نامی ہنس رہے ہین قاسم نے
ہاتھ روک لیا رستم نے بھی اشارہ کیا اسکو نکل جانے دو ای فرزند رد کو اسکو قتل کرنے سے کیا ملیگا قاسم
و علمشاہ نے گھوڑے ہٹا لیے لقا بھاگ کر قریب سلیمان آیا کہا ای پہلوان قدرت نکل چلو اسوقت

تقدیر برعکس ہو گئی سر قدرت زخمی ہوا سلیمان غصے مین کانپ رہا ہی کہا یا خداوند آپ کیون نے جسے درجے
سرفراز کیا تقدیر برعکس ہی ہوئی ہی ہزارہا جانی میرے مارے گئے قدرت کو حال مسلمانان پر رحم آتا ہی اپنے
بندگان خاص کو قتل کراتے ہین چنانچہ میرا سرخاب انتہا کار شمار ہی تمام فوج اُسکی پامال ہوئی اسوقت تو
کوئی تقدیر مضبوط کیجیے ان سرکشون کو مٹائیے لقا گھبرایا غصے مین جواب دیا مشیت قدرت مین دخل دیتے
بھی ہمکو دشنام سیاہ کرو وہ سرخاب سب ہمارے حکم کیون کر اقدرت کو کسی کا غرور پسند نہین ہی جو مناسب جانینگے
کرینگے یہ سب ہمارے بندگان مقبول ہین حمزہ و فرزندان حمزہ ظاہر مین ہمکو برا کہتے ہین رات کو توبہ کرتے
ہین قدرت انکے گناہ بخشدیتے ہین جسدن توبہ سے غافل ہونگے اُسدن سمجھا جائیگا سلیمان کانپنے لگا کہا
یا خداوند معاف فرمائیے خطا ہوئی اب کبھی مشیت قدرت مین دخل ندونگا مگر پشت دکھانا ناگوار ہی اسوجہ سے
غلام بیقرار ہی لقا نے کہا جب قدرت نے فرار برقرار کیا تب تمکو کیا شرم ہی قدرت نے آج یہی تقدیر کی
ہی بھاگنے کی تدبیر کی ہی بختیارک ہان ہین ہان ملا بہی مسخرا پن کرتا ہی کبھی ایسا ہی ای سلیمان دیکھو قدرت
کیسے تمپر مہربان ہین یہ قدوقامت سلطنت لیاقت مرحمت فرمائی قدرت کے حکم مین دخل ندو ایسا نہو قدرت
بگڑ جائین لقا کے کہنے سے سلیمان لڑتا ہوا پیچھے ہٹا لقا بھی چاہتا ہی نکل جاؤن کہ آسمان سے لکہ ابر سیاہ
پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک بختیارک نے کہا یا خداوند آپنے کوئی تقدیر نئی آگاہ فرمائیے لقا بسبب
زخم کے اپنی جان سے بیزار ہی جواب دیا قدرت جانتے ہین لیکن نہ بتلائینگے ای شیطان خاموش رہ
یکایک وہ لکہ ابر شق ہوا ایک ساحر کو دیکھا تخت پر سوار پشت پر ساحران غدار آہنگ فلک سیر نے سر جھکا کر
دیکھا ہزارہا لاشے تڑپ رہے ہین صدہا جوان زخمی ہین ایک شخص بڑے قدوقامت کا سے خون
جاری گینڈے کو بھگائے ہوے جاتا ہی آہنگ فلک سیر نے اک ساحر کو حکم دیا دریافت تو کر یہ کون
لوگ مصروف جنگ ہین ساحر قریب بختیارک آیا کہا ہمارے شہنشاہ آہنگ فلک سیر براے مدد
خداوند لقا جاتے ہین دریافت فرماتے ہین کہ اس جنگ کا کیا باعث ہی بختیارک نے جو یہ سنا اُس
ساحر کو لقا کے سامنے لایا ساحر سے کہا قدرت کو سجدہ کر وہ اُس ساحر نے جو اس حال زار سے لقا کو دیکھا
ریش تمام خون سے تر دیو کے برابر قدوقامت نہ سطوت نہ صولت چلے دو گز ہنس پڑا کہا ای شخص مجھکو دھوکا
دیتا ہی یہ خداوند ہی یا غول بیابانی یا عوج بن عنق کا بھائی یا برادر ہی یہ سنکر لقا نے کہا اس بندے
بے ادب کو جوتیان مارو قدرت پر پھبتیان کہتا ہی جادوگر پر مار پڑنے لگی زخمی ہوکر بھاگا آہنگ کے

سامنے آکر گر پڑا کہا ای شہریار عجب طرح کا معرکہ ہو وہ سامنے دیو خصال شکست خوردہ زخمی بیقرار گینڈے پر سوار جو
لوگ کہتے ہین یہ خداوند لقا ہین میرے منھ سے نکل گیا کہ یہ غول بیابانی سا کھوسٹ الٹا الو کا پٹھا بیہودہ کیا کبھی خداوند خدا
ایسے ہوتے ہین مجھکو پیٹنے لگے زخمی کیا بڑی مشکل سے آپ تک آیا آہنگ گھبراگیا خود تخت سے اترا فوج کو
ٹھہرا مین ٹھہرایا آپ قریب گردن لقا آیا جھککر سلام کیا عرضی افراسیاب کی نکالکر ہاتھ مین لقا کے دی کہا اگر
آپ خداوند ہین تو مجھکو شاہ نے براے خدمت گذاری بھیجا ہی آہنگ فلک سیر نام ہی جانبازی سرفروشی
ہمارا کام ہی لقا نے عرضی لے لی بے اختیار پکار اٹھا قسم خداوند زمرد شاہ باختری ہر طرح اپنے بندون کو جلال
دکھلاتے ہین زخمی بھی ہوجاتے ہین ای بندۂ خاص الخاص بندگان خوابی نے قدرت کو صدمۂ عظیم پہونچایا فرزندان
حمزہ و سرداران حمزہ لڑ رہے ہین ان سبکا خون تیری تلوار کے سپرد کیا خبردار ہوجانے نپائین قدرت مجھکو
راہ میری عطا فرمائینگی شیر قدرت بنائینگے آہنگ گھبرایا لیکن دل مین سوچا جاگی جست کے خداوند ہین اگر
بھی کچھ بھید ہوگا سامری جمشید بھی تو در در بھیک مانگتے تھے ویسے ہی یہ بھی خداوند ہین بہت خوب کہکے
پلٹا ساحرون کو آواز دی یہان لندھور نے علشاہ سے کہا ای فرزند ساحران غدار آگئے بہتر یہ ہی کہ نکل چلو
دیکھو اب سحر ہوا چاہتا ہے ہمنے لقا کو مان دی تھی وہ دم نہ لینے دیگا رستم نے کہا عم نامدار کافرون کو پشت
دکھانا جرات سے بعید ہی لندھور نے زبردستی مرکب علشاہ ہٹایا قاسم کو بھی اشارہ کیا چاہتے ہین
گھوڑون کو پھیر لین آہنگ فلک سیر بڑھا بارہ ہزار ساحران غدار نے سحر کیا کس لطف سے سرداران
قاسم و علشاہ لڑرہے تھے گھوڑون کے پیر اٹھا دیے باختری بھاگے جاتے تھے بعض نامرد ہمراہیان
لقا غل مچاتے تھے ساحرون کا سحر جو چلا یہ بھی بچا پلٹ پڑے سردارون نے جرات کی ساحرون پر بھی
جا پڑے کسی کو نیزے سے کسی کو تلوار سے مارا بعض شیر دل کود پڑے ساحر سے لپٹ گئے اٹھاکے دے مارا
چھاتی پر چڑھ بیٹھے سر کھینچکر پھینکدیا بعض کا یہ حال ہی ساحر کا سحر چل گیا آگ برسنے لگی گھوڑے نے بدلگامی کی
پڑی نہین جبھی گھوڑے نے جست وخیز کی سوار گھوڑے سے گرا گھوڑون نے بڑھکے قتل کیا ہاتھ پاؤن بالکل بیکار
لشکر مین ہلا پڑگیا دو ہزار ساحر ہمراہیان رستم وغیرہ نے مارے مگر رستم لڑتے ہوے جاتے ہین عیارون
نے حقہ ہاے آتشبازی داغے دس بیس ساحرون کے منھ جلادیے یا تو لقا بھاگنے کا قصد کر رہا تھا اب اڑ بیٹھا
پڑا باختریون کو آواز دینے لگا خبردار سبکو گھیر کر مار لو کیون بندگان من دیدی قدرت مرا کیا برجستہ تقدیری معقول
تدبیری سنبھالی باختری بھاگے ہوے پلٹ پڑے بیکسی بے بسی مین قتل کرنے لگے علشاہ شمشیر زنی کرتے ہوے

آتے ہین آہنگ فلک سیر نے دیکھا اک جوان رعنا بلند بالا خورشید جمال شمشیر زنی کرتا ہوا آتا ہے کئی جادوگر
سامنے اسکے چیر کر پھینک دیے اگرچہ مین کوئی پہلوان جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا اوس شیر دل نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے
تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکے اوس پہلوان کو اٹھایا چورنگ ہوائی قلم کیا یہ سطوت وصولت آہنگ دیکھکر
وجد کرنے لگا رستم آہنگ پر جا پڑے اس بہیلے نے اُٹھا کر ماش کا دانہ پھینکا رستم گھوڑے سے گرے سرداران
رستم آمادہ جانبازی گھوڑون سے کود پڑے کئی سو ساحرون کو اس مقام پر مارا خون کا دریا بہ گیا آہنگ
کے ہوش اُڑ گئے ساتھ والون سے کہا اگر یہ لوگ سحر جانتے ہوتے قیامتین برپا کرتے بجانے پر سحر کے گلے اپنے
پر شمشیر رکھتے ہین کیا بہادر ہین خوشی خوشی موت کے مزے چکھتے ہین ٹکڑے ہوکر گرے مارنا شروع کیے زخم
غش کھا کھا کے گرے آہنگ نے سبکو گرفتار کرالیا لقا نے اپنے ملازمون کو حکم دیا آہنگ آئے سب کو مسلسل
و مطوق کیا جتنے سردار یہان آئے تھے سب گرفتار ہوے آہنگ نے پلٹ کر لقا کی قدمبوسی کی اسی مقام
پر بارگاہ مین استادہ ہوئین لقا اگر تخت نکبت پر بیٹھا تاج نخوت سر پر رکھا سر مین ٹانگے دیے گئے آہنگ کی بڑی
خاطر ہوئی سب ساحرون کو خلعت ملے لیکن عیاران لندھور و علمشاہ و قاسم یہ حال زار دیکھکر خاک اڑاتے
ہوے بھاگے یہان صاحبقران زمان آخر وقت کے دربار مین بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے بادشاہ جہان
نے تمام کیفیت بیان کی کہ حضور سے آرام فرماتے تھے داراب کشور کشا سے شکارگاہ مین کسی کوہی سے فساد ہوا
یہان سے علمشاہ و قاسم و لندھور و مالک خبر کو گئے کوئی ابھی تک واپس نہین آیا نہین معلوم کیا معاملہ
گذرا صاحبقران پریشان ہوے فرمایا ہم اسیواسطے اجازت شکار نہ دیتے تھے ممالک پُر آشوب کوہی
رہزن ہر سب صاحب آتش خو شعلہ مزاج کیونکر نہ فساد ہو جلد خبر منگوائیے جواہر بن عمرو کو حکم ہوا یہ کرسی سے
اٹھا قصد کیا روانہ ہون کہ سیارہ و سمک و الیاس ہندی و عرب درّاز عیاران سرداران لشکر
آکر حاضر ہوے صاحبقران نے فرمایا خیر تو ہے عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان بے سبب فساد ہوا سرخاب
نے زخمی کر کے داراب کو گرفتار کرلیا ملازمان جانباز لڑ رہے تھے یہان سے رستم وغیرہ پہونچے سلیمان
واسطے مدد سرخاب کے گیا لقا بھی لشکر گران لیکر پہونچا آپکے فرزندان عالیمقدار و سرداران نامدار نے سبکو
شکست فاش دی قریب تھا کہ لقا بھاگ جائے ساحر آہنگ فلک سیر نامے فرستادہ افراسیاب آکر
پہونچا چشم زدن مین سبکو گرفتار کرلیا اسی مقام پر لقا نے بارگاہ استادہ کرائی ہے تقدیرین گمجار رہا ہے یہ سنکر
صاحبقران نے حکم دیا لشکر تیار کرو مین خود جاؤنگا ابھی تو بختیارک سا دشمن موجود ہے سب سرداران کو

قتل کراڈالے بادشاہ حجاہ نے کہا حضور لشکر لیکر تشریف لیچلیے لقا کو خوف تو ہو صاحبقران نے فرمایا جیسی
رائے اقدس مین آئے سب سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھنے لگے صاحبقران کا سوار ہونے کا قصد ہو ہرکارون
نے بڑھکر عرض کی بادشاہ طلسم آئینہ ملکہ خنظل جادو اور ایک جوان تاجدار مع چند کنیزون کے آکر اترے
ہین صاحبقران نے حکم دیا بارگاہ حشامی مین اُن سب صاحبون کو لیچلو واضح رہے ناظرین رہے کہ
بارگاہ سلیمانی مین ساحر نہین آسکتا بہرام وغیرہ سرداران کو بھیجا چند تاجدار گئے ملکہ خنظل کا استقبال کیا
مع شاہزادہ گلریز ساتھ لیکر بارگاہ حشامی مین آئی کرسیان مکلل بجواہر سبکو ملین صاحبقران بھی تشریف لائے
ملکہ خنظل نے اُٹھکر قدمون کو بوسہ دیا گلریز جادو نے بڑھکر نذر دی صاحبقران نے بخلق سینے سے لگایا
پہلو مین اپنے جگہ دی ملکہ خنظل کی جانب متوجہ ہوئے فرمایا انکے اوصاف حمیدہ ظاہر کرو ملکہ خنظل نے تمام
کیفیت نامردی آہنگ فلک سیر از اول تا آخر ظاہر کی شاہزادہ گلریز بے اختیار رونے لگا دامن
صاحبقران تھام لیا آنکھون مین آنسو بھرکے عرض کی ای یاور غریبان وای دادرس بیکسان شعر

سر لطف پیش تو ای ظل اکرآمدہ ایم + سایۂ رحمتی و ما بہ پناہ آمدہ ایم + اُس ملعون نے ایسا صدمہ عظیم دیا
جسکو حجاب سے بیان نہین کرسکتا عرض کرتے شرم آتی ہی ملعون نے مکاری کی شب کو آکر نقب سحر دیکر ملکہ عالم
کو اٹھا لیگیا راستے مین مین نے تلاش کیا تا بطلسم آئینہ پہونچا چونکہ کبھی خدمت مین مشرف نہوا تھا خنظل
کو برائے سفارش ہمراہ لایا یہ خبر مشہور ہوئی کہ ہوشربا سے کوئی ساحر آیا ہی بادشاہ حجاہ و جملہ سرداران نزد
عمرو نامدار آکر بارگاہ حشامی مین جمع ہوئے ہر ایک چاہتا تھا کہ گلریز سے حال اسد و عمرو وغیرہ دریافت
کرین بادشاہ حجاہ نے ملکہ بہار کو پوچھا نور الدہر بن بدیع الزمان نے ملکہ مخمور کی کیفیت پوچھی اور
صاحبقران نے فرمایا ای برادر یہ بتلاؤ کہ ہمارے نور نظر بدیع الزمان کا بھی کچھ احوال دریافت ہوا ہی
گلریز نے عرض کی ای شہریار خواجہ عمرو نے اسد نامدار کو بڑے زور و شور سے گنبد نور سے رہا کیا اور
اسد غازی کو ہمراہ لیکر تلاش لوح مین نکلے تا بباغ سیماب پہونچے بڑے بڑے معرکہ بڑے مگر لوح دستیاب
نہوئی پھر خواجہ ملک داؤد مین پہونچے خداوند داؤد کو گرفتار کیا اُسکی شکل بنکر افراسیاب سے لوح
لی بعد چندے لوح قبضے سے نکل گئی پھر خواجہ اسد کو لیکر طلسم صندل ن پہونچے اُسکو بھی فتح کیا مہرو
ماہ جادو کو مارا حضور ان مقامات پر شاہزادہ بدیع الزمان نہین ملے اب افراسیاب نے بڑا
دباؤ ڈالا ہی خدا سبکی جان بچائے حجرہ ہائے بلا کھلے ہین غلام بھی یہی خبر سنکر چلا تھا ایک مخبر بلاوے کو خواجہ

سنایا حالات مشعل جادو جو گلریز نے سامنے سرداروں کے بیان کیے سبکے ہوش اڑ گئے صاحبقران
کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہی جب عیاری عمرو کا ذکر آتا ہی فرماتے ہین پروردگار میرے یار وفادار کو سلامت رکھے
طلسم ہوش ربا مین جا کر بڑا نام کیا اصل یہ ہی کہ وہی طلسم کشائی کر رہا ہی مگر حال بدیع الزمان سنکر
صاحبقران آبدیدہ ہوے بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا حال جرات اسد سنکر صاحبقران نے
سجدہ شکر پروردگار کیا سینے دعا کی یا الٰہی ان سبکو اپنی حفاظت مین رکھنا حقیقت مین بلاے آسمانی نازل ہوئی
ہی تاریک کی بدعت سے خدا اسکو بچاے بادشاہ سجادہ نے فرمایا جد عالی تبار براے پروردگار اٹھیے تو پھر
ہوش ربا مین چلیے یہ وقت شراکت اسد نامدار ہی صاحبقران نے فرمایا مین مجبور و لاچار ہون لقا شکست
کھا کر جاے مین بھی اپنے کو پہونچاؤن گلریز کے مقدمے مین ارشاد ہوا ای عیاران نامی ای فرزندان عمرو
گرامی ملکہ نرگس جادو وہ جو اس شیر بیشہ جرات کی قید مین آہنگ کی ہی لشکر لیکر تو ہم آتے ہین انشاء اللہ
گھسکر اُس ملعون کو نہ مارا سزاے معقول نہ دی تو نام اپنا صاحبقران نہ پایا لیکن مقام خوف ہی ہمنے
دباؤ ڈالا اُس بیحیا نے کسی طرح کا اُسکو آزار پہونچایا یا قتل کر ڈالا یا لیکر طرف طلسم ہوشربا کے بھاگ گیا تو بڑی
مشکل ہوئی گلریز نے عرض کی مین صرف اسکی تلاش مین آیا شکر ہی قدمبوسی سے مشرف ہوا اب حضور تکلیف
نفرمائین یہی چار سو کنیزین کافی ہین جاتے ہی انشاء اللہ آپکے اقبال سے سمجھ لونگا صاحبقران نے ہاتھ تھام لیا
کہ تم ہمارے ساتھ چلنا اب تم دخل ندو یہ فرزندان عمرو جاتے ہی تدبیر کر لینگے صاحبقران فرماتے ہی
سے جواہر بن عمرو و شعبان خنجر گذار و مہتر ابو الفتح اصفہانی و عمران خطائی وغیرہ چار سی
پیک بچہ روانہ ہو گیا صاحبقران نے پلٹ کر فرمایا جواہر بن عمرو کہان ہی نامیان خبری وغیرہ نے عرض
کی جب حضور نے ذکر کیا تھا اُسی وقت وہ سب گئے کب کے گئے ہین کر جاتے ہی ملکہ نرگس کو رہا کرینگے یا اپنی
جان دینگے گلریز نے ہر چند چاہا کہ مین پیشتر جاؤن صاحبقران نے قبول نہ فرمایا اُسی وقت سوار ہوے
حنظل و گلریز بھی ہمراہ ہین لیکن گلریز گھبرا رہا ہی کہ مین علیحدہ جاؤن بارگاہ مین اُس ملعون کی جلکے
گھس پڑون جب لشکر روا روی کرکے چلا گلریز نگاہ صاحبقران بچا کر پیچھے ہٹا کسی نے پوچھا کہا رفع حاجت
کرکے حاضر ہوتا ہون خادم کو آواز دی آفتابہ لیکر وہ ساتھ ہوا اک گوشے مین آکر بیٹھا جب دیکھا لشکر بڑھ گیا
دونون پاؤن مار کر غرق زمین ہوا جب عرصہ گذرا اُس نے آکر دیکھا گلریز کو اُس مقام پر نہ پایا بیقرار ہو کر وہ خدمت
مین صاحبقران کی آیا عرض کی ای شہریار گلریز صحرا مین جا کر غائب ہو گیا صاحبقران نے فرمایا

اُس صاحب غیرت کو بڑا قلق ہوا خنظل جادو نے کہا حضور وہ مجھسے کہتا تھا کہ مین زیارت سے امیر نامور کی مشرف ہوا حال بھی مجھکو معلوم ہو چکا کہ سرداران سرکار کے ساتھ بھی اُسنے بے ادبی کی اب مین جاکر لڑ بھڑ کر مرجاؤنگا یا اپنی زوجہ کو رہا کرونگا معلوم ہوتا ہی وہ وہین گیا حضور مین جاکر اُسکی خبر لون صاحبقران نے فرمایا ای خنظل اگر ملجائے تو سمجھا کر پھیر لاؤ مین بھیجتے ہی انتظام کرونگا خنظل جادو نے فوراً طاؤس اپنا اُڑایا تلاش مین گلرخ کے چلی یہان لقا نے جب بارگاہ استادکرائی آہنگ کو خلعت ملا یہ ملعون ہاتھ باندھکر سامنے لقا کے کھڑا ہوا عرض کی یہ بندۂ خاطی آپکا کچھ گذارش کیا چاہتا ہی لقا نے کہا دریاے رحمت خداوندی جوش مین ہی جو کہنا ہو کہہ عرض کی غلام اک محبوب مطلوب پر مائل ہی اُسکو قید کر کے لایا ہون سامنے حاضر کرون قدرت تقدیر کرین قلب اُسکا اُلٹ دین کہ وہ مجھکو بشوہری قبول کرے زبان سے افراسیاب کی سن چکا ہون کہ قدرت کو غرور ناپسند ہی عہد کرتا ہون کبھی غرور کا خیال بھی دل مین نہ آئیگا کل ہی قدرت بر لے مقابلہ سلطان چلیپن طبل جنگی میرے نام پر بجوا ئین مین سبکو گرفتار کر کے خدمت قدرت مین حاضر کرونگا تا بہ آخر پہونچا دونگا بالاے قیطول جلوس خداوندی ہو ہمیشہ خدمت مین حاضر رہون مشیر قدرت لقب پاؤن گر اُس نازنین کے دل سے پردہ حجاب اُٹھا دیجیے لقا نشے مین بیٹھا ہی فتح بھی حاصل ہوئی سرداران مذکور قید مین بلبلا رہے ہین لقا بول اُٹھا جلد لاؤ ابھی کلام سے قفل قلب کھولدینگے مثل تمھارے تپر عاشق ہو کر کنیزان کمترین خدمت مین حاضر رہیگی قدرت دھوم سے تمھارے ساتھ شادی کرینگے آہنگ فلک سیر پھول گیا دوڑا ہوا اپنے خیمے مین آیا ملکہ نرگس جادو کو صندوق سے نکالا لیکن زبان مین سوزن دیا ہوا کئی دن کے بعد ملعون نے سحر اُتارا ملکہ نرگس کو ہوش آیا گھبرا گئین کہ مین کس مقام پر ہون چہار جانب دیکھنے لگین زبان مین اپنی سوزن پایا آہنگ نے دست بستہ ہو کر کہا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی مین تابعدار ہون حب عشق سے بیقرار ہو اسارت کو سحر کے تمھارے خیمہ مین پہونچا تکو لے آیا اب چل کے جمال خداوندی دیکھو قدرت ہماری تمھاری شادی کرینگے ہم تم مشیر قدرت کہلا ئینگے یہ حالات سنکر ملکہ نرگس کی آنکھین اُبل آئین زبان مین تو سوزن تھا قریب تھا کہ روح نکل جاے آنکھون سے آنسو جاری ہوے بنگاہ قہر طرف آہنگ کے دیکھا آہنگ تیور دیکھکر ڈرا دو تین کنیزون سے کہا انکو لیکر دربار خداوندی مین آؤ قدرت فوراً تقدیر فرمائینگے ادہر ہی سورت ہو جائیگی خود میرے عشق کا دم بھرنے لگی یہ کہتا ہوا پہلے دربار لقا مین آیا کہا یا خداوندا اُسکو تو بڑا غصہ ہی جان دینے پر آمادہ ہی غصے مین کانپ رہی ہی اگر زبان مین سوزن نہ ہوتا مجھپر آپڑتی یا خداوندا ساحرہ بھی زبردست ہی

مین اُسکے ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہون اسوجہ سے ڈرتا ہون لقا نے کہا سامنے قدرت کے لاؤ نہ گھبراؤ اب اسوقت
دربار لقا معمور چوبدار یساول حاجب دربان گمیدان رسالدار اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین کہ پردہ بارگاہ
کا اُٹھا اسکی نگاہ پڑی ایک مہ جبین نہایت حسین بوٹا سا قد آنکھین رشک غزال چہرہ ماہ آسمان کمال ابرو کھچی
کھنچے ہوے تلوار رعنائی و زیبائی لبون مین مسیحائی غنچہ دہن سیمتن رشک چمن کباب رفتار شیرین گفتار لیکن
اُس عالم یاس چہرہ زرد ہونٹھ خشک آنکھون مین تری حواس مین ابتری مثل شمع سحری لہراتی ہوئی سر
جھکائے ہوے شرم سے عرق عرق محجوب حیران و پریشان جیسے ہی لقا کی نگاہ جمال بیمثال پر اُس حوروش کے
پڑی تخت نشین بیٹھا تھا بیقرار ہو گیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا نرگس تو خاموش کھڑی ہو دل سے کہتی ہی زمین شق ہو
مین سما جاؤن ای معبود میری عصمت بچانا لیکن لقا نے آہنگ کی طرف دیکھا کہا ای مشیر قدرت پانچسو برس
کی عمر قدرت تمکو عطا فرماتے ہین پیغمبر صاحب کتاب بناتے ہین لیکن قدرت اس محبوب مطلوب پر مائل ہوئے
یہ اس لایق نہین کہ تمہارے پہلو مین بیٹھے زمرہ حوران قدرت مین اسکو درج فرمائینگے اور کسی شاہزادی کے ساتھ
تمہاری شادی کرینگے آہنگ گھبرا گیا تھر تھر کانپنے لگا اور کہا یا خداوند مین تو مر جاؤنگا لقا نے کہا او بے ادب
خاموش رہ قدرت کی بات کا جواب دیتا ہی ابھی سنگ سیاہ بنا دون آہنگ ڈرا لیکن دل مین جوش محبت
کہا یا خداوند مین تو اسکے واسطے بہت بدنام ہوا زخم کھایا لشکر میرا تباہ ہوا بمشکل یہان تک پہونچا آپ حضرت
اسکا قلب اُلٹے ہین صدہا حوران قدرت خدمت مین ہین اسکو معاف فرمائیے اپنے بندے کے حال پر رحم
کیجیے لقا مست بیٹھا ہی اپنی کہے جاتا ہی بختیارک چٹکی لیکر سمجھاتا ہی یا خداوند یہ تمکو کیا ہو گیا اگر بگڑ جائے تو اسکے
بار سحر کو کون سنبھالے لقا نے پلٹ کے کہا او شیطان کارخانہ قدرت مین تجھکو کیا دخل ہی آہنگ مایوس
کھڑا ہی لقا طرف ملکہ نرگس کے متوجہ ہوا کہا ای بندی خاص ای معشوقہ با اختصاص قدرت تجھکو حور مقصورہ
بنائینگے شرف خدمت خداوندی پائیگی سب بندے ہمارے تجھکو بھی سجدہ کرینگے خدا منی کہلائیگی یہ کلمات سنکر
ملکہ نرگس کانپی زبان مین لکنت تھی بمشکل ضبط کرکے کہا او غول مجہول او پرانے چنڈول یاوہ گو کیا بیہودہ
بکتا ہی اگر زبان سے سوزن نکل جائے تو تجھکو جواب معقول دون اس ملعون کی بھی بوٹیان کاٹ کر پھینکدون
یہ کہکر بے اختیار رونے لگی مجبور و لاچار مردون کا دربار کوئی ہنسا کسی نے آوازہ کسا کسی نے آنکھون کی تعریف
کی کسی نے حسن و جمال کی توصیف کی کوئی لقا کی باتون پر ہنستا تھا کوئی آہنگ کو برا کہتا تھا کہ نالایق ہی اپنی
زوجہ کو گرفتار کرکے لایا اب قدرت نے پسند فرمایا بیچاری عجب مصیبت مین ہی دیکھین یہ مہ جبین کسکی قسمت مین

بعض نے کہا اب خداوندی کی پہلو نشین ہو گی ہم سب اسکو سجدہ کرینگے کسی نے کہا حقیقت مین حسن مین بے نظیر
چہرہ رشک ماہ منیر صاحب عزت و توقیر خوش مزاج خوش تقریر کیونکر قدرت بیقرار نہون جو ایسی قدرت نے
کوئی ایسی حسین زہرہ جبین ماہ طلعت صاحب عصمت نہین پیدا کی قدرت نے شاید اپنے ہاتھ سے بنایا ہی نظم

جہان راستی چاہیے راستی | کجی جس جگہ چاہیے وان کجی | تبسم حیا ناز شوخی غرور
ہر اک اپنے موقع سے وقت ضرور | کٹار زبان سینے پر چل رہی ہین کلیجے دیکھنے والون کے نکلا اشعار
ز قمر کی روشنی تھی کہ چراغ خانہ تھا | نور سے تیرے صنم روشن مرا کاشانہ تھا | جنبش تیغ نگہ سے جبکہ بسمل ہو گیا
جس کے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا | مانگ اسکی کہکشان زہرہ جبین بر ہلال | پنجہ خورشید اسکے گیسو کا شانہ تھا

کس زبان سے اس ظالم کی تعریف کرین دربار مین تو یہ چرچا ہی آہنگ فلک سیر سر جھکائے کھڑا ہی کبھی عرض
کرتا ہی یا خداوند مین نے اپنے کئی ہزار جوان قتل کرڈالے تب اس قاتل پر قبضہ کیا جلد تقدیر کے دل چھیدے لیجے
قدرت نے اسیر نگاہ محبت ڈالین لقا نے کہا کیون او بے ادب اپنی ہی کہے جاتا ہی ابھی تجھکو گدھا بناؤنگا اہالیان
دربار باتون پر بندے اور خداوندی ہنس رہے ہین بعضون کے اشارے ہین کہ بندہ بے ادب خداوند کے
تیور پر قہر و غضب دیکھیے کیا ہوتا ہی سب طرح خرابی ہی لیکن لقا نے آہنگ کو غصے مین جواب دیا کہ بس اب
معشوقہ کا نام نہ لینا اور طرف ملکہ نرگس کے دیکھکر کہا کیون ای مہ جبین قدرت سے راضی ہوئی قدرت تجھکو
عرش اعلی پر لیجائینگے بہشت و دوزخ کے تماشے دکھائینگے بس ملکہ نرگس نے بیقرار ہو کر چار جانب دیکھا
بے اختیار منھ سے نکل گیا کہ یہ کیا غضب ہی مین سنتی تھی اس ملعون و مردود کی مقابلے مین ہمارے آقا نامدار
صاحبقران زمان فرو کش ہین شاگردان خواجہ عمرو و فرزندان نامور مہتران والا گہر یہان موجود ہین یہ
بیحیا میری آبرو لینے کا قصد رکھتا ہی کوئی میری مدد کو نہین آتا یہ کہنا تھا کہ خدمتگار رغول مین سے نکلا کہا
ای ملکۂ عالم سب تمھاری خدمتگذاری کو یہان حاضر ہین کسی کی کیا مجال جو تمھارے دامن عصمت کو چھو سکے
دوسری طرف سے ایک چوبدار نے کہا بھائی دیر کیا ہی خدمتگار نے جھپٹ کر زبان سے سوزن نرگس
کے لیا اور نعرہ کیا منم چالاک ابن عمرو چوبدار نے عصا اٹھا کر ایک ساحر کے سر پر مارا آواز دی منم شعبان
خنجر گذار نور نگاہ خواجہ نامدار ایک طرف سے اک حاجب نے بڑھکر اک کو ہی کو خنجر مارا آواز دی منم مہتر
ابو الفتح اصفہانی ایک طرف سے حقہ آتشبازی چلا آواز آئی منم مہتر برق خطائی ایک جانب سے نعرہ
ہوا منم گلباد عراقی و کلباد عراقی و منم مہتر سنجر و عمران خطائی چار سو پیک بچہ اسی بارگاہ مین سے

پیدا ہوا جو بد اختر ستمگار ساحران آہنگ فلک سیر مین ملے گھوڑے تھے ساحرون کو قتل کر کے تیغ کھینچ کھینچکر
بیچ بارگاہ مین آئے نرگس کو سینے گھیر لیا کہا کیون ملکہ عالم غلامان عمرو کو پہچانا یہان کون تمکو قتل کر سکتا ہی نرگس
پھول گئی جی مین کہتی ہی سبحان اللہ کیا جانباز دسر فروش ہین لقا تخت سے کود کر بھاگا کہتا ہوا او آہنگ
مار سبکو دیکھو قدرت نے غدر کر دیا جلد سبکو قتل کر ورنہ تجھکو سنگ سیاہ کر دونگا آہنگ گھبرا کے پلٹا دیکھا نرگس
نے اُٹھا کر سنگریزے مارے سنگدلوں پر پتھر برسے عیارون نے حقہ ہائے آتشبازی مار کر بارگاہ کو دھرین
دھار کر دیا لاشہ ہائے ساحران سے بارگاہ کو بھر دیا نرگس جانتی تھی یہ سب سحر جانتے ہونگے نگاہ اُٹھا کے
دیکھا جہان کسی ساحر کا سحر چل گیا عیار لڑکھڑا کے گرا دوسرے عیار نے تاک کر اُسی ساحر کو مارا وہ عیار اُٹھا
اُٹھتے اُٹھتے اُسنے ایک پر حلقہ کمند کے مار دیے وہ دھم سے گرا دوسرے نے تیر مار دیا اب عیار ملکہ نرگس
کو گھیرے ہوے لڑتے بھڑتے باہر نکلے اب لشکر کوہیان مین قرنا ہوئی آہنگ بھی سنبھلا نرگس نے دیکھا
کسی کوہی نے جھپٹ کر نیزہ مارا سینہ بے کینہ عیار کو توڑ کر پار گذرا اُسنے اُٹھا کر بے کے استخوان چور چور ہوے
نرگس نے سنگریزہ پھینک مارا اُس کوہی کا سر پھٹا اُسنے پکار کر آواز دی ای عیاران نامی تم لوگ نکل جاؤ
مین جانتی تھی تم لوگ سحر و ساحری سے واقف ہو لیکن ماشاء اللہ کیا کیجے ہین جواہر بن عمرو نے کہا ای نرگس
یہ ہو سکتا ہی کہ تمکو تنہا چھوڑ کر نکل جائین جان بچائین ہمارے قبلہ و کعبہ ہوشربا مین فرمائینگے کہ ملکہ نرگس کی کیسے
خبر نلی ہمارے کیا شاگرد و فرزند مرے گئے تھے ہم آپکے ساتھ ہین جان دینگے لیکن ساتھ نہ چھوڑینگے نرگس حیران
کہ مین اپنے کو بچاؤن یا ان بیچارون کی فکر کرون دیکھون انجام کیا ہوتا ہی ادھر آہنگ اب سنبھلا ہزار بارہ
ساحر ایسے مارے گئے سحر کے ملکہ نرگس کو زخمی کیا اس ماہ پیکر پر ہر طرف سے بلوہ ہی گیر و بند کی صدا
بلند عیار دردمند یکایک زمین شق ہوئی گلریز جادو پیدا ہوا دیکھا ملکہ نرگس زخمی دس مین عیار لوٹ
رہے ہین دس مین زخمی چند مارے گئے باقی مردانہ وار لڑ رہے ہین نرگس کا ساتھ نہین چھوڑتے جانبازی
سے مُنہ نہین موڑتے نعرہ کر کے فوج ساحران پر جا پڑا عیارون کی کیفیت دیکھکر دنگ سحر کرنے لگا نرگس
نے جو شوہر کو دیکھا بیقرار ہو گئی کہا صاحب تم نکل جاؤ فوج بھی ساحرون کی بہت ہی لشکر کوہیان بے حد ہے
شاگردان عمرو مارے گئے میرے واسطے بیچارے جان دے رہے ہین گلریز نے بڑھکر عیارون پر سینہ
کر دیا گرد اس آہنگ کے کل ساحر سحر کر رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ خنظل جادو آگر پہونچ آتے ہی
شریک جنگ ہوئی عیارون نے جو دیکھا کہ تین ساحر ایک مقام پر ہوے ملکہ خنظل نے آتے ہی زمین ہلا دی

غول ساحرون کے جا پڑے جواہر بن عمرو نے زنبیل بجالی عیار منتشر ہوے دو چار نکل کر بھاگے کہ جا کر امیر کو خبر کرین لیکن جواہر بن عمرو صورت تبدیل کرکے در زندان خانہ پر آیا جہان سردار قید تھے دور سے دیکھا کئی سو کلاہی چند ساحر نگہبان ہین کنارے آکر رنگ روغن عیاری کا لگایا مہتر دسو اس کی صورت بنکر تیار ہوا سامنے قیدخانے کے آکر آواز دی ارے جلد چلو دیکھو قدرت بھی سوار ہوے لڑائی ہو رہی ہی عیارون نے قیامت برپا کی ہی کیا قیدیون کو کوئی لیے جاتا ہی قدرت سبکو بلاتے ہین یہ سنکر کوہی چلے کہا میان دسو اس اور دو کا لاکر اس مقام پر پہرہ قایم کر دجواہر نے جواب دیا مین تدبیر کرونگا جادوگرون سے کہا ان سرداران قیدی پر سے اپنا سحر اتار لو مین جلادون کو لاکر ان سبھون کو قتل کر اڈالون حمزہ کے دلیر داغ ہو ساحرون نے سحر اتار ا سمجھے یہ عیار خداوندی حکم اسکو بل گیا ہوگا جب ساحر اور کوہی جا چلے تب جواہر قید خانے مین آیا بلی قیدکائی علمشاہ وقاسم وسرخاب ولندھور و مالک و مقبل وغیرہ قید سے رہا ہوے باہر نکلے کسی نے ستون بارگاہ اٹھا لیا لندھور نے دوڑ کر اک نخل اکھیڑا کاندھے پر رکھا علمشاہ نے دیکھا کہ گھوڑے ہمارے پھر رہے ہین فوراً سوار ہوے نعرہ کرکے گرے سرخاب نے دیکھا قیدی چھوٹ گئے صفون کو درہم و برہم کرنے لگے لندھور کو دیکھا درخت کاندھے پر جب شل گرنے کے اٹھا کر مارا چار چار ریزے ہوگئے ہجوم میں ہیچ لیتے ہوے مین ہنگامہ ہوا کر دیا تاہی علمشاہ نے آکر نعرہ کیا قریب گلریز آکر علمشاہ لڑنے لگے گلریز نہال ہو گیا دیکھتا ہی کہ ایک ایک کو ہی نظر ہی گلریز نرگس کو بچا مین سنان نیزہ سے سینے ملادے دم شمشیر پر گلے رکھتے ہین بے خوف لڑ رہے ہین جان دینے کو کھیل جانتے ہین خوشی خوشی موت سے مزے چکھتے ہین عین گرمی جنگ مین طبل سکندری پر چوب پڑی زمین تھرائی نعرہ صاحبقران کی صدا آئی نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر بار	کہ تیغ صمصام و قمقام نام
کہ تیغ عقرب کے ذوالجام	بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

دوسری جانب سے نقارخانہ سلیمانی بجا بادشاہ جہجاہ کا نعرہ ہوا نعرہ بادشاہ اسلام

ستم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس جم	ستم صف شکن صاحب عز و جاہ
یل نامور سعد عالم پناہ	جملہ سرداران جلادان عالیمقدار نعرہ شیرانہ کرکے لشکر اعدا پر گرے	

صاحبقران نعرہ زنان لڑتے بھڑتے چلے دیکھا ملکہ نرگس وگلریز غول مین آہنگ کے گھوڑے اڑ رہے ہین ملکہ خنفل نے بڑی بڑی کدوکاوش کی لیکن دس ہزار ساحرون مین تین کس گھرے کھڑے ہوے

نکلنا دشوار ہوا آہنگ نے آگ برسادی برق چمکا کر دریائے سحر تیار کیا صدہا بندگان خدا اُسمین ڈوب گئے
خنظل کنارے دریائے سحر کے کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہے لیکن دریا کا جوش وخروش نہین کم ہوتا صاحبقران
نے آتے ہی شاہزادہ گلریز کو سنبھالا فرمایا اے برادر ہوشیار ہوجاؤ گلریز نے جو صاحبقران کو دیکھا مثل گل
شگفتہ ہوگیا گرد سوارون کو چھوڑا صاحبقران نے اُن سردارون سے فرمایا اے غازیان دیندار و اے مجاہدان
تہور شعار اپنے مہمان کا خیال رکھنا سرداران نامی برابر گلریز کے کھڑے ہو کر لڑنے لگے لیکن سحر سے مجبور
ولاچار ہین صاحبقران نے دیکھا بلوہ ساحران نہین رُکتا اُلٹے بڑھتے قریب آہنگ پہونچے ساحرون
نے صاحبقران کو گھیر لیا سحر کرنے لگے صاحبقران نے اسم اعظم الٰہی باواز بلند پڑھا سحر ساحرون کے
باطل ہونے لگے آہنگ نے دیکھا ایک جوان خوش رو خوش چہرہ آفتاب عالمتاب جرات وشوکت مین
لاجواب ساحرون کو قتل کر رہا ہے کسیکا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا سمجھا یہ بھی کوئی ساحر زبردست ہے گولہ سحر کا مارا
گولے پھٹنے لگے اُٹھا تیغہ سحر کھینچکر جا پڑا صاحبقران نے تیغہ عقرب پر گاتھا ہزار ہا شعلے بھڑکے اُسپر تاثیر
نہوئی تلوار کو اُسکی روکا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا لگایا آہنگ نے سپر سحر کو اٹھایا تیغہ عقرب سلیمانی
نے سپر کو کاٹا ہر چند آہنگ نے اسم رد سحر کے پڑھے وہ تیغہ قضا اثر کا مع گینڈے اُس بجیلے کے چار ٹکڑے
ہوکے گرنے سے آہنگ کے زمین کانپی ابر تیرہ وتار آسمان پر ظاہر ہوا آواز آئی کشتے مرا نام من آہنگ بود
افسوس مردیم وجان دادیم مطلب خود نرسیدیم ساحر یہ صدا سنکر گھبرا گئے صاحبقران پر جا پڑے
ایک سمت سے خنظل نے آکر سحر کیا نرگس گلریز بڑے زور وشور سے لڑے مجمع ساحران پراگندہ
ہوا جب ہزار دو ہزار باقی بچے آپسمین صلاح کی نکل چلو مثل لاشہ آہنگ اُٹھایا روتے پیٹتے طرف ہوشربا
کے بھاگے اب صاحبقران زمان طرف خنظل وگلریز ونرگس کے پلٹے فرمایا اب سحر نکرنا ساحر
بھاگ گئے غیر ساحرون پر سحر کرنا مناسب نہین ہے گلریز نے عرض کی آپکے سردارون کو اُس بجیلے نے گرفتار
کر لیا تھا حضور ہمکو منع کرین ابھی جاکر لاکر مارتے ہین صاحبقران نے فرمایا میرا یہ دستور نہین عنایت
سے پروردگار کی لکھو در لکھو ساحر مطیع ومنقاد ہین اپنے ملک مین آباد و شاد ہین کبھی مین نے کسیکو اپنے
ساتھ نہین رکھا مدد ساحرون کی قبول نہین کی اُن لوگون کو مکر وحیلہ کرنے کا اختیار ہے ہمارا معین و مددگار
پروردگار ہے ملکہ نرگس وگلریز وملکہ خنظل صاحبقران زمان کو دعائین دینے لگے تماشا دیکھنے مین
مصروف ہوئے سرداران تہمتن و غازیان صف شکن نے جو داراب وغیرہ کو انتہا کا زخمی دیکھا اور تمام

کوہی زخمدار رون کو گھیرے ہوئے یہ شیر اسی حال مین مصروف جنگ ہین بادشاہ نے مرکب بادرفتار طرف تخت لقا کے بڑھایا سبکو آج انتہا کا ناگوار ہی سب سردار بلوہ کر کے لڑتے ہوئے چلے سلیمان عنبرین مو نے کوہی بصد شد و مد آگے بڑھا آواز دی یارو سب مسلمانون نے طرف خداوند کے قصد کیا ہی اسوقت قدرت کو بچاؤ تمام کوہی اسی مقام پر آکے جمے تلوار چلنے لگی زمین و آسمان سے خون برس رہا تھا ہزار ہا لاشہ اسی مقام پر تڑپ رہا ہی ابر تیغ سے خون کی بارش ہی نہنگان دریاے جرأت کو شناوری کی کوشش ہی دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات لقا پرستان طوفانی نقیب لشکر ترغیب دے رہے ہین ہان ای مردان عالم یہ وقت جرأت ہی دنیا ناپایدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی لڑ بھڑ کے نام کرو بزرگون کے نام روشن ہون وہ کام کرو مسدس

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر		ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن کے باہر
وجہ ہوا اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر		یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زادِ رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
صفرے دور و دراز ست و ما بیخبریم

ہنگامہ گیر و دار بلند کوہیان خودپسند مغرور و متکبر لیکن نہیب شمشیر فرزندان صاحبقران سے متحیر ایک جانب سے بادشاہ حجاج لڑتے ہوئے قریب تخت لقا پہونچے سرخاب نعرہ کر کے مقابلہ مین آیا ناگاہ پڑی شاہزادۂ داراب کشور کشا کی کہ میرا حریف وہ جاتا ہی بیچ مین مرکب ڈالدیا آواز دی او نامرد تونے اسوقت از روے بلوے کے گرفتار کر لیا تھا اب تو مردان عالم سے آنکھ چار کر ادھر کہان جاتا ہی خبردار سرخاب نے جو داراب کو زخمدار دیکھا پلٹ پڑا آتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا داراب نے بار خالی بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا زخمی جان کے سرخاب لپٹ پڑا دونون گھوڑون سے کود کے چار جانب برق شمشیر چمک رہی ہی بیچ مین یہ کشتی مین مصروف ہوے لیکن کوہیون نے قصد کیا بلوہ کر کے داراب کو پھر گرفتار کر لین شاہزادہ صف در صف شکن ہاشم تیغ زن نے جو دیکھا کہ بھائی صاحب سرخاب سے لڑ رہے ہین ہمراہیان سرخاب نے بلوہ کیا ہی نعرہ کر کے قریب آے ایک جانب سے خورشید بن ہاشم آگئے کوہیون کو آواز دی او نامرد خبردار قریب نجانا دو جانب سے دو شیر آکے شمشیر زنی کرنے لگے اتنی جو مہلت داراب نے پائی سرخاب کو لے دوڑے ہر چند سرخاب چاہتا ہی رکون لیکن اب شیر کے قبضے شکار آگیا زیادہ غصہ یہ کہ چاہتا ان دست چپ میری مدد کو آئے دس قدم تک اسکو

ریل کے لاے ایک ہلہ مارا دونون گھٹے سرخاب کے آشنا بین ہوسا نے چاہا لنگر قایم کرون حریف زبردست
کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے زور کیا سرخاب کو اٹھا لیا ہر چند تڑپا لیکن داراب نے
سر سے بلند کیا چار جانب سے کوہی ٹوٹ پڑے کئی زخم داراب نے کھاے لیکن سرخاب کو نہ چھوڑا
زمین پر مارا ہاشم وغیرہ گھوڑون سے کود پڑے وہان خوب تلوار چلی کئی سو کوہی مارے گئے ہاشم شجیع زخمی ہوے
خوب لڑے داراب نے سینے پر گھٹنا رکھکے اس ہنگامہ مین بھی فرمایا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی یہ سنکر
سرخاب نے جواب دیا اے پسر حمزہ سر میدان تو نے آبرو لی اب مذہب کا سوال کرتا ہی لاکھ جان میری لات
و منات پر نثار ہی داراب نے سر کھینچکر سرخاب کا پھینکدیا ہمراہیان سرخاب ٹوٹ پڑے داراب
کو سرداران داراب نے بشکل مرکب پر سوار کر لیا لقا کو معلوم ہوا کہ سرخاب خانہ خراب واصل جہنم ہوا
سلیمان عنبرین موے کوہی قریب تھا لقا نے کہا اے بندہ خاص یہ سرخاب بڑا سبز قدم تھا اسکے آنے
ہی کسقدر کشت و خون ہوا قدرت نے اسکو سپہ سالار قدرت کے فرزند کے ہاتھ سے قتل کرایا سلیمان غصہ مین کانپنے
لگا مگر معتقد ہی سر جھکا لیا کہا یا خداوند آپ سے ڈرنا چاہیے اسی طرح ہمارے مقدمہ مین بھی تقدیرات برعکس کردیے
ہین لقا نے کہا اسوقت تقدیر قدرت نے زبردست کی ہی حمزہ کو قتل کر سلیمان یہ سنکر خوش ہوگیا گینڈا بڑھا کر
جا پہونچا آواز دی اے حمزہ کہان جاتا ہی آج تیری میرے ہاتھ سے قضا ہی صاحبقران نہ لشکر فوج کو میدان مین جنگ
کر رہے تھے سلیمان نے جو نعرہ کیا پلٹ پڑے آتے ہی سلیمان سے نگاور زن ہوے سلیمان جی مین خوش ہی
آج قدرت نے حمزہ کے قتل کی تقدیر کی ہی خبردار رکھکے ہاتھ مارا امیر نے سپر پر روکا آواز دی اے سلیمان ہوشیار
تیغ سنقرب سلیمانی چمکا کے قریب جاکر ہاتھ مارا اسنے سپر پر روکا تیغ سنقرب مثل برق گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے
خود کو کاٹ کر سر پر زخم کاری آیا گینڈا ابھی اسکا مارا گیا سلیمان کو دو کر بھاگا ملازم اسکے دوڑ پڑے سلیمان نے کہا یاور
بیرزق خداوند زخمی ہوا ہی مین حمزہ کے مقابلہ مین بچانا تھا قدرت نے تقدیر کر کے مجھکو زخمی کرایا سرخاب قتل ہوا
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ قدرت کو بربادی خاندان کو ہمان منظور ہو صدہا ملک برباد ہوے جسدن سے قدرت
تشریف لاے سواے شکست مکے فتح حاصل نہوئی یہ کہکے ہوادار پر سوار ہوا اکثر یار ونکل چلو قدرت بھی چلے
آئینگے فوج سلیمان بیدل ہو رہی تھی سب بھاگے لقا نے جو پلٹ کے دیکھا سب کوہی بھاگے جاتے ہین گھبرایا
پکارنے لگا او نامردو قدرت کو تنہا چھوڑ کے بھاگے جاتے ہو سبکو سنگ سیاہ کر دونگا کوئی ایسے گھبراے
ہوے تھے کہ کسی نے جواب بھی نہ دیا کہ رستم لڑتے ہوے قریب لقا پہونچے نعرہ کیا لقا نے گھبرا کے کہا او بخت شاہ

اسوقت قدرت سے مقابلہ نکرنا قدرت کو بہت غصہ ہو علمشاہ نے کہا اپنے اوپر غصہ اُتار بموجب شل قہر درویش برجان درویش لقانے تیغہ جھکا کر رستم پر ہاتھ مارا رستم نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے لقا کو اٹھا لیا لقانے غل مچایا ای بندگان من قدرت کو اس رومی بچے سے بچا قدرت گرفتار ہوے جاتے ہین اگر قید ہو گئے سبکو سنگ سیاہ کر دینگے کوہی تو ایسے بیزار تھے کہ اُنھون نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا لیکن سنجانی باختری شتری حصاری دوڑ پڑے یہ تو سب جانتے ہین کہ ہماری زندگی کا سہارا ہی ملک یہ ملک اِسکے ساتھ بھاگتے پھرتے ہین سب اِسکو خداوند جانتے ہین یہ بزرگی مانتے ہین اگر یہ نرہیگا ہمکو کون پوچھے گا یہ سوچکر ٹوٹ پڑے صدہا نے اپنی جان دی آخر رستم اِسکو گرفتار نہ کر سکے ہاتھ سے رستم کے چھوٹا زمین پر گرا باختری بے بھاگے سردار جھلاے ہوے قتل کرتے ہوے لشکر لقا کو چلے امیر نے جب دیکھا سردار نہین مانتے تعاقب مین مصروف ہین صاحبقران نے آواز دی ای غازیان دیندار و ای مجاہدان تہور شعار بھاگے کا پیچھا نہ کرو وہ شکست خوردہ ہین نکل جانے دو یہ فرماکر تلوار کو نیام انتقام مین کیا سب سردار رک گئے صاحبقران نے سبکو ساتھ لیا دیکھا سردار بہت زخمی ہوے سرداروں کے ہاتھ سے بہت کوہی مارے گئے انتہا کا صدمہ ہوا لیکن ضبط کیا سبکو ہمراہ لیکر داخل لشکر ظفر اثر ہوے اول بارگاہ شاہی مین گئے ملکہ نرگس جادو شاہزادہ گلریز و ملکہ خنظل بھی ہاتھ سے آہنگ فلک سیر کے زخمی ہوے تھے پہلے اُنکی زخم دوزی کو حکم دیا ملکہ خنظل تو محلات مین آئی اپنی دختر بلند اختر ملکہ نرگسی چشم مشغول فغان و بکا سے آگے ملی ملکہ نرگسی چشم نے نان کو سلام کیا کہا ای مادر مہربان آپکو کچھ احوال شاہزادہ ایرج نوجوان کا بھی معلوم ہی عرصہ دراز گذرا بر اے فتح طلسم اسکندریہ گئے تاجرون کی زبانی خبر سنی بعد فتح طلسم اُس شیر دلیر نے طرف ہوشربا کے قصد کیا کوئی سردار صیقل آئینہ وار اُنکو دستیاب ہوا اُسنے رہبری کی طلسم ہوشربا کیطرف روانہ ہو گئے اُنکے والد نامدار یاد مین اپنے نور نظر کے بیقرار رہتے ہین لیکن جری بہادر ہین زبان سے کچھ نہین کہتے آپ یہان سے جاکر چند ساحرون کو روانہ کیجیے کہ وہ خبر مفصل لائین بلکہ کسی ایسے معتبر آدمی کو روانہ کیجیے کہ اُنکو سمجھا کر پھیر لائے اُنکے والد نامدار سے اُنکو ملائے آپکا بڑا احسان ہوگا یہ سنکر ملکہ خنظل گھبرا گئی کہا واری مین ابھی جاتی ہون کسی ساحر کو روانہ کرتی ہون بلکہ بعد انتظام طلسم آئینہ مین خود جاؤنگی شاہزادہ والا قدر کو یا تو پھیر لاؤنگی یا خود ساتھ رہونگی ہوشربا مین شریک رہنا ہم ایسوں کا واجب و لازم ہی اگر طلسم ہوش ربا مین ہم آئے ہین وہان کے راستون سے بھی واقف ہین یہ کہکر ملکہ کی بلائین لین رخصت ہو کر باہر آئی صاحبقران

کے سامنے آکر کل کیفیت عرض کی صاحبقران نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا ای خنظل کیا کہین اُس
شیر کے نہونے سے بارگاہ مین سناٹا ہی ذرگل پر اُس خبر کے غاشیہ پڑا ہی ہمارا کلیجہ پھٹتا ای خنظل نے کہا لونڈی
جائیگی اسکا انتظام کریگی صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ خنظل اُسیوقت طاوس پر سوار ہوئی قاسم کلیجہ تھامے
بیہ دن بارگاہ آئے کہا ای خنظل مین سامنے جد عالی تبار کے کچھ نہ کہہ سکا لیکن واسطے ایرج کے دل بیقرار ہی
خنظل نے عرض کی لونڈی اسمین فکر معقول کریگی قاسم نے بھی بخوبی سمجھا دیا ملکہ خنظل جادو سامنے قاسم
کے طاوس پر سوار ہوئی طرف طلسم آئینہ کے روانہ ہوئی یہان صاحبقران نے ملکہ نرگس و شاہزادہ
گلریز کی تین روز برابر دعوت کی تیسرے دن دونون نے عرض کی لونڈی غلام اب رخصت ہوتے ہین
صاحبقران نے فرمایا ای نرگس ہماری جانب سے ہمارے دوست صادق محب واثق عمرو سے کہنا
کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو لاکر ہمسے ملاؤ اسد نامدار کے دیدار کے سب مشتاق ہین سب سرداروں نے
عمرو کے واسطے نامے لکھے سب نامے ملکہ نرگس نے جھولی مین رکھے صاحبقران سے زن و شوہر رخصت
ہوئے اُسوقت لشکر مین اک عزیز تھا ہر شخص ملکہ نرگس کے قریب آکر عرض کی خواجہ عمرو کو سلام کہنا ایکجانب
سے کرب نامدار آنکھون مین آنسو بھرے ہوے قریب شاہزادہ گلریز کے آئے گلریز نے سنا ہی کہ یہ
طلسم کشا کے والد نامدار ہین قدمون سے لپٹ گیا کہا ای نظر کردہ بزرگان جوار شاد ہو فرمایئے کرب نے کہا
ای گلریز نور نظر کے فراق نے ہمارا یہ حال کیا آنکھون سے نہین سوجھتا تلوار کھینچنے مین خفت کاٹ مین تلوار
کے فرق آگیا وہ شوکت و جلالت باقی نہی کہنا ای نورنگاہ ای فرزند عالیجاہ اب اپنا روے زیبا ہمکو جلد دکھاؤ
تمہاری والدہ ماجدہ ملکہ زبیدہ شیر گیر آٹھ پہر روتی ہین اشکون سے منھ دھوتی ہین بیان پر کرب کے
نرگس و گلریز خوب روے شور گریہ و زاری بلند ہوا صاحبقران کو خبر پہونچی کہ آج کرب نامدار کو یاد
فرزند نے بہت بیقرار کیا ہچکیان لگی ہوئی ہین ایسا نہو روح قالب سے نکل جاے صاحبقران باہر آئے
دیکھا کرب نامدار مثل ابر بہار زار زار رو رہے ہین ملکہ نرگس و گلریز کہہ رہے ہین حضور انشاءاللہ اِس
سال مین طلسم ضرور فتح ہوگا ان بلاؤن سے خدا بچائے اب آج کل مقابلہ ملکہ تاریک شکل کش شروع
ہوگئے ہین اگر خدا نے اُس سے بخیر و عافیت بچایا حضور سب کا قول ہی ہی کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوشربا
ای وہ شیر دلیر ایسا ایسا لڑا ساحرون کے دانت کھٹے کر دیے بڑے بڑے کھیت پڑے زرد رو مارے گئے
یہ ہر مقام پر سرخرو رہے جرات اپنے فرزند کی سنکر چہرہ کرب نامدار کا سرخ ہو گیا خوش ہو کر فرمایا ہمنے اسکو

پروردگار کے سپرد کیا ہماری جانب سے دعا کہنا اور کہدینا کہ ای نور نظر تمنے اپنے نانا جان کا نام روشن کیا پروردگار
تمکو مظفر و منصور کرے صاحبقران نے کرب کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ بیٹا دو رکعت نماز شکر بے نیاز کی ادا کرو
جس معرکہ پر تمھارا بیٹا پہونچا اور جس طلسم پر دست انداز ہوا کبھی ایسا طلسم ہمکو بھی نہ ملا تھا کرب نے سر جھکا لیا
کہا سب حضور کا تصدق ہی بالجملہ ملکہ نرگس و شاہزادہ گلریز سب سے رخصت ہوے تخت پر بیٹھکر معہ چار سو
کنیزون کے طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ ہوے یہان لقا جو شکست کھا کے آیا غصے مین حکم دیا واسطے
افراسیاب خانہ خراب کے نامہ لکھو کہ کیون اوپچیا بڑا مغرور ہی تو سراپا قصور ہو اہالیان حجرۂ بلا کو تقدیر کرکے
قتل کرا دینگے قدرت ہمکو مٹا دینگے ایسے ساحرون کو بھیجتا ہی جو سراپا غرور سے معمور قدرت لیکے غرور کو بھی
پسند نہ فرمائینگے بہت سے معاملات لکھوا کر بطور مذکور روانہ کیا

دو کلمہ داستان ملکہ نرگس جادو و شاہزادہ گلریز کا طرف طلسم ہوش ربا کے گئے غزل

جادو مین کسطرف یہ شگوفہ کہان نہین
ڈھونڈھو تو کس مکان مین وہ لامکان نہین
ایسا ہو کہ درد تمھاری کمر مین ہو
گلزار عاشقی سے کہین زعفران نہین
کیا اعتبار ایسے تلوّن مزاج کا
سیارہ ہو فلک پہ سڑک کہکشان نہین
وہ دل اسیر دام بلا رہتا ہی مدام
ایسا تو زلف یار کا سودا گران نہین
جلوے کو تیرے کیسلیے ہی مجھسے دشمنی
جو قائل کرامت پیر مغان نہین
دل سے بھلا دیا ہی گلون ہی نے کیا مجھے
اپنا ہما فریفتۂ استخوان نہین

وہ سرزمین ہی کون جہان آسمان نہین
مجھسا بھی کوئی بلبل بے خانمان نہین
اچھا یہ بار گیسوے عنبر فشان نہین
کرتا دہان یار کی رنگینیون کا وصف
جو مہربان کبھی ہو کبھی مہربان نہین
جھوٹے ہمارے غنچہ بھی مین دعوت کرو نگا لیا
جو کوچہ گرد گیسوے عنبر فشان نہین
نظرون مین غیر کی جو سبک ہون تو کیا عجب
ای ماہرو یہ ہی دل عاشق کتان نہین
محو نظارۂ دل تو وہ بت ہی حجاب مین
اب برق کو بھی یاد مرا آشیان نہین
کس لالہ رو کے گھر مین نہین دل کو اقلق

دلمین نہین کہ آنکھون مین جلوہ کنان نہ ہو
باغ جہان مین جسکا کہین آشیان نہین
عاشق کے رنگ زرد پہ ہنستا نہین ہی کون
مجبور ہی کہ غنچے کے منہ مین زبان نہین
اس غیرت مسیح کی گلی کے واسطے
قابل سگ حبیب کے یہ استخوان نہین
لون دیکے نقد ہوش تک آ کے جھکے کیا
صد شکر طبع یار پہ تو مین گران نہین
کیفیت آ کے میکدہ مین دیکھ جاے وہ
حیران ہی آئینہ رخ جانان عیان نہین
وہ دل چمن ادر مرتے ہین جو گلون کی
وہ کونسا چمن ہی جہان آشیان نہین

یہ دونون زن و شوہر یعنے ملکہ نرگس و شاہزادہ گلریز طرف طلسم ہوش ربا کے چلے ملکہ نرگس نے کہا
صاحب راستہ اصلی ترک کرو کوہستان و کہسارستان کی جانب چلو ورنہ شمیم جالندری ملازم افراسیاب

روکے گی شاہزادہ گلریز نے کہا مین تعاقب مین آہنگ فلک سیر کے اُس جانب سے آیا مکارہ گر کر اُنے
لگی وہ کیا روکے گی اور کسی راستے سے جائینگے عرصہ ہوگا خواجہ عمرو فرمائینگے ایسے وقت مین ہمارے نمکخوار
نہ حاضر ہوے یہ وقت جانبازی ہی جلد پہونچنا مناسب ہی اسوقت مین ہر جانباز خیر خواہی کا طالب ہی چلو ای
طرف سے نکل چلین ملکہ نرگس نے کہا بسم اللہ طرف دربند جالندریا کے چلیے لیکن شمیم جالندری جب آئے
گلریز کو راستہ بھٹکا یا اپنی کنیزون سے صلاح کی کہ یہ جوان جاکر لشکر خداوندہ مین ضرور فساد برپا کریگا آہنگ
گھبرایا ہوا گیا ہی مقابلے مین بھی یقین ہی یہی غالب آے یہ ذکر تھا کہ تیسرے دن خبر آئی کہ لاشہ آہنگ اُسکے
ملازم لیے ہوے آئے اُسنے اُن سب سے حال پوچھا معلوم ہوا مارا گیا کہا کیون صاحبو ہزارہا ساحر لشکر
خداوندہ مین گئے کوئی زندہ نہ واپس ہوا اب یقین ہی کہ اس طرف سے زن و شوہر بھی واپس ہون کنیزون سے
صلاح کر کے بالاے قلعہ آکر کھڑی دیکھا زن و شوہر آتے ہین بس شمیم نے بڑھکر سلام کیا کہا ملکہ نرگس صاحب چند
ساعت ہمارے قلعہ مین ٹھہر جائیے جو کچھ ماحضر آش اس کنیز کو ممکن ہی تناول فرمائیے مین کچھ عرض بھی کرونگی زن و شوہر
اُسکی چرب زبانی پر باتر آے دونون کو یہ استقبال کر کے دار العمارت شاہی مین لائی عرض کی حضور ہمارے تو
اعتقاد مین فتور آگیا ہزارہا ساحر برائے مدد خداوند لقا اسی جانب سے گئے کوئی زندہ نہ پلٹا ہوشربا مین دمبدم
طلسم کشائی کی شہرت ہی لونڈی کو اپنے ساتھ لیے چلیے چلکر ملکہ مہرخ سے ملا دیجیے یہ سنکر نرگس جادو خوش ہوگئی گلریز نے
کہا ملا آنکھون پر چلو طلسم کشا جوہر شناس فلک اساس صاحب جوہر جری بہادر صاحب حسب و نسب اُنکے
لشکر سے ہم آئے ہین بزرگ اُنکے سب لائق حسین فیاض ہم لونڈی غلام کے واسطے ہزارہا ملازم قتل کرا دیے
مگر ہماری داد کو پہونچے لشکر لقا مین ہلکے ڈالے چلتے چلتے کس لطف سے رخصت کیا ہی ایک ایک مخلق و مروت
ملا شمیم نے کہا اب آپکے سبب سے ہم بھی اُن صاحبون کو دیکھینگے ملاقاتین ہونگی گلریز و نرگس تعریفین خلق
و اخلاق صاحبقران کی کر رہے ہین شمیم نے فوراً سامان دعوت مہیا کیا طائفے بلائے سامان رقص و سرود
آراستہ ہوا گھڑی دو گھڑی تو اس ملعونہ نے دعوت سادہ کی جب دیکھا یہ سب کھانے پینے مین مصروف ہوے
کنیزون کو اشارہ کر دیا شراب مین بیہوشی ملائی جام آغشتہ بدارو دیے بیہوشی زن و شوہر کو پلائے پیتے ہی یہ
بیہوش ہوے کنیزون کو بھی گرفتار کر لیا ان دونون کی زبان مین سوزن دیا مسلسل و مطوق کیا اب جو زن و
شوہر کی آنکھ کھلی اپنے کو بلا مین مبتلا پایا شمیم نے آواز دی مین نے تمسے لڑنا مناسب نجانا اب تمکو خدمت افراسیاب
مین روانہ کرتی ہون شہنشاہ قتل کرینگے قلزم جادو اپنے سپہسالار کو بارہ سو ساحران غدار ہمراہ کر کے

حکم دیا ان گنہگارون کو خدمت مین شہنشاہ کی لیجاؤ قلزم ملکہ نرگس گوہر دریاے حسن و خوبی و شاہزادہ گلریز نہنگ دریاے جرأت کو ذرا بہ پڑا لگر قلعہ سے نکلا مگر جب ملکہ نرگس و گلریز اپنے قلعہ سے چلے تھے ملکہ سُرخ مو کو عرضی لکھ بھیجی تھی کہ ہم فلان تاریخ اپنے قلعہ سے روانہ ہونگے یہان لشکر اسلام مین آمد تاریک کا معاملہ ہی سبکو اپنی اپنی جان کی پڑی ہی ملکہ سرخ مو نے ایکدن ہلال سحر افگن سے کہا بہن مجھکو بڑا تردد ہی ہمشیرہ ہماری ملکہ نرگس اور بہنوئی ہمارے شاہزادہ گلریز اپنے قلعہ سے روانہ ہوے لیکن یہان نہین پہونچے مقام اقتشار ہی آٹھ پہر انہین کا انتظار ہی ہم چاہتے ہین اسوقت بد مین مع عزیز و اقارب طلسم کشا پر نثار ہون شاید اُنپر راہ مین کوئی افتاد تو نہین پڑی ملکہ ہلال نے فرمایا اس زمانے مین افتاد پڑنا کیا مشکل ہی کسی ساحر نے روک لیا ہو معرکہ آرا ایک کنیز کو روانہ کرو اپنی آنکھون سے ملکہ نرگس کو دیکھ آوے مفصل خبر لاے ملکہ سُرخ مو نے اُسی وقت ایک کنیز کو روانہ کیا وہ گئی اور واپس آئی عرض کی اہالیان قلعہ سے ثابت ہوا دو ہفتے گذرے اپنے قلعہ سے کوچ کیا فلان منزل تک تو نشان معلوم ہوا ایسا بھی سنا راہ مین کسی سے مقابلہ پڑا پھر نشان نہین ملتا یہ حال سنکر ملکہ سُرخ مو بہت پریشان ہوئین بے اختیار رونے لگین ناگاہ خواجہ عمرو تشریف لاے پوچھا کیون خیر تو ہی پریشان بہت ہو یہ ظاہر ہی کہ آجکل بلائین نازل ہین افراسیاب سامان دعوت تاریک سے مہلت پایگا قیامتین برپا کریگا کوئی رنج تازہ پہونچا سُرخ مو نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی کہا ای شہنشاہ اوج عیاری و سیدم فلک کج رفتار گردون غدار نئی مصیبت دکھاتا ہی انقلاب بحساب پہونچاتا ہی اب تو یہ کیفیت ہی شعر

ہر دم ازین باغ برے میرسد	خواہم کشم بہ یکسو از مردمان عنان را دیگر	ز شمع تحت خواہم ز مہر ہمگنان را
ابھی خبر آئی ہی ملکہ نرگس بہن میری و شاہزادہ گلریز شوہر اُسکا اپنے		تازہ بتازہ ترے میرسد

قلعہ سے چلے راہ مین آکر غائب ہوگئے راہ مین کسی نے قیدکر لیا افراسیاب آجکل یہان مصروف سامان جنگ و جدل ہی جابجا عملداری مین خلل ہی اب مین کہان تلاش کرون اگر اُنپر کوئی حادثہ پڑا اور بہنے خبر نلی یہ بھی مشکل ہی رکن قصر حیات متزلزل ہی ابھی تو افراسیاب سامان دعوت تاریک مین مصروف ہی لڑائی اُس آدم خوار کی خوشی پر موقوف ہی اگر خلاف ہو تو مین جاکر بہن بہنوئی کو تلاش کرون خواجہ نے کہا مین برق و جانسوز کو روانہ کرتا ہون مین خود اُنکی تلاش مین جاؤن سُرخ مو نے کہا اسوقت مین آپکا لشکر سے دم بھر جدا ہونا مناسب نہین ہی مین جابجا تلاش کرونگی اگر پتہ ملگیا فبہا ورنہ بہت جلد واپس آؤنگی یہ ذکر تھا کہ مہر چالاک بن عمرو آیا چہرہ ہنستا ہوا آنکھون مین آنسو بھی بھرے ہوے عرض کی قبلہ و کعبہ کیا عرض کرون

اسوقت غلام آپکا دربار افراسیاب مین گیا تھا کچھ جادوگر شکست خوردہ کوہ عقیق سے آئے اُنھون نے بیان کیا کوئی آپکا رفیق اور ایک شاہزادی والاقدر لشکر صاحبقران مین پہونچے وہان بڑی لڑائی پڑی اُنکا افسر آہنگ فلک سیر تھا وہ مارا گیا یہ تو شکست کھا کے چلے آئے وہ زن و شوہر وہین رہگئے عمرو نے کہا ای ملکہ شرخ مو معلوم ہوتا ہی کسی وجہ سے ملکہ نرگس و نگر ریز تابہ لشکر صاحبقران پہونچے یہ تو دریافت ہوا کہ وہان لڑائی پڑی ہیانکا ساحر مارا گیا اب اُنپر راہ مین کوئی افتاد پڑی بیٹا چالاک بڑھکر خبر تو لا اپنے کو تابہ دربند جالندریا پہونچا و ہمشیرہ ملکہ شرخ مو کی خبر لا و شرخ مو بہت پریشان ہین شرخ مو نے عرض کی اُستاد بال بال گنہگار کی فلک درپئے آزار ہی مین پتا لگاکے آؤنگی چالاک نے کہا مجھکو جانے دیجیے عمرو رونے لگا کہا ای ملکہ اتنا عرصہ دراز ہوا لشکر سے اپنے جدا ہوے تمام لشکر اسلام سنکر یہی گھبرا گیا مین بھی متردد ہون فراق مین اپنے آقائے نامدار کے یہ کیفیت ہمکو پہونچی ہی بمضمون اشعار

اشعار

عنقا کیطرح خلق سے عزلت گزین ہون
مین تن تمھارا سایہ جہان تم وہین نہین
تارا ساتھ رہون مین نگین کی برنگ آب
ہر گز کسی جا پہونچتا کہین کہین نہین
گو اضطراب دل کو بیان کرتے ہم نہین

ہون اسطرح جدا مین کہ گویا نہین تمہین
اُس پہ شوق سجدے سے فرش زمین تمہین
تمام آسمان پر ہی مرا زیر زمین ہو نہین
غم نامہ اپنا صفحہ محشر سے کم نہین دیگر
ہر جا نگاہ ہی رگ بسمل سے کم نہین

مین وہ نہین کہ تم ہوا کہین اور کہین ہو نہین
مانند سایہ سر سے قلم تک جبین ہو نہین
ہون جلا رخیال رخ پہ مین میرے بال
ہی شور الغیاث سر پر قلم نہین

ایسے دو چار اشعار اپنے آقا کی یاد مین عمرو نے پڑھے کہ سب رونے لگے چالاک نے فوراً بانائے عیاری جسم کو آراستہ کیے عرض کی غلام کو بعنایت رخصت دیجیے انشاء اللہ اُنکو تلاش کر کے لاؤنگا ہر چند شرخ مو نے کہا چالاک ہمین جانے دو چالاک نے کہا مجھکو نہ فرمایئے یہ کہکر فوراً روانہ ہوا بعد جانے چالاک کے عمرو نے کہا ای ملکہ شرخ مو انصاف کرو ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار یک بچہ نکا افسر ہی عیاری مین سب سے بہتر ہی صاحبقران میرے فرزندون کی بڑی آبرو کرتے ہین اسوقت اپنے بھائیون کو یاد کرکے بیقرار ہوا اس خواہش سے گیا ہی کہ خیر خبر و عافیت تو سبکی سنون یہ کہکر عمرو باہر نکلا تردد مین مصروف ہوا حال یہان کا تحریر ہوگا لیکن مہتر چالاک بن عمرو فی الحقیقت مشتاق خبر لشکر ظفر اثر خواہان حالات برادران نامور لشکر سے نکلا بھاگا ہوا جاتا ہی ایک مقام پر اُسنے دیکھا کہ دن قلیل باقی ہی ایک سائیس ایک مرکب کو تھامے ہوے قریب درہ کوہ کھڑا ہی چالاک رنگ روغن عیاری کا لگا کر اک گنوار کی صورت بنکر سامنے سائیس کے آیا پوچھا بھائی مرکب یہ کسکا ہی سائیس نے کہا ہمارے

مالک شکار کھیلنے آئے ہین آہو زخم کھا کے درۂ کوہ مین گیا اسکو ڈھونڈھنے گئے ہین چالاک نے پوچھا تمھارے مالک کا نام کیا ہے سائیس نے کہا قلزم جادو نام ہے قیدیون کو لیکر دربند جالندریا سے چلے ہین خدمت افراسیاب مین جاتے ہین چالاک سمجھا حباب مارکر سائیس کو بیہوش کیا ٹانگ پکڑ کے اسکو تو کنارے ڈالدیا گھوڑا مقام کے کھڑا ہو رہا بعد تھوڑی دیر کے قلزم جادو ایک ہرن کی ٹانگ پکڑے ہوے کھینچتا ہوا باہر آیا آہو کو شکار بند سے باندھا گھوڑے پر سوار ہوا چالاک نے رکاب پر ہاتھ رکھ لیا ساتھ ساتھ چلا تھوڑی دور پر آکے دیکھا بارگاہ استادہ ہے اہالیان فوج فروکش ہین کنارے لشکر کے آکے اترا چالاک سے کہا گھوڑا لیجا کر تھان پر باندھو چالاک نے گھوڑا لیجا کر تھان پر باندھا ٹہلتا ہوا در بارگاہ پر آیا قلزم تو اندر بارگاہ کے ہے چالاک ٹہلنے لگا ایک طرف سے طبلے سارنگی کی آواز آئی چالاک نے دریافت کیا معلوم ہوا میان قلزم کی آشنا آبرودار ہے محیط گاکا عنا بڑی نامی کسبی مجرا کرتی ہے چالاک بھی ٹہلتا ہوا آیا محیط کو جھک کر سلام کیا کہا صاحب ہم بھی ذرا ٹھیکہ چھیڑین بارہا سنا ہے مین محیط ہنسنے لگی سائیس کو پہچانتی ہو کہا او سٹرے تو سائیسون کا کام جانتا ہے یا گانے بجانے مین بھی دخل ہے صرف تھان کا ٹرا ہے لنگوٹا شبکور کہنہ لنگ ہر وقت اپنی جان سے تنگ چالاک نے کہا بی محیط صاحب سامیسی علم دریا ہے ہمنے بھی گانا سیکھا ہے ہمارے گانون مین بڑے بڑے گانے والے رہتے ہین یہ کہکے طبلہ اپنے لگے ہٹایا پہلے تو کچھ اینڈے بینڈے ہاتھ مارے جب سب ہنسنے لگے تو چالاک نے پہلے تو سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجایا پھر ٹکڑے باندھنے لگا زبان سے بول بھی کہتا جاتا ہے اب تو سب ڈھاڑی تعریفین کرنے لگے کہا میان اپنا نام تو بتاؤ چالاک نے کہا پودینہ نام ہے محیط بہت ہنسی کہا میان پودینہ کوئی غزل بھی یاد ہے کہا حضور ہم شعر کہتے ہین ابھی ایک غزل کہی ہے سن لیجیے اب تو سب مشتاق ہوے پودینہ نے غزل گائی غزل

آنکھیں مری تلووں سے وہ ملجائے تو اچھا
جو دل کہ ہو بے داغ وہ جلجائے تو اچھا
ہو تجھسے عیادت جو نہ بیمار کی اپنے
اژدر کوئی انسان کو نگل جائے تو اچھا
تاثیر محبت عجب اک حب کا عمل ہے
کانٹا سا کھٹکتا ہے نکل جائے تو اچھا
دل گر کے نظر سے تری اٹھنے کا نہیں پھر

ہے حسرت پابوس نکل جائے تو اچھا
بیمار محبت نے لیا تیرے سنبھالا
لینے کو خبر اسکی اجل آئے تو اچھا
اے گریہ نہ کر میرے تن خشک کو غرقاب
لیکن یہ عمل یار پہ چل جائے تو اچھا
ہان کچھ تو ہو حاصل ثمر نخل محبت
یہ گرنے سے پہلے ہی سنبھل جائے تو اچھا

جو چشم کہ بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر
لیکن وہ کہ سنبھالے سے سنبھل جائے تو اچھا
کھینچے دل انسان کو نہ وہ زلف سیہ فام
لکڑی کی طرح پانی مین گل جائے تو اچھا
فرقت سے تری تار نفس سینے سے پر ہے
یہ سینہ پھپھولون سے جو چھل جائے تو اچھا
وہ صبح کو آئے تو کرون باتون مین دوپہر

دو چار ہون کرون تھوڑا سا دھلا جانے ہم	اُدھلا ہے جو دن بھی تو اسی طرح کرونگا ہم	اور پھر کہون گر آج سے کل جاے تو اچھا
جب کل ہو تپ پھر وہی کیون کل کی طرح سے	گر آج کے دن بھی یونہین ٹل جاے تو اچھا	القصہ نہین چاہتا وہ جاے یہان سے
دل اُسکا یہین کچھ جل جاے تو اچھا	ہی قطع رہ عشق مین یہ ذوق ادب شرط	جون شمع تو اب یہین کے جل جاے تو اچھا

اس طرح اس غزل کو چالاک نے سرلا ملا کے گا یا سب آفرین کرنے لگے محیط نے کہا میان پودینہ تم تو خوب گاتے ہو یہ کمال کیونکر حاصل کیا کہا صاحب اُستادون کی برسون جوتیان کھین جب یہ باتین حاصل ہوئین پھر محیط نے اشارہ کیا مُٹھ سے نکال کے اشرفیان دکھائین محیط بھی پودینہ تجھپر ہنسا ہی اس نگوڑے کی اشرفیان نہ لین تو کچھ کام کیا یہ نگوڑا کیا ہاتھ لگا سکے کا رعب مین رہجائیگا ہاتھ پکڑ کے کہا ارے پودینہ آج شکار کا حال بیان کر میان نے کہ شکار کیسے یہ بھی رنگی بھی ساتھ ہولی گوشہ مین آکر پودینہ نے پانچ اشرفیان نکالین کہا لی محیط ہم بھی تمھارے حوض مین غوطہ لگالین گوڑے کا دانہ کھا کر یہ مہرین جمع کین محیط نے اشرفیان تو ہاتھ مروڑ کر چھین لین پھپ پڑے دو طمانچے مارے کہا کمین نگوڑے مالک سے کہدون پودینہ ہاتھ جوڑنے لگا کہا صاحب ہماری اشرفیان دیدو اب ہم کبھی ایسا اراوہ نہ کرینگے محیط نے کہا اچھا جا کل دیدینگے چالاک نے کہا اچھا صاحب یا مہری مہرین دو یا وہ بات مان لو محیط نے کہا جا دور ہو ارے اس دریا مین بہت سے دوبے کریگا تو ابھر اچھا جا نہین مالک سے کہکے سزا دلوا دونگی چالاک نے اپنے پاس سے ایک بیڑہ پان کا نکالا کہا اچھا بی بی میرے ہاتھ کا بیڑہ تو کھا لو مہرین تمپر صدقے کین محیط نے بیڑہ کھایا کھاتے ہی لڑکھڑا کے گری اُسکو چالاک نے اٹھا کر ایک صندوق مین بند کیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر محیط کی شکل بنکر باہر نکلا نائکہ نے پوچھا پودینہ کو کیا کیا چالاک نے کہا ای جان اُسکا ذکر نہ کرو اشرفیان مین نے لین آخر گردون مین ہاتھ دیا اشرفیان سبکے سامنے ڈالدین نائکہ خوش ہو گئی چالاک اُسکی شکل بنکر بیٹھا ہی اب فکر ہی کہ کچھ تدبیر کرون آج شکم قلزم کو دریای دکھاؤن غرق محیط بلا کرون کشتی ساحران ڈوبے ملکہ نرگس وگلریز کو گرداب آفت سے نکالون یکایک بلند ہوا کہ قلزم جادو آتا ہو سبنے کہا آج نئی بات ہو کبھی قلزم نہ آتا تھا اتنا بڑا افسر اعلی کریگی باعث ہی چالاک گھبرایا کہا ای جان مین تو بھول گئی کیا کبھی خیمے مین ہمارے نہین آیا نائکہ نے کہا بیٹا تم بھول جاتی ہو جیسے تم نوکر ہو مین وہ اس خیمہ مین کبھی کا ہیکو آیا چالاک نے جلدی سے لوٹا اٹھایا کہا مین پیشاب کر آؤن تم اُنکو بلا کے بٹھالو یہ کہکے چالاک بیت الخلا مین گیا قلزم گھبرایا ہوا آتے ہی سب سے پوچھا محیط کہان ہین نائکہ نے کہا میان خیر تو ہو اسوقت تم گھبراے ہوے کیون ہو لونڈی تمھاری پیشاب کو گئی ہی

کیا پھر رات کو اُڑ کے آئی تھی مجھے مفصل کہو قلزم نے کہا جلد اُنکو بلاؤ تم کیا جانو میری جان پر صدمہ ہو دیکھے جان
کیونکر بچتی ہو چالاک نے یہ سب باتین سنی لوٹا پاخانہ مین رکھکر کود کے نکل گیا دوسری جانب سے ایک فقیر کی
صورت بنکے کھڑا ہوا سوال کر کے بیٹھ گیا یہان جب عرصہ ہوا قلزم نے کہا اے جلد بلاؤ نائکہ کانپتی ہوئی
دوڑی اور نوچیان ساتھ مین اُنسے کہتی ہو محیط کی بدمزاجی نے مجھکو مارا رات کو اُڑی ہوگی نازک مزاج ہی وہ
نوجوان تنخواہ الگ دیتا ہی گھر کا سارا خرچ اُسکے ذمے عید ہولی دیوالی وغیرہ مین جوڑے بنا دیتا ہی آج سبت ہی
غصے مین ہو اے تم سب ملکر اُسکو سمجھانا بدصورت ہی تو بلا سے چار پیسے تو دیتا ہی ہم لوگ رئیسون کو راضی
کر کے چار پیسے لیتے ہین ایسی خدمت کرتے ہین گھر والون کو بھلا دیتے ہین قلزم نے جو دیکھا نائکہ قریب پانچ
کے کھڑی گھبر گھبر کر رہی ہی چلا کر اُٹھا کہا اے صاحب جلد محیط کو بلاؤ نائکہ نے کہا کیسان تمھارے آنگی
خبر سنکے بولائی پیشاب کو چلی گئی ابھی آتی ہو قلزم نے کہا تم کیا جانو اپنی کہے جاتی ہو میری آبرو بگڑی ہی یہ کہکے
پاخانہ مین خود گھس گیا دیکھا خالی لوٹا رکھا ہی قلزم سر پیٹنے لگا کہا بڑی بی تنے ایسی گھبر گھبر کی وہ سمجھ گیا دیکھیے
اب میری جان کیونکر بچتی ہی اے میری آشنا کہان ہو نائکہ نے کہا بیٹا صاف صاف کہو قلزم نے کہا مین بارگاہ
مین بیٹھا تھا میرے پیرے نے مجھکو خبر دی کہ عیار خیمے مین محیط کے پہونچا اُسکی صورت بنا بیٹھا ہی مین دوڑا کہ جا کے
اُسکو گرفتار کرون تنے عرصہ کیا وہ بھاگ گیا اب تو نائکہ بھی پیٹنے لگی نوچیان پچھاڑین کھاتی تھین ہی ہی ہماری
باجی ہان کہان گئین آپ کا سائیں پودینہ آیا تھا اُسی نے اچار بنایا پہلے چاشنی دکھائی طبلہ بجایا پھر الگ
بلا کے لیگیا ابھی تو وہ آکے بیٹھی تھین قلزم نے تلاش کیا دیکھا صندوق مین محیط بیہوش پڑی ہی اتنے
عرصہ مین سردار بھی قلزم کے آنے بیٹھے کہا حضور عیار کو پکڑا اُسنے کہا صاحب وہ بڑا مکار ہی میرے پہونچتے
پہونچتے وہ نکل گیا آشنا کو میری صندوق مین بند کر دیا بڑی خیر ہوئی لیکن اب ہوشیار رہو محیط جو نکلی گھبرائی
ہوئی کہا صاحب دیکھو وہ نگوڑا پودینہ مجھکو کیا کیا باتین کہتا تھا قلزم نے کہا ملکہ تصدق اُتارو جان تمھاری
بچ گئی اب دیکھیے مین تابہ لشکر افراسیاب کیونکر پہونچتا ہون وہ ابھی اسی لشکر مین موجود ہی رنڈی سے تاکید
کی خبردار یہان کوئی غیر نہ آنے پائے خوب سمجھا کے باہر نکلا چالاک فقیر بنا ہوا یہ سب کیفیت دیکھ رہا تھا جب قلزم
یہ سب انتظام کر کے طرف اپنی بارگاہ کے چلا لیکن ساتھ والون سے کہا میرا سائیس درہ کوہ مین بیہوش پڑا ہی
اسکو جلد ہوشیار کر کے لاؤ چالاک یہ سنتے ہی بھاگا کہ جان پر کھیلے ہوے دل سے کہتا ہوا کہ یہ ملعون بڑا ہوشیار
ہی یا تو اپنی جان دون یا ملکہ نرگس وغیرہ کو رہا کرون یہ سوچتا ہوا درہ کوہ مین آیا سائیس کو گلا ریتے ڈالا تھا

آپ اُسکی شکل بنکر اس مقام پر لیٹ رہا قلزم کے لوگ آئے اسکو ہوشیار کیا چالاک اُٹھتے ہی رونے لگا کہتا ہوا
چلا حضور مین نے کیا خطا کی تھی جو مجھکو یہان ڈالدیا سبنے کہا ارے تو کیا جانے عیار نے آکے تجھکو بیہوش کیا
تیری شکل بنکے مالک کی رنڈی کے خیمے مین پہونچا ہمارا آقا بڑا ہوشیار ہے فوراً خبر پا گیا وہ عیار نہ ملا چالاک
نے کہا حضور مین نوکری نہ کرونگا یہ باتین مجھکو نہ سکھایئے پڑھایئے یار دوست کوئی نہ تھا مین نے ہرن کو
گردن پر نہ لادا ای خطا پر مجھکو یہان ڈال گئے روتا پیٹتا سامنے قلزم کے آیا دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا
حضور میری تنخواہ بیباق کیجیے مین اپنے گھر جاؤن آپنے مجھکو دردکوہ مین ڈالدیا کوئی جانور آتا مجھکو کھا لیتا
ابھی مین بنیاد ھڑ بخار کے آیا ہون جورو نوجوان محلے والے بدمعاش خوشیان کرتے ہونگے کہ اچھا ہوا بودینہ مر گیا
مین گاؤن مین جا کر کھیتی کرونگا نوکری مین جان کا خوف ہی قلزم نے کہا ارے سن تو اسمین میری کیا خطا ہی
عیار بیہوش کرکے ڈال گیا میری ہی جان بچگئی اگر مین جلدی نہ بیر نکرتا میری رنڈی کی شکل بن چکا تھا اتفاق
مین نے بیٹھے بیٹھے خیال کیا چالاک نے کہا حضور میرا کلیجہ جل رہا ہی جتنی دیر مین سویا بڑے بڑے خواب دیکھے
فوج لیکر بڑے بڑے وزیر آئے مجھکو تخت پر بٹھاتے تھے آپکے لوگون نے جاکر جگادیا میری سلطنت مٹ گئی ایسا
کنارے چلئے تو مین مفصل حال آپسے کہون اب بھی میرے سامنے بڑے بڑے تماشے ہو رہے ہین لوگون نے
کہا بیہوشی کا نشہ ہی ایسی ایسی باتین کرتا ہی حضور آپکا پرانا نوکر ہی اسکو تسکین دیجیے قلزم نے ہاتھ پکڑ لیا تنہا خیمے
مین لایا کہا بیان کر کیا تجھکو معلوم ہوتا ہی کہا کوسیان سب خداوند آئے ہین مجھکو بلاتے ہین مین کہتا ہون مین
نجاؤنگا میری جورو کو پکڑنے جاتے ہین کالے کالے آدمی مجھے ڈراتے ہین قلزم ہنستا جاتا ہی اور کہتا ہی گھڑی
دو گھڑی مین تیرے ہوش درست ہوجاینگے کوئی نہ تجھکو گرفتار کرے گا ہم گھر پر تیرے فوج روانہ کردینگے تیری
جورو کی حفاظت کرینگے کوئی اُسکو نہ پکڑ سکیگا چالاک نے کہا نہین صاحب میرے گھر پر نہ کسی کو بھیجیے میری
جورو بڑی بدمزاج ہی سبکو گالیان دیگی اسی طرح کی باتین کرنے لگے چالاک نے باتون مین مصروف کیا یکایک
گھبرا کر کہا دیکھیے کالے آدمی خیمے مین آگئے قلزم پلٹا چالاک نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مارا قلزم
بیہوش ہوا چالاک نے قلزم کی زبان مین سوزن دیا چٹائی مین لپیٹ کر اُسکو گٹھڑا کردیا پٹی بیہوشی کی دماغ پر
چڑھادی آپ شکل قلزم تاج پہنکر باہر آیا سبنے کہا حضور بودینہ کو کیا کیا کہا اُسکو بیہوشی کا نشہ تھا مین نے سمجھا
کرکے اُسے سولا دیا ورنہ سر شاک کر رہا تا مین ابھی فیصلہ کیے دیتا ہون قیدیون کو قتل کروا لون فساد مٹ
جائے عیار لشکر مین آگیا ہی کسی اور صورت سے مجھ تک پہونچے گا جلد قیدیون کو لاؤ آپ اُچک کر تخت پر بیٹھا

مصاحب گرد شمن ہوے داروغہ قید خانے کا گیا ملکہ نرگس و شاہزادہ گلریز کو دربار مین لایا زن و شوہر بفراق
اپنے حال زار پر رو رہے ہین نرگس جادو کہتی ہی دیکھو صاحب کس لیے چلے تھے کیا کیا صدمات اٹھائے
لیکن معلوم ہوتا ہی ہماری خبر لشکر اسلام مین پہونچ گئی کوئی عیار آیا اُسنے عیاری کی اُسی غصے مین قلزم نے
ہمین بھی طلب کیا ہی ارادہ اُسکا قتل کا ہی گلریز نے کہا جو مرضی خدا کیا چارہ ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی اشعار

ہر دم دل خون گشتہ مین اک جوش جنون ہی	جو آہ ہی سینے مین وہ فوارۂ خون ہی	پھر جاتی ہی سینے کو دبے آہ بھی اُلٹی
برگشتہ جو قسمت ہی تو بخت نگون ہی	قائم ہی بنا درد کی فریاد سے اپنے	جو نالہ ہی ایوان محبت کا ستون ہی

اپنی حسرت و یاس لائق بیقراری کیفیت اپنی قابل اشکباری بخت رسا نے یہ رسائی کی صاحبقران کی قدمبوسی
نصیب ہوئی لیکن فلک نے اس بلا مین پھنسایا اب قلزم قتل کریگا ہمین سب سے زیادہ صاحب تمہارا
غم ہی افسوس اس زمانے مین جاکر شریک لشکر اسلام ہوتے جان اپنی نثار کرتے تقدیر کو نہ منظور ہوا نہین معلوم
ہم سے کیا قصور ہوا ایسے کلمات حسرت آیات زن و شوہر مین ہوتے ہوے اپنی مصیبت پر روتے ہوے
بارگاہ مین سامنے قلزم کے آئے قلزم تعلی نے دیکھتے ہی بقہر و غضب تمام آواز دی کیون ای نرگس و گلریز تمھارے
ساتھ افراسیاب نے کیا برائی کی کیون نرگس کبھی تجھکو شہنشاہ نے آنکھ دکھائی یون یکایک نگاہ پھیر لی ہی
بس بہتر یہ ہی سامری و جمشید کو سجدہ کرو ورنہ ابھی قتل کرونگا گلریز نے کہا او بیحیا مرنے سے کسے ڈرتا ہی
جسدن سے افراسیاب سے بگڑی اُسیدن سے جان اپنی طلسم کشا پر نثار کی تجھسے جو ہوسکے قصور نکر مجھسے
اطاعت کی امید نہ رکھ قلزم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا مین تمکو زندہ تا بہ افراسیاب لیجاتا لیکن فرزند عمرو نے
اگر مجھکو ستایا میری آشنا کو بیہوش کیا اب بھی میری فکر مین ہوگا برا سحر مجھکو خبر دے رہا ہی مین تمھارا تو خاتمہ کر دونگا
لیکے تخت سے اُٹھا کہا تمکو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا سرداروں نے کہا آپ کیون تکلیف کرتے ہین چالاک
نے کہا خبردار کوئی صاحب دخل نہ دو تلوار چمکاتا ہوا قریب نرگس آیا کہا دیکھو مین اک بات بتاتا ہون اگر
نہ مانوگی بہت پچھتاؤگی سر جھکا کے کان مین کہا ای ملکہ نرگس مین چالاک بن عمرو ہون نرگس حیران ہوگئی لگا کہنے
کیا چالاک نے گلریز تو حیران ہی کہ میری زوجہ سے کیا چپکے چپکے باتین کرتا ہی یہ ہنسی کیون کچھ سحر نکرے لیکن
اک رفیق قلزم کا کسی کام کو اُس خیمہ مین گیا ہاتھ قلزم کا چٹائی سے باہر نکلا ہوا تھا اُسنے گھبرا کے چٹائی کو کھولا
دیکھا کہ ایک شہنشاہ اندر ایک باہر ایک کے دو بنگئے یہ کیا معرکہ ہوا دیکھا دماغ پر بیہوشی چڑھی ہی اور زیادہ گھبرایا
کہ یہ بھی کس نے چڑھائی ڈرتے ڈرتے چٹی اُتاری چھینٹا پانی کا دیا قلزم نے گھبرا کے آنکھ کھولی رفیق نے کہا

حضور یہ کیا سحر کی ہی آپکو کون چٹائی مین لپیٹ گیا آپکی شکل کا دوسرا آدمی تخت پر بیٹھا عدل کر رہا ہی قیدیون کو بلا کے قتل کا حکم دیا چاہتا ہی قلزم نے کہا غضب ہوا ارے وہی عیار ہی مین نے بڑا دھوکا کھایا سائین بنکر وہی آیا تھا غصے مین اسباب سحر لیکر چلا چالاک نرگس سے باتین کرتا ہی گلریز پر بھی اپنا حال ظاہر کیا زن و شوہر کو اپنی عیاری سے ماہر کیا لیکن کہتا ہی سبکو شراب مین بیہوشی پلا کے بیہوش کرون لشکر بیت دہی نرگس کہتی ہی اے مہتر والا گہر ہم اہالیان فوج سے سمجھ لینگے کوڑے شکست دینگے چالاک کو خیال ہی ایسا نہو کوئی زخم پہونچے ملکہ سرخ مو پریشان ہونگی یکایک اندر سے خیمے کے نعرہ ہوا باش او عیار مکار ستم قلزم جادو چالاک نے پلٹ کے قلزم کو دیکھا نرگس و گلریز کی زبان سے سو زن لیا اور پلٹ کے دربار والون سے کہا ارے یارون اسکو لینا اسکا کلیجہ تو دیکھو بد دولت کی شکل بنکر آیا ہی رفیقون نے اسباب سحر ہاتھ مین لیے جینک قلزم اصلی جھپٹے اُن سبھون نے کوے نارنج ترنج قلزم جادو پر مارے قلزم پر شعلے آگ کے گرے یہ گالیان دیتا ہی او نامرد و کینا ارے بیہودہ عیار ہی اُسکو پکڑو مین تمہارا بادشاہ قلزم جادو ہون چالاک اپنی کہے جاتا ہی ارے یارو اسے مارلو میری شکل بنکر بارگاہ مین گھس آیا جتنے ساحر بارگاہ مین تھے سب قلزم اصلی پر ٹوٹ پڑے کسی نے قریب جا کر ہاتھ تلوار کا مارا کسی نے دور سے تیر سحر کمان مین پیوست کیا خطا کا رکو نشانہ بنایا کسی نے ماش کے دانے پھینکے قلزم اگر ساحر زبردست ہوتا گڑے ٹکڑے اُڑجاتا زخم تو دو تین کھا دو چار ساحرون کو مارا کسیکو چیر کے پھینکدیا مثل برق چمک کر بلند ہوا اس عرصے مین نرگس و گلریز بھی چمک چمک کے گرنے لگے چالاک تو علیحدہ ہوا جب قلزم نے دو تین زخم کھاے دس مصاحب اپنے قتل کیے اور چالاک غائب بھی ہوا یعنے ساحرون مین مل گیا اب سبنے جانا کہ ہمارا مالک یہی ہی اتنے عرصے مین نرگس و گلریز بھی لڑتے ہوے بارگاہ سے باہر نکلے ملکہ نرگس نے بڑھکر اپنی کنیزون کو بھی رہا کیا اُٹھتے اُنہون نے بھی سحر کیے اب قلزم نے ساحرون کو آواز دی چہار جانب سے گلریز و نرگس پر بلوہ ہوا لیکن نرگس نے سیکڑون کو اشارہ میں مارا جسپر نگاہ ڈالدی دیوانہ ہوگیا نرگس کا بیمار ہوا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا قطعہ

اے جان خدا کرے گر وعدہ وفا ہوتا
کیونکر لب قاصد سے پیغام ادا ہوتا
جنت کی ہوس نا غلط بیجا ہو کہ عاشق ہون
کب ہمکو فلک دیتا اگر غم مین مرا ہوتا
مرنا ہی مقرر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا
اچھی ہی وفا مجھسے جلنے ہین جلین دشمن
ہان سیر مین جی لگتا گر دل نہ لگا ہوتا
ہی صلح عدو بے خطا تھی جنگ غلط فہمی
ایک ایک دم سو سو ہی ہی جو جب اسکا
تم آج ہوا مجھ جور و جفا ہوتا
اس کی حسرت پر کیا جاستی الفت
جیتا ہی تو آفت ہی مرتا تو بلا ہوتا

ہوتا تھا وصال اک شب قسمت میں ہمارے گو
جب میں نے کہا اپنا وہ کیونکہ مرا ہوتا
ابھی مری بدنامی ہی تھی یا تیری رسوائی
ناخن جو نہ بڑھ جاتے تو عقدہ نہ وا ہوتا

تو مجھ سے خفا ہوتا میں تجھ سے خفا ہوتا
اس بخت پہ کوشش سے تھکنے کے سوا حاصل
گر چھوڑ نہ دیتا میں پامال جفا ہوتا
ہم بندگی بت سے ہوتے نہ کبھی کافر

ہر بیخودی دائم کیا شکوہ تغافل کا
گر چارۂ غم کرتا کچھ اور سوا ہوتا
دیوانے کے ہاتھ آیا کب بند قبا اُسکا
ہر جائے گر ہی موزوں موجود خدا ہوتا

بعضے اُس بیقراری مین گریبان چاک منھ پہ خاک مبہوت بیابان پکارتے پھرتے ہین نظم

عارض مین تمھارے کیا صفا ہی
وہ تیغ نگہ کا پر تلا ہی
دولاکھ فریب حضرت عشق
نقشہ کف پاے یار کا ہی
مارا ہی دکھاکے دست رنگین
دل روز دعا مین مانگتا ہی
جوبن پہ ہین ابھی نارپستان
بندے کا بھی اک بت خدا ہی
رونے مین ہین ہاے دانت اُسکے
وہ بت اک قدرت خدا ہی

منھ آئینہ اپنا دیکھتا ہی
بیمار جو تیری چشم کا ہی
بندہ نہ کیے گا بت خدا ہی
گردش مین ہی چشم زیر ابرو
شاہد مرے خون کی حنا ہی
کانٹون سے یہ کہ رہی ہی لیلی
نخل قد یار کا پھلا ہی
کیا گی نہین کیون سفر مری روح
ہر گوہر اشک بے بہا ہی

دنبالہ جو سرمہ کا بنا ہی
نرگس پہ کب آنکھ ڈالتا ہی
لب کہتے ہین جسکو ماہ کامل
کیا نیمچہ چرخ پر چڑھا ہی
پھر آئے بہار پھر ہو وحشت
مجنون مرا برہنہ پا ہی
بیوجہ جو پھر گئے ہو پھر جاؤ
کیا بند عدم کا راستا ہی
وصف اُسکا قلق ہو کس زبان سے

گلریز جادو نے دیکھا کہ ملکہ نرگس جادو نے سیکڑون کو [illegible] دیوانے غل مچانے لگے زنجیرین ہلانے لگے یہ جوان طرف قلزم کے اُڑتا پھرتا چالاک بھی حقہ ہاے آتشبازی مار رہا ہی ساحرون کو للکار رہا ہی کبھی کسی کے سحر مین پھنس جاتا ہی ملکہ نرگس اپنے کو بچا جاتی ہی چالاک کو بچاتی ہی عیاری پر اسکی ناز ہی کہ کیا کارنمایان ہوا حقیقت مین یہ عیار ہر مقام پر اپنی جان دیتے تھا اگر انکا قدم وہان تک تھمتا ہوشربا مین دشوار تھا زخم کھاتی ہی تا چالاک کو بچاتی ہی گلریز قریب قلزم کے پہونچا للکار کر اونا مرد مین آ پہونچا اب کہان بچ کے جائیگا انشاءاللہ کبھی اُس شمیم سے بھی سمجھین گے شمیم کے دماغ مین تو ہر لحظہ غرور بھرا ہی مکارہ کو معلوم ہوگا انشاءاللہ چندے مین طلسم ہوشربا معدوم ہوگا بادشاہ اسلام کے لڑنے کا اب ڈنکے بجینگے امیر کا بھی داخلہ ہوا چاہتا ہی کہان کنیزون پر جاتا ہی جیسے آنکھ چار کر مردان عالم پر وار کر قلزم کا دریاے غیرت جوش مین آیا جنگ سے کنارہ نہ کیا اتنا خوب جانتا ہی اب زندگی حباب دریا ہی جوش جرات مین گلریز پھرا

ہی آب سین سحر چلنے لگا دونون نے دریا دلی دکھائی قلزم بھی جان آرا ہی دل سے کہتا ہی بموجب مثل چون آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک دست یہ سحر کرتا ہوا قریب گلریز پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا گلریز نے سپر کو گردش دی تاریکی پیدا ہوئی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اس حال مین گلریز نے تیغہ سحر مارا قلزم گھبرا گیا سپر سحر تک نہ اٹھا سکا گلریز کا ہاتھ پڑا قلزم کا بھنڈارا اگل گیا غرق دریاے عدم ہوا آوازین مہیب آئین اندھیر قلزم کے مرنے سے سیکڑون چشمے خشک ہو گئے پناہ بالی دشوار تھی پیرون کو جوش خروش تمام ساحر خاموش آواز آئی کہ ہی میرا نام مین قلزم جادو وا فسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم گلریز قلزم کو مار کر ساحرون کی جا پڑا ہزارون بچیا مارے گئے ہزارون جان بچا کر بھاگے ہزارون نے چادر ہلائی الامان الامان کی صدا بلند ہوئی کوئی بیتاب ہو کر پکارا ہم دین طلسم کشا قبول کرتے ہین سعادت دارین حاصل کرتے ہین گلریز و نرگس نے ہاتھ روکا کئی ہزار ساحر مطیع الاسلام ہوے چالاک بن عمرو کو گلریز نے گلے لگایا پوچھا ای مہتر والا ای قوت بازوے خواجہ عمرو آپ کو کیونکر معلوم ہوا چالاک نے سب کیفیت بیان کی لیکن بیتاب ہو کے پوچھا حال صاحبقران جہان و سرداران لشکر و کیفیت عیاران نامور جلد بیان فرمائیے دل مشتاق ہی ملکہ نرگس نے ہنس کر کہا لشکر اسلام کے عیارون کا کیا پوچھنا سامنے لقا کے آکر ہم کو چھڑایا قید سے اپنی جان کا بالکل خوف نہ کیا جرات و جوانمردی یہی ظاہر ہو کر ساحر و غیر ساحر سے لڑے خوب معرکے پڑے خدا سلامت رکھے خود صاحبقران اگر شریک ہوے کل سردار ہماری مدد کو آے بڑے کھیت پڑے ماشاء اللہ ہمارے واسطے جانباز و سرفروش کیا کیا لڑے دو روز ہم صاحبقران کے مہمان رہے سب سے جوانون نے واسطے خواجہ عمرو کے نامے و پیام دیے ہین انشاء اللہ اب چلکر پیشکش کرینگے دامن مراد گل آرزو سے بھرینگے چالاک نے کہا آجکل لشکر مین قیامت برپا ہی دیکھین تاریک کیا اندھیر کرتی ہی ہم رخصت ہوتے ہین نرگس و گلریز نے عرض کی انشاء اللہ ہم بھی آج پہونچتے ہین ایک ایک لمحہ ہم کو ناگوار ہی ہمشیرہ صاحبہ کا انتظار ہی غرض اسی وقت لشکر تیار کیا چالاک رخصت ہو کر روانہ ہو گیا ملکہ نرگس جادو و شاہزادہ گلریز خوشخوش لشکر ظفر اثر تیار کر کے طرف لشکر مہرخ کے روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستان مصیبت خیز و حسرت انگیز طبل جنگی بجوانا ملکہ تاریک شکل کش کا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

ای منبچہ عزیز می نوشش		دی جام شراب مہربانی	ای بادہ جام نکتہ دانی

وہ مستی و نشۂ مے ہوش
گھٹی مین جو انکی می پڑی ہی
پستانِ زچہ کباب انھین ہی
ہین شیرِ زچہ کی طرح پر جوش
مستی سے ہین لوٹتے سرِ خاک
ہی طفلکِ شیر خوار ہر گل
گلشن کی تری ہی شیر پستان
بوجرم سای ہو پھول کے گال
طفلِ گل کو ہنسا رہے ہین
غنچہ جو مچلتا ہی چٹک کے
کروے لی شراب ناب نکلی
دنیا مین جو آگئے عدم سے
آغوش کے پالنے مین جھولے
جاے مین ہر ایک شخص پھولا
خیرات کے در کا قفل ٹوٹا
اس ذکر مین کیا ہو مو شگافی
آغوشِ سخن لبِ قلم ہی
آغوشِ کرم مین جی رہے ہین
گر ہی بھی تو گود مین مچلنا
دل ہی غمِ دنیوی سے روٹھا
ہر آنکھ ہی معدنِ لعالی
واقف نہ ملال سے نہ غم سے
چلاؤ تو چپ رہین جھجک کے

طفلی کا نگاہ مین سمان ہی
مدہوشی سے کام ہر گھڑی ہی
شکل انکی ہی ساغرِ مے لال
بچون کی طرح نہین ذرا ہوش
باغون مین بھی ہی بہارِ طفلی
صدقے مین اتر رہی ہی بلبل
پھولون کو صبا کھلا رہی ہی
شبنم جسے کہتے ہین وہ ہی رال
پتے ہین نظیرِ دستِ مادر
برگ اسکو سلاتا ہی تھپک کے
لا طفلکِ جام کو کھلا لون
مٹی کی حنا لگی قدم سے
مادر کو لقب دیا زچا کا
ہر سو ہوا غل بجے جھنڈولا
ہر وقت رہے خوشی کے جلسے
تھا صرف اقتدار اشنا کافی
اب اور ہی کچھ ادھیڑ بن ہی
لیٹے ہوے دودھ پی رہے ہین
مشاق ہین دودھ ڈالنے مین
مرغوب ہی چوسنا انگوٹھا
مٹی کو سمجھتے ہین بچھونا
کچھ خوف نہ ڈر ہے کسی سے
خوش ہو گئے جب بجائی تالی

ہر رند پہ طفل کا گمان ہی
شیرِ مادر شراب انھین ہی
ٹپکی پڑتی ہی جام پر رال
اطفال کی طرح ہوے بیباک
نخلون مین پھلا ہی بارِ طفلی
ہی شاخِ شجر نظیرِ پستان
آغوشِ شجر بلا رہی ہی
غنچے جھنجھنے بجا رہے ہین
آنچل ہی گلون کو مہ کی چادر
لکھتا ہی بہار بچپنے کی
قلقل سے سنو صداے غون غون
مشہور جہان ہوے جھڑولے
دل خوش کیا باپ کا چچا کا
لوگون نے زرِ مراد لوٹا
بڑھکر ہوے جشن آج کل سے
طفلی کی بہار اب رقم ہی
کھلتا نہین کس مزے کی دھن ہی
اٹھنا ہی نہ بیٹھنا نہ چلنا
لیٹے ہین مزے سے پالنے مین
ہی درجِ دہن گہر سے خالی
توڑا جو کوئی ملا کھلونا
سوئین جو سلاے تھپک کے
شرمائے اگر زبان نکالی

جس نے لیا گود مین اٹھایا
رونے لگے ایڑیان رگڑکے
سن پاکے جو گھٹنون چلے ہین
منھ موتیون سے بھرا خدا نے
بن بن کے بگڑتے ہین گھروندے
جب دیکھیے کھیل کی پڑی ہی
آنکھین ہین لڑی ہوئی سبق سے
معصوم غم عتاب مین ہین
بڑھنے لگی حافظے کی طاقت
ہونے لگی بزم جہل برہم
نازل ہوئین سب بلائین سر پر
ہر وقت کے پیش دبین نے گھیرا
شادی نے لیک کے ہاتھ پکڑا
نصرت سمجھے شکست سمجھے
وہ کھیل نہ ہین نہ وہ کھلونے
ہوش آیا لڑکپن اپنا کھوکر
راحت کا نچوڑ بس یہی ہی
انجام حیات ہی بڑھاپا
وہ موت بشر حیات یہ ہی
دے بادۂ لالہ گون کا اک جام
اب رنج و الم کا سامنا ہی
میخانے مین کچ شور و شر ہی
ساقی کی نگاہ پھر گئی ہی

چوما چپکا نا گلے لگایا
مان نقد نگاہ وار تی ہی
پھل نخل مراد مین لگے ہین
تتلا کے جو بات کر رہے ہین
سبزے جو کہین ملے وہ روندے
پڑھنے لکھنے کا جب سن آیا
صفحے سے سطور سے ورق سے
ہجون کے سمجھتے ہین مطالب
ہونے لگے صاحب لیاقت
سب بھولے وہ بچپنے کے اشغال
صدمہ ہوا فکر کا جگر پر
چھانا خشش و تیغ دنیوی نے
مان باپ نے بیڑیون مین جکڑا
واقف ہوئے درد اہل غم سے
نرغا کیا ایک دل پہ سو نے
پچھتانے ہین سب اسے گنوا کے
آرام کا توڑ بس یہی ہی
یہ عیش و نشاط کی ہی بانی
وہ غم کی خوشی کی رات بیگم
طفلی کی سنا چلے کہانی
کیا رنگ فلک دکھا رہا ہی
رندون پہ بلائے تازہ ہی آئی
میخوارون کی جان پر بنی ہی

مچلے جو کبھی زمین پکڑ کے
پیارا کہکر پکار رہی ہی
ہین دانت انار کے سے دانے
مینا کو بھی مات کر رہے ہین
پروا نہین دھوپ اگر کڑی ہی
آغاز کتاب کا دن آیا
استاد کے رعب و داب مین ہین
ہی خوف ادیب دل پہ غالب
پانے لگے خلعت معلم
محنت کا ہوا نصیب جنجال
دل ارزوے ہوس نے گھیرا
تاکا گردون کی کجروی نے
دنیا کا بلند و پست سمجھے
آگہ ہوئے کاہش و الم سے
سب بھول گئے سیانے ہوکر
روتے ہین سب اسکو عمر پاکر
یہ جامۂ عیش ہی سراپا
بانی فساد ہی جوانی
اے ساقی جم حشم دل آرام
ہی جوش پہ موسم جوانی
ساقی کی نگہ سے آج ڈر ہی
اے پیر مغان تری دُہائی
ذکر تاریک رو سیہ ہی

یہ منزلِ سخت ہو کیسن طی — لکھتا ہو قشمر بلا کا مضمون — تاریک ہی صاف قصر مضمون
اب فکر ہی جوش بحرِ غم ہی — مضمون مصیبت و الم ہی — رہروان جادۂ مصیبت و الم وطی

کنندگان منازل رنج و غم بآبلہ پاے آبلہ وار اس صحراے پربلاے مضامین حسرت آگین کو یون طی کرتے ہین شعر

جو ہین فشان بلاغت نشان — وہ لکھتے ہین اِسطرح یہ داستان — سابق مین تحریر ہوا کہ تاریک

نے بزور نقش جمشیدی کوکب و برہمن کو بلا بانو رافشان نے روکا دو پتلے بناکر بھیجدیے تاریک
یہ معرکہ دیکھکر بہت جلالی میدان مین آکر منہ سے اسقدر دھوان چھوڑا کہ قصر سنگر تیار ہوا اسمین داخل ہوگئی
دو پتلے وروانے پر واسطے چوکی پہرے کے مقرر کیے اندر بیٹھکر شراب پینے لگی مقرری خوراک کے آدمی
افراسیاب نے بھیجے تاریک نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے افراسیاب نے اسوقت نقارۂ زری بجوایا
لشکر کفار مین ہنگامہ ہوا کل تاریک شکل کش مقابلہ کریگی یہان بارگاہ ملکہ مہرخ مین سب سردار جمع
ہین ناگاہ لیلاے شب نے موے مشکین کھولے چادر ظلمانی نے تمام عالم کو گھیر لیا ضیاے مہر تابان معدوم
ہوئی چہار جانب تاریکی معلوم ہوئی شب ہولناک ہرسمت اندھیرا لشکر غم و الم نے گھیرا ملکہ مہرخ حیران
و پریشان سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین ذکر لشکر افراسیاب و تاریک خانہ خراب ہو رہا ہو کہ جو سپاہ
لشکر اسلام حیران و مضطر و ناکام آکر حاضر ہوے ہاتھ اٹھاکر دعا و ثناے بادشاہی بجالاے مسدس

شفق گلگون ہو جبتک سحر کے روے نیلو کو — کرے آراستہ تاشام رنگی موے گیسو کو
ثریا نورتن تا کہکشان کی ہوے بازو کو — کرے وسمے سے تا قوس قزح سبز اپنی ابرو کو

لبِ پان خوردہ دشمن کے لہو سے تیرا خنجر ہو
سر بدخواہ فندق تیری انگشت سنان پر ہو

شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن مبتلاے محبس سوز و گداز ہو واضح ہو کہ تاریک ملعونہ نے طبل جنگی بجوادیا کل
اسکا ارادہ ہی کہ کل کو مقابلہ کرے افراسیاب مصروف عیش و نشاط ہی خوشیان ہین کہ کل اہل اسلام کو قتل کرو
ملکہ مہرخ نے بلا تکلف حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید سبحانی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل
و کاتب قسمت نے ہمارے مقدر مین تحریر کیا وہی پیش آئیگا یہان بھی نقارۂ رزمی کڑکڑادیا اشعار

بزد طبل زن آنچنان طبل زن — کہ دور بد بیت ز ہیبت کہن — دہل زن دہل زن کہ تحسین او
بہ مین زمین او دمن او دین او — تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ کل تاریک میدان کارزار مین آئیگی سارے

لشکر مین تلاطم ہر سمت ہنگامہ شب ہولناک ہوے لیلاے شب کھلے ہوے ہر سمت تاریکی اندھیرا اشعار

سپاہی وہ اُس رات کی ہولناک
گریبان مہتاب تھا چاک چاک
ہوا فوج اسلام مین غم کا جوش
کسیکے نہ باقی رہے عقل و ہوش
اندھیرا ہر اک سمت تھا آشکار
دلون پر غم و رنج کا تھا غبار
کوئی جان دینے پہ آمادہ تھا
کوئی مثل تصویر استادہ تھا
کوئی اشکبار اور کوئی دردمند
مصیبت مین تھے سب وہ راحت پسند
یہ کہتے تھے الجھڑ کے مرجائنگے
مرینگے وے نام کرجائنگے
کہین سُرخ مو بال بکھرے ہوے
پریشان و مضطر غم و رنج سے
شکیل دلاور کو تھا رنج و غم
مشوش نہ ایسے تھے سردار [illegible]
ہوا باغبان کا بھی پژمردہ دل
بہار اُس چمن مین تھی افسردہ دل
مصیبت تھی سردار لشکر خیام
نہ راحت نہ عشرت نہ وہ انتظام
ہزارہا خوف جان سے بھاگے

جاتے ہیں خوف تاریک سے قلب تھّراتے ہین کوئی فرزند کو گلے لگا کر کہتا ہوا ای نور نظر مین پیر زمین گیر ہون تجھسے میرا نام روشن ہوگا بیٹا لشکر سے نکل جا تیری زندگی سے ہمارا نام روشن رہیگا یہان جنا و بدعت ہوگا باپ نے بجوش محبت یہ کہا فرزند نے بجرأت جواب دیا ای والد نامدار بڑے افسوس کی جا ہی نمک ملکہ مہرخ کھاکر آرام و چین پایا ہم ایسے حقیرون کا مرتبہ بڑھایا سپاہی تھے افسر بنایا اسوقت مین انکو چھوڑین مصیبت مین منہ موڑین جان جلینگے قضا ساتھ ہی ہمارا گریبان اُسکا ہاتھ ہی کوئی نہ ہمیشہ جیا ہو نہ جیےگا اگر چارپائی پر پڑکر مرے کیا مزا ملا عمر بھر بدنام رہے بعد مرگ نمک حرام کہلاے وہان بھی قادر مطلق پوچھے گا سوال و جواب مین عاجز ہونگے مجبس مصیبت ملک عدم ہوگا مقام خاص جہنم ہوگا باپ نے خوش ہوکے بیٹے کو گلے لگایا فرمایا مرحبا صد مرحبا مین تیرا امتحان کرتا تھا بیٹا سپاہی نام پر مرتے ہین عدالت رب اکبر سے ڈرتے ہین مردون مین یہ چرچے نامردون کو بھاگنے کی فکر ہی ہر مقام پر یہی ذکر ہی تاریک صبح کو اندھیرا مچائیگی ایک ایک کو کھا جائیگی نکل چلو کہین اور نوکری کرینگے کون بدنام کرے گا کمبخت افسر سے نہ بنی اگر برا جانتے ہو جیسے نہ لو دس برا کہینگے دو کہین گے اچھا کیا خوب کیا جان بچائی مرنے سے کیا فائدہ جو مارے گئے انکو کیا فخر حاصل ہوا ملکہ مہرخ نے اُنکے گھر والون کو کیا نہال کردیا بڑا کمال یہ ہوا دس پانچ روپیہ مہینا خون بہا مین مقرر ہوا جب ہم مرے اہل و عیال بھوکون مرین یا فاقے کرین اپنی جان تک سارا افرا ہی شکوہ شکایت کسیکا بجا ہی لشکر اسلام مین جا بجا یہ ہنگامہ کہین شور کہین غل کہین تیاری جنگ کوئی جان سے تنگ کوئی آمادہ حرب و پیکار کوئی مضطر و بیقرار لشکر افراسیاب مین غلغلہ ہی کل ہمالیان لشکر مہرخ قتل ہونگے ہم

مال و اسباب لوٹینگے ان لوگون نے بڑے مال جمع کیے شہرون سے خراج آتے ہین ایک ایک غنی ہوجائے گا کہین شادی کہین غم کہین عیش کہین الم دونون لشکرون مین ہنگامۂ عظیم ایک جانب بجا دے بجتے ہین ایک سمت ہوم خانے آراستہ کوئی اپنے پیدا کرنے والے کی مدد کا طالب کسیکو نام سامری و جمشید پر ناز حق و باطل کا سامنا کھولا صبح

ہوا مرغِ شب جب الم سے ہلاک
برآمد ہوا شرق سے یک بیک
گلشنِ دہر ہے اُداس اُداس
دل پہ ہے ابرِ حسرت و حرمان
کفِ افسوس برگ ملتے ہین

دیگر

سحر کا گریبان ہوا چاک چاک
رخِ افلاک پُر کدورت ہین
عالمِ حزن اور حسرت و یاس
نخلِ ماتم کی طرح نخلِ چمن
آتشِ رنج و غم سے جلتے ہین

ملے خاک غم منھ پہ مہرِ فلک
نجم سب مائلِ مصیبت ہین
ہے ہر اک وحش و طیر نالہ کنان
غمکدہ ہے بنا ہر اک گلشن
صبا خاک اُڑا رہی ہے جھوکون سے

ہو کے رونے کی صدا آرہی ہے سبزہ مائل بپامالی لالے کے چہرے پر غصے سے لالی موے سنبل پریشان چشم نرگس اشک فشان سرو چمن کو سکتا خوف تبر سے لرزان چشمے اُبل رہے ہین درختون پر آرے غم و الم کے چل رہے ہین عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی بھولین بہلوے گل ترک کیا گریہ و زاری مین مصروف طائرون کو رنج و مصیبت کا رقوت قمری کی کوکو سے ہوش اُڑتے ہین سرو و شمشاد اکڑنا بھولے صحرا اکو اس پہاڑ ٹکرا رہے ہین سنگدلون کو بھی غش آرہے ہین ناگاہ **افراسیاب** مثل فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا پوجا پاٹ کرکے باہر آیا حیرت تخت سوار ہوئی لشکر ساحران غدار تیار ہو کر حاضر ہوا نوبت نقارے بجاتا ہوا **افراسیاب** طرف میدان کارزار کے چلا یہ تو تحریر کرچکا ہون کہ لشکر سے الگ ملکہ مہرخ نے ایک خیمے مین **اسد** و **مہ جبین** کو چھپا دیا چند ساحر وہان مقرر کیے **ضرغام شیردل** کو برائے حفاظت مقرر کیا اسد و دولت ملکہ مہرخ پر ملکہ بہار و نافرمان وغیرہ آکھڑی ہین انتظار آمد شاہنشاہی مرحبے سے پوچھ رہے ہین بر آمد ہونے مین ہمارے بادشاہ عالیوقار ملکہ مہرخ نامدار کے کیا عرصہ ہے کنیزین عرض کرتی ہین ملکہ عالم برآمد ہوا چاہتی ہین یکایک پردۂ زنبوری کھینچا غرّاٹے کی آواز ہوئی دیکھا سب نے ملکہ مہرخ اُداس چہرے پر ہوائیان اُڑتی ہوئین نہایت حیران و پریشان ظاہر مین اطمینان سب سے پہلے بڑھکر ملکہ بہار نے سلام کیا باغبان نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ سرخ مو نے **کاکل کشا** سلطنت آئین **بلال سحر افگن** بڑھی اُسیوقت ملکہ **نرگس** و شاہزادہ گلریز آکر پہونچے مجرے سے مشرف ہوے خواجہ عمرو نے دوڑکر ملکہ نرگس کو گلے سے لگا لیا ملکہ نرگس نے جھولی سے نامۂ صاحبقران زمان کا نکالا خواجہ عمرو کے ہاتھ مین دیا سب سردار اُسی مقام پر ٹھہر گئے کہا خواجہ نامہ

صاحبقران زمان با آواز بلند پڑھیے ہم سب مشتاق ہین عمرو نے اُس مکتوب غم والم کو کھولا صاحبقران
کی طرف سے مرقوم تھا اے ساحران نامی و اے سرفروشان گرامی تم سب نے میرے نواسے اسد نامدار و عمرو عیار
کا ساتھ دیا مین تم سب کا ممنون و مشکور ہون تمھارے پاس آنے مین مجبور ہون لیکن فراق فرزند نور عین
راحت جان شاہزادہ بدیع الزمان مین اب بہت بیقرار ہون جو ساحر یہان برائے مدد لقا آئے تھے اُنکی
زبانی سنا کہ آپ لوگ بڑی بلا مین مبتلا ہین کوئی ساحرہ تاریک نکل گش آئی ہی بلائے مجرہ دوم کہلاتی ہی
بندگان خدا کو چیر پھاڑ کر کھا جاتی ہی اُسکی بدعت سے خدا آپ سب صاحبون کو بچائے خواجہ عمرو کو لکھا تھا
برادر بجان برابر ای یار شاطر ای محب باطن و ظاہر ای افسر خیر خواہان ای معین و مددگار لشکر مسلمانان ای تاج
سر حمزۂ عرب ای نمک خوار با ادب ای مونس و غمگسار ای سرفروش و جان نثار حمزہ پر تیری جدائی اب
بہت شاق ہی دل ملاقات مسرت آیات کا بہت مشتاق ہی ہمنے سنا تمھارے اوپر نزول بلا ہی یعنے تاریک
ملعونہ کوئی بد بلا ہی خدا اُسکی بدعت سے تم سب کو نجات دے اب ہمسے ملنے کی تدبیر کرو ہمپر بھی یہان ہنگامۂ
کفار کا چہار جانب سے بلوہ ہی بڑے بڑے ساحر آتے ہین اپنے شعبدے دکھاتے ہین تمھارے فرزندون
نے خوب نام کیے بڑے بڑے کام کیے جادوگر جنکے مارے اُنکی کیفیت لکھین خط تمام ہو یہ چند اشعار
اپنے موافق ہمارے حال مصیبت مآل کے ہین

نظم

زادم کہ ہر دو جلوۂ صیاد در قفس
زین ہر دو این اسیر شد آزاد در قفس
بکشود کس بہ سلسلۂ ام چشم در چمن
از بلبلان شنیدن فریاد در قفس
سودا شنیدہ ام کہ بہم طے بریم
آزاد گشت بلبل و صیاد در قفس

نے گل بخاطرم نہ چمن یاد در قفس
گل را نمی شناسم و نے روشناس گل
از بیضہ تا برون شدہ افتادہ در قفس
تیر است از برائے دل درد آشنا
روزے عجب حادثہ رو داد در قفس

شادی نہ از بہار و نہ غم از خزان بدل
بستم ز تخم مرغ قفس زاد در قفس
باشد نصیب سامعۂ صید پیشگان
ہر نالۂ ز مرغ چمن زاد در قفس
من مردم از تغافل و شد بعد غم

یہ نامہ جو عمرو نے اپنے آقائے نامدار کا پڑھا روتے روتے ہچکی لگ گئی
سردارون کے رومال پر رومال تر ہونے لگے اُنکو معلوم ہوا صاحبقران و خواجہ عمرو مین یہ راز و
نیاز ہین مصاحب کیسے یہ اُنکے مونس و دمساز ہین عمرو نے گریبان پھاڑ ڈالا کہا مجھ اجی چاہتا ہی اسی وقت
اپنے کو خدمت مین اپنے آقا کی پہونچاؤن مگر اسد کے پاؤن مین زنجیر ہی نکل جانے کی کیا تدبیر ہو روتے ہوے
سب سردار جلوخانے سے باہر نکلے ملکہ مہرخ کے تخت کو گھیرے ہوے ایک ایک کے منھ پر مردنی چھائی ہوئی

ہر ایک کو گمان ہی کہ ہم ہی میدان کارزار مین جائینگے تاریک چیر پھاڑ کر کھا جائیگی افسوس لاش کو دفن کفن
بھی نہ ملیگا اس حسرت و یاس مین میدان کارزار مین آئے دیکھا افراسیاب پرے فوج کے جما رہا ہی تاریک
دھوئین سے سر نکالے بیٹھی ہی اک دیونی ہی کہ جھوم رہی ہی سر کے بال مثل نیشتر کھڑے ہوے دس آدمی کھا چکی
ہی گردہ ہڈیان پڑی ہین لختے خون کے سینے پر جمے ہوے دیکھکر دل تھرّاتا ہی کیا مہیب سراپا ہی نیلی کڑی کالی صورت
بجلی کی مورت حیرت انگشت بر منھ پھیرے ہوے بیٹھی ہی نگاہ حسرت سے بہار کو دیکھ رہی ہی بہار سے نگاہ جو
ملی اشارہ کیا کہ اری کمبخت بھاگ جا اس بلا سے اپنی جان بچالے باپ کو کیا جواب دونگی یہ تصویر صفحہ
ہستی سے مٹ جائیگی اُسی طرح اشارے مین بہار کا جواب ہی ای حیرت مغرور نہو یہ بلا دفع ہوگی غیب سے
مدد ہوگی تکیہ ہمارا پروردگار پر ہی سوائے پیدا کرنے والے کے کسی سے نہین ڈرتے مرنا ہمارے واسطے
زندگی سے بہتر ہی یہ لشکر صاحبقران نامور ہی حیرت نے سر جھکالیا افراسیاب بھی مخمور و بہار کو نگاہ
محبت دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی دل سے دعا کرتا ہی یا سامری و جمشید دلکو مخمور و بہار کے پھیر دو
میرے پاس چلی آئین اب میدان کارزار آراستہ ہونے لگا صفین مثل صف مژگان جم گئین سقون نے
آب پاشی کی تبرداروں نے جو نخل کہ حائل نظر تھے کاٹ کر پھینک دیئے میدان مثل آئینہ کے تیار ہوا نقیبون
کو حکم پہونچا گویون کے ٹھٹ کے میدان کارزار مین آئے سرود بجائے یہ اشعار عبرت آمیز حیرت خیز پڑھے قطعہ

نہ سکندر رہی نہ دارا نہ فریدون باقی
صاحب جاہ و حشم قبر کو محتاج رہے
تھا کہان جمشید کسیجا تھا فریدون کو کہا
ہست و دو دفتر احوال صاحب خانہ

نہ ہی ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی
کیا کہین حال جہان بے ثبات عبث ما
قصر و ایوان تو کہان ملتے نہین اُنکے مزار

نہ وہ دیہیم رہے اور نہ وہ تاج رہے
آج تو تخت طلا ہو کل ہی مرقد کا کنار
ہر کجا افتادہ مے بینی خشت در ویرانہ

اس نظم کو جو نقیبون نے پڑھا نقشہ موت کا آنکھون کے سامنے پھر گیا
سخن سنج غم و رنج مین مبتلا ہوا کسیکو بھائی کا خیال باپ کو بیٹے کا ملال تھا ایک نقیب جٹے تاریک نے لشکر
اسلام کو دیکھکر اک قہقہا مارا افراسیاب سے کہا اب ہماری خوراک ہی ایک ہی دن مین قصہ پاک ہی
یہ کہکے تیلے سے اشارہ کیا ہان ان سبکو للکارے منھ بدمزا ہو رہا ہی شراب پی ہی گزک کی خواہش مین جی آیا
ہون یہ سنکر تیلہ میدان مین آیا آواز دی کہا ای باغیو تم مین سے جسکو تمنا مرگ کی ہو نکل آئے مین ایک
ادنی غلام ملکہ تاریک شکل کش کا ہون مجھسے مقابلہ کرو جواب دو یا قدمون پر افراسیاب کے گرو
اب مہلت نہ ملیگی یہ جو اس نے پکار کر کہا سرداران فرخ کو جوش آیا مرنیکا ہوش آیا سب سے پہلے

ملکہ **نافرمان** عالیشان کہ ہمیشہ سینہ سپر کرتی ہی جان دینے پر مرتی ہی طاؤس سے اپنے کود کر سامنے ملکہ مہرخ کے آئی مہرخ نے تخت رکھوا دیا گلے لگا لیا کہا ای **نافرمان** جسدن سے تم شریک ہوئین کبھی نافرمانی نہین کی ہمسے تمھارا فراق نہ اُٹھے گا جی چاہتا ہی سب سے پہلے ہم جائین تم سب نے ہمکو افسر بنایا اس مرتبہ اعلی کو پہنچایا **نافرمان** نے عرض کی جو روز اول سے قاعدہ مقرر ہوگیا اُسکے خلاف ہنوا اس راہ مین مرنا عین زندگی ہی پس اجازت عنایت ہو ایسی کنیزین بہت نثار ہونگی آپ کس کس کے واسطے بیقرار ہونگی حضور کو یاد ہی کہ **مشعل** کے مقابلے مین بھی یہ لونڈی پہلے گئی تھی قاعدے کو ہاتھ سے نہین جانے دیتی جان کو عزیز نہین کرتی گیا ہمین امید تھی کہ آپ لوگون سے ملین گے ملکہ مہرخ نے کہا ای **نافرمان** وہ اور صورت تھی یہ اور کیفیت ہی یہ ملعونہ آدم خوار پہلو نشین ساحری دیکھو خود نہ میدان مین آئی ایسا ہمکو حقیر جانا اپنے غلام کو میدان مین بھیجا **نافرمان** سا حضور ملی بھی تو کیہ جاتی ہی افسر لشکر ملکہ بہار و **باغبان** و مخمور وغیرہ ہین ہم تو جان نثار و خدمت گذار دعا گو لشکر اسلام کے ہین اسوقت بہار و **باغبان** و مخمور وغیرہ **نافرمان** سے لپٹ لپٹ کر خوب روئے ملکہ بہار گلعذار کہ سب سے زیادہ بیقرار تھی کہا ای **نافرمان** چند ساعت کا عیش و پس ہی اب کسکو زندگی کی ہوس ہی قلب بہجوم غم و ملال مین یہ اشعار حسب حال مین اشعار زبانی بہار

بہارِ عیش جاتی ہی خزان پیری مین آنے کو — اجوانی روٹھی جاتی ہی کہین کس سے منانے کو
مری بے خانمانی کچھ نہ پوچھو مین وہ بلبل ہون — جگہ دل مین گلون کے ڈھونڈھتا ہون آشیانے کو
وہ دانہ ہون کبھی دیکھا نہ جسنے روی سر سبزی — وہ خرمن ہون نہ آئی جسکو بجلی بھی جلانے کو
جنون ماتم نشین ہی خاک اُڑاتی پھرتی ہی وحشت — وہ دیوانہ ہون پریان آئی ہین تابوت اُٹھانے کو
جوان مرگی نے بند ھوایا سر تابوت پر سہرا — عزیز آئے عروس مرگ کا دولھا بنانے کو
عجب انصاف تیرے دور مین ای آسمان دیکھا — زمانہ چین کرنے کو ہی ہم ایذا اُٹھانے کو

ان اشعار کو پڑھکر بہار زار زار روئی **باغبان** پچھاڑین کھانے لگا **نافرمان** کے جانے پر راضی ہنوتا تھا سب کا یہی قول تھا اب ملکہ ایک مرتبہ گرین لشکر **افراسیاب** پر جا پڑین ایک کا ایک داغ نہ دیکھے مگر انسوہ جشنے وار و **نافرمان** نے سب سے کہا اب رونا موقوف کرو بعد ہمارے رو لینا صاحبقران سے کہنا کنیز حضور کے جمال کی مشتاق رہی **نافرمان** نثار ہوگئی حضور کا داخلہ ہنوا مقام قبر تو ہمارا دیکھیگا قبر ہماری شکم تاریک ہی لیکن اس مقام پر کھڑے ہو کر فاتحہ خیر پڑھ دیجیے گا روح کو راحت ہوگی جسم خاکی

اگر اُس ملعونہ نے کھا لیا کیا نقصان ہی ہماری روح کے رہنے کو بہشت ایسا مقام ہی معتقدان یزدان پاک سے
ہین نشان انسان ضعیف البنیان سے ہین ظاہرا خاک سے ہین روح لطیف نکل جائیگی قفس خاکی سے رہائی پائیگی
بڑے بڑے شرف حاصل کیے لشکر ساحران سے خوب خوب لڑے صاحبو مبتلا و دنیا نے کسکے ساتھ وفا کی خاصان
خدا پر جفا کی بزرگون نے نہ پسند کیا ہر ایک صاحب جوہر کو اسنے دردمند کیا ارتھی شب بھر کے واسطے بسے اپنے مقام
اصلی کے جانب چلے مقام خوشی ہی جبتک نشان دنیا مین رہیگا رنج و ملال کا سامنا ہی بار گناہ بڑھتا جاتا ہی جسم نحیف
وضعیف بار عظیم کیونکر اُٹھائیگا منزل عدم دور و دراز نہ کوئی مونس نہ کوئی دمساز اُسکی ذات رہبر ہی اسکی قوت پر سفر ہی
سفر ہو شرط مسافر نواز بہتیرے ۔ ہزارہا شجر سایہ دار راہ مین ہی ۔ سامان ممکن ہو جائینگے گھر سے نکلتے ہی آرام
پائینگے ان باتون نے نافرمان کی سب کو بیہوش کر دیا ہر ایک کے خانۂ دلکو غم و رنج سے بھر دیا ایک نے
نافرمان کی بلائین لین نافرمان لشکر سے نکلی گر چہرے پر مردنی چھائی ہوئی دل مین شاد و بشاش ہر اس کا نام نہیں
معلوم ہوا سبکو کہ نوجوان کا جنازہ جاتا ہی کنیزین پیٹ رہی ہین مصاحبون نے بال کھولدیے جیسے ہی سامنے
پتلے کے نافرمان پہونچی دکھلانے کو اُسنے اک ماش کا دانہ مارا نافرمان نے دفع سحر کیا پتلے نے ایک چیخ ماری
زمین تھرا گئی تاریک پکار رہی ہی ارے جلد لا گزک کی خواہش ہی بھوک سے بڑی کاہش ہی یہان میدان مین
پتلے نے یا سامری و جمشید کہکے نعرہ کیا زمین تھرا گئی سب نے دیکھا نافرمان تھرائی گویا شمع سحری لہرائی چیتا
ہو کے زمین پر گری بیہوش ہو گئی پتلے نے بیدردی سے ٹانگ پکڑ کے کھینچا وہ جسم پروردۂ مہ ناز و نعم اسیر
مصیبت و الم وہ بیحیا بد انجام پتلا سیہ فام کھینچتا ہوا طرف تاریک کے لیچلا تاریک خوش ہو کر دھوئین سے
نکل آئی جھومتی ہوئی بلائے مہیب شکل عجیب قریب نافرمان پہونچی دونون پاؤن پکڑ کے جھٹکا مارا چیر کر
چبانے لگی لشکر مین قیامت برپا افراسیاب ہر چند کہ خوش ہوا مگر کانپ گیا حیرت کو غش آیا مگر استخوان
تو اس بے حیا نے پھینک دیے باقی چبا گئی ڈکار لیتی ہوئی اُسی طرح اُس قصر مین جا بیٹھی منہ طرف آسمان کے اُٹھایا
منھ سے دھوان نکلنے لگا لکھا ہی چار کنیزین ملکہ نافرمان کی فرداً فرداً مقابلے مین اُس پتلے کے گئین
نافرمان سے تو اک سحر بھی چلا لیکن انپر یون جا پڑا جس طرح باز گنجشک کو دبوچتا ہی گردن پکڑ لی سامنے
تاریک کے لا کر ڈالدیا اس ملعونہ نے اُسی طرح چیر پھاڑ کر کھا لیا شام کو سر دھوئین مین کھینچا پتلے کو
بلا لیا آواز دی ای مسلمانو نمونہ جنگ مابدولت دیکھا کل سب کا خاتمہ کر دونگی بعد کئی سو برس کے
حجرہ سیاہ سے نکلی ہون محبت سامری مین الاو پر جمشید کے اوقات بسر کی اب دنیا کی ہوا کھائی

اب مجھکو مزا ملا میرے بچے پر تم سبھون نے بدعت کی اب اُسکا بدلا لونگی کون اس ملعونہ کو جواب دے اپنی
مصیبت مین مبتلا حیران و پریشان وہ جو چند استخوان اُن بیچاریون کے پڑے رہگئے تھے اُنھین کو جنازہ
جانکر اُٹھایا مردہ بنایا جاکر دفن کیا انشاءاللہ اس حجرے کی داستانین ایسی تحریر کرونگا ناظرین و مشتاقین نہایت
خوش ہونگے یہ ملحوظ خاطر رہے کہ بنا حجرہ بلا اس حقیر پر تقصیر نے خاص کرکے تمام عیاریان اور لڑائیان تصنیف
کرکے درج کین لیکن مصنف نے یہ داستانین روبروے شاہزادگان والا مقام مجمع عام میں بیان کین ہین جن
صاحبون کو دزدی کا مزا ہی انھون نے لوگون سے پتے پوچھ پوچھکے خود بھی کسی طور سے اس حقیر سے بغیر
اس تحفہ نایاب کو پایا کوس لمن الملکی بجایا اور شہر والے تو یقین ہے کہ یہی جانینگے کہ یہ حجرہ بلا مصنف سابق
کا ہی لیکن حقیر مکرر عرض کرتا ہی کہ صدہا داستان حیرت بیان تصنیف کرکے اس طلسم ہوشربا مین ملادین او
اول مین جو چارون جلدین تحریر ہوکر چھپ گئین اُنکی صنعت مجھسے ممکن نہین ہی لیکن اگر حیات مستعار باقی
ہی اور جناب منشی صاحب مالک مطبع اودھ اخبار نے قدردانی فرمائی تو انشاءاللہ جب اُن ہر چہار جلدونکا نئے
طور پر تحریر کرونگا تو ناظرین پر واضح ہوگا کہ یہ خاکسار مصنف طلسم ہوش ربا ہی بہت سی داستانین ان
ہر چہار جلد کی اب بھی پردہ کتمان مین کہ جو بیان پر اِس خاکسار روسیاہ کے موقوف ہین رئیسان لکھنو سن چکے
داد سکی پائی خلعت ملے غنچہ آرزو کھلے اب بھی جلسہ اے رئیسان نامدار مین عرض کرتا ہون بہرنوع جب
اسی طرح کئی میدان نداریان تاریک شکل کش نے کین چالیس پچاس سردار سیار گلشن جنان ہوے
وہ نجم درخشان پردہ تاریک عدم مین نہان ہوے ساتوین دن جو ملکہ مہرخ وغیرہ بلیٹین آکے انجمن
مشاورت کو منعقد کیا خواجہ سے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اسکی کوئی تدبیر کر روز میدان داری ہو جسکو گرفتار
کرے قید مین رکھے جب ہم سب گرفتار ہوجائین تب اُسکو قتل وعدم قتل کا اختیار ہی عمرو بیقرار ہوکے محفل ملکہ مہرخ
سے اُٹھا طرف قصر نور افشانی کے چلا راہ طی کرکے جب قریب قصر نور افشان پہونچا نور افشان قصر سے
اُترا آیا خواجہ کا استقبال کیا با اعزاز و اکرام تمام لاکر قصر نور افشان مین پہونچایا مقام صدر پر جگہ دی بیٹھتے ہی
خواجہ کے نور افشان رونے لگا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری عدو اے حاکم اقلیم طراری سب کیفیت مجلو بدعت
تاریک کی ظاہر ہی فکر مین مصروف ہون کچھ بن نہین پڑتا عمرو نے کہا اے برادر مین نے تو روز اول ہی
گنبد تاریک مین جاکر عیاری کی بیہوشی کو نسخہ تلخی شراب کہتی ہی مین اُس دن سے سامنے
نہین گیا افراسیاب سے کہتی تھی میرے مصاحب خاص کو بلاؤ روپیہ دیکر نسخہ تلخی شراب بنواؤ پس مین کیا کرون

اب تو آئی ہوئی عقل جاتی ہی چالیس سردار نامی گرامی سر میدان کھا گئی مکارہ نے ٹھگ کا رنبلی ابتک وہ خود کبھی
مقابلے مین نہین نکلی خیر جاتی ہی کہتی ہی مین کس سے مقابلہ کرون ایسی ملعونہ بیدھڑک ہی کہتی ہی میری خبر بھی
لگک ہی ای نور افشان تمھارا اُسکا ساتھ رہا ہی پروردگار نے تمکو شرف اسلام دیا وہ شیطان ہی اگر مناسب ہو تو
ایک نامہ لکھو ای تاریک یہ مناسب نہین ہی کہ اسی وقت گرفتار کیا چیر پھاڑ کے کھا لیا جسکو گرفتار کرو قید
مین رکھو جب کل سردار تمھارے قبضے مین آجائین جو شاہان جلیل کا دستور ہی اول سوال مذہب کرو اطاعت
کرو جب نمانین قتل و عدم قتل کا اختیار ہی نور افشان نے کہا بہت بہتر ہی لیکن مین نامہ روانہ کرون یا لکھکر
دیدون آپ بھجوا دیجیے گا عمرو نے کہا آپ مجھے مرحمت فرمایئے مین خود لیکر جاؤنگا نور افشان نے مضمون
مذکور نہایت فراست و لیاقت سے تحریر کیا سرنامے پر مُہر کی بہت کچھ عبرت لکھی وہ نامہ خواجہ کو دیا خواجہ
اُس نامے کو لیکر لشکر مین آئے تمام اہالیان لشکر بیقرار و بیتاب حیران و پریشان مضطر و دلریش ملکہ نے پوچھا کہو خواجہ
کہان گئے تھے عمرو نے کہا اک نامہ نور افشان کا لایا ہون اب پاس افراسیاب کے جاؤنگا صلح
اِس تحریر کو نامہ تاریک پہونچاؤن ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ تمھارا جانا مناسب نہین ہی عمرو نے کہا اور کسکو
بھیجون ابتک چھپتا پھرتا تھا آج تاریک کے سامنے جاؤنگا سوائے میرے کوئی سمجھا نہ سکیگا اگر قضا
پہونچی ہی مجبور و لاچار ہون اگر حیات مستعار باقی ہی کوئی کچھ نہین کر سکتا یہ کہکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
نے باہنانے عیاری ذات پر آراستہ کیے بصورت اصلی دربارگاہ افراسیاب جادو پر آیا افراسیاب
کو خبر پہونچی کہا بلالو خواجہ عمرو نے آکے سلام کیا افراسیاب نے کہا کہو خواجہ کیسی گذری عمرو نے کہا
الحمد للہ کچھ نہ تردد ہی نہ انتشار ہی یہ حقیر آمادہ حرب و پیکار ہی لیکن یہ تو ہمیشہ سے ہمین منظور تھا کہ آپ سے
اصلاح کرین لیکن آپ نے کبھی بوجہ احسن کلام نکیا ہم بھی آمادہ سرکشی رہے اب اصلاح کی کون صورت
آپ غالب آئے ہم مغلوب ہین لیکن بہتر یہ نہین ہی کہ جسکو پکڑا آپ کی دائی امان نے کھا لیا ایک نامہ
نور افشان جادو نے لکھا ہی آپ میرے ہمراہ چلین سامنے ملکہ تاریک فلک کش کے پیش کرادین
مین اپنے طور سے کلام کرونگا افراسیاب نے کہا ای خواجہ یہ تو مجھکو بھی منظور ہی کہ سب سردار گرفتار
کیے جائین مین اُنسے سوال اطاعت کرون جب نمانین پھر جلاد ہی دار ہی ما بدولت کو سب
طرح کا اختیار ہی ما بدولت نے کہا تھا دائی امان نے نہین مانا وہ فرماتی ہین تو دیوانہ ہوا ہی ان سب کا
مار ڈالنا بہتر ہی یہ سب تیرے دشمن ہین کبھی اطاعت نکرینگے عمرو نے کہا آپ مجھکو ہمراہ لیچلیے مین

اپنے طور سے کلام کرونگا افراسیاب نے کہا چلو صرصر شمشیر زن بھی خاموش ہو رہی حیرت نے کہا
وہان جاکر کچھ عیاری نکرے صرصر نے کہا دائی امان کے سامنے اسکی دال نگلے گی جہان بیہوشی بیکار ہی
وہان عیار مجبور و لاچار ہی کل لشکر کو یہی منظور ہو کہ سب سردار گرفتار ہون افراسیاب کی اطاعت کرین
حقیقت مین ایسے سرداران طلیل سین جمیل نامی نام آور بہتر سے بہتر لاکھون کے افسر کمین ہونگے جب دباؤ
کا ل پڑیگا ضرور اطاعت کرینگے صرف اسد غازی چھ عیار قتل ہو جائین لڑائی کا خاتمہ ہی جتنے سردار
ہین سب ملازم افراسیاب نامدار ہین مہ جبین بھی اپنے باپ سے ملجائیگی اسکی محبت سے ہاتھ
اُٹھائیگی ہر جگہ یہی چرچا ہی لیکن افراسیاب خواجہ کو لیکر در قصر تاریک پر آیا دو تیلے پہرے پر کھڑے
ہین افراسیاب نے کہا دائی امان سے عرض کرو آپکا فرزند در دولت پر حاضر ہی تیلون نے جاکر
کہا تاریک نے دھوین سے سر نکالا وہان لشکر سے ملکہ مہرخ و باغبان قدرت وغیرہ دیکھ رہے
ہین کہ عمرو سامنے تاریک کے پہونچا افراسیاب نے سلام کیا اسقدر افراسیاب کو خاطر ملکہ تاریک
کی منظور ہی فرش خاک پر بیٹھ گیا جیسے ہی تاریک نے خواجہ عمرو کو دیکھا قہقہا مارا عشوہ ورانہ ہنسی کہا ای
مصاحب قدیم کہان تھا میرے لیے نسخہ بنایا عمرو نے کہا تدبیر کر رہا ہون بہت سی دوائین ایسی ہین کہ مشکل
سے ملتی ہین جمع کر رہا ہون تاریک نے ہاتھ بڑھاکے عمرو کی گردن پکڑلی کہا کیون نگوڑے میرے سامنے جھوٹ
بولتا ہی کھا جاؤن یہ کہکے تاریک نے منہ پھیلایا عمرو نے کہا دائی امان مین نے تھوڑا سا نسخہ بنایا ہی
کہا لا میٹھے شراب پلا تب مین تجھسے بات کرونگی اور ایک غزل عاشقانہ میرے سامنے گا مین سمجھی ہون
جسواسطے نگوڑے تو آیا ہی افراسیاب بھی تاریک کی ان حرکات کو دیکھکر کانپ جاتا ہی تاریک
نے عمرو کو ہاتھ سے رکھدیا افراسیاب نے بھی اشارہ کیا ارے دو چار جام پلاؤ ذرا دائی امان کا دماغ تر ہو
ابھی صرف نہاری کھائی ہی تمہاری باتین نہ چلین گی اُٹھا کر کھا جائیگی عمرو نے جام لبریز کیا پڑیہ بیہوشی کی
اپنے پاس سے نکالی کہا ای شہنشاہ دیکھیے میرا سراسر نقصان ہوتا ہی افراسیاب نے کہا مین تجھکو اسکا
بدلا دونگا سامنے افراسیاب کے عمرو نے بیہوشی ملائی جام لبالب کرکے تاریک کو دیا تاریک
نے اُس جام کو خوشی خوشی پیا ڈکار لی کہا ای عمرو میری صورت تجھے اچھی معلوم ہوتی ہی تو نگوڑے
مجھے لگا ہون مین کہا سچ جانتا ہی تجھے تیرا آگا تا بہت پسند ہی ہار اسلئے گیسوے مشکین تیرے واسطے کمند ہی
عمرو نے دست بستہ عرض کی مدت سے عشق و عاشقی سے ہاتھ اٹھایا اگر زمانہ شباب کا ہوتا آپ ایسی

حسین مہ جبین کی خدمت مین عمر بسر کرتا ہے لیکے عمرو نے دوسرا جام دیا تاریک بہت خوش ہوئی افراسیاب کے گلیسے موتیون کا مالا اُتار لیا عمرو کے گلے مین پہنا دیا کہا کہ ای عمرو کوئی اچھی غزل سنا ہمارے سراپا کی تعریف کرنا سامری و جمشید جادو بہت پسند کرتے تھے میری تعریف مین غزل گانا اچھے اچھے شعر سنانا عمرو نے لاچار ہوکر بموجب مثل قہر درویش بجان درویش یہ غزل سامنے تاریک کے گانا شروع کی غزل

لہرا رہے ہین طرۂ زلف دوتا کے سانپ
اُڑنے لگے زمین سے فلک تک بلا کے سانپ
اچھا نہین ہے طول بلا او ستم شعار
ایذا نہ دے ہمین شب فرقت دغا کے سانپ
کافر کھلیگا حال جب اسلام و کفر کا
کام اپنا کر چلے تری زلف دوتا کے سانپ
جنبش ہے بات بات مین افعی زلف کو
نکلے نہین ابھی مری ماتم سرا کے سانپ
شانے کیے ہین یار کی زلف سیاہ مین
دکھلائے جائینگے جو عذاب خدا کے سانپ
دیوانہ تیرے طرۂ گیسو نے کر دیا
مخمور گنج حسن کیا ہی بلا کے سانپ
انصاف ہے تو جلوۂ حسن سیاہ دیکھ
بل کر رہے ہین پیش نظر کس بلا کے سانپ
لائی صبا ہے زلف مسلسل کی نکہتین
پانون تک آ چکے تری زلف دوتا کے سانپ
دشوار کیون نہ ہو تری زلفون سے جان کی
ہنگام مرگ آ کے ڈسینگے بلا کے سانپ
زلفون کو کھول منہ پر آگاہ ہو زمین
لائے کمانے پہ منتر پڑھا کے سانپ
آنکھین ہین سنکے خبر اُٹھ گیا رقیب
پائے ہین ہمنے ہاتھ پر اپنے کھلا کے سانپ
خوگر ہوئے جو الفت زلف سیاہ کے
کیسا الگ ہو اب مجھے رستہ بتا کے سانپ
زلفین چھپیگا یار کی یہ منہ تو دیکھیے
پیدا کیے نسیم نے کس کس بلا کے سانپ
اسطرح لگے ہین سینہ سوزان سے پیچ و خم مین
اژدر ہین آگ ہمارے نفس مین ہر بلا کے سانپ
دھوکا ہو حسن گیسوی پیچان یار مین
زور دل پیچ چڑھ گئے ہین یہ خدا کے سانپ
تریاق کیا کرے گا دیسان زہر چڑھ چلا
سوتے ہوون کو یار دکھا دے جگا کے سانپ
دل سے خیال زلف کسی وقت کم نہین
بھاگا کہان الم خرون سے یاد دہا کے سانپ
کیا کیا ہنوز گئی منکر عقبی کو حسرتین
کیا کیا بلائین ہمنے اٹھائین بلا کے سانپ
پوچھ کب ہین رخ پہ ترے حلقہ ہائے زلف
سر پہ عدو کے کھیل رہے ہین قضا کے سانپ

تاریک شکل گردش ناچنے لگی افراسیاب بہت رویا دل مین یہی تصور رہی کہ اب بہار و مخمور نہ چمن کی افسوس اُس باغ پر بہار حسن جال بہار مین خزان آجاے گی مخمور کے نمونے سے نشہ اُتر جائیگا کیونکر قلب آرام پاے گا اور عمرو نے جبکہ تورچے گا یا چار پانچ جام بیہوشی کے ملا کر تاریک کو پلاے تب طرف خواجہ کے متوجہ ہوئی کہا کیون ای صاحب اسوقت آنیکا کیا باعث ہی خواجہ عمرو نے نامہ نورافشان جادو کا پیش کیا تاریک نے پڑھکر سر ہلایا کہا ہرگز مین اس بات کو قبول نکرونگی افراسیاب نے ہاتھ اُٹھایا کہتا ہی اپنے کھانے کی فکر کیجیے اگر مین اس بات کو مانون خوراک کی کیا تدبیر ہو عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا اور افراسیاب سے بھی اشارہ کیا یہی

ہان مین ہان ملاتا جاتا ہی افراسیاب کا بھی یہی مدعا تھا کہ تاریک اس بات کو قبول کرے کہ جب سب گرفتار
ہو چکین ایک دن دربار مین بحاجائے جو مانین خدمت مین رہین جو نہ قبول کرین قتل کی جائین مگر تاریک
نہین مانتی جب خواجہ عمرو نے بہت کہا تاریک نے کہا خواجہ میری خوراک کی فکر کرو مین جسکو گرفتار کرونگی
قید مین رکھونگی اُسکے بدلے مجھے روز دس آدمی پہونچاؤ اور یہ بھی مین تیری خاطر کرتی ہون نور افشان کا
مجھکو پاس نہین ہی وہ پہلو نشین سامری تھا اُسنے بڑا غضب کیا مذہب قدیم کو چھوڑ دیا خواجہ چونکہ تمہارے
ساتھ کل ملازمان افراسیاب ہین مین رحم کرتی ہون جسدن لشکر کشی کرکے طلسم نور افشان پر جاؤنگی
برابر قصر جمشیدی مقابلہ پڑیگا تب بدعتین میری دیکھنا کوکب اور برہمن و نور افشان کو کلام کرنا دشوار
کرونگی ایک ہی دن مین لاشون سے میدان بھر دونگی ابھی تک جنگ کا قصد نہین کیا صرف میرے لونڈی
غلام نکلتے ہین ان لونڈی غلامون سے مین کیا مقابلہ کرون نور افشان و برہمن و کوکب سے جنگ
ہوگی دیکھون میان نور افشان سے کیا گذرتی ہی اور کوکب کہان چھپتا ہی برہمن بڑا ستارہ شناس ہی دیکھون
کیونکر جان بچاتا ہی افراسیاب نے آجتک غفلت کی ورنہ طلسم ہوش ربا کی جانب کوئی نگاہ اُٹھاکے دیکھ سکتا
لیس تیری خاطر سے اے عمرو اتنا ممکن ہی کہ جس جسکو گرفتار کرونگی قید رکھونگی لیکن روز بوقت سحر دس آدمی
جوان فربہ لاکر میری خدمت مین پہونچادیا کر مین اسی پر اکتفا کرونگی خلاف وقت جو خواہش ہوگی راہ گیرون
پر دست اندازی کرونگی سناٹا بھرکے دو چار کوس نکل جاؤنگی تکلیف کرونگی مشقت کرکے پیٹ بھرونگی اگر
یہ منظور نہو تو جاکر آمادۂ مرگ وہیلے قضا ہو اور خبردار یہ نسخہ بنواکر ہمارے واسطے بھیجنا یہ جو تو لاکر پلاتا
ہی شراب کا مزا ملتا ہی عمرو لاچار ہوا عرصہ دراز تک سوچا کیا کہ دس آدمی روز کہان سے لاؤنگا سچ ہے
عمرو نے دست بستہ عرض کی کہ بہت خوب دس آدمی روز حاضر کرونگا تاریک نے کہا دیکھو سمجھکے اقرار
کرو جسدن خوراک نہ ممکن ہوگی لشکر مین گھس پڑونگی دس کے بدلے سو کو کھا جاؤنگی ایک ہی دن مین
لشکر پامال ہوگا تیری خاطر سے مین نے یہ قبول کیا ورنہ مین لڑائی فتح کرنے آئی ہون یا عرصہ لگانا منظور
ہی اصل لڑائی تو طلسم نور افشان پر ہوگی یہ تو صرف تعجیل ہی اگر منظور ہو آج ہی فتح کرلون عمرو نے مجبور
ولاچار بہت اچھا کہکے وعدہ کیا لیکن رنجیدہ کبیدہ حیران و مضطر اُٹھا تاریک سے رخصت ہوا
تاریک نے کہا دیکھو خواجہ عمرو میری خوراک مین فرق نہ آئے ورنہ قیامتین برپا کرونگی صرف عرصہ
اسیواسطے لگایا کہ یہ سب ملازمان افراسیاب ساحران لاجواب خائف و ترسان ہوکر افراسیاب

اطاعت کرین عمرو نے کہا مین خلاف نکرونگا افراسیاب کے ساتھ دھوین سے باہر آیا جب عمرو افراسیاب
سے رخصت ہونے لگا افراسیاب نے کہا ای خواجہ خوب بیہوشی تمنے وائی امان کو پلائی لیکن امتحان ہوچکا
اب تمکو اطمینان کامل ہوا جاکر محمور رو بہار کو سمجھا دو کہ خبردار تم میدان مین نہ نکلنا اول تو دس آدمی تم کہان سے
روز لاؤ گے جس دن خلاف ہوگا اسی دن وہ لشکر مین گھس پڑیگی خواجہ مین خود تاریک کو بلا کے پچھتایا مگر
تمنے ایسا تنگ کیا اب لو یہان سے تا بہ کرہ عقیق اور تا بخانۂ کعبہ لیک بھی زندہ نہ بچے گا عمرو نے کہا ہان ای شہنشاہ
اپنی حماقت پر نادم ہون مین جاکر سمجھاؤنگا محمور رو بہار کو بھیجدونگا عمرو خائف ہو کہ اس بلا سے جان بچی
نہ کوئی حرکت کر بیٹھے یا غصے مین گرفتار کرے بہت خوب بہت خوب کہکے بھاگا لشکر مین آیا دربار مین سب حیران
و پریشان بیٹھے رو رہے ہین ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہی جیسے ہی خواجہ کے مرخ نے کہا کہو خواجہ کیا
فیصلہ کیا عمرو نے ٹھنڈی سانس بھری کہا کیا کہون وہ نہین مانتی یہی قول ہی کہ ایک کو زندہ نچھوڑونگی سب کو
کھا جاؤنگی آخر مین نے لاچار ہو کے یہ قول کیا کہ دس آدمی روز حاضر کرونگا سرداروں کو ہمارے قید کیجیے
انجام مین اختیار ہی مرخ نے کہا خواجہ کیا غضب کیا دس آدمی روز کہان سے آئینگے عمرو نے اشارہ کیا
اسکو بالتصریح نہ پوچھو جسطرح بنے گا سوداگرون سے خریدینگے دس آدمی روز ممکن ہونگے جسدن نہو سکے گا ہم
چھوٹون عیار جاکر اس مردار کے منھ مین پھاند پڑینگے اب زندگی سے یاس ہی اپنا تو یہ حال ہی بمضمون نظم

عذاب مرگ لحد کا فشار باقی ہی	بڑی بڑی خلش روزگار باقی ہی	جلاو پھینک دو چاہو زمین مین گاڑ دو
ہمارے بعد تمھین اختیار باقی ہی		

ان کلمات حسرت و یاس پر خواجہ عمرو کے سب اہالیان دربار بیقرار
ہوکے روئے عمرو نے کہا آج بھی آدھ پاو بیہوشی اس مکارہ غدارہ کو پلادی اسکو خبر بھی نہوئی تشنگی کی
طالب ہی کہتی ہی روز ہمارے پاس آیا کرو یہان اتنے ہی عرصہ مین خون خشک ہوگیا مثل چھپکلی
کے ملعونہ نے اٹھا لیا خدا نے رحم کیا اگال بھی اسکا گرم نہوتا ہڈیان تک جل جاتی کون اس کا دامن پکڑتا
ایسی بلائے مبرم سے کون لڑتا خواجہ عمرو نے مہتر قران اور برق فرنگی کو بلا کر کچھ چپکے سے انکے
کان مین کہا اور یہ بھی کہا کہ سب صاحبون کو بخوبی سمجھا دو قران و برق نے عرض کی انشاءاللہ یہی ہوگا
حضور کسی طرح کا تردد نہ فرمائین اسکا انتظام ہوجائیگا غلام کمی نکرینگے قران نے اتنا کہا کہ استاد
بڑا غضب کیا خواجہ عمرو نے کہا بیٹا کیا کرتا جب انسان کا زور نہ چلے بڑا دعوے عیاری پر
وہان عیاری بالکل بیکار بتلاؤ تو آخر کیا کرتا پروردگار انجام بخیر کرے ہم تو زندگی سے ہاتھ دھو چلے

انھین باتون مین گل مہتاب گلشن فلک نیلوفری پر پھولا گلہاے ثابت و غنچہاے سیارگان اپنی بہار دکھانے لگے شام مصیبت انجام نے چہرہ دکھایا شہنشاہ ظلمات کی عملداری ہوئی غم مین اہل اسلام کے لیلاے شب نے گیسو کھول دیے سامان روشنی ہونے لگا لیکن آنکھون مین سبکی اندھیرا ہی لشکر تارکی نے گھیرا ہی تمام سردار گوش بر آواز ہر کارون سے حکم ہی لشکر افراسیاب کی خبر لاؤ دیکھو وہ ملعون کیا کرتا ہی رو رو کر دن کٹا اب شب اندوہ والم کا سامنا ہی تاریک ضرور طبل جنگی بجوائیگی صاحبو جا کر خبر لاؤ کوئی صورت فتح و ظفر کی نہین معلوم ہوتی کوئی روتا ہی کوئی اشکون سے منھ دھوتا ہی ایک کو ایک بنظر حسرت و یاس دیکھ رہا ہی عمر و جمال بالکمال ملکہ بہار گلعذار کو دیکھ کر آنکھون مین آنسو بھر لاتا ہی بہار کہتی ہی خواجہ دیدار شہنشاہ کی حسرت رہگئی کئی مرتبہ قصد کیا لیکن نجا سکی یہ نہ سمجھی کہ یہ بلا نازل ہوگی جو مرضی قضا و قدر بندہ مجبور والا جاہ ہی وہ مالک و مختار ہی دربار اہل اسلام مین حسرت و یاس کی باتین ہو رہی ہین

دو کلمہ داستان گلریزی کلک جواہر سلک طبل جنگی بجوانا تاریک مشکل کش کا اور آمد ملکہ ارمان جادو بھانجی افراسیاب کی اور مقابلہ بہار گلعذار سے غزل

کسکو غرض رہے جو اسیر بلا کے ساتھ
اور بت نگاہ کرکے نہین کچھ خدا کے ساتھ
ممکن نہین نصیب ہے بے رحم کو رفیق
رکھیے مری امید بھی اپنی حیا کے ساتھ
جب لیچلے اٹھا کے جنازے کو اقربا
ٹھہرا نہ ایکدم کر اڑا مین ہوا کے ساتھ
یہ بے سبب نہین جو مٹے ہین سیکڑون
تو بھی شریک تم ہو سا غو اٹھا کے ساتھ
رکھتا ہی بال بال مین قسمت خدا کی ہی
کیا کیا دیا نہ آپنے ایجان لا کے ساتھ
اچھا ابھی مریض ہوا ای غیرت مسیح
آنے کبھی میرے پاس تو شرم و حیا کے ساتھ
بیکس وہ ہون اثر بھی نہین ہی دعا کے ساتھ
کیا بات ہی لطافت جسمی جو ہو نصیب
دیکھی سنا ایک روح بھی ہمنے قضا کے ساتھ
باتین نہین عتاب اٹھانے جفا سہی
محو و میان مری ہو نہین آنسو بہا کے ساتھ
کہتی تھی وقت نزع یہی روح بار بار
شاید کچھ اور بھی ہی ترے نقش پا کے ساتھ
حرفون کے بوسے لفظ کا منہ چومتا ہون
شانہ بھی ناز کرتا ہو زلف دوتا کے ساتھ
فریاد کی یہ جسم نے وقت فراق روح
گر دو بلا لعاب دہن تم دوا کے ساتھ
کبتک تپ جدائی مین تڑپا کرے مجھے
مین ہو غیر پاس تم بے نیاز ہون
پستا نہین ہی رنگ حنا کا حنا کے ساتھ
لیجایئے اسے بھی سبکدوش ہون کہین
کس کس طرح ذلیل ہوئے التوا کے ساتھ
وہ خاک مین زمین نے یہ جسکو کیا پسند
ای جسم دیکھ جاتے ہین تنہا ہم اُ کے ساتھ
واعظ لگا نہ بادہ پرستی ضرور ہی
الفت ہی مجھکو سلسلۂ مدعا کے ساتھ
دامن مین اشک و سلین مت لیجیو ان آہ
افسوس آشنا رہے نا آشنا کے ساتھ
حاصل ہوا یہ لطف شب انتظار مین
لازم ہی تو سو رہا ایجان آ کے ساتھ

ہی بخت اپنا اوج پہ خالق کا شکر ہی
اس شمع کو نہین ہی تعلق ہوا کے ساتھ
گھبرا گئے تم ایک ہی عرض بہا نہین آج
کچھ لطف بھی شریک ہی طرز جفا کے ساتھ

کرتا ہی مجھکو یاد وہ مہر و وفا کے ساتھ
گر دل دیا بتون کو تو کیا اس سے فائدہ
سو سختیان ہین پیار و مری التجا کے ساتھ
کیا التماس حال کرون آپ سے نسیم

روشن ہین خود بخود ترے سینے مین امتحان
الفت بشر کو چاہیے اپنے خدا کے ساتھ
ہنس ہنس کے قتل حلم ستاتا ہی دلربا
پھر سابقہ ہوا ہی اسی بیوفا کے ساتھ

اہل اسلام اپنی بارگاہ مین حیران و پریشان بیٹھے ہین یکایک صدائے طبل جنگ لشکر افراسیاب سے بلند ہوئی ملکہ مہرخ نے سر اٹھا کر فرمایا جلد خبر لو یہ کیا نقارہ بجا کارگزارون نے عرض کی ہرکارے گئے ہوئے ہین حاضر ہوا چاہتے ہین دیکھا چرند و پرند ہرکارے لشکر اسلام کے افتان و خیزان آئے دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے مسدس

گلستان مین جبتک گل اور گل سے شاخ ہو زیبا
نہال تاک مین انگور ہو انگور مین صہبا
نیستان مین ہو تا نی اور نی سے نغمہ ہو پیدا
نشہ صہبا مین ہو اور ہو نشہ جبتک نشاط افزا
شراب عیش سے خالی کبھی تیرا نہ ساغر ہو
ہمیشہ جشن جمشیدی سے تیرا جشن بہتر ہو

پروردگار آپکو اپنی امان مین رکھے اس بلا کو رب اکبر جلد دفع کرے ابھی تاریک نے پاس افراسیاب کے کہلا بھیجا افراسیاب نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ پھر میدان کارزار مین نکلے یہ سنکر سب کے ہوش اڑ گئے مگر مجبور و لاچار حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجے لشکر اسلام مین صدائے طبل جنگ بلند ہوئی لیکن ایک ایک منتشر ہی اس کو دیکھین اب تقدیر کیا دکھاتی ہی لشکر افراسیاب مین گھما گھم یہان رنج و الم وہان صحبتین آراستہ یہان بربادی کا سامنا جو ثابت قدمان کوے محبت ہین وہ چاہتے ہین اڑ بھڑ کر مر جائین کسیکا رنج و الم نہ دیکھین چالیس سردار ایسے مارے گئے کہ جنکا مثل نہ ممکن ہوگا مشعل کے زمانے مین یہ روشنی باقی تھی کہ لاشے تو سامنے موجود ہین انکو دیکھکر دلکو تسکین دیتے تھے یہان آنکھون کے سامنے وہ ملعونہ چیر پھاڑ کر کھا گئی بیچارون کو دفن و کفن بھی نصیب نہوا ہزارہا آدمی بھاگ کر نکل گئے ملکہ مہرخ نے حکم دے دیا ہمارے لشکر مین پکار دو جو صاحب اپنی جان کا خوف کرین ہم خوش ہین نکل جائین وقت جنگ نہ منھ پھیرین اس شب کو بہار بہت بیقرار چند کنیزین ہمراز و دمساز قتل ہوئین انکا فراق بہت ناگوار ہی یاد بادشاہ مین دل بیقرار ہی شب بھر فرش خاک پر تڑپی چار پہر رات اسی تڑپن پھڑکن مین کٹی شاخ گلستان سے گل و غنچہ کو ایک مرجھا کے گرنے لگے خزان نے اپنا دخل کیا جھونکے ہوا سے گرم کے چلے

اہالیان لشکر اسلام بدحواس مضطر اپنے اپنے مقام سے اُٹھے دربارگاہ مہرخ میں آے ملکہ مہرخ بھی بر آمد ہوئین
عیاران نیکنام سامنے حاضر ہین بقدمہ تاریک عیاری مین قاسر ہین سواری باہر نکلی سب سوار آتے
جاتے ہین پایہ تخت کو بوسہ دیا ہمراہ ہولیے کیسا نوبت نقارہ مرنے کی نوبت ہی علم بال کھولے ہوے پھریرے
ہوا مین اڑتے ہین صاف ظاہر ہی کہ دامن پھیلا کر رب اکبر سے دعا مانگ رہے ہین کہ فتح وظفر نصیب ہو
دشمن بے نصیب ہو جہانجھ غم والم (؟) جہانجھ ہین قرنا کا دم پھولا دہل اپنی رعنائی بھولا چوب سے سرپیٹا ہی
یا تو تاشے بجتے تھے تاس فلک گونج جاتا تھا اب آواز مین بھیانک آثار مصیبت صفین صف ماتم جابجا ہجوم غم و
الم شہنہ بیدم اس کیفیت سے وارد میدان کارزار ہوے آمد لشکر افراسیاب بڑے کر و فر جاہ وحشم سے
نوبت نقارے بجتے ہوے زمین وزمان گرجتے ہوے قضاے کار ملکہ مہرخ نے طرف ملکہ بہار گلعذار کے
دیکھا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بدھیان پھولون کی زیب جسم گلپیرہن وزیرزادی کا ہاتھ تھامے
بدحواسی مین یہ اشعار آبدار ملکہ بہار پڑھ رہی ہی **نظم**

سبک رفتم چون بوکہ دنبال صبا افتم	گران بارم چنان از غم کہ گر خیزم زجا افتم	سفر کردم کہ بگشایم دل از سیر جہان کردن
چو دامنم گرد در غربت بکام اژدہا افتم	نہادم روز ناکامی زمین گو ادی بنیادم	ضعیف و قوت طالع کجا خیزم کجا افتم
نجات از غم چسان یابم کہ ہر دم در غم افتم	چو مرغ بے پر و بالم بکام اژدہا افتم	ملکہ مہرخ نے ملکہ بہار کو اپنے

قریب بلایا گلے سے لگایا کہا ای بہار دل کو صبر دو آج ہم تمکو بہت حیران وپریشان پاتے ہین دل بہار کا
بھرا ہوا تھا فوراً آنسو ٹپک پڑے کہا ای شہنشاہ چالیس سردارون کا مارے جانا باعث حسرت ویاس
ہی دل باغ عالم سے گھبرایا چاہتے ہین اب کاروان اٹھائین قدم بڑھائین داخل باغ ملک عدم ہون دو
دل سے رنج وغم ہون اب صدمات نہین اُٹھتے جدائی ساتھ والون کی شاق ہی دل تردد منزل گلشن
قبر کا مشتاق ہی خارستان دنیا سے دل گھبرایا خوب دنیا کی بہار دیکھی دل بھر گیا ملکہ مہرخ سحر چشم نے
کہا ای ملکہ بہار ایسی باتین نہ کرو کلیجہ پھٹتا ہی حافظ حقیقی بچانے والا ہی اُدھر لشکر افراسیاب خانہ خراب
اگرچہ تاریک شکل کش نے دھوئین سے سرنکالا قریب ہی کہ تاریک چلے کو حکم دے کہ جا کر تو
للکار کہ آسمان پر لکۂ ابر مرواریدی پیدا ہوا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلنے لگی اُس ابر فرحت افزا کو
دیکھکر گل ہنسے غنچے مسکرائے نخل صحرا وجد مین آے قمریون نے کوکو کی صدا دی افراسیاب جادو
بھی دیکھنے لگا وہ لکۂ ابر شق ہوا سب نے دیکھا تخت پر اک نازنین گلگون پوش پھولون کا گہنا پہنے ہوے

دریاے جواہر مین غوطہ زن رشک چمن زلفین عارض انور پر بل کر رہی ہین جنکو دیکھ کر سنبل پیچان شرماے بقول شاعر نظم

سنبل و زلف سیہ کاکل و شب چارون ایک — غمزہ و ناز و ادا جنبش لب چارون ایک
دیکھیے کیونکہ بچے جی کہ ہوے ہین تیرے — تجھ بن اب درد و غم و رنج و تعب چارون ایک
باتین دو کہنے کی ہین دو نہین کہنے کی اُنھین — لب پہ کر ڈالے ہین تجھ آگے ادب چارون ایک
گل و خورشید و مہ و شمع ترے چہرے سے — ہین کسب کرتے مین پر نور کا اب چارون ایک
شعلہ و برق و تجلی و شرارے سودا — رکھتے ہین زیر فلک حسب و نسب چارون ایک

جسکی نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی آنکھ سے آنکھ اڑی کلیجے پہ ہاتھ رکھ لیا تمام اہل لشکر نظارہ کرنے لگے جوانان
حسن پرست ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے گرمہ جو رطلعت پری پیکر زہرہ جبین مسکراتی ہوئی گلدستے گرد تخت
کے چنے ہوے قریب افراسیاب کے آگئی مسکراتی ہوئی واسطے تسلیم کے خم ہوئی افراسیاب نے
گلے لگا لیا پیشانی پہ بوسہ دیا کہا کیون ای ارمان جادو اسوقت کیونکر تمھارے آنے کا اتفاق ہوا اُسنے
مسکرا کر عرض کی کنیز نے سنا کہ بی بہار جادو جسکو آپ نے بہت سر چڑھایا اُنھون نے ہزار ہا ملازم آپکے
دیوانے بنا کے قتل کرائے اُنھین شرم نہ آئی بی بہار ایسی پھولین اپنے کو بالکل بھولین کنیز نے بھی اُسی رنگ
کا سحر حاصل کیا والدہ نے یہی تعلیم کیا آپ سے بھی اکثر سیکھا ہمیشہ باغون مین گذر ہوتا ہی یہ رنگ بہت پسند
آیا اسی مین مشقت کی سامری جمشید کی عنایت سے اب گلشن سحر بہار بے ہی رنگ سب پھولون کے
قبضے مین آے گلدستون کے رنگ اُڑ گئے ہین پھول کی ہوا سے سحر مین پلٹتے ہین آج مشتاق ہو کر آئی
ہون کہ ملکہ بہار جادو سے مقابلہ کرون وہ بھی جانین کہ اس رنگ مین دوسرا بھی کامل ہی بہار جادو
کو ننگے چتون دونون کنیز بنا کے اپنے ساتھ لیجاؤن باغ حسن و جمال کی گلچینی کراؤن افراسیاب نے
کہا ای نور نظر و ای لخت جگر سابق مین بڑے بڑے معرکے گذرے حقیقت مین بہار نے بڑے بڑے
صدمے پہونچاے اب مین نے اپنی دائی امان ملکہ تاریک شکل کش کو بلایا حجرۂ دوم بلا لکھو لا کر
گنبد تاریک اُن سے چھوڑا اُنھون نے آکر سب کے ہوش اُڑا دیے چار میدان داریون مین سبکے
جی چھوٹ گئے موت مانگتے ہین اب کسی کی ضرورت نہین ہی یکی میدان داری مین نے بند کر دی اُٹھ کے
ہو کر تماشا دیکھو دیکھو تو کیسے کیسے تھوڑے پڑے ہین خاص اُنکی ہشیاری کا وقت ہی ایک کو زندہ نہ چھوڑینگی
ارمان نے کہا ای ماموں جان بڑے حسرت کی بات ہی یہ سحر نہین کرامات ہی بہار سے مین آج ضرور

مقابلہ کرونگی کنیز بناکر لیجاؤنگی عہد کرتی ہون اگر عمر بھر میرا ساتھ چھوٹے تو ارمان جادو نہ فرمائیگا جب
ارمان نے بہت ضد کی افراسیاب کو کچھ نہ بن پڑا کہا دائی امان کے پاس چلو انکا حکم ضروری ہیان
اہل اسلام حیران و پریشان ہین کہ نقیب نقابت کرچکے پھر دیر ہونے کا کیا باعث ہی تعلی پر سب
رکھے کھڑے ہین ہرکارون سے کہا خبر تو بر مسعکر لو ہرکارے چلے افراسیاب ارمان جادو کو لیکر سامنے
دھوئین کے آیا آواز دی دائی امان صاحب دیکھیے کنیز آپکی کیا کہتی ہی ملکہ تاریک نے دھوئین سے
سر نکالا نگاہ جو پڑی بی ارمان کے سب ارمان دل ہین رہگئے کانپ کر گر پڑی بیہوش ہوگئی افراسیاب
نے گود مین اُٹھا لیا کہا دائی امان تمھاری صورت کو آگ لگے دیکھو میری بھانجی زندہ رہتی ہی یا نہین سامری
اور جمشید نے کیا نقشہ بنایا دیکھکر روح نکلتی ہی چھوکری ایڑیان رگڑرہی ہو تاریک خوب ٹھٹھا مارکر ہنسی
زمین ہل گئی کہا کیون نگوڑے یہ سحر کیا کرینگی جو ہماری صورت دیکھکر بیہوش ہوتی ہین اگر کوئی ہیر سامنے آجائے
یہ کیا تدبیر کرینگی نہ جیینگی نہ مرینگی تڑپ تڑپ کر رہینگی لیکن بیان کرکہ مطلب کیا ہی اس چھوکری کو کیون
لایا ہو افراسیاب نے تمام کیفیت بیان کی کہ اسنے رنگ سحر بہار مین کمال پیدا کیا ہی چاہتی ہی کہ بہار
سے مقابلہ کرون لہذا آپ سے پوچھنا واجب ولازم ہوا تاریک نے کہا میرا اون ناغہ جائیگا ہماری
کون کھلائیگا افراسیاب نے کہا چھوکری کی خاطر منظور رہی مین خود حاضر کرونگا تاریک نے کہا اچھا
جاے لڑے میرا کیا نقصان ہی ہم بھی دونون کے سحر کا تماشا دیکھین گے یہ کہکر تاریک تو دھوئین سے
سر نکالکر بیٹھی افراسیاب ارمان کو گود مین لیکر قریب تخت ملکہ حیرت کے آیا خوب مسوس مسوس
کے کلیجے لگا یا دل مین کہتا ہی ای افراسیاب کیا شعلہ جوالہ ہو مقام میدان کار زار ہو تو مطلب
ملی اس سے حاصل کرتا ہائے یہ شعلہ جوالہ قیامت کا پرکالہ حسین زہرہ جبین ماہ پیکر حور طلعت کسی اور
کے قبضے مین جائیگی بڑے افسوس کی بات ہی ملکہ حیرت نے جو دور سے دیکھا کہ افراسیاب
ارمان کو گود مین لیے ہوے آتا ہی لیکن ہمین مثاب یہ تو اسکے افعال سے بخوبی آگاہ ہی تخت سے
اتر کر ایک دہتڑ مارا کہا بیحیا خدا تجھکو غارت کرے بیٹی بھی بناتا ہی کس خیال سے گلے لگاتا ہی
افراسیاب نے کہا ماتم کیا جاؤ گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا ارمان کو ہوش آیا کہا ماموں یہ سیہ فام چڑیل کون تھی
قریب تھا میرا کلیجہ پھٹ جاے افراسیاب نے کہا بی بی ہماری دائی امان ہین انھین کے دودھ
کی یہ طاقت ہی کہ کوئی دنیا مین مجھسے مقابلہ نہین کرسکتا ارمان نے کہا سامری جمشید اسکو غارت کرین

دیکھو ماہ رخان جنگ میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی مہلت آپنے حاصل کی افراسیاب نے کہا اچھا جادو تمھین
اختیار ہو لیکن بہار سے سمجھ کے مقابلہ کرنا دیکھو وہ سامنے پھولون مین لدی کھڑی ہی ارمان بہت
اچھلکے ہنستی ہوئی طاؤس پر سوار ہوئی میدان مین آکر سحر عجائب و غرائب دکھانے لگی جس نخل کے
سائے مین آکر ٹھہری وہ نخل شباب ہو گیا سرسبز و شاداب ہو گیا جس جانب مسکراکے دیکھتی ہی مہک
پھولون کی آتی ہی طائر پرون کا سر پہ سایہ کئے ہوئے مثل ستارہ سحری چمک رہے ہین لپکارکر آواز دی ای بہار
اگر ہم سے مقابلہ کرو ہمنے تمھاری بڑی تعریف و توصیف سنی ہی ملکہ بہار نے فوراً طاؤس زرین بال کو
بڑھایا اب ساحرون نے ملکہ بہار کو گھیر لیا گرد نازنینان گلعذار بیچ مین ملکہ بہار ہر ایک کو یہی خیال
ہی تاریک نخل کش نے کوئی دام نہ پھیلایا ہو اجازت نہ ملتی تھی تو شکل ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا ای
ملکہ بہار چمن پیرای ازل کے تمکو سپرد کیا باغبان حقیقی تمھارے اس گل سے چہرے کو دکھائے باغ
حسن مین ہمیشہ بہار رہے باغبان قدرت بھی ملکہ بہار کو دعائین دے رہا ہی گلچین جادو زدہ
باغبان آگ کی نثار ہوتی تھی کبھی واسطے بہار کے زار زار روتی تھی بہار نے سب سے اجازت لی میدان
کارزار مین پہونچی ارمان نے دیکھتے ہی بہار کو گلدستہ مارا بہار نے گلدستے کو کاٹا پھول برسنے
لگے ہوا نے بنی ہوا باندھی درختون کو وجد ہوا سرو صحرائی اکڑنے لگی بلبلین چہچہ زن بہار چمن
بہار جادو بھی جھوم گئی سب نے دیکھا بہار کی آنکھین سرخ ہوئین گل سا چہرہ کملایا ارمان نے
آواز دی ای ملکہ بہار کیا سیر گل و لالہ مین مصروف ہو بہار نے گلشن جمال کی گلچینی کروا سقدر خود بینی
کرو ہم ملکہ ارمان جادو و افراسیاب نے دیکھا بے اختیار ملکہ بہار گلعذار کے منھ سے نکل گیا نظم

سنائی باغ مین سوسن نے فغان تیری — چٹک گیا کہین غنچہ تو آئی بو تیری
ہمارے دل مین اگر ہو تو آرزو تیری — ہوس نہ تاج کی ہی اور نہ ملک و مال کی ہی

یہ کہتی ہوئی بہار جادو طرف ارمان جادو کے بڑھی لشکر دن
مین عزم ہوا ارمان کا ارمان نکلا بہار کو دام رگ گل مین پھنسایا کیا غضب کا صیاد ہی نہایت صاحب
بہادری موج گل کی جھڑیان پڑگئین دیکھو اس مین نگاہین ڈر گئین لیکن ملکہ بہار گلعذار جھومتی ہوئی
چند قدم بڑھی تھی کہ پہلو سے زمین شق ہوئی اک نازنین مہ جبین سرخ پوش بصد جوش و خروش نہایت
خوبصورت ماہ طلعت مہر جبین جو رنگین گلدستہ ہاتھ مین لیے ہوے زمین سے نکلی ہاتھ مین پچکاری تھی
اسمین گل کاری تھی منھ پر بہار کے پچکاری مین ماری اس رنگ کا چھینٹا اوسے بہار شعلہ رخسار پر پڑا چہرہ

گلنار ہوگیا ہوش آیا غنچہ دہن وا کرکے کہا اری نکہت لا گلدستہ مجھے دے اُسنے گلدستہ ہاتھ مین بہار کے دیا وہ نازنین تو اسی طرح گلدستہ دیکر غرق زمین ہوئی مثل بوے گل آنکھون سے چھپ گئی لیکن بہار نے شگفتہ ہوکر اسم سحر پڑھا کہا او ارمان ہوشیار ہوجا کوئی ارمان باقی نہ رہجاے بموجب مثل کرنا ارمان نکرنا پشیمان کہا زبردستی تو ہم کو تسخیر کریگی بقول شخصے مان یا نہ مان مین تیرا مہمان ایسے بہت سے کلام رنگین بلاغت آئین بہار نے کہے اور گلدستہ مار اپکارکے آواز دی پر مطلع مصنف کا پڑھا مطلع

آج پیلا بٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین		شاخہاے گل لٹاتے ہین زر گل باغ مین

ہر طرف بو ہوا بہار کا گلدستہ جل گیا وہ دیکھو بہار نے اپنا رنگ جمایا ارمان کا ارمان نکلا ہواے سرد چلی موسم اعتدال پر نہ گرمی نہ سردی غنچے چٹکے پھولون نے اپنا رنگ جمایا ابر سیاہ آسمان پر چھایا بارش پھولون کی ہونے لگی تمام زمین بوقلمون ہر نخل کا قد موزون عروسان چمن نے نکھار کیا جانان گلشن نے دل اپنا نثار کیا قصد و دوڑے دوڑے پھرین خزان کو اس چمن مین بار نہ تھی باغبان و گلچین آپس مین لڑنے لگے صیادان طائران بوے چمن برباد صحراے خارستان پر اُفتاد ہوا نے کانٹون کو ہٹایا دامن بہار سے کانٹا نہ اُلجھا ہر سمت جوش بہار سحر بہار کی پکار خوشنوایان چمن گانے لگے

جام گل تیرے سے اب بلبل کو مستی ہی بہار	دیگر	ہمکو آنکھون سے یہ ذوق مے پرستی ہی بہار
خندۂ گل نے کیا ہی بلبلون کا قتل عام		پھیر اب گلشن مین کیا منہ لیکے ہنستی ہی بہار
جوش سے میرے جنون کے کیا خوش آئی ہی بہار		پیرہن مین گل نہین پھولے سماتی ہی بہار
آشیان باندھے ہی کس امید پر اے عندلیب		آتش گل سے کوئی دن مین جلاتی ہی بہار
کسکو گلگشت چمن کا ہی دماغ اے باغبان		کھینچکر میرا گریبان یان لے آئی ہی بہار
دل فسردون کو کہان خون گرم کرتا ہی جنون		کیون مجھے ہر سال ناحق تو ستاتی ہی بہار
شور سنکر ہم نوایون کا اُبلتا ہی یہ دل		رخصت یک سالہ اے صیاد آئی ہی بہار
عارض گل پر نہین شبنم عرق ہی شرم کا		دیکھکر میرا جنون یاد دلاتی ہی بہار
اسکی آنکھون سے کہو آئی ہی مستی سیکھ کر		اس برس نرگس پہ کیا دھومین مچاتی ہی بہار
خوش رکھو اے عندلیبون اپنے گلشن مین ہمین		خانۂ زنجیر بھتا خالی بلاتی ہی بہار
اب خدا حافظ ہی سودا کا مجھے آتا ہی رحم		ایک تو تھا ہی دیوانہ اُسپہ آئی ہی بہار

سب نے دیکھا ارمان کا رنگ متغیر ہوا وہ چہرہ جو رشک گل نیلوفر تھا مثل زعفران زرد ہوا اصلاً ظاہر تو ہوا نہ
کہ اس مہ جبین کے دل مین درد ہوا ہونٹ خشک ہوے چہرہ اُداس عالم یاس چہرہ فق رنگ رو سے
ظاہر قلق انتہائی ساحرہ ہی اپنے کو روکتی ہی بلکہ قصد ہی مثل بوے گل اُڑ جاؤن کسی پھول مین جاکر چھپون
یا ہوا بنکر نکل چلون کئی مرتبہ جھولی مین ہاتھ ڈالا کچھ پھول سونگھے ہوے نکالے سحر نہ کرسکی اسقدر پھولی اپنے کو
بھولی وہ پھول خشک اس گل تر کے ہاتھ سے گر پڑے مثل تصویر خاموش دریاے حیرت و عبرت کا جوش
ادھر سے بہار نے سحر کو اور زیادہ زور دیا بدھیان پھولون کی گلیپے اُتارین طرف ارمان کے اسم سحر
پڑھکر پھینکدین نسیم عنبر شمیم چل رہی ہی خوشبو سے بسکے دماغ بسے ارمان کے گل عارض کھلاے ہوے
دیکھکر عندلیبان خوشنواے آواز سے طائران سحر بہار نے گھیر لیا ایسے اشعار بہاریہ گائے ارمان کے
ہوش اُڑگئے زیر نخل کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہی لیکن موسم بہار کا جوش کبھی ہنستی ہی کبھی مسکراتی ہی کبھی آرسی مین اپنے
چہرے کو دیکھکر شرماتی ہی دیکھتی ہی چہار جانب جوش بہار ہر گل و گلزار پھول برس رہے ہین ارمان نے
پھول دامن مین بھر لیے پھولون کی خوشبو نے مست کردیا گل سا چہرہ کھلانے لگا جبین نورانی پر پسینہ آنے لگا
بہار نے دیکھا بوے گل و لالہ نے مست تو اسکو کردیا لیکن اپنے کو سنبھالتی ہی طائر زیرک بنی جاتی ہی دام
رگ گل سے نکل جاؤن جال مین نہ پھنسون اُسکی بہار نے دوسرا گلدستہ مارا دوسرا جھونکا ہوا کا چلا بوے
خوش دماغ مین ارمان کے آئی بہار نے اک کنیز کو اشارہ کیا وہ فوراً دوڑی سامنے ارمان کے آکر
اُسکے حسن کی تعریف کرنے لگی یہ اشعار پڑھے اشعار

بے نہین ای غیرتِ گل تو نے کرن پھول ‏— تیرے چمنِ حسن مین پھولا ہی کرن پھول
بے شبہ ہی ای رشک پری تو ہمہ تن پھول ‏— غنچہ ہی دہن ہونٹ گل برگ ذقن پھول
اُس گل کے گلے سے ہی عیان پان کی سرخی ‏— غنچے کی گلابی سے ہی یا عکس نگن پھول
اللہ رے فیضِ سحرِ عارض تابان ‏— مثلِ گل خورشید ہی تابندہ کرن پھول
ایکی نئی صورت سے بہار آئی جنون خیز ‏— غنچون کی طرح کھاکے ہوے داغ کہن پھول
کیونکر نہ شبِ زلف مین یہ نور فشان ہو ‏— من افعی گیسوے سیہ کا ہی کرن پھول
عشاق کی قبرون پہ جو پھول اُسنے چڑھاے ‏— مردے بھی کفن مین سے گئے ما مین کفن پھول
رنگینی مین وہ سادگی کا کب ہی تکلف ‏— لا اُینگے کہان سے ترا بیساختہ پن پھول

تولو زرِ گل سے اُسے کانٹے مین بٹھاؤ ای بلبلو اُس رشکِ چمن کا ہی بدن پھول
دو دن مین بہارِ چمن حسن خزان ہی اتنا گلِ عارض پہ نہ ای غنچہ دہن پھول
گلزار مین ہر سمت گھٹا چھا گئی ساقی غنچے کی گلابی مین بھرا ای شفق مین پھول
خار اُسنے دیا مجھکو تو یون غیر گئے پھول مجروح کا جسطرح سے جاتا ہی بدن پھول
آیا ہے گلگشتِ چمن جب وہ شہ حسن بلبل نے تصدق مین لٹائے کئی من پھول
ای گل جو ترے گوہرِ دندان کا پڑے عکس بنجا مین ابھی موتیے کے دُرِ عدن پھول
مہر رخ انور سے جو اُٹھین گے نقاب آپ بنجائیگی سورج مکھی ای غنچہ دہن پھول
جب کرتے ہین سیر چمنستانِ مضامین چُن لاتے ہین گلچین کی طرح اہل سخن پھول
خوش چشمون کی پڑتی نہین آنکھین گلِ رخ پر سبزے کی طرح چرتے ہین ای گل پیرہن پھول
لکھی جو تری رنگ طلائی کی صفت خوب سونے کے لگاؤن گا دمِ فکر سخن پھول
چڑیا تری انگیا کی بھی بنجاتی ہی بلبل محرم مین جو رکھتا ہو تو ای رشک چمن پھول
ہوگی نہ کبھی اُس لب رنگین کے مقابل جسطرح سے چاہ ای شفق شام مین پھول
کیون اتنا چمکتا ہی شب زلف مین ای گل کیا صبح بنا گوش کا تارا ہی کرن پھول
زیبا ہی قلق یار کو کیا پیرہن سُرخ پیدا اگر کرے اُس گل خوبی سے ہمین پھول

اسطرح کے جو ملکہ بہار گلعذار نے انتظام کیے ارسان نہ سنبھل سکی بے اختیار ہوکر پکار اُٹھی نثار جمال بہار
ای ملکۂ عالم مین تو برائے گلچینی گلشن جمال آئی تھی پرکہتی ہوئی آگے بڑھی جب کنیز نے اشعار پڑھے تھے
ملکہ بہار نے اشارہ کیا وہ طرہ بدھی لیکر بڑھی بہار مسکراتی ہوئی آتی ہی ہر مرتبہ برق دندان چمک جاتی
ہی یہحال پُر ملال افراسیاب خانہ خراب نے جو دیکھا گھبرا گیا کہ ارسان کے کانپنا لگا اگر وہ بدھی پہنایا
اور غضب ہوا دم بھر مین بار جیت ہو جائیگی بہار کنیز بنا کے لیجائیگی کھڑے کھڑے اک سنگریزہ اٹھاکر
پھینک دیا افراسیاب کا سحر چلا اُس کنیز پر برق گری وہ تو جان بچاکے غرق زمین ہوئی لیکن
پھول جلنے لگے زمین سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے یا تو صحرائے بہار تھا یا ہو کا مقام معلوم ہونے لگا ایک طائر
نے سر پر ارسان کے جاکر اک چیخ ماری ای گل باغ محبوبی ای عندلیب چمن خوبی ہوشیار ہوجا یہ
چیخ مارکر طائر بیٹھا ارسان جادو کو ہوش آیا اتنا تو ملکہ بہار نے پکار کے کہا او خار بیابان ظلم و بدعت

او نخل صحرا سے ذلت مین بجھ گئی ارمان کو بچالیا بڑا ناز کرکے آئی تھی بایک سحر مین بھولی سب کچھ بھولی گل
حیات مرجھا چکا تھا اب سحر سے تو نے تازہ کیا کوئی ہم نبرد تیرا ہوتا تجھکو جواب دیتا افراسیاب نے کچھ
جواب نہ دیا لیکن کنیزان حیرت ہنسین مصاحبان بہار نے بھی غل مچایا ملکہ بہار نے ارمان کو چھینا
لیا تھا افراسیاب نے بچایا ارمان جادو حجاب سے عرق عرق ہو گئی غصے مین تیغچہ کھینچا بہار پر جا پڑی
کہا او بہار تو نے سر میدان مجھکو ذلیل کیا اب مین بے قتل کیے نہ پلٹونگی بہار نے کہا تجھسے کون باہر ہے چلے
جی چاہے دونون نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین نے تیغچہ ہائے ہلالی کھینچے ارمان کو حجاب بہار کو
غصے سے پیچ و تاب ایک ماہ تابان دوسری مہر درخشان ایک زہرۂ فلک حسن و جمال دوسری مشتری
آسمان جاہ و جلال آپس مین تیغچے چلنے لگے چھوٹے ہاتھ چل رہے ہین بجلی کی کھاتیان ہاتھون مین چمکتا
جب بہار نے تیغچہ مارا سپ کوتاہت ہوا نخل قد ارمان قلم ہوا ارمان نے بھی جواب مین وار کیا یقین ہوا
کہ شاخ شجر حیات بہار کٹی لیکن بہار نے بھی خالی دیا دونون لڑتے لڑتے مست ہو گئین ایک مقام پر
ارمان نے جب دیکھا کہ بہار اسمین بھی طاق فنون سپاہ گری مین شہرۂ آفاق ہی چوٹ نہین کھاتی
کان کا موتی نکالا بہار پر پھینک مارا بہار نے اُس موتی کو روکا اُس حال مین گوہر حسن و جمال نے
چمک کے تیغچہ مارا سپر بحر کو نہ اٹھا سکی سر بہار زخمی ہوا قطرات خون عارض انور پر پڑے چہرہ گلنار ہو گیا مگر
بہار زخم کھا کر غصے مین ارمان پر جا پڑی کہا او مکارہ لے یہ لیکے لڑکو بچا کے سر پر ہاتھ مارا زخم کاری
سر پہ ارمان کے بھی آیا ارمان لڑکھڑائی گرتے گرتے زمین پر دو ترنج مارا اک برق چمکی پہلے ارمان
بیہوش ہوئی اُف کرکے بہار جادو نے بھی گھٹنے ٹیک دیے اتنی آواز دی کہ یہ شکست ہاتھ سے
افراسیاب کے ہوئی ورنہ اسکو کنیز بنا کے لیجاتی یہ کہکر بہار بھی بیہوش ہوئی اِدھر افراسیاب
دوڑا اُدھر سے باغبان و گلچین نے آکر بہار جادو کو اٹھا لیا کہ ایسا نہو افراسیاب گرفتار کرلے
لیکن افراسیاب نے تعرض نکی ارمان کو لیکر لشکر مین آیا طبل امان بجے ملکہ مہرخ وغیرہ بہار کو زخمی
لیکر لیٹین ملکہ تاریک شکل کش نے کہا عمرو سے کہہ دو ہماری خوراک پہونچا دے نہاری مین فرق
نہ آئے اس میدان داری سے ہمکو کیا کام عمرو لشکر سے نکلا کہا دائی اماں آج تو میدان داری نہین
ہوئی تاریک نے کہا کیون شامتین آئی ہین میدان داری و غیر میدان داری کیا چیز ہی ہر وقت
ہمکو اختیار ہے ابھی لشکر پر آپڑون اپنی خوراک حاصل کرلون اگر لشکر بچاؤ گے تو دس کے بدلے پچاس کو

کہا جاؤنگی ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ آنے دو عمرو نے کہا تم ان باتون مین دخل ندو مثل مشہور ہی جو گذر گئے مر
گئے دہر کیون دو جو ساعت ہی غنیمت ہی دیکھو رب اکبر مالک بحر و بر پردہ غیب سے کیا ظاہر کرتا ہی ساعت
ہائے سخت کو کاٹنا چاہیے لشکر پر قران بخس آیا ہوا ہی ستارہ گردش مین فلک مٹانے کی کوشش مین انشاء اللہ
یہ سختی دفع ہوگی یہ کہکر عمرو نے برق و قران کو آواز دی دس آدمی لاو خدمت مین ملکہ تاریک کے
حاضر کرو قران و برق چالاک دس آدمی زنجیر مین بندھے ہوے لائے تاریک نے تیلون
کو اشارہ کیا آتش کشان انکو دھوئین کے اندر لیگئے تاریک نے چیر پھاڑ کے انکو کھایا شراب خواری
مین مصروف ہوئی ملکہ مہرخ نے گھبراکر پوچھا کیا لشکر سے دس آدمی لیلئے عمرو نے کہا اک تاجر آیا تھا
روپیہ دیکر غلام خریدلیے وہی سلسل کرکے تاریک کو دیدیے مین اپنے لشکر والون کو دونگا اگر کل ہوش ربا
وہ بخش دے ایک سائیس اپنے لشکر کا ندون ان مقدمات مین دخل ندیا کرو روپیہ کے زور سے عمل
کرینگے لیکن افراسیاب جادو ارمان کو لیکر آیا زخمون مین اسکے ٹانکے دیے ارمان کو ہوش آیا کہا
اموجان مین نے بار غم و الم اٹھایا بدون سامان چلی آئی بہار کے ہاتھ سے شکست کھائی اب مین اپنے
قلعہ مین جاؤنگی یہان کی آب و ہوا کا اختلاف ہی زخم بگڑ جائینگے وہان جاکر صحت پائینگے افراسیاب جادو نے
رخصت دی ارمان ٹہلتی ہوئی بارگاہ سے نکلی کنیزون کو آواز دی کنیزین اسکی حاضر ہوئین کنارے تک
لشکر کے آئی ادھر سے مہتر قران اک ساحر بنے ہوئے آتے تھے سایہ مین نخل کے کھڑے ہوئے نگاہ
جمال جہان آرائے ملکہ ارمان پر پڑی بیتاب ہوگئے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا قصد ہوا کہ اسکے قدمون پر جا
گرپڑون بقیہ عمر اسکے ہوائے وصل مین صرف کرون لیکن دیکھا ارمان جادو طاؤس زرین نگار کی
کنیزین گرد آگئین مہتر قران نے دیکھا یہ جاتی ہی کیونکر طبیعت تسکین پائیگی ہر وقت دل گھبرائیگا جلدی مین
اسباب تصویر کشی اپنے پاس سے نکالا ارمان جادو کی تصویر کھینچ لی اس تصویر سے کیفیت حاصل
ہوگی آگے بڑھکر سامعین پر حال کھلیگا جتنے عرصے مین مہتر قران نے تصویر کھینچی اتنے ہی عرصے
مین ارمان نے طاؤس کو اڑایا کنیزین گرد آگئین ارمان مع کنیزون طرف اپنے قلعہ کے روانہ ہوئی
تصویر مہتر قران کے پاس رہی اس تصویر کا ذکر وقت پر آئیگا لیکن افراسیاب بعد جانے ارمان
شریک صحبت عیش و نشاط ہوا ادہان خواجہ عمرو وغیرہ بہار کو لیکر داخل لشکر ظفر اثر ہوے ملکہ بہار کے
زخم اوندمنی کی پٹیان مرہم جمشیدی کی چڑھائین جب بہار کو ہوش آیا کہا خواجہ آپنے چالاکی افراسیاب

کی دیکھی کس طور سے اپنی بھانجی کو لے گیا مین اپنے سحر مین پھنسا چکی تھی اُسنے سحر کرکے بچایا میرا سحر مٹایا اُسی حجاب مین وہ آپڑی بہت شرمندہ ہوگئی خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا اس لڑائی مین بھی سحر افراسیاب شریک تھا ورنہ اس ملعونہ کے ہاتھ سے مین اسقدر زخمی ہوئی کچھ خبر دریافت ہی کہ ارمان جادو کہان گئی ہرکارون نے خبر پہونچائی ارمان طرف اپنے ملک کے گئی افراسیاب سے عذر کیا کہ یہان کی آب و ہوا میرے واسطے نہایت ہی خلاف ہی ملکہ بہار نے فرمایا خیر ع زندہ مین گریار تو صحبت باقی

دو کلمہ داستان حسرت و مصیبت گرفتار ہونا جملہ سرداران طلسم مہرخ سحر چشم کا سحر تاریک سے اور عمرو کا ان سبکو بچانا خوراک تاریک دیگر اور حال کھلنا عیاری عمرو کا اور غصے مین جا پڑنا تاریک کا لشکر مہرخ پر اور پتا ملنا بارگاہ اسد غازی کا عجب داستان رنج و الم ہی خمسہ

بوسہ دینے مین غضب لائیے گا
آج تو کہتے ہو کل پائیے گا
جھوٹ سچ بول کے بہلائیے گا
کل بھی مُنھ پھیر کے فرمائیے گا
آج گھر جائیے کل آئیے گا

سچ تو اغیار سے فرمائیے گا
مین سمجھتا ہون جہان جائیے گا
جھوٹے فقرے مجھے بتلائیے گا
میرے گھر کا ہیکو اب آئیے گا
خیر بندے ہی کو بلوائیے گا

غصہ اُترے گا تو غم کھائیے گا
اب تو کیا ہوش مین جب آئیے گا
رنج تنہائی سے گھبرائیے گا
میرا دل پھیر کے پچھتائیے گا
ایسا جانباز کہان پائیے گا

مدتون لطف ہزارون دیکھے
اب تو بگڑے ہین یہان تک بیٹھے
ایسے بیزار نہ تھے وہ پہلے
وصل مین کہتے ہین بیٹھے بیٹھے
آپ سایہ مین لپٹ جائیے گا

چسند ساعت مین رہی ہو سامان
پوچھیے کیا ہو یہ اے جان جہان
جسکا تھا دل مین تمھارے ارمان
کسطرح ہجر مین جاتی ہی جان

دیکھنے سیر چلے آئیے گا

گر پڑے اشک جو بنگر اوسے
جبکہ اندوہ کے دفتر کھولے
ہنس کے فرمایا کہ اچھا روسے
سنئے حالِ شبِ فرقت بولے

کیجیے کچھ اور بھی فرمائیے گا

روز کل کل ہی کہ کل آئیے گا
آجکل ڈھنگ تمھارا ہی نیا
کون سی کل ہی یقین ہو جسکا
کل گئی آج ہی کل کا وعدا

جیسے کل آئے تھے کل آئیے گا

ہلاہل کو ہمین جانے دی
کس طرح رات کٹے گی ہی ہی
کوئی مرجانے کی رکھتے نہین شی
دیکھیے جان پہ کیا بنتی ہی

آپ تو اٹھ کے چلے جائیے گا

پارسا بنکے جو آتے ہین آپ
ہم سے ظاہر یہ دکھاتے ہین آپ
اب کھلا جال مین لاتے ہین آپ
چھپ کے غیرون کو بلاتے ہین آپ

دیکھیے دیکھیے پچھتائیے گا

جو کہ مشتاقِ دعا ہوتے ہین
منھ سے اقرار سدا ہوتے ہین
کب وہ پابندِ حیا ہوتے ہین
ایسے بھی وعدے وفا ہوتے ہین

ہان بجا سچ ہی ضرور آئیے گا

بوسہ دین آپ اگر ہین شاہد
ہم ہین آزاد نہین کچھ زاہد
پھر نہ مانین گے خدا ہی شاہد
جیتے جی ہو جیے واحد شاہد

کچھ قیامت مین نہ کام آئیے گا

کیسے گنتے ہو گھڑیان چھ سات
جی مین چل دینے کی سوچے ہو گھات
جانتے ہین کہ بہت کم ہی رات
ہم وہ ہین دل کی سمجھتے ہن بات

آپ کچھ منھ سے نہ فرمائیے گا

خیر بہتر ہی اب ایسا نہ سہی
ہر سحر گردشِ پیمانہ سہی

یون ہی منظور تو اچھا نہ سہی
روز کے آنے کا وعدہ نہ سہی
چلتے پھرتے تو کبھی آیئے گا

اندنون تمنے جو پرسش کم کی
گوکہ تکلیف تو ہی کچھ دم کی
آرزو ہی گلۂ بیہم کی
بات رہ جائے مریض غم کی
دو گھڑی بیٹھ کے اُٹھ جایئے گا

جب پسند آئے گا اچھا کہنا
رونا ہوگا کبھی میرا کہنا
تنگ سمجھوگے یہ بیجا کہنا
بڑھ گئے ربط تو پھر کیا کہنا
لاکھ بار آیئے گا جایئے گا

مثل خون گرچہ نہ بہلے نکلی
چند دن تن مین جو روکے نکلی
پھر بہت رنج یہ سہکے نکلی
روح قالب سے یہ کہکے نکلی
دل کسی اور سے بہلایئے گا

خون کس کس کا کریگی نہ یہ آنکھ
رنج کیونکر مجھے دیگی نہ یہ آنکھ
کیا مری جان کو لیگی نہ یہ آنکھ
پیٹھ موڑی تو رہیگی نہ یہ آنکھ
ایک کروٹ مین بدل جایئے گا

یہ تسنیم آپکا حیران ہی یہ
دشمن جان و جگر ہان ہی یہ
دین ہی یہ تو نہ ایمان ہی یہ
اے خلیل اُنھی پہچان ہی یہ
زلف کو چھوکے خفا پایئے گا

استادان سخنور نے اس داستان حسرت و مصیبت کو اس طرح تحریر فرمایا ہی کہ جب ارمان جادو جا چلی تاریک نے کہلا بھیجا افراسیاب نے طبل جنگی بجوایا اہل اسلام کو خبر پہونچی مجبورًا لاچار طبل جنگی بجا مگر برائے اہل اسلام یہ طبل جنگی کوس رحیل ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ خدا ہمارا الکفیل ہی یہ افراسیاب مکار و محیل ہی وہ خدا سب سے عدیل ہی تیاریان ہوئین لشکر افراسیاب مین خوشی بیان کون سحر تیار کرے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ تاریک کے سامنے سحر و ساحری بیکار مرنے پر تیار ہین ملک الموت کا سامنا کس سے لڑین کس پر سحر کرین بلائے مبرم سے لڑائی سحر کی رعنائی زیبائی

ہو چکی اب اپنے پروردگار کو یاد کرو یا و رغزیبان ؑ دادرس بیکسان سے فریاد کرو وہی بچائیگا عمر و دیوانہ وار وحشی مثال فکر خوراک تاریک شغل کش مین مارا مارا پھرتا ہی قران و برق وغیرہ بھی اسی تدبیر مین مصروف ہین یہ انتظام انہین کی راے پر موقوف ہین عمرو کبھی مغرب کبھی مشرق کبھی جنوب کبھی شمال وہ شب تیرہ و تار یک خوف بدعت تاریک مین کٹی حیران ہی کیا کرون زمین سخت آسمان دور انسان ضعیف البنیان لاچار و مجبور اسی ہنگامہ مین چار پہر رات بسر ہوئی جلاد مہر تابان نے لباس خونی زیب جسم کیا خنجر شعاع ہاتھ مین لیا میدان چرخ نیلی مین مصروف جنگ ہوا لشکر جانبین میدان کارزار مین آے افراسیاب بے ایمان بصد عظم و شان میدان کارزار مین آیا لشکر جانبین کے جمے صفین آراستہ ہوئین تاریک ملعونہ نے سر دھوین سے نکالا تیلے دونون میدان مین ٹہل رہے ہین ناگاہ پتلہ تاریک کا میدان مین آیا نعرہ کوہ شگاف کیا ای ملکہ مہرخ بھیجو کسیکو ابتک تم سب نے طور مصالحہ کا نکیا اب آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو جیسے ہی پتلے نے نعرہ کیا ملکہ مخمور رنجور نے طاؤس اپنا بڑھایا مخمور کا نکلنا لشکر مین ہنگامہ ہوا لوصاحبون ملکہ مخمور جاتی ہین بہار و باغبان و رعد و برق وغیرہ دوڑ پڑے کہا ای مخمور ہم تم ساتھ مرینگے مرگ انبوہ جشنے دارد اسوقت مصیبت مین ساتھ نہ چھوڑو ہماری محبت سے منھ نہ موڑو ہم سب آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین کسیکو زندگی درکار نہین ہی اگر تمھاری خوشی ہی ہم سب ملکر ابھی جا پڑین اٹھ کر جان دین ملکہ مخمور نے کہا آپ سب صاحبون کو خدا سلامت رکھے آپ سب صاحب جانباز و سرفروش ہین اب اس کنیز کو نہ روکیے جانے دیجیے عمرو نے جو سنا کہ مخمور جاتی ہی بیقرار ہو کر اپنے کو ظاہر کیا آگے مخمور سے لپٹ گیا کہا ای مخمور کیا غضب کرتی ہی مین تدبیرین کر رہا ہون خدا چاہے گا تو کوئی سامان پیدا ہوگا اور سردار ہین وہ مقابلہ کرینگے چیر پھاڑ کے کھا جائیگا تاریک سے عہد کر چکا ہون تین دن سے دس آدمی روز اس مردار خوار کو پہونچتے ہین مشرق و مغرب مین اپنے کو پہونچاتا ہون تاجر ڈھونڈھے بردے خریدے اسیواسطے کہ جو سردار ہمارا گرفتار ہو اسکو وہ قید کرے قتل نکرسکے مخمور نے کہا خواجہ قید کیا تو کیا چیر پھاڑ کر کھا گئی تو کیا اب موت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی فراق مین نور الدہر کے زندگی سے بیزار ہون موت کی امیدوار رہون بموجب مضمون ان اشعار عبرت آثار کے آٹھ پہر یہی ورد ہی صفحۂ قلب پر یہ مضمون مرقوم ہی جان اسکے ہاتھ سے نہ بچے گی تجلی معلوم ہوا ابر غالب آتا غیر ممکن رو رو کر ملکہ مخمور نے یہ اشعار پڑھے نظم

مایم و گریہ کہ بطوفان مصاحب است
دست الم بچاک گریبان مصاحب است
خواہی حریر بستر و یا خواہ بوریا
عاشق ہمیشہ بے سر و سامان مصاحب است
مخفی ز سوز آتش عشق تو سالہا ست

مژگان دیدہ کہ بہ جان مصاحب است
بلبل ہزار نالہ و زاری کہ بے نوا
پہلوے بخت با مغیلان مصاحب است
نازم بہ صبر و حوصلۂ دل کہ عمرہا ست
با من ہمین دو دیدۂ گریان مصاحب است

مجنون صفت ز دوری وصل تو در غربت
مرغ دلم بزلف پریشان مصاحب است
زاد رہ لباس نباید براہ عشق
در زنگ نالہ سینہ با فغان مصاحب است

خواجہ عمرو یہ باتین سنکے مخمور کی بے اختیار رونے لگے ہر چند سب نے سمجھایا مخمور نے نہ مانا جسوقت مخمور لشکر سے نکل کر چلی صاف ثابت تھا کہ جوان کا جنازہ جاتا ہے ہر سمت شور گریہ و زاری بلند ہوا دم در دمند مخمور جھومتی ہوئی طرف میدان کارزار کے چلی بہار کا نگاہ یاس سے دیکھنا دوڑ دوڑ کر لپٹ جاتی ہے مخمور نے کہا اے بہار اب صبر کرو انشاءاللہ اگر زندہ ہین تو ملینگے ورنہ عدم مین ملاقات ہوگی بہار نے آہ کھینچی کہا بزبان حال یہ نظم

کاش مرجائے کسی کوچے مین ہم فرقت نصیب
تھا بہت مشتاق ان چالونکا الفت نصیب
شکر اے دل کسے ملتا ہے داغ عشق دوست
دل الم مان نصیب آنکھین ملین حسرت نصیب
تفرقہ پردازیونکی داد دینے کو مجھے
قبر کی جا ہو کسے ملتی ہے یہ دولت نصیب
پوچھتے کیا نام ہو سودائی گیسو کا تم
یہ بھی دور افتادہ تھی اک صاف فرقت نصیب

یاد تو کرتا کوئی لیکن کبھی جنت نصیب
واہ ری تقدیر اسکی یار جسکو رنج دے
خوش نصیب انکو ہوا کرتی ہے یہ دولت نصیب
شرکی باتین تا سحر دل کرتا ہے یارب خیر ہو
اے فلک کیا رہ گئے تھے کل ہمین فرقت نصیب
کام اپنا کر چلا آئینہ آرائش یار
تیرہ بخت آشفتہ دل شوریدہ سر وحشت نصیب

شوق نے پائین نہ لٹنے تری الجھی لٹین
عاشقون مین بھی نکل کر نہ گئے الفت نصیب
وائے ناکامی کہ جیتے عاشق ناکام کی
وصل مین بھی کچھ نہ الفت لا سکے الفت نصیب
سامنے تو ہین چھپے ہین ہم مین ہم سے دور
اور تو دیکھا کیا اور دیدۂ حسرت نصیب
نقش پا سے یار خضر راہ کیا ہوگا جلال

مخمور و بہار خوب گلے مل کر روئین دونون کو ہچکی لگ گئی اُسوقت زمین کانپتی تھی کل اہل لشکر مین سکتہ کا عالم مخمور نے کہا اے بہار زیادہ نہ رلاؤ بس اب ہمکو رخصت کرو یہ کہکر مخمور حیران و پریشان میدان کارزار مین آئی بہار روتی ہوئی پلٹ گئی جیسے ہی نیلے نے مخمور کو دیکھا تڑپ کر چلا اُسوقت افراسیاب بھی بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان صبر نہو سکا بڑھکر پکارا اُٹھا اے مخمور بھاگ یہ ظالم آتا ہے مخمور نے کچھ جواب نہ دیا شیرانہ سینہ سپر کیا جیسے ہی نیلے نے گولہ مارا مخمور نے برق چمکائی گولہ کا ٹکڑا تاریک دھوئین سے نکلے دیکھ رہی ہے مخمور نے تیغہ کھینچکر مثل برق جہندہ نیلے پر جا پڑی ہر چند اُسنے چاہا سنبھلون مخمور نے نہ سنبھلنے دیا قریب جاکر تیغہ مارا نیلے کے دو ٹکڑے ہوئے زمین پر گرا خون کا فوارہ جسم سے

نکلا آواز آئی کشتی مرا نام من غلام ملکہ تاریک شکل کش بود تاریک نے یہ جو دیکھا غصے مین کانپ گئی دوسرے پتلے کو اشارہ کیا وہ بھی مثل شعلہ جوالہ بھڑکا اس زور و شور سے مخمور پر جا پڑا مخمور کی آنکھ بند ہو گئی وار نہ کر سکی نیمچہ ہاتھ سے چھوٹ گیا بیہوش ہو کر گری پتلے نے اُٹھا لیا لیکر طرف تاریک کے چلا عمرو کا کلیجہ پھٹ گیا بیقرار ہو کے دوڑا سامنے تاریک کے آکر کہا دائی امان الکریم اذا وعد وفا جو فرمایا ہی اسپر کاربند ہو جیسے ملکہ مخمور کا قید کرنا مناسب ہی مین ابھی دس آدمی نوجوان لاتا ہون تاریک نے کہا خواجہ لائیے ہم اسکو قید کرتے ہین عمرو نے کہا ابھی حاضر کرتا ہون یہ کہکر مہتر قران کو آواز دی قران دس آدمی زنجیرون مین بندھے ہوے لایا تاریک کے حوالے کر دیے تاریک نے خوشی خوشی سر زنجیر کو تھام لیا مخمور کو اٹھا کر اُسی مکان دھوئین مین ایک جانب پھینکدیا وہ جو آدمی پاے اُنکو لیکر کھانے لگی راہگیرون کی جدا خیر منائی ہی جب جی چاہا میٹھے میٹھے جا پڑی راہگیرون کو اُٹھا لائی چیر پھاڑ کر کھا گئی شراب کے مٹکے بھرے ہوے رکھے ہین پی رہی ہی میخانے کے میخانے خالی کر دیے بعد گرفتاری مخمور کئی کنیزین اسکی نکلین وہ بھی اُسی طرح گرفتار ہوئین تاریک نے اُٹھا کے دھوئین مین پھینکدیا شام کو اہل اسلام ناکام غم سرداران مین سر پر خاک اُڑاتے ہوے داخل بارگاہ ہوے افراسیاب پلٹا آکر تخت پر بیٹھا ظاہر مین تو خوش ہی مگر باطن مین گرفتاری مخمور کا نہایت قلق خیال ہی کہ ایسا نہو کسیوقت خوراک ہو بچنے مین تامل ہو اُس محبوبہ مطلوبہ کو کھا جاے مین اُسکا کیا کرونگا سر پیٹ پیٹ کے خاموش ہو جاؤنگا نہایت مشکل ہی اگرچہ زبان ہلا اُن ہالیان طلسم بدنام کرین نہین بولتا تو کلیجے پر چھریان پھرتی ہین غم مخمور مین سینے کو بجلی لگی ساغر چشم پر آب ڈبڈبائے موجہ شراب کے خنجر چل رہے ہین میخانے مین بھٹیون کے کلیجے سے شعلے غم کے نکل رہے ہین میکدہ ماتمکدہ ساقی بچے بیچارے پیر مغان کو عالم یاس ہو خمین سرنگون پڑی ہین دختر رز بیتاب اہل میکدہ بیحجاب ہر مرتبہ افراسیاب قصد کرتا ہی تاریک سے جا کر مخمور کو مانگ لون کسی خیمے مین قید کر دون لیکن ڈرتا ہی کہ اُسکے مزاج کے خلاف ہنوا بھی دور دورہ جاتا ہی طلسم نور افشان کو مٹاتا ہی اب طریقہ یہ مقرر ہی کہ عمرو دس آدمی روز لا کر تاریک کو دیتا ہی یہ بلاے آدم خوار خوشی خوشی لیکر کھاتی ہی مزے اُڑاتی ہی لیکن تین میدان تاریک نے استطور سے لیکن چالیس سرداران نامی و گرامی گرفتار ہوے نیاز منکا بیان مین بھی دستور یہی ہی کہ مضامین مکرر کو بیان کرنا اچھا نہین جانتا سامع خاطر پراگندہ ہو وہی صورت تحریر ہی کہ تاریک مذکور نے چالیس سردار گرفتار کیے عمرو نے ہر ایک کے بدلے دس آدمی دیے تاریک نے

اُنکو قید کیا ساتوین دن لشکر مین افراسیاب کے ہلڑ ہوا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہی کیسا ان سالک
اور بہت سے سپاہی کچھ سوار کچھ پیدل روتے پیٹتے سامنے افراسیاب کے گئے عرض کی ای شہنشاہ ہوشربا
عجب طرح کا معرکہ ہی کسیکے کہا میرا بھائی کسی نے کہا بیٹا کسی نے کہا غلام کسی نے کہا میرا سائیس سودا لینے کو بازار
گئے اب اُنکا پتا نہین ملتا ہر طرف تلاش کرتے پھرتے ہین حیران ہین کہ کیا کرین کہان تلاش کرین کہان
جائین کس سے پوچھین بازار تک جانیکا پتا ملتا ہی نہین معلوم زمین کھا گئی یا آسمان سے برق گری اب تو
افراسیاب خائف ہوا کہ کہین دائی امان نے نہ کھا لیا ہو اُن سب کو تسکین دی کہا اپنے اپنے مقام پر
بیٹھو بابدولت تدبیر کرتے ہین تکار و غیرہ کھیلنے چلے گئے ہونگے مین ڈھونڈھوا دونگا یہ کہکے اُن سب کو رخصت کیا
حیرت نے پوچھا ای شہنشاہ مین نے شمار کیا کئی سو آدمیون کا پتا نہین ملتا یہ کیا غضب ہوگیا ہی
افراسیاب نے کہا ای حیرت مین اپنی زبان سے کیا کہون دائی امان کے پیٹ مین آگ لگے مشعل کے
مقدمہ مین بدنام ہو چکا ہون پر اب دوسری آفت ہی اگر کہین ظاہر ہو جاے سارا لشکر مجھے بگڑ کے نوکری
چھوڑ دین لاکھ مین عاقل و کامل ہون لیکن تنہا کیا سلطنت کرون جماعت کی کرامت ہی دائی امان کی شامت
ہی جلکے پوچھتا ہون عرض کرونگا برائے سامری دس آدمی روز عمرو دیتا ہو اُسپر اکتفا کرو اودھر کے آدمی
نہ کھاؤ میرے لشکر کے کئی سو آدمی کم ہو گئے تمنے تو نہین کھا لیے حیرت نے کہا ای شہنشاہ جلد جائیے اگر یہ
برس دو برس رہینگی تو کیا غضب ہوگا آدمی کہین نام کو نہ باقی رہینگے فتح و شکست دونون برابر ہی یہ خبر سنکر دل
بیقرار و مضطر ہی افراسیاب اُٹھکر دروازے پر تاریک کے آیا دیکھا دو پتلے ٹہل رہے ہین ایک پتلہ نجومی
نے مار ڈالا تھا دوسرا اُسنے پھر بنا لیا افراسیاب نے عرض کرائی تاریک نے بلا لیا افراسیاب نے
سب کیفیت بیان کی کہ دائی امان اسی ہفتے عشرے مین کئی سو آدمی میرے لشکر سے غائب ہو گئے تم رات
کو جاکر تو نہین پکڑ لائی ہو تاریک نے کہا افراسیاب تیرے سر کی قسم مین بھوکی بیٹھی رہتی ہون جاگتی
ہون تیرے لشکر مین آج تک نہین گئی اسیواسطے مین نے اپنے رہنے کا مکان الگ بنا لیا راہگیر کوئی بھٹکا ہوا
نکل آتا ہی تو دل نہین مانتا جا پڑتی ہون علاوہ ازین ہماری میری عمرو سے مقرر ہی کیا نوجوان آدمی لاتا ہی
دل نہ لے اُٹھاتا ہی بلکہ تو جو بھیجتا تھا بڈھے ضعیف ڈانگر سا مگر جس دن سے عمرو سے معاملہ ہو گیا مزے سے
گذرتی ہو افراسیاب نے کہا دائی امان پھر میرے کئی سو جوان کیا ہوے تاریک نے کہا میری پاپوش
جانے کیا مین تمام دنیا کی وقائع نگار ہون تو بادشاہ ہی دریافت کر اپنے لشکر کی خبر نے مین گوشہ نشین ہون

ان باتون سے کیا کام ابھی تو سالہا سال مقابلے پڑینگے طلسم نور افشان مین جاکر قیامتین برپا کرونگی بران
وجمشید کو کھاونگی پھر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پہ جاونگی فرزند حمزہ پروردۂ مہد ناز و نعم آپہنچتے پڑینگے اور ملک
وہان بہت ہین باختر ایسا شہر جسمین بے حساب آدمی بستے ہین یا ملک ترکستان مین بڑے بڑے قد کے
جوان ہوتے ہین سفر مین جنگلی آدمی بہت ملینگے اب مین تجھکو تکلیف نہ دونگی مشقت کرکے کھاونگی افراسیاب
نے سر جھکا لیا لشکر مین آیا بوقت سحر تخت پر بیٹھا اک سپاہی روتا پیٹتا سامنے آیا کہا شہنشاہ طلسم ہوشربا کی
دہائی ہی میرا جوان بیٹا گیا عمدہ سپاہی تھا جب لڑائی پڑی مسلمانون کو قتل کیا مکر و حیلے مین طاق علم
افسون مین شہرۂ آفاق پشت لشکر مسلمانان پر جا پڑتا تھا چھپکے اسنے سیکڑون کو مارا رات سے غائب
ہوگیا نہین معلوم اسپر کیا معرکہ گذرا رات سے غلام سویا نہین آب و دانہ حرام ہی اپنے غلام کے لیے
فکر کیجیے لشکر مین کوئی اسکا دشمن نہ تھا راہ مین کوئی رہزن نہ تھا کون مار آستین گرگ بغل آیا میرے فرزند کو
اٹھا لیگیا مجھے داغ دے گیا ایک صراف دوکاندار دوڑا ہوا آیا کہا ای شہنشاہ پندرہ سولہ برس کا میرا
لڑکا جاتا تھا راہ سے غائب ہوگیا رات سے اسکی مان روتی پھرتی ہی کہان جاکے تلاش کرون اپنی
مصیبت کس سے کہون ایک اور بقال آیا اسنے کہا بھائی میرا غائب ہوا آب و دانہ سے غلام تائب ہوا
چند افسر بھی اٹھے روئے پیٹے سامنے افراسیاب کے سر دے مارے سبنے کہا شہنشاہ ہمارے عزیزون
کا پتا نہ ملیگا تو ہم نوکری چھوڑ دینگے گلے کاٹ کے مرجائینگے مشعل حرامزادہ آیا اسنے سبکو کیا کیا جل دیے
مردے تا دمینگے دھبا لگا لیا دائی امان صاحب آپکی یہ قیامت برپا کر رہی ہین ریناز ور دکھائی ہین رات کو آکر
کھا جاتی ہین افراسیاب نے کہا مین نے دائی امان سے پوچھا تھا وہ قسمین کھاتی ہین کہ جو عمرو دس آدمی
دیتا ہی انھین پر اکتفا کرتی ہون بلکہ بھوکون مرتی ہون صرصر بھی اسوقت حاضر ہی تھا ایک ہنس پڑی کہا کیون
ہنسا افراسیاب نے کہا کیون صرصر کیا تجھے ان لوگون کا حال معلوم ہی صرصر نے کہا ای شہنشاہ ایک
بات میری سمجھ مین آئی ہی سامری وجمشید جھوٹ نہ بلوائین کیا عجب ہو کہ یہی بات ہو افراسیاب نے
کہا کیا بات ہی صرصر نے کہا جلدی کہنا مناسب نہین ہی مین کان مین عرض کرونگی افراسیاب نے کان
جھکایا صرصر نے کہا ای شہنشاہ مین بہت حیران تھی کہ عمرو نے دس آدمی روز دینے کو کہے ہین اہل
اسلام مین یہ دستور نہین ہی کہ کسیکو حقیر و ذلیل جانین سبکا مرتبہ برابر ہی ایک اپنے خدمتگار کو بھی آزار
پہونچانا نہین چاہتے یہی باعث ہی کہ انکے نام پر جان دیتے ہین کیا عجب ہو کہ عیار آکر آپکے لشکر سے

دس آدمی رسن زنجیر لیجاتے ہون اُنکی صورت بدل کے پاس ملکہ تاریک لیجاتے ہون افراسیاب بھی سنکے گھبرا گیا
کہا کیونکر امتحان کرون کہا ابھی مہتر قران رسیون مین باندھکر دس آدمی لایا تھا دائی امان نے ابھی کھانے کھونگے
افراسیاب اٹھا صرصر بھی چلی سب سردار افراسیاب کے حیران کہ صرصر افراسیاب کو کہان لیجاتی
ہی افراسیاب غصے مین بھرا ہوا صرصر سرگوشی کر رہی ہی جلکے عزیز و اقارب غائب ہوے ہین وہ روتے
پیٹتے ہمراہ ہین ہرچند افراسیاب کہتا ہی تم لوگ ٹھہرو مین دریافت کرنے جاتا ہون ابھی واپس آتا ہون وہ لوگ
نہین مانتے افراسیاب جنگ غصے مین آمادۂ جنگ لیکو جھڑک دیا لیکو گھر کا قریب قصر تاریک پہونچا
اُسوقت تاریک دھوین سے سر لگاے شراب پی رہی ہی دس آدمی جو ابھی آے تھے اُنمین سے چار کو
چیر پھاڑ کر کھا چکی ہی باقی جو بیٹھے ہین غین غین کر رہے ہین مُنھ سے بول نہین سکتے مُنھ کھول کے رہجاتے ہین
کبھی گھبراتے ہین صرصر نے کہا دیکھیے شہنشاہ علامت ظاہر ہی باقی ماندہ بول نہین سکتے دیکھیے گلے انکے
پھولے ہوے ہین عیارون نے شاید گلون مین گیند ٹھوس دیے ہین آپ دائی امان کو منع کیجیے بڑھکر
انکے گلون سے گیند نکالیے مُنھ دھلوائیے اپنا حال مفصل کہین ابھی کھل جائیگا افراسیاب دوڑ کے قریب
آیا ایک کے گلے سے گیند نکالا جیسے ہی اسکے گلے سے گیند نکلا اُسنے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ دہائی ہی یہ غلام آپ کے
کمیدان کا بھائی ہی وہ کمیدان بیقرار ہوکے دوڑا بھائی بھائی کہکے لپٹ گیا لیکن کہتا تھا ای میرے بھائی تو تو
گورا تھا کالا کیونکر ہو گیا صرصر نے کہا ارے مُنھ دھلاؤ جیسے ہی مُنھ دھلایا دیکھا حقیقت مین لشکر کا رہنے والا
کسیکا بہنوئی کسیکا سالا اُن پانچون کے بھی مُنھ دھلاے اب تو ہر طرف ہوا کسیکا بھائی کسیکا بیٹا سب پیٹنے لگے
غل ہوا دہائی ہی سامری و جمشید کی جب بادشاہ ہمارا ہمکو قتل کرتا ہی تو کون بچاے واہ اچھی بی دائی امان
ہین خاک انکے مُنھ مین ہمارے بال بچون کو کھا گئین اب اس طلسم مین بڑی بدعت شروع ہوئی نوکریان
چھوڑ دینگے بھیک مانگ کھائینگے ایسے ظالم کے دروازے پر نہ آئینگے یہ بدعت عمرو کی محبت و لیاقت دیکھو
خوب گوشت خوردندان سنگ گردید اسکا قول ہی جسطرح ساحر لے اُسکو مار دیں یہ بھی اُسنے خوب تدبیر کی آپنے
سردار بچاے ساحرون کو کھلا دیا کھانے والی بچون کھا گئین لڑکا رہی نہ لی افراسیاب بھی گھبرا گیا سارے
لشکر مین غریو ہوا تاریک نے کہا ارے مجھکو تو سمجھا یہ کیا معرکہ ہی مری ہماری مین خلل ڈالا مین تمہاری
باتون کی نہ جیتی میرا ابھی پیٹ نہین بھرا یہ جو سامنے کھڑے ہین انکو چیر پھاڑ کر کھاؤنگی افراسیاب نے
بڑھکر کہا اب کے بدے مجھکو کھا جائیے آپ تو ہر وقت نشے مین چور رہتی ہین کچھ نیک و بد نہین سمجھتین

عمرو آپ سے دس آدمی روز کا وعدہ کر گیا تھا میرے لشکر کے آدمی پکڑ کے اُسنے حوالے کیے سارا لشکر فریادی
ہی سراسر آپکی جلادی ہی آپ کے تشریف لانے سے یہ مجھکو نفع ملا اب سرداران لشکر اپنی زندگی سے بیزار
اپنے ذوہ من کے سوگوار ہین عمرو کو جب کچھ نہ بن پڑا تب اُسنے یہ عیاری کی یعنی میرے لشکر کو برباد کیا یہ بھاگ
افراسیاب نے تاریک سے کہا تاریک جھلائی کہا ساربان زادے نے میرے ساتھ عیاری کی تیرے
ملازمون کو مین نے کھایا عمرو کی اب یہ مجال ہوئی بابدولت کے ساتھ اب یہ گستاخی یہ کہکر اپنے مقام سے
تاریک اُٹھی دیوی نے ڈکاری لینگے کو جھاڑتی ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی قضا سے کار یہان عمرو اور جملہ
عیار مہرخ سے کہہ رہے ہین کہ افراسیاب کے لشکر مین ہڑا ہو گیا اب ہمکو آدمی نہین ملتے کئی سو
تو پکڑ کے کھلا دیے لیکن اب حال کھلا چاہتا ہی یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی
ملکہ مہرخ وغیرہ بارگاہ سے نکل آئین دیکھا تاریک لشکر پر آگری جسکو پکڑا اچھال مار کر چیر ڈالا چبانا شروع کیا
پامال کرتی ہوئی آتی ہی اگر کسی خیمے کے قریب پہونچی طناب پکڑ کے ہاتھ مارا خیمہ گرا کئی سو دب گئے جو کوئی زندہ
بچ کے نکلا تاریک نے پکڑ کے چیر ڈالا تمام سردارون نے جو یہ قیامت برپا دیکھی برق لامع کڑک کر
بلند ہوئی وہانسے تاریک پر گری تاریک روسیاہ کو خبر بھی نہوئی صرف ہاتھ ہلا دیا جیسے کوئی مچھر کو ہٹا
ہی سب سردار ملکے سحر کر رہے ہین لیکن تاریک پر تاثیر نہین ہوتی باغبان نے بہت بڑھکے کیے
گیند مارے تاریک پر تاثیر نہین ہوتی برق تڑپ تڑپ کے گرتی ہی رعد چیخین مارتا ہی خورشید
نے آگ برسائی ملکہ مہرخ نے گولے فولادی قریب جا کر مارے جسم پر تاریک کے فولادی گولے
پڑ رہے ہین اُف بھی نہین کرتی دریاے فوج مین شناوری کرتی ہوئی جاتی ہی ہزارون کو چیر پھاڑ کے
پھینکدیا بارگاہین پامال صفین اُجاڑ افراسیاب نے قصد کیا مین بھی جا پڑون تاریک نے آواز
دی خبردار ای افراسیاب تو یہان نہ آنا آج مین ایک کو زندہ نچھوڑونگی دور سے تماشا دیکھ یہ کہکے
بیچ لشکر مین ڈٹ گئی سب سردار دیکھ رہے ہین تاریک کے سحر کا عجب طریقہ ہی نہ کوئی اسم سحر پڑھتی ہی نہ
سنگریزے پھینکتی ہی پامال کر رہی ہی صفون کو الٹ دیا سحر کسیکا تاثیر نہین کرتا جب چارسو سردارون نے
ملکر سحر کیے ایک یادو زخم جسم پر آ و چھے اوچھے آ گئے کہ جھنڈا سا کھلا ہوا منکے کا دو ر نلی کرتی بہتے خون
کے جمے ہوئے مثل بلاے میب تڑپتی پھرتی ہی چشم زدن مین خون کے دریا بہ گئے جسکو نوجوان دیکھا چیر
پھاڑ کر کھا گئی اگر ضعیف سامنے آے اُنکو چیر کے پھینکدیا منہ بھی نہ لگایا گلے کے پاس منہ لگا کے خون پی گئی

جب ڈکار لیتی ہی دھوان مُنھ سے نکلتا ہی خونکا دریا بہ رہا ہی لاشین صد ہا پھڑک رہی ہین مہرخ پر جنون
پڑی پکار کر آواز دی او مہرخ بہتر یہ ہی کہ عمرو کو پکڑ کر میرے حوالے کر اُسنے میرے ساتھ عیاری کی ہی مین
اہالیان لشکر سے شرمندہ ہون ایک کو زندہ نچھوڑون گی ساربان زادہ ہاتھ آجاے تو مین پلٹ جاؤن ہر چند کہ
پیٹ نہین بھرا صرف کلہ گرم ہوا ہی مہرخ نے پکار کر جواب دیا ای ملکہ تاریک ہمارا عمرو پر کیا اختیار ہی
آپکو آتے دیکھا وہ بھاگ گیا خدمت مین اپنے آقا کی چلا گیا ہوگا آپکے نام سے بہت ڈرتا ہی اُسکو تلاش کیجیے داغ
کھینچے ہمین کیا عذر ہی ہمپر ناحق غصہ کیا اُسیطرح میدان کارزار مین مقابلہ کیجیے **تاریک** نے کہا او چھوکری
میرے ساتھ فقرہ کرتی ہی بات بنانے پر مرتی ہی نگوڑے **عمرو** کو مین نے سرفراز کیا اپنا مصاحب بنایا اُسنے میرے
اوپر عیاری کی یہ کہکر پھر کر گری دو چار سو کو پامال کیا بارگاہ ملکہ **مہرخ** کو پھونک دیا جب مُنھ سے اف کرتی
ہی شعلہ ہاے آتش نکلتے ہین نخل مثل شمع کافوری جلتے ہین آخر کو ملکہ **مہرخ** کا پانون اُٹھا ساحرون نے خوب
خوب سحر کیے جب دیکھا سحر تاثیر نہین کرتا بھاگے آخر کو یہ راے ہوئی کہ نکل چلو اس بلاے روزگار سے
جان بچاؤ کسی درۂ کوہ مین جا کر چھپ رہین اب قدم نہین جمتا لشکر نہین ٹھمتا پروردگار کوئی سامان غیب سے
ظاہر کرے گا کھنچتے بیٹھے سب بھاگے جاتے ہین لیکن **تاریک** پیچھا نہین چھوڑتی **افراسیاب** قریب
تخت حیرت کھڑا ہوا تماشا ہی لشکر مسلمانان پر ہنس رہا ہی کہتا ہی اب کوئی داؤی امان سے مقابلہ نہین کرتا سب
باغبان باغی ہوے تھے اسوقت بھاگے جاتے ہین پہلے کیا سمجھے کانٹون مین اُلجھے کل لشکر ذلیل و
خوار ہوا داؤی امان کے سامنے سبکا سحر بیکار ہوا اب آج کوئی زندہ نبچیگا کیون ملکہ **حیرت** تمنے آج سحر
داؤی امان کا دیکھا کوئی جواب نہین دے سکتا یہ طریقے سحر سامری جمشید کے ہین داؤی امان سب پر قادر
ہین حال فنون سحر ہاے کلان اُنپر ظاہر ہین القاب سامری کی حافظ بندگان جمشید کی محافظ لیکن کیا
باغ بیخزان پامال ہوا جب مین چاہتا اسیطرح تباہ کر دیتا قصد تھا ان سبکو قید کرون میرے مطیع ہون اسیطرح
طلسم مین بسین **عمرو** نے عیاری کر کے غضب کیا **افراسیاب** یہ باتین کر رہا تھا **حیرت** کف افسوس مل رہی
ہی کہ صرصر سامنے سے دوڑی ہوئی آئی کہا ای شہنشاہ اک خوشخبری آپکو سناؤن مہرخ و بہار کے مرنے
سے لڑائی کا خاتمہ ہوگا طلسم کشا اور لشکر جمع کر کے لڑے گا مین نے جو دیکھا مسلمانون نے آمد **تاریک**
سنکر اک انتظام کیا ہی **اسد غازی** کو بہلا کر لشکر سے الگ کر دیا ہی لشکر سے دو کوس الگ اک بارگاہ استادہ
کرائی اسد اُسی بارگاہ مین رہتا ہی چند مصاحب مقرر کر دیے وہ خدمت مین حاضر رہتے ہین اُس کو

سمجھا دیا دو تین ہفتے کے بعد جستجو سے لوح کر لینگے اسوقت مین نے دریافت کیا وہ سامنے دو کوس پر خیمہ استادہ
ہی اُسی مین اسد نامدار مصروف مے کشی ہی اُسکو تباہی کی اپنی خبر نہین کی ورنہ وہ صاحب جرأت و شوکت
تلوار کھینچکر مقابلے مین **تاریک** کے نکل آتا سب سردار کیا راسخ الاعتقاد ہین ان سبکو فنون خیر خواہی یاد
ہین اپنی جان دیتے ہین لیکن طلسم کشا کو بچایا ملکہ **تاریک** سے اتنی خبر کردیجیے کہ **مہرخ** و بہار کو بھگا کر
اُس خیمے پر جا پڑین خیمے مین گھسکر اسد نامدار کو کھا جائین شیر کو کھا لینگی پیٹ بھی بھر جائیگا آپکا بھی قلب تسکین
پائیگا یہ سنکر **افراسیاب** خوش ہوگیا ایک پرچے پر یہ مضمون لکھا ہوا پر اُڑا دیا **تاریک** جس مقام پر
لڑ رہی تھی جھپٹ جھپٹ کے جاتی تھی اہل اسلام مین صدائے فریاد و الغیاث بلند ہر چند جانتے ہین کہ سحر تاثیر
نہین کرتا لیکن جانبازی سے ہاتھ نہین اُٹھاتے دس قدم بھاگے پھر لپٹ پڑے **تاریک** سے جم کر لڑے
ہزار دو ہزار قتل ہوے پھر بھاگے اسطرح پر آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہین سب جانباز و سرفروش جرأت کے
جوش ہی چاہتے ہین میدان کارزار سے نہ ہٹین جان دیدین شرف آخرت حاصل کرین مگر **تاریک** پر
زور نہین چلتا لاچار ہو جاتے ہین اپنی بیکسی پر روتے ہین ناگاہ گود مین **تاریک** کے آکر وہ پرچہ گرا **تاریک**
نے وہ پرچہ پڑھا **افراسیاب** نے لکھا تھا دائی امان لشکر اسلام سے نکل کر فلان جنگل مین جو جھیل ہی اُسی مین وہ
طلسم کشا صاحب بیداد ہی یہ سنکر **تاریک** خوش ہوگئی خوب قہقہا مارکر ہنسی لوگ حیران کہ خدا خیر کرے
لڑائی میں ہنسنا کیسا مگر **تاریک** نعرہ کرکے بڑھی دو تین سحر کیے کچھ سنگریزے پھینکے مُنھ سے دھوان چھوڑا
تمام صحرا تاریک ہوا **تاریک** تو اسطرح بھاگی جاتی تھی یا طرف خیمہ اسد کے متوجہ ہوئی **مہرخ** و بہار وغیرہ
یا تو بھاگے جاتے تھے یا پلٹے غل مچانے لگے او مکارہ اُدھر کہان جاتی ہی شاہزادہ **شکیل** وغیرہ دو تین ساحر
نامی دربارگاہ **اسد** پر موجود تھے **تاریک** کو جو آتے دیکھا ہوش اُڑ گئے اُدھر سے **مہرخ** وغیرہ نے
بڑھکر سحر کیے **شکیل** وغیرہ تلوارین کھینچکر دوڑے لیکن یہ ملعونہ ہی کہ جسپر تیر تفنگ تلوار کچھ تاثیر نہین کرتا
کئی جوان جیداری کرکے برابر پہونچے تلوار کا ہاتھ مارا اُسنے کلائی پکڑکے تلوار چھین لی ایک طمانچہ مارا سر
اُڑگیا یا ٹانگین پکڑکے چیر ڈالا ہر بار چبالئی دو چار کو کھالئی بڑھکے دھوان مُنھ سے چھوڑا آگ برسائی
کئی ہزار نابینا ہوے کچھ جلکر گرے خیمے کے دروازے پر کوئی باقی نہ رہا خادم خدمتگار چوبدار
لیسا دل بیقرار سے پیٹتے ہوے بھاگے کوئی جاکر جھیل مین گرا کوئی پتھرون سے سر ٹکرانے لگا ہر طرف سے
غلغلہ ہوا ارے کہان جاتی ہی ہم لوگو تیرا اُدھر نکالیکن وہ کب سماعت کرتی ہی خیمے پر سناٹا پایا سردارون نے

چرخو چڑھے بہت سحر کیے بعض پیٹ رہے ہین ہائے غضب ہوا ہمارا اسد نامدار خیمے مین بیٹھا ہی اب یہ ملعون جا کر کھا جائیگی ہائے ہم کیا کرین ہم لوگ کاشکے مرجاتے یہ مصیبت بالاخیز نہ دیکھتے او تاریک مکار مغلوب
اُس شیر نے تیرا کیا لیا ہی اس مضمون کو سمجھ بے بقول شاعر نظم

کسی بیکس کو ای بیداد گر مارا تو کیا مارا
جو آپ ہی مر رہا ہو اُسکو گر مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپ کو جو خاک ہو اکسیر ہو جاتا
اگر پارے کو ای اکسیر گر مارا تو کیا مارا

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

خطا تو دل کی تھی قابل بہت سی مار کھانے کی
تری زلفون نے مشکین باندھکر مارا تو کیا مارا

نہین وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے دیکر
جو اُسنے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

تفنگ و تیر تو ظاہر نہ تھا کچھ پاس قاتل کے
الٰہی پھر جو دلبر تاک کر مارا تو کیا مارا

ہنسی کے ساتھ یان روتا ہی مثل قلقل مینا
کسی نے قہقہا ای بیخبر مارا تو کیا مارا

مرے آنسو ہمیشہ ہین برنگ لعل غرق خون
جو غوطہ آب مین تونے گہر مارا تو کیا مارا

دل سنگین خسرو پر بھی حرب کوہکن پہونچا
اگر تیشہ سر کہسار پر مارا تو کیا مارا

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نکرنے مین
اگر لاکھون برس سجدے مین سر مارا تو کیا مارا

دل بدخواہ مین تھا بار پایا چشم بدبین نے
فلک پر **ذوق** تیر آہ گر مارا تو کیا مارا

ہزارہا لوگ پیٹے چیخے عذر بھی کیا ڈرایا دھمکایا جھپٹ جھپٹ کے جا مین دین تاریک روسیاہ نے ایک فریاد نہ سنی پردہ اُٹھا کر اندر خیمے کے گھسی دیکھا مسند پر اسد نامدار بیٹھا ہی چہرہ آفتاب عالمتاب خود زرین سر پر سپر تلوار آگے رکھی ہوئی ہزارون پہلے ہی بھاگ گئے دو چار مصاحب بیٹھے تھے اسد کے جمال بیمثال کو دیکھکر تاریک نے اک قہقہا مارا منھ سے دھوان چھوڑا جو لوگ گرد بیٹھے تھے نابینا ہو کے گرے اسد نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا قصد کیا اُٹھے تاریک نے اک چیخ ماری کہا او ظالم تو نے میرے بچے کو بڑے آزار پہونچائے طلسم کشا بنکر بیٹھا ہی میرے نام سے آگاہ نہ تھا اس زور سے چیخ ماری کہ اسد ابھی اُٹھنے نہ پائے تھے گرا تاریک نے کمر مین ہاتھ ڈالکے اُٹھا لیا خیمے پر منھ سے انگارا چھوڑا خیمہ جلنے لگا اب جو دور سے سردارون نے دیکھا اسد نامدار کو لیکر تاریک نکلی پکارتی ہوئی ای افراسیاب دیکھ ابھی طلسم کشا ہی مین اسکو کھائے جاتی ہون کیا خوبصورت جوان ہی نہایت مزا ملیگا غنچہ آرزو کھلے گا

شیر کو کھا جاؤن بڑا مزا اٹھاؤن سب سردارون نے جو دیکھا کہ اسد کو لیے جاتی ہی چیختے پیٹتے دوڑے لیکن تاریک
اسد کو لیکر کسی جانب متوجہ نہوئی شلنگین لگاتی ہوئی طرف اپنے قصر کے چلی عقب مین سردار سر پیٹتے ہوئے دوڑتے
ہوے گولے بھی مارتے ہین للکارتے ہین او بجیا ہمکو کھا جا اس شیر کو چھوڑ دے تاریک قریب دھوین کے
پہونچی دونون ٹانگین پکڑ کے اسد کی چیر ڈالا کر ہڈیان چبانے لگی یا تو عمر و درہ کوہ مین کھڑا تھا بیتاب ہوکے
درہ کوہ سے نکل آیا عیار قران و چالاک یا تو اپنی جانین بچا بچا کر چھپے تھے یا بیقرار ہوکر دوڑے عمرو نے
پکار کر آواز دی لو یارو وقت مرگ ہمارا آگیا اب یارو مین تاب نکرون گا جہانتک ہوسکے گا غدر ڈالدونگا
ہاے میرے شیر کو چیر پھاڑ کر کھا گئی اپنے آقاے نامدار کو کیا منہ دکھاؤنگا افسوس صد ہزار افسوس نظم

کاروان عمر رفت نقش پاے برنخاست
از براے دردمندانش دمے برنخاست
شد چنان کوتہ زبان ہمت اہل کرم
یکشب از مرغ نشاط من نوائے برنخاست
آہ مخفی سوخت عالم را ولیکن آشکار

از درازی ناقہ ہستی صداے برنخاست
روزگارم از پے محمل گمراہی گذشت
بر سر خوان مروت یا صلاے برنخاست
تیشہ بر سنگ زند فرہاد بر کہسار عشق
در جہان از گریہ اش دود و نواے برنخاست

فتنہ تنہا ولے خویش جاے بر زمین
در بیابان تمنا رہنماے برنخاست
شد خزان فصل بہار عمر و در شاخ گلے
از میان سنگ آہ مبتلاے برنخاست

اسوقت لشکر اسلام مین چہار جانب سے
شور گریہ وزاری بلند ہو صدہا نے تلوارین کھینچین کہ اپنے گلے کاٹ ڈالین بعض کا قول ہو مکارہ پر چلک
سب ٹوٹ پڑو ہمکو بھی کھا جاے مثل نقش قدم مٹجائین نظم

جو کھاے یہ داغ شعلہ زا کیا خاک جیے
لگجند جو یون جیے تو کیا خاک جیے

جو ذلت سے جلتا ہو جلا خاک جیے
ہوتے جاتے ہین خاک اجزاے وجود

چھٹون عیار جملہ سردار خاک اڑاتے بلبلاتے ہوے ہر شخص یہی چاہتا
ہی کہ بڑھکر اپنی جان دین لیکن تاریک اُن دونون ٹکڑون کو کھا کر دھوئین کے اندر داخل ہوگئی یہ بھی نہ
اسنے دیکھا کہ یہ لوگ کیون چیختے پیٹتے ہین دو پتلے واسطے پہرے کے دروازے پر کھڑے کر دیے کہ یا خبردار یہان
کوئی نہ آے وہ دونون پتلے تیغے کھینچے ہوے ٹہل رہے ہین آواز دی خبردار ادھر کوئی آنیکا قصد نکرے
تمام سردار عیار بیقرار کھڑے پیٹ رہے ہین کہ ہنگامہ ہوا شاہزادیان ناموس اسد نامدار نکل آئین آگے
آگے مہ جبین پشت بہ ہزار ہا شاہزادیان و وزیرزادیان دوڑ کر چلتا ہوا موے مشکین زلف عنبرین کھولے
ہوے مہ جبین کے بیان بر کلیجے پیٹتے ہین پکارتی ہی یارو میرا وارث کہان ہی ہاے خداوندا تک پہونچاؤ
صورت دیبا اُس شہریار کی مجھے دکھا دو مجھے صبر نہوگا مین تو کرون وارث کی لاش تو دیکھون نظم

مدفن بنے زمین چمن وامصیبتا
جو حور سے کرے نہ سخن وامصیبتا
وسیتے حور وش بھی جس ام دلیجان
ہے اسکی خاک وقف محن وامصیبتا
کیا اعتبار دہر کا عبرت کی جا ہے یہ

معدوم ہو وہ غنچہ دہن وامصیبتا
جو عرض مہر تازہ مہ سے ہو سرنگون
اسکا غم ہلاک شدن وامصیبتا
وہ خانہ باغ عیش محل جسکا نام تھا
عشرت سرا کبھی کبھی ماتم سرا ہے یہ

دے منکر و نکیر کو ناچار وہ جواب
اسپر جفائے چرخ کہن وامصیبتا
پھولون کو جسکی بو نے ملایا تھا خاک مین
کہتے ہین اسکو بیت حزن وامصیبتا
شاہزادیون نے مہ جبین کو سنبھالا

دوسری جانب سے وہ صدائے دردناک آئی کہ زمین تھرائی لالان خونقبا دختر خداوند اور روتی ہوئی بدگمانے نکل آئی کہا اے فلک اول تو نے مجھکو یتیم کیا جلنے والا باپ سر سے اٹھ گیا اب وارث سے جدائی ہوئی مجھ بدبخت کو موت نہ آئی اپنی بدنصیبی سے حیران ہون میرا وارث کہان ہے مجھکو قریب اسکے پہنچا و سلطنت خاک مین ملی اب کون ہمکو شاہزادی کہے گا کوئی حال بھی نہ پوچھیگا

نظم

کیا میرا سد راہ ہے سنگ مزار حیف
دیکھا کیے وہ میری طرف بار بار حیف
جرگا خنکی قبر پہ جانا نہ تھا کبھی
مایوس ہو گیا دل امیدوار حیف
یہ نیم جان بھی کاش اجل کی پسند ہو

چھاتی کا پتھر آگئی ہو انتظار حیف
دم کی لگی نہ آتش یاقوت کو ہوا
چڑھتے ہین اسکی گور پہ اب گل ہزار حیف
زندہ رہون نہین اور وہ مرجائے غم نصیب
شیون کا غلغلہ مرے گھر سے بلند ہو

اے مرگ کیجئے لطف کہ حسرت ہے مرسے دم
کیا خاک ہو گیا گہر آبدار حیف
اللہ مرگ کی بھی نہ بر آئی آرزو
کیا اعتبار ہستی بے اعتبار حیف
چہار جانب قیامت برپا ہے ہر فرد

کلان اودنی اس مصیبت مین مبتلا ہے ہر شخص چاہتا ہے ہم اپنی جان دین عدم مین جا کر آقا سے ملین عمرو نے گھبرا کر آواز دی یارو دیکھو تو یہ جوانا مرگ ضرغام کہان ہے یہ قیامت برپا ہوئی اسکے کان پر جون بھی نہین رینگی کیا میری جانبازی بمقدمۂ آقائے نامدار اس بیحیا نے نہین سنی تمام عالم مین مشہور ہے کہ میرے آقا ملک مصر مین قید ہوئے مین مردہ بنکے کنوئین سے نکلا وہان اک نجومی قیامت کا تھا اسنے یہ کلمہ کہا کہ یہ شخص مرا نہین ہے خانۂ حیات اسکا باقی ہے لوگ اٹھا کر میرے مردے کو دربار مین عزیز مصر کے لیگئے وہ روغن ملنے لگا یا تھا کہ جا بجا سے جسم شق ہو گیا مگر اس ستارہ شناس نے یہی کہا یہ سب مکر ہے اور میرے قریب آکر اسنے کہا خواجہ عمرو اٹھو ورنہ کرودن تمھاری لاش کے ٹکڑے کرکے دفن کراؤنگا زندہ کو مردہ بناؤ نگا دل سے ہمنے کہا اٹھنا کیسا مردے کہین اٹھتے ہین اگر اٹھین تو قیامت برپا کردین اس ملعون نجومی نے کہ اپنے فن مین کامل تھا لوہے کی کیلین منگوائین پکار کر کہا خواجہ اب وہ تدبیر کرتا ہون کہ چیخ مار کر اٹھ بیٹھو گے مین نے دل سے کہا یہ کیا بکتا ہے مردان عالم نے جو کیا وہ کیا

اُس ملعون نے دسون انگلیون مین میری دس کیلین آہنی ٹھونکدین مینے سانس نہ لی تمام اہالیان دربار اُس
نجومی سے بگڑے کہ تو مردے پر بدعت کرتا ہی ہرچند مردہ غیر مذہب ہو مگر جائے ادب ہی مردے پر کوئی بدعت نہین کرتا
تمام جمعدار کمیدان بگڑے کہا لیجا کر اسے دفن کراؤ بادشاہ نے کہا او ظالم یہ مردہ ہی اُسنے نقشہ دیکھکر کہا ہرگز نہین مانونگا خاتمہ
حیات اسکا معمور ہی اور ایک فعل کرونگا تابہ آہنی منگاؤ وہ نجومی بادشاہ کا وزیر اعظم تھا فوراً سب سامان مہیا
ہوگیا ایک من کوئلے مین اسکو گرم کیا اُس بیدرد نے جب دیکھا کہ مثل آتش ہوگیا دستی سے اُٹھا کر میرے سینے پر رکھدیا
مگر اس حقیر کا دل ثابت قدم رہا آہ نکی خاموش پڑے رہے دلسے یہ سوال تھا او خانہ خراب کیون ستاتا ہی جو مردہ ہی
عالم نے کیا وہ کیا اس حرکت پر ستارہ شناس کی پرتی بادشاہ نے پھاڑ ڈالی کہا او کمبخت مُردے پر یہ بدعت کرتا
ہی دم ستارہ شناسی کا بھرتا ہی یہ صدمہ عظیم کسکی مجال ہی کہ اُٹھا سکے اگر زندہ ہوتا چیخ مار کر اُٹھ بیٹھتا نجومی نے
مُنھ اپنا پیٹ لیا کہا ای بادشاہ آپنے نقشہ کیون چاک کر ڈالا اب بھی میرے دلکو یقین ہی بطور اسکے مذہب کے مین
اسکو دفن کراؤنگا قبر پر اسکی پہرہ مقرر کرونگا میری نجوم یہی خبر دیتی ہی کہ یہ زندہ ہی بادشاہ نے کہا اسکو لیجا نجومی نے
چارپائی اٹھوائی کنارے دریا کے قنات استادہ کرائی مردہ لا کر تختے پر رکھا گیا پیرا مُردہ شو واسطے نہلانیکے آیا اب مینے
تنہائی پائی اُٹھ بیٹھا کیلین ہاتھون سے نکالین چکا ہو کے لیٹ رہا جب میان پیرا نے آکر نہلانے کا ارادہ کیا مین
اُٹھ بیٹھا اور کہا بھائی ذرا اچھی طرح نہلاؤ مین برہمراکس ہون سارے گھر کو تمہارے کھاجاؤنگا آہ کرکے پیرا
بیہوش ہوگیا اسکو مینے اپنی صورت بنایا مین اُسکی صورت بنکے باہر نکلا وزیر صاحب سے کہا اس مردیکا نہلانا بہت
دشوار ہی ہزار روپے منگوا دیے تو نہلاؤن بوجہ خوشامد اُسنے ہزار روپے منگوا دیے اور کہا پیرا اس مردے کی
ہڈیان تو ٹٹولنا مینے عرض کی خداوند ایسی ایسی مردیان بہت نہلائی ہین یہ کہکے اندر گیا اُسکو نہلا کفنا یا چارپائی
پر لادکے چلا جہان ذرا پیرا نے کروٹ لی اور مینے پکار کر کہا کہ مین تیرے ساتھ ہون جب وہ آنکھین کھولکے
مجھکو اپنی صورت پر دیکھتا تھا آنکھین بند کر لیتا تھا جب تکیے پر پہونچے قبر کھدی ہوئی تیار تھی وزیر نے کہا پیرا
تمھین قبر مین بھی اس مردے کو اُتار دو جب مینے قبر مین اُتارا اب اُسنے کہا برہمراکس صاحب کیا مجھکو اب
دفن کر دوگے مینے کہا نہین تم صاحب اہل و عیال ہو جب تکیے پر لینا لینا کا اثر ہو تب تم قبر سے نکلکر اپنے گھر
کی طرف چلے جانا مینے چند تڑے لگا دیے باہر نکلکر کہا وزیر صاحب میری دو باتین سن لیجیے کنارے چلیے تو
کچھ کہتا ہی مین آپکے کان مین کہونگا جب وہ کنارے آیا سر جھکایا مینے ایک دھول اُسکے سر پر دی مندیل اُتار لی
وہ منھ کے بھل گرا مین نعرہ کرکے بھاگا لینا لینا کا اثر ہوا میان پیرا بھی قبر سے نکلے کفن پہنے ہوے اُسکو دیکھکر

لوگ بھاگے غل ہوا مردہ آتا ہے سیراب چار طرف سے ڈھیلے پڑتے تھے شہر کے دروازے بند ہو گئے سیرا آیا ہے
محلّے مین ہو تب سبھی دروازے بند کر لیے کوٹھون پر سے لینا لینا کرتے تھے سیر کے چار بیٹے تھے جوان جوان شہسوار
جورو بھی نوجوان دروازے بند کرکے اپنے کوٹھے پر سے پکارتے تھے ابے مردے ادھر نہ آنا یہ بچاؤ کبھی جورو کو پکارتا
تھا کبھی بیٹون سے کہتا تھا مین سیر اشہد تمھارا باپ ہون وہ جواب دیتے تھے ہم تمھارے باپ کے باپ ہین
کمانا مردہ ہمارے گھر آیا ہی جب اسنے بہت منتین کین اور پتے بتائے یہ بھی کہا کہ عمرو مجھکو مردہ بنا کر چلا گیا اس محلے
کے جو پڑھے لکھے تھے وہ دعائین پڑھنے لگے تلوارین کھینچے ہوئے لگے چارون بیٹون اور زوجہ کو بچایا بڑی شکل مین پڑا
گھر مین جانا ملا جورو کے پاس نہ سونے پایا بانس مین باندھے کھانا دیا جاتا تھا کونے مین بیٹھا رہتا تھا بیوی کا حکم تھا باہر جانا
جو دیکھتی تھی تو تھکیلہ ہاتھ لگا غرض اس بیان سے یہ ہی کہ آقائے نامدار کو اتنی بڑی سختی اٹھا کر بچایا تفصیل اس عیاری کی
نوشیروان نامے مین موجود ہی اگر حیات مستعار باقی ہی ان دفترون کو تحریر کیا اور نوبت طبع آئی تو ناظرین ملاحظہ
فرمائینگے عمرو نے پکار کر کہا اس نامرد کو بلاؤ اپنے آقا کو مٹوا دیا اس بچیا کو مین اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا اسد مارا جائے
میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو ہمارے لشکر مین ماتم ہی عمرو نے خنجر کھینچا قران سے کہا او کالے کھڑا دیکھ رہا ہی ضرغام کی مشکین
باندھ لا اسکو قتل کرون تو خود بھی جاں بحق ہون سب آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہین تاریک تو اندر دھوئین کے
چلی گئی دیکھو گے جلا لشکر افراسیاب پر گرین ہر چند کہ افراسیاب ہمارے قتل کرنے سے نہ رکیگا حیرت کو تو مار نہ لگا لشکر
کی پامالی پر تو قادر ہین ایک ہم مین کا مریگا دس کو قتل کر کے اکیلا افراسیاب علمداری کریگا قران و برق ضرغام کو
ڈھونڈھنے گئے کل لشکر اپنے ڈیرا ہوا صبح ہوئی دیکھا ضرغام صحرا کی طرف سے بھاگا ہوا آتا ہی جیسے ہی عمرو نے ضرغام
کو دیکھا کہا او بچیا تو کہان تھا تیرے آقا کو تاریک چیر پھاڑ کر کھا گئی تجھکو کچھ افسوس نہین ہوا ہائے میرے فرزند
اسد شیر دل کو دفن و کفن بھی نصیب نہوا مین تجھکو بھی قتل کرونگا یا مشکین باندھکر پاس تاریک کے پہنچا دونگا
وہ چیر پھاڑ کر کھا جائے میرا قلب تسکین پائے ہائے تو زندہ پھرتا ہی میری آنکھون مین خون اتر آیا یہ کہکر عمرو نے
چاہا ضرغام کو خنجر مارے یا مشکین باندھے ضرغام نے پکار کر کہا قبلہ و کعبہ میری کیا خطا ہی مین واسطے شکار کے
جنگل مین گیا اگر مین یہان ہوتا اپنی جان دیتا انکو کھا گئی مین کیا کرون میرا کیا اختیار ہی مین نے اس سے کہا تھا
کہ میرے آقا کو تو کھائے جسطرح انکی موت تھی وہ ہوا عمرو اور زیادہ جھلایا کہا بچیا باتین بناتا ہی ضرغام نے خواجہ
کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا قبلہ میری بات تو سنیے آپ تو میرے قتل پر آمادہ ہین میرے مرنے سے اسد
زندہ ہو جائینگے یہ کہکر عمرو کے کان مین کچھ کہدیا سبنے دیکھا تو عمرو رو رہا تھا یا خاموش ہوا اگر پکار کے کہا

صاحبو حقیقت مین سچ کہتا ہے مرضی پروردگار کی باغبان وغیرہ سبنے اسلحہ کی باتین کہین خیر اگر آقا ہمارا مارا گیا ہم لڑینگے بدلا لینگے جو منظور پروردگار کو یہ داغ بھی دل پر اٹھائینگے **صرصر** نے **مہ جبین** وغیرہ کو کچھ حیلے سے سمجھایا وہ بھی کنیزون کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوئین مگر عمرو نے ایک نامہ مندرج جملہ حالات طرف کوکب کے روانہ کیا ملحوظ خاطر ناظرین ہو یہان لشکر اسد غم اسد مین بیقرار افراسیاب نے سامان جشن کیا دھوم ہے کہ اسد مارا گیا افراسیاب کو یہ بھی گمان ہے کہ میرے سردار اگر اطاعت کرینگے تاریک سے کہلا بھیجا کہ یہان آپکی خوراک مین روزمرہ ہو بیجا ہوگا میخانہ عمدہ طیار ہے شراب بھی حاضر ہوگی ایک ہفتے کی مسلمانون کو مہلت دیجیے رو بیٹھ کر حاضر ہونگے اگر شراکت کرینگے تاریک نے اہل اسلام سے کہلا بھیجا کہ اب غم مین اسد کے رو بیٹھو پھر سمجھا جائیگا ایک ہفتے کی مہلت دی

دو کلمہ داستان لشکر کشی کرنا برہمن کا برائے مقابلہ ملکہ تاریک اور خبر پہونچنا افراسیاب کو اور نامہ لکھنا ہوان کو واسطے روکنے برہمن کے راہ مین عیاری صرصر و آمد کوکب اور زمین سے برآمد ہونا ملک اطلس گلگون پوش کا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا مخمسہ

نہ تو گھر بھاتا ہے مجھکو نہ چمن ان روزون
چپ سی کچھ لگ گئی ہے اہل وطن ان روزون
مثل آئینہ ہون ششدر ہمہ تن ان روزون
خامشی مجھکو ہوئی قفل دہن ان روزون
چھٹ گیا مشغلۂ شعر و سخن ان روزون

چہچہے سنکے مرے آتی تھی خاموش ہزار
ہان مگر جو بنا مجھکو ہوا یہ آزار
زمزمے میرے تھے مرغان چمن کو دشوار
گم ہوئی ہے مری گلبانگ سے راہ منقار
کیون نہون گرم فغان زاغ و زغن ان روزون

ایسے جینے سے ہو انسان کو مرنے کی خوشی
پانؤن لٹکائے ہوئے قبر مین بیٹھا ہون ابھی
میرے دشمن سے بھی حالت نہین دیکھی جاتی
ناتوانی نے کیا مردہ مجھے جیتے جی
پیرہن تن پہ ہے مانند کفن ان روزون

تیرے عاشق کو یہی وصف ہے مرغوب مرین
واسطے اپنے بس اس غم مین یہی خوب مرین
اور منظور یہی ہے بہ اسلوب مرین
زیست سے تنگ دل ایسے مین کہ ڈوب مرین
نظر آئے جو کوئی چاہ ذقن ان روزون

دل مین حسرت رہی تا زیست نہ پہری کاشی ناسخ
گھر سے جانے کو نہین چاہتا ہے جی ناسخ

	پر مجھے چپکے سے حیدر نے خبر دی ناسخ		ہیں جفا مین جو یہی اہل وطن کی ناسخ	

مجھے چھٹتا نظر آتا ہی وطن انروز ون

کوکب قصر جمشیدی مین داخل ہی مگر نہایت پریشان ہرکارون سے خبرین سنین کہ تاریک نے قیامتین برپا
کین چند سردار مارے گئے چند قید ہین اس تردد مین تھا کہ آسمان سے برق چمکی مہرخ کی کنیز نے نامہ ہاتھ مین کوکب
کے دیا دیکھا سر نامے پر مہر عمرو کی نامہ کھولا اول القاب تھا بعد اسکے کل کیفیت مرقوم تھی کہ اسقدر سردار مارے گئے
اسقدر قید ہوے اب ہم سب نوبت بجان وکارد براستخوان ہین فی الحال بڑی قیامت ہوئی تاریک بارگاہ امیر
نامدار پر جا پڑی تھی خدا نے خیر کی ضرغام نے پہلے سے عیاری کی اسد کو درہ کوہ مین چھپا دیا ایک شخص غیر کو
اسکی صورت بنا کے بٹھا دیا تھا تاریک اسکو چیر پھاڑ کے کھا گئی یہ مقدمہ راز دنیا ہی کھلنے نہین پایا افراسیاب
یہی جانتا ہی کہ طلسم کشا مارا گیا تمکو بھی یہ حال تحریر کیا ایک ہفتے کی تاریک نے مہلت دی آیندہ جو مرضی ہو
برادر تم آیکا قصد کرنا بران کو چھپانا جو کچھ ہم پر گذریگی جھیلینگے یہ مضمون پڑھکر بیقرار ہو گیا سر پیٹنے لگا فوراً اسلاح
جنگ درات برآراستہ کیے حکم ہوا مرکب بادرفتار ہمارا تیار ہو ہم براے مقابلہ تاریک جائینگے یہ سنکر قصر جمشیدی
مین تلاطم ہوا طبل چہار دست لشکر تیار کرنے لگا فوراً ہول ساحرون مین کمر بندی ہونے لگی کوکب روشن ضمیر
بصد جاہ و توقیر قصر جمشیدی سے اترا چاہتا تھا پشت مرکب پر سوار ہون کا آسمان پر برق چمکی کوکب نے دیکھا کہ
برہمن مع جوانان صف شکن آکر پہونچا کوکب کے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان کیونکر ہو سکتا ہی
غلام موجود ہون اور آپ براے مقابلہ تاریک جائین یہ نہو سکیگا گھوڑے سے آپ اتریے آرام کیجیے غلام جائیگا
مین اس سے مقابلہ کرونگا باقبال شہنشاہی وبتائید فیوض نامتناہی اس ملعونہ کو سزاے معقول دونگا ہزارہا
بندگان خدا کا خون اسکی گردن پر ہی معاوضہ معقول ہوگا قضا لیے جاتی ہی آپ کو نہ جانے دونگا ہرچند کوکب
نے کہا مگر برہمن نے مانا کوکب نے کہا ای برادر ہم تم ساتھ چلین برہمن نے کہا قاعدے کے خلاف ہی مالک
اپنے مقام پر رہے جان نثار جاکر مصروف جنگ ہون جب کچھ ضرورت ہو یہان سے مدد روانہ کیجیے راہ مین بھی
غلام سے مقابلہ پڑیگا خراج گذاران افراسیاب روکینگے منزل منزل کا حال تحریر کرونگا کوکب نے برہمن
کو خلعت عنایت فرمایا اور اپنی فوج کو حکم دیا ہمارے برادر استاد کے ہمراہ جائین جانبازی و سرفروشی کی آرزین برہمن
بصد شوکت وحشمت پشت مرکب بادرفتار پر سوار ہوا جمشید بن کوکب کو تخت نشین کیا طبل رحیل سپہ سالاری
آگے بڑھا طبلہاے زنگاری کی بے پھر بہ سر گرنہ نوبت النقارہ سے بجتے ہوے طرف تاریک کے روانہ ہوے

لیکن بطور چہار دست کا یہ طریقہ تھا کہ دس کوس آگے بڑھ جاتا تھا جو دیہات و قصبات ملے وہانکے رئیس کو
پیغام بھیجا کہ شہنشاہ کی اطاعت کرو جسنے اطاعت کی اُسکو پناہ دی ورنہ لڑ بھڑ کے قصبات کو پھونک دیا رئیس کو
قتل کیا گو وسکہ نام پر کوکب کے جاری کرتا ہوا چلا جاتا ہی جب برہمن اُس مقام پر آتے ہین پاک صاف
پلٹتے ہین خارہائے کفر مٹا دیے گل اسلام کی خوشبو ہی جب دس پانچ مقام برباد ہوے زمیندارون نے عرضی
خدمت مین افراسیاب کے روانہ کی افراسیاب بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ عرضی ان بھیون کی پہونچی افراسیاب
بہت بگڑا کہا اس برہمن بچے کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ بادولت کے مقابلے مین آتا ہی یہ کہکر غنچہ ٹیک کر اُٹھا وزرا
اُمرانے دامن تھام لیا عرض کی اگر حضور اُدھر جائینگے یہان مقابلے مین کمی ہوگی مہرخ کی بارگاہ مین صف ماتم
اسد بچھی ہی صبح و شام مین وہ لوگ پیغام صلح دیا چاہتے ہین یہان کسکو یہ اختیار ہی کہ جواب و سوال کرے
بدون حضور یہ جھگڑا رہ جائیگا مقدمہ فیصل نہ پائیگا کسی اور حاکم زبردست کو تحریر فرمایئے وہ برہمن کو روک لیگا
افراسیاب کو یہ بات بہت پسند آئی راہ مین ایک ملک ہی ابلق نگار و قطع جمشیدی اُسکا لقب ہی اُس
ملک کے لوگ عبادت گذار سامری کہلاتے ہین جب شوہر مرا عورتین جوان ستی ہوئین جو عبادت کرنے
والے بوڑھے ہوے اُنھون نے اپنے کو زندہ دفن کرایا اکثر نوجوان بھی دفن ہوے پہلو نشین سامری
بے تمام اہالیان طلسم ہوشربا باشندگان قطع جمشیدی کو معزز و مکرم جانتے ہین اطاعت گذاران جمشیدی
اُن سبکے لقب ہین بہت مضبوط اُن سبکے مذہب ہین وہانکا بادشاہ بھی نہایت ساحر زبردست سحر و ساحری
مین مشہور عالم مکار رفتار ہومان ابلق سوار افراسیاب نے ایک نامہ برائے ہومان تحریر کیا
لکھا تھا ای پیشوائے مذہب سامری ای شہنشاہ اقلیم افسونگری ای مقبول بارگاہ سامری و جمشید ای گل
گلزار باغ امید برہمن کو سودا ہوا ہی ہمارے مقابلے کو آتا ہی ای خیرخواہ دولت ای صاحب شوکت یہانکی
والی امان نے لڑائی کو فتح کیا طلسم کشا کو کھا لیا امروز و فردا مین لونڈی غلام خدمت مین حاضر ہوا چاہتے
ہین لہذا بادولت کا تشریف لانا مناسب وقت نہین ہی اُس ڈانڈے سے برہمن آگے نہ بڑھنے پائے
اور بہت کچھ تحریر کرکے ایک ساحر تیرہ رو کو دیا ساحر نامہ لیکر روانہ ہوا بعد جانے نامے کے صرصر کو حکم ہوا
کہ جا کر تم بھی اس معرکے کو دیکھو موقع ملے تو ہمارے خراج گذارون کی شراکت کرو صرصر بھی بانہائے
عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوئی یہان نامہ دار نے نامہ ہومان کو دیا سنتے ہی ہومان بہت تلملایا
اُسیوقت لشکر تیار کیا سات لاکھ سوار پیدل فوج کے دل کے دل لیکر قلعہ سے باہر نکلا وزیرون سے کہا کہ یہ بہت

شاق ہی کہ اس سرحد مین خونریزی ہو ہمارے بزرگ جا بجا دفن ہین عورتین ستی ہوئین اسوجہ سے اس سرحد کا قطع جمشیدی لقب ہوا اس سرحد مین بے ادبی واجب و لازم نہین قلعہ سے دس کوس آگے بڑھ چلو آگے چلکر اسکوررو کو نگا ٹوک کر برہمن کو مارونگا قوم کا برہمن ملچھ ہوگیا یہ بڑی بات ہوئی کہ طلسم کشا قتل ہوا اہالیان طلسم ہوشربا کو اسکا بڑا خوف تھا ہر کتاب مین یہی مرقوم ہی اسد غازی فتاح طلسم ہوشربا قاتل افراسیاب گرتاریک کو یہ شرف حاصل ہوا کہ احکام سامری و جمشید مین خلل ڈالدیا انکے مرتبے کو بڑی ترقی ہوئی عبادت سے یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہی کہ خداوند کے احکام مٹ گئے اسطرح کے حلم دیکر فوراً اسوار ہوا دس کوس آگے بڑھکے لشکر کو اتارا یہہ دن پچھلا باقی تھا کہ بلور مع شاہزادہ جمشید والا قدر آسمان کوکب روشنضمیر کا بدرا آکر پہونچے بلور کو معلوم ہوا کہ کیوان آکر سد راہ ہوا ہی بخوف لشکر اتار یا کہا مین استاد کو ابھی ساتھ والون نے کہا ابھی کہ استاد کو نامہ لکھیے وہ آجائین بلور نے کہا بڑے افسوس کی بات ہی ہر مقام پر لڑے معرکہ ہائے عظیم پڑے ایک بادشاہ آکر سد راہ ہوا اسکے واسطے برہمن کو تکلیف دین اپنے وقت پر وہ آئینگے یہ کہکر بلور خاموش ہو رہا ہومان نے بلور سے کہلا بھیجا یہ سرحد قطع جمشیدی ہی ادھر سے کبھی کسی غیر کا گذر نہین ہوا لشکر کو ہٹالو اور طرف سے جاؤ بلور نے کہلا بھیجا مردان عالم کا یہ دستور نہین ہی جس راہ سے قصد کیا اسی راہ سے جائینگے تم خود لشکر ہٹاؤ لشکر قہار کوکب روشنضمیر سے جان بچاؤ یہ جواب سنکر ہومان جل گیا طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے آکر سامنے جمشید کے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھاکر دعا و ثنائے بادشاہی بجالا ۓ مسدس

رہے تا کام دینداروں کو احکام شریعت سے
رہے تا عابدوں کو شوق محراب عبادت سے
خوشی تا حاجیوں کو ہوے کعبے کی زیارت سے
نماز اہل سنت تا ہو مسجد مین جماعت سے
ترا خطبے مین ہو نام اور خطبہ زیب منبر ہو
فروغ اسلام کو ہو رونق دین پیمبر ہو

شہنشاہ عالیجاہ کی دولت دعمر کو ترقی ہو ہومان نے طبل جنگی بجوایا کل ہمکو بندگان عالی سے مقابلہ کرنا جمشید نے حکم دیا یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑے لشکر مین تیاریان ہونے لگین ہوم خانے استاد ہوگئے سحر تیار ہونے لگے ہومان نہایت مغرور ہی اپنے نزدیک بہت و دور ہی ناچ راگ رنگ مین اوقات بسر کی کہتا ہی تمام اہالیان طلسم ہوشربا نے طور پوچھے بات کا ہمارے پہلے سکھا سامری و جمشید ہمارے عزیز دار ہمارے بزرگ

اُنکے بخیہ پر ستارہ ہمین سحر کے تیار کرنے کی کیا ضرورت ہو سکہ سحر نے ہمارے نام سے رواج پایا ملکون مین ڈنکا بجا
معلوم ہوا زوال دولت کوکب کا قریب آیا ہے اگر الجھا ہی تا بدولت قلعہ سے نکل آئے اب لڑتے بھڑتے تا بہ
طلسم نور افشان جائینگے کوکب کو سلطنت سے معذور کر دینگے میان طلسم نور افشان لاشون سے بھر دینگے
ایسے کلمات مہملات بکا کیا جسوقت کہ ساحر روشن مزاج صاحب تخت و تاج یعنی ماہ تابان لرزان و ترسان تیغ
ثابت و سیارگان بخانۂ مغرب مین داخل ہوا شہنشاہ زرین پوش کو مرتبہ سلطنت حاصل ہوا اشعار

روز دیگر کہ این جہان پرغرور	یافت از چشمہ خورشید نور	ترک روز از خبر بان زرین سپر
ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر	جانبین سے لشکر طرف میدان کارزار کے چلے ہومان مغرور آگے اپنی فوج	

کے بڑھا ہوا اسباب سحر سے آراستہ چالیس قدم آگے بڑھکر ٹھہرا اُدھر سے آمد آمد لشکر بلور و جمشید تخت زرین پر سوار
بلور ایسا سپہ سالار تین لاکھ فوج لیکن سب جوانان صف شکن تیغ زن لڑے بھڑے جانباز و سرفروش آکے
میدان کارزار مین جمے ہومان کو بہت ناگوار ہوا کہ ہمارے ملک مین کبھی کسینے لشکر کشی نہین کی تھی لشکر جمنے بھی
نپاے تھے کہ فوج کو حکم دیا ان بلکہ بار لو بلور سمجھا تھا جو طریقہ مردان عالم ہے فرداً فرداً مقابلہ ہو گا ایک ایک ساحر
لڑیگا یکایک دیکھا اُسکی فوج مین جنبش ہوئی بلوہ کرنے کی کوشش ہوئی علم ہاے سیاہ کے پھریرے کھلے لپٹا
لپکے بڑھے بلور نے جو یہ دیکھا للکار کر آواز دی او بیحیا معلوم ہوا زیادتی فوج پر نازان ہوا اسطور سے جنگ آغاز کی
کیا مضایقہ ہی طلا زمان کوکب سطرح موجود ہین مرکب بڑھایا نعرہ کر کے لشکر ہومان پر جا پڑا جمشید نے تخت
کو ترک کیا پشت مرکب پر سوار ہوا تمام فوج کو اشارہ کیا دونون لشکر آپسمین مل گئے سحر سے زمین کانپی دھوئین
نکلنے لگے نخل جلنے لگے ہومان نے گینڈے سے اُترکر ایک گولا زمین پر مارا طبقہ زمین کا پھٹا دریا جوشان
و خروشان ہزار ہا طلا زمان جمشید ڈوبے بلور نے دیکھا کہ اس دریا نے آبرو کی صدہا ڈوب رہے ہین نہنگ نکلکر
کھا جاتے ہین مچھلیان تڑپ رہی ہین جنکے سینے پر پڑین توڑ کے پشت کے پار گذرین جمشید بھی پشت مرکب سے
پھاندا کنارے دریا کے آکر جوش مین نعرہ کیا بلور بھی اُبل پڑا نہنگا نہ دریا مین پھاندا نہنگون کو چیر کر پھینکا یا
مچھلیون کو جلایا ہومان نے اشارہ کیا ہزارون جلو و گرد دام سحر لیکر کودے کہ اس شناور دریاے جرات کو
پکڑ لین صدہا جال کیے ہر دام کو اس خوش انجام نے توڑا اندر دریا کے اُن ساحرون کو ڈبویا چیر پھاڑ کے اُنکو
پھینکا یا ہزارون کو قتل کر ڈالا دریاے سحر ہومان کو مٹایا خاک اُڑنے لگی نعرہ کر کے بلور نکلا ہومان نے
جو یہ دریا کی بلور کی دیکھی پناہ پائی مشکل ہوئی للکارا او بلور کہان جاتا ہی بلور اور ہومان کا سامنا ہوا ہومان

سے طرف اپنے قلعہ کے دیکھا دستک دی سو جوان سیاہ رو تیرہ درون بصورت میمون ترسول ہاتھ مین اچھلتے
کودتے نمایان ہوئے ہومان نے آواز دی ہان بلور کو پکڑلو یہ جوان جانے نپائے یہ دیکھکر بلور نے مٹھیان
کھولین پانچ پتلے سنہرے آڑی پٹیان باندھے ہوئے چھوٹے چھوٹے تیغے ہاتھ مین ظاہر ہوئے بلور نے اشارہ
کیا ای جانبازو سرفروش واے سرفروشان ذیہوش ان بچاؤن کو لینا یہ پانچ پتلے سپاہی وضع تیغے کھینچکر ان چالیسون
پر جا پڑے وہ چالیسون بندرون کی طرح ترسول لیے ہوئے کچلتے تھے چاہتے تھے انکو لپٹ جائین یہ پھکیت
پینترے بدلتے ہوے جسپر جا پڑے تیغہ مارا دو ٹکڑے ہوئے شمشیر آبدار سے ان جوانان عالیوقار کے دمین کاٹی
ایک چشم زدن مین یہ پانچ پتلے پانچ تھے چالیس کو لاچار کیا اُن سب کو شش و پنج جان جانیکا رنج یہ پانچ شش جہت
مین یکتا ایک کے دو بناتے تھے تیغے کھینچکر غول مین گھس جاتے تھے چشم زدن مین پانچ نے چالیس کو مارا ہومان
گھبرایا کہ میرا دیا ہے سحر بھی مٹا میمونان سامری بھی مارے گئے پانچون پتلے بلور کے مثل برق چمک رہے ہین
اب غول مین گھسا چاہتے ہین غصے مین بڑھا خنجر سے ران کو چاک کیا الو سے چلو مین خون لیا اُن پانچون پتلون پر
پھینک دیا قطرات خون اس رو سیاہ کے شعلہ آتش بنگئے پانچون پتلے جلنے لگے وہی چند قطرے خون کے
ہومان نے بلور پر پھینکے بلور کی مٹھیان بند دل دردمند چہرے پر یہ معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی نشے مین ہوتا
بدمست ہوکر بلور جھومنے لگا اس حال پر ملال مین ہومان نے قریب آکر تیغہ مارا سر بلور زخمی ہوا چاہا کہ
سر کاٹ لون ہمراہیان بلور ٹوٹ پڑے کئی ہزار اس مقام پر مارے گئے سم کلوتا ما ساتا ہومان مثل رعد
گرج رہا ہی ابر خونی برس رہا ہی جسپر قطرۂ خون پڑا جل گیا ران اپنی کاٹ کر اہالیان لشکر بلور کو اسنے حیران کر دیا
خون برسا کر ہزارون کو مارا جمشید نے جو دیکھا کہ بلور کا عجب حال ہو گئی زخم کھا چکا مگر مقام سے نہین ہٹتا تھا
ہی کیفیت نہ چھوٹے سر سبز ہوکر مرون جمشید تیغہ پکڑ کے کود پڑا انگشتر پھینکنا شروع کین جب نگینہ چمکا چار چار
دس دس جل گئے گھسا ہوا لڑ رہا ہی اپنے سپہ سالار کے لیے سینہ سپر کر دیا بلور کو بچایا مگر بلور کا یہ حال ہی جیسے
اسپر قطرات خون پڑے ہین مبہوت لب پر مہر سکوت حیران حیران چہار جانب دیکھتا ہی جمشید سے کہا ای
شاہزادہ والا قدر مجھکو سحر فراموش ہی بیہوشی کا ہوش ہی جرأت سے لڑ رہا ہون قدم نہین جمتے قلب ٹھہر رہا
ہی غش آیا چاہتا ہی حضور مرکب پر سوار ہوکر نکل جائین یہ خیر خواہ اسی مقام پر جان دیگا لڑ بھڑ کر مر جائے گا
جمشید نے مصاحبون سے اشارہ کیا کہ بلور کو ہٹاؤ ایسا نہو ہمارا سپہ سالار مارا جائے ہومان کا خون
بلور پر پڑ گیا اُسکے سحر نے مبہوت کر دیا قریب تھا کہ لشکر کے پاؤن اُٹھین ہومان نے ابر خونی کو حکم دیا اُسکے

خون برسنے لگا ہزارہا ملازمان بلور و جمشید جلکر خاک ہوے اب جمشید کو کسی طرح کی فکر ہی بلور کو بچالیکے فوج
کو روکے ترغیب جنگ کرے خود بھی سحر مین مصروف ہی ہومان نے دیکھا کہ جمشید نے لڑائی کو روکا ابر کو اشارہ
کیا ابر سے اک برق گری سر جمشید بھی زخمی ہوا اب فوج مین ہلڑ ہوا قدم جوانان ثابت قدم کے اُٹھے ہومان
قتل کرتا ہوا بڑھا جمشید نے بیقرار ہوکے دعا کی اے مالک بے نیاز و اے رب کارساز بدعت سے اس بیحیائی
بچالے بندے تیرے مجبور ولاچار ہین آمادۂ بدعت ساحران غدار ہین تہ دلسے جو اس شاہزادے نے دعا
کی دیکھا سینے کہ صداے گرداوری برہمن روئین تن مع چند جوانان صف شکن تیغ آبدار کھینچے ہوے آ نکلا
بلور و جمشید کو زخمدار پایا وہین سے نعرہ کیا او بیحیا ہومان بچہ شیطان تجھکو بھی یہ دن میسر ہوا کہ فرزندان جمشید
کوکب پر دست انداز ہو پہونچتے پہونچتے گولہ کرے نکال کے اُس ابر خونی پر مارا دیکھا سینے یا تو وہ ابر لشکر
جمشید پر برس رہا تھا وہ ابر پلٹا لشکر ہومان پر برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا جل گیا بلکہ ابر نے اور نئی صورت
پیدا کی برق کی چشمک زنی شروع ہوئی رعد گرجا برق چمکی بوندیان پڑین جس ناری پر قطرہ پڑا آگ ہوکے جل گیا
خاک کا ڈھیر تھا ہومان کی تقدیر کا پھیر تھا دو تین گولے اور برہمن نے مارے جب گولہ پھٹا اسمین سے گولیان
کٹاریان چھریان سن سن نکلین جسکے سینے پر پڑین پشت کو توڑ کر پار گذر گئین ہر گولے مین دو سے گرے چار سو کے
سر پھٹے فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی سامری و جمشید کا نام لیتے تھے بھاگ کر جان دیتے تھے نامردون
کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا تھا ہومان ہرچند چاہتا ہو ابر سحر کو پلٹاؤن وہ ابر فوج پر آکے جم گیا دمبدم زیادہ
ہوتا جاتا ہی ہومان گھبرایا اتنے عرصے مین برہمن نے جمشید کو تخت پر سوار کیا بلور کا آب دمیدہ سحر سے
منھ دھلایا زخم سر بلور باندھا یہ بھی بجرأت پشت مرکب پر سوار ہوا برہمن آگے نعرہ کرتا ہوا جاتا ہی ہم
برہمن روئین تن غلام کوکب صف شکن او نامرد مجھکو دور جانتے تھے اب پہونچا اب کہان بھاگا
جاتا ہی تو حاکم قطع جمشیدی بڑا تجھکو ناز ہی شیطان عیار دمساز ہی اپنے بزرگون کو بلا نامردون نے اپنے کو
زندہ دفن کرایا کچھ خاک نہ حاصل ہوا فی الحقیقت شیطانون مین مل گئے تیرے کام نہ آے عورتون نے اپنے
کو ستی بنایا کیا پھل پایا دیکھ انشاء اللہ قطع جمشیدی مین جاکر یہ سب یزدان پرست اُترینگے سب شیاطین
بھاگ جاینگے ہومان ان کلمات کو سنکر غصے مین آیا کہا جاکر ابھی مین اس برہمن کو مارتا ہون بزرگون کا
نام لیتا ہی تشنیع دیتا ہی نیمچہ کھینچکر چلا ادھر سے برہمن نے گھوڑا بڑھایا سینے دیکھا برہمن شیرانہ جا پڑا
اسمین بگادرزن ہوے سپرون سے شعلے جھڑ کے گھماے سپر شل گل آتشبازی شرر افشان صدہا ساری

اُن شعلون سے جلے خاک کے ڈھیر ہو کر رہگئے ہومان نے اک ترنج نکالا خون سے اُسکو رنگین کرنے لگا برہمن
نے کہا او ملعون اِس خون مین اب تاثیر نہ رہی اب تیرا خون رنگ لائیگا دیکھو ابھی سے رنگ رو متغیر ہی گرگٹ
کی طرح رنگ بدلتا ہی دیکھو دم بھر مین اپنی آگ مین آپ جلتا ہی ہومان نے وہ ترنج خون سے تر کیا غصے مین
برہمن پر پھینک دیا اس سحر پرداز سکو بڑا ناز ہی اپنے نزدیک غلطے کا سحر کرنے لگا جب وہ ترنج قریب
برہمن کے پہونچا برہمن نے انگلی سے اشارہ کیا ترنج پھٹکر اُسی کے لشکر پرگرا کئی ہزار کے سر پھٹ گئے لشکر مین
شور ہوا ای بادشاہ کیا کہنا خوب اپنی فوج کو تباہ کرتا ہی سحر کرنے پر مرتا ہی ایک طرف سے بلور نے دباؤ ڈالا جمشید
بھی تیغ بکف لڑنے جا پڑا فوج ہومان کی مثل مور و ملخ کے بلوہ کرکے آئی تھی اب متفرق ہو کے بھاگنے لگی برہمن
نے زمین کو ہلا دیا پانچ چار سحر ہومان نے برہمن پر کالنات کے کیے لیکن وہ سحر اُلٹے پلٹے اُسی کے ساتھ والے
مارے گئے نخل ثمر رہے ہین برہمن نے دستک دی ہوا ے گرم چلی چشمے اُبلنے لگے بھاگنے والے اُسمین
گرتے ہین بعضے پتھرون سے سر ٹکرا رہے ہین بلور نے جمشید سے کہا کیون ای شہریار مشہور تھا کہ برہمن
صرف ستارہ شناس ہی کبھی کسی میدان مین نہین لڑا ساعت نیک بد بتاتا ہی کچ جرأت برہمن کی دیکھی
لشکر ہمارا بیکار ہو چکا تھا دیکھو سات لاکھ مین کس زور و شور سے لڑ رہا ہی جمشید نے جواب دیا ای سپہ لار
یہ جوان رابط و ضابطہ بہت کم لڑتا ہی ورنہ شاگرد رشید نور افشان جادو ہی جوان خوش تخبر صاحب
شوکت و لیاقت جرأت اسکی گھٹی مین پڑی ہی دیکھو حریف سے نگاہ کیسی لڑی ہی ہومان سا ب بھاگنے
تلوچ قبولیا نور افشان کو اطمینان ہوا کہ برہمن کی رائے پر کل امورات طلسم نور افشان چھوڑا کو کب
کا نگہبان کیا نہایت جوان لئیق ہی ہمارا اتالیق ہی وہان برہمن نیچے کھینچکر ہومان پر جا پڑا آواز دی او مردود
دور سے کیا چھو چھکا کرتا ہی آنکھ چار کر قریب آ تلوار کا وار کر سحر کے مزے اُٹھا چکا فوج کو اپنی جلا چکا بڑے
نالائق ہین جو تیرا ساتھ دیتے ہین وہان سے نوکر رکھکے لایا یہان بیچارون کو جلا کر خاک کیا ایسے کلمات
جو برہمن نے کہے ہومان حیران تھا کہ فوج تباہ ہو چکی بھاگے جاتے ہین لینا لینا کے بدلے بھاگو بھاگو
کا غل ہی شکست خوردہ لشکر کا بھی تحمل ہی خیمہ سرنگون خیر خواہان ہومان کا کلیجہ خون لاکھ چنا بیٹا
کہان جاتے ہو سب کے لیے بد دعا کرونگا سب تڑپ تڑپ کے مرو گے دیکھو اب بھی خیر ہی پلٹ
آؤ سب کے اہل و عیال کو قتل کرونگا ایک کو زندہ نچھوڑونگا میرے ساتھ لڑنے آئے تھے بھاگے جا
ہو آفت برپا کرونگا گھر بار تمہارا مٹادونگا بھاگنے والے جواب نہین دیتے بعضے کہتے ہین آپ بادشاہ

ہین اُنکو سلطنت پھر نہ ملیگی ہم جہان جا بیٹھنگے تین روپیہ کی نوکری پا لینگے آپ اپنی خبر منائیے گھر بار کا نام نہ لیجیے
اپنے سے کچھ نہین ہو سکتا ہمکو پکارتا ہی دشمن کو نہین للکارتا برہمن کا مقابلہ کرو دیکھو اُس شیر نے کیا قیامت
برپا کین ہمارے اہل و عیال کی کیا خطا ہی اُن بیچارون کا کیون نام لیتا ہی یہ کہتے ہین اور بھاگے جاتے
ہین قدم نہین جاتے ہوش بیکے پراگندہ ہین برہمن نے آگ لگا دی کہین پانی برسایا کسی کو آگ سے
جلایا کسی کو آب سحر سے ٹھنڈا کیا فوج کو خوب پامال کیا افسرون کو بیحال کیا اُڑتا بڑھتا برہمن قریب
ہومان ابلق سوار جا پہونچا ہومان کے جی تو چھوٹ گئے ہین سحر سب اپنے کائنات کے کر چکا
اب کوئی چارہ نہین آخر تلوار کھینچکر برہمن رومین تن پر جا پڑا گئی وار برہمن پر ایسے کیے ابر سحر
یہ ماہ تابان فلک جرأت چھپ گیا مثل نیّر اعظم چمکا وار اُس ناہنجار کے رد کیے جب وہ تکے
وار رد کر چکا نعرہ شیرانہ کیا ہمارے وار تو روک اُسنے سپر سحر کو اُٹھایا برہمن نے بیتر اجل کے ہاتھ مارا
تیغہ برق مثال چمک کر گرا گھاٹ سے بڑا گھاٹ نہ کی آب تیغ کی طغیانی کشتی حیات اُس بے آبرو
طوفانی کی ڈوبی دو ٹکڑے ہوئی ہومان کا مارا جانا اندھیرا چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی
بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من ہومان ابلق سوار بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب
خود نرسیدیم سات لاکھ فوج لیکر ہومان ابلق سوار آیا تھا دو لاکھ مارے گئے کچھ بھاگے جو موجود
تھے اُنھون نے لاشہ ہومان دیکھا گھبرا گئے جان دیکر لاشہ اُسکا اُٹھا بطرف قلعہ قطع جمشیدی کے
بھاگے ہمراہیان جمشید بن کوکب و برہمن رومین تن نے بھاگنے والون کو بڑھ بڑھکے قتل کیا
دو کوس تک مارتے ہوئے آئے بڑاؤ ہومان کا لوٹ لیا برہمن نے چاہا تھا کہ آج ہی لڑتے ہوئے
قلعہ جمشیدی مین داخل ہو جائین لیکن فوج نے شکست فاش اُٹھائی تھی اب آگے بڑھنا ناممکن ہوا
اُسی مقام پر سب ٹھہر گئے برہمن نے بھی دیکھا فوج کے پاؤن نہین بڑھتے تلوار روک لی گھوڑے سے
اُتر پڑا جمشید و بلور بھی زخمدار تھے ساتھ والے اُنکے بھی بہت قتل ہوئے بارگاہ ہومان پر آکے
قبضہ کیا اُسی بارگاہ مین داخل ہوئے زخم دوزیان ہوئین سامان عیش مہیا ہوا شاہزادہ جمشید کو اس فتح
کی بڑی خوشی حاصل ہوئی ہزار ہا روپیہ غریب فقرا کو تقسیم ہوا اطاعون کو خبر پہونچی برائے مبارکباد حاضر ہوئے
شاہزادہ جمشید بن کوکب سریر جہانبانی پر آکے متمکن ہوا دنگل شوکت پر برہمن رومین تن دست
چپ پر بلور چہار دست گلہائے زخم جسم پر مردان عالم کے کھلے ہوئے پٹیاں چڑھی ہوئین بدھا

پڑی ہوئی ہین سب جاتا نان ہنکو سرخرو فصہ ہکو کل انشاءاللہ قلعہ و قطعہ جمشیدی مین داخلہ کرینگے اور سکہ کوکب روشن ضمیر کا جاری ہو ہمارے شہنشاہ کی عملداری ہو سب جوان اسی خواہش مین ہین الغرض جمشید نے حکم دیا نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین ایک ایک حور جمال پری تمثال ناز و کرشمون مین طاق شہرۂ آفاق اوسکے سامنے حاضر ہوئین مبارکباد گائی ایک حور پیکر نے جمشید سے آنکھ ملائی یہ غزل عاشقانہ گائی غزل

دورا نہین ہے سرے کا چشم سیاہ مین
مانند خار الجھتے ہین اغیار راہ مین

ہردم وہ سلک گوہر دندان ہون گھونٹا
رہزن ہی سے ہو کاش ملاقات راہ مین

چھپنا گلی مین ہی حسینون کے نقد دل
بٹھا لگا ہی تیغ کا تیری کلاہ مین

دل آگیا دہن پہ ترے یک بیک مرا
ہنگامہ جان نثارون کا ہی قتل گاہ مین

سیندور اسکی مانگ مین تیا ہی یون بہار
کوئی ہی فکر نان مین کوئی فکر جاہ مین

کیا دون مین اسکے چہرہ پر نور سے مثال
بل پڑ گیا ہی یار کی تیغ نگاہ مین

فریاد رس کی پہونچی نہ فریاد کان تک
کوئی نہین شریک کسیکے گناہ مین

بانا بڑا ہی یار کے پلے نگاہ مین
گھر آکے دل مین کر گئی ہفت پہی جان

موتی پرو رہا ہون مین تار نگاہ مین
آنیکا انکے کوئی مقرر نہین ہی دن

لوٹا ہی رہزنون نے مسافر کو راہ مین
اڑتے ہی اس سے آنکھ فنا تھی حجاب کا

گرتا ہی کوئی دیدہ و دانستہ چاہ مین
ای سرو قد گیا ہون پئے سیر باغ جب

جیسے دھنک نکلتی ہی ابر سیاہ مین
لگتے ہین دیکھنے مین معبر اگر اسے

دھبا لگا ہوا ہی بشرہ روے ماہ مین
اغیار منھ چھپا لینگے ہمسے کہان تلک

ارمان رہگیا یہ دل دادخواہ مین

ہردم جو مین کھٹکتا ہون انکی نگاہ مین
کشتی ہماری ڈوب گئی آکے تھاہ مین

ملتا نہین ہی منزل مقصد کا راہبر
آ نکلے ایک بار کہین سال و ماہ مین

کرتی ہی قتل بانکی ادا اسکی خلق کو
ابر قضا کا گھاٹ ہی تیغ نگاہ مین

ہی شور آمد آمد قاتل جو دیر سے
لپٹا ہون ہر شجر سے ترے اشتباہ مین

غفلت ہی ہر کسیکو نہین قبر کا خیال
یہ جنس بے بہا ہی ہماری نگاہ مین

ترچھی نظر سے اسنے جو دیکھا یقین ہوا
ہوگی کبھی تو ہمسے ملاقات راہ مین

منزل ہی اپنی اپنی قلق اپنی اپنی گور

شب بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز نازنینان حور مثال نغمہ سرایان خوش جمال اس محفل خلد منزل مین حاضر ہین برہمن رو مین صبح اس فتح کی ایک عرضی خدمت مین شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے روانہ کی مضمون یہ تھا کہ ای شہنشاہ کوکب روشن ضمیر والی ناظر باتوقیر واضح راے بیضا ضیا ہو کہ آپکے اقبال سے یہ جنگ سر ہوئی بڑی فتح میسر ہوئی لیکن شاہزادہ جمشید اس جنگ مین بہت زخمی ہوا شیرانہ لڑا انتہا کا معرکہ پڑا ہومان الجق سوار مع جاتا نان نامدار واصل جہنم ہوا کل آپ کے اقبال سے یہ نیازمند مع فوج ظفر موج

داخل قلعہ قطع جمشیدی ہوگا اطلاعاً گذارش کی جان نثارون نے اس لڑائی مین بڑی کوشش کی
مگر واسان قدیم کا خیال واجب و لازم ہی نامہ ایک ساحر کو دیا وہ نامہ لیکر طرف قصر جمشیدی کے
روانہ ہوا جبکہ برہمن آفتاب تابان دیر مشرق سے زنار شعاع دیب گلو کرکے پوتھی ضیا کی ہاتھ مین
لیکر چرخ نیلی پر برآمد ہوا شاہزادہ جمشید بن کوکب نے حکم دیا لشکر تیار ہو آج اندر قلعہ قطع جمشیدی
کے مقام کیا جائے بعد تسخیر قلعہ طرف لشکر خواجہ عمرو کے کوچ کیا جائے بہت جلدی ہی بلور نے
عرض بھی کی آپ کے لشکر والے زخمی اسی مین دو مقام اس جگہ پر کرنا واجب و لازم ہی آیندہ جو حکم
شہنشاہی برہمن روئین تن نے بھی کہا ای سپہ سالار وہی بلور چہار دست نامدار حقیقت مین
شاہزادہ جمشید نے بہت بجا ارشاد فرمایا ایک ایک دم ہمکو زہر دم شمشیر گذرتا ہی تاریک شکل کش
نے نہین معلوم لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم پر کیا قیامتین برپا کی ہونگی ہر ایک مقام پر رک رہنا بہت
شاق ہی دل مقابلے تاریک شکل کش کا بہت مشتاق ہی یا تو ہمکو قضا لے جاتی ہی یا باقبال
شاہنشاہی اس ملعونہ کو جا کر مارا حقیقت مین راہ مین بھی معرکہ ہائے عظیم پڑینگے یقین ہی جہانتک
پہونچنے سے پہنچتے اکثر ناظمان افراسیاب روکین انکے بھی نالے پہونچین گے کیا عجب ہی کہ خود
افراسیاب آکے ہمکو روکے لیکن جوانان صف شکن کب رکتے ہین ایسے سرکش سے کب
جھکتے ہین یہ بھی یقین کامل ہی خود بخود ترقی پر بیتابی دل ہی قطع جمشیدی بہت قلعہ وسیع ہی بیحساب ساحر بستے
ہین مین اپنے بزرگون سے سن چکا ہون کہ قلعہ مین اگر خود جمشید بسا دعوی ملکائی پر مگر کو کسلجا بجا مشغلہ سحر کیا
کیے بہت انکے مصاحب میمون خصلت شیاطین ہیئت سحر کرنے مین شراب پیکر مرے مرتے ہی شریک انکے
شیاطین ہوے بعض مرے جو مرے انکی عورات پر شیاطین نے قبضہ کیا جو انکے عزیزون نے منہ بنا دیے ہر سال وہان میلا
ہوتا ہی تمام دنیا کے ساحر اپنا شرف جا کر آتے ہین مٹھون پر نذر و جواہر چڑھاتے ہین اسی وجہ سے بالیقین
قطع جمشیدی کو اپنے اپنے سحر پر ناز ہی ہمکو ضرور روکین گے قلعہ مین نہ آنے دینگے ضرور لڑائی پڑیگی
بلور نے اسیوقت لشکر تیار کیا یہ کہکے نیاز مند عین در قلعہ پر جا کر بارگاہ استادہ کر دیگا برہمن روئین تن
نے کہا اب ہمسے جدا ہونا مناسب نہین ہی بارگاہ ہمراہ ہی چاہیے تمکو کوئی آفت دے بلور چہار دست
نامدار وکیں آگے بڑھ گیا اور لاشہ ہومان ابلق سوار لیکر ہلیان فوج بھاگ گئے تھے لیکر قلعہ مین پہونچے
کیوان ابلق سوار بھائی ہومان کا اپنے بھائی کے مقام پر بیٹھا ہی ذکر در پیش ہی کہ بھائی صاحب نے جا کر

کوکب کو شکست دی ہوگی لڑائی فتح کر کے آئینگے سردار کہہ رہے ہیں حضور آپ کے بھائی صاحب جو کہہ گئے ہیں وہی کرینگے ایسا نہو لڑتے بھڑتے تا طلسم نور افشان چلے جائیں کوکب پر جا پڑیں انکا غضب بڑے غضب کا ہو مقبول بارگاہ سامری ہیں اُنکے مُنہ کون چڑھیگا کون اُنکے سامنے لڑائی کو بڑھیگا آپکی قوم سے کون مقابلہ کرسکتا ہے افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا کا بھی قول ہے کہ قطع جمشیدی کے باعث سے طلسم ہوش ربا میں برکت ہے بڑے بڑے پنڈت پوجا پاٹ کرنیوالے اس قلعہ میں رہتے ہیں کبھی اس ملک پر کوئی چڑھکر نہیں آیا سب بادشاہوں کو یہاں کا پاس ہے کوکب نے اس بدعت کا قصد کیا انکا زوال دولت قریب آیا اب طلسم نور افشان تباہ ہو جائیگا یہ ہم لوگوں کی بد دعا غضب سامری و جمشید ہے یہ باتیں تھیں کہ رونے پیٹنے کی صدا بلند ہوئی کیوان نے کہا خیر تو ہے لاشہ ہومان لاکر ملازموں نے سامنے پہونچایا کیوان نے اپنے کو تخت سے گرا دیا تاج دے مارا کہا یہ بھائی کو کسنے قتل کیا سب نے عرض کی حضور لڑائی فتح کر چکے تھے وقت پر برہمن آگیا اُسنے فوج کو تباہ کیا آخر شہنشاہ مارے گئے خزانہ و مال لٹ گیا ہمارا افسر بھی چھپ گیا عرصہ دراز تک شور گریہ و زاری بلند رہا کیوان نے کہا ہمارے بزرگوں کی عبادت کا اثر کار سامری و جمشید سے کیا خوب پھل ملا ایک حقیر برہمن کے ہاتھ سے اتنے بڑے بزرگ کو قتل کرایا اب جلد ارتھی بنا کر لاشہ انکا جلاؤ ہم کریہ کرم بھی نہ کرینگے بھائی کے خون کا بدلہ ابھی لینگے بڑا ہی غضب ہوگیا افراسیاب ہم لوگوں کی طرف سے بڑا غافل ہے افسوس کہ ہمنے کیوں ایسے کا ساتھ دیا پہلے ہی سے نہ اندیشہ کیا صاحب کتاب سامری و جمشید ہے کیا اُسنے کتاب نہ دیکھی ہوگی معلوم نہ ہوا ہوگا برائے امداد برادر نیک نہاد وہ بانی فساد نہ آیا ہمارا گھر برباد کرایا خیر سمجھا جائیگا معلوم ہوا اب افراسیاب کو بڑا غرور ہوگیا ہے پہلے تو برہمن کی فکر کرلیں بعد ازاں شاہنشاہ سے کلام ہوگا دیکھے اسکا کیا انجام ہوگا ایسا کامل و اکمل مارا گیا اب ہمکو تا بجان نظم

تسلی دم واپسین ہو چکی	ہمیں ہو چکے جب نہیں ہو چکی	قلق گشتہ سخت جانی ہے پھر
امید اجل آفرین ہو چکی	بلا اُس سیہ روز کو زمین [illegible]	شب عیش اے مہ جبین ہو چکی
یہاں دم نہیں شوق سے قتل کر	ہے خون سے تر آستین ہو چکی	لکھو مرگ سے ہاں نوازش کرے
کہ اُس سے زیادہ نہیں ہو چکی	خیال اجل سے تسلی کروں	وہ طاقت بھی جان حزین ہو چکی

ثوابت ہین سیارہ شل شدر | مری آہ کرسی نشین ہو چکی | الگین مین ہو مومن وہ کافر صنم

بس اب پاسبانی دین ہو چکی | یارو جلد لشکر تیار کرو ابھی جا کر اُس برہمن بچے کو مارونگا لشکر مین فرمان

ہوئی کیوان ابلق سوار بقہر و غضب تمام سوار ہوا فوج کو ہمراہ لیکر چلا یہی کہتا ہوا یارو جلد چلو کہ
وہ لوگ ہماری سرحد مین نہ آنے پائین اِس سرزمین پر کبھی خونریزی نہین ہوئی جا بجا ستیون کے
مٹھ بزرگون کے دفن ہونے کے مقام ہین ایسی بزرگ سرحد مین خونریزی ہونا مذہب کی خرابی ہے
اِس سے اور زیادہ بد فالی ہے یہ کہتا ہوا قلعہ سے نکلا فوج بشمار پشت پر ساحران غدار قلعہ سے
تھوڑی دور وہ مغرور بڑھا تھا کہ اِسنے دیکھا ادھر سے بلور چہار دست بادہ جرأت سے
مست اُٹھائے بارگاہ کا لیے ہوے بڑے زور و شور سے آتا ہے یہی قصد ہے کہ سواری قلعہ مین
داخل کرون جب مین قلعہ مین پہونچ لون تب برہمن و جمشید آئین جاتے ہی گز وسکہ نام اپنے
شہنشاہ کے جاری کرون کیوان ابلق سوار نے جو بلور چہار دست کو آتے دیکھا جلکر خاک
ہو گیا آواز دی یارو تمنے دیکھا اب اِنکو یہ حوصلہ ہوا قلعہ کے قریب آ پہونچے سرحد قطع جمشیدی
مین آ گئے لو دھرم ناس ہوا شرف مذہب جمشیدی تا سامری و جمشید کو یہی منظور ہے کہ اب
خدائے نادیدہ کا مذہب رونق پائے پورے دو سو خداوندون کا نام مٹائے کہان خدائے
نادیدہ اکیلا اور یہان تو پورے دو سو خداوند ہین مگر اب ظاہر ہوا کہ خود پسند ہین سمجھ کے تقدیر
نہین کرتے جب تو یہ خرابی درپیش ہے اہالیان ہوش ربا کو پس و پیش ہے ان سبکو بار لو خبردار یہ
آگے نہ بڑھنے پائین یہ کہکے کیوان ابلق سوار گھوڑے سے کودا اسباب سحر ہاتھ مین لیا
پانچ چھ لاکھ ساحر تمام اہالیان شہر اُسکے ساتھ چلے آئے ہین لشکر بلور پر سحر کی بوچھار کر دی ہے
چار جانب سے گھیر لیا جبتک بلور اپنے کو سنبھالے سحر کرنے کا قصد کرے کئی ہزار جوان
قتل ہوے کیوان نے آتے ہی بارگاہ پر قبضہ کر لیا نگہبانان بارگاہ لڑے لیکن ہر ایک
ایک پچاس پچاس ٹوٹ پڑے بارگاہ کیونکر رکے آخر قبضہ سے نکل گئی بلور نے پلٹکر
دیکھا غضب ہوا تیغہ کھینچکر جا بجا استھان کر لین اُس سرحد مین تیلے نہین نکلتے تمام سرحد قطع جمشید جو نذر
جب تو آجتک کسی نے اِس سرحد مین آنیکا قصد نہین کیا افراسیاب اِس سرزمین کو برکت طلسم ہوش ربا
جانتا ہے خراج اگر یہان سے پہونچ گیا لے لیا اگر نہ پہونچا کبھی تاکید نہ کی تحفہ جات یہان کے بادشاہ کے لیے

ہمیشہ ہشیار رہتا ہو جب بلور جہار دست نے دیکھا ٹیلے میری مٹھی سے نہین نکلتے پریشان ہوا لیکن مرد سپاہی جی دار ہو تلوار آبدار کھینچکر جا پڑا اور بارے فوج مین غوطہ مار رہا ہو بارگاہ پر قبضہ کرون غیر ممکن ہو اندر سے قلعہ کے ہزار ہا ساحر چلے آتے ہین غل مچاتے ہین جلد ملازمان کوکب کو مارو لشکر بلور کو گھیر لیا بلور کے ساتھ صرف لاکھ سوار آمادہ فوج کا لیکر بڑھ آیا تھا چار جانب سے گھر گیا لیکن جان نثاران لشکر بلور تلوارین کھینچکر جا پڑے گولے ترنج و نارنج چلنے لگے ایک ایک جوان ایک غول پر جا پڑا سحر کر رہے ہین دم جرات کا بھر رہے ہین جب دیکھا گھر گئے اب وقت قتل ہمارا قریب آیا تلوار کھا کے گرے گرتے گرتے آواز دی یارو شکر ہو آج حق نمک شہنشاہ کوکب سے ادا ہوے اپنے آقا پر فدا ہوے بعض جوان اپنے ساتھ والون کو آواز دے رہے ہین کہ یہ تو ظاہر ہو کہ ساحران مکار غدار کے دھوکے مین آپڑے جانبازی کرو سینے سپر کرکے ان بچاؤن سے عرصۂ میدان کارزار ان نامردون کے لاشون سے بھر دو آخر مرنا ضرور ہو اس مرنے مین قلب کو سرور دنیا کی کشاکش سے چھوٹین عقبیٰ کے مزے لوٹین اشعار

یاد ایام عشرت فانی
کم نہین اپنے گھر کی ویرانی
گرد با گردش سپہر نے حیف
بے دری کر رہی ہو دربانی
کیا ہوئی وہ بلندی دیوار
کاہ کرتی ہو ناز ریحانی
نہ ملا کچھ نشان آب روان
جز سپہر و نجوم نورانی
نظر آتی نہین وہ تصویرین
زینت افزاے کاخ سلطانی
باضروف وسماط سے مجھے تھا
ہم کرون تازہ رسم ساسانی

نہ وہ ہم ہین نہ وہ تن آسانی
خاک مین اشک آسمان سے ملے
برج خاک سپہر کیوانی
نکتہ سنجون سے جی مین ہو پوچھون
کیا ہوے وہ خدا دلوانی
اٹ گئے حوض و نہر غیر از چشم
خاک سارے جہان مین چھانی
شور زاغ و زغن ہو سمع خراش
نقش دیوار کیون نہو فانی
آب کاشانہ فرش خاک ہوا
دعوی قیصری و خاقانی
سند گوہرین کا دھیان آیا

جا مین وحشت مین سوے صحرا کیون
ہاے کیسی بلند ایوانی
ایسی وحشت سرا مین آئے کون
کہ مین شہری ہون یا بیابانی
جاے گل ہین چمن مین ریزۂ سنگ
ایک قطرہ کہین نہین پانی
سقف رنگین و زرنگار کہان
اب کہان بلبل و غزل خوانی
صرف دلق گدا ہوے پردے
کیسے قالیچہ ہاے کاشانی
یاں نہین ہو مرقعہ و کشکول
پوچھتے کیا ہو وجہ گریانی

بالش سنگ وخواب وا ویلا
خون پلاتا ہو قہر یزدانی
شور مستی وعاے نوح نہ تھا
نقل مجلس ہر دلکی بریانی

بار خاطر ہوئی گران جانی
زہر ملتا نہین کہ پی جاؤن
کشتی ہی ہوئی جو طوفانی

ہم ہین اور حسرت سے گلگون
اب کہان وہ شراب ریحانی
وہ گزک کیسی وہ کباب کہان

ان اشعار عبرت آثار سے جانان صف شکن کے دل بڑھ گئے فوج ضلالت موج کیوان ابلق سوار پر جا پڑی خوب جم کر لڑائی ہوئی بلور چہار دست بھی انتہا کا زخمی ہوا لیکن ہمت نہ چھوڑا اُس جنگ دیک خو شیت وپہلو زخمی کمواز خونچکان ہاتھ مین جرات وہمت بات بات مین جس غول پر جا پڑا اصفون کو درہم وبرہم کر دیا بارگاہ کے چمن جانیکا بڑا قلق ہا غم سے کلیجہ شق ہوا جاتا تھا کہ فوج بلور کی شکست کھاے بلور نے پلٹ کر دیکھا قلعہ سے ہزارہا ساحر چلے آتے ہین جو آیا ملان کوکب کے قتل کرنیکی فکر کرنے لگا اب بلور چہار دست نے کہا کس آفت مین پڑے یہان سے بچکے جانا دشوار ہے اب کدو کاوش بالکل بیکار ہے فلک کجرفتار دیے آزار ہو موافق مضمون اشعار

بے ماتم اس چمن مین نہین خندہ جز
سایہ کو احتیاج نہین نردبان تلک
سیدھون سے منحرف ہو رہا ہو عدو
شمشیر نا اصیل رہے جو کمان تلک
پابوس پر کسی کے نہ پیدا کرین غرور
پھرتے ہی دیکھتا ہون صدا آسمان تلک
سختی سے گذری اہل سعادت کی اور معاش
ہو بیغرض کسو کو نہ سود زبان تلک

ہر کسوت کبود گل زعفران تلک
گرداب تک پہونچ کے شناور ہوے ہین غرق
بھٹکا جو راستی سے گیا ہر زیان تلک
لاف سپہ گری نہ بکے مرد است باز
ہو بخادے یہ سخن کوئی گر گلستان تلک
گر بن گئی ہو راستی دنیا مین پیش رفت
ہر منحصر غذا سے ہمان استخوان تلک

افتادگان نہ لین مدد غیر بہر اوج
کراتے اپنے سر کو مین گستاخان تلک
کیا اسکی قدر ہو جو سپاہی ہو نجیب
پاوے نہ راہ حرف زبان سنان تلک
راحت انھین کہان ہو جانی جوت شودہ
وابستہ ہو نہ تیر کا چلنا کمان تلک
آتش بلند ہو کے تو عنقا ہو ترا تلاش آب

الغرض دل سے یہ باتین کرکے بلور آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہوا اُس عالم یاس مین بصد ہراس التجا بدرگاہ بے نیاز کریم کارساز کے کیا الحاح وزاری کرکے گڑگڑا کر کہا اے خالق لیل ونہار واے مالک ومختار حقیقت مین اس حقیر سراپا تقصیر نے غرور کیا تھا کہ قلعہ قطع جمشیدی مین جاتے ہی داخل ہو جاونگا لفظ انشاء اللہ زبان سے نہ کہا تھا واسطہ اپنی کبریائی کا معاف کر تو معبود بے نیاز خالق کارساز ہے اب کبھی غرور نہ کرونگا آرزو ہے کہ جاکر اس مصیبت مین شریک لشکر اسلام ہون جاکر ملکہ تاریک شکل کش سے لڑین اور خواجہ عمرو نامدار کے سامنے جان دین وقت مدد ہے سب نے

دیکھا کہ بلور دعا مین مصروف ہے سب نے آمین کہی یکایک آسمان سے ابر نمایان ہوا لیکن وہ ابر آتش فشان
بصد عزم و شان بڑے زور و شور سے آتا ہے قریب میدان حرب آکر وہ ابر شق ہوا آگے تخت پر
شاہزادہ جمشید بن شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بصد عزت و توقیر مرکب باد رفتار پر سوار ہمراہی
برہمن و ثمین تن آگے پہونچا برہمن نے دیکھا کہ اثنا قطع جمشیدی مین بڑے زور و شور سے
تلوار چل رہی ہے بلور انتہا کا زخم اور بیقرار ہے گرد لاشون کا انبار ہے ہر چند کہ ہمراہیان بلور نے
کیفیت دیکھتے ہی برابر قتل کرنا شروع کیا اسقدر ساحر مارے کہ دریاے خون جاری ہوا مگر
اُنکا جماؤ بڑھا ہی جاتا ہے اندر سے قلعہ کے چلے ہی آتے ہین اور کیوان ابلق سوار بیباک و
سفاک لڑ رہا ہے ہزارون کو آتش سحر سے جلایا غول کے غول پامال کر دیے فوراً برہمن
کی نظر مین زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا آخر کو صبر نہ کر سکا نعرۂ مردانہ کر کے جا پڑا للکارا کہ او
بیحیا خبردار کیا کرتا ہے ستم رسیدگان غربا پر کیا دستِ بدعت دراز کرتا ہے آتے ہی برہمن نے
پہلے تو بلور جیار دست کو اُٹھایا بہ مشکل پشت مرکب پر سوار کیا تیغہ برق تاب کھینچکر جا پڑا
جمشید نے کل فوج کو اشارہ کیا ان جوانان شیردل نے جو اپنے ساتھ والون کو مبتلاے
بلا دیکھا سحر کرتے ہوے بڑھے شیرانہ لشکر کیوان پر جا پڑے چشم زدن مین طبقے زمین کے ہلا دیے
ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا شاہزادہ جمشید بن کوکب بھی مرکب بڑھا کر لڑنے لگا جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے
ہوے کیوان ابلق سوار نے جو برہمن و ثمین تن کو آتے ہوے دیکھا جلگیا یاد آیا کہ یہ میرے بھائی کا قاتل ہے
اہالیان فوج کو اشارہ کیا لو صاحبو وہ شخص آیا جس سے بدلا لینا منظور ہے اسی ظالم نے بازو ہمارا توڑا جب تک
بھائی صاحب رہے گئے کہ مین وہ وہ ہر رنگت زرد ہے ایک حربے مین گرد برد ہوا ہے میرے ہاتھ سے بچکر
ظالم کہان جاتا ہے اپنی سرکشی کی سزا پاتا ہے دیکھیو کیا رنگ دکھاتا ہون مجھکو بھی شل ہو مان کے سمجھا ہے کیتا ہو
اہالیان فوج کو رعب دکھیے دوڑا فوج تو حقیقت مین خستہ و شکستہ ہے مگر برہمن نے بڑھکر نعرہ کیا کہ او
کیوان بے ایمان تیرے بھائی نے بھی بیوجہ جان دی کیون تیری شامت آئی ہے پلٹ جا اطاعت ہمارے
شاہنشاہ کوکب کی قبول کر خطا تیری معاف کرا دینگے ورنہ تیرے تئین بھی شل ہو مان کے واصل جہنم
کرونگا نعرۂ برہمن سنکر کیوان اور زیادہ بھبولا نقیبون کو آواز دی کہ کیت بڑھے آواز مین لگا فخر گے
یہ وہ لوگ ہین کہ نامرد کو مرد بنا دین اپنے سخنان عبرت آمیز جرات خیز سے غیرت مین لا کر دیوے لڑوا دین سکے

دلون مین جوش جرأت ہوا ہر ایک جوان بادۂ شجاعت سے مست ہوا اب معرکہ جنگ سخت ہوا ہجوم گرانی ہونے لگی بہادر دریاے غیرت مین شناوری کرنے لگے آبرو کا خیال ہوا جان دینے پر تلے دونون لشکر مثل شیر و شکر آپسمین ملگئے سپر بن ملکر جو اٹھین گھنگھور گھٹا چھائی تلوارون کی چمک بجلی کی کڑک ہر ینے لگے پرنالے خون کے جاری ہوے مردان دریادل نے برسات کی کیفیت دکھائی رنگ موسم برسات جو نظر آیا رنگینون نے یہ غزل جنون خیز وحشت انگیز شروع کی نظم

گھٹا چھائی ہی اے ساقی عجب عالم ہی گلشن پر
سے گلگون کی بارش چاہیے سبزہ ہی جوبن پر

تاسف ہی کہ بعد دفن کوئی بھی نہ یان ٹھہرا
ہمارے رونیوالون مین فقط ہی شمع مدفن پر

کبھی بار ندامت سے نہ ہرگز سر اٹھائیگا
رہیگا بوجھ میرے خون کا قاتل کی گردن پر

نہین معلوم کن کن آفتون کا سامنا ہوگا
قیامت ہی دل اپنا آگیا ہی ایک پرفن پر

بناتا ہی نشانہ چرخ گردان روز و شب مجکو
جو مہر و ماہ کو ترجیح ہی سنگ فلاخن پر

ترے مجنون کے تلوے ہین جو زخمی دشت گردی سے
ملمع ہی طلائے خون کا زنجیر آہن پر

تمھاری سرد مہری سے ہوا اتنا اثر مجھ مین
ابھی تو سرد ہو جائے جو چھیون جا کے گلخن پر

ٹھکانا جب نہ رہنے کا کسی کے دل مین پائیگی
ہمیشہ آرزو رویا کریگی میرے مدفن پر

جوان مرد و جو دنیا سامنے بن بنکر آتی ہو
نہ عاشق ہو زن بیباک و ہرجائی کے جوبن پر

ہین و مال باندھا ریشمی سرخ اس ستمگر نے
شہید ناز کا یہ خون ہو قاتل کی گردن پر

عوض لین ظلم کرنیکا جو اک دن پڑا اثر آہن
پھرین خنجر بدست بلبل کے صیادون کی گردن پر

یہ غزل گویون کے لڑکون نے اس دھن مین گائی کہ سننے والون کی طبیعت چرائی جوانمرد جان دینے پر مستعد ہوے سنان نیزوے سینے ملادیے طبقے زمین کے ہلا دیے دم شمشیر پر گلے رکھے جوش جرأت مین موت کے مزے چکھے لیکن برہمن نے کیوان کو تاکا رخ تا بحر تا طرف کیوان کے چلا یا تو کیوان بھی آمادہ ہوا تھا لیکن دو رستے حملہ ہاے شیرانہ کیے پرے کے پرے درہم و برہم کردیے کیوان گھبرایا دیکھا ایک اکیلا ہزارون کو جواب دے رہا ہی جسپر جا پڑا دبوچ لیا مثل شاہباز اجل طائران روح ساحران پر دغل پر جا پڑتا ہی سیکڑون کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا غلغلہ برپا ہی کیوان پیچھے ہٹا بے اختیار منھ سے نکلگیا بارے یہ بڑے شیر کا سامنا ہی اسکو دیکھکر دل کانپتا ہی جب

برہمن رویین تن قریب آیا کیوان ابلق سوار سامنے سے بھاگا برہمن رویین تن نے تعاقب کیا لجوری
فلک کجرفتار شعبدہ باز ظاہر ہی ہر ایک اسکی بدعت سے ماہر ہی لشکر اسلام نے اب فتح پائی بڑھتے ہوے
چلے جاتے تھے ساکنان قلعہ قطع جمشیدی کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا تھا بھٹکتے پھرتے تھے ملازمان کج کب
سرخرو بڑھتے ہوے جاتے تھے ناگاہ ملکہ صرصر شمشیر زن کہ اسکو افراسیاب جادو نے بھیجا تھا راہ مین
اسنے خبر پائی کہ یہان ابلق سوار ہار گیا گھبرا گئی کہ افراسیاب نے حکم دیا تھا ہمکو خبر پہونچانا مین
وقت پر نہ پہونچی شہنشاہ بہت آزردہ ہونگے پھر راہ مین خبر ملی کہ کیوان ابلق سوار اسکا بھائی مصروف
جنگ ہی برہمن رویین تن آپڑا اسکے ہوش اڑا دیے ہین صورت تبدیل کر کے آئی دیکھا لڑائی بڑے
زور وشور سے ہو رہی ہی برہمن نے ہزارون کو پامال کر ڈالا ہی کیوان بھاگا ہوا جاتا ہی برہمن تعاقب
مین کیوان کے ہی صرصر شمشیر زن ایک گوشے مین آکر ٹھہری تماشا دیکھنے لگی کہ شاہزادہ جمشید دلاور
فوج پر گرے ہین لیکن برہمن نے کیوان کو تاکا ہی وہ منہ پر نہین چڑھتا جب سختی کا سامنا ہوا یہ
بھاگ کر قریب درہ کوہ پہونچا برہمن نے وہان بھی جا کر للکارا او نامرد کہان جاتا ہی کسواسطے اب
گوشے مین چھپا ہی صرصر نے جو یہ معرکہ دیکھا رنگ وروغن عیاری کا نکالکر بصورت عمرو عیار ہوئی
درہ کوہ مین در آئی برہمن گھبرایا ہوا ڈھونڈھ رہا ہی کہ کیوان کدھر گیا کبھی آواز دیتا ہی او نامرد یا تو تو
بندگان خدا کو قتل کرتا پھرتا تھا اب سامنے نہین آتا گوشے مین چھپ رہا شرم نہین آتی معلوم ہوا
کہ تو بڑا بے شرم ہی یکایک پاؤن کے آہٹ کی آواز کان مین آئی پلٹ کے دیکھا خواجہ عمرو آتے
ہین خوش ہو کے پوچھا ای شہنشاہ اوج عیاری اسوقت کیونکر آپکا اتفاق ہوا عمرو نقلی نے
کہا ای برہمن ملکہ تاریک شکل کش نے قیامتین برپا کر دی ہین سیکڑون کو چیر پھاڑ کر کھا گئی لشکر کو
ٹکڑے ٹکڑے شکست دی اس گلزار پر بہار پر خزان آئی تم یہان کانٹون مین الجھے ہوے ہو
کس سے لڑائی پڑی برہمن نے کہا خواجہ مجھکو بھی بڑی تعجیل ہی مگر کیا کرون کیوان ابلق سوار
بڑا حیلی ہی لڑتے لڑتے میرے سامنے سے بھاگا اس درہ کوہ مین کہین آکر چھپ رہا ہی مین کیا اس
سختی سے ڈھونڈونگا پہاڑ کو سحر کر کے ڈھا دونگا اس نامرد کو سزا دونگا خواجہ عمرو یعنے صرصر نے کہا
جلدی چلکر ڈھونڈھو اس لڑائی کو سر کر کے چلو عجب نہ کہ ملکہ مہرخ انتظار مین ہین یہ کہکے صرصر
پیچھے آئی برہمن بہت خوب کہکے آگے بڑھا صرصر نے حلقہ کمند کے گلے مین برہمن کے ڈالدیے

برہمن ارے کہکے پھر صرصر نے جھٹکا مارا گرتے گرتے دسون حجاب مارے برہمن بیہوش ہوکے گرا اب
صرصر نے آواز دی ای کیوان ابلق سوار کیون چھپا ہی مین نے برہمن کو پکڑ لیا کیوان صرصر کی
آواز سنکر سامنے آیا برہمن کو بیہوش دیکھا خوش ہوگیا زبان مین برہمن کی سوزن دیا ہالیان فتح
کو آواز دی دس پانچ ساحر اندر آگئے برہمن کو اٹھا کے تخت پر ڈالا صرصر کنارے ہوئی بلور و
جمشید کی نگاہ پڑی ہرکارون نے بھی خبر دی ای شہریار غضب ہوگیا نہین معلوم کسطرح برہمن کو
گرفتار کر لیا تخت پر ڈالکر لے نکلے ہین اب کیوان آتا ہی سحر سے طبقے زمین کے ہلاتا ہی دونون
جوانمرد زخمی ہو چکے تھے یہ خبر وحشت اثر سنکر گھبرا گئے بلور نے کہا ای شاہزادہ والاقدر اب بڑا
غضب ہوگیا برہمن کو وہ کیا گرفتار کرتا کوئی افتاد پڑی شاید کوئی عیار بھی آگئی اسنے برہمن کو
گرفتار کیا اب فوج کا تھمنا پاے استقامت کا جمنا نہایت دشوار ہی جمشید نے کہا مین اپنی جان
دونگا قدم نہ ہٹاونگا بلور نے کہا یہی ارادہ غلام کا بھی ہی لیکن مجبوری سب کچھ کراتی ہی دیکھین کیا پیش
آتی ہی قضا لیکر آئی تھی اتنے عرصے مین بپاے شکست ہوئی پھر فتح پائی چشم زدن مین فلک ناہنجار
نے کجروی دکھائی سنگ تفرقہ پھینکا یہ ذکر تھا کہ کیوان نے بلوہ کیا بھاگے ہوئے ساحر پلٹے ان
نامردون نے جو مہلت پائی سرکشی دکھائی جمشید و بلور کمر ہمت چست باندھے ہوے لڑنے پر آمادہ
ہین لیکن ہاتھ دستگیری نہین کرتے قدمون سے ثابت قدمی جدا ہوئی دل پر ابر غم والم چھایا خماری
سے پریشان کیوان سے بلور نے کئی مرتبہ بڑھکر مقابلہ کیا لیکن زخمی ہوا صدر زین سے زمین پر
آیا کیوان نے چاہا سر کاٹ لون ساتھ والون نے جی داری کی کئی ہزار نے اپنی جان دی مگر بلور
کو ہوادار پر ڈالا بلور زخمہاے کاری سے چور تھا بیہوش ہوگیا جمشید نے بہت کدو کاوش کی
بڑی کوشش کی کچھ نہو سکا زخمی تو ہو ہی چکا تھا غش آیا قلب ٹھہرایا ساتھ والون نے اسکو بھی ہوادار
پر ڈال لیا طرف صحرا کے بھاگے کیوان نے پیچھا کیا تعاقب نہین چھوڑتا قتل کرتا ہوا چلا آتا ہی ان بیچ
چاہا پڑاو پر رکین کیوان آپڑا آخر پڑاو بھی چھوٹا سحر کرتے ہوے طرف صحرا کے بھاگے خود بھی خوار
بیقرار و اشکبار بارہ کوس پر ایک صحراے ویران مین آکر ٹھہرے اُسی مقام پر آکر اُتر پڑے
کیوان فتح کرکے پلٹ پڑا مال و اسباب لشکر بلور کا اپنے قبضے مین لایا بڑے کر و فر سے آکر داخل
بارگاہ ہوا براے حفاظت برہمن روئین تن بارہ ہزار ساحر مقرر کیے ملکہ صرصر شمشیر زن نے

اپنے کو ظاہر کیا کیوان نے بہت کچھ انعام و اکرام دیا کہا اے صرصر میرا بھائی صاحب لیاقت و شوکت
مارا گیا اب مین صبح کو اس سردار کو دار پر کھنچونگا اپنے بھائی کے خون کا بدلا لونگا صرصر نے کہا آپ کو اختیار ہے
اس مقدمے مین کون دخل دے سکتا ہے حقیقت مین آپ کے ہزارون سردار مارے گئے ہونگے ہان
ایسے جری کو سامری و جمشید نے بلا لیا شہنشاہ بھی بڑا افسوس کرینگے اگر آپ نے برہمن کو قتل کیا
باعث خوشنودی شاہنشاہ ہوگا اس برہمن کی وجہ سے شہنشاہ نے بڑے بڑے صدمے اٹھائے
جابجا یہ خوب لڑا آکر ملکہ یاہیان زمرد پوش کو زخمی کیا قوت بازو دے کوکب ہے اسلئے قتل کرنے مین
بڑا مطلب ہے رکن اعظم نور افشان گر جائیگا پھر یقین ہے کہ کوکب ہمارے شاہنشاہ سے نہ لڑسکے
اصلاح کا پیغام دے یہ فتح سامری کے کرم سے آپ کے نام تحریر ہوگی مہرخ و بہار پر تو ملکا تاریک
غالب آئین اسد نامدار کو چیر پھاڑ کر کھا گئین وہ سب تو بیدل ہو چکے ہین صرف کوکب و نور افشان
و برہمن روئین تن کی قوت پر لڑ رہے ہین ادھر برہمن روئین تن قتل ہوا ادھر کوکب نے فرار پر
قرار پکڑا اب تو کیوان پھول گیا اپنے کو بھول گیا ایک ایک سے کہتا ہے دیکھو صاحبو بڑے بڑے سورمے
پڑے ہمارے شاہنشاہ کہان کہان جا کر لڑے مگر یہ لڑائی ہمارے ہی ذات نیک صفات
سے فتح ہوئی اگر شاہنشاہ انصاف کرین تو انتظام سلطنت ہوشربا کو ہمارے ہی نام کردین
ہم خوب انتظام کرینگے پھر کبھی انقلاب نہوگا شہنشاہ بیٹھ کر چین کرین ہم سب ملک دیکھ لینگے کیا مجال ہے
کہ پھر کوئی سرکشی کرسکے اگر پیشتر سے انتظام ہوتا یہ ساربان زادہ طلسم مین کیونکر آسکتا چند عیارون
نے آکر ہنگامہ ڈالدیا یہ صرف غفلت شہنشاہ کی حماقت کا باعث تھا اب سبکو معلوم ہوگا مابدولت
فوج گران ہمراہ لیکر کوچ فرمائینگے تا بہ کوہ عقیق جائینگے صاحبقران و اولاد حمزہ کو ایک دن مین
گرفتار کر لائینگے خداوند لقا کو بالاے قیطول پہونچائینگے شیر قدرت کھلائینگے صرصر نے بھی
بڑی خوشامد کی کہا آپ نے بہت بجا ارشاد فرمایا رات بھر عیش کیجیے صبح کو برہمن روئین تن کو
قتل کیجیے مین بھی قتل برہمن دیکھکر خدمت شاہنشاہ مین جاؤنگی مفصل خبر پہونچاؤنگی کیوان صرصر
کی باتون پر مسکرا دیتا ہے کبھی کنٹھا یاقوت احمر کا کبھی موتیون کا مالا دیا مراد کیوان کی یہ ہے کہ صرصر خوب
راضی کرکے یہ جاکر شاہنشاہ سے یہ نہ کہے کہ مین نے عیاری سے گرفتار کیا جب عرضی جاے صرصر خود
کہے کیوان نے سحر کرکے برہمن کو پکڑ لیا ہے صرصر بھی خوشامد سے ہنسکر جواب دیا اے شاہنشاہ مجھے

کبھی ایسی خطا نہوگی آپ کے حکم کی پابند رہونگی جو آپ فرمائینگے وہی کہونگی کیوان نے صرصر کو بڑا بھاری خلعت دیا اب سامان عیش و نشاط مہیا ہوا جام مئے ارغوانی گردش مین آیا کیوان نشے مین جھوم رہا ہے طائفے ناچ رہے ہین بلبلا کر کہتا ہے بھائی صاحب کو کیا لیاقت تھی برہمن روئین تن سے نہ لڑ سکے ہمنے سرمیدان گرفتار کیا کیون ملکہ صرصر کیسا اس جز دسر کو سرمیدان تو کا صرصر کہہ رہی ہے حضور سچ تو یہ ہے کہ ایسے سحر ہمنے کبھی کاہیکو آنکھ سے دیکھے تھے کیا کیا سحر آپ نے کیے ہین صرصر نے بھی دو جام پیے لال ڈورے نشہ وحشت کے آنکھون مین پڑے کیوان کی جو نگاہ پڑی بیقرار ہوگیا کیسی کیسی نازنینان خوش گلو کشیدہ ابرو تندخو آپس مین شیر و شکر کی طرح گھل ملکے خوش فعلیان کر رہی ہین قہقہے پڑ رہے ہین گلے مل رہی ہین تانین اڑ رہی ہین ایک معشوق کرشمہ ساز بادۂ حسن سے مست نئے انداز سے یہ غزل گا رہی ہے کیوان گوش برآواز مبہوت بنا ہوا بیٹھا ہے وجد کر رہا ہے

غزل

پاؤن سکتے ہین کہ چل کوچۂ جانان کی طرف
وحشت دل لیے جاتی ہے بیابان کی طرف

پڑ گئی جسکی نظر عارض جانان کی طرف
اُسنے بھولے سے نہ دیکھا مہ تابان کی طرف

گل عارض پہ نہ عاشق کہین بلبل ہوجاے
بے نقاب آپ چلے کیون ہین گلستان کی طرف

پیچ قسمت مین ہے شاید کہ پریشان ہونگا
دل الجھکر ہے چلا کاکل جانان کی طرف

روح خوش ہوکے مری گر دیکھیگی اُنکے
آنکلینگے وہ جو کبھی گور غریبان کی طرف

کرچکا چاک گریبان جب اپنا مجنون
ہاتھ دوڑانے لگا دشت کے دامان کی طرف

اے جنون کیا چمنستان مین بہار آئی ہے
ہاتھ بڑھنے لگے جو میرے گریبان کی طرف

رحم دل ہین مجھے فوراً وہ رہا کر دینگے
میری قسمت سے جو جانکلینگے وہ زندان کی طرف

غیر کو بوسۂ عارض کی اجازت جو ملی
یاس سے مین نے نگہ کی رخ جانان کی طرف

دیکھین گر ایک نظر کوچۂ جانان کی بہار
بلبلین بھول کے جائین نہ گلستان کی طرف

یاخدا خیر ہو بلبل پہ نہ آفت آئے
آج پھر جاتا ہے صیاد گلستان کی طرف

زلف جانان لب رنگین کے قرین ہے دیکھو
کیا دھوان دھار گھٹا آئی بدخشان کی طرف

چلنے دیتی نہین یہ آبلہ پائی سطوت
یاس سے دیکھتا ہون خار بیابان کی طرف

کیوان جھومنے لگا جمال جہانتاب صرصر دیکھکر دست درازی کا قصد ہوا صرصر اپنے کو بچانے لگی کبھی بچا ہوا ہو

اس کمبخت کو بربادی منظور ہے ہماری جانبازی کو خاک نہ سمجھا تیور بدل کے کہا دیکھیے حضور ذرا ہوش مین آئیے
دست درازی نہ فرمائیے آپ خوب آگاہ ہین اٹھارہ سو ملک مین یہ کنیز پھرتی ہے بڑے بڑے تاجدار صاحب
اقتدار خواہان ہوئے یہ کنیز محفوظ رہی شہنشاہ افراسیاب میری عصمت پر گواہ ہین کیوان ڈر گیا ایسا
نہو کہ بگڑ جائے اور افراسیاب سے کہدے کہ برہمن و لیتن تن کو مین نے گرفتار کیا تھا بڑی خرابی ہو
اتنے مین سب مین مشہور کر چکا کہ مین نے بزور سحر گرفتار کیا یہ تو انتظار سحر مین بیٹھا ہوا جھوم رہا ہو رات بھر صرف
اسواسطے جاگا کہ شاید برہمن کیواسطے کوئی رہائی کی تدبیر کرے آج کی شب جاگ کر بسر کرنا چاہیے حفاظت
واجب و لازم ہی تمام ساحر جاگ رہے ہین لیکن وہ آفت نصیب مصیبت زدہ خستہ و شکستہ زخمدار و بیقرار و رنجور
یعنے سپہ سالار بلور و شاہزادہ جمشید بن کوکب اک دشت ہولناک مین آکر فروکش ہوے خیمہ و خرگاہ
ندارد ملازمون نے آکر اسی خارستان مین اپنے سردارون کو اُتارا صداے گریہ بلند ہوئی ایک آدہ
قالین تلاش کر کے زمین پر بچھایا جمشید و بلور چہار دست کو یہ سب بندوبست کر کے اُتارا آپ ہی
بیٹھ کر بیچارون نے زخم دوزی کی مرہم کیسا علاج کسکا حیران و پریشان گریان و نالان اس حال
پُر ملال مین اپنی حسرت و یاس پر خوب روئے سردارون نے عرض کی حضور یہان بالکل بے سر و سامانی ہی
طرف قصر جمشیدی کے تشریف لیچلیے ایسا نہو دشمن کو خبر ہو یہان بھی آ پڑے ہمنے بمشکل آپ کے زخم
دھوئے مرہم ناممکن آب و آذوقہ کی شکل ملک بیگانے مین بے آب و دانہ پڑے رہنا اندیشے سے
خالی نہین ہی لہذا اگر حکم ہو تو طرف قصر جمشیدی کے چلین بلور نے کچھ جواب نہ دیا شرما کے سر جھکا لیا مگر
شاہزادہ جمشید نے کہا اے سرداران تہمتن و اے صف شکنان تیغ زن بڑے افسوس کی بات ہی کیونکر
ہو سکتا ہی کہ اس حالت زخمداری و بیقراری مین جا کر باپ کو صورت دکھائین اپنی زبان سے بیان کرین
کہ آپ کے قوت بازو استاد خوشخو کو گرفتار کرانے آئے ہین کیا شہنشاہ ہمسے خوش ہونگے یقین ہی کہ صورت
سے نفرت کرین خدا کی عنایت سے بادشاہ باوقار جرأت و ہمت آشکار صاحب اقتدار ہم سب کے مالک
مختار ہین آپ لوگون کو یاد ہوگا زمانے مین جہانگیر کے کسی مقام پر منہ نہین پھیرا لوح طلسمی جب قبضے
نکلگئی اُسی رنگ سے لڑتے رہے گل جات کو کب اُسنے پایا اُنکے گلشن آرزو مین ہواے فرار کا
نام نہ تھا سنو طلسم نور افشان ہین وہ کب جائز ہی کہ شکست کھا کر بھاگ آئے وہین نہ مر رہے یا تو تم
کیوان کو قتل کرتے یا بسمل کی طرح آپ اپنے خون مین تڑپتے اشعار

ای برزدہ دامن بلا را
از کوچہ با طلب وفا را
دیوان گری محبت تو
آوارہ زلفش کردہ یارا
آمادہ صد سر دو دردم
ناکردہ بدوش یک قبا را
یادست جفاے چرخ بربند
آفات ہجوم فتنہ زا را

عمرے پے خویش دادہ ما را
یادم نہ کنی و ہیچ گہ من
کمزور سلم است ما را
جان و دل من پر از غم تست
ناکردہ تمام یک نوا را
ای بخت چنان مکن کہ آخر
یا بخل عطاے مدعا را
یارب چہ عداوت است با من

چون دررہ مردمی نہی پاے
بے مژدہ نہ دیدہ ام صبا را
بگانہ ز تاج کرو تارک
بجز تو تہی کنم چہ چارا
صد چاک سپردہ ام بہر دست
ممنون اثر کنم دعا را
تا کی بہ شکیب در پذیرم
این کارکنان کبریا را

ان اشعار عبرت آثار کو پڑھکر شاہزادہ جمشید بن کوکب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا صاحبو مین اپنے کو ہلاک کرونگا اس حال پر ملال مین قبلہ وکعبہ کو صورت نہ دکھاؤنگا بلور نے ہاتھ تھام لیا کہا ای شیر بیشہ جرات وای نہنگ بحر ہمت غلام خود اس امر کو قبول نہ کریگا یا تو اپنی جان دیگا یا اُستاد والا نژاد کو جاکر رہا کریگا بموجب مصرع ع واے بر او گرفتاری ما۔ سپاہی کے واسطے جان دینا یا خون اپنی گردن پر لینا جوہر جرات ہی کیا حماقت ہی کہ روے سیاہ جاکر اپنے شاہنشاہ آسمان جاہ کو دکھائین خبر وحشت اثر سنائین آپکی راے سے غلام کی راے مطابق ہی یہ بھی نمک خوار صادق ہی ہرکارے روانہ کیجیے معلوم ہو کہ اُنھین بچانے کیا کیا چند ساحر حاضر تھے اُنہون نے عرض کی بعد شکست حضور ہم ٹھہر گئے تھے دریافت ہوا کہ صرصر نے برہمن و رویین تن کو گرفتار کر لیا اُس ملعون کی کیا لیاقت تھی کہ برہمن و رویین تن پر دست انداز ہوتا اُسوقت جمشید نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا بڑے افسوس کی بات ہی خواجہ نے ہماری خبر نہ لی صرصر کی تو یون ہوا بندھے اور وہ سرو بوستان عیاری گل گلشن طراری سرفراز نہ کرین معلوم ہوتا ہی کہ اُنکو ہماری خبر نہین پہونچی بلور نے کہا راہ سے تو عرضیان لکھین فتح کی خبرین اُنکو ملین اس مصیبت کا حال نہ دریافت ہوا ہوگا ورنہ ضرور تشریف لاتے مصاحبون نے عرض کی اگر اجازت ہو ابھی جاکر خبر لین جمشید و بلور نے کہا اتنا زمانہ کہان باقی ہی رات تھوڑی سی وانگ بہت اب یہی دریافت کرو اگر وہ ملعون برہمن و رویین تن کو قید کرکے طرف افراسیاب جادو کے روانہ کرے تو راہ مین چلکر گھیرین اگر اُسکا قصد ہو کہ قتل کرین تو عین وقت پر لینے کو پہونچائین اس راے کو سب نے پسند کیا جمشید

ولبور نے ہرکارے روانہ کیے خبردار تو اُس جانب جاتے ہین لیکن کیوان نے بھی نامہ دار خدمت مین
افراسیاب کی روانہ کیا ہی اُس نامہ دار نے جاکر افراسیاب کو نامہ دیا افراسیاب شریک صحبت تھا
نشے مین شراب کے بلبلا رہا ہی ابلا ہوا بیٹھا ہی ایک ایک سے کہہ رہا ہی کیون صاحبو تحریر سامری نامہ کی
سراسر غلط ٹھہری بلکہ انشا غلط املا غلط خداوندون نے نہین لکھا ہی ستارہ شناس اپنا زور طبیعت دکھانے
کو ایسی ایسی باتین لکھا کرتے ہین بس جلبہ ہی تحریر ہی سراسر غلط تقریر ہی کہ اسد غازی بادشاہ طلسم ہوشربا
کا قاتل ہی لکھنے والا بالکل جاہل ہی اسد مارا گیا داتی امان کھا گئین اب مجھکو ہزار برس نہین کوئی مٹا سکتا
اب خروج کرونگا سب ملکون پر قبضہ کرونگا کوئی صاحب تاج و تخت باقی نہ ہے سب بدولت کو خراج دینگے
کل کی تاج بخشی کرونگا سب سے خراج لونگا سب سردار بھی خوش ہین حیرت البتہ واسطے ملکہ بہار کے
رنجیدہ کبیدہ بات کا افراسیاب کی جواب نہین دیتی اس حال مین نامہ دار نے آکر نامہ دیا افراسیاب
پڑھنے لگا تاج کج کیا بے اختیار منہ سے نکل گیا وہ مارا حیرت نے پوچھا کیون شہنشاہ کیا خوشی کی خبر آئی
افراسیاب نے کان مین کہا ہومان ابلق سوار دمار اگیا مگر کیوان نے بڑا کار نمایان کیا مجھسے دریافت
کرتا ہی کہ برہمن کو زندہ لاؤن یا قتل کرون مین جواب لکھے دیتا ہون فوراً قتل کرنا اس ظالم کے خون سے
ہاتھ بھرنا دو فقرے لکھکر نامہ دار کو نامہ دیا کہا جلد اپنے کو پہونچا لیکن برق بصورت مبدل دربار مین
افراسیاب کے حاضر تھا حیران ہوا یہ نامہ دار کہان سے آیا افراسیاب نے بہت خوش ہوکر جواب لکھا
یہ سوچکر اسکا پیچھا کیا جب وہ لکارہ کا لشکر پہونچا برق نے بشکل ساحر آواز دی میان جانے والے کہان
جاتے ہو وہ ساحر ٹھہرا برق قریب آیا کہا بھائی کون ہو کہان سے آتے ہو اُسنے کہا قطع جمشیدی سے
آتے ہین برہمن کو ہمارے آقا نے گرفتار کیا شہنشاہ کو لاکر نامہ دیا جواب مل گیا اب وہین جاتے ہین
برق گھبرا گیا کہا بھائی ہمنے کہا کہ تم پیدل جاتے ہو ایسا نہو عیار آکر مار ڈالے بہ پرواز پیدا کرو اڑ کر
نکل جاؤ کہین دنیا سے اٹھو عیار بڑے صیاد ہین صاحب ظلم و بیداد ہین ہر وقت فکر مین رہتے ہین ساحر
نے کہا بھائی تمنے بڑا احسان کیا ہمکو آگاہ کر دیا برق باتین کرتا ہوا ساتھ ہولیا جب تنہائی مین پہونچا تو اُسکو
مبہوت کرچکا تھا حلقہ ہائے کمند مارے بیہوش کیا زبان مین سوزن دیکر اُسکو کنارے ڈالدیا نامہ لیکر
خدمت مین خواجہ کی آیا خواجہ کنارے لشکر کے خاموش کھڑے ہوے تھے برق نے لاکر وہ نامہ دیا کہا
اُستاد بڑا غضب ہوا کوئی مقام قلعہ قطع جمشیدی ہی وہان برہمن پکڑا لیا گیا افراسیاب سے کچھ

جواب لکھا مین ساحر کو بیہوش کرکے ڈال آیا نامہ حاضر ہی عمرو نے برق کو گلے سے لگا لیا کہا بیٹا بڑا کام کیا مگر آجکل ہوش و حواس درست نہین ہین تاریک کی فکر مین کھڑا ہون کوئی بات عقل مین نہین آتی مگر اب لشکر سے ہوشیار رہنا مین برائے رہائی برہمن جاتا ہون اگر وہ جوان قتل ہو گیا کوکب کا بازو ٹوٹ جائیگا برق پلٹا عمرو نے اُسیوقت اپنے کو بانداز عیاری سے آراستہ کیا سمت قلعہ قطع جمشیدی روانہ ہوا مگر اُس شب کو کیوان تو مصروف عیش و نشاط ہوا پہر رات باقی تھی بلور و جمشید کو اکر ساحرون نے خبر دی ای شہریار غضب ہوا وہان میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہی ارادہ ہی بوقت سحر برہمن نامور کو قتل کرین صبح کو بھی دربار مین حاضر ہی لشکر بے انتہا جمع ہوا ہی جسمین ذکر ہو رہے ہین یہ مقام متبرک ہی کبھی یہان خونریزی نہوئی تھی اب کوئی مسلمان زندہ نہ بچے گا برہمن جس بارگاہ مین قید ہی بارہ ہزار ساحر مقرر کیے ہین وہ سب حفاظت مین مصروف ہین کیوان بھی جاگ رہا ہی آپ سے باہر ہی خود برائے حفاظت قریب قیدخانہ آتا ہی نگہبانون کو جگاتا ہی یہ سنکر شاہزادہ جمشید و بلور چہار دست اپنے مقام سے اُٹھے سلاح جنگ ذات پر آراستہ کیے مشت خاک اُٹھا کر گریبان مین ڈالی کفن سر سے لپیٹا کہا ای خاک تو لحد ہی اب جان دینے کی جد و کد ہی بلور نے تاج سر پر جمشید کے رکھا جمشید نے کہا ای افسر والا تا مدار اب تاج و تخت کیسا فلک نے گردش دکھائی چلکر جان دیتے ہین بموجب مصرع مصرع حرمت شاہ و گدا زیر زمین یکسان ست ہ وقت مرنیکا قریب آیا اب رعنائی زیبائی کی کیا ضرورت ہی اب بڑی رعنائی زیبائی یہ ہی کہ میدان سے قدم نہ ہٹے غیرت ہمراہ رہے ہوس دنیا دامن نہ کھانے لا بھر کر مر جائین یا اُستاد کو رہا کرین قبلہ و کعبہ اگر دیکھین کہ ہمارے فرزند نے رفیق جانباز کو بچایا طلسم نور افشان مین سب تعریف جرأت کرین نامردی مشہور نہو بلور نے کہا تاج و تخت کی برکت ہی غلام حضور سے آگے بڑھکر مریگا حضور رغیب دیتے مرنے والے بڑھجائینگے جمشید نے سبکو آمادہ پایا ہر چند کہ بھوکے پیاسے خستہ شکستہ زخمدار بیقرار تھے مگر حکم ملتے ہی تیار ہوے مسلح ہو کر برائے جانبازی حاضر ہوے بڑے جم گئے جمشید نے سبکو آفرین کی کہا یارو اگر حیات باقی ہی کوکب ایک ایک کو نہال کریگا عمدہ ہائے جلیل ملینگے سبنے عرض کی حضور کو پروردگار سلامت رکھے سب کچھ ملیا عزت آبرو ملی طلسم نور افشان مین نام ہوا اب تو جان دینے مین نیک انجام ہی کسیقدر رات باقی تھی کہ یہ دونون جوانمرد پشت ہائے مرکب پر سوار ہوے فوج ظفر موج لیکر چلے لیکن کیوان ابلق سوار تیرہ روزگار حکم دے چکا ہی میدان خونی کی تیاری ہو چکی برہمن قید خانے مین تمام جسم پر قید سحر زبان بلا نا دشوار ہی نہایت مجبور لاچار

ہی وہ شب مصیبت سے تڑپ تڑپ کے کاٹی سبکو دیکھتا ہی دشمن جان تشنہ خون ہین ایک کا یہی قول ہی کہ اس جوان کو قتل کرین اپنے آقا کے خون کا بدلا لین اسنے چراغ قلعہ قطع جمشیدی گل کردیا خانہ دلکو غم والم سے بھر دیا ناگاہ مشعل ماہ گل ہوئی شمع ہاے سیارگان لمعہ فگن آفتاب عالمتاب بصد قہر و عتاب تیغہ مہر کو حمائل کرکے ورس فلک پر جلوہ فرما ہوا برہمن نامدار کو نگہبانون نے زنجیر تھام کر کھینچا کشان کشان سمت میدان خونی لیچلے کیوان پشت مرکب پر سوار ہوا سات لاکھ فوج ریشان شہ ہمراہ رکاب ہر ایک کوچ قناب سے سر کنار کھڑی ہوکر تماشا دیکھنے لگی مشتاق ہی کہ برہمن قتل ہوئے تو خبر لیکر خدمت مین افراسیاب کے جاوٴن جاکر تہنیت سناوٴن یہ سوچکر کنارے آکے ٹھہری برہمن کو کشان کشان لیکر آئے سبنے دیکھا برہمن صف شکن مسلسل و مطوق زبان مین سوزن ہمراہ ساحران رہزن قتل ہار آتشین دہن پر چڑھا ہوا گلے مین ہاران سیاہ لپیٹے ہوئے کیوان کو بڑا خوف ہی کہ ذرا بھی غفلت ہوئی یہ ظالم رہا ہو جائیگا اسکا چھوٹنا قیامت برپا ہوگی ایک کو زندہ نچھوڑے گا بعض مصاحب کیوان سے کہ رہے ہین جلدی کیجیے ایسا نہو کوکب کو خبر پہونچے اُس سے کون مقابلہ کرسکیگا وہ بادشاہ جلیل اِس جوان کا کفیل اُسکو کون جواب دیگا کیوان بھی یہی سچ کہتے ہین فورًا جلادون کو حکم دیا اس کو قتل کرو جلادون نے سر زنجیر برہمن کو تھام کر کھینچا چبوترہ ریت کا بنا یا اُسپہ برہمن کو بٹھایا اسوقت سب طرح کے لوگ وہان جمع ہین شوکت و لیاقت برہمن کو خوب جانتے ہین اس جوان رعنا کو شگر پرے طلسم نور افشان و طلسم ہوشربا کے بخوبی پہچانتے ہین مشہور ہی یہ جوان خیر خواہ دولت شہنشاہ کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر ساعت نیک دیکھ ہر وقت کوکب کو بتاتا ہی ستارہ شناس فلک اساس صاحب حسب و نسب مشیر با ادب اسکی بے خرابی درپیش ہی مقام بے پیش ہی بعضے کہتے ہین حقیقت مین دنیا مقام عبرت ہی نہ جلسے عشرت ایک لحظہ بھر مین کیا کا کیا ہوتا ہی کوئی ہنستا ہی کوئی روتا ہی دنیا مین اگر آسایش غیر ممکن ہی دو چیزین ہر شخص کے ساتھ ہین از فقیر تا شاہ یعنی ہوس دنیوی و خواہش کاہش اگر بادشاہ ہفت اقلیم ہی قصد رکھتا ہو تو یہی کہ ایک اور اقلیم پیدا ہوا سکو بھی قبضہ کرون درویش جلا ریش ترک دنیا کر چکا لیکن فکر آب و نان مین مصروف ہی کل امورات دنیا خواہش و کاہش پر موقوف ہو آرام ملنا دشوار کوئی مضطر کوئی بیقرار بقول شاعر نامدار اشعار

سرے در عہد ما سامان ندارد
زدرد مفلسی درمان ندارد

کسے گر آب دارد نان ندارد
بشیرین سخاوت جان بود لیک

شادی میز ندر رشش ہمت پاس
کسے کو زر ندارد جان ندارد

چنان عام ست بے آبے درین عہد
بجز یک نان فلک در خوان ندارد
حدیثم از زمان دیگران ست
کہ ہر دو کی بشکنند ناد ان ندارد
بیابان طی بکن کش ہر بن خار
کدامے شیر غولستان ندارد
لب ور شکر جنبانند بدانند
زمردم عیب خود پنہان ندارد
کسے کو راند وز ترکش نواند
دگر کافر بت ایمان ندارد
کسے کو ترک گیرد گر بداند
نکو بشنو کہ گوش آن ندارد

کہ بہرام آب در پیکان ندارد
مجو لولو کہ از بس تنگ دستی
زمن این گفتگو امکان ندارد
بدریا در مشو کمر ز آشوب
کم از صد غول سرگردان ندارد
ز نافرمائی و ناشکری حق
کہ منعم نعمت ارزان ندارد
کہ دشمن چون بطعنش لب کشاید
وے آہنگ ترک آن ندارد
کسے کو نے بداند نے تواند
ہما تان ایزدش حیران ندارد

ز قحطا نان بہانی عیسے
خزف ہم در صدف عمان ندارد
چرا دستے نگہدارد زمانہ
جہان یک قطرہ بے طوفان ندارد
بیابان چیست آن عہد وگر بود
ہزاران عید یک قربان ندارد
کسے کو راند و مغلوب نفس است
ہمان نقش ز کبر انسان ندارد
اگر مومن بود زنجیر قلاب
بمعشوق ازل پیمان ندارد
ہمین گفتن نکو آید ز عرفی

اسوقت ایک ہنگامہ ہو گئی عبرت مین کوئی کہتا ہے بڑا جلیل قتل ہوتا ہے کوئی کہتا ہے ایسے کا قتل ہوتا بہتر ہے سامری پرستون کا قاتل ہے قوم برہمن مگر بالکل جاہل ہے اسکو مناسب تھا کہ کوکب کو سمجھاتا کہ عمرو کا ساتھ نہ دو افراسیاب سے دشمنی نہ پیدا کرو یہ دن یاد نہ تھا اب کیا بدحواس ہے حیران چارجانب دیکھ رہا ہے اب جان کا خوف ہوا اگر اسوقت شہنشاہ سامنے ہوتے انکے قدمون پر گرتا خطا معاف کراتا بعض نے کہا واہ بہادر ایسا نہین کرتے یہ مرد سپاہی ہے **افراسیاب** کے سامنے کبھی سر نہ جھکائیگا صاحب غیرت و لیاقت جرأت و سخاوت اسکا شیوہ ہے بڑے بڑے مقامات پر لڑا ہے کبھی منہ نہین پھیرا فوج مین تو یہ ہنگامہ ہے لیکن جلاد صاحب بیداد نے برہمن کو کھینچکر آواز دی اے بادشاہ جمجاہ اے عالم پناہ حکم اجل بھکم دیجیے کہ بڑا شخص جلیل ہے اسکے خون کے دعویدار بہت ہین ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ بڑی فکر کریگا اسکے واسطے جان لڑا دیگا کوکب روشن ضمیر و نور افشان اسکے نام کے عاشق ہین وہ بھی آمینگے اپنی جان لٹا دینگے کیوان نے جواب دیا او بیحیا کیا بکتا ہے ہمنے ایسے ہزارون قتل کیے کوکب و نور افشان کیا کر سکتے ہین ہم خود لشکرکشی کرکے بر طلسم نور افشان جائینگے اسکا سامان کوکب کو بھی پکڑ لائینگے یہی انکا بھی حال ہوگا اسکو بادولت سنگ

لڑائی پر کمر باندھی ہی بھائی کے خون کا معاوضہ لینا واجب و لازم ہے اب جلاد نے شانہ پکڑ کے برہمن کا ہلایا کہا ای جوان جو کھانا ہو کھائے جو بانی کی ہوس ہو دریا دلی دکھا مین آب شمشیر پلا مین اگر کسیکے دیکھنے کی ہوس ہو اسکو بلادون جو دل مین اشتیاق ہو ظاہر کر پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا رشتہ حیات منقطع ہوا یہ سنکر برہمن نے سر ہلا دیا کلام کی طاقت نہ تھی زبان مین سوزن دہن پر قفل ہائے آتشین نہایت اندوہگین لیکن اشارے سے مراد یہ تھی کہ او نامرد کھانے کے واسطے لخت دل بجاے آب خون جگر اسوقت کچھ ہوس نہین ہے آرزوے دیدار اپنے آقائے نامدار کی دنیا سے لیچلے یہ اشارہ کرکے برہمن کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے چار جانب حیران دیکھتا تھا کوئی دوست مونس غمگسار نظر نہ آیا اُس بیکسی مین اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کیا دل رجوع ہوگیا عرض کرتا تھا ای معبود تو ہر مقام پر موجود ہی دشمنون سے کیا ڈر بموجب مضمون مصرع مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست بطن مادر مین جگہ دی ایک قطرہ نجس کو یہ مرتبہ عنایت ہوا صاحب شوکت و لیاقت ہوا اسوقت بھی تو مین و مددگار ہی اپنے ناصر اسے حقیقی کو یاد کیا اب بیڑا پار ہی برہمن نے ملک کر دعا کی کیوان نے تیسرا حکم دیا جلاد نے تیغہ بیداد کھینچا جا پڑا ہاتھ مارا سب نے دیکھا برق چمک کر گری جلاد ملعون کے دو ٹکڑے ہوے صدائے نعرہ شیر آئی زمین تھرائی نعرہ کوکب

منم مالک ملک افسونگری
دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ
شہنشاہ کوکب شہ بے نظیر
قوی دست بازو و رستم شیم

منم رائج سکہ ساحری
منم گوہر بحر جاہ و جلال
ملقب بہ القاب روشن ضمیر

منم صاحب شوکت و عز و جاہ
منم آفتاب سپہر کمال
جلالت شعار و فریدون حشم

سب نے دیکھا اُس برق جہندہ سے کوکب ظاہر ہوا تاج شہریاری بر سر زرہ یاقوتی در بر دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوے غصّے سے چہرہ گلنار ابروے خمدار ملے ہوے تیغہ برق تاب بصد قہر و عتاب ہاتھ مین غصہ بات بات مین آتے ہی برہمن کی زبان سے سوزن نکالا کچھ خاک اُٹھا کر اُڑا دی خاک اُڑتے ہی اُن بیچاوون کے دل غبار الم چھا گیا ہزارون نے جھوم کر آواز دی منم غلامان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر یہ کہکر آپسمین کٹنے لگے کوکب نے خاک دو بھیکے زمین تھرائی فوج کیوان ابلق سوار گھبرائی بھائی کو بھائی نے مارا باپ کو بیٹے نے للکارا کوکب نے تو یون فوج کفار کو مٹانا شروع کیا لیکن برہمن تکلیف اُٹھاے ہوے غصّے مین اُٹھا بہ قہر و غضب تمام جا پڑا اسکو چیر کر پھینک دیا کمین جھپٹ کر گولہ مارا آگ برسائی کبھی دریاے سحر نے جوش مارا برسے برچھے

پہلوانون کو ڈپٹ کر برہمن نے للکارا کوکب بھی لڑتا ہوا طرف کیوان ابلق سوار کے جاتا ہی نامردی اُنکی
ناگوار جام بادۂ شجاعت سے سرشار دس بارہ ہزار کے قلب اُلٹ دیے بارہ ہزار ساحر لاکھ پر جا پڑے
جان جانیکا خوف نہ تھا دام سحر کوکب مین پھنسے ہوے ایک ایک کو یہی اشتیاق ہی کہ ہزارون کو ماریں
لیکن لڑتا بھڑتا للکارتا ہوا صفون کو درہم کر رہا ہی کیوان بڑے بڑے سحر کرتا ہی کوکب نے جب اشارہ کیا
سحر اُسکا دفع کر دیا برہمن نے لاشون سے میدان کارزار بھر دیا عین گرمی جنگ تھی ان شیرون کا وہ روباہ
صفت بار نہ اُٹھا سکتے تھے بڑے بڑے پہلوانون کو آئینہ وار سکتے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی جمشید بن کوکب
و بلور چہار دست مع فوج ظفر موج آکر پہونچے جمشید نے اپنے والد نامدار کی آواز سنی بلور سے کہا
ای برادر تو شہنشاہ کے نعرے کی آواز آتی ہی معلوم ہوتا ہی مرأت واقعہ مین حال آئینہ ہوا اب نامردون کی
قلعی کھلے گی بلور نے کہا خدا شہنشاہ کو سلامت رکھے اپنے نمکخوار کا قتل کب گوارا کرتے اہالیان فوج کے
بھی خوشی سے چہرے سرخ ہوے تلوارین کھینچکر ان شیرون نے بھی نعرے کیے فوج کیوان پر جا پڑے
کوکب اس جوش مین تھا کسی کا خیال نکیا کیوان کو تاکے ہوے جاتا ہی ہر مرتبہ یہی نعرہ ہی او نامرد ازلی
واہ ری تو نے برہمن کو بے وارث جانا تھا عیارہ کے بھروسے پر قلعہ سے نکلا اب بھی خیر ہی رومال سے
ہاتھ باندھ لے برہمن سے خطا معاف کرا اُنہین کا تو خطاوار ہی مین کچھ نہ کہونگا وہ بچیا مغرور ہر مرتبہ سحر کرتا ہی
چہار جانب سے کوکب پر گولے پڑ رہے ہین جمشید و بلور بھی لڑ رہے ہین کوکب نے اُٹھا کر اک سنگریزہ
مارا ان سنگدلون پر پتھر برسے ہزارون کے سر پھٹ گئے کیوان کا تخت ٹوٹا یہ بدبخت تخت سے گرا
چاہا بھاگ کر قلعہ مین جاؤن کوکب نے بلور و جمشید کو بہ قہر و غضب تمام آواز دی خبردار یہ بچیا قلعہ مین
نجانے پائے مین بے قتل کیے اسکو نچھوڑونگا بلور و جمشید غصہ کوکب کا دیکھکر کانپ گئے لڑتے ہوے
جھپٹے جا کر قلعہ کو پشت پر لیا خندق کو لاشون سے پاٹ دیا اب کیوان گھبرایا دیکھا در قلعہ پر ساتھ والے
جمشید و بلور کے راہ روکے کھڑے ہین جو اُدھر گیا واصل جہنم ہوا مجمع ساحران قطع جمشیدی کا درہم
برہم ہوا لاشون سے میدان معمور ہزارہا تڑپ رہے ہین اب کیوان کو کچھ بن نہین پڑتا بھاگا بھاگا پھرتا ہی
ملحوظ خاطر ناظرین و شائقین ہو بزرگی اس قلعہ کی تحریر کر چکا ہون ستیون کے مٹھ بھی اس سرحد مین بہت ہین جسمین
پرستاران ساری کو اپنی عبادت پر ناز ہوا اپنے کو زندہ دفن کرایا جا بجا گنبد بنے ہوے ہین یعنی وہ نشان تھی
کیوان پہچانتا ہی کہ فلان بزرگ ہمارے اس مقام پر دفن ہوے ایک گنبد کلان بنا ہوا ہی کیوان

جب بہت گھبرایا اُس گنبد کی جانب بھاگا کوکب نے تعاقب کیا برہمن بھی دیکھتا ہوا جاتا ہی کہ کیوان
ہر مقام پر ٹھہر جاتا ہی کوکب پر سحر ہو رہے ہین لیکن کوکب دریاے آتش کو جھیلتا جاتا ہی اگر دریاے آب ملا
جوش قہر و غضب مین پھاند پڑا چند ساعت مین دریا کو خشک کیا آگے بڑھا آگ کا دریا مل گیا گرم مزاج
صاحب تخت و تاج وہان کھڑے ہو کر پانی برسایا اُس دریاے آتش کو بھی مٹایا خود شعلہ بنا ہوا جسم پر زخم
سے سحر کے چھنا ہوا تاج کو سنبھالتا جاتا ہی فوجون کو شکست دی یہی فکر ہی کیوان کو نہ جانے دون اس
بچانے میرے قوت بازو کو بڑی تکلیف پہونچائی اب کیون بھاگا بھاگا پھرتا ہی کبھی نعرہ کیا او غول صحرا
نامردے ٹھہر جا مقابلہ کر تو نے برہمن کو گرفتار کیا تھا مجھسے بھی تو آنکھ چار کر بڑھکر کوئی وار کر کیوان
کو آئینۂ شمشیر کوکب مین جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیتا ہی سواے بھاگنے کے کچھ نہین بن پڑتا اُس
گنبد کلان کے جانب جاتا ہی برہمن نے دور سے دیکھا میرے شاہ نے بڑی شفقت کی فوجین بیچ
مین حائل ہین میرے شہنشاہ گھائل ہین یہ سوچکر تیغہ ٹیک کر جست کی ہر غول مین لڑا افسران نامی کو
ڈک کر مارا سحر بھی کرتا ہی شمشیر زنی بھی صف شکنی بھی کیوان نے دیکھا اب دو شیر میرے تعاقب مین
آتے ہین کہان بھاگ کر جاؤن کیونکر جان بچاؤن برہمن برابر پہونچ گیا کوکب نے بھی دور سے
دیکھا کہ برہمن نے کئی افسر مارے قریب کیوان ابلق سوار کے پہونچ گیا کیوان نے وار کیا
برہمن نے روکا تلوار کا وار کیا کیوان نے سپر سحر کو پناہ کیا تیغہ برہمن تڑپ کر گرا اُسکا سارا زخمی ہوا
اب خود سر کو سواے بھاگنے کے کوئی راستہ نہ ملا جست کر کے اُس گنبد کلان مین پہونچا قطع اُسکی یہ ہی کہ چارون
جانب سے دروازے کھلے ہوے بیچ مین چند سنگریزے رکھے ہین اُس پر کچھ ہار پھول پڑے ہین ذہن مین
نہین آتا کہ یہ کیا مقام ہی جیسے ہی کیوان اندر گنبد کے پہونچا جدھر سے برہمن آتا تھا اُدھر کا دروازہ
اُسنے بند کیا برہمن نے ایک لات ماری کہ وہ در کو منفاق گرا برہمن بھی اندر آیا اُسوقت کیوان نے ایک
چیخ ماری اور یہ آواز دی کہ دادا جان مجھکو بچائیے جیسے ہی اُسنے یہ صدا دی زمین سے آواز ہیبتناک
آئی قریب تھا کہ کان کے پردے شق ہون برہمن نے اسپر بھی کچھ خیال نہ کیا چاہا کیوان پر ہاتھ
مارے کہ زمین سے دھوان نکلا شعلۂ آتش بھڑکا چند شعلہ ہاے آتش برہمن کے گرد ہو گئے آہ آہ کی
آواز دینے لگا تلوار چھوٹ پڑی سپر نے پشتی بانی نہ کی کمان مین خم آیا خنجر مین دم نہ تھا مثل تصویر تصور برہمن
خاموش ہو کے کھڑا ہو گیا کیوان نے جو برہمن کو اس حال پُر ملال مین دیکھا تیغہ کھینچکر قریب آیا کہ سر کاٹ

لون کوکب نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ برہمن اندر جا کے مبہوت ہو گیا کیوان سر کاٹا چاہتا ہی تاب باقی نہی آواز
دی اد قابو پرست بدست کیا کرتا ہو دست خود را نگہدار اینک رسیدیم اسلح کا نعرہ کوہ شگاف کیا کیوان
اندر گنبد کے بقر آگیا ہاتھ روکا کوکب بتعجیل اندر گنبد کے پہونچا برہمن کو پشت پر لیا لکئی مرتبہ آواز دی
ای یار وفادار ہوشیار ہو جاؤ برہمن نے کچھ جواب دیا آنکھیں پتھرائی ہوئی ہاتھ پاؤن بیکار صاف ظاہر
ہی کہ کوئی اعضائے جسمی برہمن کا قابو مین نہین ہی کوکب نے کیوان کو ڈانٹا لکئی شعلہ ہاے آتش
بھڑک کر کوکب پر آئے کوکب بادشاہ طلسم نور افشان اُس آگ کو کب مانتا ہی ہاتھ سے اشارہ
کیا چند قطرات آب پیدا ہوے شعلے بجھ گئے کیوان نے اتنی مہلت پائی یہ بھی دیکھا کہ کوکب برائے
برہمن سینہ سپر ہی ہاتھ تلوار کا بر سر کوکب لگایا کوکب کو نہایت غصہ تھا بڑھ بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈالا
جھٹکا مار کر تلوار چھین لی وہ ملعون جیسا کہ لپٹ پڑا اگر پکارتا جاتا ہی دادا جان دوڑو مجھے اس ظالم کے ہاتھ
سے بچاؤ جب وہ آواز دیتا ہی شعلہ ہاے آتش کوکب کو گھیرتے ہین اکثر لکئی آبلے پڑے لٹیان زرہ کی جلین
لیکن کوکب نے کچھ خیال بھی نہ کیا جیسے ہی وہ لپٹ پڑا غصے مین گردن پہ ہاتھ ڈالکر یکبارا وہ بیچارہ منہ کے
بل زمین پر آیا کوکب نے کمر مین ہاتھ ڈالکے کیوان کو اُٹھا لیا سر سے بلند کیا زمین پر مارا چھاتی پر
چڑھ کے سر کھینچ لیا اُدھر تو کیوان مارا گیا لاشہ زمین پر تڑپا صدا ے ہاہو کان مین آئی کوکب نے چاہا
مار کر اسکو گنبد سے نکلون آواز آئی او شخص تو کون ہی روح سامری کو ستایا بے ادبی کرتے ہوے کچھ خوف نہ
آیا کوکب نے چہار جانب دیکھا کوئی کہنے والا معلوم ہوا برہمن اسلح جلا ہے آتش مین پھنسا ہی آہ آہ کر رہا
ہی معلوم ہوتا ہی جل جائیگا امتحان تک خاک ہو جائنگے آنکھین پتھرائی ہوئین چہرہ اُداس عالم یاس پھر زمین
شق ہوئی ایک زنگی نکلا تیغہ برہنہ ہاتھ مین کوکب کو اُس زنگی نے دوڑ اُٹھا کوکب پہ جا پڑا ہاتھ تلوار
کو اُٹھا کوکب نے دیکھا میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی ہاتھ نہین اُٹھتا زنگی کا تیغہ پڑیگا دو ٹکڑے ہو جاؤنگا بمشکل
تلوار کا ہاتھ اُٹھایا تیغہ اُسکا کاٹا کوکب نے اتنا کا نشہ بڑا کیا زنگی پر پنجہ قابض ہوتا تھا بمشکل سحر یاد کیا
اپنکو بچایا اُسپر وار کیا سر پر اُسکے تلوار پڑی دو ٹکڑے تو ہو گئے مگر سا ایک روغن پیدا ہوا اُسمین سے دھوان
نکلا اُس دھوئین سے کوکب کی بھی آنکھیں خیرہ ہوئین بادشاہ طلسم نور افشان ای ہر چند اپنے کو سنبھالتا
ہی نہین سنبھل سکتا غش آنے لگا صرف اتنا ہوا کہ کوکب نے کوئی اسم سحر پڑھا گلے مین جو تعویذ با قوت اسم
کا تھا وہ دانے شکست ہوے دو طائر کلان بے مصروف بندوبست ہوے ایک طائر نے بڑھ کر

زنگی کو روکا ایک سر پر کوکب کے سایہ فگن ہوا اسطرح کا انتظام کیا یہ باعث سلطنت طلسم نورافشان تھا
وہ دونون طائر غل مچاتے ہین جب زنگی چاہتا ہی کوکب کو قتل کرون طائر اپنا گلا رکھتے ہین پیرون سے سر
پیٹتے ہین جیسے کوئی عاشق صادق معشوق کو بچاتا ہی زنگی جھوم جھوم جاتا ہی کوکب کو ہاتھ نہین مارسکتا ناگاہ ایک
زمین سے آواز آئی او غلام بے ادب اس گنہگار کو سزا دے یہ جو آواز آئی باتو زنگی کے اُن طائرون کو دیکھکر ہوش
اُڑے تھے سست ہو رہا تھا اس صدا سے قوت آگئی دونون طائرون کو پکڑکے چیر ڈالا تیغہ کھینچکر کوکب
کی طرف چلا یہ معرکہ باہر جمشید بن کوکب نے دیکھا ہاے قبلہ و کعبہ کہکے دوڑا بڑے زور و شور سے گولہ مارا
جب وہ گولہ قریب زنگی کے پہونچا گولے پر اسنے ہاتھ مارا اور آواز دی تم سب قہر سامری و جمشید مین مبتلا
نہین ہوتے ہو بے ادبی و سرکشی کرتے ہو وہ گولہ اُلٹا پلٹا پیرون در گنبد آکر پھٹا اسقدر دھوان نکلا کہ بلور
و جمشید غش کھاکے گرے تمام افسر گرنے لگے دھوان جسکی آنکھ تک پہونچا وہ نابینا ہوا اہرمن کے قریب
جمشید کے گرا صداے آہ آہ زبان سے بلند ہر کس و ناکس دردمند ان سبکا جب اس زنگی نے یہ حال
کیا پھر قصد ہوا کوکب پر جا پڑون کوکب اُسطرح سکوت مین کھڑا ہی ایسا بدحواس ہی نہ بھاگتا ہی نہ زنگی پر وار
کرتا ہی چیخ مار رہا ہی آنکھین ڈگڈگا رہی ہین جیسے کوئی کسی دن کا پیاسا ہو چہرہ پر ہوائیان تمام جسم مین رعشہ
برہمن اُس حال مین کوکب اس ملال مین دونون بلاے آسمانی مین مبتلا باہر جمشید و بلور پر جو گذرا
کہ بدحواس ہوکر زمین پر گرے دھوئین کو دمبدم ترقی ہی زنگی سیاہ رو تیرہ درون تلوار کو تول رہا ہی کہ کوکب
کا سر کاٹ لون برہمن کو پامال کرون لیکن نہین معلوم کیا سبب ہی کہ وہ بھی جھوم رہا ہی قریب کوکب
نہین آتا اور کوکب کی بھی یہ کیفیت نہ روے رفتن نہ راہ ماندن سامنے زنگی راہزن باہر سے صداے
وا ویلا آئی ہی ملازم بلک بلک کے پکارتے ہین خداوندا ہمارے آقا کو بچالے ہم سبکو پناہ دے چند ساعت یہی
معاملہ رہا زنگی پھر جیرہ ہوا تیغہ تولا چاہا سر کوکب پر مارون کہ آسمان سے اک برق چمکی صداے ہیبت ناک آئی
اُس برق سے تڑاقا ہوا چند قطرے پانی کے گرے پہلے جمشید کو ہوش آیا بلور بھی اپنے مقام سے اُٹھا چاہا
دوڑکر اندر گنبد کے جائین کوکب و برہمن کو بچائین لیکن قدم نہ اُٹھا گنبد مین نجا سکے ہو نظر نہ ہلا سکے
ناگاہ وہ برق شق ہوئی سبنے دیکھا نورافشان بصد شوکت و شان تاج سر پہ چمک کر زمین پر گرا جو باہر
گنبد کے تھے اُنپر تو باران سحر برسا گنبد کے اندر تڑپ کے پہونچا زنگی سیاہ رو کو بقہر و غضب للکارا آواز دی
او نامرد خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا یہ شہنشاہ طلسم کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی

گر بادشاہ عالیجاہ پرورش کرے ہٹ سامنے سے گنبد سے نکل جا ورنہ سزا کے کامل پائیگا ہمارے دوستان صادق محبان واثق کا مقام ہی تجھکو کیا لیاقت ہی ایسے کلمات کہکر نور افشان قریب کوکب آیا سینہ اپنا سپر کر دیا کوکب کے جانب پلٹ کر کہا یہ کیا غضب کیا گنبد مین کیون گھس آئے آجتک یہ نہ سمجھے کہ طلسم ہوشربا مین کیا کیا بلائین ہین خدا انجام بخیر کرے یہ کہکے نور افشان کی مٹھی مین اک طائر ہفت رنگ تھا اسکو چھوڑا وہ ذفیل مار کے اُدھر کوکب و برہمن پھر آہ کا نعرہ کیا طائر کے مُنھ سے شعلہ نکلا جلکر خاک ہوا وہ خاک سر کوکب و برہمن پر گری دونون کو ہوش آیا دھوان برطرف ہوا زنگی نے نعرہ کیا او شخص تو نے غضب کیا میرے قیدیون کو چھوڑا لیا یہ دونون بڑے گنہگار ہین قاتل کیوان ابلق سوار ہین یہ کہکے تیغہ مارا نور افشان نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تاب نہ باقی رہی ایک طمانچہ مارا تڑاقی کی آواز آئی سر زنگی کا اُڑ گیا لاشہ زمین پر گرا اب بلحوظ خاطر ناظرین ہو عجب طرح کا مقام ہر کیت قلم بگدھر یان کر رہا ہی طرارے بھر رہا ہی چاہتا ہی پیک صبا سے آگے بڑھ جاؤن سبزہ فلک کو پامال کردن باگ کو روک رہا ہون شبدیز فکر جولان گری کا مشتاق ہی ایسے مقام دلچسپ کا آجانا یہ بھی اک اتفاق ہی جب نور افشان نے زنگی کو مارا ہر چند کہ رازدار تھا لیکن غصے مین تاب نہی کوکب و برہمن نے دیکھا جس مقام پر سنگریزے بار پھول پڑے تھے اُتنا طبقہ تو اُڑ گیا اک روشنی معلوم ہوئی آنکھین ملکر دیکھا اک تخت یاقوت نگار اُسپر اک بادشاہ باوقار تاج سر پر قبائے قلم کار در بر سپر و شمشیر سامنے رکھی ہوئی آنکھین غصے سے سُرخ آواز دی یہ کون بے ادب ہی یہ کیا غضب ہی کسنے ہمارے ملازم جانباز کو مارا ابدولت کے مسکن مین بے ادبانہ قدم رکھا ہی شرط ہی آتش قہر و غضب مین پھونک دون اپنے مقام سے اُٹھون بڑی ابدولت کو تکلیف پہونچائی جیسے ہی نور افشان نے اُس بادشاہ کو دیکھا کوکب و برہمن کو اشارہ کیا یہ تو سر جھکا کر کھڑے ہوے نور افشان نے بڑھکر آواز دی ای بادشاہ عالیجاہ ای معین و مددگار دین سامری ای شہسوار عرصۂ افسونگری ای دُر دریائے ہمت ای تاجدار اقلیم سخاوت کیا ساعت نیک ہی کہ آج بعد عرصۂ دراز جمال جہان آرا دیکھا ملاقات سے مشرف ہوے شعر بیا کہ تا تنگ درکنار کشم • بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم • ای شہنشاہ ملک اطلس گلگون پوش اب تو آپ برآمد ہوے باہر تشریف لائیے مشتاقون کو سرفراز فرمائیے یہ کہکے ملک اطلس کا ہاتھ تھام لیا ملک اطلس نے پوچھا ای برادر نور افشان یہ کس نے بے ادبی کی اندر گنبد کے قدم رکھا ہمارے غلام خاص کو مارا کیوان کو للکارا نور افشان نے کہا باہر تشریف لائیے (

سب کیفیتیں عرض کرونگا اب چندے پردۂ دنیا کی ہوا کھائیے یہ کہکر بلور کو آواز دی ای سپہ سالار جلد بارگاہ بیرون
استاد کرو ہمارے دوست صادق کے واسطے سامان عیش و عشرت مہیا ہو برہمن و کوکب حیران حیران
دیکھ رہے ہین کہ ای پروردگار یہ کیا معرکہ ہی یہ کون شخص ہی کہ جو زمین کے اندر سے اسطرح بصد کروفر نکلا جاہ و
جلال کو اسکے دیکھکر ہوش اُڑے جاتے ہین لیکن نور افشان اس جوان کو لیکر باہر نکلے چند کس سے اشارہ
کیا شہنشاہ کا تخت اُٹھا لو ملازمون نے تخت کاندھے پر اُٹھایا جب ملک اطلس ساتھ نور افشان
کے بیرون گنبد آیا پوچھا ای برادر بتاؤ یہ دونون جوان کون ہین نور افشان نے اشارہ کیا یہ جوان برہمن
وہ جوان شہنشاہ کوکب صف شکن بادشاہ طلسم نور افشان دونون میرے شاگرد رشید آپکی ملاقات
کے جویا تھے افراسیاب نے بڑی بدعت پر کمر باندھی ہی اُسی بدعت کا یہ بھی اک نمونہ ہی کہ سرحد قطع
جمشیدی مین خونریزی ہوئی آپکے گنبد کے اندر یہ آفتین زمانہ انقلاب ہی اہالیان ہوشربا و نور افشان
کو اضطراب ہی ملک اطلس نے کہا ای برادر مفصل حال بیان کرو یہ کیا ہنگامہ ہوا سامری پرست کیسے
کیون لڑے قطع جمشیدی مین کیون معرکے پڑے اس زمین بزرگ پر ہمارے عزیز و اقارب مارے
گئے نور افشان نے کہا چلکر سریر جہانبانی پر متمکن ہو جیے کل کیفیت عرض کرونگا اتنے عرصے مین بلور
نے بڑھکر بارگاہ زرنفتی استادہ کرا دی طائفے طلب کئے شراب و کباب جملہ سرانجام قاعدے سے آکر حاضر ہوئے
تمام لشکر مین بادشاہ شہنشاہ عالیجاہ ملک اطلس گلگون پوش آفتاب قطع جمشیدی دو سو برس کے
بعد زمین سے نکلے دیکھو کیا حسن ہی کیا جمال ہی کیا جاہ ہی کیا جلال ہی مقبول بارگاہ سامری و جمشید
ہین نہین معلوم برآمد ہونے مین کیا بھید ہین اور سرداران قطع جمشیدی نے ملک اطلس کے ہاتھ جوڑے
گرد پھرے تصدق نثار ہوے نور افشان نے ذرا مہلت جو پائی کوکب و برہمن و جمشید و بلور نے
اشارہ کیا خبردار خبردار کوئی دین اسلام کا نام نہ لے اگر اسکو ثابت ہو جائیگا کہ اہل اسلام نے آکر کیوان
کو مارا یہ ظاہر ہوا کہ یہ لوگ طرفدار ان اہل اسلام ہین ابھی غضب ہو جائیگا اب مین اسکو دام کلام مین
پھنساتا ہون دیکھون تقدیر کیا دکھائے ایک امر کا اور خیال رکھنا اگر شاید کسیوجہ سے خواجہ یہان آتے
ہون تو ان سے کہدو برائے خدا آپ چلے جائیے اسکے سامنے نہ آئیے ورنہ ابھی پردہ اُٹھ جائیگا
کوکب نے قریب آکر پوچھا اُستاد آپکے ارشاد کے تو ہم پابند ہین مگر یہ کون ہی نور افشان نے
کہا ای فرزند کئی سو برس اسنے پوجا پاٹ کیا جب ضعیف ہو گیا امید حصول شباب مین اپنے کو دفن کرایا

دیکھو جوان ہوکے نکلا سر پر اسکے تیغے کیوان کو مارا وہ جوان زنگی اللہ پر بھاری تھا جو میرے ہاتھ سے واصل
جہنم ہوا اب ان باتون کو چھپاؤنگا ایک بات سوچا ہون جلد بیٹھے تو وہ تمہید اٹھاؤن دام کر مین پھنساؤن
لیکن یہ سب خیال خام و تصور ناتمام ہین افراسیاب اسکی خبر سنکر خود دوڑ آئیگا اگر کہین خدانخواستہ یہ جاکر
شریک افراسیاب ہوا ادھر بدعت تاریک قسمت شکل کش ادھر اگر یہ پہونچ گیا کون بہادر بار اٹھا سکیگا جواب
دیناو شعار ہوگا خدا اہل اسلام کو اسکی بدعت سے بچائے آیندہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا اسوقت تو مین جلکر
فقرہ دیتا ہون اگر نکلتے ہی جنگ پر آمادہ ہوتا سراسر تباہی تھی اسوقت تو مین نے فقرہ دیا ہی آیندہ دیکھا
جائیگا کوکب و برہمن خاموش ہوئے نور افشان ملک اطلس کو ہمراہ لیے ہوئے داخل بارگاہ
زرنغی ہوا تخت پر ملک اطلس کو جگہ دی قریب تخت زنگل نور افشان ایک جانب کوکب
ایک جانب برہمن اور تمام سردار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے نور افشان نے حکم دیا عمدہ لطائف
لاؤ ملک اطلس نے کہا ای برادر نور افشان مین اس معرکے کے سننے کا بہت مشتاق ہون نور افشان
نے کہا ای شہنشاہ سامری پرستان و ای قافلہ سالار زہرہ ستان آپکے زمانے مین کون بادشاہ طلسم ہوشربا
تھا ملک اطلس نے جواب دیا شہنشاہ لاچین صاحب تاج و نگین بادشاہ خوش آئین عادل باذل فیاض
سخی عدالت گستر رعیت پرور اسکے زمانے مین شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے خاص ہوشربا
مین گدائی صدا نہ تھی چور کا کوئی نام نہ جانتا تھا معشوق عاشقون سے آنکھ نہ چراتے تھے دل کی چوری
سے بھی باز آتے تھے شمع کے چور کا سر کٹتا تھا غربا کو انعام و اکرام ملتا تھا کوئی ظلم و بدعت کا نام نہ جانتا
تھا شحنہ شہر کو کون پہچانتا تھا ناگاہ اس افراسیاب جادو بدخو نے گمراہی پر کمر باندھی وزیرون کو
بلایا نیلم ملعون نے جسکا اب نیلم شاہ لقب ہوا ہے خزانہ کا اٹھا توسن جادو نے تحفہ جات طلسمی چرائے
افراسیاب اسقدر مغرور ہوا آخر لاچین خوش آئین سے مقابلہ کیا وزیران مذکور نے اس بادشاہ
عالیجاہ کو سوتے مین گرفتار کیا افراسیاب بادشاہ بن بیٹھا اول شاہان بنگالہ نے یہ خبر سنی کہ افراسیاب
نے شہنشاہ لاچین کو قید کر لیا اس بیچارے نے لشکرکشی کی اپنا ملک و مال تباہ کیا اس نمک حرام پر غالب
نہ ہو سکا افراسیاب چڑھ گیا بنگالے پر اپنا قبضہ کر لیا ہم لوگون نے اس بات کو سنا نامے پیام لکھے
ای افراسیاب تو نے برا کیا اس بے خطا کو قید سے چھوڑ دے اسطرح وزارت کر وہ مغرور کب مانتا
ہو اسی مین فساد بڑھے شاہزادہ بدیع الزمان کوئی جوان ہوا انکے والد نامدار بڑے صاحب لیاقت

تھے

شمشیرزن صف شکن کسیو جت انکو پکڑ کر قید کیا حضور جسکا عزیز قید ہوگا وہ کیونکر فکر نکرے صاحبقران نے
اپنے نواسے کو برائے طلسم کشائی روانہ کیا صاف تو یون ہی کہ ہم لوگون کو بھی پہلو ملا منظور ہوا کہ سلطنت اسکی
مٹائین کہلا بھیجا کہ ای افراسیاب تو شہنشاہ لاچین کو قید سے چھوڑ دے اب بھی عہدہ وزارت کو غنیمت
جان ورنہ ہم اُن لوگون کے شریک ہوجائینگے اُس مغرور نے خیال بھی نکیا لڑائیان بڑی ہوئین چونکہ بدانتظام
بدنام بد انجام تمام طعون خاص و عام ہی اسلئے سردار اُسکے دشمن ہوئے غیرون کے شریک ہونے لگے اب وہ
سب اُسکے مقابلے مین اُترے ہوئے ہین ایسا گھبرایا اپنے معشوق کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا خون اُسکا لیکر
مشعل جادو کو پلایا وہ اکڑ اکڑ کر بڑے بڑے شعبدے دکھانے اسطرف جو لوگ آکر شریک ہوئے ہین اُنمین
بڑے بڑے عیار ہین عیارون کے سردار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار عقیل فہیم لئیق اُسنے تدبیر کرکے مشعل
کو مارا اب ای والی امان ملکہ تاریک شکل کش کو لایا ہی وہ ایسی ظالم ہی بندگان سامری کو چیر پھاڑ کر کھاتی
ہی اپنا زور دکھاتی ہی یہ سنکر ہم کو بھی ناگوار ہوا برہمن روئین تن کو روانہ کیا کہ جاکر تاریک کو سمجھا دیگا نام
لوگون کو قتل نکرے سامری پرستون کے خون سے ہاتھ نہ بھرے غرور تو افراسیاب کے مزاج مین بھرا ہی
نامہ اُسنے حاکمان قطع جمشیدی کو لکھ بھیجا کہ فوج کوکب اسطرف نہ آنے پائے ای بادشاہ عالیجاہ والی
سامری پرستون کے پشت پناہ کیوان ابلق سوار بھاگ کر آپکے گنبد مین پہونچا لڑائی مین سبکو غصہ ہوتا
ہی کوکب و برہمن چار بڑے حریف کو اپنے بیشک مارا یہ بیچارے نوجوان ان باتون کی کیا خبر رکھتے
تھے مین خبر سنکر دوڑا آیا ای برادر غلام کو تمہارے بیٹے نے مارا اُسکو منع کرتا تھا اُسنے نہ مانا چاہا مجھے ذلیل
کرے پھر ہمنے تو تمہاری آنکھین دیکھین ہمین تاب نہ آئی اک طمانچہ ماردیا پھر ہمارا وار تو قہر و غضب
سامری و جمشید ہی ای بادشاہ عالیجاہ اس لڑائی مین یہ بھید ہی اب آپ تشریف لائے بہت مناسب ہی
افراسیاب کو اسی طرح وزیر بنائیے شہنشاہ لاچین کو قید سے رہا کرکے سلطنت دیجیے وہ جوان
بدیع الزمان جو قید ہی قید مین اُسکا حال تباہ ہی آپکے سر کی قسم وہ بھی سراسر بیگناہ ہی اُس قیدی کو بھی
قیدخانے سے آزاد کیجیے طلسم ہوشربا سے غدر مٹ جائے قوم سامری پرست تباہی سے امان
پائے اب آپ بھی چندے دنیا کی ہوا کھائیے پھر جیسا ارادہ اقدس مین آئے ہوشربا مین بھی آپکی عملداری
طلسم نور افشان بھی آپکا بادہ تخت جہان چاہیے تشریف رکھیے ایک سال ہوشربا مین سامان
دعوت ہو دوسرے سال طلسم نور افشان مین کیفیت ہو بندگان سامری آپکی زیارت سے مشرف ہون

گویا بعد مدت مدید جمال باکمال سامری و جمشید دیکھا زیادہ آپکے شرف ہم کیا بیان کریں آپکے ان عزیزون کا
خون بھی افراسیاب کی گردن پر ہی بڑا ظالم بے ہنر ہی سلطنت طلسم ہوشربا لیکر کیسا بھولا شاہزادیون پر
نگاہ ڈالتا ہی ظلم و بدعت سے کام نکالتا ہی ایسے اہالیان ہوشربا بیزار تھے وہ جو اپنے ماموں کو رہا کرنے
آیا ہی سحر و ساحری مین اک لفظ نہین جانتا ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت و معمار قدرت و ملکہ
سرخ موے کاکل کشا و ملکہ بلال سحر افگن و ملکہ مخمور وغیرہ سات سے سرداران نامی و ساحران
گرامی اُس غیر شخص کے شریک ہوگئے اِس خیال سے کہ اپنی آبرو بچائین جہانتک ہوسکے اس بیحیا کے
طلسم کو مٹائین عیار عیاریان کرتے ہین سردار سحر سے لڑتے ہین میان افراسیاب ایسے گھبرائے
اپنی دائی امان کو بلا لائے وہ مدت سے گنبد سیاہ مین بھولی بیٹھی تھین آتے ہی جسکو پایا لکھا گئین طلسم ہوشربا
والے بھاگے جاتے ہین بیچارے غریب اپنی جان بچاتے ہین اب آپ تشریف لائے ہین سب انتظام ہوجائیگا
یہ باعث فتور و فساد ہی افراسیاب بانی ظلم و بیداد ہی اب اُسکو معزول کیجیے انتظام معقول کیجیے یہ
حالات سن کر ملک اطلس جوش مین آیا کہا یہ افراسیاب خانہ خراب سمجھا کیا ہی بندگان سامری
کو بیگناہ قتل کرتا ہی ہم اُس سے سمجھین گے لاچین کہان قید ہی نور افشان نے کہا دریافت ہوجائیگا
جب افراسیاب پر دباؤ پڑیگا خود بتادیگا باہم تحقیق کرینگے اور غضب دیکھیے مرشدزادے مصور
اِس بدعت پر راضی ہوے افراسیاب کے ساتھ لڑتے ہین اکثر ذلیل و رسوا ہوے جور و گرانی عیار
پکڑ لیگئے خداوند داؤد نے اپنی جان دی بڑے مرشد زادے صراط ہفت رنگ کوہ ہفت رنگ
پر بیٹھے سلطنت کر رہے ہین اٹھارہ سو قریہ کے مالک ہین وہ بھی راہ ظلم و بدعت کے سالک ہین اُن سے
سب حال قید لاچین وغیرہ دریافت ہوجائیگا اُنکو قید لاچین کا بھی حال معلوم ہی لیکن آپکو بتائینگے
ہمسے آنکھ چرائینگے ملک اطلس نے کہا ہم سب کچھ سمجھ لینگے بھائی شراب منگاؤ پیاسا ہون اب مین
تمھارے ساتھ ہون جو کہوگے وہ کرونگا افراسیاب کو سزا دیجائیگی کہ پھر وہ ایسی حرکت نہ کرے نور افشان
نے اُسیوقت ساقی بچون کو حکم دیا لباس ہاے فاخرہ پہنکر ساقیان سیمین ساق بصد طمطراق جام و سبو لیکر
حاضر ہوے جام بادۂ گلرنگ گردش مین آیا صدا ہوشا ہوش و نوشا نوش کی بلند ہوئی برہمن و کوکب
نے آفرین کی بہ اشارۂ نور افشان انتظام مین مصروف ہین طائفون کو حکم ہوا رقاصان ماہ تمثال آفتاب
جمال حاضر ہوئین تانین پڑ رہی ہین بارگاہ گونج رہی ہی ملک اطلس کا دماغ تیہلو مین نور افشان

کے

ایسا افسر شراب پینے مین مصروف ہی نازنینان مہ جبین پر نگاہ پڑ رہی ہی ایک ایک سے آنکھ لڑ رہی ہی خم
زلف لیلائے شب کمر سے گذری اُسوقت دربار مین سناٹا سمان رقص و سرود کا بندھا ہوا ملک اطلس
بھی نشے مین شراب کے جھوم رہا ہی نور افشان خود انتظام کے واسطے کھڑا ہوتا ہی کبھی داروغہ ارباب
نشاط سے حکم دیتا ہی داروغہ صاحب کسی حسین نازنین کم سن کو سامنے لاؤ ابھی ملک اطلس کو گانا
کسیکا پسند نہین آیا جلد جاؤ عمدہ طائفے لاؤ داروغہ باہر گیا اک خیمے مین جاکر ایک شعلہ جوالہ کو دیکھا مسند
ناز پر جلوہ فرما سازندے حاضر ہین لیکن وہ محبوب خوبرو حسین خوشخو خوش مزاج حسینان جہان کے
سر کا تاج بس داروغہ نے بڑھکر پوچھا صاحب تمھارا کیا نام ہی نازکا نے کہا انکا ملکہ گلعذار نام ہی بڑی
دور سے آپکے جشن کی خبر سنکر حاضر ہوئین ہین داروغہ نے کہا انکو جلد روانہ کرو وہ مہ جبین بہ ناز و ادا اٹھی
سازندون کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئی ملک اطلس نے جو سر اُٹھایا معلوم ہوا برق چمک گئی اک مہ جبین
حور شمائل کو دیکھا نگاہین نشیلی کمان خانہ ابرو مین تیر مژگان دل دوز ابروے خمدار مائل خونریزی کھچی ہوئی
تلوار کیونکر کہون اگر خنجر آبدار لکھون سر مضمون قلم ہوئیکا ڈر ہی خانہ ظلم و بدعت کا در ہی عارض انور رشک قمر
یہ بھی مثال ناقص ہی چاند مین دھبا یہ صاف شفاف آئینہ بے غلاف ہونٹھون مین مسیحائی اشارون مین دلربائی
دندان رشک گہر آبدار مصنف نے موتیون کی آبرو بڑھائی بصد آب و تاب ایسی مثال لکھی چاہ ذقن مین
ہزارہا یوسف دل عاشقان گرے پھر نہ اُبھرے گلا صراحی دار سینے پر اُبھار دو ستانین دل عاشق کے
پار ہوتی ہین یا دو نقابدار سرکش مثال نو یاد آئی چھاتی پیٹنے کی نوبت آئی آسمان جاہ و جلال کے دو برج مین
یا معجون بہی کے درج ہین کمر معدوم حال عدم کیسر ظاہر ہی اس مضمون باریک سے ہر ایک شاعر نکتہ سنج ماہر ہی
اُس نازنین نے آتے ہی ملک اطلس پر نگاہ ڈالی ملک اطلس نے آنکی یہ شعر صفت مین آنکھوں کی پڑھا نظم

جو دیکھین حباب مین یہ تری مثال آنکھیں
ہوئی ہین نشہ مے سے جلال لال آنکھیں
کیا تھا غصہ کسی مجو چشم پر شاید
نہ مجھپہ پھیرے تو ساقیا نکال آنکھیں
سرانا چھوڑین کسطرح رشک سے دام
نہ ہو گئین مجھے غضب کی چال آنکھیں

ختن سے کے تصدق کرینگے غزال آنکھیں
بچھا مین کیسی ترے زیبا غزال آنکھیں
غضب کی آج تمھاری ہین لال لال آنکھیں
یقین مجھکو ہی پلنے نگہ سے اے قاتل
خدا نے تجھکو عطا کی ہین بے مثال آنکھیں
بنے بارے حیدر کا شوق ہی سطوت

صنم کرینگی مرے دلکو پائمال آنکھیں
انھون نے پائین کہان آنکھین سے جلال آنکھیں
منے آئے کمان خدنگ زرفشانی آنکھیں
کرینگی دلکو مرے اے پائمال آنکھیں
چرا کے لیگئین دل میرا دیدہ بازی مین
نہ بند ہون کہین ہنگام انتقال آنکھیں

علاوہ ملک اطلس گلگون پوش کے جسکی نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان ایک سراپا مین شوخ شوخ بیان ادا مین محبوبان نظم

سواد دیدۂ عالم سی تھی
تماشہ دیکھنے کی آرسی تھی
جبین پر تھا نئی خوبی کا ٹیکا
اُسی کے سر تھا محبوبی کا ٹیکا
اگر ہو وصف چشم صاف بے پیر
بنے سرمے کی تحریر اپنی تحریر
جو تلی زیب چشم سرگین تھی
بعینہ لیلی محمل نشین تھی
پھبین تھین آئینہ باغ جوانی
انار بوستان زندگانی
ید گستاخ سے محرم بڑھی تھی
یہ تھیلی اُن انار رس پر چڑھی تھی
کبھی دیکھے نہ دانت ایسے کسی نے
جو دیکھے بھی تو دانتون کی مسی نے
نہایت پاک دامن تپلیان تھین
کہ خود اُسکی نظر سے بھی نہان تھین
یہ پردہ ویسے بھاتا تھا دہن کو
جہان عنقا بناتا تھا دہن کو

تمام اہالیان دربار نے آہ کی کسی نے واہ کی کسی نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کسی نے کہا کیا معشوقہ طناز ہی شل کنیزان کمترین خدمت مین حاضر عشوہ و ناز ہی ملک اطلس زانو بدلنے لگا شعلۂ جمال سے قلب و جگر جلنے لگا کوکب و برہمن مین بھی اشارے ہونے لگے کوکب نے کہا ای دوست صادق یہ تو شمع انجمن ہی کیا معشوق پرفن ہی نور افشان بھی ریش پر ہاتھ پھیرنے لگے سب اہالیان دربار غرض اُس معشوق شعبدہ باز نے بیچ محفل مین کھڑے ہو کر گت شروع کی سننے والون کی نہایت بری گت ہوئی شعر

ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر تورا
اہل محفل نے کیا اُسپہ نچھاور تورا
جس کی جانب بتا کے ہنسکی لی
جان لینے سسک سسک کر دی
سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل

اب تو محفل مین سناٹا شمع انجمن بھی لگن مین لہرا رہی ہی جام کی گردش موقوف شیشے خاموش ساقی بیچے حیران کون شراب پلائے کسکو ہوش شراب و کباب ہی ہر کس مثل ماہی بے آب بیتاب ہی سازندے ہو گئے کاٹ رہے ہین بیچ مین کھڑے باندھ رہا ہی بعد عرصۂ دراز اُس قتال عالم نے گت موقوف کی کسیکے ہوش و حواس درست نہین ہین نگاہ مین اُس ظالم کے سحر ہی ہر خرد و کلان مبہوت لب پر مہر سکوت اسنے سامنے کھڑے ہو کر ملک اطلس گلگون پوش سے آنکھ ملا کر یہ غزل گائی غزل

کون کہتا ہی دم عشق عدو بھرتے ہین
اکہو باندھنے کو آہ کبھو کرتے ہین
شمع پر کچھ نہین موقوف کہ سارے ظالم
پانی آگے ترے ای عربدہ جو بھرتے ہین
حوض میخانہ سے بھی ہم ابھی نہ بھرا
کیا تنگ ظرف ہین جو غم سے ہو بھرتے ہین
حسرت بوسۂ کاکل کا کیا ہم نے علاج
زخم دل مشک سے ای خالیہ مو بھرتے ہین
کرچکے سلک گہر اشک کا مذکور کہ ہم

لیسے غازون کے منھ دیکھو تو بھرتے ہین
کسکے ہاتھون نے یہ دم فی نیطع نا کچھین
دن کچھ عمر کے ہین آئینہ رو بگڑتے ہین
غیر کہتے ہین جو ہوتی ہی گل کی خالی

اس ستمگر سے لگا نظم اڑا ہی ہر کہ حباب
تار کرتے ہین کبھو آہ کبھو کرتے ہین
اشک ٹپکتے ہین مرے نالۂ موزون کا صلا
ساغر چشم مین ہم دل کا لہو بھرتے ہین

بچے پالنے لگے ٹکڑے پہ لب جو بھرتے ہین
حالت نزع ہی جیتے ہین ترے ہجر مین خاک
موسے موتون سے وہین زخم گلو بھرتے ہین

اس رنگ مین یہ غزل گائی ملک اطلس کی طبیعت بھر آئی نور افشان کی جانب متوجہ ہوا کہا تم تو ہمارے دوست صادق ہو اس ظالم پر طبیعت مائل ہوئی ہوش نہین درست ہین اسکو ہمارے وصل پر آمادہ کرو کیا معشوق خوبرو ہی کیا حسین خوشنما ہی ادھر کوکب برہمن سے کہہ رہے ہین کہ ای یار وفادار ای مونس و غمگسار میرا جلد علاج کرو دل گھبراتا ہی اسکو سحر کرکے اُٹھا لیچلو اسکے ساتھ شادی کرونگا برہمن نے کہا آپ ملاحظہ فرمایئے ملک اطلس تو فریفتہ ہو گیا اب نور افشان سے پوچھ کہہ رہا ہی چبدار اسکی نائکہ کے پاس گیا اور ۱۰ اشرفیون کے دے آیا وہ نازنین ناچتی ہوئی قریب ملک اطلس کے آئی دامن اسکا تھام لیا یہ مطلع پڑھا مطلع چمن پہنچا یہانتک باغبان نے خون بلبل سے ہلکا اخر رنگ ہوکر پھوٹ نکلا چہرۂ گل سے چو دامن تو ملک اطلس کا اُس مہ جبین کے ہاتھ مین صاف ظاہر ہی کہ اکا اکا چولی دامن کا ساتھ ہی عشق دامنگیر ہوتا ہی یہان نئی تدبیر ہی خوف دستگیری گریبان و دامن کیونکر بچے ولولہ جنون کا جوش ملک اطلس گلگون پوش مثل تصویر خاموش پر مثل شعلہ جوالہ مجلل ہی ہر کی طرح سے اس مطلع کو بتایا رنگ ہوکر پھوٹ نکلا چہرۂ گل سے اپنے پھول سے گالون کا نشان دیا بتائی جاتی ہی کبھی مسکرانا کبھی مسکراکے شرمانا کوکب پر چھریان پڑ رہی ہین برہمن سے کہتا ہی اُستاد اب دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا مین سحر کرکے اُٹھا لیجاؤنگا برہمن ہاتھ باندھ رہا ہی کہ حضور یہ سحر کا پتلا بنا ہوا ہی آگاہ ہو جائیگا نہین معلوم کیا راگ لائیگا اُستاد نے دام کلام مین پھنسایا ہی دیکھا آپنے کیا رنگ جمایا ہی دشمن افراسیاب کا بنایا ہی اگر یہ بات بن پڑی افراسیاب سے فساد عظیم ہوگا مگر افسوس اس جلسے مین خواجہ نمونے انکے سامنے اُنگی نی نوازی کرتے وہ بھی اسکا دل لبھاتے کوکب نے کہا ای برہمن تمہین علم موسیقی مین کیا دخل ہی ظاہر مین غزل ٹھمری گاتی ہی راگ کی صورت دکھاتی ہی خواجہ عمرو اسکے سامنے کیا گا سکتے انمین سمجھا بھی ہی کلیجہ نکال لیا دل و جگر کو بیتاب کر دیا خانۂ دل غم والم سے بھر دیا مین تو سحر کرتا ہون برہمن نے ہاتھ تھام لیا کہا ای شہنشاہ خدا کے واسطے صبر و جبر کو کام فرمایئے اسکو تبدیل ہونے دیجیے جب اور کوئی طائفہ آئیگا مین جا کر اسکو راضی کرونگا جہانتک ہو سکیگا اسیوقت طرف قصر جمشیدی کے روانہ کر دونگا سر محفل سحر

نہ کیجیے وہ فوراً پہچان جائیگا ابھی فساد ہو جائیگا لیکن وہ ماہ پارہ ملک اطلس کا دامن چھوڑ کر اُٹھنے لگی آسکے
موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر اُس نازنین کو پہنا دیا موتیون کا مالا زیب گلو ہوا اور بروے گلوے انور موتیون کی
رنگت پھیکی معلوم ہوئی تھی موتی بھی بے آبرو ہوے لیکن وہ نازنین موتیون کا مالا پہنکر مثل برق جہندہ
اُٹھی پشت پر کھجوری چوٹی گندھی ہوئی پڑی تھی اُسپر آب روان کا دوپٹہ صاف ظاہر تھا مارسیاہ
کیچلی مین ہی عجب پشت کا عالم ملک اطلس بیدم ہو گیا ابھی وہ نازنین اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی طرف
کوکب کے متوجہ ہوئی کوکب مثل گل کے شگفتہ ہو گیا جیسے ہی اُسنے نگاہ ڈالی مسکرائی خرمن صبر و
ہوش کوکب پر بجلی گرائی کوکب نے پہلے ہی سے مالا اُتارا اشارہ کیا کہ قریب آ کر تو یہ دین اُسنے کوکب
کو انگوٹھا دکھایا کوکب بیقرار ہو گیا کوکب نے اشارون مین بلائین لین تب وہ مہ جبین کوکب سے
آنکھ ملا کر ان اشعار مین راز دل سنانے لگی

غزل

انقلاب ایسا کبھی ای دل بدخو ہوا
دل مین ارمان بنا آنکھ مین آنسو ہوا
باغبان لاکھ چھپایا کیے لیکن نہ چھپا
ہم جو بیدل تھے ہمارا کوئی دلجو ہوا
تھک کے ہم گر جو محبوب مین جیتے کبھی
کوئی پروانہ چمک کر کبھی جگنو ہوا
جب خدا ہونیکا اقرار خود اس بت نے کیا
سامنے کا بھی یہ ترک آپسے پہلو ہوا
شکوہ بیتابی دلسے مین ہی مجبور تھا
قاصد اپنا کوئی چلتا ہوا جادو ہوا

ہاے مین تیری جگہ ہو میری جگہ تو ہوا
ہمنے دیکھے نہ شب وصل کرشمے تیرے
خون مرغان چمن رنگ ہوا بو ہوا
اسکے ملنے کی خبر مجھکو بھڑک کر دیتا
پانون توڑا ابھی مقدر نے تو زانو ہوا
کم نصیبی کی شکایت نہین مجھکو ایدوست
پھر مسلمان وہ کیسا تھا جو ہندو ہوا
ساتھ کسکا کوئی دیتا ہی پریشانی مین
اپنی شوخی پہ تمھارا ابھی تو قابو ہوا
جس تمنا کا ہوا خون مرے سینے مین جلال

حوصلے جھکو نکال آئے نہ ای شوق ترے
سوکے فتنہ نہ بنا جاگ کے جادو ہوا
خوبرو یون بھی پوچھے گئے تو دل والے
ہاتھ ملتا ہون کہ ایسا کوئی بازو ہوا
سوز الفت نے اثر کچھ نہ دکھایا اپنا
شکر کرتا ہون کہ دشمن سا تو کم رو ہوا
عکس نے آئنہ کے دلمین جگہ پیدا کی
رنگ گلشن مین کبھی ہمسفر بو ہوا
نامہ شوق کو رکھتے وہ بناکر تعویذ
غم دلدار کے عارض کا وہ گلگو ہوا

اس غزل نے کوکب کو ذبح کیا کہا ای برہمن تم سمجھے اس محبوب مطلوب نے ان اشعارون مین اپنا دلی
مطلب سمجھایا وہ خود مجھپر مائل ہوئی ہے تو ر تو دیکھو سنان مژگان دل کے پار ہوتی ہین مگر وہ مہ جبین یہ اشعار سنا کر
قریب کوکب نہ آئی دور سے ٹلی کوکب کو بہت شاق ہوا اول اور زیادہ مشتاق ہوا ملک اطلس نے
اپنی جانب اشارہ کیا اُس شوخ شنگ نے منھ چڑھا دیا اب عاشق مزاجون کو دیوانہ بنا دیا چونکہ بیٹا ذہین جی سے

زور شور مین گا رہی ہی دور شراب موقوف کر دیا لیکن ملک اطلس سے اشارہ کیا صحبت بے رنگ جام ارغوانی کیون موقوف ہوا ملک اطلس سمجھا نورافشان سے کہا یہ مخمور شراب حسن وجمال ساقی میکدۂ محبت جام شراب طلب کرتی ہی دیکھو ای برادر نورافشان گردش چشم کو اسکی ہم سمجھ گئے جام شراب کی خواہان ہی بقول شاعر فرد میان عاشق ومعشوق رمزیست چہ کراماً کاتبین را ہم خبر نیست جو مین اسکے اشارہ کو خوب سمجھا اس ظالم کو بھی میرے حال کی خبر ہی نورافشان یہ بھی بادولت کا اقبال ہی معشوقہ عاشق خوش ہی بڑے طلعت مین ہماری اسکے ساتھ بسر ہوگی حسین مہ جبین عقیل وفہیم دانا وہوشیار ہزارہا خوبیان بھری ہین نورافشان نے بھی ٹھنڈھی سانس بھر کر جواب دیا ای شہنشاہ حقیقت مین آجتک اس صورت کا معشوق میری نگاہ سے نہین گذرا آپ بڑے صاحب نصیب ہین اب افراسیاب کو مٹا کر خود سلطنت ہو فرمایئے اس معشوقہ کو اپنے پہلو مین بٹھا لیجیے ملک اطلس نے کہا ای نورافشان اب تو مین اک عیش خانہ تیار کر کے اس معشوقۂ خوبرو کو پہلو مین بٹھاؤنگا برسون دروازے پر بھی قصر کے نہ آؤنگا سلطنت کو تین حاصل ہوگی بموجب مضمون شعر شعر زن پاک خوش سیرت وپارسا کند مرد درویش را بادشاہ بعد چندے دیکھا جائیگا نورافشان نے دل مین کہا اسی جال مین یہ پھنسے دامن کھینچا گوشے مین بیٹھے لیکن اس حور طلعت نے ملک اطلس سے پھر اشارہ کیا اسنے حکم دیا گلابیان شراب کی لاؤ جیسے ہی گلابی شراب کی سامنے رکھی گئی ملک اطلس نے اشارہ کیا تو صاحب پیو مسکرا کر اسنے جام لبریز کیا صاف ثابت ہوتا تھا کہ جام ہاتھ مین لیتی ہی آنکھون مین نشہ آگیا پنجۂ نگارین خورشید نما پر جام آفتاب رکھکے مسکرائی ہوئی یہ اشعار آبدار گاتی ہوئی آگے بڑھی

غزل

بے یار کیا مزا مجھے دیگی بھلا شراب
بے یار مجھکو دیگی نہ لذت ذرا شراب
جی چاہتا ہی ساقی مہوش کے ہاتھ سے
مجھکو پلائیگا جو مرا مدعا شراب
ہی عشق چشم مست صنم کا جو دور دور
اس طرح چھوڑ دن ہوگی میری نہ دور
مس رشک آفتاب کی فرقت مین ایسا

مجھکو پلا رہا ہی جو تو ساقیا شراب
ابر بہار آ یا چلی ہی ہوائے سرد
مجھکو دکھا دکھا کے پیون وا غضا شراب
گردون وقار ہی مرا محبوب ساقیا
پیتے ہین رند بھی جھون پر بر ملا شراب
افسوس پانے دست نگارین سے لیکر
خون جگر مین پیتا ہون ساقی کجا شراب

خون جگر فراق مین پیتا ہون جگی ی
گلشن مین چلکے جلد پلا ساقیا شراب
ہوگا ہر ایک قطرہ مین رشک آفتاب
ہان مہر وہ کے جام مین بھر کر پلا شراب
موقوف ہو اسی پہ مری زیست ناصحا
تونے پلائی مجھکو خدای دربا شراب
بیخود ہون تشنگی مجھے بجھی ہی ساقیا

کار ثواب جانکے تھوڑی پلا شراب || اس زور وشور سے یہ اشعار گائے بے شراب پیے اہالیان محفل
مست ہوگئے ہر ایک کو یہی ہوس ہوئی کہ ساقی آفتاب جمال جام لا کر ہمکو پلائے کوکب کا اپنے جانب اشارہ
نور افشان حجاب مین بیقرار ملک اطلس تو اُبلا ہوا بیٹھا ہی بیخود ہوکے دست تمنا بڑھا دینا ہی اشارہ
ہی کہ ہمارا خون پیے جو یہ جام ہمکو نہ دے اب تو اُس نازنین نے بیخوف وخطر بصد ناز و کرشمہ ہاتھ بڑھایا
ملک اطلس نے جام ہاتھ مین لیا اس انجام سے کوئی واقف نہ تھا کون ردوقدح کرنے والا ہی سب
خاموش کوکب کو انتہا کا ناگوار ہوا قبضے پہ ہاتھ ڈالا کہا ای اُستاد برہمن اسوقت اس ظالم نے غضب
کیا جام لیکر میرے قریب نہ آئی اُس بیحیا کو دیا چاہتی ہی مجھسے صبر ہوگا ملک اطلس جام پیے گا مین
چھاتی پر چڑھکر اسکا خون پی جاؤنگا ملک ومال برباد ہوگا از صدقہ پاپوش اُستاد نور افشان ناحق
کو خوشامد کر رہے ہین کیا کر سکیگا اب مجھسے صبر ہوگا یہ کہکے کوکب نے قصد کیا تلوار کھینچکر ملک
اطلس پر جا پڑون برہمن نے ہاتھ تھام لیا کہا برائے خدا آپ تو بادشاہ طلسم نور افشان ہین
اُٹھکے نکل جائینگے مگر کل اہل اسلام کی جان جائیگی ایک بازاری کسبی اُسکا رشک کیا ایسے کچھ واسطہ
نہ تھا کبھی دیکھا بھی نہین کوکب نے کہا ای اُستاد یہ نامردی کی باتین مجھکو نہ سمجھاؤ مین خوب سمجھ چکا ہون
زیادہ نہ سمجھاؤ مین نہ مانونگا اسوقت میرا دل جل گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی مجھسے صبر وجبر نہین ہوسکتا
آپ لڑائی مین میرے نہ شریک ہوجیے گا مین مرد اپنے پر وزگار کی چاہتا ہون یہ بیحیا کون ہی کیا افراسیاب
سے یہ زیادہ ہی ہو بہت ہوا تو یہی کہا جائیگا اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھونگا معشوقہ کو اٹھا لیجاؤنگا اسکی ناک کاٹ کر ایک
شہر جاگیر مین دیدونگا خراج بھی نہ لونگا یہ بیحیا کیا دے سکیگا علاوہ ازین وہ بھی مجھپر مائل ہی خوف سے جام
شراب دیا نہ تم نے دیکھا نہین مجھسے اشارے کر رہی تھی یہ بھی اشارہ کیا کہ میری ناک کاٹ کر راضی کرو اسکا راضی
کرنا کیا جو مانگے گی وہی دونگا برہمن نے کہا ای شہنشاہ آپ اپنے اہل و عیال پر رحم کیجیے یہ کہکے برہمن
نے قبضہ پکڑ لیا کہا مین اسکو اُٹھنے نہ دونگا پہلے مجھکو قتل کیجیے مین جمشید کو تو رخصت کر دون وہ صاحبزادہ
پھنس جائیگا چراغ طلسم نور افشان آپ گل کرتے ہین ایک زن بازاری کے واسطے یہ آفت
سہنا عقلمندون کا کام نہین ہی کوکب نے کہا اُستاد تم اُن باتون کو کیا جانو یہ صورتین کبھی دیکھی
نہین میری معشوقہ حنائے گلگون پوش اسکی کنیز معلوم ہوتی ہی وہ ذرہ یہ آفتاب عالمتاب ہی
ظالم کیونکر صبر کرون سراپا نور کے سانچے مین ڈھلا ہی علاوہ حسن و جمال یہ کمال باتون مین کیا کیا اشارہ ان

مین دلربائی میرا دل نہین مانتا کوکب و برہمن مین یہ ردو قدح ہو رہے ہین لیکن اُس نازنین نے جام
ملک اطلس کو دیا نگاہ ملا کر کھڑی ہوئی تانین مار رہی ہی ملک اطلس نے قصد کیا کہ اسکو پی جاے
شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام بلور ٹکڑے ٹکڑے اُس جام سے اک شعلہ بھڑک کر اُس مہ جبین پر گرا آہ کا نعرہ کیا
آواز دی مین جلی کوکب گھبرا کر کھڑا ہو گیا نور افشان کے ہوش و حواس باختہ ملک اطلس نے
کہا ارے یہ کون ہی نابدولت کے ساتھ بے ادبی کی اب جو دیکھا رنگ روغن چہرے سے اُڑ گیا خواجہ
عمرو بصورت اصلی سامنے کھڑے ہوے ہین پانون زمین نے تھام لیے چنگاریان بدن سے نکل رہی ہین
عمرو چیخا کہ دہائی ملک اطلس گلگون پوش کی مین پھکا جاتا ہون نور افشان گھبرا کر کھڑا ہو گیا
کوکب نے یا تو قبضہ پر ہاتھ ڈالا تھا برہمن رو مین تن منتن کر رہا تھا اب بیکلے ہوش اُڑ گئے کہ بڑا
غضب ہوا اتنا تو نور افشان جادو نے کہا ای شہنشاہ خواجہ عمرو عیار ہین معاف فرمائیے یہ کہکے
نور افشان نے اک چھینٹا پانی کا اپنے ہاتھ سے مارا چنگاریان آگ کی موقوف ہوئین پانون بھی زمین
سے چھُٹ گئے اشارہ کیا کہ خواجہ بھاگ جاؤ عمرو نے اشارہ کیا کہ واہ اُستاد عیاری کرنا اور بھاگنا یہ ہمارا شیوہ
نہین ہی ملک اطلس تو حیران حیران دیکھ رہا ہی کہ عمرو کے جیسے ہی پیر چھوٹے دوڑ کر ملک اطلس
کے قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہنشاہ عالیجاہ واہ کیا خوب قدردانی فرمائی ہم تو جان توڑ کر گانے بجانے کا یہ
بدلا ملا ہمارا ہزارون روپے کا لباس جلا دیا اور نور افشان سے عمرو نے جھڑک کر کہا صاحب آپ تو
بیٹھ جائیے ہم اپنے مالک سے کلام کر لینگے آپ کیا جانین آج ہمارے آقا قدردان ملے اپنے ارمان بھی نکلے
مکر و حیلہ بھی کرینگے جس طرح بنے گا لینگے نور افشان وغیرہ بیٹھ گئے گر دل تھرا رہا ہی یہی خیال ہی کہ عمرو نے
سب کام بنا ہوا بگاڑ دیا اسکو درہم و برہم کیا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی کل اہالیان دربار حیران و پریشان ہین
کوکب اپنی حرکت پر منفعل ہی برہمن سے کہتا ہی اُستاد غضب ہی ہوا تھا اگر مین اسکی چھاتی پر جا پڑتا
غضب ہو جاتا لیکن بخدائے عزوجل وہ صورت زیبا آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی اور دل اُسی صورت
طلعت کا مشتاق ہی غرض خواجہ عمرو نے ملک اطلس گلگون پوش کے سامنے وہ تبل بجاے خنجر
کھینچ کہا شہنشاہ مین اپنا گلا کاٹ لونگا مین امتحان کرتا تھا کہ دیکھون بیہوشی کی شراب پیتے ہین یا نہین
جب آپ ہونٹھون سے جام لگاتے مین آپ منع کر دیتا کیا مین نادان ہون خوب جانتا ہون کہ آپ
سرگروہ سامری پرستان سرتاج ساحران ہمہ دان ہمہ گیر صاحب تدبیر و توقیر ہین بھی تمام عالم کو دیکھا

لیکن تجھ ایسا جلیل نگاہ سے نہین گذرا سُو مرتبہ افراسیاب کو بیہوش کیا آپ اُس سے بھی عجائب و غرائب ہین زیادہ دہین یہی تو مین ہوشربا مین تلاش کرتا تھا کہ کوئی مالک معقول ملے اُسکی خدمت مین رہون اپنے کمال دکھاؤن ملک اطلس نے جب دیکھا یہ شخص اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہی کہا ای عمرو بیٹھ جا مین اُس سے بہتر لباس دونگا لیکن واسطہ سامری و جمشید کا میرے دل تردد منزل کو تسکین دے یہ جو صورت ابھی تو نے بنائی تھی یہ صورت خیالی ہی یا صاحب تصویر بھی کہین موجود ہی صاف صاف بتلا کا تا بھی تیرا مجھکو نہایت پسند آیا تیری خطا مینے معاف کر دی لیکن مجھسے صاف صاف بیان کر میرا دل بہت بیقرار ہی اُسی صورت زیبا کا مشتاق ہون اگر تصویر خیالی تھی تصویر کھینچکر مجھکو دیدے اگر اصل مین اس صورت کی محبوبہ ہین ہر مجھسے لاکر ملا جو کہے گا وہ دونگا یہ سنکر عمرو قہقہا مارکر ہنسا کہا واہ شہنشاہ بڑی بات پوچھی سب کچھ کہونگا یہ نہین بتلاؤنگا میرے فرزند بچے جورو سب قتل ہو جاینگے وہ ظالم اظلم حاکم با اختیار سبکو دار پر کھینچ دیگا دو برس سے جو اس سودے مین مبتلا ہی بڑی مشکل مین پھنسا ہوا ہی وہ کیونکر صبر کریگا ملک اطلس نے کہا وہ کون شخص ہی کیا مابدولت سے زیادہ ہی خواجہ صاف صاف کہو کوئی راز دلی مجھسے نہ چھپاؤ سب حال مفصل پوچھونگا برائے سامری اتنا پہلے کہدے کہ یہ معشوق پردۂ دنیا مین ہی عمرو نے کہا اپنے دلکو کیونکر تسکین دون ایسا نہو میرا کلیجہ پھٹ جاے قلب اُلٹ جاے ملک اطلس نے کہا کچھ نہ گھبراؤ اگر بہرام فلک تمھارے ساتھ دشمنی کرے تو اُسکی بھی آنکھین نکال لون عمرو نے کہا میرا ہاتھ پکڑیے تب مفصل عرض کرون ملک اطلس گلگون پوش نے خواجہ عمرو کو گلے لگا لیا کہا خواجہ مین سامری و جمشید کی قسم کھاتا ہون کسی حال مین تمھاری شراکت سے روگردانی نکرونگا قول مردان جان دارد و سخن مردان اعتبار جو مرد کہتے ہین وہی کرتے ہین شاہان جری بات پر مرتے ہین عمرو نے کہا حضور پھر اب مفصل سنیے گوش ہوش سے متوجہ ہوجایے مین بھی آپکی محبت مین جان دیتا ہون اپنے اہل و عیال کو بھی نثار کیا ملک اطلس نے کہا خواجہ کچھ نہ گھبراؤ صاف صاف بتاؤ کوئی تمھارا کچھ نہین کر سکتا عمرو نے بیٹھا کہا حضور یہ آپکو معلوم ہی کہ مین کون ہون ملک اطلس نے کہا نام تمھارا مینے سامری نامے مین لکھا دیکھا ہی بزرگ لکھ گئے ہین کہ عمرو کشندۂ ساحران بلاے بے درمان ہی عمرو نے کہا آپ کو بخوبی دریافت نہین ای شہنشاہ عالیجاہ جسکا لقب ہی زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر گیتی ستان کشندۂ جفت سیمرغ بروز مصاف حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف مین بچپن سے

اُسکا ملازم ہون اُسنے سات برس کے سن سے خروج کیا نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی شاہان
اولوالعزم کو مارا بڑے بڑے پہلوانون کو للکارا ساحر بھی لاکھون قتل ہوے جس مقام پر وہ قید ہوا مینے
جا کر عیاری کرکے اُسکے دشمن کو قتل کیا قید سے اُسکو چھڑایا بادشاہان جہان ساحران عالم کو مٹا یا لیکن
ای بادشاہ عالیجاہ اس جانبازی و سرفروشی پر اُسنے میری قدر نکی تین روپیہ مہینے سے کبھی سوا تین نہ دیے
اگر بیمار ہوا غیر حاضری کٹ گئی اب بعض باتین ایسی ہین کہ انکو نہین کہہ سکتا ملک اطلس نے کہا نہین
خواجہ کسی بات کو اُٹھا نہ رکھو مین گوش دلسے سن رہا ہون عمرو نے کہا ای شہنشاہ مثل مشہور ہی مرتا کیا نکرتا
جب بھوکا ہوا اہل و عیال پر فاقہ گذرا خواہ ساحر یا غیر ساحر جو ملا پیٹ کے واسطے اُسکو مار ڈالا کُلی کُتھری
کر لی اہل و عیال کا لالا کر پیٹ بھرا بچون کا تڑپنا نہ دیکھا گیا اس وجہ سے مین بدنام ہوا اُس حمزہ نے میری خبر
نلی کبھی دلدہی کرکے یہ نہ پوچھا کہ ای عمرو تجھپر کیا گذری اپنے کام کی فکر مین رہا جو مطلب ہوا حکم دیدیا جاؤ
خواجہ یہ کام کر لاؤ لاچار و مجبور گئے اُس کام کو کیا صدہا ملک فتح کرا دیے انہین کے کام کی جستجو مین ہوشربا
مین آئے یہان بھی فساد عظیم پڑے افراسیاب کے سب سردار ملا لیے نام سے میرے کانپتا ہی جسدن
پاؤنگا مار ڈالونگا یہ صورت زیبا جو آپنے دیکھی ایک ملک کی شاہزادی ہی صاحبقران تصویر دیکھکر عاشق
ہوے نامے پیام وہان بھیجے اُسکے باپ نے انکار کیا اور یہ جواب دیا ہم کسی سامری پرست کے
ساتھ شادی اپنی بیٹی کی کرینگے تجھکو بیٹی نہ دینگے جب سب طرح سے عاجز ہوے تب اس حقیر سے کہا کہ خواجہ
مرتا ہون اس معشوق کو کسی طرح لا دو ہم سے ملاؤ ورنہ اُسکے ہجر مین تڑپ تڑپ کے مر جائینگے حضور و صاحب
لکھون مینے بھی دبا دبا کے لا اور کہا مجھکو زاد راہ دیجیے ای شہنشاہ جب مین بہت تڑپا پھڑکا تب حمزہ نے
سو روپیہ یکمشت مجھکو دیے اور حکم دیا کہ اُس معشوقہ کے باپ کو راضی کرو اگر باپ اُسکا نہ رضامند ہو
عیاری کرکے لاؤ حضور مین اُسی فکر مین سرگردان اسی تردد مین ہوشربا مین آیا یہان شہنشاہ ہوشربا
مجھسے لڑنے لگے مین کسی سے دبتا نہین اور یہ بھی مینے سنا کہ افراسیاب نمک حرام ہی اپنے ولی نعمت کو قید کیا
طلسم پر قبضہ کر لیا بس ایسے کو سزا دینا واجب و لازم ہی ہمارے سردار زادے کو بھی قید کیا اُسکا رہا کرنا بھی
واجب و لازم ہی اب آپ جیسا حکم کرین غلام بجا لائے آپ ایسا افسر قدردان صاحب شوکت و لیاقت
حاکم اقلیم ہمت و سخاوت ہنر بردشت جلالت نگاہ سے نہین گذرا ملک اطلس سو روپیے ملنے پر بہت ہنسا
کہا کیون خواجہ تمھارا آقا بڑا دنی ہی ایسی معشوقہ کی جستجو کے واسطے سو روپے دیے ہین اور آپ یہ فرماتے

ہین تین روپے مہینا دیتا ہی اتنے بڑے کار جلیل کو تمنے قبول کر لیا عمرو نے کہا اے شہنشاہ گیتی ستان سو روپے
کم ہوے تین سال کی تنخواہ اُس صاحب سخاوت و ہمت نے ایک ہی دن مرحمت فرمائی جب کسی بادشاہ
عالیجاہ کا سر کاٹتا ہون اور ملک تسخیر ہوتا ہی دس آنے انعام کے مقرر ہین اس لالچ مین صدہا ملک فتح کرائے
تو ملک دس آنے پاے ملک اطلس نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری مین عمر بھر ہزار روپے مہینا دونگا
ایک ملک کی سلطنت عطا فرماؤنگا لیکن اُس معشوقہ آفتاب جمال کو لاکر مجھسے ملاؤ تو اُسکے در دولت کا تمکو داروغہ
کرونگا دامن مدعا گل مراد سے بھر دونگا یہ سنکر عمرو نے حیران ہو کر روے اطلس کو دیکھا پریشان ہو کر کہا
کیون حضور یہ رقم جو مجھکو ملیگی مین اسکے صرف کرنے کا مجاز ہون تخت پر بھی خود بیٹھونگا دو خدمتگار بھی نوکر
رکھ سکونگا ملک اطلس نے کہا خواجہ جو دیا اُسکا تمھین اختیار ہی خواہ صرف کرو خواہ جمع رکھو جب
سلطنت ہوگی دو خدمتگار کیسے دس ہزار بیس ہزار تمھارے ملازم ہونگے در دولت پر ملکہ عالم کے جلوہ فرما
ہونا حکم تمھاری معرفت جاری ہونگے یہ مژدہ جان بخش سنکر عمرو اسقدر ہنسا کہ بیہوش ہو گیا دانت بیٹھ گئے منکا
ڈھل گیا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ دم نکل گیا ملک اطلس نے کہا اے نور افشان یہ شخص تو شادی مرگ
ہو گیا حقیقت مین اسنے کبھی ہزار دو ہزار روپے نہ دیکھے تھے مین اسکو انتہا کا نہال کر دونگا قابل رفاقت ہی
نور افشان وغیرہ دل مین خوشیان کر رہے ہین کہ خواجہ نے خوب دام تزویر پھیلایا اس مرغ زیرک
کو پھنسایا گلاب کیوڑا چھڑک کر عمرو کو ہوشیار کیا ملک اطلس نے ہزار اشرفیان منگوا کر کہا لو خواجہ یہ
زاد راہ ہی لیکن یہ تو بتلاؤ دیار محبوب کا کیا نام ہی جبتک تم نہ آؤگے مین بہت بیقرار رہونگا مژدہ فرحت سناؤ
کتنے عرصے مین لیکر آؤگے عمرو نے کہا دیار محبوب کا کوہ بو قلمون نام ہی بادشاہ عالیجاہ وہانکا فلک رفعت
خود پسند ملکہ عالم کا نام لیتا ہون کلیجہ تھام لیجیے محبوب خوش انجام حسن آراے شیرین کلام نام نامی
معشوق سنکر ملک اطلس گلگون پوش بیتاب ہو گیا کہا خواجہ یہی چاہتا ہی گریبان چاک کر ڈالے
بکھیڑا پاک کر دون یا خار ہاے صحراے اپنے تلوے ملون خار خار ہون اُس صحراے وحشت نما
کا سرگرم رفتار ہون جستجو کرتا ہوا تا کوے محبوب پہونچون غزل

ہم کرین نالے اگر جا کر میان کوے دوست	تنگ اپنی زیست سے ہون ہجر کنان کوے دوست	لکھی زرفشان مرکے بھی یہ باقی ہی اثر
استخوان میرے نہین کھاتے سگان کوے دوست	عمر ہوتی ہی ہماری شب گذرتی مین بسر	رشک کی جا ہی کہ خوش ہین ساکنان کوے دوست
نالۂ عاشقانہ سے اسقدر ہوتا ہی غل	حشر برپا روز رہتا ہی میان کوے دوست	حشر کے دن عاشقونکو جگہ بخشے گا خدا

دیکھکر باغ جنان ہوگا گمان کوے دوست
مسجد وغیرہ کر ہی باغ جنان کا عاشقو
واہ بخود ہین کچھ ایسے رہروان کوے دوست

بلبل نغمہ سرا کے ہوش فورا اڑ گئے
واعظون کی بھی زبان پر ہے بیان کوے دوست

گر کسیکے منھ سے سن لی داستان کوے دوست
ہوگیا پامال میرا دل خبر مطلق نہین

یہ اشعار پڑھکر ملک اطلس کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے

عمرو نے کہا کہ حضور نہ گھبرائین آپ انتظام طلسم ہوش ربا کرین مین جاکر اُسکے باپ کو راضی کرکے ملکہ عالم کو لاتا ہون لیکن تاریک کی بدعت سے میرے اہالیان لشکر کو بچائیے ملک اطلس نے کہا خواجہ مجکو ایک لمحہ چین نہین ہے آپ سمت ملک مجوب جائیے مین طرف کوہ ہفت رنگ کے کوچ کرتا ہون صراط ہفت رنگ سے ملاقات کرکے مقام قید لاچین دریافت کرونگا اُسکو رہا کرکے لاؤنگا افراسیاب سے صفائی کراکے ملادونگا آپکے آقازادے کی بھی رہائی کی فکر ہوگی سب امورات ایک دن مین فیصل ہوجائینگے اہالیان ہوش ربا امان پائینگے مین بخوبی سمجھ گیا کہ ہوش ربا مین غدر ہے سب انتظام جاکر کرونگا عمرو نے کہا خوب سمجھیے پچاس برس کی ملازمت آپکی محبت مین ترک کرتا ہون ایسا نہو کہ آپ ان امورات کو میرے بعد فراموش کرین جسوقت حمزہ مسند بارگاہ مین جسپر عاشق تھا اُسکو عمرو نے لیجاکر غیر شخص سے ملایا فرمائے پھر وہ میرا منھ دیکھینگے مگر مین صاف صاف لکھ بھیجونگا کہ آپکے فرزند کو رہا کرکے روانہ کرتا ہون مینے اور ایک بادشاہ عالیجاہ کی نوکری کرلی جو کچھ رد و قدح ہوگی حضور سے عرض کرونگا ملک اطلس نے کہا خواجہ ایسا مرتبہ تمھارا بڑھاؤنگا کہ تمام عالم رشک کرے شاہان جلیل تمکو خراج دینگے رئیسان ہوش ربا تمھاری خدمت مین حاضر رہینگے جب میری مصاحبت مین سرفراز ہوگے ہر کس و ناکس اپنا سر پرست جانیگا عمرو نے ملک اطلس سے بخوبی عہد لیے کہا حضور اب مین رخصت ہوتا ہون زاد راہ مرحمت ہو ملک اطلس نے کہا خواجہ یہ توڑا اشرفیون کا جو دیا وہ کیا ہوا عمرو نے کہا ہوش ربا مین سبکا قرضدار تھا میٹ تو نہین مانتا قرض لیکر کھایا ساکھ مین فرق آیا کوئی دمڑی نہ بچا ہے آپکا قاصد ہون بھیک مانگتا ہوا چلا جاؤنگا دس ہزار روپیہ اور منگا کر ملک اطلس نے بطور زاد راہ خواجہ کو دیے خواجہ نے اسیوقت سامنے ملک اطلس کے سامان سفر تیار کیا کہا غلام رخصت ہوتا ہے ملک اطلس نے گلے سے لگا لیا خواجہ روتے پیٹتے ہمرکاب چلے کہ غلام طرف کوہ بلور کے جاتا ہے ملک اطلس نے کہا آپکو ہم نے دوست خداوند کے سپرد کیا ملک اطلس نے اُسیوقت حکم دیا لشکر ہمارا تیار ہو بادولت برائے کار ضروری و انتظام طلسم ہوش ربا سمت کوہ ہفت رنگ سفر فرمائینگے ساٹھ لاکھ فوج جمع ہوئی اُٹھالا بارگاہ زرنفتی کا لدا ملک اطلس گلگون پوش بصد جوش و خروش روانہ

کوہ ہفت رنگ کے چلے یہ تمام معرکہ حیرت افزا صرصر شمشیر زن نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ عمرو نے عجب طرح کا دام پھیلایا ملک اطلس ایسے کو پھنسایا نور افشان و کوکب خوشی خوشی ملک اطلس سے رخصت ہو کر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوئے صرصر یہ خبر وحشت اثر لیکر طرف افراسیاب کے چلی ان سبکا حال وقت پر تحریر ہوگا دیکھیے ان حالات مصیبت آیات کو سنکر شہنشاہ طلسم ہوش ربا یعنے افراسیاب اس مقدمہ مین کیا تدبیر کرتا ہی سب کیفیتین ناظرین والاتمکین پر مقامات مناسب پر وضح ہونگی یہ بخوبی ظاہر ہی کہ تاریک مقابلہ مسلمانان مین فرو کش ہی مقابلے ہو رہے ہین ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ سرخ مو و ملکہ بہار نوبت بجان و کار بہ استخوان ہی ان سبکو اس حال مین چھوڑ دیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملک اطلس گلگون پوش کا روانہ ہونا طرف کوہ ہفت رنگ کے اور نامہ لکھنا افراسیاب کا بدست سرلاے برف انداز و عیاری خواجہ عمرو اور فساد ہونا افراسیاب و ملک اطلس سے خمسہ

ہمت و غیرت کا ہم دینے رہینگے ساتھ	سرخ روئی زینت مین جائیگی ہمارے سر کے ساتھ
فکر عقبیٰ چاہیے ہر دم کڑے تیور کے ساتھ	مرد آلودہ نہو دنیاے بازیگر کے ساتھ

کب وفاداری زن قحبہ نے کی شوہر کے ساتھ

نشہ چڑھتا ہی ذکر بادہ اطہر کے ساتھ	عشق ہی روز ازل سے ساقی کوثر کے ساتھ
اڑ کے جا پہنچینگے نجف مین اک پری پیکر کے ساتھ	منزل مقصود کا سودا ہی اپنے سر کے ساتھ

گرد رہ کسطرح لپٹے جاتے ہین رہبر کے ساتھ

آسمان چکر مین رہتا ہی قمر دلبر کے ساتھ	بجلیان گرتی ہین رفتار پری پیکر کے ساتھ
جانور کیسا پری بھی چھوڑ دیگی وہ کے ساتھ	چل سکین گے کبک کیا اُس فتنۂ محشر کے ساتھ

گرد منزل گاہ اڑتے پھرتے ہین ٹھوکر کے ساتھ

پھرتے ہین مجنون بنے لیلاے سیمین بر کے ساتھ	دور بقراط و ارسطو یا ہی اسکندر کے ساتھ
رہتے ہین چکر مین شہد ابد افسونگر کے ساتھ	حلقۂ دیوانگان ہی اُس پری پیکر کے ساتھ

اسطرح اصحاب ہون جسطرح پیغمبر کے ساتھ

رو رہا ہے کسطرح ہین اُس پری پیکر کے ساتھ	عشق طفلی سے ہی اس رو ضیا پرور کے ساتھ

بے پری میں ہی نظر بازی کا سودا سر کے ساتھ | دیکھتا ہون حسن کے عالم کو مین زیور کے ساتھ
جھلملاتی ہی بنا گوش صنم گوہر کے ساتھ

انھین ہم ہین زہر بھی کھانا گوارا ہی جنھین | جان دیتے ہین تماشوق نظارا ہی جنھین
اور ہین وہ لوگ جینا اپنا پیارا ہی جنھین | سبزۂ خط کو دکھا کر تونے مارا ہی جنھین
حشر اُن لوگون کا ہوگا خضر پیغمبر کے ساتھ

قند شیرین بوسۂ لب سے سوا ہوتا نہین | شہد کیا مصری مین بھی ایسا مزا ہوتا نہین
بند ہو جاتے ہین لب سے لب جدا ہوتا نہین | اسقدر شیرین دہن اے دلربا ہوتا نہین
شیر دایہ نے پلایا ہی تجھے شکر کے ساتھ

کیا رہائی کی لگائے بلبل بیکس طرح | ناتوان سفاک کے پنجے سے چھوٹے کس طرح
قطع کر امید منظور نظر ہو جس طرح | پر کترتا ہی اگر صیاد تو کاٹ اس طرح
حسرت پرواز بھی اڑ جائے بال و پر کے ساتھ

خود نہ مین نکلون قفس کا تو اگر در کھولدے | کون کہتا ہی کہ تو باندھے ہوئے پر کھولدے
ہان مرے دل کی گرہ کو اوستمگر کھولدے | جوہر اپنے ایک دن صیاد اب پر کھولدے
لاگ رکھتی ہی مری گردن سر خنجر کے ساتھ

سر مین ہی سودا اسیر حلقۂ گیسو ہون مین | عاشق رخ ہون نثار نرگس جادو ہون مین
مر رہا ہون جان بلب ہون طالب دارو ہون مین | میکشو عاشق مزاج اے ساقی مہرو ہون مین
بوسۂ لب کی گزک بھی دے مجھے ساغر کے ساتھ

رند و واعظ دونون ہین تیری محبت مین خراب | عشق بیکار ہیکو ٹھہرا جان کا ٹھہرا عذاب
اک زمانے کے ہین تیری گرمیون سے دل کباب | مومنی کافر کا قاتل ہی ترا حسن شباب
آتش افروختہ یکسان ہی خشک و تر کے ساتھ

خاک ہی انکی نظر مین مال و زر قانع ہین جو | کچھ نہین پروا موافق ہو وے دنیا یا نہو
فقر کی دولت پہ مرتا ہون سنو اے دوستو | جسقدر نفرت ہی اُس سے مجھکو [illegible]
اسقدر ہوگی نہ قارون کو محبت زر کے ساتھ

خون عاشق کو رُلانا عادت اس بت کی ہی
اُس ادا کو عجب ہم سمجھے یہ جس ہیلی کی ہی
چشم کی گردش ہی یا شوخی رم آہو کی ہی
یہ اشارت جنبش مژگان سے اُس گلرو کی ہی
دم نکلجاتا ہی سودائی کا اس نشتر کے ساتھ

عشق کی سختی اُٹھانا دل پہ کچھ آسان نہین
شان عاشق مین نہین جبتک کہ یہ سامان نہین
نامور کیا خاک وہ ہوگا جو سرگردان نہین
قدر دیوانے کی بے ہنگامۂ طفلان نہین
چاہیے سالار لشکر کو رہے لشکر کے ساتھ

عیش دنیا مین بشر کے واسطے ہو یا نہو
عقل کو ضائع نکر وحشی نہو رسوا نہو
پر کسی رشک پری کا یا خدا سودا نہو
صورت آباد جہان تک حسن کا شیدا نہو
صندل اس بخانے مین ملتا ہی درد سر کے ساتھ

یاد آجاتا ہی وہ ہنسنا ترا کیا کیا مجھے
تو رکا ہنسنا نظر آتا ہی اک دریا مجھے
دیدۂ گریان سے ملتے ہین دُر یکتا مجھے
جبکہ ہوتا ہی تصور تیرے دانتون کا مجھے
تولتا ہون اشک کے قطرون کو مین گوہر کے ساتھ

سر مین ہی شور محبت دلمین جوش اشتیاق
ہو کرے میری رفاقت زندگی ہو جیسا شاق
جی نہین ہونیکا بسون اب کی دشت فراق
ہر بری کا گر کبھی ہوتا ہی آتش اتفاق
خضر صحرا گرد دیتا ہی مرا مرکے ساتھ

توسن کلک اس میدان وسیع بیان مین یون طرارے بھرتا ہی کہ جب صرصر شمشیر زن نے دربار ملک اطلس مین یہ ہنگامۂ عظیم دیکھا کہ خواجہ عمرو اور نور افشان نے باتون مین اسکو تسخیر کیا اور ملک اطلس طرف کوہ ہفت رنگ کے روانہ ہوگیا بحواس ہوکے طرف افراسیاب کے چلی دلمے کہتی ہی خوب اس مرغ زیرک کو دام تزویر مین پھنسایا بڑا غضب ہوا طرف کوہ ہفت رنگ کے جاتا ہی جو اس ہوگی طرف افراسیاب گے چلی افراسیاب بارگاہ مین موجود ہی دماغ تر خوشی مین بلبلا رہا ہی کہتا ہی طلسم کشا قتل ہوا اب مہتہ جو طبل جنگی بجیگا کل مسلمانون کا خاتمہ ہی ملکہ حیرت جادو تخت پر بصد کروفر ہمدم ہی قول ہی ملکہ بہار کو فریب کرون ایسا نہو دائی امان قتل کر ڈالین کسکو بھیجون کہ جاکر اس بدنصیب کو بچا کے گرفتاری ہو کرے موت پر افراسیاب کے گر مین خلاعات کرادی وزیر زادیان عرض کرتی ہین حضور

وہ کبھی نہ قبول کرینگی مسلمانون کے ساتھ جان دینگی بادشاہ حجاہ پر مرتی ہین انکو یہ گوارا نہوگا کہ اسوقت مین ساتھ چھوڑین حیرت کہتی ہی بڑا غضب کیا اگر بہار قتل ہوگئی ہین اپنے والد نامدار حیات تاجدار کو کیا جواب دونگی وہ ارشاد فرمائینگے تو نے بہن کا پاس نہ کیا میری پندرہ برس کی کمائی کا خیال نہ آیا بہار ایسی مہ جبین کو مٹا یا مگر وہ بدنصیب میرا کہنا نہین مانتی افراسیاب کو بھی ایسی باتو نکا خیال ہی بربادی مین ان نازنینان مہ جبین کی تردد لاحق حال ہی یکایک صرصر شمشیر زن آگر پہونچی لیکن بحواس پریشان خاطر افراسیاب نے کہا ای صرصر خیر تو ہی صرصر نے کہا ای شہنشاہ پنبۂ غفلت گوش ہوش سے نکال لیے اب بڑے غضب کی لڑائی پڑیگی زمین طلسم ہوش ربا تھرا جائیگی عمرو اور نور افشان نے ملکر بڑا غضب کیا بڑے ساحر جلیل کو شریک کر لیا افراسیاب نے کہا مفصل حال تو بیان کر مینے تجھکو کہان بھیجا تھا کیا الٹی خبر لائی صرصر نے عرض کی کنیز کو حضور نے برائے خبر قلعۂ قطع جمشیدی روانہ کیا تھا ہومان ابلق سوار کو تو برہمن نے مار ہی ڈالا اُسکا کیوان ابلق سوار شکست کھا چکا تھا مین عین وقت پر پہونچی برہمن کو عیاری کرکے پکڑ لیا کیوان نے چاہا برہمن کو قتل کرے عین وقت پر کوکب آیا برہمن کو رہا کر لیا ہومان بیچارہ بھاگ کر اک گنبد مین چھپا حضور وہان بھی پیچھا نچھوڑا ہومان کو مار ڈالا یکایک زمین تھرائی وہ آواز آئی کہ جس سے گمان ہوا کلیجے پھٹ جائینگے ایک زنگی پیدا ہوا اُسنے کوکب و برہمن کو مسحور کر لیا اُنکے بڑے اُستاد صاحب میان نور افشان اس زور و شور سے آئے گویا بلا نازل ہوئی زمین متزلزل و متحرک ہوئی زنگی سیاہ رو کو چیر کر پھینکدیا یکایک زمین کا طبقہ اڑا تخت یاقوت احمر پر بصد کر و فر میان اطلس گلگون پوش ظاہر ہوے ابتک تو افراسیاب میچا ئشن رہا تھا نام ملک اطلس سنکر کھڑا ہوا کہا ای صرصر تجھکو کیونکر معلوم ہوا کہ ملک اطلس ہین کہا لوگون کے کہنے سے ثابت ہوا اُنکے عزیز و اقارب جمع ہوگئے ہڑتھوا ملک اطلس برآمد ہوے افراسیاب نے کہا پھر کیا ہوا کہا حضور ملک اطلس کو نور افشان نے دام تزویر مین لیا حضور حضور کرتے ہوے بارگاہ مین لیگئے کوکب و برہمن کو کچھ بھی سزا نملی نور افشان نے تمام مقدمہ لاچین بیان کرکے اسقدر اُسکو درہم و برہم کیا کہ وہ آپکے مقابلے پر آمادہ ہوا اور عمرو نے تو آج حضور وہ کام کیا وہی عیاری پرانی اک نازنین کی شکل بنکر آیا گانا تو اُس نگوڑے کا سحر ہی اُسکو شراب بیہوشی ملا کر پلائی شراب اثر کر گئی جام شکست ہوا اُسنے طور کا بند و بست ہوا چاہیے تھا عمرو کو سزا ملتی اُسنے وہ کہانی نکالی کہانتک عرض کرون ملک اطلس

وعدہ کیا ہی کہ آپکی معشوقہ کو لیئے جاتا ہون مگر آپ میرے لشکر کو بچا لیئے ملک اطلس سات لاکھ فوج لیکر سمت کوہ ہفت رنگ روانہ ہوا اسواسطے کہ صراط ہفت رنگ سے مقام قید لاجین دریافت کرکے رہا کرون افراسیاب سے میل کراؤن حیرت جادو گھبرا گئی عیارون کو کوسنے لگی کہ نگوڑا عمرو مرجائے کیا فریب بناتا ہی افراسیاب نے آواز دی ای ملکہ عالم وہ بیچارہ ملک اطلس کیا ہی مین سارا فریب مسلمانون کا ظاہر کرائے دیتا ہون وہ نور افشان و عمرو کا دشمن ہو جائے گا دست بستہ خدمت مین با دولت کی آئیگا وہان کوئی موجود نہ تھا جو چاہا بیان کیا تنہا پیش قاضی روی راضی آئی کا مضمون ہی مین ابھی فکر معقول کرتا ہون علاوہ ساحر زبردست ہونیکے مذہب سامری مین وہ بزرگ ہی بڑی جفا عبادت خداوند مین اُٹھائی کتابون مین میری اسکا کیا حال لکھا ہی مین سب باتین جانتا ہون ابھی بلواتا ہون شہنشاہ لاجین کی قید تک کیا جا سکتا ہی اُسوقت افراسیاب نے قلم اُٹھایا یا القاب لکھا

نامہ از طرف افراسیاب بخدمت ملک اطلس گلگون پوش تحریر کی شعبانہ

ای شہنشاہِ ساحرانِ جہان	گوہرِ بحرِ بخشش و احسان	تاجدار و مالکِ ہمت
شہسوارِ مراکبِ جرأت	آبروبخشِ ہر صغیر و کبیر	فلکِ ساحری کے ماہِ منیر
اخترِ برجِ حشمت و اجلال	مہرِ تابانِ آسمانِ کمال	بندۂ خاص سامری جمشید
آسمانِ کمال کے خورشید	شکر ہی آپ کا ظہور ہوا	دل کو مشتاقون کے سرور ہوا
دشمنون نے بڑا فریب کیا	قلبِ اقدس کو ناشکیب کیا	دامِ تزویر مین پھنسے مین حضور
بے سبب عشق مین ہوے مجبور	قتلِ احباب و اقربا بھی ہوے	موردِ آفت و بلا بھی ہوے

ای شہنشاہِ گردون پناہ ای زبدۂ ساحری پرستان خاصۂ خلاصۂ زبردستان مقام افسوس ہی کہ دشمنون نے آپ کو اتنا بڑا فریب دیا اس خیرخواہ کو آپکا دشمن بنایا لیکن اسکی کیا شکایت جو مناسب تھا وہ ہوا آپ کو کوئی آگاہ کرنے والا نہ تھا اُن سب نے اپنا رنگ آپ پر جمایا عمرو نے صورت اک عورت کی بنائی وہ صورت حضور کو پسند آئی اُس صورت سے بہتر شاہزادی حسین جمیل آپکی خدمت مین حاضر ہوگی نور افشان و کوکب و برہمن نے سراسر خلاف آپکے سامنے بیان کیا شہنشاہ لاجین نے جب انتقال کیا تب راقم بادشاہ ہوا اس عدل و انصاف سے بسر کی اہالیان طلسم ہوش ربا جانتے ہین اہالیان طلسم نور افشان کی ذات سے غدر ہوا دشمنون کا ساتھ دیا بڑے بڑے سردار

عابدولت کے مارے گئے لاچار مجبور ہو کر دائی امان کو بلایا انہین کے مقابلے کو وہ برہمن آتا تھا حضور نے
اُن سب کو پناہ دی ورنہ اسی معرکے مین اُنکا خاتمہ تھا خیر انچہ گذشت گذشت دیکھتے ہی اس محبت نامے
کے عابدولت کے پاس تشریف لائیے تمام حال ظاہر ہو جائیگا وزیر اعظم میرا سرملے برف انداز
نامہ ہذا لیکر آتا ہی تمام کیفیت فساد و عدم فساد و بربادی مذہب سامری پرستان زبانی ظاہر کر دیگا
یقین ہی کہ آپکے دلکو تسکین ہو ساربان زادے نے بہت بڑا دھوکا دیا نامہ ہذا تمام والسلام والاکرام
نامے کو افراسیاب نے ملفوف کیا سر نامے پر اپنی مہر کی بہت سے تحفہ جات قیمتی جواہرات کشتیان
لباس و اشیاے نفیس کی سرما کے ہمراہ کین چار سی ساڑھے چار سی جوان اک خیمہ معقول اپنے ہمراہ
لیکر سرما روانہ ہوا بعد جانے سرما کے افراسیاب نے اک اور انتظام کیا چند نامے بنام خراج گزاران
تحریر کیے اُنکا مضمون یہ تھا کہ ملک اطلس گلگون پوش بزرگ مذہب سامری پرستان بعد
دو سو برس کے زمین سے برآمد ہوا ہی براے سیر و شکار جاتا ہی جس جانب سے گذرے ہر اک بادشاہ
استقبال کر کے اُسکو با عزت و آبرو فرو کش کرے جسقدر ہو سکے ترقی سامان دعوت و ضیافت مہیا ہو جسنے
اُسکو آزردہ کیا اُسنے عابدولت کو تکلیف دی یہ نامے معرفت طائران سحر روانہ کیے لیکن خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری ملک اطلس سے رخصت ہو کر اشرفیون کا حساب کرتے ہوئے شبکو اپنے لشکر مین آئے
تمام کیفیت ملکہ مہرخ سے بیان کی ملکہ مہرخ رونے لگین کہا ای شہنشاہ عیاران حقیقت مین آپ نے
بڑا کار نمایان کیا لیکن یہان تاریک کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی ایک ہفتے سے اُسنے طبل جنگی نہین
بجوایا جب بیٹھے بیٹھے بگڑتی ہی لشکر پر ہمارے آپڑتی ہی شعبدہ بازی دکھاتی ہی دس پانچ ہزار کو پکڑ لیجاتی
ہی اُسکے ظلم و بدبخت سے زمین تھراتی ہی چیر پھاڑ کھا جاتی ہی عمرو نے کہا انشاء اللہ اسکا بھی سامان پیدا
کرونگا اب جنتا ہی تو مین جا کر ملک اطلس کو لاتا ہون یہ فرما کر برق فرنگی کو ساتھ لیا چالاک کو
کنارے بلایا کان مین اُسکے بہت کچھ سمجھایا چالاک نے پکار کر کہا انشاء اللہ تعالے آپکی عنایت سے
یہی ہوگا مین تدبیر کرونگا یہ سامان کر کے عمرو نے اپنے سردارون سے ملا ایک ایک کو تسکین دی یہ بھی
فرمایا کہ انشاءاللہ پھر بخیر و عافیت ملینگے یا ہمسے تمسے ملاقات بروز حشر ہوگی اس کلام حسرت انجام
پر خواجہ کے قیامت برپا ہوئی رات ہی کو برق کو ساتھ لیکر لشکر سے نکل گئے لیکن ملک اطلس
منزل بمنزل جاتا ہی ہزارہا آدمی راہ مین اسکی زیارت کے مشتاق ہین اک نوجوان تاج شہریاری بر سر

فوج دریا موج ساتھ لیکر بصد کرّ و فر جاتا ہی لوگ دیکھکر حیران ہوتے ہین کہ کیا کمال ہوا دو سو سال زیر زمین رہا سنتے ہین ضعیف تھا نوجوان ہوکے نکلا مذہب سامری مین بڑی کرامات ہی سحر و ساحری کی کیا بات ہی جب کامل ہو تب یہ شرف حاصل ہو بموجب حکم افراسیاب جس سرحد پر پہونچتا ہی وہانکا بادشاہ حاضر ہوا اُسکو سامان دعوت و ضیافت مہیا ہوا صبحکو پھر روانہ ہوتا ہی پانچوین منزل مین قریب صنوبر کوہ پہونچا ملکہ صنوبر جادو خبر سن چکی تھی اپنے کوہ سے اُتری ملک اطلس کے پایہ تخت کو بوسہ دیا تخت سے ملک اطلس اُترا ہر چند کہ عشق مین اُس نازنین کے مبہوت ہی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی مگر جمال ملکہ صنوبر دیکھکر بہت خوش ہوا ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا یا تو خاموش تھا بے اختیار یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

بلبل نہ چمن ہی گل و گلزار کا عاشق
نہ سبحہ کا عاشق ہون نہ زنار کا عاشق
بیچارہ میخانے سے ای شیخ نکلنا
جسکا ہو فروشندہ خریدار کا عاشق
جو گل ہی سو تیرے گل رخسار کا عاشق
باتین مجھے جلتی ہین یہ غیر شِ دشنام
ہر رند ہی وان جبہ و دستار کا عاشق
رشتے کو محبت کے جگہ دیتے ہین دلمین
ہون اسلیے اُس شوخ کی گفتار کا عاشق
کیا قدر رکھے جنس دل اُس شخص کی سودا

صنوبر نے شرماکر سر جھکالیا عرض کی ای شہنشاہ تمام اہالیان ہوشربا آپکے جمال جہان آرا کے خواہان ہین لیکن آپکو عجب حال پر ملال مین پایا متردد و متوحش رنگ روے مبارک متغیر آپ کو کس بات کا خیال ہی کیون قلب پر ہجوم غم و ملال ہی ملک اطلس نے کہا ای شہنشاہ حسینان جہان ای سردار تاجدار خوبان کیا کہون ایسی اک صورت زیبا دیکھی دام بلاے عشق مین پھنسا ہون مثل طائر نو گرفتار تڑپتا ہون راتین ہجر کی پہاڑ ہو جاتی ہین جب دم لبون پر آتا ہی تب روے سحر فرقت کی زیارت ہوتی ہی دن بھی شب غم سے زیادہ تاریک تر غذا اپنی خون جگر اصل یہ کیفیت ہی اشعار

ہر کہ خواہان دل از جنس خوبان میشود
آنکہ از عکس رخش آئینہ بستان میشود
رسم ملک عشق را نازم کہ در حق مریض
من اگر کافر شوم آن بت مسلمان میشود
بارہا گفتم نمی آید ز پند خویش باز
بر در جنت بروز حشر دربان میشود
تا بدست آورد ظالم ورپی جان میشود
ہر شبی مانند تصویران فانوس خیال
از طبیبان بعد مردن فکر درمان میشود
از پریشانی درین بستان دلا غمگین مشو
ناصح از گفتار خود روزے پشیمان میشود
گر کند از بدر ماغی صبح گلگشت چمن
گرد آن شمع شبستان بزم قربان میشود
ہیچکس یا رب بکس با شعلی آتش ...
غنچہ گل بگردد انجا گر پریشان میشود
می مخور سودا کہ آخر زاہد از این عصا

اس حسرت سے یہ اشعار ملک اطلس گلگون پوش نے پڑھے ملکہ صنوبر نے عرض کی آخر آپکی معشوق نامہربان کس مقام پر ہی ہمکو حکم ہو جستجو کرین جا کر آپکا پیغام پہونچائیں

ملک اطلس نے کہا میرا قاصد خوشخرام نیک انجام گیا ہوا ہی یقین ہی جواب باصواب لاے وہ روز روز عید
کیا سعید ہوگا میرا نامہ بر پلٹے خبر آمد محبوب پہونچاے ای ملکہ صنوبر جان اپنی نامہ بر پر نثار کرونگا کیا
کہون کسقدر انتشار ہی دل تردد منزل شل ماہی بے آب بیقرار ہی لیکن اسوقت تمھارے آنے سے غنچہ خاطر شگفتہ
ہوا دو چار روز اسی مقام فرحت انجام پر بادولت قیام کرینگے صنوبر نے باعزاز و اکرام لیکر بالاے کوہ آئی
بارگاہ استاد کرائی سامان عیش و عشرت مہیا ہوا بڑی دھوم سے ملکہ صنوبر نے دعوت کی ملک اطلس
خدمتگذاری سے صنوبر کی نہال ہوا کسیقدر رفع ملال ہوا لیکن شب کو جب تنہائی مین جاتا ہی تصویر دلپذیر
جو خواجہ عمرو نے براے تسکین دیدی ہی تنہائی مین اُس تصویر کو نکالتا ہی کبھی نثار ہوتا ہی کبھی بلا مین لیتا ہی
کبھی جوش محبت مین درد دل سناتا ہی یاد مین اُس روے زیبا کی دن رات گھبراتا ہی دوسرے دن تخت پر
ملک اطلس بیٹھا ہی ملکہ صنوبر مصروف خدمتگذاری ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ سرمار وزیر اعظم
افراسیاب نامہ لیے ہوے آتا ہی صنوبر نے دست بستہ عرض کی شہنشاہ کا وزیر براے زیارت سرکار
حاضر ہوا ہی اگر حکم ہو استقبال کرکے لاؤن ملک اطلس نے کہا افراسیاب بڑا مغرور ہی نشہ بادہ
کبر و نخوت سے چور ہی اُسکے پاس مندی لگی تھی خود نہ آیا اپنے وزیر کو بھیجا کچھ ہمارے پاس آنیکی ضرورت
نہین ہی بادشاہ اصلی کو ہم جاکر مارینگے تب اُس نگرام کی آنکھ کھلیگی جب ملک اطلس بہت بگڑا صنوبر نے
آب کلام سے ٹھنڈا کیا کہا ای شہنشاہ افراسیاب جادو بڑی آفت مین مبتلا ہی ایک سر ہزار سودے
جب نامہ حضور پڑھینگے سب کیفیت ظاہر ہوجائیگی یقین ہو باعث عدم حضوری بھی ضرور تحریر کیا ہو
آپکے نیازمند ہین آپ سے کیا سرکشی کرینگے جب ملکہ صنوبر نے اسطرح سمجھایا تب ملک اطلس نے حکم دیا
اچھا خوشی تمھاری خاطر سے حکم دیتے ہین ورنہ مابدولت کو کچھ ملاقات کی ضرورت نہ تھی کیا ہم اُسکے
تحفہ جات کے محتاج ہین ہمارے نام سے قواعد دین سامری کے رواج ہین ملکہ صنوبر خوش ہوکے
اپنی کنیزون کو براے خدمتگذاری ملک اطلس گلگون پوش چھوڑ کر براے استقبال سرمار چلی
زیر کوہ ٹھہری سرمار بے برف انداز نے صحرا مین لاکر بارگاہ استاد کرائی صندوق تحفہ جات کے ایک خیمے
مین رکھے انتظار ہی کہ ملکہ صنوبر آے کل حال اُس سے دریافت کرلون پھر جاکر ملک اطلس سے
ملون کہ ہرکارون نے خبر دی ملکہ صنوبر تشریف لایا چاہتی ہین سرمار بے برف انداز بارگاہ
مین ٹھہرا انتظار ملکہ صنوبر جادوگر رہا ہی لیکن ملکہ صنوبر مع چند کنیزان ہمراز و مصاحبان دمساز

کوہ سے اُتر کر خراماں خراماں جاتی ہی ایک جانب سے دیکھا ایک ہرکارہ گوٹے دار پگڑی سر پر سونے کی چھڑی
زیب کمر اُسپر مہر افراسیاب پکارتا ہوا ای ملکہ صنوبر ٹھہر وواہ تمنے بڑا غضب کیا پرچہ لکھونگا ملک ومال
چھن جائیگا شہنشاہ کا عتاب آئیگا ملکہ صنوبر ہرکارے کو دیکھکر گھبرا گئی کہا میاں ہرکارے صاحب میںنے
کیا خطا کی ہرکارے نے کہا خطا کا حال کھل جائیگا جب دوسرا ناظم آکر فرود اصلات طلب کریگا تب آنکھیں
کھلینگی خزانے مین روپیہ تیار رکھیے زرخراج کی یہ تباہی شہنشاہ پر دشمنوں کی لشکر کشی آپکو خبر بھی نہین دن
عیدرات شب برات کبھی اگر آپ باغیون سے لڑین دس میں ہزار ملازم قتل کرائیے دو چار زخم بھی کھائیے
صنوبر گھبرا گئی کہا میاں ہرکارے مفصل کہو مجھکو شہنشاہ نے کب طلب فرمایا کہ مین نہ حاضر ہوئی
کیا کسی دراندازنے دراندازی کی غمّازون نے غمّازی کی ہرکارے نے کہا مجھکو آپکے حال پر رحم آگیا
ورنہ حبشیون کا رسالہ آپکی گرفتاری کو چل چکا ہی ذرا کنارے آئیے مین سمجھادون اب بھی خیر ہی صنوبر تھم تھم
کانپتی ہوئی ہرکارے کے ساتھ آئی کنیزون کو اُسی مقام پر چھوڑا ہرکارہ ملکہ صنوبر کو اک درۂ کوہ میں لیگیا کہا
ای ملکہ صنوبر ملکہ حیرت جادو تمھاری دشمن ہوگئین چاہتی ہین ملک ومال اپنے قبضے مین کرین جلد
اپنا کارندہ روانہ کیجیے جاکر شہنشاہ کو عرضی دے دوسرا ناظم نہ آنے پائے یہ باتین کرتے کرتے حباب مارا
صنوبر بیہوش ہوگئی آواز آئی منم مہر سپہر عیاری ایک طرف سے برق فرنگی بھی آیا عمرو نے کہا بیٹا اسکی
صورت تو بنکر تیار ہو خواجہ عمرو نے ملکہ صنوبر کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھا برق فرنگی ملکہ صنوبر کی صورت
بنکر آراستہ ہوا عمرو نے سمجھا دیا جاکر سرمایے برف انداز سے ملاقات کر و ایسا رنگ جماؤ شب کو
بارگاہ مین رہنا مین بھی وقت پر آجاؤنگا برق بہت خوب کہکر بشکل صنوبر مسکراتا ہوا بیرون بارگاہ آیا
کنیزون نے پوچھا حضور ہرکارہ کہاں گیا ملکہ نے کہا چپ رہو اُس نگوڑے کا نام بھی نہ لو مینے سمجھا دیا وہ
چلا گیا مین کیا کسی کا دینا چاہتی ہون ملک موروثی پر کون دست انداز ہو سکتا ہی اب اسکا ذکر کیسے سامنے
نہ کرنا یہ کہکے طرف بارگاہ سرمایے برف انداز کے ناز و کرشمہ دکھاتا ہوا انگلیاں چمکاتا ہوا اچھلا
سرمایے برف انداز نے سنا ملکہ صنوبر جادو آپہونچی جانتا ہی کہ ناظم ملک صنوبر کوہ ہی بے اختیار
باہر نکل آیا ملکہ صنوبر نے جھک کر سلام کیا مسکرا کر کہا میاں وزیر اعظم بڑے بے مروت ہو تم لوگون
سے کسی بات کی امید نہ رکھے کبھی ایک پرچہ بھی لکھنا نہیں نصیب ہوتا نامہ لکھنے ہاتھ ٹوٹتے ہین یہاں ناحق
کو روز فکر کی ہون نام پر صدقے اُتاری ہون دشمنوں کے ہاتھ سے میاں سرمایہ چین عیار ڈھنڈھانہ کرین آپکی

آنکھ نہین ملتی ہے لکر ہاتھ مین چٹکی لی قہقہا مارکر ہنسی کہا کیون جی وزیر اعظم ان باتون سے تم یہ سمجھے ہوگے کہ ملکہ
صنوبر میرے اوپر عاشق ہی در گور مین ایسون سے لوٹا بھی نہ اٹھوا اُون لیکن ناحق مین براے استقبال
دوڑی آئی میرے پیر بھی تھک گئے سختی اُٹھائی پہاڑ کا راستہ طی کیا جنگلے واسطے آئی وہ چھوے کھڑے ہین
سرماے برف انداز بیقرار ہو گیا کہا ملکہ صنوبر مین تو غلام ہون صنوبر نے کہا غلام اپنی جورو کے ہو
مجھ کمبخت سے کیا کام دور سے صاحب سلامت ہو چکی بس مین جاتی ہون ملاقات کو وہان ملک اطلس
کی تشریف لائے گا مین کچھ رات کو رہنے نہین آئی ہون سرماے نے دانت نکال دیے ہین ہین کرنے لگا
رال ٹپک پڑی ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ صنوبر بارگاہ مین چلیے اسوقت چڑھائی پر پہاڑ کی نہ جا سکینگے تو صبح
ملک اطلس گلگون پوش سے ملاقات کرلینگے آج رات کو یہان ناچ گانا ہوگا دور شراب ہو صنوبر
نے کہا او دیدے کی صفائی مین رات کو اتنی بارگاہ مین رہون شراب پیون تنہا پاکر مجھسے مذاق کرو تو مین
کیا کرون اقرار کرلو تو مین چلتی ہون ورنہ ابھی چلتی ہون مجھکو ہاتھ نہ لگانا شراب نہ پلانا مین شہنشاہ سے
کہلا بھیجونگی سرماے برف انداز نے کہا اے ملکہ صنوبر ہم تو تمھارے مہمان ہین دلشکنی کرنا مناسب
نہین آیندہ آپ کو اختیار ہی یہ نیازمند آپکا مجبور و لاچار ہی منتین کرتا ہوا بمشکل بارگاہ مین لایا مقام صدر
پر ملکہ صنوبر کو بٹھایا ساتھ والون سے کہا شراب و کباب حاضر کرو ساتھ والون سے کہتا ہی صنوبر
مجھپر مرتی ہی مجھے معلوم نہ تھا آج اُسکی باتون سے معلوم ہوا مدت سے عاشق ہی آجکی شب بڑی راحت
سے گذریگی صبحکو ملک اطلس سے ملاقات کرینگے کیا جلدی ہی ملاقات کرتے ہی بخوبی سمجھا دونگا
پھیر کر لیجا دونگا نامے مین تو چند فقرات شہنشاہ نے لکھے ہین مجھے زبانی عرض کرنا ہی ابتداے جنگ اسد و عمرو
چند باتون مین سمجھا دونگا ایک شب مین کیا نقصان ہی سب نے عرض کی حضور بہت بہتر ہی ایسی معشوق
عاشق خصال کسے ملتی ہی عاشق نہوتی تو واسطے استقبال کے کیون آتی حیلے مین استقبال کے بیقرار
ہوکر آئی ہی مدت سے بیقرار نہوتی تو یہ جوش و خروش نہوتا سرما پھول گئے کہا بھائیو سیکڑون مجھپر مرتی
ہین مینے قصد نہین کیا منگلوٹی کی زوجہ تین لاکھ روپے کا مال لیکر بیٹھی جاتی تھی مینے قبول نہین کیا ملکہ صنوبر
نے فورا سامان عیش و عشرت مہیا کیا سرما میٹھا دیکھ رہا ہی صندوقون کو دیکھکر صنوبر جادو نے پوچھا
وزیر اعظم صاحب اسمین کیا ہی کہین کوئی تمھاری خالہ اماں آشنا ہونگی اُسکے لیے تحفہ لیچلے ہو سرما نے
کہا اے ملکہ عالم اسمین جواہرات تحفہ جات گلدستہ ہاے بے نظیر گہرہاے آبدار بہ تنوبرا فراسیاب نے

برائے ملک اطلس گلگون پوش روانہ فرمائے ہین شب کو یہان رہ گئے ورنہ اسیوقت جاکر مشرف
ہوتے ساربان زادے نے بڑا مکر کیا شہنشاہ کے لیے معشوقہ لینے گیا ہی دیکھیے اب حال کھلیگا کیسی بنا
پڑیگی اب لشکر مسلمانان بہت جلد تباہ ہو جائیگا اپنے نزدیک میان نور افشان و عمرو نے بڑا کام کیا ایسے
بزرگ کو دھوکا دیا ایسا اسکا بدلا ہوگا افراسیاب تو خطا معاف بھی کر دیتا لیکن یہ بزرگان دین خوش آئین
کسکا پاس کرتے ہین صنوبر جادو نے کہا ہوگا تمھین تو قصے کہانی بہت یاد ہین جو نگوڑا جیسا کرے گا
ویسا پائیگا ہم تمھین راضی کرنے آئے ہین سرمایۂ برف انداز خوشی مین مست بیٹھا ہی جب جلسہ آراستہ
ہو چکا گانیوالے آئین سرمایہ نے اپنے لشکر کے طائفے بلائے ملکہ صنوبر نے کہا یہ گانا ہمین پسند نہین آتا سیان
دیہاتنین چار چیزین سیکھ لین ایک بھی لیکر نکل پڑین کوئی گویا عمدہ ہو یگانا گائے تو دلکو پسند آئے یہ ذکر
تھا کہ جیبدار نے عرض کی حضور دروازے پر ایک گویا حاضر ہی کہتا ہی مین ہمیشہ خدمت سامری و جمشید
مین رہا جیسے ملک سامری برستان برباد ہوئے مارا مارا پھرتا ہون سرمایہ نے کہا بلا لو دیکھا گویا نوجوان
طنبورا ہاتھ مین مسخرا پن بات بات مین بھبی بھبی ٹھمکتی ہوئی گنگناتا ہوا سامنے آیا دعا دے جان و دراز
دی ملکہ صنوبر نے کہا میان تمھارا کیا نام ہی کہا بی بی صاحب ہمکو استاد ہر رنگ کہتے ہین باپ ہمارے
تان توڑ خان تمام دنیا مین مشہور رہین آجکل پریشان ہو گئے جورو نے بھی کہا جشن کی خبر سنی چلے آئے
سرمایۂ برف انداز نے کہا ملکہ کو علم موسیقی مین بہت دخل ہی یگانا گاہر رنگ نے عرض کی حضور
پکا گاؤن تو چار گز کی تان پانچ گز کی تان جہانتک کہیے بڑھتا جاؤن تان توڑ خان کا بیٹا سارنگ خان
کا پوتا تانسین کا سرذنا ہی سے زیادہ کون گائیگا سبکو راضی کر کے جاؤنگا لیکن حضور ایک خیال رہے
اگر ایسا ہوا کہ ہم گا رہے ہین سامری جمشید نے فرشتہ کو بھیجا ہمکو بلوا لیا پھر ہم نہ رک سکین گے اگر
چلے جائین تو شکایت نہ کیجیے گا ملکہ صنوبر نے کہا نگوڑے گویون کو باتین بہت آتی ہین کچھ سناؤ اچھی اچھی
چیزین گاؤ ہر رنگ نے کہا ایسی ایسی سناؤن سب صاحب خوش ہو جائین حضور ہم لوگ ڈھاری
ہماری بات کا برا نہ مانیے مجھے مجرے کے روپے پہلے دیجیے صنوبر نے کہا زیادہ باتین نہ بناؤ وزیر اعظم
سامنے موجود ہین نہال کر دینگے یہ دیکھو بڑے بڑے صندوقون مین مال بھرا ہی صنوبر نے اشارہ کر کے سب
صندوق بتا دیے سرمایہ نے کہا صاحب صندوقونکا ذکر نہ کرو مین اپنے ساتھ بہت کچھ لایا ہون کیا پرائے
مال کے بھروسے پہ آیا ہون ہر رنگ نے بیٹھکر پہلے دو چار خیال گائے تانین آئین باتین سنائین

ارین سرما نے کہا اس گویے کو نکال دو یہ کیسی بلیان لڑتا ہی کوئی ٹھمری غزل گا فقاب تو گویا سنبھل بیٹھا چونکہ وقت شب ہی یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

محفل میں جھلملاتی ہی کیون بار بار شمع
روتی ہی بار بار قریب مزار شمع

کرتا ہی گر بیان جو وہ محفل میں غیر سے
محفل میں تو فروغ دکھائے ہزار شمع

تاریکی لحد کا نہین خوف بعد دفن
ہم شمع پر نثار ہین ہم پر نثار شمع

آخر جو خاک ہو گئی جل جلکے بزم مین
بس ایک میرے حال پہ ہی اشکبار شمع

تاثیر اسکو کہتے ہین اللہ رے فیض عام
کچھ غم نہین ہی ہو جو قریب مزار شمع

اُس شعلہ رو کے رشک سے ہی بیقرار شمع
دود سیاہ رنگ سفید آشکار ہی

جلتا ہی تیری طرح مرا جسم زار شمع
اُس شعلہ رو پہ بزم مین جل جلکے تا سحر

تربت مین ہو گا میرا دل داغدار شمع
بے نور ہو گی مجھکو ستانہ کر غرور

رکھتی تھی اپنے دل مین یہ کس سے غبار شمع
سر کاٹ لے قصاص کا گلگیر سے ہو حکم

گل کر گئی سحر کو نسیم بہار شمع

تربت پہ بعد دفن ہی اک غمگسار شمع
دکھلاتی ہی دورنگی لیل و نہار شمع

روشن نہوگا نام مرے داغ دل کی طرح
آخر نثار ہو گئی پروانہ وار شمع

جل جل کے کہہ رہی ہی یہ پروانے بزم مین
بس رات بھر ہی بزم مین تیری بہار شمع

جلتا ہون مین جو بزم مین تیری غیر شاد
پروانون کو جلا رہی ہی اے نگار شمع

سطوت دیا ہو راہ خدا لحد مین ساتھ

اس غزل نے آگ لگا دی سرماے برف انداز جھومنے لگا صنوبر نے کہا میان ہر رنگ کیا کبھا شراب بھی پیتے ہو عرض کی حضور ہماری جنم گھٹی ہی اک بوتل لیدا نیے ٹکے کا ٹھرا سنکا ہیے پھر سینے دیکھیے کیسا راضی کرتے ہین ملکہ صنوبر نے کئی گلابیان منگوا کر سامنے میان ہر رنگ کے رکھین میان ہر رنگ ہنسے کہا حضور اس سے کیا ہو گا دو چار بٹلے منگائیے ملکہ صنوبر نے کہا نگوڑے دو چار جام پیکر سارا راگ بھول جائیگا یہ وہ بازاری ٹھرا نہین ہی بادشاہون کے پینے کی شراب ہی گویے نے کہا حضور ہم تنہا خور نہین ہین جب ساقی ہوتے ہین کسیکو باقی نہین چھوڑتے صنوبر نے غصے مین سرما کے اشارے سے کنجی میخانے کی کھول کر پھینکدی میان ہر رنگ میخانے مین گئے شراب کو درست کرکے لائے اس سلیقے سے شراب لایا کہ دیکھنے والون کی آنکھون مین نشا آگیا ملکہ صنوبر جا دو بھی کاروبار مین معروف ہین ہر رنگ بحال بیٹھا ہی شراب چلنے لگی ملکہ صنوبر منتظم جھٹ پٹ کام ہونے لگا پردہ بارگاہ مین پڑا ہوا ہی باہر کا آدمی نہین آ نہین سکتا تھوڑے ہی عرصے مین سرماے برف انداز گھبرایا ملکہ صنوبر سے پکار کر کہا چلو ہم تم لیٹ کر سو رہین صنوبر نے کہا نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی منھ تو دیکھ آئینہ تو میسر نہوا ہوگا جنین مین شباب لڑکے تو اپنی صورت ضرور دیکھی ہو گی ورنہ اب دیکھ لے سراسر حال آئینہ ہو جائیگا سرما بلبلا کے اٹھا

سب حال آئینہ ہوجائیگا سرما لمبلا کے اٹھا بیہوشی کام کرچکی تھی اُٹھتے اُٹھتے دل بیٹھ گیا دھم سے گرا ساتھ والے
اُٹھے سب بیہوش ہوے برق فرنگی نیمچہ کھینچکر چلا خواجہ عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا کہا او نالائق کیا کرتا ہی قتل
کرنا منظور نہین ہی عمرو نے کسیکا لباس بھی نہ اُتارا صندوق تحفہ جات کے کھولے اُسکا انتظام بوجہ حسن
کر دیا جو منظور تھا وہ مطلب ہوا ظاہر مین محفل کی کوئی چیز نلی برق کو کچھ سمجھایا کہا مین الگ ہوجاؤن تو
بشکل صنوبر آرام کر بوقت سحر سرما کو اپنے ساتھ لیجانا ہم بھی کسی صورت پر آمینگے جو کچھ ہمنے سکھا دیا سلیقے
سے انتظام کرنا برق بہت خوب کہکے گوشۂ بارگاہ مین جاکر سو رہا خواجہ عمرو سراچہ چاک کر کے نکل گئے ساری
رات گذر کر ستارہ سحری چمکا نسیم سحری چلی سرماے برف انداز کی آنکھ کھلی گھبرا کے اٹھا اپنی حرکت پر
منفعل ہوا کہ ملکہ صنوبر سے کیا وعدہ تھا نشہ شراب کا بری چیز ہی ناحق شرمندہ ہوا ملکہ صنوبر کو جگایا
صنوبر نقلی آنکھ ملتی ہوئی اٹھی کہا صاحب جلدی چلو شہنشاہ گھبراتے ہونگے سرماے تحفہ جات لدوائے
صندوقون مین اسی طرح قفل لگے ہوے غلاف چڑھے ہوے طرف پہاڑ کے چلے صنوبر راہ مین سرما
کو خوب سمجھاتی ہوئی چلی کہ ای وزیر اعظم بادشاہ عالیجاہ کا سامنا ہی بہت سلیقے سے کلام کرنا جسکے ملنے
سرما نے کہا مین بخوبی سمجھا دونگا سامری جمشید کے حکم سے مسلمانون کے نام کا دشمن ہوجائیگا ابتدا سے
انتہا تک سب بیان کر دونگا کوکب نے سراسر بدعتی کی ہزارون سردار طلسم ہوش ربا کے اُسکے ہاتھ
سے مارے گئے آج ہی مین اُسکو طرف طلسم نور افشان کے پھیر دونگا پہلے طلسم نور افشان کی فکر واجب
ولازم ہی لا تاریک فکل کش لشکر مہرخ کا خاتمہ کر دیگی یہ جاکر طلسم نور افشان کو فتح کرینگے اب مسلمانون
کا نام بھی نہ باقی رہیگا ملکہ صنوبر نے کہا مینے سمجھا دیا آیندہ تمھین اختیار ہی صنوبر جادو یہ کہکے پہلے پہونچی
جاکر ملک اطلس کو سلام کیا ملک اطلس نے پوچھا ملکہ صنوبر شب کو تمنے وہان کیون بسر کی
عرض کی وزیر اعظم سرماے برف انداز نہ آسکے کنیز رات بھر حضور کے انتظار مین رہی جفاے شب
فراق سہی حضور وزیر اعظم آتے ہین طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ افراسیاب کو آپ کا تشریف لانا ناگوار
معلوم ہوا رات کو بھی اک نامہ سرما کے پاس آیا سرما پڑھکر دیر تک سر جھکائے بیٹھا رہا مینے جو پوچھا کہ کیا
مضمون ہی مجھسے نہ بتایا لیکن کاغذ کو جیب مین رکھ لیا اگر مناسب ہوگا تو ارشاد فرمائیے گا کہ جو شب کو
نامہ آیا ہی وہ بھی ہمکو دکھاؤ آپ سے وہ ضرور عرض کرینگے جو مناسب وقت ہو انتظام کیجیے گا اپنی جان کا
خیال رکھنا واجب ولازم ہی ملک اطلس نے کہا ای خیرخواہ دولت مجھپر کوئی اگر دست انداز ہو دریا کے

خون بہادوان یہ باتین تھین کہ سرمایۂ برف انداز حاضر ہوا آتے ہی پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر سامنے
کھڑا ہوا عرض کی شہنشاہ نے حضور کے واسطے تحفہ جات روانہ فرمائے ہین پہلے وہ پیش کرون حکم دیا لاؤ
صندوق آگر رکھے گئے جیسے ہی وہ صندوق بارگاہ مین آئے اک بڑی بدبو آئی کہ دماغ سب کے اُلٹ گئے
ملک اطلس نے کہا یہ بو کہان سے آئی ملکہ صنوبر نے عرض کی حضور انکو کھلوائیے حال کھلجائیگا
سرمایہ نے بڑھکر صندوق اول کھولا ملک اطلس بھی کھڑا ہو گیا اس خیال سے کہ بادشاہ ہوشربا نے
تحفہ جات بھیجے ہین جیسے ہی تیرا اُٹھا تمام بارگاہ کے لوگون نے ناک بند کر لی ملک اطلس نے دیکھا کہ
مرا ہوا گدھا غافہ اول مین رکھا ہی سرمایہ کا دم نکل گیا ملک اطلس نے کہا کیون بے یہ افراسیاب نے
ہمین کیا بھیجا ہی گدھے پر اسی گدھے کو سوار کرا دو بیچارہ دوسرا صندوق تو کھول دوسرا صندوق جو کھولا اسمین
کتے کا لاشہ اعضا گلے ہوئے کیڑے پڑ گئے ہین لیکن کام کرنے والے نے وزن مین فرق نہین ڈالا اب
والا صندوق جو کھولا اسمین کتے کی کھال اسمین لکھا ہوا ہی برائے ملک اطلس سرمایۂ برف انداز
کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہو گئے ملک اطلس افراسیاب کو گالیان دینے لگا کہا یہ کمبخت بہت مغرور
ہوا یہ تحفے ہمارے واسطے بھیجے ہین در پردہ جو ہارے جنگ ہی جدائی کی امنگ ہی ملکہ صنوبر نے بڑھکر عرض
کی حضور جو کچھ کیا وہ افراسیاب نے کیا بیچارے وزیر کی کیا خطا انکی جیب مین اک نامہ ہی اسکو ملاحظہ
فرماکے انکو رخصت کر دیجیے سرمایہ نے کہا شب کو تو کوئی نامہ نہین آیا صنوبر نقلی نے بڑھکر کہا اے وزیر اعظم
اپنی آبرو بچاؤ جو کچھ ہو صاف صاف کہدو سرمایۂ برف انداز نے کہا مین ان خبرون سے بالکل
واقف نہین ہون شہنشاہ نے اشیائے نادرہ روانہ کیے تھے ملکہ صنوبر نے غصے مین کہا کیون اپنی
خرابی کرتے ہو یہ کہکے جیب سے نامہ نکال لیا ملک اطلس گلگون پوش سے کہا یہ لیجیے حضور پڑھیے
افراسیاب نے آپ کو لکھا یا اپنے وزیر کو ملک اطلس نے جو اس نامے کو کھولا افراسیاب
نے سرمایۂ برف انداز کو لکھا ہو اے وزیر اعظم اے خیرخواہ دولت تم ہم سے وعدہ کر گئے
تھے کہ ملک اطلس کا سر کاٹ لائینگے سو وہ الماس خزانے سے لیا کیا باعث ہوا کہ ابتک سر
اُس خودسر کا نہین روانہ کیا کیا تم جا کر اُس باغی سے مل گئے اگر یہ کام تم سے نہو سکتا تھا تو بیڑا کیون اُٹھایا
جس رقم کا تمنے وعدہ کیا تھا وہ رقم الگ جمع کرا دی تمھاری جورو صاحبہ نے اُسپر قبضہ بھی کر لیا روز تمکو
تمھارے خط دکھاتی ہین کہ شوہر نے ہمارے تدبیر کی ہی امروز فردا مین سر لیکر اُس سرکش کا حاضر ضرور ہوگا

ایک تمھارے خط سے یہ معلوم ہوا تمنے تحریر کیا ہی کہ وہ ان کو اسپر دست انداز ہو سکونگا شب کو سونے مین گلا دو
جسطرح ہوسکے جلدی کرو ملک اطلس گلگون پوش پڑھتا جاتا ہی چہرہ غصے سے ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالتا ہی کبھی
اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی ملکہ صنوبر نے بڑھکر کہا کیون شہنشاہ اسمین تو کچھ اچھا اچھا لکھا معلوم ہوتا ہی پھر
ملک اطلس نے کہا اس ملعون سرما کی مشکین باندھو جوتیان مارو یہ بیچا ہمارا سر لینے آیا ہی سرما پر
مار پڑنے لگی اگر کسی نے تلوار کھینچی ملکہ صنوبر نے منع کیا کہا اسے مارو یہ کیا کرتے ہو چار جوتیان مار لو
داڑھی اسکی نوچ ڈالو جان نہ لو سرما بھی گھبرا کر کہتا ہی ملکہ صنوبر میری جان بچاؤ مین اس نامے سے آگاہ
نہین صنوبر نے داڑھی پکڑ کر ایک جوتی ماری کہا او گدھے انکار کرنے سے وہ اور زیادہ خفا ہونگے
مار پر مار پڑیگی اور سنگے بہ الکہ اپنی جان بچا حضور مین اسکا کہو ہان ہون جو اسنے حکم دیا مینے قبول کر لیا انکار مین
جان نہ بچیگی اقرار کر اقرار کر یہ کہکر ملکہ صنوبر نے پکار کر کہا ای شہنشاہ عالیجاہ مینے دریافت کیا اس
بیچارے کی کچھ خطا نہین ہی جو لکھے بادشاہ نے کہا دو اسنے کیا دیکھیے پوچھ لیجیے بیچارا منتین کرتا ہی یہ لکھے
آوارہ ہی صاحبو ذرا ہاتھ روکو بیگناہ کو نہ مارو دیکھو وہ کیا کہتا ہی جب لوگ رکے ملکہ صنوبر نے کہا ای
وزیر با عظم مفصل کہو تمھاری جان بخشی ہو جائیگی سرما نے برف سے ہاتھ باندھ کر کہا حقیقت
یہ ہی جو میری بادشاہ نے کہا وہ مینے قبول کیا ملکہ صنوبر نے کہا حضور سچ کہتا ہی اب اسکو معاف کیجیے
صرف منہ کالا کرکے نکلوا دیجیے اور کان مین سرما کے چپکے سے کہا تمھاری جان بچاتی ہون منہ کالا
ہوگا لات داڑھی منڈے گی پاپوش سے گھری کھیتی ہی پھر نکل آئیگی منہ جا کے دھو ڈالنا جان تو بچی
سرما نے کہا ای ملکہ صنوبر جو مناسب جانیے وہ کیجیے میری جان بچا دیجیے صنوبر نے حکم دیا داڑھی انکی
مونڈو منہ کالا کرو گلے مین جوتیون کا ہار ڈالدو ننگے گھوڑون پر سوار کرکے ان نالائقون کو نکالو سرما کا
برف اندر سے بصد سوز و گداز نکالے گئے ملکہ صنوبر نے کاغذ وغیرہ لیکر پھاڑ ڈالا کہا شہنشاہ اب
آپ کوچ کیجیے کنیز بھی لشکر لیکر حاضر ہوتی ہی مقام قبہ الحسین دہانت کرکے آئے سامنے کیجیے اسکو
قتل کرنا مناسب ہی اور اسباب سلطنت ہوشربا کا کر بڑا مغرور ہوا ہی دیکھیے حضور کے قتل کی فکر کی
ہی ملک اطلس گلگون پوش نے اسیوقت افسران فوج کو حکم دیا بہ تعجیل تمام لشکر ظفر اثر تیار ہو طرف
کوہ عقیق رنگ کے چلو کوہ صنوبر سے غصے مین کانپتا ہوا اژدر پشت مرکب پر سوار ہوا اور دمدمہ
سے سفر کرتا ہوا چلا ملکہ صنوبر بھی پہاڑ سے اتر کر غائب ہوگئین یہان کنیزین انمین جلسین ٹھٹی

پھرتی ہین کہ ہماری ملکۂ عالم کیا ہو گئین بعض نے کہا شاید ملک اطلس کے ہمراہ گئین یہ تو سب اپنی
تردد مین رہین اور خواجہ عمرو برق بصورت مبدل لشکر کے ہمراہ چلے جاتے ہین خوشیان کرتے ہوئے فرماتے
ہین ای برق کیا کہنا جا کر ملکہ مہرخ سحر چشم کو ان کل امورات کی خبر دو جہانتک ہوسکے اپنے کو بدعت سے
تاریک کی بچاؤ انشاء اللہ تعالیٰ ملک اطلس کوہ ہفت رنگ کو فتح کیا چاہتا ہی اگر لاچین کا پتا
لاؤ اُسکو لیکر آتا ہون برق فرنگی طرف لشکر کے چلا خواجہ لشکر ملک اطلس کے ہمراہ ہین لیکن ملک
اطلس گلگون پوش بصد جوش خروش قریب کوہ ہفت رنگ پہونچا صراط ہفت رنگ
کوہ ہفت رنگ پر جو حجرہ بنا ہی اُسمین تخت پر بیٹھا ہی سات پتلیان سنہری پشت پر مگس رانی کر رہی ہین
سات خدمتگار دست بستہ سامنے حاضر ہین اُسنے دیکھا کہ گرد اُڑی ایک تاجدار پشت پر سات لاکھ ساحران غدار
لشکر کوس بجاتا کوہ ہفت رنگ سے ٹھہرا صراط ہفت رنگ نے خدمتگار کو حکم دیا کہ اس تاجدار سے
کہو یہ مقام کوہ ہفت رنگ گذرگاہ سامری جمشید ہی یہان بے ادبی جائز نہین ہی لشکر کو ہٹا لیجاؤ ورنہ
سزائے معقول دیجائیگی شہنشاہ طلسم ہوش ربا جب قریب کوہ آتا ہی پیادہ ہوکر طواف کوہ ہفت رنگ
کرتا ہی نہ کہ مع لشکر اُترنا سراسر بے ادبی ہی یہان ملک اطلس نے لشکر کو اُتارا بارگاہ مین آکر بیٹھا ارادہ ہی
کہ صراط ہفت رنگ کو بلواؤن یا خود برائے ملاقات جاؤن کہ چوبدار نے عرض کی حضور خدمتگار
در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی ملک اطلس نے حکم دیا بلالو خدمتگار سامنے آیا رعب و
دبدبہ دیکھکر گھبرا گیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا صراط ہفت رنگ کا پیغام عرض کیا یہ سنکر ملک اطلس
جوش مین آیا کہا جا کر اُس نامرد سے کہنا کہ ما بدولت کی خبر آمد سنی ہم دو سو برس کے بعد پردۂ دنیا مین آئے
تو برائے قدمبوسی حاضر ہوا ایک خدمتگار کو بھیجا اب ہمکو خوب ثابت ہوا جب گھامون نے مل ملکر
افراسیاب کو بادشاہ بنایا سلطنت لاچین کو مٹایا بہتر یہی ہی کہ خدمت مین مابدولت کے حاضر ہو
مقام قید لاچین بتاؤ اُسکو چلکر رہا کرین افراسیاب نالائق لائق سلطنت کے نہین ہی اگر اسکے
خلاف ہوا سمجھو اس پہاڑ کو آسمان پر اُڑا دونگا آگ لگا دونگا خدمتگار کانپتا ہوا اُٹھا خدمت صراط
مین آیا تمام کیفیت بیان کی صراط نے کہا جھک مارتا ہی بیچارے کی شامت آئی ہی افراسیاب بادشاہ
طلسم ہوشربا ہی جو مناسب جانتا ہی وہ کرتا ہی کیا مجال اُسکی کہ کوہ ہفت رنگ کو ٹیڑھی نگاہ سے
دیکھ سکے اٹھارہ سو قریہ اس کوہ کے متعلق ہی وہ کہا سکی تاب نہ لا سکے گا لیکن افراسیاب کو اطلاع دینا

ضرور ہی اسیوقت اک نامہ لکھا حالات آمد ملک اطلس لفظاً لفظاً درج کیے ماش کے آٹیکا اک طائر بنایا نامہ
اُسکے گلے مین باندھکر طرف افراسیاب کے روانہ کردیا افراسیاب بارگاہ مین بیٹھا ہی تاریک نے اس
بدعت پر کمر باندھی ہی طبل جنگی تو نہین بجوائی لیکن جب گھبرائی لشکر چرخ پر جا پڑی دو چار کو چیر پھاڑ کے کھا گئی دو
چار آدمی پکڑ لائی سرداران عمر و نوبت بجان و کار دہ باستخوان ہین افراسیاب خبر سنکر خوش ہوتا ہی حیرت
کہ رہی ہی حضور وزیر اعظم واپس نہ آئے نامہ لیکر بخدمت ملک اطلس گلگون پوش گئے تھے یکایک
ہر کارے دوڑتے ہوئے آئے عرض کی حضور آج نئی طرح کا معاملہ ہی بارہ سی کلموہے داڑھی مونچھین ندارد
جوتیون کے ہار گلے مین اُلٹے گھوڑون پر سوار لشکر مین سرکار کے آئے ہین نہین معلوم وہ کون ہین غلامون
نے دریافت بھی کیا وہ نام و نشان نہین بتاتے بارگاہ مین حضور کی آتے ہین افراسیاب نے کہا پردہ بارگاہ
کا اُٹھا دو اور سپاہیون کو حکم دیا تلوارین کھینچکر کھڑے ہو قریب بارگاہ ان کلموہون کو آنے دو سپاہی تلوارین
کھینچکر آگے بڑھے افراسیاب نے دیکھا بارہ سی جوان منھ کالے ننگ خاندان بالکل برہنہ بدحواس دہائی
دیتے ہوئے نام سامری و جمشید لیتے ہوئے سپاہی غل مچاتے ہوئے آگے بڑھے کہ خبردار حکم شہنشاہ ہی سوانگ
خوب بنا مگر ہولی مین آنا خوب روپ بھرا لیکن یہ مقام میدان قتال و جدال ہی یہ مسخراپن کرنا تمھارا کمال عجب
دو سرمایے برف انداز گھوڑے پر سے کود پڑا اور آواز دی کہ سوانگ کی ایسی تیسی اپنے بیگانے کو
نہین پہچانتے ستم وزیر اعظم سرمایے برف انداز سپاہی کانپنے لگے بڑھکر آواز دی ای شہنشاہ عالیجاہ
وزیر اعظم صاحب آپکے قدیم مصاحب ہین افراسیاب گھبراکر کھڑا ہو گیا کہا یا رویہ کیا آفت آئی میرے
نوکرون کی یہ صورت کسنے بنائی ملکہ حیرت روتی پیٹتی دوڑی وہ سب اسی حال پر ملال مین اسی بارگاہ
مین گھس آئے بہت سے لوگ تو ڈر کے مارے بھاگنے لگے بعض کو انکی ہیئت دیکھکر غش آگئے بعضے کہتے
تھے یا رویہ کیا قہر سامری و جمشید ہی بعضے کہتے تھے اس کالا منھ ہونے مین بھی کچھ بھید ہی قدرت کے
ہی کارخانے ہین کوئی سیاہ رو کوئی سرخ رو فلک کج مدار کیسے رنگ بدلتا ہی ہمارے وزیر نے بھی رنگ
بدلا ہی لیکن افراسیاب نے پکار کر کہا ای وزیر اعظم یہ کیا ستم ہوا سرمایے نے کہا حضور ستم کیا ہوا بلکہ یہ سمجھیے
کہ جان بچ گئی آپ تک زندہ پہونچے بڑی بات ہوئی ملک اطلس نے یہ حال کیا افراسیاب غصے
مین کانپنے لگا کہا اسکی کچھ شامت آئی یہ اپنے دلمین سمجھا کیا ہی آخر کیا باعث ہوا پہلے وزیر صاحب کا منھ دھلواؤ
لباس پہناؤ تب مین حال پر ملال پوچھون اس ذکر مین صرصر بھی آگئی صرصر شمشیر زن دیکھتے ہی

کہا یہ سب ساربان زادے کے فقرے ہیں موذی کا ٹاٹا ٹھہرا اسی فکر میں رہتا ہے کہ کیونکر اندر بارگاہ کے آکر بیٹھی
میاں سرما نے قصہ صنوبر کا شروع کیا صرصر ہنستی جاتی ہے افراسیاب نے کہا تو کیا ہنستی ہے کیا تجھے
کچھ احوال معلوم ہے صرصر نے کہا حضور کھلی ہوئی عیاری ہے صنوبر کی باتیں جو حضور نے بیان کیں یہ
صاف عیاروں کی باتیں ہیں سراسر ملکی گھاتیں ہیں عورت ایسی بدلحاظ ہو گئی اپنا عشق جتلانے لگی وزیر
اپنے آپے سے باہر ہوئے پھر فرمائیے کیا ہوا سرما نے کہا رات کو پھر ایک گوتا آیا لیکن اُسنے کہدیا تھا
کہ مجھکو سامری جمشید بلا بھیجیں گے تو چلا جاؤنگا صرصر نے کہا بشکل صنوبر لنگوٹا بھوریا ہوگا گوتا جو نکلکر
آیا ساربان زادے نے اپنا رنگ جمایا ہوگا بکتے ہیں سب سو گئے میں کہتی ہوں بیہوش ہوئے پھر صبح کو
کیا ہوا سرما نے کہا بالائے کوہ پہونچے حضور بڑا غضب ہوا جب صندوق کھولے گئے مرا ہوا گدھا
نکلا خانہ اول لاش سے معمور تھا بڑی خیر ہوئی حضور **ملک اطلس** نے کچھ اور قصہ کیا تھا اگر ذلت
ہوتی تو میں جان دیدیتا آبرو آپ تک پہونچ گیا اب حضور جلد کوئی تدبیر معقول نکالیے سخت باغی پیدا ہوا
خار دیگا بڑا اسکو اپنے سحر پر ناز ہے کہتا ہے شہنشاہ اول کو مار کے لاؤنگا ساربان زادے نے ایسا دام مکر
میں پھنسایا ہے یاد میں اُسی معشوقہ کی آٹھ پہر رویا کرتا ہے تصویر ہاتھ میں یہ شعر ورد زبان **شعر** رہتی ہے بیتے
پہنت تصویر یار ہے دل نے جب چاہا اُٹھائی دیکھ لی سامری جمشید ملکہ صنوبر جادو کا بھلا کریں
اُسنے بچالیا اب صندوقوں میں ایسی ہی واہیات چیزیں نکلیں کسی میں سڑا ہوا کتا کسی میں بلی کا لاشہ
کسی میں کنکر پتھر یہاں تک تو حضور خیر تھی جیب میں سے میرے نامہ نکلا حضور آپکی مہر بھی تھی اہل ضابطہ
کی نشانیاں اُسمیں یہ مضمون تھا کہ **ملک اطلس گلگون پوش** کا سر کاٹ لاؤ پھر حضور کیا کہوں
لات جوتی کا سامنا تھا داڑھی نوچی گئی لیکن حضور با آبرو گھر پہونچ گئے بیچاری صنوبر نے قتل نہونے دیا
ہر مرتبہ وہی منع کر دیتی تھی **ملک اطلس** تو اپنے آپ سے باہر ہو گیا قتل کا حکم دیدیا تھا وہ بیچاری
قدموں پر گر پڑی ساری بلا اُسنے اپنے سر لی جھڑکیاں کھائیں غلام کو بچایا اب وہ ہمارے سامنے طرف
کوہ ہفت رنگ کے یہ کہکر گیا کہ جا کر شہنشاہ **لاچین** کو مار کے لاتا ہوں اور حضور کو نہیں معلوم کیا
کیا کہا میں اپنی زبان سے کیا عرض کروں **افراسیاب** نے کہا اُس بیحیا کی شامتیں آئی ہیں یہ ذکر تھا کہ
آسمان پر برق چمکی اک طائر ظاہر ہوا گلے میں اُسکے نامہ بندھا ہوا طائر کو دیکھکر سب کے ہوش اُڑ گئے
طائر نے منقار کھولکر آواز دی منم فرستادہ صرصر اُٹھا **ہفت رنگ** کاندھے پہ **افراسیاب** کے آکر بیٹھا

زمزمہ سرائی کرنے لگا افراسیاب نے نامہ کھول لیا اب جو پڑھا صراط ہفت رنگ نے تمام کیفیت
تحریر کی لکھا ہی کہ ای افراسیاب اس زمین مینو رنگ پر خونریزی ہوا چاہتی ہی جلد آکر اسکو بچاؤ اگر اس زمین
خجستہ آئین پر خونریزی ہوئی پھر طلسم ہوش ربا نہ بچے گا صاف صاف سامری جمشید لکھ گئے ہین
وہ تو آمادہ حرب و پیکار ہی نہین معلوم تمنے اُسکے ساتھ کیا کیا نام تمھارا سنکر جلتا ہی طبل جنگی بجا چاہتا ہی یہ سنکر
افراسیاب کا غصے مین چہرہ سرخ ہو گیا کہا اس بچے کی قضا آئی ہی اسطرح مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان
ہوا اُسکے حال زار پر گریہ وزاری کرین بڑا سامری پرست ہی اپنے نزدیک سحر و ساحری مین بڑا زبردست
ہی مثل کرباس کہنہ چیر کر پھینکدونگا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا بہ قہر و غضب تمام اپنے مقام سے اُٹھا حیرت
نے دامن تھام لیا کہا شہنشاہ اُسکے مقابلے مین بجائے نگوڑا موا مونڈی کا ناٹا مثل مار سیاہ زمین سے نکلا ہی
نہین معلوم کیا زہر اُگلے گا مین کہین بیوہ نہو جاؤن افراسیاب نے کہا مین اُسکا سر کچلونگا زمین مین سے
نکلا ہی تو میرا کیا کریگا میرا جانا واجب و لازم ہی ابھی کوہ ہفت رنگ کی رعایا سے آگاہ نہین اٹھارہ ہی
قریہ کوہ ہفت رنگ کا نگہبان ہی وہ لشکر کشی ہوگی کہ گاو زمین بار نہ سنبھال سکے گی گنوارون کی کہا
صدا مار مار کی بلند ہوگی نوک دُم بھاگے گا لیکن اگر مین نہ جاؤنگا مرشدزادے ملول ہونگے اُسکی ذات سے
برکت ہی طلسم ہوش ربا مین وہ صاحب شوکت و لیاقت ہی یہ کہکر افراسیاب پشت مرکب مشکین بند
پر سوار ہوا طرف کوہ ہفت رنگ کے چلا لیکن یہان شکوہ ملک اطلس گلگون پوش بارگاہ
مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی دم بدم یہی کہتا ہی مابدولت کو ایک ایک لمحہ شاق ہی بادشاہ سابق کی زیارت
کا دل مشتاق ہی یہ کہکر نشے مین جھوما حکم ہوا طبل جنگی بجے سترہ سے نقارے پر چوب پڑی صراط ہفت رنگ
کو خدمتگارون نے خبر دی صراط ہفت رنگ حجرے سے باہر نکلا کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی آسمان سے
اک مرد ضعیف و نحیف پیدا ہوا نقارہ اُسکے کاندھے پر صراط نے حکم دیا ای نقارہ نواز سامری جمشید
کوہ ہفت رنگ پر طبل جنگی بجا دے تمام رعایاے کوہ ہفت رنگ کو خبر پہونچ جاے مرد پیر نے
یا سامری کہکے نقارے پر چوب لگائی زمین حوالی کوہ ہفت رنگ تھرائی تین چوبین لگا کر وہ پیر زمین گیر
نقارہ لیکر غائب ہوا اب لشکر ملک اطلس گلگون پوش مین تیاریان ہونے لگین لیکن صراط
نے کوئی انتظام نہین کیا وہی سات پتلیان اور سات خدمتگار حاضر ہین جب پہر رات گذری پتلیون
کو اپنے حجرے مین چھوڑا کوہ ہفت رنگ سے یکہ و تنہا کودا چشم زدن مین دریاے نیل کے کنارے

پیدا ہوا دریاے نیل جوشان و خروشان تھا موج لطمہ سنج آفت زا ایک ایک موج مثل کوہ فلک شکوہ بلند ہوتی
تھی غوغا اُٹھے سے گوش گردون کر یہ مقام ملحوظ خاطر سامعین والا تمکین رہے کہ صراط ہفت رنگ کوہ
ہفت رنگ و قصر ہفت رنگ و دریاے نیل کا منتظم ہو سات سرہزادون کے دریا مین چرخ مارتے
پھرتے ہین سرہزاد افراسیاب و سرہزاد مصور و سرہزاد شہنشاہ لاجین بادشاہ سابق و سرہزاد
بادشاہ داؤد و سرہزاد زمہریر جسکے شکم مین لوح طلسمی ہی و سرہزاد شہنشاہ نیلم و سرہزاد توسن دریاے نیل
مین ظاہر ہوتے ہین صراط کنارے دریاے نیل کے آکر ٹھہرا ایک ابر سوسنی بر سر دریاے نیل سایہ فگن
ہزارہا طائران زمزمہ سرا ابر ابر مصروف نغمہ سرائی ابر کی رعنائی زیبائی صراط کھڑا ہوا ٹہل رہا ہی مثل
موج دریا بیتاب یکایک سامنے سے سرہاے مذکور بصد جوش و خروش نمایان ہوے صراط نے جھکا اُن سرون
کو دامن مین لیا مثل شعلہ جوالہ بھاگا قصر ہفت رنگ کے قریب آیا جوڑے سے کلید نکالی قفل مثل [illegible]
کھلا اندر قصر کے آیا سات مونڈھے برنگ مختلف جواہرات کے لاکر رکھے سرون کو اُن پر بٹھا دیا آپ کرسی
بچھا کر بیٹھا روزنامچہ میرجیب ہاتھ مین لیا قلم اُٹھایا آواز دی ای رازداران طلسم ہوش ربا ای سرگردگان
ساحران یکتا دوپہرے شب تجاوز کر گئی کچھ کلام کیجیے دل تردد منزل کو تسکین دیجیے کل دامن کوہ ہفت رنگ
مین کیا ہوگا بے سبب کا دشمن پیدا ہوا آخر انجام کیا ہوگا کچھ زبان سے ارشاد فرمایئے بعد عرصہ دراز سرہزاد
افراسیاب خوب قہقہا مار کر ہنسا کہا کیون متردد ہی سرہزاد افراسیاب نے تو اتنا لفظ کہا
مگر جملہ سرہزاد کبھی ہنسے کبھی روئے یہ اشعار مضامین مختلف پڑھنے لگے نظم

جو اُسکی زلف کو دون اپنی عقدۂ مشکل
مین نیم جان نہ ہا امتحان کے قابل
چلا ہی جاتا ہو نہین گو چلا نہین جاتا
چلا نہ زہر و یہ زنہار جادوے بابل
فراق وصل کا ہجران بیشتر ہی مجھے
کہ دار روشن سے کہین ملتفت نہو قاتل
جو سیکھے فتنہ گری رنج عشق نے مجھ
مجھے یہ حکم کہ زنہار تو کسی سے نہ مل

تو بوالہوس کا بھی ہرگز کبھی نچھوٹے دل
وہ شوخ برق عنان خاک مین ملا دیوے
غضب ہی شوق رسائی و دوری منزل
مثال دیتے ہین روز فراق سے کس کو
گل خزان زدہ کو کیا بہار سے حاصل
خدا سے قربت بیدرد ہی یہ کیا انصاف
نہو سکے کبھی سد سکندری حائل
جلا دیا ہی مرے غبار دل سے ترنگ

تم اور حسرت ناز آہ کیا علاج کرین
اگر ہو حسرت دنبال گردی محمل
مین کیونکہ مطربہ و مہروش کو رام کرون
بلا مین ہون شب یلدا مین جیسے نازل
ہون بیگناہ وے خون بہا معاف کیا
کہ تو خفا سے نہو اور وفا سے ہو نہ خجل
یہ کیا غضب ہی کہ مجکو تو ربط غیر سے ہو
قضا کے آنے کے بعد بھی نہو زائل

مین اپنی کشتی ہو فنا کی سپید وخوش دین	اگر بحر عشق مین کام نہنگ ہی ساحل

یہ اشعار مضامین مختلفہ سرون نے پڑھے صراط ہفت رنگ حیران ہوگیا کہ اس مضمون بلاغت مشحون کو کیونکر سمجھون قلم ہاتھ مین رہا کچھ لکھ نہ سکا عرض کی ای رازدار ان طلسم یہ کیا ارشاد ہوا یہ آباد عالم کچھ نہ سمجھا سرون نے جواب دیا تو کچھ نہ سمجھا ہی نہ سمجھے گا ہم نے سب لکھ دیا اگر اشعار لکھ لیتا اپنے مقام پر منجملہ سمجھتا یہ پردہ ہاے راز مین جن بیان آغاز مین انجام کا ایک طور غور کرنا بکار جو کچھ سامری جمشید نے لکھا ہی اُن کتابون کو ملاحظہ کر جفاے فلک کج رفتار سے خدا ابھی رہائی شہنشاہ لاچین ناممکن ہی افراسیاب غافل مطلق ہی صراط نے ان الفاظ کو لکھنا چاہتا تھا کچھ اور پوچھے سر خاموش ہوے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صراط ہفت رنگ گھبرا گیا کہتا تھا ہاے آغاز و انجام نہ سمجھنے پایا غضب ہوا صبح ہوگئی جیسے الفاظ آج ان سرون نے کہے کبھی نہ سنے تھے سرون کو دامن مین لیکر بھاگا قریب دریاے نیل پہونچا سرون کو دریا مین پھینکا وہان سے بھاگا پسینے پسینے بدحواس ہانپتا کانپتا جست وخیز کرکے بالاے کوہ ہفت رنگ پہونچا تخت پر تکیے گر پڑا ساتون پتلیون نے سر اٹھا کر زانو پر رکھ لیا کہا کیون مرشدزادے آج آپکو بہت بیقرار پایا خیر تو ہی سر ہمزادان نے کیا کہدیا جو آپ اسقدر متغیر ہین صراط نے کہا ای کنیزان سامری وای محافظان ما بدولت جیسے کلام آج سرون نے کہے ایسے الفاظ کبھی نہ سنے تھے اسی مین تردد بڑھ گیا دوڑتے دوڑتے دم چڑھ گیا کنارہ دریاے نیل کجا قصر ہفت رنگ شب بھر اسی تلاطم مین بسر ہوئی پتلیون نے عرض کی ای مرشدزادے زمانہ انقلاب ہی سرون کو بھی مثل زلف پیچ وتاب ہی آپ سب کچھ جانتے ہین حافظ کتب سامری وارث وراثت جمشید لیکن پوتے دو سے خداوندون سے رجوع کیجیے انجام بخیر ہوگا کنیزین آپ پر نثار ہو جائنگی صراط ہفت رنگ نے کہا ای شہزادیون تم ایسے کلام نکرو تمھارے سبب سے قلب کو قوت ہی قوت بازو زینت پہلو تمھارے سبب سے کوہ ہفت رنگ پر رونق ہی حالات انقلاب دیکھکر کلیجہ شق ہی افراسیاب بیدار نہین ہوتا کہ خدمتگارون نے بڑھکر عرض کی حضور دیکھیے ملک اطلس گلگون پوش سوار ہوا فوج لیکر آتا ہی صراط ہفت رنگ تخت سے اٹھا پتلیان پشت پر آئین خدمتگار حاضر ہوے سر کوہ پر آکر ٹھہر ادیکھا ملک اطلس مرکب پر سوار بڑے قہر وغضب سے راہ طی کرتا ہوا طرف کوہ کے آتا ہی صراط ہفت رنگ نے پکار کر آواز دی ای ملک اطلس گلگون پوش تو تاجدار سامری پرستان ہی پہلونشین سامری جز القاب اس مرتبے پر ایسا بے ادب یہ مقام بزرگ ہی

خبردار اب آگے قدم نہ بڑھانا مین رعایاے کوہ ہفت رنگ کو طلب کرتا ہون اگر فوج جادو کو لیکر آئیگا فتح نہ پائیگا محجوب و شرمسار ہوکر واپس جائیگا عمر بھر کف افسوس ملنا پڑیگا انصاف کر ماہ دولت سے لڑے گا بہتر اسی مین ہے کہ پلٹ جا افراسیاب سے جا کر ملاقات کر وہ بخوبی سمجھادیگا ملک اطلس گلگون پوش نے آواز دی اوبیحیا معزور عقل و فراست سے دور اس نمک حرام کا ماہ دولت کے سامنے نام لیتا ہی شہنشاہ لاچین عادل باذل فیاض سخی بردبار سامری پرستون کا تاجدار تم سے بنے ملکر اسکو مقید کرایا خوف سامری جمشید کی عدالت سے نہ کیا ماہ دولت کے واسطے گدھے نے تحفہ روانہ کیا کیا کہون کیا کیا اشیا بھیجے گدھے کی کوئی چیز بھی پھر اُٹھا مجلکو سمجھاتا ہی سلطنت کوہ ہفت رنگ پر تجھکو بڑا ناز ہی ظہور ماہ دولت کرامات و اعجاز ہی دو سو سال کس حال مین زیر زمین بسر کی کس جاہ و جلال سے برآمد ہوے رعایا سے ہاتھ باندھکر خدمت مین ماہ دولت کی چلا آ قید لاچین بتادے ماہ دولت کے ہمراہ چلکر رہا کرلا اسکو تخت پر بٹھا مین روح سامری و جمشید شاد ہو طلسم ہوش ربا نئے سر سے آباد ہو صراط نے جواب دیا افراسیاب کو سامری و جمشید نے بادشاہ بنایا ہم معزول کرنے والے کون ہین اب آگے قدم نہ بڑھانا ملک اطلس نے آواز دی اوبیحیا ماہ دولت آتے ہین کیسی زمین بزرگ یہ کہکر گھوڑا بڑھایا صراط ہفت رنگ نے ساتون پتلیون کو اشارہ کیا ساتون پتلیان مثل شعلہ جوالہ بصورت برق جہندہ چرخ مار کر بلند ہوئین پکار کر آواز دی اے رعایاے کوہ ہفت رنگ اپنے اپنے قریہ سے آمادہ جنگ ہو کر نکل آؤ دشمن کو سزا دو لشکر اس مغرور کا ہٹا دو پتلیان یہ کہکر زمین پر آئین پشت پر صراط کے کھڑی ہو کر گمس سازی کرنے لگین پلک نہ جھپکنے پائی تھی کہ چہار جانب سے گرد عظیم بلند ہوئی اٹھارہ سو قریہ کی گنوار آگے آگے زمیندار ٹٹو پر سوار ڈھال پھٹکا باندھے ہوے انگوچھا سر پر دھوتی لمبی باندھے ہوے پشت پر ہزار ہا سپاہی پیر کنٹھے لیے ہوے ایک جانب گنور دل بڑے بڑے لٹھ کاندھون پر پانچ پانچ سیر لوہا اسمین لگا ہوا لبنالیناکی صدا مین بھیانک آوازین سب خرد و کلان از پیر تا جوان جس حال مین جو بیٹھا تھا نکل پڑا اپنا تو لشکر ملک اطلس گلگون پوش جما ہوا نوبت نقارے بجتے ہوے زمین و آسمان گرجتے ہوے بہ انتظام تمام جاتا تھا گنوار جو آکر گرے ساحر و غیر ساحر لشکر سے مل گئے دو چار حلے تو گنوارون نے ایسے کیے کئی لاکھ کو مارا قریب تھا کہ فوج کے پاؤن اکھڑ جائین بڑے بڑے ساحر ہراسان ملک اطلس گلگون پوش بیقرار بے بس

گھبرا رہے تھے الامان الامان چلاتے تھے کوئی پکارتا تھا یا خداوند سامری کوئی جمشید کو پکارتا تھا
کوئی نام لات و منات لیکر للکارتا تھا دریاے خون جاری ہزارہا سر مثل کاسۂ گدائی ڈھوڈھر
گر رہے تھے شعر کاسہ چینی ہر ای منعم نکر اتنا غرور بہ ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو جس میں
مین غرور تھا ٹھوکرون سے سم مراکب کے چور چور تھا ہاتھ کٹکر جو دریاے خون مین گرے معلوم ہوتا تھا
مچھلیان پھڑک رہی ہین اصل ماہیت سے کوئی آگاہ نتھا مگر ملک اطلس گلگون پوش سنبھلا
اسباب سحر ہاتھ مین لیکر گنوارون پر جا پڑا دو چار حملے جلد کیے دس پانچ ہزار لاشے گرگئے گنوارون
مین بھی تہلکہ ہوا لیکن حکم صراط ہفت رنگ سے جان دیے دیتے ہین قدم نہین ہٹاتے ملک
اطلس کے ساتھ سطرح کا سامان ہر خیمے بارگاہین خزانہ بیحساب فوجونکا انتظام جب اسنے دیکھا
فوج کے پاؤن اکھڑے جاتے ہین حقیقت مین گنوارون کی گمار کا بار روکنا نہایت دشوار ہی نقیبون
کی جانب اشارہ کیا پڑھکر اشعار عبرت آثار پڑھو جوانون کو ہر ایک ایک کو نہال کر دونگا اسوقت
نقیبان خوش آواز نے بصد سوز و گداز یہ چند اشعار عبرت آثار پڑھنا شروع کیے اشعار

ہر رفیق جیسی منزل منزل رہگیا
ذبح کے لائق نہین شکے قابل رہگیا
اور نے قسمت نخل قاتل سے نہ برآئی مراد
آئنہ میری طرح اسکے مقابل رہگیا
زمزمہ سنجی بھلادی خطرۂ صیاد نے
ابر مین پوشیدہ ہوکر ماہ کامل رہگیا
سر جدا تن سے کیا آنکھو نہ پٹی باندھکر

گر پڑا آنسو کسی جا پر کہین دل رہگیا
ای اجل فرصت نہ دی افسوس انکھون سے نگہ
تشنۂ آب دم شمشیر بسمل رہگیا
سخت جانی نے مزے کیا کیا دکھائے وقت ذبح
لگتے لگتے کا تنک شور عنادل رہگیا
دی نہ فرصت ہمرہی کی اضطراب روح نے
ای نسیم افسوس ہو دیدار قاتل رہگیا

صید لاغر کردیا آخر قاتل نے مجھے
آرزو مند جفا احسان قاتل رہگیا
جوش حیرت نے نہ دی فرصت کہ خنجر کھینچتے
گر گیا خنجر کبھی بازو سے قاتل رہگیا
سایہ افگن گل بیجان ہر دم صبا کے
دلمین پروانے کے سوز شمع محفل رہگیا

کبھی آواز دی ای مردان عالم قدم اور
ہمت سے نہ ہٹنے دنیا مقام عبرت ہی رہجاے عشرت بڑے بڑے شاہان جلیل و پہلوانان بے عدیل حسرت
یاس لیکر پردۂ دنیا سے اٹھے نامورون کی قبر کے نشان بھی نہین ملتے سپاہی کا یہی دھرم ہی مرکر اپنے بزرگون
کا نام روشن کرنا جرات سے جان دینا مرنا فتح تو کسی قدر ہی لوگ گنوارون پر جا پڑے لیکن ملک
اطلس گلگون پوش نے طبقے زمین کے ہلادیے جب اسنے سحر کیا دو دو ہزار کا سر پھٹ گیا کبھی
پاسامری لشکر دہقطر مارا اژدر پیدا ہوے ہزارون کو نگل گئے کبھی آگ برسائی ہزارون جل گئے

تاری جل گئے اب ملک اطلس یہ چاہتا ہی کہ مین لڑتا بھڑتا تا بہ کوہ ہفت رنگ پہونچون صراط کو جا کر
مارون صراط کھڑا تماشہ دیکھ رہا ہی کبھی گنوارون کو ترغیب دیتا ہی کہ ای معین و نگہبان کوہ ہفت رنگ
ان نالائقون سے جنگ کرو گھوڑے دوڑاؤ ان نامردون کو تنگ کرو کوئی زندہ نہ بچنے پائے لیکن ملک
اطلس نے دو چار حملے ایسے کیے کہ گنوارون کے پیر نہ تھم سکے اٹھارہ سحر قریہ کی گمار ہی کچھ تو بھاگ کر
نکل گئے کچھ الجھے ہوے ہین لیکن فوج ملک اطلس کی غالب آئی ہی گنوار گھبرا گئے ہین اسوقت
ملک اطلس نے سحر کر کے اپنے گرد سے گنوارون کو ہٹایا آپ طرف کوہ ہفت رنگ کے سحر کرتا ہوا
چلا دو چار گولے پہاڑ پر ایسے مارے صدہا پتھر ٹوٹے پہاڑ تھرایا اب صراط ہفت رنگ گھبرایا کہ
ملک اطلس زیر کوہ پہونچ گیا اور نعرہ کیا کہ دیکھا مین آ پہونچا یہ کہکے گھوڑے سے کودا اسوقت صراط
نے اک پتلی کو اشارہ کیا وہ سر پر ملک اطلس کے آکر لہرائی یعنے اپنا سایہ ڈالا اس سایہ پڑنے سے
ملک اطلس کے پاؤن زمین نے تھامے رنگ رو متغیر چہرہ اداس عالم یاس گھبرا کر طرف آسمان کے
دیکھا پتلی نے آواز دی او بے ادب ہٹ جا سامری جمشید کے پوجے پاٹ کا یہ مقام ہی یہان کبھی کسی نے
خونریزی نہین کی تو نے بڑی بے ادبی کی روح سامری جمشید کو صدمہ دیا ملک اطلس نے ناک
دستک دی نام سامری جمشید لیکر چیخا آسمان سے اک عقاب اڑتا ہوا آیا سر پر ملک اطلس کے
آکر سایہ اپنا ڈالا آواز آئی ای شہنشاہ ہوشیار باش یہ نعرہ کر کے عقاب غائب ہوا ملک اطلس کے
ہوش درست ہوے پاؤن زمین نے چھوڑے سنگریزہ اٹھا کر پتلی پر مارا سنگریزہ پتلی کے سینے پر پڑا مثل
رعد کے آواز آئی پتلی نیچہ کھینچکر ملک اطلس پر جا پڑی نیچے کا وار کیا ملک اطلس نے باڑھ بچا کے
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سب نے دیکھا وہ پتلی نحیف وضعیف مثل پہلوان کے ملک اطلس سے لپٹ گئی
کشتی ہونے لگی ملک اطلس گلگون پوش نے دے مارا چھاتی پر چڑھکر سر کھینچکر پھینکدیا اندھیرا ہوا
آواز آئی کشتی مرا نام من کنیز سامری راز دار افسونگری بودہ اے وقت زوال طلسم ہوش ربا آ پہونچا
آپسمین سامری پرست لڑے بزرگ یہی لکھ گئے تھے کہ طلسم ہوشربا مین ایسا غدر ہوگا ایک مذہب والے
آپسمین لڑینگے سامری پرستون پر وقت سخت پڑیگا سبنے دیکھا وہ پتلی جلکر خاک ہو گئی گر لمحہ کے بعد پشت
پر صراط کے جا کے ظاہر ہوئی دست بستہ پشت پر صراط کے کھڑی ہو شکایت کر رہی ہی ساتھ والیان کہتی ہین
بوا آج تمنے بڑی مصیبت اٹھائی نگوڑے بید دے پالا پڑا ہی تمھاری چھاتی پر چڑھا نگوڑے کے ہاتھ

ٹوٹین آنکھین پھوٹین درد سا سارا بھرے موے کو بھیک مانگے نہ ملے لیکن اطلس اپنے نزدیک پتلی کو
مار کر قریب درجۂ اول کوہ ہفت رنگ آیا تیغہ برق مثال کھینچے ہوے اسباب سحر ہاتھ مین دریلے
خون مین نہایا ہوا درجۂ اول کوہ ہفت رنگ نیلم کا ہی جیسے ہی ملک اطلس نے درجۂ اول پر پانون
رکھا تڑاقا ہوا پتھر پھٹ گیا اک فیل مست نکلا ملک اطلس پر حملہ کیا اطلس سحر کرکے فیل کی سونڈ
سے لپٹ گیا گردن اُسکی مع نرخرے کھینچ لی ہاتھی گرتے گرتے جل گیا زمین سے شعلے نکلنے لگے ملک
اطلس اپنے تئین شعلہ ہاے آتش سے بچاتا ہی باران سحر برساتا ہی جب شعلے بجھ جاتے ہین چاہتا ہی
جست کرکے درجۂ دوم پر جاؤن وہ جو پتھر پھٹ گیا ہی اُسمین سے کبھی شیر ببر ڈکارتا نکلا ملک اطلس
پر حملہ کیا ملک اطلس نے گھونسا مارا شیر کا سر پھٹا گردن پیدا ہوا اُسکو بھی اسنے مارا اُسی درجہ سے
صدہا جانوران گزند نکل رہے ہین ملک اطلس اُن جانورون سے لڑ رہا ہی مگر راہ اُن سبھون نے
روک لی دوسرے درجہ تک جانے نہین دیتے ملک اطلس بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی صراط
خاموش کھڑا دیکھ رہا ہی جب ملک اطلس نے دیکھا جانور نہین موقوف ہوتے پکار کر آواز دی او
صراط بے بساط یہ کوہ ہفت رنگ ہمارے سامنے بنایا گیا دیکھ ابھی آتا ہون اِن شعبدون کو مٹاتا
ہون مابدولت کے سامنے یہ بے ادبی یہ کہکر اپنی ران پر خنجر مارا خون لیکر اُس پتھر پر چھینٹے دیے جو درجہ
کھلا ہوا تھا جانوران مذکور نکل رہے تھے پتھر جل رہے تھے وہ درہ بند ہو گیا جانورونکا نکلنا موقوف ہوا
ملک اطلس سحر خوانی مین مصروف ہوا چاہا جست کرون درجۂ دوم پر جا پڑون یکایک آسمان پر لکۂ ابر
ہفت رنگ نمایان ہوا دیکھا افراسیاب بہ قہر و غضب تمام ہوا پر سا تا ہی جیسے شنا ور ملا ہی کا تماشا ہی ابر
بجوش و خروش ہوا کو کاٹتا ہوا ظاہر ہوا وہین سے پکارا او ملک اطلس خبردار کہان جاتا ہی درجۂ
ثانی کا ارادہ مگر نابت ذلیل کرونگا اور صراط کو آواز دی واہ مرشد زادے آپ سے کچھ نہو سکا کھڑے
ہوے تماشا دیکھ رہے ہو یہ کنیزان سامری کس دن کے واسطے ہین ساتون کو حکم دیا بوٹیان کاٹکر اس بچیا
کی پھینک دیتین صراط ہفت رنگ نے غصے مین جواب دیا او افراسیاب تجھے کیا معلوم یہان
کیا گذری ایک کنیز سامری نے جان دی یہ میری کرامت ہی کہ میری پشت پر آکے موجود ہوگی تجھے
عیش و راحت سے کہان فرصت آج اِس مقام بزرگ مین خونریزی ہوئی درجۂ اول فتح ہوا یہ بچیا
غضب کر رہا ہی علوم سحر و ساحری مین معمور ہی اِن سب امورات مین سراسر تیرا قصور ہی افراسیاب

ہوا سے اُترا ملک اطلس کے سامنے آیا جیسے ہی افراسیاب نے درجۂ اول پر قدم جمائے ملک اطلس
نے ہاتھ مارا افراسیاب کے شانے پر تلوار پڑی اُچٹ گئی افراسیاب نے رد کا ہزارہا شعلہ ہائے آتش
نکلکر کوہ ہفت رنگ پر گرتے ہیں پہاڑ سے آواز آئی ہو اوا افراسیاب ہمکو بچا افراسیاب پلٹے کے
باران سحر برساتا ہی شعلہ ہائے آتش کو بجھاتا ہی جب افراسیاب نے ہاتھ مارا ملک اطلس نے گانٹھا شعلے
تلوار سے نکلے وہ جاکر لشکر صراط پر گرے ہزاروں جلے اب سب گنوار گھبرا کے دور جاکر کھڑے ہوئے لڑائی کا
تماشا دیکھ رہے ہیں ایک جانب لشکر ملک اطلس جما ہوا کھڑا ہی دونوں لشکروں کی لڑائی پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ
جب چار پانچ حربے افراسیاب و ملک اطلس مین رد و قدح کے ہوئے ہزارہا ساحری پرست
جانبین کے جلے افراسیاب نے پیچھے ہٹکر ایک دوہتڑ مارا آسمان سے ایک برج آتشین پیدا ہوا ملک اطلس
پر گرا ملک اطلس اُس آگ مین بند ہو گیا لمحہ بھر کے بعد مثل شعلہ جوالہ اُس آتش سحر کو بجھاتا ہوا نکلا نعرہ
کیا او نالائق یہ کیا بیہودہ سحر کرتا ہی یہ کہکے سحر کیا افراسیاب پر ایک لکۂ ابر گرے افراسیاب اُسمین سے
چمک کر مثل آفتاب نکلا لکا کرجا ملک اطلس کی طرف چلا ملک اطلس نے اپنا خون اپنی تلوار پر ملا وہ
تیغہ خون آلودہ افراسیاب پر لگایا افراسیاب نے چاہا روکون وہ تیغہ مزر کا سر پر افراسیاب کے
پڑا افراسیاب کا تاج کنگرہ زمین پر گرا سر پر زخم آیا بس افراسیاب نے غصے مین طرف آسمان کے
دیکھا لکۂ ابر ہفت رنگ لہرا رہا ہی آگے بیکے لکۂ ابر گلنار صاف ظاہر ہو کہ دریائے خون جوش مار رہا ہی اُس
ابر کی جانب افراسیاب نے اشارہ کیا بقہر و غضب تمام آواز دی اِس بے ادب کو لینا کیا ہو شہریار فتح
ہو گیا ہمارے نگہبان ایسے بیخبر ہین یا بدولت سرداران ہوشربا کے افسر ہین خبردار اب یہ بچے کشتی ملا
اسکو پکڑ لو وہ لکۂ ابر گلنار کڑک کر گرا لیکن ملک اطلس نے ابر کو دیکھکر خون کے قطرے پھینکے تیغہ بھی
چمکایا سحر بھی بہت سے پڑھے اِس طور سے وہ ابر گرا افراسیاب بھی اور ملک اطلس بھی اُس ابر
مین مخفی ہوئے اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ افراسیاب نے تو وہ ابر ملک اطلس پر گرایا تھا لیکن اُسنے
بھی ایسا سحر کیا کہ افراسیاب بھی اُس ابر مین چھپا اور ملک اطلس بھی اُس لکۂ ابر گلنار مین مخفی
ہوا دیکھنے والون نے یہ دیکھا کہ جب وہ ابر شق ہوتا ہی تو افراسیاب و ملک اطلس ظاہر ہو جاتے ہین
اندر اُس ابر کے دونون سے تلوار چل رہی ہی جھنکار کی صدا بلند ابر چھپتا ہوا آسمان پر جاتا ہی خون ابر سے
برس رہا ہی کبھی دونون ظاہر کبھی مخفی جس راہ سے وہ ابر نکلا زمین پر خون گرا قنات جل رہے ہین نخل

ہزارہا چمک گئے یہ ابر انتہا کا بلند ہوا فوج ملک اطلس باقی ماندہ اسی ابر کو دیکھتی ہوئی چلی گنوارا بھی اپنے قریون کو پلٹ گئے صراط ہفت رنگ نے مہلت پائی سمجھا کہ افراسیاب ملک اطلس کو لپٹ کر لگا ابر مین لے گیا یہ روتا پیٹتا اپنے حجرے مین داخل ہوا وہی سات کنیزین سات خدمتگار گر ریخیدہ کبیدہ کنیزون سے کہا وہی اسی مضمون کے اشعار سرا ہے ہمزادان نے پڑھے تھے جو مضمون مری سمجھ مین نہ آیا اب اُس مضمون کا ظہور ہوا کنیزون نے رو کر جواب دیا حضور ہمنے زبان سامری جمشید سے یہ سنا تھا کہ زیر کوہ ہفت رنگ سامری پرست آپسمین لڑینگے بڑے معرکے پڑینگے اُس ارشاد کا آج ظہور ہوا صاف عرض کرتے ہین عمر طلسم ہوشربا تمام ہوئی افراسیاب کی غفلت نے سبکی جان لی افسوس صد ہزار افسوس صراط نے جھلا کر کہا چپ رہو بیہودہ نہ بکو طلسم ہوشربا کی ہزار برس کی عمر ہی اسے نہین کوئی فتح کر سکتا اس لڑائی ہونے سے کیا ہوتا ہی پتلیان خاموش ہورہین گروہ ابرا ہوا اُسی طور سے جاتا ہی اب ذکر کرنا لشکر اسلام کا واجب و لازم ہوا اشعار

مغنی فغان کہ آمد جہان ۔ درین زیر پردۂ آسمان ۔ درین پردہ آواز نالم چونی
بہ احوال جم یا احوال کی

قضاے کار اتفاقات روزگار ملکہ حیرت بیرون بارگاہ کرسی پر بیٹھی ہی گرد شاہزادیان مصاحبان خاص ہمدم باختصاص اپنے اپنے عہدہ ونپر حاضر ہین صرصر شمشیرزن ملکہ حیرت کے سامنے آئی عرض کی حضور ابھی پرچۂ اخبار گذرا کہ ملک اطلس تابہ کوہ ہفت رنگ پہونچا صراط کو بر اے قدمبوسی بلاتا تھا یہ مرشدزادے ہین کب اس بات کو مانتے تشریف نہ لیگئے پرچہ مین تحریر ہی کہ اُسنے طبل جنگی بجوادیا لڑائی بہت سخت پڑی رعایاے کوہ ہفت رنگ قتل ہوگئی یہ بھی خبر ملی کہ شہنشاہ ہمارے عین وقت پر پہونچے لیکن اخبار نویس نے یہ نہین لکھا کہ شہنشاہ نے ملک اطلس کو قتل کیا انجام نہین معلوم کیا ہوا اور ہرکارے کنیز نے روانہ کیے ہین یقین ہی خبر لیکر آئین یہ خبر دہشت اثر سنکر ملکہ حیرت گھبرا گئی کنارے پر لشکر کے ٹہلنے لگی حکم قطعی دیا خبرین مفصل دریافت کرکے لاؤ جو خبر مفصل لائیگا اُسکو دولت دنیا سے نہال کردونگی عجب طرح کی خبر دہشت اثر آئی جس سے طبیعت بہت گھبرا گئی ہی ساحر روانہ ہورہے ہین ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ خبر سنی ہرچند کہ لشکر انکا تباہ و برباد ہی لیک گوشۂ صحرا مین بارگاہ استادہ ہی خوف تاریک سے سراپا چھپے پھرتے ہین ہروقت خوف ہی جب اس ملعونہ نے قصد کیا آپڑی دو چار کو اُٹھا لیگئی چیر پھاڑ کر کھا لیا گر یہ جو ثابت ہوا کہ اسوقت حیرت جادو

کچھ انتشار مین یا کسی کے انتظار مین کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی ہی یہ بھی بارگاہ سے باہر نکل آئین بادشاہ لشکر جو باہر آیا سب سردار نکل آئے اہالیان لشکر دس ہزار کسی طرف ہین بیس ہزار کسی طرف ہین جیسے اپنے افسر کو دیکھکر پرے باندھے سلام کے واسطے سامنے آئے ملکہ مہرخ سب کو دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لائین فرمایا ای خیر خواہان دولت وای جان نثاران با ہمت تم سبکو پروردگار بدعت سے تاریکی کی بچائے روز سیاہ نہ دکھائے ملکہ بہار پہلو مین ملکہ مہرخ کے حاضر ہین گل سا چہرہ کملایا ہوا اداس عالم یاس کنیزون نے جو آکر سلام کیا ملکہ نے فرمایا صاحبو کیون ڈر رہے ہو کوہ سے نکل آئین ایسا نہ ہو وہ ملعونہ آدم خوار دھوئین سے باہر نکل آئے سب کو آزار پہونچائے غنچہ دہن انتہا کی کم سخن ہی لیکن اسوقت بیقرار ہوکر جواب دیا کیا ابھی جان ہمکو آپکی جان سے عزیز ہی آپ بارگاہ سے نکلین ہم بھی برائے سلام آئے دو دو دن تک کچھ بی گلشن جمال نہین ہوتی دل گھبراتا ہی مثل عندلیب بے بال و پر تڑپتے ہین کسکو حال دل سنائین دلین ناسور پڑگئے لیے ساتھ والے سیار گلشن جنان ہوے باغ عالم سے مثل بوے گل سفر کر گئے سرو سہی آنکے قد گل سے عارض یاد آتے ہین ان رہروان ملک عدم کو کہان تلاش کرین کس سے نشان منزل پوچھین غنچہ دہن نے جو بیقرار ہوکر جواب دیا بہار نے ٹھنڈھی سانس کھینچی بیقراری مین غنچہ دہن کو سنا کر یہ اشعار آبدار پڑھے اشعار

کوئی شیشہ نہین ہای رونق محفل ٹوٹا
باغ سے رشتہ امید عنادل ٹوٹا
قطرہ زلف ہلانے مین جو پکارے
ایک ہی جھٹکے مین ہر چند سلاسل ٹوٹا
امتحان قوت بازو کا کیا جبکہ نسیم

آہ کی ٹھیس لگی آبلہ دل ٹوٹا
گھورتا ہی نگہ قہر سے کیون ہمکو
مین یہ سمجھا کہ ستارہ لب ساحل ٹوٹا
کس بلا کی یہ صدا تھی کہ جگر پانی بھی
شکر صد شکر کہ تنکا بھی نہ مشکل ٹوٹا

کیجلا دام مین صیاد رہائی معلوم
کیا مرے حلق مین خنجر کوئی قاتل ٹوٹا
مخلصی زور جنون سے ہوئی جال کو
دور مڑنا خیر نہین ہائے کمین دل ٹوٹا

بہار کی باتون پر سب رونے لگے

فضائے کار تاریک دھوئین کے اندر پہنچی تھی آواز جو لوگون کے بولنے کی سنی دھوئین سے سر نکالا مرد وعورت جو کھڑے دیکھے مکارہ کے منھ مین پانی بھر آیا اک جھپٹا مار کر چار بڑی لشکر والے بھاگے مہرخ و بہار وغیرہ جاکر نخلستان مین چھپین کنارے پر لشکر کے دس پانچ آدمی کھڑے تھے انکو اٹھا لائی چیر پھاڑ کر کھانے لگی دھوئین سے سر نکالے ہوے ڈکارین لے رہی ہی بندگان خدا کو نگلالائی قہقہے مار رہی ہی اچھلتی ہی کودتی ہی کنارے پر لشکر کے حیرت سے بھی تھر تھر کانپ رہی ہی مہرخ و ملکہ بہار سامنے مین نخلستان کے جاکر ٹھہرین وہان سے دیکھ رہی ہین ایک سے ایک کہتا ہی کیون صاحب اس ملعونہ کے ہاتھ سے کہان جاکر چھپین کیونکر جان بچائین

کہاں نکلجاؤں کس گوشے میں جاکر چھپیں کہاں تک بار غم و الم اُٹھاؤں مجھے مومون سے کیونکر آنکھ ملاؤں مجھ موم
حجاب دامنگیر ہی کہ ناگاہ بتقدیر ہی قضاے کار آسمانپر اک سنّاٹا ہوا کہ زمین کانپنے لگی سب نے سر اُٹھا کر دیکھا اک
لکۂ ابر خونی جسمین رعد کی گرج برق کی چمک اندر سے ابر کے صداے نعرۂ افراسیاب بصد قہر و عتاب
آتی ہی منم شہنشاہ طلسم ہوشربا ساحر جلیل و یکتا دوسری آواز آتی ہی بصد جوش و خروش اوبیحیا منم
ملک اطلس گلگون پوش ملکہ حیرت دیکھکر گھبراگئی کبھی آجتک تاریک کے سامنے نکلی تھی
لیکن اسوقت سٹپٹی ہوئی دوڑتی غصّے مین پکارا او کالی بلا سامری جمشید تجھکو غارت کرین سواے
آدمیون کے کھانے کے تجھکو کچھ اور بھی کام ہی شراب اسقدر پی میخانے خالی ہوگئے اب تجھکو شکم زہر
کھلاؤنگی منھ مین تیرے آگ لگاؤنگی تاریک نے جو حیرت کو اسطرح غل مچاتے ہوے دیکھا قہقہہ مارکر ہنسی
پکار اُٹھی کیون ہوگیا ہی میرے پالنے نے کچھ تمہین آزردہ کیا کوئی محل نیا کر لیا پھر وہ تو میرا فرزند ہی اس مقدمے
مین رشک نکرو جسقدر غل کریگا اب کو راضی رکھے گا تجھکو ہم بیاہ کے لاے ہین تیرے برابر کسیکا مرتبہ
نہوگا حیرت نے کہا ارے کمبخت اپنے نور نظر کی خبر لے دیکھ تو اسپر کیا آفت برپا ہی ابر خونی آتا ہی کسی سے
شاید لڑائی پڑی وہ صدا آئی تاریک نے سر اُٹھایا لکۂ ابر گلنار کو دیکھا میدان مین آکر لکۂ ابر چرخ مارنے
لگا اس سے صداے ہا ہو بلند جیسے ہی تاریک کی نگاہ پڑی لہنگا جھاڑکے اُٹھی آواز دی ارے کون
بے ادب ہی میرے بچے سے لڑتا ہی یہ کہکر کڑک کے ابر پر جا گری گویا بلاے سیاہ تھی جاتے ہی اُس ابر کے
ٹکڑے اُڑادیے اب سبنے دیکھا ابر تو لخت لخت ہوگیا افراسیاب زخمدار ایک جوان تاجدار لختے خون کے
زرہ پر جمے ہوے افراسیاب سے مصروف کارزار ہی لیکن تاریک جو جاگری لکۂ ابر گلنار مین
اک نقابدار گلگون پوش تھا تاریک نے اُسپر اک طمانچہ ماردیا اسکا سر اُڑگیا افراسیاب نے کہا
وائی امان یہ کیا کیا اتنی جو افراسیاب کی پلک جھپکی وہ نقابدار مع ابر جلکر زمین پر گرا ملک اطلس
الگ ہوا افراسیاب کو تاریک نے اپنی پشت پر لیا ملک اطلس پر چلی تھی وہ تڑپ کر زمین پر
آیا کہ صحراے گرد اُڑی لشکر ملک اطلس بھی آکر پہونچا سینے اپنے مالک کو گوشہ صحرا مین دیکھا دوڑ
پڑے لیکن تاریک جو تڑپ کے گری آواز دی او اطلس مینے تجھکو پہچانا ملک اطلس نے
آواز دی او موذی تو ہی نے غدر طلسم ہوشربا مین ڈالا ہی یہ کہکر تاریک پر گرز کھینچ مارا تاریک کی
پیشانی پر پڑا تین چرخ کھاے جھپٹا مارکر جا پڑی ملک اطلس نے تیغچہ مارا تاریک کے سر پر تاغیر

اسنے کئی سنگ ریزے مارے **ملک اطلس** زخمی ہو چکا تھا زخم زیادہ کھل گئے غصّے مین کئی گولے مارے آخر کا گولا اپنے خون مین رنگین کرکے مارا **تاریک** نے ٹھیکی ماری گولہ اُچٹا اُسمین سے برق چمکی اب سر **تاریک** زخمی ہوا اُلٹکر لڑائی چاہا جھپٹ کر جا پڑے **افراسیاب** نے ہاتھ تھام لیا کہا دائی امان مینے اس بیچیا کو بسمل کردیا ہی خود تڑپ کے مرجائیگا ایسے سامری پرست کا خون گردن پر لینا باعث خرابی ہی آپ تڑپ تڑپکے مرجائیگا جانے دیجیے لیکن آپنے غضب کیا محافظ ابر گلنار نقابدار کو مارڈالا اُسنے بڑی بڑی بلائین نازل کین بے غیرت ہی جوتیان کھا چکا ناحق کو ملبلاتا ہی اس عرصے مین ہمراہیان **ملک اطلس** بھی آپہونچے یہ زخمداری مین جھوم رہا تھا سرداروں نے ہوادار پر سوار کرلیا ایک گوشے کی جانب لیکر آئے بارگاہ زر بفتی استادگی لشکر جابجا اُترا **ملک اطلس** نہ مانتا تھا سرداروں سے کہا تم لوگ نہ گھبراؤ مین ابھی جاکر اس مکارہ کو مارتا ہون **افراسیاب** نے نابدولت کا کیا کرلیا یہ باعث تھا کہ وہ بادشاہ طلسم ہوشربا ہی بدون لوح قتل نہوگا مین جاکر **شہنشاہ لاچین** کو لاؤنگا اُسکی سلطنت مٹاؤنگا سب عرش کی دیکھیے اُسکو بھی **افراسیاب** پھیر لیگیا حضور بھی فروکش ہون زخم دوزی کیجائے آئندہ جیسا رائے مبارک مین ہوگا خیر خواہان دولت بجالائینگے یہ بھی دریافت کرلینگے کہ **شہنشاہ لاچین** کہان قید ہی صراط ہفت رنگ سے پوچھنے کی حاجت نہوگی اسطرح سمجھاتے ہوے بارگاہ مین لیکر آئے زخم دوزی ہونے لگی یہان **افراسیاب** نے بمشکل **تاریک** کو سمجھایا کہا دائی امان تامل فرمائیے مین اُسکو سمجھادونگا **تاریک** نے پوچھا آخر اس بیچیا کو مسلمانون سے کیا کام ہی تجھسے کیون برسر فساد ہوا **افراسیاب** نے کہا نہین معلوم دشمنون نے کیا سمجھا دیا میرے جانب پلٹ پڑا کہتا ہی معطل کرونگا لاچین کو رہا کرکے لاؤنگا اُسکی کیا مجال ہی تا بقید **شہنشاہ لاچین** پہونچ سکے ایسے مقام پر مقید ہی جہان طائر وہم خیال بھی نہین پہونچ سکتا یہ بیچارہ وہانتک کیا جائیگا راہ مین ہزارون ٹھوکرین کھائیگا **تاریک** نے **افراسیاب** کے ہمّتی شرابی کی لیکر اندر دھوئین کے داخل ہوئی **افراسیاب** بارگاہ حیرت مین آیا اسنے بھی زخم دوزی کرائی **ملکہ مہرخ وبہار** اپنی بارگاہ مین آئین جب تخلیہ ہوا سحر و نے اپنے تئین ڈالا ہچکیاں **مہرخ وبہار** لپٹ کر رونے لگین کہا خواجہ بدعت **تاریک** نے پامال کر ڈالا لشکر تمام منتشر کوئی کہین کوئی کسی جگہ افسر بدحواس ہر ایک کو عالم یاس عمرو نے ایک ایک کو گلے لگالیا کہا ای **مہرخ** ایک ہوس دلمین باقی ہی اُس عیاری کی فکر رہا ہون اگر بن پڑی تو مین نے اسکو مارا یا اپنی جان دیدی

بہ ہمن رو مین تن کی بھی آمد قریب ہی وہ بھی بڑے کر و فر سے مقابلہ کریگا خدا چاہیگا تو تاریک کے جی
چھوٹ جائینگے ملک اطلس کو بھی باغی کرا دیا انشاء اللہ یہ بھی لڑیگا مہرخ نے کہا ایسا نہو اطلس یہان
آگیا ہی افراسیاب جاکر صفائی کرے سب کیفیت ظاہر ہو جائے پھر کوئی بار نہ اٹھا سکیگا ایک جانب اطلس
ایک جانب تاریک عمرو نے کہا مینے اپنے کو اسواسطے مخفی کیا ہی میرا حال نہ کھلنے پائے مینے اُس سے
وعدہ کیا ہی کہ سمت کوہ لعل قلمون تمہاری معشوقہ کو لینے جاتا ہون میرا ظاہر ہونا مناسب نہین ہی لیکن اب
کوکب کے پاس جاؤنگا جو تدبیر سوچی ہی اُسکا انتظام کرونگا یہ فرما کر چالاک کو بلایا وہ بھی روتا ہوا آیا عرض کی
خلیفہ صاحب آپکی ملاقات سے مشتاق ہین عمرو نے چرند و پرند کو حکم دیا قران کو تلاش کرکے لاؤ
قران بھی حاضر ہوے دیکھا گرد سردار بیچ مین خواجہ نامدار چالاک کو کچھ سمجھا رہے ہین چالاک دست بستہ
عرض کرتا ہی جسطرح ارشاد ہوا آپکے فیض تعلیم سے اسیطرح ہوگا مہرخ نے گھبرا کر کہا برائے خدا اپنے کو بچانا
ایسا نہو دشمن گرفتار ہو جائین پھر لشکر کا قدم نہ ٹھہر سکیگا عمرو نے کہا اب ملکہ کچھ چارہ نہین ہی آج ہمکو بخوبی
ثابت ہوا کہ تاریک ساحر زبردست ہی مثل مشعل کے نہین ہی وہ صرف ایک فعل جانتا تھا دھوکا
کھایا اور اسیر دام عیاری پڑنا دشوار ہی لیکن اگر پروردگار نے فضل کیا اور جو تماشا تیار کر رہا ہون وہ
اسیطرح بن گئے تو تاریک بھی یاد کریگی انشاء اللہ طلسم ہوشربا مین چرچے ہونگے کہ عمرو نے یہ کار نمایان
کیا یقین تو یہی ہی کہ خنجر اُسکی حلق پر چلے اور اگر یہ انجام بخیر نہوا تو ہماری قضا اُسکے ہاتھ سے ہی جہانتک
ہوسکا اسد نامدار کو اپنے ہمراہ لیکر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جانا ہوشربا مین قدم نہ ٹھہر سکیگا
آقائے نامدار مولائے قدرشناس زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان سے جاکر
عرض کرنا وہ اپنے غلام کا حال سنکر اٹھینگے مقابلۂ عظیم پڑینگے سب سردار میرے واسطے جانبازی کرینگے
سب سردارون کو عمرو نے اسطرح سمجھایا تسکین بھی ہوی شور گریہ و زاری بلند ہوا مہرخ کا بلک بلک کے
رونا بہار کا اشکون سے منہ دھونا ہنگامۂ عظیم برپا ہوا خواجہ سبکو سمجھا کر کسی جانب روانہ ہوے انکا ذکر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان صاحبقران و لشکر لقا خمسہ

لب ہلا سکتے نہین زخمی نگاہ یار کے
اسطرح عقدے کھلین قاتل ترے کردار کے

بیچ دیکھے نہین اس باڑھ کے اس جوہر کے
تیغ مین جوہر کہان اُس ابروے خمدار کے

زخم دکھلائی نہین دیتے ہین کس تلوار کے

پھول ہوں کیونکر عزیز نہ ایسے کسی گلزار کے
وصل کی شب میں مزے ہیں مصر کی بازار کے
تار گیسو کھلے ہیں عنبر تاتار کے
ڈالدیتا ہوں جو میں اُنکو گلے میں یار کے
بوئے یوسف آنے لگتی ہے گلوں سے ہار کے

دھیان میں گھلتا ہوں اُنکے چاند سے رخسار کے
رات کٹتی ہے بڑی مشکل میں نعرے مار کے
چاندنی نے پھول ہیں یا زخم جسم زار کے
دن بسر ہوتا ہے یوں سودے میں زلف یار کے
دھوپ سے اُٹھے تو بیٹھے سائے میں دیوار کے

قد ہے تا حشر بالا زلف شبگون ہو دراز
بس حضور اب عاشقوں سے ہو چکے انداز و ناز
اک جہان ہے آپکا شیدا اے حسن سحر ساز
فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجیے سرفراز
گل بھی سبزے کی طرح پامال ہوں رفتار کے

ہمسری سنبل کو اُسکی زلف سے زیبا نہیں
نونہالان چمن میں رنگ یہ دیکھا نہیں
یار کو دعوی گل اندامی کا بھی بیجا نہیں
لالہ ہے داغی غلام اس گل سے چہرے کا نہیں
سرو بھی ہیں بندۂ آزاد قد یار کے

ہے خزان ساری بہار گردش لیل و نہار
ہمنشین عمر دو روزہ کا بھلا کیا اعتبار
عیش میں بھی سوچتا ہوں ہر گھڑی انجام کا
چھوڑ کر ہم نے امیری کی فقیری اختیار
بوریے پر بیٹھے ہیں قالین کو ٹھوکر مار کے

مال کو پامال کرتے ہیں جو ہیں مستان عشق
جسم و جان قلب و جگر ہیں تابع فرمان عشق
جسم پر زیبا ہے میرے خلعت سامان عشق
دیکھیے کس سمت بھجواے ہیں سلطان عشق
کوہ و صحرا و علاقے ہیں اسی سرکار کے

راحت روح و جگر ہے بوے زلف تابدار
حضرت خضر و مسیحا کی مدد ہے ناگوار
زیست کا نقشہ دکھاتا ہے رخ مہر نگار
مرہم زنگار ہے زخمی کو خط سبز یار
خال لب حب شفا ہے واسطے بیمار کے

خال رخ پر کیجیے سالوں ستاروں کو سپند
گورا چہرہ روشنی میں چاند سے بھی ہے دو چند
نور کے سانچے میں ڈھالا ہے خدا نے بند بند
دیکھ آئینہ کہتا ہے وہ آرائش پسند

طرہ کے قابل ہی سر گردن ہی لائق ہار کے

عطر سازون کی ہین دوکانین وہا خوشبوے باغ
باغبان گلزار سے فرحت کا ملتا ہی سراغ
سوتیے کے عطر سے جلتا ہی لعل شبچراغ
بلبلون کا نکہت گل سے معطر ہی دماغ
غنچے کیا لوٹے ہین شیشے ٹوٹے ہین گلزار کے

حسن کے مذہب مین فرض یکگانہ عشق ہی
اور لوگون کا یہ انداز زمانہ عشق ہی
عارضی الفت نہین یہ جاودانہ عشق ہی
ہمکو ورپردہ محبت غائبانہ عشق ہی
لن ترانی اُنسے ہو سائل جو ہون دیدار کے

جان عالم کی طرح جلوے ہماے پر کے ہون
یا مرصع کار کے ہون یا کسی زرگر کے ہون
پھول قیصر باغ کے قربان تاج سر کے ہون
خواہ مروارید گل کے خواہ سیم و زر کے ہون
طرے جتنے ہین وہ جزو ہین تری دستار کے

خندہ زن رہتے ہین ہم چشم تم سے کچھ مطلب نہین
عیش پر مرتے ہین رنج و غم سے کچھ مطلب نہین
کاروبار زندگی کو ہم سے کچھ مطلب نہین
کام ہی اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین
مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

خون بہائے ہین تری ترچھی نگہ نے بارہا
دل گلون کے چھانٹ ڈالے ہین فتنہ نے بارہا
منہ کو خنجر سے چھپایا مہر و مہ نے بارہا
باغ مین پی ہی شراب اُس کجکلہ نے بارہا
چھیتھڑے اکثر کیے ہین لالے کی دستار کے

عندلیب خوش نوا ہے نغمہ پیراے چمن
قدرتین دکھلا رہا ہی بزم آراے چمن
طبع رنگین کو مری ہی آج سوداے چمن
چشم وحدت بین سے لازم ہی تماشاے چمن
خار و گل دونون نمک پروردہ ہین گلزار کے

کچھ نہین عشق مجازی بھی حقیقی کے خلاف
سنگ اسود کی طرح بنا سیہ دل خود ہی صاف
شل اعمال زنگی ہر دم ہی امید معاف
کعبۂ مقصود کا کسدن نہین کرتا طواف
گرد پھرتا ہون مین آتش روز کوے یار کے

چہرہ مہرسان حکایت دلنشین ورا فشان داستان فصاحت آگین نے فضامین جلالت قمرین شوکت

صاحبقران عالیشان کو یون مرقوم فرمایا ہی نظم

نہنگان دریاے جرات نشان | پلنگان صحراے شوکت بیان | سرافسر لشکر عقل و ہوش

چنین می نگارد بجوش و خروش | زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان مقابلہ لشکر

زمرد شاہ باختری مین فروکش ہین مگر واسطے ایرج نوجوان کے بہت مشوش ہین جب قاسم نوجوان کو
دیکھتے ہین کہ اپنے فرزند کے واسطے متردد متوحش ہی دم بدم ذکر ایرج کرتے ہین فرماتے ہین کہ ای جواہر
تمنے اکثر ہرکارے بھیجے لیکن ہمارے فرزند کی خبر نہ معلوم ہوئی جواہر عرض کرتا ہی سو کوس تک کی خبر حضور نے
منگوائی مگر مفصل حال نہ دریافت ہوا اتنی تو خبر ملی کہ طلسم اسکندریہ کو فتح کیا معرکہ عظیم پڑا لیکن وہ شیر ببر کی
شوکت وشان سے لڑا کچھ ساحران طلسم نور افشان بھی آے کوکب کو آپکے فرزندون کا بڑا خیال تھا
ای یہ بھی ہرکارون نے بیان کیا کہ دختر شہنشاہ کوکب ملکہ بیان صاحب توقیر براے مدد کئی مرتبہ آئیں
مگر بعد فتح طلسم کے کیفیت نہ ثابت ہوئی یہ ذکر تھا کہ اک تاجر جلیل حاضر بارگاہ ہوا کچھ زرہ خود وغیرہ لایا تھا
صاحبقران نے سب اشیا خریدے بعد اسکے انعام واکرام بھی مرحمت ہوا تاجر نے چاہا رخصت ہو لیکن
صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ بازرگان دو روز ہماری دعوت قبول کرو تاجر خلق صاحبقران سے
مالا مال ہوگیا اُس شب کو سامان دعوت مہیا ہوا آج شکو تاجر نے جو ہو دربار دیکھا بادشاہ ہمجاہ سریر
جہانبانی پر تمام سردار اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین چند دنگلون پر غاشیہ دیکھا صاحبقران سے پوچھا
اِن دنگلون پر غاشیہ کیون پڑا ہی اس مقام کے بیٹھنے والے کیا دربار مین نہین تشریف لاے امیر کی
آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا ای برادر ایک دنگل جو سمت دست راست خالی ہی اُسپر کا بیٹھنے والا
ہمارا نور نظر پارۂ جگر سرفتنہ ملک سنجان وباختر بدیع نامور جا کر طلسم ہوشربا مین قید ہوا اُسکے برابر
جو دنگل خالی ہی شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی نواسہ ہمارا اپنے ماموں کی رہائی کے
واسطے گیا ہی وہ دنگل جو سمت دست چپ خالی ہی ہمارا نور نگاہ صاحب شوکت وجاہ نقد روح روان قاسم
عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان بر سر طلسم اسکندریہ گیا یہ خبر پائی کہ طلسم مذکور فتح ہوا لیکن کیفیت مفصل
نہ ثابت ہوئی کہ بعد فتح طلسم اُس شیر نے کیون تساہل فرمایا تو کسی حریف نے روک لیا مقابلہ پڑا کسی قلعہ پر
توجہ فرمائی یا خدا نخواستہ کوئی افتاد پڑی ابتک نہ دریافت ہوا آٹھ پہر اُس شیر کا انتظار ہی صف دست چپ کا
وہ سردار ہی یہ سنکر تاجر نے کہا ای شہریار مین بڑی دور سے آتا ہون نام لشکر حضور مدت مدید سے سنا تھا یہ

اشیاے نادرہ کئی سال میں تیار کرکے سفر کیا راہ میں اول اسی شہر کا لشکر ملا ہرچند کہ میں نہ ٹھہرتا تھا لیکن مجھکو بخلق
مروت اپنے دربار میں طلب فرمایا سب تھوڑا مال میں نے پیش کیا براہ عنایت بہت کچھ اس حقیر کو دیا اور فرمایا کہ ای تاجر
اب تمھارا کس طرف کا قصد ہے میں نے یہاں کا نام لیا اس شیر نے آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا کہ اگر تمھارا گذر خدمت
صاحبقران میں ہو اس نیازمند کی جانب سے آداب و تسلیمات عرض کرنا بیان کردینا کہ آپکے اقبال سے طلسم کو
فتح ہوا ایک رہبر مجھکو شاہزادہ صیقل آئینہ دار مل گیا اسکی رہبری سے طرف ہوشربا کے جاتا ہوں ہرچند کہ راہ
دور و دراز ہے مگر عنایت رب اکبر پر ناز ہے جسطرح ہو سکیگا اپنے کو تا بہ ہوشربا پہونچاؤنگا حضور لشکر اس شیر کا جس مقام
پر فرودکش ہوتا ہے آب و آذوقہ کا ملنا دشوار ہو جاتا ہے ساحر و غیر ساحر ہمراہ ہیں مگر راستہ بہت خراب ہے پانچ کوس سے
زیادہ رہروی نہیں کر سکتے لیکن قطع منازل و طے مراحل میں بڑے جوش و خروش ہیں یقین ہے وہ شیر بیشہ جلد
تا بہ منزل مقصود پہونچے یہ سنکر دربار میں غلغلہ بلند ہوا صاحبقران نے سبکو تسکین دی قاسم و علمشاد کو گلے
لگایا بشفقت فرمایا وہ نام اسد نامدار کا عاشق ہے ضرور بجا لصد کر و فر اسد سے ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا بیٹے تمکو
خدا کے سپرد کیا تاجر کی زبانی سرداروں کو یہ حال اسطرح دریافت ہوا حال انکا مفصل بمقام مناسب بہ تحریر
ہوگا ناظرین کو نشان دونگا اس خوشخبری پہونچانے پر سب سرداران دست چپ نے اس تاجر کو سرفراز کردیا
اسقدر مال ملا غنی ہو گیا دعائیں دیتا ہوا طرف اپنے وطن کے چلا بوقت شام صاحبقران خوش انجام نگل
اصفی پر جلوہ فرما تھے کہ پہلوان عادی حاضر ہوا لال فربا ہم میں صاحبقران کے دی صاحبقران نے
اپنے نام پر صاد کیا مراد یہ تھی کہ آج صاحبقران لشکر ظفر اثر کا طلایہ دینگے سرداران نامدار و فرزندان عالیوقار
نے عرض کی کہ حضور اپنی ذات کو تکلیف نہ دیں غلام خدمت طلایہ بجا لائینگے صاحبقران نے فرمایا شکر خدا
کرتا ہوں بعد سال بھر کے یہ دن آتا ہے کہ میں اپنے سرداران صف شکن کی خدمت میں مصروف ہوتا ہوں
سرور تازہ و فرحت بے اندازہ اس خدمت سے حاصل ہوتی ہے یہ فرما کر مقبل کو حکم دیا مرکب ہمارا تیار ہو چند
ہمراہیان بہرام و مقبل وفادار کو ہمراہ لیکر وسط لشکر میں آئے جا بجا سوار پیدل برائے حفاظت مقرر کیے
جب دو پہرے شب تجاوز کر چلی پہلے لشکر پر اک نخل کے سایہ میں آکر ٹھہرے مراد یہ تھی کہ لشکر حریف پر نگاہ
رہے کہ لشکر دشمن اگر قصد شبخون کرے مبر طلایہ بڑھکر فوج کو روکے سرداروں کو خبر کرے امیر نے الیجاب
مقبل کو بھیجا جو اسپ سے فرمایا بڑھکر لشکر لقا کی خبر لو جب یہ دونوں جا چکے صاحبقران پشت اشقر پر
سوار ہو کر طرف صحرا کے بڑھے یکایک گوشہ صحرا سے اک صدائے دردناک آئی کوئی بندہ خدا بیقرار نہ

زار رو رہا ہے صاحبقران صداے گریہ و زاری سنکر اُسی جانب متوجہ ہوئے اشقر کو بڑھایا کوس دو کوس راستہ طے کیا تھا دیکھا زیر سایۂ نخل اک جوان خوشرو تاج شہریاری بر سر گردن ڈھلکا ہوا شاخ نخل پر ہاتھ گریبان چاک جیب چاک بیقراری مین پکارتا ہی ای فلک کجرفتار کبتک میرے ساتھ کجروی کریگا کیونکر کوے محبوب تک پہونچون جاکر کیا روے سیاہ دکھاؤن تڑپ تڑپکر مرجاؤن حسرتین دل مین بھری ہین کیونکر نکلین گی اشعار

پھر تو دل شکش ہجر انہین رکھ لیے
دل سبکے بزم بادہ پرستان مین رکھ لیے
ہاتھ آنکے آے میرے گلے تک جو دل مین
ذوق خلش نے دیدۂ گریان مین رکھ لیے

ہائی جوشش غم تجھے رگ جان مین رکھ لیے
سفاک اب تجھے ترے پیکان بل چکے
چھوڑے نہ جذب دل نے گریبان مین رکھ لیے

ساغر کدھر کدھر نہ چھلکا چشم یار کا
دل نے چھپا کے حسرت داماں مین رکھ لیے
کچھ اشک دیدے آے کھٹکے جو آنچل

اس درد سے ان اشعار عاشقانہ کو وہ جوان پڑھ رہا ہی کہ صاحبقران کا قلب بھر آگیا کلیجہ منھ کو آگیا قریب جاکر فرمایا ای جوان آنکھ کھول یہ کیا حال ہی اُسنے گھبرا کر آنکھ کھولی کہا ای شخص تو کون ہی جو مجھ ہجران دیدہ آفت کشیدہ کا حال پوچھتا ہی ہر ایک رفیق نے اس مصیبت مین ساتھ چھوڑا اور درد میرا لاعلاج ہی کیا بیان کرون اول آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی کو ظاہر کیجیے صاحبقران نے نام اصلی اپنا بتایا اُس جوان نے بیقرار ہوکر دامن تھام لیا کہا ای شہریار مینے سنا ہی کہ آپنے اکثر براے حل مشکلات بندگان خدا اپنے کو مصیبت مین پھنسایا فیض و سخا آپکا تمام عالم مین مشہور ہی صاحبقران نے فرمایا ای برادر بجان برابر اگر سر بھی میرا تیرے کام آے ابھی حاضر ہی جستجو مین تساہل نکرونگا مگر جلد بیان کر حال زار تیرا دیکھا نہین جاتا اُس جوان نے کہا اس حقیر کو شاہزادہ حمید نوجوان کہتے ہین قریب یہان سے اک قلعہ ہی اسکا لقب گلزار کوہستان ہی صحراہاے سبزہ زار باغ جابجا پر بہار اسیوجہ سے گلزار کوہستان نام رکھا گیا شاہان جلیل اُس حوالی مین براے شکار آتے ہین ایک پہلوان ہی کہ اُسکو ارکان کوہی کہتے ہین کا شانۂ عفت مین ایک گوہر بیبہا رکھتا ہی یعنے دختر بلند اختر موسوم بہ یمن عذار ایک دن وہ قتالۂ عالم براے شکار صحرا مین آئی آپکا یہ غلام بھی مصروف شکار تھا اُسکے جمال جہان آرا پر نگاہ پڑی تیر مژگان دل کے پار ہوے براے شکار گئے تھے خود شکار ہوے گریان و نالان شہر مین آیا ارکان کو پیغام بھیجا کہ ہم بھی صاحب تخت و تاج ہین دنیا مین یہی رواج ہین دختر کی شادی ہمارے ساتھ کرو اور یہ بھی غلام کو ثابت ہوا کہ جب مین اُس ماہ پیکر پر مائل ہوا نگاہ چار ہوئی اُسکو بھی میری جانب توجہ تھی مگر کنیزین ہمراہ تھین اسوجہ سے ٹھہر نہ سکی جب پیام اُس بد انجام کو مینے بھیجا اُس مغرور نے جواب دیا مینے اپنے بیٹی کی شادی مین ایک شرط قرار دی ہی جو

اُس شرط کو بجالاے تب اُس گوہر بحر خوبی کو پاے وہ شرط یہ ہی کہ مابدولت سے سرمیدان مقابلہ کرے اگر غالب ہو تب میری دختر بلند اختر کا طالب ہو ای شہریار بہ حقیر گیا اُس مغرور سے مقابلہ کیا اصل یہ ہی کہ انسان سے لڑ نہین سکتا ہی اُسکی صورت مہیب دیکھکر شیران صحرا و نہنگان دریا بھاگتے ہین آخر یہ نیاز مند اُسپر غالب نہ آیا زیر ہوا طرفہ یہ تو اُس جلاد صاحب بیداد کا یہ ہی کہ جسکو زیر کیا فوراً قتل کر ڈالا لیکن مجھکو یہ کہکے چھوڑ دیا کہ خبردار اب کبھی اِس طرف نہ آنا مابدولت کو مُنھ نہ دکھانا یہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ گریان و نالان قلعہ مین آیا رات دن ہجر کی درازی مین سوز و گداز تنہائی مین تڑپتا تھا یہ اشعار مصیبت آثار زبان پر جاری عالم بیقراری

اشعار جلال

پھرے جو آپ کس آفت کا سامنا ہوا
کہ روئین روئین کا آنکھون سے نم روانہ ہوا
دفور گریہ نے مضمون نامہ بر نہ کیا
کہین یہ کوئی پکارا کہ مین نشانہ ہوا
یہ بیخبر ہین کہ مرنیکا میرے سنکر ذکر
بس اُنکا مرے مرقد کا شامیانہ ہوا

حریف بخت بنا منحرف زمانہ ہوا
وہ نانکی سے نہ آئے مین ضعف سے نگیا
خط اپنا آنسوؤن کی ڈاک مین روانہ ہوا
خبر جو آمد پیری کی آکے ضعف نے دی
وہ پوچھتے ہین کہ کتنا اسے زمانہ ہوا

نکلنے دیکھی عجب طرح انتظار مین روح
انھین وہ حیلہ ہوا مجھکو یہ بہانہ ہوا
تمہارے تیر نگہ سے بچائے دلکو خدا
شباب سنتے ہی لینے کو خود روانہ ہوا
بس ایک ساتھ دیا دود آہ نے تو جلال

ای شہنشاہ گیتی ستان ای یاور غریبان و ای دادرس بیکسان دن بیقراری مین راتین اختر شماری مین بسر ہوتی تھین کہ اُس محبوب جانی حسین مہ جبین لاثانی نے ایک نامہ بھیجا مضمون یہ تھا کہ ای قتیل تیغ ابرو و ای گرفتار دام گیسو جسدن سے تیرے زیر ہونیکا احوال سنا ہم نہایت بیقرار ہین لیکن مجبور و لاچار ہین قصد کیا تھا کہ براے شکار اُسی کمبخت صحرا مین جائین جہان ہم تم دونون شکار ہوے دل فگار ہوے لیکن باپ نے حکم دیا طریقہ صید و شکار بالکل ترک کرو محل سے قدم باہر نہ نکالو اب قفس قصر مین بے قصور قید ہین اس صیاد جلاد کے صید ہین ملاقات دشوار ہی لیکن ای عاشق صادق اپنے کو سنبھالو کوئی صورت ملاقات کی نکالو ای شہریار اُس نامے کو پڑھکر اسقدر بیتاب ہوا کہ ضبط نہو سکا تب اس صحراے ہول خیز مین نکل آیا ارا کین سلطنت مشیران اُبہت تلاش کرتے ہونگے آج تین دن سے بے آب و دانہ تیر الم کا نشانہ ہون صاحبقران نے یہ حال پر ملال سنکر حمید نوجوان کو گلے لگا لیا اور فرمایا ای فرزند مین اسیوقت چلتا ہون اُس مغرور سے مقابلہ کرکے یا جان دونگا یا تیری معشوقہ کو اُس سے لونگا یہ ذکر تھا کہ ملازمان حمید نوجوان تلاش کرتے ہوے آکر پہونچے وزیر و امیر قدمون سے اپنے آقا کے لپٹ گئے حمید نے عرض کی حضور میرے قلعہ مین تشریف لیچلین حضور کے جمال بیمثال کو دیکھکر تسکین ہوگی ہو صاحبقران نے حمید کو تخت پر سوار کیا

یہ نہ مانتا تھا امیر نے فرمایا ای برادر اپنے قلعے مین اس حال سے جانا مناسب نہین ہی بشکل حمید تخت پر سوار ہوا
امیر کو ہمراہ لیکر چلا جب در قلعہ پر پہونچا تخت سے اترا چوب وچماق ہاتھ مین لیکر رکاب صاحبقران پر ساتھ تھا
اہتمام کرتا ہوا قلعہ مین آیا ہر طرف بلا ہوا کہ صاحبقران زمان داماد نوشیروان تشریف لاتے ہین تمام بالیان
شہر جابجا آکر ٹھہرے ہین جسکی نگاہ روے زیباے صاحبقران پر پڑی بیخود ہو گیا رنڈیان کوٹھون سے دیکھکر بلائین
لیتی ہین ترقی جاہ وحشم کی دعائین دیتی ہین حمید دامن گردانے ہوے اہتمام سواری کرتا ہوا امیر کو لیکر بارگاہ
مین آیا امیر نے بشکل حمید کو تخت پر بٹھایا آپ ذنگل پر جلوہ فرما ہوے تمام پہلوان امیر و وزیر اپنے اپنے مقام پر
بیٹھے جو ذنگل کہ قریب تخت ہی اسپر صاحبقران بیٹھے حمید کا ایک پہلوان ہی موسوم بہ سالوک مشت زن
یہ ذنگل اسکا ہی وہ اکڑتا ہوا دربار مین آیا صاحبقران کو اپنے ذنگل پر بیٹھے دیکھکر جل گیا قریب امیر کے آکر
کہا او جوان یہ مقام نشست ما بدولت ہی کسکی لیاقت ہی کہ اس مقام پر بیٹھے اُٹھ اس مقام سے ورنہ ہاتھ پکڑ کے
اُٹھا دونگا امیر نے ہنسکر فرمایا ای رستم خصال ہم تمھارے مہمان ہین ہماری گستاخی کو معاف کرو اب تو بیٹھ گئے
حمید نے بھی کہا ای سالوک یہ کیا بے ادبی ہی اور مقام پر بیٹھ تمکو اپنے دربار مین اختیار ہی یہ کیسی بیہودہ باتین
کرتا ہی دیکھو تو حضور نے کس فصاحت سے جواب دیا سالوک نے کہا آپنے بھی خطا ہاے فاش کین اپنے قلعہ
مین دشمن خداوند لقا کو لیکر آے ما بدولت براے شکار تشریف لیگئے تھے آپ جا کر ارکان سے لڑے
مین جا کر اسکو زیر کرونگا آپکی معشوقہ کو دے آؤنگا لیکن دشمن خداوند کو بارگاہ سے نکالیے ورنہ قیامت
برپا کرونگا حمید تو حیران حیران طرف سالوک کے دیکھ رہا ہی لیکن سالوک نے ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو ذنگل
سے اُٹھا دے امیر نے فرمایا او مغرور کیا بکتا ہی اپنے آقا سے ایسے بیہودہ کلام دور ہو سامنے سے ہٹ جا
سالوک نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اب ہان ہان کرتے ہین گرز سے ہاتھ مارا امیر نے بڑھ کے کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا سالوک نے چاہا لپٹ پڑون کشتی لڑون امیر نے غصے مین اک طمانچہ مارا سالوک چرخ
کھا کر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا زمین پر ایڑیان رگڑنے لگا امیر لاحول پڑھکے ذنگل پر بیٹھ گئے تمام اہل
دربار تھرا اٹھے حمید اُٹھکر کھڑا ہوا کہا اس بیحیا کو دربار سے نکالدو بحکم حمید لوگ اُٹھے کہ اسکو ٹانگ پکڑ کر
کھینچین باہر پھینکدین امیر نے منع کیا اور فرمایا کہ ای سالوک اُٹھ بیٹھ میری خطا کو معاف کر مجھے جہالت
ہوئی لوگ بزور خلق صاحبقرانی پر وجد کرنے لگے آپسمین کہتے ہین سبحان اللہ اس اختیار پر یہ جبر اس
زور پر یہ صبر حسب ہی انکا یہ مرتبہ ہی کہ دن بدن علمداری بڑھتی جاتی ہی خلق خدا زیر سایہ دولت امان پاتی

ہو صاحبقران خود اپنے مقام سے اُٹھے سالوک کو اُٹھایا گلے سے لگا لیا سالوک مکار نے کہا میری خطا معاف
کیجیے مگر مکار دلمین جل رہا ہی کہ اس ظالم نے مجھکو ذلیل کیا اور اب گلے لگا کر عذر کرتا ہی کہا حضور مجھسے خطا ہوئی آپ
تشریف رکھیں برابر اپنے امیر نے سالوک کو جگہ دی جب حمید نے ساقی بچون کو اشارہ کیا امیر نے فرمایا ای
برادر ہم چلکر ارکان سے لڑینگے بیشک اپنی جان دینگے یا سمن عذار کو اس سے لینگے لیکن ہمارے تمہارے
مذہب مین فرق ہی یہ جملہ بیچ سے نکل جاے تو بہتر ہی حمید نے عرض کی مین تو بندۂ بے زر ہون سنتے ہی جواب
دیا ہم کلمہ پڑھنے کو بدل حاضر ہین بصدق دل سبنے اطاعت کی لیکن سالوک کینہ دلمین رکھے مطیع
ہوا سر جھکاے بیٹھا ہی امیر اسکو ہر طرح شگفتہ کرتے ہین لیکن بقول شاعر شعر گلیم بخت کسانیکہ بافتند سیاہ
بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد وہ یہی یا اسی خیال مین ہی کہ حمزہ کو کسی طرح قتل کرون زور کا تو اپنے امتحان کر چکا
گو مکر کا مشتاق ہی براے رہروان منازل عناد آفکر جرات شاق ہی یکایک سوچا کہ اب یہان رہنا مناسب نہین کچھ
ابرو جا چکی حمزہ پر پنجہ قابض ہوگا لیکن ارکان سے خبر کردون وہ اگر ان سبکو سزاے معقول دیگا مشکین
باندھکر کشان کشان لیجائیگا یہ سوچکر کسی حیلے سے باہر نکلا گینڈے پر سوار ہوکر طرف قلعۂ ارکانیہ کے چلا
یہان صاحبقران شب بھر مصروف عیش و نشاط رہے بوقت سحر فرمایا ای حمید لشکر تیار کرو چلکے اُس سے
فیصلہ کرین ہم اپنے لشکر سے بدون اطلاع چلے آے شکو براے طلایہ نکلے تھے تمہاری صداے ورود تا
لشکر یہان چلے آے سب گھبراتے ہونگے حقیقت مین بوقت سحر مقبل و جواہر روتے ہوے خدمت مین بادشاہ
کے آے عرض کی صاحبقران شکو غائب ہو گئے کوئی ساحر یا غیر ساحر مع مرکب لیگیا یا خود کہین تشریف
لیگئے لشکر مین غوغا برپا ہوا بادشاہ نے بیقرار ہوکر فرمایا جلد ہرکارے جائین لشکر کفار مین تلاش کرین لقا نے
تو کوئی فتور کیا ہو لشکر لقا کی خبر دریافت ہوئی کہ وہان کسی نے ایسا نہین کیا خود بختیارک ذکر کرتا تھا کہ
صاحبقران لشکر سے غائب ہوے اب بادشاہ کو اور زیادہ انتشار ہوا جواہر نے چند ہرکارے
عیار براے خبر صاحبقران نامدار روانہ کیے سب سے زیادہ رستم پیلتن یعنی علمشاہ کو قلق ہوا جب
دربار سے اُٹھے کسی سے کچھ نہ کہا یکہ و تنہا پشت مرکب پر سوار ہوکر براے تلاش پدر نامور طرف صحرا کے
چلے سمک بلدائی عیار مزاج دان ہی لپکے بڑھکر رکاب پر ہاتھ رکھا فرمایا کہ ای برادر مین تھوڑے عرصے
مین واپس آؤنگا براے شکار جاتا ہون سمک نے عرض کی غلام کا ہونا ضرور ہی علمشاہ خاموش
ہوے سمک ہمراہ ہو لیا سردار و عیار چلے لیکن بوقت سحر جب صاحبقران نے حمید سے فرمایا کہ

لشکر تیار کرو حمید نے عرض کی آج کا دن توقف فرمایئے لیکن سرداروں سے کہا سالوک نہین معلوم ہوتا تلاش
کرو دیکھا کہان گیا اب تلاش کرنے لگے حمید نے صاحبقران کو روکا مگر سالوک کے غائب ہونے سے
نہایت انتشار ہی کہ یہ مکار کہان گیا حقیقت مین سالوک ملعون بلاتکلف قلعہ ارکانیہ مین داخل ہوا ارکان
کو خبر ہوئی سالوک پہلوان رہنے والا قلعہ گلزار کوہستان کا آتا ہی سمجھا اپنے بادشاہ کے واسطے سفارش
کرے گا چند پہلوان برائے استقبال بھیجے سالوک دربار مین ارکان کے آیا بطور لقا پرستون کے سجدہ
سلامت کی ارکان نے سالوک کو دلاسا دیا بٹھا کر بیٹھا ساقی بچے نے شراب پلائی جب دماغ اس بدمست
کا بادۂ ناب سے گرم ہوا طرف ارکان کے متوجہ ہو کر بلبلایا کہا ای پہلوان دوران ای گرسا شب جہان آپکو
معلوم ہی کہ حمید نوجوان کا ملازم ہون وہ آپ سے لڑنے آیا مابدولت نے دخل نہین دیا آپنے گوشمالی کر دی
قتل کیون نہ کر ڈالا اب وہ جا کر حمزۂ عرب کو لایا مذہب اسکا اختیار کیا حمزہ نے جو نام آپکی دختر بلند اختر
کا لیا مابدولت کو بہت ناگوار ہوا کہ مجاور زادہ خانۂ کعبہ بادشاہان اولوالعزم کی دختر کا نام بے ادبی سے
مین بہت بگڑا اب نامرد جمع مجھے مذہب کا بھی پاس نہ کیا میرے قتل پر آمادہ ہوئے حضور مین جان بچا کر
چلا آیا مین سوچا کہ جا کر آپکو خبر کرون بسبب مذہب کے مینے انکا ساتھ چھوڑا حضور جلد لشکر تیار کرین مین
حمید کا سر کاٹ کر آپ کو دونگا حمزہ کو آپ قتل کیجیے امان نہ دیجیے یہ سنکر ارکان کوہی بہت خوش ہوا
کہا ای جوان تو نے خوب کیا یخانۂ بے تکلف ہی مینے دس ہزار فوج کا تمکو افسر کیا لشکر و فوج لو مابدولت چلتے
ہین حمزہ کے مقابلے کا مدت مدید سے اشتیاق ہی اگر خطوط سلیمان عنبرین موے کوہی نے لکھے برائے
مدد خداوند لقا آؤ لیکن مہلت نہوئی اب مین سرکاٹ کر اسکا خدمت مین خداوند کی روانہ کرونگا تمکو مجھے
مراد ملی خداوند لقا نے تقدیر بہت معقول کی اسیوقت سالوک کو دس ہزار جوانون کی افسری کا حکم
ملا ارکان بلبلاتا ہوا اپنے محل مین آیا ملکہ سمن عذار دختر بلند اختر اسکی عشق مین حمید کے بیقرار رہتی
ہی چپ ہو گئی ہی زوجۂ ارکان برائے استقبال اٹھی بیٹی نے بھی سلام کیا اس مغرور نے زوجہ سے
متوجہ ہو کر کہا صاحب تمنے کچھ اور بھی سنا حمید نوجوان بادشاہزادہ گلزار کوہستان میری بیٹی کا
نام لیتا تھا برا سے مقابلہ آیا مینے اسکو زیر کیا چاہا قتل کرون مگر رحم آگیا مینے چھوڑ دیا وہ جا کر حمزہ عرب کو لایا ہی
اور مسلمان بھی ہو گیا حمزہ نے وعدہ کیا ہی کہ مین لڑ بھڑ کے ارکان کی دختر دلوا دونگا اس مسلمان سے بھجو
بدبخت نے مذہب چھوڑا اگھوپا کے قلعہ کا پہلوان جو سب مین زبردست ہی سالوک نام ہے وہ بیچارہ میرے

پاس چلا آیا بدقسمتہ مذہب اسکو بڑا قلق ہوا اب مین لشکر کشی کرکے جاتا ہون حمید کو تو یون قتل کرونگا لاہیان دریا و مرغان ہو اُسکے حال پر گریہ وزاری کرین قلعہ کو کھود وا کر تالاب بنوا دونگا حمزہ کی مشکین باندھکر پاس اپنے بھائی سلیمان عنبرین موے کوہی کے لیجاؤنگا وہان جاگتی جوت کے خداوند مغرور خود پسند موجود ہین وہ پیغمبری عطا فرمائینگے مشیر قدرت لقب ملیگا اب قلعہ ارکانیہ مین ملک باختر سے بھی خراج آیا کریگا بھائی سلیمان بھی بابدولت کی تلوار کو مان جائینگے زوجہ نے کہا صاحب مینے سنا ہی حمزہ برا زبردست ہی صدہا لوہی اُسکے میٹون نے قتل کیے تمام کوہستان مین عمل اپنا کر لیا قدرت بھی تو حمزہ کے نام سے بھاگتے ہین ارکان نے کہا تم ان باتون کو نہین جانتی ہو قدرت کی مشیت مین کسکو دخل ہی مینے کتاب مین لکھا دیکھا قدرت نے نشے مین ان لوگون کو خلق کیا اسوجہ سے انسے ظلق زیادہ ہی یکایک برباد نہین کرتے رحم آجاتا ہو اور کوہستان کا حال نہ کہو بابدولت کے برابر کون پہلوان گیا ایسے ویسے گئے قتل بھی ہوے بعض نے خوف جان سے مذہب بھی ترک کیا مین جاتے ہی مہرہ گردن توڑ ڈالونگا مہلت کا ہیکو دونگا حلسے ہی مشکین باندھ لونگا زوجہ نے ہر چند کہا صاحب تم نجاؤ اسنے نمانا باہر آیا فوج کی تیاری کا حکم دیا دس ہزار فوج سالوک کو دی کہا انکا تمکو افسر کیا غلے کی فکر کرکے عقب مین لشکر کے آؤ بابدولت آگے بڑھتے ہین ستر ہزار فوج لیکر ارکان کوہی سوار ہو اطرف قلعہ گلزار کوہستان کے چلا سالوک نے غلے کے چھکڑے لدوا دس ہزار فوج لیکر یہ ملعون قلعہ سے باہر نکلا چاہتا ہی عرصہ کرکے جاؤن میرے سامنے لڑائی ہنوز نہ حمزہ بلاے روزگار ہی کہین اُس سے مقابلہ پڑگیا تو مفت جان جائیگی اس خیال مین دو کوس آگے بڑھکر اُترا لیکن ملکہ سمن عذار عاشق زار ہجران دیدہ تمام حال سنکر روتی ہوئی ماں کے سامنے آئی کہا اے مادر مہربان مجھ بدنصیب کے واسطے یہ فساد برپا ہین کہ والد نامدار کو روز لڑائی درپیش ہی ہر شخص دعوی عشق کرکے آتا ہی اُنکے ہاتھ سے مارا جاتا ہی بدنامی مجھ کمبخت کی ہوتی ہی اب براے مقابلہ صاحبقران تشریف لیجاتے ہین خداوند لقا اُنکی جان بچائین آپ میرا سر کاٹ کر باپ کے پاس بھیجدیجیے کہلا بھیجیے کہ جسنے جھگڑا اُٹھا دیا تھا اُسکو مٹا دیا یہ کہکر بے اختیار رونے لگی ماں نے سر سینے سے لگایا کہا اے نورِ نظر باپ تمھارے یہ چاہتے ہین کہ ایسے شخص کے ساتھ شادی کردون جو مثل میرے صاحب زور و طاقت ہو حاکم ملک جرأت ہو اور حمزہ کا قتل کرنا واجب و لازم ہی کہ خداوند لقا سے لڑتا ہی تم جاکر بیٹھو کھیلو کودو ان معاملات مین تمکو کیا دخل ہی اب تمھارے باپ مشیر قدرت ہو جائینگے پیغمبر خداوند لقا کہلائینگے ملکہ نے عرض کی میرا دل باپ کے واسطے

گھبراتا ہی اگر حکم ہو تو مین اپنے باغ مین جاؤن وہان دو چار دن دل بہلاؤن مان نے بلائین لیکر کہا اچھا
بی بی جاکر دو چار دن سیر کرو لیکن جلد چلی آنا ہم گھبرا جائینگے ملکہ اُسیوقت مرکب باد رفتار پر سوار ہوئی نقاب چہرے
پر ڈالی چار سو کنیزین ہمراہ لین قلعہ سے باہر نکلی باغ قلعہ سے تین کوس پر ہی گھوڑا اُڑاتی ہوئی جاتی ہی مگر
سالوک ملعون جس مقام پر اُترا تھا وہین فردکش ہی بوقت سحر کنارے پر لشکر کے ٹہل رہا ہی ساتھ والے
کہتے ہین افسر صاحب اب چلیے بادشاہ انتظار کرتے ہونگے بلکہ قریب گلزار کوہستان پہونچ گئے ہون
تو عجب نہین لڑائی مین جاکر شریک ہو جیسے وہ آتش خو شعلہ مزاج ہو ویسے لڑتے ہین جاتے ہی قلعہ مین
گھس پڑینگے اُس قلعہ مین مال بہت ہی ہم لوگ لوٹ سے محروم رہجائینگے یہان پڑے رہنے سے کیا
فائدہ اسنے کہا انتظام غلہ بہت واجب و لازم ہی جسقدر جمع ہو چکا ہی تم دو ہزار جوان لیکر آگے بڑھو
ہم دو دن مین اور سامان کرکے ایک دن مین آجائینگے خاص وقت جنگ پر اپنے کو پہونچائینگے ہمین
وہان کا حال بخوبی دریافت ہی لڑائی نہوگی حمید نوجوان رومال سے ہاتھ باندھ کے چلا آئے گا
حمزہ انکا نام سنکر بھاگ جائیگا ایسی باتین کرکے غلہ اسنے روانہ کیا دو ہزار جوانون کو حکم دیا تھا پانچ
ہزار روانہ ہو گئے پانچ ہزار اسکے ہمراہ رہے جو جو کہ بہادر تھے جنگ کے خواہان وہ تو سب چلے گئے اب
اسکے ساتھ وہ رہگئے کہ جنکو نام جنگ سننے سے بخار چڑھ آتا ہی کنارے پر لشکر کے کھڑا ہی جو فروش
گندم نما غلہ روانہ کرچکا ہی کہ طرف سے قلعہ ارکانیہ کے گرد اڑی اسنے پلٹ کے دیکھا آگے ایک
نقاب دار بادلہ پوش پشت پر چار سو جوان سبکے چہرے پر نقاب مرکب ہائے باد رفتار زیر ران
اسنے ساتھ والون سے پوچھا یہ نقابدار کون ہی جو رازدان تھے اُنھون نے کہا ملکہ سمن عذار دختر
بلند اختر ہمارے بادشاہ کی فنون سپاہگری مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق ہی خود بادشاہ نے نیزہ بازی
اسپ تازی جو رنگ کا شنا تعلیم فرمایا ہی معلوم ہوتا ہی اپنے باغ مین جاتی ہین یہ سنا نام سنکر بیقرار ہو گیا
شاہراہ آ کھڑا ہوا ملکہ سمن عذار نے مان سے صرف حیلہ کیا ہی دل یاد مین حمید نوجوان کے
پھڑک رہا ہی خاموش سر جھکائے ہوے طرف باغ کے جاتی ہی ہرچند کنیزون نے دل بہلانے کو
باز وغیرہ چھوڑے لیکن یہ کسی جانب متوجہ نہین ہوئی نسیم وزیرزادی ہوا کو پہچانتی ہی قریب آکر
اسنے ملکہ سمن عذار کے باز بلند پرواز چھوڑا کہا واری دیکھیے باز نے جاتے ہی تیہو کو گھیر لیا حکم
فرمایئے ملکہ نے سر اُٹھایا نسیم نے کہا دیکھیے حضور باز خراب نہوجائے اُنکی باڑیان تیز رو ہی بڑھا گئے

جب جانور گرے باز کو الگ کیجیے ملکہ سمن عذار بھی جانتی ہی نسیم ہو خواہ ہی بادیان کو اُڑایا تیہو جا کر
قریب سالوک کے گرا ملکہ کی بادیان تڑپکر پہونچی باز کنسے باندھکر شکار پر گرا پنجون سے نوچنے لگا ملکہ
سمن عذار رکاب سے پانون نکالکر کودپڑتی تکان جو پہونچی گوشۂ نقاب چہرہ زیبا سے ہٹ گیا
سالوک نے دیکھا لگا ابر سے ماہِ تابان نکل آیا یہ تو بیقرار ہوکر تھرایا ملکہ سمن عذار کا جو گوشۂ نقاب
ہٹا پلٹ کے نامحرم کو جود دیکھا چہرے پر عتاب زلفون کو پیچ وتاب بند نقاب آراستہ کرکے بتعجیل باز کو
چمکار کے اُٹھا لیا قرولی سے سینہ تیہو کا چاک کیا جگر نکالکر ہاتھ مین لیا باز کو کھلاتی ہوئی جست کرکے پشت
بادیان پر آئی لیکن بدمزاج ساتھ والیون سے پوچھا یہ کون بے حیا تھا کہ ہمکو دیکھکر راہ مین کھڑا
رہا کنیزون نے کہا حضور یہ وہی نمکحرام ہے انجام قلعہ گلزار کوہستان سے بھاگ کر آیا ہی اس ملعون
نے آگ لگائی کہ ہم سب کو رنج وملال پہونچا والد صاحب آپ کے لشکرکشی کرکے گئے ہین ملکہ کو اور
زیادہ غصہ آیا مگر بادیان کو بڑھا دیا پلٹ پلٹ کے دیکھتی ہوئی کہتی ہی ای نسیم کیا کہون جی چاہتا ہی
اس ملعون کا سر کاٹ لون والد نامدار یہ نہ سمجھے کہ جسکا سالہا سال نمک کھایا وقت جنگ اُسکو
چھوڑکر چلا آیا ہمارے ساتھ کیا خیرخواہی کرے گا نسیم نے کہا حضور چلیے جب آپکے والد نامدار
لڑائی فتح کرکے آئینگے اُسوقت آگاہ کیا جائیگا نسیم نے جو کہا لڑائی فتح کرکے آئینگے ملکہ سمن عذار
بیقرار ہوگئی کہا ہوا نسیم تمکو کیا فائدہ کسیکی برائی چاہتی ہو والد بھی تمہین وہ بیچارہ غریب حمید
نوجوان اگر قتل ہوگا تمکو کیا فائدہ نسیم خاموش ہو رہی دلمین سمجھی کہ ملکہ سمن عذار کو بھی محبت
حمید نوجوان سے ہی اُسوقت تو ٹال گئی دل سے کہتی ہی بڑا غضب ہوا اگر حمید مارا گیا
ملکہ کو صدمۂ عظیم ہوگا اسی فکر وتردد مین ہمراہ ملکہ کے آکر داخل باغ ہوئی ملکہ سمن عذار
جیسے ہی باغ مین گئی ترین نقاب اُتار کھینکی باغ مین آکر اور دماغ ہوا سرو گلزار کو دیکھکر قد معشوق
یاد آیا پھولون کو دیکھکر نقشۂ عارض دلدار آنکھون کے نیچے پھر گیا عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی
سے سر پھرنے لگا قمری کی کوکو ناگوار ہر چشمہ چشمۂ پرآب معلوم ہوا پیچ وتاب سنبل دیکھکر دل اُلجھنے
لگا دیکھا کہ نرگس بھی ہمپر آنکھین نکالتی ہی کڑی نگاہ ڈالتی ہو غنچے دہن نہین کھولتے مُنھ سے نہین
بولتے سوسن آمادۂ بدزبانی حباب بھی آنکھین نکالتے ہین صاف ثابت ہی کہ نہرین کسی کے
جوش محبت مین اُبل رہی ہین موجۂ آب کی تلوارین گلے پر چل رہی ہین سارا باغ حسنان

باغ سنسان ویران نظر آیا بیقرار ہو کر صحن باغ میں بیٹھ گئی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے چہار جانب گھبرا کر دیکھنے لگی بے اختیاری میں شکایت دل تردد منزل سے کرنے لگی غصہ میں ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگی یہ اشعار پڑھے اشعار

ہمیشہ رنج دیے اپنے پیچ و تاب دیا
زبان نے بھی عجب وقت میں جواب دیا
ستم کیا کہ ہنسا دیکھکر ادھر ساقی
قرار دیگا وہی جس نے اضطراب دیا
جگر ہوا تیری محفل میں خون دل بریاں
کہ آنکھ دی مجھے آوارہ دل خراب دیا
ہمارے بخت پہ ہی مہربان فلک نہ ہوا
دوبارہ دلولہ عشق نے شباب دیا

خدا نے دل غم دیا جان کو عذاب دیا
حساب کا ہیکا مانگیگا مجھسے داور حشر
نمک چھڑک کے مجھے ساغر شراب دیا
کھلائے آہ نے گلہائے داغ نکلے نسیم
شراب طرفہ پلائی عجب کباب دیا
پکارتے ہیں ہمیں لکے جان نثار اپنا
کہ جسم زر کے بھی جسے کا اسکو خواب دیا
سبب جو باغ میں پوچھا فغان بلبل کا

وہ ہم نشین ہیں وہ پرسان حال میں جیسے ہون
وہ کونسا مجھے سامان بیحساب دیا
علاج میرے قلق کا ہوا نگہ انکی
نہال غم کو میری چشم تر نے آب دیا
خدا گواہ نہیں میری بہتری بھی کیا منظور
زہے نصیب کہ اتنا بڑا خطاب دیا
جوان ہو گئے عاشق مزاج پیری میں
سنا گلون نے نہ غنچون نے کچھ جواب دیا

یہ اشعار جو ملکہ نے بیقرار ہو کر پڑھے نرگسی آنکھوں سے اشک بھی جاری ہوئے ٹھنڈی سانس کھینچی آہ کی نسیم قدموں سے لپٹ گئی بلائیں لینے لگی کہا داری میں راہ میں بھی کسیقدر بھی تھی لیکن بسبب رعب و ادب شاہنشاہی نہ عرض کر سکی اب دل نہیں مانتا لونڈی سے مفصل حال کہیے سب کنیزیں محبت سے گرد بیٹھیں کوئی تلوے سہلاتی ہے کوئی باتوں میں بہلاتی ہے کوئی تصدق کوئی نثار ہوئی نسیم سب سے زیادہ بیقرار ہوئی کہا حضور اب مجھسے نہ چھپایئے ہمارا عیش و آرام حضور کے متعلق ہے اگر خدانخواستہ دشمنوں کے لیے کچھ تو عدیگر ہوا ہمکو کون پوچھیگا یہ بھی حضور جانتی ہیں کنیز کا نام نسیم ہے نمکخوار قدیم ہے ہوا بنکر اڑ جاؤنگی آپکا مدعا دلی تلاش کر کے لاؤنگی جب نسیم نے بہت دلدہی کی جانتی ہیں کہ اسنے ساتھ پرورش پائی ہے ہماری خیرخواہ ہے راز کو چھپائیگی دل بھی بھرا ہوا تھا جیسے پھوڑے میں کسی نے نشتر مارا راز دل نہ چھپا سکی بے اختیار آہ کی یہ اشعار زبان سے نکلے

نظم

جاے جنون کے عشق ہی میں جانفگار کیا
مجھسے زیادہ ہو گا کوئی بیقرار کیا
ہم پر بھی پڑ گئی نظر مہر یار کی
کیسا فراق رنج و نشاط بہار کیا

منظور ہے تجھے سے پروردگار کیا
ہم باد زیر چرخ رہی تو بھی ای صبا
اس چلتی پھرتی چھاؤں کا ہے اعتبار کیا
دشمن ہے چشم تر بھی دل زار کی طرف

سیماب ہو کہ طائر نو بوح ہو کہ برق
حاصل ہوا اڑا کے ہمارا غبار کیا
ایذا و راحت قفس ای ہمصفیر پوچھ
رکھتا ہے آبلہ بھی خلش مجھکو غار کیا

یاد آگئی تھی زلف پریشان بھی رنج مین
آنکھونمین لطف اُٹھا نیگار پُرخمار کیا
آنکھونکی روشنی کو تو کمبخت کھو چلے
گردش بھی اب کرینگے نہ لیل و نہار کیا
آثار حشر مین بھی نہین دید کے چالا

اس وقت میری روح کو ہی انتشار کیا
خود پوچھتے ہین کوچۂ جانان ہی کس طرف
اندھیر اب کریگی شب انتظار کیا
مین نے اُٹھائے جبر ترے مُنھ سے دن کو
مایوس ہی پھر گئے سب امیدوار کیا

ناخوش پسرور نشہ چلا جب دماغ سے
رستہ بتائے خضر غریب الدیار کیا
آئینگے بھی یہ آٹھ پہر غم کی ہاتھ مین
خود گر پڑے فلک تو مرا اختیار کیا

نسیم ان اشعار کو سُنکر گھبرا گئی باغ عشق کی ہوا صاف ہوا آگئی کہا حضور بس اب قلب مین کنیز کی طاقت نہین ہی ایک ایک فقرہ ناوک دل دوز ہی کلام شعلہ شمع محفل افروز ہی حضور اصل حال فرمایئے اگر حضور کا معشوق آسمان پر ہوگا شل تیر دعا اپنے کو پہونچا ئینگے اگر تحت الثریٰ مین ہوگا خواص آپ پیدا کرینگی جذب ہو کر خبر معقول پہونچائینگی ابتو ملکہ سے ضبط نہو سکا کہا ای نسیم شاہزادہ حمید نوجوان میری محبت مین بیقرار ہی اُسکی تاثیر جذب نے میرا یہ حال کیا اور ابتو نہایت پریشانی ہی کہ سالوک گلگرام نے اگر آتش افروزی کی اُنکی سلامتی کی دعا مانگتی ہون صاف یہ ہی کہ تباہی اُسکی بھی ناگوار ہی اس مصیبت کو عرصہ دراز گذرا آتش عشق کا نون سینہ مین چھپایا قلب وجگر کو جلنے دیا دھوان نہ نکلنے دیا اب آج بہت مضطر و بیقرار ہون کیونکر اپنے کو اُس شہریار تک پہونچاؤن کیونکر اُسکی خبر صحت منگاؤن اسی وحشت مین باغ مین آئی آتش گل نے اور زیادہ آگ لگائی دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا ہر ایک گل بوٹہ آنکھون مین کانٹا بنکر کھٹکا نسیم نے یہ حال پُر ملال سُنکر سر جھکا لیا عرض کی واری حقیقت مین لڑائی غضب کی ہی ہر چند کہ والد نامدار آپ کے بہت زبردست ہین لیکن حمید نوجوان کی مدد کو صاحبقران زمان آگئے اُنکے مقابلہ سے آپ کے والد نامدار بھی گھبرا اُٹھنگے تمام کوہستان اُنکے فرزندون نے ویران کر دیا ہزارہا کو ہی مار گیا وہ اپنے لشکر کے افسر اعلی ہین اگر اُنسے مقابلہ پڑا خداوند لقا انکی جان کو بچا نہین سکنے کو تو خداوند ہین صاحبقران کے ہاتھ سے خود دردمند مین لیکن حضور نہ گھبرائین مین خبر منگواتی ہون باغ مین تو یہ باتین ہورہی ہین نسیم نے باتون کی ہوا باندھی ملکہ کو تسکین دے رہی ہی لیکن سالوک گلگرام دیکھ کے سد راہ ہوا تھا گوشۂ نقاب چہرے سے ملکہ کے ہٹ گیا دیکھتے ہی بیقرار ہوا ساتھ والون سے نام بھی پوچھ لیا یہ بھی دریافت ہوا کہ ملکہ اپنے باغ مین جاتی ہی جب ملکہ نظرون سے اس بیجیلے کے مخفی ہوگئی ہائے واے کرنے لگا ساتھ والو نے کہا سُنو صاحبو مین اپنی سلطنت چھوڑ کر آیا

ارکان کے شریک ہوا بس اُنکو بھی مناسب ہی کہ مجھپر نگاہ پرورش کرین اپنی فرزندی مین قبول فرمائین
مین جاکر اُنسے ملاقات کرتا ہون حمیدہ نوجوان تو اب مارا جائیگا آخر کسی کے ساتھ شادی ضرور کرینگی
مجھ ایسا پہلوان خیرخواہ کہان ملیگا آپ لوگون نے خیال نہین کیا ملکہ بھی مجھکو دیکھکر مائل ہوئی پیٹھ پیٹھ
کے دیکھتی تھی اشارو نسے کئی مرتبہ بلایا اور عورت کیا کرتی ہی ہمیشہ خدمت مین حاضر رہونگا بہت سے
خزانے قلعہ جات کوہستان مین مخفی ہین وہ سب بتادونگا میری وجہ سے دور تک عملداری ہوگی سبنے
سر جھکا لیا دل مین تو کہتے مین کیا نمک حرام ہی وہانسے یہ فتور برپا کرکے آیا یہان یہ گل کھلایا لیکن ظاہر مین
کہا ہم آپکے ساتھ ہین ہمین بادشاہ نے حکم دیا ہی آپکے ہمراہ رہین جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے آپکی
وجہ سے لڑائی پر نہ جا سکے ساتھ والے جاکر شریک ہونگے لڑینگے مال لوٹینگے ایک ایک محتاج غنی
ہو جائیگا سالوک نے کہا مین وہان بھی چلتا ہون مگر دو باتین ملکہ سے کرلون یہ کہکر پشت مرکب پر
سوار ہوا پانچ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا جب قریب باغ کے آیا دروازے پر
محلدار بیٹھی تھی گھوڑے سے کود پڑا کہا محلدار صاحب آداب و تسلیمات عرض ہی ملکہ باغ مین کہان رہی ہین
جاکر عرض کرو کہ آپکا غلام **سالوک تیغ زن** حاضر ہی جسکو ابھی آپنے دیکھا تھا وہ حاضر ہوا ہی چاہتا ہی
سامنے آنے کچھ عرض کرے بی محلدار صاحب آپکو بھی بہت سرفراز کرونگا کل کنیزون کو مژدہ ہو جاوے
ایک ایک کو عہدۂ جلیل دونگا ملکہ کو سمجھا دینا کہ مجھ ایسا پہلوان یہانسے تا بہ گلزار کوہستان نہین ہی صد ہا
میرے شاگرد ہین حمزہ بھی مجھسے دبتا ہی چونکہ وہ سب مسلمان ہو گئے اسوجہ سے مین چلا آیا محلدار
حیران حیران اُٹھکر چلی یہی شاید ملکہ نے بلایا ہوگا ملکہ یہان نسیم سے باتین کر رہی ہی کہ محلدار نے
آکر عرض کی کہ حضور **سالوک** پہلوان در باغ پر حاضر ہی ایسی ایسی باتین عرض کرتا ہی یہ سنکر ملکہ کو غصہ آیا
کہا یہ ملعون اپنے دل مین کیا سمجھا ہی نمک حرامی کرکے بہت مغرور ہوا ہی مجھسے طالب وصل ہی نسیم نے کہا مین
جاکر سمجھائے دیتی ہون ملکہ نے کہا مین اس نامرد کو خود قتل کرونگی بھاگتا پھریگا ہر چند نسیم نے کہا ملکہ نے
نہ مانا پشت مرکب پر سوار ہوئی تمام کنیزون نے ہتھیار سنبھالے دیر جو ہوئی سالوک نے چاہا باغ مین جاوے
چوبداریان نقیبان غلغلہ کرتی ہوئی نکلین کہتی ہوئین کہ او نمک حرام ہماری ملکہ کو ایسے کلمات کہتا ہی
یہ تلوار کھینچکر چلا کہا شاید تم سبھون نے بھڑکا دیا اندر سے ملکہ مثل شعلۂ جوالہ مع کنیزون نکلی بلا تکلف تلوار
کھینچی لشکر پر جا پڑی پکار کر آواز دی او نمک حرامو تم اس نامرد کے ساتھ کیون آئے اُن سب نے کہا حضور

ہماری کیا مجال جو ہم دست انداز ہوں یہ ہمکو لکھکر لایا کہ ملکہ نے مجکو بلایا ہی ملکہ مجھپر عاشق ہوئین۔ شاہے
کر تی تھین ملکہ نے کہا تو تم سب ملکر مارو اس نامرد بجیا کو ہمکو زن بازاری سمجھا ہی وہ تو سب تلوار
پکڑ کر پلٹ پڑے لیکن پانچ سے جوان جو اسکے ہمراہ وہانسے آئے تھے اُنھون نے بمجبوری ساتھ دیا تلوار
چلنے لگی یہان تو یہ کیفیت ہی کہ ملکہ غصہ مین جا پڑی سالوک پہلوان زبردست تیغہ کھینچکر جو گرا پانچ سو
جوانون نے ساتھ بھی دیا دس پانچ کو جوانے قتل کیا وہ سب گھبرائے ملکہ بھی زخمی ہوئی چند کنیزین
قتل ہو گئین لاشے پھڑک رہے ہین یہ چاہتا ہی ملکہ کو گرفتار کر لون یہان تو یہ رنگ ہی لیکن ارکان کوہی
ستّر ہزار فوج جو لیکر چلا یہ کہتا ہوا کہ یارو مین لشکر مقابلے مین نہ اُتارونگا سرسواری قلعہ لونگا چاشت
جا کر قلعہ مین نوشش فرماؤنگا لیکن صاحبقران زمان قلعہ گلزار کوہستان مین جلوہ فرما ہین حمید سے
کہتے ہین لشکر تیار کر دیکا یک ہرکارے نے خبر دی حضور ستّر ہزار فوج سے ارکان کوہی آتا ہی سالوک
یہانسے جو شکست کھا کر گیا ارکان کو خبر ہوئی چاہنے وہ چڑھ دوڑا چاہتا ہی قلعہ مین گھُس پڑن حمید گھبرا گیا
صاحبقران نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای حمید کیون گھبراتا ہی تو قلعہ سے خبردار رہ مین یکہ و تنہا جا کر
جواب دونگا حمید کی غیرت نے تقاضا کیا یہ بھی فوراً سوار ہوا اہالیان فوج دس بارہ ہزار جوان
ساتھ ہوئے لیکن خائف ترسان لرزان لیکن جرأت صاحبقران کو دیکھکر شرمندہ ہین کہ یکہ و تنہا جاتے ہین
وہ بھی سب ساتھ چلے آتے ہین صاحبقران گھوڑے کو بڑھا کے قلعہ کے باہر نکلے دیکھا فوج آئی ہی آگے بڑھکے
ارکان کوہی پر امیر نے نعرہ کیا باش او ارکان خبردار آگے نہ بڑھنا مین آ پہونچا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار	یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام	بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

تیغہ عقرب سلیمانی کھینچکر جا پڑے ارکان تلوار کھینچکر سامنے آیا حمید نوجوان بھی فوج کو لیکر شریک ہوا
لیکن ارکان نے ہاتھ مارا امیر نے تیغہ عقرب سلیمانی پر رد کیا جیسے ہی تلوار مار کر بچا اُٹھا دے
ہاتھ نکالکر نعرہ شیرانہ کیا فرمایا او ارکان کوہی شعر تو ضرب زدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی
از دل فراموش کن + اُس روسیاہ نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا امیر نے نعرہ کرکے ہاتھ تیغہ عقرب سلیمانی کا
مارا تیغہ برق مثال تڑپکر گرا اور سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے خود کو کاٹ کرتا دو ابرو تیغہ پہونچا ارکان نے خود ہٹنا
مارا تیغہ اس زور مین جاتا تھا گینڈے کی گردن قلم ہوئی ارکان گینڈے سے گرا ساتھ والے ٹوٹ پڑے بہت سے

گر اُس مقام پر مارے گئے لیکن ارکان کو اُٹھایا اُسکو غش آگیا افسر کے زخمی ہوتے ہی فوج کے پیر اُٹھ گئے وہ تو بھاگے مگر صاحبقران قتل کرتے ہوئے چلے حمید سے فرمایا اے برادر چلے آؤ چلکر قلعہ ارکانیہ پر قبضہ کرین معشوق کو تمھاری سوار کرا لائین حمید خوش ہے ساتھ والونسے کہتا ہے یارو دیکھو صاحبقران جنگ شیرانہ کرتے ہوئے جاتے ہین کوئے مقابلہ نہین کرسکتا وہ دیکھو پلٹن کو بھگا دیا وہ رسالہ دار مارا گیا وہ زمین تھرائی وہ نعرہ صاحبقران کی آواز آئی یارو کدو کاوش کرو لڑائی مین کوشش کرو اپنے مہمان کے ساتھ جان لڑا دو لشکر شکست خوردہ اب ٹھہر نہ سکیگا صاحبقران سب سے آگے بڑھے ہوئے لڑتے ہوئے جاتے ہین علم فوج قلم کیا ارکان کو ہی ہوادار پر پڑا ہوا جب آنکھ کھلتی ہے کہتا ہے یارو حمزہ کو روکو تم بہت ہو اُسکے ساتھ والے کم ہین تمھارے مزاج ناحق برہم ہین گھیر کر حمزہ کو مار لو ساتھ والے منھ پھیر لیتے ہین ایک سے ایک کہتا ہے ایک وار مین میان کے جی چھوٹ گئے بھگوڑ دواتے ہین آپ بھاگے جاتے ہین ہماری جان مفت کی نہین ہے چلو بھاگ کر قلعہ مین چھپین بعض کہتے ہین یہ شیر دلیر پیچھا نچھوڑیگا قلعہ تک آئیگا خداوند لقا جان بچائیگا بعض کہتے ہین اُس بھگوڑیکا نام نہ لو وہ خود انکے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہے جو خداوند سے نہین ڈرتا وہ ہمارے روکے سے کیا رُکیگا ادھر سے تو یہ بھاگے ہوئے جاتے ہین وہان ملکہ ہاتھ سے سالوک کے زخمدار بیقرار فوج والے ڈر سے سالوک کے بھاگ گئی اسکے ساتھ والے ایسے لڑائی مین مصروف مین ملکہ زخمی ہوکر مع کنیزون اک گوشے مین ٹھہری ہے سب کنیزین تیر مار رہی ہین یہ ہر چند چاہتا ہے ملکہ کو جا پڑون لیکن وہ تیرون کی بوچھار ہو رہی ہے بزدلے سہم کے بھاگتے ہین تیر کھا کے چلاتے ہین گوشون مین چھپے پھرتے ہین کبھی منھ کے بھل گرتے ہین لیکن سالوک ملعون مثل فیل مست جھوم رہا ہے عورتونسے لڑائی دو چار تیر کھائے اُن زخمون کو کب مانتا ہے ہر مرتبہ قصد ہے کہ ملکہ کو پکڑ لون ملکہ بیقرار دعا مانگ رہی ہے پکار اُٹھی اے خدائے نادیدہ اگر تیری خدائی برحق ہے میری آبرو اس دشمن کے ہاتھ سے بچالے دعا تمام نہوئی تھی کہ ہاہو کی صدا بلند ہوئی ملکہ نے سر اُٹھا کر دیکھا ہزارون لوگ بھاگے چلے آتے ہین اک شیر دلیر کے نعرہ کی صدا بلند با شیدائی کفاران بیحیا و اے نابکاران بردغا منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان ملکہ نے سر اُٹھا کر دیکھا باپ زخمدار ہوادار پر دالے ہائے ہائے کرتا ہوا کہار ہوادار کو لیے جاتے ہین

کو ہیو ہنبر لابانازل ہی جہان پر صاحبقران جھکے دش بیش جوان مارے پھر آگے بڑھے ایک جانب دیکھا
حمید نوجوان بھی تیغ خون آلودہ کھینچے ہوئے فوج کو یہان کی قتل کر رہا ہی چونکہ زخمدار ہو چکی تھی
پکار اٹھی ای شہریار اس کنیز کو اپنی بچائیے اس نگوامسے نے گھیرا ہی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا
ایک نقابدار زخمون مین چور حسن مین رشک حور لیکن نیمچہ ہلالی چمکا رہی ہی سالوک باؤن چلا رہا ہی
صاحبقران نے جو سالوک کو دیکھا آگ ہو گئے وہین سے للکارا او بچیا صاحبقران کو دیکھتی ہی
بھاگا حمید کو ہرکارے نے خبر دی ملکہ آپ کی محبت مین باغ مین آئی تھی سالوک نے گھیرا ہی چاہتا ہی
قبضہ کرے بیقرار ہو کر یہ بھی اُسی جانب متوجہ ہوا لیکن صاحبقران نے جاتے ہی سالوک کو گھیرا
ارکان کے ساتھ والون نے مہلت پائی طرف قلعہ کے چلے سالوک نے صاحبقران پر ہاتھ مارا
امیر نے غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا ہاتھ پر تول کر
طرف آسمان کے پھینکا چور رنگ ہوائی قلم کیا غریو ہوا سالوک کے ساتھ والے بھی بھاگے امیر نے
حمید سے فرمایا لو اپنی معشوقہ پر قبضہ کرو حمید نے آتے ہی ملکہ کا باغ مین داخلہ کرایا کہا صاحب
مین ساتھ صاحبقران کے جاتا ہون ملکہ نے کہا ای حمید سعید اگر اسوقت تو یہان ٹھہر جاتا مجکو تیری
صورت سے نفرت ہوتی ایسے جانباز سر فروش کا ساتھ چھوڑنا مناسب نہین ہی حمید نے چند ملازم
اپنے برائے نگہبانی باغ مین چھوڑے آپ امیر کے عقب مین چلا صاحبقران نے سالوک کو
مارکر پھر ارکان کو ہی کا پیچھا کیا اُن لوگون نے چاہا تھا کہ داخل قلعہ ارکانیہ ہون صاحبقران نے نعرہ کیا
اونامردو قلعہ مین کہان جاتے ہو ارکان نے گھبرا کر کہا یارو قلعہ مین نہ چلو یہ جوان پیچھا نچھوڑیگا
طرف صحرا کے نکل چلو جیتا رہونگا تو جنگل مین اوقات بسر کرونگا اور جا بجا بھائی بند حکومت پر ہین اُنکے
یہان چلا جاؤنگا وہ مجھے تخت نہ موڑینگے لیکن بچاؤ قلعہ کو چھوڑو اب ساتھ والے ارکان کو لیکر
طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران نے قلعہ مین آکر دخل کیا حمید بھی آ پہونچا رعایا نے صدائے
الامان بلند ہوئی رئیسان شہر دست بستہ حاضر ہوئے صاحبقران نے سب کو امان دی حمید نوجوان
کو لاکر تخت پر بٹھایا حکم دیا چند ملازم جائین ملکہ سمن عذار کو لاکر داخل قلعہ کرین فرمایا ای حمید ہم تمہاری
شادی کرین تو طرف اپنے لشکر کے جائین سبکو انتشار ہوگا مین طلائے سے اسطرف نکل آیا کئی دن کا عرصہ
گذرا کیسے بادشاہ گھبراتے ہونگے ملازمون نے جاکر ملکہ کو محافے مین سوار کیا لاکر محلات مین داخلہ کرایا

اُسی دن امیر نے چند رئیسان شہر طرف ملکہ سمن عذار کے بھیجے خود طرف حمید نوجوان کے ہوئے
حمید بالامال محبت صاحبقران کے نام پر تصدق ہوتا ہی عرض کرتا ہی حضور سے مہر پدری کا مزا ملا
خدا آپ کو سلامت رکھے رئیسان شہر نے طرف سے ملکہ کے بڑے دھوم سے مانجھا بھیجا حمید نے
زعفرانی جوڑا زیب جسم کیا یہان تو قلعہ مین سامان شادی مہیا ہی صاحبقران جلدی کر رہے ہین کہ شادی
سے حمید کی مہلت پاکر طرف اپنے لشکر کے جاوٗن لیکن ارکان کوہی صحرا مین اکر پہونچا اُس شب کو
آب و دانہ بھی ممکن نہوا تب اُسنے گھبرا کر کہا یارو مجکو خدمت مین خداوند لقا کے پہلو کوئی جنبش ہزار
کوہی رنگیے باقی سب نے فرار پر قرار لیا یہان لقا تخت پر بیٹھا ہی کہ خبر پہونچی کہ ایک جوان زخمدار بیقرا
آتا ہی بختیارک نے کہا ای خداوند کوئی تقدیر نو کہی ہمکو تو آگاہ فرمایئے لقا نے کہا کاخانے قدرت
کے قدرت ہی پر موقوف ہین جو دخل دیتے ہین وہ بیوقوف ہین لوگ ارکان کوہی کو لیکر سامنے لقا کے
آئے ارکان رو رو کر قدمون سے لپٹ گیا کہا یا خداوند مین مفت مین برباد ہوا قلعہ ہاتھ سے گیا حمزہ نے
جاکر میری بیٹی کو چھین لیا سب حال لفظاً لفظاً بیان کیا لقا نے تو سر جھکا لیا بختیارک نے پوچھا اب
صاحبقران تمھارے قلعہ مین کیا کر رہے ہین ارکان نے کہا مین نے راہ مین خبر پائی حمید نوجوان
کے ساتھ اُس شخص کے بیٹی کی شادی ہو رہی ہی یا خداوند یہ بہت ناگوار ہی وہ بندی آپ کی بہت
خوبصورت ہی قدرت تقدیر کرکے بلوا لین جو ران قدر ہین داخل ہین خدمت ہین سرفراز ہو غلام کو اپنے مرتبہ پر ناز ہو
حمزہ کو سنگ سیاہ بنا دین میرا قلعہ تو مجکو ملجائے وہ کنیز خدمت مین رہیگی قدرت دیکھینگے بہت
پسند کرینگے باتون پر ارکان کی سب ہنسنے لگے بختیارک نے کہا ای ارکان چپ رہو اس بات کو
شہور نکرو حمزہ صرف اُس قلعہ پر اکیلا ہی کوئی عیار ابھی وہان نہین پہونچا ہی حمید پر تو تم غالب آچکے ہو
قدرت نوٹنے ہزار برس پیشتر ایک تقدیر کرچکے ہین وہ تدبیر ہم تمکو بتا مین کوئی عیار معقول ہی حمزہ
شادی مین مصروف ہوگا عیار جاکر حمزہ کو پکڑ لائے تم جاکر حمید کو قتل کرو بیٹی کو اپنی لاکر خدمت مین
قدرت کی حاضر کرو ارکان نے کہا عیار تو میرے ساتھ ہی موشک نام ہی بڑا تیز طرار ہی نہایت
مکار و غدار ہی بختیارک نے کہا موشک کو ہمارے سامنے بلاؤ موشک عیار بانہاے عیاری سے
آراستہ سایہ سے اپنے رم کرتا ہوا سامنے بختیارک کے آیا بختیارک نے موشک کو سمجھایا کہ ہنگامہ
شادی مین تمکو کوئی روک نہین سکیگا جاکر حمزہ کو گرفتار کر لو اپنے مالک کے سپرد کرو قدرت بھی لشکر

لیکر آتے ہین موشک اُسیوقت روانہ ہوا ارکان کوہی زخم دوزی کرکے جاکر دامن صحرا مین اُترا سلیمان عنبر بن موسے کوہی بصلاح بختیارک تین لاکھ فوج لیکر عقب مین چلا خداوند نے حکم دیدیا ہے کہ ای سلیمان جب حمزہ گرفتار ہو اُسکو تم لے لینا قدرت کے سامنے لانا حمید کو قتل کرکے عملداری ارکان کی کرادینا دختر کو اُسکی براے قدرت لاؤ قدرت کو نام سنکر محبت پیدا ہوئی ہے حوران قدرت مین شامل کرینگے سلیمان عنبر بن موسے کوہی بھی چلا اُسکے عقب مین جنیغم خون آشام کو روانہ کیا بارہ لاکھ فوج فرداً فرداً گئی بختیارک نے انتظام کیا کہ لشکر صاحبقران کو خبر ہونے پاوے لیکن موشک عیار حالات قلعہ ارکانیہ سے بخوبی ماہر تھا صورت تبدیل کرکے داخل قلعہ ہوا اُسوقت آیا کہ حمید کی برات جاتی تھی صاحبقران برات کے ساتھ جوڑا گلنار زیب جسم حمید کو تخت پر سوار کیا ہے تمام جوانان صف شکن ہمراہ موشک بھی ساتھ رہا جب صاحبقران جاکر مکان پر دلھن کے پہونچے رسوم عقد وغیرہ ادا ہوکے ملکہ کو محافے مین سوار کیا قصر عالی مین آکر حمید نے ملکہ کو اُتارا حجلۂ عروسی آراستہ تھا کئی دن سے سب جاگ رہے ہین حمید جاکر داخل حجلۂ عروسی ہوا گوہر مراد حاصل کیا زن و شوہر صاحبقران کو دعائین دیتے ہین کہ اُنکے تصدق سے یہ دن نصیب ہوا لیکن صاحبقران نے بھی جاکر بعد کئی دن کے آرام فرمایا موشک بشکل خدمتگار ہوپہنچا صاحبقران غافل پڑے سورہے تھے مصاحب و دربان بھی کئی دن کے جاگے سوئے یہ فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا صاحبقران کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ لے نکلا ارکان کوہی تین کوس پر اُترا ہوا تھا صبح ہوتے ہوتے بارگاہ مین ارکان کی پہونچا جیسے ہی ارکان نے صاحبقران کو دیکھا خوشی سے اپنے پیراہن مین نہ سماتا تھا امیر کو مسلسل و مطوق کرکے ساتھ والون کے سپرد کیا آپ گینڈے پر سوار ہوکر قلعہ کیجانب چڑھ دوڑا سلیمان عنبر بن موسے کوہی بھی آکر پہونچا بارہ لاکھ فوج نوبت نقارے بجاتی ہوئی طرف قلعہ کے چلی صاحبقران کو ارابہ پر سوار کرلیا اب جو امیر کی آنکھ کھلی اپنے کو اُس حال پر ملال مین پایا نہایت پریشان ہوکے فوج لقا کو دیکھا خوشی خوشی طرف قلعہ کے جاتے ہین یہان حمید نوجوان بوقت سحر حجلۂ عروسی سے باہر آیا غسل کرکے خدمت مین صاحبقران کی چلا تھا کہ خدمتگار وغیرہ روتے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار صاحبقران کو کوئی چرا لیگیا عیار کے پیتے کا نشان ظاہر ہے بلکہ واقفکارون نے کہا پیتہ موشک عیار کا معلوم ہوتا ہے حمید گھبرا گیا حیران تھا کہ کیا کرون یکایک نوبت نقارے کی

آواز کان مین آئی ہرکارون نے آکر خبر دی عرض کی ای شہریار بارہ لاکھ فوج لقا کی ساتھ لیکر
ارکان قلعہ پر آتا ہی صاحبقران کو قید کر لیا ہی حمید نے گھبرا کر حکم دیا قلعہ کا پھاٹک بند ہو اخندق
کو پر آب کیا تو مین عمدہ آراستہ کین بالاے قلعہ آیا دیکھا فوج مثل مور و ملخ کے آتی ہی صداے نوبت
نقارون کی زمین عراقی ہی آگے سب کے ارکان کوہی و سلیمان عنبرین موے و ضیغم خون آشام
وغیرہ سردار آگے بڑھے ہوئے پشت پر بارہ لاکھ فوج غلغلہ کرتے ہوئے ای حمید رومال سے ہاتھ باندھ
کے حاضر ہو خطا تیری معاف کر دینگے دیکھ تیرے مددگار کو قید کر لیا قدرت نے تقدیر معقول کی
قلعہ کا فتح ہونا کتنی بڑی بات ہی اس مقدمہ مین قدرت کی کرامات ہی سمن عذار کو قدرت نے پسند فرمایا ہی
اسکو بھی مژدہ خوشخبری دو اب حیران قدرت مین شریک ہوگی حمید کے ہوش اڑ گئے اہالیان قلعہ
گھبرانے لگے حمید نے سمجھایا کہ یارو ہم اصلاح نکرینگے لڑینگے مرینگے تو مین ہار و جب کچھ ہو سکیگا
تلوارین کھینچکر نکل پڑینگے ان نامردون سے ڈرینگے ہمارا آقا گرفتار ہی افسوس یہ ہی چہار جانب سے
قلعہ گھر گیا ورنہ بادشاہ اسلام کو خبر ہوتی تو امداد آتی سب نے کہا حضور صاحبقران کے وہ احسان ہین
کہ نام پر انکے جان دینا مناسب ہی یہ خبر ملکہ سمن عذار کو ہوئی نقاب ڈالکر باہر نکل آئی نقاب چہرے پر
ڈالے ہوئے بالاے قلعہ پہونچی مو سنگ پران یعنی ہوائی اپنے ہاتھ مین لی کہا مرد ہو کر گھبراتے ہو
قریب قلعہ نہ آنے دو جب یہ قلعہ مین آجائینگے ہم سب سے پہلے بڑھکر جان دینگے یہ کہکر توپ پر بتی
رکھدی ابتو سب بہادرون کو غیرت آئی کہ عورت ہو کر ایسا کام کرے فوراً گولہ اندازون نے توپون کو
سیدھا کیا نہین معلوم کان مین کیا پڑھکر پھونکا کہ لگین گرجین آگ اگلنے لگین جیسے تو کافر بڑھے ہوئے
آتے تھے کئی ہزار اڑ گئے جیسے دھنیا روئی کو دھنکتا ہی فوج لقا کے وہ لوگ ہین پتا کھڑکا بندہ ہوا
دہائی دیتے ہوئے پیچھے بھاگے غلغلہ کرتے ہوئے یارو گوشت مٹی کی لڑائی ہی ہمارا حربہ نہین پہونچتا
پھر کیا کرین ہٹ چلو لیکن ارکان کوہی و سلیمان عنبرین موے کو ہمراہ تیس ہزار جرار تیغ بند سار گرز گران سنگ
آسمان رنگ ہشت پہلو وہ سب بد خو ہاتھون مین لیکر بڑھے اہالیان فوج سے کہا جب ہم پھاٹک
توڑینگے تم بھی آجانا مقام غیرت ہی حمزہ قید ہی حمید کے ہاتھ سے بھاگو قدرت کو کیا منہ دکھاؤ گے
سب کو سنگ سیاہ کرینگے حمزہ کو تو پا معشوقہ تو آگئی لیلو قدرت بہت خفا ہونگے یہ کہتے ہوئے
طرف قلعہ کے چلے حمید نے دیکھا فوج تو رک گئی لیکن تیس سردار بڑھے ہوئے شور سے آتے ہین گھوڑون کو

گاودے اُڑیں پر لگتے ہوئے گولوں سے اپنے کو بچاتے ہوئے دور سے اہالیان فوج بھی غلغلہ کر رہے تھے
حمید نوجوان و ملکہ سمن عذار گولہ اندازوں کو خلعت دیتے جاتے ہیں کہ ہاں یارو گولے مارو شاید
کوئی گولہ قضا کا ارکان پر پڑ جائے سب کے پیر اُٹھ جائینگے سب بھیا شکست کھائینگے پھر توپ پڑنے لگی
قضائے کار رستم پیلتن و بیل کن کشندۂ قوبیل ہندی علم شاہ نوجوان مع سمک یلداقی
اپنے قبلہ و کعبہ کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے ناگاہ توپ کی آواز کان میں آئی سمک سے کہا بڑھکر
دریافت تو کرو یہ توپ کہاں چل رہی ہے سمک جھپٹا جا کر دیکھا اک قلعہ گھرا ہوا ہے تیس سردار لڑ بھڑ کر
قریب خندق پہونچ چکے ہیں بارہ لاکھ فوج اپنے مقام سے چلی ہے ایک آرا بے پر صاحبقران کو
قید دیکھا سمک بصورت مبدل لشکر میں آیا مفصل حال دریافت کرکے بھاگا علم شاہ سے آکر کہا
ای شہریار غضب ہوا آپ کے قبلہ و کعبہ قید ہیں حمید تو مع قلعہ میں چھپا ہے سرداران لقا پھاٹک توڑا
چاہتے ہیں علم شاہ نے بیقرار ہو کر استر مالا کبود فرنگی کو کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کر چلا آتے ہی

علم شاہ نے نعرہ کیا نعرۂ علم شاہ

ارشد اولاد امیر عرب	کیست علم شاہ چو رستم لقب	علم شاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور	باشید ای کفاران بیحیا اب آگئے۔ بڑھنا ملک الموت تمہارا پہونچا	

حمید نے قلعہ سے دیکھا ایک جوان ہم شبیہ صاحبقران صاحب شوکت و شان یکہ و تنہا بارہ لاکھ
کو ہیچ جانتا پلٹ کر سلیمان وغیرہ نے دیکھا یہ بھی تھے حمید کو ہرکاروں نے خبر دی فرزند رشید
صاحبقران علم شاہ نوجوان اپنے والد کا حال سنکر آپہونچے یہ سنکر حمید نے حکم دیا دروازہ کھولدو
سمن عذار کے قدموں پر گر پڑا کہا ملکہ تم محل میں جاؤ سمن عذار نے کہا صاحب میں تو واپس نہونگی ساتھ
صاحبقران کے جان دونگی حمید نے کہا ملکہ اس ننگ کو صاحبقران بھی گوارا نکرینگے اُنکے
مذہب میں عورتوں پر جہاد واجب نہیں ہے تم جا کر دعا کرو پروردگار فضل اپنا شریک کرے مشکل سمن عذار محل
میں گئی حمید پھاٹک کھولکر مع فوج باہر نکلا یہاں علم شاہ گھرے ہوئے ہیں چہار طرف سے تلوار پڑ رہی ہے
ہم تن چشم بنے ہوئے ہیں جب حمید بھی قلعہ سے نکل آیا تب ارکان کوہی نے فوج کو حکم دیا حمزہ کا سر
کاٹ لو سوار گھوڑا اڑا کر چلا یہاں گرد صاحبقران کے چند گلمبان تلواریں کھینچے ہوئے کھڑے ہیں اُس
سوار نے آواز دی حمزہ کا سر کاٹ لو شہنشاہ نے حکم دیا ہے جو سر زنجیر تھامے کھڑا تھا اُسنے جلدی میں

ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے ہتھکڑیاں اُٹھا دین دونوں ہتھکڑیاں کٹ گئین صاحبقران نے وہی
ہتھکڑی اُس جوان پر کھینچ ماری اُسکا تو سر پھٹا امیر نے قید کو توڑ کر پھینک دیا ایک جوان کو مار کر تلوار
لی نعرہ کیا زمین تھرائی حمید نے صاحبقران کا مرکب بشکل پہونچایا سلاح نہ پہونچ سکے امیر پشت
اشقر پر سوار ہوئے خیال کر کے دیکھا فوج بے انتہا ہی علم شاہ گھرے ہوئے ہین حمید نوجوان بھی آنے کو
گھر گیا بارہ چودہ ہزار فوج لیکر آیا تھا بارہ لاکھ کوہیون مین گویا دال مین نمک جا بجا دس دس بیس بیس گھرے
ہوئے ہین تلوار چل رہی ہی ارکان کوہی چاہتا ہی جا کر علم شاہ کو مارون صاحبقران کے
گھر پر تو نہین چڑھتا لیکن علم شاہ کیجانب چلا رستم ہنگانہ یلگانہ جنگ کر رہے ہین صدہا کوہیون کو مار کر
ڈالدیا زخم کھائے سمک یلداقی عیار خنجر ہاتھ مین اپنے آقا کی پشت پر موجود ہی لیکن کس کس کو روکے
چار جانب سے نیزہ و تیر و شمشیر رستم پر پڑ رہا ہی لیکن بے خبر با حواس لڑ رہا ہی کہ ارکان قریب آیا اُس
ملعون نے پشت پر سے آگر ہاتھ مارا سمک نے آواز دی آقا ہوشیار ہو جائیے علم شاہ پلٹ پڑے
بچھلتا سر پر پڑا زخم کھا کے ہاتھ مارا ارکان کوہی نے گینڈہ تھا لیا اور بیچ مین سوار آگیا وہ قتیل اُس ہوا
ارکان کوہی بچا دورے امیر کی نگاہ پڑی کہ علم شاہ نے کئی زخم کھائے اب حال ابتر ہی اشقر دیوزاد
کو بڑھایا قریب آگر گرد علم شاہ کے پھرنے لگے جسطرح شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی جو قریب آیا اُسکو ہاتھ
تلوار کا مارا لیکن چار جانب سے تیرون کی بوچھار نے جسم اقدس مشبک کر دیا افسوس تک صاحبقران
نہین پہونچ سکے اس ہنگامے مین کئی زخم صاحبقران زمان نے بھی کھائے حمید بھی مجمع فوج مین
پھنسا فوج بھی متفرق سلیمان عنبرین مو سے کوہی نے ارکان کوہی سے کہا حمزہ کا گرفتار ہونا
دشوار ہی کمند اندازون کو حکم دے کہ وہ بلوہ کر کے اس نوجوان کو گرفتار کرین بیٹے نے کئی زخم کھائے ہین نہایت
سست ہی حمزہ زخمی ہوا لیکن چالاک و چست ہی ارکان نے بلا کر موشک سے کہا موشک کمند اندازون
کو جمع کیا چار سو کمند انداز عیار دغا باز طرف صاحبقران کے چلے سمک یلداقی نے یہ رنگ دیکھا
گھبرا گیا صاحبقران سے بڑھکر عرض کی ای شہریار غضب ہوا یہ کوہی بڑے نامرد ہین دیکھیے کمند انداز
آتے ہین اب صاحبقران کو بھی انتشار ہوا دور سے دیکھا حقیقت مین ارکان کوہی کمند اندازون
کو لیکر آتا ہی اور موشک نے رخ پہلے طرف علم شاہ کے کیا ہی تاب باقی نہ رہی ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھا
پکار اُٹھے ای پروردگار ع برمن منگر بکرم خویش نگر + ہماری حقیقت یہ ہی نظم

ای مرا با زشتی اعمال تو سیہ کردہ
بسکہ میگردد ز شرمم رعشہ در نور نگاہ
میل فعل زشت را با طبع من آمیختہ
چون حبیب خانہ عاشق رود در دل سیاہ
در نگاہ شاہد معنی عالم غوطہ زن
گریہ گر گردی کہ شوید تیرگی را از گناہ

دو درم از حسن عمل چون روسپیدے درگناہ
از بصورت گاہ را گویم کہ ہر رنگ نے
ور نہ شبہ ربط کفر است و مکافات الاہ
چہرہ را از آب یاقوت ندامت بر فروز
تا بجولان گاہ صورت بستہ ام نگاہ

صورت امید نے بینم چو آب موج زن
کہربا چون مردم چشم بتان گردد سیاہ
ای کہ داری نامہ اعمال را از فعل زشت
چون گل بے دل آرایان تا غیر نگاہ
مرحبا اینک آمدی ای یار تا بیرون ز غم

تو جسیم و کریم و سمیع و علیم ہو سامنے آنکھون کے نور نظر قتل ہوتا ہے کیونکر دل کو تاب ہو جلد مدد کر صاحبقران نے بیقرار ہو کے جو دعا کی دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا کشتی زندگی کنارہ امید پر پہونچی قضاے کار نقابدار زرین پوش صحرا مین مصروف شکار تھا صدمے ہا ہو کان مین پہونچی عیار سے اشارہ کیا دیکھ تو یہ کہان لڑائی ہو رہی ہے عیار چھپا صاحبقران کو اس حال مین دیکھکر بیتاب عرض کی ای شہریار صاحبقران اعظم بارہ لاکھ کوہیون مین گھرے ہین اس بات کو سُنکر فی الفور نقابدار زرین پوش نے باگ کو منعطف کیا بارہ ہزار جوان شیر صولت ہمراہ باز سپید سر پر سایہ فگن خود صف شکن تیغ زن چشم زدن مین آکر پہونچا عیار نقابدار نے جھپٹکر کمند انداز و نیر جا پڑا موشک کو للکارا موشک بلبلا گیا سوراخ مور و مار تلاش کرنے لگا یا یہ کہیے کہ دُم دبا کے بھاگا چوہیا کا بل ڈھونڈھتا تھا مگر عیار مثل بلاے ناگہانی قریب موشک پہونچا للکارا کہان بھاگ کر جائیگا موشک نے پلٹ کر وار کیا عیار نے خالی دیکے ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے اب کمند اندازون پر جا گرا جا ہے کمند اندازون کو چشم زدن مین منتشر کر دیا دس پانچ مارے گئے باقی کمندین پھینک کر بھاگے نقابدار آکر فوج پر گرا صاحبقران نے دیکھا وہی نقابدار نامدار نعرہ کر کر مثل شیر نر جنگ رستمانہ کرتا ہوا آتا ہے سب سے زیادہ نئی بات یہ ہے مثل ہماے اوج سعادت بصد صولت و شوکت باز سفید سر پر سایہ فگن جس مقام پر نقابدار ٹھہر جاتا ہے اور جب نقابدار آگے بڑھا باز بھی سر پر بصد کر و فر سایہ فگن ہوتا ہے صاحبقران حیران شوکت نقابدار عالیمقدار دیکھکر لڑتے ہوے بڑھے نقابدار سلیمان عنبرین موے کوہی کیجانب چلا امیر نے ارکان کوہی کوتاکا جبھی نقابدار قریب سلیمان عنبرین موے کوہی پہونچا بارہ ہزار جوانون نے نقابدار کے بارہ لاکھ مین تہلکہ ڈال دیا ہے فوجین تہ و بالا پلٹنین رسالے ابتر سوار پیدل بھاگے جاتے ہین یہ بارہ ہزار تیغہاے برق مثال کھینچے ہوے جس غول پر جا پڑے اُنکو پامال کیا کوہیونکو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا لیکن سلیمان آتش

نقابدار پر وار کیا نقابدار نے دستانہ مارا تیغہ اسکا پھٹ پڑا نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
تلوار اسکی چھین کر پھینک دی گرز زنجیر مین ہاتھ ڈالکے سلیمان عنبرین موے کوہی ایسے جوان
کو دست حق پرست پر بلند کیا کل کوہستان کا افسر سب بلوہ کرکے نقابدار پر ٹوٹ پڑے سنبھلنے ندیا
آخر گرز زنجیر کٹی سلیمان زمین پر گرا کود اترگیا کوہی اسکو لیکر بھاگے صاحبقران زمان ارکان کوہی
کے قریب پہونچے جیسے ہی دیکھا نقابدار نے سلیمان کو اٹھایا امیر ارکان سے لپٹ پڑے
اُنے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالدیا گھوڑے سے کودتے کودتے گرز زنجیر مین ہاتھ ڈال کے اٹھالیا چرخ دیکر
زمین پر مارا ارکان کوہی کے استخوان چور ہوے نقابدار بھی اچھل پڑا پکار اٹھا یہ شیر بیشہ عربستان این
انکو ان دنیا مین نظیر ہو ماشاء اللہ کس زور و شور سے ارکان کوہی کو مارا رکن فوج گرا دیا قصہ کفر
و بدعت بلگیا اب تمام کوہی بھاگے ضیغم خون آشام آہنیہ کا شکست خوردہ ہو یہ دور ہی سے لیتا لیتا
کر رہا تھا فوج سے پہلے ہی بھاگا سلیمان عنبرین موے کوہی کو ہوادار پر ڈالکے لے بھاگے نقابدار
نے عیار سے اشارہ کیا عیار دوڑا زنجیل بجائی شتر لاکھ زرہ ہاے دیو بارگاہ زربفتی لیے ہوے کل اسباب
جاہ و جلال موجود ہو گیا بارگاہ استادہ ہوئی نقابدار گھوڑے کو دار کاب سعادت انتساب صاحبقران
پر ہاتھ رکھدیا صاحبقران مرکب سے اترے علم شاہ انتہا کے زخمی تھے ملازمان نقابدار نے
انکی بغلون مین ہاتھ دیا لا کر پہونچایا بارگاہ مین صاحبقران تشریف لائے اپنے دنگل زرین پر نقابدار
نے صاحبقران کو جگہ دی اپنے دست حق پرست سے علم شاہ کے زخمون مین ٹانکے دیے ڈبیا مرہم
سلیمانی کی نکالی پٹیان مرہم سلیمانی کی زخمون پر چڑھائین وہ بار سفید قبہ بارگاہ پر بیٹھا ہو جمال باکمال نقابدار
پر نگاہ ڈال رہا ہے صاحبقران جہان شوکت سشان نقابدار خلق مجسم یش جری بہادر بحر جرأت کا
بے بہادر امیر نے فرمایا ای نقابدار بہادر آؤ ہمارے پاس مجھکو عرض کی پہلے سب صاحبون کی خدمتگذاری
کرون تو حاضر خدمت ہون حمید نوجوان کو بھی بلایا اسکی بھی زخم دوزی کی امیر دیکھتے ہین سرداران
نقابدار ہمزمان حمید کی خدمت مین مصروف ہین ایک ایک بہادر کی زخم دوزی ہو رہی ہے شام تک
نقابدار اسی کاروبار مین مصروف رہا شام کو قریب صاحبقران اُگرا ایک جانب بیٹھا تخت یاقوت احمر
بچھا تھا اُسپر غاشیہ ڈالدیا ایک طرف آپ آکر بیٹھا جملہ سردار بھی حاضر ہوے مرقعہ دربار تصویر سرداران
معمور اسباب عیش و محمور عیار نے لاکر حاضر کیا اب رقص و سرود کو حکم ہوا پریزادان خوردو گوش مرصع پوش

حاضر ہوئین ناز و کرشمے دکھانے لگین غزلین عاشقانہ گانے لگین جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے
پردہ ہاے شرم و حجاب اُٹھے نقابدار طرف صاحبقران عالیوقار کے متوجہ ہوا کہا اے شہنشاہ گیتی ستان
اے والی قاف و دنیا اصل یہ ہے کہ حضور نے مذہب حق پرست کو رواج دیا اب اُنکا لواے شوکت از پردۂ
دنیا تا بہ قاف پہونچا کس جرأت و ہمت سے حضور نے شمشیر زنی کی فوجون مین صف شکنی کی کسکی مجال ہے کہ
بندگان عالی کی ہمسری کرے حضور کے چاکران کمترین سے آنکھ ملا سکے لیکن یہ حقیر کئی مرتبہ حاضر خدمت
فیضدرجت ہوا اول ملک یعقولیہ پر گذر ہوا حقیر نے طلسم کو فتح کیا یہ تو میری کیا مجال ہے کہ مین حضور
کے سامنے نام جرأت لون یا گستاخی کرون لیکن یہ مقدمہ شمشیر زنی ہے آرزوے ملک گیری مین شاہان
عالیجاہ نے کد و کوشش کی غلام بھی از پردۂ قاف تا پردۂ دنیا لڑتا ہوا آیا حضور کو عرصۂ دراز گذرا فتح
لقا کی سر نہین ہوتی امیدوار ہون کہ بانہاے صاحبقرانی اس حقیر کو مرحمت ہون اقرار کرتا ہون کہ
ایک ہفتے عشرے مین اگر لقا کو شکست فاش نہ دون گستاخی کی سزا پاؤن حضور اب جا کر خانہ کعبہ
مین عبادت پروردگار کرین اور امورات جو حضور کی ذات سے متعلق ہین اُنکا انتظام واجب و لازم
ہے جواب باصواب سے فیضیاب ہون حضور کے تصدق سے کامیاب ہون یہ سُنکر صاحبقران نے
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا فرمایا اے نقابدار عالیمقدار حقیقت مین تمنے اسباب شوکت و لیاقت وہ پیدا کیا
کہ کسی کا ایسا جاہ و جلال نہین دیکھا لیکن بانہاے صاحبقرانی میرے مقابلے پر موقوف ہین کہ میدان
مجکو زیر کرو تب یہ اشیا ملین مین نے تمام عالم کی گردش کی انتہا کی کوشش کی سر کو پانون بنایا دنیا سے
تا بہ پردۂ قاف پہونچا جب یہ اشیاے نادرہ ملین ہوئین حمزہ انکو باسانی دیدے اب آپ تشریف رکھین
مین لشکر حمید کو لیکر جدا ہوتا ہون طبل جنگی بجوایے میدان کارزار مین آیئے کل ہی ہمارے آپکے
فیصلہ ہو جاے بانہاے صاحبقرانی لیکر جایئے یہ کہکر صاحبقران اُٹھے زلفین خلیلی بل کھانے لگین
چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا جب صاحبقران اُٹھ کھڑے ہوئے نقابدار قدمون سے لپٹ گیا عرض کی
میرا عرض کرنا خلاف مزاج صاحبقرانی ہوا صاحبقران نے فرمایا اے شیر بیشۂ جرأت خلاف نہین گذرا
تمھارے سوال کا جواب ہے بانہاے صاحبقرانی بدون مقابلہ کے نہ دونگا نقابدار نے عرض کی مین یہ
چاہتا ہون میرے آپکے مقابلہ نہو کوئی امتحان قرار پاے کسی طلسم کو حکم دیجیے امتحان لیجیے اسپر شرط قرار
پا جاے بعد امتحان یہ اشیاے نادرہ مجکو مرحمت ہون صاحبقران نے فرمایا اے بہادر یہ غیر ممکن ہے بہو

مقابلہ یہ اینا ہرگز نہ بلینگی نقابدار نے سرجھکا لیا صاحبقران کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے صاحبقران نے
سینے سے لپٹا لیا روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی خون عروقون مین جوش مارتا تھا
جی چاہتا تھا سینے سے اسکو جدا نکرون کلیجے مین اٹھا رکھون آخر مین نقابدار نے عرض کی جو حضور
کی مرضی بھی ہو تو مین امورات ضروری سے فراغ حاصل کر کے حاضر خدمت ہونگا مجمع عام مین مقابلہ ہو
صاحبقران نے فرمایا مین ہر مقام پر موجود ہون نقابدار نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا شب بھر جلسہ رہا جو
سحر نقابدار نامور صاحبقران زمانے رخصت ہوا خلق و محبت علم شاہ سے ملا بجائے صاحب کہکر
گلے مین ہاتھ ڈالدیے علم شاہ بھی رطب اللسان تعریف کرنے مین بیرون بارگاہ صاحبقران تشریف لائے
نقابدار نے عرض کی پہلے حضور سوار ہون امیر نے فرمایا مین تمھاری سواری کی شوکت و شان دیکھنے کا
مشتاق ہون نقابدار تخت یاقوتی پر سوار ہوا سترہ لاکھ نرہ ہاے دیو پرے باندھکر حاضر ہوئے سایبان
زربفتی کا سر پر سایہ کیا بارہ ہزار جوانون کو دیوزادون نے گردن پر سوار کیا مرکبہاے باد رفتار بغل مین
دبالیے سترہ سے نقارہ ہاے طلائی و نقرئی بجے مرکب حبشی کو نقابدار کے ایک تخت پر سوار کر لیا
اس شوکت و شان سے نقابدار صاحبقران عالی وقار سے رخصت ہوا صاف ثابت تھا کہ طرف
پردۂ قاف کے جاتا ہے سمت جبل اعلیٰ رجوع کیا جبل اعلیٰ وہ مقام ہے سرحد دنیا و قاف کے مقام پر واقع
ہوا اسی جانب نقابدار گیا بعد جانے نقابدار کے صاحبقران نے حمید نوجوان کو رخصت کیا چند
سوار ہمراہ لیلے حمید نے چاہا مین بھی ساتھ چلون صاحبقران نے فرمایا اب تم دونون قلعون پر حکمرانی
کرو مین نقاے مقابلہ درپیش ہے انشاء اللہ بشرط حیات کسیوجہ سے ملاقات ہوگی حمید نے وعدہ کیا کہ مین
انتظام کر کے فوراً حاضر ہونگا صاحبقران زمان طرف لشکر کے چلے یہان جب سلیمان عنبرین
موے کو ہی شکست کھا کر آیا بادشاہ اسلام کو خبر ہوئی کہ لقانے براے صاحبقران لشکر بھیجا
بیقرار ہو کر خود سوار ہونے کا قصد تھا کہ ہرکارون نے خبر دی صاحبقران زمان بدولت و اقبال
تشریف لاتے ہین سب سردار واسطے استقبال کے چلے امیر کو لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے بادشاہ جمجاہ
نے ہاتھ گلے مین صاحبقران کے ڈالدیے پوچھا جد عالی تبار حضور کو کہان عرصہ ہوا صاحبقران
نے کل کیفیت بیان کی جب ذکر نقابدار آیا صاحبقران نے فرمایا اے شہریار کیا گذارش کرون
بڑے بڑے زور و شور نقابدار رکھتا ہے شاہزادہ ملک قاسم و رستم نقابدار کلگون پوش بنکر آیا

پیدا شدہ دون تعاقب کرکے ترک پوش بلیدا فی برادر خان اعظم کو بارگاہ جمشیدی مین سامنے ہرمز و فرامرز کے مع ستون بارگاہ جمشیدی ترک کو قتل کیا خود رستم اٹھارہ برس نقابدار ہندی پوش بنے رہے لیسے کیسے کار ہاے نمایان کیے لشکر گنجاب سے اوے باختر مین کیا کیا معرکے پڑے اور اکثر فرزند میرے نقابدار بنا آئے لیکن اس نقابدار زرین پوش نے جو سامان شوکت و لیاقت مہیا کیا ہی آج تک میری نگاہ سے نہین گذرا سلامت لیاقت رعب و دبدبہ غرور و شجاعت سب اوصاف اُس بہادر کی ذات مین جمع ہین مرکب سرچشمی بارگاہ زرافشی عیار بےنظیر خود صاحب توقیر بارہ ہزار سردار ایک ایک پہلوان بزرگ بہ ظاہر ہی کہ پر دہ قاف کو بھی تسخیر کیا ہی سترہ لاکھ زرہ ا سے دیو مثل چاکران کمتر ہین ہمراہ ہین بروقت جنگ دیو زادون کو شریک جنگ نہین ہونے دیتا لشکر حریف کے سامنے بھی نہین آتے کہ فوج انسان دیوان کو دیکھکر گھبرا ئینگی بے لڑے بھڑے بھاگ جائیگی سب سے زیادہ حیرت کی یہ بات ہو کہ سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہو بے زبان تسخیر ہوا ہی تمام اہلیان دربار حال نقابدار عالی وقار سنکر دنگ ہوے صاحبقران زمان نے فرمایا ای شہریار ابکی مرتبہ آوے تو دیکھیے کیا رنگ کرتے ہین کیا جنگ مین تنگ کرتے ہین واپس نجانے دینگے جو اسباب جمع کیا ہی سب چھین لینگے صاحبقران نے کسی کو جواب ندیا بادشاہ جمجاہ نے برسے رفع ملال صاحبقران زمان جلسۂ عیش و نشاط آراستہ کیا اُدھر لقا نے بقہر و غضب تمام اور ایک نامہ افراسیاب کو لکھا یہ دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر فردکش ہین فی الحال اُلکا وقت بحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان لشکر خواجہ عمرو و لشکر افراسیاب و آمد شہرہ فیلسر برادر قہقہ فیلسر باغی ہوکر آنا براے مقابلہ افراسیاب و مقابلہ برہمن از تاریک و عیاری عمرو و قران و حالات جنگ مغلوبہ و جنگ اطلس گلگون پوش ـ ساقی نامہ

ساقی ہی بہار فصل سرما
شعلہ مے آتشین کا بھڑکے
دے آتش می بدن کو سینکون
نکلے شیشے سے آگ جیسے
جاڑے جلے کے پڑ رہے ہین
کشمیر پہ باغ طعنہ زن ہین

بھٹی سے نکل سبو کو گرما
دل کو ہی شراب ناب کی چاہ
دندان و لب و دہن کو سینکون
ہین آتش می کی تاک مین جام
سردی سے ٹھٹھر رہے ہین
یخ شب کی خدا نے دن مین بھر دی

بانگ قلقل کی برق کردے
جاڑے مین ہی آفتاب کی چاہ
یون نکلے شراب ظرف مے سے
آتش پہ کباب کو ہی آرام
خجلت دہ زمہریر تھی ہین
ہو دھوپ مین چاندنی کی سردی

خورشید فلک قمر نما ہی
گرتی ہی زمین پہ برف بنکے
باقی نہین آگ مین حرارت
خامے کا بدن اکڑ رہا ہی
اشجار کے جسم کانپتے ہین
پتو لئے ہین نخل باغ چپٹے
ہر آنکھ لحاف مین چھپی ہی
تھر تھر سردی سے کانپتے ہین
خوشبو ہی چھپی ہوئی کلی مین
پتھر مین شرار چھپ رہے ہین
نافے مین نہان ہی مشک آہو
چادر مین لحد نے جسم ڈھانپا
سردی سے محافظت جو چاہی
رہنے لگا آگ مین سمندر
پارے کو ہی اضطراب سے کام
تکیہ کو غلاف مین ملا چین
ہی چین ہمارے ہم سنون کو
کیسا جاڑا کہانکی سردی
پانی کا نہ ذرہ برف کا غم
جوبین کو نہ ایک دم امان دی

گل برف کی ابر تر بنا ہی
بولو تو نہ منھ سے حرف نکلے
شعلے کی نہ ہوا ہوئی شرارت
ٹھٹھرے جاتے ہین گل چمن مین
پتونے تنون کو ڈھانکتے ہین
روئی مین چھپے ہوئے ہین انگور
ہر سیف غلاف مین چھپی ہی
لرزان تن نار سقری ہی
کالون کا بدن ہی کیچلی مین
محرم مین چھپین کچین حسین کے
پہنے ہی لباس گل تن بو
رہ کو نکوئی فلک پہ جانے
جسم آگ پہ سیکتی ہی ماہی
جم جاتا ہی برف کی طرح قند
ملتا نہین آگ پر بھی آرام
سردی کی جہان مین دہ بدہی دھاک
لپٹائے ہوئے ہین کمسنون کو
بوتل کا جہان اڑا دیا کاگ
ہاتھون کو تپا رہے ہین محرم

صافی ہوا مین اوس چھلکے
نکلے بھی تو نکلے برف نکلے
سردیسے جو بالا پڑ رہا ہی
رعشہ ہی نہال کے بدن مین
غنچون کے ہین ہاتھ پاؤن سمٹے
ہاتھ آگ پہ تاپتا ہی کافور
منھ خاک سے بید ڈھانپتے ہین
پانی کے جگر مین تھرتھری ہی
تھیلی مین انار چھپ رہے ہین
موباف ہین جعد نازنین کے
سردی سے دل مزار کانپا
کوٹھے پہ چڑھا ہی دھوپ کھانے
آتش نے بنایا خاک مین گھر
بیچین ہی آگ پر بھی اسپند
روئی کو لحاف مین ملا چین
آتش بھی نہان ہوئے تہ خاک
جب گرم بغل حسین نے کر دی
صہبا نے بدن مین پھونک دی آگ
دست گستاخ کی ہی جانبازی

چہرہ غواصان دریاے زخار سخنوری و شناوران بحر بیکنار سروری کشتی کلک جواہر سلک کو نہر مضامین آبدار مین بعد آب و تاب یون روان کرتے ہین نظم مصنف

نہنگان دریاے جرأت نشان
پلنگان صحراے شوکت بیان
سر افسر لشکر عقل و ہوش
جنہین مینگار دیکھوش و خروش

واضح راے ناظرین والا مقام ہو کہ لشکر ملکہ اطلس گلگون پوش

براے مقابلہ تاریک شکل کش ایک جانب آگر دکش ہوا ایک جانب لشکر افراسیاب جادو ایک سمت
لشکر مورخ وغیرہ خواجہ عمرو مصروف فکر عیاری ہین کہ کسی طور سے تاریک پر نجہ قابض ہو آٹھ پہر
دریاے فکر مین بجستجوے گوہر مراد عیاری غوطہ زن ہی ایک جانب مہتر قران اسی فکر مین مصروف
کہ کوئی تدبیر کرون اُدھر نور افشان جادو نہایت بیقرار طائران سحر دمبدم خبرین پہونچاتے ہین کہ
تاریک شکل کش لشکر مسلمانان کو پامال کر رہی ہی یہ بھی خبر پہونچی کہ ملک اطلس نے خواجہ کا دم بھر کے کہدیا
تھا کہ وہ طائر زیرک پھنسا بیشک تاریک سے مقابلہ کریگا لیکن زخمون کا اُسکے علاج ہو رہا ہی تاریک
بھی زخم کھا گئی زخم مین ٹانکے دیے افراسیاب نے آکر مرہم جمشیدی کی چڑھائی تاریک نے وعدہ کیا
کہ اے افراسیاب مشتہر کردے بعد ایک ہفتے کے طبل جنگی بجیگا ملکہ عالم ایک کو زندہ نچھوڑینگی اس میعاد
کے اندر جسکو اصلاح منظور ہو حاضر خدمت ہو کر عذر وانکسار کرے کیا عجب ہی کہ دریاے رحمت جوش مین
آئے خطا دشمنون کی معاف کیجاے بعد بجنے طبل جنگی کے کوئی عذر سماعت نہوگا افراسیاب نے آکر
اسی مضمون کا ڈھنڈھورا پٹوا دیا اشتہار جابجا چسپان ہوئے اہل اسلام اس مضمون کو سنکر آمادہ مرگ
و مہیاے قضا ہوئے ہزارہا بندگان خدا قتل ہو چکے ہین خود خواہش رکھتے ہین لڑ بھڑ کر مر جائین یہ خبر ملک
اطلس گلگون پوش کو بھی پہونچی اسنے کہا مشہور کردو کہ ما بدولت زخمی ہین خود ایک ہفتے کی مہلت دیتے ہین
اس عرصے مین اگر افراسیاب نے آکر قدمبوسی کی شہنشاہ لاچین کو رہا کر دیا اپنا بادشاہ جانا قدمون پر
آکے ہمارے گرا فبہا ورنہ اس بدلگام کو زندہ نچھوڑونگا تاریک حرامزادی کی ٹانگین چیر کر پھینک دونگا
یہ بھی خبر افراسیاب نے سُنی جا کر تاریک سے بیان کیا تاریک نے کہا اے نور نظر اُسوقت مین بھوکی
بیٹھی تھی شراب بھی نہ پی تھی اسوجہ سے وہ لنگوڑا میرے ہاتھ سے بچگیا ابکی مرتبہ سب سے پہلے اُسی کو چیر پھاڑ کر
کھا جاؤنگی سحر و ساحری کیسا زبان تو ہلانے دونگی نہین معلوم یہ بچا کیا سمجھا ہی قضا اسکی لیکر آئی ہی گوشۂ عافیت
مین بیٹھے بیٹھے نکل آیا تو جا کر اپنے مقام پر بیٹھ مین ایسون سے کب خائف ہوتی ہون افراسیاب اپنے
مقام پر آکر مصروف عیش و نشاط ہوا ایک ذکر کرنا مصنف کو اور منظور ہی اکثر جابجا تحریر ہوا ہی کہ زمانے مین
شہنشاہ لاچین کے قمقمہ فیلسر لوح دار تھا جب افراسیاب نے طلسم ہوشربا پر قبضہ کیا اسکو بلا بھیجا
وہ نہ آیا جانتا تھا کہ افراسیاب میرا کیا کر سکتا ہی دریاے نیل مین کسی کا سحر کام نہ آئیگا لیکن افراسیاب
بعلم نیرنج و شعبدہ دریاے نیل پر پہونچا قمقمہ فیلسر کو دریا سے نکالا چیر کر پھینکدیا لوح لیکر جس مقام پر

منظور ہو باحفاظت سے رکھی لیکن بھائی قہقہہ فیلسر کا شہرہ فیلسر ملک کوہستان ہوش ربا کا ناظم ہے وہان سے
خبر بہت کم آئی ہے جب شہرہ نے سنا کہ افراسیاب بادشاہ ہوا اپنے ذہن میں سمجھا لاچین نے انتقال کیا ہوگا
چونکہ کوئی اولاد نہ رکھتا تھا افراسیاب کو بادشاہ کیا ہوگا اس دھوکے میں رہا ایک روز ایک تاجر جلیل آیا
اُس سے کچھ مال اسباب خریدا کیفیت ہوش ربا دریافت کی وہ تاجر بخوبی حالات ہوش ربا سے ماہر تھا
اُسنے تمام کیفیت بدعت افراسیاب ظاہر کی یہ بھی بیان کیا کہ قہقہہ فیلسر کو بڑی بدعت سے افراسیاب
جادو نے مارا شہنشاہ لاچین کو مکر سے پکڑ لیا یوں طلسم ہوش ربا پر قبضہ کیا مشہور ہے کہ شہنشاہ لاچین بیچارہ
کسی مقام سخت صعب میں قید ہے بدعت افراسیاب نے ہوش ربا کو برباد کیا اس زمانے میں قیامتیں
برپا ہیں کچھ اہل اسلام آئے ہیں کچھ سرداران افراسیاب بگڑ گئے ہیں اہالیان طلسم نور افشان کو بھی
بادشاہ ہونا افراسیاب کا ناگوار ہے اُنسے بھی افراسیاب سے فساد درپیش ہے کئی ملک قبضے سے افراسیاب
کے نکل گئے یہ جملہ حالات سنکر شہرہ فیلسر نے سر پیٹ لیا اپنے رفقا کیجانب متوجہ ہوا کہا یارو تمنے سنا اس بیحیا
نمکحرام افراسیاب نے کیا ستم برپا کیا بھائی کو میرے کس حسرت و یاس سے مارا جس شہنشاہ کے خرد و بزرگ
نمکخوار رہے اُسکو مکر سے پکڑ لیا ہم آج تک آگاہ نہ تھے ورنہ اپنے شاہ کو رہا کرتے صاف ثابت ہے کہ
اہالیان طلسم نور افشان بھی اسی واسطے بگڑے ہونگے کہ بادشاہ قدیم کا رہا ہونا مناسب ہے افسوس ہے
کہ جان نثاران خاص خراج گذاران باختصاص ایسی مصیبت میں اپنے ولی نعمت کے شریک ہوں اُسیوقت
شہرہ فیلسر نے قرنا کرائی بارہ لاکھ کا لشکر تیار کیا افسرون کی بھی یہی راے ہوئی چلکے اپنے بادشاہ کو
رہا کیجے افراسیاب خانہ خراب کو سزاے معقول دیجیے وہ نمکحرام کیا رہسکیگا نام نامی آپکا سنکر فرار
قرار کریگا لیکن مقام قید شہنشاہ لاچین دریافت ہونا واجب و لازم ہے ہر ایک نمکخوار اپنی غفلت پر
نادم ہے شہرہ نے کہا جب اس خارستان و کوہستان کی سرحد سے نکلینگے سب حال دریافت ہوجائیگا یہ
کہکر تخت پر سوار ہوا چار سو سرداران زبردست فوج بیشمار کئی ہزار نوبت نقارہ بجتا ہوا قطع منازل و
طی مراحل کرتا ہوا چلا جو قلعہ راہ میں ملا لشکر فراوان اُس مقام پر اُتارا اُس مقام کے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ
براے رہائی شہنشاہ لاچین جاتے ہیں اس خیرخواہی میں اگر شریک ہو اگر وہ بادشاہ بخوشی چلا آیا
شہرہ نے بٹھا کر اُسکو بھی ساتھ لیا اگر اُسنے عذر کیا شہرہ فیلسر بصد کروفر طبل جنگی بجوا کر اُس قلعہ پر جا پڑا
مارے گولوں کے قلعہ کو پامال کر دیا ہر کوچہ شہر لاشوں سے بھر دیا اُس بادشاہ کو گھس کر مارا قلعہ پر

اپنا قبضہ کیا اسطرح ویران کرتا ہوا دم سحر و ساحری کا بھرتا ہوا قریب قلعہ اشرار یہ پہونچا اشرار خوک پیکر
اس قلعہ کا حاکم و ناظم ہی ہرکاروں نے آکر کل خبرین پہونچائین کہ شہرۂ فلیسر پرائے رہائی شہنشاہ لا جین
بجاتا ہی افراسیاب کے قتل کی فکر مین راہ مین جس بادشاہ نے اُسکے خلاف کیا شہرہ نے اُس قلعہ کو
پامال کر ڈالا چو تھے دن یہان بھی آکر پہونچیگا اشرار خوک پیکر گھبرایا ساتھ والونسے کہا یارو مین اُسکے
مقابلے کے لایق نہین ہون جن جن قلعہ جات کو اُسنے لوٹ لیا اور بادشاہونکو وہانکے مارا مین اُن سب
سحر مین فوج مین بہت کم ہون سب نے کہا ایک عرضی خدمت مین شہنشاہ افراسیاب کے روانہ کیجیے
اشرار نے فوراً ایک عرضی تمام حالات کی لکھی ساحر تیز رو کو دی وہ ساحر بارگاہ افراسیاب مین
آکر پہونچا افراسیاب کو عرضی دی افراسیاب نے حکم دیا پڑھو ہا لیان دربار جمع ہین وزیر نے
باواز بلند عرضی کو پڑھا افراسیاب کو سنکر سناٹا آگیا قبضے پر ہاتھ ڈالا بلبلانے لگا کہا نمکحراموں نے
سر اٹھایا ہی شہرۂ فلیسر کی شہرت سنکر ماہدولت ڈر جاینگے قہقہہ کیا سمجھا تھا ماہدولت نے ہنس ہنس کے
اُسکو اراُن موذیوں کی بھی قضا گھیر لائی ہی نامہ دار نے عرض کی کہ حضور تو بجا ارشاد فرماتے ہین لیکن وہ جس قلعہ پر
آتا ہی آگ لگا دیتا ہی کئی بادشاہ مارے گئے حضور کو خبر بھی نہین ہوئی ہمارے بادشاہ نے زبانی بھی
عرض کیا ہی اگر حضور کسی ساحر زبردست کو روانہ کرینگے قلعہ چھوڑ کر وہ چلے آئینگے افراسیاب نے کہا
ماہدولت ابھی تدبیر کرتے ہین قلم اُٹھا کر ایک نامہ لکھا اُسی نامہ دار کو دیا اور کہا قریب کوہ بلور ایک
نخل چنار ہی اُسکے قریب جاکر آواز دینا ای گیہان اژدر سوار جلد ہمارے پاس آ طبقۂ زمین کا شق ہوگا
ایک اژدر زمین سے سر بر کریگا یہ نامہ اُسکے دہن مین ڈالکر الگ ہو جانا پھر تماشا قدرت سامری
کا دیکھ لینا کہ چشم زدن مین کیا ہوتا ہی وہ نامہ دار بموجب حکم افراسیاب نابکار قریب نخل چنار آیا
گیہان اژدر سوار کہکر آواز دی حقیقت مین اک برق چمکی صحرا تاریک ہو گیا معلوم ہوتا تھا کل نخل
کی شاخون مین ہزارہا ماران سیاہ لپٹے ہین پھنون کو بلند کر رہے ہین جب وہ زہر اُگلتے ہین نخل صحرا مثل
ہیمہ خشک جلتے ہین یکایک ایک اژدر نے بیخ چنار سے سر نکالا یہ بیچارہ نامہ دار تھرا رہا ہی جیسے ہی
اژدر نے منہ مثل غار بلا کھولا گھبرا کر اسنے نامہ دہن اژدر مین ڈالدیا وہ اژدر غائب ہوا بعد تھوڑے
عرصے کے طبقۂ زمین کا تھرایا صدائے ہا ہو بلند ہوئی ہزارہا اژدران آتش فشان گوشۂ صحرا سے
ظاہر ہوئے ایک اژدر کلان پر اک ساحر مہیب شکل عجیب سیاہ فام بد انجام تاج سر پہ تاج سے شعلے

آتش نکلتے ہوئے پشت پر ڈولا لگا اژدر سوار ایک بلائے روزگار بارگاہ میں ابھی اژدر آتش فشاں پر لدی ہیں اُس تاجدار نے نامہ دار سے کہا تم بڑھو جاؤ اشرار کو خبر پہنچاؤ کہ ہم آتے ہی شہرۂ فیلسر کی شہرت مٹا دینگے تم لشکر قلعہ سے نکالو بدولت وقت پر آجائینگے نامہ دار تھر تھر کانپتا ہوا یہ عجائب و غرائب دیکھکر بھاگا خدمت میں اشرار خوک پیکر کے آیا مژدہ آمد گیہان اژدر سوار سنایا اور یہ بھی خبر اُسیوقت آئی کہ وقت آخر لشکر شہرۂ فیلسر قریب قلعہ اشرار یہ آجائیگا وہ آتے ہی یلغار کرتا ہے اشرار خوک پیکر نے لشکر اپنا تیار کیا بیرون قلعہ آیا کوس بجا آگے بڑھکر فرودکش ہوا بارگاہ میں استادہ ہوئیں پہر دن پچھلا باقی تھا کہ صحرائے گرد اُڑی شہرۂ فیلسر بڑے کروفر سے لشکر بیشمار خود پشت مرکب پر سوار سامنے قلعہ کے جو لشکر فرودکش دیکھا آگ ہو گیا کہا یہ کس بے ادب کا لشکر ہے اس قلعہ میں بھی کوئی نمک حرام رہتا ہے جا کر کہو کہ او بیحیا شہنشاہ شہرۂ فیلسر ارشاد فرماتے ہیں کہ شہنشاہ لاچین کو ہم چھڑانے جاتے ہیں تجھے ناگوار ہو خدمت میں ہماری اگر حاضر ہو ورنہ قلعہ کو پھونک دونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ملازم نے جاکر اشرار خوک پیکر سے کہا اُسنے جواب دیا کہ جا کر کہدو جو تجھسے ہو سکے قصور نکر ہم ملازم شہنشاہ افراسیاب ہیں یہاں سے پلٹ جا ورنہ شہنشاہ نے فوج روانہ کی ہوگی وزمین بار نہ سنبھال سکیگی یہ جو چند تماشا دیکھنے والے جمع کیے ہیں یہ سب جان بچاکر بھاگ جائینگے تمہاری جان پر بنیگی جو ایسوں کے رہا کرنے سے لاچین رہا ہوتے تو سلطنت افراسیاب کاہیکو رہتی ابی مہرخ و بہار وغیرہ حشرہ سے سردار عیاران طرار در پئے آزار ہیں کچھ بھی نہیں کر سکتے افراسیاب نے سبکے جی چھوڑوا دیے اپنی دائی امان کو بلالے وہ سبکو کھا لیتی ہیں تم کس شمار میں کس قطار میں ہو بہتر یہی ہے ہو کر چلے جاؤ یہ پیام نافرجام جو شہرۂ فیلسر نے سنا بہت اُچھلا کودا کہا صبح کو مزا چکھا دونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا اشرار نے بھی جواب میں نقارۂ رزمی کو حکم دیا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات گذرے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اشرار خوک پیکر اپنے لشکر کو ساتھ لیکر میدان کارزار میں آیا اُدھر سے شہرۂ فیلسر بصد کروفر مع فوج بیشمار میدان کارزار میں پہونچا دونوں لشکر آراستہ ہونے لگے لیکن اشرار خوک پیکر گھبرایا ہوا ہے اُس ساحر نامہ دار سے کہتا ہے ارے سچ بتلا اب اس سے کون مقابلہ کرے تیرے سامنے فوج چلی تھی کہا حضور گیہان اژدر سوار آئیگا ایک اژدہا اُسکا سبکو کھا جائیگا آپ تو ناحق گھبراتے ہیں اشرار نے کہا یہاں تو جان پر بنی ہے تو پہلے سے مجھے مفصل لکھ دیتا ہم بھی شہرہ کے پاس چلے جاتے لفظ نمک حرامی سے بچتے نمک حلال کہلاتے سردار بھی سب گھبرائے ہوئے ہیں کہتے ہیں حضور

بڑے ظالم سے مقابلہ ہی اُسکے تیور تو دیکھیے شہنشاہ لاجین کا ساختہ و پرداختہ ہی بھائی اسکا قہر فیلسر
ایسا معزز و مکرم تھا کہ لوح طلسم ہوشربا اُسکے سپرد تھی خود افراسیاب نے اُسکو مارا اسپر بھی دست
انداز ہونا دشوار ہی اس عرصے مین لشکر جانبین کے آراستہ ہوئے شہرۂ فیلسر کہہ رہا ہی مین ایسے ایسے
قلعہ جات پر اگر ڈوڈو چار چار دن لڑونگا تا بہ افراسیاب کیونکر ہو پہنچ سکونگا یہ کہکے مرکب اپنا اُڑایا خود میدان
کارزار مین آیا للکار کے آواز دی او اشرار مکار بادولت کے مقابلے مین آ تم ہی ایسے نمکحرام ہو جنھون نے
افراسیاب خانہ خراب کو بادشاہ بنایا شہنشاہ اصلی کی سلطنت کو مٹایا اب آ تو سامنے آج نمکحرامی
معلوم ہوگی اُس بیحیا سے بھی سمجھ لونگا اشرار خوک پیکر بغلین جھانکنے لگا سرداروں کی جانب دیکھا ہر ایک
نے سر جھکا لیا بعض نے جواب دیا ہم حضور شہرۂ فیلسر کے مقابلے مین نجائینگے انصاف کرنا ضرور ہی
کس بُرے کام کو جاتا ہی جو بادشاہ اصلی ہی اُسکے رہا کرنیکی فکر ہو اُس سے ہم کیا منہ لیکے لڑین یقین ہی
خداوند سامری جمشید کو بھی ناگوار ہو شہرہ للکار رہا ہی کیون نمکحرامو ہمارے مقابلے مین نہین آتے
مین خود آتا ہون لڑ مین ترسان اشرار نے اپنا گھوڑا پھیر کہا یارو تم سب کو سامری جمشید کے
سپرد کیا مین مقابلے مین اس ظالم کے جاتا ہون اگر مین مارا جاؤن میرے اہل و عیال کو لیکر خدمت
مین افراسیاب کی بھاگ جانا کہنا حضور کی خیر خواہی مین اشرار خوک پیکر مارا گیا افسوس افراسیاب
نے کچھ نہ کیا ہمکو بلا مین پھنسا کر بیٹھ رہا مین جانتا تو قلعہ کو خالی کر کے چلا جاتا کوئی بادشاہ اسکے ساتھ مین
کس کس سے مقابلہ کرونگا اسطرح کی باتین لوگونسے کر رہا ہی میدان مین نہین جاتا شہرہ للکار رہا ہی او
نامرد آتا نہین تمام فوج اسی پر تیار ہی کہ چار جانب سے گھیر لین قلعہ کو لوٹین ہزار ہا ساحر اسواسطے
شہرہ کے ساتھ آئے ہین سب نے صلاح کر لی ہی کہ جب تک یہ غالب آئے ساتھ دو دو دشمنو نکو مار دو جب اُکتا گو
جب یہ شکست کھائیگا نکل چلینگے جو اسطرح کے ساتھ مین وہ چاہتے ہین جنگ مغلوبہ ہو ہمارا مطلب ہو جائے
یہ گھر چلے مبارک وہ گھر چلے سلامت یکایک آسمان پر لکۂ ابر سیاہ اُٹھا تمام صحرا تاریک ہوگیا اُس ابر سے
شعلے نکل رہے ہین تخل ہائے صحرا جل رہے ہین پہاڑ تھرائے بعضون کو اُس ابر کے دیکھنے سے غش آ گئے
بعضون نے کہا لو یارو بلائے عظیم نازل ہوئی شاید افراسیاب کو بھی غصہ آیا اُسنے کسی ساحر زبردست
کو بھیجا ارے بھائیو وہ بادشاہ عالیجاہ ہی جب اُسنے لاجین ایسے کو گرفتار کر لیا میان شہرہ کی کیا حقیقت ہی
اُنکو آتش قہر و غضب مین جلا دیگا اپنی دہائی امان سے کیگا وہ چیر پھاڑ کر کھا جائینگی ابر مشق ہوا دیکھا

گیہان اژدر سوار مع ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار ہر ایک اژدر آتش فشان پر سوار اژدرون کے منھ سے شعلہ ہاے
آتش نکل رہے ہین جب دم کھینچتے ہین نخل اکھڑ کر منھ مین چلے جاتے ہین زمین تھرانے لگی اشترار خوک جنگ
پر ہیا کہا او مددگار ہمارا آ پہونچا گیہان کا اژدہا زمین پر آکر اُترا ساتھ والے بھی زمین پر آئے تمام صحرا
اژدران سیاہ سے معمور ہو گیا زمین سے چنگاریان نکلتی تھین اژدہون کی پھنکار سے صحرا کرۂ نار ہو رہا تھا
اشترار نے بڑھکر گیہان کو سلام کیا کہا حضور کے انتظار مین مین میدان کارزار مین نہین گیا دیکھئے
شہرۂ فیلسر سرکشی دکھا رہا ہے میدان کارزار مین مبارز ہے یہ سنکر گیہان نے اپنے اژدر کو بڑھایا
نعرہ کوہ شگاف کیا او شہرۂ فیلسر غضب افراسیاب سے ڈر سامری و جمشید تو اُسکے مقدمہ مین
دخل نہین دیتے ہین خداوند لقا جاگتی جوت کا خداوند زیر دامن شہنشاہ آیا امید کفالت مین
سالہا سال سے فرد کش ہے اُنپر وہ توجہ بھی نہین فرماتے اب تک برلے ملاقات بھی نہ گئے تیری کیا حقیقت
ہمنا حق کی شہرت ہے بس لپٹ جا ملک مین جا کر شہ عہدۂ سلطنت کو غنیمت جان وائی امان شہنشاہ
کی اسد غازی طلسم کشا کو چیر پھاڑ کر کھا گئین مہرخ و بہار سر پیٹ رہی ہین نوبت بجان کار و بر آستوان
لوگ جا کر طلسم نور افشان مین چھپے ہین بڑے بڑے ساحران جلیل نام سے افراسیاب کا نپتے ہین
تیری کیا لیاقت ہے یہ سنکر شہرۂ فیلسر گالیان دیتا ہوا چلا جانبین سے گولے چلنے لگے زمین کا ہنی
لگہ سے ابر سیاہ ظاہر ہوئے دو گھڑی کامل دونون مین سحر چلے غالب و مغلوب ثابت نہوتا تھا ایک
مقام پر گیہان نے اژدر پر تازیانہ مارا اژدر نے ایک چیخ ماری پہاڑ ہل گئے اژدہے نے دم کھینچا
سب نے دیکھا کہ شہرہ زمین پر گرا کھنچتا ہوا چلا ہر ہوا دیکھو گیہان اژدر سوار نے زہرا گلا میان
شہرہ کا دل نکلگیا لیکن شہرہ کھنچتا ہوا تا بہ دہن اژدر پہونچا قریب تھا کہ اژدر نگلجاوے لیکن شہرہ
یا سامری کہکر اُٹھا دونون ہاتھ کلۂ اژدر مین ڈالدیے اژدہے کو چیر کر پھینک دیا گیہان کود کر
الگ ہوا شہرہ نے کہا بے اب کہان جائیگا مین سمجھ گیا تھا کہ تجلو سحر اژدر پر بڑا ناز ہے اب میرے
ہاتھ سے بچ تلوارین کھینچ گئین گیہان نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے اُدھر اُسکی فوج نے دیکھا کہ ہمارا
مالک ہٹتا چلا آتا ہے چہار جانب سے بلوہ کیا تیغ و ناوک چلنے لگے سامری جمشید کی صدا بُلند
ہوا اس کل خود سپند اشترار خوک پیکر نے جو دیکھا کہ گیہان اژدر سوار ہٹتا چلا آتا ہے شہرۂ فیلسر بخوف
سحر کر دیتا ہے ہر مرتبہ یہی چاہتا ہے کہ اژدر سوار کی گردن پر ہاتھ ڈالدون مشکین باندھلون اشترار نے

پشت پر سے آگے گولا مارا کئی سوار شہرۂ فیلسر کے مارے گئے شہرہ نے پلٹ کر کہا او نامرد میرے
شکار کو بچا دیا اب میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا چاہا تھا اشرار نے جزک کر نکلجاے شہرہ پھیرا بدلکر
قریب آیا اشرار کی گردن لی ہر چند اُسنے سحر کیے کچھ تاثیر نہوئی شہرۂ فیلسر نے اشرار خوک پیکر کو چیر کر
پھینک دیا ساحران قلعہ اشراریہ کے ہوش اُڑ گئے غل ہوا کہ آقا ہمارا مارا گیا تمام میدان تیرہ و تار
ہوا صداے فریاد و بلند ہوئی بیر غل مچاتے تھے کچھ تدبیر نہ بن پڑی آخر آواز آئی کشتی مرا نام من
اشرار خوک پیکر بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدم گیہان اژدر سوار نے جو پلٹ کر
یہ معاملہ دیکھا کلیجے پر چوٹ لگی گھبرا کر کہا یارو یہ ملعون فیلسر بڑا زبردست ہے حقیقت میں فیل مست ہے اسکی
ہیبت سے سامری و جمشید بچائیں دیکھو ہزارہا اژدر سوار مارے گئے بعض نے کہا حضور ایسا نہو تا یہ تخم
ہیبت کا ہمکو تو ہارا ہے مقابلہ افراسیاب جاتا ہے پس ہم ایسوں کا مقابلہ کرنا بالکل بیکار ہے نکل چلو
جانیں بچاؤ اپنے کو پاس افراسیاب کے پہونچاؤ اس ہنڈ ملے کو وہی روکیگا سر اپا اُسکا سحر سے
معمور ہے ایسے سے مقابلہ کرنا سراسر عقل کا قصور ہے اہالیان قلعہ کیجانب بھاگے ملازم گیہان
اژدر سوار نے صحرا کا راستہ لیا گیہان ایک ایک کو پکارتا ہے ارے یارو ملازمان اشرار جو بھاگے
اُنکا افسر مارا گیا میں تمہارا سرپرست ہوں شہرۂ فیلسر سے زبردست ہوں جمع کر کے رہو افراسیاب
بہت آزردہ ہوگا ہر چند چیختا ہے کوئی نہیں سنتا شہرۂ فیلسر نے بڑھکر علم فوج پہ حملہ کیا نشان کا گرنا
تھی نشان شکست تھا علم ماتم نامردو پر گرا دوسرے شہرۂ فیلسر نے سحر کیا برق چمک کر گری گیہان
اژدر سوار کا سر بھی زخمی ہوا یا تو اہالیان فوج کو ترغیب دیتا تھا خود ہی بھاگا چاہتا ہے پاؤں سر پہ
رکھوں گر اس زبردست سے مقابلہ نکروں شہرۂ فیلسر بڑا دبڑا پڑا اُن سب نامردونکی پڑا او لوٹ لیے
لوٹیرے اسکے ساتھ بہت آئے ہیں سرداروں نے کہا قلعہ اشراریہ پر قبضہ کیجیے اسنے کہا اب عرصہ ہوتا ہے
دل براے شہنشاہ لاچین رد تا ہے جبدن افراسیاب مارا جائیگا کل خراج گذار خدمت میں آکر حاضر ہونگے
اب اس قلعہ پر توجہ نکرو گیہان کے تعاقب میں چلے چلو اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ گیہان اژدر سوار
زخمدار بھاگا ہوا جاتا ہے فوج بھی بدحواس افسر کو عالم یاس جان بچا کر گھبرا کر کہتے ہیں حریف آگیا
اس گھبراہٹ میں بھاگے جاتے ہیں پانچ سات کوس پر آکے بعض نے کہا یارو ٹھہر جاؤ اُسنے مال خزانہ
پایا قلعہ پر قبضہ کیا ہوگا ہمارے تعاقب میں آئیگا اب تو پاؤں میں بھاگنے کی طاقت نہیں رہی

پھر وہ پھر اسی مقام پر توقف کر و شب کو چلنے لگے گیہان بھی گھبرایا ہوا گھوڑے سے اترا ساتھ والے ٹھہرے کچھ ٹوٹے ہوئے خیمے جو ساتھ لائے ہیں قصد ہوا انکو استادہ کریں بعض گھبرائے ہوئے شکست فاش کھائے ہوئے زخمداری میں پیاس بہت ہوتی ہے کنواں جو دیکھا پگڑیاں سرونسے اتاریں لوٹے کٹورے کنوئیں میں ڈالے ایک پر ایک گرتا ہے کئی جوان گھبرا کر پانی کی چاہ سے کنوئیں میں گرے پانی پانی کی صدا بلند ہے ایک کہتا ہے پیاسا ہوں ارے بھائی مجھے پانی پلا اک دوکان بقال کی تھی بعضوں نے چنے مرمرے خریدے پھنکے مارنے لگے حلق میں اٹکے اشاروں سے پانی مانگتے ہیں غوں غوں کر رہے ہیں بعضے کھڑے رو رہے ہیں کہتے ہیں یارو بھائی مارا گیا کوئی بیٹے کو پکارتا ہے اس ہنگامے میں سب مبتلا ہیں ہوش و حواس بھی درست نہیں ہونے پائے کہ صحرا سے گرد اڑی کچھ جادوگر گھبرائے ہوئے آئے کہا میاں سردار صاحب جلدی بھاگیے شہرہ فیلسر نے قلعہ پر قبضہ کیا آپکے تو نام سے اُسے بڑی دشمنی ہے جلد جائیے ورنہ وہ اگر سکو گرفتار کریگا بڑا اُسکو غصہ ہے آپنے ہزار دو ہزار آدمی اُسکے قتل کرکے اپنا دشمن بنایا اژدرمان فیل مست شیر صحرائی جو کچھ اُسکو کہیں زیبندہ و سزاوار ہے بڑا سردار عالی وقار ہے اُسکے سحر سے زمین کانپتی ہے افراسیاب نے کم زیادہ سحر میں دیکھا ناحق کو ہم سب کو بھیجا ہماری تباہی منظور ہوئی یہ جو گھبرا کر جادوگروں نے کہا یا تو پانی پینے ٹھہرے تھے پناہ پانی مشکل ہوئی مثل مشہور ہے قطرہ سکا جو کا گھڑے ڈھلکاؤ تو کیا ہوتا ہے گیہان اژدر سوار مضطر بیقرار گینڈے پر سوار ہوا ایک جانب بھاگا ساتھ والے بھی افتاں خیزاں گریاں نالاں روتے پیٹتے بھاگے ہمرہ ہوئے آگے آگے گیہان اژدر سوار بھاگا ہوا جاتا ہے شہرہ فیلسر تعاقب میں ہے لیکن اگر راہ میں کوئی قریہ لگیا تو جھکر اسمیں آگ لگا دی بربادی طلسم ہوشربا منظور ہے آگ لگائی لوٹ مار کرتے ہوئے اس طرح ہمراہیان شہرہ فیلسر لوہ کرتے ہوئے جاتے ہیں اُن بھگیلوں کا ان تعاقب والوں کا حال حسب الحال وقت پر تحریر ہوگا

اول و وظیفہ داستان طبل جنگی بجوانا تاریک کا و تباہی لشکر اسلام میں عین وقت پر آمد صفدر و صف شکن اعنی برہمن رو میں تن بجمہ

حرف بھی پنہاں نظر سے یک قلم ہو جائیگا — وہم بڑھ جائیگا اپنا فہم کم ہو جائیگا
زانوئے غم پر قلم کا سر بھی خم ہو جائیگا — جب میان یار کا مضمون رقم ہو جائیگا
خامۂ سطر جادۂ راہ عدم ہو جائیگا
دور دل سے دورۂ رنج و الم ہو جائیگا — عیش کیا سامان جنت کا بہم ہو جائیگا

مرتبہ کیا میر کوثر کی قسم ہوجائیگا   سیکشو جب وقت ساقی کا کرم ہوجائیگا
یہ مرا جام گدائی جام جم ہوجائیگا

جائیگا گلگشت کو جسدم مرا غنچہ دہان   جانسے اُسکی دل بلبل بسیگا بیگمان
بوسے لیگا نقش پا کے ہر درخت ای باغبان   جب چلیگا باغ مین تن تن کے وہ سرو روان
طوق قمری کی روش شمشاد خم ہوجائیگا

مسند سلطان بنیگا مجھ گدا کا بوریا   جاے نالہ نکلیگا ہو نٹھو نسے ہر دم قہقہا
غم ہمارا عیش سے ہوگا مبدل دیکھنا   پھیر دیگا دن ہمارے جب تقلب دہر کا
داغ افلاس اپنے سینے مین درم ہوجائیگا

سیر کرنے چلتے ہو ہر دوست کرتا ہی سوال   کچھ نہین نازک مزاجی کا مرے معلوم حال
مجکو فرقت مین خوشی ہونے سے ہوتا ہی ملال   جاؤن کیا بے یار ہوگا باغ میدان قتال
سرو آگے لشکر گل کے علم ہوجائیگا

بل نہ دے ہر دم ذرا مار سیاہ زلف کو   زہر ہی اسجا نہ لا مار سیاہ زلف کو
اب ہٹا بہر خدا مار سیاہ زلف کو   یون نہ ہونٹھون مین دبا مار سیاہ زلف کو
ای پری چشمۂ حیوان مین سم ہوجائیگا

آنکھ بدلی قہر سے دیکھا مین رو کر چپ ہوا   اب بھری اشکونکی بندھنے کی نہین یہ جھلکیا
سرخ ہی قوس قزح کیطرح ابرو یار کا   منہ کے کھلنے کی علامت ہی شفق کا پھولنا
لال وہ چہرہ ہوا رونا بھی کم ہوجائیگا

دیکھ پائیگا کف رنگین اگر وقت سحر   پنجۂ خورشید چھپ جائیگا ای رشک قمر
چال مین ہنسکر دیگا سنگ ریزون کو گہر   ہی یہی رنگت حناے پاے جانان کی اگر
پنجۂ مرجان ہر اک نقش قدم ہوجائیگا

حال رنگ باغ کا فرقت مین سب جائیگا کھل   باغبان کا سر پھرا دیگا گلونکا شور و غل
عندلیب و سرو و قمری کا تو ہو جاویگا قتل   تو نجائیگا اگر گلگشت کو ای رشک گل
داغ لالہ کا چمن مین داغ غم ہوجائیگا

عکس صورت کا غضب دلچسپ ہی ای مہ جبین
جھوٹ مین کہتا نہین یہ بات کر اسکا یقین
ہر ہیولیکو بنا دیتا ہی عالم مین حسین
میرے دل سے تیری صورت محو کیا ہوتی نہین
آئینہ بھی صاف پر تو سے صنم ہوجائیگا

مشک نافہ نقطے ہوگئے لکھتے ہی قرطاس پر
مشک عنبر ہوگی حرفون کی سیاہی سربسر
تار سنبل سان خط سطر بھی آئینگے نظر
گیسوے جانان کے لکھونگا جو مضمون اگر
خامہ میرا رفتہ رفتہ مو قلم ہوجائیگا

دشمنی کی تجھ مین عادت ہی ہر اک سے بیشمار
تو ہی حاسد کچھ نہین درکار مجکو زینہار
پھول جو مانگیگا مجھسے ہی یقین پائیگا خار
رہنے دے ای آسمان یونہین مجھے زار و نزار
فربہی جب تجھسے چاہونگا ورم ہوجائیگا

سوت ہر اک دہر مین پائیگا ناسخ ہی یہی
خوش ہین کہنا تیرا آئیگا ناسخ ہی یہی
صورت آباد و غم کہائیگا ناسخ ہی یہی
شکر و شکوہ ہی سو سہجائیگا ناسخ ہی یہی
دوست دشمن کا وجود اکدن عدم ہوجائیگا

شعر مرصع خیال سخن آفرین + سخن را بکرسی نشاند اینچنین + گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان فہیم ہوش کرتے ہین افراسیاب جادو حال شہرۂ فیلسر سنکر بہت جھلایا فوج مذکور روانہ کی حیرت جادو نے کہا ای شہنشاہ سب ہمارے دشمن ہوئے جاتے ہین یہ مواا اطلس گلگون پوش مثل مار سیاہ زمین سے بلبلا کے نکلا ناحق ہمارا دشمن ہوا شہرۂ فیلسر کو بھی جوش آیا افراسیاب نے کہا ان سب کو سزا معقول دونگا اب اسد نامدار ایسا جوان مارا گیا سامری و جمشید جھوٹے ہوئے سب ہی لکھ گئے تھے اسد غازی نا بدولت کا قاتل ہی سب نے جھوٹ لکھا دائی امان چیر پھاڑ کر کھا گئین بڑا خوف مجکو طلسم کشا کا تھا اور مین کسی سے خائف نہین ہوتا ان سب کو ایک سحر مین مٹا سکتا ہون اژدر سوار کو روانہ کیا ہی وہی اُسکے واسطے کافی ہی جسدن ملک اطلس میدان مین نکلیگا دائی امان چیر پھاڑ کے کھا جائینگی یہ کہکر افراسیاب براے ملاقات تاریک شکل کش آیا چالیس سرداران لشکر ملخ اُسی دھوئین کے قصر مین قید مین بیہوش مدہوش پڑے ہین سحر تاریک شکل کش مین مبتلا افراسیاب نے اگر تاریک کو سلام کیا تاریک نے گلے لگالیا پیشانی پر بوسہ دیا پوچھا کچھ حال شہرۂ فیلسر بھی دریافت ہوا افراسیاب

کہا گیہان اژدر سوار کو ما بدولت نے روانہ کیا ہی سر لیکر آتا ہوگا تاریک نے کہا ای افراسیاب گیہان شہرۂ فیلسر پر نہ غالب آئیگا طریقہ سے معلوم ہوتا ہی شکست فاش کھائیگا افراسیاب نے کہا نہین دائی امان وہ ایسا نہین ہی تاریک نے کہا تیرا عزور نہین جاتا افراسیاب نے کہا مین کیا کسی پایہ کی کار رکھتا ہون اگر شہرہ یہان آئیگا تو بڑی جوتیان کھائیگا تاریک نے کہا ای افراسیاب زمانہ انقلاب ہی دلکو پیچ و تاب ہی تیری خاطر سے مین نے کمر باندھی طلسم کشا کو تو مٹا چکی لیکن جب خیال کرتی ہون ستارہ گردش مین ہی فلک کجرفتار گردون غدار طلسم ہوشربا کے مٹانے کی کوشش مین ہی افراسیاب نے کہا دائی امان فال بد منہ سے نہ نکالو تاریک نے کہا تیری خاطر مجھے مد نظر ہی جاکر طبل جنگی بجوادے کل خاتمہ کر دونگی سب کو چیر پھاڑ کے کھا جاؤنگی افراسیاب بل کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا خوشی مین طبل جنگی بجوایا جو اسپیان لشکر اسلام خبر لیکر بھاگے ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر تمام سرداران نامدار غازیان تہور شعار اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین خواجہ ایک فکر مین گئے ہوئے ہین مہتر قران نے برق کو ساتھ لیا صحرا مین کچھ صلاح کر رہے ہین چالاک بن عمرو ملکہ مہرخ سے کچھ صلاح کرکے الگ گیا ہی دربار عیارون سے خالی بارگاہ مین سناٹا ہر خرد و کلان خاموش خوف جان مین رقت کا جوش ملکہ مہرخ فرما رہی ہین ہفتہ کا وعدہ گذر گیا یقین ہی طبل جنگی بجے بہار و باغبان عرض کر رہی ہین حضور ابھی بجے جاتے ہین کہان تک صبر و جبر کرین طلسم ہوش ربا فتح ہوگا ہم صحبت عیش و آرام اب نہ دیکھینگے باتون پر بہار کے مخمور کو ہچکی لگی ہی کوئی متردد کوئی متوحش کوئی رنجیدہ کوئی غمگین کوئی ملول کوئی حزین ہجوم غم و یاس ہر گلعذار اداس آواز نوبت و نقارے کی کان مین آئی ملکہ مہرخ نے سر اٹھا کر باغبان سے فرمایا دریافت کراؤ کیا نقارہ بجا ہی باغبان نے عرض کیا ہرکارے وہان حاضر ہین خبر لیکر آئینگے یہ ذکر تھا کہ جو اسپیان لشکر اسلام محزون و دردمند دونون بھائی چرندو پرند سامنے آکر حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے

نظم

صاحبا عید بر تو میمون باد
عید نیز از رخت ہمایون باد
ہر بنائے کہ ملک تہنیت است
آستینت کلاہ گردون باد

ہر روز و شب تو مرہون باد
استادت پناہ دوران است
انقطاع حیات دشمن تو
نشتر سینہ فریدون باد

اشتباع حصول شوکت تو
جوہر و شستہ شب خون باد

عرض کی حضور افراسیاب نے طبل جنگی بجوایا افراسیاب کو جھ

غصہ آیا تاریکیٔ کہا بیچارہ اس ملعونہ کو اب تاب نہین ہی ملکہ مہرخ نے حکم دیا طبل جنگی بجے انشاءاللہ مقابلہ کرینگے طبل جنگی تو بجا مگر ملکہ مہرخ نے طرف آسمان کے دیکھکر عرض کی ای رحیم کریم

نظم

ای تو قایم وجود وصل ہر موجود ما	ای ز نور روشن چراغ گوہر مقصود ما	چون خمیر طینت ما را برحمت کردہ
ہم بلطف خویش گردان عاقبت محمود ما	خواہ از طوف حرم خواہی بہ بیابان دیر	ہر کجا معبد کنی آنجا توئی معبود ما
نالہ ہاے دل سحرگاہے کہ غیر دود آہ	نیست ممکن صیقل آئینہ مقصود ما	ہیچ مخفی ز سیل اشک کز سوز دگر
شعلہ سر برزند در راہ درد آلود ما		

ای کریم کارساز ای مالک بے نیاز مشکل کو ہماری آسان کر اب تاب صبر و تحمل نہین باقی ہی ملکہ مہرخ نے تو دعا کی سردارون نے آمین کہی اسوقت دربار مین عجب کیفیت تھی ہر سردار کی آنکھون کے نیچے موت پھر گئی ہر کسی کو یہی یقین تھا کہ اب زندہ نہ بچینگے ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا فرمایا اے سرداران نامی بخدا دل یہ چاہتا ہی کہ آٹھو پہر آپ لوگون کی صورت دیکھین لیکن دربار اسواسطے برخاست کیا کہ آپ لوگ جاکر اپنے سحر تیار کرین حوصلہ دل مین باقی نہ رہجاے مین نے بھی موم خانے کو حکم دیا ہی ملکہ بہار سرخ مو کا ہاتھ تھام کر اٹھین سب سردار بارگاہ سے نکلے ملکہ مہرخ نے سبکو رخصت کیا ملکہ بہار جب اپنی بارگاہ کے دروازے پر پہونچین سرخ مو سے کہا لو بوا بہار رخصت ہوتی ہین بہار نے محبت سے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا ای سرخ مو ہم تمسے زیادہ پریشان ہین ذرا دو لمحہ بھر ہماری بارگاہ مین ٹھہرو ای لو شعر غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو۔ جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہی۔ سرخ مو نے ملکہ بہار کی بلائین لین کہا حضور اس دربار مین بھی ہم آپکے لازم تھے یہان بھی تابعدار ہین ہرچند کہ اپنے ملک کے تاجدار ہین لیکے خدمتگزار ہین ملکہ بہار سرخ مو کو ساتھ لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین آئین سرخ مو نے دیکھا بہار کا گل سا چہرہ کمھلایا ہوا ہی لیکن بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ جابجا گلدستے چنے ہوئے بوے خوش آرہی ہی میز پر سرخ مو نے دیکھا اک کاغذ لپٹا ہوا رکھا ہی بہار اور جانب متوجہ تھین سرخ مو نے وہ کاغذ اٹھالیا اسکو کھولا دیکھا ایک تاجدار کی تصویر کھنچی ہوئی ہی چہرہ آفتاب عالمتاب زلفین ظلمی مین پیچ و تاب آنکھین دیدۂ غزال کو آنکھین دکھانے والی چہرہ پر بحالی شوکت و شان سطوت و صولت مثل چاکران کمترین دست بستہ ہمراہ سراپا مین جلالت لیاقت قد سرو باغ جنت سینہ تختۂ نور پیشانی لوح بلور سلاح تمام ذات پر آراستہ تیغ برق تاب زیب کمر سپر پشت پر مثل قرص قمر دوش پر کمان کیانی کی عجب شوکت و شان نشان کہکشان عیان ترکش مین تیر دلدوز رکب صبا دم زیر ران صاف ظاہر ہی کہ طرارہ بھرا چاہتا ہی سرخ مو نے تعجب

تو دیکھ کر کہا ملکہ بہار جادو یہ کس شہنشاہ عالیجاہ کی تصویر دلپذیر ہی ملکہ بہار نے تصویر سرخ مو کے ہاتھ
مین سے لیلی کہا ای ہمشیرہ شعر اینست کہ خون کردۂ دل بردۂ مارا + بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسی را +
یہ ہمارے شہنشاہ عالیجاہ سعد بن قباد والا نژاد کی تصویر ہی ہماری بربادی کی تدبیر ہی کیفیت دگرگون
ہو چکی اب کون زندگی کی صورت ہی نظم

مژدۂ صبح شنا دل کو کھلگیا آزار کا
لیگیا ساغر مرا آنکھ جو کمر دلدار کا
دن مین سو سو بار گھبراتے ہین جی شب ہجر کے
تھم نہین سکتا ہی آنسو روزن دیوار کا
اشک میری آنکھ سے ٹپکا جو بگڑی زلف
بعد مدت رنگ بدلا دیدۂ خونبار کا
ایک عالم ہو دل دیوانہ کا ابتک نسیم

آگیا گھٹنے پہ اب بڑھنا شب بیمار کا
جھانکتی ہین آرزوئین میری تجکو بار بار
ابتو میرا سا ہوا عالم مزاج یار کا
تجکو ای واعظ مبارک ہو یہ اسباب غرور
لیتے لیتے ہو گیا چھالا زبان مار کا
پارہاے قلب سوزان آنکے کھائے تو کا
کام اپنا کر گیا جادو نگاہ یار کا

ابدل مشتاق شوق بوسہ اب بیکار ہی
کیا شگاف سینہ روزن ہی ترے دیوار کا
بارش گریہ سے میری ابتو یہ نوبت ہوگئی
مین نہین رکھتا ہون کوئی واجبہ دستار کا
ابتو مثل دانۂ الماس آنسو ہو گئے
دیکھ لینگے جو علم مرغ آتش خوار کا

اس سوز و گداز سے ملکہ بہار نے ان اشعار کو پڑھا سرخ مو کے کا دل کٹا آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا ای ملکہ بہار حقیقت مین تمنے صدمہ عظیم اٹھائے مگر افسوس ہی بادشاہ عالیجاہ کو کچھ تمھارا خیال نہین کبھی کوئی نامہ پیام نہین اگا دعوہ تو بادشاہ لشکر اسلام صاحب اختیار ہین کیا تمھاری طرح مجبور و لاچار ہین بہار نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای سرخ مو خدا اس تاجدار کو سلامت رکھے بارہ ہزار پانچ سو پچپن سردارون کے افسر جرأت مین سب سے بہتر مقابلہ لقا ایسے ملعون سے آٹھ پہر جانبازی کا سر فروشی ہنستے ساحر پڑے رہتے جاتے ہین انکا انتظام عیارون سے کام لینا بڑے بڑے پہلوانون کو شکست دینا تم بھی بخوبی جانتی ہو کہ راہ طلسم ہوشربا بند ہی اس شیر بیشہ جرأت کو ربط ضبط پسند ہی نبیرۂ صاحبقران رشتہ دار نوشیروان صاحب حسب و نسب سعد بن قباد لقب وہ کسکو بھیجین ذکر نہین کر سکتی راتون کو خواب پریشان دیکھتی ہونگی جب خواب مین تشریف لائے دفتر شکایت و حکایت کھلے ای سرخ مو اس شب کو یہی جی چاہتا تھا کہ جا کر قدمبوسی کر آؤن عرض کرون کہ اب ہماری حاضری غیر ممکن ہی لیکن خوف آتا ہی اگر راہ مین کسی بلا مین پھنسی یہان بدنامی ہوگی دشمن کہینگے بہار نے جان بچائی اس باغ پر بہار سے نکل بھاگی نہین جا سکتی اس بلا مین پھنسی ہون کچھ منھ سے نہین بلا سکتی جو لطف محبت مین دل مین بھرے ہین ای سرخ مو کس زبان سے کہین نظم

بندۂ عشق ہون کیونکر کرون مدحت عشق
لیلی جب مجھے صحرا کی طرف شدت عشق
کسطرف جاؤن کہان اُنسے چھپون جاؤن کہین
ایسا تھا مجھ مین کہان دور ہی سے طاقت عشق
حسن کی دید کرون مین نہ کبھی آنکھ کو بند
مین نہین آپ مین بٹھا ہی ہے عجب غفلت عشق
خوبصورت جو زمانے مین ہین برباد ہوئین
قیس فرہاد سے بڑھکر ہوئی ہی شہرت عشق
خوب ہی روز ازل قطع ہوا تھا یہ لباس
دیکھون اب لیکے کہان جاتی مجھے شدت عشق
کیا مزا اس مین ہی ذلت کے سوا ای معشوق

دیکھا جس سمت نظر آئے مجھے حضرت عشق
مرتبہ اپنا سمجھتا ہون سوا شاہون سے
جس جگہ ہم گئے موجود ہوئے حضرت عشق
اب مرے سامنے منعم کی حقیقت کیا ہی
مجکو آئینہ بنادے اگر ای حیرت عشق
تلخ کامی کا مزا جسکے مقدر مین ہوا
یا خدا اسکو دکھانا نہ کبھی صورت عشق
ٹھوکرین خوب ہی کھلوائین مجھے گلیون کی
جسم خاکی پہ مرے ٹھیک ہوا خلعت عشق
بڑھ گیا ہی خفقان مین نہین قابل اسکے
خواب مین بھی نظر آئی نہ مجھے صورت عشق

ٹوٹ سے میرے قدم چومنے مجنون آیا
میری تقدیر سے ہاتھ آگئی ہی دولت عشق
ناتوانی مین جو فرقت کے اُٹھائے صدمے
دل غنی ہی مرا ہی پاس مرے دولت عشق
کیون پلاتا ہی مجھے جام شراب ای ساقی
بس اسی شخص کو اللہ نے دی نعمت عشق
رات دن مین جو حسینون پہ مرا کرتا ہون
داد بھی آپسے امید یہ ای حضرت عشق
مدتون اسنے پھرایا ہی بیابانون مین
مجھپہ الزام لگاتے ہین عبث تہمت عشق
اسقدر بہار روئی اشکون کا تار

بندھ گیا بجلی لگ گئی سرخ موے کاکل کشا نے بلائین لین کہا ای ملکہ بہار تمھارا جوش دیکھکر کلیجہ الٹ گیا بہتر تم چلی جاؤ جاکے ملاقات کر آؤ ایسا نہو کہ دشمنون کی روح جسم سے نکلجاے یہ لڑائی تو اسی طرح سے رہیگی یہ نہین ممکن ہی کہ کل آجاؤ خیر ہم شہنشاہ سے کچھ حیلہ کرینگے کہدینگے ملکہ بہار کوئی سحر تیار کرنے گئی ہین ملکہ سرخ کے مزاج مین یہ بات نہین ہی کہ ہم مرتے ہین تم بھی ہمارے ساتھ مین مرو اُنھون نے اکثر یہی فرمایا صاحبو اپنی جان بچاؤ طرف لشکر صاحبقران کے نکلجاؤ یہ تو ایک دن ضرور ہونا ہی کہ صاحبقران زمان طلسم ہوشربا مین تشریف لائینگے ہم سبکے خون کا معاوضہ لین ہمارا خون بالا بالا نجائیگا ایک دن رنگ لائیگا بہار سرخ مو مین عرصہ دراز تک یہی باتین رہین سرخ مو نے بہت بہت کہا ای ملکہ بہار تم جاکر بادشاہ جہجاہ کو دیکھ آؤ بہار نے قبول نکیا مگر سرخ مو نے یہ دیکھا کہ آج رنگ روے بہار بہت متغیر ہی صاف ظاہر ہی اس باغ مین خزان آنے کو ہی غنچہ خاطر نا شگفتہ گل عارض مرجھاے ہوے سرخ مو کا دل نہ چاہتا تھا کہ پہلو سے بہار کے اُٹھے لیکن دیکھا کہ بہار اب تنہائی چاہتی ہی دریاے عشق موج زن ہی ہجوم رنج و محن ہی اب یہ تنہائی مین دلکو غمسے خالی کریگی تنہا جھیلکر ٹھنڈی سانسین بھریگی سرخ موے کاکل کشا اٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی ملکہ ہلال سحر افگن ہمشیرہ سرخ مو براے ملاقات

آئین ہلال نے دیکھا سرخ مو دوری ہی نہایت بیقرار اشکبار گھبرا کر ملکہ ہلال سحرافگن نے پوچھا کیون
ہمشیرہ خیر تو ہی سرخ مو نے کہا بوا یہ تو ظاہر ہی کہ ہم تم سب گور مین پاؤن لٹکانے بیٹھے ہین جلاد فلک
در پے آزار ہی تقدیر کے سامنے تدبیر بالکل بیکار ہی لیکن آج بہار گلعذار کا عجیب حال دیکھا گرفتار دام محبت
عاشق جمال بادشاہ باشوکت اسطرح کے اشعار اسوقت اُسنے پڑھے اور کلام دردآمیز زبان سے کہے
ایک ایک فقرہ تیر دلدوز تھا جگر کو مشبک کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا چہرے کو اُسکے اسقدر
اُداس پایا خدا کرے اُسکی جان بچائے آمادہ ہی کہ تاریک شعلکش سے مقابلہ کرے دیکھیے تقدیر کیا
دکھاتی ہی فراق بہار ہی نہ اُٹھیگا گھر اور لشکر مین سناٹا ہوجائیگا رعنائی زیبائی لشکر مین نہ باقی رہیگی ہمنے
خیال کرکے دیکھا اُس سے اب صدمۂ عشق نہین اُٹھتا ہی محبت سالہاسال کی فرقت کہانتک ضبط کرے
کوئی صورت ملاقات نہین یہان سر پر آرے چل رہے ہین روز بلاے نو کا سامنا تاریک شعلکش ایسے
مقابلہ چالیس سردار قید ہوچکے کاردانی سے خواجہ عمرو کی بچے سیکڑون کا فر پکڑ کر کھلا دیے اسد غازی کے
مقدمے مین دھوکا ہی تاریک وافراسیاب کی آنکھون مین پروردگار نے پردے ڈالدیے اپنے مقام پر
یہی ذکر کرتے ہین طلسم کشا کا کام تمام کیا حقیقت مین ضرغام شیردل نے بڑا کام کیا قبل سے اُس بیچارے
نے تدبیر کر رکھی تھی حقیقت مین فرزندان خواجہ عمرو ارسطو فطرت ولقمان حکمت مین اگر ایسا اُنہنے
کیا ہوتا دیا ست الٹی تھی ہم لوگ لڑائی سے قابل رہتے میدان کارزار مین قدم جمتا امید قوی دل مین تھی
ہی کہ وہ شیر زندہ ہی مثل مردمک چشم ضرغام نے چھپا رکھا ہی لیکن بوا ہلال صبح کو ایسی تدبیر ہو ہم جا کر
مقابلہ کرین اپنی جان دین بہار میدان کارزار مین بجائے اُسکی ذات سے گلشن فوج مین بہار ہی سرخ
بھی اُسکی جدائی گوارا نکرینگی ہلال سحرافگن ملکہ سرخ مو سے لپٹ کر بہت روئی کہا ہمشیرہ صاحبہ کسکا
علاج کرین کیا کیا خیال کرین اجل سر پر کھڑی ہی اپنے نزدیک بہت کدوکاوش کرینگے اُنکے بچانے مین کوشش
کرینگے آیندہ باغبان قضا وقدر بہار کی حفاظت کرے یہ کہکے دونون ناہنین سحر تیار کرنے مین مصروف ہوئین
ہر خیمے مین یہی ذکر ہو ہر کسی کو جان دینے کی فکر ہو وہ شب تیرہ و تار لیلی شب نے غم مین اہل اسلام کے گیسو
کھولدیے ہین شہنشاہ ظلمات کا انتظام ہی ضیاے ماہ تابان مفقود تاریکی کی عملداری تارونکا فلک پر
جھلملانا سحر لے صدا سے عیب کا آنا مصیبت وبلا کا سامنا نشان ہاے لشکر سرنگون میر جلا یا پریشانی
ہر کس وناکس کو سکتے کا عالم ضیاے ماہ تابان کالعدم لشکر افراسیاب مین کمربندی ہورہی ہی کہ رزم نے

غول کے غول چلے آتے ہین ہر مقام پر یہی ذکر ہی آخر افراسیاب بادشاہ عالیجاہ ہی دشمنون کا حال تباہ کیا
کل فتحیاب ہو گئے بارگاہین خیمے لوٹ لینگے جابجا آتشبازی چھوٹ رہی ہی ہوائیان سحر کی چل رہی ہین
ہر مقام پر صدائے یا سامری جمشید آتی ہی سرما و ابریق طلا یاد دے رہے ہین یا تو چھپتے پھرتے تھے
آج شکوہ ہر مرتبہ جاتے ہین ہر طلایائے لشکر مہرخ نکلے تو جا پڑین ہر طلایا کو گرفتار کرین تاریک شغل کش
نے جو دھوین کا مکان بنایا ہی اُس قصر سیاہ مین ٹہلتی پھرتی ہی جسطرف کسی کو جاتے دیکھا تڑپکر جا گری
اُٹھا لائی چیر پھاڑ کر کھا گئی اکثر ملازمان افراسیاب کو لیگئی وزیر چیخے چلائے دوڑے دہائی امان صاحب
آپکے فرزند کا یہ نمک خوار ہی چھوڑ دیجیے تاریک نے قہقہہ مارا کہا اے سرمایہ جوان ہمکو اچھا معلوم ہوا
اچھو بچہ شاہباز اجل مین آگیا رہائی اسکی دشوار ہی یہ لوگ بلتے رہے وہ چیر پھاڑ کر کھا گئی لشکر دن مین ہنگامہ
دوست دشمن سب ڈر رہے ہین ایک کو یہی خیال ہی ہمکو پکڑ کے نہ لیجائے اسکا کوئی کیا کریگا مثل
مشہور ہی اندھے کی داد نہ فریاد اندھا مار مچیگا شہنشاہ کی دُہائی امان ہین کس سے کہین فریاد کرین اسی تلاطم
مین وہ شب تیرہ و تار بسر ہوئی ماہتابان لرزان و ترسان مع ثابت و سیارگان قصر مغرب مین [illegible]
کاشانہ مشرق سے شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش علم ضیا زرد شعاع ہاتھ مین لیکر میدان چرخ نیلی
مین برآمد ہوا لیکن صاف ثابت ہی غم لشکر مہرخ مین خون چہرے پر ملے ہوئے شعاع سے گریبان تابدامن
چاک نہ جیت نہ چالاک حیران حیران عالم انقلاب کے ملاحظہ مین مصروف حدت و شدت بالکل [illegible]
لشکرون مین ہنگامہ ہوا کہ سحر ہو گئی لو سحر ہو گئی + اہالیان لشکر مہرخ نے دیکھا شب غم تڑپ تڑپکر کٹی
صبح مصیبت کا سامنا ہوا رات کو آفت صبح کو قیامت بستر و سے گھبرا کر جوانان شیردل اُٹھے سرداران
نامی ور دولت ملکہ مہرخ پر حاضر ہوئے ایک سے ایک بحسرت مل رہا ہی بھائی سے بھائی کہتا ہی آؤ گلے مل لین
اب اُسی بلائے سیاہ کا سامنا ہی آج میدان کارزار سے واپس ہونا دشوار افراسیاب جادو وعدہ
کر چکا ہی کہ آج کل کا خاتمہ کرونگا یہ ذکر تھا کہ آمد ملکہ مہرخ سحر چشم ہوئی مرودہے نے بڑھکر آواز دی ہوشیار
ہو جاؤ ملکہ مہرخ تشریف لاتی ہین اول اول چند طفلان ماہ طلعت خوبصورت نقلی کے لوٹے ہاتھ مین
لیے ہوئے اشعار حمد الٰہی زبان پر سامنے سے گذرے ہزارہا کہاریان زرکشتی پوش تخت شہنشاہی کو گھیرے ہوئے
تخت پر ملکہ مہرخ لیکن اُداس پہلے سب سے بڑھکر ملکہ بہار نے مجرا کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا ملکہ مہرخ نے
بہار کو گلے سے لگا لیا معلوم ہوتا ہی جسم مین خون نہین ہی چہرہ سفید دل ناامید نرگسی آنکھون مین

آنسو بھر سے جیسے ہی ملکہ مہرخ نے گلے لگایا دل بھرا ہوا تھا اشک حسرت ٹپک پڑے ساغر چشم چھلک
پڑے فرمایا ای بہار کیوں مزاج کیسا ہی آج تمکو بہت اُداس پایا بہار نے سر جھکالیا جواب ندیا لیکن
سرخ مو و ہلال بڑھیں دونوں نے عرض کی حضور خدا انجام بخیر کرے شب سے ملکہ بہار بہت بیقرار
ہیں دو پہر رات گئے تک ہمنے سمجھایا اور حضور کیا کہکر سمجھائیں سبکا ایک حال خدا اپنا فضل شریک کرے
ملکہ مہرخ نے سرداروں سے پوچھا کسی صاحب نے خواجہ عمرو کو بھی دیکھا ہی چرند پرند نے بڑھکر عرض کی
حضور کوئی عیار لشکر میں نہیں ہی کسی وقت آئے گھڑی دو گھڑی ٹھہرے پھر چلے گئے ایسا بیقرار اُنکو
کبھی نہ پایا تھا جب اُنکو دیکھا سر بہ زانوے تفکر سے آشنا ہی کف افسوس ملتے پایا آج شبکو بھی بر آئے
چند ساعت تشریف لائے روتے ہوئے کسی جانب چلے گئے نہیں معلوم کس مقام پر ہیں ملکہ مہرخ نے
فرمایا ہم بخوبی آگاہ ہیں کسی تدبیر میں پھرتے ہیں چالاک کو بھی سمجھا کر کہیں بھیجا ہی جعفر قران و برق بھی
گھبرا کر لشکر سے نکلگئے وا ے بر حال عیاران نامدار رہے بالکل ناواقف تاریک ایسی پھیلی ہے سامنا آخر
کیا کریں لیکن فکر سے غافل نہونگے یہ فرماتی ہوئی سواری جلوخانے سے نکلی سردار فرداً فرداً آنے لگے
تخت ملکہ مہرخ کو بیچ میں لیا میدان تک نہیں پہونچی ہیں کہ آمد آمد لشکر افراسیاب شروع ہوئی ناظمان
در بند طلسم ہوشربا فوجیں ساتھ لیے ہوئے پرے جمائے ہوئے نوبت نقارے بجاتے ہوئے آتے ہیں
دربارگاہ افراسیاب پر بڑے بڑے بادشاہ ہونگا جادو ہی پکارتی ہی کہ شہنشاہ بر آمد ہوا چاہتے ہیں صرصر و
صبا رفتار باہر آتی ہیں آمد حیرت و افراسیاب کی خبر پہونچاتی ہیں فوجوں کے دل کے دل بادل
کے بادل میدان جنگ میں چلے آتے ہیں ساحران افراسیاب اپنی اپنی شوکت و شان دکھلاتے ہیں
پردۂ بارگاہ افراسیاب جادو بصد کروفر اُٹھا گھنٹہ اور ناقوس بجنے لگا تمام افسران فوج نے
پرے باندھے افراسیاب آگے آگے حیرت جادو ایسی مہ جبین نازک اندام گلفام آراستہ و پیراستہ
پہلو میں تخت کو کل کہاریاں ماہ پیکر کاندھے پر اُٹھائے ہوئے ہمراہ ہوا شہنشاہ بر آمد ہوئے افراسیاب
نے ہاتھ تھام کر حیرت جادو کو تخت پر سوار کیا سب سردار واسطے تسلیم کے خم ہوے ماہی مراتب کو
جلوہ طاؤس بیدق زنجیر سب سامان مہیا ہیں افراسیاب جادو نے اپنی زوجہ کی شوکت بڑھانے کو
ہاتھ پایۂ تخت پر رکھدیا مرکب شکلیں پرند پر سوار خراماں خراماں سواری مثل باد بہاری کے چلی
روشن چوکی بجتی ہوئی بھیر وین کے سُر کھینچے ہوئے چونکہ افراسیاب گل چینی گلشن جمال حیرت تھین

مصروف ہینا نوازوں نے پڑھکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی
نظم

میری طرح ہیں وہ بھی کسی پر مرے ہوئے
سوتے ہیں خشت خم کو سرہانے دھرے ہوئے
وہ رند بادہ کش ہیں کہ بجنے بدابدی
لوٹتے اٹھے وہ نہ کسی دن کھڑے ہوئے
سب سرکشیں ہیں دیکھیے ہو کون سرخرو
کیا یہ ہرن ہیں سبزۂ مینا چرے ہوئے
ڈالی ہے اپنے جلوے پر آنکھ اُنسے بارہا
دو گھونٹیاں ستائیں وہ ایسے کڑے ہوئے
گرمی عشق دیکھو ہوئے تر بغیر غسل
دامان کوہ میں تو ہیں پتھر بھرے ہوئے
زیر زمیں بھی کشتۂ جور بتان قلق
بیٹھے ہیں سر کو زانوئے غم پر دھرے ہوئے
خوف خزاں سے سوکھ گئے خار کی طرح
خالی کئے ہیں غم کے خم اکثر بھرے ہوئے
سینہ سپر وہ ہم ہیں کہ قاتل نے بارہا
قبضے پہ ہاتھ ہی وہ ستمگر دھرے ہوئے
لایا کچھ جواب پیام او پیامبر
ہیں چاندنی کے کھیت پہ آہو چرے ہوئے
بوسہ دیا کبھی تو جلانے کے واسطے
حمام دل کے ایسے بلند ابھرے ہوئے
فیض قدم سے یار کے ہنگام سیر گل
سوتے ہیں دونوں ہاتھ جگر پر دھرے ہوئے
کس چین سے گذرتی ہے زندان عشق کی
جب موسم بہار میں کچھ ہم ہرے ہوئے
تنتے وہ بات بات پہ ہم سے بگڑتے ہیں
خالی کئے ہیں یار سبیچے بھرے ہوئے
چشمان یار جو ہیں مستی میں کسقدر
کیا گھنگنیاں تھے منہ میں وہ اپنے بھرے ہوئے
پچھتائے چھیڑ کر سر بازار ہم انہیں
دو چار گلیاں ہو گئیں کچھ غصے ہوئے
خالی ہوئے ہیں نہ اس مضمون جوائی جنون
سوکھے ہوئے درخت چمن کے ہرے ہوئے

افراسیاب جادو کا دماغ زحمت پر معرکہ ناموری فوجوں کو دیکھکر موچھ پر تاؤ پھیرتا ہے تاج نخوت کو کج کیے کہتا ہے اگر سامری و جمشید ہوتے مابدولت کا رعب و دبدبہ دیکھکر روتے یہ دن کسکو نصیب ہوا ہیں خداوند روے زمین صاحب تاج و نگین سحر میں بے نظیر خزانوں میں مال کثیر وزیر باتدبیر سردار صاحب توقیر کیا کیا جاہ و جلال مابدولت نے پایا ہے بعض صاحبان دل ان کلمات غرور آیات کو افراسیاب کے لشکر کا کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں آپسمیں اشارے کررہے ہیں کہ دیکھو یارو کبر و نخوت افراسیاب کا حد سے بڑھگیا اگر اسنے اس لڑائی کو فتح کر لیا بیشک یہ دعوی خدائی کریگا ایک تواریخ دان بول اٹھا ای بجا ہو دامن قدرت رب اکبر دراز ہے تین دن کی سلطنت پر ناحق کا ناز ہے ضحاک ماران ایسا جابر جسنے جمشید جم کو شکست دی ہزار سال سلطنت کی وہ کیا ہوا کہاں گیا ضحاک ماران کو اژدر دنیا نے نگل لیا قبر کہاں ہے نہ نام ہے نہ نشان ہے نوشیروان ایسا بادشاہ عادل باذل سخی فیاض کیا ہوا لیکن نام نامی آشکار روشن ہے جسنے ظلم کیا بدنام ہوا آخر کیا انجام ہوا دنیا سے وہ ناکام اٹھا بدعت کا انجام بد ہے ہر بلا رد ہے اپنی دانائی امان پر بہت پھولے ہیں انکی بھی تدبیر ہو جائیگی عمرو بلا کا عیار ہے اطلس گلگون پوش کو ملا لیا ابھی وہ زخمدار ہے

جسدن بارگاہ سے نکلیگا زمین ہلادیگا بی تاریک کو احوال معلوم ہوگا زخمی ہوگا انکو زخمی تو کر سکیگا پہنچ
کر قتل پر انکے قادر نہیں ہے اور شاید اگر حربہ چلگیا کیا بی تاریک کے برابر کوئی دنیا مین نہین ہے ایک پر
ایک غالب ہے حصول کمال کا ہر شخص طالب ہے ہمیشہ طلسم ہوشربا تمام ہوچکی سب نجومیون نے حکم
لگادیا انکے احکام کے خلاف نہوگا حال کھلجائیگا افراسیاب کو ایکدن بھاگتے راستہ نہ ملیگا باغ عالم
مین اب اسکا غنچۂ آرزو نہ کھلیگا غرور کی انتہا ہوگئی دماغ مین اسکے سودا ہے یہ سر ہی نہ رہیگا جسمین غرور
بھرا ہے زمین ذلت پر ٹھوکرین کھائیگا ایک جانب ساحران غدار غلغلے کرتے ہوے حقیقت مین ہمارا
شہنشاہ خدائی کا دعوی کرنے کے لائق ہے سحر و ساحری مین سامری جمشید پر بھی فائق ہے یہ صدائین لشکر
افراسیاب خوش ہوتا ہے خوشامد کرنیوالے قریب جان کہنے والے بے نصیب ان ذر دشور سے لشکر
افراسیاب میدان کارزار مین آیا مقابلے مین ملکہ مہرخ نے پرے کو جمایا کل سرداران مہرخ نگاہ یاس سے
آمد لشکر افراسیاب کو دیکھ رہے ہین حقیقت مین باغ پر بہار نازنینان گلعذار حسین جمیل ملکہ مہرخ کی کنیز
سحر و ساحری مین بے عدیل اس حال پر ملال مین بھی لشکر افراسیاب کو ذلیل جانتی ہین خوشی مین جان
دینے کے چہرے گلنار آواز حرب و پیکار پر سے جبنے لگے صفین آراستہ ہوئین ایک ساحر ہوادار افراسیاب
بڑھا سحر کیا آندھی سیاہ اٹھی جھونکے ہوا کے چلے خس و خاشاک کو میدان سے اڑا دیا ایک نے بڑھکر
دریا دلی دکھائی ابر پیدا ہوگیا برستا ہوا نکلگیا چھڑکاو ہوگیا ایک نے بر پا سایہ نخل جو حائل نظر تھے
قلم ہوئے ابر نے سقائی باد نے فراشی کی میدان کارزار مثل آئینہ کے آراستہ ہوا نقیبون کو اشارہ ہوا
میدان کارزار مین آئے یہ اشعار ناپائداری عالم خیال کرکے پڑھے اشعار عبرت آمیز

ہرگز بجہان ما غم دستار نداریم
دل تنگی خویش یک تار نداریم
با نالہ بسازیم عزیزان کہ دل خوش
با غنچہ و بہ چمن سر و کار نداریم
بر عرض تمنا ندہی گوش چرا امروز
بر خاطر کس ز اہل جہان بار نداریم

چون مہر ز ہر پائی سر و کار نداریم
در کعبہ یہودیم و مسلمان بدر دیر
در سینہ کم از مرغ گرفتار نداریم
مبل دل نالان و خیال رخ او گل
فرد است کہ ما طاقت گفتار نداریم
تا زو نگہ عشوہ بہاے دل سودا است

چون گوہر ما سفتہ از اسباب نخیشت
آرام بجز خانۂ خمار نداریم
ما بندۂ عشقیم و بتر اند مذاہب
با بلبل و گلزار جہان کار نداریم
آئینہ غبار از نفس ما نہ پذیرد
زین ہر چہ خود یار کہ انکار نداریم

اسطرح سے اشعار دلفگار پڑھتے صفوف پر سنانے آگئے ہر ایک کا یہی قول تھا یارو دنیا ناپائدار ہے

حقیقت مین اسکا کیا اعتبار ہی دنیا زال بیسوا ہی ہر ایک کی دشمن مردو نکی رہزن اسکا چاہنے والا ہمیشہ تباہ و برباد رہتا ہی رنج و ملال سہتا ہی انجام بخیر ہو یا تو صدائے طبل دوق سے زمین کانپ رہی تھی اب صفو نپر سناٹا آیا ہر ایک کو مرنے کی ہوس ہوئی تاریک شکل کش نے دھوئین سے سر نکالا دو تیلے فولادی تھلتے ہوئے آج تاریک نے بھاری لہنگا پہنا ہی کچھ زیور وغیرہ بھی جست کا جسم پر آراستہ ہی نتھنی ناک مین کالی کالی صورت یا کالی کی مورت چیچک کے داغ تل چہرہ سیاہ پریا نشست زاغ نظم مسدس

شکل جھونڈی سی ہی گھاس ہی جھد بس قشا
تنگ پیشانی ہی اور بھیڑ کا جیسے دیدا
تار ادمدار ہی یا جغد کے سر کا سودا
ناک وہ چپٹی ہی اُسکے کا گلخن مین جا بنوا

رنگ روپ کا ہی چہرہ سے یہ ذرا نور نہین
داغ چیچک کے ہین یہ خانۂ زنبور نہین

ہی دہانہ جو دریدہ تو زبان سخت دراز
چھوٹی گردن ہی گلا بو نگا بہت بد آواز
پھر بناوٹ ہی نہ اندازہ عشوہ ہی نہ ناز
طبع اقدس ہو نکیون گندہ بغل سے ناساز

ناتراشیدہ ہی وہ کندہ تو دو ہاتھ ہین چوب
پنجہ انگشت نما جیسے پریشان جاروب

سینہ بد قطع سپاٹ اور بہت نازیبا
فاختہ اُلو کی دُم کیسے کمان ہی چڑیا
گول مجرم نہین اور بند ہی ڈھیلا اُسکا
کرتی پیڑو سے ہی لٹکی ہوئی دُعلم ڈھیلا

پیٹ ہی پیٹھ کے مانند سپاٹ اور کرخت
ناف اُبھری ہوئی گھونگی سے زیادہ ہی سخت

کولے تیڑھے سے سپاٹ اور بہت ناہموار
ذکر کرنے سے ہو اک چیز کے اب نفرت و عار
اور ریتی کا کمر بیزون کے کرون کیا اظہار
جن مین اژدر کے ہوس شکل سے باغی کا غار

زن مرید ونکے لیے راہ زن اسجا ہی نہان
جان کے لالے ہین اور مال کا مفقود نشان

ران پر گوشت نہین اور نہ اُسپر مچھلی
پیچ کژدم کیطرح کج ہی تو ی ہی اژدری
ساق پر بال ہین یا رسخت ہی جیسے لکڑی
انگلیاں پاؤن کی بد وضع ہین ٹیڑھی ٹیڑھی

یا مین چلہ ہی تو اشد فلک کج رفتار
نام بہار ہے ہرجائی کے بیزار ہزار

خاک صورت پہ اداکا بھی نہین نام کو نام
رنڈی ہین سے یہ بخود کام کو کچھ ہیچ نکام

ہے سراپا دہ مخنث کی طرح بدانجام
نام ہرجائی کا آوارہ ہوا باشت ازبام

صورت کس سے بدبخت سے بیزاری ہے
ختم ہرجائی پہ مکاری و غداری ہے

سراپائے تاریک کو دیکھکر ہنگامہ بڑھ گیا سراپائے بے نظیر تحریر ہوا معلوم ہوا غار سے اژدہا نکلا منھ سے شعلون کے دھوان نکل رہا ہے افراسیاب بھی کانپ گیا ہاتھ پاؤن تن دوست دشمن کے رعشہ تھا تاریک مغل کش نے پتلے کو اشارہ کیا پتلہ کیا اک جوان زنگی معلوم ہوتا ہے سیہ فام بدانجام اشارے سے تاریک کے جھومتا ہوا میدان کارزار مین آیا للکارا ای فرقہ خدا پرستان وای زبردستان بڑے تعجب کی بات ہے وائی امان کی لڑائی کرامات ہے طلسم کشا کو کھا گئین لیکن تمھاری آنکھین نہین کھلین تم سبھون کے حال پر رحم کرتی ہین رومال سے ہاتھ باندھکر چلے آؤ قدمون پر ملکۂ عالم کے گرو خطا معاف کرادینگی جان سبھونکی بچ جائیگی ورنہ آج ایک زندہ نہ بچیگا ملکہ وعدہ کرکے آئی ہین شہنشاہ طلسم ہوش ربا شام ہوگا تم لوگونکا وقت نامرادی قریب آیا ایسے اس بیحیا نے لاف و گزاف کیے رات سے ملکہ بہار مبتلائے رنج و ملال تھی طاؤس کو بڑھا دیا سامنے ملکہ مہرخ کے آکر عرض کی حضور اجازت میدان مرحمت ہو اب کلفت دولت دنیا نہین اٹھتی بہار اس چمن سے رخصت ہوتی ہے جیسے ہی بہار نے یہ کلمہ کہا ملکہ مہرخ کے گویا چلے پر تیر پڑا تخت سے کود پڑین دونون ہاتھ بہار کے گلے کا ہار کر دیے طرہ یہ کہ سرخ مو وغیرہ قدمو نے لپٹ گئین ہر ایک کا یہی قول ہے بہار کو باغ دنیا سے پھل نہ ملا عین بہار مین ہوائے خزان آئی اس عمر کا نخل نہ کٹے ہائے شاخ تمنا نہ پھولی نہ پھلی چمن دنیا سے حسرت و یاس لیکر چلی ہرچند سب نے داد فریاد کی مہرخ روئین بہت منع کیا بہار نے کہا حضور اب کنیز کو نہ روکیے بہار زندگی کا یہی مزا ہے رنگ جرأت مین فرق نہ آئے بڑے مرتبے ملے ہمارے باغ جرأت کے پھول کھلے طلسم کشا پہ نثار ہوتے ہین تخم نیکنامی مزرعہ میدان کارزار مین بوتے ہین سرسبز ہوکر پردۂ دنیا سے اٹھین آخر بہار کے واسطے ایک دن خزان ہے گلشن عالم کے رنگ کی بے ثباتی عیان ہے یہی جوش بہار کھینچ لائی

پکار کبھی لطف بر رنگ دیکر کبھی بلبل نالان قمری کی کوکو اسی خیال مین فاختہ قلندر مشرب نے دلق خاکستری
پہنا باغ کے رنگ و بو کو بے ثبات جانکر ترک دنیا کیا ہاتھ کھینچ لیا پانون پھیلا دیا آپ لوگ جانتے ہین
بلبل عاشق گل ہی سراسر آمد خزان کے خیال مین روتی ہی تڑپ تڑپ کے جان کھوتی ہی یہی رنج و ملال آٹھ
پہر یہی خیال ہی ماہ تابان کو کبھی جلال کبھی زوال ہی ای غنچہ دل داغدار ہی میرا نام ملکہ بہار گلعذار
ہی فصل کی کیا حقیقت چند دن کو آئی چلی گئی ہم برائے سیر باغ عالم آئے حسرت و یاس لیکر چلے ان کلمات
حسرت آیات بہار پر شور گریہ و زاری بلند ہر خرد و کلان درد مند شاہزادیان بہت تڑپین موج نسیم کے
منھ پر ہوائیان سرخ مو پریشان رعد جادو خاموش برق کے دل مین تڑپن خورشید زرد مین بحر کے
کلیجے مین جلن غرض سب نے ملکہ بہار کو رخصت کیا دور سے افراسیاب نے رخصت بہار کو دیکھا بیقرار
ہو گیا کلیجے پر ہاتھ رکھلیا سرما ابریق قریب تھے اُنھون نے یکایک دیکھا رنگ رو شہنشاہ متغیر ہوا
پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے کہا ہے کیا کہون ای سرما و ابریق ای وزیران با تدبیر نظم

کس پری رو کا انتظار ہی آج
بلبلو باغ مین بہار ہی آج
شوق سے اِدھر کمان ابرو
چین ہی صبر ہی قرار ہی آج
فتنہ ہی جو خاک اڑتی ہی
غیر سے یار ہمکنار ہی آج
مین نہین بحیرہ یار مین تنہا
کمو رعنا تمہین خمار ہی آج

دل مرا سخت بیقرار ہی آج
آہ کی برق کوند جاتی ہی
مرغ روح روان شکار ہی آج
دھیان ہی کاکل پریشان کا
گرم رو کوئی شہسوار ہی آج
ہجر کی گرد مین سیر باغ کہان
غم دلدار غمگسار ہی آج

جلوہ گر میرا گلعذار ہی آج
ابر تر چشم اشکبار ہی آج
تیرے آتے ہی دیکھ آفت جان
اسلیے دل کو انتشار ہی آج
درد ہو کیون نہ اپنے پہلو مین
نکہت گل بھی ناگوار ہی آج
دھیان مین کسکے چشم میگون ہے

یہ اشعار پڑھکے افراسیاب نے کہا یارو اسکا خیال رکھنا ایسا نہو
دائی امان اسکو چھپا کر کہا جائین بڑھکر بچانا خاک انکے منھ مین کہ بہار ایسی معشوقہ کو کہا جائین قید کرنیکا
بھی تو اقرار کر چکی ہین چالیس سردار قید ہین بعد اختتام بھیجا جائیگا سب اطاعت کرینگی بہار رشک چمن
بڑی ضدن ہی اسکے گرفتار ہوتے ہی اصلاح کا پیام آئیگا اسی نے سب کو روکا ہی یہ کہتا ہوا افراسیاب
آگے بڑھا بہار قریب اس زنگی سیاہ رو کے پہونچی زنگی نے گولا مارا بہار مسکرائی گولا جھپٹکر اٹھا لینا
قریب تھا سینہ پر کینہ اس زنگی پر پڑے وہ بچا جست کرکے بلند ہوا گولا خالی گیا دور جا کر گرا اور کئی سو ہاتھ

افراسیاب کے سر پیچھے تاریک نے زنگی کو للکارا او بچیا غلام بدانجام جلد اسکو گرفتار کر کے لا کلہ گرم کرو۔ن زنگی جھپٹا بہار نے جھوکر گلدستہ مارا غبار زرد ملبند ہوا پھول برسنے لگے ہوائے سرد چلی غنچے مسکرائے پتے تالیان بجانے لگے شاخون کو وجد ہوا غبار نے کل صحرا کو گھیر لیا کچھ معلوم نہوتا تھا لیکن تاریک شکل کش یا تو سحر بہار کا تماشا دیکھ رہی تھی افراسیاب پر طعن کر کے کہا کیون چھوکرے محبت مین اس گلعذار ملکہ بہار کو یہ سحر اسے رنگین تعلیم کیے یہی باعث زوال بوستان طلسم ہوشربا ہوا افراسیاب نے کہا ای مادر مہربان کیا کہون اسکی جدائی بہت شاق ہی اس بوے خوش کا دل تردد منزل مشتاق ہی میدان کارزار مین تو ہوائے سرد سحر بہار سے چل رہی ہی وہ جوان زنگی جھوم رہا ہی زمین سے پھول اُٹھا کر سونگھ رہا ہی لیکن حیران و پریشان سمت بہار نگران بہار جا رہی ہی یہ ملعون بخوبی مبہوت ہوئے تو اسی کو اشارہ کرون کہ جاکر تاریک سے مقابلہ مین مصروف ہو وہ تاریک پر جائے مین جان بچاکر میدان سے مثل بوے گل نکل جاؤن لیکن تاریک افراسیاب سے بات کر کے شراب پینے لگی ایک قرابہ اُٹھا کر دہن سے لگا یا غٹ غٹ پی گئی ڈکار لی منھ سے دھوان نکلا غصہ مین پکار اُٹھی ارے کچھ کرنگی ابھی حاضر ہو دوسرا غلام زنگی کہ سر پہ تاریک کے مگس پرانی کر رہا تھا دستابستہ عرض کی ای سردار سامری پرستان ای فخر ساحران جہان صبح کو دس آدمی نہاری کے حاضر ہوئے تھے حضور نوش فرما چکین اب کوئی پارچہ گوشت حاضر نہین ہی یہ سنتے ہی تاریک کی آنکھون مین اندھیرا آگیا مثل ابر گرجی طرف جنگل کے دیکھنے لگی آوارہ دشت ادبار دو مسافر آفت کے مارے مصیبت مین گرفتار بچارے کہین جاتے تھے تاریک کی اُنپر نگاہ پڑی جھوم کر اپنے مقام سے اُٹھی مثل شعلہ جوالہ جست کی اُن دونون کو جاکر پکڑ لیا اپنے مقام پر لیکر آئی چیر پھاڑ کر کھانے لگی بہار نے جو مہلت پائی سحر کو زور دیا وہ زنگی بیہوش مبہوت ہوا جوش عشق بہار مین یہ اشعار آبدار پڑھنے لگا

نظم

ہو آج گل درگلشن پہ پاسبان صیاد
ستم دکھائیگا ہوگا اگر جوان صیاد
دکھادے چلکے اسیرونکو سیر پھولونکی
بندھا ترانہ بلبل سے وہ سمان صیاد
فسانہ گل و بلبل رہی یادگار چمن

عبث ہوا ہی ہمارا عدوے جان صیاد
نکلکے جائیگی قفس سے او بلبل
بہار باغ تحر مفت رائگان صیاد
نہ آئی تھی ابھی سیر چمن کی بھی نوبت
رہیگی فصل خزان تک داستان صیاد

ابھی سے توڑ رہا ہی پر عنادل کو
درقفس پہ ہی ہر دم نگاہبان صیاد
اثر سے ہو گئی بیخود تمام بزم چمن
کہ آج اسیر بلبل ہی ناگہان صیاد
نہو نہین طوطی ہند اور نہ بلبل شیراز

یہیں وہ ہون جسکا ہی جنت مین آشیان صیاد
بلا سے گو ترے دل مین نہین ہی کچھ تاثیر
قفس مین نا درلگاتا ہی تیلیان صیاد
نہ اب وہ ذوق چمن ہی نہ شوق غنچہ و گل
نہ اختیار مین ہی صبر کی عنان صیاد
نہ ہمصفیرونکی صحبت نہ گل کا نظارہ
یہ وہ زمین ہی نہین جسکا آسمان صیاد
بہار قید قفس مین کٹی عنادل کو
پھرے جو گھات مین ہر وقت یہ سمان صیاد
جو بند دام سے چھوٹون تو پھر یہ آفت ہی
ہی تختہ تختہ گل کشت زعفران صیاد
دکھا دے چہرہ گل ابتو اک نظر اسکو
نصیب بعد فنا گل کا سائبان صیاد
قیامت آئیگی شاید کہ جان بلبل پر
پھرے ذلیل جھلکتا دکان دکان گل
جو پر بندھے ہین تو پھر ذرا نہین ہی ای ظالم
چلا ہی باد بہار کا کاروان صیاد

مین وہ ہون اس چمن پُر زوال کا بلبل
خدا تو سنتا ہی آخر مری فغان صیاد
خدا کی شان ہی دو دن مین ہو گیا مانوس
ہوئی ہی نکہت گل بھی مجھے گران صیاد
نہ ہی وہ نغمہ بلبل نہ آج خندان گل
نہ وہ بہار نہ گلشن نہ باغبان صیاد
رہا کر اسکو قفس سے کہ لے یہ راہ چمن
پڑیگا تجھ پہ مقرر وبال جان صیاد
کرشمہ اثر صحبت عنادل ہی
لگا کے تیر مجھے کھینچکر کمان صیاد
رہائی دے مجھے اب تو کر خدا ترسی
اخیر وقت ہی بلبل ہی نیم جان صیاد
کفن بنا ہی عنادل کو دامن گل کا
چمن مین ہو گئے گل چین باغبان صیاد
چمن ہی چرخ ثوابت تو گل ستارے ہین
نہ باندھ پاے عنادل مین رسیان صیاد

کہ جس چمن مین نہ آئی کبھی خزان صیاد
نہ آئے چاک قفس سے بھی نا ہوائے چمن
قفس پہ رکھتا ہی کچھ پھولونکی بدھیان صیاد
نہ دل پہ جبر کا قابو کہ ترک باغ کرون
مگر میان چمن آگئی خزان صیاد
قفس مین کرتی تھی بلبل جو عشق کا مذکور
ہی عندلیب کی صحبت اگر گران صیاد
بچون مین دام سے کس طرح ساتھ ساتھ مرے
وگرنہ ماتم بلبل کہان کہان صیاد
تمام صحن گلستان مین خندہ گل سے
قفس کی قید مین آئی بخت ناتوان صیاد
یہ جذب الفت گل سے ہوا ہی بلبل کو
چمن مین دفن ہی وہ زیر آشیان صیاد
الٰہی ہو نہ زر گل نصیب گلچین کو
ضرور ہی کشش باغ گلستان صیاد
چمن مین ہی وسعت گل کی اب آمد آمد ہی

وہ زنگی یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملکہ بہار کے چلا بہار نے کہا او گلچہر ادھر کہان آتا ہی اپنی خالہ تاریک کا سر کاٹ لا ہمارا اگر عاشق صادق ہی دشمن سے مقابلہ کر یہ سنکر وہ زنگی گڑگڑا نے لگا عرض کی مین مطیع حکم حضور ہون نشہ بادہ محبت سے چور ہون جو فرمایئے بجا لاؤن بہار نے سنکر جواب دیا جو کہتا تھا کہ چلی جلد جاکر تاریک شکل کش کو قتل کر یہ فرماکر بہار نے خنجر ہلالی کھینچکر زنگی کے ہاتھ مین دیا سحر بہار مین وہ ملعون مبہوت ہو چکا تھا طرف تاریک شکل کش کے چلا ملکہ بہار اُسکو روانہ کرکے طرف اپنے لشکر کے پھری دونون لشکرون مین غل ہوا دیکھو صاحبو ملکہ بہار نے کیا خوب سحر کیا ملکہ سرخ مو سے کا کلکشا خوش ہوکر پکارا اُٹھی ای ملکہ بہار کیا کارنمایان کیا لیکن جلد لشکر مین چلی آؤ

ایسا ہو وہ ملعون جھپٹ پڑے بہار طرف لشکر مہرخ کے چلی ملکہ سرخ مو و ہلال وغیرہ برائے استقبال بڑھیں غلغلہ
جو ہوا افراسیاب جادو ملکہ حیرت سے کہہ رہا تھا دیکھو صاحب کیا غضب کی بات ہے دائی امان ساحر ذو فنون
بھی نہیں چھوڑتی میں تمام طلسم ہوشربا میں ظالم مشہور ہوا اگر میں ایسا جانتا جرہ اسے بلا کھولتا میں خود
کیا کسی سے کم ہوں یکایک صرصر نے کہا اے شہنشاہ ملاحظہ فرمائیے ملکہ بہار نے کیا کمال کیا اُس زنگی
کو میدان سے پھیر دیا آپ کی دائی امان کو قتل کرنے جاتا ہے افراسیاب نے پلٹ کے دیکھا از خود ہر ہاتھ مار
کہا ملکہ حیرت ملاحظہ کرو تمھاری بہن نے اب بڑی بدعت پر کمر باندھی موت اُسکی قریب آگئی دائی امان
کے بحر کو لیا یا دہ آفت برپا کریگی آج ایک کو زندہ نہ چھوڑیگی حیرت نے کہا صاحب میں مجبور و لاچار ہوں
میں نے ہر چند اس بد نصیب کو سمجھایا اُسکے خیال میں نہ آیا یہاں یہ باتیں ہو رہی ہیں بہار اپنے لشکر میں
پہونچ چکیں کنیزیں بلائیں لے رہی ہیں کہ وہ زنگی قریب تاریک کے پہونچا تاریک اُن مسافروں کے
کھانے میں مصروف تھی کہ پشت سے نعرہ ہوا او ساحرہ مکار ظالم آدم خوار ملکہ بہار کے دل کو دکھایا
دیکھ تجھسے بدلا لیتا ہوں بدعت کی سزا دیتا ہوں تاریک صدائے مہیب سنکر اُٹھی ہاں ہاں کرنے لگی
لیکن اُسنے بڑھکر نیمچہ ہلالی عطیہ ملکہ بہار راہ رخسار جھکایا ہاتھ مارا تاریک غصے میں اُٹھی زنگی کا ہاتھ
تھام لیا بقہر و غضب تمام ایک طمانچہ مارا زنگی کا سر اُڑ گیا چشم زدن میں جلکر خاک ہوا اُسکو جلا کر اپنے مقام
اُٹھی آواز دی او بہار یہ شعبدہ سازی نیرنگبازی بادولت کے سامنے میں وہ ہوں کہ حکم سامری
جمشید کو مٹایا اسد غازی کو چیر پھاڑ کر کھا گئی ہڈیاں تک چبا گئی آج تم سب کی قضا آئی ہے یہ کہتی ہوئی
وہ دیولی مثل فیل مست اپنے مقام سے اُٹھی لشکروں میں ہلڑ ہوا الو صاحبو اب ملازمان مہرخ نبچینگے سرداران
اسلام نے جو دیکھا کہ تاریک شکل کش طرف ہمارے لشکر کے آتی ہے بخوف جان بھاگنے لگے بعض یہ کہتے تھے
لو صاحبو ملک الموت نے اِدھر کا رخ کیا بہار نے آج سب کو قتل کرایا کوئی کہتا تھا چلکے افراسیاب
کے بچائیں چلکر اُسکے قدم پر گریں شاید خطا معاف کرے ہمارا بادشاہ قدیمی ہے لیکن ثابت قدمان کوے
محبت کا یہ قول ہے کہ اب مر کر جان دینگے اُس کافر کے سامنے جانا بہتر نہیں جس روز سے ملکہ مہرخ کا ساتھ
دیا اپنے کو مردہ جان لیا وہ کارساز برحق خالق مطلق مسبب الاسباب ہے کوئی سبب نجات کا پیدا کریگا اس
ظالم آدم خوار کے ہاتھ سے بچا لیگا کیسی کیسی بلائیں نازل ہوئیں اُس معبود نے بچا لیا شعل جادو کی شمع
حیات کے گل ہونے کی کسکو امید تھی خواجہ عمرو نے کس زور و شور سے مارا اُس بدعت سے بچے

بعض بچائے جانے مین تاریک شکل کش جھومتی ہوئی میدان کارزار مین پہونچی قصد ہی کہ جست کردن
لشکر فرخ پر جا پڑون فوج نے جو اپنے لشکر مین ہنگامہ دیکھا گھبرا گئی پکار کر آواز دی یارو بسم اللہ جن
صاحب کو جان کا خوف ہو نکلجائین اپنی جان بچائین ہم چند کس جان نثاران لشکر ظفر اثر اس ظالم کے
باپ سے لڑینگے اگر موت آئی ہو طعمۂ دہن تاریک شکل کش ہین اگر حیات باقی ہی کوئی ہمارا کچھ نہین
کرسکتا لیکن یارو اسوقت اپنے رب بے نیاز سے دعا کرو کیا عجب ہی کہ غیب سے مدد ہو یہ بار دہو یہ فوراً کلہ
تاج سر سے اتار احتیاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہو کر دست دعا بلند کیے سب سردار شریک ہوئے بخضوع
و خشوع دعا کرنے لگے

نظم

خدایا در رحمت بودیم خاکی
تن گل را آب جان سرشتی
ہمان خاکیم ما سرشتے ہوسناک
تو قدر عزت ہمان نگہدار
جگر را آب و دل را خون نماند
بعشق ایمان و جانم تازہ گردان
در افتد چون بدریائے کرم جوش
قلم بر نام جرم عفو در کش
فزون از دوزخ ست آتش ما را
بجان بخشی صلائے عام دادی
کنون این جان بہمانخانۂ تست
چو مہمانان بعزت خوے کردات
با سید کر مہائے کریمان
چو جان زآلایش ہر جسم پاکے
ملائک را عنایت کرد تعلیم
کہ دست عزت برداشت از خاک
دران ساعت کہ کار آید باخر
دمے از زندگی افزون نماند
چو افتد کار با روز قیامت
گنہ کیبار ہ کن بر ما فراموش
کہ با یاد گنہ لذت نماند
گر جرم ما بروے ما نیاری
چو کردی از کرم موجود ما را
چہ مہمان خوانش پروانۂ تست
فضولے گرچہ مہمان را نکند خوار
عجب نبود فضولے ہائے مہمان
دران خاک از سعادت تخم کشتی
کہ مشتے خاک را کردند تعظیم
اگرچہ خویش را کردیم خود خوار
نفسہا را شمار آید باخر
بپایانم بلند آوازہ گردان
برانداز از میان نام ندامت
ز رحمت خواہی از دو کہانا خوش
بہشت آنست کین خجلت نماند
در ہستی بروے ما کشادی
نشانیدی بخوان جود ما را
باین در از دو عالم روے کردات
کرمہی عزت مہمان نگہدار

لشکر ظفر اثر مین شور گریہ وزاری عالم بیقراری ہر طرف دو کلان دردمند ملک الموت کا سامنا تاریک شکل کش القہر و غضب آئی ہو زمین تھراتی ہی یکایک تیر دعائے مظلومان ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی سب اسی جانب دیکھنے لگے قریب آکر دامن گرد شگافتہ ہوا آگے آگے شتر علم نشان لاکھ سواران جرار کا ہر علم پر صفت رب اکبر خالق

بحر و بر مرقوم آمد فوج ساحران کی دھوم جب علمدار سامنے سے گذر گئے بلور چہار دست بادۂ جرأت
سے مست مرکب باد رفتار پر سوار سرداران صف شکن یمین و یسار سلاح جنگ سے آراستہ قلب فوج
مین تخت یاقوت نگار اُس پر جمشید بن کوکب نامدار پہلوے تخت مین صفدر و صف شکن
برہمن رومین تن صاحب جاہ و توقیر قوت بازوے کوکب روشن ضمیر پشت پر فوج ظفر موج
برہمن نے لشکر کو ایک جانب روکا مرکب باد رفتار کو صف سے نکال لا دیکھا لشکر مہرخ مین ہنگامہ
ہے کچھ لوگ بھاگے جاتے ہین ملکہ مہرخ سر برہنہ دعا کر رہی ہین میدان کارزار مین تاریک شکل گُن
کھڑی ہوئی نعرے مار رہی ہے بہار کا نام لیکر پکار رہی ہے کبھی کہتی ہے او بہار تو نے غضب کیا مجھ رگ باز
دیدہ کو شعبدہ سحر دکھایا میرے غلام کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا اب جا کر باغ لشکر مین چھپی ہے مین ہون آتی ہون
میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے فریاد و الغیاث بیکار ہے برہمن نے جو یہ کلمات مہملات تاریک کے سنے
تاب باقی نرہی مرکب باد رفتار سے کود پڑا قریب تخت ملکہ مہرخ آیا پایہ تخت کو بوسہ دیا عرض کی
ای شہنشاہ گیتی ستان اجازت میدان کارزار مرحمت ہو اس ملعونہ کو جا کر جواب دون یا سر اپنا
قدم پر حضور کے نثار کرون اسکی بدزبانی نے کلیجہ ہلا دیا کیسے ماہ رخسارون کو خاک مین ملا دیا ملعونہ
آدم خوار مکار غدار ملکہ مہرخ نے سر سینے سے لگایا فرمایا ای برہمن صف شکن یہ بلاے روزگار ہے
سحر و ساحری مین بہت ہوشیار ہے اسکا قتل ہونا بہت دشوار ہے ملک جلس گلگون پوش اتنا بڑا
ساحر نامی و نامدار اگر اس مکارہ سے لڑا سب طرح کے سحر کئے آخر کچھ نہ کر سکا زخمی ہو کر پلٹ گیا سامنے
لشکر اُسکا فروکش ہے راتون کو اُسکے خیمہ سے کراہنے کی آواز آتی ہے مشہور ہے تاریک نے ایسا سحر کیا
کہ کلیجہ اُسکا چھِل گیا ایسا ہی کامل و اکمل تھا کہ جان بچا کر نکل گیا خواجہ نے اپنے دام مکر مین پھنسا رکھا ہے کہتا ہے جب
صحت تاریک سے لڑونگا آجتک اُٹھنے کے لائق نہین ہے بس مراد اس تقریر سے یہ ہے کہ تم جمشید کو
کیون ساتھ لاے ایسا نہو اُسکی صورت زیبا کو دیکھکر یہ بچہ جا پڑے جمشید پر بہت انداز ہو بڑی بڑی
بد تمیزین کرتی ہے جوانون کے گوشت کھانے پر مرتی ہے کیسے کیسے جوانان شیر دلونکو کھا گئی صورتین انکی آنکھون کے
نیچے پھرتی ہین تم لشکر کو لیکر پلٹ جاؤ جا کر ڈانڈے پر طلسم نور افشان کے فروکش ہو کوکب سے
بھی اطلاع کر دو جب ہم یہان سے شکست کھائینگے تا بکوہ عقیق جانا دشوار ہے تمھارے ملک مین چلے آئینگے
ہرچند کہ یہ ملعونہ پیچھا نچھوڑیگی افراسیاب اُسکو لیکر وہان بھی آئیگا خیر جیدن جان بچے غنیمت ہے اجل سے

کسکو مہلت ہی کیسے شاہان جلیل جنھون نے تمام عالم مین طبل یکتائی بجایا علم جہان گیری بلند کیا کشور کو مار اگر وسکہ اپنا جاری کیا آخروہ سب کیا ہوئے گردش فلک سے مثل نقش قدم مٹے اسی طرح ہمارا بھی وقت جاہ وجلال گذرا زمانۂ زوال قریب آیا پس ہمارے واسطے اپنی جان ندو اس کالی بلا کا مقابلہ نکرو برائے خدا ہٹ جاؤن باتوسنیر ملکہ مہرخ کے برہمن زار زار مثل ابر بہار رو دیا کہا ای شہنشاہ لشکر اسلام ای مہرخ عالیمقام دل ہمارا نہین مانتا ہتو سر ہتھیلی پر رکھکر آئے ہین بدعت اسکی نہین دیکھ سکتے بربادی پر اس باغ بحز انکے دل ٹکڑے ہوتا ہی رنگ روے بہار متغیر ہی نازنینان مہجبین کو عالم یاس سردار بد حواس زیادہ ندارشاد فرمائیے اجازت میدان کارزار دیجے ایسا نہو وہ صف لشکر پر آجاے میرے سامنے دو دو ہاتھ ہو کا جاے دیکھیے وہ چلی آتی ہی سرکشی دکھاتی ہی ملکہ مہرخ نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا ہماری پریشانی کا یہ باعث ہی اسوقت میدان کارزار مین جاکر سحر کیا اُسکے غلام زنگی کو دیوانہ بنایا وہ غلام بد انجام بیقرار بقہر و غضب تاریک شکل کش پر جا پڑا بہار خوف سے تاریک کے بھاگ آئی گلشن لشکر مین آکر چھپی تاریک اپنے غلام کو مار کر جستجو سے بہار مین آتی ہی اسوجہ سے رنگ روے بہار گلعذار متغیر ہی ثابت قدم کسے جرات صاحب شوکت ولیاقت میدان کارزار سے ہٹ آنے کے حجاب سے رو رہی ہی دیکھو اشکو نسے منھ دھو رہی ہی گلدستہ سحر نیرنگ تیار کیا ہی چاہتی ہی کہ پھر مقابلہ تاریک مین جاؤن اس آدم خوار صحرائے بدعت سحر کرون یہ سنکر برہمن طرف ملکہ کے پلٹا کہا ای بہار گلعذار تم اب اس جان نثار کا تماشا دیکھو جاکر اسکو سزا دیتا ہون انشاء اللہ سر لاکر اسکا تمھارے قدمونپر ڈالدونگا یا ہمکو بھی موت لیکر آئی ہی ہمارے سامنے میدان مین بجاؤ ہمارے واسطے دعا کرو یہ سنکر ملکہ بہار نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا ای برہمن دشمن تن مین کبھی افراسیاب کے سامنے سے بھی نہین ہٹی لیکن اس آدم خوار کے خوف سے قلب تھرا گیا کیسی کیسی نازنینان مہجبین کو اسنے چیر پھاڑ کر کھالیا اُن سب کی یاد مین قلب سے دھوان نکل رہا ہی ایک استخوان مثل شمع کافوری جل رہا ہی آج یہ ملعونہ مجھکو زندہ چھوڑیگی حسرتین لیکر باغ عالم سے چلی مثل بوے گل برباد ہوئی ناشاد و نامراد ہوئی اُس بیقراری مین بہار نے یہ اشعار عبرت آمیز سامنے برہمن کے پڑھے نظم

لب پہ دقت نزع آہ ہونٹوں کے شرارے رہگئے	اشک حسرت آکے مژگان کے کنارے رہگئے	صف میں کشتون کے ہم اک بسمل تمہارے رہگئے
جل چکے تھے منزل ہستی سے بارے رہگئے	بالا پن اُس طفل کا گذرا ہجر منت کی ہوئی	کام نہیں ہالے نہیں ہر گو شمارے رہگئے
شکر ہو کرنے نہ پایا شانہ اُن زلفون میں	چلتے چلتے ہی سر عاشق پہ آرے رہگئے	بزم خوبان آنکے جانے سے ہی آنکھون میں

ماہ کامل چھپ گیا باقی ستارے رہ گئے
آتش عشق فلک کے طوفانے کب بجھنے کی
دیدہ گریان گر حسرت کے مارے رہ گئے

پہونچے یاران عدم سب منزل مقصود پر
مرتے مرتے ایک دو باقی ہمارے رہ گئے

ہم سر راہ عدم حسرت کے مارے رہ گئے
دین و ایمان جان و دل رعنا سب ہو گئے

ان اشعار حسرت انگیز نے سب کے دل بیقرار کیے برہمن بہت رویا
کہا ای ملکہ بہار کیا مجال اس بیچاری کو تیر دست اعدا زہو سکے تمہارے کلمات حسرت آیات نے کلیجے کے ٹکڑے
اڑا دیے ان باتوں کے سننے کی اب تاب باقی نہیں ہے سب برہمن کو روک رہے ہیں برہمن نہیں مانتا لیکا یک
تاریک نے پھر نعرہ کیا آواز دی ای مہرخ بہار کو میرے مقابلہ میں بھیج ورنہ میں آتی ہون یہ نگوڑا
برہمن بچارہ دور سے آیا دہ کیون چھپا کھڑا ہے سامنے نہیں آتا یہ سنکر برہمن نے ملکہ مہرخ سے دامن چھڑایا
تیغہ کاندھے پر رکھکر شیرانہ طرف میدان کارزار کے چلا اسوقت دونوں لشکروں میں غریو برپا تھا شاہزادہ جمشید
بن کوکب تخت سے کود کر دوڑا آواز دی استاد ٹھہر جائیے مجھے بھی کچھ عرض کرنا ہے برہمن ٹھہر گیا جمشید نے
قریب آکر استاد کہکر برہمن کے گلے میں ہاتھ ڈالدیے برہمن نے پیشانی پر بوسہ دیکر کہا ای نور نظر حقیقت میں ہم
اپنے کو دہن اژدر میں گرانے جاتے ہیں روح ردان طلسم نور افشان کہلاتے ہیں حقیقت میں جرہ ہفت بلا ہیں
لیکن اصل میں بلا ہی ہے انسان کو چیر پھاڑ کر کھاتی ہے خدا اسکی بدعت سے بچائے ای فرزند اگر ہم اس ظالم پر
غالب آئے تو پلٹکر آتے ہیں اگر ہم اسکے ہاتھ سے مارے جائیں تو فوراً لشکر کو ایکطرف طلسم نور افشان کے
چلے جانا ہمارے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے عرض کرنا کہ تمہارا آپ پر نثار ہوا برائے خدا طلسم باطن میں
چلے جائیے اس آدم خوار سے مقابلہ نکیجئے اسپر غالب ہونا محال ہے تاریک شکل کرخت مردان عالم کی قتال ہے
جمشید بن کوکب رونے لگا کہا استاد میں کیا منہ لیکر باپ کے سامنے جاؤنگا مرکر اسی جگہ پر جان دونگا
برہمن نے بہ تاکید کہا خبردار ہمارے کہنے کے خلاف نکرنا اب ہمارا ٹھہرنا مناسب نہیں ہے جمشید روتا چلا گیا برہمن روئین تن
بصد شوکت وجرأت سامنے تاریک کے پہونچا تاریک کی جو نگاہ برہمن روئین تن پر پڑی جھومنے لگی کہا ای
برہمن تو کوکب روشن ضمیر کا استاد مشہور ہے ہمکو بجلی پہچانتا ہے مرتبہ کو بھی ہمارے جانتا ہے کوکب کو سمجھا کے
اور اسباب سے اصلاح کرادی بلکہ مادولت کے مقابلے میں آیا ہے قضا تیری قریب ہے چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگی برہمن
نے جواب دیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہے یہ میدان کارزار ہے کچھ کمال دکھا تاریک نے غلام زنگی کو اشارہ کیا غلام زنگی
جھوم کر چلا برہمن نے آواز دی او تاریک اسقدر مغرور ہے اس بیچارے کو میرے مقابلے میں بھیجا ہے تاریک نے کچھ جواب نہ
غلام زنگی قریب برہمن کے پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا برہمن نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی

زنگی نے چاہا اٹھ بیٹھے برہمن نے ایک طمانچہ مارا زنگی زمین پر گرا برہمن نے چھاتی پر چڑھ کے سر اُس مغرور خود سر کا
کھینچکر سامنے تاریک کے پھینکدیا اُستادان سخنور نے داستان شوکت بیان کو اسطرح تحریر فرمایا ہے کہ تاریک نے
جب دھوئیں کیجانب دیکھا ایک غلام زنگی حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے تاریک کے آیا تاریک نے برہمن پر اشارہ کر دیا
جس زنگی نے برہمن پر حملہ کیا برہمن نے کسی کو تلوار سے مارا کسی کو آتش قہر و غضب میں جلا دیا کسی کو چیر کے پھینکدیا
اسطرح سات پتلے مارے گئے تاریک کی آنکھوں میں خون اُتر آیا غصہ میں آکر ایک چیخ ماری زمین تھرائی غبار زرد
بلند ہوا انجمل تھرا کر زمین پر گرے حیرت جادو نے افراسیاب سے کہا کہ شہنشاہ غضب ہوا دائی امان کو غصہ
آیا افراسیاب بھی مثل بید کانپنے لگا کہا اے ملکہ سامری جمشید خیر کریں اب برہمن کی قضا آئی یہ غرور ہوا دائی اماں
کے مقابلے کو آیا مثل مشہور ہے جب چیونٹی کی قضا آتی ہے پر پیدا کرتی ہے بقول شاعر مصرع صید را چون اجل آید
سوے صیاد رود بتا یہ طلسم نور افشان صفائی ہے کوکب کو دربدر خاک بسر کرونگا قصر جمشیدی لاشوں سے
بھر دونگا مجھے اُستاد جی نور افشان کہاں گئے مقدمہ مشتعل نور افشان نے بڑی کمک کی عین وقت پر ملکہ مہ رخ
کی مدد کی ماہ دولت خاموش ہو رہے یہی یقین تھا کہ دائی امان اگر بیکھا لینگی کسی کو انکے دست ظلم سے امان
نہ ملیگی خود ہم دائی امان کو لیکر تابہ قصر نور افشان جلینگے اب میں کسی کا پاس نہ کرونگا لشکر دشمن بھی غریو بلند ہے
ہر خرد و کلان از پیر تا جوان صدائے مہیب تاریک سنکر تھرا رہا ہے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اب قیامت
آئی لیکن تاریک و برہمن میں بڑے زور شور سے سحر ہونے لگے جو سحر تاریک نے کیا برہمن نے رد کر دیا
پھر سحر کرنے لگا چاہتا ہے تاریک شغل کشش پر جا پڑوں اس بلائے مہیب سے لپٹ جاؤں تاریک نے برہمن
کو اپنے قریب نہیں آنے دیتی آتش خو شعلہ مزاج جب چیخ مارتی ہے خبردار کہکر للکارتی ہے منہ سے شعلے آگ کے
نکلتے ہیں نخل صحرا مثل شجر چنار جلتے ہیں منہ سے جو لہو نکے دھوان نکلا ایک آسمان تو بنکر تیار ہوا برہمن کی
آگ برسنے لگی برہمن نے ریاول بنفیری کا ل باران سحر برسا کر شعلہ ہائے آتش بجھاتا ہے اس ابر دھوان دھار میں
مثل برق چمک جاتا ہے ابر کو لخت لخت کیا دریائے آتش کو مٹایا لیکن تاریک نے دم لینا مشکل کر دیا دم بدم سحر
تازہ کرتی ہے برہمن ہر مرتبہ آواز دیتا ہے او تاریک قریب آ کر وار کر مردان عالم سے آنکھیں چار کر تاریک نے
غصے میں چادر سر سے اتاری نام سامری جمشید کا لیکر برہمن پر پھینکی سب نے دیکھا وہ چادر ابر خونی بنکر برہمن
پر گری برہمن چھپگیا ہر سمت سے غریو ہوا ملکہ تاریک برہمن پر غالب آئیں تو صاحبو برہمن کا خاتمہ ہوا
لیکن بعد تھوڑی دیر کے اُس ابر آتش فشاں سے مثل آفتاب عالمتاب چمککر نکلا تاریک پر گرز فولادی مارا

تاریک کی پیشانی پر پڑا تاریک نے تین چرخ کھائے یقین تھا زمین پر گرے ایک چیخ ماری کہ لشکر جمشیدیہ گرا کئی سو جوانون کے بجھ گئے بلور نے گھبرا کر لشکر ہٹا لیا سردار تھرا گئے سیکڑون کو غش آ گئے ہر ایک کا یہی قول تھا تاریک بلانے بے ہی برہمن کے قتل کرنے مین کمی آج لشکر صرصر بچگا زوال صرصر وغیرہ کا قریب آ گیا نظم

نہ جھول عیش پہ ہی مورد زوال فقط
زمانہ خواب ہی اور عمر ہی خیال فقط
کمال کہتے ہین جسکو وہ ہی زوال فقط
شرف کلاہ کے انجام ہو وبال فقط

لیکن برہمن شیر از معروف جنگ وجدل ابر و پر بل بحر تاریک کے دفعہ کر کے بڑھا تاریک چاہتی ہی یہ میرے قریب آئے خوب آگاہ ہو چلی کہ برہمن یہ کسی کا نہین کھتا پیچھے ہٹی کارد سحر پھینک ماری شانہ برہمن کا زشانہ ہوا زخم کھا کر سیر ہوا جھومنے لگا مست مے جرأت صاحب شوکت ولیاقت موزون مزاج ساحران طلسم نور افشان کے سر کا تاج نشہ بادہ بھرے مست صرصر وغیرہ کا سرپرست لہو منہ سے جاری جوش جرأت مین آواز دی او تاریک یہ انقلاب عالم ایجاد ہی فلک کج رفتار گردون غدار آمادہ بغض عناد ہی یہ اشعار کسی شاعر کامل مائل نے کیا خوب نظم فرمائے مین حاضرین دقت بگوش ہوش سماعت فرمائین لطف کلام اٹھائین نظم

خانہ شو بیست کہ در دور فلک مے بینم
سنگ اسود بخدا سنگ محک مے بینم
گشت برگشتہ وفا سر چہ بتاند در دین
روے اور دہ محتاج نمک مے بینم
تختہ باغ شد از لشکر صرصر تاراج
ہمہ از شعبدہ بازی فلک مے بینم

فتنہ و شر ز سما تا بہ سمک مے بینم
شور و غم نیست چو در ذات نمک پرورد
قلب ارباب یقین قالب شک مے بینم
بجز دست مے عیش خردمندان را
عوض سنبل و گل خار و خسک مے بینم

حال حجاج بد و نیک با خر پیداست
ہر نمک خوار چرا کور نمک مے بینم
گردش چرخ نظر کن کہ سلیمان بہ ہور
بادہ خون جگر و دل چو گزک مے بینم
سبب بر ہمی عالم و آدم رعنا

یہ اشعار عبرت آثار جو برہمن نامدار نے پکار کر پڑھے صاحبان دل نے کلیجے تھام لیے ہر ایک یہی کہتا تھا یار و حقیقت مین برہمن نامدار جوان بے نظیر مشیر خاص کوکب روشن ضمیر ایک گردش فلک سے بیر مین مبتلا ہی گھبرا رہا ہی اگر دوسرا اسے مقام پر ہوتا سر پہ ہاتھ دھر کے روتا لیکن تاریک ایسی ساحرہ سے کیا خوب لڑا آج میدان کارزار مین بڑا معرکہ پڑا زخم کھا چکا لیکن کچھ پروا نہین اسوقت تک اداس نہین لیکن جب برہمن نے زخم کاری کھایا غصہ آیا تیغہ برق مثال کھینچا تاریک پر جا پڑا لیکن تاریک بڑی تیز دست بادہ بھرے مست پنجہ سحر کھینچا برہمن پہ ہاتھ مارا برہمن زخمی ہو چکا تھا غصے مین کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ تاریک کے منہ پر مارا تڑاسے کی آواز آئی یقین تھا سر تاریک کا اڑ جائے لیکن اس نے منہ سے اف کی برہمن کے ہاتھ پر آبلہ پڑ گیا آہ منہ سے برہمن کے نکل گئی جسم سے چنگاریان نکلنے لگین ہڈیان جلنے لگین قریب سے دو چار سحر سخت ہوئے تاریک نے

اب برہمن پر دباؤ ڈالا برہمن انتہا کا زخمی ہوا قوت سلب ہونے لگی ضعف نے زور ڈالا ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا
قلب تھرایا دیکھا سب نے برہمن چرخ کھا کر زمین پر گرا بیہوش ہوتے ہوتے یہ اشعار حسرت آثار زبان سے نکلگئے نظم

گذرا ہے مرا نالۂ دل چرخ کہن سے
اب جان حزیں چھوٹ گئی رنج و محن سے

تھا روح کا ہمدم نہ پھر آ جائے وطن سے
پرواز مرا طائر جان کر گیا آخر

کھٹکھٹ کے غم ہجر میں دم نکلا ہے تن سے
جھوکا جو چلا صرصر اندوہ کا سن سے

تاریک نے پاؤں برہمن کا تھام کر کھینچا طرف قصر آتش کے لیچلی اُسوقت لشکر دنگا گھبرانا جمشید و بلور مع لشکر
طرف صحرا گے بھاگے جان بچا کر نکلگئے لشکر چرخ میں قیامت برپا ہوئی طرف بارگاہ کے خاک اُڑاتی ہوئی بھی ہر ایک جی
چاہتا تھا سوراخ مور و مار میں جا کر چھپیں کسطرح اس ملعونہ سے جان بچائیں مگر تاریک برہمن کو کھینچتی ہوئی اپنے مقام
پر آئی خستہ و شکستہ ہو چکی ہے برہمن کا طمانچہ جو گال پر پڑا ہے منہ سوجا ہوا عارض پر عارضہ اُسی غصے میں دونوں پاؤں
برہمن کے تھام کر چیر ڈالا بھوکی ہو رہی تھی سر پر تھپڑا ایک دانت تاریک کا ٹوٹ گیا اب جو دیکھا مٹی کا آدمی سر تیر کا
اسیوجہ سے اُسکا دانت ٹوٹا چرخ نے لگی حیرت جادو تو بھاگ کر بارگاہ میں چلی آئی ہے خوف سے کانپ رہی ہے کہ وزیر زادی تو
کہتی ہے سامری جمشید ایسی بدعت سے بچائیں دیکھو صاحب غضب ہوا برہمن کو چیر پھاڑ کر کھا رہی ہے لیکن افراسیاب جلاد
بیرون بارگاہ کھڑا ہوا خوشیاں کر رہا تھا سوار دو نے کہا واہ صاحب آج طلسم نور افشاں کا خاتمہ ہوا برہمن ایسا شخص مارا گیا
کو کب ہر چلکر جائیگا یکایک تاریک کے چرخ نے کی آواز آئی افراسیاب دوڑا پکار کر پوچھا دائی اماں خیر تو ہے
دیکھا تاریک کے منہ سے خون بہہ رہا ہے چیخیں مار رہی ہے افراسیاب نے جو پوچھا تاریک نے کچھ جواب نہ دیا لیکن آسمان سے
برق چمکی آواز آئی منم شہنشاہ نور افشاں او تاریک تیری یہ مجال تھی کہ میرے فرزند کا گوشت کھائے کچھ مزا بھی چکھا
گوشت کے بدلے پتھر چبایا میں نے پتلا مٹی کا تیرے واسطے ڈالدیا دیکھ برہمن کو لیے جاتا ہوں خیر انشاءاللہ سمجھونگا
برق چمککر غائب ہوئی تاریک نے قصد کیا تھا کہ نور افشاں پر جا چڑھوں افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا کہ
دائی اماں جانے دیجیے اس بڈھے کا تعاقب نکیجیے تاریک نے کہا نگوڑے بڈھے کو بھی چیر پھاڑ کر کھا جاتی افراسیاب
نے ہاتھ پکڑ لیا تاریک نے کہا نگوڑے میں بھوکی رہی جاتی ہوں اتنی دیر لڑی پیٹ میں خاک اُڑ رہی ہے صبح کی
نہاری ہضم ہو گئی نور افشاں صدمہ عظیم دے گیا کہ مرے برہمن کو لے گیا اسکے بدلے میں نے اگر کل اہالیان طلسم نور افشاں
کو نہ قتل کیا تو صاحب خاص سامری نہ کہنا اسوقت بہت بیقرار ہوں منہ سے خون جاری ہے گال پر ایسا طمانچہ
برہمن نے مارا کہ قلب پر صدمہ عظیم پہنچا او افراسیاب اگر میری جگہ پر دوسرا ہوتا سر اُڑ جاتا شعبدہ سحر سے
میں نے اپنے کو بچایا لیکن جلد مجھکو شراب پلا گزک منگا ورنہ اسوقت غصے میں تجھکو کھا جاؤنگی پیٹ میں آگ لگی ہے

پہنچے افراسیاب گھبرا گیا قرابہ شراب کا اٹھا کر تاریک کو دیا بہ تعجیل اپنے لشکر سے دو جوان اٹھا لایا دو بیچارے
غل مچاتے ہیں یارو ہمکو اس ظالم سے بچاؤ افسران فوج حیران دیکھنے لگے کہ آخر افراسیاب نے ان
دونوں جوانوں کو لیجا کر سامنے تاریک کے ڈالدیا اما و الامان یہ گزک حاضر ہے تاریک انکو چیر پھاڑ کر
کھانے لگی لشکر افراسیاب میں ایک غریو بلند ہوا سب کا خوف جان سے بھاگنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا یارو کس
ادمخوار سے سامری و جمشید بچائیں آخر کہاں بھاگ کے جائیں ہر وقت یہ ملعونہ درپے آزار ہے شہنشاہ خود ڈر گئے
انتی غصے میں کہا جلد گزک لا ورنہ تجکو اور حیرت کو چیر پھاڑ کے کھا جاؤنگی شہنشاہ نے خوب غریب پرور ہاتھ صاف
کیا کیا خوب انصاف کیا بعض نے کہا یارو آخر اس ظلم کا انتقام بھی ضرور ہوگا جسطرح عمرو نے شعلہ ایسے آتش
مزاج کو ٹھنڈا کیا انکی بھی تدبیر کریگا یہی تاریک کے خون سے ہاتھ بھریگا بڑے بڑے ظالم گذر گئے آخر حسرت لیکر گئے
ضحاک ماردوش بادہ کبر و غرور سے مدہوش تھا دو آدمی روز بیگناہ مارے جاتے تھے مغز ان غریبوں کا
وہ ماران سیاہ کھاتے تھے یہ ظالم نے ہزار سال سلطنت کی خلق خدا پر خوب بدعت کی آخر انجام کیا ہوا
فریدون کے ہاتھ سے مارا گیا یہ بھی اب آفتاب لب بام ہے ایک گردش فلکی میں کام تمام ہے جس سر میں غرور
ہے یہ ٹھوکریں کھائیگا عمرو فکر قتل میں مصروف ہے وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت کوئی تدبیر کر رہا ہوگا لشکر افراسیاب
میں ہر ایک خرد و کلان ظلم تاریک سے بیقرار ہے حیرت و افراسیاب اسوقت بطور خوشامد خدمت
تاریک میں حاضر ہیں زخم دوزی تاریک کی کر رہے ہیں لیکن نور افشان جادو برہمن روئین تن کو اس
حال زار میں لیکر قصر نور افشان میں آیا برہمن بیہوش تمام جسم پر سحر تاریک سے آبلے پڑے ہوئے لا کر تخت پر لٹایا
آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دختران نور افشان روتی ہوئی قریب آئیں پوچھا بابا جان کیا
معرکہ کیا ہوا نور افشان نے کہا آج برہمن نے بڑی جرأت کی کہ تاریک ایسی ملعونہ سے سر میدان مقابلہ کیا آخر وہ
غالب آئی اگر چند ساعت اور نہ پہنچتا خاتمہ تھا چیر پھاڑ کر کھا جاتی مگر عمر بھر یاد کریگی ایک پتلہ اسکی صورت کا ڈال آیا
اسکو بچایا مگر افسوس ہے جان برہمن کی بمشکل بچی سحر سے بیکار ہو گیا یہ کہکے نور افشان نے حلق میں برہمن کے آب
دفع سحر ٹپکایا زخم دوزی کی عرصہ دراز بعد برہمن کو ہوش آیا پریشان و مضطر آہ آہ کی صدا بلند بیقرار و دردمند
کہا استاد روح قالب خاکی میں بیچین ہے نور افشان نے برہمن کو گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا اے عزیز تجھ
اے زینت پہلو نہ گھبرا انشاء اللہ عزوجل دو جان تیرا علاج کرونگا لیکن کیا کہوں منتشر حواس ہوں تاریک کا ابھی علاج
نہوگا تو آفت برپا ہوگی اگر ابکی مرتبہ اسنے طبل جنگی بجوایا ایک زندہ نہ بچیگا اس سے کون مقابلہ کریگا ان امورات سے جان

ملے تو غنچہ آرزو کھلے یا تو مین بھی جاکر جان دونگا یا اس بدعت کا بدلا لونگا تسکین دیکر برہمن کو اُسکے قصر مین
پہونچایا خادم خدمتگذار مقرر کیے لیکن واضح رہے ناظرین والا مقام ہو کہ برہمن کا حال بہت ابتر ہی بحر تاریک
سے دل و جگر جل گیا قوت نشست و برخاست باقی نرہی انتہائی جفا سہی کہ وقت پر اسکا ذکر تحریر ہوگا
نور افشان عالیشان برہمن کو پہونچا کے قصر نور افشان مین آیا آفتاب و ہلال نے عرض کی ای والد
نامدار آپکا حکم ہو تو اسوقت مین جاکر شریک لشکر ملکہ مہرخ ہون اگر اسوقت مصیبت مین شراکت کی لوگ
کیا کہینگے ملکہ بران شمشیر زن کی بھی خبر لینا واجب و لازم ہی وہ کسی کے روکنے سے نہ رکینگی حقیقت مین
انکو بڑا خیال ہی آٹھ پہر یہی دعا کرتی ہین کہ صاحبقران زمان طلسم ہوش ربا مین تشریف لائین طلسم ہوش ربا
فتح ہو جسوقت یہ اخبار عبرت آثار گوش زد ہوگا ممکن ہی کہ وہ رکین فوراً جا پڑینگی خدانخواستہ اگر انکے دشمنون پر کوئی
افتاد پڑی ہم نامدار کوکب عالیوقار یہ صدمۂ عظیم اُٹھا سکینگے فوراً جان دینگے ای والد نامدار اگر بیخبرانی لیا
جان دی تو کیا لطف لا لوگ کہینگے اپنے آقا کو قتل کرایا مجبور ہو کر جان دی آبرو نہ گئی بس ہمارا جانا واجب و لازم
ہی یہ کلمات حسرت آیات سنکر نور افشان نے دونون شاہزادیونکو گلے لگایا کہا ای نور نظر تم صاحب لیاقت
و جرات ہو تسے سطرح کی امید ہی لیکن اس لڑائی مین جیسی بران شمشیرزن کو کوکب روشن ضمیر نے مخفی کیا ہی کہ
خبر بران کو نہین پہونچی خود کوکب حیران و پریشان سرگردان پھر رہا ہی کچھ خواجہ عمرو سے صلاح ہوئی تھی
نہین معلوم اُسکا انجام کیا ہوا اب مین بھی اسی فکر مین جاتا ہون تم قصر نور افشان سے ہوشیار رہنا
ہزار ہا طرح کے خیال ہین تمہاری حفاظت کے واسطے یہان رہنا بہت بہتر ہی اگر کوئی ضرورت ہوگی تمکو خبر دونگا
نور افشان جادو نے کوٹھا کھولا اک تیغہ برق مثال نکالا اسکو قبضے مین کیا ایک طاؤس زرین بال سحر سے بنایا
اسپر سوار ہو کر نور افشان جادو فکر تاریک مین بقصد شدید روانہ ہوا کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا یہ بھی
واضح رہے ناظرین والا مقام ہو کہ ملک اطلس گلگون پوش اپنی بارگاہ مین فروکش ہی ہر وقت اسکو یہی
انتظار ہی کہ خواجہ عمرو میری معشوقہ لینے گئے ہین پوچھا کرتا ہی ابھی میرا دوست صادق یار موافق کوہ محبوب
سے واپس نہین آیا زخمونکا بھی علاج ہو رہا ہی تاریک شکل کش کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا دوسرا مقدمہ
بھی خیال مین رہے کہ شہرۂ فیلسر بصد کرو فر تعاقب مین کہان اژدر سوار کے چلا آتا ہی ساتھ والونسے کہتا ہی کہ
جاکر افراسیاب بد انجام کو مارون اپنے بادشاہ عالیجاہ شہنشاہ لاچین کو قید سے رہا کرون تب کلیجہ
ٹھنڈا ہو اس بدانجام بے ایمان نے غضب کیا میرے بھائی لوح دار طلسم ہوش ربا صاحب جوہر قہقہہ فیلسر

کو ظلم و بدعت قتل کیا شہنشاہ لاچین کو مکر سے پکڑ لیا سالہا سال گذرے ہمکو خبر ہوئی اب شیوہ غمخواری یہ ہی کہ جاکر انکے دشمنونکو مثل نقش قدم مٹاؤن ان سرکشونکو سحر سے دیوانہ بناؤن ساتھ والے جھوم رہے ہین قبضہ شمشیر کے چوم رہے ہین عرض کرتے ہین ای سردار نامدار ای شہرۂ عالیوقار خون کے دریا بہائینگے افواج باغ کی شکلین بازدہ لائینگے اس جوش و خروش مین یہ لشکر بھی اسی جانب آتا ہی انکا بھی حال تحریر ہوگا ان کل مقدمات کو ناظرین والا تمکین خیال مین رکھین

دو کلمہ داستان شوکت و عبرت عنوان اول عیاری خواجہ عمرو نامدار و جلالت مہتر قران عالیوقار و ذکر جنگ مغلوبہ و آمد شہنشاہ والا شان و عیاری مہتر والا گہر یعنی چالاک بن عمرو و جنگ ملک اجلس گلگون پوش و شہرۂ فیلسوز دیگر حالات متعلق داستان ہذا عجب داستان نیرنگ و خوش آہنگ ہی

ز برق حادثہ آتش بہ خرمن افتاد ست
بعیش کوش اجل فرصتے اگر داد ست
تمام گلشن آفاق دام صیاد ست
بیا کہ قصر عمل سخت سست بنیاد ست
بیار بادہ کہ بنیاد عمر بر باد ست

بھرا ہوا ہی دو رنگی سے باغ ہست و بود
غرض عوام سے کیا اہل دل سے ہی مقصود
جو راست پوچھو تو یکرنگ لوگ ہین معدود
غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود
ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد ست

گنہ گار ہون پر زیر پا ہی راہ ثواب
کل ایک خضر وش سے رہے سوال و جواب
عجیب سانحہ شب کا سناؤن ای احباب
چہ گویمت کہ بہ میخانہ دوش مست خراب
سروش عالم غیبم چہ مژدہا داد ست

کہا یہ اسنے کہ سن ای مرد نیک کوتہ بین
یہ میکدہ ہی خرابات و قابل نفرین
ترا مقام ہی درگاہ حق مین علیین
تو ہی بلند نظر شاہباز سدرہ نشین
نشیمن تو نہ این کنج محنت آباد ست

جو ہمصفیر ہین ارواح تیری با توقیر
تو کان دھر کے ذرا سن تو انکی کچھ تقریر
وہ تجکو دیکھکے ہوتے ہین دل مین بی دلگیر
ترا ز کنگرۂ عرش می زنند صفیر
ندانمت کہ درین دامگہ چہ افتاد ست

بیں خواب میرے دل پہ گردھی افکار | کہ نیند آتے ہی دیکھا بزرگ اک دیندار
براہ لطف لگا کرنے مجھسے یہ گفتار | نصیحتے کنمت یاد گیر و در عمل آر

کہ ابجد یف ز پیر طریقتم یاد است

یہاں جو شاد ہی انجام کو وہ ہی ناشاد | طلسم ساں ہی یہ نیرنگ عالم ایجاد
زمانہ دیدہ ہوں رکھ میری یہ نصیحت یاد | مجو درستی عہد از جہان سست نہاد

کہ این عجوزہ عروس ہزار داماد است

نباک اسکا ہی اول تو مثل شیر و شکر | آل کار ہی لیکن بشر کے حق میں ضرر
ملا ہی زہر ہلاہل نبات کے اندر | فریب شیوۂ حسن از جہان پیر مخور

کہ ہر کہ کرد بوے اختلاط ناشاد ست

یہ کارخانۂ ہستی ہی محض بے بنیاد | غم و الم میں نہ عمر عزیز کر برباد
کہا یہ ماں نے ہرگز نہ دل میں ہو ناشاد | غم جہان مخور و پند من مبر از یاد

کہ این لطیفۂ عشقم ز رہروے یاد است

وہ عجز دہی جو مجبور بندے کو ٹھہرائے | وہ بیخبر ہی جو مختار نیک و بد فرمائے
بجا ہی مخبر صادق کی اس حدیث پہ رائے | رضا بدہ بقضا و ز جبین گرہ بکشائے

کہ بر من و تو در اختیار نکشادست

خزانے گلشن ایجاد میں پڑا ہی غل | بسان غنچہ دل افسردہ لوگ ہیں بالکل
صدائے کوس سفر شیشے کی ہی یاں قلقل | نشان عہد و وفا نیست در تبسم گل

بنال بلبل عاشق کہ جائے فریاد ست

نہیں زمانہ میں شیرین سخن مگر حافظ | جہان میں صورت رعنا ہی نامور حافظ
بجا ہی شعر کا کرتا ہی فخر گر حافظ | حسد چہ میبری ای سست نظم بر حافظ

قبول خاطر و لطف سخن خداداد ست

چہرہ محرران جادو تقریر و کاتبان اخبار دلپذیر سطیر تحریر حالات حیرت آیات جنگ سحر و ساحری میں مصروف ہوتے ہیں شعر واقعات کہ در سخن فزوداند + شرح این داستان چنین کردند + استادان سخنوران اس داستان

حیرت بیان کو نہایت تکلف سے آراستہ کیا ہے حقیر پر تقصیر مصنف ہیچمدان نے ان مقامات کو خون جگر کھا کر بحسن تدبیر و بہ تقریر دلپذیر بہ نہایت تکلفات سے تصنیف کیا ہے نکتہ شناسان طبع بین و ناظران فصاحت آئین لفظ لفظ اس داستان حیرت عنوان کو ملاحظہ فرما کر مصنف کو خلعت تحسین و آفرین سے مخلع کریں دامن مراد گلہائے توصیف و تعریف سے بھریں بعجز و انکسار تمام ایک مطلع اور ایک شعر اس مقام پر تصنیف کر کے درج کیا اسی کے مضمون پر کاربند ہونا مناسب ہے مطلع و شعر مصنف

نگہ ترچھی بظاہر گرم جوشی
ہیں بر میں لباس عیب پوشی
ہے عین مصلحت تیری خموشی
نکر پردہ دری دشمن ہو یا دوست

واضح ہو کہ جو وقت میدان کارزار میں برہمن صف شکن بظاہر ہاتھ سے تاریک شکل کش کے سیار گلشن جہان ہوا جمشید و بلور مع لشکر تاریک سیماب بجا کر طرف صحرا کے بھاگے درہ ہائے کوہ میں مخفی ہوئے ملکہ مہرخ اپنی بارگاہ میں آکر چھپیں افراسیاب و حیرت جادو تاریک کو ساتھ لیکر اسی مکان میں آئے ایک جوان زنگی بطور نگاہبان رقص و خانہ پر مقرر کر دیا افراسیاب و حیرت بیٹھے شراب پلا رہے ہیں چونکہ تاریک بھی زخمی ہوئی ہے بہلا رہے ہیں مہرخ وغیرہ کا قصد ہے کہ یہانسے بھاگ جائیں ایسا نہو تاریک پھر آپہونچے اس آدمخوار سے کون لڑے لیکن اولاں احوال مہتر قران نامدار تحریر ہوتا ہے کہ جب یہ کیفیت برق فرنگی نے مہتر قران سے آکر کہی مہتر قران نے پوچھا ای برق برہمن کو تاریک نے مار ڈالا برق تڑپ گیا کہا خلیفہ صاحب کیا عرض کروں برہمن اس زور شور سے لڑا کہ تاریک گھبرا گئی لیکن انجام میں کچھ نہو سکا برہمن بیہوش ہو کر گرا تاریک چبا کر کھا گئی جمشید و بلور بدحواس ہو کر بھاگے لشکر مہرخ میں قیامت برپا ہے اب لشکر کا پاؤں نہ تھمیگا خلیفہ صاحب جلد کچھ تدبیر کرو فکر قتل تاریک میں تقریر کرو قران نے یہ حال پر ملال سنکر سر جھکا لیا آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہا ای برق بڑی خرابی ہے ذہن میں نہیں آتا کیا عیاری کریں اول میں خواجہ نامدار افراسیاب بنکر گئے اسکو بیہوشی کے جام پلائے وہ بیہوش نہوئی بلکہ یہ کہا کہ تیرے ہاتھ کی شراب میں تلخی ہے یہ نسخہ مجکو بتا دے پھر بتلاؤ ہم کیا تدبیر کریں سوا بیہوشی پلانے کے اور کیا کر سکتے علاوہ ازیں اُسنے مجھے قصر آتش بنایا ہے اُسمیں رہتی ہے وہاں پہونچنا دشوار ہے اگر کسی بارگاہ میں ہوتی کیسی صورت بنکے جلتے جان دیکر ایک بغدہ لگاتے اگر تا فیر ضرب ہوتی سر اُڑ جاتا ورنہ لڑ کر جان دیتے اب کیا کریں تاریک روسیاہ تک کیونکر پہونچیں برق نے کہا خلیفہ صاحب اگر میرے ذہن میں کوئی تدبیر ہوتی فوراً جا پڑتا اب آپ کچھ فکر کریں اُستاد کو تالاش کیا

کسی و نسے اُنکا پتہ نہین شاید معرکہ برہمن سے وہ آگاہ نہین ہوئے یا مخفی ہوکر ملاحظہ فرمایا ہو اس ہنگامہ
مین ہر ایک خرد وکلان حیران وپریشان ہی فلک در پی آزار ساحرہ مکار غدار جہان دیدہ گرم وسرد عالم چشیدہ
لیکن اب تساہل وتامل مناسب نہین ہی جو کچھ ہو سکے فوراً تدبیر ہو قران وبرق عرصہ دراز تک ایسی ایسی صلاح
مین کلام کیا کیے جب کوئی بات قرار نپائی مجبور ہوکر قران نامدار نے کہا اے برق حقیقت مین عیاری تو اسپر
نہ چلیگی اس باغ عالم مین شاخ تمنا نہ پھولیگی نہ پھلیگی لیکن غیرت جرأت دامنگیر ہی بس جان دینے کی یہ معقول
تدبیر ہی کہ شاید تمکو بھی یاد ہوگا ملکہ ارمان جادو نازنین خوشخرام افراسیاب کی بھانجی اسی زمانے مین برابر
مقابلہ ملکہ بہار آئی تھی دونون گلعذار ونمین خوب خوب سحر ہوئے کیسے باغ سحر وساحری بنائے مجکو اُنکی صورت
زیبا بہا نہایت پسند آئی دل مین جو آیا تو اُنکی تصویر کھینچلی اُسکو سنا ہی تاریک شکل کش بھی بہت عزیز رکھتی ہی
پس یہ ارادہ ہی کہ تمکو اُنکی شکل بناکر لیچلین ہم ایک غلام ترک کی صورت بنین سامنے تاریک شکل کش کے
پہونچین تمکو سکھلا تا کیا ہی خود طرار وفرار ہو مکار وغدار ہو نازو ادا کی باتین کرنا ایک لغیدہ مین مار ونگا اگر
پورا پڑگیا تو خاتمہ ہی جو تسمے ہو سکے حلقہ ہائے کمند یا دار نیچے کا کرنا اگر نہو سکے تماشہ دیکھنا اس آدمخوار کی چھاتی پر
چڑھ بیٹھونگا پسلیان توڑ ڈالونگا اگر نیند نے تاثیر کی یہ تو ظاہر ہی کہ دہن اژدر مین جاتے ہین ہر وقت
افراسیاب وحیرت بھی اُنکی خوشامد مین مصروف رہتے ہین اگر نیچہ قابض ہو ایک وار افراسیاب
پربھی کرینگے ایک ہلکی سی ٹھوکر حیرت پر بھی پڑے شاید کوئی مطلب نکل آئے ورنہ اپنی جان دین تاراجی
باغ پُربہار نہ دیکھین برق بھی تڑپ گیا کہا خلیفہ بات تو خوب ہی یہ عیاری دلکو مرغوب ہی لیکن تاریک دم
آفت زمانہ ہی کہ جسکا مثل ممکن نہین برائے جانبازی حاضر ہین جسطرح مزاج مین آئے قران نے فوراً تصویر
دلپذیر ارمان جادو اپنے پاس سے نکالی برق نے رنگ روغن عیاری کا نکالا زنانہ جوڑا زیب جسم کیا زلفونکو
پیچ وتاب دیا صورت ارمان جادو کی بنائی مہتر قران نے دیکھا حقیقت مین ایسی صورت برق بنا ہی
کہ اگر ارمان کے مان باپ بھی آئین اور بہ نگاہ غور دیکھین کسیطرح نہ پہچانین مہتر قران ایک غلام ترک
کی صورت بنکر تیار ہوکے سپاہی وضع زخم کھائے ہوئے ناکو کے جابجا نشان جرأت وشوکت کی آن بان
تیغہ برق تاب کاندھے پر رکھا سپر پشت پر بغلا زیب کر اب قصد ہوا کہ برق کو ساتھ لیکر قصر تاریک کے
اندر جائین جاکر اُس سیاہ رو کو مارین یا اپنی جان دین چند قدم چلے تھے کہ ایکطرف سے آواز آئی اے برادر ٹھہر جاؤ
قدم آگے نہ بڑھاؤ ہم بھی آپہونچے یہ آواز سنکر مہتر قران وبرق گھبرا گئے کہ خداوندا یہ کیا معرکہ ہی آہا

صورت میں ہمکو کیونکر پہچانا کوئی شعبدہ افراسیاب ہو قصد ہوا نکلجائیں لیکن نورافشان قریب آگئے تھے بہ محبت آواز دی ای قران و برق نہ گھبراؤ جو ظاہر میں صورت ہے وہی سیرت ہے جان نثاران لشکر اسلام سے ہین جو تمھارا قصد ہے وہ ہمارا بھی ارادہ ہے یہ خیر خواہ جان دینے پر آمادہ ہے مکر نجانو اپنے دوست صادق کو پہچانو یہ کہکر نورافشان قریب آیا مہتر قران کا ہاتھ تھام لیا برق نے جھٹک کر کے کہا ای شاگرد رشید مہتر قران ماشاءاللہ کیا کہنا اگر مین نہ آجاتا تم دونون جاکر مارے جاتے ہر چند کہ بڑے جانباز انتہا کے سرفروش ہو لیکن جبل تاریک بہت مشکل ہے ساحرہ عاقل وکامل ہے اب مہتر قران کو یقین کامل ہوا کہ نورافشان عالیوقار ہے لپٹ کے خوب روئے نورافشان کے بھی اشک حسرت جاری ہوئے کہا ای عیاران نامی و ای جان نثاران نامی اس درہ کوہ مین چلو ہم تم ملکر صلاح کرین شاید کوئی صورت معقول نکل آئے دل تردد منزل تسکین پائے مہتر قران و برق فرنگی و نورافشان جادو ایک درہ کوہ مین آکر بیٹھے انجمن مشاورت کو منعقد کیا کلام ہونے لگے شمع رائے روشن کی لیکن چراغ عقل گل ہین مرنے پر لو لگی ہے شمع حیات جھلملا رہی ہے برق کا سر پیٹنا مہتر قران کا ہچکنا نورافشان کا تسکین دینا اور کہنا کہ ای عیاران نامدار و ای طراران عالیوقار گھبراؤ پروردگار رحیم و کریم ہے سمیع و علیم ہے بقول شاعر شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود ٭ مرد باید کہ ہراسان نشود ٭ برق نے تڑپ کر کہا استاد جبل تاریک ناممکن ہے ہم و خلیفہ جان دینے جاتے ہین تجنے ہمکو ناحق روکا مرنے والونکو کیون ٹوکا جو کچھ خلیفہ نے سوچا ہے وہی بہتر ہے بصورت ارمان جادو ہم جاتے ہین جبل تاریک ضرور بلا لیگی اندر پہونچتے ہی اپنا کام کرینگے انشاءاللہ اسکو مار کر مرینگے اپنے سردار کی وہ مصیبت دیکھی ہے کہ روح قالب مین تڑپتی ہے اپنے پروردگار سے کہتے ہین کاش بطن مادر سے نہ پیدا ہوتے ہر وقت حیران و پریشان ہین یہ اشعار رعنا وردزبان ہین

نظم

دل کو میرے خمخانہ بنایا ہوتا
اس سے بہتر تھا کہ دیوانہ بنایا ہوتا

گر سلیمان حشم مجکو دیا تھا تو نے
تو مجھے شوق سے پروانہ بنایا ہوتا

خاکساری مجھے ملتی تو بڑی خوش ہوگی
دل کی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا

کاش سر کو بھی پیمانہ بنایا ہوتا
کاش ہوتین صدف گوہر مری چشم گریان

خانۂ دل کو پریخانہ بنایا ہوتا
تیرہ بختی کا جو قسمت مین لکھا تھا سودا

کاش خاک جانانہ بنایا ہوتا
غم دو دیتے ہی انگشت بدندان عنقا

ہون فقط عقل کی افراط سے ششدر یارب
دانۂ اشک کو دُردانہ بنایا ہوتا

آتش غم سے جلانا ہی اگر تھا منظور
کاش خال رخ جانانہ بنایا ہوتا

اس غم آباد سے بہتر تھا کہ ای رب جہان
غم نہ تھا حال جو مستانہ بنایا ہوتا

یہ اشعار حیرت آمیز عبرت انگیز تڑپ تڑپ کر پڑہے نور افشان بھی بیقرار ہوکر رونیلگے کہا ای برق و قران
ہمین تمسے زیادہ ملال ہی بربادی لشکر کا خیال ہی مین بھی اسی فکر مین نکلا ہون کہ کوئی تدبیر کرون بڑا
کمال یہ کیا کہ تیغۂ نور افشانی لیکر آیا اس تیغہ جوہردار کا نکالنا مناسب نہ تھا نجومیون نے صاف صاف
لکھا ہی کہ جب اسد نامدار کو لوح طلسم ہوشربا حاصل ہو تب یہ تیغہ قبضے مین طلسم کشا کے رہے اسی تیغہ
سے افراسیاب قتل ہوگا لیکن یہ بھی تحریر ہی کہ معقول تدبیر ہو کہ جسکے قبضے مین یہ تیغہ آبدار ہوگا اُسپر کسیکا سحر تاثیر
نکریگا اسواسطے مین اسکو نکال لایا قصد تھا کہ خود جاکر تاریک سے لڑون لیکن مین اور تدبیر کرونگا اور طور
سے اپنے کو وقت پر پہونچاؤنگا ای مہتر قران ای نظر کردۂ بزرگان یہ تیغ بے پناہ تمہارے دست زبردست
کے قابل ہی اگر فضل الٰہی شامل ہی تمہارا ہاتھ تاریک پر پڑ گیا ضرور اُس روسیاہ کے دو ٹکڑے ہونگے ہم بھی
اگر سحر کرینگے شاید یہ تدبیر راست آئے یہ سُنکر مہتر قران کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہوگیا کہا ای نور افشان
نامدار ساحر عالیمقدار بخدا اگر سحر نے مجھپر تاثیر نہ کی اس آدمخوار کو گھس کر نہ مارا تو اپنا نام مہتر قران نہ پایا بخدا
دو دو ڈانونسے ماش کے ڈرتا ہون جہان ساحر نے ہونٹھ ہلائے چھو کر دیا اچھو ہو گیا ہاتھ پاؤن بیکار ہوگئے اگر
رستم وقت مین تو مجبور و لاچار ہوئے آج تک اس ہوشربا مین بڑے بڑے ساحرون کو مارا بعض کو
سر میدان للکارا مگر یہی خوف رہتا ہی کہ گرفتار نہو جائین جب یہ یقین ہوا کہ سحر تاثیر نکریگا گھس کر ہونگے
خوب معرکہ پڑینگے تیر تفنگ سے کیا خوف ہی گرز و تلوار سے کیا ڈر اگر مارے گئے نام ہوا سُرخ رو ہوکر دنیا سے
اُٹھے بہادرون مین مشہور کہلائے دشمنون کے دلمین ناسور پڑے یہی دلمین خواہش ہی ہر وقت کاوش ہی
کہ جگر کو بین فرد غازیان دینداروجاں بازان تہور شعار مین نام مرقوم ہو تمام عالم مین جرأت کی دھوم ہو جبسے
اس طلسم مین داخلہ ہوا ہر وقت یہی تردد رہا کہ پروردگار ساحران غدار سے بچائے ہاتھ نہ باندھا جائے
ای نور افشان ذیشان بسم اللہ تیغہ مجکو مرحمت فرمائیے آپ طرف طلسم نور افشان کے جائیے اب ہم سمجھ لینگے
نور افشان نے کہا ای مہتر والا گہر اسپر ناز نکرو کہ ہم جاتے ہی تاریک کو مار لینگے وہ ملعون بہ دانش ہمہ گیر
کامل و اکمل صاحب تدبیر ہی دیکھتے ہی اس تیغہ کو پہچان لیگا تمکو اپنے قریب نہ آنے دیگا لشکر افراسیاب بیحساب
ہی قیامت برپا ہوگی لاکھون ساحر تمکو گھیر لینگے غیر ساحر دنکے بلوے ہونگے افراسیاب بھی الگ الگ رہیگا
اور تاریک جس وقت آگاہ ہوگی تمہارے سائے سے مثل آہوے وحشی رم کریگی آسمان پر چلیگی غیر ساحر اُس تک
کیونکر پہونچینگے اگر اور ساحر دو تین یا پانچ ہزار قتل کیے تو کیا قران نے کہا خدا مالک ہی اب آپ بسم اللہ کرکے

تیغہ نور افشانی مجکو مرحمت فرمایے انشاءاللہ ملاحظہ کیجیے گا کہ کیا گذری نور افشان جادو نے تیغہ مہتر قران کے حوالہ
کو دیا اور کہا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے اُس بلاے سیاہ سے بچاے یہ کہکر نور افشان اپنے کو اسباب
سحر سے آراستہ کر کے ایک جانب روانہ ہوا قران و برق فرنگی بصورت ہاے مذکور طرف تاریک کے چلے
کہ انکا حال حیرت مآل دوقت پر تحریر ہوگا لیکن یہان لشکر مہرخ مین ہنگامہ عظیم برپا ہی ہزارہا ملازم و غیر ملازم
مثل تاجران لشکر بھاگ گئے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اب تاریک کے ہاتھ سے جانبر ہونا دشوار ہی یارو
برہمن روئین تن کس زور شور سے روا آخر سیار گلشن جہان ہوا اور کسی کی کیا حقیقت ہی کہ اس بلاے سیاہ
کے سامنے جاے یا اُس سے آنکھ ملاے مصاحب ساحری بانی بناے رکن ساحری ملکہ مہرخ نے جو ہنگامہ سنا بارگاہ
سے باہر نکل آئین چند سردار و غازیان تہور شعار سایہ سان ملکہ کے ساتھ ہین ملکہ نے بہ آواز بلند پکار کر کہا
صاحبو جانے والون کو نہ روکو بندگان خدا بچ جائین اس بلاے ناگہانی سے نجات پائین اگر خدا ہمکو فتح دیگا
پھر سرفراز کرینگے ہم ان صاحبونکی محبت پر ناز کرینگے ہمارا وقت زوال ہی سب کی جان کا ہمکو خیال ہی ہمارا
قدم نہ ہٹیگا انشاءاللہ اس میدان کارزار مین دریاے خون بہیگا اہالیان لشکر نے جو ملکہ مہرخ سے ایسے
کلمات حسرت انگیز سنے روتے پیٹتے خیمونسے نکل آئے قدمونسے ملکہ مہرخ کے لپٹ گئے بیقرار ہوکر رو رو کے عرض کی
ای شہنشاہ عادل ای کامل و عاقل ہم آپسے پیشتر جان دینگے مجبور یہ ہین کہ ہمارا انحوا اُسپر تاثیر نہین کرتا لیکن آپکے
ساتھ سے قدم نہ ہٹائینگے حضور کو چھوڑ کر کہان جائینگے جو بھاگ گئے چلے جائین کیا پروا ہی مع اہل و عیال
سب آپ پر نثار کیے جان و مال سب تصدق کرینگے نمک حلالی یہ ہی کہ سامنے حضور کے مرینگے ملکہ نے ٹھنڈی
سانس کھینچکر کہا خدا تم سب صاحبونکو سلامت رکھے تم سب صاحبونسے سبطرح کی امید ہی کیسے کیسے سرفروش
مارے گئے دل پر داغ ہین بقول شاعر مطلع ہون وہ واماندہ نشان بھی جہان ملتا نہین + کاروان کیسا
غبار کاروان ملتا نہین + پہلو مین بہار جادو موجود ہی ملکہ نے جو یہ مطلع پڑھا بہار کی آنکھونسے آنسو جاری ہوگئے
بادشاہ سجادہ کا خیال ہی ہر وقت جدائیکا ملال ہی دل ٹوٹ گیا چہرہ پر ہوائیان اُڑنے لگین بیساختہ یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

بے یار کسطرح نہ نظر آئے گھر اُداس
اُٹھا ہی کچھ اُدھر سے مرا نامہ بر اُداس
اندھیر ہی نہ آئے شب وعدہ بھی کوئی
جلتا ہے شام ہی سے چراغ سحر اُداس

وحشت ہو کیوں نہ نکلے دیوار و در اُداس
کیا آج یاس ہو گئی تاثیر گریہ سے
ہے زیادہ شمع رہی رات بھر اُداس
بیٹھا رہی ہین لکھا کر اُسکی شوخیان

کیا جانے کیا جواب خط شوق کا ملا
یون تجکو دیکھتے تھے نہ ای چشم تر اُداس
دیکھیں دکھائے آج شب انتظار کیا
پھر کیون ہی میری آہ کا رنگ اثر اُداس

نکلا تھا لیکے جلوۂ شوق جستجو
بیٹھے ادھر اس بزم میں اور اسقدر ادھر اُس
محفل کا عاشقوں کی پھر رنگ میں نئی
ایکا ایک بات لگی پر دو دو پہر اُدھر اُس
ساری جلال بھولگئے اپنی شوخیان

آئی ہے بھر کے آنکھ میں کیا وہ نظر اُدھر اُس
اول تو دیکھیں صبح شب وصل اہل رسم
کوئی ادھر ادھر اُس ہے کوئی اُدھر اُدھر اُس
اظہار درد کون کرے آہ و نالہ کون
افسردہ یون ہوئے وہ مجھے دیکھا اُدھر اُس

بیشک ہو کچھ کسی سے مکدر کہ تماشا شوخ
پھر اے فلک سحر بھی آئی سحر ادھر اُس
سب پیچھے بھلائے ہیں اُسکی یاد نے
ہم چپ دل ستم زدہ ساکت جگر ادھر اُس
بہار نے جو غنچۂ دہن سے گل تری

فشانی ہر ایک کے دل میں خار الم کھٹکا سب چہرے کملائے نرگس آنکھوں میں آنسو بھر آئے شور گریہ و زاری بلند ہوا
لشکر ظفر اثر مہرخ میں یہ قیامت ہے تاریک شکل کش کی یہ کیفیت ہے ناظرین آگاہ ہونگے تحریر کر چکا ہون
کہ تاریک جادو خطرے برہمن کے زخمی ہو کر آئی افراسیاب جادو و حیرت خوش بیٹھے ہوئے اُسکو سمجھا
رہے ہین زخمون میں ٹانکے دیے دو آدمی بیگناہ لاکر سامنے اُس ملعونہ کے ڈالدیے چیر پھاڑ کر کھا رہی ہے اور یہ
کہتی جاتی ہے اے افراسیاب تیری محبت میں مین نے اپنا مکان قدیم چھوڑا محبت سے سامری کے منہ موڑا
اب تیری علمداری تمام عالم میں قائم کردونگی لاشہ ہائے باغیان سے کوہ و دشت بھر دونگی افراسیاب جادو
خوش بیٹھا ہے حیرت جادو عرض کرتی ہے دہائی امان سامری جمشید نے بڑی خیر کی بہن میری بہار جادو بجلی
برہمن آگ کش ہو طلسم نور افشان کا چراغ گل ہوگیا اب اگر وہ سامنے بھی آئے خیال رکھیگا اُسکی
سرکشی پر غضب نہ آئے بسہولیت گرفتار کر کے میرے سپرد کیجیگا میں خدمت میں والد نامدار حیات بالیوقا
کے بھیجدونگی باپ کو دیکھکر شرم آئیگی کچھ تو سمجھیگی اُسکا قتل میرا باعث بدنامی ہے حقیقت میں بڑی ناکامی ہے
کہ میں بعہدہ سلطنت رہون بہن میری قتل ہوجائے تمام اہل جہان طلسم ہوشربا طعن کرینگے دامن ناکامی گل
تشنیع سے بھرینگے میں کس کس کو جواب دونگی یہ بخوبی ظاہر ہے کہ اُسکی سرکشی انتہا کی ہے لیکن بموجب مثل از خردان خطا
واز بزرگان عطا واجب و لازم ہے تاریک نے کہا اے حیرت گھبرا ابھی بہار کو باغ لشکر مہرخ سے اٹھا لاؤن حیرت
نے کہا دیکھیے دربارگاہ پر سب سردار جمع ہیں کچھ صلاحین ہو رہی ہیں بہار روتی ہے میں تاریک نے کہا
میں ابھی لاتی ہون یہ کہکر جھوٹی ایک ناندا خراب کا بیابان افشان کی جرچ چبانے لگی قصد ہوا اپنے مقام
سے اُٹھے کنارے کنارے لشکر مہرخ کے ہر کارے حیرت و چیر نو ہر اے خبر موجود رہتے ہیں اُنھون نے کسی
کنیز کی زبانی سُنا کہ بہ تحریک حیرت تاریک کا قصد ہے کہ بہار کو پکڑ لاؤن حیرت کے حوالے کردون
یہ دونون بیچارے بدحواس ہو کر بھاگے سامنے ملکہ مہرخ کے آئے پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم ملکہ بہار

کوشش بوے گل کسی گلشن مین چھپائیے اس سرو قد گلعذار کو بچائیے تاریک بلاے گرفتاری بعد آیا چاہتی ہے یہ جو
مہرخ نے سنا گھبرا گئی بہار کیجانب متوجہ ہوئی کہا اے بہار بلاے پروردگار جا کر کسی ٹھرا مین چھپو ہر چند
کہ بہار کا باغ مین مقام ہے صحراے ویران سے کیا کام ہے لیکن انقلاب زمانہ جو رنگ دکھلائیگا دیکھنے
تم مہرخ مہو وغیرہ بھی بہار سے لپٹ گئین کنیزان بہار رونے لگین کہا ملکہ بہار ہم سب پر رحم کیجیے برائے
چندے ٹل چلیے گلزار لشکر سے نکل چلیے جان بچانا ضروری ہے اب اسوقت ٹھہرنا خلاف عقل کا قصور ہے
ہر چند کہ رنگ روے بہار متغیر ہوا گل سا چہرہ کمھلا گیا لیکن آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا کہ
صاحبو مین اپنی جان سے بیزار ہون مین خود بلاے مقابلہ تاریک گئی تھی غلام کو اُلٹے دیوانہ کیا
تیر ملامت کا نشانہ کیا تاریک بھی چلی تھی بیچارہ برہمن آگیا قضا نے اُسکا دامن پکڑا ہماری قضا کی
اس حیلے سے بچ گئے اگر وہ آتی ہے آنے دو تم سب صاحب ہٹ جاؤ مجھکو بڑی ہوس ہے کہ اس بلاے سیاہ پر
سحر کرون مددے باغبان قضا و قدر کے اس جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ کو تنگ چنوا دون بھیج
کہا ملکہ یہ دشوار ہے لیے اپنے شباب پر رحم کرو اسوقت ہٹ جاؤ ٹھہرنا مناسب نہین ہے حیرت نے اسکو
بھگا یا مجھی بچا یا وہ ضرور آئیگی اُسوقت کچھ نہ بن پڑیگا اُسکا سامنا کیا ضرور ہے اُسکے نام سے دل تھرانا ہے
کلیجہ منھ کو آتا ہے یہان تو یہ ذکر ہے تاریک کو گرفتاری بہار کی فکر ہوئی کہ یکایک صحراے گرد اُڑتی ابر
سحر نمایان ہوا ملکہ مہرخ وغیرہ نے پلٹکر دیکھا وہ ابر بنہایت تکلف سے آراستہ و پیراستہ ہے
رعد کی گرج برق کی چمک زیر ابر بارہ ہزار جوانان زرین پوش بصد جوش و خروش مرکبہاے
بادرفتار پر سوار آمادہ حرب و پیکار دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے آگے اُن سواران زرین پوش
کے صف شکن تیغزن صاحب توقیر بادشاہ طلسم نور افشان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تاج زرین
بر سر زرہ یاقوتی زیب جسم انور بہت بڑی جھولی بائین شانے پر آراستہ اُسمین گولے ترنج نارنج بھرے ہوئے
مرکب بادرفتار طرار سے جمتا ہوا ہر مرتبہ قصد کرتا ہے سبزۂ فلک کو پامال کرون سرحد دنیا سے گذر جاؤن نظم

اپنا رہوار جو کا دے پہ لگا دو وہ بھی
برق دم رخش ترا ہے وہ قیامت چنچل
گرد کیطرح سے برق تو کوسون پیچھے
باعث تفرقۂ سایہ ہوا اُسکا کس بل

کرہ ارض کی تاپونسے لگاے دلدل
عین سرعت مین اُسے ایک کے دو آئین نظر
ٹھوکرین کھاے قضا دور نظر آئے اجل

چرخ دوار نے دیکھا نہین ایسا رہوار
صاف ہون کو دمک دیدہ گردون اول
فرط سرعت سے بھٹکتا پھرے چھٹکر سایہ

تیغہ برق تاب زیب کمر ایک نیچہ ہلالی کاندھے پر یہی قصد ہے کہ نیچہ ہلا لی

کھینچون حملکر صفِ دشمن سے نکلجاؤن نظم

تیغ تو میان سے مثل قضائے مبرم
چیر کر برق نکلجاتی ہو جیسے بادل

ذبح کی نام سے جس تیغ سے پائی صیقل
جادۂ جسم کی گر تیغ کرے قطع و بُرید

صفِ اعدا پہ گرے آگے وہ مانند قضا
تن ہو بے نقطۂ جان صورت حرف جمل

اس شوکت و شان آن بان سے کوکب روشن ضمیر دلاور تہیر قریب لشکر مہرخ آکر پہونچا لشکر مین جو انتشار پایا مہرخ کو پکار کر آواز دی ای شہنشاہ لشکر آپ گھبرائیے مین آیا ہون کہ جاکر ملکہ تاریک سے مناظرہ کرون اگر صلح ہو فبہا ورنہ آج ہی فیصلہ ہے آپ لوگ کنارے ہو جائین اسقدر گھبرائین ہم سمجھ لینگے جیسا مناسب ہوگا ویسا کلام کرینگے یہ تو بخوبی ظاہر ہو کہ چھوٹے اُستاد مارے گئے اُنکے غم و الم نے بہت پریشان کیا چراغ محفل طلسم نور افشان گل ہو گیا آپکے صدہا سردار مارے گئے اُنکا بھی دلپر داغ ہو آج اس جنگ و جدل سے فراغ ہو ملکہ مہرخ و بہار نے چاہا کوکب کو اپنے پاس بلائین یا خود قریب جائین کوکب نے اشارۂ ہاتھ کے منع کیا کہ اسوقت دور ہی رہنا مناسب ہے نہین معلوم یہ حقیر کس بات کا طالب ہی آخر معلوم ہو جائیگا یہ کہکر مرکب بادرفتار صف سے بڑھایا سواران زرین پوش کو دامن صحرا مین ٹھہرایا طرف قصر تاریک کے چلا لشکر دشمن مین غل ہوا کہ کوکب روشن ضمیر یکہ و تنہا تاریک سے کلام کرنے جاتا ہو نہین معلوم کیا مراد ہو یہان افراسیاب جادو سامنے تاریک کے بیٹھا ہوا پلٹ کر دیکھا کوکب سواران زرین پوش کو ٹھہرا کر مرکب سے اُترا ہو اسی جانب آتا ہو تاریک سے عرض کی دائی امان برہمن کے مارے جانے سے کوکب گھبرا گیا اکیلا آپ کے در دولت پر آتا ہی اصلاح کو مانیگا جو کچھ ہونا ہو ہو جاے وہ بڑا اسکا سرپرست تھا سحر و ساحری مین بھی زبردست تھا ساعت نیک و بد بھی بتلاتا تھا ہر آفت سے بچاتا تھا اب اسکا کوئی معین و مددگار نرہا اسیوجہ سے مجبور ہو کر آیا ہی تاریک نے کہا او چھوکرے مجکو سکھلاتا ہی مین خوب سمجھ چکی ہون سب کا بھاگنے کا ارادہ ہی کوکب بیچارے کی کیا حقیقت ہی مین اب کسی کو امان دونگی تو میری بات مین دخل نہ دینا بزرگون کے سامنے بچون کو کیا دخل ہو ابھی منھ سے دودھ کی بو بھی نہین گئی اگر تو صاحب فہم و فراست ہوتا طلسم ہوش ربا کے بڑے بڑے شرف مین ای اقلیم مین سامری و جمشید پیدا ہوئے ہمارے سامنے دعوی خدائی کیا ہم لوگ معین و مددگار تھے خدائی کو رواج دیا ہوش ربا آراستہ و پیراستہ ہوا یہ مقام جلوس سامری و جمشید ہی تمام ممالک کے لوگ برائے زیارت آتے تھے مراد مند مرادین پاتے تھے وہ رنگ درست ہوئے بادشاہ ہوش ربا جسپر نگاہ قہر ڈالتا تھا

وہ جلکر خاک ہوجاتا تھا تو نے لگی لگی پھرنا شروع کیا آفتاب جہالت طلوع ہوا ورنہ تیرا ہمسر کون تھا مین
کوکب سے باتین کرلونگی دیکھون کیا پیغام لایا ہی ظاہر مین تو بہت گھبرایا ہی یہ باتین تھین کہ کوکب بُرد خاص
پر آکے پہونچا جوان زنگی دربان کھڑا تھا اُسنے کوکب کو روکا کوکب نے کہا ای جوان جاکر ملکہ عالم سے عرض کر
کہ کوکب روشنضمیر بادشاہ طلسم نور افشان در دولت پر حاضر ہی آپسے کچھ کلام کرنا منظور ہی آپکی ریاست
وامارت سے کیا دور ہی کہ مجکو سامنے طلب فرمایئے جو کچھ عرض کرون جواب باصواب ملے جوان زنگی کوکب
کو دیکھکر تھر لیا سامنے تاریک کے آیا پیغام کوکب بیان کیا تاریک نے کہا بلالو زنگی نے آکر عرض کی اندر تشریف
چلیئے ملکہ عالم طلب فرماتی ہین کوکب نے کہا دروازہ کا سحر برطرف ہو تو مین حاضر خدمت ہون یہ میری
لیاقت نہین ہی کہ آپکے سحر مین قدم رکھون زنگی نے جاکر یہ تاریک سے کہا تاریک قہقہہ مار کر ہنسی
اُسکے نزدیک ہنسی تھی مگر زمین ہلنے لگی تاریک نے اُنگلی سے اشارہ کیا دھوان شق ہوگیا راستہ ظاہر ہوا
اب کوکب روشنضمیر اندر آیا لیکن دھوین سے بچتا ہوا تاریک کو آکر سلام کیا افراسیاب نے دیکھا آج
تو کوکب بڑی جھولی سحر کی گلے مین ڈالکر لایا ہی اُسمین گولے ترنج نارنج بھرے ہین ہنسا حیرت سے اشارہ کیا
حیرت بھی مسکرائی دونون کے دماغ عرش اعلی پر پہونچے یقین کامل ہوا کوکب مجبور ہوکر آیا ہی اصلاح کون
مانیگا ہمین قید کرلیگی حیرت وافراسیاب مین تو یہ اشارے ہو رہے ہین لیکن تاریک نے کوکب کے
سلام کا یہ جواب دیا بعشق سامری ای کوکب مزاج تو اچھا ہی اسوقت آپکا کیا باعث ہوا تمھارے
اُستاد جی میان برہمن صف شکن کیا ہوئے جو نیک و بد ساعتین بتاتے تھے اُنپر کیا گذری ما بدولت
کے مقابلے کو آئے یہ نہ سمجھے کہ ہم پہلونشین سامری ہین ہمسے کون مقابلہ کرسکتا ہی فلک شعبدہ باز کو میری سحر
وساحری کے سامنے سکتا ہی سامری جمشید نے ہمکو پردہ دنیا مین چھوڑا خود چولا بدلکر بالاے آسمان
گئے اب انتظام خدائی کا ہمکو اختیار ہی جسکو چاہین قتل کرین جسکو چاہین بخشین ہمارے حکم مین کون دخل دیسکے
یہ جو تاریک نے جھوم کر کہا کوکب روشنضمیر تلوار ٹیک کر بیچ مین ان تینون صاحبون کے بیٹھگیا تیور پر بل
پڑے مونچھ پر تاؤ پھیرا کہا ای تاریک اسقدر غرور سحر ایسا نہو آسمان پھٹ پڑے زمین شق ہو تو سما جاوے
مین عاجز و مجبور ہوکر نہین آیا ہون چند سحر بنا کر لایا ہون بروقت امتحان حال کھلیگا برہمن کا طعنہ دینا بیکار ہی
وہ صاحب لیاقت وشوکت جری بہادر صف شکن تمھارے مقابلے کی ہوس رکھتا تھا آج اُسکے برابر بڑا
یہ مشہور ہی جنگ و دو سر دارد ایک غالب ایک مغلوب ہوتا ہی کوئی ہنستا کوئی روتا ہی بڑے بڑے نظام نہین کے

ضحاک ماران کیسا ظالم اظلم تھا اژدہاے دہان شانونپر دو مار سیاہ دو بندگان خدا کا بیگناہ سر توڑواکر
بھیجا سانپون کو کھلاتا تھا تب اُنکی سرکشی سے امان پاتا تھا آخر کیا ہوا طعمۂ دہن اژدر قضا ہوا ہزار سال
سلطنت کی آخر مثل نقش قدم مٹگیا جب اُسکا نام آتا ہی صاحبان عدل و انصاف نفرین کرتے ہین
نوشیروان عادل نے ساتھ عدل و انصاف کے بسر کی ہم سلطنت کس کیفیت سے سر کی جب اُسکا نام کوئی
لیتا ہی صاحبان لیاقت آفرین احسن کہتے ہین جو عدالت و انصاف نکریگا حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے
جائیگا بار بد دعاے عالم سر پر اُٹھائیگا گوشۂ قبر تاریک مین جاکر بہت گھبرائیگا پھر کیا ہاتھ آئیگا ای تاریک
خوف کر سیدا کرنیوالے سے ذرا اجل قریب ہی کوئی نہ بچا ہی نہ بچیگا جلکو سامری و جمشید کہتی ہو وہ بھی آخر مرگئے
بچارون کے لیے اپنے کو مطعون و بدنام کرگئے پس کلمات سخت و سُست زبانپر لانیکی کیا ضرورت ہی
مجکو خود اپنے حال پر حیرت ہی لیکن اس خیال سے چلا آیا کہ اگر لڑائی پڑیگی لاکھون بندگان خدا مارے جائینگے
یہ ملک آباد ویران ہو جائینگے مین نے چند سحر تیار کیے ہین انکو ملاحظہ فرمائیے مین آپکے سامنے سحر کرون آپ
جواب دیجیے تاریک جواب ندینے پائی تھی افراسیاب بول اُٹھا ای کوکب روشن ضمیر تمھارے سحر کو مین
دفع کرونگا دم سحر و ساحری کا بھرونگا تمھو سحر کرو دیکھون کیسے کامل واکمل ہو سامنے دائی امان کے ابھی
حال کھلجائیگا یہ انصاف کرین ہمارا تمھارا مقدمہ صاف کرین یہ سنکر کوکب نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف
افراسیاب کے دیکھا کہا ای شہنشاہ طلسم ہوشربا آپ غصہ نفرمائین خاموش رہین بڑون کے سامنے
چھوٹون کو بولنا نچاہیے پہلے مین انسے کلام کرلون پھر آپسے بھی موجود ہون بے فیصلہ کیے نجاؤنگا
آج وہ سحر ہونگے کہ زمین تھرائے بڑے بڑے ساحرون کو غش آجاے یا پہلے آپ ہی اُٹھیے جرأت و زور
سلطنت دکھائیے میدان کارزار مین آئیے یہ کہکر کوکب نے قبضے پر ہاتھ رکھا قصد کیا اپنے مقام سے
اُٹھے تاریک نے افراسیاب کو منع کیا کہا چھوکرے خاموش نہین رہتا تجکو ہمارے مقدمے مین کیا
دخل ہی ہم انکو جواب باصواب دینگے باتون مین بہلا لینگے یہ کہکر طرف کوکب کے متوجہ ہوئی کہا ای شہنشاہ
آپ بیٹھیے ہمسے کلام کیجیے اس چھوکرے بیوقوف کو جواب ندیجیے اگر یہ عقیل ہوتا خرابیان کاہیکو درپیش ہوتین
ایک ایک نادان جاہل لکھو مارا کے کیون ضمر بڑھتا دشمنونکا کیون زور بڑھتا کوکب نے کہا دائی امان
ہمکو غصہ اس بات پر آیا کہ ہم تو آپکی خدمت مین حاضر ہوئے عذر بھی کرینگے جان دینے پر بھی آمادہ ہین
بیشک فعل بد ہمسے مجبور ہو لاچار ہوئے اب خواب غفلت سے بیدار ہوئے ہماری کیفیت سنکر چونا سب تھا

جواب دیجیے گا تاریک نے کہا اے کوکب قسم ہے سامری و جمشید کی تمھاری بات کا جواب باصواب ملیگا جسطرح
کہو ہمین سب طرح منظور ہے اصلاح نکرنا سراسر عقل کا قصور ہے ہمین بھی بخوبی یقین ہے کہ لاکھون بندگان سامری
قتل ہونگے جنگ سے صلح بہتر ہے اب کرد کا وقت کیا باقی ہے طلسم کشا کو مین کھا گئی ہمعصر بھی ہو گیا حکم سامری
و جمشید مین رخنہ پڑا صرف یہ اصلاح باقی ہے کہ مرخ وغیرہ اگر آپنے بادشاہ قدیم کی قدمبوسی کرین تم خراج
دینا قبول کرو کوکب نے کہا مین خود خراج لینے آیا ہون اصل مراد یہ ہے کہ چند گولے اور یہ ترنج تاریخ سحر سے
بنا کے لایا ہون انکو ملاحظہ فرمائیے دیکھیے یہ کیا کہتے ہین باتین کرینگے سحر کے نشان بتلا دینگے حکایات و قصص
دلنشین سنا دینگے اسکا جواب دو سحر کا پتہ بتاؤ کہ سحر سامری و جمشید ہے کوئی نہ بتا سکیگا یہی امید ہے یہ سنکر
تاریک ہنسی قریب اک تختہ سنگ رکھا تھا کوکب روشن ضمیر نے اسکو کھینچکر بیچ مین رکھا جھولی سے ترنج
و تاریخ نکالے بکیفیت و بسہولیت اسکو تختہ سنگ پر رکھے آپ تلوار سنبھالکر کھڑا ہو گیا کہا او ملکہ ملاحظہ کرو افراسیاب
سے کہا اے شہنشاہ تم بھی دیکھو جادو کو بھی تماشا دکھاؤ افراسیاب و حیرت جھکے تاریک نے چاہا کوئی گولہ
ہاتھ مین اٹھاؤن کسکا دل گردہ تھا کہ جو ان گولون کو چھو سکے جیسے ہی ہوا لگی جس طرح مداری کے گولے
دوڑتے ہین دوڑکر آپس مین لڑنے لگے لڑتے ہی ایک دھماکا ہوا وہ گولے ترنج تاریخ پھٹے انمین سے دھوان نکلا
حیرت و افراسیاب کے دماغ پر پہونچا ارے کہکر دونون گرے تاریک گھبرائی منہ سے نکلگیا ارے بجا نا
کیا بلا کی خوشبو ہے ناک مین آگ لگ گئی یہ کہکے لڑکھڑائی آنکھ بھی بند ہوئی کوکب جو کھڑا تھا نعرہ کیا کہ
باش اد تاریک منم جہتر مقتران آفتاب عالمتاب آسمان طراری نہنگ دریائے عیاری نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	میرے مکر سے کانپتا ہے جہان	تراشندہ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار و غدار ہون	مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	بنا دے میری گرد پاپوش کو	دوندہ جہان گرد طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون		

نعرہ کرکے عمرو جو چھپا تھا اس کنارہ مین ڈالا تیغہ نیام انتقام سے نکالا قصد
تاریک پر ہاتھ مارون کہ زمین شق ہوئی ایک بجلی سنہری ہان ہان کرتی ہوئی نکلی کہ او ساربان زادے
کیا کرتا ہے دہائی امان کے قریب بجا تا ہے بیابان کاٹ کے کھا جاؤنگی اسپر بھی عمرو نے تال بچایا بجلی پر پنجہ مارا
سر پر اسکے پڑا جس سے اڑگیا بجلی نے پنجہ پھیلا کر کلائی عمرو کی پکڑلی پچکاری ہاتھ مین تھی تاریک کے منہ پر
لگائی تاریک ہوشیار ہوئی دیکھا حیرت و افراسیاب بیہوش پڑے ہین بجلی نے عمرو کو گرفتار کرلیا

منھ پر ہاتھ پھیرا رنگ روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی تاریک نے افراسیاب و حیرت کو ہوشیار کیا غلغلہ ہوا افراسیاب اُٹھا تاریک نے کہا ای افراسیاب تو نے دیکھا یہ نگوڑا کیسا بخوف ہی نہیں معلوم کیا چیز بنالایا کہ مجھکو بھی غنودگی ہوئی لیکن ایک لطف حاصل ہوا کیا عمدہ شی تھی دماغ کو قوت روح کو راحت ہوئی تو اتنا بڑا بادشاہ یوں چت پٹ ہو گیا حقیقت مین جو سُنا تھا اس ساربان زادے نے اتنے عرصے مین دوسرا نسخہ بیہوشی کا تیار کیا جسنے مجھ ایسی جہاندیدہ پر تاثیر کی افراسیاب جادو یہ سنکر غصے مین اُٹھا تیغہ کھینچکر چلا کہ عمرو کو قتل کردن حیرت جادو بھی چیخنے لگی تاریک نے افراسیاب کا ہاتھ تھام لیا کہا کیا کرتا ہی مین اسکو اور تدبیر سے قتل کرونگی اب زندہ نچھوڑونگی تیلی کے ہاتھ سے عمرو کو لیا تیلی تو غائب ہو گئی تاریک نے کہا کیون او عمرو تجکو کچھ خوف نہ آیا قضا تیری لیکر آئی ہی یہ کہکر ہاتھ پانون عمرو کے ٹٹولنے لگی قریب تھا کہ روح عمرو کی قالب سے نکل جائے ہاتھ باندھکر کہا دائی امان انصاف کیجیے مین نے کیا کمال کیا کوکب ایسے شخص کی شکل بنکر آیا آپنے مجکو روپیہ دیا تھا کہ میرے واسطے نسخہ بنا کر لاؤ کہ مجکو نشہ ہو مین نے جستجو کی تمام دنیا کی خاک چھانی جب یہ نسخہ تیار ہوا ان گولون مین بہت سا تھا تھوڑا ڈالکر شراب مین پیجیے بڑا لطف ملیگا افراسیاب نے کہا دائی امان اسکے فریب مین نہ آئیے گا اسنے قیامت برپا کی ہی ایسی شی بنا کے لایا جان تک کا تماشا دکھایا گولے ترنج خود بخود لڑنے لگے یہ تو اس سے دریافت کیجیے یہ سُنہرا بارہ ہزار سواران زرین پوش ہمراہیان کوکب کیونکر دستیاب ہوے عمرو نے کہا کوکب نے سحر سے ابر بنا دیا اپنے ساتھ والے میرے ہمراہ کر دیے اُسی نے ترغیب دیکر مجکو بھیجا اب مین توبہ کرتا ہون سامری و جمشید کو سجدہ کرونگا آپ کی خدمتگزاری مین حاضر ہونگا اور لشکر مہرخ مین اب کیا ہی اسد غازی کو آپ کہا چلین طلسم کشائی کی اسد نری سردارانِ شہنشاہ خوف سے خود ہی مرے جاتے ہین امروز فردا مین چلے آئینگے تاریک یہ باتین سُنکر ہنسی کہا کیون او عمرو پھر مجکو فریب دیتا ہی عمرو و تاریک مین یہ باتین ہو رہی ہین افراسیاب ہر مرتبہ قصد کرتا ہی عمرو پر ہاتھ ماردن سر کاٹ لون تاریک منع کرتی ہی کہ کیون افراسیاب ہمارا کہنا نہین مانتا ہم عمرو کو اپنے طور پر قتل کرینگے ایک لقمہ ہی کلہ گرم ہو جائیگا اپنی عیاری کی سزا پائیگا عمرو زمین پر بیٹھا ہوا اُردر ہا ہی سحر مین تاریک کے مبتلا گریبان چاک چہرے پر خاک اُداس عالم یاس ملک الموت کی صورت معلوم ہوتی ہی دلکو اپنے خالق بے نیاز سے رجوع کیا ہی دلکا راز کہہ رہا ہی یہ خبر باہر مشتہر ہوئی کہ عمرو جو کوکب بنکر آیا تھا پہچانا گیا گرفتار ہوا یہ حال جو ملکہ مہرخ نے سُنا ہوش اُڑ گئے بہار سے کہا

تو غضب ہوا خواجہ نے کیا کمال کیا کس زور شور سے پہونچے لیکن پہچانے گئے سواران زرین پوش یہ
کیفیت سُنکر بھاگنے لگے افسرون نے کہا ہم نجانتے تھے کہ خواجہ عمرو ہین بعض نے کہا چلکر کوکب سے خبر کرو
نہ یہین ٹھیرکے ہمارے ساتھ آئے لیکن ہم نہ پہچان سکے اُدھر لشکر افراسیاب نے بھی یہ کیفیت سُنی
شاہزادیان وزیرزادیان ہمراہیان حیرت خوش ہوئین ایک سے ایک بغلگیر ہونے لگا کہا صاحبو
اب لشکر مہرخ کا خاتمہ ہوا چلو دیکھین دائی امان ضرور عمرو کو قتل کریگی ایک نے کہا اُنکو قتل کی کیا
ضرورت ہی ایک لقمہ چرب ہی جام پکڑ بجائے گزک کھا لینگی ادھر سے ملازمان افراسیاب یہ کلام
کرتے ہوئے سمت قصر دخانیہ چلے لیکن مہرخ نے سردارون سے کہا صاحبو عمرو گرفتار ہو گیا تاریک چشم زدن
مین اُس غزال صحرائے عیاری کو چیر پھاڑ کر کھا جائیگی اگر بعد عمرو جان دی کیا کمال کیا اب چلو عمرو کو چھُڑا لین
نہ چھُڑا سکین تو مر جائین یہ حکم مہرخ سُنتے ہی لشکر ظفر اثر مین ہنگامہ برپا ہوا افسران فوج کمر بندی کرنے لگے تلوارین
ٹیک کر اپنے اپنے مقامات سے اُٹھے ہر ایک کا یہی قول تھا اب مرجانا واجب و لازم ہی عمرو ایسا شخص گرفتار ہوا
سب پر اُسکے احسان ہین جو جس مقام پر قید ہوا فوراً عمرو نے اپنے کو پہونچایا اپنے کو بلا مین پھنسایا لیکن
اُس قیدی کو چھُڑایا آج وہ شخص قتل ہوتا ہی جو لوائے شوکت صاحبقرانی ہی یہانسے تا کوہ عقیق اسکے
قتل کی خبر جائیگی تمام سرداران تہمتن جان نثاران صف شکن اس شخص کے واسطے حال اپنا تباہ کرینگے
کل فرزندان صاحبقران کو گود مین پرورش کیا ہی دہان بھی ہر فرد بشر پر اسکے احسان ہین سب اس جلیل
کے ممنون و مشکور ہین افسوس کا مقام یہ ہی کہ یہانسے بڑے دور ہین اگر صاحبقران قریب ہوتے ضرور
سیاہ پڑتے فرزندان حمزہ اسکے واسطے لڑتے بڑے بڑے ملک اسی نے فتح کرائے عنطلی آباد ایسا ملک کہ
جہان ستّرہ لاکھ ساحر رہتا تھا آخر دفتر باختر مین مرقوم ہی کہ عمرو نے وہان وہ وہ عیاری کی کہ بڑے بڑے
ساحر دنگ تھے آخر سب کو مارا شہر تسخیر کر لیا کسی سے کچھ ہو نسکا ملک زبرجد نگار مین دمامہ جادو کو
مارا فرعونیہ ساحر کمش کو قتل کیا آج تمام عیاری مٹتا ہی چلو چلکر جان دین عمرو کو بچائین ہمارا ہوتا
مرنا بیکار نہوگا خون کے دریا بہا دینگے دیکھو ملازمان افراسیاب بھی تماشا دیکھنے جاتے ہین انپر چلکر
سحر کر دو راہ مین روکو مہرخ و بہار وغیرہ نے کہا تم سب صاحب فوج افراسیاب کو دیکھ بھال لو ہم اندر
قصر دخانیہ کے گھُس جائینگے دس بیس سرداران دیگر خواجہ عمرو کو قبضے مین کرینگے سب کا یہی قول ہی
بسم اللہ دیر نہ کیجیے جلد چلیے اُسوقت کا ہنگامہ کیا تحریر کرون کوئی واسطے عمرو کے آمادہ مرگ ہو رہا تھا

کوئی بھاگنے کا ارادہ کر رہا ہی بہت سے نامرد اتنے عرصے مین نکلگئے بنیے بقال دوکانین بند کر رہے ہین مال اپنا اُٹھانے پر آمادہ ہر طرف یہی غُل ہی مزدور بلاؤ اسباب لدواؤ جلد لشکر چرخ سے نکل چلو ایسا نہو گھر جائین اہالیان لشکر افراسیاب آتے ہین یا تو لشکر مین چہل پہل تھی یا ہر کو وبر زمین خاک اُڑنے لگی ہر طرف رونے کی صدا شاہ و گدا ایک حال مین لشکر آباد رعایا دلشاد چشم زدن مین رنگ تبدیل ہوا آثار رنج و ملال پیدا ہر مقام کی صورت سے بربادی ہویدا بھاگا بھاگی کو بھائی کی خبر نہین زن و شوہر مین جدائی ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہی ہر شخص یہی چاہتا ہی جسطرح بنے اپنی جان بچائین سردارون نے جو یہ بربادی دیکھی آنکھو نسے اشک حسرت ٹپکائے اشعار مصیبت آثار شاہنشاہ ظفر دہلوی و مصرعہا سے رعنا

طرف آسمان کے مُنھ کر کے پڑھنے لگے مخمسہ حسب حال مقام

یا مجھے وحشی و دیوانہ بنایا ہوتا
یا مجھے عاقل و فرزانہ بنایا ہوتا
یا مجھے سبزۂ بیگانہ بنایا ہوتا
یا مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا
یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا

نور سے تو نے فرشتوں کو بنایا پہلے
بعد ازان نار سے جن تو نے بنائے سارے
میری خلقت بھی جو منظور تھی پیچھے سب کے
خاکساری کے لیے گرچہ بنایا تھا مجھے
کاش خاکِ درِ جانانہ بنایا ہوتا

ہی پریشانی مین جمعیت دل ناممکن
ریش ریش اب دل بیتاب ہی ہر شب ہر دن
کافر عشق سہی گو نہ بنایا مومن
دل صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن
زلف مشکین کا ترے شانہ بنایا ہوتا

کاسۂ دل تھا مئے عشق کے پینے کے لیے
رہی حسرت ہی مگر مجھکو دی ساقی سے
دیکھا ای پیر مغان ظرف کو تیرے بنئے
تھا جلانا ہی اگر دوری ساقی سے مجھے
تو چراغِ در میخانہ بنایا ہوتا

ہون مین سرمست مئے ناب حقیقت یارو
قلقل شیشہ و ساغر کہین میرا شغل ہو
ہو گئے نشے ہرن ساقی مہوش سے کہو
نشۂ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھکو
عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا

خانہ برباد کوئی کوئی پریشان مضطر	کوئی حیران کوئی مغموم ہی کوئی ششدر
کوس رحلت کی صدا آتی ہی بس آٹھ پہر	روز معمورۂ دنیا مین خرابی ہی ظفر

ایسی بستی سے تو ویرانہ بنایا ہوتا

ان اشعار قیامت آثار کو سنکر قریب تھا کہ ایمان لشکر مہرخ کے کلیجے پھٹ جائین بیقراری سے سر ٹکراتے تھے
رو رو کر غش کھا جاتے تھے ای رب اکبر اس باغ پُر بہار کو بچالے ایسے لشکر کا جمع ہونا پھر دشوار ہی ایک ایک بہادر
سرفروش ایک ایک کو بادۂ جرأت کا جوش لڑنیوالے مرنیوالے جلیل رئیس اپنے بادشاہ کے انیس مزاج نفیس
اگر یہ متفرق ہو جائینگے جمع ہونا دشوار ہی پروردگار اس بلا سے نجات دے دست بدعت تاریک سے
خواجہ عمرو کو بچالے مہرخ نے پکار کر آواز دی یارو اب رونے پیٹنے کا وقت نہین ہمارے افسر خواجہ عمرو
کو اُس ملعونہ نے زیر تیغ بٹھا دیا قتل کا حکم دیا جاتا ہی جلد چلو چلکر جان دو اتنا سب صاحبونکو خیال رہے
چلتے ہی جان دینا خواجہ عمرو کو قبضے مین کر لینا انکو خدا بچادے ہمپر جو گذریگی جھیلینگے اگر خواجہ عمرو
بچ جائین یقین کامل ہی ہزار تدبیرونسے ہمکو قید شدید سے چھوڑا لینگے اور اگر خدانخواستہ وہ قتل ہو گئے پھر
ہم ہاتھ سے افراسیاب کے نہ بچینگے یہ کہکر ملکہ سر برہنہ پا پیادہ طرف لشکر افراسیاب کے چلین سب سردار روتے پیٹتے
ہمراہ ہوئے طرف لشکر حیرت کے چلے ملکہ بہار نے بڑھکر ملکہ مہرخ کا ہاتھ تھام لیا کہا حضور تخت پر
سوار ہو جیے کفار ہنسینگے کہینگے سردار مسلمانان سر برہنہ آتے ہین اور زیادہ زور ڈالینگے بسم اللہ تاج سر پر
رکھیے تخت پر سوار ہو جیے ہم سب پایہ تخت پر ہاتھ رکھیں چلکر جان بازی کرین ملکہ مہرخ نہ مانتی تھین بمشکل تمام اُس
عالیمقام کو تخت پر سوار کیا کل سردار مرنیوالے کفن سر سے لپیٹے ہوئے گریبان چاک چہرونپر خاک قصد ہوا
لشکر افراسیاب جادو پر جا پڑین یہان تاریک شکل کش نے حکم دیا ہی ایک جوان زنگی پیدا ہوا تلوار
کھینچکر سر پر عمرو کے آیا گردن پر کوے کا خط کھینچا نشانہ پکڑ کر ہلایا کہا او عمرو اب وقت قتل تیرا قریب آیا جو حسرت
دل مین ہو ظاہر کر عمرو نے ہاتھ باندھکر افراسیاب سے کہا ای شہنشاہ مین ناحق قتل ہوتا ہون مجھکو
بچا لیجیے مین بہت کام آؤنگا جان نثار قدیم ہون ملکہ تاریک شکل کش کا ندیم ہون جس وقت یہ خروج کر کے
طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جائینگی مین ہمراہ رہونگا بچاؤنگا خدمت مین انکے مصروف رہونگا
دائی امان مجھسے ہمیشہ سے رضامند ہین نہین معلوم کیا باعث ہوا دراندازون نے کچھ سمجھا دیا کسی کے
کہنے پر عمل نہ فرمائیے عمرو نے جو بیتاب ہو کر یہ کہا تاریک شکل کش نے جلاد کو روکا کہا ذرا ٹھہر جا مین اِس

سار بان زادے کو بجا دون حقیقت مین ہمارا مصاحب ہو اگر یہ ہمراہ رہیگا ہمارا دل بہلیگا گانا خوب ہو افراسیاب نے کہا وائی امان اسکی باتونپر نجائیے یہ مکار غدار بلائے روزگار ہی لاکھوا سیر پرورش کیجیگا جب پہلو پائیگا دل مین چٹکی لیگا مگر اسکا تام ہی سرگروہ ساحران تاریک نے کہا چھوکرے بیٹھ تجھے ان باتون مین کیا دخل ہی مین سمجھ لونگی میرے ساتھ کیا مکر کریگا جسدن ذرا بھی خطا ہوگی اُٹھاکر کھا جاؤنگی لیکن اسکا گانا مجھکو بہت پسند ہی افراسیاب و تاریک سے یہ باتین ہو رہی ہین جلاد تیغہ کھینچے ہوئے سر پر عمرو کے کھڑا ہی کہ دربان نے آکر عرض کی ای ملکہ عالم و ای شہنشاہ وگیتی ستان ملکہ ارمان جادو حضور کی بھانجی برائے زیارت ملکہ عالم مع ایک غلام ترکی کے تشریف لائی ہین سابق مین آکر ملکہ بہار سے زخمی ہوکر چلی گئین تھین شاید پھر اُسی خیال سے آئی ہین امیدوار باریابی ہین افراسیاب نے کہا بلالو وائی امان سحر اپنا ہٹالو اُسکے مزاج مین ابھی چھین ہی ایسا نہو دھوین پر سحر کرے اُسکو صدمہ پہونچے لیکن تاریک نے کہا ای افراسیاب ارمان جادو کے ساتھ غلام ترکی کون ہی اسکو سنکر میرا دل دھڑکتا ہی کلیجہ مثل مرغ بسمل پھڑکتا ہی افراسیاب نے کہا وائی امان کوئی خانہ زاد قدیم ہمراہ آیا ہوگا اسکے بزرگ نہایت احتیاط کرتے ہین اکیلی گھر سے نہین نکلنے پاتی تاریک نے کہا خیر بلاؤ عمرو بھی دیکھنے لگا سب نے دیکھا اُس دھوئین سے اک آفتاب عالمتاب ساطع ولامع ہوا ملکہ ارمان جادو آراستہ و پیراستہ در پیلے جواہر مین غوطہ زن رشک چمن حسین مہ جبین زلفین عنبرین کو پیچ و تاب دے جبین الور رشک ماہتاب غنچہ دہن یاسمین بدن خو شخو ہلال ابرو سرو قد چال مین اٹکھیلیان کرتی مسکراتی ہوئی سامنے آئی عقب مین ایک جوان جری بہادر تیغہ کمر سے لگائے ہوئے سپر ہاتھ مین اُسکے سایہ مین ارمان جادو کو لیے ہوئے جھومتا ہوا برائے تسلیم ملکہ تاریک خم ہوا جیسے ہی نگاہ تاریک کی اُس جوان پر پڑی کانپنے لگی افراسیاب نے بھی گھبرا کر پوچھا کیون بی بی یہ جوان کون ہی ہمنے کبھی اسکو تمہارے ہمراہ نہین دیکھا جاہتی تھی ارمان نقلی کچھ جواب دے کہ تاریک نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہا ارے یہ تو یہ جوان مہتر قران ہی ارمان جادو برق فرنگی بنکر آیا ہی مہتر قران تو آمادہ ہوکر آیا تھا جیسے ہی تاریک کے مُنھ سے یہ کلمہ نکلا مہتر قران نے قبضہ تیغہ نور افشانی پر ہاتھ ڈالا ہنگامہ بلند کیا نعرہ کیا نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری | جہان سر ہنگ در خنجر گذاری | بمیدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر ژیانم | او تاریک تیرے پہچاننے سے کیا خوف ہی منم صف شکن و صفدر

مہتر قران نامور قاتل ساحران غلام مہتر مہتران نعرہ کرکے مہتر قران تاریک پر جا پڑا ہاتھ تیغ
نور افشانی کا سر تاریک پر لگایا تاریک نے ایک چیخ ماری کہ ارے افراسیاب اپنے کو بچا بجر لگاری
یا سامری دوڑو کئی سپر ہائے آہنی سر پر تاریک کے لہرائین لیکن مہتر قران نے جو ہاتھ مارا سپرین
ٹکڑے ٹکڑے ہوئین قریب تھا کہ تیغ سر پر تاریک کے پہونچے صرف پھیلا پڑا اچھا سا زخم آیا لوٹ مارکر
الگ ہوئی لیکن وہ جوان زنگی جلاد جو سر پر عمرو کے کھڑا تھا اُسنے بتعجیل کمر مین عمرو کے پنجہ دیا لیکر کئی سو
گز بلند ہوا افراسیاب نے بڑھکر مہتر قران پر ہاتھ مارا قران نے تیغ نور افشانی پر کانٹھا اُلجھا دے
سے ہاتھ لگا کر سر افراسیاب پر وار کیا اس خود سر کا بھی سر زخمی ہوا اب تو افراسیاب بھی پیچھے ہٹا
حیرت نے بڑھکر گولہ مارا عکس تیغ نور افشانی پڑا گولہ اُلٹا پلٹ کر قریب حیرت گرا حیرت نے نعرہ مارکر آواز دی
ای شہنشاہ یہ کیا غضب ہوا قران تو بڑا جادوگر نظر آیا ہی کسی نے اسکو سحر سکھا دیا بڑا کوئی کامل داخل ملک ہوا افراسیاب
نے سنگ ریزہ اُٹھا کر قران پر مارا پتھر برسے قران پر خاک تاثیر ہوئی تاریک تو گھبرا کر قصر دخانیہ سے
باہر آئی افراسیاب نے اہالیان فوج کو آواز دی کہ ارے یارو قران سحر سیکھ آیا ہی اسکو مارو بیشتر لاکھ
فوج افراسیاب کی چلی مخفی خاطر ناظرین ہو کہ جتنے سردار مہرخ کے قصر آتش مین قید تھے چہرہ عکس تیغ
نور افشانی پڑا قید سحر دور ہوگئی رہا ہو کر لشکر کا اُدھر سے مہرخ کو ہرکارون نے خبر دی کہ ای ملکہ عالم جلد چلیے
مہتر قران سحر سیکھ آیا ہی تاریک و افراسیاب و حیرت کو زخمی کیا تمام فوج کا اُس بیچارے پر بلوہ ہی
برق بھی تڑپ تڑپ کر لڑ رہا ہی لیکن جو زنگی غلام تاریک کا عمرو کو لیکر بلند ہوگیا ہی ہر چند خواجہ تڑپتے ہین لیکن
پنجہ بدعت سے نہین چھوٹتے سرخ موسے کاکل کشا نے جو دور سے دیکھا کہ ایک زنگی عمرو کی کمر مین پنجہ
دیے ہوئے بالائے آسمان تھرا رہا ہی سرخ مو اُس زنگی پر جا پڑی کہ سحر کرکے عمرو کو چھین لون اُس زنگی نے
اشارہ کیا قہقہہ مار کر ہنسا ایک برق تڑپکر سر سرخ مو پر گری سر زخمی ہوا ابھی بھی جو ساحر چاہتا ہی کہ جا کر
عمرو کو چھڑا لاؤن کوئی زخمی ہو کر ہاتھ سے زنگی کے پیچھے ہٹا کوئی مارا گیا اُس پر کوئی غالب نہین آتا تاریک
برق تڑپ کے سامنے سے مہتر قران کے بھاگتی ہی مگر اورون کو قران قتل کر رہا ہی اُدھر سے ملکہ مہرخ بھی
مع تمام لشکر آ پڑی لیکن قضائے کار اتفاقات روزگار ملک حلس گلگون پوش کہ اُسکا لشکر بھی اِسی مقام
پر کوس بھر لشکر فرودکش ہی لیکن ملک حلس گلگون پوش یاد مین عمرو اور اپنی معشوقہ کے نہایت متوحش
ہی ہاتھ سے تاریک کے جو زخمی ہوا تھا اُسوقت زخمون کی پٹیان اُتارین گئین تھین قلیل قلیل زخم باقی ہین

براے سیر صحرا اسی پر آکر بیرون بارگاہ بیٹھا ہے سبزہ صحرا کی سیر کر رہا ہے یکایک صحراے روشن جوگی کی آواز
آئی گھبرا کر اطلس گلگون پوش نے سر اٹھایا بیچ مین ایک محافہ گرد محافہ کے چار سو نازنینان زر و زر کوش
مرصع پوش کہاربان جاری لباس پہنے ہوئے پایہ پر محافہ کے ہاتھ رکھے ہوئے وہ سواری مثل باد بہاری
آئی ہے ایک کنیز اسمین سے بڑھی قریب اطلس گلگون پوش آکر براے تسلیم خم ہوئی عرض کی ای شہنشاہ
آپ کے ایلچی صاحب خواجہ عمرو نامدار بر سر کوہ عجائب دراب پہونچے جس معشوقہ کی تصویر آپ کو دی
تھی اُسکے والد نامدار کو آپ کی تصویر دلپذیر دکھائی حالات شوکت و شان فصاحت و بلاغت سے
بیان کیے وہ بادشاہ عالیجاہ تصویر حضور کی لیکر محل مین گیا اپنی نور نظر پارہ جگر شاہزادی بینظیر رشک ماہ
منیر کو دکھلائی وہ تصویر دیکھکر ملکہ عالم مائل ہوئین تیغ ابرو کی گھائل ہوئین بہت ضبط کیا مگر دامن ربط و ضبط
دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل نازک سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا بیہوش ہو گئیں باپ اُنکا عقیل و
فہیم باہر آیا آپکے قاصد نامدار پکیار خواجہ عمرو نامدار کو جواب دیا یہ نسبت ہمکو دل و جان سے
منظور ہے ذکر ہے اس شادی کے قلب کو سرور ہے آپ تشریف لیجائیں جاکر پیغام دین شہنشاہ اطلس
گلگون پوش برات آراستہ کرکے فقیر خانہ پر تشریف لائیں بیٹک ہم شادی کر دینگے ای شہنشاہ عادل
خواجہ عمرو کو بھی تردد تھا کہ ہمارے لشکر ظفر اثر پر تاریک مثل کش کی چڑھائی ہے وعدہ برات کا کرکے
چلے آئے آپکی خدمت مین حاضر ہوئے ہونگے لیکن ملکہ عالم کو جب ہوش آیا دریاے محبت نے حضور کے
جوش مارا بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان تڑپتی تھیں پچھڑتی تھیں کئی دن آب و دانہ ترک کیا
آخر مصاحبون نے تنہائی مین پوچھا کیون ملکہ عالم کیا حال ہے کیون حضور اداس بیٹھی ہین لونڈیون کو آگاہ
کیجیے جو غم و الم ہو اُسکی تدبیر کرین آسمان کے تارے توڑ کر لائین نقش رنج و الم مٹائین ای شہنشاہ ملکہ
رونے لگیں فرمایا صاحبو مین اپنا حال کیا بیان کرون ان اشعار سے مطلب سمجھ لو یہ فرما کر یہ غزل
عاشقانہ زبان معجز بیان سے پڑھی

غزل

کیونکر نہ بار عشق کو تنہا اٹھاے دل
ہو رہنما جو عشق تو ہو شوق پاے دل
پوچھو اے عزیز جا کے زلیخاے دل کی قدر
طاقت ہو اتنے بوجھ کو تنہا اٹھاے دل

غمخوار دل کا کون ہے آخر سواے دل
ناچار اسکو جبر کیا ہمنے اختیار
زر ہو بہاے یوسف و یوسف بہاے دل
ہے خواب میں جو زینت آغوش و دوش تر

دلبر اگر جدا ہو تو اسکو بلاے دل
اپنی بھی ہے رضا وہی جو ہے رضاے دل
رنج و فراق درد و قلق و فرط شوق عشق
مشکل کمان ہے چاک ہماری قباے دل

وصل اس بہار زمین ہو جو اس گل سے باغ مین
کرسی سے بھی بلند ہی الحق بنائے دل
ہی مظہر جمال الہی یہ بالیقین
ارمان دل نکال لے کر دلمین جائے دل
اس دلربا کے کوچے مین ہنگامہ ہی بپا
دل دادہ جسکو کہتے ہین رہین بجائے دل
مین وہ ہون جس سے بے نیاز ہون دل مجھسے بینیاز
دزد حنا نہ آنکھ بچا کر چرائے دل

پھولا نہ خوشی سے بر مین میرے سمائے دل
سورش یہ تھی اور یہ تماشا ہی بعد مرگ
سینہ ہی طور شمع تجلی ضیائے دل
تصویر کھینچ لی ہی تصور سے یار کی
دل باختہ پکارتے ہین ہائے ہائے دل
دل لخت لخت ہی پوچھ نہ عاشق کا ماجرا
دل میرا آشنا ہی مین آشنائے دل

بیجا نہین ہی اسکو جو عرش خدا کہون
ڈھونڈھا تو کچھ غبار سا نکلا بجائے دل
منظور دل لگی ہی تو دلکو لگا کے دیکھ
اتری پری ہی شیشے مین یہ ہی صفائے دل
یہ عشق دلرباؤن کا ہر دل عزیز ہی
دل کھو گیا ہی اسلیے کہتا ہی ہائے دل
رعنا لگا نہ سینے سے دست نگار دیکھ

حضور یہ غزل سنکر مصاحبین رونے لگین کہا حضور یہ تو ہمکو ثابت ہوا کہ آپ کسی پر عاشق ہوئین لیکن اُسکا نام بتائے مطلب اصلی سمجھائیے تب ملکہ عالم نے حضور کی تصویر بغل سے نکالی فرمایا مین اس شخص پر مائل ہون راتین فراق کی نہین کٹتین دن پہاڑ ہو جاتا ہی رہ رہ کے دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی مصاحبون نے تصویر کو دیکھکر کہا حضور گھبرائین اس شہریار کے ساتھ آپ کی نسبت قرار پائیگی خواجہ عمرو عیار پیغام لیکر گئے ہین اسی سال کے اندر شادی ہوگی خانہ آبادی ہوگی وہ شہریار بھی حسین آپ جمیل صاحبزادے چاند کی صورت کے پیدا ہونگے ہملوگ گودیون مین کھلائینگے یہ جو مصاحبون نے کہا کہ اسی سال مین شادی ہوگی ملکہ اور زیادہ بیقرار ہوئین تڑپنے لگین جواب دیا صاحبو کسی کے دل کا حال تم کیا جانو مجھپر ایک ایک لمحہ شاق ہی دل اُس صورت زیبا کا مشتاق ہی چاہتی ہون جاکر پہلو مین بیٹھون اُس شہریار سے باتین کرون پوچھون کیون نے تو بھی مجھکو چاہتا ہی کان مشتاق ہین کہ کیا جواب دیگا اگر تم سب صاحب چاہتے ہو کہ میری جان بچے تو مجھکو اُس شہریار کی خدمت مین لیچلو مجھے صبر وجبر نہین ہو سکتا شب غم کا سامنا ہی یہ رات نہ کٹیگی ایسا بیقرار ہوئین کہ ہملوگون کو بھی ہین تیار سب آمادہ ہوئین کہ حضور چلیے ہم آپ کے ساتھ ہین باپ سے حیلہ شکار کا کیا ہم چار ہو کنیزون رازدار ساتھ ہوئین کس مصیبت سے منزلین پہاڑون کی سختی مین کاٹین پتہ پوچھتے پوچھتے حیران ہوگئی لشکر سامری کہ آپ تک پہونچی مگر افسوس ہی کہ آپ کو بالکل خیال نہین یہ حالات فرحت آیات سنکر ملک طلس گلگون پوش کھچ لگیا چہرہ سرخ ہوا بند قبا ٹوٹ گئے یہ کہکر اُٹھا ای نازنین پری پیکر خواجہ عمرو ابھی تک واپس نہین آئے اپنے لشکر مین ہونگے مین اُنکی خاطر سے اسی مقام پر فروکش ہون ذرا

زخم اچھے ہوئین تو تاریک سے اوونگا عمرو کے دشمنون کو مارونگا ملکہ عالم سے مین زیادہ بیقرار ہون آپ سیکھوا ترک فندرات کی بالکل اُڑگئی یہ کہکے واسطے استقبال کے اٹھا وہ کنیز دوڑکر قریب محافہ کے پہونچی اطلس گلگون پوش نے اہالیان لشکر کو اشارہ کیا جلد قناتین درست کرو بارگاہ مین سامان جشن و نشاط مہیا ہو فوراً قناتین استادہ ہوگئین محافہ آکر ٹھہرا کہاریون نے صدائین یا سامری یا جمشید کی بلند کین وہ نازنین جو اطلس سے کہتی آئی تھی دوڑی ہوئی قریب پردے کے آئی کہا ملکہ عالم اُتریے شہنشاہ دو کے استقبال کے آتے ہین یکایک پردہ اُٹھا برج محافہ سے ماہ تابان برآمد ہوا اُس مقام پر روشنی ہوگئی دور سے اطلس گلگون پوش نے دیکھا ایک حور پیکر سمن بر بوٹا سا قد چال مین موزونی آنکھین نرگس شہلا زلفین سنبل زیبا سینے پر ابھار کرتی آب روان کی چینی چینی زیب جسم گلعذار ماہ رخسار سہی قد خورشید خد عنبرین مو خال ہندو چشم جادو

نظم مسدس

حور سے بڑھکے ہے اُس شوخ مین نازک بدنی
سخت مغرور ہے اور خو مین بہت کم سخنی
گل سے رخسار لب لعل ہین لعل یمنی
حیلہ عادت مین ہے خصلت مین ہے توبہ شکنی
حسن محبوب مین قدرت کا تماشا دیکھا
اک خدائی کو صنم کے لیے شیدا دیکھا

جب یہ چاہا کہ کرون وصف سراپا مرقوم
لگے موجود سے افراد تھے جو جو معدوم
جلوۂ حسن مضامین کی پڑی جلک مین دھوم
لگے فرمانے سبب انکا ہے کیا آ کے ہجوم
ہر طرف سے مجھے آتے تھے برابر پیغام
سب نے بھیجے مجھے تشبیہ کے اکثر پیغام

خط فردوس مین خط مجھے رضوان نے لکھا
ورق گل پہ کیا صاف یہ تازہ انشا
نامہ بر ہوگئے اُسکے خلد سے غلمان لایا
ہے اگر مدِ نظر وصف کسی گلرو کا
بہر تشبیہ سراپا ہے قد جان جہان
گر ہو منظور تو تو نذر مین حور و غلمان

عین آنکھونکا تصور تھا جو منظور نظر
مردمو ہوگئی حیرت سے جو نرگس ششدر
سحر کا سامری نے رکھدیا چشمہ لاکر
چشم امید سے کی قطع نظر اپنے آ دھر

چشم نرگسی سے ہوا آہوے چین کے بسمل
چشم پوشی سے مری ہو گئے بادام خجل

فکر و اوہام پہ بیجا تھے خیالات فضول
لاابالی یہان فرمانشین کب ہین مقبول

مختصر وصف سراپا کا ہی لاطائل طول
ایسی تشبیہونسے ہی ذہن رسا سخت ملول

اسکا وہ حسن خداداد ہی ماشاءاللہ
ہین یہ وہ مہر فروغ رخ روشن پہ گواہ

آفتاب فلک حسن ہی وہ ماہ لقا
مطلع حسن ہی یا جلوۂ طور سینا

ماہ کامل ہی کہ ہی برج شرف کا تارا
الغرض نور کا عالم ہی عجب صل علی

خوبی و شوخی و حسن و رخ زیبا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

حسن دلپذیر دیکھکر ملک اطلس گلگون پوش محو مطلق ہوکر قریب آیا چاہا تھا تھام لون اُس ماہ پیکر نے غنچہ دہن سے گل کلام پیش کیا مسکرا کر کہا ہان ہان صاحب اسقدر نہ گھبراؤ میرے قریب نہ آؤ مین اسلیے شکار کے نکلی تھی مصاحبین کس مقام پر لائین آپ کون صاحب ہین نام تو بتایئے ملک اطلس گلگون پوش نے ہاتھ باندھکر جواب دیا ای آفتاب عالمتاب آسمان حسن و جمال ای بدر کامل چرخ کمال اس حقیر کو ملک اطلس گلگون پوش کہتے ہین خداوند طلسم ہوش ربا کا ملازم ہون عزیزدار سامری و جمشید تمام ساحر جہان قدمبوسی کی ہوس رکھتے ہین خواجہ عمرو عیار نے تمھاری تصویر دکھا کر دیوانہ بنایا ہے بطور قاصد انکو روانہ کیا کیا خوش نصیب ہون کہ اپنی معشوق باوفا سے قریب ہون اُسوقت کلاہ فخر چرخ برین پر پہونچا تا ہون آنکھین فرش کردن پلکونسے جاروب کشی ہو بارگاہ مین تشریف لیچلیے مدت مدید سے مشتاق ہون اُس نازنین نے مسکرا کر کہا ہمارے دوست صادق محب واثق خواجہ عمرو نامدار کہان ہین نام کو تو آپ کے بھی بدون خواجہ عمرو ہمانسے قدم نہ بڑھاؤ نگی لیکن او ظالم یہ تو بتلا تصویر مین کیا سحر کر دیا تھا جس سے قلب انکا آوارہ دشت ادبار مجنون وار صحراے پرہول کو طی کر کے یہان تک پہونچی لشکر سامری و جمشید ای کہ تمھاری صورت نحس دیکھی میرے مصاحب خاص کو بلاؤ عمرو کی صورت دکھاؤ سابق مین انے جاکر کوئی صاحبقران مین انکا پیغام دیا وہ ہمکو نامنظور تھا اس مرتبہ کمبخت نے تمھاری تصویر دکھا دی اپنے ہوش مین نہ رہی کمبخت

عشق کے ظلم سہے راتین فراق کی تڑپ تڑپ کے کاٹین تمکو کیونکر اپنا عاشق صادق جانون اپنی بارگاہ مین
بیٹھے چین کر رہے ہو شراب و کباب کا چرچا ہی بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہی دو چار معشوقین بھی اس
خیمے مین ضرور ہونگی مین وہان نجاؤنگی خواجہ عمرو کو جلد بلاؤ وہ میرے معین مددگار ہین اپنے دلکا حال انہین سے
مین کہونگی آخر اس مقدمہ مین کیا فریب ہی وہ کیون نہین تشریف لاتے اطلس گلگون پوش نے دست بستہ
عرض کی ای شہنشاہ اقلیم حسن و خوبی ای سرو خرامان باغ محبوبی آپ چلکر بارگاہ مین تشریف رکھیے سواے
کنیزون کے وہان کوئی نہین عمرو پیر ملازم خاص اطاعت گذار با اختصاص عیار عالیوقار مصاحب نامدار ابھی
وہ ضرور آئیگا حقیقت مین اُنکے ہونے سے محفل روشن ہوتی ہی لازمون تکو روانہ کرونگا وہ نازنین مہجبین
کی باتین ناز و کرشمہ سے معمور کبھی ہنستی ہی کبھی مسکرا دیتی ہی کبھی قتل کیا کبھی جلایا ابروون مین جلادی ہونٹھونمین
مسیحائی رعنائی زیبائی ملک اطلس بیقرار ہی نادیدہ عشق ایک درجہ تھا اب ہزار درجہ بڑھگیا چاہتا ہی
قدمونپر سر رکھون جان نثار کرون دے کہتا ہی کیا معشوق عاشق خصال دستیاب ہوئی کس مزے سے شب و روز
گذرینگے یکایک شور ہوا صداے گیر و دار کان مین آئی بحرے ساحرون کے زمین تھرائی ملک اطلس گلگون پوش
نے گھبرا کر کہا ارے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی کیسا ہنگامہ ہی جس نازنین نے بڑھکر ملک اطلس گلگون پوش
سے کلام کیا تھا وہ یکایک دوڑی یہ کہکر حضور مین خبر لاتی ہون تھوڑی دور گئی روتی ہوئی پلٹی کہا واویلا غضب ہوا
خواجہ عمرو نامدار عیار طرار نے شاید تاریک پر عیاری کی تھی یا راہ مین آتے تھے تاریک نے گرفتار کر لیا
ارادہ تھا قتل کرے سرداران صرخ بلوہ کر کے جا پڑے ہین لڑ رہے ہین چاہتے ہین عمرو کو چھوڑائین لیکن
ممکن نہین ہی وہ دیکھیے ایک غلام زنگی ذلیل حقیر عمرو کو بغل مین دبائے ہوئے بالاے آسمان تھرا رہا ہی
جان نثاران لشکر صرخ اُسپر جا پڑے ہین لیکن وہ غلام تاریک شکل کش بچہ کسی کی چوٹ نہین کھاتا
بہت سے آدمی مار ڈالے چاہتا ہی عمرو کو لیکر بھاگ جاؤن کسی ویرانے مین لیجا کر قتل کرون اُس
نازنین نے جو سر اُٹھا کر یہ حال پُر ملال دیکھا بال کھولدیے پیٹنے لگی کہا او عاشق کاذب دیکھ تو میرے
دوست پر کیا آفت پڑی ہی وہ بیچارہ اگلے وقت کا آدمی عیاری کرنا کیا جانے ہمارے ملک سے چلتا ہوا
آتا تھا اس حرامزادی نے گرفتار کر لیا ہوگا تو تو اپنے کو بڑا ساحر جانتا ہی تو تو کہتا تھا مین بادشاہ
طلسم ہوش ربا ہون عمرو نے بھی یہی بیان کیا تھا کہ اُنکا کوئی ہمسر نہین ہی پھر یہ کون ہین کہ جو میرے مصاحب
سے لڑتے ہین تو کیسا مرد ہی نہین ہو سکتا کہ جا کر عمرو کو چھوڑا لائے اگر تجھسے نہو سکیگا مین آپ

جاؤنگی واسطے عمرو کے جان دونگی اگر عمرو کوشش نکرتا مین یہان تک کیونکر پہونچتی ہم احسان فراموش
نہین ہین تو مجکو بالکل نامرد معلوم ہوتا ہی ہاتھ باندھے ہوے روتا ہی یہ کہکر اُس نازنین نے بال اپنے
نوچ ڈالے مُنھ پر طمانچے مارے تحافہ مین پیچہ رکھا تھا وہ اُٹھاکر گلے پر رکھلیا کہا اپنا گلا کاٹے ڈالتی ہون
اطلس گلگون پوش نے ہاتھ تھام لیا کہا ملکۂ عالم کسکی مجال ہی جو عمرو کو قتل کرے مین ابھی رہا کرکے
لاتا ہون حقیقت مین مین بادشاہ طلسم ہوشربا ہون میری حکومت ابھی دیکھو کوئی میرا بیان ہمسر نہین ہی
افراسیاب ہمارے بزرگون کو سجدہ کرتا ہی نانا دادا کا چیلہ ہی تھوڑے دنون سے باغی ہو گیا مین خود اُسکی
فکر مین تھا اُس شاہزادی نے کہا مین جب تمھارے پہلو مین بیٹھونگی کہ عمرو کو رہا کرکے لاؤ سر تاریک شکل گنج
کاکا تو شہنشاہ عمرو کے دشمنون کو پامال کرو یہانکی حکومت عمرو کو دو تب مین راضی ہونگی نہین تو خود جلکے
مرونگی یہ ہوا ظالم دیکھ میرا عمرو کیسا تڑپ رہا ہی وہ غلام زنگی سیاہ رو کیا کیا بدعتین کرتا ہی اگر اُسکو نے
مار ڈالا مین اپنے کو ہلاک کردونگی اطلس گلگون پوش نے فوراً کمر باندھی تاج سر پر رکھا اسباب سحر
ذات پر آراستہ کیا دامن سے آنسو اُس نازنین کے پونچھے کہا ای جان جہان ای گلشن حسن کی سرو روان
میرے اختیار کو ابھی دیکھے جاتی ہی اس غلام زنگی کو سزاے معقول دونگا اور تاریک کا بھی سر لاتا ہون
آج ہی افراسیاب کو بھی سزا دونگا اُس نازنین نے محبت سے گلے مین ہاتھ ڈالدیے مُنھ پر مُنھ رکھکر کہا ای
میرے وارث ذرا بچکر لڑنا ایسا نہو بیوہ کہلاؤن لیکن قدم بھی پیچھا ایک نہ ہٹانا مجکو عورتین تشنیع دینگی
جلسے مین جھکر کہینگی اِسکا شوہر لڑائی مین سے بھاگ آیا بڑا نامرد ہی سب مین شرماؤنگی اطلس گلگون پوش
نے کہا ملکہ دیکھو تو کیا عجائب و غرائب سحر دکھلاتا ہون ابھی سر تاریک لاتا ہون مین اپنے نانا دادا
کے نام دونسے مُنھ پھیر ونگا یہ کہکر چاہا بوسہ لے اُس شوخ و شنگ نے اُلٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ مار اکہا
او دیوانے بیہودہ مین تو روتی ہون تجکو یہ باتین سوجھی ہین جلد جا ایسا نہو عمرو قتل ہو جاے پھر مجکو اپنی
زوجہ نہ سمجھنا اطلس گلگون پوش نے اہالیان فوج کو آواز دی جلد تیار رہو فوراً کمر بندی ہو فوج افراسیاب
کو دیکھو مجال ہو ما بدولت چلے لو صاحب دیکھو مین جاتا ہون یہ کہکر اطلس گلگون پوش نے پر پرواز پیدا کیے
جیسے ہی یہ بلند ہوا اُس مہ جبین نے گورے گورے ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے پکار اُٹھی یا سامری
جمشید میرے وارث میرے چاہنے والے ملک اطلس گلگون پوش کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا
مجکو بیوہ نہ بنانا ملک اطلس گلگون پوش کو اور محبت کا جوش ہوا بلند ہوتے ہوتے پلٹ کر آواز دی صاحب

تم نے آدمیر اکلیجہ چھینتا ہی مجھے کون قتل کر سکتا ہی مین سب پر غالب ہون سر تاریک شکل کش کا طالب ہون
تا زمین دیکھتی رہگئی اطلس گلگون پوش آسمانپر جا کر رعد کا مثل برق چمکا نعرہ کیا تم اطلس گلگون پوش ہا
او افراسیاب خانہ خراب مین آپہونچا اُسوقت یہ رنگ ہی کہ تاریک شکل کش بخوف مہتر قران صاحبقران
گران نظر کردہ بزرگان تڑپکر کبھی آسمانپر جاتی ہی کبھی زمین پر گر کر فوج مہرخ کو پامال کر دیتی ہی جب مہتر قران
جھپٹا تو پھر آسمان پر گئی ایکسمت افراسیاب جادو بصد جستجو سحر کر رہا ہی لیکن اطلس گلگون پوش نے
اُس جوان زنگی کے پہونچا للکارا او روسیاہ میرے مصاحب کو کیون گرفتار کیا ہی اور عمرو کو آواز دی خواجہ
نگھبرانا مین آپہونچا ای شہنشاہ اقلیم عیاری ملکہ عالم آگئین لیکن تمھارے واسطے تڑپ رہی ہین وہ سامنے
دیکھو صحرا مین کھڑی ہین مجھسے بڑی محبت ہی دعائین مانگ رہی ہین سامری جمشید سے نذرین مانی ہین
کیا پیاری زبان ہی کیا آن بان ہی عمرو پنجے مین زنگی کے دبا ہوا تھا اُس حال مین پکار کر کہا شہنشا مین ملکہ
سے تمھاری معشوقہ کے پہنا تھا تمھاری محبت مین مجھے تاریک نے گرفتار کر لیا کمبخت ہی اُنکا ساتھ چھوڑ دو
ملک اطلس گلگون پوش نالائق ہی مین کہتا تھا تم سب پر فائق ہو ملکہ کو خدا سلامت رکھے وہ نہ دعائین
تو کون دعا مانگے آپکا ملازم اُنکا مصاحب ایسی جا کر آگ لگائی کہ تمھارے شوق وصل مین نکل آئی ملک اطلس
گلگون پوش نے کہا مین آیا زنگی نے آواز دی خبردار میرے پاس نہ آنا ورنہ مارا جائیگا سرکشی کی سزا پائیگا
عمرو ملکہ تاریک شکل کش کا گنہگار ہی اسکو قتل کرونگا اطلس گلگون پوش نے چاہا قریب جاؤن
اُسنے جھولی سے نکالکر گولہ مارا ملک اطلس گلگون پوش نے اُف کہا گولہ چھٹکر زمین مین گرا گئی سو
ملازمان افراسیاب کے سر چھٹکے لشکر مین صدائے فریاد و الغیاث بلند ہوئی سر اُٹھا کر افراسیاب
و تاریک شکل کش نے دیکھا کہ ملک اطلس گلگون پوش زنگی کے سحر دکرتا ہوا جاتا ہی تاریک
نے للکارا او ملک اطلس خبردار میرے گنہگار پر دست انداز ہونا ورنہ سزائے معقول دونگی ملک اطلس
نے ہنسکر جواب دیا او تاریک نگھبرا پہلے اپنے دوست کو چھوڑا لون پھر تیرا بھی اگر علاج کرتا ہون تو تو شاید
بچ بھی جاتی حکم ملکہ عالم قطعی ہی کہ تاریک کا سر کاٹ کر لاؤ ملکہ مہرخ وغیرہ سنکر حیران ہوئین کہ ملکہ عالم
کون صاحب ہین کہ جنھون نے تاریک کے قتل کا حکم دیا ہی بہار نے اشارہ کیا خاموش رہو
اس معاملہ مین راز ہی خواجہ عمرو کہ گئے تھے اپنے فرزند چالاک سے کہ مین عیاری کرونگا اگر شاید
بعض جادو بقصور پکڑو دیتا ہون اسکی شکل بنکر ملک اطلس گلگون پوش سے فریاد کرنا مین نے

چار سی کنیزین ہمراہ کر دی تھین معلوم ہوتا ہی وہ وہان پہونچا اس آتش خو شعلہ مزاج کو گرمایا کہدیا ہو گا کہ
تاریک کا سر لاؤ صرصر نے کہا سبحان اللہ کیا بلا کے عیار ہین اتنی دیر مین کیا آگ لگا دی کیسا بھوت کر دیا
تمام اُسکا ورد زبان ہی حکم کے کیسے مطیع ہین کہتے ہین ملکہ عالم کا حکم ہی یہ کہکر یہ سردار سحر کرنے لگے وہان
ملک اطلس سحر کر کے برابر غلام زنگی کے پہونچا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ملک اطلس نے کلائی پر ہاتھ ڈالا اور
غصے مین ایک طمانچہ مارا غلام کا سر اُڑ گیا عمرو اُسکے پنجے سے چھوٹا بیقرار ہو کر آواز دی ای شہنشاہ مجکو
بچائیے اگر زمین پر گرونگا استخوان ریزہ ریزہ ہو جائینگے ملک اطلس گلگون پوش نے جھپٹ کر
عمرو کو روکا سحر مین تاریک کے عمرو مبتلا تھا ملک اطلس گلگون پوش نے ایک نخل کے سایہ مین لاکر
عمرو کو اُتارا گلے سے لگایا کہا خواجہ تمنے مجکو دولت کونین عطا کی کس لطف سے تصویر دے آئے تھے
بدون اجازت والدین ملکہ نکل آئی ای خواجہ عمرو مجپر جان دیتی ہی اسوقت اسقدر بیقرار ہی پکار رہی ہی
ای پروردگار خدا میرے وارث کو بچالو تصدق اُتارونگی اب یہانسے چلکر شب کو جلسہ آراستہ کرینگے
تم یہ بچا سنا تمھارا ابھی ملکہ کو بڑا خیال ہی عمرو نے کہا ایسی ایسی کارگذاریان آپ بہت سی ملاحظہ فرمائیگے
اب تاریک سے مقابلہ کرو اُسکا سر کاٹو ملکہ کا حکم پورا ہو ملک اطلس گلگون پوش نے کہا ابھی
سر لایا لیکن غلام زنگی جو مرکز زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا صدا ہائے مہیب آئین بعد عرصہ دراز بیرون نے
آواز دی کشتی مرا نام من غلام ملکہ تاریک شکل کش بود افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا اُس زنگی
کی لاش سے اسقدر شعلے نکلے کئی ہزار ساحر جلگئے حیران ہوا کہ عمرو کہان گیا دیکھا ملک اطلس گلگون پوش
سے ہنس ہنسکر باتین کر رہا ہی وہین سے للکارا باش او ظالم غضب کیا دائی امان کے غلام کو مارا میرے
دشمن کو چھوڑا لیگیا یہ کہکر افراسیاب بصد قہر و عتاب صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا طرف
ملک اطلس گلگون پوش کے چلا عمرو تو گلیم اوڑھکر بھاگا لیکن ملک اطلس نے قبضہ شمشیر
برق نظیر پر ہاتھ ڈالا کہا او بچہ آتا ہون اس عرصے مین سرداران ملک اطلس گلگون پوش
بھی آکر شریک جنگ ہوئے گولے ترنج نارنج چلنے لگے تمام صحرا تاریک ہو گیا افراسیاب جادو
بقہر و غضب تمام طرف ملک اطلس گلگون پوش کے للکارتا ہوا چلا پکارا منم بانی بنا کے راکین
افسونگری منم آفتاب عالمتاب آسمان برتری یکہ تاز میدان ظلم و جفا شہنشاہ طلسم ہوشربا او
ملک اطلس گلگون پوش کیون شامت دامنگیر ہی اب میرے قتل کی تدبیر ہی دائی امان کو بچا

جانیکا قصد نکرنا ملک اطلس کو یہی کدھی کہ بتعجیل تمام تاریک بد انجام کا سر کاٹون سامنے جاکر معشوقہ کے
پیش کرون وصل سے ملکہ عالم کے مستفیض ہون تاریک شکل کش کا یہ حال ہی کہ بخوف جہتر قران نامدار
کبھی زمین پر کبھی بالاے آسمان حیران پریشان ہر چند کہ لڑائی مین اسکو بڑی کدھی اس حال پر ملال مین تھی
لشکر چرخ کو پامال کر رہی ہی جسکو پایا چیر پھاڑ کر کھاگئی اس ہنگامہ مین تھی پیٹ کی فکر ہی شراب و کباب کا
ذکر ہی لیکن افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب جعفون کو درہم و برہم کرتا ہوا سامنے ملک اطلس
گلگون پوش کے پہونچا ملک اطلس نے قصد کیا تھا کہ پرواز پیدا کرون بالاے آسمان جاکر تاریک
کے مقابل ہون لیکن افراسیاب نے اُٹھاکر سنگ ریزہ مارا ملک اطلس پر پتھر برسنے لگے کئی سو ملازم اُسکے
مارے گئے ہنس پڑا کہا او سنگ دل بیہودہ جاہل یہ کیا سحر کرتا ہوے دیکھ کیا ہوا یہ کہکر زمین سے مٹھی مین تھوڑی
خاک اُٹھائی یا سامری یا جمشید کہکر اُڑائی سب نے دیکھا سحر سے ملک اطلس کے بڑے بڑے پتھر پیدا ہوے
آپسمین پتھر وہ لڑکر لشکر افراسیاب پر گرنے لگے کئی ہزار کے سر پچکے لشکر افراسیاب مین غریو بلند ہوا
حیرت جادو نے بیقرار ہوکر آواز دی ای شہنشاہ پتھر برسانے سے خاک مرا نہ طلا دیکھیے تمام لشکر پر
غبار چھاگیا آپ کا لشکر پامال ہوا افراسیاب نے آخر دوسرا سحر کیا وہ پتھر غائب ہوئے دامن اپنا
پھاڑکر سحر کیا ملک اطلس گلگون پوش پر ایک چادر طلائی گری قریب تھا کہ اُسمین بند ہوجاے
قہقہہ مار کر آواز دی او افراسیاب کیون جامے سے باہر ہی ہمارے بندوبست سے نہین باہر ہی
تو جانتا ہی ہمارا تیرا چولی دامن کا ساتھ ہی لیکن اب تیرا گریبان ہمارا ہاتھ ہی یہ کہکر سنگ ریزہ
اُٹھاکر مارا وہ چادر سیاہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر لشکر افراسیاب پر گری کئی سو نے گریبان پھاڑ ڈالے
دیوانہ وار مجنون مثال طرف صحرا کے بھاگے جب دو چار سحر افراسیاب و ملک اطلس سے اسطرح
چلے اُسوقت افراسیاب نے غصے مین ہاتھ اُٹھایا آواز دی کیا طلسم ہوش ربا فتح ہوگیا اری
نمک حرام اب تو طلسم کشا کا بھی خاتمہ ہوا جلد حاضر ہو ای نگہبانان ما بدولت جلد آکر ہمارے حال
کے ناظر ہو فورًا ایک پریزاد پیدا ہوئی ایک گولہ طلائی لاکر ہاتھ مین افراسیاب کے دیا دست بستہ
عرض کی ای شہنشاہ نمک خواران قدیم پر اسقدر غصہ سب کچھ حاضر ہی سب کو گھٹے بند پڑے ہین یہ سحر
کا ہل واکل خالی نجائیگا آسمان تھرائیگا یقین ہی آپکے دشمنون کو غش آجائیگا مگر افسوس یہ ہی کہ
ملک اطلس گلگون پوش سامری پرست بادہ خدمتگذاری جمشید سے مست اسکا قتل بھی

خداوند پر شاق ہوگا یقین ہے وہ بھی سحر و ساحری مین مشاق ہوگا افراسیاب نے گولہ لے لیا پر زاد کیجانب
بنگاہ قہر و غضب دیکھا کہا تجکو ان مقدمات مین کیا دخل ہے وہ خاص ہمارا دشمن ہے اے رہروان جادہ مخالف
سحر رہزن ہزارہا سامری پرست اُسنے مارے اب مجھے اُسکا پاس نہین ہے پر زاد نے چاہا کچھ اور
عرض کرون شہنشاہ کو سمجھاؤن افراسیاب نے غصے مین کہا دور ہو اس نازنین کے منھ سے ایک شعلۂ آتش
نکلا وہ پر زاد مثل ہیمہ خشک جلنے لگی دم بھر مین جلکر خاک ہوئی خاک سے ایک طائر پیدا ہوا فیل مار کر
آسمان پر بلند ہو گیا آواز دی ہزار صد ہزار افسوس عمر طلسم ہوشربا تمام ہوئی مین بیچاری مفت مین
بدنام ہوئی یہ کہکر طائر نکلگیا افراسیاب یہ سنکر نام سامری و جمشید پر گالیان دینے لگا کہا دیکھو کیسا
شعبدے باز بیان بنا گئے نالایق ڈرتے ہین نابدولت کسی کی پروا نہین رکھتے اتنی مہلت جو ملک اطلس گلگون پوش
نے پائی گئی سردار افراسیاب کے مارے یہی چاہتا ہے تاریک شکل کش پر چاہڑون اپنی معشوقہ کا حکم بجالاؤن
لیکن افراسیاب نے اُس گولے کو چرخ دیا الامان الامان کی صدا آنے لگی زمین تھرانے لگی مہرخ و
بہار وغیرہ کئی ہزار مومن پیچھے ہٹین کہ یار غضب ہوا افراسیاب نے طلسم سے گولہ طلب کر لیا بہار گلدستہ
مار کر ایک جانب چلی باغبان قدرت بصد صولت و شوکت یا تو قلب لشکر افراسیاب مین لڑ رہا تھا
ہزارہا ساحران افراسیاب مارے کبھی سر مارے برف انداز پر جا پڑا کبھی ابریق کوہ شگاف سے دوا
اِن دونون کو زخمی کر چکا تھا کہ اُس گولے پر نگاہ پڑ گئی تھرا گیا کلیجہ منھ کو آ گیا ساتھ والون نے کہا یار دیکھو
طلسمی گولہ چلا چاہتا ہے کسکا دل گردہ ہے جو اس وار کو سنبھالے خدا اس بلا کو ٹالے یہ کہتا ہوا اک گوشے
پر آیا بہار کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا مخمور کو اشارہ کیا ملکہ ہشیار دیکھو آفت آئی ہے لیکن افراسیاب نے اُس
گولے کو تین مرتبہ چرخ دیکر طرف ملک اطلس گلگون پوش کے مارا دنناتا ہوا قریب تھا کہ کلیجے
پھٹ جائین کئی ہزار ساحر وغیرہ ساحر چرخ کھا کر گرے زمین مین گر کر ایڑیان رگڑنے لگے لیکن ملک اطلس
گلگون پوش نے جو گولہ آتے ہوئے دیکھا سینہ سپر کر کے آگے بڑھا جھولی سے کارد سحر نکالی سامری
و جمشید کا نام لیکر گولے کی جانب اشارہ کیا گولہ چھری پر آ کر پڑا دو ٹکڑے ہوئے گولے سے ایک
غبار زرد پیدا ہوا خاک اُڑی ایک گنبد زرد بنکر تیار ہوا ملک اطلس گلگون پوش
اُس غبار مین چھپ گیا برق بنکر گنبد خاکی مین تڑپ رہا ہے لیکن نہین نکلسکتا افراسیاب تیغ کھینچکر چلا
آواز دی او ملک اطلس گلگون پوش اب مہلت نہ ملیگی مین نے تجکو دام سحر خاکی مین پھنسایا

میری طرف سے دل میں بڑا غبار تھا حقیقت میں ملک اطلس گلگون پوش چاہتا ہے تھوڑی دیر کی
مہلت پاؤں تو اس گنبد خاکی کو مٹاؤں جسم سے چنگاریاں نکل رہی ہیں لیکن سحر خوانی میں مصروف ہے
دفعیہ سحر مہلت پر موقوف ہے افراسیاب سحر کو زور دیتا ہوا تیغہ کھینچے ہوئے طرف گنبد خاکی کے آتا ہے
باغبان وغیرہ نے جو یہ ہنگامہ عظیم دیکھا کہ ملک اطلس ہمارا طرفدار سحر افراسیاب میں مبتلا ہوا
اب نہ نکل سکیگا قصد ہوا جا کر سحر دفع کریں مخمور نے آواز دی ای باغبان و بہار ای ساحران نامدار
خبردار قریب گنبد خاکی نہ جانا ملک اطلس گلگون پوش حقیقت میں بڑا ساحر ہے نیرنگ و شعبدے
بخوبی ماہر ہے اپنے کو بچا رہا ہے اگر مہلت پائیگا بیشک گنبد کو توڑ کر نکلجائیگا اور کوئی اگر وہاں جا کر سحر کریگا
غبار کو ترقی ہوگی نابینا ہو کر مریگا اگر ساحر بڑا ہے اندھا ہو جائیگا سر ٹکرائیگا مخمور نے جو بطور نصیحت پکارا
سب ساحر رکے لیکن واسطے ملک اطلس گلگون پوش کے دعائیں مانگنے لگے باغبان قدرت نے
آواز دی ای مخمور حقیقت میں تو نے سچ کہا لیکن اگر یہ مارا گیا غضب ہوا اتنا کوئی کرے افراسیاب
کو روکے اپنی جانب متوجہ کرے چند ساعت افراسیاب سحر گنبد خاکی کو زور نہ دے ملک اطلس گلگون پوش
ساحر بے نظیر صاحب تدبیر ہے ضرور اس سحر کو دفع کر کے نکل جائیگا بہار جادو نے آواز دی جو کوئی اسوقت
سامنے افراسیاب کے جائیگا زندہ واپس نہ آئیگا اسوقت عجب لشکر میں تلاطم تھا ہر ایک کے ہوش و حواس
گم لیکن بیقرار ہو کر دعا کی یکایک صحرا سے گرد اڑی کچھ لکہ ہائے ابر نمایاں ہوئے لیکن صدائے
ہا ہو آئی زمین میدان کارزار تھرائی افراسیاب پلٹ کر دیکھنے لگا سب اسی جانب متوجہ ہوئے
دیکھا ایک جوان ساحر غدار اژدر آتش فشان پر سوار زخمدار بیقرار اژدر کو بھگائے ہوئے آتا ہے پشت
پر لاکھوں جادوگر سب کے رنگ رو متغیر انتہا کے زخمی جسم پر آبلے پڑے ہوئے بدحواس عالم یاس
چہرے اداس بھاگے ہوئے آتے ہیں ملکہ حیرت نے گھبرا کر افراسیاب سے پوچھا ای شہنشاہ
یہ لشکر ساحران بیتاب و پریشان شکست خوردہ کہاں سے آتا ہے پہچانیے یہ جو سب کا افسر ہے کونسا
ساحر ہے افراسیاب نے بغور دیکھا کہا میں نے بخوبی پہچانا ہمارا مصاحب خاص خراج گذار
گیہان اژدر سوار ہے میں نے برائے مقابلہ شہرہ فیلسر بھیجا تھا معلوم ہوتا ہے شکست کھا کر آیا ہے بہت گھبرایا ہے
مگر گیہان اژدر سوار نے جو دور سے افراسیاب کو دیکھا پکارا فریاد الغیاث ای شہنشاہ میری مدد
کیجیے تین دن تین راتیں گذریں میں شکست کھا کر بھاگا لیکن شہرہ فیلسر نمک حرام بد انجام میرا پیچھا نہیں

چھوڑتا کسی صحرا مین امان نہ پاتی تقدیر یہان لائی آپ مجکو جلد آگر بچایئے وہ آیا چاہتا ہی بڑا ساحر زبردست
ہی اتنا بڑا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا اپنے بھائی کے غم مین گھبرایا ہوا ہی کہتا تھا میرے بھائی
قہقہہ فیلسر کو افراسیاب نے مارا شہنشاہ لاچین کو قید کرلیا بھائی کے خون کا بدلا لونگا شہنشاہ
لاچین کو قید سے چھوڑا دونگا افراسیاب تو حیران حیران اُس طرف متوجہ ہوا کہ گیہان پکارتا ہوا
چلا آتا ہی ساتھ والے بھی افراسیاب کو دیکھکر فریاد وبکا کرنے لگے کیسا قول ہی میرا اژدھا پار بادھوا
نوجوان بیٹا خاک مین ملگیا اسقدر غضب ہی کہ بات سمجھ مین نہین آتی آخر افراسیاب یہ کہتا ہوا دوڑا
ارے غل نکرو مجکو بچاؤ اسقدر نہ گھبراؤ اتنی مہلت جو ملک اطلس گلگون پوش نے پائی جھجلی سے
کاردنکالکر ران پر لگائی خون اپنا چلو مین لیکر چہرہ پر ملا سُرخ رو ہوا کچھ خون باقی ماندہ اُس گنبد کے
پھینک مارا ابر خونی برسنے لگا گنبد شکست ہوا لیکن کئی ہزار ہمراہیان اطلس گلگون پوش بھی
جلگئے لیکن ملک اطلس نے اسقدر گنبد خاکی کے اندر صدمے اُٹھائے کئی زخم کھائے چند ساعت مین
اپنے کو درست کیا چالاک وچست ہوکر مصروف جنگ ہوا لیکن گیہان اژدر سوار اژدرے کو دوڑا
ساتھ والون کو منع کیا ارے یارو چپ رہو مین قریب شہنشاہ کے جاؤن مفصل حال سمجھاؤن
چاہا تھا کہ چلے کہ دوسرا ابر تیرہ وتار پیدا ہوا ابر مہیب برق چمکتی ہوئی شعلہ ہاے آتش ابر سے نمایان ہوئے
ابر اگر پھٹا آواز پیدا ہوئی باشیدای ملازمان افراسیاب خانہ خراب منم ساحر نامی ونامور ملک شہرہ فیلسر
او گیہان بھاگ کر کہان جائیگا یہ کہکر گینڈے کو جھاکر قریب گیہان اژدر سوار آیا کئی لاکھ ساحر
ابر سے پیدا ہوئے اُنکو آواز دی ان سب نمک حرامون کو مارو ان جلیلون کو مہلت ندو ہالیان فوج
لشکر گیہان پر گرے گیہان نے جو ملک شہرۂ فیلسر کو دیکھا اسی کے ہاتھ سے شکست کھاکر آیا بد حواس
ہوگیا سحر یاد کرتا ہی کبھی کہتا ہی یا سامری کبھی کہتا ہی یا جمشید کبھی پکارتا ہی یا لات اعلیٰ منات معلیٰ
کبھی گھبراکر پکارا ای لونک لوتا جھونک جھونٹا اسوقت آکر بچاؤ ہاے کوئی سحر یاد نہین آتا ارے یارو
مجکو تو کتاب کی کتاب یاد تھی سب حروف صفحہ قلب سے اُڑگئے شہرۂ فیلسر برابر پہونچ چکا تھا کہا او نامرد
کسکو پکارتا ہی کہان ہین سامری وجمشید نمک حرامی کے وقت یاد نہ آیا ایسے بادشاہ عالیجاہ کو بلا مین
پھنسایا اگر تم سب بگڑ جاتے افراسیاب جادو کی مجال تھی جو شہنشاہ لاچین کو قید کرتا سلطنت پر قبضہ
ہوتا اسوقت گیہان نے گھبراکر تلوار اُٹھائی ایسا بد حواس تھا مع نیام سر پر شہرۂ فیلسر کے لگائی ایک

ہاتھ سے سپر ہلاتا جاتا ہی منھ سے کہتا ہی ارے سحر پڑھون ای شہرۂ فیلسر تجکو جلادون کبھی کہتا ہی ای
بھائی میرے پاس نہ آؤ کبھی کہتا ہی ای شہنشاہ آکر بچاؤ یہ جلاد صاحب بیداد نہین مانتا شہرۂ فیلسر انتہا
کے غصے مین تھا مگر ہنس پڑا کلائی پر ہاتھ ڈالدیا گیہان نے تلوار چھوڑکر کہا لو بھائی تلوار لیلو مگر
جان تو چھوڑو شہرۂ فیلسر نے کلائی پر ہاتھ ڈالا اپنی جانب کھینچا یہ خود قریب آگیا کہا لو بھائی مین تو
سرکشی نہین کرتا تمھارا تابعدار ہون ہر چند کہ تالیان فوج گیہان عاجز مجبور ولاچار مین باتون پر
گیہان اژدر سوار کے بے اختیار ہنسے کہتے تھے وصاحبو وہ قتل پر آمادہ ہی یہ بھائی بھائی کہتے ہین
ایک نے کہا نام دھر اگیا یہان شہرہ نے طمانچہ مارا سر اسکا چنبر گردن سے اُڑ گیا زمانہ تیرہ و تار ہوا
آواز آئی گشتی مرا نامم من گیہان اژدر سوار بود شہرۂ فیلسر گیہان کو مار کر گلدن ست سحر پر سوار
ہوا لشکر افراسیاب پر جا پڑا افراسیاب نے جو یہ معرکہ دیکھا غصے مین سرما و ابریق کو آواز دی
تو یارو اور بلا نازل ہوئی بڑھکر اس تکرام کو روکو یہان نہ آنے دو شہرۂ فیلسر کے جو کان مین آواز
آئی دہن سے نعرہ کیا او افراسیاب میرے بھائی قہقہہ کو مارا ہنسی ٹھٹھا تکرام کون ہی اپنے
ولی نعمت کے ساتھ یہ بے اعتدالی کرے اُسکو گرفتار کیا بس بہتر یہ ہی کہ قدمون کو ہمارے بوسہ دے
توبہ کر شہنشاہ کو لاکر تخت نشین کر دیکھ طلسم ہوش ربا مین کیا غدر پڑ گیا تکرام ای نے یہ مزا چکھایا
یہ کہتا ہوا فوج افراسیاب پر جا پڑا اب یہ سب لشکر آپسمین گتھ گئے قیامت کے بجر ہونے لگے دشت و
جبل تھرانے لگے ہاے ابر کڑک رہے ہین شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین **نظم مصنف**

ہوا گرم ہنگامۂ دار و گیر — بکے خوردہ نیزہ بکے خوردہ تیر — قمر توسن فلک چالاک ہی
فسون سازیون مین بھی بیباک ہی — اُڑا اسقدر دشت کین مین غبار — رُخ مہر گردون چھپا ایکبار
ہوا ہر طرف سے جو آغاز سحر — اُٹھا پردۂ بدعت راز سحر — بڑھا جھومکر صف سے افراسیاب
لیے ہاتھ مین تیغۂ برق تاب — ملک اطلس نامور گیسان — ہوا بڑھکے فوجون پہ حملہ کنان
اِدھر نعرہ چھتر چھتران — ہژبر وفادار چھتر قتران — جلالت قرین نامور نامدار
گری برق تیغ جلالت شعار — ہوا حملہ ور رستم روزگار — صفون مین تھا ہنگامۂ گیر و دار
جبل خوف و دہشت سے ہلنے لگے — گل باغ جرأت بھی کھلنے لگے — ہوا ایک بیک دہر مین انقلاب
چھپا پردۂ ابر مین آفتاب — کیا سحر اطلس نے باشد و مد — ہوا قتل کہ یا سامری گرد د

کیا حال صفون مین قیامت کا ہی
نکلنے لگی صاف پانی سے آگ
کسی صف مین گولے چلے بیدریغ
دھوان دھار وہ دشت پرہول تھا
یہ دنیائے دون لائق دید ہی
کوئی رنج فرقت سے ہی بیقرار
کوئی وصل معشوق کی فکر مین
کہین سوز ہی اور کسی جا یہ ساز
بڑے انکے نام ونشان ہو گئے
جلالت شعارو ہی جرأت کا وقت
لڑائی کی افتاد جھیلو گے تم

کوئی کہہ رہا ہی کہ کالی کی جی
کوئی گر کے پانی مین ٹھنڈا ہوا
کسی جا چمکنے لگی برق تیغ
نقیبان لشکر بڑھے بیدرنگ
کوئی مر گیا اور کہین عید ہی
کہین عیش و عشرت کا سامان ہوا
کوئی ہجر محبوب کے ذکر مین
فریدون و جم صاحب تخت و تاج
تہ خاک آخر نہان ہو گئے
نہنگان دریائے شوکت ہو تم
یقین ہی کہ جانو نہ کھیلو گے تم

ہوئی ساحرون کو جو دریائے آگ
کوئی آتش سحر سے جل گیا
اچھلنے لگے ناریل جابجا
پکارے کہ یارو یہی وقت جنگ
کسی جا ہی جشن طرب آشکار
کوئی شکل آئینہ حیران ہوا
زمانے کا دیکھو نشیب و فراز
دیا جنکو سب سرکشون نے خراج
جوانو یہی شان شوکت کا وقت
مہ آسمان جلالت ہو تم
نقبا سے بلند آواز نے جو یہ شعار

عبرت آمیز پڑھے جوانان صف شکن شیرون جیسے صف لشکر دشمن پر جا پڑے سحر و ساحری کا زور ہی یا بارش ابر کا شور ہی کبھی افراسیاب جادو نے بڑھکر گولہ مارا آسمان پر جاکر پھٹا اندھیرا ہو گیا ہزارہا نابینا ہو کر زمین پر گرے ٹکرا ٹکرا کر مرے کبھی ملکہ اطلس گلگون پوش بڑھکر سحر کرتی ہی کہ افراسیاب کو شاہون کسی نے زمین کو ہلا دیا کسی جانب گلدستہ بہار چلا پھول برسے ہزارہا دیوانے ہوئے گریبان چاک کئے چہرون پر خاک ملی دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار بہار پڑھنے لگے

نظم

شاخ گل پر کب چہکتے ہین یہ مرغان بہار
عندلیبون کو ہی لازم شکر احسان بہار
گل ہی ساغر بادہ ہی شبنم ہی ساقی صبا
نغمہ فصاد کا نے بہر مرغان بہار
ہر روش گلدستہ گل سے ہین آراستہ
کشور گلزار مین جاری ہی فرمان بہار
فصل گل مین تو بلبل سے ہی رعنا کا الم

شکر کرتے ہین گلستان مین یہ مرغان بہار
چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم
میکدہ ہی صحن گلشن بہر مستان بہار
رقص کبک و نغمہ بلبل سے جنت ہی چمن
تختہ گلزار ہی اورنگ سلطان بہار
عندلیبو کو گلو نسے ہی ہم آغوشی نصیب
بے مئے ساقی ہی سب برباد سامان بہار

گل کھلے ہین موسم گل ہی یہ سامان بہار
طشت گل مین دھوے شبنم لیے مہمان بہار
جوش مستی سے ہوا جوش جنون کو ذکر نو
نرگس گل کا لقب ہی حور و غلمان بہار
برگ و بر کا ذکر کیا ہین خار تک رنگین
وصل اب ہوا اسطرح ہی بہر مرغان بہار
حیرت جادو نے دیکھا بہار جادو سے

صد ہا کو دیوانہ کر دیا بڑھکر سحر کیا سحر رنگین بہار کو ہٹایا لیکن شہرۂ فیلسر بصد کر و فر فوج افراسیاب
پر گرا ہی لیکن بدعت تاریک دیکھکر گھبرا رہا ہی جس جانب جا پڑتی ہی سیکڑون کو چیر پھاڑ ڈالتی ہی سوا ے
مہتر قران کے کسی سے خائف و ترسان نہین ایک مقام پر تاریک نے افراسیاب کو دیکھا سوا ے
فوج مہرخ کے ایک لشکر پر سحر کر رہا ہی تاریک گھبرائی قریب افراسیاب کے آئی کہا او افراسیاب
تو نے کیا کیا بڑھتین کہین میں خیال کر کے دیکھتی ہون تمام عالم تیرا دشمن ہی یہ کمبخت شہرۂ فیلسر کون
شخص ہی جسنے آتے ہی لاکھون کو مارا اسی کی آمد کی وجہ سے یہ اطلس گلگون پوش تیرے گنبد خاکی کے
سحر سے نکلگیا حقیقت مین کیا سحر معقول تھا ملک اطلس بہت ملول تھا مہلت پاتے ہی اُسنے اپنے کو
بچایا گنبد خاکی توڑا افراسیاب نے کہا دائی امان یہ شہرۂ فیلسر بڑا افسر ہی برادر قہقہہ فیلسر ہی
جو سابق مین لوح دار طلسم ہوشربا تھا دریاے نیل پر سیرا قبضہ ممکن ہوا مین نے کئی مرتبہ
کہلا بھیجا لوح طلسمی لیکر حاضر ہو وہ مغرور نہ آیا تب مین نے جاکر اسکو مارا یہ خبر اسکو ملی تھی اب مفصل
حال دریافت ہوا باغی ہوکر آیا کئی قلعون کو ویران کر دیا تاریک نے کہا جہانتک ہو سکے فوجون کو
حکم دے مہتر قران کو گھیر لین نہین معلوم تیغۂ نورافشانی کہانسے لایا کیونکر اس تلوار پر قبضہ ہوا افراسیاب
نے کہا مین بھی حیران ہون اس بدولت کا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا انتہا کا بہادر ہی ہزارون کو اسنے مارا
بڑے بڑے افسرون کو للکارا سامری و جمشید اسکے ہاتھ سے بچائین مہتر قران نے جو دور سے
دیکھا کہ تاریک شغل کش افراسیاب جادو سے باتین کر رہی ہی لڑتا بھڑتا چلا جس افسر نے روکا ہاتھ
تیغۂ نورافشانی کا مارا دو ٹکڑے ہوگئے دوسرے کو قبضہ مارا کسی کی کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا زمین پر مارا
استخوان بے ایمان کے چور چور ہوگئے ہزارہا کاسۂ سر مثل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھا رہے ہین سوار پیادون
مین بھگدڑ صفین درہم برہم نشانہاے لشکر پر الم ماتم نیزے کانپ رہے ہین تلوارین چھری جاتی ہین
بقول شخصے نیام مین منھ چھپاتی ہین سپرین دیباہ و برباد و تباہ مہتر قران کا جو نعرہ ہوا افراسیاب نے گھبرا کر کہا
دائی امان بھاگو وہ شیر بیشۂ جرأت آپہونچا دیکھیے اسکے ہاتھ سے کیونکر بچتے ہین افراسیاب ایک جانب
بھاگا تاریک شغل کش بیتاب متوحش مثل برق تڑک کے بالاے آسمان پہونچی مہتر قران نے اسکو
نپایا اور ساحرون پر جا پڑا لڑنے لگا لیکن تاریک کڑک کر فوج شہرۂ فیلسر پر گری ہر چند کہ شہرۂ فیلسر
بڑا بہادر ہی سحر و ساحری مین بے مثل و بے نظیر صاحب لیاقت و خوش تقریر لیکن صورت ہیبت ناک

تاریک کی دیکھکر گھبرا گیا ساحر والو نے کہا یارو یہ دیوانی کہانے آئی اہالیان فوج شہرۂ فیلسر نے جو
تاریک شکل کش کو دیکھا ہاے کا نعرہ کرکے بھاگنے لگے چاہتے تھے پانون سر پہ رکھ لین لیکن اسکے سامنے
نجا مین لٹے خون کے تمام اسکے سینے پر جمے ہوئے بال سر پر گرد پڑے حبا مین جھوٹی ہوئین کئی نقصان کا
لنگا خون مین ڈوبا ہوا جسکو پایا چیر پھاڑ کر کھا گئی جب منھ کھولکر چیخ ماری دہن سے اُس آتشخو کے دھوان
نکلتا ہو شعلہ آتش اس ناری کے نام سے جلتا ہو بعضون نے آنکھین بند کرلین منھ کے بھل زمین پر گرے
ایڑیان رگڑنے لگے بعض نہر مین پھاند پڑے آبرو بھی ڈبوئی جان مفت مین کھوئی تہلکہ لشکر شہرۂ فیلسر
مین پڑگیا شہرۂ فیلسر ایسا ساحر گھبرا رہا ہو لیکن واقف کاران طلسم نے آواز دی ای شہنشاہ یہ گروہ
بلاے حجرۂ دوم ہو تاریک شکل کش اسی کا نام ہو انسان کو چیر پھاڑ کر کھا جانا اسکا کام ہو یہ سنکر
شہرۂ فیلسر کسی قدر مطمئن ہوا اُسنے بھی کہا قدم مردی کا میدان کارزار سے ہٹانا بڑی ذلت ہو ای مین
جرات ہو کہ اس سے بڑھکر مقابلہ کرون اس سیاہ رو کے خون سے ہاتھ بھردن بروقت خروج
خیرخواہون نے کہا تھا کہ افراسیاب کا مارنا دشوار ہو بڑی بڑی بلائین نازل کریگا بڑے بڑے اسکے
خراج گزار ہین رہائی شہنشاہ لاچین آسان نہین ای شہرۂ فیلسر کسیکا کہنا نہ مانا اس امر دشوار کو
آسان جانا اب ہٹنا کیسا اس سے مقابلہ کرو دلکو تیز کرکے سحر کرتا ہوا بڑھا تاریک شکل کش نے آواز دی
او شہرۂ فیلسر کیون اپنی جان دیتا ہو افراسیاب کے قدمون پر سر رکھدے مین کہتی ہون خطا
معاف کرا دونگی اگر میرے کہنے کے خلاف کیا ٹھوکرین کھایگا بذلت مارا جایگا شہرۂ فیلسر کو جوش
جرات تھا کچھ خیال نکیا کئی گولے مارے تاریک نے ہاتھ مارا اُلٹے پلٹ کر اُسی کی فوج پر گرے کئی ہزار
آدمی بے گناہ جلکر رہگئے شہرۂ فیلسر نے دیکھا سحر کو بھرے قریب نہین آنے دیتی تیغہ برق مثال کھینچکر
جا پڑا اس نحس تاریک پر وار کیا تاریک نے سر بڑھا دیا تلوار نے تاثیر نہ کی جس سے اُڑ گئی گویا گھڑیال کی
موگری پڑی استادان لکھنؤ نے اس داستان عبرت بیان کو اسطور پر تحریر فرمایا ہو کہ شہرۂ فیلسر انتہا کا
زبردست ہو لیکن پتھر سے بدل کے تاریک پر برس پڑا تاریک زخمی نہوئی دم بدم دھڑو کے
مار رہی ہو کہتی جاتی ہو او شہرہ دیکھ اپنی جان بچا ہوش مین آ سرکشی کو موقوف کر اپنی حقیقت کا وقوف کر
ورنہ سزا اسکا مل دونگی لڑائی مین بڑی مشقت کی ہو بھوکی بھی ہو رہی ہون تجھکو کھا جاؤنگی شہرۂ فیلسر
نے خیال بھی نہ کیا تاریک شکل کش پانچ چار حربے جب رد کر چکی ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی

شہرہ بھی مثل برگ بید کانپا جیداری کرکے بڑھا تاریک نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مروڑ کر
تلوار چھین لی شہرہ فیلسوز بڑے قد کا جوان ہے اسکے سردار دیو سے مثال دیتے ہین جب تاریک
نے تلوار چھینکر پھینکدی شہرہ نے ہاتھ بڑھا کر چاہا اسکے بال پکڑ لون موشگافی کردن جرأت مین فرق
نہ آنے پائے چند موے سیاہ تاریک ہاتھ مین شہرہ فیلسوز کے آگئے چاہا پکڑ کر کھینچون تاریک نے سر کو
گردش دی وہ بال اس چنڈال کے مار سیاہ بنگئے ہاتھ مین شہرہ فیلسوز کے آبلے پڑے آہ کرکے چھوڑدیا
لیکن غصے مین لپٹ گیا دونون مین حرکت چلنے لگی شہرہ فیلسوز نے تاریک کا گال کاٹ کھایا تاریک
نے اسکے شانہ پر منہ مارا بوٹی کا بوٹا کاٹ کر چبا گئی شہرہ نے ایک چیخ ماری تاریک بھی چلائی لوگون
نے پلٹ کر دیکھا گوشت خر دندان سنگ ہو رہا ہے تاریک نے کچھ پڑھ کیا منہ سے ایک شعلۂ آتش نکلا
یا تو شہرہ فیلسوز ہر مرتبہ بالونپر ہاتھ بڑھاتا تھا سحر بڑھا کر کاٹتا تھا یا یکدم وہ شعلہ جو بھڑکا آہ کی آواز
دی مشک ڈھلا بس تاریک نے دوڑی جسطرح باز گنجشک کو دبوچتا ہے اُسطرح سے مٹھی گردن شہرہ
کی کھینچ لی ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالا مارا چر چر جلنے لگی گوشت اُسکا فریبے کھانے لگی اندھیرا تاریکی سنگباری
برف باری ہونے لگی صداہاے مہیب آئین بیرغل مچانے لگے لاکھ تدبیر کرتے تھے کچھ بن نہ پڑتا تھا
آخر صدا دی کشتی مرا نامم من شہرہ فیلسوز بود دور سے دیکھنے والون نے دیکھا ڈرے تاریک سے
ہوش اُڑگئے اہلیان لشکر شہرہ فیلسوز لرزان و پریشان لاشہ بھی اُسکا نہ اُٹھا سکے ایک جانب
بھاگے فرار پر قرار کیا جبر اختیار کیا وہان سے تاریک جھومتی ہوئی ہٹی مہتر قران حیران ہے کہ تاریک
پر میرا بچہ کیونکر قابض ہو تاریک شکل کش کڑک کر آسمان پر جاتی ہے دور دور لڑ رہی ہے فوج کا ہر سمت
سے ہجوم ہے کس کس کو مارے کس کس سے لڑے کیونکر تا بہ تاریک شکل کش پہونچے مہرخ و بہار خود
مجبور و لاچار ہین ملک اطلس گلگون پوش بھی سطوت و صولت سے لڑ رہا ہے تاریک شکل کش کا
جویا صفون کو درہم و برہم کر رہا ہے یاد مین اُس معشوقہ محبوبہ کے بہت بیقرار ہے جنگ سخت واقع ہوئی
چاہتا ہے تاریک شکل کش کا سر کاٹون معشوقہ کے پاس لیجاؤن وصل سے شاد ہون لیکن چونکہ
تاریک شکل کش تک نہین پہونچتا ہوس وصل دل مین بھری ہے ہوا اس مین ابتری ہے اُس تمنا
مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے

نظم

بیتابی فراق سے عالم بدل نجاے | نالہ مرا عرش سے آگے نکل نجاے
رونے مین تند یار سے دامن [illegible]

جو طفلِ اشک آنکھ سے ٹپکے مچل نہ جائے
شام فراق ہے وہ اندھیری کہ خوف ہے
پائے نظر ہزار جگہ کیوں نہ پھسل جائے

وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہے
بے فائدہ سر جناب قضا کا دہل نہ جائے

ٹھنڈی اگر ہو شمع تو پروانہ جل نہ جائے
کس آب و تاب پر رخِ شگفتہ ہے نسیم

آہ کے نعرے مارتا ہے کہتا ہے ہائے تقدیر ایسے وقت پر ملکہ عالم کا
آنا ہوا اچھی طرح جا ریا میں بھی کرنے نہ پایا اچھی طرح جمال جہان آرا بھی نہ دیکھا معشوق عاشق خصال
صاحب جاہ و جلال فراق دیدہ ہجران کشیدہ خود طالب وصل مطلوب مہ جبین نازنین حسین اُسکے پہلو میں
بیٹھکر لطف زندگی اُٹھاتا وائے تقدیر ایسی وقت پر فساد برپا ہوتا تھا تصویر خیالی اُسکی آنکھوں کے سامنے
پھر رہی ہے اُس تصویر خیالی سے بیقراری میں یوں کلام کرتا ہے

نظم

صنم کہ بر تو حسنت روانِ جان من است
مقیم کنگرۂ عرش آشیان من است
ز بہر نام چہ جد و برائے ننگ چہ جہد
کہ مہر لالہ و نغم زینت مکان من است
ز بے رواجی و جنس کساد بازاری
ز روے درد و الم صبح افغان من است

بجائے فخر محبت در استخوان من است
مبین بچشم حقارت مرا کہ وقت سخن
چو عنقریب نہ نام است و نے نشان من است
زبان شکوہ کشودن ز غیر بے خردیست
کہ نقد کون و مکان رائج دکان من است

ہمائے ہمت شوقم چہ بال بکشاید
حدیث کون و مکان رائج از دکان من است
درون خانۂ ہستی چو نقش دیوارم
مرا کہ دشمن جانی ہمین بیان من است
فغان بلبل شوریدہ در چمن مخفی

ای فلک عجب مصیبت ہے ہر چند محبوب بمطلوب کیونکر پورا کروں عمرو کو تو
میں نے چھوڑا یا لیکن افسوس ہے کہ ابتک تاریک شکل کش کا سر نہ پایا ولولۂ جنون میں اڑتا ہوا چلا حمد ہا
کو مار لگی پہلوانان زبردست کو للکارا تاریک شکل کش بصد شد و مد شہرۂ فیلسوف کو مار کر کھڑی ہوئی
ہجوم رہا ہے لیکن مہتر قران پر نگاہ ہے کبھی آہ کبھی واہ کہ پہلو سے نعرہ ہوا کہ انتم ملکہ اطلس گلگون پوش
کہاں جاتی ہے میں آ پہونچا بس اب آگے نہ بڑھنا میری معشوقہ نے حکم قطعی دیا ہے کہ تاریک شکل کش
کا سر لاؤ بے سر لیے نہ پلٹونگا تاریک شکل کش نے جو دیکھا کہ ملکہ اطلس نے فوج افراسیاب
کو درہم و برہم کیا نشان ہائے فوج کو قلم کیا مجھے جنگ کا طالب ہے ڈکار لیکر چلی گولہ اُٹھا کر مارا
ملکہ اطلس گلگون پوش و تاریک شکل کش سے بلا کے سحر چلنے لگے زمین و آسمان سے شعلہ ہائے
آتش نکلنے لگے اہالیان فوج کو جان بچانا دشوار تھا ہر سمت صدائے الامان الامان بلند ہر خرد و کلان
دردمند لیکن ملکہ اطلس گلگون پوش نے اپنا خون کاٹ کاٹ کر تاریک شکل کش پر چھینکا اُس خون
سے جسم پر تاریک شکل کش کے آبلے پڑ گئے ابر خونی اس زور شور سے برسا کہ تاریک ہر مرتبہ

مثل برق چمک کر اُس ابر مین چھپ جاتی تھی پھر کڑک کر زمین پر آتی تھی جب ملک اطلس پر چاہتی
ابر خونی کو توڑا اُسپر برق چمکائی ملک اطلس کی بھی آنکھون مین اندھیرا آجاتا تھا لیکن لڑائی سے
منھ نہ پھیرتا تھا جھپٹ جھپٹ کر جوش عشق مین ایسی بڑی ساحرہ کو گھیرتا تھا کئی مرتبہ لپٹ کر تلوار چلی
خون کے سرائے اُڑے اُن قطرات خون سے جانبین کے ہزارون ساحر جلے اتنا ہزار رن پڑا یقین ہے
اُس صحرا مین کبھی سبزہ پیدا نہوگا دو رنگ لاشون کے انبار نخل جا بجا جلتے ہوئے ابر ہائے آتش فشانی
گھر کر آنا پہاڑون کا ٹھہرانا عجب قیامت آشکار تھی لشکرون مین فریاد و الغیاث کی پکار تھی بھائی کو
بھائی نہ پہچانتا تھا ہزارون مرکب کوتل پھر رہے تھے پیدل لڑکھڑا کر گر رہے تھے دور سے افراسیاب
نے روتے روتے دیکھا کہ تاریک و ملک اطلس سے بھی سامنا پڑ گیا حقیقت مین اطلس نے تاریک
کو حیران کر دیا ہے مگر ایسی بلائے مبرم ہے کہ جھوم جھوم کر لڑ رہی ہے دوسرا نہ ٹھہر سکتا بس افراسیاب
تلوار پکڑ کر دوڑ پڑا پشت پر ملک اطلس کے پہونچا جب تلوار مار چکا تب آواز دی او اطلس خبردار
ہوشیار ہو جا یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا تھا ملک اطلس آواز افراسیاب سنکر پلٹ پڑا دیکھا تیغہ قریب
آچکا ہے سپر سر پر اٹھائی گوشہ سپر کو کاٹ کر تیغہ افراسیاب تا دو ابرو پہونچا اُسپر بھی اِسنے جیداری کی
داستان نہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکالا چادر خون چہرے پر آگئی چاہا افراسیاب سے لپٹ پڑون اُدھر سے
تاریک نے سحر کیا اطلس گلگون پوش گھبرا گیا سحر تاریک سے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
یاد مین محبوب کی پکار اُٹھا ای جان جہان افسوس وصل سے تمھارے کامیاب نہوئے حسرت و یاس
لیکر پردہ دنیا سے چلے تم ہمارا سوگ نہ رکھنا افسوس نہ کرنا تمھارا جان نثار تصدق ہوا عدم مین بھی
روح تڑپیگی پشت قبر سے نہ لگیگی

نظم

ہمدم عشق مین محظوظ مرا دل نہوا
کون ہے جو ترے رفتار پہ بسمل نہوا
جان جان تم سے کبھی شاد مرا دل نہوا
لیکن اک پل بھی تری یاد سے غافل نہوا
ہائے عشاق مین تا زیست اگرچہ تھا نہ شمار
لیکن اُنسے کبھی آزردہ مرا دل نہوا

وائے تقدیر مراد وصل کا حاصل نہوا
مہربان مجھپہ کبھی وہ مہ کامل نہوا
کاہش جان کے سوا کچھ مجھے حاصل نہوا
اُنکے دیوانون کو اسطرح رہا اُنکا لحاظ
ہوکے قتل اُنکے شہیدون مین بھی داخل نہوا
مرغ دل کیون مرے سینے مین ٹھہرے بسمل

یار دل کس کا ترے حسن پہ مائل نہوا
چاندنی رات گئی شاد مرا دل نہوا
صدمۂ ہجر سے جان لبون پر آئی
قید خانے مین کبھی شور سلاسل نہوا
سختیان ہجر کی کیا کیا نہ اُٹھائین مینے
ایک تیر نظر سے کبھی بسمل نہوا

ہین حسین جور لقا دور ہی پیار سب
تجکو معلوم بھی ای خنجر قاتل نہوا
تجھ مین آ نہ سکے یہ کہتا تھا غبار مجنون
دل دیوانہ ہمارا کسی قابل نہوا

ایسے معشوق سے ہر کوئی مقابل نہوا
تھی جوانی کی جو طاقت کرے دلمین ناصح
اسمین سنبھلے بگولا بس محمل نہوا

تخت جانی سے جو صدمہ ہوا ہمکو دم ذبح
عشق کا بار اٹھانا مجھے مشکل نہوا
رات دن ہو چہ حسینونکے تجسس مین خراب

ملک اطلس گلگون پوش نے زخمی ہوکر یہ اشعار پڑھے افراسیاب
قہقہہ مار کر ہنسا کہا ابے سفرے کسکو یاد کرتا ہے معلوم ہوتا ہے عمرو نے تیرے چونہ لگایا کسیکا دیوانہ بنایا
عیاروں کے مکر مین پھنس کر تو نے مفت مین جان دی مجکو بدنام کیا آخر یہ انجام ہوا زخم کھا کر اطلس نے
گھٹنے ٹیک دیے افراسیاب کے ہاتھ کا زخم کاری تھا بس تاریک جا پڑی ایسا سحر کیا شعلہ بھڑک کر
اطلس گلگون پوش کی آنکھون کے سامنے آیا نابینا ہو گیا تھونے لگا بس تاریک دبوچ بیٹھی
جسطرح شیر صحرائی شکار کو نوچتا ہے اسی طرح اسنے نوچ نوچ کر گوشت کھانا شروع کیا میدان کارزار
مین اسقدر اندھیرا ہوا کہ ہزار ہا ساحر ٹکرانے لگے ایک ابر سیاہ مثل کوہ فلک شکوہ کے اٹھا آگ
برسی طایران خوشنوا پیدا ہوئے کبھی زمزمہ سرائی کرتے تھے کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتے تھے پر نوچنے
سر پٹخنے لگے اسی ابر تیرہ و تار سے آواز آئی کشتی مرا نام سن ملک اطلس گلگون پوش بود کی طاز
کڑک کر سر پہ تاریک شکل کش کے لہرائے آوازین دین ای تاریک شکل کش مقام عبرت ہے
تو نے بڑے مصاحب سامری کو مارا یہ خون بالا بالا جائیگا بہت دور تک سر کھینچیگا بقول شاعر شعر
ای دوست بر جنازہ دشمن چو بگذری + شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود + صاف صاف سامری نامہ
مین تحریر ہے لیکن بچہرا تقریر ہے قاتل ملک اطلس گلگون پوش بہر صورت زیادہ زندہ نرہیگا جفا مین
سہیگا وقت مرگ تیرا او تاریک قریب آگیا روح سامری و جمشید کو صدمہ دیا بڑے شخص کا خون
سر لیا تیری قضا بہت قریب ہے ایسے کامل و اکمل کا قاتل بدنصیب ہے یا تو تاریک جیب چھوڑ کر
اطلس گلگون پوش کو کھا رہی تھی یا گھبرا کر طرف آسمان کے دیکھا شش انسانونکے طایر صدائین دے رہے تھے
تاریک نے افراسیاب جادو کو پکارا افراسیاب جھوم رہا تھا قبضہ شمشیر چوم رہا تھا پکارتا تھا ای مہرخ
و بہار وغیرہ دونون دشمنان سخت کو مین نے مارا اطلس گلگون پوش کسقدر ناز کرتا تھا دالی امان چیر پھاڑ کر
کھا گئیں کچھ نکے کیے نہو سکا استخوان صحرا مین پڑے ہین کوئی اسکی لاش پر رونے والا نہ رہا بد دولت کی دشمنی سے
بر ظلم سہا آج تم سبھون کو بھی کھا جائیگی ایک کو زندہ نہ چھوڑیگی قران پر ناز نہ کرو دعا کہ تاریک شکل کش کے

قریب بھی نہ آسکیگا تمام لشکر کو پامال کرینگی یہی تم سب کا حال کرینگی یکایک کان مین آواز تاریک شکل کش کی آئی پلٹ کر افراسیاب نے دیکھا کہ ران ملک اطلس کی ہاتھ سے جھیکدی سر پیٹ رہی ہے افراسیاب گھبرا کر قریب آیا کہا کیون دائی امان خیر تو ہے تاریک نے کہا میرے ہوش اڑے جاتے ہین دیکھ طائران طلسمی کیا فرماتے ہین کہتے ہین ملک اطلس کا قاتل زندہ رہیگا فوراً قتل ہو جائیگا تیرے واسطے مین نے سب کچھ کیا ایسے عبادت گزار سامری کا خون اپنی گردن پر لیا ان بیچاؤن کو منع کرا رے تو تو بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے حقیقت مین یہ سچ کہتے ہین افراسیاب نے سر اٹھا کر طائرون کو دیکھا حقیقت مین وہ جانور مقراربرو لٹکے سر پیٹتے ہین زبان پر یہی جاری ہے کہ یا سامری اپنے حکم کے پابند ہو مجھے قاتل اطلس گلگون پوش کو فوراً سزا ملے اس خار صحرائے بدعت کا غنچہ آرزو نہ کھلے بس افراسیاب نے دو تین سنگ ریزے اٹھا کے ان طائرون پر پھینک مارے شعلے بھڑک کر ان سب پر گرے جل بھنکر کباب ہو گئے لیکن خاک طائران سے آواز آئی یا سامری و جمشید تم جو کچھ لکھ گئے تھے وہ آنکھون سے دیکھ لیا اب ہمارے دلکو یقین آیا کہ تمہارے صاحب کا قاتل بھی مارا جائیگا نخل حیات سے پھل نہ پائیگا افراسیاب نے اس خاک پر لات ماری ہاتھ سے اشارہ کیا ہوائے تند چلی خاک بھی طائرون کی برباد ہوگئی خاک کو اڑا کر طرف تاریک کے پلٹا کہا دائی امان یہ سب جھوٹے ہین سامری و جمشید رمال تھے جو کچھ لکھا تھا سب غلط ہوا اس سے زیادہ یہ مقدمہ سخت واقع ہوا بیچاؤن نے مکرر لکھا تھا اسد غازی قاتل افراسیاب ہے کوئی اسکو قتل نہین کر سکتا دیکھیے کس حسرت و یاس سے مارا گیا آپ کے پیٹ مین ہضم بھی ہو گیا کتاب سامری کا کیا اعتبار رہا خود غلط انشا غلط املا غلط لیکن جسوقت اطلس گلگون پوش مارا گیا ہمراہیان ملکہ مہرخ کو بڑا انتشار ہوا لیکن آمادۂ مرگ و مہیائے قضا مرنے پر کمرین چست ارادے درست لیکن افراسیاب نے کہا دائی امان کچھ خیال نکرو دو دشمنون کو سٹ چکے مہتر قران کی بھی تدبیر ہوتی ہے غیر ساحرونکو حکم دیا جائے کہ گھیر کر اسکو مارو لشکر مہرخ پر آپ بھی حملہ کیجئے ان سب کو شکست فاش دیجیے مابدولت بھی آج آمادہ ہین بدون فتح جنگ واپس نہ جائینگے ایک کو زندہ نچھوڑینگے ایک جانب سے تاریک شکل کش لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ پر چلی یکجانب سے افراسیاب نے قصد کیا قریب تھا کہ لشکر مہرخ پر تاریک آ گرے مہتر قران عیار نے دو عصے دیکھا دہن سے نعرہ کیا ہر چند کہ مہتر قران کا حال یہ ہے کہ قہقہہ تیغہ نور افشانی پر دست نہ برداشتہ جام بادۂ جرات سے مست لاکھون ساحرونسے اکیلا لڑ رہا ہے جب ساحرون نے دیکھا کہ بحواس جوان پر

تاثیر نہین کرتا چہار جانب سے نیزہ و تیر و تفنگ پڑ رہے ہین مہتر قران نے زخم بھی کھائے سر بھی زخمی ہوا لیکن جرأت مین فرق نہین آیا نہنگا نہ بیگانہ رستا نہ ہو رہا ہی بڑے بڑے ساحران نامی ہاتھ سے مہتر قران کے واصل جہنم ہوئے ساحرون کی صداے فریاد و الغیاث بلند مہتر قران صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا طرف تاریک شکل کش کے چلا دور سے جو تاریک نے مہتر قران کو آتے دیکھا قلب تھرایا اسی طرح پر پرواز پیدا کرکے آسمان پر چلی بلندی سے سحر کرنے لگی جسپر اس ملعونہ نے سحر کیا کوئی جل گیا کوئی پھڑکا کوئی تڑپا کوئی دیوانہ وار پہاڑ سے سر ٹکرانے لگا اب مہتر قران گھبرایا کہ مین کیا کرون کیونکہ تا بہ تاریک ہو مخمور مہرخ و بہار وغیرہ بھی فریاد کرنے لگین ایک سمت سے ابر سیاہ آتا ہی آسمان سے تاریک کے سحر کی بوچھار ابر تیرہ و تار برس رہا ہی جسپر قطرہ پڑا ٹھنڈا ہوا قریب تھا کہ فوج مہرخ کے پانون اکھڑین عمرو ایک سایۂ نخل مین کھڑا ہوا یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ رہا ہی بیقرار ہو گیا دعائین مانگنے لگا اے رب کریم لشکر ظفر اثر کو اس بلاے سیاہ سے بچالے دیکھیے آج ان نازنینان پرچین کی کیونکر جان بچتی ہی حقیقت مین جیسی جنگ آج پڑی ہی ایسا کبھی معرکہ نہین ہوا لشکر غم و الم نے چہار جانب سے گھیر لیا ہجوم مصیبت گردش فلک نے بیکسی کو گھیر لیا نظم

خمیازۂ عشق کا مرا دل کھینچتا ہی آج
گیسوے حور شیون و جوش بکا ہی آج
پانی کے بدلے منھ مین بھر آئے ہی لہو
گردون طلسم گنبد ماتم سرا ہی آج
اے دل خبر لے نغمۂ شادی کو کیا ہوا
دل آہ زندگانی سے کتنا خفا ہی آج

آغوش رشک حلقۂ اہل وفا ہی آج
بیٹھے رہے تو لال طمانچون سے منھ کیا
لب کاٹنے مین آسمان وہ مزا ہی آج
اتنے کہان حواس کہ تدبیر مرگ ہو
لب پر ہمارے نالۂ واحسرتا ہی آج

برباد شور رعد ہوا آب اشک پر
تغییر رنگ شرم و خجالت فضا ہی آج
آواز ہاے ہاے کی آتی ہی ہر محل
اپنی خبر نہین مجھے کیا جانے کیا ہی آج
اترین گلے سے گھونٹ شراب حیات کے

اسوقت عمرو کی بیقراری سرداروں کی آہ و زاری ہر ایک کو یقین ہی کہ اب قتل ہوئے مہتر قران فوج مین پھنسا ہی تا بہ تاریک شکل کش کیونکر پہونچے اگر ساحر ہوتا یہی پر پرواز پیدا کرکے تا بہ آسمان جاتا سردار پیچھے ہٹنے لگے لیکن بلبک کے جو دعا کی بقدرت خالق بے نیاز الصمد رب کارساز دیکھا سب نے آسمان پر برق چمکی ایک ابر فیروزی لیکن نہایت تکلف سے آراستہ طرف طلسم نور افشان کے پیدا ہوا اس سے شعلہ ہاے آتش بھڑکتے ہوئے ہزار ہا طائر نغمہ سرا زمزمہ سنجی مین مصروف قریب آکر وہ ابر شق ہوا ایک جانب سے شہنشاہ نور افشان بصد عظم و شان ایک جانب سے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر جلوہ

جو لشکر اسلام مین دیکھا کوکب نے نور افشان سے کہا اُستاد بڑا غضب ہوا بیٹے اِسقدر آنے مین دیر کی
ملک اطلس گلگون پوش مارا گیا فوج اُسکی پامال ہوئی تاریک شکل کش بخوف مہتر قران
آسمان پر اٹک رہی ہے زمین پر نہین جاتی وہ ملعونہ ہمہ دان ہمہ گیر کیا خوب تدبیر کی ہے کہ مہتر قران
آسمان پر کیونکر آئیگا دیکھیے کس قیامت کے سحر کر رہی ہے ہزارہا ملازمان مہرخ پامال ہوئے کچھ نہین چلتا
قصد ہوا نور افشان کا کہ کچھ جواب دے لیکن کوکب روشن ضمیر خیر خواہ لشکر ظفر اثر نامی نام آور
نور افشان پر غصہ کرکے بڑھا شیرانہ نعرہ کیا نعرۂ کوکب تصنیف مصنف

منم مالکِ ملک افسونگری
دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ
جلالت شعار فریدون حشم
ملقب بہ القاب روشن ضمیر

منم رایج سکۂ ساحری
منم گوہر بحر جاہ و جلال
قوی دست و بازو و رستم شیم

منم صاحب شوکت و عز و جاہ
منم آفتاب سپہر کمال
شہنشاہ کوکب شہِ بے نظیر

ہر چند نور افشان نے آواز دی ای کوکب خبردار قریب تاریک
کے بجانا بلاے حجرۂ دوم ہے ہمنے ابتک تامل بلاوجہ نہین کیا صرف نیک و بد کے ملاحظہ مین مصروف تھے
کیا ایسے بیوقوف تھے ہم بخوبی آگاہ تھے کہ تاریک بلاے روزگار ہے مہتر قران کے سامنے نہ آئیگی اپنے
کو آسمان پر جا کر بچائیگی کوکب نے کچھ جواب نہ دیا تاریک شکل کش آسمان پر اٹک رہی تھی جیسے ہی کوکب کو
آتے ہوئے دیکھا للکار کر آواز دی او کوکب تیرا بھی ستارہ گردش مین آیا ملک اطلس گلگون پوش
ایسے ساحر زبردست کو مین نے مارا ابھی ابھی چیر پھاڑ کر کھا گئی تیری بھی قضا دامن گیر ہے ملک سحر و ساحری
ہماری جاگیر ہے کوکب نے للکارا او بیحیا وہ اطلس گلگون پوش کیا تھا ایک مرد گوشہ نشین عاجز ہو کر زمین
مین چھپا تھا خدا خواجہ کو سلامت رکھے اُس مرتد کے ہاتھ سے لاکھ دو لاکھ ساحر قتل کرا دیے اگر وہ مطیع
اسلام ہوتا حاضر و ہم اُسکی مدد کرتے جب اپنی جان دے لیتے تب اُسپر کوئی بلا نازل ہوتی تاریک نے
کوکب پر گولہ مارا کوکب پر تلوارین برسنے لگین صدہا خنجر گرے گرزہاے آتشین اُڑکے کوکب مثل ماہ تابان
با مہر درخشان اُس ابر سلاح سے چمک چمک کر نکلتا ہے تلوارون کو توڑا خنجرون سے اپنے کو بچایا مگر دمبدم وہ
اشیا زیادہ ہوتی جاتی ہین کئی زخم کوکب نے کھاے ہزارہا تیر صدہا تلوارین کہانتک اپنے کو بچاے
نور افشان جادو بیقرار ہو کر چیخا آواز دی کیون کوکب ہمارا کہنا نہ مانا راے کو خلاف جانا یہ کہکر نور افشان
نے گولہ مارا پتھر برسے اُن پتھرون نے تلوار خنجر توڑے اور کہا ای کوکب ہماری راے کو مقدم جانو

تم زمین پر جاؤ لشکر چرخ کو سحر افراسیاب سے بچاؤ اُسنے قیامت برپا کی ہے مہتر قران نامدار گھبرایا ہوا ہے
بیچارہ کیا کرے تم جاکر اُسکی شراکت کرو میں اس ملعونہ کو لیتا ہوں انشاءاللہ شکست دیتا ہوں کوکب روشن ضمیر
سوچا کہ اُستاد سچ کہتے ہیں یہ بھی نور افشان نے کہہ دیا کہ افراسیاب سے مقابلہ کرنا جہانتک ہو سکے الگ رہنا
آج قیامت کے سحر وہ کر رہا ہے مجمع ساحران مہتر قران پر ہے کم ہو صفوف لشکر افراسیاب برہم ہو تب مطلب
نکلیگا کوکب نعرہ کر کے زمین پر آیا طرف لشکر افراسیاب کے متوجہ ہوا دو تین گولے بعید قہر و غضب فوج
افراسیاب پر مارے ہزارہا ساحر قتل ہوئے مہتر قران کو آواز دی ای بہادر مرحبا صد مرحبا ماشاءاللہ کیا خوب
لڑے خوب سامنے کے پڑے اب میں تاریک کو زمین پر گراتا ہوں خبردار رہے خیال رہے کوکب روشن ضمیر
بڑے لطف سے لڑ رہا ہے مہتر قران نامدار تیغہ کھینچے ہوئے دیکھ رہا ہے لیکن نور افشان کمر بہت مضبوط
باندھکر طرف تاریک کے جھپٹا تاریک نے جو نور افشان کو آتے ہوئے دیکھا کہا اوبیر زمین گیر تو
درپے آزار ساحری پریشان ہوا کچھ تجکو خوف نہ آیا آج تیری بھی قضا لائی ہے یہ کہکر نور افشان پر چیل
منہ سے دھواں چھوٹا نور افشان نے شعلے چمکائے دھواں متفرق ہوا برابر ہو کر دام جمشیدی کاندھے
سے اُتارا خبردار کہکر تاریک شکل کش پر مارا تاریک بھی تھی سحر کریگا وہ جال جو پڑا جان کا جنجال
ہوا اُسمیں پھنسی مگر بلائے روزگار ہے ماہیت سحر سے بخوبی واقف ہے بطور نہنگ خون آشام
اُس دام سحر سامری میں تڑپی وہ جال ٹکڑے ٹکڑے ہوا لیکن مثل ماہی بے آب زمین پر گری اک
دھماکا ہوا مہتر قران تیغہ نور افشانی چمکاتا ہوا دوڑا یا تو زمین میں پڑی پھڑک رہی تھی مہتر قران
کو دیکھکر بلند ہوئی نور افشان نے دوسرا جال کاندھے سے اُتارا دام اول بیکار ہو چکا تھا حقیقت میں
یہ دام تند و تیز ہے ایسی جہاندیدہ کے قتل کی تدبیر ہے اب تاریک بہت گھبرائی کہ زمین پر اگر بیٹھی مہتر قران
تیغہ کھینچے کھڑا ہے اگر آسمان پر جاتی ہوں نور افشان کے دام سے مہلت نہیں پاتی ہوں مرغ زیرک تھی
مگر گھبرائی سحر نہ کر سکی نور افشان نے پھر جال مارا اتنی بڑی زبردست ہے کہ لوہے کے جال کو مثل کرپاس کے
ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی ہے نور افشان تھر بھی برسا رہا ہے کئی سنگ گران پشت و پہلو پر اسکے پڑے اب نہیں
تھم سکتی زمین پر غلطک مار گری ادھر بہار نے گلدستہ مارا باغبان نے گنبد چھوڑ دیا لکا پھینکا مہتر قران
جھپٹ کر پہونچا لیکن تاریک چشم زدن میں بلے سحر دفعہ کر کے چرخ مار کر چلی آواز دی اے افراسیاب
خانہ خراب دیکھ چہار جانب سے مجکو دشمنوں نے گھیرا ہے اس بڈھے کے سحر نے پریشان کر دیا ہے افراسیاب جلد

باتو کوکب سے سحر مین مصروف تھا طرف تاریک کے پلٹنا دیکھا دائی امان برقیامت برپا ہی آواز دی
ٹھہرا نا مین آپہونچا کوکب تیغہ کھینچکر جھپٹا کہا او مردود ہمسے آنکھین چار کر مردان عالم پر وار کر یہ کہکر گولہ
سحر کا مارا افراسیاب سحر کوکب کو دفع کرنے لگا لیکن مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران
عیار خواجہ عمرو نامدار ایک نخل کے سایہ مین کھڑے رو رہے تھے اب جو دیکھا کہ کوکب روشن ضمیر
افراسیاب سے دب رہا ہی نور افشان و تاریک مین جھپٹے پڑ رہے ہین لیکن فوج افراسیاب
بجد و بیحساب برسے جاتے ہوئے سحر کر رہی ہی خواجہ نے بھی جیبی پر ہاتھ ڈالا آگے بڑھکے نعرہ کیا
جنگی بان داغ کر طرف فوج افراسیاب کے پھینکا کئی سی کے منھ جلے کہ آسمان سے دوسرا ابر یاقوتی
پیدا ہوا دیکھا ملکہ بران شمشیرزن پشت پر چار سی شاہزادیان ساتھ ہزار نازنینان زرین پوش
دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے بصد زیب و رعنائی حربے سحر کے ہاتھ مین آتی ہی فوج افراسیاب
پر گری اختر مروارید جوڑے سے نکالا نعرہ کیا نعرہ بران شمشیرزن تصنیف مصنف

منم دختر کوکب ذیوقار | منم صف شکن و گیتی نامدار
مثال جوانمرد لشکر شکن | لقب گشت بران شمشیرزن

ایک جانب سے مجلس جادوگران کی گری کھلانے جلنے لگے گوڑیان
نکلین لڑکیان ساتھ کی چاؤن چاؤن کرنے لگین ایک جانب سے ملکہ اختر بن سہیلان شمشیرزن
لشکر بلور جہار دست و شاہزادہ جمشید بن کوکب جو جا کر درہ ہاے کوہ مین مخفی ہوئے تھے نعرہ ہاے
کوکب و نور افشان و بران لشکر غیرت آئی درہ کوہ سے نکلے ہرکارون نے بڑھکر خبر دی ای شہریار
جلد چلیے اب ہنگامہ عظیم برپا ہی تاریک کو سب نے ملکر گھیرا ہی بلور نے جمشید کو تخت پر سوار کیا آپ
مرکب کو بڑھا کر اسوقت پہونچا لشکر آپسمین ملے ہوئے وہ سحر چل رہے ہین کہ آسمان کو جنبش جانبازان
سرفروشون کو تیغ کی کوشش کوکب و افراسیاب سے مقابلہ بران کا حیرت سے سامنا مجلس نے
صدہا کو مارا کسی کو اختر نے للکارا شگوفہ سحر ساز وزیرزادی کے سحر نے گل کھلائے بہار کا گلدستہ جلا
مخمور نے دلشیا قوت احمر کے مارے سرخ ہوے کا کلکشانے موے مشکین زلفین عنبرین کھولے اندھیر نے
مین سیکڑون کو مارا شاہزادہ شکیل بے عدیل اپنی مادر مہربان کے پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے مصروف
شمشیرزنی ملکہ اسرار جادو کے سحر مین بڑا بھید ہی دشمن پرستاران سامری و جمشید ہی ملکہ ماران مین کن
نے اژدر سحر بنائے کبھی سانپ برسائے اژدر میدان مین دوڑتے پھرتے ہین سیکڑون کو نگل گئے ہزارون آتش سحر

جل گئے خورشید زرین سحر نے گرمی دکھائی آفتاب عالمتاب کی حدت بڑھائی زمین تپ رہی ہے اور ملکہ
ہلال سحر افگن کی ہلال زرین چلی لرزاں و زلزلہ زن و شور ہر سے زمین کو جنبش دی قتل فوج افراسیاب کی
کوشش کی اب افراسیاب جادو بھی مد حیرت کو جاتا ہے کبھی ان ساحروں کے سر پر مٹاتا ہے لیکن جسے
کوکب سے مہلت نہیں ملتی اگر بادشاہ طلسم ہوش ربا ہوتا جان بچانا دشوار تھی ایسا ہی کامل و اکمل ہے
کہ سب کو جواب دے رہا ہے کئی زخم کھا چکا حیرت جادو بر جواہر بران کے سامنے سے جاتی ہے جتوں نے
تاب افراسیاب جادو ہو بچا دن ہمراہیان ملکہ بران شمشیر زن مہلت نہیں دیتیں کبھی اختر جبلکر سامنے آگئی
کبھی مجلس نے سینہ سپر کیا کبھی شگوفہ سحر ساز نے اپنا رنگ دکھایا اب خواجہ عمرو کی خوب بن پڑی جادوگر کی شکل
بنے کھڑے ہیں جو ساحر صف سے بھاگ کر نکلا پکارا خبردار کہاں جاتا ہے حکم افراسیاب نہیں ہے جیٹ کر
اُسنے دانت لگا دیئے عمرو نے کہا کپڑے اُتار دے چلے جاؤ جو کچھ نقد و جنس اُسکے پاس تھا خوف جان اُسنے
دیدیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہ اب تو جانے کی اجازت دیجیے قریب آکے فرمایا دیکھو وہ سامنے باغ ہے
اُسطرف بھاگتا وہاں ایک میرا بھائی کھڑا ہے ضرور روکیگا اُسنے منہ پھیر اکہ باغ کہاں ہے آپنے اُسترا
نکالکر جھپٹکے ناک کی کاٹ لی اُسنے اک چیخ ماری فرمایا چپکے چلے جاؤ غل نہ مچاؤ افراسیاب نے سر کاٹنے کا
حکم دیا تھا مین نے صرف ناک ذرا سی کاٹ لی اُسپر روتے ہوا بھی ننگ کشاں کشاں سامنے افراسیاب
کے لیجاؤنگا وہ سوچا بلا سے ناک گئی جان تو بچی آبرو سے نکل چلو روتا پیٹتا طرف صحرا کے چلا گیا دشمن بیچ
کو تو یوں لوٹتا جب دیکھا اب لشکر آپس میں لگ گئے ہیں بھائی کو بھائی نہیں پہچانتا باپ کو بیٹے کی فکر نہیں
اصلاح کا ذکر نہیں گلیم اوڑھکر میدان کارزار میں آئے لاکھوں لاشے پڑے تھے کمر میں اُنکی ٹٹولنے لگے
جسکی کمر میں ہمیانی نکلی کاٹ لی لاش سے تعرض نکیا جسکی کمر میں کچھ نہ نکلا تو لالیکر اسکا منہ پھونک دیا فرمایا
او نالائق عمر بھر نوکری کی دس روپیہ مرنے جینے کو کمر میں نہ باندھے جہانپر عمرو نکا زیادہ مجمع ہے گلیم اوڑھلی
خالی دو ہاتھ دوڑتے پھرتے ہیں کمرین ٹٹول رہے ہیں اگر کسی نے دور سے دیکھا گھبرا گیا بے دھڑ سے ہیں
اُن ہاتھوں کو دیکھکر بھاگا کبھی اگر دل چاہا گلیم سر سے اُتاری ساحر کی شکل بنکر ایک ترنج ہاتھ میں لیا کسی
بڑے جادوگر کو تاکا یہ سمجھ لیا کہ پاس بہت بھاری ہیں اُسکو بڑھکر للکارا اُسنے پلٹ کر دیکھا ایک جادوگر
بلا کا چلا میرے مقابلے کو آتا ہے وہ بھی آمادہ ہو کر چلا جب قریب پہونچا تب آپنے کچھ پڑھکر وہ ترنج پھینک
دو تجھ کا ترنج ہے لیا جاننا تھا سر اسر ہے ہاتھ مارا ترنج پھٹا اُسکی چھینٹیں منہ پر پڑیں پانی کے قطرے تھے

دماغ پر پڑے بیہوش ہوکے گرا قریب جاکر خنجر مار شکم چاک قصہ پاک کیا کپڑے اُسکے اُتار لیے دوسری جانب چلے ایک سمت مہتر برق فرنگی کرچ کھینچے ہوئے کنارے لشکر سے حقہ ہاے آتشباری اُڑا رہے ہیں جانسوز بن قران کہین ضرغام شیر دل مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو بصورت نازنین سامنے اطلس کے گیا تھا جب تک اطلس لڑا کیا دور سے کھڑا دیکھا کیا جب اُسکی نگاہ ادھر پھرتی تھی یہ دور سے اشارے کرتا تھا کہ جلد سر تاریک کاٹ لو ہم تم چلکر بارگاہ مین آرام کرین سامان عیش و نشاط مہیا ہو دور جام بے اندیشہ انجام چلے اطلس یہ اشارے دیکھکر اور کرا جاتا تھا معشوق کو دیکھکر شرماجاتا تھا جب وہ وصل جسم ہوا مارا گیا ہنستا ہوا بارگاہ مین غیرہ ملک اطلس کی لدوا لین کنیزان بہار وغیرہ ساتھ تھین اُنھون نے جوتیان مار کر اُن نگہبانون کو ہٹا دیا مال اسباب سب قبضے مین کیا لشکر مین لیکر آئے مال برادر چھوڑا آپ بہانہ عیاری سے آراستہ ہوکر میدان کارزار مین آیا دیکھا عیار جابجا لڑ رہے ہین اتنا بڑا کھیت ہوا ہے لاکھون لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے یہ بھی کھڑے ہوکر لڑنے لگا حقہ ہاے نفط پھینکے سیکڑون کو جلا دیا لیکن تاریک عمل کش نور افشان جادو سے لڑ رہی ہے کیسے جال اس ماہی بحر سحر و ساحری پر مارے ہر جال کو اُسنے توڑا وہ وہ سحر کیے کہ نور افشان ایسا ساحر زبردست اپنی جان سے تنگ ایسی بخالی ظلم سے جنگ ہاتھ سے قطرہ ہاے خون ٹپک رہے ہین لباس ٹکڑے ٹکڑے کیے زخم بھی کھاے ہر مرتبہ جال مار کر قصد ہوتا ہے لپٹ جاؤن بوٹیان کاٹ کر پھینک دون لیکن تاریک وہ قیامت کی پرکالہ ہے کسی مقام پر نہین رکتی جب جال پڑا اُسکو توڑ کر نکلی زمین پر گرتی مہتر قران جھپٹنا یہ پھر بلند ہوئی نور افشان پھر اُسی طرح زور شور سے چلا جال مارا اور یہان مجبر نے اس داستان حیرت بیان کو اور طور سے تحریر کیا تھا لیکن چونکہ مصنف نے اِس مقام پر نہایت زور دیا ہنگامے ہر طرف کے ناظرین ملاحظہ فرمائینگے چونکہ یہ مجرہ دوم پڑا تھا حقیقت مین اول مین مصنف نے بھی چند حال اسکے بےکیفیت لکھے آخر مین لطف نہ رہا راقم کو ناگوار رہا پس خروج شہرہ قبلیہ و داستان ملکہ اطلس گلگون پوش بصد جوش و خروش اس مقام پر درج کی بعنایت پروردگار درمیان شہر لکھنؤ یعنی شاہزادگان والا مقام درمیان حکام و جملہ خاص و عام نے اِس داستان حیرت بیان کو نہایت پسند فرمایا اکثر ذوق و شوق سے ہمیشہ مین ہوتی ہین کہ داستان حیرت بیان خروج اطلس گلگون پوش کے مشتاق ہین حقیقت مین عجب کیفیت سے یہ ہنگامہ جنگ مغلوبہ برپا ہوا مہتر شعلہ نور افشانی بھی کرنا پڑی کوئی اور صورت نقل

تاریک شکل کش کی نہ تھی بہر نوع شائقان نکتہ سنج و ناظران والا مقام ضرور قدردانی فرمائینگے و دیگر
حجرہ ہاے بلا انشاءاللہ اسی شرح و بسط سے تحریر ہونگے اور حجرۂ نجم جبکی حاکم ملکہ لعل سخندان و یاقوت
سخندان دختران ملک اخضر گوہر پوش ہین اسکے خروج مین اور عیار بو بیز خواجہ عمرو کی ناظرین
عش عش کرینگے ضرور خلعت تحسین و آفرین مرحمت ہوگا اس مطلوبہ کو تین شبانہ روز گذر چکے ہین دونون لشکر
اسی طرح سے ہوئے ہین سحر و ساحر لیا ہنگامہ رعد کی گرج برق کی تڑپ بارش ابر سحر و ساحری آتش افسونگری
ہر ایک مقام پر نور افشان خستہ و شکستہ ہی لیکن تاریک کو بھی نیم بسمل کر دیا ظاہر مین ہیر زمین گیر لیکن
اُستاد افراسیاب و کوکب روشن ضمیر جان آمال و قف محبت نام صاحبقران زمان کر دیا آستین
چڑھائے ہوئے زخم کھارہی تاریک کو بلند نہین ہونے دیتا قہرمان شیرانہ تیغۂ نور افشانی کم
کیے تاک مین کھڑا ہی مجمع ساحران بھی اس مقام پر بیحد و بے انتہا ہی افراسیاب کو بھی ساحران
طلسم نور افشان نے گھیرا ہی ملکہ حیرت جادو معشوقہ خونخوار بران سے زخمی ہو چکی ہی مجلس کرک
کرک کر گر رہی ہی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن بار و بیز شکن بچتیون کے ملے ہاتھ مین سحر
و ساحری بات بات مین جب موتیون کا الا مار اکنیزان حیرت کے سر پھٹے لیکن حیرت بھی تعلیم کردہ
افراسیاب زخم اُٹھا کر پیچ و تاب کھا کر اپنی ساتھ والیون کو ترغیب جنگ دے رہی ہی اور ملکہ
سوسن پوش و نگار زعفران پوش و ملکہ حیران آئینہ دار و ملکہ کاکل دراز و طاؤ ریحان سحر طراز
یہ سب شاہزادیان حاکمان در بند ہوش ربا بار حیرت جادو کے جمی ہوئی لڑ رہی ہین وہ مقام
حسرت انجام ہی کہ ایک کو ایک کی فکر نہین جان بچانیکا ذکر نہین کئی مرتبہ بران شمشیر زن نے
اختر مرداریدکو ہر ایک ساحر پر لگایا ایک پنجہ سنہرا پیدا ہو کر اُسکو قبضے مین کر لیتا ہی اسیطرح دست بدست
وہ اختر پاس بران نامور کے پہونچ جاتا ہی حیرت نے بھی بال کھول دیے ہین جب سحر کیا اندھیرا
میدان کارزار مین چھا گیا اُس اندھیرے مین ساتھ والیان ملازمان بران پر جا پڑی ہین میدان میں
لالہ زار کھلا ہوا جس مقام پر بران و حیرت سے معرکہ ہی صدہا چاند کے ٹکڑے ہزارہا ستارے زمین
پر پڑے تڑپ رہے ہین کیسے کیسے نازنین مہ جبین قتل ہوئے کہ جنکا نظیر ممکن نہوگا عمرو اس ہنگامے
کو دیکھتا ہوا اُس مقام پر پہونچا کہ جہان تاریک و نور افشان لڑ رہے ہین لکھا ہی کہ سات چال
نور افشان نے تاریک شکل کش پر مارے اُسنے سب توڑے آٹھوین مرتبہ قہر و غضب مین

دام سحر جمشیدی نور افشان نے کاندھے سے اُتارا تاریک کرکے قریب نور افشان پہونچی تھی
نور افشان نے دام سحر اُٹھایا لیکن تاریک نے خنجر سحر نور افشان پر مارا ہر چند نور افشان نے بچایا
لیکن سر زخمی ہوا نور افشان نے پلٹ کر خنجر مارا تاریک شعل کش نے سحر کیا کہ خنجر ہاتھ سے نور افشان
کے چھوٹ گیا موت تاریک کی قریب تھی وہ خنجر اسکی ران پر پڑا آہ کرکے جھکی وہی دام سحر نور افشان نے
مارا اُلجھی بے طور کشمکش بہ مثل ماہی بے آب تڑپنے لگی نور افشان دونوں پیر جماکر زمین پر کودا گرتے گرتے
تاریک نے بمشکل تمام جال توڑا پیر زمین پر جماکر سیدھی ہوئی کہ پہلوے نعرہ ہوا او تاریک کہاں
جاتی ہے تم صاحب بغدہ گران نظر کردۂ بزرگان شاگرد رشید مہتر مہتران غلام قدیم صاحبقران صاحب فتح
وظفر مہتر قران نامور تاریک بھی ملک الموت کو قریب پایا تیغہ نور افشانی کو بخوبی پہچانا قصد ہوا
سحر کرکے بلند ہو جاؤں اس ظالم سے جان بچاؤں لیکن مہتر قران نے پینترہ بدلکر ہاتھ تیغہ نور افشانی
کا لگایا تاریک نے گھبرا کر دونوں ہاتھ اُٹھا دیے دونوں کلائیاں کٹ کر گرین پرنالہ خون کا جاری ہوا
مثل اژدہا پھنکنے کے چیخی منھ سے اُسکے ہزارہا شعلہ ہاے آتش نکلے قران کو آتش سحر نے گھیرا قران
نے تیغہ چمکایا آتش سحر باطل ہوئی دوسرا ہاتھ مارا تاریک پکاری ارے بچانا ایک پتلا فولادی زمین
سے پیدا ہوا جست کرکے بجاے سپر سر تاریک پر تھرایا تیغہ برق تاب چمککر گرا پتلے کو کاٹا سر تاریک
پر گرا ذرا فرق نہوا سر اسکے جبڑے کو کاٹا چشم زدن میں یا تو سر پر چمکا تھا یا تیغہ آبدار نے زمین میں بوسہ دیا
تاریک شعل کش کے دو ٹکڑے ہوئے بلاے تیرہ دوم کا مارا جانا تھا تاریک اندھیرا چھا گیا ساحرونکے
دم گھٹنے لگے ہزارہا زاغ و زغن بصد رنج و محن درختوں سے اُڑے پرندے سر پیٹ کر ہاے ملکہ تاریک
کا نعرہ کرتے تھے جل جلکر زمین پر گرتے تھے نور افشان جادو نعرہ کرکے سحر کرنے لگا صدہا پتلے پیدا کیے
مشعلیں اُنکے ہاتھ میں لیکر بلند ہوئے جب ایک نے ایک کو دیکھا آب آواز آئی کشتی مرا نام من
تاریک شعل کش بود افراسیاب کی بھی نگاہ جا پڑی دیکھا لاشہ تاریک تڑپ رہا ہے نور افشان
سحر کرتا ہوا میری جانب آتا ہے افراسیاب نے بڑھکر سحر کیے نور افشان پر بلا نازل ہوئی صدہا شیر صحرائی
درہ ہاے کوہ سے پیدا ہوئے نور افشان جادو پر حملے کرنے لگے نور افشان اُن شیروں سے لڑ رہا تھا
جس شیر کے سر پر گھونسا مارا سر اُسکا پھٹ گیا کسی کو چیر کر پھینک دیا لیکن قضاے کار بر سر کوہ زبرجد کی
آفات چہار دست تخت پر بادۂ کبر و نخوت سے مست بیٹھی ہے ذکر کر چکا ہوں کہ بروز قتل شعل جاری

پتلیان جل گئین آٹھون پتلیان قصر زبرجدی مین کرسیون پر مبتجی ہین مگر کئی دن سے اُداس اُسوقت آفات چہاردست نے پوچھا کیون شاہزادیون مزاج کیسا ہی آج کئی دن سے تمکو پریشان پاتی ہون بہت گھبراتی ہون مفصل حال بیان کرو اگر کچھ عارضہ ہو علاج کرون مین تو تمھاری خدمتگذار ہون کچھ حال طلسم ہوش ربا بیان کرو میرا بچہ افراسیاب جادو کس حال مین ہی بی تاریک شکل گشل نے کہا کیا تین دن سے روزنامچے مین ایک حرف نہین لکھا ابتو آیندہ گذشتہ کی خبر نہین ملتی کلی آرزو کی نہین کھلتی ایک انہین سے جھلاکر بولی دادی جان اپنی خیر مناؤ ہمارا سر پھراؤ کیسی خبر آیندہ گذشتہ سامری و جمشید نے تمھارے قبضے مین کر دیا حباب لب دریا ہین آمادۂ مرگ دھیاے قضا ہین وقت روا داری کی ہماری جان پر بنی ہی تمکو کہانی سوجھی ہی نہین معلوم کس فکر مین ہین ذرا خبر تو اپنے فرزند کی منگاؤ دیکھو کیا گذری آفات چہاردست نے کہا بی بی یہ نجوم رمل خبر اخبار تمھاری ذات پر موقوف ہین تمہین بتلاؤ دوسری بول اُٹھی اپنا تو یہ حال ہی بقول شاعر ان اشعار سے ہمارا حال سمجھ لیجیے خمسہ حسب حال

معصیت سے اپنا دامن بھر چلے
لیکے حسرت با دلِ مضطر چلے
بس اسی خوف و رجا مین مر چلے
تہمت چند اپنے ذمے دھر چلے
کس لیے آئے تھے کیا ہم کر چلے

حشر کا دن ہمکو اک آن ہی
کم ہو عمر ہجر کیا امکان ہی
قہر حسرت ہی غضب ارمان ہی
زندگی ہی یا کوئی طوفان ہی
ہم تو اس جینے کے ہاتھون مر چلے

گلشن ہستی کا نظارہ کیا
اب ہی سر مین باغ جنت کی ہوا
دم کے دم کی سیر ہی وقفہ ہی کیا
کیا ہمین کام ان گلون سے اے صبا
ایک دم آئے ادھر اودھر چلے

آئے تھے مہمان براے یک نفس
خوب دیکھا اب نہین باقی ہوس
اب یہان رہنا ہی بس قیدِ قفس
دوستو دیکھا تماشا یان کا بس
تم رہو خوش ہم تو اپنے گھر چلے

بے زبان جو شمع سان ہین گیا کہین
عشق کی آتش سے اُڑتے ہین دھوئین

دیکھین ٹک ہی بزم ہستی مین جئین | شمع کے مانند ہم اس بزم مین
چشم تر آئے تھے دامن تر چلے

محفل ہستی کا دیکھا تار بجھاو | تشنہ کامون کی صدا ہی لاو لاو
کھول خم کو محتسب سے گھر کو جاو | ساقیا یان لگ رہا ہی چل چلاو
جب تک بس چل سکے ساغر چلے

ہند سے چین اور عجم سے تا عرب | دھوم ہی مخلوق کی ہر روز و شب
کوئی رعنا سے نہین کہتا سبب | درد کچھ معلوم ہی یہ لوگ سب
کس طرف سے آئے تھے کیدھر چلے

ان اشعار عبرت آثار کو سنکر کہا شاہزادیو مین تو اسکے مطلب کو نہین سمجھی ایک نے جواب دیا او پیر نابالغہ تمہاری دریا جان ہی تو کیا سمجھیگی بقول اسد اللہ خان غالب دہلوی شعر حضرت ناصح جو آئین دیدۂ دل فرش راہ + یہ تو کوئی مجکو سمجھادے کہ سمجھائینگے کیا + ایک نے کہا کہ بوا ایسی سخن نا فہم سے کلام کرنا سراسر حماقت ہی جسوقت دقت آسمانی آئیگی بخوبی یہ لکا تا سمجھ جائیگی آفات چہار دست نے جواب دیا کیون بی بی مین جو تمہاری خدمتگذار قدیم ہون بلکہ مصاحب و ندیم ہون کبھی ایسے کلمات سخت میرے بارے مین نفرماے تھے نہ اسطرح کے ذکر مہملات آئے تھے ایسا لفظ میرے مقدمے مین آپنے کہا کہ مجکو پسینہ آگیا پتلی نے منھ پھیر لیا دوسری نے کہا بوا جاؤن چاؤن نکر داب وقت آگیا خدمت مین سامری کے چلینگے ہاے افسوس ہی کہ آتش جہنم مین جلینگے اب انجام کا خیال آیا آفتاب سر پر آگیا صبح پیری نمایان ہوئی آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہی ہین اپنے نصیبون کو رو رہی ہین دادی صاحب باتین بناتی ہین انکی بات ہمکو بہت ناگوار ہی روح جسم خاکی مین بیقرار ہی وہ پتلیان یہ باتین کر رہی تھین کہ وہان مہتر قران [illegible] نے ہاتھ تیغۂ نور افشانی کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے یہان ایک پتلی کے سر سے خون جاری ہوا آہ کا نعرہ کیا کہا آفات چہار دست ہم تیرے ٹکڑے جاتے ہین یہ کہکر اُٹھی قطرات خون مثل شعلہ آتش تھے جسپر پڑا جلنے لگی دیوار و در سے آگ نکلنے لگی ہاے واے کی صدا بلند آفات خود پسند بیقرار دردمند ارے میری شاہزادیان کہکر اٹھی ایک ایک کو گود مین اُٹھاکر قصر تاریک مین چھپنے لگی ہر چند کد و کاوش کی بڑی بڑی کوشش کی لیکن چار سو پتلیان جلکر خاک ہوئین آواز آئی کشتی مرا نام من کنیزان سامری بود آفات نے جن چار کی

بچایا وہ کوٹھری مین سر ٹکرا رہی ہین چیخین مارتی ہین ارے دروازہ کھول دے ورنہ ہم اپنی جان دیدینگے دیوار توڑ کر
نکل آئینگے آخر آفات آسمان پر اڑکی کہین سے دو نوجوان پکڑ کر لائی بہ تعجیل تمام اُنکو ذبح کیا خون اُنکا
ناندے مین بھرا وہ ناندا کوٹھری مین کھسکا دیا یا تو چلیاں رو رہی تھین خون دیکھکر چہرے سرخ ہوئے
ایک نے ہنسکر کہا دادی جان خوب دم دیا پہلے یہ نہ سوجھی آفات نے بہ تعجیل تمام اُس مکان کو بند کیا
روتی پیٹتی ہوئی تڑپ کر چلی قصر زبرجدی سے تھوڑی دور نکلی تھی کہ دیکھا آسمان پر زاغ و زغن غل مچارہے ہین
ابر دھوان دھار اٹھے ہین آوازین آرہی ہین کشتی مرا نام من تاریک شکل کش بود آفات اُسوقت
اگر پہونچی کہ قتل تاریک کا میدان کارزار مین ہنگامہ کوکب روشن ضمیر و نور افشان بانو فیر فوج حیرت
پر چلے ہین لاشہ تاریک میدان کارزار مین تڑپ رہا ہے ایک جانب مہتر قران نامدار تیغ نور افشانی
بدست با وہ جرأت سے ست طرف افراسیاب کے چلا ہے افراسیاب غم مین تاریک کے بیقرار
اشکبار تین شبانہ روز لڑائی مین گذرے ہین تاج سر پہ نہ دار دگریبان چاک ہوش مین طرف مہتر قران
کے جانیکا قصد کیا ہے آفات نے دہین سے نعرہ کیا او نافہم نادان بیوقوف خبردار کہان جاتا ہے
ہاتھ مین اُسکے تیغ نور افشانی ہے اسکے ہاتھ سے تاریک کو نہ بچایا تو نے بھی نہ سمجھا یا خبردار مقابلہ
کرنا بہت پچتائیگا یہ وہ تیغ سحر کش ہے جسکا عدیل و نظیر ممکن نہوا مشہور ہے کہ تیرا اجل بھی اسی پر موقوف
ہے سامنے اژدر دہان کے جاتا ہے کیا بیوقوف ہے افراسیاب نے آفات کو جو آتے دیکھا آواز دی
جدا مین لٹ گیا دائی امان سے چھٹ گیا آفات نے کچھ جواب نہ دیا گرتے گرتے دام جمشیدی مارا
افراسیاب و حیرت و مصور وغیرہ کو اُسمین لیکر چشم زدن مین مختفی ہو گئی پکار کر اتنا کہا ای نور افشان و کوکب
تمھاری بھی اجل قریب ہے جسدن میدان کارزار مین ٹھہر جاؤ گی اس ہزیمت کا مزا چکھاؤنگی نور افشان
نے قصد کیا کہ آفات چہار دست پر بھی جا پڑون عمرو نے جھپٹ کر نور افشان کا دامن تھام لیا کہا
آستاد بس خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا بڑی ساحرہ کو مارا ہا لیان فوج افراسیاب نے جو دیکھا
کہ شہنشاہ کو اُنکی دادی جان لیگئین یہ بھی سب شکست کھا کر طرف صحرا کے بھاگے فوج کے قدم نہ تھم سکے
خیمے بارگاہین لوٹ لین ملازمان ملکہ مہرخ مالا مال ہوگئے غازیونکے چہرے سرخ صدہا زخمی جابجا تڑپ
رہے تھے عمرو نے آواز دی ای ملکہ مہرخ جلد انتظام کرو زخمیونکو میدان کارزار سے اٹھاؤ عیاران نامی
سرداران گرامی نے بڑھکر انتظام کیا بارگاہین استادہ ہوئین زخمیون کو لائے زخم دوزبان ہونے لگین

استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ دو شبانہ روز تک کسی کے ہوش درست نہ تھے وہ صحراے وسیع
لاشون سے معمور تھا آخر اُس صحراے وحشت ناک کو چھوڑا آگے دس کوس بڑھکر بارگاہین استادہ ہوئین
بعد کئی دن کے ملکہ مہ جبین الماس پوش کو لاکر تخت پر بٹھایا ضرغام شیر دل کو بلایا کہا اے ضرغام
والا مقام حقیقت مین تمنے ایسا کار نمایان کیا کہ صفت اُسکی ناممکن ہی شہسوار عرصہ یکتازی اسد بن
کرب غازی کو کہان چھپایا اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر بچایا سب کو اس مقدمے مین حیرت ہی
ضرغام شیر دل نے سر دربار بیان کیا کہ جب مین نے دہشت تاریک شکل کش کو دیکھا کہ جسکو
پاتی ہی چیر پھاڑ کر کھا جاتی ہی تب مین نے اسد نامدار کو بیہوش کر کے درہ کوہ مین چھپایا ایک جوان کو
دم دیکر اسد غازی بنایا ملکہ مہ جبین کو سمجھا دیا تھا کہ اب آپ چند دن سامنے طلسم کشا کے نہ آئیگا شکر ہی
انجام بخیر ہوا ملکہ مہرخ وغیرہ نے ضرغام کی بڑی تعریف کی بہت بڑا خلعت دیا خواجہ کرسی سے اُٹھی
ضرغام کو گلے سے لگایا کہا بیٹا قوت بازو زینت پہلو تم ہو میرے بعد زنبیل وغیرہ تمہین کو ملیگی بلکہ زندگی
مین اپنا جانشین کردونگا دامن مدعا گل مراد سے بھردونگا لیکن لیاقت کی شے حفاظت سے رکھتے ہین
خلعت اُتار رکھو ہم احتیاط سے رکھ چھوڑین جانشینی کے نام پر ضرغام بھول گیا خلعت و انعام جو پایا تھا
وہ حاضر کر دیا سب عیارونکو خلعت ہاے فاخرہ ملے کئی مہینے کے بعد اسد نامدار دربار مین تشریف لائے
نور افشان جادو نے تیغہ نور افشانی مہتر قران سے لے لیا تیغہ اُسیوقت طرف قصر نور افشانی
کے روانہ کر دیا چالاک بن عمرو پر عمرو نے بڑی آفرین کی کہ ای نور نظر حقیقت مین اطلس گلگون پوش
کو خوب گرمایا میان برق کو بھی گلے لگا لیا کہا ارمان جادو کی صورت خوب ہی بنے مہتر قران نے
جرأت کی تعریفین کین ملکہ مہرخ نے حکم کوکب روشن ضمیر بارگاہ کو آراستہ کیا سامان عیش و نشاط
مہیا ہوا حقیقت مین آج عجب دربار ہی جسپر روح جمشید نثار ہی ایک جانب ملکہ بران شمشیر زن
ملکہ مجلس پر فن سرداران ملکہ مہرخ ملکہ بہار گلعذار ملکہ مخمور نامدار رعد و برق لامع سب اپنے
اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین ساقی بچے حاضر ہوئے دور شراب ناب بصد آب و تاب چلنے لگا اُسوقت
نور افشان جادو نے ملکہ مہرخ سے اشارہ کیا ای ملکہ عالم آج تو پروردگار نے بڑا فضل شریک حال کیا
حیات دوبارہ حاصل ہوئی بعنایت رب اکبر تسکین دل ہوئی خواجہ عمرو سے فرمایئے عنایت فرمائین
ی کو نئے طور سے سنائین ملکہ مہرخ نے مسکرا کر کہا میری کیا مجال ملکہ بران شمشیر زن سے کہیے اُنکو بہت

مانتے ہین انکے فرمانے سے ضرور مہربانی فرمائینگے بوجہ احسن نہ بجائینگے نورافشان جادو نے بران کو
قریب بلایا پیشانی پر بوسہ دیا کہا اے نور نظر خواجہ تمھاری بڑی خاطر کرتے ہین فرمایش کرکے نہ بجواؤ ملکہ
بران شمشیر زن کانپنے لگین کہا حضور میری کیا حقیقت ہی لیکن مجلس جادو کو ان باتون مین اختیار ہی
وہ جب ضد کرتی ہی خواجہ کی کچھ نہین چلتی اُلٹے کہنے کا نہ کرینگے لاچار ہو جائینگے یہ کہکر مجلس کو قریب بلایا
کہا کیون بیٹا آج گانا نہ سنو گی تم آج خوب خوب لڑی ہین خواجہ تمسے خوش ہوئے ہونگے کہو کہ آج ہمین
گانا سنائیے مجلس نے کہا بہت خوب میرے کہنے سے دادا جان ضرور گائینگے یہ کہکر قریب خواجہ کے
آئی اُچھلکر گود مین رہ گئی ملکہ بران نے پکارا کہا کیون بے ادبی کرتی ہی الگ ہٹو خواجہ نے گلے سے
لگا لیا کہا بی بی تمکو کیا تم دخل نہ دو ملکہ بران نے سر جھکا لیا ظاہر مین تو جنگ زرگری تھی کہا حضور ایسے
اسکو بہت منھ لگایا سر چڑھایا کسی کی بات نہین مانتی عمرو نے کہا ابھی کمسن ہی جب عقل آئیگی سمجھ جائیگی
مجلس نے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا دیکھیے دادا جان مین حیرت سے کیسی لڑی دیکھیے کئی زخم کھانے پر
کمر کا انگا اٹھایا پشت دکھانے لگی عمرو نے دیکھا حقیقت مین کئی زخم کاری کھائے ہین جراح نے ٹانکے
لگائے ہین بچی جرحی ہوئی ہی عمرو کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا بیٹا خدا تجکو ان ظالمونکے ہاتھ سے بچائے
کیا کہنا ہے کلیجہ ہو کر لڑتی ہی جرات تجھپر ختم ہی مجلس نے کہا دادا جان اب زیادہ باتین نہ بنائیے میرا دل
گھبراتا ہی نہ بجائیے عمرو نے کہا بی بی آج بعد کئی دن کے جلسہ آراستہ ہوا ہی نورافشان جیسا استاد
کامل بیٹھا ہی بقدر مذکرات اسباب کچھ گفتگو بھی کی صلاح ہوتا واجب و لازم ہی کوکب و نورافشان
بعد تھوڑی دیر کے چلے جائینگے صبح کو نہ بجائینگے مجلس نے اپنے کو گود سے خواجہ کی زمین مین گرا دیا
مچل گئی ایڑیان رگڑنے لگی ٹوپی سر سے اُتار کر پھینک دی سب ہنسے بران سے نورافشان نے اشارہ کیا
حقیقت مین بیٹا اسطرح سے کوئی نہ کہہ سکتا خواجہ گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھے دیکھا یہ تو اپنے کو ہلاک کیے ڈالتی ہی
ہر چند گود مین اُٹھاتے ہین وہ مچلی جاتی ہی غل مچاتی ہی ہچکیان لگ گئین ناک بہ رہی ہی ہر چند خواجہ
کہتے ہین بی بی چپ رہو مین نہ بجاتا ہون مجلس کہتی ہی اب مین نہ سنونگی آپنے مجھکو رلایا اب مین
آپسے نہ بولونگی رو رو کر جان دونگی عمرو گھبراتا ہی کہ اپنے کو یہ میری گود سے گرا گرا دیتی ہی ایسا نہو زخم کے
ٹانکے ٹوٹ جائین ہلاک ہو جائیگی بران کہہ رہی ہی کیون خواجہ صاحب آپنے منھ لگانیکا مزا پایا آپنے
چھوکری کو برباد کیا اسد غازی بھی ہنس رہے ہین دماغ نو سرداران نامور خوشی سے آپس مین

کو رہے ہین مجلس نے محفل مین خوب جلسہ کیا خواجہ نے کبھی کسی کے ایسے ناز نہ اُٹھائے ہونگے اسد نے
کھا اپنے لڑکو انکو گود مین نہ لیتے تھے ہر ایک کی ماں نے ہر ایک کو پرورش کیا پال پوس کر انکو دیا کسب
کمال بھی وہ بیچارے آپ ہی کرتے تھے صاحبقران زمان انکی اولاد کو اپنے فرزندون کے ساتھ
پرورش کراتے ہین عنایت بے نہایت فرماتے ہین حقیقت مین خواجہ کو مجلس سے بڑی محبت ہے دیکھو
کیسے ناز اُٹھا رہے ہین منت خوشامد کرکے بہلا رہے ہین بہ شکل عمرو نے مجلس کو گود مین اُٹھا یا دامن سے
آنسو پونچھے کہا بی بی بس رونا موقوف کرو اُدکری پر مجھو فی نوازی سنو یہ تعجیل کر نالا ورنگا یا چھتا ہوا
کرتہ اُتار ڈالا نیا پہنایا مجلس کی ساتھ والیان چار سو لڑکیان اپنی بی بی کے رونے پر وہ بھی چیخین مار کر
روتی تھین کوئی منھ بھلا کر بیٹھی کوئی کہتی تھی واہ خواجہ عمرو بڑے جلاد ہین ہماری بی بی مجلس جان دو کو
رلاتے ہین ہم اب کبھی انکی بارگاہ مین نہ آئینگے اپنی بی بی کو بھی نہ آنے دینگے کو زیبا کی شادی کی تھی رات
چھوڑ کر ہم سب چلے آئے یہان آکر بڑے رنج اُٹھائے دو چار قریب ملکہ مجلس کے آئین ایک نے کہا
بی بی چلو بس اس بارگاہ کو سلام کرو دیکھیے آپ کی آنکھین سُرخ ہو گئین آپ کے رونے پر مین ہلکان ہوئی
مین تو بھوک کے مارے روتی تھی شیرمال کباب منگوائیے آپ بھی کھائیے ہمکو بھی کھلائیے مجلس نے کہا
جاؤ بیٹھو جب گانا سُن لینگے تب دسترخوان بچھوائینگے کیون گھبراتی ہو ارے بکے واسطے ملکہ مہرخ نے
پلاؤ پکوایا ہے یہ باتین بچون کی سُنکر سب سردار خوش ہو رہے ہین کہتے ہین ملکہ بران ماشاءاللہ کیا جلسہ کیا ہے
مجلس کی ذات سے تمھاری محفل مین بڑی چہل پہل رہتی ہے بران نے کہا خدا اسکو سلامت رکھے
میری زندگی کا سہارا ہی میری خاطر سے سب صاحبون نے اسکو تعلیم کیا اس سن مین سحر و ساحری مین
طاق کر دیا حقیقت مین شہرہ آفاق کر دیا بی بی حیرت زوجہ افراسیاب اِسلیے سحر سے بہت گھبراتی ہین
آج تو یہ ایسی لڑی کہ صفین درہم و برہم کر دین کئی ہزار کنیزان حیرت اسی کے ہاتھ سے قتل ہوئین
دو شاہزادیان دربند ہاے طلسم ہوشربا کی حاکم و ناظم بڑی زبردست تھین انکو اسنے لوٹ کر
مار ان باتون کو سُنکر مجلس بول اُٹھی اماجان اب خاموش رہیے فی نوازی ہو اچاہتی ہے یہ کہکر
کھڑی ہو گئی پکار کر کہا خبردار ہمارے جد عالی تبار فی بجاتے ہین جو کوئی منھ سے بولیگا اسکو دربار سے
نکال دونگی بران نے کہا اری چپ رہ بڑے بڑے سردار بیٹھے ہین کوئی برا مانیگا ملکہ مہرخ نے کہا
اسکے کہنے کا کوئی برا نہ مانیگا سب جانتے ہین کمسن بچہ ہے جو چاہے سو کہے مجلس نے کہا حضور آپ بھی

خاموش رہیے ملکہ مہرخ نے کہا اچھا بی بی گانا شروع ہو تو جب راہین مجلس طرف خواجہ عمرو کے پلٹی کہا
داد دیجیے اب سب خاموش ہین نَے شروع کیجیے عمرو نے مجبور ہو لاچار نَے نکالی تمام اہالیان دربار مشتاق ہین
کل جلسہ گوش بر آواز عمرو نے یہ غزل عاشقانہ نَے مین بجائی

غزل

غرض کیا ہووے پھر ساقی جو دہ پیکش نہین آیا
اٹھی وہ سے جو تیر اوکر چشم شرمگین آیا
حیاتِ چند روزہ پر غرور اتنا نکر غافل
کہ پھر افسوس ہی ہوگا جو وقتِ واپسین آیا
ہوا ہی روح سے منظور پردہ جسمِ خاکی کو
کہ خود صیاد آہو کی پہنکر پوستین آیا
زبان فیض دل ہرگز نپایا اُسکے سینے مین
ہمارے بعد صحرا مین نکوئی جانشین آیا
ترا جلوہ وہ ہی قربان جسپر دونون عالم ہین
نکوئی دوست یان آیا نکوئی ہمنشین آیا
دعا مستون کی بر آئی انڈیلی تُنے وہ ساقی
کہ پھر فرصت کہان جب حکم رب العالمین آیا
وہ ہیبت تھی کہ جسپر آنکھ ڈالی روح گھبرائی
صفائی پھر کہان جب نام کے نیچے نگین آیا

بھبھوکے ڈالنے کو دل مین آب آتشین آیا
دو رنگی ابلقِ ایام کی طرفہ تماشا ہی
کہ مرغِ روح اُڑ کر آشیان تک پھر نہین آیا
بہت مدت مین دیکھا آج تجھکو یار دیرینہ
مگر کاشانۂ دل مین کوئی خلوت نشین آیا
اثر جذبِ محبت نے بڑی مدت مین دکھلایا
ہدف تیر نظر کا ہو کے جو آہوے چین آیا
مقرر ظالمو تمکو بھی پسند آتا ہی جھک جانا
تمنا مین تری دنیا مین یوسف سا حسین آیا
سمجھ لینگے قیامت کو نظر ہی اُنکی رحمت پر
غنیمت ہی سبو تک تیرا دستِ نازنین آیا
لگی کسوقت تشنی چاک مین کی وحشت نے
اجل مشتاق بھی قاتل کے آگے سہمگین آیا
نسیم ایسی غزل لکھی کرامت جس سے پیدا ہی

فغان بیصدا فریاد پنہان آہ پوشیدہ
جسے بالاے زین دیکھا وہی زیرِ زمین آیا
ابھی سے فکر انجام مین آغازِ عشق کی
کہان تھا کس طرف سے ایدلِ اندوہگین آیا
یہ غربت ہی تری صید افگنی کی ہر طبیعت مین
کہ جاتا تھا کہین وہ اور گھبرا کر یہین آیا
یہین تک تو رہی دیوانگی کی یادگاری تھی
تہِ شمشیرِ قاتل دیکھکر ہمکو یقین آیا
لحد مین تنگ دم بھر بھی ہمراہی کسی کی
لگایا جام ز منھ سے بغل مین مہ جبین آیا
غنیمت جان مہلت زیست کی چند روزہ ہی
گریبان کا نشان دن تھا جو دامن تک نہین آیا
نتیجہ ہی خلقت اُسکی بنانے سے بگڑتی ہی
ہوئے شرمندہ حاسد شکر اُنکو بھی یقین آیا

بارگاہ مین صدا ہے آہ اور واہ بلند ہی سب سے زیادہ ملکہ بران شمشیر زن عاشقِ جمال شاہزادہ ایرج نوجوان
اشعار عاشقانہ جو سُنے کلیجے پر ہاتھ رکھلیا گل سے عارض پر گوہر بے بہا اشک ٹپک رہے ہین اُدھر ملکہ بہار گلعذار
یاد بادشاہ حجاجہ مین بیقرار اشکبار ایکجانب ملکہ مخمور سرخ چشم فراق دیدہ ہجران کشیدہ یاد گل رخسار نور الدہر
تاجدار مین مثل عندلیب بال و پر شکستہ منتشر و خستہ حیران و پریشان ایک ایک اشعار پر بیقرار ہوتی ہی کبھی برنگ گل
یاد کرکے ہنستی ہی کبھی روتی ہی قضاے کار ملکہ بران شمشیر زن قریب ملکہ مخمور کے کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما تہین
بیت سے نگاہ پڑی مخمور کو بیقرار دیکھکر اور زیادہ دل بھر آیا مسکرا کر فرمایا کیون مخمور آج تم بہت بیتاب ہو

مخمور نے کہا حضور بڑے افسوس کی بات ہی عرصہ دراز ہے کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر گذر نہین ہوا کچھ حال
نہین کھلا کہ وہان کی کیا کیفیت ہی افراسیاب نے بڑے بڑے جادوگر بھیجے خدا فرزندان خواجہ عمرو کو
سلامت رکھے کہ جاتے ہی ساحر کو گھیر لیتے ہین مہلت سحر کرنے کی نہین دیتے ہین لیکن مقدمات ساحران مین
عقل حیران ہی اب افراسیاب خانہ خراب جسکو بھیجتا ہی سب باتون سے پہلے ہی بجھاتا ہی کہ یار و عیارون سے
بچنا فرزندان عمرو بلاے روزگار ہین جو انسے بچیگا لڑائی فتح کریگا شاہزادہ والا قدر کے مزاج مین پارہ کی
ہر رگ و ریشہ مین جرأت بھری ہی ساحر سے نہین ڈرتے مقابلہ کرتے ہین خدانخواستہ کوئی بچیا نہیر دستانما
نہو انکے سبب سے لشکر ظفر اثر کی آبرو ہی شیر بیشہ جرأت نہنگ دریاے ہمت آفتاب عالمتاب آسمان جود و سخا
نیر درخشان برج لطف و عطا قوت بازوے صاحبقران برباد کن لشکر کافران ملکہ بران شمشیر زن نے
ابرو پر بل ڈالکر جواب دیا صاحب بس موقوف کر دتنے تو ایک دفتر چھیڑ دیا وہ ایسے کیا جری بہادر ہین
مراد القصر تھے تو تار باندھ دیا اپنے قبلہ و کعبہ سے بھی زیادہ ہوگئے کتا ہین تو ابھی دنیا مین موجود ہین چند دن
مین حال کھلجائیگا ہوش ربا مین ہنگامہ پڑیگا ساحرون کو بھاگتے ہوئے راستہ نہ ملیگا صاحب ارائے
صفوف آرائے برہم زن لشکر زبردستان سرکوب سامری پرستان نقد روح روان قاسم عالیشان
شاہزادہ ایرج نوجوان طلسم اسکندریہ کو فتح کرکے سمت طلسم ہوش ربا چلے ہین پہونچتے ہونگے
سب سامان ہوجائیگا ایک ہی دن کی لڑائی مین افراسیاب مارا جائیگا بڑے بڑے سردار انکے ہمراہ
ہین نامی و نامدار شاہزادہ صیقل آئینہ دار ملکہ انجم ماہ رخسار اور علاوہ انکے بہت کچھ سامان ہمراہ ہی
انکے بارہ مین البتہ دفتر مین لکھا ہی کہ اگر انکا قدم لشکر اسلام مین ہوتا لقا ایسا بادشاہ جلیل ٹھوکرین
نہ کھاتا پھرتا صاحب حسب و نسب نور نگاہ امیر عرب کوئی ساحر بھی انکا کچھ نہین کر سکتا مخمور نے کہا
جی ہان وہ ایسے ہی ہین تکرار سے کیا فائدہ ملکہ بران نے خوف سے مخمور کے منھ پھیر لیا رمز دکھائے
بہت کچھ ہوئے یہان تو بارگاہ مین صحبت عیش و نشاط آراستہ ہی دوسرے دن نور افشان و کوکب
و ملکہ بران شمشیر زن وغیرہ ملکہ مہرخ سے رخصت ہوکر طرف طلسم نور افشان کے گئے ملکہ مہرخ
وغیرہ کو انتظار ہی کہ دیکھین اب کیا ہوتا ہی لیکن آفات چہار دستا افراسیاب وغیرہ کو لیکر
باغ سیب مین آگئی سب کو ہوشیار کیا جو افراسیاب کی آنکھ کھلی دیکھا آفات چہار دست کھڑی
پیٹ رہی ہی کہا او افراسیاب تو نے غضب کیا تحفہ جات طلسم ہوش ربا کو مٹا دیا بوقت قتل

تاریک شکل کش چارسی کنیزین جل گئین روزنامچہ لکھا جاتا کوہ زبرجدی کا موقوف ہو گیا جسدن سے
چراغ حیات مشعل گل ہوا تاریک نے آگر اندھیر مچایا خبر آئندہ گذشتہ کی نہین ملتی کنیزان سامری پھولی
بیٹھی رہتی ہین لاکھ پوچھو خبر نہین سناتین آج تو قیامت برپا تھی اسقدر روئین پیٹین کوہ زبرجدی مین
ماتم برپا تھا ہزار مین نے روکا نہ رک سکین چارسی پتلیان جلکر خاک ہوئین ادیوقوف اب کہ کیا ارادہ ہی
افراسیاب نے کہا جدہ حجرہ اول مین جو مین نے تختی اٹھائی کلیجے پر پتھر رکھلیا ایسے شخص کو اپنے ہاتھ
سے قتل کیا جسکا حسن مین مثل نہ تھا گو دیون مین زخ پن سے پالا دائی امان کو کس زور سے جلایا اب
تامل بیکار ہی تیسرا حجرہ کھولونگا طرف قلعہ تحت الشعاع کے جاتا ہون زال جادو سے پوچھ کر حاکم
حجرۂ سویم کو لاتا ہون آفات نے منہ پیٹ لیا کہا اوا افراسیاب تو طلسم ہوشربا کے پیچھے پڑا ہی بے فتح
کرائے نچھوڑیگا افراسیاب نے کہا طلسم ہوشربا کون فتح کریگا اسد غازی کو دائی امان کھاگئین پیٹ
مین انکے ہضم ہو گیا مہرخ وغیرہ کو عمرو گردوار رہا ہی یہ سنکر آفات خوش ہو گئی کہا ارے میرے سر پر ہاتھ
تو رکھو افراسیاب نے کہا تمھارے باپ کے سر پر ہاتھ رکھدونگا سرمیدان اسد غازی کو چیر پھاڑ کر
دائی امان کھاگئین سب نے دیکھا کیا کوئی پردے کی بات ہی ابتو حیرت بھی بول اٹھی مرشدزادے نے
بھی کہا صورت نگار نے بھی گواہی دی سب بھرا ہیان افراسیاب کہنے لگے دادی جان یہ تو سچ ہی
حقیقت مین اسد غازی مارا گیا بڑی ہتک اسکی عمرو کو نہ ملی کئی دن سب نے سوگ رکھا لیکن مہرخ وغیرہ
ایسی ثابت قدم جرأت ہین آپسمین صلاح کرلی کہ جان دو اپنے آقا کے خون کا بدلا لو عمرو کی مدد پر سپاہ
تازہ ہی وہ بڑا اعجاز ہی علاوہ ازین اہالیان طلسم نور افشان کمر ہمت بندھواتے ہین دیکھو ایسے وقت پر
مدد کو آتے ہین نور افشان جادو نے کچھ خوف نہ کیا تیغہ نور افشانی قران کو نکالکر دیدیا خود ساختہ
آکر اڑا اگر نور افشان جادو دوام ہاے سحر نہ مارتا قران کی حقیقت تھی تاریک شکل کش کے سایہ مین
بھی نہ آسکتا آفات چہار دست نے کہا ای افراسیاب اگر اسد غازی مارا گیا ہزار برس اگر مہرخ و
بہار رہینگی فتح نہ پائینگی فتح اسی شیر کے نام تھی ہر کتاب مین نجومی رمال پنڈت ستارہ شناس اسد غازی
کی تصویر کھینچ گئے ہین سامری نامے مین صاف صاف مرقوم ہی ہر ایک ذی علم کو بخوبی معلوم ہی کہ
اسد غازی نواسہ صاحبقران کا فتاح طلسم ہوشربا ہی جرأت و شوکت مین جہان یکتا ہی دوسری جگہ
مین یہ لکھا ہی کہ کسی کے ہاتھ سے اسکی قضا نہین ہی جبوقت تک طلسم ہوشربا باقی ہی اسوقت تک اسد غازی کی

قضا نہین ہی اگر یہ ہو تو سارا سامری نامہ غلط ہو گیا ہر ایک کاہن کے حکم مین فرق آیا ابھی تو اُٹھ مین تیرے
ساتھ چلتی ہون اگر مہرخ و بہار وغیرہ کو کھڑے کھڑے نہ قتل کیا تو نام اپنا آفات چہار دست نہ پایا
افراسیاب نے کہا اچھا جدہ مجھ جادو تاریک کے قتل ہونیکا کیا غم ہی ناامیری بھی قتل ہو گئی ایک عورت
کے قتل ہونے سے میرا کیا نقصان جو حق جرات تھا وہ دائی امان نے کیا طلسم کشا کو کھا لیا آفات کا خوشی
سے چہرہ سُرخ ہو گیا لیکن کہا ای افراسیاب مجکو ہرگز یقین نہین آتا بڑے بڑے پنڈت جھوٹے ہو گئے اور
سب احکام اُنکے مطابق ہوئے اِس حکم مین فرق آیا کسی کو واسطے خبر کے لشکر مہرخ مین روانہ کرو لیکن
جانیوالا خاص دربار مین جاے اپنی آنکھونسے دیکھ آئے مفصل خبر سنائے کہ دربار مہرخ مین کیا ہو رہا ہی
اب اُن سبکا کیا ارادہ ہی اگر اسد غازی قتل ہو گیا ہی تو سب بھاگ کر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی
کے چلے جائینگے طلسم ہوش ربا مین نہ ٹھہر سکینگے کوکب و نور افشان خود عقیل و فہیم ہین اُنکو ہدایت
کرینگے کہ تم جاکر صاحبقران کو لاؤ اب کسکے واسطے کد و کاوش کرتے ہو سواے اسد کے کوئی طلسم کشائی
نہین کر سکتا افراسیاب نے ملا حیرت سے کہا صرصر کہان ہی وہ مفصل خبر لائیگی اپنی آنکھون سے
دیکھ آئیگی حیرت نے کہا جب ہماری فوج کو شکست ہوئی وہ بھی کسی جانب نکل گئی ہوگی افراسیاب نے
کوٹھا کھولا فولادی پتلا نکالا اُسنے کہا جاکر صرصر کو لاؤ ہوا کو قبضے مین کرو پتلا پر پرواز پیدا کر کے مثل باد صرصر
چلا صرصر شمشیرزن بھاگ کر صحرا مین ٹھہری تھی راہ مین خبر پائی کہ آفات چہار دست شہنشاہ وغیرہ کو
لیکئین درہ کوہ سے نکلی قصد ہوا طرف لشکر عمرو کے چلون کہ پتلا کڑک کر آسمان سے گرا پنجہ کمر مین صرصر
کے دیکر لے اُڑا صرصر گھبرائی کہ شاید عمرو نے کسی کو بھیجکر مجھے گرفتار کرایا چیخ ماری ای ساحران طلسم ہوش ربا
مجکو بچاؤ کوئی مجکو لیے جاتا ہی مین صرصر شمشیرزن ہون کنیز افراسیاب جادو قضا سے کار آبیار جادو اپنے
باغ مین بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا ہی دو ہزار جادوگر گرد بیٹھے ہین اسنے بھی خبر سُنی ہی کہ ملکہ مہرخ سے بڑے
قیامت کی لڑائی ہوئی آج شہنشاہ نے شکست فاش کھائی ساحرونکو واسطے خبر کے بھیج رہا ہی کہتا ہی کہ یارو
جلد خبر لاؤ اسوقت مین جاکر شراکت کرنا واجب و لازم ہی ورنہ شہنشاہ شکایت کرینگے کہ ایسے وقت مین
ہماری خبر نہ لی ساتھ والے کہتے ہین حضور باغ سیب مین چلیے چلکر ضرور ضرور دریافت کیجیے آبیار یہ باتین
کر رہا تھا کہ یکایک کان مین آواز آئی ای ساکنان طلسم ہوش ربا مجکو بچاؤ مین شہنشاہ افراسیاب کی کنیز ہون
کوئی زبردستی مجکو لیے جاتا ہی آبیار نے سر اُٹھا کر دیکھا حقیقت مین ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون صرصر کی

کر مین پنجہ دیے ہوئے لیے جاتا ہے صرصر چیخ رہی ہے وہ نہین چھوڑتا آبیار نے کہا او یار د غضب کیا یہ تو خاص شہنشاہ کی عیارہ ہے یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا گولہ جھولی سے نکالکر سینہ کو زنگی کے تاکا اسم سحر پڑھکر پھینک مارا یہ پتلا تو غفلت مین جاتا تھا سینے پر جو گولہ پڑا صرصر پنجے سے چھوٹی لڑکھڑاتا ہوا طرف زمین کے چلا آبیار نے آواز دی صرصر کو لینا جادوگرون نے جھپٹ کر صرصر کو ہاتھون ہاتھ روکا یہ تو تموج ہوا سے بیہوش ہوگئی تھی لیکن پتلا جو گولہ کھا کے زمین پر گرا مثل شعلۂ جوالہ ایک ایک کی پکڑ کے ٹانگین چیرنے لگا ہر چند ساحر گولے ترنج نارنج مارتے ہین یہ فولادی سحر کا پتلا اسپر البو نکا سحر کب تاثیر کرتا ہے گولے کھاتا جاتا ہے کسی کی گردن مروڑ ڈالی کسی کو پتھر مارا کسی کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا جسم سے سر کھینچکر پھینک دیا ملازمان آبیار مین صدائے فریاد و الغیاث بلند ہوئی تیغہ پکڑ کر اٹھا آواز دی او نابکار بدکردار غضب کیا میرے کئی سو ملازمون کو مارا یہ کہکر قریب آیا بہت سے سحر پڑھکر تلوار پردم کے ہاتھ لگایا پتلے نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی آبیار سحر کرکے لپٹ پڑا ساحرون نے دیکھا ہمارے افسر کو یہ جوان زنگی لپٹ گیا قبضے مارنے لگے کوئی نیزہ لگاتا ہے لیکن وہ آبیار کو نہین چھوڑتا چند ساحر جو لیے ہوئے صرصر کو بیہوشی مین آئے تھے ہوا جو چلی صرصر کو ہوش آیا دیکھا کئی سو جادوگر مرے پڑے ہین اب اسنے پہچانا کہ یہ تو فولادی پتلا فرستادہ افراسیاب ہے آبیار کو اٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھا چاہتا ہے سر کھینچ لو کہ صرصر ہان ہان کرکے دوڑی ای غلام شہنشاہ خبردار مین نے تجکو نہ پہچانا فریاد کی یہ بھی ملازم شہنشاہ ہے شہنشاہ سنینگے تجھ پر عتاب ہوگا یہ جو صرصر نے کہا پتلے نے آبیار کو چھوڑدیا آبیار سر جھکائے ہوئے اٹھا صرصر پر غصہ کرنے لگا کہ واہ بی صرصر تمھارے سبب سے میری ہوا بگڑی سو ملازم قتل ہوئے ناحق کی ذلت اٹھائی تم چیخین میں سمجھا کوئی دشمن ملکہ صرصر کو لیے جاتا ہے گولہ ماردیا صرصر نے کہا مین نہ سمجھی تھی پتلے کو بلاکر کہا چلو شہنشاہ کہان ہین اسنے کہا باغ سیب مین جلوہ فرما ہین تمکو یاد کیا ہے مگر بی صرصر خوب فساد کراتی ہو بیوجہ چلاتی ہو صرصر نے کہا بھیا تمنے بے تکلف کمر مین پنجہ دیا بخوف لی اڑے اگر اتنی بات کہہ دیتے کہ شہنشاہ نے بلایا ہے کیا نقصان تھا پتلے نے کہا وہا نسے تو حکم ملا کہ فورًا لاؤ حکم شہنشاہ مین پلک جھپکانا دشوار ہوتا ہے مثل برق جہندہ آیا اٹھا کر لیچلا آبیار نے بھی بہت عذر کیا دو چار جام شراب کے اس پتلے کو پلائے صرصر کو سوار کرکے کاندھے پر لیچلا یہان آفات چہار دست نے جشن مرگ اسد نامدار سنکر جلسہ آراستہ کرایا ہے کہہ رہی ہے کہ ای افراسیاب اگر اسد غازی قتل ہوگیا اگر تمام عالم ملکر لشکر کشی کرے اور

تجھسے دعوی سرکشی کرے کوئی کچھ نہین کرسکتا صرف اسی نام سے خوف آتا تھا اگر تاریک قتل ہوگئی یا ہوش سے
تیرے معین و مددگار بہت ہین آج شب بھر یہان سرانجواری کرو مین یکہ و تنہا جاکر لشکر مہرخ کو مٹادونگی
اُسکے بعد بادشاہان طلسم ہوشربا کو جمع کرکے طلسم نور افشان پر چڑھ چلو کیا مجال ہی! اہلیان
طلسم نور افشان کی جو تجھسے لڑسکین بیچ مین تجھ ایسا بادشاہ عالیجاہ ایک سمت ثانی تیری ماہیان مرد ہو
ایک جانب سے میرا جوش و خروش کون تاب لاسکیگا نور افشان وغیرہ سے اصلاح ہوجائیگی اگر ڈانڈ اپنی
بھی رہیگی تو کیا انتشار ہی ایسے ایسے جھگڑے بہت رہا کرتے ہین فتح طلسم ہوشربا کا خوف دلسے نکالو بابا تو
اتنی بڑی شکست کھائی تھی آفات نے جو یہ تمہیدین بیان کین سب خوش ہوگئے حیرت جادو نے کنیزون کو
حکم دیا شراب کباب حاضر کرو ناچ گانا ہونے لگا یا تو ہر ایک واسطے تاریک کے روتا تھا یا سب کا یہی قول
ہی ہائے تاریک قتل ہوگئی یہ تو بڑا کام کرگئی طلسم کشا کو کھا لیا عمرو و صاحبقران کو مٹادیا حقیقت مین
کوئی طلسم ہوشربا نہین فتح کرسکتا یہ باتین تھین کہ تیتلا دریائے خون مین نہایا ہوا کاندھے پہ صرصر جوان
افراسیاب نے گھبراکر پوچھا ارے یہ کیا ہوا صرصر نے تمام کیفیت بیان کی کہ حضور بیوجہ سو جادوگر مارے گئے
حیرت نے کہا یارو ساکنان طلسم ہوشربا پر کیا زوال آیا ہی کیسی کیسی افتاد پڑتی ہی افراسیاب نے کہا
بلا سے مارے گئے یہ سب نامرد اسی واسطے ہین باغ مین باغی بیٹھا رہا لڑائی مین آکر نہ شریک ہوا لیکن صرصر
سے کہا جلد لشکر مہرخ مین جاؤ اپنی آنکھونسے دیکھ آؤ کہ مہ جبین کا غم مین اسد نامدار کے کیا حال ہی اتنک
تو ان لوگون کو سوگ رکھنے کی مہلت نہوئی تھی بعد مرنے کے سناہی تیجا کرتے ہین آخر یہی تیجہ ہی دسوان بیسوان
کرینگی یا لڑوائیگا قصد ہی یا شاید صاحبقران کو بلائین یا طرف کوہ عقیق کے چلی جائین مفصل خبر لاؤ صرصر
نے عرض کی حضور مجھے مرنیکا اسد کے یقین نہین آتا مین برائے خبر ہر وقت لشکر عمرو مین موجود رہی ہر جگہ
تو لشکر مہرخ مین ہنگامہ رہا صرغام نے آکر کچھ کان مین کہدیا تھا اُس وقت سے مین نے کسیکو غمگین نہین دیکھا
اس مقدمے مین کچھ راز ہی عمرو بڑا دغاباز ہی افراسیاب نے کہا دیوانی ہوئی ہی میرے سامنے دائی اماں
جا پڑین اسد اک خیمے مین بیٹھا تھا گردن پکڑکے اُٹھا لائین چیر پھاڑ کر کھا گئین کیا تو لشکر عمرو مین جاتے ہوئے
ڈرتی ہی کسی ساحر کو ساتھ کردون صرصر نے کہا کہ حضور میرا کوئی کیا کرسکتا ہی مین ابھی جاکر خبر لاتی ہون
یہ کہکر ملکہ صرصر شمشیرزن برائے خبر روانہ ہوئی کنارے پر جو لشکر مہرخ کے پہونچی دیکھا وہ آراستگی ہی کہ
کبھی چشم فلک نے یہ کیفیت نہ دیکھی ہوگی خیمے جابجا استادہ ہر مقام پہ ناچ ہو رہا ہی بازارین آراستہ و دکاندار

جو بھاگ گئے تھے وہ پھر اپنے اپنے مقام پر آگر جمے ہر طرف صدائے مبارکباد بلند سردار عیش پسند آپس میں بغلگیر
ہو رہے ہیں صرصر ایک کنیز کی شکل بنی ہوئی تا بدربار گاہ آئی دیکھا دربارگاہ پر چوبدار پیادل سجے
کھڑے ہیں سب کوئی دربان ہیں عصا ہائے مرصع کار ہاتھ میں خوشی باتوں میں ٹہلتی ہوئی اندر بارگاہ
کے پہونچی دیکھا تخت طاؤسی پر ملکہ مہ جبین الماس پوش پایۂ تخت چہارم پر دنگل زرین پر اسد نامدار
بصد صولت و شوکت بیٹھا ہوا شیر بیشۂ جرأت جھوم رہا ہے گرد تمام سرداران عالی وقار یہی ذکر ہے کہ لشکر
افراسیاب آئیگا صاحب لوح ملنے کی تدبیر کرو خواجہ عمرو کہہ رہے ہیں دیکھیں لوح کب ملے میں تو بڑی بڑی
کوشش کر چکا اب نشان لوح کس سے دریافت کریں کچھ بن نہیں پڑتا اسد غازی سنتے ہاتھ گلے میں
خواجہ عمرو کے ڈالدیے ہیں کہہ رہے ہیں نانا جان بقول آپکے میں بدنصیب ہوں دو مرتبہ لوح ملی قبضے
سے نکل گئی اب آپ مجھکو نہ روکیں میں لڑ بھڑ کر اپنی جان دونگا افسوس عرصہ دراز گذرا ماموجان کی رہائی کی کچھ تدبیر
نہ نکلی خدمت میں اپنے نانا جان کے جاکر کیا منھ دکھاؤنگا پہاڑ و نے طلسم ہوش ربا کے سر کرام جاؤنگا
کبھی کہتا ہے اے ضرغام شیر دل تمنے مجھکو کیوں ہاتھ سے تاریک کے بچایا بلا سے مجھکو کھا جاتی بدا قبال تو
مشہور نہ ہوتا ضرغام عرض کرتا ہے جسوقت تک غلام زندہ ہیں جہان آپکا پسینہ گریگا خون اپنا بہا دینگے
قدم کو جادۂ عیاری سے نہ ہٹائینگے صرصر نے یہ سب تدبیریں عمرو و ضرغام کی تقریریں اپنے کان سے سنیں
اسد کو آنکھوں سے دیکھا یہ بھی سنا کہ تدبیر لوح میں سب مصروف ہیں ہنستی ہوئی بارگاہ سے نکلی راہ کو طے کر کے
باغ سیب میں آئی آفات چہار دست نے پوچھا کہو بی صرصر شیریار و باہ صرصر نے دست بستہ عرض کی کہ
کنیز بے تمیز پہلے ہی کہتی تھی کہ اگر اسد غازی مارا جاتا عمرو و قران وغیرہ اپنے کو لڑ بھڑ کر مٹا دیتے میدان جنگ
سے زندہ نہ پلٹتے اپنی آنکھوں سے دیکھ آئی اسد نامدار دنگل زرین پر جلوہ فرما ہیں افراسیاب نے جھلا کر کہا
پھر وائی امان کسکو کھا گئیں جو تمنے آنکھوں سے دیکھا اسکو مٹاتی ہو صرصر نے کہا اے شہنشاہ اور کسی مخبر کو روانہ کیجیے
لشکر فرخ میں جائے آنکھوں سے دیکھ آئے جا بجا لشکر میں یہی ذکر ہے کہ ضرغام شیر دل نے بڑی عیاری کی
اپنے آقا کو بچا لیا غیر شخص کو قتل کرا دیا یہ خبر وحشت اثر سنکر افراسیاب بہت پریشان ہوا ہاتھ زانو پر مارا
کہا یارو کیا غضب کی بات ہے یہ عیاری ہے یا کرامات ہے ہم پیشتر سے سوچ لیا تھا جو سطح کی حرکت کر گذرا کسی غیر کو
اسد بنا کے بٹھا دیا ساری جستجو کو ہماری خاک میں ملا دیا حیرت جادو نے گھبرا کر کہا شہنشاہ اب کیا ہوگا افراسیاب نے
کہا کیا ہوگا بے ہنسا اے ان سبکو مجبور دونگا سمت قلعہ تخت الشعاع جاتا ہوں زال جادو سے نشان پوچھکر

اختقاق جادو کا پتہ لگاؤنگا جزرہ سوم کا مالک ہو اُسکے ہاتھ سے بچنا ناممکن ہو مگر ای ملکہ عالم تم لشکر لیکر
مقابلے مین چلو مہرخ وغیرہ مطمئن ہونے پائین مین فوراً جاتا ہون اختقاق جادو کو لیکر آتا ہون آفات
تو ایسی خاموش ہوئی گویا منہ مین زبان نہین ہی جب افراسیاب نے بہت کہا دادی اماں اسقدر نہ گھبراؤ
فتح ہونا میرے طلسم ہوشربا کا بہت دشوار ہی جب آفات نے کچھ جواب نہ دیا افراسیاب نے کان مین
آفات چہار دست کے کہا دادی اماں یہ تین جزرے جو باقی ہین یہ بے مثل و بے نظیر ہین صاحبان جاہ و توقیر
ہین ملک اخضر گوہر پوش پانچوین جزرے کا حاکم اقلیم سحر و ساحری کا ناظم دونون بیٹیان اُسکی ملکہ
لعل بخندان و یاقوت بخندان منظور نظر سامری و جمشید کی زبردست ہین کہ جنکا عالم مین کوئی مثل و نظیر
نہین سابق مین ملک اخضر کو ہوس تھی کہ ملکہ یاقوت کی شادی میرے ساتھ کرے مین نے تامل کیا اب
مین خود خواہش کرونگا وقت آئے تو مین اپنے کو وہان پہونچاؤن اُن دونون شاہزادیون کو لاؤن اُنکے سحر
کی کون برداشت کر سکیگا مین خاص اس فکر مین ہون آپ کو مرنے سے تاریک کے ناحق سنا تھا آگیا فتح کی
طلسم ہوشربا کیا آسان ہی لوح کو مین نے ایسے مقام پر رکھا ہی کہ طائر وہم و خیال بھی نہ پہونچ سکیگا
لعل بخندان و یاقوت بخندان کے ہاتھ سے ایک دن مین خاتمہ ہو جائیگا ہرچند کہ حیرت کو ملال ہوگا
مین سمجھا لونگا لعل و یاقوت کا جو افراسیاب نے نام لیا چہرہ آفات چہار دست کا سُرخ ہو گیا کہا
افراسیاب اس ذکر نے دل کو تسکین دی جلد تو جا اس فکر مین مصروف ہو مین بھی کوہ زبرجدی پہ جا کر سامان
لشکر کشی کرتی ہون تیرے دادا جان نیرنگ جادو کو روانہ کرونگی وہ سب کو پامال کر ڈالیگا مبارک رائے تیری
سالم ہی بس یہی تدبیر بہتر ہی یہ کہکر آفات چہار دست طرف کوہ زبرجدی کے گئی افراسیاب تخت پر سوار ہو کر
طرف قلعہ تخت الشعاع کے چلا حیرت جادو کو حکم دے گیا کہ لشکر گران ہمراہ لیکر مقابلے مین مہرخ کے
اُترو اُسی وقت حیرت اُٹھی تخت پر سوار ہوئی معشور وغیرہ کو ہمراہ لیا صرصر و صبا رفتار کو حکم دیا تم آگے
جا کر خبر مشہور کرو کہ ملکہ حیرت جادو با فوج قاہرہ آتی ہین ابکی مرتبہ قتل عام کا حکم ہی ذرا بی مہرخ و بہار و نظیر اُنکی
ای صرصر عیارون کی تدبیر کرو عمرو کو گرفتار کرکے لاؤ یہ نگوڑا قتل ہو جائے پھر کوئی سرکشی نہ کرسکے ایک دن مین
لشکر کو شکست ہو ایک دن مین طلسم ہوشربا کا بندوبست ہو اسی وقت صرصر و صبا رفتار وغیرہ
روانہ ہوگئین حیرت جادو لشکر ہمراہ لیکر بصد شوکت و صولت سمت لشکر ملکہ مہرخ چلی ان سب کو
راہ مین چھوڑو وقت پر سب کا حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان روح روان قاسم عالیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان کہ طلسم اسکندریہ کو فتح کرکے طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوئے ہین خمسہ موافق مضمون

ایک مدت ہوچکی دیکھا نہین ہے روے دوست
بیخودی مین ہر گھڑی ہے دھیان میرے سوے دوست
عالم خود رفتگی مین ہو ہے جستجوے دوست
تار تار پیرہن مین بس رہی ہے بوے دوست
شکل تصویر نہانی مین ہون یا پہلوے دوست

ہے بیاض اُسکی جبین مین صورت نور سحر
رنگ ہے رخسار گلگون کا شفق سان سربسر
سبزۂ خط حاشیہ ہے صفحۂ رخسار پر
چہرۂ رنگین کوئی دیوان رنگین ہے مگر
حسن مطلع ہے جبین مطلع ہے صاف ابروے دوست

اُسکے بالے پن مین ہین کیا عشوۂ و انداز و ناز
ہے شروع عشق کافر مین بلا سوز و گداز
موشگافی ہو سکے کیا ہے ابھی پردے مین راز
ہجر کی شب ہوگئی روز قیامت سے دراز
دوش سے نیچے ابھی اُترے نہین گیسوے دوست

الفت پردہ نشین مین ہو گرفتار بلا
ہمنے مانا شوق دید اُسکا تجھے غالب ہوا
ہے یہ آئینہ تصور ہی مقرر رونما
دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آئینہ کو سینہ صافی نے دکھایا روے دوست

تیرہ بختی سے ہوا سوداے گیسوے دوتا
عمر بھر حسرت رہی سلجھائین گیسو یار کا
شان ایزد ہم مرین حسرت ہی مین وا حسرتا
واہ رے صانع کی قسمت جسنے یہ ترتیبا
پنجۂ شل سے کھلینگے عقدہاے موے دوست

کوچۂ سفاک مین لاکھون کھڑے ہین جان نثار
کون لوٹے دیکھیے باغ شہادت کی بہار
نازکی و ناز قاتل سے یقین ہے بار بار
دو مرینگے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
چار تلوارون مین شل ہو جائیگا بازوے دوست

زندگی مین عمر بھر اُس گل سے تھے ہم لب بلب
ہجر ہے اُس گلبدن کا کنج مرقد مین غضب
یاد کرتے ہین جو گلزار جہان ہے یہ سبب
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست

تند باد دہر کا ہی خاکسارون پر ستم
دلکو جب بیچارگی سے سخت ہوتا ہی الم

حیف کوے یار مین جمنے نہین دیتی قدم
یاد کر کے اپنی بربادی کو رو دیتے مین ہم

جب اڑاتی ہی ہواے تند خاک کوے دوست

افسر خوبان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
شوخ نافرمان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے

دلبر نادان ہی آتش دیکھیے کیونکر بنے
اِس بلاے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے

دل سوا شیشے سے نازک ہی لیے نازک خوے دوست

چہرہ رہروان منازل کوے حبیب وطی کنندگان مراحل مصیبت نصیب راہ صحراے پر بلاے ہوش ربا کو باین
آبلہ داریون حلی کرتے ہین شعر مصنفت نگار ندہ داستان عجیب رقم کرتے ہین یہ بیان عجیب و سابق مین
تحریر کیا ہی کہ شاہزادۂ ایرج نوجوان نے جب طلسم اسکندریہ کو فتح کیا شاہزادہ صیقل آئینہ دار فرزند
بادشاہ طلسم سابق بھی قید سے چھوٹا مطیع اسلام ہوا ایرج نوجوان کو ہدایت کی کہ مین آپ کو طلسم ہوش ربا
مین لیچلونگا تین لاکھ ساحران غدار و جملہ اپنے سرداران عالیوقار ہمراہ لیے بصدق اللہ کوچ کیا قطع منازل
وطی مراحل کرتے ہوے جاتے ہین ہر منزل مین صیقل سے فرماتے ہین ای برادر بجان برابر اب ہوش ربا کی منزل
باقی رہا صیقل صاف باطن عرض کرتا ہی ای شہریار ابھی منزل اول ہی طلسم ہوش ربا تک خدا ہو بچاے ہر چند
کہ غلام کمسن تھا ایک مرتبہ ساتھ اپنے والد نامدار کے میلے مین ہوش ربا کے گیا تھا اُسی خیال سے عرض کی
کیا عجب ہی رہبر کامل تا بہ منزل مقصود ہو بجاے راہ کا اختلاف ظاہر ہی ابھی تک وہ نشان دیتا جا نہین ہونے
یقین ہی راہ مین دربندہاے طلسم ہوش ربا مین جابجا حضور پڑا ایمان پڑینگی کنیزان افراسیاب لڑینگی دلمین
یاد کرتا ہون کہ شاید اول دربند فیروزہ نگار ملے جہان کی حاکم ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش ہی بڑی زبردست ساحرہ ہی
تھا مین بر پا کرگی اپنے ملک سے آگے نہ بڑھنے دیگی چھ دربند یقین ہی بیچ در پے واقع ہین یعنی ایک کے بعد ایک بعد
فیروزہ نگار شاید دربند دخانیہ ہی وہانکا حاکم و ناظر دخان سیاہ رو ساحر بد خو بڑے بڑے فتور برپا کریگا ان
ساحرون کے نام سنکر ملکہ انجم ماہ رخسار گھبرا جاتی ہی کہتی ہی ای صیقل آئینہ دار تجھے سب سمجھے شاہزادے کے سامنے
کہدیا اگر خدانخواستہ ایک ساحر بھی انمین سے آگیا ایک کو زندہ نچھوڑیگا مین اپنے لشکر مین کسی کو اس قابل نہین پاتی
کہ ان لوگون سے مقابلہ کرسکے خدا شاہزادے کی جان بچاے بڑی راہ سخت پر قدم مارا ہمین نہین امید کہ بخیریت کوچ و
دشت و بیابان سے ٹکراتے ٹکراتے سالہا سال گذرینگے اور شاہزادے کے دل مین یہ ہوس ہی کہ دو روز مین فتح بافراغت ہو

ہوش ربا کی منزل باقی ہے کیا خاک بتاؤں اسطرح کے ذکر ہوتے ہوئے لشکر منزل بہ منزل جاتا ہے ایک تہ کئی روز
برابر صحرا ہائے خارستان ملے اہالیان لشکر تنگ ہو گئے ہیں ایرج نوجوان کا چہرہ تمتمایا ہوا حیران پریشان
انتشار بیقرار صیقل آئینہ دار سے فرمایا اے برادر اگر اسی طرح کی منزلیں ملینگی یقین ہے لشکر ہلاک ہو جائیگا صیقل
نے شرما کر سر جھکا لیا عرض کی انشاء اللہ تعالےٰ آگے بڑھکر صحرائے سبزہ زار ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا یہ ذکر تھا کہ ہوائے سرد
عیسیٰ دم مسیح نفس آئی حقیقت میں کئی دن میں ہوائے گرم سے گل عارض ایرج نوجوان مرجھا گئے سب کی کھلا ملکہ
خیشۂ نوش معشوق پری چہرہ پروردہ مہد ناز و نعم اسیرۂ منزلوں کے رنج والم کنیزیں چہار جانب سے پھولونکی
پنکھیاں جھل رہی تھیں گل سے عارض کمھلائے ہوئے نرگسی آنکھوں میں آنسو خاک صحرا عارض انور پر انجم ماہ رخسار
بھی گھبرائی ہوئی یکایک ہوائے سرد جو آئی صیقل نے بڑھکر عرض کی عنایت باغبان قضا و قدر سے یہ مقام
فرحت افزا ملاحظہ کیجیے وہ سامنے سبزہ زار ہے گلہائے خود رو پُر بہار ہے ایرج نوجوان نے نگاہ اٹھا کر دیکھا
فوراً فراشوں کو حکم دیا اسی صحرائے پُر فضا میں جلد بارگاہ استادہ ہو کارگزاران شاہی فوراً حاضر ہوئے ملکہ
انجم ماہ رخسار نے بہ تعجیل تمام انتظام کیا اُس صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا میں اُترپڑے سردار توبجا رو بار
میں مصروف ہوئے لیکن شاپور شیر دل عیار انتہا کا کارگزار ہے کرسی ایک لا کر بیرون بارگاہ بچھادی عرض کی
حضور آرام فرمائیں کیفیت فضائے صحرا کو ملاحظہ کریں ایرج نوجوان بصد شوکت و شان کرسی جواہر نگار پر
جلوہ فرما ہوئے شاپور شیر دل پشت پر ٹھہر المس برانی کرنے لگا شاہزادہ چونکہ رنج و ملال منزلوں کا اٹھا چکا تھا
نگاہ اٹھا کر اُس وادی مینو سواد کو دیکھا ہوائے سرد چل رہی ہے باد صبا کی اٹکھیلیاں طائران صحرا کی زمزمہ پردازی
گل خود رو کی رعنائی زیبائی نخل پھولوں سے لدے ہوئے جا بجا پھولوں کے انبار نخل سرسبز و شاداب اپنی بہار
دکھا رہے ہیں شاخوں کا پیچ و خم برگہائے سبز زمرد ریحانی کا رنگ مٹاتے ہیں دمبدم جھونکے ہوائے سرد کے
آتے ہیں سامنے کوہ فلک شکوہ مثل گلدستے کے آراستہ و پیراستہ قطرات آب نایاب جا بجا سے ٹپک رہے ہیں
صاف ظاہر ہے کہ بارش مروارید ہو رہی ہے صبا آب شبنم سے منہ غنچوں کا دھو رہی ہے کبک دری کی خوش رفتاری
عندلیبان خوشنوا کی بیقراری عجب کیفیت پرجوش لگا ہے جانوروں میں غل ہے غنچوں کی چٹک پھولوں کی مہک نظم

وہ آبشار کہ تسنیم پانی پانی ہو وہ نکہت اسکی کہ جان نسیم جس پر جانو جسیر دون میں غنچونکی کس منہ سے تاک جھانک رہا	وہ سبزہ زار کہ ہو گرد سبزۂ کشمیر روش روش ہے صبا کا چمن میں دور دورہ کئے وہ رخنہ ہر رگ و شاخ گل سے بھیر	وہ نزہت اسکی کہ ہے نور دیدۂ یعقوب کہ پھول پھولے سماتے نہیں کثیر کثیر ثمر تہ تاک میں غلمان کے دانت رضوان کا

عسل کی رال ٹپکتی تھی شکل قطرۂ شیر
صدائے آب رواں میں جلترنگ تھی صاف
تو دام وجد میں صیاد ہو گیا تھا اسیر
وہ چہچہے تھے کہ سکتا تھا مرغ سدرہ کو
اور ایک طائر قدسی کی شکل گرم صفیر

صبا نے عطر لگایا تھا دامن گل میں
دہان گل میں صبا ٹپکتی تھی صوت نفیر
دبائے بیٹھا تھا آغوش میں کوئی گل کو
وہ زمزمے تھے کہ تھا محو طائر تصویر

چمن کی خاک بھی خاک شفا تھی یا اکسیر
ترانہ کرتے تھے مرغ چمن جو آب میں
سرور وصل میں بلبل تھی گل سے شکر و شیر
بلند شاخ پہ کرتا تھا اک غزل خوانی

بعد عرصہ دراز جو شاہزادہ والا قدر نے یہ کیفیت صحرا دیکھی عندلیب خوشنوا کو پہلوئے گل میں چہچہے کرتے دیکھا اپنے گلعذار سیم تن غنچہ دہن ملکہ بران شمشیر زن کی یاد آئی خود بخود طبیعت بھر آئی شاپور شیر دل کی جو نگاہ جمال جہان آرا پر شاہزادے کے پڑی دیکھا تو گل سے عارض شگفتہ ہوئے تھے یکایک خود بخود چہرے پر اداسی ثابت ہوئی رومال اٹھا کر آنکھ سے آنسو پونچھے گھبرا کر کھڑے ہو گئے پھر کرسی پر بیٹھ کے پھر اٹھ کر ٹہلنے لگے شاپور گھبرا گیا کہ خداوندا یہ کیا ہوا شاہزادے کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں چونکہ رازدار تھا دست بستہ عرض کی کیوں حضور اسوقت آئینۂ رخسار پر غبار گرد ملال ہے کیا خیال ہے غلام سے تو ارشاد ہو اتنا جو شاپور نے پوچھا جیسے کسی نے پھوڑے کو چھیڑ دیا یا تو آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے شاپور کے پوچھتے ہی ٹپک پڑے ضبط کر کے یہ اشعار عاشقانہ بیتابانہ پڑھے

اشعار

یوں ملے عشق میں ہم خاک میں ملجائے شباب
جلد رخصت کئے دیتا ہوں گھبرائے شباب
کیا خوشی مجھکو ہوئی دیکھتے روز شب وصل
کہ خفا ہونے ہوا ہے کوئی سودائے شباب
دور یوسف میں زلیخا ہوئی تھی ایک جوان
روز کہتا ہوں کہ آفت کوئی لائے شباب
ہی جو کچھ رہ گئے ہیں پیر مغاں کے باقی
فلک پیر کیا نہیں جو ہائے شباب
صدقے سو جی سے میں کیا ہو جوانی کے جلال

ہائے دل منہ سے نکلتا ہی کبھی ہائے شباب
پڑ گئی جب نظر لطف جوان گردیکی
پھر جوان ہو گئے پر آئی تمنائے شباب
ابھی آیا ابھی غائب تھا چھلاوے کیطرح
عود لاکھوں نکلے ترے عہد میں کرائے شباب
ہائے سر میں کوئے موئے سیاہ اور پیری
دیکھے وہ بھی ادا ایکی جو ملجائے شباب
پیر ہو جاتا ہے جنت میں جوان بنتے تھے
خوش وہ دیدۂ دل پر کرائے شباب

یہ بھی اک رات کا مہمان ہوا یار کے ساتھ
عاشق پیر کو تیرے نہیں پروائے شباب
رنگ لایا کرے پیرانہ سری کیا وصل
رہ گیا دیکھنے میں نمک تماشائے شباب
مبتلا دل کو کہیں عہد جوانی تکرے
یک بیک کیا ہوئی سب انجمن آرائے شباب
میں بھی ہوں عہد جوانی کے تجسس میں تباہ
ہم تو اس شوخ کے کوچے میں گنوا بیٹھے شباب

اس بیقراری سے یہ اشعار عبرت آثار پڑھے شاپور نے کلیجہ تھام لیا کہا کہ شہریار حضور کے کلام میں کیا سوز و گداز ہے ایک ایک فقرہ تیر دلدوز جگر پر سوز کو جلاتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے برائے خدا ضبط فرمایئے اسقدر گھبرائیے ہر شام ہجر کے واسطے سحر ہے ہر تیغ بلا کے واسطے سپر مقرر ہے

سفر رنج و مصیبت بالا طے ہو کر کوے محبوب مین پہونچنگے ملکۂ عالم بھی حضور کی مشتاق ہونگی حضور اُنکے دلسے پوچھیے
گوشہ نشین حجاب ہے لہذا ضبط کسی سے حال دل کہہ نہ سکتی ہونگی دل ہی دل مین گھبتی ہونگی انکو بھی تو تیغ ہجر از ہر ایک
غرض ایرج نوجوان نے فرمایا اے شاپور شیر دل اسوقت گل و غنچے کو دیکھکر اُس سرو باغ خوبی کی یاد آئی
عندلیب طبع گھبرائی جی چاہتا ہے گریبان چاک کرون جستجوے کوے محبوب مین دیوانہ وار نکلون اور بہ فہمائش
صیقل آئینہ دار ادھر کا قصد کیا منزل مقصد نہین ملتی آج کلام سے صیقل کے یہ آئینہ ہوا کہ برسون کا راستہ
ہے اے شاپور شیر دل آج تک لشکر صاحبقران سے دو کوس ہے گئے شاہزادہ غضنفر بن اسد و چالاک
بن عمرو زبانی ساحرون کے معلوم ہوا کہ غضنفر قید ہو کر گئے چالاک نے عیاری کی خود افراسیاب اپنے ہمراہ
لیگیا اگر راستہ قریب کا ہوتا ہر سردار کو یہی ہوس ہے کہ مدد اسد کو جائین جاکر اُس شیر دل کی خبر لین اور مین تو
اُسکا عاشق زار ہون جب مین مذہب آفتاب پرستی مین تھا اسد بھی نظر کردہ ہنوا تھا کیسا کیسا مجھکو تنگ کیا
مین نے صدہا مرتبہ گرفتار کر لیا لیکن خون کا یہ جوش تھا کہ اُسکو قتل نہ کیا جب گرفتار کر لیتا تھا وہ تو مجھکو اُس
حال مین بھی للکارتا تھا یہان دریاے محبت جوش مارتا تھا بخدا آنکھین اُسکو ڈھونڈھتی ہین علاوہ محبت ملکہ
برآن شمشیر زن اسد کے دیکھنے کی بھی بڑی حسرت ہے نہین معلوم اُس شیر دل کی کیا کیفیت ہے دیوانہ پن
اُسکے مزاج مین وحشت رگ و ریشے مین جاری ہے ورنہ ایک بادشاہ کا قتل کرنا ایسا مشکل تھا کہ سالہا سال
گذرے شاپور نے عرض کی حضور یہ طلسم وسیع ہے افراسیاب کا رتبہ رفیع ہے وہانسے دیکھیے کیسے کیسے جادو
مقابلۂ صاحبقران مین آتے ہین جو آیا قیامتین بپا کین بھائی ہمارے عیار کس جستجو سے قتل کرتے ہین بڑی
مشکل سے یہ شعبدہ باز مرتے ہین یہ باتین تھین کہ مسافر روز یعنی مہر عالم افروز سراے مغرب مین جاکر فروکش
ہوا ثابت و سیارگان کا فلک نیلی پر ہجوم ہوا لیلاے شب نے زلف عنبرین کھولی ضیاے مہر مٹی ظلمت کی عملداری
ہوئی اس عاشق مزاج کو فرقت کا سامنا ہوا ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ مو نوش بارگاہ استادہ کرا کے
خرامان خرامان سامنے ایرج نوجوان کے آئین دیکھا شاہزادہ سایۂ نخل مین شاپور شیر دل سے کچھ باتین
کر رہا ہے لیکن چہرہ اداس سر خم چشم پرنم انجم نے جھکر عرض کی حضور کل لشکر اُتر چکا بارگاہ استادہ ہوئی بسم اللہ
اندر تشریف لیچلیے ایرج نوجوان سر جھکائے ہوے ہمراہ ان نازنینان مہ جبین کے داخل بارگاہ ہوئے دیکھا
ان گلعذارون نے گلدستے وغیرہ آراستہ کیے ہین لیکن ایرج کا غنچۂ خاطر شگفتہ ہنوا مسند پر خاموش بیٹھا رہا سردار
سب حیران و پریشان کہ آج کیا سبب ہے کسی سے شاہزادہ بات نہین کرتا جب وقت آیا بکاول نے دسترخوان بچھایا

شیشہ و نوش نے عرض کی خاصہ تیار ہے ایرج نے کہا آپ سب صاحب نوش فرماوین میرا اسوقت دل نہین
چاہتا کسی قدر شکم مین گرانی ہے نیلم زنگی وغیرہ نے بھی عرض کی لیکن شاہزادے نے انکار کیا تب انجم ماہ رخسار
نے آواز دی دسترخوان اٹھاؤ اگر حضور نہ نوش فرماوینگے کوئی کھانا نہ کھائیگا شاپور نے چپکے سے عرض کی ای
شہریار سارے لشکر کو فاقہ ہوگا مین سمجھتا ہون کھانے سے دل سیر ہے لیکن چند لقمے نوش فرمائیے ایرج مجبور
ولاچار دسترخوان پر آبیٹھا سب کی خاطر سے چند لقمے نوش کئے اُٹھکر ہاتھ دھوئے بستر خواب پر تشریف لائے
شاپور کو قریب بٹھالیا وہی ملکہ بران شمشیرزن کا ذکر طلسم ہوش ربا مین پہونچنے کی فکر وہ شب غم تڑپ
تڑپکر بسر کی جب دم ہوپھٹ آگیا تب گریبان سحر چاک ہوا صدائے مرغ سحرائی ایرج نے اُٹھکر وضو کیا
نماز سحر بصد خضوع و خشوع ادا کی شاپور نے بڑھکر عرض کی حضور لشکر تیار ہو چکا منزل کھوٹی ہوتی ہے ایرج
نے تسبیح کو بوسہ دیا سلاح جنگ ذات پر آراستہ کیے بیرون بارگاہ تشریف لائے پشت کرۂ بن اشقر پر
سوار ہوئے لیکن پریشان حیران ہمراہ لشکر کے چلے شاپور نے دیکھا شاہزادے کے قلب پر ہجوم غم و الم ہے
نیلم زنگی وغیرہ سے بڑھکر کہا شب سے شاہزادہ نہایت پریشان ہے آپ لوگ ہمدم و ہمراز ہین بڑھکر عرض کیجیے
کہ حضور شکار کھیلتے ہوئے چلین خاطر سے اُن سبھون کے ایرج نے کہا بسم اللہ شاپور نے بہ تعجیل چیلے قراولان
کو بلایا سامان شکار ہمراہ لیا چند سردار بھی ساتھ ہوئے اُس صحرائے ہول خیز مین شکار کھیلتے ہوئے چلے
قضائے کار سردار قدیم شاہزادہ ایرج نوجوان میعاد عاد رشک دراز گردن ایک آہو کے پیچھے گھوڑا
ڈالکر نکلگیا دو تین کوس پر جاکر آہو کو شکار کیا اب پلٹ کر جو دیکھا کسی کو اپنے ساتھ نہ پایا حیران ہوا گھوڑے سے
اُترکر ٹہلنے لگا آہو ذبح کیا پڑا ہی کہ سامنے سے ایک اور آہو تیر خوردہ نظر آیا میعاد نے اُسکو بھی تیر مارا
یہ بھی گرا اسکو بھی بقربانی پہونچایا تیر اُسکے پیچھے پر لگا تھا اُسکو اُکھیڑ کر چاہا نام پڑھون کہ سامنے سے ایک سوار
گینڈے کو اُڑائے ہوئے کوہ بالائے کوہ قوی تن قوی من چہار جانب دیکھتا ہوا آیا اپنے شکار کو جو کشتہ پایا
قہر و غضب مین آگے بڑھا میعاد کو بہ نگاہ قہر دیکھکر کہا او اجل گرفتہ تو کون ہے کہ ہمارے شکار کو شکار کیا
کچھ خوف نہ آیا میعاد نے کہا او بچا کیا بیہودہ بکتا ہے صحرا مین کسی کا اجارہ ہے شکار سامنے آیا تیر مار دیا بڑی
خطا کی جو تجھے ہو سکے قصور و کوتاہی نکرو وہ آتشخو شعلہ مزاج غصے مین کانپنے لگا گینڈے کو بڑھا کر قریب آیا
مثل دیو کے نعرہ کیا تیغ عیوق کو دیکر جب تک میعاد سنبھلے سنبھلے تیغہ اُسکا چلگیا اپنے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا تیغہ تڑپکر گرا گوشہ سپر کو قلم کیا خود کٹا سر پر میعاد کے زخم آیا لیکن میعاد تعلیم یافتہ صحبت ایرج ہے

ویسے زخم لوگ بانتا ہے لڑائی کو کھیل جانتا ہے زخم کھا کر گھوڑے پر سوار ہوا جواب میں ہاتھ مارا چونکہ آنکھوں کے نیچے میعاد کے اندھیرا چھا گیا تھا اُس نے گینڈے کو ہٹا لیا وار خالی گیا جھوک میں سر جھک گیا اور پرے عیوق نے پھر ہاتھ مارا میعاد کا شانہ زخمی ہوا ہر چند کہ میعاد نے دو زخم کھائے شیرانہ جھپٹ کر چلا قصد ہے کہ ایک مرتبہ وار کرے تو پست پڑوں ہر چند کہ قد قامت میں دیو ہے مگر بقوت پروردگار اُٹھا لوں زمین پر ماروں کہ استخوان چور چور ہو جائیں یکایک صحرائے گرد اڑی ہمراہیان عیوق کوہ پیکر چار ہزار جوان مسلح و مکمل پیدا ہوئے دور سے اپنے آقا کو دیکھا کسی سے لڑائی میں مصروف ہیں لینا لینا کہکر میعاد پر ٹوٹ پڑے اس نامرد نے منع کیا کہ اکیلے پر تم سب ملکر حملہ نکرو میعاد تلوار کھینچکر اُنپر بھی جا پڑا زخمی تو ہو چکا تھا اور کئی زخم کھائے آخر گھوڑا مارا گیا زمین پر گرا اُس حال پُر ملال میں چالیس جوان مارے آخر تاب نہ لا سکا غش کھا کے گرا عیوق نے حکم دیا کہ گرفتار کر لو ساتھ والوں نے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنا دیں اراب پر ڈال لیا لیکر اپنے پڑاؤ پر چلا ناظرین پر واضح ہو قلعہ اس عیوق کا بارہ کوس پرے جنگل میں واسطے شکار کے آیا تھا راہ میں یہ معرکہ گذرا پڑاؤ پر لیکر آیا کہا اس جوان کی زخم دوزی کر دو کل دربار میں پوچھا جائیگا اگر لات و منات کو سجدہ کیا فبہا ورنہ قتل کرونگا یہ بھی بخوبی نہیں معلوم ہو کہ یہ جوان لات و منات کا بندہ ہے یا سامری و جمشید کو خدا جانتا ہے بہر نوع جوان من چلا ہے ہم اپنا مصاحب خاص بنائینگے ساتھ والے بھی کہہ رہے ہیں کہ حضور حقیقت میں نہایت جوان زبردست ہے یہ بھی ظاہر ہے کہ شاہ و شہریار زادہ ہے نہیں معلوم بھٹک کر بیان کیونکر آیا آوارہ ہوا ہے عیوق نے کہا سب حال کھل جائیگا زخم دوزی کرا کے قید خانے میں بھیجدیا لیکن شاہزادہ ایرج نوجوان ایک مقام پر شکارگاہ میں ٹھہرے سب سردار پلٹ کر آئے میعاد نہ آیا شاہزادہ گھبرایا شاپور سے کہا دیکھو تو ہمارے رفیق قدیم پر کیا گذری یہ ممالک پُر آشوب میں یزدان پرستوں کے نام کے دشمن پرانے مہربان کو سے اسلام راہزن ایسا نہو کہیں گرفتار ہو گیا ہو جلد جا کر خبر لاؤ شاپور اُسی وقت تلاش میعاد میں چلا شام ہو چلی تھی شاہزادہ لشکر میں آیا فروکش ہوا ملکہ انجم ماہ رخسار نے پوچھا اے شہریار آج دن بھر کہاں غائب رہے فرمایا شکار کھیلتے ہوئے جاتے تھے لیکن ایک سردار ہمارا آوارہ ہوا ہے شاپور کو بھیجا ہے جب تک وہ پلٹ کر نہ آئیگا ہم بیانے نہ گے نہ بر جینگے صیقل وغیرہ نے عرض کی غلامان جانباز و کنیزان ہمراز برائے تلاش میعاد جائیں فوراً پتہ لگائیں ایرج نے کہا نہیں شاپور شیر دل بدون حصول مراد واپس نہو گا فوراً خبر معقول لیکر آئیگا آپ لوگوں کو تلاش کرنا مشکل ہے وہ ہر محفل میں گھس جائیگا

بڑے لطف سے پتہ لگائیگا فرزندگان خواجہ عمرو مین یہ عیار بے نظیر صاحب تدبیر ہی ایرج نوجوان برا سے میعاد و نہایت پریشان لیکن شاپور تلاش کرتا ہوا قریب لشکر عیوق پہونچا لشکر اُترا ہوا دیکھا شب کا وقت تھا فقیر بنکے لشکر مین آیا جا بجا یہی چرچہ تھا ایک کو آج ہمارے آقا گرفتار کرکے لائے ہین صبح کو اُسکا دربار ہوجائیگا اگر اطاعت کریگا عہدہ رفاقت لیگا ورنہ قتل کیا جائیگا شاپور نے سب نام و نشان دریافت کیا رات ہی کو چلا بوقت سحر ایرج نامور نماز پڑھکے باہر نکلے تھے انتظار شاپور مین ٹہل رہے تھے مگر مسلح و مکمل کہ سامنے سے گرد اُڑی شاپور گھبرایا ہوا آیا عرض کی عیوق نامے ایک پہلوان ہی اُسنے میعاد کو گرفتار کیا اب اسوقت دربار ہوجائیگا لیکن یہ سُنا کہ دشمن تعریفین کرتے تھے چالیس جوان اُسکے ہاتھ سے مارے گئے جب بیہوش ہوگئے گرانب نامردون نے گرفتار کرلیا یہ سُنکر ایرج نوجوان کو تاب باقی نرہی فرمایا اُس بیحیا کو شرم نہ آئی مردان عالم کے ساتھ مکر کرتا ہی یہ فرماکر پشت کرہ بن اشقر پر سوار ہوئے قبضہ تیغہ اسکندری پر ہاتھ ڈالا صرف شاپور ساتھ ہوا صبح کا وقت تھا سب سردار اپنی اپنی بارگاہون مین تھے اہالیان فوج نے کہا کہ ہم بھی ساتھ چلین فرمایا کوئی میرے ہمراہ نہ آئے مین ابھی واپس آتا ہون یہ فرماکر مرکب کو مہمیز کیا شاپور راستہ بتاتا ہوا لیچلا یہان وہ وقت ہی کہ بوقت سحر عیوق بارگاہ مین آکر بیٹھا حکم دیا اُس جوان کو لاؤ یارو کچھ یہ بھی ثابت ہوا اُسکا مذہب کیا ہی کہان کا رہنے والا ہی نگہبانون نے کہا حضور شب کو وہ بیدار ہوا مگر اسقدر غصہ ہی کہ کسی کلام اب تک نہین کیا زنجیر پہنے جھوم رہا ہی کہ قید توڑ ڈالون عیوق نے کہا ہمارے سامنے لاؤ ہم ابھی سمجھا لینگے نگہبانون نے جاکر سرِ زنجیر کو تھانبا میعاد جبل کرتا ہوا اکڑتا ہوا بارگاہ مین عیوق کی آیا پکار کر آواز دی السلام علیک سلام من دین مجلس برکسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خداے یک است یہ سُنکر بارگاہ مین عیوق کی برا ہم ہوا کہا حضور وہ جو ایک فرقہ دنیا مین بیوقوف ہی وہ کہتے ہین خدا ہمارا آسمان پر ہی کوئی اُسکو دیکھ نہین سکتا یہ جوان بھی اُسی فرقہ کا ہی بیشک اسکو قتل کرنا ضرور ہی ایسے کو زندہ رکھنا سراسر عقل کا قصور ہی عیوق نے غصے مین کہا جلد جلاد کو بلاؤ بڑا بے ادب ہی ہمارے سامنے نام خداے نادیدہ کا لیا کچھ خوف نکیا میعاد ہنس پڑا کہا او بیحیا تیری کیا مجال ہی جو مجکو قتل کر سکے مین اُسکا رفیق شفیق ہون جسکا لقب ہی نور نگاہ شیر بیشہ عربستان برہم کن لشکر کافران سرکوب زمرد بے ایمان نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان یہ سُنکر عیوق اور زیادہ خوش ہوا کہا صاحبو تم کچھ سمجھے یہ صاحبقران کے پوتے کا سردار ہی یہ لوگ بڑے سرکش ہین جاگتی جوت کے خداوند سے ہوتے ہین ایسا انکو عاجز کیا کہ قدرت نے گھبرا کر اپنا ملک موروثی چھوڑ دیا

شہر شہر بھاگے بھاگے پھرتے ہیں ان لوگوں کے قتل کرنے میں بڑا ثواب ہے جلد جلاد کو بلاؤ عیوق تو جلاد جلاد
پکار رہا ہے لیکن میعاد رشک دراز گردن پہلوان صف شکن ہنس رہا ہے کہتا ہے او نامرد تم کیا مجکو قتل کروگے
اور اگر قضا قریب ہے میں قتل ہوا میرا آقائے نامدار اس اقلیم کو درہم وبرہم کردیگا لاشوں سے تمہاری قوم سے
کوہ وبیابان بھردیگا ہر ایک حیران ہے کہ کیسا بیخوف جوان ہے کہ اسکے دل میں ذرا ڈر نہیں یکایک جلاد آیا قریب
میعاد پہونچکر ڈرانے لگا عیوق بھی اشارہ کرتا ہے ابھی قتل نکرو اسکو ڈراؤ یہ ہماری رفاقت اختیار کرے ہم
اسکی خطا معاف کریں سامان لشکر کشی کرکے مدد خداوند کو جائیں جلاد ہرچند ڈراتا ہے میعاد جواب نہیں دیتا
یکایک در بارگاہ پر شور ہوا پردہ بارگاہ کا اٹھا دیکھا آفتاب عالمتاب سطوت وصولت ماہ تاباں جسپرخ جلالت
بیر برج جرأت شیر بیشۂ شوکت شہریار عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان مع کرہ بن اشقر اندر بارگاہ کے
گھس آیا شاپور بھی رکاب سے لپٹا ہوا ایرج نے جو میعاد کو زیر تیغ دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا
شاہزادہ گھوڑے سے کود پڑا اترتے ہی جلاد کو ایک طمانچہ مارا جلاد کا سر اڑ گیا میعاد کی جانب دیکھکر کہا ای برادر
انھوں لعین نے قید کیا میعاد نے پکار کر کہا او نامردو دیکھو آقا ہمارا آیا اب کون مجکو قتل کرتا ہے یہ کہکر قید
توڑ ڈالی جھومتا ہوا اٹھا تلووں سے خون جاری تمام اہالیان دربار دنگ ہوگئے عیوق تو مثل تصویر
خاموش حیرت کا جوش لیکن ایرج نوجوان برابر اسکے تخت کے آیا ایک پہلوان قریب تخت بیٹھا تھا مہلیل خونخوار
ایرج نے کہا ای جوان ذرا دنگل سے اٹھ ہم تیرے آقا سے چند باتیں کرکے چلے جائینگے اُسنے کہا ای جوان
بس زیادہ سرکشی کر ایرج نے کہا کچھ قضا تو نہیں آئی ہے اُسنے خنجر مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالکے جھٹکا دیا
اسکے چاروں شانے چت پڑا ایرج نے کمر میں ہاتھ دیکے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا استخوان مہلیل کے تحلیل ہوگئے
اہالیان دربار کانپے ایرج دنگل پر جلوہ فرما ہوئے میعاد پشت پر کھڑا ہوکر مگس رانی کرنے لگا ایک طرف
شاپور شیردل عیوق تو چپکا بیٹھا ہے لاشہ مہلیل سامنے تڑپ رہا ہے مگر ایرج نوجوان طرف عیوق کے
متوجہ ہوے فرمایا کیوں او پہلوان میرے سردار نے تیری کیا خطا کی جو تو نے قید کیا زیر تیغ بٹھایا عیوق
کو اسوقت کچھ نہ بن پڑا دل میں سوچا ذرا بھی سرکشی کرونگا مہلیل ایسے کو اسنے اسطرح پر مارا نہیں معلوم میرا
کیا حال ہوگا اب جان بچانا واجب و لازم ہے ہاتھ باندھکر اٹھکھڑا ہوا کہا حضور معاف فرمائیے میں نہ جانتا تھا
کہ آپکا سردار ہے امیدوار ہوں مثل چاکران کمترین میں بھی خدمت میں حاضر رہوں شرف اسلام سے مشرف ہوں
ان باتوں سے ایرج کا غصہ اتر گیا خوش ہوگئے فرمایا اگر ہماری خوشی چاہتے ہو پہلے تو دوسو خداوند پر لعنت کرو

کرے اُسنے عرض کی مین تو مدت سے آپکا مشتاق تھا شکر ہی کہ آج قدمبوسی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی ایرج نے
کلمۂ طیبہ زبان سے ارشاد فرمایا دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا خیال مین یہ کہ جسطرح سے بنے اس جوان کو قتل کرون
اگر رہونگا غالب نہ آؤنگا ایسے مقام پر مکر کرنا واجب و لازم ہی یہ بھی ایک فن سپاہ گری ہی ایرج بحال ہو گئے
اٹھکر گلے سے لگا لیا عیوق نے میعاد کے واسطے خلعت منگا یا شاپور شیر دل کے آگے فرش ہوا جاتا ہی
ہر چند کہ شاپور نے کئی مرتبہ ایرج نوجوان سے چپکے سے کہا ای شہریار یہ مجھکو مکر معلوم ہوتا ہی ایرج نوجوان
نے فرمایا خاموش رہو ای شاپور تمھین آٹھ پہر یہی خیال رہتا ہی یہ پہلوان ہی مکر و فریب کیا جانے مجھکو اسکے
مسلمان ہونے کی بڑی خوشی ہی اسی طرح ممالک تسخیر کرتے ہوے انشاء اللہ تعالے تا بہ طلسم ہوش ربا جائینگے
شاپور نے سر جھکا لیا حقیقت مین یہ بشرہ شناسی ذات پر خواجہ کے موقوف ہی لیکن شاپور کے بھی
دل مین ضرور خیال آیا کہ یہ مکار ہی مگر ایرج نوجوان نے جو غصے سے کہا خاموش ہو رہا لیکن عیوق کو دیکھکر
پلکونسے جاروب کشی کر رہا ہی میعاد کو بھی دخل معقول دیا ایرج نوجوان نے فرمایا ای برادر اب رخصت
ہوتے ہین اپنے سردارون کو ہمنے اطلاع نہین کی فوراً اُٹھتے ہی چلے آئے اب سردار سوکر اُٹھے ہونگے
بہت گھبرا ئینگے تلاش کرتے ہوئے چلے آئینگے عیوق نے عرض کی آقاے نامدار مولاے قدرشناس اب مین
دامن دولت نچھوڑونگا حضور کے ہمراہ مین بھی چلونگا ایرج نے فرمایا ای برادر ہمکو سفر دور و دراز درپیش ہی
یہ سفر نہین سفر آخرت ہی سخت مصیبت ہی تا بہ طلسم ہوش ربا جانا منظور ہی فراق اسد نامدار سے دل مین
ناسور ہی اب اسوقت ہمکو رخصت کرو پھر جیسی تمھاری راے ہوگی جواب با صواب دینگے تمھارا چلنا ہمارے
ساتھ مناسب نہین ہی خدا کی عنایت سے چار لاکھ سوار پیدل کا لشکر ہمراہ ساحر بھی ہین غیر ساحر بھی موجود ہین
ہر چند کہ ساحرون کا ہمراہ رکھنا مجھکو ناگوار ہی لیکن صیقل آئینہ دار بادشاہ طلسم اسکندریہ نے بہت
معقول بات کہی کہ طلسم ہوش ربا پر لشکر کشی ہی ساحرون کی ضرورت ہوگی بدون لشکر ساحران
طلسم ہوش ربا مین گذرنا ممکن اسوجہ سے انکو ہمراہ لیلیا خیر خواہ کا کہنا مانا ورنہ ہمارے جد عالی تبار صاحبقران
نامدار ساحر کو اپنے لشکر کے ہمراہ نہین رکھتے ہم لوگونکا تکیہ ذات پروردگار پر ہی لشکر کا حال سنکر عیوق کو سناٹا
آگیا قلب تھرا گیا سوچا کہ ایسا نہو انکے ساتھ والے ڈھونڈھتے ہوے آجائین جو مجھکو منظور ہی وہ نہ ہوسکیگا
کہا اچھا ای آقاے نامدار مین ابھی آپ کو رخصت کرتا ہون خدمتگزاری تو کرلون شراب و کباب کا چرچا ہو یہ
کہکر وزیرون کو اشارہ کیا فوراً ساقی بچے حاضر ہوے جام و گلفام لبریز کر کے باادب تمام ہاتھ پر رکھکر سامنے آئے

ایرج کو اسکی وضع بہت پسند آئی بخوف جام شراب نوش کیا دوسرا اسنے جام لبریز کرکے سامنے میعاد کے آیا کہا ای برادر تم بھی ہماری خطا معاف کرو ہمنے تمہارے ساتھ بڑی بے ادبی کی اب اُن باتوں کو بھول جاؤ تمہاری وجہ سے دولت کونین پائی بقول سودا نظم

دین شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش
اس گھر کی خفا کر گیا معمار فراموش
ویسے نگئی آہ ہوس سیر چمن کی
دو چیز نہ عاشق سے ہو اکبار فراموش
دل درد سے کسطرح ہو خالی مرا سودا

یہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش
مجھسے نکبھی ویسے مرا مصرعۂ جانکاہ
اور ہمنے کیا رخنۂ دیوار فراموش
بھولا پھرے دن ہوں آنکو اک عمر سے لیکن
وہ ناشنوا حرف مین گفتار فراموش

دیکھا جو حرم کو تو نہین دیر کی وسعت
نالہ نکرے مرغ گرفتار فراموش
یا نالے کو کر منع تو یا گریہ کو ناصح
مجھکو نکیا دیسے مین زنہار فراموش

میعاد نے اُٹھکر گلے سے لگا لیا کہا اب تم برادر دینی ہو شکر پروردگار ہم لوگون کے دل مین خیال اسکا نہین رہتا جو گذرا سو گذرا یہ کہکر جام نوش کیا عیوق نے تیسرا جام شاپور کو دیا کہا مہتر صاحب آپ بھی پیجیے اپنے آقا کے غلام کو تو سرفراز کیجیے شاپور نے کہا مجھکو شراب پینے کی عادت بہت کم ہے دل مین اسکے کھٹکا تھا چاہا شراب نہ پیون جب شاپور نے انکار کیا عیوق بہ نگاہ حسرت طرف ایرج نوجوان کے دیکھنے لگا اور عرض کی مہتر صاحب نے ابھی ہماری خطا نہین معاف کی شراب نہین نوش فرماتے ایرج نے بہ نگاہ تند طرف شاپور کے دیکھا فرمایا برادر ایک شخص عجز کرتا ہی تمہارے مزاج مین یہ کیا بات ہی جام اُسکے ہاتھ سے لو خوشی نوش کرو اب شاپور کو کچھ نہ بن پڑا مجبور ہو کر جام لیلیا چاہتا ہی گریبان مین شراب کو گرا دون مینہ یون مگر خوف ایرج نے مجبور کیا آخر پی ہی گیا شراب پینے ہی آنکھون مین سرسون پھولی ساری عیاری بھول گیا گھبرا کر کہا ای شہریار غضب ہوا جس بات کا ہمکو خوف تھا آخر وہی ہوا ایرج بھی گھبرا کے سر گردش کرنے لگا تھا تیغ کے قبضے پر ہاتھ ڈالکر کہا ای عیوق تو نے مکر کیا عیوق نے دیکھا بیہوشی اپنا کام کر چلی ہی آواز دی باش او نیرہ دُمحمزہ اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا مین بھلا کب مسلمان ہوتا ہون پوتے دو دو خداؤن کو چھوڑون دین جدوا با سے منھ موڑون ایرج و شاپور و میعاد اپنے مقام سے اُٹھے اُٹھتے اُٹھتے دل بیٹھ گیا چرخ کھا کر گرے گرتے ہی بیہوش ہوئے عیوق نے کہا جلد آہنگرون کو بلاؤ آہنگر فوراً حاضر ہوئے انکو مسلسل و مطوق کرایا ارابہ منگوا کر سوار کیا ساتھ والون نے کہا جلد تیار ہو ایسا نہو انکے لشکر والے آجائین ایک بلا سے روز گار ہی اسنے کون مقابلہ کر سکیگا قلعے مین چلکر تیاری کرونگا انکو خدمت مین خداوند لقا کے بھیجونگا طرہ بخبری ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا اُسی وقت فوج تیار ہوئی لیکر طرف

اپنے قلعے کے چلا اب ایرج وغیرہ بیدار ہوئے بیہوشی اُتری اپنے کو قید آہن مین پایا شاپور نے کہا ای شہریار
ہمنے عرض کیا تھا آپنے ہمارا کہنا نمانا ایرج نے کہا ای شاپور ہمکو بھی یقین کامل ہی یہ ہمارا سفر آخر حسرت
انجام اور رنج و مصیبت ہی کئی دن سے ملکہ پران کی یاد مین خوابہائے پریشان دیکھے تھے آخر اُسکا سامنا ہوا
مگر مقام افسوس ہی کہ اُس یار جانی و محبوب جاودانی نے ہمکو بالکل گوشۂ خاطر سے فراموش کیا دل تھراتا ہی
یاد مین اُنکے کلیجہ مُنہ کو آتا ہی کیون ای برادر شاپور شیر دل نظم

در وفا آئین و رسم دوستدارا نرا چہ شد
ہمنشینانم کجا رفتند یاران را چہ شد
در گلستان امیدم یک گل سیراب نیست
ابر رحمت را چہ پیش آمد بہاران را چہ شد
راز محنت نالہ و زاری نے آید بگوش

من اگر دیوانہ گشتم ہوشیارانرا چہ شد
ظلم بیدادی زرین بنائے دون از حد گذشت
تازہ کاریہائے ایام بہاران را چہ شد
نیست محبوبے کہ یابد رونق بازار عشق
مخفیا مار اشگاف کوہسارانرا چہ شد

روز نومیدی نے پرسد ز حال من کسے
منجنیق چرخ و طرز سنگ باران را چہ شد
از زمین دل نے روید گیاہ خرمی
لالۂ شگون و حسن گلعذارا نرا چہ شد

یہ اشعار پڑھکر ایرج نوجوان بے اختیار
رونے لگا کہا ای برادر شاپور امید منقطع ہوئی کوے محبوب تک نہ پہونچے وہان ملکہ انجم ماہ رخسار وغیرہ
تباہی مین پڑین اب سب بارگاہ مین جمع ہوئے ہونگے ہم اُن لوگونسے بے کہے چلے آئے حال میعاد سنکر دل
بیقرار ہوگیا تھا لیکن وہ بھی سب برائے تلاش نکلینگے لیکن عیوق فوج پر تاکید کر رہا ہی جلد چلو قلعے مین پہونچین
وہانسے بھی کوچ کرین کئی مہینے مین لشکر خداوند مین پہونچینگے ساتھ والون نے عرض کی ہم سب کو جانثی جوت
کے خداوند کے دیکھنے کی بڑی ہوس ہی غرض کس راستہ طی کیا تھا کہ صحرائے گرد اُڑی عیوق دیکھنے لگا اہالیان
فوج بلکہ سب کو یہی خوف ہی کہ ایسا ہنو اُس جوان کے فوج والے آجائین سُن چکے ہین کہ چار لاکھ کا لشکر ہمراہ
ہی ایک ایک اُنمین انتہا کا زبردست ہی جان بچانا دشوار ہوگی عیوق نے بھی گرد کو دیکھکر گینڈا روک لیا دامن گرد
کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک جوان تاجدار پشت مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر پانچ ہزار سواران جرار ہمہ دن پر
علم کے تعریف لات و منات مرقوم عیوق نے پہچانا کہا صاحبو ہماری حوالی کا بادشاہ ہی تاجدار کیہسوار
اسکا نام ہی برائے شکار آیا ہی یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا اُدھر سے تاجدار نے عیوق کو پہچانا گھوڑے کو بڑھا پوچھا
ای پہلوان کہان آئے تھے عیوق نے کہا ای حضور مین برائے شکار آیا تھا لیکن ایک شیر کو شکار کیا تاجدار
نے پوچھا مفصل بیان کرو مین اس مطلب کو نہین سمجھا عیوق نے کہا حضور نبیرۂ صاحبقران شاہزادۂ
ایرج نوجوان طرف طلسم ہوشربا کے جاتا تھا مجکو خبر ملی سُنا کہ چار لاکھ کا لشکر ہمراہ ہی آپ تو میرے مزاج سے

بھی بارگاہ مین بروقت جنگ ایک اور لاکھ کو برابر جانتا ہون غصے مین تمام مسلمانان لشکر بارہ ہزار سوار سے
چار لاکھ پر جا پڑا بہت مشہور تھا کہ یہ لوگ بڑے بہادر ہوتے ہین لیکن مابدولت کی نہیب شمشیر سے بھاگے فسر
سے مقابلہ پڑا خوب نیزہ چلا نوبت تلوار کی آئی آخر کشتی ہوئی مین نے زیر کیا اور ایک اسکا پہلوان آ پڑا اسکی
بھی مشکین باندھین عیار صاحب کی بھی گردن لی مال و اسباب پر مین نے توجہ نکی انکو گرفتار کرکے یہ چلا ہون یہ
دشمنان خداوند زمرد شاہ باختری ہین انکو وہان لیجاؤنگا طرہ بیغیری باؤنگا یہ سنکر تاجدار نے کہا ای برادر
اخبار مین اکثر دیکھا ہی یہ لوگ دیوزادے ہوتے ہین بڑے بڑے پہلوانون کو مارا خداوندانکے ہاتھ سے
بھاگے بھاگے پھرتے ہین بلکہ ملک موروثی قدرت سے چھوٹ گیا عیوق نے کہا حضور اخبار کا کیا اعتبار جو چاہا
تحریر کردیا صفحات کو مضمون خیالی سے بھر دیا تاجدار نے کہا ای برادر حقیقت مین تمنے بڑا کام کیا مین اُن لوگون کی
صورت کا بڑا اشتیاق ہون آج اسی مقام پر اُترو ایک بارگاہ مین ہم تم بیٹھین جلسہ شراب و کباب آراستہ ہو
اُس جوان کو بھی دیکھین عیوق نے ہر چند انکار کیا تاجدار نے نمانا فوراً اپنی بارگاہ استادکرائی عیوق کا ہاتھ
پکڑے ہوئے اپنی بارگاہ مین لایا عیوق کو مقام صدر پر بٹھایا جملہ سردار آکر بیٹھے دونون لشکر فرود کش
ہوئے ایرج کو اک قیدخانے مین نگہبانون نے لاکر داخل کیا یہان بارگاہ مین سامان عیش و نشاط
مہیا ہوا دَو دو جام پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے تاجدار نے کہا ای پہلوان جہان اُس جوان کو
بارگاہ مین بلاؤ عیوق نے کہا وہ ان سب باتونسے انکار کریگا کوئی اپنی ذلت بیان کرتا ہی وہ یہی کہیگا
مجکو مکر سے گرفتار کیا مابدولت کو ناگوار ہوگا کھو اسکا قتل کرو اور منظور یہ ہی کہ خدمت مین خداوند کے لیجاؤن
تاجدار نے کہا ای رستم زمان مجکو اس جوان کا حسب و نسب بھی معلوم ہی یہ دخترزادۂ خداوند زمرد شاہ
باختری ہی طاقت و جرأت اسکے رگ و ریشے مین بھری ہی یہ بھی مشہور ہی کہ یہ جوان اول مین اپنے مولود مسعود
سے آگاہ نہ تھا مذہب آفتاب پرستی اختیار کیا تھا اٹھارہ برس ملک باختر مین لڑا صدہا ملک اپنے دادا
کے تباہ کیے بعد عرصۂ دراز کے صاحبقران نے زیر کیا تب حال کھلا کہ یہ فرزند ارجمند قاسم نوجوان ہی
بطن سے ملکہ گیتی افروز دختر خداوند کے پیدا ہوا لہذا اسکا قتل کرنا بھی مناسب نہین ہی ہر چند کہ یہ مسلمان
ہوگیا لیکن قدرت کا نواسہ ہی اگر وہ دامنگیر ہون کہ ہمارے نواسے کو کیون قتل کیا تقدیر کرکے تمکو جانور
بنادین یکی روح قبض کرالین تو کوئی کیا کر سکتا ہی قدرت کے مقدمے مین کسکو دخل ہی غصے مین اپنا ملک
موروثی چھوڑ دیا کچھ افسوس نہ آیا یہ مسئلہ سنکر عیوق کانپنے لگا کہا حضور یہ حال مجکو معلوم نہ تھا حقیقت مین

بڑی احتیاط سے بچاؤنگا لیکن برائے خداوند لات و منات اُس جاہل آتشخو کو بارگاہ مین نہ بلوائیے نہین معلوم کیا کلام کرے ماہدولت کو غصہ آجائے نہین معلوم کیا ہو تاجدار نے کہا ہم تمسے کلام نکرنے دینگے لاکھ وہ کہیگا کہ ہمکو مکر سے گرفتار کیا ہی ہم یقین نہ مانینگے اُسکے کہنے کو خلاف جانینگے آخر عیوق ناچار ہوا اور داروغہ زندان خانے کو حکم دیا تینون جوانون کو بارگاہ مین لاؤ لیکن اُسکو داروغہ کو سمجھا دیا کہ اُسکو تسکین دینا کہ ہم تجھکو قید سے رہا کر دینگے جو کچھ پہلوان صاحب کہین اُسکو قبول کرنا داروغہ نے کہا مین سمجھا دونگا داروغہ قیدخانے مین آیا ایرج سے کہا اے جوان ہمنے تمھاری جان بخشی کی تدبیر نکالی ہی ہمارے پہلوان صاحب کے شہر کے قریب ایک اور قلعہ ہی تاجدار کہ سوار وہان کا حاکم و ناظر ہی اسوقت برائے ملاقات ہمارے آقا کے آیا ہی تمکو دیکھنے کو بلایا ہی کہدینا بہ فنون کشتی پہلوان صاحب نے ہمکو زیر کیا ہم تمکو قید سے چھوڑوا دینگے ایرج نے کہا بہت خوب داروغہ صاحب ہمارا کیا نقصان ہی جان بخشی کرا دیجیے داروغہ خوش ہو گیا سر زنجیر تھامکر لیچلا میعاد و شاپور رحیم آگے کر دیکھیے اب بارگاہ مین کیا قیامت ہوتی ہی یہ آتشخو شعلہ مزاج اُس ملعون کے قبضے مین ہی خدا انکی جان بچائے ایسا نہو شیر بپھر جائے بارگاہ مین اگر پہونچے ایرج نے بطریق اسلام سلام کیا تاجدار جمال جہان آرا دیکھکر محو ہو گیا حیران ہوکر صورت زیبا کو دیکھتا تھا پشت پر دوسرا پہلوان دیو خصال عیوق سے پوچھا یہ پہلوان اسکا رفیق ہی پہلوان تو رفاقت جب کرتے ہین کہ زیر ہون اس دیو کو اس ماہ طلعت نے کیونکر زیر کیا ہوگا عیوق نے کہا مین نے یہ دریافت نہین کیا مین تو صرف گرفتار کرکے لے آیا آپ دریافت کیجیے تاجدار نے بفصاحت و بلاغت کہا کیون ای شہریار اس جوان کا کیا نام ہی آپنے اِسکو بمردی زیر کیا کیونکر رفیق اپنا بنایا ایرج تو کچھ نہ بولے لیکن میعاد نے کہا ای تاجدار مجھ ایسے ہزار ہا رفیق ہین میری حقیقت کیا ہی مین اُن سب پہلوانون مین ذلیل و حقیر ہون یہ نبیرۂ حمزہ زارلۂ قاف ثانی سلیمان سر فتنۂ ملک باختر بہادرون کے افسر اسمین تمکو تعجب کیا ہی تاجدار نے کہا ای ایرج نوجوان تمنے کچھ جواب دیا اس حوالی مین اگر ساری جرات و لیاقت ڈبوئی ایرج نے غصے مین کچھ جواب نہ دیا لیکن شاپور نے کہا ای بادشاہ یہ بیحیا عیوق نہایت مکار و جعلساز ہی مسلمان ہوا بیہوشی دیکر ہمکو پکڑ لیا اب تمھارے سامنے جرات بگھارتا ہی بیحیا بے غیرت یہ سنکر عیوق غصے مین کانپنے لگا کہا کیون عیار تیری شامت آئی ہی بڑا زبان دراز ہی ابھی جلاد کو بلاؤن ایرج نے ہنسکر کہا بھائی شاپور خاموش رہو ای بادشاہ میان عیوق صاحب نے ہمکو بمردی زیر کیا صاحب ہمارا کچھ زور نہ چلا یہ بہت سچے ہین آخر اس پوچھنے سے مراد کیا ہی تاجدار نے کہا

مجکو یقین نہین آتا ایسے ایسے تو آپ کے رفیق ہین ہر کس و ناکس کی مجال ہی کہ آپ کو زیر کرے ایرج نے کہا اگر
تمکو یقین نہین آتا شاید نہ زیر کیا ہوگا ہمارا عیار سچ کہتا ہوگا تاجدار نے کہا آپ کو اپنے دادا جان کے سر
کی قسم جو مفصل گذرا ہو ارشاد فرمایئے مجکو نہایت انتشار ہی دل تردد منزل بیقرار ہی جب تاجدار نے قسم
دلائی ایرج نے کہا ای بادشاہ عیار تو کہہ چکا یہی حقیقت ہی عیوق بڑا صاحب جرأت ہی تاجدار نے کہا کیون
میان پہلوان صاحب آپنے سُنا تھے بیہوشی دیکر ایسے شیر کو گرفتار کر لیا یہ کیا جرأت ہی تمکو شرم آنا چاہیے
جرأت کے نہایت خلاف ہی یہ سُنکر عیوق بہت بگڑا کہا ای تاجدار تُنے کہا تھا مین فقط دیکھنے کو مُلاتا ہون
اب یہ بیہودہ باتین کرتے ہو بس خاموش رہو ورنہ میرے ہاتھ سے سزا پاؤگے تاجدار نے قبضے پر ہاتھ
ڈالا کہا او بیحیا مین مثل تیرے نامرد نہین ہون مین ہرگز اس جوان کو نجانے دونگا مجکو بہت ناگوار خاطر ہوا
مردان عالم کے ساتھ مکر کرتا ہی دربار خداوندی مین تو کیا جائیگا وہان سب اِنکے بزرگ موجود ہین تم ایسون
کو چیر پھاڑ کر پھینک دینگے مین تجسے سبطرح موجود ہون یہ سُنکر عیوق اپنے مقام سے اُٹھا جبتک تاجدار
اُٹھے اُس نامرد نے تلوار کا ہاتھ مارا تاجدار کا سر زخمی ہوا لیکن زخم کھاکر اُسنے ہاتھ مارا عیوق تو ہٹ گیا
دوسرا پہلوان بیچ مین آیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے لینا لینا کہکر سب اُٹھ کھڑے ہوئے عیوق نے پلٹ کر
آواز دی ارے یارو دیکھتے کیا ہو ایرج کا سر کاٹ لو اُسنے ہمارے بھگانے پر عمل کیا صاف صاف کہدیا
جلاد تیغ پکڑ کر جھپٹا ہمراہیان تاجدار بھی اپنے آقا کے ساتھ لڑائی مین مصروف ہوئے باہر لشکرون مین
بھی تلوارین کھچ گئین لیکن تاجدار زخمی ہو چکا تھا لڑکھڑا رہا ہی تاج سر سے گر گیا سر سے خون جاری زخم کو باندھا
ہی پکار کر آواز دی ای شہریار آپ کی محبت مین قتل ہوتا ہون ایرج زنجیر ہلا کر اُٹھے کہا ای تاجدار
گھبرا نا جلاد نے جھپٹکر تیغہ مارا کہا او قیدی سرکشی کرتا ہی ایرج نے ہتھکڑی اُٹھا دی ہتھکڑی کٹی ایرج
نے جلاد کو طمانچہ مارا سر اُسکا چنبر گردن سے اُڑ گیا قید آہن کو مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا جلاد کی
تلوار اُٹھالی اگرچہ کئی زخم کھائے لیکن میعاد کو بھی رہا کیا شاپور بھی چھوٹا میعاد نے اُٹھتے اُٹھتے ستون
بارگاہ پر ہاتھ ڈالا ستون کھینچا بارگاہ تھرائی ستون اُسنے نکال لیا عیوق و تاجدار کو دکر باہر آئے کئی سو ساحر
بارگاہ مین دبے میعاد نے ستون ہلانا شروع کیا جوان زبردست ہی چار چار کے سر چھٹ رہے ہین میچھ
ستون مین بٹتے ہوئے شاپور نے پکڑ کر پشت پر ایرج کے آیا ایرج نے اک جوان کو مار کر مرکب لیا
تاجدار نے گھٹنے ٹیک دیے ایرج اُٹھتے ہوئے قریب تاجدار کے آئے شانہ تھا مکر فرمایا ای برادر

ہوشیار ہو لو مرکب پر سوار ہو تاجدار نے آنکھیں کھولکر ایرج نوجوان کو دیکھا دریاے خون مین نہائے ہوئے گرجتے بجارہے ہین طلازمان عیوق جھپٹ جھپٹ کے آتے ہین ایرج نوجوان سینہ سپر کیے کھڑے ہین جو آگے بڑھا اُسکو ہاتھ تلوار کا مارا تاجدار پر مہربانی دلیر نکار اُٹھا لاکھ جان آپکے ناخن پا پر سے نثار ہے حضور آپ اپنے کو بچائین ان نامردونکا چہار جانب سے ہجوم ہے ایرج نے نانا تاجدار کو گود مین لیکر گھوڑے پر سوار کیا طلازمان تاجدار بھی گرد آگئے ایرج نے بھی ایک کو مار کر گھوڑا لیا میعاد نے قیامت برپا کردی ہے جھوم جھوم کے لڑرہا ہے کسی پر ستون مارا وہ پرا ٹھا ہو کر رہگیا اگر کوئی پہلوان قریب آگیا میعاد لپٹ پڑا چیر کر اُسکو پھینک دیا ایرج نوجوان نعرہ کرتے ہوئے طرف عیوق کے جاتے ہین یہ نامرد بھاگا بھاگا پھر رہا ہے اہلیان فوج سے کہتا ہے ارے یارو اس جوان کو مار لو پہنچنے تک نہ آنے دو تاجدار کو قتل کروانے غضب کیا گویا خاص اسی واسطے آیا تھا معلوم ہوتا ہے یہ پیشتر سے مسلمان تھا اگر اس جنگ سے بچا اسکے ملک پر گدھے کا ہل پھروا دونگا تمام قلعے کو کھدوا ڈالونگا تم سب ملکر گرفتار کرو ساتھ والے کہتے ہین حضور آپ بھی بادشاہ ہین وہ بھی ناظم عالی جاہ ہین آپکے اُنکے مقابل ہو تو مناسب ہے بڑھکر قتل کیجیے سزا دیجیے عیوق کی جان پر بنی ہے شوکت ایرج نوجوان سے حیران و پریشان ہے قصد ہے کہ جان بچاکر نکل جاؤن کبھی دل مین افسوس کرتا ہے مین اس فصل مین واسطے شکار کے کیون آیا تقدیر نے کس بلا مین پھنسایا اب تو موت کا سامنا ہے اگر بچ جاؤن تو سمجھون کہ بطن مادر سے دوبارہ پیدا ہوا یہان میدان کارزار مین تو یہ رنگ ہے ایرج نوجوان نے صدہا پہلوان مارے میعاد بھی بجوش و خروش لڑرہا ہے تاجدار بھی حمایت پر ایرج کے سنبھلا ہے لیکن ملکہ شیشہ می نوش و ملکہ انجم ماہ رخسار و شاہزادہ ضیغم جرار و ضیلم و فیلم وغیرہ تمام سرداران ایرج نوجوان بارگاہ مین آکر جمع ہوئے ملکہ شیشہ می نوش نے گھبرا کر پوچھا صاحبو کچھ اپنے آقا کی بھی خبر ہے آج کئی دن سے اسقدر بیقرار ہین کہ مجھسے تو بات ہی نہین کی اسی زمانے مین میعاد غائب ہوا اب سب صاحبون نے دیکھا اُنکو اپنے طلازم کا اسقدر پاس ہے سب نے دیکھا کہ شب کو خاصہ بھی نہین نوش فرمایا شاپور شیر دل کو برائے خبر روانہ کیا تھا مین جب سوکر اُٹھی تو کنیزون نے خبر دی کہ شاپور بوقت سحر آیا ہوا آیا کچھ اُنسے کہا وہ بخت مرکب پر سوار ہو کر گئے آپ سب صاحب یہان تشریف رکھتے ہین اتنا دریافت کرائیے کہ کہان تشریف لیگئے سب صاحب بخوبی ماہر ہین کہ اُنکے ہاتھ سے ہزارہا پہلوان قتل ہوئے تمام دنیا کے نامرد اس شہریار کے نام سے جلتے ہین ایسا نہو کوئی افتاد پڑے مین بد نصیب کہان جاؤنگی ماں باپ مارے گئے بعد ذات پروردگار اب اُنھین کا سہارا ہے ہر وقت اُنکی سلامتی کی دعا

کرتے ہین یہ ملکہ شیشہ می نوش نے جو کہا نیلم وفیلم تلوار جنگ کر اُٹھے صیقل نے اسباب سحر سنبھالا کہا حضور آپ
گھبرائین ابھی جاکر تلاش کرتے ہین کیکی مجال ہے جو اُنپر دست انداز ہو آپ کے تصدق سے خون کے دریا
بہا دین طبقے زمین کے ہلا دین ملکہ صیقل نے نیلم وفیلم وغیرہ غیر ساحرون کو منع کیا کہ آپ لوگ تکلیف نکرین
آپ پہر دوپہر مین دو چار کوس جائین گے ہم اتنے عرصے مین سیکڑون منزل کی خبر لائین گے لیکن نیلم زنگی و
فیلم زنگی کم سنی سے شاہزادے کے ساتھ ہین کہا ای شاہزادہ صیقل بخدا ہمکو بالکل خبر نہین ورنہ ہم لوگ
اُنکو تنہا جانے دیتے ہمین بڑے بڑے خیال ہین ہم ملازم نہین ہین عاشق جمال ہین اُنکی ذات سے عزت آبرو
ایسے سردار خونخوار کسکو نصیب ہوتے ہین صیقل نے کچھ جواب نہ دیا مرکب پرند سحر پر سوار ہوکر چلا انجم ماہ رخسار
طاؤس زرین پر سوار ہوئین اسباب سحر ہاتھ مین لیا ملکہ شیشہ می نوش کے قدمون کو بوسہ دیا کہا لونڈی ابھی
جاکر تلاش کرتی ہے یہ دونون سرداران عالیوقار جو چلے اب تو لشکر مین کمر بندی ہونے لگی جسنے سنا وہ چلا ملکہ
شیشہ می نوش نے کہا کیا مین بدنصیب اُنکی دشمن ہون سب صاحب خیر خواہ جان نثار ہین مجبور ہون تا چار رخ زرین
بنی تخت پر بیٹھی رہون یہ فرماکر اُٹھین تمام سردارون نے آکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا کل لشکر چلا لیکن اُرج نوجوان
وہان مصروف جنگ ہین ہمراہیان عیوق اپنی جان سے تنگ ہین ہزارہا مارے گئے جسنے مہلت پائی
نکل گیا عیوق زخمی ہو چکا ہے لیکن قضاے کار اسی حوالی مین ایک قلعہ ہے کہ اُس قلعے کو قلعہ شراب کہتے ہین
ملکہ شراب جادو خراج گذار افراسیاب اس قلعہ کی حاکم و ناظم ہے اسوقت کسی ضرورت سے بیرون
قلعہ آئی فوج ساحران فردکش ہے اگر کرسی پر بیٹھی سیر صحرا دیکھنے لگی افسران فوج خدمت مین حاضر ہین ملکہ شراب
نے افسرون سے کہا آپ لوگون کو کچھ خبر ہے کہ طلسم ہوش ربا کی کیا کیفیت ہے ہم اس حوالی مین رہتے ہین
سالہا سال جانے کا اتفاق نہین ہوتا لیکن طائر سحر نامہ پہونچا گیا تھا کہ کوئی جوان اسد غازی جوان حجازی
بارادۂ طلسم کشائی آیا سرداران شہنشاہ اُسکے شریک ہوئے کچھ عیار کچھ سردار ہین شاہنشاہ سے آٹھ پہر آمادۂ
حرب و پیکار رہین مرقوم تھا کہ لشکر تیار کرکے آؤ اسوقت مین شراکت واجب و لازم ہے اٹھارہ سو ملک مین
انقلاب خیر خواہان شہنشاہ بیقرار و بیتاب ایک تاجر نے بھی آن کر خبر بیان کی کہ کئی سو ملک باغیون نے اپنے
قبضے مین کر لیے ہین لہذا سامان سفر تیار ہو اسی مہینے مین ہم کوچ کرینگے یقین ہے جب دربندون پر پہونچین گے
شاہان دربند سے مفصل حال معلوم ہوگا اگر باغیون کا خاتمہ ہوگیا ہوگا واپس آئین گے ورنہ تا بطلسم ہوش ربا
جائین گے سردارون نے عرض کی حضور وہان کے حالات سنتے ہین کہ ایک ایک دن مین دو دو لاکھ

کیفیت ہوا صدہا ملک شہنشاہ کے ویران ہو گئے وہ شاہان جلیل شہنشاہ کے کفیل جو دو دو لاکھ فوج اپنے قبضے
مین رکھتے ہین اُن بڑے شاہون نے شکستین کھائین بہت سے نمک حرام بد انجام اُس طلسم کشا کے شریک ہوئے
آپکے قبضے مین قلعہ مختصر فوج بھی بہت کم وہان آپ کی کیا سماعت ہو گی شراب جادو نے کہا اگر نہ جائین گے
تو بڑی بدنامی ہے ایسے وقت مین عدم شرکت نمک خوار کی ناکامی ہے یہ ذکر تھا کہ شراب جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا صحرا
سے گرد اُڑی چند سوار پیدل خستہ شکستہ زخمدار منتشر بیزار بھاگے ہوئے چلے آتے ہین شراب نے دیکھکر کہا صاحبو
کہان معرکے پڑے یہ لوگ کس سے لڑے ظاہر ہے کہ شکست کھا کر آئے ہین انکو جلد بلا کر میرے پاس لاؤ کئی دن
ہوئے مینے خبر سُنی تھی کہ بڑا صاحبقران کا بڑے زور شور سے آیا طلسم اسکندریہ پر قبضہ کیا کئی شاہزادیان
اُسپر عاشق ہوئین ساحر و غیر ساحر اُسکے ساتھ جمع ہین اُس سرکش کا قصد ہے کہ طلسم ہوش ربا مین جاؤن طلسم کشا
کا عزم قریب ہے مجھکو یقین نہ آیا اسوقت اُس چیز کا ظہور ہوا چند ساحر دوڑے ہوئے گئے اُن زخمیون کو لیکر سامنے
شراب جادو کے آئے شراب نے گھبرا کر پوچھا تم لوگ کون ہو یہ کہان شکست کھائی کس سے لڑائی پڑی
اُنھون نے کہا حضور ہمارا افسر عیوق کوہ پیکر برائے شکار صحرا مین گیا ایک رفیق غیرہ حمزہ کا بھی وہان آیا
اُنکے مزاج مین تو جرأت ہے اُسکو زخمی کر کے پکڑ لیا یہ خبر غیرہ حمزہ کو پہونچی وہ بلا تکلف بیڑانہ دربار مین گھس آیا
اپنے رفیق کو چھوڑایا ایک پہلوان کو اُنکے سامنے مارا میان عیوق کو بھی للکارا یہ گھبرا گئے گڑگڑانے لگے
مختصر یہ کہ کرے رفاقت کی بھونڈی دیکھے پکڑ لیا وہ لوگ تو صاحب اقبال ہین تاجدار یکہ سوار اپنا ہم مذہب
انکی ملاقات کو آیا بلا وجہ اُسنے ایرج کا ساتھ دیا قید سے چھڑا لیا اب حضور لڑائی ہو رہی ہے پہلوان صاحب
بھاگے بھاگے پھرتے ہین اب تو یقین ہے قتل ہو گئے ہونگے صاف تو یہ ہے ہم لوگون کا بیڑہ جم سکا زخمی ہو کر بھاگ
آئے وہ جوان بڑا صف شکن تیغ زن عالی ہمت صاحب جلالت حسین و جمیل بشر میشہ ریاست آفتاب عالمتاب
آسمان امارت اس زور شور سے لڑا کہ صفون کو درہم و برہم کر دیا ہمنے ایسا حسین نہین دیکھا یہ سنکر شراب جادو
نے کہا لو صاحبو سامری و جمشید نے کیا مژدہ سُنایا مین حیران تھی کہ طلسم ہوش ربا مین کیا لیکر جاؤن دربار
شہنشاہ مین کیونکر بار پاؤن گویا سامری و جمشید تمھارے صدقے یہ خوب تحفہ نایاب ملا مین شہنشاہ کے
سامنے یہ عرض کرونگی حضور مین برائے مدد خداوند لقا گئی وہان سے اس جوان کو پکڑ لائی سب نے
کہا حضور حقیقت مین آپ صاحب اقبال ہین جلد سوار ہو جیے شراب جادو اک طاؤس پر سوار ہوئی
نفیر بجی اہالیان لشکر سے کہا تم تیار ہو کر آنا بلکہ کیا ضرورت ہے یہ کہکر طاؤس بلند کیا مثل طائر وہم و خیال

ساحروں کی نگاہ سے طاؤس مخفی ہوا چشم زدن زن اُس راستے کو طے کر گئی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری نگاہ اُٹھا کے دیکھا ہنگامہ گیر ودار بلند ہے تاجدار ریہ سوار کو اپنا تا عیوق کو وہ پیکر کو دیکھا زخمی گنبد پر سوار اسکی صورت سے بھی نگاہ آشنا ہے کہ اسی حوالی کا یہ بھی رہنے والا ہے ایک جانب جو پھر نگاہ کو دوڑایا دیکھا ایک جوان آفتاب جمال رستم خصال آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری صاحب جاہ و تمکین خوش خو خوش آئین خوبصورت خوش مزاج مردان عالم سے سر کا تاج نظم مسدس

دام دلہاے حسین حلقۂ موے خمدار
طرہ چھپتا ہوا اور سر پہ بھی بانکی دستار
تار مو تعبیت ہندو کے لیے تھے زنار
جسم انور میں قبا صاف مرصع زرکار
صاف پیشانی سے تھے بخت بلندی پیدا
چاند تھا اُتھا تو سجدے کا نشان تھا تارا

ابروؤں میں جو بل آجائے نصیب اعدا
کوٹ کر آنکھ میں اختر نے بھر دی ہے جا
قوس کا تیغ ہلال آکے اُتارے چلا
آنکھ جس بت پہ پڑی اُسکو مسخر ہی کیا
تیر سے بھی نہیں زنہار جھلکتی ہے پلک
مردم چشم کو رستم سے رہی ہے چشمک

ناک کے وصف کے اظہار سے ہو خود بینی
منہ پہ وصفِ دہن آئے تو ہی نکتہ چینی
خود ستائی نہیں مومن کو کم از بیدینی
شیریں لب چاٹ لے باتوں میں ہے وہ شیرینی
طور کا نور ہے دندان منور سے عیان
معجزہ عیسی مریم ہے لبوں میں پنہان

جمال بےمثال ایرج نوجوان کو دیکھ کر شراب جادو نے سینے پر ہاتھ رکھ کے ہاتھ رکھ لیا گل چینی گلشن جمال کی کرنے لگی ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگی اس عرصے میں ایرج نوجوان لڑتے بھڑتے قریب عیوق کوہ پیکر کے پہونچا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج غصے میں تھا بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈالکے فاش زمین سے اُٹھایا دست زبردست پر تول کر طرف آسمان کے پھینکا گرتے گرتے جو رنگ ہوائی گیا شراب اُچھل پڑی خود بخود تعریفیں کرنے لگی یہاں عیوق کا مارا جانا تھا لیان فوج کا گھبرانا صداے الامان بلند ہوئی رومال سے ہاتھ باندھ کر افسر سامنے ایرج کے آئے ایرج نے اُنکی خطا معاف کر کے کلمہ طیبہ زبان سے فرمایا

سب بصدق دل مسلمان ہوئے شاہزادہ گھوڑے سے اُترا تاجدار یکہ سوار نے بھی قدمون کو بوسہ دیا
یہ تو صدق دل سے مطیع ہو چکا تھا ایرج کو بڑی خوشی حاصل ہوئی تاجدار کو برادر کہکے گلے سے لگا لیا اور
شاپور سے فرمایا لشکر فردکش ہو اسیطرح چلے چلو یہان لشکر ہمارے پریشان ہونگے تاجدار نے عرض کی
ایک پہر بھر کے واسطے بارگاہ مین تشریف لے چلیے مین اپنے زخمیون کو اُٹھوالون پھر حضور جہان چلینگے ہمراہ ہون
عمر بھر زیر سایہ دامن دولت بسر کرونگا ایرج نے سر جھکا لیا کہا ای برادر باعث تردد یہ ہی کہ ہم اپنے سردار کے
چھوڑا انکو چلے آئے تھوڑی دور پر چار لاکھ سوار و پیدل فردکش ہین سب گھبراتے ہونگے بلکہ ہمین تلاش
کرتے ہوئے آتے ہونگے تاجدار نے کہا مین ابھی انتظام کرتا ہون یہ کہکے زخمیون کے اُٹھوانے مین
مصروف ہوا ایرج نے شاپور سے کہا تم بھی شراکت کرو شاپور بھی جا کر انتظام کرنے لگا ایرج نوجوان نیم
سایہ نخل ٹہل رہے ہین میعاد بھی اپنے کو درست کر رہا ہی کہ سراب جادو بیقرار ہوئی کڑک کر ایرج پر گری پنجہ
کمر مین کرکے اُڑی لشکر مین بڑا ہوا سراب چشم زدن مین غائب ہو گئی لشکر مین ہنگامہ ہوا تاجدار نے پلٹ کر دیکھا
شاہزادہ کھڑے کھڑے غائب ہو گیا بیٹھا ہوا دوڑا میعاد نے گریبان پھاڑ ڈالا کہا یارو یہ کون دشمن تھا کہ
جو شاہزادے کو لیگیا پہلو داغ دیگیا کبھی کہتا ہی یارو کوئی نامرد تھا سامنے آتا تو شمل کر ہاس کمنہ چیر کر پھینک دیتا علم
دشمن تھا کہ جو شاہزادے کو لیگیا شاپور کے ہوش اُڑ گئے اتنا تو اُسنے کہا کہ یارو کسی ساحرہ کا کام ہی آپ
لوگ اسی مقام پر رہین مین برائے تلاش جاتا ہون ہائے کیا غضب کا مقام ہی ملک بہ ملک ان شیرون کا
نام ہی جا بجا انکے دشمن موجود ہین حافظ حقیقی حفاظت کرے میعاد نے کہا ای شاپور مین بھی ساتھ چلونگا
شاپور نے کہا تمھارا کام نہین ہی یہ کہکر باہانے عیاری ذات پر آراستہ کیے طرف صحرا کے بھاگا میعاد
وغیرہ کھڑے ہوئے رو رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی شاہزادہ صیقل آئینہ دار بعد اُسکے ملکہ انجم ماہ رخسار
وغیرہ آکر پہونچے آتے ہی یہ حال مصیبت مآل سُنا ملکہ انجم ماہ رخسار گھبرا گئین میعاد نے تمام کیفیت بیان کی شاہزادہ
سے لڑائی فتح کی مجکو رہا کیا ابھی ابھی کوئی شاہزادے کو اُٹھا کر لیگیا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی ملکہ شیشہ مینو نوش
بصد جوش و خروش آکر پہونچین دیکھا سب سردار کھڑے ہوئے رو رہے ہین ملکہ شیشہ مینو نوش نے پوچھا یارو خیر تو ہی
صیقل نے عرض کی حضور ابھی ابھی کوئی اُنکو اُٹھا کر لیگیا حقیقت مین کسی ساحر یا ساحرہ کا کام ہی غلام چیر جاتا ہی
لشکر کو حضور اسی مقام پر رکھین ایسا نہو لشکر مین کچھ ہو مزاج مین سردارون کے برہمی ہو اکثر اس حوالی کے قلعہ جات
کا بھی نام جانتا ہون جسکو پہچانتا ہون نام و مقام بھی جانتا ہون اس حوالی مین صرف ایک قلعہ ساحرہ کا ہی

سُہراب جادو وہان کی حاکم و ناظم ہی یہان کا خراج اکثر ہمارے طلسم اسکندریہ مین آیا ہی پہلے مین اُسی
قلعے پر جاؤنگا جہانتک ہوسکیگا پتہ لگاؤنگا شیشہ می نوش کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے کہا بھیا مجھ بدنصیب
کو کیا سمجھاتے ہو کیون مجھ ہجران دیدہ کو بہلاتے ہو جسدن سے ایرج مائل ہوئی ایک دن چین نپایا سامان
قید رہی خدا نے فضل کیا تھا کہ طلسم فتح ہوا اگرچہ مقدمہ سفر تھا مگر شب کو ایک مقام پر ہوتے تھے ایسا نہو اُسکو
کوئی قتل کر ڈالے اُس بیقراری مین یہ اشعار مصیبت آمیز پڑھنے لگی نظم

ہرگز مدان بوصل تو بیجا گریستم
رفتم برون بشہر و بصحرا گریستم
چون چشمہ چشم من نشد از گریہ بہرہ مند
گاہے نشد بیاد تو تنہا گریستم
کردم زبسکہ بر سخن ابلہان عمل
در پر کشیدہ تنگ من اورا گریستم

امروز بر جدائی فردا گریستم
کشت محبتم نشد از آب دیدہ سبز
روزانہ گریہ کردم و شبہا گریستم
چون نخل آبدیدہ زباران بباغ دہر
آخر بحرف مردم دانا گریستم

از پردہ بارون نہ فتد راز عشق دوست
گویا چو ابر برسر دریا گریستم
یکخلق را بگریہ در آورد گریہ ام
بارش نمود از ہمہ اعضا گریستم
سود از وصال یار بعمرے چہ دست داد

ملکہ انجم ماہ رخسار قدمون سے ملکہ کے لپٹ گئی کہا حضور جو بی آگاہ ہین
یہ کنیز بھی عاشق جمال بیمثال شاہزادہ والا قدر ہی لیکن آپنے بڑی مصیبتین اُٹھائین مگر برائے خدا صبر کیجے دل پر
جبر کیجیے ورنہ لشکر آپکے گھبرانے سے تباہ ہوجائیگا ملکہ شیشہ می نوش تخت سے اُتری تاجدار نے لاکر ملکہ کو
داخل بارگاہ کیا صیقل آئینہ دار ملکہ انجم ماہ رخسار تلاش کرتے ہوئے چلے مگر سُہراب خانہ خراب جب ایرج
کو لیکر اُڑی شاہزادہ متوجہ ہوا ہے بیہوش ہوگیا سراپا کو شاہزادے کے دیکھکر بلائین لینے لگی جی مین کہتی ہی ای
سُہراب جادو کہان افراسیاب کہان طلسم ہوشربا اس یوسف ثانی کو بیچکر اُس گرگ کے حوالے کردن وہ گ
رہزن اسکا خون بہانے مین خود اپنی جان اسپر نثار کرونگی زور و طاقت مین بے نظیر ہی اسکو سحر و ساحری سکھاؤنگی
شعلۂ جوالہ بناؤنگی لیکن اسکی تو آنکھون مین سحر ہی اسقدر وصل کی خواہش ہی دل سے کہتی ہی اسی صحرا مین کہین ٹھہر کر وصل
حاصل کردن جوان صاحب ذوق و شوق ہی فورًا قبول کریگا لیکن ذرا راز و نیاز ضرور ہی یہ دل سے باتین کرتی ہوئی جاتی تھی
کہ دیکھا ہالیان لشکر آتے ہین ساتھ والون نے اتنے عرصے مین بارگاہ خیمے لدوا لئے نوبت نقارے بجاتے ہوئے
آئے سب نے اپنی مالکہ کو دیکھا اک جوان کو بغل مین دبائے ہوئے آتی ہین فورًا پرے باندھکر سلام کیا
سُہراب جادو اُتر پڑی کہا جلد بارگاہ استادہ کرو اب مجکو احوال معلوم ہوا ایرج نوجوان اسکا نام ہی نبیرۂ خداوند
عالی مقام ہی اسکا قتل کرنا باعث خرابی ہوگا مین تنہائی مین اسکو بچاکے خداوند لقا کو سجدہ کراؤن ملازمون نے

جھٹ پٹ بارگاہ استاد کی اسباب عیش و نشاط آراستہ کر دیا لشکر اسی مقام پر اُتر پڑا شراب ایرج کو لیکر اندر
بارگاہ کے آئی ایرج کو مسند پر بٹھلایا لیکن ابھی ہوشیار نہین کیا آپ بناؤ کرنے لگی بجاری جوڑا نکالکر پہنا دوسیا
نے مستی بھی لگائی عطر لگانے لگی ایسی اترائی دلہن بنی گھونگھٹ نکالا شراب کباب قریب رکھ لیے پہلو مین گھونگٹ
بیٹھی ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی آنکھ کھلی دیکھا اک بارگاہ نہایت آراستہ و پیراستہ یون پلٹ کے دیکھا ایک
جادوگرنی سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہے گھونگھٹ نکالا ہے لگنکھیونسے دیکھ رہی ہے کبھی مسکراتی ہے کبھی سر جھکاتی ہے
ایرج حیران کہ خداوندا یہ کیا مقام ہے جاہا اُٹھین پانون سوے پیکار تھے اور زیادہ گھبرایا آخر کہا کمبخت تو
کون ہے شراب جادو نے ناز سے مسکراکر کہا صاحب مین خود حیران ہون تم میری بارگاہ مین کیونکر چلے آئے
مین شرم سے مری جاتی ہون تمھارے تیور دیکھکر گھبراتی ہون لیکن اگر چلے آئے کیا مضائقہ ہے ہمارے مہمان عزیز
ہو شراب کباب حاضر ہے مین کیا کسی بات سے انکار کرونگی مہمان نوازی کی ہمارے مذہب مین بڑی تاکید ہے
ایرج نے کہا ارے یہ تو بتلا مجھکو یہان کون لایا مین تو لشکر عیوق کو وہ جگر سے لڑ رہا تھا اُسکو قتل کیا تمامی
لشکر اُسکے مطیع ہوئے اتنا یاد ہے کسی نے کمر مین پنجہ دیا مین بیہوش ہو گیا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو اس مقام پر
پایا فصاحت و بلاغت ایرج نوجوان نے جو گہر ریزی زبان معجز بیان سے کی شراب جادو تڑپ گئی بیقراری
مین گھونگھٹ اُلٹ دیا کہا اے جوان مین کاہیکو چھپاؤن صاف یہ ہے کہ ملکہ شراب جادو اس ملک کی شاہزادی
ہون تیری خبر سنکر قتل کرنے گئی تھی لیکن تیرے خنجر ابرو سے گھائل ہوئی شکر کر مجھ ایسی شاہزادی تیرے اوپر
مائل ہوئی اب دن عید و رات شب برات ہے میری صحبت مین بہت رضامند ہوگا اپنے ملک کی مالک
صاحب اختیار ہون جو چاہون کرون کوئی میرا روکنے والا نہین ہے یہ سنکر ایرج نوجوان کو غصہ آیا کہا او
بیحیا یہ تو نے کیا کہا اپنے نزدیک بڑا کام کیا سحر کرکے اُٹھا لائی بس بہتر یہ ہے کہ سامری و جمشید پر لعنت کر
مطیع اسلام ہو مجھکو اپنے لشکر کا افسر کرونگا شراب قہقہہ مار کر ہنسی کہا اے جوان مین خود جانتی ہون تجھکو
بہکاؤن خداوند کا نواسہ ہو کر اُنسے برگشت ہو بڑے تاسف کی بات ہے کہ خداوندزادی کے بطن سے پیدا ہو
مذہب خداے نادیدہ کے شیدا ہوئے مین چلکر تیری خطا معاف کرادونگی قدرت کچھ نہ کہینگے افراسیاب
جو تیرا دشمن ہے وہان نہ لیجاؤنگی ابھی تو برس دو برس یہان رہو عیش کرو کسی زمانے مین لیجاؤنگی تمکو تخت پر بٹھاؤنگی
سحر ساحری سکھاؤنگی ایرج نوجوان کو ان باتون مین بہت غصہ آتا ہے کلمات سخت و سست کہ رہا ہے شراب جادو
منت خوشامد کر رہی ہے جب شاہزادہ نہین مانتا تو جھلاکر کچھ کہنے لگتی ہے ملازم اسکے دروازے پر حیران کھڑے ہین

آپسمین چرچے کر رہے ہین کیون یارو تنہائی مین قیدی سے کیا باتین ہورہی ہین کوئی کہتا ہی عاشق ہوئی ہی کوئی کہتا ہی خداوند کی تصویر کو سجدہ کرا رہی ہین کہ سب نے دیکھا ایک جادوگر لشکر مین آیا پوچھتا پھرتا ہی یہ کن صاحب کا لشکر ہی لوگون نے نام بتایا کہ ملکہ سُراب جادو حاکم قلعہ سرابیہ بیابان اگراُتری ہین نبیرہ حمزہ کو گرفتار کرکے لائی ہین تنہائی مین کچھ بیٹھا رہی ہین مگر ظاہرا معلوم ہوتا ہی وہ شخص بڑا سرکش ہی مفصل حال معلوم نہین ہوتا کہ کیا گذری اُس جادوگر نے کہا کہ جاکر ملکہ عالم سے کہدو کہ شہنشاہ طلسم ہوشربا نے نامہ بھیجا ہی ہمکو جلد اپنے پاس طلب کرین ورنہ ابھی قیامت برپا ہوگی شہنشاہ تم لوگون کے بھروسے پر سلطنت نہین کرتے ہین ہزارون کوس کی خبرین طائران سحر پہونچاتے ہین یہ سُنکر جادوگر گھبرائے دو مصاحب خاص اندر بارگاہ کے آئے دیکھا عجیب طرح کا جلسہ ہی وہ قیدی تو گالیان دے رہا ہی ملکہ منتین کرتی ہین اُن ساحرون نے کہا حضور کچھ آپ کو خبر ہی شہنشاہ نے نامہ بھیجا ہی سُراب جادو گھبرا گئی چونکہ ایرج سے عشق دلی ہی فراق گوارا نہین دلکی بیتابی مین چارہ نہین جلد باہر نکل آئی دیکھا ساحر سیہ فام کھڑا ٹہل رہا ہی لوگون نے جو کہا ملکہ عالم خود تشریف لائین ساحر نے جھککر سلام کیا کہا شہنشاہ طلسم ہوشربا نے کتاب سامری مین دیکھا کہ ملکہ سُراب جادو نے نبیرہ حمزہ کو گرفتار کیا ہی حکم ہوا جلد جاکر اُسکو لے آؤ خداوند کے نواسے کو ہم اپنے طور سے بھگا لینگے نہ مانیگا تو سزا دینگے سُراب جادو نے سر جھکا لیا سوچنے لگی بڑا غضب ہوا اُسکی جدائی مین کیونکر زندگی بسر کرونگی تڑپ تڑپ کے مرونگی جادوگر نے نامہ مہری شہنشاہ کا جھولی مین سے نکالا کہا ذرا اسے ملاحظہ فرمائیے نامہ دیکھکر سُراب اور زیادہ گھبرائی کہا اچھا میان ساحر صاحب گھڑی دو گھڑی ٹھہرو ہم تمھارے واسطے خلعت وغیرہ منگائین ہمکو تردد یہ ہی کہ اسکے مددگار بہت ہین تم اتنی دور لیکے جانہ سکوگے ہم لشکر کثیر لیکر آئینگے ساحر نے کہا اچھا خوشی آپ کی بارگاہ مین چلیے ہم بھی ذرا اُس قیدی کو دیکھین آپ کے مطلب کو بھی ہم سمجھے وہ مطلب بھی ہماری خوشی سے نکل آئیگا سُراب نے کہا میان ساحر صاحب ہمارا مطلب کیا ہی ساحر نے کہا اب اِس بات کو نہ پوچھیے ہمنے اک زمانے کو دیکھا ہی آپ کی صورت دیکھکر پہچان گئے ہین یہ کہکر چپکے سے کان مین کہا ملکہ عالم آپ نبیرہ حمزہ پر عاشق ہوئی ہین کیا مضائقہ ہی ہم اسکی تدبیر کردینگے شاہزادیان ایسا ہی کرتی ہین ہماری ملکہ حیرت جادو کی بہن ملکہ بہار جادو بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہین ملکہ مخمور سُرخ چشم شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان پر دل دادہ و فریفتہ ہین ملکہ حیرت جادو کے گھر کی آشنا ہین راتون کو چھپکر آتے ہین ہم لوگ بُلا لاتے ہین اسمین کیا نقصان ہی ملکہ آپ قدردانی کریگی

ہم یہین رہجائینگے شہنشاہ کو عرضی لکھ بھیجینگے کہ ہم بیمار ہوگئے وہ خبر جھوٹ ہی تھی کہ حمزہ گرفتار نہین ہوا ہم لوگ
سیطرح یہ بات بنا سکتے ہین شراب جادو نہال ہوگئی کہا بھائی صاحب تمھارا کیا نام ہی کہا ہمکو ساحر دل نواز
شعبدہ باز عشوہ ساز کہتے ہین ہماری قدر ملکہ حیرت جادو بہت کرتی ہین حضور جہان اُنھون نے کسی جوان کو دیکھا ہمے
اشارہ کردیا بس پھر ہم ڈھونڈھ کے کرلے آتے ہین اسوجہ سے ہمارا دل نواز شعبدہ باز عشوہ ساز نام ہی دل نوا
ہمارا کام ہی دیکھیے تو ہمنے ابھی اُس کو نہین دیکھا مگر کل کیفیت بتلا دین آپکے چہرے سے یہ سب باتین ظاہر ہوتی ہین یعنے
آپ تو اُسپر عاشق ہوئی ہین وہ نہین مانتا کلمات سخت و سست سناتا ہی شراب جادو بیچین ہوگئی دلسے کہتی ہی یہ تو
غیب دان ہی کہا میان دل نواز تم گویا اس صحبت مین شریک تھے دلنواز نے کہا ایسے ایسے ہزارہا معاملے
دیکھے ہین بشرہ شناس ہوگئے ہین شراب جادو نے دلنواز کا ہاتھ تھام لیا دلنواز نے کہا اور سب کو باہر
ٹھہرائیے ہمکو تنہا لیچلیے شراب جادو نے سب کو منع کیا انکو لیکر اندر آئی دلنواز نے ایرج کو جھککر سلام کیا
ہاتھ باندھکر کہا واہ میان جوان ظاہر مین یہ شوکت و شان ایسی معشوقہ حسین جمیل کمسن ابھی ڈیڑھ سو برس سے زیادہ
سن نہین آیا ہی ابھی دنیا کا کیا دیکھا ہی اُسنے انکار کرتے ہو بہتر یہ ہی کہ قدمونپر اُسکے سر رکھو سامان وصل مہیا ہو
جوانی کے مزے اُڑاؤ بھائی صاحب چاہنے والا کسکو ملتا ہی ایرج نوجوان نے بقہر و غضب تمام جواب دیا او
ساحر کچھ دیوانہ ہوا ہی خبردار ایسی بات کہیگا تو تو جائیگا مجھ سے رہائی پاؤنگا تو سر کھینچکر پھینک دونگا دلنواز
نے شراب کا ہاتھ تھامکر کہا ملکہ ایسے ناقدر کو منھ نہ لگاؤ ہم تم بیٹھکر عیش کرین اور کان مین کہا اس جوان رعنا کے
مزاج کو مین پہچان گیا اسکے مزاج مین غرور ہی جب ہم تم بیٹھکر شراب پینگے وصل کے چرچے ہونگے تب یہ مرائیگا
کہیگا مجھے بھی صحبت مین شریک کرو شراب جادو نے کہا میان دلنواز بہت اچھا تمھاری تابعدار ہون دلنواز
نے اشارے سے کہا اب مین اسکو تمھارے قدمون پر گرواؤنگا ناک رگڑوے تو سہی بیچے گانا بھی آتا ہی جب تو
ملکہ حیرت جادو ہمکو عزیز رکھتی ہین شراب جادو نے شراب منگائی میان دلنواز نے اُلٹ پلٹ کے پہلے تو
گنگنا کر یہ غزل گائی خوب مزے مین تان اُڑائی

غزل زبانی دلنواز

بلبل کو ہی بہار مین گلزار پر گھمنڈ
کیونکر نہ مجھے ہو دل بیمار پر گھمنڈ
وہ سخت جان ہون مجکو بھی ہی نازو افتخار
نا حق ہی تجکو رونق گلزار پر گھمنڈ

تجکو ہی یار سے گل رخسار پر گھمنڈ
بھاگینگے سامنے سے مرے ہو تو امتحان
قاتل کو ہی جو خنجر خونخوار پر گھمنڈ
اک وار مین نہ تن سے مرا سر جدا ہوا

دیتا ہی ہی ساحر مرا ایرج ہجر مین
تمکو عبث ہی مجمع اغیار پر گھمنڈ
دن آگئے خزان کے خبر عندلیب لے
بیفائدہ ہی آپ کو تلوار پر گھمنڈ

سب عاشقوں کو اپنے رگ جان پہ ناز ہی
ای دل تجھے ہی ایسے خریدار پر گھمنڈ
جب انکی چال سے شعرا نے مثال دی
خورشید کو ہی گرمی بازار پر گھمنڈ
سب مال چھوڑ جائیگا دنیا مین ای بخیل
تکو اگر ہی چاند سے رخسار پر گھمنڈ

اس بت کو ہی جو رشتۂ زنار پر گھمنڈ
گر زلف یار کو ہی سیاہی پہ اپنے ناز
کبک دری کو ہو گیا رفتار پر گھمنڈ
نکلا خط سیاہ گئی رخ کی سادگی
بیفائدہ ہی دولت بیکار پر گھمنڈ

بوسہ تو کیا وہ مفت بھی لیتا نہین کبھی
عاشق کو بھی ہی اپنی شب تار پر گھمنڈ
ٹھنڈا اگر نہ ہونگے داغ جگر کو دکھا کے ہم
باقی ہی آجتک تمھین ای یار پر گھمنڈ
خورشید داغ دل پہ ہی سطوت کو فخر و ناز

دلنواز نے اس غزل کو خوب بتا بتا کے گایا گھمنڈ کی لفظ کو ایسا ایسا بتایا ایرج نوجوان بہت جھلایا دلنواز کہتے جاتے ہین میان اس پلے چمڑے پر گھمنڈ نکرو اب یہ میری معشوقہ ہی تمکو قید کر کے طرف طلسم ہوشربا کے روانہ کریگی یہ کہتے کہتے دلنواز نے جام لبریز کیا کہا ملکہ ہمارے ہاتھ سے پیو ہم تم چلکر جیسے بہشت پر آرام کرین انکو جلا مین سراب جادو خوشی خوشی جام پی گئی پیتے ہی گھبرائی کہا میان دلنواز مجھکو تو کوئی آسمان سر سے جاتا ہی دلنواز نے کہا ذرا ٹھکر ٹہلے نشہ اتر جائیگا سراب گھبرا کر اٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گری میان دلنواز نے نعرہ کیا نام فرزند دلبند عاقل و کامل چھتر شاپور شیر دل ایک طرار و فرار ہی لپٹ کر خنجر مارا سراب کا شکم چاک قصہ پاک اندھیرا ہوا بارگاہ جلنے لگی ایرج نوجوان سحر سے رہا ہوئے شاپور نے کہا ای شہریار بہ تعجیل نکل چلئے دس بارہ ہزار ساحران غدار بیرون بارگاہ جمع ہین اسی اندھیرے مین نکل چلئے ایرج نے سپر شمشیر اپنی اٹھالی شاپور نے بڑھکر سراپردہ چاک کیا ایرج و شاپور اسی اندھیرے مین نکلے لیکن سرداران سراب گھبرا کر دوڑے یہ کیا غضب ہوا آواز مہیب آئی زمین تھرائی بیرون نے آواز دی کشتی مرا نام من سراب جادو بود افسوس مردیم دہان دادیم بمطلب خود نرسیدیم حربہ ہاے سحر لیکر دوڑے اندر آکر دیکھا لاشہ سراب کا تڑپ رہا ہی نہ وہ قیدی ہی نہ وہ ساحر فرستادہ افراسیاب بیقرار و بیتاب ہوکر غل مچانے لگے یارو غضب ہوا ملکہ کو ہماری قیدی نے قتل کیا دوڑے ساحرون نے دیکھا وہ قیدی تلوار کھینچے ہوئے جاتا ہی لینا لینا کہکر دوڑے شاپور نے حقہ آتشبازی مارا دو چار کے منہ جلے ساحرون مین ہنگامہ ہوا ارے یارو ان دونون نے ملکۂ عالم کو مارا خبردار جانے نپائین ایک ان مین بڑا جادوگر ہی آگ برساتا ہی وہ آگ سحر سے بھی دفع نہین ہوتی بارہ ہزار ساحر اسباب سحر لیکر دوڑے شاپور نے چاہا کہ بڑھکر نکلجائین مگر ایرج نوجوان بھاگنے کو عیب جانتے ہین اسی مقام پر ڈٹ گئے ساحرون سے لڑنے لگے جلے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے ہرچند شاپور کہتا ہی ای شہریار یہ ساحر ہین انکو جرات دکھانا

کیا ضروری براے خدا نکلیے اب نہ ٹھہریے یہ کب مانتے ہین شاپور بھی لاچار ہوکر ملپٹ پڑا کسی کو کمند سے مارا کسی کو
حباب بیہوشی ماردیا دو چار حقہ ہاے آتشبازی داغے دو چار ایرج کے ہاتھ سے قتل ہوے انکا سحر جو چلا
شاپور و ایرج کے پانون زمین نے تھام لیے ساحر بلوہ کرکے چلے کہ دونون کا سر کاٹ لین شاپور نے اسوقت
بیقرار ہوکر دعا کی آسمان پر برق چمکی دیکھا شاہزادہ صیقل آئینہ دار و ملکہ انجم ماہ رخسار آگر پہونچین پہنچے آقا اور شاپور کو
مجمع ساحران مین دیکھا صیقل تڑپکر گرا گرتے گرتے گولہ مارا ملکہ انجم ماہ رخسار آتے ہی مسلانی ساحرون پر برق
گرائی ایک جانب سے گرد اڑی نیلم زنگی و فیلم زنگی و غضنفر صیاد و دادجان دریاباری و سام بن غوجان
وغیرہ آگر پہونچے ایک سمت سے کئی سو نقارہ و بزرجوب آڑی ملکہ شیشہ می نوش مع کل لشکر ظفر ثمر و ساحران نامور آگر
پہونچین ملازمان سہراب دیکھکر گھبرا گئے صیقل نے اتنی دیر مین صفائی کردی کئی ہزار ساحر مارے انجم کے سحر
سے دشمنون کے ستارے گردش مین آئے ساحر کیا لڑ سکتے دہائی دینے لگے چادر رہائی ایرج نوجوان نے
بڑھکر صیقل آئینہ دار کو منع کیا ای برادر بس وہ پناہ مانگتے ہین ہاتھ روکے تاجدار رکیہ سوار و میعاد
بھی آگر پہونچے ملازمان سہراب نے بدل وجان اطاعت کی مال واسباب سہراب کا قبضے مین آیا ملازمان سہراب
نے عرض کی قلعہ سرابیہ مین تشریف لے چلیے تاجدار رکیہ سوار نے گزارش کی غلام کے کاشانے کو قدوم
میمنت لزوم سے منور و روشن فرمایئے اہالیان قلعہ بھی مشرف بدین اسلام ہون سایہ دامن دولت پڑے
اہالیان سرابیہ نے عرض کی پہلے قلعہ سرابیہ مین چلنا واجب ولازم ہے یہان سب ساحر رہتے ہین فوراً
باغی ہوکر خرابی کرینگے صیقل نے بھی کہا حقیقت مین پہلے اسی قلعے مین چلیے کل لشکر کو تیار کرکے بفر فریدونی
و بحشمت جمشیدی طرف قلعہ سرابیہ کے چلے تاجدار رکیہ سوار نے عرض کی مین اپنے وزیر باتدبیر نیک رای
کو چھوڑے جاتا ہون مین چلے جاکر داخلہ کرون حضور کے تشریف آوری کی اہالیان قلعہ کو خبر دون حضور
ضرور بعد تسخیر قلعہ سرابیہ تشریف لائین ایرج نے وعدہ کیا تاجدار رکیہ سوار وزیر کو چھوڑ کر مع پانچ ہزار
سوار پیدل طرف اپنے قلعے کے چلا ایرج نوجوان قلعہ سرابیہ مین داخل ہوئے اہالیان قلعہ براے
استقبال آئے بشوکت تمام و تکلف مالاکلام ملکہ شیشہ می نوش داخل دار الامارہ شاہی ہوئین ایرج نوجوان
نے فرمایا ای شاپور صبح کو مرکب تیار رکھنا ہم براے ملاقات تاجدار رکیہ سوار جائینگے اُس سے وعدہ کیا ہے
مرد راسخ الاعتقاد ہے ایسا نہو وہ مسلمان ہو گیا ہے کچھ اہالیان قلعہ فتور کرین پس ہمارا جانا واجب و
لازم ہے صیقل و انجم نے عرض کی کل لشکر تیار ہے ایرج نوجوان نے فرمایا وہ قلعہ یہانسے دس بارہ کوس کی ہے

سب وہاں غیر ساحر رہتے ہیں نیک رائے وزیر ہمراہ ہی رہبری کرکے لیجائیگا صرف شاپور کو ساتھ لیکر جاؤنگا
آپ لشکر کو تیار رکھیں سامان سفر درست رہے آتے ہی طرف طلسم ہوش ربا کے کوچ کرینگے سب خاموش ہو رہے
بوقت سحر ایرج نامور پشت گھوڑے پر اشقر سوار ہوئے تاجدار کا وزیر و شاپور شیر دل ساتھ ہوئے میعاد وغیرہ نے
عرض کی حضور ہم تو ہمراہ چلیں ایرج نے فرمایا کیا کسی سے مقابلہ کرنے جاتا ہوں مجھے سفر کی جلدی ہے ایک ایک لمحہ
مجھپر برابر سال کے گذرتا ہے انشاء اللہ دو ہی دن میں واپس آؤنگا کسی کے ہمراہ ہونے کی کیا ضرورت ہے صیقل نے
زبردستی پچاس سوار ہمراہ کر دیے ایرج نوجوان سوار ہو کر چلے لیکن عیوق کوہ پیکر جو مارا گیا ملازم اُسکے اُسکی
لاش لیکر روتے پیٹتے بھاگے رات ہوگئی تھی ایک صحرا میں ٹھہرے صبح کو لاشہ اٹھایا قصد ہوا کہ چلیں یکایک صحرا
سے گرد اڑی سفاک کوہ پیکر مع چالیس ہزار سوار و پیدل کے گینڈے پر سوار آتا ہے عیوق کوہ پیکر کا
یہ بڑا بھائی ہے ملازمان عیوق نے بڑھکر فریاد کی اے شہریار آپ کے برادر بیجان برابر کو تاجدار یکہ سوار نے قتل کر دیا
یہ خود جلا تھا قہر و غضب میں کانپنے لگا ملازموں سے تمام کیفیت دریافت کی سب نے ابتداے کیفیت میعاد سے
تا بہ آمد ایرج اور آنا تاجدار کا لفظ بلفظ ظاہر کیا سفاک نے کہا یہ قدرت ہے لات و منات کی کہ ہماری
حوالی میں اگر نبیرۂ حمزہ سرکشی کرے بھائی میرا ایسا نہ تھا کہ کسی ایسے ویسے سے مارا جاتا دس بیس جوانوں نے
ملکر اُسکو مارا ہوگا اب نبیرۂ حمزہ کہاں گیا سب نے عرض کی حضور ہم تو لاشہ لیکر چلے آئے ہمیں نہیں معلوم وہ
لوگ کہاں گئے سفاک اُسی مقام پر اُترا لاش کو توقلعے میں گھڑے بند ہوا کر دریا میں چھوڑوا دیا ہرکاروں کو
حکم ہوا دریافت کرو نبیرۂ حمزہ کہاں گیا ساتھ والوں نے کہا جبتک نبیرۂ حمزہ کی خبر ملے تاجدار یکہ سوار کو
سزا دیجئے اُنکے عزیز و اقارب کو قتل کریں نبیرۂ حمزہ کا بھی حال دریافت ہو جائیگا سفاک کوہ پیکر کو یہ بات بہت
پسند آئی اُسیوقت گینڈے پر سوار ہوا فوج کو تیار کیا طرف قلعہ تاجدار یکہ سوار کے چلا لیکن غم میں فوت برادر
کے بیقرار اشکبار گریاں نالاں تاراج راگ و رنگ شراب و کباب موقوف کر دیا ہے برادر کی جاتا ہے نہایت کچھ
یاد میں بھائی کے کلیجہ شق لیکن تاجدار یکہ سوار خدمت شاہزادہ والا قدر سے رخصت ہو کر قلعے میں آئے تھے
سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہو کر تمام رئیسان سلطنت و وزیران اُبہت کو جمع کیا پکار کر آواز دی کہ صاحبو میں نے
اطاعت دل و جان سے شاہزادہ ایرج نوجوان کی مذہب جد و آبا ترک کیا آج تک کوئی ہادی نہ ملا تھا
شکر ہے کہ ظلمات کفر سے نکلے باغ اسلام کی سیر حاصل ہوئی شاہزادے سے وعدہ کرکے آیا ہوں وہ اپنے
غلام کو سرفراز کرینگے غریب پرور رہا دو دن کے افسر نور نگاہ حمزۂ نامور کی عنایت سے اب اس قلعے میں

روشن ہو گئی جن صاحبون کو دین اسلام منظور ہو رہین ورنہ قلعے سے نکلجائین سب نے عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان
آپنے جو کچھ کہا نیک و بد کو سمجھ لیا نمکخوارون کو کیا عذر ہی تاجدار نے سب کو کلمہ پڑھایا بعض بصدق مسلمان ہوئے بعض نے
دنیاداری کی اُسمین کہا جان بچاؤ سمجھا جائیگا تاجدار یہ انتظام کر رہا ہی کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے عرض کی
کہ اے شہریار غضب ہوا سفاک کوہ پیکر برادر عیوق کوہ پیکر ساٹھ ہزار فوج سے برائے بربادی قلعہ حضور
آتا ہی راہ مین اُسنے خبر پائی اول مین تو خواہان تھا کہ قاتل کو مارون مگر چونکہ اُنکا پتہ اُسکو نہین ملا تو سے قہر و غضب
مین اسطرف رخ کیا فوج کو حکم دیا ہی کہ چلتے ہی قتل عام کرو جانور بھی زندہ نہ بچے قلعہ پامال ہو یہ سنکر تاجدار [illegible]
گھبرا گیا تلوار ٹیک کر اُٹھا کہا اُسکی کیا مجال ہی اُسکا بھائی بھی مغرور تھا اسکو بھی بڑا گھمنڈ ہی میدان کارزار مین سمجھا جائیگا
جلد لشکر تیار کرو وزرا نے عرض کی جلد ایک نامہ در خدمت مین ایرج عالی وقار کے روانہ کیجیے یہان کوئی
سفاک کے مقابلے کے لائق نہین ہی تاجدار نے کہا غیرت کا مقام ہی ابھی ہمنے اُنکی اطاعت کی کیا ہمسے
نفع ملا کہ جو ہم اُنکو برائے مدد بلائین وہ تو کچھ نکہینگے لیکن ساتھ والے ضرور خنک کرینگے کہ کیا ہمارے ہی بھروسے
پر سلطنت کرتے تھے مین ہرگز تحریر نکرونگا آپ لوگ کنارے بیٹھیے مین خود مقابلہ کرونگا میری غیرت تقاضا نہین
کرتی سرداران لشکر نے عرض کی کہ براہ خیرخواہی عرض کیا جانثاری کو حاضر ہین کیا اُن بھیاؤن سے منھ پھیرینگے
بسم اللہ حضور سوار ہون تاجدار یکہ سوار پشت مرکب پر سوار ہوا فوج اُسکے پاس حقیقت مین کم ہی بارہ ہزار
سوار لیکر تین کوس قلعے سے آگے بڑھا بارگاہین استادہ کرائین بازارین درست ہونے لگین تاجدار کھڑا ہوا
تکہ رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی سفاک کوہ پیکر گینڈے پر سوار جھومتا ہوا بھائی کے غم مین کلیجے سے شعلے
نکل رہے ہین آتش فراق قوت بازو مین استخوان جل رہے ہین ساٹھ ہزار فوج پشت پر علم ہائے زنگاری
کے پھریرے کھلے ہوئے دریائے سلاح مین سوار و پیدل غوطے مارے ہوئے بڑے کروفر سے لشکر لیکر
سفاک کوہ پیکر آیا تاجدار کے لشکر کو دیکھکر آنکھون مین خون اُترا ساتھ والونسے کہا خداوند لات و منات
کی قدرت ہی کہ میان تاجدار بادولت کے مقابلے مین آئے ہین قضا دامنگیر ہی خون برادر بالا بالا نجائیگا
تمام اہالیان قلعے کو قتل کرونگا یہ کہکے اُتر پڑا حکم دیا طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین نقارہ رزمی گڑگڑایا
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین لیکن ملازمان تاجدار کو بڑا ہراس ہی فوج بھی کم پہلوان بھی کوئی
لائق مقابلہ سفاک نہین ہی چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی اُدھر سے سفاک کوہ پیکر اِدھر سے
تاجدار نامور میدان کارزار مین آکر دونون لشکر جمے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے سفاک نے

گینڈا بڑھایا میدان کارزار مین آیا تاجدار کو للکارا تاجدار نے خود گھوڑا بڑھایا ہر چند کہ جی بیلچے چھوٹے ہوئے
ہین لیکن بروقت نکلنے تاجدار کے افسران لشکر قدمون سے لپٹ گئے عرض کی ای شہریار ہم اپنے سامنے آپکو
نجانے دینگے خیر خواہان دولت جاکر اس دیو بدمست سے مقابلہ کر کے جان دینگے تاجدار نے نہ مانا سب کو روکی
مقابلہ سفاک مین آیا سفاک لاف و گزاف کرنے لگا مثل ابر گرجا برنگ برق غم مین جائی کے تڑپا نیزے کا
وار کیا تاجدار و سفاک سے نیزہ چلنے لگا آخر نیزے بیکار ہوئے قبضو پر ہاتھ پڑ گئے برق شمشیر چمکی لیکن
سفاک نہایت زبردست ہی گرز کو بتا کے سر پر ہاتھ مارا تاجدار نے گردہ سپر کا اٹھایا لیکن سپر کٹی خود کاٹ کر
تیغہ تا دو ابرو پہونچا تاجدار نے دا ستانہ مارا تیغہ تو نکلگیا چادر خون کی چہرے پر آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قریب
تھا غش کھاکے گرے مگر اپنے کو سنبھالکر جواب مین ہاتھ مارا اس نامرد نے گینڈا اچھالیا وار جو خالی گیا تاجدار کو
سر جھکا غش آگیا سفاک نے چاہا سر کاٹ لون اہالیان فوج تاجدار دوڑ پڑے اپنے مالک کو بچایا شکار ہوادار
پر ڈال لیا لڑنے لگے آخر فوج بے سردار کیا لڑ سکتی تھی سفاک نے خون کے دریا بہا دیے علم فوج کو قلم کیا آخر
ملازمان تاجدار شکست خوردہ طرف قلعے کے بھاگے پڑاو لٹ گیا فوج سفاک نے پیچھا کیا ملازمان تاجدار
گھبرا کر قلعے مین گھس آئے خندق کو پر آب کیا پل تختہ اٹھا لیا بالائے قلعہ آئے دو تین تو مین فریقین پانچ ہزار
ملازمان سفاک خونخوار مارے گئے سفاک نے حکم دیا چہار طرف سے قلعے کو گھیر لو آب و دانہ اہالیان قلعے
پر بند کرو رسد نہ پہونچنے پائے قلعہ چہار جانب سے گھر گیا سفاک بل کرتا ہوا بارگاہ مین آیا کہا یہ لوگ کیا
بچکر قلعے مین گئے ہین ایسے ایسے گھروندے مین نے بہت سے بگاڑ ڈالے کل صبح سر سواری قلعے کو لونگا ایک کو
زندہ نچھوڑونگا یہ کہکر لباس تبدیل کیا دنگل پر آکر بیٹھا شراب پینے لگا نشے مین حکم دیا طبل یورش پر چوب پڑے
تاجدار کو خبر پہونچی گھبرا گیا ساتھ والون نے عرض کی حضور آپنے بڑا غضب کیا اپنے گھر مین بیٹھے چین کرتے تھے
یہ کیا ضرورت تھی جاکر ایک مسلمان کی اطاعت کی وہ قلعے سرابیہ پر فرد کش ہین خبر بھی ہماری نلی اب صبح کو
سب قتل ہو جاینگے آپنے ایک نامہ تو لکھا ہوتا کہ تمھارے واسطے مارے جاتے ہین اگر عیوق آپ کی وجہ سے
نہ قتل ہوتا سفاک کو دشمنی کا کیا باعث تھا ہمیشہ آپسمین نامہ و پیام رہتے تھے نہ جب ایک حوالی ایک شادی و
غمی کی شراکت پایکایک یہ مصیبت اب میان ایرج نوجوان کہان ہین انکو بلایے کہ اگر جان بچائین تاجدار
نے جواب دیا کہ صاحبو طعن و تشنیع بیکار ہی پروردگار مالک و مختار ہی اگر قضا آچکی کون بچائیگا نکلے نہ آئینگا
یہ باعث ہی ابھی قلعہ کو تسخیر کیا ہی ہزارہا ساحر رہتے ہین کسی نے بغاوت کی ہوگی کوئی نائب لسبر کینی ہوگا

یا ثمر اب جادو کے عزیزون نے لشکر کشی کا سامان کیا ہوگا وہ ایسے نہین ہین کہ ہماری خبر نہ لیتے صاحب ہمت و لیاقت جری بحی صف شکن ہین غرض اگر نہ آئے بعد ہمارے ہمارے خون کا معاوضہ لینگے سفاک زندہ نہ بچیگا سب نے جواب دیا واہ سبحان اللہ حضور نے خوب فرمایا بعد ہمارے اگر قبر پر میلے رہے تو کیا فائدہ ہم تو قبر مین اکیلے رہے اہل وعیال سامنے آنکھون کے قتل ہونگے تباہی بربادی نامرادی کسی کام کے نہ رہے ناحق کو ظلم سہے تاجدار نے غصے مین جواب دیا مین نے اسی واسطے کسی صاحب کو میدان کارزار مین جانے کی اجازت نہ دی جو مجھپر گذری وہ گذری اب آپ لوگ قلعے سے نکلجایئے مجکو محبوب کیجیے جا کر سفاک کی شراکت کر کے اپنے اہل وعیال کو بچایئے مین سمجھ لونگا صبح کو پھاٹک کھولکر نکلونگا لڑ بھڑ کے جان دونگا آپ لوگون کو اپنے فعل کا اختیار ہی سردارون نے سر جھکا لئے عرض کی ہم اپنی جان کے واسطے نہین کہتے صرف رات کی مہلت ہی اگر مناسب وقت ہو مصالحہ کیجیے کسی طرح جان بچے تاجدار نے کہا مجکو زندگی منظور نہین کوئی صاحب میرے مقدمے مین دخل نہ دین اپنی فکر کرین سردار خاموش ہو رہے بعض اشارے کرتے ہین یار ہمارے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ بادشاہ کی مشکین باندھکر سفاک کے حوالے کر دین وہ ہمسے خوش ہو جائیگا بعض دانت کے نیچے انگلی دباتے ہین کہ یار واسکا نمک کھایا ہی کیونکر یہ ہو سکتا ہی اپنے آقا کو گرفتار کرین دشمن کے حوالے کرین اسی ہنگامے مین شب بسر ہوئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا تاجدار کفن پہنکر بالاے قلعہ آیا ساتھ والے بھی آمادۂ مرگ و مہیاے قضا گرد اگرد تاجدار کے جمع ہوئے سفاک کوہ پیکر گینڈے پر سوار ہوا فوج دریا موج کو لیکر میدان کارزار مین آیا نگاہ اٹھاکر قلعے کو دیکھا حقیقت مین قلعہ خوب آراستہ ہی تاجدار کا تیغے کے قبضے پر ہاتھ ہی سر شیب پر بالاے قلعہ ٹہل رہا ہی قول ہی کہ جب وہ یہانتک ایگا گون کور دکر کے قریب قلعہ سو[illegible] اسپر پانون کے نیچے دیکر کو دپڑونگا اس نامرد سے لڑونگا سفاک نے طرف اہالیان فوج کے دیکھا پوچھا یار و کیا ارادہ ہی سب نے عرض کی آپ کے حکم کی دیر ہی ابھی قلعہ فتح کرینگے جانین لڑا دینگے سفاک نے اشارہ کیا اہالیان فوج بلوہ کر کے چلے گھوڑے بڑھاے پیادون نے یورش کیا لیکن خاک اُڑاتے ہوئے نیزے چمکاتے ہوئے چلے تاجدار نے دیکھا فوج نے یورش کیا دیدہ بانون نے عرض کی کہ حضور فوج آتی ہی دھاوا ہو گیا تاجدار نے اشارہ کیا گولندازون نے شست باندھی توپین فیر ہوئین تمام میدان دھوان دھار ہو گیا جو جلد باز آگے بڑھگئے تھے زد سے گولے کی اُڑ گئے پتہ بھی نہ ملا نشان بھی نہ معلوم ہوا باقی سب بھاگے تین کوس ہٹ کر ٹھہرے جہان تاجدار نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ دیکھو کوئی گولہ قضا کا پڑا یا ہمارا وار بالکل خالی گیا گولندازون نے ہاتھ ٹھہرا دیا توپ رُکی

دھوان ہٹا ابر دود چھٹا سب نے دیکھا ملازمان سفاک دور جا کر کھڑے ہوئے ہین لشکر مین صداے فریاد والغیاث بلند لیکن سفاک بیباک چست و چالاک اسباب قلعہ گیری ذات پر آراستہ کر رہا ہے ساتھ والونسے کہا تمنے مابدولت کو بدنام کیا مین یکہ و تنہا جا کر قلعہ لیتا ہون فوراً شکست دیتا ہون یہ کہکر گینڈا بڑھایا گرز فولادی اُٹھایا گینڈے کو مہمیز کرکے یکہ و تنہا چلا اہالیان قلعہ نے عرض کی ای شہریار عالیوقار وہ خونخوار اکیلا آتا ہے تاجدار نے کہا یارو براے خدا پھاٹک کھولو مجھے بھی یکہ و تنہا جانے دو جاکر اُس بیحیا سے لڑونگا اول مقابلے مین میرا سر زخمی ہوا اس سر سے آگاہ نہ تھا کہ شکست فاش ہوگی قلعہ بند ہونے کی تلافی ہوگی انشاء اللہ دیکھنا باقبال ایرج نوجوان اس بے ایمان سے کیونکر مقابلہ کرتا ہون دل مین ولولہ باقی ہے سردار لپٹ گئے کہا حضور کو ہم اکیلا نجانے دینگے مرگ انبوہ جشنے دارد جب یہ سب اندر قلعے کے آجلینگے جرأت و شوکت دکھائینگے تاجدار مجبور ہوگیا گولہ اندازون نے توپین بھر کر لین لیکن سفاک مغرور گولون کو رد کرتا ہوا آتا ہے گینڈے کو کاوے پر لگانے ہوئے بڑی شد و مد سے آتا ہے یکایک نعرے کی آواز آئی بشیدای اہالیان قلعہ کیون مال خراب کرتے ہو قلعہ مین نے لے لیا سردارون نے جھککر دیکھا سفاک مثل فیل مست قریب خندق کھڑا ہوا جھوم رہا ہے قصد ہے گینڈا اُڑا اُون قریب پھاٹک جاؤن ایک اہالیان قلعہ نہایت بیقرار ہوئے تاجدار نے مجبور ہو کر تاج سر سے اُتار پکارا تھا ای کس بکیسان ای کارساز دوجہان ای چارہ ساز بیچارگان ای معین و مددگار افتادگان اس قلعے مین سب نو مسلم ہین ابھی تجربے اوصاف سے بخوبی آگاہ نہین ہاے اعتقاد مین انکے فتور آتا ہے قدرت کا ظہور ہو قلب کو سرور ہو ظلمت کفر کافور ہو سپیدۂ سحر امید ہم ناامیدون کو چہرۂ زیبا دکھاے مراد دلی برآئے بقدرت سبحان لم یزل ایرج نیک رائے وزیر کو ساتھ لیکر جو چلے تھے پانچ کوس قلعہ ثمرابیہ سے بڑھے تھے کہ توپ کی آواز کان مین آئی فرمایا وزیر اعظم یہ توپ کی آواز کہانسے آتی ہے زمین تھراتی ہے جنگی توپ کی آواز ہے کہین لڑائی کا آغاز ہے رنگ روے وزیر متغیر ہوگیا دست بستہ عرض کی اس حوالی مین کوئی اور قلعہ نہین ہے ہمارے حاکی جانب سے آواز آتی ہے خدانخواستہ کسی نے ہمارے بادشاہ کو گھیر لیا ایرج نے کہا تاجدار کا کوئی ہم نبرد ہے وزیر نے عرض کی عقل سے عرض کرتا ہون عیوق کوہ پیکر جو حضور کے ہاتھ سے مارا گیا سفاک کوہ پیکر اُسکا بھائی نہایت زبردست ہے شاید وہ خبر سنکر چڑھ آیا ہو ہمارے بادشاہ کے پاس فوج بہت کم ہے یہ سنکر شاہزادہ بیقرار ہوگیا کرۂ بن اشقر کو مہمیز کیا تازیانہ اُٹھایا وہ مرکب بادرفتار عکس تازیانہ کو کوڑا جانتا ہے راکب کے دل کا اشارہ پہچانتا ہے کنوتیان بدلین

ہوا نہ چھانے لگا جملہ طرارہ بھرا باد صرصر ٹھوکرین کھانے لگی کڑکے کی سُم مرکب کے آواز آنے لگی یال کے بال
ہوا سے اُڑتے ہوئے راکب شہسوار معقول مرکب صبادم آہو کی رم جست وخیز کرتا ہوا چلا شاپور شیر دل ہرچند
چاہتا ہی ساتھ دون ممکن نہین ہوتا آخر رکاب سے جدا ہوا نیک رائے بھی پیچھے رہ گیا جس مقام سے شاہزادے
نے خیال کیا کہ توپ کی آواز آنا موقوف ہوئی اور زیادہ گھبرایا یقین کامل ہوا قلعہ پر دشمن کا قبضہ ہو گیا ای ایرج
باعث بدنامی بخت کی ناکامی فلک نے کیا شعبدہ بازی کی اگر خدانخواستہ تاجدار قتل ہو گیا مُنھ دکھانے کے لایق نہ رہے
اہالیان قلعہ کیسے بیقرار ہونگے تاجدار کو تشنیع دیتے ہونگے اِس خیال مین مرکب اُڑاتے ہوئے اُسوقت ایرج
پہونچے کہ سفاک قریب قلعہ پہونچ چکا تھا قریب تھا خندق کو فرو آئے ایرج نوجوان نے وہین سے نعرہ کیا
نعرہ ایرج سے ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانم آفاق گیر + او پہلوان کہان جاتا ہی تیرے بھائی کا
مین قاتل ہون اُن بیچارون نے کیا خطا کی یہ فرما کر طرف سفاک کے چلے تاجدار نے جو شاہزادہ والا قدر کو دیکھا
ساتھ والون سے کہا کیون صاحبو تم کہتے تھے وہ خبر نہ لینگے میرے آقاے نامدار مولاے قدر شناس جری بہادر
فلک اساس دوڑ آ پہونچے جلد پھاٹک کھول دو اہالیان قلعہ خوش ہو گئے خوشی کے نقارے بجانے لگے صداے
مبارک مبارک بلند ہوئی سفاک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا غصے مین آواز دی کیا اس مفلوک کے آنے کی خوشی
کرتے ہو نابدولت نے خود ہرکارے روانہ کیے تھے کہ میرے بھائی کے قاتل کو تلاش کر کے ڈھونڈھ نکالے مارونگا
اجل اُسکو کھینچ لائی اسکو قتل کر کے تم سب کو قتل کرونگا ایک ایک کے خون سے ہاتھ بھرونگا لیکن ملازمان تاجدار
نے پھاٹک قلعے کا کھولا پُل تختہ پڑ گیا ایرج نوجوان مرکب اُڑا کر قریب سفاک بیباک پہونچے آتے ہی نگادزن
ہوئے سفاک کو گرد برد کر دیا پانچ قدم گھنڈا سفاک کا ہٹا تین قدم گرہ بن اشقر مرکب ایرج نامور بڑھا
سفاک نے نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا اہالیان فوج سفاک پرے جما کر
قریب آ گئے تاجدار یکہ سوار بھی مرکب بادرفتار پر سوار ہوکر مسلح دشمن پرے جمانے لگا نگاہین بجلی گری ہوئی ہین
دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایرج نے ایک مقام پر سفاک کی مشت کو سست پایا گانٹھ کر نیزے کو جھٹکا مارا نیزہ
ہاتھ سے اُس سرکش کے نکل گیا صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی اہالیان لشکر سفاک کہ رہے ہین کہ یارو
ظاہر مین تو یہ جوان معشوق وضع ہی مگر فنون سپاہ گری مین بے مثل و بےنظیر چہرہ رشک ماہ منیر قاتل عیوق
کوہ پیکر بیشک صف شکن و صفدر ہی دیکھیے میان سفاک کی کیونکر جان بچتی ہی وہ تو آتے کے ساتھ ہی چھا گیا
دیکھو نیزہ ہاتھ سے نکال دیا اب نیک رائے وزیر بھی آ کر پہونچا تاجدار سے عرض کر رہا ہی ای شہریار انکی

رفاقت کرے ان ایسے شیر دن کی محبت کا دم بھرے جس مقام سے توپ کی آواز سنی بیقرار ہو گئے مجھسے پوچھا
یہ توپ کی آواز کہانسے آئی ہی مین نے ظاہر کیا سوا ہمارے قلعے کے دوسرا قلعہ یہان نہین ہی ہمارے ہی
قلعے پر کسی نے بلوہ کیا ہوگا وہین سے گھوڑے کو مہیز کیا چاہتے تھے پرواز پیدا کرون اُڑ کر پہونچون ہرچند
مین نے چاہا کہ ساتھ دون نہو سکا آخر رُکیا یہان تو یہ باتین ہین لیکن سفاک کوہ پیکر نیزہ نکلنے سے بہت
شرمایا ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی آواز دی او خیرہ حمزہ تو نے غضب کیا دونون لشکر دیکھ رہے ہین نیزے کو
میرے ہوائی کیا لیکن یہ کھیل ہی مردان عالم کا یہ تیغہ برق تاب اگر پہاڑ پر مارون بیچ تک کاٹون اسکا وار کبھی
نہین رُکا خبردار ہوکے تیغہ نیام انتقام سے کھینچا ظاہر ہوا کہ اژدہا غار سے بل کرتا ہوا نکلا یا دود دل مظلومان
ایرج نوجوان نے گرد اسپر کا سر پر کھینچا لیکن جیتون تلوار کی باڑھ سے لڑی ہوئی ابرو پر شکن پڑی ہوئی جتنبک
تیغہ دور تھا قریب سر آکر چمکا ایرج نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا ہاتھ مروڑ کے تلوار چھین لون کہ
سفاک نے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران
سب پہلوان بصورت آئینہ حیران آپس مین ہی اشارے ہین یارو دیکھو ایک پشہ پیل دمان سے لڑ رہا ہی
سفاک کا یہ قد و قامت وہ جوان حسین نیک سیرت خوبصورت زور جسم مین کوٹ کوٹ کر بھرا ہی کس لطف
سے کشتی لڑ رہا ہی حقیقت مین بے مثل و بینظیر ہی بعض کہتے ہین ایسا نہوتا تو طرف طلسم ہوش ربا کے جانیکا
کیون قصد کرتا طلسم ہوش ربا پر کبھی کسی نے لشکر کشی کی ہی ایک انہین کا عزم دس برس سے طلسم ہوش ربا
مین لڑ رہا ہی افراسیاب کو عاجز کر دیا ہی لاکھون ساحر مارے گئے لوگ کہتے ہین چند عرصے مین طلسم ہوش ربا
فتح ہو جائیگا بعض کہتے ہین یار طلسم ہوش ربا کون فتح کر سکتا ہی وہانکا بادشاہ افراسیاب خود ساحر
لاجواب ہی کل فنون مین طاق شہرۂ آفاق اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی تین پہر کامل سفاک کوہ پیکر
و ایرج نامور سے کشتی ہوئی پہر دن رہے سفاک نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ او جوان اک زور
آخر کرتا ہون ایرج نے فرمایا بسم اللہ شاہزادے کو ریلکر کے دوڑا سات آٹھ قدم پر لاکر گھمارا بایان
گھٹنہ شاہزادے کا آشنا زمین ہوا سفاک اوپر آگر چڑھا کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک زور ایسا کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا
اسمین بھی جنبش آجاتی لیکن اس کوہ وقار کے لنگر مین حس و حرکت نپائی تھک کر ہاتھ اٹھا لیا کہا اے جوان
تیرے زور کا مشتاق ہون ایرج نوجوان اپنے مقام سے مثل شیر غضبناک اٹھا دونون مونڈھے
سفاک کوہ پیکر کے تھام کرکے دوڑا سفاک نے چاہا بائین قدم پر زور کون داہنے بازو کا گھہ مارا

حبقہ زمین کا سفاک کے پاؤن کے نیچے سے نکلگیا اس طرح پر شاہزادہ ریلے ہوئے اُسکو لاتا ہی جسطرح
پتہ باد تند مین اُڑے سترہ اٹھارہ قدم ریل لائے وہان پر آکر بقوت صاحبقرانی کے مارا دونون گھٹنے سفاک
کے آشنائے زمین ہوے چاہا تھا کہ پھر لنگر قایم کرے حریف زبردست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی بہ تعجیل تمام کمر زنجیر مین
ہاتھ ڈالکر نعرہ کوہ شگاف کیا سفاک کو اُٹھالیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے
زور مین اُس مغرور خودسر کو سر سے بلند کیا پھر زور مین فرق نہ آیا سفاک نے چاہا بغلون مین پیر اڑا کر دھڑ
اُڑا دون ایرج نے داہنا قدم آگے بایان پیچھے بڑھاکر چرخ دیا مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا
زمین پر مارا اُسنے چاہا مونڈھے کی کھا کر سنبھلون ایرج نے ایک ٹھوکر ماری گرد برد وہ جوانمرد چارون
شانے چت ایرج نے کود کر گندہ زانو سینے پر رکھا کمر زنجیر کھولی اہالیان لشکر دوڑ پڑے ایرج نے شاپور
کو اشارہ کیا شاپور نے جھپٹ کر حباب بیہوشی مارا بیہوش کر کے پشتارہ باندھکر لے بھاگا ایرج نے قبضے پر ہاتھ
ڈالا کرہ بن اشقر پر سوار ہوئے نعرہ کر کے لشکر پر جا پڑے تاجدار بھی مع لشکر آکر حملہ آور ہوا بیت

دو لشکر ز لشکر در آمیختہ
قیامت ز تیغ شد انگیختہ

نیستان سے بھی بڑھ کے کچھ نیزہ دار
ہزارون زرہ پوش خنجر گزار

دیگر

وہ رستم لڑائی بھرائی مین تھے
وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے

ہوا سا سنا تیر سے چلنے لگے
سناموں سے خنجر نکلنے لگے

لیکن ایرج نوجوان بصد شوکت
وشان لڑتا بڑھتا قریب علمدار پہونچا فوج کا علم مع علمدار قلم کیا اب تو لشکر مین سفاک کے بھگدڑ پڑ گئی شکست اول
یہ ہوئی کہ افسر گرفتار ہوا علم فوج بھی قلم ہوا کس نشان پر لڑین آخر بھاگے شام ہوتے ہوتے فتح ہو گئی اہالیان
لشکر سفاک بھاگ گئے ایرج نوجوان فتح و فیروزی پلٹے بارگاہین وغیرہ سب قبضے مین آئین اور
تاجدار نے انتظام معقول کیا شاہزادہ میدان کارزار سے پلٹا قلعے مین آکے داخل ہوئے رئیسان شہر
برائے استقبال آئے ہر گلی کوچے مین ہنگامہ ہمارے بادشاہ نے جسکی رفاقت کی ہی وہ شیر دلیر تشریف
لاتا ہی کیا وقت پر آئے سفاک ایسے پہلوان کو زیر کیا دو کانون مین مجمع عام کو ٹھوکر امیر و رئیس مشتاق
جمال باکمال شاہزادہ دونون ہاتھوں سے سلام لیتا ہوا تاجدار رکیب سوار کمر باندھے ہوئے چوب چماق
ہاتھ مین انتظام بات بات مین زر نثار کرتا ہوا اس کروفر سے لا کر داخل دارالامارہ شاہی کیا تخت جواہر نگار
آراستہ تھا عرض کی بسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمایئے ایرج نے کہا اے شاہ عالیوقار مجھکو پروردگار نے برائے
تاج بخشی خلق فرمایا ہی ہم اک مرد سپاہی ہین یہ فرما کر تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوئے

شاپور شیر دل پشت پر آکر ٹھہرا تاجدار نے صحبت عیش و نشاط آراستہ کی نازنینان مہ جبین رقاصان پری طلعت حور پیکر خوبصورت آکر حاضر ہوئین ناچ شروع ہوا مطربان گانے لگین شاپور تو مزاج سے بخوبی آگاہ ہی اُس نازنین عاشق کُش سے اشارہ کیا کوئی غزل گاؤ جانتا ہی شاہزادہ ہجر محبوب مطلوب مین مبتلا ہی اُس مہ جبین طناز نے بصد عشوہ و ناز یہ غزل آغاز کی

غزل

جب سے کہ شیشہ مین ہوا قد یار کا
جیسے کہ حال ہوتا ہی زخمی شکار کا
ظاہر مین میرے اُنکے صفائی بھی ہو گئی
اتنا ٹھہر کہ دیکھ لون چہرہ مین یار کا
عبرت کی جا ہی تھے جو زمانے مین نامور
لو پھر شگوفہ آیا ہی موسم بہار کا
اب بھی نمود آبلہ پائی ہی قیس کی
جب سے کہ مل گیا مجھے گوشہ مزار کا
تیغ زبان کسی کی نہ ہرگز کریگی کام
ہر روز سامنا مجھے رہتا ہی دار کا
مرغوب ہی جو حسن کسی گلعذار کا
مشکل ہی دور ہونا دلون سے غبار کا
ڈھونڈھا لحد مین آکے نکیرین نے مگر
اب تو نشان بھی نہین اُنکے مزار کا
دونگا خدا کو عشق بتانکا جواب کیا
صحرا مین رنگ سُرخ ہی ہر نوک خار کا
ایسا تھا شوق دید کہ چشم رکاب نے
سطوت غلام ہون مین شہ ذوالفقار کا
عالم یہ عشق مین ہی دل بیقرار کا
بدلا ہوا ہی رنگ دل بیقرار کا
اے موت بند کر نہ مری آنکھ وقت نزع
لیکن پتہ ملا نہ مرے جسم زار کا
آراستہ ہوئے ہین زمانے کے میکدے
دھڑکا ہی دل کو پرسش روز شمار کا
دنیا کی آفتونسے بچا مین ہزار شکر
سرمہ لگا یا خاک کف پاے یار کا

یہ اشعار عاشقانہ جو رقاصہ نے گائے ایرج جوش کھائے ہوئے مبتلاے درد فراق معشوق کا اشتیاق آنکھونسے آنسو جاری ہوئے ہاتھ کلیجے پر رکھلیا فرمایا اے شاپور اب جلسہ برخاست ہو یہ فرماکر اُٹھے خوابگاہ مین تشریف لائے تنہائی جو ہوئی طبیعت بھر آئی خاصہ بھی نہ نوش کیا یاد مین ملکہ تران شمشیر زن کے یہ اشعار مصیبت آثار مخفی زبان پر جاری ہوئے

نظم

تا بہ غم ہمدم شدم از محنت و غم فارغم
ہمچو مجنون از بد و نیک دو عالم فارغم
عیش و کم گردید قسمت ہمچو بدیوان ازل
مخفیا صد شکر از رشک و ماتم فارغم
با مصیبت تا گرفتم جور ماتم فارغم
با پریشانی و نادانی قناعت کردہ ام
با توکل بستگان از بیش و از کم فارغم
جیش صبر ما گرفتاری و آزادی کجاست
از چنین درہم کشید تنہاے جانم فارغم
گریہ و زاری مظلومان ندارد چون اثر

تڑپ تڑپکر جو یہ اشعار پڑھے آنکھون سے آنسو جاری ہوئے شاپور قدمون سے لپٹ گیا عرض کی اے شہریار دیکھین یہ غم کیا دکھاتا ہی آٹھ پہر آپ کو ملکہ عالم کی یاد ہی ہر گھڑی شور و فریاد ہی ایسا نہو دشمنون کی جان جاتی رہے صبر واجب لازم ہی ایرج نے فرمایا اے خیر خواہ بخدا کسی طرح دل نہین مانتا ہی افسوس یہ ہی کہ ملکہ عالم صاحب اختیار ہین جسوقت چاہین اگر ملاقات کرجائین لیکن معلوم یہ ہوتا ہی کہ ہماری

یاد گوشۂ خاطر سے فراموش ہوئی دوسرا ایک یہ بھی مقدمہ ہے کہ ہوش ربا مین قیامت برپا ہو زبانی ساحرون کے
سُنا تھا کہ ہمارے روح روان قوت بازو اسد خوشخو قید سے رہا ہوے افراسیاب کو کدو کاوش ہے کہ پھر
اسد نامدار کو گرفتار کرون مہرخ وغیرہ کو شکست دون ہنگامۂ عظیم برپا ہے ایک ساحر کی زبانی خبر پائی تھی کہ
ہفت حجرۂ بلا کھلنے کو ہین نہین معلوم وہ بلائین کیا چیز ہین ساحران ہوش ربا کہتے تھے کہ اُن بلاؤن کو کوئی ٹال
نہین سکتا خدانخواستہ اس زمانے مین کوئی لڑائی سخت پڑی طلسم اسکندریہ تک ملکہ نے خبر لی اب نہ انگلین
واے برحال ملکہ بران شمشیر زن باپ اُنکا ہمہ دان ہمہ گیر علم نجوم وغیرہ تنگ زمین بنیظیر اُدھر خوف افراسیاب
کیونکر بیان تک آسکین ہمارا باپ جستجو لنک زندگی سے تنگ کئی مہینے ہوئے جنگلون مین مارے مارے پھرتے ہین
اب قصد کامل تھا ان جھگڑون مین پھنس گئے اب جو یہان سے مہلت حاصل ہو دو منزلہ سہ منزلہ کر کے جسطرح
بنے اپنے کو تا بہ سرحد ہوش ربا پہونچاؤ شاپور عقیل و فہیم ندیم قدیم تسلین دینے لگا کہ حضور اسی ہفتے مین
تا بہ سرحد طلسم ہوش ربا پہونچ جائینگے وہ شب فراق انہین باتون مین کٹی اُٹھکر نماز سحر پڑھی بارگاہ مین
آئے تاجدار نے فرمایا سفاک کوہ پیکر کو جو دربار اُسکا بلا جاے زنجیرون مین بندھا ہوا سفاک دربار مین
آیا لیکن سر جھکائے ہوے عرق حجاب پیشانی پر ایرج نے جو اسکو پریشان پایا دل سے اُٹھے دلگی آہنی سنگوا کر
سفاک کو جگہ دی بفصاحت و بلاغت فرمایا کیون ای برادر بجان برابر ای پہلوان نامور تمکو قید خانے مین کچھ
تکلیف تو نہین پہونچی سفاک نے دست بستہ عرض کی آپ کی عنایت سے بڑی عیش مین بسر ہوئی ایرج نے
فرمایا ای برادر مقام افسوس ہے جس پروردگار خالق لیل و نہار نے تمکو یہ زور و قوت مرحمت فرمایا شہر کا بادشاہ کیا
اُسکو نہین پہچانتے ہو سنے دوسرے خداؤن کو سجدہ کرتے ہو معاذ اللہ پیدا کرنیوالا وحدہ لاشریک ہے یہی اعتقاد
ٹھیک ہے اس کیفیت سے ایرج نوجوان نے اُس گم گشتۂ وادی مذہب کو سمجھایا زنگ کفر آئینۂ قلب سے
دور ہوا قدمون سے لپٹ گیا عرض کی مین تو حضور کا عاشق صادق ہون آج مجکو دولت کونین ملی کلی آرزو
کی کھلی ایرج نے خوش ہو کر قید آہن اُسکے جسم سے دور کرائی خلعت فاخرہ منگوا کر دیا عقائد دین حق تعلیم
فرمائے ہمراہیان لشکر اسکے جو بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے تھے وہ بھی آکر حاضر ہوئے سب نے حلقہ اطاعت
گوش جان مین ڈالا شاہزادے نے فرمایا ای تاجدار جلد سامان سفر تیار ہو آج ہی قلعہ سرامیہ پر پہونچ
مل دہا سنے کوچ کرین تاجدار و سفاک نے عرض کی غلامان جانباز بھی دامن دولت چھوڑینگے حضور کے
ساتھ چلینگے ایرج نوجوان نے فرمایا ای خیر خواہان دولت ای صاحبان سطوت و صولت ہمارا سفر

دور دراز ہی مہر کامل کی عنایت پر ناز ہی ہمارا ساتھ دینا بہتر نہین ہی تاجدار نے عرض کی مین دامن دولت نہین چھوڑونگا حضور کے ساتھ چلونگا ایرج نوجوان نے فرمایا بسم اللہ تیاری کرو اُسی وقت لشکر آراستہ ہوا بائیس ہزار سوار و پیدل یہ بھی ہمراہ ہوئے یہان قلعہ ثمر ابیہ پر شاہزادہ صیقل آئینہ دار کو بڑا انتشار تھا دل تردد مین ملکہ انجم ماہ رخسار بیقرار تھا کہ شاہزادے کو کئی دن گذرے ابھی تک تشریف نہین لائے نیلم وفیلم وغیرہ نے قصد کیا تھا کہ ہم واسطے خبر کے جائین کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے عرض کی شاہزادۂ والا قدر بڑے جاہ وحشم سے تشریف لاتے ہین وہان بھی جاکر مقابلہ پڑا ایک بڑے پہلوان کو زیر کرکے لائے ہین صیقل آئینہ دار نے فرمایا بخدا ہمارا آقاے نامدار بڑا صاحب اقبال ہی نیلم زنگی وفیلم زنگی وغیرہ واسطے استقبال کے اُٹھے سب سے پہلے ملکہ انجم ماہ رخسار مع چند کنیزون کے مسکراتی ہوئی نکلین بیرون قلعہ آکر ٹھہرین سردار دو کوس آگے بڑھے ایرج نے جو اپنے سردارون کو آتے ہوئے دیکھا مرکب سے کود پڑے سفاک کوہ پیکر کو نیلم وغیرہ سے بغلگیر کرایا ایک ایک برادر بجان برابر لگے ملاان پہلوانون کو دیکھکر سفاک حیران ہوگیا ایک ایک سے پوچھتا ہی کیون بھائی تمکو بھی آقاے نامدار نے زیر کیا ہر ایک ہنسکر جواب دیتا ہی ہماری کیا حقیقت ہی ہم ایسے بہت سے چاکران کمترین حاضر خدمت فیضدرجت رہتے ہین اور تمنے ابھی لشکر آقاے نامدار کو کہان دیکھا ہلوگ جریدہ تعقب مین ہمراہ شاہزادے کے چلے آئے کئی سو سردار پہلوانان نامدار ہمسے بہتر و برتر اگلے دادا جان کے لشکر مین موجود ہین سفاک خوشی سے پھول گیا دل سے کہتا ہی حقیقت مین دولت کونین حاصل ہوئی ایسا آقاے قدردان صاحب زور وطاقت حسین وجمیل خوبانکا کفیل کسکو ملتا ہی اگر کلاہ فخر تا بعرش اعلیٰ پہونچائین تو بجا ہی سب سے باتین کرتا ہوا ایرج آگے آگے جب قریب قلعہ پہونچے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار انتظار مین کھڑی ہین دیکھتے ہی ملکہ انجم ماہ رخسار مثل ہلال شب اول براے تسلیم خم ہوئین شاہزادہ بھی مسکرایا آپس مین راز و نیاز کے اشارے ہوئے ان سب کو لیکر داخل قلعہ ثمر ابیہ ہوئے ملکہ شیشہ می نوش مشتاق جمال شاہزادہ والا قدر تھین بیقرار ہوکر دربارگاہ برنکل آئین شاہزادے کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوگئین ایرج بھی براے دلدہی قریب آئے اب سب سردار داخل دار الامارۂ شاہی ہوئے ملکہ شیشہ می نوش سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئین تاجدار یکہ سوار اور سفاک نامدار نے ملکۂ عالم کو نذر دی ایرج نوجوان نے ان دونون سردارون کی کیفیت سامنے ملکہ کے بیان کی سب کو خوشی حاصل ہوئی ملکہ انجم نے فوراً ساقیان سیمین تن ماہ رخسار کو حکم دیا جامہای ارغوانی

گردش مین آیا لیکن سب نے دیکھا کہ شاہزادہ نہایت ملول ہے صیقل آئینہ دار نے دست بستہ عرض کی عنایت سے پروردگار کے بڑی فتح نصیب ہوئی لیکن حضور کو مین پریشان پاتا ہون ایرج نے ملکہ بران کا ذکر تو کیا یہ کہا ابھی تو دل ترود منزل مین تختی ہے مگر فرمایا ای برادر اب ہم اسد نامدار کے بہت مشتاق ہین براہ مہربانی جلد تیاری سفر کی کرو ہمارے معشوق عاشق خصال اسد غازی صاحب جاہ و جلال سے ملادو بہ تعجیل تمام سرحد ہوش ربا مین پہونچا دو ایک ایک لمحہ برابر ایک سال کے گذرتا ہے صیقل نے عرض کی آپ کے اقبال سے سب سامان تیاری کل بوقت سحر بعد کروفر کوچ کیجیے شکار کھیلتے ہوئے چلیے راہ مین اگر ہم نمک ملینگے ضرور مقابلے پر ملینگے ایرج نے فرمایا اسکا کیا تردد ہے شب اسی ذکر مین بسر ہوئی بوقت سحر بصد کروفر جلال الملہ جو ادولہ کا لشکر جاری ہے سرداران نامور ساحر و غیر ساحر مسلح و مکمل ہوکر سامنے آئے ملکہ شیشہ می نوش تخت پر سوار ہوئین اور صیقل نے بڑھکر ساحرون کا انتظام کیا سفاک کوہ پیکر و نیلم و فیلم وغیرہ مرکبون پر سوار ہوکر آگے بڑھے غیر ساحرون کا مجمع انکے عقب مین بعدہٗ صاحبقرانی شاہزادہ یوسف ثانی تقدیر وحیدران قاسم عالیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان زیر سایہ علم شیر پیکر اس جاہ و جلال سے لشکر ظفر اثر نے طرف طلسم ہوش ربا کے کوچ کیا انکو تو راہ مین چھوڑیے حال انکا وقت پر تحریر ہوگا ۔

دو کلمہ داستان حیرت بیان حجرۂ موم جانا حبشا ساحر و ناظر احتقاق جادو کا روانہ ہونا افراسیاب کا تلاش مقام احتقاق بہدایت زال جادو اور راہ مین روک ٹوک طرف سے ملازم کوکب یعنی فرعون جادو سے لڑنا افراسیاب کا بصد کروفر اور قتل ہونا فرعون کا از دست افراسیاب کی نامی

شراب ای مرے پیارے ساقی پلا
بہت سی نہ دے تو ذرا سی سہی
تجھے دانۂ پر نمک کی قسم
تجھے نشۂ مل کی سوگند ہے
قسم ہو تجھے عالم آب کی
قسم تجھکو مستون کے مستی کی ہے
قسم تجھکو واعظ کے دستار کی
منا شیخ زاہد کی ہو ہو کے مستا

قرابے مین جو کچھ ہو باقی پلا
قسم تجھکو مستان مینوش کی
نمک دان و نقل و گزک کی قسم
تجھے عشق بنت العنب کی قسم
قسم تجھکو جوش مے ناب کی
قسم تجھکو زاہد کے پرہیز کی
قسم تجھکو مستی میخوار کی
کر آنکھون کو جام مے لالہ فام

نہ خالص اگر ہو تو ذرا سی سہی
قسم تجھکو رندان بیہوش کی
تجھے بانگ قلقل کی سوگند ہے
تجھے دور آب طرب کی قسم
قسم تجھکو صہبا پرستی کی ہے
قسم تیزی بادۂ تیز کی
وضو توبۂ شیخ کا کر شکست
بنا دے مجھے مردم چشم عام

قرابون کو نبرد آزما کرکے دے
جدھر دیکھیے عالم آب ہو
لب جام ہی کا وظیفہ پڑھے
فدا رند ہر دختر انگور پر
وہ مے دے کہ اک ساقی نامہ لکھون
عجب شے ہے دنیا مین صہبا نہ پوچھ
ہر اک رند کو آب حیوان ہے یہ
ہین سب چاہ مین اسکے بابل کی طرح
یہ ہے آفتاب سپہر سرور
یہ ہے دختر اک قاضی رند کی
اسے ہے جوانون کی مستی پسند
نکلتی ہے یہ جیسے شیشے سے آگ
دکھائے جو اعجاز صہبائے ناب
ہرن نشہ کر دے یہ خضر نام کا
ہم ہون کباب دے لالہ فام
انھین سب سے آنکھون کا میلا ہو آج
ہو ہر ہاتھ مین قمقمہ جام کا
ملین چہرۂ مردمک پر گلال
ملے ہولی خم رند بیباک سے
ہین آب خجالت سے سرشاریان
عروسان نوگاتی ہین ہولیان
صحیفہ پڑھے وہ فتح ہولی کا ہے
مضامین کی ہولی قلم کا چکا

سبو پر سبو خم پہ خم بھر کے دے
بہار است بے مے حرام است زیست
قرابے کو کچے گھڑے کی چڑھے
ہو جامے سے باہر مئے لالہ فام
پہنکر ظہوری کا جامہ لکھون
یہ مے جسمین انگور کی روح ہے
جو ہین بادہ خوار انکا ایمان ہے یہ
ہے کیخسرو ساغر آفاق مین
یہ ہے نور مہتاب جام بلور
حسینون کی خلوت مین وہ چالاک ہے
پری بنکے ہوتی ہے شیشے مین بند
پس دفن زندہ نکلتی ہے یہ
نظر آئے مہتاب مین آفتاب
بس اب کر نہ دیر ایک دو جام دے
نمک دان سبو نقل خم غنچہ جام
کرین رند عشق پہ میخواریان
سنے رنگ صہبائے گلفام کا
پلائے سبو جام مے کی شراب
بغلگیر ہو دختر تاک سے
گلال اپنا منہ پر رچاتا ہے رنگ
چھپاتی ہین مسکی ہوئی چولیان
جسے دیکھیے ہے وہ ساغر بدست
ورق قسمت نظم مہکا چکا

زمانے مین دور مئے ناب ہو
برا حوال زہاد باید گریست
جو بوتل ہو وہ شیشے مین چور ہو
پکڑ کر چلین ہاتھ رندون کے جام
کچھ اے ساقی عہد پیمانہ پوچھ
سبے کشتی میکدہ نوح ہے
قلم ہے یہ نازان ہے مانی کی طرح
یہ ہے شیشے کی اختر آفاق مین
یہ ہے ناخدا کشتی رند کی
شب وصل مین سبکو تاک اسکی ہے
جو بوتل کا ساقی اڑاتا ہے کاگ
زمانے مین بے پانون چلتی ہے یہ
جو چکھے مزا اسکے اک جام کا
بہار آئی صہبائے گلفام دے
انھین کا زمانے مین رہا ہو آج
قلم چھوڑے صہبا کی پچکاریان
جو آنکھین ہون صہبا کی نشے مین لال
یہ سیخ ہولی جلا ہین کباب
حسینو نے چھتی ہین پچکاریان
عبیر اڑکے چہرے پہ لاتا ہے رنگ
غرض کچھ عجب لطف ہولی کا ہے
جسے دیکھیے ہے وہ صہبا پرست
پہ چہرہ نہنگان دریائے زنار جانبازی

وشناوران بحر ناپیدا کنار سرفرازی طوفان بیان مین کشتی مضامین کو بصد عز و تمکین بہ ستیاری کلک فصاحت
آئین بہ امید باد مراد یون روان کرتے ہین شعر جو ہین زبدۂ زمرۂ راستان ⁂ وہ لکھتے ہین اِس طرح
یہ داستان ⁂ جب تاریک شکل کش قتل ہوئی افراسیاب بصد پیچ و تاب حیرت جادو کو مع لشکر بصد
کروفر طرف ملکہ مہرخ کے روانہ کرکے خود طرف قلعے تحت الشعاع کے یکہ و تنہا چلا زال جادو کو جو خبر قتل
تاریک شکل کش ہوئی قلعہ تحت الشعاع مین ماتم برپا ہوا کل سامری پرستون نے سوگ رکھا ہر گھر گھر یہی چرچا ہوا
کہ سرپرست سامری پرستان افسر ساحران جہان کا انتقال ہوا ہر ایک کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہوا اور
زال جادو کہتا ہی یارو اب بچنا طلسم ہوش ربا کا دشوار ہی دل تردد منزل بیقرار ہی بڑا مقام تعجب
ہی کہ تاریک شکل کش کو کسنے قتل کیا کیونکر اُسپر پنجہ قابض ہوا یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر عرض کی
شہنشاہ طلسم ہوش ربا تشریف لاتے ہین زال جادو نے منہ پیٹ لیا کہا یارو اب شہنشاہ آتے ہین
تجرہ ہاے بلا کی فکر مین ہین اگر ایسا ہی مشعل جادو کا نشان نہ بتلانا شمع حیات مشعل کا گل ہونا ہم تیرہ بختون کا
سر پر ہاتھ رکھکر رونا یقین ہی کہ اب تیسرے حجرے کی تلاش ہو شہنشاہ کو اختیار ہی یہ حقیر مجبور و ناچار ہی
روتا ہوا براے استقبال چلا دیکھا شہنشاہ تخت اُڑاتے ہوئے تشریف لاتے ہین جاکر پایۂ تخت پر ہاتھ
رکھا بہ اعزاز و اکرام دارالامارۂ شاہی مین لائے بیٹھتے ہی افراسیاب نے کہا ای خیرخواہ دولت ای
رازدار سامری و جمشید جلد بتلاؤ کہ تیسرے حجرے کا کون مالک ہی اس منزل بلا کا کون کا سالک ہی
زال جادو نے سر جھکا لیا عرض کی احتقاق جادو سامری کا زینت پہلو صاحب جاہ و حشم حاکم
نقارۂ جمشیدی ہی جسکی صداے ہیبت سے زمین و زبان تھرا جاے ساحران جلیل کو غش آئے اُس تک
جانا حضور کا نہایت مشکل ہی بڑی سخت منزل ہی تب افراسیاب جادو نے کہا ما بدولت کسی کی مدد نہین
چاہتے خود تشریف لیجائینگے تم ہدایت کرو نشان و مقام مفصل بتا دو جسطرح بنے گا جاؤنگا احتقاق
جادو کو لاؤنگا زال نے عرض کی غلام عرض کرتا ہی بگوش ہوش سماعت فرمایے اک صحراے ہیبت ناک
مین سامری و جمشید نے اُسکا مقام قرار دیا لیکن راہ مین فرعون جادو ساحر زبردست ملازم شہنشاہ
کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر رہتا ہی اُسنے عرصہ دراز سے بندوبست کیا ہی کوئی اُس طرف
نہین جا سکتا حضور مخفی ہوکر جائین فرعون کو خبر نہو اگر آگاہ ہوگا جانباز سر فروش نمک حلال صاحب
اقبال ضرور سرکار دولت مدار کو روکیگا خیرخواہ کو بڑا تردد ہی کہ یکہ و تنہا جانا حضور کا دشوار ہوگا فتح کا

بھی ہمراہ ہونا ناممکن ایک سال توقف فرمائیے اسی قلعہ تحت الشعاع پر ولادت سامری کا جشن ہوتا ہے
ضرور احتقاق جادو بھی آئیگا حضور تشریف لائین اسکو آمادہ کیا جائے جاتے ہی خاتمہ کر دیگا
لاشہ ہوے باغبان سے کوہ و دشت بھر دیگا افراسیاب جادو نے کہا ای برادر سال بھر مین نہین معلوم
مسلمان کیا قیامتین برپا کرینگے ساربان زادہ اٹھ پھر جستجو سے لوح مین مصروف ہے تمام عالم مین مشہور کردیا
کہ لوح طلسمی کو توڑ ڈالا باغبان نے بہار اس خبر کو سُنکر ہنستے ہین حیرت جادو پر آوازے کستے ہین ہر ایک کا
یہی قول ہے لوح کا توڑنا ممکن قبل از آمد تاریک شکل کش باغبان نے صلاح دی تھی کہ طلسم کشا کو ہمراہ
لیکر طرف دریاے نیل کے کوچ کیجیے یہ خبر سُنکر مین گھبرا گیا دائی امان کو لاکر رووا دیا لیکن اُنکو بھی دشمنون نے
قتل کیا مین ضرور جاؤنگا احتقاق کو بھاگ کے وُنگا ای زال جادو تو آگاہ نہین ہوا کہ مابدولت کو کیا منظور ہے کسی کی
یاد مین قلب ناصبور ہے زال جادو نے کہا مین اس جملے کو نہین سمجھا کسی قدر آگاہ فرمائیے افراسیاب نے کہا
حاکمان حجرہ پنجم دختران ملک اخضر گوہر پوش ملکہ یاقوت سخندان و لعل سخندان کا مشتاق ہون سابق
مین ملک اخضر چاہتا تھا کہ مابدولت کے ساتھ شادی کرے مین نے خیال نکیا اب اُسکو خواہش ہے
کہ خود شہنشاہ تشریف لائین تب ہم قبول کرین حجرہ ہاے بالا کی ترتیب ہے جب تک یہ دونون حجرے طے نہو نگے
وہانتک جانا دشوار ہے یاد جمال یاقوت سخندان مین دل بیقرار ہے مشہور ہے کہ اُسکے خواب مین سامری و جمشید
تشریف لاتے ہین خود تعلیم فرماتے ہین اس سبب سے زیادہ کر دکاوش ہے اٹھ پہر یہی کوشش ہے کہ ملک اخضر
سے ملاقات کرون وان دعا و مراد سے بھرون زال نے سر جھکا لیا افراسیاب جادو نے اُسی وقت سحر
سے ایک ابر تیرہ و تار تیار کیا آفتاب بنکر اُس ابر سحر مین چھپا لیکن لحوظ خاطر ناظرین رہے چونکہ زال جادو نے
ذکر فرعون سامنے افراسیاب کے کردیا بروقت روانگی افراسیاب نے ایک نامہ معرفت طائر سحر پردہ ظلمات
کے روانہ کردیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ نانی امان مین طرف ملک فرعونیہ کے جاتا ہون راہ مین فرعون جلاد
سے مقابلہ پڑیگا کسی ملازم کو اپنے ضرور روانہ کیجیے گا وقت پر میرے پاس پہونچے یہ نامہ روانہ کرکے بطور
مذکور چلا لیکن شہنشاہ کوکب روشن ضمیر رخصت ہوکر خواجہ عمرو سے قصر جمشیدی مین آیا طائران سحر کو
ہر طرف روانہ کردیا ایک طائر نے آکر خبر دی ای شہنشاہ افراسیاب طرف قلعہ تحت الشعاع کے گیا
تلاش مین احتقاق جادو کے قصد ہے کہ تیسرا حجرہ بھی کھولون کوکب نے خورشید روشن راے
وزیر اعظم کو بلایا کہا ای برادر تو نے سُنا افراسیاب خانہ خراب بعد قہر و عتاب تلاش احتقاق مین

گیا ہی لیکن مجھکو خیال ہی کہ راہ مین ملازم میرا فرغون جادو ساحر زبردست رہتا ہی اُسکو فوراً ایک نامہ لکھو کہ خبردار افراسیاب جادو کو اپنی سرحد سے نکلجانے دینا مین اس تدبیر مین ہون کہ سامان لشکرکشی کر کے اسد غازی کو طرف دریاے نیل کے روانہ کرون ہرچند کہ عمرو بھی غافل نہین ہی مگر ہمکو زیادہ فکر ہی ہرچند کہ نشان نہین ملا لیکن رازدار طلسم یہی کہتے ہین کہ افراسیاب نے لوح طلسمی طرف دریاے نیل کے روانہ کی نہین معلوم کسکے پاس ہی خود جاکر دریافت کرونگا اب تو اس حجرے کی بڑی فکر ہی اوصاف اُسکے زبان سے نور افشان جادو کے سن چکا ہون خورشید روشن راے نے اُسی وقت نامہ لکھا ساحر تیز رو کو دیا ساحر طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا دوسرا نامہ کوکب روشنضمیر نے براے اطلاع حال خواجہ عمرو کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ عیاری واے شاہباز اوج طراری آپ کو آگاہ کرتا ہون کہ افراسیاب جادو جستجوے احتقاق حاکم حجرہ سوم گیا ہی مین نے بھی فکر کی شاید نہ آسکے مگر آپ ارسطو فطرت لقمان حکمت ہین تدبیر واجب و لازم ہی خواجہ عمرو بعد فراغ مقدمۂ تاریک دربار مین جلوہ فرما تھے خیرخواہان دولت نے عرض کی کہ ابھی لشکر حیرت آپکے مقابلے مین نہین آیا ازپے جستجوے لوح طرف دریاے نیل کے کوچ کر دیجیے شاید کسی طرح پتہ ملے عمرو نے حکم دیا ہی کہ لشکر کو تیار کرو کہ اُسی وقت طائر سحر نے آکر نامہ خواجہ عمرو کو دیا عمرو نے پڑھا ہوش و حواس باختہ ہوئے مہرخ و بہار و باغبان وغیرہ کو لیکر عمرو تخلیہ مین آیا تمام کیفیت بیان کی ملکہ مہرخ کے منہ پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا خواجہ اگر احتقاق جادو آگیا کوئی اُسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا جب وہ نقارۂ جمشیدی پر چوب لگائیگا ہر ساحر وغیرہ ساحر کو غش آجائیگا بارہ ہزار جلاد صاحبان ظلم و بیداد اُسکے ہمراہ رہتے ہین بڑھکر دشمن کو قتل کر ڈالتے ہین عمرو نے کہا اب سفر تو موقوف رہے اسد غازی کو کسی حیلے سے براے شکار روانہ کردو یقین ہی لشکر لیکر حیرت جادو بھی آتی ہوگی جہانتک ہوسکے اپنے کو مقابلے سے بچادین مین بھی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر عمرو نے اُسی وقت بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کر طرف فرعونیہ کے چلنے کا ارادہ کیا برق زرکمر سامنے آیا کہا اُستاد مین بھی ہمراہ چلون عمرو نے کہا مین کسی کو ساتھ اپنے نہین لیجاتا وقت پر جہان تلاش کرون وہان پاؤن برق نے کہا بہت خوب ایک جانب خواجہ عمرو ایک سمت برق ناموررجستجوے افراسیاب مین جاتے ہین وقت پر انکا بھی ذکر ہوگا مگر نامہ دار کوکب عالیوقار ملک فرعونیہ پر پہونچا شیران سلطنت موجود تھے اُنسے حال فرغون جادو پوچھا سب نے کہا ہمارے شہنشاہ ہمیشہ شکار مین مصروف رہتے ہین نامہ ہم اُنکی خدمت مین روانہ کردینگے قاصد پلٹ گیا

لیکن فرعون جادو حقیقت مین نہایت شکار دست ہی صحراے پر فضا مین بارگاہ استادہ چار لاکھ ساحران نامی وگرامی فروکش ہین بوقت سحر بیرون بارگاہ یہ نامور دنگل زرین پر جلوہ فرما ہی مگر اسوقت وزرا امرا ہی ذکر کر رہے ہین کہ آج کل ہمارے شہنشاہ کو بڑا تردد ہی افراسیاب ایسے بادشاہ عالیجاہ سے مقابلہ ہر وقت کی لڑائی آٹھ پہر لشکر کشی اسوقت مین چلکر شراکت شہنشاہ کوکب روشنضمیر واجب و لازم ہی فرعون نے جواب دیا آج کی شب تو اس مقام پر بسر کرون کل انشاء اللہ قلعہ فرعونیہ پر چلکر اسباب جنگ وجدل مہیا کرون جاکر خدمت مین اپنے شہنشاہ کے حاضر ہون حقیقت مین خیر خواہان دولت ہمپر طعن کرینگے شہنشاہ پر وقت سخت ہی اسوقت مین جو شراکت نکرے بدبخت ہی کل ساحر یہی جواب دیتے ہین ای شہنشاہ باقبال کوکب روشنضمیر چلکر صفین اُلٹ دینگے افراسیاب کے باپ سے مقابلہ کرینگے افراسیاب بڑی بڑی تدبیرین کر چکا طلسم نورافشان کا فتاح منازل عجائب وغرائب کا سیاح ڈھونڈھکر لایا ہمارے شہنشاہ نے بڑے بڑے صدمے اُٹھائے لیکن آخر مین یہ صاحبقران زمان تشریف لائے وہ نوجوان فرزند دلبند صاحبقران تھا اُسکو زیر کرکے لینگے اہالیان طلسم نورافشان اُس بدعت سے بچے ہم بھی چلکر اُسکے ملک کو برباد کرین فرعون جادو جھوم رہا ہی جوش جرأت مین قبضہ شمشیر چوم رہا ہی یکایک ملازمون نے سر اُٹھاکر دیکھا بیفصل مین ایک ابر تیرہ و تار پہلوسے کوہسار سے پیدا ہوا اب نے عرض کی حضور ابر گندہ بہار بڑے دھوم سے اُٹھا ہی آفتاب بھی چمک جاتا ہی اسوقت ابر بڑی کیفیت دکھاتا ہی فرعون بھی دیکھنے لگا چونکہ ساحر زبردست ہی اتنا کلمہ مُنہ سے نکلا یارو یہ ابر اصلی نہین ہی کسی نے سحر سے بنایا ہی یہ ذکر تھا کہ قلعہ فرعونیہ کی طرف سے ایک ساحر دوڑا ہوا آیا فرمان شہنشاہ کوکب لایا مین فرعون جادو کے دیا فرعون پڑھتے ہی گھبرا کے اُٹھا کہا یارو بیشک اس ابر مین کوئی ساحر مخفی ہی فوراً جھولی سے ایک گولہ نکالا اُسپر اسم سحر دم کیا زیر ابر آکر نعرہ کیا اس ابر مین کون جاتا ہی یہ سرحد شہنشاہ کوکب روشنضمیر ہی اس طرف رُخ کرنا اپنے جان کے دینے کی تدبیر ہی ہرچند فرعون نے آوازین دین لیکن افراسیاب آفتاب بنا ہوا چھپا ہی کچھ جواب نہ دیا جانا ابر کو اُڑا کر لیجاؤن بروقت واپسی کچھ ہو نگا احتقاق ساقط ہوگا اسکو بھی شکست دیگا یہ سوچکر ابر کو اور بلند کیا ابر کو زور دیکر بیچا فرعون جادو نے جب دیکھا کچھ آواز نہ آئی ابر اونچا ہوا گولہ اُٹھاکر ابر پر مارا اوتا تا ہوا گولے نے ابر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اب سب نے دیکھا افراسیاب جادو ہوا کو کاٹتا ہوا جس طرح شناور دریا پر جاتا ہی اسطرح بقصد کردو فرظاہر ہوا لشکر مین غلغلہ پڑ گیا یارو افراسیاب جاتا ہی چار لاکھ ساحران نامی

گو سے ترنج نارنج جیسے پیکان کے افراسیاب پر مارے ابر تگرگ ہو نے پر بھی افراسیاب کا یہی قصد
تھا کہ تڑپکر نکلجاؤن لیکن سحر جو پڑھے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بڑی چوٹ لگی اُس حال مین فرعون نے کارد سحر بھی
پھینک دی نشانہ افراسیاب کا نشانہ ہوا قہر و غضب مین آکر تلوار کھینچی افراسیاب جو سحر کرنے لگا طبقے
زمین کے ہلا دیے کبھی مثل برق چمک کر آسمان پر جاتا ہے آگ برساتا ہے کبھی زمین پر مثل شیر غضبناک صفون مین
ساحرون کے گھس پڑتا ہے بخوف ایک سے لڑتا ہے چند عرصے مین پچاس ساٹھ ہزار ساحر اُس خود سر نے
مارے لیکن یہ خبر قلعہ فرعونیہ پر پہونچی کہ افراسیاب کو ہمارے شہنشاہ نے میدان مین گھیر لیا ہے لیکن اُسپر
پنجہ قابض نہین ہوتا ارغول دم غول دونون سپہ سالار فرعون جو اس ملک مین برائے حفاظت موجود
رہتے ہین سنتے ہی غل مچانے لگے کہ یارو برادرو شہنشاہ چلو افراسیاب سے مقابلہ پڑ گیا دشمن شہنشاہ
طلسم ہوش ربا ہے اُس ملعون کا قتل ہونا بہت دشوار ہے لیکن یار دھلکر بلوہ کر کے مار لین نامرد کو للکار لین
کئی لاکھ ساحر وغیر ساحر رفیقان سلطنت مع مشیران باشوکت بآواز بلند اپنے اپنے گھوڑون سے مسلح و مکمل
ہو کر چلے یہان وہ وقت ہے کہ افراسیاب نے سحر او کر دیا بجلی کا خواص رکھتا ہے خرابی یہ پڑی ہے کہ حربہ واسطے
سحر تاثیر نہین کرتے ورنہ علازمان فرعون جانبازی کر رہے ہین افراسیاب کسی کو نہین مانتا ہے لیکن یک
ارغول دم غول کا نعرہ ہوا یہ دونون سپہ سالار ساحران نامدار جہاندیدہ کار آزمودہ آتے ہی حکم دیدیا
یارو چار طرف سے اس نامرد کو گھیر لو کمندون مین زنجیرون مین گرفتار کرو دور سے تیرون کی بوچھار کرو تو بیر
جو ارغول دم غول نے کی زنجیرین لیکر چار جانب سے ساحر وغیر ساحر چلے افراسیاب پر وار پڑنے لگے تیر
سے اڑنے لگے اب افراسیاب جادو گھبرایا لباس پارہ پارہ تاج سر کا نذر دکھائی مرتبہ منہ کے بل زمین
پر آیا قلب بھر آیا ایسا ہی زبردست تھا کہ بچا ورنہ سبھون نے چاہا تھا چار طرف سے ٹوٹ پڑین مشکین
باندھلین افراسیاب کو جب نکھے بن پڑا تو ہر حلقہ ہائے زنجیر توڑ کر مستغرق زمین ہو گیا پھر نعرہ کر کے ابلا
فرعون جادو نے اُس ہنگامے مین قریب آکر خنجر تلوار برسا کے کئی زخم افراسیاب نے کھاے اور بہت
پریشان ہوا نانی دادی کا نام لیکر پکارنے لگا کبھی کہتا ہے مین نے نانی امان کو نامہ لکھا تھا افسوس میری خبر لی
دیکھیے مین کیونکر بچتا ہون بھاگنے مین غیرت دامنگیر ہے لڑتا ہون تو صاف ظاہر ہے کہ قتل کی تدبیر ہو گئی ہے اب
افراسیاب جادو بیقرار تھا کہ طرف سے پردہ ظلمات کے لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا قریب آکر ابر پھٹا دو غلامان
ماہیان زمرد پوش نہنگ و تنگ مع بارہ ہزار ساحران پردہ ظلمات کالی کالی صورتین

قدر رسول وغیرہ ہاتھ میں وقت پر آکر پہونچے افراسیاب کو اس حال پرملال میں دیکھا نعرے کرکے آگے افراسیاب
کی کمرمضبوط ہوئی جھپٹ جھپٹ کے رونے لگا اب تو ملازمان فرعون کو جان بچانا دشوار ہوا مددگار آگئے سب
سے پہلے ارغول ومرغول پر جا پڑا یہ دونوں جانباز دم فروش خوب لڑے بڑے بڑے سحر کیے افراسیاب
کو سنبھلنا دشوار کیا فوج میں تہلکہ ڈالدیا ایک مقام پر ارغول نے قریب افراسیاب آکر ہاتھ تلوار کا مارا یہ بیچارا
مرنے سے بیخوف ہی خوب جانتا ہی کہ سوائے طلسم کشا کے کوئی مجکو قتل نہیں کرسکتا کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ارغول
کی تلوار چھین لی اوسی تلوار سے اس سرفروش کو مارا مرغول نے جو بھائی کا لاشہ دیکھا ہاے قوت بازو کمر جاپڑا کئی
وار افراسیاب پر کیے کئی ہی ساحر مارے لیکن آنکھوں میں اندھیرا آگیا ہی برابر کے بھائی کا لاشہ دیکھ رہا ہی افراسیاب
نے جو مرغول کی سرکشی دیکھی ایک ساحر کی جھولی اوٹھاکر زمین سے گولہ لیکر مار دیا سینے پر اس بہادر کے پڑا پشت کو
توڑکر پار نکل گیا دونوں سپہ سالاروں کے مرنے کی جو آواز آئی فرعون جادو نے گریبان پھاڑ ڈالا کہا یار و لطف
زندگی نہ رہا یاران قدیم آنکھوں کے سامنے قتل ہوئے صحبت کے بیٹھنے والے باقی نہ رہے تنہا جیے تو کیا لطف
اب زہر کھاکر جان اپنی دینگے بے یاران ہمدم زندگی بیکار ہی خود بخود دل مجبوب دشمن سا رہی **نظم**

ای جوش نالہ کاوش ہر دم کہاں تلک	یوں موت سے شکایت پیہم کہاں تلک	جل جل کے میرے دل کیطرح خاک ہوگیا
ای آہ سینہ سوزی ہمدم کہاں تلک	سینے کے سارے آبلے ناسور ہوگئے	ای دست عیش وصل کا ماتم کہاں تلک
اس زندگی سے برادم آیا ہی آگ میں	آخر تحمل قلق وغم کہاں تلک	اللہ سینہ کو یوں سے ہاتھ تھک گئے
بیٹھینگے اپنی جان کو یوں ہم کہاں تلک		

ایسے اشعار عبرت آمیز پڑھکر بہت رویا سمجھا کہ موت قریب آگئی تیغ
خونریز کھینچکر فوج افراسیاب پر جا پڑا کئی ہی بیچارے قتل کیے افراسیاب نے جو دور سے فرعون جادو کو روتے
ہوئے دیکھا ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب پہونچا نعرہ کیا او فرعون مجھسے مقابلہ کر ان لوگوں سے کیا لڑتا ہی تجھ ایسے
لاکھوں قتل کیے کوکب روشنضمیر کے ملک مابدولت کے ہاتھ سے برباد ہوئے آج تیری بھی میرے ہاتھ سے
قضا ہی دیکھوں تو کیسا من چلا ہی فرعون نے جو افراسیاب کی آواز سنی زندگی سے بیزار مجبور و ناچار جانتا تھا
میں اسکا کچھ کر سکونگا لیکن جوش جرأت میں آ پڑا افراسیاب سے تلوار چلنے لگی فوج فرعون بیدل ہو چکی ہی
غلامان ماہیان زمرد پوش ہنگ و پلنگ بلا کے ساحر مین فنون سحر سے بجلی ہا ہر میں ہر طرف لڑتے
پھرتے ہیں فوج فرعون پست پا ہو چکی ہی بہت سے بھاگ کر طرف شہر کے گئے بعض نے صحرا کی راہ لی دو چار
وار فرعون نے افراسیاب پر چلے ایک مقام پر اس جلاد نے سحر کیا فرعون غش ہوگیا ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا

اسی حال پر ملال مین افراسیاب نے ہاتھ مارا فرعون جادو کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا چھا گیا فریاد و الغیاث
کی صدا آئی بعد عرصہ دراز کے روشنی ہوئی بیرون نے غل مچایا کشتی مرا نام من فرعون جادو بود افراسیاب نے
پکار کر آواز دی یارون کیون جان دیتے ہو لازم ہان فرعون نے اطاعت تو کی غیرت آئی طرف صحرا کے نکل گئے
افراسیاب جادو ننگ و تینگ کو ہمراہ لیکر مع تین ہزار جادوگرون کے قلعہ فرعونیہ مین داخل ہوا
رعایا کے لوگ مجبور و ناچار دل نچاہتا تھا مگر حاضر ہوے کیونکہ افراسیاب زخمی بھی ہوا تھا تین دن مقام کیا
خیمے بارگاہ مین سب دستیاب ہوئین ننگ و تینگ کو ہمراہ لیکر قلعہ فرعونیہ سے نکلا زیر دیوار قلعہ سے راستہ
تھا زال جادو نے جو ہدایت کی تھی اور نشان بتلا دیے تھے بعد قلعہ فرعونیہ وہ مقامات طے ہونے لگے پانچوین دن
اک صحراے ہول خیز مین پہونچا دور سے ایک کوہ فلک شکوہ دکھائی دیا اُس پہاڑ کے بارہ ہزار جوان سیاہ رو تیرہ
درون فروکش ہین کچھ چھوٹے خیمے بھی جا بجا استادہ ہین ایک درہ کلان کے سامنے بیٹھے ہوے زور دینے
سحر کے مصروف ہین افراسیاب جادو کو جو آتے ہوے اُن سب نے دیکھا چند ساحر بڑھے آواز دی
کون آتا ہے یہ مقام ادب صحراے پر غضب مقام سکونت مصاحب سامری شہنشاہ اقلیم افسونگری خو شرد
خونخوار احتقاق جادو ہے افراسیاب نے جواب دیا اے مصاحبان والا قدر اے پہلو نشینان شہریار ملک عذر
عرض کر دینا کہ افراسیاب جادو شہنشاہ طلسم ہوش ربا برائے قدمبوسی حاضر ہوا ہے راہ کی بڑی سختیان
اُٹھائین بمشکل یہانتک پہونچے شرف زیارت سے مشرف ہون یہ سنکر وہ ساحر گھبرا کر اندر درہ کوہ کے گئے جاکر
احتقاق سے حال آمد افراسیاب بیان کیا احتقاق سنبھل بیٹھا کہ حقیقت مین سامری و جمشید کو خبر دیتے
تھے زمانہ آخر مین شہنشاہ طلسم ہوش ربا اس صحراے ہول خیز مین آئیگا بلاؤ ما بدولت بھی اُسکے مشتاق ہین وہی
لازم واپس آئے افراسیاب سے کہا چلیے افراسیاب اندر درہ کوہ کے آیا ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر
خوک پیکر ایک تختہ سنگ پر بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے ایک جانب تخت یاقوت نگار اُسپر ایک نقارہ پہلو مین نقارے
کے چوب طلائی بصد رعنائی آراستہ و پیراستہ افراسیاب واسطے سلام کے جھکا احتقاق نے کہا بحق سامری
اے بادشاہ عالیجاہ آئیے تشریف لائیے ہم تو آپ کو یاد کرتے تھے مصاحبون سے فرمایا تھا کہ طلسم ہوش ربا
مین غدر پڑ گیا شہنشاہ طلسم ہوش ربا تشریف لائینگے فتح جنگ دست زبردست ما بدولت پر موقوف ہے جو کرامات
سامری سے انکار کرے بیوقوف ہے لیکن اے افراسیاب جادو ما بدولت کا وقت شراب خواری ہے خوب
نشے مین ہین گزک کھلاؤ افراسیاب کو زال جادو ہدایت کر چکا تھا بموجب افراسیاب نے کارد کمر سے نکالی ران

ایک بوٹی کانی منقل آتش پر کباب کر کے بطور نذر حاضر کی احتقاق جادو نے قہقہہ مارا بجائے گزک اُس بوٹی کو
اُٹھا لیا کہا یارو ان شراب کے ساتھ کباب کا مزا ملا لیکن درد سے رنگ روے افراسیاب متغیر ہو گیا حیران
ہو کر ران سے خون جاری ہے احتقاق نے لعاب دہن لیکر زخم پر افراسیاب کے مل دیا فوراً زخم خشک
ہو گیا درد بھی موقوف ہوا اب افراسیاب و احتقاق سے باتیں ہونے لگیں احتقاق نے ہنسکر پوچھا اے
افراسیاب شہنشاہ لاچین پر کیا گذری تم کیونکر بادشاہ ہوئے افراسیاب نے کہا لاچین نے انتقال کیا
اپنی زندگی مین مجھکو ولیعہد کر گیا تھا میں نے طلسم پر بعد اُنکے بڑے زور شور سے قبضہ کیا اب کئی سال ہوئے ایک
شخص اسد غازی نامے نبیرہ حمزہ بہ ارادہ طلسم کشائی آیا اُسکے آتے ہی رنگ طلسم دگرگون ہوا کئی سردار
طلسم کے رازدار اُسکے شریک ہو گئے کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان بھی دین قدیم سے پھر گیا صدہا
ملک میرے قبضے سے نکل گئے شہنشاہ مشعل و تاریک جا گزرے آخر قتل ہوئے مابدولت آپ کی خدمت مین
حاضر ہوئے احتقاق نے کہا مشعل بیچا کیا جانتا تھا سامری کے سامنے چراغ جلایا کرتا تھا ہملوگوں نے
مشعل نام رکھدیا تاریک بیچاری کس شمار میں تھا میں بھی در دولت سامری کی جاروب کش خدمتگزار ہون
پچھلا جنگلوں کا انتظام کچھ بدعت کا کام اُنکے حوالے کر دیا گیا تھا مابدولت نمونہ قہر سامری و جمشید صاحب راز دنیا ہیں
لشکر کے اُنکے نقارہ نواز اگر دو سوار و پیدل ساحر بے بدل سامنے میرے آکر ٹھہرین جب ایک چوب لگاؤن بہرے
ہو جائین دوسری چوب مین اندھے ہو جائین تیسری چوب مین سب کو غش آ جائین یہ بارہ ہزار جلاد صاحبان ظلم و بیداد
چشم زدن مین کرورون کو قتل کرین قتل کرنے سے بندگان سامری کے انکے دل نہ بھرین رحم انکے دل مین قدرت
نے نہین پیدا کیا اے افراسیاب تو نے وہ نعمت کھائی نے ہی نعمت حاصل ہوئی جلد تیاری کرو ما بدولت
چلین گے لیکن راہ مین قلعہ فوغو نیہ ہے وہ سرحد ہالیان طلسم نور افشان ہے اُس راہ کا انتظام کیا افراسیاب
نے جواب دیا اُن سب کا کام تمام کیا قلعہ پر چلکر فروکش ہو جیسے زال جادو بھی اُسی مقام پر آئیگا احتقاق نے پشت
پر افراسیاب کے ہاتھ پھیر اُسکو اُسی مقام پر رہے بوقت سحر تخت یاقوت نگار پر سوار ہوا وہ نقارہ آگے
رکھلیا بارہ ہزار جلاد گرد آگئے افراسیاب مرکب پر سوار ہوا منزل بمنزل احتقاق کو لیکے ہر منزل پر خراج
گزاران افراسیاب آنے لگے چوتھے دن دامن صحراے قلعہ فوغو نیہ مین پہونچے کئی لاکھ ساحر جمع ہو چلے تھے
ایک بلندی پر افراسیاب نے بارگاہ استادہ کرائی احتقاق آکر تخت پر بیٹھا افراسیاب دنگل زرین پر اور گرد
مصاحبان نامور احتقاق بیٹھا شراب پی دور ہوا ہنگامہ عیش و نشاط برپا ایک نازنین حور طلعت سامنے

افراسیاب و احتقاق کے یہ غزل گا رہی ہی غزل

جواب دیکھیے کب لیکے نامہ بر آئے
کہ آج نامہ میں پارۂ جگر آئے
نشانِ بے ادبی ہیں یہ لگے بوسوں کے
ملال جبکہ درستی پہ بال و پر آئے
دعا قریب اثر تھی تمھارے کہنے سے
کہ جس گلی سے ہزاروں بریدہ سر آئے

دھڑک رہا ہی مرا دل کہ کیا خبر لائے
شبِ فراق بھی نالاں شبِ اجل خاموش
کہ دونوں صفحۂ رخسار پر اُبھر آئے
تمھارا عقدۂ کاکل کسی سے کیا سلجھے
فرازِ عرش سے نالے مرے اُتر آئے
نسیم لطفِ سخن آپ پر تمام ہوا

دیا قضا نے ہمیں مژدۂ فراغ حیات
کہیں بھی جی نہ لگا آہ ہم جدھر آئے
ہوا سے سیرِ چمن میں قفس نصیب ہوا
کہ پیچ کھا کے جہاں حلقۂ نظر آئے
وہاں مجھے لیے جاتا ہی آہ دلِ بیتاب
کہے وہ شعر کہ شہرت جہاں میں کر آئے

افراسیاب کا بھی دماغ تر ہی ایک نازنین احتقاق کے پہلو میں بیٹھی ہنس ہنس کے اُس سے باتیں کر رہا ہی اس عیش وطیش میں افراسیاب و احتقاق نے نگاہ اُٹھا کر سمتِ صحرا ے اخضری دیکھا تمام کو صحرا لیکن ہر ایک ہر مقام پر پھولوں کے انبار نخل قطار در قطار ہر سمت جوش بہار عندلیبان خوش نوا کی زمزمہ سرائی گل بوٹے کی رعنائی و زیبائی نسیم اٹکھیلیاں کر رہی ہی ہر مرتبہ فرماتی ہی ایسا ہو جھونکا تیز چلے عارض گل پر صدمہ ہو بیٹھے ہر غنچہ خاموش ہر سکوت کا جوش ہم صورت دہن معشوق کی لکھنی نسرین دستی گل کی نازک بدنی نکھری ہر پھول کی گویا خلیق اپنی قمریوں کی کو کو معشوق سروقد کی جستجو نرگس شہلا کا جوانان چمن سے انکھیں لڑانا سنبل کا زلفین عنبرین کو بنانا اس باغ پر بہار میں صیاد باغبان و گلچین کا نشان نہیں اگر صیاد فکر گرفتاری عندلیب خوشنوا میں آئے آتے ہی دام رگِ گل میں خود پھنس جائے گلچین زر نشین دیکھکر آراستہ پھولے بہار کو دیکھا ایسا پھولے نہروں ندیوں میں جوش و خروش حباب اشک چشم حسینان موجۂ آب غیرت ابروے مہ جبینان نظم

سجدہ گل ہوے سب نقش و نگار
خاک لیلیٰ سے بنفشہ نکلا
طائر رنگ چمن اُڑ نہ سکے
عام ہی گلشنِ ہستی کی فضا
گل ہر اک جا پہ نیا پھولا ہی
خار ہیں چوب ترِ گل نقارہ
نوبتِ نغمۂ بلبل ہی آج

فرش قالی سے نیا گل پھولا
خون فرہاد سے رگ سیاوش
تار بارش کا بندھا ہی ایسا
پھول بھی پھولے سماتے نہیں آج
ہی عجب رنگ کی باغوں میں فضا
تھا مجھے کم نہیں گل کے اوراق
کوس شادی کی نہیں میں ہی صدا

قیس کی قبر سے بید مجنون
قبر شیرین سے ہی جل نیم اُگا
سبز ہی سبزۂ بیگانہ بھی
غنچے خوبوں کے دہن ہیں گویا
جلترنگ آب رواں کا ہی شور
غنچۂ گل ہی مثال شہنا
بلبلیں مست ہیں صیاد خموش

ہم صفیرون کی یہ دلکش ہے صدا
گل کہین جامے سے اپنے باہر
کچھ بھی بلبل کو نہین پاس حیا
ہو گئی زندہ گلستان کی زمین
باغ مین ناز سے بن ٹھن کے صبا
گھونسلے بیٹھے ہین عنادل منقار
شاخ ہے بیل کے لیے اک جھولا
صحن گلشن مین ہے کیسی دلکش
قمریون کا وہ لب جو نالا
فرش قالی ہوا گلکاری سے
زور جوبن پہ جبھی ہے سبزہ
کشت امید ہے دہقان کی سبز
گرم رہتی ہے بغل صبح و مسا

کہین غنچون کی صبا سے صحبت
چاک ہر اک کا ہے دامان قبا
گل عنادل کے گلے کے ہین ہار
باغبان معجز باران دیکھا
سرو سے جا کے لپٹ جاتی ہے
کان مین گل کے یہ جا کر پھونکا
نکہت گل نے بسائے یہ دماغ
جابجا مرغ غزل خوان کی صدا
ہے نظارے سے کہین حد نظر
نقش ارژنگ ہے اک اک تختہ
واہ کس دھوم سے آئی ہے بہار
فارغ البال ہین عالم ہر جا

شاخ ہے دست و گریبان صبا
کیسی بھینی ہے دبو بچے گل کو
باغ عالم مین نیا گل پھولا
کیسی اترائی ہوئی پھرتی ہے
نکہت گل کہین لاتی ہے اڑا
نخل بھی جھومتے ہین مستانہ
حقۂ عطر ہے باغ دنیا
کوک کوئل کی پپیہے کی ہوک
بحر اخضر ہے کہ دشت خضرا
چمن دہر کی ہے سرسبزی
عام ہے عیش جہان مین ہر جا
عاشقون کو ہے وصال معشوق

اُس صحرائے سبزہ زار کی کیفیت دیکھ کر افراسیاب و احتقاق ہو معلق ہین سب کی اُسی جانب نگاہ ہے کسی کی زبان پر آہ کسی کے لب پر واہ ہے صنعت باغبان قضا و قدر مین مصروف ہین عیش و راحت کے مزے ایسے صحرائے پربہار کی سیر پر موقوف ہین یکایک گوشۂ صحرا سے اک آواز دلکش آئی سب اُسی جانب دیکھنے لگے سب کی نگاہ پڑی ایک طفل حسین مہ جبین گوری گوری صورت چاند کا ٹکڑا سن بارہ یا چودہ برس کا لباس فاخرہ زیب جسم کلاہ زرین سر پر ڈھلکی ہوئی گیسوے عنبرین پر غبار مکدر آئینۂ رخسار گریبان چاک چالاک و بیباک اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چار جانب دوڑتا پھرتا ہے کبھی اپنے سایے سے رم کرتا ہے کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے کبھی ہنسا کبھی رو دیا کبھی اٹھا کبھی پکارا یا سامری کبھی نام لیا ای خدائے نادیدہ کبھی کسی مقام پر بیٹھ گیا خاک منھ پر ملنے لگا صاف طریقے سے ظاہر ہوتا ہے کہ دیوانہ ہے جیسے ہی نگاہ افراسیاب و احتقاق اُس سرو باغ خوبی غنچۂ گلزار محبوبی پر پڑی پہلے احتقاق ہی نے گھبرا کر کہا اے شہنشاہ کوئی رئیس زادہ یا تاجر بچہ مرضی ہو گیا نہین معلوم اپنے گھر سے کیونکر نکل آیا پرورش یافتہ مہد ناز و نعم اُس پر یہ رنج و غم ارے یارو اپنے ہوش مین نہین ہے دیکھو چاہتا ہے کنوین مین گر پڑون حقیقت مین اک کنوین کے قریب پہونچا تھا کہ طائر

جو اُڑا اسکو پکڑنے کو دوڑ پڑا جب طائر کو نہ پایا اور مکرم اکر گرا احتقاق نے کہا یارو دوڑو اسکو ہلاکر یہا خطہ الوا افراسیاب کا بھی دل ٹکڑے ہو گیا ہر ایک صاحب اولاد نے کلیجے پر ہاتھ رکھلیا چار پانچ جادوگر دوڑے افراسیاب نے پکار کر کہا دیکھو یارو ہلاک نہو جاے مین بھی آتا ہون بہت عقلمندی کا کام ہے دیکھو فلک بجو رفتار کیا کیا شعبدے دکھاتا ہے ایسے ماہ رخساروں کو دیوانہ بناتا ہے یہ کہکر افراسیاب چلا جادوگر آگے بڑھگئے تھے اُنھون نے جا کر چہار جانب سے گھیرا وہ انکو دیکھکر رونے لگا ڈھیلے اُٹھا کر مارتا ہے کبھی ہاتھ باندھکر کہتا ہے یہان نہ آؤ دیکھو کوار جل رہی ہے یارو رات تھوڑی باقی ہے مین کھانا کھا چکا ہون پانی پیونگا پناہ پانی مشکل ہے یارو یہ پہلی منزل ہے دیکھو کسی نے آگ لگادی سارا گانون جل گیا شیران صحرا و فیلان جنگی سے لڑائی پڑی ہے ہاتھیون نے ہاتھون ہاتھ شکست دی ہے ان باتون کو سنکر وہ لوگ رونے لگے قریب اس خوف سے نہین جاتے ہمکو ڈھیلے مارتا ہے اپنا سر کہین پتھر پر دے مارے یا کنوین مین کود پڑے یہ تو دورے صاحبزادے کو رہے ہین کہ افراسیاب تاج پہنے ہوے لباس بہت بھاری دوڑا ہوا آیا پکار کر کہا صاحبزادے ٹھہراؤ دیکھو ڈھیلے نہ پھینکو اس لڑکے نے یہ نگاہ غور طرف افراسیاب کے دیکھا سراپا کو دیکھ دیکھکر عرصہ دراز تک بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان رہا یکایک گھٹنا یا چیخ مارکر رو دیا کہا ابا جان کہان تھے ہمکو اکیلا چھوڑ کر چلے گئے افراسیاب یہ کہکر دوڑا ہان بیٹا مین راستہ بھول گیا تھا آؤ گھر چلو امان جان تمھاری روتی ہین امان جان کا نام سنکر وہ لڑکا خوب ہنسا ناچنے لگا سر ہلا کے گنگنانا یا معلوم ہوتا ہے پڑھا لکھا بھی ہے یہ زہانت لباس سے ظاہر ہے کہ کسی رئیس کا لڑکا ہے ناچتے ناچتے یہ اشعار گانے لگا

نظم

ہے نگاہِ لطف دشمن پر تو بندہ جائے ہے
تھامتا ہوں پر یہ دل ہاتھوں سے نکلا جائے ہے
جان نکلا چاہتی ہے درد ہجری سے پر کیا کروں
کب تلک کوئی نہ بگڑے حال بگڑا جائے ہے
حسن دورافزون ہے خوبی کیلئے ای ماہرو
داغ میرے خون کا دامن سے چھوٹا جائے ہے
جب طاقت صبر و راحت جان و ایمان عقل و ہوش
اب گوہر کے لیے آنکھوں سے دریا جائے ہے

یہ تمہاری بے مروت کس سے دیکھا جائے ہے
حال دل کیونکر کہوں میں کس سے بولا جائے ہے
جب گلہ کرتا ہوں ہمدم وہ قسم کھا جائے ہے
آہ کام عشق شیرین لب ہے یہ تو کیا ہوا
یوں ہی گھٹتا جائیگا جتنا کہ بڑھتا جائے ہے
غیر کے ہمراہ وہ آتا ہے میں حیران ہوں
ہائے کیا کیجے کہ دل کے ساتھ کیا کیا جائے ہے
خاک میں مل جائے یارب چلبلی کی آبرو

سامنے سے جب وہ شوخ دلربا آجائے ہے
تھم کے وہ باتیں کیا کچھ دل ہی بیٹھا جائے ہے
رشک نے تیرے بنا دی جان پر اے بیوفا
شور بختی سے مزا ہی زندگی کا جائے ہے
پونچھے آنسو دار تو کیا روئے ہائے ہائے
کیسے استقبال کو بھی تو سے پیرا جائے ہے
دور ہی ہوں خندہ دندان نما کی یاد میں
غیر تیری لاش کے ہمراہ روتا جائے ہے

اب تو مرجانا بھی مشکل ہی ترے بیمار کو	ضعف کے باعث کمان دنیا سے اٹھا جاتا ہی	بندگو اب تو ہی فرما کسکو سودا ہی یہ کون
اور کی سنتا نہین اپنی ہی بکتا جاتا ہی		

ان اشعار کو سنکر افراسیاب بھڑک گیا ساحرون سے کہا یارو بڑا کوئی رئیس زادہ ہی پڑھا لکھا کامل کوئی جن بھوت کا اسپر سایہ ہی ہر بات پر افراسیاب ہان ہان کرتا ہوا بہ مشکل قریب اس طفل حسین کے آیا اُسنے ہاتھ بڑھاے افراسیاب نے گود مین اُٹھالیا اُسنے ریش پر افراسیاب کی ہاتھ ڈالدیا کہا ہمارا گھوڑا دوڑتا ہوا چلے افراسیاب نے اسپر بھی کچھ خیال نکیا جلدی جلدی طرف بارگاہ کے چلا آتا ہی لڑکا پانون ہلاتا جاتا ہی کہتا ہی اپنے ٹٹو کو ایڑ کرتا ہون تمام سرداران احتقاق گرد افراسیاب ہنستے ہوئے چلے آتے ہین بعض کہتے ہین یارو کیا ہنستے ہو رونے کا مقام ہی ہاے ماں باپ کا کیا حال ہوگا صاف ظاہر ہی کہ رات کو نکل کر گھر سے بھاگا نہین معلوم اس جنگل مین کیونکر آگیا شیر بھیڑیے سے کسطرح بچا دیکھیے یہ سایہ اسکے سر سے کیونکر دور ہوگا ماں باپ اسکے کیسے سر ٹکراتے ہونگے گھر مین کہرام برپا ہوگا افراسیاب نے لاکر بارگاہ مین پہونچایا لڑکا گودے افراسیاب کی کود کر طرف احتقاق جادو کے چلا کہا نانا جان ستنے بھی ہمکو تلاش نکیا احتقاق نے بھی ہاتھ پھیلا دیئے وہ کاتخت پر چڑھگیا احتقاق کی داڑھی نوچنے لگا احتقاق کو غصہ آیا افراسیاب نے کہا حضور وہ اپنے ہوش مین نہین ہی آپ بھی پر نگاہ کیجیے غصہ نفرمایئے اگر اسکی جان بچ جائے کوئی اس بھوت کو اُتارے اپنا فرزند بناؤن سحر سکھاؤن وحید عصر بناؤن حسن و جمال تو دیکھو چاند کا ٹکڑا ہی سونے چاندی کے کھلونے منگوا کر تخت پر رکھدیے لڑکا اُن کھلونون سے کھیلنے لگا ایک سمت بارگاہ مین آئینہ قد آدم رکھا ہوا تھا لڑکا کھیلتے کھیلتے پلٹا آئینہ کو معائنہ کیا اک چیخ ماری ارے یارو دوڑو میرا بھائی قید ہوگیا یہ کہکر طرف آئینے کے دوڑا ایک ٹکر ماری سر سے اُسکے خون جاری ہوا آئینہ ٹوٹ گیا اپنے کو گرا دیا مچلنے لگا ہاے بھائی کیلئے روتا ہی کبھی منہ بناتا ہی کبھی بچھاڑین کھاتا ہی اب وہ آئینہ جو اٹھا کر جھلوایا گیا اُسکے پیچھے دوڑا یہ کہتا ہوا کہ ارے یارو میرے بھائی کی لاش لیے جاتے ہین اب ہر چند روکنے والے روکتے ہین اب لڑکا نہین رُکتا افراسیاب کہتا ہی ارے یارو اسکی جان بچاؤ کسی کو قریب نہین آنے دیتا باہر بارگاہ کے نکل آیا چاہتا ہی بلندی سے کود پڑون ساحر پٹتے ہوئے ہین یہ نہین مانتا اب تو لشکر مین ایک ہنگامہ برپا ہی افراسیاب کہتا ہی یارو کیونکر روکون جو کوئی گود مین اُٹھالیتا ہی اُسکو گالیان دیتا ہی جب زور نہین چلتا اپنے بال نوچتا ہی زمین پر گر پڑتا ہی ہوا سے لڑتا ہی افراسیاب و احتقاق بیرون بارگاہ آگئے ہین افراسیاب کہتا ہی یارو میرے طلسم ہوش ربا مین تو سب طرح کے لوگ ہین کسی ملا سیانے کو بلاؤ وہ اس آسیب کو اُتارے ایسا نہو یہ ٹکر مر جاے لوگ ہر طرف دوڑے دوڑے پھرتے ہین یہ ہنگامہ ہو رہا ہی لڑکا چیخین مار کر رو رہا ہی

اب یہی ضد ہے کہ ہائے بھائی کو مار ڈالا میرے بھائی کو لاؤ کسے قید کیا آخر صعید کیا خبردار میرے پاس کوئی نہ آئے
گرد سب ساحر ہیں بیچ میں وہ لڑکا خاک منہ پر مل رہا ہے مثل شیر غضبناک آنکھیں سرخ چہرہ تمتمایا ہوا بڑے بڑے
نکتہ شناس دور سے دیکھکر کہتے ہیں یارو ہمنے پہچانا یہ جن کی علامت ہے ایک نے کہا دیوانے ہو پری کا سایہ ہے
عاشق ہو چکی ہے اسے بیجا لگی ہمارے پڑوس میں اسی طرح ایک لڑکے پر پری عاشق ہوئی تھی اڑا کر لیگئی ابھی حیران
کر رہی ہے یہ باتیں ہو رہی ہیں افراسیاب دور سے کہہ رہا ہے آپ کون صاحب ہیں نام بتائیے بکرا منگواؤں لوبان
جلاؤں اپنے قالب کو آپ کیوں حیران کرتے ہیں دیکھیے اُس بیچارے کے منہ سے خون جاری ہے لڑکے نے نیلی پیلی
آنکھیں کرکے جواب دیا ہم تجھکو نام نہ بتائینگے دل سے ہم اسکے طالب ہیں اسکو پرستان میں لیجائینگے تم لوگوں
نے کیوں گھیرا ہے افراسیاب نے کہا غصہ نہ کیجیے غریب لڑکے کو چھوڑ دیجیے اوسکا سر جا رہا ہے ہر ایک پر آنکھیں
نکالتا ہے اب سارے لشکر میں ہنگامہ ہے چار پانچ لاکھ ساحر جمع ہو چکے ہیں ساحروں نے دیکھا گاؤں کی جانب
سے ایک مولوی صاحب کتاب بغل میں دبائے ہوئے چلے آتے ہیں افراسیاب تو کہہ رہا تھا کہ یارو کسی نے
کو جاؤ ایک ساحر نے جھککر سلام کیا کہا مولوی صاحب آپ کہاں سے آتے ہیں مولوی صاحب تو بھرے ہوئے
تھے بل بڑے کہا ای بھائی دنیا میں اب مکر و غرور کا جا بجا چرچا ہے بھلا آدمی مارا جاتا ہے گاؤں میں زمیندار کی
بچی پر ایک جن آتا تھا میں بیچارہ تو کچھ نہیں جانتا ایک جاہل آدمی ہوں جا کر کچھ جھاڑ پھونک کی چھا گیا یا تو
زمیندار صاحب کہتے تھے آدھا گاؤں دونگا سرفراز کرونگا آج جب فرصت حاصل ہوئی دو بیگھے زمین کا پٹہ لکھ
میں ڈالدیا گویا کتا بنایا لیکن خیر ہے شیشہ جنگل میں دفن کیا ہے اُسمیں جن کو بند کر دیا جا کر شیشہ توڑ ڈالینگے ابھی وہ اسکے
گھر بھر کو کھا جائیگا یہ مولوی صاحب نے جو کہا اور بڑبڑاتے ہوئے چلے ساحر نے دوڑ کر افراسیاب سے عرض کی
افراسیاب نے کہا جلد بلاؤ ساحر دوڑے مولوی صاحب نہ آتے تھے ملازمان افراسیاب نے کہا مولوی صاحب
یہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے نہال کر دیگا بمشکل بڑے میاں چلے افراسیاب نے بھی دیکھا مولوی صاحب کی
اگلے لوگوں کی وضع نینون کا ڈوپٹہ سر پر بندھا ہوا کتا زیب جسم شرعی پائجامہ کفش پہنے ہوئے جیسے قریب آکر پہنچے
لڑکے سے آنکھ ملائی آواز دی کیوں بے نابکار بدکردار خونخوار یہاں کہاں آیا دیکھو تمہارے باپ بھی آپہنچے
یہ جو مولوی صاحب نے چلا کر کہا تو لڑکا مثل شیر غضبناک بیٹھا ہوا جھوم رہا تھا اٹھکر بھاگا بارگاہ میں گھس گیا
زیر تخت احتقاق چھپا دہائی پکارتا ہے یارو اس مولوی کو مار دو یہاں نہ آنے دو اسکی آنکھوں سے ڈرتا ہوں
اب تو سب نے مولوی صاحب کو گھیر لیا افراسیاب نے کہا مولانا جو مانگیے زیادہ دونگا مولوی صاحب

نے کہا شہنشاہ صاحب یہ جو ساحری ہو یہ غضب کے مقام ہیں یہ رے اٹھارہ بیٹے جوان ہوے اس فن کو کر کے
بہت پچھتایا اور یہ بچارہ کیا ہی خوب طبیعت طلسن ہی بے بڑھا جن پہ لاہور سے بھاگا مین وہان بھی ہو بچا تھا اب
یہان تشریف لائے ہین کئی مرتبہ اُنکی گردن ناپ چکا ہون بدوضع ہی دو ٹھوکر دون مین بھاگ جائیگا لیکن آج
سختی پڑ گئی افراسیاب نے کہا اندر تشریف لیچلیے حقیقت مین آپ کو دیکھتے ہی بھاگا زیر تخت جاکر چھپا ہی
سرداے پڑا ہی مثل بید کانپ رہا ہی سب مولوی صاحب کو گھیرے ہوئے مولوی صاحب اندر بارگاہ کے
آئے سب سردار گھیرے ہوئے مولوی صاحب نے کہا غل نکرو بارگاہ کے پردے چھوڑ دو خاص لوگ اندر
آئین عام باہر ٹھہرین صاحبو الگ رہو ایسا نہو اسکو چھوڑ کر تم پر چڑھ بیٹھے اب تو لوگ بھاگے پردے بارگاہ کے
چھوڑ دیے افراسیاب و احتقاق چالیس سرداران جلیل صرف اندر رہگئے مگر سب الگ بیٹھے ہین
افراسیاب بھی خاموش لیکن وہ کا تخت کے نیچے سے نہین نکلتا افراسیاب نے کہا کیون مولوی صاحب یہ
آپ کے قریب کیونکر آئے یہ تو ظاہر ہی کہ غل شور نہین کرتا مولوی صاحب نے کہا سوا من سونا منگوا دیجیے لوبان گگل
فلفل سیاہ کالا دانہ کوری بدھنی دو بچھونون کے ہار کسی قدر جواہر بھی رکھوا دیجیے سونے جاگنے کی مجھکو ضرورت نہین
ہی بعد تھوڑی دیر کے اپنی سب چیزین اُٹھالیگا مجھے جو ہاتھ اُٹھا کر دیجیے گا وہ حلال ہی ورنہ یہ کیا مال ہی ایسی دولت
پر تھوک ہی سب خون خوک ہی افراسیاب نے کہا سب کچھ حاضر ہی اشرفیون کے ڈھیر لگا دیے اشیاے
مذکور حاضر ہوئے باہر والون کو بڑا اشتیاق ہی دیکھین اندر کیا ہوتا ہی روزن سے جھانک رہے ہین مولوی صاحب
نے کہا جو جو صاحبین روزن میں سے جھانک رہے ہین دیکھے ای شہنشاہ سزا پائینگے سب اندھے ہو جائین گے
اب تو لوگ بھاگے ایک نے ایک سے کہا بھائی ہو مولوی صاحب چار فلیتے لکھ رہے ہین افراسیاب
بھی خاموش احتقاق کو بھی حیرت کا جوش افراسیاب سے کہتا ہی ای افراسیاب یہ مولوی صاحب بڑے
کامل و اکمل ہین وہ کا چھپا ہوا بیٹھا ہی اسنے آنکھ نہین ملاتا لیکن مولوی صاحب نے چار فلیتے لکھے چار دن کو نے
بارگاہ کے رکھے چار شمعین منگائین وہ بیچ مین رکھی گئین چالیس سردار افراسیاب و احتقاق سے کہا
آپ لوگ ایک ہی مقام پر مجتمع کرکے بیٹھین اب دیکھیے قیامت برپا ہوتی ہی جن سے لڑائی پڑے گی افراسیاب
نے گھبرا کر کہا مین باہر چلا جاؤن مولوی صاحب ہنس پڑے کہا شہنشاہ دیکھیے کیا مجال آپ لوگون پر ترچھی نگاہ
ڈال سکے پر سے اسکے لڑائی ہی مین بھی لونگا سب نے دیکھا فلیتے و شمع اُسی طرح رکھی ہین ابھی مولوی صاحب
نے روشن نہین کین جب سامان مہیا کر چکے مولوی صاحب نے آواز دی او جاہل ادھر آ کب تک تخت کے نیچے چھپے گا

لڑکے نے دانت نکال دیے ہاتھ جوڑے مولوی صاحب نے چند دانے رائی کے پھینکے لڑکا زیر تخت سے تڑپکے
نکلا جھومتا ہوا قریب مولوی صاحب کے آیا لیکن آنکھین سرخ جھومتا ہوا مولوی صاحب نے کہا بچہ جادو کا چڑھ گیا
مولوی صاحب نے ایک دستک دی کہا بتلا تیرا نام کیا ہی لڑکے نے کہا اوگھم ملا نام تو نہ بتاؤنگا تجھکو بھی
کھا جاؤنگا مولوی صاحب نے گوگل کی دھونی دی لڑکا کھیلنے لگا دوہتڑ زمین مین مارتا ہی کبھی مولوی کو للکارتا ہی کھیلتے
کھیلتے مولوی کو لپٹ گیا مولوی نے اڑنگا دیکے دے مارا ایک طمانچہ دیا کہا او بچہ نام بتا آج بے تجکو جلائے
نچھوڑونگا اب شیشے مین نہ بند کرونگا کئی مرتبہ سے دھوکا کھایا ہزارون منزلین طی کرکے یہان آیا لڑکا کانپنے لگا
منہ سے کف جاری ہوا کہا مولوی صاحب میرا اقتقام خونخوار نام ہی پردہ چہارم قاف مین رہتا ہون یہ لڑکا میرا
قالب ہی دل اسکا طالب ہی اسکو پردہ قاف مین لیجاؤنگا مین مدت سے اسپر مائل ہون ہرگز سر سے اسکے نہ اترونگا
زیادہ بولوگے تو تمپر بھی چڑھ جاؤنگا بس مولوی جھلا کر اٹھے کہا اچھا بے اقتقام بد انجام دیکھ تو کیا کرتا ہون دوڑ کر
چار دن شمعین روشن کین چارون فلیتون مین آگ دی کچھ کچھ پڑھ پڑھ کے شمعون پر مارا اب تو اسقدر دھوان بلند ہوا
سارے خیمے مین بھر گیا لڑکا بھی رونے لگا یکایک افراسیاب و احتقاق و چالیسون سردار گھبرا کر اٹھے کہا
مولوی صاحب پھر بھی جن چڑھا کوئی طرف آسمان کے لیئے جاتا ہی ہمکو دیکھے جن پریزادون کا یہان مجمع ہی دیکھ
بھی آگئے احتقاق پکارا ارے مولوی مجھکو بچا دیو نے منہ کھولا کئی سردار کھیلنے سے لگے پکارتے ہین ای مولوی ہمکو
بچائے بڑے بڑے بول آئے ہین لو آگ کا دریا آگیا افراسیاب نے کہا پانی چڑھ آیا احتقاق نے کہا مین تو
گھٹنون تک غرق ہو گیا افراسیاب نے کہا کمر اسکے مین بیراک ہون میرے کاندھے پر ہاتھ رکھیے ناک اپنی
پکڑ لیجیے احتقاق نے جلدی ناک پکڑی کاندھے پر افراسیاب کے ہاتھ رکھا کہا بیٹا جلد نکل چلو دیکھو کشتیان جہاز
ڈوب رہے ہین ارے سکو بال آگیا گھنٹہ بھر مین نکل جائیگا لو ہنسلی تک لاڈلا بھی پہونچا منہ کھولدیا کیونکر بچین گے ہائے
جو سنتے تھے وہی ہوا مثل مشہور ہی قطرے کا جو کا گھر آدھا لکانے تو کیا ہوتا ہی جوش دریا دم بدم زیادہ ہی کنارے
تک پہونچنے کا ارادہ ہی افراسیاب نے کہا مین جان پر کھیلتا ہون ابھی اس دریاے قہار کو جھیلتا ہون
یہ کہکے پیچھے ہٹا سر جھکا کر گویا غوطہ مارا افراسیاب و احتقاق دونون گرے غرق دریاے لعنت ہوئے
وہ چالیسون بھی گر کر بیہوش ہوئے لڑکے نے نعرہ کیا تم مہتر مہتران و بہتر بہتران سرہنگ سرہنگان بساط آرائے
بنی آدم مولاے مفلس و مکرم جامع الفضل والکرم دوندہ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ مرد زار برہنگ نامدار زا
پالنگ صاحب قطورہ ازتگ رفیق قدیم زادہ قاف ثانی سلیمان نامی نامور خواجہ عمرو ہستم

تیغ ز پرو یہ بوده ساغر یا رم	در مجلس خسروان جو آورم ساقی	رنگ از رخ تجنک بر آخریم	عمرم نکتہ از سر قیصر بر رم

مولوی بھی تڑپا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی ستم برق رفتار و خنجر گزار ہے ستم کہ لیکن گران برہم از ہے کیون
استاد کیا مولوی بنا عمرو نے ایک دھول لگائی کہا اے تجھے عمر بھر عیاری نہ آئیگی بابا جی بچیا بے غیرت ابے
سوا من سونا منگایا ہے پانچ من کہا تھا یہ کہکر جال مارا دو سونا ڈھیر دہ اٹھا کر زنبیل کیا برق نے کہا استاد جلدی کرو
افراسیاب تو قتل نہوگا لیکن احتقاق کو تو مار و صبح سے حس جلسے ہین جب یہ نام دنقارہ بجائیگا مردار ان نامی
کونش آجائینگے بھلا خواجہ کب مانتے ہین اسباب محفل کا اٹھانے لگے برق نے بڑہکر قریب احتقاق کے پہونچا عمرو
نے کہا ارے کیا کرتا ہی ایسا نہو کچھ فتور پڑے مین اسکو اٹھا کر زنبیل مین رکھلون نقارہ اور چوب بھی لیلون بھلا
برق کب مانتا ہی ایک خنجر احتقاق پر مارہی دیا خنجر تو اچٹ کے اڑ گیا زمین شق ہوئی ایک پتلا فولادی زمین سے
بکتا ہوا نکلا ارے تو کون ہی جو مصاحب سامری کو قتل کرتا ہی نکلتے نکلتے پتلے نے ہاتھ سے اشارہ کیا برق
دھم سے زمین پر آ کے گرا خواجہ عمرو ساحرون کے کپڑے اتار رہے تھے جمع مین اپنے جلسے سے باہر لیکن برق نے
گرتے گرتے آواز دی استاد بھاگو مین گرفتار ہوا عمرو نے جو پلٹ کر دیکھا پتلے نے برق کو پکڑا اب مری طرف آتا ہی
عمرو نے گھبرا کر بھاگنے کا قصد ہوا کہ ادھر دھون یا جست کرکے نکلجاؤن لیکن پتلے نے انکو ملتے ملتے ایک دو ہتھڑ
زمین پر مارا سامری و جمشید کا نام لیا عمرو بھی زمین پر گر کر مثل لوٹن کبوتر کے تڑپنے لگا یہ پتلا جب دونون کو
بیکار کر چکا برابر احتقاق کے آکر چھپتا پانی کا مارا آواز دی اے مصاحب سامری بہت سوئے بس اب
ہوشیار ہو جیسے عمرو و برق آپ کو قتل کرتے تھے نقارہ نواز لشکر سامری کو یہ غفلت اور افراسیاب تو روزانہ
جوتیان کھاتا ہی بار رنج و الم اٹھاتا ہی اسکی عقل پر پتھر پڑے ہین احتقاق کی آنکھ کھلی نہ وہ مولوی صاحب
ہین نہ وہ آسیب زدہ ایک انگریز دوسرا دبلا پتلا تھا دونون زمین پر بیکار پڑے ہین پتلا کھڑا ہو فہمایش
کر رہا ہی بس احتقاق نے اٹھتے ہی افراسیاب کو ہوشیار کیا کہا واہ شہنشاہ ہمکو اسی واسطے لائے تھے
کہ عیارون کے ہاتھ سے ذلیل و رسوا ہون افراسیاب کانپنے لگا پتلا بھی افراسیاب پر طعن و تشنیع کرنے لگا
کہا اے شہنشاہ مین اگر اپنے آقا کی نگہبانی نکرتا خاتمہ ہوا تھا بس اب ہمارے شہنشاہ آپ کے ساتھ نجانیگے سیکڑون
مرتبہ عمرو آپ پر عیاری کرچکا لیکن آپ نہین بچاتے افراسیاب غصے مین کانپنے لگا کہا او بچیا دور ہو ہمارے
مقدمات مین تجھکو کیا دخل ہی چند باغی جمع ہین جسدن مار دولت ہمارا جا ہیگا نکل جاتے انکا قلع کرینگے پتلے نے
اکڑکر کہا مرا سر غلط ہی کچھ بھی نہین ہو سکتا دشمنون کے ہاتھ سے آپ جا گے بھاگے پھرتے ہین پھر بھی آجتک

نہو سکا جب تو ہمارے شہنشاہ کی خوشامد کی یہ کلمات سخت جو چیلے نے افراسیاب سے کہے یہ آتش شعلہ مزاج
غصے مین اوٹھا کہا بس او زبان دراز خاموش ہو ورنہ ابھی سزاے معقول دونگا آتش غضب مین بھڑک کر چیلے نے
کہا واہ واہ دشمنون پر تو زور نہین چلتا پھر آنکھین نکالتے ہین مین کیا کچھ اونکا تابعدار ہون شہنشاہ احتقاق کا ادنی
خدمتگزار ہون افراسیاب نے غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ چیلا جلکر خاک ہوا خاک سے ایک طائر
پیدا ہوا اوسنے آواز دی افسوس صد ہزار افسوس علامت زوال ظاہر ہوئی اب طلسم ہوش ربا نہ بچیگا یہ سنکر طائر
نے بھی اک آہ کی افسوس ہیہات کہکر جلگیا احتقاق نے کہا ای افراسیاب یہ تو نے کیا کیا میرے غلام نگہبان
خیرخواہ کو مارا اب کوئی آفت آئیگی تو طلسم کو کون بچائیگا افراسیاب نے کہا اسوقت آپ کچھ نہ فرمایئے آپ کے لاکھون
نگہبان پاسبان ہین مرنے سے چیلے کے عمرو و برق کا سحر اوترا چاہتے تھے چوٹ مارکر اوٹھین افراسیاب نے
کہا بس ساربان زادے اسی مقام پر پڑا رہ اوٹھنے کا قصد نکرنا یہ کہکر کچھ اشارہ کیا اوٹھتے اوٹھتے دونون پھر گر پڑے
ہنگامہ جو ہوا چالیس سردار بھی ہوشیار ہوئے باہر نکلے دیکھا سب اہلیان فوج دور جاکر کھڑے ہوئے ہین ہر چند
انکو بلاتے ہین وہ کہتے ہین ہم نہ آئینگے اندھے ہو جائینگے جب ان سبھون نے پکار کر کہا او نامردو کیسا اندھا
لولا ہوتا جلد آؤ شہنشاہ بلاتے ہین دونون عیار تھے ہم سب بچگئے لشکر سامری و جمشید عبا لاؤ جب بہت دیکھ
چکے تب وہ لوگ بمشکل قریب آئے پردہ بارگاہ کا اوٹھا تو سب نے دیکھا احتقاق خاموش غم مین اپنے
نگہبان کے تخت پر سر جھکائے بیٹھا ہے افراسیاب بھی غصے مین کانپ رہا ہے دونون عیار غش گٹھڑی سامنے
افراسیاب کے سر جھکائے بیٹھے ہین ہوش سب کے اوڑ گئے تب یہ کہتے ہین یاروان عیارون نے ساحرون
کے بھی کان کاٹے کیونکر انکو کوئی پہچانے ایک مولوی بنکر آیا ایک لڑکا بن گیا یہ دونون نے جال پھیلا سکے
اتنے بڑے ساحرون کے سامنے عیاری کرگذرے کچھ خوف نہ آیا کلیجے بڑے سخت ہین بعض نے کہا افراسیاب نے
منہ چڑھایا ہے ہر مرتبہ گرفتار کرکے قید کرتا ہے اگر قتل کرڈالتا ابتک یہ جھگڑا نہ رہتا وہ لوگ جسکو پاتے ہین فورا
قتل کر ڈالتے ہین نہین معلوم شہنشاہ کو کسکا خوف ہے آخر ہوا نا یہ نوبت بہم پہونچی صدہا ملک قبضے سے
نکل گئے قوت بازو زینت پہلو دشمنون کے شریک ہوئے ہوش ربا ایسا طلسم برباد ہو رہا ہے کچھ نہین ہوسکتا
جب عاجز و ناچار ہوئے احتقاق جادو کو بلا کر لائے یہ لوگ صاحبان سامری گوشہ نشین صاحبان جاہ
و تمکین انکو دوڑنے سے کیا کام صرف بانیان طلسم ہوش ربا نے جمادات اور تکلفات درست کیے حجرہ ہائے
بالا بھی بنائے اگر اب کوئی مصیبت پڑی روح سامری کو تکلیف ہوئی بعض نے کہا اب آج تو شہنشاہ نے

بڑی ذلت اٹھائی ہے ضرور عمرو و برق کو قتل کرینگے ایک نے کہا ہمنے سنا ہے عمرو کو موت ہی نہیں ہے جان
قید ہوا اُس زمین کو ویران کیا ایکبیں ساحرون کے یہ چرچے ہین لیکن افراسیاب جادو پتلے کو مار کر غصے مین
کانپ رہا ہے احتقاق نے کہا کہ اے شہنشاہ میرے غلام نے زبان درازی کی اب ان دشمنون کو تو قتل کا حکم
دو افراسیاب نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے آپ صاحب ساحری ہین لیکن راز و نیاز طلسم سے بے خبر
تاہلا عمرو کے قتل کرنے مین یہ کہ صاف صاف لکھا ہے جمشید نامے کا فقرہ ہے کہ عمرو کا خون جس مقام پر گریگا وہ
سرزمین آباد نہوگی علاوہ ازین طلسم کشا پر موجود ہے لوح کی تلاش ہو رہی ہے بڑے بڑے سالار عقیل و فہیم
تاجدار صلاح تلاش لوح مین آٹھ پہر مصروف ہین کوکب روشنضمیر کو بڑی فکر ہے آٹھ پہر یہی ذکر ہو لیکن ایسے مقام
پر قید کرون کہ طائر وہم و خیال بھی نہ پہونچ سکے اور آپ یہان سے تشریف لیجائیں طلسم کشا کو سزا دین عمرو کا سر
بھیجے ہین اب عمرو رہائی نپائینگے اُستاد شاگرد تڑپ تڑپکر مر جائینگے مدت سے ایک قیدی وہان مقید ہے
کوئی بھی آجتک وہان نہ پہونچا اُسی مقام پر انکو بھی بھیجدونگا قید خانے مین ایسے عاجز ہون مجھکو بیڑی سے
سر ٹکرا کر خود مر جائیں میرے ہاتھ سے مہلت نپائیں پھر عمرو بول اُٹھا ہنسکر کہا میان احتقاق تمہاری تو شامت
آئی ہے قضا یہان لائی ہے ہم شہنشاہ کے پرانے رفیق ہین ہمارے مہربان شفیق ہین اسوقت ہمسے ایک خطا ہوگئی
گھڑی دو گھڑی نظر بند کرینگے پھر سرفراز فرمائینگے ہم انکے خدمتگزار ہین یہ ہمارے سردار ہوکہ ابھی ہمکو دکھلانا منظور
تھا برق نے جلدی کی ورنہ ہم تمکو زنبیل کی سیر کراتا توکری ڈھوتے ڈھوتے مر جاتے بہت سے تمہارے
بھائی بند قید ہین تمہاری کیا حقیقت ہے ہمارے قتل کی ترغیب دیتا ہے تمہارا کام زندگی کا چاک کر ڈالا گیا
بیحیائی سے جیتے ہو شہنشاہ سے ہمسے راز و نیاز ہین سالہا سال ہوئے خدمت مین شہنشاہ کے حاضر ہوتے
اپنے مالک سے لڑتے بھی ہین پھر منجاتے ہین ان باتون پر احتقاق جلا پایا افراسیاب مسکرایا عمرو نے جو
افراسیاب کو ذرا مہربان پایا کہا اے شہنشاہ اب تو میری جان پر بنی ہے خطا میری معاف کیجیے صرصر سے
شادی کر دیجیے یہ کہکے گنگنایا یہ اشعار عشق آمیز گانا شروع کیے

نظم

داریم اسیر درد ازدون دل من است
وصلت مراست لیلی و مجنون دل من است
ہرکس شنید نالۂ [illegible] ازم زہوش رفت
بیگانہ [illegible] افسون دل من است

در بزم غم پیالۂ پرخون دل من است
خون دلم گذشت ز جیحون و کم نشد
فرہاد عشق بادۂ گلگون دل من است

از جیحون نشان وصالت نیافتم
از صد عید قطرہ افزون دل من است
تحفی دلم بہ نغمۂ غریق آشنا نشد

برق فرنگی سے جو دیکھا کہ اُستاد نے رنگ جمایا ہے یہ بھی گنگنایا کہ اُستاد

قتل کیجیے یہ قوم کا انگریزی بڑا فتنہ انگیز ہی برق نے کہا نہین اُستاد اب مین بھی توبہ کرتا ہون عمرو نے کہا میں بھی دل
صاف کردو اب کوئی جھگڑا باقی نہ رہے بڑے بڑے ظلم سے دل مین ناسور پڑ گئے یہ بھی ہمکو یقین ہو گیا کہ یہ طلسم
فتح نہو گا بس ہم کیون لطف زندگی کھوئین عمر امون کی جان کو روئین تخم بغض و حسد کشت عداوت مین بوئین
آپ کی مصاحبت مین رہین چین سے پاؤن پھیلا کے سوئین افراسیاب تو خاموش ہی لیکن احتقاق نے کہا
ای افراسیاب عمرو روتا ہی اپنی حرکات پر شرمندہ ہوتا ہی اسکو نوکر رکھو تو شب کو خوب مزے سے گانا سنین گے
افراسیاب نے کہا اِسکی باتون کا مجکو یقین نہین آتا ورنہ اسکے کمالات بہت پسند ہین مرتبے بھی اسکے بلند ہین
ملکہ طلس گلگون پوش کو عیار رہا کر کے مجھے رلوا دیا مین ایسا صاحب اختیار نہوتا تو غضب کیا تھا
کوہ ہفت رنگ پر چڑھ گیا تھا بڑے بڑے فتور کیے نہین معلوم کمبخت کے کان مین کیا پھونک دیا تھا ہمدر
دی کا دم بھرتا تھا عمرو نے کہا ای شہنشاہ مین وہ بات ایسی کہہ دونگا وہ بڑی ایک عمدہ خبر ہی ہر اہل دل کو
عزیز ہی اب افراسیاب و احتقاق سے خواجہ عمرو کھل مل کر باتین کر رہے ہین کبھی گاتے ہین کبھی میٹھی باتین
سُناتے ہین کبھی کہتے ہین حضور اب رہا کیجیے مین اُنھون سامری و جمشید کو سجدہ کرون کوئی عیاری سوچون اسد
کو بہلا لاؤن احتقاق صاحب کو تکلیف ہو یکایک آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا سب اُسی جانب
دیکھنے لگے اُسی مقام پر اگر وہ ابر شق ہوا سب نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام لیکن تاج سر پر بھاری لباس پہنے ہوئے
چالیس ساحر ہمراہ تخت اُڑ اُڑا افراسیاب کو جھککر سلام کیا افراسیاب نے ہنسکر کہا ای شہاب گلگون پوش
اسوقت کہان سے آتے ہو عرض کی صرف حضور کی قدمبوسی کو حاضر ہوا ہون برائے زیارت ملکہ ماہیان زمرد پوش
پردہ ظلمات مین گیا تھا عرصہ دراز تک خدمت فیضدرجت مین حاضر رہا دو قیدی حضور کا جو ہمارے قبضے مین
ہی اُسکا حال ملکہ عالم نے پوچھا مین نے کہا حضور نوبت بجان دکار دبر استخوان امروز فردا مین خاتمہ ہو جائیگا ملکہ عالم
نے یہ فرمایا ای خیرخواہ دولت ای صاحب لیاقت ہماری نجوم خبر دیتی ہی اس زمانے مین وہ قیدی چھوٹیگا اُسکی
ذات سے بڑی خرابی ہوگی مین نے دست بستہ عرض کی کہ حضور اُسکی رہائی میری زندگی مین غیر ممکن ہی مجھ تک کون
آسکتا ہی یکایک ملکہ عالم نے فرمایا لو اور مزا دیکھیے عمرو و برق نے احتقاق پر عیاری کی دونون گرفتار
ہوئے اب شہنشاہ سے صفائی ہو رہی ہی ای شہاب جلد جاؤ خبردار خبردار افراسیاب کا کہنا نہ ماننا دونون
عیارون کو لیکر اپنے مقام پر چلے جاؤ بہ احتیاط قید کرو ورنہ تڑپ تڑپ کر جل جاؤگے افراسیاب سفلہ مزاج
بیوقوفون کے کا تاج ذرا سی بات مین پھسل جاتا ہی جو عمرو کہیگا مانیگا باعث خرابی ہوا اُسکا یہی حشر ہی

دام علم موسیقی مین پھنسا لیتا ہی چشم زدن مین دھوکا دیتا ہی حضور غلام حاضر ہوا لایے ان دونون عیارون کو میرے
حوالے کیجیے لیجا کر قید کردون یہ اقیدی تا قید حیات رہا نہین ہوتا اگر حضور نے شاہان مغضوب میرے حوالے کیے
میرے قید خانے مین تڑپ تڑپ کے مرے افراسیاب کو سناٹا آگیا سب سے زیادہ احتقاق کو رنج ہی کہا ای
افراسیاب مین اسکو اپنا مصاحب خاص بناؤن افراسیاب نے کہا علم مین آپ کے دم نہین مار سکتا
اور حقیقت مین یہ بھی دوست ہوگا لیجانے دیجیے تو خواجہ اب تمھاری موت آئی عمرو منتین کرنے لگا شہاب
کا غصے مین چہرہ سرخ ہوگیا کہا او ساربان زادے بس خاموش رہ شہنشاہ کو دھوکا دیا ہوتا اب قم زدہ نہ پوچھے
اُس قید خانے مین تڑپ تڑپکر مردگے عمرو بہت حیران ہی کہ ہمارے لشکر کا تو کوئی سردار قید نہین یہ کس قیدی کا
ذکر کرتا ہی لیکن زیرہ کی آنکھین جوش وخروش مین آئین طرف شہاب کے پلٹے کہا او ناہنجار بدکردار کیون
بیہودہ بکتا ہی اس وقت کی بات لکھ رکھو اگر ہمکو لینے آیا ہی تیری قضا بہت قریب ہی ہم فقط شہنشاہ سے دبتے
مین تجھ ایسے ہزارون مار ڈالے ملک عظلی آباد چاہ ماران دام الجبال زبرجد نگار و ملک فرخوینہ
ہزار شکل چرخ گردان ان سب مقامات کے ساحرون کو کتے کی موت مارا جس دن سے طلسم ہوشربا مین
آیا اتنے ساحر مارے کہ شمار ناممکن ہی عنایت پروردگار کے دل علیہ ہی اگر اپنی زندگی درکار ہی ہمارے
مقدمے مین دخل نہ دے یہان سے چلا جا کیون شامت آئی ہی شہنشاہ ہمارے مالک ہم انکے خیرخواہ ہین
عیاری مکاری جو جی چاہتا ہی کرتے ہین یہ ہمارے قدردان ہم انکے رتبہ شناس یہ رئیس جلیل ہم فلک اساس
یہ سردار ہم عیار دوسرے کی کیا مجال کہ ہم سے آنکھ ملائے شہاب تیرا نام ہی یہ رنگ دھوپ مین اڑجاتا ہی
ابھی سے دیکھ تیرے چہرے پر سیاہی ہی ہمارے قتل کا خیال باعث تباہی ہی ہمنے بہت سے رنگ دنیا
دیکھے تجھ ایسون سے کب ڈرتے ہین جو تجھے ہوسکے قصور کر شہاب گلگون پوش کا چہرہ غصے سے سرخ
ہوگیا کہا ای شہنشاہ آپنے اسکو بہت منہ لگایا ہی دیکھون تو میری قید سے کیونکر چھوٹتا ہی اب آپ دوا بھی جلد کردونگا
یہ کہا عمرو اور برق کو اپنے سحر مین مسحور کیا افراسیاب نے اپنا سحر اتار لیا ہر چند کہ اسی وقت عمرو قیامت کی عیاری
کر چکا تھا لیکن سب کو سناٹا آگیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یا دہر چند کہ عمرو سب ساحرون کا دشمن ہی لیکن علم دکمال
مین اپنا مثل نہین رکھتا کس مزے سے اسوقت گایا عاشق مزاجون کا دل بھر آیا لیکن شہاب تنتا ہوا اٹھا
اچھلکر تخت پر آیا عمرو و برق کو اسی تخت پر ڈال لیا چالیسون جادوگر گرد آگے دہی ابر تیرہ و تار اڑتا ہوا ایک
جانب نکل گیا احتقاق نے کہا ای افراسیاب مجھے بڑا قلق ہوا افسوس عمرو کا گانا دل کھول کر نہ سنا افراسیاب نے

کہا ای شہنشاہ آپ ابھی حالات عمرو سے ماہر نہین ہین یہ بلاے روزگار ہی اب مجھکو اطمینان کامل ہوا شہاب گلگون پوش جہان عمرو کو لیگیا وہان کا قیدی کبھی رہا نہین ہوا احتقاق خاموش ہو رہا افراسیاب جادو نے ایک نامہ ملکہ حیرت جادو کو لکھا مضمون یہ تھا کہ تیاری کردمین احتقاق جادو حاکم بجرۂ سوم کو لیکر آتا ہون عمرو و برق سے اگر یہان عیاری کی ہین دونون کو قید کرکے سمت کوہ کیمیا بیرو روانہ کردیا لیکن اس خبر کو مشہور نکرنا یہ نامہ نامہ دار کو دیا ساحر تیز رو نامہ لیکر چلا افراسیاب نے احتقاق کو مع نقارۂ جمشیدی تخت پر سوار کیا منزل بمنزل چلا لیکن حال لشکر ملکہ مہرخ سماعت فرمایئے کہ آج کئی دن کا زمانہ گذرا خواجہ عمرو و برق پلٹ کر نہ آئے حیرت جادو مع لشکر ساحران اگر مقابلے مین اُتری بیٹھے بیٹھے ملکہ مہرخ گھبرا ئین مہتر مین مہتر چالاک بن عمرو دربارگاہ مین حاضر ہو جانسوز و ضرغام مہتر قران والا مقام بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین کہ ملکہ مہرخ نے چالاک سے کہا ای مہتر والا گہر ای عیار نامور بڑے تعجب کی بات ہے کہ کئی دن سے لشکر حیرت ہمارے مقابلے مین آیا کیا باعث ہے کہ حیرت نے طبل جنگی نہین بجوایا شاید آمد افراسیاب کا انتظار ہے اور خواجہ عمرو دل بیقرار ہے فکر مین گئے تھے واپس نہین آئے کل اہلیان ہوش ربا اُنکے دشمن ہین ذرا جا کر خبر لاؤ شاید لشکر حیرت مین کچھ کیفیت معلوم ہو چالاک نے کہا مین خود قبلہ و کعبہ کے واسطے بیقرار ہون شب کو خواب پریشان دیکھا خدا خیر کرے یہ کہکر چالاک اُٹھا لشکر مہرخ سے نکلا جب قریب لشکر حیرت پہونچا اک خدمتگار کی صورت بنائی لشکر مین حیرت کے پھرتا ہوا آیا بلا تکلف دربارگاہ پر آکے ٹھہرا حاضر حاضر کیکے پردہ اُٹھایا اندر آیا پشت حیرت پر آکے ٹھہرا دربار جمع ہوا ہے مصور و صورت نگار وغیرہ اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین حیرت جادو کہہ رہی ہے شہنشاہ قریب بجرۂ سوم پہونچ گئے ہونگے دشمنون نے قصد کیا تھا کہ شہنشاہ کو ردکین یہ تو تیغ سنا طاوبچ نے خبر دی کئی لاکھ ساحرون کو قتل کیا قلعۂ فرعونیہ کو لوٹ لیا اب واپس ہونے ہونگے ای سرماسہ برف انداز وای ابریق کوہ شگاف کوئی ساحر تیز رو جلد روانہ کرو کہ حال مفصل دریافت ہو ہر مرتبہ جی چاہتا ہے طبل جنگی بجواؤن بہی بہار کو گھس کر قتل کردن ہوا نے بہت سر اٹھایا ہے مین ہر مرتبہ لڑائی مین ٹالتی ہون وہ بڑے ہی نمک حرامی ہین بہت پچھتا جنگی سرماوا بریق نے قصد کیا عرضی واسطے افراسیاب جادو کے تحریر کرین کہ برق آسمان پر چمکی ایک ساحر اُترتا ہوا آیا نامہ ہاتھ مین ملکہ حیرت کے دیکر چلا گیا اتنا چلتے چلتے کہدیا کہ حضور اسکے مضمون سے کسی کو آگاہ نکرین یہ پکار کر عرض کرتا ہون کہ احتقاق جادو آتا ہے ای ہفتے ہین شہنشاہ پہونچ جانیگے وہ تو غائب ہوا حیرت جادو نے نامہ کھولا بعد القاب حال عمرو و بستہ دم لکھا تھا کہ ساربان زادے نے

شخصون کی عیاری کی برق بھی ساتھ تھا بدولت نے دونون کو گرفتار کیا لیکن قید کر دیا پشت پر چالاک کھڑا ہوا
گریہ زاری کر رہا ہی جھلک جھلک کے پڑھتا جاتا ہی یہ حال مصیبت مآل جو دیکھا کہ خواجہ و برق قید ہو گئے آنکھون
کے نیچے اندھیرا آگیا قریب تھا کہ چیخ مارکے روئے لیکن ضبط کیا ہر چند کہ تاب ضبط نہ تھی یہ بھی تو خوف ہی کہ کوئی
پہچان نہ لے گھر روتا ہوا نکلا بیرون بارگاہ آیا دیکھا ایک مقام پر مہتر قران ساحر بنے کھڑے ہین قران نے
چالاک کو غمگین دیکھا قریب آکے حال پوچھا کہا خلیفہ لشکر مین چلو یہان عیار پھیان پھر رہی ہین حیرت آمادۂ فساد
ہر ایک ساحر کو ہے بغض و عناد جلد نکل چلیے قران سمجھ گئے کوئی اُفتاد پڑی چالاک کے ساتھ لشکر حیرت سے باہر
نکلے یہان مہرخ وغیرہ گوش بر آواز غمگین کہ چالاک و قران آکر پہونچے مہرخ نے گھبرا کر پوچھا کیون ای چالاک
خیر تو ہی بہت جلد واپس آئے چالاک نے سر پیٹ لیا کہا حضور قبلہ و کعبہ برق کو ساتھ لیکر تا بہ سرحد فرعونیہ پہونچے
نام کا ہے کو کتاب بھی ایک جز بین حال عیاری لکھا تھا احتقاق وافراسیاب وغیرہ کو بیہوش کیا لیکن قتل نہ کر سکے
آخر گرفتار ہوئے نہین معلوم کہ ظالم نے کہان قید کر کے بھیجا یا ہی نشان مقام قید تحریر نہ تھا احتقاق جادو کو بھی
افراسیاب لایا ای پہنچتے کے اندر آجائیگا ملکہ مہرخ نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا جو کوئی ساحر آئیگا دیکھا جائیگا
جسکے ہاتھ سے قضا ہی قتل ہوگا سکا کیا خوف ہی مگر خواجہ عمرو کا قید ہونا بڑا غضب ہوا چالاک و قران نے
کہا ہم جاتے ہین یا اپنی جان دینگے یا پتا لگا لینگے ملکہ مہرخ نے کہا ای چالاک کیونکر کہین کہ تم بھی برائے تلاش جاؤ
جب نشان اور مقام دریافت ہوا کیونکر پتا ملیگا طلسم بہت وسیع ہی صدہا مقامات ایسے ہین کہ ہم اس طلسم مین پیدا
ہوئے آج تک کبھی وہان گزر نہین ہوا اکثر مقامات اس طرح کے پُرہول ہین کہ خود افراسیاب بھی وہان نہین گیا
صرف اسکے کمال کے خوف سے خراج آجاتا ہی نام ہے اس جلاد سے ہر کس و ناکس تھراتا ہی ابھی جو یہ شہرۂ فیلم
آیا تھا اتنی دور اسکا مقام ہی کہ سالہا سال اسکو اپنے بھائی کے قتل کا حال نہ معلوم ہوا گرفتاری لاچین کی کیفیت
نہ ظاہر ہوئی چونکہ خیر خواہ دولت تھا سنتے ہی دوڑ پڑا آخر مارا گیا بس ہم تمکو کیونکر کہین کہ بدون دریافت مقام
و نشان آوارہ پھر کر جاؤ قران نے سر جھکا کر جواب دیا ملکہ ہمارے واسطے یہ بھی بدنامی ہی کہنے والے کہین گے
اُستاد قید ہو گئے شاگرد تمتنے پھرتے ہین کچھ خیال نہین قلب پر ملال نہین لہذا ہمین رخصت کیجیے رہبر کامل خضر راہ
ہوگا دریافت ہو جائیگا اُسوقت دربار مین اک نعرہ بلند ہوا باغبان نے کہا ای عیاران نامی مین تمھارے ساتھ چلون
شاید غنچۂ آرزو کھلے نشان پتہ ملے چالاک نے کہا تمکو کیونکر ساتھ لیجائین اتنا بڑا بجیا آتا ہی تمھارے ہونے سے
ہزار طرح کی بہتری ہی تدبیرین بتاؤ گے مصیبت مین سردارون کو بچاؤ گے ملکہ مہرخ نے بھی کہا باغبان تمھارا

جانا بہتر نہین ہی باغبان خاموش ہو رہا سوچا کہ مین جسقدر اصرار کرونگا اب صاحب مانع ہونگے کسی طرح نکلجاونگا
وقتاً فوقتاً تدبیر ہوگی خاموش ہو رہا لیکن چالاک وقران اُسی وقت بلباس عیاری سے آراستہ ہو کر لشکر سے
نکلے سردار روتے ہوئے ساتھ ہین قران نے منع کیا کہ اب آپ لوگ واپس جائین ورنہ مشہور ہو جائیگا کہ آج
مہتر قران وچالاک براے تلاش خواجہ عمرو گئے ہین ایسا نہو حیرت جادو کسی ساحر کو ہمارے روکنے کے
واسطے بھیجے راہ مین رک جائین اور زیادہ باعث خرابی ہو سب سردار روتے ہوئے پلٹے جب دونون عیار لشکر
سے باہر نکلے مہتر قران نے کہا ای چالاک ساتھ چلنا مناسب نہین ہی الگ الگ ہو کر تلاش کرو چالاک نے
کہا بہت مناسب ہی دونون عیاران طرار بیقرار اشکبار بلباس عیاری سے آراستہ پیراستہ الگ الگ جستجوے
خواجہ عمرو و برق مین راہی ہوئے قران نے پھر چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای مہتر والا گہر تمکو بھیجنا موجب خلل ہماری
حکمت و رحمت کا مضمون ہی لیکن براہ محبت دل نہین مانتا خبردار جب تک نشان ومقام دریافت نہو کسی ساحر
وغیرہ ساحر پر دست انداز نہونا تمکو اس سفر مین بہت برے خیالات ہین یقین کامل ہی افراسیاب نے ایسے مقام پر
بھیجا ہو کہ نشان ملنا دشوار ہوگا ایسا نہو کچھ اور خرابی پڑ جاے چالاک نے کہا آپ کی عنایت سے دربدر پڑا رہونگا
بہت کچھ سے عیاری کیجائیگی بخوبی آپس مین صلاح مین کرکے ایک طرف مشرق کے دوسرا بسمت مغرب جستجو کرتے ہوئے
روانہ ہوئے انکو راہ مین چھوڑ دو وقت پر حال انکا تحریر کیا جاویگا

دو کلمہ داستان حیرت عنوان مہتران خواجہ عمرو و برق فرنگی کہ قید کرکے افراسیاب نے شہر فرعونیہ سے بدست شہاب گلگون پوش روانہ کیا ہی اور نشان ملنا ملک الحول مربع نشین کا عجب داستان رنگین وسحر آگین ہی لائق ملاحظہ ناظرین نازک خیال ہی مخمسہ

بتاؤن فصل بہاری کا کیا نشان صیاد
سے آیا طفلی ہی مین مجھکو تو یہان صیاد
نہ دیکھا ایک نظر مین نے بوستان صیاد
کھلی ہی کنج قفس مین مری زبان صیاد
مین ماجراے چمن کیا کرون بیان صیاد

چلو چمن سے اب ای بلبلو براے خدا
قیام خوب نہین ہی کہ مین نے اب سُنا
بہیجے تو کھائینگے اگلے برس چمن کی ہوا
زمین بچھیون دام ہر طرف تو آشیانہ جلا
ہم یہ مشورہ کرتے ہین باغبان صیاد

یہ مین نے مانا کہ نفرت مجھے ہوئی سب سے
لیگا ہاتھون کو پچھتائیگا تو رو رو کے

یہن جب تلک ہون یہان کچھ نہین ہی قدر مجھے
کریگا یاد مرے زمزمون کو بعد مرے
ہون چند روز ترے گھر مین میہمان صیاد

ہوا بہار مین گلشن تو روبرو پامال
ہے ہمصفیرون کی دوری کا اور بحث ملال
شفیق ہوکے اگر پوچھے تو مرا احوال
سناؤن واقعہ اپنا تجھے تمام و کمال
جو کان دھر کے سنے میری داستان صیاد

خدا کا خوف کر اتنا نہین ہے ظلم روا
کہ آب و دانہ کئی روز سے نہین پایا
یہ بے زبان ہین قیامت ہو نہین برپا
ستم زیادہ نکر حکم دے رہائی کا
پکارتے ہین گرفتار الامان صیاد

فصیح سیکڑون میرے بیان پر ہین مفتون
بھرے ہین دل مین ہزارون ہی بحر کے مضمون
مرے کلام مین سو سو طرح کے ہین افسون
نہ ہونگا بند قفس مین بھی مین وہ بلبل ہون
ہزار تجھکو سناؤنگا داستان صیاد

مین ہمصفیرون کو بھی اب نہین بلاؤنگا
اور آشیانہ بھی اپنا قفس مین چھاؤنگا
ہو کتنا دور ہی پر تک نہین ہلاؤنگا
در قفس بھی کھلیگا تو اب نجاؤنگا
یقین نہ ہووے تو کر میرا امتحان صیاد

کئے ہین تونے کرم مجھپہ بارہا جو جو
وہ نقش سنگ کی صورت ہین دلپہ نقش اب تو
اسیر دام محبت ہون اب تو جو کچھ ہو
رہا بھی ہوکے نہ بھولونگا حق خدمت کو
ادا کے شکر کرونگا مین ہر زمان صیاد

بچھے ہین باغ مین ہر ایک سمت دام بلا
ہر اک درخت مین پھندے لگے ہین سرتاپا
بہار تنگ ہے جو صیاد کا یہی شیوا
چمن مین بلبل دو گھڑی کا چھوڑیگا
رہیگا آٹھ پہر گھات مین نہان صیاد

تمام قید کے دن رنج و فکر مین کاٹے
ہزار رنج سہے اور لاکھ صدمے سہے
خدا کا شکر ہے سختی کے دن ہوے پورے
قفس پہ اب تو لگا رکھے ہار پھولون کے
ہزار شکر ہوا مجھپہ مہربان صیاد

پھنسایا مجھکو فقط حیلہ و بہانے نے
ستایا سخت مجھے گردشِ زمانے نے
سبک کیا ہے مجھے رنج کے اٹھانے نے
دکھایا کنج قفس مجھکو آب و دانے نے
وگرنہ دام کہان مین کہان کہان صیاد

ہے آشکار جو بلبل کو گل سے الفت ہے
لگا کے کان ذرا سُن جو تجھکو فرصت ہے
یہ مست ناز ہے الفت مین اُسکو وحشت ہے
عجیب قصۂ دلچسپ اک حکایت ہے
سناؤنگا گل و بلبل کی داستان صیاد

جو پر ہلاؤن تو پانی مجھے پلاتا ہے
ملول پاکے گلون سے قفس کو چھاتا ہے
جو سر کو پٹکون تو دانہ معاً منگاتا ہے
اُداس دیکھکے مجھکو چمن دکھاتا ہے
لگی ہے اس مین ہوا ہے مزاج دان صیاد

بہار عمر کے سب دن تو قید ہی مین کٹے
نہ اب وہ دل ہے کہ شوق چمن ذرا ہو مجھے
نہ ہمصفیر کوئی جو پھڑکون اُسکے لئے
رہے نہ قابل پرواز بال و پر میرے
قفس سے اُڑکے مین اب جاؤنگا کہان صیاد

تڑپ تڑپ کے یقین تھا کہ جان جائیگی
یہ میری باتون نے تاثیر دل مین پیدا کی
اگر قفس مین جو قسمت نے یاوری بخشی
عزیز رکھتا ہے کرتا ہے خاطریں مری
ظاہر خوبی قسمت سے قدردان صیاد

بنا کے پہلے تو بربادی آسمان نے کی
خدا ہی جانے کہ رکھتا تھا دشمنی کیسی
چمن سے پھینک دیا ایک دن قفس کو بھی
چمن مین رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی
خدا کرے یونہین ہو جائے بے نشان صیاد

کمر یہ مینے اطاعت پہ باندھی ہے ابتو
خیال اپنے نگہبان کا ہو تو ایسا ہو
پھڑک سکا بھی نہین کنج قفس مین مین یارو
مین جھانکتا نہین چاک قفس سے بھی گل کو
نہو سنے تا مری جانب سے بدگمان صیاد

ہین خائف دام سے محو رسِ گل و سنبل
یہ ہمصفیرون کا دیوار باغ پر ہے غل
بنا ہے خانۂ زندان چمن تو اب بالکل
نکالیو نہ قدم آشیان سے او بلبل

لگائے بیٹھے ہین پھندے جہان تہان صیاد

نہ ہمصفیرون کی فرقت کا غم نہ قید کا ڈر
مین اسمین رہتا ہون حیران و ششدر اکثر

نہین ہی اپنے غم و رنج پر بھی مجھکو نظر
الٰہی دیکھیے صحبت برار ہو کیونکر

زبان دراز ہون مین اور بدزبان صیاد

کوئی بھی چھاتی پہ بسمل کے سنگ دھرتا ہی
قفس کو باندھ کر ایسا ہی تنگ گذرتا ہی

کوئی بھی کرے ستم اس طرح کرتا ہی
پرون کو کھولدے ظالم جو قید کرتا ہی

قفس کو لیکے مین اُڑ جاؤنگا کہان صیاد

مین ایک گلشن جنت کا ہون ہزار ای رند
کہین مین پڑھکے تھا رعنائے ہوشیار ای رند

نہین تھی صحبت گل مجھکو ناگوار ای رند
فریب دانہ کا کھاتا مین زینہار ای رند

اگر تا دام کو گر خاک مین نہان صیاد

شعر سخن بیخ و غواص دریاے ہوش * چنین ریخت گوہر بدامان گوش * عروس داستان حیرت بیان کو برائے نظارہ مشتاقان والا مقام مشاطگی نظم و نثر سے یون آراستہ کرتے ہین کہ جب شہاب گلگون پوش بصد جوش و خروش خواجہ عمرو برق کو لیکر بلند ہوا ہر چند عمرو نے چاہا ہوشیار ہون برق پر بھی تاکید کی کہ بیدار رستہ تو دیکھتے ہوئے چلو یہ بیجا ہمکو کہان لیے جاتا ہی شاید رسم و راہ سے آگاہی ہو مقامات تو خیال مین رہین لیکن متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئے یہ نہ ثابت ہوا کہ کس راستے سے لیکر چلا بعد عرصہ دراز بعد سوز و گداز جو آنکھ کھلی خواجہ نے اپنے کو ہتکڑیون بیڑیون مین جکڑا ہوا ایک مکان تنگ و تاریک مین پایا لیکن ہاتھ پاؤن قابو مین صاف یہ ظاہر ہی کہ ہمپر سحر نہین ہی لیکن وہ مکان بقدر تنگ و تاریک کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہین سوجھتا تاریکی شب ہجر بات ہی نمونہ پردہ ظلمات ہی یا بخت سیاہ کا سا سنا ہوا دل عمرو کا گھبرانے لگا بیقرار ہو کر چلانے لگا یہ تو یقین کامل تھا کہ برق ہمارے ساتھ قید ہی بعد عرصہ دراز نگاہ اُٹھا کر چار جانب دیکھا برق کو اپنے قریب نہ پایا اب خواجہ بہت گھبرائے واسطے اپنے یار وفادار کے تڑپے اندھیرے مکان مین یہ نہین معلوم ہوتا دن ہی کہ رات ہی نہین معلوم کسقدر زمانہ گذرا دروازہ کھلا ایک زنگن سیاہ رو کلوہی نیلے کپڑے پہنے ہوئے ایک نان خشک ایک آبخورہ پانی کا لیکر سامنے عمرو کے آئی رکھکر چلی گئی عمرو نے کہا یہ کیا مقام ہی تمھارا کیا نام ہی اُسنے کچھ جواب بھی نہ دیا نان و آب رکھکر چلی گئی جب کئی دن عمرو کو اسی طرح گذر گئے کہ وہ زن زنگن آتی ہی

کھانا رکھکے چلی جاتی ہی عمرو گھبرایا کہ یہ عورت آتی ہی نام تک نہین بتاتی ای خواجہ کچھ تدبیر کرو کسی طرح اس زندان تنگ
و تاریک سے نکلو کیا جان دوگے یہ سوچکر سنبھل بیٹھے آج جو وہ عورت آئی روٹی رکھکر جا با چلی جاے عمرو نے اُسکا ہاتھ
پکڑ لیا اُسنے کہا او نگوڑے میرا ہاتھ چھوڑ دے عمرو نے کہا بوا ذرا ٹھیر جاؤ ہم گنہگار قیدی ہین ایک بات تمسے پوچھینگے
تمھارے قبضے مین ہین سامری و جمشید سے ڈرو ایسا نہو غضب خداوند لقا مین پھنسو شاید کہین تم بھی قید ہوجاؤ یہ
سنکر اُس عورت نے کہا ای شخص مجکو سامری و جمشید سے کیا کام خداوند لقا سے کیا مطلب عمرو نے کہا بندہ کیسا
مین لقا کا دوست صادق بچپن کا یار غار ہون سامری و جمشید کو بھی پہچانتا ہون جسنے انکو پیدا کیا اُسنے مجکو بھی
پیدا کیا جو مجکو رزق دیتا ہی وہی ہمارا بھی رزاق مطلق معبود برحق ہی اُس عورت نے کہا ای شخص یہ بڑے تعجب کی
بات ہی ہمکو تو یہ حکم ہوا تھا کہ ایک مرد مسلمان اس قید خانے مین قید ہی اُسکو روٹی پانی پہونچا دینا کبھی بات کرنا عمرو
نے کہا بی بی جب رئیس خفا ہوتے ہین بڑے بڑے بے بس ہوتے ہین مین تو اپنا حال تمسے کہونگا کہ پہونے دو بی خدا کے
حال سے بخوبی آگاہ ہون اسوقت برباد تباہ ہون یہ سنکر وہ عورت چپ ہوگئی عمرو نے کہا کچھ یہ بھی معلوم ہی کہ ہمارے
مقدمے مین کیا حکم ہوا عورت نے کہا ہماری جو مالک ملکہ گلشن جادو ہین اُنھون نے کل یہ ذکر کیا تھا کہ اس قیدی
کے مقدمے مین افراسیاب کو عرضی لکھی ہی دو دن مین وہان سے جواب آجائیگا اس شخص کو قتل کرینگے یہ سنکر عمرو
رونے لگا کہا بی بی مین ایک مفلس آدمی ہون خیر ایک خطا ہوگئی اب بادشاہ کو اختیار ہی میرے پاس کچھ دو چار پیسے کا
اسباب ہی وہ تم لیلو نام پر سامری کے لٹا دینا شاید اُسی کی وجہ سے چھوٹ جاؤن اس مصیبت سے نجات پاؤن
عورت نے کہا تیرے پاس کیا چیز ہی عمرو نے کہا روپے اشرفیان کچھ چھوٹے بچے دو چار نگینے گرتی ہین یہی کچھ آدمی
کے پاس ہوتا ہی کون ایسا نذرے آدمی ہوگا جسکے پاس دس پانچ ہزار کا نقد و جنس موجود نہین اُسنے کہا مین ابھی جاکر یہین
کھلوا دونگی فیض بڑی چیز ہی بیشک کچھ تعجب نہین کہ تیری رہائی ہوجاے مین ملکہ عالم سے تیری سفارش کرونگی
قید سے چھڑوا دونگی لیکن یہ بتلا تجھے خطا کیا ہوئی عمرو نے کہا قوم کا فراش ہون گل کرتا تھا قالین ولایتی جلگیا
اُسپر یہ مصیبت ہوئی عورت نے کہا یہ تو کچھ بڑی بات نہین ہی مین ضرور رکھونگی عمرو نے کہا ملکہ گلشن جادو
کون صاحب ہین عورت نے کہا اس قلعے کی حاکم معشوقہ شہاب گلگون پوش عمرو نے کہا میان شہاب اور
کہین رہتے ہین عورت نے کہا یہ مجکو معلوم نہین ہی شب کو یہان روز تشریف لاتے ہین گلشن کے ساتھ مزے
اُڑاتے ہین صبح کو چلے جاتے ہین مین ملکہ گلشن کی کنیز ہون اُنکو دل سے عزیز ہون لاؤ اشرفیان نکالو مین بھی
جاکر سفارش کرون منت خوشامد سے گذارش کرون عمرو نے کہا ذرا ہتھکڑی نکال دیجیے ہاتھ قابو مین ہون تو مال

نکالون زنگین سوچی کہان بھاگ کے جائیگا جھگڑیان ہاتھ سے عمرو کے کاٹین عمرو نے کرکے کچھ روپیہ کچھ اشرفیان
نکالین عورت خوش ہو گئی گننے لگی کہا میان فراش صاحب اسی قدر ہین عمرو نے کہا نہین ابھی بہت باقی ہین یہ کہکر
کھڑے ہو گئے پائجامہ کھول دیا جیسے ہی پائجامہ زمین مین گرا عورت نے منہ پھیر لیا کہا بڑا بیباک ہے عمرو نے کہا مال لنگوٹ
مین بندھا ہے تم منہ پھیرے بیٹھی رہو مین سب تدبیر کیے لیتا ہون سب مال تمکو دیتا ہون عورت منہ پھیرے بیٹھی رہی عمرو
نے کچھ روپے کھنکھنائے عورت آواز سنکر خوش ہو رہی ہے سنتی ہے روپے نکال رہا ہے تھوڑا فراش بڑا مالدار
ہے اتنے عرصے مین عمرو نے بیڑیون کی بھی کھیلین نکالین زنگین اسی طرح منہ پھیرے بیٹھی ہے بیڑیون کی بھی جھنکار کو
روپے کی جھنکار سمجھی عمرو نے باطمینان حلقہ ہاے کمند اسکے گلے مین ڈالدیے کہا کیون ہوا مال ملا اسنے گھبرا کر چاہا
چیخون عمرو نے بیہوشی منہ مین مل دی عورت بیہوش ہو کے گری خواجہ عمرو نے اسکو اپنی صورت بنایا آپ اسکی صورت
بنکر تیار ہوے گلے مین اسکے گنبد فلوس دیا کہ حسین علی کی جانے اسی طرح جھگڑیان بیڑیان پہناکے ڈالدیا آپ اسکی صورت
بنکر باہر نکلے اب خیال آیا کہ خواجہ سب کچھ کیا اسکا نام نہ پوچھ لیا خیر کبھی جائیگا تھوڑی دور چلے تھے اور دو چار کنیزین
مین انھون نے دیکھکے پکارا کیون بنفشہ قیدی کیسا ہے عمرو نے کہا تھوڑا مر گیا میری پاپوش جلانے مین روٹی
اور آبخورہ پانی ڈال کے چلی آتی ہون تم سب صاحبون کو ہنسی کی بڑی عادت ہے یہ باتین کرتے ہوئے آگے بڑھے
دیکھا وہ قصر وسیع ہے بہت بنے ہوئے ہین جا بجا چوبدار نقیب اور کنیزین وغیرہ موجود ہین ایک سے عمرو نے پوچھا
ملکہ عالم کہان ہین اسنے کہا آج انکے آشنا صاحب دن سے آئے ہوئے ہین صحبت آراستہ شراب چل رہی ہے
عمرو نے پوچھا کس مکان مین ایک نے کہا سامنے والی بارہ دری مین تو چلی جا دیکھ لے ہنگامہ گرم ہے آواز سازو
وغیرہ کی آتی ہے عمرو صداے ساز پر چلا قریب بارہ دری پہونچا پردہ اٹھاکے دیکھا جادوگر شہاب گلگون تخت
مسند پر بصد کبر ونخوت جلوہ مین ایک جادوگرنی ایک طائفہ سامنے بیٹھا ہوا گا رہا ہے عمرو اندر آیا شہاب اپنی
معشوقہ گلشن سے باتون مین مصروف تھا کچھ چپکے چپکے اس سے کہہ رہا تھا عمرو نے باتون کا خیال نہین کیا یہ بھی
نہین سنا کہ عاشق ومعشوق کیا باتین کر رہے ہین عمرو گوشے مین جا کر کھڑا ہو رہا اس فکر مین کہ کوئی ساقی بچہ الگ
آئے اسکو بیہوش کرکے شراب مین بیہوشی ملاؤن ان دونون کو پلا کر مارون اس طرح مین ستون کی آڑ پکڑے عمرو کھڑے
ہوئے تھے اب احوال برق فرنگی کا سنیے کہ اسکی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک حجرے مین قید بیٹھا ہون جھگڑیان بیڑیان ہاتھ
پاؤن مین ایک عورت اسکو بھی کھانا دینے آئی اسنے بھی دم دیکر اسکو بیہوش کیا لیکن نام پوچھ لیا تھا نسرین عذار
اسکا نام تھا اسی کی شکل بنکر برق نکلا اسکو اپنی صورت بنا کر وہان ڈالدیا لیکن خواجہ عمرو کنیز کی شکل بنے مین نہ گئے

حسین کی صورت بنکر آیا ہے دربار مین پہونچا پہونچتے ہی اسنے دیکھا ایک نازنین گلابی لیے جاتی ہے اسنے کہا اری خیلا ٹھہر جا وہ ٹھہری برق نے کنارے لیجا کر اسکو بھی بیہوش کیا آپ اسکی صورت بنکر گلابی ہاتھ مین لیکر محفل کی طرف چلا پکارتا ہوا حاضر ہوئی خواجہ عمرو جو ستون کی آڑ پکڑے ہوئے کھڑے تھے اسی فکر مین کہ کسی معقول کو بیہوش کرون اسکی صورت بنکے جاؤن برق کو جو دیکھا بشت تجلی نے پہچانا پکار کر کہا بی جانے والی ذرا ٹھہر جاؤ ہماری بھی ایک بات سن لو برق ہنسا اب عمرو نے پہچانا کہ مجبور رہا ہے جلد گوشے سے نکل آئے کہا کیون ہوا مجھے پہچانا برق نے آنکھین دیکھتے ہی مسکرا کے کہا تو انکو ہم ہزار مین پہچان لین اشارون مین باتین ہوئین اپنے اپنے حال کہے برق کے ساتھ خواجہ بھی چلے خواجہ تو آکر اک گوشے مین بیٹھ گئے برق محفل مین آیا جلد جام لبریز کیا بیہوشی ابھی نہین ملائی عمرو نے منع کیا تھا کہ بیتار رنگ محفل دیکھکر کام کرنا جب ہم بھی شریک ہو جائین کچھ بیٹھے جلدی کیا ہے اُس جوے نجات پائی اب انکو لیتے ہین برق نے جام دیا شہاب نے جو اٹھا کر اپنی معشوقہ گلشن کو پلایا برق نے شراب کے مضمون کے اشعار پڑھنا شروع کیے اس لطف سے اشعار پڑھے شہاب کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا کہا لالہ عذار اسوقت بیٹھکر ذرا ہمارے سامنے گاؤ گلشن نے کہا ملکہ تمنے سنا لالہ عذار کیا خوش آواز ہے گلشن تم بیٹھا کر تو بی تکو سکا گانا پسند آتا ہے اچھا بی لالہ عذار انکی خوشی کر دو ایک آدھ چیز گاؤ برق نے ادھر ادھر دیکھا بایان اپنے آگے رکھ لیا لطف سے گانے لگی لیکن بایان چھیڑنے مین بے سُری ہوئی جاتی ہے گلشن نے کہا بایان کسی اور کو دو بایان بجانے مین بگڑتی ہو برق نے طرف خواجہ کے دیکھا کہا بوا ذرا میرے پاس آؤ سیدھا سیدھا ٹھیکہ چھیڑے جاؤ خواجہ بہت خوب کہکے اُٹھے گلشن نے کہا نقشہ بایان کیا بجاوگی برق نے کہا حضور میرا ساتھ خوب دیتی ہے شہاب نے کہا ملکہ تمہاری صحبت مین یہی چرچا رہتا ہے گانے بجانے مین سب کو دخل ہو گیا ہے خواجہ نقل نقشہ قریب آئے بایان آگے بڑھا یا ٹھیکہ بانو ھنا شروع کیے برق چمک چمک کے گانے لگا جوش مین یہ غزل شروع کی غزل

دکھا دینگے چمکن آفتاب داغ فرقت کا
قیامت ہے کہین تختہ الٹ جائے نہ تربت کا
کیا ہے کسنے منع انتظار فصل گل کیسا
نہین کچھ دل لگی قابو مین آجانا طبیعت کا
برنگ گل تری فرقت مین داغ دل شگفتہ ہین
مزہ آتا تھا آنکھون مین ہماری خواب راحت کا

خدا چاہے تو تمکو پھر جانے خورشید قیامت کا
شب فرقت مین پروا ہی کرین جو دنین رکھتا
دل ویران مین جب جی چاہے آنکھو وحشت کا
خدا انکو نے بیجے دلکو بھی ساتھ اپنے لے ڈوبین
مین شکر کا تمنے داد ہون ایام مصیبت کا
فلک مضطر ہو تو بیخ فرقت مجھے اچھتے

ہماری قبر پر تو بیٹھے مجتا ہے رقیبون کو
کبھی چہرہ نہ کچھون رو سیہ اُس بیمروت کا
گئی بھی اب جو فصل گل تو تسکو ہوش آتا ہے
نہین تجھ یار تھا بڑا عزیز یحر الفت کا
نہ بھولیگا وہ تیری چال کا عالم شب وعدہ
بھکر پوچھ دے بالا ہوا یون ناز وقفت کا

بہار بیکسی ہے بیلبنی کہ جلے گلشن میں
ہمیں پیدا سے جو رہتے بل نکلجاتا ہے حسرت کا
جلال زاہنے کو ہے بتان میں جان دی آخر

یہ چھینٹے مجھکو دیتا ہے ترشح ابر رحمت کا
تو نے دل مکدر ہو گیا اپنا دم آخر
خدا بخشے کیا اس بادہ فانے کام جنت کا

تمھاری برہمی آشفتہ مثل زلف رکھتی ہے
لگا دامن میں رستے وقت یہ دھبا قیامت کا
اس طرح غزل برق نے تڑپکر گائی

آنکھوں میں سب کے بجلی چمک گئی شہاب بھی خوش ہو رہا ہے گلشن بھی تعریفیں کر رہی ہے بلکہ کہتی ہے لالہ عذار نے
باغ لگا دیا دلوں پر داغ پڑگئے بنفشہ بھی علاج کر رہی ہے اسمین گلشن نے کہا ارے یہ سب حرامزادیاں مرگئیں
لالہ عذار جو یہان گانے میں بھنسی شراب لانا موقوف کر دیا جلد شراب لاؤ ایک کنیز دوڑ کے شراب لائی برق
نے لگائی اُسکے ہاتھ سے۔ بلی عمرو تو بھی اشارہ کرتا ہے برق کو بھلا کب تاب ہے گھائی سے فوراً بیہوشی کی دی جام
لبریز کر کے شہاب کے سامنے پیش کیا شہاب اسقدر بیزار ہے برق سے اشارے کر رہا ہے منظور یہ ہے کہ شکو
اسے قبضے میں کرونگا برق بھی مسکراتا جاتا ہے اُسی رنگ میں جلدی جام دیدیا جیسے ہی شہاب نے ہاتھ میں
لیا رنگ دگرگون ہوا چاہتا تھا پیے شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا ایک شعلہ سبز کا اُسنے آواز دی
او شہاب کیا غافل بیٹھا ہے عمرو و برق سامنے گا بجا رہے ہیں آنکھوں سے تجکو نہیں سوجھتا ادھر تو شہاب
غصے میں آکر اُٹھا برق زیر کر جا گا عمرو نے ایک جادوگرنی کو خنجر مارا برق نے بھی ایک آدھ کو لیا گلشن تو
پیٹنے لگی ہے ہے میری کنیزوں کو کیا ہوا میں نے اپنا خون جگر پلا کے پرورش کیا ہے یہ کسنے دھوکا دیا کیا ہو گیا محفل میں
عجب قیامت برپا ہوگئی لاشے جادوگرنیوں کے گرے شہاب دوڑا عمرو و برق دیوارین کود کر اُس مکان
سے باہر نکلے شہاب پیچھے چلا آتا ہے برق نے ایک مقام پر جست کی شہاب نے سحر کیا برق لڑکھڑا کر گرا
جادوگروں نے گرفتار کر لیا عمرو نے گلیم اوڑھ لی ہلڑ ہوا ارے یارو دیکھو عمرو کہاں گیا چہار جانب جادوگر ڈھونڈتے
پھرتے ہیں کہیں نشان نہیں ملتا شہاب نے کہا میرے قلعے سے نکل کے جا نہ سکیگا شہر میں ڈھنڈھورا پٹوا دو
محلے محلے مشتہر ہوا اپنے گھر میں کوئی غیر کو جگہ نہ دے برق کو تو گرفتار کر کے باندھا قید خانوں میں آکر دیکھا کنیزیں بندھی
پڑی ہیں اُنھوں نے سب حال بیان کیا برق کو تو پھر قید کیا شہاب نے کہا ملکہ غضب ہوا عمرو آنکھوں کے
سامنے سے غائب ہو گیا میں نے چاہا تھا سحر کروں پھر جو پلٹ کے دیکھا اُس ظالم کو سامنے آنکھوں کے نپایا چھلاوا تھا
دیکھیے اب کیا ہوتا ہے صاحب ذرا ہوشیار رہنا میرے قلعے سے نکل نہ سکیگا یہاں تو یہ تیاریاں ہیں صدہا جادوگر
تلاش میں خواجہ عمرو کے نکلا برق قید خانے میں تڑپ رہا ہے گلشن کہتی ہے کیا کمبخت نے غزلیں گائی ہیں انگوٹ
تک کانوں میں آواز بھری ہے شہاب نے کہا افراسیاب نے کہدیا تھا خبردار انکا گانا نہ سننا سیکڑوں شہنشاہ کو

دھوکے دیے ہین عیارون کے نام سے شہنشاہ گھبراتے ہین مگر یہ قلعہ گلگون نگار ہے یہان اگر کوئی بھی فتحیاب
نہین ہوا ہے جلد جادو تلاش کرو کوتوالون سے اقرار نامے لئے گئے ہین مخبرون کو تھانے دارون نے بلایا گھر گھر کی
تلاشی ہونے لگی مگر خواجہ عمرو جو کوٹھون کوٹھون چلے گئے گلیم اوڑھے ہوئے ایک کوچے مین اُترے گلیم سر سے اُتاری
ساحر کی صورت بنکے دروازہ قلعہ کا پوچھتے ہوئے چلے لوگون نے بتلا دیا کہ سامنے چلے جاؤ تھی دور جاکر دروازہ ملیگا
تھوڑی دیر مین خواجہ سامنے پھاٹک کے پہونچے دیکھا دروازہ کھلا ہے نگہبان بیٹھے ہین آیند و روند کی روک ٹوک
نہین ہے تو ہر مقام پر ہنگامہ سُنتے چلے آتے ہین کہ ساحر تلاش کرتے ہین ہر شخص کی زبان پر یہی ذکر ہے جو عمرو کو گرفتار
کرکے لیجائیگا خلعت و انعام جاگیر پائیگا یارو بڑا غضب کر گیا قید خانے سے نکلا سامنے شہنشاہ کے بڑی دیر تک پھرا کیا
کیسے ساحر ہین پہچان نہ سکے یہ باتین تو سُن ہی چکے تھے اب جو دروازہ شہر کا دیکھا خیال مین گذرا نکل چلو اور کچھ تدبیر
کرکے آئینگے جیسے سامنے دروازے کے پہونچے دیکھا قریب پھاٹک کے ایک نخل سایہ دار ہے اُسپر ایک طائر برابر زاغ
کے بیٹھا ہے ہر آیندہ و روند کو دیکھ رہا ہے جیسے ہی خواجہ سامنے پھاٹک کے پہونچے طائر درخت سے اُڑا پکار کر آواز دی
یارو یہ جو ساحر آتا ہے اسکو پکڑو یہ عمرو عیار ہے بڑا مکار و غدار ہے یہ سُنتے ہی ساحر طرف عمرو کے دوڑے عمرو بھی
شہر کی طرف بھاگا ہر کوچہ و برزن مین ہڑبڑا ہوا عمرو جاتا ہے پکڑو دو کا غل بھی دوڑے عمرو ایک کوچے مین بھاگا صورت
تو بدلی ہوئی ہے ایک کوچے مین جو آکر پہونچا دیکھا ایک عورت قوم کی بہشتن اپنے شوہر کے انتظار مین کھڑی کہہ رہی
ہے آج میان نہین آئے پانی بھرنے سے ابھی فرصت نہین ملی سامری و جمشید اس زمانے مین آبرو بچائین شہر مین ہر جا
ہے عمرو نے برابر آکے بہشتن پر حباب مارا وہ بیہوش ہوئی عمرو نے اُسکو گود مین اُٹھالیا اندر مکان کے آئے
اُسکی صورت بنکر تیار ہوئے اب یقین کامل ہوا شہر سے نکلنا دشوار ہے دو چار روز یون بسر کرو دیکھو پروردگار
پردۂ غیب سے کیا ظاہر کرتا ہے بہشتن کی شکل بنکر دروازہ تو بند کرلیا چارپائی پر پاؤن پھیلا کے بیٹھ گئے ستون کی طرح گھر گری
اُتھری کھولی تا کابت کر بیٹھے تھیلی مین پیوند لگا یا کلی پائجامے کو اُدھیڑا کلیان نکال ڈالین سنے پائینچے چڑھائے
سارے گھر کو ٹٹولا دیکھا جتنے زیور سب پہنے ہوئے ہین کوٹھری مین اناج بھرا ہوا تھا بہت سا زنبیل مین رکھ لیا تھوڑا
تھوڑا پڑا رہنے دیا دو چار دن کے موافق بچا لیا بعد تھوڑی دیر کے بہشتی آیا چاندی کے کڑے ہاتھ مین پہنے تھا گھر
لٹ گئی میان شکر ہے سامری و جمشید کا تم زندہ گھر مین آگئے شہر کا تو حال کہو بہشتی نے کہا حقیقت مین بلا بی قیامت
برپا ہے عمرو عیار قید خانے سے نکل گیا گھر گھر ڈھونڈھتے پھرتے ہین راہ مین مجھکو بھی کوتوال نے روکا تھا مین نے کہا صاحب
ہم پانی بھرنے والے ہین سقے آبرو دار کٹورون کی جھنکار روکتے ہین ہماری ذات سے کہا گیا ہے اُسپر بھی کوتوال نے

سنو دھلایا پتا و ہم و نشان لکھ کر فرمایا خبردار اپنے گھر مین کسی غیر کو نہ آنے دینا خالا کا بیٹا مہمان آتا تھا مین نے اسکو
منع کر دیا کہ بھیا آج مہمان نہ آؤ بیچارہ رنجیدہ ہو کے پھر گیا عمرو نے کہا صاحب یہ کڑے تو اُتار کے لے دیدو گھر مین قفل
لگاؤ بیچلے جھونپڑی مین آگ لگاؤ دو چار پیسے کی جوار سستی ہی تھی بیچ کے کھاؤ کمین راہمن وہ ظالم جلاد سار بانی دم
نکالے چاندی کے واسطے ہاتھ کاٹ لے بہشتی نے جلدی کڑے اُتار کر بی بی کو دیدیے بھابی بی کا بڑا احسان ہی
اب جنیفی ہن جو روشل درد بان ہوی بی بی نے کہا جاکر جو ملے کے نیچے گاڑ دون کہا صاحب تم جاؤ بیشک اب مین گھر سے
نہ نکلو نگا تمھارا کہنا کرونگا لیکن جلدی یہان پانی نہ ہو بچیارہ کالیان دیگا پیاسا رہیگا عمرو نے کہا آگ لگے اس
تشنیع کو اس بیٹھے ہی کو چھوڑ دینگے ہم چرخہ کات کے تمھیں کھلائینگے بہشتی نے دروازے مین قفل لگا دیا جورو
سے بیٹھے باتین کر رہے ہین کہتے ہین صاحب کچھ پکاؤ عمرو نے کہا صاحب میرے گورے گورے ہاتھ جل جائینگے
میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی آج مجھ سے کھانا نہین پکیگا بہشتی بیچارہ لاچار ہو کر اُٹھا کوٹھے مین آٹا نکالکر لایا ہنڈیا مین
دال چڑھا دی پیٹ کو لگی ہی آگ پھونک رہا ہی خواجہ چارپائی پر بیٹھے ترکیب بتا رہے ہین یون لکڑی لگاؤ
دیکھو دال اُبلتی ہی اپنے اڑھائی چاول نہ گلاؤ ہماری کچی روٹی ہی دو پیڑے مین نے چھپائے ہین خشکی نہ اڑا آٹا
ہلکا پھلکا پکاتا بہشتی کا یہ حال کہ بی بی کی باتون پر بھولا جاتا ہی خوشی خوشی کام کر رہا ہی لیکن قضائے کار گلشن نے
ایک نامہ افراسیاب کو لکھا تھا اسکا جواب نہین آیا جب یہ معرکہ گذرا تو شہاب گلگون پوش نے
افراسیاب کو اسی مضمون کی عرضی لکھی کہ عمرو قید خانے سے نکل گیا قلعے سے تو باہر نہین جا سکتا لیکن بڑا ازدہام
ہوا اگر حکم دیجئے برق کو قتل کرون عمرو کی جستجو مین مصروف ہون سرہنگ جادو مصاحب کو نامہ دیا کہا ای رام
ملک فرخندہ سے شہنشاہ نے کوچ کیا ہوگا راہ مین ملاقات ہوگی یہ نامہ ہاتھ مین شہنشاہ کے دینا فوراً جواب لینا
اب مجکو بڑے تردد و انتشار ہین سرہنگ اُسی وقت چلا چالاک کو تین شبانہ روز پھرتے پھرتے صحرا مین گذر
گئے ہین ایک نخل کے سائے مین کھڑا رو رہا ہی اپنی حسرت پہ کہ عمرو کو آتا ہی یکایک دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک
جادوگر کو دیکھا بھاگا چلا آتا ہی چالاک کو یقین ہوا یہ کسی کا نامہ دار ہی جب تو اسقدر تیز رفتار ہی فوراً کترے آیا
رنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت ملکہ صرصر شمشیر زن تیار رہا جب وہ جادوگر قریب آیا آواز دی او جانے والے
کون ہی کہان جاتا ہی سرہنگ نے پلٹ کر دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن کو پہچانا ہوش ربا کے جو فراوکو سب
پہچانتے ہین اسکی ہوا بندھی ہی بخوبی جانتے ہین سرہنگ بہت ڈرا کہا ملکہ صرصر مزاج تو اچھا ہی مین پہچانا صرصر نے
کہا صاحب مین کس کس کو پہچانون مین کیا جانون تم کون بلا ہو آتے ہی گھورنے لگے نگاہ تو نیچی کرو کمبخت ابھی جوان ہی

اپنے شباب پر بڑا گمان ہے مین نے جو پکارا بس بھول گئے صاحب مین افسر اخبار نویسون کی ہون اسوجہ سے پکارا
کون ہو کہان جلتے ہو کہان سے آتے ہو سرہنگ نے کہا بادشاہ ہمارے شہاب گلگون پوش جہان عمرو و برق
قید ہین بعرضی خدمت مین شہنشاہ کے پہونچانا منظور ہے تبلاؤ شہنشاہ کس مقام پر ہین اب تو چالاک کے کان
کھڑے ہوئے مسکرا کے ہاتھ تھام لیا کہا دیکھو بھیا خفا نہو نا ہم تم ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہین اسوقت دل کو تمھاری
بات پسند آئی اس طرح کی باتین کین تو چالاک نے سب حال مفصل پوچھا قلعہ کا نشان عمرو کے نکل جانیکا سبب
جب سرہنگ سب بیان کر چکا کہا چلو شہنشاہ کے پاس پہونچا دین لیکن راہ مین سناٹا ہے ہمکو ہاتھ نہ لگانا تنہائی
مین نہ ستانا نہین ہم غل مچائینگے راہ گیرون کو بلائینگے یہ کہتا ہوا چالاک لگا کر لیچلا ایک مقام پر آکر کند ماری
آگے گرتے جاتے مار دیا نامہ جھولی سے نکالکر خنجر کھینچا چاہا سر کاٹ لون کہ ایک طرف سے آواز آئی او نادان کیا کرتا ہے
چالاک نے پلٹ کے دیکھا مہتر قران چلے آتے ہین جھپٹ کے ہاتھ چالاک کا پکڑ لیا کہا طریقے سے مجھکو معلوم ہوا
کہ یہ کسی کا نامہ دار ہے اسکی شکل بنکے جانا منظور ہے تو اسکو قتل کر شاید وہان کوئی اسکی علامت ہو اسمین فرق آجائے
تو کسی خرابی پڑے چالاک نے کان پکڑا کہا آپ بجا فرماتے ہین تمام کیفیت گذشتہ سامنے مہتر قران کے بیان کی
کہ کوئی بادشاہ شہاب گلگون پوش ہے اُسکے قلعہ مین جاکر قبلہ و کعبہ رنگ لائے نکل گئے ہین لیکن دستیاب
نہین ہوئے یہ نامہ خدمت مین افراسیاب کے جاتا تھا مین نے گرفتار کیا مہتر قران نے وہ نامہ دیکھا جوان سے
افراسیاب کے جواب لکھا کہ برق کو قتل کر دو عمرو کی جستجو مین مصروف رہو ہم کسی اور ساحر کو بھی روانہ کرینگے وہ
آتے ہی تلاش کر دیگا نامہ تو چالاک کو دیا سرہنگ کے دماغ پر بیہوشی کی چڑھائی ایک گوشے مین ڈالدیا اب
چالاک کو خوب سمجھایا کہ ہو کر نا بجزی کچھ لینا مقام سخت ہے جب تو اُستاد کو کچھ نہ بن پڑا قران ایک جانب گئے
چالاک جست و خیز کرتا ہوا چلا قریب قلعہ دریافت کرتا ہوا آیا دیکھا دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا ہے خلقت کی آمد و رفت
کوئی کسی سے متعرض نہین ہوتا چالاک بیخوف چلا نگہبانون نے دیکھا سرہنگ آتے ہین ایک ساحر نے آواز دی
بھائی سرہنگ کہان گئے تھے چالاک یہ کیفیت جانتا تھا جواب دیا بھائی نامہ لیکر گئے تھے حکم قتل برق
لائے خواجہ عمرو کا پتا بھی مل جائیگا چالاک نے خوشی خوشی اندر دروازے کے قدم رکھا خیال مین ہے کہ جانے
کے ساتھ ہی مارونگا برق اپنے بھائی کو رہا کرونگا جیسے ہی اندر دروازے کے آیا ایک شخص کا سایہ پڑا وہی جادوگر
بیٹھا ہوا ہے گل آئینہ درو ندکو دیکھ رہا ہے پر دنگ لایا منتار کھونی چالاک غافل از شعبدہ بازی فلک پُرفن
نگہبانون سے پوچھتا ہوا جاتا ہے بھائیو شہنشاہ کس مکان مین ہین ایک نے کہا اے سرہنگ یہان کھڑا تھا کی

ہو رہی ہی اہالیان شہر کی جان و آبرو پر بنی ہی تمام رعایاے شہر اپنی اپنی جان سے بہ تنگ بڑے بڑے رئیسون کے
گھر مین تلاشی ہو گئی کسی نے خبر لی چالاک نے کہا اب یہ سب مصیبت برطرف ہو جائیگی ہم آئے دیکھو تو کیا رنگ ہوتا ہی
یہ کہتا ہوا قصد ہی کہ سایۂ نخل سے بڑھے طائر نے پرواز کی مثل انسانون کے آواز دی ای نگہبانان قلعہ اس شخص
کو پکڑو یہ سر جنگ جادو نہین ہی عمرو کا بیٹا چالاک اسکا نام ہی چالاک تو برابر ہی موجود ہی کہان بھاگے کہان
چھپے جس جادوگر سے باتین کر رہے تھے اسی جادوگر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چالاک نے خنجر مارا نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بعیاری منم آنکہ چست و چالاک ۔ بچشم دشمن اندازم کفِ خاک
خلیفہ اولم چالاک نامم ۔ نہ آید باد گرد تیز گامم

چالاک بچہ کھینچکر لڑنے لگا حقہ آتشبازی کا مار دیا جا بجا جست کرکے پھاٹک
کے باہر نکل جاؤن دروازہ نظرون سے نابود ہو گیا اب یقین مرگ ہوا ای چالاک اب کدھر جاؤن یہی بہتر ہی کہ لڑ
کر مرجاؤن کسی پر حلقۂ کمند مارا کسی پر حباب مار دیا کبھی لوٹ ماری جست کرکے دو قدم نکل گیا ہر طرف سے
ساحر لینا لینا کہکے دوڑے چالیس پچاس جادوگر چالاک نے مارے آخر کسی جادوگر نے گیری کی آواز دی زمین نے
پاؤن تھام لیے چالاک زخم کھا کے گرا جبراً قہراً ساحرون نے گرفتار کیا کشان کشان لیکر چلے یہان شہاب جادو
بیلدے گلشن مین مبتلای رنج کا تھا سب ہوش و حواس جستجوے عمرو بن معرون کو توال خبرین آکر سناتے ہین کہ فلان محلے
مین تلاشی لی ساربان زادے کا پتا نہین ملتا حضور شہر مین غدر ہی تمام لوگ فریاد کرتے ہین کہ ہم تلاشی اپنے مکان
کی نہ دینگے شہاب جادو نے کہا کسی کا عذر نہ مانو ضرور تلاشی لو یکایک غل ہوا شہاب نے پوچھا ارے خیر تو ہی
کیا معرکہ گزرا کون قتل ہوا کسکا گھر لٹ گیا غل ہو کے ایک ساحر نے عرض کی حضور اب اہالیان قلعہ کی کیونکر جان
بچیگی آپ عمرو کو کیون قید کرکے لائے عیاران لشکر اسلام کا تانتا بندھ گیا آپکے سر جنگ جادو کو بخدمت شہنشاہ
نامہ دیکر روانہ کیا تھا لیکن نہین معلوم اس بیچارے پر کیا گذری بیٹا عمرو کا چالاک اسکی صورت بنکے قلعہ مین آیا
آپ نے اگر طائر سحر نہ مقرر کیا ہوتا غضب ہوا اتفاقاً جب سایۂ نخل مین آیا طائر نے آواز دی ہمنے قصد کیا گرفتار کرین
وہ لڑا پچاس ساحرون کو اسنے قتل کیا بمشکل گرفتار کیا ملازمان شاہی اسکو لاتے ہین لیکن ای شہریار بہتر ہی
کہ راستہ کھولدیجیے کہ جہان کہین عمرو ہو نکل جاے برق و چالاک کو بھی رہا کر دیجیے اسلیے سامری و جمشید
کا انکو قتل کرنے کا قصد نہ فرمائیے ہم سنتے ہین کہ ان عیارون کا جہان قدم نامبارک گیا وہ ملک ویران ہوا
اب ہم سب کی جان بچائیے شہاب کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا کہا کیا بیہودہ بکتا ہی بھلا مین عمرو کو قلعہ
سے نکلنے دونگا مین اپنے ساحرون کا انجام دیکھتا تھا مین خود ابھی نقشہ تیار کرتا ہون بتادونگا کہ عمرو کہان ہی

مقام پر یہی ذکر تھا کہ چالاک کو لیکر سامنے آئے شہاب نے کہا کیون او چالاک تجکو کچھ خوف نہ آیا میرے
نامہ دار کو تو نے کیا کیا چالاک نے ہنس کر کہا اُس قاصد کو مار ڈالا آخر قلعہ مین کیونکر آتے اگر ہمکو طائر کا حال
معلوم ہوتا اُسکی بھی فکر کر لیتے دانہ ڈال کے جال مین پھنساتے لیکن افسوس ہے کہ آگاہ نہ تھے اب کیا نقصان ہوا جسکی
قضا تھی اُسکو مارا تمکو کیا زندہ چھوڑینگے بہتر اسی مین ہے کہ ہمکو قید سے چھوڑ دو ہمارے قبلہ و کعبہ کو نکل جانے
کی تدبیر بتاؤ ورنہ سارے قلعہ کو برباد کرینگے خوب تصور کرلو کہ جہان ہم صاحبون کا قدم آیا ساحرون کی شامت
آئی دریافت کرو کہ تمھارے شہنشاہ پر کیا گذری اپنی دائی امان کو لائے وہ کہان گئین مشعل کی روشنی مٹی اب بیان
احتقاق نقارہ نواز آتے ہین انکے بھی مرنے کی نوبت بجیگی اُنکی بھی تدبیرین ہو رہی ہین مثل مشہور ہے ڈھول کے
اندر پول نقارہ نواز کا اب نشان نہ رہیگا حجرہ ہفت بلا کیا چیز ہے خود تمھارا بادشاہ بد تمیز ہے تمھارے خداوند
سامری و جمشید کتابون مین لکھ گئے ہین کہ اسد نامدار جرأت و شوکت مین یکتا ہے فتاح طلسم ہوش ربا ہے حکم
سے اپنے خداوندون کے نہین ڈرتے ہو ایسے شہریار کے قتل مین کوشش کرتے ہو تاریک مشعل کش
بھی تو اسد غازی کو لیکر گئین تھین بھائی ضرغام شیر دل نے کس طرح سے بچایا نوشتۂ پیشانی تاریک میش انکا
واصل جہنم ہونی صحبت بدعت برہم ہوئی اِس طرح کی باتین چالاک نے چار آٹھین کرکے اِس جلسۂ ساحران مین
کہین جادوگر زبان تھرانے لگین غصے سے رنگ شہاب جادو متغیر ہوا کہا صاحبو دیکھو تین روپے کا پیادہ کسطرح
مجھسے کلام کرتا ہے گلشن جادو اُسکی معشوقہ رونے لگی کہا صاحب باتین تو اِسنے سب سچ کہین ذرا فرق نہین
مین نے سامری نامے مین دیکھا صاف صاف لکھا ہے اسد غازی نامدار نبیرۂ امیر حمزۂ عالیوقار طلسم ہوشربا
فتح کریگا علاوہ اِسکے باب چہارم بدعت سامری مین صاف صاف مرقوم ہے جسکا یہ مفہوم ہے اسد نوجوان
وجواب قاتل افراسیاب جادو ہے تصویر تک کھنچی ہوئی ہے جو یہ عیار کہتا ہے بسر و چشم قبول کرو قید سے
اسکو رہا کر دو ہم تم چلکر کسی گوشۂ عافیت مین چھپ رہین ظلم و بدعت عیاران نہ سہین شہاب گلگون پوش نے
کہا عورت کی عقل ناقص ہوتی ہے بے وجہ بک بک کرتی ہے سامری نے یہ باتین نہین لکھی ہین نجومیون نے
اپنا کمال دکھایا ہے ہر سال نیا نخرا سکھتے ہین مین ابھی اُن احکامات کو مٹاتا ہون چالاک و برق فرنگی کو ابھی
دار پر چڑھاتا ہون یہ کہکے برق فرنگی کو بھی قید خانے سے بلایا برق فرنگی جو بارگاہ شہاب گلگون پوش مین
آئے دیکھا مرشد زادے بندھے کھڑے ہین لیکن تیورون پر بل ایک کو گھور رہے ہین برق فرنگی کچھا بیسان
چالاک سے تکرار ہوئی آتے ہی پکار کر آواز دی اے سامری و جمشید پرستو سلام ہمارا قبول ہو اے

شہاب گلگون پوش ہم محبت مین ملکہ مہرخ کے برباد و تباہ ہین شہنشاہ ہوش ربا کے خیر خواہ ہین آج
خواجہ عمرو کے بیٹے کو ہمنے قید مین دیکھا جو دل مین تھا وہ ظاہر کیا ای شہریار خبردار اسکی باتون پر نہ جانا جلد اسکو
قتل کرو ہمکو رہا کردو ابھی چل کے عمرو کو تلاش کردینگے کہین فقیر بنا پھرتا ہوگا لاکھون جادوگر جامین سے گر
اسکو نہ پہچان سکینگے چالاک نے کہا بھلا او مکار فتنہ انگیز آج کینہ دیرینہ ظاہر کیا ہم ہمیشہ قبلہ و کعبہ
سے کہا کرتے تھے یہ بادۂ مکر و غدر سے مست ہے دل وجان سے لات و منات پرست ہے جس دن قابو پائیگا
پلٹ جائیگا ہمارا کہا نہ مانا خیر ہم تو قتل ہونگے ہمارے بھائی تمکو زندہ نہ چھوڑینگے طلسم ہوش ربا مین
گھس آئینگے خون کا بدلا لینگے برق فرنگی نے کہا میان چالاک چپ رہو یہ بارگاہ ملکہ مہرخ وبہار
نہین ہے بہت نہ بڑھو آج ہمارے ہم مذہبون کا سامنا ہوا ہم اسی دن کے جویا تھے کہ ہمکو کوئی سردار معقول
ملے تو اپنا مذہب ظاہر کرین چالاک نے منہ پر برق کے زور سے ایک تکہ مارا برق فرنگی نے بھی تھپڑ
لگائی آپس مین لات گھونسے چلنے لگے برق غل مچاتا ہے کہ حضور میری ہتھکڑیان کاٹ دیجیے مین چھاتی پر چڑھ کر اسکا
سر کاٹ لون آپ لوگ کیسے ہم مذہب ہین میری مدد نہین کرتے یہ تو کھا کھا کر خوب مشٹنڈا ہوا ہے مین بیچارہ دبلا
پتلا برق فرنگی جس طرح تڑپا چالاک نے ایک ہتھکڑی ماری برق فرنگی کے سر سے خون بھی جاری ہوا
گلشن جادو معشوقہ شہاب گلگون پوش ہان ہان کہکے ہتھکڑی ہوئی برق فرنگی کی طرفداری
کرنے لگی چالاک کو جھڑکا کہا کیون او قیدی ہمارے ہم مذہب کو مارتا ہے برق نے کہا قبلۂ عالم میری ہتھکڑی
کٹوائیے مین ابھی اسکا سر کاٹ لون حضور عمرو کو بھی تلاش کردون آج ہی قتل کا خاتمہ ہے اسد غازی کا بھی سر
کاٹ لادونگا ایک دن مین لشکر مہرخ کا خاتمہ کردونگا گلشن جادو نے شہاب گلگون پوش کے آگے
ہاتھ جوڑے کہا صاحب سامری و جمشید کی قدرت نمائی ہے کہ ایسا عیار ہمارا طرفدار ہوا جاتا ہے تمام
اہلیان دربار بھی شہاب گلگون پوش کو سمجھانے لگے حضور اتنا بڑا واقف کار عیار طرار آپ کے شریک
ہوتا ہے حقیقت مین خواجہ عمرو کو بھی گرفتار کرادیگا کیسی کیسی عیاریان کرتا ہے یہ تو عیاری مین عمرو پر غالب ہے
آپ کی مدد کا طالب ہے یہ سنکر شہاب گلگون پوش بھی خوش ہوگیا حکم دیا آہنگرون کو بلاؤ برق فرنگی کی قید
کاٹ دو ای برق ہم تیرا بڑا مرتبہ کرینگے برق نے کہا حضور مین تو اسی وقت خدمتگذاری کرونگا خیر خواہی ظاہر
ہوجائیگی سارے شہر والے خوش ہوگئے یہ خبر فرحت اثر تا بہ شہنشاہ جائیگی شہاب گلگون پوش نے ہتھکڑیان
بیڑیان برق کی کٹوادین برق قید سے چھوٹتے ہی تڑپنے لگا اچھلا کودا غل مچاتا تھا وہ مارا چالاک سے

گلے پر تلوار رکھدی کہا حضور انکو قتل کرون گلشن و شہاب نے کہا بھیا برق تمھین اختیار ہی برق فرنگی نے
تلوار روک لی دوڑا ہوا شہاب گلگون پوش کے پاس آیا کان مین جھک کر کہا حضور ابھی عمرو گرفتار
نہین ہوا اُسکے پاس گلیم ہی بڑا فہیم ہی نقشے مین دیکھیے کیا کر رہا ہی اگر اُسکا بیٹا مارا جائیگا رات کو گلیم اوڑھ کے
سب کو قتل کریگا اُسکو بھی تلاش کر کے پکڑ لائین پھر دونون کو ساتھ قتل کرین اب مین سب تدبیرین حضور کو
بتلاؤنگا لشکر اسد غازی و ملکہ مہرخ آپ کے نمبر سے تباہ کراؤنگا میرے برابر ان سب کا حال کون جانتا ہی
آپ صرف نشان بتلا دیجیے مین جا کے گرفتار کر لاؤن گلشن جادو نے کہا صاحب سچ کہتا ہی شہاب
گلگون پوش نے نقشۂ نجوم اُٹھایا ملاحظہ کرنے لگا خوب قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای برق فرنگی کوتوال ساتھ لیکر
جاؤ فلان محلے مین خواجہ عمرو وحشتی بنا بیٹھا ہی بہشتی سے ہنس ہنسکر باتین کر رہا ہی برق نے کہا حضور بہت خوب
کوتوال تو ساتھ چلین گے ذرا آپ چلکر ملاحظہ کیجیے لیکن جب مقابلہ ہو میرے اُسکے لڑائی مین کوئی دخل نہ دے
بعنون عیاری گرفتار کرونگا گلشن جادو نے بھی کہا صاحب چلو اُستاد شاگرد کا تماشا دیکھین دونون مین کیا
گذرتی ہی گلشن جادو و شہاب گلگون پوش مع مصاحبان نامدار برق عیار کے ساتھ ہوئے چالاک پر
چند نگہبان قرار دیے کوتوال محلہ کا پتا بتانے کو آگے بڑھا شہر مین غلغلہ ہوا برق عیار شاگرد خواجہ عمرو و نامدار
ہمارے آقاے عالی وقار کے شریک ہوا اُستاد کو اپنے گرفتار کرانے جاتا ہی جس گلی سے نکلے غول کے
غول ساحرون کے ساتھ ہو لیے یہ تو سب جاتے ہین انکا حال وقت پر کہا جائیگا لیکن مہتر قران عیار
صحرا مین ٹھہرے ہوئے چالاک کا انتظار کر رہے تھے جب عرصہ دراز گذرا سوچے چالاک پر کچھ نہ کچھ
افتاد پڑی یہ سوچکر ایک جادوگر کی صورت بنکر تیار ہوئے سرہنگ جو درۂ کوہ مین بیہوش پڑا تھا
اُسکو آکر ہوشیار کیا سرہنگ گھبرا کر اُٹھا ایک ساحر کو اپنے قریب پایا گھبرایا ہوا تھا مہتر قران نے کہا ای
برادر تم کون ہو ہم اس راہ سے جاتے تھے ملازم شہنشاہ ہوش ربا ہین تمکو دیکھکر بہت افسوس آیا کہ
بندۂ سامری و جمشید اس مصیبت مین مبتلا ہی تمکو بیدار کیا شاید کسی قزاق نے تمکو دھوکا دیا کیا کچھ
مال پاس تھا سرہنگ نے کہا بھائی تمھارا نام کیا ہی مہتر قران نے کہا سب پہچانتے ہین سرفروش جادو
ہمارا نام ہی اس صحرا کی نگہبانی کرنا ہمارا کام ہی سرہنگ نے کہا تم نے بڑا احسان کیا مین شہاب گلگون پوش
کا نامہ دار ہون مال تو میرے پاس کچھ نہ تھا تقدیر کا لکھا پورا ہوا خط کسی نے لیلیا مہتر قران نے کہا
بھائی خیر جان تو بچی زندگی کا حرف نہین آیا سرہنگ نے کہا میرے بادشاہ مجھکو خفا ہونگے آپ میرے

ساتھ چلئیے سامنے شاہ کے گواہی دیجیے گا کہ انکو مین نے بچالیا ہے تمھین انعام دلواؤنگا مہتر قران نے
یہی سوچ کے بیدار کیا تھا سرہنگ جادو کے ساتھ ہولیے دل مین سوچتے ہوئے کہ چلکر وہان عیاری کرین
نہین معلوم اُستاد پر کیا گذری چالاک بھی شاید کسی بلا مین پھنسا ایسا نہ تھا کہ وہ رہ جاتا سرہنگ جادو سے
پوچھتے ہوئے کہ خواجہ عمرو و برق فرنگی وہان قید ہین وہ کہتا ہے بھائی مین نے اتنا سُنا تھا کہ کچھ عیار قید ہوکر
آئے ہین پھر نہین معلوم انپر کیا گذری مین تمھارے لیے شہنشاہ سے بہت سفارش کرونگا مہتر قران
نے کہا مجھے انعام واکرام کی ضرورت نہین ہے اس حیلے سے تمسے ملاقات ہوئی تمھارے شہنشاہ سے بھی رسم
رہیگا کچھ مطلب بھی نکلیگا مہتر قران تو سرہنگ جادو کے ساتھ جاتے ہین اسکو تسخیر کرتے ہوئے پتے
ونشان دریافت کر رہے ہین لیکن کوتوال نے اُس محلے مین پہونچکر وہ مکان بتلایا کہا حضور بہشتی اسی مکان
مین رہتا ہے برق فرنگی نے کہا غل نکرو وہ ساربان زادہ بڑا ہوشیار وعقلمند ہے تم سبھون کی آواز
سُنتے ہی بھاگ جائیگا پھر کسی کے ہاتھ نہ آئیگا آپ کنارے ٹھہریے تماشہ دیکھیے کس تدبیر سے گرفتار
کرتا ہون شہاب گلگون پوش وگلشن جادو وتمام اہالیان شہر کنارے ٹھہرے برق فرنگی دیوار پر
مکان کی آیا دیکھا اُستاد جی ایک عورت کی شکل بنے ہوئے شوہر سے اُسکے باتین کر رہے ہین برق فرنگی نے
دیکھتے ہی چلّانا کہا او ساربان زادے منم برق فرنگی رفیق شہنشاہ شہاب گلگون پوش ارے ہم
قوم کے انگریز ہین بڑے فتنہ انگیز ہین ملک مارتے ہین اسی واسطے مدتون تیرے پاس رہے اب قابو پایا
قدردان بھی مل گیا بہشتی نے جو دیکھا ایک انگریز دیوار پر کھڑا ہے غل مچانے لگا خواجہ عمرو نے سر اُٹھاکر
دیکھا میان برق فرنگی کھڑے للکار رہے ہین پنجہ کھینچکر اُسنے بہشتی سے کہا ابے ہٹ تیری جورو میکے
گئی ہے آٹھ دن کے بعد آئیگی یہ کہکر خواجہ عمرو برق فرنگی پر جا پڑے برق نے اشارہ بھی کیا تھا کہ اُستاد
آپ چپکے چلے آئیے مین رنگ جما چکا ہون خواجہ عمرو سمجھ گئے برق فرنگی دیوار سے کودا خواجہ عمرو بھی
باہر آئے صورت اصلی ہوکر نعرہ کیا برق فرنگی سے پنجہ چلنے لگا لیکن بہشتی دوہائی دیتا ہوا باہر آیا کہا
ای شہنشاہ مین لٹ گیا ابی پرانی جورو سے چھٹ گیا بارہ برس کے سن مین بیاہ کے گودیون مین اسکو پالا
کیسی دل سے خیرخواہ تھی گرم روٹی پکا کے کھلاتی تھی کپڑے سی کے پہناتی تھی ہاے مین کدھر جاؤن یہ میری
جورو کی کیسی صورت ہوگئی ابھی تو مجھسے گھل مل کے باتین کر رہی تھی یکایک بہکنے ہین کیا ہوگیا شہاب گلگون پوش
خفا ہوتا ہے ارے غل نہ مچا یہ عمرو عیار ہے جورو تیری اسی کے پاس ہوگی دلوادینگے نہ گھبرا وہ بھلا کب

مانتا ہی آخر کوتوال نے گرفتار کیا سپاہیون کے سپرد کردیا لیکن خواجہ عمرو و برق فرنگی سے نیچہ چلنے لگا
جب ساحر بڑھتے ہین برق فرنگی منع کرتا ہی دیکھو صاحب کچھ دخل نہ دو میری عیاری مین فرق آئیگا بڑے غیرت کی
بات ہی مین اوہنر کے ایکی مشکین باندھتا ہون علاوہ اسکے اُستاد شاگردون کی باتین عیارون کی گھاتین
توانی مین بھی اشارے ہورہے ہین ظاہر مین غل مچاتے ہین برق فرنگی نے نعرہ کیا او ساربان زادے
اپنے کو بچا دیکھ بالشت کا ہاتھ چل گیا ارے روک وہ طمانچہ پڑا مگر خالی گئی چوٹ کی گھائی چلی خواجہ عمرو
آواز دیتے ہین ادبے شعور بے تمیز دیکھ چالاکی کا ہاتھ مارتا ہون ناک اُڑ جائیگی ابے جب تیری ناک کٹے گی
تب کان ہونگے برق نے کہا کیا مجال ہی آج اُستاد بناؤنگا اب ہمنے نوکری کرلی اب لشکر ملکہ مہرخ اور
ملکہ بہار پر بھی جاکر عیاری کرونگا تمھارے صاحبزادے چالاک کی مشکین باندھکر بھجا آیا ہون دونون باپ
بیٹون کو ساتھ قتل کرونگا آج عیاری کے مزے ہونگے کہنے والے کہینگے کہ برق عیار بے نظیر ہی حقیقت مین
صاحب تدبیر ہو قدردان کے ساتھ جانبازی کرینگے رازدارونکے ہاتھ سے کہان چھپین گے اتنی مدت خدمت
صاحبقران مین رہے آٹھ پہر ظلم سے ملکون مین نام کیا آخر کیا انجام ہوا اس قدردان کی تمام دنیا مین
عملداری کرینگے ناقدرون کو مٹا دینگے خواجہ عمرو کہتے ہین تجھ ایسے سیکڑون لونڈے بنا کر چھوڑ دیے
یہان بھی ذلیل کرونگا لڑتے ہوئے یہ دونون بیچ بازار مین پہونچے ہین لوگ کوٹھون پر سے تماشا دیکھ رہے ہین
یکایک مہتر قران سرہنگ جادو کے ساتھ باتین کرتے ہوئے اندر در قلعہ کے پہونچے اُس طرح سے
آواز دی ارے یارو دوڑو سرہنگ جادو کے ساتھ مہتر قران عیار طرار آیا ہی سرہنگ جادو
گھبرا گیا مہتر قران نے بدحواس ہوکر ایک ساحر کو بغدہ مارا اُسکا سر پھٹا ساحر لینا لینا کرکے دوڑے
ہر چند سرہنگ جادو پکارتا ہی یارو اسنے تم لوگ نہ لوٹو یہ میرے جان بخش محسن ہین وہ ساحر
آواز دیتے ہین ارے او دیوانے بچا ابھی تیری شکل بنکر چالاک آیا تھا سو اسی ساحر مارے گئے
اب تو مہتر قران کو اپنے ہمراہ لایا عیارون نے غدر ڈالدیا چلے ہی آتے ہین مہتر قران دو چار
جادوگرون کو مار کر ایک جانب بھاگا جب کوئی ساحر قریب آگیا پلٹ کر مہتر قران نے بغدہ مار دیا اُسکا
سر پھٹا اندھیرا ہوا یہ پھر بھاگے مگر ساحر پیچھا نہین چھوڑتے چلے ہی آتے ہین ایک بلندی پر چڑھکر مہتر قران
نے دیکھا بازار مین ہنگامہ ہی بالیان شہر جمع ہین افسران فوج ایک جانب بیچ مین خواجہ عمرو و برق
سے نیچہ چل رہا ہی مہتر قران حیران کہ خداوندا یہ کیا معرکہ ہی اتنا تو سمجھے کہ اُستاد شاگرد نے ملکر جال پھیلایا ہی

لیکن حیران و پریشان کہ میں کدھر جاؤں کیونکر جان بچاؤں وہ تو عیاران دغاباز شعبدہ ساز اگر قید بھی ہونگے
کسی مکر و حیلہ سے بچ جائینگے میرے واسطے تو بزرگان دین کی قید ہے کہ جس دن ہاتھ بندھا وہی سلسلہ قطع رشتہ حیات ہے
اب کون صورت نجات ہے لیکن دل میں آیا کہ استاد کو آواز تو سناؤں یہ سوچکر قران نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا آواز
دی ای شہنشاہ اقلیم عیاری و اے نہنگ قلزم طراری یہ غلام قدیم بھی بیاباں تک پہونچا لیکن مبتلائے بلائے ناگہانی
ہوا عمرو نے پلٹ کے دیکھا کہ قران نامدار مضطر و بیقرار مجمع ساحران غدار میں گھرا ہے لبغدہ کھینچے ہوا لڑ رہا ہے عمرو
قران کو اس حال میں دیکھکر بہت گھبرایا ادھر برق فرنگی برس رہا ہے عمرو کو دم نہیں لینے دیتا حلقہائے کمند
چل رہے ہیں کبھی نیمچہ چلا کبھی جابہائے بیہوشی مارے باتوں میں عیاریاں اشاروں میں طراریاں لیکن ہنوز قران
جب ایک بلندی پر آیا ایک ساحر نے سحر کیا زمین نے پاؤں قران کے تھام لیے لڑکھڑا کے گرا گھٹنے زمین پر
ٹیک دیے وہ ساحر جھپٹ کے قریب آیا چاہا گردن قران کو تھام لوں ہاتھ قران کا تابوں تھا جھکتے ہی ایک
لبغدہ مار دیا سر اسکا پھٹ گیا ساحر کے مرنے سے اندھیرا ہو گیا اس تاریکی میں قران بلندی سے کودا ایک
ویرانے کے جانب بھاگا تاریکی میں ساحران غدار ہر طرف دوڑے قران ایک غار میں گھس پڑا لیکن اندر سے
غار کے سنا ساحر غل کرتے ہوئے جاتے ہیں کہ یارو دیکھو وہ حبشی کدھر گیا ایک نے کہا اس غار میں
نہ چھپا ہو قران کو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو کوئی اس غار میں جھک کے دیکھے ایک طرف لبغدہ مار نقب کھودتا
ہوا چلا لیکن عجیب حال زندگی وبال لیکن جان و آبرو کا ڈر تاریکی قبر سے وہ مقام بدتر اندھیرا لحد کا یاد آتا ہے
قلب حزیں تھراتا ہے تھوڑی دور جا کر گھبرایا خیال میں آیا اب زمین سے نکلو طبقہ توڑا دیکھا ایک مکان میں نکلا
وہ مکان وسیع بقدرت پروردگار خالی پڑا ہے قران کو کسی قدر اطمینان ہوا جان کو غنیمت جانکر اس
مقام ویران کو جائے سکونت قرار دیا گرد و غبار سے جسم کو پاک کیا لیکن دلکو انتشار ہے کہ یہ کیا معرکہ درپیش ہے
کہ خواجہ و برق آپس میں لڑ رہے تھے ایک مقام پر مجمع عام تھا نہیں معلوم انجام کیا ہوا یہ تو عقل سے دریافت
ہوتا ہے کہ برق اور استاد سے تلوار چل رہی ہے خدا انجام بخیر کرے مگر افسوس اس مجمع میں پہونچے عیاری سے
محروم رہے قران نامدار اس قصر ویران میں داخل ہے دیکھیے اثر کیا گذرتی ہے ساحر جو انکے تعاقب میں آئے
تھے تلاش کر کے چلے گئے سب آپس میں کہتے ہوئے یارو یہ عیار برق جہندہ ہے کس زور و شور سے نکلکر
نکل گیا اب کہاں تلاش کریں اسکو زمین کھا گئی یا آسمان پہ پہونچا یہاں خواجہ و برق سامنے شہاب گلگون
پوش و ملکہ وغیرہ کے لڑ رہے ہیں ان دونوں کی لڑائی میں ناظرین کو بڑا لطف ملتا ہے شہاب گلگون پوش

برق کی تعریفین کر رہا ہی کبھی کہتا ہی ای مہتر والاگہر ای برق نامور ساربان زادے سے اپنے کو بچا حکم دے
مین ایک سحر کرون ہاتھ پاؤن اسکے بیکار ہو جائین مشکین باندھ لے ایسا نہو تو زخمی ہو مجھکو بڑا ملال ہوگا
برق جواب دیتا ہی ای شہنشاہ ساحران وای قدردان نکوکاران واسطہ سامری و جمشید کا اس مقدمہ مین
دخل نہ دیجیے زمرہ عیاران مین بدنام ہونگا افراسیاب کو کیا منہ دکھاؤنگا شہاب پھر رک جاتا ہی ساتھ
والون سے پوچھتا ہی وہ جو عیار حبشی آیا تھا اسکو گرفتار کیا چند ساحرون نے عرض کی حضور وہ دشمن جنیا کو قتل
کرکے نکلگیا اسکا پتا بھی نہ ملا شہاب کہتا ہی اب میرا عیار برق نامدار رفیق خیرخواہ سب انتظام کرلیگا اسکے
سامنے کوئی عیاری کا نام نہ لے سکیگا ایک دن مین مہرخ وغیرہ کا خاتمہ کر دیگا دیکھو صاحبو کس زور سے
لڑ رہا ہی حقیقت مین عمرو و برق سے چوٹ کے ہاتھ چل رہے ہین عجب ہنگامہ عظیم برپا ہی ساحر کہتے ہین یارو
ہر وار مین یہ دونون کیونکر بچتے ہین گویا بجلیین کشتی ہوئی ہین دونون کاملفنون عیاری مین طاق شہرۂ آفاق
ایک شاگرد ایک استاد دیکھین کون غالب آتا ہی ایک مقام پر خواجہ عمرو نے بڑھکر خنجر مارا برق کا سر زخمی
ہوا شہاب گلگون پوش بیقرار ہو گیا کہا ای برق اب مین نہ مانونگا جتنا خون تیرا زمین پر گرا میرا بھی اتنا ہی
خون خشک ہو گیا مین سحر کرتا ہون برق نے قسم دی کہا حضور دیکھین شیر زخمی ہوکر پھرتا ہی ظلم ہی وار کرتا ہی یہ سنکے
گھس پڑا تلوارین مارنے لگا خون زخم کا پونچھتا جاتا ہی لڑنے مین پکار کر کہا ہان او ساحر عمرو کا سر کاٹ لینے
حکم دیا عمرو گھبرا کر بولا برق نے حلقے کمند کے مارے کہا او عمرو یہ فقرہ یاد رکھنا دیکھو یون گرفتار کرتے ہین گرگ
باران دیدہ کو فقرہ دیا نرے پرانے عیار کو پھانسنا اب کہان جائیگا حقیقت مین وہ حلقہ ہاے کمند گردمین
عمرو کے پڑے پر دھوکا کھایا لیکن یہ عمرو عیار رشک ہو کر جست کی حلقہاے کمند سے یون نکلا جیسے شرارہ
سنگ سے یا ہوائی گنج سے یا عینک سے نگاہ بلول عاشق سے آہ قضاے کار دہان پر اک نخل تھا
اسکے شاخ کی سر عمرو مین ٹھوکر لگی لڑکھڑا کر گرا برق جھپٹ کے جا پڑا تڑاق سے حباب بیہوشی مارا عمرو بیہوش
ہو گیا ایسی سر کی کھائی کچھ تدبیر نہ بن پڑی برق نے چھاتی پر چڑھکے مشکین باندھین ساحر دوڑے کہ عمرو کو
مارین برق نے کہا یارو ہاتھ نہ لگاؤ میرا استاد ہی اب دیکھو کیا ہوتا ہی کوئی صاحب ہمارے مقدمہ مین
دخل نہ دین جو مناسب جانینگے وہ کرینگے شہاب نے منع کیا خبردار کوئی قریب نہ جائے برق کو سب طرحکا
اختیار ہی خواہ قتل کرے خواہ بخشے برق نے کمندون سے مشکین باندھین چھینٹا پانی کا مارا ہوشیار کیا کہا کیون
خواجہ ہماری جرات دیکھی عمرو نے سر جھکا لیا جواب نہ دیا کشان کشان طرف بارگاہ کے لیکر چلے ساحر

شہر مین بھی نہ رہے برق فرنگی ہمارے مالک کے شریک ہوا عمرو کو گرفتار کیا اب مہرخ و بہار وغیرہ بھی قتل ہو جائینگی برق کے ہاتھ سے امان نہ پائینگی ہمارے آقا کی عملداری ہو جائیگی طلسم ہوش ربا کی حکومت ملیگی سب سردار خوش ہین برق نے سر زنجیر عمرو اک ساحر کے ہاتھ مین دی آپ چلکر سامنے شہاب گلگون پوش کے آیا جھککر سلام کیا کہا آپ صاحب اقبال ہین افراسیاب اس ہوس مین مرتا ہے کبھی عمرو کو نہ پا سکا آپ کے اقبال سے سب کام ہو گیا اب لشکر کشی کر کے چلیے مہرخ وغیرہ کو بھی گرفتار کر دون شہنشاہ سے بھی نیابت لکھوا لیجیے گا ہوش ربا پر آپکا قبضہ ہو حیرت ابھی دخل نہ دین گوشہ عافیت مین جا کر بیٹھین پھر آپ کو طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے لیچلینگے وہان کیفیت دیکھیے فرزندان عمرو سے لڑائیان پڑین عیاریان ہون ایک لاکھ چوبیس ہزار وہان عیار ہین وہ سب میرے نام سے ڈرتے مین کوئی سامنا نہ کریگا جب سنینگے مہتر برق فرنگی جری بہادر جنگی شریک ہو گیا سوراخ مور و مار مین چھپ جاینگے خود صاحبقران گھبرا جائینگے بادشاہ اسلام سعد بن قباد ہمکو پیغام دینگے ہمارا تو یہ قول ہے جو ہو نے دو سے خداوندون کو سجدہ کرے ہمارا دوست جانی ہے بس یہی دلمین ٹھانی ہے خداے نادیدہ کا پرستار پردہ دنیا مین باقی نہ رہے مذہب قدیم کو رونق ہو شہاب گلگون پوش نے کہا تمھاری راے پرکار بند مین ہم تو جرات پسند ہین کل امورات مین تمھین کو اختیار ہے یہ باتین کرتے ہوے خوشی خوشی بارگاہ مین آے چالاک ہو قید مین بیٹھا ہے اسنے دیکھا قبلہ و کعبہ بھی گرفتار ہو گئے رونے لگا کہا کیون بھائی برق یہ کیا سلوک کیا قبلہ و کعبہ کی مشکین باندھین کچھ افسوس نہ آیا او برق خدا سے ڈر اسقدر ظلم و بدبختی نہ کر قبلہ و کعبہ تیرے بھی استاد ہین تو تو جلاد بنگیا برق نے کہا اب دم بھر مین میری جلادی ظاہر ہو گی شہاب و گلشن تخت پر آ کے بیٹھے ہزارہا ساحران غدار بڑے بڑے سردار رئیسان عالی وقار افسر و تاجدار گرد آ کر بیٹھے برق کو بہت بھاری خلعت ملا پھر لگیا سامنے شہاب و گلشن کے باادب کھڑا ہو کر خوشی خوشی بہ الحان یہ اشعار آبدار پڑھنا شروع کیے

نظم

باہم بلند و پست مین کیفیت شراب کے
کیا کیا مین اوج و پست مین رنگ آفتاب کے
ساقی اُٹھ کہ جام صبوحی کی خبر ہو
گل ہو گئے چراغ مہ و آفتاب کے
دھوے شراب سے مرے انگور زخم کو
دیگی شام منہ پہ نقاب آفتاب کے

آنکھون مین ہین طلوع و غروب آفتاب کے
برسون سے ڈھونڈھتا ہے مضامین شراب کے
مشتاق کب سے ہین لب شب آفتاب کے
الکھون جو اُن کے چہرہ رخشان کا وصف مین
تا جلوے بخشین زخم کہین آفتاب کے
خالی کہان فلک ستم روزگار سے

پیتے ہین کنج وزر د پیالے شراب کے
گردون اُلٹ رہا ہے ورق آفتاب کے
اُٹھے وہ درد دل کہ فلک ہو گیا سیاہ
پیدا کرون زبان و دہن آفتاب کے
کھودیگا دود آہ فلک کی برہنگی
رکھتا ہے دلپہ داغ مہ و آفتاب کے

جانے تو دو فلک پہ مرے نالۂ جنون
یاد آگئے ہمین بھی زمانے شباب کے
محروم آرزو مین صداے شکست مین
شب بھر کے واسطے یہ تماشے ہین خواب کے

پرزے اڑا دینگے ورق آفتاب کے
پائی ہی مینے زخم سے تعلیم خامشی
رہ رہ گئے ابھر کے پھوڑے حباب کے

ای چرخ پیر دیکھ لین انکھیان تری
گویا لب سکوت دہن مین جواب کے
کس اعتبار مین نفس چند نسیم صبح

اسس رنگ مین برق نے یہ شعر پڑھے تمام اہالیان دربار تڑپ گئے خواجہ عمرو کھڑے دیکھ رہے ہین خاموش چالاک بھی سکوت مین گلشن تعریف برق کی کر رہی ہے شہاب سے کہتی ہے صاحب حقیقت مین برق بڑا عیار نامدار ہے برق دعائین دینے لگا اسی وقت اشعار نظم کیے ذہانت بھی دکھائی دونون ہاتھ اٹھا کر عرض کی اشعار دعائیہ

ہر شرابی کہ در رسم انشا است
از نم خامہ تو جیحون باد
شست و شوے لباس گیتی را

بلب خامۂ تو مقرون باد
علم بر فطنت تو مفتون است
عدل ترسب گر تو صابون باد

ہر سرابے کہ در جہان عطا است
لوح محفوظ تا تیز مفتون باد

ایسی ایسی خوشامدین برق فرنگی کر رہا شہاب و گلشن وجد مین ہین جب برق کو بھاری خلعت موتیون کا مالا وغیرہ مل چکا برق مرغ زرین بنے کھڑے ہین جھوم رہے ہین شہاب نے کہا کیون ای رفیق شفیق اب کیا قصد ہے برق نے کہا عمرو چالاک سے پوچھیے اگر سامری و جمشید کو سجدہ کرین سرفرازی حاصل ہو ورنہ پھر تو یہ ہے بقول بزرگان مثل مرغ سربریدہ بانگ نمیدہد دشمن کے لیے یہی مناسب ہے یہ کہکے شہاب کے قریب آیا کان مین کہا حضور عمرو خاموش شدہ عیاری سے جو پکڑا گیا نہایت شرمندہ ہے آپ سوال کیجیے مین کہونگا تو جھلائیگا حقیقت مین شرم کی بات ہے میرے ہاتھ سے زیر ہوا کبھی کوئی عیار اسپر غالب نہین آیا مجھکو تو بھی اسنے زیر کیا تھا آج تو حضور کا اقبال تھا یہ عیار جہان دیدہ اسطرح زیر ہوا اگر حضور کی اطاعت کرے تمام عالم مین نشان لیاقت بلند ہو لشکر دردمند ہو شہاب نے پکار کر آواز دی کیون خواجہ صاحب اب کیا ارادہ ہے ہمارے رفیق نے کس زور و شور سے زیر کیا کچھ مقام تردد نہین ہے آپ کا شاگرد رشید فرزند سعید غالب آیا آپ ہی نے تعلیم کیا خوشی کیجیے لائق و فائق ہوا گلشن بھی اشارہ سے برق کے بول اٹھی خواجہ شہنشاہ بجا فرماتے ہین جو دو اطاعت کرو خلاف کرو گے قتل ہو جاؤ گے یہ جو گلشن نے کہا خواجہ چیخین مار کے رونے لگے اسقدر روئے آستین و گریبان تر ہو گیا یقین تھا روح جسم سے نکلجائے آہ آتشناک سے قصر جسم جلجائے تمام اہالیان دربار گھبرا گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہین عمرو کا دم نہ نکلجائے بعض کہتے ہین بڑی ندامت ہے

عیار صاحب کو غیرت ہے بعض کہتے ہیں دربار میں صاحبقران کے بڑی آبرو ہے از اتفاقات کا زینت پہلو ہے بعض نے کہا انکا برادر خورد قوت بازو ہے فرزندان حمزہ عم نامدار پوتے صاحبقران کے جد عالی تبار کہتے ہیں اسکو جو سر دربار سزا اور ایسی ذلت ہوئی اسی وجہ سے بیقرار ہے ایک نے کہا یار وخوف جان سے روتا ہے اسکو زندگی کی بڑی ہوس ہے علاوہ ازین حسرت پرانی روتا ہے خود قید برابر کا فرزند قید اپنے آقا سے چھوٹا اتنا بڑا شاگرد رشید سامری پرست ہوگیا اسکا رونا کیا بیجا ہے اُسپر حسرت کا فلک ٹوٹ پڑا عزت، وآبرو مین اُسکی فرق آیا شہاب نے بھی دیکھا عمرو کا عجب رنگ ہے حقیقت مین ظاہر ہوتا ہے اپنی زندگی سے تنگ ہے برق بھی رونے پر تڑپ گیا دوڑ کے عمرو کے قدمون سے لپٹ گیا کہا اُستاد نہ روئیے سامنے اب قدردان صاحب شوکت وشان موجود ہین جو آپ کو دلسے منظور ہو ارشاد فرمائیے ستقدر نہ گھبرائیے مگر تو میرے سامنے نہ چلیےگا آئینۂ قلب کو صاف کیجیے خود ہی انصاف کیجیے مین آپکا غلام ہون اگرچہ مینے آپ کو زیر کیا مشکین باندھین اسکا افسوس بیکار ہے ہر وقت تعلیم فرماتے تھے آپکو زیر کیا آپ خود پیچ کے توڑ بتاتے تھے زیر ہوجاتے تھے آج کیا شرم ہے مالک ہمارا عطاپاش وخطاپوش حق نیوش رحم دل عاقل کامل آپ ہی خطا معاف کریگا اسطرح جو برق نے قدمون سے لپٹ کے کہا اور زیادہ جوش میں آیا ہوا طرف فلک کے دیکھکر یہ اشعار پڑھنے لگا

نظم

دل لیا عشق مین دیوانہ بنایا افسوس
تونے اغیار کو پاس اپنے بٹھایا افسوس
بھولکر یار مقدر سے مرے آیا تھا
ایسا نظرون سے مجھے تونے گرایا افسوس
کبھی ہمجنس سے کیون تونے دو دو باتین
زلف مین اُسکی عبث دلکو پھنسایا افسوس
استخوان کوئی سگ یار کے قابل نہ رہا
جید مردن بھی وہ تربت پہ نہ آیا افسوس

ہائے اسپر بھی تجھے رحم نہ آیا افسوس
دل دیا اُسکو کہ بیرحم بھی ناقدر بھی ہے
حال دل کچھ اُسے اپنا نہ سنایا افسوس
کسنی تھی تو عشق آیا اُسے چھپاتا ہون
عمر بھر مجھکو محبت مین رُلایا افسوس
اب جو بیٹھے ہوے پچھتاتے ہو کیا ہوتا ہے
آتش عشق نے اسدرجہ جلایا افسوس

کیا خطا مجھسے ہوئی تھی کہ جلائے کو مرے
بیٹھے بٹھلائے یہ کیا جی مین سمایا افسوس
ہائے محفل مین تری آنے کے قابل نہ رہا
ہائے کیون زخم جگر مینے دکھایا افسوس
ہائے الجھن ہے عجب درد پریشانی ہے
ان حسینون سے نہ کیون دلکو بچایا افسوس
آبرو میں بھی یہی ارمان سدا ہے سطوت

یہ اشعار عاشقانہ اس شان سے پڑھے سننے والون کے کلیجہ منہ کو آگئے سب رونے لگے عمرو بنکڑیون سے سر ٹکراتا تھا صاف ظاہر ہے قصد کرتا ہے کہ میرا دم نکلجائے جب شہاب وملکہ گلشن نے یہ حال پرملال عمرو دیکھا سب عذر کرنے لگے کہ خواجہ ہم تمہین قتل نہ کرینگے سامری جمشید کو سجدہ کرو جسطرح لشکر حمزہ مین تھے اسی طرح اُستاد بنکر رہو لیکن اپنے شاگرد کو اپنا افسر جانو آخر تم ہارے

دل میں کیا ہی بیان کرو جو کہو گے ہم قبول کرینگے قتل کا نام نہ لینگے مراد گریہ ظاہر کرو دیکھا ای بندہ ساحری زریکچہ دم نکلجایگا تجاب کرنے سے کیا ہاتھ آئیگا یہ جوان سب نے منت و خوشامد کہا خواجہ کو اور زیادہ رونا آیا بلبلا کے تھرائے ہونٹوں پر شگلی کلیجہ تھام کر یہ مسدس رعنا ندامت عشق میں پڑھنا شروع کیا مسدس

عشق دوزخ کے دھوئین میں اڑا دیتا ہی
برق ساں خرمن ہستی کو جلا دیتا ہی
خاک مین عالم و آدم کو ملا دیتا ہی
جلوہ خورشید کا ذرے مین دکھا دیتا ہی
نار دوزخ کا ہی بس ایک شرارا اسکا
آمین عیسی بھی تو بچتا نہین مارا اسکا

عشق وہ سم ہی مرے بار جو لے اسکا نام
اژدھا دیکھے تو ہو جاے وہین کام تمام
اسکی تاثیر کو سب جانتے ہین خاص و عام
اسکا آغاز ہی انسان کا جو ہی انجام
خون سیاہی دم تحریر نقش نظر آے
خاک کاغذ ہو قلم سوکھ کے کانٹا ہو جاے

گاہ دریا مین نظر آتا ہی وہ بنکے بھنور
موج بنکر کبھی قلزم مین یہ آتا ہی نظر
کشمکش جذبہ و مد شوق سے ہی آٹھ پہر
کبھی طوفان کی طرح جاتا ہی یہ سر سے گذر
ہوین ناکام دم تشنہ دہانی عشاق
ایسا ترسائین نہ مانگین کبھی پانی عشاق

بیقرار اسنے ہی سیماب کو کر ڈالا ہی
سم کا الماس مین قاتل نے اثر ڈالا ہی
اشک نیسان کو نیا اسے گہر ڈالا ہی
سینہ سنگ مین آتش کا شرر ڈالا ہی
ہی یہی گاہ ربا اور اثر مقناطیس
ورنہ ہی کون سلیمان کہان کے بلقیس

چاشنی قند مین اپنی کبھی دکھلاتا ہی
اور کبھی زہر ہلاہل مین یہ گھر کرتا ہی
گہ نمک مین نمکین شور یہ بنجاتا ہی
ذائقہ بنکے ہر اک چیز مین در آتا ہی
مشک مین عطر مین گل مین یہی بو دیتا ہی
بنکے خنجر کبھی عاشق کا لہو دیتا ہی

راگ مین سحر کی دکھلاتا ہی گاہے تاثیر
طوق بنتا ہی گلے کا کبھی پا کی زنجیر
دام کاکل مین یہ دلکو کبھی کرتا ہی اسیر
تیر مژگان سے کبھی کرتا ہی ظالم نخچیر

گاہ صورت کبھی سیرت مین یہ در آتا ہی
دل عشاق کو ہر طرح سے لبھاتا ہی

مہر تابان ہی کبھی چرخ پہ کہ ماہ تمام
کہکشان گاہ کبھی عقد ثریا خود کام
گاہ ثابت ہی کبھی اختر سیارہ نام
شب کبھی روز کبھی گاہ سحر گاہے شام

دلمین آکر نہین ممکن ہی نکلنا اسکا
ہی زمانے کی طرح رنگ بدلنا اسکا

عالم آشوب ہین اسی عشق کے اسرار نہان
نارہ عشق سے آگاہ ہو ہر پیر و جوان
چاہتا ہون کہ کرون چاہ کا احوال عیان
دل یہ کہتا ہی کہ ہی عشق عیان راچہ بیان

ابتدا اسکی ہی انجام کو بربادی ہی
شادی و مرگ اسی عشق مین شادی ہی

سوتے فتنے کو یہ کمبخت جگا دیتا ہی
خون دل دیدہ عاشق سے بہا دیتا ہی
سر مجنون کو یہ دلسوز جلا دیتا ہی
چاہ مین چاہ فرشتون کو جھکا دیتا ہی

زندہ مردے کو کرے معجزے عیسے دکھلائے
مردہ زندے کو کرے پھر اُسے زندہ فرمائے

دام مین لاتا ہی یہ طائر دل کو دم مین
ملک دل کرتا ہی تاراج یہ فرط غم مین
اس سے آخر کو زوال آتا ہی جاہ جم مین
ننگ و ناموس کو چھوڑا ہی کہین عالم مین

اس سے بدتر نہین دنیا مین کوئی بیماری
ہین مسیحا اسی آزار کے اب آزاری

عشق جادو ہی کہ ہی سحر طلسم و نیرنگ
پانی ہو جاتا ہی اس عشق کی تاثیر سے سنگ
اسکو اعجاز مسیحا بھی ہی اب دیکھ کے دنگ
عجب انداز ہین اور اسکے نرالے ہین ڈھنگ

عرش سے فرش پہ لا چاہ فرشتے کو جھکا

فرش سے عرش پر انسان کو جانا ہے پہونچا

اس بیقراری میں یہ بند پڑھے سُننے والے کلیجہ تھام نے لگے لیکن کوئی مطلب اصلی نہ سمجھا کہ اس مذمت عشق سے
اس مقام پر کیا مراد ہے لیکن شہاب گلگون پوش نے کہا ای مہتر برق فرنگی عیاری کرینگے تمھارے اُستاد
ہین تم کچھ اس مطلب کو سمجھے برق نے کہا اور تو مین کچھ نہین جانتا اتنا واقف ہون کہ جبدن سے طلسم ہوشربا
مین تشریف لائے ملکہ صرصر شمشیر زن پر مائل ہین اکثر پیغام و سلام ہوتے ہین لیکن کچھ انجام ہنوا اکثر راتون کو اشعار
عاشقانہ پڑھا کرتے تھے شاید اُسی معشوق کا خیال آگیا شہاب نے کہا خواجہ صاحب اگر آپ کو صرصر کا
خیال ہے مجھ سے صاف صاف فرمایئے مین اُسکی بھی تدبیر کر سکتا ہون افراسیاب کے گھر کا مجھکو سب طرح سے
اختیار ہے کوئی مقام تردد نہین نام صرصر سُنکر خواجہ اور زیادہ بیقرار ہوئے تڑپکر یہ اشعار مخفی پڑھنے لگے اشعار

بسکہ الفت گریہ را با چشم خونبار من است	ریختن بر خاک رہ خون جگر کار من است	باوجود آنکہ آزادم ز سر تا پا ہنوز
گردش گردون دون در فکر آزار من است	نیست در بازار راحت گرچہ یک جو جو تم	شکر اللہ محنت عالم خریدار من است
بارش ہی شد بیہودہ بر گلزار ابر	رونق این بوستان از چشم دریا بار من است	فتنہ ہر جا بر آرد سر زآغوش فلک
جستجو ہم دارد و در فکر آزار من است	کردہ ام تا طوق گردن رشتہ زنار را	عقدہا تسبیح را در دل ز زنار من است
مخفیا زنہار خود بینی و خود رائی مکن	لیکن پریشانی من بر من نہ پیدا من است	

اشعار عبرت آثار دسکے تار
باندھ دیے بحر رقت کا جوش کبھی گریان کبھی خاموش عجب حال پُر ملال مین خواجہ کو اُسوقت دیکھنے والے دیکھتے
ہین ہر کس و ناکس کا یہی قول ہے کہ صاحبو اگر یہی حال ہے قلب پر اسقدر رنج و ملال ہے عمرو زندہ نہ بچیگا تڑپ تڑپکر
جان دیدیگا مگر سبب گریہ نہین کھلتا آخر شہاب گلگون پوش نے انتہا کا عذر کیا کہا خواجہ جسکو تم عزیز
رکھتے ہو اُسکے سر کی قسم تمکو دیتے ہین حال دل کہو بے وجہ اپنی جان نہ دو ہم سب طرح تمھارے ساتھ محبت
صرف کرینگے جو مانگو وہ دینے کو موجود ہین صرف مذہب کی تکرار ہے برق بھی قدمون پر گرا تب عمرو نے
بمشکل ضبط کیا ظاہر مین سب نے دیکھ لیا کہ تاب ضبط نہ تھی مگر یہی جرأت تھی کہ اپنے کو روکا کہا ای بادشاہ
عالیجاہ اسوقت مجھکو کئی باتون پر رونا آیا ایک تو یہ خیال آیا کہ افسوس ہم نے عمر اپنی نا قدر دون کے ساتھ بسر
کی یعنے حمزہ مجاور زادہ مکہ جبد سے اُسکے ساتھ رہے جہان کہین وہ قید ہوے ہم عیاری کرکے پہونچے
سرکستان و مرکو اُنکے واسطے زیر و زبر کیا لیکن کوئی پھل نہ پایا اِس وجہ سے زیادہ کبھی غضب ہوا اسوقت برق
نے تمھاری اطاعت کی نہین معلوم جھوٹا ہے یا سچا مجکو پکڑ لایا تم نے کئی ہزار کا خلعت لوسے دیا حمزہ کے لشکر مین

ہماری عمر گذری اسی مہرخ کے ساتھ بڑی بڑی جانبازی کی اُسنے بھی کبھی ایسا خلعت نہ ملا تمھاری قدر دانی پر
مجکو وجد ہو گیا دوسرے گرفتار ہوکر آئے یہ بھی خیال ہوا کہ زندہ نہ بچینگے خوف جان مین روئے اُس تمثال
عالم کی بھی تصویر آنکھون کے آگے پھری یعنے ملکہ صرصر شمشیر زن معشوقہ پُرفن سالہا سال اُسکی صحبت مین
گذرے وہ آہوے وحشی رام ہوا ایک دن وصل کا انجام ہوا بس اب ہمارا جان دینا ہی بہتر ہے اور
اے شہریار حال مذہب ہمارا نہ دریافت کیجیے اصل مین ہم لقا پرست ہین انھین خیالات مین مست ہین سامری
جمشید کو کم مانتے ہین لقا کا چھوٹا بھائی جانتے ہین انھین خیالات مین مذمت عشق پر بھی توجہ ہوئی یا مصرعہ
مین اشعار عاشقانہ پڑھے لشکر حمزہ مین رہتے تھے کہدیا یزدان پرست ہین یہ سُنکر شہاب گلگون پوش
خوش ہو گیا کہا خواجہ ہمارا اعتقاد و مذہب قریب ہے ہم بھی خداوند لقا کو مانتے جوت کا خداوند جانتے ہین
کہ یہ خداوند زندہ ہے سامری جمشید وغیرہ دنیا سے چلے گئے بس کُل انتظام ذات پر خداوند لقا کے موقوف ہے
جو اُنکو خداوند نہ جانے وہ بڑا بے وقوف ہے مین تمھاری قدر دانی کرونگا کیون جان دیتے ہو ہر چند کہ
برق اسوقت تم پر غالب آیا لیکن عہدہ افسری عیاران تمھارے نام ہوگا عمرو نے کہا میری بڑی قدر دانی
یہ ہی گڑی گا زرا پہناؤ اور جوار باجرا کھلاؤ ہم خود کما ؤ پوت ہین مٹی مین سے پیسا پیدا کرتے ہین لیکن
اقرار یہ ہے آپکی اطاعت کرتا ہون صرصر کے ساتھ میری شادی افراسیاب سے کہکر کرا دیجیے تو حضور
جان و مال سب آپ پر نثار آپکے غلامون کا تابعدار رہون اب راتین ہجر کی نہین کٹتی ہین تڑپ تڑپ کے
بسر کرتا ہون نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون یہ اقرار کیجیے تصویر سامری و جمشید لائیے مین سجدہ کرونگا ورنہ جلاد
بیدرد کو حکم دیجیے ابھی مجھکو قتل کیجیے خون سے مجھ بے گناہ کے ہاتھ بھرے زندگی کی ہوس اب باقی نہین ہے
شہاب گلگون پوش نے کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری اے ہزبر دشت طراری جو جو کچھ آپنے فرمایا
سب منظور ہے حقیقت مین حمزہ بڑا ناقدری اُسکے لشکر مین بڑا غدر ہے تجھ ایسے جانباز سرفروش کی یہ لیاقت
محرران اخبار سخنوری و محرران کتب انشا گری نے بصد شد و مد جابجا تحریر فرمایا ہے کہ عظم دستان حمزہ بسبب
خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار کے ہے اگر عمرو ایسا عیار ہمراہ حمزہ نامدار نہو تا ہر ایک مقام پر گلگون پوش ہوسے
ہوتے زندہ نہ بچتے ملک مصر مین بیچارہ مُردہ بنا مُردہ بنکر زندون کو درگور کیا وہ عیاری نہین کرامات
تھی مین نے دفترون کو دیکھا ہے ممالک ساحران سب آپکی ذات سے ختم ہوئے کیسے کیسون نے شکستین
کھائین برائے فرزندان حمزہ سینہ سپر رہے بڑے بڑے شہرون مین گذرے اس ہوشربا مین بھی کیا کیا

کام کیے کیسے کیسے نام کیے عشاق سبز رنگ کو مارا بڑے بڑے ساحر دن کو للکارا افراسیاب پر دست دراز
ہوے بلکہ تو آپ کی جرأت پر بڑے ناز ہوے عہدۂ وزارت لیجیے مجھے سرفراز کیجیے کل امورات کا آپکو اختیار ہے
یہ سمجھیے کہ شہاب میرا خدمتگار ہے عمرو نے سر جھکا کر کہا اگر ایسا کروگے تمھارے لیے بہتر ہے مین تم کو بادشاہ
ہفت اقلیم بنا دونگا خیر خواہی کا مزا چکھا دونگا مگر مقدمۂ صرصر مین کیا جواب دیا شہاب نے کہا خواجہ
وہ بدل و جان آپ کو قبول کریگی مشکین باندھ لاؤنگا بڑی دھوم سے تمھاری شادی کرونگا افراسیاب
کی مجال ہے کہ میرا کہنا نہ مانے عمرو نے چپکے سے کہا اے شہنشاہ اسوقت زیادہ کہنا بیکار ہے یہ حقیر محبوب و ثمر سیار ہے
اگر آقا کی مہربانی ہوگی شاید تخت سلطنت ہوشربا پر آپ جلوہ فرما ہون کل طلسم زیر نگین ہو جائین ہمارے
بھی قلب کو تسکین ہو شہاب پھول گیا رنگ چہرے کا سرخ ہوا جلد قید کٹوائی کہا اپنے فرزند کو بھی سمجھائیے
عمرو نے کہا وہ مرا نور نظر پارۂ جگر ہے جلد قید کٹوا دیجیے ہم جسکے دوست ہوے وہ بھی تابعداری کریگا بے شک
عیار ہے چند عرصے مین جب یہ خبر مشہور ہوگی کہ خواجہ عمرو نے شہنشاہ شہاب کی اطاعت کی سب عیار اسی
مقام پر چلے آئینگے آپنے دفتر ایرج نامہ مین پڑھا ہوگا جب حمزہ سے اور مجھ سے بگاڑ ہوا سب عیار
میرے ہمراہ چلے آے اپنے اپنے افسرون کی مشکین باندھ لاے جب مجھسے صلاح ہوئی وہ بھی سب شریک
ہوگئے وہ تو سب میرے مطیع ہین اب آپ مطمئن رہین جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا سب کام ہو گئے اک
ہم شریک ہوے چند عرصے مین کوئی آپ کو نہ پہچانیگا بعد انتظام لشکر مہرخ و بہار و بعد قتل اسد نامدار
ایک دن افراسیاب کو بھی پکڑ لینگے تمھین تخت پر بٹھا دینگے یہ سامان سُن سُنکر شہاب وجد مین آیا واسطے
خواجہ کے بھاری خلعت منگایا چالاک کو بھی رہا کیا تینون عیار محفل مین آکر بیٹھے برق نے شہاب سے
اشارہ کیا اُسوقت تو خواجہ گاتے کیا تھے روتے تھے اب دل بحال ہے اور طرح کا خیال ہے اب مزے
سے گائینگے ہم بایان بجائینگے چالاک بھی موجود ہے اک ساز انکو دیجیے پھر کیفیت دیکھیے ہم ساقی گری کرینگے
بڑے مزے ہونگے شہاب نے خواجہ سے کہا اے دوست صادق اے محب واثق آپکے گانے کے سب
مشتاق ہین یہ بھی بخوبی ہین آگاہ ہون کہ آپ مبتلاے درد فراق ہین عمرو نے کہا اے قدرشناس حقیقت مین
میرا بھی دل چاہتا ہے کچھ اشعار عاشقانہ پڑھون کلیجہ غم سے خالی کرون سازندے خواجہ کے گرد آے ایک ساز
چالاک نے بھی اُٹھا لیا برق انتظام شراب مین مصروف ہوا خواجہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

رہی ہمیشہ اسیری کے اختیار مین روح
چھٹی بدن سے پھنسی دام زلف یار مین روح
بدل رہا ہے جتانے یہ کروٹین لاشہ

پس فنا ہو تری یاد جسم زار میں روح
کہیں اجازت رفتار دے نزاکت یار
کہ اپنا جسم ہوا ہے تن فزار میں روح
دکھا دے جلوہ آخر کہ وقت ہے آخر
بہک رہی ہے ابھی تک اُسی خمار میں روح
عجب نہیں جو پکارے تجھے مری آغوش
اُسی سرور میں دل ہے اُسی خمار میں روح
خیال کاکل برہم سے حال ہے برہم
کنار قبر میں ہے زحمت فشار میں روح

ملال تمکو ہے تم ہو دل مکدر میں
کہ راہ تکتی ہے آغوش انتظار میں روح
نہ زندگی سے خوشی ہوں نہ موت سے اچھی
ہے میہمان نفس چند جسم زار میں روح
خیال گل کبھی خاطر سے کم ہو بلبل
ترا خیال ہوا ہے مری کنار میں روح
بہار داغ جگر سے ہوا افراج نہ سیر
پھنسی ہوئی ہے عجب دام انتشار میں روح
خوش آئی عادت طفلی بس فنا بھی نسیم

غبار روح بنی ہے یا کہ ہے غبار میں روح
فنائے عشق میں کیا برگزیدگی ہے جمیں
نہ اختیار میں دل ہے نہ اختیار میں روح
نہیں ہیں کم ترے مستوں کی مستیاں پس مرگ
بہار یہ ہے کہ نکلے اسی بہار میں روح
پیا ہے بادہ الفت کا ساغر لبریز
تمام عمر رہی سیر لالہ زار میں روح
عدم ہوا ہے بدن کاہش محبت سے
کہ لوٹتی ہے مری دامن فزار میں روح

خواجہ گا رہے ہیں اہالیان محفل کو رجھا رہے ہیں مہتر برق فرنگی منتظم میخانہ گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی قاعدے سے محفل میں رکھ رہا ہے مرغ زریں بنا ہوا چہک رہا ہے خواجہ کی تعریفیں ہو رہی ہیں اُستاد و شاگرد میں اشارے کنائے کبھی خواجہ پکار کر فرماتے ہیں بیٹا برق جلد شراب محفل میں لاؤ اپنا کام کرو اور بھی ضرورت ہے شہنشاہ کو اپنے ساتھ لیکر چلیں شہنشاہ افراسیاب جادو سے ملاقات کریں خناق نے نہیں معلوم کیا کیا فریب لشکر ملکہ مہرخ پہونچ گئے ہونگے ہم چاہتے ہیں اب کسی کو تکلیف نہ ہو بار کوہ جنگ و جدال ہم اُٹھالیں ہمارے شہنشاہ کا نام ہو جائے بیٹا بہت جلد کام ہو جائے برق جواب دیتا ہے اُستاد سب سامان تیار ہے آپکی ہر اک بات کرامات ہے ابھی ابتدا کی رات ہے صبح ہوتے ہوتے صبح ہو گی کیا جلدی ہے چالاک سر ہلا رہے ہیں کبھی اُٹھکر ہاتھ سے برق کے گلابی لے لیتے ہیں فرماتے ہیں بھائی قرابہ اسطرف لاو بہت نہ گھبراو برق تڑپتے پھرتے ہیں لیکن اب حال مہتر قران سنیے تحریر کر چکا ہوں ایک مکان کہنہ میں جا کر مہتر قران ٹھہرے تڑپ تڑپ کے دن کاٹا اندھیری رات کا سامنا ہوا شب تیرہ و تار مکان سنسان مدت سے ویران پڑا ہے دل پر خوف طاری انتہا کی بیقراری آخر لاچار ہو کر دروازہ مکان کا کھولا دیکھا کوچہ تنگ و تاریک ہے اسطرف سے کوئی گذر نہیں کرتا ڈرتے ڈرتے مہتر قران نکلے سر کوچہ سے بڑھے ہیں کہ آواز آئی ارے کوئی مزدوری ہمارے پاس آوے یہ تپلا شراب کا تھوڑی دور پہونچا دے منہ مانگی مزدوری ملیگی خیال میں گذرا کہ اے مہتر قران

اسی حیلے سے تو سیر کریں کچھ حال بھی دریافت ہو اُستاد والا نژاد پر کیا گذری برق نے کیا کارگذاری کی یقین ہے محفل میں رنگ جمایا ہو بہو ریہ بڑے قیامت کا ہے ہم بھی بیکار نہ رہیں کوئی تو کام کریں یہ سوچکر رنگ روغن عیاری کا نکالا اک شہدے کی شکل بنکر تیار ہوئے گاڑھے کی غرقی سر برہنہ کوچے سے کہتے ہوئے نکلے بارتے ہارتے جی چھوٹ گیا رنگ باز کی شامت ہے آج ایسا داؤں ہارے عمر بھر اب نہ جیتینگے حسد ن کا پتیں ہمارا رنگ کھیل جائیگی سلطنت جیت لینگے بڑے بڑے مہاجنوں کو لنگوٹی بندھوا دینگے ہمیں کیا پروا شہدے جواری اسی شوق میں گھر بار چھوڑ تا چوبدار نے جو یہ آواز سنی صدا دی میاں شہدے صاحب مزدوری کروگے قران نے جواب دیا کیا حضور کوئی مُردی اُٹھانا ہے یا کسی کو منلانا ہے چوبدار نے کہا نہیں بھائی یہ تپلا شراب کا اُٹھالو تھوڑی دور چلو وہاں تک پہونچا دو جو کہو وہ دینگے قران نے کہا چار گنڈے لینگے صبح کو اسی سے داؤں بدینگے نکے کی پوریاں کھاکے پڑ رہینگے یہ کہکے قران نے تپلا اُٹھاکے دوش پر رکھا چوبدار سے باتیں کرتے ہوئے چلے دمبدم دی پھڑ کا ذکر ہے باتوں میں بھی کھیلنے کی فکر ہے چوبدار نے پوچھا میاں شہدے بہت ہارے قران نے کہا حضور ہمارے ساتھ چلیے تو کیفیت حاصل ہو ہر وقت پریاں ناچا کرتی ہیں ہم تو میاں صاحب رنگ باز ہیں ایک داؤں پر جان بدیں سلطنت جیت لیں لینے داؤں سے انکار نہ کریں آجکل چوروں نے بہت مال پایا ہے سب جوئے گلزار ہیں روپیہ لٹ رہا ہے مگر کیوں میاں صاحب کس قید خانہ پر چلیے گا ہم رات کو عالم باغ تک نہ جائینگے رات کو بہت سناٹا ہوتا ہے تلنگے نے ایک دن گولی ماردی ہوتی اپنی جان بچانا ضرور ہے ایسے مقام پر جانا سراسر قصور ہے حسین الدولہ کے امام باڑہ تک چل سکتے ہیں وہاں بیچارے قرض دار لوگ قید ہیں شہر کا بھی کنارہ ہے چوبدار نے کہا ان دونوں مقام پر جانا منظور نہیں سامنے قریب وزیر گنج اک بادشاہ قید ہے چند نگہبان وہاں ہمارے مالک نے مقرر کیے ہیں اُنکے لیے یہ شراب جاتی ہے مہتر قران نے کہا کیوں میاں صاحب یہ کیسا قیدی ہے کہ جیل خانہ سے الگ قید کیا گیا چوبدار نے کہا میاں شہدے صاحب تمھیں ان باتوں سے کیا غرض شراب پہونچا کر اپنی مزدوری لو سیدھے گھر چلے جاؤ باتیں نہ بناؤ مہتر قران نے کہا حضور ہم بھی اسی شہر کے رہنے والے ہیں بڑے بڑے جھگڑے فساد دیکھ چکے ہیں ہم سے صاف صاف کہیے ہم یہیں تپلا رکھکے چلے جائینگے پھر نہ آئینگے تب آپکو قدر ہوگی چوبدار نے دیکھا کہ شہدہ چھچھلا معلوم ہوتا ہے ایسا نہو تپلا رکھکے چلا جائے اور دو چار صلواتیں سنائے اچھا نہو گا شراب کا پہونچانا بھی وقت پر ضرور ہے یہ سوچکر کہا بھائی

یہ ایک شخص شہنشاہ ہوش ربا کا گنہگار یہان بھیجا گیا ہی ہمارے شاہ نے الگ مکان مین بہ حفاظت قید
کیا وہ قیدی بڑا صاحب آبرو ہی قید خانے مین چور اُچکے قید ہوتے ہین یہ رئیس شریف شہنشاہ سے لڑا
گنہگار قرار پایا مہتر قران نے کہا بس اب آپ نے صاف صاف کہدیا مجھکو بھی تسکین ہوگئی لیکن اُس
قیدی کا نام کیا ہی چوبدار نے کہا مین نام نہین جانتا یہ سُن چکا ہون طلسم نور افشان کا رہنے والا طرف
کوکب روشنضمیر صاحب عقل و تدبیر عقیل فہیم نور افشان کا ندیم یہ مشہور ہوا تھا ہم کو بھی معلوم ہی قران
خاموش ہو رہا دل سے کہتا ہی ای مہتر قران ہمارے لشکر سے سواے ان تین عیارون کے اس ملک
مین کوئی نہین آیا کون بزرگ قیدی چلتے چلتے تران کو بہ خیر و عافیت چھوڑا ہی جمشید بھی لشکر مین موجود ہی تعجب
حیرت ہی پھر یہ قیدی کون صاحب لیاقت ہی دل سے سوچتے ہوے بازارون کو طی کر کے سامنے اک مکان
کے پہونچے افسر وہان کا ریحان جادو مع پانچ سَو ساحرون کے بیٹھا ہوا پہرا دے رہا ہی دیکھتے ہی آواز
دی کون آتا ہی چوبدار نے کہا ملازم شہنشاہ ای ریحان جادو تم سب کے واسطے شراب لیکر آے ہین
ریحان جادو بہت خفا ہوا کہا کیون شراب لیکر آے کیا احتیاج تھی دو پہر رات گذر چکی نشّے باز پڑے
تڑپ رہے ہین جماہیان لے رہے ہین صبح کو شہنشاہ سے عرض کرینگے سال بھر ہمکو گذرا مصیبت اُٹھاتے
ہوے گھر بار چھوٹا گھڑی بھر کی مہلت نہین ملتی اب ہمارے بدلے اور کوئی نگہبان ہو ہماری بدلی کرادین
قیدی وہ سخت جان ہی اب دو چار دن کا مہمان ہی رہا ہونا غیر ممکن تا قید حیات یہان کا قیدی رہا نہین
ہوتا کہین جلدی مر جاے ہمکو فراغت ملے لاش اُٹھا کر دریا مین پھینکدین چوبدار نے کہا یہ ہم سب کچھ عرض
کرینگے تمکو معلوم ہی کہ شہر مین کیا ہنگامہ برپا ہی عیار آئے لڑے بھڑے اب دربار کا حال مفصل نہین معلوم
کم بخت مارے گئے یا اطاعت کی نہین معلوم کیا انجام ہوا مہتر قران نے بھی پوچھا کیون چوبدار صاحب
عمرو عیار قتل ہوا برق کو شاید چھوڑ دیا چوبدار نے کہا دربار تک ہماری رسائی نہین ہی اتنا سُنا تھا
کہ عیار آے شاہ سے معاملہ ہوا صبح کو دریافت ہوگا مہتر قران خاموش ہو رہا پتلا لاکر وہان رکھا
سب ساحر دوڑے چوبدار تو انعام لیکر چلا گیا مہتر قران وہین بیٹھ گئے ساحرون نے پوچھا میان فردوس
کیون تم سر جھکائے بیٹھے ہو قران نے کہا حضور تو ندی آتی ہی اپنے مکان نہین جا سکتا یہین پڑ رہونگا
حضور کو حقّہ بھر دون یہ کہکے پیادے کے ہاتھ سے چلم لے لی آگ پھونکنے لگے چلمین بھر بھر کے پیادون کو پلائین
سب خوش ہوے کہا بھائی کیا حرج ہی بیٹھو شام سے ہم لوگون نے شراب نہین پی ہی بدمزاج ہو رہے ہین

گھتے کا منہ کھولو شراب بوتلوں میں بھرو منترقران بہت خوب کہکے بڑھے شراب بوتلوں میں بھرنے لگے اپنا نمک بھی ملاتے جاتے ہیں یہ تو بخوبی سن چکے کہ کوئی فرزند ارکوکب روشن ضمیر کا ہی وہ قید ہے لہذا جہانتک ہو سکے ان سبکو مارو اس قیدی کو چھوڑ دو اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ عمرو و برق و چالاک دربار میں بیہوش کرنے کی تدبیر کر چکے ہیں منترقران یہاں سب کو شراب پلا رہے ہیں دیکھیے اسکا انجام کیا ہو وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان افراسیاب کے واقف پر کتاب سامری کا دیکھنا اور دریافت ہونا حال دربار شہاب گلگون قبا کا اور روانہ کرنا شر جادو کا اسکا آکر عمرو وغیرہ کو گرفتار کرنا اور رہائی ملکہ احول مع نشین از دست قران

چار دن کیا عمر بھر گر ہو میسر چاندنی
بے ترے بھاتی نہیں ای ماہ انور چاندنی
ہجر میں ہی تاب آتش کے برابر چاندنی
دھوپ بہتر ہے شب فرقت کی بدتر چاندنی
صاعقہ کی طرح سے گرتی ہے مجھ پر چاندنی

دیکھیے اجلی دکھائے کب مقدر چاندنی
صاف ہوتی مثل فرش سنگ مرمر چاندنی
آئے کب رشک قمر کب ہو منور چاندنی
خوب روؤں ای شب غم ہے مکدر چاندنی
بعد بارش صاف ہو جاتی ہے اکثر چاندنی

ابر غم میں مدتوں سے کب نظر آتا ہے چاند
بے ترے ای شمرو مجھ سے یہ شرماتا ہے چاند
ماہتابی سے کہاں چہرے کو دکھلاتا ہے چاند
میرے گھر کی راہ کترا کر نکل جاتا ہے چاند
رہتی ہے فرقت کی شب باہر ہی باہر چاندنی

کب وہ جامے میں سمائے ہو سوا جسکو عروج
ذرہ پرور چاہیے ہو مہ لقا جسکو عروج
کیوں نہ اترائے جہاں میں ہو ملا جسکو عروج
خاکساری وہ نہ چھوڑے دے خدا جسکو عروج
آسمان پر ماہ تاباں ہے زمیں پر چاندنی

چاند سا چہرہ ذرا رشک قمر دکھلا کبھی
ہو چکا غرہ قدم رنجہ کہیں فرما کبھی
ماہتابی سے دکھا جلوہ ہلال آسا کبھی
بھول کر ای چاند کے ٹکڑے ادھر آجا کبھی
میرے ویرانے میں بھی ہو جائے دم بھر چاندنی

وصل کے سامان میسر ساری شب گھر میں مجھے
شکر یارب عشرتیں اتنی برابر ہیں مجھے
لطف بھی حاصل شب مہ کے مقرر ہیں مجھے
ایک ہفتہ سے ہم ساتوں میسر ہیں مجھے

دشت و دریا سبزہ ساقی شیشہ ساغر چاندنی

سینہ ہی پر داغ کیون بیکار جاؤن باغ کو — دیکھکر کیون گلکو کھاؤن خار جاؤن باغکو
حیف ہی بے غیرت گلزار جاؤن باغ کو — کیا شب مہتاب مین بے یار جاؤن باغکو

سارے پتون کو بنا دیتی ہی خنجر چاندنی

راہ الفت مین مجھے رہ رہ کے ترساتی ہی رات — ہجر رشک ماہ مین تاریک کب بھاتی ہی رات
کونسا سامان دیکھون مجھکو دکھلاتی ہی رات — دشت غربت مین ہون بے اسباب آتی ہی رات

جلد ای گردون بچھا دے ہر بستر چاندنی

وصل کیا برسون نظر آتا نہین ہی خواب وصل — اور جو قسمت سے کبھی ہمپر کھلا بھی باب وصل
ہو گئے پنہان نظر سے دفعتاً اسباب وصل — کرمک شب تاب تھی گویا شب مہتاب وصل

چھپ گئی کیا دور سے صورت دکھا کر چاندنی

مظہر اعجاز ہین یہ ماہرویان حسین — فی الحقیقت کچھ کرامت رکھتے ہین یہ جبین
دیکھکر زلف سیہ صاف ہوتا ہی یقین — نقرئی مو بات اُس کا فرکی چوٹی مین نہین

یہ وہ شب ہی جسنے کرلی ہی مسخر چاندنی

روز و شب شام و سحر تاریک سایہ کی طرح — مہر وش بے تیرے گھر تاریک سایہ کی طرح
مہر بے رشک قمر تاریک سایہ کی طرح — دھوپ آتی ہی نظر تاریک سایہ کی طرح

میرے گھر مین ہی اندھیرے کے برابر چاندنی

راست ہی واللہ رونق ہی مکان کی ماہ جبین — گھر کے ہوتے ہین اجالے ماہرویان حسین
قتل عشاق پر کمر باندھے ہی یہ چرخ برین — غیر تاریکی شب فرقت میری تا صبح نہین

ہان اگر زخمی ہون تو نکلے مقرر چاندنی

یہ چہرہ گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعین حق نیوش کرتے ہین دامن مدعا کو گل مراد سے بھرتے ہین شعبدہ رتبع خیال و سخن آفرین + سخن را بہ کرسی نشاند آخرین + سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب و بلطف و اشفاق شہنشاہ احتقاق کو لیے ہوے طرف لشکر ملکہ حیرت کے جاتا ہی جب شہر فرغونیہ سے گذر کر قریب تخت الشعاع پہونچا زال جادو حال سُنکر واسطے استقبال کے آیا

سامان دعوت ہمراہ لایا احتقاق سے آکر بلا پایۂ تخت افراسیاب کو بوسہ دیا احتقاق تخت پر بیٹھا ہے
نقارۂ جمشیدی پہلو مین رکھا ہے زال جادو نے افراسیاب سے پوچھا ای شہنشاہ راہ مین بڑی تکلیف
اُٹھائی افراسیاب نے کہا ملک فرعونیہ پر بڑی لڑائی پڑی لاکھون مین مابدولت یکہ و تنہا تھے نہنگ و پلنگ
غلامان ملکہ ماہیان زمرد پوش وقت پر پہونچے فرعون کو مارا قلعہ پر قبضہ کیا خدمت مین مصاحب سامری
کے پہونچا آپنے ایسی عنایت فرمائی فوراً تشریف لائے کچھ انکا ذہن نہین کیا راہ مین بڑے صدمے اُٹھائے
عمرو برق نے آکر عیاری کی آپ کو تو وہ کیا قتل کرتا قصد کیا تھا غلام سامری پہونچ گئے اُنسے بچا لیا
وہ دونون گرفتار ہوے عمرو کا نام سنکر زال جادو خوش ہوا کہا ای شہنشاہ پھر عمرو کو کیا کیا قتل ہوا نذر
سامری کرون صاف صاف سامری نامہ مین لکھا ہے عمرو عیار بے مثل و یکتا ہے اگر اُسکو مارا کچھ کسی کی احتیاج
نہین اب غلام بھی لشکر کشی کریگا مہرخ وغیرہ کو گرفتار کریگا اپنے بوڑھے غلام کے تو سحر دیکھیے مین آجتک
عمرو ہی کے ڈر سے آپکے لشکر مین نہین آیا افراسیاب نے کہا اُسکے قتل کا حکم نہین ہے جہان پر اُسکا خون
گریگا وہ سرزمین ویران ہو جائیگی بلکہ اُس زمین پر گھاس جیسگی شہاب خیرخواہ قدیم وقت پر آگیا برق و عمرو
قید کرکے اپنے قلعہ مین لیگیا زال نے سر پیٹ لیا کہا حضور وہ تو میرا بھتیجا ہے جب سے باپ اُسکا مرا مینے
اُسکو پرورش کیا سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق یہ سب کچھ ہے لیکن آپ نے میرے فرزند کو قتل کرایا
قلعہ بھی برباد ہوا ہاے بیٹے بڑی مشقت سے وہ قلعہ آباد کیا تھا ہاے وہ برباد ہو جائیگا نہین معلوم عمرو
کس حسرت و یاس سے اُسکو قتل کریگا افراسیاب نے کہا ای زال جادو بوڑھے ہوے ابتک تمکو کسی بات کی
لیاقت نہین وہ بے تکی باتین کرتے ہو بلا زمان مہرخ سُن لین تو اُنکو ناز ہو کہین کہ ہمارے عیارون کے
سب ڈرتے ہین شہاب کے برابر کوئی لئیق نہین ہے اُسکے قلعہ پر کسی کی مجال ہے جو بہ نگاہ کج دیکھے اُسنے اتنا
بڑا کام کیا کہ کسی سے نہو سکتا جسدن اسد غازی رہا ہوا ملک احول مربع نشین پر بھائی کوکب کا
بڑے زور و شور سے آیا سردارون کو رہا کرکے لیگیا جبکہ مجھکو خبر معلوم ہوئی بصد جوش و خروش پہونچا
جا کر اُس سے مقابلہ کیا اتنا بڑا زبردست ہے کہ مابدولت اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوے اُسی غصہ مین تیغ و سپر بند
اُسکو مار دیا کشتہ سحر ہوا قید کرکے اُسکو شہاب کے حوالے کیا پتلا ماش کے آٹے کا بنا کر ڈالدیا اُس روز
اور فرو تھین و بیش تھین زیادہ نہ ٹھہر سکا ملک کوکب پر چڑھ گیا اُسدن بڑے ہنگامے تھے یہ سب حالات
بخوبی مشہور ہین آجتک اُسنے ملک احول مربع نشین کو اس حفاظت سے رکھا ہوا کوئی بھی وہان کا حال

معلوم نہین ہوا ورنہ نور افشان وکوکب جاتے جسطرح بنتا چھوڑاتے جسنے اتنا بڑا کام کیا راز شہنشاہی
چھپایا عمرو برق کی کیا حقیقت ہو دہانسے رہائی نہ پا سکینگے وہ خیر خواہ دولت صاحب حشمت ولیاقت
تڑپا تڑپا کے مار ڈالیگا مینے بخوبی سمجھا دیا تھا آب ودانہ بند کرنا اپنی موت سے مرین خود نہ قتل کرین وہ
دونون تڑپ تڑپکے مر بھی گئے ہونگے اس مقدمہ کو ایک ہفتہ گذرا آٹھ دن کون کہو کا پیاسا رہ سکتا ہے
زال نے کہا حضور ملک احول ظاہر مین آپکے ہاتھ سے مارا گیا پردہ راز نہ اٹھا یہ عیار ہمیشہ رہبان جاتین
دم بھر مین آفت مچاتین قید مین بیٹھے بیٹھے فکر کر لیتے ہین بڑے مناوی بات بات مین فتور یا بند عیش و سرور
مین نہ مانونگا اوراق سامری منگواکر بارگاہ شہاب کا حال ملاحظہ فرمایئے غفلت سراسر بیکار ہے غلام کو نہایت
انتشار ہے افراسیاب نے کہا اب رات کو کیا ضرورت ہے تمہاری طرف سے مصاحب سامری کی دعوت ہے تم نے
بیٹھے بیٹھے یہ جھگڑا نکالا زال نے کہا اگر حضور توجہ نہ فرمائینگے غلام خود جائیگا جبتک اپنی آنکھ سے نہ دیکھ آئیگا
آب ودانہ حرام ہے دیکھیے کلیجہ میرا دھڑک رہا ہے ابھی وہ نوجوان ہے یہ مکار غدار نہیں معلوم کس بلا مین اسکو پھنسا کے
دام مکر وحیلہ پھیلا ئین یہ کہکے طرف مصاحبون کے پلٹا کہا جلد ہماری سواری تیار کرو ہم اپنے بھتیجے کو دیکھنے
جائینگے افراسیاب نے کہا اے زال کیون دیوانہ ہوا ہے یہ کہکر ہاتھ تھام لیا کہا بیٹھو مین اوراق ملاحظہ
کرتا ہون ابھی تمکو تسکین ہو جائیگی یہ کہکے جیب سے اوراق نکالے منتشر اوراق دیکھکر زال نے کہا خیر
کتاب سامری کیا ہوئی افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا سارہان زادے نے شہر داؤدیہ مین
خداوند داؤد جادو بنگاہ سامری پرستون کی آبرو لی کتاب دھو ڈالی یہ اوراق پریشان نانی امان نے کہا
لیے برائے ضرورت پاس رہتے ہین جب خیال کتاب آتا ہے دل بھر آجاتا ہے خیر جو مرضی سامری یہ کہکے
افراسیاب آنکھون مین آنسو بھر لایا زال نے کہا اے شہنشاہ جو ایسا ظالم عیار ہے کہ خداوند داؤد کی بنگلیا
کتاب سامری دھو ڈالی حضور سے کچھ نہو سکا اسکو قید کرکے میرے بھتیجے کے ملک مین بھیجا نہین معلوم
کمبخت نے کیا فتور کیا ہوگا شہر بھر کو ملا دیا ہوگا افراسیاب نے کہنے سے زال کے اوراق جمشیدی کو
ملاحظہ کیا زال نے دیکھا شہنشاہ نے منہ بنایا تیور بدہوے چھاتی پیٹنے لگے گھبرا کر کھڑے ہوگئے زال نے
کہا اے شہنشاہ جلد کہیے خیر تو ہے میرا بھتیجا زندہ ہے یا مارا گیا افراسیاب نے کہا ابھی تک تو زندہ ہے مگر
سامان قتل ہو چکا ارے برق وچالاک وعمرو دربار مین شہاب کے بیٹھے ہوے گارہے ہین
مہمان برق سب کو شراب پلا رہے ہین دم بھر مین سب بیہوش ہوا چاہتے ہین احمق نے ان سبھون کو قید سے

کیون چھوڑا الیسا جا مے سے باہر ہوا دشمنون کو خلعت دیا زال پیٹنے لگا افراسیاب نے کہا مین ابھی نظام
کرتا ہون بلبلکر آواز دی ای شریر جادو لیناجلد اپنے کو پہونچا جاتے ہی تینون عیارون کو پکڑ لینا اپنے
سامنے قتل کرانا یہ لیکر خدمت مین مابدولت کے آنا مگر وقت چالاکی بمحل بیباکی ہو عیارون کے دھوکے
مین نہ آجانا جاتے جاتے سحر کرنا شہاب سے سب کیفیت بیان کردینا کہ شہنشاہ نے اوراق جمشیدی
دیکھکر مجھکو بھیجا مین صرف براے حفاظت آیا ہون پیام شہنشاہ لایا ہون شریر جادو اسی وقت پرپرواز
پیدا کرکے چلا زال بہت بیتاب تھا کہ مین بھی جاؤن افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا کہا احتقاق جادو
رنجیدہ ہونگے یہی فرمائینگے بموجب مصرعہ طاقت مہمان نداشت خانہ بہ مہمان گذاشت بہ بیٹھے شریر جادو
ایسے ظالم کو بھیجا ہو وہ جاتے ہی آفت برپا کردیگا تمھارے جانے کی کیا ضرورت ہو ساحر نامی و نامدار
ہو ہمارے حکم کے سامنے کسی کا کہنا نہ مانیگا بمشکل افراسیاب نے زال کو روکا بیان تو یہ کیفیت ہو
کہ قلعہ تحت الشعاع پر دعوت احتقاق مین زال و افراسیاب مصروف ہین حیرت جادو کو نامہ
لکھ بھیجا کہ حاکم حجرہ سوم کو لیکر ہم آتے ہین لشکر مہرخ مین قیامت برپا ہو چالاک وغیرہ بھی واپس نہین آئے
اسوجہ سے زیادہ تردد و انتشار ہو مہرخ فرماتی ہین کسکو بھیجون کیونکر خبر منگاؤن ہمارے عیارون پر
کیا گذری جانسوز سے پوچھا تمھارے والد نامدار کہان ہین وہ بھی نظرون سے نہان ہین جانسوز نے
کہا یہ مجھکو بخوبی معلوم ہو کہ چالاک کو ہمراہ لیکر تشریف لیگئے ہین وہ بیکار نہونگے لیکن مین بھی براے
تلاش جاتا ہون ضرغام نے کہا مین بھی خبر لاتا ہون فوراً حال دریافت ہوگا لشکر حیرت مین جاؤن
شاید وہان نشان پاؤن جانسوز نے کہا وہان کی کیفیت بخوبی معلوم ہوچکی ہو حیرت کے پاس نامہ
افراسیاب آگیا احتقاق جادو کو لیکر آتا ہون تدبیر استقبال مین سب مصروف ہین ملکہ بہار نے
منہ پیٹ لیا کہا صاحبو وہ بے حیا نقارہ نواز جلاد شعبدہ باز ہو اسکے سامنے کوئی ہونٹھ نہ ہلا سکیگا حقوق
اُسنے نقارہ بجادیا سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش جب اپنے ہوش مین نہ رہے فرمایئے کیا کرسکینگے لشکر
حیرت مین خوشی فوج مہرخ مین بیتابی بحوالی حیران و پریشان اسد کے چھپانے کی تدبیر نامردون کو
بھاگنے کی تقریر اب حال خیریت مآل برق نامدار و خواجہ عالی وقار و چالاک طرار تحریر ہوتا ہو خواجہ
بیٹھے ہوے دربار شہاب مین گارہے ہین میان چالاک ساز بجارہے ہین برق منتظم میخانہ تڑپتے
پھرتے ہین شراب کو خوب خراب کیا بیہوشی ملائی جام چل رہا ہو خواجہ تانین ماررہے ہین نیا دربار خوب

خوب انعام ملا خواجہ کی ذہانتین اپنی اپنی عیاری کی آزمائشین کبھی برق آواز دیتا ہی ای بھائی چالاک گلابی میرے ہاتھ سے لو محفل مین پہونچا و چالاک بھی اٹھ کھڑے ہوے ساقی بچے بھی مست ساغر بدست اپنے اپنے کام مین تینون عیار کا مل گیا عیاری بن پڑی خوب طبعیت لڑی آخر مین خواجہ نے یہ غزل بھی غزل

پہلو مین کسکو بزم مین اُسنے بٹھا لیا
بہتر ہوا کہ پہلے خدانے اٹھا لیا
پوچھا شہید خنجر ابرو کا جب گناہ
دل لیکے ہاتھ ملتے تھے یہ ہمنے کیا لیا
ملتا نہین وہ ڈھونڈھتی پھرتی ہی بزم شوق
لائی نہ تاب گور نے پہلو بچا لیا
یون آرزوے قتل مین ہم پاؤن پڑ گئے
کیسا غریب جانکے ہم کو دبا لیا
رکھا نہ اپنے پاس کبھی مال و زر جلال

کیون ای اجل ہمین نہ جہان سے اٹھا لیا
کچھ اختیار ہمکو بھی ہو ضبط آہ پر
قاتل نے کچھ نہ منہ سے کہا سر جھکا لیا
بے النشان مٹا کے ہوا نام ور نہ چرخ
شاید کسی نے یار کو دل مین چھپا لیا
دی تھی جو یاد مین لب شیرین نے جان
قاتل نے سر اٹھا کے گلے سے لگا لیا
آزردہ ہو کے تم سے پھر آیا ادھر دل
جو کچھ دیا خدانے اُٹھایا دیا لیا

سوتی تھو تی بزم بتان مین طلب مری
کیون درد دل فراق کی شب آزما لیا
روز ازل ہی مجھے تھے روگ اسکو بھی لگا
تجھکو اگر بگاڑ دیا کیا بنا لیا
عالم ہو سوز دل کا ہمارے یہ بیدرد
اعضا کو جو میون نے بس کہ کھا لیا
اللہ رے فشار لحد کی زیادتی
نہنے تمھارے روٹھتے ہوے کو منا لیا
یہ غزل خواجہ نے گائی شراب

جوش کی سب کو پہونچ چلی تھی رنگ محفل دگرگون ہوا کسی کا اُٹھنے مین دل بیٹھا کوئی گھبرایا کوئی رویا کوئی قہقہا مار کے ہنسا کسی نے کسی کا منہ چڑھا دیا کسی نے قبضے پہ ہاتھ ڈالا کسی نے گولہ فولادی جھولی سے نکالا اور کہا اگر یہ گولہ مارون آسمان کو توڑ کر نکلجاے ایک نے کہا اگر اُف کرون کوہ و دشت جلجاے ملکہ گلشن معشوقہ شہاب اپنی کنیزون پر پھبتیان کہ رہی ہی وہ بھی ویسا جواب دیکے منہ چڑھا دیتی ہین گلشن نے ایک کو کہا ارے تیرے منہ پر سانپ دوڑتے پھرتے ہین اُسنے کہا زہر ہے اُگلو مجھکو اپنے تن من کی خبر نہین موذی کو مار لونگی ایک نے گھبرا کر کہا دیکھیے حضور دربارگاہ سے اژدہا منہ پھیلاے ہوے آتا ہی اب کدھر بھاگ کے جائین سوراخ مور و مار مین چھپین ایک نے کہا نوابکی سال برسات بہت ہوئی ندی بہت چڑھی لوگون کے مکان ڈوبنے لگے دریا نے جوش مارا وہ موجہ بلند ہوا وہ نہنگ نے منہ پھیلایا ایک نے کہا صاف صاف ماہیت اصلی بیان کر رہی ہو خیال مثل مشہور ہی گھڑی مین گھڑیال کہا ہی کیفیت یہ ہی بارگاہ مین دریا آگیا دیکھیے ہم کیونکر بچین ایک نے کہا مین تو بڑی آبرودار ہون ایک غوطہ مار کر اس پار سے اُس پار نکلجاؤنگی سیکڑون کھیوے پار اتارے مجھکو تاکہ حیرانی ہی کشتی حیات غیرون کی طوفانی ہی جب

مثل جو آب از سر گذشت چہ یک بالشت و چہ یک دست تم سمجھ لینگے آبرو نہ دینگے دیکھیے کھلبیرا کہان تک دھوئین دل سے
نکل رہے ہین دیکھو دوری ہماری جل رہے ہین یہ کہکے دس بارہ کنیزین پاس تھین سنبھال کے دوڑین دریا سمجھ کے
یا سامری کہکے پھاند پڑین گرتے ہی بیہوش ہوئین اب تو ایک ایک اٹھنے لگا اپنے مقام سے کیا اٹھا جہان
سے اٹھا گلشن جھلانے لگی کہا دیکھو صاحبو لونڈیان ایسی گستاخ ہین دوڑی دوڑی پھرتی ہین نشے کے جوش مین
دنگہ از لکہرا کے گرتی ہین انکو منع کرو ذرا اپنے مصاحبون کو تو دیکھو نگوڑے کیسے ملیلا رہے ہین کمیدان صاحب
مجھے گھورتے ہین آنکھین نکال لونگی اس دیدہ بازی کی سزا دونگی آنکھین پھراتا ہے تپلیون کا تماشا دکھاتا ہے دیکھو اسکی
آنکھین پتھرائین ہم سے کیون نگاہین ملائین دیدے تم ہوے قلب پر ہجوم غم و الم ہوے یہ کہکے کوڑا لیکر اٹھی
دو قدم پر جاکر تھرائی دھم سے گری بیہوش ہوئی ہان ہان کہکے شہاب بعد جوش وخروش اپنے مقام سے
اٹھا چاہا معشوق کو سنبھالون گود مین اٹھالون کچھ نہو سکا یہ بھی گر کے بیہوش ہوا اسکا بیہوش ہونا تمام اہالیان دربار
برلب فرش فرش ہوے خواجہ عمرو بل کرکے اپنے مقام سے اٹھے برق بھی تڑپا کرچ کھینچی کہ قتل کرنا شروع
کرون عمرو نے ہاتھ تھام لیا ایک طمانچہ مارا کہا او نالائق کام سمجھ کے کرنا چاہیے تم تو آج بہت ہی بھولے ہو اپنے
نزدیک بڑا ہی کام کیا ابے بے حیا تجھکو کبھی عیاری نہ آئیگی ایسی بری طرح تونے مجھکو گرفتار کیا بہت بری
طرح لڑا شراب پلانے مین اتنی دیر بس اب آپ الگ کھڑے رہیے کسی شے مین ہاتھ نہ لگائیے مجھے آپکا اعتبار
نہین ہے بلکہ باہر جاکر ٹھہریے ہمکو آپکی صورت سے نفرت ہے برق نے کہا استاد مینے تو آج وہ عیاری کی
لائق قدردانی ہے عمرو نے کہا اب لشکر مین چلکر قدر ہوگی آپ تو جلدی کرچ کھینچکے چلے قتل کرنے پر آمادہ ہوے
اچھا اک کام کرو پہلے سب کے کپڑے اتارو لیکن سونے چاندی کی چیزین مین سب گن چکا ہون کنیزون کا
زیور میری نگاہ مین ہے اگر مین سے جو ایک چیز کم ہوگی تو مین آپکو بہت ذلیل کرونگا صفائی کے واسطے
بخوشی دونگا بنیا چوری بری چیز ہے برکت نہین ہوتی جورو لڑکے خراب رہتے ہین اسوقت اگر تم ایک پیسا
بھی چرا کر لیلوگے چار پیسے کا نقصان ہوگا پھر کیا فائدہ ہمکو راضی رکھو عیش مین بسر کرو ان باتون پر چالاک
جھلایا کہا قبلہ و کعبہ جلد انکو قتل کرکے نکل چلیے ایسا نہو کوئی آفت آجاے سب اہالیان شہر ساحر ہین اگر بلوہ
کرکے اندر چلے آئین فرمائیے کیونکر جان بچائین جلد افسر کو قتل کرکے دربار سے نکلیے خدا نے اپنا فضل تم پر
حال کیا عمرو نے کہا آپ الگ رہیے آپ یہان کیون آے کسنے بلایا تھا ہم تھے ہمارا یار وفادار برق
نامدار صلاح کرکے عیاری کرلیتے آپ کنارے رہیے کسی بات مین دخل نہ دیجیے جو ہمارے مزاج مین

آئیگا کرینگے چالاک نے سر جھکا لیا کہا حضور کو اختیار ہے یہ بجلی جاتے ہین اگر کوئی آفت آجائیگی نکلنا یہان
دشوار ہوگا خواجہ نے کہا آپ نہ بچائیےگا پہلے ہی بھاگ جائے یہ فرماکر کپڑے اتارنے لگے برق
بھی سر جھکائے ہوئے انگوٹھی چھلے لونڈیون کے اتارتا ہے سو دو سو کے لباس اتار رہے ابھی کسی کو قتل نہین
کرنے پائے تھے بلکہ خواجہ نے فرمایا اے چالاک میرا یہ ارادہ ہے کہ شہاب کو اٹھاکے نذر زنبیل کرون پھر
صورت بگڑ شہر کو تسخیر کرینگے کیا عجب ہے شہاب بھی اطاعت کرے ساحر زبردست ہے چلکر لشکر کی خبر لین چالاک نے
کہا بہت مناسب ہے خواجہ عمرو طرف شہاب کے چلے اس ارادے پر کہ اسکو اٹھاکر زنبیل مین رکھ لون یکایک
آسمان پر برق چمکی شرر جادو آکر پہونچا آسمان سے اسنے دیکھا سب اہالیان دربار بیہوش پڑے ہین صدہا
تنگ خانہ ان پڑے ہین تینون عیار فکر قتل شہاب مین پڑے ہین بس زمین سے اسنے نعرہ کیا او سارقان
زر او بے خبرو آگے قدم نہ بڑھانا شہاب کو ہاتھ نہ لگانا مین آپہونچا ہم شرر جادو فرستادہ افراسیاب
سر اٹھاکر عمرو برق و چالاک نے دیکھا ایک ساحر مثل بلائے آسمانی آپہونچا برق نے تو سرپیٹ لیا
کہا استاد غضب ہوا افراسیاب نے کسی کو بھیجدیا اب جلدی گلیم اوڑھ کے نکل چلئے عمرو نے قصد کیا گلیم
اوڑھلون مگر شرر نے تعجیل سحر کیا عمرو برق و چالاک زمین پر گرے ہاتھ پاؤن بیکار ہوے شرر
زمین پر آیا حال دربار دیکھکر سر پیٹنے لگا قریب شہاب کے پہونچا پانی کا چھینٹا دیکر ہوشیار کیا ایک ہاتھ
سے اشارہ کردیا دریا دلی دکھائی باران سحر برسایا سب ہوشیار ہوے شہاب نے جو اٹھکر یہ معاملہ دیکھا
ہوش اڑ گئے گھبرا گیا شرر نے کہا اے شہاب نہ گھبراؤ تمنے غضب کیا ان عیارون کو اپنا دوست سمجھا گھر
وغیرہ کا اختیار دیا شہاب بہت جھلایا کہا اے شرر جادو میرے ملک مین کبھی یہ غدر نہوا تھا جمشید نے
عمرو و برق کو گرفتار کرکے لایا آب و دانہ حرام ہو گیا آٹھ پہر اسی جھگڑے مین ہون سامری جمشید نے
جان بچائی شہنشاہ کو کیونکر خبر ہوئی شرر نے کہا تمھارے چچا صاحب زال جادو بیٹھے تھے گھر اسے
انھون نے شہنشاہ سے کہا شہنشاہ نے اوراق سامری مین دیکھا سب احوال دریافت ہوگیا مین بھی
شفقت کرکے آیا شکر ہے خداوند سامری و جمشید کا کہ وقت پر پہونچا اگر گھڑی بھر زیادہ گذر جاتی پھر تم زندہ
نہ تھے یہ ظالم نیچے کھینچ چکے تھے لیکن حکم شہنشاہ ہے کہ اب انکو قتل کرو سر ہمین دو خدمت مین شہنشاہ کے
لیجائین تمھارے چچا صاحب زال جادو بہت بیتاب ہین سر دیکھکر انکو اطمینان ہوگا شہاب نے
کہا بہتر ہے مین بھی اپنی جان سے عاجز ہوچکا ہون خوب جانتا ہون اگر یہ زندہ بچے مجھکو زندہ نہ چھوڑینگے

بربادی شہر سے مُنھ نہ موڑینگے مین بھی تمھارے ساتھ براستعلامات عمرِ نامدار چلونگا سب اہالیان دربار ہوشیار ہوے دروازہ بارگاہ کا کھلا باہر سے ساحر اندر آے یہ قیامت دیکھی گلشن تڑپ رہی ہی کبھی کہتی ہی میرے وارث کو سامری جمشید نے بچالیا راج سہاگ لٹ گیا ہوتا خوب وقت پر شہنشاہ نے مدعی کی قلیل رات باقی تھی جسوقت شریر جادو وآیا عیار گرفتار ہوے انکو مسلسل و مطوق کیا شہاب نے سرداروں کو حکم دیا بیرون بارگاہ میدان خونی کی تیاری کرو جلادون کو بُلاؤ دارین استادہ ہون فوراً میدان خونی کی تیاری ہونے لگی محفوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ ستارہ سحری چمک چکا آفتاب عالمتاب قصر مشرق سے زرہ ضیا زیب جسم کرکے تیغ شعاع بدست توسن چرخ نیلی پر سوار ہوا یہان میدان خونی کی تیاری ہوئی شہاب بیرون بارگاہ آیا شہر مین بڑی ہی عیارون نے غضب کیا یاروہ سراسر مکر تھا ظاہر مین برق خوب لڑا کیا ہمارے آقا کو فقرہ دیا کوئی اُسکی بات نہ سمجھا اپنے اُستاد کو بھی گرفتار کر لایا عمرو نے رو پیٹ کر اپنا گلا چھڑایا شہنشاہ نے بڑی عنایت فرمائی کسی جادوگر کو بھیجا اُسنے مکر عیارون کو پکڑ لیا سامان قتل ہو رہا ہی ہر گلی کوچے سے خیل خیل چلے آتے ہین شہاب بیرون بارگاہ تخت پر بیٹھا ہی شریر جادو ٹہل رہا ہی کہتا ہی اے شہاب جلد انکو قتل کرو مجھے تا بہ قلعہ تخت الشعاع جانا ہی انتظام دعوت استحقاق جادو ہورہا ہی مین بھی منتظم ہون ایسا ہی تمھارا خیال تھا کہ چلا آیا ورنہ بہت سے کام میرے سپرد ہین اے برادر افراسیاب بڑا صاحب اقبال ہی مصاحب سامری نقارہ نواز ساحرون مین سرفراز کئے سے افراسیاب کے چلا آیا ہر وقت اُسکو بھی فکر ہی کہ شہنشاہ جلد جلد مین لڑائی ختم کر کے پلٹ جاؤن اسکو وہی صحرا ہول خیز پسند ہی کئی سو برس سے یہ رہتا ہی تمام آبادی کو دیکھکر گھبراتا ہی شہاب نے کہا اب کیا دیر ہی جلاد آگئے شہاب نے اشارہ کیا عمرو و چالاک و برق کو سر زنجیر پکڑ کر کھینچا چبوترے چہت کے بٹھایا گردنون پر کوڑے کے خط دیے تیغ کھینچکر للکارنے لگے اے شہنشاہ مقدمۂ قتل عیاران نامدار ہی سمجھ بوجھ کے حکم دیجیے گا ایسا نہو کوئی دامن گیر ہو ہم قوم کے جلاد صاحب بیداد قتل کرنا ہمارا کام چلانا ہمارا کام نہین شہاب نے پکار کر آواز دی یہ گنہگاران شہنشاہ طلسم ہوشربا ہین سامری جمشید انکے نام سے بیزار تھے بڑا ایمان لگ گئے ہین یہ بھی شہنشاہ کا اقبال ہی کہ یہ لوگ اس ذلت و رسوائی سے گرفتار ہوے اسطرح مجبور و ناچار ہوے اگر مہرخ و بہار وغیرہ کو ابھی خبر ہو انکے واسطے جان دین بڑی خیر یہ ہی کہ یہان کا حال کسی کو معلوم نہین ورنہ صدہا سوار آگئے ہوتے باغبان قدرت الیاس وزیر اعظم شریک ہو چکا ہی شہنشاہ

کے ساتھ دشمنی کر رہا ہو بہار ایسی ساحرۂ نامدار و مخمور عالی وقار اسی طرح سے یہ چار ہو سرداران زبردست
شریک طلسم کشا ہو گئے اُنسے کون مقابلہ کر سکتا ہی افراسیاب ایسا بادشاہ اُنکا بار سحر اُٹھاتا ہی لیکن
اُنکی قضا ہی دامنگیر تھی موت کشان کشان یہان لائی دعوے دار انکے خون کے سبت لوگ ہین ہمارا کوئی کیا
کر سکتا ہی نام سے ہمارے بہرام فلک کو حسکتا ہی یہ کہکر جلاّدون کو حکم دیا حکم اوّل جلاّدون کو علم تیا شلنگین لگانے
لگے تلوارین برہنہ دکھا کر دھمکانے لگے عمرو نے جو پہلو مین اپنے فرزند نوجوان چالاک کو دیکھا کلیجہ
منہ کو آگیا فرمایا اے فرزند تیری گرفتاری بہت شاق ہوئی ہمیشہ ہمارا یہی قول تھا عہدۂ نیابت کو سنبھالیگا جب
لشکر اسلام سے چلے تھے تمکو اپنا جانشین کر آئے تھے تمکو تقاضاے آب ودانہ نے طلسم ہوشربا مین
پہونچایا یہ بھی تقدیر مین لکھا تھا کہ داغ تمھارا اُٹھائین خاک ہماری اس قلعے کی تھی کھینچ کر لائی ان باتون پر
چالاک بھی رونے لگا برق تو اب بھی خاموش نہین رہتا شہاب سے کہ رہا ہی حضور عمرو چالاک کو
قتل کیجیے مینے کیا خطا کی مجھپر کیون غصہ ہی مینے تو عمرو کو پکڑ لیا تھا آپنے کیون چھوڑ دیا مین اُسی طرح تابعدار
ہون آپ مجھکو رہا کیجیے مین اپنے ہاتھ سے عمرو و چالاک کو قتل کرون بڑے بڑے پتے و نشان بتاؤن
کل کی سب باتین آپ بھول گئے آخر مینے کیا خطا کی عمرو نے سب کو بیہوش کیا مین تو منع کرتا تھا میرا کہنا نہ
مانا مین ناحق کو گنہگار ہوا آپ بادشاہ عقیل و فہیم ہین مجھکو قتل کرکے پچھتائیگا مجھ ایسا رفیق دستیاب نہوگا پھر
آپکو اختیار ہی شہاب نے منہ پھیر لیا کہا تم سب دشمن خاندان ساحران ہو تمھارا زندہ رہنا بہتر نہین تم
کسی کے ساتھ دوستی نہ کروگے ذرا سی غفلت پاکر ستا دوگے برق گالیان دینے لگا کہا او نالائق تیری
کیا مجال ہی جو مجھکو قتل کرے خبردار استاد کو ہاتھ نہ لگانا ٹیڑھی آنکھ نہ دکھانا دیکھ ابھی ہمارا خدا فضل کرتا ہی
کوئی سبب غیب سے پیدا ہو جائیگا کوئی تو ہماری مدد کو آئیگا اگر تو دشمن ہی تو کیا غم بموجب مصرعہ مصرع
دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است * اسی طرح خواجہ عمرو بھی ڈر رہتے ہین دھمکاتے ہین لیکن ملک الموت
سر پر تلوار کھینچے جلاّد کھڑا ہی دوسرے تیرے حکم کا مشتاق لاکھون ساحر جمع ہو گئے شہاب قصد کر رہا ہی
کہ تیرا حکم دون خواجہ و برق و چالاک اپنے کارساز سے دعائین مانگ رہے ہین اب دو کلمہ
داستان رنگین بیان عیار قران نامدار تحریر ہوتے ہین کہ شہدے کی شکل بنے ہوئے حقے بھر بھر کے سبکو
پلا رہے ہین کام تو ہر ایک کو عزیز ہوتا ہی تیلے کو بھی انھون نے کھولا ہی بیہوشی ملا چکے سب نگہبان لگا
رہے ہین کسی نے کہا میان شہدے صاحب پیچھے سے سینگ کے کباب لاؤ دوسرے نے کہا

ہمارے لیے کابلی مٹر لیتے آؤ کسی نے دال موٹھ کی فرمائش کی شہدے صاحب بازار دوڑ جاتے ہین
سبکے دونے الگ الگ لاتے ہین ریحان جادو جو سب کا افسر ہے وہ کہرہا ہے میان شہدے صاحب
تم یہین رہا کرو ہم سب ملکر تمھارا کچھ مقرر کردینگے پانچ سے جوان یہان نگہبان ہین خزانے سے تنخواہ بھی تمھین دلا
دینگے ایک ایک پیسا ملیگا تمھارے پیٹ کو بہت ہے شہدے صاحب قہقہا مارکے ہنسے کہا حضور
پیٹ کی کیا پروا ہے ٹکے کی پوریان بہت ہین جوا کھیلنے کو مال چاہیے سبھون کی تنخواہ لینے جاونگا اگر راہ
مین کوئی بھیڑ ملگئی یا تو دونے کرلاؤنگا یا ہار دونگا پھر شکایت نہو ایک نے کہا بھائی جوا چھوڑدو کہا
حضور ہم سے جوا تھوڑی چھوٹیگا اسی واسطے گھر بار چھوڑ کر شہدون مین شریک ہوے پریون کا ناچ دیکھنے والے
یہ ممکن نہین کہ یہ مزہ ترک ہو قران یہ کہتے ہوے قریب ریحان جادو کے آئے کہا حضور ایک دم حقہ کا
لگالیجیے یہ تو صاف صاف بتایئے کہ اس قیدخانہ مین کونسا گنہگار قید ہے کیا وجہ ہے ریحان نے کہا
ہمارے شہنشاہ کی منادی ہے کہ کسی کو نام نہ بتاؤ یہ بڑا شخص جلیل ہے یہ ظاہر ہے مہرخ و بہار کا کفیل ہے
قران نے کہا کیا یہان شہنشاہ بیٹھے ہین اجی حضور ہمین نام بتادیجیے ہمارے دل مین درد نہین ہے ابھی
اندر جاکے گردن مروڑون دو کل مارکر ہڈیان توڑون پہر بھر مین تڑپ کے مرجاے اب تو تمھارے آپکے
یارانہ ہوا بڑے بڑے نفع ہونگے کام تو ہم اب بھی کرچکے ہین شراب آپ کو پلا رہے ہین جو خدمت کہیے
کرین ریحان جادو نے نشے مین کہا یار ایسا کرو تو بڑا احسان ہو شہنشاہ کا حکم ہے قتل نہ کرو تڑپ تڑپ کے
مرجاے قران نے کہا جو صبح کو زندہ نکلے ہمکو شہدہ نہ کہنا حضور سیکڑون کی ہڈیان توڑ دین تا سلے
گھونسے مین بیسیون کو مارا ہم لوگ شہدے ہین چوری نہین کرتے دغا و کر لیتے ہین راہ مین اکے ٹھگ کی
خیر مناتے ہین جا کر کسی گوشے مین ٹھہر رہے جب کوئی شخص نکلا اک لٹھ مار دیا کپڑے اتار لیے بعضون کے
پاس اشرفیان بھی نکل آتی ہین ہار کی جنگل مین سب کچھ کرگذرتے ہین آپ نام تو بتایئے ریحان نے کہا
دیکھو بھائی کسی سے ذکر نہ کرنا ملکہ احول مربع نشین اسکا نام ہے کوکب کا پربھائی شہنشاہ کو بڑی
ذلت دی تھی شہنشاہ سے مقابلہ پڑا انھون نے غصے مین پہچ سحر تند مار دیا قید کرکے اسکو یہان بھیجا حوض
کا ڈنکی پیلا بہان ڈالدیا مدت سے یہ بخت جان یہان قید ہے قران نے کہا لو یار ہم سمجھ گئے اب کام کرلینگے
جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا ہم یار شاطر ہین بار خاطر نہین ہین ہماری دوستی کا ابھی پھل ملیگا ریحان
بہت خوش ہوا اب تو منتر قران حقے بھر بھر کے سب کو پلانے لگے دوڑ کر ایک دو تنے کے کباب

لاسے انمین ہوشی طلائی کہا یارو ہماری طرف سے یہ رنگ ہے دیکھو تو کس مضمون کا شعر پڑھتا ہون شعر
بخٹے بروا ز دل گذر دہر کہ بہ چشم ہمن تماش فروش دل صد پارہ خویشم ٭ اس الحان سے قران نے اس
شعر کو پڑھا سب تعریفین کرنے لگے کہا کہ میان شمدے بڑے خوش آواز ہین بھائی کوئی غزل گاؤ قران نے
گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی غزل

نزاکت انکی انھین کھو دے پری کی طرح
جہان مزاج مین آئے زمین وہ گھر کی طرح
بس فنا بھی وہ صدمے دیئے فلک نے مجھے
کہ سنگ شجائے کہین آوے اثر کی طرح
غزال چشم سخن گوے یار کو دیکھو
کسی کو خود نظر آتے نہین نظر کی طرح
ہزار ناز کرے شاخ گل بڑھے ای یار
بھر گیا دل دیوانہ شجر کی طرح
ہمین بھی عشق نے غافل کیا ہے او غافل
کہ ایک چاند تو پہلو مین ہو پری کی طرح

چھپا نہ رکھے لطافت کہین نظر کی طرح
بس آ چکے خبر یار لیکے حضرت دل
زمین قبر کی شق ہو گئی جگر کی طرح
تمہارے حلقہ بگوشون مین ہم بھی آئے ہین
کہ باتین کرنے لگا جانور بشر کی طرح
نہ بند ہوتے ہین آنسو نہ آہ رکتی ہے
مگر لٹک سیکھیگی تری کمر کی طرح
یہ اضطراب جدائی کا خانہ ویران ہو
ہمیشہ رہتی ہے بند آنکھ تیرے در کی طرح
جلال صاحب دولت کرے خدا جسکو

بنے مجاسے مین حاضر مکان بیدہ دل
انھین بھی صبر کیا جیسے نامہ بر کی طرح
خدا ہی ہے جو دعا کو در قبول مین لے
پڑا رہے یہ سخن کان مین گہر کی طرح
وہ سبلو دیکھتے ہین یہ عجب تماشا ہے
کلیجے مین بھی ہے ناسور چشم تر کی طرح
جہان کہین نظر آیا وہ شوخ آہو چشم
لحد مین بھی ہمین راحت نہین سفر کی طرح
رکھا انہنے درمیان ترہ بخت کے گردون
جھکے ہر ایک سے وہ نخل باردر کی طرح

سب خوش ہو گئے کہا بھئی اس غزل نے بیتاب کر دیا کیا مزے دار ہے ہم اپنے بادشاہ کے پاس تمہین لیچلینگے
قران نے کہا ہم آپ ہی چلے جائینگے یا خود وہ ہمکو بلائینگے اب ضرور دربار شاہی مین رسائی ہو گی ریحان نے
کہا ہم اپنے ساتھ لے چلینگے قران نے کہا ہم تمہارے ساتھ نہین جائینگے بولوگے تو گلا دبا دینگے ریحان نے
کہا میان شمدے یہ کیا کہا قران نے کہا تو شمدہ تیرا باپ شمدہ کسی مرد آدمی کو پہچانا بھی جو چاہا کہ جنھے ریحان نے
قبضے پر ہاتھ ڈالا قران نے کہا انکہ تو ریحان نشے مین جھلا کر اٹھنے لگا بھلا اب کیا اٹھ سکتا تھا بیہوشی کام
کر چکی تھی ہاتھ کھڑا کے گرا ساتھ والے دوسرے وہ بھی گر گر کے بیہوش ہوئے قران نے قصد کیا انکو قتل کرون
پھر خیال آیا ہنگامہ برپا ہوگا صدائے گیر و دار آئیگی زمین تھرائیگی اہالیان شہر کو خبر ہو جائیگی یہ سوچکر ان سبکو
اسی حال مین چھوڑا دوست انکے قتل سے متھور ہوا قفل مکان کا کاٹا اب ستارہ سحری یہان چمک چکا ہے
دروازے مکانون کے کھلنے لگے متر قران دروازہ کھولکر اندر مکان کے آیا ملک الحول مرغ نشین کو

دیکھا گل عارض مرجھائے ہوئے بڑے بڑے آنکھوں میں حلقے کمر میں خم خنجر ابرو میں خم دم قد سرو باغ حسن تھا
مثل شاخ گل خمیدہ ہوا اُداس عالم یاس سر کو جھکائے ہوئے آنکھوں سے اشک حسرت جاری کف افسوس
مل رہا ہے کبھی آہ کرتا ہے کبھی سر زنجیر سے سر پٹکتا ہے کبھی تڑپتا ہے کبھی پھڑکتا ہے کبھی اُٹھتا کبھی بیٹھتا خانہ زنجیر میں غل
قید ہونے کا دور تسلسل اُس وقت بیقراری میں پکار رہا ہے اور رب بے نیاز اے خالق کارساز **بیت**

شاہا ز کریمی و رحیمی و غفور
بر حال من خستہ و درویش نگر

دست ما گیر کہ درماندہ و بے بال و پریم
ہر چند نیم لائق بخشائش تو

شاہا ز کرم بر من درویش نگر
بر من منگر بر کرم خویش نگر

اے سامع الدعوات اے رفیع الدرجات اس بیکسی و بے بسی میں کون معین و مددگار ہے سوا تیرے کون مددگار ہے
کبھی کہتا ہے افسوس صد افسوس جنکا ہمنے ساتھ دیا اُنھوں نے ہماری خبر بھی نہ لی برادر یگان برابر نے
ہمکو بالکل فراموش کیا کسی نے تلاش نہ کی لیکن اے احول مربع نشین شکایت بیکار ہے اپنے بخت واژگون
طالع نگون نے یہ دن دکھایا اب رہائی غیر ممکن ہے اسی قید خانے میں تڑپ تڑپ کے مرینگے اپنے پیدا کرنے
والے کو یاد کرتے ہیں مالک حقیقی سے فریاد کرتے ہیں وہ سمیع و علیم ہے بصیر و حلیم ہے قران کا دل بیقرار ہو گیا
قریب آکر آواز دی اے احول مربع نشین اے جوان خوش آئین نہ گھبراو خدا نے مدد کی اپنی عنایت سے
بلا رد کی حقیقت میں بیان لسان کیا ہوا بھی نہ آسکتی تھی رہبر کامل نے رہائی کی مشکلکشائے عالم نے
مشکلکشائی کی میں مہتر قران شاگرد خواجہ عمرو طرفدار کوکب نامور ملک احول نے سر اٹھایا زبان
میں سوزن تھا حسرت سے دیکھنے لگا اشارہ کیا اگر دوست صادق محب واثق ہو برائے خدا جلد زبان
سے سوزن نکال اب دم نکلنے کو ہے روح تن جسم میں پھڑک رہی ہے مہتر قران نے بہ تعجیل تمام اُس خوش
انجام کی زبان سے سوزن نکالا ملک احول لڑکھڑا کر گر پڑا غش آگیا قران نے چھینٹا پانی کا دیا احول نے
آنکھ کھولی مہتر قران کے گلے میں ہاتھ ڈالکے رونے لگا کہا اے مہتر قران عالی وقار ہم تک کیونکر پہونچے
اس قلعے میں کیونکر آئے کس نے نشان بتایا مہتر قران نے کہا اے ملک احول بخدا غیب سے رہبری
ہوئی تمھارا حال سب میں مشہور ہے کہ ہاتھ سے افراسیاب کے قتل ہوئے کوکب نے لاشہ لیجا کر سامنے
قصر جمشیدی کے دفن کیا حقیقت میں کبھی ذکر بھی نہیں آیا کوکب نے سالہا سال سوگ رکھا یہ نہیں
کوئی سمجھا کہ کشتہ سحر ہوئے ملک احول نے جب دیکھا زبان قابو میں ہوئی ہر چند کہ قوت طاقت باقی
نہیں لیکن زنجیر ہائے آہنی کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا بل کرکے اٹھا مہتر قران نے تمام کیفیت

بیان کی کہ اُستاد یہان قید ہوکر آئے چالاک اُسی سلسلہ سے یہان پہونچا لیکن دروازے پر اک تختہ ہے
اُسپر اک طائر بیٹھا رہتا ہے وہ ہر شخص کا نام لیکر پکارتا ہے مین وہان سے بھاگا گرتا پڑتا یہان پہونچا نہین معلوم
دربار مین اُستاد پر کیا گذری برق نے دام تزویر پھیلایا تھا لیکن نہین معلوم کیا انجام ہوا ملک احول نے کہا
سب کیفیت ظاہر ہوجایگی ای مہتر قران کیا کارنمایان کیا سنتے تھے کہ عیار بے نظیر ہین انھین کی بدولت
ہوشربا فتح ہورہا ہے وہ آج مجھکو معلوم ہوا حقیقت مین آپ لوگ بڑے جانباز و سرفروش مین جرات کے
دلون مین جوش ہین مگر ای مہتر قران نگہبانون کو کیا کیا ہمارا نگہبان بڑا جلاد صاحب ظلم و بیداد ریحان
ہے مہتر قران نے کہا وہ بیہوش پڑا ہو گئے کی موت قتل کرو مگر ای احول دربار شہاب مین جلد چلو صبح
ہوچلی ہے اگر اُستاد کی عیاری پوری ہوئی ہوگی سارے شہر کو لوٹ لیتے ایک کو زندہ نہ چھوڑ سکے
مہاجنون کو طلب فرماتے اُنسے کہتے مال لاؤ دونا کر دینگے اشرفیون سے خزانے بھر دینگے شہر مین
اوطرح کا ہنگامہ ہوتا اب تک بیٹھے ان سب کو بیہوش نہین کیا تھا چند کس یہ کہتے ہوئے جاتے تھے
کہ عیارون نے غضب کیا ہمارے بادشاہ کو قتل کیا ہوتا سامری جمشید نے بچا لیا افراسیاب نے
کسی جادوگر کو بھیجدیا دو گھڑی رات رہے بیٹھے یہ باتین سُن رہتین اب نہین معلوم کیا کیفیت گذری
احول باہر نکلا دیکھا سب ساحر بیہوش پڑے ہین ہوش اُڑ گئے کہا کیسے نے اتنون کو کیونکر بیہوش کیا
قران نے کہا اُنکی کیا حقیقت ہے ہمارے اُستاد لاکھون پر دست انداز ہوتے ہین ہماری بیہوشی جیسے
ہوئے مثل مُردے کے سوتے ہین احول نے کہا انکو ہوشیار کرو مجھے اس ریحان پر بڑا غصہ ہے اسنے
بڑی بڑی مجھپر بدعتین کین آب ودانہ بند رہا اس قید خانے مین مین برسون دردمند رہا قران نے کہا
آپ بیدار کیجیے بدعت کا بدلا لیجیے مین الگ کھڑا ہون احول نے سحر کرکے باران سحر برسایا یکایک
ریحان جادو کو ہوش آیا دیکھا ملک احول مربع نشین کھڑا ہوا للکار رہا ہے او نامرد اُٹھ سحر کر جو کچھ
ہوسکے زور دکھا ریحان جادو جھلا کر اُٹھا للکار کر کہا تجھے کسنے رہا کیا ملک احول نے ملک الموت کے جانب
اشارہ کیا کہا انکو پہچان لو ملک الموت ساحران انکا نام ہے تم ایسون کو قتل کرنا انکا کام ہے ریحان تیغ کھینچکر
چلا احول نے کہا او ریحان تو نے مجھپر بڑی بڑی بدعتین کی ہین مجبور و لاچار تھا اب جز اختیار کرونگا
انکے قدمون کو بوسہ دے اسی مین خیر ہے اطاعت کر سحر کا ہمارے سامنے نام نہ لے تم سب ساحرون کے
جو تیرے باپ ہین افراسیاب جادو وہ اُنسے بھی مقابلہ کرچکے اُس ملعون نے آخر تاج طلسمی لگایا

تب مین مجبور ہوا اسطرح مارا گیا تیری کیا حقیقت ہو ریحان نے نہ مانا قران کی طرف چلا احول کود کر
بیچ مین آگیا کہا ادھر کہان جاتا ہو وہ فقط ارواح قبض کرینگے ساحرون سے لڑنا نہین جانتے ہین
ریحان نے وہی تیغہ سحر احول پر لگایا احول نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کے پھینک دی ایک
طمانچہ مارا ریحان کا سر اڑ گیا لاشہ زمین پر تڑپا آواز آئی کشتی مرا نام مین ریحان جادو بود اور ساحر غلغلہ
کرکے چلے احول نے تھوڑی خاک اٹھا کر پھینک دی سب اندھے ہوگئے ٹٹولنے لگے احول ان سب کو
اندھا کرکے سحر کرنے لگا بازوون پر پر پرواز پیدا کرکے کہا اے قران تم لگ بھگ آؤ مین دربار شہاب مین
جاتا ہون دیکھون وہان کیا رنگ ہو یہ کہکر عقاب پر سوار ہوا طرف بارگاہ شہاب کے چلا قران ایک
ساحر کی صورت بنکر چلے یہان وہ وقت ہو برائے قتل خواجہ عمرو شہاب حکم دے چکا ہو جلادون نے قصد کیا
کہ قتل کرین کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم ملک احول مربع نشین او شہاب دیکھ میرے خدا نے آج مجھکو رہا
کیا تیرے قتل کا حکم لایا ہون پہونچا اب جان بچا شہاب نے جو ملک احول کو عقاب پر سوار دیکھا ہوش اڑ گئے
احول نے دیکھا جلاد عمرو کو تلوار مارا چاہتا ہو ہاتھ ہلا دیا برق چمککر گری تینون جلادون کے دو دو ٹکڑے
ہوئے عیارون پر سے سحر اتار دیئے عمرو نے جو دیکھا بیڑیان کٹین جلاد مرا اٹھتے ہی نعرہ کیا منم نہنگ
بحر طراری منم ہژبر دشت عیاری آفتاب عالمتاب آسمان مکاری نجم تابان برج ہوشیاری طرار فراجابہ
عمرو نامدار برق تڑپکر اٹھا چالاک نے اٹھتے اٹھتے حقہ آتشبازی داغ دیا برق نے کسی پر کریچ
ماری خواجہ بھی جھلاکر لڑنے لگے ملک احول زمین پر آیا عقاب سحر سے اترا شہاب و شریر جادو
و ملکہ گلشن کئی سو ساحر بڑے بڑے سردار ملک احول پر سحر کرنے لگے گولے ترنج نارنج مارے احول
انکے سحر کو کب مانتا ہو یہ ہژبر دشت افسونگری الیسون کو روباہ جانتا ہو جسکی گردن پکڑلی مروڑ ڈالی کسی کو پکڑکر
چیر ڈالا کسی کو آتش سحر سے جلا دیا کسی کو خاک مین ملا دیا ہنگامہ گیر و دار بلند ہو تمام ساحران خود پسند چیخ
ورد مند الامان الامان کہتے پھرتے ہین اٹھ اٹھ کے گرتے ہین شریر جادو کہ اسکو اپنی شرارت پر ناز
آتشم شعبدہ باز ہو سحر کرتا ہوا طرف احول کے چلا ایک سمت سے مہتر قران بھی جادوگر بنے ہوئے
آئے دیکھا استادون کے چھینٹے پڑ رہے ہین لوٹ مین مصروف ہین انہون نے بھی اگر نعرہ کیا نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری	زبان سر سنگ در خنجر گذاری
منم مہتر قران شیر یانم	بہ میدان اژدر آتش فشانم

پچھاڑون تم سبکی قضا دامنگیر ہوئی ساحرون کے جہنم واصل ہونے کی تدبیر ہوئی

احول نے جو دیکھا ستر قران لبنده کھینچکر جا پڑا شیر رالیسا سحر کر رہا ہی الیسا تو قران پر چشم زخم پہونچے
آواز دی ای شیر بیشۂ جرأت ای یکہ تاز میدان جلالت اُسکے سامنے نہ جا وہ بڑا زبردست ساحر ہی
فنون افسونگری سے خوب ماہر ہی قران نے کہا ای احول تم خل نہ دو مین ابی سے ڈرونگا یہ کہکے للکارا
جیسے ہی شیر ادہر پہنچا قران نے جھپٹ کر دونون پانون اُسکے کاندہے پر تھے لبنده مارا سر اُسکا پھٹا
ستر قران کو دکر الگ ہوسے عمر نے جلدی دوڑکر اُسکا تاج اُٹھالیا برق انگوٹھیان اُتارنے لگا اندھیرا چھا گیا
آواز آئی کشتی مرا نام مین شیر جادو ہو شہاب نے پلٹکر دیکھا شیر جادو کا لاشہ تڑپ رہا ہی اتنے عرصہ
مین احول نے کئی ہزار ساحر مارے عیار بھی بخوف لڑ رہے ہین برق نے تڑپ تڑپ کے بہت سے
جادوگر مارے قران کا لبنده چل رہا ہی آسمان سے خون برسنے لگا صد ہا مکان گرے ہزارہا ساحر
دبگئے احول نے سحر سے دور باندھ دیا میدان کارزار کو سحر بند کیا کہ کوئی ساحر بھاگ کر نہ نکل سکے
بھاگ کے کہان جائین موت دامنگیر اگر بھاگ کر نکلے کنارے کنارے عیار پھر رہے ہین جو مجمع
نکلا اُنکا حصہ ہوا یہ انجام ہوگیا دم مین قصہ تمام ہوگیا لیکن ملک احول کینہ نشین لڑتا بھڑتا سامنے
شہاب کے پہونچا دور سے پکار پکار کے سمجھایا اُسکے خیال مین نہ آیا سحر کرنے لگا احول پر تین
گرین سحر سے تلوارین برسین خنجر چلے آتش بھڑکی احول نے سب چیزون کو دفع کیا جب برابر پہونچگیا
شہاب نے چاہا نکجاؤن احول نے نعرہ کیا او نامرد پشت دکھاتا ہی شرم نہین آتی شہاب کو بڑی غیرت آئی
بھاگتے بھاگتے پلٹ پڑا تیغہ سحر کر کے کھینچا احول نے ہنسکر کہا ارے اس تیغہ گلی سے کیا ہوگا
خاک مطلب حاصل ہوگا دیکھو تو تیرے ہاتھ مین کیا ہی کیا خوب تلوار نکالی نہ خم نہ دم نہ کاٹ نہ گھاٹ
یہ تو گھاٹ کریگی اب جو شہاب نے دیکھا سچ کی تلوار میرے ہاتھ مین ہی ملک احول جوہر شناس سینہ
قتل کی گھات مین ہی ہوش اُڑگئے خنجر کمر سے نکالا چاہا ماروں احول نے صرف اشارہ کیا خنجر بھی
ہاتھ سے چھوٹگیا سحر کرتا ہوا شہاب دوڑ پڑا چہرہ سرخ ہاتھ پانون مین رعشہ طاقت پر تاز تھا لڑنے لگا
احول نے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا کوٹے پر لادکر مارا شہاب کے اُستخوان چور چور ہوے غصے مین
ہاتھ چمکایا شعلۂ آتش گرا لاشہ بھی اُس نابکاری کا جلکر خاک ہوا چشم زدن مین قصہ پاک ہوا آواز آئی کشتی مرا
نام مین شہاب گلگون پوش ہو دبیر غل مچانے لگے کچھ تدبیر بن نہ پڑتی تھی ملکہ گلشن نے جو یہ دیکھا
گل سا چہرہ کمہلا گیا ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا کنیزون نے آواز دی حضور جان بچایئے شہاب

اسی لائق تھا اپنے نزدیک ساحرون پر فائق تھا ملک احول پر کچھ زور نہ چلا کس ذلت سے مارا گیا بس
گلشن نے رومال سے ہاتھ باندھے فریاد کرتی ہوئی دوزی آواز دی مین اطاعت کرتی ہون مد تون
خدمت مین ملکہ مہرخ کے رہچکی ہون وہ بھی میری خطا معاف کرینگی احول نے ہاتھ روک لیا ساحرون نے
جادو ہٹالی گلشن آکر قدمون پر گری احول نے خواجہ کی جانب اشارہ کیا کہا معافی وغیر معافی کا
خواجہ کو اختیار ہے یہ حقیر انکا تابعدار ہے گلشن طرف خواجہ کے لپکی خواجہ بشرہ شناس فلک اساس خوب
دوست و دشمن کو پہچان لیتے ہین فرمایا حقیقت مین اسکو ہماری جانب توجہ ہے چارون عیار قریب آے
احول نے چاہا خواجہ کو تخت پر سوار کرون خواجہ نے انکار کیا گلشن کو تخت پر بٹھایا احول مرکب پر تیار
سوار ہوا ساتھ ہزار ساحر مطیع الاسلام ہوے نوبت نقارے بجاتے ہوے دارالامارہ شاہی مین پہونچے
گلشن نے فوراً بارگاہ کو آراستہ کیا سامان عیش و نشاط مہیا ہوا ساقیان گلعذار جام بادۂ گلنار لیکر حاضر ہوے
اب ملک احول طرف خواجہ کے متوجہ ہوا کہا امیدوار ہون بعد میرے کیا معرکہ گذرا عمرو نے تمام
کیفیت جنگ صنعت سحر ساز اور مجوہاے بلا کا کھلنا بیان کیا کہا اب افراسیاب جادو احتقاق
نقارہ نواز کو لیکر چلا ہے یقین ہے قریب لشکر مہرخ پہونچا ہو ہم یہان آکے بلا مین پھنسے اب دیکھین
تقدیر کیا دکھائے نام نقارہ نواز سنکر رنگ روے ملک احول متغیر ہوا سر جھکا کر کہا اے شہنشاد
اقلیم عیاری اب تامل تساہل بیجا ہے جلد تیاری کیجیے اسکا قتل ہونا نا ممکن ہے ایک چوب نقارے پر
لگا دیگا ہر خرد و کلان کو سحر بھلا دیگا دوسری آواز مین لہرا ئینگے تیسری آواز مین سب بیہوش ہو جائینگے
استاد نور افشان کی کیا کیفیت ہے مہتر قران نے کہا نور افشان نے ایسے ایسے کام کیے تاریک
شکل کش انھین کی تدبیر سے قتل ہوئی اب بھی آٹھ پہر مصروف اعانت ہین صاحب شوکت و لیاقت
ہین کوکب روشنضمیر نے جان و مال عزیز نہین کیا ہر مقام پر آنکر بیعت و بہ جرات لڑا ہمراہان لشکر
اسلام ہے وہ وہ کارہاے نمایان کیے کہ جسکا بیان نا ممکن ہے جمشید بن کوکب تو جادو دست بیب خیر خواہی لشکر
ظفر اثر مین آٹھ پہر سینہ سپر ہین مگر احتقاق کو اب افراسیاب لایا ہے دیکھین فلک کیا دکھاتا ہے نام
احتقاق سنکر ملک احول سر جھکا لیتا ہے جواب نہین دیتا ہے عمرو کو اس امر کی فکر دامنگیر ہے کہ یہ کیا سبب ہے
افراسیاب کا نام سنکر احول اسی طرح بل کرتا ہے ہر ایک کے نام پر ابل پڑتا ہے یہ کیا باعث ہے غرض عمرو کو
اسقدر تردد ہوا ملک احول کے قریب آکر پوچھا اے شیر بیشۂ جرات اے گوہر دریاے ہمت بخدا روز

رہائی اسد غازی ہونے کا رنجا ان کیا کہ سحرافراسیاب مین گھس پڑے اپنی جان کا خیال نہ کیا ہزارون کو کالا کر لیگئے سب کے جان نثار ہو لیکن اسوقت جو خیال کرتا ہون ذکر سے اختقاق جادو سے رنگ رو تمھارا متغیر ہوتا ہے یہ کیا کوئی مقدمہ راز و نیاز ہے یہ اختقاق کیا افراسیاب سے زیادہ شعبدہ باز ہے ملک احول نے کہا کہ خواجہ یہ مقدمہ ایسا ہے کہ سبکو مین بیان نہین کر سکتا انشاء اللہ تعالے بروقت میدان داری آپ پر ظاہر ہو جائیگا اتنا ملتمس عرض کرنا کافی ہے کہ ہم جان نثار لشکر ظفر اثر مین شیکر ہے جانبازون کے افسر مین کئی سال اس قید مین گذرے بڑے بڑے صدمے اٹھائے خیر شکر ہے کہ وقت پر رہا ہوئے سب حالات ظاہر ہونگے اب عرصہ مناسب نہین ہے بسم اللہ جلد سوار ہو جیے جسقدر لشکر ہو سکے ہمراہ لیجیے اب تعجیل مناسب ہے دیر کرنے مین بہت برائی ہے یہ جان نثار سرفروش عاشق نام صاحبقران مطیع مذہب اسد نوجوان آپکے ساتھ ہے اب تا روز قیامت دامن دولت صاحبقران اور ان خطا کار کا ہاتھ ہے عمرو کو کلمات حسرت آیات احول سے اک عبرت حاصل ہوئی یہی خیال ہے کہ دیکھیے جنگ اختقاق کا کیا انجام ہو اسی وقت مہتر قران کو حکم دیا کہ لشکر تیار ہو ملکہ گلشن جادو نے عرض کی کہ کنیز بھی ساتھ چلیگی خواجہ نے ہرچند کہا اے ملکہ گلشن قلعہ خالی رہیگا تم یہان انتظام کرو کسی محل و موقع پر آجانا اگر شریک ہونا ملکہ مہرخ وغیرہ تمھاری بہت خاطر کرینگی اے گلشن عنایت باغبان قضا و قدر سے باغ لشکر اسلام بہار پر ہے گلعذاران پری پیکر ماہ رخساران حور منظر جمع ہو گئی ہین ایک ایک حسین مہ جبین آفتاب طلعت چہرے جنکے رشک خورشید قیامت ناز و ادا و کرشمہ ہر دم انکے ہمراہ ایک ایک ملک خوبی کے شہنشاہ گلشن نے عرض کی حضور مین سب حالات سن چکی ہون مدت سے مشتاق تھی کنیز ضرور چلیگی حضور کچھ نہ فرمایئن ایک پہر بھر مین گلشن نے بارہ ہزار ساحر جادو جادوگرنیان حسین و جمیل آراستہ کرکے حاضر خدمت خواجہ ہوئی ایک عقاب بلند پرواز سحر پر ملک احول نامور سوار ہوا ایک تخت پر ملکہ گلشن ایک تخت پر عمرو چالاک و برق و قران پشت پر لشکر ساحران نوجوان اس ہجوم سے طرف لشکر ملکہ مہرخ کے ان جان نثارون نے کوچ کیا انکو راہ مین چھوڑیے ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اثر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران و مقابلہ مشلول کوہی و دیگر حالات متعلق داستان ہذا خمسہ

نیم بسمل سے وہ کیا آنکھ چراتے جاتے
زخم کاری دے کیوں نہ لگاتے جاتے

تھی شکایت نہ اگر خون بہاتے جاتے
سانس دیکھی تن بسمل مین جو آتے جاتے
اور جلاّد نے چرکا دیا جاتے جاتے

گلشن حسن نے کیا کیا نہ دکھائے نیرنگ
جلوہ گر فصل بہاران مین خزان کا ہی ڈھنگ
دیکھنے والے تھے جس غیرت گلزار کے رنگ
خط نے اُس عارض گلگون پہ کیا عرصہ تنگ
خار مین صحن گلستان کو دباتے جاتے

شعلۂ شوق سے اب جلتا ہی دلکا خرمن
کہون آتشکدہ سینے کو مین اب یا گلشن
ایک تو ہجر مین مین داغ بنا ہون ہمہ تن
آتش شوق پہ کرتے ہین یہ کار روغن
اشک گرم اور بھی ہین آگ لگاتے جاتے

نہین ہتی ہی زمانے مین کسی کی مشکل
کشتی آخر کو ہوچکی ہی قریب ساحل
واہ کیا بخت رسا نے ہی دکھائی منزل
ہوئی دربان تلک اُسکے رسائی حاصل
رفتہ رفتہ ہمین اُس کوچے مین آتے جاتے

عمر بھر یون تو رہا خیر تمھین مجھ سے حجاب
پردۂ رخ جمال بنا، کہان تھا شتاب
حشر مین روز جزا کیا مجھے تم دوگے جواب
نزع مین مین تھا تمھین منھ سے اُلٹنا تھا نقاب
آخری وقت تو دیدار دکھاتے جاتے

ہے اک عمر ترے عشق مین ہم خاک بسر
بھول جائین تجھے ممکن ہی یہ ای رشک قمر
نقش خاطر خط تقدیر ہی یان آٹھ پہر
یک بیک دلسے مٹے نقش محبت کیونکر
لالہ رو داغ ترا جائیگا جاتے جاتے

رخ روشن تجھے دکھلائیگا قاصد نہ تڑپ
جلد تشریف یہان لائیگا قاصد نہ تڑپ
آن کی آن مین آجائیگا قاصد نہ تڑپ
دل بیتاب شتاب آئیگا قاصد نہ تڑپ
راہ مین دیر لگی ہی فقط آتے جاتے

گر وہی آئے تو آنے کا مزاحم ہی کون
مین بلاؤن تو بلانے کا مزاحم ہی کون
اُسطرف پاؤن اُٹھانے کا مزاحم ہی کون
کوچۂ یار مین جانے کا مزاحم ہی کون
خود حذر کرتا ہون اُس راہ مین آتے جاتے

ساتھ تم میرے جنازے کے نہ آئے نہ سہی
اشک دو چار نہ آنکھوں سے بہائے نہ سہی
قبر با ذنی کے لیے لب نہ ہلائے نہ سہی
شمع و گل تربت عاشق پہ نہ لائے نہ سہی
فاتحہ کے لیے تو ہاتھ اٹھاتے جاتے

زندہ در گور رہا ہجر میں کیا خاک جیا
دم الجھتا تھا بہت حبس نفس تھا بخدا
ہچکیاں آتی رہیں نزع کی کھینچی ایذا
ہجر کی شب تپ فرقت نے یہ دم بند کیا
سانس بھی رکنے لگی سینہ میں آتے جاتے

چاہ کا نام بھی ہرگز نہیں لیتے ہشیار
دیکھو پچھتاؤ گے رعنا کی طرح آخر کار
دشمن دین و دل و جان ہیں بتان عیار
چاہنا ترک کرو یا نہ کرو ہو مختار
نیک و بد ہم ہیں تمھیں رند جتاتے جاتے

چہرہ سیاحان دشت پرخوف معانی وطے کنندگان منازل پرخار سخندانی رحلہ تحت واصعب بیان کو یوں ہلکا کرتے ہیں شعر بساط آرائے بازار معانی ہاچنین آرد شارح نکتہ دانی چہرہ واضح رائے ناظرین والا مقام ہو کہ زمرد شاہ باختری نے نامہ بامید کفالت افراسیاب کو تحریر کیا ہے ابھی کسی ساحر کو افراسیاب نے نہیں روانہ کیا لیکن زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران امیر گیتی ستان بارگاہ سلیمانی میں جلوہ فرما ہیں تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی غازیان دیندار و مجاہدان شور شعار و پہلوانان عالی وقار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہیں مرقعہ دربار تصویر سرداران سے ہمو تحت عیش و سرور اسوقت صاحبقران محلات میں تشریف لیگئے ہیں بادشاہ حمجاہ تخت سلیمانی پر بیٹھے ہیں ناگاہ داروغہ باغبانان حاضر ہوا گلدستہ ہائے معقول خدمت میں لیکر آیا ایسے دو گلدستے گلہائے رنگین سے آراستہ کیے تھے کہ بادشاہ حمجاہ نے بے اختیار اپنے ہاتھ میں لیلیے پھولوں پر جو نگاہ پڑی گل رخسار بہار گلعذار یاد آگیا آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے گلدستے ہاتھ سے رکھدیے خیال بہار گلعذار میں بے اختیار یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے **نظم**

جیا کسی نے دیکھا کوئی قاتل کے برابر
ہو کے گرے لگا رونے بسمل کے برابر
دل منفعل کوچہ محبوب ہوا گم
رندان قدح نوش کی محفل کے برابر

شرم آنکھوں میں پائی نہ کسی تل کے برابر
دشمن کوئی ادبار مرا اور ترا دوست
لٹتا تھا ہو نچکر سے مجھے منزل کے برابر
ہم چپکے جو اشک قریب مژہ آیا

اس ناز سے تیر اسپہ مکان ہے کہ ترکش
ہوگا نہ زمانے میں مرے دل کے برابر
کم بختی واعظ ہے کہ ہو وعظ کی صحبت
کشتی ہوئی جب غرق تو ساحل کے برابر

ساقی تری محفل سے جو بیدل گئے تو کیا
سینے پہ جگہ دونگا نہ قاتل کے برابر
پردہ نہ اٹھا قیس نے لیلے کو نہ دیکھا
اب رکھیو عزیزا اسکو مرے دل کے برابر
گر تنگ در جانان سے جلال آئے تو کیونکر

دیدے کوئی بوتل ہی جو ہو دل کے برابر
آہون کے شرر گرد نہین داغ جگر کے
جچتا کبھی نہ آیا کوئی محمل کے برابر
مقتل مین یہ حسرت ہی ای ضعف الٰہی
ایک ایک قدم ہوگی منزل کے برابر

آئیگی قضا حور بھی بنکر جو دم ذبح
تابندہ ہین اختر مہ کامل کے برابر
پیکان مرے سینے سے نکالا ہو تو او جرح
ہو بچنے نہ تڑپا کسی بسمل کے برابر

یہ اشعار پڑھکر رومال آنکھوں پر رکھ لیا تاجداران جلیل جو گرد اگرد حاضر تھے سب نے دست بستہ عرض کی اسوقت بلا وجہ آئینہ رخسار پر گرد ملال پاتے ہین خیر خواہان دولت بہت گھبراتے ہین امید وار ہین کہ باعث انتشار ارشاد ہو بادشاہ نے فرمایا نہین معلوم کیا خیال آیا کوئی سبب نہین ہی اس مقام پر لڑتے ہوے عرصہ دراز گذرا یہی خیال ہین اسی سبب سے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی ہر چند تاجداران جلیل نے پوچھا بادشاہ نے کچھ سبب نہ فرمایا لیکن شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان عاشق زار مخمور سمجھ گیا قریب بادشاہ کے آکر بیٹھ گیا عرض کی ای شہنشاہ سوائے صبر کے کیا چارہ ہی غلام بخوبی مطلب سرکاری کو سمجھا کیا گذارش کرین جو کچھ طبیعت پر گذرتی ہی پردے مین عرض کرتا ہون حضور سمجھ جائینگے اسوقت اسد غازی کی یاد آئی حقیقت مین اس شیر کو مدت ہوئی نہین معلوم کیا گذری غلام کے بھی قلب کا یہ حال ہی ان اشعار سے آثار رنج واضح رائے عالی ہوگا یہ کہکر نورالدہر بن بدیع الزمان نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی یہ اشعار پڑھے

نظم

ز جور اہل ستم دوستان چہ چارہ کنم
کہ از میان جفا پیشگان کنارہ کنم
ز توبہ چون غرض تا ہمہ پشیمانی ست
چو نیست محرم راز صد چہ آشکارہ کنم
زمانہ بر سر آزار ماست ای مخفی

بغیر آنکہ گریبان صبر پارہ کنم
خمار بادہ مستی و چشم خواب آلود
بعزم توبہ چہ حاجت کہ استخارہ کنم
شب فراق تو از بس بخاک نرم اشک
بیا کہ خانہ دل را ز سنگ پارہ کنم

کجاست جذبہ دیوانگی و مدہوشی
بہ بزم بادہ کشان تا بکی نظارہ کنم
میان مردم بیگانہ راز پنہان را
تمام روے زمین ابر از ستارہ کنم

بادشاہ نے فرمایا ای شاہزادے حقیقت مین ہم تمھارے مطلب اصلی کو سمجھے بلکہ ہمین جو اشعار یاد آگئے پڑھ دیے تمنے یہ اشعار آیدا زیب النسا مخفی کے بڑے لطف سے موقع پر پڑھے اب آپ سب صاحب ملکہ حد عالی تبار کو ترغیب دین کہ اب لڑتے بھڑتے طرف طلسم ہوشربا کے چلین دیکھین اسد نامدار کس کیفیت مین ہی وقت بد مین شریک ہون نہین معلوم کیا قیامت ہو کہ اب عرصہ دراز گذر گیا کوئی وہانسے نہین آیا ہی

نور الدہر نے کہا حضور ملکہ مخمور و بہار ضرور تشریف لائین لیکن نہین معلوم کیا قیامت نازل ہی کہ وہ لوگ
نہین آئے بلا یہ رکنے والی تہین اگر دریاے آتش بیچ مین ہوتا اُسکو بھی جھیلتین جان پر کہیلتین لیکن
لشکر اسلام کی خیر خبر لیتے آتین یہ ذکر درپیش تھا بادشاہ اور نور الدہر کو پس و پیش تھا شاہزادہ
ملک قاسم بارگاہ مین تشریف لائے بجاے تسلیم خم ہوے پایہ تخت شہنشاہی کو بوسہ دیا بادشاہ جمجاہ نے
قاسم کو سینے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا قاسم اپنے دنگل پر آ کر بیٹھ گئے یکایک دنگل پر اپنے نور نظر
کو نہ دیکھا تیری گر اسطرف غاشیہ پر آ کر بیقرار ہو گئے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا قیماس خان خاوری نے عرض کی
کیون اے شہریار باعث انتشار کیا ہے قاسم نے کہا ماموجان کلیجے پر چھریان چل رہی ہین نہین معلوم ہمارے
فرزند نوجوان ایرج عالیشان پر کیا گذری کچھ خبر نہ معلوم ہوئی لیکن یہ خوبی ہم جانتے ہین کہ وہ اسد کا عاشق
صادق ہے عالم کفر مین بھی اسکا پاس کرتا تھا ساتھ دشمن کے دم محبت کا بھرتا تھا اسی جوش مین میطرف
طلسم ہوشربا کے گیا خدا اسکا معین و مددگار ہے شیر بیشہ صاحبقران نامدار ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ کمبخت
بدنصیب کو لکھا ہوتا کہ اے والد نامدار مین طرف طلسم ہوشربا کے جاتا ہون بخدا مین کسی سے ذکر نہ کرتا یا وہ تنہا
نکل جاتا خدمت کرتا ہوا ہمراہ ہوتا نیک و بد سمجھاتا باے مزاج مین جہالت ہے اسکا برا خیال ہے جوش جرأت
مین نیک و بد کا اُسکو خیال نہین رہتا ہر چند کہ عیار نامی اُسکا مہتر شاپور شیر دل نہایت عقیل و فہیم ہمراہ ہی
بچپن کا یار عاشق زار ہے لیکن اُسکی اُنکے سامنے کیا چلتی ہے اگر کچھ اُسنے کہا بچارے کو جھڑک دیا ہے ساتھ
ہونے سے نہایت لطف ہوتا فتح طلسم ہوشربا کی کیا حقیقت ہے ایک بادشاہ کا قتل کرنا ایسا دشوار ہو گیا
یہ شیر جاتے ہی قتل کریگا آنکو ملتے ہی چھاتی پر چڑھ بیٹھیگا طبقہ زمین طلسم ہوشربا بلا دیگا سرکشون کو خاک
مین ملا دیگا یقین کامل ہوا کہ اب عمر طلسم ہوشربا تمام ہوئی ایرج خالی نہ پلٹیگا لیکن ہمارے کلیجے پر داغ
ہے لطف زندگی اُٹھ گیا آنسو پہر اُنکی یاد مین روتے ہین شب کو اُنکی مادر مہربان ملکہ گیتی افروز بیقرار
تہین فرمایا کہ کیون صاحب ہمارے نور نظر کی کچھ خبر نہ ملی آپنے بھی تلاش کیا بیٹے گھبرا کے تسکین یہ جواب
دیدیا کہ خبر دریافت ہوئی اسی ہفتے عشرے مین آئینگے صاحب ہم تو مردہین یاران ہمدم مین بیٹھکر غم
و الم کو دل سے بھلاتے ہین وہ گوشہ نشین کس سے حال دل کہین کیونکر ضبط کرین خدا اُنکو صبر دے یہ جو
بیتاب ہو کر قاسم نے کہا قیماس خان وغیرہ رونے لگے بادشاہ کی بھی آنکھون سے آنسو جاری
نور الدہر کو بیقراری لند ھور بھی چیخ مار کر رو دے کہا اے شیر بیشہ رستم غم بدیع الزمان سے دل مین

تا سوروز الدیا تمھارے فرزند کے نہونے سے بارگاہ مین سناٹا ہوگیا حقیقت مین جو کچھ تم کہتے ہو بہت بجا ہی خدا تمھارے نورنظر کو تم سے جلد ملائے ہم سبکی مراد دلی برآئے کل سردار اشک حسرت بہانے لگے کہ ناگاہ قاآن ثانی سلیمان حمزہؑ صاحبقران بارگاہ مین تشریف لائے دیکھا سب رو رہے ہین صاحبقران نے فرمایا خیر توہی لندھور نے تمام کیفیت ظاہر کی کہ حضور اسوقت ایرج وبدیع الزمان واسد کی جدائی کا ذکر آیا ان شیرون کی یاد مین رو رہے ہین اب حضور جی چاہتا ہو کہ پر پرواز پیدا کرین اور ہوشربا مین تلوار چلے افراسیاب کو بھی معلوم ہو کہ عاشقان اسد و بزرگان بدیع الزمان آپہونچے انشاءاللہ نعرۂ شیران دشت نبرد سے زمین طلسم ہوشربا تھرائیگی الامان الامان کی دشت و در سے آواز آئیگی اسطرح سب سردارون نے جو صاحبقران سے کہا صاحبقران نے جواہر بن عمرو کو حکم دیا دربار لقا کی خبر لاؤ عرصہ دراز سے اُسنے طبل جنگی نہین بجوایا حقیقت مین اب مجھکو جدائی اسد شیر دل کی بہت شاق ہی دیدۂ دل زیارت جمال جہتاں کا مشتاق ہی انشاءاللہ ایکی ایسی لڑائی پڑے کہ لقا کو شکست دو دیکھینا باغ جنانچہ جانے پاے جواہر بن عمرو تو چلا دربار مین یہ ذکر ہی ہوشربا کے داخلے کی فکر ہی جواہر بن عمرو بصورت مبدل دربار لقا مین پہونچا بشکل خدمتگار کھڑا ہوا ہی لیکن گوش برآواز سلیمان عنبر بین سوے گوہی نے کہا یا خداوند میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے مسلمان طعن کرینگے کہ ساحر ہی کے بھروسے پر لڑتے ہین غلام کہانتک صبر کرے بختیارک نے کہا ای سلیمان مجھکو ابھی خبر ملی ہی کہ صاحبقران بگڑے ہوے ہین قصد کرتے ہین کہ طلسم ہوشربا مین جائین لیکن مجبور ہین کہ اُنکے مذہب مین پیشدستی جائز نہین ہی ورنہ ابھی طبل جنگی بجوا کر بارگاہ مین گھس آتے قدرت کے مزاج مین رحم ہی کبھی تقدیر معقول نہین کرتے ہر مرتبہ تقدیر شکست ہوتی ہی صدہا ساحر ملازم افراسیاب بیان کر مارے گئے تمھارے بھائی بھتیجے بڑے بڑے پہلوان قتل ہوے فقط تمھاری ذات سے اس سرزمین پر قیام ہی ہمارا کہنا مانو طبل جنگی نہ بجواؤ ایک نامہ اور طرف طلسم ہوشربا کے روانہ کرو کوئی ساحر آجاے تو دل تردد منزل تسکین پاے یہ ذکر تھا کہ وسواس وخناس وخوش آمد وبرآمد چارون برکار حاضر ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر لقا کو دعا دی قطعہ

از دست بیشتر تا خزان بہ چمن ند | شکست طبل تا سگان بہ ور ند | گرز آتش ہزار زنگار رنگ
بر سر تو موکلان بہ زنند

بختیارک نے آواز دی بیش باد کھو یارو کیا خوشخبری لاے

ہرکارون نے عرض کی پہلوان دوران گرشاسپ جہان یادگار رستم و اسفندیار پہلوان نامدار مشلول
کوہی تین لاکھ فوج کی جمعیت سے براے مدد خدا وند آتا ہو لیکن سب کو ہیون کا حال سُن چکا ہی پس
اُسکا یہ ارادہ ہی کہ اگر طبل جنگی نہ بجوایے وہین سے یلغار کرتا ہوا آیے اگر شب کو پہونچے تو اُسی وقت لشکر
حمزہ پر جا پڑے فرماتے ہین بدون قتل حمزہ کمر نہ کھولونگا قدرت کو تابہ قیطول پہونچا دونگا ملک باختر آباد
کردونگا قدرت سے طرۂ بہبری لونگا بختیارک نے کہا اے سلیمان عنبرین مو نے کوہی کسی سردار کو
یہان سے بھیجو یہ خیال خام تصور ناتمام ہی باطمینان یہان آیین ٹھہرین ہماری راے پر نزین سلیمان نے
کہا وہ بڑا جاہل ہی جو کہتا ہی وہی کرتا ہی قتل دشمن کے نام پر مرتا ہی وہ میرا کہنا نہ مانیگا جو کہا ہی وہی
کریگا بلکہ یہ لفظ لکھ رکھو مشلول کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا آتے ہی آفت برپا کر دیگا بیشک حمزہ کو
ٹوک کر مار یگا ایک ایک زبردست کو للکاریگا سب طرح کے اخبار سُن چکا ہی آتے ہی سب کو گھیر
لیگا اُسکی لڑائی کا عجب ڈھنگ ہی ایک دن گرز بکر کے کالک کے جنگل مین گھس گیا ہاتھیون کو مار کے
نکال دیا بڑے بڑے فیلان مست مارے اُس بیشے کو آباد کر لیا غیر اُسکی حالی مین نہین رہتے اُسکی
روکنا بہتر نہین ہی اُدھر سے وہ آیگا اِدھر سے ہم جا پڑینگے چار پہر مین لڑائی فتح ہو جائیگی فوج اسلام
شکست کھائیگی بختیارک نے کہا آپ کو اختیار ہی ہم خوب سمجھتے ہین اُنکی قضا دامنگیر ہی یہ جلد مرنے
کی تدبیر ہی سلیمان نے جھلا کر جواب دیا آپکے نزدیک حمزہ و سرداران حمزہ سے کوئی زیادہ زبردست
نہین ہی اب ملاحظہ فرمایئے گا لندھور و مالک و بہرام کو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا قد و قامت مین دیو ہی
اُس سے کوئی کیا مقابلہ کریگا بختیارک خاموش ہو رہا جو اہر کھڑا سُن رہا تھا یہ خبر لیکر کعب کا جمد
خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا آتے ہی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی نظم

دورۂ روزگار دولت تو
زخم و خون باد و خواب افیون باد
منجم دشمنت بہ شرط وفات
قاقم صبح رشتہ اکسون باد

جسم و جان باد و لفظ و مضمون باد
لاشہ حاسدت بعہد حیات
صدر ایوان ربع مسکون باد
روح خصمت کہ زندہ در گور ست

فتنہ و حادثات و دشمن تو
طعمۂ گرگ سان گردون باد
گر نہ ظل تو ابرہ اش باشد
در تہ پاے فتنہ مدفون باد

شہر یار عالم کی عمر دراز ہو اسوقت دربار مین لقا کے جو یہ جان نثار گیا ابھی خبر آئی ہی کہ کوئی
جوان مغرور متکبر موسوم بہ مشلول کوہی بہ ارادۂ فاسد لشکر شہنشاہی پر آتا ہی ظاہرا دریافت ہوا

کہ آکر شبخون مارے سلیمان عنبرین موے کو بھی اُسکی جرأت کی تعریف کر رہا ہی صاحبقران نے فرمایا اگر رات کو آکر گرا ہزارہا بندگان خدا بحیطا غفلت مین قتل ہو نگے نہین معلوم کیا انجام ہو اسکی تدبیر کرنا چاہیے مشیران سلطنت و وزیران اُبہت نے دست بستہ عرض کی غلامون کے نزدیک یہ بہتر ہی کہ وہ یہان تک نہ آنے پاے کوئی سردار جرار نامدار یہان سے لشکر لیکر جاے راہ مین اُس سرکش کو روکے حقیقت مین رات کی لڑائی مین مشکل پڑتی ہو یہان عالم غفلت وہ ہوشیار آمادۂ حرب و پیکار ضرور خون ریزی ہوگی صاحبقران کو بھی یہ راے بہت پسند آئی ارشاد ہوا مقبل کو بلاؤ مقبل حاضر آیا صاحبقران نے فرمایا ایک چوکی لاکر بیچ مین بارگاہ کے رکھو مقبل نے بموجب قاعدہ قدیم چوکی سنگ مرمر کی اُسپر خلعت سلیمانی سپر و شمشیر بیرہ پان کا جام شربت لاکر رکھدیا صاحبقران نے پکار کر آواز دی اے سرداران دلو بتدای غازیان ارجمند حال آمد مشلول آپ سب صاحبون سنے سنا چاہتا ہون ایک شیر دلیر اسی وقت روانہ ہو جاے جاکے اُس بجیا کو راہ مین روکے یہانتک نہ آنے دے اگر کوئی اُفتاد پڑے اور سردار براے مدد روانہ کرینگے تمام وہیبت مشلول کو بھی زبانی جواہر کے سب صاحب سُن چکے تھے کسی نے جواب نہ دیا بعض نے سر جھکا لیا ہر ایک کو یہی خیال ہو مشلول کو بھی اتنی دور سے آتا ہی کچھ تو اپنے دل مین سمجھ لیا اتنا بڑا ارادہ کرکے چلا ہی نہایت مشکل پڑیگی فوج کوہستان بڑے زور و شور سے لڑیگی پہاڑیے سخت بھی ہوتے ہین جنگجویون سے مقابلہ نہین معلوم کیا ہوگا جواب دینے کا مقام نہین ہی جب عرصہ گذرا کسی نے جواب باصواب نہ دیا صاحبقران زمان نے آواز دی ایہا الحاضرین اے صاحبان دین و آئین اسی دن کے واسطے حمزہ تخت پر نہین بیٹھا زمرۂ سرداران مین اپنا شرف جانتا بلکہ تین روپیہ کے پیادے جو کام کرتے ہین اُسکو اپنا شرف جانتا ہون وہی سب میرے بھائی ہین عنایت رب اکبر سے بزور شمشیر بے نظیر ممالک تسخیر کیے نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی قبضے سے لقا کے شہر باختر نکال لیا نہیب شمشیر مردان عالم سے بھاگتا ہوا تابہ کوہستان آیا بس مین خود روکنے کو اُس بے حیا کے جاؤنگا ایک آواز اور دیتا ہون پھر صدا نہ دونگا خود جام نوش کرونگا اپنے بادشاہ جمجاہ کی طرف سے جاکر اُس گنوار کو روکونگا مگر یہ مقدمہ بھی آپ سب صاحبون کے باعث ننگ ہوگا کافرون کو شک ہوگا اپنے مقام پر کہینگے کہ حمزہ اس مہم حقیر پر آیا کیا کوئی سردار

اس لائق نہ تھا کہ جاکر مشلول کوہی کو روکتا یہ فرماکر صاحبقران نے قبضۂ تیغ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا
زلفون پر پیچ و تاب آیا چہرہ غصے سے سرخ ہوا خال سبز و رگہائے ہاشمی جوش و خروش مین آئے رگ
خونخوار بلنے لگے آنکھین اُبل آئین قریب تھا کہ نیکر تلوار کو اپنے مقام سے اُٹھین یہ رنگ صاحبقران
جو دیکھا اپنے دنگل شوکت سے دارائے ہند لندھور بن سعدان جانشین حمزہ صاحبقران
حاکم اقلیم ہندوستان صاحب عظم و شان تیغۂ دودم ہندی کو نیکر اُٹھے بڑھکر جام نوش کیا پکار کر
آواز دی یہ کام آپکا غلام بجالائیگا صاحبقران خوش ہو گئے لندھور کو گلے سے لگایا فرمایا ای
جانشین من ای قوت بازو ای زینت پہلو ای رونق لشکر اسلام ای سردار خوش انجام بخدا اپنے جانے
سے تمھارے جانے کو بہتر جانتا ہون لیکن یہ خیال رہے فتح و شکست پروردگار کے اختیار مین ہے
اگر کوئی اُفتاد پڑے فوراً اطلاع دینا مین فوراً آونگا لندھور نے عرض کی دعا حضور کی اقبال شہنشاہ
ہمراہ ہر مقام پر ساتھ ہے یہ فرماکر لندھور باہر نکلے دونون بیٹے ارشیون پیرزاد و فرہاد خان یک خرلیے
باہر آئے لندھور نے منع کیا فرمایا تمھارا یہین رہنا بہتر ہے شاید لقا سے مقابلہ پڑے مین بہت
جلد جاؤنگا دونون فرزند پلٹ گئے صرت کو جبر ملک دکھنی کو حکم دیا بارہ ہزار ہندی تیار کرلو الیاس
ہندی کو ہمراہ لیا نیل بیہوشہ مبارک پر سوار ہوئے اٹھارہ سو من کا گرز خردی و مردی پرچہ کوہ کا نیچے
رکھا بارہ ہزار سواران ہندوستانی نے چار جانب سے ہاتھی کو گھیر لیا اسی وقت روانہ ہو گئے
صاحبقران نے جہاہر بن عمرو سے فرمایا ہرکارے برائے خبر لندھور بن سعدان روانہ کرو
دمبدم کی مجکو خبر ملے جہاہر نے دست بستہ عرض کی ایسا ہی ہوگا سب طرح کی خبر دریافت کرکے عرض کرونگا
بیان تو یہ باتین ہین لیکن مشلول کوہی حقیقت مین نہایت مغرور ہے کوہستان کے جو حالات اسنے سنے
کہ فرزندان حمزہ نے ہزار ہا کوہی مارے تین لاکھ فوج لیکر اس ارادے پر چلا ہے کہ جاتے ہی
سب کو قتل کرونگا لاشون سے میدان بھردونگا بارہ کوس پر مقام کیا اس فکر مین ہے کہ یہان سے
جو چلون فوج اسلام پر جا پڑون کہتا ہے بے فتح کئے نہ لوٹونگا قدرت کو یہ خبر پہونچا دونگا اپنے
مقام پر بیٹھا ہوا ابلبلا رہا ہے بارگاہ صحرائے سبزہ زار مین استاد تین لاکھ کوہی فروکش برائے کمر بندی
حکم دے رہا ہے بیرون بارگاہ اکڑ کھڑا گرد سرداران کوہی گھیرے ہوئے کہہ رہے ہین کہ حضور آگئے
کون مقابلہ کرسکیگا حمزہ اگر قدمون پر گریگا نہین معلوم آپکے بھائی نے کیونکر مارے گئے کبھی کسی نے

ملک کوہستان کا ارادہ نہ کیا تھا اس زمانے کے نفاق نے یہ تباہی کرائی ایک کو ایک سے
رشک پیدا ہوا بھائی کا بھائی دشمن ہو گیا راہبر راہ سے مسافر رہزن ہو گیا کچھ لوگ جا کر اہل اسلام سے
ملے پتے نشان بتائے آپ ہی کے عزیز اقارب شاہزادہ تورج بن بدیع الزمان کو اپنے
ساتھ لیکر تا طلسم ہزار پیچ پہونچے جب تو نبیرۂ حمزہ غالب آیا طلسم فتح کر لیا کل ملک قبضے مین آئے
مشلول نے کہا ان سب کو سزا دونگا دشمنون سے پیشتر کو ہیون کو قتل کرونگا یہ کہہ رہا تھا کہ صحرا سے
گرد اڑی مشلول دیکھنے لگا کہا شاید ہمارے بھائی صاحب سلیمان عنبرین موے کو ہی کو خبر ہو گئی
کچھ فوج برائے مدد روانہ کی ہے مجھپر یہ بہت شاق ہے مین کسی کی مدد قبول نہ کرونگا اپنی فوج کیا کم ہے
سردارون نے کہا حضور آپ کے ساتھ بڑے بڑے بہادر ہین ایک ایک جوان سیکڑون سے منھ نہ پھیریگا کسی
کی مدد کی کیا احتیاج ہے آپکے نام سے سکہ جرأت کا رواج ہے خوشامد کی باتون سے مشلول اور زیادہ
پھولا جاتا ہے نگاہ گرد کی جانب ہے کہ یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے بارہ علم نشان بارہ ہزار
فوج کا ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی نعت رسالت پناہی بخط جلی تحریر انکے گذر جانے کے
بعد ایک جوان کو دیکھا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب جرأت و قوت مین لاجواب فیل سفید پر سوار پشت پر
بارہ ہزار جوانان ماہ رخسار گلبہائے پری پیکر سوار برچھیان تھمی ہوئیں نیزے ہاتھ مین ہلالی کمانیں حمائل خود و
زرہ بدن دار و سینہ سپر کرنے کی کد کیسے کیسے جوانان شیر دل رستم خصال حسین جمیل اپنے افسر کے کفیل اس
شد و مد سے آکر پہونچے مشلول نے ہر کارون کو حکم دیا دیکھو تو یہ کون جوان ہے اس طرف آنے کا کیا
باعث ہوا یہ تو ظاہر ہے کہ لقا پرست نہین ہے لیکن سب دلیر معلوم ہوتے ہین خود و زرہ سے بالکل نفرت
کیا صاحبان لیاقت ہین صاف ظاہر ہے کہ تلوار کے دھنی ہین دعوی تہمتنی جرأت کا جوش سب
سر فروش ہین سینے اس لشکر قلیل کو بہت پسند کیا لندھور نے تو جب لشکر مشلول کو دیکھا ہاتھی کو
روک لیا فوج کو اترنے کا حکم دیا لیکن ہر کارے مشلول کوہی کے آئے نام لندھور دریافت
ہوا عرض کی آپکی خبر سنکر صاحبقران نے لندھور بن سعدان اپنے جانشین کو روانہ کیا ہے یہ
جوان آپکے مقابلے کو آیا ہے مشلول بہت ہنسا کہا ان لوگون کی قضا آئی ہے موت ان سب کو کھینچ
لائی ہے مین کل لشکر پر چلا تھا بھلا یہ مجھکو کیا روکیگا یہ کہتا ہوا بارگاہ مین آیا تا گاہ آفتاب عالمتاب
لرزان و ترسان با رنگ زرد کاشانہ مغرب مین جا کر چھپا آمد آمد شاہ انجم سپاہ کی شروع ہو گئی

چشم زدن مین مع فوج ثابت و سیارگان چرخ نیلی پر جلوہ فرما ہوا مشلول نے نشے مین شراب کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے اُسی وقت نقارہ رزمی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا

نظم

یکایک ہوا دوران سحر کا ظہور
بت گرم خو اور روشن نگاہ
کیا دبدبہ خلق پر آشکار

اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا
کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
نشان آگئے آگے خط صبح کا

لشکرون مین تیاریان ہونے لگین اُدھر سے مشلول کرگدن مست پر سوار ہوا تین لاکھ فوج لیکر چلا اِدھر سے لندھور بن سعدان اُس فوج قلیل کو بوجہ احسن آراستہ کر کے فیل پر سوار ہوے چشم زدن مین وارد میدان کارزار ہوے صفین جمنے لگین لیکن مشلول کو بہ کہتا ہے یہ ہندی بڑے گستاخ ہین اس فوج قلیل سے ما بدولت کے سامنے آئے دیکھو تو کیا حال کرتا ہون نقیبون کو اشارہ ہوا نقیبون نے میدان کارزار مین آکر بڑے زور و شور سے یہ اشعار جرأت آثار بہ خوش الحانی پڑھے

اشعار

رشتۂ الفت کہے دیتا ہون ای قاتل نہ توڑ
او ستمگر تو ذرا دم لینا ای بسمل نہ توڑ
سخت جان ہون تیغ کا لگنا ہے دشوار
دیکھ او بیرحم کہتے ہین ہمارا دل نہ توڑ
دور ہے ملک عدم پہر کسطرح پہونچونگا مین
رحم کر کے ایک مرے دل سائل نہ توڑ
اب تمین اسکو دکھا دے آئی ہے فصل بہار
بے ادب ہو ہو کے بند پردۂ محمل نہ توڑ

جوڑنا اسکا بہت ہوجائیگا مشکل نہ توڑ
کسطرح جوڑیگا تو شیشے سے نازک ہے ہوا
کچھ قصور اسکا نہین خنجر کو ای قاتل نہ توڑ
اب نہین جڑنے کا نا حق جوڑتا ہے ای صنم
منتین کرتا ہون تیرے پاؤن ای ظالم نہ توڑ
باوفا ہے دل ہمارا وقت پر کام آئیگا
دیکھ ای صیاد بلبل کا ذرا سا دل نہ توڑ
کب تلک انکار اب تو وصل کا اقرار کر

دیکھ لین وہ بھی دہان زخم سے آئے صدا
سخت باتون سے مرا دل او بت قاتل نہ توڑ
شیشے سے نازک ہے لیکن تو جھکتا ہے بہانا
مین کہا کرتا تھا اکثر دیکھ میرا دل نہ توڑ
کوئی اس بت کو یہ سمجھا دے خدا کے واسطے
ای ستمگر یاس رکھنے کے ہے قابل نہ توڑ
آہ مجنون کی ہوا سے یہ لیلی کہہ رہی
او بت بیداد گر عاشق کا اپنے دل نہ توڑ

نقیبون نے پھیر دین کے سرون مین جو یہ اشعار پڑھے بہادر جھومنے لگے ایک طرف سے کڑکیت پکار رہے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید یہ وقت جانبازی ہے سر میدان جان دینے مین مرد کی سرفرازی ہے شعر روز جنگ است جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد ہم کہان ہین رستم و سام کدھر گئے پہلوانان عالی مقام سہراب پر کیا گذری نریمان پیوند خاک ہوا ابر اک بہار کا چشم زدن مین قصہ پاک ہوا

کون بہادر ہی کہ اس میدان کارزار مین نام اپنا روشن کرے نام رستم و اسفندیار مثل حرف غلط مٹادے
خوشی مین آکر مشلول بڑھا میدان مین آکر خوب سلح شوری دکھائی گینڈے کو دوڑایا جب خوب پسینے مین
تر ہوا گینڈا ابھی عرق کر لایا گینڈے کو روکا پکار کر آواز دی اے مردان ہندوستان ہین تمھارے مقابلے کا
مشتاق ہون لندھور نے ہاتھی کو بھیرا ساتھ والے پہلوانون نے چاہا کہ ہم میدان کارزار مین جائین لندھور
نے بشیرین زبانی بفصاحت بیانی روکا کہا وہ میرا طالب ہی آپ لوگ تامل فرمائین سب کو سمجھا کر فیل کو
بڑھایا فیل میمونہ مبارک جھک کے چلا چشم زدن مین میدان کارزار مین پہونچا مشلول گرد اسپر کا لیکر
بڑھا تنگا ور زن ہوے پانچ قدم گینڈ اسکا ہٹا ہاتھی اُسی مقام پر جھومنے لگا اب مشلول نے
سراپاے لندھور کو دیکھا سطوت و صولت دیکھکر مثل آئینہ حیران دلسے کہتا ہی کیا جوان حسین و جمیل و
لئیق معلوم ہوتا ہی حمزہ کا یہی برا رفیق ذ سوچ سوچکر کہا او دلاور اے ہند صاحبقران کی تمھاری قدر منزلی
ماہدولت سے کے مقابلے مین بھیجدیا لندھور نے ہنسکر کہا او مغرور کیون نشۂ نخوت مین چور ہی تیری قضا
میرے ہاتھ سے ضرور ہی اور کون تیرے مقابلے مین آتا یہ میدان کارزار ہی کلام کرنا بیکار ہی نیزے تلوار سے
کام لے زبان درازی موقوف کر یہ سنتے ہی مشلول جھلایا نیزہ اُٹھایا داہنی بغل سے اور بائین بغل سے
پیچ و تاب دیتا ہوا مثل آہ عاشقان و کاکل معشوقان تاک کر سینۂ بے کینۂ لندھور پہ نیزہ مارا لندھور
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر نگران حقیقت ہین دونون جوان برابر کے
ایک طور مین لڑ رہے ہین دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام پر لندھور نے نیزہ کا ٹھکر تھپیڑا مارا نیزہ
ہاتھ سے مشلول کو ہی کے نکلگیا غصے مین مثل ابر گرجا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ
مار لندھور نے باز بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا مشلول لپٹ پڑا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر
کودے کشتی ہونے لگی اب مشلول کے ہوش و حواس پراگندہ دلسے کہتا ہی بڑے زبردست سے
مقابلہ پڑا دیکھیے کیا ہوتا ہی لیکن جان دیے ہوے لڑ رہا ہی کئی مقام پر لندھور اسکو پکڑ لاے
یہ شکل نکلا جب وہ لندھور کو پکڑ لایا لندھور مثل برق تڑپکر نکلگئے صاحب طاقت بچیت بنکیت
پھکیت مشلول کو عاجز کر دیا مثل برق تڑپ رہا ہی تین پہر اسی رنگ مین گذرے مشلول کانپ رہا ہی
ہانپ رہا ہی لندھور اُسی تیور سے لڑائی مین مصروف ہین ایک مقام پر لندھور ریلا کرکے دور تک
چلا جاتا ہی رکون حریف زبردست کب تھمنے دیتا ہی کئی مقام پر مشلول نے لنگر مارا لندھور نے

لنڈ بھی اُکھڑا تقضائے کار اوباش کوہی اسکے لشکر کا سپہ سالار کھڑا ہوا یہ معرکہ دیکھ رہا ہی خود پہلوان
کی کیفیت سے ماہر ہوا کہ اب مشلول شل ہو گیا بیشک جانشین حمزہ زیر کریگا اپنے مالک کو جا کر جرأت
دکھاؤ یہ بے حیا گینڈے سے کودا تیغہ کھینچکر جھپٹا پشت پر آکے لندھور کی نعرہ کیا خبردار او
جوان کیا بے ادبی کرتا ہی دوسرے گوجر ملک دکھنی نے دیکھا لندھور پر وار کیا چاہتا ہی وہین سے
نعرہ کیا او بے حیا خبردار پھر آواز دی اے آقائے نامدار ہوشیار ہو جائیے اپنے کو اس نامرد سے
بچائیے لندھور اُسکو چھوڑ کر پلٹ پڑے مشلول کو تو دھکا دیا وہ چند قدم ہٹ گیا لیکن اوباش کا ہاتھ
چلگیا سر پر لندھور کے تلوار پڑی بہ اطمینان اُسنے ہاتھ مارا تھا تلوار نے خوب کاٹا سر برہنہ لڑ رہے
تھے تیغہ اُس نامرد کا تا دوابرو لندھور کے پہونچا لندھور نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکلگیا چاچا
خون کی چہرے پر آئی اِدھر سے اہالیان فوج لندھور دوڑ پڑے مشلول بھی گینڈے پر سوار ہوا سب
کوہی لینا لینا کہکے آپڑے لیکن لندھور نے اوباش بدقماش کو بچنے کی مہلت نہ دی اتنا بڑا زخم
کھا کے لپٹ پڑے گھوڑے پر لاد کر مارا چھاتی پر چڑھ کر سر کھینچ لیا لیکن تکان سے غش آنے لگا تھرائے
چاہا تلوار ٹیکلر کون تھرا کر گرے غش ہو گئے الیاس ہندی نے پلٹکر دیکھا سوارون سے کہا
یارو آقا ہمارے غش ہو گئے سوار گھوڑون سے کودے لندھور کو اٹھا کر ہوادار پر ڈالا ادھر تین لاکھ
کوہی لیکر مشلول فوج لندھور پر آپڑا یہ بارہ ہزار وہ تین لاکھ بڑی خرابی یہ کہ افسر زخمی ہو چکا
مثل مشہور ہے لشکر بے میر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر بیکار ہے ہرچند جوانان ہندی جری بہادر
صف شکن تیغ زن لڑے بھڑے کٹے چھٹے خانہ جنگیان نصیلے بھی کوہیون سے خوب لڑے لیکن
لوہے کی دیوارین آراستہ ہو گئین اگر ایک کو مارا دس سے مقابلہ پڑا انکے دس قتل ہوئے فوج مین
کمی نہوئی انکے دو کے مارے جانے سے لشکر مین برہمی ہو گئی ہرچند چاہا کہ قدم نہ ہٹائین مثل نقش پا
مٹ جائین لیکن جب گوجر ملک دکھنی بھی زخمی ہوا اُسوقت الیاس ہندی نے پکار کر آواز دی
یارو افسر کو بچاؤ اب نکل چلو ایسا نہو کوہی آقائے نامدار کو نرغہ کر کے گرفتار کر لین پھر بڑی مشکل
ہو گی جوانان صف شکن نے آواز دی کیا مجال ہی کہ ہماری زندگی مین ہمارے افسر پر کوئی ہاتھ ڈالے
یہ کہکر جوانان صف شکن نے کمان ہائے کیانی کاندھون سے اُتارین تیرون کی بوچھار کرنے لگے
کوہی پیچھے ہٹے اس طور سے لڑتے بھڑتے اپنے آقا کو لیکر طرف صحرا کے چلے جب کوہی زیادہ

جلوہ کرتے ہین دس بیس جوان سرفروش جام بادۂ جرأت کا جوش صف سے نکلکر آگے بڑھتے ہین کوہیون کو روکا لڑنے لگے ساتھ والون سے آواز دی آقا کو لیکر بڑھے اور جھگڑ پڑے دس بیس نے سو دو سو کو مارا سنان ہاے نیزے سے سینے ملادیے رسالے کے رسالے بھگادیے اپنی جان دی کوہیون کو آگے نہ بڑھنے دیا کوہیون نے جب دیکھا لندھور کو نہ پاسکینگے پردہ شب بھی بیچ مین حائل ہوا جاد ظلماتی نے ان شکست خوردہ کی پردہ پوشی کی شب تیرہ و تار مین ایک جانب نکلگئے خیمے خرگاہ چھوڑے مال و اسباب رکھیا نقد جان کو غنیمت جانا الیاس ہندی عیار گوجر ملک دکھنی سردار لندھور کو عالم غش مین لیے ہوے الحر اسے پرہول مین پہونچے سایۂ نخلستان مین اُتر پڑے مگر حیرانی و پریشانی اور بے سامانی نہ بارگاہ نہ خیمہ کچھ کمل وغیرہ تان لیے لندھور کو اُس مقام پر اُتارا اپنے ہاتھ سے بیٹھکر زخم دوزی کی بڑی رات گئے لندھور کی آنکھ کھلی دیکھا ساتھ والے زخمدار بیقرار اشکبار اپنے کو اس حال پر ملال مین پایا غصے مین کانپنے لگے ہونٹ کاٹ لیے کہا اے الیاس ہندی تم مجھکو لیکر کیون بھاگ آے اسی وقت میرے ہاتھی پر مجھکو سوار کرو سامنے لشکر دشمن لیجاکر چھوڑ دو گھسکر بارگاہ مین اُس بے حیا کو مارونگا یا اپنی جان دونگا ذلت گوارا نہ کرونگا الیاس ہندی نے عرض کی انشاء اللہ آپ شب کو تامل فرمایئے بوقت سحر جو کچھ راے اقدس مین آے اُسطرح کاربند ہوجیے اسقدر نہ درد مند ہوجیے اتفاق ہے اکثر صاحبقران نے شکست کھائی انتہا کی پریشانی اُٹھائی انشاء اللہ اگر وہ بے حیا اُسی مقام پر ٹھہرا چلکر مقابلہ کیجیے اگر طرف لشکر لقا کے گیا آپکا حریف ہے آپ ہی اُس سے مقابلہ کرینگے الیاس ہندی نے یہ چرب زبانی کی لندھور کو سمجھایا غصہ جو کیا غش آگیا یہان تو یہ کیفیت ہے لیکن مشلول کوہی لڑائی کو فتح کرکے بہت خوش ہوا ساتھ والون سے کہا اسی وقت کوچ کرو بس لشکر حمزہ مین یہی اک سردار تھا وہ مارا گیا ہندی لاشہ لیکر بھاگ گئے چند کس بچے اب جاکر لشکر حمزہ کو اسی طرح تباہ کرونگا شمار کرو کسقدر لوگ مارے گئے دریافت ہوا کہ پچیس ہزار کوہی ہاتھ سے ہندیون کے واصل جہنم ہوے الامان کہکر سوار ہوا طرف لشکر صاحبقران کے چلا یہی خیال مین ہے کہ جاتے ہی لشکر حمزہ کو مٹا دونگا فتح کرکے قدرت سے ملونگا بھائی صاحب سلیمان عنبرین مو سے کوہی سے بھی کہونگا کہ ان لوگون سے آپ سالہا سال سے لڑ رہے تھے یہ کہکر سوار ہوا رات ہی کو طرف لشکر صاحبقران کے چلا یہان زلزلہ قاف ثانی سلیمان

بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما تھے جواہر بن عمرو نے پرچۂ اخبار ہاتھ مین دیا مضمون یہ تھا کہ ابھی خبر دریافت ہوئی لندھور نے ہاتھ سے مشلول کے شکست کھائی نہین معلوم ہندی شکست کھا کے کس طرف نکل گئے یہ پرچہ پڑھکر صاحبقران بہت گھبرائے مقبل سے فرمایا خدا خیر کرے میرے جانشین پر کوئی افتاد پڑی جلد اشقر تیار کرو مین خبر کو لندھور کی جاونگا یہ فرما کر پشت اشقر پر سوار ہوے بہرام گرد بن خاقان چین کو ہمراہ لیا جواہر بن عمرو نے رکاب پر ہاتھ ڈالا بادشاہ سے کہدیا کہ حضور میں برائے خبر لندھور جاتا ہون لشکر سے ہوشیار رہیے گا القا ہر وقت درپے آزار ہے فوج سلیمان بے شمار ہے ہر چند اور سردارون نے عرض کی ہم بھی ساتھ چلین صاحبقران نے نہ قبول کیا صرف بہرام کو مع بارہ ہزار چینیون کے ساتھ لیا روانہ ہوئی کرکے چلے اتفاقات قضا و قدر ادھر سے مشلول کو ہی آتا ہے لندھور نے اُس صحراے ہول خیز مین تڑپ تڑپکے رات کاٹی جیسے ہی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لندھور نے ہتھیار لگائے بارہ ہزار مین سے دو ہزار جوان سپارۂ گلشن جہان ہوے باقی سب زخم دار سقرار شب کو فاقہ کیا لیکن لندھور کے کہنے سے اُسی حال پرملال مین کمرین باندھین لندھور ہاتھی پر سوار ہوا کہا یارو یہ بے حیا جہان ملیگا اُسی مقام پر جا کر مارونگا یا مجھکو قضا لیے جاتی ہے ساتھ والے بھی انتہا کے پریشان کہتے ہین کہ دیکھین فلک کیا دکھاتا ہے عجب حال پرملال مین آقا نے قصد کیا ہے خداوندا الہیان ہندوستان کی آبرو رکھ لے ان نامردون کے مکر و غدر سے بچا لے بہرکیف جاے لیکن جرأت مین فرق نہ آے لندھور نے لگ ماری فیل میمونہ تڑپکر چلا اب حال مشلول کو ہی سنیے رات بھر شراب خواری کرتا ہوا منزل مین کسی مقام پر ٹھہرا صبح کو اک صحرا مین آکر پہنچا گینڈے سے کود پڑا سیر صحراے پربہار دیکھنے لگا کہ سامنے سے گرد اڑی صاحبقران زمان مع بہرام با فوج قلیل تلاش مین لندھور کی تشریف لاتے ہین مشلول کی جو دور سے جمال آفتاب مثال صاحبقران پر نگاہ پڑی شاطر سے کہا دیکھو تو یہ کون جوان ادھر کو ران جاتے ہین اسطرف آنے کا کیا باعث ہوا شاطر نے جا کے خبر دی کہ صاحبقران زمان داماد نوشیروان اپنے جانشین کی خبر سنکر چل نکلے تلاش کرتے ہوے آتے ہین ادھر شاطر نے صاحبقران کو خبر دی کہ حضور لندھور کا تو حال دریافت نہین کہ اُن پر کیا گذری لیکن مشلول مع فوج بیشمار وہ سامنے کھڑا ہوا ہے ہاں لیکن غلام نے بارگاہ لندھور اور اسباب وغیرہ اُسکے ہمراہ دیکھا معلوم ہوتا ہے انکو شکست دے کے آیا ہے صاحبقران تو یہ سنکر ٹھہر گئے ادھر مشلول نام صاحبقران سنکر چلایا فوراً گینڈے پر سوار ہو افوجون کے پرے جم گئے تمام کوہی اپنے اپنے مقام پر

تھم گئے مشلول نے یہ کہا گھوڑا بڑھایا کہ یارو ان سب کو بھی اسی صحرا مین مار لو ایک ایک کو للکار لو
یہ کہتا ہوا میدان کارزار مین آکر للکارا ای فرقہ خدا پرستان مین نے لندھور سے پہلوان کو نوک کر سر
میدان مارا مال و اسباب سب لوٹ لیا تم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو مقابلے مین مابدولت کے آئے
فن سپاہ گری دکھائے صاحبقران نے قصد کیا کہ مین مقابلے مین مشلول کوہی کے جاؤن بہرام گرد
رفیق قدیم صاحبقران عاشق نام لندھور یہ کلمات حسرت آیات سنکر بیقرار ہو گیا گھوڑے کو بڑھایا
صاحبقران زمان سے عرض کی حضور نہین معلوم ہمارے برادر پر کیا گذری یہ بے حیا کہتا ہے ہم نے
سر میدان نوک کر مارا لندھور ایسا جوان تھا نہین معلوم کیا معرکہ گذرا لیکن حقیقت مین بارگاہ لندھور اسکے
ساتھ ہی اسوقت غلام کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ابھی جا کے سزا دیتا ہون عوض سرکشی لیتا ہون صاحبقران
حال لندھور سنکر ایسے خاموش ہین بہرام کو جواب نہ دیا آنکھون مین آنسو بھر آئے بہرام نے مرکب بڑھا دیا
صاحبقران تماشا دیکھنے لگے چندکس ملازم بہرام پشت پر جمے ہوے ہین ہر اک کا یہی قول کہ صاحبو اگر
خدانخواستہ لندھور مارا گیا چراغ ہندوستان گل ہوا بارگاہ سلیمانی مین سناٹا ہو گا اُسکے مثل کا مرد
کوئی لشکر ظفر اثر مین نہین پڑا ہے معلوم ہوتا ہے طلوہ کر کے ان بے حیاؤن نے اُس شیر دلیر کو مارا ہے
بہرام سامنے مشلول کے پہونچا مشلول لاف گزاف کر رہا تھا بہرام نے نعرہ کیا او نامرد زبان کو بند کر
تیری کیا مجال تھی جو خسرو بلاد ہندوستان پر دست انداز ہوتا نہین معلوم اُس جری پر کیا اُفتاد پڑی
مین اک ادنی غلام صاحبقران ہون مجھ سے مقابلہ کر او بد ذات اپنے ہوش مین آ سر میدان کچھ فنون سپاہ گری
دکھلا مشلول نے نیزہ مارا بہرام غم لندھور مین بیقرار تھا سنان نیزہ کو بچا کر چھڑ پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا
نیزہ مشلول کا ٹوٹا نامرد کا جی چھوٹا قبضے پر ہاتھ ڈالا بہرام کو بڑا غصہ تھا منظور یہ تھا لپٹ پڑون کمر مین ہاتھ
دیکے اُٹھا لون اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بہرام نے اسی ارادے سے مرکب بڑھایا وہان پر موش خانہ
تھا مرکب بہرام نے سکندری کھائی مشلول کی تلوار سر پر گری سر بہرام زخمی ہوا بہرام نے دستانہ مارا
تیغہ نکلگیا لیکن دریاے خون مین نہایا جی داری کر کے ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے خالی دیا سر بہرام جھکا
جیا ہا سر کاٹ لون صاحبقران کو تاب نہ باقی رہی وہین سے جھلا کر نعرہ کیا او نامرد کیا کرتا ہے خبردار
صید زبون پر ہاتھ نہ ڈال سرا سر مردی کے خلاف بزخمی پر ہاتھ اٹھاتا ہے آ مین آ پہونچا نعرہ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال | منم ماہتاب سپہر کمال | ل | ہمند و ہند بہ شمشیر زاری شدہ

ہم عفریت از تیغم عاری شد	ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کو ملک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد و اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد	نعرۂ صاحبقران سے زمین

تھرائی مشلول رُکا صاحبقران نے بیچ مین مرکب ڈالدیا بہرام کو ہٹایا سامنے مشلول کے سینہ سپر
کردیا فرمایا او مشلول بچ بتا کہ میرے جانشین پر کیا گذری مشلول نے کہا یا صاحبقران اپنی جان
بچائیے سامنے سے مابدولت کے ہٹ جائیے میننے سر میدان لندھور کو مار ڈالا تم انکے ہندی لاش
لیکر طرف صحرا کے بھاگے ہین پہچانا کیا اب چلا تھا کہ جا کر آپکے لشکر کو تباہ کرون قدرت کی قدم بوسی حاصل
انکو تا بہ باختر پہونچاؤن مگر قضا آپ کی دامنگیر تھی کشان کشان میرے سامنے لائی حال لندھور سنکر
آنکھون کے نیچے صاحبقران کی اندھیرا آگیا فرمایا او بے حیا دور ہو سامنے سے نہین معلوم تونے کس طرح
گھیر کر لندھور کو مارا الحمد اگر لندھور پر یہی گذری ہو تو کہتا ہے اگر پردۂ دنیا مین ایک کوئی باقی رہجاے
مجکو صاحبقران زمان نہ کہنا لندھور کے خون کے بہت دعوے دار ہین تجھکو مہلت نہ ملیگی مشلول
کہہ رہا ہے کہ یا صاحبقران مجھے آپ پر رحم آتا ہے آپ نرے من چلے ہین کہ مجھ ایسے دلیر کے مقابلے مین
آئے لیکن درگذر کرتا ہون جس طرف جی چاہے نکل جائیے مین تعرض نہ کرونگا اگر ہوس سلطنت ہے میری
اطاعت کیجیے اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا علاوہ لشکر کے اب تو اپنے ملک سے کوچ کرکے چلا آیا
ملک گیری کرونگا ہر مقام کی سلطنت آپ ہی کو دونگا مجھ ایسا بادشاہ تجھ ایسا سپہ سالار ہو تمام عالم مین
کھلبلی پڑجائے کوئی مقابلہ نہ کرسکے صاحبقران ان باتون پر بہت ناخوش ہوے فرمایا او بے حیا
کیون بیہودہ بکتا ہے مقابلہ کر یاوہ گوئی سے کیا فائدہ مین قوت بازو کے قاتل کی اطاعت کرون شرم
نہین آتی تجھ ایسے ہزار ہا غلامان حلقہ بگوش لشکر مین موجود ہین فوجین مور و ملخ سے افزون ہین جو ہوسکے
تقصیر نہ کر جب تو مشلول کوہی تیغہ کھینچے ہوے بڑھا کہا اس تلوار نے لندھور و بہرام کے خون کا مزا
چکھا ہے اب تمھارے قتل مین کوتاہی نہ کریگی مدت سے پیاسی ہے شکم خالی خون سے بھریگی خبردار
خبردار کہکے ہاتھ مارا صاحبقران کو آنکھون سے سوجھتا نہ تھا آنکھون پر غم لندھور مین پردۂ غفلت
کلمات تحت وسست سنکر جوش دریاے جرأت مین بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا دوسرا دست
حق پرست بڑھایا کمر زنجیر مین ڈالکر نعرۂ کوہ شگاف کیا تاش زین سے مشلول کوہی کو اٹھا لیا سر سے
بلند کیا تین لاکھ کوہی دوڑ پڑے صاحبقران کو سنبھلنے نہ دیا چہار طرف سے تلوارین پڑنے لگین

بہرام نے بھی زخم کو باندھا فوج قلیل کو ساتھ لیکر جھپٹا صاحبقران نے ہرچند چاہا گھوڑے سے
کود دین مشلول کی مشکین باندھون ممکن نہوا چہار طرف سے کوہی ٹوٹ پڑے صاحبقران زخمی بھی ہوے
مگر زنجیر مشلول ہاتھ سے چھوٹی زمین پر گرا چہار طرف سے کوہی ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ اُٹھا لیا چونکہ نامرد زخمی ہوا تھا
پھر گھیتیلے پر سوار ہوا اڑنے لگا صاحبقران زمان شیرانہ نہنگانہ پلنگانہ جنگ مین مصروف مین ہنگامے
گیرودار بلند لیکن لشکر کوہیان بے حد ہی بلوہ ہی صاحبقران پر بہرام زخمی ہو چکا ہی ساتھ والے جا بجا گھر گئے
صاحبقران ہرچند کہ وہ کوشش کرتے ہین لیکن تا بمشلول کوہی نہین پہونچتے نہایت پریشان مین ہمراہیان
بہرام کئی سو جوان چشم زدن مین سیار گلشن جنان ہوے صاحبقران انتہا کے حیران و پریشان ہوے
ساتھ والون کو بچائین کہ اپنے بچانے کی فکر کرین متردد و متوحش بہرام دیکھتے ہین زخمداری مین لڑ رہا ہی انتہا کا
زخمی ہوا ہی لیکن لڑائی سے منہ نہین پھیرتا کوہیون پر شیرانہ جا پڑتا ہی صاحبقران اسی انتشار مین تھے
کہ صحرا سے گرد اڑی سامنے آگرد اس گرد شگافتہ ہوا خسرو بلاد ہندوستان جانشین صاحبقران لندھور
بن سعدان فیل ہموہ مبارک پر سوار ساتھ والے زخمدار بیقرار لیکن اپنے آقا کے ساتھ چلے آتے ہین
صاحبقران لندھور کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوگئے آواز دی ای جانشین من صدا اپنی سناؤ ہم تمہارے
غم مین بہت بیقرار تھے یہ بے حیا کہتا تھا کہ قتل کرکے آیا ہون یہ سنکر لندھور نے وہین سے نعرہ کیا نعرہ
جز نیم ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندوستان ۔ اگر نامم نے دانی منم لندھور بن سعدان ۔ او مشلول کوہی [illegible]
بدست جسکو تو نے قتل کیا تھا وہ آپہونچا انشاء اللہ مردہ بھی تجھپر بھاری ہوگا مقابلے سے مردان عالم کے
عاری ہوگا مشلول نے جو لندھور کو آتے ہوے دیکھا گھبرا گیا کہا یارو ہندی جراءت جان پر مین سمجھا تھا
مارا گیا نہین معلوم کیونکر بچا لندھور ہندیون کو لیکر آگرا برق شمشیر ہندیان چمکی ندی خون کی بہی صدا اے
الامان بلند ہوئی لیکن خرابی یہ ہی کہ ساتھ والے لندھور کے بھی زخمدار صحرا مین آب و دانہ ممکن نہین تھا
لیکن سب چیر چشم صاحب قہر و خشم لندھور نے گرز خردی [illegible] اٹھایا جس پر مار دیا مرکب و راکب ملگئے
سواے قیمے کے تھالے کے کچھ اور نہ معلوم ہوتا تھا آسمان سے خون برس رہا ہی جھمکار سنان نعرہ جوانان
برق شمشیر کی چمک کمانون کی کڑک طائران تیر اُڑتے پھرتے ہین غل و شور و ملخ کرتے ہین کشتے پھڑک رہے
ہین سوار جو مارے گئے ہزارہا مرکب کوتل پیادے سے کل فنا پھرتی ہی نقارون پر چوب پڑی لیکن صاف ظاہر ہی
شمشیرزنی سے صاحبقران کی کوہی پریشان علون نے بال کھولدیے ہین یا مرو قد تعظیم کو اُٹھے ہین

لندھور زخم تا بہ تا قریب مشلول پہونچا مشلول نے جو لندھور کو آتے دیکھا پلٹ پڑا لیکن بیچ مین دو چار ہزار کوہی آگئے اُنسے تلوار چلنے لگی لندھور چاہتا ہو دریاے فوج کو جھیلون جان پر کھیلون اُس نامرد کو جھپٹ کر مارون کوہی نہین ہٹتے دل کے دل بادل کے بادل فوج کی پلٹنین رسالے سب نے اسی مقام پر ہجوم کیا صاحبقران بھی لڑتے ہوے اسی جانب آتے ہین مجمع فوج سے مہلت نہین ملتی ساتھ والے لندھور کے بھی جابجا گھر گئے ہین یکایک صحراے گرد آزی اقران کوہی بیٹا مشلول کا براے شکار صحرا مین آیا تھا اُسے خبر پائی کہ میرے باپ نے لندھور کو مارا لشکر کشی کرکے بر لشکر اسلام گیا ہو ساتھ ہزار فوج لیکر خبر دوڑا اُسوقت آکر پہونچا دور سے دیکھا باپ میرا اُتر رہا ہو فوج کوہیون کی بحیساب دو جوانان صف شکن بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین اقران کوہی نے وہین سے نعرہ کیا ای والد نامدار نہ گھبرایئے یا بدولت بھی آپہونچے اس بے حیا کی آمد دیکھکر صاحبقران زیادہ گھبراے حقیقت مین اقران جو آکر گرا ہمراہیان صاحبقران پر بڑی بہر پڑی جابجا متفرق ہوے کہین دو گھوڑے پانچ ہزار مین کہین بیس پچیس ہزارون کا مجمع بیان فوج قلیل اُسطرف کوہیان ذلیل نے مردان عالم کو گھیر لیا ہو چار چار کوہیون نے ملکر اک جوان کو مارا اب صاحبقران و لندھور بہت پریشان ہوے دور سے صاحبقران نے دیکھا تا نکے زخم لندھور کے ٹوٹ گئے سر سے خون جاری لیکن جھوم رہا ہو قبضہ شمشیر ہندی چوم رہا ہو اس حال مین بھی جس پر غول پر جا پڑا لاش پر لاش گرادی زمین ہلادی یہ حال دیکھکر طرف آسمان کے دیکھا دعا کی ای مالک زمین و زمان ای خالق دو جہان ای حکیم و علیم ای سمیع و بصیر اپنے بندون کو بچالے اس جنگ مین فتح نصیب ہو لندھور بھی دعا مانگ رہا ہو سب بندی کی تکبیر ہر طرف سے صداے یا ربا یا مستغیث بلند ہو ہر شخص اپنی زندگی سے ناامید یہ بھی خوب یقین ہو اگر ان نامردون کے ہاتھ سے مارے گئے بہشت برین مقام ہوا دنیا مین نام ہوا اگر بچ گئے غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار کی فرد مین نام مرقوم ہوگا لیکن زندگی سے مایوس موت کا سامنا کوہیون کا بلوہ اقران نے آکر قیامت برپا کردی ہزارہا بندگان خدا قتل ہو صاحبقران نے جو باک کر دعا کی مجاہد راہ خدا اور اجابت وا تھا فوراً دعا قبول ہوئی سعادت حصول ہوئی آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی زمین کا رزار تھرائی نقاب دار زرین پوش ابجد بن خروش براے شکار جاتا تھا فوج دیوان خونخوار ہمراہ تخت یاقوت نگار پر سوار ہیلومین عیار طرار ہمیر بر علمہاے زرنگاری کے کھلے ہوے بیرق ہاے زربفتی دیوزادون کے ہاتھ مین سائبان زر دوزی

کسی ہزار گز کا چوڑا مثل ابر گہربار سر پر نقاب دار کے کھنچا ہوا باز سفید سر پر سایہ فگن مثل برق چمکتا ہو
کالادون پر دیونادون کے سرداران نقابدار سوار ایک ایک بہادر جرار نامی نامدار جوانان عالی وقار
قضاے کار ہنگامہ گیرودار کی صدا کان مین نقاب دار کے پہونچی سر جھکا کر یہ سانحہ عبرت خیز دیکھا
عیار نے سر پیٹ لیا کہا ای صاحبقران عصر دیکھیے غضب ہوا صاحبقران اعظم لشکر کافران مین گھرے
ہین لیکن ماشاء اللہ کس جرأت و شوکت سے لڑ رہے ہین نقابدار کی جو نگاہ پڑی گھبرا گیا فوج دیوان
کو اشارہ کیا جلد سامنے سے ہٹ جاؤ مرکب ہمارا زمین پر آتا رو دیوزادون نے بیک چشم زدن مین جوان
صف شکن کو کاندھے سے اتارا مرکب انکے سامنے کیے آپ بھاگ کر طرف صحرا کے گئے اک ابر تیرہ و
تار تھا کہ چلکر سامنے سے نکلگیا نقابدار بھی بتعجیل تمام پشت مرکب سرچشمی پر سوار ہوا تیغہ برق مثال کو نیام
انتقام سے لیا بارہ ہزار سواران جرار سے نعرہ کر کے آپڑا آواز دی باشید ای کفاران بے حیا و ای
نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد منم نقابدار زرین پوش صاحبقران عصر مسخر کن
بحر و بر کشندۂ دیوان قاف ہر دشت مصاف ایسے کلمات جرأت آیات کہکر فوج کو بیان مین دیا اور مصروف
شمشیرزنی کرنے لگا ساتھ والے بارہ ہزار کس لطف سے لڑے جابجا تہلکے پڑے صداے الامان آنے
لگی صدہا علم قلم کیے عیار نقابدار کی پشتبانی کرتا ہوا اڑ رہا ہی سر پر نقابدار کے باز سفید جنگ مین بھی
سایہ فگن ہی مثل عاشق جانباز دیکھ رہا ہی چشم زدن مین نقابدار نے فوج کو تار تار کر دیا سب سے
زیادہ اقران کو بھی طیلا تا پھرتا تھا نقابدار نے ایک مقام پر ڈانٹا آواز دی او نامرد تجھکو افسوس
نہ آیا تیرے باپ کی فوج کیا کم تھی کہ تو بھی آکر شریک ہوا صاحبقران دور سے جنگ نقابدار کو
ملاحظہ فرما رہے ہین فرماتے ہین ای جواہر بن عمرو ایسے ایسے وقت پر اس نقابدار نے مدد کی کہ دل سے
فتح کی امید اٹھ گئی تھی ہر مقام پر بصد کر و فر آیا جاہ و جلال دکھایا جرأت و شوکت مین بھی بے نظیر زیر نقاب
چہرہ زیبا رشک ماہ منیر طرز صف شکنی طریقہ شمشیرزنی دنیا سے نرالا معلوم ہوتا ہی بڑے بڑے معرکے
جھیل چکا ہی لیکن مقام حسرت یہ ہی کہ یہ جوان دوست بھی دشمن بھی راہبر بھی رہزن بھی مگر خون عروقون
مین جوش مارتا ہی جی چاہتا ہی جا کر گلے لپٹا لون ہر ضرب پر احسنت و آفرین کہون میرے دل کو اس جوان
صف شکن سے محبت ہی یکتاز میدان جلالت ہی وہ دیکھو صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا سامنے اقران کے
پہونچا اقران بھی جوان زبردست ہی خدا اس شیر صولت کو بچاے اس ماہ آسمان جرأت کو روز

سیاہ نہ دکھانے یہ فرماکر جودھی لڑتے بھڑتے اُسی جانب چلے اُدھر سے نقابدار زرین پوش نے
بھی دیکھا کہ صاحبقران اعظم بصد کر و فر بصد جاہ و حشم لڑتے بھڑتے اسی جانب آتے ہین اب تو اقران
کوہی پر جا پڑا وہ بھی بے حیا ملینا تلوار چلنے لگی کئی ہاتھ اقران نے نقابدار پر لگائے نقابدار
اسکے تیغ گرانبار کو مثل پھول کے روک لیتا ہی اسی طرح جواب دیتا ہی ایک مقام پر اُسنے ہاتھ مارا
نقابدار نے تلوار کو تلوار پر کاٹا صاف معلوم ہوا دو برقین آپسمین لپٹ گئین لیکن نقابدار نے
اُلجھاوے سے ہاتھ کو نکالا خبردار خبردار کہکے جا پڑا مرکب کو گدگدایا مرکب حبشی نے دونون
ٹاپین سر پر اسکے گینڈے کے رکھدین اب نقابدار نے دست حق پرست بلند کیا نعرہ تکبیر کرکے
ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپکر گری سپر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے سر پر گری خود کو کاٹا مع مرکب و راکب چار
ٹکڑے ہوے فوج کوہیان مین ہنگامہ ہوا ساتھ والون کے رنگ کٹ گئے آواز الامان الامان
آنے لگی دور سے مشلول کوہی نے دیکھا پارہ جگر کے دو ٹکڑے ہوے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
مثل رعد گرجا قصد ہوا جا کر نقابدار پر برس پڑون قاتل کو اپنے فرزند کے مہلت نہ دون للکارتا
ہوا چلا اُدھر سے نقابدار نے مرکب بڑھایا دور سے یہ معرکہ لندھور بن سعدان نے دیکھا کہ
اقران کوہی کو نقابدار نے مارا اب مشلول پر جاتا ہی فیل میمون مبارک کو بڑھایا مشلول کو ڈانٹا
او نامرد ازلی و ابدی مجھکو تو نے قتل ہی کیا ہوتا مجھ سے آکر مقابلہ کر وہ جوان ملک الموت جان کا ڈر ہی
اپنے زمانے کا صاحبقران ہی مشلول ادھر ملتا بیچ مین صفین تھین لندھور نے اُن صفون کو
بصفائی توڑا کئی کئی سو رسالدارون کو مارا اب مشلول و لندھور سے مقابلہ پڑا ایک طرف سے
صاحبقران لڑتے ہوے آئے ایک طرف سے نقابدار بھی پہونچا اگر کسی اور کوہی نے قصد کیا
لندھور کو روکین کسی کو صاحبقران نے مارا کسی کو نقابدار بہادر نے للکارا خوب اُس مقام پر
کشت و خون ہوا ہزارہا لاشے زمین پر تڑپ رہے ہین ان شیرون کے وہ چھوٹ سکے ہاتھ چلے کوہیون
کے جی چھوٹ گئے بھاگے راستہ نہین ملتا گھبرا رہے ہین کبھی کہتے دوسی خدا اون کو پکارتے ہین
بدحواس عالم یاس نام نقابدار سے تھرّاتے ہین کبھی کہتے ہین یارو یہ برقع پوش کہان سے آیا
ان لوگون کی مدد آسمان سے بھی آئی ہی ظالم نے اقران ایسے قوی بازو کو کس زور و شور سے
مارا اب بھی شمشیر زنی کر رہا ہی صفون کو درہم و برہم کر دیا افسرون کو تاک تاک کے مارا یہی باعث

شکست ہی اسکی فوج مین بندوبست ہی اس عرصے مین لندھور قریب مشلول کے پہونچگیا صاحبقران اعظم کو بھی یہی منظور ہی کہ اسکے ہاتھ سے میرے جانشین نے شکست کھائی تھی خدا لندھور کو اسپر غالب کرے غرض دوا لندھور کا برطرف ہو مشلول نے بڑھکر لندھور کو ہاتھ مارا لندھور کو انتہا کا غصہ تھا قطرات خون بھی سر سے ٹپک رہے تھے آنکھون کے نیچے اندھیرا جان دیگر ہاتھ بڑھا دیا بقدرت پروردگار کلائی پر اسکی ہاتھ پڑا لندھور نے چاہا تلوار چھین کر پھینکدون اُسنے زرہ پر ہاتھ ڈالدیا اسوقت نقابدار و صاحبقران مین و بسیار لندھور کے جنگ کررہے ہین کسی کو کچھ نہین آنے دیتے لڑتے بھڑتے دونون زمین پر کود سے کشتی ہونے لگی مشلول دیو پیکر یہ بھی افسر نامور کوئی کسی مقام پر کچی نہین کرتا سامنے کے داؤن پیچ ہورہے ہین دستیان ساتھ زبردستی کے چل رہی ہین یہ بڑا فرق ہی کہ سر لندھور زخمی وہ تازہ دم کوئی زخم ابھی تک نہین کھایا جب لندھور کو ریل کروہ بے دوڑتا ہی صاحبقران پریشان ہو آواز دیتے ہین ای لندھور بن سعدان ای خسرو بلاد ہندوستان دیکھو بھی حریف زیادتی کرتا ہی بیگم سنبھالو اب پیچھے نہ ہٹو ان کلمات پر نقابدار آواز دیتا ہی یا صاحبقران اعظم وائے برحال لندھور دو دن سے بے آب و دانہ سر زخمی حواس مین اختلاف لیکن اس دیو سے خدا آپکے جانشین کو بچائے اگر خلاف مزاج نہو مین کود کر گھوڑے سے مقابلہ کرون اس جنگی کو ہی کو سزا دون صاحبقران اعظم فرماتے ہین ای نقابدار بہادر ہمارے قاعدے کے سراسر خلاف ہی ایک سے دو ملکر کیونکر لڑین اب دعا کرو خدا میرے جانشین کی آبرو رکھ لے نقابدار رطب اللسان تعریفین کررہا ہی کہتا ہی پروردگار نے آپکو بڑا مرتبہ دیا کیا رفیقان جانباز ملے لیکن اب یہ سب ہمارے قبضے مین ہونگے با نہالے صاحبقرانی حضور سے لونگا صاحبقران نے ہنسکر فرمایا ای نقابدار بہادر آؤ ایک طرف ہمارے تمہارے کشتی ہو نیزہ چلے تلوار کھینچے آج ہی فیصلہ ہو جاے با نہالے صاحبقرانی یون نہ ملینگے نقابدار کہتا ہی بھلا حضور اسوقت کیا موقع ہی لشکر دشمن دباؤ ڈالیگا صاحبقران فرماتے ہین کیسا دوست و دشمن جب شیر بھرے پھر نہین رُکتے نقابدار نے سر جھکا لیا کہا حضور با نے تو ضرور لونگا لیکن چاہتا ہون حضور سے نہ لڑون آپکے لشکر مین جو سب سے زبردست ہو اُس سے لڑوا دیجیے آپ تماشا دیکھیے اگر سر میدان غالب آؤن جرات دکھاؤن با نہالے صاحبقرانی حضور سے پاؤن ورنہ جا کر کسی گوشۂ عافیت مین بیٹھ رہون پھر ایسے کلمات مہملات زبان پر نہ لاؤن صاحبقران

اعظم نے فرمایا ای بہادر مجھے تو اپنے قوت بازو پر ناز ہی مین خود حاضر ہون نقابدار خاموش ہو رہا
اشارے مین عیار سے کہتا ہی دیکھو بڑھاپے مین یہ غصہ ہی ٹیڑھی بات نہین سُن سکتے اسی وقت موجود
ہین عیار نے چپکے سے کہا خدا انکو سلامت رکھے دین اسلام کی آبرو ہین فراش راہ دین اسلام
صاحبقران عالی مقام سرکوب کافران قاتل دیوان داماد نوشیروان حقیقت مین انکا مثل نہین ہی
حضور بڑی مشکل سے بانے ملینگے طبقے زمین کے ہلینگے لڑائی کو ملاحظہ فرمائیے ایسا نہو لندھور پر کوئی
اور آپڑے کوہیون نے پھر مجمع کیا سب افسر ملکر آئے ہین ڈرانے کو باجے بجاتے ہین دیکھیے سب بڑھے
چلے آتے ہین نقابدار نے کہا کیا مجال خود صاحبقران زمان سامنے موجود ہین یہان لندھور
و مشلول سے کشتی ہو رہی ہی ایک مقام پر مشلول لندھور کو لے دوڑا سات قدم پر آکر لندھور نے
لنگر مارا مشلول اوپر آکر چھایا بڑے بڑے زور کیے لنگر مین لندھور کے حرکت نہوئی کانپنے لگا
لندھور اپنے مقام سے مثل شیر غضبناک اُٹھے ریل کر لے دوڑے مشلول چاہتا ہی تھمون نہین تھم
سکتا یون آتا ہی جیسے پتا باد تند مین اُڑے اکیس قدم لندھور ریل کر مشلول کو لائے دیکھنے
والون کے ہوش اُڑ گئے ہر دوست و دشمن کا یہی قول ہی کہ یارو لندھور جانشین صاحبقران
بادشاہ ہندوستان جنگ دیدہ کار آزمودہ آٹھ پہر سے بے آب و دانہ ہی اسپر یہ کیفیت واہ ری جرات
مگر لندھور مشلول کو ہی پر چھا گیا گرز نجیر مین ہاتھ ڈالا صدائے تکبیر بلند کی پہلے زور مین تا بہ حلقہ دوسرے
زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین اُس خود سر کو سر سے بلند کیا ساری سرکشی بھول جاتا دھڑ لندھور کا
اُڑا دون لندھور نے داہنا قدم آگے بڑھایا بایان پیچھے مشلول کو چرخ دیا زمین پر مارا اُسنے قصد کیا
وہ تندہی کی کھا کر سنبھلون لندھور نے دوڑ کر ٹھوکر ماری گرد برد چارون شانے چت لندھور کود کر
چھاتی پر اُس حال مین فرمایا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی مشلول نے جواب سخت دیا لندھور
سنتے ہی غصے مین اُٹھا ایک پاؤن اُسکا دونون پاؤن سے دبایا ایک کو تھام کر جھٹکا مارا مثل
کرباس کے چیر کر پھینک دیا لیکن بسبب زخمداری کے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا لہرا کر گرا بیہوش
ہوگیا ہندی دوڑ پڑے ہاتھون ہاتھ لندھور کو اُٹھایا فیل میمونہ مبارک پر ڈالدیا کوہیون مین
غریو بلند ہوا یارو ہمارا افسر مارا گیا اُبھر کر ان سب کو مار لو فوجون نے بلوہ کیا چاہا لندھور کو
چھین لین ہاتھی کے قریب آئے صاحبقران نعرہ کر کے پہونچے ہاتھی کو پشت پر کیا سینہ سپر کر دیا

ایک طرف سے نقابدار آئے مگر لشکر بے سردار کیا لڑسکتا تھا شمشیرزنی نقابدار کی سردار بھی
بڑے لطف سے لڑ رہتے ہیں خیار نے سیکڑوں کو حقۂ آتشبازی سے جلا دیا آخر تاب نہ لاسکے
لاشۂ مشغول و اقران کا اُٹھالیا دامن صحرا کو مقام پردہ پوشی سمجھ کر بھاگے صاحبقران نے
پیچھا کیا نقابدار بھی دو رتک آیا صاحبقران نے آواز دی بس بھاگنے والون کا پیچھا نہین
کرتے صاحبقران کے رُکتے سے سب ٹھہر گئے لیکن نقابدار مرکب اُڑاتا ہوا سامنے
صاحبقران کے آیا عرض کی یہ جان نثار رخصت ہوتا ہو صاحبقران نے فرمایا اب کہان
جائیگا بانہائے صاحبقرانی تو بیٹے جائیے اب میرے ساتھ چلیے کوہ عقیق پر مجمع عالم انبوہ
خلائق ہو بڑے بڑے پہلوان گردگردن کش موجود ہین سب تماشا دیکھینگے انصاف ہوجائیگا قلب
تسکین پائیگا روز کا جھگڑا مٹے آپکو خیال جرأت مجھکو ملال شوکت یون فیصلہ نہوگا نقابدار نے
دست بستہ عرض کی اگر حضور کو یہی منظور ہو حاضر ہونگا اب تو سردست مجھکو ضرورت ہو اک مقام کی مہم
درپیش ہو پھر کسی وقت آؤنگا صاحبقران نے فرمایا اے نقابدار بہادر یہ تو ظاہر ہو کہ تم ہمارے
محسن ہو بڑے بڑے مقامات پر مدد کی مین ممنون و مشکور ہون لیکن چاہتا ہون اپنے کو ظاہر کرو
نام نامی اسم گرامی کیا ہو کس گلستان بے خزان کے گل ہو کس آسمان شجاعت کے ماہ کامل کس دریائے
جرأت کے نہنگ کس بیشے کے پلنگ ہمین تمھارا بڑا اشتیاق ہو پردہ قاف کے بھی حالات سُنے
کہ اکثر قہقہہ حبشی کی فوج سے لڑے گرتیت کو شکست دی اکثر دیوان قاف نے جرأت و شوکت تمھاری
بیان کی امتحان ہمارے تمھارے ضرور ہوگا ہم تو چاہتے تھے ہمارے ساتھ تشریف لے چلیے مقابلہ
ہو جائے مدت سے یہ امر یون ہی معطل چلا آتا ہو یہ کیفیت فیصلہ ہو جائے نقابدار سر جھکائے
کھڑا رہا جو کچھ صاحبقران نے فرمایا بگوش ہوش سُنا عرصہ تک سر دُھنا سوچ سوچ کے جواب
دیا اے شہریار ہوس تو مجھکو بھی یہی ہو کہ میرے آپکے فیصلہ ہو جائے جھگڑا انجام پائے لیکن فی الحال
ناممکن ہو مین وقت پر حاضر ہونگا ایسا ہی مقام پہ مقابلہ ہوگا کہ عالم عالم دنیا دنیا دیکھے اور نام
اپنا تو مین ابھی ظاہر نہین کرسکتا اس سے معاف فرمایئے اس مقدمہ مین تو کچھ نہ کہیے آپنے
محسن فرمایا یہ بندہ نوازی ذرہ پروری میری کیا مجال ہو کہ مین حضور پر احسان کرون وقت پر حاضر
ہوا جان نثاری خدمتگزاری جہانتک ہوسکی بجا لایا بندگان عالی کا یہی کام ہو یہ ارشاد

حضور کا مجکو ممنون و مشکور کرتا ہے یہ کہکر نقابدار ریلیا کہا اب مین رخصت ہوتا ہون یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوا فوج کو آراستہ کیا عیار نے آواز دی دیوان قات حاضر ہوے اُسی طرح جوانون کو اپنے کاندہے پر سوار کیا تخت یاقوت نگار پر نقابدار سا ئبان زرنفتی کھنچا باز بھی باز نہ آیا اُس عقاب اوج جرات کے سر پر سایہ فگن ہوا اس تجمل و شان سے نقابدار عالی مقدار نوبت نقارے بجاتا ہوا روانہ ہوگیا لندھور بن سعدان بیہوش تھا شام قریب تھی صاحبقران نے بہرام کو حکم دیا اسی وقت بارگاہ استاد گرد شب اسی مقام پر بسر ہو لندھور کی زخم دوزی کرنا واجب و لازم ہے شکر ہے کہ دین نے اسکو صحیح و سالم پایا ملازمان لندھور و بہرام نے بارگاہ استاد کی یہ دونون کوہی جو مار گئے مال بھی بہت کچھ دستیاب ہوا اسب بندی جینی تھکے ماندے زخمی اپنے اپنے مقام پر آکر فروکش ہوے علاج ہونے لگے صاحبقران نے آکر زخمون مین لندھور کے ٹانکے دیئے بعد فراغ امور ضروری آرام فرمانے کا قصد ہوا کہ صاحبقران کو یاد آیا فوراً جواہر بن عمرو کو بلایا کہا کہ جواہر ہم لشکر سے چلے آئے ایسا نہو بادشاہ حیجاہ انتشار مین ہون تم جاکر اس فتح کی خبر دو انشاء اللہ ہم بوقت سحر بعنایت رب اکبران سب زخمیون کو لیکر لشکر ظفر اثر مین آ پہنچینگے جواہر نے عرض کی حضور میرے سوا لشکر مین کوئی عیار نہین ہے ایسا نہو کوئی عیار مکار غدار دشمن سرکار کچھ اگر فتور کرے تو بڑی خرابی ہوگی صاحبقران نے فرمایا اب مقابلے مین ہمارے کوئی حریف نہین ہے علاوہ ازین حافظ حقیقی مالک تحقیقی حفاظت کرنے والا ہے انتشار و تردد بیجا ہے جواہر نے سر جھکا لیا بموجب حکم صاحبقران سمت لشکر ظفر اثر روانہ ہوا فلک کجرفتار گردون غدار کو کجروی کا بہانا ہوا اقتضاے کار اتفاقات روزگار عنطر صبادم عیار مشلول کوہی بھی لشکر کے ساتھ تھا جب دونون باپ بیٹے مارے گئے کوہیون نے بمشکل دونون کے لاشے اُٹھاے روتے پیٹتے سمت قلعہ حد جہان کہ حاکم عدیل کوہی باپ مشلول کا ہے صلاح کرکے روانہ ہوے لیکن عنطر صبادم فقیر بنکر لشکر مین پھرنے لگا جب لیلاے شب نے زلف عنبرین کھولی کوتوال ماہتابان فوج ثابت و سیارگان ہمراہ لیکر براے طلایا پھرنے لگا وزد شب کمینگاہ مین عنطر نے دیکھا دو پہر سے شب گذری پھرتا ہوا پشت بارگاہ لندھور پر آیا دل مین سوچ لیا ہوگا کہ عنطر اگر عدیل کے سامنے جائیگا وہ بہت بلبلائیگا میرا بیٹا و پوتا مارا گیا تجھ سے کچھ نہو سکا اگر بن پڑے تو افسر لشکر صاحبقران نامور کو

چراغ کیچلون عدیل کوہی اسکو قتل کرکے دل بنا ڈھونڈھا کرے یہ سوچکر دبے پانون قریب بارگاہ
آیا سراپچہ چاک کیا دیکھا ایک جانب لندھور ایک سمت صاحبقران آرام فرما رہے ہین خدمتگار
چپ چاپ حاضر ہین عنطر نے پروانہ ہاے بیہوشی شمع ہاے کافوری پر پھینکے دود بیہوشی بلند ہوا خدمتگار
بیہوش ہوے عنطر جھپٹکر قریب صاحبقران کے آیا پہلے تو قصد تھا دونون کو لون پھر سوچا
کئی منزل جانے کا قصد ہے لند عظیم دونون کو نہ لیجا سکونگا پس افسر اعلی کو لون بس صاحبقران
زمان کو اس بے حیا نے بیہوش کیا پشتارہ پشت پر لگایا آج اہالیان لشکر سب غافل تھے
قیامت کی تلوار چلی جنگ عظیم واقع ہوئی اسوجہ سے کوئی بیہوش کوئی بوجہ زخمداری بیقرار بعض نے
کھانا بھی نہین کھایا اپنے اپنے بستر پر گرتے ہی سو گئے بہ اطمینان تمام یہ بدانجام پشتارہ صاحبقران
عالی مقام کا لیکر نکلگیا یہ تو طرف قلعہ حدیبیہ کے جاتا ہے وقت پر ذکر تحریر ہوگا یہان بوقت سحر
مقبل صاحبقران کو جگانے آیا دیکھا خدمتگار بیہوش پڑے ہین چھپر کھٹ صاحبقران کا خالی
سراپچہ چاک پیرہ کسی عیار کا ثابت ہوتا ہے اسنے گھبراکر لندھور کو جگایا یہ سنکر بہرام آیا دیکھا
مقبل رو رہا ہے معلوم ہوا صاحبقران کو کوئی چرا لیگیا اب تو لشکر مین غل ہوا بہرام نے کہا
بڑے غضب کی بات ہے نہین معلوم کون آکر ہمارے آقاے نامدار کو لیگیا اب کیا تدبیر کرین کوئی
عیار ہوتا تو اس معاملے کو سمجھتا کہ یہ کیا معرکہ ہوا سب اسی پریشانی مین تھے وہان شب کو جواہر
خدمت بادشاہ مین پہونچا سب کیفیت ظاہر کی بادشاہ نے فوراً فرمایا تم ابھی پلٹ جاؤ اپنے
سامنے صاحبقران کو سوار کرکے لاؤ صحرا مین ٹھہرنا بہتر نہین ہے میری جانب سے عرض کرنا
حضور کے ہزارہا دشمن ہین اگر حضور تامل فرمائینگے مین خود آتا ہون جواہر رات ہی کو واپس ہوا
صبح کو آکر پہونچا یہان یہ ہنگامہ برپا تھا جواہر سے بہرام لندھور نے سب کیفیت بیان کی
جواہر نے منھ پیٹ لیا کہا مین اسی واسطے نہ جاتا تھا مگر صاحبقران نے میرا کہنا نہ مانا جسکا
خوف تھا وہی ہوا صاف ظاہر ہے کہ کوئی عیار کسی کوہی کا ربگیا شب کو صاحبقران کو بیہوش
کرکے لیگیا لیکن اب میری صلاح یہ ہے کہ آپ سب صاحب لشکر مین تشریف لیجائین بادشاہ کو
مطمئن کرین مین تلاش مین اپنے آقاے نامدار کی جاتا ہون انشاء اللہ ضرور پتا لگاؤنگا
لندھور وغیرہ گریان و نالان طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوے جواہر بن عمرو تلاش

مین صاحبقران زمان کے چلا اول ذکر قلعہ حدبیہ کا واجب و لازم ہی کہ عدیل کوہی اس قلعہ کا حاکم
و ناظم ہی جب اُسنے خبر سُنی کہ میرا بیٹا اور پوتا برائے مدد خداوند لقا گیا ہی اپنے وزرا امرا سے صلاح کرکے کہا
یارو شلول و اقران ابھی کم سن مجھ سے دونون نے ذکر بھی نہ کیا ورنہ اس مہم پر مین جاتا جاتے ہی
قدرت کو تا بہ باختر سیو پہنچاتا پہلوانون نے عرض کی حضور آپکے فرزند دلبند یکہ تاز میدان شجاعت
افسر لشکر جرأت لئیق فہیم صاحب زور و طاقت انکا کون مقابلہ کر سکیگا دیکھیے خبر فتح آیا چاہتی ہی یہ
ذکر تھا کہ صدا رونے پیٹنے کی بلند ہوئی لاشۂ شلول و اقران سامنے عدیل کے رکھدیا تمام کیفیت
بیان کی عدیل نے سر دے مارا کہا یارو جو کچھ مین کہتا تھا آخر وہی ہوا یہ دونون جنگ نادیدہ
جا کر پھنس گئے خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب لشکر حمزہ کی تباہی ہی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا جلد تیاری
کرو مابدولت خود جائینگے حمزہ سے مقابلہ کرینگے سب کو گرفتار کرکے قدرت کے حوالے کرونگا
یہ کہکر سب کو حکم دیا بہت جلد تیاری کرو فوراً کوچ کرون مسلمانون نے مابدولت کو جرأت دکھائی
یہ تو بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی لیکن عنطر صبادم شتارہ صاحبقران دوش پر اُڑتا ہوا چلا آتا ہی
خوشی مین پھولا ہوا سینے مین نہ سماتا اپنے آقا کا بدلا لیا افسر لشکر مسلمانان کو گرفتار کر لایا عدیل بہت
خوش ہوگا ایک دن اور ایک رات اسی طرح رہروی کرتا ہوا چلا آیا جب سرحد قلعہ حدبیہ مین پہنچا
لینے قلعہ پانچ کوس رہ گیا تھا تھکا ماندہ اک نہر پر آکر ٹھہرا شتارہ صاحبقران کا اک تختہ سنگ پر
رکھدیا ہاتھ منہ دھونے لگا یہ نہ جانتا تھا زندگی سے ہاتھ دھونا پڑیگا آبرو بچانا دشوار ہوگی تیر
فلک گرفتار سے آگاہ نہین بقول شاعر شعر ہر دم ازین باغ بری میرسد تازہ تر از تازہ ترے میرسد
الغرض اصل رہا ہی چاہتا ہی کہ چاق و چوبند ہوکر طرف قلعہ کے روانہ ہون اس فکر مین کھڑا تھا کہ سوار
گرد اُڑی اک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش مادیان مشکین پر بلند پر سوار نیزہ خطی ہاتھ مین
پنجہ ہلالی زیب کمر پشت پر سپر مادیان طرارے بھرتی ہوئی باز بلند پرواز ہاتھ مین شکار کھیلتا ہوا
نقابدار عالی مقدار پشت پر چالیس سوار اُن سب کے چہرون پہ نقاب پردہ ابر تنک مین آفتاب
ناگاہ نقابدار کی عنطر پر پڑی عنطر اب بخوف شل رہا ہی اس خیال سے کہ اپنے مالک کی عملداری
مین آگیا یہان کون آنکھ ملا سکتا ہی نام سے عدیل کوہی کے سرکشان دہر تھراتے ہین شیر بھی
اسکے بیشے مین نہین آتے ہین لیکن نقابدار گھوڑے کو پوقدمے پر لگائے ہوئے اسطرف

اُنکا عوض کرگیا ہون عنطر نے پشتارہ تختہ سنگ پر رکھدیا اور چہرہ کھولدیا اس خیال سے کہ آج پھر بیہوشی مین
گذرے ایسا نہو پھڑک کر طائر روح قفس جسم خاکی سے نکلجائے نگاہ نقابدار کی جمال بیمثال حمزہ دلاور
صاحبقران پر پڑی ایک جوان ماہ طلعت مہر صولت ہرچند کہ بیہوش ہے لیکن دبدبہ و شوکت چہرے
سے آشکار عارض پُرنور رشک گل گلزار زلفین چلیپا پر غبار پڑا ہوا پریشانی ظاہر ہے اس پیچ و خم کے راز
باریک مین بخوبی ماہر مین حلقہ ہائے گیسوے خمدار مین دل زرد و منزل نقابدار اپنا سینے پر ہاتھ رکھ لیا
بیساختہ منہ سے آہ نکلگئی نیزہ ہلاتا ہوا قریب عنطر کے آیا کہا او سفاک بیباک تو کون ہے یہ کس گنہ کا
دست انداز ہوا کیون کمندون مین اسکو باندھا اس جلیل زمین نے کیا خطا کی عنطر نے کہا یہ پہلوان
دوران گرشاسپ جہان عدیل کوہی کا گنہگار ہے مشلول کوہی و اقران کوہی دونون باپ بیٹے
اس شخص کے ہاتھ سے مارےگئے میرا نام تہمتن عنطر ہے اسی جرم مین گرفتار کرلایا ہون قلعہ حدید مین جاؤنگا یہ
جوان قابل دار ہے ہمارے مالک کا گنہگار ہے نقابدار نے کہا یہ کہانکا بادشاہ خوش انجام ہے اس
رستم خصال کا کیا نام ہے اُن دونون کو اسنے کیونکر قتل کیا صاف صاف ظاہر کر عنطر نے کہا یہ وہ
جوان ہے جسکا لواے شوکت از پردہ دنیا تا بہ قاف پہونچا سرکشان قاف کو زیر و زبر کیا اسی وجہ سے
اسکا لقب تمام عالم مین مشہور ہے کشندہ جنت سیمرغ بروز مصاف حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن
عبدمناف ثانی سلیمان داماد نوشیروان اقبال ہمارے بادشاہ کا تھا کہ اس شیر بیشۂ جرأت پر میرا پنجہ
قابض ہوا اب لیکر خدمت مین شہنشاہ کی جاؤنگا مقابلے کو آپنے فرمایا میدان لڑائی ہوئی تھی
جرأت و شوکت بفنون سپاہ گری اسنے اُنکو قتل کیا اسی وجہ سے ہاتھ اسکے قلم ہونگے ایسے شیرون کو
مار ڈالا یہ سُنکر نقابدار کو غصہ آیا کہا او بےحیا نامرد اُن نالائقون کو منع نہ کیا کیا لڑائی مین پان پھول
بٹتے ہین اتنے بڑے قد و قامت کے جوان حقیقت مین دیو تھے اس شیر صولت کے ہاتھ سے مارےگئے
اسمین شکایت و حکایت کیا پشتارہ چھوڑ دے اپنی راہ لے عنطر نے کہا اے نقابدار ایسا خیال
نہ کرنا یہ بڑے بہادر کا گنہگار ہے آپ اسی حوالی مین رہتے ہین ایسے کلمات کہتے ہین عدیل کوہی
قیامت برپا کریگا جس راہ سے آپ آئے ہین بکیفیت چلے جائیے ورنہ بڑی خرابی ہوگی مین اُنکا
عیار ہون صاف صاف جاکر کہدونگا اس ملک مین رہنا مشکل ہوگا یہ سُنکر نقابدار آگے بڑھا کہا
او بےحیا مجھکو ڈراتا ہے ہم تجھکو زندہ کاہے کو جانے دینگے ایک ہاتھ مین فیصلہ کرینگے عنطر نے کہا

کسی کی کیا مجال ہی کہ نشتارہ مجھ سے لے سکے نقابدار نے کمان کیانی دوش سے اُتاری عنظر طرف
نشتارے کے چلا کہ پشت سے سپر کمان کا کڑکا آواز آئی او خطا کار آگے نہ بڑھنا دیکھ تو وہ تیر ملامت
ہوگا اور پابند دام جہالت طرف نشتارے کے نہ جا عنظر نے پلٹکے دیکھا نقابدار نے تیر بجر کمان میں جوڑا
کیا عنظر گھبرایا کہا او نقابدار کیا کرتا ہی دیکھ میں چلاتا ہوں ابھی غل مچاتا ہوں نقابدار تیرانداز بیباک
چست وچالاک تیر ماردیا کچھ خوف نہ کیا عنظر نے جست کی ورنہ سینہ پر کینہ پر پڑتا مہرہ پشت کو توڑکر پار
گذرتا لیکن شانہ ملعون کا نشانہ ہوا اب تو بھاگا شانے سے خون بہتا ہوا لیکن پھر پھر کے دیکھتا ہی نقابدار
نے دوسرا تیر ترکش سے نکالا آواز دی خبردار اگر ادھر ملٹیا ابکی نہ بچیگا عنظر نے جان کو غنیمت جانا
سر پر پاؤں رکھکر بھاگا نقابدار گھوڑے سے کودا ساتھ والوں سے کہا صاحبو بڑی بدنامی کی بات ہی
سب صاحبوں نے سُنا یہ جوان داماد نوشیروان جسکے ہمارے بزرگ خراج گذار ہیں کسطرح ممکن
کہ شاہ ہفت کشور راضی ہوں کہ داماد ہمارا مارا جائے بیٹی نہ بیوہ ہو جائیگی اس وجہ سے ہم نے بچا لیا دوسرے
یہ بڑا اعتراض ہی خطا کیسی لڑائی ہوئی یہ مارے گئے یہ البتہ بڑا خطا ہی کہ اک صاحب جرات وشوکت کو
ایک بدکار عیار شب تیرہ وتار میں گرفتار کرے پھر دم جرات کا بھرے اسکو اُٹھا کر ہمارے محل میں
لیچلو دو دن مہمان رہیگا ایک مرکب مع سلاح دیدینگے دعائیں دیتا ہوا چلا جائیگا مع بہادران نیم
جاکر ہمارے احسان کا ذکر کریگا نام کے واسطے ہر شخص ہر ایک کام کرتا ہی بہادری لیاقت پر نہ جا
ساتھ والوں نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا اور چار نے ملکر نشتارہ صاحبقران کا ایک مرکب پر لدیا
نقابدار برابر اُسی مرکب کے کبھی ہاتھ تھام لیا کبھی غبار چہرہ پُرنور سے جھاڑا اس کیفیت سے لیکر
صاحبقران کو نقابدار اپنے باغ میں آیا اوّل دروازے کا بندوبست کیا بارہ دری میں
لاکر صاحبقران کو مسند پر بٹھلایا کمندیں کاٹ دیں نشان کمندوں کے جسم اقدس پر پڑگئے تھے
نقابدار نے ہر ایک نشان پر آنکھیں ملیں کہا دیکھو صاحبو کیا ظلم تھا ایسے رئیس کو کس ذلت سے
باندھا اب ساتھ والوں سے کہا گلاب کیوڑا بید مشک لاؤ چھڑک کر ہوشیار کروں میں ذرا سامنے
سے ہٹ جاؤں تم لوگ باتیں کرنا مناسب ہوگا تو میں بھی چلی آؤنگی ناظرین پر واضح ہو کہ یہ مہ جبین
دختر بلند اختر عدیل کوہی ہی نام اسکا ملکہ سہیل یمن عذار ہی حقیقت میں گلعذار و ماہ رخسار ہی
برائے شکار گئی تھی صاحبقران کو دیکھکر خود شکار ہوئی لیکن حیران وپریشان کہ اب کیا کروں آخر کچھ سوچکر

ستون کی آڑ مین کھڑی ہوئی کنیزون کو بخوبی سمجھا دیا کنیزون نے فوراً شیشے گلاب کے ہاتھ مین لیے یہ بھی
سب جمال جوسان آرائے صاحبقران کو دیکھکر پسی جاتی ہین آپس مین اشارے کنایہ ہو رہے
ہین ایک کہتی ہو ملکہ عاشق ہو مین ایک کہتی ہو وہ رحم دل ہین وہ کیا عاشق ہونگی خود آسمان خوبی کی ماہ
کامل ہین ایک کہتی ہو خیال تجھے کیا مالک کو اپنے فعل کا اختیار ہو ایک کہتی ہو اُنکے باپ کا گنہگار ہو ناک
چوٹیان کاٹی جائینگی جو کوئی اُفتاد پڑے کیا جواب دوگی ایک نے کہا ہوا ہماری بلا جانے وہ نادان
نہین ہین نیک و بد سمجھ لینگی آگ جانے لُہار جانے دھونکنے والے کی بلا جانے ایک نے کہا بکبک
نہ کرو ایک بیچارہ غریب مسافر غش مین پڑا ہو ایسا نہو اُسکا دم نکلجائے ایک نے بڑھکر گلاب کا منہ پر
چھینٹا دیا ایک نے تلوے سہلائے ایک سی چیلے سے لپٹی جاتی ہو ملکہ دور سے دیکھ رہی ہو کہ حمزہ
صاحبقران نے آنکھ کھولی چہار جانب تکنے لگے اوّل مقبل کو آواز دی جب صدائے مقبل نہ آئی گھبرا کر
اُٹھ بیٹھے دیکھا سامنے اک باغ رشک ارم چمن ہائے طولانی ہر مقام لاثانی طائران خوشنوا درختون پر
زمزمہ سرائی کر رہے ہین ہر اک سرو رشک قد محبوب نخل ہائے خوش اسلوب نرگس دیدہ بازی کر رہی
قمری عشق کا دم بھر رہی ہو ایک جانب طاؤسان طناز سرگرم خرام ناز قمریون کی صدائے کوکو طوق محبت
بر گلو بلبل زار پہلوئے گل مین پھولی ہوئی بیٹھی ہو جدا ہونا گل سے بار پھول خود اُسکے گلے کا ہار ہر برگ
بار سے صنعت باغبان قضا و قدر پیدا ہر رنگ سے اُسی کی یکتائی ہویدا زیر نخل پھولون کے انبار ہر
درخت سایہ دار ہوائے سرد عیسی دم مسیح نفس چل رہی ہو حقیقت مین نسیم سحری نشہ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہو
ہر برگہائے شجر سے سر ٹکراتی ہو ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور جوانان چمن مصروف عیش و سرور اشعار

چلی ہو گلشن عالم مین ایسی بادِ بہار
بتون کے سبزۂ خط کو ہو جسکے رنگ سے عار
برنگ خاک شفا ہو کہ خاک ہو تریاق
نظر مین سبکی ہین انگشت صورت گلنار
ہو راستی کے نہالان خلد ہوئی عاری
ہو جسکے سامنے کافور نافہ تاتار
گرہ سنبل ہو نہالون کی عشق پیچے سے

کہ جسکے فیض سے نار خلیل ہو گلزار
چمن کی خاک ہو خاک شفا سے بھی بڑھکر
چمن مین کھات کی جا ڈالتے ہین سم الفار
ہو حسن صحبت کا چمن ہفت خلد پر فائق
تو سرو باغ جہان نکلے قمریان بیزار
عجب روش سے لب آراستہ ہو باغ جہان
گلون کی سیر جو انان بلبلے رستار

زمین ہوئی ہو یہ سرسبز باغ عالم مین
کہ باغ دہر مین نرگس تلک نہین بیمار
ہو سوا بہاری سے آتش زرتشت
عیان ہو سبزۂ بیگانہ سے ارم کی بہار
ہر ایک گلمین ہو وہ گلشن وہ آج نکہت مشک
کہ جسطرح ہو کسی بادشاہ کا دربار
ہین ہر شجر پہ نوا سنج خوش خیالی سے

مغنیان چمن یعنے عندلیب ہزار
ترانہ سنجیون مین لطف ہی ترانے کا
الاپنے مین عنادل جو سرگنبد ہا
سواد گلشن عالم مین اب یہ ہی تنویر

گہر ہے صدف گل مین قطرۂ شبنم
چمک ہی اُنکی برنگ صدف آہو سیتار
یہ خوشنما ہی رخ گل پہ قطرۂ شبنم
بیاض صبح کی صورت ہی مطلع انوار

اگی ہی سوتیا نیسان ہی اب کو بار
قرار و ہوش و خرد کو ہی وجد مین رخصت
کر دیکھکر اسے عرق عرق ہی روئے نگار

صاحبقران زمان حیران حیران اُس باغ بہشت آئین کو دیکھ رہے ہین چند نازنینان ماہ پیکر کو دیکھا کہ سامنے دست بستہ حاضر ہین حمزۂ صاحبقران نے حیران ہوکر فرمایا اے نازنینان گلعذار و اے حسینان ماہ رخسار یہ کیا مقام ہی یہان کے حاکم کا کیا نام ہی ہمین اس مقام پر کون لایا اُن پری زادان ماہوش نے شرماکر سر جھکائے ایک اُن مین نہایت شوخ و شنگ تھی مُنہ چڑا کے جواب دیا صاحب آپنے نہین معلوم کیا خطا کی تھی ایک مکار عیار بلائے روزگار آپکا پشتارہ باندھے ہوے لیے جاتا تھا ہماری ملکۂ عالم رحم دل برائے شکار تشریف لیگئی تھین آپکا حال زار دیکھکر رحم آیا اُس مکار کو مار کے نکال دیا آپکو چھین لیا اس باغ مین لیکر آئین صاحبقران نے فرمایا تمھاری ملکۂ عالم کہان ہین اگر سرفراز فرمایا جان بچائی تو سامنے تشریف لائین مشتاق کو روے زیبا دکھائین ملکہ ان باتون کو سنکر ٹھٹک گئی لیکن ستون کے پیچھے چھپی کھڑی مسکرا رہی ہی سنبل نامے اک کنیز پیچ و تاب کھاکر آگے بڑھی کہا میان سپاہی صاحب اُس عیار کی زبانی یہ تو ثابت ہوا کہ آپ بڑے زبر دست پہلوان ہین مشلول کوہی و اقران کوہی کو ٹوک کر سر میدان مار ا وہ عیار مکار اُنھین پہلوانون کا تھا جو آپ کو گرفتار کرکے یہان لایا ملکہ کو رحم آیا آپ کو بچایا وہ سامنے کا ہے کو تشریف لائینگی مگر اِس جلیل مسافرون کی کفیل گھوڑا وغیرہ آپ کو سرکار سے ملیگا اور جو طلب فرمائیگا ملیگا ٹھنڈے ٹھنڈے تشریف لیجائیے آج سے تو یہ کیجیے تلوار باندھنا چھوڑ دیجیے کسی کا خون کرنا بُری بات ہی باعث قہر و غضب لات و منات ہی آخر فوراً مبتلاے بلا ہوے عزیز و اقارب اُسکے دعوے دار خون رہے جس مقام پر پائینگے دشمنون کو خون مین نہلائینگے یہ سنکر صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا فرمایا بدبخت اپنی زبان سنبھال کسی چاہنے والے سے یہ نازنخرے ظاہر کر جس نا کس سے کلام کرنا اپنا طریقہ نہین مہملات کا جواب دینا طریقۂ مردان عالم سے خلاف ہی اگر تمھاری ملکہ نے بچایا بڑا احسان ہوا آخر وہ لیکر ہمکو کہان جاتا وہان ہمکو بھیجدو اپنے جرم و خطا کا کلام کر لینگے ترک سپاہ گری بہت دشوار ہی یہ عبد ذلیل مجاہد راہ پروردگار ہی لات و منات کون جانور ہین جنکے

قہر و غضب سے ہم مبتلاے بلا ہوے وہ پہلے اپنے کو قہر الٰہی سے بچائین تب دوسرے پر غصہ کرین
تمھارے بڑے خداوند زمرد شاہ باختری ہاتھوں سے ہمارے بھاگے بھاگے پھرتے ہین جب کہ
شہرون مین کسی نے دامن پناہ نہ دیا کوہستان مین بھاگ کر آے یہ فرماکر صاحبقران لاحول پڑھتے
ہوے اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ سہیل عاشق جمال صاحبقران ہو چکی ہو ان باتون نے اور زیادہ بیقرار
کیا دل نے کہا یہ شہریار باتون سے کنیزون کی رنجیدہ ہو کر جاتا ہو اپنے مہمان عزیز کو روکنا واجب
لازم ہو گھبرا کر سنتون کی آڑ سے نکل آئین ضبط نہو سکا بڑھکر فرمایا صاحب آپ ہمارے مہمان عزیز ہین
غصہ نہ کیجیے ہم آپ کے حال سے بخوبی آگاہ ہوے اس کاشانے کو قدوم میمنت لزوم سے منور
فرمایئے چونکہ صاحب لیاقت ہو یہ شعر برجستہ زبان سے نکلگیا شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✤ کرم نما
و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ✤ یہ صداے فرحت انگیز جو کان مین صاحبقران کے آئی بیتاب ہو کر پلٹ پڑے
دیکھا اک چاند کا ٹکڑا ہو بہا سا قد گلعذار ماہ رخسار قد سرو باغ رعنائی ہونٹون مین مسیحائی غنچہ دہن سیم تن
گلبدن رشک چمن سینے پر اُبھار دو قمقمۂ نور کہون یا جوش مین حباب لب دریاے مثال دون نظم

تندی شعر ع تو جبین حسن کا مطلع گویا
بیت ابرو کی ہی تضمین مسیع ا لیسا
شعر کاکل سے ہوا سلکے مثلث خسا
تذرہا سیح معلق کو فرا بھی رتبا

ہاتھ میرے جو بیاض آئے تو ڈھونڈھون مضمون
شعر باریک کرون موے کمر کا موزون

قامت راست کو شمشاد کہون دلبر کے
الف نور لکھا ہی یہ قدرت نے وسلے
یا کہ دون سرو کی تشبیہ قد جانان سے
قامت یار کو زیبا ہی قیامت کہیے

فاختہ سرو روان سے کیسے پکاری کو کو
بولی حق سرہ قمری یہ ہو گویا جادو

زلفون سوچے ہی سب تا رمین مین مضمون
تیرہ بختی جو گئی کفر مین کیا اُسکو لکھون
جیسے لیلی کے تصور مین ہو حیران مجنون
تیرہ اُس سودے مین چل بل کے ہوا میرا جنون

الف لیلا کے بھی ظلمات مین کانٹے چلے
مثل موے کے پریشان عدم مین سبکے

عجب حور خصال پر نظر پڑی آنکھین دیدۂ غزال کو نمکین دکھائی والی نرگس کو سامنے ان چشم فسون ساز کے سکتا ہی سنبل کو زلفون سے پریشانی آئینۂ حلب کو روبروے رخسار صاف وشفاف حیرانی سب اعضا اپنے اپنے مقام پر موزون سروقد خورشید خد ماہ جمال حور تمثال بقول میر حسن نظم

جہان راستی چاہیے راستی ۔ لگی جس جگہ چاہیے وان لگی

تبسم حیا ناز شوخی غرور ۔ ہر اک اپنے موقع سے وقت ظہور

سراپا کو دیکھکر صاحبقران مثل تصویر تصور خاموش دل مین بحر الفت ومحبت کا جوش اُدھر اُس حسین نے سر جھکایا پیشانی نوآگین پر پسینہ آیا ادھر صاحبقران مضطر وبیقرار خواہش وُلکو کا ہش بڑھکر ہاتھین ہاتھ ڈالدیا ملکہ سہیل نے دانت کے نیچے انگلی دبائی ناز سے اشارہ کیا ہان ہان یہ کیا دیکھو سب کنیزین سامنے کھڑی ہین اسطرح جو ملکہ نے اشارہ کیا ہر چند کہ صاحبقران رستم صولت سہراب جرأت ہین لیکن رعب حسن وجمال سے ڈر گئے ہاتھ چھوڑدیا ملکہ بڑھکر مسند پر بیٹھی اشارہ سے کہا بیٹھ جائیے کنیزون کی باتون سے آزردہ نہ ہوجیے صاحبقران پہلو مین آکر بیٹھے لیکن خاموش ملکہ بھی سر جھکائے ہوے کنیزین بھی حیران وپریشان مگر شمع رخسار وزیرزادی چلکر بول اُٹھی ای ملکہ آپنے فرمایا تھا کہ اسکا حسب ونسب دریافت کرو حکم ہو تو مین پوچھون ملکہ نے طرف صاحبقران کے دیکھکر کہا ہان صاحب وہ عیار آپکو قاتل مشلول اقران تبلاتا تھا خیر کسی وجہ سے ہمنے رہا کرلیا کسی پر احسان جتانا منظور نہین لیکن آپ اپنا نام ونسب اپنی زبان معجز بیان سے فرمائیے ان کو ہون سے کیون مقابلہ ہوا باعث فساد کیا تھا امیر نے جو پہلو کلام کرنے کا پایا سنبھل بیٹھے فرمایا ای سرو روان باغ رعنائی وای مہر سپہر یکتائی نام ہمارا مثل آفتاب کے روشن ہی اس عبد ذلیل کو صاحبقران اعظم کہتے ہین یہ نے دو دو خداون کے پرستار ہمیشہ ہمارے دشمن رہتے ہین قریب کوہ عقیق گلزار سلیمانی اتفاق مقابلہ ہوا اُسی کی مدد کو یہ لوگ گئے تھے اک صحرا مین مقابلہ پڑا انکی قضا بھی میرے ہاتھ سے لکھی تھی مارے گئے ملکہ نے مسکرا کر کہا آپ کو کچھ نوشیروان سے بھی واسطہ ہی ہمارے احسان کرنے کا یہی سبب ہوا ہی امیر نے فرمایا مین انکا ملازم تھا لیکن دشمنون نے لڑوا دیا مین اب تک اُس خاندان کا خیر خواہ ہون ملکہ نے منھ پھیر کر کہا رشتہ داری کا ذکر کیجیے صاحبقران نے جواب دیا وہ شہنشاہ عالی جاہ مین اک مرد سپاہی مگر ورخانہ کعبہ رشتہ داری کا کیا باعث یا البتہ سرفرازی حاصل ہوئی فتح مہم ہندوستان کے وعدہ پر اپنی دختر بلند اختر کو مجھ سے منسوب کیا یہ قصۂ طول وطویل ہی اس صاحب عصمت وعفت نے بڑا

حفاظت آبرو اپنی جان دی دوسری صاحبزادی شاہ کی میرے عقد میں ہے ملکہ ان باتوں کو سنکر ہنسی کہا
ہمنے تو سنا تذکروں میں لکھا دیکھا کہ آپنے زبردستی ملکہ مہر نگار پر قبضہ کیا زہرگر شاہ کی سلطنت چھین لی
شاہ نے غیرت میں اپنی جان دے دی دوسری صاحبزادی بھی خود ہی نکل کے چلی آئیں امیر نے ہنسکے
فرمایا ملکہ تمکو خوب احوال معلوم ہے مگر مفصل کتابوں میں نہیں پڑھا یہ دختر بلند اختر نوشیروان عالی وقار
ملکہ مہر گہر تاجدار بعد انتقال نوشیروان اسوجہ سے نکل آئیں کہ ہرمز و فرامرز بہ اغوائے بختیارک
گاو دنبگی گاو سوار سے منسوب کیا اس پردہ نشین صاحب عفت کو ناگوار ہوا اپنا گھر چھوڑ کے چلی آئیں
الخمیں کا بھانجہ میرے لشکر کا بادشاہ ہے حقیقت میں اُنسے بھی عقد ہوا الخمیں کا بھانجہ سعد بن قباد
بادشاہ لشکر اسلام ہے ان باتوں کو سنکر ملکہ بیچین ہوئی شمع رخسار وزیرزادی پھر بڑھی اُسنے عرض کی
حضور اس کہانی سے کیا فائدہ مہمان کی خاطر واجب و لازم ہے یہ کہکے چند گلابیاں شراب کی کشتیاں
کباب کی لاکر آراستہ کردیں ایک جام لبریز کر کے سامنے ملکہ کے رکھدیا کہا حضور آپکے مہمان مسافر
قید ہوکر آئے آٹھ پہر سے بھوکے پیاسے ہیں اب تقریب آب و خورش ضرور ہے ایک دو جام پینا
باعث سرور ہے ملکہ نے جام اٹھا لیا کہا آپ داماد نوشیروان ہیں ہمیں خاطر کرنا واجب و لازم ہوگی
امیر نے ہنسکر جام پر ہاتھ رکھدیا فرمایا ہم تو آپ کے ممنون و مشکور ہیں کہ دشمن کی قید سے چھڑا لیا
ہمارے تمہارے مذہب میں فرق ہے تم نے دو سو خدا اون پر لعنت کرو وحدہٗ لاشریک کو اپنا پیدا
کرنے والا جانو ملکہ نے مسکرا کر کلمہ پڑھا سب حاضرین وقت دل و جان سے اعتقاد وحدانیت
کیا اب جام گردش میں آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی عاشق و معشوق کے اشارے دیکھکر
نرگس شہلا شرمائی لیکن عین گرمی صحبت میں ملکہ سہیل کو کچھ خیال آیا آنکھوں سے اشک حسرت ٹپکے امیر نے
دامن سے پاک کیے گھبرا کر فرمایا کیوں ملکہ خیر تو ہے سہیل نے کہا اے شہریار اصل یہ ہے میرے باپ کے
قلعہ حدبیہ پانچ کوس پر ہے عدیل کوہی نہایت پہلوان زبردست ہے اگر یہ خبر سن پائیگا میں تو اپنی
جان کو آپ پر نثار کرتی ہوں لیکن آپکی دشمنی میں وہ قیامت برپا کریگا مشلول و اقران کی
اُسکے سامنے کیا حقیقت ہے بڑے بڑے پہلوان عالی وقار فخر رستم و اسفندیار اُسکے سامنے
سر اطاعت جھکاتے ہیں جابجا سے بخوف خراج آتے ہیں لہذا میں آپ کو زیادہ نہیں روک سکتی
خیر تقدیر میں یہ بھی داغ لکھا تھا جسطرح بنیگا صبر کرینگے جئینگے یا مرینگے آپ آج ہی شب کو

چلے جائیے لیکن نامہ و پیام سے یاد فرمائیے گا شاید کسی وجہ سے کبھی ملاقات بھی ہو جائے بقول زیب النسا مخفی نظم

در چہ خوش باشد کہ بینم بار دیگر روی دوست
پنجہ کو یک روز ہم چون شانہ در گیسوی دوست
غنچہ دل بشگفد در سینہ چون گل در چمن
تا بکام دل ببینم ساعتے پہلوی دوست

در سجود دایم بمحراب خم ابروے دوست
دیدۂ یعقوب اگر روشن شود نبود عجب
مژدۂ وصلے کہ آرد قاصدے از سوی دوست
بوی خون آرد بجاے شیر مشکی کو کن

ہر نفس از رشتۂ کارم کشاید صد گرہ
دیدۂ دل وا کند روشن نسیم کوی دوست
بادہ را لبریز کن ساقی و صحبت بر شکن
تشنہ در بیستون گر تشنہ از بوی دوست

صاحبقران زمان نے سر سینے سے لگایا فرمایا ای ملکۂ عالم انشاءاللہ اب اس حوالی مین بہت گذر ہوا کیا عدیل کوہی
سے مقابلہ نہ پڑیگا مین ضرور اسکے قلعہ مین جاؤنگا یا اپنی جان دونگا یا اسکو زیر کر کے حلقۂ اطاعت کان مین ڈالونگا
ملکہ نے گھبرا کر کہا ای شہریار برائے خدا یہ کلمات زبان سے نہ نکالیے بہرام فلک بھی اسکے نام سے تھراتا ہی شیرونکی
اسکے ذکر سے غش آتا ہی مین کبھی اس جانب آپکو نجانے دونگی جفاے فراق نسہونگی لیکن آپ دل شب مین نکل
جائیے اپنے لشکر مین جاکر کوئی انتظام کیجیے کا یہ حاکم مثل نوشیروان نہین ہی اپنے زور بازو پر اسکو بڑا ناز ہی پہلوانان
کوہستان مین سرفراز ہی یہ کہکر بے اختیار رونے لگی صاحبقران نے دیکھا اس وقت معشوق کو بیدل کرنا عقل سے
خلاف ہی فرمایا ای ملکۂ عالم اچھا خوشی تمھاری ہم چھپکر چلے جائینگے بلکہ تمھاری خوشی ہو ابھی جائین تمھارا حکم بجالائین جدائی
بھی ناگوار ہی کہا ای شہریار اسقدر جلدی کیا ضرور اسی باغ مین دو چار دن تشریف رکھیے جس شب کو موقع
ہوگا ہم سمجھا دینگے لباس شب روی پہنکر نکل جائیگا امیر نے کہا بہت بہتر حکم تمھارا بسر و چشم قبول کرینگے
امیر تو یہان ساتھ ملکہ سہیل تن عذار کے باغ مین مصروف عیش و نشاط مین اب حال عدیل ذلیل تحریر
کیا جاتا ہی کہ عدیل نے سردارون کو حکم دیا لشکر تیار ہونے لگا کہ سامنے سے دیکھا عنظر بیقرار و مضطر زخم دار
شانے سے خون بہتا ہوا در بارگاہ سے آکر پہونچا عدیل کوہی نے کہا ای عنظر تم کہان تھے ہمارا بیٹا اور پوتا ہاتھ
سے اہل اسلام کے قتل ہوگیا عنظر نے فریاد کی کہا حضور مین سایہ سان اُن شیرون کے ساتھ تھا حضور سے
فریاد کرتا ہون جلد میری داد کو پہونچیے کبھی ایسا اتفاق نہوا تھا جب آپکے پسر قتل ہوے حضور آگاہ ہین کہ مین
اُنکا عاشق صادق تھا فقیر بنکر لشکر حمزہ مین رہ گیا رات کو مین نے عیاری کی اپنے آقا کے خونی کو گرفتار
کیا صحیح و سلامت لے نکلا ایک رات اور ایک دن مین رہ خارستان کو طی کیا آب و دانہ تک ترک رہا ہر وقت
یہی خیال تھا کہ کوئی ملازم حمزہ کا پیچھا نکرے حضور بڑے غضب کی بات ہی آٹھ پہر کسی مقام پر نہ ٹھہرا [illegible]
تو کام چلتا لیکن مین نے اپنی جان کو نام پر اپنے آقا کے نثار کیا یہی خیال تھا کہ اس قاتل کو قلعہ حدید مین لیجاؤن

اسکو قتل کرون کہ کالبد ٹھنڈا ہو آج بوقت سحر زیر دیوار قلعہ یہان سے پانچ کوس پر قریب فلان نہر کے
ٹھہرا پشتارہ حمزہ کا رکھ دیا تھا ہاتھ دھو پانی ٹہلنے لگا ایک نقابدار بادلہ پوش آکر پہونچا دیکھتے ہی حمزہ کو
وہ تو آگ ہو گیا تیر سے مجھکو زخمی بھی کیا اگر زیادہ ہوتا قتل کرنے پر آمادہ تھا جان کو غنیمت جان کر بھاگا زیر
قنات چھپ گیا جلد اسکا انتظام کیجیے اس نقابدار کو تلاش کرنا واجب و لازم ہے ہر چند مینے آپکا نام لیا اسنے
سماعت نہ کی دشمن کو لیکر چلا گیا یہ خبر در عرض کرتا ہون اہالیان لشکر حمزہ سے کوئی پیچھے نہین آیا مینے خاص
اسی واسطے راہ کوہستان و خارستان کو اختیار کیا یہ سنکر عدیل کو بہی بہت جھلایا کہا اے عنطر اس اقلیم مین
کیا مجال کہ جو کوئی میرے دشمن کو رکھ سکے مجھے تیرے کہنے کا یقین نہین آتا سو سو کوس تک سکہ جرأت
میرا جاری ہے ایک غلام میرا لاکھون پر بھاری ہے عنطر نے عرض کی گردون از سوبار یک کیا مجال جو حضور کے
سامنے خلاف کہون اقران کوئی کہین تم کو دیون مین پالا تھا اس قدر مجبور و ناچار ہوا انتہا کا ناگوار ہوا جب لڑکپن
دیکر عیاری کی ورنہ حمزہ وہ جوان ہے کہ ہفت ملک باختر پر اڑھ کر قبضہ کر لیا سلطنت نوشیروان چھین لی گنجاب
کو شکست دی عراق اصفہان بھی قبضے مین کیا علاوہ سرداران نامدار کے سنتا ہون ایک لاکھ چوراسی ہزار
پیک بچہ بھی ملازم ہے لیکن غلام نے جوش محبت مین شاہزادون کے کسی بات کا خیال نکیا دست انداز ہوا
عیاری کرکے سے نکلا خوب جانتا ہون جسوقت اسکے لشکر مین خبر پہونچیگی تلاش مین صدہا عیار نکلین گے
ایسی بات حضور کے سامنے خلاف عرض کرنا تصویرین ان شاہزادون کی میری آنکھون کے سامنے پھر رہی ہین
لیکن اس نقابدار نے غضب کیا میری فریاد نہ سنی قیدی کو چھین لیا مین آپکا نام لیتا تھا وہ جواب سخت دیتا تھا
مین یکہ و تنہا کیا کرتا چالیس جوان اسکے ساتھ تھے مینے یہ بھی قصد کیا کسی جھاڑی جھنڈی مین چھپ رہون لیکن
یہ کہان جاتا ہے مقام رنشان و مجلہ ٹہون لیکن وہ ظالم ایسا ہوشیار تھا کہ دیکھ لیا اور یہ حکم دیا کہ اگر پلٹ کر دیکھیگا اگی
مرتبہ سر کاٹ لونگا مین مجبور چلا آیا عدیل نے پکار کر کہا اے سرداران کوہستان تمکو اس عیار کی بات کا یقین آتا ہے
نہین معلوم کہان سے شانہ زخمی کرکے چلا آیا پانچ کوس پر قلعہ سے میرا نام لیتا وہ نقابدار مغلوک اسان نہ چھیڑا
دشت میرے نام سے بھاگتے پھرتے ہین یہ کوئی نقابدار بڑا ہی زبردست تھا کہ ہمارے نام کا پاس نہ کیا اس
بے ادب نے پشتارہ دشمن کا چھین لیا سب نے کہا اے شہریار سراسر غلط معلوم ہوتا ہے آپکی عملداری کے علاوہ
اکثر شکار کھیلتے ہوے دور نکل گئے جہان کسی راجہ بابو سے آپکا نام لے دیا کہ ہم شہنشاہ عدیل کے تابعدار ہین
رات بھر ان سبھون نے خدمت کی آپس مین یہ کہا کیے کہ اگر انکا کچھ نقصان ہو جائیگا عدیل کو ہی اگر ہمارے علاقے

کو چوک دیگا کہ پانچ کوس پر نقابدار نے خوف نہ کیا بشاہ کا ک فقرہ بنا کے لایا شاید وہان جنگ مین زخمی
ہو گیا سرداروں نے جو اس طرح کی باتین کین عنظر بہت گھبرایا عادیل نے کہا اچھا تم جاسوس عیار ہمارے
لشکر کے خبردار ہو تلاش کرکے ہمکو بتلا دو کہ وہ نقابدار آگ کے دریا مین بیٹھا ہو اگر وہین سے کسی کو دکھلائی دیتا عدیل
بے عدیل نہ کہنا یا تو یہ بتلا دے کہ وہ دس کروڑ کے بیچ مین ہو دیکھ تو کیونکر جانے مین اگر اسکے خلاف ہوا موض
مین اپنے فرزندوں کے تجھکو تیر باران کرونگا او نامرد اس فریب کی کیا ضرورت تھی یہی آکر خبر پہونچا دیتا کہ وہ
دونوں شیر دلیر مارے گئے مین سمجھ لیتا اور اب کیا نہ سمجھونگا اسی ہفتہ عشرہ مین نام مسلمانان نہ باقی رہیگا
جا کر خداوند کا بھی دامن پکڑونگا بلکہ گریبان مین ہاتھ ڈال دونگا بے کچھے بوجھے ایسی تقدیر کردی اس طرح
کے جوان مارے گئے کہ جنکا مشرق و مغرب مین مثل نہ تھا وہ آفتاب چرخ جرات غروب ہوئے اب تو پہلے
تیرے فریب کا حال دریافت کرنا ضرور ہو کہ تو نے یہ کیون میرے سامنے بیان کیا اس نقابدار کو پیدا کر
ورنہ ابھی تیرے قتل کا حکم دونگا اجل دیجال پر بھی زوال آئیگا عنظر کو اب کچھ نہیں بن پڑتا دست بستہ عرض کی
غلام نالائق کرتا ہو یقین کامل ہو کہ وہ نقابدار آتش جوالی کا رہنے والا ہو زمین کھود ڈالونگا عدیل نے کہا ابتک
تیرے واسطے خیر ہو یا تو عنظر کا ارادہ تھا کہ اب سکو انعام ملیگا مجھے آرزو دکھلائیگا شاہ نے یہ زخم ہو جو دآنکھون سے
آنسو بہتے ہوئے بیرون بارگاہ آیا کئی سو اسکے شاگرد ہیں سبنے چار جانب سے گھیر لیا پوچھا استاد تم
آپنے کیا کیا عدیل کے مزاج سے آگاہ نہ تھے ایسا امر دروغ بے فروغ بادشاہوں کے سامنے بلا تکلف
عرض کرنا آپکی لیاقت سے خلاف تھا لیکن آپ نے جو سنا سب جانا وہ کیا اب غلاموں سے حکم دیجیے کوئی نقابدار
بنا کے لے آئین یہ تو ممکن ہو کسی غریب کو لا کے دیکر نقابدار بنا دین لیکن حمزہ کو کہان سے لائین عنظر نے تم
پیٹ لیا کہا یارو تم بھی مجھکو جھوٹا جانتے ہو مجھے کیا ضرورت تھی کہ ایسا فقرہ بنا کر لاتا میری شفقت خاک مین
ملی بقول ذوق دہلوی حسرت دانگیر ہوئی نظم

جو بنگ رنج ماتم کا بیان خود بخود ہوتا	تو زمین منہ زرد ہوتی نہ فلک کبود ہوتا	کسی رنج کش کو دیتا تو کچھ اسکو سود ہوتا
دل سخت کاش کافر حجر الیہود ہوتا	تری بزم مین تو جلتا کہ تجھے بھی بو پہونچتی	جو لو بھی شعلہ دل کو جلاتا تو بلا سے عود ہوتا
بسنا رک دسکا لیونکر کبھو بار حرف اٹھانے	کہ جو صد لگے نہ سہمے کبھی بر کبود ہوتا	ببجیات چند روزہ جو نہ سند راہ ہوتی
تو پھر ایک عرصہ گاہ عدم و وجود ہوتا	جو حسد کسی کو تجھپر ہو تو حرص بھی قبول	کہ جو تو نہ خوب ہوتا تو وہ کیون جیتا نہ ہوتا
وہین کیا جو مدرسا مین یہ بتیہ بگرش	ترے جانثار کا سا نہیں دشت بود و بود	تری در کی جبہ سائی اگر اشک پھکرتے

سر قطرہ قطرہ پر اک شر سجود ہوتا	کوئی زہر نوش مجھسا نہیں سوئے جان دشمن	شجر زقوم دوزخ میں بھی خشک ہو رہتا

یہ اشعار پڑھکر عنطر خوب رویا کہا یارو میں نے اپنی جان دیکر یہ کام کیا عیاران لشکر اسلام کے سامنے کون عیاری
کر سکتا ہی میں محبت میں مشغول ہوا قران کے فقیر بنکر بھوکا پیاسا پڑا رہا صاحبقران کو چرا کے لایا زیر قنات شہنشاہ
لوٹا گیا ہمارے شہنشاہ کیا خوب عدالت فرماتے ہیں اپنے خیرخواہ دولت کو جھوٹا بناتے ہیں شاگردون نے سر
جھکا لیا آپس میں اشارے ہوے اُستاد ہمسے بھی یہی کہتے ہیں عنطر نے اُن سبھون کے جو تیور دیکھے پُرانا عیار
جہاندیدہ و بشرہ شناس اپنا منہ پیٹنے لگا کہا یارو تم بھی مجھکو جھوٹا جانتے ہو سب نے کہا اُستاد جو آپ کہتے ہیں یہی کا
عنطر نے کہا خیر یارو اسکا ظہور ہوگا اب تو میں جاتا ہون نقابدار کا پتہ لگاتا ہون یا اس جستجو میں اپنی جان دیگا
یا اُس جلاد کو تلاش کرونگا وہین کھڑے کھڑے اُسنے اپنا زخم باندھا کمر ہمت مضبوط باندھ کر تلاش مین نکلا عدیل
اپنے مقام پر بلبلا رہا ہو وزیرون سے کہتا ہی یارو عنطر کی قضا میرے ہاتھ سے ہوا اُسنے میرے سفر میں خلل
ڈالا خوب میٹھے بیٹھے جھگڑا نکالا آپ لوگ فکر میں رہیں جلد لا کر ہمکو خبر سنائیں ایسا نہو کہیں بھاگ جائے
سب نے عرض کی حضور صاحب اقبال ہو کہاں چھپیگا ہم لوگ اُسپر تاکید کرینگے یہان تو یہ ذکر ہو عنطر پیادہ
قلعہ سے نکلا دیہات قریات چھانتا پھرتا ہو نہایت انتشار بیقرار اُسکا کہیں پتا نہیں ملتا ایک دن خیال میں آیا
عرصے سے ملکہ باغ میں داخل ہو چلکر اُسکے باغ میں بھی تلاش کرون یہ سوچ کر دن کو قریب در باغ ملکہ سہیل آیا
چوبدار وغیرہ دروازے پر حاضر تھے اُن سب نے پوچھا میاں عنطر صاحب کئی دن سے ملکہ کی طبیعت علیل ہو
دروازہ باغ کا بند رہتا ہی کوئی جانے آنے نہیں پاتا ہم لوگون کو حکم ملا ہو کوئی غیر یہان نہ آنے پائے تم اگر ملازم قدیم نہوتے
تو ہم تمکو بھی منع کرتے یہ سنکر عنطر کا ماتھا ٹھنکا لیکن خاموش ہو رہا صحرا میں جاکر ٹھہرا جب مہر انور غروب ہوا
پردہ غیب حائل ہوگیا قمطورہ زرنفتی سے آراستہ ہوکر یہ باغی جستجو سے سر خرامان گلشن جرات میں نکلا کمند مارکر
دیوار پر آیا اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا آراستگی باغ نہایت نفاست سے چاندنی دیکھنے کا سامان ہر نخل بادلہ پوش
نازنینان حسین کا جابجا ہجوم وسط باغ میں مسند جواہر نگار پر ملکہ سہیل جلوہ فرما پہلو میں زلف آفت زمانی سلیمان
اس وقت یہ ذکر ہو صاحبقران فرما رہے ہیں آج مجھکو کئی دن اس مقام پر گذرے اہالیان لشکر ہمارے
بیقرار ہونگے میں دربار میں عدیل کو ہی کے جاؤنگا انشاء اللہ اُس سے مقابلہ ہو لیکن اول بیعت بھی لونگا کہ
وہ ہمارا ہمرنگ ہو اگر نمانیگا اسطور کا کلام کیا جائیگا بالفعل بجھڑکر اپنی جان دونگا اب یہاں سے اسطرح جانا ممکن
نہیں ہی بیٹھے میں ہیں عنبر کا قدم آئے شکار نہو ملکہ عالم اودھی میں وہاں صاحبقران تمام ملکہ ہیں میں میں آپکو

بجانے دونگی میں آپکے ساتھ ہوں اپنے لشکر کو چلیے باپ میرا ایسا نہیں ہے بڑے بڑے پہلوان اسنے مارے ہیں اُس سے
کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا ہے کبھی رو رو کر صاحبقران کے سامنے یہ اشعار پڑھتی ہے نظم

ہوس یہ رہ گئی دل میں کہ مدعا نہ ملا
گلا جب ہو اگر وہ ملا بلا نہ ملا
نہ دے تو ہاتھ سے ہو صحن سے میں نکل خطا
اُڑا اُڑا کے ہمیں خاک میں صبا نہ ملا
غریق بحر ستم عمر کی ہوئی کشتی
یہ سب ملے ہمیں پر یار باوفا نہ ملا
کھنچے ہزار تمنا سے کیوں نہ بے کھٹکے
ہوا نہ بلبل دل کو نسیم سا نہ ملا

بہت جہان میں ڈھونڈھا پر آشنا نہ ملا
عجیب قسمت بد تھی شب فراق میں ہم
ہوائے شوق فنا میں جہان اُڑا نہ ملا
وہ کشتۂ نگہ قہر تھا کہ محشر میں
بہت سا ہم نے پکارا پر ناخدا نہ ملا
عجیب جوش جنون میں ہوئی تھی پامالی
کہ خار کو کوئی ہمسا برہنہ پا نہ ملا

ہوا ہے کون سا معشوق باوفا اے دل
کمال ڈھونڈھ پھرے خانہ خانہ ملا
جو اب ملی بھلا روز بازپرس تو کیا
مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا
کمال وعیش وجوانی و ملک مال وطرب
کہ ایک آبلہ تک دوستدار پا نہ ملا
بہت سی کرتے رہے باغ دہر میں گلگشت

کبھی ناز کبھی نیاز صاحبقران زمان دامن سے اشک پاک کرکے فرماتے
ہیں ملکہ تمہاری حکایت وشکایت بالکل بیکار ہے یہ حقیر پر تقصیر اس مقدمے میں مجبور ہے ذرا ہر سو چو تو کہ ہمارے
لشکر میں کیا گذرتی ہوگی عیار وسردار تاجدار انتشار میں ہونگے لقا ایسے حریف سے مقابلہ خدانخواستہ بعد شبخون
کے کچھ ناموس پر افتاد پڑے ہزار طرح کا خیال میرے جانے کے بعد پھر تمکو صدمہ رہیگا انشاء اللہ پروردگار دو
گھڑی کا سن لوگی کہ یا عدیل سلمان ہوا یا مارا گیا ہم مثل آفتاب عالمتاب ہیں مخفی ہو کر کہیں نہیں رہ سکتے اگر یہاں
بھی رہینگے دو چار دن میں حال کھل جائیگا پس ہمارا یہاں سے نکلنا ہی مناسب ہے اور تمکو ہمراہ لیکر مثل چورون
کے بھاگیں تمام عالم میں اپنے کو بدنام کریں دوست دشمن مطعون کرینگے جابجا یہی چرچا ہوگا صاحبقران عدیل
کی بیٹی کو لیکر مثل چورون کے بھاگے مجھکو غیرت میں جان دینا پڑیگی کس کس کے سامنے یہ سب بیان کرتا پھرونگا
کہ ملکہ نے نہ مانا تمام ملکون میں خبر پہونچ جائیگی جب ملکہ کو بہت بیقرار پایا صاحبقران نے فرمایا اچھا ہم نجائینگے
دل میں مصمم ارادہ کر لیا جب یہ سو جائیگی رات ہی کو مرکب پر سوار ہو کے نکل جائینگے صبح ہوتے ہوتے قلعہ حدیبیہ میں
پہونچینگے معشوق کو رنجیدہ کرنا کیا ضرور ہے جو صاحبقران نے فرمایا ہم نہ جائینگے ملکہ خوش ہوگئی باتیں راز و نیاز کی
ہونے لگیں لیکن عنبر نے جو یہ راز و نیاز دیکھا آتش رشک وحسد سے جل گیا یہ بھی ملکہ کی زبانی سن چکا کہ میں لقا پر
نبی ہولی تھی عنبر عیار کو زخمی کرکے آپ کو چھین لائی غصے میں دیوار سے کودا دل میں سوچتا ہوا کہ چل کر میان عدیل
صاحب کو لاؤں انکو یہ تماشہ دکھاؤں کہ آپکی صاحبزادی صاحب لقا بدار نبکر جنگلون میں پھرتی ہیں آپکے فرزند

قاتل کو پہلو مین لیے ڈھٹی مین جب بخوبی الیقین کامل ہو گا خوش ہو جائینگے یہ سوچتا ہوا طرف قلعہ کے بھاگا ہوا جاتا ہی
صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ اب رات زیادہ آئی چلو آرام کرو ملکہ خوش ہو گئی صاحبقران نے اسی واسطے
ملکہ کو ایک دو جام شراب بھی پلا دیے کنیزون کو بھی حکم پینے کا دیا اسی واسطے کہ سب سو جائین صاحبقران
بارہ دری مین آتے آتے ہی ملکہ نے آرام فرمایا کنیزین بھی جاگی ہوئی تھین سو رہین صاحبقران اُٹھے سلاح
ذات پر آراستہ کیے ایک مرکب عربی اصطبل سے ملکہ کے لیا اُسکو بھی آراستہ کیا پشت باغ کا دروازہ کھول کر
صاحبقران نامدار شب تیرہ و تار مین باغ پر بہار سے نکلے باتون باتون مین ملکہ سے نشان دریافت کر لیا تھا
سمت قلعہ مذکور روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑیے وقت پڑ کر تحریر ہو گا مگر عنطر صبا دم اُترا ہوا چلا آتا ہی اندر
قلعہ کے آکر سوچا راہ مین اہالیان طلایہ کے کوتوال سے ملاقات ہوئی پوچھا حضرت صاحب کہان سے آتے ہو اسوقت
بہت خوش ہو کچھ پڑا پایا بادشاہ نے ہمکو حکم دیا تھا عنطر کے مکان کی حفاظت کرو عورتون کو لیکر نہ کہین بھاگ جائے
عنطر نے کہا کوتوال صاحب کیا ہیچ کیسی چوری کی ہی اب آج حال کھل جائیگا مار آستین اگر بغل نے بیٹھے بیٹھے
قیامت برپا کی یہان عدیل صاحب آپ تو زندیان نوکر رکھتے ہین صاحبزادی کی خبر نہین اُسنے بھی معشوق تلاش
کر لیا ہم پر ناحق غصہ آیا بیگناہ کا خون بہایا دیکھیے تو آج کیا مزے ہوتے ہین کوتوال نے کہا ای عنطر مفصل تو
بیان کر عنطر بھاگا یہ کہتا ہوا کہ کوتوال صاحب مجھکو فرصت نہین ہی دوڑتا ہوا دولت شہنشاہی پر سوچا محلدار
سے کہا جاکر شہنشاہ کو جگا دو عرض کیجیے فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا جان نثار عنطر عیار در دولت پر حاضر ہی آپکے فرزندون
کے قاتل کا پتا مل گیا محلدار نے کہا او دیوانے دو پہر سے شب تجاوز کر چکی ہی پہلوان دوران آرام مین ہین میری
یہ مجال ہی کہ جاکر بیدار کرون عنطر نے کہا بی محلدار صاحب وقت ٹل جائیگا دشمن قبضے سے نکل جائیگا مین
صبح کو صاف صاف کہدونگا تمھاری ناک چوٹی کاٹی جائیگی تم زبردستی جاکر شاہ کو جگا دو ہمارا نام تو آشنا کہد دینا
کہ عنطر کہتا ہی جلد باہر تشریف لائیے ورنہ آپکے فرزندون کا قاتل بھاگ جائیگا مجبور کانپتی ہوئی محلدار اندر آئی
ڈرتے ڈرتے شاہ کے قدمون پر ہاتھ رکھا عدیل نے آنکھ کھولی غصے مین پوچھا کیا ہی محلدار نے زبانی عنطر کی سب
کیفیت عرض کی عدیل غصے مین اُٹھا ہتھیار لگائے جھنگھارتا ہوا شل فیل مست باہر آیا عنطر نے جھک کر سلام کیا
کہا حضور جلد سوار ہون دشمن کا پتہ لگایا ہی جن صاحب نے مجھکو زخمی کیا تھا انکو آنکھون سے دیکھ آیا عدیل نے
کہا وہ کون سرکش و بیباک ہی جسنے ہمارے گنہگار کو اپنے گھر مین رکھا عنطر نے دست بستہ عرض کی غلام نے جلدی
مین نام نہین دریافت کیا صورت بخوبی پہچان لی حضور جلد سوار ہون ورنہ شکار ہاتھ سے نکل جائیگا بادشاہ کا

خلاف وقت بیرون محل تشریف لانا روسا امرا اور راجہ شنکر دوڑے لشکر مین کمر بندی ہونے لگی چار سو افسر کمیدان رسالدار وغیرہ مسلح ہوکر سامنے آئے دیکھا عدیل کوہی گینڈے پر سوار ہوا ہی عنطر دست بستہ کچھ عرض کر رہا ہی عدیل قبضے پر ہاتھ ڈال کر کہتا ہی ایک ذی حیات کو زندہ نچھوڑونگا یہ سنکر افسرون نے عرض کی کہ ای پہلوان دوران ای رستم کوہستان اس شب تیرہ و تار مین کہان جانیکا ارادہ ہی عدیل نے کہا عنطر نے نام نہین بتایا کیا جس نے حمزہ کو چھین لیا ہی اسکا مقام دیکھ آیا ہی یارو بڑا تعجب ہی کہ اس کوہستان کا رہنے والا اور بدولت کا نام سُنے ہمارے خولی کو چھین لے اس وقت تک مجھکو یقین نہین آتا عنطر کہتا ہی مین آنکھون سے دکھا دونگا عرض کی کیا احتیاج ہی عدیل بدمزاج قبضے پر ہاتھ جھلاتا ہوا گینڈے کو بڑھا کر چلا پشت پر چار سو افسر بارہ ہزار کوہیان خود سر اس کر و فر سے بیرون قلعہ آئے عدیل نے عنطر سے کہا کیا کوئی قلعہ دار ہی بڑا بادشاہ عالی وقار ہی دو چار لاکھ فوج کا حاکم ہی کئی شہرون کا ناظم ہی عنطر نے کہا حضور ابھی نام نہین بتاؤنگا مقام خاص پہونچا دونگا وہان باغ مین یکایک ملکہ کی آنکھ کھلی پلنگ مین صاحبقران کو نہ پایا کنیزون کو آواز دی جہان جہان خاص دوڑی ہوئی آئین ملکہ نے کہا دیکھو تو صاحبقران کہان ہین ایک کنیز نے عرض کی اصطبل مین مرکب بھی نہین ہی پشت باغ کا دروازہ کھلا ہی ملکہ نے منہ پیٹ لیا کہا لوما جو غضب ہوا صاحبقران طرف قلعہ حدیبیہ کے گئے ہین صاحبو وہ مکہ و تنہا وہان مجمع عالم ایک ایک دغا باز حیلہ ساز خدا انکی جان بچائے ہائے کسکو بھیجون کون خبر لائے رات کو جب جیمہ کہا تھا اُسی وقت اُنکے تیور سے معلوم ہوتا تھا کہ مجھکو بھلا دیں ہائے ای گلعذارو دل کی کیا کیفیت کہون بقول زیب النسا مخفی نظم

رازیست مرا کہ گفتنی نیست
کان راز نہان نہفتنی نیست
قصدم چہ کنی کہ خون ناحق
این درد دل است رفتنی نیست
شربت وصل کجائی کہ ازین بیش مرا
صد عزیز است بہر شہر خریدارم نیست
ورنہ سنگ ملامت شدم از عشق ہنوز
میوۂ تازہ تہ از بار گرانبارم نیست

وین راز کسی نہفتنی نیست
پژمردہ چو گشت غنچۂ دل
پنہان شدنی نہفتنی نیست
دشت پر در جنونم سر سپارم نیست
طاقت تشنہ لبی با دل بیمارم نیست
مجمع زلف پریشان مکن از بہر دلم
نیست سنگے کہ درین راہ طلبگارم نیست
گر دلم گشتہ گرہ راز تو مخفی چہ کنم

زان غنچۂ نغفتم بگوشش ست
از آب و ہوا شگفتنی نیست
مخفی چو جرس بنالہ خو کن
زہر آشام فراقم بوطن کارم نیست
یوسف مصر چو گشتم واز بے خبری
کہ پریشانی زلف تو چو دستارم نیست
نخل اندیشہ ام و بار تفکر دارم
کہ زبان در دہنم محرم اسرارم نیست

ان اشعار آبدار کو پڑھکے اس طرح بلک کر ملکہ سہیل گلعذار روئی ستارہ ہاے اشک ماہ رخسار پر چمکنے لگے ہچکی لگ گئی گلعذار نے عرض کی برلے خدا صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے مین ابھی خبر منگاتی ہون کہیے خود جاؤن اپنی آنکھون سے دیکھ آؤن اتنا تو ضرور عرض کرتی ہون وہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہین جو فرماتے تھے وہی کرینگے بیشک بارگاہ مین عدیل کے گھُس جائینگے جب آپ لیکر صاحبقران کو آئین تعین ہمنے جب ہی کہا تھا کہ اس کمبخت عشق و عاشقی کے کوچے مین قدم رکھنا بہتر نہین آٹھ پہر کی مصیبت صدمات شب فرقت اس خانہ خراب نے کس کس کو نہین رُلایا کیسے کیسے جوانون کو خاک مین ملایا ہو جیسے قول رعنا نظم مسدس

ہر فلک صفحہ ہر اک نخل قلم گر ہوجاے آب ظلمات سیاہی لب کوثر ہوجاے
گذرے گر نوح کی بھی عمر میسر ہوجاے عشق کا حرف بھی لکھیے تو وہ دفتر ہوجاے
حضرت عشق کی القصہ ہو آخر تقریر
عشق وہ چیز ہے سب کہتے ہین جسکو تاثیر

کوئی شے عشق سے خالی نہین ہرگز واللہ سوزش کا فرد درویش سے لیکر تا شاہ
کون سی شے ہے کہ جسمین نہین اس عشق کو راہ ذرّے سے مہر فلک مہر سے لیکر تا ماہ
اسنے عالم مین عجب اپنا دکھایا جلوہ
کون سی چیز ہے جسنے نہین پایا جلوہ

عشق اور حسن ہین آپسمین نہایت مانوس عشق اگر شمع ہے تو حسن پری ہے فانوس
بتکدہ عشق ہے اور حسن صنم ہے ناقوس ہے فریب دل عاشق کو بڑا جالینوس
ہر طرح سے دل انسان کو لُبھا لیتا ہے
ہر بہانے سے یہ عاشق کو پھنسا لیتا ہے

عشق ہوتا نہ جہان مین تو نہوتی الفت قیس کو لیلیٰ سے زنہار نہوتی رغبت
ہوتی گلرویون سے کب باغ جہان کو زینت شوق وصل اور غم ہجر سے ہوتی زحمت
لطف کیا زیست کا انسان کو حاصل ہوتا
ایک گر ایک پہ دنیا مین نہ مائل ہوتا

فاختہ اشک سے اپنا نہ کبھی منھ دھوتی حلقۂ طوق سے قمری کو نہ زینت ہوتی

صحن گلشن مین نہ گل کے لیے بلبل روتی ایک گر قطع نظر بدر سے شبکو سوتی
صاف پروانون سے ہر شمع کا دامن ہوتا
شہر خاموش بہاران مین بھی گلشن ہوتا

قیس کیون نجد مین سرگشتہ و ویران ہوتا سنگ دل شیرین کا فرہاد نہ خواہان ہوتا
نہ کبھی مائل بلقیس سلیمان ہوتا مصر کے تخت پہ کیونکر مہ کنعان ہوتا
عشق ہر چیز مین اک شان دکھا دیتا ہی
ذرہ خاک کو خورشید بنا دیتا ہی

گلعذار نے جو یہ بند مسدس کے پڑھے ولولہ جنون نے اور زیادتی کی آب نصیحت نے آتش عشق نہ بجھائی شعلہ ہاے فرقت نے سر کھینچا سانس آہ کے منھ سے دھوان نکلنے لگا ہر ایک اعضاے جسم جلنے لگا ملکہ تو اس حال مصیبت مآل مین رو رہی ہی آخر مین یہی صلاح ٹھہری کہ ایک کنیز کو واسطے خبر کے روانہ کرین اُدھر عدیل کوہی جب تین کوس شہر سے نکل چکا خیال جو کیا عنطر طرف باغ ملکہ سہیل کے لیے جاتا ہی عدیل نے گھبرا کے کہا ای عنطر یہان کوئی قلعہ یا قریہ قریب نہین ہی اب صاف بیان کر مجھکو کہان لیے جاتا ہی کیون راز اصلی چھپاتا ہی آخر وہ کون سا سرکش ہی جسنے پشتارہ میرے دشمن کا چھین لیا میرے فرزندون کے قاتل کو گھر مین بٹھایا عنطر کو ضبط کی طاقت باقی نرہی کہا حضور مین کیا عرض کرون غصے سے حضور کے ڈرتا ہون صاف صاف نہ کہتا جب حضور آنکھون سے دیکھتے تب لطف حاصل ہوتا اب ضبط نہین ہو سکتا بموجب مضمون مصرعہ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ای شہنشاہ گیتی ستان آپ کی صاحبزادی صاحب ملکہ سہیل فنون سپاہ گری مین طاق ہوئین نیزہ بازی اسپ تازی مین شہرۂ آفاق ہوئین نقاب چہرے پر ڈال کر براے شکار جاتی ہین یہ انہین کا کام ہی مجھکو زخمی کیا پشتارہ چھین لیا باغ مین باغی کو لیکین پہلو مین بٹھایا وہ تو اپنے زمانے کا صاحبقران ہی کہتا ہی جا کر عدیل کوہی سے لڑون وہ دامن تھامے رو رہی ہین فرماتی ہین مجھے لیکر نکل چلو وہ کہتا ہی میری جرأت سے خلاف ہی یہ فرماتی ہین مجھکو اکیلا چھوڑے جاتے ہو یہ کیسا انصاف ہی وہ جلسہ دیکھنے کے لائق ہی یہ سنکر عدیل کوہی مثل شعلۂ جوالہ بھڑکا مثل ابر گرجا کہا او نامعقول سچ بتلا تجھے کسنے خبر دی عنطر نے کہا کسنا کیسا مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہون اسیواسطے آپکو شب کو تکلیف دی کہ اس جلسے کو عاشق و معشوق کے آنکھون سے ملاحظہ فرمائیے تب غلام کی جانبازی کی قدر ہوگی عدیل نے کہا ای عنطر اگر حقیقت

مین مقدمہ اسی طرح ہی پہلے اُس گیسو بریدہ کو قتل کرونگا بعد اُس سرکش کو سزا دونگا اگر تو نے یہ خبر سنکر میری بیٹی کو بدنام کیا تو لات و منات کی قسم کھاتا ہون کہ چھاتی پر چڑھ کر تیرا خون پی لونگا دوسرے یہ کہ او بیحیا اگر تو مجھے صاف صاف قلعہ مین کہدیتا کہ وہ تنہا آتا سرداروں کو ساتھ نہ لاتا عنطر نے کہا حضور مجھکو بھی تو سب طرح کا خوف ہی اگر آپ کیہ و تنہا آتے وہ آپکے خوف سے بھاگ کر نکل جاتا آپ پہلے چہار جانب سے باغ کو گھیر لیجیے مین آپکے ہمراہ ہون باغ مین گھس چلیے صاحبزادی صاحب اُسکو پہلو مین لیئے بیٹھی ہونگی ملاحظہ فرما لیجیے گا خواہ انعام یا سزا دیجیے گا یہ کہکے عنطر نے اہالیان فوج کو آواز دی باغ کو ملکہ کے جا کر چہار جانب سے گھیر لو خبردار کوئی مرد عورت باہر نکلنے نہ پائے عدیل کو انتہا کا حجاب فرط قہر و غصب سے بیتاب افسران فوج آپس مین کہتے ہوے کہ عنطر نے کیا حکم دیا کیا ملکہ کے باغ مین صاحبقران چھپے ہین بعض نے کہا کسی لونڈی باندی کی وجہ سے باغ مین ہو چکیا ہوگا ایک نے کہا یہ غیر ممکن اتنا بڑا شخص اماد نوشیرواں کنیزون کی وجہ سے چھپے یہ کام کسی بڑے آدمی کا ہی ایک نے کہا تمہین ان جھگڑون سے کیا کام ہی باغ کو چل کر گھیر لو ہمین یقین ہی آج نیا گل پھولیگا دیکھین کسکی جان پر آفت آتی ہی بہار کیا رنگ لاتی ہی اب اس عرصہ مین ستارہ سحری بھی چمک چکا افسرون نے چہار سمت باغ کو گھیرا ملکہ نے جب حال اپنا نجم مین صاحبقران کے بہت ابتر کیا صنوبر نام ایک کنیز اکڑ کے اٹھی کہا حضور سیدھی طرف قلعہ کے جاتی ہون خبر مفصل لیکر فوراً آتی ہون ملکہ نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا میری اچھی لو جلدی جاؤ اگر راہ مین مل جائین میرے سر کی قسم دینا کہ پلٹ چلیے ورنہ ملکہ اپنی جان دیدیگی انکو میرے نام محبت ہی ضرور چلے آئینگے پھر مین سمجھا لونگی میرے سامنے مجال نہین ہی خلاف میرے حکم کے کر سکین صنوبر نے کہا حضور مین واپس لاؤنگی قدمون سے لپٹ جاؤنگی میرا کہنا بہت مانتے ہین ضرور چلے آئینگے آگے آگے صنوبر پیچھے پیچھے ملکہ سہیل پیغام ختم نہین ہوتا دوڑ دوڑ کر صنوبر کا ہاتھ تھام لیتی ہین فرماتی ہین صنوبر قسمین دلانا میری جانب سے ہاتھ جوڑنا جس طرح بنے پھیر ہی لانا یہ شکل صنوبر در باغ سے نکلی اب جو اُسنے دیکھا ہزارہا سوار پیدل گرد باغ کے کھڑے ہوے نیزے ہلا رہے ہین گھبرا گئی یکایک دیکھا سامنے عدیل کو ہی منتر عنطر سے کچھ باتین کرتا ہوا سامنے ہویدا ہوا صنوبر اُلٹے پاؤن پلٹی ملکہ سہیل بیچ باغ مین دعائین مانگ رہی ہی کہ صنوبر گھبرائی ہوئی آئی کہا ملکہ آپکے والد نامدار تشریف لاتے ہین بارہ ہزار فوج نے چہار جانب سے باغ کو گھیر لیا یہ سنکر ملکہ کانپنے لگی کہا صنوبر تمنے اپنی آنکھون سے دیکھا عرض کی دیکھنا کیسا دیکھیے تو تتق گرد بلند ہی سوار پیدل سب آگئے ملکہ حیب بہت گھبرائی گلعذار نے عرض کی آپ کیون گھبراتی ہین خدا نے فضل شریک کیا

وہ سرو روان بوستان صاحبقرانی پہلے ہی باغ سے نکل گیا اب کوئی کیا کر سکتا ہی افشان پیشانی سے چہوڑ رائے
در باغ تک برائے استقبال آئے دیکھیے مسبب الاسباب نے کیا سبب پیدا کیا لیکن خدا صاحبقران کی جان
بچانے ملکہ نے افشان وغیرہ چھوڑائی سپید محمودی کی چادر منگا کر اوڑھی در باغ پر آ کر ٹھہرین عدیل کو بھی در
باغ پر آ کر اترا چوبدار وغیرہ جو یہان رہتے ہین سب نے سلام کیا عدیل نے دیکھا دروازہ باغ کا کھلا ہوا عنطر سے کہا
کیون رے تو تو کہتا تھا دروازہ بند رہتا ہی عنطر کا چہرہ زرد عدیل قبضے پر ہاتھ ڈالے ہوئے اندر باغ
کے آیا عنطر بھی ساتھ ہوا اپنی بیٹی کو دیکھا چادر سپید اوڑھے ہوئے کھڑی ہی برائے تسلیم خم ہوئی جوش محبت سے
عدیل بیقرار ہو گیا ضبط کر کے کہا کیون سہیل تو نقابدار بنکر ہمارے شکار جاتی ہی ملکہ نے دست بستہ عرض کی
مین اکثر حضور کے ساتھ بھی اسی طرح گئی ہون سب فنون سپاہ گری حضور نے سکھائے بیشک مین اکثر
جاتی ہون کیا خطا ہوئی اس طرح ڈر کر ملکہ نے یہ باتین کہین عدیل کا دل بیقرار ہوا کہا صاف صاف بتا
صاحبقران کو تو باغ مین لائی ہی ملکہ نے کہا صاحبقران کسی پھول کا نام ہی مینے تو آج کل کوئی نیا درخت
بھی نہین لگایا مدت کا ذخیرہ ہی فصل برسات مین درخت بوئے جاتے ہین یہان بھی وہی وتیرہ ہی عدیل
کو بھی نے پلٹ کر عنطر سے کہا تو نے سنا وہ بیچاری نام بھی نہین جانتی کہتی ہی کس پھول کا صاحبقران نام
ہی عنطر نے کہا حضور مین تو اپنی آنکھون سے دیکھ گیا تھا عدیل پھر طرف سہیل کے متوجہ ہوا کہا اے نور نظر
گھبراؤ نہین صاحبقران داماد نوشیروان ایک آدمی کا نام ہی عنطر عیار ہمارا اسکو چورا کر لایا تھا تم نے چھین لیا
باغ مین لا کر بٹھایا تم کہتی نہین مین تیرے ساتھ نکل چلون وہ کہتا تھا میری بہنک ہی یہ سنکر دل تو ملکہ کا بھر آیا
تصویر صاحبقران کی آنکھون کے سامنے پھری باپ کو کچھ جواب نہ دیا سر جھکا کر رونے لگی صاف ظاہر تھا
کہ صدف کا منہ کھل گیا گوہر آبدار اشک نکلنے لگے اعضا سوز فرقت سے جلنے لگے ہچکی لگ گئی لیکن گلعذار
نے بڑھ کر عرض کی واہ حضور آپ ہماری بھولی ملکہ کو ناحق ڈراتے ہین وہ کیا جانین صاحبقران کون نوشیروان
کس جانور کا نام ہی باغ سارا موجود ہی تلاش کر لیجیے وہ تو آپکی نور نظر ہین ہم سبکو سزا دیجیے حضور یہ وہ باغ
ہی سبزۂ بیگانہ تک کا نام نہین حکم ہی کہ نخل مردانہ ہمارے باغ مین نصب نہ کرو کیا مجال یہان کوئی عشق عاشقی کا
نام لے بلبل نام گل سے بیزار ہی برائے قمری ذکر سرو مثل دار کیا مجال آواز کو کو سنا لے عشق و عاشقی کا نام
لب تک آنے نہ کہ کسی غیر شخص کو باغ مین آنے دیتی اگر ایسا ہوتا ہم خود جا کر حضور سے اطلاع کرتے ناچ
گانے کی صحبت رہتی ہی ہم سب کنیزین سوانگ بنتی ہین رات کو باون بھاکا ناچ تھا مین جوگن بنی ملکہ نے

کسی کو شاہزادہ بنایا فریاد مروائے کپڑے پہنکر کوئی ہمارے سامنے نہ آئے ہمکو بڑی شرم آتی ہو نام سے ڈر کے
طبیعت گھبراتی ہو بادن بسعا کا تماشا سونا رہا شاہزادہ نہ بنایا گیا عدیل کو ہی غصے مین کانپا عنطر کا ہاتھ پکڑ
کہا او بدزبان بے ایمان تبلا وہ جوان کہان ہو عنطر کے ہوش اُڑ گئے تمام باغ کو چھانا اُس گل باغ جرأت
کی دماغ مین بو نہ آئی اب اندر سے کھینچتا ہو عدیل عنطر کو بیرون باغ لایا افسران فوج قریب آئے عدیل نے پکار کر کہا تمھی
صاحبو کچھ سنا پہلے وہ فقرہ بناکے لایا کہ مین حمزہ کو پکڑ لایا تھا کسی نے چھین لیا اب رات کو جاکر مجھے جگایا
اتنی بڑی تہمت میری دختر بلند اختر پر لگائی کہ حمزہ کو باغ مین جگہ دی ہو کہتا تھا وہ پہلو مین اُسکو لیے بیٹھی ہو
صاحبو پوچھو اس سے صاحبقران کہان ہین عنطر پر جوتیان پڑنے لگین عنطر کہتا ہو مین کس مصیبت مین
پڑا ثواب کا عذاب ہوا کیا ہے تمام افسران فوج کا دُن کا دُن کر رہے ہین کوئی کہتا ہو اسے دار پر کھینچو کوئی کہتا ہو
اسکی بوٹیان کاٹو غضب کیا بیحیا نے ایسی صاحب عصمت وعفت پر تہمت وہ بیچاری ان باتون کو کیا جانے
ابھی چار دن سے پردہ ہوا ہو در بار گاہ مین آئی تھین ہم سب نے گود یون مین پالا روٹی روکا نگتی تھین باغ
مین پھرنے دالیون کے یہ کام ہوتے ہین یہ شاہزادیان گوشہ نشین ان معاملات کو کیا جانین عدیل نے غصہ
مین آکر کہا کہ او مکار تو کچھ جواب نہین دیتا کیا ہم تجھسے پوچھتے ہین صاف نہین بتاتا عنطر نے کہا حضور مین تو
اپنی آنکھون سے دیکھ گیا تھا حمزہ صاحبقران داماد نوشیروان اسی باغ مین بیٹھے تھے تلوار برسار ہے تھے
اب نہین معلوم کیا ہوا سب کنیزون نے مل کر کہین چھپا دیا عدیل نے غصے مین ایک ہاتھ تلوار کا مارا عنطر کے
دو ٹکڑے ہوئے کہا لاش اس بیحیا کی کھینچکر پھینکدو ناحق اسنے مجھکو کئی دن روکا اب تک تو مین تا بہ لشکر
صاحبقران پہونچ گیا ہوتا اپنے فرزندون کے خون کا بدلا لینا واجب ولازم ہو اب اسی طرح روار دی کر کے
تا بہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی جاؤنگا قدرت سے کہکر طبل جنگی بجواؤنگا سر میدان حمزہ کو تو کون سامنے قدرت کے
لڑاون سب نے عرض کی بہت مناسب ہو ہر ایک جان نثار زیارت خداوند قدرت کا طالب ہو وہان کی
سرفروشی مین بڑا نام ہو اگر وہان قتل ہوے قدرت زندہ بھی کر سکتے ہین آج مجھکو بڑا قلق ہوا کہ اس بیحیا نے
مجھے بدنام کیا اپنی جان دی اب قلعہ سے جھٹ پٹ سامان لاؤ بارگاہ وغیرہ مع خزانہ ہم اسی مقام پر ٹھہرے
ہین یہ کہکے قریب در باغ ملکہ اتر پڑا چند افسر واسطے لینے بارگاہ وخزانے کے چلے یہان ملکہ سہیل کا عجب
حال ہو ہر چند کہ یہ خبر پہونچی وہ مفسد مارا گیا واصل جہنم ہوا ایک دشمن تو کم ہوا بارہ دری مین آکر گھبری کنیزون
سے کہا کہو صاحبو اب مین کیا کرون فلک نے نیا سامان دکھلایا نہین معلوم وہ کدھر نکل گئے خدا انکی جان بچائے

دیکھئے تقدیر کیا دکھاتی ہے ایسا نہو وہ بے شک کہ اس طرف آجائیں تو غضب ہو ہماری جان پر بڑی مصیبت ہے افسوس صد ہزار افسوس غربت میں کہاں مارے مارے پھرتے ہونگے دشمن ہزاروں دوست کا نام نہیں وہ کسی مقام پر اپنے کو مخفی نہ کرینگے والدنامدار دروازے ہی پر آ اترے ہیں اب چلا کے رو بھی نہیں سکتی انکی تلاش میں کسی کو بھیج بھی نہیں سکتی اے گلعذار پروردگار انکو خیر و عافیت سے انکے لشکر میں پہونچا دے اب دیکھو پنڈا جھلکتا ہے سر میں خلل پیدا ہوا بخار نے ہڈیوں میں دخل کرلیا ہے نظم

آنکھوں کا عشق تھا مجھے آزار کچھ نہ تھا
دیکھا جو آنکھ کھول کے بیمار کچھ نہ تھا
سب عاشقوں سے پہلے مجھے قتل کرتے
یا بعد دو گھڑی کے وہ انکار کچھ نہ تھا
آئے تھے آپ نزع میں مشکل کو نزع کی
جز یک نگاہ اور تو اقرار کچھ نہ تھا
پیدا ہوے ہیں ساتھ مرے رنج و درد و غم
اپنا تو روز حشر بھی اظہار کچھ نہ تھا
برہم تھی بزم جاتے ہی ساقی کے اے جلال

مارا نگاہ یار نے بیمار کچھ نہ تھا
اسکی گلی میں مجمع عشاق دیکھکر
مجرم تھا میں بڑا کہ گنہگار کچھ نہ تھا
بھولا عزیز یار نہ ہوتا اگر تو پھر
آسان کرتے جانے یہ دشوار کچھ نہ تھا
سنتا تھا تمھارے اترتے ہی بام سے
انہیں سے پہلے خلق میں زنہار کچھ نہ تھا
دل لیکے انجمن میں جو ہم آئے تھے
مینا و جام بادۂ گلنار کچھ نہ تھا

ساماں بزم عیش شب وصل تھا کہ خواب
کہتے ہیں لوگ مصر کا بازار کچھ نہ تھا
جائینگے اب نہ بزم میں اسکی کیا تھا عہد
جھگڑا میاں کا زر و دینار کچھ نہ تھا
بوسے جو اُسکے بوسہ طلب نے دل کیا
میلا لگا تھا پاس دیوار کچھ نہ تھا
قاتل کا نام لیتے بھی تھے تو وہاں زخم
سچ ہے ہمارے سینے میں اے یار کچھ نہ تھا

گلعذار نے کہا واری اب کچھ زبان سے نہ نکالیے غضنفر بڑا عیار تھا ایسا نہو کوئی اسکی محبت میں شاہ کو مقدمہ اصلی سے آگاہ کردے ابھی دروازے پر موجود ہیں ہرچند کہ کوئی آپکا کچھ کر نہیں سکتا صاحب معاملہ بیان نہیں ہو کہنے سننے سے ضرر خیال ہوگا ہرچند کہ غصے میں اسکو مار ڈالا ہر وقت یاد کرینگے بڑے کام کا عیار تھا بہت سے کام انکے بند رہینگے آپ خاموش رہیں والدنامدار سفر کرکے جاتے ہیں تو ہم لوگ کچھ تدبیر کرینگے اسی یوسف گم گشتہ کو تلاش کرکے لاوینگے ضرور آپ سے ملائینگے کنیزوں نے ملکہ کو بہت تسکین دی بخوف عادل کو بھی خاموش ہوئی سنگ صبر قلب پر رکھا سوت کا مزا چکھا اب کیفیت حقیقت صاحبقران زبان کی گزارش ہوتی ہے کہ اس باغ بہشت آئین سے شب تیرہ و تار میں نکلے رسم و راہ سے اس حوالی کی آگاہ نہ تھے راستہ بھول گئے ایک بیشے میں آگراس شیر کو سحر ہوئی سر اٹھا کر دیکھا نشان کسی قلعہ کا نہ پایا سمجھے ہم راستہ بھول گئے گھوڑے سے اترے نہر پر وضو لیا نماز سحر ادا کی اب اس سوچ میں صاحبقران ٹہل رہے ہیں کہ کوئی راہ گیر نکلے تو اُس سے راستہ دریافت

کرین تا بارگاہ عدیل کوہی پہونچین ناگاہ صحرا سے گرد اڑی صاحبقران نے دیکھا اک جوان کوہ پیکر گینڈے
سوار پشت پر بارہ ہزار جوانان جرار ہتھیار لگائے ہوئے گھوڑون پر مال اسباب لدا ہوا روا روی کرتے ہوئے آتے ہین
چار جانب دیکھتے ہوئے جیسے کوئی خائف و ترسان ہو ایک کی نگاہ صاحبقران پر پڑی اُسنے گھوڑے کو
بڑھا کر افسر سے کہا حضور بڑی ساعت نیک سے نکلے تھے قافلہ بھی لوٹ لیا کوئی زخمی نہین ہوا ایک اور سونے
کی چڑیا دکھلائی دی یہ بھی لیلین بھون بھان کے کھائین گھوڑا ہم لینگے اُس افسر نے کہا وہ سامنے جو جوان کھڑا ہی
یہ بڑا کوئی مالدار معلوم ہوتا ہی موتیون کے مارے کنٹھے یاقوت احمر کے دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے ہی جتنا
معقول ہین جتنا مال ہمنے بیس کوس جا کر پایا اُس سے زیادہ قیمت مین اسکے پاس موجود ہی کہین سے بھٹک کر اتفاق
تقدیر گردش مین آئی ہماری راہ پر آ گیا ٹھہرا تم سب صاحب نامل کرو مین خود جاتا ہون اسکی جان بخشی کر دونگا اکیلے کو
قتل کرنے سے کیا فائدہ سب نے آپس مین اشارے کیے ہمارے افسر صاحب بڑے عقیل و فہیم ہین سمجھے اور کوئی
جائیگا کل جواہر چھپا دیگا ایک نے کہا افسری قزاقون کی کرنا کیا کھیل ہی ایسے جری و بہادر مین آج تک دربار مین
شاہون کے کوئی انکو قزاق نہین کہتا ہی ذکر آتا ہی کفیل تیغ زن بڑا بہادر ہی جس قافلے کو جا کر ہم لوگون نے لوٹا
چالیس ہزار آدمی تھے توپ بھی ساتھ تھی گولہ انداز رنجک بھی نہ رکھ سکا ایک نے کہا مینے منہ پر توپ کے جا کر
سپر لگا دی ایک نے کہا گولہ انداز میرے ہاتھ سے مارا گیا پھر تو بھگدڑ پڑ گئی بڑے لطف سے قافلہ کو لوٹا کئی
جوانان زبردست ہمارے آقا پر آ پڑے تھے بارہ جوانون کو بڑے زور شور سے مارا ہم لوگ قریب پہونچ سکے
کسیکو مدد کو بھی نہین پکارا جسطرح کی جرأت ہو ویسی ہی لیاقت بھی ہو آغاز و انجام خوب سمجھتے ہین قزاقون مین
تو یہ باتین ہونے لگین کفیل تیغ زن گینڈے کو بڑھا کر طرف صاحبقران کے چلا امیر سمجھے وضع انکی
دیکھکر پہچان گئے ماشاءاللہ جہاندیدہ کار آزمودہ صاف ظاہر ہو کر لٹیرے ہین افسر ہماری فکر مین آتا ہی لشکر
پر سوار ہوے اُسی جانب چلے جدھر سے قزاق آتا ہی کفیل نے آواز دی ای جوان ٹھہر جا قدم آگے نہ بڑھا نسیم
کفیل تیغ زن صاحبقران نے مرکب روک لیا کفیل قریب پہونچا صورت کو دیکھکر حیران ہو گیا تہور و شجاعت
و لیاقت چہرے سے آشکار حسن مین ماہ رخسار کفیل نے سلام کیا کہا ای جوان اس طرف آنے کا کیونکر اتفاق
ہوا یہ مقام موسوم بہ بیشۂ شیرزن ہی کسی نے اس طرف آنے کو منع نہین کیا اگر آ گئے تو کیا نقصان ہی مال و
اسباب ہمکو حوالے کرو اپنی جان کو غنیمت جانو ہتھیار کھولدو مرکب سے اترو اگر ہمارا کہنا مانوگے پرتل سکے
تو ہمارے ساتھ مین کوئی لولا لنگڑا ہو تو حوالے کر دینگے تم بھی رئیس زادے معلوم ہوتے ہو پیدل بچاؤ

اور جو ہمارے کہنے کے خلاف کروگے سواری کیسی غرقی باندھ کر جانا پڑیگا صاحبقران مسکرائے فرمایا تمہارا
کفیل تیغ زن نام ہے خوب کفالت کی یہ تو سراسر جہالت ہے بیٹے تمہاری کیا خطا کی ہے کفیل نے کہا قزاقوں کی
کوئی خطا کیا کرتا ہے ہم مال کے دشمن ہیں اگر وقت پر باپ بھی سامنے آجاے ورگذر نکریں لوٹ لیں صاحبقران نے
فرمایا اپنے باپ دادا کو جاکر لوٹو ہم تو مرد سپاہی ہیں مال اسباب ہمارا جان کے ساتھ ہے یہ سنکر کفیل کو غصہ آیا
گینڈا چمکایا کہا اے جوان تیری قضا ہی آئی ہے سیدھی انگلیوں سے گھی نہیں نکلتا ہمیں کیا بھائی بندی کرنا ہے ہم لیے
سیکڑوں ہزاروں مار کر پہاڑ کی کھوؤں میں ڈال دیے لاش کو سیار کھا گئے تم کیا کرو شرافت کا زمانہ ہی نہیں ہے تو
تم آیا آج مال بھی بہت پایا تھا ہمنے کہا تھا خیر اصطبل میں کانا ٹٹو ہے وہ دینگے تمہیں پیدل ہی جانا منظور ہے
صاحبقران نے کہا بھئی مجبور نا چاہیئے خوشی سے مال نہیں دیا جاتا کفیل نے کہا بہت خوب ہم جان لیکر مال
لینگے یہ کہکر جھپٹا نیزہ ہلاتا ہوا چلا صاحبقران نے بھی نیزہ اٹھایا وہ جوانان ہمراہی بھی قریب آگئے سب یکبارگی
نیزہ چلنے لگا قزاقوں نے دیکھا یہ مسافر تو بڑا کرش ہے دس بارہ تائیں رد و بدل ہو چکیں ایک طور سے لڑ رہا ہے
ہمارا آقا اس فن خاص میں نہایت طاق ہے نیزہ خوب ہلاتا ہے اکیلا دس آدمیوں کو قتل کر لیتا ہے نیزہ دور کا سند لیتا
ہے حریف قریب نہیں آسکتا ایک نے کہا میں پشت پر سے جاکے کوکھ پر اسکے نیزہ ماروں دوسرے نے کہا بہتر تو
سوار گھوڑا آٹا کر چلا صاحبقران کفیل سے لڑ رہے ہیں لیکن ہمہ تن چشم ہر طرف نگاہ ہے دیکھا پہلو پر سے اک
جوان بھالا سنبھالے آتا ہے سمجھ گئے ہماری فکر میں ہے جیسے اسنے قریب آکر نیزہ مارا صاحبقران نے کفیل کے
نیزے کو تو ہوا لی کیا اسکے نیزے پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مارا وہ قزاق منہ کے بل جھکا اسیکا نیزہ چھین کر اسکے سینے پر لگا
تو وہ پشت کو توڑ کر پار نکلا نیزہ امیر نے چھوڑ دیا وہ قزاق زمین پر گرا تڑپ تڑپ کر جان دی کفیل نے یہ
جرات جو دیکھی ہوش اڑ گئے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او جوان تو نے غضب کیا میرے قوت بازو کو مارا یہ بارہ ہزار
چیدہ و منتخب جوان ہیں ایک ایک انمیں کا ہزاروں سے لڑ سکتا ہے امیر نے فرمایا اے کفیل خفا کیوں
ہوتے ہو یہ تو سراسر نامردی تھی تم لڑ رہے تھے اسنے آکر کیوں نیزہ مارا ہم اپنی جان نہ بچاتے زخم کھاتے کفیل نے
کہا اب میں زندہ نچھوڑونگا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے وار خم بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کفیل لپٹ پڑا گھوڑے
سے کود کے کشتی ہونے لگی قزاقوں کے ہوش پراگندہ ہوے کچھ کہ رہے ہیں کہ یارو یہ تو کوئی بڑا بھوت پلید ہے کہ
فنون سپہ گری میں کامل و اکمل ہے دوسرے نے کہا میں پشت پر جا کر مار لوں ایسا نہو زور میں غالب آجاے
یہ کہکے درختوں کی آڑ پکڑتا ہوا چلا جب قریب پہونچا تلوار کھینچکر دوڑا امیر نے چمک تلوار کی دیکھی کفیل کے سینہ

ہاتھ رکھکر ایک دھکا دیا دہ تو پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا اسکی تلوار کو خالی دیا وہ منہہ کے بل جھکا ادہر سے صاحبقران نے ایک گھونسا مارا سر اُسکا پھٹ گیا پھر پلٹ کے کفیل پر جا پڑے نعرہ شیرانہ کیا او کفیل کہان جاتا ہی ان حمایتون کے بھروسے پر لڑتا ہو کفیل کا قلب تھرا گیا لیکن غصے مین دوڑ پڑا قریب آکر ایک ٹکر ماری سمجھا یہ جوان ٹکر سے لہرائیگا اسکا سر پھٹ جائیگا صاحبقران نے سر آگے کر دیا کفیل کو خود تیورا گیا پیچھے ہٹ آیا صاحبقران نے دوڑکر پھر گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا میان کفیل ہٹے کہان جاتے ہو اور کسی قزاق کو بلاؤ اور نامرد گل کو حکم دے دیکھو تو سہی کسطرح شکار کھیلتا ہون کفیل تھرا گیا کہا اے جوان قسم ہے تجھکو اپنے دین مذہب کی نام نامی اپنا ظاہر کر تو تو بلا ہے روزگار ہے امیر نے فرمایا پہلے لڑ لیجیے پھر نام پوچھیے گا نام بتا دینگے یہ قزاقی تمسے ترک کرا دینگے کفیل نے نمانا کہا بے نام دریافت کیے مین مقابلہ نکرونگا قسم بھی دے رہا ہے صاحبقران نے فرمایا اے کفیل تیغ زن یقین ہے تو نے نام سنا ہوگا زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان داماد نوشیروان سرکوب کافران جہان یہ سنکر کفیل کے ہوش اُڑ گئے گھبرا کر کہا آپ اس طرف کہان آگئے صاحبقران زمان نے فرمایا آپ و دانہ نے یہان تک پہونچایا جو کچھ گذری ہے اطمینان مین حال بیان کرینگے اب مقابلہ کر لو پھر سمجھا جائیگا کفیل دوڑکر قدمون پر گر پڑا عرض کی میری کیا مجال ہے کہ مین حضور سے مقابلہ کر سکون میرے دو چچا مدت مدید سے آپ کی خدمت مین ہین جنھون نے راستے بند کر دیے نوشیروان کی ارسال تو شالی تھانے اُٹھا دیے عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی دونون میرے چچا ہین مین نے سنا تھا کہ وہ صاحبقران زمان کے رفیق ہین آوارہ ہوکر اس طرف آیا عشیرہ بزرگان پر دست انداز ہوا آپ کے تصدق سے یہ بارہ ہزار جوانان صف شکن ممکن ہوے بڑے بڑے بادشاہ میرے دشمن ہین لشکر لیکر آنے مین لڑا بھڑا مارا اپنا نکل گیا آج بھی بڑی دور گیا تھا لاکھون کا مال لوٹ کر لایا ہون شکر ہے پروردگار کہ آپ کی خدمت مین پہونچا مدت سے یہی اشتیاق تھا اپنے بزرگون کی خدمت مین پہونچون آپ کی قدمبوسی سے مشرف ہون آج امید بر آئی نجم بخت نے چمک دکھائی صاحبقران نے سر اُٹھا کر کفیل کا سینے سے لگایا فرمایا تو ہمارا فرزند ہے چچا تیرے ہمارے رفیق قدیم ملکہ مشیر ندیم خیرخواہان دولت سکندر کی فوج نے اُس طرف سے قصد کیا مجھکو خبر پہونچی ہمیشہ اپنے فرزند علم شاہ و جانشین لندھور کو برائے مدد روانہ کیا خوب خوب لڑائیان پڑین اب بھی عنایت پروردگار سے وہ لشکر ظفر اثر مین موجود رہتے ہین قلعہ حلب کا حال آئینہ ہے ناظم مقرر کر دیے ہمارے ساتھ جا بجا دہ شیر لڑے لیکن اے برادر اعتقاد جد و آبا پر ہو با مسلمان ہو کے نکلے تھے عرض کی حضور باپ نے کم سنی مین انتقال کیا مذہب کو سمجھنے نہ پایا دونون چچا بوجہ تعلیم و تلقین خفا ہوکے

دوش جرأت مین ادھر نکل آیا تحقیق مذہب کا کچھ خیال نہین ہوا زور بازو پر ہمیشہ ناز رہا امیر نے کلمۂ طیبہ زبان سے ارشاد
فرمایا کفیل کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ساتھ والون کو بلا کر قدمون پر گرا دیا کہا یارو جنکا مین ذکر کیا کرتا تھا
ہمارے بزرگون کے آقاے نامدار صف شکن بہادر خنجر آزما کشندۂ دیوان سحرکن لشکر پریان سرکوب زمرۂ بے ایمان
ہمارے حضور مین جلد بارگاہ استادہ کرو سامنے ایک پہاڑ تھا اُسی مین مقام سکونت قرار دیا تھا قزاق جاکر بارگاہ
خیمے سراپردے لیکر آئے بارگاہ استادہ ہوئی صاحبقران کو لا کر مقام صدر پر جگہ دی آپ مثل چاکران کمترین مصروف
خدمتگزاری ہوا اب اطمینان مین کفیل سے صاحبقران نے تمام کیفیت بیان کی صاف کہا فلان باغ مین مطہر
ناموس ہو دختر عدیل مین اُسی کے مقابلے کے واسطے چلا تھا راہ بھٹک کر اِس طرف چلا آیا اب مجھکو تابہ قلعہ حدیثیہ پہونچانا
پہلے چلکر ملکہ کو ہمراہ لیلین ایسا نہو اُسپر کوئی افتاد پڑ جاے کفیل نے کہا دونون مقام پر مین پہونچا سکتا ہون غلام
یہان رہ کر کیا کریگا ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہونگا لشکر مین چلکر اپنے تم نامدا سے ملونگا بڑی شکل مین
پھنسا مین گے صاحبقران تو یہان مصروف عیش ہوے لیکن یہ قافلہ جو جا کر کفیل نے لوٹا زہیر بازرگان قلعہ حدیثیہ
کا رہنے والا تھا عدیل کے سرحددار نے فرمان شاہی دیکھکر توپ ہمراہ کر دی تھی کہ انکو بیشۂ قزاقان سے باہر پہونچا
دو زہیر لوٹا گیا اہالیان فوج سرحددار قتل ہوے زہیر اپنے گماشتون کو ساتھ لیکر روتا پیٹتا طرف قلعہ حدیثیہ کے
چلا راہ مین خبر سُنی کہ بادشاہ قریب باغ فردکش ہین اُسی جانب پلٹ پڑا لشکر مین اسی حال پرملال سے آیا عدیل
کو خبر ہوئی زہیر بازرگان تاج سوداگران اسی مقام پر لوٹا گیا فریادی آتا ہے گھبرا کے باہر بارگاہ سے نکل آیا زہیر
دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا کہا دہائی سرکار کی ہو مین شہرون شہرون گیا جس جگہ آپکا فرمان دکھا دیا کوئی مجھپر دست انداز
ہوا ہین نے کبھی محصول تک نہین دیا اب کی مرتبہ کئی لاکھ روپے کا جواہر اور اسباب جمع کیا آپسے رخصت ہوکر
گیا راہ مین مجھکو خوف ہوا آپکے سرحددار سے کہا اُسنے توپ ساتھ کردی کفیل قزاق نے آکر لوٹا ہرچند لڑائی
کی دس بارہ ہزار آدمی مارے گئے ہم لوگ بیچارے بنیے بقال تجارت کرنے والے خود مال تباہ دیا جو پاس تھا
وہ بھی حوالے کیا لیکن مجھکو خود کفیل نے پکڑا تھا جب فرمان آپکا دکھایا اُسنے پھاڑ کر پھینک دیا اور جو کلمات
مہملات زبان پر جاری کیے اُنکو ادب سے عرض نہین کر سکتا یہ سُنکر عدیل نے قہر و غضب مین قبضۂ شمشیر پر
ہاتھ ڈالا کہا یہ کفیل ذلیل کئی حرکتین ناشایستہ کر چکا ہے سابق مین میرے تحصیلدار کا کارخانہ لوٹ لیا کئی گاؤن
میرے زمیندارون کو لوٹا ہے تامل کیا کہ زیر سایۂ دامن دولت رہتا ہے جب جی چاہیگا گوشمالی کرینگے یہ بڑا غضب
کیا فرمان بادولت کا پھاڑ ڈالا شاگردان عنطر کو بلا کر حکم دیا جلد لاؤ اگر وہ سلر بیہ پر چڑھ گیا ہے تو البتہ مشکل ہوگی

اگر زبیر کوہ ہو ابھی جاکر گھیر لونگا اب اس قزاق کو زندہ نچھوڑونگا بادولت کو ای زبیر تمھارے لوٹنے کا بڑا غم ہوا تم
جاکر آرام کرو نقصان تمھارا سرکار سے ملیگا کفیل کی قضا دامنگیر ہو اب اُسکے قتل کی تدبیر ہوئی ہو شاگردان عمرو
واسطے خبر کے چلے آکر دیکھا کفیل تیغ زن شل بادشاہون کے صحراے پُر فضا مین فروکش ہو لشکر مین کٹورہ چھنک
رہا ہو بازارین آراستہ طائفے چلے آتے ہین جشن کی تیاری ہو یہ سامان دیکھتے ہی بھاگے آپس مین ذکر کرتے ہوے
آئے قزاق نے زبیر کا اس قدر مال لوٹا کہ غنی ہو گیا شل بادشاہون سے جشن کی تیاریان ہین ورنہ ہمیشہ ایسے
کوہ سراسیمہ رہتا تھا جب تو آج تک کوئی بادشاہ دست انداز نہو سکا اب اسکی موت آئی چلکر خبر کرین بھاگے
ہوے آئے دربار مین پہونچے بعد دعا کے عرض کی ای شہریار دنیا معرکہ دیکھا کفیل تیغ زن شل بادشاہون کے
صحراے سبزہ زار مین فروکش ہو سامان جشن مہیا بازارین آراستہ و پیراستہ کل سامان سلطنت ہو آج تو اُسکے لشکر
مین بڑی کیفیت ہو جلد سرکار سوار ہون ایسا نہو خبر سنکر بالاے کوہ سراسیمہ چلا جاے پھر کچھ نہو سکیگا یہ سنتے ہی
عدیل کوہی نے تلوار اٹھائی قلعہ سے بھی فوج بلوائی لشکر مین قرنا ہوئی ادھر ملکہ سہیل فراق صاحبقران
مین رو رہی ہو قرنا کی آواز سنکر فرمایا کیا والد نامدار مست کوہ عقیق گلزار سلیمانی جاتے ہین کنیزون نے کہا ہم
جاکر دریافت کرین یہ ذکر تھا کہ عدیل کوہی کمر باندھے ہوے خود ہی باغ مین آیا ملکہ کا عجب حال ہو آنکھون مین
حلقے چہرے پر زردی ہونٹھ خشک سر خم چشم پرنم قلب پر ہجوم غم والم اٹھکر باپ کو سلام کیا عدیل سمجھا یہ تہمت
جو اسپر لگی صاحب غیرت ہو آمادہ ہلاکت ہو سر سینے سے لگا لیا کہا ای نور نظر پارۂ جگر تم کیون ملول ہو اُس ملعون نے
تہمت لی سزا پائی واصل جہنم ہوا اب تمھین کیون ملال ہو کیا اُسی بات کا خیال ہو ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا تصویر خیالی صاحبقران
آنکھون کے سامنے پھر رہی ہو بے اختیار رونے لگی ہچکی لگ گئی عدیل نے کہا بیٹا کیا یہ اتنا بھی ناگوار ہوتا ہو اب تم
جوان ہو من وہ بچپن کی ضدین موقوف کرو ذرا سی بات پر جان دینے کو آمادہ ہو گئین اُس نمک حرام کو تو مین نے قتل کیا
اب کیون رنجیدہ خاطر ہو ملکہ نے کہا حضور یہ مجھکو بڑا غم ہو آپ برلے مقابلہ صاحبقران جاتے ہین سنا ہو کہ وہان
بڑے بڑے زبردست پہلوان ہین ایسا نہو کوئی حضور کو چشم زخم پہونچے کنیز کا کون پوچھنے والا ہو ماں نے بچپن
مین انتقال کیا وہ بدنصیب ہون کہ ہر روز غم والم کا سامنا ہو دل تردد منزل کیا کیا جفا سہتا ہو عدیل نے کہا
مین ابھی اُس طرف نہین جاتا ہون بلی نیا معرکہ در پیش ہوا زبیر بازرگان کو کفیل نامے قزاق نے لوٹ لیا فرمان بدولت
کا چاک کیا اب اُسپر لشکر کشی کرکے جاتا ہون بڑی بے ادبی اُس سے سرزد ہوئی اگر بے ادبیان کمین بادولت نے
تامل کیا اب نہ مانونگا ملکہ سہیل کا دل تو غم صاحبقران مین بھرا ہوا ہو لپٹ کر باپ سے رونے لگی کہا والا ملا

آپ کیون اپنے کو کانٹون مین پھنساتے ہین سوداگر نے ناحق آنگر آتش فروزی کی آپ جواب دیجیے کہ تم جستجو ہماری
مین کیون گئے یہ بات تو تمام دنیا مین مشہور ہے کہ کفیل قزاق بڑا زبردست ہے عدیل ہنس پڑا کہا کہ بیٹی کو مجھسے بڑی
محبت ہے کہا بیٹی بڑی نامردی ہے کہ جسے فریاد کرے ہم اسکی داد کو نہ پہونچین ملک مین بدعملی ہوجائے سرحد دار ملک
دبا بیٹھین ایک قزاق کے مارنے سے ہزارون پر عبرت ہوگی کوئی ایسی سرکشی آیندہ نکریگا مین جاتے ہی اسکو
گھیر لونگا چور کی کیا حقیقت ہے نام سنکر بھاگے گا ہاتھ جوڑکر دوڑا آئیگا ملکہ تمیل نے سر جھکا لیا عدیل باہر باغ
کے آیا گینڈے پر سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا ملکہ انتہا کی بیقرار ہوئی کہا کیون گلعذار برائے پروردگار
یہ تو مجھکو بتاؤ آخر صاحبقران زمان کہان گئے نہ تابہ قلعہ پہونچے نہ یہان تشریف لائے کیونکر دل نہ گھبرائے
گلعذار نے کہا واری آپ آزردہ ہون تو مین عرض کرون وہ اپنے زمانے کے صاحبقران باشوکت و شان
ماشاء اللہ حسین و جمیل جہان جاکر بیٹھین گے دوست دشمن اُنکی خاطر کریگا جسطرح یہان تشریف لائے اسیطرح
راہ مین کوئی اور چاہنے والا ملگیا وہان بیٹھ رہے آپکا خیال نرہا اگر اُنکو آپکی محبت ہوتی اس طرح چھپ کر نہ چلے جاتے
اتنا بھی پاس نکیا کہ ہمارے چاہنے والی پر کیا گذریگی آپ بھی صبر کیجیے آئینگے بسم اللہ آنکا گھر ہے نہ آئین جو گذرا
وہ گذرا ایسے معاملات بھی ہوجاتے ہین آپکے والد نامدار آپکو بہت چاہتے ہین جا بجا سے حضور کی شادی کے
پیغام آتے ہین کسی بڑے بادشاہ ذیجاہ جلیل کے ساتھ شادی ہوجائیگی عصمت و عفت تو برقرار ہے مجھکو بھی بڑا
خوف تھا صرف دیکھنے ہی کے حسین جمیل ہین اگر کسی لائق ہوتے تو یون نہین اسی طرح گذرتین بس اب اس ذکر کو نہ کیجیے
ناچ راگ رنگ ملاحظہ فرمائیے گلعذار نے جو بطور طعن یہ کلمات کہے ملکہ بیقرار ہوکر رونے لگی کہا اے وزیرزادی
یہ تیرا خیال خام تصور نا تمام ہے اُنکو مجھسے بڑی محبت ہے سب سے زیادہ خیال جرأت و شوکت ہے یہ غیر ممکن کلام
کسی دوسرے مرد کے پہلو مین بیٹھین وہ ہمکو پوچھین یا نہ پوچھین ہم آنکے نام پر عمر بسر کرینگے تڑپ تڑپ کے
مرینگے مقدمہ راز و نیاز جو تونے کہا خدا کی عنایت سے محل اُنکے بحساب کثیر العیال صاحب جاہ و جلال مجھکو بھی
اس مقدمے کا خوف تھا بروقت تخلیہ مجھکو تسکین فرمائی ہے ملکہ عالم ہمارے مذہب مین بدون عقد و نکاح طرف
فعل باطنی کے توجہ نہین کرتے جب پروردگار اپنا فضل شریک کریگا تمہارے باپ کو قتل کرین یا دائرہ اسلام
مین لائین بعد اسکے عقد و نکاح ہو تب انشاء اللہ تمہارے وصل سے مشرف ہونگے علاوہ ازین ان معاملات
کی مجھکو خواہش نہین مشتاق دیدار فرحت آثار ہون شل ماہی بے آب بیقرار ہون نظم

دل اپنا کاوش مژگان یار کے قابل		یہ آبلہ خلش نوک خار کے قابل	دل اختیار مین ہوتا تو کوئی عہد اپنا

بتون کے عشق مین تھا اعتبار کے قابل
اثر عیان ہی مرے اضطراب کا پس مرگ
نگاہ ہی یہ شب انتظار کے قابل
نہ شیخ ہی نہ برہمن ہی ہمسے ملتا ہی
فلک نے ہمکو نہ رکھا فشار کے قابل
نگاہ کہتی ہی دل لائے تھے قبول ہوا
نماز زاہد پرہیزگار کے قابل
جلال عہد جوانی ہی دو گے دل سو بار

لگانا ہی جنون چل کے ہوش نذر کرو
جگہ ٹھہرتی نہین ہی مزار کے قابل
گناہگار تھیون اسقدر گناہ کرین
تمھارے ہو کے ہوے ننگ عار کے قابل
کبھی تو صید گہ دل مین آئے تیر اسکا
تم اٹھ کھڑے ہو نہین بزم یار کے قابل
ہمارے دل کو نہ رکھا کسی کے پہلو نے
ابھی کی توبہ نہین اعتبار کے قابل

گل ارمغان ہی یہ فصل بہار کے قابل
ابھی نہ جانب در آنکھ یاس سے دیکھے
نہ لکھے جائین نہ ٹھہرین شمار کے قابل
پسے ہوؤن کو بھلا کیا زمین پیسے گی
بہت سی آرزوئین ہین نثار کے قابل
اگرچہ بند ہی دامن مگر ہمارا ہی
سکون و صبر و شکیب و قرار کے قابل

یہ اشعار مصیبت خیز حیرت و عبرت انگیز پڑھ کر ملکہ کھڑی ہو گئی کہا ای گلعذار اب ہمسے ربط و ضبط غیر ممکن ہر تنے اس وقت چھریان مارین کلیجے مین ناسو پڑگیا خوش ہو کر کہتی ہو کہ شادی ہو خانہ آبادی ہو اب پہلوے گور مین جاکر سوئینگے اپنی تقدیر کے لکھے ہوے کو تا بہ قیامت روئینگے اب ہم خود براے جستجوے صاحبقران جاتے ہین تمھارا خیال محال بیکار ہو دشمن انکے کسی بلا مین پھنسے یا راہ بھولے ہو جو یہ زمانہ نہین گذرا انکی ہر بات سے بوے صداقت آتی تھی جھوٹے دغا باز نہین ہین تمام عالم مین انکا شہرہ شاہان جلیل نے اپنی دختران بلند اختر بخواہش تمام اعلی مقام سے منسوب کین ہم انکے نام کا رشتہ محبت توڑین یہ غیر ممکن ہاتھ کا اشارہ ہی گریبان چاک کر پاؤن چاہتے ہم صحراے پرخار کی سیر ہو تلوے پھپک رہے ہین آبلہ ہاے دل تپک رہے ہین آنکھین مشتاق جمال قلب پر ہجوم غم و ملال فرد جان کو دردیہ فسانہ ہی جسم کیا ہی کہ قید خانہ ہی بتاؤ گلعذار کس کس کو سمجھائین اعضا ہمارے دشمن ہوے راہبر رہزن ہوے اب کون سنبھالے اس بلا کو کون ٹالے جب ملکہ آمادہ ہوئی کہ مین خود براے جستجو جاؤن گی دلولہ جنون دیکھ کر گلعذار گھبرائی فوراً صنوبر کو بلایا عرض کی حضور یہ کنیز باتمیز ابھی خبر کے واسطے جائیگی فوراً واپس آئیگی حضور ایسا قصد نکرین صنوبر بھی قدمون سے لپٹ گئی کہا ای یہ جو نمک حرام غنطر مارا گیا رستے مین میرا اچھا تھا اکثر اسنے رنگ روغن عیاری کے مجھکو بتلائے ہین مردانہ بھیس کر کے سب جگہ جا سکتی ہون بوجہ احسن خبر لاؤن گی کسی مقام پر ٹھہرونگی ہمارے ہوتے حضور خود لشکر سے نکلین تمام دنیا کی خاک چھانین جس مقام پر یا جائینگے حضور بخوبی آگاہ ہین اس کنیز نے حضور کی خدمت مین پرورش پائی ہی دو چار حرف بھی پڑھے ہین باتون مین نہ رہ جاؤن گی اس طور سے سمجھاؤن گی کہ آپ

صاحبقران زمان اپنے چاہنے والے کا خیال نہ رکھا شوکت ولیاقت سے سراسر خلاف ہی مقام عدل و انصاف ہی میرے ساتھ چلیے حضور محل جاؤن گی آنکو لیکر آؤن گی آپ کی وجہ سے میرا پاس کرینگے اس طرح جو صنوبر نے سمجھایا مردانے کپڑے پہنے صورت تبدیل کی ملکہ بے اختیار ہنس پڑی کہا صنوبر تو بڑی مکارہ ہی خوب صورت بدلی کہا حضور چچا میرے مجھکو عیاری بتلایا کرتے تھے سب طرح کا سامان میرے پاس موجود ہی بخوبی ملکہ کو سمجھا کر ملکہ صنوبر برائے جستجو صاحبقران زمان چلی یہان امیر عالی وقار کفیل قزاق کی بارگاہ مین جلوہ فرما ہین ارشاد کرتے ہین ای کفیل بے عدیل ای دوست صادق ای محب وافق اب تو دن کم رہگیا ہی لو وقت سحر سامان سفر تیار رہے بہ مقابلہ عدیل کوہی جانا واجب و لازم ہی نہین معلوم ملکہ سہیل کا کیا حال ہوگا شب تیرہ و تار مین چھپ کر نکل آیا اُس سے ذکر بھی نکیا بہت گھبراتی ہوگی مجھے بھی خیال ہی شب بھر کیونکر کٹے دن بھی پہاڑ ہو گیا یہ باتین کر رہے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز آئی کفیل گھبرا کر بیرون بارگاہ آیا ہرکارون سے کہا دیکھو کون آتا ہی لشکر کی آمد معلوم ہوتی ہی ہرکارے تیز صبا دم گئے چشم زدن مین واپس آتے عرض کی عدیل کوہی آپ کے مقابلے کو آتا ہی تاجرنے جاکر فریاد کی یہ سنکر کفیل سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی حضور کو تکلیف ہوگی اُٹھیے پھر کوہ چلیے ساٹھ ہزار فوج سے عدیل کوہی آتا ہی جس تاجر کو مین نے لوٹ لیا تھا وہ اُسی قلعہ کا رہنے والا ہی پہاڑ کو اگر گھیر لیگا سر ٹپک کے چلا جائیگا صاحبقران نے فرمایا ای برادر یہ تو خدا نے آرزوے دل پوری کی ہم تو تم سے ابھی کہہ رہے تھے کہ ہمکو برائے مقابلہ عدیل کوہی لیچلو نہ کہ وہ خود اسی مقام آپہنچا ہمکو تکلیف نہوئی بہ آسانی انشاء اللہ مقابلہ ہوگا ہمارا بزرگ ہی کسیقدر عذر بھی کرینگے بہ مجبوری مقابلہ پر ضرور ہی کفیل نے عرض کی حضور فوج بہت ساتھ لایا ہی ساٹھ ہزار جوانان کوہی بڑے بڑے قد و قامت دیو سے جنکو مثال ہی میرے پاس لشکر بہت کم ہی تدبیر کرونگا حضور بالاے کوہ ٹھہرین ایک ہرکارے کو مقام ونشان بتاکر آپ کی فوج مین بھیجدین کوئی سردار لاکھ فوج لیکر چلا آئے تب مقابلہ بن پڑیگا صاحبقران ہنس پڑے فرمایا خدا کی قدرت سے تم ہمکو ملے ورنہ ہم تو یکہ و تنہا اُسکے مقابلے کو چلے تھے ای کفیل یہ ہمارا طریقہ نہین ہی طالب مدد اپنے پروردگار سے رہتے ہین بادشاہ کو یہ لکھ بھیجین کہ فوج روانہ کیجیے دیکھو تو یہان مسبب الاسباب نے کر دیا ہم یکہ و تنہا گرفتار ہوکر آئے ملکہ کے دل مین کسنے محبت ڈالی آسنے بچا لیا بچہ دشمن سے چھوڑا لیا اب اکیلے چلے تھے تم سے ملاقات ہوئی بارہ ہزار فوج مل گئی ساٹھ ہزار کیا کرینگے ہمارے پاس بھجوا دو عدیل کوہی کا ذکر بھی نکرو کفیل خاموش ایک طرف آکر بیٹھا یہ قوم کا قزاق اس طور سے

لڑتا بھڑتا کیا جانے یا پہاڑ پر چھپ گئے یا کسی جنگل میں جا کر بسر کی کبھی حریف پر شبخون مارد یا تردد میں مچھا ہے صاحبقران اپنے پاس سے اٹھنے نہیں دیتے یہان عدیل کوہی آگے پہونچا دیکھا لشکر کفیل قزاق بصد طمطراق فردکش ہے حیران ہوا کہ ہماری آمد سنکر اُسنے فرار پر قرار نہ کیا حکم ہوا بارگاہ ڈالی شادہمل کرتا ہوا بارگاہ مین آیا ساٹھ ہزار کا لشکر اُترا سردارون سے پوچھا کفیل اُسطرح سے فردکش ہے کچھ ہمارے آنے سے نہ گھبرایا سردارون نے عرض کی اب اُسکے پاس فوج بھی زیادہ ہوگئی اپنے زور بازو پر گھمنڈ ہے صبح کو ساری شیخی نکل جائیگی ناگاہ آفتاب عالمتاب غروب ہوا شہنشاہ ماہ تابان بصد شوکت و شان مع سیارگان ثابتہ و سیارگان میدان چرخ نیلی مین جلوہ افگن ہوا تمام عالم ضیاے ماہ تابان سے روشن ہوا عدیل کوہی شراب پی رہا ہے خیمے مین آگر حکم دیا طبل جنگی بجے نقارہ کڑ کڑایا ہرکارے کفیل قزاق کے موجود تھے خبرین لیکر بھاگے سامنے صاحبقران کے حاضر ہوے ہاتھ اُٹھاکر دعا دی کہ شہریار عالم کی عمر دراز ہو اور دشمن پامال ہو **نظم**

وعدۂ روزگار ہست تو — باج گیر از کمال افسون باد
دلش از غم گوشی خون باد — در تماشاے حسن و دولت تو
ذات پاکت کہ والی عالم ست — لیلی روزگار مجنون باد

ای شہنشاہ گیتی ستان ای والی مافات و دنیا عدیل کوہی نے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ ہے کہ نکل کر معرکہ آرا ہے نبرد ہو لیکن بڑا اُسکو تعجب ہے کہ کفیل قزاق نے فرار پر قرار نہ کیا بدولت کے مقابلے مین ٹھہر گیا ابھی تک اُسکو حضور کے تشریف رکھنے کی خبر معلوم نہیں صاحبقران نے فرمایا بوقت سحر ظاہر ہو جائیگا ای کفیل تم بھی طبل جنگی بجواؤ کفیل گھبرایا ہوا نقار خانے مین آیا نوازش طبل کو حکم دیا جب صداے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارون نے جاکر عدیل سے کہا حضور ہمارے سامنے کفیل بیرون بارگاہ آیا طبل جنگی بجوایا آج تو پھولا ہوا پھرتا ہے عدیل نے کہا جب چیونٹی کی قضا آتی ہے تب پر پیدا ہوتے مین بموجب مضمون مصرعہ صید را چون اجل آید سوے صیاد رود اسیطرح اُسکی بھی قضا دامنگیر ہے مشغول کر ناس کفتہ جبر لے جینک دونگا ساری سرکشی نکل جائیگی بلبلاتا ہوا بھاگا اب خرگوش مین بیٹھا ہوا لشکرون مین تیاریان کو ہیون مین جا بجا ذکر ہے یارو قزاقون نے خوب سا لوٹ لوٹ کر مال جمع کیا ہے کل خوب لوٹین گے قزاقون کو قتل کرینگے اگر ہاتھ سے کوہ جاتا میںون گھیرے رہتے وہ بڑا منتظم ہے غلہ بھی جمع رکھتا ہے جب تو بڑے بڑے رئیسون کو لوٹ لیا تھانے اُٹھا دیے علاقون پر قبضے کر لیے اب موت دامنگیر ہوئی ہمارے مالک سے اُلجھا جان بچانا دشوار ہے بعض کہتے مین وہ بھی بہادر ہے نامدار ہے بڑے کر و فر سے مقابلہ کریگا فنون سپاہگری خوب حاصل کیا ہے دو کرسے دو ہزار کو لوٹ لیتا ہے لشکر

شکست دیتا ہے بڑے بڑے معرکے پڑینگے قتل اُسکا آسان نہین ہے ادھر قزاقون کو تردد ہوا آپس مین کہتے مین ہم نے
کبھی اسطرح سے نہین لڑے ہم لوگ قزاق مین جنگ گریز کے مشاق مین ہلڑ کر کے گھیر لیتے ہین کبھی دور سے
نیزہ مارا کبھی تیراندازی کر کے بھگا دیا یہ صفوف آرائی میدان داری بادشاہون کا کام ہے لیکن اب صاحبقران
تشریف لائے ہین میان کفیل صاحب بزرگون کے افسر نامی گرامی نامور انکو کون آ جائے وہی لڑینگے ساٹھ
ہزار سے بارہ ہزار کیونکر لڑ سکتے ہین افسر صاحب کو اختیار ہے ایک نے کہا کیا دیکھتے نہین ہو کہ صاحبقران نے
ہم سبکو کیونکر تسخیر کر لیا ایک نے چھری سے دو کو مارا کچھ تو سمجھ لیا ہے جو عدیل کوہی ایسے زبردست کے
مقابلے مین ٹھہرے ہین دوسرے نے کہا میان کفیل کی اطاعت کو نہ پوچھیے بزرگون کا نام سنکر بھیل گئے
لڑتے لڑتے قدم ہو کر گر پڑے تسخیر کسکو کیا زیر کون ہوا ایک نے کہا بھائیو ہم کیٹھرے ہین باے مرا
ننگ نیست ملک خدا تنگ نیست فتح مین شریک رہینگے شکست دیکھینگے چل دینگے اور کسی افسر کو
ڈھونڈھ لینگے لشکرون مین ہنگامہ صداے ہوشیار باش و ناظر باش بلند چار پہر رات اسی ہنگامے مین
گذری ستارۂ سحری چمکا طائرون نے زمزمہ سرائی کی اپنی اپنی زبان مین عبادت پروردگار کرنے لگے دم صبح
رب اکبر بھرنے لگے سبزۂ خوابیدہ بھی بیدار ہوا ہر برگ و بار جھومتا ہوشیار ہوا نسیم سحری چلی غنچے چٹکے
پھولون نے آنکھین کھولین لالہ بادل داغدار مصروف دید صنعت پروردگار ہوا اٹھ سے مشرق کے
پہلوان روز نیر گیتی افروز زنجیرہاے شعاع سے کمر باندھکر نیزۂ ضیا ہاتھ مین لیا رزمگاہ چرخ نیلی مین
آیا صاحبقران نماز سے فراغت حاصل کر کے بجاے سے اٹھے تسبیح کو بوسہ دیکر رکھا بخضوع و خشوع
دعا کی اے رب کارساز خالق بے نیاز مالک کارساز تو نے بچپن سے میری نازبرداری کی ہر جنگ مین
مظفر و منصور رہا کبر و نخوت سے ہمیشہ دور رہا آج بھی مجھکو فتحیاب کرنا دامن آرزو گل مراد سے بھرنا
غریب الوطنی مین سواے تیرے کون میرا مددگار ہے تو ستار و غفار ہے کفیل صندوق سلاح لیکر آیا
صاحبقران نے خود زرہ وغیرہ ذات پر آراستہ کیے بیرون بارگاہ تشریف لائے پشت مرکب عربی پر
سوار ہوے پہلو مین کفیل قزاق جنگ کا مشتاق پشت پر بارہ ہزار جوان لیکن حیران پریشان بھاگنے
کی فکر جان بچانے کا ذکر ادھر سے عدیل کوہی گینڈے کو مہمیز کرتا ہوا مع ساٹھ ہزار کوہیون کے
طرف میدان کارزار کے بصد غرور و تکبر چلا قضاے کار عضو برخواس ملکہ کی کنیز خاص جو براے خبر نکلی
تھی مردانہ لباس پہنے ہوے اول تا بہ قلعہ گئی راہ مین کہین صاحبقران کو نہ پایا پلٹی ہوئی آتی تھی نوبت

نقارے کی آواز سنکر ادھر متوجہ ہوئی دور سے دیکھا ایک سمت سے عدیل کوہی بالصد کر و فر مع لشکر کو ہستان خود سر میدان کارزار مین جاتا ہے اُدھر سے اک لشکر قلیل آتا ہے اک نخل کی آڑ پکڑ کر ٹھہری تماشا دیکھنے لگی اول وہ لشکر قلیل میدان کارزار مین پہونچا صنوبر نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا اُس لشکر قلیل سے چالیس قدم آگے بڑھے ہوے زیر سایہ علم شیر پیکر صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین حیران ہوگئی کہ یہ تو وہی داماد نوشیروان معلوم ہوتے ہین یہان قزاقون مین کیونکر پہونچے اب تو آگے بڑھی بخوبی پہچان لیا کہ حقیقت مین وہی شیر ہے دل سے کہتی ہے اس وقت کیونکر صاحبقران کے پاس جاؤن لشکر عدیل کوہی بھی میدان مین پہونچ چکا میدان رزم آراستہ ہو رہا ہے تبردار تبرداری کر چلے جو نخل حائل نظر تھے کاٹ کر پھینک دیے ابر نے ستائی باد نے فراشی کی صنوبر گھبرا رہی ہے لیکن عدیل کوہی نے صاحبقران کو کبھی نہ دیکھا تھا کفیل کو بخوبی پہچانتا ہے جمال بمثال صاحبقران زمان دیکھکر حیران ہوگیا یہ بھی بخوبی دیکھا کہ کفیل بطور ملازمان ذلیل اُس جلیل کے ہمراہ ہے وہ جوان خوش جمال شمال شیر نر چالیس قدم آگے بڑھا ہوا صفوف قزاقان سے ٹھہر اگھبرا کر اپنے ساتھ والون سے پوچھا یارو کفیل کو تو مین پہچانتا ہون یہ کوئی جوان جلالت نشان ہے عقل میری حیران ہے کہ یہ تو صاحب سطوت و صولت جلالت و شرافت شعار ہے کسی ملک کا تاجدار ہے سب نے کہا حضور ہمنے کبھی اس شیر کو نہین دیکھا نہین معلوم شرکت قزاقان کا کیا باعث ہوا لشکر کوہستان مین جو یہ ماجرا ہوا جو لوگ جنگ مشلول و اقران مین شریک ہوئے تھے وہ بڑھ کر آگے آئے کہا حضور ہم بخوبی پہچانتے ہین اسی کے ہاتھ سے ہمنے شکست کھائی یہ صاحبقران زمان داماد نوشیروان ہین انھین کا لوائے شوکت ذکر لیاقت از پردہ دنیا تا بہ قاف پہونچا سرکشان قاف کو مٹا دیا اپنا نام روشن کیا عدیل نے کہا یارو بخوبی پہچانتے ہو بعض نے کہا ہم اس سے لڑ چکے اسی کے ہاتھ سے زخم کھائے بھاگ کر آپ کے پاس آئے ہمسے زیادہ کون پہچانیگا نہین معلوم کفیل کا کیون کفیل ہوا عدیل نے کہا یہ تو اور میری مراد بر آئی یہان اسکو قتل کرونگا سبب بھی دریافت ہو جائیگا اسی کے قتل کرنے سے طرۂ بے خبری ملیگا یہ بھی پوچھونگا مجھکو تو میرا عیار گرفتار کر لایا تھا وہ نقبدار کون تھا جسنے چھوڑا یا قزاقون کے کیون شریک ہوا سب حال کھل جائیگا یہ کہکے نقیبون کو اشارہ ہوا نقیبون نے میدان کارزار مین آکر اشعار عبرت آمیز پڑھے لڑنے والون کے دل بڑھے لیکن صنوبر نے جب دیکھا کہ عدیل کوہی اور صاحبقران سے مقابلہ ہوگا عورت عقل کی ناقص گھبرا گئی سوچی بڑا غضب ہوا

صاحبقران زمان ہاتھ سے عدیل کے مارے جائینگے چلکر ملکہ سے اطلاع کرون وہ کوئی تدبیر کرین اگر انکو
بھگا لیجائین یہ سوچ کر بھاگی افتان و خیزان لرزان و ترسان حیران و پریشان مضطر و بدحواس عالم یاس باغ مین
آکر پہونچی ملکہ مشتاق بلا سے خبر در باغ پر کھڑی رہی تھی کہ صنوبر آکر پہونچی ملکہ نے پوچھا ای صنوبر جلد بیان کر کیا
پتا ملا صنوبر نے کہا ادا ری عجب سحر کہ دیکھا عقل کو حیرانی فطرت کو سرگردانی صاحبقران زمان کو مین نے دیکھا
کفیل قزاق کے شریک جاکر ہوے حضور میدان کارزار آراستہ ہوچکا تھا آپ کے والد سے لوگون نے نام بتلا
حال صاحبقران بتا دیا یقین ہے آپ کے والد میدان کارزار مین نکلے ہون صاحبقران سینہ سپر کیے کھڑے
تھے مین تو آن تک نہ پہونچ سکی لیکن عرض کرتی ہون کہ حضور چلین کوئی ایسی تدبیر ہو دور سے اپنی صورت
دکھا کر انکو الگ بلا لیجیے ہمراہ لیکر یہان بھاگ آئیے ورنہ ساٹھ ہزار فوج لیکر آپ کے باپ گئے ہین وہان فقط
بارہ ہزار قزاق ہین وہ سب جنگ گریز کے مشاق ہین لوٹ لینے مین طاق ہین اس طرح کے مقابلے کے لائق
نہین ہین جنگ کی بھیڑ انھین پر پڑے گی فوج قزاقان کیا لڑے گی یہ سنکر ملکہ گھبرا گئی بیوقوف نے جو بیان
کیا جوش محبت مین کہا اچھا مین چلتی ہون دور سے صورت دکھا کے بلا لونگی اس فقرے سے انکی جان بچا لونگی
یہ بھی خیال نہ آیا صبح کا ذکر کرتی ہے پہر دن باقی رہ گیا کیا جنگ نہوئی ہوگی حضرت عشق نے سب کچھ بھلا دیا
نقاب چہرے پر ڈالی مادیان شبگین پر سوار ہوئی ہتھیار لگائے وہی چار سو کنیزین جنکو تعلیم کیا ہے وہ سب سوار
ہوکر ساتھ ہوئین نقابین رنگین چہرون پر ڈال لین صنوبر آگے بڑھی انکو تو کوس بھر نکل کر شام ہوگئی شب
تیرہ و تار مین چلی جاتی ہین یہان میدان کارزار مین جب نقیب نقابت کر چکے عدیل نے گینڈے کو صف سے
نکالا چنگھاڑتا ہوا مثل دیو مہیب بشکل عجیب و غریب میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی او کفیل قزاق
کچھ مابدولت کا خیال نہ کیا ہمارے تاجر کو لوٹ لیا دو خطا تو لائق معاف کرنے کے تھی یہ کیا غضب کیا ہمارے
فرزندون کے قاتل کو اپنے گھر مین جگہ دی اب دیکھنا کیا قیامت برپا کرونگا یہ کہکر آواز دی او حمزہ بے ادب
تیرے مغز مین بڑا افتشار ہے قزاقون کا ساتھ دیا اب میدان کارزار مین آکر مجھسے مقابلہ کر میرے فرزندون کو
مارا کچھ خوف نہ آیا یہ سنتے ہی صاحبقران نے مرکب باد رفتار کو پھیرا کفیل نے بڑھ کر رکاب تھام لی دست بستہ
عرض کی آپ ہمارے بزرگون کے سرپرست ہین پہلے مین اجازت دیجیے جاکر اس جیالے سے لڑون بعد میرے
حضور کو اختیار ہے اگر میرے سامنے کچھ حضور پر افتاد پڑی مین منہ دکھانے کے قابل نہ ہونگا صاحبقران
نے سر کفیل کا سینے سے لگا لیا بہ فصاحت و بلاغت فرمایا او کفیل تم ایسے ہی دلیر ہو بجنسہ جنات کے شیر ہو اب

اُس نے ہمارا نام لیکر للکارا ہمکو جانا واجب و لازم ہو تم ہمارے واسطے دعا کرو ہر طرح صاحبقران نے تکفیل کو
روکا مرکب کو بڑھایا اسپ باد رفتار طرارہ بھر کے چلا دم سے جنور کرتا ہوا صبا رفتاری کا دم بھرتا ہوا کوہ سرین کوہ
نعل گلے مین خوشنما ہیکل مین ٹھیکون مین میدان کارزار مین پہونچ گیا عدیل کوہی گرد اسپر کا لیکر بڑھا صاحبقران
آنکا وزن ہوا پانچ قدم اسکا گینڈہ پیچھے ہٹا صاحبقران زمان کا مرکب تین قدم پر تکے رکاب عدیل نے بخوبی
سر پائے صاحبقران کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار قالب غم مین فرزندون کے بیقرار ضبط کرکے کہا یا صاحبقران
زمان آپ کے بڑی بڑی دور نام مین ان لڑکون مین کہان آکر چھپے یہ بتلایئے میرا عیار عنطر آپ کو چرا کے
لایا تھا وہ وفادار کون صاحب تھے جنہون نے اسکو زخمی کرکے تمکو بچایا اتنے دنون کہان چھپے رہے اب
کیون ظاہر ہوئے اس معاملے مین کیا بھید ہی صاحبقران نے فرمایا ای عدیل کوہی ہمارے پروردگار نے ایک
نگہبان کو اپنی قدرت سے بھیج دیا اُس نے بچالیا یہ قزاق ہمارے رفیق کا فرزند ہی ملکہ وتنما تمہارے مقابلے
کو چلے تھے راہ مین تکفیل نے روک لیا اب اپنے قلعہ پر جاؤ انشاءاللہ ملکہ وتنما آئینگے وہین آکر تمکو تمہارا مقابلے
عدیل نے کہا پناہ ندونگا فرزندون کے خون کا بدلا لونگا حربہ کیجیے حوصلہ نکال لیجیے میرے حال سے آپ ابھی
آگاہ نہین ہین وہ دونون طفل میرے تعلیم کردہ تھے جو تمہارے ہاتھ سے مارے گئے اُن ایسے ہزارہا تابعدار
موجود ہین اُنکے قتل پر ناز نکرنا نیزہ اُٹھاؤ تلوار کھینچو فنون جرأت دکھاؤ صاحبقران نے فرمایا ہمارا یہ دستور
نہین ہی تو حربہ کر تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا ہم بھی جواب دینگے عدیل کوہی نے نیزہ مارا امیر نے بند جوشن
طعن مین نیزہ عدیل کوہی کا ہوائی گیا عدیل نے غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او حمزہ فن نیزہ بازی کی
ہم لوگ کچھ حقیقت نہین جانتے اس پر مغرور نہونا یہ تیغہ بیدریغ ایک دم مین خاتمہ کریگا بڑے بڑے مل
ے میرے حربے سے کبھی کوئی نہین بچا ایسے لاف وگزاف کرتا ہوا بڑھا سر صاحبقران پر وار کیا
صاحبقران زمان کو عدیل کوہی کا خیال ملکہ کے رنجیدہ ہونے کا ملال دل سے باتین کرتے ہین جہانتک
ہوسکے بہ فنون شناہگری اسکو زیر کرون میرے ہاتھ سے قتل نہو لیس بار کو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
عدیل کوہی لپٹ پڑا زمین پر کود پڑے دونون جوانون مین کشتی ہونے لگی اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی
کہ عدیل کوہی دو پہر برابر صاحبقران زمان سے لڑا کچھ زیادتی ثابت نہوئی بعد دو پہر زوال آ غلب ہوا
جلال زور صاحبقران بڑھا تڑپ تڑپ کے لڑنے لگے کئی مرتبہ عدیل کوہی کو پکڑ لائے تیج باندھنا مشکل
کردیا ملازمان عدیل کوہی دیکھ کے گھبرانے لگے آپس مین کہتے ہین لو صاحبو آقائے نامدار جیت ہوا جاتا ہی

حمزہ کیا غضب سے کچھ باندھ رہا ہی میان عادیل کوہی توڑ بھی نہین کر سکتے دیکھیے کیا ہوتا ہی لیکن خاموش لڑ رہے ہین
کاش کے برائے مغلوب حکم دین ہم سب مل کر جا پڑین نیزہ ہائے طویل پر حمزہ کو اٹھا لین تیرون سے سینہ مشبک کر دین
لاشہ ہائے قزاقان سے میدان کارزار بھر دین بعض کہتے ہین قزاق کیا حلوا ہین وہ بھی دل کھول کر لڑینگے بڑے
جبڑے کے پڑینگے دانتون پسینہ آئیگا نعرہ مردان عالم سے میدان کارزار تھرائیگا صاحبقران دو چار مرتبہ عدیل
کوہی کو ٹہلاتے ناگاہ اک مقام پر عدیل کوہی پٹ گرا صاحبقران اوپر آئے ایک ہاتھ کی اندری چڑھا دی
گردن پر ہاتھ رکھ کے ہکہ مارا سر اسکا زمین مین اتر گیا بہت گھبرایا کہا ای صاحبقران ذرا ٹھہر جائیے مین کچھ آپسے
کہون گا میرے سینے مین بڑی چوٹ لگی پسینہ آگیا شام بھی ہو چلی ہی صاحبقران زمانہ قاعدے کے پابند ہین
عدیل کوہی نے جو گڑگڑا کر کہا دل دکھ گیا رحم آیا فوراً چھوڑ دیا عدیل کوہی جھاڑ پونچھ کر اٹھا کچھ دل ہی دل مین
سوچ کر کہا ای صاحبقران مین کل آپ سے مقابلہ کرون گا اس وقت میرا دل نہین چاہتا یہ بھی ظاہر ہی کہ دن
واسطے لڑائی کے شب برائے عیش و آرام صاحبقران نے فرمایا ای عدیل کوہی مین تو کبھی اس طرح میدان
کارزار سے نہین ہٹا لیکن تمھاری خوشی آج اور کل کا کیا اعتراض ہی جو ہونا ہو آج ہی ہو جائے عدیل نے کہا
نہین میرے سینے مین چوٹ لگی سینک ساتک کر لینے کو درست کر دونگا چالاک و چست ہو کر بوقت سحر پھر
مقابلہ آؤنگا ہنر سپاہگری آپ کو دکھلاؤن گا صاحبقران نے کہا بہتر جو تمھاری خوشی عدیل کوہی بہت خوب
لشکر چلا کفیل دوڑ پڑا صاحبقران کو بیچ مین رکھ لیا زر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا پوچھا ای سپہدار آپنے
عدیل کو کیون چھوڑ دیا بعنایت رب اکبر سبطرح غالب آچکے تھے اب کیا باقی تھا یہ پہلوان زبردست بہادر بڑا
مکر سے سست و مباز جبلے لاتا ایسا نہو بھاگ جائے یا کچھ اور فتور کرے صاحبقران نے فرمایا ای کفیل
اتنے عذر کیا ہمارا یہ طریقہ نہین ہی کہ بہادر کو عاجز کر کے زیر کرین مجبور رہو ہو اسکو زیر شمشیر کرین اگر مکر کریگا
حافظ حقیقی مالک تحقیقی سر پرست ہی پیدا کرنیوالا سب سے زبردست ہی علاوہ ازین اگر وہ صحرائے مکر کا گرگ
ہی مگر ہمارا بزرگ ہی یہ بھی خیال آگیا کفیل نے کہا حضور بہتر نہ ہوا اب میرے نزدیک یہ مناسب ہی کہ بالا
کوہ تشریف لیچلیے شب کو وہین آرام فرمائیے شاید شبخون کا ارادہ کرے پس پہاڑ پر نہ آسکیگا امیر نے
فرمایا وہ مجھسے وعدہ کر گیا ہی کہ کل پھر سر میدان مقابلہ کرونگا کوہی اپنے مقام پر کہینگے ہمارے خوف سے بالا
کوہ چلے گئے ہرچند کفیل نے کہا صاحبقران نے نہ قبول کیا فرمایا لا ای برادر رب اکبر پہ تکیہ کر کے آرام
کرو کفیل خاموش ہو رہا اتنا اسنے انتظام کیا کہ طلائے پر زیادہ قزاق مقرر کیے صاحبقران بارگاہ مین

آکر بیٹھے خاصہ نوش کیا اتنے بڑے پہلوان سے دن بھر کشتی لڑے پریشان ہو رہے تھے الگ جگہ مین پلنگ بچھوا کے تخلیہ مین تشریف لائے تصویر خیالی ملکہ شمیل آنکھون کے سامنے آئی طبیعت گھبرائی اُٹھ بیٹھے نیند نہین آئی دل سے باتین کر رہے ہین لب پر آہ سرد خود بخود دل مین درد بیقراری ملکہ یاد آتی ہے دل سے فرماتے مین نہین معلوم اُس عاشق صادق پر ہمارے کیا گذری جب وہ غزال صحرائے وفاداری بیدار ہوئی ہوگی آنکھ کھول کر دیکھا ہوگا اور پہلو مین ہمکو نہ پایا ہوگا کیسی پریشان و مضطر ہو کر چارجانب تلاش کیا ہوگا صاحبۂ عصمت و عفت دُر بے بہائے درج شوکت کیسے زبن بہلاتی ہوگی نہین معلوم یہ عدیل کس طرح یہان آیا شاید کسی دراندازنے اطلاع کی ہو ایسے ایسے خیالات مین یہ اشعار تقریر ہر کر صاحبقران پڑھنے لگے نظم

نہ خوف آہ بتون کو نہ ڈر ہے نالون کا	بڑا کلیجہ ہے ان دل دکھانے والون کا	ہمیشہ جلوہ رخ گیسوون مین دیکھین ہم
رہے جہان مین روشن چراغ کالون کا	لحد مین مجھسے نکیرین بھی جو پوچھینگے	یہی کہون گا کہ بندہ ہون خوش جمالون کا
وہ کون لوگ ہین دل توڑنے کی خو جنہین	ہمین تو پوچھنا ہوتا ہے شاق چھالون کا	نہ رحم کیجیے نہ عزیز دل کو دیجیے خوب
حضور ہان یہی باعث ہو ملالون کا	کہان بہشت کہان حور اور کہان نالہ ہے	عبث عبث تجھے سودا ہے ان خیالون کا
اُٹھانے والون پہ منعم کی لاش بھاری ہے	مرے لیے ہی گٹھر نباد و شالون کا	ہمارے منہ پہ تو منہ رکھ کے منہ کو دھوئے کوئی
یہ جنازہ خوب نکالیگا رنگ گالون کا	بہت سے دل ہین کہ آرام جاکے پاتے ہین	خدا دراز کرے سایہ انکے بالون کا
چڑھی ہوئی ہے زمانے کے شوخ چشمون کو	دماغ وحشت مین جتنا نہین غزالون کا	جلایا آہ کی بجلی گرا کے بلبل نے
نہ باغبان کو بھلا چھانٹنا نہالون کا	شروع عشق ہی مین ہے دل و جگر بیتاب	ابھی یہ حال ہے اپنے ساتھ والون کا
جلے بجھے ہوئے کیونکر کہو نہ شعر جلال	کلام ایسا ہی ہوتا ہے خستہ حالون کا	

صاحبقران زمان یاد محبوب مین بیقرار اشکبار حیران و مضطر طپش غالب ناصبوری ترقی پر لیکن عدیل کو ہی جو دم دیگر امیر کو میدان کارزار سے پٹخا شکستہ تمام جسم مین درد رو زنگ سیاہ روکار دربارگاہ مین آکر گر پڑا آہ آہ کرنے لگا پہلوان شاگرد وغیرہ قریب آئے کہا کیون حضور خیر تو ہے آپ تو ابھی اکھاڑے مین بیس بیس پہلوانون کو زور دلواتے تھے کبھی سعد رحضور کو ترود نہو تھا آج تو آئینہ رخسار پر گرد ملال ہے خیر خواہان دولت بھی آگاہ ہون کہ کیا ملال ہے جو کچھ میدان کارزار مین گذرا غلامون نے اپنی آنکھون سے دیکھا حمزہ کو حضور نے عاجز کر دیا تھا جان بچا کر چلا گیا خوب کیا آج درگذری ایک شب کے واسطے پناہ دی یہ جو ساتھ والون نے کہا عدیل کو ہی بیقرار ہو رہا تھا مقابلے مین صاحبقران سے جان پر بنی رات ہونا روسیاہ کے لیے غنیمت ہوا اگلا ساتھ والون کو جواب دیا بھاگے

حمزہ کو مین ایسا نہ جانتا تھا وہ تو بڑا صاحب قوت و طاقت ہی نوشیروان کا تیار کیا ہوا ہی شاہ نے لاکھون روپیہ کھلا کے
شاہان ہفت اقلیم سے لڑا دیا بڑے بڑے پہلوانون سے لڑا مین ایسا ہی زبردست تھا پھیت بکیت پھکیت
کل فنون سپاہ گری سے ماہر تھا اتنا بڑا بادشاہ جابر و قاہر بڑی مشکل مین مین نے اپنی جان بچائی زیر ہونے مین کیا باقی
تھا اب آج مجھکو مہتر عنطر یاد آیا وہ ہوتا تو حمزہ کو چورا لاتا دل تردد منزل تسکین پاتا نہین معلوم اسنے سچ کہا یا جھوٹ
یہ تو راستی اسکی ظاہر ہوئی اگر وہ چورا کر نہین لایا تو اس حوالی مین حمزہ کیونکر آیا نہین معلوم اس قزاق نے حمزہ کو
کیونکر پایا اتنا بڑا بادشاہ جلیل ہوکر چور کی طرف سے لڑنے آیا سوائے حمزہ کے مین تمام دنیا پر غالب ہون
اس بیباک کے مٹانے کا مین دل سے طالب ہون تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ رات کو جاکر حمزہ کو مار ڈالے ہم
مین سب سے سمجھونگا نہ یہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا رفیق قدیم اسکا شاطر کوہی ہمیشہ سے مکار
غدار ہی بلکہ عیاری مین شاگرد عنطر نابکار ہی یہ سنکر اپنے مقام سے اٹھا کہا ای شاہنشاہ غلام آپ کا طالب دل بھلا
جس سے آنکھ جھپک جاتی ہو مقابلے مین ضرور طبیعت گھبراتی ہی مین جاکر گرفتار کر لاؤنگا قتل کرنے کا آپکو اختیار ہی اشاہ
عنطر بیشک بے خطا قتل ہوے اسوقت کل تحقیقات نہوا یہ غلام آپ کا ہمیشہ سے ہم سردار و ہم عیار ہی اکثر دنگلون
مین گیا پہلوانون کو لکڑے مارا جب تو تمام دنیا مین میرا نام ہی جرات مین یہ غلام مشہور خاص و عام ہی یہ سنکر عدیل
کوہی خوش ہوگیا کہا ای یار وفادار ای جلالت شعار جتنے ملک میرے قبضے مین آئینگے تجھے سب جگہ کا بادشاہ کرونگا
دامن آرزو گل مراد سے بھرونگا شاطر کوہی تھا بانہ بے عیاری جسم پر آراستہ کرکے طرف لشکر کفیل قزاق کے چلا دور سے
دیکھا اس لشکر مین صداے حاضر باش و ناظر باش بلند قزاق پھر رہے ہین سوچا کہ یون داخلہ لشکر مین دشوار ہی ایک
ایک قزاق جلالت شعار ہی یہ سوچ کر ایک گوشے مین آیا نخل کی آڑ پکڑ کر بارگاہ صاحبقران کو تاکا پہلوان
زبردست بادہ مکر و غدر سے مست جوڑی خنجر کی نکالی نقب کھودتا ہوا چلا ذکر کرچکا ہون زلزلہ قاف ثانی سلیمان
یاد ملکہ سہیل مین اشکبار و بیقرار مین اشعار عاشقانہ پڑھتے پڑھتے ابھی آرام فرمایا ہی شاطر کوہی نے کو خیمہ بارگاہ
مین آکر منہ نقب کا توڑا سر اٹھا کر دیکھا صاحبقران آرام فرمارہے ہین خدمتگارون کو اس وجہ سے رخصت
کر دیا تھا کہ دل کو غم سے خالی کر رہے تھے فراق محبوب مطلوب مین ٹھنڈی سانسین بھر رہے تھے تڑپ تڑپ کے
سو گئے یہ مکار نقب سے نکلا قریب صاحبقران آیا دو شالہ چہرہ بے نظیر سے ہٹایا لخلخے مین بیہوشی رکھکر برابر
دماغ کے لایا صاحبقران نے سانس اوپر کی کھینچی بیہوش ہوگئے اس ملعون نے پشتارہ باندھا اسی نقب سے
نکلا طرف لشکر عدیل کوہی کے چلا عدیل مشتاق بیٹھا ہی خیال تھا صاحبقران مین کب نیند آتی ہی بڑا اقبال اکر

صبح کو صاحبقران سے پھر لڑنا پڑیگا کہ زنگ کی آواز بلند ہوئی سر اٹھا کر دیکھا شاطر کوہی پیشقدم بدوش آپہونچا عدیل
نے کہا ای خیر خواہ دولت ای صاحب جلالت دہست دشمن کو لایا عرض کی وہان خوب تلوار چلی کئی قزاق قتل کیے آپکے
اقبال سے لایا عدیل نے کہا ہوشیار کر عرض کی ای پہلوان دوران شیر کو دام مکر مین گرفتار کیا مگر صرف کمند ہای
ریشمی سے باندھا ہی کھلتے ہی قیامت برپا کریگا آہنگر کو بلوائیے مسلسل و مطوق کرائیے دوسرا یہ انتظام عمل مین لائیے
جلد فوج کو تیار کیجیے ان قزاقان خونخوار کو شبخون مار کر شکست دیجیے عدیل کوہی کو یہ رای بہت پسند آئی حکم دیا
کہ صاحبقران کو اسی بیہوشی مین ہتھکڑیان بیڑیان پنہا کر قیدخانے مین بھیجدو آپ گینڈے پر سوار ہو فوج مین
آتا ہوا عدیل کوہی اس شب تار مین فوج لیکر واسطے شبخون چلا کفیل قزاق کو شام سے فکر تھی یقین کامل تھا کچھ فساد
ضرور برپا ہوگا خوابگاہ مین تڑپ رہا تھا یکایک خود بخود دل کو بیقراری ہوئی قبضے پر ہاتھ ڈالکر اٹھا دیکھا خود بخود
دل بیٹھا جاتا ہی یقین کامل ہوا کچھ افتاد پڑی بیرون بارگاہ آیا کسی قزاق کو آواز دی جواب دیا حاضر ہون کہا ستارہ
سحری چمکا چاہتا ہی صاحبقران کی جاکر خبر لو بولے نماز سحر بیدار کرو اور افسران فوج دوڑے پوچھا ای افسر خیر تو ہی
کہا یار میرا دل گھبراتا ہی میرے دو قدم نامدار جلالت شعار بڑے صف شکن تیغ زن صاحبقران کے رفیق
قدیم ہین اتفاقات آب و دانے سے صاحبقران کا ادھر گذر ہوا اگر انکا ایک موے جسم بھی میلا ہوا مین
منہ دکھانے کے لائق نہ ہونگا جلد صاحبقران کی خبر لو میرا دل گھبراتا ہی چند قزاق دوڑ گئے پردہ اٹھا کر دیکھا
صاحبقران پلنگ پر نہین ہین اُس قزاق نے چیخ ماری کہا آقائے نامدار دوڑیے صاحبقران پلنگ پہ
نہین ہین کفیل قزاق افتان و خیزان حیران و پریشان بارگاہ مین آیا دیکھا گوشے مین ضرب نقب ہی پتہ ا
عیار کا صاف معلوم ہوتا ہی کہا لو یارو غضب ہوا کوئی آقائے نامدار کو چرا لیگیا داغ دے گیا گھبراتا ہوا باہر
آیا تردد و انتشار مین سب افسر دوڑتے ہوئے قریب کفیل کے آئے کہتا ہی یارو کوئی صلاح بتلاؤ اس نامرد کی
مکاری کی صاحبقران کو چرا لیگیا مین شام ہی کو کہتا تھا صاحبقران نے میرا کہنا نہ مانا اُس بیجا کو
چھوڑکر اپنے سر پر آفت لی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے نے بڑھ کر خبر دی حضور مین لشکر مین عدیل کے گیا تھا آقا کو تو
قید کیا عدیل ذلیل لشکر لیکر آتا ہی کفیل گھبرا گیا قصد ہوا لشکر کو تیار کرون اب تختی پڑی بالائے کوہ چلا جاؤن
تیر و تفنگ سے لڑون سب قزاقون کا یہی قول ہو حضور ہم میدان کارزار مین لڑنا کیا جانین علاوہ ازین اتنی
ظالم کے ہلیں لشکر بیشمار ہماری فوج کم مزاج ہے ہم کیونکر مقابلہ کرینگے جان بچانا دشوار ہوگی ابھی ایسے مجبور رہنا چاہتے
تھے یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا عدیل کوہی ساٹھ ہزار فوج سے آتا ہی آواز دیتا ہوا بشیدای قزاقان

دیکھو تو کس رنگ سے مین آتا ہون خود تو اس طرف چلا دس ہزار کوہیون کو حکم دیا راستہ پہاڑ کا روک لو اگر قزاقان
سنگدل پہونچ جائینگے بڑی مشکل ہوگی اسیوجہ سے آج تک یہ چور بچا ورنہ مابدولت کی عملداری مین رہ سکتا ہے
کفیل نے دیکھا پہاڑ کا راستہ بھی رک گیا ہے دس ہزار فوج گرد پہاڑ کے پہونچ گئی مجبور سوار ہوا اتنی تو تدبیر کی
افسرون کو آواز دی یارو ایک ایک حملہ کرکے نکل چلو جو خدا کو منظور ہوگا فکر کرین گے اب تو بلا نازل ہوئی دیکھیے
تقدیر کیا دکھاتی ہے قزاق نیزے پکڑکر لشکر عدیل کوہی پر جا پڑے لڑتے بھی جاتے ہین ایک صحرا کا آپس مین عہد
بدیا کہ جو نکلے اپنے کو اسی مقام پر پہونچائے قزاقون نے وہی کیا جو گھر گیا قتل ہوا افسر لڑ بھڑ کر نکل گئے لیکن
کفیل سبکی کفالت کر رہا ہے ایک ہی مقام پر جم گیا سبکا افسر ہے چاہتا ہے سب نکل جائین تب مین لڑتا بھڑتا
نکلون کہ سامنے عدیل کوہی کا نعرہ ہوا کفیل سینہ سپر کرکے جا پڑا خوب تلوار چلی کوہیون کو مارکر قریب عدیل
کے پہونچا عدیل نے پہلے ہی ہاتھ مارا کفیل پر چہار طرف سے تلوار پڑ رہی تھی کئی وار روکے کئی خالی دیے عدیل
کی تلوار سر پر پڑی کسیطرح بہادر کا زخمی ہوا گھبرایا ایسا نہو گرفتار ہو جاؤن گھوڑے سے کود پڑا مدت سے پیشہ
قزاقی کرتا ہے جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ کودتے ہی اسکے گینڈے کے منہ پر ہاتھ تلوار کا مار دیا گینڈا اچھلا جست کی
عدیل کو دو کر الگ ہوا گینڈا ایک جانب بھاگا کفیل جست کرکے اپنے مرکب پر آیا تلوار کھینچکر لڑتا ہوا سلامت
ایک جانب نکل گیا کسیکی مجال نہ تھی کہ اُسکو روکتا عدیل کوہی جبتک سوار ہو نگاہ اٹھا کر دیکھا قزاق مار پیٹ کر
نکل گئے گرد بھی نہین معلوم ہوتی بہت جھلایا خیمے وغیرہ لوٹ لیے فتح کرکے پلٹا بڑی خوشی حاصل ہوئی افسران سے
صلاح کرتا ہوا چلا کیون یارو اب کیا کرین خداوند لقا نے تقدیر معقول کی بڑے لطف سے فتح ہوئی سب نے
کہا ابھی چلکر حمزہ کو بھی قتل کیجیے سر لیکر خدمت لقا مین چلیے طرۂ پیغمبری حاصل ہو تمام دنیا مین حضور کا نام ہو جائے
حمزہ دوست کو مار ایسے حریف کو للکارا عدیل کوہی ہنستا ہوا خوشی خوشی لشکر مین آیا ہر چند کہ کوہی اسکے بہت سے
مارے گئے قزاق قتل کرکے نکل گئے لیکن عدیل کو کچھ خیال نہین آتے ہی بیرون بارگاہ دنگل رچا پہنچ بیٹھا ایلان
خونی کی تیاری کو فوراً حکم دیا ادکش لشکرکش چشم کن جلادان پرفن آکر حاضر ہوئے عدیل نے حکم دیا صاحبقران
کو جلد لاؤ بیان صاحبقران قیدخانے مین بیدار ہوئے ہاتھ اٹھایا خانۂ زنجیر مین غل ہوا آنکھین کھول دین دیکھا
قیدخانے مین بیٹھا ہون گرد کوہیون کا مجمع ہے سمجھے عدیل نے مکر کیا عیاری کرکے گرفتار کرا منگایا فلک نے شعبدہ
نو دکھایا صاف ثابت ہوتا ہے اس ملک مین قضا لیکر آئی دل سے یہ باتین کر رہے تھے کہ داروغہ زندان خانہ
آیا سر زنجیر کو تھام کر صاحبقران کو لے چلا بھی باہر ہوا آج بڑا جلیل قتل ہوتا ہے جس نے سلطنت نوشیروان کو مٹایا

اور گنجاب کو بھگایا اسی جوان کی بدعت نے خداوند لقا کو آوارہ کیا تا بہ کوہستان آئے یارو بڑی خوشی کا مقام ہے کہ
کوہستان کا تمام عالم مین نام ہوا ان ملکون سے کبھی کوئی بچ کر نہین گیا اُسکی بھی قضا لیکر آئی صاحبقرانی تھی چند اہل دل
بھی موجود ہین انھون نے کہا یارو توبہ کرو کلمات غرور زبان سے نہ نکالو فلک سبکو انقلاب دکھاتا ہے بعد جلال
زوال ماہ فلک کبھی بر سر کمال کبھی بصورت ہلال باغ مین کبھی خزان کبھی بہار گل ہنستے ہین عندلیب خوشنوا نالان
وزار سرو نے سرکشی کی آفت ارّہ دل پر سہی غنچے چٹک کر گل ہوئے رنگ بھی جمنے نپایا تھا کہ جھونکا باد خزان کا چلا پھر جھکا
زمین پر گرا گلچین نے دست بدعت دراز کیا اپنی بدعت پر ناز کیا گلچین و باغبان بھی ایک دن مبتلائے بلا ہوئے ہین
چند ہی عرصے مین سر پر ہاتھ اپنے رکھکے روتے ہین سکندر ایسا بادشاہ زبردست صاحب فوج و لشکر حاکم بحر و بر
اسقدر مقبول بارگاہ پروردگار تھا کہ حضرت خضر و الیاس پیغمبران فلک اساس رہبری کرکے تا بہ چشمۂ حیوان
لے گئے کچھ آبرو نہ بڑھی بموجب مضمون مصرع سکندر رہ گیا پیاسا یہ سوچ کر آب حیوان پر تُھو آخر انجام کیا ہوا
خالی ہاتھ آیا تھا ہاتھ خالی دکھلاتا ہوا چلا گیا عقلمند سمجھ گئے راز دل سے اُسکے آگاہ ہوئے یعنی وہ ہاتھ اشارہ کرتے
تھے کہ اس وقت کون دستگیری کرے دنیائے ناپائدار مین آکر کیا پایا یہ انجام ہوا دنیا سے حسرت و یاس لیکر چلا
بس یارو خوف کرو عبرت کا مقام ہے یہ جوان عالی مقام سخرکن بحر و بر قزاق راہ دین اسلام غازی مجاہد مشہور خاص و
عام تھا لیکن دام مکر مین پھنس گیا خوشی نکرو پیدا کرنے والے سے ڈرو ایسا نہو یہی تمہارا بھی حال ہو نگاہ حقارت
اس رئیس کو نہ دیکھو لشکر عدیل کوہی مین اک غل ہوا ایک ایک کو ہی قدو قامت مین مثل دیو صاحبقران اسطرح
جھومتے ہوئے بخوف و ہراس سامنے عدیل کوہی کے پہونچے مثل اہل اسلام کے سلام کیا عدیل کوہی
بلبلانے لگا آواز دی کیون اے حمزہ عرب دیکھا تونے خداوند لقا نے کیا چشمہ لقا پیری کی اب میرے ہاتھ سے
کیونکر بچوگے کفیل قزاق جو تمہارا کفیل تھا اُسکو بھی شکست دی مال و اسباب لوٹ لیا جان بچا کر بھاگ گیا
اُسکو بھی تلاش کرکے مارونگا اب اگر جان بری چاہتے ہو خداوند لقا کو سجدہ کرو یہ سنکر صاحبقران زبان کو
غصہ آیا فرمایا او بدنام مرد ہو مردان عالم کے پاپوش کی گرد ہے کلام کرتے غیرت نہین آتی دم دیکر میدان کارزار سے
بھگا جارہے تکاسی کرائی اُسپر یہ غرور جو تجھے ہوئے قصور روکو نا ہی نہ لقا پر ہمیشہ مین لعنت کرتا ہون ظالم
سے اس حقیر کے وہ نہ ستاتا ہو تم ایسے نالائقون کا خداوند مغرور خود پسند عدیل کو تو حیلہ منظور تھا حکم دیا
جلاد سے قتل کرو جلاد طرف صاحبقران کے چلا لیکن حال ملکہ سہیل کا عرض کیا جاتا ہے جب حضور بر خواص نے
جاکر کیفیت صاحبقران زبان کی بیان کی جوش محبت صاحبقران مین نقاب چہرے پر ڈالی مع چار سو کنیزوں کے

باغ سے باہر نکلے شب کا وقت تھا صحرا کا سناٹا کنیزیں بھی گھبرائیں کہا واری غضب کیا اس ویران جنگل میں نکل آئیں گلعذار نے بڑھ کر کہا حضور حقیقت میں بڑی خطا ہوئی صبح کو صنوبر نے بیان کیا تھا کہ صاحبقران زمان مقابلہ میں آپ کے والد نامدار کے ہیں سارا دن گذر اب نہیں معلوم وہاں کیا گذری ہو یہاں رات ہو گئی دیکھیے اُکی پریشانی پر لیلائے شب نے زلف شب کھول دی مجنوں روز سمت صحرا نے نجد گیا اندھیری رات چند کنیزوں کا ساتھ دیکھیے وہاں تک کیونکر پہونچیں اسوقت ہمارے خیال میں نہ آیا آپکو نہ سمجھایا کہ صحرائے ہول خیز کیونکر طے ہونگے اگر گرتے پڑتے صبح کو پہونچے صبح ہو گئی نہیں معلوم صاحبقران کہاں ہوں دشمن مغلوب ہوئے یا غالب آئے حضور ابھی باغ قریب ہی پلٹ چلیے صبح کو پھر صنوبر کو روانہ کریں گے وہ جائیگی معقول خبر لیکے آئیگی ایسا نہو کوئی شیر بھیڑیا نکل آئے لونڈیوں کو حضور کے کھاجائے بقول شاعر شعر تجھے چاہ کے ہم تو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے ہے نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے جنگل میں کہاں کہاں مارے مارے پھرینگے یہ کالی رات جنگل کی وحشت کہاں ایک ٹھہریں وزیر زادی نے جو اسطرح سمجھایا ملکہ نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی فرمایا تم سب صاحب پلٹ جاؤ اپنی جان بچاؤ مجھ بدنصیب کم بخت کو میرے حال پر چھوڑ دو منت دیدہ سمجھاؤ دولہا جوش پر ہے رنگ بدلی کسکو خبر ہو نظم

نشے بہے ہیں یہ دعا عشق کو بلوانہ عشق
دل کو خونیں کیا ساقی میخانۂ عشق
جو گیا اور نکلے کی پھر اسکو نہ ملی
دیکھیں تاثیر بھی رکھتا ہے کچھ افسانۂ عشق
آرزو کے آتا ہوں تری بزم میں اے عیسیٰ
حشر تک آہ کشش میں ہے بیگانۂ دیوانۂ عشق
سر شوریدہ میں سودا ہے تری زلفوں کا
حسن آبادی تھا پہلے جو ویرانۂ عشق
قبر مجنوں پہ کہیں جو نہ جلال وحشی

دربدر پھرنے میں آباد رہے کاشانۂ عشق
تڑپنے ہونے نہ دی آشوبہائے دل زار
کیوں تجھے بھول بھلیاں نہیں کاشانۂ عشق
طوق پہنتے کے وہاں طوق گلوگیر یہاں
شوق پروے کے بنا دیتا ہے زنجیر عشق
جوش وحشت کے دن آتے ہیں تو میں سوئے چمن
بادۂ عشق سے لبریز ہے پیمانۂ عشق
پیشوا جانتے تھے اور دو ولت کا آسے
در میں ملتے نہیں جو علم ہوتے ہیں دیوانۂ عشق

جب چلے مے الفت سے چھلکا دے ہلکو
ایسا بیبا کہ نہ سر سبز ہوا دانۂ عشق
ہم سنانے لگے قصۂ لیلی مجنوں
یار دیوانۂ حسن اور میں دیوانۂ عشق
دل لوٹے دل کے ہیں ہیں تو خدا حافظ ہے
فصل پر کار ہے ہونے کے لئے دانۂ عشق
رونق افروز ہیں وہ جب سے ہمارے دل میں
کیا طریقہ ہی زہے مذہب بتخانۂ عشق

یہ اشعار پڑھ کر ملکہ اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی ضبط کرکے بمشکل جواب دیا کہ صاحبو میں جاؤ نسبت صاحبقران سے منہ نہ پھیرونگی جس صاحب کو اپنی جان عزیز ہو بسم اللہ پلٹ جائیں میں اسی صحرا میں اپنی جان دونگی ملکہ کے کھلانے سے اسی راہ

پر خطر کا نشان تبلاتے تھے اب صحرا نوردی دشت پیمائی کا وقت آگیا یقین کامل ہے تا بہ دشت مجدہ پہونچیں قبر پر نہیں
ناشاد کے جا کر فاتحہ پڑھیں مزار شیرین پر جاکے جان شیرین نام محبوب پر نثار کریں اسطرح یہ کلمات حسرت آیات اس
آوارۂ دشت محنت و بلا نے کہے کنیزیں رونے لگیں گلعذار نے بڑھ کر عرض کی واری برائے خدا ایسے الفاظ زبان
نہ نکالیے نمکخواروں کا کلیجہ پھٹتا ہے ہم سب آپ کے ساتھ ہی جہان مزاج میں آئے تشریف لیچلیں ملکہ نے کہا صنوبر
سے کہو اسی طرف لے چلے منزل مراد تک پہونچائے جمال اس شہریار کا اس مشتاق کو دکھائے صنوبر آگے بڑھی شب
تیرہ و تار میں اسی سمت کا رخ کیا کوہستان و خارستان کا راستہ تھا رات پہاڑ ہو گئی آخر بعد شفقت گریبان سحر چاک
ہوا کنیزوں نے دیکھا رنگ روئے ملکہ سہیل متغیر ہے یاد صاحبقران میں بات منہ سے نہیں نکلتی ایک جھیل پر
آکے مرکب سے اتریں کنیزیں ہاتھ منہ دھونے لگیں گلعذار نے کہا واری منہ تو دھو لیجیے یقین ہے اب وہ مقام
بھی قریب ہو ملکہ نے کہا ہم زندگی سے ہاتھ دھو چکے ہیں اپنی جان کو رو چکے ہیں صنوبر سے یہ تو دریافت کرو کہ
اب وہ مقام کتنی دور ہے آپ سب صاحبوں نے بڑی دیر کی نہیں معلوم وہاں میدان کارزار میں اس شیر
صولت پر کیا گذری خدا دشمنوں سے انکی جان بچائے مکاروں سے سامنا کو ہے سنگدل اب صنوبر آگے
بڑھ کر خبر لاؤ جو کچھ گذرا ہو دیکھ آؤ یہ سنکر صنوبر بڑھی فقط درۂ کوہ بیچ میں حائل تھا دیکھا تمام لشکر کوہستان
آراستہ و پیراستہ ہے عدیل کوہی دنگل پر بیٹھا ہے صاحبقران زمان کو زیر تیغ دیکھا جلاد حکم پوچھ رہا ہے صنوبر
یہ کیفیت دیکھ کے روتی ہوئی سامنے ملکہ سہیل کے آئی عرض کی واری بڑا غضب ہوا صاحبقران کو میں نے
زیر تیغ دیکھا نہیں معلوم مکاروں نے کیونکر گرفتار کر لیا یہ سنتے ہی ملکہ سہیل اپنے مقام سے بیقرار ہوکر
اٹھی کہا لو صاحبو دیکھا میرا دل گواہی دیتا تھا کہ انپر کوئی افتاد پڑی ہے میں تو جاکر جان دیدونگی انکے بعد
جفائے فراق سہونگی نقاب چہرے پر ڈالی فوراً پشت مرکب پر سوار ہوئی سب کنیزان خیر خواہ ہمراہ
یہاں عدیل ذلیل نے حکم اول دیا جلاد نے گردن پر خط کھینچا قصد ہے کہ حکم ثانی دے کہ پہلوئے کوہ سے گرد
اڑی سب نے دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش مع چار سو جوانوں کے پیدا ہوا ادھر سے
تیر اندازی کرتا ہوا بڑھا چار سو تیر ایک مرتبہ چلے چار سو خطاکار ایک مرتبہ گرے واصل جہنم ہوئے عدیل کوہی
اٹھا آواز دی یارو اس نقابدار مغلوک کو لینا یہ خبر سنتے تھے کہ مسلمانوں کی مدد کو فرشتے آتے ہیں یہ ترنج پوش
کہاں آیا کچھ بدولت کا خوف نہ کیا شاطر کوہی نے کہا کہ دیکھیے حضور استاد عنطر کا قول کرسی نشین ہوا ہا سعد
سنخطا مارے گئے اسی نقابدار بادلہ پوش کا پتہ دیتے تھے انکے کلام صداقت انجام کا نقشہ کھچا ہوا ہے مگر افسوس

بالتحقیقات آپ نے انکو قتل کر ڈالا دیکھیے نقابدار کیسا سفاک و بیباک ہو ایسا چست و چالاک ہو اتنے بڑے
لشکر پر چند کس سے آپڑا حضور کا بھی خوف نہ کیا اُس بچارے عیار کی کیا حقیقت تھی زخمی ہو کر آیا تھا کیسا
تڑپ کے اُسنے جان دی کسی نے سماعت نہ کی عدیل نے کہا جو گذرا وہ گذرا اب اسکو گھیر کر مار لو مہلت نہ دو چہار
جانب سے کوہی چلے نقابدار لڑنے لگا پکار کر صاحبقران کو آواز دی اے شہریار دیدار آخر دیکھنے کی ہوس تھی
اب منظور ہو کہ زیر قدم جان دون حضور کا بچانا تو دشوار ہو فوج کو ہیان متہار ہو صاحبقران حیران ہوئے کہ یہ
نقابدار بہادر کون ہو ہمارے واسطے اپنی جان دیتا ہو آواز دی اے نقابدار بہادر اپنی جان بچاؤ کہ یہ سب نمکحرام
و غدار ہین ہم اس قید زنجیر مین ہین گرفتار ہین شاطر کوہی جو صاحبقران کو گرفتار کر لایا تھا آج تو وہ بڑے خیر خواہ
ہین عدیل کوہی سے کہا مین جا کر نقابدار کو مارون عدیل نے اشارا کیا کھینچتا ہوا میرے سامنے لا نقاب
اُلٹ دینا کہ مین پہچان لون کون سرکش ہو بےخوف چلا آتا ہو شاطر بہت خوب کہتا ہوا بڑھا بچیا نے ملکہ پر
ہاتھ مارا گھوڑا ملکہ کا چمک سے تلوار کی بیتاب ہوا اطراف بھر آلکان جو ہوئی نقاب چہرہ بےنظیر سے اُلٹ گئی لکہ ابر سے جیسے آفتاب
عالمتاب نکل آیا عدیل کوہی نے اپنی بیٹی کو دیکھا بچہ بلال ہاتھ مین سپر پشت پر کئی کوہی سامنے عدیل کوہی کے
مارے تھے کہ نقاب چہرے سے ہٹی جو کوہی نہ پہچانتے تھے انھون نے کہا حضور دیکھیے کیا معشوق پری پیکر ہو
ایک نے کہا مجھے تو انکھڑیون نے مارا ایک نے کہا مین خنجر ابرو سے ذبح ہوا ایک نے کہا مین اسکے ساتھ شادی
کرونگا ایک نے کہا مین جا کر قدمون پر گرتا ہون ایک نے کہا کمان خانۂ ابرو سے تیر مژگان چلے تو وہ دل پر لب
معشوق ہوئے ایک پکار اٹھا اے جان جہان قرار دل مشتاقان [illegible] جوانون سے آنکھ ملاؤ ہم تو پرانے عاشق ہین سر
ہتھیلی پر رکھیں گے تمہاری محبت مین موت کا مزہ چکھیں گے عدیل کوہی جھلایا بہت شرمایا کہا چپ بھی رہو
ہائے وائے کرنے لگے پہچانتے بھی ہو کہ وہ کون ہو تمہاری مرشد زادی نہین ہو معلوم یہان کیون آئی جو لوگ
پہچانتے تھے انھون نے منھ مین طمانچے مارے توبہ توبہ کرنے لگے حضور معاف فرمائیے گا ہمنے کچھ نہین کہا
اچھی صورت دیکھ کر آہ نکل گئی ایک نے کہا وہی ہین جنکو گودیون مین کھلایا تھا اب دو چار برس سے نہین
دیکھا بھول گئے بچپن مین بھی جانی پیاری کہتے تھے مگر حضور انکو حمزہ سے کیا کام حضور بدنام ہوئے اب
گرفتار کیجیے قتل کا ارادہ نہ کرین گھر چل کے آنے کا سبب پوچھ لین وہ ہمیشہ سے صاحب عصمت و عفت
ہین یہ ناشایستہ کنیزون کی حرکت ہو تماشہ دیکھنے کو چلی آئین یا آپ کے جوش محبت مین قصد کیا بہر نوع
وہ بے خطا ہونگی عدیل نے کہا او نامردو تمسے یہ باتین کون پوچھتا ہو یہ تو بخوبی ظاہر ہوا کہ اسی گیسو بریدہ نے

اشارہ جیسا عنظر اب خیرخواہی کی وجہ سے بخطا مارا گیا اب کیون بیہودہ باتین بناتے ہو جلے ہوئے کو اور جلاتے ہو
آگ دمین فرق آیا اسکو قتل کر دیو کیونکہ گیند احمر کا بالا کار اور تنگ خاندان اُسکے مجھکو قتل کرتا ہون لیکن نقاب جو
چہرے سے نظر سے اٹھی او صاحبقران کی نگاہ پڑی بیتاب ہو گئے پکار کر فرمایا ملکہ تمنے غضب کیا ایک کوہی
تلوار لیکر بطرف صاحبقران کے چلا کہا او گنہگار تجھے ملکہ سے کیا کام ابھی سر کاٹے لیتا ہون یہ کہکے اُسنے
ہاتھ مارا لیکن ناگاہ ابھی اسی شہریار اپنے کو بچائے صاحبقران نے دیکھا تلوار سر پر چلی ہتکڑیان اٹھا دین
بقدرت پروردگار زنجیر کڑی کٹی صاحبقران نے قید توڑ ڈالی اُس شخص کی تلوار چھین لی بقہر و غضب تمام نعرہ کر کے
اپنے مقام سے اُٹھے نعرۂ امیر امیر عرب حمزۂ شیر دل پُر زور گشت سہراب و رستم جل چہ چیز بلی بر تنم انقلاف
تزلزل افتد درمیان مصاف با عدیل سے زیادہ کر دیکھا حمزہ نے قید آہن کو مثل تار عنکبوت توڑ ڈالا لڑتے
ہوئے نکلتے ہین اکثر حقیر پر تقصیر نے تحریر کیا ہی کہ نعرۂ صاحبقران کی صدا بارہ کوس تک جاتی ہی زمین
میدان کارزار تھرائی ہی کفیل قزاق زخمی ہو کر پانچ کوس پر ٹھہرا تھا ساتھ والون سے یہی کہا کہ یارو ہم تم سب
جان بچا کر نکل آئے صاحبقران عالی شان لشکر دشمن مین قید مین ایسا نہو قتل ہو جائین بخدا بڑا غضب
ہوا کلیجہ کانپ رہا ہی بڑا ایسا در مجمع نامردان مین پھنسا یارو جا کر خبر لاؤ مین جا کر اپنی جان دونگا میرا مرجانا زندگی
سے بہتر ہی وہ ہمارے بزرگون کا افسر ہی چند قزاق برائے خبر چلے تھے کہ نعرۂ صاحبقرانی کی آواز آئی طائر
گھبرا کر درختون سے آڑے کفیل نے کہا لو یارو معلوم ہوتا ہی کہ ہمارا آقائے نامدار قید خانے مین پکڑا گیا سن لو
صاف آقائے نامدار کی آواز ہی وہ نعرۂ تکبیر کیا جلد سوار ہو کفیل نے تو گھوڑا بڑھا دیا ساتھ والے بھی چلے یہان
صاحبقران نے سامنے آ کر ملکہ کے سینہ سپر کر دیا ملکہ نے نقاب درست کی صاحبقران نے پلٹ کر فرمایا ملکہ
تمنے غضب کیا یہان کیون چلی آئین ہم نہایت شرمندہ ہوئے ملکہ نے بخوف صاحبقران کچھ جواب ندیا
عدیل کوہی کو صاحبقران نے للکارا کہا او نامرد اُدھر کہان جاتا ہی عورت پر ہاتھ اُٹھاتا ہی عدیل کوہی
اُدھر پلٹا لیکن فوج بیشمار صاحبقران نزار سر برہنہ کلاہ ندارد زخم کھا رہے ہین سب سے زیادہ مشکل
ہی اگر کسی کوہی کو بڑھکر مارا کنیزان ملکہ پر کافر جا پڑے کسی کنیز کے سر پر زخم آیا بیقرار ہو کر چیخی ای میان
صاحبقران مین تمھاری معشوقہ کے ساتھ ہون مین نے صاحبزادی کو گودیون مین پالا گھوڑے کے ہاتھ کٹین
مجھکو زخمی کر گیا اس ظالم کے ہاتھ مین کو ٹکڑے ٹکڑے اسکی اولاد کے سامنے آئے ذلیل ہو کر مارا جائے مجھکو تو جیتا
زخمی کیا ہی کسی کو خبر بھی نہین مار ڈالے مین تو یہین کھڑی ہون اب چلا کے کوسون گی صاحبقران نے ڈپٹ کر

دیکھا اُس کوہی کو تلوار ایک ضرب شمشیر دو پرکالے کیے نیوچھو خوش ہوگئی پکار اٹھی دولہا میان خدا تمکو سلامت رکھے تم خوب
نکوڑے کو مار ڈالا اور نامرد میرے شوہر کے سالے بیٹے تو ادا اپنے باپ سے نہیں لڑتے مجھ ہی کو زخمی کیا دیکھ کیا جلد بدلا لیا
ہیچ کالیلا بے لو سا تھا مجھکو سب جانتے ہیں میں جھاڑی کا کانٹا ہون مجھسے نہ کوئی اُلجھے مہینون مین اب زخم
اچھا ہوگا اسکی جورو بھی تڑپ تڑپ کر مرے گی بال بچے بھیک مانگیں گے ہائے کیا کرون میرا ستم اکیلا ہو ماشاء اللہ
کیا خدا نے غیرت کو جھیلا ہے نامردون کا دیکھا کیا کبھی کنیزون کی کانون کان عورات کی چاؤن چاؤن ملکہ ہرچند سبکو
منع کرتی ہیں کون اشارہ لیکن صاحبقران حیران و پریشان ہیں کہ لڑائی کیونکر فتح ہو ان بیچاری عورتون کو بچانا
کہ مجرم کر کو بیابان پہ ہو نا کو ورد کون ایسا مرد جو عشق گرفتار ہو جاتے عادیل بھی آوازے رہا ہر اس کمبخت کو پکڑ لو ساتھ
والیون کو بھی قتل کرو اس وقت صاحبقران بیقرار ہوئے بنگلو پاس طرف آسمان کے دیکھا دل کو رجوع کیا
باب اجابت وا تھا فوراً دعا قبول ہوئی صحرا سے گرد اڑی کفیل قزاق بعد طمطراق پیدا ہوا دور سے دیکھا کہ
صاحبقران اتر رہے ہیں چند اقا بیارے مضطر بیقرار رنگ زرد چہرہ ہے اپنا فرزند سے کفیل نے نعرہ کیا تم مفرور
سعد شکن کفیل تیغ زن لیکن حیران کہ یہ نقاب دار کون ہے جسے عادیل نے تلوار کھینچی صاحبقران زبان سے فرمایا اے
برادر لڑتے ہوئے اس طرف آؤ ان غریبون کو بچا لو بیبیان ہون کے خون ہوتے ہیں ان بیچارون کی حسرت ظاہر ان
صحرا روتے ہیں کفیل مع قزاقون کے شمشیر زنی کرتا ہوا آیا نقاب دارون کو بچانے لگا قزاقون نے سینہ سپر کر دیا ساتھ
کو یہان سے میدان کارزار جھریا صاحبقران نے جو آتی حالت پائی اُسی زخم خاتی میں لڑتے ہوئے قریب
عادیل کوہی کے پہونچے عادیل حبشی کو دیکھ کر دیکھا ہوا جواب میں غرق ہوا مطلب اصلی کو دل میں سمجھ گیا صاحبقران
پر غصے میں جا پڑا آتے ہی تلوار زن ہوا صاحبقران نے جھک کر سلام کیا کہا کیون حضور غصے کا کیا باعث مجھسے
کیا خطا ہوئی اپنے چھوٹے پر کوئی ہاتھ اٹھاتا ہے اگر روٹی کپڑا نہ دیتا آپ کو اختیار تھا آپ بزرگ ہیں میں تو ہاتھ
نہ اٹھاؤنگا سرکشی کی ملکہ عالم کے ہاتھ سے سزا پاؤنگا عادیل کوہی جل گیا کہا او حمزہ ان باتون سے کیا فائدہ
تلوار کھینچ بے قتل کیے نہ پلٹونگا دو انداختی زبان درازی کی سزا دونگا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے
بانہ بچا کر کلائی پکڑ لی ہاتھ ڈالدیا اسکو چھین لی عادیل لپٹ گیا کشاکش کے زور ہونے لگے آخر زمین پر آئے کوہیون
نے قصد کیا صاحبقران کو مارین قزاق بھی لڑتے ہوئے آئے اس مقام پر خوب تلوار چلی کئی ہزار کا کھیت ہوا
لاشے تک رہے ہیں ملکہ نے جو دور سے دیکھا کہ صاحبقران اس حال پر تلا ہیں عادیل ایسے پہلوان سے لڑتے
ہیں بیقرار ہوگئی دعائیں مانگنے لگی اے پروردگار میرے وارث کو بچا لے خدا نخواستہ اگر انکی مرتبہ کچھ خرابی ہوئی

یہ کون نامرد زندہ چھوڑیں گے کہا دیکھو گلعذار تنہائی پاکے مجھکو رونا آتا ہی جنکے ساتھ لاکھوں کا لشکر پانچ سات
ہزار شاہان ہور پہلوانان خوش سیر رہتے ہوں وہ یکہ و تنہا نہ دوست نہ مونس نہ ہمدم مجھ بدنصیب کے نکل آنیکا
غم دیکھ حسرت خون ہو رہا ہے کیسی مصیبت کا سامنا ہی گلعذار کہتی ہی واری آپ سچ کہتی ہیں میرا کلیجہ ٹکڑے ہوا
جاتا ہی انکی غربت پر رونا آتا ہی خدا اس مشکل کو آسان کرے باغ میں چلکر جلتے ہوں ملکہ نے فرمایا ای گلعذار تیرے
منھ میں گھی شکر غریب الوطنوں کے واسطے دعا کی یقین ہی فورا قبول ہوگی صاحبقران زمان عدیل کوہی سے
نہایت کیفیت سے کشتی لڑرہے ہیں قزاقوں نے بھی جان لڑادی ہی دشمنوں کی زبان سے صداے احسنت و آفرین
آتی ہی ایک مقام پر عدیل کوہی صاحبقران زمان کو ریل کے لے دوڑا چند قدم صاحبقران ہٹے غصہ جو
آیا پلٹ پڑے بارہ بجے دو قدم ریل کے لائے ہکہ مارا دونوں گھٹنے عدیل کے زمین پر آشنا ہوئے قصد کیا لنگر قائم
کرون صاحبقران نے کمر میں ہاتھ ڈالدیا بقوت صاحبقرانی اوٹھا سر بلند کیا چرخ دیکر چاہا زمین پر ماریں
عدیل نے آواز دی الامان صاحبقران نے فورا زمین پر رکھدیا عدیل قدموں سے لپٹ گیا اہالیان فوج
کو آواز دی صاحبو میں نے تو صاحبقران زمان کی اطاعت کی شرف کونین حاصل ہوا سب کوہیوں نے ہاتھ روک لیا
صاحبقران نے پلٹ کر کفیل سے کہا ملکہ سے کہو اب تم جلد طرف باغ کے چلی جاؤ یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہی
ہرچند کہ ملکہ کو ناگوار ہوا لیکن بحکم صاحبقران زمان کنیزوں کو ہمراہ لیا طرف اپنے باغ کے چلیں فرماتی ہیں
ای گلعذار ظاہر میں تو پروردگار نے اپنا فضل شریک کیا لیکن انجام بخیر ہو گلعذار نے کہا اب سبطرح خیر و عافیت
ہی تردد نہ فرمائیے ملکہ باغ میں آئیں عدیل کوہی نے عرض کی اب حضور میرے قلعہ میں چلیے گم گشتگان وادی
ضلالت کو تلقین کریں کفیل نے بھی عرض کی بہت مناسب ہی لیکن اس شب کو زخم دوزی ہونا چاہیے تو وقت
سحر کوچ ہو یہ رائے سبکو پسند آئی بارگاہ عدیل میں آکر داخل ہوئے کفیل نے اپنے ہاتھ سے سر صاحبقران میں
ٹانکے دیے پٹیاں مرہم کی چڑھائیں شب اسی مقام پر بسر ہوئی بوقت سحر بعد کروفر عدیل کوہی صاحبقران کو
لیے ہوئے طرف قلعہ کے چلا اہالیان قلعہ کو خبر ہوئی برائے استقبال آئے باعزاز و اکرام صاحبقران کو لیکر قلعہ
میں داخل ہوئے دارالامارۂ شاہی میں آکر عدیل کوہی نے دست بستہ عرض کی حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائیں
صاحبقران نے فرمایا تاج و تخت تمکو مبارک ہو ہمیں تو بس رواج دین حق کی جستجو ہی آرزو ہی عدیل آکر
تخت پر بٹھایا بہ تخت چہارم برائے صاحبقران زمرد نگار یاقوت نگار آراستہ کیا قریب امیر باتوقیر کفیل آکر بیٹھا
جب دربار معمور ہوچکا جام مے ارغوانی گردش میں آیا نازنینان پریچہرہ سامنے آکر حاضر ہوئیں تانیں پڑ رہی ہیں

ہوگا ان سلئے صاحبقران زمان کے آئی آئینۂ رخسار دیکھکر حیران ہوگئی ناز کرتی ہوئی دم محبت بھرتی ہوئی ذہن
صاحبقران کا تھام لیا بڑے لطف سے غزل گانے لگی غزل

پیدا وہ گفتگو میں مزا اے زبان کر
پیدا نئی زمین نیا آسمان کر
شکوہ کرون جفا کا ترے وہ نہین ہون مین
باد صبا نے پائی بہت خاک چھان کر
اے درد دل پڑا ہی رہون در پہ یار کے
دل مین رہی گئے تھے جو کچھ دل مین ٹھان کر

سنکر وہ درد دل کو کہے پھر بیان کر
کرتا ہی مجھے پیر مغان کیا کہ توبہ توڑ
خنجر تلے وفا کا مری امتحان کر
آئی نہین گھٹا تو نہ آئے پئینگے مے
سایہ کو رشک ہو یہ مجھے ناتوان کر
الفت مین چاہتا ہی اگر کچھ تمہارے نام

پروردگار دینی تھی راحت اگر مجھے
اللہ سے کہے کہ اسے پھر جوان کر
آوارہ مین وہ تھا کہ مری خاک بعد مرگ
کوچے مین مے فروش کے گل کو تان کر
جرأت پڑی نہ بات کی بھی رعب یار سے
منشا جلال آپ کو تو بے نشان کر

یہان تو صاحبقران زمان مصروف صحبت عیش و نشاط ہین ملکہ سہیل جو بخوف صاحبقران پلٹ کر باغ
مین آئی اکثر کنیزین زخمی بھی تھین انکی زخم دوزی کرائی آپ بارہ دری مین آکر جلوہ فرما ہوئین گلعذار نے آکر
بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین کہا حضور مبارک ہو خدا نے بڑا فضل کیا کہ آپ کے والد نامدار
مسلمان ہوئے اب سنا ہی کہ بڑی دھوم سے صاحبقران کی دعوت کا انتظام ہی ملکون سے جاروب کشی کر رہے
ہین اس صحبت کی رعنائی پر سب کو رشک ہی وزرا امرا رؤسا سب دست بستہ موجود ہین ابتو خیرخواہان دولت کو
انعام و خلعت ملین یہان بھی باغ مین جلسہ آراستہ ہو دوغیان بلا کے مبارکباد حاضر ہین ملکہ یہ سنکر آنکھون مین
آنسو بھر لائی کہا گلعذار مین کیا کرون ہر چند دل درد مند کو سمجھاتی ہون طبیش قلب کو ترقی پر پاتی ہون اس
عشق خانہ خراب مین عجب تاثیر دیکھی کسیطرح چین نہین ابتک انکی آوارگی کا خیال تھا جدائی کا ملال تھا اب اور طرح کا
انتشار ہی یہ تو خوب ظاہر ہوا کہ وہ سیدھے مسلمان صاحب ایمان ہین اس زمانے کے مکر و حیلے سے بالکل آگاہ
نہین دل مین انکے خوف کو راہ نہین اپنے خالق بے نیاز کی قوت پر انکو ناز ہی یہ بھی نہین جانتے کہ یہ فرقہ گوہ پیچ ان
دغاباز ہی ایسا نہو انکے ساتھ دشمن بدی پیش آئین صرف یہ مناسب تھا کہ بعد فتح جنگ کو یہان فرماتے کہ ہم
باغ مین ملکہ سہیل کے جا نکلے آپ یہان تشریف لانے مین سامنے نہ جاتی والد نامدار کو بھی یہان بلا لیتی
مجمع عام مین جلوہ فرما ہین ابھی ہزار ہا کوہی انکے ہاتھ سے داخل جہنم ہوا مجمع دشمنان درہم و برہم ہوا کیا غضب کی
بات ہی انھین دشمنون مین جاکر بیٹھے ہین کوئی دوست یار وفادار مونس غمگسار ہمراہ نہین کسی سے رسم و راہ
نہین دل کو خوف آتا ہی کلیجہ تھرآتا ہی ہاے کیونکر دل کو سمجھاؤن جی چاہتا ہی اس دربار مین چلی جاؤن یا تم

یہن مطمئن کرکے روانہ ہوئی دہبار مین آئی صبح کا وقت نور کا تڑکا بھیرو مین اُٹھ رہی ہے مہ جبینان حور پیکر کا بناؤ ایک
ایک رشک قمر کا نکھار رخ شمع پر زردی چہرون پر حسینان ماہ رخسار کے اُداسی فرش مین جا بجا شکن لگن مین
پروانے جلے بھنے پڑے ہین شمع انجمن نے تجھکے حسرت بہا کر اپنا بھی کام تمام کیا عاشق و معشوق کا یہ انجام ہوا ایک
آتش عشق مین جلا دوسرے نے اپنے کو گھلایا جلاد عشق نے عاشق و معشوق دونون کو مٹایا اول شمع کو
پروانہ ہوئی آنکھون مین چربی چھائی شعلہ مزاجی دکھائی جب عاشق جلکر خاک ہوا گرمی عشق پروانے نے انکو
بھی جلایا جل جلکر شمع بھی سر محفل تہی ہولی عجب محفل کا رنگ ہے ہر طرف سناٹا ہے عدیل کوہی تخت زرین پر
صاحبقران زمان دولہا بنے بیٹھے جھوم رہے ہین ایک جانب کفیل تغیر زن صنوبر ستون کی آڑ لگا کر
کھڑی دیکھ رہی ہے اس تردد مین کہ کیونکر تاب جمال صاحبقران زمان جاؤن حال اُس سوختہ آتش دوری کا
سناؤن یکایک وزیر اعظم عدیل کوہی قریب آیا کچھ کان مین بادشاہ کے کہا عدیل نے پکار کر جواب دیا
ای وزیر خوش تدبیر بہت مناسب ہے وزیر پیچھے ہٹا ترنج خوشبوئی ہاتھ مین سینے پر صاحبقران کے لگایا
پکار کر آواز دی ای شہریار مبارک ہو ہمارے بادشاہ نے اپنی دختر بلند اختر ملکہ سہیل رشک قمر کو حضور سے
منسوب کیا ایک کنیز واسطے ہاتھ دھلانے کے خدمت فیضدرجت مین رہنا ضرور ہے صاحبقران کا چہرہ خوشی سے
سرخ ہوگیا نذرین گذرنے لگین صدائے مبارکباد بلند ہوئی صنوبر یہ خبر فرحت اثر لیکر بھاگی ملکہ رنجیدہ
و کبیدہ سر جھکائے بیٹھی ہے گرد مصاحبان ہمراز کنیزان شعبدہ باز جمع ہین بیچ مین وہ ماہتابان گرد ہجوم سیارگان کہ
صنوبر ہنستی ہوئی سامنے آئی بلائین لیکر کہا لو واری مبارک ہو صاحبقران زمان سے حضور کو بادشاہ نے
سر محفل منسوب کیا ترنج خوشبوئی وزیر نے سینے پر مارا اب حضور خوش ہون اب اس گل سے چہرے پر سہرہ
دیکھینگے جہیز مین ہم بھی ساتھ چلینگے کنیزین سب خوشیان کرنے لگین ہر ایک نے مبارک مبارک جو کہا ملکہ
کھسیانی ہوئی غصے مین جواب دیا تم سبکو مبارک سلامت ہو ایک شخص غریب الوطن آوارہ ہوکر نکل آیا باپ نے
منسوب کر دیا مان باپ کی بیٹیان ہین بھاڑ مین ڈال دین چاہے چولھے مین جھونکین مجھے کیا خوشی اپنا گھر بار چھوٹا
پرائی تابعدار ہوئی مجبور و ناچار دولہا کا منہ کون کرکے میرا سر ہوا لیا سبسے زیادہ بی گلعذار بھولی ہین
صنوبر اکڑ رہی ہے جیسے کچھ پڑا پایا میرے سامنے اگر یہ ذکر کوئی کریگا اپنا سر [illegible] سکونگی کہکر
اکیلی گوشے مین مٹھیون کی بیر اکے کمرے مین جا بیٹھی دروازہ بند کر لیا تنہائی مین جاکے خوب کھلکھلا کے ہنسین
آئینہ دیکھ کے زلفین آراستہ کین گلعذار وزیرزادی ہے ملکہ سے گستاخ اندر گھس آئی کہا ہم حضور یا بیان

نہیں آسکتے ہم مبارک سلامت کا ذکر کرینگے مگر لباس تبدیل فرمائیے غصے کو تھوک ڈالیے ملکہ نے کہا تو نہ گھبرا
آتا جان کو آنے دے صاحبقران کا رفیق کفیل قزاق اُسکے ساتھ تیری شادی کرا دیگی اتنے باغ میں چہل پہل ہوئی
سبکا غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا باغ میں بہار آئی نرگس نے آنکھیں کھولیں سنبل نے زلفین عنبرین کو سنوارا جوانان چمن
آکر سینے لگے نیازمندان کی آبرو بڑھی دل کے حوصلے نکلے صاحبقران نے دربار میں عدیل کوہی سے فرمایا لشکر
میں ہمارے سبکو انتشار ہوگا لقا ایسے مکار سے مقابلہ ہے اکثر اسنے ہمارے نہونے سے بڑے بڑے فتور
برپا کیے شبخون مارا بختیارک ایسا دشمن سلیمان عنبرین موے کوہی الیسا رہزن اور کئی طرح کے تردد میں دیکھیے وہ
وقع ہوں نور نگاہ کرب تیغ زن اسد صف شکن برائے فتح طلسم ہوش ربا گیا ہے ہمارا نور نظر بدیع الزمان نامور بھی
وہاں قید ہے کچھ اتنک حال نکھلا کہ ہوش ربا میں کیا معرکہ گذرا اب ہمکو جلد رخصت کرو کل ہم روانہ ہوجائیں عدیل
نے عرض کی غلام بھی اب دامن دولت نہیں چھوڑیگا ملازمت کیمیا خاصیت سے منہہ نہ موڑیگا اُسی شب کو صاحبقران
زمان کا ساتھ ملکہ کے عقد ہوا حجلۂ عروسی میں تشریف لائے اُس صدف بحر حسن وخوبی سے گوہر مراد حاصل کیا ایک شیر
صولت سکندر حشمت اس شاہزادی کے بطن سے پیدا ہوگا لال زمانے میں اُسکا ذکر تحریر ہوگا بڑی جرأت کی تقریر ہے
شاید یہ حقیر پر تقصیران دفاتر کو ترجمہ کریگا ان شیران دشت نورد کے حالات بخوبی واضح ہونگے وقت وساعت پر
یہ مقدمہ موقوف ہے اتنے یہ ہیچمدان تحریر و تسطیر طلسم ہوش ربا میں مصروف ہے بوقت سحر صاحبقران نامور بارگاہ میں
تشریف لائے فرمایا لشکر تیار کرو عدیل نے ایک ہفتے کی مہلت طلب کی کہ لشکر تیار کرنے میں تامل درکار ہے
ابھی غلام مجبور و ناچار ہے لشکر جمع کر رہا ہوں صاحبقران فرماتے ہیں ایک ایک لمحہ مجھپر شاق ہے دیدۂ دل
انتظار لشکر ظفر اثر کا مشتاق ہے یہ ذکر تھا کہ مردوبے نے بڑھ کر عرض کی ایک عیار خنجر گذار در دولت پر حاضر ہے صاحب
جوہر دریاے فطرت کا گوہر جواہر بن عمرو نام بتاتا ہے یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا جلد بلاؤ اے عدیل دیکھو ہمارے
لشکر کا شاطر افسر ہمکو تلاش کرتا ہوا آیا ہے پر دیکھو خبر وحشت اثر سنائے کفیل قزاق باہر گیا جواہر بن عمرو کو اندر لایا جواہر بن
عمرو نے صاحبقران کو دلگیر شوکت پر دیکھا دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا صاحبقران زمان نے فرمایا فرد
اے پیک راستان خبر یار ما بگو ✦ احوال گل بہ بلبل دستان سرا بگو ✦ جلد بیان کر بادشاہ نامور سرداران خوش سیر خیر وعافیت
سے ہیں عرض کی جب حضور ہمراہی لندھور بن سعدان سے غائب ہوئے لندھور گریان و نالان لشکر میں پہونچے
اس وقت تک تو خیریت تھی بادشاہ جہاں نے مجکو روانہ کیا تلاش کرتا ہوا یہاں تک پہونچا شکر ہے حضور کو بصحت و
بعافیت پایا یہ تو حضور پر بخوبی ظاہر ہے لقا ہر وقت اسی فکر میں رہتا ہے بندگان عالی کو آزار پہونچاؤں مگر میرے

سامنے طبل جنگی نہیں بجا کوئی ساحر طلسم ہوش ربا سے برائے مدد لقا نہین آیا سب سرداران نامی پہلوانان گرامی
برائے دیدار فرحت آثار حضور بیقرار ہین حضور جلد چلین صاحبقران نے عدیل سے فرمایا ای برادر و ای پہلوان
خوش سیر سنا ہے کہ لشکر مین ہمارے ظالم ہر دشمن کا سامنا ساحرون کا خوف تم بعد ہمارے آنا علاوہ ازین طلسم
ہونے سے یہ قلعہ بھی خالی رہیگا شاید کوئی بادشاہ اس طلسم کا بغاوت پر کمر باندھے کون مقابلہ کریگا ناموس
بھی ہمارا موجود ہے ہم تک خبر پہونچنا دشوار ہوگی بعد خرابی بسیار ناحق کو افتشار ہوگا عدیل نے کہا اچھا شہریار
مین اپنی جانب سے ناظم مقرر کر جائیے کچھ مقام تردد نہین ہے یہ کہکر اٹھا لشکر مین قرنا ہوئی فوج مین کمر بندی ہوئی
صاحبقران برائے رخصت محل مین تشریف لائے ملکہ کو یقین تھا یہین رہینگے اب ہم جفائے شبہائے
فراق نہ سہینگے صاحبقران خود زرہ پہنے ہوئے جو آئے اور فرمایا ای ملکہ عالم خدا حافظ و ناصر ملکہ تھام کر
رونے لگی کہا ای شیر مین کل سے سنتی تھی کہ حضور آمادہ سفر ہین مجھے یقین نہ آتا تھا یہ کنیز تڑپ تڑپ کر جان
دیگی دل کو یقین نہ تھا افسوس صد ہزار افسوس یہ کیا ہوا قول میر حسن مغفور صادق آیا شعر مسافر سے کوئی
بھی کرتا ہے پیت ۔ مثل ہے یہ جوگی ہوے کسکے میت ۔ صاحبقران زمان نے سر سینے سے لگا لیا محبت فرمایا
ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان حسرت و یاس ہے ہمارے ناموس اصلی ہے نگاہ کرو سب صاحب شہر
مین ملکہ مہر نگار تاجدار دختر نوشیروان عالی وقار و ملکہ گردیہ بانو و ملکہ رابعہ عذرا لقب اطلس پوش و ملکہ نور بانو
و ملکہ مشکبوے کاکل کشا و دختر بلند اختر ملکہ زبیدہ شیرگیر بہو ہماری ملکہ گیتی افروز و جہان افروز و ملکہ
گوہر ملک و ملکہ خورشید خاوری وغیرہ سب تم سے جدا ہین اگر کبھی بعد دو چار سال کے فلک نے مہلت دیکر
ان سبکو ایک نظر دیکھ کر چلے آنے مین ہین ہر وقت جہاد راہ خدا درپیش ہے انشاء اللہ تمکو بلوائینگے بیقرار نہونا
ملک مالک کے ہے تمکو حافظ حقیقی مالک حقیقی کے سپرد کیا ملکہ سر جھکا کر خاموش ہوئی صاحبقران بھی آنکھون
مین آنسو بھرے ہوئے باہر آئے بارہ ہزار قزاقان نامدار و بیس ہزار کوہیان جرار کمر باندھے ہوئے
حاضر تھے صاحبقران سوار ہوئے طرف کوہ عقیق کے کوچ کیا ایک جانب عدیل کوہی ایک سمت
کفیل تیغ زن قطع منازل و طی مراحل کرتے ہوئے جب قریب کوہ عقیق پہونچے سبقت نے جا کر سرداران کو
خبر پہونچائی سرداران عالی وقار با عدہ ارکان امداد برائے استقبال آئے صاحبقران زمان بعد صولت و شوکت
داخل لشکر ظفر اثر ہوئے بختیارک ولقا کو یہ خبر پہونچی بختیارک سر پیٹنے لگا کہا کیوں ای سلیمان اقبال تم نے
کو دیکھا اکیلے غائب ہوئے تھے پچیس ہزار فوج لیکر آئے لقا نے غصے مین حکم دیا برائے افراسیاب نامہ جا

ایک نامہ لکھو صاف صاف تحریر کردو کہ ای بچیا ہم تجھکو ہاتھ سے اسد کے قتل کرائینگے نام طلسم ہوش ربا شل حرف غلط مٹائینگے اگر اپنی بہتری چاہتا ہی کوئی ساحر زبردست برائے خدمتگزاری قدرت جلد روانہ کرو ورنہ قدرت سامری کوہ عقیق زادل چلے جائینگا اسیوقت نامہ تیار ہوا بطریق قدیم نامہ طرف ہوش ربا کے قاصد لیکے جاتا ہی انھیں یہیں چھوڑیے ان سبکا حال وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان پہنچنا اختقاف جادو کو لیکر افراسیاب کا بمقابلہ لشکر مہرخ و تباہی لشکر مہرخ اور وقت پر پہونچنا خواجہ عمرو کا مع ملکہ احول مربع نشین و ذکر قتل اختقاف خمسہ

گذر کر چرخ سے کی میں نے سیر لامکان برسون ۔ فقط میں ہی نہیں بھٹکا پھرا ہی اک جہان برسون
نپایا خضر و عیسی نے بھی کچھ اسکا نشان برسون ۔ تلاش یار میں رگڑی ہیں اسنے ایڑیان برسون
مری صورت سے چکر میں رہا ہی آسمان برسون

نہ تھے میں یاد کرتا تھا حسینون پر نہو مائل ۔ کہیں ہیچ ادا بھی دیکھتے ہیں جانب بسمل
نرا بے رنگی افلاک سے جینا ہوا مشکل ۔ گلابی اشک جو فرقت میں نکلے ڈر گیا ای دل
ابھی تو خون رلوائیگا تجھکو آسمان برسون

تلاش یار میں کس سے کہون کیا حال ہی دل کا ۔ پھرا میں نجد سے جی تک نپایا کھوج محمل کا
ہوا وحشت میں برہم سلسلہ ظرف و سلاسل کا ۔ کہیں ناقہ نظر آجائے اس لیلے شمایل کا
پھرا بے سر و پا ہون شل گرد کاروان برسون

نہ آئے ہو تمہیں ہمکو بلاتے بھی نہیں اصلا ۔ کیے وعدے بہت پر ایک بھی ہوتا نہیں ایفا
جدائی میں گذاری عمر لیکن اب نہیں یارا ۔ ہمیشہ ہجر کا صدمہ کبھی ہمسے نہ اٹھے گا
وہی یہ غم اٹھائیں جو رہے ہیں شادمان برسون

جلا کر چھوڑتا ہی صدمہ دوری سے کلیجہ منہ کو آتا ہی ۔ بڑا ہی سخت جان کیسی کڑی عاشق اٹھاتا ہی
نہ پوچھو درد فرقت جان کو کیسا ستاتا ہی ۔ یہ غم ہوتا ہی نام ہجر سے دل کانپ جاتا ہی
شب فرقت میں لگت لگت کر رہی ہی میری جان برسون

دیا جب دل تو کیونکر پھر اٹھا سکتے ہیں سر کو ہم ۔ رضائے یار پر رہنا مناسب ہی ہمیں ہر دم
یہ طوق اور یہ بیڑیان عشق کی ہیں انکا نہیں کچھ غم ۔ محبت میں یہ لازم ہی سر تسلیم رکھیں خم

	شکایت کیا جو پہنایا ہمین طوق گران برسون		
نہ تھی حاجت جوابی سے غرض نے خوش بیانی سے	سا	بشر مجبور ہے لیکن قضاے آسمانی سے	
جو تنگ ہو تو خوشی پر چھوڑو رعنا کی جامی سے	سا	مرا منہ کھل گیا صاحب اُسکی بدزبانی سے	
	وگرنہ بند منہ مین مین نے رکھی ہے زبان برسون		

شعر بیا بشنو ای ہمدم داستان کہ باز آمدم بر سر داستان عروس داستان حیرت بیان کو براے نظارۂ
مشتاقان والا مقام مشاطگی نظم و نثر سے یون آراستہ کیا سابق مین تحریر ہو چکا ہے کہ افراسیاب جادو
استفاق بدخو کو بعد کر دو فر ہمراہ لیکر سمت لشکر مہرخ نامور چلا یہان ملکہ حیرت جادو کو خبر پہونچ چکی ہے
کہ حجرہ کھلا شاہنشاہ ہوشربا اُس ساحر یکتا کو لیکر آتے ہین لشکر مہرخ مین انتہا کا انتشار گرفتاری خواجہ برق
کی سنکر چالاک و قران بھی روانہ ہوے باعث تردد و انتشار ہے کہ اب تک پلٹ کر نہ آئے یہ ذکر تھا کہ چند پیک
نے آکر عرض کی کہ ملکہ حیرت جادو براے استقبال افراسیاب و استفاق جاتی ہین وہ بیچا قریب آگیا
خواجہ نے جاکر بڑی قیامت کی عیاری کی برق بھی ساتھ تھا آخر گرفتار ہوے اب وہ بیچا آپہونچا ملکہ مہرخ
گھبرا کر بیرون بارگاہ نکل آئین بہار گلعذار باغبان قدرت دخت ہوے کاکل شاہ وغیرہ ہمراہ بیرون بارگاہ آکر کھڑی
ہو گئین لیکن جانسوز و ضرغام حاضر ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا اے جانسوز و ضرغام اے جان نثاران لشکر اسلام
بڑا غضب ہوا خواجہ عمرو گرفتار ہوے چالاک و قران بھی گئے نہین معلوم مقام قید ملا یا نہین بڑا دشمن آپہونچا ہر چند
کہ اگر خواجہ ہوتے کیا کر سکتے تھے لیکن ہمارے قلب کو تسکین ہوتی انکی باتون کے راز سے کچھ کچھ آگاہ بھی
ہوے براے قتل صنعت جب تشریف لے گئے تھے اس تیور سے کلام کیے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ہم سبکے
نام سے بیزار ہین انجام مین جان لڑا دی صنعت کو ڈبے کر تو فر سے قتل کیا اب یہ امید تھی کہ وہ ارسطو فطرت
لقمان حکمت خالی نہ بیٹھتے بدون صلاح زبان نہین ہلا سکتے اگر وہ موجود ہوتے اسد کو بیہوش کرکے زنبیل مین
رکھ لیتے ہم لوگ ساحر ہین فنون افسون گری سے بخوبی ماہر ہین اگر کوئی وقت پڑے لڑ بھڑ کے نکل جائین
اپنی جان بچائین انکو کہان چھپائین جری بہادر بات بات پر بگڑتے ہین سوچ ہوا ہے لڑتے ہین جب طبل
جنگی بجے ہم تو قصد کرینگے کہ انہے چھپائین اگر انکو خبر ملی فرمائینگے ہم افسر لشکر ہین براے مقابلۂ افراسیاب
جائینگے شیر بیشۂ جرات کو کون سمجھائے پروردگار دشمنون کے ہاتھ سے بچائے سپہدار اسی تردد اور انتشار
مین ہین جانسوز و ضرغام نے قصد کیا کہ ہم براے جستجوے عمرو و برق چالاک و قران جائینگے کہ

صحراسے نوبت ذوالفقارے کی آواز آئی سرداران نامی و پہلوانان گرامی نے سر اٹھاکر دیکھا اعلام افراسیاب کے نشان ظاہر ہوئے لاکھوں ساحران غدار بار بطار پر سوار سامنے سے گذرے انکے گذر جانے کے بعد دیکھا افراسیاب مرکب باد رفتار پر ملکہ حیرت بعد رعنائی اور زیبائی کے واسطے استقبال کے تشریف لیگئی تھیں شاہزادیان جلوبان با کرشمہ و ناز ایک ایک کا نیا انداز اپنے حسن پر مغرور نشہ بادہ حسن سے چور ایک جانب تخت پر ایک ساحر تمدار سیاہ رو ہزخو نقارہ اور چوب تخت پر رکھا ہوا گرد بارہ ہزار جلاد خونخوار باتیغہ ہاے برق کردار سلگئیں لگاتے ہوئے صورت مہیب دکھا کر ڈراتے ہوئے چلے آتے ہیں ملازمان اخشقاق اپنا جاہ و حشم دکھاتے ہیں اے افراسیاب برابر تخت اخشقاق کے آیا ہاتھ اٹھاکر لشکر مہرخ کو دکھایا کہا ای مصاحب سامری ای شاہنشاہ اقلیم افسونگری یہ سامنے لشکر باغیان ہے چند لونڈی غلام بابدولت کے بگڑ گئے سامان سلطنت درست کر لیے شہروں پر قبضہ کیا انھیں سب ظالموں کے ہاتھ سے بمدد نور افشان و کوکب روشن ضمیر والی ہان قتل ہوئے اس روز کی لڑائی میں قیامت برپا تھی بائیس لاکھ ساحر قتل ہوا بابدولت نے طبقات زمین ہلا دیے آتش قہر و غضب میں لاکھوں باغی جلا دیے خاص نور افشان نے تاریک کو قتل کرایا خود کمر باندھ کے مدد کو آیا اسی حسرت میں آپکو تکلیف دی ہے اخشقاق ہنسا کہا ای افراسیاب تاریک بیچاری کو کیا لیاقت تھی بابدولت نشان لشکر سامری و جمشید ہیں اس نقارے کے بجانے میں بڑے بڑے بھید ہیں بابدولت ایسے تھے کہ خداوند نے چیشتر و لشکر ضلالت اثر قرار دیا جس مقام پر بابدولت کا گذر ہوا تین چوبین نقارے کے لگادیں فوجیں بھگادیں یہ بارہ ہزار جلاد اسی واسطے ہمراہ ہیں کہ بابدولت کو قتل کرنیکی تکلیف نہو دس کروڑ پر یہ کافی ہیں قدرت نے انکو اسی واسطے پیدا کیا رحم انکے دل میں عطا نہیں فرمایا ادھر والے بھی بابدولت کو بھول جاتے ہیں وہ سامنے باغیان قدرت مجھکو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہا ہے جب ساحران بنگالہ و ماہیان ما نور و ہیں سرکشی کر کے آتے تھے اس باغیان قدرت نے نقارہ نوازی بابدولت کی دیکھی تھی سبکو چشم زدن میں دیوانہ کر دیا انھیں جلادوں نے لاشہاے ساحران سے چشم زدن میں میدان کارزار بھر دیا اب بابدولت براہ ہوکے ہفت اقلیم میں تمھاری عملداری کرا دینگے باغیوں کو نمک حرامی کا مزا چکھا دینگے اس طرح کے لاف و گزاف کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا سامان تو صحبت عیش و طیش آراستہ ہوئی ملکہ مہرخ مع بہار و غیرہ و رنجیدہ کبیدہ اپنی بارگاہ میں تشریف لائیں جانسوز ضرغام سے کہا ارے بھائی اخشقاق آگیا اب تم لشکر سے کہیں نجانا اور ضرغام سے حکم نا تعلیم میں ہمارے پاس آؤ جب ضرغام حاضر خدمت ہوا ملکہ مہرخ نے کان میں کہا ای ضرغام

خوش انجام اپنے آقا کا خیال رکھنا کسی حیلے سے اسد غازی کو لشکر ظفر اثر سے نکال لے جاؤ اس لڑائی کی نکو خبر
نہو دور لیجا کر بارگاہ استاد کرادو کچھ بات بنانا یہ راز نہ کھلنا نا شیر بچھر جائیگا ہم سب آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہیں
جب خواجہ عمرو دیرا سے خبر احتقاق چلے تھے ہم مانع ہوئے کہ لشکر سے نجائیے ہمارا کہنا نمانا آخر جا کر دام بلا میں
پھنسے چالاک و قران بھی واپس نہ آئے آپکس سے صلاح کریں سرپرست لشکر کا نہونا بڑی قیامت ہے
سر پر ہمارے کوہ مصیبت کیونکہ بار اٹھائیں کدھر نکل جائیں آفت میں مبتلا ہیں رب اکبر بچائے تو بچیں ضرغام
روانہ ہوا بارگاہ مہرخ سے نکلا اس بارگاہ میں اسد نامدار تھے وہاں آیا دیکھا یہ شیر صولت صندلان صندلی پوش
سے یہی ذکر کر رہا ہے کہ کئی دن سے ملکہ مہرخ نے ہمکو بارگاہ میں نہیں طلب کیا ارادہ تھا طرف دریا سے حل کے
کوچ کریں آخر کیوں دیر کی جا کر دریافت تو کرو صندلان اٹھا تھا کہ ضرغام سامنے آیا قدموں کو بوسہ دیکر
عرض کی حضور خواجہ عمرو برائے ملاقات کوکب نامور تشریف لیگئے ہیں اسوجہ سے سفر میں تامل ہے حضور اس مقام
بارگاہ اٹھوا لیں سامنے کوہ فلک شکوہ ہے وہاں جاکر جلوہ فرما ہوں ملکہ مہرخ نے عرض کی ہے بوقت سحر لشکر ہم
یہاں تیار کرینگے حضور سردار لشکر ہیں باغبان آپکو لیکر آگے بڑھیگا وقت پر تکلیف نہوا اسد غازی نے کہا
ای ضرغام جلد تدبیر سفر ہو اب ہمکو جدائی اپنے بزرگوں کی بہت شاق ہے یہ دورافتادہ دیدار رحمت آثار
والدین کا بہت مشتاق ہے تمکو آج بہت پریشان پاتا ہوں چھوٹے ناناجان بھی تشریف نہیں لائے اس جہہ
سے گھبراتا ہوں ضرغام نے کہا حضور سب طرح سے خیریت ہے قبلہ و کعبہ جیب برائے ملاقات کوکب گئے ہیں
وہ بخاطر و مدارات پیش آئے ہیں انکو بھی کوکب و یران سے بڑی محبت ہے کوکب ہمیشہ سے خیرخواہ دولت ہے انکے آتے ہی
لائقہی سامان سفر ہوگا ضرغام نے بچرب زبانی و بخوش بیانی اسد کو سمجھایا بزبر داشت جرأت کو باتوں
میں بہلایا اپنے ہمراہ لیکر قریب درہ کوہ آیا وہاں بارگاہ استاد کرائی صندلان کو اشاروں میں سمجھا دیا کہ
احتقاق خونخوار آگیا اپنے آقائے نامدار کو برائے پروردگار بارگاہ ملکہ مہرخ میں نہ آنے دینا شکار وغیرہ
میں مصروف کرو میں مہلت پاکر آؤنگا اسد تو اس بارگاہ میں داخل ہوئے صندلان نے بھی دام طمع بچھا
ذکر حالات جنگ ملک باختر پوچھنے لگا اسد کو جوش آگیا فرمایا ای بہادر باختر میں عجب طرح کا معرکہ گذرا ہے
ہمارا زمانہ طفلی کا تھا نانا جان سب سرداروں کو ساتھ لیکر طرف پردہ ظلمات کے چلے گئے ایرج نوجوان بھی
ہمارے مقابلے رہتے تھے اُسکے ساتھ لشکر بیشمار رہا ہمارے ہمراہ اٹھارہ امیرزادے بارہ ہزار قزاق وہ ہمہ
زور و طاقت یہاں فوج کی قلت کوئی سرپرست سر پہ نہ رہا ایسے ایسے شبخون لشکر ایرج پر ہمارے نام

ہمارے گھر آنا تھا صدہا مرتبہ قید ہوئے عنایت پروردگار سے صحیح و سلامت چھوٹے ایرج حیران ہو جاتا تھا
صندل ان نے جو دیکھا کہ اس بیان سے اسد کو کیفیت حاصل ہوئی ہے انہین باتون مین الجھا لیا مراد یہ ہے
کہ لشکر کا خیال نکرین بارگاہ مہرخ مین نجائین خیر عالم بارگاہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت بیان کی ملکہ
مہرخ کو اطمینان ہوا ناگاہ علم ضیاے فوج ماہتابان کھلا فوج ثابت و سیارگان آراستہ ہوئی نقارہ لشکر
ظفر اثر شاہنشاہ قمر بجا شاہنشاہ زرین پوش نے شکست کھائی قلعہ مغرب مین جا کر محصور ہوا تمام عالم روشنی
ماہتابان سے پر نور ہوا افراسیاب جادو خاطر و مدارات مین اختقاق کے اہتمام کر رہا تھا مغرور و متکبر شراب
پینے مین مصروف تھا نشے مین بلبلا یا کہا ای افراسیاب طبل جنگی کو حکم دو نقارہ رزمی بجے بوقت سحر بدولت
میدان مین جا کر مقابلہ باغیان سے مہلت پائین طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جائین افراسیاب نے
سرے برف انداز کو حکم دیا اسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی مشہور ہوا کل اختقاق جادو مقابلہ کریگا چرند پرند سرکار
لشکر اسلام کے بلا خبر حاضر تھے طرف بارگاہ ملکہ مہرخ کے چلے یہان ملکہ مہ جبین الماس پوش تخت طاؤسی
پر جلوہ فرما ہین صر عالم عرض کر رہا ہے آقاے نامدار کو بمشکل لشکر سے نکال لیگیا زیر کوہ بارگاہ استادہ کرا دی
آپکی ملاقات کو آنے کا قصد تھا مین مانع ہوا ملکہ مہ جبین نے سر جھکا لیا کہا بھیا خدا تمکو سلامت رکھے بڑے لطف سے
تمنے انتظام کیا یہ ذکر تھا کہ چرند و پرند مضطر و دردمند حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا دی نظم

در دیار وجود دشمن تو	عاقبت را فراج طاعون باد	مہر و ماہت بجاے لعل و گہر	سود و اندر میان معجون باد
دشمنت خستہ باد کو بعبت	جادوے بالش و افسون باد	حاسدت در مصیبت طالع	نامبشرگان نشستہ در خون باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو در فتح و ظفر باز ہو اختقاق نے طبل جنگی بجوا دیا کل اسکا ارادہ ہے کہ لشکر بندگان عالی سے
مقابلہ کرے افراسیاب نے بڑے سامان کیے ہین ملکہ مہ جبین نے گھبرا کر طرف ملکہ مہرخ کے دیکھا ملکہ مہرخ
نے بکشادہ پیشانی حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی تیاری کا طبل جنگی بجے جو مشیت پروردگار خاک کے پتلے کو کیا اختیار
فوراً نقارہ رزمی پر چوب پڑی لشکر مین تو تیاری ہونے لگی ملکہ مہ جبین الماس پوش صداے طبل جنگی سنکر رونے لگی
ملکہ بہار نے بلائین لین کہا ای گل باغ خوبی و اے دلکش بوے حدیقہ محبوبی ای بہار باغ اسلام و ای پروردۂ مہد
راحت و آرام آپ رنجیدہ ہون کنیزان جان نثار حاضر ہین جان لڑا دینگی اختقاق ملعون کو میدان کارزار
سے بھگا دینگی آپکی اس کنیز کا اگر گلدستہ چل گیا حضور ملاحظہ کرینگی نقارہ بجانیکی بدبخت کو نوبت نہ آئیگی بحکم باغبان
قضا و قدر نکتہ چینے سر دھنے کچھ تردد نفرمائیے باغبان قدرت نے بھی اس طرح گل کلام کا رنگ پیش بہار کھلا دیا

کہا حضور انشاءاللہ اسی گلشن مین آمد بہار ہو دشمن خوار و ذلیل ہو سر جھوکے کا گل کشائے کہا وہ کیا نابکار پامال
اُس خود سر کا گنہگار ہی ہلال سحر افگن بھی چمکی کیا حضور وہ مشاطئے آفتاب لشکر اسلام کی کوشش مین ہر ہمکو خوب
ثابت ہوگیا اُسکا ستارہ گردش مین ہر خورشید زرین سحر کو جلال آیا دست بستہ عرض کی حضور آفتاب نکلے چمکون
وہ حرارت دکھاؤن ساری شرارت بھول جاے آتش سحر سے پھنکے ہم نقارہ کب بجانے دینگے پہلے ہی جا پڑینگے
ملکہ مخمور سرخ چشم بعد قہر و خشم اپنے مقام سے اُٹھی کہا حضور وہ پیر مغان میکدۂ ضلالت ساقی خمخانۂ حماقت
بدمست شراب غرور ہو اور جان نثارون کے قلب کو خود بخود مسرور ہو وہ نشیلی آنکھیں دکھاؤن متوالون کی طرح
ہجوم والے مٹھی مین جاکر منھ کے بل گرے سر پٹک پٹک کے مرے برق لامع بھی تڑپی کہا آپکے تصدق سے
کڑک کے گرون خرمن ہستی بیباک و ناپاک کو جلا دون سردارون نے اپنی اپنی جرأت کے ذکر کیے ملکہ مہ جبین کو
تسکین ہوئی لیکن فرمایا صاحبو مین اپنے دل کو کیونکر سمجھاؤن کیونکے بہلاؤن وہ شہریار عالی وقار رونق
زرین پر جلوہ فرما رہتا تھا دل کو تسکین روح کو راحت آنکھون مین بصارت قلب کو قوت رہتی تھی اب مجھکو دربار
سنسان معلوم ہوتی ہر دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی دمبدم یہی خیال ہر دربار کا مین انکو بلا بھیجون لیکن ڈرتی ہون
سبب انکی جان کے دشمن ہین ایسا نہو کوئی ساحر چلا آئے کوئی عیار آکر عیاری کرے سب طرح مشکل ہی کلیجے
چھریان پھر رہی ہین میرے نزدیک تو یہی مناسب ہی آپ سب صاحب انکو بلوا بھیجین ورنہ مجھکو تسکین نہوگی میرا
تو قول نسیم دہلوی یہ حال ہی شعر عجب عالم ہی اُس گلبدن کی یاد مین دل کا، ہر نالہ منھ سے نکلا زمزمہ بلبل کا، یہ شعر مہ جبین نے
زار زار ہوکر پڑھا یا تو مخمور رنجور سمجھا رہی تھی یا انکا بھی دل بھر آیا تصویر نور الدہر بن بدیع الزمان آنکھون کے
نیچے پھر رہی ہی عرض کی حضور بجا فرماتی ہین حقیقت مین سودا زدون کو آرام کہان آنکھون کے نیچے اندھیر آب و دانے
سے نفرت ہر وقت غم و الم کی کثرت دریاے اشک کا جوش اگر راز دل کہنے کا ارادہ کرتے ہین ادب عشق کہتا ہی
خاموش کان مین عجب عجب طرح کی آوازین آتی ہین گوش ہوش کر دل بیتاب و مضطر تلوے کھجلاتے ہین دشت
نوردی کی راہ بتلاتے ہین حضور نے جو ارشاد فرمایا ہمارے دل پر ان کلمات کی تاثیر ہوئی بلکہ حضور جو دل مین ہی
زبان پر لانا ممکن نہین ارمان بہت مہلت قلیل اُنکے نکلنے کی کیا سبیل دل عجب عجب فقرہ نشین کرتا ہی باغ ساقی
ناہوش فصل برسات میلو مین دوست صادق اپنا چاہنے والا بات کا نباہنے والا ہمدم دل عاقل حسن مین ماہ کامل
یہ سب سامان مہیا ہون کمبخت بدنصیب یہ کہتا ہی خوب کیفیت ہو تب لطف محبت ہو بی بی صاحبان نصیب
کے واسطے یہ سامان مہیا ہونے ہونگے ہین یقین کامل ہی محبت کرکے عاشق تن اپنے نصیبون کو روتے ہونگے

مخمور بے جور دگر کی عندلیب خوشنوائے باغ محبت قمری سرو بستان علاقۂ محبت عاشق زار بہار کا بھی رنگ متغیر ہوا گھبرا کر
اٹھ کھڑی ہوئی کہا مخمور برائے خدا خاموش رہو کیون دل وجان کو جلاتی ہو آتش فراق شعلہ زن ہو اور سے
کمبخت ہڈیون مین جلن ہو یہ لباس نہین کفن ہو کیا شگ محبت کا بھی جلن ہو نہین معلوم بہار کسنے ہمارا نام
رکھا چشم زدن مین چمن عمر خزان ہو بے برگی اپنی عیان ہو غنچہ خاطر ناشگفتہ آتش عشق کا نون سینے مین شعلہ
خود مثل دل اگر ست گلنار لیجاتی ہو عندلیب روح قفس جسم مین گھبراتی ہو یہ کیفیت دیکھیے کیا رنگ دکھاتی ہو
بہار نے جو یہ کلمات کہے جوش و خروش ہوا پر سب اہالیان دربار رونے لگے ملکہ مہ جبین کے غم والم کو ترقی
ہوئی فرمایا ای ملکہ بہار و مخمور آپ لوگون کو اسقدر بیقرار ہونا مناسب نہین ہو وہ شیر دلیر زیر سایۂ دامن دولت
اپنے بزرگون کے بعیش و آرام بکیفیت مالا کلام بسر کرتے ہین یہ خوف نہین کہ کوئی انکو کسیطرح قتل کر ڈالے
یا گرفتار کرے ایسے زبردست حامی موجود ہین اگر ایک موے جسم انکا بیکا ہو صاحبقران زمان قیامتین
برپا کرین یہ بیچارے بزرگون سے جدا ہوکر غیر اقلیم مین آئے نہ یار ہے نہ مددگار ہے نہ مونس نہ غمگسار ملک ساحران
غدار نے ایک زبان ہلانے سے ساری زمین تھراتی ہو یہ جرأت کسکے تیلے ذرا کسی نے ٹوکا یا جا پڑے بیان کرو
حیلے کا کام جرأت کا نام بھی کوئی نہین لیتا اسوجہ سے آٹھ پہر جگہ ملال ہو کوئی ساحر نہ انکو دیکھے سات برس
کال گنبد نور پر مقید رہے کسنے خبر لی خواجہ عمرو نے تدبیر کی وہ بھی جاکر کہین پھنسے اگر ہم بھی فکر نکرین کیونکر
انکی جان بچے بسطرح مجبور و ناچار ہین اپنی آنکھون پر اختیار ہی رو رو کے دل کو غم سے خالی کرنے مین کشاکش
محبت مین مبتلا جیتے ہین نہ مرتے ہین ملکہ بہار نے سر جھکا لیا مخمور سے اشارہ ہوا کہا سرکار کی باتین سنتی ہو
ہمارے شہریار پر جو سختیان ہین اسکا کیا ذکر کرین بادشاہ حجاز ظل اللہ عالم لشکر مسخر کن بحر و بر صاحبقران کے
افسر نامی ناسور خلاصہ دودمان نوشیروان زبدہ خاندان کیانیان صاحب چتر و علم محترم و محتشم سب سے آگے
بڑھکر لڑتے ہین روز ساحر و غیر ساحر سے معرکے پڑتے ہین سب سردارون کے واسطے سینہ سپر رہتے ہین
کیا کیا بدعتین سہتے ہین مخمور ہنس پڑی کہا درست ارشاد ہوا بادشاہ کی جرأت کیا سامنا مغلوبہ کا ہوا دور سے
لینا لینا کر رہے ہین کوئی زخمی ہوا کوئی مارا گیا بخیر و عافیت سے بارگاہ مین آئے بہت خوش ہوکے یہ حکم دیا خزانے
سے دس ہزار جوڑے کے مقرر کردو بڑا ایرا نا شکوار تھا سپاہیون کا جمعدار تھا نام لشکر اسلام اُس شخص کی وجہ سے
روشن ہو جسنے لقب پایا گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زن لشکر کفر بے ایمان
صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان جس شیر کی نیب شمشیر سے

میدان کارزار تھرّاتا ہو دیوان تاف کو انکے نام سے بخار چڑھ آتا ہو اگر ذکر شمشیر زنی کرون ہر ایک کو سنکر معلوم ہو تلوار چل رہی ہو دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات کا فران طوفانی ہوا دنے سی شوکت یہ ہو کہ کئی مرتبہ لقا کو پکڑ لیا زنجیرون مین جکڑ لیا ایک بات مین مین قائل ہون بادشاہ کے سامنے بہت سے جادو قتل ہوے مروے ہزارون دیکھے دل انکا بیشک بڑا سخت ہو جو اس سنگدلی کی صفت نکرے وہ بدبخت ہو رنگ بہار متغیر ہو گیا کہا ہوا مخمور تم ہمسے بات نہ کیا کرو یہ زبان درازی تمکو خراب کریگی کسی جلیل کی غیبت کروگی اسکا صدمہ ہوگا بڑا بادشاہ جلیل اہل اسلام کا کفیل بیان نورالدہر نوکر ہین خزانے سے انکے تنخواہ پاتے ہین اور زیادہ مین کیون کہون شرف انکا مثل آفتاب عالمتاب کے تمام دنیا مین روشن ہو خیر بہت اچھا جو کچھ آج آپنے کہا ہو اسکو یاد رکھیے گا خدا ان بلاؤن سے نجات دے ہم آپکو کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے چلینگے اس مقدمے کو سامنے صاحبقران کے پیش کیجیگا وہ آپ کا منہ گھی شکر سے بھر دینگے دونون صاحبون کے دادا جان ہین انصاف کرینگے مین قائل ہو جاؤنگی ملکہ مہرخ نے پلٹ کر دیکھا مخمور و بہار سے تکرار ہو رہی ہو بہار غصے مین سر جھکائے ہوئے رو رہی ہو مہرخ نے بہار کو گلے لگایا چپکے سے کان مین کہا تم کیون اسقدر چڑھتی ہو دعا کرو خدا اپنا فضل شریک کرے طلسم ہوش ربا فتح ہو لشکر صاحبقران بعد عظم و شان طلسم ہوش ربا مین آئے جلالت و حقارت کھل جائیگی تم مثل نورالدہر بادشاہ عالی جاہ ہو سب صاحب جھک جھک کر تمکو سلام کرینگے جو اسکے خلاف کریگا انکاہون سے گر جائیگا ملکہ سزا پائیگا بہار کو تو یون سمجھایا ایک نے جا کر مخمور سے کہا بی تم بہار سے کیون زبان لڑاتی ہو مثل نورالدہر بن بدیع الزمان عالم مین کون جوان ہو ایرج نامے مین جسکا جی چاہے دیکھ لے صاحبقران سمت پردۂ ظلمات کے چلے گئے تھے اس شیر کے سبب سے پھر نام اسلام روشن ہوا ورنہ ایرج نے کل اہالیان باختر کو آفتاب پرست کر دیا تھا مخمور کا خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا کہا نہین حضور ملکہ بہار میری مالک ہین مین انسے کیا تکرار کرونگی ماشاءاللہ حضور ذی علم نجم وار ہین ہم سب کی مالک و مختار ہین پڑھے لکھے کی چار آنکھین ہوتی ہین بی بہار ذرا ذرا سی بات پر روتی ہین ملکہ مہ جبین نے دربار برخاست کیا لشکرون مین تیاریان ہو رہی ہین اہالیان لشکر افراسیاب کو بڑی خوشی ہو کہ صبح کو احتقاق لڑائی فتح کریگا ال لشکر اسلام کا لوٹینگے سرِ راہ ابریق طلایہ دے رہے ہین ابریق کوہ شگاف تا نصف شب انتظام طلایہ کرکے ایک نخل کے سایہ مین آیا لشکر اسلام کی جانب نگاہ اس خیال سے کی کہ شاید لشکر حریف شبخون کا قصد نکرے کہ دیکھا سامنے سے ملکہ صبا رفتار کمند انداز لشکر اسلام کی طرف سے آتی ہو ابریق کو دیکھکر ٹھہری سلام کیا ابریق نے پوچھا ای صبا رفتار

کہان سے آئی ہو صبار رفتار نے کہا اے وزیر اعظم آج لشکر اسلام مین قیامت برپا ہے اہالیان لشکر ہر طرح بھاگے
جاتے ہین مقابلۂ احتقاق سے سب جان چھپاتے ہین مین ابھی انکے لشکر مین گئی تھی ایک خوشخبری تمکو سناتی ہون
اگر ہوسکے تو کچھ انتظام کرو میرا تو یہ قابض نہوا تم ساحر زبردست ہو کوئی تدبیر کرو ضرغام شیر دل نے سمجھا کر
اسد غازی کو لشکر سے الگ کر دیا تین کوس پر جو پہاڑ ہے وہان جاکر بارگاہ استاد کرائی اسد غازی کا اسی بارگاہ مین
داخلہ ہوا وہان اسوقت تک کوئی ساحر نہین ہے ایک جادوگر یہان سے جائے طلسم کشا کو بآسانی وہان سے گرفتار
کرلائے ابریق نے کہا مین خود جاؤن حقیقت مین بڑا نام ہوگا انکو بخوف احتقاق وہان پہونچایا ہے صبح کو
میدان کارزار مین بھی ہمراہ نہ لائینگے صبار رفتار نے کہا یہ سب صلاحین ہوگئین آپ نجائین کسی اور کو بھیجین
ایسا نہو انتظام طلایہ مین فرق پڑے یہ سنکر ابریق نے اپنے رفیق قدیم افراش جادوگر کو آواز دی افراش
آیا ابریق نے تمام کیفیت اس سے بیان کی کہا اے افراش زیر کوہ فلان مقام پر بارگاہ مین طلسم کشا آرام کر رہا ہے
ساحر سب یہان ہین جاکر طلسم کشا کو پکڑ لاؤ افراسیاب سرفراز کریگا جسنے اسار کو قتل کیا تمام اہالیان ہوش ربا
کو ہلاکت سے بچالیا صاف صاف کتاب سامری مین تحریر ہے کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوش ربا ہے افراش نے
کہا مین ابھی لایا یہ کہکے بھاگا چلا چشم زدن مین قریب کوہ پہونچا پہر بھر رات باقی ہے بارگاہ کو تاک کر سحر کیا زمین
شق ہوئی نقب سحر دیتا ہوا چلا جس بارگاہ مین اسد نامدار آرام فرما رہے تھے اسمین آکر نکلا دیکھا حقیقت مین اسد
نامدار آرام فرما رہا ہے چار خدمتگار چپی پر حاضر ہین افراش نے سحر کیا چارون خدمتگار بیہوش ہوئے جھپٹ کر
قریب چھپر کھٹ آیا دو چار دانے اسد پر مارے شاہزادہ سو رہا تھا ہاتھ پانون بیکار ہوگئے کمر مین نیچہ دیکھے
اسی نقب مین پھاندا نے نکلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے قضائے کار ملکہ بہار کو باتون سے مخمور کی بڑا رنج
ہوا تھا جاکے چھپر کھٹ پر لیٹین نیند نہ آئی گھبرا کر اٹھین دل بھر آیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے رات کا وقت
لشکر مین سناٹا ٹہلتی ہوئی کنارے پر لشکر کے آئین خیال آیا اے بہار چلو بادشاہ سے ملاقات کرآئین پھر
دشمنون کے طعن کا خیال ہوا کہ سب سے پہلے بی مخمور بدنام کرینگی سر دربار کہینگی بی بہار جان بچاکر چلی گئین
یہ سوچتی ہوئی آگے بڑھین کوس بھر پہونچکر وہ سرو حدیقۂ رعنائی گل گلزار زیبائی خاموش کھڑی غیرت دامن گیر
وصال محبوب کی تدبیر نہ رہے رفتن نہ جائے ماندن اگر قصد ہوتا ہے کہ بڑھون شرم آتی ہے پلٹنے کا قصد ہوتا ہے طبیعت
گھبراتی ہے دل کہتا ہے دوری تنہائی اسی پلنگ کا سامنا ہے پلنگ نیکر کھاجائیگا فراق یار مین کیونکر آرام آئیگا اس تردد
مین نہایت بیقرار ہوئی اور یہ شعر پڑھا شعر یاد آن روز کہ در کوی تو گریان رفتم ٭ بگلستان صفت ابر بہاران رفتم

گوہر آبدار اشک صدف چشم سے عارض پُرنور پر جاری ہوئے خاموش کھڑی رو رہی ہو دیکھا ایک ساحر پشتارہ
بدوش طرف بارگاہ اسد کی آتا ہو بہار گھبرا گئی دل سے کہا خدا خیر کرے یہ کیا معرکہ ہوا پنے کو بہار نے پشت نخل مین
مخفی کیا ساحر آ کر ایک چشمے پر بیٹھا سر اُٹھا کر بہار کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہوا مسکرا کہا ای ملکہ مَین افراش جادو رفیق
ابرق کوہ شگاف طلسم کشا کو گرفتار کر لایا کل صبح کو قتل کر ڈالونگا حیرت جادو آپکی ہمشیرہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ بہار
کو خبر کر دو احتقاق ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا فوراً نقارہ بجا کر بیہوش کریگا جلادون کو حکم دیگا انکا ابھی یہی کام ہو سبکو دم بھر
مین قتل کرینگے یہ کلمات مہملات سنکر غصے سے بہار کا چہرہ سرخ ہو گیا فرمایا او مکار نابہنجار بدکردار کیا مجھکو تجھا ہی
خدا نے بڑا فضل کیا کہ مین اسوقت آ گئی اب بھلا مین پشتارہ اسد غازی کا تجھکو لیجانے دونگی بہتر یہ ہو اپنی جان
بچا پشتارہ چھوڑ کر چلا جا اسی مین خیر ہو تمھارے وزیر صاحب بھی مزا اُٹھا چکے ہین جب تم آ نسے ہمارا ذکر کرو گے سیدھے
آدمی ہین کچھ شکوہ نہ کہین گے یہ سنکر افراش غصے مین بڑھا چاہا سحر کرون یہ سوچ کر کار دسحر پھینکی بہار نے چاہا
روکون نوڑی شانے پر پڑی چند قطرات خون ٹپکے آواز دی او بیحیا اب خون جوش مین آیا ہم اسی کے مشتاق
تھے بہار نے گورے گورے ہاتھ بڑھا کے جسم سے قطرات خون لیکر وہ گلہائے ساختہ افسون تر کرکے
اُس بیحیا کی جانب پھینکے آواز دی دیکھ بہار آئی جنگل مین مثل بلبل کا دل بیکل یہ کہکر خاموش ہوئین پھول
برسے نسیم سحری چلی ہوا کی ہوا اندھی غنچے اُس غنچہ دہن کو دیکھکر مسکرائے نخل وجد مین آئے افراش خاموش ہوا
دبا سے حیرت کا جوش ہوا ملکہ نے بہت جلد اشارا کیا دیکھا افراش چپ کھڑا ہو آواز دی کیون ای افراش مزاج
کیسا ہو ہماری بات کا جواب نہین دیتا ارے بہار آئی دیکھ عندلیبان خوش نواز مزمہ سرائی کر رہی ہین ہر گل کا
کٹورا شراب شبنم سے معمور ہو نرگس شہلا کو کیفیت انتظار مین سرور ہو افراش جادو مبہوت ہو چکا تھا پھول
اُٹھا کر سونگھنے لگا بعد عرصہ دراز یہ جواب دیا شعر داغون سے باغ باغ ہو بستان سینۂ دل * کیا تجھ سے ان بہار ہو گلہائے
فضائے دل * جب یہ شعر اُسنے پڑھا بہار نے فرمایا مبارک اب غنچۂ آرزو کھلا آمد بہار کا مزا ملا افراش جادو آگے
بڑھا کہا مین تو غلام ہون برائے گلچینی گلشن جمال آیا جو ارشاد ہو بجا لاؤن بہار نے کہا اب تم ایک کام کرو یہ
پشتارہ تو یہین رہنے دو ہم اسکو سزا دینگے چپکے چلے جاؤ اپنے وزیر کا سر لاؤ اس سرسے کسیکو آگاہ نکرنا خود سری کا دم
نہ بھرنا ہم بارگاہ استاد کرینگے دلہن بنکر بیٹھین گے جب سر لیکر آؤ شادی ہو شاید کسیکی بربادی ہو یہ کہکر وہ پھول
اُسکے ہاتھ مین دیدیے افراش یہ کہکر چلا کہ ابھی سر لاتا ہون اُس بیحیا کی سرکشی مٹاتا ہون اب مجھکو معلوم ہوا وہ بیحیا
کا غدار کا دشمن ہو یہ کہکے سلام کیا خفا ہوا چلا بہار نے قصد کیا کہ پشتارہ اسد نامدار اُٹھاؤن دیکھا سامنے سے

صندلان گھوڑا اُڑائے ہوئے آتا ہے باعث یہ ہوا صندلان بھی پڑا سوتا تھا کچھ خواب دیکھا گھبرا کے اُٹھا خواجگا
اسد میں آیا اپنے آقا کو نہ پایا سوار ہو کر چلا کہ جا کر مہرخ و بہار کو خبر کروں بہار نے جو صندلان کو بدحواس دیکھا
فرمایا ای بہادر نہ گھبرو تمھارے آقا کو افراش جادو لیجاتا تھا میں وقت پر پہونچی وہ بھاگ گیا اپنے آقا کو لیجا یئے برائے خدا
حفاظت میں بے خبر نہو تمام اہالیان ہوش ربا ساکنان اقلیم ظلم و جفا اس شہر کے دشمن ہیں ذرا بھی غفلت کرو گے بہت
پچھتاؤ گے پروردگار نے مجھکو اس مقام پر پہونچایا صندلان نے شکریہ بہار کا ادا کیا پشتارہ اسد کا لیکر سمت
کوہ روانہ ہو گیا بہار جادو طرف لشکر کے واپس ہوئی دیکھا زلف لیلائے شب درہم و برہم ہو چکی عملداری ظلمت
شب پردہ دنیا سے اٹھی علم زرین آفتاب بصد قہر و عتاب بلند ہوا شاہنشاہ نیّر اعظم بصد شوکت و حشم تخت فلک
چہارم پر جلوہ افروز ہوا فوج ضیاء نے اقلیم دنیا میں اپنا عمل کیا بہار اسوقت پہونچی مہرخ بارگاہ سے
برآمد ہوئی مہ جبین تخت طاؤسی پر گرد سرداران عالی وقار آمادہ حرب و پیکار مہرخ نے دیکھا آمد بہار
ہوئی ہوا سے سر دھلی آگے آگے بہار تخ کنیزان نامدار گلدستے سبکے ہاتھ میں بہار شل شاخ گل برائے تسلیم
خم ہوئیں مہ جبین نے خالہ اماں کہکر بہ قد تعظیم کی بہار نے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا مہرخ کی نگاہ پڑی شانہ بہار
کا زخمی ہے مہرخ نے گھبرا کر پوچھا کیوں خیر تو ہے یہ زخم تمنے کہاں کھایا کیا بارگاہ سے نکلتے نکلتے کسی سے سامنا پڑا بہار
نے کہا حضور خدا نے بڑی خیر کی افراش اسد کو گرفتار کرکے لیجاتا تھا باقی نباے گلشن عالم نے بہار کو پہونچایا افراش
چلا گیا ہمراہ صندلان کے اپنے آقا کو روانہ کیا افراش کے تیر نے شانے کو بھی نشانہ کیا مہ جبین یہ حال سنکر
گھبرا گئیں کہا کیوں صاحبو ہمارا انتشار بیکار ہے جب ہم روتے ہیں تو بعض مصاحبین ہنستے ہیں لوگ آوازے
کستے ہیں برائے خدا تصدقات روانہ کیجیے خدا نے بچا لیا اسے کہاں چھپاؤں جی چاہتا ہے پردہ اسے چشم میں
مخفی کروں کیا تدبیر کروں مہرخ نے کہا بی گھبراؤ خدا نے فضل کیا بہار پہونچ گئیں اسی طرح خدا اپنے بندوں کی
مدد کرتا ہے بلا کو رد کرتا ہے وہ فتاح طلسم ہے شیر بیشہ صاحبقرانی از کرۂ عقیق تا بہ ہوش ربا کیونکر پہونچے گنبد نور سے
رہا ہوتے یہ ذکر کرتی ہوئی طرف میدان کارزار کے چلی افراسیاب خواب سے بیدار ہوا بیرون بارگاہ اختفاق
نقارۂ جمشیدی تخت پر رکھے ہوئے چوب ہاتھ میں بارہ ہزار جلّاد تخت اختفاق کو گھیرے ہوئے افراسیاب
نے سلام کیا اختفاق نے پشت پر ہاتھ پھیر افراسیاب سوار ہوا یکایک نقارے پہ چوب پڑی ابرِ برق
ہنستا ہوا سامنے آیا افراسیاب کو سلام کیا کان میں کہا اے شہنشاہ مبارک صبح غلام آگرد یوس ہو نگے خوشساعت نرا نگا
اختفاق کے ہاتھ سے خاتمہ کر دیجیے افراسیاب نے کہا حال انکو شب کو زبانی عیار رفتار کے خبر ملی کہ اسد فلان بارگاہ میں

آرام فرما رہے ہیں تم کیا خوشخبری لائے ابریق نے تمام کیفیت بیان کی کہ حضور میں نے افراش جادو اپنے رفیق قدیم کو
روانہ کیا کہ وہان کوئی ساحر نہین ہے افراش سر اسد لیکر آتا ہوگا افراسیاب یہ حال سنکر پھول گیا حیرت سے
پلٹ کر کہا ملکہ اب اسد قتل ہوا اب رفتہ رفتہ تمام لشکر حیرت میں خبر مشہور ہوئی کہ اسد کو افراش رفیق
ابریق نے قتل کیا ابریق بھی بہت خوش ہو کر سامنے سے گرد اڑتی سب نے دیکھا افراش جادو مسکراتا ہوا
پھولا ہوا کچھ اشعار پڑھتا ہوا آتا ہے ابریق نے کہا لو میرا یار وفادار آ پہونچا پکار کر آواز دی کیون برادر وہ
کام کر آئے افراش نے کہا سب کام ہوگیا قریب آکر مفصل عرض کرونگا یہ کہکر قریب آیا ہاتھ تلوار کا ابریق
کے مارا سر ابریق زخمی ہوا افراش نے دو تین گھرے ایسے مارے کہ کئی سو ملازمان ابریق سر ٹکرا کر مرے
ابریق الامان کہکر بھاگا افراسیاب نے دیکھا ابریق زخمدار بھاگے ہوئے آتے ہیں افراش نے کئی ہزار
ساحر قتل کیے تعقب ابریق میں افراش اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آیا ہے حیرت نے ہنسکر کہا لو نیا گل پھولا افراش
عشق بہار میں راہ رفاقت قدیمانہ بھولا وزیر صاحب کو بچائیے افراسیاب نے کہا کیون اے ابریق یہ کیا
مضمون ہے رنگ روے افراش دگرگون ہے ابریق نے کہا میں نے تو اسے قتل اسد بھیجا تھا نہیں معلوم
یہ کیا ہوا کسنے اسکو دیوانہ بنایا ابریق یہ کہتا ہوا قریب افراسیاب آیا افراش نے کہا او ملعون تو دشمن
بہار ہے سر تیرا ملکہ عالم نے مانگا ہے یہ کہکے ہاتھ مارا ابریق تو ہٹ گیا افراسیاب نے سنگریزہ اٹھا کر
مار دیا افراش کا سر پھٹ گیا آواز آئی کشتی مرا نام من افراش جادو بود لشکر افراسیاب میں عرصہ
دراز تک یہی چرچا رہا کہ آج وزیر صاحب نے خوب انتظام کیا چاہ کندہ را چاہ درپیش کا معاملہ ہوا اب
صفین جین افراسیاب نے کہا اے سرہا تم سبکو سمجھاؤ کہ اب بدعت احتقاق سے کوئی نہ بچیگا سرہا قریب
افراسیاب سنکر بڑھا کنارے پر لشکر کے آیا پکار کر آواز دی اے مخمور و بہار شاہنشاہ کو تمہارے حال پر
رحم آیا تمہاری جان بخشی کی لشکر سے نکل آؤ شاہنشاہ خطا معاف کر دینگے وہی عہدے وہی ریاست وہی
لیاقت عطا فرمائینگے کوئی شکایت نکریگا آج جان بچنا تم سبکی دشوار ہے سحر احتقاق یہی بڑا اسلحہ ہے اعمال
قدرت بخوبی آگاہ ہیں چرخ صاحب جو تم سبکی پشت پناہ ہین وہ حال بخوبی سن چکی ہین اس وقت تک خبر
بعد ختم زمان نشان بھی تم لوگون کو نہ معلوم ہوگا سرہا نے اسطرح جو سمجھایا بہار کو غصہ آیا مخمور کو بھی تنا
کا ملال ہوا دونون نے بڑھکر آواز دی جا کر افراسیاب سے کہو اے شہنشاہ جسطرح تمکو ہمارا پاس ہے ہمکو بھی
تمہاری بربادی کا خیال صاف صاف ہے کہ اسد غازی فاتح طلسم ہے جری بچا او جواب قاتل افراسیاب اسیطرح

ہم ادھر آکر شریک ہوئے کہ اس شہریار سے تمہاری شفاعت کرین ہاتھ سے طلسم کشا کے تمکو بچالین بعد حصول
لوح سر پر ہاتھ رکھ کے روؤگے کیونکہ جس وقت تیغ بیدریغ طلسم کشا کی تمھارے چلیگی آنکھ کھول کر دیکھو گے
کوئی یار دوست قریب نہوگا یہ شعر آتش نامدار یاد آجائیگا فرد وائے نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا ٭ خواب
تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا ٭ سلطنت ہوشربا بیکار ہوگی یہ تاج داران جلیل جو آج آپکے معین و کفیل ہین
یہ فریاد کی صدا دینگے طلسم کشا کے شریک ہوجائینگے بجز اعمال کوئی ہمراہ نہوگا لاش کو بھی کیا عجب ہی کہ دفن کفن
نصیب نہو جس سر مین غرور ہی مثل کاسہ گدائی ٹھوکرین کھائیگا نخل بدعت سے ثمر ہاتھ آئیگا یہ جو پکار کر مخمور
بہار نے بفصاحت و بلاغت کہا سرما کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہوگئے پسینے پسینے دوڑتا ہوا سامنے افراسیاب
کے آیا افراسیاب نے کہا کیون خیر تو ہی کیا بہار و مخمور راضی ہوگئین مین قسم کھاتا ہون کہ کچھ تمکو نکال سرما
نے کہا حضور سنیے تو ان سرکشون نے ایسا جواب دیا مین گھبرا گیا وہ کہتے ہین اسد غازی فتاح طلسم ہوشربا
ہی تمہارے بزرگون نے کتابون مین لکھا ہی یہان چلے آؤ ہم تمہاری خطا اسد غازی سے معاف کرادین افراسیاب
نے کہا ان لکھنے والون نے غلط لکھا ان نالائقون کا مین قائل ہون فلک مجھے آنکھ نہین ملا سکتا وہ دیوانہ مجھکو
کیا قتل کریگا انکی بھی تدبیر کرچکا ہون یہ کہکے جھلاتا ہوا قریب تخت احتقاق آیا کہا ای زینت پہلوے سامری
و جمشید ابد دولت نے باغیون کو بہت سمجھایا وہ نہین مانتے اب آپکو اختیار ہی یہ سُنکر احتقاق جادو
نے تخت کو بڑھایا نقارہ آگے رکھا ہی چوب ہاتھ مین تخت سے کودا پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے میدان
کارزار مین پہونچا جلادون نے بھی بجز بہری لی خنجر نیام سے نکالے آپس مین غلغلا کرتے تھے یارو آج
بعد مدت بہت عمدہ شکار ملا لاکھون کو قتل کرینگے مدت مدید سے خنجر ہمارے پیاسے ہین آج انکے پیٹ
بھرینگے پیاسون کو سیراب کرینگے یہ کہتے ہوے بارہ ہزار جلاد پرے جما کر کھڑے ہوئے احتقاق نے آواز
دی ای فرقہ باغیان ای مجمع سرکشان مجھکو تاریک شکل کش نہ سمجھو ایک ایک کو چیر پھاڑ کر کھاتی تھی نے طور سے
شعبدہ دکھاتی تھی میرا وہ طریقہ نہین ہی تین چوبین نقارے پر لگاتا ہون لشکر تمہارے کے لشکر مٹاتا ہون اب بھی سچ
ہی کہ اگر افراسیاب کی اطاعت کرو ورنہ کچھ نہوسکیگا یہ خیال دل سے دور کرو افراسیاب کو اپنا بادشاہ
جانو اگر یہ تمکو خیال ہی کہ افراسیاب کا جب جی چاہیگا بچالیگا جب تین چوبین نقارے پر لگادین وہ بے اختیار
ہوجائیگا اسکا کیا زور چلیگا مین بھی اگر چاہون کہ تم سبکو بچالون یہ امر بہت غیر ممکن ہی اسوقت تک میرا بھی
اختیار ہی یہ سحر سامری و جمشید ہی بدون میرے قتل کے اسکا دفع ہونا ناممکن ہی خوب سمجھ کر

پر بھی سامری و جمشید لکھ گئے ہا بدولت کو کوئی قتل نہیں کر سکتا سب طرح اطمینان ہی تمکو امان دینا یہ ہمارا احسان ہی دیکھو مہر و عنایت افراسیاب کو اول اپنے وزیر کو واسطے سمجھانے کے بھیجا تم لوگون نے نمانا چلتے چلتے مجھسے بھی ارشاد فرمایا مینے ان سبکو خون جگر پلا کر پرورش کیا یہ سب سردار رونق طلسم ہوشربا ہین اسوجہ سے سمجھاتا ہون کچھ خوف نکرو چلے چلو ہماری وجہ سے شہنشاہ کچھ نکہینگے پھر وہی عہدہ ہائے جلیل ملینگے عرصہ دراز تک احتقاق نے جو یہ سمجھایا ملکہ مہرخ کو غصہ آیا طاؤس زرین بال سے کود ین آگے بڑھکر آواز دی او احتقاق تو ہمکو کیون سمجھاتا ہی ہمنے سامری و جمشید پر لعنت کی راہ ضلالت سے برہبری خضر حقیقت چشمہ مراد پر پہونچے آبرو پائی اب ہمکو زندگی و موت دونون برابر ہین صاحبقران اعظم ایسا ہمارا افسر ہی اگر ہماری قضا آگئی کون بچا سکتا ہی وہ اگر ہمارے خون کا بدلا لینگے ساحران غدار کو شکست دینگے یہ ہم خوب جانتے ہین زمانہ انقلاب ہی سو مرتے ہین پچیس پیدا ہوتے ہین دس ہنستے ہین دو سو روتے ہین یہ چند بند خمسہ موافق حال زمانہ ہین گوش ہوش سے سُنیے خمسہ موافق مضمون مقام ہذا

لالہ سان داغ ز حسرت بجگر مے بینم — جیب گل چاک ز غم وقت سحر مے بینم
ہر کرا می نگرم خاک بسر مے بینم — این چہ شوریست کہ در دور قمر مے بینم
ہمہ آفاق پُر از فتنہ و شر مے بینم

آرزو لاکھون رہتے ہین سائل ناکام — نقد مقصود سے خالی ہی کف خاص و عام
شام سے تا بہ سحر اور سحر سے تا شام — ہمہ کس روز بہی میطلبد از ایام
مشکل اینست کہ ہر روز بتر مے بینم

کارخانہ یہ جہان کا نظر آیا سر دست — عیب ہی کج انظر اور ہنر عیب سے پست
سفلہ پرور ہی فلک اسلیے جہلا ہین مست — ابلہان را ہمہ شربت ز گلاب و قند است
قوت دانا ہمہ از خون جگر مے بینم

کینہ و رنج و خصومت غضب و بغض و حسد — رنج اسدرجہ جہان مین ہین کہ جسکی نہین حد
جا سے رفت ہی اقارب ہین اقارب سے بد — ہیچ الفت نہ برادر بہ برادر دارد
ہیچ مہرے نہ پدر را بہ پسر مے بینم

اس زمانے مین ہین دل موم دلون کے پتھر — حال اولاد کا برعکس اب آتا ہی نظر

کیا قیامت ہی کہ فریادیی ہی گھر گھر — دختران را ہمہ جنگ ست وجدل با مادر

پسران را ہمہ بدخواہ پدر مے بینم

جائے عبرت ہی یہ ہی قہر خدائے منان — جتنے تھے قابل خلعت ہوں پھرین وہ عریان
گردش چرخ سے عالم میں ہی الٹا ساماں — اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان

طوق زرین ہمہ در گردن خرے بینم

راست ہی بات مری لغو نہیں ہی یہ سخن — عافیت مد نظر ہی تو اسے غور سے سن
منتخب شعر ہی رعنا یہ نہیں بے سر و بن — پند حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کن

زانکہ این پندیہ از گنج گہرے بینم

ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ اشعار حافظ نامدار بصد شد و مد پڑھے اہالیان لشکر افراسیاب دنگ مضطرب ہوئے نے سر جھکا لیا نامنصفون کو ناگوار ہوا لیکن جسوقت ملکہ مہرخ نے دست حق پرست بڑھا کر یہ مصرع پڑھا کہ طوق زرین ہمہ در گردن خرے بینم۔ احتقاق کو بہت ناگوار ہوا تاج سر پہنکر میدان کارزار میں آیا تما ظریف شاعر خوب قہقہے مار کر ہنسے کہا ملکہ مہرخ نے کیا پھبتی کہی ہی خوب احتقاق کو گدھا بنایا کیا لطف کا مصرع سنایا یاروا احتقاق پر چھا گئی احتقاق نے جو یہ باتیں سنیں کیسا شرمایا غصے میں چوب لیکر طرف نقارے کے جھپٹا اور بقہر و غضب تمام اس بد انجام نے نقارے پر چوب لگائی معاذ اللہ قیامت برپا ہوئی یا تو سرداران ملکہ مہرخ بہار و باغبان و رخ موے کاکل کشا و ملکہ بلال سحر افگن و رعد و برق و برق لامع و خورشید زرین سحر وغیرہ رعنائی و زیبائی بیجرات و شوکت سینہ سپر کیے کھڑے تھے یا نقارے کی آواز سنکر پریشان ہو گئے بیٹھنے سر جھکا یا کوئی تھرایا کسی نے آہ کی کسی نے کلیجے پر ہاتھ رکھا کوئی اٹھ کھڑا ہوا کسی کی آنکھوں سے آنسو جاری کسی نے نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھا ہنگامۂ عظیم برپا ہوا رنگ روئے بہار متغیر مخمور سحر احتقاق میں مسحور آنکھوں سے بیتابی تھا چشمے میں گویا حباب شناوری کر رہے ہیں کئی ہزار سردار گرد تخت ملکہ مہ جبین ماہ رخسار تھے فخر اپنا جانکر یا تو تخت کو کاندھا دیا تھا یا کاندھی دینے لگے تخت کو زمین پر رکھدیا مراد یہ تھی کہ پہلی آواز سے سحر سب فراموش ہوا ہر چند سحر یاد کرتے تھے ایک لفظ یاد نہ آتا تھا اسی وجہ سے اُن نازنینان ماہ سیما کا دل گھبراتا تھا حیران تھے کہ علم سحر صفحۂ سینے سے یکایک معدوم ہوا اب یقین آیا بخوبی معلوم ہوا کہ تمام

سحر احتقاق ہی نقارے کی آواز نے یہ حال کیا احتقاق کانپ رہا تھا پھر جھوم کر طرف نقارے کے چلا جلادوں نے بھی اپنے مقام سے جنبش کی اہل اسلام نے گھبرا کر ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے پکار اُٹھے ای خالق بے نیاز رحیم کریم ہمکو بچائے سحر فراموش ہی دل گھبراتا ہی غش آیا چاہتا ہی اشعار دعائیہ

خداوندا رہ از عیب کشائے | ز علیم چشم دل بر غیب کشائے | بہر عیبے کہ باشد عیب ناکم
برحمت کن ز غیب از عیب پاکم | ز عیبے خود پسندی پاکیم دہ | زشادی جہان غمناکیم دہ
رسید روی بجان دل را امان دہ | دل غمگین دہ و منت بجان نہ | دل غمگین ز شادی شاد گرداندہ
ور گنجایش غم کوہ تا کوہ | یا تا ہا ز کرم بر من درویش نگر | برحال من خستہ و دل ریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشایش تو | بر من منگر بر کرم خویش نگر

بیقرار ہو کر جوان سب نے دعا کی آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ وتوقیر دیکھا سینے کوکب والا گہر بصد کرو فر مرکب مشکین پرند پر سوار مثل برق جہندہ اگرچہ کا نعرہ کیا اور احتقاق خبردار رنگ نہ ٹھہرا اُرے تو مصاحب سامری شہور ہی کچھ شعبدہ سحر تانہ دکھا اور نقارچی نقارہ نہ بجایہ کہکر فوراً زمین پر آیا تیغ نیام انتقام سے لیا احتقاق نے سر اُٹھایا بہ سطوت وصولت کوکب روشن ضمیر کو آتے ہوے دیکھا وہ نگاہ شیرانہ کوکب نے ڈالی احتقاق روباہ مزاج تھرا کر ٹھہر گیا کوکب سنبھلا جا کر مقابلہ کروں افراسیاب نے آواز دی ای مصاحب سامری دای احتقاق جادو سحر مین ہی سے مقابلہ نکرنا یہ بادشاہ طلسم نور افشان عالی خاندان جوان خود پسند طلسم بند ہی آواز نقارہ بے تاثیر کیگی احتقاق پھر طرف نقارے کے چلا لیکن کوکب للکار رہا ہی سینہ سپر کیے میدان کارزار مین اکڑا ہی دوسری برق آسمان پر چمکی آواز مہیب آئی زمین میدان کارزار تھرائی دیکھا سینے نور افشان جادو اُستاد کوکب خوشخو للکارتا ہوا آتا ہی ای فرزندار جمند دای نامی نامدار کوکب عالی وقار صدائے نقارے سے بچنا یہ کہکر نور افشان تھمی آسمان پھر تھرایا خوف صدائے نقارہ سے زمین پر نہ آیا مگر کوکب کو منع کر رہا ہی کانون مین انگلیان دیے ہوے وسط سما پر لہرا رہا ہی لیکن افراسیاب نے جو ترغیب دی کئی مرتبہ پکارا احتقاق جھوم کر قریب نقارہ پہونچ گیا چوب لگا ہی دی سرداران مرخ کے کانمین وہ آواز پہونچین وہ تو سب گونگ ہوے کوکب تھرا گیا سحر فراموش ہوا اُسوقت کی قیامت لشکر اسلام پر یہ مصیبت کوکب مبتلائے آفت افراسیاب کی مدد سے جلادان خرس طینت

میمون خصلت کا اپنے مقام سے بڑھنا اُن گونگے بھروں کا طرف آسمان کے دیکھ کے غین غین کرنا مہ جبین کا
سر پٹکنا جانسوز و ضرغام ایک پہاڑ پر کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے دونون نے بیقرار ہو کر سنگدلی پر
افراسیاب کی پتھرون سے سر ٹکرایا پچھاڑین کھائین یقین کامل ہوا جو صفت نقارے کی سنتے تھے
آنکھون سے دیکھ لی ایسی آواز مین سرداران ملکہ مہرخ بیہوش ہو جائینگے تو کیب گونگا بہرہ بنکر مارا جائیگا
ہائے کیا غضب ہوا اسد غازی یہان سے پانچ سات کوس پر تشریف رکھتا ہی ہوادی اس باغ ہیچ کا
کی سنکر اسکو تاب نہ آئیگی فوراً مرکب پر سوار ہو کر دوڑے گا ٹھہر کر اپنی جان دیدیگا ہائے اس گلزار بیخزان پر
جھونکا ہوائے گرم کا چل گیا ای یار و غریبان وای دادرس بیکسان ای رب دوجہان جلد اس بلا کو دفع کر
پہاڑ پر تو عیار تڑپ رہے ہین لشکر مین سب گونگے بہرے سوائے سر پٹکنے کے چارہ نہین سب ایک حال
مین ہین ایک کو ایک بہ نگاہ حسرت دیکھتا ہی بہار کا اشارہ کرتا کہ بہار عمر خزان ہوئی باغ عالم سے حسرت
و یاس لیکر چلی مثل نخل چنار نہ پھولی نہ پھلی مخمور کے اشارون سے ظاہر تھا عین شباب مین قضا آئی ساقی
بدعہد عالم نے عوض جام شراب گلرنگ ساغر ہلاہل پلایا پیر مغان دہر کو مخمور کے حال زار پر رحم نہ آیا مہ جبین
کی نگاہین حسرت آلود چار طرف گھبرا گھبرا کر دیکھتی ہی اُن نگاہون سے یہ ہویدا ہی کسی محبوب پر شیدا ہی بجائے
اشک حسرت و یاس ٹپک رہی ہی کنائے اشارون مین یہ اشعار مصیبت خیز ظاہر ہوئے اشعار آبدار

بغارت دادم از غفلت متاع خانهٔ خود را
بر آتش سوختم از شعلهٔ دل دیوانهٔ خود را
گرفت الفت بہ تنہائی چنانم دل کہ مشغولم
فغان و ناله خواهش و گریهٔ مستانهٔ خود را
تسلسل یاد ہشیاران شمار او دہم کاخر
بیان کردم دگر من این افسانهٔ خود را

بدست خود زدم آتش من آتش خانهٔ خود را
ز بس مستغرق عشقم نمی جنبد ز جا دستم
بہ از باغ جنان گویم اگر ویرانهٔ خود را
بجز من گاہ بر خنجر چو مرغ دانہ چین گشتم
ز بدمستی تہی من کردہ ام میخانهٔ خود را

ز سوز دل نہاد آتش چو فانوسم بہ پیراہن
گره زنجیر کنم در پا دل دیوانهٔ خود را
بصد الحان داودی برابر گشته عاشق
بغیر از دانهٔ اشکی ندیدم دانهٔ خود را
دو چشم مست پنداری بخواب گشته مخفی

ملکہ مہرخ کے منھ پر ہوائیان اُڑ رہی ہین برق لامع کی زرین ہویدا ہین
جلن برق و رعد کی بدحواسی خورشید زرین سحر کے چہرے پر زردی نرگسی آنکھین ڈگڈگا رہی ہین
رنگ مصیبت دکھا رہی ہین مزاج مین سرخ مو کے پراگندگی ہلال سحر افگن کی کاہیدگی انگشت نمائی
اگر ذرا فزائی بدحواسی لکھون دفتر ناتمام رہجائے اس تحریر مصیبت مین کلک سے اشک سیاہ نکل رہے
ہین حرف صفحۂ قرطاس پر مثل مرغ بسمل پھڑک رہے ہین ہر کشش سنان نیزۂ مصیبت ہر ایک دائرہ خنجر برّان

بدعت خاتمہ لشکر اسلام قریب ہے احتقاق جادو تیسری چوب لگانے پر آمادہ ہو گیا اسوجہ سے عرصہ ہوا کہ کوکب جو
مبتلائے بلا ہو گیا احتقاق مضحکہ کر رہا ہے کہتا ہے کیون ای کوکب تمھارا بھی ستارہ گردش مین آیا اسی منھ پر دعوے
سلطنت طلسم نور افشان تھا کچھ سحر کرو تلوار ہاتھ مین ہے خفت نہ کھینچو جوہر جرات دکھاؤ ایسے ایسے کلمات
کہکر آتش کلام سے دل اُس بادشاہ عالیجاہ کا جلاتا ہے افراسیاب اپنے مقام سے غل مچاتا ہے ای شہنشاہ
ساحران اسوقت ان باتون کو موقوف کرو جوش مین نہ آؤ جلد نقارے پر چوب لگاؤ دیکھو پچھتاؤ گے منھ کی
کھاؤ گے ان مسلمانون کا خدائے نادیدہ بڑا زبردست ہے غیب سے مدد ہوتی ہے تم ہنستے ہو تقدیر روتی
ہے احتقاق نے پلٹ کر دیکھا جواب دیا کیون گھبراتا ہے اگر کرورون ہون تو انکو پامال کرون اسوقت
اگر سامری جمشید آجائین تو انکا بھی یہی حال کرون زبان نہ ہلنے دون طنابین آسمان کی کھینچ لون سر پیٹ
رہا ہے افراسیاب کہ ای احتقاق غرور نہ کر خداوند لقا کو غرور بہت ناپسند ہے وہ جاگتی جوت کا خداوند ہے ایسا
نہو یہ غرور کی باتین سنلین اُلٹی پلٹی تقدیر کر دین جتنے تلمے وہان سے آئے سب مین یہی لکھا تھا ہم سیکا غرور پسند
نہین کرتے مغرور کو مٹا دیتے ہین ارے وہی میرے طلسم کو مٹا رہے ہین ہزارون ساحر وہان جا کر مارے گئے
اس غرور نے پامال کیا طلسم کا یہ حال کیا اب جلدی کرو احتقاق جھوم رہا ہے اہل اسلام بیقرار و اشکبار
اپنی جان سے بیزار دعا مین مصروف جانتے ہین کہ یہ حل مشکلات ذات پر پروردگار کے موقوف ہے کہ ایک
آسمان پر برق چمکی آب رحمت ظاہر ہوا سب دیکھنے لگے ابر آکر شق ہوا دیکھا سینے تخت زرین پر خواجہ عمرو
دمہتر برق فرنگی ومہتر قران نامدار و چالاک عالیوقار ایک تخت پر بصد صولت و شوکت صاحب
جاہ و تمکین ملک احول مربع نشین ایک تخت پر ملکہ گلشن ساحرہ پُرفن لشت پر بارہ ہزار کنیزان زرین پوش
بصد جوش و خروش ہویدا ہوے حیرت جادو ملک احول کو دیکھکر گھبرا گئی تخت سے کودی جھپٹ کر
دامن افراسیاب تھام لیا بیقراری مین سامری جمشید کا نام لیا پوچھا ای شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہے یہ تو ملک
احول مربع نشین کوکب کا بیربھائی ہے بروز رہائی اسد سرداران جمرخ کو بصد شد و مد سحر سے نکال کر
لیگیا تھا آپ جا کر لڑے برابر بہاڑ کے جا کر اسکو قتل کیا یہ مردہ کیونکر زندہ ہوا افراسیاب نے حیران ہو کر
کہا ای ملکہ حیرت کیا کہون اسوقت غرق دریائے حیرت ہون یہ بڑا ساحر زبردست ہے جس زمانے مین
کوکب سے میل تھا سحر یاد کرنا ہمارا کھیل تھا یہ بھی مکتب خانے مین آتا تھا بڑا ساحر عالیوقار ہے یہ بھی ہوشربا
کا راز دار ہے مینے غصے مین تیغہ سحر مار دیا کشتہ سحر کیا شہاب گلگون پوش میرا ارادہ ان تھا ہی تیلک

لیگیا پتلا اسکی صورت کا پھینک دیا اسے راہ شہر فرعونیہ مین عمرو و برق نے جا کر عیاری کی اختفاق وغیرہ کو بیہوش کیا یہ دونون مکار گرفتار ہوے اتفاق سے شہاب آگیا اپنی باتون کا رنگ جمانے لگا زور دینے کہا مین انکو لیجا کر اپنے قلعہ مین قید کرونگا میرا قیدی تا قید حیات نہین چھوٹتا میرے دلکو تسکین تھی کہ اس نے ملک احول کی خوب حفاظت کی عمرو و برق کو بھی بڑے لطف سے قید رکھے گا معلوم ہوتا ہی ان عیارون نے جا کر شہاب کا خون بہایا جو روانکی ساتھ آئی ہی اسوقت اس احول کا آنا بڑا غضب ہوا یہ کمبخت اختفاق غور مین دیر کرتا ہی یہ لکھ حیرت سے دامن چھڑایا افراسیاب تو طرف میدان کا رنار کے چلا مگر جیسے ہی ملک احول کا تخت نمایان ہوا نور افشان نے آواز دی ای نور نظر جلد میرے پاس آؤ خدا نے تمکو قید سے چھڑایا یقین ہی خواجہ عمرو نے جانبازی کی ہوگی قران و چالاک وقت پر پہونچے لشکر اسلام کا خاتمہ ہی مجھکو بھی سحر فراموش ہی کوکب تمھارا بھائی بیہوت ہو چکا زندگی سے مایوس کف افسوس مل رہا ہی اگر ابھی اختفاق نے نقارے پر چوب لگادی کل اہل اسلام بیہوش ہو جاینگے جلادون کے ہاتھ سے مہلت نپاینگے طلسم نور افشان کا بھی خاتمہ ہوتا ہی مین بھی اسوقت آگ مجبور ہوا ای مرد مردانہ شیر فرزانہ یہ دنیا حباب سے بھی کم ہی ہر چند در یادلی مین اگر صاحبان آبرو بصد جستجو حباب لب دریا سے زندگی کو مثال دیتے ہین سراسر غلط بقول مصنف فرد فنا لگی ہی پے سرکشان نبرد امن • ابھر چلے تھے کہ بس خاک مین حباب ملے انسان کی لیاقت اس سے بھی کم ہی غنچہ و گل سے بھی مثال کا رنگ نہین جمتا نسیم سحری کیون آمد بہار سے مثال دون ای فرزند یہ سب سراسر حماقت ہی دنیا مقام سراے فانی ہی شہر عدم مقام جاودانی ہی سرا مین اترکر دیکھا شام کو صدہا مسافر آے مہتر مہترانیون نے خوب خاطر کی آب و دانہ مہیا کیا جب رات گئی مسافرون نے کمر باندھی کوئی مہتر مہترانی خلق سے نہین پیش آتا بلکہ جاروب کشی کرکے خاک اڑاتے ہین مسافر کو بھگاتے ہین اسیطرح خیال کرو جب لڑکا بطن مادر سے پیدا ہوا مان باپ کا دل شیدا ہوا کوئی پیار کرتا ہی کوئی جانی پیارے کہتا ہی ہر وقت مصدر راحت و آرام مین رہتا ہی جب شب حیات بسر ہولی سبنے منھ پھیرا حسرت و یاس نے آگھیرا ہی چاہنے والے کہتے ہین چلو اسکو پھینکو سب عزیز و اقارب ساتھ ہوے مکان تنگ تاریک مین جا کر بند کر دیا مان باپ کو بھی اتنا خیال نہ آیا کہ آج ہمارا فرزند یہان تنہائی مین آرام کریگا اگلی شب اسی جا بسر کرین شاید ہمارا فرزند ہمکو پکارے جواب دین بہلا کر آغوش مین لین محبت قدیمانہ صرف کرین گے نہین ہوتا تنہائی مین چھوڑ کر چلے آتے ہین پھر کوئی خبر لینے نہین آتا نہین معلوم اسپر کیا گذری اعمال ساتھ رہے

نہین معلوم اُسنے آرام پایا یا ظلم سے محبت عاشق و معشوق کا دنیا مین فسانہ ہی مجنون نے عشق لیلی مین آرام و خوشی کو
ترک کیا عمر بھر صحرا نورد رہا یہ عشق تمام عالم مین مشہور ہی ہر اہل دل اسکا ذکر کرتا ہی لیکن قبر مین انھین بھی ایک
نے ایک کا ساتھ نہ دیا اگر کسی معشوق کا انتقال ہوا عاشق پھر رو رو پھر رویا سمجھانے والون نے سمجھایا ای برادر کیون
روتے ہو اُس عاشق صادق نے جواب دیا ہمارا معشوق پہلو نشین مرگیا رو رو کر جان دینگے اہالیان دنیا نے
سمجھایا ای برادر جو خاک کا پیوند ہوا رشتۂ محبت شکست ہوگیا تمھارے رونے کی اُسکو خبر بھی نہوگی ناحق اپنی
جان دیتے ہو وہ عاشق کبھی روتا پیٹتا تا بہ شہر خموشان گیا اپنے پہلو کے سونے والے کو اپنے ہاتھ سے قبر مین اُتارا
اُسیوقت قبر سے نکل آیا اس عاشق نے کبھی وفاداری کی قبر پر محبوب مطلوب کی نہ بیٹھا اُسیوقت آکر کار دنیا
مین مصروف ہوا بادشاہ ملک کا سبکو پیارا ہی اگر کہین جا کر کسی سے لڑے سرداران سرفروش سینہ سپر کرتے
ہین اپنے کو مثل نقش قدم مٹاتے ہین اپنے شہنشاہ کو زخم نیزہ و شمشیر سے بچاتے ہین لیکن جب مرگیا اُسیطرح
قصر قبر مین بند کر دیا بموجب مضمون مصرع مصرع حرمت شاہ و گدا زیر زمین یکسان است بہ اُن سرداران
جان نثار سے بھی یہ نہو سکا کہ قبر پر اپنے بادشاہ کی بیٹھین اپنے مالک کی خبر لین انتقال شاہ و گدا کا ایک
طور پر ہی ای ملک احول شیر صولت اِسوقت فلک کجرفتار آمادۂ ظلم و بیداد ہی یہ نقارہ نواز تیری جوب
مین خاتمہ کریگا کوئی زندہ نہ بچےگا اِسوقت تیرا ہی کام ہی اِس سرفروشی مین تا روز قیامت نام ہی آج اگر
جان دی زندۂ جاوید ہوے یہ سنکر احول مربع نشین کو جوش آیا آواز دی اُستاد والا نژاد مین سمجھ گیا
زندگی کو حباب وغیرہ سے کمتر جانتا ہون اب مجھکو شرف آخرت ملا انشاء اللہ غنچۂ آرزو کھلا زہے شرف
او رہے فخر کہ تھوڑی سی مصیبت تا روز قیامت راحت یہ کہتا ہوا تخت سے جدا ہوا خواجہ وغیرہ بھی
روتے ہوے تخت سے کودے گلشن فوج لیکر ایک جانب ٹھہری احول مربع نشین اُڑتا ہوا برسر
نقارۂ جمشیدی آکر ٹھہرا آواز دی او احمق بیماؤ نامرد خبردار کہان جاتا ہی تیری قضا سر پر آئی
ای حافظ حقیقی و مالک تحقیقی کی بےنیازی و کارسازی دیکھو کئی سال قید رہا کسوقت پہ چھوٹا اب دام تعلق
دنیاے ناپائدار سے بھی رہا ہوتا ہون یہ دنیاے زشت ہی میری تقدیر مین سیر ریاض بہشت ہی شکر خداے
کارساز و احسان رب بےنیاز اہل اسلام پر نثار ہوتا ہون تخم عمل نیک مزرعۂ آخرت مین بوتا ہون
ای شہنشاہ اوج عیاری آپ سے کچھ عرض کرنا منظور ہی قلب کو سرور ہی عمرو وچالاک و برق و قران
روتے ہوے لشکر سے نکلے سامنے ملک احول کے آئے احول اُسیطرح سے وسط سما پر ٹھہرا رہا جب

خواجہ عمرو سامنے آے ملک احول نے آواز دی ای ہزبر دشت طراری و ای نہنگ بحر عیاری بغلام ناکام لشکر اسلام پر نثار ہونا ہی چند کلمات وصیت کرنا منظور ہین امیدوار ہون بگوش ہوش سماعت فرمایئے اُستاد نور افشان نے دنیاے دنی کی حقیقت ظاہر کردی دلکو تسکین ہوئی اگر بیار ہو کر مرے بارے بھڑے ہر طرح وقت موت نہ ٹلے گا زر و جواہر بھی اس راہ مین کام نہین آتا خوب آگاہ ہون اگر قلعۂ آہن مین چھپون قابض ارواح وہان بھی پہونچے کتاب مین حال حسرت مآل جناب سلیمان بن داؤد پڑھا لکھا تھا کہ ایک قصر عالی بنوایا تمام فوج کو حکم دیا میدان مین جا کر پہرے جماؤ دیوزادون کو در قصر پر نگہبان کیا حکم محکم دیا خبردار ہمارے پاس کوئی نہ آنے پائے فوجین آ کر جمع ہوئین دیوزاد و جنات و پریزاد و مور و مار و انسان و حیوان سب کے بادشاہ تھے عصا دست مبارک مین لیکر فوج کو ملاحظہ کرنے لگے پشت سے آواز آئی السلام علیکم حضرت سلیمان عالیمقام نے پلٹکر ایک عرب کو دیکھا فرمایا ای شخص تو کون ہی میرے جاہ و جلال سے نہین ڈرا نگہبانون نے نہ روکا اس قصر مین ہوا کا گذر دشوار ہی تو کیونکر آیا اُسنے جواب دیا مین فرستادۂ بادشاہ جبار قہار ہون جسکا حکم سب پر غالب ہی مین سواے اُسکے کسیکا حکم نہین مانتا دیوزاد مجھکو کیا روکتے مجال تھی کہ ٹک ٹوکتے مین قاطع لذات جہان ہون نہ انسان ہون نہ حیوان ہون عورتون کو بیوہ کرتا ہون بچون کو یتیم بھائی کو بھائی سے جدا کرون جہان مجمع عام ہو اُسکو متفرق کر دون یا حضرت اب لذت دنیا فوت ہی نام میرا ملک الموت ہی جناب سلیمان مثل بید تھرتھرائے سر جھکا کر فرمایا رضینا بالقضا اتنی مہلت چاہتا ہون نظارۂ فوج سے مہلت پاؤن پھر اختیار ہی ملک الموت نے جواب دیا حکم بادشاہ عالیجاہ ہی اسیطرح آپ کی روح قبض ہو ای شہنشاہ اوج عیاری اتنے بڑے پیغمبر برحق کو بیٹھنے کی مہلت نہ ملی کھڑے کھڑے روح قبض ہوئی پس ہوس زیست بیکار ہی دنیاے دون مکار و غدار ہی مین اتنے بندگان خدا کے واسطے جان دیتا ہون یقین کامل ہی پاک و صاف ہو کر دنیا سے اُٹھون لیکن میرے جنازے کو اسد نوجوان نظر کردۂ یزدان کاندھا دین اپنے دست حق پرست سے قبر مین اُتارین دعاے مغفرت واجب و لازم ہی یہ مسافر سفر ملک عدم کا عازم ہی اِس نقارے کا ٹوٹنا مرنا اس ناہنجار کا میرے خون پر موقوف ہی یہ حقیر جانباز جان بچانیکی فکر مین ان سب سردارون کی مصروف ہی یہ کہکر ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھائے پکار اُٹھا ای سمیع و علیم ای رحیم و کریم صبر عطا کر اپنے ہاتھ سے اپنا سر قلم کرون ثابت قدم رہون ہاتھ نہ کانپے قلب نہ تھرائے یہ کہہ کر آپ اپنا گلا کاٹون یہ کلمات حسرت آیات جو با آواز بلند اُس حق پسند نے کہے عمرو برق قران و چالاک

پچھاڑین کھانے لگے مردان عالم کے قلب تھرّا گئے بعضے غش مین آگئے بڑے بڑے بہادر جانباز سرفروش چیخین مار مار کر روتے تھے کل سرداران ملکہ مہرخ بیقراری مین اشکون سے منھ دھوتے تھے شور گریہ وزاری بلند دوست و دشمن دردمند عمرو نے بیقرار ہوکر آواز دی ای احول نوجوان وای صاحب ایمان واللہ تیرے کلمات نے تیر بنکر کلیجے کو مشبک کر دیا ہم سب جان دین مارے جائین لیکن تو اپنے کو بچا میدان کارزار سے نکل جا احول نے کہا مین آپکو وصیت کر چکا اب میری ثابت قدمی کی دعا کیجیے آپ سب صاحبون کا خدا حافظ و ناصر ہو افراسیاب دوڑتا ہوا آتا ہی کلمات سخت کہکر چلاتا ہی کہ او احتقاق مغرور بے غیرت دیکھ غضب ہوتا ہی اسکے گلا کاٹتے ہی قیامت برپا ہوگی نقارہ ٹوٹ جائیگا تو بھی دم لینے کی مہلت نپائیگا جلد چوب لگا احتقاق مغرور کو بھی ہوش آیا غیرت کا جوش آیا چوب لیکر طرف نقارے کے چلا لیکن ملک احول مربع نشین نامدار ثابت قدم کوے محبت شاہنشاہ اقلیم جلالت تھرّاتا ہوا طرف نقارے کے چلا خنجر برق مثال کھینچکر اپنے ہاتھ سے گلے پر رکھا خنجر کو رگڑ دیا سر اس سردار کا کٹا لہرا کر نقارے پر خون گرا سبکو یہ معلوم ہوا تو وہ بارود مین کسینے آگ رکھدی کئی توپین ایک مرتبہ فیر کین نقارہ جمشیدی مثل تکلم ظالم شق ہوا احتقاق چیخا اس بیحیا کو یقین کامل نہ تھا کہ ملک احول اتنا بڑا کام کرے گا اُسی نقارے سے آگ برق سبز چمکی سر پر احتقاق کے پڑی اس بیحیا کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ ناری کا جلنے لگا جادو قریب آگئے تھے اُن سبکے بھی سر پھٹ گئے ہزارہا آدمی لشکر افراسیاب بیہوش ہوکر گرے اہل اسلام کے ہوش درست ہوے کمر ہمت باندھی لڑائی پر چالاک و چست ہوے کوکب و نور افشان کو سحر یاد آیا غم احول مین کوکب نے گریبان چاک کیا تیغ برق مثال کھینچکر فوج افراسیاب پر چلا لیکن زمین و آسمان مین اندھیرا فوج پر مصیبت نے لشکر افراسیاب کو گھیرا مرنے سے احتقاق کے آوازہا ے مہیب آرہی ہین طائر پہاڑون سے سر ٹکراتے ہین ہاے صاحب سامری کہکر غل مچاتے ہین بعد عرصہ دراز صدا آئی کشتی مرا نام من احتقاق جادو حاکم حجرہ سوم ہو افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم افراسیاب دوڑتا پھرتا تھا کبھی مُنھ کے بل گرتا تھا سرباد ابریق برجواس حیرت کو عالم یاس مہرخ و بہار وغیرہ نے جو دیکھا روشنی ہوئی کوکب روشنضمیر لشکر افراسیاب پر جا پڑا نور افشان بھی غصے مین بڑھا یہان تو فوجین آپسمین مل گئین سحر ہونے لگے اب ناظرین والا مقام پر واضح ہو مقام مشعل و مقام تاریک شکل کشش پر مفصل تحریر کر چکا ہون کہ لالا کوہ زبرجدی بارہ سو سنہری پتلیان کنیزان سامری جو ہمراہ آفات جہاردست ہین خبر آئیندہ و گذشتہ

بیان کرتی ہین بروز قتل مشعل چار سو جلیبن تین سو کا بروز اختتام تاربک اصلح خانہ بھاپ نے گلے کاٹ دین
کچھ جلیبن آج بھی آفات چہار دست اسی طرح کوہ زبرجدی مین تخت زرین پر بیٹھی ہے یکایک اسنے دیکھا
کنیزان سامری متغیر ہوا دو مرتبہ آفات یہ قیامت دیکھ چکی ہے گھبرا کر اٹھی اتنا صرف منھ سے کہا یا سامری
جمشید حجرہ سوم کی خیر ہو قصد ہوا سبکو لیکر کمرے مین بند کرون اجل سے کب مہلت ملتی ہے ایک شعلہ نکلا برق
چمکی ایک کنیز کے سر پر گری جلنے لگی دوسری ہائے ہائے کر کر لپٹی وہ بھی جلنے لگی آفات بیٹھی پھرتی ہے گود مین اٹھا اٹھا
کر کمرے مین پھینکتی ہے تین سو کو بمشکل بچایا قفل بند کر کے بے پرواز پیدا کیے چیختی پیٹتی چلی اسوقت پہونچی کہ میدان
کارزار مین قیامت برپا ہے سحر ہو رہا ہے نخل صحرا اجل رہے ہین زمین سے شعلہ آتش نکل رہے ہین لاشہ احتقاق
تڑپ تڑپ کر سرد ہوا نقارہ جمشیدی گرد برد ہوا افراسیاب بہجوم ساحران مہرخ نے اتنی بڑی مصیبت اٹھا کے
سحر فراموش ہو چکا تھا خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا اس طلسم سے اپنی جان دیکر سبکو بچایا ایک سمت سے
کوکب روشن ضمیر ایک جانب سے نور افشان عالیشان سحر کرتا ہوا طرف افراسیاب کے جاتا ہے
حیرت و بہار سے مقابلہ پڑا بہار نے للکارا کیون ہوا عنایت باغبان قضا و قدر کی ملا خلق کی شاخ
تمنا ہری ہوئی نخل بدعت قلم ہوا احتقاق بیدم ہوا نقارہ نواز کیا ہوا نشان یکبارگی مٹ گیا تمکو بھی کچھ الم ہوا
مرنیکا اس بیچارے کے غم ہوا ملکہ حیرت غصے مین جا پڑھتی اسوقت آگ برس رہی ہے زمین و زمان متزلزل
و متحرک ہنگامہ گیرودار بلند ملازمان افراسیاب دردمند آفات نے جو افراسیاب کو اس آفت مین
دیکھا گھبرا گئی ایک جانب سے سحر نور افشان ایک سمت سے کوکب ذیشان بہار کے گلدستون سے
پھول برس رہے ہین برق لامع بھی کڑک کر افراسیاب پر جاتی ہے اسوقت تو افراسیاب سبکو
جواب دے رہا ہے آفات نے نعرہ کیا اے نور افشان خبردار اے کوکب ہوشیار منم ملکہ آفات چہار
دست دیکھو مین آپہونچی کہتے کہتے سحر کیا زمین تھرائی آفت برپا ہوئی بہار وغیرہ گھبرا گئین ہزاروں کے
سر کٹ گئے کسی مقام پر زمین شق ہوئی الامان لشکر مہرخ اسمین سما گئے برق بھی چمکی رعد بھی گرجا
اولے برسا غبار نے تمام عالم گھیر لیا ساحر گھبرانے لگے آفات لڑتی بھڑتی قریب افراسیاب پہونچی کہا
حجرہ ہائے بلا کھولے دیکھ لیا بلا نازل ہوئی جان بچانا مشکل ہوئی ہمنے سمجھایا تھا کہ احتقاق جادو گر نے بلا
اسی دن کے واسطے ملک احول مربع نشین کو زندہ رکھا تھا ایک گنہگار کو قتل نہ کر سکا کوہ زبرجدی
پر قیامت برپا ہے کنیزان سامری نے جان دی چند کنیزون کو بمشکل بچایا بار مصیبت سر پر اٹھایا اب تک جل

اسوقت اس بڈھے کو بڑا غصہ ہو سب نور ذات سے نور افشان کے پیدا ہوئے ہین افراسیاب سنے
کہا اور ی امان آج میدان کارزار سے نہ پلٹو گا ان سبکے جی چھڑوا دونگا آفات نے افراسیاب سے چند
باتین کین سحر کرتی جاتی ہو لیکن ملکہ بہار جادو خوف آفات سے بھاگ کر سایے مین اک نخل کے ٹھہری
مسرور جادو سپہ سالار لشکر احتقاق تھا جب احتقاق کا سر پھٹ گیا اور اصل جہنم ہوا مسرور اک
گوشے مین کھڑا رو رہا تھا کبھی سر پیٹتا ہو کبھی پکار اٹھتا ہو شہنشاہ میری تقدیر کون کرے گا آپکو رب سامری جمشید مین گئے
غلام کو ساتھ نہ لیا افراسیاب خانہ خراب ناقدر شناس شریف کا دشمن رفقا سے بدظن آخر کہان جاؤن یکایک
پھولون کی خوشبو آئی سر اٹھایا ملکہ بہار کو دیکھا کہ ایک مہ جبین پھول برساتی چلی آتی ہو حسن و جمال بہار کا
دیکھکر گھبرا گیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا سحر مین تو اپنے نزدیک کامل و اکمل ہی جوش محبت مین پکار اٹھا او مہ جبین
گلابی پوش گل رو غنچہ دہن سرو قد مین تیرے گل رخسار کا بلبل ہون ادھر چلی آ عمر بھر خدمتگزاری کرون گا
بہار نے پلٹکر دیکھا ایک ساحر زشت خو کہکر مجھکو بلاتا ہو ہنس پڑی کہا مین خود تجھے ڈھونڈھتی پھرتی تھی تیرا کیا
نام ہو مجھپر عاشق ہوا ہو یہ سنکر مسرور جادو گڑگڑانے لگا کہا ملک احتقاق کا سپہ سالار ہون اس غلام
کو مسرور جادو کہتے ہین ملکہ بہار نے اپنے قریب بلایا جب مسرور قریب آیا اک بدھی اتار کر مسرور
کو پہنا دی چند پھول ہاتھ مین دیے کہا نخل عشق کے یہی ثمر ہین پھول سونگھتے ہی مسرور کو سرور ہوا سحر بہار
مین مسحور ہو ہاتھ باندھکر کہا کیا حکم ہوتا ہو بہار نے طرف آفات چہار دست کے اشارہ کیا کہا وہ ڈھیا
کٹنی سامنے کھڑی ہی اسیکے سبب سے ہمارے تمہارے کبھی میل نہو گا ذرا اندازو شعبدہ بازی اسکا سر کاٹ
لاؤ مسرور یہ سنکر جوش عشق مین چلا آفات افراسیاب کو سمجھا رہی ہو یہ نہین مانتا مسرور نے پشت
آفات پر پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا غفلت مین سر آفات زخمی ہوا پلٹ کے جو دیکھا اک جادوگر پر منظر
بدھی پہنے ہوئے شعر عاشقانہ پڑھ رہا ہو ایک ہاتھ لگا چکا یہ کہکر بڑھا او بڑھیا کٹنی تیری ناک کاٹونگا جس
محلے مین جائیگی نکٹی کہلائیگی لڑکے پکاریںگے نکٹی آئی ہو کبوتر بیچا او افراسیاب یہ سنکر گھبرا گیا کہ یہ کون صاحب
ہین اس شخص کی دادی کی ناک کاٹنے آئے ہین بادشاہ کو مقرر جدی کو کٹنی بناتے ہین آفات بے
تو زخمی ہوکر اک آہ کی کہا ارے تو کون ہو آواز دی منم مسرور جادو عاشق ملکہ بہار یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

خالی نہین فلک بھی جنون کے عذاب سے	پہنے ہے طوق دائرۂ آفتاب سے	چھائین شراب نور کی آنکھون مین مستیان
پیتے ہین بادہ ہم قدح آفتاب سے	ای چرخ تیرہ ہوا رخصت آشنا	سینہ چھپا رہے ہین آفتاب سے

رہتی نہیں کسیکی ہمیشہ برہنگی
آئی ہی بوے خون قدح آفتاب سے
ہر وقت حسن دختر رز کی ہی تلگی
حاصل ہی آفتاب مجھے آفتاب سے
احسان نہ لونگا بعد فنا ناتوان وہ ہون
بے پردگی ہوئی مجھے طرز حجاب سے
آداب حسن مین مجھے لب بستگی رہی
دھوئین کدورتین جگر آب آب سے
زاہد کی کچھ پسند نہین بر گزیدگی
مستی کو کھینچ لیگی حجاب شراب سے
کیا کیا زبان تیغ نے بخشین حلاوتین
آئین خرابیان دل خانہ خراب سے

پائی زمین نے چادر نور آفتاب سے
محو جمال ہون تب دیرینہ ہی مجھے
آنکھین لڑی ہین دہن مین ہی آفتاب سے
ابرو کتاب حسن مین پائی جو انتخاب
شرمائیگی نہ لاش کفن کے حجاب سے
ساقی نگاہ مست تری کام کر گئی
نکلی نہ بات بھی دم پرسش حجاب سے
قاتل ہمارے قتل مین تاخیر چاہیے
باہر ہی عشق کے ورق انتخاب سے
ہی لطف پھر کہان جو نہین بے نیازیان
لبریز ہین دہان جراحت لعاب سے
ہان ای نسیم اپنی شفاعت کے واسطے

دیو شب فراق نے کسکا لہو پیا
مانگو دوا کے واسطے قرص آفتاب سے
نظارہ ہاے حسن سے سینہ ہی داغدار
ہی بیت یار کی ورق آفتاب سے
نادیدہ دید بھی تری آفت سے کم نہ تھی
بھگی شراب شوق جگر کباب سے
سینہ کیا شگاف رُلایا اُنھین بھی خوب
اُنکے گلے مین گھونٹ نہ خنجر کے آب سے
تاثیر جذب شوق نہ بیکار جائیگی
طفلی کو میری ننگ ہی شیب و شباب سے
میرا ہی دوست خو سبب دشمنی ہوا
حاصل کرینگے خاک در بو تراب سے

یہ اشعار سنکر افراسیاب گھبرایا کہا جلد ہٹو یہ بحر بہار مین مسحور ہی اُس ظالم نے ہزارون کو قتل کرایا بڑے بڑے ساحرون پر رنگ سحر جمایا ہٹ جاؤ اِسکے سامنے جانا مناسب نہین ہی یہ بیچارا بے خطا ہی آفات جھلا کر جا پڑی کہا او بیحیا افراسیاب تو اُسکے ناز اُٹھاتا ہی مجھے اِس چونچلے سے نفرت ہی مسرور تو مبہوت ہو رہا تھا اگر دریاے آتش ہوتا تو پھاند پڑتا آفات سے کب ڈرتا ہی آنکھون کے نیچے تصور خیالی بہار ماہ رخسار پھر رہا ہی چلتے وقت وعدہ کر کے آیا ہی کہ سر لیکر آؤنگا وصل حاصل ہوگا اس جوش مین آفات پر ہاتھ مارا وہ تلوار تو اُسنے غفلت مین کھائی تھی اِن ایسی کی وہ کیا حقیقت جانتی ہی کلائی پہ ہاتھ ڈال کے تلوار چھین کر پھلکری ایک ہلا پنجہ مارا مسرور ربھور کا سر اُڑ گیا لاشہ زمین پر تڑپا آواز آئی کشتی ملازم مین مسرور جادو بود اس بیحیا کو مار کر آفات نے کہا افراسیاب مین پنجہ وباے اُڑی حیرت کو آواز دی او کمبخت شوہر کی حفاظت کر دیکھ رہی ہی کہ تمام عالم دشمن ہی کوکب نور افشان لونڈیان غلام دشمنان بد انجام ہین تیرے شوہر کو باغ سیب مین لیے جاتی ہون خبردار اب تامل نکرنا یہ سنتے ہی حیرت جادو بھی لڑائی بھڑائی نکلی مصور جادو نے جورو کا ہاتھ تھام لیا کہا بھاگو بائی بہزاد نقاش قلم کش مصاحبان مصور کے بھی نقشے بگڑے

سر ہائے برف انداز کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہوئے ابریق کو ہتنگاوف کو جا لگا پہاڑ ہوا سارے لشکر مین ملکہ پڑ گیا جلد رہ گئی خواجہ عمرو نے جو دیکھا لشکر افراسیاب کے پاؤن اُٹھے لوٹ مار پر جھکے عصا ہاتھ مین لیا خزانے کے پاس آئے ملکہ مہرخ نے چند نگہبان چھوڑے تھے خواجہ نے آکر حکم پہونچایا صاحبو یہان سے ہٹ جاؤ ملکہ مہرخ نے فرمایا ہی فلان بارگاہ لے والاؤ نگہبانون نے مردے کو دیکھا کہ جو ہمیشہ در دولت سلطانی پر حاضر رہتا ہی حکم قضا شیم ملکۂ عالم لیکر آیا ہی فوراً اُس بارگاہ کے لدوانے کو چلے خواجہ پردہ اُٹھا کر اندر خزانے کے تشریف لائے جال الیاسی زنبیل سے نکالا خزانے پر پھینک مارا چاہا بید ام کام کرون آوازدی ای جال جنجال ہو کر پڑ یہ تھوڑی خاک بھی یہان کی لینا نیاریون کے ہاتھ بک جائیگی جب کھینچا زمین مین گڑھا پڑ گیا مال لیکر کنارے ہوئے وہ بیچارے نگہبان بارگاہ لیکر آئے دیکھا مال ندار د روتے پیٹتے سامنے ملکہ کے آئے کہا حضور یہ مردے صاحب جو کھڑے ہین انھون نے جا کر حکم دیا ہم بارگاہ لینے کو گئے پلٹ کر جو آئے اُس مقام پر ایک خرمہرہ بھی نہین ہی ملکہ نے بقہر و غضب تمام طرف چوبدار کے دیکھا فرمایا کیون او بد انجام یہ کیا حرکت کی وہ حق اور مال غازیان تھا جو لڑے بھڑے جانین اپنی راہ دین اسلام مین نثار کین تو نے خزانہ کیون غائب کیا چوبدار بیچارہ حیران ہو گیا عرض کی حضور کیسا خزانہ کیسی بارگاہ مین تو حضور کے پاس سے جدا نہین ہوا انتظام خدمتگزاری مین مصروف ہون اتنا بڑا خزانہ مین کہان لیجاتا برق قریب ملکہ مہرخ کے کھڑا تھا اُس نے کہا ای ملکۂ عالم یہ بڑے لوگون کا کام ہی اس بیچارے غریب کی یہ حقیقت نہین ہی ملکہ نے کہا سمجھا اگر کہو برق کا قصد تھا کہ اُستاد کا نام بتاؤن کہ دیکھا سامنے سے خواجہ عمرو سر جھکائے ہوئے منھ پھیلائے ہوئے تشریف لائے برق تڑپ کر کنارے ہوا ملکہ مہرخ نے کہا ای شہنشاہ والا مقام آج لشکر افراسیاب مین خزانہ بالکل نہ تھا عمرو نے کہا مینے بھی سنا تھا کہ تنخواہ اہالیان لشکر کی چڑھی ہوئی ہی یہ کسکی مجال تھی کہ خواجہ عمرو سے کہسکے کہ خزانہ تمنے لے لیا اس فتح کی بڑی خوشی حاصل ہی لیکن کوکب خاک اُڑاتا ہوا سامنے ملکہ مہرخ کے پہونچا کہا ملکہ جلد تدبیر دفن و کفن ملک احول مرنج نشین کی واجب و لازم ہی سب سردار رونے لگے نور افشان بھی آکر پہونچے دیکھا خواجہ عمرو سامان کر رہے ہین ایک جانب سے مہتر قران نامدار روتے ہوئے قریب خواجہ حاضر ہوئے اسباب دفن و کفن آراستہ ہونے لگے عمرو نے چالاک کو حکم دیا بموجب وصیت احول اسد غازی کو خبر کرو آکر کاندھا دین مرد دیندار کے دفن مین شریک ہون بخدا ایسا کام کر گیا کہ کسی سے ہو سکتا اسد نامدار حال مصیبت مال سنکر تشریف لائے اب کیفیت ظاہر ہوئی اسد نامدار کی نتھا کا سہ

ہوا کہا نانا جان حجرۂ سوم بلا کھلا حضور نے ہمکو خبر نہ کی بہت سے سردار ہمارے قتل ہوے بجاے احول
ہم جان دیتے اپنے سرداروں کو بچاتے غیر شخص جان دے ہم طلسم کشا مشہور ہوکر زندہ رہیں حیف ہے
نہ کریں چھوٹے نانا جان ہیں آپ کا اتنا لحاظ ہے جملہ امورات کی ہمکو خبر دیجیے جب طبل جنگی بجے ہمکو خبر دیا
لیجیے ہم مرنے کو جان دینے کو طلسم ہوش ربا میں آئے ہیں جان بچانا کیسا آپنے ہمکو مخفی کیا اب ایسا
انتظام ہو میں خود اپنا گلا کاٹ کے جان دونگا نور افشان جادو نے جو یہ کلمات حسرت آیات زبان معجز
بیان اسد غازی سے سنے دوڑ کر قدموں کو بوسہ دیا کہا اے شہریار آپ ایسے ہی شیر و دلیر ہیں آپکا جان دینا
بیکار تھا یہ نور نظر میرا طلسم ہوشربا کا راز دار تھا اگر ہزار آدمی جان دیتے نقارہ شکست ہوتا فتح جنگ کا
بندوبست ہوتا اسوجہ سے آپ کو خبر نہ کی کہ آپ کے پاس ابھی تک کوئی تحفہ مکمل نہیں ہوا کہ جس سے آپ
سحر سے محفوظ رہیں ان مقدمات کو راسے پر نگزاران جان نثار کے چھوڑیے انشاء اللہ وہ بھی وقت
آتا ہے کہ آپ لڑینگے مرحلہ جات پر وہ معرکے پڑینگے کہ ہم میں سے کوئی آپکے ساتھ تک نہ پہونچ سکیگا یہ امورات
وقت پر موقوف ہیں حضور کے غلام خیر خواہان دولت حل مقدمات سحر میں مصروف ہیں نور افشان نے
بفصاحت و بلاغت بخوشامد و منت اسد شیر دل کو سمجھایا ورنہ خواجہ اسد شیر دل کو غصے میں دیکھکر گھبرا گئے
تھے مہرخ وغیرہ گرد پھریں لاشۂ احول مربع نشین بڑے دھوم سے اٹھا بالموجب وصیت اسد و عمرو
و برق و قران وغیرہ نے کاندھا دیا بہ کلفت تمام اُس صحراے سبزہ زار میں لاکر دفن کیا اسد نے خود قبر میں
اُتارا شانہ ہلا تلقین پڑھی دعاے مغفرت کی جب دفن سے فارغ ہوے قبر تیار ہوئی چادر پھولوں کی ڈالی
عجب حسرت و یاس قبر پر برستی تھی شوکت و جلالت قبر سے بھی آشکار تھی صاف ظاہر تھا کہ کسی مقبول بارگاہ
پروردگار کا مزار ہے صحیفہ خوان مقرر کیے گریان و نالان واپس ہوے نور افشان و کوکب روشن ضمیر
ابھی موجود ہیں خواجہ عمرو سے اشارہ کیا انجمن مشاورت منعقد کیجیے میں آپ سے صلاح کرنا ہے خواجہ نے
اسد نامدار کو الگ بارگاہ میں چھوڑا نور افشان و کوکب و خواجہ عمرو و مہرخ و بہار وغیرہ چند سرداران
نامدار اُس محفل خلد منزل میں آکر شریک ہوے نور افشان نے کہا اے خواجہ یہ مقدمہ میرے دل پر نقش تھا بطور
ستارہ شناسی آگاہ ہوا کہ وقت پر ملک احول نامور کو پروردگار ہیچ بچائیگا جانتا تھا کشتہ سحر ہوا ہے پروردگار نے
اُسکا سبب پیدا کیا لیکن اب بڑی مشکل ہے دل پر ہجوم غم و الم شہنا نوا زبانی ستم مالک حجرۂ چہارم ہے ہمنے جو از روے
ستارہ شناسی کے خیال کیا ثابت ہوتا ہے بہ بیروزی آپکی ذات بابرکات پر موقوف ہے عمرو نے سر جھکایا نور افشان

سے نشان بتائے کہ فلان راہ سے افراسیاب جائیگا صحراے ہستی نمونہ ہستی کا لقب ہو اُسی سمت سے
آئیگا اُسی مقام پر کوئی تدبیر ہو اگر یہان پہونچ گیا کوئی زندہ نہ بچے گا مین اور کوکب بالکل بیکار ہون صداے
شہناے گوش گردون کر ہونگے سرکشان عالم زیر و زبر ہونگے عمرو نے کہا خیر اسکی تدبیر تو ہوگی لیکن اے نور افشان
عالیمقام اے سردار خوش انجام مقام افسوس ہی کہ اتنا نہ ثابت ہوا کہ افراسیاب نے لوح طلسمی کو کہان چھپایا
دوسرے آجتک نہ معلوم ہوا کہ بدیع الزمان گرد لشکرشکن فرزند حمزہ تیغزن زندہ ہی یا مردہ افراسیاب تو
یہی کہتا ہی کہ مینے قتل کیا نور افشان نے کہا یہ تو سراسر غلط ہی اس مقدمہ سخت و دشوار کی بھی تحقیقات آپ
ہی کی ذات پر موقوف ہی ہم لوگ بالکل مجبور و ناچار ہین اے آفتاب عالمتاب عیاری و اے نیر تابان برج خنجر
گذاری اصل تو یہ ہی کہ اس طلسم ہوش ربا کے آپ ہی فتاح ہین منازل جادۂ ہوشربا کے سیاح ہین جو
کہ مقدمات مشکل ہین حل انکا بانیان طلسم نے آپ کی ذات والا صفات پر موقوف رکھا ہی کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اُسکے
دام مکر مین افراسیاب پھنسے مقام لوح و حال قید بدیع الزمان دریافت کیجیے عمرو نے کہا تم پرانے ساحر
حالات ہوشربا سے بخوبی ماہر ہو وقت پر ایسے نادان بنتے ہو نور افشان نے سر پر ہاتھ رکھدیا کہا سر ہمارا
راہ دین اسلام مین حاضر ہی لیکن یہ عبد ذلیل رب جلیل ان مقدمات مین بالکل قاصر ہی عمرو نے کہا ہمکو
کو اختیار ہی مین فکر مین جاؤنگا ان مقدمات کا پتا لگاؤنگا نور افشان نے کہا دیر نہ کیجیے آفات چہار دست
افراسیاب کو باغ سیب مین لیگئی وہ ضرور سمت صحراے ہستی جائیگا خواجہ اسیوقت قران و برق
کو ساتھ لیکر بفکر شہنا نواز سمت صحراے ہستی روانہ ہوے نور افشان و کوکب سمت طلسم نور افشان
گئے ملکہ مہرخ و ملکہ بہار وغیرہ اگر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئین عمرو نے اپنے مقام پر چالاک کو بخوبی
سمجھا کر چھوڑا تھا یہ بھی سمجھا دیا تھا کہ اے نور نظر ہمارا ہونا لشکر مین اہالیان لشکر حیرت پر ثابت نہ چالاک نے
اقرار کرلیا تھا ملکہ مہرخ نے بارگاہ مین آکر جلسۂ عیش و نشاط آراستہ کیا گویا حیات تازہ حاصل ہوئی براے
چندے تسکین دل ہوئی یہ سب صاحب بعد قتل احتقاق مصروف عیش و طیش ہین کہ انکا ذکر وقت
و ساعت پر تحریر ہوگا خواجہ کو بھی راہ مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان حجرۂ چہارم کہ جسکا مالک شہنا نواز جادو ہی جانا افراسیاب کا طے کرکے صحراے ہستی کو اور ہمراہ لیکر پلنگ خونریز کو واپس ہونا اُ مین عیاری خواجہ عمرو بصورت خداوند جمشید عجب قیامت کی عیاری ہی دو دیکھ

صحرائے ہستی کو اور ہمراہ لیکر پلنگ خونریز کو واپس ہونا راہ مین عیاری خواجہ عمرو بصورت خداوند جمشید عجب قیامت کی عیاری ہی و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

مرے ساقی سیتین نی نواز
مرا غنچۂ آرزو بھی کھلے
عبث دخت رز آپ ہی بیحجاب
نہ حسرت کوئی دلمین باقی رہے
مرے حال پر رحم کر ساقیا
ترا دور ہی ساقی مہ لقا
مجھے جلد ساقی پلادے شراب
پلا ساقیا جام صہبائے نظم
عیان نظم سے شان و شوکت رہے
کہ ہی حجرۂ چار مین کا بیان
لکھون آمد ساحران لطف سے

پلا جام مرا درد کھا سوز و ساز
عمرو کی لکھون خوب عیاریان
مری بزم مین لا شراب کباب
مئے بیخودی کا عجب ظرف ہی
مئے سرخ سے جام بھر ساقیا
منور رہے بزم رندان دہر
کہ ظاہر ہو کیفیت انقلاب
روانی پہ ہی بحر طبع روان
عدو غرق دریائے حیرت رہے
عبارات رنگین کی تقریر ہی
ہو تحریر یہ داستان لطف سے

وہ دے پھول دلکو حلاوت ملے
جائین نیارنگ مکاریان
یہی تاک ہر وقت ساقی رہے
کہ پیر مغان صاف کمظرف ہی
امنڈتی چلی آتی ہی کیا گھٹا
پیے دشمن میکدہ جام زہر
ترقی پہ ہی جوش دریائے نظم
لکھون ای قمر سحر کی داستان
عجب رنگ پر آگئی داستان
لڑی موتیون کی یہ تحریر ہی
چہرہ ہوان منازل رنج و مصیبت

وطی کنندگان مراحل صعوبت صحرائے پر بلائے داستان حیرت بیان کو یا پائے آبلہ دار مجنون داریون طی کرتے ہین شعر سر سرداران سخن پروران چنین می نگارند این داستان جب افراسیاب خانہ خراب بصد قہر و عتاب باغ سیب مین ہمراہ آفات چہار دست بدست داخل باغ سیب ہوا ملکہ حیرت و مصور وغیرہ شکست خوردہ ملول و حزین بھی اگر ہو پہنچے مرنے کا احتقاق کے افراسیاب کو بڑا ملال ہی آفات چہار دست نے گلے سے لگایا کہا ای افراسیاب بعد قتل تاریک شکل کش ہمارے تیرے بخوبی صلاح ہو چلی اس رائے کو ہمنے دل سے پسند کیا کہ اس گدھے احتقاق نے غرور مین اپنی جان دی تیغ تیز نقارے پر نہ لگا سکا سحر و ساحری مین ہوش نہ ہلا سکا لیکن کیون ای افراسیاب اس راز کی کتابون مین خبر تھی کہ قتل احتقاق و شکست نقارۂ جمشیدی جان دینے پر احول کے سو قوف ہی تمنے اسکو کیون نہ قتل کر ڈالا اسنا بڑا دھوکا کھایا ایسے دشمن سخت و صعب کو قید رکھا افراسیاب نے زانوون پر ہاتھ مار کہا حیدہ کیا کہون احول بدنصیب نشین میرا بھی پیر بھائی تھا بچپن کی دوستی تھی ایک مکتب مین

ساتھ پڑھے نہین معلوم بران نے کیا سمجھا دیا کہ مجھسے آکر لڑا اُسوقت تک میرے دل مین محبت تھی کہ اُسکو
مین نے کشتہ سحر کیا قید کرکے شہاب گلگون پوش کے سپرد کیا ہمیشہ یہی خیال رہا کہ قیدخانے مین جاؤن اپنے
بھتیجے دوست کو سمجھاؤن کوکب کی حماقتین بیان کرون زبردستی مجھسے لڑا میرے دشمن کو اپنے گھر مین
جگہ دی مجھسے دشمنی کی وہ فوراً میری اطاعت کرتا میرا قوت بازو زینت پہلو سردار خوشخو تھا فوراً انتظام جنگ
مین معروف ہوتا لیکن مین وہانتک نہ جا سکا بچی ساحری و جمشید مجھکو اُسکا مرنا بہت ناگوار ہوا جب یاد آتا ہی
دل مثل ماہی بے آب تڑپ جاتا ہی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب مین فوج ظفر موج ہمراہ لیکر برائے تلاش شہنشاہ نواز
جادو جاتا ہون بحکم ساحری و جمشید حاکم حجرۂ چہارم کو لاتا ہون جیسے دی مجھکو خیال ہی کہ تا بہ حجرۂ پنجم سپہ بچون
جمال بیمثال ملکہ یاقوت بخندان سے مشرف ہون یقین کامل تو یہی ہی کہ شہنشاہ نواز اگر ساحری و جمشید کے
حکم سے سب کا خاتمہ کردیگا ورنہ حجرۂ پنجم پر ضرور خاتمہ ہی آفات نے کہا ای افراسیاب یہ خیال خام و تصور ناتمام
ہی شہنشاہ نواز کو ساحری و جمشید بڑا پختہ کر گئے مین کسی کے ہاتھ سے اُسکی موت نہین ستارہ شناسان ہوش ربا
نے بھی اس مقدمے مین طولانی تحریر کی عیار سردار کوئی اُسکا قاتل نہین ہی مگر ای افراسیاب جادو صحرا آ
ہستی عجب مقام ویران ہی کوہستان و خارستان جابجا تحل چشمہ آب نایاب مسافر گذر نہین سکتا سامان معقول
کرکے جانا ایسا نہو دشمن تیرے شدت عطش سے ہلاک ہوجائین افراسیاب نے کہا جدہ ضرور جاؤنگا
جسطرح بنیگا شہنشاہ نواز کو تلاش کرکے لاؤنگا یہ کہکر افراسیاب نے آفات جہاندوست کو رخصت کیا
اب طرف ملکہ حیرت کے متوجہ ہوا کہا ای ملکہ عالم حقیقت مین اُس صحرا کی کیفیت اکثر بزرگون سے سُنی کبھی
کسی بادشاہ عالیجاہ نے اُس صحرا کو طی نہین کیا بڑے مقام سخت و صعب مین جاتا ہون دیکھون کیونکر
سپہ کھپا ہون سلطنت طلسم ہوش ربا دشوار ہی سنتا ہون یہ صحرا کرۂ نار ہی حیرت نے دامن تھام لیا کہا ای
شہنشاہ اِس سفر مین مجھکو بھی ہمراہ لیجیے ہمراہ شاہنشاہ رہونگی نگہبانی کرونگی اس سفر مین جدا نہونگی عمر
دراز مین یہ سفر طی ہوگا مین بخوبی جانتی ہون کہ سے زیادہ لوا ہبار میری دشمن مین ہر روز یہی چرچے
ہوتے ہین جسطرح بنے حیرت کو گرفتار کرکے قتل کرو عیار آٹھ پہر اسی تدبیر مین رہتے ہین کہ کیونکر حیرت پر
پنجہ قابض ہو اگر آپ کے آنے مین عرصہ ہوا سب دشمن مجھکو گھیر لین گے اگر پا گئے تو گلے پر چھری پھیر دینگے
مین زندہ نہ بچونگی یہ کہکر رونے لگی جوش محبت افراسیاب مین یہ اشعار نسیم دہلوی پڑھنے لگی نظم

لو دل لگی رہی دل ہی مین حسرت نہ بہلا | سا غوزہ بھرا تھا کہ اجل کی خبر آئی
بے پردگی اب انکی مبارک ہو عدو کو

نظارے سے اپنی تو اجل پیشتر آئی
کیا خبر تھی نظارۂ حسن رخ جانان
پھر جوشش گریہ سے مری چشم تر آئی
بلبل کی تو قسمت مین وہی دام قفس ہے
نالون سے کٹی رات تو غم کی سحر آئی

اب عیش کا اور غم کا برابر ہوا رتبہ
حسید لگی گئی پھر کے نہ ہم تک نظر آئی
تیغ نظر یار سے مقتول ہے عالم
کیا فائدہ ہے باد بہاری اگر آئی

وان جام لبالب ہے یہان چشم بھر آئی
کچھ خبر نہین چرخ برین کی نظر آئی
معلوم نہ دی کچھ کہ کدھر تھی کدھر آئی
کیا پوچھتے ہو ہائے بسر ہوتی ہے کیونکر

اسقدر حیرت روئی کہ ہچکی لگ گئی افراسیاب نے بمحبت سمجھایا کہا ای ملکۂ عالم اس سفر مین تمھارا ساتھ چلنا کسی طرح مناسب نہین ہے مین بڑی مشکل سے وہان تک پہونچونگا تمھارا گذر نہوسکیگا تم مقابلہ مرخ مین لشکر لیکر جاؤ یہ بھی ان لوگون کا دستور نہین ہے کہ تقدم کرین پہلے طبل جنگی نہین بجواتے مین کسی ساحر زبردست کو روانہ کرونگا وہ مقابلہ مین مصروف رہیگا مین اپنے کو بہت جلد پہونچاؤنگا میرے دل کو کب آرام ہوگا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان راتین ہجر کی مجھے بھی تڑپ تڑپ کر کٹتین گی تم نہ گھبرانا غرض ملکہ حیرت کو سمجھا کر تخت پر سوار کیا لشکر ساحران عدد فوج بے شمار ہمراہ کر کے برائے مقابلۂ مسلمانان روانہ کیا آپ یکہ و تنہا تخت پر سوار ہو طرف قلعہ تخت الشواع کے روانہ ہوا زال جادو کو خبر ہوئی کہ شاہنشاہ تشریف لاتے ہین سر پیٹ لیا کہا الصاحب مرگ تو مبارک باشد یقین کامل ہے کہ احتقاق صاحب بھی واصل جہنم ہوئے لیکر سردارون کو ساتھ لیا برائے استقبال قلعہ سے نکلا اہتمام سواری کرتا ہوا افراسیاب کو لیکر قلعہ مین آیا تخت پر بٹھایا جام شراب پیش کیا جب افراسیاب کو نشہ ہوا کہا ای خیر خواہ دولت احتقاق تو ایک مرد دیوانہ تھا بیجا نے غرور مین اپنی جان دی اب چاہتا ہون ای خیر خواہ دولت نشان ہجرہ چہارم تباہ ہوش کی حضور وہ راہ پر خطر اس لائق نہین ہے کہ آپ طے کر سکین صحرائے رنج و مصیبت پر از وحشت مسکن غولان بیابانی مقام حیرانی و پریشانی بڑی مشکل سے گذر ہوگا یہ مصیبت آپ سے نہ اٹھ سکیگی افراسیاب نے کہا یہ کہو اگر دریائے آتش درمیان مین ہوگا اسکو بھی جھیل کر جاؤنگا نہین معلوم مجھکو کیا خیال ہے اس راز و نیاز کی کسکو خبر ہے زال جادو نے کہا مین اس راہ سے نابلد ہون جو بزرگون سے سنا ہے اسی طرح رہبری کرونگا گوشہ صحرائے ہستی مین اک قصر تعمیر کیا ہے ایک ساحر موسوم بساحر ہستی اس بستی مین رہتا ہے وہ نگہبان صحرائے ہولناک ہے گرم روی مین بہت چست و چالاک ہے وہ اگر قصد کرے آپ کے ہمراہ ہو تب یہ صحرائے پر ہول طے ہوگا ورنہ وہان جانا بہت دشوار ہے افراسیاب نے کہا جلد تیاری کرو پاس ساحر ہستی کے چلو بارہ ہزار ساحر و غیر ساحر زال جادو نے جمع کیے آبدار خانے کا بڑا اہتمام ہوا پکھالون مین پانی بھروایا

اونٹوں پر کیجاالین اور دالین شکیں بے شمار بہشتی ابر دوار رواں تھیں کہ ہر بار بھی سیراب ہیں تشنگی کا تشنہ ہیں میں سامان راحت و عیش واسطے افراسیاب کے مہیا کیے گئے اس کروفر سے سمت صحرائے ہستی چلے بعد قطع منازل و طے مراحل اس راہ مین اکثر دیو قریب ملے بعد کئی دن کے قریب صحرا پہونچے ساحر ہستی اپنی بستی مین مع چند ساحروں کے بیٹھا تھا ہرکاروں نے خبر پہونچائی کہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا آتے ہیں یہ سنکر گھبرا گیا ساتھ والون سے کہا سامری و جمشید خیر کرین کہ افراسیاب ایسا ذی حشم مالک چتر و علم طرف اس صحرائے معیبت خیز کے تشریف لائے کیون آیا ساحروں نے عرض کی آپ ساحر جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ہین راز دنیا سے آگاہ ہونگے کہ اس شفقت کو شہنشاہ نے اپنے اوپر کیون گوارا کیا ساحر ہستی نے جواب دیا ہم سمجھ گئے خداوند سامری و جمشید لکھ گئے ہین کہ جس سال صحرائے ہستی مین بادشاہ طلسم ہوش ربا آئیگا وہ سال آخر عمر طلسم ہوش ربا ہے صاف ظاہر ہوا کہ شہنا نواز کی فکر مین آئے ہین چور سے چوٹنے کی فکر ہوگی ہوش ربا مین غدر ہے جو نوشتہ تقدیر ہے وہی پیش آئی ہے بیکار حیران و پریشانی ہے ساحر ہستی ملول و حزین اندوہگین دو ہزار ساحر ہمراہ لیکر سوار ہوا اُس ویران بستی سے باہر نکلا تھا دیکھا افراسیاب پشت مرکب پر سوار ایک جانب شمال ناہنجار دس ہزار ساحر ہمراہ ساحر ہستی نے بڑھکر سلام کیا رکاب افراسیاب کو بوسہ دیا افراسیاب نے سر اُٹھا کے دیکھا سامنے ایک قریہ ہے کچھ چھپر پڑے ہین چند مکانات خام کچھ کھنڈل زمین ناہموار نشیب و فراز زراعت کا نام نہین عجب ویران بستی ہے جی مین کہتا ہے کہ یہی مقام سکونت ساحر ہستی ہے نوبت نقارے جو بجے دس پانچ گنوار ایک عزتی باندھے ہوئے ننگے لچے دو چار لڑکے کالے کالے دس بیس عورتین پھٹے ہوئے لنگے معورتین بہت ناک جست کی ہنسلیان پیتل کی بالیان کانٹے کی کرتیان نہ جالا کی نہ بھرتیان بدبٹ بڑھے بچے سر پر چھوٹے چھوٹے بال المختصر کریہ منظر بدافعال یہ سب تماشا دیکھنے کو نکلے ہین زبانین سنگلاخ بدتمیز گستاخ مرد عورتین لڑکے چیختے غل مچاتے سامنے افراسیاب کے آکر کھڑے ہوگئے افراسیاب کو سب دیکھ دیکھ کے ہنس رہے ہین لڑکے ماں باپ سے طرف افراسیاب کے اشارے کر رہے ہین وہ سب جو ہنسے قہقہے مارے بوے بد دماغ مین افراسیاب کے آئی طبیعت گھبرائی منہ پھیر لیا ساحر ہستی سے کہا ان کمبخت نالائقون کو سامنے سے ہٹاؤ یہ انسان ہین یا حیوان ساحر ہستی نے کہا حضور یہ سب ہمارے رفیق انیس ہین اس شہر ویران کے رئیس ہین خبر پائی کہ شہنشاہ تشریف لائے ہین آپ کی زیارت کو سب آئے ہین افراسیاب نے ملازموں سے اشارہ کیا وہ کوڑے لیکر بڑھے مار مار کر سب کو ہٹایا بارگاہ استادہ ہوئی ساحر ہستی نے

عرض کی آج میرے واسطے بڑا شرف حاصل ہوا حضور اِس ویرانے مین تشریف لائے سرفراز ہوا امیدوار ہون
کہ جو کچھ نان و نمک ما حضر نمکخوار قدیم کو ممکن ہو آج نوش فرمایئے افراسیاب خاموش ہو رہا کہ سرداروں کا
یہی دستور ہی بارگاہ مین داخل ہوا یہان ساحر ہستی دوڑے بہت جلد واپس آئے دس بیس گھڑے شربت
کے جلد تیار کر لائے اک جام مین انڈیل کر افراسیاب کے سامنے پیش کیا افراسیاب نے صورت شربت کی
دیکھی گاڑھا گاڑھا سیاہ افراسیاب نے حیران ہو کر کہا ای خیرخواہ دولت یہ کیا ہی کہا حضور راب کا شربت
بڑا ٹھنڈا ہوتا ہی دولتیان پیجے آپ دھوپ مین آئے ہین بڑی فرحت حاصل ہو گی افراسیاب نے
اُس کا ہاتھ مارا وہ جام گلی زمین پر گرا ساحر ہستی نے سر جھکا لیا ملازمون کی جانب پیاسے تکے انکار کیا
ساحر ہستی گھڑون کو اُٹھوا کر باہر لایا اپنے ساتھ والون کو جو اشارہ کیا ٹوٹ پڑے چلو لگا کر وہ الٹو
آدھا آدھا گھڑا پی گئے افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا غصے مین بیٹھا تھا کہ عرض ہوئی خاصہ حاضر ہی
افراسیاب نے کہا لاؤ ساحر ہستی نے سامنے افراسیاب کے چھوٹی جوار کی موٹی موٹی روٹیان پیالے
مین سگھنا ایک کابی مین میٹھے چاول وہ بھی گڑ کے لنگرون کی شرکت بے حلاوت دال مین نمک ندارد
ناچار تھا مگر چٹنی بھی پیاز کی لایا ہری مرچین کتری ہوئین کا لاکالا سرکہ خانہ ساز ہر ایک نعمت مین
سوز و گداز اور سب آگے تو باجرے کی روٹیان پیالون مین میٹھا میٹھا سب کچھ موجود افراسیاب
غصے مین کانپنے لگا کھانے کے بدلے غم کھایا کہا اس بیجا سے کھوا اُٹھا لیجا ساحر ہستی نے عرض کی حضور
آپ کی لونڈی نے پکایا ہی افراسیاب نے کچھ جواب نہ دیا ملازمون نے کھانا اُٹھوا کر پھکوا دیا اُس شب کو
افراسیاب نے مع ساتھ والون کے فاقہ کیا بوقت سحر ملازمون نے بہ تعجیل تمام خاصہ تیار کیا افراسیاب نے
نوش کیا شربت پیا جب طبیعت درست ہوئی ساحر ہستی کو بلوا کر کہا یار درحقیقت خوب دعوت کی با بدولت
کے سات عداوت کی ساحر ہستی نے دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ سوائے آپ کے غلام کے یہان کوئی بسر
نہین کر سکتا وہ زمین حماقت قرین ہی کہ دانہ بھی برباد ہوتے والا ناشاد و نامراد اہالیان دیہ کی صورت آپنے
دیکھی ہوتی مین لیکن کہان جائین بشکل غلام نے اِسقدر آباد کیا ہی یہان انسان کہان حیوان کا نام تھا
اب حضور مدعائے دلی ارشاد فرمائین کیون اِسقدر تکلیف اُٹھائی شاید شہنشاہ نواز کی فکر مین آپ آئے ہین
ای شہنشاہ گردون پناہ میا نشک آبادی ہی ائندہ حضور کو بڑی تکلیف ہو گی غلام براستحد ستمگزاری حاضر ہی
یہ بھی عرض کرتا ہون شہنشاہ نواز کو عرصہ گذرا گوشہ نشین عابد زاہد تارک لذات دنیوی غلام خاص تخت شید

وساحری نہایت مغرور ہے وہ کبھی نہ مانیگا افراسیاب نے کہا گردن پکڑکے لاؤنگا یہی خیال نہ کرنا ہم دولت خواہ
اور وہ انکار کرے تم تیاری کرو سواے رہبری کے کسی قدر خاص مین دخل نہ دو ساحر ہستی سر جھکا کر خاموش ہوا فوج
شاہنشاہی کو حکم پہنچ گیا بوقت سحر شاہنشاہ نامور سفر کرینگے ناگاہ مسافر ماہتاب نے از بہت جست باندھی قافلہ
نے صداے الرحیل بلند کی مسافران ثابت و سیارگان آنکھین ملتے ہوے اٹھے ہمراہ میر قافلہ آفتاب سفر ہو کر
منازل فلکی کو طے کیا سراے مغرب مین جا کر چھپے اشعار

علم آفتاب نکلا جب
رد لوح تخت لاجورد ہوا

فوج انجم ہوئی گریزان سب
ہوا میدان چرخ سے اکبار

شہ خاور سپہر گرد ہوا
سر انجم سیاہ رو بہ فرار

افراسیاب پشت مرکب پر سوار ہوا ساحر ہستی بطور رہبری آگے بڑھا گیا ایک افراسیاب نے دیکھا ابر عظیم
بلند ہوا اور جھونکے ہواے گرم کے چلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے صورت نخل سایہ دار اس صحرا سے خانہ زین
معدوم اور اُس مرز بوم دشوم مین صداے بوم بھی نہین آتی مسکن غولان ویران بیابان مین وہ ہواے
گرم چلی شاخہاے نخل جل گئین تھے کا تیا نہین شاخین ایسی صحرا مین کسی نخل نے پھل نہ پایا دریاے حدت کی
طغیانی چشمون مین کھولا ہوا پانی اگر کوئی مسافر بھٹک کر آجاے شدت تشنگی سے مرے ازدہے کنوین دیکھے
ٹھنڈی سانسین بھرے کانٹوں کا جنگل خاک اڑنے سے صحرا مین طبل دریاے ریگ روان کا جوش جابجا
سراب چشمہ آب نایاب گرمی کی شدت آفتاب کی حدت صحراے ہول خیز نمونہ صحراے قیامت انگیز اُف اُف کی
صدا ہر زبان سے بلند ہر خرد و کلان درد مند گھبرا کر پیالیں اتارین کھول کر پانی خشک ہو گیا برف خانہ گرم
گرمی بازار آتش مزاجان سرد تمام صحرا گرد و برد اتنے بڑے بادشاہ کی تعظیم کون کرے چونکہ بادشاہ طلسم ہوشربا
ہر بوٹے گرد کے چرخ مار کر براے تعظیم افراسیاب اٹھتے ہین شجر خشک رہے ہین شاید خستہ خانہ مژگان سے
طائر نگاہ مثلاً گرمی سے جل کر کباب ہوا افراسیاب گھبرایا پسینے پسینے ہر چند کہ چتر زر کا سایہ ہے وہ چتر آگ کی
انگیٹھی بن گیا شدت تشنگی سے کلیجہ چھن گیا ساتھ والے کئی ہزار آدمی ہلاک ہوے گھوڑوں نے منہ کھول دیے
زبانین نکال دین جابجا گرمی سے ٹھنڈے ہوے ساحر ہستی نے جو افراسیاب کو بیتاب دیکھا گھبرا کر قریب
آیا عرض کی خیر خواہان دولت اسی واسطے منع کرتے تھے کبھی اس صحراے آتشناک مین انسان کا گذر نہین ہوا
بمنزل بہشت ہے کئی ہزار بندگان عالی تڑپ تڑپ کر مر گئے افراسیاب خاموش کچھ جواب نہین دیتا جب
ساحر ہستی نے بہت کہا افراسیاب نے جواب دیا آخر مراد کیا ہے مین تڑپ تڑپ کر اپنی جان دونگا وا

نہو نگا وعدہ کر کے آیا ہون حاکم حجرہ چہارم کو ساتھ لیکر آؤنگا اگر پلٹون لوگ نہین گے شاہنشاہ سے سختی نہ اٹھائی گئی واپس آئے مابدولت کو حجاب ہوگا سلطنت کے بچنے کے لیے یہ سب انتظام ہین حقیقت مین ایسا صحرا کبھی نگاہ سے نہین گذرا ذرہ ہائے ریگ بیابان چنگاریون سے زیادہ تابش رکھتے ہین سب ملازم افراسیاب کو گھیرے ہوے آہ آہ کر رہے ہین چہرے سیاہ گرمی سے حال تباہ گھبرا کے پیک نگاہ کو دوڑاتے ہین انجام اس صحرائے آتش خیز کا نہین معلوم ہوتا وقت زوال ہے لیکن تیرا عظم کا وہی جلال ہے نظم مصنف

وہ صحرائے پرہول و وحشت فزا
نمونہ وہ دشت جہنم کا تھا
اڑاتی تھی باد صبا سر پہ خاک
گریبان دشت جفا غم سے چاک
وہ سنسان ویران مصیبت کا گھر
تڑپتے تھے پیاسے پڑے جانور
پہ خشکی مین دریائے وحشت بہے
کہین غار تھے اور کہیں گڑھے
عجب وادی وحشت آباد تھا
ہر اک بوٹا غم سے برباد تھا
طپش سے دل راہرو ناصبور
ہر اک غار حدت سے رشک تنور

بڑی مصیبت مین اس صحرائے آتشناک کو دن بھر مین افراسیاب نے طے کیا اُسی ویرانے مین ایک مقام پر اُتر پڑے شب ہوئی ہوائے گرم کا چلنا موقوف ہوا شکو بھی پہاڑون سے دھوان نکل رہا ہے افراسیاب گھبرا کر کبھی بارگاہ مین جاتا ہے کبھی گھبرا کے نکل آتا ہے آسمان پر اندھیرا ماہ تابان مثل تالیا آہنی سیاہ ہے ایک اختر خال چہرہ زنگی چہار جانب سناٹا جب لبون پر جان آئی شب مصیبت و بلا کٹی اک دشت مین اک ساحر ہستی نے آواز دی اے سپہ سالار شعنا نواز و اے ساحر شعبدہ باز اے پلنگ خونریز شاہنشاہ طلسم ہوشربا تشریف لائے مین سینے دیکھا ایک جانب سے گرد اڑی ایک ساحر کرگدن پر سوار قوی تن قوی سن بلند بالا سیاہ رو تیرہ درون سامنے سے نمایان ہوا آتے ہی قدم کو افراسیاب کے بوسہ دیا حیرت مین آکر پوچھا اے شہنشاہ گردون بارگاہ اس سفر سخت صعب کو کیون گوارا کیا حجرہ سرکار کا تماشا گیا افراسیاب نے بخوشامد شعبدہ شعبدہ پلنگ خونریز کو گلے سے لگا لیا کہا اے برادر ہم تمھاری ملاقات کے بہت مشتاق تھے خاص تمھاری ملاقات کی ہوس مین یہ حجرہ اے بلا ئیان کرانے شعنا نواز کو لینے آئے ہین پلنگ خونریز نے سر جھکا لیا کہا حضور وہ فقیر بیز زمین گیر تارک دنیا مے لی مصاحب خاص جمشید و سامری کسی سے ملاقات نہین کرتے ہین بعد چھ مہینے کے ایک مرتبہ بشکل زیارت سے مشرف ہوتا ہون آپ سے ملاقات ہونا غیر ممکن جو حکم دیجیے پیغام پہونچا ؤن جواب باصواب لاؤن افراسیاب نے کہا مابدولت خاص ملاقات کے طالب ہین یہ تو سب جا چکیون پر روشن ہے کہ مابدولت کل ساحران طلسم ہوشربا پر حکم و ساحری مین غالب ہین قواعد طلسم سے مجبور و ناچار ہوے یہ مصیبت اٹھائی بدون ملاقات واپس نہو نگے

پلنگ خونریز نے بارگاہ مین اُسی مقام پر استادگر امین لشکر فروکش ہوا افراسیاب کو ساتھ لیا طرف ایک درۂ
کوہ کے لیکر چلا جب قریب اس درۂ کوہ کے پہونچے افراسیاب کے کان مین منتر جنتر پڑھنے کی آواز آئی افراسیاب
درۂ کوہ کے اندر آیا دیکھا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب و غریب چھریان تمام جسم مین پڑی ہوئین جیب کیر سنکھ
گلے مین خم تصویر ٹھاکر کی سامنے رکھی ہوئی ادہراج کا مالا ہاتھ مین گھنٹی بلا رہا ہے ٹھاکر جی کو بھجن گاکے رجھا رہا ہے
افراسیاب جھکو دراز تک کھڑا رہا اُس مغرور نے سر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا پلنگ خونریز نے آواز دی ای شہنشاہ
اقلیم افسونگری ای یکہ تاز میدان ساحری شاہنشاہ افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا ساحر خوشخو نگاہ رو بہ رو ہے
تب اُس مغرور نے سر اُٹھایا نگاہ حسرت طرف افراسیاب کے دیکھکر پوچھا ای سپہ سالار و ای پلنگ خونریز
یہ کون شخص ہے کیا تم بادشاہ طلسم ہوش ربا کو نہین پہچانتے شہنشاہ لاچین خوش آئین ہمارا خدمتگزار افسر
ساحران نامدار سالہا سال اُس سے صحبت رہی اُسی کی وجہ سے ہم گوشہ نشین ہیں یہ کہکر وہ تو خاموش ہوا افراسیاب
نے بڑھکر جواب دیا ما بدولت کو آپنے نہین پہچانا شہنشاہ لاچین کے سامنے بھی کل امورات مالی و ملکی کا منتظم تھا
انکو سامری و جمشید نے طلب فرمایا بہشت کی سیر کر رہے ہونگے بیس برس گذرے مجکو سلطنت کرتے آپ کی
جاگیرین مین نے بحال رکھین اب آرزو ہوئی کہ قدم بوسی سے مشرف ہون شہنانواز خوب قہقہا مار کر ہنسا کہا
ای افراسیاب ہمارے خواب مین سامری و جمشید اکثر ہین حال نشیب و فراز عالم بتا جاتے ہین لیکن وہ مقدمات
راز خدا و مد مین زبان سے کہنا مناسب نہین ہے کچھ تمنے کیا خوب کیا روح سامری کو محجوب کیا چراغ حیات مشعل
گل ہوا تاریک شکل کش کا قتل ہوا انقارہ جمشیدی شکست قتل احتقاق کا بند و بست پوچھن ہوا طلسم کتنا
کی سرکشی ادا لیان طلسم نور افشان کی لشکر کشی اب ہمین لینے آئے ہو کیا تحفہ لائے ہو یہ کہکر شہنانواز نے جام
شراب پیا افراسیاب نے فوراً جسم سے بوٹی کاٹی کباب بناکر اپنے ہاتھ سے شہنانواز کو کھلائے شہنانواز
کباب کھاکر بہت خوش ہوا کہا ای شیر بیشہ طلسم ہوش ربا ای بانی بنائے ارا کین ظلم و جفا ما بدولت کو بڑا لطف
ملا تونے گزک کھلائی اب تیری مراد دلی بر آئی سب دشمن پامال ہونگے تجکو خوشی انکو ملال ہونگے ای شہنشاہ
ساحران و ای مددگار سامری پرستان ما بدولت کو عبادت سامری مین وہ لطف ملا ہے کہ اُسکو بیان نہین کر سکتا
یہ پلنگ نوجوان ہمارا قدیم رازدان کافی ہے تمہارے ساتھ جائیگا جسوقت شہنانے جمشیدی بجائیگا مقابلہ
کرنے والے کا سر پھٹ جائیگا موت سے مہلت نہ پائیگا زمان انقلاب ہے دل کو اضطراب ہے شاید کوئی افتاد پڑے
اسوقت مین گوشۂ عافیت سے قدم باہر نکالونگا ایسا نہو قصر طلسم ہوش ربا کی بربادی ہو ما بدولت پھر بھی نہ ہے

کر سکتے مین اگر مین تمہارے ساتھ گیا شاید کوئی خرابی ہوئی تو چشم زدن مین طلسم ہوش ربا برباد ہو جائیگا ہمارا
نہ جانا مناسب ہی اسطرح افراسیاب کو سمجھایا کہ اُسکے ذہن مین آگیا اور یہ بھی شمنا نواز نے کہا اے افراسیاب
وہ تحفہ ساختہ سامری ہی کہ جسکی صفت نا ممکن تیغۂ آبدار ہی جسکے ہاتھ مین ہو اُسی کے ہاتھ سے کام کریگا اتنا کہ عیارونسے
پلنگ و شمنا کو بچانا اگر کہین اسیر دشمنون کا قبضہ ہوا ہمکو جان بچانا دشوار ہوگا افراسیاب نے کہا کسکی
کیا مجال کہ اسکو نگاہ کج دیکھے مین خود حفاظت کرونگا ایک لمحہ پلنگ کو تنہا نہ چھوڑونگا شمنا نواز نے بہت دیر تک
شمنا کے اوصاف بیان کیے پلنگ کو مکرر سمجھایا شمنا نے جمشیدی اٹھائی ہاتھ مین پلنگ خونریز کے
دی کہا اے پلنگ یہ جان لے کہ جان اپنی تیرے سپرد کی بہت احتیاط سے کام کرنا شہنشاہ کی محبت و شفقت پر
از نکتہ یقین تجربہ ہاے بلا شمنا کے تشریف لائے مین کیا کہین ایسی نعمت کھلائی با بدولت کو شرم آئی پلنگ نے عرض کی
غلام بہت ہوشیار رہیگا اب افراسیاب و پلنگ شمنا نواز سے رخصت ہو کر بیرون درہ کوہ آئے ایک مقام
معقول پر بارگاہ استاد ہوئی ساحرنی وزال جادو مع لشکر آگر رہو بچے پلنگ نے بڑی کیفیت سے سامان و وقت
افراسیاب مہیا کیا کہا اے شہنشاہ یہ وہ مقام ویران ہی کہ جہان طائر تک نہین آتا اگر اس وادی وحشت ناک
مین شیر آجائے عطش و حرارت تشنگی سے جگر آب ہو حقیقت مین آپنے بڑی جرأت کی ان منازل سخت کو
طے کیا اب واپس ہونے مین پھر وہی مصیبت ہی اور راہ سے آپ کو لیچلونگا شاید کچھ کمی ہو اُس شب کو اُسی صحرا
مین رہے بوقت سحر پلنگ نے سامان سفر آراستہ کروایا پلنگ رہبری کرکے لیچلا کبھی شب کو سفر کرتے ہین کبھی
دن کو صورت قطع منازل ہوتی ہی مگر آرام ان منزلون مین نایاب افراسیاب مثل ماہی بے آب بیتاب ہی استادان
سخنور نے اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرمایا ہی کہ افراسیاب جس منزل مین شب کو اترتا ہی شب
بھر تڑپ تڑپ کے بسر کرتا ہی دن کو حدت آفتاب سے بکو یہ اضطراب ساتھ والے صدہا ہلاک ہوے تیسری منزل
مین افراسیاب نے بیقرار ہو کر کہا کیون اے پلنگ خونریز اب کے منزلین باقی ہین دیکھیے زندگی مین کوئی صحرا
سبزہ زار ملیگا یا اسی گرمی مین جان جائیگی کسطرح صورت فرحت نظر آئیگی پلنگ نے کہا اے شہنشاہ آج شبکو
مقام کوہستان ملیگا شب وہان بسر ہوگی منازل کوہستان مین بھی سختی ہی اُسکے بعد صحراہاے سبزہ زار ضرور
ملینگے ایک بستی کی مصیبت اور باقی ہی بعنایت سامری راہ سخت طے ہوئی دو راتون کی مصیبت اور باقی ہی
اُس منزل کو بمشکل طے کیا ایک مقام پر آگے فروکش ہوے افراسیاب نے دیکھا حقیقت مین بڑے بڑے
پہاڑ مثل دل کافران اُجاڑون کی دھوپ جو پڑی پتھر چٹک کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہین شام ہوئی لیکن سیاہ دو

چنگاریان نکل رہی ہین افراسیاب گھبرایا ہوا اندر بارگاہ کے آیا چھپرکھٹ پر آکے گرا نہ کھانے کا ہوش نہ پانی کا جوش اف اف کر رہا ہے زال و پلنگ و ساحر ستی حاضر ہوے دیکھا کہ افراسیاب بیہوش پڑا ہے بمشکل اٹھایا کھانا کھلایا سب اپنے اپنے مقام پر گئے افراسیاب کو نیند نہین آتی دل سے باتین کرتا ہے اگر ایسا جانتا کبھی شستا لینے نہ آتا دیکھیے زندگی مین اپنے محبوب جانی یار جاودانی سے ملون یا نہ ملون تصویر حیرت جادو آنکھون کے سامنے آتی بیقرار ہوکے چھپرکھٹ سے اٹھا ٹہلنے لگا اسی بیقراری مین یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

آتش ہے تری گرمی بازار محبت
کس منہ سے کرونگا مین پھر اظہار محبت
کیونکر نہ کرے وہ بھلا ناصح بیدرد
سمجھے ہی نہ دیکھا کبھی بیمار محبت
کیا لیگا بجز داغ خریدار محبت
کرتے ہین اسیر قفس و دام بھی فریاد
حسرت دل مین کھٹکتا ہے پڑا خار محبت
قاصر ہے زبان شکر مین قاتل کے ہماری
کیون مجھکو نہ مارا غم دوری تری آہ
لے سکتے نہین سانس گرفتار محبت
دعوی مری صحت پہ مسیحا کو غلط ہے
آسان نہین آسان نہین دشوار محبت

افراسیاب یاد مین حیرت کے یہ اشعار پڑھ رہا ہے تکلیف بھی دل کو انتہا کی اٹھائی شکوہ بھی راحت نہین جب جھونکا ہواے گرم کا چلا منھ پھینک گیا بہت نادم ہوا کہ اس جنگل مین کیون آیا دیکھیے آج کی رات کیونکر بسر ہو جان نہ بچیگی یہ بلاے سیاہ شب مصیبت والم مجھکو کھا جائیگی یہ کہکر چھپرکھٹ پر اٹھ بیٹھا یہ بڑا خیال ہے کہ سحر کو صبح ہوجائیگی یہ منزل مصیبت و آفت کیونکر کٹیگی افراسیاب تڑپ رہا ہے یکایک کراہنے کی آواز کان مین آئی پھر رونے کی صدا بلند ہوئی وہ آواز دردناک ہے کہ کلیجے کو برماتی ہے افراسیاب کے کلیجے پر تیر پڑنے لگے گھبراکر باہر نکل آیا سر اٹھاکر دیکھا صداے جگرخراش جس سے دل پاش پاش ہو بالاے کوہ سے آتی ہے لیکن مع دانہ سیاہ ہے لشکر ظلمات نے تمام کوہ و صحرا کو گھیرا ہے اپنا ہاتھ اپنے کو نہین معلوم ہوتا مگر صدا رہ رہ کے آتی ہے کبھی نحیف کبھی ضعیف کبھی دردانگیز کبھی وحشت انگیز کبھی یہ معلوم ہوتا ہے کچھ چنگاریان نکلتی ہین کسی گنہگار کی ہڈیان جلتی ہین کبھی آواز آئی او گنہگار بیکار ایسے دو سو خداؤن کو چھوڑا خداے نادیدہ کو قبول کیا مصاحب سلطان کو شل نقش قدم مٹایا او بیباک سفاک تجھکو خوف نہ آیا اب تو سو برس یہین رہ جفاے سنگین سے ابھی ترک کند کمان یہ تیرے صحرا کا اک نمونہ ہے بعد عرصۂ دراز یہ حال کیا گا شد اکر عذاب خداوندی ابھی نہین دیکھے جب یہ آواز قہر و غضب آتی ہے تب صداے نحیف بعجز و منت بلند ہوتی ہے طریقے سے معلوم ہوتا ہے گنہگار توبہ کرتا ہے بلک بلک کر روتا ہے نظم

کردم ز شراب ناب توبہ
در لفظ شراب چون بود آب
از گفتۂ ناصواب توبہ
با تشنہ لبی ز آب توبہ
میا ختنش بہادہ ممزوج
در صوت پیالہ چون شر کیستم
بے خستگی از گلاب توبہ
صدبار ز خندناب توبہ

مستانہ رود اگر سندم	پامال کند از رکاب توبہ	گر عرش کنم زبان مستی	او نشہ کند شراب توبہ
گر درد ندامتم بسنجد	آسیب کند عذاب توبہ	تا بادہ بخواب ہم نبینم	شاید کہ کنم ز خواب توبہ
می دیدم پیچ و تاب خوردم	از خوردن پیچ و تاب توبہ	چون دیدہ ز توبہ لازم کرد	از راہ ز بے شراب توبہ
ہردم ز نتایج گناہم	صد برہ کند کباب توبہ	دل توبہ کنان و نفس گوید	او توبہ نا صواب توبہ
در عہد شباب توبہ کردم	با داز مے شباب توبہ	در کشور ہند عشرت انگیز	کو دیدہ کسے بخواب توبہ
سیلم بفغان و شیون اوست	از آہنگ نی و رباب توبہ	لب زہر ترانہ چند ریزد	از ریزش این لعاب توبہ

اسطرح توبہ توبہ کی آواز آتی ہے کہ زمین تھراتی ہے افراسیاب گھبرا کر خیمے مین چلا آیا پردہ چھوڑ دیا روزن مین سے دیکھنے لگا چنگاریان نکل رہی ہین صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی پر کوڑے پڑ رہے ہین صدا اسے گنہگار کے معنی تو سمجھ مین نہ آتے ہین وہ جو آواز قہر و غضب ہے نہین معلوم کونسی زبان ہے افراسیاب گھبرا کے بیٹھ گیا پھر اُٹھا دل بیٹھا جاتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے کانپ رہا ہے خوف سے ہانپ رہا ہے کبھی پکارتا ہے یا سامری و جمشید خیر کرنا یہ کیا سر کہ ہے (?) دل پر ہجوم غم و الم ہے شاید یہ گوشہ وادی جہنم ہے کسی پر عذاب ہو رہا ہے گنہگار بلک بلک کے رو رہا ہے لیکن ہونے دو سو خداوندون کا گنہگار ہے تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت مجبور و ناچار ہے افراسیاب اپنی اضطراب مین بیتاب ہے گنہگار نے آواز دی ارے یارو مجھکو نہ مارو دہائی ہے افراسیاب جادو کی اے بھائی میری مدد کو پہونچو اس عذاب عظیم سے بچاؤ ہائے کیا غضب ہوا سب جدا ہائے منھ پھیر لیا بقول مومن دہلوی مطلع اگر غفلت سے باز آیا جفا کی تلافی کی بھی او ظالم تو کیا کی ✦ اپنے نام کی دہائی سنکر افراسیاب کچھ خوش ہوا کچھ ڈرا یکایک عہد عروس دوران کے قیدی زندان منزل یعنی آفتاب عالمتاب زنجیر ہائے شعاع مین جکڑا ہوا برج ضیا رمین (?) گھرا ہوا لرزان و ترسان بار نگستر (?) میدان چرخ نیلی پر برائے محنت و مشقت لب معصیت نمایان ہوا افراسیاب گوشہ بارگاہ مین چھپا ہوا بیٹھا ہے صبح ہوتے ہی وہ صداہاے قہر و غضب موقوف ہوئین کراہنے کی آواز باقی ہے کہ زال جادو و پلنگ خونریز و ساحر مستی (?) وغیرہ خدمت مین افراسیاب کی آئے دیکھا افراسیاب بیٹھا کانپ رہا ہے پسینے پسینے رنجیدہ کبیدہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ رنگ چہرے کا اُڑا ہوا زال وغیرہ نے پوچھا ای شہنشاہ خیر تو ہے آج ہمنے سامان سفر تیار نہین کیا یہ پہاڑون کی منزل سختی مین کٹتی ہے افراسیاب نے کہا ای پلنگ خونریز قریب ہے کہ روح میری قالب سے نکل جائے سامنے پہاڑ پر شاید کوئی گنہگار مقید ہے رات بھر اسپر عذاب ہوا میرے دل کو پیچ و تاب رہا کوئی گنہگار بدولت کی دہائی دیتا تھا تمام سامری و جمشید لیکر واسطہ بزرگان دین دیتا تھا مین رات بھر

سنا کیا پلنگ نے جواب دیا ای شہنشاہ یہ تو مین نے بزرگون سے سنا ہی کہ یہی صحرائے ہوشربا ہی مقام نزول سامری و
جمشید یہ بھی معلوم ہوا ہو تو وہ سو خداوند اس صحرا مین بصورت عجیب و غریب تشریف لاتے مین بعض کو زیارت بھی ہوئی
یہان بدل لیتے مین صدائین مہیب تو اکثر مین نے بھی سنی ہین میری عقل مین یہ آتا ہی آپکے لشکر کا اب شریک
مسلمانان ہوئے محبت خدائے نادیدہ مین مارے بھی گئے انھین سے کسی پر عذاب ہوتا ہوگا اسوجہ سے انکا نام لیکر
دہائی دی افراسیاب نے کہا چلکر دیکھو شاید کچھ نشان باقی ہو بگوش ہوش سنو کراہنے کی آواز آتی ہی وہ ٹھنڈی
سانس بھری سب نے کہا تشریف لیچلیے افراسیاب آگے آگے پشت پر تمام ساحر لیکن بیان افراسیاب سے لرزان
و ترسان بیرون بارگاہ آئے سب نے کراہنے کی آواز سنی کہ کوئی غریب بیچارہ آہ آہ کرتا ہی افراسیاب نے سر اٹھاکر
دیکھا اک کوہ بلند فلک شکوہ انتہا کا بلند و مرتفع اگر دیکھنے والا سر اٹھائے کلاہ سر سے گر جائے اچھی طرح طائر نگاہ
شاخ کوہ پر نشین ہو نچتا تھے عرصے مین افراسیاب نے نگاہ ڈالی دیکھا اک تصویر سنگ سیاہ کی قلۂ کوہ پر رکھی ہی دم
تصویر کھلا ہوا صدا سے آہ آتی ہی آنکھون سے اشک حسرت جاری مین آنکھون کو بھی گردش ہی یہ دیکھکر افراسیاب
نے کہا یارو فرشتگان عذاب چلے گئے گنہگار پتھر بنا کھڑا ہی لیکن اس صورت سے کسی قدر نگاہ آشنا ہی اب لشکر مین
الہٰ ہو اسب نے بنگاہ غور دیکھا حقیقت مین تصویر پتھر کی سوز ہی ہی جسم بالکل سیاہ جابجا سے دھوان نکل رہا ہی
صاف ظاہر ہی کہ حرارت گناہ سے ہر ایک عضو جل رہا ہی تمام اہالیان لشکر دوڑے اس درد سے وہ تصویر
سنگ روتی ہی کہ سننے والون کے کلیجے پھٹے جاتے ہین جب لشکر مین غل ہوا سب صدائین دینے لگے یا سامری
و جمشید یا لات و منات اپنے گناہ ہائے گذشتہ سے توبہ کرتے ہین الامان الامان افراسیاب نے کہا یارو رات
کو اگر تم سب عذاب ہوتا دیکھتے کلیجے پھٹ جاتے فرشتگان عذاب کی صدا ہائے مہیب کہ وہ زبان سمجھ مین نہین آتی
اس گنہگار کا بلکنا توبہ کرنا مین نے بخوبی سنا ایک مرتبہ یہ بھی کہا تھا دہائی ہی افراسیاب کی سب کانپنے لگے کہا
ای شہنشاہ یہ سحر کبھی نہین دیکھا افراسیاب نے کہا بار کا ہین الظہور لبون پر دم ہی حقیقت مین یہ وادی جہنم ہی
یہ تو خوب ظاہر ہوا کہ ہمارے لشکر کا کوئی گنہگار ہی مسلمان ہو کر مرا عذاب مین مبتلا ہوا دیکھو یارو شرف مذہب
سامری و جمشید مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہی اس کرامت کی خبر جلکر مشہور کرو کتابون مین لکھین یہ کہانی
جا بجا ہے یہان اگر دیکھا جائے مگر یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی یہ کہکر افراسیاب نے چاہا واپس ہو وہان سے
پلٹے کہ اُس تصویر نے بحسرت آواز دی ای شہنشاہ عالیجاہ ای حاکم گردون بارگاہ ای مقبول سرکار سامری و جمشید
ای رازدار خداوند لقا ای اطاعت گذار یک واسطہ سامری و جمشید کا چند ساعت ٹھہر جا اس گنہگار بے دیار

کی مصیبت کو سن لے اے شہنشاہ رحم کر اے حاکم عادل اے نہنگ بحر شہنشاہی اے آبروے دریاے طلسم ہوشربا
اے ناخداے کشتی ساحران میری کشتی غرق ہونے سے بچا لے گرداب محیط مصیبت مین پھنسا ہون دوسرا افسوس
یہ ہے کہ اپنے غلام قدیم کو نہین پہچانا جان نثار سرفروش نمک خوار نے اسی گھر کے تصدق مین عزت و آبرو پائی شامت
اعمال نے یہ مصیبت دکھائی آپ نے نہین پہچانا اب افراسیاب نے اچھی طرح جو خیال کیا طرز کلام و صورت
تصویر سے ثابت ہوا کہ ملک احول تاج نشین ہے افراسیاب ٹھہر گیا کہا میری نگاہ نے خطا کی ہے احول ساتھ
کھیل کر پرورش پائی یہ کیا مصیبت اٹھائی محبت مسلمانون مین کیا کیفیت ہوئی اب مین نے بخوبی پہچانا افسوس
تک نہ سمجھا تھا ارے رات کو تجھپر عذاب ہوتا تھا احول نے اک آہ کی کہ دھوان منھ سے نکلا تڑپا پھر کا محجوب ہو کر
سر جھکا لیا کہا اے شہنشاہ مسلمان بدبختون کا نام نہ لیجیے خداے نادیدہ کہان ہے یو نے دو سو خداوندون کا
جاہ و جلال عیان ہے اے شہنشاہ گردون بارگاہ میری مصیبت کو بگوش ہوش سماعت فرمایئے چند ساعت
تکلیف اٹھایئے افراسیاب کی آنکھون مین آنسو بھر آئے تیمر کی تصویر یہ بھی سیاہ حال تباہ ہر کلام مین آہ کرتا ہے
تابش و حرارت آفتاب جون جون بڑھتی ہے بیچین ہو کر پتھرون سے سر پٹکتا ہے کلیجے مین خار الم کھٹکتا ہے افراسیاب
نے گھبرا کر کہا او بدبخت جلد اپنا حال مصیبت مآل بیان کر احول نے اک آہ سرد دل پر درد سے
کھینچی یہ اشعار مصیبت خیز پڑھنے لگا **نظم**

گر سموم وزد ز باغ ظلم — ذرات جہان خراب شود
ہستم گر بسیاط بر چینند — کشور لامکان خراب شود
دل و طبعم اگر نہ عطسہ زنند — بنز دریا و کان خراب شود
چند گویم کہ گر ز پا افتم — بشکنند این و آن خراب شود

گر شرار آہ کنند در دامن — منشر ملائنس و جان خراب شود
گر سخن از گلگلو بیا سایم — دار ملک زبان خراب شود
سخن کجا جنس روزگار کجا — نغارۂ آسمان خراب شود
شیشۂ آسمان بہ سنگ — گر بخیم جہان خراب شود

استدعاے کیفیت عرض کرتا ہون جب مجھکو کوکب باغی نے نامہ لکھا کہ افراسیاب زبردستی میرا ملک
چھینے لیتا ہے مین وہان سے آیا باغ بران مین پہونچا مراں بدنصیب رو رہی تھی میرے قدمون پہ
گر پڑی کہ شہنشاہ کے دوستون کو افراسیاب قید کر کے بارگاہ مین لیے جاتا ہے بوجہ سرکشی دکھاتا ہے
مذہب کا کچھ ذکر نہ کیا اصل مطلب فساد نہ بتایا اُس نالائق کو مین نے گودیون مین پالا تھا اسطرح روئی
کہ دل بیچین ہو گیا جا کر سردارون کو اُس بارگاہ سے نکالا اے شہنشاہ تیرے سر کی قسم اُسوقت تک مین
مذہب سے آگاہ نہ تھا آپ جب میرے مقابلے مین آئے یاد کیجیے آپنے بھی کچھ ذکر مذہب نہ کیا کشتہ سحر کرکے

قیدخانے مین شہاب گلگون پوش کے بھیجدیا مین غصے مین سر ٹکراتا تھا یہی دل مین کہا اے افراسیاب کا
پیر بھائی ہون میرے واسطے یہ طولانی قید کئی برس قید رہا کسی نے خبر نلی عمرو و برق وغیرہ لے رہا کیا وہ
عیاران مکار ایسے سحر بیان ہین باتون مین میرا قلب الٹ دیا حقیقت مین ہیچ سامری و جمشید کو برا کہا اُنکے
ہمراہ ہوا جھوٹ بات مجھسے نہ کہونگا ساربان زادے سے عہد کر لیا کہ تمھاری جانب سے لڑونگا میدان کارزار
مین اُسوقت پہونچا کہ احتقاق نے سب کا جی چھڑوا دیا تھا نور افشان ایسا چرب زبان ہے اُسنے کسطرح سے سمجھایا
مجھ بدنصیب کے خیال مین نہ آیا کہ صاحب سامری کو مٹاتا ہون اپنے شہنشاہ کو سرکشی دکھاتا ہون المختصر جوش محبت
نور افشان مین اپنا گلا کاٹا نقارہ پیٹا احتقاق مرا میری روح بھی قالب خاکی سے نکلی چند ساعت بیہوش رہا
اب جو آنکھیں کھول کر دیکھا بشکل تصویر سنگ اس پہاڑ پر بیٹھا ہون پونے دو سو خداوند جلوہ فرما ہین احتقاق
کو سامری و جمشید نے اپنے پہلو مین بٹھایا خلعت فاخرہ پہنایا بہ محبت فرماتے ہین ای مصاحب قدیم ای مشیر ندیم دنیا
مین تو گھبراتا تھا ہمنے تجھکو بلا بھیجا اب ہمارے ساتھ بہشت مین چلو سیر کیا کرو دنیا کے جھگڑون سے چھوٹے اب ملک
عدم کی سیر کرو یہان غم و الم کا نام نہین مصیبت سے کام نہین عیش جاوید ہر ذرہ یہان کا خورشید نعمتہاے
بہشت کھانا کاہے ماہے ہماری صحبت مین بھی آنا ای شہنشاہ احتقاق کو شگفتہ پایا اپنے کو زار و نزار مصیبت
سخت مین گرفتار دیکھا سامری و جمشید نے کہا کیون او نالائق بدکار بد سرشت تیرا خدا ہے نادیدہ کہان ہے ان
اسکو مار دو سو برس کا مجھپر عذاب مقرر کیا ای شہنشاہ کالی کالی صورت کے فرشتے آئے مجھکو کوڑے مارتے تھے
و مبدم یہی کہکر للکارتے تھے او احول ساربان زادے کو بلا وہ تجھکو بچا ئیگا پونے دو سو خداوند ہنستے کھیلتے
احتقاق کو ساتھ لے کر چلے گئے اب آٹھ پہر مجھپر عذاب ہے رات کو آکر فرشتے صورتہاے مہیب کھاتے مین گرزہاے
آتشین مار کر جلاتے ہین پھر تیلا بناتے ہین شب بھر وہ عذاب دن کو حدت آفتاب اکثر فرشتون نے آکر یہ بھی
طعن کی مسلمانون نے آکر تیری خبر نلی ای شہنشاہ تیرا خطاوار ہون راتون کو تیرا نام لیکر دہائی دیتا ہون کوئی
نہین سنتا اب میری مدد کر خطاوار مجبور ناچار اگر زندگی حاصل ہوتی تیری خاک پا کا توتیاے چشم بناتا سر فروشی
دکھاتا اب اس صحراے مصیبت مین پڑا ہون واسطہ سامری و جمشید کا بچائیے اگر آپ کی دعا سے زندہ ہو جاؤن
عمر بھر قدم نہ چھوڑون اگر آپ خطا معاف کرین کیا عجب ہے کہ سامری و جمشید اس عذاب سے نجات دین زندہ
ہونا تو دشوار ہے مگر خدمت خداوندان مین رہونگا یہ جفاے عذاب نہ سہونگا آپ کے یہان بڑے مرتبے مین
بڑے بڑے آپ کے لیے باغ بنائے گئے ہین جو جو آپکی محبت مین مرے اُن باغون مین اُنکو جگہ ملی کہ آپکی ندد

کی ظلمی جو پرستار خداے نادیدہ ہے اُنکا حال کیا کیا گیا جسے بدتر مصیبت مین گرفتار ہین اُنکو بھی پڑے ہوتے ہین
ان کمبختون پر عذاب شدید ہوتے ہین آپ اگر یہان ٹھہر کر پوجا سامری کا کرین پکار کر کہین ای ہے خداوند
مین نے اسکی خطا معاف کی کیا عجب ہی نجات پاوین کسی باغ مین جگہ ملے اسطرح پر جو اس تصویر سنگی ملک احول نے یہ
حالات مصیبت آیات بیان کیے سب ہمراہیان افراسیاب تھرا گئے بعضے یا خداوندا کہکر بیہوش ہوے بعضے توبہ توبہ
کرتے تھے بعضے قدمون سے افراسیاب کے لپٹ گئے کہتے تھے ای شہنشاہ دنیا وعقبی مین تیری ہی سلطنت ہی تو مقبول
بارگاہ قدرت ہی زلال جادو و ہیلنگ خونریز نے کہا ای شہنشاہ ہر چند کہ یہ گنہگار ہی مگر آپ کا قدیم نمکخوار ہی جو کچھ
اسنے کیا اسکا خیال نفرمایئے از خردان خطا واز بزرگان عطا جلد سامان عبادت مہیا ہو عبادت سامری کیجیے
گناہ اسکا بخشوا دیجیے یقین کامل ہی یہ بیچارہ اس مصیبت سے نجات پائے لشکر بھر سامری پرست ہارا ہے جنہے
خداے نادیدہ کو سجدہ کیا خوب مصیبت مین پھنسا اب سب لونڈیان غلام حال اس عذاب کا سنکر تائب ہو جائینگے
نام یزدان پرستی زبان پر نہ لائینگے افراسیاب کو بھی عبرت ہوئی اسی مقام پر زیر کوہ چھوٹا سا خیمہ استادہ کرایا سامان
عبادت موافق مذہب سامری پرستی مہیا ہوا کتاب مین ہاتھ مین لیکر افراسیاب بیٹھا سامری نامہ پڑھکر پکارنے لگا یا سامری
و جمشید یا لات و منات ای خداوند دم نخبیثہ ای لوٹنگ لوٹا چھوٹنگ چھوٹا ارکل خرکل خیر ڈنبا مین نے دل سے
خطاے احول معاف کی عذاب سے یہ بیچارہ نجات پاے اگر مناسب مشیت ہو زندہ ہو جاے یا خداوند
تمھاری قدرت روشن ہوئی یہ جو زندہ ہو کر ساتھ چلے تمام عالم سامری پرست ہو جاے افراسیاب نے
دیر تک دعا کی پہر دن باقی تھا سب ملازمان افراسیاب مع زلال و ہیلنگ و ساحرہتی طرف پہاڑ کے
دیکھ رہے ہین دہوپ جو پڑی احول زیادہ بیقرار ہوا جسم سنگی سے چنگاریان نکلتی تھین جسم سے چٹک چٹک کے
ٹکڑے پتھر کے الگ گرتے تھے احول ہاے واے لگے چیخ رہا تھا جب افراسیاب نے کئی مرتبہ دعا کرنے مین
کہا یا خداوند مین نے اسکی خطا معاف کی آپ بھی معاف فرمایئے یکایک وہ تصویر سنگی اپنے مقام سے اٹھی گویا سنگین
خول جسم پر تھا پیچ سے وہ خول پھٹکر گرا اندر سے اُس خول کے ملک احول پری نشین نمایا ہوا جو لباس پہنے تھا
اور اپنے کو ہلاک کیا تھا وہی لباس لیکن میلا کچیلا چہرے پر بڑے بڑے آبلے پڑے ہوے جسم سیاہ حال
تباہ لشکر مین ہلڑ ہوا ای شہنشاہ بیرون بارگاہ آیئے تصویر سنگی مٹی اندر سے گنہگار پیدا ہوا ادہر یہ یار دشمن کی ہی
لو سیاہی بھی چہرے کی دفع ہوئی آبلے بھی پھوٹے چہرے پر بحالی آئی رعنائی زیبائی بڑھتی ہی عذاب سے
چھوٹا اب تو خاصہ نوجوان لباس پہنے کھڑا ہی یا سوتا تھا یا ہنس رہا ہی افراسیاب خیمہ سے نکلا پکار کر پوچھا

دکیون بھائی احول کیا کیفیت ہی احول نے کہا سامری و جمشید تجھکو سلامت رکھین دعا تیری قبول ہوئی اس
گنہگار کو سعادت حصول ہوئی ابھی فرشتے نے اگر تصویر سنگی سے نکلا یہ مژدہ سنایا دیکھ بتصدق شہنشاہ سے
تیری خطا معاف ہوئی اب تو چھوٹا باغ رہنے کو ملا ابھی سو برس نظر بند رہیگا لیکن عذاب سے چھوٹا اگر
شہنشاہ دنیا مین آنے کا حکم سنو افرشتے نے خبر دی تو خام طبع ہی اگر دنیا مین جائیگا پھر مصیبت اٹھائیگا
مین نے خود انکار کیا دنیا مقام زحمت ہی بعد تھوڑے دنون کے سیر بہشت ہی لیکن ای شہنشاہ تیرے صدقے
تیرے قربان دل یہی چاہتا ہی کہ تیرے ساتھ چلون لڑ بھڑ کر لڑائی فتح کرون کوکب و نور افشان کی بوٹیان
کاٹ کاٹ کر کھاؤن برآن کو چیر کر پھیکدون اسی نابکار بدکردار نے مجھکو برگشتہ کیا خداوند سامری و
جمشید نالائقون سے سمجھین گے مین مجبور و ناچار ہون دنیا مین آنے کا حکم نہ ملا ورنہ تماشا دکھلاتا لیکن
ای شہنشاہ تو نے عذاب الیم سے بچایا کیا شکریہ ادا کرون اشعار

اگر بر موی من گردد زبانے	ز تو رانم بہ ہر یک داستانے
نیارم گوہر شکر تو سفتن	سر موئے ز احسان تو گفتن

ایک خیر خواہی کرتا ہون بخوبی یاد رکھیے یہان سے دو کوس پر ایک جنگل ہی
کہ اسکو صحرائے رشک تیر کہتے ہین وہان اک نخل ہی عجیب و غریب نمونہ قدرت خداوندی وہان ہمیشہ ہونے دو پہر
خداوند آتے ہین گھڑی دو گھڑی ٹھہر کر چلے جاتے ہین یعنی نخل یعنی تنہ درخت کو قدرت سے خالی کیا ہی خداوند
جمشید ہر وقت اسی درخت مین تشریف رکھتے ہین حقیقت مین یہ بڑا خداوند سب کا افسر ایک سے بہتر و برتر
جاکے قریب نخل فریاد کرنا کہ یا خداوند جمشید مجھکو میرے ملازمون نے تباہ کیا ہزار ہا بندے تیرے قتل ہوئے
خوب فریاد کرنا جہانتک ہوسکا اُس مقام پر معجزات روشن ہو تیری دعا ہر وقت قبول ہی خداوند جمشید بڑی
تیری صفت فرماتے ہین فوراً وہ تنہ درخت کھلیگا تخت یاقوتی پر خداوند جمشید جلوہ فرما ہونگے ای شہنشاہ
عالیجاہ قدمون سے لپٹ جانا کہنا میرے ساتھ چلیے اگر قدرت مان گئے تو پھر کیسے سلمان کیسے کوکب و
نور افشان ایک ہی دن مین سب کا خاتمہ ہی قدرت کے سامنے کون سرکشی کر سکتا ہی جو ساحری کیسی
چشم زدن مین جو چاہین کرین تمام عالم مین عملداری کرے عمر بڑھوائے حسن و جمال مانگنا جہانتک ہوسکے
دولت عزت خزانہ جاہ و جلال معشوقان پریوش کا وصال مانگتے ہی جانا تیری خواہش اُنکی عنایت اب
تو میری آنکھون سے پردہ ہائے غفلت اُٹھے تو نے خطا معاف کی عجب نیرنگ دیکھ رہا ہون فرشتے جا بجا
پھر رہے ہین اور کیا کیا بیان کرون تیری عنایت سے سب کچھ ملا لے جاتا ہون افراسیاب نے آواز دی

ای بھائی ٹھہر جاؤ صحرائے مشک بیز کا پختہ نشان بتاؤ احول نے منھ پھیر کہا او نادان جو کہدیا وہ کہدیا اب
کلام کرنے کی کسکو مہلت ہے آنکھوں میں بصارت روح کو راحت ہے اپنے باغ دلکشا میں جاتا ہوں یہ کہکر جست کرکے
دس قدم بلند ہوا غائب ہو گیا اُسوقت لشکر افراسیاب میں یا سامری و یا جمشید کا غل تھا بعضے اوندھے
پڑے ہوئے صفت سامری و جمشید زبان پر جاری بعضے وجد میں ناچ رہے تھے بھجن سامری و جمشید کے گاتے تھے
ہوش کسی کے درست نہ تھے افراسیاب بھی وجد میں تھا زال و پلنگ و ساحرہستی دامن افراسیاب
سے لپٹے ہوئے کہتے تھے ای مقبول بارگاہ سامری ای شاہنشاہ اقلیم افسونگری آج تیرا مرتبہ بہت ظاہر ہوا
جب تو خداوند نے تجھکو بادشاہ طلسم ہوش ربا کیا یہ جو انقلاب ہوا یہ بھی راز و نیاز قدرت ہے تجھسے کیا
کوئی اڑسکیگا جب قدرت تیری تعریف کرتے ہیں اور کسی کی کیا حقیقت ہے ماہرخ و بہار کو اب حال
کھلیگا پلنگ خونریز نے کہا جلد طرف صحرائے مشک بیز کے چلیے زیارت سے قدرت کی مشرف ہوں جمشید سے
ملیں ملک احول بڑی دوستی کر گیا مقام سکونت قدرت بتادیا عمر بھر ڈھونڈھتے نپاتے صحرائے مشک بیز
کبھی نام بھی نہ سنا تھا اب دیر نہ کیجیے ہم سب دیدار قدرت کے مشتاق ہیں افراسیاب پھولوں نہیں سماتا
بند قبا ٹوٹ گئے کہ سب تعریفیں کر رہے ہیں قدموں کو بوسے دیتے ہیں بلائیں لیتے ہیں کوئی گرد پھرا کوئی
تصدق نثار ہوا افراسیاب نے تاج کج کر کے کہا تم شہنشاہ طلسم ہوش ربا بانی جور و جفا اگر قصد کروں
طبقات زمین الٹ دوں آسمان کو زمین پر کھینچ لوں پونے دو سو خداوندوں میں ایک میں بھی ہوں
آپ لوگ مجھکو انسان نجانیے خداوند کہا کیجیے سب نے کہا بیشک تو عزیز دار خداوند ہے تیرا مرتبہ عالی بہت
بلند ہے احول کہہ گیا قدرت کہتے ہیں افراسیاب ہمارا دوست صادق محب واثق ہے وہی سلطنت طلسم تیرہ
کے لائق ہے افراسیاب کہتا ہے مجھے بڑا افسوس ہے احول دام عذاب سے چھوٹا زندہ نہوا سبنے کہا مشیت
میں دخل نہ دیجیے جو مناسب جانا وہ کیا قدرت کسی کو مرنے کے بعد زندہ کرتے ہیں عدالت میں فرق آتا
لاکھوں جاکر لوٹ پڑتے کہتے ہمارے فرزندوں کو زندہ کر دیجیے پھر قدرت کو مشکل پڑ گئی کیا جلد انکی
دعا قبول ہوئی چشم زدن میں احول کو سعادت حصول ہوئی ہنستا ہوا اپنے باغ میں گیا کہتا تھا ابھی چھوٹا
باغ ملا ہے لیکن یار وہاں کا چھوٹا بھی بڑا ہوگا اس صحرائے ہولناک سے تو بہتر ہے کمبخت پریانکو مقدار
دن کہ حدت آفتاب اب دیر نہ کیجیے چلیے افراسیاب فوراً الیشت مرکب پر سوار ہوا اسباب لیے ہوئے خوشی میں
حدت آفتاب بھی نہیں معلوم ہوئی سب پیدل دوڑے ہوئے چلے آتے ہیں دو کوس راستہ طے کیا تھا دوری

صحراے سبزوزار دکھائی دیا خوشبو بھی دماغ مین آئی صبحے کہا ای شہنشاہ ذیشان صحراے مشک بیز ثابت ہوتا ہی دیکھیے ہواے سرد آئی روح کو تازگی حاصل ہوئی خود بخود تسکین دل ہوئی افراسیاب نے نگاہ اٹھا کر دیکھا صنعت باغبان قضا وقدر کا نمونہ نگاہ مین پھر گیا بہار باغ کا رنگ لگا ہوتی گر گیا صحراے سبزوزار ہر حقیقت مین اُس مقام مینوسواد کی کنیز بہار ہر جوانان چمن الگ رہے مین زلف سنبل کو پیچ وتاب نرگس کی آنکھ مین حجاب کہین لالہ یاقوت رمانی مزاد کھاتا ہر انپا رنگ جماتا ہر عندلیبان خوشنوا پھولی ہوئین پہلوے گل مین ہر شاخ پر شادان وفرحان صنعت باغبان قضا وقدر کے اشعار پڑھ رہی ہین فاختہ کو کوکو کی فکر نہین فراق گل و بلبل کا ذکر نہین ہر جا بجا نہرین جوش مین سبزۂ خوابیدہ ہوش مین اشعار

گلون کے جام شراب سرور سے سرشار
نہ باغبان کا ڈر ہی نہ خوف گلچین ہر
چمن کا آج زر گل سے گرم ہر بازار
زمین باغ جہان سبز کی منو ہر آج
بجا ہی سبز کرے کھیت اپنا گر تلوار
جو باغبان نہ تراشے تو برگ کاہ چمن
گلون کی طرح شگفتہ ہین کوزۂ عطار
حلاوت ایسی ہر اب آب وگل مین گلشن کے
گلون سے غیرت قالین صفحۂ گلزار
سوا ہین حق عنادل مین گل سے غنچۂ گل
نہ خواب مین کسی صیاد کو نصیب گزار
موافقت کا ہر دور اور مخالفت ہر خوار
کہ حرف نشو ونما کو ہوا زبان قرار
قلم کی شاخ سے بھی شاخسانے سیدا ہین
اثر سے بڑھ کے ہو روئیدگی شاخ چنار
اگے مین جو آب وگل ظروف مین گل
کہ تخم تر شح سے شاخ نبات کا ہوا انبار
روش روش مین جوانان باغ بخود دو مست
مین شوخ وشنگ وشریر وستمگر وعیار
جوان باغ اڑاتے مین گل کے گجھرے
گلے کا ہار عنادل کا ہی گل بیکار
رہا ہی پھول بپی کے اگر ہرے جو چلو مین
تو اسے نامیہ کا مین کرون اگر اظہار
دکان چمن کا ہر تختہ لفظ آمین ونمو
بنفشہ گاؤزبان کاسنی وتخم خیار
تمام روے زمین صاف فرش مخمل ہر

افراسیاب یہ سامان عیش وفرحت وسرور دیکھکر وجد مین آیا کہتا تھا کیون ای زال جادو تم پر جہان گردہو چشیدہ گرم وسرد ہو بڑے بڑے مقام اس ہوش ربا مین کیسے کیسے صحراے پر فضا آراستہ کر لئے لیکن حقیقت مین یہ صحرا قدرت صنعت ساحری وجمشید ہر اب نخل قدرت تلاش کرو دیکھو خوشی مین صبحے بند قبا کھول دئے ہوا معتدل ہر سب ساحرون نے کہنے سے افراسیاب کے چہار جانب پیک نگاہ کو دوڑایا کچھ ساحر ہر ایک جانب دوڑ گئے ایک ایک نخل رونق مین مثل نخل وادی ایمن ہر ایک ایک گوشۂ صحرا فخر باغ گلشن ہر کس نخل پر گمان نخل قدرت کرین ہر ایک کا یہی قول ہر ای شہنشاہ بڑا دھوکا کھایا اجل سے ڈرنا کہتے کہ تم کو پردۂ دنیا مین آنے کی اجازت نہین ملی لیکن ہمارے ساتھ چلکر نشان نخل قدرت بتادو افراسیاب نے کہا دعاے مابدولت کی تاثیر تھی کہ مردے نے باتین کین ورنہ کبھی کسی نے

سنا ہے مردہ کلام کرسکتا ہی وہ بیحد حساب عذاب مین مبتلا تھا احسان ہوا اسقدر اُسنے تعلیم کی نشان تو سب
ٹھیک مین نخل قدرت کا کیونکر پتا ملے کدھر جائین کس سے پوچھین یہ خبر کیونکر دریافت ہو سب حیران حیران
اسی دشت فرحت افزا مین کھڑے ہین افراسیاب کہتا ہے عمر بھر اس صحراے نجات کا بارگاہ استاد کرو ملکہ
حیرت کو نامہ لکھو یہ صحرا اسی لائق ہے چندے بعیش و راحت بسر کرین معشوقان خوبرو پہلو مین ہون دور جام
بے اندیشہ لا انجام چلے صحبت رنگین کو دخل شوخ و شنگ خونریز کیتا ہے شہنشاہ نے بجا ارشاد فرمایا غلام کا بھی یہی
دل چاہتا ہے مقصد ہے افراسیاب کا کہ بارگاہ مین استاد کرنے کا حکم دون آج اسی مقام پہ فروکش ہون تجلی نخل قدرت
کا ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا اس فکر مین تھا کہ یکایک کان مین آواز آئی کوئی بہ الحان یہ غزل گا رہا ہے دل لبھا رہا ہے غزل

جنون کا جوش یہی ہے تو حال کیا ہوگا
کسی کا سیری جدائی مین حال کیا ہوگا
ملائیگی تری رفتار خاک مین کسکو
اب اس سے بڑھکے بھلا انفعال کیا ہوگا
ذرا جو شاد کبھی دل ہوا بھی زیر فلک
درخت چھانٹ کے ظالم نہال کیا ہوگا
حسین جو لت دل لیتے مین عزیز نہین
یقین ہے طول کھنچے انفصال کیا ہوگا
اگرچہ دور ہین پر خاک مین ملے مین جلال

پھر آیا موسم گل اب کی سال کیا ہوگا
شب وصال بھی گذری کمال الجھین مین
ایسا ہوا ہے جو خود پامال کیا ہوگا
لحد مین جلوہ گرین بھی نہ پوچھین گے
ڈرا کیا ہون کہ اسکا مآل کیا ہوگا
رقیبِ ظلم مگر اپنے جو کبھی مین سنبھلتے ہین
عزیز ہو جائیگا جسکے وہ مال کیا ہوگا
شروع عشق مین جاتے مین ہوش ہر تا
مٹے ہو دن کا فروغ کمال کیا ہوگا

تمھارے دل کو بھلا یہ خیال کیا ہوگا
یہی تھی فکر کہ صبح وصال کیا ہوگا
پیا جو قطرہ صہبا گھڑون عرق آیا
غریب کا کوئی پرسان حال کیا ہوگا
پڑیگا صبر عنادل کا باغبان پہ ضرور
مزاج برہم عاشق بحال کیا ہوگا
ہمارا آپکا جھگڑا وہ ہے کہ حشر مین بھی
اس ابتدا کا الٰہی مآل کیا ہوگا
اسطرح سے یہ اشعار کوئی گاتا ہے کلیجہ

منھ کو آتا ہے افراسیاب نے کہا یہ گانے کی آواز کہان سے آئی بیچین ہوکے صدا پر کان لگائے ہوے چلا گرمی دل کس
گوش بر آواز تھا افراسیاب نے اک نخل سرسبز و شاداب دیکھا شاخین ہری بھری برگ زمرد ریحانی کا رنگ دکھاتے تھے
شاخون کا خم مثل ہلال شب اول سر ہر شاخ پہ زمزم زمزم کو پل جانور بھی بہت اُس درخت پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین
دور بیخ نخل مین اسقدر ہے کہ اگر دس آدمی ہاتھ سے ہاتھ ملا کر گھیرلین ناممکن بیچ مین اک لکیر کھینچی ہوئی ہے
اندر بیخ نخل کے صدائے دلکش آتی ہے اُس صدا کو سنکر طائران نخل وجد مین ہین سر جھکائے ہوے سن رہے ہین
افراسیاب سے کہا اے صاحب ظہور نخل قدرت ہوا ہم پہچان گئے اب قدرت ہمسے کیا چھپیگی بٹ جاؤ میری عا
کرون ساحر گرد نخل آگئے چہار جانب سے گھیر لیا نگاہ اُسی جانب لگی ہے افراسیاب نے قریب جا کر خاک دامنگی

آنکھوں سے ملی بیچ تخت پر ہاتھ رکھا پکار کر آواز دی یا خداوند جمشید فریاد ہے میں نے مقام مسکن دریافت کر لیا
تقدیر نے یاوری کی مجھکو اس مقام پر پہونچایا اب مجھسے پردہ نہ کیجیے مہرخ وغیرہ نے تمام طلسم ہوشربا برباد کیا شہر
آباد لوٹ لیے آپکے بندے تباہ و برباد ہوئے ہیں مصاحب آپکے قتل ہوئے مشعل و تاریک و اختناق
مار بیگئے ہاتھ سے دشمنوں کے سلطنت تباہی دشمنوں کی بن آئی وہ دولت پر جان دیدونگا قدم اقدس نہ چھوڑونگا
جمال بیمثال دکھا دیجیے اپنے بندوں سے منہ چھپا لیجیے اس صدائے دلفریب نے بیقرار کردیا سامری کی قسم دیتا ہوں اب
طالب دیدار کو نہ ترسائیے پردہ درمیان سے ہٹا دیجیے یہ بکے جو افراسیاب رویا دعا کے واسطے ہاتھ
اٹھا دیے اک کڑاکا ہوا مثل دروازے کے دو پٹ ہٹے نگاہ پڑی افراسیاب کی اک تخت یاقوت احمر اندرون
تنۂ درخت بچھا ہے جسمین جواہر لاجواب نصب چار طاؤس الماس نگار چاروں کونوں پر بیچ میں کوئی شخص
نہیں معلوم مرد یا عورت سر سے پانوں تک برقع سرخ اوڑھے بیٹھا ہے پھولوں میں لدا ہوا چہرہ چھپا ہوا وہ بوے
خوش آتی ہے طبیعت لطف اٹھاتی ہے دماغ جان معطر و معنبر افراسیاب پایۂ تخت سے لپٹ گیا آواز آئی اے
افراسیاب ہٹ جا کیوں بیادبی کرتا ہے ایسا نہو قدرت کا سایہ پڑ جائے برداشت نہ کر سکے جل بھن کر خاک
ہو جائے لیکن جمال دکھیا افراسیاب اور حاضرین وقت نے سجدے سے سر اٹھایا ایک جانب سے برقع ہٹا اک
جوان حسین کو دیکھا مسکی بڑی بڑی آنکھیں کڑی ہوئیں پٹکہ کمر میں حمائل قرولی لگی ہوئی سنہرا فیتہ مثل کہکشان فلک
تاروں میں نیر اعظم کی چمک ایک آنکھ دیکھی ہے رشک چشم غزال ڈورے نشۂ وحشت کے لال لال گوری گوری صورت
ہیبت و صولت آشکار فوراً صورت دکھا کر بند نقاب درست کیا دوسری جانب سے گوشۂ نقاب ہٹایا دیکھا اک
نازنین پری پیکر سرمہ آنکھوں میں دیا ہوا نتھنی ناک میں عارض زیبا رنگ گل کو مٹاتا ہے پیشانی نور آگین ابروے
خمدار کو کیونکر تلوار کہوں یا خنجر برہنہ سے مثال دوں یا ہلال شب اول کہکشان فلک جبیں تشان کو دیکھکر بیکل
حسن دلفریب کو دیکھکر افراسیاب کو غش آنے لگا آفتاب ہر کس و ناکس کا تھرانے لگا ہر ایک کی آنکھوں کے نیچے
برق چمک گئی غل ہوا یا خداوند جمشید تیرے صدقے تیرے قربان اپنے بندوں پر احسان کیا آج جمال جہان آرا
دکھایا سینہ دورے سے بھری ہوئی مانگ ہے صورت خداوند یا دہ انگ کا سوانگ ہے ایسی صورت زیبا کبھی نہ دیکھی تھی
جوان حسین معشوق رخ حسین مرد شیر صولت زن خوبصورت گھنٹے وغیرہ لیکر ملازمان افراسیاب دور سے
باجے بجے ہار پھول ڈھیر ہو گئے افراسیاب جب بہت منتین کرنے لگا بقہر و غضب تمام آواز آئی او بندۂ خاطی
تجھکو شرم نہ آئی ہمارے صدہا بندوں کو قتل کرایا تجھکو خوف نہ آیا اپنے ملازموں پر وہ بدعت کی کہ تیرا ساتھ

چھوڑ کر نکل گئے غیر مذہب والون کے شریک ہوسے ہمارے مصاحبان پہلو نشین جوانان خوش آئین تیری عبث بدعت
سے قتل ہوے تاریک شکل کش ایسی صاحب کمال تیری بدعت سے اُسکی صورت ملی تونے توبہ شکنی پیمان کا
نشان تجھے احول مربع نشین نے تباہ دیا اب ہمارے سامنے فیل کرتا ہی بس چال دیکھ چکا چلا جا افراسیاب نے
کہا اب قدرت کے قدم چھوڑو نگا اپنے ہمراہ لیچلونگا قدرت چلین بندگان باغی کو تسخیر کردین خواہ قتل کرین
جو مناسب وقت ہو بندون کو کیا دخل ہے بے قدرت کے چلے اب یہ لڑائی فتح ہونی مین اپنی جان دیکر تابہ
شہنشاہ نواز پہونچا اُسنے پلنگ خونریز کو ساتھ کر دیا آپنے مجھ گنہگار کے کہنے سے احول کی خطا معاف کی
وادی جہنم سے نکالکر بہشت نصیب ہوا زیر سایۂ دامن دولت پہونچا یہ آرزو بھی ضرور قبول ہو سعادت ابدی
حصول ہو غدر طلسم ہوش ربا مچجائے تمام دنیا میری دشمن ہے دوستون نے ساتھ چھوڑا اسار بان زادے
نے کیا کیا رنج و ملال پہونچایا بہار و مخمور کے نکل جانے کا قلب ناصبور پر قلق ہے تو خداے برحق ہے اگر یہ تیغ
خونریز چلیگا شہنشاہ آپکی بچ جائیگا سب خاص و عام پامال ہو جائینگے غلام چاہتا ہے چھ عیار ایک سردار اسد نامدار قتل
ہون میرے سرداران قدیم اگر خدمت مین حاضر ہون خطائین انکی معاف کرون عہدہاے جلیل دون باغبان
لیا وزیر اعظم سازدار طلسم ہوش ربا شریک ہوا اسیا ساتھ چھوڑا خداوند چلکر تنبیہ و تادیب کرین یہ انتظام
کسی سے ممکن نہوگا دلون سے انکے قفل کھولیے میری اطاعت کی ہدایت ہو نام عمرو سے انکو نفرت ہو آپکے نیازمند
سے محبت ہو بہار و مخمور ہاتھ باندھے چلی آئین مابدولت سے خطا معاف کرائین تب دلکو تسکین ہو یہ بھی غلام کو
معلوم ہوا سب خداوند سے دشمن ہوے ہین آپ بچاتے ہین لقا آجتک یہی تقریر کرتا ہے کہ طلسم ہوش ربا برباد
ہو جاے افراسیاب شکست کھاے کئی برس میری حوالی مین آئے ہو چلے آپکے نام کی تسبیح جپتا ہون انکی ملاقات
کو آجتک نہین گیا اب تو بخوبی ثابت ہوا کہ یہ سب آپکے کارخانے ہین زمین و آسمان آپنے بنایا طلسم عالم کو آراستہ
کیا جب افراسیاب نے اسطرح منت کی آواز آئی کہ ٹھہرو مابدولت تشریف باہر لاتے ہین تیری خاطر قدرت کو
منظور نظر ہے اے افراسیاب تجھکو کارخانۂ خدائی کی کیا خبر ہے روز تیرے واسطے سب سے لڑتا ہون ہر ایک کی یہی
تدبیر ہے یہی تقدیر ہے کہ افراسیاب کو شاد و بنا بادشاہ کرو لات و منات کا حکم ہے اہل اسلام کی عملداری ہو جاے
لشکر ساحران شکست کھاے سحر کرنے والے نہ باقی رہین جادو کا کوئی نام نہ لے مابدولت فرماتے ہین یہ ہرگز نہ
ساحرون کے دم سے ہمارا نام ہے افراسیاب بادشاہ خوش انجام ہے دل سے ہماری یاد کرتا ہے ہم اسکو آباد کرینگے
ہمارا ساتھ ملحق کہ تیرے ہمراہ جائین قصد تھا الگ الگ تقدیر کرین وہ سب کیا کر سکتے ہین لیکن آج تونے

ایسے کلمات عجز آمیز کہے قدرت کو رحم آگیا ضرور ترے ساتھ چلینگے ہٹو آنکھین بند کرو قدرت مع بارگاہ تشریف
لاتے ہین تمھارے خیمے بارگاہ مین بخشش ہین سب نے آنکھین بند کین پیچھے ہٹے اک سناٹا ہوا بعد چشم زدن افراسیاب
نے آنکھین کھول کر دیکھا اک بارگاہ استادہ ہے چار سو نہر سے گلشن قسمت مثل نہر اعظم چل رہا ہے ملتا مین رشک گیسو
نازنینان پر جبین سرا نگچار آراستہ و پیراستہ خوشبوئے مشک و عنبر آرہی ہے پردہ اٹھا ہوا اُس بارگاہ مین قدرت
جلوہ فرما ہین افراسیاب و زال و پلنگ و ساحر ہستی اندر آئے دیکھا میز دقل کرسیان افراسیاب کو بیٹھنے کا
حکم ملا جب یہ چارون ساحران زبردست بیٹھے اب جو خیال کیا سحر بالکل فراموش افراسیاب متردد ہوا خداوند جمشید
نے آواز دی او گدھے کیا سوچتا ہے ہم بانی بنائے سحر و ساحری ہین کلید خزانۂ افسونگری ہین ہمارے پہلو مین اگر
بیٹھا اب سحر کیسا باہر جا سحر پھر یاد آجائیگا چارون گھبرا کر باہر آئے سحر یاد آگیا اور زیادہ اعجاز کے قائل ہوے زندگی
پر قدرت کی مائل ہوے قدرت جب آواز دیتے ہین زمین تھرا جاتی ہے صدا دی او پلنگ خونریز بائین جانب
صحرا مین جاکر آواز دی ای ملک الموت قدرت خداوند جمشید تجھکو یاد فرماتے ہین وقت قبض روح دشمنان آگیا
پلنگ کو حکم دیا زال سے کہا او پیر زمین گیر داہنی طرف صحرا کے جاکر بصد لطف و محبت پکار ای فرشتۂ رحمت خداوند
جمشید تجھے یاد فرمایا ہے پلنگ خونریز و زال جادو چلے دونون نے دونون جانب جاکر آوازین لگائین بائین
جانب سے شعلہ ہاے آتش بھڑکے پلنگ نے دیکھا بیشے سے ایک شخص بصورت مہیب کالی کالی صورت سرخ بڑا
تیغ برق تاب ہاتھ مین کھینچا ہوا آنکھین ابلی ہوئین منہ سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین سامنے آتے ہی آواز
دی منم ملک الموت قدرت خداوند جمشید پلنگ خونریز بڑا شیر دل تھا صورت ہیبت ناک دیکھکر ہاے کہکر گر پڑا
دانت بیٹھ گئے ایڑیان رگڑنے لگا ملک الموت قریب آئے کہا کیون ڈرتا ہے تیرے باپ دادا پردادا کی روح قبض
کی تیری بھی روح قبض کرینگے لیکن ابھی وقت دور ہے اٹھ پلنگ سے اٹھا نہین جاتا تھا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا
کھینچتے ہوے لیکر چلے ادھر زال نے جاکر آواز دی زال کی آواز پہ دال ہے کہ فرشتۂ رحمت کو لینے آیا جیسے ہی آنکہ
پکارا ای فرشتۂ رحمت صداے خوش آہنگ آئی حاضر ہوا حاضر ہوا قدرت کے صدقے آواز دینے والے پر نثار میرا
پیدا کرنے والا یکتا ہے باب رحمت وا ہے یہ صداے دلفریب آئی زال دیکھنے لگا صحرا سے ایک جوان حسین
چہرہ رشک آفتاب زلفون کو پیچ و تاب دو پر یاقوت احمر کے بازوؤن پر بصد کر و فر درست مین رواروی مین
چلا آتا دست مین زال حیران دیدار محو جمال ہوکر سراپا دیکھتا ہے ہر اعضا سانچے مین ڈھلا ہوا خوش خو خوش رو
خوش آواز آواز مین سوز و گداز زال جادو نے جھک کر سلام کیا فرشتۂ رحمت مسکرایا برق چمکی خرمن

ہوش و حواس کو جلا دیا فرشتہ رحمت ہمراہ زال وجد مین یہ غزل گاتا ہوا چلا غزل

کبھی ہوتا ہون ظاہر جلوۂ حسن نکو ہو کر
کبھی کثرت سے رنگ جاتا ہون شیشے کا گلو ہو کر
سکھ ہے محبت بڑھکر ہے میری خانہ بردوشی کا
چھلک جاتا ہون بے تکلیف ساقی مین سبو ہو کر
نہین چلتی کوئی تدبیر کیا کیا فکر کرتے ہین
پھرا یا عمر بھر عالم مین تیری جستجو ہو کر
نہین جگر کبھی تر دامنی مین فرق کچھ آئے
دماغون مین رہا کرتا ہون مین گیسو کی بو ہو کر
خراش زخم سینہ تو نکالا ور کرتا ہون
کبھی ابرو بھی بن جاتا ہون قمر ابرو ہو کر
تجلی کو بھی سمجھتا ہون برق ہر دو دشمن کا
جلاتا ہون دلون کو یا دیار شمع رو ہو کر

کبھی خاطر مین چھپ جاتا ہون تیری آرزو ہو کر
بڑھا لیتا ہون اکثر ربط یار یا کہ اس سے
رہا کرتا ہون ہر خاطر مین تیری جستجو ہو کر
سکھائی ہے نئی تدبیر مجھکو میری خاطر نے
مین کر دیتا ہون قائل سب کو تیری گفتگو ہو کر
نکیونکر شور ہو عالم مین میری فکر خاطر کا
بہا کرتے ہین اشک چشم میرے آب جو ہو کر
کبھی تلک چلے مین ہون کبھی شوختن مین ہون
لپٹ جاتا ہون جیب سینے سے زلف مشکبو ہو کر
اٹھا لیتا ہون جو مصیبت آئے سر مین
نہین قابو مین تنہا ہون مزاج جنگ جو ہو کر
لہو سے میرے تر دیکھکر یار نے فرمایا

کبھی گم ہو کے شرماتا ہون مثل قطرہ ساغر مین
لپٹ جاتا ہون حق دو پاتے مین آب وضو ہو کر
نہین ہے احتیاج غیر وقت جوش بیتابی
پسند آتا ہون دشمن کو بھی تیری گفتگو ہو کر
تقاضا تھا تمنا سے نہ یکجا دو گھڑی بیٹھے
دلون کو کھینچ لیتا ہون تمہارا رنگ رو ہو کر
گلستان کیا پوچھتے ہو بے نشانون کے ٹھکانون کا
نہین رہتا تری شہرت کی صورت یکسو ہو کر
کبھی مین بھی مری ہستی کی مستی اور پیدا ہے
سہا کرتا ہون ظلم دلربا عاشق کی خو ہو کر
ہے سوز درون مین سو طرح کے لطف جینے مین
نسیم آیا ہے کوچے یار سے کیا سرخرو ہو کر

اس لطف سے یہ غزل فرشتہ رحمت نے گائی ملازمان افراسیاب بصدائے فرحت انگیز سنکر دوڑے زال جادو جھومتا ہوا الغرض راہ فرشتہ رحمت نے طی کی ہے کہ دوسری جانب سے ملک الموت قدرت بصد ہیبت خشمگین لگاتا ہوا آتا ہے جب جو کوئی مارا ہاتھ پانون مین سب کے تھرتھری پڑی فرشتہ رحمت نے پکار کر آواز دی اے قہر و غضب جمشید کیا بندگان قدرت کو ڈرا اور ڈرا کے ہلاک کرو گے تلوار نیام مین کرو ہیبت کو صرف کرو یہ سب مقبول بارگاہ جمشید مین ہار سے تمہارے ظاہر ہونے مین بڑے بڑے بھید ہین افراسیاب کو جو خبر ہوئی کہ فرشتہ رحمت و ملک الموت قدرت تشریف لاتے ہین دوڑ کر باہر بارگاہ کے آیا ملک الموت کو دیکھکر یقین تھا غش آجائے گڑگڑانے لگا فرشتہ رحمت کو دیکھکر باغ باغ ہو گیا اسی طرح یہ دونون فرشتے آگے آگے سب سر جھکائے ہوئے عقب مین فرشتہ رحمت ہنستا ہوا ملک الموت کی پیشانی پر بل پڑا ہوا صورت خونخوار صاف ظاہر ہے کہ کبھی ہنسا نہ تھا اس شوکت و شان سے دونون فرشتے بارگاہ خداوند جمشید مین پہونچے دیکھا قدرت بالائے تخت جلوہ فرما ہین ایک جانب ملک الموت آکر بیٹھا ایک جانب فرشتہ رحمت بیٹھتے ہی فرشتہ رحمت نے آواز دی اے بندگان مقبول بارگاہ

خداوند جمشید قدرت نے اپنے کو ظاہر کر دیا ابتک کچھ نذر و نیاز نہ گذری بڑے نالائق ہو زال سے اشارہ کیا
در دولت پر سب حاضر ہون اپنی اپنی مرادین مانگین ہار پھول چڑھاوین دو مٹکے پانی کے بھر کر دروازے
پر رکھوا ہمین گیت وان دین خبردار کسی کو ظاہر نہو اب تم سبھون کے بڑے مرتبے ہوے ارے یارو جو چاہے
مانگ لو زندۂ جاوید ہو اولادین لو سلطنت کی ہوس کرو کیا روز سعید ہے آج ہفت آسمان پر روز عید ہے فرشتون مین
شور بلند ہے کہ قدرت جاکر زمین پر ظاہر ہوے کئی کرور فرشتے زمین پر بھی آگئے اگر ظاہر ہو جائین تم سبھون کے
کلیجے پھٹ جائین یہ سنکر دروازے پر ہجوم عام اسقدر ہوا کہ خلائق ہو گیا دیہات و قریات والے دوڑے مٹکے پانی کے
بھر کر رکھ دیے گئے اسمین اشرفیان روپے جواہرات انگوٹھی چھلے پڑنے لگے کیا مجال کسی سے ایک بنا حال کہے جب
افراسیاب بارگاہ قدرت سے نکل آتا ہے زمیندار تعلقدار قدمون سے لپٹ جاتے ہین کہتے ہین ای شہنشاہ دیدار قدرت
کے مشتاق ہین جاکر عرض کیجیے ہم بھی آپکے بندے ہین افراسیاب نے جاکر عرض کی حکم ہوا جاکر ہمارے بندون سے
کہدو کہ اسوقت سحر در دولت پر امیر و غریب فقیر حاضر ہون سب کو قدرت جمال دکھا ئینگے ایک ایک فقیر کو بادشاہ بنا ئینگے
ساحر و نکو مرتبے بڑھا ئینگے دشمنون کو مثل نقش قدم مٹا ئینگے افراسیاب نے جاکر یہ حکم پہونچا یا سبکو یقین کامل ہے
کہ خورشید جمال قدرت کی صبحکو زیارت کرینگے افراسیاب دمبدم باہر جاتا ہے خوشی خوشی اندر آتا ہے جا بجا اسباب عیش
و نشاط مہیا کرون شراب و کباب بلاؤن ملک الموت نے کہا او بھیا قدرت کہیں کھانا کھاتے ہین پانی پیتے ہین سب
نعمتین دنیا کی اپنے بندون کے واسطے مہیا کردین کھاؤ پیو مزے اڑاؤ دنیا کا گانا سننے کی کیا احتیاج ہے فرشتۂ رحمت
اہالیان علم موسیقی کے سر کا تاج ہے خود قدرت سب کمالون مین کامل و اکمل ہین اعتقاد نرکھنے والے جاہل و اجہل
ہین افراسیاب خاموش ہو رہا جب قدرت کو منظور ہوا طرف فرشتۂ رحمت کے نگاہ جھت دیکھا وہ گنگنا کے تانین
مارنے لگا اگر کسی مقام پر کہ علم کے خلاف گایا قدرت نے گنگنا کے وہ تان ماری کہ سب بیقرار ہوگئے فرشتۂ رحمت
نے قدمون کو بوسہ دیا کہا خداوند میری کیا مجال ہے ہر ایک کمال کو آپنے خود بنایا ہمین بھی سکھایا اسوقت غلام مستدعی ہے
کہ کچھ اپنی زبان سے ارشاد فرمایے دو چار اشعار گایے بندون نے آپکے اس علم کو عبادت میں داخل کیا کیا
کیا ثواب عظیم حاصل کیا بعض کلاونت کہلاے سب مشتاق ہین یہ کہکر فرشتۂ رحمت طرف افراسیاب کے متوجہ
ہوا کہ آپ بھی عرض کرین مین تو تعلیم کردہ ہون اصلی علم سماعت فرمایے جیسی چاہتے ہین آواز بنا لیتے ہین
جسطرف چاہتے ہین راگ دھن کو پھیر دیتے ہین بجانے والے کے سامنے کون منہ کھولے جسطرح چاہا خلق کیا
لیکن خوبصورت خوش آوازی کا لطف طاقت تھا اے صاحبان لذت کا کلیجہ منہ کو آئے افراسیاب نے

دست لبستہ عرض کی قدرت نے کانے میں فرشتہ رحمت کے جابجا دخل دیا کوئی لفظ آپکی زبان معجز بیان سے نہ سنا سننے والون کا دل نہ بھرا ایک غزل عاشقانہ اپنی زبان سے گائیے اسکی حقیقت سمجھائیے اسی طرح آپ کے بندون کو تعلیم کرین عبادت مین یہ لطف شرکت ہو یہ کمال نمک صحبت ہو جمشید بھی خوش بیٹھے تھے کہا او بندہ خاطی تونے قدرت کو بہت ستایا اپنے ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا مگر تونے ایسے طور سے عبادت کی قدرت کو بہت پسند آئی تجھکو راضی کرنا ضرور ہے کیا یاد کریگا کبھی اپنے خداوندون کو دیکھا تھا افراسیاب نے کہا اب قدرت کو طلسم ہوش ربا مین رہنا پڑیگا اسکا تو جمشید نے کچھ جواب نہ دیا لیکن بغل مین سے نے نکالی دہن پر رکھکر دھر پھونکی آواز نے کی پسوز و گداز بلند ہوئی بیرون بارگاہ لاکھ در لاکھ مشتاق جمع ہین یہ اشعار عاشقانہ صدائے نے سے ظاہر ہوتے ہین نظم

موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو
عشق غارتگر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو
گر پڑے ہے آگ مین پروانہ سا کرم ضعیف
مرد ملک تمکین کہان ہو ونج حسرت ہو تو ہو
اپنی زبان پیچی کبھی آتا نہین الفت کا نام
ذوق یہ تیری ہی دستار فضیلت ہو تو ہو

غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو
کہنے مین شور قیامت جسکو وہ اے چشم یار
آدمی سے کیا ہو لیکن محبت ہو تو ہو
آدمی سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ
انکا مکتوبون مین کچھ رسم کتابت ہو تو ہو

ہو تو ہو آباد کیونکر یہ خراب آباد دل
تیرے ستونکی صفیر خواب غفلت ہو تو ہو
انتظار یار مین جو چشم ہو جائے سفید
لیت ہمت یہ نہ وادر لیست تماشات ہو تو ہو
آج اک گرمی ہوئی تھی پہلو بین مین ہم

اس رنگ سے یہ غزل خداوند جمشید نے گائی کوئی رویا کوئی بیتاب ہوا بعضون کو غش آگئے بعضون نے گریبان پھاڑ ڈالے بعضے خاموش کہتے تھے یارو یہ بیشک خداوند ہے صدائے نے سے دل مین سوراخ پڑ گئے کانٹے محبت کے دل مین گڑ گئے بلنگ خونریز جو پہلو مین بیٹھا ہے شہنا اسکے ہاتھ مین ہے اسی نے پوچھا کیون بے غیرت یہ کیا ہے لڑکون کا سا کھلونا لیے پھرتا ہے لڑکپن ابھی مزاج سے نہین گیا نام تو اسکا بتا یہ کیا چیز ہے تو تو بالکل ناچیز ہے بلنگ نے دست بستہ عرض کی یا خداوند آپکا غلام قدیم شہنا نواز جادو حاکم برج چہارم گنبد کبود مین آپکی محبت مین بیٹھا رہا یہ شرف آپنے اسکو دیا تھا سپاہ سالار لشکر ظفر کیا تھا اس تحفہ پر اسکو ناز ہے شہنشاہ ہوش ربا برائے جنگ مریخ وغیرہ اسکو لینے گئے تھے وہ آپکے بادۂ محبت سے چور ہے آپکا عاشق ناصبور ہے مقام عبادت سے نہ اٹھا یہ شہنا دیکر روانہ کیا اسی وجہ مین شہنشاہ کا اسطرف گذر ہوا اسکی آٹھ پہر حفاظت کرتا ہے قدرت نے کہا اچھا او احمق حیوان مطلق قدرت خود چلنے میں جسطور سے منظور ہے گا بندون کو سمجھائینگے اب یہ شہنا کا کیا کام ہے آٹھ پہر لیے لیے پھرتا ہے لا تخت پر رکھدے آرام سے سو افراسیاب نے بھی کہا قدرت سچ فرماتے ہین آخر شہنا تخت پر رکھدی قدرت نے ہاتھ مین اٹھالی فرشتۂ رحمت کو رحمت ہوئی اسنے بطور قدر دل کر مین نکالی حکم

ہوا سامان سفر تیار ہو قدرت اپنی بارگاہ سمیت چلینگے اپنے ہی تخت پر سوار ہونگے افراسیاب خوشی خوشی باہر نکلا
سبھون سے کہتا ہے دیکھو صاحبو قدرت کی یہ شان ہے داقی امان آئین خوراک دیتے دیتے جان پر بن گئی مشعل بجھایا
امرد پرست ہزاروں من شراب پی گیا سیکڑون خالی کر دیے جلید واصل جہنم ہوا ورنہ ایک قطرہ شراب کسیکو نہ ملتی شرابستہ کیمیا
ہو جاتی داقی امان نے اسقدر آدمی کھائے کہ بدنام ہو گیا اختقاق تاج گانے پر مائل تھا قدرت کے تشریف بجانے مین کوئی
صرف نہین فرمائش کا مرن نہین اپنی بارگاہ اپنا تخت شراب وکباب کا کیا معقول جواب دیا گانے بجانے مین وہ خود
کامل ہین ہماری خوشی کی زبجائی پانگ اور زلال گتے ہین ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا تو بڑا صاحب اقبال ہے ابتک
کسی نے خداوند کو نہین دیکھا صدہا برس سے یہ مذہب ہماری جاری ہے کسی نے یہ ظہور دیکھا تھا نہین معلوم آپ پردے مین
کونسی عبادت کرتے ہین دل آپ کا صاف و شفاف ہے حقیقت مین یہی انصاف ہے قدرت کے ظاہر ہونے مین اگر نقصان
ہو تو قدرت کیسے یہ کہکر فوراً سامان سفر تیار ہوا سبھون نے دیکھا قدرت کا تخت ہوا پر بلند ہوا پایا تو وہ بارگاہ زرنفتی کی
اب ایک چھوٹی سی چیز رخشان چتر زرین تخت پر سایہ فگن تخت خرامان خرامان بالاے ہوا جاتا ہے گرد لاکھون آدمی صدا دے
یا خداوند یا خداوند دیتے ہوے چلے آتے ہین باجے سطرح کے بجتے ہین عجب ہنگامہ برپا ہے افراسیاب نے اسی وقت
ایک نامہ بنام ملکہ حیرت تحریر کیا مضمون یہ تھا ای ملکہ عالم اقبال یا بدولت کی ہر شخص قسم کھاے تا بہ حجرہ چہارم ہیونچا
شہنشاہ نواز لرزنہ آیا مگر پانگ کو ہمراہ کر دیا راہ مین ظہور قدرت خداوند جمشید ہوا مفصل اگر زبانی بیان کرونگا اصل
یہ ہے کہ مقام خداوند جمشید تربی حجرے سے دستیاب ہوا صحراے مشک بیز مین خداوند نے خداوند جمشید کو ہمراہ لیے ہوے
آتا ہون حجرہ ہاے بلا کیا چیز ہین ساحران ہوش ربا سب بد تمیز ہین اب مہرخ وبہار پر وہ بلا نازل ہوگی بھاگتے رستہ
نہ ملیگا جو جو مقدمات گذرے مین اگر انکو تحریر کرون کتاب طولانی ہو جاے مضمون ظہور قدرت ختم ہے خوب ثابت ہو گیا
سواے خداوند جمشید لات و منات وغیرہ سب مکار ہین ان البتہ انکی سرکار کے کارگزار ہین یہ نامہ تمام کرکے شتر سوار
کو دیا وہ لیکر روانہ ہوا یہان ملکہ مہرخ وبہار وغیرہ اپنے دربار مین نہایت حیران وپریشان مین یہی ذکر ہے کہ خواجہ عمرو
واپس نہین آے نہین معلوم وہان کیا گذری چالاک بن عمرو کا یہ دستور ہے دن بھر مین چار مرتبہ صورت عمرو کی بنکر
سارے لشکر مین پھرتا ہے صرصر وصبا رفتار نے بھی اکثر دوسرے دیکھا سبکو یہی معلوم ہے کہ خواجہ عمرو لشکر مین ہین ملکہ
مہرخ تنہائی مین آئین چالاک کو بلایا کہا ای چالاک بعد مدت گذرا تمھارے والد نامدار واپس نہین آے لشکر حیرت
سے خبر لاؤ شاید چھپا مد شہنشاہ نواز کی کیفیت ظاہر ہو چالاک صورت بدلکر یار کا حیرت مین آیا تمام دربار حیرت کا
آراستہ و پیراستہ ہے حیرت رنجیدہ بیٹھی ہے یہی ذکر کر رہی ہے کہ ہمارے شہنشاہ ایسے مقام پر گئے ہین دیکھیے کب تشریف

لائین اُس صحرائے پُر آشوب کا کتابون مین ذکر ہی اسکے بہر مجھکو یہی فکر ہی خداوند سامری و جمشید انکو خیر و عافیت سے لائیو
اگر صحرائے ہستی کو طی کیا بڑا کمال ہوا کبھی کسی نے اُس صحرائے مصیبت کو طی نہین کیا صد ہا قافلے تاجرون کے اُس جنگل مین
جاکر ہلاک ہوے پلٹ نسکے شہنشاہ و پا آجکل بڑی مصیبت ہی مین لے ہر چند کہا مجھکو ساتھ نہ لیا مجھ کمبخت کا کہنا نمانا
اس مصیبت مین شریک رہتی مین بھی صد ہا حدث آفتاب ہستی وزیر نادیان سمجھا رہی ہین کہ شتر سوار اگر بھیجو بجا ہاتھ
مین حیرت کے نامہ دیا صرصر و صبا رفتار وغیرہ عیار پہچان موجود مین حیرت نے باآواز بلند نامہ پڑھا خوشی ہوکر
کہا لو صاحبو شہنشاہ خداوند جمشید کو ہمراہ لیکر آتے ہین راہ مین بڑے بڑے ظہور قدرت خداوند ہوے مفصل تحریر
نہین فرمایا جلد تیاری کرو کوئی مقام صحرائے مشک بیز ہی وہان قدرت طے شہنشاہ کے ساتھ ہوے منزل بمنزل
تشریف لاتے ہین اس دربار مین اُسوقت بڑے بڑے نامے ساحر جمع ہین آپس مین کہنے لگے کیون یارو کبھی نام صحرائے
مشک بیز سنا تھا نام سے لوے جلالت ظاہر ہی دماغ جان عنبر و معطر ہی صرصر بے اختیار بول اُٹھی بی بی خداوند لقا
خیر کرے ساربان زادے نے کچھ فتور کیا ہو صبا رفتار نے جواب دیا اُستانی صاحب مین ابھی خواجہ عمرو کو لشکر مین
دیکھا آئی ہون بازارون کا انتظام کر رہا تھا صرصر نے کہا یہ مقام تعجب ہی ساحرون نے کہا صرصر زبان بند کرو قدرت
کے مقدمے مین ایسی باتین نکہو جنگل ہی کا وہ نام سنا کہ قلب کو تقویت ہوگئی صرصر نے کہا خیر احوال معلوم ہوجائیگا
طوطی کی آواز نقارخانے مین کون سنتا ہی بی صبا رفتار نے پہلے ہی لقمہ دیا کہ ہم عمرو کو دیکھ آئے ہین جبتک ساحرون
نے جواب دیا اے صرصر تمنے بھی عمرو کو دیکھا کل شبکو طلائے پر موجود تھا کلید قفل لشکر اسلام ہی اگر بہروپیہ لشکر مین ہو
انتظام مین فرق آجاے کیا ہم سب جھوٹے ہین اندھے تھے عمرو کو نہین پہچانتے خداوند کی قدرت مین دخل دیتی ہو
اپنی گردن پر عذاب لیتی ہو الیاسب نے صرصر کو آڑے ہاتھون لیا جھلا کے بارگاہ سے نکل گئی مگر صبا رفتار
کہتی ہی مجھکو خداوند جمشید کا یقین نہین آتا کوئی فتور ہی شہنشاہ کی عقل کا قصور ہی چالاک یہ خبر لیکر بھاگا اُتری
بارگاہ مین خلوت کیا مہرخ سے کہا ابھی خبر آئی ہی کہ شہنشاہ نواز نے پلنگ خونریز کو ہمراہ کر دیا خود نہین آیا خداوند
جمشید ہمراہ آتے ہین ملکہ مہرخ نے کہا پھر خوشی کا ہیکی وہ بھی کوئی ساحر زبردست ہوگا چالاک نے کہا مجھکو خیال
ہی کہ قبلہ و کعبہ بھیجئے شاید خداوند جمشید نے مہرخ نے کہا اے چالاک یہ غیر ممکن ہی ہمکو اپنے بخت واژگون سے یہ امید
نہین ہی کہ صورت عیش و سرور انکھون سے دیکھین زوال جادو ایسا بڈھا افراسیاب پر ہزارون عیاریان
ہوچکین کیا کوئی بات باقی ہی جو منظور پروردگار ہو چالاک نے کہا یہ خبر سنکر میرے تو قلب کو قوت ہوئی کیا کہون
بصورت قبلہ و کعبہ لشکر مین پھرا کرتا ہون جو فرما گئے اُسکا انتظام واجب و لازم ہی ورنہ بابا سے خبر جانا چرند و پرند نے

غرض کی حضور ابھی خبر آئی ہی کل بوقت سحر افراسیاب بعد کروفر مع خداوند جمشید داخل لشکر حیرت ہوگا تیاری ہو رہی ہی رات ہی کو ملکہ حیرت سوار ہو گی صرصر وغیرہ بھی ہمراہ جائینگی صرصر نے کچھ شکوک کے کلام کیے حیرت نے بہت غصہ کیا سب ساحرون کو ناگوار ہوا صرصر نے بھی بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے مین چالاک نے کہا خدا مالک ہی قبلہ و کعبہ کی شفقت کو اے معبود برحق ضائع نہ کرنا میرے دل کو اب بہت بیقراری ہی برق و قران تو واپس آتے کل حال سناتے اُنکے نہ آنے سے یہ دل کو یقین ہوتا ہی کہ کوئی عیاری ہوئی مگر عقل مین نہین آتی خدا قبلہ و کعبہ کو سلامت رکھے دشمنون کی نگاہون سے بچاے اگر ہزار برس کوئی فکر کرے طلسم ہوشربا کے راز نہ پاوے آگاہ نہو قبلہ و کعبہ نے بڑے بڑے کام کیے خوب نام کیے اتنا عرض کیے دیتا ہون علاوہ وضع بلاسے حجرہ بلا قبلہ و کعبہ کو لوح کی بڑی فکر ہی بدیع الزمان نامدار کا بھی حال دریافت کرنا منظور ہی شاید کوئی فکر پوری ہوئی ہو لیکن عقل نہین پہونچتی طائر وہم خیال کے پر جلتے مین ایک مضمون فرخت مشحون نامے مین مرقوم تھا کہ ظہور خداوند جمشید ہوا شاید کوئی مردہ ملا نہین معلوم زندہ ہوا یا مردہ ملا مہرخ نے کہا ای سرور والا گہر خدا اپنا فضل شریک کرے ہم لوگ تو بہت مایوس ہین شہنشاہ جمشیدی آتی ہی نہین معلوم یہ خداوند کون بلا ہی دل دھڑک رہا ہی تمھارے کہنے سے کسی قدر اطمینان ہوتا ہی قلب واسطے خواجہ کے روتا ہی چالاک و مہرخ تخلیے سے باہر آے چالاک بشکل عمرو لشکر مین پھر رہا ہی بطور چھلاوہ کبھی یہان کبھی خیمے مین چلا گیا کبھی اُسی طرح بڑبڑاتا ہوا باہر آیا کسی پر تاکید کی کسی پر غصہ کیا صرصر کئی مرتبہ لشکر مین آئی فقیرنی بنکر ہر ایک مقام پہ ٹھہری دور سے دیکھا عمرو پھر رہا ہی نزدیک تو خوف سے نہ جا سکی دیکھ رہی ہی وہی طریقہ وہی چال وہی باتین عیاری کی گھاتین ایک ایک پر تاکید انتظام ہو رہی ہی کبھی آواز دیکر اندر بارگاہ کے جاتا ہی ایک ایک کو سناتا ہی صاحبو بوقت سحر لشکر تیار رہے کل افراسیاب حاکم حجرہ جیارم کو لیکر آئیگا آمادہ حرب و پیکار رہو وردیان تقسیم ہو جائین ارش سبکو افسر آرام نکرین ہر چند صرصر نے جا بجا مین نگاہ دکھیون چالاک کہین لمحہ بھر نہین ٹھہرتا حکم دیتا تعجیل بارگاہ مین چلا گیا صرصر واپس آئی حیرت نے پوچھا ای صرصر کہان گئی تھی کہا حضور جس وقت سے یہ خبر آئی خداوند جمشید کی مین تو بدا عتقاد ہون نہین معلوم دل مین کیا کیا آتا ہی لشکر مہرخ مین گئی تھی حقیقت مین عمرو انتظام کر رہا ہی اپنی آنکھون سے دیکھا آئی بیشک عمرو موجود ہی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی حیرت نے کہا تو ناحق گھبراتی ہی شہنشاہ کیا نادان ہین سب کچھ سمجھے ہین اس نامے مین ایسا کچھ لکھا ہی کہ کئی طرح پر ظہور قدرت جمشید ہوا کرامتین ظاہر ہین اسلیے دریوی

سے قدرت کو بالکل نفرت صرصر خاموش ہو گئی حیرت جادو سوار ہوئی برائے استقبال چلی ملکہ مہرخ نے یہان
لشکر کو آراستہ کیا بیرون بارگاہ تخت ملکہ مہ جبین آکر بچھا ساری رات اسی تیاری مین بسر ہوئی طائر زرین بال
آفتاب شاخ نخل مشرق سے اڑا گلشن فلک چہارم پر آکر زمزمہ سرائی کرنے لگا ظلمت شب کافور ہوئی سیاہی بالکل
دور ہوئی طائران صحرا النغمہ سرائی کرنے لگے دم باغبان حقیقی کی محبت کا بھرنے لگے نہرون کو بھی محبت بانی بنا
بحر و بر کا جوش ہوا نرگس شہلا کو نظارہ بازی کا ہوش ہوا ملکہ مہ جبین الماس پوش تخت زرین پر جلوہ فرما
ہوئین دنگل شوکت پر اسد نامدار گرد سرداران عالیوقار نازنینان ماہ رخسار ملکہ بہار گلعذار سبکی نگاہین لگی
ہوئی ہین چالاک کسی طرح بشکل خواجہ عمرو پہلوے اسد نامور مین کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہین ذکر ادھر
افراسیاب ہوا ہی مگر حیرت رات ہی کو سوار ہوئی پانچون عیار پہیان پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے
یہ لشکر جا کر اک صحراے سبزہ زار مین پہونچا چالنسوز بن قران کو چالاک نے روانہ کر دیا ہی ایک گوشہ
مین یہ بھی ملاحظہ دیکھ رہا ہی صحراے گرد اگرد اسقدر باجے بجے کہ گوش گردون کر ہوا صدائین یا خداوند جمشید
کی بلند ہوئین ملکہ حیرت تخت سے اتری پہلو مین عیار پہیان آج مثل حواس خمسہ پانچون ساتھ مین لگا ہین
لڑی ہوئی دیکھا لاکھون گنوار دفلیان ڈھولک جھانجھ بجاتے ہوے وجد مین سامنے سے گذرے انکے
بعد دیکھا افراسیاب مرکب اڑائے ہوے آتا ہی خوشی سے چہرہ سرخ سامنے حیرت کے آکر گھوڑے سے
کودا کہا ملکہ اب غمین جاؤ خداوند جمشید آپہونچے ساحر ہستی و زوال و پلنگ کو چھوڑ کر آیا ہون صرصر نے
بڑھکر دامن تھام لیا کہا اے شہنشاہ خداوند جمشید کہان ملے بصورت انسان ہین یا بشکل حیوان برن کیا ہی
افراسیاب نے کہا اے صرصر اطمینان سے بیٹھکر حال کہو نکلا جتنے مسلمان مرے سب جہنم مین پھینکے گئے بخوبی مجھکو
ثابت ہوا مین نے سبکو آگ مین جلتے ہوے دیکھا میان احول جو گلا کاٹ کر مرے تھے کوڑے پڑ رہے تھے جب
مین نے خطا معاف کی تب کوئی باغ رہنے کو ملا اسی کی زبانی خداوند کا پتا ملا صحراے مشکبیز مین پہونچا اب
اسوقت مجھکو بات کرنے کی فرصت نہین ہی مختصر یہ کہ خداوند جمشید تشریف لاتے ہین صرصر نے سر جھکالیا افراسیاب
تو بھیجا کا صرصر نے صبا رفتار سے کہا اے صبا رفتار کیا کیون ہوش اڑے جاتے ہین شہنشاہ ہمارے جہنم
بھی دیکھ آئے باغ بھی دیکھ آئے گنہگار جلتے معلوم ہوے انکے معاف کرنے پر احول کو فرحت ہوئی جنت الغیب
ہوئی جیسے شہد سے دعا دیتے ہین کروٹ کروٹ جنت ہو یکیا سو کہ ہی صبا رفتار نے کہا استانی چپ رہو کیا
خداوندون مین قدرت نہین ہی ہمکو تمکو سب کو پیدا کیا انکین قدرت نہو نہین ہی صرصر نے کہا اری بیوقوف

قدرت کو کیا غرض تھی جو وہ آتے پانچ پانچ سو برس کے ساحر موجود ہین عبادت کرتے کرتے دیوانے ہو گئے
کسی نے بھی قدرت کو دیکھا لیکا یک خداوند جمشید آگئے صبار قتار نے کہا میری بلا جانے آپس مین یہی چرچے
ہین صرصر پہلو سے حیرت مین کھڑی ہوئی آمد ساحران دیکھ رہی ہی فوجین گذرین اب تخت خداوندی نمایان ہوا
زمین سے دس گز بلند سر پر سایۂ چتر زر ایک پہلو مین ملک الموت ایک جانب فرشتۂ رحمت بصد صولت بیچ مین
خداوند جمشید بر دہ برقع گلنار مین نہان چاند چہرے کی اُس پردۂ برقع سے عیان سب سجدے کے واسطے جھکے
افراسیاب پایۂ تخت سے لپٹا ہوا ایک سمت پلنگ خونریز و ساحر ہستی و زال جادو و صد ہا تاجران جلیل پا
پیادہ تخت کے ساتھ مین کئی سو نقارے بج رہے ہین گنوارون کا ہجوم یا خداوند یا خداوندی کی دھوم جیسے ہی حیرت سجدے
کے لیے جھکی صرصر بھی خم ہوئی مگر انکھیون سے دیکھ رہی ہے قدرت نے بقہر و غضب آواز دی او حیرت سر سجدے
سے اٹھا یہ مکارہ جو تیرے ساتھ ہے اسکے دل مین ہمارا اعتقاد نہین جوتیان اسکو مار و مجمع سے نکال دو صرصر
مار پڑنے لگی اُسنے دہائی دی یا خداوند جمشید الامان الامان معاف فرمایئے ملک الموت نے بقہر و غضب آواز دی
ابھی روح قبض کرون او نالائق قدرت نے ہمکو الہام مین خبر دی کہ صرصر ہمکو عمرو کہتی ہے دیکھ ہم عمرو مین جاتے ہین
افراسیاب پایۂ تخت سے لپٹ گیا کہا ای ملک الموت غضبناک صرصر بیچاری کو لوگ کھینچے ہوئے لائے لباس پارہ پارہ
منھ سوجا ہوا وزیر زادیون نے قدمون پر گرا دیا صرصر نے بھی توبہ کی گھبرا گئی دل مین کہتی ہے ای صرصر عقل کو تیرے
زوال ہے اگر عیاری ہے تو بڑا کمال ہے خداوند جمشید پھر ہنسے کہا کیون رہی بد اعتقاد دل مین کیا کہتی ہے عیاری کا
ذکر ہے مکاری کی فکر ہے خبردار دل کو صاف کر ابھی تم مین پہنچواؤنگا اب تو صرصر کے بھی ہوش اڑ گئے کہ دل کے راز
سے آگاہ ہو گئے کرامات کہتی ہوئی گرد تخت کے پھری صبار قتار وغیرہ تو ہاتھ باندھے کھڑی ہین تخت اس کرو
فر سے چلا دم بدم جادو پڑھتا جاتا ہی تمام متعلقہ زمیندار راجہ بابو خبرین سنکر چلے آتے مین دیکھنے والون کے ہوش
اڑے جاتے ہین جانسوز یہ خبرین لیکر بھاگا خدمت مین ملکہ مہرخ کی پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہا بھائی چالاک
صرصر کو جوتیان پڑین چالاک نے کہا خداوند میرے قول کو کرسی نشین کرنا جانسوز نے کہا تمہارا خیال بالکل
باطل ہے یہ استاد نہین بڑا کوئی ساحر کامل ہے دل کے حالات بتاتا ہے کئی مرتبہ صرصر کے دل کی کیفیت بیان کی ایک
سمت ملک الموت ایک جانب فرشتۂ رحمت صولت و شوکت کا کیا ذکر کرون بھائی چالاک مین تو بہت حیران ہون
اب سب ہنستا بولتا لشکران مین کہ کرو فر سے آمد ہوئی سب طرح کے باجے بج رہے ہین تخت پر چالاک کی نگاہ پڑی
خداوند پردۂ نقاب مین پنہان ہین ملک الموت و فرشتۂ رحمت مگس پرانی کر رہے ہین دھوم ہے کہ قدرت کی سواری

آتی ہے قدرت احکام لگاتے ہوئے خراماں خراماں بڑی دھوم سے سواری پہونچی ایک مقام پر تخت ٹھہرا دو جو چتر زر تھا
مثل خیمے کے آراستہ ہوگیا تخت اُسی خیمے مین داخل ہوگیا اُس بارگاہ کو چہار جانب سے تاجداران جلیل نے گھیر لیا
افراسیاب ملکہ حیرت کے ساتھ اپنی بارگاہ مین آیا حیرت نے کہا میخ میخانہ سامان عیش و عشرت برائے قدرت
تیار کیا ہے پیشکش کرون افراسیاب نے کہا اے حیرت قدرت نے مجھکو کوئی تکلیف نہین دی شراب تک نہین پی
کیا بجا ارشاد فرمایا نعمت ہاے دنیوی واسطے بندون کے خلق فرمائی ہین ایک ہفتہ گذرا قدرت نے نہ کچھ کھایا نہ پیا
فرشتگان رحمت و جلالت بھی نعمتہاے دنیا سے محروم ہین نعمتین بہشت کی کھاتے ہونگے مزے اُڑاتے ہونگے اشیاے
دنیوی بالکل ناپسند ہین اے حیرت دیکھو مشعل و تاریک شکل کش و اختقاق نے روپیہ بھی صرف کرایا تمام عالم مین
ظالم مشہور ہوا قدرت کی آمد مین ایک حبہ بھی نہین صرف ہوا اپنے تخت پر جلوہ فرما ہین بارگاہ کرامت بندون پر سیطرح
سے نگاہ رحمت مراد مندو اوین مانگتے ہین راہ مین مریضون نے صحت پائی مراد مندون کی مراد برآئی اول جن نے احول
مرغ نشین کو مبتلاے عذاب دیکھا دعا کرکے خطا معاف کی اُسی خیر خواہ نے صحراے مشک بیز کا نام بتایا وہان جاکر جستجو
تمام قدرت کو پایا بڑے کروفر سے لیکر آیا اب کل سبکو کیفیت معلوم ہوگی پلنگ خونریز نے شنا لیلی بہت درست فرمایا کہ اب
ہم خود چلتے ہین شمنا بجانے کی کیا ضرورت ہے پلنگ ہر وقت خدمت مین حاضر رہتا ہے اے حیرت اب بیمار کو کسی طرح
بچائے لشکر مین بلائے ملک الموت قدرت کے ہمراہ ہے چشم زدن مین روح قبض کریگا اے حیرت بجاہ و جلال خداوند جمشید
مجھے اُن سردارون کا بڑا پاس ہے اب بھی زندگی سے یاس ہے بقدر راہ صرصر آنکھون سے دیکھا بداعتقادی کی کیا ہوا اگر بڑی
جو اُسنے دل مین کہا قدرت نے بتلا دیا اے خاتون محل اگر مصیبت احول کو دیکھتین عبرت سے روح تڑپ کر قالب
خاکی سے نکلی آتی رات بھر فرشتے عذاب کرتے تھے دن بھر حدت آفتاب مثل ماہی بے آب تڑپ کرتا تھا ہزارہا فرشتگان عذاب
آنکھون سے دیکھے اُسنے مجھسے فریاد کی مجھکو رحم آیا قلب تھرایا میں نے دعا کی خطا معاف ہوئی بیقرار و اشکبار تھا ہفتہ [illegible]
طرف باغ کے روانہ ہوا جہنم بھی دیکھا بہشت بھی دیکھی دیر و کنشت کا لطف کھلا حیرت یہ حالات کرامات خداوند سنکر
خاموش ہوئی صرصر چپکی کھڑی ہے بخوف افراسیاب منہ سے نہین بول سکتی آخر تاب نہ آئی کہا کیون شہنشاہ [illegible]
آپنے اپنی آنکھون سے دیکھا افراسیاب نے جھلاکر جواب دیا اِسکی گردن مین ہاتھ دو ابھی تک بداعتقادی چلی جاتی ہے
جوتیان کھا چکی اب ہمسے پوچھتی ہے آنکھون سے دیکھا ہمپر سارا معرکہ گزرا اری مجھپر کیا موقوف ہے یہ اہالیان فوج و لشکر
سے دریافت کر دیکھ کیا کہتے ہین مقام سکونت خداوند صحراے مشک بیز فرحت انگیز ہوا معتدل طائران زمزمہ سرا
عندلیبان خوشنوا نرگس شہلا کی حدیہ بازی قمریون کی کارسازی کس شی کی تعریف کرون وہی نمونہ بہشت عنبر سرشت ہے

باغ سیب مین نے کس لطف سے آراستہ کرایا ہی کرورہا روپیہ صرف کرکے بنوایا جواس صحرا سے دلفزا کو دیکھے کبھی اس
باغ کی جانب توجہ نکرے ہر ایک کی یہ کیفیت تھی دل باغ باغ غم والم سے فراغ جب اس طرح کے اوصاف افراسیاب
باانصاف نے بیان کیے صرصر نے کہا جب حضور نے سب آنکھون سے دیکھا مین کیا عرض کرون خداوند کا تشریف لانا
مبارک ہو میرے دل کو نہین قرار آتا افراسیاب نے منہ پھیر لیا حیرت سے کہا چلو زیارت خداوند جمشید سے مشرف
ہو یہ دن کبھی کسی کو کاہیکو نصیب ہوا اب زمان فتح وظفر قریب آیا ملکہ حیرت اُٹھ کھڑی ہوئی انیسان دمساز وہمجلیسان
ہمراز اشتیاق مین ہمراہ افراسیاب طرف بارگاہ خداوندی کے چلین راہ مین افراسیاب نے حیرت سے کہا ای حیرت
میلوای معشوق خوشخو کس کس کرامت خداوندی کو ظاہر کرون بیرون بارگاہ سحر بخوبی یاد ہی جب اندر گئے فراموش
بیہوشی کا جوش ہرچند یاد کرتے مین ایک لفظ نہین یاد آتا قدرت نے سبب فرمایا ہم بانی سحر وساحری مین جوہر خزانہ
افسونگری مین ہمارے سامنے سحر کی کیا حقیقت ہی جو چاہا بنایا جو قصد کیا مٹا دیا تم بھی سحر یاد کرنا مگر ادب خداوندی
کا خیال رکھنا حیرت بہت خوب بہت خوب عرض کرتی ہوئی بارگاہ مین آئی دیکھا خداوند برقع پوش بصد جوش وخروش
تخت طاوسی پر جلوہ فرما مین ایک جانب ملک لوت قدرت بصد ہیبت ایک طرف فرشتہ رحمت وزوال ح
پلنگ وغیرہ چند سردار سر جھکائے ہوے بیٹھے ہین ملکہ حیرت نے آکر سجدہ کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا گردن پھیری ہاتھ
باندھکر سامنے کھڑی ہوئی قدرت ہنسنے کہا کیون ای خاتون محل شہنشاہ اسوقت جور وخصم مین خوب باتین ہوئین ہی
شر ملکہ مجھکو سنگ سیاہ کردون تیرے شوہر نے سب کچھ دیکھا قلب صاف ہوا حیرت تھرا کر گر پڑی فریاد فریاد کی صدا
بلند کی یا خداوند الامان الامان ہم سب بندگان گنہگار ہین ہمارے عیب چھپایئے شہنشاہ کے امورات پر خیال
نہ فرمایئے ایسے ایسے رنج وملال اُٹھائے حواس خمسہ مین فرق پڑ گئے غیر مذہب والون کے اقلیم ساحران مین جھنڈے
گڑ گئے وہ ساربان زادہ تین روپے کا پیادہ مکار حیلساز شعبدہ باز کیا کیا قیامتین برپا کرتا ہی مکاری نمکحرامی کا
دم بھرتا ہی آپ کے مصاحبان نامدار عابدان خدمتگار کس حسرت ویاس سے مارے گئے طلسم ہوشربا مین جابجا
قیامت برپا ہی اب قدرت رحم فرمائین ہماری حماقت پر خیال نکرین ارشاد ہوا بیٹھ جاؤ ای دختر بلند اختر حیات جادو
وای زینت پہلوے افراسیاب خوشخواب تمہاری سلطنت تا روز قیامت قائم رہیگی اب رنج وملال نہ سہیگی حیرت نے
دست بستہ عرض کی میری ہمشیر حقیقی بہار گلعذار شریک لشکر مسلمانان مدد گار ہوئی کنیز چاہتی ہی بہار پر کوئی زوال
نہ آئے اُسنے بڑے بڑے صدمات پہونچائے ایک پیٹ مین ہم دونون نے پیر پھیلائے اب وہ ہمارے درپئے آزار مین
اپنے فعل کی مختار مین خداوند جمشید نے جواب دیا اب ان مقدمات مین کسی کو دخل نہین ہی جو ہونا سب مشیت ہی کا پیش

آئیگا بس اب طبل جنگی بجواؤ قدرت کو زیادہ تکلیف نہو تمام عالم کا بندوبست ہر ملک الموت بیلو مین موجود ہر لیکن استغلام سے خالی نہین ہر کوئی مشرق مین کوئی مغرب مین کوئی جنوب و شمال مین ورنہ ہوا ہر ایک پر قبضہ ملک الموت ہم قدرت سب ملاحظہ فرماتے ہین افراسیاب نے اُسی وقت حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی تمام لشکر افراسیاب مین باڑہ ہوا قدرت نے طبل بجوایا دیکھیے اب کل کیا ہوتا ہر کا ہے لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم کے موجود تھے خبرین لیکر چلے

دو کلمہ داستان شوکت بیان بہ مرتبۂ اول طبل جنگی بجوانا خداوند جمشید کا و مقابلہ ملک الموت سے ملکہ بہار و باغبان قدرت و ملکہ مخمور کا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا مخمسہ

ناخدا ترس نہین تجھکو خیال بلبل
بیوفا دیکھ نہ پڑجاے وبال بلبل
دل بھٹا جاتا ہر سنکے مقال بلبل
غیر ہر حسرت گلزار سے حال بلبل
دیکھیون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل

دیکھکر غیر کا غم ہوتا ہون مین بھی غمگین
صدمہ گذرا کبھی دیکھا جو کسی دلکو حزین
منع گل توڑنے سے مین سجھے کرتا تو نہین
مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو اے گلچین
مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل

گل کے اوراق تو گلشن مین کرونگا مین بہم
ہوگا لالے کی سیاہی مین بھی آب شبنم
جمع کرونگا سر دستہ مین سامان رقم
شاخ گل ہاتھ لگے گی تو تراشونگا قلم
آج لکھنی ہر مجھے صورت حال بلبل

گل مین شبنم نہین موسے ہر بھرا ساغر مے
رنگ دکھلاتی ہر اپنا ہر گلستا نمین جو شے
آتی جاتی ہر نسیم سحری پے در پے
فصل گل آئی ہر کیا بھولی ہوئی بیٹھی ہر
دیکھنا دبدبۂ جاہ و جلال بلبل

جسطرف دیکھو سراسر ہر گلستان تاراج
زلف سنبل ہر پریشان نہین قابو مین مزاج
مرگ عاشق کو ہر معشوق کے آگے معراج
گل مین مصروف عزاداری نہین بھول ہین آج
ہوگیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل

گر نہین شکل مین صورت مین بشر ہر تو بلا
قیس و فرہاد کے لکھا ہر برابر جلسا
مین نے خود مکتب عشق مین جا کر دیکھا
داخل طبلق عشاق ہر چہرہ انکا

لکھے ہین دفتر گل مین خط و خال بلبل

ایک مدت سے تری قید مین وہ ہی غمگین
بے پرون پر تو ذرا رحم کیا کر بیدین
اکثر آ آ گئی ہی ہونٹھون پہ بھی جان حزین
کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین

جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل

برگ گل اڑ گئے صرصر کا ہوا یہ طوفان
ہم صفیرون کی ہی اب نغمہ سرائی وہ کہان
غنچے پژمردہ ہین اشجار ہین سارے عریان
باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان

آ گئے آ گئے ایام زوال بلبل

قول رعنا ہی جو الفت مین پڑے رہتے ہین رند
دمبدم اشک سے آنکھون سے کیون بہتے ہین نند
روتے ہین یہ بھی ہر طور کے اب ہنستے ہین نند
عشق کیا چیز ہی معشوق کسے کہتے ہین نند

نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل

شعر تہمتن توان رستم داستان وجنین داد رخش سخن راعنان ملکہ مہرخ نامدار مع کل سرداران عالیوقار بارگاد آسمان جاہ مین جلوہ فرما مین حالات خداوند جمشید جانسوز وضع عام دیکھکر لیے چالاک سے سب کیفیت بیان کی اب چالاک کے بھی ہوش اڑ گئے سر جھکا لیا ملکہ مہرخ نے فرمایا کیون ای بہتر والا گہر اسوقت تمکو تردد و خوش باتے مین چالاک نے کہا مین کیا عرض کرون ہرچند کہ طفلی سے فنون عیاری پر دست انداز ہوا جب مجھکو معلوم ہوا کہ مین خواجہ عمرو کا بیٹا ہون میری مادر مہربان دختر زمیندار مین اُس طرف والد نامدار کا گذر ہوا ہمارے نانا جان نے ایک دیوار پر سات کٹوریان پیتل کی ملکہ دین تھین اور شرط کی جو کوئی ان ساتون کٹورون کو سات تیرون سے اڑا دے اُسکے ساتھ بیٹی کی شادی کرون قبلہ و کعبہ نے جا کر تیر لگایا سب کٹوریان گر پڑین نانا صاحب نے خواجہ کی شکلین باندھین ارادہ ہوا کہ قتل کرین صاحبقران زمان اپنے رفیق کو تلاش کرتے ہوے آ نکلے اس مصیبت مین انکو دیکھکر شرط پوری کی کٹوریان اڑا دین شرط جیتی ہمارے قبلہ و کعبہ کا عقد ہوا قبلہ و کعبہ کا یہی دستور ہی جورو کی کبھی خبر نہین لیتے، روٹی کپڑا نہین دیتے جب مین پیدا ہوا فنون عیاری حاصل کیے مان سے پوچھکر طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوا راہ مین صحراے ہولناک ملا شدت تشنگی سے بیہوش ہوکے گرا مرجب روایت دفتر حضرت خضر پیغمبر میرے خواب مین آئے لطف کردہ کیا کچھ راز تعلیم فرمائے کر ہمت حبت ہوئی اُٹھکر روانہ ہوا یہان وہ زمانہ تھا کہ فرامرز بن قارن عدلی نے مکر سے صاحبقران کو پکڑ لیا

اور قفس مین بند کیا چوب عقابین پر پنجرہ نصب کر دیا تھا قبلہ و کعبہ دن بھر سرداروں کو خطا ہو نچاتے تھے
شب کو عیاری کر کے قریب قفس پہونچتے تھے صاحبقران کو کھانا کھلاتے تھے بختک وزیر نوشیروان نے یہ ظلم
کہ صاحبقران کی کلچیان بہا کر تاروں سے دانت بند ہوا دیے تین دن سے خواجہ عیاری کر کے جاتے تھے کہ
آقا کو کھانا کھلاؤں صاحبقران بول نہ سکتے تھے یہ روتے پیٹتے پلٹ آتے تھے تین فاقے کل سرداران نامی پہ
گذرے چوتھی شب کو خواجہ صاحب قفس صاحبقران سے لپٹے کھڑے روتے تھے کہ مین پہونچا مجھکو حضرت خضر
تعلیم کر چکے تھے کہ صاحبقران کے دانت تاروں سے بند ہے مین تار کاٹ کر کھانا کھلا مجھکو خدا مرتبۂ عالی عطا
کریگا مین نے خواہ سے شر جلد کر تار کاٹے کھانا کھلا کر نکل گیا اُسدن سے لشکر مین میری آبرو ہوئی سردار عیاران
لشکر اسلام کہلاتا ہوں بڑے بڑے مقامات عالی دیکھے سردار بھی بہت مارے اب اس مقدمے مین میری عقل حیران
ہے اول مجھکو خیال تھا کہ شاید قبلہ و کعبہ پہونچ گئے اب مین نہیں کہہ سکتا نہین معلوم کیا معرکہ ہے یہ خداوند جمشید بھی کوئی
بلا ہے دیکھین کیا ہوتا ہے چالاک کے کہنے سے ملکہ مہرخ وغیرہ گھبرا گئین کہ چالاک ایسا عیار فرزند خواجہ نامدار
اسطرح کہتا ہے کیونکر دل کو تسکین ہو خداوند خیر کیجیو زیادہ باعث بیتابی یہ ہے کہ اسد نامدار بھی جلوہ فرما ہین کوئی فکر
انکے ہٹانے کی بہلانے کی نہین ہو سکتی یہ ذکر تھا کہ جوڑیان ہرکاروں کی آکر یہو نچین ہاتھ اٹھا کر دعا دی اشعار

مطربے راکہ دشنہ مضراب است
قطرہ محسود در مکنون باد
آفرین باد بر طبیعت تو

سینۂ دشمن تو قانون باد
ہوش را تکیہ گاہ دانش او
روے فیض تو نیز گلگون باد

ہر کجا ابر فطرتش بارد
خشک بستر فلاطون باد
اے شہنشاہ گیتی ستان بحکم خداوند جمشید

طبل جنگی بجا دیکھیے طالع جنگ کیا ہو کون زندہ رہے کون فنا ہو ملکہ مہرخ نے نگاہ حسرت طرف چالاک کے دیکھا
چالاک نے جانسوز سے پوچھا کیون بھائی جب تم بارگاہ افراسیاب مین گئے تھے وہ جو خداوند جمشید ہین آج
پیتے مین کباب کھاتے ہین جانسوز نے کہا مین نے بخوبی دریافت کیا نہ کھاتے ہین نہ پیتے ہین اشیاے عیش
عیش کی بالکل ممانعت ہے اگر افراسیاب نے قصد کیا کہ مین سامان مہیا کرون یہ جواب دیا کہ اشیاے دنیوی
واسطے بندون کے خلق فرمائے ہین قدرت کو کھانے پینے سے کون کام چالاک نے زانون پر ہاتھ مارا کہا اگر قبلہ
و کعبہ ہوتے اور یہ اختیار حاصل ہوا ہوتا اب تک سب کو چٹ پٹ کر دیتے سارے لشکر کو لوٹ لیتے اسقدر تساہل کیا
دیکھیے پلنگ خونریز لڑے شہنشاہے جمشیدی بجے یا میان جمشید خود میدان کارزار مین آئین شعبدہ بازی و سحر
دکھائین چرند و پرند نے کہا اب جمشید کے سامنے کوئی سحر نہ کریگا سنا ہے کہ ملکہ لہرشے سامنا پڑیگا وہی شخص

سیہ فام اُٹھیگا ملکہ مہرخ نے فرمایا جو مرضی پروردگار کی ہو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی ارتباید رہائی طبل جنگی
بجے یہان بھی صدائے طبل جنگ بلند ہوئی لشکر مین مشہور ہوا کل خداوند جمشید سے مقابلہ ہی چالاک نے جو کلمات
حسرت آیات کے سب سردار گھبرا گئے جانتے ہین چالاک سے زیادہ کون رازدار ہی خواجہ کا فرزند نامدار ہی ملکہ
مہ جبین نے ملکہ مہرخ سے اشارہ کیا کوئی تدبیر ایسی کیجیے یہ شیر بیشہ صاحبقرانی مجکو میدان کارزار مین نجائین
انکو آپ کہین چھپائین ملکہ مہرخ نے اسد غازی سے کہا حضور یہان سے تین کوس پر کیا عمدہ صحرائے سبزوار ہی
وہان صید و شکار ہی صندل لان صندلی پوش کو ہمراہ لیکر بوقت سحر شکار کھیلیے اسد نے قبضے پر ہاتھ رکھکر فرمایا آپ
لوگ چاہتے ہین اپنے ہمچشمون مین مین بدنام ہون اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کر مرون دعوی طلسم کشائی کرکے
ایا آپ لوگون نے کئی مرتبہ مجکو چھپایا مقابلہ ساحران سے بچایا اب اگر آپ لوگ کوئی خبر مجھسے مخفی کرینگے میرا خون
آپ سبکی گردن پر ہوگا فوراً جان دونگا یہ ذلت سہنے کی گوارا نہ کرونگا یہ مین نے سنا کہ دشمن نے طبل جنگی بجوادیا
مجکو مقابلہ دشمن کا ہم شکار کھیلین گے ایسی زندگی بیکار ہی کہ ہمارے ساتھ والے مبتلائے مصیبت ہون ہم
مشغول عیش و راحت ہون ہمارے نانا جان کا یہ طریقہ نہین سب پر سینہ سپر کرینگے آپ لوگون سے پہلے مرینگے اگر
کوئی ایسا ارادہ کریگا بہت پچھتائیگا یہ فرما کر صندل لان صندلی پوش کو حکم دیا رات سے لشکر تیار رہے صبح
سے پہلے میدان کارزار مین چلینگے دیکھین تو جمشید کون سخرا ہی کیا کرتا ہی ملکہ مہ جبین نے گھبرا کر دامن اسد کا تھام
لیا عرض کی ای شہریار آپ جہالت کرتے ہین آپنا مجا کوئی ساحر ہی کہ افراسیاب اُسکو سجدہ کرتا ہی میدان کارزار مین
اگر جمشید سے دکھائیگا آپ کا وہان کیا کام ہی اب برائے شکار تشریف لیجائیے جو کچھ گذریگی ساحران نامی و سرداران
گرامی جواب دینگے اگر سحر مین نہ غالب ہونگے طائر بنکر بھاگ سکتے ہین غرق زمین ہوکر چھپ سکتے ہین موقع نہو طبل امان
بجوادین بقول مخفی مہ برنصیب کو سب طرح کی مشکل ہی اشعار

ستم نوزدہ غم خوردن خراشیدن شنیدائم
ز سیلاب عشق آخر دویدن شنیدائم
مگر از ذلت یاس کہ من از سادہ دو چیا
کہ در راہ طلب آمین کوشیدن شنیدائم

بجز خونابہ دل جام نوشیدن شنیدائم
ز زمانہ جامہ محنت و بد زانم کہ سیدائم
چو طفلان راز دل از غیر پوشیدن شنیدائم

من آن پروانہ عشقم کہ گر سوزد مرا شمعم
لباس عافیت را طرز پوشیدن نمیدانم
نبردم سر بمقصود کہ دین داوی انسان محققی

یہ اشعار پڑھکر ملکہ مہ جبین الماس پوش سرنگون ہوگئین اسد غازی نے دامن سے
اشک پاک کیے فرمایا ملکہ ان مقدمات مین دخل نہ دو ورنہ ہمارے تمہارے نہ نبھیگی یہ ممکن نہین کہ ہم میدان کارزار
مین نہ جائین ہمارے واسطے بدنامی ہی یہ نہ سمجھو کہ خبر مشہور نہین ہوتی وقائع نگار ایک ایک لفظ لکھتے ہین ع

عالم مین یہ پرچے بہو نچتے ہین ضرور لشکر صاحبقران مین خبر جاتی ہوگی ہر چند کہ میرا برادر بجان برابر زینت لشکر ظفر اثر شاہزادہ ایرج نامور عاشق صادق ہی لیکن بقدر جرأت مین دشمن رہزن ذرا سی ہتک سن پائے تمام عالم مین مشہور کرے بارگاہ مین بیٹھکر ہنسے سردار دست راست میرے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان پر آوازے پھینکین بارگاہ مین بیٹھنا مشکل ہو بڑی خیر یہ ہوئی کہ مین اس طلسم مین اکیلا آیا ہون اگر وہ سب صاحب آجاتے ایک ہفتے مین طلسم فتح ہوتا مین یا اپنی جان دیتا یا گھس کر سر افراسیاب کو لیتا اب آپ سب صاحبون کے حکم کا پابند ہون یہ ناممکن کہ سینہ سپر کرون افراسیاب کے سامنے بجا اُن امس نظمے تھا اسد نامدار نے قبضے پر ہاتھ رکھکر یہ کلمات حسرت آیات فرمائے سب کانپنے لگے ملکہ مہجبین نے دامن چھوڑ دیا رونے لگین کہا آنکو اختیار ہی یہ کنیز مجبور و ناچار ہی یہ کہکر اسد نامدار اُٹھے دربار برخاست ہوا ضرغام ہمراہ اسد نامدار صندلان بھی مع جوانان صف شکن ہمراہ ہی جب یہ داخل بارگاہ ہوے صندلان بلبل لشکر مین کمربندی کا حکم دیکر ملکہ گوہر جادو مین آیا گوہر کو جو کنیزون نے خبر دی ہی کہ کل اسد نامدار میدان کارزار مین ضرور جائینگے ملکہ مہجبین کو آج جھڑک دیا کوئی سمجھا نہ سکا واسطے صندلان کے بیقرار ہی کہ صندلان آکر پہونچا ملکہ گوہر کھڑی ہوگئی کہا کیون ای صف شکن ای پہلوان تیغ زن تمھارے سردار صاحب کیسے سخن ناشنو ہین خیر خواہان دولت کی بات نہین مانتے جمشید میدان کارزار مین آئیگا تو نہ خدائی دکھائیگا نہین معلوم کون ساحر قبضے مین ہی قبض روح کا دعوی کرتا ہی نام پر خدائی کے مرتا ہی علاوہ اسکے پلنگ خونریز عالم شمشاے جمشیدی اگر سامنے شنا بجائی ہزار ہا کے سر پھٹ جائینگے سیکڑون بیہوش ہوکر اژدہان رگڑینگے ایسے مقام پر غیر ساحر کا ہونا کیسا باعث خرابی ہی اسی وجہ سے ای شیر بیشہ جرأت ہم سبھون کے دلکو بیتابی ہی صندلان نے جواب دیا ای ملکہ عالم تمھاری بات کا کیا جواب دون اسد نامدار بجا ارشاد فرماتے ہین شیر کہین روباہون سے ڈرتے ہین جب برق شمشیر مردان عالم چمکی سب ساحر بھاگ جائینگے ملکہ گوہر جادو نے بحسرت و یاس طرف صندلان کے نگاہ کی تڑپ کے آہ کی یہ اشعار مصیبت آثار پڑھنے لگی

نظم

مرتے ہین ترے بیمار سے ہم اور زیادہ
کر تو بھی بلند آہ و علم اور زیادہ
مہمیز سر خار سے نکلا سحرا
بیخوف ہین اب صید حرم اور زیادہ

تو لطف مین کرتا ہی ستم اور زیادہ
ہر غنچ نفت ابر کی گریہ مین کہ ای چشم
کچھ توسن وحشت کا قدم اور زیادہ
ای خنجر خونخوار نہ برش مین کمی کر

ساتھ اپنے ہی اک فوج الم اور زیادہ
بھڑکی ہی جو یون آتش غم اور زیادہ
صید دل عاشق مین ہی سرفت دہ کافر
ہان کچھکو مرے سر کی قسم اور زیادہ

کھتا ہے مرا شوق جراحت کہ افسوس	کیا ہو جو بڑھیں چند قدم اور زیادہ	چالیس قدم ساتھ وہ تابوت کے آئے
مغرور ہوا اب وہ صنم اور زیادہ	کیون مجھ سے کہا تجھ سا خدائی مین نہین ہے	اُس تیغ دو دم مین نہین دم اور زیادہ
اُس عاشق بیچارہ کا ہے اور برا حال	لے عشق کا بھر لینگے تو دم اور زیادہ	کہتا ہے گلے لگ کے مرے وہ دم خنجر
لیس بالون نے پھیلا شب غم اور زیادہ	رگڑے سر بستر پہ پڑا پاؤن کہا نکلا	گرمی سے ہے آنکھون مین ورم اور زیادہ

صندلان صندلی پوش نے ملکہ گوہر کو گلے سے لگا لیا کہا ملکہ عالم اسقدر بیقرار ہو جس طلسم کی تم حاکم تھین اُس طلسم کے فتح ہونے کی کب امید تھی پروردگار نے فضل کیا کیا جلد فتح ہوا اُسی طرح طلسم ہوشربا بھی پامال ہوگا میرے مقدمے مین دخل نہ دو مین جان نثار اسد نامدار مشہور ہون چند قدم اُنسے آگے بڑھنا چاہیے سینہ سپر رہون اُنسے پہلے جان دون جاؤ لشکر کا انتظام کرو خبردار خبردار میرا خیال میدان کارزار مین رکھنا تماشائی کے خیال مین موت کا مزا چکھنا آقاے نامدار کی فکر رہے ایسا نہو اگر کوئی ساحر سحر کرے تم سب پہلے اپنے کو بچو بچانا گوہر جادو نام آبرو مین تمھارا نام زیب گوش نازنینان ہوش ہو ملکہ کیون خاموش ہو یہ عاشق و معشوق بارگاہ مین قرب رہے مین لشکرون مین تیاریان افراسیاب کے لشکر مین لکھ در لکھ مراد مند جمع ہین رات کو بھی صدائین یا خداوند جمشید کی بلند ہین لڑنے والے ساحران غدار اپنے اپنے منترون پر سحر تیار کر رہے ہین یہی خیال ہے کہ کل لشکر مہرخ کا خاتمہ کرینگے ہم سب غالب آئینگے ملازمان مہرخ بھاگ جائینگے کل طلسم کشا بھی قتل ہو جائیگا جو آگے بڑھے گا مال ہوئیگا سحر تیار کر رہے ہین ناگاہ خداوند خلقت فلک چہارم کرامات ضیاء و شعاع دکھاتا ہوا تخت فلک زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا نوبت نقارے بجے ملازمان افراسیاب کمر باندھنے لگے اول افراسیاب مع حیرت و پلنگ خونریز و زال جادو چند رفیقان سلطنت حاضر بارگاہ خداوند جمشید ہوے سجدہ کرنے کا ارادہ کیا فرشتہ رحمت نے کہا شکوہ قدرت نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے بندگان موافق سے منع کرو کہ ہمکو سجدہ نہ کرین جب مخالفون سے سجدہ کرا لینگے بندگان قدیم قدرت سے مسخر ہین پس کیا ضرورت ہے عوض سجدہ و سجود قدمبوسی کا حکم ہوا افراسیاب و حیرت نے پایہ تخت کو بوسہ دیا حکم دیا قدرت بھی چلتے ہین افراسیاب باہر آیا مرکب بادرفتار پر سوار ہوا ملکہ حیرت اپنی کنیزون کو ساتھ لیکر تخت پر متمکن ہوئی سب اُسکی جانب دیکھ رہے ہین دیکھا تخت خداوندی اُڑتا ہوا آتا ہے ایک سمت ملک الموت بصد ہیبت ایک جانب فرشتہ رحمت جسکے چہرے سے آثار جلالت ظاہر ہین خداوند بمع پوش پر چتر زر کا سایہ پلنگ خونریز کو قریب اپنے بلایا وہ پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر فوج دریا موج ساحران غدار طلسم ہوشربا کے تاجدار یہ خبرین سنکر بڑی بڑی دور کے

اسکے وجہ مین افراسیاب کے گرد ہونے مین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ ای شہنشاہ ہوش ربا نوشہ با اقبال ہے
عبادتین کرتے ہزارون عابد زاہد مرگئے حسرتین لیکر پردۂ دنیا سے اٹھے دیدار خداوندی نصیب نہوا قدرت آپکے
ساتھ تشریف لائے مہرخ و بہار وغیرہ کیا کشش ہین پیدا کرنے والے نہین ڈرتین دیکھو آمد شاہ کے نشان نمودار ہوئے
ملکہ مہ جبین تخت نشین ہر ایک جانب مالکہ مہرخ نامور و بہار رنگین پوش و دلارام سحر آفرین ملکہ سرخ مو وغیرہ
تخت کو گھیرے ہوئے افراسیاب کی نگاہ پڑی ہوئی ایک سمت سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا شیر بیشۂ جرات و
نہنگ بحر زخار جلالت آفتاب عالمتاب ریاست ماہ آسمان شوکت برہم زن لشکر کافران خیرہ زلزلۂ قاف تا قاف سلیمان
عاقل و کامل اسد شیر دل اشپشت مرکب باد رفتار پر جمے ہوئے ضرغام شیر دل رکاب سے لپٹا ہوا ایک جانب
شاہزادہ صندلان صندلی پوش ساتھ ستر ہزار جوانان غیر ساحر علوم صنعت شکنی سے ماہر زرہ پوش پہلو بہ پہلو دوش
بدوش پرے جمے ہوئے علمہائے زرنگار کے پھریرے کھلے ہوئے اس جاہ و جلال سے یہ شیر صولت داخل میدان کارزار
ہوا گرد سے زمین تھرائی ملکہ مہ جبین کی نگاہ جمال بے مثال پر پڑی ملکہ مہرخ سے کہا نانی اماں آپ اس جرات کو خیال
فرمائیے رات کو سپنے سمجھا ہاں انکے خیال مین نہ آیا میدان کارزار مین آئے جدھر افراسیاب کھڑا ہے اسی جانب دیکھ
رہے ہین پلک نہین جھپکاتے چاہیئے ہٹ کر کھڑے ہون اپنے کو بچائیں نگاہ دشمن سے مخفی رہین مہرخ نے کہا بی بی
خدا تیرے راج سہاگ کو رکھے دشمنون سے یہ شیر دل بچے پہلو مین چالاک بصورت خواجہ عمرو کھڑا ہے ملکہ مہرخ
نے جھک کر پوچھا کیون ای عمرو الا گر خداوند و فرشتۂ رحمت و عذاب کو دیکھا اب بتلاؤ کیا رائے ہے چالاک نے
کہا ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ طریقہ نہین ہے اسقدر انکا اعتقاد ہوتا رات ہی کو شراب پلا کر لوٹ مار کر شروع کر دیتے
وہان تو شراب کی ممانعت ہے وہ منزلین طے کرکے ہمراہ کیون آتے انکی عیاری کا پردہ دیر مین خاتمہ ہے ہمیشہ
کی عیاری سینے اس رنگ مین قبلہ و کعبہ کو نہین دیکھا ہم لوگ اگر عیاری کرکے کبھی انکے ساتھ کسی محفل مین گئے
ہم تدبیر کرتے رہے انھون نے جھٹ پٹ بیہوشی ملا دی یا زمین رکھکر اڑا دی بیہوش کیا لوٹنے لگے اس عیاری
مین نہ صرف شراب نہ خواہش کباب خداوند اگر بنتے تمام خزانہ لیکر زنبیل مین رکھ لیتے رات ہی کو افراسیاب
کو زہر دیتے یہ حقیر ناامید ہے نہین معلوم اسمین کیا بھید ہے چالاک سے یہ سنکر ملکہ مہرخ کے منھ پر ہوائیان اڑنے
لگین سردارون مین کھلبلی لیکن خاموش صفین جمین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ درست سازان
افراسیاب و مہرخ نے میدان کارزار کو درست کیا نقیبون نے پکار کر آوازین لگائیں اشعار عبرت خیز
حسرت انگیز پڑھے کہ دولت و نصیب بھی میدان کارزار سے ہے اب صفون پر سناٹا ہوا افراسیاب گھوڑا آگے

قریب تخت خداوند جمشید آیا دست بستہ عرض کی یلتنگ خونریز کو شمنا رخصت ہو یہ میدان کارزار مین جائے قدرت
نے جھڑک دیا کہا تجھے اس مقدمات مین کیا دخل ہے یہ فرماکر طرف ملک الموت قدرت کے متوجہ ہوے کہا ای قہر و غضب
خداوند تم میدان کارزار مین جاؤ بہار و باغبان و مخمور کو پکڑ لاؤ اگر اطاعت کی فبہا ورنہ جہنم مین بھجوا دو نقا
ہڈیان تک جلا دو نقا وہ جوان سیہ فام ہیبت انجام بہ قہر و غضب تمام تخت سے کود اشلنگین لگاتا ہوا میدان رزم
مین آیا زمین تھرانے لگی اک نعرہ کوہ شگاف کیا کہا ای فرقہ سرکشان وای جمیع مسلمانان ایسے بخوف ہوے قدرت کے
مقابلے مین آنا بہتر یہ ہے کہ اگر سجدہ کرو شہنشاہ طلسم ہوش ربا افراسیاب جادو مقبول بارگاہ خداوند جمشید
تمھارا افسر ہے اسکی اطاعت کرو کیون قضا آئی ہے جلد جواب دو اب جانبری غیر ممکن مین ہر روز مخفی ہوکر سب کے
مکانون مین آتا ہون آواز لگاتا ہون ای اہالیان دنیا آگاہ ہو جاؤ قضا بہت قریب ہے جو انکو بھولا وہ بدنصیب ہے
گھر کے گھر خالی کردیے دل اہالیان دنیا کے حسرت و یاس سے بھر دیے مگر اہالیان دنیا وہ غافل مین موت کو بالکل فراموش
کیا مرنا یاد نہ رہا دام دنیا سے مکار مین گرفتار ہین نہ غافل ہو ہوشیار ہین اب حکم خداوندی ہو چکا ابھی تک خیر ہے خداوند
معاف کردینگے تخت عدالت پر متمکن ہین انصاف کرینگے یہان سرداران نامدار نے گھوڑے چمکائے کلیجے پر پتھر رکھ لیا
آواز دی خداوند جمشید پر لعنت کرتے ہین ہم سپاہی سرفروش جانبازی پر مرتے ہین اُس جوان نے آواز دی بی بہار
کو بھیجو جو سلو تنکے چنوا دیتی ہین مجھکو بھی دیوانہ بنائین رنگ سحر و ساحری دکھائین لشکر مین غل ہوا طاؤس زرین بال
سے بہار کودی قریب تخت ملکہ مہ جبین آکر عرض کی حضور اجازت میدان کارزار مرحمت ہو مجھکو بلاتا ہے ملکہ
مہ جبین نے سر اٹھاکر دیکھا بہار کا گل سا چہرہ کملایا ہوا آنکھون مین آنسو ملکہ مہ جبین نے تخت رکھوا دیا خالہ
امان کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے باغبان بھی روتا ہوا قریب آیا کہا ای بہار ہم تم راز داران طلسم ہوش ربا مین
بڑے بڑے عجائب و غرائب اس طلسم کے دیکھے لیکن ملک الموت قدرت و فرشتہ رحمت و خداوند جمشید بدطینت
نہ کسی کتاب مین لکھا دیکھا نہ یہ تماشا نظر آیا دل تھراتا ہے نہیں معلوم یہ سیہ فام اسکا ملک الموت لقب ہے کوئی ساحر ہے آدم
ہے یا غیر ساحر شعبدہ باز نیرنگ ساز کسطرح پہچانین تم ایسی ساحرہ کو پکارتا ہے ای بہار مین مقابلے مین جاؤنگا تم
قصد نکرو بہار نے رو کر جواب دیا ای باغبان قدرت ای صاحب شوکت و لیاقت موت آنکھون کے سامنے
پھر رہی ہے جان کے ساتھ آبرو بھی دین قاعدے مین اپنے آقاے نامدار کے فرق ڈالین اس لشکر ظفر اثر مین
حکم عام ہے جو جسکا نام لیکر پکارے وہی جاے مقابلہ کرے پیچھے پاؤن رہے سامنے طلسم کشا موجود ہین مین کسی کا
کہنا نہ مانونگی بحکم قضا و قدر اس جوان کو دیوانہ بناکر حکم دون کہ جاکر جمشید کا سر کاٹ لا اگر سحر چل گیا تو مشکل حل

جوالہ جا پڑیگا افراسیاب و جمشید سے لڑیگا اگر ہمارے سحر نے جواب دیا مجبور و ناچار ہین جو تقدیر مین لکھا ہی وہی ہوگا اب شہ رو کو جانے دو بڑی مشکل سے سرداروں نے رخصت دی بہار گلشن لشکر سے نکلی جسکی نگاہ اُسوقت جمال بے مثال ملکہ بہار گلعذار پر پڑی ہر چند ضبط کیا نہو سکا کنیزان بہار نے دف و دائرے بجانے باغ کا باغ پڑھا شل نسرین و نسترن و غنچہ دہن و شمشاد و گلعذار وغیرہ رونی تھین رنج فراق بہار مین یہ خمسہ پڑھنے لگین خمسہ

گر صبا آصف ہی تو گلشن ہو دیوان بہار
کیون نہو گلزار عالم مین یہ سامان بہار
آ گئے بلقیس ابد بن بنکے مہمان بہار
حکم ربانی پہ ہوا حکم سلیمان بہار
عشق پیچان بن گیا طغرائے فرمان بہار

دشمن جان ہین سبھی مرغ خوش الحان بہار
بے صنم ہی شاق یہ ناز عروسان بہار
دامن گل ہی نظر مین چاک دامان بہار
زخم خندان یار بھی ہی روئے خندان بہار
تیر باران بلا ہی مجھکو باران بہار

ہی بہار اک شکل زیبا دیکھکر پہچانیے
غنچہ ہی گویا دہن اور سرو ہی قد مانیے
دل مین چہرے کی عوض سورج مکھی کو ٹھانیے
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار

دھوپ مین مرجھائین جھونکے سے جھکین سر تا بپا
اور کیا بھبتی کہے آخر مرا ذہن رسا
قطرۂ شبنم سے اور باد بہاری سے ہون وا
شاخ گلبن پہ یہ طفل غنچہ سے ثابت ہوا
نے سواران چمن ہین مرد میدان بہار

باغ عالم مین تو ہی مہمان نوازی کا چلن
لائے ہین ناخواندہ مہمان جان ملتے ہر شکن
خندہ پیشانی سے پیش آتے ہین ارباب وطن
کیا سمجھکر روندتے ہین مجھکو سیار چمن
سبزہ کو بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار

راز حکمت دل مین بلبل کے ہزارون مین نہان
قول آتش کب ہی قول بوعلی سے کم بیان
باغ عالم مین ارسطوے ہی [illegible] بیگمان
آب جو بھی مین صفائے سینۂ اشراقیان
ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونان بہار

کر بہار گلشن خلاق عالم پر نظر
دیکھ لے باغ جہان مین کیسے کیسے ہین شجر

چشم بینا چاہیے قدرت ہے اُسکی جلوہ گر	روشنی ہووے جو آنکھوں میں تو سیر باغ کر

لالۂ آتش زبان ہوں شمع ایوان بہار

ناپسند خلق ہوں برق غضب ہوں قہر میں	گردش تقدیر ہوں گرداب بنکر نہر میں
قول رعنا ٹھیک ہے مشہور ہوں ہر اک شہر میں	نخل ماتم کی طرح ہوں بوستان دہر میں

ہوں سزاوار چمن آتش نہ سامان بہار

کنیزان ملکہ بہار نے جو یہ اشعار بہار یہ پڑھے غل بلند ہوا ہر گلعذار کی آنکھوں سے اشک گہر رنگ جاری نگاہ حسرت سے دیکھکر رو گئے چشمہ چشم سے دریا بہ گئے لیکن ملکہ بہار گلعذار مطیع لشکر صاحبقران نامدار یا تو طاؤس زرین بال پر سوار تھی اُس ساحر کو جو بیدل دیکھا طاؤس سے کود پڑی غیرت دامنگیر ہوئی گلدستہ ہاتھ میں لیکر بڑھی یہ تو ناظرین پر واضح ہے کہ تقدم وقت سے مطیع اسلام کے جائز نہیں جب حریف حربہ کر لیتا ہے تب یہ جواب دیتے ہیں گلدستہ بہار کے ہاتھ میں ہے اسی گھات میں ہے کہ جب ساحر یہ دفع کرونگی تب سحر پڑھونگی ویرانہ بنادونگی اپنے رنگ سحر کامل دکھاؤنگی جب قریب ملک الموت پہنچی آواز دی ہاں حریف تو ساحر ہے یا غیر ساحر اُس جوان نے قہقہا مارا کہا اری نادان بیوقوف ہم قابض ارواح میں مشرق و مغرب و جنوب و شمال کے سیاح ہیں سحر کیسا تلوار کیا خنجر اشارہ ہمارا کافی ہے ہاتھ ہلادیں طبقات زمین کو آسمان پر پہونچادیں گردش نگاہ سے انقلاب عالم ہے چشم زدن میں ساحر ہو یا غیر ساحر بیدم ہے تیری کیا مراد ہے چلکر قدموں پر شاہنشاہ کے گر اب نہ جان بچیگی وہ نعرۂ شیرانہ کیا بہار بھرا گئی ضبط کرکے جواب دیا بس یاوہ گوئی موقوف کر جنگ سحر میں مصروف ہو دیکھ تو کیا حال کرتی ہوں ابھی سمند سحر سے پامال کرتی ہوں لیکن ہم مطیع صاحبقران اعظم میں تقدم ہمارے یہاں جائز نہیں تو سحر کر یا تلوار لگا ہر چہ بسینہ سپر ہیں یہ سنتے ہی اُس جوان نے جیب میں ہاتھ ڈالا کہا ہمارا حربہ قہر جمشید ہے دیکھ اس رنگ میں کیا بھید ہے ہاتھ بڑھاؤں روح قبض کروں رگیں کھچنے لگیں موت کی ہچکی آئے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوں بہار پر خوف غالب زبان سے کچھ جواب نہ دیا حیران کہ دیکھوں کیونکر وار کرتا ہے خداوند ماخبر کرنا قبض روح کا دم بھرتا ہے ملک الموت نے چند پھول ہاتھ میں لیے کہا دیکھ میرے واسطے یہی کافی ہے یہ کہکر بہار پر پھول کھینچ مارے وہ پھول منہ پر بہار کے پڑتے لہرائی دھم سے گر کر بیہوش ہوئی فوراً ملک الموت نے زبان میں سوزن دیا مشکین باندھکر کھینچا ہوا سامنے خداوند جمشید کے لایا مثل مردے کے ڈالدیا پھر جست کرکے میدان میں آیا نعرہ کیا ارے تم سبھوں کی آنکھیں کھلیں شور گریہ و زاری لشکر میں بلند ہوا کنیزوں نے گریبان چاک کیے خاک منہ پر

بلی ملک الموت نے آواز دی اب کیون روتی ہو بہار کی بہار عمر خزان ہوئی باغبان کو بھیجو باغبان برد آر
گھوڑے سے کود اتیغہ کھینچکر دوڑا امیر نے ہان ہان کی آواز دی کہا اے باغبان قدرت ہم مصیبت زدون سے
رخصت تو ہولے وہان جا کر کچھ نہ بن پڑیگا بہار کا حال دیکھا سحر کر کی کھینچ لے گیا نہ سحر کا حال کھلا نہ شعبدہ
ثابت ہوا عجب رنگ ہے عقل و فطرت مین جنگ ہے باغبان نے پلٹ کر جواب دیا جبکہ لشکر مین بہار نہو
باغبان بیکار ہے امیدوار رخصت حرب و پیکار ہے کلیجے پر جبریان پھر چکین دل داغدار ہوا کلیجہ فگار ہوا کہتا
ہوا باغبان جھپٹا ملک الموت نے بھی تلوار کھینچی نعرہ کیا او باغی ہیبر تلوار قابض ارواح سے گیر و دار یہ کہا جھپٹا
تلوار چکائی سپر کو گردش دی پھولون سے سپر کے باغبان کے دماغ مین خوشبو آئی اوکر کے گرا بیہوش ہوا ملک الموت
نے اُسکے بھی زبان مین سوزن دی مشکین باندھ لین کھینچتا ہوا سامنے تخت خداوندی کے لایا اُسکو چھوڑ کر قصد
کیا کہ پھر جا پڑون افراسیاب گھبرا گیا پیشانی پر پسینہ آگیا گھوڑے سے کود کر تھراتا ہوا سامنے تخت خداوندی
کے آیا کہا یا خداوند برائے مسلمانان چشم نمائی تو ہو چکی اب طبل بازگشت بجے کل کیجا جائیگا جمشید نے تھرتھر یہ
آواز دی مشیت قدرت مین دخل دینا ہے تیری خاطر منظور نظر ہے سامری پرستو لڑنا فرض ہے بہار و باغبان کے
مقدمے مین حکم ہوا انکو کشان کشان لیچلو جبلان دونون کی آنکھین کھلین ہوشیار ہوئے آپس مین اشارے
کرنے لگے کہ ہم کیونکر گرفتار ہوئے سحر بھی نکر سکے یہ سیہ فام بڑا ظالم ہے افراسیاب طبل بازگشت بجوا کے پلٹا ادھر
اہل اسلام گریان و نالان غم بہار مین خاک اُڑاتے ہوئے برائے بہار و باغبان بلبلاتے ہوئے ملکہ مہرخ
نے چالاک سے پوچھا کہو منتر صاحب طرز جنگ دیکھا چالاک نے کہا صاحب میرے ذہن مین نہین آتا مخفی
مخفی سحر کیا بہت سے مقامات ایسے دیکھے دمامہ جادو نے زبرجد شاہ کو بنایا تھا زبرجد شاہ
سحر کا ایک حرف نہ جانتا تھا ایک گوہر شب چراغ بہ مشقت تمام دمامہ نے آراستہ کرکے زبرجد کو دیا تھا نقاب چہرے
پر ڈال کر خدائی کرتا تھا جب کوئی نمبر ہے امس بجیا کے سامنے آیا نقاب اُلٹ دی روئے نحس اُسکا دیکھ
ہر کس و ناکس سجدہ کرتا تھا ظاہر مین مشہور تھا دیدار خداوندی دیکھکر اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانتا ہے
یہ باعث نہ تھا صرف شعبدہ بازی مین رنگ جمایا اُسی گوہر بے بہا مین تاثیر سحر دمامہ تھی کمال اُسکا مشہور ہوا
اُسی طرح یہ جو جمشید آیا ہے بیشک ساحر زبردست ہے بات بن پڑی خداوند بن بیٹھا روئے نحس نہین دکھاتا ہے
منہ چھپاتا ہے اُسکے پیچھے بیٹھے سحر کیا یا جسکا نام ملک الموت رکھا ہے یہ بھی ساحر ہوگا عیاری نہین ہے عیاری کے
رنگ ڈھنگ اور ہین یہ سب سحر کے طور ہین افسوس یہ ہے کہ نہین علوم قبلہ و کعبہ پر کیا گذری برق و قران بھی اور سب

نہ آئے اسی فکر مین ہونگے اب دیکھیے باغبان و بہار پر کیا گذرتی ہی یہ کہکر چالاک برائے خبر چلا یہان افراسیاب
اس فکر مین ہی کہ باغبان و بہار کو مین قید کرونگا دربار سجھونگا جب قریب بارگاہ خداوندی پہونچا افراسیاب
نے بڑھکر عرض کی یہ گنہگار رحمت ہون بعد اختتام لشکر دربار انکا سمجھا جائیگا بقہر و غضب خداوندے آواز دی
کہ زمین جل گئی کہا کیون او خالی مشیت قدرت مین پھر دخل دیا صحبت عمرو مین رہکر ان سبکے قلب سیاہ ہو گئے
نصیحت اثر نہین کرتی بقول سعدی مصرع تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبد ست + تجھسے مقابلہ کرکے ان
سبکے حوصلے بڑھے مزاج انکے برہم ہین لائق جہنم ہین وہی جیتر زرین مثل بارگاہ آراستہ ہوگیا باغبان و
بہار اپنی بوٹیان کاٹ رہے ہین سحر یاد ہین جاتے ہین زبان سے سوزن نکلے اب بھی لڑ بھڑ کے نکلی جاتین
ہائے ارمان دل کے دل ہی مین رہے سحر ذکر نے پائے یہ تو اس تردد مین ہین ملک الموت سر زنجیر ہلاتے ہوئے
قدرت اُسی طرح تخت پر سوار داخل بارگاہ ہوئے افراسیاب و ملکہ حیرت نے چاہا برائے شفاعت بہار ہم
بھی اندر بارگاہ کے جائین فرشتہ رحمت مانع ہوا کہا ای شہنشاہ ٹھہر جائیے اسوقت فرشتگان جہنم حاضر ہوئے ہین
آپ کا اندر آنا مناسب نہین ہی افراسیاب و حیرت ٹھہرے قدرت مع فرشتگان رحمت و عذاب مع بہار و
باغبان لاجواب اندر بارگاہ کے گئے چند ساعت کے بعد افراسیاب و حیرت کو طلب فرمایا اندر آکے دیکھا قدرت
تخت پر دو فرشتے حاضر ہین بہار و باغبان قدرت کا کہین بارگاہ مین نشان نہین افراسیاب تو کانپ گیا حیرت
سے ضبط ہو سکا خون عزیزی نے جوش مارا بے اختیار رونے لگی پایۂ تخت سے لپٹ گئی عرض کی یا خداوند بہار کو
حضور نے کیا کیا وہ میری بہن ہی ہر چند کہ باغی ہوئی ایسی گمان تھا جب گرفتار ہوگی صدمے اُٹھائیگی راہ آجائیگی
حضور نے امان بھیجی یا والد نامدار حیات جادو آپکے مصاحب قدیم انکی مین بیٹی ہون یہ میری ہمشیرہ حقیقی ہی
حضور مجھکو رخصت فرمائین بقدر باغبان اختیار ہی اسکو مین خدمت مین والد کے روانہ کر دونگی وہ بخوبی
سمجھا لینگے یہ جو حیرت نے رو رو کر کہا افراسیاب بھی کسی قدر بیقرار ہوا جمشید نے بقہر و غضب تمام آواز دی
او افراسیاب خانہ خراب او بیحیا احمق نادان سارے طلسم ہوشربا کو تو نے برباد کیا مقربان درگاہ بدولت
کو ستایا تاریک شکل کش ایسی ساحرہ غدارہ ہمہ دان ہمہ گیر قدرت نے علوم سحر رگ و ریشے مین اُسکے بھر دیے تھے
مشعل کو روشنی بخش سحر بنایا اسکو بھی گل کرایا ساری تیری خطا ہی گنہگارون کو جسے طلب کرتا ہی وہ لائق
جہنم تھے فرشتگان عذاب لے گئے جس حال مین تو نے احول کو دیکھا تھا اُسی حال مین یہ گنہگار بھی مبتلا ہین
عذاب شدید ہو رہا ہی انھین کے پاس تکو بھی روانہ کر دین ای ملکہ حیرت بہن سے جاکر جہنم مین ملو اسی دم دل

طلسم ہوش ربا کو برباد کرایا رعب دبدبہ سلطنت باقی نرہا یہ سنکر حیرت رونے لگی کہا یا خداوند مجھے اُس سے بڑی محبت ہی گھر کی رونق باغ کی زینت باپ کے قلب کی قوت مجھ بدنصیب کے روح کی راحت مین بعد دن کے بیچ تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگی جب حیرت بہت تڑپی پھڑکی افراسیاب بھی شیون کرنے لگا قدرت کو رحم آگیا ہنسکر فرمایا کہ ای افراسیاب و حیرت گنہگار جہنم سے جاکر نہین نکلتا جلا دیا جاتا ہی لیکن مطمئن رہو اسوقت تیرے رونے سے رحم آگیا خاک جمع کرکے پھر پتلا بنا لینگے بعد اختتام جنگ مسلمانان جسم مین روح پھونک دینگے جسم بھی نیا روح قدیم قلب کی سیاہی مٹی ہوئی بہار فصل بہار مین اگر تیسے کھلیگی کلی تیری آرزو کی کھلیگی حیرت جادو مثل گل شگفتہ ہوگئی تصدیق نثار ہوئی خوشی مین کنٹھا یا قوت احمر کا ہاتھ پر رکھکا نذر دیا قدرت نے اُٹھا کر جیب مین رکھا بعد چشم زدن ویسے ہی دو کنٹھے جیب سے نکالے حیرت کو دیدیے ہنسکر فرمایا ای حیرت جادو دوامی خاتون محل شہنشاہ خوشنو تمنے اسوقت وہ کام کیا جیسے اہالیان دنیا کو راضی کرنے مین قدرت کو لاکھ کا کنٹھا دیکر خوش کیا یہ کنکر تجھ قدرت نے بنائے جواہر کو یہ مرتبہ عطا کیا کہ تاج سر شاہان ہوا قدرت کی نگاہ مین وہی کنکر پتھر ہین تم انکو بطور تبرک صندوق مین بند کرو ایک تمہارا دوسرا قدرت نے بنایا ہوا فرشتگان قدرت کا شکر حیرت کیا جا لاک ایک گوشے مین چھپا ہوا یہ حرکات سکنات دیکھ رہا تھا ہوش اُڑ گئے دلسے کہتا ہوا ای چالاک یہ بڑا کوئی ساحر ہی علم نیرنجات سے خوب ماہر ہی بہار و باغبان کو بھی یہین غائب کردیا روتا ہوا الٹا خدمت ملکہ مہرخ مین آیا کہا حضور یہ قبلہ و کعبہ نہین ہین بڑا کوئی ساحر مکار و غدار ہی قبلہ و کعبہ کنٹھا یا قوت احمر کا واپس دیتے بہار و باغبان کو گم کرکے کہین چھپا یا نیا شعبدہ دکھایا کہتا ہی وہ تو جلا دیے گئے خاک جمع کرکے پتلا بناؤنگا روح پھونکدونگا ہمارے دلکو کب ان مہملات کا اعتقاد آتا ہی علم سحر و شعبدے مین بیمثل و بے نظیر ہی اسیر عیاری بھی نہو سکیگی بیان سے چالاک کے لشکر مین غریو بلند ہوا سب سردار بہار باغبان و بہار اسقدر روئے کہ چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن تھا یہ ہجوم لشکر رنج و محن اسد نامدار کو بارگاہ سے سمجھا کر ہلا کر صندلان صندلی پوش اپنے خیمے مین لیگیا یہان تو یہ کیفیت ہی لیکن حیرت و افراسیاب بخدمت خداوند لاجواب ہین دریاے اعتقاد مین افراسیاب ڈوبا ہوا حیرت وجد کر رہی ہی پلنگ خونریز و ساحر ہستی و زوال جادو اسی طرح کے چند سردار افراسیاب کے رازدار دربار قدرت مین حاضر ہین یہ تو نکر رعش کر چکا کہ سحر سبکو فراموش ہی جب باہر نکلتے ہین سحر یاد آجاتا ہی یہین گرمی صحبت مین خداوند جمشید نے فرمایا ای افراسیاب قدرت انتظام عالم کرنے مین مصروف ہین طلسم ہوش ربا کے انتظام تیری راے پر موقوف ہین جس قدر تو اپنی بیان کر کیا کیا چاہتا ہی باغ طلسم ہوش ربا مین کانٹے بہت مین الما

سال تیرے دامن سے الجھیں گے آرام و چین نہ لینگے فساد تا روز قیامت رہیگا انتظام کیا ہو فرشتے جہنم سے طلب
فرمائے ہین فرد آفرد امقابلہ بیکار ہو ایکدن سبکا خاتمہ کرنا منظور ہو زیادہ تیرا کون دشمن ہو حیرت بول اُٹھی
یا خداوند ساربان زادہ عمرو عیار بڑا ظالم ہو اول اسکی تدبیر کیجیے اگر اسد غازی قتل بھی ہوا وہ فکر کریگا جاکر
کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے اپنے آقائے عالیوقار صاحبقران کو لائیگا سنتی ہون حمزہ و فرزندان حمزہ نے
صدہا طلسمات فتح کیے اگر وہ لوگ طلسم مین آگئے بیشک ہنگامہ عظیم ہوگا حمزہ کو آپکا نام بھی ایسا یاد ہو کہ سحر اُنپر اثر
نہین کرتا بڑے بڑے ساحر انکے ہاتھ سے مارے گئے اگر وہ آیا وہی نام پڑھکر شہنشاہ سے لڑیگا انتہا کا معرکہ پڑیگا
اپنے نواسے کے خون کا دعویدار ہو سالہا سال حرب و پیکار ہو اسکی تدبیر بوجہ احسن فرمائیے عمرو کو جہنم مین بھجوائیے
یہ سنکر قدرت نے ملک الموت سے فرمایا عمرو کو گرفتار کرکے لاؤ خاتون محل شہنشاہ کا دل راضی کرو اسنے بڑی معقول
بات کہی صاحب فہم و فراست لائق سلطنت ہو یہ سنتے ہی ملک الموت اٹھا شعلہ نگین لگاتا ہوا بارگاہ سے چلا بعد چند
ساعت سب نے دیکھا ملک الموت تانک مین عمرو کی رسی باندھے ہوئے عمرو بیہوش و مدہوش وہی نمدے کا کرتا وہی
وضع و قطع خال خط مین فرق نہین سامنے لاکر ڈالدیا قدرت نے کہا کیون ملک الموت اسکو جہنم مین نہ پھینکدیا
یہ کہکر خود تخت سے اُٹھے آواز دی آنکھیں بند کرلو شگاف جہنم آگئے سب نے گھبراکر آنکھیں بند کرلین یہ آواز سنی کہ قدرت
فرماتے ہین اس ساربان زادے کو جہنم مین لیجا جہین قصر آتش مین باغبان و بہار بند ہین اُنھی مکان مین چھوڑدو
اسیر گزند آتشین پڑین ہزار دار مرتبہ جلانا پھر شعلہ بنانا اسطرح اسیر عذاب ہوکر اپنی بدعت کو یاد کرے یہ فرماکر
قدرت تخت پر آئے سب نے آنکھیں کھولین دیکھا عمرو ندارد قدرت تخت پر جلوہ فرما ہین فرمایا صرصر بد اعتقاد کو لاؤ
صرصر کانپتی ہوئی سامنے آئی کہا کیون او مکارہ ایک ہفتے سے عمرو لشکر مین نہین ہو چالاک اسکا بیٹا بصورت
عمرو لشکر مین پھرتا ہو رنگ اسکا جما ہوا ہو تو نہ پہچان سکی یا اس عیار کا حال چھپاتی ہو قدرت کا حال سنکر
جنگلون مین بھاگا بھاگا پھرتا تھا آج اسکو ملک الموت پکڑ لایا جہنم مین بھجوادیا صرصر کانپنے لگی عرض کی یا خداوند
حقیقت مین لونڈی نے نہین پہچانا آج شام کو صبا رفتار نے بیشک خبر دی تھی کہ عمرو لشکر مین نہین ہو چالاک
بشکل عمرو لشکر مین پھرتا ہو رنگ اسکا جما ہوا ہو قدرت کے نثار بس بجا ارشاد ہوا یہ عیار ایسی صورت بدلتے ہین
پہچاننا دشوار ہوتا ہو قدرت نے سبکو بنایا ہو ہماری کیا حقیقت ہو کہ سامنے قدرت کے زبان کھولین آج صرصر
کا بھی اعتقاد درست ہوا پایہ تخت سے لپٹ گئی قدمونکو بوسے دیتی تھی گرد پھر پھر کر بلائین لیتی تھی قدرت نے
ہنسکر فرمایا آج اس مکارہ کا دل صاف ہوا بیٹھو مشورے مین شریک ہو اے افراسیاب حقیقت ابن حمزہ

کو ہمارا نام کتابون مین مل گیا اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا جو شرف جس بندے کو عطا فرمایا اُسکا واپس لینا خلاف شان قدرت ہی بندون پر نزول رحمت کرنا شان قدرت ہی حقیقت مین جب حمزہ طلسم ہوش ربا مین آئیگا اپنے نواسا و عمرو کے خون کا دعویدار ہوگا ہمارا سپہ سالار قدرت ہی ہمیشہ اُسپر نزول رحمت ہی لوح تلاش کریگا طلسم فتح کریگا کیون او نادان احمق تین چیزون کو مٹانا چاہیے اوّل لوح طلسمی دوم لاچین بادشاہ سابق طلسم کا قتل کرنا تیسرے خون بدیع الزمان فرزند صاحبقران سے ہاتھ بھرنا واجب و لازم ہی سچ بتلا کہ تونے لوح کہان رکھی کیون چھپائی لوح ہم بالاے عرش علی لیجا ئینگے کسی کنگرے مین لٹکا دینگے قید لاچین و بدیع کا ہم نشان بتائین یا تو صاف صاف کیگا آجتک انکو کیون قید رکھا کانٹون کا باغ طلسم مین رکھنا عین حماقت ہی ایسے قہر و غضب سے قدرت نے یہ فرمایا حاضرین وقت افراسیاب کو سمجھانے لگے کہ بہت بجا ارشاد ہوا اے شہنشاہ لوح طلسمی قدرت کے سپرد کیجیے لاچین و بدیع کا بھی قتل کرنا واجب و لازم ہی صرصر نے بھی یہی صلاح دی ظہور عیاری چالاک پردل سے ملیح ہوا ہی پلٹ کر جواب دیا اے شہنشاہ اُٹھیے قدرت سے درد دل بیان کیجیے بیشک اسوقت دریاے رحمت خداوندی جوش مین ہی کتنے مطالب مشیت خداوند کو سمجھ گئی لیس افراسیاب نکل سے کانپتا ہوا اُٹھا کر دیپراعرش کی قدرت نے راحت و فرحت ہمیشگی کی فلک کی غلام بھی مطلب اصلی پر پہونچا صاف صاف یہ ہی کہ جب دوبارہ لوح مین نے پائی دوسرے دھوکا کھا چکا تھا قدرت پر ظاہر ہی کہ اول لوح باغ سیماب مین تھی جب اسد و عمرو وہان پہونچے مین لوح لیکر خدمت خداوند داؤد مین پہونچا عمرو و داؤد بنکر پہونچگیا تھا لوح لی پھر مجھکو دستیاب ہوئی مین نے شکم گاو آتشبار مین رکھی عمرو نے طلسم صندل وغیرہ فتح کیا اسد نے جا کر گاو آتشبار کو مارا مکار جادو و دمدیکر اسد سے لوح لایا تب مین نے زمہریر جادو کو دریاے نیل سے طلب کیا سر تن انکے مہرہ طلسمی کی لوح انکے شکم مین رکھی تاکید کر دی کہ آپ قعر دریاے نیل مین رہنا دریا کے باہر نہ آنا بدون طلب بدولت شادی و غمی مین بھی شریک نہونا اگر حیرت جادو بھی جا کر پکارے بے میری صورت دیکھے دو دریا سے باہر نہ آئیگا حقیقت مین مجھسے بڑی خطا ہوئی کہ لاچین و بدیع الزمان کو بیچ زندان خانۂ طلسمی مین قید کیا جسکا حاکم شہنشاہ قوس ہی بڑا ساحر رفیع ہی خیر خواہ ما بدولت صاحب لیاقت و شرکت دونون اُسی قید خانے مین قید ہین یہ سنکر خداوند جمشید نے افراسیاب کے کان پکڑ تین مرتبہ اُٹھایا بٹھایا حاضرین وقت سے کہا کیون اے بندگان من اسکے برابر کوئی دنیا مین نادان ہی اپنی حماقت سے حیران و پریشان ہی ابکی انتظام طلسمی رہینگے یہ باغی جو سامنے فرو کش ہین تم بہار و باغبان و عمرو مین مشغول ہین انکو اسی حال مین چھوڑو لشکر اسے جلیل آراستہ ہون اول دریاے نیل پر چلو قدرت بھی ہمراہ چلینگے زمہریر کو

دریائے نیل سے جلاؤ لوح و مہرہ ہمارے حوالے کرو بالائے آسمان رکھوا دین وہان سے پلٹ کر قلعہ نوسن حصار پر
چلین میدان خونی کی تیاری کرین بدیع و لاچین کو سب کے سامنے دار پر کھینچیں وہان سے واپس ہوکر ان سب باغیون
کی روحین قبض کرین ہاتھ سے جلادین اسد کو آتش قہر مین جلادین پھر تو سے کوئی آنکھ نہ ملا سکے اگر حمزہ بھی آئے تو لوح
نہ پائے لڑائیان اُس سے پڑینگی اسوقت جیسا مناسب مشیت ہوگا تقدیر کیجائیگی اگر قدرت نے انتظام عالم سے مہلت
پائی ان سبکے فیصلے کے بعد بساعت سعید طرف کوہ عقیق کے بھی رجوع فرمائینگے تجھکو کیفیت حمزہ دکھائینگے دلکو ہمارا
لعنت کرتا ہے شکوہ اک قصر تنہائی مین جاکر آنکھ لڑاتا ہے تڑپتا ہے پھڑکتا ہے نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے توبہ توبہ کرتا ہے جا پھر کی خطا
معاف کردیتے ہین یہ سب تجھکو معاملات باطنی بچشم دکھائینگے افراسیاب درست دیکھ رہا ہے اس انتظام پر پھولا ہوا ہے
خوشی مین بند قبا ٹوٹے گئے گرد پھرنے لگا سب مشیران سلطنت حاضرین وقت مع صرصر و صبا رفتار وجد مین سمجھے
عرش کی یا خداوند کیا تدبیر معقول تجویز ہوئی ہے واسطے اپنے جاہ و جلال کا لوح طلسمی بالائے آسمان لیجا لیہم سبکی
آنکھون پر پردے پڑ گئے کیا غضب کیا جسکی سلطنت لی ہوش ربا ایسا طلسم چھین لیا برسون لڑائیان پڑین لاکھون
آدمی قتل ہوئے اُس بادشاہ یعنی شہنشاہ لاچین کو زندہ رکھا سراسر عقل کے خلاف کیا کسی طرح یہ مناسب نتھا بدیع الزمان
کو ناحق زندہ رکھا اگر بدیع قتل ہوجاتا اسد غازی برائے فتاحی طلسم کیون آتا شرارہ جادو نے ظاہر مین قتل کیا
پتلہ ماش کے آٹے کا بنا کر ڈالدیا جب وہ لاشہ سامنے حمزہ کے بھیجا اُنہنے اسم اعظم پڑھا ثابت ہوا کہ ماش کے آٹے کا
پتلہ ہے عمرو واسطے فکر کے نکلا شرارہ جادو کو آتش عیاری سے جلادیا بدیع الزمان کو چھڑایا دختر شرارہ ملکہ
تصویر بدیع پر عاشق تھی اُسکے باغ مین آنکلے تالاب سے عفریت طلسمی نکلا تیر و کمان طلسمی سے تصویر نے قتل کرایا
اژدر طلسمی بدیع کو اُٹھا کر طلسم ہوش ربا مین لایا شہنشاہ نے زندانخانہ طلسمی مین بھیجدیا آجتک وہین قید ہے
لاچین و بدیع و تصویر اُسی قید خانے مین موجود ہین قدرت نے بجا ارشاد فرمایا بقول سعدی شعر دانی کہ چہ گفت
زال با رستم گرد دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد عقل پر شہنشاہ کی پتھر پڑے جسکا ملک و مال لیا اُسکو زندہ رکھا اسیر
حمزہ کو زندہ رکھنا کیا ضرور تھا ان لوگون کا قدم جس مقام پر گیا اُس مقام پر تباہی آئی سب فرزندان حمزہ و سرداران
حمزہ فتح طلسمات ایک کا ایک مین وہ مددگار دیکھو اسد کے عقب مین پانچون عیار گیا جلد آگر یہ پہنچے موج شریک ہوئی
لشتہ زنگین حصار سے لڑائی شروع ہوئی اسد ہا ملک انکے قبضے مین آگئے اگر دو شنبہ ہائے طلسم ہوش ربا سمت موجب
جنہوں نے شہنشاہ سر پر ہاتھ رکھکر روتے ہر سردار کا کروڑ سے داخلہ ہوتا خود حمزہ عرب آتا ایک لاکھ چوراسی ہزار
پیک ہیجہ پانچ سو چھپن سردار فرزندان حمزہ عالیمقدار سب صاحبان عظم و شان ایک دن مین خاک طلسم ہوش ربا کی

اڑا دیتے اس حماقت کا بدلا لیتے جس روز خبر قید بدیع الزمان آئی تھی اسی دن سرکاٹ کے پاس خداوند لقا کے
روانہ کردیا ہوتا وہ جاگتی جوت کا خداوند ہی ظاہر مین خود پسند ہے لقا کا جو سرداروں نے نام لیا خداوند جمشید کو
غصہ آیا فرمایا ارے کمبخت لقا کون گدھا ہے دعوی خدائی اسکو کب زیبندہ ہے ہمارا اک گندہ بندہ ہے ہمارے سپہ سالار
قدرت کے ہاتھ سے ہمیشہ جوتیان کھائین جس عمرو کو ہمنے ابھی جہنم مین بھجوا دیا اسی ساربان زادے نے
قیطول پر جا کر اس بےغیرت کی ڈاڑھی مونڈ ڈالی اخبارات مین چھپ گیا زبانی عمرو کے یہ فقرہ مشہور ہے بر ریش
لقا شاشیدم و تراشیدم شاعرون نے اور زیادہ زور دیا اخبار والون نے پرچون مین اور دھجیان اڑائین اب
تباہ ہو کر کوہ عقیق پر آیا ہمیشہ یہی لکھتا ہے طلسم ہوشربا کو برباد کردونگا اس بھیا کو چل کر سب کے سامنے
سزا دونگا سمجھاؤنگا خبردار کبھی نام خدائی نہ لینا اسکو بھی جہنم کا تماشا دکھاؤنگا خود توبہ کریگا یہ سب سفرہارے
عظیم قدرت کو درپیش ہین حماقت ہے افراسیاب کی بہت لیس و پیش ہین ولیسے ہماری عبادت کرتا ہے اسوجہ سے
قدرت کو رحم آگیا بے تکلف ساتھ چلے آئے اب انتظام بھی بخوبی کردینگے عدالت و انصاف سے طلسم ہوشربا کو
بھر دینگے لطف یہ ہے کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیے ظالم کا نشان نہ رہے مظلوم پر بیداد نہو غریب فقیر مائل
زیادہ نہو بادشاہ مثل ہمارے خداوند وسے زمین رہے رعایا کا خیال رکھے مصروف عیش نہو راتون کو پھرے و
تنہا فقیر بنکر غریبون کی خبر لے بوقت سحر تخت پر آکر انصاف کرے ملک کو اپنے ظلم و بدعت سے صاف کرے بموجب
مضمون مصرع مصرع رعیت چو بیخ ست سلطان درخت اے افراسیاب ما بدولت نے جو کچھ ارشاد فرمایا تیرے
واسطے ہمیشہ کے لیے نصیحت ہے دشمن کو ہمیشہ پامال کرے دوست کو سرفرازی ہو رعیت بادشاہ سے راضی ہو ہمیشہ
سلطنت قایم رہیگی دیکھ جب سے مین کیا انقلاب ہوا سردار بگڑ گئے ملک قبضے مین نہ رہا اگر قدرت نہ آتے یہ ملک
خونریز بھی مارا جاتا جو تیرے دلین ہے قدرت پر بخوبی روشن ہے تیرا قصد یہ ہے کہ جادوان حیرے برباد ہون ملکہ لعل بخندان
دریا قوت بخندان کے ساتھ شادی کرون ملک خضر کا داماد ہون وہ دونون نازنینان سرجبین مقبول بارگاہ ہاتھ
مین حقیقت مین بہت خوبصورت ہین انکے دامن عصمت تک تیرا ہاتھ نہ پہونچیگا یہ فقرہ سنکر افراسیاب چین بجبین ہوگیا
حیرت جادو کے کان مین کہا ما زدل ہے ما بدولت کے کوئی آگاہ نہ تھا قدرت روشن ضمیر ہین سبکچھ جانتے ہین
مین نے یہ صلاح جدہ سے کی تھی انھون نے بھی اس رائے کو پسند فرمایا کہ لعل دریا قوت اگر سب باغیون کا خون
بہادینگی اخضر بھی بلاے روزگار ہے اشارون مین انکے سب مٹجائینگے لمحہ بھر مہلت نہ پائینگے قدرت نے صاف
صاف کہدیا [illegible] دل وجان سے معتقد ہوا حیرت سے کہا یہ خداوند حقیقی ہین دل کے حال کو خوب جانتے ہین جو صلاح

تاہم باعث بہبودی مین دشمن کا قید رکھنا کیا ضرور تھا توسن ظلم کی عقل کا قصور تھا انکھین کے کہنے سے لاچین قید
رہا ہنے کئی مرتبہ کہا اپنے جھڑک دیا اب چل کر قدرت خود قتل کرینگے توسن حصار پر میدان خونی کی تیاری ہو لاچین
و تصویر و مبیع کو قتل کرین لوح لیکر قدرت بالاے عرش علی ہبجید ہم ہوگئے بخوبی مطمئن ہو جاہین المختصر یہ صلاح
خداوند جمشید کی سب کو پسند آئی اسنے زبان حسنت آفرین کھولی یہی صلاح قرار پائی کہ افراسیاب نے اظہار کیا قدرت کو
ساتھ لیجانا ہر تین دن کی مجھکو مہلت ملے اس عرصہ مین سب سامان تیار ہوگا سفر عظیم ہر تا بہ دریاے نیل جانا وہان سے
توسن حصار پر آنا حاکمان و رئیس بھی استقبال کو آئینگے بہت تحائف ہو جائینگے غلے کی گرانی ہوگی ساتھ والون کو پریشانی
ہوگی سب ملکون پر نوٹس لکھون ہر ایک تاجدار اپنی اپنی سرحد کا انتظام کرے غلہ جا بجا موجود رہے قدرت نے تین روز
کی مہلت دی جنگ مسلمانون سے موقوف رہی یہ فرما دیا کہ ان دونون مقدمات سے مہلت کرکے اسکے بعد چشم زدن مین ان
باغیون کا انتظام کیا جائیگا کسیکی سفارش قدرت نمانینگے یہ حکم مشہور کرو کہ مہرخ وغیرہ آمادۂ مرگ و سیاہ قضا مین
اب قدرت اول براے تدبیر لوح طلسمی سمت دریاے نیل جاتے ہین وہان سے توسن حصار پر جا کر لاچین بدیع الزمان
و تصویر کو قتل کرینگے ان مقدمات سے مہلت پا کر باغیون کا دربار کیا جائیگا اسمین صلاح کرکے اطاعت افراسیاب کی نکر
کرین بروقت تشریف آوری ہر ساعت ہوگی اسی وقت شکوہ ڈھنڈورا پٹوایا جو بندوبست تھا نے یہ سب خبرین پاکر ملکہ مہرخ
کو سنائین چالاک قہقہا مار کر ہنسا ملکہ مہرخ سے کہا اب مین مراد اپنے قبلہ و کعبہ کی سمجھ گیا لو صاحب فرود باد اعلیٰ ہی
پر قبلہ و کعبہ کو اختتام منظور ہے انشاء اللہ لوح بھی لی بادشاہ سابق کو رہا کرنے جاتے ہین بدیع الزمان کا بھی تیا کا
لیا ملکہ مہ جبین ہٹیلی جیا ای مہر والا گہر تصویر کا نام ہے چالاک نے کہا وہ تو طلسم ہوشربا کی شہزادہ جادو حاکم تھی
اول اسنے بدیع الزمان کو شکار مین قتل کیا آتشخو نے اپنا خون اپنی گردن پر لیا قبلہ و کعبہ نے جا کر اسکو مارا اسکی دختر
ملکہ تصویر مبیع پر عاشق ہوئی اژدر طلسمی عاشق و معشوق کو اٹھا لایا اس شہزادے کے ساتھ وہ بھی قید ہو گئی
اشتہار مین صاف صاف لکھا ہے اس عیاری کو قبلہ و کعبہ کی شجاعت ہے اس عیاری کی کیا بات ہے یہ عیاری نہین کرامات
ہے ایک ہی مرتبہ لوح لینگے اسد غازی کو لا کر دینگے لاچین جب بادشاہ سابق چھوٹیگا افراسیاب کو مشکل پڑ جائیگی
آخر وہ بھی تو بادشاہ والیجاہ ہے مہرخ نے کہا ای چالاک تمہارے قول کو خدا کرسی نشین کرے جو ہمارے حضور نے ارادہ
کیا ہے وہ پورا ہو لوح دستیاب ہے حقیقت مین لاچین اپنی جان نثار کریگا افراسیاب پر جا پڑیگا اب لوگ بھی آمادۂ
حرب و پیکار رہین ڈھنڈورا پٹوا دین کہ ہم خود توسن حصار پر جا پڑینگے بروز قتل بدیع الزمان جانین لڑا دینگے
دریاے نیل تک افراسیاب کو جانا مشکل ہوگا جب بوقت سحر لشکر افراسیاب مین سامان سفر آراستہ ہوا آپ بھی برہنہ

جمادین بالاعلان فرامین ہم اسی دشت مین دریاے خون بہائینگے لڑتے بھڑتے ساتھ افواسیاب کے تابہ دریاے نیل چلینگے واضح رہے ناظرین والا مقام ہو کہ لشکر اسلام مین یہ تیاریان لشکر افراسیاب مین آراستگی سفر بحکم خداوند جمشید ہورہی ہے ان دونون لشکرون کو اسی حال حسرت مآل مین چھوڑیے وقت پر ذکر تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان شوکت و شان ذکر آفات چہار دست بدست حاکم کوہ زبرجدی زبانی کنیزان سامری کے آگاہ ہونا عیاری عمرو سے آفات کا واقف کرنا ملکہ ماہیان زمردپوش کو اور ماہیان کا روانہ ہونا پردۂ ظلمات سے برائے گرفتاری خواجہ عمرو راہ مین آکر روکنا ملکہ مشتری ستارہ طلعت تانی کوکب روشن ضمیر کا واپس کا مقابلہ و زخمی ہو کر ماہیان کا پلٹنا بیان ہوتے مین خمسہ

غسل میت کبھی جانان نے دیا میرے بعد
اور جنازے کے بھی ہمراہ رہا میرے بعد
فرض کیا کیا نہ ادا اُسنے کیا میرے بعد
قبر پر یار نے قرآن پڑھا میرے بعد
خوب الفت کی ملی مجکو جزا میرے بعد

تھا حسینون کے اک انداز کا مضمون عالم
میرے دم تک چمن دہر رہا رشک ارم
قدر دان مجھسا گیا جبکہ سوے ملک عدم
ہو گیا سلسلۂ مہر و محبت برہم
نازنین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد

خواب مین بھی کبھی عاشق نہ نظر آئینگے
ملکے ہاتھون کو حسین دیکھنا پچھتائینگے
کجروی ہفت فلک پھر کسے دکھلائینگے
یاس و حرمان و غم و درد نہ بڑھ جائینگے
بیکسی کا نہین لگنے کا پتا میرے بعد

شور بلبل کے عوض زاغون کی آئیگی صدا
خاک اڑیگی عوض بارش شبنم ہر جا
تخل سوکھینگے وہ سرو کا جلے گا جھونکا
رنگ رخسار گل و لالہ دگرگون ہوگا
نہ رہیگی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد

سخت مشکل ہے سرانجامی کار الفت
بے مرے کون اٹھا سکتا ہے بار الفت
مجھپہ باری نے مگر رکھا مدار الفت
مین نہونگا تو نہ ہوئیگا قمار الفت
کوئی بدنے کا نہین شرط وفا میرے بعد

کہ اجل سے ہوے جانبر نہین بشر کا لش
قتل رعنا کے ہوے مرحلۂ طرا آتش

کر دعا اس سے ہی بہتر نہ کوئی شغل آتش	قبر پہ فاتحہ کو آئے وہ شوخ اے آتش

نیک توفیق دے اُس بت کو خدا جیسے بعد

شعر فروزندہ شمع این انجمن و سنور چنین کرد بزم سخن و چہرہ غواصان دریاے سخنوری و شناوران بحر پیلتنار ہنر پروری اس داستان رنگین بیان کو بصد جوش و خروش یون تحریر فرماتے ہین اسطرح اپنی موج مین دریا دلی دکھاتے ہین کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر جان نثار لشکر خواجہ عمرو عاشق صادق یار موافق خیر خواہ بلا اشتباہ جب مقدمہ احتقاق سے فارغ ہو کر قصر جمشیدی مین گیا نور افشان خواجہ کو ہدایت کر گئے تھے کہ اے خواجہ عمرو اگر شہنشاہ نواز آگیا کوئی اُسکے سحر سے نہ بچیگا بہت جلد تدبیر ڈھونڈھکر کیجیے اسی وجہ سے خواجہ سمت صحراے ہستی روانہ ہو تم بھی صفائی قلب سے داخل قصر مرات ہو آئینہ جمشیدی کو دمبدم دیکھو اگر عمرو کسی بلا مین پھنسے تو امداد جانا چاہیے بموجب ہدایت نور افشان کوکب عالیشان آئینہ لیکر بیٹھا پہلو مین بران شمشیر زن و خورشید روشن راے آئینہ دیکھکر یکایک کوکب خوش ہوا کہا اے بران عمرو نے بشکل احول افراسیاب کو دھوکا دیا افراسیاب سے بہت ہوا کیا قیامت کی عمرو نے عیاری کی خداوند جمشید بنا افراسیاب کے ساتھ جاتا ہے پھر ایک دن کوکب نے کہا شہنشاہ عمرو نے اپنے قبضے مین کر لی اب کیون خداوند بنا ہوا بیٹھا ہے جو جو معاملات گذرے کوکب پر سب آئینہ سے بران کو خبر دیگا تمام عالم پر نگاہ ہے حفاظت مین عمرو کی مصروف ہے لیکن دو کلمہ داستان کو زبرجدی کے تحریر ہوتے ہین اکثر حال لکھ چکا ہون کہ آفات چہار دست کے پاس بارہ ہزار تیلیان سنہری ملقب بکنیزان سامری ہر وقت موجود ہین خبر آئندہ و گذشتہ سناتی ہین اسی وجہ سے اکثر آفات چہار دست براے مدد افراسیاب آئی تین حجرہ ہاے بلاٹ نو سو جلکر خاک ہوئین تین سو باقی ہین اب آفات آٹھ پہر انکی خدمتگزاری مین مصروف رہتی ہے بے خطا بندگان خدا کو پکڑ بلاتی ہے خون انکا جام مین بھر کر بجاے شراب پلاتی ہے تیلیان خوش ہو جاتی ہین پہلوے آفات مین بیٹھکر باتین بناتی ہین جس زمانے مین عمرو احول بنا افراسیاب کو دام مکر مین پھنسایا بوقت سحر آفات خود سر تخت پر بیٹھی ہے ہاتھ مین ورق روزنامچہ خبر آئندہ و گذشتہ کنیزان سامری سے پوچھ رہی ہے جو کچھ وہ کہتی ہین لکھ لیتی ہے یکایک ایک تیلی جو سب مین طرار و طرار ہے قہقہا مارکر ہنسی کہا اے عمرو تیرا کیا کہنا آفات نے پوچھا بی بی کیا ہوا اُس ملعونہ نے کہا اے حیلۂ نامدار افراسیاب کے برابر کوئی بیوقوف نہین ہے صحراے مشک بیز مین خداوند بیٹھے ہین مین نہین کہہ سکتی کہ عمرو عیار ہے خداوند جمشید آتے ہین آپ عقلمند ہین اسکا انتظام کیجیے آفات گھبرا گئی کہا شہزادی عقل افراسیاب کی پتھر پڑے ہین پہلے دو سو خداوندون کی خدائی سے سب آگاہ ہین ہمنے انکو خدا بنایا سامری و جمشید

کے ساتھ جانبازیان کین شہر شہر پھرے سحر سے مردے زندہ کیے تمام عالم کے ساحر مطیع ہوے مین کیونکر کہون کہ
اصل مین خداوند جمشید ہین ہمیشہ سے کرامات سامری و جمشید سے ناامید ہین تم سب صاحبون نے احسان کیا کہ
غیب کا حال ظاہر کر دیا بالیقین کامل ہوا کہ عیاری ہی عمرو ساربان زادہ شہنشاہ اقلیم مکاری ہی یہ بھی اسکے شعبدہ
بنایا بصورت احول دام مکر بچھایا افراسیاب گدھا معتقد ہوگیا صحراے مشک بیز سے خداوند جمشید کو ساتھ لیا اب
دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ لکھکر ماہیان زمرد پوش کو اک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ یوالتو حاکم اوراق جمشیدی ہی اب فی الحال
خداوند جمشید لشکر افراسیاب مین آگئے باغبان دربار عمرو کو جہنم مین پھنکوا دیا اب افراسیاب کی جان لینیکا
ارادہ ہو گا اوراق مین دیکھ کہ یہ خداوند جمشید کون ہی جاکر افراسیاب کو آگاہ کر ساربان زادے کو گرفتار کر لیکن
بخوبی سمجھ لینا بے سمجھے نہ جا لجڑنا ملک الموت و فرشتہ رحمت بھی موجود مین مجھ نہ کھولنا کہ وہ روح قبض کرین بسطرالالی
نامہ لکھا ایک ساحر تیز رو کو دیا کہ پردہ ظلمات مین اپنے کو پہونچا ہاتھ مین ہوا کے یہ نامہ دینا جو کچھ زبانی کنیزان سے مری
کے سنا ہی وہ بھی بیان کرنا میری جانب سے تاکید ہو کہ جلد جا کر اپنے نواسے کی خبر لے ایسا نہو افراسیاب معتقد ہو کر
لوح طلسمی دیدے لاچین کو قید سے رہا کرے غضب ہو جائیگا یا افراسیاب کو عمرو مکر لے دشمنون کے کان بہرے
زنبیل کی سیر کرائے نوکری ڈھونڈھتے پھر ہماری تمہاری کد و کاوش بیکار ہوگی اس گدھے بیوقوف کو ہمیشہ سمجھا مین
اسکے خیال مین نہین آتا شہنشاہ خداوند کے قبضے مین جا چکی ساحر نامہ لیکر چلا ماہیان زمرد پوش پردہ ظلمات مین
تخت پر بیٹھی ہی گرد مصاحبان خاص نیسان با اخلاص حاضر مین ماہیان کہ رہی ہی میرا بچہ اس گرمی مین براے
تلاش شہنشاہ نواز سمت صحراے ہستی گیا ہی وہ صحراے آتشناک جہان رات و دن آگ برستی ہی اسی جنگل کا نام صحراے ہستی
ہی اجاڑ ویران بستی ہی کچھ حال نہ معلوم ہوا شہنشاہ نواز بڑا مغرور ہی نشہ بادہ محبت سامری مین چور ہی ظاہر مین عابد
زاہد لیکن بڑا مکار و غدار ہی اپنے مطلب کا یار ہی شفقت افراسیاب کی ضائع ہوگی وہ کبھی نہ آئیگا کچھ سمجھا دیگا
کوئی کنیز واسطے خبر کے جائے افراسیاب کو دیکھ آئے یا مین خود جاؤن شاید میرے جانے سے شہنشاہ نواز چلا آئے
شفقت اسکی برباد نہو اس فصل مین قلب کانپتا ہی وہان رات دن آتش ریزی دن کو دھوپ کی تیزی تپش سے
جھلسنے مین انس سے طائر پھڑکتے مین صدہا قافلے ویران ہوے بیچارے آفت کے مارے پیاس سے تڑپ تڑپ کے
مرے قطرہ آب اس صحرا مین نایاب ہی میرا بچہ پروردہ عہد ناز و نعم گل عارض کھلا گیا ہو گا گورا گورا چہرہ
سنولا ہو گیا ہو گا ان کے خیال سے دل مین شعلے اٹھتے مین طائر وہم و خیال جلتا ہی جگر کو دم سے شعلہ
نکلتا ہی ماہیان یہ کہ رہی تھی کہ ساحر فرستادہ افراسیاب آکر پہونچا ماہیان کے ہاتھ مین نامہ دیا ماہیان نے پڑھا

کہا او صاحبِ غضب ہوا خداوند جمشید کیسے کوئی عیاری ہوئی ارے ورقِ جمشیدی لاؤ اوراق مین ماہیان نے دیکھ کر ٹم
پیٹ لیا کہا شہنشاہ تو ہاتھ سے گئی اب اُسکی جان جائیگی عمرو شراب پلاکر بیہوش کریگا باغبان و بہار کو قبضے مین کر چکا ہی
دونون بیباک سحر مین چالاک عمرو کو زیر گرفتاری افراسیاب بتا لینگے بیشک گرفتار ہو جائیگا مین خود جاتی ہون بکار کی
عیار کا مشتاق ہون یہ کہکر وہ بہ سیر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی پردۂ ظلمات سے چلی یہان بادشاہ بے نظیر کوکب
روشن ضمیر آئینہ دیکھ رہا ہی بہران و خورشید روشن رائے قریب بیٹھے ہین یکایک کوکب گھبرا کر اُٹھا کہا او صاحبِ غضب ہوا
عمرو کی عیاری سنا چاہتی ہی کیا قیامت کی عیاری کی تھی اسی عیاری پر خاتمہ تھا حال لوح بھی پوچھ چکا قید بدیع ج
لاچین بھی دریافت ہو چلی تھی آفات نے ماہیان کو خبر دی ماہیان پردۂ ظلمات سے چل چلی مین جاکر ماہیان کو راہ
مین روکون بہران نے کہا والا نامدار مین جاکر مقابلہ کرون خورشید نے کہا کہ مین جاکر اپنی روشنی دکھاؤن ماہیان کو
درپلے صحرا مین روک لون بڑھنے نہ دون کوکب نے کہا تمھارے روکنے سے وہ نہ رکیگی رکن طلسم ہوشربا ہی سحر و
ساحری مین بے مثل دیکھتا ہی عمرو وہان اپنا رنگ جمائے بیٹھا ہی الٰہی کیا کیا فکر کرے ساحر غیب کی خبر کی اُسکو کیا کیفیت
معلوم یہ ساحران ہوشربا منزلون کا حال دیکھ لیتے ہین کیتران سامری نے خبر سنائی تین حصے تمام ہو چلے اب بھی
تین سو پتلیان باقی ہین اسی کرامات پر آفات کو ناز ہی ساحران ہوشربا مین سرفراز ہی کیا نازا اسکا بیجا ہی ہوشربا مین
کسکو ایسا مرتبہ حاصل ہی کہ اُسکو ہر خبر آئندہ و گذشتہ ملے مجھے چاہیے تمام ہوشربا کا انتظام کرے یہ کہکے پھر آئینہ دیکھا یا تو قبضہ پر
ہاتھ ڈالا تھا پھر سنبھالی تھی یا مجوب ہوکر اشیاے سحر رکھدیے کہا مجھے چند ساعتین بخت مین اگر جاؤنگا ماہیان کے ہاتھ
سے شکست کھاؤنگا بہران نے پھر کہا مجھکو جانے دیجیے جاتے ہی وہ سحر کرون کہ عمر بھر یاد کرے دیو اراکین بنا دونگی راستہ بھلاؤنگا
جنگل جھاڑ کر پلٹ جائیگی کوکب نے کہا کچھ ذہن پڑیگا اسی واسطے تو مین نہین جاتا معین و مددگار میرا برہمن روشن تن
تاریک غفلت کش سے اگر ایسا بیکار ہوا فرش خواب پر پڑا رہتا ہی نحیف و ضعیف ہوگیا کاش کہ وہ صحت ہوتا اُس ترشت
بازو کو ساتھ لیکر جاتا اور کوئی اس لائق نہین ہی کہ ماہیان کو روک سکے یہ ذکر تھا کہ آسمان سے لکا ابر سواری پیدا
ہوا تخت جمشیدی پر آکر مکان پر رشک ہوا کوکب نے دیکھا ملکہ مشتری ستارہ طلعت نانی کوکب کی بڑے کروفر سے آکر پہونچی
کوکب کو جو منتشر پایا شفقت مادری بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین کہا کیون نور نظر افراسیاب جیسے
بادشاہ سے مقابلے پڑے ہکو آجتک خبر نکی جرۂ بلا تھا راکس دن کے واسطے ہی ارکان وحشی کو لاتے افراسیاب کو
دیوانہ بناتے ملکہ جیحون سبز پوش زبان دراز و ارکان وحشی منتظر ان جرۂ بلا سے طلسم نور افشان ہمیشہ سے سیر
سطح مین صرف چاہون لڑمرا دون اپنا شرف جانین اگر افراسیاب سے لعبۂ شدہ دو لڑین اگر انکے گھر مین جرۂ

ہمت بلا ہر یہان ایک ہی سہی انشاء اللہ سب پر غالب آئیگا حال کھلجائیگا اسوقت بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا تم تو کبھی
برسون ہمارے پاس خیمے مین آنکے صورت زیبا نہین دکھاتے ہماری بہو کو بھی تمنے چھوڑ الملکہ ناہید رسمع پوش زوجۂ خاص
تمھاری مادر برادران وجمشید اسی امید مین رہتی ہو کہ شوہر کبھی سرفراز کریگا ایسی زوجہ صاحب لیاقت سحر و ساحری مین
بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر صاحب جاہ و حشم اسکو یون ترک کرکے بیٹھے داغ دیئے حناے گلگون پوش کو لیکے بیٹھے
ہمسے وہ شکایت کرتی تھی صاحب اختیار ہو تمھارے جان ومال کی مختار ہو اگر بگڑ جائے تمھاری سلطنت مین خلل پڑجائے
اس لڑائی مین اگر وہ شریک ہوتی لشکر افراسیاب مین حیرت بادشاہ تھی تم بھی یہان اپنی زوجہ کو تخت نشین کرتے
حیرت اسکے آگے کسکی تھی شکلین باندھکر لیجاتی حاکمان قلوہ رسمع نگار بڑے بڑے ساحران نامدار بخوشی اگر شریک ہوجاتے
درویشان طلسم اسکے قبضے مین ہین اُنکی دعا سے فتح وظفر حاصل ہوتی تمنے بیٹا ایسا غضب کیا زوجۂ اصلی کو بالکل
چھوڑ دیا اسوقت کیون ملول وحزین ہو کس وجہ سے غمگین ہو مجھسے بیان کرو مین اپنا جان ومال نثار کردون کس ناز ونعم
سے تمکو پرورش کیا اپنے جاننے والون سے تمنے لیکا یک منھ پھیر لیا کوکب کا ان کلمات محبت آیات سے دل بھر آیا
کہا نانی اماں کیا عرض کرون مجھے اسقدر مذہب اسلام سے محبت ہوئی کہ اکثر یہ اسی فکر مین رہتا ہون آپ بھی ذرا
آئینے مین معائنہ فرمایئے خواجہ عمرو نے بڑی دھوم کی عیاری کی لشکر حیرت مین خداوند جمشید بنکے بیٹھے ہین سنا
جمشیدی قبضے مین کی اُس سیاہ دل کا قصد ہو کہ لوح طلسمی حاصل کرون لاچین و ربیع و تصویر کو زندانخانۂ طلسم
سے رہا کرون ماہیان زمرد پوش برائے گرفتاری عمرو فلان صحرا سے جاتی ہو میرا قصد ہوا کہ اسکو روکون ثابت
ہوا کہ ستارہ گردش مین ہو اسی تردد مین بیقرار ہون کہ شفقت عمرو مجھی پر پڑے کا تو اُسنے خاتمہ کیا لوح کی فکر مین
تھا اُسمین خلل پڑا ایسا نہو گرفتار ہو جائے اُسکی گرفتاری باعث بربادی کل لشکر ہو سب ساحرون کا افسر ہو بڑی بڑی مشکلین
انکی ذات سے حل ہو مین ملکہ مشتری نے فرمایا تو نہ گھبرا مین خود جاتی ہون ماہیان کو تا بعمرو نجانے دونگی انشاء اللہ
روک لونگی کوکب ان ان کرتا رہا ملکہ مشتری ستارہ طامت طاؤس پر سوار ہو کر فکر مین ملکہ ماہیان کے چل نکلیں
دیکھیے کس مقام پر مقابلہ پڑے ماہیان زمرد پوش بصد جوش وخروش راہ طے کرتی ہوئی جاتی ہو اک پہاڑ پہ آکر جبکی
طاؤس کو بڑھایا سرکوہ سے الگ ہوئی قصد ہوا آج شکلو کر لک کر کل لشکر پر جا پڑون صرصر وغیرہ کو پامال کرون تب جا کر
عمرو کو پکڑون اب تمام تردد نہین ہو یہ سوچ رہی جاتی تھی کہ ٹیڑھے صحرا سے خارستان سے نکلکر سامنے سے برق جھلکی نعرہ ہوا
او ماہیان کہان جاتی ہو انقلاب زمانہ سے یہ لیاقت تمھاری ہمت ہوگئی کہ اب ہمسے مقابلہ کرتی ہو ماہیان نے
جو ملکہ مشتری کو آتے ہوئے دیکھا ٹھہر گئی جواب دیا ملکہ مشتری افسوس ہو کہ آپ بھی برائے مقابلہ آئین کوکب کو

نے سمجھایا کہ عمرو کا ساتھ افراسیاب سے چھڑائے کیون طلسم نور افشان کی تباہی کے پیچھے پڑا ہے افراسیاب
اتنا بڑا بادشاہ جلیل ہے کہ آجتک کوئی اُس سے نہ ٹکا اس لڑائی کو طول اسی وجہ سے ہوا کہ لونڈیان غلام ہوشربا کے عمرو
ہوئے انکی وجہ سے افراسیاب نے تامل کیا جسدن جی چاہیگا قتل کر ڈالیگا مین جا کر ابھی انتظام کرتی ہون ملکہ مشتری
نے کہا اپنی جان کی خیر منا طرف پردۂ ظلمات کے پلٹے جایا چاہ کر ماہیان نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ مارا ملکہ مشتری
نے سحر پڑھکر دفع کیا پھر کمال آپس مین سحر چلے ماہیان نیمچہ کھینچکر غصّہ مین جا پڑی للکارا او ملکہ مشتری آج تمہاری
موت خریداری کر گئی بازار قضا گرم ہے مشتری نے بھی نیمچہ کھینچا دونون مین نیمچہ چلنے لگا شعلے بھڑکے جنگل کے
صدہا نخل جلے شیر بھاگے کلک کے جنگل سے ہاتھیون نے دیکھا اپنے مقام چھوڑ کر بھاگے مسکن کا خیال نہ رہا شیر و ببر
کچھار چھوڑے طائر آشیانون سے اُڑے کسی کو آرام نہ تھا عصفور کا قصد ہوا آشیانے مین باز کے پیچھے روباہ شیر کے
سامنے جانے کا قصد رکھتا تھا موش دست و پے غیر اپنی زندگی سے سیر تھا سوچتا تھا کہان بھاگون سرحد دنیا سے
نکل جاؤن یہ نگار شعلہ ہائے آتش کی بھڑک نہ دیکھون دلمین جلن پیدا ہوتی ہے کدھر نکل جاؤن راحت سے کچھار کی باز آؤن
تمام درند و گزند جنگل کے بھاگ گئے زمین تھرا رہی ہے مشتری کے سحر نے آگ لگا دی ماہیان کے افسون نے زمین اُلٹ دی
دونون کامل و اکمل ماہیان رکن طلسم ہوشربا یہ روح رواں طلسم نور افشان عرصہ دراز تک دونون مین سحر چلا دونون
مست ہوکر نیمچہ مارے سحر سے اُٹھین ماہیان نے نیمچہ مارا ملکہ مشتری نے سر کا برق چمکا کر سپر گری سر زخمی ہوا مشتری نے
جواب مین گھسکر نیمچہ مارا سر ماہیان بھی زخمی ہوا پیلے اُٹھکر اکر ملکہ مشتری گرین بیہوش ہوگئین ماہیان چلی کہ کاٹے
یون زمین شق ہوئی اک جوان پیدا ہوا ماہیان کو گھر کا کہا بیہوشی مین ہماری مالکہ کو قتل کرنے کا قصد کرتی ہے خبردار
الگ رہ قریب نہ آنا یہ کہکر اُس جوان نے ملکہ مشتری کی کمر مین نیمچہ دیا طرف طلسم نور افشان کے لے بھاگا ماہیان
جھپٹی کہ نہ جانے دون اس جوان کو دو لون مشتری کو چھین لون صدمۂ زخم سے غش آیا تھرا کر گری بیہوش ہوگئی جنید
کنیزین اُسکے عقب مین آئین چھین اُٹھا کر اُسکو طرف پردۂ ظلمات کے لیگئین کوکنے جب یہ معرکہ دیکھا کہ ملکہ مشتری
زخمی ہوکر بیان آئین ایک پرچہ لکھا ہوا پر اُڑا دیا مراد یہ تھی کہ خواجہ کے پاس پہونچے اطلاع ہوجائے کہ انکی عیاری
کی خبر ماہیان کو ہوگئی جو کام کرنا ہو جلد کیجئے اب یہ عیاری قائم نہ رہیگی پردہ اُٹھا چاہتا ہے حال کھلا چاہتا ہے خواجہ
عمرو کسی ضرورت کو باہر نکلے تھے کہ وہ پرچہ گود مین آگرا خواجہ نے تنہائی مین اُسکو پڑھا قران و برق کو بھی
آگاہ کیا قران نے کہا جو کچھ آپ کی رائے ہو تو تدبیر دو پہر مین نہین ہوسکتی یہ تو دنون کا کام ہے عمرو نے کہا تم اتنا
خیال رکھنا کہ ملکہ مخمور زنہار اپنے قبضے سے نجانے دینا ڈھونڈنا تو میرے پاس ہے قران نے کہا مین سمجھ لونگا عمرو نے

اُسی وقت افراسیاب کو بلایا فرمایا ابدولت بوقت سحر طرف دریائے نیل کے جا بیٹھینگے لوح نظر ریسے لیکر بدست فرشتگان مقرب بالائے آسمان بھیجدینگے تم طرف تلو توسن کے جاؤ بدیع دلقصویر و لاچین کو بھیجدو اور تب مطلب ہی حاصل ہوگا دیر کرنے مین خرابی ہو افراسیاب نے رات ہی کو حکم دیدیا ناگاہ ماہ تابان کی فوج کو شکست ہوئی تاریکی شب فرو ہوئی نور آفتاب عالمتاب سے تمام دنیا کو روشن کیا مہر گیتی افروز کی عملداری ہوئی نقلان ضیا نے تفصیل شروع کی روشنی کی فوج جابجا مقرر ہوئی خواجہ عمرو تخت زبرجدی پہ سوار ہوے بارگاہ دانیالی کا سر رہا بہ ایک سمت قران ایک جانب برق قران نے پہلو مین اپنے پلنگ خونریز کو بٹھا لیا ہاتھ تھامے ہوے باتین کر رہے ہین تخت زرنیچ کئی سو گز بلند زیر تخت تمام عالم جمع ہو حیرت تخت پہ افراسیاب کے بپرندہ شکین پہ سوار غلغلہ یا خداوند بفیر ائیش کسیان طرح ہی ساز بج رہے ہین غزلین ٹھمریان گائی جاتی ہین ریتی مین ستارے چمک رہے ہین ہزارہا نازنینان زہرہ جبین جیسیان مہر کی ساتھ لباس پہنے ہوے زمین پر ناچ رہی ہین ایک نازنین شوخ و شنگ خوش آواز گلے باز یہ غزل نسیم دہلوی کی گا رہی ہو غزل

بزم غم کو دیکھکر دل خوش ہوا جلاد کا
غیر ممکن جمع ہونا نکہت برباد کا
ہاتھ آنا غیر ممکن طائر آزاد کا
یہ نیا ایجاد ہو میرے ستم ایجاد کا
پانون جنت مین گیا تھا کہ نکل تیغ سے رمع
سہل ہے شاد کرنا وہ دل ناشاد کا
وصل کی کیفیتین فرقت مین دکھلا دیجیے
آج اپنے جی مین ہو ٹکڑا جو سیے فرہاد کا
کہتے کہتے رہگئے ہنگام استفسار حشر
دیکھیے ایجاد کیجے اُس ستم ایجاد کا
باد خاموں بیوفائی کا نہین آتا خیال
شوق تیرا نور دل ہو کور مادر زاد کا
حسب دنیا الفت زر دل ہے دم بھر کم نہین
آگئی شرم وفا منہ دیکھکر صیاد کا

شور ماتم کیا ترانہ تھا مبارکباد کا
خود فراموشی اثر ہو اُس پرلی یاد کا
دیکھنا ہو دور سے قابو نہین صیاد کا
واہ کیا رعب جنون ہے آ کے منھ جائیے
یکبیک رو دیا منہ دیکھکر شداد کا
یاد آئین بیڑیان اور وہ گرانی طوق کی
وہ دہن مجھ کو مرا مین بوسہ لون فریاد کا
جب چلا تیر نظر آیا مرے دل کی طرف
کچھ محبت آگئی منھ دیکھکر جلاد کا
مجھکو بھی کچھ دید عادت مین رہا کرتی ہو نظر
رحم کا طالب نہین ہون آشنا بیداد کا
کیون نہ خنجر ٹوٹ جائے آکے نیز سے تم مین
اسپہ اس زاہد ارادہ ہو خدا کی یاد کا
حق خدمت چاہتا ہو جلد رہیے اے نسیم

قید مین آنا بہت دشوار ہو آزاد کا
دل دکھانا خاص پیشہ ہو میری فریاد کا
قبر پر آیا ہو دینے کو مبارکباد مرگ
ہاتھ کیسا کانپتا ہو جسم بھی فصاد کا
ایک کیا دو چار بوسے بھی تو خوش کرلین مجھے
کم ہوا سودا مرا منہ دیکھکر حداد کا
اُسکے کانون تک گئی ممنون ہیان ہم ہیچ
تھمتا ہو نشان بھی خانۂ آباد کا
رفتہ جور تازہ سینے کی میری طاقت کہان
جسطرح پہلو بدلتا ہو ترے بیداد کا
دیکھ لیتا ہو جو اُسنے آنکھ سے دیکھا نہین
حسن کی گرمی سے کشتہ ہو گیا فولاد کا
بعد آزادی بھی مدت تک نچھوڑا اپنے گھر
مدتون سے آہ ویران ہو قفس صیاد کا

افراسیاب نے سر اٹھا کے برق انداز و ابریق کو شنگاف کو حکم دیا ہے انگوشت کردگان ناچ موقوف کریں قدرت کو ان اشیا پر توجہ نہین ہی ہر ایک نعمت دنیا کی لذت فوت ہی انکے ہمراہ خود ملک لوٹ ہی ناچ گانے والے نہین مانتے سعادت دارین جانتے ہین چاہتے ہین ہم گائین قدرت کو رجھائین خوش ہو کر قدرت عمر بڑھائین اولاد عطا فرمائین کوئی نہین مانتا ہنگامہ عظیم برپا ہی واضح ہو کہ ماہیان جو زخمی ہو کر پلٹ آئی رات بھر درد زخم مین تڑپی صبح کو اُس نے کتاب بخت اوراق جمشیدی منگا کر دیکھے منہ پیٹ لیا کہا لو غضب ہوا شہنشاہ کو آگ لگے شہنشاہ نواز کو موت آئے عمرو نے دوسرا سامان کیا اور افراسیاب کو طرف دریائے نیل کے لیے جاتا ہی کنیزون نے پوچھا دریائے نیل مین کیا ہی ماہیان نے کہا دریا مین لوح طلسمی شکم زنہر یہ مین اور سر مین اسکے مہرہ اگر کہین عمرو زنہر یہ کو پا گیا ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیگا اژدر ان طلسم اسکے ساتھ ہین وہ بتلا دیگا اسکو قتل کرکے لوح و مہرہ لیجیے افراسیاب کو شکست دیجیے دوسرا معاملہ یہ ہے کہ بدقسمت نے نشان قید لاچین وغیرہ بھی بتلا دیا عمرو نے بڑی قیامت کی عیاری کی مین ابھی جاتی ہون جا کر گوڑ کیا زنگ مٹاتی ہون کل تو راہ مین بی مشتری کے بازار سحر کی سیر ہوئی سبطرح خیر ہوئی آج بھی وہی سودا ہی دیکھون کون زندہ آوے کس سے مقابلہ پڑے یہ کہکے پرواز پیدا کیے طرف لشکر افراسیاب کے چلی ملحوظ خاطر ہو یہان وہ وقت ہی ادھر تو مہرخ نے لشکر تیار کیا کہ ہم سدراہ ہون لڑتے بھڑتے تا بہ دریائے نیل جائین ادھر افراسیاب پرے باندھے ہوے زیر تخت خداوند جمشید حاضر ہو سرما و ابریق پیش رو لشکر آگے بڑھے سترہ سو نقارہ بج رہا ہی گھنٹ و ناقوس جھانجھ و ڈھولک کی صداؤن نے گوش گردون کو کر کیا ہی افراسیاب مشتاق ہی کہ تخت خداوندی بڑھے تو مین بھی جلو مین لشکر شل مور و ملخ جمع ہی حیرت جادو تخت پر ایک جانب مصور بے سیرانی وبہزاد نقاش و قلم کش مصاحبان مصور ملکہ صورت نگار اپنے نزدیک قدرت کی عزیزدار زیور و لباس سے آراستہ ٹہل رہی ہی ساتھ والون سے کہہ رہی ہی ہمارے بزرگون کو دیکھا ہمین سبطرح کا اختیار ہی زندگی موت ہمارے قبضے مین ہی ہمارے شوہر صاحب نے اگر سب نظام کر دیا مجرہ باے بلا بیکار رہے عزیزداران سامری و جمشید نامی و نامدار رہے جسکو چاہین زندہ رکھین جسکو قصد کرین مٹا دین ہمارا اکون ہمسر ہی ہمارے شوہر کے یہ نانا دادا ہین داؤد کچھ نہ تھا ناحق اُسنے دعوی خدائی کیا مین نے آخر اسکو مار الکر ذلت سے قتل کیا افراسیاب ہر مرتبہ آواز دیتا ہی یا خداوند منزل کھوٹی ہوتی ہی نیر اعظم بلند ہوا کئی ہزار کوس کا راستہ طی کرنا ہی سوائے ابد دولت کے ہمراہ تخت قدرت کوئی نہ پہونچ سکیگا دریائے نیل کی منزلین پچاس پچاس کوس کی ہین کوہ ہفت رنگ بھی راہ مین ملیگا صرصر ہفت رنگ برائے استقبال آئیگا وہ بیرہ قدرت ہی اُسکی دعوت قبول کرنا پڑیگی ایک شب وہان رہنا ہوگا عمرو و سفید دیو مین آواز دیتا ہی کہ

زمین ٹھہرا جاتی ہے مراد یہ ہے کہ قدرت کسی کی دعوت قبول نہ کرینگے آئندہ جو تیری خوشی سے قدرت نے یہ منصب
قبول کیے تنزل و تنزل چاہینگے ورنہ ابھی کہو طنا مین زمین کی کھینچ دین دریائے نیل اسی مقام پر آجائے
افسوس یہ ہے صدہا ملک ڈوب جائینگے خدا سے تباہ ہونگے قدرت اپنی ذات پر تکلیف اٹھائینگے اپنے بندون کی
تکلیف نہ قبول کرینگے انھین بندون کے واسطے یہ تکلیف گوارا کی افسوس یہ ہے کہ دل سے عبادت نہین کرتے الوہیت
مین رہتے ہین جب تو جفا کرتے مین کسی اہل ہند نے کیا خوب دوہرہ کہا ہے دوہرہ دکھ مین سب ہر کو بھجین سکھ مین بھجے
نہ کوے جو سکھ مین ہر کو بھجین تو دکھ کاہیکو ہوے اسوقت لشکر افراسیاب مین عجب طرح کا ہنگامہ ہے خواجہ
افراسیاب کو لیکر طرف دریائے نیل کے جایا ہی چاہتے مین یہ تو ظاہر ہو کہ بہار و باغبان زنبیل مین موجود مین
یہ بھی خواجہ نے دیکھا کہ لشکر مہرخ تیار کھڑا ہے آمادۂ جنگ و جدل ہے اسد نامدار بھی چالیس قدم سے آگے بڑھا ہوا
جوانان شیر دل ہاتھ تھمنے پر ہاتھ قصد کر رہا ہے کہ افراسیاب پر جا پڑون اسی تردد مین عمرو تخت نہین بڑھاتا کہ ایسا
نہو یہ سب مل کر روکین ہاتھ سے افراسیاب کے اسد مارا جائے برق دوان سے فرمایا ارے ان بختون کو ٹھہر کر
سمجھاؤ کہ سامنے سے ہٹ جاؤ خواجہ بشکل خداوند جمشید موجود ہین برق بصورت فرشتہ رحمت بڑھکے تخت سے کودا
افراسیاب سے کہا اے شہنشاہ قدرت فرماتے ہین مین بڑھکر ان بختون کو سمجھا دون کہ اے ملازمان شہنشاہ تم کیون
جان دیتے ہو مثل باغبان و بہار جہنم مین پھینکے جاؤگے امان نہ پاؤگے بغیر اطاعت افراسیاب افراسیاب
نے کہا آپ سمجھائیے میرا کہنا نہ مانینگے برق نے کہا مین چلا یہ کہکے جست و خیز کرتا ہوا چلا سامنے صف لشکر مہرخ کے
آیا آواز دی بی مہرخ صاحب تخت پر بیٹھی گئین تاج مین لیا نشیب و فراز کی کچھ فکر نہین منم فرشتہ رحمت خداوند جمشید
ذرا میرے پاس آئیے مین بخوبی سمجھا دون راہ راست دکھا دون ملکہ مہرخ تخت سے کود کر ڈرتی ہوئی کہ ایسا نہو فرشتۂ
رحمت مجھکو پکڑ لے گرفتار کر کے سامنے جمشید کے لیجائے برق کہ رہا ہے قریب آؤ قریب آؤ جب مہرخ بمشکل قریب آگئین برق
نے چپکے سے کہا اے مہرخ استاد نامدار خداوند جمشید بنے ہوئے بیٹھے مین براے خدا لشکر بڑھاؤ طرف دریائے نیل کے
جاتے مین خدا جانے کیا تو لوح لیا آئے مین استاد کو بھی اسی عیاری پر خاتمہ منظور ہے شہنشاہ قبضے مین انکی پلنگ خونریز
بھی اختیار مین ہے کہین جا نہین سکتا اسوقت کی تمھاری لشکر کشی نے بڑا ہرج کیا اب تک سو دو سو کوس نکل جاتے
یہ خبر حسرت اثر تمام عالم مین مشہور ہوتی ایسا نہو ماہیان زمرد پوش یا آفات مدہوش کسی کو بھیجین یا خود آکر ہین
ساری عیاری خاک مین ملجائیگی یہ مژدۂ فرحت افزا سنکر ملکہ مہرخ نامور مثل گل شگفتہ ہوگئین ہنستی ہوئی
پلٹین برق تیز تر قریب افراسیاب کے آیا کہا اے شہنشاہ مہرخ کو سمجھا دیا نمونۂ بہشت بھی دکھلا دیا دیکھیے

اب لشکر کو وہ ہٹا لینگی آپکو نذر کرینگی حقیقت مین مہرخ نے جاکر اسد وغیرہ کو سمجھا دیا اسد لیکر سب پھر اپنی اپنی
بارگاہ مین چلے آئے افراسیاب وجد کرنے لگا کہ کیا تاثیر فرشتہ رحمت کی زبان مین ہے ایسے سخن ناشنو قائل ہو کر
ہٹ گئے سب کے خیال پلٹ گئے مہرخ اپنی بارگاہ مین چلی گئین سب بھی پلٹ گئے اب عمرو نے برق کو اپنے پہلو مین بٹھایا
عرض کرچکا ہون پلنگ کو صاحب قرار دیکر اپنے تخت زبرجدی پر بٹھا لیا ہے آواز دی ای افراسیاب مرکب تیرا
منزل کھوٹی ہوتی ہے تیرا عظم برآمد ہوا افراسیاب نے بودھی پر ہاتھ ڈالا فوج مین باجے بجے علمہائے زرنگاری
کے پھر پرے کھلے عمرو نے قصد کیا تخت بڑھاؤن کہ آسمان سے نعرہ ہوا اباش او ساربان زادے مین آ پہونچی
ستم ملکہ ماہیان زمردپوش او افراسیاب خانہ خراب عمرو عیاری کرکے خداوند نبلہ غیرت سجدہ بھی کرچکا ایک ہفتہ
تیرے لشکر مین گذرا اور تو نہ پہچان سکا کبھی اوراق جمشیدی نہین دیکھتا آٹھ پہر مصروف عیش و عشرت رہتا ہے
ارے ظالم شہنشاہ جمشیدی کہان ہے پلنگ کیون آنکھون سے نہان ہے کیا شہنشاہ ساربان زادے کو دیدی آے
شہنشاہ نواز کی بھی جان لی عمرو نے جو دیکھا ماہیان زمردپوش بعد جوش و خروش مثل برق جہندہ تڑپتی ہوئی
آتی ہے وہین سے پکار کر افراسیاب کو بھی آگاہ کیا کلمات تخت دست کشی آتی ہے کہ عمرو کے تخت پر گردن اور اس
مکار ساربان زادے کے دو ٹکڑے کرون تمام اہالیان لشکر افراسیاب طرف تخت عمرو کے جھپٹے عمرو نے سفید مہرہ
بجایا انہین نعرہ کیا نعرۂ عمرو عرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم ٭ رنگ از رخ نجنک بد اختر ببرم ٭ در مجلس خسروان جو
گردم ساقی و تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم ٭ او ماہیان ہیچ تو نے شہنشاہ لی اگر ایک دن تو غفلت کرتی لوح طلسم بھی
لیتا لاجین و بدیع کو قید سے رہائی دیتا ایک دن مین طلسم ہوشربا درہم و برہم ہوتا اسوقت تکبیر ہجوم عمرو
والم ہوتا پلنگ خونریز نے چاہا اپنے کو تخت سے گرادون مہتر قران قریب تھے نعرہ کیا نعرۂ قران سرہا السیر جون
باد بہاری وجان سرہنگ در خنجر گذاری ٭ میدان از دو آتش فشانم ٭ منم مہتر قران شیر زیانم ٭ پلنگ کا ہاتھ پکڑ لیا
کود کے چھاتی پر چڑھ بیٹھے عمرو نے بارگاہ دانیال کو مثل سائبان کھینچا اسکے سائے مین تخت زبرجدی اڑتا ہوا چلا
اس تخت کا حال جابجا تحریر کرچکا ہون کہ ماہ رخ جادو نے حکمائے اشراقیین سے واسطے زبرجد شاہ اپنے معشوق کے
بنوایا تھا وہ اس تخت پر سوار ہو کر اپنے قصر حلق سے بارگاہ مین آتا تھا جاہ و جلال خداوندی دکھاتا تھا جب
خواجہ نے یہ تخت حاصل کیا کلین لگی ہوئی پائین ظاہر ہوا کہ سحر کا نہین ہے حکما نے کلون کے زور سے یہ تدبیر
کردی ہے کہ جہان بلند کرین جس مقام پر چاہین ٹھہرادین سب طرح کا اختیار ہے اب جو عمرو نے تخت اڑایا
نعرہ بھی کیا ماہیان کو تو افراسیاب لپٹ گیا کہ نانی جان وہان نجاؤ ساربان زادے نے کچھ جال

بھیلا رکھا ہوگا ایسا نہو کہ تم پھنسو افراسیاب نے ماہیان کو تو چھوڑا جادوگر واسطے خیر خواہی دکھانے کے لپیٹے
کھکے بلند ہوے جیسے عقاب پر ہاتھ ڈالی قصد کیا عمرو کی ٹانگ پکڑ کے کھینچیں بارگاہ کرامات بندگان دین ہی کی
مین ہاتھ ڈالکر کسی نے الٹا لٹکا دیا سر تلے ٹانگین اوپر ہزارون اکٹھے لٹک گئے زنبیل سے عمرو نے باغبان وبہار
کو نکالا یا تو زنبیل مین عمرو کی سیر دیکھ رہے تھے یا باہر آکر دیکھا عمرو نے برقع چہرے سے اتارا صورت اصلی
بنکر دوڑا تو دیکھا ہزارون جادوگر سحر کرتے ہوے آتے ہین قریب آکر بارگاہ دانیال مین لٹک جاتے ہین قران
جاتی پر پلنگ خونریزی سوار مین برق سونٹا پکڑے ہوے ہو ہو کر رہا ہی باغبان وبہار تصدق ہوے
کہا ای خواجہ کیا کہنا عمرو نے باغبان کو بھی ایک سونٹا دیا کہا ان ساحرون کو مارو نالائق غل مچاتے ہین کمال
افسونگری دکھاتے ہین باغبان نے بھی سونٹا ہاتھ مین لیا جادوگر اسطرح گر رہے ہین جیسے شمع پر پروانے یا قطرات
باران زراعت پر یا فوج ملخ چار جانب سے امڈی ہی عمرو مطمئن خوف وہراس کا نام نہین ایک سمت سے افراسیاب نے
آگ برسائی بارگاہ کو خبر بھی نہین ہوئی اس آتش سحر نے انھین کے لشکر کو جلایا سرما نے سحر کیا برف کے پہاڑ ٹوٹ گئے
انھین کے ساتھ والے ٹھنڈے ہوے ابرلق نے پتھر برسائے پہاڑ سحر سے اڑائے وہ بھی سب بلا لشکر افراسیاب پر
نازل ہی کسی کا سر پھٹا کوئی سنگدل دبکر ساحر پکارتے ہین سخت مصیبت ہی ماہیان وافراسیاب دور سے شعبدہ
سحر دکھاتے ہین بخوف قریب نہین آتے ہین ساحرون کے مرنے کی صدا بلند ادھر حریف دیو بند نے بڑھکر ملکہ مہرخ کو
خبر کی کہ استاد کی عیاری کھل گئی ماہیان نے وقت پر آکے قیامت برپا کی اب خدا انکی جان بچاے مہرخ وسرخ مو
وغیرہ سب بارگاہ سے نکل آئے بنگاہ غور دیکھا بارگاہ عمرو پر ابر سحر ساحران چھاے ہوے ہین آب وآتش کی بارش
ہی قتل عمرو کی کوشش ہی مگر کوئی کچھ نہین کرسکتا افراسیاب سحر کرتا ہوا آتا ہی ایک جانب ماہیان کو عمرو للکارتا ہی
کہ اری تو بھی آ بارگاہ مین لٹک جا جبھی غصہ کرکے چھپتی ہی افراسیاب لپٹ جاتا ہی کہتا ہی نانی امان دیکھو ہزارون
ساحر عمرو نے مار ڈالے لاشہ زمین پر گر رہے ہین لاکھون گنوار برائے زیارت جمع ہوگئے تھے اب بھاگے جاتے ہین
کاندھون سے چادرین گر پڑین دھوتیان کھلی جاتی ہین دمبدم غل مچاتے ہین یا خداوند سامری وجمشید مرد کو آکے ساربانچے
کی بدعت سے بچائیے لاکھ ترا پچڑکا منتر قران نے پلنگ کو نہین چھوڑا شکلین باندھکر ڈالدیا سحر فراموش شکلین بھی ہو چکین
دانت لگاے ہوے توبہ توبہ کر رہا ہی عمرو نے زنبیل سے دس پانچ گرگے نکالے کالی کالی صورتین سونٹے ہاتھ مین نکلتے ہی
ساحرون کو قتل کرنے لگے جب سر پہ سونٹا مارا کڑاکے کی آواز آئی سر پھٹا اندھیرا ہوگیا علامت ساحرون کے مرنے کی
ظاہر ہی غل مچا رہے ہین کشتی مرا کشتی مرا کی صدائین آتی ہین حیرت جادو سر پیٹ رہی ہی کہتی ہی شہنشاہ نے بڑا کام

کیا خداوند جمشید کو صحرا سے شکست ہزیمت دیکر خوشحال لائے سماربان نژادوں نے شعبدے دکھائے سب نے سجدے کیے وہ خود
کہتا تھا مجھے سجدہ نکرو سب اعتقاد میں چور تھے اے یار واپنے کو بچاؤ کم بخت بارگاہ کے پاس بچاؤ کیا ساحروں کی مٹی خراب
ہوئی کیا صورت انقلاب ہوئی ہے مصرعہ ورنہ تھا ملکہ ہاسے نانوا واسطے تیری خیر کی اگر ماہیان نہ آجاتیں سماربان ژادہ کو
لیکر بر سر دریائے نیل جا شہنشاہ زمہریر کو طلب فرماتے لوح و مہرہ اگر دستیاب ہوجاتا پھر طلسم کشا کے ہاتھ سے کون مہلت
پاتا صرصر نے بھی حکم دیا سرداروں کو اپنے سر پہ خواجہ عمرو کو بچاؤ برق لامع چیخ مار کر بلند ہوئی اور کڑک کر مثل برق
آسمان میں ڈوبی رعد و برق بھی چلے پرجا رعد نے چیخ ماری کئی سو کے سر پھٹ گئے برق کڑک کر گری ساحروں کے
سر اڑا دیے برق لامع نے دشمن اڑا دیے جلتے زمین کے جلا دیے آتش ترجیح گزیدہ لگی جس صف پر جا کر گری پامال کر دیا نقیب
و کلیت ہر ایک غول میں کہتے ہیں حکم افراسیاب کے منتظر ہیں جب دونوں لشکر آپس میں مل گئے بقول شاعر فرد دو لشکر ایشان
در آمیختہ قیامت بگیتی شدہ انگیختہ گیر و دار کی صدائیں آنے لگیں ملکہ صرصر نے گولوں کی بوچھار کی خورشید زرین کمر
نہایت زبردست ہے آفتاب طلا لتاب بنکر چکا وحدت دکھائی ساحروں کے بھیجے گھل کر نکل گئے دماغوں میں حسب ہوش قتل
اسد غازی بھری ہے خورشید چاک چک کے گرنے لگا سیکڑوں کو جلایا سرخ موسے کافل کشا نے لٹ کھولی اندھیرا ہوا اس
تاریکی میں سیکڑوں کو مارا ایک جانب ہلال سحر افگن کا ہلال زرین چل رہا ہے باغبان قدرت مثل نخل ست ساحروں
کو کچل رہا ہے نقیبوں نے پڑھکر یہ مطلع مصنف پڑھا مطلع جسے کہتا ہے تو غافل یہ میرا ہے یہ میرا ہے یہ جسکا ہے اسیکا ہے نہ تیرا ہے
نہ میرا ہے ہاے جوانان شیر دل وہاے صف شکنان کامل یہ وقت جانبازی ہے سر دینے میں سرفرازی ہے آج نام کرلو دامن
مراد گوہر انعام و اکرام سے بھرلو افراسیاب ایک ایک کو نہال کردیگا افسریان جنگی وقت جرات ہے یہی شیوہ ہمت ہے عمرو
لڑ جانے رو واسطے یار و دلیر کر پکڑ لو بخت عمرو وزیر لشکر نہ بیوقاچا ہے ہزاروں جادوگر مار کر گرادیے خواجہ عمرو مہرہ بجا رہے ہیں
اس مہرے کی آواز سے لشکر اعظمی گھوڑے سے بجاتے ہیں یہ وہ مہرہ ہے جو صاحبقران زمان پردہ قاف سے لائے تھے اسکی جھل
سے دلو جاگتا ہے ساحروں کے کلیجے پھٹے جاتے ہیں سحر سب تاثیر نہیں کرتا کیا کریں اپنا زور دکھاتے ہیں تا بجنت عمرو
جاگے ہیں جب لٹے بے لٹک گئے پھڑک پھڑک کر رہ گئے دھڑ ادھر لاشے اور سر ساحروں کے زمین پر گرتے ہیں ہزار ہا لاشہ پڑا ہوا ہے
لیکن افراسیاب و ماہیان زرد پوش یہی آواز دیتے ہیں خبردار یارو قدم پیچھے نہ ہٹے ساحر عمرو پہ جھوم جھوم کر جاتے ہیں مگر
مجبور ہیں کہ سحر تاثیر نہیں کرتا دانت نکلے گئے اور بلا میں پھنسے چیختے ہیں اور غل مچاتے ہیں ای شہنشاہ طلسم ہوشربا نے
ملازموں کو بچالیے سماربان ژادہ سے پرے کے پرے صاف کر دیے طلبہ اسے زرنگاری زمین پر کیچڑ پڑے ہیں جس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ دروغ گوئی میں جن علم یخ دعیبت فوج افراسیاب ہو گرا شکست کا نشان ظاہر ہے صرصر وغیرہ نے دیکھا کہ

کرکے افراسیاب نے لوہے کی دیوار بنا دی کہ عمرو اس پار بچا سکے عمرو دیوار آہن کو دیکھکر گھبرایا کہ اب طرف مہرخ کے
کیونکر جاؤن ایسا نہو کوئی گرفتار کرے افراسیاب چلا آتا ہے دونون لشکرون کے ہزارون ساحر مارے گئے بنگاہ
حسرت ملکہ مہرخ باشوکت تخت عمرو کو دیکھ رہی ہے دعا ورد زبان ہے کہ اے خالق مطلق واے کارساز برحق عمرو کو اس بلا سے
بچانا ہے مجھے اگر بیٹے کا کوئی ایسا زبردست آئے کہ جس سے افراسیاب وماہیان سے مقابلہ ہو وہ بادشاہ طلسم ہوشربا
سحر و ساحری مین یکتا زمین انسے ہزارون ہزارون کو پامال کر دیا مارا خاص بیانہ تھا بمصحف کسی اہل کا یاد رکھنا
دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است اس یکبی وبیکسی مین سوا سے تیرے ان مین وہ مددگار ہے نیز راز جو کلکم
مہرخ وغیرہ نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہنچا آسمان پر نقرہ ہوا منم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر استادان سخن سنج نے
تحریر کیا ہے کہ کوکب نے جو حالت واقعہ مین یہ ماجرا دیکھا فوراً برائے مقابلہ افراسیاب چلا اسوقت اگر پہونچا کہ عمرو
تخت اڑاتے ہوئے جاتا ہے افراسیاب نے لوہے کی دیوار بنا کر تیاری کی کہ عمرو بچا کے بارگاہ ماہیان سر پہ بیٹ جائے
عمرو کو مار لون ماہیان بھی اس سحر مین خبر لیتے کوکب نے آتے ہی اول دیوار آہن کو توڑا یعنی اک گولا جو بھی سے
نکال کر اس دیوار آہن پر مارا دیوار تھرائی ترتڑانے کی آواز آئی دو سرے حربے مین دیوار پھر اگر گرا کئی ہزار سردار و
ملازمان افراسیاب مارے گئے افراسیاب نے کہا دیکھو وہ ظالم آپہنچا دیوار سحر میری گرائی ہاے شنا بھی ہاتھ سے
گئی مشقت میری ضائع ہوئی گرمی مین مینہ وہ مزلیس تخت طرح مین کہ نہر جلتے تھے دھوپ سے شعلے بھڑکتے تھے آ
کیا جاتا تھا یہ افتاد پڑی اب وہان سب نامداران طلسم جمع تھے پلنگ خونریز گرفتار ہو گیا اگر شنا لیکر میدان
مین لڑتا تو ایک زندہ نہ بچیگا حیرت جادو نے بڑھکر تسکین دی کہا شہنشاہ اسقدر نہ گھبرائیے شنا مین آگ لگے
پلنگ خونریز بھاڑ مین پڑے آپ سلامت رہین ہزارون تاجداران طلسم ہوشربا باقی ہین در بند بندے ہین
شہنشاہ ظلم نے للہ اپنے وزیر صواب حسن گرداب آدم خوار کو بھیجو نگا چالیس لاکھ لشکر لیکر کوہ نیلے سے اُڑیگا لشکر
مہرخ کیا تاب لا سکیگا سب مارے جائینگے اب اسوقت آپ کوکب سے نہ مقابلہ کیجیے بڑے سامان لیکر آیا ہے افراسیاب
نے کہا مین نہ مانونگا آج کوکب کا سر کاٹ لونگا ملکہ حیرت افراسیاب کے دامن سے لپٹ گئی کہا اے شہنشاہ سخن شنید
بیخ دولت سے کھنے کا خیال کیجیے بیوہ ہونے سے مجھکو بچائیے حیرت سے افراسیاب نے دامن چھڑایا چاہا تیغ
کھینچکر جا پڑون حیرت نے سرادابرلیق کو پکارا ارے اکر شہنشاہ کو روکو سرادابرلیق دوڑے افراسیاب کو
روکا افراسیاب کو بڑا غصہ تھا دونون کو جھڑک دیا ادھر سے کوکب لڑتا ہوا آتا تھا افراسیاب نے گرد ہارا
کوکب نے انگلی اٹھائی اسم سحر پڑھکر اشارہ کیا گرد پلٹ کر فوج افراسیاب پر جھپٹا کئی ہزار ساحر مرے

دہائی دینے لگے ایسے دو چار سحر افراسیاب و کوکب مین ہوے کئی لاکھ ساحر مارے گئے تلوار کھینچکر کوکب افراسیاب
پر جا پڑا اتنی مہلت جو عمرو نے پائی تخت کو زمین پر لایا جہتر قران نے پلنگ کو بیہوش کر لیا جب تخت عمرو کا زمین
پر آیا جانسوز و ضرغام پلنگ خونریز کو کشان کشان لیگئے قید خانے مین جا کر زنجیرین پہنائین کئی ہزار نگہبان
مقرر کیے پلنگ تو قید ہوا کوکب و افراسیاب سے خوب تلوار چلی عمرو نے تخت سے اُتر کر گلیم اوڑھ لی تخت و
بارگاہ زنبیل مین رکھی اب بصورت ساحر لشکروں مین گھسا ہمیانیان مردوں کی کمر سے کھولین سیکڑوں کے
لباس اتار لیے مردے ننگے پڑے عمرو اُسوقت پہونچا کہ کوکب سحر افراسیاب سے زخمی ہو چکا تھا مہرخ و بہار نے
بڑے بڑے سحر کیے اگلے سحر کو وہ کب مانتا ہے اشاروں مین دفع کیے کوکب کو سامنے مین تلوار کے لیے ہوے جاتا ہے
کہ ہاتھ ماروں اسکا سر اڑ جاے کوکب ہٹتا چلا آتا ہے کہ پہلو سے افراسیاب کے آواز آئی ای شہنشاہ کیا کہنا دشمن
کو مار لیا تیرا کون ہم نبرد ہے تیری افسونخوانی سے کوکب گرد برد ہے افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا اس ہنگامۂ عظیم مین
صرصر شمشیر زن کرتی پھرتی آئی افراسیاب نے کہا ای صرصر اسوقت تو نے ہوا کا کام کیا یہاں تک کیونکر آئی سحر
سے تل رکھنے کی جگہ نہین صرصر نے کہا آپکا اقبال شریک حال ہے دیکھیے دشمن بچنے نہ پاے افراسیاب نے
پلٹ کر طرف کوکب کے دیکھا صرصر نے نعرہ کیا او مزور دیکھا تو نے حلقہ ہاے کمند گلے مین افراسیاب کے پڑے
جھٹکا مار کر حباب بیہوشی مار دیا افراسیاب گر کر بیہوش ہوا عمرو نے آواز دی ای کوکب لینا کوکب جھپٹا کہ
مین افراسیاب پر ہاتھ تلوار کا ماروں سر اسکا اڑ جاے زمین شق ہوئی شعلہ فولادی ہان ہان کرتا ہوا نکلا
کہا خبردار خبردار او کوکب کیا کرتا ہے شہنشاہ طلسم ہوشربا پر یہ بدعت یہ کہکر شعلے نے ماہیان زرد پوش کو بھی پکارا
ملکہ عالم دوڑیے شہنشاہ کو سب مل کر قتل کرتے مین عمرو نے بیہوش کیا یہ کہکے شعلہ گرد پھرنے لگا یہ نگہبان جان افراسیاب
مین غلامان سامری خیر خواہی مین لاجواب ہین یہ سنکر ماہیان بھی دوڑی خواجہ تو ٹھہر نہ سکے گلیم اوڑھکر بھاگے
ماہیان نے شعلے سے اشارہ کیا اسنے افراسیاب کو اٹھا لیا لیکر طرف باغ سیب کے روانہ ہو گیا کوکب نے
چاہا کہ شعلے کو روکون یہ جوانان طلسمی کب رکتے ہین ماہیان نے پلٹ کر حیرت کو حکم دیا کہ ای حیرت جو ہونا تھا
وہ ہوا اب کد و کاوش بیکار ہے مفت مین خدایگان سامری و جمشید قتل ہوتے مین شہنشاہ نہ بچے گی لیجانے والا
لیگیا تمکو سبکو داغ دے گیا مین بھی براے حفاظت افراسیاب جاتی ہون تم طبل امان بجوا کر پلٹ جاؤ
لڑائی سے کنارہ کرو ماہیان اُدھر گئی حیرت جادو نے دیکھا بہار وغیرہ نے اور دباؤ ڈالا گلدستے چلے
باغبان قدرت بھی جھومتا ہوا چلا اب جانباز و سرفروش بادۂ جرأت سے مدہوش مرنا جینا یکسان جلا

چہرون سے عیان بیان سب بھاگنے والے ملازمان افراسیاب لرزان و ترسان حیران و پریشان ہیبت ہی افراسیاب کے فرار بر قرار ہوا حیرت نے طبل امان بجوا دیا شکست فاش کا اظہار ہوا اگرچہ اکثر جمعیت پراگندہ ہوگئی لاکھ ساحر افراسیاب کے شریک واصل جہنم ہوے خواجہ عمرو تمام لشکر کو اپنے ساتھ لیکر پلٹے حیرت جادو شکست خوردہ اپنی بارگاہ مین آئی معصوں نے کہا آپنے کیون طبل بازگشت بجوا دیا لڑنے والے براے جانبازی حاضر تھے حیرت نے کہا مرشدزادو دست بچے میں آبلے پڑ گئے جس جانبازی سے وہ لوگ لڑتے ہین بخوف جان بچاتے ہین ادھر والے اب جان بچاتے ہین وزراے دربار مین بھاگ جاتے ہین مرنے والے سے ڈرنا چاہیے دیکھیے تو ساربان زادہ کہان جا کر بوبخا مرد کی شکل بنا کتنا بڑا دھوکا دیا دام تزویر بچھایا افراسیاب ایسے طائر زیرک کو پھنسایا یہ کہیے خیر ہوئی ہم سب دربار مین اسکے حاضر رہے جنکی صورت بنا تھا انھون نے مرد کی شراب کا چرچا موقوف ہوا جب چاہتا شراب پلا کر بیہوش کر لیتا صرصر نے ذرا شک کیا تھا اسکو بھی معتقد کر لیا جبدن سے لنگڑا عمرو گرفتار ہو کر آیا کسی گنوار کو بشکل عمرو قران پکڑ لایا صرصر کے جی چھوٹ گئے خود ہمکو ترغیب دیتی تھی مرشدزادے ساعت نیک تھی یہ عجب طرح کی عیاری ہوئی عیاری اسکا نام ہے دھوکا دیکے مہینون ہمارے گھر مین بیٹھا رہا کسی نے نہ پہچانا ہم لوگ بچ گئے خداوند تعالی کی قدرت نمائی ہے ہمیں ہمیشہ خفا رہتے ہین مگر پھر بندون پر رحم آگیا صرصر کو بلا کر براے خبر روانہ کرو مین براے ملاقات افراسیاب جاتی ہون دیکھون باغ سیب مین پہنچے یا پردۂ ظلمات مین گئے خبر لینا واجب و لازم ہے یہ کہکر حیرت جادو تخت پر سوار ہوئی صرصر براے خبر طرف لشکر عمرو چلی یہان ملکہ مہرخ جو پلٹ کر آئین بہار و باغبان حاضر ہوے خواجہ عمرو نے حکم دیا پلنگ خونریز کو لاؤ جب پلنگ بندھا ہوا سامنے آیا خواجہ عمرو نے فرمایا اے پہلوان منظر دای ساحر باتدبیر اپنے مذہب کی بندگی کو دیکھا جسنے خدا حیات کی سجدہ نکرنے دیا اپنے پیدا کرنے والے سے خالف ہوے سجدہ خاص نشان عبدیت معبود کا ہے جس سے پہچانا جاے کہ یہ بندہ اور وہ معبود پیدا کرنے والا اور کسی کے واسطے سجدہ زیبندہ و سزاوار نہین ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضرت آدم ابوالبشر کے واسطے حکم رب اکبر ہوا کہ ساتون آسمانون کے فرشتے انکو سجدہ کرین شیطان نے انکار کیا مغضوب درگاہ پروردگار ہوا معلم الملکوت لقب تھا یا ذلیل و خوار ہوا بال و پر جل گئے رتبۂ شیطنت ملا آجتک غنچۂ آرزو نہ کھلا تا روز قیامت خارستان نافرمانی مین پھنسا رہیگا صورت باغ مراد نظر نہ آئیگی اور سب فرشتے حکم بے نیاز بجا لاے سجدہ کیے یہ سجدۂ تعظیم تھا اپنا معبود نہین جانا اسی طرح شکر ہر کرین لے اپنے کو خطاے فاش سے بچایا تیرے جیسے سے جرأت و جہالت آشکار ہے یہ مقدمہ دین و آئین ہے انسان کو بخوبی غور کرنا لازم ہے یہ دکھا کیا ہے معاذ اللہ ہونے دو سر اگر دو میں نہ ہو انتظام

خدائی مین ہمیشہ خلل رہتا وہ وحدہٗ لاشریک ہے صاحبان معرفت کا یہی اعتقاد ٹھیک ہے اسطرح عمرو نے پلنگ خونریز
کو سمجھایا زنگ کفر آئینۂ قلب سے دور ہوا دل کو صیقل کلام ہدایت انجام خواجہ سے سرور ہوا قدمون سے خواجہ
عمرو کے لپٹ گیا کہا مین خوب سمجھا شکر ہے راہ ضلالت سے نکلا چشمۂ ہدایت پر پہونچا آپکے رہبر بافرمائی مین آج کو
حاضر ہون شہنا نوازی کا کام مجھسے سرمیدان لیجیے انشاء اللہ افراسیاب کو بھاگتے ہوے راستہ نہ ملیگا جو سامنے
آئیگا شکست فاش اُٹھائیگا مارا جائیگا عمرو نے پلنگ خونریز کو گلے سے لگا لیا مہرخ نے چپکے سے پوچھا کیون خواجہ
آپ تو نبض شناس فلک اساس ہین یہ کچھ آپ کو ثابت ہوا اگر تو نہین کرتا عمرو نے کہا پیشانی تو صاف روشن ہے یقین
کامل ہوا کہ لات پرستون سے بدظن ہے آئندہ پروردگار جانے بدین مضمون مصرع مصرع حال غیبی کس نمیداند بجز پروردگار
عمرو نے شہنائے جمشیدی زنبیل سے نکال پلنگ خونریز کے سپرد کی صرصر یہ سب کیفیتین دیکھ رہی ہے بشکل کنیز مہرخ اک
گوشے مین کھڑی ہے شہنا جو عمرو نے پلنگ کو دی باغبان قدرت کو بہت شاق ہوا زوجہ اپنی ملکہ گلچین سے کہا
آج ثابت ہوا کہ عمرو جوہر شناس لیاقت دان عالم نہین ہے ہمنے بدل وجان خدمت کی عہدۂ وزارت چھوڑ کے
چلے آئے کیسے کیسے رنج وملال اُٹھائے مہینون قید رہے مگر جادۂ اطاعت سے قدم نہ ہٹایا خواجہ کو ہمارا خیال نہ آیا
ایسی شے صاحب تاثیر نیا سردار جسکا امتحان بھی نہین ہوا دوست ہے یا دشمن کیا معلوم اُسکو حوالے کی ہم سمجھے تھے
یہ عہدۂ جلیل ہمکو ملیگا گلچین نے منع کیا خاموش رہو خدا انجام بخیر کرے شکایت وحکایت کرلینا آج تو خواجہ عمرو نے
وہ کام کیا تمام طلسم ہوشربا مین نام کیا یہ قصد ہوا تھا کہ اسی عیاری پر خاتمہ کردون لیکن فلک جفا کار گردون غدار
برائے مجاہدان دیندار ہر وقت بر سر گردش ہے مٹانے مین صاحبان لیاقت کے محو کوشش ہے ایکدن یا سیان
نمرد پوش آگاہ ہنوتی لوح طلسمی دستیاب ہوجاتی خود افراسیاب زہر یہ کو قتل کرتا لوح وہر دو اپنا شرف جانکر خدمت
مین حاضر کردیتا بنا ہوا کام بگڑ گیا اب خدا انجام بخیر کرے زن وشوہر یہ کلام کرکے خاموش ہوے لیکن باغبان قدرت
کے ملال رہا اسکا ذکر بھی تحریر ہوگا یہ حقیر بدون مطلب کوئی فقرہ تحریر نہین کرتا اس فقرے سے داستان شوکت بیان
کا لطف ملیگا صرصر تو یہ خبر لیکر چلی عمرو نے اسد غازی کو بلا کر گلے سے لگایا فرمایا ای نور نظر ای راحت جان کرنا ہو
بڑی خوشی کی بات ہے زبان سے افراسیاب نے سنجار کے سنا کہ بدیع الزمان وملکہ تصویر زندہ مین انشاء اللہ جب
قلعۂ لوس حصار فتح ہوگا یا وہ مسبب الاسباب اپنی قدرت کاملہ سے کوئی سبب پیدا کریگا جسطرح تمکو گنبد نور سے
بعد سات برس کے رہا کیا اسی طرح انشاء اللہ سرو خرامان حدیقۂ صاحبقرانی سے ملینگے ضرور غنچۂ آرزو کھلینگے آپ
کو بھی بڑی خوشی حاصل ہوئی مہرخ وبہار وغیرہ نے بھی خوش ہوکر کہا حقیقت مین خواجہ ہمیشہ افراسیاب یہی

کہتا تھا مین نے بدیع الزمان کو قتل کیا یا خود اپنی زبان سے مینے کہا اے شہنشاہ عیاران بخدا ہم لوگ مقدور اسکی خدمت مین حاضر ہین کوئی راز قید لاچین سے آگاہ نہ تھا ایسا افراسیاب معتقد ہوا کہ اس راز کو بھی کہیا ماشاءاللہ کیا عیاری کی پلنگ خونریز کہ رہا ہے اب آپ طبل جنگی بجوایئے اس ہوشربا کی جانبازی ملاحظہ فرمایئے یہان تو یہ ذکر مین تھا جشن عالی لشکر خواجہ مین ترتیب ہوا خبر سلامتی بدیع الزمان سے یہ خوشی حاصل ہوئی گویا بدیع الزمان کو رہا کر لیا ہر شخص خوشی خوشی کہتا پھرتا ہے شکر ہے خدا کا کہ صاحبقران نامدار کا فرزند اتبک زندہ ہے خواجہ عمرو نے پوچھ لیا یہان تو یہ کیفیت ہے ماہیان زمرد پوش افراسیاب کو لیکر باغ سیب مین آئی تیغ ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا ماہیان نے کیوڑا گلاب چھڑکا ہوشیار کیا حیرت بھی آ کر پہونچی افراسیاب سر پیٹنے لگا کہا اے نانی امان غضب ہو اسار بان زادہ شہنائے جمشیدی مع پلنگ خونریز کے لیگیا آپ مجھکو یہان کیون لائی مین الجھ کے مرتا عمرو کا تعقب نچھوڑتا کیون نانی امان اب جو پلنگ میدان کارزار مین آئیگا شہنائے جمشیدی بجائیگا اُس بار کو کون روکیگا یہی اسکا شیوہ ہے شہنا بجا کے بیہوش کرتا ہے انتہا کا جوان طاقت دار ہے چیر کے پھینکدیتا ہے ماہیان نے کہا پلنگ طاعت نہین کریگا یہ ذکر تھا کہ صرصر آ کر پہونچی افراسیاب نے کہا کیون بی ہوا صاحب کہان سے آتی ہو میاری دیکھی عیاری کا نام لینا سامنے عمرو کے بیکار ہے تمام روے زمین کے عیارون کا وہ پیر ہے کیا قیامت کی بات تھی یہ عیاری تھی کہ کرامات تھی کہو کیا خبر لائین اور جتنے عیار ہین وہ ہر کارے ہین خبر لاتے ہین عیار عمرو ہے کیا کمبخت نے غضب کیا پہلے احول بریع نشین بنکر میرا قلب اُلٹ دیا رات بھر کمبخت چیخا چلایا دشتون کے طور کی آوازین سنائین مین بوقت سحر دیکھا اسکو گھیر آگیا خون محبت نے جوش مارا اس خیال سے کہ یہ میرا بھائی ہے دعا کی اسکا جسم سنگی سے نکلنا اور ہدایت صحرائے مشک بیز کرنا اگر خود ارسطو اس عالم میں ہوتا دام مکر مین پھنستا آخر مین روتا اسوقت ہنستا ماہیان نے کہا اے افراسیاب عمرو کا مثل نہین ہے صرصر اکمال کرتی ہے کہ ان لوگون کے منھ چڑھتی ہے اسے بھی برابر عیاریان مین کسی مقام پر کم نہین رہی صرصر نے قدمون کو ماہیان کے بوسہ دیا کہ حضور میرے سامنے پلنگ خونریز مطیع اسلام ہوا شہنا عمرو نے اُسی کے سپرد کی وہ متقاضی تھا کہ جلد طبل جنگی بجوایئے میدان مین نکلکر افراسیاب کو للکارون شہنا بجا کے بیہوش کرون شل کر پاس کنیہ چیر کر پھینکدون اے شہنشاہ اب ملکہ حیرت کو جلد لشکر مین روانہ کیجیے اور آپ بھی تشریف لیچلیے کیا عجب ہے کہ عیاری ہو جائے تباھیان کو ناگوار ہوا بہت شاکی ہے کہ شہنا ہمین کیون نہ دی کیا ہم اس عہدے کے لائق نہ تھے ایسی بات سے کوئی تدبیر نکل جگی افراسیاب آمادہ ہوا ماہیان نے کہا آفرین صد آفرین خیر خواہان دولت کو یہی سبب

اسوقت تونے بڑی لیاقت کی بات کہی صورت سے باغبان کی پہچانا تاکہ اسکو ملال ہوا تیرا ابھی روشن ہوا کہ کمال ہوا
عمرو کے پاس تحفہ جات بزرگان دین مین جیسا کہ تخت اُسنے پایا ہم لوگ سو دو سو سال مشقت کرین تو تیار ہو بیٹھے
اُسنے عیاری کرکے ملک زیر جد سے لیا بارگاہ دانیال کی پاس ہے جسپر سحر تاثیر نہین کرتا یہ دن کسکو نصیب ہے گلیم عیاری
پاس موجود جسوقت قصد کیا غائب ہوگیا تو علاوہ اُن تحفہ جات کے عیاری کرتی ہے اسی حصر اگر شہنشاہے
جمشیدی لائی تو اہالیان ہوشربا کو زندہ کیا ورنہ عمرو یہ سوچیگا شہنشاہ نواز کو سپہ سالار لشکر کرون لوح کا مقام
معلوم ہوگیا بدیع الزمان ولاچین کی خبر سن چکا کہیگا شہنشاہ بچاتے ہوے لڑتے بھڑتے چلو جو کوئی مقابلے
پر آئے شہنشاہ بچاکے اسکو بیہوش کرو اسی طرح تا بہ دریائے نیل ہو بخوز وصر کو مار کر لوح وغیرہ لو اسی تدبیر سے
تا بہ قوس حصار جائیگا بدیع ولاچین کو قید سے چھڑائیگا افراسیاب نے بگڑ کر جواب دیا نانی امان بس خاموش
رہو تا ولایت نکرومین آپ جاکے کوشش کرونگا گھسکر بلنگ کو مارونگا وہ مسلمان ہوکر بیٹھے مین چھپین وہ دونگا
کہ وہ بیچیا میدان کارزار مین آئے شہنشاہ بچائے بقول شخصے انگلی آنتین گلے پڑین صرصر بھی عیاری کر گئی مین
انکا فکر کرونگا بیٹھے لشکر کو رخ مین بلنگ کو زرنے دونگا یہ باتین ہو رہی ہین کہ آسمان پر برق چمکی ساحرنے اگر نامہ لقا کا
افراسیاب کو دیا افراسیاب نے ابریق سے کہا پڑھو جاگتی جوت کے خداوند کیا تحریر فرماتے ہین ابریق نے پڑھا ہر لفظ
سے قہر وغضب ظاہر تھا کہ او افراسیاب خانہ خراب تو بڑا مغرور ہے سراسر تیری عقل کا قصور ہے برائے قدمبوسی قدرت
نہ آیا غرور نخوت تیرے تجھکو مٹایا اسد وعمرو کو بنے بیجا ہے بدون فتح طلسم ہوشربا وہ لوگ واپس ہونگے تو جاہل ہے
اسد تیرا قاتل ہے عمرو جیار ابن کامل حاضر الخاص عیار شگرز ہے اُسپر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے اُسکو بنے ملک الموت ساحران کا بنا
دیا ہے اب قدرت بہت تنگ مین تیرے طلسم مین آگ لگائینگے طرف ہفت کوہ زلازل کے چلے جائینگے اُسوقت تجھکو کیفیت
معلوم ہوگی سپہ سالار قدرت میرا صاحبقران زمان مع اپنے سرداران آتش وفرزندان صف شکن کے ہو بیچیگا ایک کو زندہ
نہ چھوڑیگا اسی مین خیر ہے کہ اگر قدمبوسی کرسا حری بیچنا موقوف کیجیے ایسے عیش مین مصروف ہوئے بہت نامہ طول وطویل
تھا ابریق نے چہارم پڑھا افراسیاب نے کہا نانی جان یہ مضمون سنا جاگتی جوت کے خداوند کو کون سمجھائے روز تقدیر
تو کرتے مین اپنے بندون کے شانے پر مرتے ہیں جب خداوند نے صندمین اپنا مقام مرد تی چھوڑ دیا الحمد لوٹنا جاہیے
بیا یا گھر مٹانے کیا بچ ہے تا ہے ہفت ہوشربا خاک مین مل چکا قدرت کا غصہ نہین کم ہوا کیون نانی امان مین کسطرح
برائے ملاقات خداوند جاؤن ماہیان نے کہا اسی افراسیاب لقا کا اعتقاد تو بالکل بیکار ہے صرف مکار وعیار ہے اپنا
ملک موروثی نہ سنبھال سکا جاگ کر بیان آیا ہمارے واسطے تقدیر بگھارتا ہے اپنی پشت کی خبر نہین رکھتا کسی

ساحر کو روانہ کردے ابکا جواب لکھ تحریر کردے مین نہین آسکتا مین بادشاہ طلسم ہوش ربا ہون اکیلا کیونکر آؤن جاہ و
جلال مین فرق آجائیگا اگر لشکر لیکے آؤن گا تو زمین تمہارے آب روانہ ممکن نہ تو کسی موقع پر آؤنگا ایک ہی دن مین سب کو
مٹا دونگا افراسیاب نے جواب لکھوا یا سرماے برق انداز کو بلایا کہا تم کوہ بوقلمون پر جاؤ پہاڑ پر کھڑے ہو کر آواز دو
ای مست ابلیس پرست بدمست تجھ سے اک ساحر پیدا ہوگا اسکو ہمارا پیام پہونچانا کہنا ای سرمست شیطان پرستی
بہت کی اب جاکر خداوند لقا کو سجدہ کرو وہان بختیارک ایسا شیطان بھی موجود ہی بڑی تمہاری خاطر کریگا
دشمنون کو انکے قتل کرکے تابہ باختر لیجاؤ شیر قدرت نبکر بیٹھو پھر ہوش ربا مین پلٹ کر نہ آؤگے ملک باختر بہت
آباد ہی ایک نامہ سرما نے لکھا جواب نامہ آقا اس ساحر کو دیا کہ اسکو خدمت مین قدرت کی روانہ کردینا وہ ساحر تو چلا گیا
سرماے برق انداز بالاے کوہ بوقلمون پہونچا نام سرمست لیکر آواز دی زمین سنگلاخ تھرائی آواز آئی حاضر ہوا اک
ساحر مہیب پہاڑ سے نکلا قد و قامت مین پہاڑ تھا قرابہ شراب کا ہاتھ مین تصویر شیطان گلے مین پیغام افراسیاب
سنکر بہت ہنسا کہا ای وزیر اعظم خداوند لقا کا شیطان بھی ہی سرما نے بختیارک کی صفتین بیان کین مست خوش ہو گیا
کہا مین ابھی جاتا ہون جاتے ہی زمین ہلا دونگا قدرت کو تابہ باختر پہونچا دونگا کیا ملازمان حمزہ بڑے ساحر ہین سرما
نے کہا جادوگر نہین ہین عیار قیامت کے ہین پہونچتے ہی پہونچتے تمہارے عیاری کرینگے ہوش ربا مین صرف چھ عیار آئے ہین
وہان ایک لاکھ چوراسی ہزار بیک بچہ موجود ہی اُنسے بچنا شیطان بڑے بڑے مسخرے بن کرتا ہی انکی باتون مین نہ آنا اگر
عیارون سے بچے فتح و ظفر حاصل ہوگی ورنہ پھر زندہ رہنا وہان دشوار ہی علاوہ ازین غرور سے اپنے کو بچانا
قدرت کو غرور پسند نہین ہی صدہا ساحر جاکر غرور مین مارا گیا سرمست نے کہا ای وزیر اعظم قدرت کے سامنے مین کب غرور
کرسکتے مین ابھی تمہارے سامنے فوج بلاتا ہون فورًا جاتا ہون یہ کہکر پہاڑ سے کودا آواز دی ای نمکخواران امداد لیت
جلد حاضر ہو سرما نے دیکھا درختون سے طائر اُترے زمین مین لوٹے پرون سے خاک اڑائی جنگل مین اندھیرا ہو گیا
بعد عرصہ دراز پھر سرمست نے اک چیخ ماری اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی سرما نے دیکھا سرمست اک عقاب بلند پرواز
پر سوار ہوا پشت پر ساحران عذار طاؤس وغیرہ پر سوار ہین نہین معلوم فوج کہانسے ہو گئی بانگاہ مین بھی اژدرون پر
لدی مین غلے وغیرہ کے چھکڑے لدوائے سب سامان سفر تیار ہی فقط روانہ ہونیکی دیر ہی سرما حیران ہو گیا دل مین کہا ہی
ہوش ربا کی سب باتین ہوش ربا مین کیا کیا ساحران یکتا ہین گوشون مین چھپے پڑے ہین شہنشاہ اسکو جانتے ہین ہمنے آجتک
اسکو نہ دیکھا تھا ایسے طلسم پر یکایک یہ بلا نازل ہوئی مقام افسوس ہی گلشن بخزان مین جھونکا ہواے گرم کا چل گیا
ایسا ایسا نخل تر و تازہ جل گیا سرماے برق انداز کھڑا دیکھا کیا سرمست عقاب اڑا کر مع فوج روانہ ہوا سمت طرف افراسیاب کے

ذکر داستان شوکت بیان لشکر لقا و صاحبقران پہونچنا سرست ابلیس پرست کا و حالات جنگ سحر و دیگر حالات عیاران و قتل سرست ابلیس پرست بیان ہوتے ہین خمسہ

در رہ عشق کہ اول رہ بیگانہ زدند — آتش شمع گرفتند بہ پروانہ زدند
بانگ بر خلق کہ از مشرب رندانہ زدند — دوش دیدم کہ ملایک در میخانہ زدند

گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

کوے جانا مین ملا جیسے کہ چہرے پہ بھبوت — خاکساری مری معراج ہے بہر لاہوت
گل سے حیرت سی ہے اسواسطے ہے مجھکو سکوت — ساکنان حرم سر عفاف ملکوت

با من خاک نشین ساغر مستانہ زدند

پہلے اک عمر جو منظور رہا اسکو فساد — خانۂ عیش رہا اسلیے میرا برباد
دن پھرے میرے تو پھر اُسنے کیا مجھکو یاد — شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد

حوریان رقص کنان ساغر مستانہ زدند

ایسا انصاف ہے عالم مین نہ دیدا ور نہ شنید — ساق افلاک سے ہے تا بزمین فرق بعید
سب چھپے جان کے دشوار جو امر توحید — آسمان بار امانت نتوانست کشید

قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

ابر و بے اثری مین کبھی رکھتا نہین دمع — بو الہوس کو نہین حاصل ہے جہانمین خبر شمع
کیون نہو عاشق صادق کے لیے خلط جمع — آتش آن نیست کہ بر شعلۂ او خندد شمع

آتش آنست کہ بر خرمن پروانہ زدند

گرچہ رعنا کا نہین آج زمانے مین جواب — لاجواب اُسکو کہون مین تو یہ ہے عین صواب
پر یہ انصاف کی ہے بات فہیمون کے حساب — کس چو حافظ نکشید از رخ اندیشہ نقاب

تا سر زلف عروسان سخن شانہ زدند

چہرہ ساحران خونخوار و افسونگران مکار و غدار ہوم خامے مین بجکم اسم سحر کو تحریر و تقریر مین یون آراستہ کرتے ہین شعار

نویسندگان سخن پردان | بنسطیر اوراق این داستان | مضامین رنگین بہم کردہ اند | سطور مرصع رقم کردہ اند

برسر کوہ عقیق گزار سلیمانی لشکر لقا و لشکر صاحبقران زمان مقابلے مین فرو کش مین کئی مرتبہ سلیمان عنبر نے ہوسے

گوہی نے لقا سے عرض کی خداوند طبل جنگی بجوائیے حمزہ سے مقابلہ کرون بختیارک نے منع کیا ای پہلوان دوران وای گرشاسب جہان نامدار طرف طلسم ہوشربا کے گیا ہی کوئی ساحر آجائے تو طبل جنگی بجے سلیمان کہتا ہی ملک جی اب کو ساحر پر بڑا اعتقاد ہی ہم لوگ بالکل بیکار ہوے آپ طبل جنگی بجوائیے ہم مقابلہ کرینگے ہمارے واسطے بدنامی ہوتی ہی حمزہ اپنے مقام پر کہتا ہوگا سلیمان کا بڑا نام سنا تھا میدان کارزار مین برسے مقابلہ نہین آتا ہمارے واسطے بدنامی ہی بختیارک کہتا ہی ای شہنشاہ مین ہرگز طبل جنگی بجنے کو حکم ندونگا ساحر کوئی آنے دیجیے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی یا خداوند ایک ساحر سیہ فام عقاب سوار مع ساٹھ ہزار ساحران غدار قریب کوہ عقیق اگر پہونچا عقاب سے اترا فوج کے تو آگے پرے جائے سب سر جھکائے کھڑے مین وہ افسر سجدے کرتا ہوا آتا ہی اگر کسی نے منع بھی کیا تو اُسنے جواب دیا اس زمین پر قدرت نے پاؤن رکھے نقش قدم خداوند پر سجدہ کرنا واجب ولازم ہی باواز بلند پکارتا ہی یارو گواہ رہو میرے دل مین غرور بالکل نہین ہی برائے خدمتگزاری خداوند آیا ہون فرمان شہنشاہ طلسم ہوشربا لایا ہون بختیارک ہنسا تحسین ہو گیا کہا صاحب یہ بڑے صاحب ہین دو کوس سے سجدے کرتے ہوے آتے ہین حکم دیا پردے بارگاہ کے اٹھا دو ایسے بندۂ مقبول کو ہم بھی دیکھین کس طرح تشریف لاتے ہین نقش غرور صفحۂ قلب سے مٹاتے ہین یہ انکا عجز وانکسار بالکل بیکار ہی یہ خداوند لقا کی سرکار ہی یہان گنہگار و بے خطا دونون ایک کون ہو مین کون نیک لئیق کی یہان خرابی ہی نالائقون کا دخل اگر ایک سرمو کوئی خطا کرے سر کاٹنے کا حکم ہوا اس دربار مین بسر کرنا دشوار ہی ہر وقت خطا دار ہی ہمنا اپنی جان کو رو یا جو رونا آئے کو دریائے اشک مین ڈبویا کہا حک تحمیلا کرینگے ملازمون نے بڑھکر پردۂ بارگاہ اٹھایا دیکھا مست فریاد کرتا ہوا آگر ا ہا کیان فوج لقا کا جمائو بھی ٹلتا ہی آج بڑا بندۂ خاکسار آیا لاکھون سجدے کیے نہین معلوم درگاہ خداوندی مین کوئی سجدہ قبول بھی ہوا بعض کہتے مین ای برادر مست یہان کا عجز و سرکشی دونون برابر مین شیطان صاحب کو رضامند کرو وہ تقدیرات قدرت مین دخل دیتے ہین بختیارک یہ سنکر دوڑا قریب آگر دامن تھام لیا کہا میان ساحر صاحب کیون اسقدر عجز کرتے ہو قدرت تمھارے مشتاق ہین چلکے قدمبوسی کرو دشمنان قدرت کو مٹاؤ قدرت کو تاب یا خبر پہونچاؤ یہ کام خداوند کو پسند ہی غرور کرنے والا دردمند ہی جہانتک ہوسکے اپنے کو غرور سے بچاؤ مست نے کہا آپ اپنا نام بتائیے مین شیطان صاحب کا مشتاق ہون انھین کی زیارت کے اشتیاق مین یہانتک آیا ساحر مست مشہور ہی کالفیسرشت ہون بختیارک نے کہا اس حقیر کو شیطان درگاہ خداوندی کہتے مین مجکو سجدہ کرو میری راہ پر کام کرنا غالب آئیگا ورنہ بہت پچھتائیگا مست اٹھا بختیارک کے گرد پھرا کہا ملک جی مین تمھاری رائے پر کاربند ہون جیلئے فرمائیے

اسی طرح مقابلہ کرو ان بختیارک نے کہا کچھ حال طلسم ہوش ربا تو بیان کرو کہ میان افراسیاب پر کیا گذری
حاضر ہونے کا کچھ پھل پایا بجنے بیٹھنے سے بیٹھے بیٹھے طلسم ہوش ربا کو مٹایا سرست توبہ توبہ کرنے لگا کہا ای شیطان درگاہ
خداوندی حقیقت مین طلسم ہوش ربا مرض زوال مین ہر مشعل ایسا کا پایا لپٹ مارا گیا تاریک شکل کش قتل ہوئی اور
اتفاق کا سر پھٹا نقارہ جمشیدی ٹوٹا اب شہنشاہ نوازی کی باری ہر یقین ہر لڑائی پڑی ہو اب تو کل اہالیان ہوشربا
کو یہ بڑی خوشی ہر کہ ملک اخضر گوہر پوش تشریف لائے پانچوان حجرہ کھلے ملکہ لعل بخندان و یاقوت سخندان خوشتان
سامری و جمشید حاکمان حجرۂ نجم خروج کرکے آئین وہ مسلمانون کو مٹائین افراسیاب سے کچھ نہین ہو سکتا اتکا ہم
سر پھٹا ہر وہ بھی اسی فکر مین ہر کہ ملکہ یاقوت کے ساتھ شادی کرون طلسم کشا کو لوح نہین مل سکتی عمرو بڑی جستجو
کر رہا ہر ابھی چند دن ہوے خداوند جمشید بنا تھا شہنشاہ نے کیا کسی کے کیے کچھ نہو سکا اسنے تو تدبیر کی تھی کہ اسی عیاری
مین لوح طلسم بھی لیلون لاچین بادشاہ سابق طلسم کو رہا کرون افراسیاب سے لڑواؤن وقت پر اہیان ہو گئی
عمرو بھاگ کر نکل گیا بختیارک نے کہا اے سرست وہ مرشد کامل ہادی رہنما کسی مقام پر رکنے والے ہین وہ بے رون فتح
طلسم ہوش ربا واپس نہونگے اب تم اپنی خیر مناؤ طبل جنگی بجواؤ جو ہم کہین وہ کرو قدرت بالکل بیوقوف ہین تمام کارخانہ
خدائی ہماری رائے پر موقوف ہین سرست بختیارک کے گرد پھرا کہا مین آپ ہی کا طالب تھا مدتون آپکا نام جپا بجہت
عبادت کی افراسیاب نے مجھکو تکلیف دی عبادتخانے سے نکلوا دیا دیکھیے آپکی تصویر گلے مین پڑی ہر ملک جی بھی جھکر
سرست سے لپٹے کان مین کہا ہمارے مذہب مین عیاری مکاری ضرور کرے سالون کو جا کر سرداران حمزہ کو گرفتار
کرو میدان مین نہ لڑو عیاری سے اپنے کو بچاؤ غالب ہوگے اسکے خلاف کروگے مارے جاؤگے سرست نے کہا مین آپکے
حکم کے خلاف قدم نہ رکھونگا بختیارک سمجھاتا ہوا سرست کو لیکر سامنے لقا کے آیا سرست نے لقا کو سجدہ نہ کیا لقا
نے کہا او بندۂ مغضوب سجدہ نہین کرتا ہر شرارت سنگ سیاہ کر دون سرست نے کہا دیکھیے منہ سنبھالیے وہ شخص شیطان
کا پرستار ہر آپکی گیدڑ بھبکی بیکار ہر لقا نے کہا اسکو جوتیان مارو بارگاہ سے نکالو لوگ اٹھے تھے کہ بختیارک نے
منع کیا کہا یا خداوند یہ ہمارا گشتہ بندہ ہر اسکے ہاتھ سے کام لینا منظور ہر مسلمانون کو تباہ نہ کیگی بختیارک
نے کلید عقل لقا ہر خاموش ہو رہا سرست اگر کرسی پر بیٹھا دن گذرا شام کو بختیارک نے کہا اے سرست بطور عیارون
کے لشکر اسلام مین جاؤ جو سب مین بڑا سردار ہو اسکو گرفتار کر لاؤ سرست نے کہا اے مخبوط قدرت خداوند لقا میسر
کیا مین سحر مین مجبور و ناچار ہون کہ عیاری کرون آپ طبل جنگی بجوائیے صبح کو میدان کارزار مین تماشا دیکھیے
ملک جی نے کہا ہماری رائے کے خلاف کرتے ہو سرست نے کہا ابھی جاتا ہون جو سب کا سردار ہوگا اسکو لاتا ہون

بختیارک نے کہا صاحبقران پر نہ ہاتھ ڈالنا وہ صاحب اسم اعظم ہین اُنپر سحر تاثیر نکریگا نام تمکو بتلادون شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان و عالمشاہ نوجوان و لندھور بن سعدان و مالک اژدرہا شمشیر تیغ زن و خورشید بن
ہاشم و لقوچ بن بدیع الزمان ان سرداروں مین جسکو پاؤ گرفتار کر لاؤ یہ سب نام سرمست نے یاد کیا اپنے مقام سے
اُٹھا ٹہلتا ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا الغرض راستہ طے کیا تھا اتفاق سے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع اُجلی شب
طلایہ پر تھے مرکب بڑھا کر لشکر سے آگے بڑھے ہوئے کھڑے ہین کہ سرمست پہونچا نور الدہر نے آواز دی کون آتا ہی
سرمست نے جواب نہ دیا ماش کا دانہ مارا شاہزادہ گھوڑے سے لڑکھڑا کر گرا سرمست نے بغل مین دبا لے اُڑا انکے
لشکر مین غل ہوا کوئی نور الدہر کو اُٹھا لیگیا عیاران لشکر اسلام دوڑے سرمست کانپتا ہوا سامنے بختیارک کے
نور الدہر کو لایا بختیارک نے کہا اپنے خیمے مین لیجا کو قید رکھو ہم تدبیر بتائینگے اسی طرح سرداروں کو گرفتار کر کے
لایا کرو لیکن رات کو ہوشیار رہنا سرمست نور الدہر کو لیکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا بختیارک یہان بیٹھا ہنس رہا ہی
کہتا ہی یا خداوند بڑے بڑے سردار آئے کبھی ایسا گڑھا نہ آیا تھا آج کی رات انکا بچنا دشوار ہی مگر دمواس خناس
سے کہا تم برسر بارگاہ سرمست موجود ہو عیاروں سے اسکو بچانا بیوقوف ہی اسکے ہاتھ سے خوب کام بن پڑینگے دونون
عیاران لقا برائے حفاظت چلے سرمست نے نور الدہر کو لا کر بارگاہ مین قید کیا ٹہل رہا ہی کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی
بختیارک آتے ہین بے اختیار سرمست بارگاہ سے نکل آیا دیکھا بختیارک آگے آگے ایک خدمتگار لالٹین لیے ہوے
پشت پر چار خدمتگار اسی جانب آتے ہین سرمست نے جھک کر سلام کیا کہا ای ہم شبیہ خداوند ابلیس اسوقت کیون تکلیف
فرمائی بختیارک نقلی نے کہا تم ہر چند کہ بڑے ہو مگر ہمارے بندے ہو ہم خود تمہاری حفاظت کرینگے سرمست خوش ہوگیا
کہا ملک جی شعر گر بسر و چشم من نشینی ٭ نازت بکشم کہ نازنینی ٭ اپنے بندے کو سرفراز کیا انکی محبت پر ناز کیا ساتھ لیکر
طرف بارگاہ کے چلا دمواس و خناس کو بختیارک نے برائے حفاظت مقرر کیا تھا وہ بھی لشکر مین پھر رہے ہین
ابھی بختیارک کو خیمے مین پہونچا کر آئے ہین اک ساحر سے جو سنا کہ ملک جی یہان آئے ہین بے اختیار دوڑے اسوقت
پہونچے کہ سرمست انکو لیکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا چاہتا ہی ان دونون نے دور سے آواز دی ای سردار نامدار و
ای ساحران عالیوقار یہ سب عیاران لشکر اسلام مین ملک بختیارک کے ساتھ ہم ابھی آئے ہین سرمست نے پلٹ کے
دیکھا جو امیر بن عمرو بختیارک بنا ہوا تھا سامنے سے بھاگا ساتھ اسکے شعبان خنجر گذار بھی تھا ایک ساحر کو اُسنے
خنجر مارا ابو الفتح اصفہانی و کلباد عراقی و مہتر ترک ختائی و مہتر مسخر بلخی وغیرہ ساتھ تھے کسی نے
حلقہ پانے کمند سے ساحر کو مارا کسی نے حباب بیہوشی مارا شعبان خنجر گذار نے حقہ آتشبازی داغ دیا دھوان چلا دو گردن

کو مار کر یہ تو سب بھاگ گئے لشکر میں غل ہوا بختیارک بھی اپنے خیمے سے نکلا یہ بھی سنا کہ تیری شکل پر عیار آئے تھے اُسوقت
سیو پہنچا کر سرست حیران و پریشان کھڑا ہے دس بار ولاشے لوٹ رہے ہیں بختیارک کو دیکھکر سرست رکا بختیارک نے
بڑھکر ہاتھ تھام لیا کہا گھبراؤ نہیں سرست نے ایک طمانچہ دیا کہا کیون مکار پھر وہی حرکت کی دھکا دیکر گرایا بختیارک
کے دانتوں سے خون بہنے لگا زمین پر گرا تڑپنے لگا چلا کر کہا ابے نالائق یہ تونے کیا کیا سرست نے کہا مین کیونکر پہچانون
جب بھی تو آپ ہی تھے بختیارک نے کہا وہ سب تمہارے باپ تھے انکا کچھ نکر سکے میرا ہاتھ صاف کیا دیکھ تو حرامزادے
کس ذلت سے تجھکو قتل کراتا ہون سرست کانپ گیا ہاتھ پکڑ کے ملک جی کو اٹھایا کہا معاف کیجیے آپ بددعا نہ کیجیے
بختیارک نے کہا مین جاتا ہون ذرا ہوشیار رہنا جس جوان کو تونے گرفتار کیا ہے یہ منظور نظر صاحبقران ہے یہ کہکے
بختیارک طرف اپنے خیمے کے چلا جب اپنی بارگاہ کے پہونچا تھا کہ ایک مردوا دوڑا ہوا آیا آواز دی ملک جی صاحب
ٹھہریے ہم نے ذرا مزے سے ناچ دیکھا کسبیون کو انعام دلوایا ہے جلد اک توڑا دیجیے کسبیان غل مچا رہی ہین ہائے زندون
سے کون زبان لڑائے بختیارک نے پردہ اٹھا کر اپنے خیمے مین پہونچا غلامون سے کہا چوبدار سے کہدو خزانہ بند ہو چکا
صبحکو روپیہ ملیگا غلامان بختیارک نے مردوے سے کہا مردوے نے کہا آپ لوگ ہٹ جائیے ہم ملک جی سے بات
کرینگے کسبیان ہمارا پیچھا چھوڑینگی یہ کہکر مردوا اندر پہونچا ملک جی رفیدہ اتار کر مسند پر بیٹھے تھے کہ چوبدار نے آکر
سلام کیا کہا آداب و تسلیمات اپنے چھوٹون کے ساتھ آپکو یہ مناسب نہین ہے قبلہ و کعبہ آپ سے فرمانے لگے تھے کہ ہمارے
لڑکون کا خیال رکھنا خوب آپنے محبت فرمائی بختیارک کا بنا جواہر بن عمرو خنجر بکف گھٹنہ ٹیک کر بیٹھ گیا کہا کیون جی
ہماری عیاری کو تونے خاک مین ملایا وسواس و خناس ہے ہم سمجھ لئے آپ سے ہمین بڑی شکایت ہے اب ہمارے ساتھ
چلیے نورالدہر کا قید ہونا چھوٹی بات ہے تمام سردار آمادہ ہین ایسا نہو لشکر پر آکر ہین ساحر دق کے ہاتھ سے صدمات اٹھائین
مین وعدہ کرکے آیا ہون کہ سنئے جب تامل کرین مین نورالدہر کو لاتا ہون آپ میرا عہدہ چھڑوائیے گا مقام برخوادہ جناب
کے بیٹھا ہون نائب انکا کہلاتا ہون اگر مجھکو تنخواہ سرکار سے نملتی آپ قبلہ و کعبہ کے پرانے دوست ہین کیا آپ
کفالت ہماری نکرتے جسطرح سے بنتا ہے بسر اوقات کرتے ہین آپکو نہین ستاتے آپ انکی مہربانی فرمائیے مین بختیارک
حیران ہوگیا جواب نہین دے سکا کہ پشت سے خیمے کے سر نکلا دیکھا شعبان خنجر گذار بھی خدمتگار بنا ہوا آن
آیا کہتا ہوا کہ بھائی صاحب انکو چھوڑیے گا نہین آج سارا فساد انہین کی ذات کا ہے شعبان کی پشت سے ابوالفتح
اصفہانی بھانجہ خواجہ عمرو کا آیا تینون گھیر کر بیٹھے ابوالفتح کہتا ہے ماموں صاحب چلیے فرزندان عمرو چچا جانتے ہین
بختیارک کہتا ہے صاحبزادو مجھکو کیون گنہگار کرتے ہو مین تمہارے بزرگون کا غلام ہون چچا ماموں نہ کہو جوانمرد

کہا آج چچا ہی بنا کے چھوڑینگے ابوالفتح کہتا ہی ماموجان کا سر کچلیں گے بختیارک نے کہا مرشد زادہ جو کہو وہ کروں کہا ہمیں سرست کے پاس پہونچا دیجیے آپ بھی ساتھ چلیے اپنے لڑکوں کے لیے بزرگ تکلیف اُٹھانے میں آپ ہی ہمکو عیاری سکھا ئینگے بختیارک نے کہا چلیے میں ہمراہ ہوں جواہر نے کہا ایک بات کا خیال آپ کو رہے اگر راہ میں کسی کو آگاہ کیا کہ فرزندان عمرو ہیں ساتھ میں یا سرست کے سامنے جا کر کچھ شیطنت کی تو آج ہم آپ کو مار ہی ڈالینگے یہ حرکتیں آپ کو قبلہ و کعبہ کے ساتھ زیبندہ ہیں بختیارک کی جان پر بنی ہی بہت خوب بہت خوب کہے جاتا ہی کبھی پکار کر آواز دیتا ہی ارے سب مرگئے کوئی میری خبر نہیں لیتا شعبان نے ناک پر خنجر رکھدیا کہا آپ پردہ کرکے نہ پکاریے صاف کہکر بلائیے ہم بھی تو آپ ہی کے تعلیم کردہ ہیں قبلہ و کعبہ سب کچھ سکھلا گئے ہیں بسم اللہ لباس پہنیے ایک نے لاکر جامہ پہنایا ایک نے رفیدہ سر پر رکھا ایک نے کمر باندھ دی آپ خدمتگار بنکر تیار ہوے ایک نے قلمدان ملک جی کا اُٹھایا ایک نے عصا ہاتھ میں لیا ایک نے لیٹا مگر پہلو سے ملک جی کے لپٹے ہوے کہ جہاں اشارہ بھی کریں خنجر ماردو انکا کام ہو باقی جو گذرے گی جھیلیں گے بختیارک سر جھکائے ہوے جاتا ہی کہ راہ میں طلایہ دار لشکر لقا ملا بختیارک کو دیکھکر سلام کیا کہا ملک جی اتنی رات گئے کہاں چلے یہ کون لوگ ساتھ میں بختیارک نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا بھائی جو تقدیر میں لکھا تھا وہ ہوا یہ تینوں تو پرانے نوکر میں ہمارے باپ کے وقت کے ملازم ہیں شعبان خنجر گزار نے برابر کہا اب زیادہ باتیں نہ بنایئے چلیے دیر ہوتی ہی میر طلایہ نے پھر پوچھا ملک جی تو کچھ عاجز نا چار سے ہو رہے ہیں بختیارک نے کہا پھر آپ کو کیا ملک الموت کے سامنے کوئی کلام کرسکتا ہی ابوالفتح نے خنجر کو کہہ سے ملا دیا ذرا سی نوک اُتاری چیخے کہا ماموں جان کچھ کہیے آپ کا تو میں خاتمہ کرتا ہوں بختیارک نے جھلا کر میر طلایہ سے کہا صاحب جائیے کیا میری جان لیجیے گا میر طلایہ دل میں کہتا ہی بڑا حرامزادہ ہی ہم کیا پوچھتے میں عجب طرح کی باتیں کرتا ہی یہ لونڈوں کو ساتھ لیکر بڑھ گیا بختیارک پاس سے دیکھتا رہ گیا جواہر نے کہا چچا جان اب چلیے شعبان نے اک دھول ماری کہ اب جلدی چل راہ میں مچل گیا تو نے تو بردے میں کہدیا میر طلایہ نہیں سمجھا بختیارک نے کہا اس لشکر میں سب احمق رہتے ہیں ان باتوں کو کیا سمجھیں گے مرشد زادو میں تمھارے ساتھ ہوں کام کرکے ساتھ چھوڑونگا جواہر نے کہا کیا کام کریگا ہمکو گرفتار کرائیگا یہاں لطف زندگی فوت ہی شیطنت کی تو آج تمھاری موت ہی رکتا رکتا بختیارک تا بہ بارگاہ سرست آیا سرست کو خدمتگاروں نے خبر دی شیطان پھر آتا ہی تین خدمتگار ساتھ ہیں سرست بیرون بارگاہ آیا دیکھا حقیقت میں ملک جی چلے آتے ہیں جھک کر سلام کیا بختیارک نے کہا ابھی سوئے نہیں موت نہیں آئی سرست

حیران ہوا کہ یہ شیطان کیسی باتین کرتا ہے کہا حضور غصے کا کیا باعث بختیارک نے کہا خیمے مین چلیے مین تو مصیبت مین پھنسا ہون تم باتین بناتے ہو سرست اپنی بارگاہ مین آیا شعبان نے کہا بھائی جواہر یہ بچیا تو ابھی بچے جاتا ہے یقین ہے ہمکو تمکو پھنسائیگا جواہر نے کہا ملک جی چلتے ہی شراب پلاکر بیہوش کرو دیر ہوگی تو ہم تمھارا کام تمام کر دینگے کہ دور سے دیکھا وسواس و خناس آتے ہین جواہر نے کہا ملک جی انکو تو ڈپٹ کر منع کرو صاف کہدو کہ یہان نہ آؤ دربارگاہ خداوندی پہ جاؤ بختیارک نے کہا بہت خوب دس قدم بڑھکر آواز دی ای وسواس و خناس اسوقت یہان نہ آؤ در دولت خداوندی پر جاکر پہرہ دو وہ بھی وہین سے پلٹے بختیارک نے کہا ارے نالائقو کیا جلد حکم مان گئے وسواس و خناس دل مین کہتے ہین عجب حرامزادہ ہے نہ مانتے تو شکایت کرتے اب مان لیا تو یہ کہتے ہین وہ بھی بھاگے بختیارک یہ کہتا ہوا پلٹا ساعت بد ہے انکے خداے نادیدہ کی مدد ہے سرست پکارا ہاے کہ شیطان صاحب آئیے کیا علم ہے تینون خدمتگار اندر گئے کہا ای سرست یہ شیطان ہے اسکی باتون پر نہ جاؤ اٹھو یہ سب کو بہکاتا ہے بندگان خدا کا دشمن رہروان راہ دین کا رہزن جلدی شراب لگاؤ صرف اسوقت وہ شراب ہی پینے کو آیا ہے لاؤ ہم گلابیان درست کر دین یہ کہکر جھٹ قرابے اٹھائے بیہوشیان ملا دین جام بھرکے بیٹھے بختیارک جو اندر آیا دیکھا ایک صاحب جام لیے بیٹھے ہین ایک صاحب بابان چھیڑ رہے ہین ایک صاحب گنگنا کے یہ غزل گانے لگے

غزل

عاشق گیسو و قد تیرے گنہگار ہین سب
تیرے بیمار محبت کے بیمار ہین سب
اب یہ صورت ہے محبت مین تمھاری ای جان
ہم اسیران قفس تازہ گرفتار ہین سب
ایک بھی بات نہ دل لیکے سنا ہے حضور
قائل اس آن کی بدزبانی کے مرے خار ہین سب
اسمین طاؤس چمن ہو کوئی یا کبک دری
خانۂ دل کی خرابی کے یہ آثار ہین سب
یہی انصاف ترے عہد مین ہے ای شہ حسن
رہے والی نہین ایک ستمگار ہین سب
کچھ انھین قدر نہین اتنی دل عاشق کی
مستحق دار کے پھانسی کے سزاوار ہین سب
دلبری کے بھی نہین طرز سے واقف اصلا
اپنے بیگانے مری شکل سے بیزار ہین سب
حسن یکتا سے دو عالم ہو تباہی ای دوست
یہ زبانی ہی فقط آپ کے اقرار ہین سب
نہ پڑو فکر دہان کمر یار مین تم
ای پریزاد ترے کشتۂ رفتار ہین سب
قیس و فرہاد کو سودا تھا ترا عشق دھا
واجب القتل محبت کے گنہگار ہین سب
بات کسطرح دم شکوہ ہو سر بزم اپنی
یہ حسینان جہان تیرے طلبگار ہین سب
یاس اطبا کو ہے مایوس یہ بیمار ہین سب
یہ حسینان جہان نام کو دلدار ہین سب
ظلم صیاد سہا جاے یکایک کیونکر
تیری وحدت کے مقر کافر و دیندار ہین سب
بیزبانی سے مین مجبور نہین سن لیجیے
کوئی واقف نہین غنچے کے اسرار ہین سب
بارش گریہ کے ہے ساتھ ہوا آہون کی
تیرے دیوانہ جہان باختہ ہشیار ہین سب
ان تیورون سے نہین امید خدا ترسی کی
ایک اپنا نہین وان انکے طرفدار ہین سب
اس توقع پہ کوئی باغ و مکان بنوائے

قربا یک نہ کام آئیگا بیکار ہین سب
لگ گئی ایذا مین مری کچھ نہین تنہا ہی شوخ
منتخب کرینگے قابل مرے اشعار ہین سب
بھولے ہین گردش مینائے فلک کا نیرنگ
دشمن جان مگر خواہان جفاکار ہین سب

ان دل آزارونکو الطاف پہ ہی دل تو مچل
ناز و انداز و ادا در پئے آزار ہین سب
تجھسا خوش وضع خوش آواز نہ دیکھا اب تک
اہل زر جتنے ہین مست مئے پندار ہین سب

آج کل دیکھے یہی آج جو غمخوار ہین سب
چیدہ معشوقون کے احصا کیے ہین موزون
یون تو معشوق زمانے کے طرحدار ہین سب
دوستی کرکے قلق اسنے بہت پہنچایا

خدمتگار نے کیا خوب غزل گائی خدمتگار مست تعریفین کر رہا ہی شیطان صاحب کے سر جھکا کر کہتا ہی ہم تو شیطان پر لعنت کرنے مین بختیارک آتے ہی بیٹھ گیا جواہر بن عمرو نے جام شراب بھرا ہوا ہاتھ مین ملک جی کے دیا کہا یہ آپ پیجیے یا اپنے دوست کو دیجیے جواہر طرف مست کے متوجہ ہوا کہا میان مست صاحب ملک جی کو جیسی آپسے محبت ہی ہزارون ساحر آئے کسی کو منہ نہین لگایا خود بخود اپنے خیمے مین بیٹھے بیٹھے فرمایا کہ اپنے دوست کے خیمے مین چلکر اسوقت شراب پیین گے دیکھو جام لیے بیٹھے ہین پیتے نہین تم انکے ہاتھ سے چھینکر پی لو بختیارک نے ہاتھ بڑھا کر کہا لو یہ جام پیو اب عمر بھر کو چھٹی ہی کبھی شراب کی خواہش نہوگی مست یہ بھی نہ سمجھا جام ہاتھ سے بختیارک کے لیکر پی گیا بختیارک نے کہا وہ مارا اسی منہ پر دعوی سرداری ہوش ربا کے کوچ کرکے آئے تھے افسوس تمھارا اکلال بھی نہ دیکھا مست نے نشے مین کہا اے شیطان کیا بکتا ہی جواہر نے کہا میان مست دل مین تمکو گالیان دیتا ہی یہ بڑا بدزبان ہی پورا شیطان ہی اسکی باتون سے خدا بچائے اور دو چار مصاحب جو مست کے حاضر تھے خدمتگارون نے قریب دیکھ انکو بھی جام پلائے ابو الفتح نے ملک جی کو بھی دیا کہا تھوڑی سے تو پیجیے بختیارک نے ہاتھ باندھ کے کہا بچا مجھے صاحب مجھکو تو معاف فرمائیے ابھی مین نے جلاب لیا ہی ضعف و نقاہت ہی حکیم کی ممانعت ہی یہ کہکے مست سے کہا ذرا انکو سمجھو جو ہونا تھا وہ ہوا مست پر بیہوشی تاثیر کر چکی تھی تیغ ٹیک کر اٹھا دم سے لڑکھڑا کر گرا ساتھ والے بھی بیہوش ہوے عیارون نے پلٹ کر دیکھا بختیارک چل دیا خیمہ چاک کرکے نکل گیا جواہر نے مست کا تو گلا کاٹ ڈالا نور الدہر بیہوش پڑے تھے انکو ہوشیار کیا کہا جلد اٹھیے جوکی کا گھوڑا مست کا دروازے پر تیار ہی سوار ہوکر نکل جائیے بختیارک جو نکل گیا ساحرون کو مست کے جگایا کہا یارو دوڑو سنو تمھارے آقا کے قتل کی آواز آتی ہی عیاران اسلام نے مارا ادھر سے جادوگر چلے ادھر جاکر سلیمان عنبرین موسے کو بھی جگایا القا کو ہوشیار کیا کہا خدا کے لیے اٹھیے مست مارا گیا القا نے کہا سچ ہی تقدیر کردم قدرت نے یہی تقدیر بنائے ہزار برس پیشتر لکھی تھی کہ مست عیارون کے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ کہکے بارگاہ سے نکلا بختیارک نے دوڑکے سب سردارون کو جگایا یہان نور الدہر بن بدیع الزمان مع ان عیارون کے بارگاہ مست سے نکلے مرکب پر سوار ہو دیکھا چار جانب سے

فوجیں چلی آتی ہیں جواہر نے کہا ای شہریار ہوشیار ہو جائیے بختیارک نے جار سیلو بھیجا ہو شیار کردیا اب لڑ بھڑکے نکلیے وہان طلائے پڑے جو نور الدہر غائب ہوے لشکر میں ہلڑ ہوا انکے سردار ہر زبر بیٹھے کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماسپ بن عنقویل دیو پر ورو صفدران ماہ منظر و درآج درّہ درگوش و اشکاش کشیدہ رود زرہاب خان و چین خان وکیوان انجم سپاہ و سہیل ستارہ چشم وغیرہ شبرنگ عیاران سب سرداروں کو لیکر تلاش نور الدہر میں طرف لشکر لقا کے چلا لشکر لقا میں ہنگامہ ہوا صدا سے نعرۂ شاہزادہ نور الدہر آئی نعرۂ نور الدہر

ہما سے اوج رفعت شاہبازے عرصۂ مردی	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند	پناہ لشکر اسلام نور الدہر کج بخشش
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خوانند	گر از لطفش بجرأت ہنر داشتم	لقا را بیک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم	شہر افروجوانان لقب یافتم	اپنے سردار کے نعرے کی صدا سنکر

جھپٹے جاکر دیکھا نور الدہر بلو فوج لقا میں گھرے ہین جواہر بن عمرو و شعبان خنجر گذار دستر ابو الفتح اصفہانی یہ تینوں عیار رکاب سے شاہزادے کے لپٹے ہوے ساحروں پر حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین کوہیون نے نور الدہر کو گھیرا سرداران مذکور شاہزادے سے آکر شریک جنگ ہوے سلیمان عنبر مو سے کوہی گیندہ بڑھا کر شب تیرہ و تار میں قریب شاہزادہ نور الدہر کے پہونچا اندھیرے میں رو سیاہ نے ہاتھ مارا سر شاہزادہ والا قدر کا زخمی ہوا نور الدہر نے داستانہ مارا تیغہ سر سے نکلا چادر خون چہرے پر آئی لیکن تیغہ خارا شگاف سلیمانی کو جھپکا کر ہاتھ مارا سلیمان کا گیندا کام آیا دوسرے گینڈے پر کوہیون نے اسکو سوار کیا پھر لڑنے لگا سرداران نور الدہر نے صف لشکر کوہیان کو درہم و برہم کیا نسیب شمشیر مردان عالم سے سیہ شب کٹی گریبان سحر چاک ہوا ستارۂ سحری چمکا علمداری ظلمت شب کی اٹھی علم زرنگاری شہنشاہ زرین پوش کا پھریرا کھلا سب پر احوال روشن ہوا طائروں نے زمزمہ طرازی کی اپنی اپنی زبانوں میں عبادت خدا کرنے لگے سرداران نور الدہر بھی جابجا گھرے فوج کوہیان بیشمار چند سردار جوش جرأت میں آپڑے اُس فوج شکستہ ہیچ میں پھنسے ایک ایک سردار دس دس ہزار سوار و پیدل میں لڑ رہا ہے کہ طرف سے لشکر اسلام کے گرد اکبھی نعرہ ہوا انتم رستم چلیتن و پیلکن گشتند و قویل ہندی و دو دیل ہندی و کشتند ٭ لپتیان فرنگی و درہم زن ملک زنگستان فرزند رشید صاحبقران سرکوب کافران شاہزادۂ علمشاہ نوجوان نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب	گنبسیت علمشاہ چو رستم لقب	علمشاہ رومی شہ پیل زور
کہ بر بخت مرزون انگندہ شور	پیل صف شکن رستم ذیوقار	گل باغ صاحبقران نامدار

علمشاہ کے آتے ہی طنبور گرد کڑایا کوروں کی پلٹنیں ساتھ لگل بجتا ہوا الا گرد فرنگی و مالا گرد فرنگی سپہ سالاران

لشکر علمشاد دم کٹے گھوڑون کی پشت پر سوار آگے آگے بڑھتے ہوے کرچین ہاتھ مین کھینچی ہوئین اپنے آقا کو دیکھا غول
پر کوہیون کے جا کر گرے شمشیر زنی کرنے لگے گورون نے سنگینین چڑھائین ادھے شراب کے کرے نکالے کاگ
کھولا غٹ غٹ پی گئے نشے مین صف دشمن پر جا پڑے سنگینین مارین اٹھا کر زمین پر مارا حریف کے استخوان چور چور
ہو گئے بگل بجا یا ہو دھاوا کرو دھاوا کرو ڈالو مرو کہ دوسری گرد اڑی نعرہ ہوا دارا ے صاحبجاہ ے سواد اعظم
ملک ہندوستان و رکن سلطنت صاحبقران خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان لو لاکھ ہندی پشت پر لندھور
فیل میمونہ مبارک پر سوار گرز خردی مردی پر جسکو اٹھارہ سو من کا دونون ہاتھون سے اٹھائے ہوے آتے ہی
فوجون کو تہ و بالا کر دیا ہندیون نے تلوارون کے نیچے دھر لیا لڑے بھڑے جانباز و سرفروش خون بہا گئی ہین
کامل جلے ہاتھ مارا مع راکب و مرکب جا لگا کر سلطان حورتے حیلہ کو گرز مارا پا اٹھا ہو کر رہ گیا مرکب و راکب کا نشان نہ ملا
دوسری جانب سے مالک اژدر صاحب نیزہ دوسر غلام نبی و جاکر حیدر اسی ہزار نیزہ داران عرب کو لیکر پہنچا
فوج لقا پر جا پڑا ایک طرف سے نعرہ ہوا منم خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین ایک جانب
سے آواز آئی شعر مہجور جہان سوز شہنشاہ تیر زن * نامم شدہ در سلک جوانان تہمتن * دوسرا نعرہ ہوا منم
رستم سرزمین مغرب فرامرز عادی مغربی یہ سردار فرداً فرداً پہونچے کہ زمین نغرہ ای طبل سکندری پر چوب پڑی
صاحبقران زمان نے بڑھکر نعرہ کیا نعرہ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال
ہمہ عفریت از تیغم عاری شدہ
ہمہ شہر آباد اسلام شد

منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد

سمندون بہ پیشم فراری شدہ
سلیمان کو جب لقب شد بہ قاف
اب تو جملہ سرداران تہمتن و غازیان

صف شکن بصد صولت و شوکت لشکر لقا پر جا پڑے شعر دو لشکر ز لشکر در آمیختہ * قیامت ز گیتی شد انگیختہ * نظم

ہزارون زرہ پوش خنجر گزار
وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے
فلک کا ہوا چرخ غبار آئنہ
چوا ادھر ون سے کٹے یہ کٹے ہوے

نیستان سے بھی بڑھ گئے نیزہ دار
ہوا سامنا تیر چلنے لگے
کھا حیرت کے عالم مین جا آئنہ
دیا سر کے بال اپنے علم نے کھول

وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے
نیامون سے خنجر نکلنے لگے
سوارون کے اک سمت پہلے ہوے
لگے پیٹنے سر دمامے و ڈھول

یہ ظاہر ہو گئی شاہزادہ کا نور الدہر کے سر سے اسقدر خون جاری ہوا کہ غش آنے لگا گردن مین مرکب کے
ہاتھ ڈالدیے تلوار نیام مین کی مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا مرکب اصیل نے اپنے آقا کو میدان کارزار سے

ے نکلو صدا سے ابو کان مین بھری ہوئی کشان پر نہ جا سکا آخر بے زبان حملاطون جسرا کے سہارا گیا کبت نور الدہر
کو کال ڈیگیا حال خبر بعد کو تحریر ہوگا بیان دو پرکالہ تلوار چلی سلیمان عنبرین موے کوہی ایکو اپنی جرات پر بڑا ناز
ہو مالک کوہستان مین سرفراز ہو صاحبقران پر جا پڑا صاحبقران تلاش مین نور الدہر کی صفون مین لڑتے بھڑتے مین
نہیب شمشیر مردان عالم سے سر کوہیان مثل برگ خزان دیدہ گرتے ہین سلیمان نے للکارا صاحبقران تیغ عقرب
کھینچے ہوے قریب سلیمان آئے ٹھہرنا آسمے مشکل کر دیا جلدی مین ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تلوار کو تیغ
عقرب سلیمانی پر کاٹا الجھا دے مین ہاتھ نکال کر تحیرا دار کیکے ہاتھ مارا سلیمان نے سپر کو چہرے کی بنیاد کیا
سامنے برق شمشیر کے ابر سپر کی کیا حقیقت تھی دو ٹکڑے ہوے کیا ہوی شب تھی کہ نکلتی دست زبردست صاحبقران
خود کو کاٹکر تا دو ابرو سیو کجا تیغ عقرب سلیمانی بھی کاٹ مین بے نظیر خون کا فوارہ کا بہت پیاشکم خالی ہی رہا دھبا خون
کا نہ آیا سلیمان نے جاتا نہ مارا وہ شمشیر برق نظیر تڑپ کے سر گردن پر گری اسکی بھی خرمن حیات پھک گئی سلیمان
گھوڑے سے گرا کوہی اٹھ پڑے عمدا ہاتھ سے جان دی سلیمان عنبرین موے کوہی کو بچایا ہوا خواہون نے ہوادار
پر ڈال لیا ادھر بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد لڑتے ہوے قریب تخت لقا پہونچے آج لقا بھی لڑ رہا تھا ساحرون کو
صاحبقران نے بھگایا وہ تو لاتند سرست لیکر طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگے حیران پریشان افتان وخیزان آپسمین
کہتے تھے ہمارے آقا سرست جام بادہ موت سے ایسے بدمست ہوے آنکھ نہین کھولتے ایک کہتا تھا مخمور مین ایک
کہتا تھا نشہ خماری مین چور مین آئے تھے خداوند کی مدد کو اس بلا مین پھنسے ہاے رات بھی نہ گذری ارمان دل
کے دل ہی مین رہے لقا نے جو بادشاہ کو آتے دیکھا آواز دی اے بندگان من یہ بندہ خرابی مجھ تک نہ آنے پاے ورنہ سبکو
سنگ سیاہ کر دونگا سنجالی باختری تو دل سے معتقد مین یہ بھی جانتے مین کہ اسکے دم سے ہماری آبرو ہے پہلوانان باختری
بادشاہ پر جا پڑے جس طرح شمع پر پروانے گرتے مین جس پہلوان نے ہاتھ مارا بادشاہ نے تیغ انتقام پر روکا نعرہ تکبیر
کرکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے ایک کی کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چرخ دیکر پہلوان پر مارا دونون پر اٹھا ہوکر
گر کے زیر سم اسپان پامال ہوے یکو ہیون کے حال ہوے چالیس پہلوان بادشاہ کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے
لقا بھی زر غیبہ تیا ہوا پڑھتا آتا ہو بختیار کہ منع کرتا ہو یا خداوند سنبھلو تقدیر تمھاری پھوٹی ہو یہ بادشاہ اسلام
قباد عالیمقام کا فرزند ہوش تمھارے منع زرین نہین ہو دیکھو صفون کو درہم و برہم کر رہا ہو اپنی جان بچاؤ سامنے
سے بچ جاؤ مبر جا کر پھینک دیگا اس شیر سے کون بدلا لیگا لقا کہتا ہوا من جو تقدیر کر دم قریب ہو بجا پشت پر
سے بادشاہ کو ہاتھ مارا دور سے رستم پیلتن ملکشاہ نے دیکھا استر بالا کبود پر کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کے

جا پڑا لقا کا سا سنا کیا بادشاہ کو آواز دی حضور بچیے بادشاہ ضیغم خون آشام پر جا پڑے اہالیان باختر سے
خوب لڑے لقا نے علمشاہ پر ہاتھ مارا علمشاہ نے وار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا لقا نے غل مچایا او شعبدہ پرداز
مدد قدرت پر ہاتھ ڈالتا ہی ابھی سنگ سیاہ کر دونگا علمشاہ غصے مین تھے اسکی یاوہ گوئی پر ہنس پڑے تلوار چھین کر
پھینک دی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر بقوت صاحبقرانی اٹھا لیا سارے لشکر نے دیکھا تمام کوہی ٹوٹ پڑے
خوب اس مقام پر تلوار چلی لقا بھی ہاتھ پر علمشاہ کے تڑپا چیخا غل بھی مچایا اسقدر تلوارین پڑین پشت و پہلو
لقا کی زخمی ہوئی آخر کمر زنجیر کھلی لقا زمین پر گرا زخمداری مین لوٹ مار کر بھاگا ہرچند علمشاہ نے تعقب
کیا اس بھگوڑے کو نہ پایا صدہا پہلوان بیچ مین آگئے لقا کو بچا لیگئے ملک جی نے حکم دیا طبل بازگشت بجا
صاحبقران واپس ہوئے علمشاہ کو بہت بھاری خلعت ملا مگر دیکھا سب پلٹکر آئے نور الدہر کا نشان نہ ملا
صاحبقران نہایت پریشان ہوئے جواہر بن عمرو نے عرض کی ای شہریار ہمارے سامنے شاہزادہ زخمی ہوا تھا
زخمداری مین گھوڑا نکال لیگیا لاشون مین بہت تلاش کیا کہین نشان نہ پایا کہین نیزہ کہین خنجر نور الدہر کا
پایا اسی وقت امیر با توقیر نے جواہر بن عمرو کو حکم دیا جلد جاکر تلاش کرو ہر گھڑی داغ تازہ دل پر جتا ہی پسر جواہر
کی بڑی تعریف کی خلعت ملا جواہر اسی وقت بانداز عیاری سے آراستہ ہو کر برائے تلاش شاہزادہ نور الدہر بن
بدیع الزمان روانہ ہوا اب حال خیریت مآل نور الدہر بن بدیع الزمان تحریر ہوتا ہی کہ گھوڑا انکو لیکر نکلا رات بھر
اڑا ہوا چلا آیا بوقت سحر قریب اک جھیل کے پہونچا پانی پیا بدن کو جنبش دی ماداج امیر عرب خانہ زین سے
بر روے زمین گرا گھوڑے نے گھٹنے ٹیک دیے زخمون کو چاٹتا ہی جب شاہزادے کو ہوش نہ آیا ہنہناتا ہوا
آگے بڑھ گیا جب نے آقا کو یاد کرتا ہی وہان سے دوڑتا ہوا قریب آتا ہی گرد پھرتا ہی پھر چرائی مین مصروف
ہو جاتا ہی اس حوالی مین ایک قلعہ ہی کہ اسکو قلعہ نگارستان کہتے ہین مصباح کوہی پہلوان زبردست قلعہ
نگارستان کا حاکم ہی نہایت بدمزاج آتشخو اسکو ہرکارون نے خبر دی کہ خداوند لقا سلیمان کے ملک مین تشریف
لائے مین مدت سے ہوکے پڑے مین صدہا کوہی ہاتھ سے صاحبقران دو فرزندان صاحبقران کے مارے گئے بہت
سے عزیز تمھارے مسلمان ہوئے لڑائی کا وہی رنگ ہی سلیمان عنبرین موے کو بہت تنگ ہی مصباح کوہی
تین لاکھ فوج جمع کر کے یہ کہکر سوار ہوا کہ جاتے ہی لڑائی فتح کرونگا قدرت کو تا بہ باختر پہونچا دونگا اپنی جانب
سے مفتاح تیغ زن اپنی بھائی کو حاکم قلعہ کیا یہ تو لشکر لیکر روانہ ہو گیا مفتاح تیغ زن جری بہادر خوشخو
خوشرو بوقت سحر برائے حفاظت رعایا قلعہ سے باہر آتا ہی شکار دوست بھی ہی شکار کھیلتا چلا آتا ہی کہ مرکب پر

نگاہ پڑی کہا یارو کسی کا گھوڑا پھر رہا ہی باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا ظاہر ہوتا ہی اسکے سوار کو قزاقون نے
مار ڈالا مرکب نہایت معقول ہی یہ کہکر مفتاح نے خود گھوڑا بڑھایا مرکب نور الدہر نے جو سوار کو اپنے عقب مین دیکھا
بھاگ کر اپنے آقا کے قریب آیا مفتاح کی شمع جمال نور الدہر پر نگاہ پڑی کہ اک جوان ماہ رخسار انتہا کا زخمدار لاکھون
روپے کا جواہر جسم پر آراستہ قبضہ ہاتھ مین جما ہوا بیہوش پڑا ہی گھوڑا گرد پھر رہا ہی خود بھاور ہر چین ہوگیا ساتھ
والون کو آواز دی لو یارو مین بدنام ہوا بھائی صاحب فرمائینگے میرے نہونے سے مسافر اس حوالی مین مارا گیا قزاقون
نے اس شیر دلیر کو گھیر لیا صاف ظاہر ہوتا ہی کہ خوب لڑا زخمون سے چور چور ہوا مال اپنا نہین دیا آخر کو غش کھا کے
گر پڑا وہ نامرد بھاگ گئے ہاے کیا جوان مارا گیا یہ کہتا ہوا قریب آیا آمد و شد نفس کی صدا سنکر کہا یارو شکر ہی
خداوند لقا کا کہ زندہ ہی کہین سے چارپائی لاؤ اٹھا کر لیچلو مین اپنی جان لگا دونگا بروقت ہوشیار ہونے کے اس سے
حال پوچھونگا بیخ تک قزاقون کی اکھیڑ کر پھینک دونگا ہماری عملداری مین یہ بدعت کچھ نامردون کو خیال نہ آیا سوار
گھوڑے دوڑا کر گئے گاؤن سے چارپائی لائے مفتاح نے اس شمع بزم جرأت کو گود مین اٹھایا چارپائی پر لٹا کر ہمراہیون سے
اشارہ کیا دل سے اسکو محبت ہوئی ایک پائے پر خود ہاتھ ڈالدیا اسکو سپاہی لپٹ گئے ہاتھون ہاتھ چارپائی اٹھالی
مرکب کو بھی ساتھ لیا قلعہ نگارستان مین لیکر آیا اپنے قصر مین لاکر چارپائی کو رکھا جراحون کو بلایا کئی ہزار روپے
جراحون کے سامنے رکھدیے کہا بھائیو اگر یہ جوان مرگیا مین اپنے کو ہلاک کرونگا اگر اسکو صحت دی جو مانگو گے
وہ دونگا جراحون نے زخم دیکھے شراب سے دھوکے کہا نہ گھبرائیے زخم تو بڑے قیامت کے ہین مگر کوئی رگ پٹھا
نہین کٹنے پایا بہت جلد صحت ہوگی یہ کہکے مرہم کی پٹیان چڑھائین زخم باندھے جراح تو رخصت ہوے مفتاح تیغزن
پروانہ شمع جمال نور الدہر خود کرسی بچھا کر بیٹھا رومال ہاتھ مین مگس پرانی کر رہا ہی خدمتگارون پر نہین چھوڑتا دمبدم یہی
ذکر ہی کہ یارو یہ ہوشیار ہو حال جنگ پوچھون تو دل کو قرار ہو بعد دیر کے شاہزادے کو ہوش آیا اپنے کو عمدہ مکان
مین پایا قریب پلنگ کے اک جوان ہتھیار لگائے ہوے بمحبت مگس پرانی کر رہا ہی جیسے ہی نور الدہر نے آنکھ کھولی مفتاح نے
آواز دی ارے یخنی لاؤ پیالہ یخنی کا اپنے ہاتھ مین لیکر نور الدہر کے ہونٹون سے لگا دیا نور الدہر اٹھنے لگے مفتاح نے
کہا اے شمع دودمان جرأت وای چراغ بزم شوکت ابھی اٹھنے کا ارادہ نہ کیجیے نور الدہر نے فرمایا مجھ مین قوت باقی ہی
آپ نہ گھبرائیے لیکن اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے کہ یہ آوارۂ دشت ادبار یہانتک کیونکر پہونچا
مفتاح نے ہنسکر کہا اے جوان سپاہی کا سپاہی دوست ہی مفتاح تیغزن میرا نام ہی مصباح کوہی بھائی میرا
براے مدد خداوند لقا گیا ہی اس زمانے مین مین حاکم ہون تمکو صحرا مین پڑے ہوے دیکھا براے خدمتگاری

اٹھالایا آپ کا مرکب و ہتھیار و زیور وغیرہ سب موجود ہین لیکن اے جوان زر کے واسطے جان دیری کتنے قزاق تھے جنسے مقابلہ
پڑا مین بہت مشتاق ہون یہ زخم سر کے ہاتھ کا ہے تمہارے قریب کوئی لاش نہین کوئی تمہارے ہاتھ سے نہ مارا گیا قزاق
سب صحیح و سالم نکل گئے اے جوان رعنا اصغر کو تو لیا ہوتا نورالدہر نے فرمایا کہ اے بہادر چوردن کی یہ مجال ہے کہ مردان عالم
پر ہاتھ ڈالین تمنے ضرور ذکر سنا ہوگا نام ہمارا مثل آفتاب عالمتاب کے تمام عالم مین روشن ہے ہر ایک پہلوان کوہی ہمارے
نام کا دشمن ہے میرے جد عالی تبار صاحبقران نامدار قبلہ و کعبہ ہمارے بدیع الزمان گرد لشکر شکن اس حقیر کو نورالدہر
بن بدیع الزمان کہتے ہین لشکر لقا مین تلوار چلی سلیمان سے مقابلہ ہوا اُسکے ہاتھ سے مین نے زخم کھایا زخم کھا کر ہاتھ
مارا اتنا تو مجھے بخوبی یاد ہے کہ وہ بھی زخمی ہوا اسی زخمداری مین فوج کو یہان سے لڑا سر پر زخم تھا نہ سنبھل سکا
بیہوش ہوا مرکب اصیل اسطرف نکال لایا یہ سنکر مفتاح تیغزن کو سناٹا آگیا مصاحبون خدمتگارون کو پاس سے
ہٹایا کہا اے شاہزادۂ والاقدر سلیمان عنبرین موے کوہی کے ہم لوگ خراج گزار ہین اب یہ نام نہ لینا یہان والے
دشمنی کرینگے مین بہادر کا دشمن نہین ہون چاہتا ہون تمکو صحت ہوئے خیر و عافیت کے ساتھ لشکر صاحبقران مین
پہونچا دون آپ کے بزرگون کے حالات جرأت بخوبی سنے ہین طہماس بن عقویل دیو پیر آپ ہی کا رفیق ہے
نورالدہر نے فرمایا میرا مہربان شفیق ہے مفتاح نے کہا آپ نے طہماس کو زیر کیا نورالدہر نے فرمایا وہ میرا عاشق صادق
یار موافق ہے حقیقت مین بہرام فلک اُس سے آنکھ نہین ملا سکتا تھا بمحبت میری رفاقت اختیار کی میرے کل
سردارون کا افسر ہے مفتاح تیغزن بہت خوش ہوا کہا اے شہریار مجھپر احسان کیجیے اپنا نام اصلی کسی کے سامنے
نہ لیجیے گا مین چاہتا ہون اس بیشۂ شیران دشت نبرد مین جب آپ صحت پاکر جائین مجھ حقیر کا بھی ذکر ہو لالائے کوئی
پوچھے یہ راز نہ کہیے گا نورالدہر نے فرمایا اے برادر ہمکو جھوٹ بولنے کی عادت نہین ہے اگر کوئی ہمسے نہ پوچھے گا
کیا کچھ بڑی شوکت ہے ہمکو کیا ضرورت ہے کہ یہ فخر کہین کہ سلیمان عنبرین موے کوہی کو زخمی کیا اگر کوئی پوچھے گا تو
ہم نہ چھپائینگے مفتاح کا ان باتون سے دل روشن ہو گیا خدمتگاری مین مصروف ہے جراحون کو بہت کچھ دیا
اپنے دل مین بڑی خوشی کرتا ہے کہ یہ جوان بے نظیر جب اپنے دادا کے لشکر مین جائیگا ہمارے احسان کا ذکر کریگا
یہ تو بہادر لوگ سمجھینگے کہ مفتاح تیغزن بھی بہادر ہے نام کے واسطے انسان سب کچھ کرتا ہے ہفت اقلیم کے بہادر
وہان جمع ہین افسوس مین بھائی صاحب کے ساتھ نگیا بڑا لطف اٹھتا صاحبقران زمان لندھور بن سعدان
وغیرہ سے مقابلے ہوتے بھائی صاحب خوب شکار کھیل رہے ہونگے خداوند لقا یہ تقدیر کرین کہ بھائی صاحب
دو چار وہان کے پہلوان زیر کرین اپنا رفیق بنا کے یہان لائین ان جوانان صف شکن سے محبت ہو شہرون

سے ذکر پوچھین اپنے بھی حالات کہین بڑی کیفیت ہو اب تو اس جوان کو جلد صحت ہو اپنے لشکر مین خیر و عافیت سے
پہونچے یہ بھی سمجھا دو نگا کہ بھائی صاحب کو نہ خبر معلوم ہو کہ ہم زخمی ہو کے شہر نگارستان مین پہونچے وہ تو کچھ
کہینگے خداوند لقا کو ناگوار ہوگا کہ ہمارے دشمن کو اپنے گھر مین کیون جگہ دی مقام خوف ہے کہیں الٹی پلٹی تقدیرین
کردین دل مین خوش ہے کبھی طول ہوتا ہے ایک ایک سے یہی فرمایش ہے جراحون پر یہ تاکید ہے کہ جلد علاج کرو
یہ جوان صحت پائے جو مانگو گے وہی دونگا ایک ایک کو نہال کر دونگا میرے مہمان کو اذیت نہو ہر وقت اسی فکر مین
رہتا ہے بقدرت پروردگار بعد ایک ہفتے کے شاہزادے نے غسل صحت کیا مفتاح نے اسدن روشنی کرائی
طائفے بلائے سامان عیش و نشاط مہیا کیا نور الدہر کو لاکر مسند پر بٹھایا طائفے آئے مجرا ہونے لگا داروغۂ ارباب
نشاط سے تاکید ہے جو چیدہ منتخب گانے والیان ہون انکو لاؤ بہت کچھ آج صرف کرونگا یارو یہ شخص بڑا جلیل ہے آج
اپنے لشکر مین ہوتا خوشی مین صحت کی اسکے بزرگ لاکھون روپیے صرف کرتے داروغۂ ارباب نشاط چھانٹ کر
ایک طائفہ لایا ایک نازنین موسومہ بہ لذت بخش گانے مین کامل حسین خوش رفتار طوطی گفتار سرو قد غنچہ دہن
سمن عذار کرشمہ و ناز ہمراہ دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوے مفتاح تیغزن نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ نہال کردونگا
بی لذت بخش ہمارے مہمان کو راضی کرو بڑے بڑے عمدہ گانے والون کو انھون نے سنا ہے صاحب جاہ و جلال تاجدارون
کے تاجدار پہلوان نامی و قار عالی مقدار سب صفتین میرے مہمان مین موجود ہین قدرت خداوند لقا ایسا شخص میرا
مہمان ہے خداوند لقا کا احسان ہے بی لذت بخش آج تو جان لڑا دو لذت بخش نے کہا میان مفتاح صاحب
آپ روشنی انجمن جرأت ہین ہم آفتاب آسمان بزم زینت مین میان کو دیوانہ کردون وہ غزلین سناؤن ٹھیکر تاؤن
تمھارے قدمون پر گرین کہ بی لذت بخش کو بلاؤ ہم حیلہ کرین یا کہ ہمکو فرصت نہین ہے اور جگہہ مجرے مین جانے کو
مین کہو تو تنکے چنین ابھی قدمون پر گرین پروانہ وار گرد پھرین خوب آپ آگاہ ہین سیکڑون نامبردے کئی
جوانون نے سنکھیا کھائی کئی نے گلے کاٹے انکی سرکار مین مقدمے دائرہ ہو چکے مین نے کہدیا میری بلا پوش سے
مرگئے اپنے مہمان کی خیر منایئے زیادہ نہ مجھکو سمجھایئے یہ کہکر بی لذت بخش اندر آئین نگاہ جمال بیمثال نور الدہر
پر پڑی نگاہ سے نگاہ لڑی دیکھا فر و شوکت جرأت و جلالت چہرۂ بے نظیر سے ہویدا و آشکار چاند کے ٹکڑے
دونون رخسار پیشانی نور آگین فتح و ظفر دست بستہ خدمت مین حاضر ہین سپر و شمشیر آگے رکھی ہوئی ہے شہر
بے مثال حسن و جمال مسند پر بیٹھا جھوم رہا ہے بی لذت بخش کی جان پر بن گئی جی جا ہو دو لیکر بلائین لون وارونہ
گرد شمع جمال پھرون اپنے حسن و جمال کو بھول گئی گل رخسار دیکھکر بھول گئی ناچ گانا سب فراموش کردیا جیرت

کا جوش قریب تھا کہ بیہوش ہو کر گرے سارنگی بجانے والے کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر اپنے کو سنبھالا عرصہ دراز تک گلچینی گلشن جمال ہنیال کرتی رہی وہ آتشنو ٹھنڈی سانسین بھرتی رہی بڑی دیر مین گت شروع کی نظم

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل

وجد کرنے لگا تدرو ادا
جسکی جانب بتانے سسکی لی

سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل
جان اُٹھنے سسک سسک کر دی

عرصہ دراز تک گت ناچی اہل محفل کی بری گت کردی جیب توڑا لیا واقف کارون کا سر پھر گیا گت ناچ کر ٹھہری اشرفیون کے توڑے مفتاح تیزرن نے دیے ابی لذت بخش نے گنگنا کر نور الدہر سے آنکھ ملائی اور یہ غزل گائی غزل

دو نکی لیتا ہی ہر معشوقہ پرواز کچھ آج
سدرہ بان ہی فلک تفرقہ پرواز کچھ آج
کشتۂ دید کا شاید اُسے منظور ہی قتل
اس گلستان مین ہوا چلتی ہی ناز ساز کچھ آج
روز ادل سے بتونکو ہی خدائی دعوی
آملی پڑتی ہی وہ شمشیر سرانداز کچھ آج
دیکھیے دکھاتی مین کیا قہر وہ ترچھی نظرین
مستعد بحث پہ مین سارے ہم آواز کچھ آج
دست قاتل مین نظر آتی ہی عریان جلوہ
کانمین غیب سے آتی ہی یہ آواز کچھ آج
امتحان کا اُسے پھر شوق ہوا ہی شاید
کیا یہ معشوق اُٹھاتے ہین مرے ناز کچھ آج
دم رفتار قیامت ہوئی برپا ہر گام
بیرخی کرتا ہی تیر قدر انداز کچھ آج
خدنگ الذت ہی کس تیر فگن کا کاوش
دم بخود دیکھ کے بیٹھے ہین جو غماز کچھ آج
بنکی کی کرتے مین اغیار سنبھل کچھ خلق

شاید اُس طفل مغنی سے کیا ساز کچھ آج
میری سنتا نہین پھر وہ بت طناز کچھ آج
چشم کمین کرتی ہی یہ بیت نگہ ناز کچھ آج
پیر دمساز نے کیا جان غم ہجر مین دی
بے نیازی انھین اپنی نہین ناز کچھ آج
فکر شاید ہی انھین خانہ بر اندازی کی
کج ہی اُس شوخ کی جیسے نگہ ناز کچھ آج
جان ابھی دیتا ہون اُس شوق مین اے جان جہان
فتنہ برپا کرے تیغ سر انداز کچھ آج
بے سبب نہین سرگوشی ارباب فساد
مجتمع ہین در جلاد پہ جانباز کچھ آج
ہر بسر حرف ہی جیسے جو وہ شوخ کم گو
سوئیگا کم نہین خلخال کی آواز کچھ آج
ٹالتے ہین مجھے ہر روز یہ کہکر دم وصل
اور دن سے ہی سوا طاقت پرواز کچھ آج
تھوڑی ذلت دنی اب جائینگے وہ لاکھ بلا تمکین
صحبت یار کا بیطور ہی انداز کچھ آج

وہ مرے گھر مین چلے آئے خدا ساز کچھ آج
کان مین پھونک گئے معشوقہ پرواز کچھ آج
دل پر داغ مین لائی ہین نیا رنگ آہین
زاری دل کی نہین آتی ہی آواز کچھ آج
کسکی آئی ہی قضا جو کہ قاتل سے
جمع ہین پھر لب دیوار در انداز کچھ آج
گل کھلایا کوئی اس روز مستی نے مری
عیسیٰ لب نے دکھلائین گر اعجاز کچھ آج
فکر مضمون نکرو ہی دہن انکا معدوم
عشق صادق کا ہے اُسپہ کھلا راز کچھ آج
بے نیازی کی بدولت ہون ہمیشہ عزیز
بات بھی کر نہین سکتے ہین سخن ساز کچھ آج
مرغ دل سے نگہ ناز بھری ہی ہو جب
کل سے افزون ہی طبیعت مری ناساز کچھ آج
میری غیبت پہ انھین ناز نے جھڑکا شاید
کل کچھ اعزاز سوا ہونگے سرفراز کچھ آج
شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان

جوان شوقین عاشق مزاج حسینون کے سر کے تاج گانے پر دل سے متوجہ ہین موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا
یہ جبین مثل ہلال شب اول بہ ادائے تسلیم خم ہوئی مفتاح تیززن نے کئی توڑے اشرفیون کے قریب نورالدہر
رکھدیے تھے یہ بھی فیاض چشم زدن مین تقسیم کردیے جب وہ ختم ہوگئے موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا کسی بلائے
روزگار چھلکے جو اُسنے بتانا شروع کیا دامن دولت شاہزادے کا تھام لیا مچلنے لگی ایک ایک لفظ کو دس دس
طرح بتاتی ہو غزل عاشقانہ تصنیف کردہ قمر شروع کردی مطلع سودے مین اتبری کے چلن آئے جاتے ہین سر
سر مین خیال زلف صنم پائے جاتے ہین ۔ لفظ سودا کو اسطرح بتایا بھبوت چہرے پر مل لیا بال پریشان کردیے
دیوانون کی قطع چہرہ اداس اسطرح اس سودے کو بتایا تمام اہالیان محفل دنگ ہوگئے شاہزادہ نورالدہر
بھی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے بعد عرصہ دراز دوسرے اشعار پڑھے اشعار اس راہ سے گیا ہی مرا شہسوار حسن
نقش سم فرس کے نشان پائے جاتے ہین ۔ ای عندلیب سوز دروں کو ضبط کر بلبل نالہائے گرم سے کمھلاے
جاتے ہین ہوان اشعار آبدار کو اس طور سے بتایا پھولون کو جتلایا باغ بناکے دکھادیا عندلیبان خوشنوا کی صورت
دکھائی شاہزادہ نورالدہر نے سپر طلسمی جسپر جال موتیون کا پڑا ہوا اُٹھا کر حوالے کردی جب پھر اُسنے دامن
تھاما نیزہ شکار افگان سلیمانی کمان کیانی حوالے کردی مفتاح سے جاکر مصاحبون نے کہا تمام اشیا آپکے
مہمان نے ابن لذت بخش کو دیدیے بیقرار ہو کے دوڑا اتا لکہ کو کئی ہزار روپے دیکر سپر و شمشیر و کمان وغیرہ لیلی
خدمت مین شاہزادہ کی لاکر حاضر کی نورالدہر نے کہا ای برادر یہ تو ہم دے چکے عرض کی ای شہریار یہ تحفہ جات
دینے کے لائق نہین ہین مین نے انکو روپیہ دیا راضی کرکے لیا آپ انکو اپنے پاس رکھیے لشکر مین اپنے جاکر قیمت
بھیجدیجیے گا کیا خوب میرے واسطے نیکنامی ہو کہ اپنے مہمان کو لٹوا دیا نورالدہر نے کہا کہ مین نادان نہین ہون مین نے
بخوشی دیے مفتاح نے خاصہ پیلو مین وہ اشیا رکھدیے اور کئی توڑے لاکر حاضر کیے کہ حضور نقدی دیکھیے آپکے تصدق
سے سب کچھ حاضر ہو آپکی شب یہ پہلوان بیقرار ہو دل سے کہتا ہو شکر خداوند لقا کہ اس جوان نے صحت پائی ابکی خیر و عافیت
سے اپنے لشکر مین جانے دل تردد منزل اطمینان پائے اُس مجمع سپہ سالاران عالیمقام مین ہمارا بھی ذکر ہوگا ہم سلیمانیان
ظرف مین ہمارا احسان فراموش نکرینگے بہت کچھ اس رات کو سامان مذکور مین مفتاح نے صرف کیا مجکو جب جلسہ
برخاست ہوا حجاب سے کہہ نہ سکا دست بستہ عرض کی میری آرزو پروردگار نے پوری کی آپنے بخیر و عافیت صحت
پائی لشکر مین اب آپ کے واسطے تردد ہوگا نورالدہر نے کہا ای برادر ہمارے رہنے سے گھبراتے ہو ہمین تو تم سے
محبت ہوگئی دل نہین چاہتا ہو کہ جائین ورنہ قبل غسل صحت ہمنے قصد کیا تھا کہ تمسے رخصت ہون تمھاری محبت نے

دامن تھام لیا کل انشاء اللہ تم سے رخصت ہونگے مقتاح نے دست بستہ عرض کی اے شہریار کیا عرض کرون میرا
بھی دل نہین چاہتا کہ حضور سے جدائی ہو بسبب بھائی صاحب کے نہونے کے انتظام کا پابند ہون ورنہ
ہمراہ سرکار کے چلتا نور الدہر نے ہنسکر فرمایا ہمارے تمھارے درمیان سے پروردگار پردۂ دوئی اٹھالے
تمنے بہت آرام سے ہمکو رکھا بہت کچھ صرف ہوا معاوضہ اسکا غیر ممکن مقتاح نے عرض کی ایک نگاہ محبت
کیمیاے خاصیت اسکا بدلا ہے حضور نے ایسی پرورش خاوندانہ فرمائی مجھ ایسے حقیر کو زبان سے برادر فرماتے ہین
مین بہت سرفراز ہوا کل حضور کی روانگی کا سامان کرونگا نور الدہر نے کہا اے برادر ہماری کے لیے کیسا بڑا سامان
ایک سپر ایک شمشیر مرکب بھی موجود ہے عرض کی مین دو چار خدمتگار ہمراہ کر دون ایسا نہو حضور راستہ فراموش
کرین جنگل مین بھٹکتے پھرین خداوندان عالی کو تکلیف ہو اس شب بھر مقتاح نے پکوان وغیرہ پکوایا جملہ اشیا ممکن
کیے بڑی خوشی ہے کہ کل مہمان میرا رخصت ہوگا بوقت سحر نور الدہر نامور نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے مسند پر
جلوہ فرما ہوے بھورے بھورے بالون مین عطر لگایا جب کمر باندھنے لگے چند خدمتگار جو حاضر خدمت رہتے تھے
وہ رونے لگے عرض کی اے شہریار آپکے تصدق سے ہم بہت مالا مال ہو گئے حضور سرفراز فرماتے تھے آپکے جانے کا ہمکو
بڑا قلق ہوا نور الدہر نے کہا ہمارے ساتھ چلو جو کچھ یہان ملتا ہے اسکا دونا ملیگا خدمت مین صاحبقران زمان
کی حاضر رہنا بادشاہ جمجاہ کی خدمت مین مقرر کرا دینگے انشاء اللہ چندے مین ہزارہا روپے پیدا کرکے لاؤگے
خدمتگار قدمون سے لپٹ گئے عرض کی خدا آپکو سلامت رکھے یہان کے رہنے والے مین صاحب اہل و عیال
کبھی وطن سے نکلنے کا اتفاق نہین ہوا اس وجہ سے نہین دل چاہتا گھر مین بھی کوئی ہمارے سوا مردون مین
نہین ہے جب کبھی پریشان ہونگے پتہ و نشان حضور نے بتلا دیا گرتے پڑتے چلے آئینگے آپ کا نام پوچھ لینگے نور الدہر
نے کہا کنارۂ لشکر پر جسسے پوچھوگے نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران ہر کس و ناکس ہمارے
پاس پہونچا دیگا ایک خدمتگار نے کہا اے شہریار اس ملک کا نگارستان لقب ہے گلستان کوہستان بھی ہین
آپ اتنے دنون یہان رہے نہ یہان کے باغات دیکھے نہ مکانات ملاحظہ کیے قلعے سے نکل کر صحراہاے سبزہ زار
نواح دلکشا طائران زمزمہ سرا شکار مستعد اہالیان شہر خلیق خوش پوشاک رتبہ شناس خاک الماس شکار تو
اس حوالی مین ضرور کھیلیے بہت لطف حاصل ہوگا غلامون کو ہمراہ لے لیجیے ہر مقام کا نشان بتائینگے باغات
کی سیر کرائینگے خدمتگارون نے جو رو رو کر اسطرح کہا نبیرۂ صاحبقران رحمدل عاقل کامل نے کمر کھول ڈالی
فرمایا اچھا اے برادر آج نہ جائینگے بوستان کوہستان کی بھی سیر کرلین خدمتگار بلائین لینے لگے زہے ذرہ نوازی

وغیرہ یہ وہی ہمارے کہنے سے حضور رنگ گئے مگر ہمارے افسر سے نہ کہیگا وہ چاہتے ہین حضور جلد چلے جائین
آپکی سپاہگری سے وہ بہت خائف ہین کہ ایسا نہو کسی سے فساد ہوجائے نورالدہر نے کہا ہم اُنسے نہ کہین گے کہ
کھولکر شاہزادہ بیٹھا مفتاح تیغزن کپوان وغیرہ لیکر حاضر ہوا دیکھا تو شاہزادہ با اطمینان بیٹھا ہے عرض کی کہ
کیا آج حضور تشریف نہیجائینگے نورالدہر نے کہا ای پہلوان دوران تمکو ہمارا رہنا بہت شاق ہے ہم ابھی چلے جائین
ہمین تجسے بڑی شکایت ہے اِس قلعہ کا بوستان کوہستان لقب ہے ہمکو یہان کی سیر بھی نکرائی وہ سمجھ گیا خدمتگارون
نے اوصاف بیان کردیے کہا حضور آپ سالہا سال تشریف رکھیے خانہ مفتاح کے آپ چراغ ہین آپکے رنج
سے دل جبکا باغ باغ ہین سیر و شکار بیان کیا ہے بسم اللہ جب جی چاہے شکار کھیلیے اپنے ملک کی سب
صفتین کرتے ہین یہان کے رہنے والون نے یہ نام رکھدیا کئی سو ملک کوہستان آباد ہین ایک سے ایک بہتر
و بہتر ہے مگر البتہ شکار اِس حوالی مین جیسا ہے وہ کسی ملک مین نہین ہے نورالدہر نے کہا کہ ای برادر سامان شکار
تیار کراؤ کل بوقت سحر واسطے شکار کے چلینگے فوراً تجسے رخصت ہونگے یہ کہکے مفتاح نے اپنے قراول وغیرہ
بلائے انکو حکم دیا بوقت سحر حاضر ہو ہمارے مہمان کو شکار کھلاؤ سب کو خوش کرونگا شب کو نورالدہر نے آرام کیا
نماز پڑھکر باہر آئے دیکھا مفتاح بھی مسلح حاضر ہے بیلیے میر شکار کتون کی جوڑیان چیتون کی چار پائیان باز بحری
جرہ وغیرہ لیے ہوئے سب حاضر ہین شاہزادے کا مرکب بھی تیار ہوکے آیا نورالدہر سوار ہوئے مفتاح تیغزن
بھی ہمراہ ہوا مع سامان شکار طرف صحرا کے چلے دروازے پر قلعہ کے عقلائے کوہی دربان قلعہ ہے بوقت سحر
دروازہ ابھی بند ہے باہر کے لوگ باہر جنکو اندر سے جانا منظور ہے وہ بھی ٹھہرے ہین باہر سے ہیزم فروش غل کررہے ہین
ای پہلوان دوران دروازہ کھولدیجیے ہم غریبون کا ہرج ہوتا ہے چار پانچ کوس سے لکڑیان کاٹ لاتے ہین بازار
شہر مین سویرے سے پہونچین بیچ کھوچ کر پلٹ جائین شام کو بمشکل اپنے مکان پر پہونچتے ہین عقلائے کوہی بیٹھا ہوا
ڈاڑھی مین کنگھی کررہا ہے جواب نہین دیتا گھوڑے بڑھائے ہوے نورالدہر پہونچے اور بھی سوار پیدل کھڑے تھے
نورالدہر نے گھوڑا بڑھاکر کہا پہلوان صاحب براے مہربانی دروازہ کھولدیجیے مسافرون کی منزل کھوٹی ہوتی ہے
یہ دربان بدمزاج نورالدہر نے کہا ای شخص ہمنے تجسے بخوشامد کہا تونے جواب بھی نہ دیا عقلائے کوہی جھلاکر اپنے
مقام سے اُٹھا کہا کیا آپ اکیلے سوار ہین اور بھی بہتسے کھڑے ہین آج کل ہمارا بادشاہ نہین ہے جب دھوپ
نکل لیتی ہے تب دروازہ کھلتا ہے ای جوان ہٹکر ٹھہر یا بدولت کو ابھی فرصت نہین کہ مصباح تیغزن اگر پہونچا
نورالدہر عقلا کی جانب بڑھے تھے کہ مفتاح نے پکارکر آواز دی ای عقلائے کوہی ہم واسطے شکار کے جاتے ہین

یہ جوان خیر دل ہمارا مہمان ہے دروازہ کھولدو عقلا سے کوئی نے کہا ہم ہرگز دروازہ نہ کھولینگے نور الدہر
برابر پہونچ چکے تھے جنیوین کنجی پڑی تھی نور الدہر نے ہاتھ بڑھا کر کہا کنجی لیلون عقلا نے اُٹھا ہاتھ مارا نور الدہر
کی کلائی پر جو اُسکا ہاتھ پڑا قہر و غضب مین ایک طمانچہ مارا عقلا نے چرخ کھایا لڑکھڑا کر گرا اور بالون کو آواز دی
یارو دیکھتے ہو اس جوان کو مارتے نہین سر کاٹ لو دو ڈھائی سو دربان لینا لینا کرکے اُٹھے مفتاح نے غل مچایا ہے
ارے یارو یہ میرا مہمان ہے خبردار اسپر ہاتھ نہ اُٹھانا نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ خار اشگاف سلیمانی مثل
برق جہندہ نیام انتقام سے نکلا معلوم ہوا ناگنی نے کیچلی جھاڑی یا آہ دل مظلومان یا خندۂ دندان نمائے
معشوق یا ابروئے محبوب بیالیلی فتح و ظفر جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے عقلا سے کوئی اُٹھکر گینڈے پر سوار ہوا
مفتاح تیغزن بیچ مین آگیا کہا او ظالم کیا کرتا ہے مصباح کے ہونے سے کنجی پر قفل کی فساد کرتا ہے ابھی جا کر
نام کاٹ دونگا بھائی صاحب مجھکو اختیار دے گئے ہین خبردار مہمان پر میرے دست انداز ہونا عقلا سے
کوئی نے مفتاح پر ہاتھ تلوار کا مارا یہ آپ بے خبر سمجھا رہا تھا گھبرا کر گردا سپر کا اُٹھا دیا عقلا جوان زبردست بادۂ کبر
و نخوت سے مست تیغہ جو اُسکے ہاتھ کا گرا سپر کٹی خود کو کاٹ کر تا دو ابرو تیغہ اسپر بچا مفتاح تیغزن نے دستانہ
مارا وہ تیغہ جھنا کر نکل گیا لیکن آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا جا ہا جواب مین وار کرون ہاتھ نے دستگیری کی
سر جھک گیا عقلا بڑھا کہ سر کاٹ لون اُسوقت مفتاح گھبرا کے پکار اُٹھا اے شہریار مجھکو بچایئے مین نثار ہوا زخم
کھا کر بیکار ہوا اب نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا مفتاح کو زیر تیغ پایا جلدی مین گھوڑے سے کود پڑے للکارا او نامرد
کیا کرتا ہے اب نہ ہاتھ لگانا کیسا مرد ہے صید زبون پر ہاتھ ڈالتا ہے تیرا حاکم ہے اس قلعہ کا ناظم ہے او بدکردار بدانجام
تامل کر جست کرکے بیچ مین آگئے باگ پکڑ مفتاح کے مرکب کو جھٹکا مارا اپنا سینہ سپر کر دیا عقلا نے نور الدہر
کو جو سبیل پایا ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے خالی دیا غصے مین فرمایا او نامرد تکبیر کیا تلوار کا وار کرون
جھپٹ کر زیر شکم گردن پہونچے دو پاؤن گینڈے کے تھامے سر پر بار اُٹھایا زور کیا مع گینڈے عقلا کو
اُٹھا لیا مفتاح نے آنکھین کھولکر دیکھا عقلا ایسے پہلوان کو مع گینڈے اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا عقلا
کود کر الگ ہوا استخوان گینڈے کے چور چور ہو گئے عقلا کود کر پھر سامنے آیا سبیل دیکھکر دلیر ہوا ہاتھ
تلوار کا مارا اب کی مرتبہ نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی وہ لپٹ پڑا شانہ اور بازو
نے کوے پر لاد کر مارا پٹ گرا نور الدہر نے جھپٹ کر ایک ٹھوکر ماری وہ نامرد گرد ہو چاروں شانے چت
کود کر چھاتی پر کندۂ زانو دبا کر فرمایا حالا در شناختن پروردگار رحم گیری عقلا نے غل مچایا یارو سلیمان کی

یہ بھی یاد رکھنا مفتاح صاحب کا مہمان ہے نور الدہر کو جواب دیا او جوان لاکھ جان میری نام پر خداوند لقا کے نثار ہے
نور الدہر غصے مین اُٹھے عقلاے کوہی کو چیر کر پھینک دیا جتنے دربان تھے ہاتھ باندھ کر سامنے مفتاح تیغ کج آسکے کہا آپ
ہمارے مالک ہین افسر ہین ہمارے سر خلاف کیا اُس بدانجام نمک حرام کا یہ انجام ہوا آپکے مہمان کی ہاتھ سے راہی ملک عدم ہوا
ہم تابعدار ہین سر آنکھون سے دروازہ کھولدین یہ کہکر سبھون نے بڑھکر دروازہ کھولا نور الدہر دریاے خون مین نہائے ہوئے
بیرون قلعہ آئے مفتاح زرخدار قریب آیا عرض کی اے شہریار مین تو اب شکار کے لائق نہ رہا نور الدہر نے فرمایا ہم تو براے شکار
ضرور جائینگے شام تک پلٹ آئینگے عرض کی اے شہریار آپ کے مزاج سے مین خائف ہون قریات و دیہات مین بڑے بڑے
کوہیان سرکش رہتے ہین ایسا نہ ہو حضور سے کوئی فساد کرے نور الدہر نے کہا اے مفتاح ہم مروت کے بندے ہین جہان ذرہ دہان
ہارا اگر ہم فسادے نہین ڈرتے مفتاح قدمون سے لپٹ گیا کہ پہلے میری جان بخشی کی اس کوہ پیکر کے ہاتھ سے غلام کو
بچالیا آپنے خرد ماغی دیکھی میرا بھائی اصل مین یہان کا بادشاہ مجھکو یہان کا حاکم کرکے برآمد خداوند لقا گیا ہے اسیر اس
ملعون نے حکم نہ مانا آپ ایسے صاحب قوت و طاقت نہ ہوتے تو مین ضرور اُسکے ہاتھ سے مارا جاتا مین تو بندہ بے زر ہون یہی
آرزو ہے کہ حضور بصحت و عافیت اپنے لشکر مین پہنچ جائین براے خدا دور شکار کو نہ جائیے گا اسی کوس دو کوس کے گرد مین
شکار کھیل کے واپس آئیے بوقت سحر بخیر و خوبی طرف کر دلیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہو جائیے مین جاؤنگا مجھکو دولت
کونین حاصل ہوئی نور الدہر نے کہا ہم تو بہت جلد واپس آئینگے تمہارے ساتھ کھانا کھائینگے مفتاح نے ساتھ والون کو
بخوبی سمجھا دیا کہ دیکھو یاد رہے اگر میرے مہمان کا ایک مو جسم میلا ہوا سب سے جو ہے سمجھونگا خدمتگارون پر بھی غصہ کیا کہ
تمنے ذکر کرکے شیر دلیر کو روک لیا دیکھا کیا آفت برپا ہوئی مرتے مرتے اُسنے پکار دیا کہ یہ مرد مسلمان ہے اسوقت سب
ڈرے ہوے تھے اب یہان سے وقائع نگار پرچہ اخبار مین لکھینگے یہ پرچہ بھائی صاحب تک پہونچیگا دیکھیے وہ کیا
فرمائین میرے مہمان کا انجام بخیر ہو اپنی جان کا مجھکو خوف نہین ہے نہ خواہش حکومت و سلطنت نہ دعوی ریاست
و امارت اگر اپنے مہمان کے ساتھ چلا جاؤن عمدہ ہے ساتھ جلیل سے سرفراز ہون نور الدہر نے فرمایا دس ہزار سوار و پیل
کا تمکو افسر کرونگا اگر میرے ساتھ چلو دین حق قبول کرو اپنی آنکھون سے چلکر لقا کو دیکھو ہمارے ہاتھ سے بھاگا بھاگا
پھرتا ہے کیا اچھا خداوند ہے بندون کے ہاتھ سے داد و مند ہے آپ لوگون کو خداوند کہتے شرم نہین آتی یہ سنکر مفتاح نے
انگلی دانت کے نیچے دبائی کہا حضور کل اور وقت پر موقوف ہے مین تو خوب سمجھ گیا از روز قیامت دامن دولت
نہ چھوڑونگا میرے واسطے آپنے جان دی ہوتی قبضے سے اُس جلاد کے بچا لیا اب حضور واسطے شکار کے جائین
غلام کو غش آیا چاہتا ہے سر پر غلام کے زخم کاری ہے یہی باعث بیقراری ہے نور الدہر نے اپنے ہاتھ سے

زخم انکا باندھا مفتاح کو رخصت کیا مفتاح پلٹ پلٹ کے دیکھ رہا ہی دعائین کرتا ہی کہ ای خدا اسے نادیدہ مین نے تیری
خدائی کا اعتقاد کیا مین نے اپنے مہمان کو صحیح وسالم پاؤن خیر وعافیت سے اپنے لشکر تک پہونچ جائے گویا مین نے دولت کونین
پائی دعائین کرتا ہوا مفتاح اپنے قصر مین آیا لیکن شہر دوستوحش شہر مین ہنگامہ ہی جابجا یہی ذکر ہو رہا ہی آج
عقلا سے کوہی کو مفتاح تیغ زن کے مہمان نے مار ڈالا نہین معلوم کس بات پر تکرار ہوئی یارو یہ دریافت نہوا کہ
وہ جوان کون ہی مفتاح صاحب نے لاکر اپنے گھر مین ایسے سرکش کو بسایا ہی مفتاح نے چراغ خانہ بجھایا ہی اسکو بہت
جانتے ہین اب وہ برہمے شکار گیا ہی دیکھیے کسکو شکار کرے خداوند تعالی ایسے ہاتھ چھٹے کے ہاتھ سے بچائے بڑا جوان
صاحب طاقت و قوت ہی یہ بھی سنا ہی عقلا سے کوہی کو مع گینڈے اٹھا لیا پھر اسکو پھینک دیا کچھ خوف نہ آیا یہان تو شہر
مین یہ چرچے ہین لیکن شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان فرحان و شادان صحرا سے سبزہ زار جو دیکھے مثل گل شگفتہ
ہوے شکار کھیلنے لگے وہ دونون خدمتگار ساتھ ہین نور الدہر نے کہا کہ تمھاری ہدایت سے یہ مقامات دیکھے کسی باغ
کی سیر کراؤ جو مقامات عمدہ ہون انکا تماشا دکھاؤ خدمتگار نے عرض کی کوس بھر یہان سے آگے بڑھیے اک باغ ہی کہ جسکو
باغ نگارین کہتے ہین مصباح کوہی کی دختر بلند اختر ملکہ نگار حسن پری جنکے حسن جہان سوز کا تمام عالم مین شہرہ ہی انکے
کے نام سے باغ تیار ہوا ہی اگر ملکہ وہان تشریف رکھتی ہونگی تو اندر باغ کے لیچلین گے مگر شاہزادی نہایت بدمزاج انکو
مرد کے نام سے بیزار چالیس شاہزادے بڑے بڑے پہلوان سودائے عشق مین مارے گیے باعث یہ ہوا کہ مصباح
کوہی اپنے سامنے کسی کو موجود نہین جانتا جب بیٹی پیدا ہوئی تلوار لیکر محل مین گھس گیا کہ بیٹی کو مار ڈالون اگر یہ زندہ
رہیگی تو میری آنکھ جھپکیگی کسی کے ساتھ شادی کرونگا سسر کہلاؤنگا وزرا نے سمجھایا معصوم کا خون نہ کیجیے تامل فرمائیے
جب دس بارہ برس خیر و عافیت سے گذرینگے تب لائق شادی ہوگی ابھی سے یہ کیا ضرور ہی درمیان مین بچے کے
لیے ہزارون مصیبتین ہین اگر کچھ عارضہ ہو خود ہی ہلاک ہو جائے آپ خون ناحق مین مبتلا نہون وزیرون کے کہنے سے
خاموش ہو رہا اتفاق سے سب عارضون سے بچی ماہ حسن کمال پر آیا تاجر تصویر لیکر ملکون ملکون گئے شاہ و شہریار کئی
عاشق ہوے پیغام آنے لگے تب وہ موذی چلایا وزیرون سے کہا تمنے دیکھا جو مجکو خوف تھا وہی انجام ہوا اب
کس کس کو جواب دون ایسی تدبیر کرون کہ یہ عاشق تن مجبور و ناچار ہون یہ کہکر ایک فیل آہنی کئی ہزار من کا ٹھوس
بنوایا ایک تالاب پر کہ گوشہ شہر مین واقع ہی قصر اسے عمدہ بنوا دیے کئی لاکھ روپیہ کا اسباب جہیز انکے مکانون مین
رکھوایا ایک طرف فیل آہن رکھوا دیا ایک نقارہ شرطی مقرر کیا کہ جو نگار حسن پر کا عاشق ہو نقارہ بجائے خلقت
جمع ہو اسکو دولہا بناؤ اسباب جہیز بھی نکلواؤ لیکن شرط یہ کہ اس فیل آہن کو اٹھا کر پانچ قدم ہو بجائے کہ شادی سے

کامیاب ہو ورنہ اُسی وقت وہ قتل کیا جائے شہریار عاشق تن آنے لگے مصباح نے یہ کام کیا تھا خود آپ آٹھ پہلوانون کو اپنے ساتھ لیکر اُس فیل کوہ پیکر کو اٹھایا جب نوجوانون سے نہ اٹھ سکا تب یہ شرط مقرر کی جو پہلوان شہزادہ آیا اس بار عظیم اٹھانے سے مجبور ہوا آخر اسکو قتل کیا تب اُس سفاک کو خیال آیا کہ یہ مقتول ہمارا داماد مشہور ہوا اسکی قبر اسی مقام پر بناؤ فرداً فرداً کرکے چالیس قبرین تیار ہوگئین اب اس مقام کو مزار عاشقان کہتے ہین عاشق ملکہ کے جیتے ہین مگر بخوف جان کے نام عاشقی کا نہین لیتے نورالدہر نے یہ سب معاملہ خدمتگارون سے سُنا خاموش ہو رہے مگر نام نگار سمن بر کا سنکر دل بیقرار ہوگیا دل سے کہا نہ گھبرا کیا عجب ہے کہ دیدار سے اُس محبوب کے طلوع کے کامیاب ہون دل سے باتین کر رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے ایک آہو چھالین بھرتا ہوا اسکو ٹیان مثل زلف محبوبان پشت پر اک سفید

کمر مثل کہکشان گھنگرو پیر مین بجتے ہوے نظم
رم محبوب اس سے عاری تھا
جل زربفت پشت کے اوپر
دلکے رمنے کا وہ شکاری تھا
واہ رے آہوے پری پیکر
نورالدہر نے خدمتگارون کو پاس

سے بتلایا کہا یہ آہو وحشی نہین ہے کسی شوقین کا پالو آہو ہے آنکھون کی گردش سے ثابت ہے کہ نیل و نہار کو آنکھ دکھاتی ہے چشم محبوب کی یاد آتی ہے یہ کہکر اپنا گھوڑا بڑھایا وہ آہو بھاگا نورالدہر نے پیچھا کیا گھوڑا طرارہ بھر کر چلا ہر مقام پر یہی ارادہ ہے اسکو کمند سے گرفتار کرون تیر نہ مارون جب وہ جست وخیز مین قریب نہ آیا تب شاہزادے کو ناگوار ہوا گھوڑے پر کوڑا کیا آہو بھاگتا ہوا قریب ایک دیوار باغ کے آیا جست کرکے دیوار کو فرا گیا نورالدہر نے گھوڑے کو رانون مین مسلا مرکب پریوش طرارہ بھر کے دیوار کو اڑ گیا آہو جاکے چمن مین گرا برابر ہی مرکب بھی ہو بچا آہو بھاگا نورالدہر نے تیر مارا آہو گرا گھوڑے سے کود کر دوڑے چمنستان کو پامال کرتے ہوے زرغہ ہاے گلستان سے نکلے ناگاہ کان مین آواز آئی حضور غضب ہوا کسی صیاد صاحب بیداد نے آپکے آہو کو تیر مارا قضاے کار ملکہ نگار سمن بر باغ مین واسطے سیر کے آئی ہے کرسی پر جلوہ فرما ہے گرد مصاحبان ہمراز انیسان دمساز اپنے آہو کو جو دریاے خون مین نہائے دیکھا گھبرا کے اپنے مقام سے اٹھین آہو تو آکے گرا تڑپ تڑپ کے جان دی کنیزین کوسنے لگین اب جو ملکہ نے آنکھ اٹھا کر دیکھا ایک جوان خوش جمال شیر جثہ جرأت صاحب شوکت ولیاقت خود گوہر نگار سر پر زرہ زیب جسم پہنے پسینے تعقب مین آہو کے آتا ہے کنیزین غل مچانے لگین ارے کیا غضب ہے یہ ظالم کون ہے ہماری ملکہ کے پالو آہو کو مارا باغ مین زبردستی گھس آیا ارے باہر سے مردودون کو بلاؤ آہو کے بدلے اسکا بھی خون بہا مشکین باندھکر پاس قاعدہ دار کے لیجائین وہ دار پر کھینچے یہ گنہگار زندہ نہ بچے جن ہاتھون سے تیر مارا ہاتھ گلجائین گے بڑی خطا کی تیر مارا بڑی سرکشی

ہوئی بھاگ کر گوشہ مین چھپ رہا چاہے کہ بھاگے گا آخر کہان گوشہ گیر ہوگا ہاتھ جو ہوا نور الدہر یاتو فکر مین آہو کے تھے سر اٹھا کر دیکھا گرد ہجوم سیارگان بیچ مین ایک ماہتاب حسین خوشرو خوشخو کمسن رشک چمن دہن غنچہ باغ خوبی قد زیبا سرو گلزار محبوبی زلفون کو پیچ و تاب عارض پر لہرا رہی ہین ملک تاتار و حلب مل رہے ہین یا گیسو عارض انور پر بل رہے ہین آنکھین چار ہوگئین پلکین آمادہ خونریزی نگاہین تیر و لد و ز تیر مژگان تو وہ دلبر مرے شاہزادہ آہو کو شکار کرکے خود شکار ہوا رعنائی زیبائی پر نگاہ ایسا حسن بے مثال کبھی نگاہ سے نہ گزرا تھا کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا نظم

رشک دل و آشنا طبیعت — مریم صفت و قبول صورت — سارا کی سی اصلی شان ساری
بلقیس کی آن بان ساری — خورشید لقا پری شمائل — سر پیکر و ہاجرہ خصائل
معدوم دہن کمر کی صورت — چہرہ روشن قمر کی صورت — قد فتنۂ حشر قہر کی چال
لٹکے ہوئے ایڑیون تلک بال — ہنسنے مین جو دیکھ لین وہ دندان — غنچے بھولے سے ہون نہ خندان
سو بچے جو شمیم زلف سیگون — نافے مین ہو مشک کا جگر خون — شرمیلی بڑی رسیلی آنکھین
پیاری پیاری نشیلی آنکھین — دن رات نثار چاند سورج — ہین دونون عذار چاند سورج
کالون ہی مین کچھ نہین منیا ہی — جو عضو ہے چھوٹ دے رہا ہی — آنکھین جو شاہزادے سے چار ہوگئین

رعب حسن و جمال سے قلب تھرایا لڑکھڑا کر گرے غش آیا نگار سمن بر بھی کشتہ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو ہر آہ کرکے بیٹھ گئی کنیزین جو کوس رہی تھین انگو منع کیا ارے کمبختو چپ رہو جانور کے واسطے انسان کو کوستی ہو دیکھو وہ بیچارہ خوف کے مارے بیہوش ہوکر گر پڑا ہی کہ کیا صدمہ پہونچا ارمان رگ رگ رہا ہے تمھارے کہنے سے اب ضد ہوئی آہو کو انپر نثار کیا اس غریب کا علاج کرو نگی گلاب کیوڑا لاؤ جب کنیزین گلاب کیوڑا نہ لائین بست محبت قریب آ بیٹھ کے بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھ لیا اسطرح جو کبھی کسی کو غش مین نہ دیکھا تھا آنکھون سے آنسو برابر جاری ہوئے سر جھکا کر آواز دی اے شخص نہ گھبرا اپنے آہو کو تجھپر نثار کیا تیر مارنے کی خطا معاف ہوئی ہم کچھ نہ کہینگے ان سبکو بکنے دو اسی دن کے لیے آہو کو پرورش کیا تھا یہ سب بد زبانین خطا وار مین بگلے سے آہو کے کیون رستی کھولی تھی اشک گرم جو عارض پر نور الدہر کے ٹپکے بوے زلف مشکین جو دماغ مین پہونچی کھلنے کی تاثیر حاصل ہوئی آنکھ کھولدی زیر سر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ کو عرش اعلی پر پہونچایا اٹھ بیٹھے حیران حیران آئینہ رخسار پر نگاہ کی ملکہ شرما کے اٹھی پشت پھیر کر طرف بارہ دری کے چلی آب روان کا دوپٹہ سر سے ڈھلکا ہوا اور

مجبوری جو کی گندمی ہوئی ہو جب مضمون مطلع جو کی سنین ہر پشت پا اُس نونہال کے دو دو سانپ گتھ گتھ میں زبانیں نکال کے، نور الدہر نے دوڑ کر ہاتھ تھام لیا کہا ای مسیحاے زمان اپنے مریض کا علاج تو کیجیے اس گنہگار کو بھی ساتھ لیجیے ذرا پلٹ کر ملاحظہ تو فرمائیے یہ اشعار پڑھتا ہوا شاہزادہ ملکہ کے ساتھ چلا آتش

دیکھا او قاتل بسر کرتے ہیں کس مشکل سے ہم
حال دل کہتے ہیں اپنا پھر اُسی قاتل سے ہم

چارہ گر سے درد نالان درد دل سے ہم
الامان کیا تجھ دکیا ہے غفلت اپنے نے

اشک حسرت یہ اشعار آبدار پڑھکر جاری ہوئے اسی بیقراری میں یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

اونچی ہو کر نگہ ناز ہوئی جب نیچی
کبھی آئینہ بنا لو کبھی شانا ہو جائے

آرزو اب تو ہی دل میں تیر پیکان کی
اشک کو آنکھ میں دشوار سمانا ہو جائے

دل کلیجے تو سب آج گہ یار میں ہیں
جائیں آنکھیں کہیں انکا بھی ٹھکانا ہو جائے

آنکھ اُنکی نہ پھرے اور یہ سب کچھ منظور
خلق میں پھر وہ حسین کیوں نہ یگانا ہو جائے

کاش خود ہی آگے منظور دلانا ہو جائے
پھر تمھین کیا تہ و بالا جو زمانا ہو جائے

اسے پوچھی شب غم اور کوئی آنکھ نہ باشد
کہ وہ ناسور ہے جو زخم پرانا ہو جائے

سر تربت آپ ہی پڑھ جائیں وہ اگر میری
سنگ لحد ہی پڑھکر جو نشانا ہو جائے

مجھسے روپوش ہوں اگر جو وہ میرے گھر میں
بخت پھر جائے کہ برگشتہ زمانا ہو جائے

دل بھر آتا ہے رونے کا بہانہ ہو جائے
دل تمھیں دینگے جب اسمیں یہ صفت ہو جائیگی

پند ناصح ہمیں دلچسپ فسانا ہو جائے
آہ کھینچوں تو فلک پر اُسے جانا مشکل

خط نہیں جسکو کوئی لے کے روانا ہو جائے
دل تو اہے منظری کو چہ جانان میں گیا

یہ تو آنا ہی دل میں ترے آنا ہو جائے
آئینہ شرم سے جب سامنے آئے نہ جلال

ملکہ نے مسکرا کر فرمایا میں کمبخت کونے کی بیٹھنے والی ان شعر و سخن کو کیا جانوں آپ کو تو کسی کا دیوان یاد ہے خطا کرے یہ دلبری ابھی باہر کھلا بھیجوں ملازم آکر تیر مارنے کی خطا پر سزا دیں ہمارے مزاج میں رحم ہے اتنی بڑی بھی خطا معاف کی بچا اہو لیکر بالا آپنے اُسکو تیر مارا مجھے اسکا خیال نکیا اچھے لڑکی نور الدہر نے شرما کر سر جھکا لیا کہا ای ملکہ عالم گستاخی معاف فرمایئے دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشہ دل بدعت سنگ محبت سے ٹوٹ گیا آفتاب جمال دیکھکر تاب نہ آئی ہم اپنی گستاخی پر نادم ہیں سزا دیجیے مطلع مصنف زلف کو سونگھ لیا اتنی خطا میری ہے، بیڑیاں بالوں میں ڈالو یہ سزا میری ہے + دیگر اشعار

عشق سودا جنوں ہم باز دامن گیر شد
ہمت یاران کہ دل را کار از تدبیر شد

مژدہ دہ باد صبا از ما رباب نشاط
کز فراق و بدن ترکے جوانی پیر شد

رشتہ ما ہم در پاسے من زنجیر شد
بس بگیرانی سنادم رد سے بر دیوار غم

کز سرشک ما زمین بند چون کشمیر شد
شب گر دبدہ ہم باشفان از دل تنگ ترس

قطرہ کو خون بود دل در سینہ ما ہم آب شد
پیکر من ثانی اشفین نخ اضور شد

شد جنان کو تا دم عافیت در درد
ہر کہ بیلوم نشست از نالم دلگیر شد

نیست امید رہائی تا بروز رستخیز   خاک غربت ہر کرا در عہد دامنگیر شد   ملکہ مسکرائی ہوئی بارہ دری میں مسند
پر آکر بیٹھ گئی کنیزون نے کہا حضور یہ صبح کو در قلعہ پر فساد برپا کر چلے ہیں عقلاے کوہی انھین کے ہاتھ سے مارا گیا
یہ خبر سنی ہی کہ مفتاح تیغزن آپکے چچا جان کے یہ مہمان ہیں اہالیان شہر میں چرچے ہو رہے ہیں انکا اب ٹھہرانا
بہتر نہیں ہی ملکہ نے گھبرا کر پوچھا کیون صاحب یہ کیا سحر کہ ہوا اب تو مجھے دریافت کرنا واجب و لازم ہوا ہمارے
چچا جان کے آپ کسوجہ سے مہمان ہوے نام نامی مقام سکونت سے بھی آگاہ فرمایئے حال مفصل معلوم ہوا ایسا نہو ہم بھی ان
عقلاے کوہی تلاش کرتے ہوے یہان آئین یہ اشعار عشق آمیز جو آپنے پڑھے میں ان باتون سے آگاہ نہیں ہون
مجھ بدنصیب سے محبت کرنا بالکل بیکار ہی خدا اسکو غارت کرے جسنے بندگان خدا کے قتل کی تدبیر کی چالیس جوانان
صف شکن شاہزادے اپنے شہر کے رئیس بیچارے قتل ہوے اس پہاڑ کو کون اٹھا سکے گا بابا جان صاحب نے
خود پہلوان زبردست اور ساتھ لیے جب وہ پہاڑ نہ اٹھا تب غیرون کے لیے شرط قرار دی گئی پس مجھ بدنصیب کے
سامنے جو آپنے یہ اشعار پڑھے میں پڑھی لکھی ہون بخوبی سمجھ گئی کہ آپ عاشق ہوے نورالدہر نے قبضہ پر ہاتھ
ڈال کر فرمایا اے ملکہ عالم وہ کوئی نامرد ہونگے اپنے کو دار پر کھنچوا دیا اڑ بھڑ کے مرتے اس قتل کرنے والے کو قتل کرتے
اگر وصل تمھارا اس شرط پر موقوف ہی تو ابھی جاتے ہیں انشاء اللہ بحول قوت الٰہی اس بار عظیم کو اٹھاتے ہیں اگر
قضا لیکر آئی ہی زمرہ عاشقان ثابت قدم میں ہمارا بھی نام لکھا جائیگا لیکن اپنے کشتۂ تیغ ابرو کا خیال رہے
گاہے ماہے مزار غریبان پر قدم رنجہ فرمایئے گا روح کو شاد کیجیے گا جو بھولے سے کبھی ہچکی آئے نام لیکر یاد کیجیے گا یہ
یہ کہکر شہزادہ قبضہ پر ہاتھ ڈالکر اٹھا ملکہ نے جلدی سے دامن تھام لیا آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا حضور تامل فرمایئے
ہمنے نام و نشان پوچھا اسکا جواب نہ ملا شرط ادا کرنے پر آمادہ ہو گئے اس بار عظیم کا اٹھانا کیا آسان ہی ذرا اور
ٹھہر جایئے نام و نسب بتایئے وقت بیقراری نام لیکر دل کو قرار دینگے نورالدہر بیٹھ گئے فرمایا اے ملکہ عالم نام
ہمارا مثل آفتاب عالمتاب تمام عالم میں روشن ہی مرجع عالم ہمارا مسکن ہی نام سنا ہوگا زلزلۂ قاف ثانی
سلیمان میں انکا پوتا ہون نورالدہر بن بدیع الزمان نانا ہمارے گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیوگوش
سات سو ملک کے حاکم خدا اسے زہرو شاہ باختری کے ناظم مادر مہربان ملکہ گوہر ملک مسکن و ماوا ہمارا
خانۂ کعبہ سبحان و باختر جاگیر یہ سر کوہ عقیق گلزار سلیمانی سلیمان عنبرین مو سے کوہی کے ہاتھ سے زخمی ہوکر
اسطرف نکل آئے مفتاح تیغزن جری بہادر صف شکن بہ محبت اٹھا لایا ہم انکے ممنون و مشکور ہیں اطراف
برائے شکار آئے تمھارے دام زلف عنبرین میں گرفتار ہوئے اب رہائی غیر ممکن پس اب ہمکو رخصت فرمایئے

جاکر شرط کو پورا کرین باطمینان آنکر مجھین برات آراستہ کرکے طرف کوہ عقیق کے لے چلین ملکہ یہ سنکر رونے لگی فرمایا ای شہریار عالیوقار اُس شرط کو کیا اپنے کھیل سمجھا ہے وہ بار عظیم ہے وہ جو لوگ آئے ہین بڑے بڑے پہلوانان نامی و نام آور ہزارون کے افسر تھے آپ کا غم مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا ابھی یہ کیفیت ہے نظم

از عشق تو در سینہ چہ غمہا کہ ندیدیم
سرتا بقدم خون شدہ از دیدہ چکیدیم
ہر زہر کہ در غمکدہ کردند مہیا
چون غنچہ بتندیر سخن صبر دریدیم
دیگر نشہ بادۂ عشقم ز دل آسان نرود
جوہر تیغ بسایندن سوہان نرود
از دل غمزدہ جز نالہ تراوش نکند
تا نسیم سحر از مصر بکنعان نرود

در راہ تو از گریہ چہ گلہا کہ نچیدیم
عمریست کہ دل را غم سینہ چو خجیست
مستانہ و مردانہ گرفتیم و کشیدیم
مخفی نگرفتیم عبث دامن غم را
بلکہ این تشنہ ز دل با تو دم جان نرود
از پریشانی دل جمع نگردد ہرگز
اشک بیواسطۂ دیدۂ گریان نرود
خط کہ افتاد بے حسن تو دارد نہفتے

از گریہ ز دوری تو چون شیشہ پر ز
ہر چند ازین واقعہ گفتیم و شنیدیم
صد زخم ز نیش خار چو گل خوردم و آخر
جان دادہ غم دوست ز لام خریدیم
کل سودا تو از سر بجائے نشود
ہر کہ از سلسلۂ عشق پریشان نرود
غنچۂ گلشن یعقوب نگردد خندان
خضر ہمبودہ بے چشمۂ حیوان نرود

ہماری زندگی کی صورت بتاتے جاےئے کیا کہکے دلکو سمجھائینگے شب ہجر کیونکر کٹےگی کون سمجھائیگا دل کو کیونکر بہلائینگے ابھی سے بیقراری ہے نور الدہر نے اشک گہر رنگ جو صدف چشم ملکہ سے جاری تھے دامن سے پاک کیے فرمایا ملکہ دعا کرو کہ یہ خوف ٹلجائے پروردگار قوت ایسی عطا کرے کہ شرط پوری ہو سوار کرکے تمکو برسر کوہ عقیق لیچلین جو مقدر شرط ہے ہم اُسمین تامل کرنا کیا ضرور ہے ملکہ تم ٹھہرو مین انشاء اللہ ابھی واپس آتا ہون ہر چند نور الدہر نے بہت سمجھایا نگار سمن بر کے چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن دامن تھامے ہوئے روتی ہی بجلی لگ گئی چہرہ سرخ ہوگیا آنکھین اُبل آئین بات نہین کرسکتی نور الدہر نے سر سینے سے لگالیا فرمایا ملکہ جو اسقدر بیقرار ہوگی خیال اِدھر بٹیگا ہمارے زور بازو مین فرق آئیگا یہ کہکر شاہزادہ اُٹھا ملکہ روتی ہوئی ساتھ ساتھ جب در باغ پر پہونچی یلغیشت مرکب پر سوار ہوے ملکہ نے رکاب سے آنکھین ملین کہا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی برائے خدا آبرو بچائیے اُس تالاب کنجت پر نہ جائیے جہان سے اپنی جان سے صحیح و سالم رہیے خیر کبھی ملاقات بھی ہوجائیگی وہین کے نگہبانان جنکو طلازمان جنیز قرار دیا ہے وہی پکڑ کر دار پر کھینچ دیتے ہین مفتاح کوہی نے یہ دام پھیلایا ہے وہ بار نہ اُٹھیگا نور الدہر نے خدا حافظ کہکر دامن چھوڑایا گھوڑے کو بڑھایا جہانپر آتش اشتیاق غریق لجۂ فراق ذبیح خنجر ابروے خونخوار دام گیسوی لوگرفتہ

تڑپ کر رہ گئی نور الدہر صحرا مین آئے خدمتگار و بیلیے وغیرہ ڈھونڈھ رہے تھے اُنھون نے شاہزادے کو عجب حال پریشان مین دیکھا چہرہ زرد ٹھنڈی سانسین بھرتے ہوے مبہوت لب پر مہر سکوت سب حیران ہوگئے کہ شاہزادے پر کیا گذری خدمتگار واقف کار کا ہاتھ تھام لیا طرف شہر کے چلے خدمتگار نے راہ مین پوچھا کیون شہریار اب شکار سے دل سیر ہوا فرمایا ہمکو اُس تالاب پر لیچلو خدمتگار رونے لگا کہا وہان جانا بہتر نہین ہے مفتاح کو یہی برگالی چڑھتی ہے نور الدہر نے کہا تم فقط مقام ہمکو بتلا دو زیادہ نہ سمجھاؤ شاہزادہ شہر مین آیا گلی کوچے کو طے کر کے سنگ بجر جرات قریب تالاب کے پہونچا دیکھا عمارتین بہت سی بنی ہوئی ہین گوشۂ تالاب پر ایک نقارہ کلان ہے نور الدہر جب نقارہ کی جانب چلے سپاہیون نے دور سے آواز دی او شخص ادھر کہان جاتا ہے یہ نقارہ شرطی ہے اسکو نہ بجانا شاہ کا گنہگار ہوگا دیکھ کیا ضرور ہے نور الدہر نے کسی کا کہنا نہ سُنا بلٹ کر اُنکی جانب نہ دیکھا چوب اُٹھا کر نقارہ پر اس زور سے لگائی کہ نقارے کے دو ٹکڑے ہوگئے اہالیان شہر گوش بر آواز رہتے ہین ہر گلی کوچے مین بازہ ہوا کوئی اور عاشق آیا یہان ملکہ نے بیقرار ہو کے ایک کنیز کو عقب مین شاہزادے کے روانہ کر دیا تھا ملکہ جو بیقرار ہوتی تھی بلک بلک کے روتی تھی کنیزین کہتی تھین حضور وہ نادان نہین ہین شرط سنکر جی چھوٹ گیا بھاگ کر کہین چھپ رہے گے دفعتاً ایک نقارے کی آواز کان مین آئی ملکہ نے کہا لو صاحبو اس شہر نے جا کر نقارہ بجایا برائے خدا ایک کنیز ادھر جائے میری طرف سے اُنکو سمجھائے سپاہیون کو لاکھ دو لاکھ دیکر راضی کرینگے ابھی تک خیر ہے ہاتھی کو ہاتھ نہ لگانا یہان چند عرصہ مین ہزارہا اہالیان شہر کا جماؤ ہوگیا کمیدان اُٹھکر قریب شاہزادے آیا بھولی بھولی صورت دیکھکر بیقرار ہوگیا کہا اے جوان بھاگ جا ہم مشہور کر دینگے ایک مرد دیوانہ تھا نقارہ توڑکر چلا گیا ہمکو تیرے حال پر رحم آتا ہے مہاجن شہر کے بیتاب ہوکر کہتے تھے اے ماہ آسمان حسن ہم سپاہیون کو روپیہ دیکر راضی کرینگے ہماری دُکان مین چلکر چھپ رہو شاہزادہ سب کو جواب دیتا ہے صاحبو کیا ہم چور ہین جو تمھارے گھر مین چھپین شرط پوری کرینگے بار نہ اُٹھیگا اپنی جان دینگے ہمنے سمجھ کے چوب لگائی ہے آپ لوگ کیون گھبراتے ہین ہم خدا کی عنایت سے اُٹھا لینگے جب تو کمیدان نے کہا یارو یہ جوان سخن ناشنو ہے اب اسکو دولہا بناؤ شاہزادہ خود اُنکے ساتھ حمام مین آیا ملازم موجود تھے اُنھون نے بڑے اعزاز و اکرام سے نہلانا شروع کیا یہان قریب تالاب اتنے عرصہ مین میلا جم گیا خدمتگار روتا ہوا بخدمت مفتاح تیغزن پہونچا یہ اپنے قصر مین بیٹھا ہوا گھبرا رہا تھا کہتا تھا ابھی تک میرا مہمان واپس ہو کر شکار گاہ سے نہین آیا راہ مین کسی سے جھگڑا نہ ہوا ہو تشخو

شعلہ مزاج ہی حقیقت یہ ہی کہ دونوں کے سر کا تاج ہی ذرا سی بات مین بگڑتا ہی ہوا سے لڑتا ہی کہ خدمتگار سامنے
سے روتا ہوا آیا عرض کی ای شہریار غضب ہوا وہ جوان آپکا مہمان کنارے تالاب کے پہونچا اس زور سے
چوب لگائی نقارہ ٹوٹ گیا اب حمام میں لے گئے ہیں یہ سنکر مفتاح تیغزن اٹھا گھوڑے پر سوار ہوا روتا
ہوا چلا ساتھ والون سے کہتا ہی یارو بڑا غضب ہوا مین نے جب اسکے خدمت کی اُس زخم مہلک سے صحت
دی کہ یہ اپنے لشکر مین جائیگا دربار مین صاحبقران کے میرا بھی ذکر آئیگا وہ صرف و مصارف سب بیکار ہوا نہیں
معلوم تالاب کا نشان کسنے بتایا ملکہ کو اسنے کہان دیکھا وہ ہاتھی تو رستم سے بھی نہ اٹھیگا ہاتھی ہی یا پہاڑ ہی
میری تقدیر کا بگاڑ ہی یہ کہتا ہوا بر سر تالاب آیا اتنے عرصہ مین میلا جم گیا امیر رئیس مہاجن سب جمع ہین پوچھا
وہ جوان کہان ہی لوگون نے کہا جامہ خانے مین لے گئے ہین اب دولہا بنارہے ہین مفتاح نے کہا مین ہرگز
دولہا نہ بنانے دونگا ہاتھی نہ اٹھانے دونگا چونکہ قلعہ دار ہی سب اسکا پاس کرتے ہین سپاہی سوار دوڑکر
حاضر ہوے کہا ای افسر ہم خود چاہتے ہین یہ جوان بھاگ جاے وہ نہین مانتا خوشی خوشی مہندی لگارہا ہی چاہتا ہی
دولہا بنا کے شادی کرینگے یہ نہین واقف کہ جان جائیگی مفتاح اسوقت اندر آیا شاہزادے کے ہاتھ
پانون مین مہندی لگارہے ہین کارگزار اپنا رنگ جمارہے ہین مفتاح نے کہا ای شہریار آپ نے یہ کیا کیا کسنے
یہان کا راستہ بتایا مجھ بدنصیب کو بدنام کیا یہ کیا انجام ہوا چلیے اٹھیے مین سبکو سمجھا لونگا نور الدہر نے کہا
ہم شرط پوری کرینگے ای برادر یہ تو شرط عام ہی اسمین کیا تردد اگر ہاتھی اٹھایا شادی ہوئی ورنہ ہمکو قتل کا اختیار ہی
مفتاح تیغزن نے منہ پیٹ لیا کہا حضور انسان پہاڑ کو اٹھا سکتا ہی تو پہلوانون نے ملکر اٹھایا جنبش
نہین ہوئی تب اُس ظالم سفاک نے شرط مقرر کی ایسا وہ ہاتھی نہین ہی جسکو آپ اٹھائینگے اور جیتے عشق مین
آپ بہوت مین اُسکو کہان دیکھا نور الدہر نے کہا ہم باغ نگارین مین گئے تھے ملکہ سے وعدہ کرکے آئے ہین اگر شرط
نہ پوری کی پھر یہ منہ دکھائینگے مردان عالم مین ملعون ہو جائینگے معشوق کی نگاہ مین ذلیل ہوکر دلسے اتر جائینگے
مفتاح نے کہا حضور مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگا نور الدہر نے کہا تم ہمارے محسن جان بخش ہو اس مقدمے مین خلل
نہ ڈالو اس شرط کے نکرنے مین بڑی بدنامی ہی اتنے عرصہ مین ملازمون نے لاکر سر پر پیاری سہرا باندھ دیا
خلعت پہنایا دولہا بنے ہوے جامہ خانے سے باہر نکلے مفتاح تیغزن پیچھے پیچھے روتا ہوا چلا آتا ہی سب کے
سامنے ہاتھ جوڑ رہا ہی یارو میری آبرو بچاؤ اس جوان کو سمجھاؤ کمیدان رسالدار نے کہا ای پہلوان دو ہاتھ
آپ کی کچھ منت و خوشامد کی ضرورت نہین ہی ہم سب خود بھی چاہتے ہین کہ انکی جان بچے ہم سب حاضر ہین آپ خود

سمجھائیے مقتاح آگے بڑھا اسنے تھام لیا کہا ای شہریار برائے خدا اپنے کو سنبھالیے اب آپ کہان جاتے ہین وہ سامنے
قنات کے اندر ہاتھی رکھا ہے سامنے چالیس قبرین بنی ہوئی ہین اپنے زمانے کے رستم و اسفندیار تھے یہان آکے بیکار ہوئے
یہ بار نہ اٹھا سکے تھین جلادون نے سر کاٹ لیا مقتاح نے حکم دیا یہ لوگ ہمارے داماد مشہور ہوئے یہ احتیاطاً آگے دفن
کردو دیکھیے قبرون پر کیا حسرت برستی ہے بقول مرزا محمد رضا صاحب برق فرو ابر رحمت اگر نہین ای برق بیکسی قبر
پر برستی ہے یہ چالیسون جوانان ماہرو خوشرو خوشخو کس ذلت سے مارے گئے آجتک قبرون سے دھوئین نکلتے ہین
آتش عشق سے استخوان جلتے ہین مفت مین جان گنوائی جوانی برباد ہوئی گھر لٹا قبر آباد ہوئی معشوق سرکش نے
یہ بھی نہ پوچھا کون مرا کون قتل ہوا البتہ یہ معشوق عاشق کش ہے عاشق ہونا سراسر عقل کے خلاف ہے ابھی تک
انتظام میرے ہاتھ مین ہے یہ سب میرے قبضے مین ہین یہ سب میرے ابتدا ہین جب قنات ہٹی ہاتھی کو ہاتھ لگایا
پھر کوئی میرا کہنا نہ مانیگا نورالدہر نے کہا ای دوست صادق ای محب واثق اب نہ سمجھاؤ پانی سر سے گذر چکا نقارہ بجا
سب مین مشہور ہوا یہ جوان عاشق ملکہ نگار سمن بر ہے اب جان ہی دینا بہتر ہے ہمارے دوست ہو ہمارے لیے دعا کرو
مقتاح گردن سر جھکا کر ایک طرف کھڑا ہوا رو رہا ہے سب خاموش ہوئے نورالدہر نے آگے قنات کو ہٹایا دیکھا ایک
ہاتھی لوہے کا کھڑا ہوا ہے کاریگرون نے روغن پھیرا ہے صاف ظاہر ہوتا ہے اصلی ہاتھی ماتھا رنگا ہوا کھڑا ہوا ہے نورالدہر
نے کہا اسطرف اسکو ہٹا کر لاؤ سب نے کہا جو تم اٹھانے کے لائق ہوتے یہ لاکھون روپیہ کا جہیز و معشوق خوبرو قبضہ
کرتے مصباح کوہی کے داماد مشہور ہوتے نورالدہر گھوڑے سے اُترے اب ہزار جوان ہمراہ ہین سوار پیدل کمیدان
رسالدار جمعدار صفین کھینچے ہوے کھڑے ہین ایک جانب دار بھی استادہ ہے جلاد بھی موجود ہو گئے اسباب جہیز نکلوایا گیا
اونٹون پر لدوایا صندوق تیار ہے سب سامان جہیز مہیا ہے چاندی سونے کے چپرکھٹ مسہریان پلنگ چاندی کے اور
سونے کے برتن تانبے کی دیگین مٹکے چینی کے ظروف کوئی شے ایسی نہین ہے کہ نہو جانتے ہین کہ یہ اسباب کسی کو لیجانا آج تک
نصیب نہین ہوا کوٹھون سے لگا ہے پھر اسی طرح بند کر دینگے ناظر بکائن نیمے پہنے ہوے اونچی کمرین بندھی ہوئین
کوٹھے ہاتھ مین لیے ٹہل رہے ہین وہان ملکہ کو کنیزون نے خبر دی شاہزادہ دولہا بنکر قریب ہاتھی کے پہونچا ہے ملکہ کوٹھے
پر کھڑکی بیٹھ رہی ہے چاہتی ہے اپنے کو کوٹھے سے گرا دون کنیزین خاموش آپس مین کہہ رہی ہین یہ مسافر ملکہ کو بہت
بیقرار کر گیا ایک کہتی ہے وہ جوان بھی ایسا ہی ہے لیکن کمبخت جان دینے آیا تھا جب تو ملکہ اپنے ہوش مین نہین کہ
ایک ایک کے آگے ملکہ ہاتھ جوڑتی ہے ارے صاحبو جا کر میرے سر کی قسم دو انکو سمجھاؤ کہنا ملکہ منع کرتی ہین یہان
نورالدہر ہاتھی کو دیکھ کر گھوڑے سے اُترے افسرون سے کہا بھائیو ہم دو رکعت نماز پڑھلین تب کہا اگر آپ کو

کچھ فائدہ ہو بسم اللہ کون منع کرتا ہی دو رکعت نہین چار رکعت پڑھیے نورالدہر نے دو رکعت نماز حاجت ادا کی
ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے پکار اُٹھے شعر شاہا ز کرمی و رحیمی و غفور + دست ما گیر کہ درماندہ دلی بال
و پریم + ای رحیم و کریم ای قوی و توانا بازوؤن مین قوت عطا فرما تا اس بار کو بآسانی اُٹھاؤن اپنے معشوق
تک پہونچ جاؤن تیرے نزدیک سب آسان ہی اس بار کی کیا حقیقت ہی سوا تیرے اسوقت کس سے
عرض کرون اِدہر تو شاہزادے نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا باب اجابت وا تھا نماز پڑھکر اُٹھا دامن
گردان کے آستینین چڑھائین دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کار گرون نے شکم مین فیل کے دو دو مٹھیں اُٹھانے کے
واسطے بنادی ہین کہ اُٹھانے والا ہاتھ ڈالکے اُٹھائے نورالدہر نے بسم اللہ کہکر اُن مٹھون پر ہاتھ ڈالا
نعرہ شیرانہ کرکے زور کیا پہلے زور مین جنبش ہوئی دوسرے زور مین زمین چھوڑائی تیسرے زور مین اُٹھا لیا
سات قدم شاہزادہ آیا واہ واہ کے غل کی جو آواز ہوئی ہزارون آدمی چیخنے لگا اہالیان شہر کے ہوش اُڑ گئے
کہتے ہین ایک بیٹے نے پہاڑ اُٹھایا اس ہنگامہ کی آواز وہان تک پہونچی ملکہ نے چاہا اپنے کو قصر سے گرا دون
کنیزون نے پکڑ لیا کہا مفصل خبر لاؤ کیا معرکہ گذرا ایک کنیز واسطے خبر کے گئی یہان وہ وقت ہی کہ شاہزادے نے
وہ بار عظیم اُٹھایا سات قدم پر لا کر اسکو رکھدیا کنیز اسوقت پہونچی کہ یہان سبنے اطاعت کی ہر کمیدان سالار
کہ رہے ہین ہم آپ کے ساتھ مین آپنے بیشک شرط پوری کی برات آراستہ کرکے چلیے دولھن کو سوار کر لیجیے
اب آپکو اختیار ہی ہزارہا اہالیان شہر بھی ہمراہ ہوگئے مفتاح تیغزن خاموش کہ مین اب کیا کرون اگر
منع کرتا ہون کل اہالیان شہر و افسران فوج بوجہ انصاف اُس شخص کی جانب ہوگئے یہ سب فساد برپا کرینگے
اگر نہ ہو کون مصباح ایسا آتشخو شعلہ مزاج حاکم کر گیا ہی انھین لوگون سے بر سر مقابلہ سفر دور و دراز اختیار
کیا پہلوان زبردست ہی کچھ فیل نہ لائے محل نہ جائے کہ غیر شخص کو تمنے کیون قریب شرط جانے دیا اسی خیال مین بھی
ساتھ ہی زبان سے کچھ نہین کہتا لیکن اسکا بیتاب دل ہی دل مین پیچ و تاب یہان سامان برات آراستہ
ہوگیا نقارے بجے شہنا نواز سہرے گانے لگے فرد وہ طبلون کی آواز آتی صدا + وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا + شاہزادہ
گھوڑے پر سوار بھاری سہرا بندھا ہوا پھولون کے سہرے پر سہرہ زرتار ہاتھ پاؤن مین مہندی لگی ہوئی
کنگنا ہاتھ مین بندھا ہوا روپیہ لٹتا ہوا شہدے پکار رہے ہین کہ ارے دولتون کا مال رکھا ہوا لیے جاتا ہی
جان دینے کو اور بھتے نزے اڑانے کو یہ کون آیا روپے کے جھگڑے پڑ رہے ہین اس دھوم دھام سے
برات جاتی ہی پرانا متصدی فرد فہرست اسباب ہاتھ مین قریب مرکب آکر عرض کر رہا ہی حضور یہ فہرست

ملاحظہ کر لین اسباب پر اپنا قبضہ کیجیے نور الدہر نے فرمایا ابھی ہم کسی شی پر قبضہ نہین کرتے جو جسکے پاس ہے
وہی ذمے دار ہے سب صاحبون کو حکم پہونچا دیجیے آپکو سمجھاتا ہے کالا صاحب بلبلا گئے معرفت مرد ہجے کے سب
کو حکم پہونچا دیا کہ کل چیزون پر اپنا اپنا قبضہ رکھو دولہا صاحب ابھی نہین سمجھتے کوئی انکے ساتھ کا مگذار نہین ہے
سب خاموش ہو سکئی ہزار روپیہ جو لٹانیکا تھا وہ لٹا یا گیا خواص بلبلی ملکہ کو جو حالت بیقراری مین دیکھا
دوڑی ہوئی آئی ہے دومین سے غل مچاتی ہوئی حضور مبارک ہو برات آپہونچی سب شہر والے انکے ساتھ ہو گئے ہین
مفتاح تیغ زن جل رہا ہے منھ پھلائے ہوے چلا آتا ہے میان جی تیاری کیجیے فرش بچھوائیے ساتھ والیون
نے مبارک مبارک جو کہنا شروع کیا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا ارے کمبختو چپ رہو بات تو
پوچھنے دو ہان بو اسوسن ماشی کا تو حال بیان کرو سوسن نے کہا حضور وہ ماشی باغ کے گوشے مین کھڑا تھا
اب کنارے پر تالاب کے رکھا ہے جسکا جی چاہے جا کر دیکھ آوے دولہا میان نے بے سامنے اُٹھا کر لانے ماشاء اللہ
تیور بدل نہین آیا چلنے کی تیاری کیجیے رات ٹھہرانے کا ارادہ نہین ہے اسی وقت رخصت ہو گی یہ تو شرطیہ برات ہے
باغ مین داخل ہوا روشن چوکی کی آواز آئی ملکہ نے پردہ اُٹھا کر دیکھا آگے آگے دولہا تخت پر تمام سامان برات
نوبت نقارے بجتے ہوے عافران فوج رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے شاہزادہ سرکار اسرار کسیکو جواب دیتا جاتا ہے
اب تو کنیزون نے بلا کیا واری برات آپہونچی اپنی قدیم کھلائی کو ضرور ساتھ لیجیے گا یہ بڑھیا کہان ٹھوکرین
کھائیگی غنچہ دہن دوڑی یا خاموش بیٹھی اب زبان کھولی کہتی ہے واری مین تو اسی کو بھی اپنی چھوڑ اچھ حضور
کے ساتھ ضرور چلینگے شمشاد آ کھڑی ہوئی نرگس نے بھی آنکھیں نکالین شمع رخسار چلی باغ مین داخل ہو کر برات
لیکر نور الدہر پہونچے محافہ بھی جہیزون ملا ہے دروازے پر لگا دیا جب شاہزادہ دامن گردان کر اندر باغ کے
چلا تب مفتاح تیغ زن تلوار کھینچکر بیچ دروازے مین آ کھڑا ہوا نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کیون
اے پہلوان دوران کیا ارادہ ہے ہم سبطرح موجود ہین شرط مجھے پوری کی مفتاح قدمون سے لپٹ گیا
عرض کی اے شمع دودمان صاحبقرانی اے چراغ بزم کشورستانی غلام کے تو آپ جان بخش ہین میری کیا مجال
جو اس مقدمے مین دخل دون مین تو پروانہ شمع جمال حضور ہون انصاف کیجیے مین سراسر بےقصور ہون
آج کل مالک شہر نہین ہے تنہا ٹیبی شہر دوسرے شرط پوری کی تمام اہالیان انصاف آپ کے ہمراہ ہین سپاہی
شریک ہو گئے لیکن یہ کل بار میری گردن پر ہے مجھکو بدنامی سے بچائیے ابھی اندر نہ جائیے ملکہ نے سنا مفتاح
تیغ زن بیچ مین شور و غل کر رہا ہے شاہزادے کو اندر نہین آنے دیتا خواصون سے کو سنا شروع کیا صاحبو

کوئی مفتاح کا قتل کرنے والا نہین ہے چالیس جوان بےخطا قتل کیے کسی نے دخل نہ دیا اب جو شرط پوری ہوئی تو
اپنا گلا کاٹنے مین ملکہ پانچے سنبھالے سوار ہونے کو تیار تھین اب رک گئین آنکھون مین آنسو بھر کر سوسن سے کہا ارے
انکو دنیا میا ننگ تو بلا لے پوچھون کیا جھگڑا ہے خدا کے واسطے کسی سے لڑتین نہین وہ غریب الوطن یکہ و تنہا یہان
سستے لڑے کوئی جمع مین نورالدہر نے مفتاح کے قریب آکر کہا اے پہلوان تیرا ہمپر احسان ہے بطور انصاف جو کچھ
کہو ہم دل و جان اسکو قبول کرین مفتاح نے کہا مین ہر طرح تابعدار ہون نورالدہر نے کہا ناموس کو تو اپنے اپنا
ہم نہ چھوڑینگے اگر آمادہ جنگ ہو ہم اسد نیام سے لو ورنہ ہٹ جاؤ ہم ملکہ کو سوار کرائین مفتاح نے کہا مین صرف اتنا
چاہتا ہون کہ حضور باغ مین نہ جائین ملکہ کے جمال پر خیال نگاہ نہ ڈالین شرط اپنے بصد جرأت و شوکت منطوح
ادا کی کہ تمام اہالیان شہر گواہ ہین افسرون نے حلقہ اطاعت آپ کا کان مین ڈالا خیرخواہ آپ کے ہمراہ ہے اسکن
کیا کر سکتا ہون اگر وہ خود یہان موجود ہوتے تو وہ بھی آپ کے زور و طاقت کا اعتراف کرتے لیکن چونکہ وہ یہان
موجود نہین ہین ملکہ کو آپ سوار کرالین مجاور پر میرا قبضہ رہے مین اک عرضی روانہ کرتا ہون انکا لکھوا رہا
ہون اگر انہون نے لکھا کہ لڑو آپ سے کیا لڑونگا سر کاٹ کر قدم پر ڈال دونگا اگر انہون نے لکھا شرط پوری ہوگئی لیجاؤ
مین بھی غلامی مین حاضر ہون ہمیشہ زیر قدوم میمنت لزوم رہونگا جہان اور ہزارہا ملازم نمکخوار ہین ایک یہ بھی خیر
جان نثار دربانون مین در دولت کے منسوب رہیگا نورالدہر نے فرمایا تم ہمارے محسن و جان بخش ہو جسطرح کہو ہمین
قبول ہے اگر یہ جرأت اے بہادر تمام عالم ایک طرف ہو تو ایسی ہی کرین ہزار تلوارین کھینچ جائین تو منہ نہ پھیرین
آرے سر پر چلین تو سر بلائین یہ فرما کر شاہزادہ ہٹ آیا مفتاح نے فوراً عرضی لکھی شتر سوار کو دی کہا لشکر
مین خداوند لقا کے جاؤ ہاتھ مین انکے دینا شتر سوار عرضی مفتاح لیکر چلا یہان ملکہ محافے مین خوشی
خوشی سوار ہوئین ملازمان مفتاح نے چارجانب سے محافہ گھیر لیا مفتاح نے پایہ محافے کے ہاتھ رکھا
اسی طرح برات بھی کہانی چلی یہی قول ہے کہ میرا قبضہ رہے آئندہ مالک کو اختیار ہے مین حضور ہی کا خیرخواہ ہون
مطیع بھی ہو چکا آپکے مذہب کا اعتقاد ہوا وہ کلمہ داستان مصباح کوہی کے بیان ہوتے ہین کہ یہ بعد
قطع منازل و طی مراحل لشکر لقا مین پہونچا سلیمان عنبرین موے کوہی استقبال کرکے لے گیا مجمل حال اسکا
گذارش ہوتا ہے کہ انہون نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان کارزار مین آیا صفوف جدال و قتال آراستہ
ہوئین مصباح بھی میدان مین نکلا ادھر سے بہرام گرد بن خاقان چین نے مقابلہ کیا بہرام زخمی ہوا چار سردار
لشکر مصباح کے ہاتھ سے زخم دار ہوے اسی طرح اسنے چار میدان داریان کین پانچوین شب کو تیاری

کہا ملک جی حمزہ کے بہت پہلوان مین فرد "فرد" کہا ٹنگ ٹرولکا کل میرا ارادہ ہے کہ حمزہ کو للکارون بختیارک نے
کہا خبردار ای مصباح کوہی کلید فتح وظفر حمزہ کے ہاتھ مین ہے اُس سے مقابلہ نہ کرنا وہ کشندہ دیون خاف ہے
شکین باندھکر لیجائیگا مصباح بہت جھلایا کہا جب رہ شیطان سے بات نکرو ایسی بیہودہ باتین کرتا ہے
گویا حمزہ کے چار ہاتھ ہین مین چاہتا ہون جلد لڑائی فتح کرون قدرت کو تابہ باخبر ہوجاؤن طرف جنہری
لون بختیارک نے کہا اس ہوس مین بہت سے مارے گئے قدرت کے مزاج سے آپ آگاہ نہین کبھی تو دیکھی
باشد حمزہ آنکا سپہ سالار قدرت ہے اُسکی ذلت گوارا نکرینگے نہین معلوم تمھارے واسطے کیا ہو ہم یہی بات کہتے ہین مجھکو
برا معلوم ہوتا ہے مصباح نے نقارۂ طبل جنگی بجایا بوقت سحر میدان کارزار مین آیا بعد مغشوری آواز دی کہ
صاحبقران زمان کا مشتاق ہون امیر نے فرمایا میدان کو ترق کرو گھوڑے سے کود کے بادشاہ نے تخت بڑھایا آگے
بڑھکر صاحبقران نے سلام کیا سب سرداروں قدمون سے لپٹ گئے عرض کی سب غلامان جان نثار حاضر ہین
صاحبقران نے فرمایا میرے قانون مین فرق آئیگا آپ لوگ واقف ہوکر ایسا فرمانے ہین سات برس بکوشش سے
جہاد ہیکر باندھی عنایت سے پروردگار کی کا ذکر شیث نہین دکھائی جائیگا تعریف رحمت ہوا الکش کرکے
عادی کو دیا آپ پشت اشقر پر سوار ہوئے شعبان خنجر گزار نے رکاب پر ہاتھ رکھا ملحوظ خاطر ناظرین رہے
کہ جواہر بن عمرو برائے تلاش شاہزادہ نور الدہر گیا ہوا ہے اسوجہ سے شعبان ہمراہ رکاب صاحبقران ہوا
مرکب طرار دہر کے جلو مصباح کوہی دیکھ رہا ہے کہ آفتاب آسمان عربستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان بعبد گشت
و شان نمایان ہوئے گرد اسپ کا پیکر رجا نیز او جنگ مین سپہر کی گرد ہوگیا سات قدم اسکا گنبد نہین قدم اشقر
دیو زاد ہٹا مصباح جمال جہان آرائے صاحبقران کو دیکھکر دنگ ہوگیا کہا یا امیر بالنوقیر آپنے قدرت کو بڑے
بڑے طلال ہو بجانے قدرت کی رحم دلی کے عقب اپنا تامل نہین کرتے چلیے مین خطا معاف کرادون ورنہ میرے
ہاتھ سے بچنا محال ہے آپ نے نمونہ جنگ مابدولت کا دیکھا بیس پہلوان آپ کے زخمی کرچکا آج آپکی باری ہے سنکر
صاحبقران نے فرمایا یہ میدان کارزار ہے اپنے خداوند کا حال نہ پوچھیے اگر تم لوگون کی چشم بینا ہوتی ایسے کندہ ناتراش
کا ساتھ چھوڑتے باخرے بھاگتا ہوا نابکوہستان آیا بڑے بڑے پہلوان آئے بڑے بڑے مقابلے پڑے تمھارے ہاتھ
بھی خدا اسکو بچائیگا مصباح نے غصے مین آکر کہا او حمزہ قدرت کو ایسا کلمہ سخت کہتا ہے زبان سنان نیزہ سے چھید
لونگا زبان درازی کی سزا دونگا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا تسرحو پہلو مین
مین صاحبقران نے نیزہ اسکا ہوا کیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے بازو بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے

گریبان مین ہاتھ ڈالا گھونٹا اور قیشا اپیٹ کے بجل زمین پر بیٹھ گئے دونون جوان لپٹے ہوئے زمین پر آکے کشتی
ہونے لگی ٹھیک دوپہر کا وقت تھا مصباح کوہی ہانپ رہا ہے کانپ رہا ہے معدون لشکر ان بختیارک کہتا ہے کہ بھلا
ای سلیمان دیکھو تمہارے بھائی صاحب پر کیا گذر رہی ہے اپنی جان سے بیزار ہین الجھا مجھ کے لڑتے ہین یہ دوم
مین حمزہ زیر کر لیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اوٹھی سب نے دیکھا کہ اک شتر سوار اونٹ کو دوڑائے ہوئے آتا ہے مصباح
کو مشغول جنگ دیکھکر دور سے پکار کر آواز دی ای پہلوان دوران مین قلعہ نگارستان سے آپکے بھائی مفتاح کا نامہ
لیکر آیا ہون پہلے اسکو ملاحظہ فرمائیے پھر مقابلہ کیجیے صاحبقران نے مصباح کو چھوڑ دیا فرمایا ای پہلوان دوران
تمہارے ملک سے نامہ لایا ہے پہلے اسکو پڑھ لو کوئی نہ کوئی ایسی ضرورت ہے کہ شتر سوار نے سر میدان کاغذ دیا صاحبقران
پیچھے کو الگ ہوئے منہ پھیر لیا اس خیال سے کہ کسی کی تحریر دیکھنا کیا ضرور ہے خلاف تہذیب عقل کا قصور ہے مصباح
سر نامہ کھولا پڑھتا جاتا ہے چہرے پر غصہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ زبان سے یہ کہتا ہے واہ واہ یہ خط کو ہون کے واسطے
مقرر کی تھی یا رب مسلمانان ناقص عقل کی شامت آئی ہے سارا نامہ پڑھکے غصہ مین پھاڑ ڈالا سپر شمشیر اٹھائی
گھوڑے پر سوار ہوا ابلشکر صاحبقران سے کہا آپ اپنے لشکر مین جائیے مجھے اک کار ضروری درپیش ہے اسوجہ سے
لیس و پیش ہے پلٹ کر آپ سے سمجھونگا مجھکو بڑی ضرورت ہے صاحبقران نے کہا بسم اللہ مجھے کا حال تو آپکا دل خوب
جانتا ہوگا مصباح نے کچھ جواب نہ دیا گھوڑے کو پھیرکر چلا لشکر اسکا الگ ہوا سپہ سالار و تیغ گھوڑے دوڑائے
اور پکارتے ہوے چلے کہ آقاے نامدار آپ کہان تشریف لیے جاتے ہین ملازمون کو ہمراہ لیجیے یہ حال دیکھکر بختیارک
تو بیچین ہوگیا ہر ایک سے پوچھتا ہے تمہارے آقا کہان جاتے ہین حمزہ سے لڑتے لڑتے نوک دم بھاگ گئے لشکر والے
جواب دیتے مین کہ ابھی ہمکو نہین معلوم جسقدر سوار پیدل ہین کہتے ہوے بڑھ گئے اسرار کوہی اسکا عیار پیچھے تھا
بختیارک نے اسکا دامن پکڑ لیا کہا میان عیار صاحب ٹھہر جائیے بتلائیے تو کیا قلعہ پر کوئی حریف چڑھ آیا ہے قلعہ
نگارستان لشکر اپنے تو دور سے دیکھا ورنہ ہونے پے دریافت کیے نہ جانے دیتے لیکن نامے مین کچھ اچھا مضمون
نہ تھا غصے مین چاک کر ڈالا کچھ آبرو پر بنی ہے اسرار نے کہا ملا جی آپ شیطان درگاہ خداوندی مین غیب کی
خبر بھی آپکو ملتی ہوگی مین انکا عیار ہون لیکن مین نہین سمجھتا نہین معلوم کیا معرکہ گذرا شاید کوئی قلعہ پر چڑھ
آیا ہوگا ہمارے آقا کا کوئی حریف نہین ہے سب انکے دبتے ہین کبھی کوئی قلعہ نگارستان پر چڑھکر نہین آیا انھون
نے جاکر اکثر قلعجات فتح کیے بختیارک نے کہا کوئی ایسا جوان انکی شہر مین ہے یا نہین اسرار کوہی نے کہا آپکا
کیا مطلب بختیارک نے کہا جو پوچھین تم وہ بتاؤ مجھسے بات نہ چھپاؤ اسوقت کوئی سانحہ عظیم گذرا ہے غصے مین

گئے مین ہم بھی اُنکی مدد کو چلین یہ کہکر بختیارک نے کہا اے سلیمان عنبرین موسکو ہی تمہارے بھائی صاحب پر
کوئی وقت پڑا شہر مین کچھ غدر ہوا چلکر خبر لو قدرت بھی چلینگے اسطور سے بختیارک نے کہا سلیمان عنبرین مو نے
کوہی مع فوج چلا بختیارک نے ترغیب دی لقا نے بھی تخت بڑھایا تمام سجاتی باختری شتری حصاری ساتھ
ہوئے تیغ گرد ملبند کی سو نوبت نقارے بجتے ہوے تمام صحرا بغبار لشکر لقا کا چلنا صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آندھی
سیاہ اٹھی جنگلون مین اندھیرا چھا گیا کچھار مین شیرون کا کلیجہ تھرا گیا یہان صاحبقران پلٹ کر خدمت مین
بادشاہ کی آئے سب سرداروں نے کہا اے شہریار یہ کیا ہوا کہ گرز الٹتے لڑتے کہان بھاگ گیا صاحبقران نے
فرمایا اسکو بھاگنا نہین کہتے مین اُسکے ملک سے نامہ آیا نہین معلوم اسمین کیا لکھا تھا جاکر اسکو پھینکدیا مجھسے کہا
مین جاتا ہون پلٹ کر آپ سے سمجھونگا مین نے روکنا مناسب نہ جانا کہ اسکو کوئی کار ضروری ہوگا ہرکارون نے
عرض کی کہ حضور لقا بھی مع لشکر گیا اب صاحبقران کو تردد ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھے مگر چین بیقرار فرماتے ہین
کہ اے آقا اے دارائے ہند یہ معاملہ کیونکر دریافت ہو سب کہان گئے یہ ذکر تھا کہ جواہر بن عمرو پسینے پسینے اگر
سیو بجا بعد دعا کے عرض کی کہ اے شہریار جلد سوار ہوجیے نور الدہر پر سخت بجلی چڑھائی ہے مین دیکھکر آیا ہون ملک
مین مصلصل کوہی کے جاکر کوئی شرط تھی وہ پوری کی اسکی بیٹی کو لیکر آتے ہین دولہا بنے ہوئے یہ ساری لشکر کشی
انکی شاہزادے پر ہے یہ جیسے ہی یہ جواہر نے خبر کی سب سے بیشتر ہزبر بیشہ کلنگان صاحب سیاط کرام صف شکن
وصفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور عاشق صادق شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان انکا شبرنگ
بن عمرو کو ساتھ لیا اب تو سردارون کا تانتا بندھ گیا صمصام ماہ منظر و تاج دُر در گوش افغان کش
کشیدہ روزہاب خان و حسن خان وغیرہ سب پیلے پہونچے بعد انکے سبھون کے دارائے ہند لندھور بن سعدان
ومالک وغیرہ صاحبقران یہان خود اٹھے بادشاہ بھی سوار ہوے یہان شاہزادہ نور الدہر دولہا بنے جو
روشن چوکی بجتی ہوئی مفتاح تیزرن پائے پر محافے کے ہاتھ رکھے ہوے دیکھا کہ پیلے گرد اٹھی اک جوان
دلیر خصال کو دیکھا گردن ست پر سوار شترہ سوسن کا سا طرہ کاندھے پر پشت پر چار سو سردار ہزار ہا پیدل ہمراہ
ایک جانب سے عیار طرار خنجر گزار طہماس نے آتے ہی مفتاح کا ہاتھ پکڑ کے جھٹکا مارا کہا ہماری شاہزادی کے
محافے کے پاس سے ہٹجاؤ شبرنگ بن عمرو نے پردہ اٹھا کر سر بیچ کے اندر ڈالا ڈپٹا کہا حضور مین دولہا
میان کا عیار ہون شنا ہے کا قصہ ہو وزیر زادی میرا حصہ ہے غنچہ دہن وزیر زادی جو پہلو مین تھی اُسنے
سر میان شبرنگ کے اک چپت ماری کہا او موش نکالی کے بچے اپنی صورت تو دیکھو یہان آ کے بیٹھنے لگے

چلنے لگا ہمراہیان مفتاح دبے جاتے ہین کسی نے چھپر کھٹ پر قبضہ کیا کوئی برابر مسہری کے ہو بیٹھا مفتاح نے کہا
ای شہریار دیکھیے تلوار چلا چاہتی ہی طہماس بپھرا ہوا ہی کہتا ہی ہماری شاہزادی کے محافہ کے پاس سے ہٹجاؤ تم لوگ
کون ہو ہم زبانی جواہر کے سنکر آئے ہین کہ ملکہ کو شہر مین جیت لائے ہین مفتاح غل مچاتا ہی نورالدہر نے طہماس
وغیرہ کو منع کیا فرمایا کہ ای طہماس یہ ہمارا جان بخش ہی اُسنے ہمارا علاج کیا ہی دو مہینے اسی کے مکان مین رہے
اسی کی رائے پر کاربند ہو اسباب کی فہرست لے لو محافہ پر قبضہ نکرو جب نورالدہر نے سمجھایا سرداران فوراً الگ
ہٹ گئے ورنہ آمادہ تھے کہ مار کر ڈالدینگے سمجھے تھے ہمارے آقا کو اکیلا جانکر دبا ڈالا ہی نورالدہر نے کہا کہ ای شیران دشت
نبرد جتنے تم سب کی آنکھین دیکھی ہین تمہاری صحبت مین رہتے ہین سب ہاتھ باندھنے لگے کہ آقا آپ ہی کے تصدق سے
ہماری جرات بہت ہی خدا آپ کو سلامت رکھے مفتاح ان سردارون کو دیکھکر حیران ہو رہا ہی کہ یہ سب اسی شیر کے
ملازم ہین میری کیا حقیقت ہی لیکن دعائین مانگ رہا ہی کہ ای رب بے نیاز اب مجھکو قدمون سے اس شاہزادے کے
دور نکرنا اس گلشن سرداران مین مین بھی ایسون ملازم نورالدہر شہور ہون خاموش ایک جانب کھڑا ہی نورالدہر نے
منع بھی کیا لیکن سردارون نے کل اشیا پر قبضہ کرلیا کہ صحرا سے گرد اٹھی مصباح کوہی مثال شعلہ جوالہ گینڈے کو اڑاتے
ہوے آتا ہی نورالدہر کو جو دو ملازمے ہوے دیکھا کہ اسباب جہیز ہمراہ ہی جل گیا گینڈے کو ٹھیلا کر میدان مین آیا للکار کر
آواز دی او پسر حمزہ مین نے یہ خط واسطے کوہیون کے مقرر کی تھی تو نے میرے شہر مین جاکر فساد برپا کیا ملکہ غنچہ دہن سے
باتین کرہی تھین کہتی تھین کہ غنچہ دہن تو پردہ اٹھاکر دیکھ تو شاہزادے کے ہزارون ملازم ہین کیا کیا سرداران نامی
ہین مہتر زنگ انکا عیار ہی تجھپر عاشق ہوا غنچہ دہن کہتی ہی لونج واری ہین تو اُسے لوٹا بھی نہ اٹھواؤنگی لنگورے کی صورت
تو دیکھو موش صحرائی کا بچہ معلوم ہوتا ہی ملکہ نے کہا ای غنچہ دہن تم واقف نہین ہو مین کتابون مین تمکو دکھادونگی یہ فرزندان
عمرو سب عیارون کا افسر ہین یہ فرزندان صاحبقران کے بھائی کہلاتے ہین بڑے نامی عیار ہین جان لشکر صاحبقران نامدار ہین
یہ ذکر تھا کہ مصباح کوہی کے نعرے کی آواز جو آئی ملکہ نے کہا لو غضب ہوا وہ جلاد بکتا ہوا آتا ہی کہ مین شہزادے کو بھی مار ڈالونگا
غنچہ دہن مین تو زندہ پلٹ کر نہ جاؤنگی خنجر مار لونگی دیکھو شاہزادہ کو مقابلے مین بلاتا ہی غنچہ دہن نے کہا واری وہ کیا کسی سے
کم ہین خیال تو کیجیے مصباح کوہی سات سو پہلوانون کو ساتھ لیکر ہاتھی کو اٹھایا اُنسے نہ اٹھا ماشاء اللہ انھون نے اکیلے اٹھایا
زور مین بھی غالب ہین ملازم انکے بڑے بڑے کھڑے ہین وہ لنگورے کی گردن توڑ ڈالینگے بھلا زندہ چھوڑینگے لیکن مصباح کوہی نے
میدان مین گینڈا دوڑایا نورالدہر کا نام لیکر پکارا طہماس نے چاہا جا پہنچون نورالدہر نے کہا ای طہماس ہمارے واسطے حقارت کی
ہو جائیگا ان پہلوانون کے بھروسے پر یہ حرکت کی ہی ہمارے سر کی قسم تامل کرو مین جاکر جواب دیتا ہون طہماس گیا نورالدہر نے مرکب بڑھایا

ملکہ نے کہا او غنچہ دہن غضب ہوا بڑی شاہزادے کے مزاج میں حبابات ہے خودہی مقابلے کو جاتے ہیں ملازموں کو سر کی قسم دیکر روکا دو
لیجے فدا کا جوان نہ مانتا تھا غنچہ دہن نے کہا خدا کو یاد کیجیے نور الدہر نے گھوڑے کو دوڑایا بہاری سہرا سر پر لپیٹ لیا کنگنا شل
ستارہ سحری کلائی میں بندھا ہوا رومال منہ پر رکھے ہوئے مصباح کو جھک کر سلام کیا مصباح نے کہا او نبیرۂ حمزہ تو نے میرے
شہر میں جا کر فساد برپا کیا قبضہ پر ہاتھ رکھ مفتاح کی شمع حیات گل کرونگا ساری آتش افروزی اسی کی ہے اپنے گھر میں رکھا دشمن
کا علاج کیا سب خبریں میں سن چکا نور الدہر نے کہا حضور میری کیا خطا ہے داماد پر آپ تلوار کھینچتے ہیں ابھی تو مجھسے آپ سے سامنا
بھی نہیں پڑا روئی کا پڑا نہ دوں تو گنہگار اگر مجھکو قتل کیجیے گا بیٹی کے بیوہ ہونیکا کچھ غم نہوگا شوہر ہوگا بیٹی دیکر داماد کو قتل کیا
آپ کے مذہب میں بھی داماد کا لحاظ کرتے ہونگے نور الدہر یہ آشتی کلام کر رہے ہیں مصباح ہر دم قبضہ پر ہاتھ رکھکر کہتا ہے بس نہ دو
باتیں بنا مقابلہ کر نور الدہر کہتے ہیں میں بزرگ پر ہاتھ نہ اٹھاؤنگا اگر شاید آپ میرے ہاتھ سے زخمی ہو تو ملکہ عالم کو کیا منہ دکھاؤنگا
وہ اپنگی محل سے باہر جاؤ میرے باپ کیوں اٹھ سے پھر میں رات کو کہاں رہونگا تنہائی کی جفا سہونگا یہاں مصباح جلتا ہے
مجھے دبگیا اور زیادہ بلبلاتا ہے تلوار کھینچے کھڑا ہے کہ دوسری گرد عظیم بلند ہوئی سلیمان عنبرمو سوے کوہ چار لاکھ
فوج سے آیا زمرد شاہ باختری تیس لاکھ فوج سے پہونچا نور الدہر نے کہا اب تمہارے حمایتی آگئے ان سبکو حکم دو اسباب
جہیز لوٹ لیں ملکہ کو نہ جانے دونگا وہ اب میرا ناموس ہے بختیارک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا ناچنے لگا پکار کر آواز دی میاں
مصباح سبحان اللہ جوان بیٹی کو گھر میں چھوڑ آئے تم تو چار چار رنڈیاں نوکر رکھتے ہو وہ بیچاری کہاں تک صبر کرے
کیا داماد ملا ہے حسین خوبصورت صاحب شوکت و لیاقت کیوں غصہ کرتے ہو صاحبقران کے سمدھی کہلاؤگے بیٹی کی سسرال
میں رہا جب کوئی تم سے مقابلہ کرے کہنا اپنے داماد کو بھیجوں اب اپنی آبرو بچاؤ وہ جوان سچ کہتا ہے کیا روئی کا پڑا نہیں
ملا ابھی کوئی رات بھی تو نہیں گذری شاہزادہ نور الدہر خدا انکو سلامت رکھے میں تو آپ صاحبوں کا دعا گو ہوں دلہن
مبارک ہو بنیدیاں ہمیں بھی کھلوایے گا شربت ملائی میں شریک ہونگے وہاں آپ نے شادی کی ہم محروم رہے یہاں تو بارہ
صحبت ہو لطف ہماری معرفت بلوایے گا کھانے کا انتظام بھی میں کرونگا برات بڑی دھوم سے نکلیگی افسوس جہیز
بہت کم ملا کیا اتوار کیا تھا حسب نسب میں بھی آپ بہتر ہیں بیٹی والے جنگلی کوہی آپ فرزند بدیع الزمان گردنکش
جو لقائی بیٹی جہان افروز کو نکال لے گئے تھے یہ جو بختیارک نے بار مچایا مصباح گالیاں دینے لگا کہا ابے او
شیطان تجھسے کون باتیں کرتا ہے بختیارک نے کہا غصہ نہ کیجیے ہم بیٹے والوں کی طرف میں اڑ کے جہیز لینگے کہ دن گھر پہ
برات اتاروگے مصباح جھلا رہا ہے کبھی بختیارک کو گالیاں دیتا ہے کبھی نور الدہر سے کہتا ہے ای جوان قبضے پر ہاتھ رکھ
خروج اتنا خلل ہو رہا ہے جمع ہو گئی کہ صحرا سے گرد اٹھی لشکر بن سعدان و صاحبقران زمان و بادشاہ عالیشان

بصد شوکت و شان اگر پہونچے صاحبقران نے دور سے دیکھا نور الدہر سہرا باندھے ہوئے سر جھکائے ہوئے کھڑا ہے مصباح کوہی
بلبلا رہا ہے اب جو خیمہ میں پہونچا آئین طبل سکندری پر چوب پڑی نقار خانۂ سلیمانی گڑگڑایا غنچہ دہن نے کہا لیجیے مبارک آگئے دادا
جان آگئے چلیے دیکھیے پرے کے پرے جمے ہوئے چلے آتے ہیں صاحبقران گھوڑے کو اڑا کر قریب مصباح کوہی آئے پہلے تو نور الدہر
کو گھورا صاحبقران کے مزاج میں بھی مضحکہ ہے فصیح شاعر کہا کیوں اے نور نظر یہ کیا حرکت کی اے مصباح برادر کہا نہایت الالوئی ہو
تمھاری بیٹی کو نکال لایا پھر مزاج میں انصاف ہے مفصل حال بیان کرو میں کان پکڑ کے اسکا تمہارے ساتھ کر دونگا یہ کیسی
شادی کہ ماں باپ کو خبر نہیں برات لے آئے جہیز کسنے دیا یہ سامان کیونکر مہیا ہوا مصباح نے جھلا کر کہا یا صاحبقران میں نے
شرط مقرر کی تھی جو فیل آہنی کو اٹھا لے اسکے ساتھ شادی کروں چالیس جوان حسین عاشق ہو کر آئے فیل نہ اٹھا سکے میں نے
انکو قتل کیا لیکن یہ شرط کو ہم کیکے واسطے مقرر کی تھی آپ لوگ مسلمان ہیں میں اس شرط کے ادا کرنے کو نہ مانونگا معاذ اللہ جہیز
پھیر کر لیجاؤنگا امیر نے فرمایا کیوں اے نور الدہر وہ اشتہار شرط کہاں ہے دیکھیں اسمیں قید مذہب بھی درج ہے یا شرط عام ہے
نور الدہر نے جیب سے نکال کر اشتہار دیا صاحبقران نے پڑھا اسمیں مذہب غیر مذہب کا ذکر بھی نہ تھا جب تو صاحبقران نے
فرمایا کیوں اے مصباح تم اپنا زور و قوت دکھاتے ہو تلوار کھینچکر داماد کو ڈراتے ہو کیا یہ سمجھے تھے یہ بھی کار رکھتا ہے ابھی نور الدہر
معلوم ہوتا ہے ان کو ہیوں میں یہ بھی شرط ہوگی کہ جب سسرے پر غالب ہو تب اسکی بیٹی پائے تمسے ہو سکے مقابلہ کرو نہ ہو سکے معاف
پھیر دو صاحبقران زمان نے جو یہ فرمایا نور الدہر نے گھوڑا چمکایا قبضۂ تیغۂ خار اشگاف پر ہاتھ ڈالا کہا اے مصباح وار کر
دادا جان آپ بیچ میں نہ پڑیے میں اس سے سمجھ لونگا آپ کے تصدق سے یہ بھی شرط پوری کر دونگا اب جو نور الدہر نے گھوڑا چمکایا تیور بدلے
پڑا تیغۂ برق مثال چمکا مصباح کوہی گھبرایا اور میں فرعون کی دن بھی کم رہگیا تھا مصباح نے کہا اے نور الدہر جا کر
طبل جنگی بجواؤ دن اب قلیل باقی ہے صبح کو میرے تمہارے مقابلہ ہوگا لیکن یا صاحبقران یہ انصاف کیجیے بجا ہے نفیضے میں
ادھر صاحبقران سمجھے کہ یہ جان بچاتا ہے فرمایا تم پلٹ جاؤ اگر ہم پھیر لیجائینگے لڑکی اب صورت نہ دیکھو گے اگر تم غصہ میں قتل
کر ڈالو تو ہم کیا کریں اسی صحرا میں بارگاہ استادہ ہوتی ہے نور الدہر کو وہاں نہ جانے دینگے ہمارے سردار رہینگے جو کیوں پہرہ سپاہ گیر
ناظر بچلاتے بھی اندر نہ جانے پائینگے مستورات کا انتظام رہیگا جب فیصلہ ہو جائیگا تب ہمکو اختیار ہے اول تو ہم عقد کرینگے بعد عقد
نکاح ہمارے مذہب میں سب امورات ناجائز ہیں مصباح کوہی جھلاتا ہوا پلٹا صاحبقران نے نور الدہر کو ساتھ لیا مصباح
نے پلٹ کر مفتاح سے کہا اے برادر تم کیوں انکے ساتھ کھڑے ہو سارا فساد برپا کیا شرط پوری کی اپنے گھر میں زخمی کو رکھا اگر
تم علاج نہ کرتے تڑپ تڑپ کے مرجاتا یہ خرابی کا پہلو ہوتی اب چلے جاؤ میں کل صبح کو میدان میں قیامت برپا کرونگا مجھے
دختر کا نہ جانے دونگا مفتاح نے قدموں کو صاحبقران کے بوسہ دیکر کہا حضور کلمۂ طیبہ ارشاد فرمایئے اپنا غلام حلقہ بگوش

نبائیے مین نے لقا پر لعنت کی مین اس شیر کا تابعدار ہون شرف کونین حاصل ہوا نور الدہر نے صاحبقران سے سفارش کی کہا
ای حیدر عالی تبار اس جوان نے اپنا لاکھون روپیہ میرے واسطے صرف کیا مین اسکا ممنون و مشکور ہون صاحبقران نے
مفتاح کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای مفتاح تمھارا ہم سب پر احسان ہے پھر مفتاح قدمون سے لپٹ گیا صاحبقران نے کلمۂ
طیبہ زبان سے ارشاد فرمایا مفتاح شیر زن کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا مصباح کو جواب دیا تو نامرد ہے مجھے اپنے
پاس کہان بلاتا ہے مین نے لقا پر لعنت کی چالیس جوانون کو قتل کیا اب جو شرط پوری ہوئی خیل کیا تے ہو صاحبقران
زمان کے انصاف کے تصدق ورنہ بموجب تمھاری شرط کے مالک ہو چکے مگر فرماتے ہین کہ ہم نور الدہر کو خیمہ مین لگا رکھینگے زمین ک
کے نہ جانے دینگے مصباح غصے مین پلٹا اسی صحرا مین بارگاہ لقا بھی استادہ ہوئی جب یہ بارگاہ لقا مین آیا بختیارک
نے پھر جلانا شروع کیا کہا میان مصباح یہ کیا ابکل کیا ہوگا نور الدہر پر غالب نہ آؤگے وہ تمھاری مشکین
باندھکر لیجائیگا تم کیا سوچتے ہو مصباح نے کہا ملک جی رگڑکے مار ڈالونگا بختیارک نے کہا یہ خیال خام تصور ناتمام ہے
نور الدہر وہ بلائے بد کار ہے خداوند جو ہمارے پیچھے مین انکی کمر مین ہاتھ ڈالکے میدان قلعہ مع حصار مین اٹھا لیا کئی
سو کوس تک چرخ دیتا ہوا لیگیا طہماس ایسے جوان کو گنبد دھڑ کا کر دیا تم تو طہماس کے بھی ہمسر نہین ہو طہماس
ایسا ایسا اژدہا دو بیٹے صاحبقران کے قتل کیے فرخ شمسوار قلندر کو زرائل پر مار از برآذر کو شیرویہ کو قتل کیا لیکن
تمھارے داماد صاحب نے اگر زیر کر لیا اس دن سے پروانۂ شمع جمال نور الدہر مشہور ہین اس شیر سے مقابلہ کرنا تمھاری عقل
کا قصور ہے کوئی تدبیر کرو یا رات ہی رات اپنے شہر کو چلے جاؤ بہ بد حسب تمھاری لگڑی اٹھی ایسی طرح بختیارک نے
سمجھایا مصباح کو ہی کے بھی خیال مین آیا کہ اگر مین زیر ہوا نہین معلوم کیا قیامت ہوگی کہا پھر ملک جی مین
کیا کرون کوئی صلاح معقول بتاؤ بختیارک نے کہا یہ تمھارا عیار اسرار کو ہی کس کام کا ہے اسکے کہو رات کو
جا کر نور الدہر کو پکڑ لائے لاتے ہی قتل کر ڈالو بیٹی کو بھی جیو انکا نا جوان لوگون پر غالب ہوا لڑکے سے طلب نکلا جرأت
مین یہ سب یکتا ہے مین اسرار کو بلاؤ دباؤ ڈالو روپیہ کا لالچ دو یہ بھی کہو اگر نور الدہر کو نہ لاؤگے قتل کرونگا اپنی
جان کے خوف سے جائیگا آج صحرا مین ہنگامہ بھی ہے انتظام معقول نہین ہوا کیا عجب ہے یہ نحجہ قابض ہو مصباح کی
بھی عقل مین آیا اسرار عیار کو بلایا دھمکایا لالچ دیا کہا جا کر نور الدہر کو پکڑ لا پہر رات گئے اسرار کوہی بانا ے
عیاری سے آراستہ ہوکر طرف لشکر صاحبقران کے چلا بصورت فقیر بیٹے پر لشکر مین آیا صحرا مین آکر لشکر فروکش
ہوا ہے دور دور خیمے استادہ ہین صاحبقران نے لشکر بارگاہ سلیمانی مین خاطر سے نور الدہر کے شام ہی سے دربار
برخاست کر دیا کہ یہ منزلون کے تھکے ماندے آئے ہین مگر منع کر دیا کہ خیمے مین طلسم نگار رمین پر کہنہ جانا نور الدہر نے

سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا گھا طرف اپنی بارگاہ گوہر نگار کے چلے اسرار نے دیکھا پہچان کر پیچھا کیا ایک خدمتگار پیچھے پیچھے
جاتا تھا اسرار نے کہا یا میں بھوکا ہوں خدمتگار نے پلٹ کر پیسا دیا اسرار کوہی نے خدمتگار کو حباب بیہوشی مار کر
بیہوش کیا اسکو تو کنارے سلا دیا آپ خدمتگار کی شکل بنکر ساتھ ہو لیا جب شاہزادہ بارگاہ میں آیا جمعدار نے چار خدمتگار
واسطے چپی کے چھانٹے اسنے بھی قریب جا کر کہا حضور آج میری نوکری ہے جمعدار نے نام لکھ لیا شاہزادہ خاصہ کھا کر چھپر کھٹ
پہ آیا سردار رخصت ہو لیکن شبرنگ بن عمرو کے شاگردوں نے خبر دی تھی کہ بختیارک و مصباح سے کچھ چپکے چپکے صلاح
ہوئی وہ خبر اسکو نہیں ملی شبرنگ کو خیال تھا پلنگ کے نیچے شاہزادے کے آکر لیٹ رہا جب شاہزادے نے آرام کیا اسرار
نے گلوریاں کھلا کر تینوں خدمتگاروں کو بیہوش کیا پھر کمر سے اتنا خنجر کھینچکر قریب آیا منظور ہے سر کاٹ لوں کانٹے سے
دوشالا ہٹایا شبرنگ جو زیر پلنگ سو رہا تھا کھٹکا جو ہوا آنکھ کھل گئی دیکھا اک سیاہ پوش خنجر برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے
شاہزادے کو قتل کیا چاہتا ہے بدحواس ہو کر آواز دی او نابکار بدکردار تو کون ہے اسرار نے شبرنگ پر خنجر مارا شبرنگ
زخمی ہوا سر و گردن کو بچایا ران پر پڑا تا باستخوان پہونچا اتنا منہ سے نکلا ای شہریار غلام نثار ہوا اسرار تو خنجر مار کر
شبرنگ کو بھاگا نور الدہر کی جو آنکھ کھلی دیکھا شبرنگ دریائے خون میں غوطے مار رہا ہے ایک سیاہ پوش برق آسا کے
نکلا اپنے یار وفادار کو اس حال پر ملال میں دیکھکر نور الدہر کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا لرزہ کیا اوبھیا کہاں
بھاگتا ہے بخدا تو جان جائیگا اپنے عیار کے خون کا بدلا لونگا زندہ نہ چھوڑونگا اسرار تو عیار تھا جست و خیز کرتا ہوا نکل گیا
باعث بیقراری نور الدہر یہ ہے سمجھے میرا عیار مارا گیا مرکب پر سوار ہو کر چلے نعرے کی جو شاہزادے کے آواز بلند
ہوئی الماس وغیرہ بیدار ہوئے آنکھیں ملتے ہوئے نکلے دور ہی سے دیکھا شاہزادہ غصے میں گھوڑے پر کوڑے مارتا ہوا
نکل جاتا ہے دور اک سیاہ پوش معلوم ہوتا ہے اول اسنے آکر شبرنگ کو اٹھایا دیکھا بقدرت پروردگار صحیح اور سالم ہے
زخم کو باندھا جب شبرنگ ہوشیار ہوا حال پوچھا شبرنگ نے کہا کوئی عیار تھا شاہزادے پر خنجر کھینچکر چلا میں نے
سینہ سپر کر دیا ران پر خنجر پڑا آقا پیچھے اب اسکے پیچھے گئے میں الماس وغیرہ بھی سوار ہو کے جستجو میں اپنے آقا کی چلے یہاں کا حال مصباح
کو بھی اپنے عیار کا انتظار میں دربار لگا میں بیٹھا ہے بختیارک کہ رہا ہے اگر انکا عیار نور الدہر کو گرفتار کر کے لائے فوراً
پردہ شب میں قتل کروا لیے گا یہ ذکر تھا کہ اسرار کوہی بدحواس بدن پر خون کی چھینٹیں پڑی ہوئی خنجر برہنہ ہاتھ میں کلاہ
سر پر نہ ہار دیکھا کا ہوا آیا ایسا بدحواس تھا منہ سے بات نہ نکلتی تھی بختیارک نے کہا خیر تو ہے استاد اسرار کوہی نے کہا پیچ
اسکو مار ڈالا لیکن زبان میں لکنت جوش عبرت میں کہتا ہے کچھ زبان سے اور کچھ نکلتا ہے مصباح نے کہا ای خیرخواہ کیا تو
گھبرایا ہوا ہے کیا نور الدہر کو مار آیا ہے یہ بھی کہہ جاتا ہے اسکو قتل کیا دیکھیے خنجر سے خون ٹپک رہا ہے بختیارک کہتا ہے نور الدہر

کو کیا مان کسی خادم خدمتگار کو مارا ہوگا خون سر پر جیا کے سوار ہی زبان سے پوری بات نہین نکلتی ہی کیا خاک عیاری کرینگے
ہمارے یہان عیار سردار سب نامرد ہین فرزندان حمزہ سے دعوے کرتے ہین ناحق لڑنے پر تم مین ارے کمبخت صاف
صاف بیان کر یہ خوف کے مارے کانپ رہا ہی اتکا لیکہ پردہ بارگاہ کا اٹھا بختیارک نے دیکھا شاہزادہ نورالدہر
ابن بدیع الزمان مع مرکب بارگاہ مین گھس آئے عیار کو جو کھڑے ہوے دیکھا گھوڑے سے کود پڑے کہا کیون او نامرد
تونے میرے عیار پر خنجر مارا اسرار نے جو نورالدہر کو قریب پایا اپنا وہ بار بھی ہی سمجھا سپر کوئی کیا کریگا نورالدہر پر خنجر
پلٹ کر مارا نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا خنجر چھین کے پھینکا ایک طمانچہ مارا اسرار عیار کا سر اڑگیا نورالدہر خنجر اٹھا کر
شکار بند سے باندھا مصباح نے جو یہ معرکہ دیکھا تھرا گیا بختیارک نے کہا اے مصباح تمھاری جرات پر لعنت ہی تمھارے
سامنے عیار کا سر کاٹ لیا شاہزادہ گھوڑے پر سوار بھی ہو چکا تھے کچھ نہو سکا مصباح کو بھی غصہ آیا جب نورالدہر
باہر چلے لینا لینا کا غل اٹھا تمام کوہی تیار ہوے شاہزادہ مین در بارگاہ بیکھرا تلوار چلنے لگی مصباح بھی نکلا گینڈے پے
سوار ہوا کہ طہماس وغیرہ بھی اگر یہ ہو بچے بے بینے سپر کردے مجمع کو میدان مین لڑنے لگے طہماس کا سا طرح چلا صدہا کے
سر اڑگئے اُس غلو مین شاہزادے نے طہماس سے پوچھا ای برادر میرا عیار زندہ ہی طہماس نے کہا الحمد للہ صرف ران
اسکی زخمی ہوئی مین زخم باندھکر آیا ہون اب نورالدہر با اطمینان لڑنے لگے لقا بھی سوار ہوا جبار جانب سے یہی غل تھا
نورالدہر کو مار لو نورالدہر مصباح کی فکر مین ہر مرتبہ صف سے گھوڑا بڑھاتے ہین یہ ملعون ہٹجاتا ہی سنہ نہین آتا بختیارک
طعن کر رہا ہی واہ میان مصباح داماد کے سامنے سے بھاگتے ہو کیا بے غیرت ہو طبل جنگی بجوا کر میدان مین کیونکر لڑتے
جو تدبیر بتائی تمھاری تقدیر بری تھی عیار بھی مارا گیا اب داماد کو قتل کرو کیون وعدہ کیا تھا انجام کا خیال نہ آیا
بیٹی خوبصورت کیون گھر مین رکھی کیا عمدہ جوڑا ہی بہت عمدہ بچے ہونگے اول تو بیٹی پیدا ہی نہین ہوتی حمزہ کے چالیس
پچاس محل ہین اٹھارہ فرزندان نامدار ایک ایک زبردست روزگار شیر شکار نامی و نامدار صرف دو بیٹیان ہین ایک ملکہ
قریشہ سلطان نواسی شہبال بن شہرخ بادشاہ پریان بطن سے ملکہ آسمان پری کے دختر دیگر ہمشیرہ شاہزادہ
بدیع الزمان جنھون نے چار فرزندان گنجاب کی شکلین باندھین اگر بیٹی ہی ہی تو فخر مردان عالم محترم و محتشم ایکا
فرزند اسد نامدار برائے فتاحی طلسم ہوشربا گیا ہی تمھارے یہان بھی نواسہ ہوگا ملک ملک لڑتا پھریگا مشہور ہوگا
مصباح کوہی کا نواسہ فتاح ملک فلان سنکے کیسے خوش ہوگے ناحق کو لڑتے ہو داماد کے قدمون پر گر پڑو بڑے
نام ہونگے نیک انجام ہونگے ایسا بختیارک نے مصباح کو گھبرا دیا کہ بیچا نامرد بہت شرمایا نورالدہر پر جا پڑا
کہا او شیطان دیکھ ابھی سر اسکے لاتا ہون بے ادبی کا مزا چکھاتا ہون قریب نورالدہر پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا

نور الدہر کو منظور ہوا اسکو زندہ گرفتار کر کے سامنے ملکہ کے لیجاوے ہر چند عاشق صادق ہر باپ کے مرنے کا ضرور رنج ہوگا یہ سوچکے
مرکب بڑھایا کہ زیر بغل وار اسکا گانٹھون کلائی مروڑ کے تلوار چھین لون وہان پر موتخانہ تھا مرکب نے سکندری کھائی سپر بھی
ہٹی سر شاہزادے کا زخمی ہوا غش آنے لگا ہر چند سنبھلے مگر بقول شخصے سر کی چوٹ بامین ہاتھ سے زخم سر کو پکڑا بمشکل وار کیا
اسنے وار کو خالی دیا لگان مین سر جھکا مصباح نے چاہا سر کاٹ لون پہلو سے دھڑوکے کی شیر کے آواز آئی نعرہ ہوا او
نامرد کیا کرتا ہے خبرداری مین آتا ہون روانہ کرتا ہون ہزبر بیشۂ کلنگان طہماس بن عنقویل دیو پیدا اسقدر طہماس گھبرایا
تھا کہ گینڈے سے کود پڑا سر آگے کر دیا مصباح نے تیغہ مارا طہماس نے سر چرایا تیغہ اسکا خالی گیا طہماس نے جھپٹ
دونون پیر گینڈے کے تھام کے زور کیا مصباح کو بھی کوے اٹھا اور اٹھا کر چرخ دیا مصباح کو بھی کود کر الگ ہوا
طہماس نے گینڈا زمین پر مارا استخوان کر گدن ریزہ ریزہ ہوگئے مصباح نے پشت پر سے طہماس کو ہاتھ مارا
طہماس پلٹ کر لپٹ پڑا کوے پر لاد کے دے مارا دم سے لٹھے کا لٹھا گرا طہماس نے چھاتی پر چڑھ کے ایک ہاتھ زیر
سر ایک ٹھوڑی پر چرخ دیکر ہلکہ مارا مع زنجر اگردن کھینچ لی لاشۂ مصباح تڑپا کو سیون مین غرق ہو رہا ہوا صاحبقران
زمان بھی آگر پہونچے لقا نے بھی شکست فاش کھائی بھاگ کر باغ مینا مین گھس گیا سردارون نے چاہا پھاٹک توڑ کر گھس جاوین
خندق آج لاشون سے پٹ گیا لقا وہان ڈنکے دینے لگا صاحبقران زمان نے سردارون کو روکا تلوار کو نیام تقام مین
کیا سب تلوارین نیام مین ہوگئین صاحبقران سب سردارون کو ہمراہ لیکر بفتح و ظفر واپس ہوئے نور الدہر انتہا کے زخمی
تھے ہوادار پر سوار ہو کے آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے لقا نے ایک نامہ بڑی شد و مد کا افراسیاب کو لکھا مضمون
یہ تھا کیون او بیحیا تو نے سرست بدست ابلیس پرست کو بھیجا اس مغرور نے ہمکو سجدہ بھی نہ کیا ہمنے اسکو جہنم مین بھیجدیا
کسی معقول ساحر کو جلد روانہ کر قدرت قلعہ بند ہین آج کل بہت درد مند ہین جلد کسی کو روانہ کرو ورنہ سبکو سنگ سیاہ
کردونگا نامہ اسی طور سے روانہ ہوا صاحبقران مصروف عیش ہین ان سب کا ذکر وقت و ساعت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان طلسم ہوش ربا طبل جنگی بجوانا پانگ خونریز کا اور افراسیاب کا جانا لشکر مہرخ مین جاکر مارنا پانگ کو و دیگر حالات بقدرۂ شہنانواز یعنی اپنا گلا کاٹ کر سبکو بچانا عجیب حیرت انگیز بیان ہے

قدرت خدا جو دیتا تو ہم کمال کرتے — کافر کا جی جلاتے بت پائمال کرتے
دیوار و در سے جاکر ناحق سوال کرتے — نالے کا تبکدے مین ہم کیا خیال کرتے
تنہا تھا کون کس سے اظہار حال کرتے
جو جی سے ہارے انکا کیون ہو خیال کرتے — موتا امیر جنکر عقد حلال کرتے

دعوائے مہر اسپر پھیر اگلے سال کرتے ۔ آتے ہی عید قربان خنجر کو لال کرتے

دنبے کے بدلے فربہ عاشق حلال کرتے

بوسون کا ہم نہ اسدم ہرگز سوال کرتے ۔ بے شبہ ضبط کرتے بیشک کمال کرتے
پردے کے پاس رہتے دل سے خیال کرتے ۔ ہمسنکر کلام ہسبے یوسف جمال کرتے

کانون کو آشنا کے فرخندہ فال کرتے

کیا کہیے کیا ہی جوبن رخسار یار کا ہے ۔ گلزار مین بھی شہرہ روے نگار کا ہے
مانند گل گریبان ٹکڑے ہزار کا ہے ۔ حسن شباب انکا موسم بہار کا ہے

بوٹا سا قد دکھاتے جسکو نہال کرتے

موزون کرینگے مصرع سو دل خراش شاعر ۔ اس راز کا کرینگے پردہ نہ فاش شاعر
مضمون بیخودی مین بندھتا کاش شاعر ۔ حیران کار ہوتے سعی تلاش شاعر

صورت جو تم دکھا کر محو جمال کرتے

ہر وقت کا ستم ہے ہر وقت کی جفا ہے ۔ آتی ہے سانس رک کر سینے مین دل خفا ہے
اک ایک آشنا سے ہر دم یہ التجا ہے ۔ آزردہ دل سے جان ہے دل جان سے رکا ہے

تم درمیان مین پڑکر رفع ملال کرتے

دندان قریب لب مین موتی ہین یا عدن مین ۔ باریکیان ہین لاکھون عیار کے سخن مین
کیا منہ بحث جو کرتا کوئی اس انجمن مین ۔ منظور ہوتی ہمکو حجت جو اس دہن مین

اندیشے کو نہ سوجھین وہ احتمال کرتے

آنکھون سے ساتھ اسکے ہر اک پیادہ چلتا ۔ جو دیکھتا وہ اسکے تلوون سے آنکھین ملتا
انسان کا ذکر کیا ہے وحشی کا دل بہلتا ۔ سودا زدہ جو تیرے خالون کا جا نکلتا

قربان مشک نافہ اسپر غزال کرتے

خورشید گر بنوتا ہر گال اس حسین کا ۔ عنبر فشان گیسو رکھتے نہ پھیر جبین کا
روشن ہوا اسی سے سارا طبق زمین کا ۔ رخ یار کا بنوتا گر چاند چودھوین کا

اندھیر ابروون کے دونون ہلال کرتے

سرمہ لگا کے جادو دکھلاتی ہین وہ آنکھین ۔۔۔ راتون کو نیند آکر تڑپاتی ہین وہ آنکھین
آفت ہین یہ جانو شرماتی ہین وہ آنکھین ۔۔۔ سودا زدہ سے اپنے پھر جاتی ہین وہ آنکھین

مجنون سے بھی ہین وحشت شہری غزال کرتے

پنہان ہر گیسو دن مین کالون کا اگر جوبن ۔۔۔ دیکھے نگاہ بد سے تا پھر نہ کوئی دشمن
دنیا مین سبھی پنہان رہتے ہین پاکدامن ۔۔۔ ہوتا ہر یہ نقاب یوسف سے ہمکو روشن

ناقص مین آشکارا اپنا کمال کرتے

آتے اگر غزال ملک تاروچینی ۔۔۔ ہوتے شکار تیرے آنکھون کے وہ یقینی
کامل سے چھوٹے کیونکر جس نشانہ بینی ۔۔۔ ہمپایہ ہر دونالی بندوق سے وہ بینی

ابرون کا کام روسے قاتل کے خال کرتے

آتے جو تم چمن مین بلبل کو داغ ہوتا ۔۔۔ شبو کا شب کو روشن ہر سو چراغ ہوتا
محنت سے باغبان کو بالکل فراغ ہوتا ۔۔۔ فصل بہار آتی سرسبز باغ ہوتا

ظاہر شگوفے اپنے اپنے نہال کرتے

تکتا ہر تمکو بیم آئینہ سامنے سے ۔۔۔ سرکالین کسطرح ہم آئینہ سامنے سے
اٹھتا ہر شب کو بھی کم آئینہ سامنے سے ۔۔۔ ہٹتا نہین ہر اکدم آئینہ سامنے سے

اپنی طرف ہو تم بھی اسکو خیال کرتے

دشوار ہر لبون تک شکوہ کی بات آنی ۔۔۔ میری زبان نہین ہر آگاہ لن ترانی
پانی کو ہم سمجھتے صہبائے ارغوانی ۔۔۔ کافی تھی بہر مستی ساقی کی مہربانی

دنیا جو زہر دیتی تو شکر زلال کرتے

اے اختلاج تجھسے اب ہون مین سخت عاری ۔۔۔ ہر وقت یہ تڑپنا یہ جوشش بیقراری
کیا کیجیے کہ جسسے کم ہو یہ آہ و زاری ۔۔۔ فرقت کی شب مین سنتا باتین جو دل ہماری

یادش بخیر ذکر روز وصال کرتے

کب دوڑ دھوپ تمکو بیکار چاہیے تھی ۔۔۔ پہلے سے فکر قبر یار چاہیے تھی
تکلیف آتے جاتے سو بار چاہیے تھی ۔۔۔ تربت پہ اپنی مشق رفتار چاہیے تھی

ہم پائمال ہوتے تم پائمال کرتے

مین بر زبان زرگی کو الفت کے حرف آتش	گرمی سخن کی تیرے کرتی ہی برف آتش
کس رنج و غم سے مین نے کی عمر صرف آتش	ہے زیادہ پیدا کرنا وہ ظرف آتش

مٹی جو میری صرف ظرف کلال کرتے

سابق مین تحریر ہوا کہ خواجہ عمرو نے شمنا پلنگ خونریز کو دی یہ بدل مطیع ہوا جوش محبت اسد نامدار مین شام کو احوال نے
کہا اے ملکہ مہرخ میرے نام پر طبل جنگی بجوا لیئے صبح کو جو میرے مقابلے مین آئیگا اپنے نام کی تاثیر دکھا دونگا چیر کر پھینک دونگا
اگر افراسیاب ہوے وہ بھی آواز شمنا سے بیہوش ہو اسکا جی یہی حال کرون ملکہ مہرخ نے کہا التقدم ہمارے مذہب مین
جائز نہین ہے پلنگ نے کہا طبل جنگی مین بجواتا ہون مین مقابلہ بھی کرونگا میری عرض قبول ہونا واجب و لازم ہے مین
دل و جان سے اس مذہب کا عاشق صادق ہوا اسد قبول نہ کرتے تھے لیکن پلنگ نے اپنے نام پر طبل جنگی
بجوا دیا ادھر افراسیاب بارگاہ مین ملکہ بیٹھا ہی کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے بعد دعا کے عرض کی کہ پلنگ
خونریز کو بڑی جلدی ہے شمنا لیکر سبوت ہوا اسنے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا ہے کل سر میدان مقابلہ کریگا حضور کا
بھی نام آیا تھا اسنے کہا یہی شہنشاہ کا بھی حال ہوگا چرخ کھا کر گرینگے مین پلنگ کے چیر ڈالونگا کہتا ہے اسی وجہ سے
شمنا نواز نے میرا نام نامی پلنگ خونریز رکھا ہے ہزارون نے میرے ہاتھ سے موت کا مزا چکھا ہے یہ خبر وحشت اثر
سنکا افراسیاب سن ہوگیا گھبرا کر کہا یارو سچ کہتا ہے اگر خداوند سامری آئین تو صداے شمنا سے بیہوش
ہوجائین میری کیا حقیقت ہے خیر مین تدبیر کرونگا سحر کو صبح ہوجائیگی فوج کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا افراسیاب
نے حیرت سے یہ کہا حیرت جادو رونے لگی کہا سامری جمشید نکرامون کو غارت کرین کیا جلد جا کر دوست
بنجاتے مین جبتک ہماری جانب رہے یہ شورش نہ تھی ملکہ مہرخ نے طبل جنگی نہ بجوایا ہوگا یہ صرف پلنگ کی
بناوٹ ہے اب اپنا نام کرنا چاہتا ہے کیون شہنشاہ کیا ہوگا افراسیاب نے کان مین حیرت کے کہا چپ رہو
اس بات کو مشہور نہ کرو مین سبکو خود جادو نکا جسطرح سے بنتا ہے شمنا لاتا ہون یہ کہکر افراسیاب نے تختۂ سحر ہاتھ
مین لیا دو لڑن پالون زمین مین مارے کاشا ہوا زمین کو طرف لشکر مہرخ کے چلا یہان جب دربار برخاست
ہوا عمرو نے ایک بارگاہ برائے پلنگ خونریز استادہ کرائی گرد بارگاہ ہزار ساحرون کا پہرہ مقرر کیا اپنے
سامنے پلنگ کو کھانا کھلایا کہا اے پلنگ ہوشیار رہنا گرد ساحر بھی موجود ہین انکو جگاتے رہنا مین بھی
وقتاً فوقتاً آؤنگا میری آواز پر آواز دینا اب پلنگ خونریز بارگاہ مین یکہ و تنہا بیٹھا ہے شراب پی رہا ہے شمنا

جمشیدی سامنے رکھی ہے بیرون بارگاہ سے سرداران نامدار ساحران عالیوقار پکار رہے ہین ای شیر بیشہ جرأت
ای پلنگ باشوکت ہوشیار رہنا غفلت کی شب مین ہے لیکن عمرو کو کب چین پڑتا ہے لشکر مین پھرتے پھرتے خیال آیا شعر
کار خود را خود کنم تا خوب آید گشت من ۰ کس بخارد پشت من جز ناخن انگشت من ۰ آج کی شب افراسیاب جادو
فکر پلنگ خونریز مین ایک ایسی حفاظت خود کرنا واجب و لازم ہے یہ بیچارے جگانے والے کیا کر سکتے ہین شور
غل مچانے کے اُنسے کیا ہوگا پلنگ خونریز بھی عیار نہین ہے سردار ہے کیا اپنی حفاظت کر سکتا ہے یہ سوچ کر گوشۂ
بارگاہ پلنگ مین آکر ستون کی آڑ مین کھڑا ہو رہا افراسیاب کا حال سماعت فرمائیے لقب سحر لگاتا ہوا اُسنے
پوچھ لیا تھا گوشۂ بارگاہ مین آکر اِس ظالم نے سر نکالا دیکھا پلنگ خونریز بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے شہنا سامنے
رکھی ہے افراسیاب کو غصہ آیا بصعوبت لقب سے نکلا ارادہ کرتا ہے پلنگ خونریز پر جا پڑون خوف یہ ہے ایسا نہو
شہنا اٹھاکر بجا دے بیہوش ہوکر گر پڑونگا کچھ نہین بن پڑیگا شہنا سے اسکو کیونکر دور کرون عرصہ دراز تک یہی
سوچا کیا آخر سر کو ہتھیلی پہ رکھا دل مین یہ خیال ہے کہ بوقت سحر ذلت ہوگی اسکے سامنے سے بھاگنا پڑیگا یہ بڑے زور
شور سے لڑیگا صدائے شہنا سے کان کے پردے پھٹ جائینگے اسکا دفعیہ ممکن نہین ہے ایسے ایسے خیالات مین
افراسیاب نے کھڑے کھڑے ایک سحر کیا شہنا نواز پر نیند غالب ہوئی روح راحت کی طالب ہوئی ذرا آنکھ جھپکی تو
افراسیاب تیغ کھینچکر جا پڑا ایک دو ہتھڑ مارا زمین کانپ گئی پلنگ خونریز چند قدم شہنا سے ہٹ گیا لیکن
اس بہادر نے افراسیاب کو دیکھکر تیغ کرے کھینچا افراسیاب پر ہاتھ مارا شہنا زمین پر پڑی ہے افراسیاب نے
وار پلنگ کا تیغ سحر سے کاٹا وار کو رد کرکے تیغ مارا پلنگ کے دو ٹکڑے ہوئے مرنے کی جو اسکے صدا بلند ہوئی تمام
ساحر دروازے پر جو بعہدۂ نگہبانی تھے اندر گھس آئے افراسیاب پر سحر کرنے لگے افراسیاب ہر مرتبہ چاہتا ہے
شہنا اٹھالون جب کوئی ساحر مرتا ہے اندھیرا ہوجاتا ہے اس ہنگامے مین عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ افراسیاب لڑ رہا ہے
شہنا زمین مین پڑی ہے لاشۂ پلنگ تڑپکر سرد ہوا عمرو نے جال الیاسی نکالا اور ساحرون پر نعرہ کیا ہان یارو
افراسیاب کو جانے نہ دینا گھیر کر تم سب اسکو مار لو افراسیاب تو ساحرون سے مصروف جنگ ہوا مگر اپنی جان
سے بہ تنگ عمرو نے جال مارا شہنا کھینچکر اپنے ہاتھ مین لی اب اپنے کو ظاہر کیا نعرہ کیا او افراسیاب خانہ خراب
منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو نامدار اب جو افراسیاب نے دیکھا شہنائے
جمشیدی عمرو کے ہاتھ مین و صاف تو سن چکا ہے شہنا کو عمرو نے دہن سے ملایا افراسیاب کانون مین انگلیان
دیکر بھاگا عمرو کہتا ہوا دوڑا ای شہنشاہ ٹھہریے یہ پیپے کی آواز تو سن لیجیے افراسیاب بھاگا جاتا ہے عمرو

دوڑا افراسیاب بارگاہ پلنگ سے باہر نکلا ہر چو ہوا صرصر و بہار و باغبان وغیرہ لینا لینا کہکر دوڑے افراسیاب تو بیرواز سید اکے نکل گیا ان سبنے پلٹ کر دیکھا پلنگ خونریز کو قتل کر گیا شہنا عمرو کے ہاتھ مین ہر جاتے جاتے افراسیاب کئی ہزار ساحرون کو پامال کر گیا صبح ہو چکی لاشہ پلنگ سبنے جلکر اُٹھایا اب سب سرِ دا اشتیاق مین دیکھیں خدا شہنا کسکو عنایت فرماوین یہ عہدہ جلیل کسکو ملے بیان افراسیاب جادو روتا پیٹتا بارگاہ مین آیا ملکہ حیرت رات بھر جاگی ہو دیکھا شہنشاہ افتان وخیزان لباس خون پلنگ سے رنگین آکر ہو پہنچے صرصر بھی موجود تھی حیرت نے حال پوچھا افراسیاب نے کل کیفیت بیان کی کہا پلنگ کو تو میخ مارا عمرو بارگاہ کے گوشہ مین چھپا کھڑا تھا شہنا اُٹھالی بچانے کا قصد کیا مین ناچار ہو کر بھاگا آخر کیا کرتا حیرت رونے لگی کہا شہنشاہ تمھاری جان بچ گئی شہنا کو آگ لگے اس حجرے مین بڑی بڑی مصیبتین اُٹھائین سارابان زادے نے بڑے بڑے کام کیے کیون اے صرصر تجسے کچھ نہین ہو سکتا بناؤ مین مصروف رہتی ہو آرسی مین صورت دیکھا کرتی ہو ہر وقت کنگھی چوٹی درست رہتی ہے یہ بھی فکر ہے کہ ہمارا ملک و مال برباد ہوتا ہے دیکھو عمرو کبھی شب کو بھی غفلت نہین کرتا اگر وہ شہنشاہ نے کام کر لیا تھا اوسے کچھ تو کام کر اب شہنا اور کوئی بچا لیگا ہمکو تو جان کی پڑی ہے صرصر نے کہا ملکہ جو مینے فکر کی ہے اگر وہ بن پڑی تو آج شہنا لاؤنگی یا اپنی جان ہار دونگی مین عیاری سوچ رہی ہون حیرت نے کہا اے صرصر تم سوچ مین رہو گی یہان گھر برباد ہوتا ہے اور مطلق تمکو خیال نہین بقول شاعر اپنی یہ کیفیت ہے نظم

شعلہ انگیز جو یہ شعلۂ جگر رہتا ہے
دل مین انکا اسی رستے سے گذر رہتا ہے
سانپ کے کاٹے کی سی لہر اک آتی ہے
صورت ریگ رواں روز سفر رہتا ہے
پھر کتا ہی نہین یہ تیر نشانہ اپنا
عمر بھر آدمی کے ساتھ ہنر رہتا ہے
دل جہان آگیا جاتا ہے وہ پھر جان کے ساتھ
کس کشاکش مین ترا سیکر رہتا ہے
صد حیف ون کو کیا ہے جو زمین کا ہوئم
شور و شر ایک اکٹھ پہر رہتا ہے

خانۂ دل مین مجھے آگ کا ڈر رہتا ہے
برہمن بتکدہ مین شیخ حرم کعبے مین
زلف گیسو کا بھی تا زیست اثر رہتا ہے
وحشت عشق نے دی تیغ حوادث سے نجات
آہ دل خستہ کا پروانہ اثر رہتا ہے
بخت بیدار سے اوج پہ ہین اہل ہنر
عمر بھر سحر محبت کا اثر رہتا ہے
یہ بھی ممکن ہے سنو قدر ہنر کی لیکن
آسمان انکے لیے خاک بسر رہتا ہے

اسلیے بازو چاک جگر رہتا ہے
جسکے جویا مین وہ پاس آٹھ پہر رہتا ہے
خاک کو بھی مری ہے تو طلب مین سرگرم
داغ دل آٹھ پہر سینہ سپر رہتا ہے
چاہیے ایسی وفاداری الفت کرنا
تکیہ زانو سے دلبر تہ سر رہتا ہے
کوئی کہتا ہے رگ جان کوئی تار نگہ
عیب نخوت سے خراب اہل ہنر رہتا ہے
کوچۂ یار مین رو سا جبین قاتل کس کس سے

اس حسرت سے یہ اشعار حیرت جادو نے پڑھے صرصر و صبا رفتار رونے لگین

صرصر نے کہا حضور آپ کے کلمات حسرت آیات نے کلیجہ ٹکڑے کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا اب اپنی جان عزیز
نثار کرون کنیزون سے جاتے ہی جو پیچ سوچا ہے اگر وہی ہوا تو بحکم سامری شہنشا لیکر آئی یا آپکو خبر گذریگی نمکخوار
قدیم قتل ہوگئی یہ کہکر اسی وقت صرصر نے اپنے کو بانہاے عیاری سے آراستہ کیا حیرت کے قدمون کو بوسہ
دیکر خوب روئی اسوقت دربار مین اک تلاطم تھا صرصر کا یہ کہکر رخصت ہونا کہ لونڈی جان دینے جاتی ہے حسن
جمال صرصر کو دیکھکر سب زار زار رو رہے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا حضور آج صرصر کو بڑا قلق ہے آج سامری جمشید اسکی
جان بچالین سب روتے بیٹھے رہ گئے صرصر شل باد صرصر حیرت و خیز کرتی ہوئی روانہ ہوئی یہان بعد دفن پلنگ
خواجہ پلٹ کر دربار مین آئے ہر شخص کی نگاہ لگی ہوئی ہے کہ عہدۂ شہنشا نوازی ملے لشکر افراسیاب کو مٹائین
طلسم ہوش ربا مین نام ہو سب سے زیادہ باغبان قدرت و آفات جادو شوہر ملکہ ہلال سحر افگن کو اشتیاق تھا جب
خواجہ بیٹھے باغبان کو تاب نہ رہی عرض کی اے شہنشاہ اوج عیاری ہمکو جانبازی کرتے ہوئے عرصہ دراز گذرا
آج تک کوئی خطا سرزد نہین ہوئی جانبازی مین مصروف رہے افراسیاب کے بڑے بڑے ظلم سے اُس
کور باطن نے ہمکو اندھا کیا بعنایت پروردگار اس حال مین بھی دیدۂ دل روشن ہے چشم نمائی کو افراسیاب کی نانا
کی چشم داشت رہی کہ عین قید سے خواجہ ہمکو آکر رہا کرینگے آپ نے بھی ایسا ہی کیا بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہمکو رہا کیا
شکر ہے کسی مقام پر ہمارے قدم نہین ڈگے کل حضور نے شہنشا پلنگ خونریز کے حوالے کی ہمکو بڑا ملال ہوا اسواسطے
شکایت کرتے ہین کہ آئینۂ دل تردد منزل پر حضور کی جانب سے غبار نہ رہے صورت فتح و ظفر نظر آئے اب یہ عہدہ
خلیل کا غلام مستحق ہے ملکہ مہرخ و بہار نے بھی سفارش کی عمرو نے کہا یارو مین کیا کہون باغبان کی طرف سے
میرے دل مین جگہ تھی ایسے جانباز سرفروش جری بہادر ثابت قدم کو سے محبت صاحب شوکت و لیاقت کیسے ممکن
ہوتے ہین لیکن جب قصد کرتا ہون کہ شہنشا تمہارے سپرد کرون دل دھڑکتا ہے شاید ابھی کوئی افتاد پڑیگی خدا انجام
بخیر کرے یہ شہنشا حاضر ہے بسم اللہ اپنے قبضے مین کرو لیکن اے برادر اسکی حفاظت واجب لازم ہے کل بھی میرا دل دھڑکتا
تھا اگر شہنشا تمکو دیتا یہی تمہارا بھی حال ہوتا افراسیاب در پے آزار ہے اسوقت بھی دل کو انتشار ہے باغبان نے کہا
غلام اپنے اوپر خواب و خور حرام کردیگا شب بھر اپنے خیمے مین جاگونگا زن و شوہر ملکر حفاظت کرینگے بیرون بارگاہ
سب ملازم حاضر ہین یہ کہکر باغبان بارگاہ ملکہ مہرخ سے اٹھا ملکہ مہ جبین نے فرمایا اے باغبان ابھی
تو توقف کرو خواجہ سلامت آپ توقف نہ فرمایئے جلد طبل جنگی بجوایئے سب سردارون نے متفق ہوکر یہی کہا کہ خواجہ
آپ تساہل بیکار ہے سب لشکر آمادۂ حرب ہے بیکار ہے کمربندی کا حکم دیجیے کل اسی طرح سے لڑتے ہوئے شہنشا بجائے

لشکر افراسیاب کو بھگاتے ہوے تابہ دریاے نیل چلین وہان امتحان طلسم کشا ہو مُہر رکھ مارکر لوح ومہرہ لین ہمارے آقاے نامدار اسد عالیوقار رکھکر لوح طلسم مین جائین ہم لوگ لڑتے ہوے تابہ قلعہ آوس حصار سیو بچین شہنشاہ لاچین وبدیع الزمان کو بھی رہا کرلین گل مراد سے دامن آرزو بھرلین لاچین کہ رہا ہوتے ہی افراسیاب گھبرائیگا اصلاح کا پیام دیگا بھاگتا پھریگا اپنے مالک سے کیا مقابلہ کریگا جسدن بدیع الزمان رہا ہوکر لشکر مین عید ہو صاحبقران زمان کو خوشیان لکھین آپ کے فرزند کو رہا کرلیا اسد غازی نے جو مژدہ سنائی صاحبقران سنا کہا یارو ابھی تک میرے تن مین شکست ہر اب رہائی کا ماموجان کی بندوبست ہی شکر ہر کہ آج نشان تو ملا کہ عنایت سے پروردگار کی زندہ ہین اُس بیچانے مشہور کیا تہا کہ مین نے قتل کرڈالا شکر ہر سراسر خلاف تھا آرزو ہر کہ ماموں جان کو ساتھ لیکر بڑے ناناجان سے ملون بطور نذر ماموجان کو پیش کرون ناناجان بخوشی فرمائین آپ نے بڑا کام کیا میرے فرزند کو رہا کرکے لایا دولت کونین حصول ہو پروردگار میری دعا جلد قبول ہو اسی وقت حکم ملا نقارہ زنی پر چوب پڑی میدان جدال وقتال ہاواز نقارے کی گونجنے لگا قطعہ بزد طبل را آنچنان طبل زن

کہ در رتبہ میت رہیبت کفن		دہل زن دہل زن کہ تحسین او		بہ بین دین او دین او دین او

تمام لشکر مین خبر ہوئی لشکر مریخ مین طبل جنگی بجا ہرکارون نے افراسیاب کو خبر دی بمجبوری اُسنے بھی طبل جنگی بجوایا یہان باغبان قدرت شہنا لیے ہوے دربار سے اُٹھا اپنے خیمہ مین آیا کنیزون سے پوچھا ملکہ گلچین کہان ہین انکو مژدہ خوشخبری سناؤ کہ عہدہ شہنانوازی حاصل ہوا بعنایت خدا تمھارے نام پر فتح ہوگی کنیزون نے عرض کی آج صبح سے ملکہ عالم کی طبیعت بے بطف ہر اس عہدے کے لیے وہ بھی پریشان تھین کل انکو بڑا ملال ہوا اس مقدمے کا نہایت خیال ہوا شام سے آرام فرما رہی ہین باغبان خوشی خوشی اپنی بارگاہ مین آیا دیکھا ملکہ گلچین آرام فرمارہی ہین قریب آکر ملکہ گلچین کو بیدار کیا کہا لو صاحب اُٹھو خدا نے ہمکو سرفراز کیا عہدہ شہنانوازی رحمت فرمایا اب صبح کو تمھارے ہاتھ سے لشکر افراسیاب شکست کھائیگا بعنایت پروردگار کیا مین بلنگ خونریز سے کم ہون کفار کو چیر کر پھینک دونگا افراسیاب کو شکست دونگا گلچین ہنسی ہوئی اُٹھی شہنا کو دیکھکر دل کی کلی شگفتہ ہوگئی کہا صاحب مجکو بڑا قلق تھا خواجہ عمرو عیار حق تھا اب مناسب ہر ہم تم ملکر حفاظت کرین اپنے ہاتھ مین اسکو رکھنا کوئی کنیز بھی اندر نہ آنے پائے ہم تم شوق کی کیفیت سے شب بسر کرینگے بوقت سحر میدان کارزار مین چلینگے لشکرون مین تیاریان ہورہی ہین ابھی سے لشکر افراسیاب مین بھگدڑ پڑی ہر انشاء اللہ پھر آکر دوڑ جائینگے تا بدریاے نیل جائینگے لوح طلسمی بھی حاصل ہوگی

تا بہ توسن حصار ہو گئین لاچین کو ساتھ لیکر بیٹھیں دونون زن و شوہر خوشیان کر رہے ہین باغبان نے دیکھا گلچین کو بڑی خوشی حاصل ہوئی سب کنیزون کو حکم دیا باہر جا کر ٹھہرو آپ نے شوہر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین بیٹھی برابر چھپر کھٹ کے زن و شوہر کے راز و نیاز ظاہر مین باتین ہو رہی ہین گلچین شگفتہ باغبان فرحناک کنیزین باہر ایک کنیز کو بلا کر حکم دیا خبردار کوئی اندر نہ آنے پائے خوشی مین گلچین نے سامنے باغبان کے کھلکھلا کر یہ غزل عاشقانہ پڑھنا شروع کی نظم

آیا مرے گھر شب کو جو وہ رشک قمر آج
قابو مین نہ دل ہے نہ سنبھلتا ہے جگر آج
اٹھ اٹھ کے غبار اپنا جو ہوتا ہے بشوق
قاتل کو مرا قتل ہے کیا مد نظر آج
کل تک تو کیا وعدۂ وصل آپنے مجھسے
زانو پہ رہا آنکے جو شب بھر مرا سر آج
وہ آئے عیادت کو دم نزع تو بولے
جلتے مین کچھ اسطرح ہے داغ جگر آج
کیا دل پہ اثر کچھ مرے نالون نے کیا ہے
باندھی ہے کمر قتل پہ قاتل نے کمر آج
شاید مری آہون نے کیا دل پہ اثر آج
یا غیر کو یا مجھکو کہین گھر سے نکالو
کیا گور غریبان مین ہوا اسکا گذر آج
کیا خانۂ دلمین ہے حسرت ہوئی مرد
خنجر کا دیا کسنے کہ ہے بے طور نظر آج
ہم سینہ سپر خنجر کو ہین صبح سے بیٹھے
ہے حور کی خواہش جو عدم کا ہے سفر آج
اک سیب زنخدان کا جو بوسہ دیا اسنے
بتلائیے اے شوق مین الجھے کدھر آج
کچھ ساز ہوا بخت سیہ سے مرے شاید
پہلو مرا خالی ہے گیا یار کدھر آج
بس کہدو یہی تمکو جو ہو مد نظر آج
کیون دیکھ کے خنجر کو مجھے غیظ سے دیکھا
کیون پیک اجل نے مجھے دی آکے خبر آج
معلوم ہوا خواب مین مجھکو ہوئی معراج
چلتی نہین قاتل تری شمشیر نظر آج
خورشید جہانتاب مین سوزش یہ ہوگی
لایا ہے ثمر کیا مری الفت کا شجر آج
ہو جائے ہم سر یہ ارادہ ہو جو پورا
معلوم نہین ہوتی شب وقت کی سحر آج

باغبان خوش خوش بیٹھا ہے گلچین نے آج خوشی مین خوب خوب اشعار پڑھے خواجہ عمرو نے برق کو حکم دیا ہے اے نور نظر باغبان کو شہزادی ہے دل مین کچھ ہوک اٹھ رہی ہے دمبدم یہی دل کہتا ہے کوئی افتاد پڑیگی بعد گھڑی گھڑی کے قریب بارگاہ جایا کرو یہ مخفی فکر رکھو شام کو صرصر شمشیر زن استانی تمہاری فقیر نی لشکر مین پھر رہی تھین ابھی مجھکو دیکھکر بھاگ گئین یقین ہے کہ باغبان مین آئی ہون مین بھی تدبیر مین ہون تمکو بھی واقف کر دیا چالاک وغیرہ سے بھی کہدیا افراسیاب آج شب قیامت ہے دیکھو ساحران افراسیاب بھاگے جاتے مین ہر جگہ ہی چرچا ہے کہ کل باغبان کے ہاتھ سے نہ بچین گے صدمے اٹھانا صبر لازم ہے پروردگار ہمارا کفیل ہے کیا اقبال طلسم کشا کا تحفہ چلو چلا آج رات بھر افراسیاب جاتا ہے بارگاہ مین اپنی سنتا ہون بیٹھا ہوا ہے جاسوسون نے مجھکو خبر دی تھی کہ کام حب رہا ہے برق نے کہا استاد مین جاتا ہون ایکجانب برق گیا ایک سمت خواجہ چلے جہان گلچین نے خوب اشعار باغبان خوشی مین بیٹھا ہے کہ بارہ بجے گلچین نے کہا لو صاحب آج بھی رات تو خیر سے کٹی اک جام نوش کرو یہ کہکے جام

پھر باغبان نے کہا آج کی شب شراب کا پینا اچھا نہیں ہے گلچین نے کہا تم بیوی میں نہ ہو گی بخوبی ہوشیار ہو نگی ناچار
ہو کر باغبان نے جام شراب پیا پیتے ہی ہوش اڑ گئے زبان میں لکنت سحر فراموش گھبرا کر کہا صاحب شراب نے
بہت نشہ کیا گلچین نے کہا بیرون بارگاہ نکلو ہوا کھاؤ کھڑے ہو کر ٹہلو ابھی نشہ کم ہو جائیگا تمہاری عقلمندی سے
بعید ہے شراب نوشیدہ ہے باغبان گھبرا کر اٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا باغبان لڑکھڑا کر گرا گلچین نے نعرہ کیا ستم ملکہ صرصر
شمشیر زن صورت یہ ہوئی تھی کہ شام کو صرصر لشکر میں آئی پہلے اک کنیز گلچین کو پکڑا اسکی صورت بنکر خیمہ گلچین میں
آئی گلچین کو الگ بلایا باتوں میں لگا کر گلوریون میں بیہوشی کھلائی گلچین کو بیہوش کر کے صندوق میں بند
کر دیا آپ بشکل گلچین بنی پلنگ پر سو رہی اسطرح باغبان کو بیہوش کیا شہنال سراپچہ چاک کر کے بھاگی دروازہ
گلچین کے جو کنیزین بیٹھی تھیں انھوں نے دیکھا پشت سے کوئی اسیاہ پوش جاتا ہے آواز دی کون ہے کچھ صرصر نے
جواب نہ دیا کنیزین گھبرا کر بارگاہ میں آئین دیکھا باغبان بیہوش پڑا ہے گلچین ندارد کنیزون نے ہوشیار کیا
باغبان گھبرا کر اٹھا کنیزون نے کہا حضور شہنا کیا کی دیکھیے سراپچہ بھی چاک ہے ملکہ گلچین کہان گئین باغبان مضطر
ہو گیا کہا صاحبو غضب ہوا زوجہ کے لیے بہت بیقرار ہوا خیمے میں تلاش کرنے لگا کنیزون نے صندوق کھولا اسمین
گلچین کو بیہوش پایا ہوشیار کیا پوچھا صاحب یہ کیا معاملہ ہوا شہنا مجھسے کوئی لیگیا تو صاحب مین منھ دکھلانے کے
لائق نہ رہا میں نے تقاضا کر کے شہنا خواجہ سے لی یہ کہکر باغبان نے تلوار کھینچی کہ اپنا گلا کاٹ لون گلچین لپٹ گئی
کنیزین چیخنے لگین خواجہ عمرو پھرتے ہوئے آئے دیکھا باغبان کے خیمے میں بڑا ہلڑ ہے اندر جو آئے تو یہ معرکہ دیکھا کہ
باغبان گلا کاٹنے پر آمادہ ہے گلچین لپٹی ہوئی رو رہی ہے کہتی ہے صاحب برائے خدا اپنے ہاتھ سے اپنی جان دیتے ہو
خواجہ عمرو کو خدا سلامت رکھے وہ کچھ نہ کہین گے مگر بیشک اب کی موت آئی عمرو نے آتے کے ساتھ ہی ہاتھ تھام لیا
کہا ای باغبان یہ حرکت نہ کر جس پروردگار نے جب سامان کر دیا تھا وہ اب بھی رحم کریگا یہ کہکر باغبان کو مطمئن
کیا گلے سے لگایا کہا فوراً لشکر تیار کرو مین تلاش میں صرصر کے جاتا ہون تا بہ بارگاہ افراسیاب جاؤنگا لشکر مین
تیاری ہونے لگی باغبان کہتا ہے خواجہ نے مجھکو سمجھایا کچھ نہیں فرمایا مجھے بڑی ندامت ہے صاحب غیرت کی خرابی ہے
ملکہ مہرخ وغیرہ کو کیونکر منھ دکھاؤنگا خواجہ تو بالکل غیب دان میں فرماتے تھے کوئی افتاد پڑیگی میں نے انکے زبردستی
شہنا کو لیا فلک نے گردش دکھائی مین جاکر افراسیاب سے لڑونگا مہرخ و بہار بھی گلچین آفات جادو شور
ہلال سحر افگن آیا اسنے حال پوچھا معلوم ہوا خواجہ تعاقب مین گئے یہ بھی چلا ایک جانب سے سرخ مو کاکل کشا
اسد نامدار بھی یہ خبر وحشت اثر سنکر سوار ہوئے کوس نقارے بجے علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے سب سردار چلے

لیکن افراسیاب نے جب صرصر کو روانہ کیا تھا آپ اک گوشہ مین صحرا کے اگر ٹھہرا تھا لشکر مین بھی حکم دیدیا تھا کہ تیار رہنا حیرت نے لشکر کو لیے تیار رہے ساحرون کی گرہ بندی کرا رہی ہے ساحرون مین بھی خاطر ہے صرصر کے بھیجے عیاری کی گئی ہے اگر شنالائی تو خیر ہوئی ورنہ صبح کو ایک زلزلہ نہ بچیگا لیکن صرصر بھاگی ہوئی جاتی ہے آخر رات فراش نور ماہ تابان نے فرش چاندنی بچھایا ذرہ ہائے ریگ بیابان مثل ثابت و سیارگان چمک رہے ہین چہار جانب سناٹا اس دشت ویران مین صرصر بھاگی ہوئی چلی آتی ہے کہ پشت پر سے آواز آئی ای جان جہان آرام دل مشتاقان او معشوق سرکش اے مدہوش کہان جاتی ہے ذرا ٹھہر جا عاشقون کو صورت دکھلا دے دل بیتاب ہے مجبور دن فرقت کے راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کر گذرتی ہین نظم

ہین دل کی طرح آنکھون سے لگائے ہوئے
ناسور ہے دل مین رہ رہ گئے منھ کر کے
کس واسطے خفا ہو کر گھبرا گئے ہو کیون اشنا
کیون کھینچ دامن مین منھ چھپ گئے اخر کے

ارمان نکل جائین کچھ عاشق مضطر کے
سب زخم ہین حسرت مین قاتل ترے خنجر کے
کہدیتے ہو باتون مین جو حال گذرتا ہی
دو باتین مین عاشق کی قصے نہین دفتر کے
پتلی ہی نظر جیسا خالی نہین روزن کے

آنسو نہ مرے پونچھو رہنے دو جی بھر کے
دیکھے جو غضب ہے تیر کچھ کہہ نہ سکے ظالم
پڑھ لیتے ہو تم اشنو الفاظ مقدر کے
کچھ سیکھ لیا شاید انداز تمھارا اسا
عاشق کے بھی دل مین ہین انداز ستمگر کے

یہ اشعار بلطف عمرو نے پڑھے صرصر نے پلٹ کر دیکھا عمرو چھپتا ہوا چلا آتا ہے یہ سنکر ٹھہر گئی شنا بغل مین چھپالی کہا اے عمرو میرا کیون پیچھا کرتا ہے شنا ہے حبشی شمیر المقب نے زن لیگئی وہ بارگاہ مین پہونچی ہوگی عمرو نے کہا آج تکو جانے نہ دونگا اور باتون کا بھی ارادہ ہے کہ شنا تک تیرون نہین تو شنا پھینک دے مین ان فقرون کو نہ مانونگا بہتر اسی مین ہے شنا نہ لیجانے دونگا صرصر نے تیغہ کھینچا عمرو بھی چلا دس پانچ قدم کا آپس مین فاصلہ ہے کہ درۂ کوہ مین سے آواز آئی استانی تسلیم عرض ہے پلٹ کے صرصر نے دیکھا مہتر قران عقدہ پکڑے ہوئے آتا ہے جبھی کہا اے صرصر منقلب ہوا یہ کالیا بید عجب ہے عقدہ ماریگا پانون ٹوٹ جائیگا کون دستگیری کریگا افراسیاب ناقدر خبر بھی نہ لیگا مہتر قران جھپٹ کر چلا کہتا ہوا کہ استانی رحم کروا ایسا نہو مجھسے بے ادبی ہوجائے ہم تمھارے چھوٹے ہین چھوٹون کا منھ لگانا اچھا نہین صرصر نے شنا بغل سے نکالی سامنے مہتر قران کے پھینکی ہی کہ اے لگوٹے لیجا ادھر سب نامرد جمع ہین کوئی بھی ہماری مدد کو نہ آیا ادھر سے جادوگر بھی چلے آنے مین عیار بھی بہ چکے جانبازی اسکا نام ہے اپنی جان بچاؤ جیسے ہی صرصر نے شنا پھینکی افراسیاب گوشہ صحرا سے دوڑا پکارتا ہوا اے صرصر مین آپہونچا نہ گھبرانا ایک طرف سے سرما و ابر لق فوج لیے ہوئے آتے تھے صرصر نے کہا اے شہنشاہ تھوڑی دیر لگائی میری جان پر بنی ہے مین نے شنا پھینکدی عمرو نے دوڑ کر اٹھالی کہ آفات جادو غوں بلائے

اگر بیوی بچا عمرو نے کہا اے آفات لینا گریبان سحر چاک ہو چکا ہر آفات نے دور کر شمنا کو لیا بجاتا ہوا بھاگا افراسیاب
کانون مین انگلیان دیکر بھاگا جو ساحر آگے بڑھ آئے تھے وہ نغمۂ شمنا سے بیہوش ہو کر گرے آفات نے ٹانگ
پکڑ کر کسی کو چیر ڈالا اب مطمئن ہو کر بڑھا جب شمنا بجائی جسکے کان مین آواز گئی وہ بیہوش ہو کے گرا حیرت جادو نے
غل مچایا ارے یارو بھاگو غضب ہوا آفات جادو کے ہاتھ مین شمنا ے جمشیدی ہر اب زیست سے سکو
ناامیدی ہر بھاگ کر کہان جائین کیونکر جان بچائین افراسیاب بھی بھاگا ہوا جاتا ہر یہان باغبان
قدرت صاحب غیرت یا تو بیتاب تھا دریاے حجاب مین غرق شرم سے کلام نہ کرتا تھا ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا
جب اسنے یہ بڑھکر دیکھا کہ شوہر جلال سحر افگن جوان صف شکن لڑتا بھڑتا جاتا ہر ایک جانب سے بہار کا گلدستہ
چل رہا ہر ملکہ مہرخ نے بڑھکر گولے مارے باغبان نے بڑھکر خواجہ عمرو سے کہا غلام اپنے فعل پر بہت نادم
و پشیمان ہر لیکن کچھ عرض کرونگا امیدوار ہون جو عرض کرون قبول ہو کل لشکر کو آراستہ کیجیے اب
افراسیاب کو مہلت نہ دیجیے لڑتے بھڑتے جوش و خروش مین تا بہ دریاے نیل چلیے وہان چلکر زمرد کو
قتل کرین لوح طلسمی حاصل کرین تا بہ طلسم باطن چلیے یہ تحفۂ نایاب عنایت پروردگار سے ملا عمرو نے اسکو
باغبان کی پسند کیا کل سردارون مین یہی چرچا ہوا کارگزارون کو ملکہ مہرخ نے حکم دیا مشیران سلطنت و
وزیران باہیبت کارگزاران خیرخواہ سرداران فلک اشتباہ ارادۂ سامان سفر پر مستعد ہوے بارگاہین
الٹ گئین خیمے سراپردے سمیٹے گئے تمام اسباب لدوایا گیا اسد نامدار پشت مرکب باد رفتار پر سوار ایک جانب
صندلان صندلی پوش اسد جوش و خروش مع تمام جوانان صندلی پوشان علمہاے زرنگاری کے
پھریرے کھلے ہوے بجیان جنگ ہر دم ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ لشکر افراسیاب کو فرار پر قرار
اتنا پڑا بادشاہ عالیجاہ مجبور و ناچار پیدل بھاگا جاتا ہر حیرت تخت سحر پر سوار کہا رونے کا ڈھی
ہوی سحر کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہر سر پاے برف انداز کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے برف برسانا بھولا ابرق
کوہ شگاف پہاڑون سے سر ٹکراتا ہوا ایسی شکست کبھی لشکر افراسیاب پر واقع نہوئی تھی سارا لشکر افتان
و خیزان ہر ہرچند کہ افراسیاب بھی بڑی جرأت کر رہا ہر ایک طور پر نہین بھاگا دو کوس جا کر ٹھہر جاتا ہر لشکر
کو روکتا ہر شعلۂ بہار نے بڑھکر گلدستہ مارا دس بیس جوان دیوانے ہوے گریبان پھاڑے سر ٹکراتے ہوے
لشکر افراسیاب پر جا پڑے افراسیاب نے پلٹ کر انکا سحر اتارا بہار کو سامنے سے بھگایا کبھی باغبان
پر جا پڑا کبھی رعد و برق سے لڑا جہان سردارون نے غل مچایا اے آفات جادو لینا یہ بھیا پھر پلٹ پڑا

آفات شمشنا بجاتا ہوا جھپٹا افراسیاب کانون مین انگلیان دیکر بھاگا متھ پیٹتا ہی کبھی قریب تخت حیرت
آیا دیکھا بال کھولے لڑتی ہی سر پیٹتی ہی اور ساتھ والیان کہتی ہین واری آپ مجبور ناچار نہین ہین طاوس
سحر بنایئے پر پرواز پیدا کرکے نکل جایئے باغ سیب مین کوئی نہ آسکیگا حیرت نے قصد کیا طاوس بنایا
جست کرکے طاوس نشین بال پر آئی افراسیاب کا بھی دامن پکڑا کہا ای شہنشاہ میرے طاوس سحر پر سوار
ہوجیے ہزار پانچ سو کوس نکل چلیے بلکہ باغ سیب مین چلین وہان کون آسکیگا افراسیاب کہتا ہی ای حیرت
اگر مین پر پرواز پیدا کرکے بھاگون آفات جادو میرا تعقب کرے جہان جاکر ٹھہرون وہین یہ بلا ہوجیگی
آہ باغ سیب مین بھی آسیب آیا اور رہنے کا ٹھکانا نہ رہے وہ بھی مقام عیش و عشرت ہی نظارہ باغ سیب سے دل کو
فرحت ہی باغ مین بڑا مال ہی بانیان طلسم نے باغ سیب کو خزانہ طلسم ہوشربا قرار دیا ہی کتب خانہ جمشیدی
سلاح خانہ سامری سب طرح کے سامان وہان موجود ہین میرا تاج طلسمی زرہ طلسمی وغیرہ یہ سب اشیاے
نادرہ طلسم جنھین کھون مین ہین ایک تحفہ پاکر تو یہ لوگ مہلت نہین دیتے اگر وہ سب چیزین حاصل
ہونگی ہمارا باغبان مخمور ان اشیا کو قبضے مین کرین انکی آتشین گلے مین پڑین شمشنا کو لاکر کیسا پچھتایا
لبون پہ دم آگیا بھاگتے بھاگتے ہوش پراگندہ ہوگئے مہلت نہین ملتی خبردار ایسا قصد نہ کرنا اسی طرح رفتہ
رفتہ چلی آؤ مین بھی پلٹ پلٹ لڑتا ہون اگرچہ میری فوج کے لاکھ آدمی مارے گئے دس ہزار مین بھی قتل کیے
صرف آواز شمشنا سے بھاگتا ہون اور کسی کی کیا حقیقت ہی دیکھو سب کو زخمی کیا تمھاری ہمشیرہ صاحب نے
بہت تنگ کیا ہی میان باغبان سپہ سالار بنے ہین اسد غازی بھی آج تو لڑرہے ہین شکیل جادو ہمراہ
رکاب سعادت انتساب اسد غازی موجود ہی جب کسی کے سحر مین وہ پھنسا وہ لوگ سینہ سپر کرکے سحر اتار دیتے ہین
سحر نے زمین ہلادی برق لامع تڑپ رہی ہی رعد کی گرج نے ہزارون کے کلیجے ہلادیے خورشید زرین کمر
آفتاب عالمتاب ہوکر چمکتا ہی حدت نے زمین کو گرم کر دیا تپ رہی ہی اس دھوپ مین بجلی کڑک رہی ہی
دریاے خون بہ گئے سمجھاتا ہوا حیرت کو افراسیاب چلا جاتا ہی اس جنگ عظیم کو جھیل رہا ہی جب شیشہ
ہزار دو ہزار کو مارا تب دو پتھر مار دیا زمین تھرائی غار پڑ گئے سیکڑون جادوے غرق زمین ہوے
یہ بدعتین کر رہا ہی جب آفات جادو سامنے آتا ہی ہاے ہاے کا نعرہ کرکے ہٹ جاتا ہی حیرت وزیرزادیون
سے کہتی ہی کیون صاحبو یہ بلا کیونکر دفع ہوگی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی انجام مین اس جنگ کے
شعبدہ افسونگری دکھایا ہی افراسیاب کو بھاگتے بھاگتے ایک دن ایک رات گذرا ایک صحراے سبزہ زار

مین اگر پہونچا پہاڑ پر ملکہ زمرد سبز پوش بیٹھی ہوئی تھی چار سو کنیزین ہمراہ مصروف عیش و نشاط صحبت گرم تہی
و انبساط تہا یکایک زمرد کے کان مین آواز جادوگرون کے مرنیکی آئی زمین تہرائی سر اٹہاکر عجب سحر کہ عظیم
دیکہا شہنشاہ سر برہنہ بہاگے چلے آتے مین لشکر مہرخ فتحیاب فوج افراسیاب بیقرار و بیتاب ملکہ
حیرت کے بال کہلے ہوے سدہی چلی آتی ہے زمرد جادو خراج گذار افراسیاب ہے کوہ سبز کی حاکم ہے
شہنشاہ کو دیکہکر تخت سے کودی افراسیاب کے قریب آئی کہا شہنشاہ یہ کیا سحر کہ ہے آپ نے ہاتہ سے باغیون
کے شکست کہائی سنتی ہون آٹھ پہر سے آب و دانہ گذرے خاصہ تیار ہے مع ملکہ حیرت نوش فرمائیے کنیز ٹکر
روکے مہرخ و بہار کی کیا حقیقت ہے ابہی قیامت برپا کرونگی بی بہار کو دیوانہ بناؤنگی آپ کے باغ بہی
مین اکثر امتحان ہوا ہے کبہی یہ کنیز کسی سے کم نہین رہی ہے آج مقابلے کا طور ہے مقام غور ہے حضور نے مجکو
بہی تعلیم کیا ہے کیا مین کمی کرونگی یہ کہکے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے بتعجیل اک چاندنی بچہا کر کہانا
لاکے رکہا افراسیاب بیتاب ہوکر کہانے پر گرا جب دو چار نوالے کہا چکا کہا اے حیرت آؤ حیرت آنکہون
مین آنسو بہر لائی کہا شہنشاہ ابہی تو فاقہ سے ہو جب دو چار نوالے کہا چکے تب ہماری صلاح کرتے ہو
زمرد قدمون سے حیرت کے لپٹ گئی کہا اے ملکہ عالم مین نے حضور کے واسطے یہ سامان مہیا کیا آپ نوش کرین
مین خود خوب لیکر ابہی لڑتی ہون آپ کے اقبال سے شکست دونگی حیرت کا ہاتہ پکڑ کے لاکر دسترخوان پر
بٹہایا حیرت خود بہوکی پیاسی تہی سیکڑون مصاحب بے بلائے بیٹہ گئے زمرد بہی چار سو کنیزون کو ساتہ
لیکر سحر کرنے لگی مہرخ ہوے کاکل کشا کو زخمی کیا ہلال سحر انگن نے بڑہکر ہلال زرین مارا پانچ چار
کنیزون کو قتل کیا زمرد نے ایک برگ سبز پہینکا ہلال نے اسکو آتش سحر سے جلا دیا سحر زمرد سبز بخت کو خاک
مین ملایا اس خاک سے اک برق چمکی سر پہ ہلال کے گری سر ہلال زخمی ہوا زمرد نیمچہ پکڑکے چاہتی
تہا ہلال کا سر کاٹ لون اک غول مین آفات جادو لڑ رہا تہا کنیزان ہلال نے فریاد کی اے شہریار ادہر
ملاحظہ کیجیے ملکہ زخمی ہوئین فوج زمرد کا بلوہ ہے اب انکے دشمنون کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے چار سو جادوگرنین
کو جواب دے رہی ہین آفات نے جو پلٹ کر زوجہ کو زخمی دیکہا آنکہون کے نیچے اندہیرا آگیا نعرہ کرکے
جہپٹا غول مین زمرد جادو کے آکر اس زور سے شہنا بجائی زمین تہرائی زمرد دم سے بیہوش ہوکر
گری ساتہ والیان بہی بیہوش ہوئین آفات نے جہپٹ کر زمرد کی ٹانگ پکڑی چیر کر پہینک دیا اسکا
مرنا تمام صحرا آتش بہار ہوگیا نخل جلنے لگے ہر برگ و بار سے شعلے نکلنے لگے بلبلان غنچہ شاخون گرنے لگے

نرگس نے آنکھیں بند کر لیں ساری نظارہ بازی بھولی سنبل نے بال کھول دیے بلبلوں نے غل مچایا پروں سے
سر پیٹتی تھیں فاختہ کوکو بھولیں نخل سرو بصورت دار غنچہ و گل بیقرار آنکھوں سے نرگس کی آنسو بہتے تھے
آواز آئی الکشتی مرا نام سن زمرد جادو لبودیاڑ تھرا کر گرا کئی سو کنیزیں جل گئیں ہنگامہ برپا ہوا افراسیاب
کھانا کھا رہا تھا چند لقمے بھی نہ کھانے پایا تھا سیکڑوں مصاحب بیٹھ گئے تھے غم کھانا پڑا نوالہ منہ سے لیکر
بھاگے فوج اسلام نے آکر وہاں کا مال بھی لوٹ لیا لکھا ہے زمرد جو قتل ہوئی باغبان بڑھکر خوب شرار برق
لامع کڑک کر گری آڑی ترچھی گر کر سیکڑوں کے سر اڑا دیے پرے کے پرے خاک میں ملا دیے کسکا دل گردہ
تھا جو مہرخ کا گولہ روکتا ستر دسو نقارے بجے صحرا کی تاریکی سیاہ کا گرنا سیکڑوں کے سر پھٹ گئے بڑے بڑے
جوانمرد جان کے خوف سے میدان سے ہٹ گئے افراسیاب بھاگ کر تھوڑی دور آیا سرماد ابرلق نے قریب آکے
کہا دیکھیے کوہ زمرد کا مال لٹ گیا کیا ملک سرسبز و شاداب تھا خاک اڑنے لگی زمرد نے بڑے لطف سے بسایا تھا
یہ دن بربادی کا یاد نہ تھا رعایا بھی بھاگی جاتی ہے اے شہنشاہ اب تو بھاگتے ہوے شرم آتی ہے آخر کہانتک
بھاگیں آپ کیا سوچے ہیں کوئی مقام حفاظت تجویز کر لیا ہے غلامان جان نثار کی یہ صلاح ہے ایسی میں فلاح ہے
کہ اسی مقام پر ٹھہر کر مر جائیں دس بھی گز سے بھاگتے ہوے مگر آپ بادشاہ طلسم ہوشربا ہیں اگر کوئی مقام
محفوظ ذہن میں ہو نام بتلائے فوج کو ہدایت کریں کہ دس منزل یا بیس منزل پر جاکر مہلت ملیگی دو دن بھاگیں
دس دن بھاگیں کہیں انتہا بھی ہے آپ تو خاموش ہیں کچھ تو فرمائیے سب رفیقوں نے جو افراسیاب سے یہ کہا
اس مغرور نے آنکھوں میں آنسو بھر کر جواب دیا ابھی تک کوئی مقام محفوظ میرے ذہن میں نہیں ہے جہاں میں
جاؤنگا یہ لوگ میرا پیچھا نہ چھوڑینگے ہرکاروں نے مجھکو خبر دی کہ باغبان اسکو آمادہ کر چکا ہے کہ شہنشاہ کے دیکھے
سے لوح طلسمی لو زمرد کو قتل کرو افسوس ہے کہ زندان خانہ طلسمی کا پتا دے چکا سارباں زادے سے
بیچ کہدیا زندان خانہ طلسمی متعلق توسن حصار ہے اسے رہائی لاچین بھی یہ لوگ ضرور جائینگے رائے تم سب
صاحبوں کی میں پسند کی بیشک فوج کو روکو جو ہونا ہو اسی مقام پر ہو جائے اب قدم نہ بڑھے میں بھی آج
طبقے زمین کے ہلا دونگا تم سب لڑائی کو روکو میں اسد کو پکڑ کر مار ڈالوں سب جی چھوٹ جائینگے بس اس سے
بہتر کوئی بات نہیں ہے سمجھے اس رائے کو پسند کیا افراسیاب بیٹھا سب سردار رکے تاجداران نے بھی
پرے جمائے یہی صلاح قرار پائی کہ ہم سب ملکر فوج کو روکیں شہنشاہ اسد غازی کو مار لیں ورنہ یہ لوگ
نہ رکینگے یہ لکھ رہا تھا کچھ سنگریزے اٹھائے فوج مہرخ پر مارے پتھر تمام برسنے لگے باغبان دبہائی

پڑھکر اس سحر کو دفع کیا لیکن برق تڑپتا ہوا قریب مہرخ و بہار آیا کہا حضور مین افراسیاب جادوگر بنا ہوا
کھڑا تھا افراسیاب مع تمام سردار بھاگتے بھاگتے عاجز ہوے اب افراسیاب یہ کہکر ٹھہرا کہ سب سرداران جرار
طرار فوج کو روکین مین پتھر برسا کر اسد نامدار پر جا پڑون اسد غازی کے پاس کوئی تحفہ نہین ہے مین اُسکے
دشمنون کو پکڑ لیجاؤنگا اپنی جان سے عاجز ہون ابھی مار ڈالونگا سب لڑائی بیکار ہو جائیگی بے لڑے بھڑے فوج
شکست کھائیگی آپ بھیجئے جب قریب مرکب طلسم کشا رہین اگر وہ آئے سب صاحب یلغار کرین طلسم کشا تک
نہ آنے دین آفات جادو سے کہو کہ شہنا سے جمشیدی لیکر آگے بڑھے افراسیاب جادو کو آپ کی فوج مین
نہ آنے دے وہ اُسی کے سامنے سے بھاگے گا کسی کے سحر کو نہ مانے گا خدا نخواستہ اگر طلسم کشا کو گرفتار کر کے
لے گیا تو غضب ہوا برق سے یہ خبر جو سُنی باغبان و بہار و مہرخ ہوے کاکل کشا و رعد و برق لامع
رشا شہزادہ خورشید زرین سحر وغیرہ چار سو سردار نامدار سینہ سپر کر کے روبروے مرکب اسد نامدار آکر ٹھہرے
آفات جادو کو ترغیب دی ای شیر بیشہ جرأت افراسیاب جادو نے یہ صلاح کی ہے اپنے آقاے نامدار طلسم کشا
عالیوقار کی حفاظت کر اب افراسیاب جادو عاجز ہوا ہے قصد ہے کہ طلسم کشا پر جا پڑے پتھر سنگ ملخ برسا
ہزارون کے سر جیسے صرف اسی کٹنے پر بناے فتح و ظفر ہے دیکھین تقدیر تا بہ دریاے نیل ہو پہنچاے یا راہ مین فلک
سامان شکست دکھاے آفات جادو شہنا سے جمشیدی ہاتھ مین تیغہ کھینچے ہوے صف سے آگے بڑھا اب اس
صحراے پرہول مین یہ جانبین کے جم گئے اہالیان فوج افراسیاب جادو بھی بھاگتے بھاگتے تھم گئے ملحوظ
خاطر ناظرین ہے ادھر فوج مہرخ ادھر فوج بیحساب افراسیاب خانہ خراب سب بڑے ملازم بیقرار دیتا ہے
آمادہ مرگ و تہیاے قضا بیچ مین پڑون کے آکر آفات جادو نے شہنا بجائی دو چار ملازمان افراسیاب
جادوگر سے آفات جادو نے بڑھکر انکو مارا اُنکی سردارون کو للکارا اُنکی کو چیر کر پھینک دیا اسی طرح
شہنا سے جمشیدی بجاتا ہوا طرف افراسیاب جادو کے چلا افراسیاب جادو سامری جمشید کو گالیان
دیتا تھا کبھی لقا کا بدولت نام لیتا تھا پکارتا ہے کہ او لقا جسد لوے بچا میری عملداری مین آیا ہے ہزارون
ساحر مارے گئے ملک برباد رعایا ناشاد آج تو شکست فاش حاصل ہوئی ارے ظالم تیرے کان پر جون
نہین رینگی کیسا جاگتی جوت کا خداوند ہے حیرت بولی وہ بیچارا خود لپیٹے ہے خود بھاگا بھاگا پھرتا ہے وہ کیا
مدد کریگا سامری و جمشید بہتر ہین لات و منات جیسے افسر مین دم حیسبیشہ کو پکار رہے وہ نہ مدد رہا شاید
اُچکی کو دتی چلی آتے یا لات و منات کو شرم آجائے ہاے کسکو پکارون ان خداوندون سے تو ہزارون

اور کروڑون درجے ہمین صبر ہین ہزارون کوس پر پرواز پیدا کرکے جاتے ہین اپنے ملازمون کو بچاتے ہین
یہ سب خداوند میرے ہو گئے ہین حیرت نے بال سر کے کھول لیے دونون ہاتھون سے پیٹ رہی ہے افراسیاب
جادو کے دامن سے لپٹی ہوئی ہو کہتی ہے برائے سامری آگے نہ بڑھیے ای شہنشاہ کیا مجھکو بیوہ بنایئے گا وہ
گھوڑا اکس زور سے شہنا بجا رہا ہے اسوقت لشکر مین افراسیاب کے عجب تلاطم ہے بڑے بڑے تاجداران
جلیل القدر و سرداران نامی و گرامی کو آفات جادو نے مارا ہزارون تک کھیت پڑا زراعتین پامال
قلب سامری پریشان پر ہجوم غم و ملال سب سر پیٹ رہے ہین یقین ہے کہ افراسیاب جادو یا آفات
جادو جاتا ہے افراسیاب جادو مٹا جاتا ہے منھ چھپاتا ہے یکایک آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا کہ ایک
ساحر مہیب پیر زمین گیر کمر مین خم جسم مین جھریان پڑی ہوئی تنگ خاندان بالکل برہنہ آواز دیتا ہوا
کیون افراسیاب خانہ خراب یہ دن مجھکو یاد تھا ستم شہنشاہ نواز جادو آج تجھکو کون بچاتا اگر مین پہلے سے
آتا شل پلنگ خونریز کے مارا جاتا مین جانتا تھا یہ اشیاے بزرگان دین ہین انکی حفاظت نہایت دشوار ہے
تیرے قبضے مین ہرگز نہ رہینگی مین نے اس خیال سے تجھسے نہ کہا وقت اختتام طلسم ہوشربا آگیا
سامری و جمشید تحریر کر گئے ہین دو سو برس میری عبادت سامری کی گوشہ گیر رہا خداوند میرے خواب مین
آتے ہین اکثر فرماتے ہین افراسیاب کو بڑا غرور ہے اسکی عقل مین فتور ہے تجھکو کسنے صلاح دی کہ مشعل
جادو کو لا مشعل کے مرنے سے ہوشربا مین اندھیر ہو گیا جب کا یا پلٹ مارا گیا تاریک شکل کش ایسی
ساحرہ ماری گئی کہ جگے مثل سامری و جمشید نے خلق نہین فرمائے آج مجھکو منظور ہے چراغ دین سامری روشن
کرون تو نے شمع حیات مشعل کو گل کر دیا مجھکو شرم آئی ہم چراغ ہدایت مذہب سامری و جمشید ہین ہمارے
جان دینے مین بھی بھید ہین کل کا الیان ہوشربا کی جان بچاتا ہون سرخرو ہو کر خدمت سامری مین
جاتا ہون یہ کہکر شہنشاہ نواز تھرّاتا ہوا قریب سر آفات جادو آیا للکارا کیون ای آفات جادو سامری
پرستون کو قتل کرکے تجھے افسوس نہ آیا تو نے بونے دو سو خداوندون کو چھوڑا ایک خدا سے نادیدہ
کی پرستش کی اب قتل شہنشاہ طلسم ہوشربا مین کوشش کی یہ کہکر اسی پیر زمین گیر نے خنجر بران کمر سے
کھینچا گلے پر اپنے پھیرا خون اپنا خود چلو مین لیکر شہنشاہ جمشیدی پر پھینک مارا شہنشاہ جمشیدی ٹکڑے
ٹکڑے ہو گئی وہ صدائے مہیب آئی کہ زمین صحرا سے پرہول تھرائی اسی شہنشاہ سے ایک برق چمک کر مثل
شمشیر آبدار تڑپ کر سر پر آفات جادو کے گری یہ بہادر ستارہ گلشن جہان ہوا لاکھون صدمے مہیب سے

بیہوش ہو گئے وہان کوہ زبرجدی پر آفات چہار دست بدست مٹھی ہوئی شراب خواری کر رہی تھی یکایک
آواز مہیب آئی کنیزان ساری پیٹنے لگین کسی کا سر پھٹ گیا کوئی ہاے کہکر گری سو تیلیون کے سر پھٹ
گئے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوئین چار سو اب باقی رہین انکو آفات نے گود مین لیکر کمرے مین بند کیا پیٹتی ہوئی
دوڑی اسیوقت اُس صحرا مین ہو پہنچی کہ آواز آرہی تھی کشتی مرا نام من شمشانواز جادو بود منتظم حجرۂ چہارم
افراسیاب خانہ خراب خاموش کھڑا رہا تھا اہل اسلام نے بعد اِس قیامت کے قصد کیا معاوضہ خون اقا
لیین لشکر افراسیاب جادو پر جا پڑین افسوس یہ ہر کہ ہمارے افسر نامی و نامور صاحب شوکت و لیاقت
جانباز سرفروش نے کس جرأت سے جان دی یکایک آسمان سے نوہ ہوا منم ملکہ آفات چہار دست با غیط
ای مسلمانان خون شمشانواز ہو چکا فلک تخم بدعت کشت امید مین بو چکا ارے کیون قضا دامن گیر ہوتی ہی
تم جیسے سفلہ کی تدبیر ہو چکی ہی یہ کہکر آفات چہار دست گری افراسیاب و حیرت کو پنجے مین اٹھا لیا
سرما و ابریق کو آواز دی لشکر لیکر پلٹے جاؤ بادشاہ تمہارا فوج لیکر آئیگا ای مہرخ وغیرہ اپنی جان کو
غنیمت جانو پلٹ جاؤ مہرخ وغیرہ نے دیکھا اندھیرا ہو گیا چلتے چلتے آفات سحر کر گئی سیکڑون پامال
ہوئے مہرخ وغیرہ نے پلٹ کر لاشہ اُس شیر کا اٹھایا تو خوشی خوشی کرتے ہوے جاتے تھے باگریان
و نالان واپس پہنچے ایک صحراے معقول مین لاکر لشکر کو اُتارا اہل اسلام بعد دفن آفات شکر پروردگار
مین مصروف ہوے کہ پروردگار نے بڑی بلا سر سے ٹالی اگر یہ شمشا اسطرف سے بچتی تو شمشانواز کا ہیلو اگر اپنا
گلا کاٹتا خدا نے اپنا فضل شریک کیا اہل اسلام تو مصروف عیش و نشاط ہین کوکب روشن ضمیر کا نامہ بنام
عمرو آیا اُسمین مبارکباد فتح حجرۂ چہارم تحریر تھی بتاکید لکھا تھا کہ خواجہ سلامت تمام ہونے پر حجرۂ چہارم
اسقدر خوشی نہ کیجیے ہمارے پاس تشریف لائیے ہمین آپ سے صلاح کرنا ہی اب سامنا بلاے عظیم کا ہی اُس
بلاے سخت و مہیب سے خدا محفوظ رکھے خواجہ عمرو اُسی وقت طرف طلسم نورافشان کے روانہ ہوے ان سب کو
تو اُنکے اپنے حال مین چھوڑیے اب داستان سحر بیان حجرۂ پنجم کی تحریر ہوتی ہی ناظرین والا تمکین نظر
غور ملاحظہ فرمائینگے یقین ہی لطف کامل اُٹھائینگے بہت مسرور ہونگے کیونکہ اِس حجرے مین ایک لفظ بھی
مصنف اول کا نہین ہی لفظاً لفظاً حقیر نے تحریر کیا باغ تحریر مین گلکاریان نئی نئی عیاریان بعید
شد و مد اس حجرہ کے اخیر مین تحریر ہونگی یہ بھی نشان دے چکا ہون کہ نام حجرۂ ہفت بلا ہی پانچ حجرے طلسم
ظاہر مین اور دو حجرے طلسم باطن مین وہ بروقت دستیاب لوح کے مرحلہ جات طلسم باطن پر بیان ہونگے

وو کلمہ داستان سحر عنوان رنگین بیان حجرۂ پنجم بلا جبکا حاکم و ناظم ملکہ خضر گوہر پوش وو دختران خضر ملکہ لعل بخندان و یاقوت بخندان ہین اول جانا افراسیاب کا بہ سر قلعۂ عقیق نگار اور ذلت اٹھانا ہاتھ کنیزان سامری کے اور دوم ہین ہیو نکار عیاری خواجہ عمرو سامنے اخضر و لعل و یاقوت کے وو دیگر حالات متعلق داستان ہذا لائق ملاحظۂ ناظرین والا تمکین ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر آفتاب
نجبرے کہ رندون مین ہی شور و شر
تو اب پیچ ساقی خود کام سے
ذکر میکدے کی خرابی مین کد
نگہ مہر کی ساقیا کر گیا
ہر اک لفظ ہی رشک شمس و قمر
ہر اک سطر ہی غیرت کہکشان
سپیدی کاغذ بیاض سحر
قمر ہو رقم مہ جبینون کا حال
کہ کھلتا ہی اب حجرۂ پنجمین
فلک پر چمکتے ہین وو ماہ نو
وو سرو خرامان باغ کمال
سراپا کا انکے کرون کیا بیان
دہن غنچۂ گلشن امتیاز
فصاحت سخن مین بہ حسن قبول
اشارون سے ظاہر فسون سازیان
ہر اک بات مین عشوہ و دلبری
روان ساتھ نثرین مین باشد ہم
دل وجان سے مشتاق ہون ناظرین

ہی میخانۂ دہر مین انقلاب
عبث دشمن جان ہی پیر مغان
صدا آتی ہی یہ لب جام سے
تصور مین ہی ساقی ماہرو
وداغ قمر آسمان پر گیا
ستارون کی صورت رشک سے ماند ہی
سطور مین اوراق ای مہرباں
زمین شعر کی غیرت طور ہی
بو جسن لکھ حسینون کا حال
دو گوہر عیان ہونگے اک درج سے
دو نجم درخشان دکھاتے مین تمو
ور نظم کے مین کہان جوہری
حسین مہ جبین قاتل عاشقان
وہ دندان پہ نور سلک گہر
لبون کو مسیحا کا رتبہ حصول
وہ رخسار رشک شہ خاوری
شہنشاہ اقلیم افسونگری
بدہ ساقیا ساغر مشکبو
الہین ای قمر آفرین آفرین

مرے ساقی حور وش بیخبر
ہی میخوارون کی تاک مین بلگیان
بدہ جام گل رنگ باشد ودد
شراب مضامین کی ہی جستجو
ہوا آفتاب بیان جلوہ گر
ہر اک دائرہ حرف کا چاند ہی
ہر اک نون ہی رشک دور قمر
تو قرطاس نوراً علیٰ نور ہی
شش و پنج ہی دل ہی ہی زمین
مہ و مہر طالع ہون اک برج سے
بہار گلستان جاہ و جلال
کہ ہی داستان لعل و یاقوت کی
قد ہش سرو گلزار راز و نیاز
زبان ماہی بحر قند و شکر
نگاہون مین ہین شعبدہ بازیان
مہ و مہر بھی جنگلے مین مشتری
ہوئی جوش دریا مین جھلو جو کبھی
اب اس داستان کی ہوئی جستجو
چہرہ ساقیان خمخانہ افسونگری

و سرمستان بادۂ مروق سخن پروری مدہوشان ساغر صہبائے حسن وجمال و سرمستان شراب بیکدۂ کلام فصاحت
مآل ساقی قلم کا بعد جشم میخانہ قرطاس مین دور ہی ای بادہ کشان میخانۂ سخنوری جاے غور پی شعر
سخن سنج و دانائے شیرین مقال + چنین می نگارد کلک خیال + بعد اختتام حجرۂ چہارم شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر باتدبیر مع نورافشان جادو قصر جمشیدی مین مرأت واقعہ ملاحظہ کرکے عیارون پر عمرو
کی جو جد کر رہا ہی جو مہر کے بیان گذرے اُس روشن دل نے آئینہ مین معائنہ کیئے خواجہ کو نامہ لکھا کہ میرے
پاس تشریف لائیے عمرو بعد فتح و ظفر دربار مین آکر جلوہ فرما ہوے تھے بعد عرصہ دراز مقدمہ شہنائے
سعادت کامل حاصل ہوئی ملکہ بہار کہہ رہی ہی خواجہ یہ نہ سمجھنا کہ اطمینان ہوا اب باری حجرۂ پنجم کی ہی ملکہ
اخضر گوہر پوش ہمزلف کوکب روشن ضمیر حاکم حجرۂ پنجم ہی مصاحب سامری دونون بیٹیان اُسکی شہنشاہ
اقلیم افسونگری جمیل و بے نظیر حسن وجمال مین رشک ماہ منیر سحر و ساحری مین طاق شہرہ آفاق افراسیاب
کا قصد تھا ملکہ یاقوت کے ساتھ شادی کرے حیرت کے ساتھ شادی ہوگئی وہ مقدمہ ملتوی رہا دوسرے یہ کہ
اخضر گوہر پوش کو یہ بھی ناز تھا کہ افراسیاب خود آکے ملکہ یاقوت کی خواستگاری کرے تب شادی کردون
افراسیاب نے اپنا جانا قبول نہ کیا اسوجہ مین یہ مقدمہ ملتوی رہا اب خود خواہش کریگا راضی کرکے اُنکو
لائیگا اگر وہ آئینہ زمین و آسمان ٹھہرا جائیگا دو نہرین آب سحر کی اُنکے ساتھ رہتی ہین اُسی سے سب کچھ پیدا
ہوتا ہی پانی کے قطرون سے اڑنے والے جلتے ہین اُنھین نہرون سے دریا افسونگری نکلتے مین اخضر گوہر پوش
کے پاس ایک گنبد بلوری ساختہ سامری ہی کہ جسمین تمام دنیا کا حال معلوم ہوتا ہی اُسپر کسکی مجال ہی جو عیاری
کرے جب آپ قصد کرینگے اُسکو ثابت ہوجائیگا کہ خواجہ فلان صورت پر میرے پاس آتے ہین پہلے ہی سے
سد باب عیاری فوراً ہوجائیگا عیار اُس تک پہونچنے بھی نہ پائیگا خواجہ عمرو فرماتے ہین ای بہار تم ایسا کلام
دیتی ہو کہ پہلے ہی سے ہوش اُڑجاے ساری مکاری عیاری بھول جاے پروردگار کی قدرت کو یاد کرو چہار
حجرہ ہاے بلا کے فتح ہونے کی کسے امید تھی ہمارے سامنے حال نہ بیان کیا کرو وہ مالک بے نیاز ربّ کارساز
اپنا فضل شریک کریگا یہ مصرع ہر وقت باعتقاد کامل پڑھا کرو مصرع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است
فرماتے ہی عمرو کے سب خاموش ہوے یکایک ایک ساحر تیز رو نامہ کوکب کا لیکر آیا زبانی بھی بیان کیا کہ
قصر جمشیدی مین کوکب و نورافشان تشریف رکھتے ہین آپکو بھی تکلیف دی ہی بمقدمہ حجرۂ پنجم صلاح
ہوکہ صورت فلاح ہو عمرو اُسی وقت طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوے کوکب و نورافشان مع شیران سلطنت

دو وزیران اہتمام انتظام مین خواجہ کے صلاح کر رہے ہین کہ خواجہ بھی آکر پہونچے سب براے تعظیم اٹھے خواجہ آکر
کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوے کوکب نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری مقدمہ طول و طویل مختصر کرکے عرض
کرتا ہون دو شاہزادیان دختران شاہ جلیل ایک میری زوجہ ملکہ ناہید مرصع پوش و دیگر ملکہ اختر گلگون پوش
زوجہ ملک اخضر خضر سپہر ہر طرف ہر بطن اختر سے لعل و یاقوت پیدا ہوئین میرے یہان از بطن ناہید جمشید و برق
پیدا ہوے جب دونون سنین تمیز مین پہنچے جمشید کی نسبت ساتھ یاقوت کے قرار پائی لیکن درمیان مین
پھر کچھ کلام نہوا یہی خیال تھا عقد یک جہتی ہے جب شباب ہوگا شادی کرلینگے اسی ہوس مین زوجہ اخضر نے
انتقال کیا چونکہ زوجہ نے میری سنا کہ بہن کا انتقال ہوا اخضر سے نامہ و پیام شادی و غمی غم مین اپنی بہن کے
موقوف کردیے مقدمے مین نسبت کے بھی کچھ کلام نہ آیا چونکہ اخضر بہت مغرور ہے درمیان مین اُسنے چاہا
افراسیاب کو داماد بناؤن لیکن شرط سخت مقرر کی کہ افراسیاب خود آکر خواہش کرے افراسیاب کو
یہ خیال تھا کہ مین بادشاہ طلسم ہوشربا ہون وہ میرے ملک کے باشندے مثل رعایا بستے ہین خود پیغام نسبت
نہ کرون وہ بطور ڈولے کے دین بہرنوع یہ مقدمہ بھی ملتوی رہا تمام عالم مین یہ مشہور ہوا کہ وہ دونون شاہزادیان
منظور نظر سامری ہین انکے ساتھ کوئی شادی نہین کرسکتا مین نے آپکی شراکت کی سامری پرستون کو میرے
نام سے نفرت ہوئی مین نے بھی کچھ پروا نہ کی اب ضرور افراسیاب جادو بخواہش تمام براے خواستگاری
یاقوت سخندان جائیگا ملک اخضر بدل و جان قبول کریگا جب انکو ظاہر ہوگا کہ ملک و مال ہمارا ہوا اگر مقابلہ
کرینگی اب انکے حالات عرض کرنا غیر مناسب ہین خدا انجام بخیر کرے انتہاے سحر انکا یہ ہے کہ عفریت خونخوار انکے
قبضے مین ہے جسوقت اسکو طلب کرینگی اگر تمام عالم انکے مقابلے مین ہوگا وہ عفریت سب کو کھا جائیگا علاوہ عفریت
طلسمی اور بڑے بڑے سحر ساختہ سامری و جمشید انکے قبضے مین ہین اشارہ انکا سحر جال مین افسون نگا مین
پہ نخون اگر نہرون کو اشارہ کرین دریا بنکر لشکر حریف کو ڈبودین اب میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ مین قبل جانے
افراسیاب کے ایک ایلچی معقول بخواہش طلب نسبت بہ اقرار قدیم روانہ کرون اگر وہ جمشید کے ساتھ راضی ہوگیا
افراسیاب کو سواے صلح کے کچھ نہ بن پڑیگا عمرو نے کہا راے بہت معقول ہے اسمین بھی اپنا مطلب حصول ہے
ضرور ایلچی روانہ کیجیے نامہ بھی بخواہش تحریر فرمائیے مقدمات محبت قدیم یاد دلائیے یہ بھی لکھیے کہ قول مردان
جان دارد و سخن مردان اعتبار آپکی زوجہ مرحومہ اپنی ہمشیرہ سے اقرار کرکے مری ہین کہ یاقوت سخندان
کی شادی ہمراہ جمشید بن کوکب ہو آجتک مجھے امورات مالی و ملکی سے فرصت نہ پائی اسوجہ سے یہ امر معطل رہا

اب ہم جمشید کو لفرزندی دیتے ہین ہمارا تمھارا مقدمہ واحد ہی اقرار قدیم شاہد ہی یقین کامل ہی ضرور قبول کریسے
یہ سنکر کوکب نے نار حسب خواہش خواجہ عمرو تحریر کیا قصر جمشیدی کے پہلو مین چند صندوق رکھے ہین ایک صندوق
کھولا دیکھا اک تاجدار نوجوان ہاتھ سر کے نیچے رکھے سورہا ہی کوکب نے آواز دی ای اسرار تاجدار بہت سوئے
اب بیدار ہو وہ جوان حاضر ہوکر اُٹھ بیٹھا عمرو یہ مقدمہ دیکھکر حیران ہوگیا کوکب نے کہا خواجہ اسرار تاجدار
اسکا نام ہی یہ قاعدہ دان حالات نامہ وپیام ہی بہت لطف سے جائیگا بفصاحت وبلاغت کلام کریگا خضر
کو پیام دیگا اور کوئی وزیر امیر وہان نہین جاسکتا وہ مقامات سحر بند ہین اسطرح کے لوگ رازداران طلسم
نور افشان چند کس ہین اسی طرح صندوق سے مین نے طیور چہاردست کو نکالا تھا وہ سردار یہ تاجدار
اسرار تاجدار نے اُٹھتے ہی تاج سر پر رکھا لباس شہنشاہی زیب جسم کیا چالیس مشیر و وزیر چند خدمتگار وہ
بھی معقول اپنے ساتھ لیے اپنے سحر سے اک تخت تیار کیا جب اُسپر سوار ہونے لگا تب عمرو نے کہا رخصت ہو تا ہون
کوکب نے کہا بسم اللہ اپنے لشکر کا بہت اچھی طرح انتظام کیجیے گا عمرو نے کہا اسی واسطے جاتا ہون جاکر بخوبی
انتظام کرونگا یہ کہکر عمرو قصر جمشیدی سے کود سے نیچے دیکھا چند قدم جاکر غائب ہوگئے اسرار تاجدار حکم
کوکب نامدار تخت پر سوار ہوا اور سحر سے اک ابر بھی بنایا وہ سر پر سایہ فگن چالیس مصاحب چار خدمتگاران
معقول اس کروفر سے اسرار تاجدار کوکب کا نامہ دار بنکر سمت قلعہ عقیق نگار برائے ملاقات ملک خضر
گوہر پوش روانہ ہوتا ہی کہ اسکا حال وقت پر لکھا جائیگا اب دو کلمہ داستان ذکر افراسیاب کہ آفات
چہار دست اُٹھاکر باغ سیب مین لائی ہی سنیے جسوقت افراسیاب مع ملکہ حیرت باغ مین آکر پہونچے حیرت
جادو سر پیٹنے لگی کہا شہنشاہ گھر برباد ہوا افراسیاب نے کہا کیون روتی ہو اپنے ادریسوت قبول کر و سب
مشکلین حل ہوجائینگی آفات چہار دست نے حیرت کو گلے سے لگا لیا کہا ای حیرت اس دن کی آرزو تھی
کیون گھبراتی ہی ایسی سوت کیسے ممکن ہوتی ہی معشوق سامری وجمشید چرخ افسونگری کی خورشید انکا کون جواب
دے سکیگا ای حیرت جادو خداوند سامری وجمشید کی قدرت کے کوئی بھید نہین جانتا یہ چارون حجرے
تمام ہونے کی ہمکو امید نہ تھی افراسیاب نہایت عقیل ہی گئے جسے زمانے مین ملکہ تاریک نگل کے کہا تھا
کہ اسواسطے حجرے کھول رہا ہون کہ یاقوت کے ساتھ شادی کرون ہمین امید نہ تھی کہ یہ حجرے چارون
ایسے لڑینگے کہ معرکہ ہاے عظیم رہینگے ایسے جلد فتح ہوے اب رنج وملال کا خیال نہ کرو شوہر کو اپنے ہاتھ
سے دولھا بناؤ لیکن اب مقدمات کو طول ہوا ہے انکے جانے نہ بنیگا انکو دیکھکر ملک خضر کو لکھا نہ آئیگا ملکہ یاقوت

کو ساتھ کر دیگا ملک اخضر تبدیل ہوتا تھا اسمین بربا کریگا اسکے سامنے عمرو عیاری نہ کر سکیگا جب عیاری کا تصور کریگا اسکے پاس گنبد بلورین ساختہ سامری و جمشید ہے اس سے اسکو کیفیت آیندہ و گذشتہ کی ثابت ہوتی ہے صاف ہر اک بات بتلا دیگا حیرت نے اسی وقت کو بٹھا کھلوایا آفات کے سامنے افراسیاب کو لباس ہائے فاخرہ پہنایا جو سب مین بھاری جوڑا تھا زیب جسم کیا تاج یاقوتی سر پہ رکھا گوہر بے بہا اسمین آراستہ کیے موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے جو جو لباس ہائے معقول خزانے مین تھے وہ سب نکلوائے اچھے کر دو فرسے

افراسیاب جادو مثل دولھا کے آراستہ ہوا نظم مصنف

جواہر کے دریا مین گویا تھا غرق ۔ لباس زری سے ہوا آراستہ ۔ وہ تاج مرصع ہوا زیب فرق
وہ موتی کے مالے بصد آب و تاب ۔ وہ کنٹھے تھے یاقوت کے لاجواب ۔ کیا خوب اپنے کو پیراستہ
قبائے زری جسم مین چست و تنگ ۔ قریب اپنے رکھا سب اسباب سحر ۔ نگاہون مین سب سحر کے رنگ ڈھنگ
ہوا حکم داڑھی مین کرو خضاب ۔ کہ لڑکی کے دل مین نہ ہو پیچ و تاب ۔ قیامت کے سحر اور نایاب سحر

شہنشاہ نے اپنے ہاتھ سے وسمہ لگایا سر سے دنبالہ دار آنکھون مین دیا ایسا گھر رہا ہے اپنے ہاتھ سے اٹھا اٹھا کر شیشیان عطر کی سر پہ انڈیل رہا ہے کنیزین گرد بلائین لے رہی ہین دولھا کو دعائین دے رہی ہین حیرت ہر چند کہ ضبط و صبر کرتی ہے لیکن دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا جاتا ہے شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا جاتا ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہین غصے مین کانپ رہی ہے کبھی کہتی ہے دادی جان کبھی دنیا مین ایسا امر گذرا ہے جو رد خصم کو دولھا بنائے اب کچھ مجھکو بن نہین پڑتا جب وہ حرامزادیان آئینگی اپنے ناز و ادا دکھائینگی کیونکر مجھسے ربط و ضبط ہوگا ایسا نہو میرے آگے تکرار ہو انصاف کیجیے مین دختر شہنشاہ حیات وہ میری رعایا مین اب انکو بخواہش بلایا جاتا ہے انکے دماغ آسمان پر ہونگے روز کی گھر مین لڑائی پیدا ہوئی خوب وا انکا کل ہوگی مین انکو پاپوش پر مارتی ہون صورتین انکی کیا چربی کی پتلیان ہین کہیکی صورتین مٹی کی مورتین سحر کیا وہ مجھسے زیادہ جانتی ہین یہ کہکر حیرت رونے لگی آفات نے بلائین لین کہا بی بی تیرا شوہر سلامت رہے ایسی ایسی بہت سی آئینگی ٹھوکرین کھا کر چلی جائینگی رہتا پانی رہجائیگا بہتا پانی بہ جائیگا تو تو نخل شہنشاہی ہے چرخ حسن و جمال کی ماہ ہے انکو کوئی اسقدر منھ نہ لگائیگا برادری والے بخوبی آگاہ ہین بیاہتا کا بڑا مرتبہ ہے وہ اترھی انکو کون پوچھیگا اپنے دلکو بھاری نہ کر شوہر کو دولھا بنا افراسیاب تاج بدل بدل کے پہن رہا ہے قد منیان حاضر تین گا رہی ہین تالین مار رہی ہین جب سہرا زرتار کا آیا افراسیاب

لے سر جھکایا کنیزون نے مبارک کہکر سر پر باندھا پیاری سہرا دیکھکر افراسیاب پھول گیا سہرے کو اٹھاکر پگڑی پر لپیٹا عطر ملے جاتا ہے آفات حیرت کو سمجھا رہی ہے ڈومنیون کے آوازے رومال ہاتھ مین دیا کہا دولہا میان رومال منھ پر رکھنا سسرال مین ٹرٹر باتین نہ کرنا شاید کھانا سامنے آئے ضد کرنا خسر سے اک ملک مانگنا نوالے چھوٹے چھوٹے کھانا اپنا بھولاپن دکھانا مشہور ہو گا لڑکا بہت بھولا ہے تعریفین ہونگی لونڈیان ساتھ جاتین وہان کی ڈومنیون سے مقابلہ پڑتا یہ سہرا ہم گاتے سہرا کہو زہرہ سے گائے آج بسم اللہ کا سہرا ہے سر محفل ہمنا گائے آج بسم اللہ کا سہرا ۔ دوسری ڈومنی بڑی شوخ و شنگ تھی افراسیاب کو شرمانے کے لیے یہ سہرا گانے لگی ناز و ادا کے ساتھ اپنا کمال دکھانے لگی سہرا

کیسا شادی کا مبارک ہے ترے سر سہرا
رشتہ فکر مین گوندھینگے سخنور سہرا
صرف تار نظر عاشق صادق جو کرون
ایسے سہرے کی مین گوندھون ترا خوشتر سہرا
حسن یوسف کے چمن مین ہو زلیخا گلچین
عرق حور مین کر لائین معطر سہرا
رشتہ کاہکشان مین مین پروئے انجم
باندھکر آیا ہے گویا شہ خاور سہرا
لعل و یاقوت مین الماس و عقیق و گوہر
شکل آئینہ ہے دیکھے سکندر سہرا
اہل محفل کے دماغ آج ہے خوشبو سے
داد دینگے مجھے سن سنکے سخنور سہرا

تاج کا ہے یہ ولیعہد کے سر پر سہرا
سوتے مین ہے کہین آب سوا موتی کے
دلسے دین داد مجھے دیکھکے دلبر سہرا
پیر کنعان کا اگر رشتہ الفت پاؤن
کبھی ایسا نہو پر اسکو میسر سہرا
لعل نہین مردمک چشم صدا دل کے گہر
پیر گردون نے یہ گوندھا ہے منور سہرا
عرش پر قدسیون نے گوندھکے تیار کیا
کیسا انمول ہے شاہا ترا پر زر سہرا
آج شادی سے سما نہین بھولا عالم
عطر سے مشک کے گل سے ہے معطر سہرا
سر پہ نوشہ کے مبارک ہو یہ سہرا آمین

گل کترتے ہین مضامین سہرے کے لیے
اشرفی کے ہے کہین پھول پہ پر زر سہرا
کہکشان بھی نہ کہے عقد ثریا سے غرض
گوندھون پھر سوزن مینا سے مقرر سہرا
گل جنت کہون غلمان کہین لائین فی الفور
رگ گل تار ہے کیا خوب ہے بہتر سہرا
روے روشن ہے جو خورشید تو سہرا شعاع
عقد پروین نہین قدرت کا ہے مظہر سہرا
ہفت اقلیم کا رکھتا ہے تماشا طلسم
دیکھ پایا ہے جو پھولون کا اس سہرا
قدر دان پھولینگے پھولونکی طرح محفل مین
گالے قوالئے افلاک یہ گھر گھر سہرا

ڈومنیون نے خوب سوم مچائی افراسیاب کبھی خفا ہوتا ہے ڈومنیان کب بتی مین دولہا کو مسخرا جاتی ہین جب ملکہ افراسیاب کو بنالیا شہو ڈومنی پہاڑ کہتی ہے میان دولہا بات نہ کیجیے کنگنا باندھی ہون دوشالہ منگوائیے پر رکھائے جاتے ہو سسرال والے پسند کرین چاندی دلھن لیکر آؤ گھر آباد ہو آٹھوین دن لڑکا کھلاؤ دولھن معشوقہ سامری ہے کیا عجیب ہے جلد لڑکا ہو رگ و ریشے مین افسونگری بھری ہے افراسیاب بہت جھلایا کہا شہو مین تجکو باج

نظر آدونگا یہ کہکر بارہ دری کے باہر آیا ابر ہفت رنگ کو بڑی دھوم سے آراستہ کیا ہر ایک ابر نقش مطلا سنہری
رنگ آمیزی رواردی مین ابرون کی تیزی منسوبات ممالک انمین تیار کیے نقشہ سکندر و دارا کیفیت فوج کیقباد
و منوچہر کہین جمشید جم کہین ضحاک ماران تخت پر بیٹھا ہر ایک جانب سے آکر لشکر فریدون کہین کوہ و صحرا کہین
دریاے جیحون نقشہ پل پر نیا دان تصویر دریاے خون روان اس رعنائی و زیبائی سے لکہ ہاے ابر ہفت رنگ
کو آراستہ کیا وہ سر پر افراسیاب کے سایہ فگن ہوے چالیس فوج وزیر سرمادابریق بارہ ہزار جوانان زرین
پوش مصور و صورت نگار کو ہمراہ لے سفارش ہمراہ لیا اس کرو فر جاہ و حشم سے افراسیاب طرف قلعہ عقیق نگار
کے چلا جو سحر نایاب مین انکو زور دے رہا ہر ابر مرواریدی سر پر کبھی موتی برسے کبھی باغ آراستہ ہوے
لگی سو کوس جب راستہ طے کیا افراسیاب نے مصور کو اسواسطے ساتھ لیا ہر کہ یہ نیرنگ سامری و جمشید مین یہ
بیابان کے حال سے واقف ہونگے یہ کبھی اسطرف تشریف نہین لائے بعد عرصہ دراز معلوم ہوا اک صحرا مین آگ
لگی ہوئی ہر صاف ظاہر ہر کہ صحراے آتش بہار ہر افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا فرشتہ زادے یہ آتش کیسی شعلہ ور ہر
یہ کونسا جنگل ہر بالکل آتش بہار معلوم ہوتا ہر مصور نے کہا مین اسطرف کبھی نہین آیا نانا دادا نے اسطرف کا حال
کتابون مین بھی نہین لکھا نہین معلوم یہ کیا معرکہ ہر افراسیاب نے کچھ خوف نہ کیا تخت کو بڑھایا جب دس
کوس راستہ طے کیا دیکھا وہ صحراے آتش بہار نہین ہر صحراے مرجان تمام نخل سرخ پوش دور سے آتش بہار
معلوم ہوتی تھی اب صاف ظاہر ہوا کہ مونگے کا جنگل ہر تمام صحرا اشجار مرجان سے معمور صورت آتش تر دیکھ
دور سے افراسیاب نے بند قبا کھول دیے ہواے سرد آنے لگی نخل مونگے کے دیکھکر نہال ہوگیا کہا یہ نمونہ سواد کو
محبوب ہر کیا صحراے خوش اسلوب ہر اور جوش مین تخت کو بڑھایا سواران زرین پوش گھوڑون کو اڑاتے
ہوے آگے آگے نقیب آوازین لگاتے ہوے دور سے قلعہ سرخ معلوم ہوا دیکھا اک قلعہ یاقوت احمر بصد کر و فر تمام
دیوار و در یاقوت کے پھاٹک بہت بلند شمسہ اسکا مثل آفتاب عالمتاب چمک رہا ہر کئی ہزار پتلیان سنہری
دیوار قلعہ پر صف جماے کھڑی ہین آمد افراسیاب دیکھکر ایک پتلی انمین سے بڑھی پکار کر آواز دی کون ہے آتا
آتا ہر قریب قلعہ عقیق نگار جاہ و حشم دکھاتا ہر یہ مقام ادب ہر قریب سوار کے آکر پتلی نے باگ پر ہاتھ ڈالدیا
جھٹکا مارا آواز دی ارے گھوڑون کو پھیرو خبردار آگے نہ بڑھو تم کون ہو جو اس بے ادبی سے چلے آتے ہو
سوار زرین پوش غلام افراسیاب غرور مین دماغ بھرا ہوا پتلی پر نیزہ مارا نیزہ ٹوٹ گیا پتلی نے اچک کر ایک
طمانچہ مارا اس سوار کا سر اڑگیا اب تو پتلی نے سوارون کو مارنا شروع کیا کسی کو طمانچہ مارا کسی کی ٹانگ پکڑ کر مثل

کرپاس کہنہ پہنے ڈالا سواران زرین پوش مین صداے فریاد والغیاث بلند ہوئی افراسیاب نے سر اٹھا کر پوچھا ارے
یہ کیا سرکرہ ہے کمیدان نے بڑھکر عرض کی ایک پتلی سنہری آئی ہی وہ جانے کو منع کرتی ہے کئی سو سوار
اسنے مار ڈالے کسی کا حربہ اسپر تاثیر نہین کرتا افراسیاب نے قہر و غضب مین دیکھا وہ پتلی لرزتی ہوئی سامنے
افراسیاب کے پہونچی افراسیاب سے آنکھ ملائی تاج سر پر دیکھکر ہنسی کہا او پوچھا تو کون ہے جو تاج پہنے ہوئے
سامنے قلعہ کے کھڑا ہے یہ صحراے مرجان گذرگاہ سامری و جمشید ہے یہان کے ہر قدمے مین بھید ہے سر سے
تاج اتار کلاہ مین نام اپنا تملا ہم جاکر لعل سخندان سے عرض کرین اگر حکم قضا شیم صادر ہوگا رادو دینگے
ورنہ اس مقام پر اسی بے ادبی سے کبھی کوئی نہین آیا یہ کہکر وہ پتلی ہنستی ہوئی سامنے آئی ہاتھ بڑھایا کہ سر
افراسیاب سے تاج اتار لون افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا سر پتلی کا چٹکیا سے
خون جاری ہوا ایک چیخ ماری بڑی بوا دوڑو یہ بڑا کوئی ظالم آیا ہے مجھکو طمانچہ مارا میرا خون زمین پر گرا
یہ جو پتلی نے آواز دی چالیس پتلیان سر دیوار قلعہ سے جدا ہوئین آکر لشکر افراسیاب پر گرین ہزارون
کو مار ڈالا تاج افراسیاب نوچ کے پھینکا ہر چند افراسیاب سحر کرتا ہے وہ پتلیان قتل نہین ہوتین غصے
مین آکر نعرہ کیا ارے کیا طلسم ہوشربا فتح ہوگیا طلسم کشا کو لوح ملگئی حکماے طلسم مرگئے اری کشندان
جلد حاضر ہو یہ جو افراسیاب نے باواز بلند کہا زمین تھرائی آسمان سے حاضر حاضر کی آواز آئی ایک نازنین
سنہرے کپڑے پہنے ہوے لچا کنجیون کا ازار بند مین چہرہ آفتاب عالمتاب جبین پر عتاب دستبستہ عرض
کی ای شہنشاہ خیر تو ہے افراسیاب نے کہا اے کشندان ای خزانہ دار طلسمی تاج طلسمی جلد لا ان پتلیون نے
ہزارہا ملازم میرے مار ڈالے اب مصاحبون کی نوبت ہے مجھکو بڑی حیرت ہے ابھی الٹے بدلا لون کشندان بہت
خوب کہکر آسمان پر چلی چشم زدن مین تاج طلسمی لیکر آئی سر پر افراسیاب کے تاج رکھدیا تاج سر پر پہنکر
افراسیاب ان پتلیون پر گرا جسپر عکس پڑگیا جلکر رہگئی کسی کو طمانچہ مارا کسی کی ٹانگ پکڑکر چیر ڈالا چھبیس
پتلیان افراسیاب نے قتل کین پانچ ہزار سوار و پیدل مارے گئے مرشد زادے معور جادو اپنی جورو صورتنگار
کا ہاتھ تھام کر دور کھڑے ہوے دہین سے خبردار خبردار کہ رہے ہین قریب نہین آتے ہین افراسیاب کہتا ہے
مرشد زادے میرے پاس آؤ یہان کارزار شیلاؤ معور جواب دیتا ہے مین اس مقام پر آرام سے ہون مین
راز و نیاز کیا جانون کبھی اس مقام تک نہین آیا تقدیر نے نیا شعبدہ دکھایا جب افراسیاب نے چھبیس پتلیان
قتل کین اب پتلیان بھاگین دیوار پر جاکر ٹھہرین دور سے غلغلہ کر رہی ہین قریب نہین آتین افراسیاب نے

پانچ ہزار سوار دس صاحب نشان مدار واصل جہنم ہوئے جلودار بھی گم ہوئے افراسیاب تاج طلسمی پہنے ہوئے
طرف اُس قلعہ سرخ کے چلا اُن تیلیون نے ہاے کا نعرہ کیا یکایک غبار بلند ہوا صحرا مین اندھیرا ہو گیا افراسیاب
بھی تاریکی دیکھکر پیچھے ہٹا بعد دم بھر کے روشنی ہوئی اب افراسیاب نے دیکھا آگے قلعہ سرخ کے اک دیوار آہن
بنکر تیار ہوئی اُس دیوار آہن مین ہزارہا روزن ہر روزن سے ہر ایک تیلی جھانک رہی ہی آواز دیتی ہی ارے
ظالم ابھی نہین آتا دیوار کو نہین ہٹاتا کنیزان سامری کو بے خطا مارا انتقام لیگی افراسیاب نے غصے مین آکر گولہ
دیوار پر مارا دندناتا ہوا دیوار تھرائی کان مین آواز آئی ارے بے وقوف یہ کیا کیا دیوار تو نہ گری تھرا کر
رنگی گولہ پھٹکر سر ملازمان افراسیاب پر گرا آگ افسر جل گئے تیلیون نے قہقہہ مارا آواز دی کیون ای خود سر
بدست بس اسی قدر سحر آتا تھا کچھ اور شعبدہ دکھا دیوار کے اس پار آ بوٹیان کاٹکر کھا مین سرکشی کا مزا چکھا دین
افراسیاب چاہتا تھا کہ گولہ لیکر بڑھے کہ قلعے کی طرف سے برق چمکی آواز آئی ای شہنشاہ بس یہ کیا حرکت
ہی آپکے ملازمون کو بڑی حیرت ہی اگر کسی کے گھر مہمان جاتے ہین اسکو سرکشی دکھاتے مین کیا نقصان تھا
اگر آپ لمحہ بھر ٹھہر جاتے ہمکو خبر ہوتی ہم بہ راہ استقبال آتے افراسیاب نے دیکھا یہ کون آواز دیتا ہی آپ
جو نگاہ ڈالی برق جہندہ سے اک طاؤس زرین بال پیدا ہوا اُسپر اک بڈھا سوار تاج سر پر لباس زمردین
پہنے ہوئے پکارتا ہوا آتا ہی مصور نے بڑھکر عرض کی ای شہنشاہ آپ اس بڈھے کو پہچانتے ہین افراسیاب نے
کہا نہین معلوم کون نالائق ہی بیہودہ بکتا ہوا آتا ہی سرما بریق نے دست بستہ عرض کی حضور لعل دریا قوت
کے والد نامدار صاحب آمری و جمشید ملک اخضر گوہر پوش یہی بزرگ آپ کے استقبال کو تشریف لاتے ہین
افراسیاب دریاے خون مین نہایا ہوا تھا یا تو دولہا بنکر آئے تھے یا عروس حسرت سے ہمکنار ہوے تیلیون کا
خون جسم پر پڑا ہوا غصے مین بھوون پر بل اشتیاق معشوقان طناز مین جی بے کل اخضر آکر افراسیاب سے
لپٹ گیا کہا ای شہنشاہ مقام تعجب ہی یہ آپکا سرکشی کرنا بدون اطلاع تشریف لانا ہم لوگ دس کوس پیشتر بڑھ آ
استقبال آتے بہ اعزاز و اکرام لیجاتے کنیزان سامری نے بڑی تکلیف سہی بجائی افراسیاب نے کہا سبکو
کہا جاتا ان نالائقون نے ایسا پریشان کیا آخر تاج طلسمی طلب فرمایا آخر مارا جبیس کنیزین قتل ہوئین اخضر
نے کہا یہ باعث خرابی ہی آپ بادشاہ طلسم ہوشربا ہین آپ کے واسطے یہ امورات زیبندہ نہین ہین تعجب یہ آ
ہی کہ مرشد زادے ہمراہ تھے انھون نے بھی حضور کو نہ سمجھایا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی قلعے کا پھاٹک
کھلا افراسیاب نے سر اٹھا کر دیکھا تخت طاؤسی پر اک آفتاب محشر سوار گلعذار ماہ رخسار سیم تن غنچہ دہن

نرگسی چشم سرو قد خورشید خد بے نظیر ہو بہو **نظم**

وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا
ہر چین تھی سو جبہ لطافت
دنبالہ کب انکھڑی سرے کا تھا
شہبازنے واکیے تھے بازو

ایسا نہیں حور کا سراپا
آنکھیں استاد ساحری تھیں
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
لٹے مین شباب کے بھری تھین
بینی کے قریب کب تھے ابرو

افراسیاب حیران جمال محو دیدار آئینہ وار حیران و پریشان آخر

نے عرض کی دختر خرد احقر ملکہ لعل سخندان براے استقبال شہنشاہ تشریف لائی ہین ود دختر کلان ملکہ
یاقوت سخندان جنکے اشتیاق مین آپ تشریف لائے ہین وہ قلعہ یاقوت نگار مین تشریف رکھتی ہین ابہ
تو قلعہ عقیق مین تشریف لیچلیے ملکہ سے اطلاع کیجائیگی یا وہ طلب کرینگی یا خود تشریف لائینگی **افراسیاب**
اسی کے جمال کو دیکھکر بیتاب ہوگیا سراپا کو دیکھتا ہر ایک ایک عضو بدن نور کے سانچے مین ڈھلا ہی **لعل**
نے آکر جھک کے سلام کیا مسکرا کر کلام کیا **افراسیاب** نے یہ اشعار اُس ماہ رخسار کی صفت مین پڑھے **نظم**

جہان مین کب کوئی تجسا حسین ہے
خدا کی شان ہو عرش برین ہے
سلیمان مین بھی اپنے وقت کا ہون
میرا محبوب ایسا نازنین ہے
حقیقت خاک الفت کی بتائین
یہ ملک ہند وہ اقلیم چین ہے
نہین تڑپا تہ خنجر دم قتل
مقر ایک ہی وہ نکتہ چین ہے

ہلال ابرو مہ تابان جبین ہے
پڑا ہون مین یہان اور دل وہین ہے
پر یہ وہ آپ سا زیر نگین ہے
نہ جا کوچے مین اُسکے دیکھ زاہد
نہین جسکا فلک یہ وہ زمین ہے
اُگی جب قبر عاشق سے تو نرگس
دلا صد آفرین صد آفرین ہے

ترے کوچے کی جو ای محبت زمین ہے
الٰہی مین کہین ہون وہ کہین ہے
بدن پر بار ہے پھولون کا سایہ
وہ کافر رہزن ایمان و دین ہے
رخ روشن پہ خال اور زلف مین چین
یہ مردم خیز ایسی سرزمین ہے
لکھا رعنا نے وصف حال جانان

لعل نے مسکرا کر کہا حق دہن کو کھولا گوہر کلام فصاحت نظام بہ تقریر

سلسل یون پیشکش کیے کہ اے ورۃ التاج شہریاری وای کان جواہر زواہر کامگاری آپ کو تو دیوان کے
دیوان یاد مین اپنے صفت مین ذلت اُٹھائی لونڈیون سے آنکھ ملائی یہ کنیزان ساحری نہایت گستاخ ہین
یہ کسی کو نہین مانتین کسی کے شرف کو نہین جانتین ایک نے جاکر مجھسے خبر کی کہ ایک بادشاہ آیا ہے بڑا
مغرور متکبر آمادہ فساد صاحب ظلم و بیداد مین حیران تھی کہ کون صاحب ہین آخر ثابت ہوا کہ سرکار
دولت مدار تشریف لائے مین کنیز براے استقبال حاضر ہوئی **افراسیاب** فصاحت بیان پر مرا جاتا ہے

بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی باتون مین دلربائی ہونٹھون مین مسیحائی دولہا بنا چاہی کہکر ہاتھ تھام لیا کبھی مسکرا کر سامری کا نام لیا افراسیاب نے پہلو مین بٹھایا لعل سخندان نے آواز دی گرد کنیزان سرکش پشت پہ نازنینان ماہوش حلقہ ہائے زرنگاری کے پھیرے لگے اس شوکت وشان سے شہنشاہ افراسیاب داخل قلعہ عقیق نگار ہوے دیکھا تمام شہر کی عمارتین عقیق سرخ کی تعمیر ہر گلی کوچہ بے نظیر دوکانین آراستہ دوکاندار بزاز صراف جوہری بیچ دوکانون مین جمع ہین ہر مقام پر یہی چرچا شہنشاہ طلسم ہوش ربا برائے خواستگاری ملکہ یاقوت سخندان تشریف لائے ہین افراسیاب حیران کہ تمام اہالیان شہر غیب دان ہین انکو کیونکر معلوم ہوا اس دھوم دھام سے لاکر قصر عقیق نگار مین افراسیاب کو داخل کیا افراسیاب اگر تخت عقیق نگار پر بیٹھا لعل سخندان نے اسی وقت ایک عرضی لکھکر خدمت مین ملکہ یاقوت سخندان کے روانہ کی افراسیاب کے واسطے سامان عیش ونشاط مہیا کیا افراسیاب نے دیکھا ساقی بچے کمسن نازنینان حور پیکر کا مجمع ہر کمرہ قصر اسباب معقول سے آراستہ شہر بخاری کا نہایت تکلف سے سامان کیا ہر یکایک آسمانی برق چمکی ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے آسمان سے اترے دو نہرین مملو از آب سحر ہوا سے اترکر زمین پر آئین طائرون نے زمزمہ سرائی کرکے آواز دی سب صاحب ہوشیار ہوجائین ملکہ یاقوت سخندان معشوقہ خداوند سامری تشریف لاتی ہین ملک اخضر گوہر پوش کھڑا ہوگیا لعل سخندان بھی اٹھی تمام کنیزان ماہر وصف باندھکر کھڑی ہوئین اک روشنی ہوئی ہاتھ پکڑکر لعل نے کہا بھیا ذرا کھڑے ہو جاؤ ہمشیرہ کلان تشریف لاتی ہین مقام ادب ہی خداوند انکا مرتبہ خوب پہچانتے ہین آپ انکو انسان جانتے ہین یہ نمونہ قدرت سامری ہین صد ہا طائر سامنے سے نکل گئے نہرین زمین پر قائم ہوئین دونون نہرون کو جوش و خروش ہوا نازنینان مہ جبین نے سجدے کے واسطے سر جھکایا افراسیاب بھی جلدی جھک گیا اب جو سر اٹھایا دیکھا ایک ماہ طلعت رشک حور جنت چہرہ ماہ درخشان خال نظیر ثابت وسیارگان پتلے پتلے ہونٹھ پان سے لال یاقوت احمر کی مثال ہے دل خون ہوتا ہی تصور سے زلفون کے جنون ہوتا ہی قد دلجو کو شمشاد وصنوبر سے کیونکر مثال دون یہ قد قیامت ہی یا نخل نورسیدہ وہ چوب ناتراشیدہ بقول مخفی قطعہ

وائے بر شاعران نادیدہ	غلطی را بجز و پسندیدہ	سرو را قد یار می خندند
سرو چوبیست ناتراشیدہ	اس غلطی کو منصف کیونکر قبول کرے قد کو کس چیز سے مثال دون	

آہ دل عاشقان کیون رعنائی وزیبائی سے معمور سایۂ نخل طوبے کہنا زیبندہ ہی چال سے قیامت نمکار

گردش چشم سے گردش لیل و نہار اظہار حسینان جہان کی سردار کبک رفتار نظم مسدس

ہین کمان ابروے خمدار نہین شک اصلا
برق سان جنبش ابروے صنم ہی گویا
آفتاب تو سینچ بھی ٹھہرکے ہی انکار رہا
چلہ کش گوشۂ خاطر سے بھلا مین کیا کیا

وہ کمان ہی تو نگہ ناوک صید افگن ہی
لب معشوق ہوا اس تیر کو یہ قدغن ہی

آہوے ناز لعینہ ہی وہ چشم جادو
تازیانہ ہوا دنبالۂ سرمہ ہر سو
لوگ کہتے ہین اسے ابلق ایام ہی تو
سرمگین آنکھین ہین آہو تو وہ شاخ آہو

مردم شیشے مین اتری ہی لعینہ وہ پری
چشم بد دور ہی یا مردمک چشم انکی

معجزہ فکر ہی یا معجزۂ پیغمبر
شق کیا آپ نے انگشت مبارک سے قمر
طشت از بام ہی یہ مخبر صادق سے خبر
یہ وہی مظہر اعجاز ہی روے انور

ماہ دو ہفتہ دو حصہ ہی وہ چہرہ الحق
درمیان بینی ہی انگشت ہوا جس سے شق

گورے گورے سے وہ رخسار ہین نازک از بس
مفت ہی جان کے عوض بھی جو میسر ہو مس
عمر بھر بوسۂ دلچسپ کی ہو جسکے ہوس
بل بے مدہ ٹپکا ہی پڑتا ہی جوانی کا رس

دیکھکر کہتے ہین صورت کو ملک صل علےٰ
رخ سے رخ چھوٹ گئے حور کے حاشا کلا

لعل سے دیجئے نہ تشبیہ لب جانان کو
دونون لب کو تر دسیون سے بھی بڑھکر ہین جو
ہی کمان اسمین یہ لطف اور تبسم دیکھو
دانت کھٹے ہوے فرہاد کے شیرین ایسے کہو

لب بلب ہون تو مزا قند مکرر کا آئے
جان بلب ہون تو وہ لب معجز عیسےٰ دکھلائے

لب مین اعجاز مسیحا ہی خواص عیسیٰ
بو ہی غنچے مین نہان یا ہی یہ ہونٹھون مین مسی
واہ کیا خوب تبسم ہی یہ مضمون ذکی
ہی حیا آنکھ مین پابند ہی شیشے مین پری

لب میں جو بات ہے کب قہقہۂ دیوار میں ہے
بوے خوش الہی کہاں غنچۂ گلزار میں ہے

ہے عجب نکتۂ موہوم یہ پردہ کا دہن
برگ گل لب میں دہن ہے جو رگ برگ سمن

بالیقین غنچہ ہے گویا دہن رشک چمن
قافیہ تنگ ہے خاموش نہیں جاے سخن

کب سکندر کو ملا قطرۂ آب ظلمات
خضر رہ خضر ہوا ہاتھ نہ آیا ہیہات

گال میں انکے قیامت وہ گلوری کا ابھار
پان کا ناز سے منہ میں چبانا ہر بار

شان اللہ کی معراج میں حسن رخسار
قمر اگال انکا نہ دیا وہ دم بوس و کنار

رنگ پان پر دل عالم تو ہوا ایسے حنا
اک زمانے کو ہوا رنگ مسی پر سودا

گوری گردن ہے کہ بلور ہے سانچے میں ڈھلا
موتی مانند صراحی ہے گلے کا منکا

گل تر چہرہ گلو شاخ گل اور قد بوٹا
عاشقون کو ہے یہی تار نفس دم دھاگا

غنچہ ہاے دل عشاق میں گرہیں ہار
عشق میں انکے مجھے پھانسی ہے تار زنار

سخت حیرت ہے مجھے بلکہ عجب کا ہے مقام
حسن محبوب جو کعبہ ہے تو وہ کفر ظلام

گردن اور بازو پہ رشتہ ہے حمائل قائم
کفر کعبے سے جو اٹھے تو کہاں پھر اسلام

ہے تعجب مجھے میں اسپہ چلاؤں گندم
کفر و اسلام کا اس نگہ سے اڑ دون رشتا

سراپا مرغوب نازنین خوش اسلوب بہ طرحداری حسین مہ جبین گلفام نازک اندام افراسیاب جادو صورت سحر آگین دیکھکر سحر و ساحری بھولا بھولا۔ عارض دیکھکر بنا گل پھولا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہو منہ خشک ہو قلب سے دھوان نکلنے لگا قریب تھا غش کھاکے گرے ملکہ خضر نے ہاتھ تھام لیا لعل سخندان نے کہا بھائی سنبھلیے افراسیاب نے جو گھور گھور کے دیکھا یاقوت نے شرماکر سر جھکا لیا خرامان خرامان آکر تخت یاقوتی پر جلوہ فرما ہوئی افراسیاب بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہے ملکہ خضر نے شانہ ہلاکر کہا اے شہنشاہ

ذرا ہوش مین آئیے کسواسطے تشریف لانیکا اتفاق ہوا کچھ باتین کیجیے افراسیاب نے بے ساختہ آہ کی کہا ابا جان کیا کہون ہوش مین نہین ہون کیا دل کی کیفیت بیان کرون یہ حال ہے قلب پر ہجوم لشکر غم و ملال ہے ان چند اشعار سے میری کیفیت ظاہر ہوگی بگوش ہوش تصور فرمائیے **نظم**

بجلی سی کوند جاتی ہے جو کھلین پھرتی پانون	خورشید [illegible] ہم سنا گم ہے جسکے پانون	جی کیا لگے کہ صحبت زنجیر بھی نہین
قاتل نے کاٹنے پہلے ہی مجھ خستہ تن کے پانون	رہ [illegible] دم سے بھی مین وحشی سے کے خام	پہنچے مجھ تک لیے کہان مین نے پانون
مدفن کو چشم مور ملی مجھ حقیر کے	گنج مزار مین بھی نہ پھیلا سکے پانون	باس اسکے گر وہ نہین ہے مقام یار
جائیگا کوے یار مین سر سرا نکے پانون	مشتاق دیکھ تو نہ لگا بیٹھنا کہین	مہندی کہان کہان [illegible] ہے پانون
باغ جہان مین ڈھونڈھتا پھرتا ہے یار کو	تھکتے نہین نسیم خجستہ سخن کے پانون	یاقوت نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر

لعل سخندان نے لب ہلین ملکر کہا بیٹا ذرا ہوش مین آؤ سمجھ کے بات کرو مراد دل اپنی سامنے آ جان کے بیان کرو جواب معقول ملیگا تمہارا بھی بہت بڑا مرتبہ ہے بادشاہ طلسم ہوشربا ہو شیر د صاحب کی رتبہ شناسی کرو سمجھ کے کلام کرنا عقلمندون کا کام ہے گھبرانا مناسب نہین ہے یہ بھی تو آپ کا گھر ہے ناحق کا درد سر ہے افراسیاب نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے شاہزادی کیا کہون حقیقت مین مقام ادب ہے دل تردد منزل کو قدم بوسی کی طلب ہے **نظم**

من آن پروانہ عشقم کہ در آتش وطن دارم	چو فانوس آتش دل را بزیر پیرہن دارم	دلم بلبل صفت از عشق تا گفت بخود دارد
سمان در زیر ہر حرف گلستان سخن دارم	نہ بیماری کہ در حسرت مرا صبر و قرار آمد	ز افغان و اعمار داغ فراقت چمن دارم
بخشر گر بپرسندم چہ آوردی ہمین گویم	شہید خنجر عشقم گواہ خود کفن دارم	اگر در گلشن عشرت ندارم راہ افسردگی
بحمد اللہ کہ بارے گوشہ بیت الحزن دارم	اس طرح سے یہ اشعار افراسیاب نے پڑھے آنکھون سے آنسو بھی نکل آئے	

ملکہ خضر نے دامن سے اشک حسرت افراسیاب پاک کیے کہا اے شہنشاہ اپنے کو سنبھالیے ہم تو صاف صاف کہتے ہین مطلب دلی ارشاد فرمائیے اسی وجہ سے شراب و کباب کا سامان نہین کیا افراسیاب جادو مضمون خواہش شادی لکھکر لایا تھا وہ کاغذ خضر کے ہاتھ مین دیدیا کہا یہ آرزو دل ہے خضر نے پڑھا افراسیاب نے بہت عجز و انکسار سے لکھا تھا کہ اے شہنشاہ مجھکو فرزندی قبول فرمائیے مجھے دشمنون نے بہت حیران و پریشان کیا چاہتا ہون ملک و مال جاہ و جلال مالک طلسم ہوشربا آپ کی صاحبزادی کے سپرد کرون مین فقیر بنکر قبر سامری پر جا بیٹھون اب تباہی طلسم ہوشربا و قتل نازنینان حور تمثال دیکھا نہین جاتا ایسی ایسی تصویرین مٹین کر چکا جو اب پردہ دنیا مین ممکن نہوگا بہار و مخمور ایسی شاہزادیان دشمن

جان ہو کر شریک عمرو ہو مین انکی جدائی بہت ناگوار ہی آٹھ پہر دل بیقرار ہی کوئی وقت راحت باقی نرہا عیارون نے ناک مین دم کردیا اسد غازی بیشک تاج طلسم ہی گنبد نور سے رہائی پائی ماران زمین کن واسرار جادو شریک ہو گئین عمرو کو تا بہ گنبد نور پہونچایا اسد و مہ جبین کو رہا کر لیا مہ جبین ایسی دختر بلند اختر پروردہ مہد ناز و نعم اسپر بڑے بڑے ستم کیے لیکن نجبت سے اسد کی اسنے ہاتھ نہ اٹھایا سات برس کی قید سہی ثابت قدم کوے محبت رہی اسیطرح کا رنج و ملال ہو تو بیان کرون ایک سر ہزار سودے بس قہر سامری پر بیٹھنا بہتر ہی اگر مناسب ہو کل طلسم پر قبضہ کیجیے نہین تو مذہب سامری مٹتا ہی ایسے خداوند مگر خود بینہ مین کبھی مدد نہ کی کوئی بلا رد نہ کی عمرو نے ایکی مرتبہ خاتمہ کردیا مقام لوح و نشان قید شہنشاہ لاچین و بدیع پوچھ لیا اب آٹھ پہر ان لوگون کا یہی ارادہ ہی کہ اپنے کو تا در دریاے نیل پہونچائین واقف کاران طلسم انکے ہمراہ مین اگر اسد لوح پا گیا بڑا صاحب جرأت ہی یکہ تاز میدان جلالت بہادر خوبصورت نیک سیرت لاکھون سے نہ رکیگا یہ مجھکو بڑا خوف ہی جسدن لوح اسنے پائی دن دہاڑے میری بارگاہ مین گھس پڑیگا افسوس ہی کہ مین غیر ساحر کے سامنے سے بھاگون بہتر یہی ہی کہ ترک سلطنت کرون ملک اخضر نے جھکر افراسیاب کو گلے سے لگا لیا کہا ای شہنشاہ آپ اسقدر کیون بیدل ہو اس مہین فتح و ظفر سے بالکل یاس ہی ایک دن مین یہ صاحبزادیان اور یہ پیر زمین گیر لاکھون کرورون کا خاتمہ کردیگا اگر وہ قصد کرین کہ ہم بھاگ جائین تو راستہ نہ ملے اگر خطا معاف کرائین ہم قبول نہ کرین عاجز کرکے مارین اسد کیا عمرو عیار کی کیا حقیقت ہی جیسے ہی اخضر نے عمرو کا نام لیا افراسیاب نے منھ پیٹ لیا کہا ارے سامری اس ظالم کا نام نہ لیجیے مجتبا ترک شیطان درگاہ خداوند ایک شب کو میرے طلسم مین آیا تھا بخوبی سمجھا گیا ہی کہ جو کوئی پہلی مرتبہ عمرو کا نام لیتا ہی عمرو کہین ہو اسکو خبر ہو جاتی ہی کہ فلان محفل مین ہمارا ذکر ہوا جہان دوبارہ نام لیا گیا اس محفل کی جانب وہ منھ کرکے بیٹھتا ہی جہان سہ بارہ نام لیا اس محفل مین وہ ظالم آجاتا ہی اسکا محفل مین آنا نمونہ قہر سامری ہی کسی پر جوتیان پڑتی مین کوئی الٹا لٹکایا جاتا ہی محفل درہم برہم کردیتا ہی حاضرین محفل کو ذلت ہوتی ہی اہل عجم نے اسکی شان مین ایک قطعہ کہا ہی قطعہ

دزدیست کہ زہر از دہن مار بدزدد	خال از رخ زنگی بہ شب تار بدزدد
نعل از قدم اشتر رہوار بدزدد	باپوش بدار و ز پئے پیالے و تدرہ

یہ مضمون اسکی شان مین بہت صادق ہی اخضر نے ہنسکر کہا ای شہنشاہ کچھ دل بولے ہو تو اس خرابی سے تشریف لاتے کہ ہمارے بادشاہ ہو وہ ساز بان زادہ دیان کیونکر آسکتا ہی

ہمنے تو ہزار مرتبہ نام لو انکا دیکھون تو یہان کیونکر آتا ہے لعل نے بھی کہا عمرو کی کیا حقیقت ہے کئی دن سے ہم بھی
کہا کئے کہ اگر عمرو آئے تو اسکی بوٹیان کاٹ کے کہائین افراسیاب نے کہا یارو سبب ہو اس ظالم کا نام لو
بیشک وہ آجائیگا اسکا آنا اور بلا کا نازل کا ہونا خداوند لقا کے اختیار و اقتدار مین ہے جو لکہتا ہے وہی تقدیر کرتا ہے لیکن
یہان شیطان صاحب کے نام سے ڈرتے ہین سامری جمشید کو بھی اسکا پاس ہے میرا کیا بچاؤ اس ہو ملک
اخضر نے کہا ہم تو سو مرتبہ نام لیجیے ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ کیون نہ آیا آپ اسکے بڑے شناخون
مین ذکر کیا سو مرتبہ ہزار مرتبہ اسکا نام لیا گیا اب تک نہ آیا افراسیاب نے کہا بختیارک شیطان کا تو
یہی قول ہے کہ اسکا نام تاثیر رکھتا ہے فورا اس محفل مین آتا ہے اخضر نے کہا تم ایسون کی محفل مین آ ما نیان
آئے تو گردن فروشی جانے کہ گردن مین تقصیر ہین طائران طلسم کی مصوران خیال نے کھینچی ہین یہان کسی کا
نقشہ نہین جم سکتا دشمن کو معجز نہین جم سکتا آپ کے طلسم مین عذر ہے ای شہنشاہ یہ مقام صد ہے ہمکو خوب
ثابت ہوا عمرو کے نام سے ڈر ادا اگر آپ جی چھڑواتے مین ساحر گھبرا جاتا ہے ہم ڈرنے والے نہین ہین یہان
مصور یہ بات نہین گواہی دیتے ہین زمانے مین ای مصاحب ساحری ای کلید خزانہ افسونگری حقیقت مین لیکے
مقام پہ عمرو آیا ہے کہ یقین نہ تھا ساحر بھی وہان نہین پہونچ سکتا تھا جہان یہ ساربان زادہ پہونچا ہمارے
ناموس کے واسطے معین و مددگار ہین جو چاہتا ہے وہی تقدیر ہوتی ہے اخضر نے کہا مرشد زادے آپ پیرزادے ہین
بزرگان دین آپ کے عزیز ہین آپ نہ کچھ فرمائیے ہم افراسیاب سے شرط جیت لینگے جو انہون نے فرمایا ہے
اسکا ظہور دکھلائین افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای خواجہ عمرو تم نمونۂ قدرت خداوند سامری ہو مین آج
ذلیل ہوتا ہون لمحہ بھر کے واسطے یہان آؤ ملک اخضر کو شعبدۂ عیاری دکھاؤ اخضر نے کہا یہ یادہ گوئی دو ترک
کرو عیش و نشاط مین مصروف ہو جو آپکی خواہش کی بدل و جان قبول ہوئی ای شہنشاہ آپکو سعادت
دارین حصول ہوئی ہمنے تمکو یہ دامادی قبول کیا یاقوت نے سر ہلایا لعل نے اشارہ کیا ایک نازنین گلنار
پوش شعلہ جوالا آفت کا پرکالہ ترنج خوشبوئی ہاتھ مین لیکر آئی سینے پہ افراسیاب کے وہ ترنج خوشبوئی
لگایا چہرۂ افراسیاب سرخ ہو گیا افراسیاب پھول گیا جھومنے لگا مست مے محبت یاقوت سخن اس کی آنکھون
کو دیکھکر نشہ آگیا ناچ کو بیچ کیا مبارک مبارک کی صدائین بلند ہوئین نذرین گذرنے لگین نازنینان مہ جبین
خوش گلین جو بارہ دری مین جمع تھین غول کے غول کمرون سے نکلین خوشیان کرنے لگین رنگ کی پچکاریان
چلین اخضر نذرین لے رہا ہے کنیزان یاقوت کو خلعت کا حکم دیا ہے افراسیاب کو تا ہے سکے جوڑے مین پہونچا

ایک ایک مصاحب کنیز کو نہال کر دونگا اخضر کہتا ہی ای شہنشاہ یہان بھی سب تمہارا ہی ہی سب کچھ موجود ہی جو جسکو
چاہو دو افراسیاب و اخضر ان باتون مین مصروف ہین لعل و یاقوت مسکرا رہی ہین کہ ایک چوبدار سے
بڑھکر عرض کی حضور اسرار تاجدار نامہ دار کوکب نامدار صحرائے مرجان مین آکر ٹھہرا ہی کہتا ہی نامہ آپ کے
بجائی صاحب کا لایا ہون امید ہی کہ قدمبوسی حاصل ہو کنیزان سامری نے اسکو روک لیا وہ رُکا نگہبانان در
دولت نے اطلاع کی اب جیسا ارشاد ہو ملکہ یاقوت نے مسکرا کر کہا صاحب جو ادب قاعدے سے آیا کیون ہوا
لعل وہ کیون روکا گیا آج مدت کے بعد خالو صاحب نے نامہ بھیجا ہم لوگون کو یاد کیا افراسیاب نے کہا اگر
ملکہ خالو صاحب اکیلے ہمارے دشمن ہین انھین کی مدد سے مشعل و تاریک و احتقاق و شہنشاہ لوز قتل ہوے
چار جرے ٹے جب کبھی ہم مسلمانون پر دباؤ ڈالتے ہین وہ مدد کو آتے ہین دائی امان نے تو برجس کو بیکار کر دیا ٹرپ
ٹرپ کے مرگیا ہوگا مین جو آیا انھون نے بھی نامہ بھیجا ہمارے دشمن کے ایلچی کو نہ بلایئے یاقوت نے کہا ای شہنشاہ
کیا آپ کی شراکت کر کے اپنے عزیزون کو چھوڑ دینگے نیران و جمشید سے ہمارا خون ملا ہی اگر نامہ لکھا تو کیا عیب
ہوا انکی خاطر انکے طور سے ہوگی یہی ہمارے دل کو بخوبی تسکین ہی کہ جب ہم برائے مقابلہ لشکر مرخ جائینگے برآن
و جمشید و کوکب و نور افشان وغیرہ کل اہالیان نور افشان مدد مسلمانان سے ہاتھ اُٹھا لینگے اگر چہ دنیا
کی وہ بھی دشمن مین نور افشان کی تباہی ہوگی اول تو ہمارے سمجھانے سے وہ مان جائینگے برائے مدد مسلمانان
نہ آئینگے یہ فرما کر حکم دیا جلد ایلچی کو بلاؤ شاہزادیان واسطے استقبال کے جائین آمد اسرار تاجدار ہی وہ سردار ایک
ملک کا راز دار ہی کئی سو شاہزادیان نازنینان گلنار پوش بصد جوش و خروش برائے استقبال نامدار کوکب
چلین لیکن اسرار تاجدار وہان رُکا ہوا تھا جب یہ شاہزادیان بہ چنین اسرار بڑھا سبے بہ لطف بغلگیر ہوا اپنے
مصاحبون چارون خدمتگارون کو ساتھ لے لیا داخل قلعہ ہوا جب اس دربار دُربار مین داخل ہوا مصاحب
و خادم بارہ دری مین ٹھہرے اسرار مجرا گاہ پر آیا قاعدے سے سلام کیا افراسیاب کو دیکھکر تیور پر بل
پڑگیا افراسیاب کو سلام نہ کیا افراسیاب بہت جلا کچھ کہہ نہ سکا ملکہ یاقوت سے اشارہ کیا دیکھیے ہمکو سلام نہ کیا
ملکہ یاقوت نے مسکرا کر کہا ای شہنشاہ آپ بالکل نادان ہین ایک ایلچی نے اگر آپ کو سلام نہ کیا کیا آپکا
مرتبہ گھٹ گیا اسرار تاجدار کو کرسی ملی اسرار نے بیٹھے بیٹھے نامہ کوکب ہاتھون پر رکھکر بطور نذر پیشکش
کیا اخضر نے وہ نامہ لیا محبت سے آنکھون پر رکھ لیا لعل و یاقوت بھی اپنی مان کو یاد کر کے رونے لگین کہا
کیون بابا جان خالو صاحب نے بالکل ہمکو فراموش کر دیا کئی سال کے بعد نامہ لکھا ہماری مادر مہربان زندہ

ہوتین تو اس رسم کا لطف تھا ہم بہت شکایت کرینگے جواب مین ضرور لکھینگے یہ کہکر لعل نے وہ نامہ اپنے ہاتھ مین لیا کھولکر پڑھنا شروع کیا ملکہ یاقوت بھی بخوبی سن رہی ہین ملک اخضر بگوش ہوش متوجہ ہین پہلے نعت

الٰہی لخت رسالت پناہی مرقوم نظم
سلطان سریر ملک ہستی

طغراست بنام بادشاہی
بنیاد نہ بلند و پستی

کورا است چو عرش بارگاہی
خالق کون و مکان رب جہان

ستار العیوب مسبب الاسباب کریم رحیم سمیع علیم حکیم مطلق وکارساز برحق جسنے ایک کلمۂ کن مین تمام اشیاے موجودہ کو پیدا کیا ثابت و سیارگان بہشت و دوزخ آفتاب و مہتاب کس تکلف سے خلق فرمائے اگر صنعت کو اسکی خیال کرے وجد مین آئے اسکی قدرت ہر برگ وبار سے ظاہر ہے دونون کے حال سے بخوبی ماہر ہے پیغمبران رسل براے ہدایت گم گشتگان وادی ضلالت بھیجے جسنے انکے حکم کی پیروی کی پابند احکام رب العزت ہوا اگر انکے حکم خلاف کیا دشمن خدا مشہور رہا اسکے بعد القاب ملک اخضر لکھا تھا اے برادر بجان برابر اے یادگار سامری و جمشید اے ماہر حال سیاہ و سفید اے کلید خزانۂ سحر و ساحری مسند نشین محفل سامری کیا تمھاری صفت مرقوم ہو مدت سے سد باب نامہ و پیام آمد و رفت بھی بالکل معطل ہوئی محبت قدیمانہ کا خیال نہ رہا ملکہ اختر جہان افروز والدۂ ماجدۂ لعل و یاقوت نے روز پیدایش شاہزادۂ جمشید سے ملکہ یاقوت سخندان کو منسوب کیا تھا کچھ اسکا ظہور ہنوز الی القصد واضح وہ ہون کہ جمشید فرزند ہمارے کو بہ فرزندی قبول فرمائیے کوئی رسم نجگی درمیان مین ہو جاے تاریخ و ماہ شادی قرار دیا جائیگا یہ حقیر برات لیکر در دولت پر آئیگا یہ تمھارا نور نظر ملکہ یاقوت میری پارۂ جگر ملکہ نور بصر زیادہ تحریر کی ضرورت نہین ہے اس نسبت کے خیال مین دل اندوہگین ہے ورنہ ملکہ ناہید مرصع پوش مادر جمشید و مہرآن خود تشریف لائینگی اس تقریب کو ہم ترک نہ کرینگے دونون ایک ساعت پیدا ہوے بروقت نال کٹنے کے نسبت قرار پائی ملکہ اختر جہان افروز مرحومہ نے اپنی کنار ملاطفت مین جمشید کو لیا یاقوت سخندان کو گود مین ناہید کی دیا دونون بہنون نے آپسمین عہد و پیمان پختہ کیا ہم اُس عہد کے پابند ہین ہمیشہ سے انصاف پسند ہین جمشید کے بڑے بڑے پیغام آے شاہان عالی مقام خواہان ہوئے ہمنے سب کو یہی جواب دیے یہ شاہزادہ منسوب ہے ملکہ یاقوت سخندان اسکی منسوبہ خوش اسلوب ہے بموجب عہد قدیم جواب باصواب سے سرفراز فرمائیے اخضر یہ نامہ محبت آگین جب سن چکا سن ہو گیا زانو پر ہاتھ مار کر کہا بڑی غلطی ہوئی اے نور نظر لعل تمھاری مادر مہربان یہ نسبت پختہ کرکے راہی ملک عدم ہوئین اب بڑی مشکل ہے ہمنے شہنشاہ سے نسبت پختہ کی انکو کیا جواب لکھین یاقوت نے

غصے مین جواب دیا ای والد نامدار آجتک خالو صاحب سوتے تھے اب شہنشاہ سے ہم نسبت بخت ہو گئی اب جواب صاف تحریر فرمائیے یہی لکھدیجیے کہ دو پہر پیشتر تمھارا نامہ آتا عہد قدیم کا ظاہر ہوتا اب یہ تقریب نامناسب علاوہ ازین یہ بھی تحریر فرمائیے کہ آپ مسلمان ہوے اب سامری پرستون سے کیا کام اسی مذہب میں شاد رہیے بھی کہیے کیسی بے ادبی کی ہمارے نامے مین تعریف خداے نادیدہ لکھی یہ سنکر افراسیاب اپنے آپ سے باہر ہو گیا مونچھون پر تاو پھیرنے لگا معشوق سے کہا مرشد زادے یہ عشوہ و دلفریب با بدولت پر مائل ہوئی کیا معقول جواب دیا بڈھا تو گھبرا گیا تھا مصور نے کہا آپ جسکی خواہش کرین سلطنت طلسم ہوش ربا بہ جاے ہوس ہے آپ خود تشریف لائے رعایا کو اپنی سرفراز کیا معشوق نے بھی اس مہرو وفا پر ناز کیا اخضر قلم اٹھا کر یہی جواب مذکور لکھدیا اسرار سے زبانی بھی کہا بھائی صاحب سے کہدینا آپ نے دیر کی یہ بڑا غضب کیا کہ صفت خداے نادیدہ ہمارے قصر مین پڑھی گئی یہ وہ مقام ہے کہ ہر شب کو سامری و جمشید نزول اجلال فرماتے ہین اکثر لوگ دو سو جنا بھی آتے ہین پہلے مذہب سے توبہ کرو مذہب جدو آبا کے پیرو رہو شاید افراسیاب بھی شرط مین خلاف ہوگا تو ہم تمھاری جانب توجہ کرینگے اول اپنا اعتقاد درست کرو داد ا پردادا سب ہوتوف پرستش سامری و جمشید مین مصروف تھے آپنے بزرگون پر لعنت کی ہم خلاف حکم سامری و جمشید نہین کر سکتے اسرار نے یہ نامہ لیکر مین رکھ لیا لعل دریا قوت نے حکم دیا خالو صاحب کے ایلچی کی خاطر کرو خلعت لا کر دو ساقیان مہرخسار کو اشارہ ہوا گلا بیان لیکر دیتے اپنے مقام سے چلین ایک نازنین گلنار پوش پرکالا آتش شعلہ سرکش نوجوان کمسن اک گلابی لیکر ہاتھ مین بارہ دری سے سب کے آگے نکلی گاتی ہوئی نظم

کاش مرجا کسی کوچے مین ہم زقت نصیب
تھا بہت مشتاق ان جالون کا اک آفت نصیب
شکر اہو دل کہ ملتا ہے داغ عشق دوست
دل ملا حیرت نصیب آنکھین ملین حسرت نصیب
فرقہ پردازیون کی داد دینے کو تجھے
تو کی جا ہر کسے ہوتی ہے یہ ذلت نصیب
پوچھتے ہو نام کیا سودائی گیسو کا تم
ہے ابھی دور افتادہ تم بھی نارسا قسمت نصیب

یاد تو کرتا کوئی کمکو کبھی جنت نصیب
واہ ری تقدیر اسکی یار جسکو بخ دے
خوش نصیبون کو ہوا کرتی ہے یہ دولت نصیب
اسکی باتین ایسے دل کرتا ہے دیار مجھے
اے فلک کیا رکھے تھے اک ہمین آفت نصیب
کام اپنا کر چلا آئینہ اگر مشق یار
تیرہ بخت شوخ دل غم دیدہ سر دشت نصیب

شوخ بجے برپا کرین فتنے تری اٹکھیلیان
عاشقو نہین بھی نکل آئینگے کچھ آفت نصیب
واے ناکامی کسی کی عاشق ناکام کی
وصل مین بھی کچھ نہ آفت لائیگا آفت نصیب
سامنے تو مین کھڑے ہین بزم مین گم اسکی بد
اور تو دیکھا کیا او دیدہ حیرت نصیب
نقش پاے یار دکھ راہ کیا ہوگا جلال

اس دھوم سے اس مادہ پیکر نے یہ غزل عاشقانہ گائی کہ ہر یہی مشہور ہے

اور ملکہ لعل کے قصر مین آٹھ پہر علم موسیقی کا چرچا رہتا ہے ایک ایک کنیز واقف راز علم موسیقی ہے ملکہ لعل سخندان ان سب کی افسر ہے بڑے بڑے کامل جمع رہتے ہین اخضر بیقرار ہوکر دیکھا پوچھا ای بی لعل سخندان اس کنیز کو تمنے خوب تعلیم کیا اس خوش رو کا کیا نام ہے کمبخت نے دل بیقرار کر دیا کس لطف سے جلال کی غزل گائی لعل نے کہا یہ شراب پلانے والیون کی افسر ہے نام اُسکا مدہوش حور پیکر ہے یہ کہکر ملکہ لعل نے سر اُٹھایا اشارہ کیا اے مدہوش بابا جان و شہنشاہ طلسم ہوش ربا کو مدہوش کر دے اپنے ہاتھ سے شراب پلا کل جو غزل تعلیم مین یاد کی ہے تصنیف کردۂ میان قمر صاحب اُسکے چند اشعار گا ہمارے شہنشاہ کو اشعار آبدار سنا مدہوش بہت خوب کہکر با تسلیم خم ہوئی افراسیاب سے آنکھ ملائی افراسیاب نشیلی آنکھین دیکھکر بیتاب ہوگیا مدہوش نے انگلی دانتون کے نیچے دبائی کہا شہنشاہ بہ صحبت رقص و سرود ہے یہ چند اشعار سماعت فرمایے عمدہ عمدہ غزلین گاتی ہون میان قمر ایسے روشن طبع کی غزل یاد کی ہے یہ کہکر گنگنائی منھ پھیرکر مسکرائی بڑے ناز سے

یہ غزل گائی غزل مصنف
سیرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
ساقی اخیر کر دیا دور شراب کا
اس شعلہ رو بغیر کہان لطف میکشی
تیلا وہ آگ کا ہے مین تیلا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر

آنکھون کو جانتے مین پیالا شراب کا
لغزش مین میری پڑ گیا قطرا شراب کا
کس لطف سے گذرتی ہے مستون کی آجکل
پہلو نہ گرم ہو تو مزا کیا شراب کا
طفلی سے تا بہ مرگ رہا دور جام مین
دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

مستون کو فرض عین ہے پینا شراب کا
ہو نہ دیا سر ورد تو مجھ بادہ خوار کو
پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
آتش مزاج یار ہے عاشق ہے بادہ خوار
عاشق کا جسم بنگیا تیلا شراب کا
ملک اخضر بھی جھومنے لگا افراسیاب

نگاہ ملائے ہوے بیقرار ملکہ لعل سے کہتا ہے کیا کیا کنیزین ہر جبین آپ نے جمع کی ہین ایک ایک خوش آواز مہ جبان کرشمہ و ناز مدہوش حور پیکر حقیقت مین سب کی افسر ہے مدہوش نے یہ غزل گاکر گلابی اُٹھائی پیچیدہ نگارین خورشید سا جام آفتاب ہاتھ پر رکھکر طرف افراسیاب کے بڑھی ساتھ والیان ساز بجانے لگین جام لیے ہوے آتی ہے کبھی تیوری پر بل کبھی افراسیاب کو دیکھکر مسکراتی ہے تنکر جو تانین مارین نشیلی آنکھون مین لال لال ڈورے پڑگئے میخوارون کے کلیجون مین تیر گڑ گئے مصور ہاتھ پھیلا پھیلا کر فرماتے ہین ای مدہوش پہلے جام مجھے دینا لعل مسکرا کر کہتی ہے ای مدہوش سبکو مدہوش کر دینا تیری ساقی گری کی دھوم ہے اس قاتل کے سامنے سے کوئی بچ سکتا ہے اسکی چال ڈھال دیکھکر فلک شعبدہ باز کو سکتا ہے ابروے خمدار بل کریے ہے مین صف مژگان مائل خونریزی شمشیر ابرو مین تیزی جب مسکرائی بجلی چمک گئی عشوہ و راز مین جام لیکر قریب

مصور ہوچکی مشعور نے ہاتھ پھیلا دیے جام لیکر پی لیا انجام نہ سمجھا دو قدح تک نہ کی دوسرا جام مدہوش
نے پلٹ کر پھیرا افراسیاب سے آنکھ ملائی کہا تو شہنشاہ تم بھی جام پیو ہم بھی آج خوب شراب پئینگے خوب
دور چلینگے بموجب اشعار آبدار غزل نسیم

بزم میں آتا ہو دکھا میں مستیاں پیکر شراب
تر وقت دلدار ہو ساقی پیئیں کیونکر شراب
آرزو کیا پوچھتا ہے رند ساغر نوش کی
پی چکے محفل میں تیری اور بہی ہر کر شراب
پھر مجتا ہے مژدہ آمد کسی مے نوش کا
آج ہے ساقی میں جو سب میں مو تر شراب
بھن گیا ہے لخت دل ٹکڑے جگر کے ہیں کباب

جلد لا ساقی برنگ لالۂ احمر شراب
ابر تر اٹھا ہوا گل تر ہے ہیں نکہتیں
یہ تمنا ہے کہ ہیں قاتل تہ خنجر شراب
بے تعلق ہو نہیں سکتے تعلق آشنا
ڈھونڈھتا ہے آج پھر میرا دل مضطر شراب
اسطرف بھی آج بند مہربانی چاہیے
گر بیان کرتی ہے ہمسے صورت دلبر شراب

دور ہے شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو
آچکی شب ہو چکا جدا صبح ہے اے دلبر شراب
اے خدا حافظ چلے مسرور ہو کر اپنے گھر
غیر ممکن ہے رہے بے شیشہ و ساغر شراب
وعدہ دیروز کا کچھ پاس کرنا چاہیے
ساتھ غیر ونکے تو اے جان پی چکے اکثر شراب
اس دھوم سے یہ اشعار مدہوش نے

آنکھ ملا کر افراسیاب سے پڑھے افراسیاب بے ہی بے ست ہوگیا ہاتھ بڑھا کر جام لیا پی ہی گیا اُس نے جب
تیسرا جام لبریز کیا جھک کر سامنے ملکہ اخضر کے آئی اُس نوجوان پری پیکر نے مدہوش میان سے بھی نگاہ ملائی کہا
شہنشاہ یہ لونڈی حضور کی کنیز ہے مدت سے قدم بوسی کی آرزو تھی آج تو میرے ہاتھ سے جام نوش فرمائیے
یہ کہکر آنکھ سے اشارہ بھی کیا جس سے صاف ظاہر تھا کہ وعدہ کرتی ہے جیسی ہو گیا رال ٹپکنے لگی بے اختیار پکار اٹھا
اے مدہوش تیرے صدقے روز میری صحبت میں آیا کر تو ہی شراب پلایا کر اخضر نے بھی ہاتھ بڑھا کر جام لیا
لعل تو کا نا سنے کی دھن میں مبہوت ہے یاقوت کے لبوں پر مہر سکوت ہے کمروں میں جو تصویریں ہیں انکو
بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہے جیسے ہی اخضر نے جام شراب ہاتھ میں لیا ایک تصویر طوطی زرین بال کی کاغذ پر
کھنچی ہوئی دیوار میں چسپاں تھی یکایک اُس طوطی زرین بال نے پر تولے منقار کھولی اک چہکارہ مارا
جیسے ہی طوطی زرین بال نے منقار کھولی یاقوت نے کہا بابا جان یہ جام آپ نہ نوش کیجیے مدہوش کو
دے دیجیے یہ کہکر آواز دی او مدہوش او مکار میں نے پہچانا او مرشدزادے وا شہنشاہ خبردار یہ عیار
جانے نہ پائے جیسے ہی یاقوت نے ہاتھ اٹھایا عمرو نے جست کی زمین پر آیا گلیم نکالی اودھر چکا تھا یاقوت
کے منہ سے لفظ گرفتار نکل گئی تدبیر گرفتاری ہوگئی پاؤں زمین نے تھام لیے گلیم تو عمرو اوڑھ چکا تھا سب کی
نظروں سے غائب ہوا اخضر نے جو بات کر دیکھا مرشدزادے اونہ ہے پڑے ہیں افراسیاب کا تاج

ڈھلکا کرسی پر سر رکھکر بے ہوش ہو گئے خراٹے لینے لگے یاقوت نے کہا بابا جان مین نے سار بان زادہ کو
بار ہا لفظ اگر میری زبان سے نکل گئی مجال تھی کہ زمین بالون نہ تھامتی یہ زمین قصر لعل سخندان ہے یہ زمین
نام مسلمانان کی دشمن ہے یہ کہکر ہاتھ ہلا دیا چند طائرون نے آکر سر افراسیاب و مصور پر سایہ کیا
زمزمہ سرائی کی سب ہوشیار ہوے افراسیاب نے اٹھکر ملک اخضر کو سلام کیا کہا والد نامدار آداب و تسلیمات
عرض کرتا ہون ای عمرو تیرے صدقے تو نے میری بات رکھ لی لعل نے کہا دولہا بھائی اب زیادہ عمرو کی
تعریف نہ کرو وہ آنکھون کے سامنے سے غائب ہو گیا اسکا کیا سبب ہے افراسیاب نے کہا میرے یار
وفادار نے گلیم اوڑھلی ہو گی خواجہ کہان ہو جواب تو دو ایک کنیز کھڑی تھی اُسکے پہلو سے آواز آئی کمترین غلام
حاضر ہے مگر پانون میرے ٹوٹے جاتے ہین مین اپنے شاہ کے ساتھ آیا میرا شہنشاہ شادی کرنے آیا پر انا میراثی
نہ آتا سہرے کون گاتا وہ کنیز چیخ مار کر بھاگی دوڑ کر ملکہ لعل سخندان کے قدمون سے لپٹ گئی کہا واری
میرے پہلو مین آواز آئی کچھ معلوم نہین ہوتا اخضر تو خاموش ہو گیا تم سے جواب نہین دیتا افراسیاب نے
کہا ای ملک اخضر و ای ملکہ یاقوت سخندان عمر بھر سب تلاش کرینگے مگر عمرو نہ ملیگا عہد کرو تو وہ اپنے کو
ظاہر کرے آواز آئی شہنشاہ مین فقط تمسے ڈرتا ہون ایسے بیزمین گیر کی کیا حقیقت ہے انکو قفرون مین
اڑا دونگا جس گنبد مین سب کمال ہے اُسکو گنبد دھڑ کا کر دونگا اگر مجھکو امان نہ دینگے یہ قصر عقیق نکال لاشہ ہاے
ساحران سے بھر دونگا ملکہ یاقوت سخندان نے کہا ای شہنشاہ تم تو خواجہ عمرو کے بڑے معتقد ہوا افراسیاب نے
کہا ای ملکہ عالم میرے کلام کی صداقت ہوئی مین نے کلام شیطان کا یہ ترجمہ کیا تھا ظہور بھی خوب دیکھ چکا ہون
پہلے مرشدزادے ہی کی گردن لی ہے تو سمجھکے جام پیا شرط جیت لینا منظور تھا ملک اخضر صاحب کو تمنے
بچا لیا طائر نے چکارہ مار کر ہوش اُڑا دیے کہنے سے افراسیاب جادو کے ملکہ یاقوت نے آواز دی خواجہ
ہم بھی تمھاری صورت زیبا طلعت جہان آرا کے مشتاق ہین حقیقت مین فن عیاری مین آپ بہت مشتاق
مین آواز آئی آپ کی عنایت و بندہ نوازی ہے مین اک حقیر ذلیل بندہ رب جلیل مگر اپنے شہنشاہ کا تابعدار ہون
جہان تشریف لیجائینگے وہان ضرور جاونگا آپ سحر اُتار یے تو مین اپنی صورت مبارک دکھاؤن لعل نے کہا
ارے صاحبو عدم ہوش ہو ریکی تو خبر لو اسکی شکل بنکر یہ ظالم آیا اُسکے اوپر کیا گذری کنیزون نے جاکر
دیکھا کہین اسکا نشان نہ پایا اُسکی بہنین مان روتی پیٹتی آئین کہ حضور آپ کی کنیز کا بارہ دری مین
کہین پتہ معلوم نہین ہوتا افراسیاب جادو نے کہا میرے دوست کی زنبیل مین ہو گی کیون خواجہ مدہوش

کو کیا کیا خواجہ عمرو نے آواز دی بھو کا تھا کھا گیا اُسکی مان پیٹنے لگی ملکہ یاقوت نے کہا کیون مری جاتی ہو مدہوش حور یکہ کے واسطے زمین و آسمان ملا دو نگی اب تو مین نے دھوکا کھایا ہماری کنیز کو کون مار سکتا ہو خیر خواجہ عمرو صاحب اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا حقیقت مین آپ نے بیا بیٹن مین سحر اُتارتی ہون تشریف لائیے یہ کہکر یاقوت سخندان مسکرائی خواجہ عمرو کے جو پاؤن زمین تھامے ہوے تھی گویا سحر اُترنا ہنسی ہو گئی چھوٹتے ہی خواجہ عمرو نے گلیم سرسے اُتاری سب نے دیکھا بیچ مین بارگاہ کے اک تاجدار جلیل تاج یاقوتی برسر لباس پر تکلف جو رو زرخرید ملکہ آسمان پری بابا تھا وہ خلعت زیب جسم انور ایک جامہ زیب جسم ہو رنگ میل کا ہو کبھی سُرخ تھا کبھی سبز کبھی زرد چند قدم چلکی دیکر بلند ہوے آواز دی نعرہ عمرو

عمروم کہ کلہ از سر قیصر بہ برم
رنگ از رخ نجنگ بد اختر بہ برم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم

سب نے دیکھا آسمان سے عمرو اُترتا ہوا چلا آتا ہو افراسیاب جادو کھڑا ہو گیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آئیے سب آپکے مشتاق مین عمرو حاضر حاضر کہکر ایک کرسی پر آکر بیٹھا گلیم عیاری کاندھے پر طلقے کمند آصفاے باصفا کے بازوون پر خنجر اٹھارہ من کا زیب کمر سب کو جھک کر سلام کیا یاقوت سخندان کے قدمون کو بوسہ دیا کہا حضور آپ ہماری افسر ین غلامون پر غصہ مناسب نہین ہو غلام کسی شی کا طالب نہین ہو اک نئی غزل آپ کو سناؤن یہ کہا عمرو لگن یا کنیزین ترچھی نگاہون سے عمرو کو دیکھ رہی مین عمرو نے اشارہ کیا صاحبو تم تو مجھکو آنکھون مین کھائے جاتی ہو مجھسے دور رہو ہوش درست ہونے دو ساز ملاؤ ملکہ لعل نے کہا خواجہ ہماری مدہوش کو تو دیجیے عمرو نے کہا ایک دوسے جسم اگر مدہوش کا میلا ہو سزا دیجیے گا زیور تو البتہ اُسکا لیک گیا لباس ابھی باقی ہو اُسی کے بدلے یہ نیاز مند ساقی ہو چند اشعار اِس غزل عاشقانہ کے سماعت فرمائیے جو آپ حکم دینگی بجا لاؤنگا افراسیاب جادو نے کہا ای ملکہ لعل سخندان وای ملکہ یاقوت سخندان حقیقت مین ظلم ہوتی مین یہ شخص طاق ہو جملہ فنون مین شہرہ آفاق ہو عمرو افراسیاب جادو کی تعریفین کر رہا ہو کہا یہ بادشاہ قدر دان مین ہم اکثر عیاری کرتے مین بھوکے ہوتے ہین تاج اُتار لیجاتے ہین یہ اُسپر بھی قدر دانی فرماتے مین ہمارے دل مین بڑا قلق تھا کہ ہمارے شہنشاہ بر دکھاؤ سسرال مین گئے ہین اُس جلسے مین ہم نہ ہونگے مین ملکہ حیرت جادو کی سوت کو نہ دیکھین ملکہ یاقوت سخندان نے کہا خواجہ لبس بہت باتین نہ بناؤ شہنشاہ کو تمنے خوب بنالیا خوشامد پسند مین نہ نیک کو سمجھین نہ بد کو اگر ایسے ہوتے زمین طلسم ہوش ربا مین تم عزت کیون پاتے ہمنے بھی ذکر سنا ہو عیاری ہمارے سامنے کون شخص کر سکتا ہو والدنا مدار دس دن شیر کی بات سے

میں بھو کا تھا اُسے نگل گیا لیکن ابھی ہضم نہیں ہوئی زیور تو گل گیا لباس بوسیدہ ہوا اب وہ بھی ہضم ہونے کو ہے لیکن میں قرضدار تھا اک مہاجن نے چھین لیا میں اسکا قرضدار ہوں قرضہ ادا کیجیے اپنی بیٹی کو لیجیے مدہوش کی ماں نے دانت نکال کے طرف ملکہ لعل سخندان کے دیکھا ملکہ لعل نے کہا خواجہ جو کچھ کہو ہم دینے کو موجود ہیں عمرو نے کہا لاکھ روپیہ کا قرضدار ہوں سود کا ابھی حساب نہیں کیا دو روپیہ سیکڑے کا سود ہے سوائی پر فیصلہ ہو جائیگا شہنشاہ افراسیاب جادو بیٹھے ہنس رہے ہیں سر ہلاتے ہیں عمرو کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں ملکہ لعل سخندان نے کہا سوا لاکھ روپیہ حاضر ہے خواجہ عمرو نے کہا اب میں صاف کہوں مجھکو خوف پیدا ہوا میں مدہوش کو دیدوں آپ روپیہ نہ دیں یا مجھکو قید کرلیں تو میں کیا کروں ایک تدبیر کیجیے بیرون قلعہ تشریف لیچلیے ایک نخل کے پاس آپ توڑے روپیہ کے رکھیے ایک نخل کے سایہ میں میں مدہوش کو نکالکر رکھدوں آپ مدہوش جو پیکر کو لیکر قلعے میں آئیں میں روپیہ لیکر بھاگ جاؤں ملکہ لعل سخندان نے کہا ہمیں سب طرح قبول ہے یہ کہکر ملکہ لعل سخندان اٹھی کئی ہزار کنیزیں ہمراہ روپیہ کے توڑے کاندھوں پر رکھے ہوے بیرون قلعہ آئیں سب نے دیکھا عمرو سایہ میں اک نخل کے گیا اک قالین کہنہ نکالکر بچھایا مدہوش کو اسپر نکالکر لٹایا ماں نے جو اسکی دور سے دیکھا بیقرار ہوکر چاہا دوڑے افراسیاب جادو تو خواجہ عمرو کی مدد کر رہے ہیں اسکو ڈرایا کہا خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ معاملہ بگڑ جائیگا خواجہ عمرو کے عجائب وغرائب کوئی نہیں سمجھتا ہم بخوبی ماہر ہیں عمرو نے پکار کر کہا ابھی کوئی میرے پاس نہ آئے روپیہ رکھکر آپ لوگ ادھر آئے میں ادھر جاؤں ملکہ لعل نے کہا کہ آئیے ملکہ یاقوت بالا سے قلعے سے یہ تمام معاملے دیکھ رہی ہے غصے میں ہونٹھ چباتی ہے عمرو نے جاکر اُس مال پر جال مار اگلیم اوڑھ کر بھاگا یہاں مدہوش کی ماں جو گھبرا کر دوڑی میری بچی کہکر مدہوش سے لپٹ گئی پیٹ پر جو ہاتھ رکھا پیٹ میں ہاتھ اتر گیا ساتھ والیاں کھینچ ہاتھ کسی نے بازو ن تھاما مدہوش کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے غل ہوا مدہوش گل گئی افراسیاب نے قہقہہ مارا کہا کیوں بی لعل و میاں اخضر صاحب ہمارے یار وفادار عیار طرار عمرو نامدار کو دیکھ چکے کیا کام کر گیا ملکہ یاقوت سخندان نے جو یہ غلغلہ سُنا ملکہ لعل سے پکار کر پوچھا بہن کیا ہوا لعل سر پیٹنے لگی کہا تیز ماش کے آٹے کا پتلا دیکر چلا گیا سوا لاکھ روپیہ لیگیا یہ سنتے ہی یاقوت کا غصے سے چہرہ سرخ ہوگیا دونوں نہرین جو سامنے تھیں بہ نگاہ قہر اک حباب پر نظر ڈالی حباب پھٹا اُس میں سے اک شعلۂ آتش نکلا بھڑک کر آسمان پر غائب ہوا خواجہ عمرو بھاگے ہوے جاتے تھے دس کوس پر جاکر خواجہ عمرو نے گلیم سر سے اتاری پسینہ پسینہ اک نخل کے سایے میں ٹھہر اک ذرا ہوش درست ہولیں تو آگے بڑھوں دیکھا نخل کی بیچ شق ہوئی تیر پیدا ہوا

غش کرکے عمرو پر چلا عمرو جست کرکے بھاگا جس طرف اگر جاتا ہی معلوم ہوتا ہی ہزارہا شیر میرے اوپر چلے آتے ہین
جب قلعہ عقیق نگار کی طرف جاتا ہی تب کوئی شیر قریب نہین آتا صرف ایک شیر بھگاتا ہوا خواجہ عمرو کو چلا آتا ہی
یہان یاقوت سخندان و ملکہ لعل سخندان و افراسیاب جادو و ملکہ اخضر مع ہزارہا عورتین دیدہ درِ قلعہ
پر کھڑے تھے کہ سب نے دیکھا عمرو بد حواس بھاگا ہوا آتا ہی پکارتا ہوا دہائی ہی ملکہ یاقوت سخندان کی ای شہنشاہ
افراسیاب جادو مجھکو شیر صحرائی سے بچائیے اگر عمرو قصد کرتا ہی کیسے اوڑہ دلون کلیم تک ہاتھ نہین جاتا جان کے
خوف سے ہوش و حواس پراگندہ آکر افراسیاب جادو سے لپٹ گیا ملکہ یاقوت نے کہا کیون خواجہ تمھین اتنا
ظرف دکا دیا تمنے کچھ نہ کہا آپ بہت جل نکلے بہتر اسی مین ہی کہ مدہوش کو حوالے کر دو اسی مین خیر ہی ورنہ بہت
مجھکو طرح پیش آوینگی اخضر بھی بلبلانے لگا عمرو نے کہا اب آپ کچھ نہ فرمائیے اب تو مین شعبدہ سحر مین پھنس گیا
مدہوش کو مجھسے لیجیے جب آکر طبل جنگی بجوائیے گا سر میدان عیاری کرونگا جہانتک آپ سے حفاظت ہو سکے
گنبد کو بچائیے گا اخضر نے کہا خواجہ کیا مجال عمرو نے کہا اسوقت تو مین آپ کے اختیار مین ہون جو کچھ فرمائیے
درست و بجا ہی لیکن مصرع خیر زندہ مین اگر یار تو صحبت باقی + ابھی تو بڑے بڑے معاملات پڑے ہین آپ
برائے مقابلہ لشکر مرغ تشریف لیجائینگے وہان سمجھا جائیگا افراسیاب سے کہا ای شہنشاہ مین نے آپ کی بات
رکھنے کو یہ عیاری کی آپ میرے ساتھ پھر کوئی فساد نکرین مین مدہوش کو دیتا ہون آپ ضامن ہو جائیے
افراسیاب نے کہا نہین خواجہ اصلی مدہوش کو دیدو ملکہ قسم کھاتی ہین خواجہ عمرو نے کہنے سے افراسیاب
جادو کے مدہوش اصلی کو زنبیل سے نکالا سب نے دیکھا زیور و اسباب ندارد میلی سی ساری باندھے ہوئے
ہوش و حواس پراگندہ حضور حضور کہکر ملکہ لعل سخندان کے قدمون سے لپٹ گئی مان نے مدہوش کی
ٹھکر بلائین لین کہا کیون بی بی خیر تو ہی مدہوش کہتی ہین تو بھرے پر سوار ہونگی تو اٹا کھیلونگی پھیلی کا
شکار ہو گا سب شاہزادیان مجھکو بلاتی ہین کالی کالی لونڈیان ڈراتی ہین عمرو کی بڑی دور تک عملداری ہی
لو قلعہ دیکھا وہ لڑائی ہو گئی پہلوان کشتی لڑ رہے ہین مال و اسباب جا بجا رکھا ہی باغات کے دروازے کھلے ہین
ہم بھی سیر کو جائینگے آمد فصل بہار ہی آپ بھی میرے ساتھ چلیے دیکھیے بونڈی سوختہ لیکر اکی زیور پہنچ اتار دیا
کپڑے بھی اتار لیے مگر پیچھا نہ چھوڑا یاقوت سخندان نے فرمایا یہ مدہوش کیا نشے مین شراب کے ہی اپنے
نام کی تاثیر دکھاتی ہی افراسیاب جادو نے خواجہ عمرو سے اشارہ کیا آپ تو رخصت ہو جیے ہم انکنے باتین
کرینگے یہ کہکے کچھ اشارہ کیا شیر تو غائب ہوا اسراز تاجدار نے ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر خواجہ عمرو کو بٹھا لیا کہا

خواجہ ابھی چلیے آپ نے غضب کیا اب تو اصلی کنیز دیدی خواجہ عمرو نے کہا تمہاری وجہ سے گھبرا گیا اسی کو دیدیا
بلائے روزگار ہی شیروں نے مجھکو صحرا میں گھیر لیا آخر ادھر ہی آیا جدھر جاتا جان بچتی پھر بھاڑ کھا جاتے
آخر اسی خوف میں مدہوش کو حوالے کیا نہایت نازنین خوبصورت تھی جب لشکر صاحبقران میں جاتا سرداران
صف شکن نقد جان دیکر خرید لیتے دس ہزار کا نقصان ہوا اسرار تاجدار کہتا ہی خواجہ میں تمہاری باتیں
دیکھکر کانپ رہا تھا آپ یہاں کیونکر آ گئے خواجہ نے کہا تمہارے ہی ساتھ چلے آئے چار خدمتگار تھے ایک کو
بیہوش کر کے زنبیل میں رکھ لیا اسی کی شکل بنکر تمہارے ساتھ پہونچے حقیقت میں خدا اہل اسلام کی جان و
آبرو بچائے خواجہ تو ساتھ اسرار تاجدار کے طرف قصر جمشیدی کے جاتے ہیں انکا ذکر کیا جائیگا لیکن ملکہ یاقوت
سخندان مدہوش کو ساتھ لیکر قصر عقیق نگار میں داخل ہوئی مالک اخضر پر بہت غصہ کیا کہا قبلہ و کعبہ
یہ سن پہونچا ایسا تحفہ نایاب آپ کے پاس موجود ہی جو ہر شی کی خبر دیتا ہی اسکو ملاحظہ نہ کیا ساربان زادے
کے سامنے ذلیل ہوے ہمارے شہنشاہ کو تو عمرو نے بنا لیا ہی ذرا خوشامدیں کیں بھول گئے آپ ہر وقت گنبد کو
ملاحظہ کیجیے گا وہ ساربان زادہ بڑی بلا کا گیا ہی که سر میدان گنبد چھین لونگا ملک اخضر نے کہا کیا مجال
مدہوش اپنی ماں سے لپٹی ہوئی رو رہی ہی کہتی ہی ارے مجھے بچاؤ دیکھو بحر دریا میں ڈوبا جاتا ہی نہنگ
نکلا جھینگا دم مار دیگا کشتی حیات طوفانی ہوئی اب پناہ پانی شکل ہی یا سامری آبرو بچالو مادر مدہوش
رونے لگی سامنے یاقوت کے آئی کہا حضور آپ کی لونڈی کا عجب حال ہی عجیب طرح کے کلام کرتی ہی خوف کے
مارے بیتاب کر دیا افراسیاب نے کہا ہمنے سنا زنبیل میں عمرو کی بڑے بڑے عجائب و غرائب ہیں وہ
دیکھکر ڈر گئی میرے سامنے بلاؤ ملکہ یاقوت سخندان نے کہا آپ سب باتوں کے رازدار ہیں گویا عمرو کے
یار وفادار ہیں افراسیاب نے کہا یہ مصیبتیں جھیل چکا ہوں ملکہ حیرت جادو خاتون محل بادولت بھی
چند ساعت زنبیل میں عمرو کی گئی تھی کئی دن بدحواس رہی تمام عالم کے اشیا اس ظالم کی زنبیل میں موجود
ہیں مادر مدہوش کو سامنے افراسیاب کے لائی افراسیاب نے کہا اے مدہوش اٹھ گھبرا
نہ اپنی بی بی کے قصر میں آ گئی یہاں دریا وغیرہ نہیں ہی دیکھ سب تیری ساتھوالیاں موجود ہیں حال تو بیان کر
که تجھپر کیا گذری کیونکر عمرو کے قبضے میں آئی افراسیاب نے جو تسکین دی مدہوش گویا ہوش میں آ گئی کہا
بی بی جب ایلچی آپ کے خالو صاحب کے تشریف لائے میں بارہ دری میں انتظام شرابوں میں مصروف تھی
ایک خدمتگار نے مجھسے آکر کہا دیکھو بیرون بارہ دری باغ میں نیولا اور سانپ لڑ رہا ہی میں کمبخت اشتیاق

مین دو گھڑی پھر مجھکو نہین معلوم کہ کیا معرکہ گذرا ایک آواز میرے کان مین آئی ارے یہ لونڈی آئی ہے اسکو
کارخانے مین داخل کرو زیور و لباس احتیاط سے رکھنا اب جو میری آنکھ کھل دیکھا اک صحرا ئے لق و دق وادی
لبے کنار اسمین ہزارہا عمارت پختہ بنی ہوئی ہے کئی ہزار مزدور ٹوکریان سر پر رکھے ہوئے ذلیل حقیر افسر کے ہاتھ
مین سونٹا سب کو مارتا پیٹتا لیے جاتا ہے ایک پشتہ کنارے دریا کے ہے سنا کہ عمر بھر سے بن رہا ہے دن بھر مٹی پڑتی ہے
رات کو موجِ دریا بہا لیجاتا ہے اسی سوچ مین بیٹھی تھی کہ دس بیس لونڈیان کالی کالی کا رکھے کی حیدریان سوسی کے
پائجامے پھٹے پھٹوے گال سوجے ہوئے ہونٹھ سوختے لیے ہوئے آئین کوئی تو کہتی ہے اسکو باورچی خانہ مین لیجاؤ آگ
سلگانے کی خدمت کریگی تھر تھری کھانا پکایا کریگی ایک کہتی تھی بیت الخلا کے دروازے پر اسے مقرر کرو کوے
ہنکایا کریگی ایک کہتی تھی اسکو گدڑی بازار مین بھید و بھٹیارا نا جو استاد لوٹ مار کے بھیجے مین پیوند لگا لگا
بیچا کریگی ایک کہتی تھی برا یہ بہت خوبصورت ہے استاد عمرو کسی رئیس کے ہاتھ بیچ ڈالینگے اسکو تکلیف نہ دو
صورت بگڑ جائیگی بارے میرے مرشد خواجہ کا نقصان ہوگا ایک کہتی تھی اسکو لیجاکر بازار مین بٹھاؤ دو روپیہ روز
کما لائیگی استاد کا نفع ہے حضور وہ کنیزین جاؤن جاؤن کاؤن کاؤن کر رہی تھین مین حیران حیران
ایک ایک کا منھ دیکھتی تھی ایک ایک کے آگے ہاتھ جوڑ رہی تھی ایک داروغہ ہٹو بچو کرتا ہوا آیا شملہ سر پر
کوڑا ہاتھ مین اُسکے پیچھے دو چار کوڑے مارے وہ سب ہٹین وہ ظالم میرے پاس آیا کہا اری زیور اُتار
ہم شہنشاہ اوجِ عیاری کے تحویلدار مین ہمکو حساب سمجھانا پڑیگا اُسنے سب زیور اتروا لیا ایک میلی ساری دیدی
کہا لباس بھی اُتار دے مین نے حضور کپڑے اُتار دیے میلی ساری باندھ لی داروغہ نے کہا جا کر سیر کر مین بھاگی
جدھر جاتی تھی لڑکے غول کے غول تالیان بجاتے تھے ڈھیلے مارتے تھے بھاگی ہوئی مین قریب دریا کے پہونچی
بجرے پر شاہزادیان شکار ماہی مین معروف تھین اک شاہزادی رحم دل مجھکو دیکھکر مہربان ہوئی اُسنے مجھکو
بجرے پر سوار کیا تسکین دی میرا نام پوچھا مین نے کہدیا کہ حضور لعل سخندان کی کنیز ہون اُس رحم دل
کو ساری سلامت رکھین اُسنے سب مجھکو قاعدہ بتلائے مجھکو سمجھا دیا کہ جس مقام پر کوئی استاد خواجہ عمرو کی
دہائی دیگا یہان ظلم و بدبخت کسی پر جائز نہین ہے خواجہ عمرو ایسے عادل کی عملداری ہے حضور مین اُس بجرے
پر سوار ہو کر شاہزادی کے ساتھ چلی ایک طرف سر اُٹھا کر دیکھا صدہا قلعے لڑ رہے ہین تو پین چل رہی ہین
فوج والے یورش کیے ہوئے جاتے ہین حاکم قلعہ پکارتا ہے دہائی ہے خواجہ عمرو کی اس سال بوجہ خشک سالی
خراج نہین دے سکا ادا کرونگا جو یلغر کیے ہوئے جاتا ہے وہ پہلوان آواز دیتا ہے حکم خواجہ عمرو ہے خراج ادا کرو

ہر طرف عمرو ہی کا نام لیا جاتا ہو دوکاندار رعایا ہر مقام پر یہی ذکر ہو خواجہ عمرو بڑے عادل و منصف ہین
یکایک دریا مین باد مخالف چلی طوفان عظیم اٹھا بجرہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مین تھا انکھین بند کرلین دریا مین
ڈوب رہی تھی غوطے کھاتی تھی ایسا اک غوطہ کھایا دریا مین ڈوب گئی اک نہنگ نے نگل لیا اندھیری کوٹھری
مین پڑی تڑپتی تھی نکلنے کی راہ نہ ملتی تھی یکایک آواز آئی اُس نئی کنیز کو لاؤ وہی کالی کالی لونڈیان کشان
کشان مجکو دروازۂ شہر تک پہونچا گئین خواجہ عمرو نے ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا مین نے حضور کو دیکھا وہان کا نقشہ
میری انکھون مین پھر رہا ہو ساحرون کو اِس ذلت و رسوائی سے دیکھا جسنے نام ساحری لیا جوتیان پڑتی ہین
جب عمرو کے نام کی دُہائی دو تب امان ملے اُسی ظالم کے نام کا گز و سکہ جاری ہو بڑی دور تک اُس ظالم کی
عملداری ہو دریا صحرا باغات تالاب زراعتین سرسبز شاداب ہین بڑے بڑے پہلوان اکھاڑے جا بجا کھمچ
دنگلون مین کشت جاری ہین تماش بین چلے آتے ہین میرے سامنے بڑے پہلوان نے کشتی ماری ڈھول
بجاتا ہوا روپیہ لٹاتا ہوا بازارون مین پھر رہا تھا واری اتنے بڑے شہر مین گدائی صدا نہین ہر شخص مرفہ حال
رنج و ملال کا نام نہین سب روپیہ والے اُس بستی مین بستے ہین محتاج کو دیکھکر ہنستے ہین مین تو حضور سب جگہ
سیر نہین کرنے پائی برسون سے وہان عورتین قید ہین ہزار دن مرد کالا نور و ولیس کے بنگالے شہر کے ساحرون
پر بڑی مصیبت ہو سڑک بناتے ہین دائم الحبس بھیجے جاتے ہین زراعت معقول زمیندار آباد رعایا دلشاد
ملکہ لعل بخندان نے کہا بس خاموش رہ شہنشاہ کو یہ قصہ پسند آتا ہو خواب کی باتین کرتی ہو کمینی نہیل
کیسا شہر و دیار عمرو نے بیہوشی دی اُس بیہوشی مین یہ خواب دیکھے افراسیاب ہنسنے لگا کہا نہین ملکہ
مین حیرت کی زبانی سن چکا ہون اسنے اور طرح سے بیان کیا تھا ہر کس پر بنا سرکہ گذرتا ہو حیرت جادو
بھی کئی دن بدحواس رہی یاقوت نے کہا مین ایسے معاملات کو نہین مانتی بس خواب کی باتین خیال
مین زمین کو رہی کو بھی پر عمرو جان دیتا ہو ایسے اختیارات اُس ظالم کے ہوتے تو پانؤن زمین پر نہ رکھتا
ہان بوا لعل بخندان اب تیاری کر چلکر سب کو دکھیلین لعل بخندان اٹھی ایک آواز مین ڈیڑھ لاکھ
نازنینان زری پوش اسباب سحر سے آراستہ ہوکر سامنے حاضر ہوئین تخت یاقوتی ہوا پر اُڑتا ہوا آیا جس
تخت پر یاقوت بخندان سوار ہوئی افراسیاب کو پہلو مین جگہ دی دوسرے تخت پر لعل بخندان ایک
تخت پر ملکہ اخضر گوہر پوش چار لاکھ ساحر اسکی پشت پر ہزبر ہائے آتشین پر سوار کمیدان رسالدار
فوجون کے انتظام کرتے ہوئے ایک ابر گلنار سر پر سایہ فگن دو نہرین جوشان و خروشان سرحد لشکر سے ملی

ہوئیں ان نہرون پر ہزارہا طائران خوش الحان زمزمہ سرائی کرتے ہوے اس دھوم سے سواری ملکہ یاقوت کی چلی نہرین بھی ساتھ چلی آتی ہین ہر منزل پر لعبدکرّوفر فروکش ہوے صبح کو پھر کوچ کیا دو کلمہ داستان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سنیے بعد ایلچی کے روانہ کرنے کے کوکب نور افشان کو ساتھ لیکر قصر مرات مین آیا آئینہ جمشیدی کو معائنہ کرنے لگا جو بیان سرکہ گذرا خواجہ کی عیاری محفل لعل و یاقوت مین نی لوازی معاملہ مدہوش بچشم حقیقت مین ملاحظ کیا کوکب مچل رہا ہی نور افشان سے کہتا ہی اُستاد دیکھو خواجہ وہان پہونچ گئے مصور و افراسیاب کو بیہوش کیا ملکہ اخضر کو یاقوت نے بچا لیا اب اسرار تاجدار کے ساتھ تشریف لاتے ہین نور افشان کو بھی عیاری خواجہ پر حیرت ہی کہ رہا ہی عمرو نے آبروے اہل اسلام کی رکھ لی کیون اے فرزند افراسیاب تو اس خرابی سے گیا کہ بارہ ہزار آدمی مارے گئے تب قلعہ مین گذر ہوا یہ کیونکر سہونچے کوکب نے کہا اسرار تاجدار کے ہمراہ خدمتگار بنکر گئے مین سمجھ گیا تھا کہ قبل روانہ ہونے ایلچی مجھسے رخصت ہوے لبس کسی خدمتگار کو بیہوش کرکے تخت پر بیٹھ لیے میرا ایلچی تو قاعدہ دان ہی طریقے سے گیا لعل و یاقوت نے بلوا لیا افراسیاب اپنے غرور مین ذلیل ہوا یہ ذکر تھا کہ کوکب و نور افشان نے دیکھا اسرار تاجدار بہلو مین خواجہ عمرو نامدار تخت سحر اڑائے ہوے چلے آتے ہین کوکب نے ہاتھ پھیلا دیے خواجہ سے لپٹ گیا کہا خواجہ کیا کار نمایان کیا دربار لعل و یاقوت مین پہونچے خوب گائے ماشاء اللہ کیا شعبدے دکھائے عمرو نے کہا آپ کی مہربانی ہی کوکب نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری دبا لو تو آپ نے ڈال دیا لیکن ایک خرابی بھی ہوئی اخضر ہوشیار ہو گیا وہ جو گیند بلورین انکے پاس ہی اُس سے خبر آئندہ و گذشتہ معلوم ہوتی ہی اگر وہ انکے پاس رہا بڑی خرابی ہو گی عیاری اُسپر غیر ممکن ہی مین اب ملکہ خشتری سے کہکر اپنا بھی حجرہ بلا کھولتا ہون ملکہ حیحون سبز پوش زبان دراز شاہزادی و ملکہ محبوبکا کل کشا وزیرزادی ان دونون کو روانہ کرونگا شاہزادگان وحشی اور وقت کے واسطے ہین ان و اختر و مرواید وغیرہ بھی سامان لشکر کشی مین مصروف ہین اب آپ جاکر اپنے لشکر کا انتظام کیجیے وہ آتے ہی دبا لو ڈالینگی مین لشکرون کو روانہ کرتا ہون انشاء اللہ لشکرون سے میدان بھر جائین افراسیاب بھی اپنے مقام پہ کہ کہا لیا ان لشکر نور افشان بڑے کروفر سے آئے لیکن اے شہنشاہ اوج عیاری گیند کیونکر لو گے علاوہ خبر آئندہ و گذشتہ سحر بھی اُس گیند سے بڑے بڑے پیدا ہوتے ہین اگر وہ انکے پاس رہگیا بُران و جمشید وغیرہ سب بیکار ہو جائینگے خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا گلشن عیاری کی سیر کرنے لگے

تختہا ے موزون گلہاے پرمضمون غنچہ ہاے ناشگفتہ مکر و غدر ہنر ہاے صاف و شفاف جسمین ہزارون
گہرہاے عیاری اصدف مکر مین موجود ہین بعد عرصہ دراز تک ملاحظہ کرنے کے اُس باغ سخن سے نکلے
ظاہر ہوتا ہی کہ گل مراد دستیاب ہوا شل گل شگفتہ بشکل غنچہ مسکرا کے کہا ای نونہال باغ نور افشان ای رنگ
و بوے حدیقۂ عظم وشان ای برادر با توقیر ای کوکب روشن ضمیر اسوقت مین نے باغ عیاری کی سیر کی صبا کے
فہم و فراست نے گلہاے رنگا رنگ کھلا ے چمن فکر کو گلہاے مراد سے مملو پایا نہرہاے سلسبیل آساے فطرت
سے گوہر آرزو دستیاب ہوے انشاء اللہ بقوت باغبان قضا و قدر جبدن ملکہ اخضر طبل جنگی بجوائیگا
اور میدان کارزار مین آئیگا سر میان گیند لے لونگا اس پیر نابالغ کو پکڑ لونگا میرے اُسکے تکرار ہو چکی
روبرو کہہ آیا ہون یہ تو خواجہ نے پکار کر کہا مگر کان مین چپکے سے کوکب کے کچھ سرگوشی ہوئی کوکب نے
کہا بچشم خواجہ دربارے کوکب کے اُٹھکے طرف اپنے لشکر کے چلے کوکب نے خورشید روشن راے کو حکم دیا
گلزار نگارین مین جاکر گل گلدستۂ طلسم نور افشان سرو نوخاستہ حدیقۂ امتحان ملکہ برآن شمشیر زن سے
کہدو کہ اپنی لشکر تیار کرو ملکہ اختر بن صیلان فیل زور شمشیر زن لشکر الگ آراستہ کرے ملکہ مروارید
گلنار پوش اپنا لشکر الگ درست کرے بلور بیار دست جمشید بن کوکب کو ہمراہ لیکر تیاری کرے ہماری لڑائی
ملکہ مجلس سے کہنا ای نور نظر دیکھین تو لعل و یاقوت سے کیسا مقابلہ کرتی ہو ای خورشید روشن راے
دروازے خزانے کے کھلوا دو اشیاے ضروری کا انتظام ہو ہمارے اہالیان لشکر کو کوئی تکلیف ہونے پائے
ایک عرضی خدمت مین نامی امان ملکہ مشتری ستارہ طلعت کے لکھوا دو کل مضمون حال آمد لعل و یاقوت
تحریر ہو بعد اسکے مسلسل تقریر ہو کہ حجرۂ بلاے طلسم نور افشان کھولدیجیے جیحون و محبوب اپنے کو پاس
ملکہ برآن وغیرہ کے پہونچائین لعل و یاقوت سے مقابلہ ہر ابھی ارکان وحشی کو حجرے سے نہ نکالینگی
وقت اور ہی یہ مضمون لائق غور ہر ملکہ عالم سمجھ جائینگی جیحون و محبوب کو روانہ کردینگی سب مطالب دلی
حاصل ہونگے خورشید روشن راے اسی وقت اُٹھا سب کو حکم پہونچانے لگا عرضی ملکہ مشتری کو روانہ کی گئی
دو کلمہ داستان حیرت بیان اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسوے پیچ بہ پیچ ابرد مور دالا ہیچ
و محن ملکہ برآن شمشیر زن بیان ہوتے ہین ملکہ برآن باغ نگارین مین جلوہ فرما ہین قریب ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی
حاضر ہر صبح کو جو ملکہ سو کر اُٹھین کنیز نے عرض کی منھ دھو ڈالیے غصے مین جواب دیا ہم زندگی سے ہاتھ
دھو بیٹھے ہین کسی شے کی خواہش نہ رہی افسوس باغ عالم سے گل مراد دستیاب نہوا پروانہ جلنے کو پیدا

ہوئی تھی جب تو دل کو قرار نہین سلطنت و ملک و مال سب خاک ہی زندگی کا قصہ پاک ہی یہ جو ملکہ نے بحسرت کہا شگوفہ نے گھبرا کر بلائین لین درازی عمر کی دعائین دین پوچھا کیون حضور آج مزاج کیسا ہی دشمن زندگی سے ہاتھ دھوئین آپ پر ہنسنے والے اپنی تقدیر کو روئین ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا ای شگوفہ دل مین ہزارون ارمان بھرے ہین لیکن بیکار انکا نکلنا دشوار ہی آج شب کو ہرکارے نے خبر دی تجرہ نجم کھلا چاہتا ہی لعل و یاقوت ہماری خالہ زاد بہنین اس حجرے کی حاکم ہین لیکن سحر و ساحری مین انکا مثل نہین قبلہ و کعبہ نے غفلت کی بھائی جمشید کی شادی اگر انکے ساتھ ہو گئی ہوتی آج یہ آفت نہوتی یہ بھی مین نے سنا کہ افراسیاب سے نسبت پختہ ہو گئی اسرار تاجدار کو جواب صاف دیا امر معقول کہا کہ اب غیر ممکن ہی آجتک کیا قبلہ و کعبہ سوتے تھے عین وقت پر نامہ لکھا شام کو جو یہ خبر سنی دل بیلون مین آیا بار بیقرار ہوا دیدۂ منتظر اشکبار ہوا شب ہجر تڑپ تڑپ کر کٹی نظم

وگرنہ کوچۂ گیسو مین راہ کی گردش
شبیہ شعلۂ جوالہ کھینچ دیتی ہی
ہمارے کوکب گم گشتہ راہ کی گردش
فراق یار مین ہسے پھرا ہی جہان
دکھائیگی فلک کینہ خواہ کی گردش
جنون مین پھرتا ہی یون بکر گرد داغ جنون
کرے عدو سے نہ بخت سیاہ کی گردش
ہوائے بادیہ گردی یہ ہی کہ دیکھے پانون
جو ناگوار ہو اپنی راہ کی گردش

کچھ احتیاج نہین دور جام کی ساقی
دم تلاش اثر میری آہ کی گردش
دل اُلٹے دیتی ہی برگشتہ یار کی ترکان
وہ روز و شب مین وہ مہر و ماہ کی گردش
کھنچے ہوئے چلے آتے مین دل جگر مین ا
کہ جیسے چتر سر بادشاہ کی گردش
پھرے زمانہ مقدر پھرے فلک پھر جا
مگر نہ سر کی گئی گاہ گاہ کی گردش

فقط ہی دل کہ یہ بخت سیاہ کی گردش
صفین الٹتی ہی چشم سیاہ کی گردش
خلاف سبزۂ سایہ دار آسمان پیر ہی
یہ کسکو تاب کہ دیکھے نگاہ کی گردش
ابھی تو کیا ہی دکھانا جو کچھ ہی گردش وصل
ملی ہی آنکھ کو دولاب چاہ کی گردش
جو انکی گردش چشم سیہ کی مجھ سے
خدا دکھائے نہ تیری نگاہ کی گردش
دل چلا لال مین آنکھونکی راہ سے آنکو

ای شگوفہ باغ شباب مین نیا گل پھولا گل شباب پژمردہ ہوا غنچۂ آرزو نہ کھلا کچھ کیفیت نہ معلوم ہوئی کہ اس شیر بیشۂ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان پر کیا گذری کیونکر دریافت کرین بیان یہ ہنگامۂ عظیم وہ شیر بیشۂ جرائت بر سر راہ امید و بیم کسکو بھیجین کون جا کر سمجھائے کہ ای شہریار اس راہ پرخطر سے پلٹ جا تجھے ہوش ربا مین نہ آئیے دل مین تو یہ حسرت ہی نظم

در قتلگہ آئی و من روے تو بینم
نقش قدم خویش چو در کوے تو بینم

یک خلق مرا بیند و من سوے تو بینم
کو طالع بیدار کہ ہر صبح من از خواب

صد بار بسو یا بگذارم دم برگشت
تا چشم کشایم رخ نیکوے تو بینم

سر خواستن آئینہ و شمشیر چہ حاجت
سر را چو دم نزع بہ زانوے تو بینم
بخرام کہ خواہم سر شمشاد خدان را
تا کی بہ سر خود ستم از خوے تو بینم

ترسم بہ کف از جنبش ابروے تو بینم
یکتا گرہ زلف کہ دلہاے تبہ را
پامال خرام قد دلجوے تو بینم
گفتا کہ بود یاد ز من حرف تو سودا

سازم بہ چنین مرگ عوض عمر ابد را
تا حلقہ بگوش خم گیسوے تو بینم
گفتم کہ من از عشق تو دل بکنم اے شوخ
آن زور دگر قوت بازوے تو بینم

اس بیقراری مین یہ اشعار اُس معشوق طرحدار نے پڑھے شگوفہ رونے لگی کہا حضور بس اب کلیجے مین سُننے کی
تاب نہین ہے انشاءاللہ اس لڑائی کو بھی سر کرینگے خواجہ عمرو نے جاکر خاص قلعہ عقیق نگار مین عیاری کی سارے
قلعہ عقیق نگار مین کھلبلی ڈالدی فتح و ظفر خدا کے اختیار مین ہے وہ کیا کر سکتی ہین مصرع دشمن اگر قوی است
نگہبان قوی تر است ہمیشہ خواجہ صاحب یہی مصرع پڑھا کرتے ہین ضرور فتح پائینگے اپنے پیدا کرنے والے کو دل سے
ضرور یاد رکھے وہ مالک سب پر غالب ہے یہ ذکر تھا کہ کنیزون نے بڑھکر عرض کی خورشید روشن رائے وزیر اعظم
حاضر ہین حکم قضا شیم کو کب لیکر آئے ہین ثریّان نے کہا چچا جان کو بلالو دربار برخاست ہوا حکم پہونچا دو کہ اُن
وزیر اعظم کو نہ روکا کرو بنفس ناطقہ شہنشاہ والاشان ہین کنیزین گئین خورشید کو لیکر سامنے ملکہ ثریان
کے آئین خورشید نے سلام کیا ثریّان واسطے تعظیم کے اُٹھی کہا عمّ نامدار خیر تو ہے خلاف وقت تشریف لانے کا
کیا باعث ہوا خورشید نے زبانی کوکب کے حکم مذکور پہونچایا عرضی نام کی ملکہ مشتری کے دکھلائی کہا حضور
اب ملکہ بیچون سبز پوش زباندراز و ملکہ محبوب کاکل کشا حجرہ بلاے طلسم نور افشان سے نکلینگی
خدمت مین ملکہ مشتری کے جاتا ہون ملکہ ثریّان خوش ہوگئین کہا میرے والد کا نام کوکب روشن ضمیر ہے
ماشاءاللہ کیا معقول تدبیر ہے بیچون بڑی ساحرہ زبردست ہے وہ شہزادی اُسکی محبوب طرحدار خوش اسلوب
کل حالات کی رازدار ہے اب قلب کو قوت روح کو راحت حاصل ہوئی اس فکر پر تسکین دل ہوئی یہ کہکر خورشید
روشن رائے کو حاصت دیار خصت کیا ملکہ اختر و مروارید کو بلواکر حکم دیا اپنا لشکر تیار کرو کل صبح کو سفر ہو ملکہ
محجلس کو بھی تاکید ہوئی حال حجرہ بلا سنکر ملکہ بران کو فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا شگوفہ
سے کہا چلو تماشا لڑائی کا دیکھو نادیہون سے مقابلہ ہے جسکو پروردگار غالب کرے بڑی قیامت کی لڑائی ہے انشاءاللہ
نہرون پر انکو اپنی بڑانا ہے مثل دریاے خون رواں نہرون کی بھی آبروہ مٹائی تو مجھکو گوہر بے بہاے دریاے
نور افشانی نہ کہنا اپنے اپنے مقام سے سب سوار ہوے بلور جبار دست نے جمشید کو تخت پر سوار کیا بہ کروفر
چلے بیان خواجہ عمرو لشکر مریخ مین آئے خبر پہونچ چکی تھی کہ فعل سخندان و یاقوت سخندان کی آمد ہے

عیاری کا ہر جگہ اخبار گذرا ملکہ مہرخ پڑھ رہی ہین کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے ملکہ مہ جبین نے تعظیم کی کہا نانا جان
آپ نے غضب کیا قصر عقیق نگار مین تشریف لیگئے مین یہ خبر سنکر ہول کھا رہی تھی بہت گھبرا رہی تھی کیسے انجام کیا
ہوا خواجہ نے فرمایا آپ کا اقبال ساتھ تھا ہان البتہ نقصان تو ہوا مگر بات رہگئی ملک اخضر گوہر پوش سے
اک وعدہ ہوا ہی خدا اسکو پورا کرے برق تڑپ کر سامنے آیا پوچھا اُستاد مجھے تو فرمائیے عمرو نے کہا آپ
کنارے بیٹھیے تجھے کیا کمین بات ہی بات ہر عیاری نہین کرامات ہر سر میدان وعدہ کیا ہر کہ اُس بیہر یالنج
کو پکڑ لیجائینگے وہ گرگ باران دیدہ سرد و گرم عالم چشیدہ مُہرا کالا ناگ ہر اس ضعیفی مین گستہم کا مزاج آگ ہر
اور میان مصور تو ہمیشہ سے پیچھے مین شراب پینے پر مرتے مین بہ تعجیل جیت پٹ ہوگئے جوہر و صاحب بھی
اُنکی بیہوش ہوگئین شہنشاہ بہار سعد فدا ہوگئے بڑی مدد کی مین نے بھی اُنکی خوب تعریف کی یہ ذکر تھا کہ جھنج
ور پرندے آکر خبر پہونچائی بوقت سحر ملکہ لعل خنداں و یاقوت خنداں کی آمد ہر ملکہ حیرت جادو
خود تو تشریف نہین لیگئین وزیزادیان بازارین وغیرہ لیکر گئین حکم محکم صادر ہوا ہی بازارین از لشکر
ملکہ حیرت جادو تا بصحراے نیلوفری آراستہ ہون خیمے پالین بارد کوس تک استادہ ہوگئین بر سرکو خلوفر
سامان روشنی بھی ہو رہا ہر ملکہ مہرخ نے حکم دیا باغبان قدرت سے ارشاد ہوا فوراً باغبان نے
بارگاہ زرنفتی نکلوائی جو بروز قتل صنعت لوٹ مین آئی تھی باغبان نے اُسے استادہ کرایا کنارے سے
لشکر کے تا بارگاہ آسمان جاہ قریب قریب بارگاہین ملکہ بہار و مخمور و برق لامع و رعد و برق و
خورشید زرین سحر وغیرہ درست ہوگئین اہالیان لشکر کو نئی دردیان تقسیم ہوئین شب بھر اسی تیاری
مین بسر ہوئی ناگاہ شہنشاہ اقلیم اخضری حاکم صحراے نیلوفری ماہتاب عالم افروز منزل ہستی رفتہ کو طے کرکے
داخل قلعۂ مغرب ہوا شہنشاہ زرین پوش یعنے آفتاب عالمتاب تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا شفق کا علم
زر نگار کھل گیا نسیم سحری چلی بڑے بڑے تارے فلک نیلی پر جھلملا رہے ہین طائران زمزمہ سرا صفت معبود
برحق مین ترانے گا رہے ہین ہر سمت جھونکے ٹھنڈے ٹھنڈے آرہے مین **نظم**

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش برکشیدند	لحاف غنچہ از رو در کشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست	بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست
علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزان سب
ہوا میدان چرخ سے اک بار	شہ خاور سپہر گرد ہوا
مہ انجم سیاہ رو بہ فرار	رونق تخت لاجورد ہوا

ملکہ مہ جبین تخت پر آکر جلوہ فرما

ہوئین دو قتل یاقوت احمر بپر بردشت جرأت یکہ تاز میدان جلالت قرۂ باصرۂ حشمت و مکنت نور ناصیۂ
امارت و ریاست شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی نور نگاہ صاحبقران مع سرداران تہمتن زور
شور شعاران صف شکن اپنے اپنے مقام پر دنگلہاے زرین پر آکر بیٹھے ایک جانب ملکہ بہار و باغبان
قدرت و ملکہ سخ موے کاکل کشا و ہلال سحر افگن سپید لباس پہنے ہوے غم مین اپنے شوہر کے ملول و
حزین تحریر ہو چکا کہ شستا بجا لانے کے سبب سے آفات جادو سیار گلشن جنان ہوا ہلال سحر افگن سر
جھکائے ہوے رو رہی تھی عمرو نے آکر گلے سے لگایا کہا ای ہلال تم عین شباب مین بیوہ ہوئین تمھارے
شوہر کے بڑے مراتب ہوے چرخ افسونگری کی ہلال تھین اب آسمان لیاقت کی بدر کامل ہو جاؤ گی خدا
کی عنایت سے واصل ہو صاحب کے بڑے مرتبے ہین تمھارے واسطے در ہاے بہشت عنبر سرشت کھلے ہین ای
ہلال قبر مین روشنی ہو گی اس مصیبت کی لذت اٹھاؤ گی جب شوہر کو در بہشت پر پاؤ گی پھول جاؤ گی غنچۂ آرزو
کھلے گا رتبۂ کامل ملیگا ہلال نے اشک پاک کیے عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری دس برس آپ نے
ہمارا راج و سہاگ قائم رکھا افراسیاب نے بے جرم قتل کیا ہوتا آپ بشکل ستی میری صورت بنکر ہار کر لائے تھے
آپ کے نام کا عاشق تھا اب بھی نام کر گیا مین جلاد مین ٹھہر کر مر گیا ہلال کی باتین سنکر سب رنجیدہ ہوے
اسد غازی نے بھی زبان معجز بیان سے کلمات تسکین فرمائے آبدیدہ بھی ہوے ہلال نے عرض کی غلام نام
جانباز اسی دن کے واسطے تھے لونڈی بھی ان قدمون پر نثار ہو جائے دل کو صبر ہوا اب اسوقت سترہ سو
سرداران تاجداران جلیل اسد نامدار کے کفیل اس دربار در بار مین جمع ہین مرقع دربار تصویر سرداران
معمور محفل عیش و سرور یہ خبر ملکہ حیرت کو پہونچی کہ بی مہجبین بیرون بارگاہ مع سردارون کے جلوہ فرما
ہین لشکر کا اوج موج ہے بے انتہا فوج ہے باہر نکلکر تخت پر یہ بھی جلوہ فرما ہوئین آج بھاری جوڑا پہنا
تاج جواہر نگار سر پر حسن مین بے مثال ابرو رشک ہلال گرد کئی سو شاہزادیان مثل آفتاب عالمتاب تخت
زبرجدی پر جلوہ فرما ہوئین صرصر و صبا رفتار برائے خبر جاتی ہین پلٹ کر دم بدم آتی ہین خبر آئی لعل
و یاقوت کی کستاخی ہین ادھر جاسوسان لشکر اسلام عیاران خوش انجام طرح طرح دے رہے ہین خواجہ لقا
کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہین سب نے دیکھا کہ کئی سو نقارے بجے اور لشکر ملکہ لعل و یاقوت ظاہر ہوئی
اول بیورپادلی دکھائی دو نہرین بصد جوش و خروش جوش مارتی ہوئی آتی ہین آب صاف و شفاف
جیسے سامنے آب گوہر آب آب بزار طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے مثل شیر و شکر وہ نہرین اک مقام قائم

ہوئین اب سامان جلوس سواری مثل باد بہاری نمایان ہوا ماہی و مراتب کوس ابہہ فرق زنجیر فوجین گویا
دریا کی موجین نازنینان حور خصال بر سر طاؤسان زرین بال ایک بر یا قوتی سر پر کھنچا ہوا آگے تخت ملکہ مہ
بارش سفید تاج گوہر نگار سر پر قبائے قلم کار زیب جسم پشت پر چار لاکھ ساحران مندار یا خداوند جمشید و سامری
کی پکار کے ساحر اژدہائے آتش فشان پر مار سیاہ کے کوڑے ہاتھ مین ہیبت بات بات مین کسی کی دسون
انگلیان مثل پنجشاخے کے روشن شعلہ جوالہ ہر تن کوئی ہزبر آتشین پر کوئی ساحر فیل سحر کے فیل پر سوار
گیا ایک ہاتھ مین بڑھائے ہوے ہاتھی کو زنجیر طلائی بھبھوڑے مین لپٹی ہوئی یہ پرے کے پرے ظاہر ہوئے
حیرت جادو سے جو سہار کی نگاہ ملی اشارہ کیا بولی تمہاری سوت آئی ہے اب جوتیان پڑینگی حیرت نے ناز سے
مین کہا ایسی سوت مجھکو قبول ہے تم سبھون کی گردن مروڑینگی ایک ایک کا سر توڑینگی افراسیاب گھوڑے کو دوڑا
ہوا آیا پھر اگر کہا اے ملکہ عالم برائے استقبال ملکہ یا قوت و لعل چلو نسبت میری پختہ ہوگئی دیکھو لڑکیا نازنینان
ماہ پیکر مین ایک کے ساتھ نسبت ہوئی دو لڑن گھر مین ڈال لونگا حیرت نے ہنسکر کہا آپکو غیرت نہین آتی
عمر ہوئے جا کر وہان بھی جوتے لگایا افراسیاب نے کہا کوئی ذلیل ہوا تمہے کیا مین تو سمجھا ہوا خوب وقت پر پہنچی
ملکہ اسکی کیفیت بیان کرونگا حیرت جادو اپنے مقام سے اٹھی کہا مین تو مہمان سمجھکر جاتی ہون ورنہ میری
بلا پوش استقبال کرتی یہ کہکر اشارہ ہوا کہاریون نے تخت اٹھایا افراسیاب اہتمام کرتا ہوا حیرت جادو
کے ہمراہ چلا خود زبان سے ہوشیار کہتا جاتا ہے ادھر تخت یا قوت ادھر سے تخت حیرت جادو بیچ لشکر مین پہنچا ہوا
یا قوت سخندان بھی تخت سے اٹھی ملکہ المختصر کو حیرت جادو نے سلام کیا یا قوت سخندان نے ملکہ حیرت جادو
کی تعظیم کی جو اٹھکر اپنے تخت پر بٹھالیا افراسیاب جادو نے پایہ تخت پر ہاتھ رکھ دیا گلچینی دونون کے
گلشن جمال کی کرتا ہے یہ ماہتابان وہ مہر درخشان ایک برج مین دو گوہر ایک درج مین دو ستارہ تابدار
ایک حسین دوسری مہ جبین برشعلہ جوالہ وہ آفت کا پرکالہ بعالم عشوہ و ناز دو حسینون مین سرفراز یہ ماہ صورت وہ مہر
شوکت و حشمت افراسیاب کے بند قبا ٹوٹ گئے اپنے آپ مین نہین ہے پایہ تخت سے لپٹا ہوا گرد وزرا امرا
ساحران طلسم ہوش ربا علمان در عد ساحران خود پسند سرما و ابریق و مصور و صورت نگار ملکہ یا قوت نے
پوچھا کہ حیرت جادو دشمنون کا لشکر کہان ہے حیرت جادو نے انگلی سے اشارہ کیا اتفاق قضا و قدر ملکہ
لعل سخندان اہتمام لشکر کرتی ہوئی آگے بڑھ گئی ہے کنیزون سے جو اسنے پوچھا واقف کار نے تخت ملکہ
مہ جبین کا اشارہ کیا لعل نے جمال بے مثال مہ جبین کو دیکھکر آہ کی بے اختیار واہ کی کہا یہ شاہزادی کون ہے

صرصر برابر موجود تھی اُسنے کہا ملکہ مہ جبین الماس پوش دختر شہنشاہ کو نہین پہچانا لعل نے دانتون کے نیچے اُنگلی دباکر کہا ہو اے صرصر دختر شہنشاہ طلسم ہوشربا کو سلطنت لشکر باغیان کیون ملی صرصر نے کہا وہ سامنے دنگل شوکت پر جو شیر بیٹھا جھوم رہا ہے یہی فتاح طلسم ہوشربا ہے بی مہ جبین اُسکے ساتھ نکل گئین سب لشکر کی افسر ہین معشوقہ اسد دلاور ہین اُدھر سے جو لعل نے نگاہ پھیری جمال جہان آرائے اسد نامدار پر نگاہ پڑی دیکھا اک جوان صف شکن تہور شعار جلالت آثار چہرہ آفتاب عالمتاب آنکھین رشک دیدہ غزال جبین انور ماہ آسمان کمال سطوت و صولت چہرہ زیبا سے آشکار جوان نامی و نامدار اسد نے بھی دیکھا ایک نازنین گلنار پوش اس جانب دیکھ رہی ہے ضرغام شیر دل پہلو مین کھڑا تھا اُسنے کہا حضور ذرا آنکھ نیچی لعل سخندان آپ کو دیکھ رہی ہے اسد غازی نے کہنے سے ضرغام کے ذرا مو چھون پر تاؤ پھیرا خود زرین کو کج کیا اُنکا دو چار ہو گئی اب تو چھریان چل گئین صف مژگان آمادہ حرب و پیکار ہوئین سراپا پر اسد نے نگاہ ڈالی دیکھا ایک ماہ پارہ گلگون پوش آنکھین رشک نرگس شہلا خوبصورت نقشہ سراپا مین افسونگری نگاہون مین ساحری ابروئے خمدار کھنچی ہوئی تلوار بادۂ شباب سے مست و سرشار دونون نے کلیجون پر ہاتھ رکھ لیے انگڑائی ہوئی جو لعل سخندان بنی صرصر تو بلائے روزگار ہے تیور کو دیکھکر کچھ سمجھی کہا کیون ملکہ مہ جبین کیا خوش نصیب ہے کیا شوہر بلا مرتبہ ہے کہ نبیرۂ حمزۂ صاحبقران نذر کردۂ بزرگان صف شکن تیغ زن لاکھون مین اکیلا لڑے پرے درہم و برہم کرے وہ دوسرا جوان لباس صندلی رنگ پہنے جو پہلو مین بیٹھا ہے صندلان صندلی پوش لقب ہے جرأت مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا طلسم کشا نے جاکر اُسکو زیر کیا جو پہلوان آیا اسد غازی غالب ہوا مقویات سحر و ساحری سے ناچار ہے ورنہ اگر تخت اڑا اسباب الٹ دیتا ان لشکرون کی حقیقت جانتا ہے لعل سخندان نے سر جھکا کر کہا ہان ہوگا ہمین کیا مطلب بی مہ جبین کو مبارک ہو تم تو اُنسے لڑنے آئے ہین صرصر نے کہا عاشق مزاج بھی ہے حسینون کے سر کا تاج بھی ہے یہان ملکہ مہ جبین کو قبضے مین کیا ملکہ لالان خونقبا دختر خداوند داؤد نے عاشق ہوکر ملک داؤدیہ ویران کرایا کارخانہ خدائی کو مٹایا لبس و مستوفیر اس جوان کے قبضے مین ہین دو نون بے مثل و بے نظیر ہین ایک شب اس بارگاہ مین ایک شب اُس بارگاہ لالان خونقبا مین دونون معشوقان طناز عاشق جمال طلسم کشا مین خدمتگذاری مین مصروف رہتی ہین لعل سخندان دل مین سمجھکر خاموش ہو رہی صرصر کو کچھ جواب نہ دیا دل مین پیچ و تاب کہ اے لعل اس محبت کا کیا انجام ہوگا کنارے پر لشکر کے جو زیادہ ٹھہری یاقوت نے کہلا بھیجا دم سے

لشکر کے مقام تجویز کرو لعل سخنداں نے سامنے کوہ نیلوفری ہر اُسی کے دامن مین لا کر لشکر اُتارا ملکہ یاقوت سخنداں وملکہ لعل سخنداں وملک اخضر کے واسطے بارگاہ استادہ ہوئی حیرت جادو پہونچا کر الٹی طرف اپنی بارگاہ کے چلی ابر جو ان پر بل بڑے ہوے غصے مین بھری ہوئی افراسیاب جادو تودہ مین ٹھہر گیا ہر ملکہ یاقوت سامان طلب کرتا ہر صرصر وصبا رفتار وسرما وابریق وغیرہ نے کل سامان کر دیے شراب عمدہ سے میخانے بھر دیے ہندوستان سے طائفے بلوائے مین اُسنے حکم دیا جا کر مصروف رقص وسرود ہو یہان حیرت جادو جو بارگاہ مین آئی اپنے چھپر کھٹ پر لیٹ رہی افراسیاب کا ٹھہر رہنا ناگوار ہوا کہ صرصر ہنستی ہوئی آئی حیرت جادو نے کہا تو اے صرصر آج بہت ہنستی ہو کیا کچھ پڑا پایا عرض کی واری اک نیا گل بھولا چاہتا ہر کوئی راستہ بھولا چاہتا ہر مین نے بھی آگ لگا دی اسطرح صرصر نے جو کہا ملکہ حیرت چھپر کھٹ سے اُٹھ بیٹھی کہا تو اے صرصر مجھسے تو بیان کر عرض کی اسوقت کی لونڈی کی بات یاد رکھیے گا بی لعل سخنداں اسد غازی پر پھسلی ہین حیرت نے کہا تو اے صرصر ایسا نہین ہو سکتا وہ بھی گھر مین افراسیاب جادو کے بیٹھیگی میری سوت بنیگی صرصر نے کہا ملاحظہ کیجیے گا اسی وقت اُسکے تیور اور ہو گئے مین نے بھی اسد غازی کی خوب تعریفین کر دین کہدیا جوان عاشق مزاج ہر سیکڑون شاہزادیاں اُسپر مرتی مین بی مہ جبین نے اٹھارہ سو ملک بیلات ماری اب باپ سے مقابلہ کر رہی ہین لالان خونفشا کا بھی حال سنا دیا کہ خدائی شاکر آئین لوح بھی دلوا دی پھر قبضے سے نکل گئی دیکھیے مین جا کر خبر لاؤنگی مفصل خبر سناؤنگی یہ تو ظاہر ہر کہ اسد غازی نے بھی پسند کیا نشہ شراب شباب مین وہ بھی مست ہر اگر اپنے عیار ضرغام سے کہیگا وہ عیار ہر گرفتار کر کے لیجائیگا حیرت نے کہا سامری جمشید ایسا کرین میری بہن پر طعن وتشنیع کرنی مین تو انہوں نے مجکو بہت بدنام کیا آج انشا سے کہنا ہے مین ڈرا تی تھین مین نے بھی جواب دیا کہ تمہارے سر توڑنے کے لیے سوت کو بلایا ہر کیون صرصر میرا کیا نقصان ہر اگر یاقوت کے ساتھ شادی ہو گئی ہر مجھسے بد اسنائی کریگا اپنے میکے چلی جاؤنگی باپ میرا حیات جادو بادشاہ جلیل صاحب لامری کئی مرتبہ انھون نے نامے لکھے کہ بیٹا مین اگر دشمنوں کو مٹا دون مین نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا افراسیاب سزاور ہر آپ کے ساتھ اچھی طرح اگر نہ پیش آیا مجھے ملال ہو گا باپ کی دلشکنی کا مزور خیال ہو گا ان سیحون کی کیا حقیقت ہر وہ ان سب پر سحر مین غالب ہین مدت سے مدد کرنے کے طالب ہین اس مغرور دماغ کے مزاج سے ڈرتی ہون میرے بھائی مارے گئے لیکن اُس سنگدل نے مجکو پرسا بھی نہ دیا ایک دن یہ بھی

نے کہا کہ نیرنگ و گیرنگ کا مجھکو قلق ہے دائی اماں سوسن زبان دراز کے قتل ہونے پر خوش ہوا کہتا ہے
میں کسی کی مدد کا طلبگار نہیں ہوں میری جوتی کو کیا غرض کہ میں اپنے باپ کو بلواؤں اگر لکھ بھیجوں اگر
قیامت بپا کریں صرصر نے کہا اب تو تجرۂ نجم کو ملاحظہ کرو دیکھیے کسطرح سے مہر کے برتنے میں مجھکو خبر ملی ہے
اہالیان لشکر طلسم نو. افتنان نے بھی لشکر کشی کی صبح سے آمد شروع ہو جائیگی کوکب نے بھی تجربہ جاکر دیا
ملکہ حیون سبز پوش زبان دراز شاہزادی محبوب کاکل کشا وزیرزادی وغیرہ بارگاہ حیون کا لیکر
آگے بڑھ چلی ہے وہ لوگ بھی وقت پر آ گئے سب تدبیرین ہو رہی ہین حیرت تو منہ لپیٹ کر لیٹ رہی
صرصر برائے حفاظت لشکر چلی یہان اسد غازی کو بھی لعل کا خیال اندر بارگاہ کے جلسہ آراستہ ہوا
خواجہ عمرو بھی یہ رنگ اسد غازی کے دیکھ رہے تھے پوچھا کیون اے شیر دل مزاج کیسا ہے اسد نے کہا
میرے انتشار کا باعث ظاہر ہو ایسے ایسے دشمن آئے ہین خدا ہمارے سرداران نامی و ساحران گرامی کو
ان دشمنوں کے ہاتھ سے بچائے حقیقت میں ایسے سحر کبھی نہ دیکھے تھے دو شہزادیاں ساتھ آئی ہین ہزار ہا طائفے
دم بدم زمزمہ سرائی کرتے ہین ایسی جادوگرنیان حاکم مالک عجائب و غرائب نگاہ سے نہ گذری تھین عمرو
نے کہا اور اس زمانے میں عاشق مزاجی کو کام نہ فرمائیے گا جتنے آئے ہین سب تمہاری جان کے دشمن
ہین مین نے دیکھا تھا آپ لعل سخندان سے آنکھین لڑا رہے تھے یہ جادوگرنیان صورت ظاہر سے آراستہ
ہین باطن ان سبھوں کے خراب ہین تم بہ نگاہ محبت دیکھ رہے تھے وہ خونخوار بہ نگاہ دشمنی ایسا نہ وعدہ کرکے
چلے جاؤ تنہائی مین ملاقات ہو سر تمہارا کاٹ کے پھینک دیگی مین ابھی جاکر مہ جبین سے اور نالان خوش قبا
سے کہتا ہون کہ یہ خیمے سے نکلنے نہ پائین اسد نے کہا نانا جان یہ آپ کو ناحق کے خیالات ہین مہجبین نے
مجھکو شکارگاہ مین چھوڑا لشکر مین آنا موقوف کر دیا اب پھر آپ یہی چاہتے ہین مین بارگاہ سے نکلنا
موقوف کر دون مین ابتک یہ بھی نہین جانتا لعل سخندان کون ہے اور یاقوت سخندان کون ہے عمرو
نے کہا مجھے سمجھا دیا اب آیندہ تم جانو ان ظالمون سے دل لگانے مین سراسر جان کا نقصان ہے اسد غازی
نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا یہان دربار مین ملکہ یاقوت سخندان کے افراسیاب جادو مثل چاکران کمترین
حاضر ہے گلشن جمال معشوق کی گلچینی کر رہا ہے اپنے ہاتھ سے کام کرنے مین مصروف ہے نازنینان مہ جبین کو
آواز دے رہا ہے کہتا ہے فلان طائفہ لاؤ ساقی پریون کو بلاؤ طائفان ہند سامنے ملکہ یاقوت کے رقص
کر رہے ہین ایک حور وش خوش آواز عقیل فہیم دمساز آکر سامنے کھڑی ہوئی یہ غزل تعریف مین یاقوت

سے گانے لگی **غزل**

دل صد چاک جا قطرہ ہی خط رخسار روشن کا
حقیقت مین ہبت ہی گوشہ گرداب آہن کا
کریگا قیس مجھسے بادیہ گردی کا کیا دعوے
قدم تھکتا نہین رکھ زمین پر بیخبر توسن کا
اجی کیسا تقاضا قتل عاشق جو ہی قاتل کو
لیے ہون خم صحرا ہو گنبد میرے مدفن کا
اڑا تا ہون میں ہر جیب کے جب یاد آتا ہی
قلق جی جوش جا بار ستم و زوال و تن و تن کا

لکھا مضمون جو اشک رخ بیمن روے ستون کا
کتان کو کسنے دیکھا ہی نگہبان بحر و زمین کا
گلے مین یکطرح طوق طلائی شکل ہوا مجکو
انال بے نازپرورده ہو میں صحرا و اسکا
ملے گلگون ہوتا ہی چراغ چشم دل روشن
اٹھا تا سر اکیا بوجھ اتارا اپنی گردن کا
وہ جوبن ہی ترا ای حور عالم کے مرقع مین
دلم گشت اٹھا کر ناز سے چلنا وہ دامن کا

ہوا دیوان پیدا شباب یا فیض صبح گلشن کا
سوا میر کلاکون اسکی تیغ تیز پر رکھتا
کہ ماہ نو ہی پروانہ تمھاری شمع گردن کا
فلک سیر اسکو کمنا زیب ہی اللہ ری شوخی
یہ حد پانی ہی جو کرتا ہی اکثر کام دشمن کا
سوا ہون مین کسی کی چشم میگون کی محبت مین
کوئی القصہ نہ دیکھا آجتک اس نگہ پر دشمن کا
کسی دن پہلوان صبح پالا اگر پڑتا

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی خیرہ منظر یاقوت سخندان پر نقاب حجاب و شرم ہی افراسیاب جادو طرف ملک اخضر کے متوجہ ہوا ملک اخضر نے بلبلا کر کہا ای فرزند طبل جنگی بجوا دو افراسیاب جادو خوش ہو گیا فوراً صرصر کو بلا کر حکم دیا ملکہ حیرت سے جا کر عرض کرو طبل جنگی بجوا دیجیے صبح کو دشمنوں کا خاتمہ ہی صرصر نے جا کر دیکھا ملکہ حیرت منھ لپیٹے ہوے پڑی ہی صرصر نے حکم سنایا حیرت نے کہا جا کر کہدو طبل جنگی بجے نقارہ رزمی پر چوب پڑی اجرمند در بدر خدمت مین ملکہ مہ جبین کی حاضر ہوے بعد دعا و ثنا خبر نوازش طبل جنگی سنائی عمرو نے فرمایا تعجب کی بات ہی طبل جنگی بجگیا ٹرخان وغیرہ نہین ہین کس کو کہتے ہی ہمسے کہا تھا کہ ہمنے سب کو فرداً فرداً روانہ کیا ہمارے واسطے اسنے حیرہ بلا بھی اپنا کھولا کچھ انجام سنوا مین جا کر تحقیق کر دن مہ جبین سے لشکر عمرو نے طبل جنگی تو بجوا دیا لیکن رات ہی کو طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوا ایمان جا بہ ہر رات تیاری ہی جبکہ یاقوت رمانی آفتاب عالمتاب لعبد رعب و داب بدخشان مغرب سے برآمد ہو کر خزانہ چرخ نیلی مین داخل ہوا جوہری چرخ کنہ شعاع کا دیکھکر جوہر شناسی کرنے لگا کوہ و دشت و دریا بیابان گلنار ہو گیا ملکہ یاقوت سخندان طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر بیرون بارگاہ آئی نہردن نے جوش مارا ملکہ لعل نے صفین آراستہ کین افراسیاب جادو نے جا کر حیرت کو بیدار کیا حیرت لعبد حیرت و حیرت تخت پر سوار ہوے قلب لشکر مین ٹھہری افراسیاب جادو مع وزیران سلطنت و شیران انتہت صف سے آگے بڑھا ابھی نقیب نقابت نہین کرنے پائے میدان کارزار آراستہ نہین ہوا ملکہ مہرخ پایہ تخت مہ جبین پر پا دھرچکے ہوے اندر لشکر افراسیاب جادو و یاقوت سخندان وغیرہ کو ملاحظہ کر رہی ہین ایک جانب بہار صف آرای

گلشیران بہار نوجوان کم سن صاحبان ناز و کرشمہ موسوم بہ گلشن و گلستان و نسرین و نسترن و شمشاد و غنچہ دہن و
نازک اندام و دل پیر سب اپنے اپنے مقام پر صف آرا ہیں پشت پر بہار کے باغ پر بہار ایک جانب ملکہ مخمور زنار دار
سب حیرت میں ہیں کہ کیونکر مقابلہ ہوگا مہرخ کو خواجہ کا انتظار کہ انکی رائے سے سپہ اندازی ہوتی بہار سینہ سپر
کیے کھڑی ہے اسد غازی پشت مرکب باد رفتار پر مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی چالیس قدم لشکر سے آگے
بڑھے ہوئے بعہدۂ سپہ سالاری زیر سایۂ علم شیر پیکر جلوہ فرما ہیں کہ ناگاہ آسمان پر نوبت نقارے کی صدا آئی
اور صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی ابر سیاہی آسمان پر تڑپتا ہوا سامنے آکر شق ہوا ابر سیاہی کا اضطرار موقوف ہو گیا
اب سب نے دیکھا ایک جوان خوش رو بلند و بالا شیر دشت نبرد جلالت چہرے سے آشکار تہور شعار گردن پر فیل مست
کی سوار چھڑ علم زرنگار کی بغل میں دبی ہوئی شقۂ علم زرنگاری کھلا ہوا اسپر تعریف کوکب روشن ضمیر و حمد مالک تقدیر
و نعت رسول کبیر بخط جلی تحریر پشت پر دو لاکھ ساحران نامی و نامدار مرکبہاے پرند پر سوار چلے آتے ہیں شان و
شوکت دکھاتے ہیں ہاں ظاہر ہوا العبد جاہ و حشم شہنشاہ برجیس زرین علم آپہونچا افراسیاب جادو دیکھکر جل گیا
ملکہ یاقوت سے بڑھکر کہا آپ کے خالو صاحب کا پیش رو لشکر بہ کروفر آگیا ادھر سے باغبان قدرت براے
استقبال شہنشاہ برجیس زرین علم پہونچا برجیس اختر طالع ہاتھی سے اترا لشکر کو ایک جانب ٹھہرایا اژدران
آتش فشان بربارگاہ میں لدی تھیں جابجا استادہ ہونے لگیں برجیس ٹھہرنے نہ پایا تھا لشکر کو جا رہا ہی
کہ ابر گلنار آسمان سے ظاہر ہوا سب دیکھنے لگے دیکھا ہزارہا نازنینان زرین پوش بصد جوش و خروش
طائران زرین بال پر سوار ایک ایک حور پیکر ماہ رخسار بیچ میں تخت پر ملکہ اختر بنت سیلان فیل زور شیر زن
پر فن تخت زرین پر سوار پشت پر ہزارہا جلو دار اس شوکت و شان سے اختر چلی آکر مہرخ کو سلام کیا
مہرخ مع ہوے کاکل کشا وغیرہ براے استقبال بڑھیں ملکہ اختر کا لشکر برجیس زریں علم کی فوج سے ملگیا
غنچۂ آرزوے برجیس کھل گیا ٹھیک دوپہر کا وقت ہے یہ دونوں لشکر جمع ہے ہیں ملکہ اختر نے آتے ہی قصد کیا
کہ لشکر دشمن پر جا پڑوں مہرخ نے گلے سے لگایا فرمایا اے اختر برج صف شکنی اے ماہ آسمان جانبازی ابھی
نقابت وغیرہ نہیں ہونے پائی یہ کلام تھا کہ تیسرا ابر مروارید نگار پہلوے کوہ سے بصد شکوہ اٹھا
اُس ابر گوہر نگار میں چشمک زنی برق از جنوب تا بہ شرق ظاہر ہوئی سب نے دیکھا دوسری بیٹی کوکب کی
ملکہ مروارید گلنار پوش بڑی دھوم سے آکر پہونچی بہار نے بڑھکر تعظیم کی ملکہ مہ جبین کو آکر سلام کیا اسد
غازی کے قدموں کو بوسہ دیا پہر دن ڈھلا باقی تھا کہ آسمان سے ایک لکہ ابر مختصر کس دھوم سے اٹھا

اُس ابر سے گانے کی آواز صدائے نوبت و ساز بلند ہو وہ ابر دھوندھکا یصد شوکت و وقار قریب لشکر
مہرخ نامدار آکر شق ہوا سب نے دیکھا ملکہ مجلس جادو اک تخت پر سوار دو پلڑی کلاہ سر پر کرتا آب رواں
کا زیب جسم الوز مشروع کا پائجامہ زیر پائی زردوزی کی مینڈھیاں گندھی ہوئین نازنین خوش رو طوق
طلا زیب گلو ہیکل مرصع کا گردا گرد سو نازنینان کم سن لڑکیاں تخت کو گھیرے ہوئے تخت پر اک مختصر سی
برات آراستہ گڑیان مسند دن پر دُلھن بنی ہوئی برات آکر اُتری ہو دولہا کے سر پر سہرا بندھا ہوا دال
منھ پر رکھے ہوئے شربت پلائی ہو رہی ہو دو انیان جوانیان کتنا کھیل کر رہی ہین اس شان و شوکت سے
ملکہ مجلس اُس جلسے مین آکر مہوخی خبر دی کہ ہو ملکہ بران بھی آتی ہین مجلس نے آکر انتظام لشکر کیا کنیزون نے
پرے باندھے ملکہ مجلس لشکر اور اسباب جادو پر نظر ڈال رہی ہی یہی مقصد ہو کہ لشکر دشمن پر جا پڑون ملکہ
مہرخ سمجھا رہی کہ [illegible] مین کہ بی بی ابھی تامل کرو ملکہ بران بھی آجائین تمھاری جانب سے پیشقدمی جائز
نہین ہو تب مجلس جادو رکی قریب شام اک آفتاب عالمتاب آسمان پر چمکا ابر زعفرانی مین ماہتابان
کا فروغ ہزارہا ستارے چمکتے ہوئے لگ ہاسے ابر کڑکتے ہوئے ہزارہا ترنجین لوٹ کر زمین پر گرین رعد گرجا دل
ساحرون کا ہلنے لگا اُس ابر کو دیکھ کر دل پر دشمنون کے ابر الم چھا گیا تب طلایہ ان اور اسباب جادو کا
کھڑا گیا وہ ابر کا ایک رکا سب نے دیکھا صفدر و صف شکن ملکہ بران شمشیر زن بصد رعنائی و زیبائی [illegible]
سوار جلو مین شگوفہ سحر ساز وزیر زادی پشت پر فوج ظفر موج ہنس زمین پر اترا سب نے تعظیم کی ملکہ مہرخ
نے بڑھ کر گلے سے لگا لیا پوچھا خواجہ عمرو آپ کے قصر عشیری مین ہین ملکہ بران نے جواب دیا وہ الونامدار
سے کلام ہو رہے ہین انجمن مشاورت منعقد ہو گلشن مشورے کی بہار دیکھ رہے ہین مقابلے مین کیا دیر ہو ملکہ
مہرخ نے فرمایا شب کو طبل جنگی بجا تھا آپ لوگون کی آمد مین لڑائی معطل رہی اب لشکر واپس ہونگے اور اسباب
جادو دے ہو دیکھئے کہ شام ہوگی ملکہ یاقوت نے اپنے لشکر کو پھیرا ادھر لشکر مہرخ بیٹھا ملکہ بران نے
الگ بارگاہ استاد کرائی ملکہ اختر و مرواریدہ جبیں ملکہ کو گھیرے ہوئے جاتے ہین کہ ہزارہا نوبت
نقارے بجنے کی نوبت آئی اتنی بڑی گرد اٹھی کہ تمام صحرا تاریک ہوگیا شعر از دامن دشت کوہ اورنگ
گردے برخاست تو تیرانگ [illegible] سب سے آگے آگے بلور چہار دست جام صہبائے جرات سے
مست مرکب باد رفتار پر سوار چار ہاتھ دو کی مٹھیان تند ایک مین سپر ایک مین شمشیر دست صولت و
شوکت کا شیر شانہ رستخیز جن کو کسب روشن ضمیر نخست زین پر سوار ہین لاکھ فوج ہمراہ ملکہ بران غیرہ

برائے استقبال جمشید بن کوکب روشن ضمیر پلٹ پڑین جمشید کو جلو بیچ مین لیا مصاحبان سرفروش سایہ مین تلوارون کے لیے ہوئے آکر داخل بارگاہ زرلفتی ہوئے بیچ سے قناتین ہٹادین بارگاہ مہ جبین سے بارگاہ فلک اشتباہ بر آن ملکہ استادہ ہوئی بارگاہ ہران مین شاہزادہ جمشید تخت پر جلوہ فرما ہوئے گرد تمام شاہزادگان مصاحبان ذیجاہ فلک جرات کی ماہ اپنے اپنے مقام پر کرسیون پر متمکن ہین ادھر ملکہ مہ جبین الماس تخت تخت طاوسی پر پہلوے تخت مین دلکل اسد نامدار مہرخ عالی وقار و بہار گلعذار و مخمور بادہ حسن سے سرشار و رعد و برق و برق لامع سترہ سو سردار سپہ روان طلسم ہوشربا باغبان قدرت و ملکہ اسرار و ماران زمین کن وغیرہ لعبہ جادو و جلال جالیس شیر جالیس وزیر اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہوئے لیکن یاقوت سخندان جو واپس آئی ملکہ حیرت اپنی بارگاہ مین پلٹ گئی افراسیاب جادو ہمراہ ملکہ یاقوت سخندان کے آیا اخفرے کہا آپ ان سب کو عزیزدار جانتے ہین دیکھیے برائے مقابلہ سب صاحب تشریف لائے ہین کس زور و شور سے لشکرکشی ہوئی ہران تو ہر وقت آمادہ حرب و پیکار ہین دریاے خون روان پر بڑے زور و شور سے لین بڑی بڑی لڑائی لڑین ان لوگون نے ہکو ہو چکا ہین اگر انکا قدم درمیان مین ہوتا اہل اسلام نہ تھم سکتے مہرخ وغیرہ بھاگ جاتین بلاوجہ یہ ساربان زادہ طلسم نور افشان مین گیا شہنشاہ کوکب نے ہمارے رنج دینے کو اس حقیر ذلیل کو بڑی آبرو دی استقبال کیا لی برآن برسے خاطرداری موجود ہین میان صنعت نے اک سحر کیا میرا بھی شعبدہ شریک تھا سیان کوکب نے بلور چہار دست کو روانہ کیا پہلی مدد یہی ہر بلور چہار دست نے کچھ ہمارا پاس نہ کیا مہرخ وغیرہ کو چھڑالیا اب آپ سے تو خون شریک ہر دیکھیے فرداً فرداً لشکر آئے ہین شہنشاہ برجیس زرین علم علمدار نامدار خاص لشکر کوکب کے سپہ سالار سعید شوکت آئے صرف اب کوکب دلنور افشان کا آنا باقی ہر جسوقت کوئی مصیبت آپر پڑیگی دونون اُستاد و شاگرد پیٹ پکڑے ہوے دوڑے آئینگے نور افشان کے حرکات کے کلیجے مین ناسور پڑگئے جب مشعل کو عمرو پکڑ لیگیا تو مین جا پڑا جس خیمے مین عمرو نے لیجا کر لاکھہا سرداران مردہ رکھے تھے خیال مین آیا انکو جیین لون جلا دون میان نور افشان سامنے آکر میرے کھڑے ہوے مجھسے آنکھ ملائی شرم نہ آئی بالاعلان فرمایا افراسیاب اگر ایکی گود مارے گا تو تیرے سر پر پڑیگا مین نے اُستادی کا پاس کیا پلٹ آیا وہ اپنے نزدیک سمجھے افراسیاب دب گیا ہر مقام پر مدد کی نیرنگ و گیرنگ برادران ملکہ حیرت کو قتل کرا یا کیا کیا شکایت کرون ملکہ یاقوت سخندان

نے کہا ہم ابھی رنج حجت کیے لیتے ہین بالتو بی بران دطمو چلی جائین ہمارے مقابلے مین نہ آئین یا مثل
مہرخ وغیرہ انکو بھی انھین نہرون مین ڈبو دونگی خالو صاحب کا پاس نہ کرونگی یہ کہکر اپنے ہاتھ سے
نامہ لکھا مضمون یہ تھا ہمشیرہ بران صاحبہ برائے چند ساعت ہمکو سرفراز کیجیے ہمارے آپکے بعد جنگ
صلاح ہونا واجب ولازم ہے مہران نامے ایک کنیز تھی اسکو نامہ دیا کہا ہاتھ مین جاکر بران کے دینا کہنا آپکو
بلایا ہے اگر آپکو آنے مین عذر ہو ہم آپ کی بارگاہ مین آئین مہران نامہ لیکر چلی یہان وہ وقت ہے کہ دربار
ملکہ بران اوج پر ہے خواجہ عمرو بھی ایک جانب جلوہ گر ہین شگوفہ نے بڑھکر عرض کی ملکہ بران سے کہ
در دولت پر مہران کنیز فرستادہ ملکہ یاقوت نامہ لیکر آئی ہے ملکہ بران نے حکم دیا بلالو مہران نے اندر
آکر بارگاہ فلک اشتباہ کو دیکھا ایک جانب ملکہ مہ جبین تخت پر گرد سرداران نامور ایک ایک شیر دلیر
صف شکن تیغ زن تاجداران جلیل ایک جانب تخت پر شاہزادہ جمشید بن کوکب انکے گرد ملکہ بران دختر
درمروارید و بلور چہار دست وغیرہ اپنے اپنے مقام پر اشیاے سحر ہاتھ مین ذکر لشکر ملکہ یاقوت سخندان
کر رہے ہین مہران نے سلام کیا شاہزادہ جمشید و ملکہ بران کی بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین
دین ملکہ بران نے پوچھا مہران اچھی رہی یہ تو سب آپس مین وا فگار ہین مہران نے عرض کی واری
فلک نے ایسا انقلاب دکھایا آپ لوگون سے ہمارے مالک سے فساد درپیش ہے آپ کو ملکہ عالم نے بلایا ہے
برائے ساحری صورت اصلاح چل کر کر لیجیے فساد ہونے مین بڑی بڑی خرابیان ہین یہ کہکے نامہ دیا ملکہ
بران نے شگوفہ کو دیا شگوفہ سحرساز نے باواز بلند نامہ پڑھا مضمون مذکور سنکر ملکہ بران نے جواب لکھا
اپنی بارگاہ مین تخلیہ کیجیے ہمارے دشمن افراسیاب کو جگہ نہ دیجیے ہم ضرور آئینگے جیسا ارشاد ہوگا اسکا جواب
دینگے یہ لکھکر مہران کو نامہ دیا مہران نامہ لیکر چلی کنارے پر لشکر کے پہونچی تھی کہ دیکھا ملکہ بران کی
کھلائی شعلہ حسن زیر نخل کھڑی ہوئی رو رہی ہے مہران نے کہا کیون شعلہ حسن کیون روتی ہو شعلہ حسن
کی اور رقت زیادہ ہو گئی مہران شعلہ کو بخوبی پہچانتی تھی لپٹ لپٹ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے مہران
نقارخانے مین طوطی کی آواز کون سنتا ہے ہم دو دن سے ملکہ بران کو سمجھا رہے ہین کہ بی بی غیرون
کے واسطے اپنون سے نہ مقابلہ کرو انکے کان پر جون بھی نہین رینگتی وہ سرکشی کا جواب دیتی ہین
کہ کلیجہ پھٹا جاتا ہے فرماتی ہین مثل دریاے خون روان کے ان نہرون کو بھی خشک کردونگی اگر کسی وقت
انھون نے کسی بات کو مانا ساربان زادہ بھڑکا دیتا ہے وہ چاہتا ہے فساد ہو یہ سب ویران ہون [illegible]

آمادہ ہوا اُسوقت جو تم نامہ دیکر بلیتین مین نے غصے مین سمجھا یا دیکھو تمھاری بہنین عذر کرتی مین بی بی مل جاؤ نکو ہم
مسلمانون کا ساتھ چھوڑ دو کوڑے عمرو فسادی نے مجھکو گردن پکڑکے نکلوا دیا اسواسطے روتی ہون کہ ملکہ بران کو
دو دیون مین پالا اب ہاتھ سے ملکہ لعل سخندان و ملکہ یاقوت سخندان کے قتل ہو جائینگی اس بڑھاپے
مین کدھر جاؤن رو رو کے جان دونگی کہانتک سمجھاؤن یہ کہکر خوب بلک کر روئی کہا ای بوا مہران مجھکو اپنے
ساتھ لیتی چلو ملکہ یاقوت سخندان کے قدمون پر گروا دو مین طرف سے چھوکری کے سفارش کر دونگی کہ واسطے
سامری کا ادب کو قتل کر دو بران کی جان چھوڑ دو مہران نے کہا نہین ای شعلہ حسن تم تو میرے ساتھ
چلو لیکن ملکہ یاقوت سخندان کو بران کا بڑا پاس ہے بلا بھیجا ہے اسی واسطے جسمین مصالحہ ہو جاے شعلہ حسن
مہران کے ساتھ چلی جب جنگل مین پہونچی شعلہ حسن نے کہا دیکھو لوا اور کنیزین آتی ہین مہران نے منھ پھیرا شعلہ حسن
نقلی نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نعرہ کیا منم مہتر برق فرنگی جاب مار کر بیہوش کیا اک درہ کوہ مین ڈالدیا
آپ بصورت مہران بنکر تیار ہوا ناسا تھ مین لیکر دوڑتا ہوا آیا سنا کہ افراسیاب جادو بھی موجود ہے گھبرا گیا
کلیجے پر پتھر رکھکر اندر آیا یاقوت کو سلام کیا نامہ دیا یاقوت سخندان نے پڑھکر کہا کیا مضائقہ ہے ای شہنشاہ
طلسم ہوش ربا آپ اپنے سردارون کو لیکر چلے جائیے ہمین تخلیہ منظور ہے ملکہ بران وغیرہ کو قتل کرنا سلامت عقل کا
قصور ہمارے انکے خون ملاہے حقیقت مین اس صحبت مین غیر کا ہونا مناسب نہین ہے افراسیاب وغیرہ چلے گئے
برق فرنگی نے پاندان کھینچا گلوری بناکر سامنے ملکہ یاقوت سخندان کے لایا ملکہ یاقوت نے کہا بوا مہران
اسوقت ہمارا دل نہین چاہتا برق فرنگی نے وہ گلوری ملکہ لعل سخندان کو دی ملکہ لعل نے اُس گلوری کو
لیکر اگالدان مین ڈالدیا ملکہ یاقوت نے کہا ای مہران اپنے مقام پر جاکر بیٹھو جب ہم بلائین تب آنا اب
برق مجبور ہو کر صحنچی مین آبیٹھا اخضر نے کہا کیون ای ملکہ یاقوت اب تمھاری کنیز مہران بڑی بدتمیز
ہو گئی ہے ہمارے واسطے گلوری نہ لائی ملکہ یاقوت نے ہنسکر کہا ای بابا جان ذرا ہوش مین آئیے اسوقت
مہران کے ہاتھ کی گلوری نہ کھائیے اخضر نے کہا آخر کیا باعث یاقوت سخندان نے کہا آپ نے آنکھین سامری کی
و جمشید کی دیکھین لیاقت ذاتی حال آپ کو کھل جائیگا ملکہ بران کو آئینے دیکھیے سب کیفیت آپ پر ظاہر
ہو جائیگی یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین برق فرنگی بیٹھا گلوریان لگا رہا ہے وہان ملکہ بران نے خواجہ عمرو
سے صلاح کی کہ اپکا کیا حکم ہے مین براے کلام پاس یاقوت کے جاؤن یا نہ جاؤن خواجہ عمرو نے کہا تم
تم ماشاء اللہ عقیل و فہیم ہو مگر بی بی کلام و بگاڑ نہ کرنا ملکہ بران نے کہا طلسم کشا کا اقبال ساتھ ہے لیکر

ملکہ حیران طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی طرف لشکر ملکہ لعل دریا قوت کے چلی خواجہ عمرو نے کہا ملکہ مین بھی
چلون ملکہ حیران نے کہا بسم اللہ خواجہ عمرو بشکل شگوفہ سحر ساز بصد ناز و انداز ملکہ حیرت کے ساتھ ہولیے ملکہ یاقوت
سخندان کو کنیزون نے خبر دی ملکہ حیران و شگوفہ سحر ساز تشریف لاتی ہین ملکہ یاقوت سخندان نے بخوبی استقبال کیا ملکہ حیران
اندر آئین برق فرنگی صحنچی مین بیٹھا دیکھ رہا ہے دیکھا استاد بھی ملکہ حیرت کے ساتھ ہے سوچا کہ ای برق حیرت باتونی کا گلوری
ملکہ یاقوت سخندان نہین کھائین کچھ سمجھ گئی گلزار نامی ایک کنیز دوسری صحنچی مین بیٹھی تھی برق فرنگی جھپٹکر اسکی صحنچی مین آیا اس سے
کہا لو تمھین کچھ حال معلوم ہے آج تیرا ملکہ کو بہت غصہ ہے ایسا نہو قید کا حکم دین مجھے تم سے محبت ہے میرا لباس
تم پہن لو اپنا لباس مجھے دو میری صحنچی مین جا بیٹھو جب ملکہ مہران کہکر پکارین خاصدان لیکر چلی جانا
تمھاری جو آفت ہوگی وہ مجھ پر ہوگی تمکو بدل و جان گوارا ہے گلزار کو سمجھا کر برق نے بصورت مہران بنایا
آپ بصورت گلزار اسکی صحنچی مین جا بیٹھا ملکہ یاقوت سخندان و ملکہ لعل سخندان نے ملکہ حیران کا استقبال
کیا ملکہ حیران تشریف لائین مقام صدر پر جگہ دی ملکہ یاقوت سخندان نے کہا ای ہمشیرہ تم اور ملکہ مرخ وغیرہ
سے لڑنے آئے تھے ہر کیون لشکر کشی کی تم نے کیا ہلو سمجھا ہے دریائے خون بہا ئینگے دل کے حوصلے دل ہی
مین رہ جائینگے آپ کو عیارون پر بڑا ناز ہے ایک صاحب کا سر تو لیتی جایئے میان برق فرنگی صاحب جو بڑے
تیز مشہور ہین ہنسے تو مہران کو نامہ دیکر بھیجا انھون نے بڑی تیزی دکھائی مہران کو بیہوش کیا اسکی شکل
بنکر یہین گلوری کھلاتے تھے خواجہ عمرو نے جو یہ بات سنی دیکھا صحنچی مین مہران کنیز بیٹھی گلوریان لگا رہی ہے
خواجہ عمرو نے ہر چند اشارے کیے مہران اپنے مقام سے نہ اٹھی عمرو تو حیلے سے رفع حاجت کے لیے نکل گیا سمجھا
کہ یاقوت نے تمھین بھی پہچان لیا ہوگا ملکہ حیرت نے کہا کیون بہن برق کہان ہے کہا ابھی بلاتی ہون
ہمشیرہ صاحب سر لیتی جانا یہ کہکے آواز دی اری مہران گلوریان لا گلزار بیچاری آفت کی ماری برق فرنگی
سمجھا چکا تھا حاضر خاصدان لیکر دوڑی جیسے سامنے یاقوت سخندان کے آئی یاقوت سخندان غصے مین سرخ
ہو رہی تھی مسکرائی اک برق چمک کر مہران پر گری مہران کے دو ٹکڑے ہو رہے آواز آئی کشتی مرا نام مسن
گلزار جادو بود برق فرنگی تو بشکل گلزار کود کر بھاگا حیرت تو بدحواس ہوگئی کہا او یاقوت یہ کیا کیا
عیارون کو کوئی قتل کرتا ہے ان لوگون کو چشم نمائی کیجاتی ہے اب جو یاقوت سخندان نے دیکھا میری کنیز
ندیم گلزار جادو کا لاشہ ہے کہا گل ہمیشہ بہار باغ حیات پر خزان آئی لعل سخندان بیقرار ہو کر دوڑی
کہا ای میری جھوجھو نے کیا خطا کی تھی یہ تمھاری خدمتگاری کرتی تھی گلزار جادو شگفتہ مزاج سرو قد غنچہ دہن

ہی منتظر باغات مین شباب مین خلل کیا یاقوت خندان جب ہوگئی یہان آ دو حرب و پیکار ہوئی تھین لیکن
جب دیکھا کہ برق نہین ہی گلزار جادو کا لاشہ پھڑک رہا ہی لعل خندان اپنی کنیز کے واسطے رو رہی ہی
یاقوت خندان دریاے حجاب مین غرق اب اسکو بھی قائمہ سے معلوم ہوا کہ برق فرنگی بصورت
گلزار جادو نکل گیا ملکہ بران مسکرائین یاقوت خندان نے کہا تم تو لوا بہت خوش ہوئین یہ شعبدہ بہت
پسند آیا دیکھو ہم ابھی سب عیارون کو بلائے لیتے مین برق کا شعبدہ ہم سمجھ گئے یہ کہکے قہر و غضب مین جھولی
سے کاغذ نکالا چہرہ مرکب کاٹ کے زمین مین ڈالدیے کہا اے سحر سامری عیارون کو اپنے اوپر سوار کرکے جلد لاؤ ایران
بہت خوش ہو رہی ہین وہ کاغذ زمین سے غائب ہوگئے اول حال برق سنیے خواجہ بشکل شگوفہ گئے تھے
حال برق سنکر بھاگ آئے جنگل مین چالاک سے باتین کر رہے ہین فرماتے ہین اے چالاک یہ موذی بھی
جان لیگا عیاری کرتے پر مرتا ہی بشکل مہران بارگاہ یاقوت مین گیا ہی وہ پہچان گئی ہی خدا اُسکی جان
بچائے یہ باتین کر رہے تھے خواجہ کہ برق کو دیکھا بھاگا ہوا چلا آتا ہی عمرو نے پکار کر پوچھا ارے برق
کیونکر بچا خیر تو ہی برق فرنگی نے کہا استاد آپ کے اقبال سے گلزار جادو کو قتل کرایا اپنی جان بچاکے
حاضر ہوا لیکن اب کوئی آفت آیا چاہتی ہی خواجہ عمرو و برق و چالاک کھڑے باتین کر رہے تھے دیکھا جانسوز
و ضرغام بھی آتے مین استاد کو دیکھکر ٹھہر گئے یہ پانچون عیار کھڑے باتین کر رہے ہین دیکھا پانچ مرکب
باساز و براق مرصع کار کسے کسائے زین و لجام سے آراستہ بھاگے ہوئے اس جانب آتے ہین عمرو نے
کہا کسی رئیس کے گھوڑے چھوٹ گئے انکو پکڑ کو لشکر مین چلکر بیچ لیتے ایک دُبلا پتلا ڈگا ہڑ سے نکلے ہوے
قریب خواجہ عمرو کے آیا خواجہ نے جیسے ہی باگ پہ ہاتھ ڈالا وہ گھوڑا اسٹک کے جھکا جسطرح بنا خواجہ کو
اپنی پشت پر سوار کر لیا پلٹ کے عمرو نے دیکھا برق و چالاک و جانسوز و ضرغام بھی ایک ایک
گھوڑے کی پشت پر سوار ہوگئے خواجہ عمرو نے چاہا کود پڑین ممکن نہوا جسم مرکب سے جسم اپنا جزو لازم
ہوگیا ناچار ہوکر لودھے پر ہاتھ ڈالا ہاے ہو کرتے ہوے چلے صاحب بغدۂ گران نظر کردۂ بزرگان
در کوہ مین بیٹھے تھے عبادت کر رہے تھے دیکھا اک گھوڑا کسا کسایا آیا قران اُس مرکب کو دیکھکر جادو
سمجھ گئے کسی نے سحر کیا جہان مہتر قران بھاگ کر جاتے ہین مثل ہمزاد گھوڑا ہمراہ ہی آخر گھبرا کر اک درخت
پر چڑھ گئے دیکھا الیاس مرکب شائستہ ہی خوش قدم صبا شمیم شاخون پر دوڑا دوڑا پھر رہا ہی مہتر قران
نخل سے بھی کود کر بھاگے پھر پھر کر ال جاتے پھرے جہان یہ گئے مرکب بھی پہونچا جب قران نے دیکھا کہین

مہلت نہین ملتی اک مقام پر آگر مجبور ہو کر ٹھہرے قریب تھا کہ تحمل دو بندے مارے طبقہ زمین کا پھٹا اک غار
سا بنگیا اُسمین قران کو وہ بڑے اپنے کو اُس غار تنگ و تاریک مین مخفی کیا قلیل سا روزن حال مرکب دیکھنے کو
رکھ لیا لیکن گھوڑا گرد اُس غار کے چرخ مار رہا ہی ہوش مہتر قران کے اُڑ گئے جی مین کہتا ہی کہ اے مہتر قران
کیا بلا کا سحر ہی ان ساحرون سے خدا آبرو بچائے اسی خیال مین اُس غار مین چھپے ہوے ہین کہ کان مین ہٹو
بچو کی آواز آئی دیکھا کہ خواجہ عمرو و برق و چالاک و جانسوز و ضرغام پانچون عیاران لشکر اسلام سوار
گھوڑے اُڑائے ہوے جاتے ہین چہرے پانچون کے اُداس گھبرائے ہوے منہ سے آواز نہین نکلتی مہتر
قران دُعائین مانگنے لگا خداوندا ان سب کو شر سے ساحرون کے بچانا یقین کامل ہوا انھین مین کا گھوڑا مجکو
بھی لینے آیا ہی ابھی تک تو حافظ حقیقی نے بچایا ہی یہان یاقوت سخندان جب ان مرکبون کو روانہ کر چکی تو بران
سے کہا کہ کیون ہمشیرہ صاحبہ تمنے کسی بادشاہ جلیل کی شراکت نہ کی عیارون کے واسطے بادشاہ طلسم ہوش ربا
سے بگاڑی ان عیارون کی کیا حقیقت ہی ایک اشارے مین قتل ہوتے ہین ابھی مین نے پکڑوا بلایا ہی آتے
ہونگے ملکہ بران نے کہا گرفتار ہونا جوہر عیاری ہی جب یہ قید ہوے دوسرے کو مارا ملکہ یاقوت سخندان
نے پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیا ملکہ بران نے دیکھا خواجہ عمرو وغیرہ گھوڑون پر سوار مجبور و ناچار چلے آتے ہین
ملکہ یاقوت نے کہا کیون بوالبس انھین کے بھروسے پر ملک کی تباہی کی فکر کی ابھی کہو انکو قتل کر دین
ملکہ بران نے کہا اے یاقوت سخندان اس گرفتاری کا اعتبار نہین اگر خواجہ عمرو کو خبر ہو جاتی تمھارا سحر
تلاش کرتے کرتے تھک جاتا انکی گرد پاپوش کو نہ پاتا یاقوت سخندان نے پانچون عیارون کو گھوڑون
سے اُتارا عمرو سے پوچھا چھٹا عیار مہتر قران شاگرد رشید آپ کا کہان ہی عمرو نے کہا انکو بہرام فلک
بھی گرفتار نہین کر سکتا ہی مین خود تھا تمھاری ملاقات کرین زیارت سے مشرف ہون گھوڑے سواری کے واسطے
بارے سیر کرتے چلے آئے ہمارا کیا ہرج ہوا ملک اخضر نے کہا خواجہ جسوقت ہمارا جی چاہیگا اسی طرح گرفتار کرینگے
تمھارا برق فرنگی عیار آیا تھا ہمکو معلوم ہو گیا مگر ایسا طرار تھا زبردستی گلوریان لگا لگا کر دیتا ہی یاقوت
سخندان نے کہا کیون میان برق فرنگی تمنے ہماری کنیز گلزار جادو کو قتل کیا یا اب اسکی سزا دین یا تمھین
گلزار جادو کر دین برق فرنگی نے کہا آپ رئیس جلیل ہین ہم عیار بیکار ذلیل ہین ہم سے کیا بدلا لیجیےگا بی
بران صاحبہ کو قید کیجیے ملکہ مہرخ سے بدلا لیجیے مگر انصاف فرمائیے یہ غلام انکا کیا مزے سے بیٹھ کر
لٹک گیا خلعت ملنا چاہیے ملکہ یاقوت سخندان نے کہا خیر اسوقت میرے مکان پر آئے ہو تو اب بران تشریف

تھی یہ جسطرح گرفتار کیا جاؤ اب ہم تم سب کو آزاد کرتے ہین خبردار کبھی ہمارے لشکر مین نہ آنا ورنہ کوئی
نہ بولا برق تڑپ کر بول اُٹھا کہا حضور یہ قید نہ لگائیے ہم ہرکارے ہین ہزار مرتبہ لشکر مین براے خبر آئینگے جسوقت
موقع پائینگے عیاری کر گذرینگے ملک اخضر نے کہا اے فرزند جسوقت یہ لشکر مین آئینگے مین گنبد بلورین دیکھا
کرتا ہون مین یہین سے بیٹھے بیٹھے بتلاؤنگا فلان عیار فلان صورت سے لشکر مین آتا ہے جان بچانا اسکو دشوار
ہوگی اب تو عمرو بول اُٹھا کہا بڑے میان ذرا اپنی زبان سنبھالیے گنبد کو آپ کے تاک چکا ہون سے میدان
انشاءاللہ لونگا اخضر نے کہا کیا مجال خواجہ نے کہا مصرع خیر زندہ ہین اگر یار تو صحبت باقی ۔ گنبد کیسا اپنی
خیر منائیے بلاوجہ ہم غریبون کو آپ نے ستایا بارگاہ مین پکڑوا بلایا ہم خاموش ہین یہ کہکر پانچون عیار
طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے ملکہ لعل نے وہ مرکب بھی طلب کر لیا جو فکر مین عنتر قران لے گیا تھا ملکہ مہرجان
سے کلام اصلاح کا انجام سنو ملکہ یاقوت سخندان نے کہا لو صاف صاف جواب دو اب تو افراسیاب
جادو سے ہماری نسبت پختہ ہو گئی خالو صاحب نے دیر کی ایلچی دیر مین پہونچا ہم عہد واثق کر چکے ملکہ
مہران نے کہا اب ہمکو خواہش بھی نہین ہے ہم آپکو صاف جواب دیتے ہین جو آپ سے ہو سکے قصور نہ کیجیے
خوب سخت گفتگو ہوئی جو ملکہ یاقوت سخندان نے سوال کیا ملکہ مہرجان نے جواب سخت دیا آخر صحبت
اصلاح برخاست ہوئی ملکہ مہرجان سوار ہو کر اپنی بارگاہ مین آئین ناگاہ جوہری ماہتاب ان جواہر ثابت
وسیارگان کو لیکر بازار فلک نیلی پر آ کے بیٹھا بازار خرید و فروخت گرم ہوئی لیلاے شب نے زلف عنبرین کی
فرش چاندنی زمین پر بچھا مجنون روز با جگر سوز بہ سوز طرف صحراے نجد مغرب کے گیا ملکہ یاقوت
سخندان کو نہایت ملال تھا باپ سے کہہ رہی تھی واسطہ سامری کا ہوشیار رہیے گا مجھے عیارون سے بڑا
خوف ہے نہایت گستاخ ہین افراسیاب نے سب کو خوب سر چڑھایا ہے مقام پر دھوکا کھایا ابن لعل
طبل جنگی بجوا دو کل صبح کو ان سبھون کو ڈبو دونگی حال کھل جائیگا خالو صاحب بیٹھے بیٹھے آنکھیگے مین نے
صحبت قدیمانہ صرف کی ہے ملکہ مہران کو ان مکارون عیارون پر بڑا ناز ہے لشکر لعل سخندان مین صداے
طبل جنگ بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے بغرض جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر چلے یہان دربار شہنشاہی
بہ فیوض نامتناہی کریم کارساز نہایت لطف سے آراستہ ہے خواجہ عمرو نے برائے ملاقات کوکب روشن ضمیر
تشریف لیگئے ملکہ مہران ملکہ مجلس جادو سے کہہ رہی ہین بیٹیا بگڑی سی اُلجھ گئی اگر یہ نہ رہین قائم رہین
کسی کی آبرو نہ بچیگی اسکی فکر واجب و لازم ہے ملکہ مجلس نے سر ہلایا لونڈی سمجھ گئی جو انتظام کیجیے گا بہتر ہے

خدمتگزاری حاضر ہون ملکہ مہ جبین کو بڑا استفسار ہی بہار سے پوچھ رہی ہی کیون خالا امان کس طرح سے جنگ آغاز ہوگی ملکہ بہار فرماتی ہین بی بی انشاء اللہ انکو بھی تمکو چنوا دینگے رنگ بہار سحر دکھا دینگے خدا تمھارے وارث کو ہر آفت سے بچائے کہ ہر کارے آگر ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے

بجاے ادب پر دست بستہ آئے قطعہ	الٰہی بخت تو بیدار بادا	ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ	بچشم دشمنانت خار بادا	حضور کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز

و گداز ہو ملکہ یاقوت نے غصے مین طبل جنگی بجوایا کل اسکا ارادہ ہی کہ میدان کارزار مین مقابلہ کرے جمشیدین کوکب روشن ضمیر نے شگفتہ ہو کر فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بعنایت رب اکبر طبل جنگی بجے میان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی سب سردارون کو خبر دریافتہ ہوئی کہ طبل جنگی بج گیا کل لشکر دشمن سے مقابلہ ہی دیکھین گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون تاج و دولت کسکے سر پر رکھتا ہی موت کا مزا کون چکھتا ہی ظاہر ہی کہ کل کسی کے لیے تخت حکومت کسی کے واسطے خاک مذلت ہو مخانے جابجا لشکر ملکہ بران مین آراستہ ہوے بڑی بڑی شاہزادیان سحر تیار کر رہی ہین ملکہ مروارید گلنار دختر سہیل روشن ضمیر کہ جسنے بڑے بڑے سحر کیے یقین ہی کہ محرر ہر چہار جلد کو یہ داستان ملکہ سہیل دختر کوکب ممکن نہوئی ہوا سو جہ سے ان داستانون کا پتا نہین تحریر کرتا اتنا البتہ واضح رہے کہ کوکب روشن ضمیر کے کئی بھائی مین ایک بھائی کا پتا تو کسی موقع پر انشاء اللہ تحریر کرونگا بروقت ملاحظہ سامعین وجد فرمائینگے ایک سہیلان روشن ضمیر جسکی دختر بلند اختر ملکہ اختر بن سہیلان ساحرہ لشکر بران کے آئی ہی اس بھائی نے انتقال کیا بیٹی مطیع کوکب روشن ضمیر ہی ایک بھائی سہیل روشن ضمیر جس زمانے مین ملکہ بران شمشیر زن پل پر نیزادان کو توڑ کر گشتہ سحر عشاق ہوئی تھین اسکی زمانے مین یہ شاہزادی ملکہ مروارید دختر سہیل بر بنے رہائی ملکہ بران آئی ہی یہ سب داستانین اس شاہزادی کی تصنیف کردۂ حقیر طولانی ہین مگر مضمون مین لاثانی ہین آخر مین سہیل نے افراسیاب جادو سے ملجانے کا قصد کیا کوکب نے سہیل کو قصر جمشیدی مین اس جرم پر قید کر لیا ہی اسکی رہائی وقت پر بیان کرونگا تب مفصل حال ناظرین پر واضح ہوگا مراد یہ ہی کہ ملکہ مروارید دختر سہیل اگر ہوم خانے مین داخل ہوئی اک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا سوئی برس رہے ہین گرد بارگاہ بہار باغ سحر درست ہین گرد بارگاہ سرخ سوسے کا کل کشا تکلماے سنبل پیچان رشک گیسوان محبوبان عاشق پیچان جابجا

ماران سیاہ یا اژدران خونخوار بھرے ہین بارگاہ خورشید زرین سحر پر شب کو آفتاب عالمتاب سا طالع و لامع ہی گرد بارگاہ باغبان قدرت چمن ہاے طولانی گلشن لاثانی شب کو ٹہل رہا ہی باغ سحر کو زور کرہای زوجہاسکی ملکہ گلچین گلہاے رنگارنگ دامن مین بھرے ہوے جیسے ہاے شگفتہ مین مثل سرو چمن خرامان خیمہ بہار پر پھول برس رہے ہین آج کی شب عیاران اسلام لشکر افراسیاب جادو مین گھسے ہوے ہین جانتے ہین کسی طرح اپنے کو تابہ ملکہ یاقوت سخندان پہونچا مین لیکن دیکھتے ہین شب کو دریاے سحر حائل ہین کوئی قریب بارگاہ ملکہ یاقوت سخندان دختر ملک اخضر جا نہین سکتا نہنگان خون آشام قریب اُس دریاے زخار کے منہ لگاے بیٹھے ہین کہین گھڑیال کہین سوس مگر کنارے پر بعبدکر و فردریا جوش مار رہا ہی اتنا بڑا دریا ہی کہ آسمان جسمین مثل حباب معلوم ہوتا ہی مچھلیان تڑپ رہی ہین اُس ماہیت سے کون آگاہ ہی بروقت مقابلہ حال کہا ہی تحریر ہوگا ازماہ تا بماہی وہی دریا جوش مار رہا ہی عیار جاتے ہین اور پلٹ آتے ہین برق فرنگی ترٹپ رہا ہی راہ مین برق کو چالاک سے ملاقات ہوئی چالاک نے کہا ای برق کچھ خبر بھی ہی قبلہ و کعبہ کی بات مین فرق آیا جاتا ہی بدنامی ہوگی وعدہ کیا تھا کہ ملک اخضر کو پکڑ لیجاؤنگا گینڈ جھین لونگا سو وہ قریب ہی کچھ سنو سکا برق فرنگی کہتا ہی مرشد زادے اگر لشکر مین جانے پاتا ملک اخضر کی مشکین باندھلاتا دریا تک جانا دشوار ہی نہنگان سیاہ سد راہ بارگاہ ہون کہ ہین گرد ساحران خوک پیکر چرخ مار رہے ہین آیند و روند کو للکار رہے ہین پھر حضور کیونکر جائین بیشک اُستاد کی بات مین فرق آیا چالاک بن عمرو نے کہا ای برق فرنگی قبلہ و کعبہ ضعیف ہوے انکی عقل مین بھی ضعف آیا جو چاہا فرمایا برق فرنگی نے کہا مین اُستاد کی باتین پوری کرتا رہتا ہون گلزار جادو کو قتل کرا دیا مین نے تو یہ کام کیا یہی عیاری ہی ملک اخضر گرفتار ہوا یہ باتین کرتے تھے کہ لشکر شہنشاہ انجم سیاہ نے شکست کھائی داخل قلعہ مغرب ہوا اقلیم شرق سے نشان علم زرنگاری نمایان ہوا تخت زبرجدی پر شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش جلوہ فرما ہوا صفوف فوج ضیا و شعاع آراستہ ہوئین اب افراسیاب جادو بارگاہ سے بصد عزت و جاہ نکلا ملکہ حیرت جادو نے بھی آج دریاے جواہر مین غوطہ مار انازنین حور پیکر سیمبر تاج یاقوتی جسمین ایک سال کا خراج طلسم ہوش ربا صرف ہوا آج ہی کے لیے آراستہ کرایا تھا وہ زیب سر لباس دلفریبی زیب جسم الور جیکا یاقوت احمر کا زیور سب یاقوت و الماس نگار کا گرکنیزان گلعذار سرو قد ماہ رخسار پہلو مین چالیس وزیر زادیان اس کرو فر جاہ و حشم سے بارگاہ سے برآمد ہوئیتا

افراسیاب جادو نے اگر تخت پر سوار کرایا حیرت جادو بات نہین کرتی آج تو افراسیاب جادو جمال
بیمثال دیکھکر بیقرار ہوگیا اب دربارگاہ ملکہ یاقوت سخنداں پر آیا صرصر و صبا رفتار کو بھی بڑا ملال ہے
و سبھم یہی خیال ہے اگر ان لوگون کے ہاتھ سے لڑائی فتح ہوئی ہماری بی بی حیرت جادو کا مرتبہ کم ہو جائیگا
دعائین مانگ رہی ہین کہ یہ ملک خضر بڈھا مارا جاے ہماری بی بی کا مرتبہ بلند ہو یاقوت سخنداں طاوس
زرین بال پر سوار ہوئی ملکہ لعل سخنداں اہتمام لشکر کرتی ہوئی آگے بڑھی افراسیاب جادو خود اہتمام
کرتا ہوا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے بائیس لاکھ کا لشکر بڑے بڑے ساحران نامور اپنے
اپنے مقام پر اپنے کو سامری و جمشید جانتے ہین ملک خضر گوہر پوش چونکہ افسر ہے لعل و ملکہ یاقوت کا
باپ تخت پر سوار ہوا ہے اونچا تخت کو کرکے وسط سما پر ٹھہرا لشکر جم رہے ہین میمنہ و میسرہ صفین
آراستہ ہو رہی ہین ایک ساحر نے بڑھکر سحر کیا ابر سیاہ آسمان پر آیا برستا ہوا نکل گیا چھڑکاو ہوا ایک نے
بڑھکر دستک دی ہواے تند چلی خس و خاشاک کو اڑا دیا ایک سنگدل نے تبر پر سلے جو جو نخل سامنے
تھے کٹکر گر گئے میدان مثل آئینہ کے تیار ہے نقیبان خوش آواز گویوں کے لڑکے سرون مین ڈوبے ہوے

اول تو سرود چھیڑے گنگنا کر ان ماہ رخساران خوش گلو نے یہ اشعار شروع کیے اشعار بہ شہر خموشان گذر کردے

بحال غریبان نظر کردے
لحد تنگ و تاریک با رنج و غم
کہ جمشید رفت از جہان درد مند
چو آمد مرا یاد آن شہریار
بدالت کند نام نیکت بلند
مختصر طول چون کرد طور سخن
ز سعدی ہمین یک سخن یاد دار

چو دیدم قبر شہ چین ور سے
وزیران لشکر نہ جاہ و حشم
روایت کند راوی خوش بیان
شدم بر مزارش ز غم اشکبار
بگو ای شہنشاہ فیروز بخت
ندا آمد ای یار غمخوار من

بگفت این قبر کاوس کے
کجا ہست ضحاک بد عت پسند
چو رفتیم بر قبر نوشیروان
بگفتم کہ افسوس ای ارجمند
بملک عدم یافتے تاج و تخت
شد دل برین دہر ناپائدار

قبر نوشیروان سے یہ حسرت کی صدا آئی ای بھائی مصرع حسرت شاہ

و گدا زیر زمین یکسانست + تاج و تخت کہان وہ عارض الزجنبے پھول کا سایہ بار تھا انکو کیڑون نے
کھا لیا بالش کے عوض خشت ہے بستر کے عوض خاک بر جسم کی پوشاک ہزارون من ہمارے اوپر خس و
خاشاک تاریکی قبر مین گھبراتے ہین دنیا مین یہ شعر سنا تھا لیکن افسوس اسکے مضمون کے پابند نہوے
فرد مصنف زمین قبر ہر اک کو یہ دے رہی ہے صدا + چراغ لاو وہان سے یہان اندھیرا ہے + چراغ مرقد

تاریک کیا ہے دنیا مین شیوہ فیض و سخا ساتھ بندگان خدا کے حرف مہر و وفا برہنہ کو پوشاک نہ پہنچائی عیش و عشرت مین بسر کی غریبان رعایا کی خبر نہ لی آجتک اسی حساب و کتاب مین ہون دربار قہار و جبار سے پرسش ہے فرشتگان عذاب کو عذاب کرنے مین کوشش ہے نامۂ اعمال طوق گردن رکھا جسم ماران سیاہ بنگئین ہڈیان ضرب نیشہائے عقرب سے چھن گئین قول سعدی یاد رکھنا واجب و لازم کوئی وزیر امیر ساتھ نہ آیا حشم و خدم دنیا دنیا ہی مین رہا اعمال ساتھ مین ہمارا گریبان منظلومون کے ہاتھ مین ہے بس دنیا سے دل لگانا بری شامت ہے اب اپنے حال پر عبرت ہے لیکن بیکار اب پلٹ کر دنیا مین نہ آئینگے عقلمند کو چاہیے ہر وقت اس شعر کو پڑھا کرے شعر دنیا عجب مقام ہے اور رہا سے سیر ہے خیریت اسی کی جسے دست خیر ہے جسنے یہ نہ کیا بہت پچھتائیگا کف افسوس ملیگا قبر تاریک مین کچھ زور نہ چلیگا گٹھری بار گناہ کی سر پر ہے جسم کیونکر بار اٹھائے کوئی حال پوچھنے نہ آیا بقول قمر نظم

ناسازی زمانہ کیسے کہان کہان تلک | بیزار ہوگئی ہے جسم خریج جانتک | رکھکر لحد مین مردہ کو کوئی نہ پاس تھا
خویش و عزیز سارے سبھی چھوٹ جاتے ہیں تلک | نقیبان خوش آواز آنکے جو یہ اشعار عبرت آثار پڑھے یا تو طبل و بوق

بج رہے تھے زمین متزلزل و متحرک تھی یکایک سناٹا صعوبت بپا آیا جانبین کے پرے کے پرے خاموش ہو رہے جرأت کا جوش ہر ایک کا یہی قصد ہے کہ میدان کارزار مین نکلین اپنی جان دین دنیا سے سرخرو ہو کر اٹھین اس نمکحلالی سے قبر مین روشنی ہو گیا گردن بند قمر صاحب کا پڑھا گیا شعر یہ شیخ سعدی کے کیا مصرع لگائے قلب تھرائے کلیجے منھ کو آگئے ای رب اکبر حسرت و یاس لیکر دنیا سے نہ اٹھین احکام ہدایت انجام کے تیرے پابند ہین گنج مزار مین جا کر چھپا مین نہ سین تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ اخضر گوہر پوش کا تخت نہایت بلند ہے دماغ آسمان پر بھولا ہوا تخت پر بیٹھا ہے گنبد بلورین جیب مین لوجہ کبر و نخوت اسکو نہین دکھتا جانتا ہے بجلی لڑیگی سب کو شکست دیگی نہرون مین سب کو ڈبو دیگی مجھکو سحر بھی ذکر نا چیرے کا یا اوقاف اسباب اپنی زوجہ کے سامنے اونکا سب کی نگاہ تخت اخضر سے لڑی ہوئی ہے یکایک سب نے دیکھا طرف سے طلسم نور افشان کے ابر فیروزی پیدا زیر ابر تخت روان پر کوکب روشن ضمیر دریا جواہر مین غرق تاج یا قوتی بفرق بڑے دھوم سے آتا ہے جیسے ہی اخضر نے کوکب کو آتے ہوئے دیکھا منھ پھیر کر متوجہ ہوا کوکب نے وہین سے آواز دی بھائی صاحب سبحان اللہ کیا کہنا اسی دن کے لیے سحر سیکھا تھا کہ ہمارے کلیجے پر چھری پھیروا اس بڑھاپے مین کلیجہ تھرکا نا یا کیون او جلاد صاحب بیداد اگر آج

سالی سیری ملکہ اختر جہان افروز مادر یاقوت ولعل صاحب حسن وجمال زندہ ہوتی تو اسطرح لشکرکشی
کرکے بمقابلہ بران وجمشید آتا تیری صورت سے بیزار ہوتین اُسکا قول تھا کہ جمشید وبران میری نور نظر
ہین لعل ویاقوت تمھارے پارہ جگر ہین کیونکر تیرے دل نے گوارا کیا جمشید وبران کے مقابلہ مین کھڑا ہو
تیرے دل مین بالکل رحم نہین یہ مین خوب جانتا ہون یاقوت بخند ان سے کوئی نہین لڑسکتا یاقوت
کا سحر دریاے خون بہائیگا یہ نہرین دریا بنجائینگی بران وجمشید غوطے کھاکر مرینگے پیر لاشہاے جمشید و
بران تو ہی اٹھانا مین جلاد نہین ہون یا شاید بران غالب آئے لعل یا یاقوت قتل ہوجائے اُسکا لاشہ
بھی تجھی کو خدا دکھائے مین فرزندان اختر جہان افروز کو خون مین غوطہ مارتے دیکھون میرا کلیجہ
پھٹ جائیگا اسقدر غرور نے تجھکو گھیرا ہمارے نامے کو بحقارت پھیرا تجھکو اپنی بیٹیون کا اختیار ہے اقرا بیٹا
کیا بازار مین کمرہ لیکر بیٹھ بڑا مال ملیگا میان صاحب کہلاؤگے ایکہی ہفتے مین امیر ہوجاؤگے کوکب یہ کہتا
ہوا تخت کو بڑھائے ہوے قریب اخضر آتا ہے اخضر نے بھی تخت اُسی طرف بڑھایا جواب دیا عجب عجیبا
ہمنے بران کو بُلا بھیجا تھا اُسنے ہمکو جواب صاف دیا عمرو کی عیاری پر مغرور ہے نشہ سحر مین چور ہے کوکب
نے کہا او بے غیرت تیرے نزدیک بران کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ اصلاح دے غیر اصلاح کو سمجھے چارون
کی بات ہے تو اُسکو گود مین کھلاتا تھا مین لعل ویاقوت کو گہوارے مین جھولاتا تھا ان بچون کو لیاقت
کلام کہا مین تو اپنی جان دینے آیا ہون لعل ویاقوت وبران وجمشید میرے جنازے کو کاندھا دین
روح میری شاد ہو تو عاقبت کے بوریے سمیٹنا ان چارون کے لاشے تو ہی اٹھانا مجھے یہ دن خدا نہ دکھائے
کہ ان چارون مین سے ایک کو بھی مردہ دیکھون لعل ویاقوت کو بران وجمشید سے زیادہ سمجھتا ہون
تیری طرح جلاد نہین ہون میرا دل بہت نرم ہے مشہور ہے کوکب صاحب حجاب وشرم ہے اب تخت اخضر قریب
تخت کوکب پہونچا ہے کوکب نے تلوار نیام سے کھینچی کہا دیکھ مین اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہون تجھکو عزیزون کے
خون دیکھنے کی بڑی خوشی ہے سب سے پہلے مین اپنے کو ہلاک کرون اپنا قصہ پاک کرون سرخرو دنیا سے
اُٹھ جاؤن تو لاشے لعل ویاقوت کے اٹھانا جمشید وبران کو خاک مین ملانا جب کوکب نے تلوار
کھینچی اور کہا مین جان دینے آیا ہون اخضر نے گھبرا کر تخت اپنا تخت کوکب سے ملادیا گھبرا کر کہا بھائی
صاحب مین ابھی لشکر پھیرے لیے جاتا ہون جمشید کو بہ فرزندی قبول کرونگا کوکب نے کہا او جلاد
تیرے دل مین رحم بالکل نہین اب تو سب کلیجون کے ٹکڑون کے لاشے اٹھانا مصاحبت سامری کے

سحر دکھاتا ہے تجھکو کیونکر معلوم ہوا کہ مین یزدان پرست ہو گیا ہون نے دو سو خداؤن پر لعنت کی سراسر جھوٹا افترا تہمت بہتان ہونے دو سو زیادہ ہوتے ہین باایک۔ ارے بیوقوف مین کیا تیری طرح نادان ہون تیرے بھروسے پر سلطنت طلسم نور افشان کرتا ہون سات سو ملک کی سلطنت انتظام عجائب و غرائب طلسمات تو اکر کرتا ہے ایک حجرے کا حاکم ہو کر ایسا مدہوش ہوا اختر جہان افروز کی وصیت کو فراموش کیا ابھی تو اُس بی بی کا کفن بھی میلا نہوا ہوگا سنا مین نے کہ لونڈیون کو اپنے پہلو مین بٹھاتا ہے جس بی بی نے تجھکو خاک سے پاک کیا اُسی کے تصدق سے یہ سلطنت ملی حاکم حجرۂ نجم کہلایا اُسکی بہن کی اولاد کو قتل کرے اب مین نہ مانونگا مردانہ وار سر میدان جان دونگا یہ کہکر کوکب نے وہ تیغ برق مثال اپنے گلے پر رکھا اخضر نے تخت اپنا تخت کوکب سے ملا دیا ہاتھ بڑھا کر تیغ چھین لون کوکب نے جھڑک دیا محظوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو زمین سے سو گز کی بلندی پر یہ معاملہ درپیش ہے حیرت و افراسیاب کیسے تمام عالم دیکھ رہا ہے ہر شخص کا یہی قول ہے کہ کوکب بڑا صاحب غیرت ہے لعل و یاقوت بھی خالو آبا خالو آبا کہکر پکارتی ہین لعل نے آواز دی حضور واسطہ سامری کا تلوار گلے سے ہٹائیے یاقوت نے اخضر کو پکارا ابا جان خالو صاحب کے ہاتھ سے تلوار چھین لیجیے خدا انکو سلامت رکھے ہمسے بڑی محبت کرتے ہین ہمکو گودیون مین پالا ہم اُنکے حکم کے خلاف نہ کرینگے شادی مین آگ لگے ہے ہے چراغ طلسم نور افشان گل ہوتا ہے کیا صدمۂ عظیم اُنکے قلب پر پہونچا اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹے ڈالتے ہین جو کچھ فرمایا اُنکی محبت ظاہر ہے اُنکی لیاقت سے ہر کس و ناکس ماہر ہے ہماری ماں اُنکی چھوٹی سالی تھین اُنکو بھی گودیون مین پالا سنتے ہین روز شادی خالو صاحب کی زوجہ ہماری خالہ امان ہماری مادر مہربان کو گود مین لیکر محافے مین سوار ہوئی تھین روز دیکھنے آتی تھین جب ہمارا حمل رہا ہر ایک دیر مین جا کر سجدے کرتی تھین روز پیدایش ہمارے بڑا جشن کیا کیطرح دھوم سے لا کمین چھٹی کی چلے نہلائے ہر سنان مین لاکھون روپے صرف کیے حقیقت مین آج امان جان کی روح بیتاب ہو گی یہان زمین پر تو قیامت ہے وہان کوکب نے تیغ گلے پر رکھا اخضر نے چاہا لپٹ جاؤن کوکب نے کہا دور ہو اوجلاد مین زندہ رہکر کیا کرونگا

افراسیاب میرا دشمن تو نکارا ہزار مین قتل یاقوت و لعل ؛ دیکھون میرے بعد بیان ہلا

لیگی خون کے دریا بہا دیگی جھڑکنے سے کوکب کے اخضر رکا کوکب نے تیغ کھینچا تیغ برق مثال

تھا صرف تسمہ لگا رہگیا گلا کٹا لاغشہ کوکب لہرایا اخضر ہائے کہکے لاشے سے لپٹ گیا خون گلوے تازہ رگون سے مثل فوارے کے اڑا وہ فوارہ خون کا منھ پر اخضر کے پڑا اخضر ہائے کہکر لوٹا کیا جہان سے کوکب کا سر کٹا تھا در سراسر چھوٹا سا پیدا ہوا آواز دی لاشہ کوکب نے باشندہای کفاران بیحیا وای نابکاران بر دغا منم ہژبر دشت طاری و نہنگ دریاے زخار عیاری سرہنگ سرہنگان لبساط بلاد بنی ادم مولاے معظم و مکرم جامع الفضل والکرم دوندۂ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ مردان را سرہنگ و نامردان را پالہنگ صاحب قنطورہ و زنگ عیار جہانگیر عالم محترم و محتشم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان عیار طرار مکار غدار خنجر گذار خواجہ عمرو

بن امیہ ضمری نامدار نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف		عمرو ہون مین عیار صاحبقران
مرے مکر سے کانپتا ہے جہان	تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
میرا تیز رفتار گر ہو قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم	اڑاؤن صبا کے بھی مین ہوش کو
نہ پائے مری گرد پاپوش کو	دوندۂ جہانگرد و طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

یہ نعرہ کرکے مردے نے زندہ کو پشت پر لادا نعرہ کرتا ہوا تخت کو بھگایا کوکب قصر جمشیدی سے مرات واقعہ مین دیکھ رہا ہے کہ عمرو نے ملک اخضر کو پکڑا تخت اڑا کرلے بھاگا ابر سحر شہنشاہ کوکب کا بنایا ہوا تھا ابر نے تخت کو آغوش مین لیا یون چمک کر نکل گیا کہ جیسے برق چمک کر نکل جاتی ہے ملکہ گل سخن ران و ملکہ یاقوت سخندان وافراسیاب جادو ارے ارے کرتے رہگئے بات منھ سے نکال سکے ہونٹھ نہ کوئی ہلا سکا مثل برق و باد تڑپکر تخت آیا اخضر کو اٹھا کر عمرو لیگیا نعرے کی آواز تو ارے آئی کوئی سمجھ نہ سکا کیونکر آیا کیونکر نکل گیا ابر کڑکتا ہوا بر سر قصر جمشیدی پہونچا کوکب اٹھ کھڑا ہوا دوڑ کے خواجہ سے لپٹ گیا کہا خواجہ مین دیکھ رہا تھا کیا کار نمایان کیا گنبد جیب سے نکال لیا دو تو کوکب نے اپنے خزانے مین رکھا کہا خواجہ یہ گنبد وقت پر کام آئیگا ملک اخضر کو تم لیجاؤ مگر خواجہ بڑی آفت برپا ہوگی عمرو نے کہا روز ہی آفتین برپا ہوا کرتی ہین خدا یہ بدمعاش زنبیل کی تو سیر کرے یہ کہکر عمرو نے اخضر کو زنبیل مین داخل کیا سبطے سے پکار کر اتنا کہدیا ارسے دینا اسکا ملک اخضر نام ہے اسکے سر پر لگرے نہ رکھنا تمھارے ساتھ رہیگا حساب و کتاب اسی سے لکھوانا پڑھا لکھا ہے زنبیل مین اخضر کو رکھکر خواجہ عمرو طرف لشکر کے روانہ ہوے کوکب نے وہ گنبد اپنے قبضے مین کیا جب

خواجہ ملک اخضر کو گرفتار کرکے چلے آئے کوئی میدان مین نہین نکلا میدانداری معطل رہی ملکہ مہرخ اپنے لشکر کو پھیر کر لیگئی یاقوت سخنداں رنجیدہ و کبیدہ ہو کر پلٹ آئی صرصر بہت خوشیان کرتی ہوئی حیرت سے کہتی تھی خوب بڑھا کر اٹھا لے گیا واہ رے عمرو دیوانہ کر دیا اب تو بی یاقوت کے منھ پر ہوائیان اُڑ رہی ہین دونون کا کلیجہ خون ہوا واری آپ رنج نہ کیجیے اسی طرح ان دونون کو بھی ایک دن عمرو مار ڈالیگا اُسکا کوئی کیا کر سکیگا دیکھا آپ نے کس زور و شور سے آیا کوکب نے ابر سحر ساختہ کر دیا تھا تخت زبرجدی پر سوار تھا بجلی کی طرح آیا ہوا کی طرح نکل گیا دیکھیے تو کیا قیامت کرتا ہے کوئی اُسکو روک بھی نہ سکا آپ کا غم و الم بالکل بیکار ہے مسلمانون کی مدد غیب سے ہوتی ہے یہ بھی قتل ہو جائینگی کوئی نہ کوئی تدبیر نکل آئیگی حضور اختلاف و شمنا نواز تو ہماری نگاہ مین بھی نہین بیچ تاریک کا البتہ قتل ہونا ابتک آنکھون مین پھر رہا ہے ایسی ساحرہ زبردست جو بیہوشی کو یہ کہے کہ نسخہ تلخی شراب ہے لیکن واہ رے عمرو اُسکو بھی عیاریان کین کبھی نذر کا کوکب بنکر آیا نورافشان نے تیغہ نورافشانی ہی دیا ہر نوع جو بیان آیا پھر پلٹ کر نہ گیا یہ بھی قتل ہونگی اب چین سے خاصہ نوش فرمایئے یہ پیارے شہنشاہ کا دو چار دن کے واسطے ہے حیرت نے کہا مجھے بڑا ملال اسکا ہے کہ جب عمرو ملک اخضر کو پکڑ لے گیا یاقوت طبل بازگشت بجوا کر پلٹی شہنشاہ گھبرائے ہوئے اُسکے پایۂ تخت پہ ہاتھ رکھے ہوئے اُسکی بارگاہ مین تشریف لیگئے ہمکو ملنے کا بھی حکم نہ دیا آج کل ہمروت کو کلام کرنا ناگوار ہے صرصر نے کہا واری دو چار دن خاموش رہیے سارا جاہ پیار نکل جائیگا میری بات یاد رکھیے لعل ضرور نکل جائینگی جب اسد غازی میدان مین آتا ہے تو نگاہ مین لڑاتی ہین کبھی شرماتی ہین کبھی تنکر چین کا اُبھار دکھاتی ہین بحوت یاقوت ضبط کر رہی ہین فراق اسد مین مر رہی ہین ایک دن گھبرا کے نکل جائینگی الکینی یاقوت کیا کر سکیگی کوئی تدبیر نکل آئیگی حیرت کو صرصر سمجھا رہی ہے رات کو حیرت نے کھانا نہ کھایا تھا صرصر نے سمجھا کر کھانا کھلوایا یہان یاقوت کس غصے مین بیٹھی ہے کانپتی ہوئی افراسیاب جادو سے بھی کلام نہین کیا جب تخت پر آکر بیٹھی افراسیاب جادو خوشامد کر رہا ہے کہا ملکہ عالم نہ گھبرائیے مین انکو رہا کر دونگا عمرو کی مشکین باندھ کر لاؤنگا یاقوت نے کہا اے شہنشاہ مین آپ کے بھروسے پر نہین آئی ہون کل ہی قیامتین برپا کرونگی ایسے کو گرفتار کرون کہ عمرو عیار ہو کر کہے کہ ملک اخضر کو لے لیجیے اس سردار کو ہمین دے دیجیے یہ کہکر غصے مین ملکہ لعل سے کہا تو طبل جنگی بجواؤ طبل قہاری پر چوب پڑی بجز غضب تمام طبل جنگی بجوایا ملکہ مہرخ

جو پہلے ہین سب سے پہلے ہنستا ہوا برق آیا چالاک نے کہا کیون بھائی برق قبلہ و کعبہ کی عیاری دیکھی
برق نے کہا استاد قدرت پروردگار ہین یہ عیاری نہ تھی معجزہ تھا کس آرزو سے تشریف لاے کیا کام
کیا کس مزے سے کلام کیا کیا مزے سے گلا کاٹا ایسے گرگ باران دیدہ کو کیا دھوکا دیا خوب دام مکر مین کیا پھنسا
قبلہ و کعبہ جو کہینگے وہی کرینگے ای برق اسی وجہ سے ہماری کچھ حقیقت وہ نہین جانتے ہین یہ عیاری ہمارے
فرشتون کے بھی تو خیال مین نہ تھی ذہن بھی نہین پہونچا کیا مزے کی بات کی یہ ذکر تھا بارگاہ مین سب
وجد کر رہے ہین سب کے دماغ تر ہین صحبت عیش کو ملکہ مہ جبین نے حکم دیا ہی اسد غازی بھی تعریفین
کر رہے ہین ہر شخص کا یہی قول ہی کہ خواجہ عمرو فتح طلسم ہوش ربا ہین فن عیاری مین بے مثل دیکھا
ہین سب کے دلون کو تقویت ہوگئی ناگاہ آواز زنگ کی بلند ہوئی سب نے دیکھا خواجہ منھ لٹکائے ہوے
بارگاہ مین تشریف لاے اپنی کرسی پر بیٹھے ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ کیا کہنا اخضر کو کہان قید کیا عمرو
نے کہا آپکے کیا کہنا کو اوڑھون یا بچھاؤن جو ہم پر گذری وہ بھی کسی کو خبر ہی کس آفت مین مبتلا ہوے
دو صندوقچے ایک مہاجن نے دیے تھے اسمین دلور جواہرات کا تھا جب مین اخضر کو لیکر بھاگا جلدی
مین دونون صندوقچے گر گئے اگر پلٹ کے اٹھواتا تو گرفتار ہو جاتا آخر بھاگا چلا گیا نہ پلٹ سکا اب مہاجن
سے تقاضا ہی مہاجنون کا بلوہ ہی سب کو کھانا بھی نہین کھایا ملکہ مہ جبین نے حکم دیا ای سرداران نامی
وای ساجران گرامی ہمارے نانا جان کا نقصان ہوا سب صاحب موافق اپنی حقیقت کے دین پس
ہزار روپیہ ہماری جانب سے لاؤ عمرو نے اٹھکر مہ جبین کی بلائین لین کہا تو شاہزادی والا قدر ہی
دختر افراسیاب عالی جناب تیرے قدم کی برکت سے طلسم فتح ہوگا سخی کا بڑا پایہ ہی لیکن ایک بات
کا افسوس ہی مجاور زادہ خانہ کعبہ کے نواسے پر وہ عاشق ہوئی خلاف حسب و نسب دیکھو کیسا بھولا
بیٹھا ہی یہ چھوٹے منھ سے نہین کہتا ہمارے خزانے سے پانچ صندوقچے جواہرات کے لاکر دے دو اسد
غازی نے کہا نانا جان یہ خزانہ حق و مال غازیون کا ہی عمرو نے کہا غازی سب تھان پر ہنستا رہے ہین
انکو دانہ گھاس دیکھیے تمھارے نانا نے کیا گنوا دیا جو تم دو گے تمھین نصیب کیا ہی ہمیشہ قزاقی پر اوقات
رہی یہان مہ جبین کے صدقے سے شاہزادے کہلاتے ہو سب آپ کا حسب و نسب ابھی کھولدونگا
اسد نے کہا میرا حسب و نسب یہی ہی کہ آپ میرے نانا جان ہین آپ کے میرے بزرگون پر احسان ہین
عمرو نے کہا ان احسانون کو تہ کر رکھیے مین آپ سے بات نہین کرتا ایک دن آپ کی مشکین باندھکر

افراسیاب کے حوالے کردونگا ساری طلسم کشائی نکل جائیگی وہ میرا بڑا دوست ہے قصر عقیق نگار پر میری
تعریفین کرتا تھا وہی میرا قرضہ بھی ادا کردیگا آپ کے لشکر مین اب مین نذر ہونگا یہ کہکے اٹھے مہ جبین
نے دامن پکڑلیا کہا نانا جان اٹھنے آپ کو کیا کام ہے اسعد ملکزادی مین تو حاضر ہون سراسر مجھپر
احسان ہین عمرو نے کہا تیری وجہ سے مین لشکر مین ہون لیکن آپ کا حکم ناطق نہین ہے وہ توڑے
ابتک نہ آئے مہ جبین نے کہا ابھی حاضر ہوتے ہین باغبان کے نام حکم ہوا کہ جلد لاؤ باغبان اٹھا
ہنسکر کہا استاد آج تو کچھ ہمکو بھی ملیگا عمرو نے کہا تم وزیر اعظم افراسیاب ہو ہمین کے چالیس لاؤ گے
کچھ اپنے خزانے سے بھی لاؤ گے ہمین خوب یاد ہے جب کبھی بادشاہ نے ایک پیسا دلوایا تمنے دو پیسے دلے
سب وزیرون کو آمادہ کرو سب کا سب آپ کی معرفت جمع ہو کچھ تمکو بھی ملیگا بہت جلد دینگے بعد فتح
طلسم ہوش ربا ہمارا آقا صاحبقران اُتنا بھرتا آئیگا تمھاری سفارش کرینگے پہلے خلعت تمھین کو دلوائینگے
اسکی بھی نذر لیتے آئیے ایک سو ایک تختی الماس کی صاحبقران کو نذر دیجاتی ہے سب سردارون نے
اشرفیان روپے منگوائے خواجہ نے چادرا بارگاہ مین پھیلا دیا توڑے گر رہے ہین مہ جبین نے کچھ
زیور بھی دیا بارگاہ مین آج خوشیان قہقہے چہچہے مین ان سب کو اسی خوشی مین چھوڑو انکا ذکر وقت پر تحریر کیا جائیگا

اب دو کلمہ داستان حیرت بیان بہ غیظ و غضب تمام طبل جنگی بجوانا ملکہ یاقوت
سخندان اور مقابلہ بہار و گرفتار ہونا بہار کا سحر یاقوت سے و پیغام مہرخ از
حکم خواجہ کہ اخضر کو ہم سے لے لو بہار کو رہا کردو و عیاری خواجہ بمقدمہ اخضر یعنے
عوض مین ملک اخضر کے ایک گنہگار کو دینا یاقوت کا کل لشکر پر سحر کرنا اور اخضر
اصلی کو لینا بقوت سحر بیان ہوتے مین خمسہ

غنچہ لب ہین نہ اب سمن بر ہین
دل تو گل ہین نہ ہم صنوبر ہین
رنج و غم کے زبسکہ خوگر ہین
لالہ سان اب تو داغ دل بر ہین
مثل شبنم بہ دیدہ تر ہین

سرو قد کیون نہ آہ غیرت سے
قمریان پا بہ گل ہون حیرت سے
کیون ڈرین ہم نہ طوق عبرت سے
باغ عالم مین اب تو حسرت سے
چشم نرگس کی طرح ششدر ہین

گلشن حسن مین ہمین تو ذرا
نہ تو کھٹکا ہی خار و گلچین کا
تم تو ہو اس خوشی سے نغمہ سرا
ای ہوا خواہو اب کرین ہم کیا
رات دن جیون اسیر بے پر ہین

ہم تو ہین ہر طرف سے قید فرنگ
نہ ہی ساقی پیالہ گل رنگ
بلبلو جی کی جی ہی مین ہی امنگ
گل ہین پر اب تو غنچہ سان دلتنگ
چاک داماں و خاک بر سر ہین

سوز کا اپنے محفلون مین ہی غل
عمر حسرت مین کٹ گئی بالکل
روتے ہین ہمکو دیکھہ ساغر و مل
شمع سان کیون جلین نہ ہم گھل گھل
لاکھ پروانے صدقے ہم پر ہین

کوہ قاف اب یہ گھر نہ کیون سمجھین
شکل انسان کی کہان دیکھین
دیو ہین وہ کہ جنکے ہین بس مین
ہین پری ہم یہ کسطرح سے اڑین
شیشے مین بند یان جو بے پر ہین

تجکو سر اپنا پاکہ رو غمگین
کافر اب سمجھو یا کہو بے دین
بخدا دوستو کرو یہ یقین
ہم تو دنیا و دین کہین کے نہین
بت بنے بیٹھے گھر مین پتھر ہین

ہون وہ شیرین کہ مجھہ پہ ابتک تو
صبر کر یہ تو اپنی جان نہ کھو
نہین قابض ہوا کوئی خسرو
کوہکن خط مین کیا لکھون تجکو
یان نہین نامہ بر کبوتر ہین

تمکو ہی ضبط ہمکو ضبط جنون
نہین سوزش ہین پر درد فزون
تم ہو سودائی ہم ہین ٹک محزون
گو کہ لیلی ہین ہم پہ ای مجنون
کاسہ غم مین تجھسے بدتر ہین

نہ تو الفت کسی کی ہمکو نہ غم
کیا کہین تجھسے ہم کہ کیا ہین ہم
دو وفا پیشہ ہین نہ اہل ستم
پاک دامن ہین پارسا ہین ہم

نہ دل آزار ہین نہ دلبر ہین

چہرہ سحر سازان سامری فن وجادوگران نیرنگنماے شعبدہ سخن ہوم خانۂ قرطاس مین قلم سحر طراز بازاستگی افسونگری خونریزی مین مصروف ہین **شعر مصنف** سخن سنج ودانامے شیرین مقال جبین سے نگارو زکلک خیال ۰ بارگاہ آسمان جاہ مین خواجہ عمرو کی خاطرین ہو رہی ہین ملکہ مہرخ وبہار وغیرہ فرماتی ہین ای شہنشاہ اوج عیاری ای قطب فلک خنجر گذاری حقیقت مین اس عیاری کا مثل نہ تھا آپ نے جو وعدہ کیا تھا وہ کر دکھایا تمنا حضور کو خیال رہے کہ اسطرح عیاری مین وعدہ نہ کیا کیجیے یہ ساحران شعبدہ باز حیلہ ساز جو کام کرنے مین مکر کو شریک کر لیتے ہین دیکھیے کیسے کیسے دھوکے دیتے ہین خود افراسیاب جادو نے اپنی زبان سے کہا تھا مجھکو بخوبی یاد ہو کہ یہ گیند ساختہ سامری وجمشید ہو جسوقت ملک اخضر کے ہاتھ سے ایکے سحر چلینگے طبقے زمین کے ہلینگے جس آفت بچے وہی ضیت ہو رفتہ رفتہ اس لائق تو ہوسے کہ اہالیان حجرۂ تجم سے مقابلے پڑ رہے ہین خواجہ فرماتے مین کہ یارو انجام بخیر ہو میرے بھی دل کو یقین ہو کہ ملکہ یاقوت سخندان بڑی کدو کاوش کریگی پروردگار مالک ہو مین اس بدذنے کو زندہ نہ چھوڑونگا تحفہ تو دستیاب ہوا وہ خزانے مین شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے داخل ہو کوکب نے فرمایا ہو کہ اس سے بھی مراد حاصل ہو جب اس گیند سے سحر ہوگا یاقوت وغیرہ کو مشکل ہوگی دیکھیے اب یاقوت کیا انتظام کرتی ہو باپ اسکا گرفتار ہوا دیکھیے کیا بلا نازل کرتی ہو یہ ذکر تھا کہ چرندو پرند ہرکارے لشکر اسلام کے حاضر ہوسے ہاتھ اٹھا کر دعا وثناے بادشاہی بجا لاے عرض کی آفتاب عالمتاب اقبال حضور ہمیشہ تابان ودرخشان رہے رباعی

خورشید ہی اک روز جہان مین نوروز
اور تجھسے جہان روز مسرت اندوز
ہر تجھکو زمانے مین شرف دوازدہ ماہ
اور دہر مہر جہانتات کو اک ماہ کی روز
شہریار عالم کی عمر دراز رہے آفتاب دولت واقبال تابان ودرخشان ہو

دست مشاو دشمن پامال آج یاقوت سخندان کو بڑا قہر وغضب ہو اُس خونخوار جادوۂ فلک نے طبل جنگی بجوایا کل الیقین کامل ہو کہ خود مقابلہ کرے ملکہ مہ جبین نے عرض کی ناناجان بنابندرب اکبر آپ بھی طبل بجنے کا حکم دیجیے باغبان قدرت لعبد صولت وشوکت نقارخانے مین آیا گنگا جمنی چوب اٹھا کر اپنے ہاتھ سے نقارۂ کلان پر لگائی نقارچیون نے سنو سو نقارہ بجایا تمام لشکر مین مشہور ہوا یارو خدا خیر کرے خواجہ نے ملکہ یاقوت کے باپ کو گرفتار کیا وہ کل میدان مین آئیگی شعبدۂ سحر دکھائیگی سنتے مین سحر

ساحری مین بے مثل و بے نظیر ہر تمام شاہزادیان بارگاہ سے اٹھکین اپنے اپنے خیمون مین آئین ملکہ
بہار نے اپنے خیمے مین آتشی حوض سنگ مرمر سپید کا کہ آب مروارید سے مملو ہر اُسمین غسل کیا اُس وقت
ملکہ بہار کی رعنائی صاف ثابت ہوتا تھا کہ برج آبی سے آفتاب برآمد ہوا بالون سے قطرات آب ٹپکتے
ہوئے ظاہر تھا کہ ابر سیاہ سے موتی برس رہے ہین ایک ساری آب رواں کی آدھی باندھی آدھی اوڑھی
پھولون کے بیچ مین جو کی بچھائی گلدستے گلہائے رنگارنگ کے بناتے تار نگاہ سے باندھے پھول مثل
ستارون کے روشن تھے تار شعاع نیر اعظم صرف کیے شب بھر بہار نے انتہائی مشقت کی باغ سحر کے
گلدستے کھلائے بیحساب گلدستے بنائے تمام لشکر مین تیاریان رہین لشکر افراسیاب جادو مین ہنگامہ
اس لڑائی مین غدر پڑ گیا ہر جو جدھر نکلا مارا گیا کوئی پوچھنے والا نہین رات کو بھی سحر چل رہے ہین جنگل
صحرا سحرہائے آتشین سے جل رہے ہین تپے بشکل کنول پھول شعلہ جوالہ عجب ہنگامہ ہر بہار نے باغ سحر کو
نذر دیا چار پہر رات گذر کر گل صد برگ آفتاب جس رخ نیلوفری مین پھولا شاخ کہکشان مرجھائی گلہائے
ثابت و سیارگان پر خزان آئی بوقت سحر لشکرون مین گرمجوشی ہونے لگی ملکہ مہ جبین بھی فوراً تخت
زرین پر سوار ہوئین وزرا امرا نے گھیر لیا تخت شاہنشاہی بیرون بارگاہ آیا سب سے پہلے بڑھکر
ملکہ بہار نے سلام کیا دیکھا ملکہ مہ جبین نے آج بہار پھولون مین لدی ہوئی ہر بدھیان پھولون
کی آڑی ترچھی زیب گلو چمپا موتیے کا سر برآراستہ ایک تخت پر صدہا گلدستے چنے ہوئے کنیزین
اس تخت کو کاندھے پر اٹھائے ہوئے اس بہار سے بہار نے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ مہ جبین
کا غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا ملکہ مہرخ نے بھی آکر سلام کیا ایک جانب سے صدائے نوبت نقارے کی آئی شہسوار
عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی مع سرداران صف شکن آکر پہونچے براے تسلیم خم ہوئے ملکہ
مہ جبین نے مسکرا کر سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہ آپ کی ہمارے دل مین ہر پھر و فا آب گل
مین ہر انکے بعد سرداران نامی آنے لگے مثل رعد و برق و برق لامع و ملکہ سرخ مو و باغبان قدرت
بصد صولت و شوکت آکر پہونچے بادشاہ کے گرد پھرا اسد غازی کے قدمون کو بوسہ دیا ملکہ گلچین
زوجہ باغبان بڑے تکلف سے آگے پہونچی پھر تو سردارون کا تانتا بندھ گیا ہلال سحر افگن و خورشید
زرین سحر و شکیل صف شکن و ماران زمین کن و اسرار پر فن وغیرہ گرد تخت ملکہ مہ جبین کے
ہجوم سے سواری مثل باد بہاری سمت میدان کارزار چلی ابھی میدان مین نہ پہونچے پائی تھی دیکھا آمد آمد

افراسیاب جادو یاقوت بصد پیچ و تاب غصے مین طاؤس پر بھی سوار نہین ہوئی باپ کے گرفتار ہونے
کا بڑا ملال ہے دونون شہزادیان جوش مارتی ہوئی غرّاتے لڑنے کی صدا بلند سرخ جانور زمزمہ سرائی کرتے ہوئے
اِس تکلف سے میدان کارزار مین پہونچی میدان بدستور آراستہ ہوا نقیبون نے نقابت کی کڑکیت
لڑکا کہکے نکل گئے یاقوت نے بھی دور سے دیکھا آج ملکہ بہار بڑے زور و شور سے آئی ہین صد ہا گلدستے
ساتھ لائی ہین پہلو مین اک کنیز کھڑی ہے حسن عذار گلگون پوش اسکا نام ملکہ لعل ہے قصد کیا تھا
ملکہ یاقوت کا منہ ہوئی کہا تو ابو تمھارے مقابلے کے لائق کوئی نہین ہے مین ان سبھون کی تدبیر کر چکی بڑے
سرکش ہین اب تک اصلاح کا کسی نے نام نہین لیا یہ کہکر آواز دی اے سبز گلگون پوش باغ حسن کی
بہار دکھا میدان کارزار مین جا بی بی بہار کو اپنے مقابلہ مین بلا سن یہ سنکر صف سے نکلی گلشن میدان
آکر کھڑی ہوئی از سر تا پا یہ بھی بجز بی پھولون مین لدی ہوئی مسکرا کر غنچہ دہن وا کیا رنگینی کلام کی
دکھائی پکار کر آواز دی اے ملکہ بہار مین تمھاری مشتاق ہون یہ سنتے ہی بہار طاؤس سے کود ی خراماں
خراماں مثل نسیم سحری قریب تخت مہ جبین آئی مثل شاخ گل برائے تسلیم خم ہوئی دست بستہ عرض کی
باغبان قضا و قدر گلشن اقبال مین کبھی خزان نہ لائے لونڈی رخصت ہوتی ہے ملکہ مہ جبین نے تخت رکھوا دیا
بہار کا سب پاس کرتے ہین حیرت جادو کی ہمشیرہ سالی افراسیاب کی صاحب حسب و نسب عاشق بادشاہ
اسلام بڑی شگفتگی یہ ہے کہ بہار نام ملکہ مہ جبین نے فرمایا چمن آرائے عالم کے تمکو سپرد کیا ملکہ بہار طرف
میدان کارزار کے چلی جس تخت پر گلدستے تھے اُس تختکو کنیزون نے بڑھایا بہار نے چند گلدستے اٹھائے
مشرق و مغرب و جنوب و شمال کی طرف پھینکے ہوائے سرد چلی نخل وجد مین آئے طائرون نے زمزمہ سرائی
کی افراسیاب نے دیکھا باغ بے در بنکر تیار ہوا نہر ہائے آب روان باغ ساختۂ بہار ہر نخل سرسبز و شاداب
تمام عالم کے پھول پیدا نخل جھوم رہے ہین ہر شاخ مثل کہکشان پھول مثل ثوابت و سیارگان نرگس
شہلا کی دیدہ بازی سوسن کی زبان درازی سرو و صنوبر کا اکڑنا قمریون کا عشق سرو مین کوکو کرنا
سنبل نے زلف عنبرین کو پیچ و تاب دیا گل نسرین و نسترن پہ جوبن گل صد برگ کی رعنائی حمیستان
کی زیبائی عروسان چمن کا بناؤ جوانان گلشن کے نکھار اُس باغ مین جوش بہار یاقوت خندان
بھی وجد کرنے لگی حسن پر غرور نازان ملکہ یاقوت خندان باہر اُس باغ کے کھڑی ہے سحر رنگین بہار کو
ملاحظہ کر رہی ہے جانے سر دو چلی یہ بھی بے ہوش رہی ہے یکایک ملکہ بہار گلعذار نے اُس چمن لالہ زار کی

جانب بہ نگاہ محبت دیکھا پھولون نے آنکھین کھولدین غنچے مسکرائے ایک نگاہ مہر بہار سے جوانان چمن وجد مین آئے عندلیبان خوشنوا پر دن کو تول کر اڑین منقارین کھول کر یہ اشعار بہار یہ گانے لگین خمسہ

ہر سیر آئے ہین سب مشتاق و خواہان بہار
جمع ہین سب ساز و سامان جو شایان بہار
سب سے بڑھکر آجکل ہے شوکت و شان بہار
گل کھلے ہین موسم گل مین ہے سامان بہار
عندلیبون کو ہے لازم شکر احسان بہار

اب گئی فصل خزان تھا جسکے ہاتھون دل دو نیم
فیض پہونچے جس سے کیا خاطر مین اسکے خوف و بیم
موسم گل نے کیا گلزار کو باغ نعیم
چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم
طشت گل مین دھوئے شبنم پائے مہمان بہار

آئی ہے فصل بہاری ہر چمن ہے میکدہ
غنچہ ہے مثل سبو اسمین نہین ہے شک ذرا
سرو ہین یا شیشہ ہائے مے دھرے ہین جابجا
گل ہے ساغر بادہ ہے شبنم تو ساقی ہے صبا
میکدہ ہے صحن گلشن ہے بستان بہار

فصل گل آئی بڑھا جوش جنون کیونکر نہو
بڑھتے بڑھتے بڑھ گیا جوش جنون کیونکر نہو
ہو گیا حد سے سوا جوش جنون کیونکر نہو
جوش مستی سے سوا جوش جنون کیونکر نہو
نشتر فصاد کانٹے ہین رگ جان بہار

فصل گل ہے مظہر انوار صنعت ہر چمن
لائق نظارۂ اہل بصیرت ہر چمن
نام غم جس جا نہین وہ جائے عشرت ہر چمن
رقص کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہر چمن
نرگس و گل کا لقب ہے حور و غلمان بہار

وضع عیارانہ ہے بیگانہ ہین اور دلربا
اپنے آشفتہ کی خاطر تک نہین انکو ذرا
وہ گل رعنا ہین یہ جنمین نہین بوئے وفا
چٹکیون مین بلبلون کو غنچے دیتے ہین اڑا
ہین غضب طرار و شوخ و شنگ طفلان بہار

فصل گل ہے شک نہین شمشاد کے جوبن پہ آج
گل شگفتہ کیون نہون زر رکھتے ہین دامن مین آج
کیا بیان ہو جو ادا ہے ہر گل سوسن مین آج
دور ہے باد صبا کا ہر روش گلشن مین آج
تخت گلشن بنا ہے تخت سلطان بہار

باغ سے صحرا تلک صحرا سے ہے تا کوہسار
برگ گل تک سرخ باغ دہر مین ہین تا بخار
رحمت عالم ہوئی کیا سرو ہر باد بہار
آج گل فصل بہاری نے دیا ہی اشتہار

پھول پھل کیا خار تک ہی زیر فرمان بہار

کثرت گل سے بڑھا باد بہاری کا غرور
دامن دست قیامت بھی کرے اب تو قصور
راستہ ملتا نہین صحن چمن کا دور دور
خرمن گل ہر روش ہی اور وہ پھر بھی وفور

حرص کا دامن تنا ہی آج دامان بہار

خوف بیگانہ نہین اور ہی نہ کچھ رشک رقیب
شل جنت باغ مین باہم ہین عشاق و حبیب
بلبلون کے واسطے یہ فصل گل بھی ہی عجیب
عندلیبون کو گلون سے ہی ہم آغوشی نصیب

وصل اب بیواسطہ ہی بہر مرغان بہار

کوچ گلشن سے خزان کا ہی چمن مین جا بجا
ہی مبارکباد کی مرغان گلشن مین صدا
چہچہانا عندلیبون کا نہین بیفائدا
مژدۂ فصل بہاری لایا ہی پیک صبا

بول بالا ہی چمن مین شور مرغان بہار

توبہ بیوقت سے ہی ناک مین رعنا کا دم
مجرم حیرت ہی جہان اب مجھکو بے روئے صنم
جان و ایمان پہ کیا ہی سخت تر آگئے ستم
فصل گل مین توبہ کرنے سے ہی رعنا کو الم

ہون اسی خوف و رجا مین ایک مین حیران بہار

اسطرح طائرون نے زمزمہ سرائی کی قمریون نے کوکو فاختہ قلندر مشرب نے حق سرہ حسن کی نگاہ جو طائرون سے مل گئی ہوش اڑے بے اختیار تھراتی ہوئی لہراتی ہوئی طرف بہار کے چلی بے اختیار پکار اٹھی

نظم

ڈھونڈھتے ہین پر نشان بے نشان ملتا نہین
خرمن شکیب و صبر کوئی پاسبان ملتا نہین
باہم رفعت لق و دق روز ہی ہی صبح و شام
ڈوب مرنیکو زنخدان سا کنوان ملتا نہین
روز مجھ سی بیگنہ پر تیز ہوتی ہی چھری

ہون رہ واماندہ نشان ہمرہان ملتا نہین
جان بھیجدی ہی دو جان جہان ملتا نہین
آپ کیونکر قدم رنجہ کیا کرتے ہین ہان
کون کہتا ہی زمین سے آسمان ملتا نہین
جوش گل سے دل ہی کیا گلشن مین جا پاتی نہین
بوالہوس کیا تمکو ہر امتحان ملتا نہین

کاروان کیسا غبار کاروان ملتا نہین
عشق لایا ہی جو شبخون غارت دل کے لیے
عذر بھی معقول کچھ ای مہربان ملتا نہین
جان شیرین کا مجھے دینا بہت آسان تھا
عندلیبون کو مقام آشیان ملتا نہین
[illegible] آتا ہی ناحق خاکسار [illegible]

خاک کھائیگا کر نام استخوان ملتا نہین
دشت وحشت مین ہون اک رہگذر گرم تلاش
لیکے چھپاتے ہین رعنا ساجوان ملتا نہین

دختر رز پر جو فصل گل مین ہر رنگ شباب
جسمین یوسف ہو مراد وہ کاروان ملتا نہین

اب مزاج حضرت پیر مغان ملتا نہین
واہ ری قسمت کہ قاتل کو جو ہر بعد مرگ

یہ اشعار پڑھکر طرف بہار کے چلی ہاتھ باندھے ہوے عذر کے کلام ہر
فقرہ نصیحت انجام بہار نے پڑھکر جا اُسکے گلے مین بدھی جلدی سے ڈالون بخوبی بھول جائے منظور ہے
یاقوت سے لڑوا دون یاقوت نے جو سمن بر کو اس حال مین دیکھا گھبراگئی جوش بہار کی یہ کیفیت ہے
پھولون کی بو جو پھیلی جسنے بو سونگھی سودا ہو گیا لشکر مین افراسیاب کے جا بجا تلوار چلنے لگی بہت
سی کنیزان یاقوت نے گریبان چاک کیے خاک منھ پر ملی پہاڑون سے جاکر سر ٹکرانے لگین پھر
یاقوت نے جو یہ حال دیکھا سمن بر کو للکارا او کنیز بے تمیز کہان جاتی ہے دیکھ ہوش مین آ یہ کہکے
کان سے اک موتی نکالا نہر مین پھینک مارا وہ موتی شعلۂ جوالہ بنکر نہر آب سے نکلا وہی شعلہ جاکر
بہار جادو کے باغ پر گرا چمن ہاے طلائی جلنے لگے ہر برگ و بار سے شعلے نکلنے لگے چشم زدن مین
تمام و کمال اُس شعلہ جوالہ نے سارے باغ پر بہار کو جلا دیا وہی شعلہ بھڑک کر سر بہار پہ چکا بہار
غش کھاکر گری پھر وہی شعلہ موتی بنکر سمن بر پر آگر ٹوٹا اُس سے کچھ دھوان نکلا سمن بر ہوش
مین آئی یاقوت نے سمن بر کو آواز دی بہار کو اُٹھا لے سمن بر نے بہار کو اُٹھا لیا بران نے جھلا کر
اپنے ہنس کو بڑھایا لپکار کر آواز دی واہ بوا یاقوت کیا سحر کیا خوب پردے مین اپنے صاحب
کی مدد کی آپ الگ رہین میدان مین خود کیون نہ آئین بہار تھکے چھوڑ دی کیا ہم مدد نہ کر سکتے تھے ہمین
سحر نہین آتا قاعدے کے خلاف کیا بہار کا لیجانا سب کو ناگوار ہوا عمرو نے بڑھکر کہا ای بران یاقوت
کو پیغام دو کہو کہ اس بدھے پیر نابالغ کو ہے لیلو بہار کو ہمین دیدو بران نے بڑھکر آواز دی ای ملکہ
یاقوت سخندان کچھ معاملہ کرو گی یاقوت نے پلٹ کر کہا فرمائیے بران نے بڑھکر کہا ملکہ خضر لو
لیلو ہماری بہار گلعذار کو دیدو یاقوت نے فوراً بہار کو ہوشیار کر دیا کہا لو بوا لیجاؤ والد کو ہمارے
تخت پر سوار کر کے بھیجدو بران نے اک تخت منگوایا خواجہ نے زنبیل مین ہاتھ ڈالکر اخضر کو نکالا
اُس تخت پر سوار کر دیا کنیزان یاقوت نے آکر تخت گھیر لیا جب لشکر مین تخت آیا لعل و یاقوت نے
بڑھکر سلام کیا اخضر نے توجہ بھی نہ کی دعاے جان درازی نہ دی لعل و یاقوت خاموش ہو رہین سمجھین
بابا جان ہمسے خفا ہین کہ گرفتار ہوے ہر چند شہنشاہ شہنشاہ کہتے ہین ملکہ خضر کسی کو

جواب بھی نہین دیتے مُنھ پھلائے تخت پر بیٹھے ہین نہ کسی کا سلام لیتے ہین نہ بات کا جواب دیتے ہین
جب ایسے حال پر ملال سے بارگاہ مین آکر ہوئے یاقوت نے بڑھکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا قبلہ وکعبہ
آپ ہمسے کیون خفا ہین ہم تو سراسر بیخطا ہین آپ اپنی حماقت سے گرفتار ہوئے تحفہ سامری آپ کے
پاس تھا اُسے کیون نہ دیکھا اتنا بڑا دھوکا کھایا ہمسے آپ ناحق خفا ہین چلئے حضور آپ کو چھڑا لیا
اب تو ہوشیار رہیے کا لعل و یاقوت دونون لپٹی ہوئی ایسی ایسی باتین کر رہی ہین اخضر کچھ
نہین بولتا جب سردارون نے سبت کہا ای شہنشاہ اخضر بات کا جواب دیجیے بیٹیون کو گلے سے
تو لگا لیجے دیکھیے کیسی بلک بلک کے رو رہی ہین آپ کے نہونے سے لشکر مین سناٹا تھا کسی نے
کھانا نہین کھایا مطبخ سرد پڑا رہا بیٹیون کو سمجھا کے کھانا کھلایے جہان قید تھے وہان کا حال
بتلایے ملک اخضر نے جھلا کر جواب دیا کیسا بادشاہ کیسی بیٹیان میری بیٹی تو منکو ریا اپنی جان سے
بیزار ہون لو دھیا نے کا کلوار ہون بیلومین گاؤن کے مکان ہے بھولا میرا نام ہے یہ سنکر یاقوت
نے جھلا کر اک لات ماری سر پہ ہاتھ رکھدیا اُس شخص نے ایک آہ کی رنگ روغن عیاری اڑ گیا
سب نے دیکھا اک گنوار تو ندیلا دھوتی گاڑھے کی باندھے ہوئے کالی کالی صورت ناک بہتی ہوئی
بد حواس گاڑھے کی مرزائی گتیان کر رہا ہے کبھی پکارتا ہے اری بٹیا منکوریا کہان ہے گانو
سے گنوار بلاؤ مجھکو ان گوریون نے گھیرا ہے لپٹی جاتی ہین میری کبیلا کو خبر کرو ٹھاکر سے کہو لعل نے
ایک طمانچہ مارا کلوار کا سر اڑ گیا غصے مین کہا اب انکی سب کی شامتین آئی ہین میرے ساتھ بھی عمرو
نے فریب کیا ابھی جا کر لاتی ہون یہ کہکر ابھی قریب نہرون کے آئی اک چیخ ماری اک طائر سرخ رنگ
نہر سے نکلا یاقوت سخندان نے ہاتھ مین لیا اُسکو ذبح کیا خون اُسکا چلو مین لیکر طرف لشکر اسلام
کے پھینکا کان سے اک بجلی اتاری اُسکو بھی آسمان پر پھینکا ملکہ مہرخ و مرآن وغیرہ بہار کو
ساتھ لیکر بارگاہ مین آئی ہین خواجہ عمرو بھی ساتھ آئے ہین اسوقت کل عیار بارگاہ مین ہین
خود بخود زمین تھرائی دنا سٹے کی آواز آئی بارگاہ مین تمام اندھیرا ہو گیا سپاہی آپسمین سر
ٹکرانے لگے نہرون کا پانی کھولنے لگا ہزار ہا خیمے گر پڑے ہاتھی گھوڑے چھوٹ گئے ہر ذیحیات کو
پامال کرتے پھرتے تھے جا بجا سے زمین شق ہوئی دھوان نکلا جسکی آنکھ مین دھوان لگا نابینا
ہو گیا ملکہ مرآن نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ سب اہالیان دربار نابینا ہو گئے آنکھون سے بالکل نہین سوجھتا

اختر مرواریہ جوڑے سے نکالا اپنی آنکھون کے آگے جھکایا تب کسی قدر معلوم ہوا اسی اختر کو ہاتھ
مین لیکر ملکہ براں کرگین توڑکر بارگاہ کو نکلین بر سر بارگاہ آکر دیکھا یاقوت سخندان کا چہرہ سرخ
لکڑی ہوئی لشکر اسلام پر سحر کر رہی ہے براں نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون اے یاقوت کوئی ایسا
کام کرتا ہے میدان مین لوٹ کر اٹھو تو احوال معلوم ہو سب صاحب تھے لڑنے کو موجود مین کوئی تھے
منھ نہ پھیرینگا جسطرح جی چاہے سمجھ لو یہ سحر دفع کر و میدان مین طبل جنگی بجوا کر آؤ اول تو تمنے بڑا دھوکا
کھایا کہ میدان مین کنیز کو لڑوایا بہار پر تمنے خود سحر کیا مکر سے گرفتار کر لیا یہ شیوہ صاحبان کسب و
کمال نہین ہے سب اندھیرے مین بھٹک رہے مین جلد سحر اتار و یاقوت نے کہا اس ساربان زادے
نے مجھکو کیا دھوکا دیا بہار کو لیلیا لو دھیانے کا کلوار حوالے کیا جلد ملک اخضر کو دیدو اسی مین
بہتر ہے ورنہ اندھیرے مین گھونٹ کر مار ڈالونگی تمھارے زمانے کا مجھکو بڑا پاس ہے اسوقت نمونہ سحر
دکھلایا نہردن کو حکم دون کرور دو کرور کو غرق کر دین یہ نہرین نہین سمندر سحر ہے دس منزل تک
انکی تاثیر جا سکتی ہے براں نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ہماری بارگاہ مین چلو ابھی اخضر کو دلوائے دیتے ہین
عیارون کی بات پر غصہ کرنا سراسر حماقت ہے انکا یہی کام ہے مکر و حیلے مین انکا نام ہے انشاء اللہ کل
سر میدان ہم تمسے مقابلہ کرینگے نہرون کا بھی حال کھل جائیگا براں یاقوت کو سمجھا کر بمشکل اپنی
بارگاہ مین لائین جواہر نگار کرسی پر جگہ دی خواجہ سے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اسوقت سبکی
جان بچائے اخضر کو دیدیجیے دیکھیے تو اسد کا کیا حال ہے مہ جبین بیہوش پڑی ہے اور کان
مین چپکے سے کہا خواجہ برائے خدا سب کی جان ابرو بچاؤ سارا لشکر نابینا ہو گیا اسی دن کا ہمکو خوف
تھا عمرو نے کہا مین تو نہ دونگا براں نے کہا ایک زندہ نہ بچیگا مین بمشکل یہان لائی ہون اب
اسی مین بات رہتی ہے بخوشی دیدیجیے ورنہ بگڑ جائیگی مجھے یقین نہ تھا کہ میرا کہنا مانیگی اسنے بڑا پاس
کیا عمرو نے زبردستی بمشکل اخضر کو زنبیل سے نکالا لیکن ننگا لچا سیلی دھوتی باندھے ہوئے
گھبرایا ہوا بیٹی کو دیکھکر لپٹ گیا یاقوت نے کہا خواجہ وہ گنبد اور لباس بھی دیجیے اب تو عمرو گلیم
نکال چکا ہے پنجہ ٹیک کر سیدھا ہوا کہا اے ملکہ یاقوت اب سکوت فرمایئے مین نے کبھی زنبیل کا قیدی
کسی کو نہین دیا ہے آپ کا بڑا پاس کیا براں کے کہنے نے بیقرار کر دیا اب لباس اور گنبد نہین دونگا
اخضر بیٹی سے لپٹ گیا کہا بی بی وہ چیزین تمھارا صدقہ گئین میری ٹوکری ڈھوتے ڈھوتے جان جاتی تھی

ایک کلی وشجر بی کرتا فقط ملا تھا کنارے دریا کے بے قدر برف پڑتی ہی سیکڑون قیدی اکڑ اکڑ کر مر گئے وہان
وہ مقفل ہی کہ دروازے بند ہو جاتے مین خونی برف پڑتی ہی وہان کے باشندے سقاہاے آتشین لوہے
کی زنجیرین گلے مین ڈالے پھرتے ہین چار مہینے کوئی گھر سے نہین نکلتا بس بی بی تکرار نہ کرو گھر چلو تین
دون سے بھوکا ہون جوار بجا نگلتے بچا نگلتے پیٹ مین درد پڑ گیا جب دو چار جلاب لونگا تب طبیعت
درست ہوگی یاقوت اپنے باپ کی باتون پر رونے لگی اخضر یاقوت کی بغلون مین منھ ڈالے دیتا ہی
عمرو کی صورت دیکھ کر کانپ رہا ہی کہتا ہی یا سامری جمشید عمرو کی قید بدتر از قید فرنگ ہی کال کوٹھری
اس سے بہتر بڑے بڑے ظالم ڈکیت قزاق وہان قید مین تو بسر کرتے ہین رہائی نہین ملتی بہت سے
دائم الحبس ہین سب کارخانے قید خانے مین جاری ہین زراعت بہت ہوتی ہی یاقوت نے کہا بابا جان
چپ رہیے ملکہ برآن صاحب بخشی ہین یاقوت نے یہ کہکر دونون ہاتھ ہلائے اندھیرا دفع ہوا لشکر
نے بلاے ناگہانی سے نجات پائی یاقوت اخضر کو تخت پر سوار کرکے لشکر مین آئی افراسیاب جادو
گھبرا رہا تھا اسوقت اسکو پرچہ اخبار گذرا کہ ملکہ مشتری ستارہ طلعت نے حجرہ جلا کھولا ملکہ جیحون
سبز پوش زبان دراز حجرے سے نکل سب کے آگے بڑھی ہوئی ملکہ محبوب کاکل کشا وزیرزادی جیحون
کی رازدار طلسم نورافشان اٹالا بارگاہ کا لیے ہوے آتی ہی لکھا ہی جسوقت یہ پرچہ افراسیاب کو
گذرا تو افراسیاب بارگاہ حیرت مین تھا حیرت سے سب افراسیاب نے حال کہا اور کسی کو اس بات سے
آگاہ نہین کیا ایک پرچہ لکھکر ہوا پر اڑا دیا سوائے حیرت کے کوئی نہین سمجھا کہ یہ کیا سر کہ ہی پرچہ کیون
لکھا گیا خبر آئی کہا حیرت اس قدر کی رازدار خاص رہو اس حال کو وقت پہ تحریر کرونگا یاقوت
سخندان نے افراسیاب کو بلا بھیجا اخضر جب سے بارگاہ مین آیا ہی بدحواس دوڑا دوڑا پھر رہا ہی
کبھی کہتا ہی ہماری ٹوکری لادو دوپہر پر دو بجگئے اپنے کام پر جائین گنتی کا وقت آگیا غیر حاضری ہوگی
بھیجخانہ ملیگا مزدور پر بید پڑجاتے ہین چونتڑ کھول کھول کر سب کو دکھلاتا ہی اور کہتا ہی پہلے دن
چکی پر بھیجا گیا آٹا اچھا نہ پیسا داروغہ نے ایک درجن کا حکم دیا کتنیون گنتی ہین حضور آپ یہ کیا بکنے
مین خاموش رہیے کیسی گنتی کیسا جیٹھا آپ تو بادشاہ ہین اخضر کہتا ہی وہان کی بدبخت سے کوئی
نہ بچا پیٹا کبھی یاقوت کے لپٹ جاتا ہی کہتا ہی بیٹا گھر چلو اپنے قلعہ یاقوت نگار مین چلکر بیٹھو ہو اب
مقابلہ نہ کرو یاقوت جھلا کر کہتی ہی بابا جان ہوش مین آئیے کیا کسی کی مجال جو آپ سے آنکھ ملا سکے

کل سب کو ڈبو دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی عمرو کی بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگی دیکھیے تو کیسا بلا لینی ہو
یہ کہکر حکم دیا ہو العل طبل جنگی بجواؤ لعل عشق مین اسد کے بیقرار اسکے ضبط کر رہی ہے ہرکارے خبرین
لیکر بارگاہ اسد مین آئے بعد دعا کے عرض کی حضور یاقوت کو بڑا غصہ ہے طبل جنگی بج گیا اسد نے
حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجے بیان و مجلس اپنے کام مین معروف ہین یہ راز ناظرین پر ظاہر ہوگا
چار پہر رات گذر کر پہلوان آفتاب تابان اکھاڑے مین چرخ نیلی کے آیا اپنی ضیا سے تمام عالم کو
روشن کر دیا دونون لشکر بصد کر و فر میدان جنگ مین آکر جمے یاقوت کا ارادہ ہے نہرون کا سحر
کرون آج ہی سب کو ڈبو دون لعل خندان میر لشکر یاقوت طاؤس زرین بال پہ سوار تجمل کے
سایہ مین کھڑی ہوئی جمال بیمثال اسد نامدار کو دیکھ رہی ہے اسد غازی کی پشت پر ساٹھ ہزار صندلی
پوش چیدہ پہلوانان صف شکن قریب قریب گھوڑون پر شاہزادہ صندلان صندلی پوش نے شقہ
علم زرنگار سر اسد نامدار پر کھولا شوکت شان طلسم کشا دیکھکر افراسیاب جل گیا یاقوت
کھڑی ہوئی اسم سحر پڑھ رہی ہے جانبین سے کوئی میدان مین نہین نکلا افراسیاب کہ رہا ہے جی چاہتا ہے
میدان مین نکلون اسد کو لوکون مرد سپاہی ہے ضرور میرے مقابلے مین آئیگا چیر پھاڑ کر پھینکدون
ساری طلسم کشائی بھول جائے اور سب کو یاقوت نہرون مین ڈبو دیگی یہ سوچکر کئی مرتبہ پودے پر
ہاتھ ڈالا سر ماہ و ابرلق رکاب سے لپٹ گئے کہا کیون شہنشاہ آپ کی نانی جان و دادی جان
ہمیشہ منع کرتی ہین کہ افراسیاب اپنے ہاتھ سے کسی کو قتل نہ کرے عمر گھٹتی ہے آپ بدنام ہو جائینگے
طلسم کشا ساحر نہین ہے لیکن وہ ضرور آپ کے مقابلے مین آئیگا وہ شیر بیشۂ جرأت نہ رکیگا سب ساحر
اپنے کو مٹا دینگے آپ پر نوبت پہونچیگی یہ سنکر افراسیاب خاموش ہوا کہ صحرا سے گرد اڑی سب دیکھنے
لگے آگے آگے سو علم نشان لاکھ تجگار کا ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف لات و منات علمدار
اسی جانب بڑھے چلے آتے ہین بعد علمدارون کے دیکھا ایک جوان دیو جمال کرگدن مست پر سوار
مثل تجمل جنار سانین وہنانین مثل زبان افعی چمکتی ہوئین چوڑا آئینہ کمر مین فولادی سپر پشت
پر چہرہ سیاہ پشت پر لاکھ سوار چلتے پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رکاب سے رکاب
بڑے سے بڑا ملائے بہرے بڑھے زور شور سے یہ پہلوان آیا افراسیاب کو آکر سلام کیا قدمون
کو بوسہ دیا افراسیاب نے کہا اے اقوال چرم پوش کیونکر آنیکا اتفاق ہوا اقوال نے عرض کی حضور

نے ایسے ملک میرے سپرد کیے کہ جنمین ہمیشہ لڑائی رہتی ہو در بنداشر دریہ پہ لڑ رہا تھا کہ یہ چرچا اخبار
گذرا طلسم ہوشربا مین کوئی نبیرۂ حمزہ بتاجری بہادر بہ دعواے طلسم کشائی آیا ہو غلام کو اشتیاق
ہوا کہ مین بھی جا کر اس پہلوان کو دیکھون آپ کے اقبال سے شیران صحرا و نہنگان دریا میرے
خوف سے چھپتے ہین شیرون نے دامن صحرا مین پناہ لی نہنگان دریا نے چادر آب منھ پہ ڈالی ورنہ
یہ جانوران درندہ سر بازار آتے بندگان لات و منات کو کھا جاتے مین نے دشت و جبل صاف
کر دیے لاشہ ہاے سرکشان سے میدان بھر دیے میرے اقلیم مین قزاق کا نام نہین مسافرون کے واسطے
ان جنگلون مین کنوین کھدوا دیے تھانے مقرر کیے تاجر لوگ سونا اچھالتے چلے جاتے ہین اگر شاذ و نادر
کسی قزاق نے قصد کیا تاجرون نے میرا نام لیا فوراً غلام کا نام سنتے ہی اپنا بھی مال چھوڑ کر قزاق
بھاگ جاتے ہین بڑے افسوس کی بات ہو کہ مجھ سا ایسا آپکا نمکخوار موجود ہو اور طلسم ہوشربا مین
کوئی اگر دعواے پہلوانی کرے غلام کو حضور نے طلب نہ فرمایا مین نے بھی ذکر سنا ہو کہ فرزندان حمزہ
نے اپنے نام کے جھنڈے گاڑ دیے انکے خوشامد والون نے کتابین لکھی ہین اسمین لکھدیا ہو
دیوزادون کو مارا ہا لیان دنیا نے دیوزادون کا نام سنا ہوگا صورت نہ دیکھی ہوگی میرے
ساتھ والون سے دریافت کیجیے قسم دیکر پوچھ لیجیے میری اقلیم مین ایک دیو رہتا تھا مین نے جا کر
اسکو مارا سو گز کا اسکا قد تھا اگر مجھکو آپ تحریر فرماتے اسقدر لڑائی کو کیون طول ہوتا اتنا غلام عرض
کرتا ہو سحر و ساری نے بڑے زور سپاہگری صرف ہو مین اکیلا لاکھون مین لڑتا ہون ابھی جا کر
طلسم کشا کو للکارون چیر پھاڑ کر پھینک دون ذرا اُس سرکش کی صورت تو مجھے دکھلایئے کیا دیو
سے بھی قد و قامت مین زیادہ ہو سرمانے طرف اسد کے اشارہ کیا اقوال نے سر اٹھا کر دیکھا اک
شیر بر پشت مرکب پہ پایا حسین جمیل رعب و دبدبہ چہرے سے آشکار ہو چہرہ کہتا ہو بیشک یہ جوان
شیر شکار ہو اقوال بہت ہنسا کہا حضرت یہ تو معشوق ہو گود مین اٹھا لاؤن اپنے پہلو مین بٹھاؤن
شراب مجھکو پلایا کرے حضور خوب جانتے ہین ہمیشہ سے پہلوانون مین زبردست ہون کسی قدر
حسن پرست ہون میری صحبت مین بہت خوش رہیگا اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤن گا فنون سپاہگری
سکھاؤنگا سرمادابرلیق نے کہا اے اقوال چرم پوش اسقدر لاف و گزاف نہ کر دیہ جوان نبیرہ
دلاور قاف ثانی سلیمان ہو دیکھو پہلو مین اُس جوان کے صندلان صندلی پوش کھڑا ہو جوالی

طلسم صندل مین اسکو زیر کیا اور اکثر پہلوان جو اُسکے مقابلے مین آئے اِس جوان کے ہاتھ سے مارے گئے لاکھون مین یکتا جوان ہی بہ نگاہ حقارت اُسکو نہ دیکھو اقوال نے سرما بریق کو جھڑک دیا کہا آپ لوگ ساحر مین فنون جرأت سے کب ماہر ہین اگر تلوار اُٹھا کر رکھدون روکنا تو بڑی چیز ہی شیر کی کلائیان ٹوٹ جائین اگر نعرہ کرون زمین تھرائے دیو سامنے ہو تو اُسکو غش آجائے شہنشاہ نے دہ اقلیم خارستان مجھکو عنایت فرمائی بارہ برس سے لڑ رہا ہون فرقہ آدم خواران کو گھس گھس کے مارا کالک کے جنگل مین تن تنہا جا کر فیلان مست کو للکارا میری عملداری مین شیر و روباہ ایک گھاٹ پانی پیتے ہین قزاق نہ رہنے مین نہ جیتے ہین اگر ایک مسافر مارا گیا دو ہزار لٹیرے قتل کیے تب عملداری میٹھی بارہ برس اسی رنگ مین گذرے ابھی تک چین عین ملا اُس طرف کے لوگ ایسے سرکش ہین بے لڑے بھڑے خراج نہین ملتا جتنے پہلوان مین نے مارے اگر نام لون تو ایک کتاب طولانی ہو جائے علاوہ ازین ابھی ملاحظہ کیجیے اجازت میدان کارزار دیجیے دیکھتا ہون اِدھر بھی بڑے بڑے ساحر کھڑے ہین کوئی سحر نہ کرنے پائے آپ بھی سحر نہ کیجیے گا افراسیاب نے کہا سب میری لونڈیان غلام ہین کسکی مجال ہی جو میرے سامنے سحر کرسکے طلسم کشا بھی اپنے اوپر یہ ننگ قبول نہ کریگا ہمیشہ تلاشی رہتا ہی کوئی پہلوان آئے تو اُس سے مقابلہ کرون اقوال نے کہا غلام اُنکی خدمت کے واسطے آگیا حضور لڑنا کیسا تلوار نہ کھینچونگا گھوڑے کے ساتھ دوڑاتا ہوا لاؤنگا آپ کے قدمون پر گرا دونگا کہیے ہاتھ پاؤن توڑ ڈالون کہیے زندہ لاؤن جو فرمائیے اُس طور سے لڑون سب کچھ ممکن ہی اسقدر اقوال چرم پوش بلبلایا کہ افراسیاب کو بھی ناگوار ہوا کہا ای اقوال بس اسقدر باد گوئی نہ کرو طلسم کشا جلا نہین ہی لاکھون مین اکیلا لڑتا ہی اگرچہ ملک ساحران سنو تا جرأت مین کوئی طلسم کشا سے مقابلہ نہ کرسکتا چونکہ مقدمہ طلسم ہی اسقدر راوی نے طول کھینچا ان لوگون کے اوصاف جنگ و جدل مین ملا فیضی و میر خسرو دہلوی وغیرہ نے سات دفتر طولانی تحریر فرمائے ہین یہ جوان بچپن سے بری بہادر ہی بڑے بڑے پہلوانون کو اسنے مارا روز اول جب شہزادہ بہ سان مین آیا اکیلے نے شہزادہ بہ سان مین کھلبلی ڈالدی بڑی بات یہ تھی کہ اُس روز ملکہ حیرت جادو بر سر گنبد نور موجود تھین جب کوتوال مارا گیا القصہ نامے بڑا جوان زبردست تھا اسد نے اُسکو چیر کر پھینکدیا کئی سو پیادون کو مارا ملکہ حیرت نے فولادی پتلہ بھیجا اُسکو گرفتار کرایا تم ایسا حقیر جانتے ہو اقوال نے عرض کی ابھی فوراً

غلام کا کرسی نشین ہوجائیگا مین قسم کھا کر چلا ہون کہ طلسم کشا کی مشکین باندھکر شہنشاہ کے سپرد کرونگا
بہ عنایت لات ومنات ایسے وقت پر آیا کہ میدان جنگ تیار ہے یہ آپکا نمکخوار بھی آمادہ حرب و پیکار ہے
یہ کہکر گنبد سے کودا اور افراسیاب کے قدمون کو بوسہ دیا اجازت طلب کی ہرچند افراسیاب
نے کہا آج روز مقابلہ ملکہ یاقوت ہے تمھارا اسیدان مین جانا مناسب نہین ہے اقوال کو اسقدر غرور ہے
نشۂ بادۂ یاوہ گوئی مین چور ہے تلوار کھینچکر گلے پر رکھلی کہا حضور اگر مجھکو اجازت نہ دیجیے قدمون پر
نثار ہوجاؤنگا سرما و ابریق نے ہاتھ تھام لیا کہا اے اقوال ایسا نہ کرو اپنا خون اپنی گردن پر نہ لو
اے شہنشاہ انکو اجازت دیجیے ایسے پہلوان خیرخواہ صاحبان طاقت وقوت کسکو ملتے ہین طلسم کشا کی
مشکین باندھکر لائینگے یہ لوگ بھی مشتاق ہین سوا سے بحر کے آج تک کوئی فرزندان حمزہ پر زور
مین غالب نہین آیا دو فرقون مین بھی ہمنے یہی دیکھا کسی نے ان لوگون کی پشت زمین سے نہین لگائی
یہ نبیرۂ صاحبقران کو ساقی بنائینگے گھوڑے کے ساتھ دوڑاتے ہوے لائینگے الفاظ طعن کو اقوال
نے سنبھالا کہا اے وزیران باتدبیر اگر یہ نیزہ دل کوہ پر مارون ٹکڑے ٹکڑے اڑادون اگر زمین پر
گاڑدون قلب گاؤزمین تک لے نیزہ کرون تو دیو کا کلیجہ پھٹ جائے اب لشکر بھر مین یہ باتین مشہور
ہوئین چرند پرند ہرکارے لشکر اسلام کے یہ خبرین لیکر خدمت اسد نامدار مین آئے کیفیت آمد اقوال
چرم پوش ظاہر کی کہا حضور بڑا مغرور ہے یہ بھی ظاہر ہے کہ دیو خصال ہے انکے کلمات غرور افراسیاب کو
بھی ناگوار گذرے ہین اجازت مانگ رہا ہے اسد نامدار کا چہرہ سرخ ہوگیا گھوڑے کو صف سے بڑھا دیا
تیرے کے ہاتھ نکالنا شروع کیے لیکن یہ گرفتار و اسیر قفس رنج و غم پامال ستم اسیران مصیبت والم
عاشق بے سروسامان ملکہ لعل بخندان کنارہ لشکر پر کھڑی ہوئی انتظام لشکر کر رہی تھی کبھی گلچینی
گلشن جمال اسد نامدار کرتی تھی کبھی فلک کی جانب دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی چونکہ وصل سے
سے ناامید تھی سامنے جہانسے طولانی جابجا عندلیبان خوشنوا کنیزین قریب موجود ہین کہا دیکھو صاحبہ
عشق گل مین بلبل کسقدر بیقرار ہے آٹھ پہر نالان وزار ہے بقول شاعر نظم

خلد جا ہو چکی ہے اے صد کمال بلبل
گل ہے ساغر تو سبو غنچہ ہے مے ہے شبنم
ہمصفیرو مجھے آتا ہے خیال بلبل

موسم گل ہے اگر عہد کمال بلبل
آج کیا گل ہے ہے سامان وصال بلبل
گفتگو آج ہے کچھ وصل کی شاید مین

ہوگیا وصل کی حسرت مین زوال بلبل
باغبان فصل خزان مین ہے زوال بلبل
وصل ہوتا ہی میسر جو کبھی اس گل سے
کان مین گل کے صبا کہتی ہے حال بلبل

باغبان ہی نہین صیاد ہو یا گلچین ہو
سنوا کسکو نہیں رنگ ملال بلبل
دخل صیاد ہو جنت مین نہ گلچین کا گذر
دیکھی گلچین نے گلستان مین جو فال بلبل
کیسے ناکام گئے باغ جہان سے ہیہات
چشم بد دور ہے کیا جاہ و جلال بلبل
در بدر خاک بسر دونون ہین گلچین صیاد
گل کو معشوق ہے عاشق سے مثال بلبل

سب یہ پڑھ جائیگا گلشن مین جمال بلبل
مانع وصل ہوا گل کو مگر حسن و غرور
ہوگا محشر مین یہ ضو آج سوال بلبل
باغ مین اسکے مزاحم نہو گلچین سے کہو
مجھکو رہ رہ کے یہ آتا ہے خیال بلبل
داغ لالہ کو عبث سمجھے سنگ اسود
باغبان پڑتا ہے یون دیکھ وبال بلبل

پھول پھولون نے کیے باد صبا نے ماتم
مرگئی پر نہوا گل سے وصال بلبل
نکلا پھر اکی برس قرعہ بنام صیاد
دخل بیجا کرے کسکی یہ مجال بلبل
جز گل سر پہ ہے اور تختۂ گلشن پیکر
کعبہ گلشن ہے یہ ہے خام خیال بلبل
گلشن دہر مین رعنا شعرا دیتے مین

کنیزین کہتی ہین حضور جہان باغ مین ہزارون جانور ہین ویسے ہی ایک بلبل بھی ہے شعرا نے یہ باتین بنائی ہین لعل سخندان نے کہا صاحبو یہ کوئی بات نہین بتا ناموافق مضمون مصرع مصرع تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ۔ دیکھو کیسی پھول پھول کر شاخ گل پہ بیٹھی ہے خزان مین بے سرو پا جا بجا ماری پھرتی ہے عاشق کو بڑی مشکل ہے ضبط عشق بہت دشوار ہے یہ ذکر تھا کہ اسی نامدار نے جو صف سے گھوڑا بڑھایا اور نیزہ ہلایا مسکرا کر کہا میان طلسم کشا صاحب کیون اچھل رہے ہے میدان سحر و ساحری ہے آپ کیون گھوڑا چمکار رہے ہین یہ کیلئے جو پلٹ دیکھا قریب افراسیاب کے ایک پہلوان زنجیر ہائے آہنی سے کمر باندھے ہوئے اسد کو دیکھکر اکڑ رہا ہے لعل نے کہا یہ نگوڑا اسفنڈا کون ہے قصائی کا سا کتا خوب پھولا ہے کنیزون نے کہا یہ اسے مقابلہ طلسم کشا آیا ہے افراسیاب سے اجازت مانگ رہا بڑا مغرور ہے اپنی تعریفین خود کر رہا ہے ملکہ لعل نے کہا نامرد ہوگا طلسم کشا کے ہاتھ سے گرد برد ہوگا جو اپنی صفت آپ کرتا ہے وہ ذلیل و رسوا ہوتا ہے بقول صاحب فرد ثناے خود بخود گفتن نے زیبد ترا صاحب جو زن پستان خود مالد حظ نفس کی یابد ولیکن حقیقت مین بڑا زبردست ہے کسقدر نامرد پھولا ہے یہ کہتی ہوئی قریب اقوال حرم ہوش آئی کہا اے افراسیاب کل تو ہمکو میدان مین بھیجے برا کیون بنکر لڑائی شروع ہو آفتاب سحر کا طلوع ہو آج ہی سہارے ہم مقابلہ کرین ہنرون کا جوش و خروش ملاحظہ فرمائیے کیون دیر کی ہے شب بھر مین سحر تیار کیے ہم تو اب حکم کے منتظر ہین افراسیاب نے کہا اے ملکہ لعل سخندان بارہ برس ہوے طلسم کشا کو ہمارے طلسم مین لڑتے ہوے ہمارے خیر خواہ صاحب کو آج خبر ہوئی آج ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین کہتے ہین طلسم کشا کے کان پکڑکر کھینچتا ہے الاؤ نگا شعلہ کر کے

مچلے ہوئے ہین کہ مجکو میدان مین جانے دیجیے آج ہی لڑائی کا خاتمہ کر دونگا ہمنے کہا آج تامل کرو کل
شب کو طبل جنگی بجواؤ طلسم کشا دبنے والا نہین ہی تمسے ضرور مقابلہ کریگا یہ فرماتے ہین مین قسم کھاکر
چلا ہون کہ جاتے ہی طلسم کشا کو قتل کرونگا لعل نے کہا یہ بیچارے کیا لڑینگے دیکھیے اسی طلسم سے
اس طلسم کشا نے کیسے کیسے رفیق پیدا کر لیے صندلان صندلی پوش سرحد طلسم صندل مین انکی جرات کا
شہرہ تھا طلسم کشا نے اپنا رفیق بنا لیا انکے تو منہ پر مردنی چھائی ہی قضا انکو کشان کشان یہان لائی ہی
یہ سنکر اقوال حرم پوش بہت بگڑا کہا حضور اب تو مجکو اور زیادہ کد ہوئی یہ عورت کون ہی جو ایسے
کلمات ناشایستہ کہتی ہی افراسیاب نے کہا خاموش یہ شاہزادی حاکم حجرۂ نجم ہی کل انکی بہن نے اک
ادنے سا سحر کیا تھا چشم زدن مین سارے لشکر کو نابینا کر دیا تھا کسی سے کچھ نہو سکا انھون نے خود
اُس سحر کو اُتارا اسب دشمن ٹٹولتے پھرتے تھے ادھر ادھر ٹکرا کرتے تھے اقوال نے کہا انکی باتون
سے ثابت ہوتا ہی کہ طلسم کشا سے محبت قلبی رکھتی ہین غصے سے لعل کا چہرہ سرخ ہو گیا بگڑکر جواب دیا
او بدزبان ہمین طلسم کشا سے کیا کام لیکن طریقے سے کہتے ہین کہ طلسم کشا ایسا بہادر ہی اتنے بڑے
طلسم ہوش ربا پر چڑھ آیا اپنے بزرگون کو بھی مدد نہ لایا تم بھی کسی ملک پر چڑھ گئے اگر یہ دعوے ہی
زمان لو بر سر کوہ عقیق گلزار سلیمانی جاؤ صاحبقران کو گرفتار کرکے لاؤ طلسم کشا کو جو حسین و جمیل [illegible]
سنا ہی کہ انکے رگ و ریشے مین زور بھرا ہی شیر دل رستم صولت سہراب ہمت نریمان طاقت حاتم سخاوت
یہ سب اوصاف طلسم کشا مین موجود ہین کتابین دیکھیں جابجا حالات جرأت ان لوگون کے تحریر
ہین شہنشاہ بھی سن چکے ہین ای شہنشاہ اب انکو رخصت دیجیے اچھا ہی مقابلہ ہو جائے اُسکا خدا ہے
نادیدہ انکی مدد کریگا اس بلا کو بھی رد کریگا صرف انکے خبر لیتی ہی دیکھیے مرکب چمکا رہا ہی بڑی دیر سے
نیزہ ہلا رہا ہی یہ سنکر اقوال حرم پوش مثل ابر گرگرایا زنجیرون سے کسکر کمر باندھی نیزے کو ہاتھ مین
لیا حسبت کرکے گینڈے پر سوار ہوا افراسیاب سے کہا ای شہنشاہ غلام رخصت ہوتا ہی چیلے سے
لعل نے کہا جہنم واصل کنیزون نے سنکر کہا حضور آپ کو کیا فائدہ کہا وہ شریف ولیق ہی یہ بچیا
کنندۂ جہنم مثل کتے کے بھولا ہی طلسم کشا سے کیا مقابلہ کریگا اب سب نے دیکھا اقوال حرم پوش
مثل دیو کے چنگھاڑتا ہوا میدان کارزار مین آیا اسب تازی جوگان بازی دکھلانے لگا نیزہ ہلانے
لگا میدان مین خوب گینڈا دوڑایا جب انتہا کا عرق عرق ہوا دونون سیرون سے یون سینہ ٹپکا

جیسے دو کالی گھٹائیں برستی ہیں گینڈے کو رو کا نیزے کو گاڑ دیا ایک پاؤں رکاب میں ایک قاش
زین پر بہ نظر تیز سرداران طلسم کشا کو دیکھنے لگا لعل سخندان حیران و پریشان بیتاب و
بیقرار ملول و اشکبار ایک مقام پر آکے ٹھہری کہا صاحبو دعا مانگو طلسم کشا اس دیو خصال پر غالب
آئے در حقیقت میں اسوقت میرے منہ سے جو کلمات نکل گئے ہیں اگر کوئی سنے تو طلسم کشا کا طرفدار
بتائے مجھے کیا واسطہ اب اسوقت تو بات کا خیال ہے جی چاہتا ہے چپکے چپکے سحر کروں لیکن افراسیاب
پہچان لیگا ورنہ اس سگ صحرائی کا زور گھٹاتی اُس شیر کی قوت بڑھاتی کنیزوں نے کہا پہلے یہ تو سمجھیے
طلسم کشا خود نکلتا ہے یا رفقا کو بھیجتا ہے لعل نے کہا وہ صاحب ہمت ہے کیا انکے بھروسے پر طلسم کشائی کرنے
آیا ہے کبھی غیر کا مقابلہ وہ قبول نہ کریگا یہاں یہ باتیں تھیں اقوال نے نعرہ کیا اے فرزند خدا پرستان و
اے زبردستان میں طلسم کشا کا مشتاق ہو کر آیا ہوں ایک بات کا بڑا خیال رہے طلسم کشا صاحب جس کے
مقابلے کو آئیں کوئی صاحب سحر نہ کریں ورنہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا موجود ہیں سزا دینگے سحر کرنے والے
کو پہچان لینگے یہ سنتے ہی اسد نے گھوڑے کو پھیرا طرف تخت ملکہ مہ جبین کے چلے ضرغام نے پکار کر آواز
دی اے اقوال اپنے قول پر ثابت رہنا اپنے شہنشاہ کو منع کر دے کہ کوئی سحر نہ کرے ہمارے آقائے نامدار
کو نام سے سحر کے نفرت ہے جب سے لڑ آیا ہے سر پھرا ہوا ہے اسد نام ہے شکار کرنا کافروں کا کام ہے بڑے
بڑے دلیر مارے شیران دشت نبرد میرے آقا کے سامنے گرد برد ہیں ہیبت سے اس شیر کی رنگ اڑتا
ہو جنگ والوں کے رزم میں تامل کر شاہزادہ آتا ہے لعل سخندان بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہے اسد قریب
تخت مہ جبین پہونچے مرکب سے کود کے عرض کی اے ماہ شاہ لشکر اسلام اے شاہ خوش انجام اجازت میدان
کارزار مرحمت ہو سر فروشوں کی جانبازی ملاحظہ فرمائیے ملکہ مہ جبین کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہا
اے شہنشاہ ایک ایک ذلیل اسی طرح میدان میں آئیگا آپکو پکاریگا آپ ہر کس و ناکس کے مقابلے میں
جائیے گا اگر یہ خیال ہے کہ وہ غیر ساحر ہے آپ کے رفقا کیسے کیسے دلیر دشت جرأت کے شیر کھڑے ہوئے
جھوم رہے ہیں دیکھیے نقد شجاعت میں مست ہیں بڑے بڑے زبردست ہیں انکو روانہ کیجیے اسد نے
کہا ملکہ یہ دستور نہیں ہے ہمارے نانا جان نے یہی قانون جاری کیا ہے جو جسکا نام لیکر پکارے وہی
اس سے مقابلہ کرے رفقا کا کیا بھروسہ ہے تکیہ اپنا رب اکبر پر ہے ملکہ مہ جبین نے سر جھکا کر کہا بسم اللہ
خدا آپکو مظفر و منصور کرے اس خرس بیکی کے شر سے بچائے سب سرداروں نے ہاتھ اٹھا کر دعائیں دیں

اسد دوبارہ بپشت مرکب پر سوار ہوئے **فرد** چو شیرے کہ گیرد ز آہو کمین + بجست از زمین و برآمد بزین + یوں دے پر مرکب کے ہاتھ ڈالا مرکب نے جو اپنے آقا کو آمادہ حرب و پیکار پایا کنوتیان بدلین طرارہ بھر اڑا چلا باد صبا سے کہتا تھا مجھسے بڑھکر نہ چلنا پامال ہو جائے گی تیز روی کی سزا پائیگی صفت مرکب **مولفہ**

قمر وصف توسن رقم کیا کرون
اسی سے لقب اُسکا شبرنگ ہے
ہر اک نعل ہے نیمچہ بیمثال
وہ کوہ گران ہے یہ پاسنگ ہے
و لیکن وہ چہ مرکب چو برق یا باد سے
تیز گامے ز برق چابک تر

کہ شبدیز خامے کا پالنگ ہے
تڑپتا ہے میدان میں سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہے
نگاوے کا محتاج ہو کسطرح
طرفہ دیوانہ و پرنیاد سے
نرمی گوش و نرمی کاکل

طلا ہے عجب رنگ شبگین اُسے
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہے
قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہان کی ہبت تنگ ہے
خوش خرامے ز آب نازک تر
دستہ بید و دستہ سنبل

اس زور شور سے طلسم کشا نے گھوڑا اڑایا **لعل** سخندان بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہے جون جون گھوڑا طلسم کشا کا قریب جاتا ہے کلیجے کی دُھڑکن بڑھتی جاتی ہے چہرے پر ہوائیان ہو نٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری دل مین بُرائیان آتی ہین کہ دیکھیے اُس دیو پیکر کے ہاتھ سے یہ چاند کا ٹکڑا کیونکر بچے **اقوال** نے جو اسد کو آتے ہوے دیکھا گرز اسیر کا اُٹھایا اسد نے بھی علی بند مین سپر کے ہاتھ ڈالا دونون جوان نگاور زن ہوے **ملکہ لعل** نے کلیجہ پکڑ لیا سب نے دیکھا کہ طلسم کشا نگاور زن ہوا گلہائے سپر مثل گل آتشبازی شرر افشان طلسم کشا نے نگاوری مین گرد برد کر دیا پانچ قدم اُسکا گینڈا تین قدم مرکب اسد نامدار پیچھے ہٹا **لعل** کے منہ سے بے اختیار نکل گیا وہ مارا صرصر شمشیر زن فریب ملکہ **حیرت** پر فن استاد ہے تو بلائے روزگار نگاہ **لعل** سخندان دیکھ رہی ہے کہا ملکہ **حیرت** ملاحظہ فرمایئے مین نے جو کہا تھا وہ اب ظاہر ہوتا ہے مین نے عرض کیا تھا **لعل** سخندان اسد دلاور پر مائل ہوگی اشوقت دیکھیے وہ نگاور زن ہوا **لعل** کا چہرہ زرد ہو گیا انتشار ظاہر ہے حال دل سے کون ماہر ہے یہان **اقوال** نے کہا او طلسم کشا **فرد** بیا انچہ داری ز مردی نشان + کمان کیانی و گرز گران + اسد نے کہا اپنا یہ گو سنین **فرد** تو اول برادر تمنائے خویش + کہ من خصم را میدہم دست پیش + تو پہلے حربہ کر جب تیرے حربے سے پروردگار بچائے گا ہم بھی جواب دینگے یہان صرصر کے کہنے سے **حیرت** نے نگاہ اُٹھائی دیکھا حقیقت مین **لعل** سخندان بصورت آئینہ حیران بشکل گیسو پریشان بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہے جب اسد نے یہ کہا

اگر تو پہلے حملہ کر ساتھ والیون سے کہا افسوس طلسم کشا بڑا بیوقوف ہی حریف سے کہتا ہی حملہ کر اس دلاور کے
حملے سے کیونکر بچیگا کبھی آگے بڑھتی ہی کبھی پیچھے ہٹتی ہی چہرہ اداس عالم یاس گویا خود دشمن کے
مقابلے مین کھڑی ہی اقوال نے نیزہ اٹھایا داہنی بغل سے اور بائین بغل سے نیزے کو پیچ و تاب دیتا ہوا
مثل آہ عاشقان و کاکل معشوقان ناک کر سینۂ بے کینۂ اسد پر مارا لعل نے کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا بے اختیار
پکار اٹھی یا سامری یا جمشید اس ہمارے مسافر کو دشمن قوی کے ہاتھ سے بچانا اسد نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی بقول شاعر **فرد** دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر ٭ تو گوئی کہ بودند دو
نرہ شیر و گھوڑے دوڑ رہے ہین پیچ خاکی بنکر تیار ہوا اُس پیچ خاکی سے سنان ہائے نیزہ مثل ستارے
کے چمک جاتی ہین اسد نامدار شیرانہ رستمانہ نیزہ بازی کر رہا ہی دم جرأت کا بھر رہا ہی ہر مقام پر فرماتا جاتا ہی
او اقوال ہوشیار ہو جا دیکھ سینہ خالی ہی بغل کو بچا کمر کی چوٹ سے بچ الجھا الجھ کے نہ رہ نگاہ بھی لڑی
ہے پلک نہ جھپکنے پائے لعل کنیزون سے کہ رہی ہی اور غضب دیکھیے دشمن کو ہوشیار کر رہے ہین
چاہیے جہان مقام خالی ملے نیزہ ماردین دشمن کی پسلیان توڑ کر نکل جائے بالکل جاہل اجہل ہی اسکی
حماقت پر دل میرا بیکل ہی اگر قریب جاتی سمجھا دیتی کہ اسے جسطرح بنے دشمن کو مارے خبردار ہوشیار کرنا
کیسا کنیزین کہتی ہین حضور طلسم کشا کے تیور دیکھیے کیا بیباک لڑ رہا ہی دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام
پر اسد نے بند صاحبقرانی کا نٹھا گھوڑے کو اڑا دیا اقوال کے ہاتھ سے نیزہ نکل کر آسمان پر چکار مین
مین گرا سرداران اسد نے غلغلہ کیا سبحان اللہ حسنت و آفرین کی دشمنون سے صدا آنے لگی نعرہ
شیر سے زمین تھرانے لگی لعل ہنس پڑی کہا کیون سن دیا سن اس گھمنڈ پر ہوشیار کرتا تھا ماشاء اللہ
فنون سپاہگری مین طاق فن جرأت مین شہرۂ آفاق کیا مزے سے نیزہ چلا کس لطف سے ہوا کیا کیا تعریف
کرون بیان اقوال چرم پوش نے تیغ بیدریغ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا لرزہ کیا او طلسم کشا نیزہ بازی کھیل کر
مردان عالم کا یہ شمشیر برق نظیر وہ ہی کہ جسمین جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیتا ہی اگر ہیار ہے یا تھ مارون تا
سر پیچ کا لوٹن اسد نے جواب دیا لاف و گزاف نہ کر لیکن تیغ اقوال جو کھینچا یہ معلوم ہوا غار سے اژدہا
بل کرتا ہوا نکلا لعل کی آنکھون مین اندھیرا آگیا کہا لو صاحبو بڑا غضب ہوا اس تلوار سے اگر یہ جوان بچا
دوبارہ زندگی ہوئی ای سن دیا سن مجھکو بہت ناگوار ہی اگر اس نامرد نے اُس شیر کے دشمنون کو زخم
لیا میرے دل کو تاب نہ آئیگی للکار کر جا پڑونگی اس سرکش کو چیر کر پھینکدونگی کوئی انصاف کرنیوالا نہین آہ

اِس بیجا کو منع کرے اتنا جرا تیغہ لیکر اُس شیر صولت سے لڑتا ہر اقوال نے خبردار کہکر ہاتھ تلوار
کا مارا اسد شیردل نے گرد اسپ کا سر پر کھینچا گھوڑے کو کدکدایا جیتون تلوار کی باڑھ سے لگی چہ لی ہر
ارادہ ہر کہ لپٹ پڑون بھڑ جاؤن لعل نے کہا او ور غضب دیکھیے نئی بات ہو جاے یہ کہتا پیچھے ہٹتے
تلوار کے منھ پر چلے آتے ہین دم شمشیر پر گلا رکھے دیتے ہین یہان تیغہ جبتک دور تھا جب قریب تیر
جھکا اسد نے سپر کو گردش دی تلوار اُس تیرہ بخت کی بیچ پڑی پنجہ بلی خورشید نما کو دراز کیا بجلی ماری
بار ٹھہر بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا تلوار قریب گلوے اسد جھکی لعل نے کہا لو غضب ہوا تلوار سے لپٹ گیا
گلوے نازک کو جھکے اُسکا خدا لے اُنادیدہ دم خنجر سے بچا لے اسد نے چاہا تلوار چھینکر پھینکدون
اقوال نے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا اسد نے جھٹکا مارا اُکھڑ گیا اقوال کا زمین پر پیٹ کے بل بیٹھ گیا
دونون لپٹے ہوے زمین پر آے لعل نے کہا اودر خرابی دیکھو دیو سے میان کشتی لڑینگے دیکھیے اب کیا
ہوتا ہر اقوال نے اسد کے ٹکر ماری اسد نے سر سامنے کردیا لعل نے اپنا سر پکڑ لیا اُف منھ سے نکل گئی
اب سامنے کے داؤن پیچ ہونے لگے دستیان ساتھ زبردستی کے چلنے لگین اقوال نے جو پیچ باندھا
اسد نے توڑ کیا جب سد تڑپکر نکل جاتا ہر لعل اچھل پڑتی ہر کہتی ہر کیون مسن ویا مسن دیکھا گیا
مزے سے نکلا ہر برق جہندہ ہر لو بیچارا دیو ہانپنے لگا کانپنے لگا چہرے پر زردی آئی طلسم کشا بحال ہوتا
جاتا ہر اے مسن ویا مسن اب یقین کامل ہوا زور و قوت مین بھی غالب ہر اتنے بڑے دیو پر اکھیڑ مارنیکا
طالب ہر وہ اقوال نے گلو بند باندھا شیر نے کیا مزے سے توڑ کیا اقوال شاہزادے کو لے دوڑا اسد
دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر سات قدم ہٹے آیا اقوال نے ہلہ مارا بایان گھٹنا اسد کا زمین سے
آشنا ہوا اقوال اوپر آکر جھکا لعل نے کہا دیکھو صاحبو ماہتاب ان برج عقرب مین آیا ہر کس کس
طرح کے زور کر رہا ہر لنگر مین اُس شیر دلیر کے حس و حرکت نہین کیا لنگر جمایا ہر واہ رے شیر تیری
جرأت و طاقت کے تصدق تیور پر میل نہین کس کشادہ پیشانی سے جما ہوا بیٹھا ہر اقوال سے جب لنگر
نہ اُکھڑ سکا تھک کر ہاتھ ہٹا لیے اسد غازی اپنے مقام سے جھومتا ہوا اُٹھا اقوال کے دونون مونڈھے
تھام کر لے دوڑا جھٹ پٹ ہٹے کر لایا اقوال نے زمین پکڑی لعل نے کہا مرحبا گیا بیچارا زمین کا نقش بنگیا
طلسم کشا سے کوئی کہدے اُسکی آنکھ پھوڑ ڈال بیچارا ٹکر ٹکر دیکھ رہا ہر کس نگاہ سے شیر کو گھورتا ہر اسد نے
دو تین گھسے مارے زرہ پارہ پارہ لباس خاک آلود پیشانی سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین اسد

شیرانہ لنگوٹ مین ہاتھ ڈالکر چند قدم کھینچ لاتا ہی جب گھسا مارا سر اُس خود سر کا زمین مین اُتر جاتا ہی انتشار مین چہار جانب دیکھتا ہی اُس حال پر ملال مین افراسیاب سے آنکھ مل گئی اشارون سے کہتا ہی ای شہنشاہ سحر کیجیے مجھے ظالم کے پنجۂ بد عنت سے بچا لیجیے افراسیاب نے غصے مین منھ پھیر لیا اُسکے ساتھ والے جو کھڑے تھے اُنکنے کہا تمھارے افسر پر کیا گذری اشارے کر رہے مین کہ سحر کیجیے مین کبھی خلاف عہد نہ کرونگا اگر مین ہو تھ ہلاؤن اودھر والے ابھی آپڑین بران و اختر مروار یدو غیرہ سب میری ہی جانب دیکھ رہی ہین افسران اقوال نے کہا اگر آپ حکم دین ہم جا پڑین اپنے افسر کو بچالین افراسیاب نے کہا اُنکے سردار بھی آمادۂ حرب و پیکار مین بڑے بڑے ہوشیار ہین صندلان صندلی پوش جہاندیدہ کار آزمودہ گھوڑے کو بڑھاتا ہوا چلا آتا ہی تم لوگون کو پاس اسد کے نہ آنے دیگا راہ مین روک لیگا تلوار چلیگی مارے جاؤگے ذلت اُٹھاؤگے اسد کے ہمراہی سب سرفروش ہین سب کو بادۂ جرأت و دلاوری کے جوش مین ایسا قصد نہ کرنا مطعون ہوجاؤگے درمراد نہ پاؤگے ساتھ والے رُکے شام تک اقوال جرم پوش بصد جوش خروش خوب لڑا ایک نہیب شمشیر اسد شیردل سے آفتاب تابان بارنگ زرد لرزان و ترسان اپنے آشیانۂ مغرب مین جاکر چھپا شاہ زنگبار با فوج ثابت و سیارگان تخت سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا نظم

شاہ خاور چلا ستان پرسے
اور بھبوت اسکا اپنے منہ پہ ملا

ذرا انجم بھی نکلے اندر سے
مشعل نور ہاتھ مین لیکر

ماہ نے موتیون کو راکھ کیا
کہکشان پر ہوا وہ جلوہ گر

اقوال جرم پوش اسد دلیر کو روک کر کھڑا ہوا کہا ای جوان شیردل تو نے خوب لڑا دن واسطے لڑائی کے شب واسطے عیش و آرام کے اب جاکر آرام کریں کل پھر مقابلہ ہوگا اسد نے کہا ای بہادر چار پہر مین مطلب حاصل نہوا اسی طرح یہ جھگڑا اُلجھا رہیگا برسون فیصلہ نہوگا یا تم ہمکو زیر کرکے ملینا یا شاید یہ حقیر ہی غالب ہوجاوے تو تم ہماری اطاعت کرنا یا ہم تمھاری اطاعت کرینگے اقوال نے کہا ای جوان دن بھر ہمکو تمکو دونون کو بھوکے پیاسے گذرا علاوہ اسکے ہم تم شب کو جانبازی کرینگے شب تیرہ و تار مین کون انصاف کریگا اسد فرماتے مین بادشاہ اولوالعزم کو رات کا دن کرنا کیا مشکل ہی روشنی کا حکم دو دن سے بہتر ہوجائیگا دیکھنے والے دیکھین گے کیا نہیں منگا کر نوش کرو یہ کہکر اسد نے طرف ملکہ مہرخ کے دیکھا آواز دی حضور لڑائی اُلجھ گئی روشنی بھیجیے ملکہ لعل بخشندان وعید کرنے لگی دوڑی

ہوئی قریب افراسیاب کے آئی تاب نہ باقی رہی کہا حضور اب آپ کے پہلوان کی جان پر بنی ہے روشنی
کرایئے اندھیرا ہوا جاتا ہے طلسم کشا نے بھی چھوڑوا دیا ایسا مغرور کبھی ہماری نگاہ سے نہین گذرا مغرور
زبان دراز طلسم کشا کی منتین کر رہا ہے کہ کل مقابلہ کیجیے گا اُس شیر دلیر نے خوب سمجھا لیا اندھیرا کا
عذر کیا اُسنے روشنی کو حکم دیا بھوکے کے واسطے کھانا بھیجیے افراسیاب جھلایا ہوا کھڑا ہے کہا کیون ملکہ
عالم طلسم کشا کے غالب ہونے پر تم بہت خوش ہو لعل سخندان شرمائی سوچی جوش مین مین نے کیا کہا
بات کو دہن سے پلٹا کہا حضور اُنکے غرور کے کلام سے ناگوار ہوتا ہے بیجا کسقدر بلبلاتا تھا میدان مین
جاکر کچھ بھی نہ کر سکا کل فنون مین طلسم کشا سے کم رہا اب کشتی مین بھی جی چھوٹے افراسیاب نے فوراً روشنی
کو حکم دیا ادھر سے ملکہ مہرخ و بہار نے سحر کیے سنہری تیلی مشعل لیے ہوے پیدا ہوئی بہار نے پھولون کی
بدھیان پھینکین تمام نخل بیابان مثل جھاڑون کے روشن ہو گئے ہر ایک پھول چراغ کی روشنی دکھلاتا تھا
ہر غنچہ آدھے بلبل سے روشن تھا ہر غنچہ فانوس شاخین بصورت مردنگ ہر سرو بشکل شمع محفل تابان و درخشان
مثل مہتاب کی روشنی سے فرش چاندنی گسترده تھا افراسیاب کے سحر نے تمام صحرا و بیابان روشن کر دیے یاقوت
نے طائرون کو اشارہ کیا منقارین کھولکر زمزمہ سرائی کرتے تھے ہر ایک کے دہن سے چنگاریان مثل ثابت و سیارگان
جھک جاتی تھین خواجہ عمرو نے الگ بڑھکر روشنی کا سامان کیا فوراً ٹھاٹھ بندی کرادی جھاڑ سلیمانی زنبیل سے
نکالے درختون مین لٹکا دیے دلنے بہتر ہو گیا اقوال نے پلٹ کر شاگردون سے اشارہ کیا کاسے دودھ کے خوان
میوے کے آئے اقوال نے دو تین کاسے دودھ کے پیے میوے کے پھنکے لگائے اسد شیر دل ٹہل رہا ہے اقوال نے کہا
ای جوان اگر تیرے لشکر سے کھانا نہین آیا یہ حاضر ہے نوش فرمائیے اسد نے کہا ہمین عادت نہین ہے لڑائی مین سبکبار
رہنا بہتر ہے تم پیٹ بھرو خوب لادلو بوجھل ہو جاؤ انشاء اللہ ہم لنگر اٹھا دینگے اقوال کو بہت شرم آئی کاسہ دودھ
کا پھینک دیا کہا ای جوان لے مین بھی نہ کھاؤنگا بھوکا پیاسا لڑونگا اسد نے کہا بھائی کینے پیٹ بھرے سے
ڈرنا چاہیے پیٹ بھر کے کھالو ہمارا خیال نہ کرو ہم تمسے ڈرتے ہین کہ تم شکم سیر ہوے تم بھی ہمسے ڈرو کہ ہم بھوکے
مرد آدمی ہین جھلا کر اقوال لپٹ پڑا ذرا کھایا آسودہ بھی ہوا تھا پھر اُسی طرح کشتی ہونے لگی کس لطف سے اسد
لڑ رہا ہے کہ آسمان بھی باین پیرانہ سالی یک چشمہ ماہتاب کو آنکھ پر رکھ کر برائے تماشائے کشتی اسد نامدار
میدان جہان مین جلوہ فرما ہے ستارے نہین فرشتون نے آسمان مین روزن کر لیے مین ہنگامہ کشتی کو دیکھ رہے
لعل سخندان سٹلاتی ہوئی ایک سمت کھڑی دیکھ رہی ہے چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی عابد شب زندہ دار نے

تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پر رکھا برائے وظیفہ خوانی کعبہ مغربین میں داخل ہوا آفتاب عالم افروز برج چہارم پر اگر تماشہ دیکھنے لگا اب صبح کو اسد نے زیادتی کرنا شروع کی جب پکڑ لایا اقوال کو دو دو گھڑی رگڑا دو پہر اور بیٹے اقوال نے کہا ای جوان دس پہر گذرے دونون لشکر بجز و خواب مین میرے ساتھ والے بھی بیتاب ہین الغرض آخر کار طاقت اسکی برداشت دشوار ہوگی اسد نے کہا وہ زور کیا کسی گٹھری مین باندھ رکھا تھا بسم اللہ اس جا بڑا و کو نکالیے غصہ تھوک ڈالیے اقوال نے کہا زور میرے جسم مین موجود ہی لیکن وقت پر موقوف ہی یہ کہکر دونون مونڈھے آسد کے تھامے سینے مین سر اڑا یا ریل کرے دوڑا اسوقت لعل سخندان چہرۂ اسد نامدار دیکھ رہی ہی دعا مین مصروف آسمان کی جانب سر اٹھاتی ہی کہتی ہی ای آسمان کے خدائے نادیدہ اگر تو برحق ہی اسد شیر دل کو اس کوہ پیکر سے بچائے اسد نامدار چار قدم تک ہٹا زور کرکے پلٹ پڑا اقوال کو ریلے دوڑا لعل نے کہا سبحان اللہ دیکھو شبیہ فیل مست کو ریلے لیے جاتا ہی طلسم کشا کیا سرکشی دکھاتا ہی دل سے کہتی ہی خدا بھی اسکا برحق ہی وہی خالق مطلق ہی مین نے دل مین کہا اسنے سن لیا سامری جمشید کو پکار و گونگے بہرے نہ سنتے ہین نہ بولتے ہین حقیقت مین یہ مالک حقیقی خداوند تحقیق ہی میرے دل کو اعتقاد کامل ہوا اسد غازی سترہ اٹھارہ قدم اقوال کو ریل کر لایا دونون مونڈھے تھام کر یکبار اقوال کے دونون گھٹنے آشنائے زمین ہوے اقوال نے چاہا اتر کر لنگر قائم کرون حریف زبردست کب لنگر جمنے دیتا ہی صید زبون کو کب کھٹنے دیتا ہی دونون ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر طنطنۂ نعرۂ تکبیر جگر سے کھینچا نعرہ ہے

اسد صف شکن شاہ عالیجناب
ہژبر دمان و ہزبر آزما
اسد شہسوار عم کہ در روز جنگ

سن آئیم سرکوب افراسیاب
جری صف شکن شیر دشت وغا
بود رم دل شیر و رم پلنگ

یل بیلتن نامور نامدار
رستم فارس عرصۂ کارزار
شہنشاہ نام آور و کامران

نظر کردۂ شیر پروردگار
گل گلشن حمزۂ نامدار
اسد شیر دل ابن صاحبقران

پہلے زور مین تا بکمر دوسرے زور مین تا بسینہ تیسرے زور مین اٹھا خود سر کو سر سے بلند کیا الیاس نے جب اقوال نے جو یہ معرکہ دیکھا لینا لینا کہکر دو بڑے لاکھ سوار پیدل بیشمار ہر چند افراسیاب نے منع کیا کہ او نالائقو کیا کرتے ہو افسرون نے یہ کہا ای شہنشاہ آپ دخل نہ دیجیے ہمارے افسر کو لیے جاتا ہی اسد نے اتنے عرصے مین جا بازمین پر مارا ون چار جانب سے نیزۂ و تیر و تفنگ پڑنے لگے اقوال ہاتھ سے چھوٹا ساتھ والون نے برچھا اٹھا لیا گینڈے پر اسکو سوار کیا تلوار ہاتھ مین لیکر لڑنے لگا لعل سخندان نے افراسیاب کو تشنیع دیا کہا دیکھیے شہنشاہ کیا بیغیرت پہلوان ہی اسقدر ذلیل ہوا پھر لڑتا ہی غیرت نہین آتی ساحران کے پیسے چھپے ہوسے دیکھ رہے ہین ادھر سے صندلان صندلی پوش ساٹھ ہزار جوانان شیر دل سے برآمد

اسد غازی پہونچا شیران دشت نبرد شکار کھیلنے لگے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا صدہا کے لاشے گر گئے دریائے
خون بہ گیا سب دیکھ رہے ہین کئی مرتبہ ملکہ یاقوت خندان نے قصد کیا افراسیاب مانع ہوا کہا ملکہ
تماشا دیکھو اس بہانے لڑائی کا مزا اٹھا دیا دریائے سحر کا جوش نہ دیکھنے پائے ملکہ یاقوت نے کہا ای
شہنشاہ یہی قصد تھا کہ آج خاتمہ کرون اس نامرد کو کیون آنے دیا رنگ سحر و ساحری خراب ہوا ہیچ نے
شب بھر مشقت کی نہرہائے آب سحر کو جوش دیا دیکھیے طائر پر تول رہے ہین منقارین کھول رہے ہین
مین رنگ مسلمانان کو دیکھ رہی ہون اگر منظور ہوگا عفریت طلسمی کو طلب کرونگی سب کو چشم زدن مین
کھا جائے بہرام فلک مہلت نہ پائے افراسیاب خاموش ہو رہا یاقوت کو بہت غصہ ہے کبھی کہتی ہے جواہر
نوادر سحر و ساحری درج دہن مین مخفی رہا ہر وقت سحر لعل اگلتی اہالیان لشکر مہرخ بھاگ نہ سکتے لعل خندان
خاموش دریائے محبت اسد غازی کا جوش جب کوئی جوان تلوار کھینچکر طرف اسد غازی کے جاتا ہے پلک
جاتی ہے محبت سے طبیعت گھبراتی ہے اس جوان نے اسد پر وار کیا اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر تلوار چھین لی
کمر مین ہاتھ ڈالکر اس جوان کو اٹھایا طرف آسمان کے پھینکا چورنگ ہوائی قلم کیا ضرغام شیر دل عیار
کامل پہلو سے اسد نامدار مین لڑ رہا ہے کبھی پکار اٹھتا ہے ای شہریار سبحان اللہ کیا لطف سے شمشیر زنی
کی کیا تیغ مین کاٹ ہے کیا باڑھ ہے کیا گھاٹ ہے معشوق شعلہ خو کمون اندازی مین بے نظیر آتشخوئی مین

پراگندہ کن جم غفیر نظم مصنف
ہر غش تیغ کی تعریف نہین ہو سکتی
ایک اک جز کے برابر ہے جسے چار

تیغ وہ تیغ جسے دیکھکے حاسد کٹ جائین
پڑ گئی سیکڑو دشمن پہ اگر یکبار

وار چلنے کی تو نوبت بھی نہو ابرو دار
واہ رے کاٹ کہ چورنگ عناصر کو کیا

ای شہریار سبحان اللہ حقیقت مین اسد غازی کس دھوم سے
لڑ رہا ہے دوست و دشمن کی زبان سے صدائے احسنت و آفرین بلند لشکر دشمن درد مند کمانون نے
اپنے کو انکے بازوئے تہمتن پر قربان کیا کیا عجب ہے زبان تیر و کلہ عمو سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہو

ترک خنجر دار گردون ہر دم از رخ برین
زدم او سینہ کلفت از صبح آفرین دیدہ ہزاران زندہ پوش خنجر گذار

نیستان سے بھی بڑھ کے کچھ نیزہ دار
ہوا سامنا تیر چلنے لگے

وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے
نیامون سے خنجر نکلنے لگے

وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے
بہر بھر کامل تلوار چلی زوال آفتاب

ہو چکا ہے اقوال کو جو ہر طرف سے طعن و تشنیع ہوئی شرم مین اسد غازی پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا آسمہ
سنگانہ بلنگانہ لڑ رہا ہے نشۂ بادۂ جرأت سے چور خانہائے زرہ خون سے معمور خون کی قطرے کہنی سے

گر رہے مین گرد جوانان شمشیر زن تہور شعار جلالت آثار خوب اُس مقام پر تلوار چلی اقوال نے بڑے زور و
شور سے ہاتھ مارا اسد نے تیغہ خون چکان کو سامنے کر دیا جھناتے کی صدا بلند ہوئی تلوارون مین دندانے
پڑ گئے اُلجھا دیے اسد نے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکر بہ قہر و غضب وار کیا برق شمشیر چپک کر گری اول اُس
برق جہندہ نے ابر سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے حباب خود کو کاٹا خرمن حیات کو جلایا قبضہ سپر پر چلی تھی یا زیر تنگ
بوسہ دیا ہر طرف سے صداے الامان الامان بلند ہونے لگی فوج اقوال نے شکست فاش کھائی غازیان
دیندار مجاہدان تہور شعار شکست خوردون کو بھگاتے چلے جاتے ہین افراسیاب کے لشکر مین آنیکا تھم
نہ پایا اطراف صحرا کے لاشہ اقوال کا لیکر بھاگے اسد نے تلوار نیام مین کی آواز دی ای مردان عالم اب بھاگے کا
پیچھا نہین کرنے جرأت و عدالت یہی ہے سب سردار رُک گئے اگر حریف حریف کی چھاتی پر چڑھ چکا تھا دیکھا آقا نے
امان دی سراسیگانہ کاٹا نیم بسمل کو چھوڑ دیا ملکہ جیجی نے تخت بڑھایا ملکہ مہرخ وغیرہ نے آکر گھیر لیا نوبت
نقارے بجاتے ہوے طرف اپنی بارگاہ آسمان جاہ کے مع فیروزی واپس آئے ملکہ لعل خندان زیب
ملکہ یاقوت کے آئین لیکن رنگ رو سے لعل متغیر یاقوت نے کہا بہن مین تمکو بہت پریشان پاتی ہون
کیون مزاج کیسا ہے لعل نے کہا ایسے ہی نامرد دشمنون کا حوصلہ بڑھاتے ہین شب بھر مشقت کرکے ہمنے آپنے
سحر تیار کیے سب باطل رہے لیکن ہمشیرہ میرے سر کی قسم انصاف کیجیے کس زور و شور سے طلسم کشا آیا تو
نے سر جھکا کر کہا ہوا اگر ایسا سیاد نہین ہے تو اتنے بڑے طلسم پر کیونکر چڑھ آیا عمرو سچ کہتا ہے میان کی
جوتی میان کا سر اسی طلسم کے سردار ہین ہے سب تاجدار صرف چھ عیار ایک سردار اتنے بڑے طلسم
مین آئے یہ فوجین جمع کرلین گویا ملازمان افراسیاب انتظار مین تھے کہ کوئی حریف پیدا ہو تو طلسم
ہوشربا کو برباد کرین سہار جادو ملکہ حیرت جادو کی ہمشیرہ حقیقی شہنشاہ کی معشوقہ دلنواز
مصاحبون مین سرفراز وہ جاکر یون شریک ہوجائین باغبان قدرت ایسا وزیر صاحب بے نظیر
عہدہ جلیل چھوڑ کر شریک باغیان ہوا ابھی مین نے سُنا کہ شہنشاہ نے بدزبانی پر کمر باندھی ہے
بہت سے سردار خوشخو برائے حفاظت جان و آبرو جاکر عمرو کے شریک ہوے ایک بات سوجھی ہے
کہ ایکی جو طبل جنگی بجے تو کل کا خاتمہ کردنگی بی پیر آن سینہ سپر کیے ہوے موجود ہین مین نے سبکو
نابینا کیا وہ دوڑی آئین آکر ہاتھ تھام لیا مجھے بھی شرم آگئی اب مین نہرون کا سحر کرون یا انجام
دکھاؤن عفریت طلسمی کو طلب کرون وہ سب کو کھا جاے میدان کارزار کیا ایک مین سامنے

طلسم نور افشان کی گردش کریگا تا بہ کوہ عقیق جانا کتنی بڑی بات ہی سامری و جمشید نے اس بلا کو خود
بنایا یہی قرار دیا کہ عفریت طلسمی کو کوئی مار نہ سکے ہمسے اہالیان طلسم ہوش ربا کیون دبتے ہین
اسی عفریت طلسمی کا خوف ہی لعل نے کہا ہمشیرہ مجھکو مقابلہ بہار کا بڑا اشتیاق ہی ایک ان مین لڑون
پھر آپ کو اختیار ہی یاقوت نے کہا بوا اب سحر کامل ہوگا ان لوگون کے حوصلے نہ بڑھاؤ دو دن مین
لڑبھڑ کے اپنے ملک کو چلا افراسیاب بھی یہ باتین سنتا چلا آتا ہی حیرت اپنے مصاحبون کو لیکر اپنی بارگاہ
مین گئی افراسیاب ہمراہ لعل و یاقوت انکی بارگاہ مین آیا یاقوت نے کہا شہنشاہ اب آپ جاکر آرام
فرمایے تردد و انتشار کو دل مین جگہ نہ دیجیے دو روز توقف کیجیے ہم آپ کا ملک باغیون سے صاف کیے
دیتے ہین مجھکو کب کا خیال ہی شاید آخر مین شکایت و حکایت ہوا سو جسے دو روز کی مہلت دی ہو
پہلوان خوک پیکر کہان سے آیا تھا اپنے آپے سے باہر ہوا طلسم کشا بڑا جری و بہادر ہی لعل نے کہا ہمشیرہ
بڑی صحف مین یہ ذکر تھا کہ افراسیاب سے بڑھکر مرد ہے نے عرش کی ہفت در تیدے نار خداوند لقا
کا آیا ہی افراسیاب نے کہا بلا لو ملکہ یاقوت نے کہا ای شہنشاہ کون خداوند افراسیاب نے کہا اس کا نام سن
ہین جاگتی جوت کے خداوند زمرد شاہ باختری ہین ہماری سرحد مین آگئے سلیمان عنبرین موے کوہی
نے دامن پناہ دیا طلسم کشا کا نانا حمزہ صاحبقران مع پانچہزار پانچسو پچیس سردارون کے ہمارے
خراج گزار سے لڑ رہا ہی قدرت کے خلاف یہ ہوا بارہ برس انکو تشریف لائے گذرے مین نے ہزارہا
ساحر براے مدد بھیجے وہان عمرو کے بیٹے پوتے شاگرد موجود ہین وہ عیاری کرکے مار لیتے ہین قدرت
عقبے مین تقدیرین بھی الٹی پلٹی کرتے ہین مین براے قدمبوسی نہین جا سکتا یاقوت نے کہا ہمنے سارا
سامری نامہ پڑھا یہ نام نہین لکھا دیکھا بالائی خداوند مین بڑے عجب کی بات ہی کہ بندون کے ہاتھ سے
سے دردمند مین بھاگتے بھاگتے کوہستان مین آئے نامہ پڑھوا لیجیے ذرا ہم بھی سنین قدرت کے اوصاف
سے آگاہ ہون افراسیاب جادو نے نامہ لکھوا لکھے القاب افراسیاب جادو کو تحریر تھا بعد اسکے
لکھا تھا او بندۂ بے ادب مورد قہر و غضب ہمنے تجھکو ہمیشہ تاکید کی ایسا تو مغرور ہی سراسر جرم و قصور کیا
او خوابیدہ بخت بیدار نہین ہوتا آجتک براے قدمبوسی نہین آیا قدرت نے تیرے طلسم مین عقدہ
ڈالدیا عمرو و بہار اسدہ خاص الخاص ہی اسی کے ہاتھ سے تجھکو ذلت دلوائینگے اسد نبیرہ سپہ سالار
قدرت صاحب شوکت و لیاقت فاتح طلسم ہوش ربا ہی تیرا غرور سب بیجا ہی قدرت یاد مین ملک

موروثی کے ترٹپتے ہین جب تک قدرت بالاے قیطول نہ ہوچینین گے فتح نصیب نہوگی آرزو ہو کہ قدرت
بالاے قیطول جائین قفس قیطول مین بیٹھکر جیکاری مارین تقدیرات رنگا رنگ کرین کسی ایسے کو بھیج کہ وہ غرور
نہ کرے مسلمانون سے بہ انکسار لڑے تب مظفر و منصور ہو قدرت کو بالاے قیطول جانا واجب و لازم ہو
تیرے ملک کو تباہ کرکے کوہ ہفت زلازل پر چلے جائین گے تزلزل بن ازلال کو بادشاہ سامری پرستان
بنائین گے قدرت کو ثابت ہوا اب تیری موت قریب ہو تیا بدنصیب ہو خیال تو کر ملک باختر سے
قدرت لڑتے بھڑتے تیری اقلیم مین آئے راہ مین صدہا ملک برباد کرائے تو آج تک زیارت سے قدرت
کی مشرف نہین ہوا یہ مضمون جگر خراش سُنکر ملکہ یاقوت غصے مین کانپنے لگی کہا اے شہنشاہ یہ خداوند کیا جکو
ہو کوئی مرد یا وہ گو ہو بندون کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہو افراسیاب نے کہا ملکہ توبہ کرو ابھی بلا نازل
ہوگی وہ جاگتی جوت کا خداوند ہو یہ تو بخوبی ظاہر ہو کہ خود پسند ہو بری بات کو جلد قبول فرماتے مین
اچھی بات کو ساعت نہین فرماتے ہین یاقوت نے کہا یہ خداوند بالائی ہو خوب مذہب کی رسوائی ہو
مسلمان انھین باتون پر ہنستے ہونگے افراسیاب نے کہا ملکہ عالم بڑے بڑے ساحر وہان گئے عیاران
اسلام کے ہاتھ سے جاکر قتل ہوئے خرابی یہ ہو کہ جو ساحر یہان سے جاتا ہو جہان اُسنے دو چار لڑائیان
فتح کین غرور کرتا ہو قدرت تقدیر برعکس کر دیتے ہین یاقوت نے کہا آپ اتنے بڑے بادشاہ عالیجاہ
کوئی ساحر ایسا ممکن نہین ہو کہ جاتے ہی آفت برپا کر دے آپ یہان سے بیٹھے بیٹھے لگا ہدا شت کرین
حبس بلا مین وہ پھنسے آپ یہین سے مدد کرین یہ نہین ہوسکتا افراسیاب نے کہا سب کچھ کر چکا اب
صرف قدمبوسی باقی ہو پھر مین براے قدمبوسی خداوند کیونکر جاؤن اگر مع لشکر جاؤن آب و دانہ
ممکن نہو دریا خشک ہو جائین غلے کی گرانی رعایا کو پریشانی اگر یکہ و تنہا جاؤن لیاقت مین فرق آتا ہو
ایسی ایسی وجہین سوچکر زیارت سے محروم ہون قدرت کا غصہ بڑھتا جاتا ہو یہ تو ظاہر ہو کہ طلسم
درہم و برہم ہو رہا ہو یاقوت نے کہا بہت خوب اُس لڑائی کو بھی فتح کرائے دیتے ہین قدرت کو
قیطول پر بیٹھائے دیتے ہین یہ کہکر آواز دی ہماری مشاطہ کو بلاؤ اے شہنشاہ یہ ساحرہ کامل نہین ہو
صرف براے آرائش خدمت مین آتی ہو چوٹی گوندھکے چلی جاتی ہو جو اُسپر اُفتاد پڑیگی ہم یہین سے
بیٹھے بیٹھے انتظام کرلین گے افراسیاب نے دیکھا ایک کالی جادوگرنی تیرہ چوڑا اپنے ہوئے سامنے
آئی یاقوت کے قدمون کو بوسہ دیا بال جو اُلجھے ہوئے تھے اُنکین شانہ کرنے لگی یاقوت کی چوٹی گوندھی

زلفون کو سنوارا ناگنون کو غصے مین کردیا پیچ وتاب دیکر زلفین عنبرین کو عارض یاقوت پر چھوڑ دیا
صبح وشام کو ملا دیا ملک حلب وتاتار کا تماشا دکھا دیا جب زلفین آراستہ کر چکی یاقوت نے کہا ای
گلگونہ جادو لڑائی پر جاؤگی کچھ سحر یاد ہی عرض کی حضور مین سحر کیا جانون زلفین حضور کی بناتی ہون
شب ہجر کو بڑھاتی ہون اندھیر مچادونگی میرے دیکھنے سے فلک کو پریشانی ہوتی ہی مجمع دشمن کو ابتر کردون
لحظہ بھر مین لاکھون کو تباہ کردون میرا دشمن سر ٹکرا ٹکرا کر مرے فرق نہ پڑے لیکن واری اکیلی سحر کرتی ہون
تباہ کرنے پر مرتی ہون کہان بھیجیے گا بڑے بڑے ساحر وہان ہین لاکھ دو لاکھ سے مقابلہ پڑیگا یاقوت
نے کہا وہان کوئی ساحر نہین ہی خداوند بالائی کی جاکر زیارت کرو اسکے دشمنون سے لڑو عیار وہان
بہت ہین گلگونہ نے کہا حضور عیار کسے کہتے ہین یاقوت نے کہا صورت بدلکر مار لیتے ہین بڑے
دھوکے دیتے ہین گلگونہ نے کہا واری مین مشاطۂ گیسوے حضور ہون میرے سامنے کوئی مکر کیا کریگا
پیرزال دہر کی زنانی مکر وحیلے مین لاثانی فلک میرے سامنے طفل مکتب ہی دنیا کا مکر میرا ہی عضب ہی
زن وشوہر کو ایک سے جدا کرون مجمع برادران کو متفرق کردون جس صحبت مین بیٹھون فساد اٹھے
باغ مین جاؤن گل وبلبل مین جدائی ہو تنے تند ہو کر نخل سے گر پڑین گلچین وباغبان آپس مین
لڑین طائران صحرا صیاد پر بیداد کرین ذرہ ہاے ریگ بیابان دم افسونگری کا بھرین اگر قصد
کرون پہاڑ پتھرون سے سر ٹکرائین اژدہے دیوانے ہو جائین روز سیہ بشکل شب تیرہ وتار ہو
میرے مکر سے فلک کو بخار ہو قمری محبت سرو کا دم نہ بھرے شاخین سیدھی ہو جائین بھلا کوئی میرے
سامنے کیا مکر کریگا یاقوت ہنس پڑی کہا شہنشاہ ہماری مشاطہ کی باتین سنین یہ جو کچھ کہتی ہی کر دکھائیگی
عیارون کی شکلین باندھکر لاکھ صد ہا گھر اپنے خراب کردیے نیک بختون کو آوارہ کیا بدبختون کو بازار مین
بٹھایا تمام دنیا کی میوائین اگر ہرجائی سے سیکھتی مین افراسیاب نے کہا اندھا تب بیٹیا ہے جب
آنکھین پڑے ہیانتے سب یہی کہکر جاتے ہین وہان جاکر سب کچھ بھول جاتے ہین غرور کیا اور مارے گئے
بی گلگونہ حمزہ کے اسم اعظم سے بھی بچنا گلگونہ نے کہا مین جاتے ہی اسم اعظم بند کرلونگی حمزہ کو ہونٹھ نہ
ہلانے دونگی اسم اعظم بند کرکے آپ کی خدمت مین روانہ کردونگی حفاظت کرنا آپ کا کام ہی افراسیاب
نے کہا ای گلگونہ اگر تو جاکر قدرت کو بالاے قیطول پہونچا دے نائب قدرت قرار پائے طرۂ خیبری
لائے شاخ تمنا پھلے بی گلگونہ تمھارے دماغ نہ ملین گے قدرت نہال کردیگی گلگونہ نے کہا مین چلی

افراسیاب نے گلگونہ کو خلعت دیا جھوٹی ہوئی یہ باہر نکلی سفارش نامہ افراسیاب سے لیلیا اسباب سحر جھولی مین رکھا طاؤس پر سوار ہوکر اڑی قضائے کار مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو برائے خبر بارگاہ یاقوت مین آیا تھا دیکھا اسنے گلگونہ جادو دعوی کرکے چلی اسکا تو طاؤس اڑا چالاک بھی جست و خیز کرتا ہوا چلا گاہ دل سے کہتا ہر اسکو تاکوہ عقیق بچانے دون جاتے ہی یہ مکارہ قیامت برپا کریگی کوہ و دشت و بیابان طی کرتا ہوا ایک دشت سبزہ زار مین پہونچا پلٹ کے دیکھا لشکر ہر مین اس سے آگے نکل آیا یہان افراسیاب سے یاقوت باتین کر رہی ہر میز پر چند طائر بیٹھے ہین یاقوت انگوٹھی دیکھ رہی ہر کبھی کہتی ہو ای طائران جمشیدی ہماری گلگونہ کے حال کا خیال رکھنا وہ طائر سر ہلا کر رہجاتے ہین چالاک نے جب دیکھا مین آگے نکل آیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا پنجہ ہاتھ مین لیکر ٹہلنے لگا دور سے دیکھا گلگونہ اڑی ہوئی آتی ہر چالاک نے پکارا ای مشاطہ یاقوت ذرا ٹھہر جاؤ گلگونہ نے سر جھکا کر صرصر کو دیکھا دربار مین افراسیاب کے دیکھ چکی ہر طاؤس کو فورا روکا پوچھا کیون بوا صرصر خیر تو ہر چالاک نے کہا طاؤس سے اترو ذرا نیچے آؤ گلگونہ ہنس پڑی کہا بی صرصر مزاج مین الا افت بہت ہر کہو تو یہانتک کیونکر آئین کوئی حکم تازہ لائین صرصر نے کہا جب آپ چل چکین شہنشاہ نے فرمایا ای صرصر یہ سحر لیجاؤ جسطرح سے نے گلگونہ کو تعلیم کردو کہ جاتے ہی مسلمانون پر غالب آئے جنگ عرش کی حضور وہ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوکر گئی مین مین کیونکر پہونچتی شہنشاہ نے طلسمی پتلے کو حکم دیا وہ مجھکو یہانتک پہونچا کر چلا گیا لو یہ سحر تیار کرلو یہ کہکے جھولی سے ایک سنہری پتلی نکالی کہا بی گلگونہ اسکے منھ سے منھ ملاؤ یہ شبیہ سامری ہر افسونگری سے بھری ہر کلام کرکے تعلیم کریگی گلگونہ نے منہ بڑھایا چالاک نے پتلی کو اسکے منھ کے برابر کرکے شکم کو دبایا پتلی نے منھ کھولا گلگونہ نے منھ بڑھایا پتلی کے منھ سے دھوان نکلا دماغ پر پہونچا وہ بیہوشی تھی گلگونہ بیہوش ہوئی چالاک نے نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بعیاری من اکنم چست و چالاک | بچشم دشمن اندازم کف خاک | نہ آید بلا و گرد تیز گامم

خلیفہ اولم چالاک نامم | خنجر کھینچکر چھاتی پر رکھا قصد کیا سر کاٹ کے پھینک دون یہان

افراسیاب و یاقوت بیٹھے ہین میز پر جمشیدی کے جانور رکھے ہین ایک طائر نے جھکارا مارا ہر گلگونہ لکد پرون سے سر پیٹنے لگا یاقوت نے کہا ای طائر سامری کیا ہوا دوسرے طائر نے کہا مفصل عرض کرون راہ مین چالاک نے گلگونہ کو بیہوش کیا فلان جنگل مین چھاتی پر چڑھا بیٹھا ہر سر اسکا خود سر کا

کاٹنا چاہتا ہی افراسیاب نے قہقہہ مارا اتفاق سے اسوقت ملکہ حیرت بھی دربار مین آئی ہی حیرت نے ہنسکر
کہا چالاک بلا کا عیار ہی یاقوت نے کہا کیا مجال عیار مکار کی یہ کہکر آواز دی ای شبدیز جادو جلد طرارہ
بھر فلان صحرا مین اپنے کو پہونچا چالاک کو گرفتار کرے گلگونہ کو بچا یہ سنتے ہی شبدیز نے کنوتی بدلی طرارہ
بھر کے چلا چالاک نے خنجر گلے پر رکھکر گلگونہ کے قصد کیا کہ قلم تن سے بیج سر کو جدا کرون کہ آواز آئی او نابکار
خبردار ستم شبدیز جادو کیا کرتا ہی چالاک نے قصد کیا جست کرکے نکل جاؤن شبدیز نے زمین سے سحر کیا
چالاک کے ہاتھ پانون بیکار ہوے شبدیز نے آتے ہی ایک پنجہ کمر مین چالاک کے دوسرا کمر مین گلگونہ کے
ڈالکر اڑا اسی طرح سے سامنے ملکہ کے پہونچا سن سن اڑا ہوا چلا آتا ہی یہان یاقوت نے طائرون سے
پوچھا ارے شبدیز نے کیا کیا ایک طائر نے کہا چالاک و گلگونہ کو شبدیز لاتا ہی یاقوت نے کہا کیون
شہنشاہ انتظام ہمارا دیکھا افراسیاب نے کہا جب یہان خیر و عافیت سے پہونچ جائے تب مجھے تسکین
ہو یاقوت نے منھ پھیر لیا کہا آپ تو عیارون سے ایسے ڈرتے ہین انھین کے اوصاف بیان کرتے مین
افراسیاب و یاقوت مین تکرار ہونے لگی وہان شبدیز قدم با قدم چلا آتا ہی قریب ایک پہاڑ کے پہونچا کہ کان
مین آواز آئی یا سامری یا جمشید شبدیز دل مین سوچا یہ آواز کہان سے آئی سمند نگاہ کو دوڑایا دیکھا بر سر
کوہ فلک شکوہ ایک سمنت سیاہ فام دھونی لگائے بیٹھا ہی ڈفلی ہاتھ مین ہی بھجن سامری و جمشید کے گاتا ہی
سامنے مورت رکھی ہی ٹھاکر صاحب کو رجھاتا ہی چند گل گیندے کے زرد زرد پھول کھلے ہوے کبھی نعرے
مارتا ہی یا سامری یا جمشید پہاڑ ہل جاتا ہی جی مین کہتا ہی ای شبدیز یہ لوگ مقبول بارگاہ سامری مین تنہائی
مین بسر کرتے ہین انکی زیارت زیارت سامری و جمشید ہی یہ سمنت آسمان جمشید کا خورشید ہی یہ سوچکر پہاڑ
سے اترا چالاک و گلگونہ کو اک نخل کے سائے مین ڈالدیا ٹہلتا ہوا سامنے آیا دور سے سلام کیا سمنت
سونٹا لیکر دوڑا آواز دی او بچہ تو کون ہی اس مقام تک کیونکر آیا یہ مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی
اس پہاڑ پر پہونچنے دو سو خداوند آتے مین خبردار قریب نہ آنا نام بتا کچھ مکار سا معلوم ہوتا ہی شبدیز
نے کہا مین ملازم ہون ملکہ یاقوت سخندان کا گلگونہ مشاطہ ملکہ برائے مدد خداوند لقا چلی تھی راہ مین
چالاک نے عیاری کی مین نے آتے ہی بحکم ملکہ چالاک کو گرفتار کیا گلگونہ کو بھی بچا لایا آپ کی آواز سنی
ہوس ہوئی کہ زیارت سے مشرف ہون گرو جی دعا دیجیے سمنت نے کہا اس مشاطہ کو تو ہمارے سامنے
لاؤ کیسی مشاطہ ہی کہ عیار سے دھوکا کھایا دوڑکر شبدیز نے گلگونہ کو ہشیار کیا کہا اے گلگونہ جلدی چلو

مسنت جی تجھین بلاتے ہین گلگونہ آنکھین ملتی ہوئی اٹھی پوچھتی ہے صرصر کہان گئی شبدیز نے کہا وہ عیار طرار
فرزند عمرو صرصر بنکر آیا تھا تمکو بیہوش کیا مین نے آکر بچایا چالاک وہ بڑا ہے اس پہاڑ پر مسنت جی رہتے ہین
چلکر قدمبوسی کرو اس پہاڑ پر پوجنے دو سو خداوند آتے ہین مسنت مقبول بارگاہ خداوند ہین بڑی مشکل سے
ملاقات پر راضی ہوئے ورنہ گالیان دیتے تھے انکی گالیان دعاؤن سے بہتر ہین فوج سامری کے افسر
ہین گلگونہ شبدیز کے ساتھ چلی مسنت کو دیکھکر مبہوت ہوگئی جیسے ہی قریب آئی مسنت نے کہا ارے او کمبخت
سامنے خداوند بیٹھے ہین سجدہ تو کرو دونون نے کہا خداوند کہان ہین مسنت نے کہا تم اندھے ہو جلد سجدہ کرو
یہ کہکر مسنت قریب آیا کہا شانے سے شانہ ملاکر کھڑے ہو دیکھو زیر محل تخت بچھا ہے کوئی تخت پر بیٹھا ہے دونون
شانے ملاکر جلد کھڑے ہوئے جیسے ہی طرف محل کے پلٹے مسنت بیچ مین کھڑا تھا کہا آنکھین بند کرو کیا ظاہر
مین دیکھنا چاہتے ہو آنکھین بند کرنے سے دیدۂ دل کھلین گے دونون نے آنکھین بند کین مسنت نے
دو پھانسیان دونون کے گلے مین ڈالدین پوچھا خداوند کو دیکھا دونون نے کہا نہین مسنت نے
جھٹکا مارا کہا اب دیکھو دونون لڑکھڑا کر گرے نعرہ ہوا منم صاحب بندگان نظر کردۂ بزرگان فرزندان

سریع السیر چون باد بہاری	جہان سرہنگ در خنجر گذاری
	بہ میدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر ثریانم	لبیک کے بغدہ مارا دونون کا سر پھٹا چالاک ہوشیار ہوا مہتر قران

و چالاک پہاڑ سے کود کر بھاگے بیان یاقوت بارگاہ مین بیٹھی ہے کہ دو طائر جلکر خاک ہوئے افراسیاب
نے کہا وہ مارا یاقوت غصے مین اٹھی کہا فلان پہاڑ پر قران نے گلگونہ و شبدیز کو مارا ابھی جاکر
پکڑے لاتی ہون افراسیاب نے دامن تھام لیا کہا ملکہ تم نہ جاؤ یہ سب کمبخت آپسمین صلاح کرکے
نکلے مین ایک گرفتار ہوا دوسرے نے مار لیا ایسا نہو تمپر کوئی افتاد پڑے کسی دام مین جاکر پھنسو
حیرت نے بھی سمجھایا کہا بوا نہ جاؤ یاقوت سرخ ہوکر رہگئی جادوگر بھیجے لاشہ گلگونہ و شبدیز
اٹھا کرلے آئے افراسیاب نے کہا کیون ملکہ تمنے دیکھا بات کرنا دشوار ہے ہر وقت عیار موجود رہتے ہین
کے سامنے سے ملکہ صرصر آئی یاقوت نے کہا کیون او صرصر آٹھ پہر بناؤ کیے ہوئے اتنی پھرتی ہے
شاگردان عمرو کیا کیا کام کرتے ہین ابھی دونون نے ملکہ گلگونہ و شبدیز کو مارا تجھسے کچھ نہین ہوسکتا
صرصر نے کہا حضور بیان کا انتظام بڑا ہے ہم جسکو پکڑکر لاتے ہین انکے بھائی بند چھڑا کر لیجاتے ہین
وہ عیار صاحب اختیار ہین جسکو چاہین قتل کرین کوئی پوچھنے والا نہین یاقوت نے کہا تو جسکو گرفتار

پکڑ کے لاؤنگی ہم فوراً قتل کرینگے شہنشاہ کو ہمارے امورات میں دخل نہیں سارباں زادے کو گرفتار کرکے لاؤ
بوٹیاں کاٹ کے ٹکڑے کی کھا جاؤں میں نے تو ایک ہی سحر میں کل لشکر کو نابینا کر دیا تھا بی بران
سینہ سپر ہوئیں مجھکو کچھ نہ بن پڑا ابکی طبل جنگی میں خانہ ہی بنا رین سبکو ڈھونڈ لونگی صرصر نے کہا میں
بھی جاتی ہون عمرو کو گرفتار کرکے لاتی ہون لیکن ایک اچھا جادوگر اپنا مصاحب خاص رتبے میں
ہلکونہ و شبدیز سے بہتر میرے ساتھ کر دیجیے جہان پر میں بتلا دون وہ سحر کرکے عمرو کو پکڑلے کوئی مددگار
بھی تو چاہیے عمرو چھلاوا ہے مجھسے لڑ بھڑ کے بھاگ جاویگا ساحر ہوگا وہ فوراً گرفتار کریگا یاقوت
نے کہا سچ کہتی ہے منصرم جادو کو بلاؤ صرصر کے ساتھ جائے یاقوت نے جو پکار کر آواز دی خزانے
کی کوٹھری میں سے ایک جادوگر سیہ فام بد انجام موٹا تنگا موتیوں کے مالے پہنے ہوئے الکہ لوز تن
بازوؤں پر باندھے ہوئے حاضر حاضر کہکر سامنے آیا ملکہ یاقوت نے کہا اے منصرم جادو تنے سنا
عیاروں نے ہمکو بڑا ملال دیا ہلکونہ و شبدیز کو قتل کیا تم بھی صرصر کے ساتھ جاؤ جسکو یہ بتلا دین اُسکو
پکڑو اگر عمرو ملجائے سر ہی کاٹ ڈالنا زندہ نہ چھوڑنا منصرم نے کہا حضور آتش قہر و غضب میں پھونک
رہونگا میں عمرو کے نام سے جلتا ہون ابھی کتاب سامری پڑھ رہا تھا جا بجا یہی لکھا ہے عمرو کشندہ
ساحران ہے عمرو کی موت کسی کے ہاتھ سے نہیں ہے جی چاہتا تھا اوراق سامری پھاڑ ڈالون اپنے بندون
کے واسطے یہ بلا چھوڑ گئے عمرو کو جلاد ساحران بنایا ہم لوگون کو مجبور و ناچار کیا لیکن آج احکام
سامری مٹا دونگا عمرو کو قتل کرونگا صرف بی صرصر مجھکو بتلا دین اگر آسمان پر ہوگا پکڑ لاؤنگا
میرے سامنے سے بھاگ کر کہان جا سکتا ہے صرصر نے کہا چلیے میں بتلا دون منصرم جادو کے
ساتھ ساتھ صرصر چلی راہ میں کہتی ہوئی میاں منصرم ذرا ہوشیار رہنا سحر تیار رکھو جہان پر
میں بان لگون گولہ پھینک مارنا عمرو کو للکار لینا وہ بھی ہوا ہے میرے عشق کا دم بھرتا ہے بوالہوس
سطون و بدنام کرتا ہے میں تو تمکو دیکھکر بیقرار ہوگئی مرد ایسا صاحب شوکت و لیاقت ہو جیسے
تم ہو یہ سنکر منصرم موچھون پر تاؤ پھیرنے لگا کہا ملکہ صرصر تمھاری مہربانی میں تو ایک ادنی حقیر
ہون صرصر نے کہا چاند کے ٹکڑے ہو میں تو چیلے سے تمکو نکال لائی ہون چلو کسی سبزہ زار میں بیٹھیں
دل بہلائیں باتیں کرین بقول کسی شاعر قطعہ

غنیمت شمر صحبت دوستان
که گل پنج روزست در بوستان
چمن را تر و تازه آراستند
چو غنچہ نشستند و برخاستند

کیسے کیسے حسین پیوند خاک ہوئے سرداران نامی کی قبرون کے نشان نہین ملتے صاحبان طبل و علم
حاکمان فوج و جاہ و حشم کیا ہوئے گھڑی دو گھڑی ہم تم بیٹھکر باتین کرین پھر عمرو کو بھی بتلا دینگے
ابھی گرفتار کرا لائینگے منصرم ہنستا ہوا خوشی خوشی ساتھ صرصر کے چلا جب جنگل مین آکر پہونچے
صرصر نے جامدانی کی دلائی اطلس کی گوٹ لگی ہوئی اٹھا کر بچھا دی کہا آؤ بیٹھو کہین سے ایک گلابی
شراب کی لاؤ یا ہمین جا کر لائین ایسے سور کھ سے سابقہ پڑا اسے کچھ پیلانا پڑیگا منصرم بھولا جاتا ہی
میخانے کی طرف دوڑا ابھی سے جا کر ایک آنے کا ٹھرا خریدا ایک پیسے کے آلو کے کچالو تھوڑے کابلی ح
دو تین ہری مرچین نمک کی کنکریان لیکر دوڑا ہوا آیا کہا لو ملکہ سامان میخواری حاضر ہی صرصر
ہنس پڑی سر تھام کر کہا اچھے گنوار کے ساتھ تقدیر پھوٹی یہ کہکے جام لبریز کیا کہا لے پیا تجھے عمرو
سے لڑنا پڑیگا ایک جام تو پی لے انجام بخیر ہو دو قدح نہ کرنا چاہیے ہی صرصر نے ہنسکر جام دیا
منصرم جادو نے خوشی خوشی لیا اشعار پڑھکر پی لیا صرصر نے کہا زہر مار زہر مار منصرم نے کہا ملکہ
بڑی تیز شراب ہی رگ و ریشے مین دوڑی پھرتی ہی مجھکو تو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی لو سے
رو سو خداوندون کا جلوہ نظر آتا ہی صرصر نے کہا دوڑ کر اگلی ٹانگ لو منصرم جادو دوڑا دو قدم
چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا نعرہ ہوا ستم ستمگر برق فرنگی نعرہ برق فرنگی ہے ستم برق رفتار و خنجر
گذار ہے ستم پیلہ لیکن گران بیزار ہے یہ کہکے سر کاٹ لیا رومال مین سر لیکر بھاگا کہتا ہوا مین بھی جس
پایا جنگل مین گیر و دار کی صدا بلند ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام منصرم جادو بود یہان یاقوت
اور حیرت باتین کر رہی ہین کہ صرصر اصلی ٹہلتی ہوئی آئی یاقوت نے کہا اے صرصر کہو تم نے کیا کیا
ہمارا مصاحب کہان گیا صرصر نے کہا حضور کیسا مصاحب یاقوت نے کہا ہمنے منصرم کو تمھارے
ساتھ کیا تھا تم دعوی کرکے گئی تھین کہ عمرو کو گرفتار کرا لاؤنگی صرصر نے کہا مجھ غریب پر تہمت
نہ کیجیے مین تو آج کئی دن کے بعد بارگاہ مین آئی حیرت نے کہا لو ملکہ یاقوت غضب ہوا یہ بھی
کوئی عیار تھا آنکھون مین خاک جھونک کر سامنے سے منصرم کو لگا کے لیگیا یاقوت نے کہا ملکہ تمنے
پہلے نہ کہا حیرت نے کہا مین کیا شہنشاہ بھی تو بیٹھے ہین کسی نے خیال نہ کیا چالاک و قران
نے عیاری کی مجبوری بھی برابری پر چالاک کی مرتا ہے گھر مین سے آکے ساحر کو بلا کے لیگیا یاقوت
نے پلٹ کر طرف میز کے دیکھا عقاب جو بنا ہوا رکھا تھا اٹھنے آہ کی اور جلکر رہگیا آواز آئی میرا ملک لٹا گیا

لشکر کا انتظام اُسی کے سپرد تھا کچھ جادوگر جو بچے ہوئے جنگل مین گئے دیکھا منصرم کا سر کٹا ہوا لاش
پڑا ہوا ہے اُٹھا کر سامنے یاقوت کے لائے شور گریہ وزاری بلند ہوا یاقوت نے کہا اے شہنشاہ
اب آپ جا کر اپنی بارگاہ مین بیٹھیے ہم اپنی راے پر انتظام کرینگے ایکی مرتبہ کی میدانداری مین غرون
کا سحر آبدار دشمن کش اس جوش و خروش سے ہوگا کہ دشمن اپنی جان سے بیزار ہو جائینگے کیون
لی براں کیا کرتی ہین ملکہ یاقوت اپنے لشکر مین مصروف انتظام سحر ہے افراسیاب جادو بارگاہ مین
آکر بیٹھنے نہین پایا ہے کہ کوہ عقیق سے دوسرا نامہ آکر پہونچا درشید قوس حصار سے ہوتا ہوا آیا ہے
نامہ افراسیاب نے لیا وہی لقا کا سوال کہ کسی جادوگر کو نہین بھیجا افراسیاب اُٹھ کھڑا ہوا ایک
دستک دی بقہر و غضب تمام پکار اُٹھا اے معذور آدم خوار مع فوج حاضر ہو حیرت نے دیکھا زمین
شق ہوئی ایک ساحر ہیبت شکل عجیب و غریب ایک جوان کو پنجے مین پکڑے ہوئے اژدر پر سوار زمین سے
نکلا وہ جوان پنجے مین پھڑک رہا ہے یہ اُسکا گوشت نوچ نوچ کر کھا رہا ہے آکر افراسیاب کو سلام کیا کہا
اے شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہے افراسیاب نے کہا اے معذور آدم خوار خدمت خداوند لقا مین جاؤ
دشمنان قدرت کو چیر پھاڑ کر کھا جاؤ عیارون کا خیال رکھنا حمزہ صاحب اسم اعظم ہے اُس سے اپنے
بچانا جہانتک ہو سکیگا ہم اور مدد بھی روانہ کرینگے معذور نے عرض کی غلام کو عذر کیا میری فوج
کیا کم ہے ابھی فوج طلب کرون حضور کے سامنے انتظام ہو جائے یہ کہکر ایک چیخ زور سے ماری دیکھا
زمین شق ہوئی بارہ ہزار اژدر سوار پیدا ہوئے سب نے معذور آدم خوار کو گھیر لیا معذور کو افراسیاب
نے نامہ دیا زبانی بھی کہا قدرت سے عرض کرنا غلام برائے قدمبوسی حاضر ہوگا لیکن اے معذور
خبردار غرور نہ کرنا انکسار پر کمر باندھنا بہت احتیاط سے لڑنا اگر قدرت کو تنے بالاے قیطول
پہونچا دیا بڑا مرتبہ پاؤگے مشیر قدرت کہلاؤگے عرض کی حضور ملاحظہ کرینگے یہ کہکر اژدر کو گرم کیا
طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا اسکو راہ مین چھوڑو وقت پر حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان کوہ عقیق گلزار سلیمانی حال لشکر لقا و صاحبقران پہونچنا معذور کا عین گرمی جنگ مین بر سر کوہ عقیق و آمد لقا بدار زرین پوش و دیگر حالات متعلق داستان خمسہ

پاسنے صیاد کے اللہ نہ ڈالے بلبل	دشمنون کو نہ کرے اُسکے حوالے بلبل
گل کا گر لطف اُٹھانا ہے اُٹھاے بلبل	دید گل کے تجھے پڑ جائینگے لالے بلبل

پڑ گئی گر کسی صیاد کے پالے بلبل

نہین معلوم یہان جی بھی لگے یا نہ لگے | ہے خزان فصل بہاری سے چمن مین پہلے
بخدا جان کے پڑ جاتے ہین لالے پیچھے | پہلے گلشن کی ہوا دیکھ لے رنگ چمن سے

آشیان کی تو ابھی طرح نہ ڈالے بلبل

جانا لازم نہین جبتک نہ مکان مین ہو مکین | مجھکو زنہار گوارا نہین بلبل ہو حزین
مین تو گلگشت کرون رشک سے وہ ہو غمگین | بے اجازت مین قدم باغ مین دھرنے کا نہین

مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل

فصل گل مین جو عنادل کو کریگا غمگین | ہمصفیران چمن تجھکو کرین گے نفرین
پاس خاطر تجھے لازم ہے مناسب یہ نہین | دست انداز ہو گل پہ ابھی اے گلچین

صبر کر صبر ذرا باغ سے جائے بلبل

ایک مدت سے ہے گلزار مین تیرا بستر | صحبت گل بھی میسر ہے تجھے آٹھ پہر
مجھکو افسوس ہے اس بات کے ہون مین ششدر | کس طرف جائیگی برداشتہ خاطر ہوکر

باغ کیون کرتی ہے گلچین کے حوالے بلبل

قید بے رحم سے کر شکر رہائی پائی | ہمصفیرون سے نہ کر شکوۂ بے پروائی
تیری انکی دعا تجھکو یہانتک لائی | باغ تک خانۂ صیاد سے اڑکر آئی

بارے پھر تو نے پر و بال سنبھالے بلبل

پھرتے ہین گھات مین صیاد کئی پردرپے | شکر کر ہو رہ گلزار اگر خیر سے طے
ہمصفیرونکی نہین پند سے بہتر کوئی شے | دام مین پھنسکے نکلنا ترا ناممکن ہے

تا بمقدور پر و بال ہلائے بلبل

حق بجانب ہے نہین قول یہ رعنا کا فضول | مختصر کہدیا بہتر نہین اس بات کا طول
طوطی ہند ہے وہ بات مین جھڑتے ہین پھول | جبچہے رند کریگا تو ابھی جائیگی بھول

کہدے گلچین کہ زبان اپنی سنبھالے بلبل

چہرہ رہروان منازل جانبازی وطے کنندگان جادۂ صحرائے خارستان سرفرازی راہ جنگ وجدل کو

سرفروشان جانباز مرے طے کرتے ہین شعر مع خیال سخن آفرین وسخن را بہ کرسی نشانندہ چنین داستان
سخنور نے تحریر فرمایا ہے مصنف لکھ چکا کہ لقا نے ایسی شکست فاش کھائی تھی کہ دروازہ باغ عینا کا بند
کر دیا کئی دن باغ سے لقا نہ نکلا صاحبقران زمان نے تادہ کو گھیر لیا لیکن آب و دانہ نہین بند کیا جب
کئی دن اس رنج وملال مین گذرے سلیمان عنبرین موے کوہی جھلایا کہا یا خداوند در باغ سے
باہر تشریف لیچلیے بارگاہ جہان نما استادہ ہو بختیارک نے کہا اے پہلوان دوران اہل اسلام جھلا رہے
ہو رہے مین ایسا سنو قدرت پرست انداز ہون قدرت کو وہ بندے بہت عزیز ہین قدرت تقدیر
بربادی اہل اسلام نہ کرینگے جفا اٹھاینگے قلعہ بند رہینگے مقابلہ کرنے والا کوئی آجائے تو بارگاہ
جہان نما استادہ ہو سلیمان نے کہا میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے اب مین نہ مانونگا مجھے بڑا ملال ہے کیسے کیسے
بھائی میرے مارے گئے عزیز دار قتل ہوئے مین نے قدرت کے حکم کی تعمیل کی جب سلیمان نے بہت
کہا بختیارک نے دروازہ کھلوایا بارگاہ گیتی نما استادہ ہوئی لقا اگر تخت نخوت پر بیٹھا ذرا جو آرام
ملا کہا یار اٹھا من جہ تقدیر کردم قدرت دیگر ہین مگر سخت گیر مین قدرت نے تقدیر کی کہ کل سب باغی
ہاتھ سے سلیمان عنبرین موے کوہی کے مارے جائین ہاتھ سے پہلوان قدرت کے امان نہ پائین
یہ کہکر طبل جنگی بجوایا سلیمان عنبرین موے کوہی تو پھول گیا کہ قدرت نے تقدیر معکوس کی بختیارک
نے کہا اے سلیمان قدرت کی تقدیر پر نہ پھولنا تقدیر قدرت و تدبیر با دولت جب موافق ہو تب کام
چلے مین تدبیر نہین کرتا کوئی اہل اسلام نہین مارا جائیگا لیکن میری کتاب تقدی مین لکھا ہے کہ کل ہنگامہ
عظیم برپا ہوگا صدمہ عظیم اہل اسلام کو پہونچیگا انجام اسکا شکست قدرت کی تقدیر گر ز بختیارک
پر بہت خفا ہوا گالیان دینے لگا کہا تجھے تقدیر قدرت مین کیا دخل ہے بختیارک نے کہا میرے دخل کا
حال آپ کا دل خوب جانتا ہے جو کہتا ہون وہی ہوتا ہے لیکن اس لشکر کے لوگ ایسے نالائق ہین کہ معقول
نہین ہوتے آخر مین سر پر ہاتھ دھر کر روتے ہین جو اسیسان لشکر اسلام نے جو خبر طبل جنگی کی پائی
خبرین لیکر چلے یہان بادشاہ جمجاہ بارگاہ سلیمانی مین مع سرداران تہمتن جلوہ فرما ہین صاحبقران
زمان فرما رہے ہین کہ یارو کچھ حال طلسم ہوشربا دریافت ہوا اب تو ساحرون کا آنا بھی موقوف
ہوگیا بالکل خبر نہین ملتی جواہر نے کہا حضور جب وہ ساحر آیا تھا مست نام اسکی زبانی معلوم ہوا تھا
کہ خواجہ عمرو لوح کی تلاش مین سرگردان ہین حجرہ ہفت بلا کھلا ہے ساحران بے نظیر سے مقابلہ ہے

روز جنگ تازہ آفت و مصیبت کا سامنا ہر مگر قبلہ و کعبہ ثابت قدم ہین کانٹے بڑے بادشاہ سے لڑ رہے ہین پلک نہین جھپکاتے تیور پر بل نہین ہر وقت لڑائی مین کہ ہر یہ بلا بھی رد ہو اب حضور جو کوئی آئیگا پہلے اسی خبر کو دریافت کرینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آگر موجود ہوے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ
ہمہ کار عالم بکام تو باد
گل رخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد

الغرض بعد کئی دن کے زمرد شاہ باختری داخل بارگاہ گیتی پناہ سلیمان عنبرین موے کوہی تھا اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا کل اسکا ارادہ ہر کہ معرکہ آراے نبرد ہو ہوشربا کی خبر حضور نہین ملتی اتنا دریافت ہوا کہ پانچوان حجرہ کھلا ہر استاد نے یہ دریافت کر لیا کہ بدیع الزمان زندہ ہین صاحبقران نے فرمایا خدا میرے یار وفادار کی آبرو ساحرون کے ہاتھ سے بچائے جس طلسم مین جاکر اسد غازی پڑ گیا ہر ایسا معرکہ کبھی ہمکو درپیش نہوا خدا اسکی جان بچائے بارہ برس کے بعد عمرو نے دریافت کیا کہ بدیع الزمان زندہ ہین یارو خیال کرو کہ ایسا بڑا طلسم وسیع ہر عمرو ایسا ڈھونڈھنے والا اسکو بارہ برس کے بعد پتا ملا قیدخانہ دریافت نہین ہوتا ورنہ ابتک عمرو رہا کر لیتا بعید عظیم ہر رسائی وہانتک دشوار ایرج نوجوان گئے انکا کچھ حال دریافت نہوا اتنا تو تاجرون کی زبانی سنا تھا کہ راہ مین ایرج نے کئی ملک فتح کیے بڑی شوکت و شان سے جاتا ہر وہ اسد کا عاشق صادق ہر اگر جواہر نقارخانۂ سکندری مین حکم دو نقارۂ رزمی بجے جواہر بن عمرو نقارخانۂ سکندری مین آیا قلابۂ چینی و کبابۂ چینی داروغۂ نقارخانہ نذرین لیکر سامنے جواہر کے آئے جواہر نے نذرون پر ہاتھ رکھا چوب اٹھا کر لگائی نظم

ز ناہید مریخ کرد این سوال
بگفتا کہ نا طبل اسکندر است
جہان را مگر روز آخر رسید
کز آواز او گوش گردون کر است
چو بر طبل اسکندر آمد دوال
سرافیل صور قیامت دمید
طبل جنگ بیدرنگ بجا لشکر ظفر

اثر مین مشہور ہوا کل کو میان بڑے دغا سے مقابلہ ہر سلیمان عنبرین موے کوہی نے ارادہ کیا ہر دیکھین کل فلک کیا رنگ دکھاے غازیون نے کہا یارو کوہی نامرد بودے ہمارے ہاتھون کی شکستین کھائے ہوے صدہا مرتبہ بھاگ چکے اور میان سلیمان عنبرین موے کوہی کیا کر لینگے انشاءاللہ یہان کے جوانان شیردل جا بڑینگے دل مین امنگ ہر اک کو آرزوے جنگ ہر جا بہر رات تیاری مین گذری جبکہ آفتاب عالمتاب بعید رعب و داب چرخ اخضری پر برآمد ہوا اپنے نور سے تمام عالم کو پرنور کیا

لشکر غیل خیل ذیل ذیل قشون قشون طرف میدان کارزار کے چلا صاحبقران مسجد کرباس مین تشریف
لائے نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے دست دعا بلند کیے عرض کی ای خالق بے نیاز ای رحیم کارساز
دشمنون پر مظفر و منصور کرنا آنکھون سے صاحبقران کے آنسو جاری رجوع قلب سے دعا مانگتے ہین
ہر مرتبہ یہی دعا ہے کہ تو خالق کبریا ہے راہ جہاد مین ثابت قدم رہون کفاران پر دغا کو پشت نہ دکھاؤن
زخم کھانے سے لذت ملے غنچۂ آرزو کھلے تیری راہ کی مصیبت مین باغ باغ رہون خوشی خوشی تیغ
سہون اسی اثنا مین مقبل وفادار غلام صاحبقران عالی وقار حاضر ہوا قدمبوسی کرکے عرض کی
بادشاہ جہجاہ برآمد ہوا چاہتے ہین حضور تشریف لیچلیین صاحبقران نے کنگھے کو بوسہ دیکر سجادے پر
پہ رکھی مقبل نے سجادہ لپیٹا صندوق سلاح لایا امیر نے پیراہن بزرگان دین زیب جسم کیا خود
حضرت ہود سر پر رکھا زرہ حضرت داؤد کی زیب جسم کی تیغہ صمصام و قمقام بیجۂ سہراب یل تیغ
عقرب سلیمانی سپر گرشاسپ نوجوان خنجر رستم گرز سام بن نریمان سلاح جنگی ذات پر آراستہ کرکے
برآمد ہوئے سرداران صف شکن ساتھ ہو لیے جلوخانۂ شہنشاہی مین آئے عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ
چرخیون پر کھنچا آمد سلطان گیتی ستان کی ہوئی اول چند طفلان ماہ طلعت مہر صورت انگیٹھی کے لوٹے
ہاتھ مین لیے ہوئے عود سوز عنبر سوز روشن سامنے سے گذرے اُنکے بعد کہاریان حور پیکر سیمین بر
غنچہ دہن کبک رفتار شیرین گفتار تخت شہنشاہی لیے ہوئے برآمد ہوئین اول ہمرا صاحبقران کا ہوا نقیب
نے آواز دی قبلۂ عالم سلامت صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین بادشاہ جہجاہ نے بہ خندہ پیشانی سینے
پر ہاتھ رکھا امیر کے بعد لندھور و مالک و بہرام و جمہور و فرامرز وغیرہ مجرے سے مشرف ہوکے
شہنشاہ کو گھیر لیا اس جاہ و حشم سے فردوس دشت شہ کی سواری چلی ملکے تو کہ باد بہاری چلی نقارخانۂ
سکندری و نقارخانۂ سلیمانی بجنا ہوا روشن چوکی کی صدا بلند ہیر دین کے سرون مین تانین مارتے
ہوئے اشعار دعائیہ گاتے بجاتے صاحبقران میدان کارزار مین تشریف لائے تخت شہنشاہی قلب
سپاہ مین مانند دل کے قائم ہوا صاحبقران چالیس قدم آگے بڑھکر بہ مرتبۂ صاحبقرانی زیر سایہ
علم اژدہا پیکر جلوہ فرما ہوئے صفین جمنے لگین اُدھر سے لشکر لقا و سلیمان عنبرین مو سے کوہی
اونچی بنا ہوا گینڈے پر سوار کوہ بالائے کوہ تمام لشکر کو بیابان اُبلا ہوا ہر شخص اپنے دور کا بے
گھوڑون پر سوار گینڈون کو اُڑاتے ہوئے نشان کفر و ضلالت سیاہ شقہ ہائے علم دونون لشکر میدان

کارزار مین پہونچے صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئین بیلچہ کارون نے پست وبلند زمین کو ہموار کیا
تبردارون نے نخل کاٹے جھاڑیان جھنڈیان صاف کین نقیبون نے نقابت کی سلیمان عنبرین مو
کوہی نے گینڈہ صف سے نکالا لقا کو آکر سجدہ کیا دست بستہ عرض کی یا خداوندا اجازت میدان بختیارک
نے کہا ای پہلوان تمہارا میدان مین جانا تو بہت شاق ہی تمہاری وجہ سے قدرت نے یہان رہنے کا ارادہ
کیا جتنے عرصے تک قدرت یہان رہی اتنا کسی زمین کو سرفراز نہین کیا جس ملک مین گئے ہفتے دو ہفتے
مین اسکو تباہ و برباد کیا چلے آئے تھا سے یہان سے اسقدر محبت ہوئی سالہا سال گذرے اب
تمہاری خواہش ہی کہ قدرت چلے جائین جب تو تمنے قصد میدان کارزار کیا اور پہلوانون کو بھیجو
تم میدان کارزار مین نہ جاؤ واندھے کی ایک ہی لاٹھی ہی سلیمان نے جھلا کر کہا مالک جی مین کیا کسی
بایہ کمی کا لکھتا ہون آجتک تمنے مجھکو ایسی ایسی باتین کرکے روکا ابتک لڑتا بھڑتا دشمنون کا خاتمہ
ہو جاتا بختیارک نے کہا ہمین دعا دیجیے ہمنے آپ کو روک روک بچایا ورنہ ابتک بہشت نصیب
ہوتے یا مسلمانون کے قریب ہوتے سلیمان عنبرین مو کوہی نے غصے مین جواب دیا کہ مین آج
ہی لڑائی کا خاتمہ کیے دیتا ہون صاحبقران کو للکارونگا ٹوک کر انھین کو مارونگا بختیارک
پیٹنے لگا کہا ای سلیمان خبردار ایسا ارادہ نہ کرنا اور ہر ایک سے مقابلہ کرو حمزہ سبز شدہ نا گزیدہ
لقب ہی بڑا بندۂ بے ادب ہی اسکے سامنے سے زندہ پلٹنا دشوار ہوگا سلیمان نے کہا مالک جی کیا
حمزہ کے چار ہاتھ ہین جب افسر کو مار لڑائی فتح ہوگئی پھر کوئی منھ پر نہ چڑھے گا مقابلے کو نہ بڑھے گا
بختیارک سر پیٹتا رہا سلیمان غصے مین ابرون پر بل بہ قہر وغضب تمام میدان کارزار مین
پہونچا بختیارک یہان باتین بنا رہا ہی کہتا ہی یارو آج سلیمان نے بڑا قصد کیا اسے کوہیو
تہ مین مالو خداوندون کو پکارو کہ تمہارا افسر زندہ واپس آئے حمزہ گشتندۂ دلیران قاف ہی
جب اسکی تلوار کھنچی میدان صاف ہی کسی نے آج تک اسکی پشت زمین سے نہین لگائی فنون سپاہگری
مین طاق شہرۂ آفاق یکہ تاز میدان جلالت شہسوار عرصۂ صولت و شوکت کو بھی بختیارک
کو گالیان دے رہے ہین کہتے ہین عجب منافق دورنگی ہی فال بد منھ سے نکالتا ہی ہمارے آقا
کے زور وضرب سے ابھی آگاہ نہین ہی اتنے بڑے ملک کوہستان کا بادشاہ برسون لڑ کر ہو سکا اپنے
نام کا جاری کیا کیسے کیسے سرکشون کو مارا اسے بعض افسر کہتے ہین بختیارک بھی سچ کہتا ہی حقیقت مین

آج تک حمزہ کو کسی سے مغلوب ہوتے نہیں دیکھا جس سے لڑا غالب آیا ہمارے آقا نے جو کہا ہے وہی کرینگے ضرور حمزہ عرب سے لڑینگے سلیمان عنبرین موسے کوہی نے فنون سپاہگری دکھا کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو مجھسے نکلکر مقابلہ کرے خود صاحبقران زمان نکلیں تو احوال معلوم ہو یا تو لندھور و مالک وغیرہ پہلوانون پر ہاتھ ڈالے مگر سمجھے کہ جاکر سلیمان سے مقابلہ کرین اب سبھون نے سر جھکا لیے سلیمان عنبرین موسے کوہی نام صاحبقران لیکر للکار رہا ہی امیر نے جواہر بن عمرو سے کہا میدان کو قرق کرو جواہر نے بلندی پر آکر آواز دی ای سرداران دشمن و ای غازیان صف شکن صاحبقران زمان میدان کارزار مین تشریف لیجائینگے جواہر نے یہی آواز دی تمام سردار پیدل ہوے صاحبقران کو گھیر لیا صاحبقران سامنے تخت شہنشاہی کے آئے سعد بن قباد والا نژاد نے تخت رکھوا دیا عرض کی جدّ عالی تبار عنایت پروردگار سے آپکے سرداران جانباز و غازیان سرفراز آمادۂ حرب و پیکار ہین آپ نہ تکلیف فرمائیے صاحبقران نے فرمایا ای شہنشاہ لشکر اسلام آپ تو میرے قرینے سے آگاہ ہین وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی اجازت میدان کارزار عنایت فرمائیے تمہارے والد نامدار قباد شہریار نہایت کمسن تھے مغربیون سے مقابلہ پڑا اسکندر بن ہیکلان عاد مغربی کا بیٹا خلعف عاد اُسکا نام تھا نہایت پہلوان زبردست بختیارک نے اُنکو بہکایا اُسنے یہ لکھکر طبل جنگی بجوایا کہ قباد سے مقابلہ کرونگا تمہاری جدّہ انتہا کی بیقرار تھین کل اہالیان لشکر میرے قانون کو برا کہتے تھے کہ یہ قانون کیون مقرر کیا ایک ذلیل بادشاہ جلیل کو پکارے کیونکر وہ نکلے لیکن اُس جنت آرامگاہ نے میرے قانون کو برقرار رکھا اُس دیو خصال کے مقابلہ مین گئے بقوت پروردگار اُس نابکار کو جہنم واصل کیا پس مین کیونکر نکلون مین قانون جاری کرچکا سب تو پابند ہون مین اپنے حکم کو ترک کردون بادشاہ نے مجبور ہوکر جام کلاہ عفریت رحمت فرمایا صاحبقران نے نوش کرکے عادی کو دیا آپ بسم اللہ کرکے پشت اشقر پر سوار ہوے کل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے طبل سکندری پر چوب پڑی نقارخانۂ سلیمانی بجا شقہ ہاے علم اژدہا پیکر کھلے اس شوکت شان سے صاحبقران طرف میدان کارزار کے چلے اشقر طرارے بھرتا ہوا دم سے چنبر کرتا ہوا مثل باد صرصر جاتا ہی فوج عمل طائرون مین ہی کہ عجب راہوار ہی تخت ہوا پر آج سلیمان سوار ہی دیگر شبدیز فلک بھول گیا ڈھنگ چال کا منہ ہی باگ کہکشان کی دہانہ ہلال کا،

راکب نے سانس لی گردہ کو سون روانہ تھا تار نفس بھی اسکے لیے تازیانہ تھا سلیمان سے آگے
لگا ورزن ہوئے سلیمان عنبرین موئے کوہی جوان دیو حصال رستم جدال فنون سپاہگری مین طاق
شہرہ آفاق نیزہ اٹھا کر جا پڑا امیر سے نیزہ چلنے لگا برج خاکی سے ستارے چل رہے ہین گھوڑون
کی گشت سے زمین تھرا رہی ہے پہر بھر کامل نیزہ چلا آخر صاحبقران نے بند صاحبقرانی کا تھا کہ مار کر
گھوڑا آگے بڑھایا سلیمان کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا مثل خط شعاع آسمان پر چمکا مثل تیر شہاب مین پرا
چار جانب سے احسنت و آفرین کی صدائین بلند ہوئین سلیمان عنبرین موئے کوہی نے تیغ برق
تاب کھینچا بہ تعجیل ہاتھ مارا صاحبقران نے مرکب کو گدگدایا منظور ہوا زیر بغل جا کر تلوار کو بے کر دون
بن پڑے تو لپٹ پڑون تلوار چھین کر پھینک دون کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لون دلولۂ جرأت مین
جو مرکب بڑھایا وہان پر سو ختانہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی گرد اسپر کا سر سے ہٹا خود سر سے
گرا سر برہنہ پر سلیمان عنبرین موئے کوہی کا ہاتھ پڑا قریب تھا صاحبقران کے دو ٹکڑے ہون
جلدی مین دستانہ مارا زخم کاری سر پر آیا اتنا بڑا زخم کاری کھا کر صاحبقران نے ہاتھ تیغ عقرب
سلیمانی کا مارا سلیمان نے گرد اسپر کا اٹھا دیا سپر کے دو ٹکڑے ہوے وہان سے تلوار گری خود دو نیم
کاٹ کر سر پر چلی اسی قدر زخم سر پر سلیمان کے بھی آیا سلیمان نے بھی دستانہ مارا سر سے تو تیغہ
نکل گیا لیکن اس زور مین جاتا تھا کہ تڑپ کر تلوار گردن کر گدن پر گری گینڈے کی گردن قلم
ہوئی لبس کو سیون نے جانا ہمارا افسر مارا گیا سلیمان شہسوار تھا گینڈا تو زمین پر گرا یہ کود کر الگ
ہوا کوہیون نے گھوڑے بڑھا دیے ہر چند سلیمان نے پکار کر کہا یارو قصد مغلوبہ نہ کرو میری جان سی
کو گینڈا بھیجو ستر ولاکھ فوج جبی کھڑی تھی کسی نے نہ سنا بلوہ کر کے جا پڑی صاحبقران نے شدت
سے زخم سر کو باندھا گھٹا کفر کی جو آتے ہوئے دیکھی نعرہ کر کے تیغ ہلالی کھینچکر جا پڑے نعرۂ صاحبقران
سے امیر عرب ضیغم روزگار • بحکم خدا البتہ شمشیر جار • یکے تیغ صمصام و قمقام نام • یکے تیغ عقرب
یکے ذوالنجام • بین کافران از جہان پاک کرد • سر سرکشان جملہ در خاک کرد • ادھر سے
دارائے ہند لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران فوج ہندوستان ساتھ لیکر
بڑھے ہندیان جلالت شعار سرداران نامدار تلوارین کھینچکر جا پڑے لندھور نے بھی نعرہ کیا
جزیرہ ہائے دریا اگر فتم تا ہندستان • اگر نامم نمی دانی منم لندھور بن سعدان • انکے سردار جلالت آثار

دونون فرزندان نامدار ارشیون پر بہزاد و فرہاد خان یکے مغربی پہلوانان زبردست ہمعصر لندھور تلوارین کھینچکر لشکر کوہیان پر جا پڑے ہندیون کی لڑائی شمشیرزنی مین بیباک لڑائی مین چست و چالاک طلسم کے اکثر لوگون پر تلوارین کھا رہے ہین جرأت جلالت دکھا رہے ہین مگر تلوار کے جا پڑے ہنس ہنس کے لڑ رہے ہین دوسری جانب سے سپہ سالار دست حبیب کا نعرہ ہوا ستم مالک اژدر و صاحب نیزۂ دو سر غلام نبی و جاگر حیدر نعرۂ مالک سے ستم مالک اژدر خشمگین و سپہدار در لشکر اہل دین و تمام عرب نبرد و زرہ سے آراستہ جوانان عالیوقار اسی ہزار نیزہ دار گھوڑون پر جا پڑے نیزے چلنے لگے ایک جانب سے طنبور گرگرا یا بالکل بجا نعرہ ہوا ستم رستم پیلتن و پیلفگن کشندۂ قوی ہیکل دو دیل ہندی علمشاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران نعرۂ رستم سے علمشاہ رومی شہ فیل زور کہ بر بخت مرزوق افگندہ شور گوکورون کی پلٹنین قواعد سے آگاہ جو ہوئی سپاہی وردیان عمدہ پہنے ہوئے جا پڑے لیکن قواعد سے اپنے لڑ رہے ہین جب تیر چلے افسر نے بولی بولی سب لیٹ گئے وار کو دشمن کے یون خالی دیا اب جو اٹھے سنگینین پکڑکر جا پڑے ہزارون کو مارا ایک طرف سے شہنشاہ چین و ماچین اسی ہزار چینیون سے جا پڑا نعرہ کیا نعرۂ بہرام سے ستم گرد بہرام خاقان چین کہ از ہیبت من بلرزد زمین یہ بھی لڑنے لگے دست حبیب کی طرف سے شاہزادہ ملک طرطوس جمہور تیرزن نعرہ کرکے جا پڑا نعرۂ جمہور سے نامم شدہ در سلک جوانان تہمتن جمہور جہان سوز شہنشاہ تیرزن ایک طرف سے نعرہ ہوا ستم صفدر صف شکن شاہزادہ ہاشم تیغ زن نعرۂ ہاشم سے ستم شیر صولت صف شکن شہ نامور ہاشم تیغ زن ایک جانب سے چراغ بزم صاحبقرانی اسفندیار گیلانی نے نعرہ کیا نعرۂ اسفندیار سے چو اسفندیارم شہ نامدار شدہ در جہان نامم اسفندیار ایک جانب سے رستم سرزمین مغرب فرامرز بن عاد مغربی نے نعرہ کیا بڑے زور و شور سے میدان مین آیا

جہان پہلوان یل نامدار — سپہر خوا نعرۂ شاہ اشقر سوار — بمیدان جنگاہ رستم نژاد
شہنشاہ مغرب فرامرز عاد — یہ سب سردار نعرے کرکے جا پڑے کہ طبل سکندری چوب پڑی نقارۂ
سلیمانی بجا بادشاہ لشکر اسلام کا نعرہ ہوا نعرۂ سعد بن قباد سے — ستم شاہ شاہان فرود جمشیم
بہار گلستان کاؤس و جم — چراغ شبستان صاحبقران — فروزندۂ تاج و تخت کیان
ستم سعد فرزند قب بادشاہ — شہنشاہ اسلام عالم پناہ — دونون لشکر خوب لڑے ہزارہا

لاشہ گرا امیر زخمی ہوے سلیمان عنبرین ہوے کوہی بھی زخمی ہوکر بیہوش ہوگیا کوہیون نے چرادار
پہ سوار کرلیا دو سپہ سالار اُنکے منصور زاغ چشم خرس دندان و ناصر زاغ چشم خرس دندان فوجون
کو لڑوا رہے ہین فوج لقا سجانی و باختری یہ لوگ ہمیشہ دور سے لیا لیا کرتے ہین جان کے بچانے
پہ مرتے ہین بھاگنے کی شرم نہین جانبازی پر گرم نہین بلوہ کرتے ہین جہان کوئی سردار اسلام انکی صف
پر آیا یا خداوند یا خداوند کہتے ہوے ہٹ آتے ہین ہر طرح جان بچاتے ہین لیکن صاحبقران زمان
اُسکی زخمداری مین دریاے خون مین نہاتے ہوے سرونت جنگ مین دریاے لشکر مین غوطہ مارا نہنگانہ و
پلنگانہ لڑرہے ہین پرے کے پرے درہم و برہم کردیے بادشاہ جمجاہ نے آتے ہی سات سو تاجدار اگرد بڑی
صولت و شوکت سے لشکر لقا پر آپڑے جب وار کیے سات سو تاجدار کی تلوار چلی سات سو سر اُٹھا خون
کا ایک مرتبہ بلند ہوا سات سو لقا پرست ایک مرتبہ واصل جہنم ہوے پرے کے پرے درہم و برہم ہوے فوج
لقا نے شکست کھائی بادشاہ طرف تخت لقا کے بڑھے اُسکے تخت کے آگے پہلوان جمع ہوے لڑرہے تھے
بادشاہ نے اگر ضیغم خون آشام کو لوٹا ضیغم ہمیشہ کا زخم نصیب نام سے لڑائی کے ڈرتا ہے لیکن بختیارک
نے آواز دی ای خالو سے قدرت قدرت تقدیر فرماتے ہین بادشاہ کو قتل کر ضیغم جبروے پر تقدیر کے
جاپڑا بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے تیغہ صمصام پر وار اُسکا کاٹا جواب مین ہاتھ مارا سر ضیغم
زخمی ہوا روباہ صفت زخم کھاکر بھاگا لقا کو چلا چلا کہتا ہوا کمبخت ہمیشہ میرے واسطے بُرائی چاہتا ہے
تقدیر شکست کرتا ہے ضیغم کا زخمی ہونا پرا لوٹا باختریون کا جی چھوٹا بادشاہ لڑتے ہوے قریب تخت لقا
پہونچے لقا نے آواز دی ای بندۂ مغضوب خبردار قدرت کے قریب نہ آنا بادشاہ غصے مین تھے مگر
تخت کے قریب پہونچتے پہونچے لقا نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے خالی دیا سر اُسکا خود سر کا جھکا اوپر
سے بادشاہ نے ہاتھ مارا فرق قدرت شگافتہ ہوا غل مچانے لگا ای بندگان مین دیدی قدرت را قدر شکن
کو بچاؤ یہ بندہ بے ادب نہین مانتا بہت سے پہلوان آپہونچے فیلبان نے ہاتھی ہٹایا اُدھر لندھور
و مالک نے منصور کوہی کو زخمی کیا لشکر لقا نے فرار برقرار کیا کوہی بھی بھاگے بادشاہ تعقب لقا
کرتے ہوے جاتے ہین اس خیال سے کہ آج اس بھگوڑے کو پکڑلون ایک جانب سے نعرۂ شیر کی
آواز آئی گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ لشکر نمرود بے ایمان
صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مع اپنے سرداران نامی لڑتے

ہوسے اُسنے ہتھے وہین سے نعرہ کیا نعرہٗ نورالدہر سے نظیر حمزہٗ صاحبقران بختم وبہقہر و شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر ایک جانب سے سرداران نورالدہر ٹوٹے ہزبر بیشۂ پلنگان صاحب طور گران صف شکن رعد طماس بن عنقویل دیو پرور و صبہ بران ماہ منظر و دراج ورذر گو ورزاب خان وسہیل ستارہ چشم وکیوان اختر ستاراں ان سرداروں نے جو اس مقام پر جم کر شمشیر زنی کی لقا دریاے خون مین نہایا ہوا ہاتھی سے لوٹ پڑا پیدل بھاگا غل مچاتا ہوا اہ بندگان قدرت کو بچاؤ کوہیون نے بڑھکر دم شمشیر سے گلے ملا دیے سرداران صاحبقران نے طبقے زمین کے ہلا دیے لقا کا قصد ہوا باغ مینا مین بھاگ جاؤن سرداران نورالدہر اگر خندق پر جم گئے کہ اگر ادھر آئے تو بھیا کو پکڑ لین اب لقا شل صید مخالف نہ روے رفتن نہ راہ ماندن کبھی چلاتا ہے کبھی پہلوانون کو پکارتا ہے یارو دوڑو قدرت کو بچاؤ اسوقت جانبازی نہ کروگے تو قدرت سبکو نمک حرام کر دیگے بختیارک نجرہ دوڑا آتا پھرتا ہے پہلوانون کے نام لیکر پکار رہا ہے ارے یارو اسوقت قدرت بے حواس ہین اگر سینہ سپر کرو قدرت کے سبب سے تم سبکی آبرو ہے ورنہ گلی گلی کی ٹھوکرین کھاؤگے ایک ہی لڑائی مین ہاتھ سے فرزندان حمزہ کے مارے جاؤگے کبھی تیراندازون کو لاتا ہے گوشہ پکڑکر انکو لڑواتا ہے جب کوئی سردار آپڑا تیرانداز حیلا کرکے بھاگے سہم گئے گوشہ گیر ہونے پر مرتے ہین تیر سے زیادہ بھاگتے ہین لشکر لقا کی یہ کیفیت ہے اہل اسلام کی صف شکنی صفدری آج لاکھون لقا پرست مار گیا ہے غلغلہٗ شکست فاش ہے بھاگنے کی تلاش ہے یکایک آسمان پر ایک ابر سیاہ اُٹھا اُس ابر سے رعد کی گرج برق کی چمک صداہاے مہیب آنے لگین وہ ابر قریب لشکر لقا آکر شق ہوا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام بدانجام تخت پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار ساحران غدار وہ پکار پکار پوچھتا ہے یارو جاگتی جوت کے خداوند کہان ہین میں معذور زادہ خواہر طلسم ہوشربا سے آیا ہون فرمان شہنشاہ طلسم لایا ہون بختیارک نے بتعجیل تمام لقا کو ایک گھوڑے پر سوار کیا سوار اُس مرکب کا مارا گیا تھا گھوڑا ابھی ہوگا بڈے موتھرسے نکلے ہوئے سب عیوب سے معیوب شب کور کنہ لنگ اپنی زندگی سے تنگ اگر کسی درخت کے نیچے تنا پڑا دیکھا اُس مقام پر بیٹھ گیا دانے کا کبھی نام نہین سنا شیر بخت کو گمان کہان بدنصیب تیز رفتاری سے دور بد نصیبی سے قریب لقا نے غنیمت جانا اُسی پر سوار ہو بیٹھا بختیارک نے تاج بھی سر پر رکھدیا کہا قدرت گھوڑے کو مہمیز کرو اسوقت تو تقدیر معقول ہوئی ہوشربا سے ساحر آگیا لقا کو آراستہ کرکے

بختیارک دوڑا معذور آدم خوار کے پاس آیا کہا کیون ای معذور بڑے بے ادب ہو
قدرت نے تقدیر کرکے اپنی خوشی سے شکست کھائی آخر جسواسطے آئے ہو وہ کام نہین کرتے مسلمانون
کو مار لو سحر کرو معذور نے کہا صرف اتنا عذر ہے کہ جناب قدرت دیکھون زیارت سے مشرف ہون بختیارک
نے کہا اسوقت قدرت کو انتشار ہے زیارت بیکار ہے فرق قدرت زخمی ہو چکا قدرت کا خون زمین پر
گرا لشکر مسلمانان کو شکست دو طرہ پیغمبری دلوائینگے قدرت سے با آبرو طلوائینگے یہ سنتے ہی
معذور آدم خوار نے ساحرون کو آواز دی ہان یارو سحر کرو دشمنون کو مار لو اب تو یہ ہیجا جست
کرکے اک غول مین آیا اک جوان نے اسکو نیزہ مارا اسنے سحر کیا اس جوان کے ہاتھ پانون بیکار ہوے
اس جلاد نے ٹانگین پکڑکر چیر ڈالا گوشت کو کھانے لگا ساتھ والون نے گوے تیغ تابخ سنبھالے
سحر جو پڑھ پڑھکر کیے لشکر اسلام مین ہنگامہ ہوا کئی ہزار آدمی بیہوش ہوکر گرے ساحرون نے آتش
سحر سے ہزارون کو جلا دیا لشکر صاحبقران درہم و برہم ہجوم لشکر غم و الم عیاران اسلام نے جو یہ معرکہ
دیکھا کہ لشکر ساحران ابتر ہے جواہر بن عمرو نے زنبیل بجائی ایک لاکھ چوراسی ہزار بیک بجہ زنبیل پر اپنے
افسر کی ہر مقام سے دوڑ پڑے مرشد زادے مرشد زادے کہتے ہوے سامنے آئے جواہر نے آواز دی
یارو غضب ہوا ہے مین گرمی جنگ مین لشکر ساحران آگیا افسر انکا ساحر ناہنجار بدکردار آدم خوار کئی کو
چیر پھاڑکر کھا چکا بلانوش ہے انکا پیٹ نہین بھرتا یہ وقت جانبازی و سرفروشی ہے لشکر ساحران کو تلوے
روکو یہ کہکر جواہر نے حقہ آتشبازی کمر سے نکالا کسی نے چرخی نکالی کسی نے جنگی بان پر ہاتھ ڈالا کسی نے
چھچھوندر چھوڑی کسی نے انار داغ کر پھینک مارا لشکر ساحران پر آگ برسا دی کئی سو بیک بچہ بھی سحر
مین پھنسکر مارا گیا عیارون نے یہ تدبیر کی ہر ایک عیار نے بڑھکر ساحر کو ٹوکا اگر اسکا حقہ جل گیا فوراً اسکو
ملتے ملتے مار لیا اگر سحر ساحر کا تقدم ہوا عیار جبار ہار کر اگر گر پڑا دوسرے عیار نے لپٹ کے اسکو خنجر
مارا اشکم چاک قصہ پاک وہ زمین پر تڑپا یہ جست کرکے ایک جانب نکل گیا دو ہزار عیار قتل ہوے آٹھ ہزار
جادوگر جلا دیے کسی کو حلقہ کمند سے مارا کہین حباب بیہوشی چل گیا تیغے کے ہاتھ چل رہے ہین برق
جہندہ بنکر عیار اڑ رہے ہین لیکن معذور آدم خوار نے پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے کئی سردارون
کو چیر کر کھا گیا لشکر اسلام کے پیر اکھڑ گئے جب یہ ہیجا گود پھینکتا ہے دو دو ہزار ایک ایک سحر مین بیکار
ہوتے ہین نمازیان دلاور اپنی مجبوری پر گریہ وزاری کرتے ہین مگر تلوار کی لڑائی کے دھنی ہین جلا

یہ سحر کا کیونکر جواب دے سکتے ہیں جب ساحر سامنے آیا اُسنے چاہا سحر کرون یہ دوڑ کے لیٹ پڑے
اکھیڑ کر مارا استخوان اُسکے ٹکڑے ٹکڑے ہوے چھاتی پر چڑھ کر سر کھینچ لیا صاحبقران زمان جوکہ سوت
سے لڑے اسقدر زخمی ہوے تلوار قبضے سے نکل جاتی ہر اُس ہنگامے مین مقبل دوڑا بدحواس قریب
صاحبقران آیا دیکھا صاحبقران اشقر پر سوار اتنا کے زخمدار آنکھین بند دل ورد مند جھوم رہے ہین
مقبل نے شانہ پکڑکے ہلایا صاحبقران نے آنکھین کھولدین مقبل نے عرض کی ای شہریار ایک ساحر غدار
فرستادہ افراسیاب نابکار عین وقت پر آیا لشکر حضور کا ہٹ آیا جلد اسم اعظم پڑھیے آج تو لقا
کو شکست فاش دی تھی تقدیر پلٹ گئی عین وقت پر ساحر پہونچے حضور بنکر لڑائی بگڑ گئی لقا کی تقدیر
لڑ گئی صاحبقران نے ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا ای مقبل کیا کہون زبان مین لکنت ہر کیونکر اسم اعظم
پڑھون مرکب تیز رفتاری تعین کرنا اُسپر بھی صدہا تیر پڑے ہین مثل خار صحرا جسم مین بھی اسلیے زبان
کے گڑے مین قبضے سے تلوار نکل جاتی ہو فرط زخمداری سے طبیعت گھبراتی ہر جو منظور خدا کیا چارہ ہر دنیا
بالقضا اگر موت قریب آگئی کون بچا لیگا وہی معین و مددگار کام آئیگا یہ کہکر سر اُٹھایا دیکھا اہالیان لشکر
ہارے پراگندہ خاطر گھوڑے بدلگامیان کر رہے ہین بے درہم و برہم پیادے سوار پیدل اپنی جان بچے
بیکل کوتل گھوڑے مارے مارے پھرتے ہین بوجہ سحر ساحران جابجا گرتے ہین معذور آدم خوار نے
جب دیکھا کہ آٹھ ہزار جادوگر مارے جا چکے تو دہ کرکے چار ہزار کو اپنی پشت پر لیا سحر کرتا ہوا چلا اب لشکر لقا
بھی دلیر ہوا نیزے تلوارین پکڑکے جا پڑے جن لوگون کے ہاتھ پاؤن بیکار ہو گئے تھے اُن بیکسون کو
بہ جرأت قتل کرتے ہین اُنکے ہاتھ پاؤن سحر سے بیکار علازمان لقا مغرور نابکار سنگدل جاہل قابو پرست
نشۂ کبر و نخوت سے ست قابو جو پا گئے چڑھتے چلے جاتے ہین کنارے تک لشکر صاحبقران کے آ پڑا ہر ایک
جا ور جانبازی کرکے ساحرون سے لڑا جب ہاتھ پاؤن بیکار ہوے مجبور و ناچار ہوے ٹوٹتے چلے آتے ہین
اُسپر بھی جرأت دکھاتے ہین ذرا بھی ہاتھ پاؤن مین طاقت پائی ساحر پر جا پڑے خنجر سے مارا پلٹ
گئے بعوض تلوار کے گھونسا چل رہا ہر قرولیان کھنچ گئین جب معذور نے بڑھکر سحر کیا گھوڑے لیکر
بھاگے مرکبون پر کوڑا کرتے ہین گھوڑا بھی ناچار زمین تپ رہی ہر سُم جلے جاتے ہین یہ حال پر ملال
جو صاحبقران نے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بمشکل اسم اعظم کو پڑھکر دو چار ساحرون کو
بڑھ کر مارا معذور آدم خوار نے افراسیاب سے سنا تھا کہ حمزہ مالک اسم اعظم الٰہی مورد فیوض

نامتناہی ہی اب جو اُسنے دیکھا کل سحر بیکار ہوئے سمجھا یہ وہی جوان ہی فوراً گینڈے سے کودا
جھولی سے ایک چراغدان نکالا چار بتیان روشن کردین اُسکی بو سے صدہا بیہوش ہوکے گرے صاحبقران
کی زبان مین زیادہ لکنت ہوئی اسم اعظم فراموش دریاے حیرت کا جوش سر ہرنے زمین پر رکھدیا غش
آنے لگا قلب تڑپا دل پھڑکا معذور ہر چراغ روشن کرکے پکارتا ہوا بڑھا لو یارو مین نے چراغ جمشیدی
روشن کردیا چراغ عقل مسلمانان گل ہوا شمع حیات سبکی جھلملا رہی ہی اب بڑھکر سبکو مارلو ملازمان حمزہ
بے قابو مین یہ صدا اُنسنا کو ہی نیزے لیکر بڑھنے باختریون کے بیچ پہ جم گئے بادشاہ لشکر و افسران فوج
نے جو یہ قیامت دیکھی یقین مرگ ہوا بادشاہ نے تاج سر سے اُتار محتاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہوکر پکار
اُٹھے اے دادرس بیکسان اے کریم کارساز اسوقت بیکسی و بے بسی مین سواے تیرے کون معین و مددگار ہی
بلاے سحر ساحران سے بچائیے فرد بادشاہا توکریمی و رحیمی و غفور — دست ما گیر کہ درماندہ بے بال و پریم
آج گلزار ابراہیم پر خزان آئی نخل حیات سب کے قلم ہوتے ہین کلون نے گریبان چاک کیے طفلان غنچہ
مرجھاے ایک جھونکے نے باد خزان کے یہ رنگ دکھلاے قطعہ

شاہا ز کرم برمن درویش نگر
بر حال من خستہ و دل ریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشایش تو
برمن منگر بر کرم خویش نگر

ملکہ کے جو سرداران نامی نے دعا کی نمازی پاک طینت مجاہد صوم شعار نماز گزار با ہنجار پروردگار فوراً تیر
دعا ہدف مراد پہ بیٹھا دعا قبول ہوئی سعادت حصول ہوئی آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی
اتفاق قضا و قدر بحکم حاکم بحر و بر لقا بدار زرین پوش تخت پہ سوار فوج دیوان ہمراہ بصد عز و جاہ
براے شکار جاتا تھا باز سفید سر پر سایہ فگن گرد سرداران صف شکن ناگاہ عیار کی نگاہ پڑی امید آے
ہاے ہوے دلیران بلند ہمہ ہر ایک لقا پرست خوشنود و خورسند ہی عرض کی اے صاحبقران زمان ذرا حضرت
صاحبقران اعظم کو ملاحظہ فرمایے تمام لشکر پامال ہورہا ہی دل انکی مصیبت پر رو رہا ہی لقادار نے جو ملاحظہ
کیا کہ صاحبقران اعظم کو بوجہ زخمداری جان نثاران لشکر نے ہوادار پہ سوار کرلیا ہی بادشاہ مجاہد دریاے
خون مین نہائے ہوئے پشت مرکب خنگ سیاہ فیلاس پر گرد نامداران نامور لاشے ہزار ہا تڑپ رہے ہین
لشکر لقا سے صداے بگیر و بہ بند بلند ہی ایک ساحر فولک پیکر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوئے جا بجا ساحر
پشت پر سحر کرتا ہوا آتا ہی زمین و زمان چاشوب گولے پڑرہے ہین دریاے سحر جوش مین ہی ہر ذی ہوش
ہوش مین ہی لقا ایک گینڈے پر سوار تیغ برق تاب چمکاتا پھرتا ہی آواز دے رہا ہی اے بندگان من

ویسی ہی قدرت مراسن جب تقدیر کردم نقابدار زرین پوش یہ رنگ دیکھکر بد حواس ہوگیا یہ تجمیل تمام اپنے بشت
مرکب سہ چشمی پر سوار ہوا باز سفید اڑکر سر پر آیا مثل عاشق صادق صورت نقابدار کی دیکھتا ہے پروانہ وار
گرد شمع جمال نقابدار عالی مقدار پھر رہا ہے نئی بات ہے طائر کو یہ محبت دیکھکر ہوش اڑتے ہیں طائر وہم و
خیال کو بھی یہ محبت نہوگی منقار کھولے ہوئے کبھی پرون کا سایہ کرتا ہے کبھی گرد پھر کر دم محبت کا بھرتا ہے
نقابدار نے فوراً فوج دیوان کو اشارہ کیا خبردار تم میں سے کوئی شریک جنگ نہو اگرچہ تحریر ہوا ہے
دیوزادون کا یہ طریقہ ہے سرداران نقابدار کو کاندھے پر سوار کیے رہتے ہیں مرکب ان سردارون کے
زیر بغل جب وقت آیا دیوزادون نے مرکب بغل سے زمین پر رکھا سردار کاندھے سے اچھلکر پشت
مرکب پر آیا دیو طرف صحرا کے بھاگا سردار شریک جنگ ہوا نقابدار مرکب سہ چشمی پر سوار ہوکر نعرہ کرکے
گرا مجمع ساحران پر جا پڑا بادشاہ نے دیکھا نقابدار زرین پوش اسم اعظم الہی پڑھ رہا ہے جس کسی نے
نقابدار پر سحر کیا وہ سحر الٹا پلٹ کر اسی پر پڑتا ہے باز عجب طرح کے کام کر رہا ہے لڑائی میں بھی خیرخواہی سے
باز نہیں آتا ہے ہر ایک ساحر پر عکس ڈالتا پھرتا ہے اسکے عکس سے ساحر کو سحر فراموش ہوتا ہے سحر کے حربے
ہاتھ سے گرے جاتے ہیں بادشاہ کو تعجب ہے فرماتے ہیں نقابدار کا باز بھی برائے شکار طائران روح
ساحران صیاد ہے صاحب بیداد ہے دیکھو عکس ڈالتا پھرتا ہے نقابدار کو بچاتا ہے جو حربہ سحر کا نقابدار
پر آیا باز نے بڑھکر روکا اسپر پر مار دیا گولہ شکست ہوجاتا ہے اور رائی سرسون کے دانے جل جانے میں
صف ساحران میں ہنگامہ پڑ گیا فریاد فریاد کی صدائیں دینے لگے معذور آدم خوار بڑے قد و قامت کا
انسان ہے صاف ظاہر ہے کہ دیو مہیب ہے کرگدن مست پر سوار ہاتھ میں تیغہ آبدار جسکو قتل کیا دانتون سے
اسکا گوشت نوچنے لگا کسی کو تیغہ مارا کسی کو زبانی للکارا صدہا پر سحر کرتا ہے نقابدار نے دور سے للکارا
کہ او بیحیا آدم خوار مردان عالم سے آنکھ چار کر ہمیرا کر وار کر معذور آدم خوار پلٹا دور سے گولہ سحر کا
مارا نقابدار نے اسم اعظم پڑھا باز نے اپنا سایہ ڈالا گولہ پھٹکر زمین میں گرا معذور گھبرا گیا کہ مجھکو
سحر نے بھی معذور کیا خداوند سامری نے کچھ قصور کیا یہ سوچکر بہت سے ماش کے دانے اس بدمعاش
نے پھینکے نقابدار دانائے روزگار فوراً اسم اعظم پڑھنے لگا ماش کے دانے گرد تصدق ہوکر گرے
جو فروش گندم نما کا مکر نہ چلا تیغہ کھینچکر دوڑا للکار کر نعرہ کیا او نقابدار تو بھی کوئی شعبدہ باز ہے ظاہر ہوا
مجاسم ساز ہے یہ تیغہ سحر ساختہ سامری ہے اسکے جوہرون میں افسونگری بھری ہے اسکی باڑھ سے دریا گھٹا ہے

اسی کی آبیاری سے دن کٹتا ہے اگر پہاڑ پر مارون تابہ بیخ کاٹون لاف وگزاف کرتا ہوا قریب لقا بدار
ہو پہنچا چلتے تیغہ چمکایا لقا بدار نے باواز بلند اسم اعظم الٰہی پڑھا اس فصاحت و بلاغت سے الفاظ ادا کیے
طائران صحرا مست ہو گئے عرب جھومنے لگے کہتے تھے صاحبو فصاحت کا اسکی زبان پر خاتمہ ہے ہر ایک
الفاظ لسقدر صحیح ہے بیشک بلیغ و فصیح ہے جب معذور نے تیغہ چمکایا ہزارہا شعلہ آتش بھڑک کر لقا بدار پر آئے
اس دریا دل پر آگ نے تاثیر نہ کی آبرو دار نے شعلہ ہاے آتش کو بجھا دیا کئی مرتبہ معذور نے تیغہ چمکایا
یہی مقصد ہے کہ دور سے جوہر دکھاؤن قریب لقا بدار نجاؤن لقا بدار نے مرکب سبک خیز کو چمکایا لغزہ کیا
او نامرد دور سے تیغہ چمکاتا ہے جوہر نامردی دکھاتا ہے تجھ پر مردان عالم کے نہیں آتا ہم تو سامنے تیرے
سینہ سپر ہیں معذور نے کئی سحر پڑھے خبردار خبردار کہکر تیغہ سحر کا وار کیا لقا بدار نے تیغہ برق مثال
پہ کا تھا صدہا چھریاں کٹاریاں گریں لقا بدار پر بوجہ اسم اعظم کے تاثیر نہوئی اب لقا بدار نے وار روک کر
آواز دی او شعبدہ باز او نیرنگ ساز فرد تو ضربے زدی ضرب من نوش کن وہم شادی از دل فراموش کن
یہ کہکے مرکب چمکایا گھوڑے نے دونون ٹاپین سنگ پر گینڈے کے رکھدین بقوت تمام لقا بدار نے تیغہ برق
مثال کا ہاتھ مارا معذور مغرور نے گرد اسپر کا چہرے کی پناہ کیا تیغہ برق مثال جو تڑپ کر گرا سپر سحر کے
دو ٹکڑے ہوے چاہا سحر کر کے بھاگ جاؤن اجل دامنگیر نے کی اپنے خود تدبیری سر کو بڑھا دیا جاتا تھا
میرے سر پر تلوار تاثیر نکر گی رو مین تن بھی ہے وہ تیغ خارا شگاف جو گرا سر کٹے اور چہرے کو کاٹ کر
صندوق سینہ سے نکل گیا سوار کو کاٹ کر زین کو تراشا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے معذور آدم خوار
کام آیا کہ آندھی سیاہ اٹھی تمام صحرا تاریک ہو گیا آوازہاے مہیب آنے لگین پیرون نے بہت تدبیر کی کچھ
نہوسکا آواز دی کشتی مرا نام من معذور آدم خوار بود ساحران غدار پر لقا بدار جاپڑا جادوگرون نے
دیکھا ہمارا سحر تاثیر نہیں کرتا بازنے جھپٹے جھپٹ کر سب کے ہوش اڑا دیے علمس ڈالکر صدہا ساحر جلا دیے
پرون سے چنگاریاں نکل رہی ہیں آخر ساحرون نے ناچار ہو کر لاشہ معذور آدم خوار اٹھایا
روتے پیٹتے طرف طلسم ہوشربا کے بھاگے اب لقا بدار طرف لشکر لقا کے پلٹا یہان لندھور و
مالک وغیرہ نے جو سحر سے نجات پائی نعرہ کر کے بڑھے کوہیون پر جا پڑے بختیارک نے آواز دی
یا خداوند یہ نقد پر کو کہان سے ہوئی لقا نے کہا آدم خوار کا رکھنا قدرت نے مناسب نجانا ہمارے
سامنے ہمارے بندون کا گوشت کھا گیا قدرت کو بھی غصہ آگیا لقا بدار بھی ہمارا بندہ خاص ہے

اسکو بڑا پر قوت کیا بختیارک نے کہا اب تقدیر گریز کیجیے ورنہ نقابدار کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے حمزہ نامدار کو آپ کے حال پر رحم آجاتا ہے اس جوان کے تیور بد ہین آتے ہی قتل کریگا لقا نے کہا قدرت نے نوے برس پیشتر ہی تقدیر کی بحتی طبل بازگشت بجے اس نقابدار سے قدرت مقابلہ کرینگے فرشتون سے کہکر جہنم مین بھجوا دینگے طبل بازگشت پر چوب پڑی نقابدار نے تلوار روکی لقا شکست خوردہ پلٹا نقابدار ٹھہر گیا اپنے ایالیان لشکر کو حکم دیا لشکر صاحبقران کے زخمیون کو اٹھوایا اپنے ہاتھ سے ٹانکے دیے اسباب لشکر لقا لوٹا پکار کر مقبل کو حکم دیا اے مقبل یہ مال اٹھوا لیجا تو تمھارے لشکر کے سپاہیون کا حق ہے جب تھا کا ہنگامہ ہوا صاحبقران نے آنکھ کھولی نقابدار زرین پوش نے آکر سلام کیا صاحبقران نے دعاے جان درازی نقابدار گھوڑے سے کود پڑا ہوادار کے ہمراہ پیدل چلا صاحبقران نے فرمایا اے نقابدار زرین پوش مجھکو تکلیف ہوتی ہے نقابدار نے بہ فصاحت جواب دیا میری سعادت ہے ماشاءاللہ حضور جرأت کا جامہ آپ کے جسم کے واسطے قطع ہوا کس نمداری مین آپ لڑے صاحبقران نے فرمایا بھائی تمھارا احسان ہوا عرض کی احسان کیسا آج مجھکو سعادت دارین حاصل ہوئی قتل کافران سے تسکین دل ہوئی صاحبقران کے ساتھ ساتھ بارگاہ سلیمانی مین آیا اپنے ہاتھ سے سر صاحبقران مین ٹانکے لگائے صاحبقران اٹھکر دنگل شوکت پر جلوہ فرما ہوے پہلو مین نقابدار کو جگہ دی اسباب عیش و نشاط مہیا ہوا رقاصان پری چہرہ آکر حاضر ہوئین رقص شروع ہوا آفتاب عیش و عشرت کا طلوع ہوا اس مہ جبین نے یہ غزل گائی غزل بموجب مقام ہذا

آنکھین تری آفت کی ہین اے غنچہ دہن شوخ
گھونگھٹ ہی مین ہو جاتی ہے معلوم کہ ہے شوخ
دربار مین بت ہاتھ نہین لگتی ہے آنکھین
اے وحشت دل پھر ہین طفلان وطن شوخ
خوشرنگ ہین جیسے وہ غنچے لب رنگین
انجم فلک سے بھی سوا ہین یہ ہرن شوخ
اس سرو خرامان کی ادا نے ہمین چھل
اے طفل ہین تجھسے بھی زیادہ یہ ہرن شوخ

ان شعلہ رخون کا ہے ہر اک عضو بدن شوخ
کچھ پڑھتے نہین ایسے غزالان ختن شوخ
دو فقرہ رنگین کر دیتی ہیں لالکھون کے تہے حسین
بیرہ مین چرالون کی طرح سے ہے یہ زن شوخ
دل لینے مین سو طرح کی کرتے ہین شرارت
رنگت تری الیسی ہے کہ اے گل ہین شوخ
کس کسکو خراب اسکی لگاوٹ نے کیا ہے
گستاخ ہے اک کبک ہے طاؤس چمن شوخ
اشعار سناتا ہون قلق ایسے مین رنگین

کیونکر نہ یہ بجلی کی طرح ہون ہمہ تن شوخ
شیشے سے عیان دختر رز کی ہے شرارت
ان شوخ بیالون کا ہے انداز سخن شوخ
یاد آتی ہین غربت مین بہت شوخیان انکی
آفت کے حسین تجھ سے ہین اے شعلہ بدن شوخ
آنکھون سے تری چوکڑی اسکی بھی بھلائی
کب تجھ سے ہے زیادہ کوئی ہرن شوخ
کر جاتا ہے رم دل سے خیال آنکھون کا تیرے
لکھنے مین طبیعت کو مری اہل سخن شوخ

جبکہ دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا نقابدار بھی بے شرم ہوا صاحبقران زمان کی جانب متوجہ ہو کر عرض کی اب
تو مجھکو بانہائے صاحبقرانی ملین مجھے اور حضور سے سر میدان امتحان ہو صاحبقران نے فرمایا ای بہادر
یہی بارگاہ موجود ہے ابھی تخلیہ کر دین ہمارے تمھارے زور آزمائی ہو جائے نہین کہو بانہائے صاحبقرانی
اشیائے لاثانی چل کر بیچ میدان مین رکھ دین یا تم اٹھاؤ گے یا ہم لے آوینگے جسکو خداوند دلوا سے
وہ لے ای بہادر یہ اشیائے نادرہ میرے سر کے ساتھ ہین جو مجھکو زیر کرے یا میرے خون سے ہاتھ بھرے
تب انکو پائیگا مین انکو اکثر خواب صاف دیکھا آپ نے اسوقت احسان کیا پھر وہی ذکر چھیڑا آپ آج
فیصلہ ہی کر کے جائیے انکو بھی یہ خیال ہے میرے قلب پر بھی ملال ہے مین صاف کہہ چکا کہ بدون لڑے بھڑے
بانہائے صاحبقرانی نہ دونگا جسطرح آپ سے ہو سکے لے لیجیے نقابدار نے سر جھکا لیا عرض کی مین
گستاخی نہین کر سکتا کوئی صورت ایسی بتائیے کہ میرے آپکے سر میدان مقابلہ نہو کسی طلسم کی فتاحی پہ
بناؤ کیجیے یا اور کسی سے لڑائیے فتنان دیکھیے میرے آپکے مقابلہ ہونا مناسب نہین ہے صاحبقران نے
فرمایا طلسم کشائی تائید رب اکبر پر موقوف ہے میرے فرزندون نے صدہا طلسمات فتح کیے طلسم توڑنا کیا فخر ہے
سوائے سر میدان کے مقابلے کے اور کوئی صورت انکو پانے ملنے کی نہین ہے مین ابھی تخلیہ کرا دون اسی
بارگاہ مین میرے آپکے امتحان ہو جائے جب مجھے زیر کیجیے گا مین کل بانہائے صاحبقرانی حوالے
کر دونگا شاید یہ پیر زمین گیر غالب آئے نقابدار نے کہا مین گستاخی نکرونگا نشانہائے صاحبقرانی پوچھیے
تسخیر پردۂ قاف مین کلام کیجیے صاحب اسم اعظم ہون پردۂ قاف مین جابجا لڑا ستر لاکھ دیو مطیع ہے
تمام مقامات عرض نہین کر سکتا ملکہ آسمان پری سے دریافت کرائیے کئی مرتبہ قہقہہ ستہ چشمی کو شکست
دی لڑتا ہوا تا پردۂ تاریک گیا پردۂ قاف مین طلسم شمشیر مار سلیمانی کو فتح کیا اس طلسم مین بڑے
بڑے جادوگر تھے آپ کے تصدق سے سب مارے گئے لوح اس طلسم کی معدوم تھی بلکہ آپ اپنے
فرزند دلبند بدیع الزمان سے اس طلسم کا حال پوچھیے کا دو مرتبہ انکا گذر اس طلسم پر ہوا علامت
اس طلسم کی یہ تھی راہگیرون پر تلوار برستی تھی جو اُس راہ سے نکلا مارا گیا اس عبد ذلیل نے اسکا
اصلی راستہ پیدا کیا لوح دستیاب ہوئی ایک سال کامل یہ نیاز مند اُس طلسم پر لڑا آخر فتح کیا اب
اس طلسم مین سکہ نام سعد بن قباد کا جاری ہے یہ سنکر صاحبقران زمان بہت خوش ہوئے فرمایا کہ
ای شیر بیشۂ جرأت تنے سکہ اپنا کیون نہین جاری کیا نقابدار نے عرض کی مجھکو دعوے صاحبقرانی ہے

مرد سپاہی ہون انشاء اللہ اگر حضور یا نے معلوم دینگے بادشاہ بھی رہینگے جملہ حضور کے سردار عیاران
نامدار انتظام مین مصروف رہینگے انشاء اللہ ایک ہفتے مین لقا کو مار ڈالنگا خدا نے چاہا تو حضور پر صولت
و صولت کھل جائیگی مجھے انتظام مذہب اسلام منظور ہی آپ کے فرزندان نامدار عالی وقار اس زمانے مین
آپ کی اطاعت سے گردن تابیان کر رہے ہین ایرج و نور الدہر کا دم بھر رہے ہین انکا انتظام
بھی واجب و لازم ہی بدون حکم ان دونون صاحبون کے پتہ نہین ہلتا مین سب انتظام کر لونگا صاحبقران
نے فرمایا ای لقا بدار بہادر میرے گھر کے انتظام مین تمکو کیا دخل ہی ایرج و نور الدہر میری روح روان
جان لشکر مین دست راست و دست چپ کے دونون افسر مین سردارون کو انکے سبب محبت ہی اس بحیثیتی
مین بڑے مطلب نکلتے ہین ایک کی ضد مین ایک کو نام پیدا کرنے کی خواہش ہی ہمیشہ ملک فتح ہوتے ہین
کفار سر پر ہاتھ رکھ کے روتے ہین آج لقا بدار و صاحبقران سے عرصہ دراز تک کلام ہوا جب تقریر
کو طول ہوا لقا بدار ملول ہوا اپنے مقام سے اٹھا کہا یہ حقیر رخصت ہوتا ہی مین نشاء کلام حضور سمجھا
جو کچھ انجام ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ اب مقابلے کا آپ کب وعدہ کرتے ہین
مجبور ہو کر لقا بدار نے کہا مہلت پا کر حاضر ہونگا یہ کہکر لقا بدار باہر آیا اپنے تخت پر سوار ہوا فوج دیوان
اگر حاضر ہوئی اسی کر و فر جاہ و حشم سے روانہ ہو گیا صاحبقران مصروف عیش ہوئے لقا نے نامۂ شکایت
و حکایت طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ کیا ان سبکو اسی حال مین چھوڑیے وقت پر احوال ان سب کا تحریر ہوگا

داستان حیرت بیان طلسم ہوش ربا و مقابلہ یاقوت سخندان و سحر ملکہ بران و مجلس عشق

لعل سخندان از اسد نامدار و دیگر حالات یعنی آمد ملکہ حیرت سبز لوش زبان در راز مالک حجرہ بلا کے
کوکب و تلاش ملکہ محبوب کاکل کشا و وزیر زادی و عیاری چالاک یعنی دریافت کرنا ملکہ حیرت
سے حال گرفتاری محبوب اور جانا پرائے رہائی محبوب چالاک و مخمور کا عجب داستان

حیرت بیان ہی ساقی نامۂ مصنف

بیا ساقی آن بادہ در جام کن	کہ باشد مرا مست و بدنام کن	بدہ ساغر چند و دیوانہ ساز
بہر مرز و بر بوم افسانہ ساز	کہ از خویش بیرون کند رخت من	شود بر سر دار پا تخت من
ازان مے کہ گردد تماشائے خلق	کند مست و بدنام در کوئے خلق	دلم سخت بگرفتہ در شہر تن
رود از خود آباد سازد کفن	بیا مطرب آن نغمہ را ساز کن	بہ چنگ و دف و بربط آواز کن

کہ یاران غنیمت بود یک دو روز
بگیر ند از وصل ہم انبساط
چو فردا پریشان شود انجمن
نہ ابر بہاران کند بہمنی
بماند دگر لب گزیدن بجا
کند دست و پا سرخ از خون شوے
بگوید بآواز طبل بلند
حنا بود در پاے بوسی من
شود گر بکام کسے یک دو روز
بگوید دل روز و شب بر سرش
بیک جلوہ صد فتنہ برپا کند
اگرچہ بود دلکش و جامہ زیب
مکن تکیہ چشم سیاہش بخواب
دل خویشتن را کہ یابی گزند
سیہ میکند دیدہ از بخت ما
کہ صبح مرا میکند شست و شو
منت گفتم اے نوجوان سادہ دل
مکن داستان جلالت رقم
نشینند باہم بہ ساز و بسوز
کہ فصل جوانی چو فصل گل ست
نہ این بادہ ماند نہ ساقی نہ من
نہ این جام ماند نہ ساقی نہ بزم
گریبان طاقت دریدن بجا
چو از خون شوہر کند یادگار
کہ اے تاج داران شاہد پسند
من از خون او رنگ کردم قبا
نشاند بپے سال و ماہش بسوز
وگر زہر ریزد کسے را بجام
جہان را پر از شور و غوغا کند
بہ خالش مبین و بہ رخسار لب
کہ شد خانۂ مردمان زو خراب
خیال قد و قامت او مکن
زند در خم نیل چون رخت ما
ہمین است آغاز و انجام او
کہ بگریز ازین بیوفا جان گسل
بجوشید و نوشید جام نشاط
دو شاہد مرا سنبل و کاکل است
نہ شمع لگن را بود روشنی
چو فردا شود گرم بازار عزم
عروس جہان نیست آرام جوے
کند شاہد دیگر اندر کنار
ز خون سرش در عروسی من
کہ ماند عروسی من پا بجا
زند کوس ادبار بر در شش
کند صبح نور خور او تیرہ شام
مخور زان عروس دل آرا فریب
کہ باشد پے قتل عاشق سبب
بگیسو و زلف سیاہش مبند
کہ صد سر و را کندہ از بیخ و بن
ز خون عزیزان شود سرخ رو
بلند است ازین کارہا نام او
قمر تا کجا این شکایت کنم

چہرہ شناوران دریاے بیکنار سحر و ساحری و غریقان لجۂ بحر زخار

افسونگری آشنایان بحر امواج کرامت و زورق نشینان لطمۂ گرداب سعادت زبان حال کو بآب و تاب تمام آب گوہر مضامین سے دھو کر گوہر آبدار سخن کو رشتۂ تحریر مین پرو کر ورق سرنگاہ پر یون قطرہ زن ہین فرد مصنف شناوران دریاے جرأت نشان و حیان غوطہ زن دریم داستان و بیان طلسم ہوشربا مین ہنگامۂ عظیم برپا ہے یاقوت نے بیچ پر بیچ اٹھائے گلگونہ وشبدیز قتل ہوئین غرض غضب مین آکر افراسیاب نے کہا شہنشاہ آپ جا کر طبل جنگی بجوائیے مین کل کو مٹا دونگی ایک دم

تو چیکا مہر بین سلیوڈ بوڈینگی افراسیاب نے خوشی خوشی طبل جنگی بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے پرند در پرند جو حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے دربار میں ملکہ مہرخ کے حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا سے

بادشاہا ... این جوابم که ز ... فلک نیست
ای که داشته ... سایہ‌ات تیغ و قلم را
زیبد اگر کند غنچہ بس شہرت جم را
دو ساختہ آرایش ... فضل و کرم را
پروردگار ہمیشہ حضور کو بچاوے

عرض کی اے دوستوں کو شادی دشمنوں کو نامرادی یا تو ساحر نے طبل جنگی بجوا دیا کل اسکا ارادہ ہے کہ جوش و خروش دکھائے دریائے سحر کو زور دے ملکہ بران و برہمین نے حکم دیا ہمارے لشکر میں بھی بجناب رب اکبر طبل جنگی بجے لیکن اتفاق قضا و قدر جب طبل جنگی بج چکا شکیل جادو فرزند مہرخ خدمت اسد میں حاضر ہوا عرض کی جو حضور نے قاعدہ قرار دیا ہے وہ جب اس قاعدہ سے کہ آج حضور کو طلا سے کا گشت کرنا چاہیے سال بھر میں ایک دن حضور کا بھی نام نکلتا ہے صندل ان صندل پوش نے کہا کہ شکیل تم خوش ہو میں اپنے آقا کے یہ خدمت بجالاؤنگا اسد نے کہا اے برادر ہم خوب جانتے ہیں کہ تم ہمارے عاشق صادق ہو لیکن یہ طریقہ ہمارے نانا جان کے لشکر میں جاری ہے ایکدن سال میں ہمارے نانا جان اس رسم کو بجالاتے ہیں لہذا یہ خدمت سرداران فوج حفاظت لشکر ظفر اثر ہمارے افسر سعادت دارین ہے یہ فرما کر ضرغام کو حکم دیا سرشام خاصہ نوش کرکے براسے انتظام طلایہ لشکر جائینگے یہ کہکر دربار مہرخ سے اٹھے سر شام آپ خوش انجام نے خاصہ نوش کیا ضرغام کو ساتھ لیا چند سردار چار سو سوار ہمراہ ہوگئے بازاروں کا اگر انتظام کیا ہر ایک بازار میں پانچ پانچ سوار چھوڑے ہر پہرے میں اگر صدائے حاضر باش و ناظر باشی رہتی ہے سالار گیدان اور اسد نامدار کی شکر خیموں سے نکل آتے ہیں برلے دعا ہاتھ اٹھاتے ہیں اسد فرماتے ہیں آپ لوگ جا کر اپنی بارگاہ میں بیٹھیں شب بھر مجھے یہی کام کرنا ہے آپ لوگوں کی حفاظت ہر میرے واسطے یہی سعادت ہے تمام لشکر والے اسد غازی کو دعائیں دیتے ہیں کہ خدا ہمارے افسر کو سلامت رکھے سپاہی خدمت قدردان رتبہ شناس فلک اساس جری بہادر شکر ہے کہ ہم ایسے سردار کے تابعدار ہیں ساحروں میں با عنان قدرت طلایے پر ہوا اسد نامدار دو پہر رات گئے تک سب بازاروں میں پھرے سرداروں کو سپاہیوں کو جابجا چھوڑ دیا اب صرف ضرغام ہمراہ ہے فرمایا بھئی ضرغام آج کی رات کیونکر کٹے لشکر افراسیاب میں ہنگامہ ہے ایسا نہ ہو کوئی شبخون آنے کا قصد کرے بارے سیر طلایہ با حشمت نامی افسر کی ناکامی ایسے مقام پر جہاں لشکر کی حفاظت بھی کریں شب ساتھ لطف کے بسر ہو بخیر و خوبی ہے ہو ضرغام نے کنارے سے لشکر اسلام کے ایک غلام

تجویز کیا زین پوش بچھایا مسند آراستہ کری اسد کو وہان بٹھایا قبور مین سے گلابی نکالی شاہزادہ اسد کے سامنے موجود ہوکر بیٹھا کہا حضور ایک جام نوش کرین مین چند اشعار گاؤن اسطرح حضور کا دل بہلاؤن اسد نے جام نوش کیا ضرغام نے چنگ درمیان نکالا اسکو چھیڑنے لگا شروع کیا جاتا ہی کہ اسد نازی کا شوق نزع حسینون کے سر کا تاج مین غزل عاشقانہ شروع کی غزل

انکھ اپنی انکھ پر ہر روزن دیوار کی — لطف نظارہ سے آئی پھر انکھون کے نظر
بعد مردن بھی گئی دل سے نہ اپنے آرزو — جام کی ساقی کی نرگس یار کی گلزار کی
تار گیسو بنگئی گردن ترے بیمار کی — ربط باہم کا ہر یک تار رشتہ ہیا تنگ رشتہ مین
کسقدر لذت تھی خون بیگناہی مین تجھے — خنجر قاتل نے چل کر حلق پر تکرار کی
بعد مردن بھی نہ جھپکی انکھ بیدار کی — فضل حق سے ہر جگہ موجود ہین آ شفیق
خوب ہے گردن مینا لگا کر منہ سے — جسکا یہی ساقی نے حصہ کے لیئے تکرار کی
آئی آزردگی سے جیسے ستنے عار کی — کیا مثال اسکی بھلا جو چیز دکھلائی نہ دے
فضل حق سے سبکو ہے شاگرد مومن و نسیم — دعوے ہے سارے زمانے مین ترے اشعار کی

بسکہ پھر دل مین ہوس نظارہ یار کی
خال بنکر رہگئی دلدار کے رخسار کی
کر دیا آخر خیال زلف نے ایک میف
نوک جو ٹوٹی نہ نکلی آبلے سے خار کی
خندۂ زخم جگر سے قبر مین آئی نہ نیند
دشت کی ہے پیر عنایت آبلون پر خار کی
تم تو کب آتے تھے لیکن مرگ بھی آتی نہیں
ناتوان وہ ہون نہین تشبیہ جسم زار کی
اسد نامدار کا دماغ تر ضرغام

ایسا رفیق حاضر ہے لشکر دشمن پر کبھی نگاہ کبھی واہ کبھی آہ یہان لشکر افراسیاب و یاقوت مین بھی تیاریان ہو رہی ہین ہر خیمے سے دھوئین اٹھ رہے ہین بڑے بڑے ساحر گوگل وغیرہ جلا رہے ہین بیرون کو جگاتے ہین چوکے دے رہے ہین خون خوک سے سحرون کی تیاری ہر ایک یہی چاہتا ہی صبح کو میدان مین نام کرین سب سے بڑھکر کام کرین یاقوت سخندان نے جب دربار برخاست کیا بیرون بارگاہ آکی دیکھا لشکرون مین ہنگامہ ہے آتشبازیان چھوٹ رہی ہین لشکر بران و مہرخ کے ساحر ہر مرتبہ بڑھ آتے ہین لشکر افراسیاب مین سرما و ابرلیق جو طلایہ پر ہین انکے مقابلے ہو جاتے ہین کئی مرتبہ باغبان بڑھ آیا ایسے سحر کیے سرما کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہوگئے ابرلیق ہٹ آیا ملکہ یاقوت قریب نہرون کے آئین موتیون کے مارے لگنے سے اثار سے نہرون مین موتی پھینکے جوش و خروش نہرون کا اور زیادہ ہوا موجہ بلند ہونے لگا گرداب محیط ہوئے نہنگ اچھلنے لگے لعل کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہے یاقوت نے کہا بوا سرکشی اہل اسلام کی دیکھ رہی ہو ہر مرتبہ ایسا ان طلایہ بڑھ آتے ہین سرکشی دکھانے مین ملازمان افراسیاب نامرد جان بچا گئے مہرخ باغبان کس زور شور سے طلایہ دیے ہے اور لشکر بران سے بھی حد سے عجب آتی ہی نہین معلوم وہان میر طلایہ کون ہی یہ کہکر

سر اُٹھا کر دیکھنے لگی دیکھا اک جوان خوش رو دلشیفت مرکب پر سوار لشکر یاقوت پرباش کے دانے پھینک رہا ہے جیسے شعلہ بھڑک کے گرا دس پانچ ساحر جل گئے وہ جوان گھوڑا بڑھا کر ہٹ گیا یاقوت نے کہا بوا لعل یہ کون جوان تھا لعل نے کہا علمدار لشکر ظفر اثر کوکب روشن ضمیر صاحب شوکت و حشم شہنشاہ برجیس زرین علم عاشق صادق بران ہزبران و جمشید کو گو دیون مین بالا دیکھیے سینہ سپر کیے ہوئے پھر رہا ہے یاقوت نے کہا شب بھر مین لشکر پامال ہو جائیگا ہمشیرہ آج تم حفاظت کرو وہ آگ بھڑکا رہا ہے تم باران سحر برساؤ اپنے لشکر والون کو اسلاح بچاؤ مین کیا زبان ہلاؤن دو پہر کے یہ لوگ اور مہمان ہین صبح کو دیکھ لینا نہ لشکر ہے نہ یہ سامان ہے نہ طلسم نور افشان تا تیر پہونچے گی ہزار ہا قصر جل جائینگے دریا ابلین گے مثل حباب سر دشمنون کے بہتے پھرینگے موج آب تیغ برق تاب بنے گا تشنگان خون آشام ہزارون کو کھا جائینگے گھڑیاں گھڑی گھڑی سرکشی دکھائینگے دو پہر کی تکلیف گوارا کرو یہ کہکر یاقوت تو ملٹی لعل سخندان اسیر طرۂ گیسوئے پیچ پیچ خنجر ابروست شراب محبت ساقی میخانہ مودت عشق اسد نامدار مین بیقرار ہے جو یاقوت سے سنا کہ کل سب ڈوب ڈوب کے مرینگے دل دھڑک رہا ہے قلب پھڑک رہا ہے یہ اشعار عبرت آثار زیب النسا

مخفی زبان پر جاری ہین اشعار
بریدن از وطن گفتی بغربت زاغ گفتم خوش
اگر بوئے تو زیراہن ہمراہ صبا باشد
ملن اندیشہ ماضی مشو در فکر مستقبل
اسیر فکر تم مخفی کسے چندین چرا باشد

محبت تا بہ وادی جنونم رہنما باشد
کہ در تنہائی غربت خیالت آشنا باشد
زناکامی بہ مقصود دل تنہا مگن فکر خوش
غنیمت دان ہمین دم را کہ ہر دم کیمیا باشد

دلم در قید زنجیر سر زلف دوتا باشد
کشاید دیدہ گل را بہ بیند نالۂ بلبل
بعالم ہر کرا بینی بدردے مبتلا باشد
چو تو پیرے خداوندی بروئے تو صد حیرت

چند کنیزین ساتھ ہین جاتی ہین انکو کیونکر ہٹاؤن دل کو غم سے

خالی کرون کنیزون کو جابجا برائے انتظام مقرر کیا آپ یکہ و تنہا رنجیدہ کبیدہ حیران و مضطر بیقرار و ششدر کنارے اپنے لشکر کے سحر برجیس زرین علم کا دفعیہ بھی کر رہی ہے ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہے اس فکر مین لعل سخندان حیران کھڑی ہے کہ طلسم کشا تک کیونکر جاؤن اپنا درد جگر اُس مغرور حسن و جمال کو کیونکر سناؤن ناگاہ عشق شعبدہ باز نے اک صورت نئی نکالی گانے کی آواز کان مین آئی کوئی چنگ مرصع بجا کر یہ غزل عاشقانہ بسوز و گداز گا رہا ہے

غزل

شکل نرگس صاحب آزار آنکھین ہو گئین
مدعو خسارون پہ ہو ناسور لگے ہے پڑے
وصل مین نظر بھی نہین موقوف ہوتی تاک جھانک
اب جو تکے دیکھنے کو چار آنکھین ہو گئین
جب سے تیری طالب دیدار آنکھین ہو گئین
انکو گویا رقت دیوار آنکھین ہو گئین
تجھسے ہم کہتے تھے یہ جنگ نہی اچھی نہین

لگ گئی آخر نظر بیمار آنکھیں ہو گئیں
جس طرف چاہا لگا کر لے گئیں دل کو ادھر
آؤ دیکھو زخم دامن دار آنکھیں ہو گئیں
سامنا کیا کر سکیگا چشم جانان سے ہرن
کان کھڑے ہو گئے بیکار آنکھیں ہو گئیں
شوخ چشمون سے بیان کب ہو سکے ہے سرکشی
تھا یہی باعث جگل خونبار آنکھیں ہو گئیں

ہو گیا ہجر بتان یاد آگئی کا سبب
ہو گئے مجبور ہم مختار آنکھیں ہو گئیں
دانہ ہا اشک سے تو قرار آنکھ کی ٹپک گئی
چو کری ہو لیگا حیلہ چار آنکھیں ہو گئیں
قتل کرتی ہے صف مژگان غمزہ سے
جسکو دیکھا اٹھ کے تو بیمار آنکھیں ہو گئیں

نیند کب آتی ہے شب بیدار آنکھیں ہو گئیں
ابتو چار انجمون کی ہر وقت رہتی ہے صدا
قیصر مردار ہے بیمار آنکھیں ہو گئیں
آنکھ ہے کیا ایسا ستارہ گردش دیکھا ایسا
لشکر خونریز کی سردار آنکھیں ہو گئیں
دل لہو سینہ کے اندر ہو گیا تھا اے جلال

یہ صدائے دلفریب جو کان میں آئی مست محبت ٹھہر گئی گویا تشنہ

مار علم موسیقی پالون کی زنجیر ہو اکشان کشان اپنی صدا پر کھینچا اسی صدا کی مشتاق ہو کر چلی جون جون قریب جاتی ہے طپش قلب مضطر زیادہ پاتی ہے گلستان سے نکل کر دیکھا زیر سایہ نخل مسند شاہانہ بچھی ہے اسعد نامدار تاج زرین سر پہ رکھے یاقوتی زیب جسم انور دریائے سلاح میں غوطہ مارے ہوئے اس رعب وجلال سے بیٹھا ہے بجز سراپا کو لعل سے نہ دیکھا شوکت ولیاقت دست بیعت رعب ودبدبہ جاہ عیان

کمترین گرد حاضرین نظم مصنف
جبین منور سے ظاہر جلال
تہمتن خصال و خسرو اثر
ہزبر وہان شیر نر ذی وقار
فروزندہ بزم جرأت نشان
نہال گلستان جود و سخا

تہمتن توان رستم زمان
وہ عارض ہیں خورشید چرخ کمال
وہ ہے یوسف شاہ کنعان حسن
شجاعت کے اقلیم کا تاجدار
سراپا سے ظاہر جلال و حشم
شہنشاہ اقلیم مہر و وفا

دلاور قوی تجربہ اژدر شکار
بہ تخت جلالت در بے بہا
بوجہ حسن شیر دل جان حسن
چراغ شبستان صاحبقران
بہ ہیبت نریمان و رستم شیم
اسعد نامدار نے جو سر اٹھایا

ایک نازنین گلنار پوش حسین و جمیل کرشمہ ناز کو دیکھا حیرت زدہ استاد ہے فن دلربائی مین تنہا دہر نظم مصنف

اشارے ہوئے آپس مین باتین ہوئین
نگہ باز خونریز ترچھی نظر
وہ چشم سیہ مائل دلبری
ہے اسرار عاشق کو معلوم ہے
لکھون قد موزون کو سرو سہی

محبت کی دونون مین گھاتین ہوئین
رخ صاف آئینہ حسن و ناز
اشارون سے ثابت ہے جادوگری
ہے باریک مضمون سوے کمر
دو پستان نکلی مین سیب و بہی

یہ معشوق غنچہ دہن سیمبر
بلائے جہان گیسوئے سرفراز
کمر کا تو مضمون معدوم ہے
نگہ باز کہتے ہیں تار نظر
یہ پستان حباب یم نور مین

تو عارض چراغ سحر ہو رہا ہے اسد غازی بیقرار ہو گیا دل تڑپنے لگا آنکھون مین تری ہونٹھون پر
خشکی چہرے پر ہوائیان حضرت عشق کی نشانیان ہاتھ تڑپے کہ گریبان چاک کرین یا بلا مین چہرہ محبوب
کی لین

نظم مصنف

جو عاشق نے بیاختہ آہ کی
ہوئی تیر مژگان کی ظاہر کھٹک
ہر اک آہ دل دوز نشتر بنی
جنون تخم وحشت کو بونے لگا
بدن بید کی طرح تھرا گیا
زمین پر رگڑنے لگا ایڑیان
اٹھا سر کو زانو کے اوپر رکھا

ہوا دل پہ فوج الم کا ہجوم
تو معشوق مطلوب نے واہ کی
چلی قلب پر ابروون کی چھری
دکھایا تڑپ نے غم جانکنی
ہوے خشک لب چشم تر ہو گئی
چھٹا دامن ضبط غش آگیا
جو لعل سخندان نے دیکھا یہ حال
ہوئی غم سے بیتاب وہ مہ لقا

چلی باغ عشرت مین غم کی سموم
دھڑک دل مین پیدا ہوئی یک بیک
کلیجے پہ شمشیر غم کی پھری
رخ رشک گل زرد ہونے لگا
مہم عشق سرکش کی سر ہو گئی
پڑین پاؤن مین عشق کی بیڑیان
اٹھی ہو کے بیتاب وہ خوشخصال
اسد غازی جو آہ کر کے غش ہوا

لعل کے دل کو تاب نہ رہی جوش محبت مین بیٹھ گئی اپنے پیار کا سر اٹھا کر اُس سجائے زمان نے زانو پر رکھ لیا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے صدف چشم سے جواہر وار دیے بہا عارض پر اُس مہ لقا کے گرے بوے زلف عنبر دماغ مین پہونچی اشکون نے کار گلاب کیا بوے زلف عنبرین محلخہ بن گئی اسد نے آنکھ کھول دی دماغ کو اپنے عرش اعلے پر پایا زیر سر تکیۂ زانوے محبوب تھا دل سے کہا ہمارا بیہوش ہونا خوب تھا ضرغام نے بھی قریب آکر تلوے سہلائے اسد غازی محجوب ہو کر اٹھ بیٹھے لعل کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب آؤ یہ صحبت بے تکلف ہے لعل سر جھکائے ہوے آگے مسند پر بیٹھی مگر شرمائی ہوئی انکھیون سے نظارۂ جمال اسد نامدار کر رہی ہے اپنی جوہر شناسی پر ناز ہے دل سے کہتی ہے ہزارون مین جوان سرفراز ہے کیا شوکت ہے پروردگار نے عطا کی حسن و جمال بندۂ درگاہ مین ہے جو یوسف سے اسکو مثال دین وہ گمراہ ہین ضرغام بھی چپکا بیٹھا ہے لعل نے کہا کہ کیون صاحب ہم مخل صحبت ہوے آپ اپنے رفیق کا گانا سن رہے تھے ہم بھی اشتیاق مین چلے آئے آپ کی صحبت مین ہمارے آنے سے سناٹا ہو گیا میان عیار صاحب گائیے ضرغام نے کہا باتین کریے مین تو حاضر ہون یہ کہکر ضرغام نے اسد کو اشارہ کیا جام شراب بھر کر رکھ دیا اسد نے ملکہ لعل کو دینے کا قصد کیا کہا اے شہریار موقع شراب و کباب کا نہیں ہے چونکہ عرصہ دراز سے آپ سے کلام

کرنیکی مشتاق تھی اسوقت حماقت ہماری کہ چلی آئی اول تو یہ فرمایئے کہ بی بران نے آپ کی جان بچانے
کی کیا تدبیر کی ہے اسد نے کہا جان ہماری پروردگار بچائیگا بران کو کیا لیاقت ہے لعل نے جام اپنے ہاتھ
مین اٹھا لیا کہا اگر خلاف نہو تو ہمارے ہاتھ سے نوش فرمایئے اسد نے جام پر ہاتھ رکھ دیا لعل نے
آنکھون مین آنسو بھر کر کہا مین بخوبی آگاہ ہون کہ آپ منظور نظر دختر افراسیاب ہین انھون نے قسمین
لیتی ہونگی مجھسے اور طرح کا خیال نفرمایئے آمد سخن مین یہ بھی اتفاق ہوا کوچۂ عشق و عاشقی سے ہم
ماہر نہین ہین یہ کہکر اشک حسرت آنکھون سے ٹپکائے دامن اسد تھام کر یہ شعر پڑھا شعر

ہم نہین واقف کہ کیا الفت کی رسم و راہ ہے ۔ رحم لازم ہے کہ ظالم اپنی پہلی چاہ ہے

کبھی کوچۂ عشق مین قدم نہین رکھا نمک طعام عشق خانہ خراب کا مزا نہین چکھا اب دیکھیے فلک کیا دکھائے
اسد نامدار نے دامن سے اشک پاک کیے کہا اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی ہم لوگون کا یہ طریقہ نہین کہ
کسی کے حکم کی پابندی نہین لیکن ہمارے تمھارے مذہب مین اختلاف ہے اول سامری و جمشید پرستی
کرو اعتقاد وحدانیت رب اکبر دل سے بجالاؤ تمھاری کنیزون کے ہاتھ سے شراب پیین خیال تو
کرو سامری و جمشید مثل تمھارے ساحر تھے علوم مکاری سے بخوبی ماہر تھے انکو خدا جانتی ہو اپنے مالک
کو نہین پہچانتی ہو اس فصاحت و بلاغت سے اسد نامدار نے صفت وحدانیت رب اکبر بیان کی کہ
لعل کے قالب کو سرور ہوا زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا عرض کی مین نے اطاعت دین اسلام قبول
کی اسد نے جام لیکر نوش کیا دوسرا جام اپنے ہاتھ سے بھر کر لعل کو دیا لعل نے انکار مناسب
نجانا سوچی کہ دل شکنی ہوگی دو چار گھونٹ شراب کے پیے آنکھون مین لال ڈورے نشۂ وحشت
کے بڑھے قلب کو سرور ہوا حجاب پاس سے دور ہوا دونون عاشق و معشوق مسند پر بیٹھے ضرغام
دل مین خوش ہو رہا ہے دل سے کہتا ہے ماشاء اللہ مسند پر قران السعدین ہے ایک برج مین اجماع
نیرین ہے دونون حسین و جمیل وہ یوسف ہے تو یہ زلیخا وہ قیس مجنون یہ لیلی جگر خون وہ فرہاد کوہکن
یہ رشک شیرین لعل نے کہا صاحب تم جسواسطے آئے وہ لطف موقوف ہوگیا کیون بھائی ضرغام
ہمارے سامنے گانے سے شرماتے ہو تمکو منظور ہے کہ ہم چلے جائین تو اکیلے بیٹھ کر اپنے آقا سے راز
و نیاز کی باتین کرین ضرغام نے دست بستہ عرض کی مین ابھی گاتا ہون وہ آقا ہین تو آپ مالکہ ہین آپکا
ارشاد ابھی بجالاتا ہون یہ کہکے چنگ مرصع اٹھایا یہ غزل عشرت خیز عشق انگیز شروع کی غزل

ملیغ پہلو مین ضرغام شیر دل عیار کامل نئی نئی غزلین گا رہا ہے کمال علم موسیقی دکھا رہا ہے سامنے صحرائے
سبزہ زار ناگاہ مرغ سحر نے آواز دی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بزم عاشق و معشوق مین صدائے الفراق
بلند ہوئی شمع انجمن لہرائی پروانون نے جان دی نسیم سحری چلی طائران نغمہ سرا آشیانون سے نکلنے لگے
یاد الٰہی مین چہکارے مارے قمری حق سرّہ کہکر شاخ گل پر آ بیٹھی سجادہ برگ بچھا دیا یاد مین رب اکبر کے
وجد کر رہی ہے تسبیح و ورد زبان لعل گھبرا کر اٹھی کہا لو صاحب خدا حافظ اگر زندہ ہین تو پھر ملینگے ورنہ
دیدار ما و شما بقیامت افتاد ضرغام تو عیار نامدار ہے آنکھین خواجہ عمرو کی دیکھین خانۂ مکر و غدر مین
پرورش پائی کہا کیون اے ملکہ لعل سخندان یہ تمنے کیا کلمہ کہا کہ قیامت مین ملاقات ہوگی لعل نے
بے اختیار آہ کی کہا اے ضرغام نیک انجام ہمشیرۂ یاقوت نے رات بھر نہرون پر سحر کیا ہے لہذا تمہارے
لشکر کی کیونکر آبرو بچیگی روز نما یہ ہے کہ اسد نامدار نے طلسم کشائی طلسم ہوش ربا پر کمر باندھی ہے کوئی تحفہ
ایسا پاس نہ رکھا کہ بروقت سحر و ساحری جان کی تو حفاظت ہو دختر افراسیاب قبضے مین گھر سے
نکل آئین کوئی تحفہ نہ لینی آئین بی لالان خوش لقا دختر خداوند طلسم ہوش ربا دو لفظین بھی سحر
کی نہین جانتین دونون عاشق صادق ہین آج تک کوئی تدبیر نہ کی کہ اپنے وارث کی جان بچائینگی
کوئی فکر کرین اس قیامت کا سحر اس طرف سے ہوگا کہ پری چہرہ رخ و بہار گھبرا جائینگی لیکن وہ سب
ساحرہ نامی و نامدار ہین اپنی جان بچا کر بھاگین گی طائر بنکر نکل جائینگی انکے حال پر ملال پر افسوس
آیا کہ یہ کیونکر بھاگین گے قدم ہٹانے سے ننگ و عار جرأت و شوکت انکے خاندان کا شعار سحر مین نہ دو
کیا چلے گا لیکن یہ کنیز بے تمیز ایک تحفہ حقیر اپنے سحر کا بنایا ہوا حاضر لائی ہے یہ نذر کرتی ہون یہ کہکر مقنع
سے اک کھولا بازو پر اسد نامدار کے باندھ دیا کہا اے ضرغام تم عیار ہو اسکا خیال رکھنا یہ ہر وقت
انکے پاس رہے خدا چاہیگا تو ہرکس و ناکس کا سحر ان پر تاثیر نہ کریگا اسد نے کہا ملکہ مین تو تکیہ نام رب اکبر
پہ لگاتا ہون نام حافظ حقیقی ہر وقت ورد زبان ہے یہ جوشن بزرگ ہر وقت پاس موجود ہے یہی ہمارا
مقصود ہے لعل نے عرض کی جہالت نہ فرمائیے اسکے لینے مین انکار نہ کیجیے کل زمین و آسمان شہر انگیز
لی بر آن وغیرہ کو غش آئینگے مین حیران ہون ہمشیر کے سحر کا کون جواب دیگا اسد نے کہا اے شہنشاہ
اقلیم حسن و جمال اے حاکم تاج و تخت جاہ و جلال تاریک شکل گشت سے زیادہ کون نیرنگ باز و شعبدہ
ساز ہوگا جو صد ہا سردارون کو چیر پھاڑ کر کھا گئی اس داغ بلیات سے وہ بھی بلا فرخ کی کٹنے کی رات

قتل ہوگی شعل نے کیا روشنی دکھائی احتقاق وشہنا نازنے کیا کیا زور دکھائے خدا خواجہ عمرو کو
سلامت رکھے خداوند جمشید نہ کرشنائے بی اس شہنا کا یہ انجام ہوا شوہر ہلال سحر افگن نے ہزارون کو
چیر کر پھینک دیا اسی طرح وہ مسبب الاسباب کوئی سامان پیدا کریگا یران شمشیر زن گوہر آبدار
صدف دریاے بحر وساحری ہے جسنے دریاے خون روان خشک کیا پل بر یزدان توڑا خواجہ عمرو
کو دریاسے نکالا وہ سنہرون کی بھی تدبیر کر چلی ہے لعل نے کہا صاحب خدا ایسا کرے ہم تو خیر خواہ دولت
مین لیکن مجبور وناچار ہمشیرہ صاحبہ مالک حجرۂ بلا مین عفریت طلسم انکے قبضۂ اختیار مین ہی انکے سحر
مین دخل نہین دے سکتی زوال آپ کا دیکھونگی رور وکے مرونگی مین ہمسر ہمشیرہ کی نہین ہون اتکہ تو لعل
نے بحیر بازو پر اسد کے باندھ دیا روتی ہوئی طرف اپنے لشکر کے چلی پھر پھر کر دیکھتی جاتی ہی اسد
نے بھی کئی مرتبہ بڑھکا دامن تھاما کہا ملکہ ہم تو مجبور وناچار مین پھر کسی طور سے ملاقات کو آنا یادگار مین
سرفراز فرمانا لعل نے کہا جہانتک ہوسکیگا دل کھینچ لائیگا ہم اپنے قابو مین اب نہین مین اسد نے
کہا ای ملکہ اب تم سطیع الاسلام ہوئین ہمارے لشکر مین چلو کوئی کیا کر سکیگا افراسیاب نے مخمور
وسہار کے واسطے کیا کیا خاک اڑائی آخر کیا کر لیا دامن عصمت کو انکے ہاتھ نہ لگا سکا ایسے ایسے
مقدمات بہت سے پیش آچلے بلا کا انجام رد ہونا انشاء اللہ بی یاقوت کو بھی موت لیکر آئی ہی
لعل نے کہا میرا رہنا مناسب نہین ہی یاقوت آفت برپا کریگی مجھکو زندہ نہ چھوڑے گی شائد کسی وقت
کام آؤن یہ کہکر لعل سخندان طرف اپنے لشکر کے گئی اسد پشت مرکب پر سوار ہوے ضرغام نے
رکاب پر ہاتھ رکھا سردار انکے تلاش کرتے پھرتے تھے صندلان کو بہرات رہے جستجو تھی کہ آقاے
نامدار کہان گئے فوج لیے آتا تھا دیکھا اسد نامدار صحراسے تشریف لاتے مین گھوڑے سے کود پڑا اسلام
کیا کہا آقا کہان شب بسر کی فرمایا ای خیر خواہ حفاظت لشکر مین مصروف تھے اسی صحرا مین شب بسر کی
وہان ملکہ مہ جبین تخت پر سوار ہو کر جلوخانے مین تشریف لائین ملکہ مہرخ وباغبان وبہار وغیرہ
اہل اسلام ہوا یران بھی مع اپنے سردارون کے حاضر ہوئین ملکہ مہ جبین ہر طرف نگاہ کو دوڑاتی ہین
اسد نامدار کو اس مجمع مین نہین پاتی ہین آخر گھبرا کر باغبان سے پوچھا کہ ای وزیر اعظم تمہارے
آقاے نامدار تمہارے ساتھ براے انتظام طلایہ لشکر گئے تھے ہمنے خبر سنی ماشاء اللہ تمنے آج کی شب
انتظام کیا سرما وابریق کو بھگایا کیا نام کیا لیکن طلسم کشا صاحب کہان ہین دن نکل آیا ہی ابھی تک

واپس نہین ہوے باغبان نے کہا حضور مین نے شب کو سیر نہین دیکھا انتظام انکا بھی معقول ہوا کسی
دوکان مین چوری نہین ہونے پائی ہر ایک بازار مین سوار پیدل مقرر فرمائے خود بھی براے حفاظت موجود
رہے پہر رات رہے تک مین نے خبر پائی تشریف لاتے ہونگے ملکہ مہ جبین پریشان ایک ایک سے پوچھ رہی ہین
کبھی فرماتی ہین ناناجان کو تو بلالو خواجہ عمرو کہان تشریف رکھتے ہین اپنے فرزند کی خبر لیین ہمارے کہنے سے
وہ خفا ہوتے ہین تمام ساحر انکے نام کے دشمن ہین مہرخ و بہار عرض کر رہی ہین حضور نہ گھبرائین تشریف
لاتے ہونگے تخت ملکہ مہ جبین جلوخانے سے نکل چکا ہے کہ سامنے سے اسد نامدار ظاہر ہوے شب کے
جاگے ہوے آنکھین گلابی ہوئین چولی مسکی ہوئی جسم سے عطر سہاگ کی خوشبو زلفون پراگندہ افشان مثل جگنو
چہرہ رخ پریشان پریشان آکر پایہ تخت پہ ہاتھ رکھا صندلان صندلی پوش فوج قیر ساحران لیکر آیا طلسم
کو چہار جانب سے گھیر لیا اس جاہ و حشم سے لشکر طرف میدان کارزار کے چلا لیکن بموجب مضمون مصرع دل
را بدل رہیست درین گنبد سپہر سب سے زیادہ ملکہ مہ جبین کو بیقراری تھی اس کیفیت مین جو اسد غازی
کو دیکھا خود بخود دل دھڑکنے لگا یقین کامل ہوا آج شب کو اسد نامدار کسی جلسے مین گئے تھے تخت کے تو
قریب تھے مسکرا کر پوچھا کیون شہریار مزاج کیسا ہے آئینہ رخسار پہ گرد ملال پائی جاتی ہے ہم تو خیر خواہ جان
و مال ہین آئینہ لیکر چہرے کو ملاحظہ کیجیے ابھی تک شب گیسو مین ستارے چمک رہے ہین اسد غازی کو خیال
آگیا کہا نہین ملکہ عالم صندلان صندلی پوش جوان شوقین ہے ملکہ گوہر جادو افشان چنکر پیشانی پر
براے حفاظت صندلان آئی تھین جھککر سلام کیا مین نے سر انکا سینے سے لگا لیا وہی ذرہ ہاے
افشان رہ گئے ہونگے اور کسی طرح کا خیال نہ کرنا مثل تمہارے نہ کسی کا مرتبہ ہے نہ ہوگا مہ جبین نے آنکھون
مین آنسو بھرکر کہا شہریار مین کیا کہون میرا دل خبر وحشت دیتا ہے اتنا خوب خیال رکھیے گا جتنے ہمراہیان
افراسیاب ہین انکی جان و آبرو کے دشمن ہین آپ تو سیدھے سادے ہین کسی کے دھوکے مین آجایئگا
میان تو عاشق و معشوق مین یہ باتین ہو رہی ہین اسد عذر کرتے ہین مہ جبین کا دل خبر دیتا ہے کہ کہین
اور دل الجھا بطور قدیم کج ادائی رہی نہین ہے ظاہر کی خوشامد ہے کہ اس طرف سے لشکر یاقوت بڑے زور
شور سے آگرا ہو کجا دونون نہرین سحر یاقوت کی میدان کارزار مین اگرچہ بڑے جوش و خروش سے
قائم ہوئین ہزارون مچھلیان اُنمین تڑپ رہی ہین مثل برق جہندہ بلند ہو کر اٹھین نہرون مین
گرتی ہین حباب آنکھین نکال رہے ہین گیا آپس مین براے بربادی لشکر اسلام چشمک ہے یا براے چشم نہر آ

سحر عینک ہی یا تماشاد یکھنے کے واسطے نہرون نے دور بین لگائی سحر کی آبرو بڑھائی ہی قصد ہی یاقوت کا کہ
ثابت ہوئے تب نہرون کو اشارہ کرون کہ سب نے دیکھا ملکہ بران شمشیر زن طاؤس اڑا کر صف لشکر
سے اپنے نکلین پکار کر آواز دی بوا یاقوت ہوشیار ہو جاؤ سب نے دیکھا آج مجلس اس جلسے مین نہین ہی
وسط آسمان پر ایک قصر اڑتا ہوا معلوم ہوتا ہی اُس قصر سے چشمک زنی برق کی دھوان اسقدر نکلا ہی کہ قصر
کو گھیرے ہوئے ہی لیکن بران نے لرزہ کر کے اختر مرداریہ جوڑے سے نکالا سب نے دیکھا اُس ماہ تابان
کے ہاتھ مین ستارہ سحری چمکا مگر بران نے اختر کو ہاتھ مین لیکر آج نیا سحر کیا غنچہ سا دہن کھولا ٹھنڈی
سانس کھینچی آتش مزاجی دکھائی کہ منھ سے دھوان نکلنے لگا مگر افراسیاب بھی نگران ہی یاقوت مثل آئینہ
حیران ہی اسقدر دھوان دہن سے بران کے نکلا لکۂ ابر بنکر تیار ہوا بران برق بنکر اُس ابر مین مخفی ہوئی
چمکتی ہوئی طرف آسمان کے چلی بران قریب قصر کے پہونچی قصر سحر مین مجلس بیٹھی سحر کر رہی تھی بران برق
بنکر اُس قصر کے قریب پہونچی آواز دی ای مجلس نہرین یاقوت کی میدان مین آگئین مہرخ و بہار نے
دیکھا مجلس قصر سے نکلی ایک دستک دی مینڈھیان کھول دین ایک حوض آسمان سے چرخ مارتا ہوا قریب
مجلس کے آیا بران نے مجلس پر سحر کیا مجلس ایک ماہی یاقوت رنگ بنکر وہ حوض طلائی جو آسمان سے
اترا تھا تڑپ کر اُس حوض مین گری مگر حوض مین پانی نہین ہی مثل ماہی بے آب تڑپ رہی ہی وہ حوض
طرف نہرون کے چلا بران نے سحر کیا چودھوین رات کا چاند بنکر تیار ہوئی اُس حوض پر عکس ڈالا حوض
چرخ مارتا ہوا بالائے سر نہر آ گیا ہے سحر یاقوت آکر قائم ہوا ایکایک چاند کا عکس نہرون مین پڑا پانی گرم
ہونے لگا نیا شعبدہ ہی کہ پانی سے دھوان نکلنے لگا نہرون مین کھولن ظاہر ہوئی پانی کو نیا دہ پانی شکل
ہو گئی موجہ بلند ہوا تمام آب نہر جوش مار کر حوض مین آیا نہرین خشک ہونے لگین اب وہ چاند ٹوٹا گرمی
آفتاب کی پیدا ہوئی نہرون مین تو خاک اڑنے لگی چاند کے ٹکڑون کے بیچ مین سے بران ظاہر ہو کر بصورت
برق چمکی حوض کے ٹکڑے اڑا دیے حوض ٹوٹتے ہی ماہی یاقوت رنگ مجلس جادو بھی بران کے
پہلو مین آکر مچھلیون پر سحر کیا اس ماہیت سے کوئی آگاہ نہوا اب حال کما ہی ظاہر ہوتا ہی وہ ماہی یاقوت
رنگ یہ نہنگ بحر افسونگری دونون نے مل کر مچھلیون پر سحر کیا وہ ماہیان بے آب بیتاب ہو کر لشکر
افراسیاب و یاقوت پر گرین جسکے سینے پر جو مچھلی گری سینے کو توڑ کر نکل گئی لشکر افراسیاب کے اور
لشکر یاقوت کے لاکھ آدمی جہنم واصل ہوئے آسمان سے لرزہ ہوا تم ملکہ بران شمشیر زن مجلس نے

قہقہہ مار کر نعرہ کیا ای یاقوت بیجو لعل تو مسکرا رہی ہو مگر یہ سحر دیکھ کر یاقوت کا چہرہ غصے سے سرخ مچھلیان لشکر کو تباہ کر رہی ہین اسوقت یاقوت نے بالی مین سے ایک موتی نکالا آواز دی ہوا بران غرور نکرو یہ بھی سحر ہے قہر ہمارے گھر کا ہی دیکھو یہ اکٹھا ہوتا ہی یہ کہکر وہ موتی طرف صحرا کے پھینکا آواز دی ہان علامان سامری لینا دوسرا موتی نکال کر بران پر مارا سب نے دیکھا آسمان سے ایک حباب شیشے کا چرخ مارتا ہوا بران و مجلس پر گرا بہار و باغبان کو تاب نہ رہی دونون سحر کرکے بلند ہوے بہار نے آواز دی بران بچنا حباب سحر آتے ہین سحر گوہر نایاب بہی مشہور ہی بران نے دوڑ کر اُس حباب پر ٹکر ماری حباب شیشے کی حقیقت کیا تھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا لیکن اِس حباب مین پانی مثل خاک شیشہ ساعت بھرا ہوا تھا تیرا تا ہوا کچھ قطرات آب جسم بران پر چند جسم مجلس پر چند جسم باغبان و بہار پر گرے چارون نے آہ کا نعرہ کیا جسم سے آگ نکلنے لگی تمام جسم بران کا آبلہ ہو گیا لڑکھڑا کر چلی ساتھ ہی اُسکے مجلس نے بھی غلط کھائی باغبان و بہار بھی الٹ گئے صدائے آہ آہ بلند تھی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن جو طاؤس زرین بال پر موجود تھی پشت طاؤس سے جدا ہو کر بلند ہوئی بران کو گود مین لیا مروارید گلنار پوش نے بلند ہو کر مجلس کو سنبھالا رخ موو ہلال نے باغبان و بہار کو لیا لکھا ہی کہ ان سب کے جسم مین آبلے پڑ گئے ان سب کو لیکر ایک تخت پر ڈالا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ بران و مجلس و اختر و مروارید و باغبان و بہار جیسے کس جان لشکر اسلام تخت پر پڑے ہوے کراہ رہے ہین تمام جسم آبلہ دار بیتاب و بیقرار ایک موتی نے تو یہ آبرو دکھائی دوسرا موتی جو طرف صحرا کے پھینکا تھا اُسکا یہ انجام ہوا کہ درہ کوہ سے چند تیلے سنہرے سوا سوا بالشت کے سنہرے جال ہاتھون مین لیے ہوے حاضر ہوکر ظاہر ہوے یاقوت نے آواز دی ای تیلہ ہاے زرین ان مچھلیون نے آبرو سحر کی مٹا دی انکو لینا تمہاری خوراک مین صاف و پاک ہین یہ سنتے ہی وہ تیلے جال لیکر اُن مچھلیون پر آپڑے ہزارون کو جلا دیا لاکھون کو زخمی کیا افراسیاب حیرت نے سپر اسمہ فولادی تنبا کر اپنے کو بچایا جس پر اس سپر کا سایہ پڑا وہ جلکر خاک سیاہ ہوئی اسی طرح نامی ساحر اپنے کو بچا رہے ہین مگر وہ تیلے جال لیکر گرے جب جال مارا دس بیس مچھلیان جال مین پھنس گئین وہ تیلہ کھینچتا ہوا بر سر لشکر اسلام آیا عجب طور کا فعل شروع کیا کرے چھری نکالی ایک مچھلی کو جال سے لیا صف لشکر اسلام پر ذبح کیا خون اُبلیان فوج پر پھینک مارا جسپر قطرہ پڑا گویا بارود مین چنگاری آگ کی گری مثل ہیمہ خشک جلکر خاک ہوا کئی سو تیلے مچھلیون

کو ذبح کرتے پھرتے ہین اب لشکر مہرخ مین تلاطم ہوا مہرخ و جمشید و بلور چہار دست وغیرہ ہزارہا گولے
مار رہے ہین وہ پتلے نہین جلتے اُسی طرح مچھلیون کو ذبح کرتے پھرتے ہین سرشار افراسیاب سے پکڑ لیگئے
صف لشکر اسلام پر پتھر ارہے ہین جال مین مچھلیان تڑپ رہی ہین چھری سے ہزارہا کو ذبح کیا خون آسمان سے
برس رہا ہے ساحرون کے رنج کی صدا بلند مہرخ و جمشید نے بڑے بڑے سحر کیے یاقوت دور سے دیکھ رہی ہے کہ سیکڑے
قطرات خون گرتے ہین اسد نامدار کے قریب جب قطرہ خون کا جاتا ہے اسد بازو کھول دیتا ہے جب طلس لگے کا پڑا
وہ قطرہ خون کا زمین پر گر کر جذب ہو جاتا ہے پتلے بھی قریب سر اسد نہین آتے یاقوت سخندان گھبرا گئی کہ کیا
معرکہ ہے جب لشکر ملکہ مہرخ کے پاؤن اُٹھنے لگے اُسوقت بلور چہار دست بیقرار ہوا گھوڑے سے کودا دونون
مٹھیان جو بند تھین یا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کہکر کھولین منہ سے پتلے مٹھیون سے نکلے جست کرکے
طرف آسمان کے چلے جن پتلون کے ہاتھ مین جال تھے اُنکے لڑنے لگے پتلے نے بلور کے جس پتلے کو پکڑا تا نگین
تھام کر چھرا اُٹھا مارا چیر کر تو بلاشک پھینک دیا مگر خون جو جسم سے نکلا اُسنے وہی شعلہ جوالہ کا کام کیا کئی پتلے
جل گئے بلور نے پلٹ کر دیکھا پتلون نے چار کام تو کیا مگر لشکر تباہ ہوا جاتا ہے یاقوت نے قہقہا مار کر
آواز دی میان بلور چہار دست ذرا ہوش درست کرو غلامان کوکب کو روکو ورنہ سارا لشکر خاک ہوجائیگا
بلور نے دیکھا حقیقت مین بڑی خرابی ہے مین خود باعث بربادی لشکر ہوا اپنے پتلون کو روکا پتلے مجبور
ناچار پلٹ آئے بلور نے اپنے سر پر بھی سپر سحر قائم کی گھڑی دو گھڑی دونون طرف کے پتلون مین خوب
تلوار چلی وہ پتلا طلب کردہ یاقوت سخندان اپنا کام کر رہے ہین مگر جمشید نے بڑھکر ایک کام کیا کہ
تخت پر ملکہ بران شمشیرزن و مجلس دیبار و باغبان قدرت و مروارید و اختر تڑپ رہے تھے
آہ آہ کی صدا بلند تھی یقین تھا استخوان جلین آبلے پھوٹین جمشید نے پڑھکر سحر کیا ایک ابر نے آکر چھون
پر سایہ کیا قطرے پانی کے گرے کسی قدر جسم کو خنکی حاصل ہوئی آہ آہ کرنا موقوف ہوا جب ابر سے
آب ریزی رکتی ہے بیقراری بڑھ جاتی ہے اب ملکہ مہرخ پریشان ہوئین بلور چہار دست نے پکار کے
کہا ملکہ مہرخ لشکر کو ہٹائیے اس سحر خونخوار سے بچنا دشوار ہے میرے پتلے پلٹ آئے صدہا قتل بھی کر لئے
وہ جو سنتے تھے کہ حجرہ پنجم مین بڑی قیامتین ہین اُسکا نمونہ ظاہر ہوا اہل اسلام ہٹے پتلے آسمان پر ٹھہرا رہے ہین
لکھا ہے پڑاؤ سے تین کوس ہٹ آئے پتلے یاقوت سخندان کے ساتھ نہین چھوڑتے مچھلیون کو ذبح کرتے
چلے آتے ہین ملکہ مہرخ وغیرہ نے بیتاب ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اُٹھی سب نے دیکھا ملکہ جیحون سنبر پوش

زباندراز تخت سحر پر سوار شیب پر ساٹھ ہزار نازنینان زرین پوش علمہاے زمرد نگار کے پھرہرے کھلے ہوے
یہ تباہی لشکر اسلام کی دیکھکر سر پیٹ لیا بران وغیرہ کو اک تخت پر اس مصیبت مین دیکھا پکار کے
آواز دی ای ملکہ صرخ ہماری وزیرزادی ملکہ محبوب کا کل کشا نہین پہونچی یہ کیا ستم برپا ہوا صرخ نے
بڑھکر ملکہ حیحون سے تمام کیفیت بیان کی اور کہا محبوب تو یہانتک نہین پہونچی مگر ملکہ بران نے نہر دن
کو خشک کیا اُسنے یہ سحر کیا ملکہ حیحون نے کہا اس بلا کو تو مین روکتی ہون لیکن نہین معلوم میری وزیرزادی
کس بلا مین پھنسی مین سمجھی تھی وہ جاکر مصروف جنگ ہوئی ہوگی یاقوت اُسکے سحر سے یہ تنگ ہوئی ہوگی
بران نے غضب کیا اپنے کو بلا مین پھنسایا مین ان تیلون کو تو روکتی ہون یہ کہکر جیب مین ہاتھ ڈالا وہی
گیند بلورین جو خواجہ عمرو نے اخضر سے لیا تھا کوکب نے حیحون کو دیدیا تھا ملکہ حیحون نے وہی گیند نکال کر
اسم سحر پڑھا طرف آسمان کے پھینک مارا جو نکا ہواے گرم کا چلا وہ حرارت و تابش پیدا ہوئی تیلے یاقوت
سخندان کے گرمی سے جلنے لگے جسم سے ان خونخوارون کے شعلے نکلنے لگے چیختے ہوے طرف لشکر یاقوت
کے بھاگے یا تو لشکر افراسیاب کی فتح تھی اہل اسلام تنے جاتے تھے ملازمان افراسیاب کئی کوس بڑھ
آئے تھے کئی سو تیلون نے پلٹ کر آہ کا نعرہ کیا یاقوت گالیان دینے لگے مچھلیون کو نکال کر سر لشکر افراسیاب
پر ذبح کیا لکھا ہے کہ لاکھ جادوگر اوجل گیا اُسوقت غصے مین افراسیاب نے دستک دی چارسو تیلے
فولادی پیدا ہوے تیلہاے فولادی نے اگر تیلہاے یاقوت کی مشکین باندھین جال پھینکر پھینک
دیے مچھلیان گرنے گرتے غرق زمین ہوئین یاقوت کے تیلون کی مشکین باندھکر لے گئے استادان
سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ دو شبانہ روز یہ قیامتین برپا رہین یاقوت نے غصے مین طبل بازگشت
بجوایا پکار کر آواز دی بی حیحون اب مجھے شیوہ جلادی اختیار کرنا پڑا عفریت طلسم کو بلا کر سب کو شاد دونگی
تم تو اس راز سے بخوبی آگاہ ہو ہمارا سحر صرف کر کے جان بچائی کیا کمال کیا خیر اب آج تو پلٹ جاؤ خالہ صاحب
کا پاس ہے ایک ہفتے کی مہلت دی شہنشاہ کو عرضی لکھو یہی تحریر کرنا کہ آپ کی کنیز یاقوت نے آج سب پر
رحم کیا آٹھوین روز عفریت طلسم سب کو کھا جائیگا بی بران و مجلس تو بیکار ہوئین انکو تو زندہ دفن
کرو والیسے ایسے کلمات سخت کہتی ہوئی پلٹی ملکہ لعل سخندان کا ہاتھ تھام لیا محبت سے گلے مین ہاتھ
ڈالدیے کہا کیون بوالعجل اسد غازی قطرات خون سے کیون بچا میر ساحر تھا جل نہ گیا کیا چیز اُسکے
پاس ہے جب قطرہ خون کا اُسکے قریب پہونچا زمین مین گر کر خاک ہوا مجھسے نہ چھپاؤ مین کئی دن سے

دیکھ رہی ہون رنگ رو تمھارا متغیر ہر وقت آب و خورش مین فرق آگیا ملکہ لعل یہ سنکر گھبرا گئی کہا حضور
کوکب نے کوئی تدبیر برائے طلسم کشا کر رکھی ہوگی یاقوت سخندان نے کہا یہ تو کوئی سحر ہمارے گھر کا تھا
لعل سخندان نے کہا ہوگا مین کیا عرض کرون بڑے بڑے ملازمان افراسیاب طلسم کشا کے ساتھ مین ان
سب صاحبون نے طلسم کشا کے جان بچانے کی تدبیر نہ کی ہوگی یاقوت نے کہا بوا ہمارا مطلب یہ تھا
مسلمانون نے بہت سرکشی کی افراسیاب تو بالکل گدھا ہے بیوقوف نے الٹا ہمارا سحر دفع کیا غلامون کو
ہمارے قید کرایا مجھے کچھ ملال نہین ہوا یہ مختصر سحر تھے عفریت طلسم اگر سب کو کھا جائیگا اگرچہ حال دل
مجھسے کہہ دو جس پر رغبت ہو اسکو ستثنے کر دون بچا لون ملکہ لعل رونے لگی کہا بوا تمھارا گمان باطل ہے
مین خوب آگاہ ہون یہ لڑائی فتح کرنے سے حکومت طلسم ہوش ربا ہمارے قبضے مین آجائیگی حیرت تخت سلطنت
سے اُتار دیجائیگی آپ کا سر خیال خام و تصور ناتمام ہر ان لوگون کے بچنے سے مجھے کیا فائدہ آپ آج ہی
عفریت طلسم کو بلائیے سب کو مٹا دیجیے سرکشون کو خاک مین ملا دیجیے یاقوت خاموش ہو رہی لشکر جلیے
افراسیاب اپنی بارگاہ مین آیا یاقوت سخندان خاموش آکر تخت پر بیٹھی ملکہ لعل کے قلب پر بیقراری کا
ہجوم ہوا کنیزون کو ساتھ لیکر اپنے خیمے مین جا کر ٹھہری اُدھر ملکہ حیرت زبان سبز پوش زبان بندرا ملنے آکر ملکہ مہ جبین
الماس پوش کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اسد غازی کی بلائین لین سب سردار خستہ شکستہ حیران و پریشان
پلٹکر بارگاہ مین آئے ملکہ بران کا تخت جو اندر آیا ملکہ حیرون یہ حال پر ملال دیکھکر رونے لگی باغبان
شہزادیان چھٹا باغبان قدرت اسطرح تڑپتے اور کراہتے ہین کہ دل سنگ آب ہوتا ہے صدائین آنکی
سنکر دشمن بھی روتا ہے ملکہ حیرون نے بیٹھکر بہت سحر کیے گرد گلدستے رکھے کہ ہوائے سرد چلی خوشبو اُن
سب کے دماغ مین پہونچی لخلخے کے لوٹے روشن کر دیے پیشانی پر نشتر مار کر اپنا خون نکالا جسم پر سب کے
چھینٹے دیے کچھ تاثیر نہوئی آبلے نہ مٹے کسی قدر کراہنا کم ہوا سب سردار بیٹھے رو رہے ہین کہ خواجہ عمرو و
چالاک و برق و قران و جانسوز و ضرغام جیلون اندر بارگاہ کے آئے بران سے خواجہ لپٹ کر
رونے لگے تڑپن ملکہ بہار کی دیکھی نہین جاتی مخمور سیلوے بہار مین ٹھیی رو رہی ہے ہچکیان لگی ہوئی ہین
عمرو جو بیتاب ہو کر رویا ملکہ حیرون نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ اپنے کو سنبھالین مقدمہ عظیم
در پیش ہے مجھکو بڑا پس و پیش ہے آپ تشریف رکھین انجمن شادی رت منعقد ہو میری وزیر زادی کا برائے
خدا پتا لگایئے ورنہ ایکی مرتبہ جو یاقوت سخندان طبل جنگی بجوائیگی ضرور عفریت طلسم کو بلائیگی اس طرح

اُٹھا کر سب کو کھا جائیگا گویا کوئی پیدا نہوا تھا اگر مین نے زہر کھا کر جان دی کیا فائدہ اسی وقت خواجہ نے
تخلیہ کیا چند سردار چھوٹون عیار بیٹھکر صلاح کرنے لگے ملکہ حیجون نے کہا ایک ہفتہ مجھے ہو چکا پیشتر محبوب
روانہ ہوئی مین جس منزل پر آئی نشان اُسکے قدمون کے ہوتے کا مجھکو دریافت ہوا فلان صحرا مین جو پہونچی
وہان کے زمینداروں سے سنا شب کو اک لشکر یہان آیا تھا صبحکو غائب ہو گیا یقین کامل ہی افراسیاب نے
کسی کو بھیجکر قید کرا لیا آپ عیار ہین کسی طور سے اسکو دریافت کر لیجیے اگر محبوب کا کل کشا کا آنا ہوا عفریت
طلسم کسی کے روکے نہ رُکے گا خواجہ نے کہا آخر کس سے دریافت ہو ملکہ حیجون نے کہا افراسیاب بس راز
سے ماہر ہوگا حیرت کو ضرور آگاہ کیا ہوگا حیرت کا جو نام آیا چالاک تڑپ گیا کہا مین جا کر دریافت کرتا ہون
عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا کہا او نالائق جلاد کے سامنے جائیگا کیونکر زندہ واپس آئیگا نام حیرت سنا اور چلا
کیونکر اُس تک پہونچیگا چالاک نے کہا آپ ناحق غصہ کرتے ہین آپ ہی نے تو طعن و تشنیع کر کے مجھکو بدنام
کیا جب تو خواجہ کوڑا لیکر اُٹھے کہا کیون ای جوانا مرگ ہمنے کہا تھا کہ جا کر حیرت پر عاشق ہو وہ بکاہ
ذرہ و ماہ کی مثال ہی اگر افراسیاب سن پائے کیا تمہارا حال کرے چالاک نے کہا وہ میرا کیا کر سکتا ہی
یہ کہکر چالاک چلا بیرون بارگاہ آیا برق فرنگی ملا کہا مرشد زادے کہان چلے مین بھی ہمراہ چلون چالاک
نے کہا کچھ آپ کی ضرورت نہین ہی یہ کہکر لشکر حیرت مین آیا حیرت کی یہ کیفیت ہی کہ طول و حزین و اندوہگین
اپنی بارگاہ مین منھ لپیٹے پڑی رہتی ہی افراسیاب حال نہین پوچھتا محبت مین یاقوت کی سرگردان
آٹھ پہر وہین موجود رہتا ہی انیس جلیس تباہ چالاک در دولت بارگاہ حیرت جادو پر آیا دیکھا
کنیزان حیرت آپس مین باتین کر رہی ہین چالاک ایک کنیز کی شکل بنکر اُنمین ملا ایک نے کہا بوا ملکہ
حیرت آج صبح سے نہین اُٹھین چل کے جگاؤ ایک نے کہا مجھے کیا غرض ہی کہ مین جا کر جھڑکیان کھاؤن
کل سے افراسیاب نے بارگاہ مین آرام نہین فرمایا بیتاب ہین کھانا بھی نہین کھایا آنیر تو زور نہین چلتا
ہم لوگون پر غصہ اُتارتی ہین ایک نے کہا آج صبح سے گلوری بھی نہین نوش کی منھ ہاتھ نہین دھویا
سب نے مل کر چالاک سے کہا بوا گلشن تم بہت شگفتہ ہو ملکہ نے تمکو پرورش فرمایا منھ زوری بھی کرتی ہو
تم جا کے جگاؤ چالاک نے کہا مین ابھی جاتی ہون تم ڈرو مین نے کیا کسی کی چوری کی ہی علاوہ ازین
نمکخواری سے سراسر خلاف ہی مالک رنج و ملال مین ہو ایسے وقت مین دلدہی واجب و لازم ہی حقیقت مین
افراسیاب سفلہ مزاج ہی ایسی شاہد رعنا اُسکے لائق تھی یہ کہکے چالاک نے پردہ اُٹھایا سب سے

کہا ہوا اب تم کوئی اندر نہ آنا مین شیر کے منھ مین جاتی ہون جو کچھ گذرے گی جھیلونگی یہ بھی اُنکے مزاج کا طریقہ ہو دس پانچ کو دیکھکر اُبل پڑتی ہین سلامتی سے ہوا سے لڑتی ہین مجھسے کچھ نہ کہین گی مین شیشے مین اُتار لونگی سب مختصرین چالاک اندر آیا حیرت حیا و حجیر کھٹ پر آرام کر رہی تھی جوانی کی نیند ساق بلورین کھلی ہوئی عارض الور پر زلف عنبرین پریشان ناگنیان آئینہ رخسار پر لہرا رہی ہین چالاک بیقرار ہوگیا ڈرتے ڈرتے قریب آیا دونون پانون اُٹھا کر گود مین رکھے خود پامال ہو رہا ہی عجب نیازی پانون دبانے لگا حیرت نے آنکھ کھولدی گلشن اپنی کنیز کو دیکھا پانون دبا رہی ہی چالاک نے آنکھ کھلتے ہی بلائین لین آنکھین تلووں پر ملین پوچھا کیون حضور مزاج کیسا ہی حیرت نے کہا گلشن کیا کہون ایک سر ہزار سودے شوہر ایسا ہرجائی طلاب جو یہ سوت آئی ہی آٹھ پہر اُسی کی خدمتگذاری مین مصروف ہی ہمارا عیش و آرام جان دینے پر موقوف ہی دوسرا صدمہ عظیم ہوا بہار کی خبر لی آنکھون سے کبھی دیکھا جلتی ہوئی آگ مین پھاندپڑین غنچۂ آرزو نہ کھلا مثل رگ گل کمہلا گئین ہمارا سحر کبھی چھین ہم وقت پر رعایت کرتے مین جب دیکھا اُنکا گلدستہ جلا صرف سحر دفع کیا کبھی اُنپر سحر سخت نہ کیا یاقوت سخندان بلائے روزگار ہی سب کا خاتمہ کر دیا تھا بی حیون نے آکر اُسی کے گھر کے سحر سے بچا لیا ادھر شہنشاہ کو ناگوار ہوا تیلون کو اُنھون نے قید کرکے زندان خانۂ طلسمی مین بھیجدیا جان سبکی بچگئی لیکن سنتی ہون کہ برا حال کر رہی ہین بی حیون نے کچھ سحر کرکے کسی قدر تسکین دی ہی آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہی ہین اپنے نصیبون کو رو رہی ہین یاقوت سچ کہتی ہی ایک ہفتے کو زہر اُگلے گی ناگن بنکے سب کو ڈسے گی اُسکو سلطنت ہوشربا کی خوشی ہی نہین معلوم کیا خیال آیا کہ اُسنے ایک ہفتے کی مہلت دی اُسی وقت وہ عفریت طلسم کو بلا سکتی تھی سب کو مٹا سکتی تھی بوا گلشن بہار کے لیے بیقرار ہون کیونکر اُسکو سمجھاؤن سب ایسے غافل ہین محبوب کاکل کشا راستے غائب ہوگئی کسی کو فکر نہین اس مقدمے مین جو کچھ مطلب اصلی نکلے گا اُسی کی ذات پر موقوف ہی شہنشاہ نے کمال کیا پہلے ہی اُسکی تدبیر کرلی وہ بیچاری قید ہوگئی اُس تک کوئی پہونچ بھی نہ سکے گا رہا کرنا تو دشوار ہی چالاک نے کہا کیون بی بی آخر محبوب کاکل کشا کہان پر قید ہی اُسکی رہائی کی کیا صورت ہی عمرو تو عیار با فطرت ہی جہان کہین قید ہوگی پہونچ جائیگا ضرور چھوڑا لیگا ملکہ حیرت نے کہا یہ مقام ایسا نہین ہی کہ جہان عمرو جاسکے سوا میرے اور افراسیاب کے کوئی اس راز سے آگاہ نہین ہی کیا کہون جو کچھ دل مین آتا ہی چالاک

نے کہا واری آپ بھی سوت کے مٹانے کی تدبیر کیجیے ابھی سے آنکی لونڈیان بھولی ہین آپس مین کہتی ہین
ہم سب سلطنت لینگے بی حیرت کو طلسم سے نکال دینگے اگر کہین انکے ہاتھ سے لڑائی فتح ہو گئی پھر ہمکو
کون پوچھے گا اسکی کنیزین کیا کیا جبر و ظلم کرینگی بی یاقوت آپ کی حقیقت نہ سمجھین گی آپ بھی دشمن
کو مٹائیے فتح کی ہزار صورتین نکل آئینگی ملکہ ماہیان زمرد پوش ایسی نانی آفات چہار دست
ایسی دادی جسدن قصد کرینگی فتح ہو گی آپ کے ہاتھ سے جو فتح ہو گی آپ کو اختیار ہے جسکی چاہیے
جان بخشی کیجیے جسکو چاہیے سزا دیجیے بی یاقوت آپکے عزیزون کو چن چن کے قتل کرینگی آپ کو
اختیار نہ دینگی بیا ننگ تو سنا ہے کہ افراسیاب سے کہتی تھین برانا عملہ سب موقوف نئی بھرتی ہو سوداگر
بلاؤ کنیزین نئی خریدی جائین ہمارے طور پر تعلیم پائین جب حضور لونڈیون سے یہ حسد ہے ہم تو صاحبان
حضور مشہور ہین ہمکو تو حکم ہو گا کہ اقلیم سے نکل جاؤ مین تو واری کل سے ٹوٹکے کر رہی ہون ابھی ڈھونڈھکر
دیوالی کی کلھیا لائی اُسمین خاک بھر کر دیوار مین گاڑ دی کہ دشمن کا منہ بند ہے ایک ملا پاس بھی
گئی تھی تعویذ وہان سے لائی انکے دروازے پر گاڑ آئی بیمار تو ضرور ہو جائینگی ایک اگھوری سفلی عمل
خوب کرتا ہے وہ بھی بیر بیچے گا بی یاقوت پر وہ چڑھے گا بے بکرا لیے نہ چھوڑیگا شہنشاہ دوڑے دوڑے
پھر ینگے مین تو حضور بہت خاک چھان رہی ہون نذرین مان رہی ہون انکے باورچی خانے مین دخل
پاؤن ایسی سوت کو سنکھیا کھلاؤن شہنشاہ نے بڑے بڑے نگہبان مقرر کیے ہین آج صبح سے
جو جو باتین سنیں مین انکو عرض نہین کر سکتی دلدہی کر کے چالاک نے جو یہ بیان کیا حیرت جادو
اُٹھ بیٹھی چالاک نے جو آج بعد مدت تخلیہ پایا حضور کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے مُنھ پر مُنھ
رکھدیا حیرت کا بھی دل بھرا ہوا تھا یری گلشن کہکر لپٹ گئی چپکے سے کہا گلشن اس ٹوٹکے
ٹامڑے سے کچھ نہو گا وہ خود بلا ہے بھوت پلید کا پوجا کرتی ہے اگھوری اسکا کیا کر سکے گا ایک کام
تو مراد بر آنے مین بھی تیرے کہنے سے جانبر کھیلتی ہون اگر کھل گیا تو جان و آبرو کا نقصان ہے
اور اگر بات بن پڑی تو بی یاقوت کو جان بچانا مشکل ہو گی چالاک نے بغلون مین مُنھ ڈال دیا
کہا مین صدقے مین قربان اس لونڈی کی جان تک کام آئے تو حاضر ہے ملکہ حیرت نے کہا تو اپنے
کو لشکر اسلام مین پہونچا عمرو کا بیٹا چالاک ملجائے تو اُسکو بلا لا لیکن میرا نام نہ لینا وہ باجی مجل
جائیگا کمبخت جا بجا پکارتا پھرتا ہے کہ مین حیرت پر عاشق ہون جسدن افراسیاب سن پائے گا

بدنصیب کی ٹانگین چیر کر پھینک دیگا چالاک نے کہا واری مین ابھی جاتی ہون چالاک کو ڈھونڈھ کے لاتی ہون یہ کہکر چالاک اٹھا سامنے ملکہ حیرت کے باہر نکل گیا بعد دم بھر کے حیرت جادو نے دیکھا گوشۂ بارگاہ سے چالاک کلاہ زرین پہنے ہوے عطر سہاگ ملے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم تنتا ہوا چلا آتا ہے حیرت نے دیکھتے ہی منھ پھیر لیا ہاتھ اٹھاکر کہا ارے تو کہان چالاک تو ایک مبارک ہے کہا حضور نے بلوایا مین حاضر ہوا ملکہ حیرت نے کہا میری بلا پوش بلوائی ابھی اگر افراسیاب چلا آئے تو کیا ہو چالاک نے کہا ہونے کیا کہدینگے تیری جورو نے بلوایا چلے آئے تو کون ہے ہم دروازے پر پہرہ مقرر کرینگے کہ افراسیاب نہ آنے پائے حیرت جادو خفا ہوتی رہی چالاک برابر چھپرکھٹ کے بیٹھ گیا بعد مدت یہ دن نصیب ہوا بلائین لیتا تھا قدمون کو بوسے دیتا تھا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا ای شہنشاہ خوبی وای گل گلزار محبوبی مین جان نثار تابعدار ہون ارشاد تو فرمائیے مزاج کیسا ہے یہ کہکر حیرت کا دامن پکڑ لیا اور رو کر یہ اشعار پڑھنے لگا

نظم

لیتا نہیں ہے درد بھی اب کا قرار آج
سینے کو کسقدر وہ چھپاتے ہین وصل مین
بوسے و دیت بھی کچھ ہے بر رد گار آج
سوجھے نہ آسمان کو کہ ہم ہین ہے جگر
سوتا ہون مین جو جیسے زیر مزار آج
احسان ترا اسے بھی اگر ساتھ سے نکل
پھرتی ہے لب پہ پہنچتی ہوئی جان زار آج
مقبول تجھو والی ہے شاید دعا وصل
آنسو ٹپک پڑے بے اختیار آج
ایفائے وعدہ یار بھی کرتا ہے یا اجل
کٹتی مری نگاہ ہے بے اعتبار آج
کیونکر بسر کرین شب تنہائی فراق
چھا جائے یون دلکو نکلا غبار آج
دیکھا نہ اسکو حشر کا ہنگامہ ہو چکا
پیکان یار حسرت دلکو ابھار آج
روز سیہ کی صبح قیامت کی شام ہے
حد سے گذر گیا ہے مرا اضطرار آج
دل کی ترشکو پوچھ نہ اے غمگسار آج
باہم تمام ہوتے ہین یا انتظار آج
روز جزا ہے نالہ کرو نہین کہ چپ ہون
ناصح کو یاد کرتے ہین ہم بار بار آج
ٹھوکر کیسنے لگے لگائی تھی قبر پہ
سمجھا ئین کیا امید کو امیدوار آج
شاید پیام مرگ دیا ہے فراق نے
کیا ہوگا دیکھتا ہون مین انجام کار آج
مجبوری جلال یہ اس بت کی بزم مین

یہ کہکر چالاک تصدق ہوا حیرت نے شرماکے سر جھکا لیا کہا او نابکار بے ادب کنارے بیٹھ جس واسطے بلایا ہے تمھارا مطلب ہے چالاک ہاتھ باندھکر سامنے بیٹھا حیرت نے کہا ای چالاک گوش ہوش سے سن بیہودہ باتین موقوف کرو ورنہ مین ابھی **افراسیاب** کو بلا بھیجونگی چالاک نے کہا مین افراسیاب کے باپ سے نہین ڈرتا آپ کا غلام وفادار ہون جو حکم فرمائیے آنکھون سے بجالاؤن حیرت جادو نے کہا ای چالاک مین اپنے دل کو کیا کرون ہمار

کی جان کے واسطے یہ ساری تدبیرین ہین جسوقت سے سنا ہی کہ اُسکا آب و دانہ بند ہو تکلیف ہو یا قوت
سے درد مند ہو دل تڑپ رہا ہی مین نے اُس بدنصیب کو گودیون مین پالا پڑھایا لکھایا عزت و آبرو
بڑھائی طلسم ہوش ربا مین اپنے ساتھ لیکر آئی اُنکو ہمارا بالکل خیال نہین ہمارا گھر مٹانے کے درپے
ہین چالاک نے کہا حضور از خردان خطا و از بزرگان عطا وہ بھی ہمیشہ آپ کی سلامتی کی دعا
کرتی ہین ظاہر مین لڑتی ہین جب کسی سے تکرار ہوئی یہی فرمایا میری بہن ملکہ حیرت کو خدا سلامت
رکھے میری خطا اور عدم خطا برابر ہی جب جی چاہے چلی جاؤن تکلف کیا میرا گھر ہی مجھکو کون روک
سکتا ہی آج کوئی چوتھا دن ہی ہمارے والد نامدار نے کچھ کلام کیا ملکہ بہار نے جھڑک دیا اور کہا خواجہ
مین ابھی چلی جاؤنگی میری وہ بہن نہین مادر مہربان ہی جاگے ہی میرا وہی مرتبہ ہوگا خواجہ خاموش
ہو رہے حضور فرمائین مین سنتا ہون حیرت نے کہا ای چالاک طرف مشرق کے جانا جب بارہ کوس
راستہ طی کر چلیگا صحرائے سبزہ زار ملیگا اُسی مقام پر ایک دریاے تمام وزخار ہی کیا مجال کسی کی
جو دریا مین قدم رکھے لیکن افراسیاب نے مجکو راز دار کیا یہ کہکر حیرت جادو نے اپنے پاس
سے ایک گولہ آہنی نکالا کہا یہ گولہ دریا کی آبرو مٹا دیگا یا سامری کہکر دریا پر پھینک مارنا دریا خشک
ہو جائیگا پار دریا کے قلعہ ہی اُسکو قلعہ عجائب نگار کہتے ہین عجائب زعفران پوش وہان کی
حاکم و ناظم ہی جس طرح بنے اپنے کو اُس قلعہ مین پہونچاؤ ملکہ محبوب کاکل کشا کو ملکہ عجائب زعفران
پوش نے مع لشکر قید کر لیا ہی عجائب قتل ہو تو محبوب رہائی پائے اصل تو یہ ہی کہ مین نے زبانی
افراسیاب کے سُنا کہ اگر محبوب رہائی پاکر آئی دفع سحر عفریت طلسم وہ جانتی ہی کوئی تو تدبیر ہوگی
چالاک نے گولہ لیکر اپنے تھیلے مین رکھا قدمون کو حیرت کے بوسہ دیا بصورت اصلی چلا حیرت نے
ہاتھ پکڑ لیا کہا ارے صورت بدل کر جا بڑا الجنت گستاخ ہی چالاک پھر تصدق ہوا قدمون سے لپٹنے لگا
ملکہ حیرت نے ایک ٹھوکر ماری کہ جا دور ہو چالاک نے رنگ روغن عیاری کا نکالا کنیز کی شکل بنکر
باہر نکلا خوشی مین بھاگا دل سے کہتا ہوا کسی سے خبر نہ کرو چلتے ہی دریا خشک کرکے قلعہ عجائب نگار
مین داخلہ ہو عجائب زعفران پوش کو مار و محبوب کو رہا کرکے لاؤ قبلہ و کعبہ بھی کہین کہ عیاری اسکا
نام ہی چالاک تو اسطرف سے جاتا ہی اپنے لشکر کا راستہ بھی ترک کیا دو کلمہ مخمور مجبور بیان ہوتے ہین مخمور
نے جو بہار کا یہ حال دیکھا سب سردارون نے اپنے اپنے سحر قائم کیے ہین کہ بہار و باغبان وغیرہ کا درد توقف

ہو مخمور برائے عیادت بہار آئی سرہانے آکر بیٹھی برف برسائی کچھ پھول رکھے تلوون پر ہاتھ پھیرا بہار کو تسکین جو ہوئی آنکھ کھولدی اپنی راز دار ہمدرد کو قریب پایا کہا کیون مخمور مزاج کیسا ہے مخمور نے سر سے پانک بلائین لین ترقی حسن وجمال کی دعائین دین اسماء سحر پڑھکر بدن پر بہار کے ہاتھ پھیرا بہار کو اور تسکین ہوئی اُٹھ بیٹھی مخمور نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ زار زار رونے لگین بیقراری مین بہار کے آنسو جاری ہوے کہا ای مخمور اب مجھکو زندگی کی امید نہین ہے اس سحر نے یاقوت کا کلیجہ پھونک دیا ہڈیون سے دھوان نکل رہا ہے ہر اعضا مثل شمع کافوری جل رہا ہے عشق نے اب اپنا رنگ جمایا سوزش نے ترقی کی آتش سحر کی گرمی پر آتش عشق غالب ہے دل موت کا طالب ہے اپنی تو اب یہ کیفیت ہے بقول زیب النسا مخفی نظم

کسے کہ آتش عشق تو اختیار کند
مرا کہ دیدہ گل اشک در کنار کند
بجائے غنچہ برآید سر از زمین پیکان
گر بیش غیر شکایت ز روزگار کند
تو سیر وی دہم ابی تو سیخواہد
کہ نالہ از میان در دل تو کار کند

شرر کہ خانہ در سینہ چنار کند
بیاد گلشن روئے تبسان مرغ چمن
بہر زمین کہ خدنگ غمت شکار کند
گذشت آنکہ نگاہم زرشک آنکم را
کہ نور مردمک از دیدہ ام فرار کند
غلام حلقہ بگوش تو گشت تا محقق

بباغ رفتن وگل چیدن از مروت نیست
درون سینہ دلم نالہ ہاے زار کند
نبان حوصلہ بادا بریدہ آن کس را
ببان قطرۂ سیماب بیقرار کند
ہزار نالہ مرا در دل است می ترسم
بکائنات ازین مجرا افتخار کند

یہ اشعار پڑھکر بہار اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی مخمور گلے سے لپٹ گئی کہا ای بہار بسبرح شگون کا دم نہ نکلیا سے براے خدا صبر کرو دلیر جبر کرو یہ بلا بہت جلد دفع ہوگی مین خود یاقوت سے نکلکر مقابلہ کرونگی اپنے کو تصدق نثار کرونگی اپنا بھی تو یہی حال ہے قلب پر ہجوم غم وملال ہے بقول جلال غزل

شمع مین آگئے وہ مین سر پٹک کر رہگیا
آج مین کنج قفس مین کیا پھڑک کر رہگیا
آہ کھینچا چاہتا تھا ضبط نے روکا مجھے
چشم تر سے ایک دو آنسو ٹپک کر رہگیا
وہ نے گیسو سے نکلنے کی نہ پائی کوئی راہ
یہ بھی جال مجھ گی وہ بھی چمک کر رہگیا

لو کھوئی کی انھون نے دم اٹک کر رہگیا
لیا کوئی لخت دل اڑا دو باقی ہے ابھی
سینۂ سوزان مین اک شعلہ بھڑک کر رہگیا
لیگیا بیخانۂ عرفان مین مجھکو خضر شوق
کوچۂ تاریک تھا آخر بھٹک کر رہگیا
کس جگہ مجھکو دغا دی طاقت پرواز نے

بار ڈالا ذکر گلشن چھیڑ کر صیاد نے
تھا یہ سا کچھ چشم گریان مین کھٹک کر رہگیا
دل بھر آیا رو سکے لیکن نہ بزم یار مین
نا ہمگراہ مسجد مین بھٹک کر رہگیا
شمع کام آئی شب تاریک فرقت مین نہ داغ
دو قدم پر تھا دو گلشن کہ تھک کر رہگیا

کی بہت کوشش کی پر اضطراب سے دست شوق
گیا یہ غنچے نے صدا دی کیوں چٹک کر رہ گیا
آج اگر دامن نہ ہوتا روکتے کیوں خار دشت
خیر مین بھی دیکھتا ہون کون تھک کر رہ گیا

انکے سینے سے دوپٹہ کچھ سرک کر رہ گیا
پھر ذرا ہنس دو لہو تو بہہ چکا زخم کے
قیس عریان دور پہونچا مین اٹک کر رہ گیا
کاروان نے خضر مجھکو چھڑایا ای جلال

تو ہی لکھا اس رہ سربستہ کو ای مرغ چمن
گیا اٹک کیا بار ای قاتل جھجک کر رہ گیا
وہ نہین ہون گردش گردون جو مجھے عاجز کرے
نقش پائے رفتگان پر سر پٹک کر رہ گیا

دونون مہجور معشوقون سے دور غم و الم سے قریب بے نصیب لپٹ لپٹ کے خوب روئین جب مخمور نے بہت سمجھایا بہار نے کہا ای مخمور اگر ہماری زندگی چاہتی ہو ہم تو بیکار ہوے بالکل مجبور و ناچار ہوے جسطرح بنے اپنے کو تا بہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی پہونچاؤ اُس مسیحائے زمان بادشاہ جمجاہ سے جاکر ہمارا حال زار بیان کرو اور یہ بھی کہنا کہ ایک سرفراز نامہ رحمت فرمائیے اگر انکے دست حق پرست کا نام لکھا ہوا آجاے ہمارا زخم جگر کا ہوا ابھی زخم جگر اندمال پائے فوراً صحت ہو جائے مخمور نے کہا مین ابھی جاتی ہون بعنایت کاتب تقدیر نامہ دست حق پرست سے تحریر کرا کے لاتی ہون یہ کہکر مخمور اٹھی بارگاہ ملکہ مہرخ مین آگئی کہ خواجہ وغیرہ پوچھینگے اور یہ بھی دیکھا کہ بہار کو جو مین نے تسکین دی دل مین جو درد دکھا وہ موقوف ہو گیا مخمور سوچی عاشق کا یہی علاج ہے بیشک بادشاہ بڑے لطف سے نامہ لکھینگے بہار رنگ و بوے باغ لشکر اسلام ہے بادشاہ بھی خوش ہونگے علاوہ ازین اپنے دل تردد منزل کو بھی تسکین دینگے نورالدہر سے بھی ملاقات ہوگی دل سے کہتی ہے ای مخمور مہجور خدا جفائے عشق سے بچائے عشق روسیاہ کسی کو نہ اپنی صورت دکھائے اسکے نام سے دل گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے یہ اشعار آبدار موافق حال عاشقان ہین

نظم

ہمین بھی ہوش سلامت لیے نکلجاتے
سنبھال لیتے یہ دونون تو ہم سنبھل جاتے
نگاہ پھیر لی ہے شباب نے کیا جلد
بھرے نہ تھے تہ سیتول ورنہ جلجاتے
ہماری لاش کو یون تو نہ پائمال کیا
جو شیر چھوڑتا اژدر مین نگل جاتے
نگاہ کے نہ ادھر دیکھتا فلک اک دن
اسی کے سائے مین دوا کے غریب لیجاتے

جو دن بہار کے انکی بخیر ٹل جاتے
برستے چرخ سے پتھر جو گشت حسرت پر
حسین بھی تو نہین انکھ یون بدلجاتے
کہان چلے کے داغون کی قبل شام چلی
عدو بھی دیکھنے آتے تو ہاتھ مل جاتے
امید وصل نہ برائی کی دعا ہو ن
کہ بل جو یار کی چتون مین تھے نکلجاتے
مسافران عدم کتنے بے مروت ہین

پڑا گلہ ہمین تاب تو آنچ ہجر مین کر
تگرگ وار مری آہ سے پگھل جاتے
لگا کے گیسو ونکو ہاتھ جان ہی دیتی
تامل اتنا تو کرتی چراغ جلجاتے
نگاہ قہر سے بچتے تو کھینچتین زلفین
درخت بے ثمر اتنا یقین ہے پھل جاتے
غضب کرتی اگر عاشقون کے دل کی دعا
ٹھہرتے آج تو ساتھ انکے ہم بھی چلجاتے

نگاہ یار ہی وضع جہان نہین ای دل
ذرا جو ای ملک الموت آپ ٹلجاتے
جلال یار سے ہون بڑھانا تھا راہ شوق مین یون

بدلتی یہ تو زمین آسمان بدلجاتے
کیا نہ قتل کسی سخت جان کو ای قاتل
کہ اپنے سائے سے بھی آگے ہم نکل جاتے

جھلک ہے پردہ نشین تیغ مین دکھاد تیا
تمام بل تری تلوار کے نکل جاتے
سوائے ذلت و رسوائی کے اس

کوچے مین کیا ہی قیس کا نام مجنون رکھا گیا عزیز و اقارب مین مطعون ہوا عاشقون مین نام پایا ایسی نامورِی
آگ لگے خدا کسی کو کسی پر عاشق نہ کرے میان فرہاد نے سختی اٹھائی کوہکنی کی شیرین نے جان شیرین دی
یہ بھی بدنام وہ بھی ناکام کیا خوب انجام ہی دلکو بہلاتی ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ
کیا کنیزون نے پوچھا کیون حضور کیا ارادہ ہی مخمور نے کہا صحرا مین اک باغ ہی وہان سحر تیار کرنے جاتی ہون
خواجہ اگر پوچھین بالملہ میرے طلب فرمائین کہدینا حاضر مین شام تک آ جاؤنگی کنیزون کو سمجھا کر مخمور بارگاہ سے
نکلی طاؤس سحر پر سوار ہو کر چلی بڑے زور و شور مین اڑتی ہوئی جاتی ہی تصور خیال نور الدہر کی آنکھون کے
نیچے پھر رہی ہی تین کوس راستہ طی کیا تھا کہ صحرا کی طرف سے بونڈا گرد کا اٹھا مخمور نے پلٹ کر دیکھا مہتر
چالاک بن عمرو گرد و غبار مین اٹا ہوا بھاگا ہوا آتا ہی مخمور نے آواز دی ای مہتر والا گہر ٹھہر جاؤ کہان
جاتے ہو جس صحرا مین جاتے ہو چلے جاتے ہو یہ کہکر مخمور ہوا سے اتری چالاک ایسا گھبرایا ہوا ہی کہتا ہی
میرا دامن چھوڑ دیجیے اسوقت مجھسے بات نہ کیجیے مین بڑی ضرورت مین ہون مخمور نے کہا مجھسے تو حال بیان کرو
اس صحرا مین آئے ہو یہان اسلئے صحرائے سحر بند ہی لشکر مین وہ تلاطم تمھارے ہوش گم حال پوچھتے ہین
ظاہر نہین کرتے ہو سو قدم دست چپ کو اور چلے جاتے گرفتار بلا ہوتے اپنے نصیبون کو روتے مفصل کہو
کہ کس کیفیت مین ہو کیا ضرورت ہی دشمنون پر کیا مصیبت ہی ہم تمھارے بدل و جان شریک ہین چالاک
نے کہا ایسا سنو آپ والدہ سے کہدین مین اسوقت اپنی جا پر کھیل کر خدمت مین حیرت کی گیا تھا ملکہ محبوب
کاکل کشا جو قید ہوگئی اسکا نشان دریافت کیا یہ سنکر ملکہ مخمور خوش ہوگئی پوچھا کسنے قید کیا چالاک
نے کہا فلان مقام پر قلعہ عجائب نگار ہی عجائب زعفران پوش وہان کی حاکم و ناظم ہی وہ بحکم
افراسیاب محبوب کو گرفتار کرکے مع لشکر اپنے قلعہ مین لیگئی ملکہ حیرت نے کہا کسی تدبیر سے اپنے
کو قلعہ مین پہونچاؤ عیاری کرکے عجائب کو قتل کرو تب محبوب رہا ہو اسی فکر مین جاتا ہون مخمور
نے نام قلعہ عجائب نگار سنکر کہا ای مہتر والا گہر وہ قلعہ نگاہ مردم سے مخفی رہتا ہی مین وہان کا حال بخوبی
جانتی ہون عجائب زعفران پوش کو پہچانتی ہون بڑے غضب کی ساحرہ ہی اس تک جانا دشوار

ہو کا چالاک نے کہا آپ کنارے کنارے آئیے میرے مقدمے مین دخل نہ کیجیے مین راستہ پیدا کر لونگا
مخمور نے کہا کوئی بات ہمسے نہ چھپاؤ ہرچند مخمور نے پوچھا چالاک نے گولے کا حال نہ بتلایا مخمور خاموش
ہوئی کہا چلو مین تمھارے ساتھ ہون مگر اے مہتر والا گہر دریا کے ہٹنے کی کیفیت ظاہر ہوئی مفصل حال بتلا دو
چالاک نے کہا کوئی مفصل حال نہین ہے آپ صرف میرے ساتھ آئیے کسی بات مین دخل نہ دیجیے مین تیاری
کرکے نکل جاؤنگا دریا خود راستہ دیگا قلعہ بھی ملیگا مین جاکر عیاری کرکے اسکو مار لونگا اگر کسی آفت مین
پھنسون شریک ہونا ورنہ کوئی ضرورت نہین ہے مخمور و چالاک باتین کرتے ہوے چلے بعد عرصہ کے
صحراے سبزہ زار ملا چالاک نے کہا اے مخمور نشان جادۂ مراد ظاہر ہوا اسی صحرا کا پتہ ملکہ حیرت نے دیا تھا
ملکہ مخمور نے کہا مین بھی پہچانتی ہون کان لگا کر سنو غرانے کی دریا کے آواز آتی ہے چالاک نے بڑھکر دیکھا
حقیقت مین اک دریاے قہار مواج لطمہ سنج آفت زا کہ آسمان بھی جسمین مثل حباب معلوم ہوتا ہے سمندر
کی آبرو کھوتا ہے چالاک نے کہا ملکہ مخمور ٹھہرو دریا دلی دکھاتا ہون اس پرمواج مین جاتا ہون مخمور نے
کہا ارے ظالم یہ دریاے سحر ہے شناوری بیکار ہوگی چالاک نے کہا آپ اسمین دخل نہ دیجیے مخمور بیرواہ
سیدا کے اک تخل پر آئی لیکن نگاہ لڑی ہوئی ہے کہ دیکھون یہ کیا کرتا ہے جیسے ہی چالاک قریب دریا آیا
دریا نے جوش مارا ہزارہا مچھلیان اُبھرین نہنگان خون آشام نے منہ کھولا حباب آنکھین نکالنے لگے
موجہاے دریا خنجر بران بنگئے ہرگرداب سر تا پا عجب طرح کا تلاطم ہوا مخمور کو تاب نہ آئی آواز دی اے
مہتر چالاک اپنی جان بچاؤ کنارے سے ہٹ آؤ چالاک کب مانتا ہے مخمور نے دیکھا چالاک نے جیب سے
اک گولہ فولادی نکالا مخمور سمجھ گئی یہ گولہ ہی حیرت نے اسکو دیا ہے کیفیت آغاز و انجام سے ماہر نہین جوش
و خروش دریا کا حال ظاہر نہین کئی مرتبہ مخمور نے پکارا اے چالاک ٹھہر جا گولہ نہ پھینک بلا مین گرفتار ہوگا
چالاک کب مانتا ہے اپنی چالاکی پر مغرور جہالت سے قریب عقل سے دور بیا سامری کہکر گولہ پھینک مارا
بس جیسے ہی وہ گولہ دریا مین گرا مچھلیان نہنگ گھڑیال جلنے لگے موج آب سے شعلے نکلنے لگے دم بھر
مین دریا خشک ہوگیا نگاہ اٹھاکر چالاک نے دیکھا پار دریا کے اک قلعہ سر بفلک کشیدہ دروازے پر
قلعہ کے ہزارہا جادوگر بیٹھے تھے جیسے ہی دریا مین تلاطم ہوا وہ ساحر لینا لینا کہکر دوڑے مچھلیو تیغ
بلند ہوکر آواز دی چالاک بیٹا عمرو کا آگیا ملکہ عجائب زعفران پوش کو خبر کرو یہ کہکے کچھ جادوان
جلیبن ساحرون نے آکر چالاک کو گھیر لیا چالاک نے نیمچہ کھینچا حقہ آتشبازی کا نکالکر مارا دو چار کو

پنجے سے قتل کیا کسی پر حلقۂ کمند مار دیا کسی پر حباب لگایا محمور بیقرار ہو گئی سر پیٹنے لگی کسی جادوگر نے
سحر کیا چالاک لڑکھڑا کے زمین پر گرا اب تو محمور بیقرار ہو کر کودی نعرہ کرکے مجمع ساحران پر جا پڑی نارنج
ترنج مارنے لگی کئی سو جادوگر مارے چالاک کو پنجے مین دبایا چاہتی ہو کہ چالاک کو لیکر نکل جاؤن ساحرون نے
گھیر لیا محمور نے کئی ہزار ساحر مارے اندر سے قلعہ کے ہزارہا جادوگر چلے آتے ہین کنیزون نے جاکر عجائب سے
خبر کی یہ تخت پر بیٹھی تھی جب مطیعون نے غلغلہ کیا تھا تبھی اسنے ہنسکر کہا لو صاحبو کوئی بلا نازل ہوئی دریا
کسی نے مٹایا آبرو کو خاک مین ملایا قید ہونا ہی محبوب کاکل کشا کا سزاوار سنو اگر مقام افسوس ہو اس
راز سے سواے شہنشاہ و زوجۂ شہنشاہ کے کوئی آگاہ نہین ہو دریاے سحر کا کسنے نشان دیا کہ کنیزین
ہیونچین عرض کی اے ملکۂ عالم چالاک بیٹا عمرو کا اول آیا اسنے اک گولہ مارا دریا خشک ہوا ہلوگون نے
گھیر لیا کئی جادوگر اس عیار نے مارے آخر اسکو گرفتار کیا دام سحر مین پھنسایا بی محمور صاحب نہین معلوم کہان
چھپی بیٹھی تھین آ پڑین معشوقۂ شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہین سحر و ساحری مین بے نظیر و یکتا ہین ہم لوگ
سحر انکا نہ روک سکے کئی ہزار جادوگر مارے گئے جلد چلیے ورنہ چالاک کو لیکر نکل جائینگی عجائب کا چہرہ غصے سے
سرخ ہو گیا کہا بی محمور کو اب یہ لیاقت ہوئی ہمارے سحر مین دخل دیا ساتھ والیون سے کہتی ہوئی چلی افسوس
صد ہزار افسوس تمام عالم مین انقلاب ہو مثل زلف دلکو پیچ و تاب ہو کیونکر یہ راز ظاہر ہوا کوئی غیر تو نہین
ماہر ہوا محمور و چالاک کو کسنے یہانتک پہونچایا کون ماہر تھا ابھی تک تو کسی کو خبر نہ تھی صاف ظاہر
ہوتا ہو کہ وقت بربادی طلسم ہوش ربا آگیا ارشاد فیض بنیاد سامری و جمشید کرسی نشین ہوگا کون شہنشاہ
کو سمجھاے طلسم کشاے بیل کیجے بی مورخ صاحب کا دماغ عرش علی پر ہوگا وہ اب اصلاح کا ہیکو کرینگی دم جرأت
کا بھرینگی جو راز و نیاز کہ درمیان مین زن و شوہر کے تھا وہ نہ مخفی رہ سکا اور امورات راز و نیاز کیونکر
چھپین گے مار آستین گرگ بغل پیدا ہو جاینگے یہ کہکر اُٹھی کہ ابھی جاکر گرفتار کرتی ہون غصے مین
چلی اسوقت آکر پہونچی کہ محمور اُچھلکر خندق کے پار اتر چلی ہو چالاک کی وجہ سے ناچار ہو لڑائی مین مصروف
ہو کہ عجائب زعفران پوش کا نعرہ ہوا آواز آئی او محمور کہان جاتی ہو منم ملکہ عجائب زعفران
پوش محمور پلٹ پڑی چالاک کو پنجے مین دبائے ہوے پھر لڑنے لگی زخم بھی کھا چکی ہو ہزارہا ساحر
سحر کر رہا ہو کس کسکو جواب دے بڑا افسوس یہ ہو کہ ایسا نہو چالاک رہجاے خواجہ عمرو فرمائینگے
کیون محمور ہمارے فرزند کو دشمنون مین چھوڑ دیا لیکن عجائب سحر کرتی ہوئی سامنے محمور کے پہونچی

مخمور نے سحر کیا عجائب نے ہنسکر دفع کیا موتیون کے مالے سے اک موتی نکالا اسم سحر پڑھکر مخمور پر پھینکا
مخمور نے ہاتھ ہلایا برق چمکائی مروارید سحر جلا کچھ خاک آرہی اک شعلہ چمکا مخمور کی آنکھون مین اندھیرا آگیا
لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی عجائب نے قریب آکر زبان مین مخمور کی سوزن دیا چالاک کو مسلسل و طوق
کیا دونون کو گرفتار کرکے قلعہ مین لائی جادوگرون سے کہا ان دونون کو قید خانے مین لیجاؤ مخمور و
چالاک قید ہوے مخمور نے کہا کیون چالاک تمنے گوہر کا حال ہمسے چھپایا آخر یہ خرابی ہوئی اگر تم ہمسے
کہدیتے کہ ملکہ حیرت نے ہمکو گولہ دیا ہی ہم اُسکی تدبیر بتلاتے چالاک نے کہا ای ملکہ عالم آپ تو عشق پیشہ ہین
کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہی وہ مطلع مجھے یاد ہی فرد میان عاشق و معشوق رمزیست + کراما کاتبین را
ہم خبر نیست ہمین اپنے معشوق مطلوب کا حال کیونکر کہتا مخمور نے کہا ای چالاک یہ جواب باصواب نہین
کوچہ سحر و ساحری سے آپ لوگ نابلد ہین اب بڑا غضب ہوگا ہم اس گوہر کو چھپاتے اور تدبیر سے دریا کو
مٹاتے یہ مقدمہ راز و نیاز تھا تمھاری معشوقہ پر بڑی آفت آئیگی عجائب الگ بھیجے گی عمرو کے بیٹے نے گولہ کیون
پایا میان اگر دریا مٹایا کیا جواب دیگی چالاک نے کہا اگر قضا لیکر آئی ہی تو ہم مجبور ہین اگر ہماری وجہ سے
معشوقہ بدنام ہوئی اور افراسیاب نے یہ نگاہ کج دیکھا آنکھین پھوڑ ڈالونگا مخمور خاموش ہو رہی سمجھی کہ یہ عیار
عقلمند بھی بڑے ہین وقت پر جہالت کرتے ہین مین اسکو کیا جواب دون ای مخمور کیا سوچکر چلے تھے کہان کا
قصد تھا کہان لگے پھنسنے دیدار محبوب مطلوب سے محروم رہے اب اپنی تو یہ کیفیت ہی بقول جلال غزل

اک دل ہی اُسکین بہت ارمان ہزارون
صحرا آگیا ساتھ ہین سیلان ہزارون
چھو لیگا نہ اُس زلف کا عارض پہ بکھرنا
رکھتی ہی عدو عشق مین اک جان ہزارون
اُس بت کی جو ابرو کا ہوا کچھ بھی اشارہ
ساقی نے یونہین توڑے ہین جام ہزارون
اُٹھتا نہین سر فکر کے سجدے سے کسی طرح
اک خواب تھے وہ وصل کے سامان ہزارون
میلا ہی بس دفن جلال اپنی لحد پہ

اک غمکدہ تنگ ہی مہمان ہزارون
ہر کوچہ محبوب ابھی اُسنے بہت دور
یون خواب مین دیکھے ہین پریشان ہزارون
سودا ہی گلون کو تری گلپیرہنی کا
پھر جائینگے کعبے سے مسلمان ہزارون
الفت مین تباہی ہے خدا دلکو بچائے
گردن پہ مری ہین ترے احسان ہزارون
اک نالہ نہ سنتا وہ بت بیخبر اپنا
نالون کے ساتھ آئے ہین ارمان ہزارون

پوچھے کوئی وسعت نہ مرے دشت جنون کی
طے کر گئے گو خضر بیابان ہزارون
ابرو و مژہ ناز و ادا غمزہ و عشوہ
کھلتے ہین گلستان مین گریبان ہزارون
پیمانہ ہی جیسے کوئی بزم مین ٹوٹے
کشتی تو ہی اک اُٹھتے ہین طوفان ہزارون
دیکھا نہ دم صبح شب وصل جو کچھ تھا
خالق نے دیے ہوتے اگر کان ہزارون
قید خانے مین دونون تڑپ

رہے ہین لیکن عجائب زعفران پوش بعد جوش وخروش پلٹ کر بارگاہ مین آئی مصاحبین اگر جمع ہوئین عجائب نے کہا صاحبو یہ مقدمہ عجائب وغرائب ہی عقل لڑاؤ میری بات کا جواب باصواب دو شہنشاہ نے مجکو نامہ لکھا کہ محبوب کاکل کشا وزیرزادی ملکہ حیجون کی تمھاری سرحد سے جاتی ہی مخفی سحر کرکے پکڑلو اپنے قلعہ مین قید رکھو یہ دریاے سحر شہنشاہ کا تھا خود ہی تشریف لائے دریاے سحر بنا گئے محبوبے کہا تمھارے قلعہ کو کوئی نہ دیکھ سکیگا دریا مثل نگہبان ہی سواے میری زوجہ کے کوئی راز سے ماہر نہین ہی بس شہنشاہ نے آپ ہی حفاظت کی خود ہی دریا کو برباد کرایا یہ گولہ حیرت نے دیا یا افراسیاب نے ظلم کیا میرا نامہ لیکر خدمت شہنشاہ مین جاؤ ابتک تو یہ گمان تھا کہ دریا نگہبان ہی قلعہ مین کوئی نہ آسکیگا اب راستہ کھل گیا دریا خشک ہوا عیار سرداران لشکر عمرو بی مہرخ وبہار وغیرہ لشکر کشی کرکے بجبر آئینگے مین اسی وجہ سے قید محبوب کا رکھنا قبول نہ کرتی تھی کنیزون نے کہا حضور ظاہر ہی کہ یہ گولہ ملکہ حیرت نے چالاک کو دیکر روانہ کیا نگہبانان دریا کو تیر بدعت کا نشانہ کیا فوراً نامہ تحریر فرمایئے بی حیرت کو ذلیل کرائیے عجائب نے اسی وقت ایک عرضی براے افراسیاب بصد پیچ وتاب تحریر کی مضمون یہ تھا کہ گولہ سحر کا چالاک بن عمرو لیکر آیا دریا کو مٹایا بی مخمور مددگار بنکر آئین دریا تو بیشک سٹ گیا مین نے دونون کو گرفتار کیا مفصل تحریر فرمائیے یہ گولہ چالاک کو اپنے دیا یا آپ کی زوجہ صاحبہ نے اور کسی پر یہ حال ظاہر نہ تھا کوئی اس کیفیت سے محرم سے ماہر نہ تھا پکار کر آواز دی کوئی ساحر یہ عرضی لیکر جاے فوراً جواب لائے عبیر جادو مصاحب خاص خدمتگزار با اختصاص عرضی ملکہ عجائب کی لیکر چلا دو کلمہ داستان مہر عیاری وقطب فلک خنجرگزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار گزارش ہوتے ہین عمرو نے عرصہ دراز تک چالاک کا انتظار کیا شب گذری چالاک واپس نہ آیا بوقت سحر عمرو گھبرایا سوچا اس لونڈے نے کچھ نشان پایا جستجو مین گیا جوتیان کھائیگا کچھ نہ بن آیگا کچھ غصہ کچھ لال فرزند کا بھی خیال بارگاہ سے باہر نکلے راہ مین برق سے ملاقات ہوئی پوچھا میان برق تمھارے چالاک کہان ہین حال قید محبوب دریافت کرنے گئے تھے پلٹ کر نہین تشریف لائے برق نے کہا حضور چالاک بیباک کا مثل کا ہیکل ہی کل براے ملاقات ملکہ حیرت تشریف لے گئے تھے محلے مین خوب مزے اڑائے بعد چند ساعت واپس آئے یہ فرماکر گئے تھے کہ بھائی برق لشکر سے ہوشیار رہنا محبوب کو رہا کرنے جاتا ہون رہا کرکے آئینگے عمرو نے کہا آپ ساتھ تشریف نہین لیگئے برق نے کہا وہ یکہ وتنہا عیاری کرتے ہین اکیلے ہونگے

عمرو نے برق کی گردن میں ہاتھ دیا کہا ابے تو نے میرے فرزند کو بھی آوارہ کیا وہ پلٹ کر نہیں آیا کسی
بلا میں پھنسا برق نے کہا وہ کسی مقام پر رکنے والے نہیں ہیں اگر پھنسے ہونگے قید خانے میں عیاری کرینگے
محبوب کو لیکر آئینگے عمرو تو غم میں فرزند کے بیتاب تھا برق کو حباب مار کر بیہوش کیا اٹھا کر زنبیل میں رکھ لیا
طرف صحرا کے چلے دل سے باتیں کرتے ہوئے کہ ای عمرو چالاک پر کوئی افتاد ضرور پڑی صحرا میں آکر ایک
چشمے پر ٹھہرے ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوے جو مسافر نکلا اسکو قزاق بنکر مار اکپڑے اتار لیے اسکی ٹانگ
گھسیٹ کر کنوئیں میں ڈالدیا مسافروں پر غصہ اتار رہے ہیں راہگیروں کو مارتے ہیں کہ ایک یار کو دیکھا
آسمان سے اڑا ہوا آتا ہے لیکن یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تھکا ہوا ہے چشمۂ آب دیکھکر منہ میں پانی بھر آیا کندے باندھکر
زمین پر اترا چاہا چشمے سے پانی پیوں عمرو نے آواز دی او ناہنجار اجل رسیدہ خبردار پانی نہ پینا یہ وہی
عیار جادو ہے جو نامۂ عجائب لیکر چلا تھا عمرو نے ہزاروں گالیاں دینا شروع کیں عیر نے کہا ذرا زبان
سنبھالیے عمرو نے کہا او بے غیرت لوگوں ہم تو ملازم افراسیاب ہیں چشمے کے پانی پینے کی ممانعت ہے اس میں
لف مارتا ہے اژدہا اسمیں رہتا ہے اسی وجہ سے منع کیا پانی پیتے ہی خاک ہوجاتے اسی واسطے کلمات سخت کہے
کہ پانی نہ پیو ورنہ جسم پانی ہوکر بہ جاتا اب تو عیر جادو منت کرنے لگا بھائی بھائی کہکر لپٹ گیا کہا ای برادر
تمنے بڑا احسان کیا میں قلعۂ عجائب نگار سے آتا ہوں خدمت افراسیاب میں نامہ لیکر جاتا ہوں عمرو نے
کہا قلعۂ عجائب نگار پر کیا معرکہ گذرا ہے عیر نے کہا ای محسن اصل معاملہ یہ ہے محبوب وزیرزادی ملکہ جیحون
کی لشکر لیے ہوے جاتی تھی شہنشاہ نے نامہ لکھا ملکہ عجائب نے محبوب کو مع لشکر قید کر لیا اس راز
سے سوائے شہنشاہ و حیرت کے کوئی آگاہ نہ تھا چالاک بیٹا عمرو کا گولہ فولادی لیکر ہوبجا دریائے
قہار خشک کیا محمور بھی ساتھ تھیں وہ لڑیں ہزار ہا ساحر مارے گئے عجائب نے سحر کرکے محمور و چالاک
کو قید کیا ہے شہنشاہ کو نامہ بطور طعن و تشنیع تحریر کیا ہے کہ یہ گولہ چالاک کو کیونکر ملا یقین ہے سوت کی
جلن میں حیرت نے یہ کام کیا ہوگا اب حال کھل جائیگا شہنشاہ سے یہ بھی حکم لینا ہے کہ چالاک و محمور
کو قتل کریں یا قید رکھیں عمرو نے کہا بھائی میں تمکو لاکر آب سرد پلاؤں اس چشمے کا پانی سم قاتل ہے
سیکڑوں مسافر پانی ہوکر بہ گئے یہ کہکے درۂ کوہ میں گئے آب سرد لاکر عیر کو پلایا عیر بیہوش ہوا عمرو نے
عیر کو تو اک درۂ کوہ میں ڈالدیا نشان پتہ بخوبی پوچھ لیا تھا آپ بصورت عیر بنکر تیار ہوے
برق کو زنبیل سے نکالا سب حال کہا کہ تمھارے مرشدزادے وہاں قید ہوگئے صرصر کی شکل بنو

برق فوراً بصورت صرصر شمشیر زن آراستہ ہوا عمرو نے نامۂ عیار لے لیا تھا اسکی پشت پر طرف سے
افراسیاب کے جواب لکھا مہر افراسیاب بنا کر ثبت کی خواجہ بصورت عیار برق بصورت صرصر راہ مین
برق کو سمجھاتے ہوئے کہ بیٹا جلدی نہ کرنا محبوب و محبور کو رہا کرنا ہے جہالت یاقوت قریب ہے یقین ہے دو دن
کے بعد طبل جنگی بجے برق کہتا ہے استاد مین سمجھ تو گیا بعد قطع منازل و طے مراحل سامنے قلعہ عجائب کے آکر پہنچے
نگہبانان قلعہ نے عیار کو دیکھا اُٹھکر سلام کیا کہا کیون اے افسر شہنشاہ سے ملاقات کی عیار کو گولہ کیونکر ملا
خواجہ نے کہا سب احوال ظاہر ہو جائیگا اسی واسطے شہنشاہ نے صرصر کو ساتھ کر دیا ہے یہ باتین کرتے ہوئے
اندر آئے دیکھا خواجہ نے شہر آباد رعایا دلشاد دوکاندار بالدار سجا سجایا بازار تماشا دیکھتے ہوئے قریب
دارالامارۂ شاہی پہونچے ملکہ عجائب کو خبر ہوئی کہ عیار کے ساتھ شہنشاہ نے صرصر کو بھیجا ہے حکم دیا بلا لو
صرصر تو ہمرتبہ آئی مین ہوا کو کیون روکا ہے صرصر تو کلید عقل شہنشاہ مین چوبدار آکر دونون کو بلا لیگیا
عمرو نے دیکھا ملکہ عجائب تخت پر جلوہ فرما ہین گرد تخت کے نازنینان مہ جبین مہ جبینان سمرتکین کنیزان
ماہ پیکر خدمتگاران ہیں دربار نہایت تکلف سے آراستہ برق تو تڑپ رہا ہے بڑھکر ملکہ عجائب کو سلام کیا
سر سے پاتک بلائین لین کہا واری دنیا سے محبت اُٹھ گئی بزرگ جو کہہ گئے تھے کہ محبت دنیا سے اٹھ جائیگی
بھائی کا بھائی دشمن زن کا شوہر بیزن ذرا کنارے چلیے مین کچھ عرض کرون آپ کی حیرت بہت غضب کی
اب کسی کی ناک چوٹی کاٹی جائیگی کون کہے یہ ہوا کرا کے تشہیر کیا جائیگا آپنے خوب گل کھلایا کیا فتنہ لگایا تھا
زن و شوہر مین خوب فساد پڑا عجائب نے حیران ہوکر کہا اے صرصر کیا ہوا برق نے کہا بیبی تو سب کچھ کہہ رہا
حضور نہ سمجھین تو مین مجبور ہون بیہودہ بات سر دربار کیا بیان کرون ذرا کنارے چلیے لیجہ بحر کو تکلیف
فرمائیے عجائب نے عیار سے پوچھا اے مصاحب خاص تمکو کیا جواب ملا برق نے کہا سب باتین مجھسے دریافت
کیجیے کا غیر تخفیف سے شہنشاہ کیا کہتے آج بڑی چوری پکڑی گئی عجائب اشتیاق مین اُٹھ کھڑی ہوئی برق
ایک کمرے مین لیکر آیا کہا حضور بی حیرت نے اپنے طلسم کے ستانے کا قصد کیا گولہ سحر سامری کا چالاک
کو دیا آپ کا نام ہوپختے ہی افراسیاب نے بلا کر حیرت سے پوچھا وہ گولہ جو تمنے بنایا تھا وہ کیا کیا ملکہ
حیرت گھبرا گئی گولہ کہان تھا جو دیتی اب شہنشاہ نے قید کیا ہے مین سلے جوا آپکے دشمن کی آنکھین کی ناک
چوٹی کاٹی جائیگی افراسیاب کہتا ہے جو دشمن ہو گئی اُسکو تشہیر کرکے نکالو لگا آپکے مقدمہ مین فرمائے
عجائب بڑی خیر خواہ ہے کس مزے سے محبوب کو قید کیا اس زمانے مین چلکر ملاقات کیجیے سلطنت

ہوشربا آپ کو لے مہرخ و بہار نوبت بجان و کار دیرا سخزان ہین یاقوت سخندان طبل جنگی بجوائیگی
عفریت طلسم کو بلائیگی سنتے ہین وہ عفریت آکر سب کو کھا جائیگا ان باتون مین عجائب کا خوب دل لگا
برق کا باتین بنانا غضب وکھانا باتین کرتے کرتے صرصر نے ادہر اودہر دیکھا عجائب نے پوچھا کیون کس
کس چیز کی تلاش ہے کہا حضور اک جام شراب کی خواہش ہے عجائب نے میز سے گلابی اُٹھا کے دی
صرصر نے جام لبریز کیا کہا واری الصدق آپ نوش کیجیے جھوٹی شراب آپکی لونڈی پیے گی عجائب نے
منہ لگا دیا چند قطرے حلق سے اُترے گھبرا کر کہا اس شراب نے آگ لگا دی کہا حضور فصل بھی تو خلاف ہے
عجائب گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے گری برق نے عجائب کو اُٹھا کر چارپائی
کے نیچے ڈال دیا لباس اسکا اُتار لیا عجائب کی شکل بنکر کمرے سے ہنستا ہوا نکلا خواجہ انتظار کر رہے ہین کہ
دیکھون یہ لونڈا کیا کرتا ہے ایسا نہو عیاری کو خراب کرے کہ ملکہ عجائب باہر تشریف لائین تخت پر بیٹھتے ہی
حکم دیا ملکہ محبوب کل کشا و مخمور رعنا و چالاک عیار کو جلد دربار مین لاؤ خواجہ سمجھ گئے برق نے اپنا
کام کیا داروغہ حبس گیا محبوب و مخمور و چالاک کو سربزنجیر تھام کر سر دربار لایا برق نے عبیر سے کہا اک
مصاحب خاص انکو سمجھا و حکم شہنشاہ آ گیا مین کسی کا پاس نکرونگی ابھی براے قتل حکم دونگی عبیر جادو
ٹہلتے ہوے پاس مخمور کے آئے باتین آنکھ کا اشارہ دکھایا مخمور نہال ہو گئی پلٹ کے محبوب سے مخمور نے
کہا اُستاد آ گئے چالاک بھی سمجھ گیا مگر بڑا قلق ہوا اب چالاک نے برق کو بھی پہچانا برق کا تو حکم احکام
جاری ہورہا ہے عبیر جادو نے خزانہ دار کو بلایا کہا جسقدر جواہر ہمارے خزانے مین ہے کشتیون مین لگا کر کمرے
مین رکھو خزانہ دار نے فوراً حاضر کیا خواجہ کمرے مین تشریف لیگئے جواہر سب اُٹھا کے نذر زنبیل کیا یہان محبوب
و مخمور نے عرض کی حضور ہم سامری و جمشید کو سجدہ کرینگے برق نے جھپٹ کر دونون کی زبان سے سونت
لیا چالاک کی ہتھکڑیان بیڑیان کٹوائین خواجہ تو گھر بھر کی تلاشی لیتے پھرتے ہین قضا سے کار چند
کنیزین کسی کار ضروری کو اُس کمرے مین گئین جہان عجائب بیہوش پڑی ہے یہان محبوب مخمور پہلو مین
آکر بیٹھین چالاک مگس رانی کرنے لگا کنیزون نے عجائب کو زیر چھپرکھٹ پایا دیکھا بی بی برہنہ
پڑی ہین کنیزین سر پیٹنے لگین کسی نے پانی کا چھینٹا دیا عجائب نے آنکھین کھولین کنیزون نے
عرض کی واری جلدی اُٹھیے آپ کی شکل کی ایک عیارہ تخت پر جا کر بیٹھی ہین محبوب و مخمور کو
رہا کر دیا چالاک کی ہتھکڑیان کٹوا دین حکم ہے فوج محبوب کو قید خانے سے لاؤ آپ کو یہان کون

ڈال گیا عجائب نے کہا دنیا مین آگ لگی ہے جورو نے شہنشاہ کی دریا سٹوایا عیار بچی نے سمجھایا بیہوش کیا پرائی ملکوار ہو کر یہ حرکت کی کنیزون نے عرش کی دھنو صرصر کا تو کہین نشان بھی نہین معلوم ہوتا ہوا کو کون دیکھ سکتا ہے خیر خواہان دولت کو اسی وجہ سے سکتہ ہے عجائب نے کہا سچ چال کھل جائیگی وہ کوئی عیار ہوگا مین ابھی جلد سمجھے لیتی ہون یہ کہکر لباس پہنا اپنے مقام سے اُٹھی اسباب سحر ہاتھ مین لیکر چلی یہان برق سکو رہا کر چکا خواجہ مکان مین دو ڈے دوڑے پھر رہے مین برق تخت پر بیٹھا ہے محبوب دل کشا و مخمور کہہ رہی مین کہ اب نکل چلو یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے کہ سبادے نخرہ ہوا سنم ملکہ عجائب زعفران پوش ارے صرصر شمشیر زن کہان گئی مجھکو بیہوش کرکے بھاگی برق تو تخت سے کود کر بھاگا ملکہ محبوب سے نبرد کیا ای ملکہ عجائب دھوکے سے یکیلا دی تھین مین برسر منزل تھی تم نے جا کر سحر کیا اب حال کھلیگا عجائب محبوب پر جا پڑی عجائب کے مصاحب حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہے برق نے اشارہ کر دیا ارے اسکو مارلو یہ کون میری صورت بن آئی ہے اسکے مصاحب بھی پر سحر کرنے لگے عجائب نے ساتھ والون کو قتل کیا ہزارون لاشے بارگاہ مین پھڑکنے لگے یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین ہو یہ قلعہ عجائب نگار متعلق سرحد ظلمات ہے عجائب خاص خراج گزار ملکہ ماہیان زمرد پوش ہے یہ بھی اکثر تحریر ہوا ہے تو کسی مقام پر نشان نہین دیا اب واضح کرتا ہون کہ ہفت برق طلسم ہوشربا خاص قلعہ ظلمات مین رہتی ہین برق لامع مسلمان ہوئی رعد و برق بھی شریک ہوئے برق نگاہ ان چند کی داستانون مین قتل ہوئی برق خاطف و برق خندان و برق بلا خوار یہ تین برقین باقی ہین برق بلا خوار اپنے قلعہ مین تھی کہ کنیزون نے خبر دی حضور حجرہ پنجم کھل گیا ملکہ یاقوت خندان و لعل خندان لڑ رہی مین برق بلا خوار تڑپ گئی کہا صاحبو یہ کیسا انقلاب ہے ایسی خبر وحشت اثر سنکر دل بیتاب ہو گیا وہ بلٹ کر آیا کیا عمر و کھلا دنیا ہے سب اسی کی محبت کا دم بھرتے ہین تاریک شکل کش کیونکر قتل ہوئی احتقاق و شہنا نواز ایسے تھے کہ اسقدر جلد مارے گئے یہ کہکر کنیزون کو حکم دیا جلد جا کر خبر لاؤ چند کنیزین واسطے خبر کے چلین یہان بارگاہ عجائب مین ہنگامہ گیر و دار بلند ہے عجائب و مخمور و محبوب سے لڑائی ہو رہی ہے جب عجائب نے دیکھا مین غالب نہ آونگی میرے ساحر بھی پر سحر کر رہے ہین کس کس سے لڑون کس کس کو جواب دون اُسنے گھبرا کر ڈبیا خاک قبر حبشی کی کھولدی اُس خاک کا اُڑنا محبوب و مخمور و دیگر چار سو ساحر اُسکی تاثیر سے

بیہوش ہوکر گرے عجائب بخیہ کھینچکر چلی کہ محبوب و مخمور کو قتل کرون پہلو سے عبیر جادو پیدا ہوا عجائب نے آواز دی کیون ای عبیر صرصر کو کہان سے ساتھ لایا تھا وہ تو شریک مسلمانان ہوگئی مجھکو بیہوش کرکے ڈال گئی میری شکل بنکر تخت پہ بیٹھی محبوب و مخمور کو قید سے رہا کردیا مجھ ایسی ساحرہ ہوشیار نہوتی تو اُن سبھون کے ہاتھ سے قتل ہوجاتی کیا تو بھی شریک مہرخ ہوا عبیر نے دست بستہ عرض کی مین غلام قدیم آپ کا مشیر و ندیم آپنے مجھکو خاک سے پاک کیا مرتبہ اعلی پر پہونچایا اپنا مصاحب خاص بنایا میری خیرخواہی ملاحظہ فرمایئے اب تکلیف نہ کیجیے مخمور کا مین سر کاٹونگا بی حیرت نے میرے ساتھ صرصر کو کردیا تھا مین کیا جانون یہ کیا مکر ہوا اب سب حال مکر و غدر کھل جایگا یہ کہتا ہوا قریب ملکہ عجائب کے آیا کہا آپ کو قسم ہے سامری و جمشید کی اپنی تلوار کو خون مخمور سے رنگین نہ کیجیے اس ظالم کا سر مین کاٹونگا یہ کہکے تخت کی قریب آیا عجائب سے کہا دیکھیے وہ کونے مین صرصر کھڑی ہے سحر کیجیے یہ بچانے پائے ہوا کا انتظام واجب و لازم ہے دم بھر مین غائب ہوجایگی جیسے ہی عجائب اسطرف پلٹی عبیر نقلی نے حلقہ ہاے کمند گلے مین عجائب کے ڈالدیے لغزہ کیا صرصر کو دیکھا جسکا مارا عجائب منھ کے بھل گری گرتے گرتے لپٹ کر خنجر مارا شکم چاک تھا پاک مرنے سے عجائب کے مقامات قلعہ کے جلنے لگے آواز آئی کشتی مرا نام مین عجائب زعفران پوش بود حصہ امکان گرا باغات اسکے سحر کے جلے محبوب و مخمور نے سحر او کردیا اہالیان فوج محبوب کو رہا کر چکے تھے اُن سب نے کود بزان مین آگ لگادی آخر اہالیان شہر نے پناہ مانگی جادو بلائی رئیس و امیر مشیر و وزیر رومال سے ہاتھ باندھکر مخمور کے سامنے آئے محبوب و مخمور نے سحر رو کا لڑائی موقوف ہوئی رئیسان شہر مطیع اسلام ہوئے گز و سکہ نام کا ملکہ مہ جبین کے جاری ہوا خواجہ ظاہر ہوے محبوب نے شکریہ ادا کیا خواجہ نے محبوب کو تخت پر بٹھایا مخمور کرسی جواہر نگار پہ چالاک و برق و خواجہ اب موجود مین عمرو نے اسی وقت حکم دیا خزانے لدوالے باربرداری درست ہوئین اسباب سفر تیار ہوا دو لاکھ ساحران غدار ہمراہ قلعہ مین کسی کو مقرر کردیا بیرون قلعہ عجائب لشکر آکر فروکش ہوا کنیزان برق بلا خوار جو براے خبر چلی تھین اسوقت پہونچین کہ عجائب کے مرنے کی صدا مین بلند مکان ہزارون جل رہے تھے یہ ہنگامہ دیکھکر آسمان سے اُتر آئین شہر مین آکر سب حال دریافت کیا معلوم ہوا ملکہ مہ جبین کی یہان بھی عملداری ہوگئی مخمور و محبوب نے آکر عجائب کو مار ا سارا قلعہ اسلام آباد ہوا یہ خبر وحشت اثر لیکر پلٹین برق سے آکر اطلاع کی

عرض کی حضور عجائب کو ساماتون نے قتل کیا مخمور و محبوب مع فوج ساحران بیرون قلعہ فرودگش
ہین یہ سنکر برق بہ قہر وغضب تمام اٹھی کہا مخمور کو اب یہ لیاقت ہوئی ہر حد پردہ ظلمات مین آکر دخل دیا
ابھی جا کر سب کو جلادونگی یہ کہکر تڑپی آواز دی ساٹھ ہزار کنیزان زرین پوش اگر موجود ہوئین
برق نے کہا عقب مین آؤ برق طاؤس پر جھپکر کڑکی اور چلی دور سے ظاہر ہوتا تھا ایک لچھا برق
کا کڑکتا ہوا جاتا ہے ساٹھ ہزار کنیزین بازلباقوزے وغیرہ پر سوار ہو کر بصد جوش وخروش چلین نوبت
نقارے بجتے ہوئے اس جاہ وحشم سے یہ سب آتے ہین خبر مفصل دریافت ہوئی کہ قلعہ عجائب نگار
پر قیامتین برپا ہین برق پر انتہا کا شاق ہے جنگ مخمور کی دل وجان سے مشتاق ہے گوشۂ پردۂ
ظلمات سے لشکر لیکر نکلی تھی اک صحراے سبزہ زار مین پہونچی وہانکی بہار دیکھکر دل فرحناک ہوا کنیزون
نے دست بستہ عرض کی حضور کیا صحراے مقبول ہے سرور تازہ قلب کو حصول ہے اسی مقام پر فرودگش
ہو جیے برق نے کہا تمھین کیا معلوم کہ طلسم مین کیا انقلاب ہے کیسے کیسے ساحران جلیل افراسیاب
کے کفیل مثل نقش قدم مٹ رہے ہین روح کو بیچینی ہے کنیزون کے کہنے سے ملکہ چند ساعت اسی صحرا مین
اُترین ٹہل رہی ہین ہواے سرد عیسی دم مسیح نفس چل رہی ہے طائران خوش الحان مصروف زمزمہ ہائے
صحراے مینو سواد کی رعنائی برق نے جو نرگس شہلا کو دیکھا جوانان چمن پر آنکھین نکالتی ہے عشق
گل وبلبل کے جھگڑے اشارہ نہین ٹالتی ہے سرو کا قد موزون صنوبر خرامی کی خوش رفتاری عاشقان
چمن کی بیقراری باد صبا کی اٹھکھیلیان چشمہ ہاے آب روان ہر ایک گرداب مثل مہ رخشان اُسوقت برق
کو وہ صحرا ایسا پسند آیا کہ بے اختیار منہ سے نکل گیا کیا مقام جنت نشان ہے دل چاہتا ہے آنکھون کو فرش
کرین سبزۂ خوابیدہ کی محبت کا دم بھرین یہ باتین تھین یا تو صحرا کی وہ رعنائی زیبائی یا دیکھا سنبل نے
بالون کو پریشان کر دیا نرگس کی آنکھین پھرین قمریون نے طوق کو گردن کو جھکے سر کو پیٹا سرو چمن پا بگل
ہر نخل منفعل چشمونکو دیکھکر جوش دریاے مصیبت ہر ایک حباب چشم حیرت غبار زرد اٹھا خود زمین تھرائی
عندلیبان خوشنوا نے زمزمہ سرائی موقوف کی ہر گوشۂ صحرا سے واویلا واحسرتا کی صدا بلند ہوئی برق
اس مصیبت کو دیکھکر دردمند ہوئی تڑپ گئی ساتھ والیون سے کہتی ہے اے صبا جو رنگ روے گل کیون
متغیر ہوا آئینہ چشمہ صاف وشفاف کیون مکدر ہوا اُسوقت نئی بات پیدا ہوئی بحر غم والم کی طغیانی دمبدم
ترقی پر حیران کیا بلا نازل ہوئی کون قتل ہوا ارے کسکا گھر لٹا افراسیاب کی خبر لاؤ میرا دم گھبراتا ہے کلیجہ منھ

کو آتا ہی جی چاہتا ہی تڑپ تڑپ کے گرون سارے جنگل مین آگ لگا دون دیکھو دیکھتے دیکھتے تیز ظاہر ہوا
کسی نے ابتک مجھسے مفصل حال نہ کہا کنیزین دست بستہ سامنے عرض کرتی ہین واری ہم لوگ کیا عرض کرین
ظاہر مین تو کوئی سانحہ درپیش نہین ہی باطن کا حال سامری و جمشید جانین یہ کل آشوب خداوند تعالی کی قدرت نے
دکھلائے دبی ہو گا جو خداوند تعالی کو منظور ہی برق نے کہا اس جلوے کا نام نہ لو اسنے شرف مذہب سامری و جمشید
مٹایا مین حیران ہون کہ آخر طلسم ہوش ربا مین کیون آیا دیکھین کیونکر جان بچتی ہی یہ لفظ برق کے منھ سے
نکلا ہی کہ ایک طائر آسمان سے روتا ہوا ظاہر ہوا برق نے گھبرا کر پوچھا ای طائر ساختہ سامری خیر تو ہی اس
طائر نے زفیل مار کر آواز دی ای برق تمنے دیر کی بڑا غضب ہوا ملکہ عجائب قتل ہو گئی یہ کہکر وہ طائر جل گیا
برق تڑپکر سوار ہوئی روا روی کیطرف چلی وقت پر اسکا حال تحریر ہو گا یہان شب کو محبوب نے بارگاہ مین
جلسہ آراستہ کیا رات بھر ناچ رہا صبحکو آرام کیا حکم دیا پہر دن چڑھے لشکر چلیگا مخمور و محبوب سوتے ہی تھے
سرداران لشکر اپنے اپنے بستر پر مائل خواب تمام لشکر مین کربندی ہو رہی ہی بارگاہ لد چکی ہی کہ آسمان سے
نعرہ ہوا باشندگان شہر عجائب غضب کیا اپنے بادشاہ کو قتل کرایا مخمور و محبوب کی اطاعت
کی حق شہنشاہ فراموش ہوا ستم ہو گیا برق بلا خوار تڑپ تڑپ کر سب کو جلا دو لگی اسطرح تڑپکر گری
گئی سو کے سر کاٹ کر چلی ساٹھ ہزار کنیزین آگ گرین گوسے ناچ ترنج جو چلے پچاس ساٹھ ہزار ساحر مارے گئے
ہلڑ ہوا محبوب و مخمور آنکھین ملتی ہوئی اٹھین گھبرائی ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہی بیرون بارگاہ آکر دیکھا
ہزار ہا لاشہ پڑا پھڑک رہا ہی برق نے تہ و بالا کر دیا مخمور پڑھتی تھی کہ برق سر پر گری سر زخمی ہوا ایک
تھا برق کا محبوب ہر نہ صورت اسکی دکھائی نہین دیتی کہین برق بنکر گری کہین تلوار بنکر
چمکی کبھی آگ برسائی کہین آگ لگائی سنبھالنا دشوار کر دیا عمرو و چالاک و برق بھاگ کر الگ کھڑے
ہوسے جانتے ہین کچھ عیاری کرین برق کی چشمک زنی سے نگاہ قائم نہین ہوتی یہ نہین ثابت ہوتا
کہ کون لڑ رہا ہی اسقدر اندھیرا ہی اپنا ہاتھ آپ نہین معلوم ہوتا تمام جنگل دھوان دھار ہو رہا ہی عمرو
ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کسی کی شکل بنکر بڑھون برق کو مارون کبھی معلوم ہوتا ہی تلوار چلی کبھی بجلی تڑپ کر
ہر مقام پر گرتی ہی جہان گری سو دو سو کو جلا دیا ہزار دو ہزار کو خاک مین ملا دیا صدائے فریاد و الغیاث
بلند محبوب و مخمور گھبرائین کہان بھاگ کر جائین اس برق جہانتاب سے کیونکر جان بچائین
برق و عمرو و چالاک اسوجہ سے حیران ہین صورت ظاہر ہو تو عیاری کرین برق چمک رہی ہی

اندھیرا ہو رہا ہے ثابت نہین ہوتا کہ عورت ہے یا مرد کس پر عیاری کرین اب سب دعا کرنے لگے
دو کلمہ داستان مقام دیگر سنیے ابھی تک اس حقیر نے اس حال کو نہین لکھا تھا چارون جلدون مین اس
داستان کا پتہ ہے یعنی شاہزادہ غضنفر بن اسد نامدار فرزند طلسم کشا اس طلسم مین مدت سے داخل ہے
دو معشوقان پری چہرہ ہمراہ مین ملکہ نسیم جالندری و ملکہ قمر طلعت ساٹھ ہزار جادوگر و اسی ہزار قزاق
تیار کیے بڑے بڑے قریات طلسم لوٹتے پھرتے مین غضنفر نے صدہا قریے بے چراغ کر دیا نسیم جالندری عاشق
جمال غضنفر ہے جانتی ہے کہ مرد دیوانہ اگر افراسیاب کے حال سن پائیگا جا پڑیگا اُسکے ہاتھ سے مارا جائیگا چھپاتی
پھرتی ہے کوہ و دشت بیابان مین مسکن کیا ہے ناظرین آگاہ ہین غضنفر کے پاس تحفہ جات موجود ہین اسپ
باد پا تیغہ روئین شگاف و انگشتر مہر و ماہ اسیرج نامے مین ان تحفہ جات کا مفصل ذکر ہوا ہے یہ اشیاے
نادرہ طلسم بند سامر شمشہ نے براے فرعون شداد تیار کیے تھے معشوقۂ فرعون شداد ملکہ ناہید یعنی نقابدار
قنطورہ پوش شاہزادہ خورشید بن ہاشم پر عاشق ہوئی یہ مرکب اور تیغہ و انگشتر جوش محبت مین خورشید
کو دیے خورشید سے غضنفر نے لیے اسکے بڑے بڑے جھگڑے رہے مگر غضنفر نے پھر یہ تحفہ جات واپس
نہ دیے یہ مرد قزاق ہنر لیکر دنیا کیسا ہے چار جلد مین لڑائیان غضنفر کی بیان ہو چکی ہین اکثر جادوگر
اسکے ہاتھ سے مارے گئے لشکر لیے ہوئے اک صحرا مین اترا تھا نسیم پر غصہ کیا ہے مین مکان افراسیاب
تباہ و مین جا کر اس بجیا کو مارون اسی شرم مین آجتک باپ سے نہین ملا کہ کیا تحفہ لیکر براے
نذر جاؤن سر افراسیاب جا کر نذر کرون یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوا تیغہ روئین شگاف قبضے
مین انگشتر مہر و ماہ پہنے ہوئے واضح ہو مرکب مین یہ تاثیر ہے اگر کوئی ساحر دریاے سحر آگ کا یا پانی
کا تیار کرے یہ مرکب جھیل کر نکل جائیگا انگشتر مہر و ماہ پر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا تیغہ روئین شگاف
وہ چیز ہے کہ اگر کوئی ساحر اپنے کو روئین تن بھی بنائے یہ تیغہ نذر کیگا فوراً دو ہو کاٹے کریگا الیس یہ
تحفہ جات سب غضنفر کے پاس ہین اپنے قزاقون کو ساتھ لیے ہوئے نسیم جالندری و ملکہ قمر لیکر دونو
معشوقان ہمبر تخت پر سوار ساٹھ ہزار ساحران غدار اسی ہزار قزاق پشت پر یہ ہنگامہ عظیم جو
گرم دیکھا نسیم نے ملکہ مخمور کو پہچانا کہا اے شہریار طرلیقے سے معلوم ہوتا ہے ملکہ مخمور کو کہ شریک
لشکر مہرخ مین برق نے گھیرا ہے یہ مقام یبوذ ظلمات کا ڈانڈا ہے اہل اسلام کو شکست ہے برق
بلا خوار کو قتل مخمور سرخ چشم کا بند و بست ہے مدد کرنا واجب و لازم ہے یہ سنکر غضنفر نامدار نے

قبضۂ تیغ زرومین شگاف پر ہاتھ ڈالا بوق ترکی کرکے نکالا ہزار ہا بوق بجا معلوم ہوا صور اسرافیل
پھکا سحر ٹھہرا اُکھاڑ مین شیرون کو غش آیا اُٹھ بیٹھے چراغ پا ہوے آواز بوق سے بدلگامی
کرنے لگے سوارون کو غبار نگ کے بھاگے غضنفر تیغ کھینچکر فوج برق بلاخوار پر جا پڑا اگرچہ تیغ تاریخ
بجیہ مہ مین غضنفر انگشتر بہر و ماہ کو چمکا دیتا ہی ساحران کو اُسکی ضو دکھا کر مٹا دیتا ہی ساحرون
کے سحر سے دریاے آب و آتش جوش مار رہے تھے اُن دریاہاے سحر کو اسپ باد پا طے کرتا ہی جسپر
غضنفر جا پڑا تیغ زرومین شگاف کا ہاتھ مارا اگر اُس ساحر نے اپنے کو سحر سے رومین تن بھی بنایا
تیغ نے دو ٹکڑے کیے ساحر جہنم واصل ہوا خنجر بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا ہزارون کو دم بھر مین
پامال کیا ساحرون کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا قزاقون نے اسطرح گھیرا گھوڑون کو موڑ رہے ہین
عجب ترکیب سے قزاق ساحرون سے لڑتے ہین ایک نے ساحر کو نیزہ دکھایا اُسنے سحر کیا یہ بیچارہ مبتلاے
سحر ہوا دوسرے نے لپٹکر خنجر مارا اُسکا شکم چاک قصہ پاک ہوا اس ننگ سے قزاق لڑے ساحرون
کے جی چھوٹ گئے سحر کرنا بھولے جاتے ہین جھولیان شانون سے گر گئین کلوا کا نام لیتے ہین نارسنگھ
یاد آتا ہی رنگ سحر و ساحری مٹا جاتا ہی برق بلاخوار ایک طاؤس آتشین پر سوار تڑپ تڑپ کر
گر رہی تھی صف محبوب پامال مخمور و محبوب زخمی ہو چکین بہ مثل شعلہ جوالہ کبھی ظاہر کبھی نابود
ایک نخل کے سایے مین اگر تماشا دیکھنے لگی نگاہ برق بلاخوار جمال بیمثال غضنفر نامدار پر پڑی
دیکھا ایک طفل دوازدہ سالہ سبزہ عارض انور پر آغاز ہوا ہی دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے
معشوق وضع شیر بیشۂ ہنر و جرأت و دلاوری مین فرد جس ساحر نے قصد کیا یا للکارا فوراً اُسپر
جا پڑا اُسنے سحر کیا سحر اُسکا بیکار رہا غضنفر نے کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھایا طرف آسمان کے پھینکا چرنگ
ہوائی تلملا کیا ساتھ والے قزاق تعریفین کر رہے ہین ای شہریار ماشاءاللہ کیا مزے سے ساحر کو مارا
کس دھومے کا فر کو للکارا قزاق بھی بلاے روزگار ہین نسیم جالندری سحر کر رہی ہی برق بلاخوار
کی جو نگاہ اس شیر دل رستم خصال آفتاب عالمتاب آسمان جاہ و جلال شیر بیشۂ جرأت نہنگ بحر خار پر گئی
دلربا قد پر پڑی صورت زیبا دیکھا مر گئی پکار اُٹھی ارے مجھکو قتل کر تو تلوار کیون کھینچتا ہی تیرے
خنجر ابرو نے دلکو زخمی کیا نگاہون کی چھریان سینے پر چل رہی ہین تلوارین ابروے خمدار کی نیام
انتقام سے نکل رہی ہین درد سے بلائین لیتی ہوئی چلی غضنفر نے دیکھا ایک ساحرہ تمام جسم شعلۂ آتش

اپنے کو اُسنے ظاہر کیا سحر سے خوبصورت بنی بتجمل بھاری لباس پہن لیا دوپٹہ آب رواں کا اوڑھا زیور بھی پہن لیا
پکارتی ہی ایسے کیوں تکلیف کرتا ہی کلائیوں پر ورم آجائیگا غضنفر تیغ اژدر دمن خنگاف کھینچے ہوے کنپٹی سے خون ٹپکتا
ہوا خانہ ہاے زرہ خون سے معمور میدان جنگ میں قلب کو سر در چہرۂ آفتاب تابان عارض انور رشک ماہ درخشان
حسین بلکہ حسن شکیل اُس آن بان سے تیغ کھینچے ہوے چلا برق بلاخوار بلائیں لیتی ہوئی آتی ہی غضنفر نے جو غور
کیا او ملعونہ کیا بکتی ہی درج دہن جو کھلا لڑی موتیوں کی ظاہر ہوئی دندان مثل برق چمکے خرمن ہوش و حواس کو
برق کے جلا دیا اسکو اُنے ہے مجھی اپنے مجھکو پسند کیا کہتی ہوئی بڑھی ارے میں تجھکو عالمگیر بناؤنگی سحر سکھاؤنگی کوئی
دنیا میں تجھسے مقابلہ نکر سکیگا چند ظلمات میں پھلوں تیرے لیے تاج و تخت آراستہ کروں دولہا بنکے تخت پر بٹھاؤں
بڑے بڑے ساحر تیری خدمت میں حاضر رہیں گے کوئی تجھسے مقابلہ نکر سکے گا غضنفر نے جواب دیا او ملعونہ کیا بکتی ہی ہوشیار
ہو جا یہ سحر کر ورنہ پچھتائیگی برق بلاخوار نے کہا ارے کٹیں وہ ہاتھ جلیں جو تجھپر سحر کر ڈالیں پھوٹیں وہ آنکھیں جو تجھ
ایسے معشوق کو نگاہ بد سے دیکھیں جب غضنفر نے ان باتوں کو نمانا تیغ کھینچے ہوے قریب آیا تب برق نے
ڈرانے کو غضنفر کے چند دانے ماش کے پھینکے وہ شعلہ بنکر غضنفر پر گرے غضنفر نے انگشتر مہر ماہ کو چمکایا وہ
شعلہ ہاے آتش نابود ہوے برق بلاخوار خوب قہقہا مار کر ہنسی کہا اسے ظالم یہ تو بڑی بات ہی تھوڑا بہت
تجھکو بھی سحر آتا ہی میں بخوبی کامل کرونگی یہ کہکر پھر ہاتھ ہلایا برق چمکائی اُسکی بھی تاثیر نہوئی جب تو برق بلاخوار خوب
قہقہا مار کر ہنسی ارے سحر میں بھی کامل ہی میں تو سمجھتی تھی کہ بالکل جاہل ہی شکر سامری و جمشید کہ میرا معشوق کچھ سحر سے
بھی آگاہ ہی اگر تجھکو حسرت ہی کہ وار کروں سر حاضر ہی جسطرح جی چاہے کاٹ لے میں سر نہ ہلاؤنگی لیکن تیری قوت
کا امتحان منظور ہی تیری بدعت سے بھی قالب کو سرور ہی یہ کہکر تجلی خاک کی شعاع اپنے سر پر ڈالی گویا رویین تن ہی
اپنے نزدیک سحر کیا کہ سر فولاد کا ہو گیا اب کسی کی تلوار نہ کاٹ سکیگی اپنے دل میں مسرور معشوق محجوب ہوگا غضنفر نے
تیغ اٹھایا برق بلاخوار نے بجاے سپر سر ٹیکا غضنفر نے کہا ارے ظالم سر تو ہاتھ میں لے برق بلاخوار نے کہا او
خود میری سر سپر ہی ہر چند غضنفر نے کہا لیکن اپنے سحر پر اسکو ناز ہو جاتی ہی اگر سر پر میرے کوئی آرہ بھی چلائیگا تو جسم
بیلکم نہو سکیگا برق بلاخوار نام سر کسی انجام غضنفر نے تیغ بولا کھات سے ملا تیغ رویین شکاف جوان زبردست
اسد شیر دل کا فرزند نبیرۂ حمزہ ارجمند تیغ اژدر دمن شکاف تڑپ کر گرا جیسے جانوں کی جلتی سے تار گذرتا ہی ملعونہ سر کے
دو ٹکڑے ہوے صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب صندوق سینے سے مثل سیماب تیغ گذرا مع طاؤس برق بلاخوار کے
چار ٹکڑے ہوے شعلہ بھڑک کر گرا لاشہ اس ملعونہ کا جلنے لگا برق طلسمی کا گرنا ابر صواعق حار گھر کر آنا زلزلوں کا قیامت برپا

اندھیرا چھا گیا پانی برسا شعلہ ہاے آتش بھڑکے بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من برق بلا خوار بود افسوس
مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جادوگرنیون نے جو لاشہ برق بلا خوار دیکھا غضنفر آسمان شوکت
وشان سے لشکر ساحران پر جا پڑے قزاقون نے فوج کے ٹکڑے اڑا دیے خیمے بارگاہین لوٹ لین خزانے خیمے
جلا دیا قزاق کپڑے لوٹ کے عادی توڑے اٹھا اٹھا کر گھوڑون پر رکھے اسباب لاے عمرو غضنفر کو
دیکھ کر دوڑا مخمور نے گلے لگا کر پوچھا ای خواجہ شیر دل کون ہے سراپا سے شان اسد نامدار ظاہر ہے ماشاء اللہ قشون سپاہ گری
سے بخوبی ظاہر ہے عمرو نے کہا ای مخمور یہ دیوانہ مجبول فرزند اسد نامور ہے خدا نے اسکو یہ مرتبے عطا فرمائے تیغہ روئین
شگاف ہاتھ مین ساختہ ساحر کش قبضے مین تیغہ سرکش اسپ بادپا زیر ران صاحب شوکت و شان نہین معلوم یہ کب
طلسم مین آیا مخمور نے کہا ہمنے آمد کی خبر سنی تھی آپسے اطلاع نہین کی گئی ملک انھون نے فتح کیے دیو کو مارا
ہم نے اسوجہ سے آپ سے ذکر نہ کیا آپ جوش محبت مین گھبرا جاینگے یہ جوان دیوانہ مزاج شہرون شہرون لڑتا پھرتا
ہم تو حیران تھے کہ آپکے سرداران لشکر علم سحر سے آگاہ نہین ہین پس فرزند طلسم کشا کیونکر ہاتھ سے ساحرون کے بچا
عمرو نے کہا یہ ہمیشہ سے ساحر کش ہے سرحد باختر مین بڑے بڑے ساحر مارے خورشید بن ہاشم تیغزن نبیرہ
حمزہ صف شکن یہ تحفجات معشوقہ فرعون سے لایا تھا جبراً قہراً اسنے خورشید سے لیے پھر اسے دیے ایک عالم
پر خورشید زخمی ہو گیا تھا ایک ساحرہ نے آکر اسکے لشکر کو سحر سے تباہ کر دیا یہ لوٹا فطرتی ہے خورشید سے عالم کفر مین
بھائی چارہ کیا ان تحفجات کو تاکے بیٹھے تھا اُس حالت مین جو اُسکا لشکر تباہ ہونے لگا خود صاحب فراست تھا
اُسکو بلا کر اسنے کہا بھائی مین تو اٹھ نہین سکتا تم یہ تحفجات لو جاکر ساحرہ کو مار دو تو اس بات کے جو بلے تھے
اسپ بادپا پر سوار ہوے تیغہ روئین شگاف کے قبضے پر ہاتھ ڈالا انگشتر مہر ماہ زیب انگشت کی بڑے جاہ و جلال
سے جاکر اُس ساحرہ کو مارا خورشید کے لشکر نے سحر سے رہائی پائی وہ تمھارے تحفجات پھیر کر لائینگے یہ بھلا کب
ٹھہرتے تھے بوق نرکی بجاتے طرف صحرا کے نکل گئے خورشید بیچارہ سر پیٹتا رہ گیا آخر مین وہ صاحبقران سے لڑکر
زیر ہوا یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ نبیرہ صاحبقران ہے خورشید نے صاحبقران سے فریاد کی میری انگشتر مہر ماہ
تیغہ روئین شگاف اسپ بادپا غضنفر سے دلوا دیجیے صاحبقران نے بھی بہت کہا اس دیوانے نے لشکر میں
آنا چھوڑ دیا کسیطرح یہ تحفجات نہ دیے جبتک اسکے پاس موجود ہین لڑنے تصریح مقدسہ تحفجات یہ ذکر مجمل تحریر کیا لیکن غضنفر
بن اسد بعد شدود بد برق بلا خوار کو مار کر لشکر ساحران کو پامال کرتا ہوا طرف صحرا کے چلا قزاقون کو آواز دی کہ قزاقان
بدرو دیم قزاق یار آ رہے تھے یا گھوڑے چمکاتے ہوے نیزے ہلاتے ہوے طرف صحرا کے چلے ہر چند عمرو و چچا مخمور غضنفر ٹھہر جا

بیٹا مین تجھکو گلے سے تو لگالون اسد تیرے ہجر مین بیقرار ہی غضنفر نے پلٹ کر آواز دی نانا جان سطرح نہ آؤنگا بات پچ
نذر مین کیا دونگا اگر لشکر افراسیاب پاؤن تب برائے ملاقات قبلہ و کعبہ آؤن مخمور نے آواز دی غضنفر نے پلٹ کر جواب
بھی نہ دیا شل دیلے فرار آگر اگرچہ کشتی حیات ساحران کو طوفانی کر کے شل سیل بلا نکل گیا اب ملکہ مخمور و محبوب نے
ساحرون کو بھگا دیا اپنے ساتھ والون کو بچایا پچاس ساٹھ ہزار ساحر ساتھ برق بلا خوار کے قتل ہوے ہمراہیان برق
سے کوئی بچکر نہ گیا مخمور نے لشکر کو جمع کیا تین دن اسی مقام پر گذرے خواجہ نے کہا اے مخمور یا قوت سخندان نے
جو مہلت دی تھی وہ گذر چکی تھی اب دیر کرنا مناسب نہین ہے مخمور نے تیسرے دن محبوب کاکل کشا کو تخت
پر سوار کیا آپ بطور سپہ سالار لشکر کو آراستہ کر کے خواجہ کو ہمراہ لیا برق و چالاک بھی ہمراہ ہوے نقارے پر
چوب پڑی اس گروہ سے خواجہ ان سبکو لیکر طرف لشکر تمرخ کے چلے ان سبکو راہ مین چھوڑیے وقت پر انکا ذکر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان سحر بیان بذکر عشق ملکہ لعل سخندان و کیفیت غضب بحر و برائے ملاقات اسد مدار جانا و عیاری ملکہ صرصر یعنی گرفتار کرنا اسد غازی کو عین لشکر افراسیاب مین و عیاری قران یعنی ہوشیار کرنا اسد نامدار کو و کیفیت مغلوبہ و اسد پر سحر کا تاثیر نہ کرنا بسبب اسکے لعل سخندان و دیگر حالات متعلق داستان ہذا خمسہ

تار زلف عنبرین ساری حرارت لیگئے
گال گورے گورے یہ دل کی ابصارت لیگئے
لوٹ کر سر سنگ یہ دل کی بضاعت لیگئے
آنکھ پڑتے ہی قرار و صبر و طاقت لیگئے
خال مشکین دلبری مین گوے سبقت لیگئے

ہمد ہوا ایسی بربادی بھی ہے عین مراد
ساتھ اپنے ربط تھا دشت غربت مین زاد
کیا ہی اس وحشت کدے مین ہم پھرین شاد و شاد
خاک چھانی ہم سبک دوشون نے شل گردباد
وادی پرخار سے گوے سلامت لیگئے

با مزا ہون باعروت آشنا ہون دیکھنا
بین بسمل عشق مین ہجز نما ہون دیکھنا
جستجوے دوست مین ہر دم فنا ہون دیکھنا
زہر کھا کر اک شکر لب پر فدا ہون دیکھنا
قبر پر دشمن لگڑے بھر بھر کے شربت لیگئے

قبر بھی تھی نہ زیر گنبد چرخ کہن ہاو
ای زمین نازان ہو اپنے بخت پر مین خستہ تن
پائی ہے لیکن بڑے زور دن سے پھر خاک وطن
عالم اسباب مین حاصل ہوا آخر کفن

چلتے چلتے آسمان سے ہم بھی خلعت لیگئے

جان جان فرقت مین تیری یکدم راحت نہ تھی
سختیان ایسی اٹھائین تھی کہ اجابت نہ تھی
مرگیا اچھا ہوا کچھ زیست کی لذت نہ تھی
ناتوانی سے فشار قبر کی طاقت نہ تھی

گور مین بھی تیرے عاشق کو امانت لیگئے

بلبلون نے فاتحہ خوانی کا جب غل کردیا
اسے پروانون کو یہ مایوس بالکل کردیا
قبر پر عاشق کی فرش چادر گل کردیا
تیرہ بختی کے اثر نے شام سے گل کردیا

صبح کو کوتے اٹھا کر شمع تربت لیگئے

کس نے پایا چین در رنج بے اسلوب مین
گرچہ دوری تھی بے طالب مل در مطلوب مین
کچھ تمیز اسکو نہین تھا حال بد مین خوب مین
دیدۂ دل نے گھسیٹا کوچۂ محبوب مین

کھینچکر مجھکو فرشتے سوے جنت لیگئے

نخل بند گلشن ایجاد کا بھرتے ہین دم
عارضی باتون کا کچھ صدمہ نہین کرتے ہین ہم
پھر بہار آجائیگی فصل خزان کرے ستم
باغ عالم مین ہے نافہمون کو بیدردی کا غم

سبز نیچے اس چمن کے زرد صورت لیگئے

گو لسان دیدار فاضل یار کا مفتون نہین
کون حافظ ہے کہ جو میری طرح مجنون نہین
صفحۂ رخ پر ہے جدول کا کل شبگون نہین
مصحف رخسار کے مضمون سوا مضمون نہین

سبکے مضمون پر مرے مضمون فضیلت لیگئے

جزو تیرہ وہ اعضا کی تباہی بعد مرگ
کام آجاتا ہے کچھ سینہ صفا ہی بعد مرگ
قہر کرتی ہے سیاہی پر سیاہی بعد مرگ
کوئی مومن ہو نہ گل در گل الٰہی بعد مرگ

واے بر حال انکے جو دلمین کدورت لیگئے

الحق ایام جنون نے لایا دشت مین
عمر گذری انکھون کا انکی دھیان آیا دشت مین
تھا غربت کا سمان دن کو دکھایا دشت مین
گردش چشم غزالان نے پھرایا دشت مین

ساتھ اپنے ہر جگہ ہم اپنی قسمت لیگئے

خال ہندو کی محبت کا ہوا دل مین ورود
حرف معبد خاک بھی کردینگے سب پیری خمود

دشمن اسلام تھے انکے بغض و حسود		دیکھ سکتے تھے کہاں کافر مسلمان کی نمود
	کھود کر بت ساز آتش سنگ تربت لیگئے	

چہرہ سوختگان آتش فراق وگداختگان بوتۂ اشتیاق اسیران طرۂ گیسوئے تابدار و ذبیحان خنجر ابروئے آبدار
شب تاریک فراق محب و مطلوب میں داستان عشق انگیز کو یوں تڑپ تڑپ کے بسر کرتے ہیں اشعار
کیست قلم را بجولان درہم دہ سخن را بہ برگ ساماں کنم ہو نو لیسم یکے داستان ز عشق ہا بیار عجب غزاں ز عشق ہا
کیفیت حال شب ہجر عاشقان دلسوختہ یوں تحریر ہوتی ہے کہ حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق لو گرفتار مجبور و ناچار بیقرار
و اشکبار و نالاں و گریاں ملکہ لعل سخنداں فراق اسد نامدار میں بیقرار ہوئی آخر دامن صبر سبت استقلال سے چھوٹا
اور شیشۂ دل بضرب سنگ محبت اسد نامدار سے ٹوٹا گذارش کر چکا ہوں جس شب کو سحر امیر اسد غازی سے
ملاقات ہوئی جوش محبت میں آکر بازو سے کھولکر اسد کو دیدیا دوسری شب کو اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھی گرد انیس جلیس
ہمدم ہمراز بیں گھیر کر بیٹھیں جب نے دیکھا ملکہ حیران و پریشان آب و دانہ ترک دن کو بھی آج خاصہ نہیں نوش کیا وزیرزادی
ملکہ لعل کی حاضر ہوئی سر سے پلنگ بلائیں لیں عرض کی میں کئی دن سے حضور کو بہت بیقرار پاتی ہوں ہر وقت
گھبراتی ہوں مزاج اقدس کیسا ہی اپنی کنیز سے راز دل ظاہر کیجیے ملکہ لعل نے کہا نرگس تو دیکھتی ہی کیا آفت برپا ہی ادھر
ہمشیرہ یاقوت ادھر بران رنجیدہ وہ بھی تو ہمارے خون میں ہمشیرہ یاقوت کے مزاج میں خونریزی ہر وقت آگ
لگتی ہیں اپنے آتش سحر میں آپ جلتی ہیں مزاج میں جلا دی ہارے بوا بران پر سحر کر دیا اسکے جسم میں آبلے پڑ گئے
شب کو میں جلانے پڑی تھی اسکے کراہنے کی آواز آتی تھی زمین تھراتی تھی اے نرگس کیا کہوں بران کی صدائے
دردناک میں سوز و گداز ہو رہی ہے کہ آواز ہی بران کسی پر مائل ہے کسی کی تیغ ابرو کی گھائل ہے اس درد سے
آواز عبرت خیز آتی تھی میں نے جو کان لگا کر سنا یہ اشعار عاشقانہ عبرت خیز و حسرت انگیز پڑھ رہی تھی نظم

جنون کی تیز دستی ہے نہ فرق جامۂ عصمت کا	نہیں ہے تیا ملونگ تم تو چاک گریبان کا	اثر پیدا کیا ہی پیرہن نے جسم عریان کا
گلے ملنے کو آیا اسلیے حلقہ گریبان کا	جنون کی فصل خود چاک پیرہن کا دیتی ہی	عجب کیا چاک دامن شعلے ہوں گے گریبان کا
گلوں کے زخم بونے لگے اٹھ باغبان کی	کہ پروردہ ہوں میں طفلی سے آغوش بیاباں کا	مجھے آسان تعلق امان و دور سے تعلق کیا
اثر باقی ہی آنکھوں میں سحر خواب پریشان کا	کسی صورت کو استقلال دم بھر بھی نہیں ہے	پڑا ہی جلوہ رخسار کس ماہ درخشاں کا
کسی کی بھی گوارا صحبت مخلص نہیں ہوتی	مزا بخشا مزا رنگ نے آغوش زندان کا	نوید میں بھی نہ پھیلا پاؤں تک احسان ظالم کے
نہیں ممکن جدا ہونا مجھے خار سے دامن کا	کدورت سے تعلق کیا انھیں جو پاک طینت ہیں	نہ دیکھا شمع نے منہ ایک شب بھی غریبان کا

جو آزار دل میں قید سے انکو نفرت ہی
اثر ہو دعا دل زار میں خواب پریشان کا
نہ کیونکر بلبلیں چہکیں نہ غور گریہ میری

جدھر سے چاہیے موجود رستہ بیابان کا
نظر آتا ہوں زندہ مر کے اک طفل پریزاد
نسیم اب سن لین دن عالم دگلستان کا

بجز امید باطل اور کچھ حاصل نہیں ہوتا
اثر بخشا ہے مجھکو عشق نے خواب پریشان کا
اے نرگس مین شگفتی ہوئی قریب ناکام

یہاں پہونچی ملکہ یہ ان تمشیر کی زبان سے جو یہ اشعار سنے کلیجہ پھٹ گیا افسوس آیا کہ اس عاشق پیشہ پر یہ مصیبت
عاشق کے تلوون مین آبلے ہوتے ہین وہ حال ہر اپنے دل کے بھوٹ بھوٹ رونے میں اس مجبور کا تمام جسم آبلہ آ
اسی سبب سے مضطر و بیقرار رہی مین اس خیال سے اسکے خیمے مین نہ گئی اوا شکلی لیںگی کہ دشمنوں سے کیون ملین ادھر
اہل اسلام فکر مین ہین کہ ملکہ یاقوت کو قتل کرین اگر انپر زوال آیا اور جلد و جلال مٹا اگر جمشید دبران ہارے گئے
ہماری ماں کی نشانی ہین ملکہ اختر جہاں فروز ہم سے زیادہ یہ ان کو چاہتی تھین راتوں کو فرمایا کرتی تھین بیری ان
جو میرے پہلو مین سوتی ہو کلیجہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے لعل و یاقوت کو اپنی بھانجی پر سے نثار کرون بیری بہن کے بیٹی بیٹا
مجھکو بہت پیارے ہین آج کل روح اور مہربان ترستی ہوگی نرگس اسوقت تونے دلدہی کرکے حال ہمارا پوچھا کیا اپنی
کیفیت بیان کرون کھانا کھانے کو دل نہیں چاہتا صحبت سے کنیزوں کی نفرت ہے اپنی زندگی سے عبرت ہے کاش کہ ہم
مر جائیں یہ رنج عظیم نہ دیکھیں اب عدے مین بوا یاقوت کے دور ایتن در باقی ہین فقط یہی دعا کرتی تھین کہ مجھے
زمانہ مین جا کر عفریت طلسمی کو لاؤنگی کل مسلمانوں کو کھا دونگی نرگس دیکھ لینا دن مین عفریت طلسم کے سبب سے
پہلے مین پچھاڑ پڑوں کی خالہ اماں کے گھر کو برباد ہونے نہ دیکھوں لشکر اسلام بھی رستم بزان ہو گیا ہے
سرداران عالی وقار جمع ہین ملکہ بہار و ملکہ سرخ مو کاکل کشا و ملکہ مخمور سرخ چشم برہ پڑ نہ مارا زمین ہین
کس کس کی صفت بیان کرون یہ باغ بخزان ہر یہ بدعت کرتی ہین بڑی قیامت ہر لکی نرگس آپ ہی سے بڑی
ہوں یک کا جلال ایک کا زوال نہ دیکھوں جنگ مین ایک کی شکست ایک کی فتح ضرور ہوگی مجھے شکست کیکی بار آتین
ہر اسی واسطے میں نے تین دن سے آب و دانہ ترک کیا کہ جب ہمشیرہ عفریت طلسمی کو لائین ہمکو زندہ نہ پائین نرگس جہاندیدہ
گرم و سرد عالم چشیدہ سیکڑوں مرتبہ باغ مین بہار و خزان کو آتے دیکھا ہزار ہا بلبلیں صیاد نے گرفتار کین قفس مین
پھڑکتے دیکھا گلچین باغبان کو سر پٹکتے دیکھا لعل کی باتیں سنکر کچھ ردی کچھ ہنسی عرض کی واری میں نے کچھ پوچھا
آپنے اور ہی جھگڑا بیان کیا کئی دن سے آپکا آب و دانہ ترک ہو مین نے بھی اسے سانحہ کھیل کر پرورش کی کل
امورات سے آپ بخوبی ماہر ہون انتو کئی دن سے ہر معاملے مین آپکو متردد و متوحش پاتی ہون مجھسے مفصل حال دل فرمایئے
نرگس نام ہر جو انان چمن سے آنکھ لڑانا ہمارا کام ہر مجھسے نہ چھپایئے حال دل صاف صاف فرمایئے یہ کہکر

قدمون سے لپٹ گئی کہا واری مجھے خوف نہ کیجیے مین خیرخواہ دولت ہون اگر یہ بے لائق انتظام ہو جان و دل سے کوشش کرونگی یہ وہ مقدمہ ہی کہ اسمین سیکڑون کی جان گئی بڑے بڑے عقلمندون کو خراب ہوتے دیکھا اس کوچہ مین آکر کوئی پھولا نہ پھلا حسرت و یاس لیکر باغ عالم سے گیا کسی نے سر کھود ڈالا کسی نے دشت نوردی کی کسی نے جان دی کوئی تڑپ تڑپ کر مرا کسی نے ضبط کیا کوئی شل ہو کے اُبل پڑا کسی نے آبرو گنوائی کوئی شمع سان گھل گھل کے تمام ہوا پروانے کو جلا نہوئی فرہاد نے تیشہ سر پر مار لیا شیرین کی جان شیرین گئی قیس نے عمر بھر دشت نوردی کی و لیلی گوشہ نشین رہی مطلب دل اُنکا نہ نکلا ناشاد و نامراد دنیا سے اُٹھے ہنسنے والے ہنستے ہین تیر آوازہ کستے ہین مسدس

عالم آشوب ہین اس عشق کے اسرار نہان
چاہتی ہون کہ کرون چاہ کا احوال عیان
تا رہ عشق سے آگاہ ہو ہر پیر و جوان
دل یہ کہتا ہی کہ ہی عشق عیان را چہ بیان
ابتدا ہے وہم ہی انجام کو بربادی ہی
شادی و مرگ اسی عشق مین دل شادی ہی

عشق صادق ہی عجب ہی اثر جذب قلوب
کیون نہو جذب محبت سے سخر محبوب
عاشقون کو بھی مگر چاہیے صبر ایوب
پردہ عشق مین اظہار محبت معیوب
جلوہ دکھلاتا ہی گر طور پہ محبوب کی طرح
دل کو لیجاتا ہی گاہے وہ رخ خوب کی طرح

عرش پر حضرت انسان کو دکھائی معراج
وصل بلقیس کا ہو جائے سلیمان محتاج
ہی یہی عشق کی سرکار مین مدت سے رواج
دین ایمان دل و جان سب ہین شہ حسن کے باج
چاہ انسان کی چاہت مین فرشتون کو جھکائے
چاہ مین لا کے کبھی یوسف مصری کو گرائے

سل ہو عشق کی تاثیر سے کار سنگین
کوہکن کوہ سے لائے کبھی جوئے شیرین
نجد سے قیس کرے شوق مین طے جی کی زمین
درد فرقت سے زلیخا کو ملے ہو تسکین
ہمہ عشاق کو کیا کیا نہ کرشمے دکھلائے
حور کو چاہے تو جنت سے زمین پر لاجائے

ملکہ نے فرمایا اے نرگس سیم تجھکو بہت عقلمند سمجھے تھے ہمارا گمان غلط تھا تو نے عشق کی ہو جہ بزرگ بیان کی مجھے

عشق و عاشقی سے کیا کام مجھے تو غم و الم ہی دونوں کی بہتری چاہتی ہوں اسی غم میں مری جاتی ہوں قابو میں نہیں ہوش و حواس پراگندہ ہیں آخر کیا کروں خود بخود دل گھبراتا ہی اتنا میں بھی جانتی ہوں کہ محبت بری چیز ہی چاہنے والا کبھی چین سے نہیں رہتا ہی آٹھ پہر رنج و الم سہتا ہی عاشق کے واسطے یہ انجام ہیں

مخمس

شب ہجر چون اژدہا بر سرش
فتد در دل شب جفا بر سرش
کند دور دشود نما بر سرش
رسد ہجدم فتنہ ہا بر سرش
بلا بر سرش صد بلا بر سرش

شود ہر کہ رسوا و بدنام عشق
کند روشن از شمع دل شام عشق
خورد خون و شیرین شود کام عشق
گوارا شود ہر کرا جام عشق
اجل میرسد ناشنا بر سرش

کسے کز محبت شود دردمند
خورد خنجر و تیغ و نیش و گزند
دلش ز آتش عشق گردد سپند
علاج سبکش بدان سودمند
ستر و تیغ مشکل کشا بر سرش

بگویم گل ای باغبان زین سپس
من و زانوی غم بکنج قفس
نجو نکہت نسیم بوالہوس
ندارد دلم سیر بستان ہوس
کہ زخمی است ہر خوشنما بر سرش

کسے کو کند بوی گل عشق را
پریشان کند سنبل عشق را
شود ہمزبان بلبل عشق را
شود شانہ کش کاکل عشق را
زند بوسے گل دشنہا بر سرش

برو ہر کہ نام محبت بہ ہر
خورد طعنہ و سنگ از اہل شہر
دو چارش شود درد و آزار و قہر
شود عیش و شادی مبدل بزہر
بلائے جہانراست جا بر سرش

دلم شد گرفتار کافر پسر
بمرگ من و خویش بستہ کمر
شد اکنون سراسیمہ در در بدر
کند گریہ چون شمع شب تا سحر

ندانم که آمد چها بر سرش

چو با عشق افتاد درد بدل
به ملک تن آمد ز هر سو خلل

دل و دین و دنیا بشد در سطل
کند جان نثار زبش ای اجل

تو سنت گذاری چرا بر سرش

یہ خمسہ پڑھکر اسقدر بیقرار ہوئی لڑکھڑاتی ہوئی اپنے مقام سے اٹھی زیر ہر کتابیں رکھی تھیں دیوان زیب النسا مخفی اٹھالیا نرگس کو سناکر یہ غزل پڑھی اشعار

بر سینه من درد غم هجر جفا کرد
ای هجر چه گویم که به من هجر چها کرد
بلبل به چمن ناله حسرت زده دارد
در باغ دلم باد صبا را که خبر کرد
با جور و جفا بود دلم با سر لطف است
با شرم که این گفت و حیا را که خبر کرد
من بودم و اندیشه اقلیم قناعت
با درد چه کس گفت بلا را که خبر کرد

از ناله فرو ماند دل ترک وفا کرد
در راه طلب هم ره ما کس نتواند
گل باز نگه دست در آغوش صبا کرد
بخت سیه ام بود نهان از نظر خلق
زین واقعه ارباب وفا را که خبر کرد
اندر دے ربائی که جفاے تو از او
که عرض به شه کرد گدا را که خبر کرد

شب بدیده بدل قطره خونی نگذارد
غم بدر و دو غصه قضا راهبر ما کرد
گر از درد دلم مرغ هوا را که خبر کرد
شب را که نشان داد غذا را که خبر کرد
با هم شدن زلف تو جمعیت دل بود
غماز که شد مدعی ریا را که خبر کرد
مخفی تو بود در خواب منود ندرد اے

یہ اشعار حسرت آمیز پڑھکر اسقدر روئی کہ ہچکی بندھ گئی اور بیہوش ہوئی

نرگس نے جو یہ کیفیت دیکھی سب کنیزوں کو ہٹادیا سر لعل سخندان کا اپنے زانو پر رکھا گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا دست بستہ عرض کی ضبط کی حد ہو چکی اب لونڈی کو مفصل آگاہ کیجیے اور جسقدر یہ کنیز قدیم تھی دودہ عرض کر سکتی ہو میں نے خیال کر کے دیکھا کہ آپکو طلسم کشاسے محبت ہو ایک شب کو آپ سے گئے صحرا میں بھی ہوئی یہ خیرخواہ بخوبی اس حال سے آگاہ ہو عاشق و معشوق کا راز افشا کرنے والا کم ہو غمگسار کو دل کا حال بتانے میں حال میں شرکت کرونگی لعل سے ضبط نہو سکا کہا ای خیرخواہ ای ہمدم ای مونس تنہائی ای باعث صبر و شکیبائی نظم

در ریاست بیکران سفر غیر موسم است
ای دیده بہتے که دل از سینه عازم است
مخفی زبیب گریه مخور دیده باز کن

کشتی ما شکسته و طوفان علم است
ای اشک بہتے که در یونه عافیت
محرم به نکته ز مقالات محرم است

در جستجوے شاه در دانی بملک غم
مفلس همیشه منتظر خوان حاتم است

ای نرگس اصل میں یہی ہوا کہ میں

اس دشمن پر دل ہوئی فلان شب کو طلسم کے برہمی دہ بھی بڑے انتظام لشکر آیا سعر و حسن و جمال صاحب جاہ و جلال

وہ بھی قدر برسایہ تحمل ساتھ اپنے عیار کے میخواری کر رہا تھا عیار طرار اُسکا ضرغام شیر دل علم موسیقی مین کامل چنگ ترجمی بجا کر گا رہا تھا اپنے آقا کا دل لبھا رہا تھا مجھ بدنصیب کے کان مین آواز آئی دل خانہ خراب کھنچ کے گیا آخر ملاقات ہوئی وہ شہریار اس خلق و مروت سے پیش آیا ایسے کلام کیے کہ دل مین ناسور پڑ گیا تیر دلدوز مژگان جگر مین گڑ گیا اب کچھ بن نہین پڑتا آج بہت گھبراتی ہون اے نرگس اس راز کو چھپانا کیسے ملنے زبان پر لانا مین برائے ملاقات اُس شہریار کے جاتی ہون اگر آج دیدار فرحت آثار سے مشرف نہوئی تو شب ہجر بسر نہوگی تا روز قیامت سحر نہوگی دیکھو تو آج شب کو ہر چند بارگاہ مین روشنی ہے لیکن آنکھون کے نیچے اندھیرا ہے لشکر غم و الم نے گھیرا ہے تو خوشی سے رخصت دے تو جاؤن ایک نظر دیکھکر چلی آؤن نرگس نے عرض کی لونڈی کی زبان قلم ہو جو کبھی بند کرون آپ جائیے لیکن ملاقات کرکے فوراً چلی آئیے برائے خدا ساحری و جمشید رہجانے کا ارادہ نہ کیجیے گا یاقوت قبا تین یا کرگئی جاسوس چہار جانب پھر رہے ہین اپنے کو دشمنون سے بچائیے ہوسکے تو دل کو بھی سمجھائیے ملکہ نے کہا اے نرگس سمجھانے کا موقع اب نہین ہے مین نے دل خانہ خراب کو بہت سمجھایا میرے قابو مین نہین بقول مصنف اشعار

کیا کہون آپ سے کیسی ہے یہ بیماری دل
ورد سے بچ بھی نہین سکتی ہے غمخواری دل
بسلیون سے نہوئی آہ سپرداری دل
تیر مژگان نے انہین توڑ کے مارا اسکو

تو میرے حال زار پر رحم کر میرے جانے آنے کا خیال رکھنا نرگس نے سمجھانا موقوف کیا یہی ترغیب دی کہ جا کر ملاقات کر آئیے خائف ہوئی کہ نوجوان کمسن ایسا نہو تڑپکر دم نکل جائے آتش عشق سے تمام جسم جلجائے چہرہ اُداس تھرتھر کانپ رہی ہے نرگس سے رخصت ہو کر ملکہ لعل خندان پرواز پیدا کرکے طرف لشکر اسد نامدار کے چلی اب ذکر اسد نامدار تحریر ہوتے ہین جس دن سے لعل سے ملاقات کرکے آئے دن بیقراری راتین اختر شماری مین بسر ہوئی ہین آج شام سے شہزادہ بارگاہ مین چرخ سے چلا آیا اک خیمے مین آ کر بیٹھا ضرغام مثل ہمزاد ساتھ ہے صندلان بھی ساتھ نہین چھوڑتا جب اسد اس بارگاہ مین آئے سر جھکا کر بیٹھے ضرغام سے کہا اے دوست صادق تو ہمارا رازدار ہے آج دل بہت بیقرار ہے لعل نے ہماری خبر نہ لی اُس مغرور حسن و جمال کو یاد بھی نہوگی ہین گوشہ خاطر سے فراموش کیا ہم تو عاشق وفادار ہین یہ معشوقانہ طرح کا بھول جانے مین کسطرح خبر لاؤ ہماری بیقراری کی کیفیت سناؤ کسی ڈھنگ سے ملکو بلواؤ اگر سامنا ہوجائے عرض کرین کیون صاحب اپنے عاشق کو اسطرح تڑپانے مین آتش ہجر مین جلاتے ہین یقین ہے حال ہمارا سنکر اُسکو رحم آجائے ضرغام نے کہا وہانتک جانا بہت مشکل ہے آپکو ہمراہ لیکر کیونکر جاؤن ہزارون دشمن لاکھون رہزن عیار چھپان پھرتے ہین پھرا کرتی ہین اگر کوئی دیکھ پائے اور افراسیاب کو خبر ہوجائے قبلہ و کعبہ کسی آفت مین جا کر پھنسا دیا اے شہریار سب سے

بلوہ یہ خرابی ہے دل کو بیتابی ہے مین نے دربار مین افراسیاب کے سنا کہ وہ کہتا تھا مین نے بڑی خطا کی طلسم کشا
کو کیون قید رکھا اب اگر لحظہ بھر کو پا جاؤن فوراً قتل کر ڈالون زندہ نچھوڑون اگر طلسم کشا قتل ہو جائے دل تردد سے آزاد
تسکین پائے ہر ایک کا یہی قول ہے اسد غازی طلسم ہوش ربا کا فاتح کل مہمات کا سیاح ہے بادشاہ ہوش ربا
کا قاتل فن جرأت مین کامل ہے دلیر ہے بڑا خوف ہے اگر انکی وجہ سے افراسیاب پا گیا دشمنان حضور کو فوراً قتل
کریگا بہار و باغبان وغیرہ چھ سردار بالکل بیکار ہین مریا قوت مین گرفتار ہین بہار کو آرام نہین ہے رابطہ و ضبط
مین کچھ پھر روتی ہے ہر دم اشکون سے منہ دھوتی ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے آپکا بارگاہ سے نکلنا کسطرح مناسب نہین ہے
غلام خیر خواہ یہ صلاح دیگا حضور وہ بھی مجبور و ناچار ہے باپ کے حکم کی پابند افراسیاب خود پسند یاقوت نے سبب انتظام لشکر
انہین اسکی پر کیا ہے مین نے دیکھا آٹھ پہر کار و بار مین مصروف رہتی ہین حضور تامل فرمائین مین صورت بدل کر انکی بارگاہ
مین جاتا ہون اگر ملاقات کا کسیکا موقع کلام کا پایا ضرور پیغام حضور پہونچاؤنگا اسد کو سمجھا کر ضرغام چلا اک ساحر
کی صورت بنکر لشکر سے نکلا ریگستان مین آ کر پہونچا شب تیرہ و تار چہار جانب سناٹا لشکر افراسیاب مین ساحر با الوق
اسد چلاتے پھرتے ہین ہر طرف سحر کے شعلے بھڑکتے ہین کہین الکہ ہائے ابر کڑکتے ہین ضرغام سوچ مین کھڑا ہے
کسطرح صحبت مین لعل کی جاؤن پیغام اسد نامدار کا پہونچاؤن دل سے کہتا ہے اے ضرغام اب آتش عشق
شاہزادہ والا تبار شعلہ ور ہوگی بیقراری بڑھیگی یہ ضرور اپنے کو دہانکیگے نکلینگے تسکین کی کیا تدبیر کرون ملنے
کیا تدبیر کرون ملکہ لعل جو اڑی ہوئی آتی تھی اسنے دیکھا جنگل مین ایک ساحر یکہ و تنہا کھڑا ہے بیقراری مین خیال کیا
ہے لعل لشکر اسد مین جدا بارگاہ مین کسطرح نشان انکو ملیگا یقین ہے کہ یہ ساحر مہرخ کا ملازم ہے اس سے تم تو
پوچھلین یہ سوچ کر اتر آئی ضرغام نے دیکھا ملکہ لعل حیران پریشان آسمان سے اتری گھبرا کر کہا میان ساحر صاحب کسکے
ملازم ہو اس شب تیرہ و تار مین کہان کے عازم ہو ضرغام نے ہنسکر کہا آپ ہی کی جستجو مین نکلے ہین آپکے غلام
تابعدار حضور نے اپنے نیازمند کو نہین پہچانا لعل نے کہا اے شخص نام بتا ضرغام نے رنگ روغن چہرے سے پونچھا
صورت اصلی دکھائی لعل نے ضرغام کو پہچانا شرما کے سر جھکا لیا کہا کیون بھائی اس شب تیرہ و تار مین کہان چلے
ضرغام نے کہا ملکہ عالم دستور ہے اپنے زخمی کا علاج کرتے ہین آپنے ہمارے آقا کو نیم بسمل چھوڑا محبت سے منہ موڑا
وہ گھائل تیغ ابرو گرفتار طرہ گیسو تڑپ رہے ہین اسوقت تو زیادہ بیقرار ہوئے مجھسے حال دل کہا مین چلا تھا کہ آپکے
آنے سے پہلے کی بارگاہ مین پہونچاؤن ہمارے عشق کی خبر سنائے کیون مگر یہ اتر آنا بڑا خوش نصیب ہے مین حیران تھا بارگاہ
ملکہ کی کیونکر پہونچونگا اگر بدون حصول ملاقات پلٹونگا غصہ فرمائینگے بیتاب ہو کر خود چلے آئینگے اے شہنشاہ خوبی دا ای

سر وہان محبوبی خدا اُنکی جان بچانے ایک جان سے لاکھون دشمن ہین افراسیاب ہر وقت اسی فکر مین حیرت
اسی ذکر مین کہ کسی طرح اسد غازی کو قید کرنے یا اُنکے دشمنون کو اُنکے قتل کرین آپنے سنا ہوگا کہ تاریک نے
خاتمہ کردیا تھا مگر یہ غلام اسی تدبیر مین تھا پہلے ہی اک کافر کو گرفتار کیا اسنے آفاقی شکل بناکر جھٹلا دیا تاریک
اسکو اسد جانکر چیر پھاڑ کر کھا گئی حضور اُسدن لشکر مین قیامت برپا تھی ملکہ مہ جبین و ملکہ لالان خونفشانی
باتین سنی نجاتی تھین مین سے اُن بیبیون کے کلیجے پھٹتے تھے افراسیاب خوشی خوشی پھر رہا تھا کئی مہینے سبکو یہی
گمان رہا اسد کو تاریک کھا گئی اس غلام نے جب دیکھا لوگ اپنی جان دیئے دیتے ہین تب مین نے قبلہ و کعبہ
سے کہدیا بس جس شخص کے لاکھون دشمن ہون اُسکو حافظ حقیقی بچاتا ہے اب آپ میرے ہمراہ چلیے انکے دل کو تسکین
دیجیے میری رائے تو یہ ہے اب لشکری ہی مین رہیے پلٹ کے نجائیے ورنہ اسد کے واسطے خرابی ہے مزاج مین انکے
ہمیشہ سے وحشت دیوانہ مزاج جابادون کے سر کے تاج جو نیکی اُنکو سمجھاؤ نکرین اپنی ہی بات کے پابند مزاج
جرات پسند اگر کہین وہ ولولہ محبت مین اپنی بارگاہ سے نکل آئے واپس ہو کے گھر جانا مشکل پڑجائیگا لعل جھکائے
بیٹھے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ساتھ ضرغام کے چلی ہر بات کا یہی جواب ہے ضرغام بس چپ رہو بانی بیت
کر ہمارے حال سے بالکل بے خبر ہو دو چار مصاحبون سے راز دل کہکر دل کو غم سے خالی کر لیتے ہین ہم تو ستم
ساتھ والہان وربے آزار کوئی مونس نہ غمگسار اگر افراسیاب کو خبر ہو جائے قیامت برپا کرے باپ نے خواہ
نے بیٹی ہی پیاری کی وہ جان کا دشمن اگر کوئی کہدے فوراً قتل کرے ہمشیرہ یاقوت سخندان آخر در مین کی
بادشاہ طلسم ہوشربا کی جو رو ہون جلد اہل اسلام کا فیصلہ کرون آج شام سے غائب ہین عفریت طلسمی
لانے کی طالب ہین مرد عفریت طلسم پر اُنکا قبضہ ہے ظالم نے لاکھون بندہ خدا کھانے کو گوشت انسان کے کی
پرورش آج پھر یہی کوشش کہ مکان تنگ و تاریک سے نکلون حکم یاقوت پاؤن تمام دنیا کو انسان سے خالی
کر دون اے ضرغام جسوقت سے مین نے سنا ہے کہ ہمشیرہ گئی ہوئی ہین کیا کہون جو دل کی کیفیت ہے خدا تم سلی جان
بچائے ضرغام نے کہا اے ملکہ جان ہر کس و ناکس کی قبضہ قدرت رب اکبر مین ہے خدا کوئی سامان پیدا کریگا یہان اسد
گھبرا کر بارگاہ سے نکل آئے دروازے پر ٹہل رہے ہین کہ ضرغام کی آواز سنی بیقرار ہو کر آواز دی اے ضرغام
کہو شہریار رو باہ ضرغام نے ملکہ سے اشارہ کیا آپ بیقرار ہی دیکھتی ہین در بارگاہ پر ٹہل رہے ہین ضرغام نے
جواب دیا حضور کے غلام ہمیشہ شیر رہتے ہین روباہ ملازمان افراسیاب ہین اسد نے جو دیکھا کہ ضرغام کے
ساتھ ملکہ ہے آگے بڑھے لعل سخندان کو جو دیکھا اداس سر جھکائے ہوئے منہ کو چھپاتی ہے شرم سے

پیچھے ہٹتی جاتی ہے اسد نے ہاتھ تھام لیا استقبال کر کے بارگاہ میں لائے چاہتے تھے پلکوں سے جاروب کشی کرون پردہ ہائے چشم کا فرش بچھاؤن قصر دل مین جگہ دون ضرغام نے عاشق و معشوق کو جو بیقرار دیکھا یہ تو ہٹ آیا صندل لان بھی کسی حیلے سے چلا گیا دونون مہجور رنجور شب فرقت کی مصیبت جھیلے ہوئے جانبر جھیلے ہوئے جو یکجا تنہا ہوئے اسد کو جوش و خروش لعل سخندان مثل تصویر تصور خاموش دل دھڑکے راز آ دھڑکے نیاز انکو خواہش آنکو کاہش سکے دل مین درد اسکا خوف سے چہرہ زرد اسکو حیرت اسکو عبرت جب عرصہ دراز اسی حال مین گذرا اسد نے دیکھا ملکہ کچھ کلام نہین کرتین چاہا گلے مین ہاتھ ڈال دون ملکہ لعل چونکہ انتہا کی خائف ترسان ہے بے اختیار رونے لگی کہا ای شہریار ان لذات سے ہمکو آگاہ نہ کیجیے صرف یک نظرے خوش گذرے کافی ہے ہمارا دم بدم آنا بہت دشوار ہے یہ کنیز مجبور رونا چاہ ہے اپنا یہ حال ہے بقول قلق غزل مو افق مضمون بمقام

یہ محو جلوہ دل ذی ہوش ہو گیا
ہر داغ دل کے جام کا سرپوش ہو گیا
زاہد جو داغ بڑھ گئے سودائے زلف کے
اسکے سنبھالا ہوش مین بیہوش ہو گیا
پابند تھی ہوا یہ جو بے زبانی نے یار کی
پابند کیف بادۂ سرجوش ہو گیا
سرگوشی آپ سے کرتا ہے ہر وقت شمع رخ (؟)
ہر شعر سامعین کا دُر گوش ہو گیا

دونون جہان کا لطف فراموش ہو گیا
الفت مین چشم مست کی خود رفتہ دل ہوا
کعبہ ہمارے دل کا سیہ پوش ہو گیا
تزئین کے وقت دیکھ کے نور عذار رخ (؟)
شب کو چراغ بزم بھی خاموش ہو گیا
جب عشق خط لب مین ہر دل جسد ہوا (؟)
اپنا رقیب خال بناگوش ہو گیا

وحشت سے عیب پوشی عصیان ڈھکے مرے
کم ظرف ایک جام مین بیہوش ہو گیا
جوبن نکالا یار نے دل خوش ہوا مرا
آئینہ جوہرون سے زرہ پوش ہو گیا
الفت مین چشم مست صنم کی بہ زندگی
طوطی یہ بولتا ہوا خاموش ہو گیا
جب نظم وصف گوہر دندان کیے قلق

یہ اشعار پڑھ کر ملکہ لعل سخندان اسقدر روئین کہ ہچکی لگ گئی قریب تھا کہ روح قالب سے نکل جائے اسد نامدار نے اشک دامن سے پاک کیے سمجھا کر بمشکل ایک جام شراب پلایا قضائے کار دور گردش فلک کجرفتار واجب لازم ہے ہمیشہ فلک کجباز شعبدہ باز عاشقون کو جلاتا ہے نئے رنگ دکھاتا ہے گھڑی بھر جو یہ دونون شیدا یکدیگر ملکر بیٹھے فلک کو رشک ہوا فوراً سنگ تفرقہ پھینکا کہ صرصر لشکر مین پھرتے پھرتے خدمت ملکہ حیرت میں آئی حیرت کو دیکھا منہ لپیٹے پڑی ہین ہر وقت افراسیاب کی شکایت آٹھ پہر یہی حکایت صرصر کو دیکھکر لیا کہان سے آئی ہے صرصر نے کہا حضور نگہبانی مین لشکر کے مصروف تھی سب سے زیادہ حیرت کو آٹھ پہر چالاک کو گولہ دینے کا ملال ہے یہی خیال ہے کہ وہ عیار بیباک چست و چالاک جاتے ہی دریاولی دکھائیگا جوش مین گولہ پھینک مارے گا فوراً دریا خشک ہو جائیگا عجائب زعفران پوش

کہنے لگی یہ گوید تو حیرت جادو کے پاس تھا عیار نے کیونکر پایا ایسا نہو افراسیاب کو لکھ بھیجے ای حیرت جان
و آبرو دونون گئین تمام طلسم ہوش ربا مین مشہور ہوگا زوجہ نے شوہر کا گھر برباد کیا یاقوت کو قتل کرا دیا کیا
جواب دونگی یہی بڑی سوچ رہی تھی کہ صرصر جو آگئی حیرت بستر خواب سے اُٹھ بیٹھی کہا ای صرصر یک ہمارا
کام کر دے صرصر نے کہا ارشاد حیرت نے کہا مین نے سنا تھا چالاک فرزند عمرو و تدبیر رہائی محبوب کا لشکر
مین گیا ہی کچھ احوال نہ معلوم ہوا نہین معلوم محبوب کو کس نے قید کیا ہی مین بھی نہین جانتی وہ عیار ہی شاید اسکو
خبر لگی ہو تم اتنا دریافت کر آؤ کہ چالاک لشکر مین ہی یا نہین اسطرح بیقرار ہوکر حیرت نے کہا کہ صرصر نے قدمون
کو بوسہ دیا گرد پھیری عرض کی اسوقت حضور کو مین بہت پریشان پاتی ہون ابھی جاکر مفصل خبر لاتی ہون
اپنی آنکھون سے دیکھ آؤنگی حیرت نے صرصر کو انعام بھی دیا وعدہ بھی کیا صرصر بصورت مبدل لشکر اسلام مین
آئی کنیز بنکر پھرنے لگی ہر مقام پر ٹھہری یہی خبر دریافت کرتی ہی کہ چالاک کہان ہی جب کسی سے دریافت
نہوا سائے مین اک نخل کے ٹھہری دیکھا سامنے سے ضرغام آتا ہی صرصر دیکھکر چھپ گئی ضرغام ضندلان
سے باتین کرتا ہوا آتا تھا اسوقت یہی کلام تھا کہ ای سردار ہمارے آقاے نامدار کو خدا بچائے لعل سخندان
عاشق تھے آج وہ بیقرار ہوکر چلی آئی فرزندان صاحبقران بڑے خوش نصیب ہین لعل ایسی معشوقہ ملی سچ
سے مین تمکو بتلایا دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ تنہائی مین گھڑی بھر ملکر بیٹھین یہ بھی صرصر نے سنا ضرغام
ضندلان کے ساتھ چلا گیا صرصر طرف بارگاہ اسد کے چلی پشت پر آکر پہونچی سر نیچا کیا دیکھا ملکہ لعل خرم و
خندان پہلوے اسد مین بیٹھی ہی اسد نے سمجھا کر جام پلایا گزلیان شیرین کی چل رہی ہی دونون سرمست بادۂ
محبت مدہوش صہباے مودت بخوت باتین کر رہے ہین صرصر چل گئی لیکن دیکھا کی دل سے کہتی ہی اس کمبخت
نے غضب کیا دھاگے کے واسطے نکل آئی بہن کا خیال نکیا اگر بن پڑے تو اسوقت کچھ کام کر دیہ سوچکر گھستی مین
تھی یکایک اسد غازی اپنے مقام سے اُٹھے چوکی پر سے صرصر نے بچھا کیا جیسے ہی یہ چوکی پر سے اُٹھے صرصر
نے جان پکڑ حلقہ ہاے کمند مارے اسد نامدار سے کمند ملپٹے لئے حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر چلی
طرف لشکر افراسیاب کے روانہ ہوئی یہان ملکہ لعل سخندان انتظار مین سر جھکائے بیٹھی ہی قضاے کار جانباز
بن تغران پھرتا ہوا قریب بارگاہ اسد غازی آیا دروازے پر ضرغام شیر دل کو پایا پکارا کہ مین حاضر ہون
ملکہ لعل سخندان نے جواب ندیا جانسوز اندر آیا ملکہ لعل سخندان کو دیکھکر سلام کیا ملکہ لعل
ڈر گئی کہ کوئی در آیا نہو جانسوز نے کہا ملکۂ عالم نہ گھبراؤ مین بھی اسد نامدار کا غلام ہون شہریار

کہان گئے ملکہ لعل نے سر جھکا کر جواب دیا عرصہ دراز سے چوکی پر تشریف لیگئے ہین جانسوز پھر اُس مقام پر
گیا پشتارہ باندھنے کا نشان پایا روتا ہوا نکلا کہا تو ملکہ غضب ہو گیا بیرہ صرصر کا پایا جاتا ہی آپکو خبر بھی ہی
وہ گرفتار کرکے اسد کو لیگئی ملکہ لعل کے ہوش اُڑ گئے کہا ای جانسوز مین سخت بدقسمت ہون بدنصیب میرے
ستمگر ہی فلک نے یہ کیا سامان دکھایا جانسوز نے کہا اب کلام کرنے کا موقع نہین ہی گستاخی کو ابھی جا کر راہ مین
چھینتا ہون یہ کہکر جانسوز بارگاہ اسد سے غل مچاتا ہوا نکلا ضرغام بھی پلٹ کر آیا ضرغام نے پوچھا بھائی
کیا ہوا جانسوز نے کہا ایسے بیخبر ہو تمہارے آقا کو صرصر گرفتار کرکے لیگئی ضرغام بھی بھاگا ایک سمت جانسوز
چلا راہ مین مہتر قران سے ملاقات ہوئی شب تاریک تھی درہ کوہ سے نکل نے پکار کر آواز دی یارو کہان جاتے ہو ضرغام
نے پلٹ کر کہا خلیفہ بڑا غضب ہوا طلسم کشا کو گستاخی گرفتار کرکے لیگئی مہتر قران بھی بغدہ ٹیک کے چلے سب آگے
ہی نکل گئے لیکن صرصر شمشیر زن پشتارہ کو اسد دوش پر بھاگی ہوئی جاتی ہی پلٹ پلٹ کے پیچھے دیکھتی ہی یہان
ملکہ لعل بعد جانے جانسوز کے عرصہ دراز تک روتی پھرتی دل سے کہتی ہی اگر قید سامنے ہمشیرہ یا افراسیاب کے پہونچ
گئی تمہارا بھی حال ظاہر ہو جائیگا اب پردہ پوشی غیر ممکن چلکر لڑو پھر خود سینہ سپر کرو سامری تم شید پر لعنت کرو
یہ کہکر سحر کرکے بلند ہوئی سنا تا بھر کر چلی صرصر جب کنارے لشکر افراسیاب کے پہونچی ابریق کوہ شگاف
سیر طلایہ کھڑا ہوا ٹہل رہا تھا پکار کر آواز دی کون آتا ہی صرصر نے کہا ای وزیر اعظم مین ہون صرصر جانبازی
کرکے طلسم کشا کو لائی میری مدد کرو عیار تعقب مین آتے ہونگے حقیقت مین یہان لشکر مین ظاہر ہو گیا ملکہ مرخ
چلین رعد و کبرق و برق لامع یہ تینون کو طلب کر ڈالین ملکہ ماران زمین کون اسرار جادو و ملکہ مرخ ہوئے
خوش خوش سب سردار روانہ ہوئے اور جس نے سنا دوڑا ملکہ مہ جبین الماس پوش بارگاہ سے نکل آئین
ایک ایک سے پوچھتی ہین صاحبو یہ کیا ہوا کل سے مین دیکھتی تھی کہ شاہزادہ ملول ہی رنگ رو متغیر ہی مین نے
جب پوچھا احوال دل نہ بتلایا مجھکو تو دشمن جانتے ہین ارے یار دا تا تو بتلاؤ صرصر نے کہان پایا دیکھو
تو مجھ بدنصیب کو فلک کیا دکھلاتا ہی روز نئی آفت ہی ارے ضرغام کہان تھا اُسنے بھی حفاظت نہ کی
خواجہ عمرو بھی لشکر مین نہین ہین فلک نے ہمکو خوب پیسا بقول زیب النسا مخفی نظم

سینہ ز آتش عشقت چہ داغہا کہ نیست	بدل ز ناوک جورت چہ زخمہا کہ نیست	مرا بکوی تو ہر نامہ کہ باید ہست
ہمین نوشتہ دلان حرف مدعاست کہ نیست	ہر چہ پیدا و نہان نقد تو پیدا ست	ز روی حسن تو پیدا ہمین نہانست کہ نیست
بہ نامحرم و بیگانہ با تو شد ہمراز	ولیک محرم راز تو آشنا ست کہ نیست	بزیر خاک نہانی رہ تو خواہم دید

بچشم اہل نظر سرِ حیاست کہ نیست
زبانِ حال جواد شد گلے نشد خندان

فسانۂ غم مجنون بدہر مشہور است
بباغ عشق تو مخفی رہِ حیاست کہ نیست

وگر نہ در خم زلف تو دلے کجاست کہ نیست
تمام مصاحب گرد آگئے کہا حضور گھبرائیے

شاہزادہ شلیل جدیل قریب آیا کہا ہمشیرہ نہ گھبراؤ ہمارے آقائے نامدار کو کوئی روک سکتا ہے آپکا غلام ابھی جاتا ہے کیا مجال جو ہمارے آقائے نامدار پر نگاہ کج ڈالے خون کے دریا بہادین طبقات زمین ہلادین مہ جبین دریافت کرتی ہین سبب گرفتاری دمقام گرفتاری نہین ثابت ہوتا ملکہ لالان خونقبا اپنی بارگاہ مین سے یہ سنکر نکل آئین ملکہ مہ جبین کو جو روتے دیکھا ہمشیرہ کہکر گلے مین ہاتھ ڈال دیے پوچھا کیون خیر تو ہے مہ جبین نے کہا آج طلسم کشا آپکی بارگاہ مین نہ تھے لالان خونقبا نے کہا آج کئی دن سے مجھکو سرفراز نہین فرمایا مین آج منتظر ہی تھی کہ آپکے خیمے مین ہونگے مہ جبین نے کہا یہ بڑا ستم ہے آخر کہان تشریف رکھتے تھے صرصر کہان پا گئی نگہبان پاسبان مر گئے ملکہ لالان خونقبا نے کہا حضور دریافت ہو جائیگا ہمارے آپکے علاوہ اب اور کسی مین دل لگایا ہے یہ فرزندان حمزہ ہین خدا انکی بدعت سے بچائے مین نے نوشیروان نامے مین لکھا دیکھا کہ ملکہ آسمان پری صاحبقران زمان پر عاشق ہوئین کیا کیا جتن کئین اٹھارہ برس صاحبقران کرہ قاف کی خاک چھنوائی اسی جوش محبت مین کہ یہ ہم کو چھوڑ کر پردۂ دنیا کو نجائین صاحبقران نے اسکا بدلا یہ کیا کہ ملکہ ریحان پری وقمر چہرہ پری پر عاشق ہوئے خاص چھپر کھٹ پر ملکہ آسمان پری کے ان دونون معشوقون سے دخل کیا آسمان پری پر تلخی رہی کچھ بھی نہو سکا یہی انہین کے نواسے ہین دیکھیے کیا کیا جتن کرتے ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر شمشیر ہواسب نے دیکھا ملکہ لعل سخندان طاؤس زرین بال پر سوار اُڑتی ہوئی جاتی ہین رنگت متغیر ہواس اڑی ہوئی پاس دوپٹہ ڈھلکا ہوا شیلائے سحر ہاتھ مین مثل شعلۂ جوالہ اُڑی ہوئی جاتی ہے سب نے تم لعل سخندان کو دیکھا ملکہ مہ جبین لباس پوش دملکہ لالان خونقبا نے کہا دیکھو یہ نیا گل کھلایا کسی کو گرفتار کرادیا اب جاتی ہین دربارگاہ ملکہ مہ جبین پر تو یہ ہنگامہ ہے جو سرداریان آیا ملکہ مہ جبین نے اس سے ذکر گرفتاری اسد غازی کیا اسنے حربۂ سحر ہاتھ مین لیا اور طرف لشکر افراسیاب کے چلا یہان ابرلیق کوہ شگاف نے جب صرصر کو پکارا صرصر شمشیر زن نے صاف کہدیا کہ مین طلسم کشا کو لیے جاتی ہون اے وزیر اعظم میری مدد کر دابرلیق ہمشکر قریب آیا صرصر کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اشارہ رکھدے تو جاکر شہنشاہ کو خبر کر ہم اسد کو لے آتے ہین ابرلیق نے اس زور سے ہاتھ صرصر کا ملا صرصر کی کلائی ٹوٹ گئی مگر اُٹھا کر آنکھ ملائی دیکھا کلائی میری پنجۂ شیر مین ہے دھوکھے سے بچانا صاحب غنودہ گران نظر کردہ بزرگان معترف ان بشکل ابرلیق ہاتھ پکڑے صرصر کا کھڑے ہین

ہو بارے مین ستائی تمھاری قضا آئی ہے صرصر نے گھبرا کر شیشارہ زمین پر ڈال دیا مہتر قران نے چاہا کہ شیشارہ اٹھا لون
یہ پہونچ گئے تھے پہلے ابریق کو بیہوش کرکے اک نخل کے سایے مین ڈال دیا تھا اسکی شکل بنکر کھڑے انتظار
صرصر کر رہے تھے لیکن صرصر شیشارہ چھوڑ کر بھاگی غل مچاتی ہوئی چلی ارے یارو دوڑو طلسم کشا کو گرفتار کر لائی
تھی قران بشکل ابریق کھڑا ہے شیشارہ مجھسے چھین لیا جو کچھ ہو سکے وہ کرو ہزارہا جادوگر دوڑے اور ایک ساحر
قران کے برابر کھڑا تھا اسنے کہا ای قران نامدار شیر بیشۂ جرأت کو ہوشیار تو کر دو یہ کہکے جھکا اسد نامدار کی گردن
کہ مین ہم ضرغام شیردل کہکر حباب دار دے بیہوشی مار دیا اسد ہوشیار ہوا مگر صرصر نے جو غل مچایا ہزارون
ساحر قریب آگئے ابریق یعنی مہتر قران کی جانب چلے قران نے نعرہ کرکے بغدہ کھینچا ایک ساحر کو قریب آکر
جانسوز نے مارا ایک کو ضرغام نے قتل کیا کئی جادوگر جو مارے گئے اندھیرا ہوا اتنے عرصے مین اسد کے
ہوش درست ہوے حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے ضرغام نے بڑھ کر سمجھایا کہ آقا آپکو صرصر گرفتار کر لائی تھی عیارون
نے چھڑایا بہت جلد پشت مرکب پر سوار ہوجیے اسد نے بڑھکر اک ساحر کو مارا اُسکے مرکب پر سوار ہوے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیردل ابن صاحبقران	چو شمشیر کین برکشم از غلاف	تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر کوہ خارا زنم	زگاو زمین شاخ او برکنم	مہتر قران بھی نعرہ کرکے جا پڑے

عیار تو اپنی تدبیر سے لڑ رہے ہین کبھی مخفی ہوے کبھی اپنے کو کسی غار مین گرا دیا کبھی عقب نخل چھپے صورت بدلکر
سامنے آئے للکارا اور قتل کیا مگر اسد شیردل ننگا نہ فوج ساحران پر جا پڑا چہار طرف سے سحر اثر ہونے لگے
لیکن سحر اثر نا تیر نہین کرتا جو گولہ آیا پھٹکر گر پڑا جسنے شعلہ ہاے آتش بھڑکائے وہ شعلہ ہاے آتش عکس سے
اسکے قطرات آب بنکر زمین مین غرق ہوگئے ساحر اسوجہ سے حیران ہین شمشیر زنی مین کیا مقابلہ کرسکتے ہین
اگر کسی ساحر نے بڑا کمال کیا تیغۂ سحر کرکے کھینچا جھکا کر ہاتھ اسد غازی پر مارا اسد نامدار نے کلائی پر ہاتھ
ڈالکر تلوار چھین لی اُسی کی تلوار سے اسکو قتل کیا ترسول نیسول چہار جانب سے لڑتے ہین بعضے دور سے
للکارتے ہین کسی طرح فتحیاب نہین ہوتے اسد غازی نے کئی ہزار ساحر مار ڈالے صرصر بھاگی ایک نخل
کے سایے مین دیکھا وزیر اعظم ابریق کوہ شگاف بیہوش چت پڑے ہین قران نے بیہوش کرکے ڈال دیا
تھا آپ اسکی شکل بنکر اسد نامدار کو بچایا صرصر نے آکر ایک درہ ہزارہا پانی سے منھ دھولایا ابریق نے
آنکھ کھول دی صرصر نے کہا ای وزیر اعظم بڑے نالایق ہو جلد جاؤ اسد کو قتل کر ڈالو آج تو نئی بات ہی آپ نے

سحر نہین تاثیر کرتا ابریق نے کہا پھر مین جا کر کیا کرون ای صرصر تو نے مجھکو ناحق ہوشیار کیا اب اگر نہ لڑون
بدنام ہوجاؤن لڑون تو اسد پر سحر نہین تاثیر کرتا میرے آرام مین تو نے خلل ڈالا چین سے پڑا سو رہا تھا
خواب مین بھی یہی دیکھ رہا تھا کہ اسد نامدار نے ہزارون ساحر قتل کیے صرصر نے کہا واہ خواب آپکا عین بیداری
تھی تم بڑے ساحر ہو جا کر دریافت کرو کہ مہرخ وغیرہ نے کوئی مالا وغیرہ بنا کر گلے مین اسد کے ڈال دیا ہو گا
یا بی جیحون دریا دل آئی ہین انہون نے کوئی تحفہ دیا ہوگا یا بی لعل سخندان عاشق اسد نوجوان پہلو مین بیٹھی
رو رہی تھین ابریق نے کہا ای صرصر اُس صاحب عصمت و عفت کا نام نہ لے اُن شاہزادیون کے خواب
مین خداوند سامری و جمشید آتے ہین صرصر نے کہا بڑے سامری و جمشید وہ اسد پر عاشق ہو گئین و لیکن اب یہ
دریافت ہو جائیگا اُسی نے کوئی تحفہ دیا ہوگا آپ جا کر مقابلہ کرین مین شہنشاہ کو خبر کرتی ہون کسی کا تحفہ ہوگا
وہ باطل کر دینگے ابریق تو اس طرف چلا دور ہی سے سحر کرتا ہے قریب نہین جاتا صرصر بارگاہ افراسیاب
مین پہنچی قدمون پر شہنشاہ کے ہاتھ رکھا افراسیاب بیدار ہوا پوچھا صرصر کیا ہے صرصر نے تمام کیفیت بیان
کی افراسیاب نے بھی نعرہ اسد کی صدا سُنی تاج پہنکر قبضے پر ہاتھ ڈالا باہر بارگاہ آیا گھوڑے پر سوار ہوا دوڑتے
دیکھا ہزارون ساحرون مین اسد نامدار لڑ رہا ہے کئی ہزار لاشے پڑے تڑپ رہے ہین ابریق کوہ شگاف
دور سے لینا لینا کر رہا ہے قریب نہین جاتا اسد غازی نے دیکھا دور سے ابریق سحر کر رہا ہے مرکب چمکا کر جا پڑے
ابریق نے ہاتھ تیغ سحر کا مارا ہزارہا شعلے بھڑکے اسد پر تاثیر نہوئی اسد غازی نے تیغ برق مثال چمکا کر
ہاتھ مارا ابریق نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر تڑپ کر گری اُس سپر کے ٹکڑے اڑا دیے سر کی
مندیل وزارت کٹی تا دو ابرو تیغہ پہونچا ابریق نے ہائے کہکر اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کر بھاگا پکارتا ہوا بارود
شہر کے سامنے پہونچا دو کہ پہلو سے نعرہ ہوا تم شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہو اسد نامدار پہنک دے مادولت آپہونچے بازو سا
دور سے لینا لینا کرتے ہین بچے افراسیاب کو دکھا کر لوگ آتے بعض شہر لئے سحر کرتے ہوئے بڑھے افراسیاب نگاہ غور
دیکھ رہا ہے گوتے تیغ نا تیغ کچھے پیکان کے کاش کے دانے رائی کے دانے سب اسد پر پڑ رہے ہین اسد شیرانہ جدھر
جھپٹا ساحر بھاگتے ہین جسنے جیداری کی مارا گیا کسی طرح بعورتی سے اسد غازی لڑ رہا ہے فرد ترک خنجر دار گرد نمن
ہر دم از چرخ برین بہر رزم او میرسد پیوستہ آفرین صد آفرین کیا عجب ہے زبان تیر و کلہٗ نمود سے صدائے
احسنت و آفرین بلند ہو تیرے سر وقد تعظیم کو اُٹھے کمانون نے لینے کو اُسکے بازو سے نمتین پر قربان کیا
طائران تیر سے مرے خانہ ترکش مین مخفی ہین خنجرون مین خم تلوارین بیدم سپرین روسیاہ پشتی اپنی منہ کرتی بغل

سر ٹپکتے ہیں جھانجھ کف افسوس ملتے ہیں شہنا کا دم بند قرنا درد مند اس شیر کی لڑائی نے سب کے ہوش گم کئے ہیں جہاز حیات کے دریائے خون میں ڈوب دیے ہزار ہا سر مثل کاسہ گدائی کے ٹھوکریں کھا رہے ہیں نقیبوں نے تو فرد کا سعی بیجا ای منعم نہ کر اتنا غرور ہم نے دیکھا ٹھوکریں کھاتے سر فغفور کو نقیب آوازیں لگاتے پھرتے ہیں ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید شعر روز جنگ است جنگ آبادی کرد کوشش نام و ننگ باید کرد مرنے والے جانباز و سرفروش جواب دیتے ہیں فرد آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے نقیبوں نے مرحبا دیا کر لڑکیتوں نے ترغیب دیکر لڑوا دیا یہ قطعہ پڑھ رہے ہیں قطعہ

کل پاؤن ایک کاسہ سر پر جو پڑ گیا
یکسر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا
آئی صدا کہ دیکھ کے چل راہ بے خبر
مین بھی کبھی کسی کا سر پر غرور تھا

ایک سردار مغرور و متکبر گھوڑے پر سوار غرور سر میں اسد سے لڑون حقارت حریف نظر میں باندھے اسد کے آیا اسقدر مغرور تھا اپنے کو بنا تا ہوا نیزے کو چمکاتا ہوا اگر گرد اٹھ کر دامن پر پڑی دامن جھاڑ دیا ودامن پر گرد پڑنا ناگوار تھا بادم میں لاشہ خاک و خون میں تڑپا لباس نازد ادا پر آفت آئی حسرت و یاس نے صورت دکھائی افراسیاب نے جو یہ ہنگامہ دیکھا ابرق زخمی ہو کر بھاگا آواز دی ای وزیر لعنت ہی ایک گولا ڈھالکر مار دے کہ اسد کا سر کٹ جائے صرصر زخم کھا کر بھاگا گا شرم نہیں آتی ارے سرخرو ہوا زخمی ہونا جوہر جرأت ہی آج اسد بد دولت کا شکار رہی یا تو مقابلے میں جاؤ یا ٹھو ساحر عاجز ہو رہے تھے پکار اٹھے ای شہنشاہ آئیے افراسیاب ہٹو ہٹو کرتا ہوا بڑھا تیغہ سحر کھینچے ہوئے تاج کو درست کرتا ہوا کچھ ہونٹھ ہلاتا ہوا سحر پڑھتا جاتا ہی آواز دی او طلسم کشا بڑا جری ہی کہ رگ و ریشے میں قوت بھری ہی ما بدولت پیدا کر کے آنکھ چار کر اسد شیر مثبہ صاحبقرانی شیر کو ٹوکا فوراً پلٹ پڑا آواز دی او نامرد جب مردان عالم کی تلوار کھنچی ایک وار لاکھ سب برابر ہیں آخر کو بھاگے گا ابھی خواب غفلت میں ہی زخم کھا کر جائے گا افراسیاب منہ گرم کرتا ہوا گرد اسپر کا ہاتھ میں لیکر بڑھا دل میں کہ او جعفر سپر کی مار دون یہ گھوڑے سے گرے گھوڑا اسکے سم سے روند دون پامال کر کے نکل جاؤن جیسے ہی برابر اسد کے پہونچا تکاور زن ہوا پانچ قدم گھوڑا افراسیاب کا پیچھے ہٹا تین قدم مرکب اسد بڑھا افراسیاب او جعفر میں سپر کی چھوٹ پر ترکیب سے جا رہا اپنے کو مشکل سنبھالا ہاتھ تلوار کا مارا اسد کے بازو پر لگ لعل کا بند جاہی اسی ہاتھ میں تیغ خون آلود سپر کو نہ اٹھایا اسی ہاتھ کو بلند کیا اک مثل ستارہ بھری چمکا تلوار کا شعلہ جیتنے کی آواز آئی نعرہ اسد شیر دل سے گاوزمین تھرائی نعرہ کیا او افراسیاب خانہ خراب نمک حرام

روک غیرت ہی تو سپر سنبھو پر نہ لینا یہ کہکر ہاتھ مارا افراسیاب نے سپر کو اٹھادیا تیغہ برق تاب سپر کو کاٹ کر
تلوار گری تاج شہنشاہ کا کاٹا سر پر زخم کاری آیا اس سے افراسیاب آگاہ نہ تھا اسپر خطا کی خود سر زخمی
ہوکر پیچھے ہٹا جادوگرون نے جو اپنے افسر کو زخمی دیکھا بیچ مین ٹوٹ پڑے چاہا بلوہ کرکے اسد کو مار لین یہ
شیر دل مجمع روباہان سے کب ڈرتا ہے جسکو ہاتھ مارا جہنم واصل ہوا شجر بغض و حسد سے کافر کو یہ ثمر حاصل ہوا
کوئی بھاگا کوئی زخمی ہوا کسی نے جان دی افراسیاب جو زخمی ہوکر پیچھے ہٹا قصد کیا زخم سر باندھ کر بڑھوں
کہ حیرت گھبرائی ہوئی بارگاہ سے نکلی افراسیاب کو زخمی دیکھکر پیٹنے لگی دوڑکر رکاب سے لپٹ گئی کہا واسطہ مری
و جمشید کا اس خونخوار کے سامنے نجائیے اپنے کو دست زبردست جلاد سے بچائیے بی حیرت نے اسد کو سحر
کیا ہوگا یہ ذکر تھا افراسیاب نہ مانتا تھا کہ حیرت مرکب بھیجنے بیٹھی تھی کہتی ہی دو سے سحر کر د حیرت جادو
کے نکلنے سے لاکھون جادوگر دوڑے مصور جادو ساتھ اپنی جورو صورت نگار کے آنکھیں ملتے ہوئے نکلا مانی و
بہزاد و نقاش و قلم کش مصاحبان مصور جادو قریب آگئے مرشدزادے کو گھیر لیا انہنے بھی خوب سحر کیے
تاثیر نہوئی گرفتاری اسد کی تدبیر نہوئی فوج لیکر مصور جادو بڑھا چاہتا ہے کہ اسد بن کرب غازی پر
جا پڑون کہ زمین شق ہوئی رعد جادو نکلا دونون کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری ہزارہا ساحر بیہوش ہوکر
گرے برق جادو اسکی مان آسمان سے کڑک کر گری کئی سو کے سر کاٹ کر چلی ایک طرف سے برق لامع
کا نعرہ ہوا لشکر مصور جادو پر گری بلا ٹوٹی وہ برق گری لشکر مصور جادو مین آگ لگی ایک
طرف سے نعرہ ہوا تمہ ملکہ ماران زمین کن ایک طرف سے اسمر جادو ایکجانب سے شاہزادہ شکیل
بیعدیل پسر ملکہ مہرخ سحر چشم بارہ ہزار جوانون سے پہونچا ان ساحرون نے آگ لگادی اسد نامدار کو بیچ
مین لیا حیرت کو افراسیاب خفا ہو رہا ہے ایسے مجھے چھوڑیئے طلسم کشا کو سب لیے جاتے ہین مین بڑھکر روکونگا
حیرت نے کہا ای شہنشاہ ہر چند کہ آپ بادشاہ طلسم ہوشربا مین سحر و ساحری مین یکتا ہین لیکن یہ تصور فرمائیے
آپنے سحر کیا اسد پر تاثیر نہوئی اسکا سبب تو دریافت فرمایے کہ کیا باعث ہوا کونسا تحفہ اسد کے پاس ہے
آج تو شیرانہ لڑ رہا ہے ہزارون ساحر مارے وزیر اعظم کو زخمی کیا خود شہنشاہ نے زخم کھایا سمجھ کے بات کیجیے عقل
کو ہاتھ سے نہ دیجیے یہ سب کام اولیاء طلسم نورافشان کے ہین ان سب صاحبون کو بڑی کد ہے کوئی تحفہ نکال
نورافشان نے دیا ہوگا بروز قتل تاریک شکل کش تیغہ نورافشانی قران کو دیا آپ دام جمشیدی لیکر
آیا آج بھی کچھ ایسا ہی ہوا آپ دریافت کیجیے یا مجھے جانے دیجیے افراسیاب گھوڑے سے اترا ہاتھ چمکایا

کچھ لغو کہا سامری جمشید کا نام لیا تیور پر بل پڑے یکایک اک شعلہ چمکا اُسنے آواز دی ای شہنشاہ کیا ہی جو
ارشاد ہو عرض کرون افراسیاب نے کہا ای سحر سامری وای بانی بنائے افسونگری آج اسد پر سحر کیون نہین تاثیر
کرتا بہر طبر اتے ہین اُسکے سامنے سے بھاگے جاتے ہین یا بدولت زخمی ہوئے تیغۂ سحر خالی گیا سپر سحر کٹی رسوائی
حاصل ہوئی شعلے نے بھڑک کر آواز دی ای شہنشاہ شاہزادی جہرہ انجم ملکہ لعل سخندان ہمشیرہ یاقوت
سخندان جنکو سامری اسد غازی پر مائل ہوئی اپنے بازو کا اُسنے بازو پر اسد شیردل کے باندھ دیا کہ طلسم سحر
تاثیر کرے بہ تحفۂ ساختہ سامری و جمشید سے حجاب کرتے ہین اِسلئے سبب سے مرتے ہین جبتک کہ اسد کے پاس ہی
سحر تاثیر نہ کریگا یہ سنکر افراسیاب نے اک چیخ ماری ملکہ حیرت جادو کی تو خوب بن پڑی کہا شہنشاہ آداب بجا لاتی
عرض ہی لونڈی کا عرض کرنا فرض ہی مدتون سے اپنے حجرے مین بند تھین شہر سے نہ نکل سکتی تھین گوشے مین
بیٹھی جوانون کو تکتی تھین اب جو یہان آئین اسد ایسے حسین کو دیکھا گئین صاحبزادی نے گھر ڈبولیا جنکے ساتھ
شادی کرتے تھے انکی بہن صاحبہ نے یہ کیا صرصر نے مجھسے کہا تھا مجھے یقین نہین آیا اُسکو جھڑک دیا وہ روز اول سے
کنتی تھی کہ لعل اسد نوجوان پر مائل ہی بہ نگاہ محبت دیکھتی ہی عصمت داری ہمارا کام تمام علکون مین پھرتے ہین کیسے
کیسے جوان سامنے آتے ہین کبھی کسیکو نگاہ اُٹھا کے بھی نہین دیکھا تمہاری مہر وفا کے پابند ہین حقیقت مین ایسی بہت
حسین دل مین رازو نیاز مین دھگڑے کوا کہ دیدیا سامری جمشید سے نہ ڈرین بہن کا بھی پاس نہ کیا یاقوت
سخندان کو حکم دو بی بی لعل سخندان کی ناک چوٹی کاٹین گدھے پر سوار کرکے تشہیر کرین ہر ایک کو عبرت ہو بی
یہ جبین جوان حسین کو دیکھکر پھسل پڑین اٹھارہ سو ملک کی سلطنت چھوڑی اسد کے ساتھ بھاگ گئین ساتوین بہن
قید ہین بی لالان خونقبا نے خداوند کے گھر مین آگ لگائی بی لعل سخندان نے یہ خون اُگلا ہزارون کو قتل
کرایا افراسیاب نے کہا اس سے بڑھکر اسکو سزا ہو گی اکہ مین ابھی چھینے لیتا ہون سزا ان اسد کو ابھی سزا دیتا
ہون یہ کہکر افراسیاب گھوڑے کو دا اللکارتا ہوا طرف اسد کے چلا اسد غازی پابند ہی تو اعد کا افراسیاب کو
جو پیدل دیکھا آپ بھی گھوڑے سے کود پڑا دل مین خیال تھا شاید افراسیاب غصے مین کشتی لڑے یا طعن کرے
کہ تم سوار ہو مین پیدل ہون یہ سوچکر للکارا ادا افراسیاب نخرے سے کیا لینا لینا کرتا ہوا سامنے آ مردِ دون آ
ملا افراسیاب نے اک سنکھ کی آواز دی ای سنگ طلب زنگی غلام نمک زنگی جلد حاضر ہو دیکھا سب نے اک جن ان جیسی
تومی تن قوی زمین سے نکلا حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے افراسیاب کے آیا افراسیاب نے کہا ای خیر خواہ
قدیم خدا سنکر اسامری اسد غازی سے مقابلہ کر بازو پر اسکے اک تحفہ ہی چھینے لیکر لکل جا خزانہ سامری مین

جا کر داخل کرتے یہ سنکر وہ سیاہ برو جھومتا ہوا طرف اسد نامدار کے چلا للکارا او طلسم کشا ہم غلام ساحری و جمشید
ہم لوگ جان نثار موجود ہین شہنشاہ تجھ الیسون سے کیون مقابلہ کرین یہ کہکر جست کر کے سامنے اسد کے آیا خم
مار کر جھومنے لگا پیترے بدلتا تھا اسد غازی بڑھے اپنے ہاتھ تلوار کا مارا اسد نامدار سمجھ چکے تھے کہ یہ شاید
کشتی گیر ہی جس فن کا جو قصد کرے ہمارے جد عالی تبار کا یہی طریقہ ہی اسی فن مین اسکو جواب دیتے ہین تب
تھا جعفر ان ملقب بابا لوالے شوکت از ہردہ دنیا تابہ قاف پہونچا دیوان قاف نے اطاعت کی خدا نے
تھا جعفر الہی کی لیاقت دی یہ سوچ کر زنگی کی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا پایا اسد نامدار
نے غصے مین گردن پر ہاتھ رکھکر ایک ہاتھ مارا سر اُس خود سر کا زمین سے مل گیا لیکن اُس بیحیا نے ہاتھ بڑھا کر دوڑ کی
لڑکے کی ہاتھ ڈالا جھٹکا مارا لڈو سا ٹوٹا اک آسکے ہاتھ مین آیا اسد غازی نے غصے مین ایک طمانچہ مارا غش
کھا کر زمین پر گرا اسد نے چاہا چھاتی پر چڑھ بیٹھون اک اسکے ہاتھ سے چھین لون پہلو مین افراسیاب کے
اک جادوگر کھڑا تھا کہ نام اسکا کیوان اژدر در ہی مغرور و خود سر ہی افراسیاب نے کہا ای کیوان اک لیلے
کیوان نے جھپٹ کر سحر کیا زنگی بھی اُٹھا کیوان اژدر اک لیکر بھاگا اب زنگی جست کرتا ہوا پہلو مین کیوان ا
کے یقین کرتا ہوا کہ ای غلام ساحری کیا خوب کام کیا اسد نے جو یہ معرکہ دیکھا جھپٹ کر چاہا کیوان اژدر در
کو جا پکڑون اُس بیحیا نے پلٹ کر سحر کیا اسد غازی لڑکھڑا کر گرے کیوان نے چاہا سر اسد نامدار کا کاٹ لون
زنگی سے کہا تو نہ ٹھہر اک خدمت شہنشاہ مین پہونچا ٹھہرنا تیرا مناسب نہین ہی یہ مقام ملحوظ خاطر ناظرین خوش انجام
ہو کہ سرداران اسد غازی مثل رعد و برق و برق لامع و ملکہ ملدان زمین کن و ملکہ اسرار جادو و شکیل خوشخو بخیر
لشکر افراسیاب سے لڑ رہے ہین ستارہ سحری بلند ہو چکا ہی ہمراہیان اسد نے لی ہزار ساحر اپنے قتل کر ا
لاکھون ساحر ملازمان افراسیاب ہاتھ ہنگامۂ سحر و ساحری گرم ہی زمین سے شعلے نکل رہے ہین آسمان سے
آگ برستی ہی انتہا کا جو ہنگامہ ہوا ملکہ یاقوت سخندان آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی کنیزون سے پوچھا ارے
یہ کیا ہنگامۂ عظیم ہی کنیزون نے عرض کی باہر چلکر ملاحظہ فرمائیے مسلمان لشکر افراسیاب پر آپڑے
بڑے زور و شور سے لڑے سنتے ہین آج شہنشاہ بھی زخمی ہوے ملکہ یاقوت سخندان بد مزاج غصے
سے چہرہ سرخ ہو گیا اُٹھی ہی ابر جیسے خمار ہلتے ہوے آنکھون مین نشہ ڈبڈبا ڈھلکا ہوا چھری یاقوت احمر کی
ہاتھ مین پانچون کو سنبھالے ہوئے بیچ مین لٹہ تھا بان گرد ہجوم سیارگان بیرون بارگاہ آئی اپنی آنکھون
سے دیکھا ایک ساحر نے طلسم کشا پر سحر کیا اسد غازی کے گھٹنے ٹیک دیے تلوار کو ٹیک کر جاتا ہی کہ کھٹون چلا کے

دام سحر و ساحری ہوا دہ چلو تیغہ کھینچے ہوے اسد غازی کے قتل کرنے کو آتا ہی ایک زنگی سیاہ ہر و تیرہ درون اہا الکا ہاتھ مین لیئے ہوے طرف افراسیاب کے جاتا ہی دس پانچ قدم کا افراسیاب سے فاصلہ ہی افراسیاب زخمی کھڑا ہی گرد شہزادان سلطنت و وزیران آبت سرداران اسد نے طبقے زمین کے ہلا دیے دریاے خون بہا دیے غیا تمین برپا مین افراسیاب ہاتھ بڑھا کر کہتا ہی او غلام سامری یہ اکہ لیکر چلا جا ملکہ کندن سے ہمارا سلام کہنا وہ دارو غہ خزانہ سامری و جمشید ہامین بھی کچہ قدرت کا بھید ہی اسکے سپرد کر دینا یہ تحفہ جات بزرگان دین یون تباہ ہوے زنگی کہتا ہی اپنا فرمان دیجیے ملکہ کندن کو تھا کھولنا قبول نکر زنگی انکی تنخوئی اور شعلہ مزاجی سے آپ آگاہ ہین افراسیاب نے غصے مین جواب بالا یہ اکہ مجھے دے مین کیا کسیکی کوشش کا محتاج ہون خود صاحب تخت و تاج ہون اپنے وزیر اعظم کے ہاتھ بھیجدونگا ادھر تو زنگی نے ہاتھ بڑھایا اودھر سے کیوان اژدر در نے تیغہ اٹھایا اسد بیکسی بے کسی مین پکار اٹھا قطعہ

شاہا بکرم برمن درویش نگر | بحال من خستہ و دلریش نگر | ہر چند نیم لایق بخشایش تو
برمن منگر بکرم خویش نگر | فرد شاہا ز کرمی و رحیمی و غفور | دست ما گیر کہ از رندہ و بے بال و پریم

فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ملکہ لعل سخندان طاؤس زرین بال پر سوار و سلاح آسمان پر آکر چلی یہ مصیبت دیکھی کہ اسد غازی زمین پر پڑے ہین ایک ساحر قتل کیا چاہتا ہی اکہ لینے کو افراسیاب نے ہاتھ بڑھایا ہی کلیجہ تھر ایا دہن سے نعرہ کیا نام ملکہ لعل سخندان کرتے گیئے ایک گولہ کیوان اژدر در پر مارا اسکا سر پھٹا برق جندہ بنکر زنگی سیاہ ہر و پر گری اسکے بھی دو ٹکڑے ہوے اکہ اسنے ہاتھ مین لیا بجلی کان سے نکل کر افراسیاب پر پھینک دی لیجا برق کا افراسیاب پر گرا افراسیاب سحر دفع کرنے لگا اتنے عرصے مین ملکہ لعل سخندان نے جھپٹ کر اسد غازی کی کمر مین پنجہ دیا اپنے طاؤس پر لٹکا کرے اڑین آواز دی ای رفیقان طلسم کشا ابھر کر نکل آؤ سردار لڑتے بڑھتے چلے ملازمان افراسیاب بیدل ہو رہے تھے خود راستہ دیدیا آلیس فی کہ بہر رعد و برق کو کون روکے بر قلا مع کو کون روکے نکل جانے دو میدان سمجھ لینگے آخر کہان جائینگے افراسیاب پر ہزار بر تین گرین عرصہ دراز مین افراسیاب نے سحر کو دفع کیا اتنے عرصے مین سے سرداران نامی و افسران گرامی ابھر کر نکل گئے کوئی نہ روک سکا سب آمادہ مرگ میلے قضا ہو کر آتے تھے مرنے والے کو کون روکے لیکن یہ حالات جنگ جدل بی یاقوت سخندان نے اپنی آنکھ سے دیکھے غصے سے کانپنے لگی اس زور و شور سے آکر ملکہ لعل سخندان گری کہ غلام زنگی کے دو ٹکڑے کیے کیوان جادو

کو جلادیا ہزار بار زمین چمکائی چلتے چلتے دھمکائی اُس سحر سے کئی سو کے سر پھٹے کئی سو جلے عرصہ دراز
اُسکی تاثیر رہی لشکر یاقوت سخندان بھی خوب پامال ہوا حیرت جادو تو بھری ہوئی تھی اُسی یاقوت کو آتے
جھک کر سلام کیا کہا مین آداب تسلیمات عرض کرتی ہون جب منظور نظر سامری و جمشید سے یہ حرکات سرزد
ہون تو اب اس مذہب مین کوئی پاک دامن نرہا جوش محبت اسد غازی کو آپنے ملاحظہ کیا شہنشاہ نے
سحر کرکے اُسکے بازو سے جدا کیا خوب آپنے سحر مین کمال کردیا غلام خداوند کو بھی مارا کیوان کو بھونک دیا
مجھپر بھی سحر کیا کیون بی یاقوت صاحب اب کیا تدبیر ہوگی آجتک اسد غازی نام سے ساحرون کے
مختفی ہوتا تھا اب سینہ سپر کرکے لڑے گا خواجہ عمرو خداوند جمشید بنکر جب آئے تھے مقام لوح و مقام قید
بدیع الزمان و شہنشاہ لاچین بتصریح پوچھ گئے اب یہی قصد کرینگے کہ لڑتے بھڑتے تا بدریاے نیل چلو ملکہ
یاقوت نے غصے میں کہا اے خاتون محل شہنشاہ مجھپر طعن و تشنیع نکیجیے مین بی لعل سخندان کو لشکر سلمانان مین بیٹھنے دونگی
ابھی بی اُس گیسو بریدہ کی جلے کوڑون کے کھال اُدھڑوا دونگی آتش قہر و غضب مین جلا دونگی اب مجھکو صرف آپکا کڑ
بیلو ہے اسد مین خوش ہو کر بیٹھیں لشکر لیکر میرے مقابلے مین آئین یہ لیجیے خداوند جمشید نے آپکو اور شہنشاہ کو عطا فرمایا
ہے کیا خوب ربط و ضبط ہی بی مہ جبین تخت پر سوار ہو کر میدان کارزار مین آتی ہین آپ لوگ آنکھون سے دیکھتے
مین نہین دیکھ سکونگی آج ہی تدبیر کرونگی ملکہ حیرت نے کہا آپکو اختیار ہے بارہ برس جھگڑتے ہوئے گذرے
آجتک ہمنے یہی دیکھا جو یہان سے نکل گیا پھر پلٹ کے نہ آیا نہ قتل ہوا بی بہار و مخمور جب نکل گئین شہنشاہ
نے بڑی کد و کاوش کی نہایت کوشش کی کچھ بھی نہوا اب اسوقت آپ جاکر آرام فرمائین غصہ تھوک
ڈالین لشکر اسلام مین جانیکا نام نہ لین اسد غازی شمشیر برہنہ جری بہادر صف شکن آج تو شہنشاہ کو زخمی
کر گیا خانۂ دل غم و الم سے بھر گیا حیرت جادو نے سمجھا کر یاقوت سخندان کو پھرا یہ کہکے پلٹی کہ کسی کے سمجھانے
سے میرا دل نہ مانے گا دو کنیزون کو حکم دیا جسطرح بنے صورت تبدیل کرکے لشکر اسلام مین جا کر خبر مفصل
لاؤ کہ ہمشیرہ صاحبہ لشکر اسد مین کیا کر رہی ہین اُنھون نے تو ہماری محبت کو ترک کیا ہمارے عوض غیر محبت
ہے یہ کہکر خوب روئی ملک الخضر نے گلے سے لگا لیا کہا بیٹیا خاموش رہو صبر کرو دلپر جبر کرو لعل سخندان
نے کلیجہ پتھر کا کرلیا ملکہ یاقوت نے کہا دیکھیے باباجان مین کیا ٹھوکر کھاتی ہون ذرا خبر آنے دیجیے بی بہار
نکل گئین مخمور نے اہل اسلام کا ساتھ دیا بی مہ جبین الماس پوش بادشاہ بنکر بیٹھین شہنشاہ اپنی آنکھون
سے دیکھتے مین اُنکے حال پر رنجیدہ ہوتے ہین بہار کے جسم مین آبلے پڑے وہ پھوٹ پھوٹ کے

رونے میں مجھے یہ امورات بہت ناگوار ہیں مجھسے صبر نہو سکے گا لیکن اُسوقت بلاے خبر چلیں یہان کل لشکر میں انتظار تھا ملکہ مہ جبین دلالان خون نقبا رو رہی تھیں کہ سبنے دیکھا سامنے سے ملکہ ابر گلنار چرخ مارتا ہوا نمایان ہوا دیکھا سینے ملکہ لعل سخندان اسد نوجوان کو پنجے مین دبائے ہوئے دریاے خون مین نہائی ہوئی چہرے پر خضاب حسن مین لاجواب آنکھین خشمگین صاحب جاہ و تمکین بصد زور و شور آکر پہونچین ملکہ ابر گلنار ایک جانب قائم ہوا اسد نامدار کو بارگاہ مین لاکر ہوشیار کیا اکہ بازو پر باندھ دیا اُسوقت تو لشکر مین بڑی خوشی ہوئی مہ جبین نے تصدقات اُتروائے ملکہ لعل سخندان کو پہلوے تخت مہ جبین مین نگل زرین بلا اسد غازی شیر ہوئے لیکن مہ جبین بادشاہ لشکر اسلام مین فرمایا ہمارے سردار نامی و افسران گرامی رعد و برق و برق لامع وغیرہ واپس نہیں آئے اُنکی خبر لینا واجب و لازم ہے ملکہ لعل نے جواب دیا آپ تردد نفرمائین جب مین طلسم کشا کو پنجے مین دابکر لیجاتی تھی سب صاحبون کو آگاہ کر دیا تھا کہ اب لڑنا بیکار ہے مین طلسم کشا کو لیجاتی ہون سب صاحب پلٹ آئین میرے سامنے وہ سب صاحب لڑتے بھڑتے بخیر و عافیت نکلے تھے فقط کر تھا کہ رعد و برق و برق لامع و شاہزادہ شکیل وغیرہ دریاے خون مین نہاتے ہوے آکر پہونچے سبنے ملکہ لعل کی بڑی تعریف کی کہا حضور آپنے بڑا کمال کیا سامنے سے افراسیاب کے اسد غازی کو اُٹھا یا ملکہ لعل نے سر جھکا لیا کہا آپ سب صاحب قدر افزائی فرماتے ہین ورنہ من آنم کہ من دانم ہو سکتا تھا کہ ایسے شیر بیشۂ جرأت کو ہماری زندگی مین افراسیاب قید کرے سب سردار شکریہ ملکہ لعل ادا کرتے ہین ملکہ لعل سخندان سر جھکاتے ہوے کہہ رہی ہین مین نے محبت مین طلسم کشا کی گھر بار چھوڑا رشتۂ محبت یاقوت سخندان توڑا آپ سب صاحب دعا کرین کہ انجام بخیر ہو یہ ذکر تھا کہ عمرو چند حاضر ہوے عرض کی خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین چالاک و برق بھی ساتھ ہین سب سردار خوشی مین براے استقبال نکل آئے خواجہ نے اندر بارگاہ کے آکر یہ ہنگامہ دیکھا کہ ملکہ لعل نگل زرین پر جلوہ فرما ہین سب سردار نخوار ایک ایک کو انتشار زخم دوزی بکی ہو رہی ہے عمرو نے حال پوچھا جانسوز و ضرغام شیر دل نے سب کیفیت ظاہر کی حال سفر پوچھا عمرو نے ملکہ حیجون کو مبارکباد دی کہ مبارک ہو ملکہ محبوب کا کل کشا کو رہا کیا محبوب و مخمور مع لشکر ظفر اثر کل انشاءاللہ بخیر و خوبی داخلہ کرینگی یہ تینون عیار آگے بڑھ آئے حیجون نے سب حال خواجہ سے پوچھا عمرو کیفیت گرفتاری محبوب از سحر عجائب چالاک کا جانا اور گرفتار ہونا پھر اپنی عیاری سب حال لفظاً لفظاً بیان کیا حیجون بہت خوش ہوئی یہ ذکر تھا کہ راہنے کی دانائی لعل نے ذکر کیا

پر کلیجہ منھ کو آتا ہی یہ آہ آہ کون کرتا ہی مہ جبین ر وسے نگین کہا ہمارے لشکر کی افسر جان لشکر روح اہل اسلام روح روان طلسم نور افشان ملکہ بران شمشیر زن و مجلس جل دوو بہار و باغبان وغیرہ سحر ملکہ یاقوت مین مبتلا ہین وہی کراہ رہے ہین جسم سبکے آبلہ دار ایک ہفتے سے آب و دانہ بند دل دردمند جیجون نے اثنا کیا کہ سحر کرکے سبکو تسکین دی آبلہ ہاے جسم نہین دفع ہوتے سب سردار اپنے اپنے طور پر سحر کر چکے بران تو گھبرا کر یہ فرماتی ہین کہ اب ہڈیان جل جاینگی روحین سبکے جسم سے نکل جاینگی یہ سنکر لعل نے مقام سے اٹھی سب سردار ساتھ مین خواجہ عمرو و برق و چالاک جانسوز و ضرغام سب آیاق مین ہمراہ ہوے اُس بارگاہ مین آئے جہان یہ مبتلاے سحر پڑے تڑپ رہے تھے جیجون نے ابر سحران سبکے سر پر آراستہ کیا ہی کہنے کا مدہتے رکھے ہین کسی نے پھول برسائے کسی نے ہوائے سرد اپنے سحر سے بنائی سب سے زیادہ ملکہ بہار بیقرار ہین بران تڑپ رہی ہین مجلس پھڑک رہی ہی جسم آبلہ دار چہرے اُداس صاف ظاہر ہی کہ روحین جسم سے نکل جاینگی ہڈیان جل جاینگی ہر چند کہ بہار کا یہ حال ہی اس بیقراری مین بادشاہ جمجاہ کا خیال ہی اسوقت بیقراری و اشکباری مین یہ غزل عاشقانہ بحال بیتابانہ پڑھ رہی ہین غزل

ماتا نہ غش کو طالب دیدار ہی رہا
یارون کے واسطے لیس لیوا ہی رہا
بندہ تھا مین خدا کا نکیرین سے مگر
مر بھی گیا تو منتظر یار ہی رہا
اُڑ بھاگے ہمصفیر قفس توڑ توڑ کر
اب وہ چمن رہے نہ کوئی یار ہی رہا
ٹھوکر سے خبر گنبد مدفن گرا گرا
مجھکو سوال وصل سے انکار ہی رہا
اچھا مجھے نہ عیسی لب کر سکے جلا کر

موسی تو چپ ہوے مجھے اسرار ہی رہا
دیکھی نہ تیری شکل قیامت بھی ہو گئی
اُس بت کی بندگی کا بھی اقرار ہی رہا
اللہ نے بھی بخش دیے جرم روز حشر
مین ناتوان بلا مین گرفتار ہی رہا
ہاتھ ایک لیا ایک جگہ پر رہا تو
چلیے ہی سہی مین سبکبار ہی رہا
جھپکی پلک نہ وصل کی شب شغف دید مین
مین عشق چشم یار مین بیمار ہی رہا

تنہا بہشت مین بھی نہ رکھا گیا قدم
ای یار ہمسے وعدہ دیدار ہی رہا
آنکھین مزار مین بھی اسیطرح وا رہین
عاشق مگر بتون کا گنہگار ہی رہا
زباد و قیس تھے ہمارے بھی لوے
کچھ بھی کیا نہ خلق مین بیکار ہی رہا
دل اُسکے آگے آپ تڑپکر نکل گیا
سویا کیا وہ شوخ مین بیدار ہی رہا
ملکہ لعل سخندان نے جو یہ حال

پُرملال اُن گرفتاران دام سحر کا دیکھا خود بھی تو گرفتار دام عشق ہی بہت روئی کہا آپ سب صاحب نہ گھبرائین مین اپنی جان نثار کر دونگی مگر آپ سب صاحبون کا علاج ابھی کرتی ہون ہر چند کہ یہ سحر یاقوت سخندان ہی اسکا دفع ہونا دشوار ہی لیکن مالک پروردگار ہی وہ قوت توانائی عطا کریگا یہ کہکر کہا سب صاحب اتنی مہلت دی

کریں اپنے اپنے سحر ہٹالیں تو میں اپنا سحر قائم کروں ملکہ حیحون نے ابر سحر ہٹایا برف برسنا موقوف ہوئی رعد و برق و برق لامع نے برق چمکانا موقوف کیا شکیل نے پھول سحر کے ہٹائے گلدستے جدا کیے اب کل سحر اسوقت اسی بارگاہ مین جمع ہین سحر لعل سخندان پر نگاہ سب کامل و اکمل جانباز و سرفروش علاوہ ازین خود حیحون موجود ہی لیکن علاج سے جواب دے چکی کہتی ہی دفع ہونا اس سحر کا مشکل ہی پانچون عیار بھی دیکھ رہے ہین لعل نے بڑھکر ان سب صاحبون کے جسم پر پہلے ہاتھ پھیرا ہاتھ لگاتے ہی اور بیقراری بکلی بڑھی باغبان نے آہ کی کہا کسنے ہم مصیبت زدون کے جسم پر ہاتھ رکھدیا ہڈیون پر پہاڑ ٹوٹ پڑا جسم نازک سے یہ بار اٹھیگا برائے خدا ہمارے پاس سے آپ سب صاحب ہٹ جائیں آپ لوگ محبت کرتے ہین ہم پر یہ لگا ہین برق بنکر گر رہی ہین قلب پر تاثیر ہوتی ہی لیکن ملکہ لعل نے جیب سے اک نشتر نکالا پیشانی پر مارا چند قطرات خون اپنے ہاتھ مین لیے کچھ اسم سحر پڑھکر ان سب پر چھینٹا مارا بہار پر زیادہ توجہ تھی دیکھا آبلہ ہائے جسم بہار پھوٹے ان آبلون سے نیلا نیلا پانی نکلا بہار اٹھ بیٹھی ہنسنے دیکھا شگفتہ ہوگئی جسم پاک صاف چہرے پر رعنائی زیبائی اب طرف باغبان کے ملکہ لعل متوجہ ہوئین قضائے کار دو کنیزین جو یاقوت نے برائے خبر بھیجی تھین وہ کنیزون مین ملی ہوئی یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ رہی تھین صرف ملکہ لعل نے بہار کو صحت دی ہی باغبان پر سحر کرنے کا ارادہ ہی یہ دونون کنیزین بھاگین یاقوت سخندان غصے مین ملک اخضر سے حکایت و شکایت کر رہی ہی حیرت نے کچھ میوہ کشتیون مین لگا کر معرفت صرصر پاس یاقوت کے بھیجا صرصر نے وہ کشتیان لاکر سامنے یاقوت کے رکھین اور حیرت کی طرف سے پیغام دیا صرصر کہ رہی ہی ملکہ عالم نے عذر کیا ہی کہ ہمارے طعن و تشنیع کا خیال نکرنا جو کچھ ہمنے کہا آمد سخن مین نکل گیا معاف نہ لیے گا ہمکو دشمن نجانیے گا آجتک ہمنے مقابلہ مسلمانان مین بڑی بڑی مصیبتین اٹھائین آپ بھی صبر کیجیے ہم تدبیر کرکے لعل کو بلوا لینگے صرصر نے جو یاقوت سے یہ بیان کیا یاقوت نے کہا ای صرصر مین کسی سے کم نہین ہون ابھی سب کچھ کر سکتی ہون ابھی کہو تو لشکر مسلمانان مین آگ لگا دون سبکو خاک مین ملا دون صرصر نے کہا یہ تو مین وعدہ کرتی ہون کہ ملکہ حیرت فرما چکی ہین مین لعل سخندان کو آپ تک پہونچا دونگی روکنا سمجھانا آپ کا کام ہی یاقوت نے صرصر کے کہنے سے دو چار دانے میوے کے اٹھا کر کھائے تھے کہ آسمان پر برق چمکی دونون کنیزین گھبرائی ہوئی سامنے یاقوت کے آئین کہا داری ہم بارگاہ اسد غازی مین گئے تھے بی لعل سخندان کی بڑی خاطرین ہو رہی ہین حضور انھون نے بلاکر بہار جادو کا سحر اتارا اب باغبان قدرت و ملکہ بران کی تدبیر کر رہی ہین بہار تم

تو صحت کامل پائی شگفتہ ہو گئیں گلشن حیات مین بہار آئی وہان تو حضور سب عاشق مزاج ہین بی بہار اُس
حال مین بھی غزلین عاشقانہ پڑھتی تھین نہین معلوم بی بران کس پر عاشق ہین ہزارون اشعار پڑھے دیوان
کے دیوان یاد کر لیے مشہور یہ ہی کہ بی بران صاحب عصمت و عفت شوکت و لیاقت نے انکے نام سے ولے
پایا ہی کوئی یہ نہین پوچھتا کہ شعر کسکی یاد مین پڑھتی ہو یہ تو ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ بہار کو صحت کامل حاصل
ہوئی ملکہ یاقوت نے پوچھا سحر کیا کیا کہا حضور اپنا خون کاٹ کاٹ کر پھینک رہی ہین چہرہ اُداس علامت
معلوم ہوتا ہی کہ اب چہرے پر خون باقی نہین رہا شوکت نمائی منظور ہی سردار تعریفین کر کے اپنا مطلب نکال
رہے ہین بی حجبون نے بھی جواب دیا تھا انھون نے بیڑا اٹھایا یقین ہی باغبان بھی صحت پا گیا ہو بران
کی بھی تدبیر ہو جائیگی یہ سنکر ملکہ یاقوت سخندان غصے مین اٹھی میوہ جو کشتی مین کھانے کو اٹھایا تھا آہ کر کے پھینک دیا
کہا صاحب کیسا کھانا ملکہ حیرت جادو نے کلمات طعن و تشنیع سے دل کو مشبک کر دیا تمام جسم کو ناسور بنایا ایسے
ایسے کلمات کہے جو ہمارے سننے کے نہ تھے مگر مجبور و ناچار سنے اب اسوقت کیفیت لعل جانیگی یہ کہکر اپنے مقام
اٹھی دونون پاؤن زمین پر مارکر غرق زمین ہو گئی نقب سحر کاٹتی ہوئی چلی یہان وہ وقت ہی کہ ملکہ لعل سخندان نے بعد
صحت بہار باغبان پر چھینٹا خون کا مارا پھلے تو باغبان قدرت بیہوش ہو گیا اُٹھے بیٹھے تو تمام جسم مثل آئینہ
صاف و شفاف ہو گیا خوشی کے نقارے بجے ملکہ مہرخ سحر چشم نے ملکہ لعل سخندان کے ہاتھ چوم لیے کہا ای
ملکہ لعل ماشاء اللہ کیا کہنا سحر اسی کا نام ہی عنایت سے پروردگار کی تمہارا نیک انجام ہی ابھی ہزارون جھگڑے
پڑے ہین لڑائی دریاے نیل کی لوح کا حاصل ہونا ملکہ لعل سخندان نے کہا آپکی خدا سب مشکلین آسان کریگا بد
یاقوت سخندان سے خدا بچائے دیکھیے عفریت طلسمی سے کیونکر جان بچے مجھے اسکا خیال ہی یہ کہکر پھر نشتر
پیشانی بہار و بران و مجلس پر خون چھینک دیا یہ بھی دونون کلمہ پڑھکر اُٹھ بیٹھیں مگر ابھی کچھ کسل باقی ہی ملکہ
لعل اُسکو بھی دفع کر رہی ہین یکایک زمین کانی طبقہ زمین کا ٹوٹا یاقوت سخندان مثل برق جہندہ زمین
سے نکلی بہار جادو و باغبان و بران و مجلس اُٹھکر بیٹھے ہین اچھی طرح صحت حاصل نہین ہوئی کہ نعرہ ہو
واہ ہمشیرہ ہمنے تمنے ایک پیٹ مین دیر پھیلائے اسی دن کے لیے تمکو سحر سکھلایا تھا دشمنون پر یہ مہر عنایت
ہمارے سحر کو آثار اسامری و جمشید کا مذہب ترک کیا ملکہ لعل نے جو یاقوت کو دیکھا فوراً ایک وجتنے زمین پر گرا
یاقوت لڑکھڑائی اپنے کو سنبھالا آواز دی او گیسو بریدہ او ننگ خاندان تمام عالم مین تونے ہمکو بدنام کیا یہ کہکر منہ
سے آگ کی دہین سے اُس شعلہ مزاج کے دھوان نکلنے لگا جسکی آنکھون تک دھوان پہونچا اندھا ہو گیا غصے مین

یاقوت نے کمر مین ملکہ لعل کی پنجہ دیا زور کرکے لے اُڑی اِس شد و مد سے ہتہ مارا کہ ملکہ لعل تیورا کر
بیہوش ہوگئی یاقوت لیکر چلی بہار نے جھپٹ کر گلدستہ مارا یاقوت نے ہنسکر جلا دیا برق لامع نے چاہا کہ ڈھیلا
یاقوت نے سنکر اک بجلی گرائی سر پر برق لامع کے گری اسکا سر پھٹ گیا باغبان دیکھکر خاموش ہوا الفاظ
سحر یاد نہ آئے چشم زدن مین یاقوت نکل گئی اسد نامدار تیغہ پکڑ کر اُٹھے کہا تو صاحبو غضب ہوا اگر لعل سخندان
لیگئی جاتے ہی قتل کرڈالیگی مین جاکر جان دونگا یا اُسکو رہا کرونگا ملکہ مہرخ نے کہا ہم بھی چلتے ہین رعد و برق
و برق لامع آمادہ ہوے سب سردارون نے جھولیان سحر کی اُٹھائین قصد کیا کہ فلان مقام پر چلکر روکین لعل سخندان
کو لے نہ جانے دین عمرو نے کہا صاحبو ایسا غضب نہ کرنا یاقوت بلاے روزگار ہے سب کا یہی حال کریگی باغبان
و بران کو چلتے چلتے پھر اندھا بنا گئی جبتک مین پلٹ کر نہ آؤن خبردار کوئی نکلنے کا ارادہ نکرے بیٹا برق بڑھکر
خیر توڑے جیسے ہی برق کو اشارہ کیا اُستاد بہت اچھا کہکر تڑپتا ہوا اچلا چالاک ایک جانب روانہ ہوے
باہر آکر پکارا بھائی برق مین بھی آتا ہون برق نے پلٹ کر کہا شہزادے میرے ساتھ نہ آئیے بڑی مشکل
کی عیاری ہے سب کے بعد خواجہ عمرو اسد غازی کو تسکین دیکر چلے اسد نے اتنا کہا چھوٹے نانا جان اتنا خیال
ضرور رہے ملکہ لعل نے میری جان بخشی کی سامنے سے افراسیاب کے اُٹھا لائی جان کا اُسنے خوف نہ کیا
اگر یاقوت اُسکو اپنے لشکر مین لیگئی مین اپنی جان دونگا عمرو نے کہا خبردار بارگاہ سے قدم نہ نکالنا افراسیاب
اپنے مقام پر کہتا تھا کہ مین نے بڑا اندھیر کیا اسد کو بالاے گنبد نور کیون قید رکھا پردہ ظلمات مین کیون
نہ بھیجا وہان کا قیدی کبھی رہائی نہین پاتا راستہ آسمان کا مدت سے بند ہے پردہ ظلمات مین کوئی نہین جا سکتا
ایسا نہو خدانخواستہ پردہ ظلمات کا کوئی ساحر لیجاے یہ کہکر عمرو نے آواز دی اے مہرخ نامدار اے سرداران
عالیوقار اپنے آقا کو لشکر سے نہ نکلنے دینا یہ کہکر عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صورت تبدیل کی اک کنیز
کی شکل بنکر چلے یاقوت سخندان لعل سخندان کو پنجے مین دباے ہوے صحرا مین پہونچی دیکھا اک نخل کے سایہ
مین صرصر کھڑی ٹہل رہی ہے آواز دی اے ملکہ عالم شہنشاہ خفا ہوتے ہین کہ آپ لشکر مہرخ مین کیون گئین
لعل کو مین پکڑ لاؤنگی یاقوت نے کہا مین کیا اُسکی محتاج ہون مین لعل سخندان کو پکڑ لائی کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ
مجھکو روکے یہی محفوظ ہے کہ جب یاقوت غصے مین چلی تھی اسکے لشکر کا ایک سالدار سموم جادو بارہ سو
ساحر لیکر چل نکلا تھا اپنے مالک کو تلاش کرتا ہوا آتا ہے یہان صرصر یاقوت سے جو باتین ہوئین صرصر نے
کہا ذرا میرے پاس آئیے بی لعل سخندان کو مین تو دیکھون اپنے ہاتھ سے سزا دون مجھے بڑا اشتیاق ہے کہ

اُسنے پوچھا کیون آپنے بہن کا پاس نہ کیا اسد سے آشنائی کرکے نکل گئین یاقوت لعل کو پیچھے مین باندھ
آئی پڑی جیسے ہی زمین پر پانون قائم ہوئے صرصر نے قریب آکر بلائین لین کہا حضور بڑا کام کیا انکی زبان
مین سحر زن تو دیدیجیے ایسا نہو ہوشیار ہوکر نکل جائین وہ دیکھیے شہنشاہ بھی آتے مین انکو بڑا قلق تھا آپکی
محبت مین راتون کو روتے مین یاقوت پلٹی صرصر نقلی نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالے نعرہ کیا نعرہ برق
ستم برق رفتار و خنجر گذار ہوا ستم کیہ لیکن گران بر ہزار ہوا اب تڑپ کے کہان جائیگی حلقے کمند کے مارے یاقوت
ارے اپھر الٹی منھ پر حباب بیہوشی مارا یاقوت لڑکھڑا کے گری ملکہ لعل ہاتھ سے یاقوت کے چھوٹی مگر
سحر مین یاقوت کے تھی بیہوش پڑی ہی برق فرنگی نے خنجر کھینچا چاہا یاقوت سخندان کا سر کاٹ لون زمین
شق ہوئی اک سنہری تیلی نکلی اُسنے برق کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون نگوڑے ہماری بی بی کو قتل کرتا ہی
برق نے ہر چند چاہا ہاتھ چھڑالون تیلی نے نہ چھوڑا برق کو یقین تھا کلائی ٹوٹ جائیگی اُس تیلی نے یاقوت
کو ہوشیار کردیا برق کے منھ پر ہاتھ پھیرا رنگ روغن اُڑ گیا یاقوت کی آنکھ کھلی دیکھا برق فرنگی کو تیلی پکڑ
کھڑی ہی کہہ رہی ہی یہ حضور کو قتل کرتا تھا مین نے دشمن کو پکڑ لیا ابھی تو یہ عورت بنا ہوا تھا یہ تو مردوا معلوم
ہوتا ہی بڑا اتکار و غدار ہی ہوا کی صورت بنکر آیا یہ سنتے ہی یاقوت نے خنجر کھینچا کہ برق کو قتل کردن تیلی تو ہاتھ
مین ہاتھ دیکر غائب ہوگئی یاقوت چھاتی پر برق کی چڑھ بیٹھی برق منتین کرتا ہی ملکہ مین غلام ہون تابعدار ہون
خبردار ہون ہرکارے کو کوئی قتل نہین کرتا خبر لینے آیا تھا آپکی بہن کو بچاتا تھا اسوقت آپ مجھے قتل کرینگی
کل کلیجہ پکڑ کر روئینگی مجھکو پاس افراسیاب کے لیچلیے وہ خود آپکو سمجھا دینگے ہماری کیفیت بتلا دینگے شہنشاہ ہماری قدر
کرتے مین ہم لوگ عیار آزاد مین آپ بڑی جلاد مین جب خوشامد کو یاقوت نے نمانا برق نے کہا بی یاقوت
تمھاری قضا قریب ہی میرا اُستاد عمرو نامدار تمکو گھسکر مارے گا گلیم اوڑھ کر قتل کریگا انکا کیا کرسکوگی شہریار عالم
شہنشاہ جہان نظر کردہ پیغمبر زمان انکے شاگرد کو قتل کرتی ہو مجھ غریب بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتی ہو حضرت مجھکو
بیہوش کیا شہنشاہ کا تو آکر ہمنے تاج اُتار لیا کبھی کچھ نہ فرمایا بلکہ ہمیشہ خلعت دیتے مین انکا علم ہی نئی عیاری کرو نقصان
لیجیے کس طور سے آیا آپ آسمان پر اُڑی جاتی تھین مین نے نیچے بلایا اُس تیلی نے آکر یہ آفت برپا کی مجھے تو خود منظور
تھا کہ آپکو ہوشیار کرکے انعام مانگونگا ہم کیسکو قتل نہین کرتے ہم جلاد نہین ہین یاقوت سخندان یہ باتین
سنکر اور زیادہ جھلائی کہا افراسیاب سفلہ مزاج ہی بیوقوفون کے سر کا تاج ہی اُسنے منھ لگا کر سب کا حوصلہ
بڑھا دیا مین جبکو پاؤنگی قتل کر ڈالونگی اور لعل سخندان کو آج لیجا کر سزا دونگی اُسنے مذہب سامری و جمشید کو

بدنام کیا برق نے کہا اور کسی بات کا خیال نہ کیجیے شہنشاہ ننگ و ناموس سالم ہے دریافت کر لیجیے گا مین اسکا
کا ضامن ہون ہم لوگ جھوٹ نہین بولتے شہنشاہ سب ہمارے اوصاف بیان کر دینگے یاقوت سخندان
نے تمانا خنجر بران حلق پر برق کے رکھا پشت سے آواز آئی خبردار ملکہ کیا کرتی ہو شہنشاہ خفا ہونگے عیار دغا
لقا کے پیارے بندے ہین یاقوت نے دیکھا صبا رفتار کند انداز پکارتی ہوئی آتی ہے قتل نکرنا قتل
نکرنا دیکھیے نامہ لائی ہون دوڑی ہوئی آئی ہون اسے پہلے ملاحظہ کر لیجیے یاقوت کو خلک ہوا کہ یہ بھی کوئی
عیار نہو جیسے ہی صبا رفتار قریب پہونچی یاقوت نے مسکرا کر آواز دی خبردار او عیار ہوشیار یہ کہکر ہاتھ
جھٹکا یا برق چمک کے صبا رفتار پر گری رنگ روغن اڑ گیا دیکھا تو منتر چالاک بن عمرو ہے یاقوت نے اسکو بھی
سحر مین مبتلا کیا چالاک زمین پر گر کر تڑپنے لگا اب یاقوت کو منظور ہوا چالاک و برق کو قتل کرے
نعل کی زبان مین سوزن ہے ملکہ یاقوت نے خنجر کھینچا قصد ہوا چالاک کو بھی قریب برق لاؤن دونون کا
خون بہاؤن یکایک درخت سے کھڑکھڑ کی آواز آئی یاقوت نے سر اٹھا کر دیکھا ملکہ حیرت جادو زوجہ
شہنشاہ درخت سے اترتی چلی آتی ہے صاف ظاہر ہے کہ آسمان سے ابھی اتری ہے جیسے ہی یاقوت سے چار
آنکھ ہوئی ہان ہان کر کے دانت کے نیچے انگلی دبائی یاقوت سخندان نے کہا ملکہ عالم آپ نے سنا برق و
چالاک نے مجھے دیوانہ بنایا مین ایسی ہوشیار نہوتی مار لیا ہوتا ملکہ حیرت جادو مرے سے کود پڑی لپکا کہکر ہاتھ
پکڑ لیا کہا یہ مین پہچانے چاہیے انکو تم اپنے ہاتھ سے قتل کرو بڑے افسوس کی بات ہے علاوہ ازین کتاب سامری
مین صاف لکھا ہے جو عیار کو قتل کریگا خنجر عمرو سے بچ نہ پائیگا ذلیل حقیر ہو کر مارا جائیگا اکثر شہنشاہ نے انکو
گرفتار کیا انکے قتل پر قادر نہ تھے جس وقت چاہتے قتل کر ڈالتے لیکن قید کرنا مناسب ہے انکی تیز زبان لکھنے کے لائق
نہین جب اوند نفاے انکو منہ لگا کے گستاخ کیا انکے بلد نخیے ہین کتاب مین لکھا ہے کہ عمرو کہتا پھرتا ہے بر لیش لعل لقا شتم
و تراشیدم سنا ہے قدرت سنکر خوش ہوتے ہین اگر قدرت کو منظور ہو تو پھر کا نباہ دین جہنم مین بھجوا دین ستم
انکے قبضے مین ہے لیکن ہمیشہ انپر رحم کرتے ہین ملکہ یاقوت سخندان نے کہا مین تو نمانون کی مجھے بڑا رنج دیا ہے مین انکو
قتل کرونگی ملکہ حیرت جادو نے ہاتھ چھوڑ کر کہا بوا یاقوت تمھین اختیار ہے مجھے کیا مطلب ہے لیکن انجام بخیر نہوگا
یہ کہکے حیرت نے ہاتھ چھوڑ دیا یاقوت طرف چالاک کے چلی حیرت نے قریب آکر حلقہ ہاے کمند مار کے نذر کیا

ہم رکہ کلہ از سر قیصر بہ برم ۔۔ رنگ از رخ خنجک بدا ختر بہ برم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی ۔۔ تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

یاقوت سخندان نے خنجر اخواجہ عمرو نے جناب بیہوشی مارا

یاقوت لڑکھڑا کر گری عمرو نے خنجر کھینچا ملکہ لعل سخندان کی آنکھ کھل گئی لعل نے دیکھا چالاک برق
پڑے تڑپ رہے ہین خواجہ نے یاقوت کو بیہوش کیا خنجر کھینچکر قتل کرنے چلے ہین ملکہ لعل سخندان نے اشارہ
کیا خواجہ کیا کرتے ہو یاقوت قتل نہو گی ابھی ابھی گرفتار ہوجاؤ گے میری زبان سے سوزن نکالو اسکو مقید
کر کے لیچلین عمرو نے ملکہ لعل کی زبان سے سوزن نکالا لعل سخندان اٹھی چالاک برق پر سے سحر اتارا یہ دونون
اٹھتے ہی بھاگے ملکہ لعل نے خواجہ سے کہا تم بھی نکل جاؤ خواجہ نے کہا مین نجاؤنگا لعل سخندان نے قصد کیا
کہ یاقوت کو اٹھا لین سامنے سے افراسیاب کا نعرہ ہوا خبردار لعل کیا کرتی ہے لعل نے پلٹ کر افراسیاب
پر گولہ مارا افراسیاب سحر دفع کرنے لگا ملکہ لعل نے دونون پاؤن مارے غرق زمین ہو کر غائب ہوئی
افراسیاب نے دور سے باران سحر برسایا قطرہ پانی کا یاقوت پر گرا آنکھ کھلی سموم جادو فوج لیے ہوے
آتا تھا عقب مین خواجہ کے بہار چلی تھی راہ مین برق وچالاک سے ملاقات ہوئی بہار جادو سے سب
کیفیت چالاک نے کہی کہا وہ تو بڑی ہوشیار ہے برق عیاری کر کے سب معاملہ خراب کر دیتا ہے مجھکو آنے پایا
تو آنے دیا دور ہی سے سحر کر دیا قبلہ وکعبہ پہونچے ہین بہار نے کہا غضب کیا یاقوت کا قتل ہونا دشوار ہے
حاکم حجرہ نجم ساحرہ زبردست سر دربار گھس آئی ملکہ لعل کو گرفتار کر کے لیگئی جاتی تھی میرا کوئی کچھ نہین کر سکتا
ایسا نہو استاد گرفتار ہو جائین برق وچالاک کو رخصت کر کے بہار بڑھی اودھر سموم جادو مع بارہ ہزار
جوانون کے آتا تھا بہار کو دیکھکر جھپٹا چاہا گرفتار کر لون بہار نے غصے مین جا کر گلدستہ مار دیا انکا سحر تو شہوا کہ
معشوقہ سروقد گلعذار غنچہ دہن رشک چمن عندلیب گلشن رعنائی نخل سرسبز چمن زیبائی ہنسکر جو گلدستہ مارا
پھول برسنے لگے سموم کو ہوائی چھوٹنے لگا بہار کے گل عارض دیکھکر بھول گیا دین ودنیا بھول گیا آگے بڑھکر
ہاتھ باندھے عرض کی ملکہ عالم مین تو غلام ہون آپکے نظارہ جمال جہان آرا کا مشتاق تھا آج سعادت دارین حاصل
ہوئی گل سا چہرہ دیکھکر تسکین دل ہوئی ملکہ بہار گلعذار نے بدھی تار کر گلے مین سموم کے ڈالدی تیور بالکل ہوا
بدل گئی ملکہ بہار نے کہا اے سموم یاقوت سخندان کو جانتے ہو عرض کی حضور نام تو سنا ہے بہار نے کہا حاکم حجرہ نجم
افراسیاب کی مہمان اسوقت صحرا مین پڑے سیر آئی ہے جا کر اسکا سر کاٹ لو خیال رکھنا افراسیاب بھی ہمارا دشمن ہے ان
دونون کا سر لاؤ ہمارے ساتھ شادی کر لو اے سموم ہم مدت سے تمھارے ہوا خواہ ہین تمھاری ہوا سے جستجو
مین مدت سے تباہ ہین دیر نہ کرنا جلد تشریف لائیے گا سموم جادو سلام کر کے ملکہ بہار کو بصد جوش وخروش
مع فوج چلا جھومتا ہوا اشعار عاشقانہ زبان پر ہیان افراسیاب ملکہ یاقوت سخندان کو سمجھا رہا ہے کہتا ہے

اے ملکۂ عالم غصے کو کام نہ فرمائیے لشکر مین پلٹ جائیے عیارون نے ہر ایک کے ساتھ بے اعتدالی کی سوائے
صبر کے چارہ نہین یاقوت نہین مانتی کہتی ہے اے شہنشاہ اب میرے اوپر کوئی عیاری نہین کر سکے گا ایک
مرتبہ سب دھوکا کھاتے ہین اب مین اپنے سامنے کسی غیر کو آنے ہی نہ دونگی ملکہ لعل کو پھر گرفتار کر کے
لاؤنگی میری بن ہو کر لشکر سلمانان مین رہے بڑی غیرت کی بات ہے مین عین لشکر سے اُڑا لاؤنگی عیار تو
منہ دیکھا رکھے بی چیچون تو بالکل ہونٹھ نہ ہلا سکین عیارون نے آکر آفت برپا کی ہے مین انکو پہچان گئی
چالاک کو مین نے پاس نہ آنے دیا دور ہی سے سحر کر دیا معلوم ہوتا ہے عمرو نے میرے قتل کا ارادہ نہین کیا
لعل سخندان کو ہوشیار کر کے سحر اُتروا کر لے گیا ابھی عیار بھی لشکر مین نہ پہونچے ہونگے مین پہونچتے پہونچتے
گرفتار کر لاؤنگی افراسیاب نے جو یاقوت سخندان کو بصحرائے دلکش مین تنہا پایا مدت سے عاشق ہے کلیجہ تھام
ہاتھ والد سے کہا ملکہ مین تمکو نہ جانے دونگا اسوقت میرا کہنا مانو مین صرصر سے کہکر لعل سخندان کو بلوا دونگا
یہ ذکر تھا کہ طرف سے ابر کے گرد اُڑی یاقوت سخندان نے دیکھا سموم جادو بے بار دو سو ساحرون کے جھپٹا
ہوا آتا ہے آنکھین سرخ اسباب سحر ہاتھ مین غضبناک بات مین سب ساتھ والے غزلین گاتے ہوئے تانین اُڑاتے ہوئے
یاقوت نے کہا دیکھیے ہمارا پرانا رفیق ندیم و شفیق ہماری جستجو مین نکل آیا اگر آپ نہ بھی پہونچتے یہ تا بلشکر اسلام
جاتا تمام سردارون کو پکڑ لاتا نہایت ساحر زبردست ہے ہمارے والد کا سردار ہے بڑا ساحر ہوشیار ہے یہ سنکر
افراسیاب نے کہا خداوند لقا خیر کرین مجکو تو معلوم ہوتا ہے میان سموم کو بھی ہوا لگی یہ ہار کیسا گلے مین پہنے
ہین ملکہ یاقوت نے کہا یہ ہمیشہ سے شوقین ہے تو ان تماش بین ہے افراسیاب نے کہا شاید کنین بہار سے ملاقات
ہو گئی اسکا گلدستہ چل گیا سب پھولے پھرتے ہین کان لگا کر سنو اشعار رنگین گاتے ہین یاقوت نے کہا
آپ سموم کو کیا سمجھے ہین الف نامدار کا تعلیم کردہ قدیم پروردہ اس سے کوئی برائی کی امید نہین ہے افراسیاب نے
کہا آپ جانیے میرے نزدیک تو آنا اسکا بہتر نہین ہے دور ہی سے اسکو رد کرو اس عرصے مین سموم قریب
آ گیا افراسیاب تو جھیلے ہوئے ہے ایسے ایسے بہت جھیلے ہوئے ہے دور ہی سے آواز دی کیون سموم مزاج کیسا ہے
سموم نے ہنسکر کہا آپکی ترقی جاہ و حشم کی دعا مین مصروف رہتا ہون ملکہ یاقوت کا غلام تا لعبد جانثار
مگر آج کچھ عرض کرنا منظور ہے افراسیاب نے کہا آئیے جو دل مین ہو فرمائیے یاقوت کو پہچانا سموم نے کہا
خوب پہچانتے ہین یہ کہکر جست کر کے قریب آیا ساتھ والون سے آواز دی بھائیو شادی کرو ہے اپنا اپنا
کام کرو معشوق کے ملنے کی یہی تدبیر ہے جرأت و جلالت مین توقیر ہے اتنا جو سموم نے کہا ہوا بدل گئی بارہ

ساحرون نے گولے ترنج نکالے پہلے سموم نے گولا مارا اور نعرہ کیا منم عاشق گل رخسار بہار دلچین گلستان معشوق گلعذار نظم

بس عشق بتان خاک جنون بر سر ریخت
بر آتش دل آب دو چشم تر ما ریخت
صد غوطہ بدریا چو زنم پاک نگردد
تا چند توان خار برین بستر ما ریخت
ساقی ز تو ہنگامہ کہ مخفی ز تو مینا

دل قطرهٔ خون گشت ز چشم تر ما ریخت
بر تربت ما روشنی شمع محالست
بس گرد نحوست ببستر ما ریخت
ما بلبل غمکشیم کہ در عالم پرواز
خوش شد دل را ہمہ ریا بر ما ریخت

لب بستہ بسے بادہ کشیدیم ولیکن
پروانہ زبس بر سر خاکستر ما ریخت
مجروح شده بخت مرا پہلوے آہ
بگرفتہ ہوا و ہمہ بال و پر ما ریخت
افراسیاب نے کہا مبارک ہو

اسقدر گولے پڑے کہ یاقوت سخندان آتش سحر مین چھپ گئی افراسیاب جادو نے سنگریزے اٹھا کر مارنا شروع کیے جس پر سنگریزہ پڑا اسکا سر پھٹ گیا یاقوت برق بنکر چلی غل مچا رہی ہے کہ شہنشاہ یہ سب تیرے پرانے نوکر ہین افراسیاب کے سحر سے سبکو بچاتی جاتی ہے افراسیاب نے گھبرا کر کہا او بدبخت یہ زندگی بھر آتش مین نہ آئینگے بہار کا سحر رنگین ہے شرما کر مر جائینگے یاقوت ایک نخل کے سائے مین ٹھہری سموم نے جو پلٹ کر دیکھا کہا او چھنال مین تیری فکر مین آتا تھا تیری چوٹی پکڑ کر سامنے ملکہ بہار کے لیجاؤنگا وہان وہ دلھن بنی بیٹھی ہے مین دولھا ہونگا ہماری سہرہ سر پر باندھا جائیگا تو اس مقدمے مین دراندازی ہے بکار شعبدہ باز ہے تیری وجہ سے شادی نہین ہوتی تو نے ہماری سسرال مین کہلا بھیجا لڑکا کماؤ نہین ہے چاند دیتا ہے چاہیے پیسے نہین پیدا کیون رنی ہم ایسے ہین تیرے گھر مین مدت سے نوکری کی کیسے وضع دار ہین کون ایسا مرد آدمی ہوگا جو اپنے پاس دس پانچ روپیے نہ رکھے اب بھی میانی کمر مین بندھی ہے ہمنے اپنی معشوقہ سے خود اقرار کیا تنخواہ ہمیشہ اسکے ہاتھ مین دینگے وہ ہمسے راضی ہے تو کیا قاضی ہے تو کیون دراندازی کرتی ہے افراسیاب نے قہقہہ مار کر کہا ہان بھائی سموم انہون نے تمھاری برائیان کین ہم تو تمھارے خیر خواہ ہین بہار کے عشق مین ہزارون تباہ و برباد ہین یاقوت نے یہ کلمات سنکر غصے مین سموم کو للکارا کہا بیہودہ بکتا ہے کیسی سسرال کیسی شادی دیکھ ایک گولہ مارونگی سر پھٹ جائیگا سموم تیغہ کھینچکر جا پڑا کہا دیکھون تو تیر اکیسا گولہ ہے یہ کہکے تیغہ مارا یاقوت نے بجلی ماردی تیغہ ہاتھ سے سموم کے نکل گیا سموم نے گھبرا کر ہاتھ بڑھایا کہ چوٹی پکڑ کر کھینچتا ہوا لیجاؤن یاقوت کو افسوس آتا ہے کہ سردار قدیم بابا جان کا ندیم ہے آزردہ ہونگے اسکے سحر دفع کرتی ہے اپنا سحر نہین کرتی جب اسنے ہاتھ بڑھایا یاقوت نے صرف ہاتھ سے اشارہ کیا برق چمک کر گری سر زخمی ہوا خون چہرے پر آیا سموم چیخین مار کر رونے لگا کہا ملکہ یاقوت تمنے غضب کیا دولھا کا خون بہا یا سر چھپا دلھن پکارا

سر کاٹ کر لیجاؤن شادی کرون دلھن میری بیٹھی ہی انتظار کر رہی ہو میرے اقرار مین فرق آتا ہی رہ رہ کے
دل گھبراتا ہی چاہتا ہی یاقوت کو لپٹ جاؤن اب تو یاقوت کو غصہ آیا کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ
مار دیا سموم کا شل برگ خزان دیدہ دھڑ سے زمین پر گرا آواز آئی کشتی مرا نام تن سموم جادو بو داور
سب ساحرون کو افراسیاب نے مارا ہنگامہ بلند ہوا دریا ے خون جاری ملک اخضر بھی گھبرا کر دوڑا اہالیان فوج
نے سنا ملکہ یاقوت سخندان نے بہن کا غصہ اپنے ملازمون پر اتارا سموم جادو کو مارا ملک اخضر آکر پہونچا
لاشہ سموم دیکھکر غصہ کرنے لگا کہا کیون بیٹا اسنے کیا خطا کی یاقوت نے کہا والد نامدار لپنے چہرے سے
نکل کر وہ صدمے اٹھائے لائق بیان نہین سموم بخطا مارا گیا سحر مین بہار کے مبتلا تھا مین نے بہت ٹالا اسکی
قضا ہی دامنگیر ہوئی شہنشاہ نے پہلے ہی سمجھایا تھا میرے خیال مین نہ آیا لیکن مسلمانون نے بہت تنگ
کیا کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی حسرت جادو بھی یہ سنکر آئی سمجھا کر سب نے یاقوت کو پھیرا ورنہ کہتی تھی
لعل سخندان کو لشکر مسلمانان مین نہ رہنے دونگی اخضر نے بھی سمجھایا کہ ای فرزند گھڑی گھڑی لشکر دشمن
مین جانا بہتر نہین ہی وہان بھی بڑے بڑے کامل اکمل جمع ہین تمھارا اقبال تھا کہ عین بارگاہ سے لعل سخندان کو
لے آئین کوئی دم نہ مار سکا جیحون سبز پوش زبان دراز بڑی ساحرہ ہی یاقوت نے کہا مین بےخبر پائین
لعل نے جا کر سبکو صحت دی موجب شل گھر کا بھیدی لنکا ڈھاوے راز سے آگاہ تھی مین سحر دفع ہوا اب
برلن سے مقابلہ ہی دیکھیے کیا رنگ ہوتا ہی اخضر نے کہا رات خیر و عافیت سے گذرے تو بڑی بات ہی
مین راتون کو جاگ کر بسر کرتا ہون تڑپ تڑپ کے سحر کرتا ہون جب عمرو کی زنبیل کا خیال آتا ہی قلب
تھراجاتا ہی سامری و جمشید نے اس ظالم کو نعمت عطا کر دی کیونکر ناز نہ کرے حقیقت مین عمرو کا کوئی
نہین ہی یاقوت نے کہا بابا جان ذکر زنبیل عمرو نہ کیجیے جو گذرا وہ گذرا افراسیاب نے سمجھا کر یاقوت کو تخت جواہر
کیا لشکر مین لائے ملکہ حیرت بہت خوش ہی ساتھ والیون سے کہتی ہی اسد نے خوب دھبا لگایا کس معشوق کو
لے گیا ہمارے گھر سے بی مہ جبین و ملکہ خوبصورت نکل گئین بھلا مہ جبین تو ملو ے اسد مین سلطنت طلسم بھی
ہوشربا کی سب کے تابعدار مین طلسم کشا بھی ہمراہ رکاب ہوتا ہی خوبصورت شکیل کے ساتھ نکلین
کیا آبرو باقی لالان خونقیا خدائی داد دی برباد کرا کے گھر مین اسد کے آئین بی لعل سخندان نے تو
بڑا ہی کام کیا سامری و جمشید کو بدنام کیا مذہب مین دھبا لگایا یہ لاکھ تربی پڑھ لکھی ہین لعل کو خیال بھی نہ ہوگا
لشکر مسلمانان وہ باغ بحران ہی وہان سب ہماری شاہزادیان حسین و جمیل سحر و ساحری مین بے نظیر و بے عدیل

موجود ہین کیونکر وہان دل نہ لگے بہار نے ہمکو داغ دیا صرصر برابر حیرت کے آئی ہی حیرت نے آنکھین
آنسو بھر کر کہا ای صرصر تمنے یہ ہنگامے دیکھے مجھکو یہ بڑا خیال ہی اب یاقوت اپنے ہوش مین نہین ہی آج رات
کو یہ جائیگی عفریت طلسم کو پیغام دے گی مین نے بھی بزرگون سے سنا ہی وہ عفریت آدم خوار کسیکے بھیجے
نہ پھریگا اگر ہوسکے اپنے کو تابہ بہار پہونچا کہنا ای بہن تمہاری ہمشیرہ بیقرار ہین کل عفریت طلسم آئیگا تمنے
یہ غضب کیا یاقوت کو اپنا دشمن بنایا سموم پر کیون سحر کیا واسطہ سامری و جمشید کا کہین بھاگ جا اگر مجھے
دشمن جانتی ہی خدمت مین والدہ نامدار کے چلی جا وہ محبت مین کچھ نہ کہینگے ای صرصر یہ بھی گوش زد کر دینا
کہ نیرنگ گیرنگ کے مرنے کی خبر والدہ نامدار کو پہونچ گئی ہی پرچۂ اخبار آیا تھا انھون نے سامان سفر تیار کیا ہی
تم بھی انکے سحر سے آگاہ ہو گیا انکے قبضے مین ہی مصاحب سامری شہنشاہ اقلیم افسونگری سامری و جمشید خدا
کے ساتھ رہے انکی خدائی کو روشن کیا اپنے تحفجات خداوندون نے انکو مرحمت فرمائے اپنی جان بچانے
کی تدبیر کرو اسی بلا سے واسطے دو چار دن کے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلی جا ہر چند کہ عفریت
تمام عالم کی گشت کرے گا جس مقام پر مسلمانون کو پائیگا تن تن کے کھا جائیگا صرصر نے کہا حضور وہ میرے
باپ کا بھی کہنا نہ مانینگی جب مین گئی تھی اول تو ان تک رسائی دشوار اگر عیاری کرکے پہونچی تخلیہ نصیب
ہوا اور ان کو سمجھایا وہ الٹا مجھکو سمجھاتی ہین فرماتی ہین عمرو کے ساتھ شادی کرے گی عمرو تجھ پر عاشق ہی تم بھی
آخر کیلانگی بھلا مین انکو کیا سمجھاؤن انکا یہی اعتقاد ہی کہ طلسم ہوش ربا ضرور فتح ہوگا جو مطیع الاسلام ہوگا
آبرو پائیگا ورنہ مارا جائیگا ایسے کو کیا سمجھاؤن حیرت خاموش ہو رہی یاقوت اپنی بارگاہ مین داخل ہوئی مگر ذرہ ہم
برہم شراب وغیرہ بھی نہ پی افراسیاب سے کہا آپ جاکر طبل جنگی بجوائیے مین جاتی ہون عفریت طلسمی کو
آمادہ کراؤن بوقت سحر اسکو لیکر آؤنگی میرے آنیکا خیال نہ کیجیے گا میدان کارزار مین لشکر بھاگ نکلیگا وقت
پہونچونگی یہ کہکر یاقوت سخندان نے لباس تبدیل کیا جوڑا بھاری پہنا دریا سے جواہر مین غوطہ مارا اسباب
سحر اٹھا کر جھولی مین رکھا شعلۂ جوالہ بنکر اٹھی افراسیاب اس آن بان کو دیکھکر مر گیا حقیقت مین پرکالۂ آتش ہی
آنکھین رشک غزال قد سرو باغ حسن خوبی بات بات مین رعنائی زیبائی ہونٹھون مین اعجاز مسیحائی بوٹا سا قد
دونون رخسار چاند کے ٹکڑے ابروے خمدار بل رہے ہین غصے مین چہرہ سرخ رنگت ٹپک رہی ہی اس عیاری کی ذرہ
برا صدمہ اٹھایا کہتی ہی اب کوئی زندہ نہ بچیگا دستک دی اک طاؤس زرین بال اڑتا ہوا آیا کاٹھی اسپر کسی
ہوئی زر دعا آراستہ کیا جست کرکے طاؤس پر سوار ہوئی باپ سے پلٹ کر کہا آپکے مزاج مین تیزی ہی کہ

میدان کارزار میں نکلنے کا ارادہ نہ کیجیے گا وہ شعلہ جو آفت جہان ملکہ لعل سخندان سر میدان بھی نکل کر مقابلہ کرلی
شکل ہے سامری و جمشید کا لا عفریت کے بعد سے وہ نہیں آگاہ ہیں صرف اتنی حقیقت تھی رد و کد سحر سب کا
اتارا میدان کارزار میں مزا آ گیا تھا جنگی پہلے انہیں کی فکر ہوگی دیکھنا تو کیسی ناچار ہوتی ہیں سر پہ ہاتھ رکھے
روتی ہیں قدموں پر گرتی ہیں بہ لگی خطا معاف نہ کرو گی بڑا صدمہ عظیم ہوا ملک اخضر نے کہا بی بی بڑے دل
سے پوچھو کس ناز و نعم سے میں نے اس کمبخت کو پرورش کیا یہ دن یاد نہ تھا کہ جوان ہو کر نکل جائیگی ہمکو دیوانہ کرچکی
ہنسائیگی دشمنوں کی شراکت کرلی کچھ خوف نہ آیا آخر میں میدان میں نہ نکلونگا یاقوت سخندان بخوبی باپ کو
سمجھا کر اسی طاؤس سحر پر سوار ہوئی مثل برق آسمان پر جا کر چلی آنکھوں سے نہان ہوئی اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دوکلہ داستان حیرت بیان طبل جنگی بجوانا افراسیاب کا عین معرکہ جنگ میں پہونچنا یاقوت سخندان کا مع عفریت آدم خوار طلسمی تباہی لشکر اسلام عین وقت پر پہونچنا محبوب کاکل کشا کا اور اپنی جان دلیرانہ بچانا لشکر اسلام کو بدعت عفریت آدم خوار سے و قتل ملکہ یاقوت و ملک اخضر و شکست لشکر افراسیاب باقی حالات متعلق داستان ہذا

عجب داستان قیامت اثر تحریر ہوتی ہے ساقی نامہ مصنف

کدھر ہو مرے ساقی گلعذار
دکھا آج باغ سخن کی بہار
شگفتہ رہیں عندلیبان باغ
سلامت رہیں سب حسینان باغ
ہم بلبل و گل میں بھی وصل ہے
بہار مضامین کی یہ فصل ہے
صبا صحن گلشن میں اترا گئی
بہار آ گئی نو بہار آ گئی
صبا کی ہیں گلشن میں اٹکھیلیاں
پپیہے کا کہنا کہ پی ہے کہاں
اٹھی سرد گلشن کے دل میں جو ہوک
عجب لطف دیتی ہے کوئل کی کوک
اٹھا ابر بارش کے سامان ہوے
کہ طاؤس گلزار رقصان ہوے
ہر اک غنچہ گل نے کھولا دہن
چھکنے لگے طائران چمن
جوانان گلشن جو ہیں باغ باغ
جلانے ہیں لالے نے گل کے چراغ
جو صیاد نے قصد بلبل کیا
تو دام رگ گل میں آ کر پھنسا
جو نہروں میں فوارے چھٹنے لگے
غزالے زر گل کے لٹنے لگے
طیوران گلزار کے چہچہے
اڑاتے ہیں کبک دری قہقہے
ہنسی کی ہے سوسن کے لب پہ دھڑی
جوانان گلشن سے دھوکا دھڑی
جو نرگس اشاروں میں سرگرم ہے
اگر بار لوں میں یہ بے شرم ہے
الا ای خردمند فرخ نہاد
نصیحت قمری کی رہے دل سے یاد
قمری نصیحت سے نے دوستان
کہ گل پنج روز است در بوستان
قمری قول سعدی بھی یاد آ گیا

دل غمزدہ غم سے نہ ٹھہرا گیا | نہ دل بر این وبر نا پائدار | ز سعدی ہمین یک سخن یاد دار

چہرہ تہور شعاران میدان جان بازی و سر فروشان بازار سر فرازی کلک اعجاز رقم سے اس افسانۂ سحر
بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر نہنگان دریاے جرأت نشان ؛ چنان غوطہ زد در یم داستان ؛ ملکہ
یاقوت سخندان کا تو احوال تحریر کیا عفریت طلسم کو لینے گئی ہی دیکھیے اس آتشخوئی کا کیا انجام ہو ملکہ
افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب بارگاہ ملکہ حیرت مین آیا اگر تخت پر بیٹھا ملکہ حیرت سے کہا ای ملکہ عالم
تو مبارک ہو ملکہ یاقوت سخندان بصد قہر و غضب عفریت طلسم کو لینے گئی ہی بروقت میدان داری عفریت
کو لیکر آئیگی آج اسکو انتہا کا غصہ تھا اب طبل جنگی کو حکم دو حیرت جادو نے غصے مین جواب نہ دیا طرسے
اشارہ کیا ہان صاحب معشوقۂ شہنشاہ زوجۂ خاص عفریت کو لینے گئی ہین جن سرداروں کو خون جگر پلا کر پرورش
کیا وہ دیو اگر اسکو کھا جائیگا ہمارا پتھر کا کلیجہ نہین ہی جسوقت بہار کو اٹھا کر وہ بھیانوالہ کریگا ہم بھی اسکے غم
مین پھاند پڑینگے حکم شہنشاہ ہی طبل جنگی بجوا دو افراسیاب نے کہا ای وزیر اعظم آج کل نقارخانون مین حکم دو
ستر ہ سو نقاروں پر چوب پڑے طبل تمہاری بجے سرمانے اسیوقت حکم دیا نقارخانون مین طبل جنگی پر چوب
پڑی پہاڑ ہل گئے زمین تھرائی جواسیسان لشکر اسلام چند در چند خوش انجام سر وقت براے خبر حاضر پہنچے
یہ خبر وحشت اثر لیکر بھاگے یہان وہ وقت ہی ملکہ لعل سخندان کو جو یاقوت اٹھا کر لیگئی تھی لشکر مین قیامت
برپا تھی اسد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خضر غلام سے کہا مرکب تیار کرو ملکہ مہ جبین نے دامن تھام لیا کہا آپ کہان
جاتے ہین یاقوت ایسی ہی جس سے آپ مقابلہ کرین ملکہ جیسون بھی اٹھین دست بستہ عرض کی حضور قصد کرین
کنیز جاتی ہی یا جان دیگی یا انشاءاللہ ملکہ لعل کو رہا کرکے لائیگی ملکہ بران و مجلس کہ ابھی سحر سے یاقوت
کے مہلت پائی ہی سحر رفتہ قابو مین نہین آیا ملکہ اختر و ملکہ مروارید یہ کہکر اٹھین کہ حضور تساہل کرین ہم لوگ
جاتے ہین یہ کہکر ملکہ اختر نے قصد کیا کہ طاؤس پر سوار ہون ملکہ مہرخ نے یہ کہکر سبکو روکا کہا صاحبو جو ہمارے
سرپرست اعظم ہیں سر اپنا ہتھیلی پر لیے پھرتے ہین ہر آفت مین سینہ سپر کرتے ہین یعنی خواجہ عمرو وہ یہ فرما کر
تشریف لیگئے کہ جبتک مین واپس نہ آؤن بارگاہ سے قدم باہر نہ نکالنا ناحق کا ہنگامہ ہوگا دون حکم خواجہ عمرو
مین کسی صاحب کو تا بہ لشکر افراسیاب نہ جانے دونگی جب وہ آکر جواب صاف دینگے کہ ہم سے کچھ نہ ہوسکا اسوقت
مین دیکھا جائیگا انکی راے کے خلاف کوئی کام نہ ہوگا کیا ہم مرنے کو ڈرتے ہین آٹھ پہر سینہ سپر کرتے ہین فخر
تھا کہ ملکہ لعل آکر ہو چکین سب خوش ہوگئے ملکہ مہ جبین نے پوچھا کیون مہرخ کیا گذری اس ظالم کے نیچے سے کیونکر

نجات پائی ملکہ لعل نے کہا صاحب ہم سب بیکار ہین جان لشکر عیار ہین اتنے عرصے مین برق نے اپنا کام
کیا چالاک نے بڑا نام کیا خواجہ بصورت حیرت پہونچے بہار نے سموم کی ہوا بگاڑی بی یاقوت نے
اپنے قدیم سردار کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا عین وقت پر افراسیاب آ گیا ورنہ خواجہ نے یاقوت کو گرفتار کر لیا
تھا میری زبان سے سوزن نکالا مین تو نکل آئی نتیجہ بدعت ظالم سے نجات پائی عیارون کی خبر لینا واجب و لازم
ہے ایسا نہو افراسیاب نے اُنکو گرفتار کر لیا ہو یہ ذکر تھا پھولون کی لپٹین آئین سب نے دیکھا ملکہ بہار پسینے
پسینے بدھیان گلے کی مرجھائی ہوئین آ کر ہو پہنچین برق و چالاک بھی آ گئے ملکہ مہرخ نے کہا اے مہران
والا گہر لعل تمہاری جانبازی کی تعریفین کر رہی ہین تمہارے اُستاد کہان ہین برق نے کہا حضور تعریف کیسی
ہماری عیاری بگڑ گئی قصد تھا کہ آج یاقوت کو مار ڈالین زمین سے اُسکے نگہبان پیدا ہوتے ہین ایسے مقام پر
کیا کرین چالاک نے کہا بھائی برق تم معاملہ بگاڑ دیتے ہو مجھکو تو اُسنے پاس بھی نہ آنے دیا دور ہی سے
سحر کر دیا برق نے کہا آپ مرشد اپنے ہین آپکی کیا بات ہے عیاری نہین کرامات ہے ماشاء اللہ کیا جلدی ہو گئے
خفا نہو تو عرض کرون صبا رفتار بنکر آنا کیا ضرور تھا بصورت افراسیاب آئے ہوتے صورت دیکھ کر ڈر
جاتی دور ہی سے پکارتے ہوئے آئے وہ پہچان گئی چالاک نے کہا تمہاری ایسی عقل کہان سے لاؤن
آپس مین چاؤن چاؤن ہونے لگی برق نے کہا مین نے خوب عیاری کی چالاک نے کہا بھائی برق
تمھین کبھی عیاری نہ آئیگی ناحق بگڑتے ہو بات بات پر لڑتے ہو ملکہ مہرخ نے دونون کو خلعت دیا یہ
دونون خوش ہوئے مرغ زرین بنکر بیٹھے کہ آواز زنگ کی بلند ہوئی سب نے دیکھا عقاب اوج عیاری ہژبر بیشۂ
طراری آسمان خنجر گزاری خواجہ عمرو نامدار جست و خیز کرتے ہوئے آتے ہین لیکن بہت غصے مین آتے ہین چالاک
و برق سے کہا خلعت اُتارو سرکار سے جو تحفہ ملے اُسکو احتیاط سے رکھتے ہین ملکہ مہ جبین نے کہا چھوٹے
نانا جان ان دونون نے بڑے کام کیے یاقوت سخندان کے سامنے جا کر عیاری کی خواجہ نے کہا پھر
عیاری کا کیا انجام ہوا مرنے پڑے ہوئے تھے مین بشکل حیرت پہونچا ملکہ لعل کو رہا کیا اُنکی بھی جان بچائی
لیکن لُٹ گیا حیرت کی شکل بنکر درخت سے کودا کمر مین صندوقچہ جواہرات کا تھا صاحبون مین اعتبار ہے
کئی لاکھ کا زیور اُسنے دیا تھا کہ اپنے لشکر مین بھجوا دیجیے خیال مین آیا زمانہ انقلاب پر ہے ٹکا رکھیے بچ جائیگا اُسکا
یہ انجام ہوا انکو کرامت کا خلعت ملے یہ کہکر طرف اسد کے بیٹے کہا میان طلسم کشا صاحب ذرا آنکھین کھولیے مرا
مال بچانا تھا آپکی خوشنودی کو رہا کیا انعام تو کبھی آپ سے نصیب نہین ہوتا مرا نقصان دلوائیے مہاجن سے سود لگا

آپکو سب بنا پڑیگا اسد نے کہا نانا جان یہ خزانہ حق و مال غازیون کا ہی عمر و نے کہا آپکے غازی بطور تازی پیٹ
بھنسا رہے ہین بستر و ن پرا کر ا کرتے ہین ناحق کو بھر رکھا ہی ایک مہینے کی تنخواہ نہ ملیگی تو کیا ہوگا یہ مین خوبی
جانتا ہون کہ آپ بہت کم ہمت ہین ای لعل سخندان تیری تقدیر پھوٹ گئی مجاور زادہ خانہ کعبہ کے نواسے
گھر مین آئی تو بڑی سخی و فیاض ہی مجھے یقین کامل ہی تیری وجہ سے ایک پیسے کا نقصان ہوا دو پیسے ملینگے
لعل تو مزاج سے خواجہ کے آگاہ تھی ہی کنٹھا یاقوت احمر کا گلے سے اتار بطور نذر ہاتھ پر رکھکر پیش کیا کہا آپ کا
مجھپر احسان ہی اگر خدا نے فضل کیا اور یاقوت سخندان سے جان بچی ایک کوٹھا کہ جسمین جواہر کے کھلونے
بھرے ہوتے ہین حاضر کردونگی عمر و نے لعل کو گلے سے لگا لیا مہ جبین سے کہا یہ تمھاری افسر ہی ساحرون مین
سب بہتر ہی تقدیر بیچاری کی پھوٹ گئی ایسے کے گھر مین آئی مجھکو بڑا افسوس ہی حمزہ اسکی قدر کریگا ملکہ
مہ جبین نے کہا آپکی پرورش ہی انھین کو تاج و تخت مرحمت فرمایئے مجھے تو آپکی کنیزی کا دعویٰ ہی آپنے مجھکو بادشاہ
بنایا ہی عمر و نے کہا تم دختر افراسیاب ہو بادشاہ لشکر صاحب لیاقت اسد کی حرکات پر نجانا لعل نے ایک
کنٹھا دیا تم دو سناو اگر مرحمت کرو اپنی بات کا خیال رکھو مہ جبین نے طرف اسد کے دیکھا اسد نے اشارہ
کیا ہرگز کچھ نہ دینا انکو لاکھون روپیے دوگی تب بھی یہ اسی طرح فرمائینگے یہ وضعداری سے کبھی مہلت نہ مانگینگے
خواجہ بہت جھلائے بارگاہ مین چہل پہل خوشیان ہو رہی ہین رقص و دربار قصور سرداران سے معمور فلک کے ہمراہ تخت
کے سرور ملکہ جیحون و ملکہ بران و ملکہ مجلس ملکہ اختر بن سیلان وغیرہ سب یکسر ہی مقام پر جلوہ فرما ہیں
کہ ہرکارے آکر حاضر ہوئے آتے ہی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا بجا لائے قطعہ

چشم افلاک بود قدر ترا زیر چرخ — ابلق ایام باد حکم ترا زیر زین — در ہمہ حالت ظفر باد قرین و رفیق
در ہمہ کارت خدا باد نصیر و معین

شہریار عالم کی عمر دراز ہو یاقوت سخندان طاؤس پر سوار ہو کر کہین گئی
افراسیاب کو حکم دے گئی تھی افراسیاب نے طبل جنگی بجوا دیا مشہور ہی کل صبح کو عفریت طلسمی کو ساتھ
لیکر آئیگی جسکا دفعیہ بالکل ناممکن افراسیاب لاف و گزاف کر رہا ہی یہ خبر وحشت اثر سنکر ملکہ مہ جبین نے
تو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتایید ربانی طبل جنگی بجے لیکن یہ خبر سنکر ملکہ لعل سخندان کا
رنگ متغیر ہوگیا آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری یہ یاقوت سخندان کا سحر آخر ہی دم بس
تو اسکا ظاہر ہی کہ عفریت طلسمی ہو دن فتح جنگ والیس ہو گا نہین معلوم اسکے پیٹ مین کیا بلا سمائی ہی جسقدر
آدمیون کو کھا جاتا ہی بھیانک ہوس بڑھتی ہی کیونکر خواجہ اسکا بھی کچھ دفعیہ سوچا ہی عمر و نے کہا

ای ملکۂ عالم ای صاحب شوکت و حشم مین کیا تدبیر سوچون پروردگار ہر ایک مشکل کو آسان کرتا ہی ملکہ لعل نے کہا ذرا تخلیے مین چلیے کچھ عرض کرونگی جب خواجہ تنہائی مین ساتھ ملکہ لعل کے آئے ملکہ لعل خواجہ کے گلے مین ہاتھ ڈالکر بے اختیار رونے لگی کہا ای مہتر مہتران مین خوب جانتی ہون کہ قضا مجھکو یہان لیکر آئی ہی اب اور کوئی صورت بچنے کی نہین ہی سب سے پہلے وہ مجھپر اور اسد دلاور پر حملہ کریگی بڑے افسوس کا مقام ہی اسد نامدار نے اتنے بڑے طلسم کی تباہی پر ہاتھ ڈالا چند لفظین بھی سحر کی نہین آتین میرا سحر ایکدم وار دفع کرے گا مین یاقوت کے ہم نبرد نہین ہون حجرۂ نجم کو شہرت اسی کے نام سے ہی سامری اسی کے خواب مین آتے ہین مین نے انجام نہ سوچا جوش محبت طلسم کشا مین بیقرار ہوئی صدمۂ شب فراق نہ اٹھ سکا مین تو ابھی اگر اپنی جان بچاؤنگی جب کچھ نہ بن پڑیگا بھاگ کر نکل جاؤنگی شہریار کو کیونکر بچاؤن میری صلاح یہ ہی کہ اسد کو سمجھا کر برائے شکار روانہ کر دیجیے عمرو نے کہا طبل جنگی بج چکا ہی وہ ہرگز قدم نہ ہٹائیگا نورنگاہ حمزۂ صاحبقران صاحب شوکت و شان لشکر افراسیاب سے لڑ بھی چکا مجھکو ڈر ہی کہ وہ افراسیاب بھاگ جائیگا اگر تمھاری حفاظت نہ کریگا ملکہ لعل سخندان نے کہا یاقوت کے سامنے اُسکی کیا حقیقت ہی ایک سحر کریگی سنگ طائر پیدا ہونگے عقاب آئیگا باز دے اگر طعمہ لگا بچا لیگا افراسیاب کو دیر ہوئی وہ چشم زدن مین اگر جدا ہوگی اس راز سے آگاہ ہو چکی ہی اس روز مین جان دیکر جا پڑی سامنے افراسیاب کے غلام زنگی کو مار لیکر کو للکارا یاقوت کھڑی دیکھا کی اگر وہ دخل دیتی مین نکل نہ سکتی زمین پاؤن تھام لیتی آپکو یاد ہی ایک دن اُسنے سحر کیا تھا سارے لشکر کو ایک ہی سحر مین نابینا کر دیا تھا اُسکے سب سحر بے مثل و بے نظیر ہین مجھسے دفعیہ ممکن نہو گا مجھپر کیا موقوف ہی جسقدر یہ ساحر آپکے یہان جمع ہین ایک ایک وحید عصر ہی خدانخواستہ جسوقت عازم طلسم آئیگا اپنی اپنی جان کی سبکو پڑ جائیگی میری رائے یہی ہی کہ طلسم کشا کو ہٹا دیجیے عمرو نے کہا یہ امر نا ممکن ہی وہ شیر عنایت رب اکبر پر مطمئن ہی اگر ایک روز پیشتر سے اسکی خبر ہوتی کچھ تدبیر ہو سکتی تھی فقرہ دیکر شکار کا مین بھیجدیتے اب طبل جنگی بج چکا جب ملکہ لعل نے دیکھا کہ خواجہ نے صاف کہا اسد نامدار ضرور میدان کارزار مین جائیگا رو رو کر یہ اشعار پڑھے

نظم

اُدھر تڑپ کا جو ہم دلفگار دیکھینگے
جو بجلی سنتا ہی اسکو پکار دیکھینگے
ہمارا آنکھ ہی نہین نکوئی کہ حضرت شیخ

بغل مین غیر انہین بیقرار دیکھینگے
قدم یہ لوٹ گیا تیرے کس کا نشر قاتل
بتون مین قدرت پروردگار دیکھینگے

جرس کی زنگ کی ناقوس کی ہو دن کی
نثار کون ہوا جان نثار دیکھینگے
یہ جلتے ہین کہ چھوٹینگے بعد و سم کی

خزان چمن مین قفس مین بہار دیکھینگے
کسی نے وعدہ کیا ہی نہ دیکھے دشمن بھی
نہ دل ہٹے گا اگر لاکھ بار دیکھینگے
ضرور آکے ٹھہر جائیگا دم آنکھوں مین
جب آنکھ سے وہ مرا اضطرار دیکھینگے
کہین جواب بھی پائین جلال طالب دید

یہ التفات کہ کہتے ہین سینہ چاک کرو
کہ ہم جو آج شب انتظار دیکھینگے
شروع عشق مین کیا تھا وہ لیکن اب آئے ہین
تمھاری راہ دم احتضار دیکھینگے
اگرچہ حشر مین بھی آچکی تھی دید بس
کسی کی طور پہ بھی اب پکار دیکھینگے

یہ دلبری کہ دل داغدار دیکھینگے
جس آنکھ نے تمھین دیکھا ہو اسکو سودا ہو
اس آرزو کا ہم انجام کار دیکھینگے
پھر اختیار مین اپنے رہین نہ جاؤنگا
امید کہتی ہی امیدوار دیکھینگے

عمرو نے اشک ملکہ لعل کے پاک کیے کہا ملکہ جس مقدمے مین عقل کو دخل نہو اپنے انتظام سے باہر ہوجاے اسکو پروردگار کے سپرد کردو جو مناسب مشیت رب اکبر ہوگا ظاہر ہوجائیگا دل تردد منزل تسکین پائیگا یہ بلا بھی رد ہوگی طرف سے بے نیاز کے مدد ہوگی لشکر ملکہ مہرخ مین بھی طبل جنگی بج گیا تیاریان ہونے لگین لشکر افراسیاب مین تلاطم بپا ہے سبکے ہوش گم لشکر افراسیاب مین یہ خوشی ہی کہ کل لڑائی فتح کرینگے سرداران ملکہ مہرخ کا قول ہی کہ لڑ کے مرینگے ملکہ حیرت نے دربار برخاست کیا سب سے زیادہ ملکہ براں کو انتشار ہی یہ اس مقدمۂ خاص کی رازدار ہین نور افشان نے کہدیا تھا ای نور نظر جہانتک ہوسکے اپنے کو عفریت طلسم سے بچانا اس جیسا آدم خوار کے سامنے نجانا بارگاہ ملکہ مہرخ سے اٹھین اپنی بارگاہ مین آکر تیاری مین سحر کی مصروف ہوئین ملکہ اختر اپنے مقام پر ملکہ مجلس بھی بصد اذن نئے نئے طور کے سحر تیار کررہی ہین سب سے زیادہ بہار اپنی بارگاہ مین آکر بیقرار ہوئین گرد کنیزین بیچ مین چوکی بچھوائی صدہا گلدستہ منگوایا پھول سحر کے تیار ہورہے ہین غنچہ دہن وزیرزادی اسباب سحر حاضر کررہی ہی بہار جادو نے آنکھوں مین آنسو بھر کر کہا ای بی غنچہ دہن ہم سے افراسیاب کو بڑی کد ہی یاقوت سخندان کے سردار پر آج سحر کیا آنے اسکو مار ڈالا میرے نام سے جل رہی ہی ہرکاروں سے کہتی تھی پہلے بہار کو قتل کرونگی افسوس صد افسوس ایسی جگہ عاشق ہوے جہان رسوں جا نہین سکتے یہ کہکر اشعار مخفی یاد آگئے نظم

یار از شب آتش شوق تو داغم کردہ است
دوش گو یار بگذر بر طرف باغم کردہ است
آشنائے قربا غم جانان مرا امروز نیست
آتش غم بر نفس صد بار داغم کردہ است

بادۂ عشق تو از نو در ایاغم کردہ است
ہم تاریکی ندارم در شب ہلال اسے غم
در عدم این بادہ از غم در ایاغم کردہ است

طے سودائے جنون می بداز باد صبا
کاتش عشق بتان خلل چراغم کردہ است
بر تنم بیداغ غم مخفی سر مویے نماند

غنچہ دہن نے سمجھایا کہ واری اس غم نے آپ کو گھلا دیا ایسا سانحہ

کسی کے لیے درپیش ہوگا ایسا کسی کو پیش ہوگا روز مرنا جینا ہر روز ایک بلائے تازہ کا سامنا ہی فی الحقیقت مین نے سنا ہی کہ اسکا عفریت طلسمی جس معرکے مین گیا فتح کرکے آیا کسی مقام پر یاقوت نے آجتک شکست نہین کھائی جہان گئی لاکھون کو کھلوایا جب تو افراسیاب کو ناز ہی شادی پر آمادہ ہوگیا ملکہ بہار نے کہا اگر ہماری موت قریب ہی یہ ہجران دیدہ و آفت کشیدہ بے نصیب ہی اور یاقوت کے ہاتھ سے فتح ہوئی بی حیرت و یاقوت سے عمر بھر جوتی پیزار رہیگی حیرت جادو کو چین د لیگا یاقوت بڑی مغرور ہی بے بڑے ناز و نخرے کریگی سلطنت نکال لیگی سلطنت کے نام پر مرتی ہی خدا اسکی آرزو پوری نہ کرے بہار شہزادی مخمورہ مین سے باتین کر رہی ہی کہ کان مین رونے کی آواز آئی گھبرا کر بہار اٹھی کہا ارے یہ کون ہجران کشیدہ رو رہا ہی بارگاہ سے نکل کر جو دیکھا ملکہ لالان خونقبا کی بارگاہ سے صدائے گریہ آرہی ہی ملکہ بہار اندر گئین جاکے دیکھا بیچ مین لالان خونقبا گرد کنیزان پارسا منہ ڈھانکے رو رہی ہی بہار جادو جاکر لپٹ گئی کہا کیون ملکہ عالم خیر تو ہی لالان خونقبا نے رو کر جواب دیا ای بہار کیا پوچھتی ہو بقول عرفی نظم

عادت عشاق چیست مجلس ماتم داشتن	حلقۂ شیون زدن ماتم ہم داشتن	برسر عمان درد موج حلاوت زدن
بر در میدان دل فوج ستم داشتن	نغمۂ داؤد را از لب شیون زدن	آتش نمرود را باغ ارم داشتن
یا خط آزادگی بندگی آموختن	با دل بے آرزو چشم کرم داشتن	از لب ذوق غم بوئے زبان ساختن
دیدہ زلیخ درد سود و سلم داشتن	حسن عبادات را برقع آسان زدن	زشتی اعمال را لوح و قلم داشتن
در طرۂ دو زخ ز شوق جرعۂ کوثر زدن	بر لب کوثر شرر حسرت نم داشتن	آئینۂ دیدہ را صیقل حیرت زدن
زاویۂ سینہ را مخزن غم داشتن	ہم ز غبار کنشت عطر کفن ساختن	ہم بتراز دے دیر سنگ حرم داشتن
در دم بخت عاشقی ورق لا ساختن	در سگ در س عشق دست نعم داشتن	تا بہ سر آب چشم از پے ہم ریختن
تا بہ فلک داغ دل بر سر ہم داشتن	در جگر اشنما آب ہوس سوختن	در اثر اشلا در دشکم داشتن

ای بہار گلعذار ہمارا حال پرملال نہ پوچھو آنکھیں بہ جو اشعار مصیبت آثار ہیں تمکو سنا کے عرفی نے ہمارے حال مین تصنیف فرمائے عاشق کے واسطے یہ رنج و مصیبت ہی نہ وصل مین آرام مین دل ناکام گھبرا گیا محبت مین مجبور بقول شخصے خدائی سے منہ موڑا یہان آکر یہ آفت دیکھی روز بلا پر بلا نازل ہی گل کیا ہوتا ہی شہزادے کے نام کے سبب دشمن مین ہم مجبور و ناچار سحر و ساحری سے بالکل نا واقف کیونکر جاکر سینہ سحر لی لعل سخندان حاکم حجرۂ نجم معشوقہ تو بڑے راز و نیاز سے تشریف لائین آج کل انکی خاطر داری ہوئے

دل کو بہت ناگوار ہوا اپنا کیا اختیار ہے ملکہ مہ جبین سے تو قلبی محبت ہوگئی اُس بی بی کا حال بھی لائق رد نہ
ہے باپ اُسکا صاحب اختیار ہے سحر و ساحری میں مجبور و ناچار کیا گیا اُسنے مصیبتیں اُٹھائیں طائر وہم و خیال
کے پر ٹوٹتے ہیں دلیرون کے جی چھوٹتے ہیں سات برس کامل گنبد نور پر قید رہی محبت سے اسد غازی
کی منہ نہ موڑا انہون نے یہ احسان کیا کہ اول مجھکو لاکر اُسکے سر پر بٹھا دیا اب یہ آفت برپا کی بی بی لعل سخندان
سے محبت ہوئی ہمکو تو انکی جان کا خیال ہے موت کے نام کا کس کو ملال ہے اپنی جان سے اچھے رہیں کبھی ہم بھی یہ
لینگے جس روز سے بی لعل تشریف لائی ہیں مجھ بدنصیب کے خیمے میں بالکل آنا چھوڑ دیا کل مین نے بوا سے پوچھا
تھا انہون نے بھی یہی کہا کہ سر سے خیمے میں بھی نہیں آتے دیکھئے تقدیر کیا دکھاتی ہے بقول مخفی اشعار

در دلم تا کی خیال خام دنیا بگذرد
شعلۂ آہ دلم بر سقف مینا بگذرد
شب شود ہر روز با امید فردا در گذشت
تا کی عمر گرامی در تمنا بگذرد

بر سرم تا چند این آشوب سودا بگذرد
بر محبت مے فزاید در سر بازار عشق
حیف زین عمرے کہ با امید فردا بگذرد

بگذرد و ہر گہ خیال عاقبت در خاطرم
بر سر عاشق ز رسوائی چو غوغا بگذرد
بعد ازین مخفی مرو پاس از طریق غم

بہار کا کلیجہ ہل گیا کہا حضور آپ کے کلمات نے کلیجے کو مشبک کر دیا

خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا میں اپنا بھی غم بھولی اسوقت میں بھی اسی یاد میں مبتلا تھی سراحال پُر ملال لائق
حسرت ہے عجب طرح کی محبت ہے معشوق سرکش بادشاہ عالیجاہ ہمارا حال دیدم تباہ وہ یہان آنہیں سکتے ہم
وہان جا نہیں سکتے لیکن آپ کا درد سنکر اپنا غم فراموش ہوا اسوقت اور زیادہ جوش ہوا لالان خوش لقا
نے کہا ای بہار اب دام مصیبت سے چھوٹنا بہت دشوار ہے فلک درپی آزار ہے جب خیال کرتے ہیں ہوش
اُڑ جاتے ہیں کہ لوح طلسمی کیونکر حاصل ہوگی طلسم ہوشربا کیونکر فتح ہوگا ایسا طلسم وسیع جسمین لاکھوں ساحر
رہتا ہے آجتک ساحران دربند نے اپنے مقام سے جنبش نہین کی مدد افراسیاب کی کوشش نہین کی زوال کے
جادوگر آرہے ہین ایک شہنشاہ نیلم سات سو ملک کا مالک ہے ملکہ بران نے خبر دی تھی کہ اُسکا وزیر اعظم علاج
ہے گرداب آدم خوار کوہ نیلم سے چالیس لاکھ فوج لیکر آترا ہے افراسیاب کو لکھا تھا کہ آتے ہی سبکو ڈبو
دون افراسیاب حجرۂ دراز سے حجرہ ہائے بلا کے نازمین ہے یہی جواب لکھا کہ حجرہ ہائے بلا کو لٹوا
دون تو نا کو طلب کرون چالیس لاکھ فوج لیکر جسوقت آئیگا کون اُسکی فوج کا بار اُٹھائیگا ایسے سے
کون لڑیگا ایسے ایسے اور کئی بادشاہ ہین بہار نے کہا حضور یہ خیال خام و تصور ناتمام ہے دیکھیے اسد غازی
اگر آگئے اب اسوقت بالیس لاکھ لشکر ساتھ ہو یا قوت سخندان کی آفت سے کل خدا بچائے وہ سب

ملک فتح ہو جائینگے خواجہ عمرو انکو بھگا دینگے عرصۂ دراز مین بہار نے لالان خوش لقبا کو تسکین دی اسیطرح
بات کر اپنی بارگاہ مین آئی بیٹھکر سحر تیار کرنے لگی لعل سخندان ایک خیمۂ الگ استادہ کرا کے اسمین کر بھی
چار سو کنیزین اسباب سحر لیکر حاضر ہوئین لعل نے بھی جو کاوبا سحر تیار کرنے لگی کنیزون سے کہہ رہی ہو کیون
صبا جو کل یاقوت عفریت طلسمی کو لیکر آئیگی کیونکہ وہ سحر وضع ہوگا سب سے زیادہ مجھکو خیال طلسم کشا ہے وہ مرد
مردانہ شیر فرزانہ سینہ سپر کرتے ہیں لیے شعبدون سے کب ڈرتے مین جتنے خواجہ عمرو کو سمجھایا انہون نے ہماری کہنا
نمانا سمجھا کے ہارے شکار روانہ کرتے اگر خدا فتح عطا کرتا بلا لیتے انہون نے سنا سب نہ مانا دیکھیے کیا تدبیر ہوتی ہے تم کو
ہنستے ہو ہماری تقدیر روتی ہو کس بلا مین اپنے کو پھنسایا عشق کر کے کیا ہاتھ آیا یہ اشعار ہمارے حسب حال ہین نظم

اگر ہمدم ہمارے اس نصیحت گر کو سمجھاتے
دوا غم کے وہ کیسے اشکون کو چشم تر کو سمجھاتے
جو ہم ہوتے تو ہونا رنج و لیکن ابھی دلبر مین
حقیقت ہے علوبلی تجھے شعبدہ کو سمجھاتے
اشارے ہوتے ہین کیا اپنے و لیکن چشم ساقی سے
اگر ہم ہوش مین ہوتے تو ہر اک کو سمجھاتے
نمانا بد گمانی نے کہ ساتھ حباب کے گردون
اگر جبریل آکر سے پیغمبر کو سمجھاتے
جو مجھ تک سجدے مین جلال کو تاملکی تھا
تو روز سیاہ کے ہم بھی کچھ دل مضطر کو سمجھاتے
جگا نا تو ہمین اسوقت جب محشر مین الجھنا
الجھا ابھی دلدار سے کہتے کچھ آخر کو سمجھاتے
اگر دم بھر کو ملجاتا یہ بیطرح مجھے سے
برہ روزین ہاے کیونکر شیشہ و ساغر کو سمجھاتے
نقاب الٹنا ہی تیرا بھی حقیقت کھلگئی سکی
نہ اجانے اگر لیجا کے کیا دلبر کو سمجھاتے
بتون کے عشق نے دلکو جلائے دل اپنی کھا
وہی کچھ میری جانب سے دل مضطر کو سمجھاتے
نمانا مجھکو تیری بزم مین رسوا کیا آخر
کہیں ملتا تو اتنا فتنۂ محشر کو سمجھاتے
وہ خود ہی عالم حیرت مین ہے کیا حضرت موسے
گلے ملتے لون لپٹے مین تجھے خنجر کو سمجھاتے
ہر کی آنکھ حلقون کو سلاسل سے بنا یا تھا
ہم کتک عہد رفو کی زمانے سحر کو سمجھاتے
خدا اس کو جب بھی کیے جاتا نہ باز آتا
نصیحت نفع کرتی خاک کیا پتھر کو سمجھاتے
کنیزون نے سمجھایا عرض کی حضور جہان

تو روز ہی رنگ ہے اتنے بڑے بادشاہ جلیل سے مقابلہ اسکے صدہا معین و مددگار بڑے بڑے تاجدار ملا
کو نے ہین جو آیا اسنے زمین ہلا دی لیکن ایک بات ہم دیکھتے مین آخر مین فتح ملازمان ملکہ مہرخ سحر چشم پاتے
ہین ہر چہار مجرہ بلا کیا قیامت کے کھلے بدعت تاریک شکل کش دیکھی جب میدان مین آتی تھی زمین ہلاتی
تھی ہر شخص یہی یقین ہوتا تھا کہ ہمین کو کھا جائیگی اللہ کی عنایت سے سب بچ جاتے تھے آخر کو وہی
ظالم کتے کی موت قتل ہوئی خواجہ عمرو نے شہنشاہ نواز کے زمانے مین خاتمہ کر دیا تھا خداوند
جمشید بنکر آئے ہمیشہ اسد غازی زلزلے تھے کہ ہر لڑنا بالکل بیکار ہوا کہ مین نے اپنے ماموجان کا تیا
چاہا خواجہ عمرو نے اور اسباب سے پوچھ لیا یہ بھی ہر خورد و بزرگ کو ثابت ہو گیا کہ شہنشاہ لاچین بادشاہ

سابق طلسم ہوش ربا زندانخانہ طلسمی مین قیدی توسن جادو وہان کا حاکم و ناظم ہے یہانتک قصد ہوا تھا کہ
اپنے ہمراہ افراسیاب کو لیجائین زرعفر جادو کو دریاے نیل سے نکالین لوح دہرہ اُس سے لین عین وقت
پر حال عیاری کھلا خواجہ عمرو شہنا کو لیکر نکل آئے ایک دن اور کوئی خبر نہوتا تو خواجہ افراسیاب کو لیکر آتا
دریاے نیل پہونچ جاتے پھر شہنا پڑا فقرا دین پڑین ایسی طرح کل بھی خدا مشکل آسان کریگا خواجہ نے بخوبی سمجھا
یہ مصرع دلچسپ براے اطمینان یاد کرادیا ہے مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ؎ مقدم اسی بات کو جانئے
ہمنے بڑی مصیبتین دیکھین آخر مین آسان ہوتی ہین حلال مہمات عالم بہت جلد کوئی سبب پیدا کریگا بیان لشکر
افراسیاب مین جب افراسیاب طبل جنگی بجوا کر اپنی بارگاہ مین گیا حیرت جادو بیٹھکر رونے لگی کنیزون نے
کہا کیون واری خیر تو ہے حیرت جادو نے کہا مجھے ملکہ بہار کا بڑا غم ہے کوئی کسی کا نہین ہمنے صرصر شمشیرزن
سے سمجھاکر کہا اُنسے نہوسکا کہ جاکر بہار کا عذر سے ہمارا پیام پہونچائین ہم تو اپنی طرف سے سبکدوش ہون
آیندہ اُنکی سرکشی حیات جادو تو ہم کو طعن و تشنیع نہ کرینگے یہ نہ فرمائینگے کہ تمنے نہ سمجھایا بہن کو نہ بچایا سمنبر نام
اک کنیز بہت طرار و فراز ہے اُسنے کہا حضور مین جاؤن ملکہ حیرت جادو نے کہا اے سمنبر تیرا احسان ہوگا بہار
سے یہ کہنا اری بدنصیب میرے پاس نہ آ کہین اور چلی جا کل کے دن لشکر مین نہ رہ کل کی لڑائی قیامت کی ہے
ملکہ یاقوت آگ لگا دیکر لکھ گئی ہے عفریت طلسم کو لیکر آئیگی ہمنے شہنشاہ کی زبانی سنا کہ وہ بے فتح کیے
نہ پلٹیگا سمنبر اُسی طرف لشکر چہرخ کے چلی جب کنارے لشکر کے پہونچی حیران ہوئی کہ کس سے پوچھون ملکہ بہار
کس بارگاہ مین ہے جو کنی کھڑی تھی ناگاہ دیکھا ایک خدمتگار آتا ہے سمنبر نے پوچھا میان جانے والے ملکہ
بہار جادو کس بارگاہ مین رہتی ہین خدمتگار نے کہا آپ کا کیا مطلب ہے یہ عورت ناقص العقل کہ بیٹھی کہ
مجھکو ملکہ حیرت جادو نے بھیجا ہے ملکہ بہار سے کچھ کہنے آئی ہون سمجھا کر لیجاؤنگی خدمتگار نے کہا چلو ہم بتادین
خدمتگار سمنبر کے ساتھ ہوا قریب بارگاہ ملکہ بہار کے لاکر کہا تم کھڑی رہو ہم اُنسے اطلاع کردین سمنبر ٹھہر گئی خدمتگار
نے دم بھر کے بعد کہا دیکھو بی سمنبر وہ سامنے ملکہ بہار کھڑی ہین جیسے ہی سمنبر اُٹھی حلقے کمند کے گلے مین
پڑے نعرہ ہوا منم چالاک بن عمرو سمنبر کو تو کنارے ڈال دیا اب چالاک رنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت
سمنبر تیار ہوا خیال مین گذرا کہ چلکر ملکہ حیرت جادو کو پکڑ لائین لاکر قید کرین بروقت تباہی لشکر کچھ معاملہ
ہوجائیگا افراسیاب بھی دبا دکھائیگا یہ سوچکر لشکر افراسیاب مین آیا بارگاہ مین ملکہ حیرت کی پہونچا
ملکہ حیرت جادو نے خود تخلیہ کر رکھا تھا کہ شاید سمنبر کوئی پیغام معقول لائے کہ سمنبر نقلی پہونچی

ملکہ حیرت نے پوچھا کیون سمنبر کیا کیا عرض کی حضور ملکہ بہار انتظار کر رہی تھین کہ آج میری بہن مجھکو بچا نا
سارا عشق و عاشقی بھول گئین کیا جادو ہوا سے ہاتھ جوڑنا اور کہنا کہ مین تو تابعدار ہون ہمشیرہ صاحبہ میری
جان بچاؤ مجھکو کنیزون نے بھڑکا کر تمسے جدا کیا افراسیاب سے ڈرتی ہین کہتی ہین ملکہ مخمور کو سر دربار کوڑے
لگے تھے ایسا ہو مجھکو بھی سزا ملے ملکہ حیرت نے کہا اُنکا خیال خام و تصور ناتمام ہے وہ گھر کی نوکر تھی اسکو
وہ سزا ملی اُنکو بہت زیر و زبر کرنا منظور ہوا چار گھڑیان دیدین میرے سامنے افراسیاب کی یہ مجال
نہین ہے کہ میری بہن کو کچھ کہہ سکین خطا کی تو میری خطا کی وہ سزا دینے والے کون ہین لیکن تو ساتھ کیون
نہ لے آئی سمنبر نے کہا وہ تو میرے ساتھ آئی ہین کنارہ لشکر پر خوف کے مارے ٹھہر گئین ناز کرتی ہین کہ بلوا کر
مجھکو لیجائین مین یون نہ جاؤنگی ملکہ حیرت خوشی مین اُٹھ کھڑی ہوئی چالاک لگا کر لیچلا کنارے پر لشکر کے لا
بہار پر سناٹا دیکھا کہا دیکھیے سامنے نخل کے کھڑی رو رہی ہین ملکہ حیرت پلٹی چالاک نے حلقے کمند کے گلے مین
ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا چاہا پشتارہ باندھون کہ زمین شق ہوئی ایک پتلا فولادی نکلا چالاک کا
ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون او ظالم ہماری مالک کا پشتارہ باندھنے کا قصد کرتا ہے چالاک نے ہر چند کھینچا ہاتھ چھڑاؤن
پتلے نے ملکہ حیرت کو ہوشیار کر دیا حیرت جادو جو اُٹھی دیکھا پتلا فولادی چالاک کو پکڑے کھڑا ہے منہ پر
ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن اُتر گیا جب تو حیرت بہت جھلائی کہا کیون پاجی تو مجھکو لگا کر یہان لایا اب صبحکو
افراسیاب تیرا کیا حال کریگا چالاک نے کہا مین نے اپنے کو خود گرفتار کرایا خاص اسی واسطے آیا جب
آپ نے مجھکو گولا سحر کا دیا تھا مین نے جا کر دریا شایا عجائب زعفران پوش نے نامہ لکھا تھا اور
مجھے بھی پوچھتی تھی کہ سچ بتلا یہ گولہ کہان سے لایا ہے مجھپر بھی بڑی قید ہوا لیکن مین نے آپکا راز چھپایا
وہ نامہ قبلہ و کعبہ نے نا با افراسیاب نہ آنے دیا راہ مین نامہ بردار کو مارا اُسکی شکل بنکر عجائب زعفران پوش
کو قتل کیا برق بلا خوار قتل ہوئی ان حالات کی آپکو خبر نہین ہے آپ مجھے گرفتار کر کے بھیجئے مین افراسیاب
کے سونپ دونگا حیرت جادو سے اور مجھسے آشنائی ہے مین روز شب کو آتا ہون مجھپر مرتی ہین جان دیتی ہین گولا فولادی
مجھکو دیا تھا اگر آشنائی نہوتی اتنا بڑا سحر کیون دیدیتین ملکہ حیرت یہ مضمون سنکر کانپنے لگی کہا کیون او پاجی مجھے
تو بہار کی محبت مین مجھکو تدبیر بتلا دی تو ہم کو بدنام کرے گا چالاک نے کہا حضور مرتا کیا نہ کرتا جب جانیگا
بیگی صبح بآپکی آشنائی کا ثبوت دونگا حیرت جادو نے گھبرا کر پوچھا محبوب کاکل کشا رہا ہوئی
چالاک نے کہا مع لشکر و فوج سبکو رہا کر لیا اسی مین خیر ہو کہ مجھکو چھوڑ دو ورنہ بہت بدنام ہوگی حیرت جادو نے

گھبرا کر چالاک پر سے سحر اتار لیا چالاک رومال سے ہاتھ باندھ کر قدموں پر گر پڑا کہا اے جان جہان و راحت آرام دل غمناک میں غلام ہوں نابعدار ہوں یک نگاہ محبت سے تجھکو دیکھ لیتا ہوں یہی باعث زندگی ہے اگر کوئی میری بوٹیاں بھی کاٹ ڈالے تو بھی راز نہ کہوں یہی تو مجھکو یقین ہے فرد دل را بدلبر سپیت در گنج ہمہ از سوے کینہ وز سوی مہر مہرؤ ملکہ حیرت نے شرما کر سر جھکا لیا چالاک نے قدموں پر بوسے دیے گر دکھا ملکہ حیرت نے جھلا کر کہا دور ہو سامنے سے اب جو کبھی میرے لشکر میں آیا تیری بوٹیاں کاٹکر چیل کوون کو دونگی چالاک تسلیم کر کے بھاگا ملکہ حیرت جھلائی ہوئی بارگاہ میں آئی ناگاہ پارۂ یاقوت آفتاب تابان بدخشان شرق سے بازار فلک نیلی پر آکے قائم ہوا جوہر ثابت وسیارگان چھپ گئے خزانہ جوہری ماہتابان کا اٹھا بازار سحری گرم ہوئی شعاع نیر اعظم نے عالم ظلمانی کو روشن کیا زاغ سحر نے آواز دی نظم

یکایک ہوا اوان سحر کا ظہور
بہت گرم خوا در روشن نگاہ
کیا وبدبہ خلق پر آشکار

اڑا آشیانے سے طاؤس نور
سپہ کی علامت سپیدا ہوا
کہ بیٹھے کیا زاغ شب کو شکار

وہ طاؤس شرق کا تھا بادشاہ
نشان آگے آگے خط صبح کا
لشکروں میں کمربندی ہونے لگی

صبح کی وردی بجی لشکر افراسیاب بھی آراستہ ہوا افراسیاب پشت مرکب پر سوار ہو کر مع بائیس لکھ فوج کے سمت میدان کارزار چلا یہان مہتر چالاک بن عمرو ملپٹ کر کنارے لشکر کے پہونچے تھے کہ برق سے ملاقات ہوئی دیکھا آج تو مرشدزادے ہنستے ہوئے چٹکیان بجاتے ہوئے اشعار عاشقانہ گاتے ہوئے کلاہ زرین سر پر کج کیے ہوئے عطر سہاگ کی جسم سے بو آتی ہے مست مے محبت اٹھلاتے ہوئے آتے ہین یہ دیکھکر برق نے پوچھا مرشدزادے آج تو آپ بہت خوش معلوم ہوتے ہین چالاک نے کہا بھائی برق تم تو ہماری خبر بھی نہین لیتے ہم گرفتار ہوے دو چار طمانچے بھی پڑے دیکھو چہرہ سرخ ہے وہ ہاتھ سلامت رہین جنھون نے طمانچے لگائے ایسی گرفتاری روز ہو برق نے بہت بہت پوچھا چالاک نے راز نہ کہا بلکہ یہ جواب یا فرد میان عاشق و معشوق رمزیست کراماً کاتبین را ہم خبر نیست برق سمجھ کے خاموش ہو رہا دیکھا لشکرون کی آمد ہے دربارگاہ ملکہ مہ جبین پر سرداران نامدار جمع ہوتے جاتے ہین ایک جانب سے مہر سپہر عیاری ذرہ طبلک نجم گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار بانماے عیاری سے آراستہ آکر دولت مہ جبین پر ٹھہرے علمبردار جلوخانے مین جمع ہین خواجہ نے آکر محلدار سے پوچھا برآمد ہونے میں ملکہ عالم کے کیا دیر ہے عرض کی جلد جلوخانے مین تشریف رکھتی ہین برآمد ہوا چاہتی ہین یہ ذکر تمام نہوا تھا کہ پردہ اٹھا آمد ملکہ مہ جبین کی شروع ہوئی بلند آواز

نازنینان زرین پوش گلدستے ہاتھون مین لیے ہوے آکر ٹھہرین عطر فتنہ ملے ہوے جوڑے زرق برق زیب جسم نسرین و نسترن غنچہ دہن وقت شمشاد و صنوبر وراحت روح دلکش زعفران پوش و زعفران گیسو دراز بارہ ہزار کنیزان شاہی بس سج دہج سے آکر قائم ہوئین باغ روان آکر تھم گیا مہ جبینان زرین پوش کا پرا جھمکیا اسکے بعد چوبدارنیان کہاریان اُگالدان خاصدان چوگھڑے چنگیر عطردان پاندان ہاتھون مین لیے ہوئے کلسین جھلین کرتی ہوئین آکر ٹھہرین سب نے دیکھا تخت شہنشاہی بصد شوکت نمایان ہوا تخت طاؤسی پر ملکہ مہ جبین تاج یاقوتی زیب سر دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے چہرہ رشک مہتابان جلالت وشوکت رعب و دبدبہ چہرے سے عیان سب سے پہلے بڑھکر خواجہ نے سلام کیا ملکہ مہ جبین نے خوش ہوکر تعظیم کی عیارون کا سلام لیکر طرف شاہزادیون کے متوجہ ہوئین چارسو شہزادیان براے تسلیم بعد ادب خم ہوئین باغبان قدرت بعدہٗ وزارت پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے بہار نے بھی آکر سلام کیا گرد ملکہ بہار کے نازنینان گلعذار باغ پر بہار ایک یک حسین نازک بدن رشک چمن زیور مین پھولون کے لدی ہوئی پچکاریان رنگ کی سب کے ہاتھ مین اس رنگ ڈھنگ سے یہ پرے کا پرا ہمراہ تخت ملکہ مہ جبین ہو لیا یکایک ملکہ بران کی آمد ہوئی ہنس پر سوار تاج سر پر ہر چند سحر آثار لیکن گل سا چہرہ کمھلایا ہو پہلو مین ملکہ مجلس یکجا تب ملکہ اختر شاہزادہ جمشید بن کوکب کو تخت پر سوار کیا ہی بلور چہار دست سپہ سالار فوج علمدار لشکر شہنشاہ برجیس زرین علم بصد شوکت وحشم آگے سب کے بڑھا ہوا نشفہ علم سر پر ملکہ بران کے کھولا ملکہ مہ جبین کو بران نے صف باندھکر سلام کیا ملکہ مہ جبین نے بمحبت ہاتھ پھیلا دیے بران نے چاہا قدمون کو بوسہ دے ملکہ مہ جبین نے بصد شفقت سر سینے سے لگالیا دعاے جان درازی کل سردارون نے پایۂ تخت شہنشاہی کو بوسہ دیا اپنے بادشاہ کو گھیر لیا اس جاہ وحشم سے سواری شل ہا دبہاری جلوخانے سے نکلی خواجہ نے ہاتھ اٹھاکر ملکہ جبین کو دعا دی پروردگار جاہ وجلال کو تمھارے بڑھائے اس باغ مین کبھی خزان نہ آئے نظم

تا صبح نوعروس زمرد حجاب را
ہر روز جلوہ از شتق خاوران دہد
بادا عروس بخت ترا نیستے کہ بخت
ہر سا عقش بروے نماصد جان ہا

سب نے صداے آمین بلند کی دیکھا پہلوے لشکر اسلام سے گرد عظیم اٹھی سب نے دیکھا ہزبر دشت جرات دریلے شوکت آفتاب سمان جلالت بدر کامل چرخ سخاوت جوان حجازی اسد بن کرب غازی لشت مرکب درفتار پر سوار پہلو مین شاہزادہ صندلان صندلی پوش و دیگر جوانان ذیہوش پشت پر ستر ہزار جوان چیلتہ پوش ودوش بدوش پرا جمائے ہوے نوبت نقارہ بجتا ہوا اس دھوم سے

سواری اسد نامدار کی پہونچی ملکہ لعل سخندان و ملکہ جیحون ایک تخت سحر پر دونون سوار صلاحین کرتی ہوئی آتی مین دریاے لشکر جیحون جوش پر افراسیاب لشکر لیکر میدان کارزار مین پہونچ چکا ہی اخضر تخت پر سوار ہوکر کل فوج اسکی پشت پر میدان مین آکر ٹھہری افراسیاب نے بڑھکر خضر کو سلام کیا اخضر نے فرزند کہکر گلے سے لگالیا آمد فوج مہرخ و اسد نامدار دیکھکر افراسیاب جل گیا کہا والد نامدار جسقدر مین ان باغیون کے مٹانے کا ارادہ کرتا ہون دمبدم انکا جاہ و جلال بڑھتا جاتا ہی دیکھیے آپکی صاحبزادی صاحب جیحون سے سرگوشی کر رہی ہین اخضر نے کہا ای فرزند یہ سب صلاحین بیکار ہین آج شام تک لشکر و فوج کا نام بھی نرہیگا ساری سرکشی سب بھول جائینگے میری صاحبزادی آتی ہوگی پہر رات رہے مجھکو کنیزون نے خبر دی کہ شب بھر یاقوت نے در حجرہ بلاے عفریت طلسم پر پوجا پاٹ کرکے تسخیر کیا پختہ وعدہ ہو گیا صبح ہوتے ہونے روانہ ہو چکی ہی جبتک دو چار ساحرون کو لڑنے کا حکم دیجیے انکے آنے پر تو پھر خاتمہ ہی بادولت بھی سحر کرینگے ای افراسیاب تو تو بادشاہ طلسم ہوشربا ہی سب طرح کے سحر کتب ہاے پارینہ مین تحریر ہین مگر مین سحر جدید کرونگا سحر کے ایجاد کرنیکا مجھکو خداوند نے اختیار دیا اب افراسیاب نے اشارہ کیا ساحر بڑھے میدان آراستہ ہونے لگا میدان کارزار ساحرون سے بھرا ہوا ہی ہر شخص کا یہی ارادہ ہی لڑین بھڑین نام کرین دھوپ میدان مین پھیلتی جاتی ہی تاثیر سحر ساحران سے کبھی جھونکا ہواے گرم کا چلا کبھی ہوا ٹھنڈی آئی ساحرون نے چشم زدن مین میدان آراستہ و پیراستہ کیا نقیبان خوش آواز جانبین سے نکلے اشعار عبرت آثار پڑھنے لگے ایک طفل نقیب خوبرو خوشخو خوش آواز پرے مین سے بڑھا سرود نوازنے سرود چھیڑا اس طفل خوش آواز نے اہالیان لشکر سے آنکھیں ملا کر یہ اشعار مصنف بصد سوز و گداز پڑھنا شروع کیے نظم مصنف

شبکو جا نکلا تھا اکدن مین مزار دوست پر
ہم گریبان چاک ماتم مین تجے ای یار ہین
کیا ہوا مر کے بعد ای راہی ملک عدم
راہ مین کچھ بستان ہین شہر ہین بازار ہین
چھت منقش ہی کہ سادی فرش رنگین یا سپید
فرخ زرین بال ہین عنبرین ستار ہین
خواہش تجھ پر بھی مقطع یا آپ ہی آنے کبھی

اس حسرت سے مثل بو آنکھیں کھی تھی نہان مین
شاد ہی کچھ تو بھی زیر خاک ہی ناز کبدن
لوگ کیسے مین ہانکے اور کیا اطوار ہین
جس محل مین جاکے تو آرا ہی ای نازنین
تخت کیسے مین منبت یا مرصع کار ہین
اہل صحبت کون ہین کیا گفتگو کا طرز ہی
اپنے اپنے شغل مین رہتے ہین یا بیکار ہین

قبر پر الحمد پڑھکر دوست سے مین نے کہا
شمع روشن ہی گلو کے قبر انبار ہین
سنر بین نزدیک ہین یا دور ہین کیسا حال ہی
کسطرح کا قصر ہی کیسے در و دیوار ہین
پھول ہین کس رنگ کے تپے ہین کس انداز کے
خوشبو یا خوشبو شمع یا کچھ فہم و بدگفتار ہین
بات کرنیکی صدا اصلا نہین آتی کبھی

کسطرح کے لوگ ہین سوتے ہین پڑے بیدار ہین
پھول کیسے باغ کیسا گل ہی تیری کہان
آج خاک قبر ہے اُنپر ستون کے بار ہین

قبر سے آئی صدا ای دوست بس خاموش رہ
کنج تنہائی ہی اور افعی گلے کے ہار ہین
اب یادہ بات کر سکتے نہین ہے گھر گویا

ہم اکیلے ہین یہان احباب نہ اغیار ہین
وہ بہار ایکبار نازک جو تمسکو یاد ہی
ولیکن زرد وہ سونا کیا کرین ناچار ہین

پھرون کی دھن مین جو یہ اشعار عبرت آثار القیبون نے پڑھے دل سبکے بھر آئے اپنے اپنے دوستون کو یاد کر کے رونے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا یاد مقام حسرت ہی کس سے پوچھین کہ رہروان ملک عدم پر کیا گذری کس شغل مین ہین ہائے کبھی خواب مین بھی نہین آتے وہ دوستان صادق وہ محبان واثق ہماری محبت کا دم بھرتے تھے اگر ایک ان ملاقات نہوتی تھی گھر پر آکر بیقراری مین آواز دیتے تھے کہ ای برادر اپنی آواز ہمکو سنا دو صورت دکھاؤ گھر سے ہماری صحبت مین بیٹھ آئے ہم گھر سے نکل کر اُنکے لپٹ جاتے تھے آپس کی حکایت و شکایت ختم نہوتی تھی یا سالہا سال گذرے ملاقات کیسی آواز بھی کان مین نہین آتی آٹھ پہر اُنکو یاد کرتے ہین نام لیکر فریاد کرتے ہین انمین سے کوئی ہمارے پاس نہین آتا اپنا حال صاف صاف نہین سناتا بموجب مضمون رباعی

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری
کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری
کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس

مضمون پر سناٹا آگیا ہر شخص کی آنکھون کے آگے موت پھرنے لگی یہی آرزو تھی کہ اڑ کر بہتر ین نام پیدا کرین دنیا کے جھگڑون سے چھوٹ جائین اسی جوش و خروش مین افراسیاب نے طرفین اپنے لشکر کے دیکھا تھا جان حسرت سے گلشن جہان افروز اک شاہزادی طاؤس زرین بال کو اڑا کر سامنے افراسیاب کے آئی گلشن پر افراسیاب کی نگاہ پڑی بیتاب ہو گیا حسن مین ملاحت جمال مین صباحت قد موزون رشک سرو گلشن غنچہ دہن آرام جان روشنی بخش دیدۂ مشتاقان افراسیاب نے کہا کیون ای گلشن کیا ارادہ ہی عرض کی حضور جسقدر آپ کے ملک خراب ہوتے ہین خیر خواہان دولت سر پر ہاتھ رکھکر روتے ہین آج لونڈی کا ارادہ ہی کہ بی بہار سے مقابلہ کرون مشہور ہی کہ وہ تنکے چنوا دیتی ہین اگر کنیز کا سحر چل گیا وہی حال اگر ملکہ بہار کا نکیا تو نام اپنا گلشن نہ یا افراسیاب نے کہا ای گلشن جاؤ میدان مین جاؤ مقابلہ کرو بہار کے مقابلے کی ہوس دل سے نکالو بہار نے سیکڑون گھر برباد کیے نام فقط بہار رہی مشہور یہ بات ہی برباد کن خانہ حیات ہی گلشن نے عرض کی لونڈی نے بارہ برس ملکہ حیرت کی خدمت کی آپ دیکھینگے کیا کیا سحر ہوتے ہین افراسیاب نے گلشن کو بمشکل اجازت دی گلشن پھول اچھالتی ہوئی میدان مین آئی بوٹا سا قد باغ میدان مین آکر للکاری بی بہار کہان ہین آکر مجھسے مقابلہ کرین یہ سنتے ہی بہار نے طاؤس اپنا صف سے نکالا

ملکہ مہ جبین سے اجازت لی ملکہ مہ جبین نے کہا ای بہار بہار پیرایۂ باغ عالم کے تمکو پڑ کیا کبھی گلشن جمال مین خزان
نہ آئے بہار سلام کر کے طرف گلشن کے چلی ملکہ حیرت نے دیکھا جسطرح کنیزان بہار جم کر عقب بہار کھڑی
ہوتی ہین اُسی طرح پندرہ ہزار کنیزان گلشن ایک ایک رشک چمن عقب مین گلشن کے شاخہائے نخل ہاتھ مین لیکے
چھڑیان پھولون کی بصد رعنائی و زیبائی سب کے ہاتھون مین میدان مین آکر مین بہار و گلشن سے سحر چلنے
لگا دونون نے خوب پھول برسائے کبھی تر بہار کے پھول کھلے گلشن تڑپ کے گری ہوائے گرم چلی باغ سحر
بہار پامال ہوا کبھی گلشن نے چمن تر و تازہ بنا کر تیار کیا بہار نے منہ کھولا دھوان منہ سے نکلا وہ چمن بھی
جل گیا کسی کا رنگ سحر چلنے نہین پاتا دونون کے سحر برابر چل رہے ہین پہر بھر کامل اسی طرح دونون لڑتی رہین
دالون کے رنگ دستغیر بلبلون کی زمزمہ سرائی ہزارون طائر اُڑتے پھرتے ہین پروانہ وار شمع جمال پر گرتے ہین
بہار نے صدہا طائر مارے ایک مقام پر گلشن نے اک عندلیب خوشنوا کو حلقہ ہائے دام زلف عنبرین مین
پھنسایا پکڑ کر اُسکو شمشیر ابرو سے ذبح کیا خون بلبل بہار پر پھینکا راجند آبلے جسم مین بہار کے پڑ گئے
چہرہ اُداس ہاتھ مین رعشہ سب دیکھ رہے ہین کہ لشکر حسرت و یاس نے بہار کو گھیر لیا گلشن اُسی طرح تڑپ
رہی ہے برق چمکاتی ہے کبھی آگے بڑھ جاتی ہے گرتے گرتے بہار نے اپنے کو سنبھالا سر اُٹھا کر آواز دی ای بلبل بے نوا
ہمارے بہار حسن کی تو سیر نہ کر لی اور یہ اشعار اُس غنچہ دہن نے پڑھے

نظم

نوبہار آمد کہ افشانت چو حسن یار گل
گر دبے عزت بہار آخر بہ بازار گل
سایہ گرد و سوج زن بے جنبش گل از نسیم
از چہ مینا زدہشت در ہم دو نیار گل
مغز عالم را معطر کرد گویا میکند
چون وصال یار ریزد ہر خس خار گل
بسکہ طبع کائنات از خرمی آبستن است
چون کند با این رطوبت سایہ دیوار گل
از نہال قامت خوبان زمین سم رواست
از شمیم خلق داد از شعلہ اظہار گل
گل فروشی بود مخصوص دل افگار را
برہ ماند یاد آہ مجرمان بردار گل
گر ہمی آید کہ تاراج خزانی در پی است
گر بجا سے خشوہ ریزد در دم رفتار گل

یہ اشعار پڑھکر جو بہار نے آواز
دی سب نے دیکھا اک طائر ہفت رنگ منقش اُڑتا ہوا کاندھے پر بہار کے آکر بیٹھا منقار کھولکر زمزمہ سرائی کرنے
لگا بہار نے کہا ای طائر وحشی بی گلشن نے عندلیب بے نوا کا خون کیا اپنے ہمسر کے خون کا معاوضہ لے جا
سنکر وہ طائر ہفت رنگ آمادہ جنگ سامنے گلشن جہان فروز کے آیا آنکھ ملا کر یہ غزل پڑھی

غزل

غیرت دلوائی کبختی مجھے تقدیر نے
جان پروانے نے دی مجھسے پیے گلگیر نے
طوق نے کی بندگی چومے قدم زنجیر نے
مدتین گذرین کہ اطمینان نکالا کر دیا
دونون عاشق شمع کے اور دونون قسمت جلے
نالۂ بے سود نے فریاد بے تاثیر نے

ہر زبان خاموش کردیتا ہی راز دوستی لکھدیا کچھ شمع نے کچھ سن لیا گلگیر نے	کچھ نہ حال دل کہا مینے زبان سے آبرو رکھ لی گنہگاری کی گو ہم مر گئے	کھل سکین کیا عاشق و معشوق کی سرگوشیان منہ نہ کھلوایا سوال بخشش تقصیر نے

یہ اشعار جو اس طائر ہفت رنگ نے گلشن سے آنکھ ملا کر پڑھے طائر ہوش و حواس گلشن کے اڑ گئے لیکن وہ طائر ہفت رنگ زمزمہ سرائی کرتا ہوا سر پر گلشن کے آکر مثل انسان کے آواز دی کیون گلشن تجھ عندلیب نوا کا خون بہایا اب ثمر نخل بدعت سے ملیگا غنچۂ آرزو عمر بھر نہ کھلے گا یہ کہکر طائر نے ایک آہ کی منہ سے شعلہ نکلا جلکر خاک ہوا وہ خاک گلشن جہان افروز پر گری خاک سحر یاد نہ رہا برباد ہوئی جہوسے لگی طرف ملکہ بہار گلعذار کے آہ آہ کرتی ہوئی دوڑی ہر مرتبہ یہی پکارتی تھی نظم

دیکھی دل دہیکے قدردانی	بس بندہ نواز مہربانی	ہوتی ہی باز پرس اعمال
کہنی ہی بہت بڑی کہانی	شعلے اٹھتے ہین استخوان سے	اللہ ری سوزش نہانی
سوتا ہی گوشۂ لحد مین	ہان ہان وہ رات بھی ہی آنی	او وعدہ خلاف سا تہا سال
آنکھون سنے کی ہی پاسبانی	آئی پیری پیام رخصت	بڑھتی جاتی ہی بدگمانی
مستانہ سری نسیم کب تک	آخر آخر ہی نوجوانی	بہار نے آواز دی ای گلشن جس

او خرابی ہوش مین آ جانور کا خون کرکے کیا مزا ملا دیکھ آبلے بھی اچھے ہو گئے طائر ہفت رنگ کے تمہارے ہوش اڑا دیے تنہا کیون آتی ہی گلشن کے ساتھ مین بھی ہو بیول ہون نخل سرسبز شاداب ساتھ والیون کو پکارے گلشن لمبی صاف ظاہر تھا کہ موج ہوائے سحر بہار زنجیر بنکر پاؤن مین گلشن کے پڑ گئی طوق اطاعت بہ گلو قمری وار کوکو کر رہی ہی دم علم بہار کا بھر رہی ہی نیند سے ہڑبڑا کے والیون کو آواز دی ارے جلد حاضر ہو ملکہ عالم یاد فرماتی ہین نیند سے ہزار کنیزین جمع کر حربہ ہائے سحر ہاتھ مین لیے ہوئے پشت پر گلشن کے آ مین گلشن نے پکار کر کہا بی بہار کیا حکم ہوتا ہی بہار نے کہا ای گلشن تمکو ہماری کچھ خبر ہی کیسی گلشن ہو بہار کے نکالنے کی فکر کرو ہمارے دشمنون کا ذکر کرو گلشن نے دست بستہ عرض کی آپکے دشمنون کو خاک مین ملا دون نخل حیات عدوے بہار قلم کردون تمہارے دشمن کے لیے صیاد ہون بصورت گلچین صاحب ظلم و بیداد ہون بہار نے کہا ای گلشن کیا تمہاری آنکھین پھوٹ گئین افراسیاب حیرت و اخضر ہم پر لشکر کشی کرکے آئے ہین چاہتے ہین فصل بہار کو شامیانے آج ہین یہ لوگ زندہ نہ چھوڑینگے اسی واسطے ہم نے تمکو میدان مین طلب کیا ہمارے دشمنون پر جا پڑو اخضر و حیرت کا سر لاؤ گلشن کو بہار کا پاس ضرور ہی گلشن نے کہا

ابھی جا کر ان سب کا سر لاتی ہون میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے تینون کے سر مجھسے لیجیے بہار نے کہا کیا کہا حضور ابھی جاتی ہون اُن باغیون کے سر لاتی ہون یہ کہکر طرف کنیزون کے پلٹی کہا صاحبو تمنے کچھ سنا شہنشاہ طلسم ہوشربا نے ملکہ بہار کے ساتھ دشمنی کی چلکر بدلا لو بہار کا ساتھ دو بہار کے زندہ رہنے سے ہم بھی پھولین گے پھلین گے اگر فصل بہار نہ رہی تمھارا کہان ٹھکانا ہے کہان جا کر چھپین ہمیشہ تباہ و برباد رہینگی سب نے کہا حضور ہم آپ کے تابعدار ہین ملکہ بہار کے خدمتگزار ہین دیر نہ کیجیے ہم چلتے ہین اسکے ہمراہ ہین گلشن نے کہا حریف با سے سحر سنبھالو با ہمین نہ بناؤ جلد سر حیرت لاؤ اخضر سبز قدم نہ بچے جلد سر کاٹ لاؤ یہ کہکر جھومتی ہوئی گلشن آگے پندرہ ہزار کنیزین پھولون کی چھڑیان ہاتھ مین جوش و خروش بات بات مین عشق مین ملکہ بہار کے مبہوت لب پر مہر سکوت لشکر حیرت و افراسیاب پر جا پڑین بہار تو پلٹ کر اپنی صف برائی ملکہ مہرخ نے کہا ای بہار کیا کہنا بہار نے جھک کر سلام کیا مہ جبین نے خلعت تحسین و آفرین دیا مگر گلشن نے جاتی ہی سحر کیا کنیزون نے جسکو چھڑی ماردی مثل سکا پھٹ گیا جس پر پتہ پڑا کف افسوس ملتا تھا جسم پھول کا رنگ و اُس خو کا تغیر ہوا ہوش و حواس پراگندہ گلشن طرف حیرت کے جاتی ہے پکارتی ہوئی کیون او حیرت تو ہماری بی بی ملکہ بہار کی دشمن ہوئی یہ کہکر گولہ مارا پندرہ ہزار نے ایک مرتبہ سحر کیے لشکر مین تلاطم ملازمان افراسیاب کے ہوش گم ہر جگہ پڑ گئی اخضر نے کہا ای افراسیاب بہار نے غضب کیا افراسیاب غصے مین جھومکر بڑھا للکارا او گلشن خبردار کہان جاتی ہے طرف حیرت بھاگا پھر آواز دی ہے جاتو محل سے گلشن کو مار لو آج تمھاری بوا نے نیا رنگ کھایا صدمہ عظیم پہونچایا اپنے کو بچا ان کمبختون کے سامنے نجا لیکن گلشن حیرت پر سحر کرتی ہوئی بڑھی ہے کہ ایک کنیز نے بڑھکر کہا کہ اس بیچاری عورت کو کیا مارین چلیے اخضر کو للکارین گلشن نے کہا بوا تو نے بڑا احسان کیا مین اخضر گمراہ کا نام بھول گئی تھی چلو اسکو گھیرین یہ کہکر گلشن ساتھ والیون کو ہمراہ لیکر لشکر اخضر پر گری پہلے ہی حملے مین دس ہزار جادوگر اخضر کے مارے اخضر گھبرا کر پکار اُٹھا یا خداوند سامری تمھاری معشوقہ کا باپ ہون خواب مین اُس بیچاری کے آتے تھے نیرنگ دکھانے تھے آج ہم کو فراموش کیا سب خدمتگزار تمھارے قتل ہو رہے ہین اسوقت گر مدد کرو تو نے دو سو خدا ایک جگہ ہو جاؤ سب بھائی بھتیجون کو ساتھ لاؤ خداوند جمشید سامری کے بیٹے بھائی میرے لشکر کی تباہی ہو رہی تمھاری معشوقہ عفریت طلسم کو لینے گئی ہے یہان باغیون نے قیامت برپا کی گلشن کو جلد غارت کرو کیسے خداوند ہو بندون کی جان جاتی ہے تم کیا بہرے ہو گئے کہا تلک چخین گلشن نے جھومکر

دوسرا حملہ کیا اُلٹی تھیلے مین اور دس ہزار آدمی مارے اب تو اخفر پیچنے لگا سر زمین پر سے مارا افراسیاب نے کئی مرتبہ دو چار سنگریزے اُٹھا کر مارے گلشن نے بڑھکر ان سنگریزون کو بھی روک لیا حیرت نے کہا اے شہنشاہ آج نے رنگ کا سحر ہے تو غضب بطلان کا سحر خوب خالی گیا سنگریزون کو اسنے روک لیا یکا ہو جسم بھی میلا ہوا حقیقت مین گلشن کا یہ حال ہے چہرہ سرخ آنکھیں اُبلی ہوئین چھا جیسے کوئی عاشق صادق پکارتی ہے کمان بھلا کہتے ہو نظم

بجا ہے کوچہ جانان ہون وہ غبار ہو نہین
گناہ چھوڑ کے کیسے مین گناہگار ہو نہین
ہوئی ہو روز جزا عاشقون سے کچھ پرسش
صدا یہ کانون مین آئی کہ انتظار ہو نہین
صنم یہی کہتے ہین کہ تسلی دے
پھر ایکبار ہو محشر امیدوار ہو نہین
پھر انجام ہے بجز دوری ہوئی جب دل
نہ بیٹھا ہے پہلو مین بیقرار ہو نہین
شباب حسن بتان مین یہ بھلا ہے
ٹھکانے کی تو کہون جب کہ ہوشیار ہو نہین
و منہ لگا کے پوچھو وہی بتادیگی
حلال تو یہ رندان بادہ خوار ہو نہین

فنا ہوا ہون مگر نقش پائے یار ہو نہین
وہ ناتوان و گران جان ہون کہ ہون بدوست
ہون کا عشق پکار گناہگار ہو نہین
پکارتا ہے دل مردہ فاتحہ پڑھیے
وہ اضطراب ہے مجھکو وہ بیقرار ہو نہین
لگی ہوا ہے فلک نہ یار کا کوچہ
جدا ہون یار سے جبتک کہ ہوشیار ہو نہین
ہوا کرین جو یہ ہے وہ کمان مین سرانداز
کہ بے ثبات ہے تو بالکل اعتبار ہو نہین
اندھیری گور مین تپتا ہے داغ دل جلا
کہ بے گناہ ہو نہین یا گناہگار ہو نہین

تمھاری شان کریمی سے شرمسار ہو نہین
سبک ہان آنکھون مین سبکی لو تو بار ہو نہین
گمان نیند کا آنکھون مین تھا شب وعدہ
کبھی پھر آرزو نکا تھا اب چرار ہو نہین
نہ نکلی حسرت دل روز بازپرس ملا
اٹھا جہان سے بیٹھا وہان غبار ہو نہین
معاف بے ادبی ہو خدنگ غمزہ ناز
بچا رہونگا قضا کا اگر شکار ہو نہین
کسے بتاتا ہون کیا جانے دل یا جگر
سر مزار چراغان تہ مزار ہو نہین
بعد مرا اشارہ کیا شوق دل نے لوٹ کر

صاف اسکے تیور سے ظاہر ہے کہ کسی کی عاشق صادق ہے ایمان بخدا

منہ پھاک ٹھنڈی سانسین بھرتی ہے زبان پر نظم کنیز بہار سب کنیزین آواز دیتی ہین ہم بھی ہائے بہار نے گلچین مین گلشن نے چاہا اخفر کی گردن دون تخت سے کود کے بھاگا افراسیاب تبھی پکار کر کہا بھی بابا جان سحر کرو اس باغیہ کو قتل کر ڈالو اخفر نے کہا اسپر سحر تاثیر نہین کرتا سحر بہار کے عجب رنگ کی تاثیر ہے اسکے قتل کی کیا تدبیر ہو افراسیاب غصے مین بڑھا ادھر سے حیرت نے بھی ہوا باد ڈالا اور ابرق بھی بڑھے ملے نے برف برسائی خاک تاثیر نہوئی اسی کے ملازم ٹھنڈے ہوئے ابرق نے پتھر برسائے گلشن نے سحر کیا وہ پتھر پلٹ کر انھین سنگدلون پر گرے کئی ہزار کے سر پھٹے برق سر اخفر پر گری سر زخمی ہوا اب تو بیقرار ہو کر پکارا یا نظم جمشید و سامری کے لعنت ہے مدد کو نہین آتے اخفر نے بیقرار ہو کر جو چیخ ماری آسمان پر ابر گلنار پیدا ہوا

سب نے دیکھا یاقوت سخندان دریاے سحر مین غوطہ مارے ہوے تاج یاقوت نگار سر پر لباس فاخرہ زیب جسم
چہرہ غصے سے سرخ طاؤس کو اُڑاتے ہوے آتی ہی دیکھا میرے لشکر مین دریاے خون جاری اخضر کا سر
زخمی چیخ رہا ہی اب تو خداوندون کو بُرا کہنے لگا وہین سے ملکہ یاقوت نے نعرہ کیا باباجان بس زبان کو روکیے
خداوندون کے مقدمے مین بے ادبی نہ کیجیے اسی اعتقاد نے سامری پرستون کو خاک مین ملایا ذرا سی سختی
پڑی خداوندون کو بُرا کہنے لگے سلمان دیکھو کیسے ثابت قدم ہین اپنے اعتقاد کے پابند حق پسند لاکھ مصیبت پڑے
اپنے مذہب سے منہ نہین پھیرتے آپ قدرت کو بُرا کہتے ہین سامری و جمشید نے کیا کیا سحر بہار مین مبتلا ہو کر
آتی ہی سحر اُتار دیکر طاؤس سے کودی گلشن کو للکارا او گیسو بریدہ کہان جاتی ہی ہمارے باباجان کے
ساتھ یہ بے ادبی گلشن مبہوت ہو رہی ہی پلٹ پڑی للکارا او شغل تو کون ہی تیری کیا حقیقت اور تیرے
باپ کی کیا لیاقت ہی غول صحرائی ہی یاقوت جست کر کے برابر گلشن کے پہونچی گلشن نے بھون کی چھڑی ماری
یاقوت نے اسم سحر پڑھ کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا غصے مین ایک طمانچہ مارا گلشن کا سر اُڑ گیا آواز آئی کشتی مرا
من گلشن جہان افروز بو کنیزون نے جو یہ سحر کہ دیکھا یاقوت کو چار طرف سے گھیر لیا ایک کہتی ہی اسکی
ناک کاٹ لو ایک کہتی ہی چوٹی پکڑ کر گھسیٹتی ہوئی لیچلو خدمت مین اپنی بی ملکہ بہار کے پہونچاؤ ایک کہتی ہی یہ بہت
بڑی جاہل ہی ہماری بی بی گلشن کی قاتل ہی اسقدر کوسے مارے کہ یاقوت آتش سحر مین چھپ گئی بجلی بنکر
تڑپی آسمان پر پہونچی وہان سے کڑک کر گری کئی کنیزون کے دو ٹکڑے کیے چمک چمک کے گرنے لگی کنیزین چلاتی
بھاگین پکارتی ہین ملکہ بہار دوڑیے یہ کون ہی ہمارے مالک کو قتل کیا یاقوت لڑتی ہوئی چلی لشکر نے شادیانہ
کیا او نامرد کیا دیکھ رہے ہو گھیر کر سلمانون کو مار لو یہ جو آئے کہا بائیس لاکھ کا لشکر اپنے مقام سے بڑھا ادھر
ملکہ مہ جبین نے تخت بڑھایا باغبان نگینہ سر کیا ملکہ تہران و اختر و مروارید و مجلس وغیرہ اسباب سحر لیکر
لشکر افراسیاب پر گرین مجلس تڑپ کر گری تخت پر برات گڑیا کی آراستہ تھی گڈا او دولہا بنا بیٹھا تھا دولہا
کی ٹانگ پکڑ کر مجلس نے چرخ دیا پھر اُٹھا مار کر چیر ڈالا دو سو سنہرے پچے پیدا ہوے جادوگرون کی ٹانگون مین
لپٹ گئے کئی ہزار کی ٹانگیں چیر ڈالین تہران نے بڑھکر اختر مروارید مارا کئی ہزار کے سینون کو توڑ کر
نکل گیا ملکہ اختر چمک کر گری موتیون کا مالا کھینچے تار زمین پر رو رہا جتنے موتی ٹوٹے اُتنے ہی ساحر دو ٹکڑے
ہوئے مروارید نے بڑھکر آگ برسائی کئی ہزار ساحر جل گئے کنیزان گلشن بھی شریک ہین بڑھی ہوئی لڑ
رہی ہین یاقوت پر جلپا پڑتی ہین چاہتی ہین کہ اسکو پکڑ لین یاقوت شعلۂ جوالہ بنی ہوئی لڑ رہی ہی جو کنیز نے ہاتھ بڑھایا

یاقوت نے کسی کو طمانچہ مارا کسی پر نگاہ سے بجلی گرائی کسی پر برق چمکائی کسی کو ہنسکر جلا دیا جب غنچہ دہن وا کیا دھوان نکلا سیکڑون نابینا ہو گئے لیکن ہمراہیان ملکہ مہرخ نے لشکر انخضر دا فراسیاب کو تہ و بالا کر دیا میدان لاشون سے بھر دیا رعد برق و برق لامع و باغبان و ملکہ مہرخ مع شاہزادہ خورشید زرین سحر نے آفتاب سحر چمکایا وہ حدت دکھائی ساحرون کے بھیجے ناک سے بہکر نکل گئے سرخ مونے کا کل کھولی اندھیرے مین سیکڑون کو مارا برق لامع چمک کر سامنے یاقوت کے آئی یاقوت نے چاہا برق لامع پر سحر کرے اُن زمین سے بلند ہوئی یکایک زمین شق ہوئی رعد جادو نے سر نکالا نعرہ رعد جادو کا کڑکا چیخ ماری یاقوت اُلٹا گری اوپر سے برق لامع کڑک کر گری چاہا سر کا ٹکڑا نکل جاوے یاقوت نے اپنے کو بچایا لیکن سر زخم کاری آیا خون اس ملعونہ کا زمین پر گرا جتنے قطرے زمین پر گرے اتنے ہی ساحران مہرخ جل گئے ڈوپٹہ پھاڑ کر اپنے زخم سر کو باندھا سب نے دیکھا یاقوت کے سر سے خون ٹپکتا ہوا پایا نیچے سنبھالکر طرف پہاڑ کے بھاگی لعل سخندان نے بلند ہو کر آواز دی یار و بجواب یاقوت سخندان عفریت طلسم کو بلاتی ہے طرف کوہ فلک شکوہ کے کر جاتی ہے یاقوت نے پہاڑ پر جا کر ایک ٹکر ماری پہاڑ تھرا گیا یکایک پہاڑ پھٹا دل کوہ سے ایک کوہ پیکر دیو مہیب بڑے بڑے ہاتھ پاؤن سر گنبد مکان کنہ ہاتھ پاؤن جیسے نخل چنار کے سینہ صحرا ویران موے جسم مثل نشتر کوہ پیکر خود سر چیخ مار کر سامنے آیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہو گیا کہا اے معشوقہ خداوند خیر تو ہے یاقوت نے کہا اے عفریت خونخوار باغیون نے اسقدر عاجز کیا خون ہمارا زمین پر گرایا اُن سب کو کھا لے یہ سنتے ہی عفریت نے دست نحس کو بڑھایا چار ہزار کنیزان گلشن کی سب سے آگے بڑھی ہوئی لڑ رہی تھیں ہاتھ مار دو سو نازنینان حور وش کی سکے نخچہ بدعت مین آگئین اٹھا کر پھانک گیا مع استخوان کر کر چبانے لگا تین چنگل مارے ان چار ہزار کا خاتمہ کر کے طرف لشکر اسلام کے بڑھا لعل سخندان چیخ رہی ہے ارے یار و بھاگو اس ظالم خونخوار آدم خوار سے جان بچاؤ دیکھو چشم زدن مین چار ہزار کنیزان گلشن کو کھا گیا ایک قطرہ خون بھی زمین پر نہ گرا اسی وقت کا ہمکو خوف تھا وہ وقت تباہی آ گیا ملکہ لعل نے جو اس طرح آواز دی سب لوگ بھاگے لیکن بھاگ کر کہان جائین دو دو کوس تک سکا ہاتھ جاتا ہے پانچ کوس پر اسکا قدم پڑتا ہے جب بھاگنے چنگل مارا جیسے کوئی انسان کھیلون کے پھنکے مارتا ہے اسی طرح دو سو کو اٹھایا پھنکا مار گیا چبا تا بھی نہین سب نے دیکھا کہ حقیقت مین یہ بلائے طلسمی ہے پیٹ ہے کہ تنور جہنم دس ہزار کو دم بھر مین کھا گیا اہل اسلام بھاگے جاتے مین باغبان نے آکر اسد پر سحر کیا انکا گھوڑا انکو لیکر بھاگا ہر چند یہ کوڑے مارتے

ہین رانون مین دبائے ہین تاثیر سحر باغبان سے گھوڑا نہین رکتا منزلون لیکر اسد کو نکل گیا ملکہ گوہر صندلان
کو بھگائے لیے جاتی ہر صاحب خدا کے واسطے اپنے آقا کو لیکر جا تا غلک نے بھاگ جاؤ دیکھتے ہو کیا قیامت ہر
بیا کا شکم ہر کہ غار آفت ہر لاکھون کو کھا گیا ملعون بلا خوار کا شکم نہین بھرتا برق واختر وعمر دار رعد ومجلس بہار
وباغبان وغیرہ نے مل ملکر عفریت پر گولے مارے پتھر برسائے آگ کے دریا بہائے لیکن کسی کا سحر اسکے
جسم پر با اثر نہین کرتا جسنے گولہ مارا پھنکر گر پڑا ترنج پڑا جسم پر اسکے دھبا بھی نہ آیا آگ برسی شعلہ خو کو خبر
بھی نہوئی دریا سے آب موج مار کر آیا چلو لگا کر پی گیا جب سحر کرنے سے عاجز ہوتے ہین یہ سرداران تہمتن
وچھینیں مار کر روتے ہین پر پرواز پیدا کر کے بھاگتے ہین اپنے نزدیک بہت بھاگے دس کوس پر آئے مڑ کے پھر
پلٹ کر دیکھا اسکو سر پر پایا ایک قدم اسکا پانچ کوس پر پڑتا ہر کہا تنک بھاگنے والا بھاگے یہ پھر بھی
دس بیس کوس آئے وہ تین ڈگ بڑھا کر وہین آگیا چنگل مارا سو دو سو کو کھا گیا بڑے بڑے سحر کیے برق
نے کئی مرتبہ اختر دوار رعد مارا جب اسکے سینے پر پڑا سیاہ ہو گیا گھبرا کر برق اختر کو لیکر بھاگتی ہین اپنا خون
ڈالکر روشن کیا اختر خاک کام کرے ستارہ سبکا گردش مین فلک کج رفتار مٹانے کی کوشش مین استادان
سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہر کہ ملکہ لعل برق بنی چمک کر سر عفریت کے گرد
گرز لگا لگا کر مٹانے پر بارا خنجر سحر شکم پر لگایا لیکن وہ ملعون فولاد صاحب بیداد تلوار و تیر وتبر وخنجر کا خطا بھی نہین
پڑتا جسم پر ملکہ لعل نے دو گھڑی کامل سحر کیا آگ کا دریا بہایا عفریت عمداً اُس آگ مین پھاند پڑا اوس
مین اک چشمہ ملا ملکہ لعل نے قریب چشمے کے جا کر چشمے پر نگاہ قہر ڈالی چشمہ اُبل کر دریا بنگیا عفریت نے آواز
دی ای معشوقہ خوبرو مین دیر سے پیاسا تھا پانی پیکر غذا کو ہضم کرون یہ کہکر کنارے دریا کے کھڑا ہو گیا دو
آنو چلو بھر بھر کر پینے لگا دریا کی کیچڑ تک چاٹ گیا ہر چند کہ وہ دریاے سحر تھا پانی مین شمشیر آبدار کی روانی تھی
اسکو کچھ نہ معلوم ہوا نہنگان خونخوار اُس دریاے قہار سے نکلے منہ کھولکر عفریت پر گرے یہ انکو بھی چیر
پھاڑ کر کھا گیا ایک جنگل مین مچھلیون کو بیل ملل کر انکو بھی کھا گیا ملکہ لعل روتی ہوئی سامنے ملکہ مہرخ کے
آئی مہرخ نے بہت تعریف کی کہ ای لعل کیا خوب سحر کیا لعل نے کہا حضور سب بیکار ہوا یہ نہنگان دریاے
خونخوار ایسے قیامت تھے کہ مین نے بنائے تھے لاکھون کو کھا جاتے راہ ملک عدم دکھاتے مگر وہ بچیا انکو بھی
کھا گیا اب مین کیا کرون برائے خدا مہ جبین و اسد کو لیکر بھاگ جایئے ایک دن ایک رات بھاگتے ہر
گذر چکا یہ مقدمہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ افراسیاب و یاقوت و اخضر منزلون پیچھے رہگئے ہین جب

مقام پر عفریت جم جاتا ہی کسی کے سحر سے تھم جاتا ہی بعد عرصہ دراز افراسیاب یاقوت اُخضر سوختے مین یاقوت پھر فرود کردیتی او عفریت کیون ٹھہرا اہل اسلام بھاگ کر نہ جانے پائین یہ ڈگ بڑھا کر پھر آن تک پہونچ جاتا ہی افراسیاب کے ساتھ سب طرح کا سامان موجود ہی اُس رواروی مین بھی مُغنّی گانے ساتھ مین ساقی بچے شراب پلاتے ہوے چلے آتے ہین باورچی خانے ہمراہ جب عفریت آگے بڑھجاتا ہی یہ سب کسی صحرا مین ٹھہرے ملازمون نے فوراً فرش لاکر بچھا دیا خاصہ لاکر آراستہ کیا افراسیاب کر بیٹھا سب مصاحب شریک ہوے ہنستے بولتے کھانے لگے جب کھاپیکر سیر ہوے دوچار جام شراب پیے پھر تعقب مین چلے ایک مقام پہ ملازمون نے آواز دی ای شہنشاہ خاصہ تیار ہی افراسیاب نے اشارہ کیا فرش قالین بچھا خاصہ لاکر رکھا حیرت آکر بیٹھی چاہتی ہی نوالہ اُٹھائے کہ صرصر شمشیر زن روتی ہوئی سامنے آئی ملکہ حیرت نے کہا خیر تو ہی صرصر نے کہا حضور آج تین دن تین راتین مسلمانون کو بھاگتے ہوے گذری ہین آج راہ مین ایک قلعہ ملا اُس قلعہ مین مہرخ کا خراج گزار تھا وہ سب کو بھوکا پیاسا دیکھکر کھانا تیار کرکے لایا دسترخوان بچھا تھا آگی ہشبو بہار انتہا کی پیاسی تھین بہشتی ساتھ آتے تھے اُس جوش مین بھوک اب نوالہ ہاتھ مین تھا الا لعطش کہکر چلو لگایا چاہا کہ بہشتی سے لیکر پانی پیون حضور عفریت کا نعرہ ہوا بہار بھاگی پیاس سے اُسکی زبان منھ سے نکل آئی تھی بھوک سے شکم و پشت ایک ہی شدت تشنگی سے ہونٹھون پر پیڑیان جم گئی تھین اُس کلمذار نے اپنے کو بیتاب دیکھکر چشمے مین گرادیا عفریت وہان بھی پہونچا کیتی بہار کو لیکر بھاگین مین نے جو یہ حال پر ملال دیکھا میرا تو کلیجہ پھٹ گیا اب آج تیسرا دن ہی مسلمانون کا حال دیکھا نہین جاتا لیکن ایسے سخت ہین خرکت کا نام نہین لیتے اطاعت کا ذکر نہین جان بچانے کی فکر نہین حیرت بے اختیار رونے لگی پکار اُٹھی ہاے بہار بیٹے تجھکو اس ناز و نعم سے پالا اب میری بہار جنگل کے کانٹون سے فگار ہو کیونکر میرا کلیجہ نہ پھٹے صرصر نے کہا اسوقت مین چلکر دستگیری کیجیے بہار کو دیو کے ہاتھ سے بچا لیجیے حیرت نے کہا ای صرصر مین تجھکو حکم دیتی ہون اگر افراسیاب نمانیگا مین اُسکے گھر سے نکل جاؤنگی تو جاکر بہار کو بلا لا میری جانب سے کہنا تمہاری ماں نے خطا معاف کی شہنشاہ تم سے رضامند ہین ارے کمبخت تیرے واسطے ہم بہت دردمند ہین شاید بدبختی ٹلی آئے اسوقت بات سن کے صرصر نے کہا مجھے یقین نہین آتا لیکن بموجب آپکے حکم کے جاتی ہون اسوقت مین سمجھاتی ہون ادھر تو صرصر مثل باد صرصر چلی اب اہل اسلام کو ایک خارستان مین صبح ہوئی پراگندہ خاطر حیران و پریشان مضطر و بیقرار انتہا کا انتشار اس جنگل مین

ٹھہر گئے ملکہ مہرخ نے کہا یارو اب ہمسے نہین بھاگا جاتا اسی مقام پر جان دینگے اب نہ پیچھے قدم ہٹائینگے لطف و بناے دو ون خوب۔ اٹھایا پاؤن سوج گئے اب ایک قدم بھی ہٹانا دشوار ہی مہرخ نے دیکھا کہ ملکہ لالان خونقبا سر برہنہ پا پیادہ بارہ ہزار کنیزین ہمراہ سر پیٹتی ہوئی نکل آئی ہین کانٹون سے پانے نازک نگار تلوے آبلہ دار پھوٹ پھوٹ کر انکے حال پر روتے ہین یہ فرماتی ہوئی آتی ہین عشق نے رتبۂ مجنون عطا فرمایا کانٹون کے جنگل مین کیلا پھرایا بارو دشت نجد کہان ہی استاد جی کی قبر کی زیارت کرلین فاتحہ پڑہین نظم

خدارا لیچلو یارو مجھے اُس شوخ پرفن تک
یہ حالت اب تو پہونچی ہی کہ رد و بیٹے ہین دشمن تک

وہ مطلب ہون کہ جسکو تم زبان پر لا نہین سکتے
وہ خواہش ہون کہ پوشیدہ پہونچ جاتا ہون دشمن تک

خم پیری کے احسان سے جھکی ہی اسقدر گردن
کہ آجاتا ہی اب میرا گریبان میری گردن تک

وہ ہون دیوانۂ مفلس سلاسل جسکے ٹوٹی ہی
میسر مجھکو ہو سکتا نہین پیوند آہن تک

پھر آئے میرے نالے بد دماغی دیکھ گلچین کی
کہا غیرت نے مرکر بھی نہین جائینگے گلشن تک

مرے آنسو بھی لطف بے نیازی سے نہین خالی
وہ گوہر زیب دامن ہین نہین رکھتے جو روزن تک

نہین ہی یاد کچھ طول گرفتاری سے سب بھولا
ہزارون بار پھر آتا ہون جاکر مین نشیمن تک

نیا ہون بادہ ہر ساعت مجھے آغوش حاصل ہی
کبھی ساغر کے قالب مین کبھی شیشے کی گردن تک

بشکل ابر مسک مجھکو بخل آب ریزی ہی
بھرے ہین آنکھ مین آنسو نہین آتے ہین دامن تک

ندامت کیا ہوئی ایسی کہ رخصت سبکو کرتے ہی
ڈھلا آتا ہی شکل اشک رخسارون سے جوبن تک

تسلیم اک اور بھی لکھو غزل جولان طبیعت ہی
بڑھا آتا ہی جوش نور مضمون فکر روشن تک

جسنے صورت لالان خونقبا کی دیکھی کلیجہ پھٹ گیا مہرخ نے مہ جبین کا ساتھ چھوڑا دوڑ کر لالان خونقبا کو گود مین اٹھا لیا کہا بی بی سنبھلو لالان نے گھبرا کر کہا اے ملکہ مہرخ برلے خدا تبلاد میرا وارث کہان ہی تین دن سے ہم بھاگے چلے آتے ہین وہ شیر دل آنکھون سے نہان ہی مجھ بدنصیب کو چھوڑ دو عفریت طلسمی کھا جاے بھلا ایک ہو جان لشکر کو بچاؤ وہ زندہ رہین گے ہم ایسی کنیزین بہت جمع ہو جائین گی اگر خدا نخواستہ انکا موے جسم میلا ہوا اس لحم سے لشکر قائم رہیگا مہرخ نے لالان خونقبا کو ہوادار پر سوار کرلیا کنیزون سے کہا خبردار ہمارا خیال نہ کرنا بی بی کو لیکر نکل جاؤ جہانتک بھاگا جاے بھاگو ہم بھی تم تک پہنچ جائینگے اور راستے مین پھر یہ منزل سبکی ایک ہی سب ایک ہی طرح مین فرد کش ہونگے شکم عفریت سبکا مقام ہی اسکی خوراک ہے

لیے پیدا ہوئی کہ اے ظالم تو نے ہمکو اسکا رزق بنایا تھا پھر غذر کیا لالان خونقبا پیٹ رہی ہین خراقی ہیں ای مہرخ مین بچاؤنگی مجھکو میرے وارث کی صورت دکھاؤ مجھکو اپنی جان عزیز نہین ہی اُنکی محبت مین گھربار چھوڑا القول مخفی اشعار موافق مضمون بقلم ہذا نظم

بسکہ دارم سوز دل خود را بآذر میزنم
دوستان معذور گر مستانہ ساغر میزنم
آفتاب آسمان ہستم ابر سحاب
تا بہ چشم آرزوے خویش نشتر میزنم
نیست گر بال و پر پروانہ کنج قفس
بر امید شعلہ شب تا سحر پر میزنم
دوستی با دشمن آل پیمبر چون کنم
در گدائی طعنہ با شاہ قیصر میزنم

سینہ را بر شعلۂ دل چون سمندر میزنم
بحر آب زندگانی گر روم دنبال خضر
بر غلط از شرق املاس خود سر میزنم
نقد صرافان معنی را رواج دیگر است
دست حسرت چون بہ تیغ ستم بر سر میزنم
بر نیاید از درون نالہ آوازے بدن
سنگ لاف دوستی با آل حیدر میزنم

شد بہار عمر و دفع خمار من نشد
بسکہ استغنا بر آب حوض کوثر میزنم
در لباس فقر دارم تاج سلطانی بسر
تا در اقلیم سخن من سکۂ زر میزنم
پیش فانوس خیال حسن تو پروانہ ام
عمرہا شد من برین در حلقہ بر در میزنم
بگذری یکسر اگر مخفی ازین [illegible] ہستی

ان کلمات حسرت آیات لالان پر قیامت بپا ہوئی لیکن کنیزان جو خواص باحال تباہ لیکر بھاگین ملکہ مہ جبین تخت سے کود پڑی کہا ہمشیرہ اتنو بھاگنا بہت شاق ہی خوشی سے دل موت کا مشتاق ہی دونون شاہزادیان ملکر رونے لگین ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہمارے وارث پر کیا گذری ناگاہ سبنے دیکھا کہ باغبان قدرت اسد غازی کے رکاب پر سحر کرتا ہوا بھگائے ہوئے لاتا ہی ایک جانب صندلان صندلی پوش مع ساٹھ ہزار جوانان صف شکن پشت پر گوہر جادو سحر کرتی ہوئی آتی ہی مراد اس سحر سے یہ ہی کہ مرکب ان جوانون کے نہ ٹھہرین عفریت طلسمی نہ پاسکے اسد غازی کو جو مہ جبین و لالان نے آتے ہوے دیکھا یا تو جسم بے روح تھے قلب مجروح تھے یا جان آگئی دونون شاہزادیان لگاہ یاس سے تکنے لگین اسد غازی قریب تخت مہ جبین آکر ٹھہرا ملکہ مہ جبین تخت سے کود پڑین لالان خونقبا کو اسد نے دیکھا ماتھے سے خون جاری ہی پاے نازک نگار اشکبار بیقرار آنکھون سے آنسو جاری اسکا کلیجہ منہ کو آگیا باغبان سے کہا کیون ای باغبان آج تمنے ہمکو ایسا مجبور کیا کہ ہمین ان شاہزادیون کا یہ حال دیکھنا پڑا ہماری زندگی پر خاک ہی اب مین یہان سے ایک قدم نہ بڑھاؤنگا اگر سحر کروگے مجھکو زندہ نہ پاؤگے مین اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ ڈالونگا یہ کہکر اسد گھوڑے سے کودا قبضے پر ہاتھ ڈالا سینہ سپر کرکے کھڑے ہوے صندلان نے جو یہ دیکھا یہ گوہر جادو پر خفا ہونے لگا کہا اب سحر نکر یا مرا آقا ٹھہر گیا یہ کہکر صندلان

بھی کو وہ بڑا اسد نے کہا انشاءاللہ اس عفریت طلسمی کو چیر کر پھینک نہ دیا تو مجھکو نبیرہ صاحبقران نکہنا میں
کئی مرتبہ پردۂ قاف میں جاکر لڑ آیا سب فرزندان صاحبقران دیو بند و دیو کش ہیں میں ہوادار نورالدہر
ہوں صف دست راست میں ذکر ہوگا کہ اسد شیر دل ایک دیو کے ہاتھ سے تین دن تین رات تک جنگ
دست چپ والے آؤ انسے کہیں گے سالاران دست راست ہمیشہ دست چپوں پر غالب رہے ماموں جان
شاہزادہ بدیع الزمان سے قاسم نجبی کرتے تھے لیکن کبھی ہم سر نہو سکے اب ایرج نوجوان فرزند
قاسم عالیشان کہ سرکردۂ دست چپان ہو نورالدہر کے ایسے نام ہیں ہمیشہ سرداران دست چپ مغلوب
ہوتے ہیں ذلتیں اٹھاتے ہیں بھائی نورالدہر نے زمرد شاہ باختری کی کمر میں ہاتھ دیکر اٹھایا نہ
قلعہ شتری حصار اب قلعہ سام و زرد پانچ فرسخ کا فاصلہ تھا دست حق پرست پر لقا ایسے دیو خصال کو
بلند کرکے چرخ دیتے آئے از مقام مذکور تا بہ قلعہ مسطور لیگئے فوج اسکی تعاقب کیے ہوئے آئی تھی بھائی نورالدہر
نیلم پوش بنے تھے میں لقا بدار گلگون پوش بنا ہوا تھا کل فوج کو بڑھ بڑھ کر اکیلا روکتا تھا آخر پایا نخ؟
لقا پھر غالب نہ آئے لقا کو لیجا کر قلعہ میں قید کیا میں اس شیر کا ہوا خواہ ہوں آج یوں مجبور و ناچار ہوں
بس اب آپ لوگ دخل ندیں باغبان حیران حیران منہ دیکھنے لگا اسد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا سپر
فولادی کو سنبھالا صندلان پہلو میں آیا اسنے بھی گوہر جادو کو جھڑک دیا کہ ملکہ میرے پاس اٹھ
بر طلسم کشا اگر اسوقت تمنے سحر کیا اور میرا قدم پیچھے ہٹا یا مرکب لیکر بھاگا پھر مجھکو زندہ نپاؤ گی
اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ دونگا اپنے آقا کا ساتھ نچھوڑونگا ایسے شیر کے ساتھ ساٹھ ہزار
تو مریں ایک جگہ سب شیر دل کے لاشے پڑے ہوں باغبان و مہرخ وغیرہ انکے منہ دیکھکر رو رہی
ہیں مہرخ کو دعوی بزرگی ہو اسد انکو مانتے بھی ہیں مہرخ نے بڑھ کر بلائیں لیں کہا ای شیر بیشہ
صاحبقرانی ای شمع دودمان اورنگ جہانبانی آپ لشکر لقا کا ذکر کرتے ہیں وہ مقدمہ غیر ساحران
تھا یہ مقدمہ سحر سازی شعبدہ بازی سحر بھی وہ کہ اگر پلٹ پڑے تو افراسیاب کو بھی سوائے بھاگنے
کے کچھ نہ بن آئے بزرگوں کی زبان سے نام عفریت طلسمی سنتے تھے ہماری تقدیر میں یہ لکھا تھا کہ
طعمۂ عفریت طلسم ہوں آپ دیو بند و دیو کش ہیں یہ وہ دیو نہیں ہے یہ دیو سحر ساختہ سامری و جمشید ہے
اسکے دفع ہوتے میں پھیر ہے آپکا زور نہ چلیگا ہمکو برباد نہ کیجیے ایسے میں نکل چلیے یہ ذکر تھا کہ بہار جادو
ہانپتی ہوئی ایک طرف آکر ٹھہری صرصر ایک کنیز کی شکل بنی ہوئی آئی بہار کا ہاتھ تھام لیا کہا میں کچھ عرض

گر ہو گئی بہار نے دیکھا یاسمن میری کنیز ہے کہا ہوا یاسمن کیا کہو گی کیا کہنے سُنے کا وقت ہے موت قریب
جرأت سے بے نصیب آقا جان دینے پر آمادہ بدعت افراسیاب زیادہ عرض کی ذرا حضور کنارے
آئیں ملکہ بہار کنارے گئی صرصر ہاتھ جوڑ کر قدموں پر گر پڑی کہا حضور میں ہوں صرصر ملکہ حیرت
آپکی بہن نے بھیجا ہے فرمایا ہے میں نے تیری خطا معاف کی اپنی جوانی پر رحم کر میرے پاس چلی آ آخر
کہانتک بھاگو گی یہ عفریت اسیطرح تابہ کوہ عقیق جائیگا جہاں ایک بھی دشمن ہو گا اسی طرح اسکو
کھا ئیگا آج افراسیاب کسیکا پاس نکریگا ہمیشہ تمہارے واسطے روتا تھا آج کہتا ہے پہلے بہار ہی کو
کھا لونگا علاوہ ازیں ملکہ انصاف تو کیجیے آپنے تو بڑی بڑی بدعت کی آج بھی ہاتھ سے گلشن کے
باغ لشکر افراسیاب پامال کرایا یہی رنگ دیکھکر یاقوت کو زیادہ غصہ آیا صرصر نے بہت طراری طراری
کے ساتھ ملکہ بہار کو سمجھایا بہار نے غصے میں جواب دیا کیوں بی صرصر مجھکو راہ راست سے
بھٹکاتی ہے جہنم کی راہ بتاتی ہے بہ اسے کہنا تمھیں سلطنت مبارک ہم چین سے گوشۂ قبر میں آرام کرینگے
تم سلطنت کرو بقول شاعر نظم موافق مضمون مقام ہذا

صد شکر بجھ گئی تری تلوار کی ہوس
تا حشر ترے سایۂ دیوار کی ہوس
رضوان کہاں یہ گنبد ارم اور میں کہاں
رہنے بھی دے جو خانۂ خمار کی ہوس
مانع ہے ضبط چرخ چھٹکے کیونکر اچھال

قاتل یہی تھی تیرے گنہگار کی ہوس
سو بار آئے غش ارنی ہی کہونگا میں
لائی تھی کھینچ کے کوچۂ دلدار کی ہوس
صیاد حب قفس سے نکالا تھا بغرض
اسطرح نکلے آہ شرربار کی ہوس

مرنے کو بھی مزار میں لینے نہ دی جگہ
موسیٰ نہیں کہ پھر ہو نہ دیدار کی ہوس
مسجد میں اعتکاف کی نیت تو ہے مگر
پوچھی تو ہوتی مرغ گرفتار کی ہوس
ای صرصر کہدینا کہ ہمشیرہ ہمارے

قتل سے تمھارا دل ٹھنڈا ہوا ہمارے دلوں میں رہا ان رہے تمھاری تو ہوس پوری ہوئی ہماری
بس ہو اتنا کرنا بہار کی قبر پہ چار پھول چڑھا نا کبھی کبھی مزار غریباں پہ آنا جو ہمارے دفن و کفن کر ہو گے
بہن و تو سب ایک ہی مقام پر سوئیں گے بعد شکم دیو آدم خوار میں پیر پھیلا کر سوئینگے مگر ای صرصر کہدینا کہ
ای حیرت یہ خون ہم یزدان پرستوں کا بالا بالا نہ جائیگا یہ خون ضرور ایک دن رنگ لائیگا جسوقت قتل کی
خبر ہمارے آقاے نامور صاحبقران زمان کو پہونچے گی پیر تاجدار عالی وقار سعد شہریار اس جادہ
حشم سے آئیگا کہ تمھیں بھاگنے کا رستہ نہ ملیگا ای صرصر تو یہ احسان کرنا ایک مقام پہ ہماری قبر کا
نشان بنا دینا میں تجھکو سمجھاتی ہوں اس حیلے سے اپنی جان بچا لینا بادشاہ کو ہماری قبر کا پتہ بتا نا کہ

اے حضور یہ نشان قبر گشتہ حسرت و یاس ہے یہاں فاتحہ پڑھیے قبر سے فوراً آواز آئیگی فرد اے شہسوار گور غریبان پہ ذرا نکل ہا اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب میں ہا اگر انھوں نے قبر پر ہاتھ رکھدیا روح تڑپ جائیگی وہ آہ کرون کہ تختے قبر کے جلین روح پروانہ بنکر گرد شمع جمال شہریار پھرے انکو جب بھی پروانہ ہوگی اس سوز و گداز سے بہار نے اس مضمون دل خراش کو ادا کیا صرصر بے اختیار رونے لگی کہا حضور بس ان کلمات حسرت آیات کے سننے کی قلب میں طاقت نہیں ہے میں اس وقت دل سے دعا کرتی ہون کہ اس بلا کو پروردگار آپ کے سر سے دفع کرے دعائین دیکر صرصر تو چلی گئی بہار اب مجمع عام میں آئی دیکھا قیامت برپا ہے سب سر اسد کو لیٹے ہوے رو رہے ہیں یہی سمجھانے میں کہ اے شہریار ٹہرو چلیے لعل سخندان بھی عقاب بنی ہوئی آئی زمین پر گر کر بصورت اصلی بنی یہ ہنگامہ دیکھکر قدمون سے اسد کے لپٹ گئی کہا اے شہریار واسطے خدا کے جلد بھاگیے عفریت طلسمی آتا ہے راہ میں کچھ فوج رہگئی تھی انکو کھا رہا ہے سرکشی دکھا رہا ہے افراسیاب یہان سے دس کوس پر ہے نوبت نقارے بجاتا ہوا آتا ہے بی یاقوت و اخضر فوج مشعل آج تو ملکہ ور ملکہ دیبائی قربانی بھی شریک ہیں جس قریہ کی طرف سے گذرتا ہے وہان کا ناظم حاکم نذر لیکر آتا ہے راہ میں جو تین کھانے ہوئے آتے ہیں راہ میں بھی میں نے بڑے بڑے سحر کیے اُس خونخوار پر تاثیر نہیں ہوتی زخم نہیں جسم پر پڑتا ایسے ایسے گولے میں نے مارے کہ اگر پہاڑ پر لگاتی چھروں کے پرزے اڑا دیتی اس ملعون پر کچھ اثر نہوا ناچار عقاب بنکر بھاگی اٹھا تو ہو سکا کہ نکل آئی آپ کا اگر سامنا ہوگیا قدم اٹھانا مشکل ہوگا اسد نے کہا کیون اے لعل یہ شاہزادیان ملکہ مہ جبین لباس پوش و ملکہ لالان خونقبا شوکت و جلال و حسن و جمال میں یکتا پا برہنہ بھاگی بھرینگی پھرین میں آنکھوں سے دیکھون کاش کے میں نابینا پیدا ہوتا اپنی آنکھوں سے یہ حال پُر ملال نہ دیکھتا یہ شعر بالکل میرے حال کے موافق ہے فرد چہ خوش بودے اگر مادر نزادے ہا بجائے شیر مادر زہر دادے ہا اب اسوقت تو یہ حال ہے قالب پر ہجوم غم و ملال ہے فرد موئے شدم از ناتوانی ہا موبر تن من کند گرانی ہا رگ ہائے جسم خبریان بنگئین آہ بھی تاثیر نہیں دکھاتی آہ شرر ریز کھینچون جل کر خاک ہوجاؤن اس کشاکش سے ملت پاؤن لیکن ایسا سخت جان ہون بقول شاعر نظم موافق مضمون ہذا

یہ کیسے دن ہوئے خانہ باغ یار میں ہم
تمام رات رہے اپنے انتظار میں ہم

کہاں بھولوں کو ترسا کیے خمار میں ہم
بیان کیجیے کیا لطف آخر شب وصل

نہ آئے ہوش میں تا صبح وصل یار میں ہم
عجب سرور اٹھایا کیے خمار میں ہم

بہت بناؤ نہ بیخود ہمین خدا کے لیے
وہ روتے ہین کہ نہ اُٹھ کرلے غبار مین ہم
برابر آنسوؤن کا ضبط سے تقاضا ہے
بڑے مین چپکے خدا جانے کس شمار مین ہم
قریب جسکا تماشا نگاہ یار کو ہے
کلی نہ سمجھیے حاضر ہین اختصار مین ہم
اسیر آکے ہوئے سارے مصیبت جلال کی

نہین ہین ہم تمہارے بھی اختیار مین ہم
دعا وصال کی مانگی کہ وصل کی ہے عجب
بہت کھٹکتے ہین اے چشم اشکبار مین ہم
جنون ہے خار کو گل سے سوا کرا کے
وہ داغ ڈھونڈھتے ہین جسم داغدار مین ہم
ہمارے سینے کے پتھر کو دل کی بیتابی
قفس کو جوب ہلے موسم بہار مین ہم

فلک نے حافظے سے راہ بھر جدا رکھا
پکارے کہا نہین معلوم قطار مین ہم
خیال نزع مین روز حساب کا کیسا
الجھتے دیکھتے ہین پیچ یار مین ہم
جو امتحان ہو باقی کوئی تو بعد مرین
ذرا اٹھانے کہ کروٹ تو لین مزار مین ہم
اسد کی ضد پہ سب عمر اردو رہے

ہین کوئی قدمون سے لپٹا ہے کوئی گرد پھرتا ہے کوئی کہتا ہے ہائے اس جوان کا شباب کوئی کہتا ہے ہائے جرأت مین لاجواب ہائے یہ تصویر اب آنکھون سے چھپ جائیگی اگر اور زمانہ ہزار سال چرخ مارے گی ایسا فرزند نرینہ ممکن نہوگا مان باپ کی کیا حالت ہوگی یہ ذکر تھا کہ عمرو چالاک و برق و جانسوز و ضرغام و قران جیسون عیار بہ عطر اشکبار لباس تار تار گردمین اٹے ہوئے لباس پھٹے ہوے بھاگتے ہوے آکر پہونچے ملکہ حیرت نے گھبرا کر خواجہ سے پوچھا کیون ای شہنشاہ ادج عیاری آپ نے محبوب کو رہا کیا ابتک کیون نہین پہونچی کیا راہ مین پھر کسی بلا مین پھنس گئی عمرو نے کہا بہنے تو لشکر کو بڑے ادج پر چھوڑا نہین معلوم کیا سبب ہوا حضور کی انکے ساتھ ہے دونون عاقل کامل ہر کس و ناکس انکو روک نہین سکتا مہرخ نے خواجہ سے اشارہ کیا اسد کو بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیجیے اگر مزاج مین آئے تو اپنی کنیز قدیم مہ جبین کو بھی بچا لیے ان دونون کو لیکر نکل جائیے عمرو نے کہا ای مہرخ یہ کچھ بڑی بات نہین ہے لیکن اسد جب ہوشیار ہوگا دیوانہ مزاج جاہلون کے سر کا تاج کسی کی نہ سنیگا اپنے ہاتھ سے اپنے کو ذبح کر ڈالیگا میرے آقا کے مزاج کے بھی خلاف ہوگا وہ خود فرمائینگے کہ زنبیل اسواسطے نہین ہے کہ بروقت مصیبت ہر ایک کو اسمین بند کرکے لے بھاگا پابند مشیت پروردگار رہو یہ باتین تھین کہ دس کوس سے عفریت طلسمی کا سر معلوم ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ایک برج کلان ظاہر ہوا اسی جانب چلا آتا ہے بلا ہوا ای خواجہ سردارون کو بھگاؤ وہ عفریت طلسم دکھلائی دیا سب سے زیادہ یہ خرابی ہے بسبب اسد نامدار و مہرخ عالیوقار سب اسی مقام پر جمع ہوگئے ہین بہار و اختر بھی اسی مقام پر ہین سب کو نہین چلا کہ اسد نہین تو ہم بھی بھاگین اسد نے اور یہ غضب کیا عفریت ابھی دس کوس پر ہے سر اس خود سر کا ظاہر ہوا اگر

نے کلاہ سر سے آتاری کیا یا روا پنے معبود سے دعا کرو وانع البلیات سامع الدعوات کے نزدیک
یہ کیا بلا ہی گویا سب سوتے سے جاگے تاج سبھون نے سر سے آتارے بیقرار ہو کر سب پکار اٹھے پروردگار
اس بلا کو دفع کر اب بھاگ کر کہان جائیں کیونکر جان بچائیں نظم

خداوندا من نایافتہ راہ | شنیدم از زبان خلق افواہ | بہشتی دوزخی اجری عذابی
تماشائی سرور پیچ وتابی | تجارے مشت خاکی استخوانے | کجا یابد ازین عالم نشانے
مہیا درد و رنج وحسرت وآہ | تمنا آرزوہائے جگرگاہ | نشانے تا بود از خشت خاکم
چو شد برباد دیگر نیست باکم | میان جان وجانانم حجاب است | ازان رو روح دایم در عذاب است
مجرد کو شود از خود برآید | بخلوت گاہ روحانی درآید | اگر فرزانہ ماتم فکر وتدبیر
وگر دیوانہ گردم سنگ وزنجیر | ندانم راہ خلوت خانہ یار | ندانم در حریم جاجبش راہ
تو پنداراین ہمہ تشویش دارم | عجب ہنگامہ درپیش دارم | اشعار دیگر **مصنف**
اے خالق کارساز میرے | اے مالک بے نیاز میرے | مجھ عاجز وخستہ کی مدد کر
عصیان کے حجاب سے ہوں مضطر | عصیان کے حجاب سے مضطر | دامن گل آرزو سے بھر دے

بیقرار ہو کر سب نے دعا کی وقت خضوع وخشوع جان کا خوف آبرو کا خیال ایک کو دوسرے کا ملال سب
تاجداران جلیل مذہب حق کے طفیل تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا جیسے ہی عفریت طلسمی سامنے آیا آسمان سے
نعرہ ہوا نجم کوکب روشن ضمیر نور افشان باتوقیر جیسے ہی نور افشان نے ان سبھون کو دیکھا پکار کر
آواز دی خواجہ تمھاری عقل سے بعید ہے یہ ملعون عفریت پلید ہے ہم بھی غیرت مین جان دینے آئے ہین صرف
اس خیال سے کہ اگر ہم زندہ رہے تمام عالم یہ کہیگا بڑے بے غیرت ہین طلسم کشا کو کھوا دیا انسے کچھ نہو سکا
وائے ذلت ورسوائی آپ بھاگ جایئے سب سردارون کو لیکر نکل جایئے مار تو ہم اسکو کیا سکینگے گھڑی
دو گھڑی اسی مقام پر روک لینگے دور سے ہماری جانبازی کا تماشا بھی دیکھیے ہر چند کہ اسکے ہاتھ
سے بھاگ کر کہان جاؤ گے پانچ کوس پر جسکا ایک قدم پڑتا ہے خدا صاحبقران زمان کے لشکر کو اس
عفریت کے ہاتھ سے بچائے آپ سب صاحب بھاگ کے جوئے جایئے دو دور زمینستان نے کو وہان پہونچ جایئے صاحبقران
سے اطلاع کیجیے تمام تحفہ جات پیغمبران انبیا سے آراستہ کریں اسم اعظم بھی دمبدم پڑھین بارگاہ سلیمانی کے اندر
بیٹھین یہ سب سامان جب تمام ہو چکیں شاید یہ برکت اسم اعظم آگ اسکی چبا کا باعث تباہی ہو جائے جسم اسکے ٹکڑے

سے بالکل ناامید ہین عمرو نے اسد سے کہا میان یہ تمھارا خیرخواہ رازدار طلسم ہوش ربا و رازدار طلسم نور افشان
کہن سال صاحب اقبال اگر اسکا قدم نہوتا تاریک شکل کش نقل ہوتی دیکھیے تو کہ دونون کے چہرون کا
کیا حال ہی رنگ و تغیر متردد و متحیر ہوش و حواس پراگندہ کوکب نے کبھی جھولی گلے مین نہ ڈالی تھی آج جھولی بھی ساتھ
لایا ہی نور افشان برائے حفاظت ہمراہ آیا ہی اسد نے کہا مین قدم نہ ہٹاؤنگا میرے دل کا حوصلہ نکلجاتے
انشاء اللہ اسکو چیر کر پھینکدونگا یہ کہکر چاہا مرکب بڑھائین لعل سخندان رکاب سے لپٹ گئی سحر کیا گھوڑا اسکا
بدلگامی کرنے لگا چند قدم پیچھے ہٹا تھا کہ اسد نے تلوار کھینچکر گلے پر رکھی کہ ملکہ اتنو سحر کرو ایک قدم اگر گھوڑا پیچھے
ہٹیگا جسم سے جدا کر دونگا یہی زمین ہمارا مقتل و مشہد ہی حملہ اب جان دینے مین کد ہی یہ ہنگامہ ہی کہ افراسیاب
و یاقوت سخندان و اخضر بے ایمان آگے بڑھے ہوئے پشت پر لشکر بیحساب یاقوت پکارتی ہوئی ای
عفریت خونخوار یہ عمدہ دسترخوان سامنے چنا ہوا ہی یہ تمھاری دعوت کا سامان کیا ہی نوش کرو کلہ گرم ہی
تم تو ہمیشہ سے بیشرم ہو سامری جمشید نے اسیواسطے تمکو پیدا کیا و بوسہ نخشکل اٹھایا جاتا ہی سو دو سو کو اٹھالو
کہ اتنے مین کوکب نے لپٹ کر تیغہ مارا کلائی پر تیغہ برق تاب پڑا چھناکے کی آواز آئی جیسے گھڑیال پر گری
پڑتی ہی کلائی پر اس بیحیا کی خط بھی نہ پڑا نور افشان نے گرتے گرتے گولہ مارا اس گولے نے اتنا کام کیا؛
پہاڑ پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا پھر جھپٹکر بڑھا اب نور افشان نے یہی اختیار کیا جب عفریت طلسمی بڑھا چاہا پھینکے
گولا مارا پانچ قدم پیچھے ہٹا دیا کوکب نے یاقوت کو للکارا کہا او نالائق خود مین آگے بڑھتی اسی کے بھروسے پر
گھر سے آئی ہی نور افشان نے افراسیاب کو ڈانٹا آواز دی او افراسیاب آج تو میرے تیرے دو چار سحر طلسمین
کچھ مزے اٹھین دیکھنے والے کہین ہر کون سے سحر مین تیرے گھر مین تو کتب خانہ جمشیدی ہی مین علم سفینہ رکھتا
ہون بڑا میرے تیرے فرق ہی تیرے نگہبان محافظ موجود ہین نانی والا دادی والا ہمارا تکیہ پروردگار ہی ہم
دنیا مین مددگار ہمارا اسد نامور ہی یہ نہوگا کہ اپنے سامنے مین ایک ساعت کو بھی ضایع ہونے دون پہلے مجھکو
کھالے تب عفریت آگے بڑھے افراسیاب نے غصے مین قصد کیا کہ نور افشان پر جا پڑون آج اسی طرح سے
سر میدان لڑون حیرت نے دامن تھام لیا یاقوت نے بھی منع کیا کہ ای شہنشاہ جہالت سے کیا فائدہ یہ
عفریت نور افشان ایسے ہزار کو کھالیگا دو چار سحر کا نات کرکے عاجز ہو جائیگا یہ گولے عفریت کا کیا
کر سکتے ہین اسکے جسم پر خط بھی نہ پڑیگا خود عاجز ہو کر بھاگیگا دیکھیے اب مین عفریت کو لڑاتی ہون یہ کہکر
یاقوت نے آگے بڑھکر ایک دانہ گوہر منھ سے نکالا عفریت کی پشت پر کھینچ مارا آواز دی او حیایہ دونون کیا تیرے

رشتے دار میں اُٹھا کے کھا جاب گرا کر عفریت طلسمی طرف نور افشان و کوکب کے چلا اُسوقت نور افشان جادو نے
جیب سے ایک گولہ فولاد کا نکالا زبان کا ٹکڑا اپنا خون ڈالا پھینک کر زمین پر مارا زمین سے ایک اژدہا سیاہ منہ کو شعل
قہر بنا کے کھولے ہوئے طرف عفریت طلسمی کے چلا نور افشان نے پھر مہلت پائی پلٹ کر آواز دی خواجہ
خانے کا سحر ہی تھوڑی دور نکل جانے کی مہلت ہی اسکو غنیمت جانیے بلے خدا نکل جائیے اب ٹھہرنا مناسب
نہیں دیکھا سب نے آتش اژدر سیاہ نے عفریت پر جا کر چیخ و یکدم ماری سڑاکے کی آواز ہوئی عفریت
کی پشت پر نشان بن گیا شعل سید تھرایا اب اژدر نے منہ کھول کر قصد کیا دہن میں عفریت کو نگل جاوے
یاقوت نے آواز دی ارے موذی رسن سحر سے ڈرتا ہی یہی تیرا ایک لقمہ ہی بس عفریت نے دونوں کلے
اژدر کے تھام لیے یا سامری کہکر چیر پھاڑ ڈالا گوشت اُسکا مزے سے کھانے لگا دونوں ٹکڑوں کے دو لقمے
تھے انکو کھا کر ایک ڈکار لی اب پھر طرف نور افشان و کوکب کے چلا کوکب نور افشان نے عفریت پر آگ
برسائی لگا بادابر سیاہ سحر سے بنا کر عفریت پر گرائے ہر مرتبہ ابر دھوان دھار میں عفریت چھپ جاتا تھا
ہر مرتبہ یا سامری کا نعرہ کر کے شعل کوہ آتش ابر سیاہ سے نکلتا تھا آگ سے میرے جسم بھی نہ جلتا تھا جب
نور افشان نے آگ برسائی تمام جسم اپنا غربال کر کے خون پھینک مارا عفریت کے جسم پر کچھ چھپے پڑ گئے اسکا
کچھ نقصان نہوا اسیطرح جوشان و خروشان جھلنگین لگاتا تھا اگر چنگل پڑ گیا دشمن سی آدمی ہاتھ میں آئے
انکا جھٹکا مار لیا نور افشان و کوکب اپنے کو بچاتے ہیں سدم عمل بچاتے ہیں اسد نامدار اپنے مہرخ عالی تبار
بلبلے پروردگار بھاگو جہانتک ہو سکے نکل جاؤ ورنہ ہم اپنی جان دینگے اب ہمارے سحر کا اختتام ہی اس سپہ
کرنیکا بد انجام ہی اب جو نور افشان نے یہ کہا جب دیکھا یہ لوگ نہیں بھاگتے اسد کے ساتھ جمے کھڑے
ہیں ہر کسی کی یہی آرزو ہی کہ پہلے ہم جان دین بہار و رعد و برق و لعل سخنران وغیرہ سب اپنے اپنے
سحر کا امتحان کر رہے ہیں دریا سے سحر بنا کے انکو دے جاتا ہی ہر سحر میں سرکشی دکھاتا ہی باغبان نے
دوڑ کر تلوار اپنے گلے پر رکھی اسد کو گود میں اُٹھا لیا کہا جو حضور میرا کہنا نہ مانیں گے پہلے اپنا سر قدم پر نثار کر دونگا
مجھے اپنی جان کا خیال نہیں ہی جب اسد کو لیکر باغبان بھاگا سب ساحر الامان الامان کہتے ہوئے عقب میں
اسد کے بھاگے نور افشان و کوکب قدم قدم پیچھے ہٹتے ہیں سحر اپنا کیے جاتے ہیں جسم نور افشان بالکل
غربال کوکب کا عجب حال چہرہ اُداس عالم یاس بدحواس ہوش پراگندہ رونے پیٹنے چلے آتے ہیں یاقوت
نے عفریت کو اور للکار دیا یہ اسی طرح کھاتا پیتا چلا آتا ہی کبھی چند ساعت سحر نور افشان سے

رک جاتا ہی چند قدم رکا پھر بڑھا تمام لشکر اسلام پامال ہوگیا میرا دن ہو بھاگتے ہوے قدرت تیرا عظیم پاتو ہی
آلہ دار بقرار اشکبار حیران پریشان نوبت بجان کار دبار خواں اسد نے دیکھا باغبان مجھکو نہیں چھوڑتا
تڑپکے اصلی گود سے اپنے کو گرایا گرتے گرتے سر سجدے مین رکھا ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکارا
ای کارساز عالم ای رب کرم اب مصیبت نہیں اٹھائی جاتی ملک الموت کو حکم دے یا آبرو ہماری قبض ارواح
کرے یا اس بلا کو دفع کرے اسی مقام پر ٹھہر گئے اب یہ خاطر ہو کہ اقر اسباب وغیرہ تو بچے رہنگے یا نہ
کرہی ہی نور افشان و کوکب کو عفریت نے کھایا ہوگا ایک مرتبہ مین نے بہت زور دیا ہی بیان اسد
سربسجود اپنے معبود سے بلک کر دعا کی یارب بچالے اس بلا سے نجات دے تیری صفت ہم کیا کر سکتے ہین مشت خاک
قطرہ نجس اعضا بے حرکت وہ جس تونے آفتاب عالمتاب کو شہنشاہ روز کیا ماہتابان کو تونے نور دیا ستاروں سے
آسمان کو زینت دی نظم موافق مضمون مقام نظم

قصب باف عروسان بہاری	قیام آموز سرو جو بیاری	بلندی بخش ہر ہمت بلندی
بپستی افگن ہر خود پسندے	گنہ آموز رندان قدح خوار	بطاعت گیر پیران ریاکار
انیس خلوت شب زندہ داران	رفیق روز در محنت گذاران	سوائے تیرے کون مشکل کا آسان

کرنیوالا ہی اس حقیر و ذلیل کو بچپن سے تونے بعد ناز و نعم مین پالا ہی تیرے در دولت کے خدمتگزار کا نواسا
ہون جس نے ہمیشہ راہ خدا مین جہاد کیا حرمت حرم انکے دم سے قرار دلی یہودیون نے اکثر قصد کیا خانہ کعبہ
کو گرادین تیرے مکان کی حرمت مٹادین میرے جد نے بہ جد و کد ریسمان خانہ کعبہ کی مدد کی سینہ اپنا سپر
کیا انکو بھگایا تونے آبرو عطا فرمائی اب یہ غلام ذلیل ہوکر مرتا ہی بزرگون کا نام مٹا فرار پر قرار کیا تیری
رحیمی کو بھولا ساحرون نے مجھکو ذلیل کرایا دشمن کے آگے سے بھگایا اب تیری ذات پر تکیہ ہی اس مقام سے
قدم نہ ہٹاؤنگا جب تک بلا دفع ہوگی سر سجدے سے نہ اٹھاؤنگا یکایک کوکب و نور افشان بھاگے
ہوے پہونچے دیکھا ایک صحرائے ہول خیز مین پھرا کر سب ٹھہرے اسد سجدے مین مشغول ہی ہر خرد و کلان ملول
ہی عمرو چھپا ہی کہاں ہی نور افشان نے پکار کر کہا خواجہ عفریت آتا ہی مجھے تمام جسم کا خون صرف کیا اگر
قلعۂ آہن ہوتا ٹکڑے اڑا جاتا مگر اس بچپا پر تاثیر نہین ہوتی یہ کہکر دونون رکے کوکب و نور افشان نے
قصد کیا ایک برج بنائین اسمین سرداران باقی ماندہ کو چھپائین عمرو نے آواز دی ای نور افشان اسد
کے مقدمے مین دخل نہ دو اسوقت وہ خضوع و خشوع سے اپنے معبود کے گریہ و زاری کر رہا ہی یقین

ہی کر دعا قبول ہو سعادت حصول ہو دفعتہً دیکھا کہ صحرا سے گرد غبار بلند ہوا گرد عظیم اٹھی عمرو نے پلٹ کے دیکھا تخت پر ملکہ محبوب کاکل کشا پہلو مین مخمور سرخ چشم نشست پر لشکر ظفر اثر جلیسے ہی محبوب نے پھر کے دیکھا ترلب کر سامنے لشکر کے آئی پکار کر آواز دی یار دکیا عمر کہ ہر ملکہ جنجھون نے بڑھ کر گریبان چاک کیا کہا ای ملکہ تم آگئین ایک نگاہ لشکر کو دیکھ لو یہ باغ بجز ان مٹتا ہی نہ گل ہین نہ بوٹے لاکھون بندگان خدا کو عفریت کھا گیا وہ دیکھو آتا ہی یہ سنتے ہی ملکہ محبوب کاکل کشا خاموش ہو گئی نور افشان جادو نے محبوب کو دیکھا کلیجہ تھام لیا پکار کر آواز دی ای محبوب میرے پاس آ بڑے وقت پر تو آئی دنیا عجب مقام ہی تصور کر کے دیکھ لے بقول سعدی فرد ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ؎ رفت و منزل بدیگرے پرداخت ؎ یہ دنیا اپنے مقام پر قائم ہی طالب اسکا ہمیشہ خراب و خستہ رہتا ہی جفائین دنیا کی سہتا ہی تجھکو یاد ہوگا کہ احوال مربع نشین بخت ظاہر انکی سب کے جان وی باطن مین حیات جاوید پائی باغ ہاے بہشت کی سیر کرتا ہوگا بڑے بڑے شاہان جلیل اسکے جیتے پر رشک کرتے ہونگے اس مرنے پر بڑے بڑے مرتے ہونگے یہ مرتبہ اسکے واسطے نصیب ہو جو رحمت خدا سے قریب ہو تجھکو افتاب سامری یاد ہی سوا ے تیرے اس لشکر مین یہ مرتبہ کسیکا نہین ہی کتبہاے پارینہ مین مرقوم ہی تجھکو بھی یہ حال بخوبی معلوم ہی ستارہ شناسان قدیم نے تحریر کیا ہی اس تحریر دلپذیر کو بہت طول دیا ہی کہ اگر عفریت طلسمی حجرۂ بلاے نجم سے نکل آئے بندگان خدا کو کھا جانے کا قصد کرے جو حسین مہ جبین کم سن ہو خوبصورت نیک سیرت افتاب سامری ورد زبان کر کے اپنا گلا کاٹ ڈالے ول و گردے اپنے عفریت طلسمی کو کھلا دے تب وہ لشکر حریف پر پلٹے گا اسی طرح لشکر کو کھائیگا یہی آفت لشکر دشمن پر بھی ہوگی اسکا بھی خاتمہ ہو جائیگا بادشاہ ہو خواہ باشکست فاش کھائیگا ای محبوب یہ وقت جرأت ہی صورت زیست تا روز قیامت ہی جو پیدا ہوا ضرور ایک دن مریگا کوئی تا قیامت زندہ نہ رہیگا آخر فنا اس امر سے نیکنامی تا روز قیامت رہیگی تھوڑی سی جفا سہیگی اشعار موافق مضمون مقام نظم

چار دن دیکھے تو لطف گلستان جہان
کیسے کیسے گل خندان ہوئے آنکھون سے نہان
فلک تفرقہ پرداز کی کج بازی سے
رات دن پیش نظر ہین وہ لب و چشم و دہان
ہمہ ساز رکد رمین تن آغشتہ بخاک

پھر نواسنجی مرغان خوش آہنگ کہان
جنسے اکدم کی جدائی نہ گوارا تھی ہمین
وہ جدا ہو گئے فرقت کا نہ تھا جنکی گمان
حیف وہ لب جو نہ خالی تھے تبسم سے کبھی
نہ وہ ہی ناوک مژگان نہ وہ ابرو کی کمان

یاد کر جیسے تو پیدا ہوا کیا کیا دیکھا
ایسے بچھڑے کہ نہین صفحۂ ہستی پہ نشان
سامنے چشم تصور کے ہین وہ تصویرین
مسکراہٹ کا اب اک نام نہین انکے یہان
نہ کسی چیز کی پروا نہ وہ شوخی وہ ناز

نہ وہ ہنسانہ کسی کے لیے فریاد و فغان | کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے | ہائے کیا قبر کی تاریکی میں ہوگا خفقان
نہ جہان پرتو خورشید نہ تحریک صبا | نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہ تابان | نہ غم شادی دنیا نہ تمیز بد و نیک
بستر نرم کی خواہش نہ تلاش لبنان | کوئی مونس نہیں ہمدم نہیں ہمراز نہیں | طاقت نطق کہان سانس بھی دمساز نہیں

یہ سنکر ملکہ محبوب کاکل کشا نے ایک نعرہ الٰہی پکار کر آواز دی اے شاہ والا نژاد یہ کنیز خوب سمجھتی ہو اسوقت آپنے دیدہ دل روشن کر دیا کب تک دنیا مین آرام و چین اٹھاوینگے مین خوب سمجھتی ہون دنیا بالکل ناپائدار ہی اسکی خواہش کرنیوالا ہمیشہ ذلیل و خوار ہی لونڈی حاضر ہی ابھی جان دیتی ہون لیکن اسد نامدار کو پکار کر کہا اے شہریار اٹھیے آپکی دعا قبول ہوئی وقت اجل شکل قریب آیا ایک ماہ پیکر جان دیتی ہی قتل حول مربع نشین حیات جاوید کی خواہان ہی اسد غازی نے گھبرا کر سجدے سے سر اٹھایا اسکی نگاہ جمال بمثال محبوب کاکل کشا پر پڑی دیکھا ایک حور طلعت کمسن محبوب مرغوب مطلوب اعضا چالاک و چست پیشانی بدر آسمان کمال ابرو رشک کمان دیا بصورت ہلال عارض نور ماہتابان دہن غنچہ گل زلفین عنبرین رشک سنبل قد موزون سرو لب جو سامنے رو رہی ہی اسوقت سب سردارون کے کلیجے پھٹ گئے ہر آن وا حسرتا پچھاڑین کھاتی تھین ہر ایک کا یہی قول تھا ہم اپنی جان اسپر نثار کرین لیکن محبوب کاکل کشا مردانہ وار بیتاب نہ بیقرار خوشی مین جان دینے کی جیسے گلنار سامنے اسد نامدار کے آئی گرد پھری تصدق ہوئی کہا اے شہریار یہ لونڈی نثار ہوتی ہی جان دینے کے خیال مین نہین روتی ہی اعمال گذشتہ کا بڑا خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی خدا حضور کا انجام بخیر کرے تا دور گردش گردون دون آپ کا سکہ جاری رہے کنیزون کو سرفراز کیجیے گا میرے جنازے کو کاندھا دیجیے گا قبر پر فاتحہ پڑھیے گا یہ سب سردار جنازے کے ساتھ ہونگے یہی کنیز کی شادی ہی خانہ آبادی ہی کہ لکھو در لکھو بندگان خدا پر نثار ہوتی ہون اسد غازی نے یہ کلمات حسرت آیات سنکر تلوار کھینچکر اپنے گلے پر رکھ لی کہا اے نور افشان ان قواعد طلسمی مین آگ لگے سبکا مین افسر ہون اگر مین اپنی جان دون تو زیبا و سزاوار ہی قافلہ سالار کو چاہیے اپنے کاروان سے آگے رہے اپنے ساتھ والون کے واسطے جفا سہے ستم یہ عذر کر رہا ہی جسار اپنی جان دیتی ہی نور افشان نے کہا اے شہریار بانیان طلسم جو قاعدہ مقرر کر گئے اسکی تبدیلی غیر ممکن اگر حضور اپنی جان دینگے بالکل بیکار عفریت طلسمی اور زیادہ زور پکڑ جائیگا علاوہ لشکر حضور کے یہ بلا تا کوہ عقیق جائیگی گلزار ابراہیمی پر خزان آئیگی اسم اعظم صاحبقران نہ پڑھ سکینگے

یہ بیچیا ہو پہنچتے پہونچتے اسم اعظم صاحبقرانی بند کریگا سارے لشکر کو شکست دیگا وہ غازیان دین دار
و مجاہدان تہور شعار قدم ہٹانا کیا جانین تلوارین کھینچکر اس پر جا پڑین گے دیو مجھکر لڑین گے ایک جنگل مین
بیابان کا کام کریگا تمام عالم آپکو بدنام کریگا کہ خوب طلسم کشائی کو گئے اپنی بھی جان دی بزرگون کی بھی جان
لی وہان والون نے کچھ انتظام نکیا اس بلاے جانکاہ کو نہ روکا اب اس وقت صبر کیجیے یہ کہکر کوکب و
نور افشان روتے ہوے قریب محبوب آئے کہا اے محبوب جسوقت تک ہوشربا مین عملداری صاحبقران
رہیگی تیرا نام لیکر سب نمازی روئین گے تخم وفا تیرا کشت قلب مین بوئین گے شاہزادیان ملکہ گردیہ بانو
و ملکہ مہر گہر تاجدار و ملکہ رابعہ زربفت اطلس پوش مادر اسد نامدار و ملکہ زبیدہ شیر گریہ کیجیے شاہزادیان
تیرے لیے دعاے نجات کرینگی نذر تیری خانۂ کعبہ مین ہوگی اب دیر نکر تیری باتون سے کلیجہ پھٹتا ہے خنجر
بدعت سے گلا کٹتا ہے کار از دست رفتہ تیر از کمان جستہ پھر واپس نہ آئیگا ایسا نہو کوئی اور انقلاب ہو جاے
یاقوت و افراسیاب بھی دور ہین ظالمون کے قلب کو سرور ہین دم بھر مین آجائینگے شاید بانیان
طلسم نے کچھ اور بھی اسکا دفعیہ مقرر کیا ہو کچھ نہ بن پڑیگا یہ سنکر محبوب کاکل کشا بڑھی جیجون پہلو مین
برآن وغیرہ بیٹھی ہوئین سب شاہزادیون نے موے مشکین زلفین عنبرین غم مین محبوب کے کھولین ایک
سیاہ پوش بحر غم و الم کا جوش محبوب ماہ رخسار نے خنجر ہلالی کمر سے کھینچا اپنے ہاتھ سے اپنے گلے پر پھیرا کچھ
الفاظ پڑھ کر خنجر کھینچا ستارۂ سحری لڑکھڑا کر زمین پر گرا جیجون نے بڑھ کر خون اسکا اک جام مین لیا
شکم چاک کر کے دل و گردے نکالے ہتھیلی پر رکھ کر طرف عفریت طلسمی کے دوڑی آواز دی دیکھیا آدم خوار
دیکھ تو یہ کیا تحفہ ہے تیرے بنانے والون کی یہی ہدایت ہے دل و گردے محبوب کے جو عفریت کی نگاہ پڑی
وجد مین آیا دستک نا چا خوب کودا جام خون محبوب پی گیا دل گردے کھا کر ڈکار لی ہاتھ باندھ کر جیجون
کے سامنے کھڑا ہوا کہا اے ملکہ جیجون جس دن سے پیدا ہوا اس نعمت عظمیٰ کے نام پر شیدا ہوا کیا نعمت
کھلائی کلیجے مین خنکی پہونچی تا روز قیامت پیٹ نہ بھرتا نعمت عظمیٰ سے دل بھر گیا کچھ حکم دیجیے اس غلام
جگر خوار سے کچھ کام لیجیے جیجون نے کہا جسکا تو نے کلیجہ کھایا انکے دشمنون کو جا کر کھا لے خوب پیٹ بھرنا
خبردار تامل نکرنا یہ سنکر وہ دیو خونخوار بہت خوب کہکر پلٹا یہان ملک اخضر گوہر پوش سب سے آگے بڑھا ہوا
چلا آتا ہو اگر ہزارون غلام ایک طرف یاقوت سخندان خرم و خندان عقب مین افراسیاب پشت
پر لشکر بیحساب رواروی کرتے ہوے آتے ہین اخضر کہتا ہے کیون اے یاقوت ابھی بہت منزلین

ٹوکرتا ہین کوہ عقیق کیسا تابہ خانہ کعبہ چلنا پڑیگا سامان سفر تو ساتھ تیار ہی اور بارداری کو حکم دو بارگاہین
لدین سفر عظیم ہی یاقوت کہتی ہی جلد چلیے نہین معلوم اتنے عرصے مین عفریت نے کیا کیا انور افشان
دکوکب کو کھلائے تب میرے دل کو چین آئے یقین ہی طلسم کشا کو کھا گیا ہو گا یہ ذکر تھا کہ دیکھا سامنے
سے عفریت طلسمی خاموش چلا آتا ہی سر جھکائے ہوے کچھ ہنستا ہوا چہرے سے خوشی آشکار نہ مجبور
نہ ناچار اخضر نے بڑھکر آواز دی او بچیا کہان پلٹ آیا سونٹا آبنوس کا ہاتھ مین تھا لیکر اخضر دوڑے
کہا بچیا نامرد اتنے سونٹے مارونگا کہ ہڈیان ٹوٹ جائینگی دیو کچھ منھ سے نہین بولتا ملک اخضر نے
دوڑ کر ایک سونٹا لڑاک سے مارا کہا جا کر سلمانون کو اپنی خوراک جانکر کھا جا سونٹا کھا کر دیو نے ایک
چنگل مارا ملک اخضر کی گردن پکڑ کر اٹھا لیا جیسے چھپکلی کو کوئی اُٹھاتا ہی یاقوت نے آواز دی
او بچیا کیا کرتا ہی خبردار بے ادبی نہ کرنا یہ ملک اخضر میرا باپ ہی مصاحب سامری خزانہ دار خزانۂ
افسونگری دیو نے کچھ جواب نہ دیا اخضر کو منھ مین رکھ لیا دانتون سے چبا گیا آواز دی تم کہان
جاتی ہو میرے مالک نے مجھے نعمت عظمے کھلائی حکم دیا ہی کہ یاقوت کو بھی کھا جاؤ مین تجھکو نہ چھوڑونگا
اس بے ادب نے مجھکو سونٹا مارا ہم منونۂ سحر سامری ہین خداوندی حکم لکھ گئے تھے کہ محبوب کا دل و
جگر اگر نصیب ہو کھلانیوالے کی اطاعت کرنا یہ کہکر چنگل بڑھایا یاقوت چیخ مار کر بھاگی عقاب نباز پری
جسکا قدم پانچ کوس پر پڑتا ہو اُس سے کوئی کہان بھاگ کر جاتے ہاتھ بڑھا کر عقاب کی دم لی پھر تو
یاقوت بہت تڑپی پھڑکی پنجے سے ملک الموت کے کیونکر رہائی ہو اُسکو بھی اُٹھا کر منھ مین ڈال گیا
قضاے کار جسوقت اخضر و یاقوت کو عفریت طلسمی نے کھایا چارون حجرہ ہاے گذشتہ مین تحریر
کر چکا ہون کہ کنیزان سامری متعلق آفات چہار دست ان حجرہ ہاے بلا کے ساتھ زندگی انکی
قرار دی گئی تھی بارہ سو پتلیان تھین جو آفات کو خبر آئندہ و گذشتہ بتلایا کرتی تھین سات سو جل گئی
تھین پانچ سو باقی تھین بی آفات چہار دست بادۂ کبر و نخوت سے مست بر سر کوہ زبرجدی
تخت یاقوتی پر بیٹھی ہوئی پتلیون سے باتین کر رہی تھی جسوقت عفریت نے یاقوت کو کھایا
صداے گیر و دار بلند ہوئی آفات نے ابر تیرہ و تار کو دیکھا کہ آسمان پر اُٹھا اُس ابر مین رعد کی گرج
برق کی چمک ہزارہا طائران خوش الحان پرون سے سر پیٹتے ہوے آواز دیتے تھے ہاے یاقوت
سخندان تیرا شباب باد کرین یار عنائی زیبائی آج سامری و جمشید کا پہلو خالی ہو گیا

اُن پانچ سو تیلیون نے جو طائرون کو سر پہ پیٹتے دیکھا پکار کر آواز دی لو جدہ تمھیں شیطان کے سپرد کیا
اب ہم خدمت خداوندین جاتے ہین مدتون تمھاری خدمت کی کچھ پھل نہ پایا لیکن اوراق روزنامچہ
اُٹھا حکم آخر کے چند فقرے لکھ دے اس سال مین افراسیاب مارا جائیگا شہنشاہ لاچین بادشاہ
سابق طلسم ہوش ربا رہائی پائیگا اب یہ ملک عدالت سے معمور ہوگا دوست پامال دشمنون کو سرنگون
ہوگا مذہب یزدان پرستی رواج پائیگا افراسیاب غارت ہوجائیگا یہ کہکر وہ پانچ سو تیلیان
اُٹھین اُن طائرون پر جا پڑین چاہتی تھین انکو پکڑلین لیکن جو تیلی جس طائر کے پاس پہونچی طائر
نے پر کا سایہ ڈالا تیلی جلکر خاک ہوئی تیلیون کو جلا کر طائر نکل گئے اُنھون نے بھی آسمان سے
یہی آواز دی اے آفات جہاردست آج ہمنے بھی قفس سحر یاقوت سے نجات پائی جنگلون کی
سیر کرین گے سامری و جمشید ہم کو قید کر گئے تھے مدتون قید رہے قفس بلا کے طلسم سے اب
طلسم ہوش ربا فتح ہوجائیگا جاکر افراسیاب خانہ خراب کی تو خبر لے تدبیر کر اُس ظالم
کی جان پر بنی ہوگی عفریت طلسمی بگڑ گیا افراسیاب بھاگتا پھرتا ہوگا اسطرح کی خبرین کہکر سب تیلیان
جل گئین آفات سر پیٹتی ہوئی اُٹھی کہتی تھی یا سامری جمشید افراسیاب کو آرام نہ ملے جیسا حجرہ
ہائے بلا کو تباہ کرکے میرا شرف کھویا اب اخبار آیندہ و گذشتہ کیونکر پاؤنگی کیسی پھر اُن کی آفات
جہاردست کا شوہر نیرنگ جادو وزیر کوہ زبرجدی لشکر لیے ہوے اُترا تھا ہنگامہ سنکر دوڑا
بالاے کوہ آیا دیکھا تیلیان جلکر خاک ہوئین آفات پیٹ رہی ہے نیرنگ نے کہا کیون روتی ہے
افراسیاب دیوانہ ہے نالایق نے حجرہ ہائے بلا کھولدیے اپنے طلسم کا شرف خاک مین ملایا نام سے ان
حجرہ ہائے بلا کے رعب طلسم ہوش ربا تھا سب پر حال کھل گیا مشہور ہوا ملکہ مہرخ وغیرہ نے حجرہ ہائے بلا تباہ کیے
تم جاکر افراسیاب کی خبر لو اگر حقیقت مین عفریت طلسمی بگڑ گیا ہے افراسیاب کو جان بچانا مشکل ہوگی
لیکن ہم تمکو خبر دیتے ہین کہ عفریت طلسمی کو مسلمانون نے بھوگ دیکر پھیرا ہوگا تو جلد جاکر کوہ مقناطیس
پر زور سے محیط جادو کہکر پکارنا اُسکو حکم سامری و جمشید ہے کہ جب بادشاہ طلسم ہوش ربا پر کوئی
بلا نازل ہو اپنا سینہ سپر کرنا طلسم ہوش ربا مقام عجائب وغرائب ہے سامری و جمشید
بڑی مشقت سے اس طلسم کو تیار کر گئے ہین حکماے اشراقین جمع ہوے علم نیرنج و شعبدے سے
ارکین قصور طلسم تیار کیے سالہا سال مشقتین ہوئین پہلے جلد جاکر افراسیاب کو بچاؤ قریب کوہ مقناطیس جاؤ اگر

خلاف کروگی افراسیاب کو زندہ نہ پاؤگی آفات چہاردست لٹھیا ہاتھ مین لیکر چلی کف منھ سے جاری آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے افراسیاب کو کوستی ہوئی یہان جسوقت یاقوت و اخضر کو عفریت خونخوار کھاگیا اور میدان مین اندھیرا ہو گیا عقب سے حیحون سبز لوش آ کر پہونچی اور بہ للکارا او عفریت احسان کا معاوضہ کیا کیا یہ لشکر افراسیاب سامنے تیری خوراک ہی دو حملون مین قصہ پاک ہی بڑے بڑے شہرون مین تجھکو لے چلینگے اچھی طرح پیٹ بھر لیگے یہ سنتے ہی عفریت نے لشکر افراسیاب پر چنگل مارا پھنکے مارنے لگا دو دو سو کو مٹھی مین لیکر پل ڈالتا ہی جب افراسیاب پر چلا افراسیاب نے آواز دی ای غلامان سامری لینا اس حیا کو یہ کہتے ہی افراسیاب کے چالیس پتلے فولادی زمین سے پیدا ہوے عفریت پر پنجے پکڑ کے جا پڑے اسقدر تھپے مارے کہ منہ مین وندانے پڑ گئے جسنے پنجہ مارا جھناٹے کی آواز ہوئی پنجہ ٹوٹ گیا پتلے کا جی چھوٹ گیا بھاگا اور جاکر تیغہ لایا پھر کمال وہ چالیسون پتلے عفریت سے ایسے بڑے بڑے معرکے پڑے لیکن عفریت کا کچھ نقصان ہوا کوئی اعضا نہ بگڑا نہ ہاتھ پانون کٹا جوش و خروش بڑھتا جاتا ہی بعد عرصہ دراز کے پتلے شکست ہوے بہ نگاہ حسرت افراسیاب کو دیکھنے لگے افراسیاب نے پھر اپنی ران پر خنجر مارا چلو مین خون لیکر ان پتلہ ہاے خود سر کو پلایا پھر وہ گرما کر جا پڑے پلٹ پلٹ کے افراسیاب سے کہتے تھے ای شہنشاہ ہم مجبور و ناچار مین ہمارا حربہ تاثیر نہین کرتا جان ہماری حاضر ہی یہ کہکر سامنے عفریت کے گر پڑے عفریت نے انکو بھی اٹھا کر کھا لیا فولاد کو اسطرح چبایا جسطرح کوئی گوشت کو کھاتا ہی جب یہ پتلے مارے گئے تب افراسیاب گھبرایا پیچھے ہٹا اسقدر سحر کیے زمین تھرا گئی آسمان سے پھر کمال آگ برسی عفریت اسمین چھپ گیا دھوان سا نکلے نکلا لشکر پر افراسیاب کے کوئی ہزار کو کھا گیا حسرت بھاگی جاتی ہی مصور صورت لگا ایک جانب گریزان ہوئے ملازم افراسیاب حیران و پریشان ہوے یہ عفریت طلسمی اسی طرح لشکر کو پامال کرتا ہی یہان تک ملازمان افراسیاب بھاگے جس راہ کو تین شبانہ روز مین طے کیا تھا اس راہ کو دو پہر مین طے اور لکر کے قدیم پڑاو پر پہونچے عفریت نے وہان بھی پڑنے نہ دیا اسی زور و شور سے آپڑا خیمے بارگاہین الٹ کر پھینکدین خزانے پر اہل اسلام نے قبضہ کیا وہ مقام بھی افراسیاب سے چھوٹا بدحواس بھاگا جاتا ہی یکایک آسمان پر برق چمکی آفات چہاردست کا نعرہ ہوا

افراسیاب کو جو اس حال پر ملال مین دیکھا پکار کر آواز دی کیون افراسیاب تونے ہمارا کہنا نہ مانا حجرۂ بلا کھولے آخر یہ بلا تجھ پر نازل ہوئی نہ گھبرا نا مین محیط جادو کو لاتی ہون تیرے دادا نے ہدایت کر دی محافظ جان بادشاہ طلسم ہوش ربا اسکا لقب ہی اسوقت مین اگر حفاظت نہ کرے تو بڑا غضب ہی لاکھون بندگان سامری پامال ہوے تیری آنکھ نہین کھلی کوہ مقناطیس کا نام نہین جانتا کتاب مین صاف صاف لکھا ہی سو جگہ تونے پڑھا ہوگا محیط جادو رہنے والا کوہ مقناطیس کا خیر خواہ دولت ہوش ربا رازدار ہی خداوندی مین ہمثل دیکھتا ہی ساحر جلیل سلطنت کا کفیل چند ساعت اپنے کو بچا مین ابھی لیکر آتی ہون یہ کہکر آفات کڑکی کوہ مقناطیس پر جا کر چمکی اُس پریشانی مین آواز دی ای محیط جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا پر وقت بڑا عفریت طلسمی بگڑ گیا یہ کہتے ہی پہاڑ شق ہوا زمین کانپی نیلے کچھ شعلے نکلے بعد چند ساعت اک ساحر غدار نحیف ضعیف رنگین بدن کی نکلی ہوئی معلوم ہوتا تھا وہ رنگین نہین ہین مار ان سیاہ جسم مین لپٹے ہوے ہین بال سر کے بڑھے ہوے ہین وبال جان حیران و پریشان آواز دی حاضر ہوا کیون ملکۂ عالم خیر تو ہی یہ کہتا ہوا آفات کے قریب آیا آفات نے کہا ای محیط جلد چل عفریت طلسمی کو روک محیط نے پوچھا کیا آفت آئی کیا بلا نازل ہوئی کہ افراسیاب کو تسکین قلب نہ حاصل ہوئی کیون جدہ تمنے نہ سمجھا یا کہ حجرہ ہاے بلا نہ کھول بلا کے ساتھ بلا نازل ہوتی ہی وہ منتہا ہی تقدیر روتی ہی عمر طلسم تمام ہو چلی اسکا بھی خیال نہ کیا ہم قاعدے کے پابند ہین ای آفات خوب یاد رکھ اب سال نہ گذریگا بہت اچھی بات ہی کہ ہم زوال دولت افراسیاب نہ دیکھین شب کو مین نے اوراق سامری ملاحظہ کیے صاف اسمین تحریر تھا کہ بدیع الزمان کے ساتھ لاچین بھی چھوٹیگا اپنے دشمنون کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے ماریگا توسن حصار کی بربادی و قتل فیروز نہ فیروزہ پوش بربادی دخان سیاہ رو و قتل زہر سرد بربادی کوہ نیلم مجھے نہ دیکھی جائیگی مین نے ان سبکو خون جگر پلا کر پرورش کیا افراسیاب نمکحرام کا ساتھ دیا جدہ وہ زمانہ مجھے یاد ہی کہ جب افراسیاب نے اس طلسم پر قبضہ کیا اور شہنشاہ لاچین بھاگ کر قلعہ قلم کوہ مین چھپا افراسیاب لشکر کشی کر کے چڑھ گیا آب و دانہ لاچین پر بند کر دیا ہم لاچین کے ساتھ تھے جب فاقے مین دو دو دن گذرتی تھین غصے مین شیر نہ وہ بہادر نکل آتا تھا ہزارون کو قتل کر کے غلہ لیجاتا تھا جب افراسیاب کا نامہ ہم سبھون کے پاس پہونچا کہ یار دم سبکو سرفراز کرونگا مین حلال مین بھی لاچین سے نہین لڑ سکتا جدہ وہ زوال آتا ہی اور نمکحرام کہلانا کا تا ہی مجھے سوا ہے

بھاگنے کے کچھ نہیں سوجھتا سب سحر بھول جاتا ہون یہ آپ کا حقیر و شہنشاہ نیلم و توسن و فیروزہ فیروزہ پوش و دخان سیاہ رو و زمہر یر چالیس وزیر نمک حرامی پر ایک دل ہوے رات کو سوتے مین لاچین کو قید کیا زبان مین سوزن دیا صبح کو سامنے افراسیاب کے لیکر آئے افراسیاب نے شہنشاہ لاچین کو قید کر کے زندان طلسمی مین روانہ کیا و ملک توسن جادو کو دیا شہنشاہ توسن خطاب ہوا نیلم کے شہنشاہ نیلم ہوے ہمکو سلطنت کو مقناطیس کی قواعد مین حفاظت جان شہنشاہ ہوشربا ہمارے نام لکھی گئی ہمنے اس جفا کو قبول کیا اگر زندہ رہتے ہاتھ سے لاچین کے جفا مین سہتے رہا ہوتے ہی لاچین ان سب پر دست انداز ہوگا مہرخ و بہار و آفت کاران قدیم طلسم کشا کے مشیر ندیم ایک ایک کا نام تبا مین کی ترقیان خطبیان جاری ہونگی ایک ایک پر مصیبت ساحران جلیل پر آفت یہ جیسے نہ دیکھا جا آفات چہار دست نے کہا اے محیط یہ قصے کہانی تو بیان نہ کرو اتنے عرصے مین دو لاکھ دو لاکھ کو کھا گیا ہوگا ایسا ہو افراسیاب پر دست انداز ہو محیط نے کہا افراسیاب کو سواے اسد کے کوئی قتل نہین کر سکتا صاف قواعد مین لکھا ہے کہ طلسم کشا کے گلے مین لوح طلسمی ہو ہاتھ مین مہرہ طلسمی قبضے مین تیغ نور افشانی تب افراسیاب قتل ہو اس زمانے مین کوئی افراسیاب کو قتل نہین کر سکتا صاف لکھا ہے کہ اسد نامدار اسکا قاتل ہے ستارہ شناسان طلسم کے قول سے جو انکار کرے وہ جاہل ہے یہ کہکر تخت پر سوار ہوا جو ڑا تیغہ ہاتھ مین لیا ایک کتاب بغل مین دبالی اسوقت پہونچا افراسیاب قریب صحراے ریحان پہونچا ہے ملکہ ریحان جادو اپنے قلعہ مین بیٹھی تھی یکایک ہرکارون نے خبر دی شہنشاہ طلسم ہوشربا شکست خوردہ آتے مین سنا ہے آج مہ جبین گذرین شہنشاہ بھاگتے ہوے یہان تک پہونچے ہین مین نصیب خیر رہی اب شکست ہے شہنشاہ کی بربادی کا بندوبست ہے ریحان جادو بارہ ہزار ساحر لیکر نکلی دیکھا رعد و برق لامع نعرے کرتے ہوے چلے آتے ہین حیرت جادو افشان دختران ان فوجون پر تو افراسیاب جاپڑتا ہے جہان عفریت طلسمی آیا سر پاؤن رکھکر بھاگتا ہے ریحان جادو نے دیکھا افراسیاب نے گھسکر فوج مہرخ مین دو چار سحر اسطرح کے کیے زمین کو ہلا دیا کئی ہزار ساحر جلائے کہ نعرہ ہوا سنم جیحون سبز پوش زبان دراز ریحان جادو سمجھی یہ بھی کوئی افسر لشکر مہرخ ہے جیحون کی طرف متوجہ ہوئی ایک جانب سے دیکھا ایک پہاڑ جنبش کرتا ہوا چلا آتا ہے خیال کر کے دیکھا اس پہاڑ مین ہاتھ پاؤن سر آنکھیں ہیں وہ دو نہرین بہتی ہوئی معلوم ہوتی ہین آنکھین دو نقارہ خونی

سمجھی کسی نے سحر مہیب بنایا ساتھ والون سے کہا اس دیو کو مار و مہرخ وغیرہ نے ہمارے ڈرانے کو یہ سحر بنایا ہے ہم بھی اتنا بڑا آدمی بنا سکتے ہین مجبور و ناچار نہین ہین بارہ ہزار جادوگر ریحان کے ریحان سب کے آگے بارہ ہزار نے اُس دیو پر گوے ترنج نارنج مارے دیو خاموش کھڑا رہا یکایک ہاتھ اُٹھا کر اک جھنگل مار دو پھنکون مین بارہ ہزار کو کھا گیا میدان صاف ہوا طرف افراسیاب کے جلا ریحان جادو کے جو چند ساحر بچے تھے وہ حیران ہین کہ یہ کیا ہوا اس پہاڑ مین شب چھپکے تخفے تاک کے دیکھ کر گنتے تھے پہاڑ مین ورے بھی ہین ہماری ملکہ ساحرون کو لیکر درہ ہاے کوہ مین چھپ گئین افراسیاب بیقرار ہو کر ٹھٹھ اسامری جمشید کا نام لیکر پکارنے لگا آسمان پر سناٹا ہوا آواز آئی کیون ای افراسیاب یہ دن یاد نہ تھا مثل مشہور ہے اگر سانپ کا نہ جانے بل مین کیون انگلی ڈالے دیکھا تو نے کیا ذلت اُٹھائی کبھی ہمارے پاس صلاح کو نہ آیے جان دینے کو ہمکو بلایا ہم حاضر ہین بیٹھا ابھی جان دیکر تجھکو بچائین گے وہ دن یاد ہے جس دن لاچین کو پکڑا تھا اور آسنے بیقرار ہو کر کہا او افراسیاب مین نے تجھکو گھر بار کا مالک کیا تو نے مجھکو قید کر لیا اسکا انجام بد ہوگا بلا مین پھنسیگا ای ساکنان طلسم ہوش ربا تم محیط جادو مین وہ شخص ہون کہ مین نے کامل نمکحرامی کی شہنشاہ لاچین کو گرفتار کرایا افراسیاب کا جاہ و جلال بڑھایا اسی سال مین افراسیاب قتل ہو جائیگا ہاتھ سے اسد نامدار کے مہلت نہ پائیگا لاشہ بھی اُسکا کوئی نہ اُٹھائیگا کاسہ سر رہرو دن کی ٹھوکرین کھائیگا انجام نمکحرامی بد ہے اسوقت مجھکو اسکی جان بچانے کی کیا ہے جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا آرام و چین پائیگا ورنہ ذلیل و رسوا ہو کر مارا جائیگا دنیا مقام انقلاب کبھی روز روشن کبھی کالی رات کا سامنا بعد عیش مصیبت ہے بعد مصیبت راحت اب ضرور شہنشاہ لاچین رہائی پائیگا یہ سال سامری پرستون پر خیر سے نہ گذریگا مین تو آمادہ سفر عدم ہون بموجب مضمون اشعار

نظم

گلا خونکی ہے ہوس ای دل ناشاد عبث
نالہ خیز ہ ہے شورش فریاد عبث
سخت جانی نہین دینے کی کبھی فرصت
فکر مطبق و سلاسل کے ہے جلاد عبث

ہر ہوا ہے چمن عالم ایجاد عبث
ناتوان وہ ہون تصور نے گرانی ہے مجھے
سر کو رکھتے ہین تہ خنجر جلاد عبث
دوستی رکھتے ہین اُس سے جو محبت رکھے

سنگدل موم نہو نگے یہ ہوس جا ہی
مجھپہ ایجاد ستم ای ستم ایجاد عبث
زور بازوے جنون سے مجھے بچنا مشکل
اس ستم پیشہ کی ہے دل پر مجھے یاد عبث

کیا ہوا امید وفا ایسے ستمگر سے عبث
خدنگ کین تری ہے سینہ ستم ایجاد عبث
تو دیا چشم فلک کا نہین جو ہو نگاہ گزیر
تھی سبے کوہ کنی محنت فرہاد عبث
خوبرویون سے تجھے تمنائے وفا حیف نسیم

حال سنکر مرا کہتا ہے وہ جلاد عبث
کیا غرض ہے اُسے دیوانہ سے مری بہی
ای صبا خاک مری کرتی ہی برباد عبث
تا گلو تیغ نہ آئیگی کہ مرجاؤنگا
دل لگایا ہی تو اب شکوۂ بیداد عبث

رحم آیا نہ کبھی عاشق شیدا پہ تجھے
دیکھا ہے دل ہوس طرۂ پریزاد عبث
قسمت بد سے میسر ہوا وصل حبیب
زور بازو نہ مجھے دکھلا تا جلاد عبث
یار دیہ بھی سُن لو افراسیاب

کسی کے ساتھ وفا نہ کریگا اپنے خیر خواہون پر جفا کریگا باتین محیط کی سنکر **افراسیاب** بہت جھنجلایا آواز دی کیا بیہودہ بکتا ہی مین نے سبکو سرفراز کیا تم سب بھیک مانگتے تھے دربار مین **لاچین** کے بارہ پانے تھے ایک ایک خودمختار کو سلطنت دی کیا مین اکیلا خطاوار ہون سب نے نمکحرامی کی مین نہین حفاظت چاہتا ورنہ آفات نے آکر ہتہ پر **افراسیاب** کے ہاتھ رکھدیا کہا ای بیوقوف اسوقت مین اُسکو بدظن کرتا ہی اگر یہ چلا جائے تو آج ہی طلسم ہوش ربا فتح ہوجائے **باغبان** ایسا رازدان تو اپنی زبان سے مقام قید **لاچین** بتا چکا کوئی ایسا دعو کا لکھتا ہی یہ کہکر **آفات** پھر قریب محیط آئی کہا ای محیط تم بزرگ ہو لڑکے کے کہنے کا برا نہ مانو تم اپنا کام کرو ہوش ربا مین نام کرو **آفات** نے محیط کو بہت بہلایا ورنہ اُسنے قصد کیا تھا کہ پلٹ جاؤن **نورافشان** نے کئی مرتبہ محیط سے آنکھ ملائی اشارہ کیا کیون اپنی جان دیتا ہی تو ہمارے طلسم **نورافشان** مین چلا آ ملک آبادی کی سلطنت دینگے **لاچین** سے تیری خطا معاف کرائینگے کوئی کچھ نہ کہے گا **محیط** کو گمان غالب ہی کہ **لاچین** بھی خطا معاف کریگا **آفات** نے اُسکو دام مکر مین لیا جیسے ہی **عفریت** خونخوار بڑھا **محیط** نے تیغہ کھینچکر گلے پر رکھا گلا کاٹ کر اپنے کو سر **عفریت** پر گرا دیا جیسے ہی یہ لاشہ سر **عفریت** پر گرا **عفریت** نے ایک ایک چیخ ماری منھ سے شعلہ آتش نکلا سر دیراغان بنکر جلنے لگا ادھر نا **محیط** کا جلنا **عفریت** خونخوار کا یہ معلوم ہوا ایک پہاڑ جل رہا ہی تمام صحرا آتش بہار ہو گیا جنگل لالہ زار ہو گیا پھر تو آن شعلہ ہائے آتش سے ہزارون جادوگر جلے آندھی سیاہ اُٹھی **افراسیاب** اسقدر گھبرایا اگن اُف کرکے اپنے کو بچاتا تھا اندھیرے مین دوڑ کر **حیرت** کو گود مین اُٹھایا **آفات** نے دیکھا **افراسیاب** بدحواس ہی لڑکا گرگئی بچہ کمر مین **افراسیاب** کی دیا دام **جمشیدی** کو کاندھے سے آتارا **افرون** پر مارا اُس دام مین **سرما** و **ابرلق** و **مصتور** و **صورت نگار** وغیرہ بارہ ہزار

سردار و تاجدار خبردار ہوئے اُس دام کو کاندھے پر ڈالا نیچے مین افراسیاب و حیرت جال
مین یہ سب سرداران باشوکت طرف باغ سیب کے روانہ ہوئی تمام لشکر پراگندہ ہو گیا
اس حال پر ملال مین افراسیاب کو لا کر آفات نے باغ سیب مین اُتارا کنیزین تمام
دوڑ پڑین مصاحبون نے آکر شہنشاہ کو ہوشیار کیا تخت آراستہ ہوا حیرت آکر تخت پر بیٹھی
آفات چہار دست نے کہا کیون ای افراسیاب اب کیا منظور ہی یہ خبر پردۂ ظلمات
مین پہونچی حال قتل یاقوت سنکر بلکہ ماہیان زمرد پوش بھی روتی پیٹتی آئی افراسیاب
کو قتل یاقوت کا بڑا قلق ہی کہ یہ اُسکے جمال پر عاشق بھی ہوا تھا یاد مین اُس سرو قد
کی آنکھوں سے آنسو نہین تھمتے آفات چہار دست نے کہا اے افراسیاب کیون اسقدر
گریہ و زاری کرتا ہی یاقوت مین کیا فخر تھا جہان تیرے اور خراج گزار ہین وہ بھی ایک بادشاہ
تھی قتل ہو گئی بالوش سے افراسیاب نے کہا ای وادی جان یاد مین اُس محبوب کی برسون
نیند نہ آئیگی میرا یہ پاس کیا کہ جاتے ہی الشوہری قبول کر لیا اس خلق و مروت سے ملی کوکب
اپنے عزیزدار خاص کو جواب صاف دیا قرابت قریبہ کا پاس نہ کیا عمرو نے جا کر اُسکے
قلب نازک پر صدمہ پہونچایا افسوس ہی وہ ماہتاب ان طعمۂ دہن عفریت خونخوار ہوئی ماہیان
زمرد پوش نے جواب دیا گذشتہ کا یاد رکھنا حماقت ہی اسی وقت تو جبل بیچ مین کھڑا
ہو جا آفات چہار دست ایک جانب ایک طرف مین سحر کرون ہم تینون کے بار سحر کو کون
اٹھا سکے گا آفات چہار دست نے کہا ای ماہیان زمرد پوش میرے بھی دل
مین یہی آرزو ہی مین تو کسی کام کی نہ رہی وہ جو شرف کوہ زبرجدی مشہور تھا جسنے آنچہ علم
خبر آئندہ و گذشتہ ملتی تھی اُسکا سدباب ہوا اُسی حجرہ بلا کے ہمراہ کنیزان سامری کی جان
تھی کیسی جبل جل کر مرین ای ماہیان زمرد پوش دا ای افراسیاب مرتے مرتے وہ
حکم لگا گئین کہ اس سال مین طلسم ہوش ربا نہ بچے گا اسد نامدار لوح پائیگا در بند شکست پا جائینگے
لاچین و بدیع رہائی پائینگے اگر حقیقت مین بادشاہ سابق نے رہائی پائی ہم سب کو جان بچانا
مشکل ہوگی پہلے وہ یہی قصد کریگا کہ کوہ زبرجدی پر لشکر کشی کرون محیط بھی یہی حکم لگا کر مرا افراسیاب
نے کہا دونون نے جعک مارا محیط حرامزادہ یاوہ گو تھا اپنی جان دیکر مرا مجھپر احسان کیا کیا مجال جو لوگ

لوح طلسمی پاسکے دریاے نیل ایسی چیز ہو کہ اسد جاکر زمہریر کو مار لیگا اُس دریاے زخار پر ہوا بھی ٹھہرا
سکے جاتی ہو انسان کا گذر غیر ممکن کل احکام سامری و جمشید خلاف ہوے اس مہمات کا مجھکو
یقین نہین آتا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی طائران سحر نے آکر خبر پہونچائی حجرۂ انجم کی ٹوٹنے کی خبر بابہ کوہ
نیلم پہونچی شہنشاہ نیلم کو بہت ناگوار ہوا فرماتے تھے ہمکو شہنشاہ نے نالایق تصور کیا آج تک ہمکو نہ لکھا
ایک پرچہ پتلہ دیکر چلا گیا صرف اتنا مرقوم تھا کہ ہمنے حجرۂ انجم کھولا آسنے اپنے وزیر اعظم کو حکم دیا امواج
بن گرداب آدم خوار چالیس لاکھ فوج لیکر کوہ نیلم سے اُترا ہی بارہ کوس کوہ نیلم سے بڑھکر
بارگاہ استادہ کرائی ہی مع لشکر گران فروکش ہوا اب آپ کے اشارے کا مشتاق ہی ہمنے اپنے کانون سے
سنا وزیر اعظم نے ارشاد فرمایا ہم جاتے ہین سب کو ڈبو دینگے طبل جنگی نہ بجوائینگے سب بیٹے بھتیجے بھانجے
ہمراہ لیکر آترا ہی یہ سنکر افراسیاب نے تاج کو کج کیا کہا لو جلد اب مسلمانون کا خاتمہ ہوا امواج بن گرداب
آدم خوار زوجہ اُسکی جیحون جادو فرزند نوجوان لطمہ صد گوش دریانوش سرخاب
دجاب مصاحب بط غوطہ زن دم غابی سحر سب سامان دریا اُسکے ساتھ ہی ساحران
غدار آبرو دار مزاج مین جوش موج مین اپنی آیا ہی جسوقت اُسکے دریا کا غوطہ پڑیگا کشتی حیات
مسلمانان طوفانی ایک ایک کو حیرانی پریشانی حاصل ہوگی ایک ایک غرق دریاے سحر ہوگا اُسکا دریا
ابھی آج تک پلٹا نہین زمانے مین شہنشاہ لاچین سے لڑا تھا کئی لاکھ سامری پرستون کو ایک
اشارے مین ڈبو دیا کوئی اُسکا مقابلہ نہ کر سکا مصاحبان لاچین نے اسی کے ہاتھ سے شکست
کھائی تھی ساحران بنگالہ سے لڑا تا بہ کالورد لیس گیا ساحر جہاندیدہ صدہا سفر کیے اُس پر عیاری بھی نہوگی
بڑا عقلمند ہی اگر کوئی اُسکے لشکر مین جائیگا فوراً اُسکو قتل کر ڈالیگا کیا مجال ہی جو عیار اُسکے لشکر مین
جاے ای ملکہ حیرت تم لشکر لیکر مقابلہ مسلمانان مین جاؤ مین نامہ اُسکو روانہ کرتا ہون بڑے انتظام
سے آئیگا اُسکی راے مین دخل نہ دینا جسطرح مناسب جانیگا لڑیگا مسلمانون سے کہلا بھیجا کہ اب
سوراخ مور و مار تلاش کرو دریاے موج سے جان بچاؤ کسی چاہ مین جاکر چھپو حیرت اسوقت تخت
پر سوار ہوئی کہا ای شہنشاہ لشکر تباہ ہوا افراسیاب نے کہا سب سامان پہونچ جائیگا شاہان در نیلم
آئینگے تمکو بہ اعزاز و اکرام لیجائینگے سب سامان مہیا ہوگا حیرت جادو مصور وغیرہ کو ہمراہ لیکر مع
سرما و ابر و برق چلی انکا ذکر وقت پر ہوگا اہل اسلام نے جو اس معرکۂ عظیم سے مہلت پائی ایک صحرا

سبزہ زار مین لاکر لشکر کو اتارا بارگاہ مین استادہ ہوئین کوکب روشنضمیر لعل سخندان سے بڑے خلق سے ملے فرمایا بیٹیا تمنے بڑے احسان کیے خدا مبارک کرے ملکہ لعل کے واسطے بارہ ہزار کنیزین خریدی گئین اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہوے نور افشان و کوکب و بران وغیرہ طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوے ملکہ بران ملکہ مہرخ سے کہگئی ہین کنیز کو واسطے خبر کے روانہ کردنگی جو مصرکہ گذرے اُسیوقت آپ ہمکو مفصل تحریر فرمائیے گا ملکہ مہرخ نے کہا انشاءاللہ اگر ایک ہفتہ کوئی ہمارے مقابلے مین نہ آئے تو طرف دریاے نیل کے کوچ کرین لوح کی فکر واجب و لازم ہی ملکہ بران نے کہا انتظار کیسا آپ تیاری کرین ہم بھی لشکر لیکر آتے ہین راہ مین آپ کو ملجائینگے پہلے حاکم دریاے ہفت رنگ ضرور راہ مین روکیگا اول ضرور ہفت رنگ سے مقابلہ پڑیگا اسیطرح لڑتے بڑھتے تا بدریاے نیل پہونچینگے فکر لوح واجب و لازم ہی اس بات کو بران کی سب نے پسند کیا باغبان قدرت کو حکم سفر کی تیاری کردو باغبان قدرت نے ایک ہفتہ کی مہلت لی اہالیان طلسم نور افشان طرف قصر جمشیدی کے گئے باغبان تیاری سفر مین مصروف ہوا اہالیان لشکر اسلام اس سامان مین مصروف حیرت لشکر لیے آتی ہی مواج بن گرداب آدم خوار با فوج قاہرہ کوہ نیلم سے اُترچکا ملکہ بران باغ نگارین مین پہونچین لیکن گوشش بر آواز ہین کہ نامہ آئے فوراً کوچ کرین اب سب کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان لقد روح روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان کہ طلسم اسکندریہ فتح کرکے راہ مین بھی مقابلہ پڑا چند قلعے فتح کرکے بہ رہبری صیقل آئینہ دار طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ ہوے ہین خمسہ

ہزار رنگ سے ہر دل فگار راہ مین ہی
ہر ایک رند پئے انتظار راہ مین ہی
ترے ہی نام کی ساقی پکار راہ مین ہی
چلے دور مئے خوش گوار راہ مین ہی
خزان چمن سے ہی جاتی بہار راہ مین ہی

ہر ایک ذرہ جواہر نگار راہ مین ہی
جلوس باد بہاری نثار راہ مین ہی
زمین نقش قدم تاجدار راہ مین ہی
گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہی
بلند آج نہایت غبار راہ مین ہی

کہان وہ لوٹ رہے جوان ہین جو ہو غم طفلی
دم بہار جوانی گیا وہ غم طفلی

ابھی تو رنگ دکھاتا ہی موسم طفلی
شباب تک نہین پہونچا ہی عالم طفلی
ہنوز حسن جوانی بار راہ مین ہی

خیال کچھ نہین آیا فراز ولپستی مین
نہ دل لگانا بہت اس آجاڑ بستی مین
تمام عمر نہ کٹ جاے جوش مستی مین
عدم کے کوچ کی لازم ہی فکر ہستی مین
نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہی

جو کچھ بشر کہے اُس قول کا نباہ ہی شرط
یہ ٹھ ہین جاے بکھیڑے دلون مین واہ ہی شرط
قدم قدم پہ سہارا خدا گواہ ہی شرط
طریق عشق مین دل ہی دل عصا آہ ہی شرط
کہین چڑھاو کسی جا اُتار راہ مین ہی

اُٹھا تحمل عداوت کو رکھ نہ بیخ نہ بن
چمن کی سیر ہی منظور خار راہ نہ چین
اُسی کا نام ہی جا حفظ لگا اُسی کی دھن
سبیل عشق کا سالک ہی داخطو کی نہ سُن
شگون کے لینے کا کیا اعتبار راہ مین ہی

خبر تو نکلی ہو گی سفر را اسکو بھی
ملا دے نقش قدم سے برابر اسکو بھی
کیا تھا اسنے محبت کا خوگر اسکو بھی
جگہ ہی رحم کی یار ایک ٹھوکر اسکو بھی
شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی

روا روی کے لیے ہی جہان مین پیدائش
کسی جگہ نہ توقف نہ زیب و آرائش
قدم قدم پہ ہی چالاکیون کی افزائش
سمند عمر کو اللہ رے شوق آسائش
عنان گستہ دبے اختیار راہ مین ہی

نہ جاہ قبر مین ہوگا غریق ساتھ اپنے
کسی کہے کے چلین کس طریق ساتھ اپنے
نہ زاد راہ نہ کوئی شفیق ساتھ اپنے
نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے
فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی

بُرا ہو ساتھ ہمارے نہ کوئی اچھا ساتھ
دوئی کی چھوڑ دین راہ مین تو جانے کیسا ساتھ
حسد کو چھوڑ دیا روح بس ہی تنہا ساتھ
تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسیکا ساتھ
ہمارا سایہ بھی ناگوار راہ مین ہی

بتاؤن نقر کے آثار تا بہ کی قاصد
تمام حسرت عالم کا ڈھیر ہی قاصد
غرض یہ راہ سے اخیر ہوگی طی قاصد
بتا یہ کوچۂ قاتل کا سُن رکھ ای قاصد

بجاے سنگ نشان اک مزار راہ مین ہی

بنا کے ابروؤ مژگان کو گاہ گاہ وہ ترک
شکار کھیلیگا ماہی سے تا بہ ماہ وہ ترک
غضب کہ ناز سے طی کر رہا ہی راہ وہ ترک
چلا ہی تیر و کمان لیکے صیدگاہ وہ ترک

خوشا نصیب کہ جو جو شکار راہ مین ہی

تمام روز کی ہی یہ صدمۂ دلکش
قریب شام ہی منزل وہان ہی دہ سو کش
ہزار آبلے ہون لاکھ بار آئے غش
تھکی ہی جو پاؤن تو چل ہی سکے کھیل نہ تھم آتش

گل مراد ہی منزل یہ خار راہ مین ہی

جہرہ رہروان منازل پر آفت طلسم ہوش ربا طی کنندگان مراحل صعوبت و مصیبت و بلا راہ افسونگری کو پاے آبلہ دار سے بہ جد و جہد بسیار یون طی کرتے ہین اشعار مصنف

سخن سنج دانندۂ این داستان
چنین مے نگارد بصد عظم و شان
کمیت قلم را بجولان دہم
سخن را سر و برگ و سامان کنم

استادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہی کہ صاحب چتر و علم حاکم اقلیم جاہ و حشم یکہ تاز شبدیز جلالت رستم میدان جرأت نقد روح روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان مع شاہزادہ صیقل آئینہ دار راہ پرخار صحرا کو طی کرتا ہوا طرف ہوشربا کے جاتا ہی اک صحراے پربہار مین آ کر لشکر فرودکش ہوا ملکہ انجم ماہر خسار و صیقل آئینہ دار نے لشکر ساحران کو بہ انتظام آثار سلیمانی لشکر ایرج نیلم زنگی و فیلم زنگی وغیرہ نے لشکر غیر ساحران ترتیب دیا ہی بیچ مین بارگاہ ایرج ایک سمت ساحران عالی شان دوسری جانب سرداران نوجوان صاحبان شوکت و شان فرودکش ہوے کئی منزلون مین صحراہاے ویران ملے آج بعد کئی دن کے اس منزل مین فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا تخت پر ملکہ شیشہ مینوش ایک جانب ملکہ انجم ماہر خسار و شاہزادہ صیقل آئینہ دار پایۂ چہارم تخت پر اسکا ولی ہی ایرج نوجوان دنگل با قوت نگار رجلوہ فرما شالو را لیسا عیار خنجر گذار فرزند عمرو نامدار منتظم لشکر ہر وقت خبر گیری مین مصروف رہتا ہی ایرج نوجوان نے آج صیقل آئینہ دار سے پوچھا کیون ای برادر اب طلسم ہوش ربا کتنی

دور ہے صیقل نے عرض کی حضور یہ صحرا ے دور دراز منازل سوز و گداز پروردگار طے کرائے میرے نزدیک بعد چالیس دن کے نشان ہوشربا ملیگے ساحرون سے لڑائی شروع ہو جائیگی جلسہ عیش و نشاط جو آراستہ ہوا شیشہ مینوش کو تخت پر دیکھا انجم ماہ رخسار پہلو میں پران شمشیر زن کی یاد آئی انتہا کی طبیعت گھبرائی شاپور نے جو شاہزادے کو متردد متوحش دیکھا سمجھ گیا فوراً چنگ مرصعی ہاتھ میں لیا دل بہلانے کو شاہزادے کے یہ غزل عاشقانہ نسیم دہلوی کی ساتھ ناز و ادا کے شروع کی غزل

قربان ہو رہی ہے مری جان ادھر ادھر
ہنستے ہیں ساتھ عاشق نالان ادھر ادھر
ہنگامہ جنون ہے جو دونون کہو ہیں بپا
لڑتے ہیں ان کی بیچان ادھر ادھر
یا دشمنون سے قطع ہو یا مجھسے ترک
ہوتے ہیں کل سے عیش کے سامان ادھر ادھر
وہ اپنی ہٹ پہ ہیں مجھے اپنے کہے کی ضد
پھیلے ہوے ہیں اس مژگان ادھر ادھر
وہ چاہتے ہیں آئین میں کشا ہو آجاؤن
کس طرح کے دلیں ہیں ایمان ادھر ادھر
ہیں پہلو دن میں داغ جو دونون طرح نسیم
وان رخ پہ ہے جو زلف پریشان ادھر ادھر
ہو لخت دل کہین تو کہین پارۂ جگر
دامن ادھر ادھر ہے گریبان ادھر ادھر
دیکھا انھون نے مردہ مجھے میں نے آنکھ کا
کیون دل کو کر رہے ہو مری جان ادھر ادھر
کیونکر کرون میں بات جو ہے ایسا لگ
سمجھاتے ہیں دونون کو انسان ادھر ادھر
وہ بت ہی میں ہون جتا دین فیصلہ
کس لطف پہ ہے رغبت انسان ادھر ادھر
منظور ہے جو رنجش سابق کا فیصلہ
جلوے دکھا رہے ہیں گلستان ادھر ادھر
جاتے ہیں جب چمن سوئے چمن سیر کے لیے
رہتے ہیں پیش چشم گلستان ادھر ادھر
زلفیں چھٹی ہوئی ہیں جمع چہرہ دو طرف
آئے نظر ہیں جمع اب پریشان ادھر ادھر
مطرب یہاں ہیں جمع نوا ساز ہر طرف
رہتے ہیں ساتھ ساتھ نگہبان ادھر ادھر
آنکھون پہ سائبان ہیں گرد دیدہ کے ہو نگیا
ہنستے ہیں جمع گبر و مسلمان ادھر ادھر
نالان و اقربا سے ہیں ہون مجروح چاک
ہر روز جمع ہوتے ہیں مہمان ادھر ادھر

ایرج نوجوان نے فرمایا ای شاپور ہمارے دل کو کیا بہلاتے ہو دل درد منزل قابو میں نہیں ہے دیکھیں کوسے محبوب میں کس دن پہونچیں جو تقدیر رسائی کرے زمانے میں جہانگیر کے گئے پلٹ آئے کوکب روشن ضمیر کی تاکید تھی کہ بتران کو حکم تھا نقاب ڈالکر بارگاہ میں آؤ کچھ ہم سے نہ بن پڑا دادا جان کے ساتھ چلے آئے ابکی اگر رسائی ہو گئی جاتے ہی کوکب سے سوال کرینگے صیقل آئینہ دار نے عرض کی ای شہریار اس مشکل کو غلام حل کریگا آپ لطف سے کوکب سے تقریر کرین اور عرض کرین کہ ایسے پیوند کسکو نصیب ہوتے ہیں ای کوکب غنیمت جانو فرزند قاسم نوجوان نبیرہ صاحبقران صف شکن تیغ زن صاحبقران اعظم کے سمدھی مشہور ہو گے بخواہش قبول کریگا ایرج نے کہا یہ راتیں ہجر کی کیونکر کٹیں ہر شب تڑپ تڑپ کر بسر کرتا ہون

تحسین کہو کہ بسبب فراق یار دلدار میں بیقرار کو کسطرح چین آئے بقول قلق غزل

روشن رہا وہ ماہ منور تمام رات
روشن رہا مثال سحر گھر تمام رات
بے یار بیچارے کٹھایا کیا گھر تمام رات
سو نکھا گیا میں شوق میں لے کر تمام رات
اس نہ سحر ہوئے دل کو جو اک لو لگی رہی
تکیہ دھرا رہا وہی دل پر تمام رات

راحت ہوئی نصیب دم بھر تمام رات
ایسے تیرے ساتھ سونے کے خوگر تمام رات
بسر در رہا نگاہ میں اتر در تمام رات
مدت کے بعد وصل جو اسکا ہوا نصیب
مانند شمع کاٹی ہے رو کر تمام رات
الجھی نگاہیں دل کے سب ارمان ای قلق

تھا جلوہ گر وہ مہر منور تمام رات
تجھکو جدا نہ کرتے تھے دم بھر تمام رات
بیدار رکھتی مری تری خوشبوے جسم
سویا لپٹ لپٹ کے میں بستر تمام رات
سر رکھ کے سو گئے تھے گل انکی جسم
صحبت جو یار سے ہو میسر تمام رات

یہ اشعار پڑھکر شاہزادہ اسقدر رنجیدہ ہوا یا تو سب سردار اس صحرائے سبزہ زار میں آکر نہایت خوش و خرم ہوئے تھے یا بارگاہ میں سناٹا پڑ گیا ہر ایک کو یہی خیال ہے کہ ہمارے آقائے نامدار کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے انجم ماہر خسار خاموش شیشۂ مینوش کو محبت کا جوش صیقل نے بہت بہت سمجھایا اتنا بڑا لشکر جو آگیا انتہا کی روشنی ہوئی فضلائے کا اس حوالی میں ایک قلعہ ہے کہ اس قلعے کو آفتاب کہتے ہیں آفتاب شعلہ خوار جادو افراسیاب جادو کا خراج گزار در بند دخانہ جہان کا حاکم دخان سیہ رو آفتاب شعلہ خوار کا خراج خدمت میں دخان سیہ رو کے جاتا ہے وہ خدمت میں افراسیاب کے پہونچاتا ہے آفتاب نہایت صاحب جاہ و جلال سحر و طلسم میں بے مثال قلعۂ آفتاب نما میں تخت پر بیٹھا ہے گرد بڑے بڑے جادوگر سیہ فام کج فطر وزیر امیر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں مصروف عیش و نشاط کہ چند ساحر دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے بادشاہ عالی جاہ نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ایرج نوجوان با لشکر قاہرہ طرف طلسم ہوشربا کے جاتا ہے آج لشکر آکر صحرائے سبزہ زار میں اترا ہے بارگاہ سے نکلکر ملاحظہ فرمائیے اسقدر روشنی ہوئی کہ تمام صحرا آتش بہار معلوم ہوتا ہے آفتاب شعلہ خوار تخت سے اٹھا بیرون بارگاہ آیا کوٹھے پر سے آکر ایرج نوجوان دیکھا چل گیا جہانتک نگاہ نے کام کیا لشکر ہی لشکر نظر آیا بارگاہیں خیمے سرا پردے منزلوں تک استادہ میں لشکر با عیش و آرام فروکش ہے آفتاب غصے میں کانپتا ہوا کوٹھے سے اترا بارگاہ میں ایک ساحرہ بیٹھی ہے کہ آتشبار جادو نام ہے گرم خو شعلہ مزاج سحر میں شعلۂ جوالہ کا علم دیا اے آتشبار تو نے کچھ حال بھی سنا بدولت کو کتنی مدت سے خبریں ملتی تھیں کہ سلیمان شہنشاہ سے لڑ رہے ہیں مجھے تعجب ہوتا تھا اب یہ بدبخت یہ قیامت کر کے بدولت کی حد میں یوں بے پروا نہ آکر اترے ہے نہ بدولت کی پرستش جانی

خطا کی کوشش برائے فطر مین آنا یون جاہ وجلال دکھانا بڑے گستاخ ہین جا کے آگ برسا دے سب کو
جلا دے خبردار ایک زندہ نہ بچے یہ سنتے ہی آتشبار جادو بھی بھڑک کر اٹھی سحر کرکے بلند ہوئی کچھ رات
باقی تھی اک کوہ بلند پر آکر ٹھہری جھولی سے نقل آتشین نکالی روشن کرکے گرم خوئی دکھانے لگی لیکن
جب دستک دی شعلہ بھڑک کر آسمان پر بلند ہوا لشکر ایرج پر ابر آتش فشان محیط ہونے لگا ایک
دو گھڑی کے بعد اس ابر آتش نے سارے لشکر کو گھیرا اب اس نے دستک دی اس ابر سے آگ برسنے لگی
لشکر ایرج مین قیامت برپا ہوئی خیمے جلنے لگے ہر برگ و بار سے شعلے نکلنے لگے کئی ہزار بندگان خدا ساحر
وغیر ساحر جلے خیمے سرنگون ہوئے وہ وقت ہی کہ شعلۂ جوالا آفتاب عالمتاب آتش کدۂ مغرب سے نکلکر چرخ نیلی
چمکا لشکر ایرج مین صدائے فریاد و الغیاث بلند ہوئی بارگاہ ایرج نوجوان مین شب بھر جلسہ آراستہ
رہا جب رات کم باقی رہی تب جا کر آرام فرمایا یہ ہنگامہ جو ہوا شاہزادہ ایرج نوجوان سر برہنہ پیادہ
خیمے سے نکل آیا دیکھا لشکر پر آسمان سے برق مثال آگ برس رہی ہی بلائے آسمانی فلک
بجائے آب شعلہ فشان لشکر بھاگنے لگا شاہزادہ صیقل آئینہ دار ہنگامہ سنکر باہر آیا دیکھا
ایرج نوجوان حیران و پریشان دربارگاہ پر کھڑے ہین آتے ہی صیقل نے عرض کی آقا یہ آتش سحر ہی
کسی ساحر نے مخفی ہو کر سحر کیا یہ کہکر اک ابر کا ٹکڑا اپنا یا سر پر ایرج کے قائم کیا کہا حضور برائے خدا
آپ اسکے سایہ مین رہیے گا ورنہ یہ آتش سحر جلا دیگی یہ کہکر انجم ماہر خسار کو آواز دی ملکہ انجم
بھی گھبرا کر خیمے سے نکل آئی اس سحر کو دیکھکر ہنسی کہا ای صیقل تم شاہزادے کے پاس رہو مین
ابھی اسکی فکر کرتی ہون مین سمجھ ہی گئی بیابان سے قریب قلعہ آفتاب نما ہی بڑے بڑے جادوگر
وہان رہتے ہین خراج گزاران افراسیاب مکاری مین لاجواب مین پہچان گئی ہون ان لوگون کی
صحبتین رہتی تھین تم لشکر کو بچاؤ مین ابھی آئی یہ کہکر انجم ماہر خسار طاؤس پر بیٹھکر بلند ہوئی
صیقل نے روئی کے گالے جھولی سے نکالے اسپر قطرات آب ڈالکر سحر کیا لگا- ابر سیاہ بنکر تیار ہوا
ابر سیاہ اس ابر آتش فشان پر جا پڑا جسطرح دو فیل مست لڑتے ہین ٹکرین چلین دھڑاکے کی
آوازین آئی ابر آبی ابر آتشی پر غالب آیا ابر آتش فشان ٹکڑے ٹکڑے ہوکر ملیا انجم ماہر خسار ابر کو توڑ کر
نکل گئی نشان پر آتش کے چلی دیکھا ایک جانب سے شعلے بھڑک کر آتے ہین ابر آتش فشان کو مدد
دیتے ہین صیقل نے وہ دریا دلی دکھائی ابر آتش فشان پلٹ گیا آتشبار جادو بر سر کوہ غصے مین بیٹھی

سحر کر رہی تھی یا تو شعلہ ہائے آتش جاتے تھے ابر آتش فشان کا زور بڑھاتے تھے یا یکایک پلٹ پڑا اسی کے سر پر آ کر ٹھہرا قریب ہی کہ اسی کو جلا دے آتشبار جادو گھبرائی اپنے کو بچاتی ہی شعلے اسی پر گرتے ہین انگارے آگ کے اسی کے گرد پھرتے ہین دفعۃً سحر صیقل آئینہ دار نے کیا پکار کر آواز دی سحر گر نیوالا اپنی آگ مین آپ جلے گرم مزاجی کا مزا ملے اسی وجہ سے وہ شعلہ ہائے آتش اسی پر گر رہے ہین کبھی کھڑی ہو جاتی ہی کبھی یا سامری یا سامری پکارتی ہی کبھی بیردن کو للکارتی ہی گھبرا کر سنبل آتش کو زمین پر دے مارا دریائے آتش موج زن ہوا بھڑک کر لشکر اسلام پر آیا شاپور شیر دل نے بڑھکر صیقل آئینہ دار کو خبر دی ای شہریار آسمان سے تو آگ برسنا موقوف ہوئی دریائے آتش صحرا سے آیا کئی خیمے جلے بہت ساحر اس دریائے آتش مین غرق ہو گئے دمبدم دریائے آتش موج زنی پہ گرما گرم خبر سنکر صیقل جھپٹا کنارے پر آ کر دو گولے اسطرح کے مارے کہ شعلہ ہائے آتش و دریائے سرکش چیخ مار کر اٹھا ملیا وہ دریا بھی پہاڑ پر آ کر چمکا آتشبار گھبرا کے پھر سحر کرنے لگی کہ آسمان سے نعرہ ہوا ای آتشبار یہ گرم مزاجی ہمارے ساتھ تم ملکہ انجم ماہر خسار آتشبار جادو ملنے سے آتش سحر کے گھبرائی ہوئی تھی انجم کو جو دیکھا پکارنے لگی کہ تم سے کیا کام آؤ میری شریک ہو جاؤ ہم تو سلا نون کو جلانے آئے ہین تم میرے سحر سے کیون جلتی ہو آپ ہی آپ الجھتی ہو انجم نے آواز دی او نابکار یہ ہمارا لشکر ہی یہ کنیز بے تمیز ملیسو صاحبقران کے لشکر ظفر اثر کی افسر ہی جادو رہو بھاگ جا اپنے حاکم کو لیکر آ سر میدان مقابلہ ہو لطف سحر و ساحری ملے تو نے غفلت مین چند بندگان خدائے خطا جلا دیے اب کیا تو بھگی یہ سنکر آتشبار بہت بھڑکی جھولی سے گولا نکالکر انجم ماہر خسار پر مارا انجم نے اسم سحر کا پڑھ کر گولے کو آہن کے رد کیا گولا فولاد کا ہاتھ مین روک لیا اسی گولے پر اسم سحر پڑھکر آواز دی اب اپنے کو بچا یہ کہکر بہ قہر و غضب تمام گولا مارا آتشبار کی پیشانی پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے رہبر دراہ عدم وہ شعلہ افروز نار جہنم ہوئی آتش سحر درہم و برہم ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من آتشبار جادو بود انجم ماہر خسار نے طالک مین رسن سحر باندھی کھینچتی ہوئی لیکر لشکر مین آئی ایرج کے سامنے لاکر لاشہ ڈالدیا کہا یہ گنہگار حاضر ہی جو جو جل گئے تھے کشتہ سحر تھے سب نے حیات تازہ پائی خوشی کے نقارے بجنے لگے ایرج نے خلعت ملکہ انجم ماہر خسار کو دیا صیقل بھی ہنستا ہوا اٹھا لیکن آفتاب شعلہ خوار بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی کیون یارو اس لشکر سرکش کا خاتمہ ہوا آتشبار کے لیے خلعت لاؤ پہر بھر مین سب کو جلا دیوے گی

شہنشاہ افراسیاب جادو نے آج تک ہمکو خبر بھی نہ کی بغیر ساحر کا مار لینا کتنی بڑی بات ہی ہمارا کون ہمسر ہی
یکایک چند ساحر دوڑے ہوئے آئے عرض کی حضور ہم دور سے دیکھ رہے تھے ملکہ آتشبار نے
جاتے ہی آگ لگا دی ہزاروں جلے یکایک ہم نے دیکھا ایسا پانی برسا ابر آتش فشان اٹھنے لگا پھر
ایک ساحرہ تاجدار ماہر خسار طرار و فرار بر سر کوہ پہونچی ملکہ آتشبار جادو کو مارا لاشہ کھینچتی ہوئی لیگئی
یا تو اُس لشکر مین رونے پیٹنے کی صدائین بلند تھین اب تو نوبت نقارے بج رہے ہین یہ بھی غلامون
نے دیکھا بڑے بڑے ساحر ساتھ ہین پہلوانان صف شکن ساحران شعبدہ باز کارگذاران سرفراز
دو یا ڈھائی لاکھ کا لشکر ہی یہ بھی خبر دریافت ہوئی کہ راہ مین قلعہ جات فتح کرتے ہوئے آئے ہین
اُس جوان نے جو سب کا افسر ہی ایرج نوجوان نام بہادر خوش انجام بڑے بڑے پہلوانون کو مارا
ہی چہار جانب سے بڑے بڑے رستم اُسکے مقابلہ مین نہین آتے قصد ہی اسی طرح لڑتا بھڑتا تا بہ طلسم ہوشربا
جائے یہ خبر وحشت اثر سنکر آفتاب شعلہ خوار زرد ہو گیا پہلو مین دریابار جادو بیٹھی ہی کہا ای دریابار جادو
ان سرکشون کو لینا مین بھی لشکر تیار کر کے آؤنگا دریابار نے کہا مین ابھی جاتی ہون آپ تکلیف
نہ کرین اتنا تو دریافت کیجیے کہ یہ ساحرہ کون تھی جس نے آتشبار جادو کو مارا ہرکارون نے کہا اُسنے
یہ کلکر نعرہ کیا تھا نیم ملکہ انجم ماہر خسار ہم پہچانتے ہین قلعہ انجم حصار کی حاکم بادشاہ طلسم سکندریہ کی
ناظم مشہور ہی کہ ایرج نوجوان پر عاشق ہی انہین سب نے ملکر طلسم اسکندریہ فتح کرایا اب لیکر ایرج کو طرف
ہوشربا کے جاتی ہین بڑے بڑے سرکش ہمراہ ہین کنیز ابھی جاتی ہی یہ کہکر دریابار بڑے جوش غروش
سے اُٹھی رونی کے گالے جھولی سے نکالتی ہوئی بڑبڑاتی ہوئی قلعے کے باہر آئی اسکے ساتھ کے دس
ہزار جادوگر جنکی یہ افسر ہی وہ مجتمع ہین دوڑ پڑے آفتاب شعلہ خوار نے بھی کہا خبردار جا کر جلوہ کردو
سب کی شکلین باندھ لاؤ انجم کوکشان کشان اُسکے عاشق کے ساتھ گرفتار کر کے خدمت مین بدولت
کی حاضر کردین ان سبکو خدمت مین باوخان کی روانہ کرونگا وہ ہمارا افسر ہی جو مناسب جانیگا وہ کریگا یہان
ایرج نوجوان دربار مین آکر بیٹھے انجم ماہر خسار کرسی پر جلوہ فرما ہی لیکن صیقل آئینہ دار نے عرض
کی ملکہ انجم تم تو مطمئن ہو کر بیٹھی ہو بادشاہ قلعہ آفتاب نما نے یہ سرکشی کی جادوگرنی کو بھیجا یہ آفت
برپا کرائی عنایت خدا سے تم نے اُسکو قتل کیا جس نے بلا وجہ ہم سے خصومت کی وہ کیا باز رہیگا
ضرور یہان فساد عظیم ہوگا ہمارے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ جو اُس بے حیا نے کیا ہم خود لشکر تیار

کرسکے اُسکے قلعے پر جا پڑین اگر فساد سے ڈرینگے تا بہ طلسم ہوشربا کیونکر پہونچینگے جسوقت جس رہند کے قریب
پہونچینگے وہ ضرور روکیگا اور ہر مقام پر لڑائی پڑیگی انجم نے کہا اسکا کیا ڈر ہی بسم اللہ اُٹھیے لشکر کی کیا احتیاج
ہی ہم آپ چلین آفتاب شعلہ خوار کی مشکین باندہ لائین صیقل آئینہ دار اُٹھا انجم ماہر خسار نے اسباب
سحر جسم پر آراستہ کیا چند ساحر رفیق جانباز و سرفروش اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہا ہم اپنے افسرون کو
اکیلا نہ جانے دینگے قلعے مین لاکھون جادوگر ہونگے خیرخواہان دولت کا ہمراہ لینا واجب و لازم ہی وہ بھیا
بر سر پرخاش ہی بلا وجہ ہمارے لشکر کے ہٹانے کی تلاش ہی ضرور لشکر تیار ہونگے ہر چند صیقل نے منع
کیا مصاحبون نے نمانا ایرج کو جھککر سلام کیا ایرج نے شاپور سے کہا ہمارا مرکب تیار کرو صیقل
آئینہ دار نے کہا آپ کا وہان کیا کام ہی سحر و ساحری کا معاملہ ہم سمجھ لینگے ایرج نے کہا ای صیقل
یہ مجھ سے کبھی نہو سکیگا کہ تم جاکر میرے واسطے جانبازی کرو مین مصروف عیش و نشاط رہون انجم
ماہر خسار نے بھی ہاتھ باندہ کر عرض کی حضور ہم ابھی واپس آتے ہین حضور کیون گھبراتے ہین آفتاب
شعلہ خوار جسکا نام ہی بڑا ساحر مکار و غدار ہی اس قلعے مین اکثر ناظم آئے نہین تھم سکے اس طرف کی علایا
بہت سخت ہی اسنے آکر دیہات و قریات آباد کیے باج و خراج لیا بڑے بڑے ساحر جمع کرلیے یہ ذکر تھا
کہ لشکر مین یکایک تلاطم ہوا ساحر دوڑے ہوے آئے کہا ای شہریار اک دریا سے قہار و مواج
صحرا سے ظاہر ہوا ہی کئی ہزار بندگان خدا ڈوبے آپ کے ملازمون نے سحر بھی کیے جوش دریا کالم نہین
ہوتا نہنگان خون آشام دریا سے نکل نکلکر بندگان خدا کو کھا گئے مچھلیان تڑپ رہی ہین جسپر گرین آگ سے
جلا دیا بہت سے نیچے ڈوبے صیقل آئینہ دار نے کہا کیون شہریار آپ نے دیکھا اتنا تو پلٹ کر انجم
و صیقل نے کہا کہ برائے خدا حضور تکلیف نہ کرین بغیر ہم سے کچھ نہو سکیگا ایرج نے نہ مانا پشت کرہ
بن اشقر پر سوار ہوے شاپور شیر دل بانہلے عیاری سے آراستہ ہوکر ایک جانب بھاگا صیقل
آتے ہی سحر کرنے لگا انجم ماہر خسار نے پہونچتے ہی مچھلیون کا انتظام کیا موتیون کا مالا دریا مین پھینکا
فوراً گوہر دار یدبے بہا چنگاریان نکلے جس مچھلی پر شعلہ پڑا جل گئی صیقل آئینہ دار نے جاکر ایک سنگ کو
چیر کر پھینک یا جم کرو دو چار گولے آہنی مارے دریا مین جنبش ہوئی مچھلیون کو نہ آب چھینے کی کوشش
ہوئی نہنگان خون آشام بھاگے مگر دریا نے سے کنارہ نہ کرتے تھے دریا بار جادوگر تہ صحرا مین ٹھہری ہوئی
دس ہزار جادوگر ساتھ مین بڑے جوش و خروش سے سحر کر رہی ہی یکایک اسنے دیکھا دریا پلٹا اسکے سامنے

دریا کو دیکھکر بھاگے دریا نے اسکے ساتھ والون سے آشنائی کی موجہ بلند ہوا کئی سو اسکے ساتھ کے ڈوبے
ایسے ڈوبے کہ پھر نہ ابھرے ہزارون غوطے کھانے دریا بار جادوگر نے اپنی جھولی سے بہت سے ماش
کے دانے نکالے اسم سحر پڑھکر دریا کو پھر جوش دیا پھر جوش مار کر چلا ساتھ والون کو بھی بچانے لگی لیکن
تڑپتی پھرتی ہی کبھی سایہ نخل مین ٹھہری کبھی جست کرکے مثل طائر وحشی کسی شاخ پر جا بیٹھی کبھی
کسی ساتھ والے کو جو دیکھا کہ دریا مین ڈوب رہا ہی عقاب بنکر گری کر مین پنجہ دیکر اُٹھا لائی کبھی بھاگ کے
ریتی کے میدان مین پہونچی مگر دریا کو اُسنے سحر کرکے پھر پلٹا دیا ساتھ والے اسکے کئی ہزار ڈوبے
سامری و جمشید کو پکار رہے ہین چاہتے ہین بھاگ کر چلے جائین دامن صحرا سے منہ کو چھپا دین
دریا بار جادو ایک کنیز کو اپنی دریا سے نکالکر لائی کہ وہ ڈوبی جاتی تھی اُسکو اک نخل کے سایہ
مین ٹھہرایا پشت پر ہاتھ پھیر اکہا دیکھو ہوشیار ہو وہ ہچکیان لے رہی تھی کہ کان مین رونے کی
آواز آئی صدائے نحیف و ضعیف کوئی یہ کہکر روتا ہی یا سامری و جمشید یا لات و منات ان مسلمانون
پر اپنا غضب نازل کرو ہونے دو سو خداوندون کا نام مٹا جاتا ہی آپ کو حجاب نہین آتا ہی بندگان
سامری و جمشید پر یہ مصیبت دریا بار بیقرار ہو گئی اُس صدا کی جانب متوجہ ہوئی دور سے
اک جھاڑی مین سے رونے کی آواز آتی ہی دریا بار جادو قریب پہونچی دیکھا اک نازنین ماہ پیکر
پلنگ پوش اوڑھے ہوے سجدے مین پڑی ہوئی دعا کر رہی ہی جاتے ہی دریا بار جادو نے
ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا کہا ارے تو کون ہی نیک بخت ذرا سر تو اُٹھا تیری صدا سے دل مین درد
ہوتا ہی اُس عورت نے سر اُٹھایا دریا بار جادو نے دیکھا اک نازنین مہ جبین کم سن سبزہ رنگ
لیکن گرد اس عالم یاس ناک سے قطرات خون گر رہے ہین چہرہ سارا خون آلودہ نتھنے خون کے
سینے پر جمے ہوے ہچکیان لے رہی ہی دریا بار جادو یہ حال مصیبت مآل دیکھکر بیتاب ہو گئی کہا
کیون بی بی یہ کیا معرکہ ہی اُس نازنین نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا حال پوچھتی ہو فرد

چہ پرسی از سر و سامان جمع دم ہست چون گل گل
آشفتہ پریشان روزگارم خانہ بردوشم
زان پروانہ صفت ز آتش دل بال و پرم سوخت

چون شمع شب ہجر تو تا بہ سحرم سوخت
بس آتش سودائے تو سر زد بدماغم
کز بوئے گل تازہ نزاہ سحرم سوخت

در بزم وصالت دلم از ساغر حیرت
در آب روان مردمک چشم ترم سوخت
مخفی ز شرر بود مگر بادہ لعلت امشب

خورشید غرابے کہ ز گرمی جگرم سوخت
بلبل رہ خود گیر کہ در گلشن امید
کز شعلہ آن شفقت خس خانہ و پرم سوخت

کیا حال زار اپنا کہون ای مونس و ہمدم سامنے جو قریہ ہی راجہ کی دختر بلند اختر ہون لشکر یہ جو آ کر اترا بڑی
بیوقوف قوم ہی کہتی ہی ہمارا خدا بے نادیدہ اکیلا ہی آسمان پر رہتا ہی کوئی اُسے دیکھ نہین سکتا ایک
رسالہ دار اُدھر سے گذرا مین بدنصیب ناگہ کوٹھے پر کھڑی ہوئی تھی آنکھ اُس سے چار ہوگئی دورے
منتین کرنے لگا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا مین پریشان ہوکر کوٹھے سے اُتر گئی اُس رسالہ دار نے
جا کر اپنے افسر سے اپنا حال کہا اُسکا ایرج نوجوان نام ہی قتل کرنا سامری پرستون کو اُسکا کام ہی
آخر اُس افسر ظالم نے ہمارے باپ کے پاس پیغام بھیجا اپنی بیٹی کی شادی ہمارے رسالہ دار کے ساتھ
کر دو مذہب بھی ہمارا اختیار کرو باپ نے ہمارے انجام نہ سوچا جواب صاف دے دیا کہ ہم اپنے
مذہب قدیم کو نہ چھوڑینگے اپنی بیٹی کی شادی مسلمان کے ساتھ نہ کرینگے سنتے ہی وہ جوان جل گیا سوار
ہو کر آ پڑا والد ہمارے خوب لڑے اُسکے ساتھ جادوگر بھی تھے اُنھون نے سحر سے گانوُن مین آگ
لگا دی قصبہ لٹنے لگا مین یکہ و تنہا نکل بھاگی ایک سپاہی نے مجھکو پکڑا نقد آبرو کو تو مین نے بچایا زیور
اُس نے سب لے لیا یہ قوم مسلمانان جلاد و صاحب ظلم و بیداد ہی ہر چند مین نے چاہا زیور آتار کے دیدون
اُس ظالم نے کان نوچ لیے ناک سے نتھ کھینچی تمام اعضا زخمی ہوئے آج دو دن گذرے مین کمبخت
بدنصیب اس ویرانے مین پڑی ہون شیر بھیڑیے نے بھی نہ پوچھا اب دعا مانگ رہی ہون کہ یا سامری
جمشید مجھکو بلاؤ اس مصیبت سے بچاؤ ای لوا نام کو لہنے دو سو مین ایک بھی مدد کو نہین آ تا مسلمانون
کا اکیلا خدا لونے دو سو خداوندون پر غالب ہوا تم احسان کرو میرا سر کاٹ لو کشاکش سے چھڑاؤ اگر
زندہ رہونگی مان باپ کا نام بدنام ہوگا سب مارے گئے مان باپ قتل ہوئے غربت مین پڑی ہون
دریا بار جادو نے گلے سے لگایا کہا نیک بخت تیری باتون سے کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مین نے
انھین ظالمون پر سحر کیا ہی تیری آہ نے تاثیر کی مین نے معقول تدبیر کی ہی ہزارون کو ڈبو دیا لیکن
وہان بھی ساحران زبردست ہین سحر میرا دفع کرتے ہوئے آنے ہین میرے دریاے سحر کو شاتے
ہین اُس نازنین نے گھبرا کر کہا جادوگرنی صاحب سامری و جمشید تمھین سلامت رکھین ظالمون کے
ہاتھ سے بچائیے ہائے غضب ہوا وہی رسالہ دار آتا ہی دریا بار جادو نے پوچھا کہان نازنین نے
ہاتھ اُٹھایا کہ دیکھو وہ آتا ہی دریا بار جادو کہان کھڑی ملتی برابر تو نازنین کھڑی تھی حلقہ ہاے کمند
گلے مین ڈالکر کہا یہ آیا دریا بار نے چاہا پلٹون نعرہ ہوا منم شاپور شیر دل لپٹ کے خنجر مارا شکم

چاک دریابار جادو کا قصہ پاک آبرو خاک مین ملی بناہ ملنی مشکل ہوئی اور جادوگر جو ساتھ وآے
اسکے لڑرہے تھے جنگل سے اونکے کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من دریابار جادو بود شاپور
شیردل تیغ سر لیکر دریابار کا بھاگا یہان ملکہ انجم و صیقل آئینہ دار نے دیکھا دریا غائب ہے اجبان وہ دریاے
قہار تھا خاک اوڑنے لگی کہ سامنے سے شاپور شیردل سر لیے ہوے دریابار جادو کا آیا قدمون پر اپنے آقا
کے سر دریابار جادو کا ڈال دیا صیقل آئینہ دار و انجم ماہر جشار نے کہا اے بہتر والا گہر اے فرزند عمرو
نامور اسکو کہان پاگئے شاپور شیردل نے حال کہا صیقل آئینہ دار و انجم ماہر جشار نے کہا اب ٹہرنا بہتر نہین ہے آفتاب
شعلہ خوار بہت بڑا ساحر زبردست ہے فساد برپا کریگا یہ کہکر صیقل و انجم طرف قلعے کے چلے سرداران امیر
نوجوان نیلم و فیلم وغیرہ اپنے آقا کے ہمراہ صیقل آئینہ دار و انجم ماہر جشار آگے بڑھے ہوے
آگے آگے لشکر ساحران پشت پر پرے غیر ساحرون کے نوبت نقارے بجاتے ہوے طرف قلعہ
چلے یہان آفتاب شعلہ خوار غصے مین بیٹھا ہے خبرین پوچھ رہا ہے دریابار نے کیا کیا ہر کارے
خبر دے رہے ہین حضور دریابار جادو نے ہزارونکو ڈبو دیا آفتاب شعلہ خوار کہتا ہے دریابار
بڑے غضب کی ساحرہ ہے تعلیم یافتہ دخان سیہ رو برسون طلسم ہوشربا مین بھی رہی ہے جو
سے اوسکا نام دریابار جادو رکھا گیا یکایک ونکی صدا آئی گھبراکر آفتاب بارگاہ سے باہر
نکل آیا دیکھا ہمراہیان دریابار جادو دہائی دے رہے ہین لاشہ بے سر لیکر آئے ہین پوچھا کیا
ہوا عرض کی حضور کچھ ہماری سمجھ مین نہین آتا پہلے جاتے ہی ساتھ جوش و خروش کے دریا رے
سحر بنایا ہزارون مسلمان ڈوبے ہم لوگ بھی سحر کر رہے تھے ادھر سے صیقل آئینہ دار و انجم ماہر جشار
نے دریا کو پلٹا دیا مگر ملکہ دریابار جادو نے کسی مقام پر کمی نہین کی سحر کرتی ہوئی جنگل مین گئی
مرنیکی آواز آئی جاکر دیکھا کوئی سر کاٹکر لیگیا یہ خبر وحشت اثر سنکر آفتاب شعلہ خوار ٹہر کا جلال
آیا اپنے مقام سے تیغہ ٹیک کر اوٹھا حکم دیا لشکر تیار کرو اب مسلمانونکی شامت آئی دو لاکھ ساحران غدار
اژدران آتش فشان پر سوار ہوے یہان صیقل آئینہ دار و انجم ماہر جشار مع ساٹھ ہزار ساحران نامی
پشت پر پہلوانان گرامی دور سے دیکھا قلعۂ آفتاب نما کا پھاٹک کھلا آفتاب شعلہ خوار گرگدن
مست پر سوار پشت پر لاکھون ساحر باز و بط و قرقرے وغیرہ پر سوار آفتاب شعلہ خوار نے جو آمد لشکر
مسلمانان دیکھی گرگدن کو چمکایا کڑک کڑک کے گرنے لگا دونون لشکر آپسمین ملگئے صیقل آئینہ دار نے

دیکھا لشکر تباہ ہوا جاتا ہے آفتاب چمک کر وسط سما پر آیا اسقدر گرمی ہوئی ہزارون ساحر وغیر ساحر
پسینے پسینے ہو کر گرے بیہوش ہوے آفتاب سے شعلے بھڑک کر گرتے ہین جلا رہے ہین صیقل آئینہ دار
نے انجم ماہر جنسار سے اشارہ کیا ملکہ لشکر کو بچاؤ مین اسکی فکر کرتا ہون انجم نے باران سحر برسایا
کچھ سپرین فولادی بنا کر سرون پر قایم کر دین کہ جو شعلہ سحر گرے سپر سحر روک لے باران سحر جو برسا
ہوا سر د چلی گرمی کم ہوئی صیقل آئینہ دار کو سب نے دیکھا اپنے مرکب پر چرخ مارتا ہوا بلند ہوا
قریب قرص آفتاب کے پہونچا گولہ مارا روشنی آفتاب کی کم ہوئی آفتاب شعلہ خوار ظاہر ہوا
صیقل آئینہ دار سے تلوار چلنے لگی آفتاب شعلہ خوار نے تیغہ سحر مارا صیقل آئینہ دار نے سپر
سحر پر کاٹا زمین سے ہزارون گز کی بلندی پر دونون مین تلوار چل رہی ہے شعلہائے آتش بھڑک کر
گرتے ہین ان شعلہائے آتش سے ہزارہا ساحر جلے جاتے ہین غیر ساحر غل مچاتے ہین صیقل نے ملکا
کر تیغہ سحر کو اپنے آراستہ کیا خون اپنا دم شمشیر پر لگایا کچھ سحر پڑھکر تیغہ مارا آفتاب نے سپر سحر کو چہرے
کی پناہ کیا تیغہ صیقل نے سپر کو کاٹا سر آفتاب کا زخمی ہوا چیخین مارتا ہوا بھاگا چاہا قلعے مین
بھاگ کر جائے ملکہ انجم ماہر جنسار نے بڑھکر در قلعہ پر اپنا قبضہ کیا آفتاب حنمار ابیابان فوج
بیقرار جنگل کا راستہ لیا صیقل آئینہ دار نے کہا او آفتاب شعلہ خوار کہان بھاگا جاتا ہے پلٹ کر
آفتاب نے آواز دی اب تم سبھو کی قضا قریب ہے نہ گھبراؤ میرے تعاقب مین چلے آؤ یہ کہتا ہوا بھاگا
جاتا ہے تین کوس راستہ طے ہوا تھا جنگل مین سب نے دیکھا صحرائے ریگستان گرد نخل خیابیچ مین گنبد
کہنہ آفتاب جا کر گنبد مین گھس گیا تمام ساحر اسکے ساتھ والے اوسی گنبد مین داخل ہوے صیقل
آئینہ دار نے بڑھکر گنبد پر گولہ مارا گنبد پھٹا دیکھا اندر گنبد کے ہزارون پتلیان فولاد کی صف جمائے
کھڑی ہین فوج آفتاب اون پتلیو نکی پشت پر ایک پتلی جو سب مین کلان ہے اوسکے سامنے آفتاب
شعلہ خوار ہاتھ باندھکر کھڑا ہے پکار رہا ہے اے تصویر سامری اس وقت بیکسی مین میری مدد کیجیے آپ کی
خدمتگزار دریابار کو بیکس نے بے بس کر کے قتل کیا قلعہ مجھسے چھوٹا جاتا ہے فریاد آیا ہون وہ پتلی کلان قہقہہ
مار کر ہنسی کہا او دیوانے تو نے ان لوگون سے کیون بگڑی وجہائی ہوشربا کی خبر نہین دریافت کی اوسی
قوم نے ہمارے بھائیو نکو مارا ملکہ تاریک نیسی ساحرہ ان سبکے ہاتھ سے قتل ہوئی لیکن تو زیادہ کرتا ہے
سامنے سے ہٹ جا یہ کہکر اوس پتلی ایک چیخ ماری آواز دی او کنیزان سامری ان سرکشو نکو سزا دے

معقول ہے پہلے انجم و صیقل کو لینا افسر کو بھی اونکی پکڑ لاو مذہب خداوند کا نام منشا ہی یہ کہکر وہ
پتلی اپنے مقام سے اوٹھی بارہ سو پتلیان فولادی گنبد سے نعرہ کرکے نکلین صیقل و انجم نے دیکھا
وہ کیا اوٹھین فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا درختون مین جنگل کے آگ لگ گئی موجہ ریگ روان دریائے
قہار بنکر جوش مارنے لگا ہزارون پتلیان لشکر پر گرین رقص کرتی تھین اونکا ناچ دیکھکر ہزار ہا دیوانے ہوگئے
جو دیوانہ ہوا پتلی نے طرف گنبد کے اشارہ کیا جو گنبد مین گیا غائب ہوگیا صیقل نے پڑھ پڑھکر ان
پتلیون پر بڑے بڑے سحر کیے لیکن پتلیان معدوم نہین ہوتین ایک پتلی بڑھکر سامنے صیقل کے آئی
مسکرا کر اشارہ کیا کیون ای صیقل سامری جمشید کو تمنے چھوڑ دیا چل ملکہ عالم بلاتی ہین اس گنبد مین
خداوند سامری کا ظہور ہے تو نے بڑی بے ادبی کی اس مین بے خون بہا جان کرایا صیقل پتلی کے ساتھ چلا انجم
نے دیکھا کہ صیقل بھی مسحور ہوا پڑھکر آواز دی ای صیقل کہان جاتا ہے یہ پتلی کا سحر ہے کیا تو پتلی
کا تماشا سمجھا ہے آواز سے انجم کی صیقل نے منہ پھیرا دوسری پتلی چمک کر سامنے انجم کے آئی کہا
کیون ای انجم تو بھی تو سامری پرست تھی خداوند مین کیا برائی دیکھی قدرت تجھکو یاد دلانے
ہین مین تیرے لینے کو آئی ہون آنکھین تیری کھلجائینگی پردہ غفلت آنکھون سے اوٹھا یہ سنتے ہی
انجم ماہ رخسار نے آہ کی پتلی سے آنکھ ملا کر ساتھ بیتابی و بیقراری کے یہ اشعار مخفی پڑھنے لگی اشعار

بہ سینہ آتش شوق تو تا وطن دارد
چہ زخمہا کہ دل ناتوان من دارد
بزیر خاک بنعشم چہ حاجت کفن است
میان لذت سخن نافہ ختن دارد

دلم ز داغ محبت چمن چمن دارد
ز دست جور حوادث دلم چو غنچہ گل
شہید تیغ محبت ز خون کفن دارد

ز تیغ غمزہ جانان درون سینہ نہان
ہزار خاک بہر طرف پیرہن دارد
دماغ جان بسخن تازہ میکند مخفی

یہ اشعار پڑھکر انجم ماہ رخسار نے ساتھ والیونکو آواز دی یارو

سامری کو چلو سینے پڑا غضب کیا مذہب سے ہم ترک ہوا بارہ ہزار کنیزون ماہ رخسارہ سات ہزار
ساحران صیقل آئینہ دار یہ دونون افسرونکے ساتھ رقص کرتے ہوئے دیوانہ وار وحشی مثال
در گنبد پر پہونچے پتلی نے آواز دی ای انجم و صیقل وہ دیکھو سامنے باغ آراستہ ہے انجم و صیقل
نے پلٹکر دیکھا حقیقت مین گنبد ویران نہین ہے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہے
خوشبو آرہی ہے نہرین موجزن سرسبز و شاداب چمن ہشت بے نظیر گلشن وسط باغ ایک چبوترہ بلور کا اوسپر
شامیانہ بہت معقول استادہ فرش نہایت عمدہ بچھا ہے مسند پر ایک شاہزادی تاج سر پر رکھے ہوے ملکہ انجم

صیقل آئینہ دار کو بلا رہی ہے پتلیون نے رہبری کی انجم ماہ رخسار و صیقل آئینہ دار مع
اپنی فوج کے اوس باغ مین داخل ہوئے ایک پتلی اوسیطرح رقص کرتی ہوئی طرف ایرج نوجوان
کے چلی شاپور نے جو یہ معاملہ دیکھا ایک جانب بھاگا ایک غار مین اپنے کو گرا دیا اوس غار سے یہ
معاملہ دیکھ رہا ہے کہ ایرج نوجوان گھوڑے سے کودا اوس پتلی پر ہاتھ تلوار کا مارا پتلی کے دو ٹکڑے
ہوے فوارہ خون کا جسم سے پتلی کے نکلا جس سردار پر قطرہ پڑا سنہرا پنجہ پیدا ہوا کمر مین سردار کی لپٹ کے
اوٹھا کر اوسی باغ مین پھینکدیا در گنبد بند ہوگیا نہ ثابت ہوا کہ آفتاب شعلہ خوار کہان گیا پھر
مین شاپور نے دیکھا جنگلمین ہزارون لاشے پڑے ہین ہر ایک ساحر و غیر ساحر کو پنجے اوٹھا کر لیگئے بارگاہین
خیمے پڑے رہگئے ہو کا میدان معلوم ہوتا ہے نہ انسان نہ حیوان کف دست میدان جنگل ویران ہوا ہے
تنہ خیل ہی ہے گنبد کا دروازہ بند دروازہ باغ کا بھی بند ہے نہ در گنبد ویران پر انسان کا نشان در
باغ بھی سنسان جو ساحر و غیر ساحر بھاگ کر جا بجا چھپے تھے اگر ظاہر ہو کر نکلے پنجہ پیدا ہوا اوٹھا کر
لیگیا لاشے ہزارون از قلعہ آفتاب تا در صحراے ہول خیز اپنے بیگانونکے پڑے ہین ساحران آفتاب
کے بھی لاشے کسی نے نہ اوٹھائے لشکر ایرج کے لاشے اوٹھانیوالے مبتلاے بلا ہوے نہ معلوم ہوا کیا ہو شام
تک شاپور شیردل وسی غار مین پڑا ہوا سر ٹکرا رہا ہے آخر جب اونسے دیکھا کہ مہر عالم افروز گنبد مغرب مین
داخل ہوا لیلاے شب نے زلف عنبرین کھولی مجنون روز بصد سوز طرف دشت نجد کے گیا شاپور شیردل
گریان و نالان اوس غار سے نکلا فرزند عمرو ہے یہ بھی آنکھون سے دیکھ چکا کہ جو ساحر غیر ساحر لڑائی سے بھاگ
کر گوشون مین چھپے تھے جب وہ نکلے پنجہ ہاے سحر نے دوبارہ اونکی دستگیری کی اوٹھا کر لے گئے شاپور
سوچا بصورت اصلی رہنا مناسب نہین ہے یہ سوچکر رنگ روغن عیاری کا نکالا صورت اپنی تبدیل
کی ایک نازنین پری پیکر کی شکل بنکر تیار ہوا کپڑے تو میلے جسم مین لیکن رعنائی و زیبائی سے معمور
چہرہ رشک حور سراپا بے قصور عارض انور نور علی نور یہ صورت بنکر غار سے نکلا دیکھا بڑے بڑے
جادوگرونکی لاشے پڑے ہین ایک ساحر خود زرین اوسکے سر پر لباس بھی عمدہ زیب جسم سن رسیدہ
مرا ہوا پڑا ہے شاپور اوس لاشہ پر بیٹھکر چیخین مار کر رونے لگا پکارتا ہے ہاے ناناجان جس بیجا کے ساتھ
تمنے جان دی وہ نا قدر نے لاش بھی تمھاری نہ اوٹھائی مین بدنصیب بیدست و پا شکستہ کیا تدبیر کرون
کیونکر اوٹھی بناون سامان دفن و کفن کہان سے لاؤن ہے سب بھاگ گئے کاشکے وہی ہوتے نہین بھیک

مانگتی تمھاری لاش پہ ہوم سے اوٹھاتی نہ یہان دوست ہے نہ دشمن درختون سے فریاد کرون کیا کہ مگر تمکو
یاد کرون مجھے تنہا چھوڑ گئے مین تو لڑائی مین بھی موجود رہی ایسی سخت جان تھی کہ دشمنون نے بھی مجھکو
قتل نہ کیا اب کدھر جاؤن جنگل کی ٹھوکرین کھاؤن خوب چیخین مارکر شاپور رویا کایک پہلوے گنبد
سے اک روشنی ظاہر ہوئی دیکھا ایک جادوگر فتیلہ ہاتھ مین لیے ہوے آتا ہے جوان کم سن بچہ ہے
ہوئے تو فتیلہ ہاتھ مین لاشون کو دیکھتا پھرتا تھا صداے شاپور سنکر اس طرف متوجہ ہوا شاپور
نے جو ساحر کو آتے ہوے دیکھا اوس لاش سے لپٹ گیا خون اوسکے جسم کا لیکر منھ پہ ملا خوب سر پیٹا
بال نوچے وہ ساحر قریب آیا صورت زیبا کو دیکھکر بیقرار ہو گیا کہا کیون محبوب جانی اے آرام جان
اے راحت دل مشتاقان اس صحراے ویران مین کیون رو رہی ہے ایسا نہو کوئی درندہ گزند آکے تجھکو
صدمہ پہونچاے شاپور نے غصے مین پلٹ کر جواب دیا او اندھے ہمکو مرنے کا کیا ڈر ہے نانا ہمارا زمین جلیل
میان آفتاب کا کفیل ہاتھ مسلمانونکے مارا گیا اس بیچارے نے قدیمی لاش بھی اوٹھوائی مین بدنصیب
روتی پیٹتی یہان تک آئی اب کدھر جاؤن سامری جمشید ایسا کرین کوئی شیر بھیڑیا آکر مجھ سوختہ بخت
کو کھا جائے سب عزیز و اقارب رہگئے اوس جادوگر نے کہا اس سردار کا کیا نام تھا شاپور سوچا ایسا
نہو نام مین اختلاف ہو کہا تم نہین پہچانتے آفتاب کا وزیر اعظم تھا مجھ بدنصیب کو گلرو کہتی
ہین مان باپ نے نام گلرو تو رکھا ہمارے نوشتہ تقدیر کو نہ دیکھا کہ گلرو کا مقام ایکدن جنگل ہوگا بہار
عیش مین خزان آئی اسطرح تلاکر شاپور نے باتین کین قنطور نے کہا مین ملازم سبیل ہون جسکے سحر نے
یہ قیامتین برپا کین سب ساحرونکو چشم زدن مین دیوانہ کر دیا اب سبکی قید لیکر طرف طلسم ہوشربا کے
جائینگے قنطور جادو میرا نام ہے میرے ساتھ چلو آنکھون مین رکھونگا خدمتگزاری کرونگا کل دن کو
ساحرونکے ساتھ لیکر تمھارے نانا کی لاش اوٹھا لاؤنگا تمکو خاتون محل بناؤنگا یہ سنکر شاپور شیر دل رونے
لگا کہا اے سنگر قنطور مین جانتی تھی پہلے لاشہ ناناجان کا دفن ہو جاے مین مثل کنیزونکے خدمت مین حاضر
رہونگی کوئی بزرگ سر پر نہ تھا تمھین کو اپنا بزرگ جانونگی اس لڑائی مین سب مارے گئے کوئی سرپرست نہ تھا
اسوقت مین تمنے خبر لی دلدہی کی ہم احسان فراموش نہین ہین یہ کہکر ابا جان کہکے لپٹ گیا منھ پر
منھ ملنے لگا کہا ابا جان مجھے گود مین لیجیے تو ناناجان مجھکو قدم زمین مین نہ رکھنے دیتے تھے مینے ناز و نعم مین
پرورش پائی قنطور نے یہ بھولی باتین سنکر ایک تخت سحر تیار کیا کہا جان جہان مین تمکو بیدل لیکر چلونگا

زیر قدم نازک آنکھیں فرش کرتا رہونگا اب شاپور کو تخت پر سوار کیا قنطور تخت اڑاتا ہوا چلا
دور تک تو وہی صحرا دیکھا ہولناک تھا اب نزدیک ایک شہر معلوم ہوا شاپور نے دیکھا عجب شہر عظیم ہے قلعہ
آفتاب نما کی کیا حقیقت ہے بہا مانک پر شمسہ شعلہ زن تھا کنگرے بلند ہیں ہزاروں ساحر در قلعہ پر فروکش ہیں
قنطور تخت اوڑاتا ہوا داخل قلعہ ہوا بڑے بڑے قصر عالی عمارات عمدہ گلی کوچے آباد ہر مکان سے
دھواں نکل رہا ہے جابجا گوگل جل رہا ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس شہر میں سب ساحر رہتے ہیں ایک
مکان میں لاکر قنطور نے تخت اوتارا دیکھا ایک مکان مختصر ایک دالان کوٹھری چھوٹا سا صحن ایک
سمت چوکی تخت کا بچھا ہے ایک پلنگ معقول آراستہ قنطور نے کنجیاں نکالکر سامنے ڈالدیں کہا اے
ملکہ عالم اس مکان کو اپنا گھر جانو دوپہر شب گذر چکی میرے پہرا دینے کا وقت ہے میں صبح کو آؤنگا کوٹھری میں
آٹا دال چاول نمک گھی سب جو ہے جو چاہنا پکانا اوس شخص کی ماں تھی وہ مرگئی اب تمکو سب طرح کا اختیار
ہے خود صاحب سلیقہ ہو جو مزاج میں آئے کھانا میرے واسطے بھی رکھنا میں بوقت سحر آؤنگا پھر دن بھر فرصت
ہے آج کل مسلمان جو آکر قید ہوئے ہیں چوکی پہرہ سخت دینا پڑتا ہے وقت پر گنتی ہوتی ہے جائزہ بھی لیا
جاتا ہے یہ کہکر قنطور تو چلا گیا باہر نکلکر کہا زنجیر بند کرلو شاپور نے مکان بند کیا کوٹھری کا قفل کھولا دیکھا
تمام اشیا موجود ہیں خیال میں آیا کہ اس رات کا وقت ہے آرام کرو بوقت سحر سمجھا جائیگا یہ سوچکر چھپر کھٹ
پر آکر آرام کیا صبحکو اوٹھکے غسل کرکے ستونگے جھاڑو دی چولہے پر فرش لگایا کھچڑی نکالی چولہے پر
چڑھائی [illegible] پاس رکھ لیا جب کھچڑی تیار ہوئی پلیٹ میں نکالکر دسترخوان میں لپیٹی دسترخوان
تخت پر رکھا چٹنی پیس کے رکھدی جس میں گھی تھا تخت پر رکھکر لوٹا پانی کا اسپر کٹورہ سب
سامان سلیقے سے مہیا کرکے منھ ہاتھ دھویا پلنگ پر آکر بیٹھ رہی بوقت سحر قنطور نے آواز دی شاپور
نے اوٹھکر زنجیر کھولی قنطور نے دیکھا چولہے میں خاک اڑ رہی ہے کہا کیوں صاحب کچھ پکایا کھایا
نہیں شاپور نے مسکرا کر اشارہ کیا قنطور نے مکان کو خوب دیکھا کیا ہوا پایا جی میں کہتا ہے کیا قدرت
سامری ہے معشوق خوبرو خوش خو وضعدار سلیقہ شعار کس مزے سے کھانا رکھدیا ہے آتے ہی تخت پر
بیٹھا رات بھر کا بھوکا خوب پیٹ بھر کے کھچڑی کھائی جب کھا چکا ایک کٹورہ پانی کا پیا پیاس اور
زیادہ ہوئی جس قدر پانی پیتا ہے پیاس بڑھتی جاتی ہے سارا لوٹا پیکر گھڑے کے پاس آیا پیاس پیاس
کہہ رہا ہے پورا گھڑا پی گیا پیاس نہیں بجھتی بدن میں آگ لگی ہوئی ہے اب جو ڈکار لیتا ہے پانی منھ

سے نکلتا ہی پیاس سے کلیجہ جلتا ہی گھبراکر کہا صاحب پیاس سے دم نکلتا ہی اور یہہ مجھکو کھاؤ کوئی دو
ٹھنڈھی پلاؤ کیت کی آگ بجھے شاپور اپنے مقام سے اوٹھا روتا ہوا قریب آیا کہا صاحب مین تو کہتی
تھی مجھے گھر مین نہ لیجاؤ میری تقدیر پھوٹی ہی ایک وارث پیدا کیا وہ بھی مرتا ہی ہاے مین کہان سے
دوا لاؤن کیونکر اپنے وارث کو ٹھنڈا کرون رات کو تمنے شراب پی ہوگی اسی کی گرمی چڑھی ہوگی
کنوئین کے پاس چلکر بیٹھو مین پانی بھر کے نہلاؤن گرمی دماغ سے اوترے یا سے تم مر گئے تو مین کہان
جاؤنگی اتنا تو بتلا دو تمھارا میرا کس مقام پر ہے کیا عہد ہوا رے بدنصیب مسلمان کہان قید مین تونے
اونکو ستایا ہوگا ہای ان سبنے بلاکر میری وارث کو بددعا دی یہ کہتا ہوا قریب آیا ہاتھ پکڑکے کنوئین
کے پاس لایا قنطور کنوئین مین پانون لٹکا کر بیٹھا شاپور نے دو تین ڈول بھر کر کنوئین سے سر پر ڈالے
قنطور نے کہا صاحب پانی پڑنے سے جان آتی ہی شاپور نے قریب آکر کہا صاحب کنوئین مین اوتر جاؤ
جان تو بچے یہ کہکر ڈھکیل دیا قنطور کنوئین مین گرا چاہ کا مزا حاصل ہوا شاپور نے اوپر سے تیغ ڈھکیلدیا
وہ تڑپ تڑپ کر کنوئین مین ٹھنڈا ہوا قنطور جو مرا کنوئین سے آواز آنے لگی کشتی مرا نام من قنطور
جادو بود مکان مین گیر ودار کی صدا بلند ہوئی پہلو مین مکان تھا کچھ عورتین کوٹھے پر چڑھ آئین
اونھون نے دیکھا کنوئین سے دھوان نکل رہا ہی ایک نازنین کھڑی سیٹ رہی ہی پکار کر اون عورتون
نے پوچھا اری نیکبخت تیری یہ کیا کیفیت ہی تیرے گھر والے کو کیا ہوا شاپور نے کہا بی بیو مجھ سے لڑکے
جوش مین آکر کنوئین مین کود پڑے کل ہی مجھ کو لیکر آئے تھے ایک رات کی گنہگار ہون ہلڑ ہوا کہ
قنطور کنوئین مین گر کر مر گیا محلے کے لوگ دوڑے کوتوال کو خبر ہوئی دروازے پر ہلڑ ہوا اری
دروازہ کھولو کوتوال صاحب آئے ہین تحقیقات ہوگی اگر وہ آپسے گرا تو کوئی خطا نہین اگر
کسی نے گرا دیا اوسکو سزا ہوگی شاپور نے گھبرا کر دروازہ کھول دیا کوتوال اندر گھس گیا سپاہیون نے
شاپور کو گھیر لیا لیکن شاپور شیر دل بنا گھونگھٹ نکالکر ایک کونے مین بیٹھ گیا روتا ہی غل مچاتا
ہے صاحبو اس شہر مین کیسا اندھیر ہے ہمارا وارث مر گیا ہمارا گھر لوٹے لیتے ہین کوتوال نے لاش
قنطور کی نکلوائی ایک چارپائی کے اوپر لادی شاپور شیر دل کے لیے ڈولی منگائی کہا دربار مین بادشاہ
کے لیچلو جو کچھ حکم ہوگا ویسا کیا جائیگا شاپور شیر دل روتا پیٹتا ڈولی مین سوار ہوا دہائی دیتا ہی صاحبو
میرا شوہر مجھ سے لڑکر کنوئین مین گر پڑا مجھکو زبردستی پکڑے لیے جاتے ہین محلے والو میری مدد کرو

محلے والی بھی ساتھ ہوئی بعض کہتے ہین وہ ہمیشہ سے بدمزاج تھا غصے مین کنوئین مین کود پڑا کل شب کو اس عورت کو لایا آج یہ آفت برپا ہوئی شاپور شیر دل ڈولی کے پردے سے دیکھ رہا تھا کوتوال کی نگاہ پڑی شاپور شیر دل نے اشارہ کیا قریب بلایا کوتوال نے جو جمال جہان آرا سے شاپور دیکھا عاشق ہوگیا نوجوان کم سن ہیمبر سرو قد خوش مزاج حسینون کے سر کا تاج سرو قد مین ثمر بھی آچکا ہے سینے پر ابھار ماہ رخسار گلعذار شاپور نے چپکے سے کہا کوتوال صاحب مین فلان تاجر کی دختر بلند اختر ہون قنطور مجھکو بجبر اوٹھا لایا مین چونکہ بیزار تھی اب تک شیشۂ ناموس بالکل سالم ہے غنچۂ مراد ناشگفتہ راز اصلی نہفتہ میرا اب کوئی والی وارث نہین ہے مال بھی گھر مین قنطور کے بیحساب ہے دل کو شل لیف پیچ و تاب ہے دربار شاہی مین مستورہ کا جانا باعث خرابی ہے اسی وجہ سے دل کو بیتابی ہے کسی مکان مین مجھکو ٹھہرا دیجیے سب کیفیت ظاہر کردونگی یہ معاملہ بہت نازک ہے یہ ظالم مرنے والا اس ظلم و ستم سے میرے ساتھ پیش آیا لات و منات نے پنجۂ بدبعت ظالم سے بچایا اب دیکھیے انجام کیا ہو دے فراق والدین غم و الم سے دل بیچین میری کسی بات کا اعتبار نکرنا میرے ہوش و حواس درست نہین آپ جس وقت سے تشریف لائے جمال جہان آرا پہ نگاہ پڑی نظر لڑی برچھی غم و الم کی دل مین گڑی آپکے مزاج ہی اپنے مزاج کو موافق پاتی ہون اس باعث سے اپنا حال دل سناتی ہون بقول مخفی **نظم**

درس عشقت را بیان دیگرست
با فلک ہر دم قران دیگرست
از شراب عشق میسوزد جگر
طالب حق را مکان دیگرست
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را
ہر کسی از کاروان دیگرست
در نیاید ہر کسے اسرار عشق
مخفیا از آسمان دیگرست

این مدرس را زبان دیگرست
تا کجے سرگرم کار اینجہان
نقل این مے از مکان دیگرست
رہبر در راہ طلب ابر قدم
با عمت راز نہان دیگرست
در نیاید غیر چشم حق شناس
این معلم را زبان دیگرست

اختر اختر شناسان ترا
اینجہان را ہم جہان دیگرست
درمیان خلق می جویند و نیست
ہمرہی با کاروان دیگرست
کس نمی داند کہ منزل کجاست
مرد میدان را نشان دیگرست
پرتو اقبال صاحب ہمتان

شل گرسنون کے آپکی اطاعت کرونگی مرونگی بھرونگی اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال اب آپ کیون طول کرتے ہین لاشہ اوس ظالم کا جلوا دیجیے کنیز کو اپنے ساتھ لیجیے مال پر قنطور کے قبضہ کیجیے جائداد منقولہ و غیر منقولہ دونون دستیاب ہوتی ہین ایسے مقام پر چوکتے ہو

ہو گئی ہو کوتوال صاحب بیقرار ہو گئے محلے والون کو خبر کیان دین ہین سی لاشہ قنطور کا پلٹا یا کہا صاحبو غریب کا مردہ خراب کرتے ہو لیجا کر اسکو جلاؤ بھو کو اپنے سپاہی ساتھ کر کے مرگھٹ پر بھیجا ڈولی لیکے پلٹے خوشی خوشی ایک مکان مین لا کر ڈولی اوتروائی خوشی آپ بھی اندر آئے شاپور کو دیکھا تنہا ہوا بیٹھا ہی سراپا کو دیکھکر مر گیا آج شاپور شیر دل تن تن کے صورت دکھلا رہا ہی کوتوال صاحب کے جی مین شجر حسن سے ثمر وصل حاصل کرون تسکین دل کرون فرش باہر سے منگا کر بچھوایا اسباب عیش و نشاط مہیا کیا شاپور بھی بن ٹھنکے پہلو مین بیٹھا ہی گنگناتا جاتا ہی ٹھمریان غزلین سناتا ہی کوتوال بیقرار کہ معشوق خوب روی خوش گلو خوش انداز سراپا کرشمہ و ناز شاپور نے گلابی اوٹھائی فوراً جام لبریز کیا باتون باتون مین پوچھا کوتوال صاحب سلیمان کس مکان مین آکر قید ہوے ہین کوتوال نے کہا اسی مکان کے پہلو مین ایک قصر ہی گرد بارہ ہزار ساحر مقرر ہوے ہین سب دشمنونکو ایک مقام پر قید کیا حکم ہی ملکہ سہیل جمع الہ زن طرف طلسم ہوشربا کے سبکو لیجائینگی خدمت مین شہنشاہ طلسم ہوشربا کے پہونچائینگی شاپور نے کہا کیون کوتوال صاحب آفتاب شعلہ خوار قلعہ آفتاب تجلی کا حاکم ہی ملکہ سہیل جمع الہ زن کون صاحب ہین کوتوال نے کہا کہ اے جان جہان ملکہ سہیل جمع الہ زن ساحرہ پر فن معشوقہ دخان سیہ رو ہی یہ ملک انہین کی جاگیر مین دیا گیا ہی حکومت قلعہ آفتاب تما آفتاب جادو کو ظاہر مین دیگئی ہی جنگل مین جو گنبد کہنہ ہی ملکہ سہیل جمع الہ زن نے عجائب سحر سے اوس گنبد کو معمور کیا ہی اگر لاکھ دو لاکھ انسے آکر لڑین اور بڑے بڑے ساحران عذار ہون وہ پتلیان سحر کی انکو پکڑ لینگی یہ سحراپنی وزیر زادی ماہ عالم افروز کے سپرد کیا ہی وہ گاہے گاہے صحبت مین آتی ہی جب تک وہ پر زوال آئیگا پتلیونکا زور نہ ٹوٹے گا شاپور نے کہا ماہ عالم افروز کیونکر قتل ہو کوتوال نے کہا وہ ہمہ دان ہمہ گیر صاحب تدبیر ایک نقام ہی اس قلعہ مین کہ اوسکو دیر پریزادان کہتے ہین دو سو معشوقان طناز اوس دیر مین واسطے گانے بجانے کے مقرر ہین ایک ایک کمال علم موسیقی سے معمور تمام عالم ہےچنکا نازنینان مہ جبین کو کمال رقص و سرود سکھایا ہی مہینے مین ایکدن ملکہ ماہ عالم افروز دیر پریزادان مین آتی ہین شب بھر وہان مصروف عیش و نشاط رہکر بے نشاط گنبد کہنہ چلی جاتی ہین وہی نگہبان و پاسبان ہین آفتاب جادو شکست کھا کر بھاگا گنبد کہنہ سے ماہ عالم افروز نے سحر کیا پتلیونکو بھیجکر سبکو گرفتار کرا لیا سوا دیر پریزادان کے ملکہ ماہ عالم افروز سے ملاقات غیر ممکن ہی یہ پوچھکر شاپور نے جام شراب بیہوشی کو کوتوال کو دیا یہ پیتے ہی بیہوش ہوا کوتوال کو چٹائی مین لپیٹ کر کونے مین کھڑا

کردیا کو قوال کی شکل بنکر بیرون قصر آیا سپاہی در دولت پر حاضر تھے سپاہیون سے کہا اس مکان مین قفل لگا دو خبردار اس مکان کو کوئی نہ کھولے تم لوگ بڑی انتظام بازارون مین جاؤ ہم بھی گشت جاتے ہین سپاہیون نے عرض کی آج کی شب حضور کو انتظام دیر پریزادان واجب ولازم ہے ملکہ ماہ عالم افروز تشریف لائینگی ملکہ سہیل جوالہ زن بھی آئینگی دیر پریزادان مین شب بھر جلسہ ہیگا صبحکو آفتاب شعلہ خوار سب قیدیونکو لیکر طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوجائیگا اسی سبب سے دیر پریزادان مین جلسہ قرار پایا ہی سپاہیون سے یہ سنکر شاپور نے سبکو رخصت کیا آپ یکہ وتنہا نشان دیر پریزادان دریافت کرکے اوسی جانب بشکل قوال چلا نکلکر شہر کو دیکھا نہایت آباد زر ریز زمین حسن خیز کمرون پر نازنینان سہ جبین لباس بندق برق زیب جسم کیے ہوے مجرے کر رہی ہین دریافت کرنیسے معلوم ہوا کہ اس شہر مین ناچ گانیکی بڑی قدر ہی ایک کمرے پر دیکھا ایک نازنین مجرا کر رہی ہی عاشق تن جمع کو قوال کیصورت تو بنا ہوا کمرے پر چڑھگیا رنڈی مجرا کر رہی تھی نایکانے جو کو قوال کو آتے دیکھا کہا تشریف لائیے کو توال نے نایکا سے کہا صاحب تمھاری صاحبزادی کا کیا نام ہی کہا حضور آگاہ ہین آپکی لونڈی کو یاقوت گلگون پوش کہتے ہین ہم سب تیار بیٹھے ہین دیر پریزادان مین جانا ہوگا ملکہ ماہ عالم افروز علم موسیقی مین ایسی کامل ہین لاکھ ہم لوگ اونکو کمال دکھاتے ہین وہ ضرور ایک نہ ایک عیب لگا دیتی ہین اور بمقام انصاف یہی ہی وہ اس علم کی عالم ہین اونکے سامنے ہر ایک شخص منہ نہین کھول سکتا خود ایسا ناچتی ہین دیکھنے والونکی بڑی گت ہوتی ہی گانیمین خوش آواز صورت مین بےنظیر چہرہ رشک ماہ منیر گانا بتانا ناچنا ایسا حاصل کیا ہی کوئی اونکے سامنے کمال کا نام نہین لے سکتا اسی مہینے مین نے ہزار ہا روپیے صرف کیے بڑے بڑے مجرئی گوئیے بلوائے آپکی یہ کنیز بھی نہایت ذہین ہی یقین یہ ہی کہ آج اسکو سنکر سرفراز کرین خلعت و انعام ملے دیکھیے بیٹھیے دو ایک چیزین سنیے کو توال نے کہا ذرا اپنی صاحبزادی کو حکم دیجیے تخلیہ مین ہمارے ساتھ چلین ہم قاعدہ نشست برخاست و بزم شاہی رنگاہ کا بخوبی سمجھا دین آجکی شب ہنگامہ عظیم ہی کبھی ایسا جلسہ دیر پریزادان مین نہین ہوا ملکہ سہیل جوالہ زن و ملکہ ماہ عالم افروز کا ملین شہر نمیان ملک آفتاب شعلہ خوار سب اس جلسے مین ہونگے نایکا نے کہا آپ خیرخواہی نکرینگے تو کون کریگا اری یاقوت گلگون پوش ادھر کمرے مین آؤ دیکھو کوتوال صاحب کیا فرماتے ہین وہ نازنین مسکراتی ہوئی اوٹھی شاپور بلا تکلف یاقوت کا ہاتھ تھام کر تنہائی مین آیا کہا اے یاقوت آج کمال دکھاؤگی تو لاکھون پاؤگی ایسا جلسہ شہر مین کبھی کاہے کو ہوگا دیر پریزادان

کی آراستگی ہو رہی ہے یہ کہکر باتین کرتے کرتے ادہر اودہر چوکنا ہوکر دیکھا یاقوت نے پوچھا کیون قوال
صاحب خیر تو ہے کہا فصل سردی کی ہے گہر سے شراب پیکر چلے نشہ اوتر گیا ایک جام شراب کی خواہش ہے یہ کہکر جیب سے پانچ
اشرفیان نکالکر یاقوت کو دین یاقوت نے کہا حضور اسکی کیا احتیاج ہے شیشے گلابی اوٹھائی جام بلورین لبریز کرکے
کوتوال جب کو دیا شاپور نے مسکرا کے کہا ملکہ یاقوت شراب جھوٹی پلاؤ نشہ نہین چڑہتا یاقوت نے نہین نہین کرکے
نصف جام پیکر واپس دیا حلق سے شراب کے اوترتے ہی گہبرا کے اوٹھی بیہوش ہوئی شاپور نے اسکو تو ایک صندوق مین
بند کیا اسکی لباس و زیور اسی کی صورت بنکر ہنستا ہوا کمرے سے نکلا نائکا نے پوچھا کوتوال کہان گئے یاقوت گلگون پوش
نے ہنسکر کہا بیہودہ چورونکا سردار ہمکو دم دیتا تھا نہین معلوم کیا کیا کہا مین انکے فقرون مین کب آتی ہون آخر آزردہ
ہوکر چلے گئے چور اوچکے جواری بردہ فروش دالین ہمارا کیا کر سکتے ہین شاپور ہنسکر سے باتین کرنے لگا رقاصۂ درخشان
عیش خانۂ مغرب مین داخل ہوا جمعیت اوتابان مین سازندگان ثابت وسیارگان جمع ہوئے روشنی جابجا ہونے لگی
شاپور حیران ہے کہ دیکھین تا بہ دیر پریزادان کیونکر پہونچین کہ کنیز نے آن کے عرض کی داروغہ ارباب نشاط تشریف
لاتے ہین شاپور نے دیکھا ایک جوان سبزہ رنگ شملہ سر پر کوڑا ہاتھ مین کہا بی یاقوت چلو جلد سوار ہو دیر
پریزادان مین حضور کا حکم ہے مین سب طائفون کو خبر کرنے جاتا ہون یہ کہکر داروغہ چلا گیا نائکا نے صندوقچہ
زیور کا نکالا دست بقچہ پیشواز کا ساتھہ کیا کنیزونکو حکم ہوا بی بی کے ساتھہ چلو شاپور باہر نکلے جو پہلے تیار تھے
نائکا کو ساتھہ لیا سازندے بھی ساتھہ ہوئے طرف دیر پریزادان کے چلے راہ مین دیکھا انتہا کی روشنی ہے حیران
ہے کہ دیکہون دیر پریزادان کیا چیز ہے خدا جان و آبرو بچائے تو بڑی بات ہے صدہا سواریان گاڑیونکی
چلی جاتی ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہے آج دیر پریزادان مین بڑا جلسہ ہے کسبیان ڈولیون مین سوار خادم
وخدمتگار ہمراہ مکانون پر جابجا روشنی شاپور تماشا دیکھتا ہوا چلا قریب یک باغ کے آکر سواری پہونچی
دروازے پہ باغ کے سب ڈولیان کسبیونکی رکھی ہین داروغہ ارباب نشاط انتظام کر رہے ہین وہان یاقوت
بھی جا کر اوترین جسکی نگاہ پڑی شاپور کا ناز و کرشمہ کسیکو انگوٹھا دکھا دیا کسی کو منہ چڑہا دیا کسی سے اشارون
مین وعدہ کیا کسیکو جلایا کسیکو ٹھنڈا کیا ایکنے دروازہ باغ کا کہلا چند کنیزان ماہرو باہر آئین کہا چلو
سب طائفونکو طلب کیا ہے شاپور سبکے بیچ مین جھرمٹ پریزادونکا مجمع حوروشون کا ایک ایک شوخ و شنگ
ناز و کرشمے سے معمور صورتین عمدہ جوڑے بھاری زیور معقول باغ مین جو شاپور نے قدم رکھا دیکھا حقیقت مین
باغ نمونۂ جنت ہے درخت سبز و شاداب نہرون کا پانی رشک گلاب فوارے چھوٹ رہے ہین صناعان

جابجا دست فن جواہر کے نخل بنائے ہین مثلاً شاخین الماس کی پتے زمرد ریحانی کے پھل یاقوت احمر کے
پھول ہفت رنگ جس شے کا پھول بنایا اوسیکا عطر اوس مین داخل کیا جب جھونکا ہوا کا آیا دماغ جان معطر و معنبر کیا گم

لٹا کھڑاتی پھرتی ہے بلو بہار ہر طرف
اک طرف کیلے بشکل حلہ پوشانِ جنان
طرفہ سرسبزی کی ہے ہر طرف سرکشی
ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا

نکہت گل نے ہر اک جا بسی کی ہے عطر دان
دار بستون نے عیان کی ہے چرخ اخضر کی بہار
ہے زمین فیروزہ گون لاجوردی آسمان
درختون نے ہر گونہ کھولے ورق

وجد مین عالم ہے صف باندھے کھڑے ہین جھوم جھوم
تاک کے خوشون سے ہے عقد ثریا کا گمان
چمن آتش گل سے دہکا ہوا
کہ لین طوطیان بوستان کا سبق

روش ٹیریان آراستہ ہر ایک چمن وسیع باغ دلکشا عمارتین رفیع روشنی کا سامان ہزارہا نازنینان مہ جبین باغ
مین پھر رہی ہین باغ پر گلزار جنان کا کیون نہ دھوکا ہو حوران بہشتی بھی موجود ہین سرو چمن اکڑے ہین مینا
و باغبان سایہ کی اس گلشن کے ہو نہین کھاتے گلچین اگر دست درازی کرے شرست ہاتھ قلم ہو مینا داگر آئے عندلیبان
خوشنوا ہنس ہنس کے دیوانہ کردین دم رگ گل مین خود گرفتار ہو صبح ہوا زنجیر بنکر باغبان کے گلے کا ہار ہو جوانان
چمن کی اٹکھیلیان شاپور سبکے ساتھ کسیکے گلے مین ہاتھ ڈالدے اری خیلا کہان چلی کمر جینے پہ ہاتھ رکھدیا
وہ سسکی لیکر تجھے بھی کہا بی یاقوت آج سب سرخرو ہوئین کمال مین حال کھلیگا شاپور نے کہا چلو آج ملکہ
ماہ عالم افروز کو نہ بیچ ایک ذکر کہا پہلے وہی گائینگی سبکو اپنا کمال دکھائینگی اونکے بعد جسکی نوبت آتی ہے اوسکی
جان پر بنجاتی ہے شاپور کہتا ہے پوا دیکھا جائیگا یہ علم موسیقی ہے بقول شاعر مصرع ہر گلے را رنگ و بوی دیگر است
شاپور دیکھ رہا ہے ایک ایک نازنین شعلہ جوالہ جمع ہے اگر اس چبوترے پر ہمراہ اون مہ جبینون کے
شاپور بھی بیٹھا مشہور ہے کہ یاقوت خوب گاتی ہے بیچ مین ایک تخت زبرجدی بچھا ہے تخت کے داہنے
بائین دو کرسیان جواہر نگار ناگاہ چند ساحر دوڑے ہوئے آئے کہا شہنشاہ آفتاب شعلہ خوار آتی ہین
سب نازنینان مہ جبین واسطے استقبال کے اٹھین شاپور بھی سبکے ساتھ اوٹھا چند قدم بڑھی تھین کہ دیکھا
گرد آفتاب کے چند ساحران خوش طینت میمون خصلت اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہے آفتاب تاج پہنے
ہوے آکر بیٹھا داہنے پر جو کرسی تھی اوسپر بیٹھا کہ آسمان سے ایک فلک ابر چمکا اوس ابر مین صدہا ہلال چمکتے
ہوے بیچ مین پورا چاند گرد ہزارون ستارے ضو سے اوس چاند اور ستارون کے تمام باغ روشن ہو گیا وہ ابر
لہرایا چاند کا یک ثریا بنکی آنکھین بند ہو گئین بعد ایک لمحہ شاپور نے آنکھین کھولکر دیکھا ایک نازنین
چہاردہ سالہ دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوے نہایت مغرور گرد صدہا نازنینان حور پیکر آفتاب جادو کی مقام

سے اوٹھا کہا ملکہ ماہ عالم افروز آئیے دوسری کرسی جو تخت کے پہلو مین تھی اوسپر آکر ماہ عالم افروز
بیٹھی چند ساعت کے بعد ایک ابر سیاہ آسمان پر چھایا سب کہکر اوٹھے کہ ہماری بادشاہ عالیجاہ ملکہ سہیل
جوالزن تشریف لاتی ہین ایک جوان بہادر باغ سے پیدا ہوا اوسکے ہاتھ مین نقارہ تھا یہ کہکر نقارے پر چوب
لگائی اے حاضرین دیر بہزادان ہوشیار ہو جاو شہنشاہ عالیجاہ مقبول بارگاہ سامری ساحر پرفن ملکہ
سہیل جوالزن تشریف لاتی ہین جو کوئی غیر اس باغ مین ہو نکل جاے ورنہ باغی قرار پائیگا سزای معقول
ملیگی چوب لگاکر وہ جوان غائب ہوا ابر شق ہوا اشیا پورے دیکھا ایک جادوگرنی نوجوان گرد چار جادوگرنیان
کمسن نوجوان چہار جانب سے گھیرے ہوے اوس ابر سے برآمد ہوئین تخت پر آکر ملکہ سہیل بیٹھی بیٹھتے ہی طرف
ملکہ ماہ عالم افروز کے متوجہ ہوئی پوچھا اے عابدہ زاہدہ تیرے قدم سے حوالی قلعہ آفتاب نما کی رونق دو چند
تمہارے واسطے قرار دیا مینے بھی آج تکلیف کی تمسے ملاقات منظور تھی صلاح بھی کرنا ضرور ہے قیدیون مین کچھ
ساحر بھی ہین نبیرہ حمزہ کو کہان قید کیا تو صاحب تاثیر نے سنا کہ نبیرہ حمزہ کے کچھ ساحر شریک ہو گئے ہین کیونکہ
اے آفتاب شعلہ خوار مینے سنا کہ تمہاری حماقت سے یہ بلا نازل ہوئی ماہ عالم افروز نے یہ جواب دیا حضور انکا
سراسر قصور ہے وہ لوگ راہ راہ جاتے تھے اونھون نے آتش جادو و دریا بار جادو کو روانہ کرکے اونکو
ستایا اونکا تو ساحر کشی کام ہے دونون جادوگر بھی طرح رکے لاکھون بندگان سامری قتل ہوے آخر یہ تھا کہ گنبد
ویران کے سامنے آئے مینے عمر بھر پوجا پاٹ کیا ہمیشہ بھوگ دیتی ہون خدمت مین کنیزان سامری کے
مصروف رہتی ہون جہان مین رہتی ہون اکثر ایسا ایسان تھین ملک و مال کی حکومت کرکے نا ممکن ہے کہ افتاد
اور فساد ہوئے اکثر اوسی کبھی کنیزان سامری کو تکلیف نہین دی انھون نے جو بے ادبی کی نظم وار بیقرار ہو گئے
گنبد ویران مین گھس آئے وہ بیبیان شاہزادیان خدمتگاریان سامری بلا تکلف بیٹھی تھین مین پوجا
پاٹ مین مصروف تھی اوس حال مین اونھون نے فریاد کی مینے کئی سحر کیے جب تاثیر نہوئی خاص کنیزان سامری
کے کھانے کا وقت تھا اونکو تکلیف دی پھر وہ تو قہر خداوند سامری جمشید مین جاتی ہے سبکو دیوانہ کر دیا آج
تین شبانہ روز گذرے مین ہر چند عمدہ عمدہ کھانے پکواتی ہون بمنت و خوشامد اونکے سامنے لیکر جاتی
ہون کسی نے کھانا نہین کھایا کلان پتلی جو بجلی اترے جسکو ہمیشہ سامری کہتے ہین اور بزرگ دن نخ ثابت
دیا کہ یہ خاص تصویر سامری ہے نئی بات یہ ہے کہ اوسکی آنکھون سے آنسو جاری ہین حضور مینے کئی آدمی
لا کر ذبح کیے بھوگ دیا خون انسان سے نہلایا نیا معاملہ یہ در پیش ہوا جب مینے اوٹھا کر نہلایا لہو لہون

کے نیچے سے اوسکے ایک کاغذ پایا مین لیتی آئی ہون اوسکو ملاحظہ کیجیے اوس کاغذ کی پیشانی پر تحریر کیا ہے
ترجمہ احکام سامری مینے اسوقت تک نہین پڑھا آپکی خدمت مین لائی ہون اوسکو ملاحظہ کیجیے قیدیان
بلا کو بھی بلایا ہے یہ کہکر سہیل جوالہ زن کے ہاتھ مین وہ پرچہ دیا سہیل نے آفتاب شعلہ خوار کو دیا کہا
اسکو پڑھیے آپ ہی نے یہ بس بویا آفتاب بہت بگڑا کہا ملکہ عالم بڑے غضب کی بات ہے مجھکو شہنشاہ
دخان سیہ دژ قلعہ آفتاب نما کا حاکم کیا ہرکارون نے مجھکو خبر دی کہ سرکشی مسلمانان حد سے گذری حمزہ
قلعہ آفتاب نما مین آکر بلا تکلف اوترے ہے مابدولت کو بہت ناگوار ہوا آخر فساد شروع ہوا ات کیا جنگل ہے
سب پر غالب آئی ساحر و غیر ساحر سب گرفتار ہے مضمون اس کاغذ کا اسماعت فرمایئے یہ کہکر آفتاب اپنے مقام سے
اوٹھا مودب کھڑے ہوکر پکار کر کہا ای حاضرین جلسہ دیر پزادان بگوش ہوش سنو یہ ترجمہ احکام سامری
و جمشید ہے بندونکے واسطے ہدایت ہے سہیل نے کہا صاحب پڑھو سب سن رہے ہین گوش بر آواز ہین آفتاب
نے باواز بلند پڑھا طرفہ سامری کے لکھا ہے ای بندگان من قدرت نے تمھارے واسطے سامان
عیش و نشاط مہیا کیے زمانہ آخر مین ایک جوان پیدا ہوگا بیشہ عرب سے وہ شیر خروج کریگا ابو العلا
ملکی صاحبقران زمان لقب ہوگا بڑے بڑے جلیل اوسکے ہاتھ سے شکست کھائینگے فرزند اوسکا
بدیع الزمان طلسم ہوشربا مین آکر قید ہوگا حمزہ کا نواسہ اسد نامدار ہے طلسم کشائی آئیگا بڑی
بڑی لڑائیان پڑینگی حجرہ ہفت بلا پر بلا نازل ہوگی جس تاریخ یاقوت سخندان معشوقہ ہماری لقمہ دہن
عفریت آدم خوار ہو اوس دن سے سب بندے ہمارے ہوشیار ہوجائین کہ وقت بربادی طلسم قریب آگیا
طلسم ہوشربا نہ بچیگا زندانخانہ طلسمی ٹوٹیگا بادشاہ سابق شہنشاہ لاچین قید سے چھوٹیگا قریب قلعہ
آفتاب نما بڑی لڑائی پڑیگی میرہ حمزہ کا ادھر گذر ہوگا پس مناسب ہی ہمارے بندونکو کہ عبادت
مین ہماری مصروف ہون یہ سب علامتین ہین ہمارے مذہب کے مٹنے کی پس اے بندگان من عبادت ہماری
ہاتھ سے اوٹھانا مذہب قدیم کو بچانا ان بندونکی قضا ہے ساحرونکے ہاتھ سے مقرر نہین کی سہیل جوالہ
زن آفتاب کے ہاتھ سے وہ کاغذ لیلیا پھاڑ کر اگالدان مین ڈالدیا کہا یہ کسی ہمارے دشمن نے لکھا ہے اور طرف
ماہ عالم افروز کے جو کہا نہین صاحب خوب شعبدہ بناکے لائین ساحر کیون گھبرائین بس جلسہ
دیکھو قیدی کسکے قبضے مین ہین آفتاب شعلہ خوار نے کہا جو داروغہ زندانخانہ ہے اقوال آتش ریز
اوسکے سپرد کردیے ہین لیکن ماہ عالم افروز کو سہیل نے کلمات سخت کہے کہ تم یہ کاغذ دربار

کیون لائین سب سامری پرست کہینگے مسلمانونکے شریک ہوجائینگے سنو بی ماہ عالم افروز مین کسی
کی پروا نہین کبھی مینے اپنے بھروسے پر اس ملک کو آباد کیا تمکو کیتر ان سامری کا منتظم کیا یہ پرچہ جو تمنے
کہانسے پایا اکثر پنڈت برہمن ستارہ شناس نجومی کاہن اپنے علم کا زور دکھاتی ہین ایسی بیہودہ باتین بناتے
ہین سب ونکا لکھنا خلاف ہے مین آج ہی سبکو قتل کرونگی ماہ عالم افروز نے عرض کی آپ مجھکو بوجہ
گنہگار بناتی ہین سر دربار کلمات سخت سناتی ہین یہ کاغذ مدت مدیدسے پہلو مین کلان تیلی کے رکھا تھا
خود بخود ظاہر ہوا خداوند حکم لکھ گئے ہین سہیل نے کہا کہ اگر تمھارے نزدیک حکم تصدیق ہے تو یہ بھی تحقیق
ہے کہ افراسیاب قتل ہوگا طلسم ہوشربا مٹ جائیگا ہمارا یہ قول ہے کہ اگر تمام عالم ایک طرف ہوجائے
تو بھی طلسم ہوشربا نہ فتح ہوا افراسیاب سے کون لڑسکتا ہے صاف ظاہر ہے کہ تمنے ہمارے ڈرانے
کو یہ شعبدہ بنایا مین اس احکام کو ابھی شاقی ہون دیکھون یہ مسلمان کیونکر بچتے ہین اے آفتاب قوال
آتش ریزے کہو قیدیونکو ہمارے دربار مین لائے شب بھر جلسہ ہو شراب خواری کرین بوقت سحر جو
جوان سب کا افسر کلان ہے یعنے ایرج نوجوان سبکے پہلے اوسکو قتل کرینگے کباب اوسکے تیار ہون ایک
ایک کباب نقشے مین سب صاحب نوش فرمائین تمھاری شعبدہ بازی کھلجائے ماہ عالم افروز آنکھون مین
آنسو بھر کر خاموش ہورہی کہا حضور مجھکو یقین نہین یہ نوجوان قتل ہو طلسم ہوشربا کی خبرین کہ یہ
غازی سات برس گنبد نور مین قید رہا کوئی قتل نہ کرسکا افراسیاب دانا تھا سب طرح کے انتظام ممکن تھے
مشہور ہے کہ شب قتل اسد بی ماران زمین کن واسرار جادو شریک ہوئین اسد کو چھوڑ لیا اسی طرح نیز
فساد برپا ہونگے اس نوجوان کا قتل ہونا دشوار ہے سہیل نے کہا افراسیاب بادشاہ عالیجاہ عیش پسند
انتظام نکرسکا ہم ایسے نادان نہین ہین صبح ہوتے ہوتے پہلے نبیرہ حمزہ کو قتل کرینگے گرما گرم کباب تمکو بھی
کھلائینگے ماہ عالم افروز نے عرض کی آدم خواری آپکو مبارک ہو مین آدمی کے کباب کھاؤنگی سہیل
نے کہا تم کیا دین سامری سے برگشت ہو سامری و جمشید جو تمھارے خداوند تھے اکثر جنس انسان کا بھوگ دیتے
تھے اوسکے کباب لگاکر کھاتے تھے ماہ عالم افروز نے کہا خداوند نے کچھ مناسب جانکر کھائی ہونگی ہمین
کراہیت ہے سہیل نے حکم دیا جلد قوال کو بلاؤ کہو سب قیدیونکو ہمارے سامنے لائے آفتاب نے ایک جادوگر
کو حکم دیا شاپور یہ سب باتین سن رہا ہے حیران ہے کہ دیکھیے کیا ہو تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ایک جادوگر گروہ
سیہ فام بصورت مہیب سر زنجیر تھامے ہوئے ایرج نوجوان مسلسل و مطوق صیقل آئینہ دار کی

زبان مین سوزن پہلو مین ملکہ انجم ماہ رخسار جادو افسران نامدار ایک زنجیر مین بندھی ہوئی اقوال آتش ریز لیکر آیا شاپور نے جو اپنے آقا کو اس حال پر ملال مین دیکھا بیقرار ہو گیا یہی تردد تھا کہ ہائی کیا کرون میرا آقا کس مصیبت مین ہی لیکن ایرج زنجیر ہلاتا ہوا جیسے ہی دربار کفر مدار مین پہونچا آواز دی سلام من درین مجلس بر کسی باد کہ بداند و نشناسد کہ خدا یکیست و دین پیغمبر خدا برحق شاہزادہ صیقل آئینہ دار نے سلام ایرج نوجوان کا جواب دیا ملکہ ماہ عالم افروز نے سر اوٹھا کر جمال ہمیشہ صیقل آئینہ دار کو دیکھا ایک جوان خوش رو شیر صولت رستم ہیبت نظم

زرخسار او ماہ و خور تابناک — زلعلش گل اندر چمن سینہ چاک — نہال ارم از قد او خجل
ازو ماندہ شرمندہ چین و چگل — خم و پیچ رفتار موج حیات — چو جنبد لبش ریزد آب حیات
ز مستوری نرگسش فتنہ مست — بلا بر سر و تیغ خنجر بدست — ز خرگان گرشتہ برگشتہ بخت
دل از دین و دنیا بزن گردنشت — جبین نور و چین جبین موج نور — کہ نور لعلے لو زگرد و فرد
بپیشانیش دست صنع آفرین — نوشت از ازل آفرین آفرین — ادھر صیقل نے نگاہ اوٹھا کر

جمال بیمثال ماہ عالم افروز کو دیکھا ایک آفت جان پر نگاہ پڑی نہایت حسین و جمیل پلکین خونریز شمشیر ابرو نیزہ سینے پر اور بہار حسن پر بہار نظم

انار بہشتی او پستان او — خوشا کوکنہ سیر پستان او — بلا بر بلا قامت بید ناک
بہر نقشہا آفت بید رنگ — حنا دست پروردہ دست او — حیا بندہ نرگس مست او
بہر گردش چشم صد انقلاب — دل و جان عاشق کباب و خراب — لبش شہد و شکر بردن می فگند
تبسم چو شکر بخون می فگند — تکلم ز اعجاز دم سے زدی — دہن گرچہ دم از عدم میزدے
رخش سورہ والشمس و اللیل مو — تعالی قدش سرو بالا جو سے — شاہزادہ صیقل آئینہ دار

گرفتار طوق و زنجیر تھا مقید بلسلہ گیسو ہوا ذبیح خنجر ابرو ماہ عالم افروز نے بھی آہ کی سینے پر ہاتھ رکھ لیا لیکن جمیل جو الہ زن سلام کرنے پر بہت بگڑی کہا او نبیرہ حمزہ تیری قضا آئی ہی بس ہی بہتر یہ ہی کہ سامری و جمشید کو سجدہ کر تدبیر تمھاری بوجہ احسن ہو چکی شب بھر شراب پیین گے صبح کو تمھارے گوشت کے کباب کھائے جاوینگے میرے ہاتھ سے رہائی دشوار ہی ایرج نوجوان نے جواب دیا کیا بکتی ہی اقول اشعلہ بیزدار و فرزند انجانی کو بھی دنگل ملایا ہی قریب آفتاب شعلہ خوار کے بیٹھا چہرے سے ظاہر ہی بدخو

کبر و نخوت صورت سے آشکار مغرور مکار بیٹھکر دنگل پر جھومنے لگا ملکہ سہیل نے اقوال کو خلعت دیا
کہا اے اقوال تمکو بڑی تکلیف ہوئی تمنے خوب حفاظت کی آفتاب محبت نے کچھ خاک گرمی نہ دکھائی
ان ذلیلوں کے ہاتھ سے شکست کھائی قلعہ چھوڑکر بھاگے تمنے بڑی جانبازی کی آندھی تمھارے سحر کی اٹھی
اوسی ہوا سے سب بیقرار ہوئے تھے اقوال نے کہا حضور ہم خیرخواہ دولت ہین اگر آگ برسے تو قدم ہٹانا
قاعدہ آہن ہو تو اوسمین گھس جائین بھاگنا کیسا سپاہی مرنے سے نہین ڈرتے ہین اقوال نے سوچ بچار کر پھیر کر
یہ کہا آفتاب کو بہت ناگوار ہوا خاموش ہو رہا سہیل نے بھاری خلعت منگوا کر اقوال کو دیا اقوال
مرغ زرین بنکر دنگل پر بیٹھا جھوم رہا ہے قبضہ شمشیر دمبدم چوم رہا ہے سہیل نے کہا اے اقوال ان قیدیون
کو ایکطرف بٹھلا دیجیو کبھی تمکو تکلیف ہوگی اپنے ہاتھ سے ان سبھونکو قتل کرنا اقوال نے کہا ہم حضور
کے حکم کے پابند ہین جسکو حکم دیجیے اوسکو قتل کرین دریا خون بہا دین اقوال نے ایک گوشہ مین لیجا کر
ایرج وغیرہ کو بٹھا دیا سہیل نے جو صیقل آئینہ دار کو دیکھا کہا کیون میان صیقل تم بھی ہین جدو آبا
کو ترک کیا تمکو شرم نہ آئی ہمارے سامنے سرکشی دکھاتے ہو توبہ کرو ہم تمکو الگ کر لین تمھارے ملک کی
تمکو سلطنت دین صیقل نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے مردان علی لڑنے خوب سمجھ لیا مرنیکا کیا خوف ہے آقاے نامدار
پر جان و مال نثار زبان ہے سو زبان نکلی ہے تو تجھکو مزا دکھاؤن تجھکو کسنے بادشاہ بنایا خوب ہمکو یاد ہے
جب خشکسالی ہوئی تھی ہزارون کنگلے آئے تھے پانچ سیر غلے پر تجھکو ساحرون نے خریدا اب اپنے کو بڑا بادشاہ
عالیجاہ جانتی ہے مرتبہ کو آقاے نامدار کے نہین پہچانتی تخت سے اوتھ قدمبوسی کر ورنہ کتے کی موت
ماری جائیگی ہمارا پروردگار مدد کریگا انشاء اللہ اسی باغ مین دریا خون بہا دینگے اسطرح تڑپتے پھڑکتے تمام
ہوشربا جائینگے اسد پہلوان لا جائے کو اب افراسیاب کی خدمت مین ہمکو خدا پہونچائے سہیل یہ سنکر بہت
جھلائی طرف انجم ماہر خسار کے متوجہ ہوئی کہا بی انجم تمنے حکومت انجم خسار کو کیون چھوڑا تمھارے بزرگون
سے یہ رسم و راہ رہا اگر دین قدیم پر قایم ہو تمکو قید سے رہا کرون اپنا مصاحب خاص قرار دون انجم نے بھی سخت
جواب دیا ماہ عالم افروز نے اپنی کنیزون سے کہا دیکھو شاہزادہ صیقل کیا دلیر ہے بیشہ جرات کا شیر [illegible]
کے خوب کیسو بیغیرتی سے کلام کرتی ہین اپنی آبرو بچائی ماہ عالم افروز نگاہ محبت صیقل آئینہ دار کو دیکھ
رہی ہے آئینہ بوسہ شادی ہوئے ہین بیقرار ہو جاتی ہے ہائی دون نظم

حیا رفت بر طاق نسیان نشست
کہ تیر غمش تا بہ پیکان نشست | بجنبش بکایک نشستہ غبار
کہ چشمے بدید از قضا فتنہ بار

زتن ہوش شد یک بیک رہوا | کہ دید آفت دین و دل برملا | ادھر صیقل بھی انتہا کا بیقرار

گلچینی گلشن جمال ماہ عالم افروز کر رہا ہے ٹھنڈی سانسیں بھر رہا ہے مضطر و بیقرار حیران و ناشکیبا

نظم

قید ہیں مجبور و ناچار | زتن روح پرواز کردن گرفت | دلش بیخودی ساز کردن گرفت
رخ ارغوانیش شد لالہ گون | دلش خون و جانش ز تن شد برون | جگر پارہ پارہ ز چشمش روان
چو فانوس شمع تن بیروان | زنجیر چشمش گہر لعل رنگ | بداماں او جمع شد بید رنگ
ز حیرت شد آئینہ روے او | مقابل بیکدم بزانوے او | دو چشمش چو با چشم او چار شد
بجو دو دشمن دبا صنم یار شد | خروشد و افتاد و بیہوش شد | چو شمع دم صبح خاموش شد

یہ دونوں آپس میں نگہبازیان کر رہے ہیں سہیل نے داروغہ ارباب نشاط سے کہا آج کل بی یاقوت گلگون پوش کی بڑی دھوم ہے اوسی سے کہو شروع کرے داروغہ نے حکم دیا یاقوت اپنے مقام سے چمک کر اوٹھا سامنے گت شروع ہوئی توڑے لینے لگا آنکھ ملا کر آفتاب سے گت ناچی کبھی اقوال پر نگاہ ڈالی اقوال نے آن بان دیکھ کر کلیجہ تھام لیا آفتاب نے بھی آہ کر کے سامری کا نام لیا شاپور دونوں پر نگاہ ڈالتا جاتا ہے آفتاب کو انگوٹھا دکھایا اقوال کا منہ چڑھا دیا دونوں مرے جاتے ہیں دو گھنٹے کامل گت ناچا تمام اہل محفل تعریفیں کر رہے ہیں سہیل جوالہ زن بھی تعریفیں کر رہی ہے گت کو ختم کر کے تنکر سامنے کھڑا ہوا دونوں سے نگاہ ملائی گنگنا کر یہ غزل بصد ناز و کرشمہ گائی غزل

تیغ ادا کو دیکھو دل کی سپر کو دیکھو
حالت ہے کیا ہماری ہیلا ادھر کو دیکھو
ہے تو جہاں میں عنقا لیکن نظر میں پنہاں
وہ آنکھ ہی نہیں ہے جس نامہ بر کو دیکھو
اک گردباد بنکر ساتھ اپنے ہو لیا ہے
کیسے پھیر ہے ہیں شمس و قمر کو دیکھو
کہتی ہے وسکی سج دھج بانکی ادا ستم گر
بدتر ہے شام غم سے رنگ سحر کو دیکھو
کیا کیا جلال پر فرقت میں ہم گذرے

تیر نگہ کو دیکھو میرے جگر کو دیکھو
نالے پکارتے ہیں عاشق کو صورت بشر
اپنے دہن سے پوچھو اپنی کمر کو دیکھو
اپنا ہی گھر جلایا آہ شرر فشاں نے
صحرا میں بھی بچھو کمبخت گھر کو دیکھو
کیا گریہ بے اثر ہے خنداں ہے جبکہ عالم
مرے کا ہے اشارہ ترچھی نظر کو دیکھو
آؤ بھی بے خبر گھر میں جب بھی تو جو
اُف تک نہ منہ سے نکلی ہے جگر کو دیکھو

دیکھو تو آئینے میں اپنی نظر کو دیکھو
اسیر نہیں نہ سنتا اوس بیخبر کو دیکھو
حال وسکا کس سے پوچھیں کس سے جواب نظیم
قلب حزین کو بھو کا اولٹا اثر کو دیکھو
فرقت کے روز شب کی ٹل ہی ہوئی گرے
ہنسو ہی ہی ہے ابر چشم تر کو دیکھو
روزبہ سے میرے انسان پناہ مانگے
میری طرف نہ دیکھو دیوار و در کو دیکھو
اس لطف سے یہ غزل شاپور نے گائی

اہالیان محفل فرح ہو گئے آفتاب نے اقوال کے کلیجون پر تو چھریان چل ہی رہیں شاپور نے جو ناچتے آفتاب نے جو اشارہ کیا بیٹھ گیا دہن آفتاب کا تھام لیا بنانے لگا مچل رہا تھا کلیجے پر عاشقون کے خنجر چل رہا تھا آفتاب کا دہن تھاما اقوال سے آنکھ ملائی یہ اشعار عبرت آمیز پڑھکر بنانے لگا نظم

بدزبانی ہی سہی لطف سخن پیدا ہو
غیرت یار کا گم گشتہ دہن پیدا ہو
ابھی ابر آئی تو بھی یہ چلین نالے
ڈھانکے عیبونکو الٰہی وہ کفن پیدا ہو
تا بہ سینہ کو ہے سوز جدائی کی خلش
فلک زہرہ پہ جس چرخ کہن پیدا ہو
یار کی چشم سخن گو کیطرح بات کرے
جوش بھی تجھ مین جو ہی چاہ ذقن پیدا ہو
طور کیطرح جلے کوہ غم ہجر جلال

نکلیو منین تری جیسا ختن پیدا ہو
سیر گلشن کا ارادہ ہے تو جیسے کیسے
دل مین وہ ولولہ تو یہ شکن پیدا ہو
دوستون کا نہ تونکو جو غربت مین ان مین بھی
یہ گوارا ہے کہ دوزخ کی جلن پیدا ہو
ہون مرے تار نگہ گر رخ یار اگر
دشت وحشت مین کہان ہے وہ ہرن پیدا ہو
گیسوے سر چہرہ پہ بکھرا کے دکھا جلوہ چشم
آہ سے وہ شرر برق فگن پیدا ہو

وصل مین تو مرے منہ مین وہ زبان ہو یارب
گل وہ کھاؤن کہ ابھی تازہ چمن پیدا ہو
خاک ڈالے مرے اعمال پہ وہ گور تلے
بیوفائی احباب وطن پیدا ہو
گرد غم اتنی بھری ہے جو نکالون دل سے
نئی خورشید درخشان کی کرن پیدا ہو
ایسا ڈوبا ہے مرا دل کہ نہ ابھرے ہرگز
زلف کی چین سے آہوے ختن پیدا ہو
اس لطف سے ان غزلون کو شاپور

نے گایا سامنے بیٹھکر آفتاب کے بتایا دونون فرح ہو گئے آفتاب نے موتیون کا مالا گلے سے اوتار کر دیا اقوال نے کنٹھا یاقوت احمر کا کھولا ہاتھ بڑھایا شاپور نثار کا اقوال کے بے اختیار منہ سے نکل گیا ای جان جہان ای روح روان عاشقان میری جانب گردن بڑھاؤ اپنے ہاتھ سے کنٹھا گلے مین پہنا دون یہ دانے یاقوت احمر کے نہیں ہیں بارہ جگر ہیں شاپور نے مسکرا کر طرف آفتاب کے دیکھا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا کہ کنٹھا گلے مین ڈالدون آفتاب کو جلال آیا کہا ای اقوال یہ دربار بادشاہ ہے سر دربار یہ شہدہ پن کیسا خبردار یاقوت گلگون پوش پر نگاہ محبت ڈالنا مین مدت سے اسکو چاہتا ہون اقوال نے کہا میری خود جان جاتی ہے ہاتھ لگاؤ گے تو سزا پاؤ گے آفتاب نے کہا او یاقوت آ میری گود مین بیٹھ جا شاپور نے گنگنا یہ شعر پڑھا شعر غم صیاد فکر باغبان ہے ٭ دو عالم مین ہمارا آشیان ہے ٭ آفتاب نے آنکھ ملا کر اشارہ کیا مین تو تجھپر مرتی ہون اقوال سے مسکرا کر کہا میری تجھپر جان جاتی ہے اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لو اقوال نے قبضے پر ہاتھ ڈالا آفتاب نے گولا سنبھالا اقوال نے کہا دیکھو میان آفتاب شامت نہ آئے یہ جاہ و جلال اپنا کسی بودے کو کھاؤ مین آپکی گیدڑ بھبکیون سے نہیں ڈرونگا مین خود مرد میدان ہون

ہوں آفتاب نے کہا تیری کیا حقیقت ہے دونوں میں تکرار ہو رہی تھی شاپور کھڑے آنکھیں چمکا رہے ہیں
مسکرا رہے ہیں دونوں کو لبھا رہے ہیں کبھی تو آفتاب کے کنے ہیں حب جاہ زور میں چھپکر تھا رہے گھر یاد رنگی
کبھی اقوال سے کہا اس آتشخو آفتاب سے آنکھ نہ ملاؤ میں تو تجھ سے راضی ہوں دونوں اور زیادہ گرما گرم جاتے
ہیں سہیل نے پلٹ کر آفتاب و اقوال میں آنکھیں لڑ گئیں ایک کے ہاتھ میں فولادی گولا ایک نے تیغ برہنہ
کھینچا آفتاب یہ ہمارے سامنے بے ادبی آفتاب نے کہا حضور اقوال کو منع کیجیے میں بادشاہ عالیجاہ
ہوں آفتاب شعلہ خوار لقب ہے یہ جیلخانے کا داروغہ بڑا بے ادب ہے ہماری معشوقہ پر نگاہ ڈالتا ہے ملکہ
سہیل ہاں ہاں کرتی رہیں دونوں اپنے مقام سے دیکھی شاپور دونوں کو گرماتا جاتا ہے کہتا ہے جو جرأت میں
زیادہ ہو میں اوسی سے راضی ہوں کبھی تو کہتا ہے میاں آفتاب صاحب جلال میں کبھی کہتا ہے میاں
اقوال صاحب صاحب کمال ہیں آفتاب کو دعوی سلطنت ہے لئے ہاتھ تلوار کا مارا اقوال نے سحر کو بھڑکایا
آفتاب نے سحر کرکے ہاتھ مارا اقوال کے دو ٹکڑے ہوئے اتنے بڑے جادوگر کا مرنا اندھیرا ہو گیا شاپور
شیر دل تیور کو ماہ عالم افروز کے دیکھ رہا تھا کہ صیقل کو یہ بہ نگاہ محبت دیکھتی ہے اوس اندھیرے میں
جھپٹ کر زبان سے صیقل کے سوزن نکالا کہا شہریار دیکھیے سہیل جوالہ زن نے دیکھا کہ چلے تریاقوت
گلگون پوش نے گرا کر آفتاب نے اقوال کو دو ٹکڑے کیا اتنے صیقل ہوئی سوزن زبان سے نکال دیا آواز
بلند کہا اے شہریار تجھے تم بہتر شاپور شیر دل صیقل نے اوٹھتے اوٹھتے ملکہ انجم ماہ رخسار کو پکارا سہیل
جوالہ زن غصے میں انھی طرف آفتاب شعلہ خوار کے متوجہ ہو کر کہا کیوں او بچا تو نے یہ کیا فساد برپا کیا
اتنے بڑے سردار کو قتل کر ڈالا کچھ ہمارا خیال نہ آیا ارے دیکھ جسپر تو عاشق ہوا وہ عیار ہے صیقل نے اوٹھتے
اوٹھتے قیامت برپا کی آفتاب نے جو پلٹ کر دیکھا میری معشوقہ خنجر کھینچے ہوئے بلو میں صیقل کے کھڑی
ہے کئی جادوگرنیوں کو مارا گھبرا گیا صیقل پر جا پڑا وہی تیغ خون آلود لیکر قریب پہونچا او صیقل نے
اپنی معشوقہ کو لونگا یہ کہکر ہاتھ مارا شاپور نے حباب مارا منھ پر پڑا چرخ کھا کے لڑکھڑایا صیقل نے
اپنی معشوقہ کو لونگا یہ کہکر ہاتھ مارا شاپور کو جا پکڑے شاپور نے حباب مارا منھ پر پڑا چرخ کھا کر لڑکھڑایا
صیقل نے ایک طمانچہ مارا سر اوسکا اڑ گیا آواز آئی کشتی مرا نام من آفتاب شعلہ خوار بود ملکہ ماہ عالم افروز
نے دیکھا صیقل آئینہ دار نے سحر سے زمین ہلا دی جسپر جا پڑا کسی کو طمانچہ مارا آفتاب کی تلوار اوٹھالی

ملک ایرج آن آفتاب منیر	ایرج کی بھی قید کو توڑا ایرج نعرہ کرکے اوٹھا نعرہ ایرج

اگر تیغ بر کوہ خارا زنم	تزلزل فتد در میان قاف	چو تیغ یلی برکشم از غلاف	کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
تیغہ دو دم سکندری نیام انتقام سے لیا ایک پہلو مین ملکہ انجم ماہ رخسار نے			زگاوزمین بیخ او برکنم

پر ملکہ شیشہ مینوش بصد جوش و خروش حفاظت مین شاہزادی کے مصروف ایک سمت سے نیلم زنگی و فیلم زنگی
و عنطر صبا و او جان دریا باری و سام بن غوجان دریا باری میاد عاد شتک بیگ و ازگردن
وغیرہ قید سے رہا ہوکر ساحرونپر جا پڑے لیکن سہیل جوالہ زن جو اپنے مقام سے اوسی قیامت برپا کر رہی
جسپر جا پڑی اوسکو زخمی کیا ایٹ کر ماہ عالم افروز کو دیکھا اور کہا ارے تو بھی دیکھو ہی ہو جا کر دروازے گو گنبد
ویران کے کھولدے کنیزان ساحری کو بلا ان سبکو دیوانہ کرکے پکڑلے ماہ عالم افروز کچھ جواب نہین دیتی
عجب کشمکش پیچ مین ملکہ اسی پیچ مین کہ یہ کیا غضب ہوا معشوق قتل ہوتا ہی حیران و پریشان سحر کرتی ہی
تھم تھم کے کبھی کنیزان سہیل پر کبھی انجم ماہ رخسار پر رہا تھا کی اس باغ مین علمدار چلی صیقل نے لاشون کے
انبار لگادیے انجم سے اتنا تو پلٹ کر کہا کہ آقا سے نامدار سے ہوشیار رہنا وہ ساحر و غیر ساحر کو نہین سمجھتے
نشہ جرات مین مست ہین حقیقت مین زبردست ہین مجمع ساحران مین ایسا نہو دشمن پھر گرفتار ہو جائین
انجم جواب دیتی ہی اے شیر بیشہ جرات جب تک میرے جسم مین جان ہی کیا مجال کہ کوئی اونپر نگاہ دشمنی
ڈال سکے میرا سینہ سپر ہے خدا اوس افسر کو سر سلامت رکھے شاہ بو نے کیا کار نمایان کیا وہ باغ سرسبز
و شاداب نہرین پر آب وقت سحر گل صد برگ آفتاب گلشن چرخ نیلی مین کھل چکا ہی بہار ماہتابان پر خزان
آچکی گل و غنچہ ثوابت و سیارگان مرجھا و شاخ کہکشان سے یہ پھول کملا کے گر چلے وقت زمزمہ پیرائی
عندلیبان چمن تماشا خہا نخل حیات ساحران جو قلم ہوئی بلبلین پرون کے سر پیٹے ہی ہین نہرون مین
خون جوش مارنے لگا چشمون کی آنکھین کور تھین حباب کی عینک لگائی موج نکو پیچ و تاب ہر ایک حوض
مین تلاطم طایرون کے رنگ اڑے اور ہوئی قمریان کو کو بھولین ہر سرو چمن بصورت آہ تھا حال باغ کا تباہ تھا
چمنستان پامال بہار باغ پر زوال چشم زدن مین انقلاب ہوا زلف سنبل کو پیچ و تاب تھا نرگس کی
آنکھونپر ورم طفلان غنچہ بیدم درخت کو شاخین بار تھین بد حیان آہ آتشناک کی بلبلون کے گلے کا ہار
تھین لیکن سہیل جوالہ زن سحر کرتی ہوئی پہلا تو اپنے انجم ماہ رخسار کو زخمی کیا انجم کا ستارہ گردش مین
آیا شیشہ مینوش کو بھی زخمی کیا ایک گولا اوٹھا کر زمین پر مارا زمین تھرائی جا بجا سے شق ہوئی غار
مثل زمین اژدر پیدا ہوئے ساران ایچ تھر تھرا کر ان غارون مین گرے ایچ کے پانون زمین نے

تھام لیے سپر نے لیتیا پانی نہ کی تلوار قبضے سے نکل گئی جوہر جرات میں فرق آیا خم کمان زنجیر سلسل بنگیا تیر ترکش سے نکلکر بھاگے خوف سحر سہیل سے گوشو نمین جا جا کر چھپے سنانہا نیزہ آہ جانستان کبھی بن شکل جسم مدقوق کانپی تھیں خنجر بیدم تلواروں میں خم ہنگامۂ عظیم برپا ہی سہیل جوالہ زن نے قصد کیا صیقل آئینہ دار پر جا پڑوں صیقل سے خوب خوب سحر ہوئے سحر آخر میں سہیل جوالہ زن غالب آئی کار دستحر شانز پر صیقل کے بڑی شانہ صیقل کا زخمی ہوا زخم کھا کر گولہ مارا سہیل جوالہ زن نے اس گولی کو روک لیا اپنا خون اسپر مل الکر اسی دم میں گولہ مارا صیقل نے کاٹا اوس گولے سے برق نکلی وہ سر پر پڑی سراسر مرا اس افسر کا زخمی ہوا چرخ ایا زمین پر گرا سہیل جوالہ زن خیمہ بلکہ ڈکر یہ کہتی دوڑی کیون سر کشو سحر بالت دو دیکھا کنیزونکو بھی آواز دی ان سبھو نکا سر کاٹ لو ملازمان ایرج ہمزبان صیقل ما بیان فوج انجم کنیز شیشہ مینوش سب زمین پر پڑی تڑپ ہی ہین کنیزون نے قتل کرنا شروع کرنا شروع کیا جب کوئی کنیز طرف ایرج کے جاتی ہے سب سرداران ایرج سینہ سپر کر کے اپنی جان دیتے ہین اپنے آقا کو بچا لیتے ہین اوسوقت ایک عجب شور بلند ہوا ہر خرد و کلان درد مند سہیل شیشے میں طرف ماہ عالم افروز کے بیلی کہا کیون اگ گیسو بریدہ تو کھڑی دیکھا کی اب بھی جا کر دروازہ گنبد دیوان کا نہیں کھولتی میرے سحر کو توڑ دیکھا ہین کیا تیرے بھروسے پر سلطنت کرتی تھی دو چار ہزار جادوگر جو سحر سے سہیل کے محفوظ رہے ہین وہ اب لڑائی میں مصروف ہین ہر چند کہ سہیل پر انکا سحر تاثیر نہیں کرتا لیکن جان دینے پر آمادہ ہین جس طرح شمع پر پروانہ گرتے ہین اسطرح اپنے افسرون کے گرد پھرتے ہین کوئی بڑھکر ایرج کو بچاتا ہی کوئی جھپٹ کر قریب صیقل آتا ہی بعض آواز دیتے ہین ای شیر بیشۂ جرات ہوشیار ہو جیسے اپنے کو سنبھالے صیقل کی آنکھون میں اندھیرا آیا سر پر زخم کاری کھایا شانہ بھی نشانہ ہوا تحریر تھین سہیل کے بتلا سا دو رنگے کہنے سے مراد تھا یا ماہ عالم افروز سے نگاہ مل گئی یاس سے نگاہ ملا کر ایک آہ کی بیتابی میں یہ اشعار زبان سے نکل گئے **نظم**

محرمے کو تا بگویم قصۂ آن مکارہ چیست
در جنون رسوا شدم تحریم من بیچارہ چیست
در دل گل گر ندارد نالۂ بلبل اثر
ہر دم از تیغ نگہ مائل بآن بیچارہ چیست

باعث چندین ستم بر خانمان آوارہ چیست
گر نہ باشد ذوق معشوقی دعا عاشق بیچارہ چیست
در چمن این سرخی رخسار جیب پارہ چیست

میر باید جذبۂ عشق تو دل از کعبہ
خوبرویان را بکو عاشق نظارہ چیست
گر نہ ترک ناز او لب تشنۂ خون محنتی چیست

ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان تم سے چھوٹتے ہین اپنی غربت پر رو دیتے
ہین گرفتار طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہو کر جان دی دامن وصل تک تمہارے ہاتھ نہ پہونچا کیا تیرے

خال کی صفت کرتی تھی بقول شاعر نظم

رخسار تو آئینہ روشن گہر است	خوشبوی تر از نکہت گل پیرہن است	تا رگ گل جعدہ را چمن بست است
موقوف بآئین صبح وطن است	روشن گر صبح آئینہ دار بدن است	در شام غم خویش پریشان شدہ عالم
ہر نیکہ نیاید بدہن ہا سخن ماست	از صاف دلان فیض طلب کن دل شب	یک نافہ آہوے خطا و ختن ست
این فتنہ و آشوب کہ در انجمن است	ہر قیلکہ بود در رو زبانہا سخن است	تا غنچہ نگردد نشود صبح حرام
	خضر رہ گم گشتہ عشاق جہان است	آن خال کہ سر چشمہ چاہ ذقن است

اس حسرت سے یہ اشعار آبدار صیقل آئینہ دار نے ماہ عالم افروز سے آنکھ ملا کر پڑھے عاشق تو ہو ہی
چکی تھی کلیجہ پھٹ گیا یا تو آغاز و انجام سوچ رہی تھی یا بیقرار ہو کر یہ کہنے لگی ای سہیل جوالہ زن
گھبراؤ مین ابھی قیامت برپا کرتی ہوں صیقل آئینہ دار نے دیکھا کہ ماہ عالم افروز برق بنکر آسمان پر چمکی
بعد چشم زدن پھر زمین پر گرتے گرتے یہ آواز دی ای کنیزان سامری جلد حاضر ہو ایرج و شاپور وغیرہ نے
دیکھا وہی تیلیان جنہوں نے آکر سامنے گنبد ویران کے سبکو بیہوش کر دیا تھا وہ تڑپکے زمین پر آئین ماہ عالم افروز
کے نگاہ ملا کر پوچھا کیوں حضور آپ کا دشمن کون ہے ماہ عالم افروز نے بالاعلان پکار کر آواز دی
سہیل جوالہ زن کو لینا اور یہ جوان شیر دل جو زخمی پڑا ہے جلد اسکو سنبھالو ایک تیلی جھپٹ کر قریب صیقل
آئی بازو تھام کر سر پر دست شفقت پھیرا زخم نے اندمال پایا خون جو سر سے بہ رہا تھا موقوف ہو گیا
صیقل آئینہ دار جھومکر اٹھا چند تیلیوں نے جا کر ایرج نوجوان کو سنبھالا ملکہ ماہ عالم افروز نے
ظاہر مین سحر کرنا شروع کیا جسپر جا پڑی کسی پر تیوری ڈالے کسیکو بنگاہ قہر و غضب دیکھا کوئی جل گیا کسیکے
جسم سے چنگاریان نکلیں کسیکو طمانچہ مارا سرداران ایرج پر باران سحر برسا دیا جس سردار پر قطرہ پڑا ہوشیار
ہوا اٹھتے ہی تلوار پکڑکے جا پڑا ملکہ انجم کے ہوش و حواس درست ہوے ساتھ والے بھی چالاک و چست ہوگئے
ملکہ انجم ماہر خسار نے جو دیکھا صیقل آئینہ دار بعد قہر و غضب تیغ برق مثال کھینچکر جا پڑا اون تیلیون نے ہزار
کنیزان سہیل کو چیر کر پھینک دیا سہیل نے جو یہ انقلاب دیکھا چیخنے لگی ماہ عالم افروز کو للکارا کہ او چھوکری
یہ تو نے کیا کیا ماہ عالم افروز نے کہا کمبخت تجھکو یہ ترجمہ احکام سامری دیا تو نے مجھکو شعبدہ باز بنایا دیکھا
تو نے خداے نادیدہ کیسا زبردست ہے اقوال کو آفتاب نے مارا آفتاب ہاتھ سے صیقل کے داخل
جہنم ہوا دیکھیے ملعونہ اقبال نبیرہ صاحبقران سے چند ساعت مین تیرا لشکر درہم و برہم ہوا اب اپنی
جان بچانیکی تدبیر کر مثل کنیزی نبیرہ صاحبقران کی اختیار کی یو نے دوست خداوں کو چھوڑ اطلسم

ہوشربا کی خبرین سنتے ہین بہار جادو ہمشیرہ حیرت شریک طلسم کشا ہو گئی وہ کیسی عقیل و فہیم تعلیم یافتہ از
حیات جادو نور افشان ایسا مرد ضعیف نحیف جسنے آنکھیں سامری و جمشید کی دیکھیں ان کے
ہونے دوسے خداؤن کو چھوڑا خدای نادیدہ کی اطاعت کی مجھکو بھی آج دل سے نفرت ہوئی انسان
کو واجب و لازم ہے اپنے انجام کی فکر کرے دنیا حباب لب دریا ہے اسکا اعتبار کیا ہے ملک عدم جسکو
ملک بقا کہتے ہین جو گیا وہ پھر نہ آیا کوئی تو ایسی لذت ملی کہ اس منزل فرح افزا کا نام لیا شکر ہے کہ مذہب
حقیقت کا مجھکو اعتقاد ہوا سہیل جوالہ زن یہ سنکر کانپ گئی غصے مین تیلیون پر سحر کرنے لگی کہا بھلا بی
ماہ عالم افروز صاحب ہم سمجھ گئے تم صیقل پر عاشق ہوئین دھگڑے کی محبت مین دین و مذہب کا خیال
نہ رہا یہ کنیزان سامری کیا ہین دیکھو سبکو مٹاتی ہون یہ کہکر پٹلی جھولی سے ایک نشتر نکالا پیشانی کا
خون چلو مین لیا ایک تیلی جھپٹ کر اسکے جلانے آئی سہیل نے وہی خون پھینک مارا دیکھا تیلی جلکر خاک
ہوئی اس طرح اپنے تیلیونکو مٹایا کسی کو جلایا کسیکو تلوار سے مارا کسی پر گولہ مار دیا چالیس تیلیان قتل ہوئین
صدائے گیر و دار بلند آسمان سے صدائے مہیب آتی تھی زمین باغ تھرائی تھی ہر ایک کہتا آج کا دن
نمونہ روز قیامت ہے دیکھیے کیونکر بچتے ہین سہیل جوالہ زن چیخ مارتی ہے برق جہندہ ہے جسپر جا پڑی
اوسکی پلک جھپکی اسنے چیر کر پھینک دیا جب چالیس تیلیان جل گئین اور پھر لشکر ایرج کا اپنے وہی
حال کیا صیقل کو پھر دوبارہ زخمی کیا انجم ماہ رخسار بھی لڑکھڑا کر گری سرداران ایرج غیر ساحر سر
ٹکراتے پھرتے ہین تاثیر سحر سہیل سے منھ کے بل گرتے ہین اب ماہ عالم افروز پہ سحر کرتی ہوئی چلی
دونون مین خوب سحر ہوے کہ زمین باغ تھرا گئی سہیل جوالہ زن ہر مرتبہ چاہتی ہے صیقل کے [illegible] کا
سرکاٹ لون یا ایرج کو قتل کرون ماہ عالم افروز نے بھی آگ برسا دی ہے جب چمکی ضو سے اسکی کنیزان
سہیل نابینا ہو گئین جب گولا مارا کئی سر کے سر پھٹ گئے کبھی جھولی سے ہاتھ ڈالکر سینگیں نکالین
سینگ کی اوسی کا تیر مارا کئی سے کلیجے کو پار کر وہ تیر نکل گیا وہی تیر سہیل نے ہاتھ چمکایا برق گری تیر
کو جلایا کمان کو کاٹا ماہ عالم افروز کے ہاتھ سے کمان گری سہیل نے زمین پر ایک دو ہتڑ
مارا دیکھا زمین شق ہوئی ایک جوان اژدر سوار پیدا ہوا سہیل نے آواز دی ای اژدر سوار ماہ
عالم افروز کو کھالے اژدہے کو زور دے وہ سوار بڑھا ماہ عالم افروز نے آواز دی سہیل
نے سحر سازی و دغابازی ہمارے ساتھ یہ کہکر موئے زلف پر ہاتھ ڈالا ایک تار توڑ کر سحر کیا مار سیاہ

بنکر تیار ہوا اوس کوڑے کو ہاتھ مین لیکر اژدر سوار پر پھینک مارا مار سیاہ نے سامنے اژدر کے زہر اگلا
آنکھ ملائی اژدر نے چیخ ماری جسم سے اژدر کے آگ نکلی جلنے لگا وہ جوان جو اژدر پر سوار تھا آتش سحر
کی تاب نہ لاسکا پشت اژدر سے کود پڑا ماہ عالم افروز نے دوسرا تار زلف عنبرین کا توڑ کر
مار سیاہ بنایا اژدر سوار پر پھینکا اوس مار سیاہ نے ایک پھنکار ماری اژدر سوار کا سر پھٹ گیا پانی
ہوکر بہ گیا خاک کا ڈھیر تھا آندھی سیاہ اوٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من اژدر سوار جادو تھا سہیل
جوالہ زن نے جو یہ آفت دیکھی غصے مین آئی دونون پیر مار کر غرق زمین ہوئی ماہ عالم افروز
نے نعرہ کیا مکارہ کہان جاتی ہے کسیکو ثابت نہ ہوا کہ سہیل جوالہ زن کہان گئی بعد چند ساعت
زمین سے نکلی ایک نیمچہ ہلالی ہاتھ مین مثل شعلہ جوالہ چمک کر ماہ عالم افروز پر جا پڑی للکار کر کہا یہ
سحر توڑ دو کو اب تو ہمکو توڑو ماہ عالم افروز بھی نیمچہ کھینچکر جا پڑی دونون مین خوب نیمچہ چلا سپر کا سحر کے
ٹکڑے اوڑ گئے پھول سپر کے کمہلائے دونون نے سپرین پھینک دین سحر کرتے کرتے مست ہو گئین
سہیل جوالہ زن نے نیمچے کے سایے مین ماہ عالم افروز کو نیا آواز دی خبردار ہوجا اس وار سے
نہ بچیگی یہ نیمچہ سحر و ساحری ہے اسکے جوہرون مین تاثیر بھری ہے یہ کہکر نیمچہ مارا ماہ عالم افروز نے سپر سحر کو
جوہر کی پناہ کیا وہ نیمچہ سحر نور کا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے نیمچہ جھک کر سر پر لگا سر ماہ عالم افروز کا سر
زخمی ہوا بمشکل ماہ عالم افروز نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا چادر خون کی بلبلا کر چہرہ پرنور پر آئی
ادھر تو سر ماہ عالم افروز زخمی ہوا سہیل جوالہ زن نے چیخ ماری آواز دی اری گلرو کیا مر گئی جلد
آکر اپنا رنگ جما دے ماہ عالم افروز زخم سر باندھ رہی ہے جاتی ہے بجرات پھر لڑون یہ تو عرض کر چکا
کہ صیقل آئینہ دار مجبور و ناچار انجم ماہر خسار زعفران ریج وغیرہ سحر مین گرفتار کسی مین حس و
حرکت باقی نہین ہے ملکہ ماہ عالم افروز کی جان بچا رہی تھی دو ہزار کنیزین بھی اسکی وقت نصرت کے
ہوئین مصاحبون نے بھی انکے جانبازی کی کنیزون نے جو اپنے مالک کو زخمی دیکھا سحر کرتی ہوئین
قریب آئین اپنے مالک کو سنبھالا ماہ عالم افروز نے گھبرا کر کہا صاحبو مجھے کچھ نہ ہوسکا حسرت ارمان
لیکر دنیا سے چلے سہیل جوہری قیامت کی ساحرہ ہے اب تم سب اپنے کو بچاؤ اوس نے گلرو کو آواز دی ہے
وہ بھی تعجیل آیا چاہتی ہے مراد دل کی مین سمجھ گئی دیوانہ کرکے قتل کریگی سبکے خون سے پھر بھرین ہاتھ
بھر گئی افسوس صد ہزار افسوس دیکھو بیچارہ صیقل آئینہ دار قتل ہوتا ہے تقدیر ہی میری بری ہے

اب کیا تدبیر کیجا وے قلب پر ہجوم غم وملال ہین یہ اشعار ہمارے حسب حال ہین **نظم**

مرگئے افسوس ای بلبل نکیون سر توڑ کر
حکم ہو لادون فلک سے یار اختر توڑ کر
بعد مردن ہو گئے صیاد کچھ الطاف بھی
ریخ بلبل کو ندے گلچین گل تر توڑ کر
سخت جانی کا بُرا ہو یار کو فصد دیسے
حیرتی فصاد ہین نشتر پہ نشتر توڑ کر

کر دیا قید قفس صیاد نے پر توڑ کر
خون کا قطرہ نہ نکلا خشک تھا سارا بدن
قبر پر بلبل کی رکھدینا گل تر توڑ کر
دیکھتا رو مصفا کی جو تیرے روشنی
باندھکر شمشیر آتے ہین وہ خنجر توڑ کر
اوسکے کوچے تک رسائی کسطرح ای نسیم

کیون مکدر ہو کہو کیا شی تمھین بلقیس سے
منفعل کیا کیا ہوا فصاد نشتر توڑ کر
خستہ جانو پر نہ ایسا ظلم کرنا چاہیے
پھینک دیتا یار آئینہ سکندر توڑ کر
ایکقطرہ خون کا نکلا نہ جسم خشک سے
کوئی مڑ سکتا نہین جو مقدر توڑ کر

اسطرح بلک کر یہ اشعار عبرت آثار پڑھے مصاحبین رونے لگین کہا حضور آپکی حسرت پر کلیجہ بیٹھتا ہی آپ نے انجام نہ سمجھا اتنی بڑی ساحرہ سے مقابلہ کیا غالب آئین جنکے واسطے یہ جستجو کی وہ بھی سب بیکار ہوئی مشہور تھا کہ یہ لوگ جان جاتے ہین لڑائی فتح کرتے ہین ظاہر مین جرات کے دم بھرتے ہین کچھ بھی نہوسکا دیکھیے سب بیکار مجبور ناچار زمعمار حیران وپریشان مضطر ودلگیر کھڑے ہین کوئی گر پڑا کوئی جھوم رہا ہی لیکن صیقل آئینہ دار کیا بہادر ہی اتنا زخمی ہوا اب بھی قبضہ شمشیر چوم رہا ہی لیکن سحر نے سہیل کے مبہوت کر دیا نہین معلوم وہ نگوڑا عیار کہان گیا کسی کی شکل بنکر چلا آیا فساد برپا کرکے بھاگ گیا یہ ذکر تھا کہ سہیل ایک شاخ نخل کو پکڑ ہلایا گلرو گلرو کہکر پکارا شاخ نخل سے ایک جوان نکلا نازنین گلگون پوش کو دیکھا گلدستہ ہاتھ مین ہنستی ہوئی ظاہر ہوئی سہیل سے کہا ملکہ عالم نے سالہا سال ہماری خدمت کی کیا ارشاد ہوتا ہی یہ باغی کون لوگ ہین ابھی سبکو دیوانہ کر دون لاشہ ہاے باغبان باغ وچمن بھر دون حال دل تو کہیے سہیل نے کہا ای گلرو وہ رفیق کامل ہماری فاقت مین مارے گئے آفتاب شعلہ خوار وانول نامدار آپس مین لڑے کمبختون نے جان ہی کوئی مراد حاصل نہوئی بی ملکہ ماہ عالم افروز بادی ملک کے دربار مین انکو لینا یہ سب دشمن سامنے موجود ہین یہ کہتے ہی گلرو بصد جستجو گلدستہ ہاتھ مین لیکر پڑھی رقص کرتی ہوئی چلی جس طرف سے گذری بو بھولونکی دماغ مین پہونچی مست ہو کر اشعار عاشقانہ ہر شخص پڑھنے لگا کسی نے اپنا گلا آپ کاٹ لیا کسی نے تلوار کھینچی کوئی سر پھوڑتا تھا ملکہ انجم ماہ رخسار بت اپنے کو بچا رہی تھی جیسے ہی بو پھولونکی دماغ مین پہونچی قہقہہ مار کر ہنسی بیقراری مین ضبط نہو سکا مثل غنچہ گل مسکرائی شگفتہ ہو کر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگی **نظم**

جسطرح آہو نہ آئی دشت ایجان چھوڑکر
جا نہین سکتا پریشان کو پریشان چھوڑکر
جیتے جی اسلام مین آیا ہی عشق ہمسی محال
کس طرح جاوی مرا حال پریشان چھوڑکر
مجھے اب سنتی مین عریانی کی آئی دشت جنون
چاک کر سب پیرہن لیکن گریبان چھوڑکر
اتحاد تا قیامت ہی فراق اسکو محال
کیسی بلبل بھی کہ جاتی ہی گلستان چھوڑکر
ربط باہم مثل روح و تن ہی کیونکر جائیگے
ای لحد ہم آئی ہین دنیا کا سامان چھوڑکر
دونون تیری جستجو مین پھرتے ہین دنیا
بیکسی جاتی نہین گور غریبان چھوڑکر

جا نہین سکتا ہی دیوانہ بیابان چھوڑکر
تنگ خاطر رحم کے قابل ہی چند یاسبان
کیجیے یاد صنم آیات قرآن چھوڑکر
مرتبہ بہتر ہی کچھ آغاز سے انجام کا
کیون مذمت توڑ دی تار گریبان چھوڑکر
کچھ دنون نہین خاک ہو کر خاک مین ملجاؤنگا
جائیگی حسرت کہان گور غریبان چھوڑکر
نام بھی لیتا نہین کوئی کسیکا بعد مرگ
صبح ماتم دامن شام غریبان چھوڑکر
وصل کامل کی جدائی فکر ناحق ہی محال
دیر ہندو چھوڑکر کعبہ مسلمان چھوڑکر
صبح اوسکے لیے رہتے ہو عاشق ای نسیم

غیر ممکن ہی کہ مجھسے ترک عشق زلف ہو
مین بھی آیا ہون زنخدان مین بیابان چھوڑکر
رہتے رہتے بیکسی کو بھی محبت ہو گئی
ہاتھ دامن کیطرف دوڑا گریبان چھوڑکر
دیکھنے کو کچھ نشان رہنے دے ای جوش جنون
کب بھلا جاتا ہون نہین اب کوئی زندان چھوڑکر
داغ تیرے لطف یاد آئینگے ایجان جیتے جی
منفعل کیسی ہوئی ہی جسم کو جان چھوڑکر
میہمان ہین کچھ تو خاطر کر کہ تیر دل سے
بخیہ کیا جائیگا پیوند گریبان چھوڑکر
بعد مردن بھی وحشی ہم کا پاس ہے
وہ کہان جائیگا مستانہ ماہ کنعان چھوڑکر

کل ہمراہیان ملکہ انجم صیقل و ملکہ ماہ عالم افروز صورت دیکھکر گلرو کی دیوانی ہو گئے صاف ظاہر تھا کہ معشوق پر بلبلیں نگاہ ڈالی نالان و زار ہین سب بیخود اپنے حال مین بیقرار ہین اوسوقت سہیل جم الزن نے آواز دی سیان صیقل و ای ماہ عالم افروز اپنے کو بچاؤ دیوانی کیون ہو گئی ہو کیون گریبان پھاڑتی ہو اوس گلرو ان سبکو حکم دے اپنے کو ہلاک کرین جلد قصہ پاک کرین تجھکو تکلیف دیتی ہو باغ کو سنسان کرکے آتی ہے اپنا رنگ جما کر چلی جا تیرے ہوا ای وصل مین سب دیوانے ہوئے خود کہتے ہین ہم جان دینگے جلد دریائے خون بہے ایک ان مین سے زندہ نہ بچے عالم کے ساتھ یہ بے ادبی کی اپنے خدا سے نا دیدہ کو پکارین یہ جو سہیل نے کہا وہ گلرو نالے کے بیچ مین کھڑی ہو گئی نیمچہ کھینچکر اپنے گلے پر رکھا پکار کر آواز دی ای عاشقان صادق اگر میرے عاشق ہو تلوارین کھینچو مین تیر جان دیتی ہون معشوق کا ساتھ دو سب نے تلوارین کھینچکر اپنے گلے پر رکھ لین اب گلرو کے گلا کاٹنے کی دیر ہے سہیل جم الزن ایک نخل کے سایے مین کھڑی ہوئی سحر کو زور دے رہی ہی ماہ عالم افروز نے بہت بہت اپنے کو سنبھالا بوے گل نے مست کر دیا اسنے بھی نیمچہ کھینچا پکار اوٹھی افسوس صد ہزار افسوس کس باغ پر خزان آئی تقدیر نے

کیا رنگ دکھایا باغ عالم مین آکر بھولے نہ پھلے مثل بوئے گل حسرت لیکر یہ وہ دنیا سے چلے اوس وقت ایک
عجب ہنگامہ تھا دیوانون کا غل مچا تھا تلوارین چمکاتا سہیل جوالہ زن کے گرد کنیزین کھڑی ہین ایک
کنیز گھبرائی ہوئی قریب آئی کہا اے ملکہ عالم کیا کہتا باغ سحر کا رنگ دکھایا سب باغیونکو دیوانہ بنایا لیکن
اپنی جان بچائیے دیکھیے صیقل ہوش مین ہے تلوار چمکاتا ہے ابھی سرکشی دکھاتا ہے سہیل نے کہا شمشاد تو بھی
دیوانی ہوئی ہے مین مثل افراسیاب کے نادان نہین ہون سنا کہ لاکھون جادوگر اونکے مارے گئے باغیون کو
پامال نہین کرتے ہین بی بہار کے حسن ظاہری پر مرتے ہین دیکھ ابھی سب جان دینگے کنیز نے کہا دیکھیے
صیقل آتا ہے تلوار چمکاتا ہے آپکو کلمہ سخت کہا بڑا ساحر زبردست ہے وہ تو قریب آپ پہونچا غفلت کیجیے
اسکو بھی دیوانہ بنائیے سہیل جوالہ زن پلٹی منھ پھیرنا تھا کہ بجلی چمکی شمشاد نے اکڑ کر حلقے کمند کے
گلے مین ڈالدیے نعرہ کیا او قحبہ کہان جاتی ہے منم مہتر شاپور شیر دل پیدا کرنیوالے کو تشفع دیتی ہے ذرا
سحر کرکے ایسی بھولی پیدا کرنے والے کو بھولی دیکھ ملک الموت آگیا سہیل نے چاہا پڑھے زبان ہلانا دشوار
ہے سارا سحر بیکار ہوا شاپور گھبرایا ہوا تھا ایک ہاتھ سے حلقہ کمند کا گلے مین ڈالا دوسرے ہاتھ سے
لپٹ کر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک سہیل جوالہ زن چیخ مار کر گری شاپور نے سر کاٹ ڈالا ایک
شعلہ بھڑک کر گلدو پر گرا وہ بھی مثل سرو چراغان جلنے لگی آندھی سیاہ اوٹھی صدائین مہیب آئین
دیوارین باغ کی تھرائین صیقل وغیرہ کو ہوش آیا ایرج نوجوان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ ماہ
عالم افروز نے نعرہ کیا اے عیار طرار مرحبا صد مرحبا کیا کار نمایان کیا میدان اس ملعونہ کا مارا ایک
جانب سے صیقل نے سحر کیا ملکہ انجم ماہ رخسار چمک کر اوٹھی سحر کرنے لگی ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا
جادوگرون کو جان بچانا مشکل کردیا بعد عرصۂ دراز روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من
سہیل جوالہ زن بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم چادر ہٹنے لگی ساحران
قلعہ آفتاب نما و ساکنان دیر برزادان نے امان مانگی ماہ عالم افروز نے سبکو اپنی پشت پر
یا سامنے ایرج نوجوان کے لیکر آئی عرض کی اے شہریار سب عذر کرتے ہین سر کسی انکی [illegible]
صیقل نے بھی سحر کرنا موقوف کیا سب ساحر مطیع الاسلام ہوئے ماہ عالم افروز نے عرض کی
قلعہ آفتاب نما کو چلکر اپنے قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمائیے سب آپکی قدمبوسی کے
مشتاق ہین ایرج نوجوان بپشت مرکب پر سوار ہوئے صیقل آئینہ دار و ملکہ انجم ماہ رخسار

و ملکہ شیشہ می نوش کو تخت پر سوار کیا ماہ عالم افروز نے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا نوبت نقارے بجاتے ہوے داخل قلعۂ آفتاب نما ہوے دارالامارۂ شاہی میں پہونچے ملکہ شیشہ می نوش تخت پر جلوہ فرما ہوئیں اہالیان شہر حاضر ہوے ایرج نوجوان نے عہدے تقسیم کیے گزوسکہ نام پر سعد بن قباد شاہ لشکر اسلام کے جاری کیا قصد ہوا کہ صیقل کی شادی کریں صیقل نے عرض کی ابھی زیادہ امید ہے لیکن شادی کرنے میں ابھی بعید ہے جب حضور اسی طرح لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم ہوشربا پہونچیں جامع المتفرقین پردۂ حجاب میان سے اوٹھائے ہمراہ بران شمشیر زن حضور کی شادی ہو تب غلام کی بھی خانہ آبادی ہو یہ بھی ایک کنیز سر فروش ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہیگی نام بران شمشیر زن سنکر ایرج نوجوان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے فرمایا ای برادر اپنے بخت واژگون و طالع نگون سے یہ امید نہیں ہے کہ وصل سے اوس محبوب جانی دیار جاودانی کے شاد ہوں دیکھوں تقدیر کیا دکھاتی ہے رسائی تا بہ طلسم ہوش ربا مشکل ہوگئی ماہ عالم افروز نے جو یہ ذکر سنا کہا حضور راہ طلسم ہوش ربا میں بڑے بڑے کانٹے ہیں کنیز بھی رہبری کریگی لیکن پہونچنا بہت دشوار ہے ایرج نے کہا رہبر کامل پر ورے ایک ہفتے بھر اوسی مقام پر مقام رہا بعد ہفتے کے بڑے جاہ و حشم سے بطرف طلسم ہوش ربا کے کوچ ہوا وقت پا ذکا پھر ذکر تحریر ہو گا انکو راہ میں چھوڑ

دو کلمہ داستان رنگین و فصاحت آئین حال حیران ما آل افراسیاب و ملکہ مہرخ و ذکر آمد مواج بن گرداب آدمخوار و کیفیت ملکہ شعلہ حسن کنیز بران و یاقوت جادو وزیرزادی ملکہ حیرت انکا مقابلہ زبانی شعلہ حسن خبر ہونا لشکر اسلام میں آمد مواج کی و فرداً فرداً روانہ ہونا عیاروں کا و عیاری خواجہ عمرو و دیگر حالات متعلق داستان پا قلینامہ مصنف

نکر ساقی بے خبر بے رحمی
کہ مواج آتا ہے بھر مد د
تم نکر طبع رسا کو ہے جوش
پے چند ساعت ہو یہ شور و شر
تجھے ایک ساغر پہ یہ ناز ہے
لکھوں داستان حالات شعلہ

دکھا دے مجھے آج دریا دلی
تلاطم ہے میخانے میں سر بسر
وہ مے دے کہ سالم رہیں عقل و ہوش
نہ مینا نہ ساغر کا مشتاق ہوں
ابھی سوز ہے اور کبھی ساز ہے
کہیں شعلہ حسن گرمی دکھائے

چلے کشتی مے بعد سشد و مد
ہے دریاے سحر دان جوش کہ
گلابی اوٹھا ساقی سیمبر
فقط وصل دلبر کا مشتاق ہوں
پلا جلد جام مے خوشگوار
کہیں رنگ یاقوت اپنا جمائے

کہیں ذکر برق سبک خیز ہو
طرارے بھرے پھر کمیت قلم
مری طبع دریاے قہار ہے
خزانے لٹاتی ہے طبع رسا
ہر اک دائرہ رشک گرداب ہے
ہزاروں ہیں جسمیں دُرِ بے بہا
خزانہ سخن کا لٹاتا ہوں میں
ہمیشہ سے تو حیرت جاں لا کر
دیا جام ساقی خود کام نے

کہیں فکر ضرغام کی تیز ہو
اگر بحر طبع رواں کو ہو جوش
تو یہ کلک موج گہر بار ہے
مسلسل ہر اک سطر ہے موجزن
یم فکر دریاے نایاب ہے
کہاں ہیں در نظم کے جوہری
عجب قصہ نو سناتا ہوں میں
دکھا آج اپنی سبک خیزیاں
مضامیں نو آگئے سامنے

عمرو کی جو چالاکیاں ہوں رقم
مری فکر عالی دکھا دے خروش
ہر اک حرف ہے گوہر بے بہا
دیا زلف محبوب شیریں سخن
وہ بحر رواں ہے یہ طبع رسا
کہ ہر اس جواہر کے ہیں مشتری
لگے تو ہیں کلک فرخندہ پے
چھلاوے کی چلنے میں ہوں تیزیاں
پیرہ شناوران قلزم معانی میں

حیرت آگین ملاحان کشتی دریاے فصاحت آہن گرداب محیط سخنوری میں یوں شناوری کرتے ہیں نظم مصنف

خداوند اخبار حیرت رقم
چنین می نگارند این داستان

جو بعض حالات اندوہ و غم
سابق میں تحریر ہوا کہ افراسیاب

خبر دادہ از راوی راستان
شکست کھا کر داخل باغ سیب ہوا

آفات جہاں دست یہ کہکر رخصت ہوئی کہ میں اپنے شوہر نیرنگ جادو کو فوج کوہ زبرجدی پر براے تسخیر قلعہ جات روانہ کرونگی افراسیاب تردد میں تھا کہ طایران سحر نے خبر پہونچائی کہ مواج بن گرداب آدم خوار وزیر شہنشاہ نیلم کوہ نیلم سے چالیس لاکھ فوج ہمراہ لیکر ادھر آیا مشتاق ہے کہ آکر مسلمانوں کو ڈبو دے افراسیاب نے حیرت کو حکم دیا مواج کا نام سنکر جوش میں آیا کہا ملکہ تم لشکر لیکر مقابلہ مسلمانان میں جاؤ لیکن لڑائی کا رنگ دیا دلی پر مواج کی رہے جس طرح چاہے لڑے تم کسی مقدمے میں اسکے دخل نہ دینا حیرت جادو با لشکر گران مقابلہ مسلمانان میں آکر اوتری ملکہ مہرخ سمجھیں جسطرح ہمیشہ مقابلے میں آتی ہے اوسیطرح اب بھی لشکر لیکر ملکہ حیرت آئی ہے عمرو نے کہا ظاہر معلوم ہوتا ہے افراسیاب جو کہا کرتا تھا کہ آفات دماہیان لڑینگی اب اس طرح مقابلہ ہوگا ملکہ لعل سخندان کل امورات کی واقف کار ہے اونسے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اس بات سے مطمئن رہیے کہ کبھی افراسیاب و آفات دماہیان ایک مقام پر ہو کے نہ لڑینگے کتب خانہ سامری جیسا ہمارے خزانے میں تھا کسی ملک میں نہیں ہے اکثر افراسیاب نے ہمارے بیان سے کتابیں منگائیں

مین نذ وہ کتاب کہ جو خاص سامری و جمشید کے ہاتھ کا مسودہ کیا ہوا ہو اکثر جا بجا سے مشکوک
بھی ہی خاص اوس کتاب کو دیکھا سامری و جمشید تو بڑے کامل و اکمل تھے اون نذ کا حال تو صاف
صاف لکھ گئے ہین مینے یہ مضمون خود پڑھا کہ بعد افتاد پڑنے حجرۂ بابائے نجم کے کچھ آفت اہالیان کوہ
نیلم پر بھی آئیگی اور بے لڑے بھڑے شہنشاہ نیلم بھی مارا جائیگا بنام افراسیاب صاف صاف ہدایت
ہی کہ خود نہ کبھی لڑے اور نہ بہت جلد زوال دولت ہوگا ذرا خبر دریافت کرلیجیے کہ حیرت کس
بھروسے پر آئی ہی جو مدد پر ہمدم حاضر تھے اونھون نے عرض کی ہمنے دریافت کیا مشہور ہی نیرنگ جادو
شوہر آفات چہار دست کوہ زمردی سے فوج بیحساب لیکر اوترا ہی حیرت جادو وہان جائیگی
وہ قلعہ جات پر جنگ کریگا اوسکے سحر پر اترانا ہے اور حقیقت مین وہ ایسا ہی ہی کہ موت اوسکی آپ
لوگون کے ہاتھ سے نہین ہے ملحوظ خاطر رہے کہ اسوقت کل عیار دربار مین موجود ہین اپنی اپنی عقل کے
موافق سبنے جواب با خواجہ عمرو نے فرمایا جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا تردد کیا ہی اگر حیرت جادو
دو چار روز طبل جنگی نہ بجوائے باغبان قدرت نے ایک ہفتے کی مہلت لی ہی اطراف بارگاہ کا
لدے جلد طلسم کشا کو ساتھ لیکر طرف دریاے نیل کے کوچ کیجیے لڑتے بھڑتے چلیے دیکھیں پردۂ
غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہان دربار مین یہ ذکر ہے لیکن ملکہ حیرت جادو نے کسی سے آمد مواج
کا ذکر نہین کیا ایک نامہ لکھا بنام مواج بن گرداب دم خوار ملکہ یاقوت جادو وزیرزادی کو
دیا کہا ای یاقوت اوسمین کمین لکھ نامہ جا کر ہاتھ مین مواج کے دینا اور زبانی بھی کہنا کہ ہم
تمھاری آمد کے بہت مشتاق ہین جسطرح پر آنا منظور ہو صاف صاف تحریر کرو مقابلہ مسلمانان کی
تدبیر کرو ہم اوسی طرح کا انتظام کرین یاقوت جادو بحکم حیرت خوشنامہ لیکر چلی اسکو تو راہ مین
چھوڑیے دربار صبح مین سب جمع ہین حیرت اپنی بارگاہ مین ہی آپ نشستہ داستان اوس حسین لب آتش
اشتیاق غریق بحر فراق اسیر طرۂ گیسو دیج خنجر ابرو صفدر و صف شکن ملکہ بہاران شمشیرزن کی گذارش
ہوتی ہین کہ یہ جو اس لڑائی سے واپس ہوئین باغ نگارین مین آکر مقام کیا ملکہ شگوفہ سحر ساز
وزیرزادی ہمراز مصاحب مسانہ خدمت مین حاضر ہوئی شب کو بیٹھے بیٹھے گھبرائین خاصہ نوش کرتے
کرتے ہاتھ کھینچ لیا کہ میرا خود بخود دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی کیون ای شگوفہ عرصہ دراز گذرا کچھ
احوال اوس شیر بیشہ صاحبقرانی کا نہ معلوم ہوا شگوفہ نے کہا حضور ہرچند کہ بعد فتح طلسم

سکندریہ بہ ہدایت صیقل وعفون نے قصد طلسم ہوشربا کیا لیکن تابہ ہوش ربا آنا بہت دشوار ہے مہران نے کہا یہی باعث انتشار ہے مزاج میں انکے جرأت وجہالت ہے جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں ای شگوفہ کیا کہوں تصویر اونکی آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے طلسم اسکندریہ میں کیا کیا مصیبتیں اوٹھائیں لیکن اونکی فتاحی سے منھ نہ پھیرا آخر مجھکو خبر پہونچ گئی اب راہ میں جابجا روکے جاینگے کس کس طرح لڑینگے راہ طلسم ہوش ربا خارستان وکوہستان ہے ساحران زبردست ایک صیقل بیچارہ کس کس کو روکیگا وہ کیا واقف کار ہے ایسا نہو کسی بلا میں پھنس جائیں مجھکو تو آٹھ پہر انھیں کا خیال ہے بموجب مضمون آبدار آتش بحران دیدہ آفت کشیدہ کے قلب پر ہجوم غم وملال ہے

نظم

عضو تن میرے دہکتے رہے اخگر ہوکر
تیغ ملتی ہے گلے سے مرے خنجر ہوکر
کیسا پایا قفس تنگ اسیر تو یہ
رہ گئے زخم جگر صد صفت در ہوکر
یہ تمنا ہے کہ وہ بھی مری آغوش میں ہو
رنج دیتی ہے اجل طعنۂ دلبر ہوکر
خواہش وصل سے خط چھپنے کی تاب نتھا
صاف پھر جاونگا ہر نی عہدہ دلبر ہوکر
منتیں کرتے ہیں آتی نہیں [illegible]
روح نکلی بدن زار سے شہپر ہوکر
کسقدر حسرت آغوش نے بالیدہ کیا
زہر گھلتا ہے دہن میں مرے شکر ہوکر
مضطرب تھا دم تجویز مقرر صانع
گھورتے رہتے قضا دیدہ جوہر ہوکر
سرکنا کر تجھے دکھلاونگے جلوہ قاتل
شکل غم شل سبو صورت ساغر ہوکر

پرورش روح ذبانی ہے سمندر ہوکر
مختصر ہو کے دکھا لطف درازی الف
طایر روح رہا جسم میں بے پر ہوکر
روح بھی کوئی دہن تھی کہ مری قالب سے
جی ہی میں ہے خلق کو لوٹے اس محشر ہوکر
عطر کی چھینٹ تو آتنا نہ خفا ہو واعظ
لٹے الفاظ سے الفاظ مکرر ہوکر
آب شمشیر سے محروم نہ رکھنا قاتل
نیند بھی بار ہوئی آنکھ سے باہر ہوکر
درد پیچیدہ جو اوٹھے تھے مری نبض ہو
اشک ٹپکا مرے دامن سے سمندر ہوکر
مرگ کے ہٹ گئے ہیں دیکھو تو کے عدم سفر کی
رنگیا مصرع ابرو جو مکرر ہوکر
لوٹ گئے گرتے لیے ہیں تو دئے بھی ہمکو
شمع تنہا نہ ملینگے ہم قامت پر سر ہوکر

آج تو بدخواہ بھی جوش آتے ہیں کمتر ہوکر
میری آغوش میں آجا شب محشر ہوکر
ہاتھ پر ہاتھ دھرے کے پڑے رہنا بڑی تھی قاتل
منہ چھپائے ہوئے نکلی تہ منہ غضب ہوکر
غیرت آتی ہے شب ہجر میں یاد مری تجھے
بے رہیگی تری آغوش میں خنجر ہوکر
موت شرمائیگی کیونکر مجھے بدعہدی سے
سوکھے پانی میں لب زخم مرے تر ہوکر
کسقدر حسرت پرواز بھری ہے دلمین
مدتوں رنج سہ لیٹے ہے اژدر ہوکر
کیا اثر ہے لب شیرین جو ترے چوٹے کر
حشر تک قبر سے اوٹھا نہیں بستر ہوکر
ذبح کے بعد بھی کم حسرت دیدار نہو
چھٹ گئے انکے احسان برابر ہوکر
کبھی خالی کبھی لبریز یسیر کی ہے نسیم

یہ اشعار اس سوز وگداز سے ملکہ تران شمشیرزن نے پڑھے

چشم حق بین سے اشک جاری ہوئے شگوفہ گھبرا گئی کہا واری ہائے کون ساعت تھی کہ یہ روگ انکے دشمنونکو لگا آرام مین آٹھ پہر کاٹ گیا میرے نزدیک تو یہ ہوا گا آپ فرماتی ہین واقعی اونکی خوشدامن صاحبہ ملکہ خنظل جادو طلسم سکندریہ مین شریک رہین وہ سمجھا کر پھیر لیگئی ہونگی اثنائے راہ سفر کوئی قبول نکریگا سیکڑون ساحر صاحبقران کے مطیع ہین اونکو روانہ کرکے بلوالیا ہوگا خود جاکر اونکے والد پھیر لائینگے وہ نہ آسکینگے صاحبقران نہایت محبت کرتے ہین بران نے کہا ای شگوفہ تم اونکے مزاج سے آگاہ نہین ہو ایسے ضدی ہین جو کہتے ہین وہی کرتے ہین ہائے مین دلکو کیونکر سمجھاؤن آٹھ پہر یہی خیال ہے ایسا نہو کوئی ملازم افراسیاب راہ مین اونکے ساتھ فساد کرے دشمن قابو مین ہوجائے وہ قید کرکے اسطرف روانہ کرے افراسیاب دنکے نام کا دشمن ہے کیا کہکر اونکو سمجھاؤن اسپر یہ نظم

آتش شوق کہ بدل سوز دگر تازہ کنم
بر سر داغ اگر داغ دگر تازہ کنم
باعث گریۂ شام و سحری نیست مرا
بر لب جو نظر سنبل تر تازہ کنم
مخفیا چند ز جور فلک شعبدہ باز

این کہن داغ جنون را بہ جگر تازہ کنم
ہر شب از نالہ بگلزار چو مرغان چمن
کہ ز خوناب جگر باغ نظر تازہ کنم
ترسم از گریۂ من قیمت گوہر شکند
ہمچو یعقوب دل از داغ پسر تازہ کنم

شمکہ سوزندۂ عشق جنونم چہ عجب
مژدۂ آمدن باد سحر تازہ کنم
چند بر یاد سر زلف تو از شبنم اشک
ورنہ از خون جگر رنگ گہر تازہ کنم
یہی ذکر کرتے کرتے شغل تمام شب ساری

رات روزہ مین ملکہ بران کو بسر ہوئی بوقت سحر شگوفہ نے کہا حضور ملکہ نرگس جادو ہمشیرہ مہرخ مو و شاہزادہ گلریز لشکر اسلام مین گئے تھے وہانسے لوٹ کر آتے اگر فرمائیے تو شعلہ حسن آپکی کنیز کو طرف لشکر اسلام کے روانہ کرین شعلہ حسن نہایت سلیقہ فصیح و بلیغ پڑھی لکھی ہے کسی حیلہ سے ملکہ نرگس سے پوچھ لیگی کہ جب آپ لشکر اسلام مین گئین کچھ حال ایرج نوجوان بھی دریافت ہوا مفصل کیفیت معلوم ہوجائیگی بران کو بھی یہ بات پسند آئی شعلہ حسن کو بلایا شگوفہ نے بخوبی سمجھایا کہ لشکر مہرخ مین جاکے کسی حیلہ سے ملکہ نرگس سے ملاقات کرکے دریافت کرنا کہ تم لشکر اسلام مین گئین تھین کچھ حال اونکے پرورش شاہزادہ ایرج نوجوان کا بھی سنا کہ بعد فتح طلسم اسکندریہ لشکر مین آئے یا نہین آئے یہ بھی مشہور ہے کہ شاہزادہ گلریز اپنی زوجہ کی تلاش مین اول طلسم آئینہ مین پہونچے تھے ملکہ خنظل جادو کو اپنے ساتھ لیکر لشکر صاحبقران مین گئے بس بخوبی حال دریافت ہوجائیگا شعلہ حسن نے کہا حضور مین بوجہ احسن دریافت کرلونگی ملکہ بران نے گھبرا کر کہا اے شعلہ حسن جیلے سیدھی بارگاہ مین جانا خواجہ عمرو کو

آداب و تسلیمات عرض کرنا کہنا ملکہ بران نے اسواسطے بھیجا ہو اگر آپکا سفر کا ارادہ طرف دریاے نیل
کے ہو ملکہ بران نے کہا ہمکو بھی خبر دیجیے کہ ہم آپکے ہمراہ چلیں راہ دریاے نیل مین اول کوہ ہفت رنگ
ضرور ملیگا صراط ہفت رنگ ضرور روکیگا لہذا ہمارا بھی ہونا ضرور ہے ملکہ نرگس کسی حیلے سے
ملاقات کرنا شعلہ حسن نے دست بستہ عرض کی لونڈی سمجھہ گئی حضور پر ظاہر ہو جائیگا مفصل خبر
ملیگی یہ کہکر شعلہ حسن کنیز ملکہ بران اسباب سحر سے آراستہ ہو کر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی طرف
لشکر خواصہ کے چلی تحریر کر چکا ہون کہ یاقوت جادو وزیر زادی حیرت کی نامہ لیکر چلی تھی ایک
مقام پر چلی گئی سایے مین نخل کے ٹھہری ٹہل رہی تھی کہ اسنے دیکھا آسمان پر برق چمکی ایک مہ جبین
نہایت حسین طاؤس زرین بال پر سوار اڑتی ہوئی آئی ہو شعلہ حسن نے یاقوت کو نہین دیکھا اوس
مقام پر چشمۂ آب بھی تھا شعلہ حسن نے طاؤس بر سر چشمہ آکے اتارا پانی پیا اپنے کو آراستہ کر رہی تھی
یاقوت نے جو شعلہ حسن کو اس سج دھج سے دیکھا پکار کر پوچھا تمہارا کیا نام ہو کیا اس صحرا
کی شاہزادی ہو ملازم شہنشاہ طلسم ہوشربا ہو بوقت سحر پوجا کرنے کو نکلی ہو دیر مین جاتی ہو
شعلہ حسن اس بات کو سنکر بھڑکی آتش خوشنما مزاج نے کہا کمبخت افراسیاب کیسا پوجا پاٹ
مین خواص خاص ملکہ بران شمشیر زن کی ہوں طرف لشکر اسلام کے جاتی ہوں سامری و جمشید پر
مدت سے لعنت کی یہ سنکر یاقوت کو بہت غصہ آیا چہرہ سرخ ہو گیا کہا کیون او زبان دراز ہمارے
خداوندون کو کلمۂ سخت کہتی ہو زبان کاٹ لون سزا دون شعلہ حسن نے کہا کچھ دیوانی ہو کیا بیہودہ بکتی
ہو تو کیا سزا دیگی اپنی جان بچا سامنے سے ہمارے ہٹ جا اب عنایت پروردگار کے سامان لشکر کشی
مہیا ہو چکا طلسم نور افشان سے کوچ کرکے بر سر دریاے نیل جائینگے لوح طلسمی حاصل ہو گی فرعون
مارا جائیگا تم لوگون کو بھیک مانگے نہ ملیگی حیرت کی ناک کاٹی جائیگی یہ سنتے ہی یاقوت نے جھولی
سے گولہ نکالکر شعلہ حسن پر مارا شعلہ جوالہ بنکر گولہ چلا شعلہ حسن نے سحر کرکے گولے کو موم کر دیا آپس مین
سحر چلنے لگا شعلہ حسن تعلیم کردہ بران مثل شعلہ جوالہ تڑپ رہی ہو جو سحر یاقوت نے کیا ہنسکر دفع
کر دیا دونون کا سحر آپس مین چلنے نخل صحرا جلے آوازین مہیب آئین یاقوت گھبرا رہی ہو دل سے
کہتی ہو کہ یہ تو جھاڑ کا کانٹا ہو دشمن سے الجھہ گئی جان بچانا مشکل ہوئی جاتی ہو کسی طرح جان بچا کے
نکل جاؤن شعلہ حسن کہتی ہو او یاقوت ابھی جوتیان مارے تجھکو نہ چھوڑونگی تو ناحق مجھسے الجھی اب

میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی خدا ملکہ تران کو سلامت رکھے آٹھ پہر طریقہ سحر تعلیم فرماتی
ہین یہی خیال ہی کہ ہماری لونڈیان خراج گذاران افراسیاب سے مقابلہ کرین نہ دبین ارے تجھکو
یاد ہوگا جب وہ نمک حرام صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش نیمچہ قتل تران لیکر شریک
افراسیاب ہوا اور نامردو نے طبل جنگی بجوایا خواجہ عمرو نے تران کو زنبیل مین چھپا لیا تھا اونکی
شکل ایک کنیز کو بناکر بٹھلا دیا جب جنگ مغلوبہ ہوئی پہلے مین صمصام نمکحرام پر جا پڑی اوسکو جی
کیا تمھاری بی بی حیرت سے بھی لڑچکی ہون اونکے بھی سحر دیکھے تیری کیا حقیقت ہی یہ کہکر لڑنے
شعلہ حسن آگے بڑھی مسکرا کر ایک چٹکی ہاتھون مین مہندی لگی ہوئی تھی اوس چٹکی سے ایک شعلہ
نکلا آنکھون کے سامنے یاقوت کے چمکا یاقوت گرمی سحر شعلہ حسن سے گھبرائی لڑکھڑا کر زمین پر گری آنکھین
تو کھلی ہوئی ہین زبان بند دل دردمند شعلہ حسن نے چوٹی پکڑ کے پانون سے جوتی اوتاری بی یاقوت
کو تڑاتڑ مارنے لگی یاقوت ہر چند چاہتی ہی اپنے کو بچاؤن شعلہ حسن گرمی کھا رہی ہی کبھی جوتی ماری
کبھی تھپیڑ مار دیا اس مصیبت مین یاقوت گرفتار ہی سحر یاد نہین آتا مجبور ناچار ہی قضا کار اوس وقت
صبا رفتار کمند انداز بیابان ادوری نکلی تھی صحرا مین جاتی تھی کان مین آواز آئی پلٹ کے دیکھا
یاقوت جادو وزیرزادی کو ایک جادوگرنی مار رہی ہی سمجھی یہ ساحرہ ملازم ملکہ مہرخ ہی راہ مین مقابلہ
پڑ گیا یاقوت سحر مین اوسکے پھنسی بچایا چاہیے کنارے آکر برق فرنگی کی صورت بنکر تیار ہوئی
ہان ہان کرتی ہوئی دوڑی شعلہ حسن نے جو مہتر برق کو دیکھا کہا میان برق آؤ اسکی مشکین باندھ لو
یہ بی ملکہ حیرت کی وزیرزادی ہی مین شعلہ حسن کنیز تران ناحق اسنے مجھکو دکھا مین طرف تمھارے
لشکر کے جاتی تھی بعنایت پروردگار اسپر غالب آئی اب اسکی مشکین باندھکر لیچلو ملکہ مہرخ کو اختیار
ہے جو اسکے حق مین مناسب جانینگی وہ کرینگی صبا رفتار اچھا اچھا کرتی ہوئی دوڑی قریب
آکر شعلہ حسن کو حباب بیہوشی مار دیا کمند کے حلقے گلے مین ڈالدیے شعلہ حسن آہ کہکر بیہوش ہوئی
یاقوت نے صبا رفتار کو اشارہ کیا چشمے سے پانی لیکر پہلے میرا منھ دھلا دے کہ سحر مجھکو یاد آنے
یا اسکا سر کاٹ لے کہ سحر اوترے مین سحر کامل مین اسکے مبتلا ہون صبا رفتار نے نیمچہ کھینچا جھپٹی
کہ شعلہ حسن کو قتل کرون قضاے کار حباب کی بیہوشی تھی مثل حباب لب دریا ناپائدار تھی ہوا
جو چلی شعلہ حسن کو ہوش آگیا اسنے دیکھا یاقوت تو پڑی ہی صبا رفتار مجھکو قتل کیا چاہتی ہے

سوچی کہ نکل چلون یہ سوچکر سحر کیا بلند ہوئی جان بچاکر نکل گئی طرف لشکر اسلام کے چلی یہان
صبار فتار نے دیکھا یاقوت اوسی طرح بیکار سحر مین شعلہ حسن کے گرفتار ابھی طرح سحر نہین
کرسکتی اٹھنے سے مجبور صبار فتار نے پوچھا آپ کہان چلین بقین یاقوت نی اشارہ کیا مین لشکر
مواج مین جاتی ہون نامہ تیرے پاس موجود ہی لیکن سحر نہین اثر سکتا میرا پشتارہ لیکر لشکر مین مواج
سحر اوتار دیگا صحت پاؤنگی صبار فتار نے یہی کیا پشتارہ یاقوت کا باندھ لیا طرف لشکر مواج جا
کے پہلی لیکن شعلہ حسن اوسی طرح کمندین گلے مین پڑی ہوئین بارگاہ مہرخ مین آئی خواجہ عمرو بھی
موجود مین ملکہ مہرخ نے جو شعلہ حسن کو اس حال پرملال مین دیکھا سب اسکو پہچانتے ہین پوچھا کیون
شعلہ حسن خیر تو ہی یہ کمندین کسنے گلے مین ڈالین شعلہ حسن نے کہا آپ بالکل غافل ہین مواج بن گرد
آدم خوار کوہ نیلم سے چالیس لاکھ فوج لیکر آیا یاقوت جادو نامہ لیکر گئی ہمراہ مین مجھے مقابلہ پڑا آپکی
عنایت سے غالب آئی خوب مینے اسکی خدمت کی صبار فتار نے بشکل برق مجھکو بیہوش کیا مین جان
ادھر نکل آئی اب مواج بڑے زور و شور سے آیگا جلد اسکی فکر کیجیے ملکہ مہرخ نے شعلہ حسن کے گلے کی
کمندین نکالین منہہ دھلوایا خلعت سنگار کر دیا لیکن نام مواج سنکر سب گھبرا گئے بہار نے کہا وہ تو وزیر اعظم
شہنشاہ نیلم ہی ساران خاص شہنشاہ نیلم کے اردلی کے اوسکے ہمراہ رہتے ہین سحر مین بھی زبردست اوسکے
شہرے پروردگار بچائے دریائے اوسکے نجات دشوار ہوگی خدا آبرو بچائے اوسکے دریائے تمہار سحر مین بڑے
بڑے ساحر ڈوبے کسی نے آج تک کنارہ نپایا عمرو نے کہا اسکے ساتھ کون کون ہے بلکہ بہار و مہرخ نے کہا
یہ ساحر نہایت صاحب لیاقت ہی کہ کوئی آج تک کنارے دریائے نیل کے جاکر فتحیاب نہین ہوا بلکہ وہان
افراسیاب بھی جاکر سحر بھول جاتا ہی عمرو نے پوچھا وہان کے رہنے والے کیونکر سحر کرتے ہین یہ سنکر
ملکہ مخمور ودشنہ کھڑی ہوئی کہا اے شہنشاہ اوج عیاری بگوش ہوش سماعت فرمایئے مین بخوبی اسکے
حال سے ماہر ہون متعلق دریائے نیلم سات دربند ہین دربند اول کا حاکم نیلم جادو ہی اور نام دربند
کا کوہ نیلم ہی وہان سبکو سحر یاد رہتا ہی دربند دوم کوہ لاجورد ہی وہانکا ناظم کبود اثر درچشم بڑے بڑے
ساحران نامی حاکمان گرامی وہان رہتے ہین مگر آب ہوا اوس طرف کی خلاف ہی جو نیا ساحر وہان
جاکر رہے ہزارہا بیماریان پیدا ہوتی ہین ہوا وہانکی گرم باشندے اوس دربند کے بے شرم
بدن مین آبلے پڑ جاتے ہین اور کبود اثر درچشم اگر کسی کو بہ نگاہ قہر دیکھے نہایت صاحب چشم

دقہر ہے اس بجیا کی نگاہ مین زہر ہے ساحر پانی ہوکر بہ جاتا ہے وہانپر ساحران جہان کا مسکن ہے
تیسرا دربند فیروزہ کوہ ہے حاکم وہانکی ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش مصاحب اوسکے بڑے زبردست
ایک ایک سامری عہد اپنے زمانیکا جمشید جو تھا دربند نیلم کوہ ہے مقام تختگاہ شہنشاہ لاچین
تھا جب شہنشاہ لاچین کو گرفتار کیا افراسیاب کا قصد ہوا اس ملک کو برباد کردون ساحر جہان
رہین ملک مرادشاہ غیر ساحر کو وہانکا حاکم کیا اس شہر مین کوئی ساحر نہین ہے پانچوان دربند کوہ
دخانیہ ہے کہ جسکا حاکم ساحر بدخو دخان سیاہ ہے وہانسے آگے کوئی نہین بڑھ سکتا منزلین سخت
وہان دو عمل ہے مغرب جنوب مین عمل کوکب مشرق و شمال مین سرحد افراسیاب دربند ششم دریائے
ہفت رنگ ہے وہانکا شہزادہ جادو عزیزدار شہنشاہ نیلم کا رہتا ہے ساتوان دربند دریائے نیل کے متعلق
ہین وہانسے شہنشاہ نیلم کوس بھر الگ رہتا ہے کہ وہ جزیرہ ماران ہے دو کوس تک دریائے نیل مسخر کرکے
اور اون بلاہا مذکورے نکلے تب جزیرہ ماران تک پہونچے تو سحر یاد آئے وہانتک سارا سحر بھولا رہیگا پس
کسکی حقیقت ہے کہ ان مقامات کو طے کرے راہ مین بچنا دشوار ہے یہ سنکر خواجہ عمرو نے اپنے مقام سے اوٹھ کے
کہا انشاءاللہ بعنایت رب اکبر ان سب مقامات کی سیر کرینگے راہ مین مواج کو بھی دیکھتے بھالتے جائینگے
ہرچند مخمور و بہار نے کہا خواجہ اوس حد مین جانیکا قصد نکرنا دربند ہشتم کا ذکر ہمنے نہین کیا جہانکا
حاکم شہنشاہ نوسن ہے زندانخانہ طلسمی اوسکے قبضے مین ہے افراسیاب جادو نے جہان آپ کو
نشان دیا تھا اوسی زندانخانہ طلسمی مین شہنشاہ لاچین بادشاہ سابق طلسم قید ہے نوسن
خود انتظام کرتا ہے آجتک اوسنے کسیکو رستہ زندانخانہ طلسمی کا نہین بتایا عمرو نے کہا پہلے تو مین
ٹہلتا ہوا لشکر مواج مین جاؤنگا مقامات مذکور تک بھی خدا پہونچا دیگا اب مجھکو تردد ہے لوح ملنے
کی کوئی تدبیر نہین ہوئی ان مجرہ ہا نے پریشان کردیا آپ لوگ میرا انتظار نہ کیجیے گا علاوہ ازین آپ
مورخ جیسا موقع ہو وہ کرنا دیکھیے مین کب واپس آؤن سفر عظیم درپیش ہے مجھکو انتہا کا پیش ہے ہرچند
مورخ و بہار نے سمجھایا خواجہ نے نمانا بانہائے عیاری سے آراستہ ہوئے چالاک سے فرمایا اے نور نظر لشکر کا
خیال رہے تمکو اپنے مقام پر چھوڑے جاتا ہون چالاک قدمون سے لپٹ گیا کہا قبلہ و کعبہ غلام سے بازیاب
نہ اوٹھیگا مجھکو بھی اپنے ساتھ لیجیے یہ تو میری کیا مجال ہے کہ آپکے سامنے عیاری کرون لیکن خدمتگذاری کرتا
ہوا جاؤنگا اوسوقت عمرو کا سب رخصت ہونا صاف ظاہر تھا جیسے کسی نوجوان کا جنازہ جاتا ہے یہ حسین روتی ہوئی

خواجہ عمرو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا نانا جان آپکا لشکر مین ہونا نہین معلوم بعد آپکے افراسیاب کیا آفتین نازل کریگا عمرو نے کہا ای نور نظر مین اپنا حال کیا کہون جدائی مین اپنے آقای نامدار کی راتونکو تڑپتا ہون مین عاشق صادق حمزہ صاحبقران ہون یہ چند اشعار میرے حسب حال ہین نظم

نیست محراب قلم را جز خم ابروی دوست
میکنم عمر گرامی صرف جست و جوی دوست
در شکنج زلف مرغ دل چسان گیرد قرار
باشدت یک جو سید لطف اگر از سوی دوست

ہر کسی را قبلہ باشد قبلہ ما روی دوست
گوش کن ای دل زمن بنیے در ہی گوش کن
کم نسیم غمزہ گرداند پریشان موی دوست

مطلب دیگر ندارم زاہد و شیخ و برہمن
گوش من آمد شنیدن حرف گفتگوی دوست
گر برنجد خلق عالم از تو نبخشی بای دوست

اس بیقراری سے یہ اشعار پڑھے اسد نے بھی ملکہ مہرخ سے کہا ای ملکہ مہرخ حقیقت مین خواجہ عمرو نے کسی حال مین کبھی صاحبقران سے جدائی نہین کی اکی زمانہ ایسا آیا کہ خواجہ عمرو جدہ نامور مین فساد ہوا دادا جان ہمیشہ درپے آزار رہے غلامونکو انکے جابجا قتل کیا لیکن یہ فساد مین بھی اطاعت صاحبقرانی کرتے رہے ایک خدمتگار کو بھی آزار نہین پہونچا صرف ظاہر مین رنج دینا منظور تھا کافرون کو گرفتار کرکے اونکے سردارونکی شکل بنا تے تھے میدان مین اونکو عیاری سے بلاتے تھے صدمہ ظاہری دینے کو کافرونکو قتل کیا کئی سال فساد عظیم رہا جسوقت ملاپ ہوا وہ فرماتے تھے ای یار وفادار یہ عرض کرتے تھے آقاے نامدار وہ کہتے تھے بچھڑا ہوا معشوق ملا یہ عرض کرتے تھے بعد مدت مدید غنچہ آرزو کھلا دیکھنے والے روتے تھے کہ عاشق و معشوق ایسے ہوتے ہین آقا و رفیق گلے مل مل کے روتے ہین یہ حال پر باعث پرورش یہ ہے کہ میرے قبلہ و کعبہ کرب نامدار کو بفرزندی پرورش کیا دختر صاحبقران کے ساتھ شادی کی دربار مین صاحبقران نے آبرو دی مجھکو بھی پرورش فرمایا رتبہ بڑھایا اتنے عرصے کی جدائی انھین کا کام تھا شاہزادہ گلریز نامہ صاحبقران کو عقیق سے لیکر آئے تھے اس نامۂ اشتیاقیہ مین کیسے کیسے اشعار عبرت خیز لکھے تھے صاف ظاہر تھا کہ عاشق صادق نے معشوق بیوفا کو لکھا ہے خدا انجام بخیر کرے طلسم ہوشربا فتح ہو یہ جاکر صاحبقران زمان سے ملین انکے اوسان ہوش درست ہونگے آج نہایت جوش مین ہین اسوقت نہ روکیے اشک رنگین گے یاد مین اپنے آقای نامدار کی بہت بیقرار ہین سب سرداروں نے خواجہ عمرو کو دعائین دین سبکو سمجھا کر خواجہ عمرو نامدار بسمت لشکر مواج چلے ایک طرف سے مہتر برق فرنگی تڑپ کر نکلا ایک جانب سے ضرغام شیردل آپس مین اشارے ہوے ضرغام نے پوچھا کیون بھائی برق کیا ارادہ ہی برق نے کہا اے

ضرغام جی چاہتا ہی اوستاد سے پیشتر لشکر مواج مین پہونچین بیان معرخ کے بخوبی ثابت ہوا کہ بڑا ساحر ہوشیار ہے ایسے پر عیاری کرنا واجب لازم ہی ضرغام نے کہا ہم بھی چلینگے برق نے کہا استاد کئی دن مین پہونچینگے یہ ممکن نہین کہ راہ مین اونکو مسافر ملے وہ اوسکی خیر نہ سنا مین وہ لوگ مارتے جائینگے ہم تم الگ الگ چلین ساتھ چلنا بہتر نہین ہے لیکن آپسمین عہد رہا جس مقام پر کسی پر مصیبت ہو ایک دوسرے کی مدد کرے عین وقت پر پہونچے ضرغام نے کہا جہان یاد کروگے ہمکو اوسی مقام پر پاؤگے آپسمین وعدے کرکے ایک جانب برق فرنگی چلا ضرغام بھی روانہ ہوا ان تینون عیارون کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اب وکلا داستان صبارفتار کے انداز کے تحریر ہوتے ہین یہ پشتارہ لیکر ملکہ یاقوت جادو کا راہ کو طی کرکے لشکر مواج مین پہونچی دیکھا منزلون تک لشکر اوترا ہے چالیس لاکھ لشکر کا بڑے بڑے سرداران نامور بیدل فوج کے دل تحر ہو رہے ہین چند ساحر بطور طلایہ کنارے کنارے لشکر کے پھر رہے ہین جیسے ہی صبارفتار کو آتے ہوے دیکھا ساحرون نے غل مچایا لو صاحبو عیارونکی آمد شروع ہوگئی کوئی عیار بشکل صبارفتار کنیز پشتارہ لیے آتا ہے یہ کہکر صبارفتار کو جادوگرون نے گھیر لیا یہ ہر چند کہتی ہے مین کنیز شہنشاہ طلسم ہوشربا ملکہ یاقوت وزیرزادی کو لیکر آئی ہون جادوگر کہتے ہین تو بڑا مکار و غدار ہے لشکر اسلام کا عیار ہے آخر چیلام ہوئی اسکو خدمت مین مواج کے لیچلو وہ جو مناسب جانینگے وہ کرینگے صبارفتار اپنی جان سے بیزار جی مین کہتی ہے مین کس بلا مین پھنسی ساحر بر سر آزار ہین اونسے کہتی ہے جب عیار آئینگے کوئی نہ پہچانیگا ہمارے شہنشاہ کے ملازم اپنے ساتھ والون پر خوب عت کرنا جانتے ہین عیارون کو کب پہچانتے ہین گرد صبارفتار کے ہزارون جادوگر جمع ہوگئے بعض قریب آکر کہتے ہین دیکھو بھائی کیا صورت بنائی ہے حیرت کی وزیرزادی کو لیکر آئی ہے خوب فقرہ بنایا ہے بعض کہتے ہین مرد ہوکر عورت کیونکر بنا بعض کہتے ہین ان عیارون نے گھر کے گھر تباہ کردیے انکا پہچاننا بہت مشکل ہے سنتے ہین یہان زبان دہ خداوند جنگ کئی دن لشکر افراسیاب مین رہا کوئی نہ پہچان سکا ماہیان زمرد پوش نے آکر وہ رنگ دکھایا شہنشاہ جمشیدی اونھین جھگڑون مین گئی مرد و عورت بننے کا کیا استعجاب ہے ایک ایک انمین عیار لاجواب ہے اسی طرح سب گھیرے ہوے دربار مین مواج کے لیکر آئے مواج تخت پر بیٹھا ہے وزرا امرا سردارون کا دورہ بڑھکر ساحرون نے مواج سے عرض کی وہ جو حضور کو خیال

تھا وہی پیش آیا عیار لوگ آنے لگے ایک بی صبا رفتار صاحب آئی ہین یاقوت جادو کو
بھی لائی ہین ہم آپکے سامنے لائے ہین اب حضور پہچان لین ہم لوگ نہین پہچان سکتے اُن مقدمات
مین علامونکی ہوش اڑتے ہین جس روز سے یہان آکر اوترے کسی غیر کو لشکر مین آنے نہین دیا اسپر
بھی عیاری ہوجاتا تو مجبور وناچار ہین مواج نے پوچھا کیون بی صبا رفتار صاحب کیا معرکہ ہے صبا رفتار
نے عرض کی حضور جس طرح چاہین تحقیق کرین مین کنیز شہنشاہ ہون ملکہ یاقوت سحر مین مبتلا ہین انکو
سحر اوتار لیجئے اونسے دریافت کیجیے مواج نے کہا اے صبا رفتار سنو احتیاط شرط ہے جس
عیار مین ہزارون جادوگر مارے گئے تمھارے پاس کوئی نشان ایسا ہے کہ جس سے ہم تمکو پہچانین
کہ تم عیار لشکر عمرو نہین ہو اور ملازم افراسیاب ہو اسکی کیا شناخت ہے صبا رفتار نے کہا حضور
ہم ملکون پھرتے ہین حکم پہونچاتے ہین ہمارے بلانے پر تاجدار آتے جاتے ہین مواج نے کہا
تمھاری شکل عیار بن سکتے ہین یا نہین صبا رفتار نے کہا یہ کچھ بڑی بات نہین ہے ہم اونکی صورت
بنتے ہین وہ ہماری صورت بنتے ہین مواج نے کہا پھر کیسی خرابی کی بات ہے چاہیے یہ ہے کہ تم لوگون
کی کوئی وردی کوئی رقعہ کوئی مہر کوئی نشانی کوئی فرمان کہ جس سے عیاران اسلام ناخبر ہین تمھارے
پاس وہ نشانی ہو اور عیاران اسلام اوس نشانی کو نہ بنا سکین اگر یہ بات نہو گی تو کچھ بن پڑیگا آخر تمکو کیونکر
پہچانین کہ تم عیار نہین ہو صبا رفتار ہو صورت بدلنے کا تم خود اقرار کرتی ہو پس صورت کا کیا اعتبار ہا
صبا رفتار نے ناچار ہو کر جواب دیا اب جو حضور کے خیال مین آئے وہ انتظام کرین مواج نے کہا ہم
مجبور وناچار نہین ہین اسیواسطے ہم صحرا مین آکر اوترے ہین یہی منظور ہے کہ پہلے عیارونکا انتظام کرلین
تب آگے بڑھین ایکدن خاتمہ لشکر مہرخ کر دینگے لونڈی غلامونکا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہے یہ کہکر حکم
دیا بوتیمار جادو ہمارے ملازم کو بلاؤ جب بوتیمار حاضر ہوا صبا رفتار سے کہا یاقوت کو تو یہان
چھوڑو ہم سحر اوتار دینگے لیکن اے بوتیمار بی صبا رفتار کو اپنے ساتھ لیجاؤ راہ مین اپنے جدا
نہونا یہ لوگ چھلاوہ ہین ملکہ حیرت جادو سے ہماری جانب سے عرض کرنا کہ حضور کا انتظام بہت
خراب ہے ایک رقعہ اپنی مہر و نشانی سے پانچون عیارنیون کو دیجیے ورنہ جو عیارنی آپکی ہمارے
لشکر مین آئیگی ہم قتل کر ڈالینگے شکایت نہ کیجیے گا اور وہ مہر اور رقعہ جو پاس ہوگا آپکے ملازم کو
اوس رقعہ کو پہچانینگے عیار جو کوئی انکی شکل بنکر آئیگا اوسکے پاس وہ رقعہ نشانی کا نہوگا اگر اونکی

صورت بنکر آئیگا کیا نفع پائیگا فوراً دھر لیا جائیگا وہانسے نشانی لیکر صبا رفتار کو ہم تک لانا
راہ مین چھوڑنا ہوشیار رہنا بوتیمار نے کہا حضور کیا مجال شل ہمزاد انکے ہمراہ رہونگا نشانی معقول
دلواکے لاؤنگا وہان بھی انکو پہونچواؤنگا آج ہی سب ظاہر ہوجائیگا صبا رفتار نے یاقوت کو یہان
چھوڑا امواج ذی سحر اُترا یاقوت نے بھی گواہی دی کہ ہان یہ صبا رفتار ہی مواج نے کہا صاحب
تم کہا کر دین قاعدے کا پابند ہون انکے پاس کیا نشانی ہی کہ جس سے مین پہچانون کہ یہ صبا رفتار
ہین ابھی انتظام ہوا جاتا ہے آپ یہین ٹھہرین یاقوت نے کہا میرے پاس بھی نامہ موجود ہی مواج
ذی نامہ یاقوت سی لیکر وہ خط بھی بوتیمار کو دیا کہا اسکو بھی تصدیق کرنا بوتیمار نے تخت سحر تیار کرکے
صبا رفتار کو اوسپر سوار کیا طرف لشکر حیرت کے لیکر چلا حیرت دربار مین تھی کہ بوتیمار لیکر
صبا رفتار کو آیا تمام حال بیان کیا حیرت جادو نے کہا دیکھو صاحبو وزیر شہنشاہ نیلم نے کیا
اچھی تدبیر نکالی اب عیارونکی عیاری نہو سکیگی یہ کہکر سامنے بوتیمار کے پانچ رقعہ اپنی مہر سے لکھے
ایک صبا رفتار کو دیا چار رقعے مضمون واحد کے چارون عیار بچیون کو دئیے کہا اے بوتیمار یہ رقعہ
نشان خاص ہی جسکے پاس یہ رقعہ نہو عیار ہی کا نام لے بلا تکلف اوسے قتل کر ڈالنا ہمین تمہارا
انتظام بہت پسند آیا بوتیمار نے صبا رفتار کو تخت پر سوار کیا اسی طرح پھر لیکر چلا پانچ کوس رستہ
طی کیا تھا کہ بوتیمار کو رفع حاجت کی ضرورت ہوئی صبا رفتار سے کہا تم ایک مقام پر ٹھہرو لیکن
خوف ہی کہ بھاگ نجاؤ ہم ایک حصار سحر بناتے ہین تم اوسمین بیٹھو ایسا نہو بھاگ جاؤ صبا رفتار
نے کہا او دیوانے مین کیا چور ہون کہ بھاگ جاؤنگی لیکن تیری خوشی تمہارے شہنشاہ کے مزاج مین بڑا
شک ہی جلد مارے جائینگے بوتیمار نے کہا کیا مجال جو ہمارے لشکر مین کوئی عیار جاسکے ہمارے شہنشاہ کا
بہت عمدہ انتظام ہی شہنشاہ نیلم سات سو ملک کا حاکم ہی مواج کی رے یہ انتظام ہوتا ہی انتہا کا کارگزار ہی
بہت ہوشیار ہی صبا رفتار خاموش ہوئی بوتیمار نے صبا رفتار کو صحرا مین بٹھلا دیا گرد ایک لکیر
کھینچ لی بیٹی حصار سحر کیا ہوا اب تم اسکے اندر سے نہ نکل سکوگی صبا رفتار نے کہا اگر جانور آکر مجھکو
مار ڈالے مین بھاگ نہ سکونگی بوتیمار نے کہا مینے اسکا سحر بھی کر دیا ہی جو کوئی اس لکیر کے اندر آئیگا
گر پڑیگا نکل نسکیگا یہ کہکر طرف صحرا کے چلا گیا قضائے کار میان برق نامدار پھرتے پھراتے بصورت اصلی
اسی جنگل مین آنکلے دور سے دیکھا صبا رفتار بیچ جنگل مین بیٹھی ہے حیران ہوئے کیا معرکہ ہی چلو دیکھو

گرفتار کرین یہ کہتے ہوی سامنے آئے صبار رفتار تو جانتی تھی حصار مین آ کر بیکار ہو جائیگا للکارا
برق کہان جاتا ہی برق نے کہا دیوانی ہی مین تیری گرفتاری کی فکر مین ہون صبار رفتار نے کہا
میرے پاس تو آ اتنے جوتے ماروں کہ ساری عیاری بھول جا برق فرنگی ہاتھ مین کمند لیکر پہونچا جیسے
ہی اسنے حلقے کمند کے مارے صبار رفتار نے آڑے ہو کر حلقے خالی دیے برق کا پانون لکیر پر
پڑ گیا دھم سے گر پڑا اب ہر چند چاہتا ہے کہ اوٹھون ممکن نہین پانون زمین نے تھام لیے برق
نے کہا خلیفائن آج کیا تمنے سحر سیکھا صبار رفتار نے کہا بوتیمار مجھکو یہان بٹھا گیا ہے اوسی کا حصار
سحر ہے اب دم بھر مین وہ آئیگا تمہارا سر کاٹ لیگا مواج کا حکم ہے جس عیار کو پاؤ مار ڈالو بڑا منتظم ہی
مین صبح سے اسی بلا مین مبتلا ہون وہ میرا ساتھ نہین چھوڑتا اب تو برق نے صبار رفتار کے
ہاتھ پکڑ لیے حصار مین سنبھلکر بیٹھا صبار رفتار نے کہا اے برق تو گھڑی بھر کا اور مہمان ہی اتنی دیر
کے لیے چاہے ہاتھ پکڑے رہ جسقدر چاہے ستا لے موت تیری قریب ہی مواج نے حکم قطعی دیدیا ہی
نشانی کے رقعے سلگو دیے اوسکے لشکر مین عیاری نہو سکیگی اب برق گھبرایا کہ بڑی مصیبت ہوئی اے
برق بڑے بیوقوف ہو حصار سحر مین گھس بیٹھے آج تو بے طرح پھنسے اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ دور سے
دیکھا ضرغام شیر دل جست و خیز کرتے ہوے آ رہے ہین برق نے پکارا اے بھائی ضرغام ذرا یہان
آ و آج بڑی مصیبت مین ہون ضرغام نے پلٹ کر دیکھا میان برق صبار رفتار کے ہاتھ پکڑے
ہوے بیٹھے ہین حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی کیا برق صبار رفتار سے بھی کمزور ہے وہ بھی عیار ہی بلا کے
رند گا ہے رکھ بیٹھے بغل مین کیسی یہ سوچتا ہوا ضرغام قریب آیا پوچھا کیون بھائی برق یہ کیا معرکہ ہی
برق نے کہا او ضرغام اب لشکر مواج مین بڑے لطف سے گذر ہو جائیگا مین تو خلیفائن کو
پکڑے بیٹھا ہون تم صبار رفتار کی شکل بنکر جاؤ بوتیمار کو قتل کرو تب یہ حصار ٹوٹے نشانی کا رقعہ
بھی انکے پاس موجود ہی چلکر میان مواج کی گردن لین ضرغام نے اوسیوقت رنگ و روغن عیاری
کا نکالا سامنے برق و صبار رفتار کے صبار رفتار کی شکل بنکر طیار ہو برق سے پوچھتے جاتے ہین
کیون بھائی کوئی صورت خلاف تو نہین ہی برق بتلاتے جاتے ہین بھارعن پر خال بناو ابرو دون
کو خم دو ذرا جھکے ہوے جانا لباس اور تبدیل کرو دوپٹہ گلنار اوڑھو دیکھو زیور بھی سمجھ کر پہنو برق
فرنگی کا سمجھانا میان ضرغام کی ذہانت صبار رفتار مصیبت برق فرنگی نے خوب مضبوط

ہاتھ تھام لیے ضرغام نے بھی کہدیا انکو چھوڑنا نہین مین ابھی سر بوتیمار کا لاتا ہون یہ کہکر ضرغام
جست خیز کرتا ہوا چلا صبا رفتار یہ جواس کہ بڑی مصیبت مین جان پڑی ہاے اب یہ جاکر بوتیمار کو
شکار کریگا ضرغام نے جنگل مین آکر پکارنا شروع کیا بھیا بوتیمار جلدی آو دیر کرو دھونڈھتی ہی بوتیمار
تالاب کے کنارے امورات ضروری سے نہات کرکے ٹھہرا تھا دیکھا صبا رفتار مجھکو پکار رہی ہی حیران ہوا
میرے حصار سحر سے کیونکر نکلی سوچا غیار بھیان بھی ساحرہین فنون افسونگری سے بخوبی ماہرہین آواز
دی ملکہ آتا ہون ضرغام نے دیکھا سامنے سے ایک ساحر سیہ فام دھوتی باندھتا ہوا آتا ہی جب قریب
آیا تب یہ بوتیمار نے کہا ای صبا رفتار میرے حصار سحر سے کیونکر نکلی کیا سحر بھی توجانتی ہی ضرغام نے
کہا ای بوتیمار تو بڑا موذی ہی ارے احمق اگر ہم سحر نجانتے ہوتی تو ملکون ملکون کیا تیرے بھروسے پر بیٹھی
ہین تیری خاطر سے گھڑی دو گھڑی دھوپ مین بیٹھی ہی جب دل گھبرایا چلی آئی لیکن بوتیمار تو
بڑا بیمروت ہی کیون نگوڑے جلاد ہمین جنگل مین چھوڑکے چلا آیا اگر شیر بھیڑیا آتا ہمکو کھا جاتا تم عین وقت
پر ضرورت کے لیے بھاگے ہو جب شل شکار کے وقت پر کینا ہکا سی ہم تمھاری شکایت مولاج سے کرینگے
اب جلدی چلو کسی مقام پر بیٹھکر تسے دو دو باتین کرین لیکن خبردار ہمکو ہاتھ نہ لگانا اکیلا پاکر ستانا
بوتیمار گر گیا اُٹھنے لگا سمجھا صبا رفتار بھیر مرتی ہی ہاتھ جوڑنے لگا کہا ملکہ مجھسے بڑی خطا ہوئی سامری
و جمشید نے تمکو جانوروں سے بچایا مین جھپٹ کے ایک گلابی شراب کی لاؤن درہ کوہ مین مجھکو
ہم تم بین ضرغام نے پیچھے پکڑ کر ایک طمانچہ مارا کہا کیون رے دیوانے مجھے لینے دل کی جوبات
کہی بھول گئے مین تمھین قتل کردنگی یہ کہکر تیغ کھینچی کہا سر تو جھکا مین تیرا سر کاٹون بوتیمار نے
سر جھکا دیا کہا یہ سر تمھارے قدمون پر نثار ہے ضرغام نے کہا کاٹ لون بوتیمار نے کہا مین
تو غلام ہون ہین ہین کرکے جھکایا ضرغام نے بلا تکلف ایک ہاتھ مارا بوتیمار کا سر کٹکر زمین مین
گرا آواز دی کشتی مرا نام سن بوتیمار جادو بود ضرغام سر بوتیمار کا لیکر بھاگا یہان میان برق
فرنگی عیار صبا رفتار سے لپٹے بیٹھے ہین وہ لاکھ تڑپی پھڑکی برق نے نچھوڑا دیکھا سامنے سے
ضرغام سر بوتیمار کا لیے ہوے آتے ہین ضرغام و برق نے ملکہ صبا رفتار کو پکڑا کہا لاو
وہ رقعہ ہمکو دو تم چند عرصے اسی جنگل کی سیر کرو صبا رفتار نے کہا میرے پاس رقعہ نہین ہی برق
نے کہا بھائی ضرغام یہ پہلے اقرار کر چکی ہی اب چھپاتی ہی ضرغام نے کہا ای صبا رفتار

ہمارے خلیفہ کی منظور نظر ہو ہم تمکو اپنا بزرگ جانتے ہین اب ہمسے بے ادبی نکراؤ ورنہ تلاشی لینگے رقعہ نچھوڑینگے ایسا معقول عیاری کا طریقہ ہاتھہ لگا اسپر بال کیسا صبا رفتار بھی یہ دونون میری جان لینگے مجبور دینا چار وہی رقعہ جسپر حیرت جادو کی مہر ہے چھولی سے نکالکر دیدیا کہا لو تم جاؤ مجھے دو برق نے کہا نہین بھائی ضرغام یہ جانے نہ پائین جاکر آفت برپا کرینگی حیرت جادو سے کہدینگی وہ فوراً بھیجیگی عیاری ہماری خراب ہوگی ہر چند صبا رفتار نے منتین کین یہ بھلا کب مانتے ہین صبا رفتار کو گھسیٹ کیا درۂ کوہ مین لیکر آئے صبا رفتار کو ایک درخت سے باندھدیا بیہوشی دارو سے بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی برق بصورت صبا رفتار و ضرغام بشکل بوتیمار رقعہ بطور سند پاس دونون جست و خیز کرتے ہوے طرف لشکر مواج کے چلے آپس مین صلاحین کرلین دن قلیل باقی تھا کہ لشکر مواج مین آکر پہونچے لشکر مین اُترہ ہوا بوتیمار تو یہان کا سردار ہے جادوگرون نے جھک جھک کر سلام کیا کہا میان بوتیمار آج بڑی تکلیف اوٹھائی ضرغام نے کہا تکلیف تو ہوئی مقدمہ عیاری کا صاف ہوگیا اب کچھہ کھٹکا نہین رہا یہ باتین کرتے ہوے بارگاہ مواج مین آئے برق و ضرغام نے دیکھا سات سو سرداران زبردست دنگل ہاے آہنی پر تخت پر مواج بن گرداب آدم خوار پہلوے بارگاہ مین ایک خیمہ استادہ ہے اُسمین بیٹھا اسکا نوجوان لطمہ صد کوس دریا نوش گرا جوان جوان مصاحب جلسے مین ساز بجارہا ہے برق نے بڑھکر مواج کو سلام کیا مواج نے کہا کیون بوتیمار خیر تو ہے ضرغام نے کہا اے شہنشاہ سب طرح خیر گذری خوب صفائی ہوئی ملکہ صبا رفتار رقعہ پیش کردو دیکھیے یہ نشانیان پانچون عیارچیون کو دلوادین ملکہ نے زبانی حکم دیا ہے جسکے پاس یہ رقعہ نہو بلا تکلف اُسے قتل کردو کوئی دامنگیر نہوگا آپ کے انتظام کی بڑی تعریف ہے ملکہ یاقوت کو اب رخصت کر دیجیے صبا رفتار کو یہان حاضر رہنے کا حکم ہے یہ عیارون کو بخوبی پہچان لیتی ہین مواج نے کہا کیا مضایقہ ہے لو ملکہ یاقوت اب تم تو جاؤ اب ہمین بخوبی اطمینان ہوگیا ملکہ عالم سے کہنا صبا رفتار کو ٹھہرالیا ہم دریا تیار کرکے غفلت مین بر سر مسلمانان آئینگے جب آپکو خبر ملے کہ دس پانچ لاکھہ ساحر ڈوب گئے جہاز لشکر مہرخ طوفانی ہوا سمجھہ جائیگا کہ ہمارا خیر خواہ آگیا پہر بھر مین سبکا خاتمہ کردونگا وہ دریا تیار کردون کہ بی مہرخ کو جان بچانا مشکل ہو بھاگ نہ سکین لیکن پہر بھر مین خطا معاف کرونگا ایک ہی دن مین میدان صاف کردونگا

یاقوت مواج سے رخصت ہوئی طرف لشکر حیرت کے گئی جاکر حیرت کو خبر پہونچائی کہا حضور
بو تیمار و صبا رفتار میرے سامنے پہونچے مواج بڑا ہوشیار ہے صبا رفتار کو ٹھہرالیا حیرت بہت
خوش ہوئی کہا سچ ہے جبھی تو وہ شہنشاہ بیگم کی وزارت کرتا ہے دیکھو یہ نشانی کی کیا معقول تدبیر نکالی
یہ بات کسیکے ذہن مین نہ آئی اب کوئی عیار عیاری نکر سکیگا جو عیار غفلت مین جائیگا مواج نشانی
نپائیگا فوراً قتل کرڈالیگا اب عیار بھی مارڈالے جاوینگے سرداران مہرخ دم لینے کی مہلت نپاوینگے ملکہ
حیرت تو یہ باتیں کر رہی ہین انتظار آمد مواج بن گرداب آدمخوار ہوا اوسنے اپنے وزراسے کہا سنو صنم
نے بڑی بیوقوفی کی حیرت سے حکم لیا اگر شے غفلت مین مسلمانونکو قتل کیا سنتا ہون بی بہار و مخمور
پر شہنشاہ عاشق ہین ہر ایک سردار سے یہی حکم ہوتا ہے سبکو قتل کرو بہار و مخمور کو بچالو بس دو روز
تامل کرنا مناسب ہے طوفان قہر نگاہ اسکا وزیر اعظم بڑا ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست
ساحر بد انجام طوفان قہر نگاہ نام کہا تم ہمارا نامہ لیکر خدمت مین شہنشاہ طلسم ہوشربا کی جا
باغ سیب مین ملاقات ہوگی جاکر یہ ہمارا نامہ دینا اور زبانی بھی عرض کرنا کہ غلام نے سدباب عیاری
تو کرلیا عیاری مجھپر نہو سکیگی سرداروں کا انتظام سحر سے ہوگا حکم ناطق دیجیے کہ جاکر سبکو ڈبو دون
کسیکا پاس نکرون بخوبی پوچھ لینا کوئی نکتہ رہ نجاے طوفان نے کہا حضور مین بخوبی دریافت کرکر
آؤنگا لیکن جبتک مین حاضر نہون جانیکا قصد نکیجیے گا مواج نے کہا اے طوفان اگر تم کہوگے
تو دریاے سحر کا لطف کیا تمھاری ذات سے سب ڈوبین گے زور دینا دریا کا تمھارے اختیار مین ہے یا اہالیان
دریا کی موت و زیست کا تعین کو اختیار ہے مین ضرور تمھارا انتظار کرونگا تمھارے سامنے دریاے سحر
تیار ہوکر ہمارا سحر طوفان برپا کریگا ملکہ مہرخ کی جانب سے پھر کوئی نبچ سکیگا طوفان قہر نگاہ
بخوبی مواج سے وعدہ کرکے طرف باغ سیب کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑو وقت پر ذکر
طوفان کا آئیگا لیکن برق و ضرغام دربار مواج مین حاضر ہین برق بصورت صبا رفتار و
ضرغام بشکل بو تیمار رہیا انکا واقف کار جاتے ہی بخانہ زین گھس گیا انتظام کرنا شروع کیا داروغہ سے
کہا بیت جاؤ آج ہمکو حکم ملا ہے محفل عیش و سرور آراستہ ہوگی شراب قاعدہ سے پہونچائی جائیگی آپ دروازہ
کو دیکھیں صاف کو ہم بہت صفائی سے کام کرینگے بادشاہ کو واسطے گلابیان الگ ہون بڑے امرا ذرا
قرائے سب کا سامان بوجہ احسن کرینگے آج شراب باہر تقسیم ہوگی اہالیان لشکر چھوٹے بڑے سب

محروم رہتے ہین شکایتیں ہوتی ہین سفر مین آئے ہین انتظام انکا واجب لازم ہے اہالیان لشکر کو بھتا ملتا ہو شراب بھی پہونچائی جاے چست و چالاک رہین دریا سحر تیار ہوگا سب اہالیان لشکر خوش ہین رہین شراب پیین آبرو بڑھے آج لشکر مین بڑے تماشے ہونگے ایسی باتین کرکے ضرغام نے میخانے پر قبضہ کیا داروغہ بیچارہ باہر جا بیٹھا وہان سے ٹہلتے ہوے سامنے مواج کے آئے گھبرائے ہوے مواج نے پوچھا کیون بوتیمار خیر تو ہی عرض کی حضور میخانے کا انتظام خراب تھا لشکر ساحران مین قحط شراب تھا سفر مین سردار و سپاہی کیسا ہو جبسے بن پڑے وہ انتظام کرے غلام اپنے ہاتھ سے شراب پہونچائیگا یہ بھی ہمنے سنا ہو کہ عیاران اسلام شراب کو آکر خراب کردیتے ہین شراب بیہوشی کا دور محفل کے طور ہم سبکو بخوبی پہچانتے ہین انتظام شراب کو بخوبی جانتے ہین غیر کو میخانے مین نہ آنے دینگے آج شفقت کریگے اگر آپکے دشمنون پر کوئی خرابی آئے ہمارا بھی آرام دچین مٹے گا اپنی جان کی حفاظت کرتے ہین جینے کے نام پر مرتے ہین مواج بہت خوش ہوا برق سے آنکھ ملا کر کہا بی صبا رفتار میخانے کا تمکو اختیار ہے آج اس محفل کو تم بھی روشن کرو ہم سن چکے ہین کہ زینت محفل افراسیاب ہو علم موسیقی مین لاجواب ہو ہمارے شہنشاہ اس علم کے بڑے قدردان ہین سامنے خیمے مین فرزند ارجمند مواج صاحب کے شاہزادہ لطمہ صد گوش دریا نوش ستار بجاے ہین خوب سمجھتے ہین دو چار غزلین گاؤ وہ بھی محفل مین تشریف لائینگے برق سمجھا کہ ضرغام نے میخانے پر قبضہ کرلیا بیہوشی پہونچ گئی ہوگی برق نے مسکرا کر مواج کے کاندھے پر ہاتھ رکھا کہ کیون اے وزیر اعظم آپ کو بڑی تکلیف ہوئی کوہ نیلم سے تکلیف کرکے آئے اب لشکر مسلمانان پر کب چڑھائی منظور ہے ابھی لشکر مسلمانان بہت دور ہے اگر سامری و جمشید فتح نصیب کرین ہمکو فراموش نہ فرمایے گا شہنشاہ نے آپکے واسطے سلطنت طلسم ہوشربا تجویز فرمائی ہے سب آپ ہی کا اختیار ہوگا تمام اہالیان دربند آپکی خدمت مین حاضر رہینگے ہم تو خدمتگزار رہین محافظت جان ہمارے سپرد ہے ایسی جانبازی کرین عیار کا دخل نہونے دین مقدم انتظام عیاران تھا وہ آپنے ایسے لطف سے کیا کبھی آج تک لیسا انتظام نہ ہوا تھا نہوگا اب عیار تڑپ تڑپ کر مرینگے آپکے سامنے کیا عیاری کرینگے اس ناز سے باتین کین مواج نے سر اوٹھا کر جو دیکھا صبا رفتار باہر خسار یا بنا عیاری سے آراستہ قنطورہ زر بفتی پہنیا وہ سقرلاقی چست و چالاک بیباک طرار کسن فراز مواج بیقرار ہوگیا سنبکر

ہوا تب یا اگر ہم بادشاہ طلسم ہونگے تمکو بھی سلطنت دینگے برق نے جھکی لیکر کہا ابھی سے جب تخت نشین ہوگے آنکھ بھی نہ ملاؤگے ہمکو بھول جاؤگے بیوفا بیمروت ہوا تب محفل عیش و نشاط کی آراستہ کرنے کا حکم دو طائفے عمدہ طلب کرو شہنشاہ کی محفل مین آٹھ پہر یہی سامان رہتا ہی افراسیاب بڑا عیش پسند ہی ہم تمھارے ہمراہ تنہائی مین سجائینگے الگ خیمہ ہمکو مرحمت فرمائیے تمھاری آنکھوں سے ڈر معلوم ہوتا ہی بگاہو نہین کہائی جاتے ہو ہنس ہنس کے باتین بناتے ہو مواج نے اوسی وقت حکم دیا طائفے بلاؤ دلمین سمجھ گیا صبا رفتار تجھپر عاشق ہوئی سوجھو پر تاد پھیرنے لگا حیران ہو کر آئینہ اوٹھا لیا تاج کو سر پر درست کیا تھا خوشی کے مارے پھول گیا اپنے پہلو مین صبا رفتار نقلی کو کرسی دی میان برق تنک بیٹھے ناچ ہونے لگا گانیں گا رہی ہین ناچنے والیان بنا رہی ہین محفل مین ہنگامہ عیش و نشاط برپا ہے سب تعریفین کر رہے ہین لیکن مواج نے پلٹ کر دیکھا بی صبا رفتار منہ لٹکائے بیٹھی ہین نہ تعریف نہ توصیف نہ آہ نہ واہ مواج نے کہا اے صبا رفتار یہ طائفے سب مجرائی شہنشاہ طلسم کے ہین بڑی بڑی تنخواہین انکی مقرر ہین تم کچھ انکی تعریف نہین کرتین برق نے کہا آپ کو اس علم مین دخل نہین ہی ان بازاریون کی کیا تعریف کرین خیال کرکے سماعت فرمائیے سب بے ہنری ہین سارے بالکل الگ آپکے صاحبزادے سمجھتے ہونگے گائیون نے جو یہ سنا گاتے گاتے رک گئین غصے سے کہا بی صبا رفتار صاحب یہ پیشہ عیاری نہین ہے یہ علم موسیقی ہی برسون مین ایک چیز یاد ہوتی ہی آپنے مالک کے سامنے ایسی مہمل بات کہدی کوئی چیز ہمارے سامنے گائیے اپنا بھی کمال دکھائیے تو احوال معلوم ہو مواج نے بھی کہا اے صبا رفتار یہ سب اس علم مین کامل ہین تمھارے نزدیک بالکل مہمل ہین بوتیمار بھی سامنے تھنتے ہوے آئے کہا بی صبا رفتار سب سامان مہیا ہے ایک چیز تم بھی گا دو پھر سب کام ہو جائیگا عرضکہ صبا رفتار اپنے مقام سے اوٹھی کسبیون سے تکرار بھی کی کہا آئیے سنیے ہرچند کہ ہمارا پیشہ نہین ہی لیکن سماعت فرمائیے پھر اعتراض بھی کیجیے گا بوتیمار نقلی نے لاکر گلابیان آراستہ کین برق تڑپکر محفل مین بیٹھا مواج سے آنکھ ملائی کہا حضور عطائی کو سینے مواج تو اپنا عاشق جان چکا مسکرا کر کہا ہان بی صبا رفتار ہم تمھارے بہت مشتاق ہین برق شعلہ جوالہ بنکر تڑپنے لگا مواج کی طرف متوجہ ہو کر یہ اشعار آبدار پڑھنے لگا

نظم

ہوتا ہو خلق غم بھی تو نہین خوشی کے ساتھ ۔ آنسو بھر آئے دیکھے ہین اکثر ہنسی کے ساتھ ۔ ایک اپنی آرزو ہو تو تبلاؤن ای فلک

جھگڑے لگے ہین ہزار آدمی کے ساتھ
آئے شب وصال مگر آرزو یہ ہے
سرگرم اختلاط ہے بیکسی کے ساتھ
کیا قتل ہوگا میری طرح ہر گنا ہگار
جاتے ہین اپنی گھر عجب اک بیدلی کے ساتھ
اوس شوخ کو نہ آنے دیا میرے پاس تک
یہ روگ جائیگا نہین زندگی کے ساتھ
جب دو وصال کسی نے دیا جلال

باندھو کمر ہی یہ دیا تھا دل کسی کے ساتھ
جائے غم فراق بھی نہ لے خوشی کے ساتھ
دیکھین ہم آن بان تمہاری نگاہ یار
قاتل کیا کریگا مروت کسی کے ساتھ
کیا جانے غیر مجھسے تو ملتا ہی کس طرح
مہندی بھی رنگ لاتی تھی گل تازگی کے ساتھ
کج خلقیان سہین مگر امیدوار ہون
نکلا وہ جھوٹ بھی دم منہ کی کے ساتھ

تنگی کوئی کسی سے کرے کیا کسی کے ساتھ
اچھی بسر ہوئی شب تنہائی فراق
الفت نباہ کیجیو یون ہی کسی کے ساتھ
آئے تھے لاکھ ڈھلتے ہی انجمن مین ہم
سو رنگ کی ہین سختیان دشمنی کے ساتھ
سمجھے ہین لیکے جائینگے مرقد مین درد عشق
جور ہم مجھسے ہو وہ نہ دیکھون کسی کے ساتھ
اس رنگ سے یہ برق نے یہ غزل

گائی تمام اہالیان دربار وجد مین تھے گانا بجانا ہزار طرح سے رنگ جمانا اہالیان محفل کا یہ قول ہے کہ صاحبو مقام انصاف ہے صبار فتار کسکی تعریف کرے گانے مین تمثیل بینظیر خوش لباس و خوش تقریر آن دہان دلپذیر حسن مین رشک ماہ منیر دیکھو ایک غزل گا کے سب کا رنگ مٹا دیا کیا جلد اپنا رنگ جما دیا ملحوظ خاطرین ہو کہ ضرغام بشکل بو تیمار منتظم شراب برق بشکل صبار فتار گانے مین رنگ جما رہا ہی لطمہ صد گوش دریا نوش یا نوالگ خیمے مین بیٹھا ہوا ستار بجا رہا تھا صبار فتار کی آواز سنکر یہ بھی محفل مین آبیٹھا تعریفین کر رہا ہی کہتا ہے بابا جان صبار فتار کیا گانا گا رہی ہی یہ بیچاری بازاری کسبیان پیشہ ور بے ہنر اسکا کیا سامنا کر سکتی ہین دیکھیے سب دل لگا کر سن رہے ہین اسکے کمال پر سر دھن رہے ہین صبار فتار جھک جھک کر سلام کرتی ہی کبھی مواج سے آنکھ ملائی کبھی لطمہ صد گوش کا منہ چڑھا دیا دونون باپ بیٹے بیقرار ہین مواج کو یہ جوش ہے کہ لڑائی فتح کرکے افراسیاب سے صبار فتار کو مانگ لونگا لطمہ صد گوش خاموش اس فکر مین کہ آج ہی اسپر قبضہ کرون کئی موتیونکے مالے اوتار نیکے برق کا ارادہ ہی کہ تقریب شراب کردن یکایک چوبدار نے بڑھکر مواج کو سلام کیا کہا حضور کے تشریف لانیکی خبر تمام شہر و ملک مین مشتہر ہوئی گاہین چلے آتے ہین ایک پرانا گویا بڈھا کہتا ہی مین ہمیشہ خدمت سامری و جمشید مین رہا نام مواج کا سنکر آیا ہون امیدوار باریابی ہی برق و ضرغام کے کان کھڑے ہوے سمجھے کہ اوستاد نامدار آگئی ضرغام نے بڑھکر عرض کی حضور کی سخاوت تمام عالم مین مشہور ہے ضرور طلب فرمائیے صبار فتار نے

بھی کہا ہمارے شہنشاہ کی محفل مین بھی بڑے بڑے گانیوالے آئی ہین سرکار سے انعام واکرام پاتے ہین اندر بلوایئے شاید ہم بھی پہچانین اس ملک کا کون بسنے والا ہے کہ جو خدمت مین ہمارے آقا کی حاضر نہین ہوا ہم ایک ایک کو بخوبی پہچانتے ہین سب گویون کے بخوبی نام جانتے ہین چوبدار نے جاکر حکم پہونچایا سامنے دیکھا ایک مرد ضعیف ونحیف مشروع کا پاجامہ اگلی وضع کا اوس مین سوسی کے پیوند لگے زردسند آتے وان کا کرتا اوسمین نین سکھ کے پیوند چکن کی بوٹیان بنی ہوئین آتنا پرانا ہے کہ بوٹیان کیڑے کہا گئے کمر مین خم ہوئی ہوئی رگین نکلی ہوئین گوری صورت سرخ دوپٹہ سر پر بندھا ہوا تنبورہ کاندھے پر جوتا بھاری کام زردوزی اڑگیا زردسوت نکلا ہوا جب بنا ہوگا دو اشرفی کا تھا اب ادسکی خاک اوڑکر سر تک پہونچی ہے آتے کے ساتھ ہی مواج کو آواز دی اعلےٰ اعلےٰ مراتب ہین چراغ وزارت روشن رہے شہنشاہ تلم کا بیار رہے دشمن سرکار کا ذلیل وخوار رہے مواج دیکھکر صورت کو پریشان ہوا لطمہ صد گوش نے کہا باباجان یہ اگلے لوگ ہین آواز مین تو قوت نہ ہوگی لیکن کمال مین معمور ہین ایک چیز ضرور سماعت فرمایئے بڑے میان نے جو صبا رفتار کو بیٹھے دیکھا گھبرائے برق نے دیکھا کہ اوستاد گھبرائے ہین اوٹھکر سلام کیا بھوی آنکھین دکھا مین پوچھا بڑے میان صاحب مزاج اچھا ہے کئی سال کے بعد آپ کو دیکھا دربار مین شہنشاہ کے تشریف لائے تھے کنیز کو نہین پہچانا اب تو بڑے میان سنال ہوگئے ہنس کر کہا بی صبا رفتار اچھی ہین ہمنے بخوبی تمکو پہچانا دکھن چلے گئے تھے پھر اپنے ہوشربا مین آئے ہمنے دو چار چیزین تمکو بتائی تھین وہ بھی یاد ہین صبا رفتار نے کہا آپکے تصدق سے سب کام ہوچکا خاصہ تیار ہے نوش کیجیے بوتیمار نے بھی سنا کہ کوئی اونے گویے صاحب آئے ہین یہ قرابے شراب کے ہاتھ مین لیے ہوئے محفل مین آئے دیکھا صبا رفتار ہنس ہنس کے بڑے میان سے باتین کر رہی ہے ضرغام بھی سمجھ گیا اپنے جی مین کہتا ہے اب انکی کیا ضرورت تھی ہم تو سب کام کر چلے ہین قریب آکے جھک کر سلام کیا کہا آپنے مجھکو بھی پہچانا بڑی بڑی آنکھین دیکھکر بڑے میان ہنسے کہا میان بوتیمار صاحب کیا کہنا تم بھی اس سرکار مین نوکر ہو ضرغام نے کہا شراب پر ہمارا اختیار ہے بسم اللہ بیٹھیے بوتیمار وصبا رفتار نے مواج سے عرض کی حضور یہ بڑے عمدہ گویے ہین بڑھاپے مین خوش آواز گانے مین سوز وگداز بتانے ہین بے نظیر کمال علم موسیقی سے معمور مواج نے پوچھا اسے بوتیمار تمنے انکو کہان

دیکھا تھا عرض کی حضور یہ کبھی مرتبہ خدمت مین شہنشاہ نیلم کے حاضر ہوے آپکو یاد نہین ہے لطیمہ صدگوش نے پوچھا بڑے میان صاحب آپکا اسم شریف بڑے میان بہت ہنسے کہا حضور غلام کو جہال با کمال کہتے ہین مان باپ نے جینے کے واسطے تان توڑ خان نام رکھا جب تان لگاؤن ستون بارگاہ ہل جائین اب تو بڑھاپا ہے جوانی مین لطف تھا استاد ولکا نام لیکر کما کھاتی ہین ہمیشہ بادشاہون کی صحبت مین جاتی ہین یہ سنکر صبا رفتار نے کہا اب زیادہ باتین نہ بنایئے سب سامان عیش و نشاط تیار ہے آپ ہی کی دیر تھی بڑے میان پالتھی مار کر بیٹھے ہین صبا رفتار نے تنبورہ ملایا بوڑھے آدمی لیکن غزل جوانون کے گانے کی شروع کی جسکی ردیف صورت یہ اشعار شروع کیے

نظم

یہ ہے افتادگان کوچۂ دلدار کی صورت
تماشا ہو گئی ہے طالب دیدار کی صورت
اوٹھایا اوس مسیحائی جوانی نے ہے مجھکو
شب فرقت ہمارے دیدۂ بیدار کی صورت
اگر ہم قتل سے محروم گر آمادہ تھا قاتل
بنائی ہے تری لغزش نے ماتم دار کی صورت
اگر زندہ ہی کھتا ہی گیا آخر نہج ہجر ایسا
مصیبت کی الم کی رنج کی آزار کی صورت
تصور نے مژہ کے وہ جلال اک نشتر مارا
کہ جنبش تک نہین ہے سایۂ دیوار کی صورت
تصور نے کیا ششدر رخ آئینہ کو یکسان
اوٹھا مین دیکھ تصویر گر اسمار کی صورت
نہین معلوم کیفیت ہے مینا نہین رہتا ہے کیا
قضا کو تیغ دیکھا کی قضا تلوار کی صورت
گلو نہین کشتۂ اوس کی محبت کا ہے خنجر کا
نہ بیچا مین اوٹھا غم پھر مجھے زار کی صورت
بہت حیا بانہ پیدا کر سکے آئینہ و شانہ
لہو روتا ہے دل بھی میرے دیدۂ خونبار کی صورت
تمھارے دیکھنے والیکا ہے مشتاق اک عالم
نظر آتی ہے مجھکو دونون جہان یار کی صورت
فلک تک بند ہو دیدۂ انجم کا کیا بھولے
وہان جھکتا ہے دو ٹکر سر اپنا کو تیری صورت
حقیقت مین سر ہو غم نہین عاشق کی نگاہ
کہین تسبیح کیسو کہین زنار کی صورت
دکھادی کھینچکر نقاش تحریر نے مجھکو
تری حیرت زدہ تیرے جگر افگار کی صورت

اس لطف سے یہ غزل بڑے میان نے گائی سب رنڈیان استاد استاد کہکر بلائین لینے لگین لطیمہ صدگوش دریانوش نے موتیونکا مالا اپنے گلے سے اوتار دیا سب تعریفین کر رہے ہین کہتے ہین صاحب اس بڑھاپے مین یہ آواز گانہین یہ زور گلے مین ہڈی نہین ہے چرخی پھرتی ہے صبا رفتار نقلی نے بڑھکر کہا بڑے میانصاحب مین تو آپکی کنیز ہون چند چیزین آپنے ایسی بتادین کہ جس محفل مین گائی سرسبز ہوئی یہ دربار بھی بڑے قدردان کا ہے معوج بہت کچھ دینگے آپکو تعویذ بازو بنا لینگے ہمکو یاد ہے آپنے دربار مین افراسیاب کے ساقی گری کی تھی وہ کمال یہان بھی دکھایئے سبکو دیوانہ بنایئے معواج نے پوچھا ساقی گری مین کیا کمال ہے صرف شراب دینا بلکہ پلانا میان صاحب بہت ہنسے کہا بی صبا رفتار صاحب امتحان کرتی ہین جوانی مین سب کام کرتے تھے

ساقی گری کے یہ معنے ہین پانون مین گھنگرو باندھین پیشواز پہنین پہلے کھڑے ہوکر گت ناچین
جام بلورین لبریز کرکے سر پہ رکھین اس طرح سے سب کو شراب پلائین یہ جوانی کے کام تھے اب پانون
مین طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین افراسیاب بادشاہ جلیل تھا اونکی صحبت مین یہ کام
کیا ایسا کچھ طلا بیٹونکی شادی کی برادری کو جمع کیا اب بہت دشوار ہے صبار فتار نے کہا استاد
مین ہرگز نہ مانونگی یہ بھی بڑی صحبت ہے دیکھیے کیسے کیسے شاہزادے جمع ہین مواج کے صاحبزادے
بڑے قدردان ہین آپکے شاگرد ہونگے لاکھون روپے کی شیرینی تقسیم ہوگی تمام شہرون مین نام ہوگا
کہ فرزند وزیر اعظم بڑے میانصاحب کے شاگرد ہین بڑے بڑے گویئے آپکی خدمت مین حاضر رہینگے
میان بوتیمار و صبار فتار قدمونسے بڑے میان کے لپٹ گئے منتین کر رہے ہین ساقی گری پر
بڑا اصرار ہے بڑے میان کو بسبب ضعف و نقاہت انکار ہے مواج نے کہا بڑے میان آپ کیون
اس قدر انکار کرتے ہین یہان سب قدردان جمع ہین اس علم مین سبکو دخل ہے بڑے میان
صاحب نے کہا حضور بڑی مشکل ہے ہماری ساقی گری مین بڑا صرف ہوتا ہے جب ہم ساقی ہون
کوئی باقی نہ رہے سارا میخانہ خرچ ہو جائیگا لشکر مین کوئی خرد و کلان ادنے و اعلے پیر و جوان
دوکاندار باقی نہ رہے سبکو شراب پہونچے لطمہ صد گوش بہت مشتاق ہوا کہا بڑے میان نقصان
صرف تو ہمارا ہوگا آپ کیون تردد کرتے ہین میخانے مین ساٹھ ہزار تپلا تیار رکھا ہے بوتلین
قرابے گلابیان بے حساب ہین بے خوف تقسیم کیجیے جسکو مزاج مین آئے دیجیے کہ دن آپکا ہاتھ پکڑتا
ہے بوتیمار ناحق کو لڑتا ہے یہ سنکر بڑے میان آمادہ ہوے کہا بوتیمار و بی صبار فتار نے بڑی
ہمکو تکلیف دی لیکن خوشی تمھاری اب ایک کام کیجیے تمام لشکر مین شراب پہونچائیے مین
بھی میخانے مین حاضر ہوتا ہون محفل مین شراب اپنے قاعدے سے لاؤنگا ضرغام نے کہا آپ
تکلیف نفرمایئے بیٹھے سے انتظام ہوگیا ہے لوگ حیران ہین کہ میان بوتیمار سے بڑے راز و نیاز
کی باتین ہوتی ہین صبا رفتار پر بہت مہربان ہین دربار افراسیاب کے احسان ہین اسکو بتیا
بھی ہے صبار فتار بھی کائل ہوگئی بڑے میان بوتیمار کے ساتھ میخانے مین آئے صبا رفتار
بھی جھپٹ کر آئی اوستاد و شاگرد ایک مقام پر ہوے ضرغام نے عرض کی مین سب شراب
مین بیہوشی ملا چکا اب تقسیم کرتا ہون آپ صحبت مین تشریف لیجائین خواجہ عمرو نے جا لیسین

گلابیان اپنے قاعدے سے درست کین کنتر الماس نگار ادس مین شراب گلنار بھرے اونکے تمامی سے باندھے اس سلیقے سے شراب محفل مین آئی جسکی نگاہ کشتیون پر شراب کی پڑی دیکھکر لوگ مست ہوگئے کہا صاحبو دیکھو بڑے میان کس سلیقے سے شراب لائے ہین زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپک پڑے تائب توبہ شکنی کرے دل چاہتا ہے کہ شراب پیجے جان و مال نثار بڑے میان پر تصدق کیجیے اب میان گوئیے نے جوڑا سی گھنگرو پانو مین باندھے بھاری پیشواز جسم آراستہ کی گت شروع ہوئی ساز مل گئے اس لطف سے بڑے میان نے گت ناچی تمام اہالیان محفل کی بڑی گت تھی سب تعریفین کرتے تھے بڑے میان توڑے لئے جاتے تھے اوسی جوش وخروش مین جھک کر جام می ارغوانی لبریز کیا سر پر رکھا اب بڑا ہوا بڑے میان کی آبرو دہی انجام بخیر نہ ہوگا جام مدور، دو قدح سر سے گر جائیگا بڑے میان نے سانس کو روکا جسم سادھا ٹھوکرین لیتے ہوے چلے کیا مجال کہ ایک قطرہ بھی زمین مین گرے جب مواج کے سامنے پہونچے جھک کر کہا ایسے قدردانون کو سر سے شراب پلانا چاہیے اس سر سے کون آگاہ ہے سراسر اسرار ہے یہ کون جانتا ہے کہ یہ عیار نامدار ہے مواج نے دونون ہاتھ بڑھائے جام سر سے لیا بے اندیشہ انجام پی گیا دوسرا پلٹ کر لطمہ صد گوش دریا نوش کو دیا تمام اہالیان دربار کو سکتا ہر ایک کا یہی قول ہے صاحبو یہ کمال کبھی نہ دیکھا تھا بوتیمار و صبار فتار گلابیان قرابے ہاتھ مین لیے ہوے حاضر ہین صبار فتار کہتی جاتی ہے حضور یہ آپ ہی کا کام ہے غیر دربار مین بلا تکلف بخوف و بیم خدا آپ کو سلامت رکھے آپکی وجہ سے ہم سب کا نام ہے دور جام بے اندیشہ انجام چل رہا ہے خواص طرار و فرار خدمتگاری کو دو عیار خوب رنگ جما چالیس لاکھ فوج مین شراب پہونچی پلٹن رسالہ خادم خدمتگار حاجب دربان چوبدار دو کاندار کوئی باقی نہین رہا لشکر مین جو مفت کی شراب تقسیم ہوئی جو نہ پیتے تھے اونھون نے بھی پی نمک سرکاری تاثیر کرنے لگا نشے مین کمیدان سالدار افسران فوج کرسیون پر بیٹھے ہین دور شراب جو پیا بلبلائے طرف اپنی فوج والون کے متوجہ ہو پیادے بیباک جست و چالاک نشے مین تر رہے ہین ایک پیادہ سونٹا لیکر اوٹھا کمیدان سے آنکھ ملا کر کہا کمیدان صاحب اس سونٹے نے کئی افسرون کے سر پھاڑے ہماری تنخواہ مین کبھی تصرف نہو ہم زمین مین بیٹھے ہین آپ کرسی پر احمق بنکر بیٹھے ہم پیادے شہزادے ہین ہم سے

ڈرے نیچے آئے کمیدان نے کہا وہ کمیدان اور ہونگے جو پیادون سے دبین مین وہ کمیدان ہون
کبھی پیادون سے نہین ڈرا ہزار سے لڑونگا پیادہ نشے مین تھا بلبلا کے اوٹھ کھڑا ہوا کمیدان تلوار
ٹیک کر اوٹھے دونون لڑکھڑا کے گرے اور سب دوڑے جو اوٹھا جہان سے اوٹھا بر لب فرش
فرش ہوئے رسالدار نے جو دیکھا کہ کمیدان گرے اونھون نے فرمایا کمیدان بڑے بودے ہین مین
رسالے سے اپنے نہین ڈرتا سائیس سامنے بیٹھا تھا اوسنے بھی ایک جام پیا کہا رسالدار صاحب منھ زوری
نکیجیے رسالدار نے کہا ابے ٹٹوے تو بھی بولتا ہے گھوڑا تو سخت ہو گیا تجھی پر سواری لونگا سائیس نے
میخ اوکھالی رسی لیکر دوڑا کہا آپکی اگاڑی پچھاڑی باندھونگا سالیسی علم دریا وہی ہم کم خور منھ زور
شبکور نہین ہین سب عیبون سے پاک مثل مرکب چیت چالاک رہتے ہین رسالدار و سائیس سے لڑائی
ہونے لگی سوار بھی اوٹھے گھوڑے چھوٹ گئے سائیسون مین ہنگامہ ہوا سب گر کر بیہوش ہو گئے
سارے لشکر مین یہی قیامت ہے جو جہان گرا بیہوش ہوا دوکاندار سجے سجائے اپنی دوکانون پر
بیٹھے ہین حلوائی جلیبی داس شراب پیکے جو بیٹھا پوری کچوری کھانیوالا جو لکھا جل رہا ہے مشقت
پوری کرتا ہے صورت کا میٹھا مزاج کا کڑوا شراب کے نشے مین اوٹھا نوکر پر خفا ہوا اچھال کر خود ہی
چولھے مین پھاند پڑا جورو نے دیکھا شوہر آگ مین گرا کہا مین بھی ستی ہو جاؤن یہ بھی پھاند پڑی
سارے لشکر مین تاثیر شراب نے سبکو خراب کیا بعض بڑے رابط و ضابط نشہ جو ہوا سوچے اپنے گھر
چلو بزرگون کی فہمایش ہے اپنے گھر چلکر سو رہو ضبط کرکے اوٹھے گھر جانیکا قصد کیا لیکن مزاج کے
رنگین بڑے چلبلے کے رہنے والے خود بھی جوڑے بچلے رنڈی کی گائی ہوئی ٹھمری یاد آئی نشے کی دھن مین
گنگنانے کے تان لگائی گٹکری جو لی چیخ کھا کر دھم سے گر پڑے لیکن ٹھمری تمام کی بعض نے بیٹھے بیٹھے
کہا رو بڑا غضب ہوا آب برو گئی اب کی برسات بڑی ہوئی ندی نالے چڑھے دریا بڑھے دیکھو دریا
جوش مارتا ہوا آ پہونچا دوسرے نے کہا بھائی نہ گھبراؤ مین چیت و چالاک ہون تیراک ہون
میرے کاندھے پر ہاتھ رکھو ایک غوطے مین اوس پار ہین اونھون نے اونکے کاندھے پر ہاتھ رکھا
اسنے ناک پکڑ کے غوطہ مارا دونون غرق دریای لعنت ہوے لشکر مین تو یہ ہنگامہ ہے بارگاہ مین سبکو شراب
پہونچائی شمعہای مومی کافوری روشن ہین تو تیمار نقلی نے اشارہ کیا قبلہ و کعبہ جلدی کیجیے ستارہ سحری
چمکا صبح قریب ہے ساقی روز میکدہ مغرب سے جام آفتاب لیکر برآمد ہوا چاہتا ہے جلدی خراب سبکو پہونچایے

برق فرنگی بصورت صبار رفتار ہنستا ہوا قریب مواج کے آیا کہا کیوں جی ہمارے آپکے کیا وعدہ تھا چلو آرام کریں ساری رات یونہیں کاٹی مواج نے کہا چلتا ہوں اُدھر لطمہ صد گوش کیجانب بلبلا کہا تم جوان ہو کچھ تم سے الگ کہینگے لطمہ صد گوش کو بھی جوش آیا مواج نے جو صبار رفتار کو جان جان کہا لطمہ صد گوش نے جواب دیا بابا جان پچھتاؤ گا میری معشوقہ کے شجر حسن سے پھل نہ پائیگا میں نے پہلے کہا ہوں مواج ذ کہا ارے نالائق تیری ماں ہوئی لطمہ صد گوش نے کہا ہو بے نگاہ مرا تا ہی برق بیچ میں سے بولا کہا جو صاحب غالب آئیں میں اوسکے راضی ہوں آپس میں فیصلہ کرلو دونوں باپ بیٹے بلبلا رہے تھے ہوئی اوٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرے بادشاہ کا گرنا تمام اہالیان دربار لینا لینا کہکر اوٹھی جو آسمان تھا اوٹھا عمرو نے نعرہ کیا نیمچہ کھینچکر جا پڑے پہلے مواج بن گرداب دم خوار پر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے لطمہ صد گوش کا سر کاٹا سرداروں کو قتل کرنا شروع کیا ہنگامہ گیرودار برپا ہوا آوازیں ہیبت ناک آنے لگیں کشتی مرا نام من فلان فلان بود زوجہ مواج جیحون جادو اپنے خیمے میں پڑی ہوئی سوتی تھی اسکی آنکھ جو کھلی صحن میں نکل کر دیکھا آواز آرہی ہے کشتی مرا نام من مواج بن گرداب آدم خوار بود سر پیٹتی ہوئی دوڑی دیکھا بارگاہ میں آکر ایک بڈھا سبکو قتل کر رہا ہے لاشہ شوہر و فرزند خاک و خون میں غلطان سر اپنا پیٹ لیا عمرو نے جو جیحون کو دیکھا جا جست کرکے بارگاہ سے نکل جان جیحون نے سحر کیا آواز گیر دی خواجہ زمین میں گرے ضرغام جو بشکل بو تیمار تھا اسنے پہلو سے کمند ماری جیحون گری حباب مار کر بیہوش کیا اور برق کو بشکل صبار رفتار تھا چونکہ خواجہ سحر میں مشہور تھے اوٹھا لیا استاد کو اپنے کاندھے پر ڈالا جادوگروں نے جو آکر پکڑا برق نے کہا اونالائقو دشمن مار پیٹ کر بھاگ گئے اونکو نہ پکڑا میں عیار نہیں حیرت کی ہوں سند کا رقعہ میرے پاس موجود ہے میں نے قاتل کو مواج کے پکڑا ہے بو تیمار نے جیحون کو بچایا ہے یہ کہکر رقعہ دکھایا جادوگروں نے برق کو چھوڑ دیا ضرغام پسیت پر جیحون کو لادے ہوئے برق اپنے استاد کو اوٹھائی ہوئے حست و خیز کرتا ہوا چلا برق کو جو دل لگی سوجھی وہیں سے نعرہ کیا اے ساحران غدار اے ملازمان مواج بن گرداب آدم خوار دیکھو تمہاری آنکھوں میں خاک ڈالکر اپنا استاد کو لیے جاتے ہیں جیحون کو میرے بھائی ضرغام نے باندھا ہے اب سکو جاکر مار ڈالینگے جادوگر لینا لینا کہکر دوڑے عمرو نے کہا ابے او برق یہ تو نے کیا کیا برق نے کہا اوستاد مجھے کوئی نہ پائیگا عمرو کے تو ہاتھ پانوں بیکار ہیں کاندھے

برق کے بیتاب و بیقرار لدے ہین ضرغام نے کہا او برق تو نے یہ غضب کیا ارے ظالم نام بھی بتا دو
برق نے کہا بھاگو جیجون کو جلدی قتل کرو کہ استاد کے ہاتھ پانون مین قوت نہین اسی کے سحر مین
مبتلا ہین ضرغام جست کرتا ہوا بھاگا ایک جانب برق چلا لیکن کہتا جاتا ہی ای ضرغام جیجون
کو قتل کر ضرغام کہتا ہی ارے بیباک ٹھہر نیکی جو مہلت پاؤن تو قتل کرون ساحر چلے آتے ہین ذرا
رک جاؤن وہ سحر کرکے پکڑ لین تیرے دوش پر والدنامدار کا پشتارہ ہی کسی جانب بھاگ کر نکل جاو
جادوگرون نے زیادہ تعاقب کیا ضرغام کا کہ اوسکے پاس جیجون ہی مالک تو مارا گیا بی بی کو
اوسکی بچالین ضرغام بدحواس عالم یاس برق کو برا بھلا کہتا ہوا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی ساحر پیچھا
نہین چھوڑتے چلے ہی آتے ہین قریب ایک گاؤن کے پہونچا وقت سحر ایک حلوائی نے آگ سلگائی
کڑھاو مین من بھر گھی ڈالا گھی کڑکڑا رہا ہی حلوائی کا ارادہ ہی کہ پوریان پکاؤن ضرغام جست
کرتا ہوا قریب کڑھاو کے پہونچا گھبرایا ہوا کہ ایسا نہو ساحر سحر کرین مین گرفتار ہو جاؤن جیجون
کے سحر مین والدنامدار مبتلا ہین برق بھی بھاگا ہوا آتا ہے جادوگرون نے غل مچایا گانون کے
گنوار بھی دوڑ پڑے ضرغام نے گھبرا کر جیجون کو اوسی کڑھاو مین ڈالدیا گھی کھول رہا تھا گرتے ہی
جیجون کباب بن گئی ایک زنانا ہوا حلوائی تو بھاگا کہ یہ کیا آفت برپا ہوئی جیجون کے مرنے
سے اندھیرا ہوا خواجہ برے سحر اوترا کاندھے سے برق کے کودے دو طمانچے ایسے کہا کیون بچے
یہ کیا حرکت تھی برق نے کہا استاد عیاری کا یہی مزا ہے بلا سے جی بھلا ہی بہا لی ضرغام نے
خوب کام کیا خواجہ کو لیکر طرف برق کے دوڑے برق بھلا کب بیتاب ہوتا ہی ایک راہ کوہ مین
گھسکر بھاگا ضرغام ایک طرف گیا تینون عیار قہقہے مارتے ہوے ہنسی خوشی طرف اپنے لشکر کے
چلے کہ انکا ذکر وقت پر کیا جائیگا اب و کلمہ داستان ذکر افراسیاب خانہ خراب جسکا لازم ہی کہ یہ باغ سیب
مین مصروف عیش و نشاط ہی نازنینان مہ جبین خدمت مین حاضر ہین شراب خواری مین مصروف تمام
رنج و غم بھولا ہوا معشوقان گلعذار کو دیکھکر بھولا ہوا نشے مین کہتا ہی مواج کا دریا تیار ہوا ہوگا
مسلمانونکو ڈبو رہا ہوگا غضب کا اوسکا سحر ہے جب کبھی مواج لڑا بے فتح کیے نہین پلٹا وہ غفلت مین
ہر سر لشکر اسلام آیگا طبل جنگی نہین بجوایگا یہ باتین کر رہا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا طوفان
قہرنگاہ وزیر اعظم مواج مثل شعلہ جوالہ اوڑتا ہوا آتا ہے زمین پر اوترا افراسیاب کو سلام کیا پایہ تخت

کو بوسہ دیا عرضی مواج کی افراسیاب کو دی افراسیاب نے پڑھا یہی لکھا تھا کہ عیارونکا تو مینے انتظام
کرلیا اب کوئی عیار میرے لشکر مین نہ آسکیگا جو آئیگا اوسکو پکڑ کر مار ڈالونگا لیکن مینے سنا ہے حضور باغیون کا
قتل ہونا نہین چاہتے ہمیشہ یہی قصد رہتا ہے کہ یہ لوگ اطاعت کرین ملکہ حیرت کا تو حکم قطعی ملا قتل وغیرہ
کا تمکو اختیار ہے لیکن غلام آپ کے حکم قضا شیم کا امیدوار ہے میرے سحر کے جوش سے آپ آگاہ ہین جب
دریا چڑھا کشتی حیات دشمن طوفانی دشمن کو حیرانی و پریشانی آپ اپنے ہاتھ سے مجھکو لکھ بھیجیے کہ مین بخوبی
مطمئن ہوجاؤن مین بہار و مخمور کا پاس کرونگا دشمنونکے خون سے ہاتھ بھرونگا ایسا نہو حضور کو ملال
ہو اسوجہ سے وزیر اعظم کو اپنے روانہ کیا زبانی بھی عرض کریگا افراسیاب نے طوفان قہر نگاہ کو پہلو مین جگہ
دی حال لشکر مواج پوچھا طوفان نے عرض کی بڑے اوج پر لشکر مواج ہے وہ فوج ظفر موج لیکر
کوہ نیلم سے اوترا شہنشاہ نیلم نے اپنے کل سردار ساتھ کردیے اونکا بار سحر کون اوٹھا سکیگا ایک ایک
جہاندیدہ کارآزمودہ جلد مجھکو حکم دیجیے مین رخصت ہوکر جاؤن جب ملکہ حیرت کا حکم قطعی پہونچا
مشیرون نے صلاح دی حکم شہنشاہ ضرور ہے غفلت کرنا سراسر عقل کا قصور ہے افراسیاب نے کہا
اب شام ہوچکی ہے خیر خواہ دولت آج شب کو باغ سیب مین آرام کرو کل فرمان دیکر روانہ کرینگے چنانچہ
طوفان نے چاہا رات ہی کو چلا جاؤن افراسیاب نے تمام شب کو طوفان بھی مصروف عیش و
نشاط رہا بوقت سحر عرض کی اے شہنشاہ ایک شب مجھکو راہ مین ایک شب یہان بسر ہوئی دو
شبانہ روز گذرے ہین اپنے آقا سے جدا ہون اب حکم محکم مرحمت فرمائیے افراسیاب نے کہا اے
طوفان قہر نگاہ شہنشاہ نیلم ہمارا قوت بازو مواج زینت پہلو حکم کیا مواج کو سب اختیار دیا
جسکو چاہے قتل کرے جسکی خطا معاف کردیگا ہم اوسکی جانبخشی کرینگے صاف صاف جاکر کہدینا کہ تمھارے
حکم مین کوئی دخل نہ دیگا باغیونکو گرفتار کرو جس طرح مزاج مین آئے سامان جنگ ہو یہ کہکر طوفان کو
خلعت فاخرہ دیا طوفان رخصت ہوکر طرف لشکر مواج کے چلا لیکن خود بخود دل دھڑک رہا ہے کلیجہ بیٹھ
رہا ہے دل سے کہتا ہے اے طوفان مالک نے انتظام عیارون کا کیا میرے سامنے ہی آمد عیارونکی شروع
ہوگئی تھی سامری و جمشید خیر کرین خود بخود مزاج برہم ہے دل پر ہجوم فوج غم و الم ہے ہر چند مواج
مالک میرا بہت ہوشیار ہے لشکر اسلام کا ایک ایک عیار بلائے روزگار ہے جن ظالمون نے مجرہ ہائی بلائے
پر عیاریان کین تاریک فشکل گش کے پاس گئے یا سامری و جمشید ہین سکو جاکر خیر و عافیت سے

دیکھون بروقت رہائی شہنشاہ نیلم نے خاص مجھسے فرمایا تھا ای طوفان تجھکو وزیر اعظم پر سینہ سپر
رکھنا مین نا حق نامہ لیکر گیا دو دن دولت حبدا رہا یہ دل سے باتین کرتا ہوا ٹھنڈی سانسین بھرتا
ہوا آسمان پر چمکا سر اوٹھاکر دیکھا بارگاہین خیمے ہوا مین اڑتے پھرتے ہین سرنگون جابجا دریاے
خون لاشے ہزارون پڑے ہین ہاے آقا کہکر زمین پر گرا ایک ہی مقام پر لاشہ مواج و لطمہ صد گوش
پایا جیحون زوجہ مواج کا نشان نہین ملتا ہزار ہا سر کٹے پڑے ہین کچھ لوگ بھاگے ہوے چلے
جاتے ہین کچھ رو رہے ہین کوئی مرد ضعیف اپنے نوجوان بیٹے کی نعش پر رو رہا ہے کوئی پکارتا ہے اے
بھائی ہم تو رات کو سو گئے شراب پی کے بیہوش ہو گئے تمکو کسنے قتل کیا ہم روز پیٹنے کو باقی رہ گئے تمھاری
جدائی کے ظلم سہے طوفان نے پکار کر آواز دی ارے یارو یہ کیا معرکہ ہوا اتنے بڑے لشکر قیامت اثر کو
کسنے تباہ کیا کیا مسلمان شبخون آئے تھے او نہین یہ کوئی کشتہ سحر نہین ہے معلوم ہوتا ہے مثل بکریون کے
کسینے ذبح کر ڈالا لاکھ طوفان چیختا ہی جادوگر اسکی صورت دیکھکر بھاگنے لگے کوئی کہتا ہے یارو
بھاگو اب ملک الموت بصورت طوفان آیا جو بچا اپنی جان کو غنیمت جانے اس سے بات نکرو یہ بھی کوئی جلاد
نئی طرح کی افتادہ ہے بھاگ کر کوہ نیلم پر چلو بعض کہتے ہین شہنشاہ نیلم کو نکلوا دیگا اپنے وزیر کا حال پوچھیگا
کیا حال بتاوینگے اہالیان وطن کو کیا روے سیاہ دکھاوینگے شہر نیلم حصار مین لاکھون عورتین بیوہ ہونگی
جب جاوینگے وہ گھر دوڑتی پیٹتی ہوئی نکل آوینگی اپنے اپنے وارث کا حال پوچھینگی کیون بھائیو کیا بتاؤ گے
قاتل مقتول کا نام بھی نہین جانتے برباد کرنیوالے کی صورت بھی نہین پہچانتے طوفان یہ حال پر ملال
دیکھکر دیوانہ ہوگیا اسکو دیکھکر ہزارون جادوگر بھاگ کر نکل گئے کوئی طایر بنکر اڑا عنقا ہو گیا کسینے
فورا سحر کرکے اپنے کو غرق زمین کیا آخر ایک جادوگر کو دوڑ کر طوفان نے پکڑا کہا ارے ذرا ٹھہر جا دو تین
مین لشکر مین نہین تھا دو دن مین چالیس لاکھ کا لشکر تباہ ہوگیا ارے جو ہونا تھا وہ ہو چکا مجھسے حال بتاؤ
مفصل کیفیت سناؤ کیا مسلمان شبخون لاے یہان بھی تو لشکر بیشمار تھا میرا آقا مواج کامل اکیلا دس
لاکھ سے اکیلا لڑتا لطمہ صد گوش دریا نوش اگر سحر کرتا دشمن کی پناہ پانی مشکل ہوتی یہ تو کتے کی
موت مارے گئے کوئی ایسا ظالم آیا کہ مشکین باندھکر مارا وہ جادوگر ہاتھ جوڑنے لگا حال تو نہین بتاتا منتین
کرتا ہے مجھے چھوڑ دیجیے میرا جوان بھائی مارا گیا بیٹے کا پتہ نہین ملتا طوفان نے غصے مین ایک طمانچہ مارا کہا او
نامرد اب کیون ڈرتا ہے خوف سے مرتا ہے مجھے نہین پہچانتا مین طوفان قہر نگاہ جلد بتا مین منتظم تھا تیری

باتون سے یہ معلوم ہوتا ہی دو دن مین لشکر سے بیگانہ ہوا چالیس لاکھ کے لشکر کا حال افسانہ ہوا جب
طوفان اوسکے ہاتھ باندھنے لگا تب وہ نہ گڑگڑا کر کہا ای وزیر اعظم آپکے سامنے صبا رفتار و بوتیمار نے
تھے رات کو جلسہ آراستہ ہوا تمام لشکر مین شراب تقسیم ہوئی جو نہ پیتے تھے لالچ مین اونھون نے بھی پی اسنے احتیاط
کی ایک جام بیکر پڑ رہا لیکن اوس شراب مین یہ تاثیر تھی ہر خرد و کلان ایک جلو مین الو جام مین دیوانہ ہم تو سوگئے
یکایک آواز مین آئین منم مہتر برق فرنگی منم ضرغام شیر دل منم خواجہ عمرو ملکہ جیحون کا لاشہ گاؤن مین
حلوائی کی دوکان مین پڑا ہی ایک عیار اوسکا پشتارہ باندھکر لیگیا گھی کھول رہا تھا جیحون کو اوسمین
ڈالدیا اب یہ سننے مین آیا جو گویا بنکر آیا تھا وہ عمرو عیار تھا بوتیمار و صبا رفتار رجی عیار
تھے شراب پلاکر ایک رات مین سبکو بیہوش کیا پہلے مواج و لطمہ و صد گوش کو مارا ہم پڑے ہو دیکھ رہے
تھے عیار شکار کھیلتے پھرتے تھے ہم چپکے پڑے رہے کچھ منہ سے نہین بولے جب تو بچے خیر گذری ہم تک
وہ عیار نہین آئے ہمین چھوڑ دیجیے ہم کوہ نیلم پر جائینگے طوفان قہر نگاہ کی آنکھونسے دریائے اشک بہا
ہو اسیطرح دس پانچ جادوگرون کو پکڑ کے اونسے حال پوچھا ہر شخص نے عمرو کا نام ضرور لیا چالیس لاکھ
فوج کا بیڑا دیا پانچ کوس کے گردے مین تھا پھرتے پھرتے دیوانہ ہوگیا زبانی اہالیان قریات یہ بخوبی
ظاہر ہوا کہ عمرو نے سبکو مارا ایسے مجمع عام مین وہی عیاری کرتا ہی اوسنے بڑے بڑے ساحرونکو مارا
عشاق سبزہ رنگ کہ افراسیاب کا استاد تھا علم نجوم و کہانت مین لاجواب تھا اپنے واسطے اوسنے
گنبد بنایا کہ اوس مین بیٹھنے نکلو نگا عمرو نے حیرت بنکر اوسکو بھی مارا تھا یہ کام اوسی ساربان زادے
کا ہی اب طوفان قہر نگاہ کو جوش آیا دلمین کہتا ہی کہ مین شہنشاہ نیلم کو جاکر کیا جواب دونگا اون لطف
خیر خواہی یہ ہی کہ قاتل کو اپنے آقا کے گرفتار کرکے لیجاؤن ورنہ نیلم بادشاہ قہار و جبار ہی نہین معلوم
کیا قیامت برپا کریگا یہ سوچکر مجمع ساحران سے نکلا دس پانچ کو غصے مین قتل بھی کیا غصے مین عقاب سحر
پر سوار ہوکر چلا کوہ و دشت و بیابان کو طی کرتا ہوا جاتا ہی ہر ایک صحرا مین دیکھتا ہی لاکھون جادوگر پڑے
ہین ہزارہی لشکر والے بھاگ کر آئے ہین ہزارون جاکر دیہات مین چھپے کچھ جاکر درہ ہا کوہ مین مخفی ہوئے
جہانتک طوفان کی نگاہ کام کرتی ہی ساحر ہی ساحر بھاگے ہوئے معلوم ہوتے ہین دیہات و قریات بھرے
ہوئے ہین طوفان عقاب سے اوترا سوچا کہ سمت دریافت کرکے تا بہ لشکر اسلام جاؤن عمرو کو گرفتار کرکے
لے بھاگون تنہا پکڑے ہو جنگل مین دوڑتا دوڑتا پھر رہا ہی جو کوئی گنوار گاؤن سے نکلا عمرو جاکر اسکو گولا

مار دیا کسی کا سر کاٹ لیا گنوار دوڑے جب انہوں نے پوچھا معلوم ہوا اس مقتول کا بھلیا نام تھا گاؤن کا بڑا سنگاری
کام تھا سو جا صدہا بیگناہوں کے خون میرے ہاتھ سے ہوئے اسطرح عمرو نہ ملیگا کسی سے دریافت کرون مقام ساربان زادے
کا پوچھون بقول شخصے تیر تو عمرو کی لٹکے پاس ہے صورت خواجہ کی تمام عالم مین مشہور ہے یہ سوچتا ہوا دل سے جاتا ہے
قضائے کار مہتر برق نامدار ایک جادوگر کی صورت بنا ہوا جستجو خبر کرتا ہوا جاتا ہے طوفان نے پکارا میان
ساحر صاحب ذرا ٹھہر جاؤ برق جست کر کے قریب آیا تیور دیکھے صاف ظاہر ہوا کہ کسی کی جستجو مین نکلا ہے ساحر
بھی بہت بردست خیال مین آیا ای برق یہ بھی ایک شکار ملا اسکو نچھوڑ و اسکا حال پوچھو طوفان
نے کہا میان ساحر صاحب کہان سے آتے ہو برق نے کہا آپ اپنا احوال فرمایئے آپ کہان جاتے ہین ہم تو
اسی گاؤن کے رہنے والے ہین طوفان جوش مین تھا اُبل پڑا کہا بھائی ساحر ہمارا حال نہ پوچھو
ہمنے بڑی مصیبت اٹھائی وہ کیفیت کبھی سامری و جمشید کسیکو نہ دکھائین فلک تفرقہ پرداز
گردون کجباز نے آوارۂ دشت ادبار کیا مصیبت مین گرفتار کیا ہم وہ ہین جو کبھی قصر سے نہ نکلے
تھے دھوپ کے نام سے جلتے تھے شہنشاہ نیلم بادشاہ محترم و محتشم افراسیاب کا قوت بازو سامری
و جمشید کا زینت و پہلو سات سو ملک کا حاکم عجائب طلسمات کا ناظم ہے اوسکے مصاحب نامدار اوسکا
وزیر دریا دل مصاحب جاہ و وقار معراج بن گرداب آدم خوار چالیس لاکھ فوج لیکر کوہ نیلم سے برائے
مقابلۂ مسلمانان اوترا افسوس ہے طبل جنگی بھی نہ بجوانے پایا دو راتون کے واسطے مین جدا ہوا
خدمت شہنشاہ ہوشربا مین گیا وہان سے جو پلٹ کے آیا دریائے لشکر مین طوفان برپا تھا
نہین معلوم کسنے سبکو مار ڈالا مین نے خبر پائی عمرو عیار نے آکر مارا اب مین نکلا ہون کہ عمرو کو
تلاش کرون گرفتار کر کے اوسکو خدمت شہنشاہ نیلم مین لیجاؤن خالی ہاتھ کیا منھ دکھاؤن ای برادر
مجھکو ہوس لگی کہ مین لشکر سے جدا کیون ہوا دن بھر گذرا جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون سیکڑون گناہ
قتل کئے بلاوجہ میندار دون فساد ہوا اگر مین ساحر زبردست نہ ہوتا گنوار زندہ نچھوڑتے بھائی تم بتلاؤ عمرو
کو کہان تلاش کرین صورت تو ساربان زادے کی بخوبی پہچانتا ہون طوفان قہر نگاہ میرا نام ہے
وزیر اعظم کا وزیر سحر مین بینظیر ہون بڑے غیرت کی بات ہے اپنے آقا کے قاتل کو سزا دون برق نے ہنسکر
کہا چلیے حضور ہم عمرو کو بتلا دین اگر دو گھڑی پیشتر آپ آتے عمرو کو اسی مقام پر پاتے وہ دزد مکار
ہے لالچی عیار ہے زمیندار کے لڑکے کا گلا اوتارا ہم نے بہت افسوس کیا ابھی دو چار کوس سے زیادہ

نہ گیا ہوگا ہم لوگون نے مارا پانون مین اوسکے چوٹ آئی لنگڑاتا ہوا گیا ہی طوفان قہر نگاہ
نے کہا بھائی اگر عمرو کو بتا دو یا گرفتار کرادو اسقدر انعام واکرام دونگا کہ بی نیاز ہوجاوگے شہنشاہ علیم
کے سامنے تمھاری آبرو ہوگی برق نے کہا چلیے ہمین گرفتار کرادونگا برق طوفان سے میٹھی میٹھی باتین
کرتا ہوا ساتھ چلا ایک درہ کوہ کے قریب پہونچکر کہا حضور اسی مقام پر وہ ساربان زادہ ٹھہرا تھا ذرا
بیٹھ جایئے منھ ہاتھ دھولیجیے پھر لیٹکے اسی مقام پر آئیگا اس درخت کے نیچے آکر بیٹھتا ہی مسافرون کو
پانی پلا کرتا ہی طوفان ٹھہرا برق نے کہا آپکا چہرہ اوداس ہی حضور کو شدت سے پیاس ہے لئیا
لاؤن شربت بنا کے پلاؤن طوفان دھوپ کا مارا ہوا ایسے رفیق شفیق کا ساتھ کہا بھائی خوشی
تمھاری برق نے لئیا نکالی لال شکر کا شربت بنایا چھلکتا ہوا سامنے لایا طوفان نے جیب مین
ہاتھ ڈالکر ایک روپیہ نکالکر دیا برق نے کہا اسکی کیا ضرورت ہی ہمکو آپسے محبت ہی پھر کبھی لیلین گے
جو آپکے پاس نقد وجنس ہے وہ ہمارا ہی مال ہے دوستون سے تکلف کرنا کیا ضرور اگر تو ہمارے
آپکے یارانہ ہوا آپکو خوب اچھی کرینگے طوفان نے جوش تشنگی کے نشہ بھی ندیا شربت پیگیا
باتون کو بھی شربت کا گھونٹ سمجھا پیتے ہی گھبرایا جان شیرین پر حرف آیا برق نے پوچھا کیون
کیسا مزاج ہی بدن سنسناتا ہوگا گرمی سے دل گھبراتا ہوگا او ٹھکر ٹہلیے بدن مین ہوا لگے
ہوش درست ہون ہم بھی اپنا کام کرین دیر ہوتی ہی طوفان گھبراکے اپنے مقام سے اوٹھا
بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کے گرا برق نے نعرہ کیا نعرہ برق منم برق رفتار خنجر گذار شمنم
یکہ لیکن گران بہزار شد تو ہمارے اوستاد کو مارنے چلا تھا کمر سے خنجر کھینچا لیکن برق بھی تو بلائے
روزگار ہی روپیہ کی فکر مین رہتا ہی پہلے جیب اوسکی روپیہ نکالنے لگا سے موتیون کے مالے اوتارے
اب قصد ہوا کہ قتل کرڈالون یہ عرض کرچکا ہون کہ لاکھون ساحر لشکر ملعون سے تباہ ہوکر بھاگے ہین
جنگل جنگل مارے مارے پھرتے ہین دس پانچ جادوگر اطراف سے آنکلے دیکھا اونھون نے کہ ہمارے بادشاہ کا
وزیر باتدبیر طوفان قہر نگاہ بیہوش پڑا ہے ایک ساحر قتل کیا چاہتا ہے اون ساحرون نے دور سے آواز
دی او قزاق یہ کیا کرتا ہی وزیر کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے یہ کہکر وہ جادوگر دوڑے برق قتل نکرسکا
کود کر بھاگا جان بچاکر نکل گیا لیکن خیال مین ہی چلا اوستاد کو آگاہ کرون کہ آپکی فکر مین طوفان
قہر نگاہ آتا ہے یہ سوچتا ہوا طرف لشکر اسلام کے بھاگا یہان اون جادوگرون نے طوفان کو

ہوشیار کیا کہا بابا وزیر اعظم ایک چور آپ کو قتل کرتا تھا جب ہمنے دور سے ڈانٹا بھاگ کر چلا گیا
آپ کہان سے آتے ہین طوفان نے سر پیٹ لیا کہا یارو مین آقا کے قاتل کی تلاش مین نکلا ہون
اس عیار نے مجھکو مارا ہوتا تمھاری وجہ سے بچ گیا لیکن خالی نہ چھوڑونگا یہ کہکر بقہر و غضب تمام و
بانجام طرف لشکر اسلام کے چلا یہان ملکہ مہرخ وغیرہ بعد جانے خواجہ عمرو کے نہایت پریشان
ہو رہی ہین اب تو چرند و پرند نے بھی خبر دی کہ ملکہ حیرت جادو ذکر کر رہی ہین کہ مواج بن گرداب
آدمخوار وزیر نیلم غدار چالیس لاکھ فوج لیکر کوہ نیلم سے اوتر آیا حکم شہنشاہ کا مشتاق ہی حکم اوسکا
پہونچے وہ مع دریاے قہار آوے اوسکو اپنے دریاے سحر پر نہایت ناز ہی مواج سرداران کوہ نیلم مین سر آمد
ہی دریاے سحر کا اوسکے شہرہ ہی جبکہ دو دن برابر گذرے ملکہ مہ جبین الماس پوش سریر جہانبانی
پر جلوہ فرما ہوئین اسد نامدار بہ سر و شکل شوکت صندلان صندلی پوش وغیرہ حاضر خدمت بہار و
باغبان وغیرہ اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین یہی ذکر در پیش ہے زیادہ مخمور کو پیش پیش ہر ایک
ساحر کی راز دار ہے کہتی ہی افسوس ہی کہ خواجہ برق و ضرغام دعوی کر کے گئے ابھی تک واپس
نہین آئے وہ نہایت منتظم ہی شہنشاہ نیلم کی سلطنت کا منصرم ہی وہان جا کر عیاری کا ہونا دشوار ہی
شاہزادی صاحب کسکو بیخبر روانہ کیجیے یہ ذکر تھا کہ مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو آیا استاد کہا ای
برادر تمنے قبلہ و کعبہ کی بھی اپنے خبر لی آج تین شبانہ روز گذرے طرف لشکر مواج کے گئے تھے واپس
نہین آئے ذرا خبر دریافت کراو یا خود ہی جاؤ ای برادر اصل یہ ہی کہ وہ کل فنون مین یکتا ہین بخدا وہی
طلسم کشا ہین مینے جو کچھ کیا اونکی تدبیر سے کیا اپنی زنبیل مین ڈالکر تا بہ باغ سیماب لے گئے وہان بھی چادر
جمشید ہی اوڑھا دی سحر ساحران سے بچایا خود بھی میرے ساتھ اڑے شہزادو نہ مین خداوند داؤد نگر
لوح لی اب ہم حیران و مضطر تھے حال سے ماموبخان کے بالکل بیخبر تھے اونھونے خداوند جمشید نگر حال
گرفتاری ماموبخان دریافت کیا قلب کو تسکین ہوئی ابتک یہی خیال تھا کہ یہ فتح نہین شکست ہی بیکار
سارا بندوبست ہے اگر طلسم ہوشربا فتح کیا اور ماموبخان کو زندہ نپایا تو نانا جان کو کیا منھ دکھائینگے
اب بھی جوش ہی کہ خدا اپنا جلد فضل کرے خواجہ عمرو بخیر و خوبی پلٹ کر آئین طرف دریاے نیل کے کوچ ہو
لوح کی فکر کیجا اٹھنے کو تابہ توسن حصار پہونچائین وہان بھی لڑائی پڑے صورت رہائی ماموبخان پیدا
ہو دل کو تقویت حاصل ہو شاید وہ دن خدا دکھاے کہ ماموبخان میری بارگاہ مین جلوہ فرما ہون

بعہدۂ سپہ سالاری وہ تشریف رکھتی ہیں بکبیر والدنا مدار کا لشکر اسلام میں عہدہ داروغگی بارگاہ سلیمانی ہے میں بھی بارگاہ ماموسنجان کی لیکر آگے بڑھوں اونکے دست حق پرست سے طلسم کشائی ہو بہ تقویت لوح مرحلہ جات طلسمی تک رسائی ہو اس بیقراری سے اسد نامدار نے ذکر اپنے ماموسنجان کا کیا سب سردار بیقرار ہوگئے آپس میں یہی شمارے تھے ان لوگوں میں قلبی محبتیں ہیں اپنی زبان سے فرماتے ہیں کہ میں پیشرو لشکر قرار پاؤں اپنے باپ کا بہ فخر ذکر کیا کہ داروغہ بارگاہ سلیمانی ہیں حجاب سے یہ تہمین فرمایا خویش صاحبقران ہیں ہمارے کہا مینے جا کر مرتبہ کرب نوجوان یہ دیکھا صاحبقران کرب نوجوان کے ہاتھ آنکھوں پر رکھکر فرماتے ہیں کہ ہمارے لشکر کی زیارت ہے اسی شیر کے دم سے کل لشکر میں برکت ہے علاوہ ازین بیٹے پوتے کئی ہیں صاحبزادی ایک وہ بھی صاحب قوت و طاقت مشہور ہے انکی والدہ ماجدہ جب خروج کرکے آئیں صاحبقران کو کوئی عیار چرالیگیا تھا ملک بربر کا لشکر اوترا تھا چار بیٹے گنجاب کے دیو ضال پہلوانان زبردست ملک سنجان سے آئے طبل جنگی بجا کر سرداروں کو قتل کیا بادشاہ لشکر پریشان تھے سردار حیران تھے نقاب بارز مردپوش بنکر انکی والدہ ماجدہ تشریف لائیں پسران گنجاب سے لڑیں اونکی مشکیں باندھیں مشکیں باندھکر بادشاہ کے سپرد کیا آپ لڑتی بھڑتی چلی گئیں یہ شہریار نہایت صاحب حسب نسب دختر زادۂ صاحبقران نبیرۂ پہلوان عادی بادشاہ قلعہ تنگ رو احلم الدنامدار انکے کم سنی میں نظر کردۂ بزرگان دین ہوئی سکندر بن ہیکلان عاد مغربی جو سنتھ لاکھ مغربیوں سے براہ مدد نوشیروان آیا تھا سومنات مغرب سے کوچ کیا انکے والد نامدار نے بارہ ہزار قزاقوں سے جو سنتھ لاکھ مغربیوں پر شبخون مارا ہر روز جا کر لڑتے تھے اتنے بڑے لشکر سے لڑ بھڑ کر نکل جاتے تھے مغربی بہت گھبرائے تھے از سومنات مغرب تا جبرن کوہ چالیس شبخون مارے گھوڑا سکندر کا ابرش گل اندام سکندری سکندر سے لڑکر لیا تاج سر سے اوتارا اس طرح شریک لشکر اسلام ہوئے جتنے شیران میں جو بڑے نام ہوئی انکا ایسا مرتبہ ہے جرات کا بھی شہرہ ہے والدۂ ماجدہ مرد مردانہ باپ شیر فرزانہ خود جرات میں یگانہ مگر قصد یہ ہے کہ اگر ماموسنجان رہائی پائیں تو اونکی بارگاہ لیکر چلوں اسی نیت سے انکو خدا نے سرفراز کیا ہے سرداروں میں تو یہ ذکر ہے چالاک بن عمرو بیقرار ہوگیا اسنے کہا حضور میں بھی جاتا ہوں انشاء اللہ خبر لیکر آتا ہوں برق و ضرغام اونکے ساتھ ہیں تردد یہ ہے کہ وہ بھی پیش آئے

یہ ظاہر ہے کہ وہ جانے گھس پڑینگے عیاری کی ہوگی خالی نہ بیٹھینگے برق و ضرغام بھی ایسے ہین
یہ کہکر چالاک باتہائے عیاری سے آراستہ ہوا اسد نے کہا ای چالاک بیٹے لشکر حیرت مین جاؤ و نیز اونسے
خبر دریافت کرو اگر خواجہ کی عیاری چل گئی تو اونکے مارے جانیکی خبر آگئی اگر خدا نخواستہ پھنس گئے
تو بھی پاس حیرت کے ضرور نامہ آیا ہوگا مقام شرف مین معواج لکھیگا کہ مینے خواجہ کو گرفتار کیا
پھر ہم لوگون کو آکر خبر دو اگر قید لیکر آتا ہو راہ مین روکین قید اونکی چھین لین چالاک نے کہا
بہت بجا ارشاد ہوا حقیقت مین آج کل انقلاب ہے افراسیاب بڑی شکست فاش کھا گیا خبرین
وحشت ناک سنتا ہون یہ کہکر چالاک بصورت مبدل برآمد دریافت خبر خواجہ عمرو سمت لشکر
حیرت چلا یہان آج شب کو طلایہ لشکر کی خدمت سرخ موی کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن
مقرر ہوئین تھین دونون طلایہ دیکر بیٹھین کنارے پر لشکر کے ٹھہری ہین جو سرا اپنی بارگاہ سے نکلا
سرخ موسے باتین کرنے لگا یہ بھی پوچھا کہ لشکر حیرت مین طبل جنگی نہین بجا سرخ مو جانتی ہی
اب طبل جنگی کیسا معواج بن گرداب آدم خوار کی آمد ہے حیرت کو اوسکے بلا بھین بڑی کد ہے
سنا ہی وہ دریا بناکر لائیگا انشاء اللہ اونکے بھی دریا کو دیکھ لینگے معواج بھی اڑینگے ملکہ مخمور سرخ چشم
مع اپنی کنیزون کے برآمد تسلیم ملکہ مہ جبین جاتی تھی سرخ مو کو دیکھ کر ٹھہر گئی سرخ مو نے مخمور کو سلام
کیا بوجہ عشق شاہزادہ نور الدہر سب مخمور کو اپنا بڑا جانتے ہین مخمور نے سرخ مو کو دعا دی سرخ مو
سے سبکی خیر و عافیت پوچھی سرخ مو نے عرض کی آپکے اقبال سے سب طرح خیر و عافیت ہے سبکو
اوس سرمایہ برق انداز منظم طلایہ تھا کئی مرتبہ سامنا ہوا نامردنے آنکھ شرمائی مرد ہو کر غیرت
نہ آئی ہم تو آٹھ پہر سر کو ہتھیلی پر رکھتے ہین جوتون کے اوسپر جا پڑین ای مخمور مہجور آپ مصاحبان
عالی مقام مین ہین اسد نامدار کو صلاح دیجیے طرف دریائے نیل کوچ کیجیے لوح طلسمی حاصل ہو بندگان
عالی کو تسکین دل ہو مخمور نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای ملکہ سرخ مو خدا ہماری آرزوئے دل پوری
کرے لوح طلسم ہوشربا بمناسبت شعار ہی دریائے نیل ہی جا کر خون کے دریا بہین گے افراسیاب
اپنے مقام پر کتنا ہی کرے آدمی کی فوج غیر ساحر پھیلا تا ان زبردست جری بہادر دریائے نیل پر مقرر
کردیگا ہم لوگ تو وہان بالکل بیکار ہونگے غیر ساحر کی لڑائی خدا طلسم کشا کو فتح دے حضرت شہنشاہ
صندل پوش ہمراہ ہین خدا قریب دریائے نیل جاکر آمد ورفت رکھے اوس جنگ مین جو زندہ بچا گویا ماں

میت سے پیدا ہوا دنیا ناپایدار ہے یاد تو کرو کون کون صاحب ان لڑائیوں میں مارے گئے آنکھوں کے سامنے قبریں بنیں یہ اشعار آبدار تصنیف کردہ نواب فدا حسین خانصاحب متخلص فدا رئیس جلیل صاحب توقیر شاگرد منشی مظفر علی سیر مغفور کے مناسب حال ہیں نظم

کون ہے وہ جو نہ باچشم پرآب آکے گیا
مجھ تلک بزم میں کب جام شراب آکے گیا
خاک دم بھر کو کریں گلشن ہستی میں نمود
آنکھیں کھلتی ہیں جس وقت حباب آکے گیا
آبلے پھوٹے تو گویا ہوئی خاروں کی زبان
شیخ کی ریش پہ جب رنگ خضاب آکے گیا
اوسکی آمد ہو بیان کیا کہ تحمل کیا تھا
ہنس دیے وہ تو یہ سمجھے کہ عتاب آکے گیا
خط میں بیتابی دل لکھے جو رقم تھی مضمون
اشک ریزان فقط اکبار سحاب آکے گیا
یار کہتا ہی برستی ہے گلی میں وحشت

قلزم دہر میں مانند حباب آکے گیا
گھر بھی سنسان ہے اوجڑے نگر کی صورت
آنکھ کھلنے بھی نہ پائی کہ شباب آکے گیا
خواب میں دیکھے وہ مصحف رخ جاناں کا
یاس میں کیسا ہی یہ عذاب آکے گیا
منہ پہ غنچوں کے دم پائی ہوا سے آیا
اور کس شان سے وہ روز حساب آکے گیا
سطح پانی میں چلا جب ہوا کا جھونکا
نامہ بر برق کے مانند شتاب آکے گیا
شمع خانے سے باہر نکل آئی سر بزم
اسطرح سے جو فدا خانہ خراب آکے گیا

ہوں وہ میکش کہ دم بادہ کشی اور طرح
دل کی بستی ہے جو وہ خانہ خراب آکے گیا
پھر کہاں نیچی نگاہیں ہیں کہاں شرم و حیا
ہاتھ ملتا ہوں کہ کیا ہاتھ ثواب آکے گیا
شام فرقت سحر وصل کی امید ہوئی
فقط اک گل ہی باجان مے آکے گیا
طلب سے یہ چہرہ تو ہوا تھا گلگون
اوس طرح شکل نقش عہد شباب آکے گیا
کون ہم پیاسوں کی تربت پہ بجز کشتہ ئی
پہلے پروانوں نے آیا تھا حباب آکے گیا
چونکہ مخمور عاشق زار ہی ہر کلمہ

تیر ناوک کلام میں سوز و گداز شعر پڑھنے کا نیا انداز سبکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے سرخ موئے کہا ملکہ مخمور خدا تمھاری محبت کا انجام بخیر کرے ربط و ضبط کو کام فرماؤ ہر وقت تمھاری باتوں سے کلیجہ دکھتا ہے دنیا ایسا ہی مقام ہے ہر خرد و بزرگ ناکام ہے رنج ش امیر کا ایک انجام ہے خدا تمکو سلامت رکھے لشکر اسلام آوے صاحبقران بھی لڑتے بھڑتے یہاں پہونچیں ہم تمکو پہلو میں شاہزادہ نورالدہر دیکھیں مرادین دلکی پوری ہوں دوست دشاد دشمن پامال ہوں سامری پر ستونکو ملال ہوں مخمور کیوجہ سے خورشید زرین سحر و باغبان قدرت و رعد و برق و برق لامع وغیرہ وہ سب سردار آکر اسی مقام پر جمع ہو گئے مخمور کی باتیں سنکر افسوس کرتے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے اشعار

عشق آفات آسمانی ہے
سیان مجنوں نے اسکو پہنا ہے
برسوں لوگوں کے خاک چھانی ہے
گو کہ گذری نہیں یہ سنتے ہیں
طوق و زنجیر اسکا گہنا ہے
اسکے دیوانے تنکے چنتے ہیں

یہ کرشمے اسی کے ساری ہیں	الٰہی کیسے جوان ماری ہیں	خدا ہر شخص کو محفوظ رکھے عین

شباب میں مخمور رنجور اس بلا میں مبتلا ہوئی سودائے زلف عنبرین نورالدہر میں پریشان ہی خیال
آئینہ رخسار میں حیران ہی آٹھ پہر اسی خیال میں رہتی ہی جفای ہجر سہتی ہی سب سے مدام یہی باتیں کرتی ہیں
کہ دیکھا سامنے سے برق فرنگی بھاگا ہوا آتا ہی پسینے پسینے بدحواس جست و خیز کرتا ہوا سراپردہ کے
قریب آیا مخمور نے پوچھا ای برق خیر تو ہی شہنشاہ اوج عیاری کہاں ہیں ہم سب انکے واسطے نہایت
پریشان ہیں برق نے کہا بڑا غضب ہوا ہم تینوں عیارون نے جاکر مواج بن گرداب آدم خوار کو مارا
اوستاد نے سارے لشکر کو تہ تیغ کیا خون کا دریا لشکر مواج میں بہا دیا اسقدر ساحر قتل کیے بازو شل ہو گئے
کئی طرح کی آفتیں بھی ہاں آئیں خدا نے بچا لیا لیکن ایک بات کی خبر لینا چاہیے استاد میرے تعقب
میں آتے ہونگے طوفان قہر نگاہ لشکر میں مواج کے نہ تھا اوسنے آکر تباہی لشکر دیکھی بڑے جوش
وخروش میں اوستاد کو تلاش کرتا ہوا آتا ہی راہ میں میں نے اوسپر عیاری کی بیہوش کیا چند جادوگر آگئے
ہیں انکو دیکھکر بھاگا طوفان آتا ہی خدا اوس سے استاد کو بچائے مخمور نے کہا چلکے تلاش کریں طوفان
قہر نگاہ بڑا ساحر زبردست ہی مواج کا وزیر صاحب تدبیر خدانخواستہ اگر استاد کو پا گیا فوراً قتل کریگا جلا
ہوا ہی برق نے کہا میں نے تابجا راہ میں دیکھا اوستاد کی ایسی بُری عادت ہی کسی مسافر کو لوٹ رہے
ہونگے مخمور نے کہا میں بھی جاتی ہوں اوستاد کو لا کر چھپائیں اوس ظالم کے ہاتھ سے بچائیں اگر
طوفان نے اوس گوہر آبدار قلزم عیاری کو پایا تو پھر رہائی مشکل ہوگی ہلال کہتی ہی میں جاؤں
سرخ مو کا قول ہی اوستاد کو بچانا واجب لازم ہے ہر ایک سردار کا یہی قصد ہی کہ جاکر اوستاد کو تلاش
کریں لشکر میں لیے آئیں ابھی کوئی سردار اپنے مقام سے نہیں گیا برق بھی گھبرا ای اوستاد کے واسطے
ترپ رہا ہی کہ سبنے دیکھا بونڈلا گرد کا بلند ہوا برق نے کہا شکر ہی استاد آتے ہیں مگر بدحواس خون کی
چھینٹیں جسم پر پڑی ہیں مخمور نے آواز دی کہ ای استاد بہت جلد آئیے ہم سب آپکے انتظار میں گھبرا رہے
ہیں طوفان آپ کی فکر میں آتا ہی ابھی زبانی برق کے خبر ملی بارگاہ میں چلکر بیٹھیے برائے خدا دو
چار دن لشکر سے نہ نکلیے عمرو نے وہیں سے آواز دی لوگ مصاحبان ملکہ مہ جبین الماس پوش ہیں یا
تنخواہیں مقرر ہیں بیچارے مزدور کیونکر لشکر سے نہ نکلونگا کس طرح جیب کو دونگا بقول شخصے روز کنواں
کھودنا اور پانی پینا مخمور نے کہا میرے خیمے میں مہمان رہیے میں خدمتگزاری کرونگی عمرو نے کہا نہیں

کیا میسر ہو مین کیسے یہان ٹکڑہ سی توڑنے نہین جاتا مرد کو واجب لازم ہی جبتک ہاتھ پانون قابو
مین ہین مشقت کرکے کھاے یہ برق حرامخوار ہی لشکر معراج سی بہت کچھ لوٹکر لایا آج مین اسکی کھال
گرادونگا پٹر پال لو او جیحون کو اسنے مارا اوسکے سر کا تاج کیا ہوا برق نے ہاتھ باندھکر کہا استاد عیار تاج
نہین پہنتے ہین وہ سر برہنہ تھی بھائی ضرغام نے اسکو راہ مین پھینک دیا عمرو نے کہا بیٹے دیکھا تھا کہ تاج
تو نے اوسکے اوتار لیے یہ کہتے ہوے خواجہ چلے آتے ہین سردار سب ہنسنے لگے مخمور نے کہا دیکھو استاد
شاگرد مین کیا باتین ہوتی ہین مخمور نے کہا آج برق کو مار پڑیگی برق نے کہا مین تو لشکر سے
نکلی ہون استاد بے کرٹے لیے تمھیں ٹھینگے مین ایک حبہ نہ دونگا مین جو پاتا ہون تنگ گھر مین جمع کرتا جاتا ہون
یہ کہکر برق بھاگا خواجہ کوڑا لیے ہوے دوڑے پکارتے ہوے ابے ٹھہر جا مین معاملہ کرلونگا ایک
دو دوسرا ایک مجھے دے مین تجھے نہ چھوڑونگا جیحون کے کرتے کی ہزار روپے کے ہونگے خواجہ کوڑا لیے
ہوے دوڑے کو پکڑون برق نے ترتیب کرجست کی جنگل مین استاد شاگرد دوڑے دوڑے پھر رہے
ہین کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم طوفان قہر نگاہ پاش او ساربان زادے غضب کیا دو
راتون کے میرے نہ ہونے مین چالیس لاکھ کا لشکر برباد کردیا زندہ نہ چھوڑونگا عمرو نے سر اوٹھا کر دیکھا
طوفان اصعد جوش و خروش کڑک کر گرا کمر مین عمرو کے پنجہ دیا خواجہ کو لے اوڑا شل برق گرا شل باد صر
اڑا اتنی جلد بلند ہوا سرداروں کی پلکین جھپک گئین اب جو آنکھین کھولکر دیکھا طوفان چشم زدن مین
نظرون سے ناپدید ہوگیا سردارون مین غل ہوا خواجہ کو طوفان لیگیا غلغلہ جو برپا ہوا اسد نامدار آ
و مہرخ عالی وقار و مہ جبین الماس پوش وغیرہ گھبرا کر بارگاہ سے نکل آئین دیکھا سب سردار پیٹ رہے ہین
عجب قیامت برپا ہی کوئی روتا ہی کوئی اشکون سے منہ دھوتا ہی اسد نے آکر پوچھا یارو خیر تو ہی ملکہ مخمور نے کہا
اے شہریار خواجہ و برق و ضرغام نے جاکر لشکر جیحون برباد کیا وزیر اوسکا طوفان بھی آیا طوفان
برپا کیا خواجہ کو اوٹھا کر لیگیا اب یہ سیدھا طرف کوہ نیلم کے جائیگا راہ مین رکیگا مہ جبین بھی
رونے لگی کہا صاحبو کوہ نیلم بہت دور ہے شہنشاہ نیلم بادشاہ قاہر جابر قوت بازوے افراسیاب کہلاتا ہے
ساحر نامی نامدار صاحب اختیار اسکو نہین احتیاج ہی کہ افراسیاب سے کہے یا انکو دریافت کرے دشمنون
کو استاد کے فوراً قتل کرڈالیگا مخمور نے کہا مین جاؤن برق لامع تڑپی کہا مین جاکر کوہ نیلم پر پہونچ کر
سلطنت نیلم کو شادون رعد و برق نے کہا ہم مان بیٹے جائینگے بہار گھبرائی ہوئی آئی حال گرفتاری

عمرو سنکر رونے لگی متوجہ ہو کر سرار وکے کہا بڑا غضب ہے اپنے شہنشاہ نیلم کا جاہ و حشم دیکھا ہے اسکو خبر ادا خشمناک
ہو گا بڑا غضب ہوا میں رکونگی تا بکوہ نیلم جاؤنگی اگر خواجہ یہان قید ہوے رہائی دشوار ہوگی یہ کہکر طاؤس پر
سوار ہونے لگی مہرخ نے دامن بہار کا تھام لیا کہا اے بہار کیا نادانی کرتی ہو تمھارے جاتے ہی ایک
ہزار نہ رکیگا شہنشاہ نیلم کیا موم کا ہے ایک ایک کو گرفتار کرلیگا بڑا رونا یہ ہے کہ کوہ نیلم سے ڈانڈا
ہفت در بند کا قریب ہے ایسا نہو ساحران ہفت در بند مثل فوخان سیہ وغیرہ اپنے شہروں سے خروج
کرکے چلے آئیں تو غضب ہو جائیگا گاوزمین بار نہ سنبھال سکیگی آب آذوقہ ناممکن ہوگا اودھر سامان
سب دست میں ملک نکلے ویران آب ہوا خراب اگر شاید ادھر نجے اوسطرف خواجہ کو روانہ کردیا پھر عیاری
کرکے رہائی بھی پائی تو اس اقلیم میں آنا دشوار ہوگا میں راہ میں جاکر روکونگی ہفت در بند جانے نہ دونگی
بدون خواجہ سب بیرن بیکار ہیں کون تدبیر کریگا سر پر ہمارے سر پر نہ رہا کلید عقل لشکر اسلام ہین نام اونکا
اونکے نام سے دبتا ہے ہر ایک سردار کا یہی قول ہے کہ خواجہ کے واسطے جان دینگے رعد و برق نے
کہا صاحبو بڑے غضب کی بات ہے جسپر کچھ مصیبت پڑی اور افراسیاب کے یہان جاکر قید ہوا
خواجہ خود عیاری کرکے پہونچے ہر ایک خرد و کلان پر انکا احسان ہے وہ لوگ قید ہو جائیں ہم لوگ
کیونکر آرام پائیں صاحبو یہی وقت لشکر کشی ہے کوہ نیلم پر چڑھ چلو یہی خیال ہے کہ حیرت روکیگی تا بہ
کوہ نیلم نہ جانے دیگی لڑتے بھڑتے چلینگے اپنی جان دینگے حیرت کو بھگا دینگے لعل سخندان نے
کہا آپ سب صاحب تکلیف نفرمائیں مجھکو رخصت دیجیے انشاء اللہ جاکر کوہ نیلم پر سامری محل میں
آگ لگا دونگی سامری محل میں نیلم رہتا ہے مہرخ نے کہا اے ملکہ لعل سخندان سمجھکے کلام کرو شہنشاہ
نیلم بہت بڑا جادوگر ہے شہنشاہ لاچین کا وزیر اعظم تھا اسی نے بیجا نمک حرامی کرکے افراسیاب کو
بادشاہ بنا لیا لاچین کا خزانہ دار تھا جو تحفہ چاہا اپنے پاس رکھا جو دل میں آیا افراسیاب کو دیدیا
وہ سواے افراسیاب کے کسی سے نہیں ڈرتا بڑے بڑے سحر اوسکے قبضے میں ہیں جو کوئی بر سر کوہ نیلم جائیگا
شکست فاش کھائیگا ہم لوگ طلسم کشا کے ساتھ کوچ کرینگے ملکہ عالم انصاف تو کرو اگر سب داراان
نامی طرف کوہ نیلم کے چلے گئے طلسم کشا کے نام کا افراسیاب دشمن ہے اگر وہ آکر لڑا یا حیرت ذکند کا دوش
کی گرفتاری طلسم کشا کی کوشش کی یہ اونکے قبضہ میں آگئے پھر مشکل پڑیگی آپ لوگونکے موجود ہونے
سے اطمینان ہے طلسم کشا پر سینہ سپر ہے اکیلا انکو چھوڑنیکا قصد نہ کیجیے گا ملکہ مہرخ نے یہ کہکر

لعل سخندان کو طرف اسد کے اشارہ کیا کہا آپ لوگ دیکھتے ہین شیر کے تیور بگڑ گئے ایسا نہو تم لوگون کے کہنے سے یہ قصد کر بیٹھین اگر انکے منھ سے نکل گیا پھر تمام دنیا ایکطرف ہوگی یہ فوراً جائینگے خدا نخواستہ اگر انکے دشمنونکو کوئی افتاد پڑے لشکر کا انتظام بگڑ جائیگا کچھ نہین پڑیگا دولہا کے ساتھ برات ہے انکا قایم رہنا لشکر مین پروردگار کی عنایت ہے لعل سوچی کہ ملکہ مہرخ سچ کہتی ہین لیکن صاحب واسطے عمرو کے بیقرار لشکر مین غزنوی سب بیرون بارگاہ کھڑے ہوئے ہی چرچے کر رہے ہین کہ چالاک بن عمرو آکر پہونچا انقلاب لشکر دیکھکر گھبرا گیا پوچھا صاحبو خیر تو ہے ملکہ مہرخ نے تمام کیفیت بیان کی کہ طوفان قہر نگاہ خواجہ کو سامنے سے ہم سبھونکے گرفتار کرکے لیگیا اب سردارون کا قصد ہے کہ کوہ نیلم پر جا پڑین چالاک نے پکار کر کہا جو مین عرض کرون صاحب گوش ہوش سے سماعت فرمائین یہ لشکر کشی کا موقع نہین ہے حقیقت مین بقول مہرخ حفاظت طلسم کشا واجب اللازم ہے مین طرف کوہ نیلم کے جاتا ہون جب تک واپس آؤن کوئی صاحب لشکر سے قدم نہ نکالین سب انتظام بگڑ جائیگا اور راہ مین جاکے طوفان کو روکونگا اگر بر سر کوہ نیلم پہونچ گیا تو تا بہ کوہ نیلم جاونگا بدون والد نامدار واپس ہونگا آپ زیادہ تدارک نفرمائیے آپ سب صاحب جاکر بارگاہ مین بیٹھین غلام کو اپنے رخصت کرین مین ضرور عیاری کرونگا اگر آپ لوگ لشکر کشی کرکے گئے وہ بیحیا جھلاکر والد نامدار کو قتل کرڈالیگا ساری لشکر کشی بیکار ہوگی پھر اگر تمام عالم کو مارا تو کیا نفع ہوا میرے واسطے بڑی ناموری ہے صاحبقران زمان منھ دیکھین گے فرمائینگے بیٹے نے باپ کی خبر نہ لی آخر اپنے عیاری کس کے واسطے سیکھی ایک ایک کو چالاک نے بچرب زبانی سمجھایا سب سردارون کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا اسد غازی کو دنگل شوکت پر بٹھایا قدمون سے لپٹ کر خوب رویا کہا اے نظر کردہ بزرگان قبلہ و کعبہ گرفتار ہوئے آپ اپنے مقام سے حرکت نفرمائین تمام عالم آپکے نام کا دشمن ہے آپ میری پشت پر آکر بیٹھین بجز حکم دین انشاء اللہ یا تو حضور کو یہ دریافت ہوگا کہ چالاک نے اپنے باپ کے واسطے جان دی یا گھس کر شہنشاہ نیلم کو مارا آپکے تصدق سے یہ عیاری یادگار رہیگی خواجہ نے بڑے بڑے نام کیے غلام نے ہوشربا مین آکر کیا کیا کچھ بھی مجھ بدنصیب سے نہو سکا اسد نے چالاک کو گلے سے لگا لیا کہا اے برادر تمنے تو وہ عیاریان کین اگر نانا جان بیان ہوتے بڑی قدردانی فرماتے علاوہ ازین لشکر مین بھی تمکو عہدہ نیابت خواجہ عمرو ملا ہوشربا مین بھی تمھارا بخوبی نام ہے میرا خود یہی قول ہے کہ آج تک جو کچھ طلسم ہوشربا مین

کام ہوا خواجہ عمرو کی ذات سے لشکر تھا ورنہ کسکی مجال تھی جو افراسیاب سے آنکھ ملاتا ہر مقام پر گھس بیٹھے انکا ہونا باعث بربادی ہے مین کیا طلسم کشائی کرونگا ملک ساحران غیر ساحر کا یہان نام نہین شمشیرزنی کا کام نہین بس میرا کیا اختیار ہے یہ عبد ذلیل نہایت ناچار ہے اگر عملداری غیر ساحر کی ہوئی اب تک ہم مونجان قید رہے جاے زاند انکا نہ ستے یا ہم جان دیدیتے یا انکو چھوڑ لاتے چالاک نے کہا آپ قدردانی فرماتے ہین ہم محجوب ہوئے جاتے ہین اتنا کہنا غلام کا ضرور مانیے یہ مقدمہ میری راے پر چھوڑیے مین صرف تنہا جاتا ہون جو کچھہ گذریگا آپکو معلوم ہو جائیگا براے خدا آپ لشکر سے قدم باہر نہ نکالیے گا یہ کہکر چالاک سبکے سامنے بابہانے عیاری ذات پر اپنے آراستہ کیے سب طرحکا اسباب لیکر توبڑے مین رکھا کشت عیاری کو درست کیا اپنے کو بخوبی چالاک وچپت کیا سب صاحبو نے رخصت ہوا او سوقت کل سردار چالاک کی تنہائی پر بیقرار و اشکبار تھے بہار و مخمور و باغبان وغیرہ نے ہر چند کہا کہ کوئی ساحر نامی تو تمھارے ساتھ ہے وقت بیوقت کام آئیگا چالاک نے کہا حافظ حقیقی ساتھ ہے اوسی کا مین اور میرا ہاتھہ ہے یہ کہکر بارگاہ سے نکلا مہرخ وغیرہ روتی ہوئی پیچھے پیچھے صاف ظاہر تھا کہ نوجوان کا جنازہ جاتا ہے چہرے پر حسرت و یاس ٹپکے غم مین او داس کنارے تک لشکر کے سب صاحب آے چالاک نے کہا اب آپ سب صاحب رخصت ہون میری منزل کھوٹی ہوتی ہے سب صاحب روتے ہوے پلٹے چالاک جست و خیز کرتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہوا اسکو راہ مین چھوڑو ملکہ حیرت جادو اپنی بارگاہ مین تھی کہ صرصر شمشیرزن پریشان و حیران و مضطر سامنے آئی دست بستہ عرض کی حضور کو کچھہ لشکر مواج کی بھی خبر ہے حیرت نے کہا مواج آتا ہوگا صرصر نے کہا مین ابھی لشکر اسلام مین موجود تھی بوتیمار جو صباخرام کو لیکر آیا تھا اوسی کی وجہ سے کوئی عیاری ہوئی عمرو و ضرغام و برق لشکر مواج مین پہونچے جا کر مواج کو مارا چالیس لاکھہ کا لشکر تباہ ہو گیا طوفان قہر نگاہ جوش و خروش مین آیا ابھی عمرو کو پکڑ کے لیگیا چالاک فکر مین اپنے باپ کی گیا خبر تو منگوائیے حیرت نے سر پیٹ لیا کہا لو صاحب غضب ہوا مواج ایسا ساحر بے لڑے بھڑے مارا گیا عیار قیامت کرتے ہین لیکن آخر صبا رفتار پر کیا گذری بوتیمار تو اوسکو اپنے ساتھ لیگیا تھا یہ ذکر تھا کہ آمد افراسیاب جادو ہوئی ابر ہفت رنگ ظاہر ہوا حیرت جادو واسطے استقبال کے اوٹھی افراسیاب آکر تخت پر بیٹھا دیکھا حیرت کے بال کھلے ہوے ہین بیقرار ہوکر رو رہی ہے کہتی ہے اے طلسم ہوش باگی افراسیاب نے جھلا کر پوچھا ارے کیا غضب ہوا کیا بلا ہے

تازہ آئی ارے کون لٹ گیا کون قتل ہوا حیرت نے کہا ابھی صرصر خبر لائی ہو کہ مواج کو عیارون
نے جاکر مارا چالیس لاکھ کا لشکر بے لڑے بھڑے تباہ ہوگیا مینے صبا رفتار کو سند دیکر روانہ کیا تھا اواق
جمشیدی مین دیکھیے اوسپر کیا گذری افراسیاب نے گھبراکر اوراق سامری مین دیکھا کہا صبا رفتار
تو فلان درہ کوہ مین بندھی پڑی ہو چند ساحر روانہ کئے جا کر دیکھا صبا رفتار کمند انداز درہ کوہ مین
بیہوش پڑی ہو ہوشیار کرکے اوسکو اوٹھا یا صبا رفتار روتی پیٹتی خدمت مین شہنشاہ کے آئی افراسیاب
نے پوچھا تجھکو لشکر مواج کی خبر ہو صبا رفتار نے کہا مین تا بہ لشکر مواج کہان پہونچی برق و ضرغام
نے مجھکو پکڑ لیا بوتیمار کو قتل کیا ایک بوتیمار کی ایک میری شکل بنکر گیا دونون اس صورت پر گئے تھے
عمرو کو بھی ساتھ لیلیا ہوگا بیشک سند دی ہوئی ملکہ حیرت کی اونکے پاس موجود تھی مواج نے ضرور دھوکا
کھایا ہوگا یہ ذکر تھا کہ اور چند ساحر آئے اونھون نے بھی سامنے افراسیاب کے یہی ظاہر کیا کہ مواج
مارا گیا لشکر بھی تباہ ہوا لاکھون اہالیان لشکر مواج جنگلون مین مارے مارے پھرتے ہین یہی جابجا ذکر
ہو کہ عیارون نے لشکر مواج تباہ کر دیا لاشہ ہاے ساحران سے تمام جنگل بھر دیا جو زندہ رہے
وہ تباہ ہوئے بسبب غیرت کے طرف وطن کے نہ گئے دیہات و قریات مین اوتر پڑے ہین لیکن طوفان
بڑے جوش و خروش سے عمرو کو لیگیا چالاک بھی جستجو کیواسطے گیا افراسیاب نے کہا اے حیرت تو کیون رنجیدہ
ہو مواج ایسا کیا تھا کہ اوسکے مرنے سے طلسم ہوشربا تباہ ہوگیا سجدہ شکر بہ سامری و جمشید کرو کہ عمرو
اب زندہ نہ بچیگا کوہ نیلم پر قید ہو کر گیا شہنشاہ نیلم اوسکو قتل کریگا یا خدمت مین اپنے بھائی توس
کے بھیج دیگا وہاں کا قیدی تا قید حیات رہا نہیں ہوتا لاچین ایسا بادشاہ عالیجاہ قبضے مین توس کے
ہو مریخ و تصویر بھی اوسی مقام پر قید ہین آج تک کسی نے نشان بھی نہ پایا بس مقام خوشی ہو کہ عمرو ایسا
عیار غارت ہوا اب اسد سے کچھ نہ ہو سکیگا جب تلک عمرو کے سب مایوس ہو نگے سب تمھاری اگر قدمبوسی
کرینگے اب اصلاح ہو جائیگی لڑائی کا خاتمہ ہوا تمام امورات فتح طلسم وغیرہ و فکر لوح ذات پر عمرو کی متوقف
تھی اب کسی سے کچھ نہ ہو سکیگا نامہ خداوندی بھی آیا ہے ایک دن کیواسطے کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جاونگا
مسلمانون کو قتل کرکے قدرت کو بالا قبطول پہونچا دونگا اے حیرت مواج کا غم نکرو بلکہ مقام
خوشی ہو دشمن سخت کو سامری و جمشید نے مٹایا اگر عمرو کا قدم درمیان مین نہوتا مریخ و بہار
وغیرہ کبھی شریک تیغ بہار کو کس زور و شور سے اونسے شریک کیا باغبان پر بھی و یسے عیاریان

کہیں باغبان قدرت ایسا خیر خواہ دولت یوں ملجاتا یہ سب کارگزاریان عمرو کی نہیں بابِ مہرخ وغیرہ عمرو کے ملنے کی امید نکرین شہنشاہ نیلم اوسکا سری روانہ کریگا افراسیاب نے حیرت کو بخوبی سمجھایا اس وقت افراسیاب نے ایک نامہ بنام شہنشاہ نیلم لکھا مضمون یہ تھا ای محترم و محتشم اے سرکردہ ساحران عالم اے قوت بازو ای زینت پہلو ہمکو احوال معلوم ہوا معراج بن گرداب دم خوار تمھارا وزیر نامدار ہاتھ سے عیاروں کے مارا گیا لشکر بھی ایک شب مین تباہ ہوا طوفان قہر نگاہ مابدولت کی خدمت مین آیا تھا وہ گرفتار کرکے عمرو کو لیگیا خبردار عمرو سے دھوکا نکھانا قتل کرنیکا قوا وسکے حکم نہین ہے سامری و جمشید صاف صاف تحریر کرگئے کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ قضا نہین ہے لہذا پابندی احکام خداوندی پر ضرور ہی خلاف کرنا عقل کا قصور ہے قید کو عمرو کی خدمت مین شہنشاہ کوس کے روانہ کردینا وہ خیل لاچین بدیع و تصویر ان عیار مکار کو ہمراہ لاچین و بدیع و تصویر قید کرے آب و دانہ بند ہے تڑپ تڑپ کے مرجائے بہت بڑا نامہ افراسیاب نے تحریر کیا مضمون زوائدات لکھنا مصنف کا طریقہ نہین ہے زبانی بھی بہت کچھ کہدیا ساحر نامہ افراسیاب لیکر طرف کوہ نیلم کے چلا چلتے چلتے حیرت نے کہا میری زبانی شہنشاہ نیلم سے کہنا ملکہ حیرت نے فرمایا ہے خبردار عمرو کو بہت احتیاط سے رکھنا فتح اس لڑائی کی تمھارے نام ہوگی ہم لوگون نے بڑی بڑی کدوکاوش کی قتل عمرو مین نہایت کوشش کی یہ ظالم بچ گیا کل ہوش با کو تمنے بچایا خبردار دھوکا نکھانا اس ظالم کوشل نقش قدم مٹانا نامہ دار کو ساحران حیرت نے گھیر لیا ہر کسی اپنا دردبیان کرتا ہے کوئی کہتا ہے عمرو نے میرے بھائی کو مارا کوئی کہتا ہے مال لوٹ لیگیا افراسیاب نے کہا صاحبو بس تقریر بیجا ہو چکی نامہ دار کو جانے دو جاکر یہ حکم پہونچا دے ایسا نہو شہنشاہ نیلم اوس عیار مکار و غدار کو دو چار روز شہر نیلم حصار مین قید رکھے طوفان قہر نگاہ کے پہونچنے سے نامہ پیشتر پہونچے کہ وہ اوسکے مضمون پر کاربند ہو خلعت رخصتی ملا وہ نامہ دار نامہ افراسیاب لیکر طرف کوہ نیلم کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑیے دیکھیے کسوقت تابہ کوہ نیلم پہونچے مگر مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو جب کئی کوس رستہ طے کرچکا خیال مین آیا ای چالاک شہر نیلم مین پہونچکر کیا کرو گے پہلے اوس مقام کو چلکر دیکھو جہان ساحرونکا کھیت پڑا ہے معراج وغیرہ مارے گئے شاید وہان کچھ نشان ملے یا کوئی تدبیر نکل آئے شہر نیلم حصار شہر کلان ہے چالاک تو یہ سوچکر اس طرف پلٹا دیہات و قریات مین دریافت کرتا ہوا اوسی طرف چلا لیکن طوفان قہر نگاہ خواجہ عمرو کو نیچے مین دبائے ہوے

طرف نیلم حصار کے چلا شہنشاہ نیلم بعد روانہ کرنے مواج کے سامری محل مین بیٹھا ہی تمام شہزادہ ساحران
زبردست کا دورہ بند ہے ہی ذکر درپیش ہے کہ کچھ احوال وزیر اعظم کا دریافت نہ ہوا نیلم کہتا ہے بدون
فتح وہ واپس نہوگا طبسح کے ساحر جمع ہین وہ عرض کرتے ہین حضور ہمراہ ملکہ مہرخ بھی بڑے بڑے ساحران
زبردست جمع ہوگئی ہین ازدواران حالات طلسم ہوشربا باغبان و بہار وغیرہ رعد و برق و برق لامع
ان لوگو نپر فتح پانا مشکل ہے افراسیاب سے برابر لڑتے ہین کسی مقام پر دبے نہین پس ہم کیونکر کہین کہ
مواج غالب آویگا ہمراہیان مہرخ طبقے زمین کے ہلا دینگے کچھ خبر تو منگوائیے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر
برق چمکی سب نے دیکھا طوفان قہر نگاہ حیران و پریشان مضطر و بیقرار پنجے مین ایک شخص عجیب الخلقہ
کو دبائے ہوئے آکر پہونچا نیلم طوفان کو دیکھکر گھبرا گیا پوچھا کیون اے وزیر باتدبیر خیر تو ہے طوفان
چیخین مار کر رونے لگا کہا اے شہنشاہ شہر نیلم حصار کی قوت کم ہوگئی آپکا قوت بازو اس فلک رسوائی
سے مارا گیا کہ حال اوسکا عرض کرتے افسوس آتا ہے جب لشکر قیامت اثر کو لیکر کوہ نیلم سے اوترے
طبقات زمین کے تھراتے تھے بڑے بڑے جنگ دیدہ کارآزمودہ یہی فرماتے تھے کہ یہ لشکر اگر قصد کرے
تمام عالم کو فتح کرلے ایسی آراستگی لشکر کبھی نگاہ سے نہین گذری سرداران نامدار و ساحران جان نثار
ایک ایک اپنے زمانیکا سامری و جمشید تھا جب لشکر فرودکش ہوا مجھکو نامہ دیا کہ تم خدمت مین افراسیاب
کے جاؤ مین حضور دوڑا تو نگے لیے لشکر سے جدا ہوا وہان سے آکر یہ دیکھا سب کے سر کٹے پڑے ہین خیمے
بارگاہ مین سرنگون صحرا مین جوش دریائے خون تھا حضور غلام کا کلیجہ پھٹ گیا آخر ضبط کیا سوائے ضبط
کے چارہ نہ تھا دریافت ہوا کہ عمرو نے گویا بنکر سارے لشکر کو تباہ کیا افسردن کو مارا اے شہنشاہ
آج تک غلام کو حجاب ہے مثل زلف دل کو پیچ و تاب ہے یہی رہ رہ کر خیال آتا ہے کہ مین لشکر سے کیون
جدا ہوا میرے جاتے ہی قیامت آگئی کس طرح یکایک عیار آگئے ہمارے آقا ایسے ہوشیار دریا دلی
اونپر ختم تھی مزاج مین جوش و خروش صاحب مرتبہ ذیہوش کس طرح دام مکر مین پھنسے سحر تک کرسکے تین
عیارون نے چالیس لاکھ کا لشکر تباہ کردیا اگر اونکے سردار فرداً فرداً لڑتے سالہا سال معرکے چھوٹتے
لیکن کوئی لطف نپایا غلام کو شاق ہوا اپنے آقا کے قاتل کا مشتاق ہوا عین لشکر اسلام مین سے
گھس کر اس ساربان زادے کو گرفتار کیا بڑے بڑے ساحر جمع تھے میان باغبان و بی سرخ مو
کاکل کشا وغیرہ کوئی بھی کچھ نکرسکا اس شخص کو پکڑ لایا اے شہنشاہ یہ عیار جان لشکر اسلام ہے

دریافت کیا کہ یہ شخص بارہ برس سے شہنشاہ سے لڑ رہا ہے اسی نے گنبد نور سے طلسم کشا کو رہا کیا ہی
شہر داود مین جاکر خداوند داؤد بنا وہ تدبیر کی کہ افراسیاب ایسے عقلمند نے لوح طلسمی اپنے ہاتھ سے
دیدی پانچون حجرہ ہائے بلا اسکی جستجو سے تمام ہوے غلام نے قصد کیا کہ اب سردارونکو مار ڈالون مجھے
تو صرف قاتل مواج سے کام تھا اسیکو لیکر چلا آیا انمین کسی نے مجھسے مقابلہ نکیا اونکی حقیقت کیا ہی
شہنشاہ جو اونسے لڑتے ہین رعایت کرکے سحر کرتے ہین اگر مجھکو حکم ہو تو ایکدن مین سبکو دیوانہ کرکے
مارون طلسم کشا بھی موجود تھا وہ بھی ڈر کر رہگیا اپنے مقام سے نہ اوٹھا ورنہ مین گردن لیتا نیلم
بہ نگاہ قہر عمرو کو دیکھ رہا ہی کہتا ہی ای طوفان اس بیچارے غریب پر طوفان لیتا ہی یہ کیا کسیکو قتل کریگا جھڑ
دون تو اوسکا دم نکلجائے طوفان نے کہا اسکو بہ نگاہ حقارت نہ دیکھیے افراسیاب کا قول ہی کہ
عمرو عیار قاتل ساحران نامدار ہی صنعت سحر ساز کو دولھا بنکر مارا برات بناکر لیگیا صنعت کو گھٹے
کی موت مارا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی نامہ دار افراسیاب بعد قہر و عتاب آکر پہونچا شہنشاہ
نیلم کو سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا نیلم نے اوسکو پڑھوایا حالات مذکور مرقوم تھے ہر مقام پر تعریف عمرو
عیار مرقوم تھی سب سے زیادہ یہ فقرہ لکھا ہی کہ ای شہنشاہ نیلم اس ظالم سے ہوشیار رہنا یہ کالا ناگ ہے
دم بھر مین زہر اوگلتا ہی چالیس لاکھ کا لشکر مواج کا ایک شب مین تباہ کیا نیلم کے ہوش اڑ گئے کہا
طوفان اس دبلے پتلے تانتے مین یہ اوصاف ہین میری عقل کو حیرانی ہی یہ بیچارہ غریب محتاج کیا
کرسکتا ہی عمرو نے کہا ای شہنشاہ فریاد ہی مین آپ لوگون کا غلام تابعدار شہنشاہ نے بیوجہ ایسے
کلمات لکھے عمرو عیار اور کوئی ہوگا میرا نہ کوئی یار نہ کوئی دوست گا بجا کے دو چار پیسے مانگ کھاتا
ہون میان طوفان قہر نگاہ نے دھوکا کھایا عمرو بیچارے غریب کو پکڑ لائے مین تو سامری پرست
ہون خداوند لقا سے یارانہ قدرت کو بھی بیوجہ مجھپر غصہ آیا جلاد ساحران لقب یکر ہوشربا مین
بھیجدیا یہ تدبیر کردی کہ جاکر ساحرون کو قتل کرو آپ انصاف کیجیے اگر قدرت نہ بھیجتے قبض روح کا حکم
نہ دیتے مین کیونکر مار سکتا تھا میرا تو یہ اعتقاد ہی مصرع کسی شاعر کا یاد ہی ع بے رضا تو نکی برگ جنبد زدرخت
عدالت شرط ہی جب درخت بدون حکم خداوندی ہل نہین سکتا تو انسان کا قتل کرنا تو بڑی بات ہی
عیاری ہی یا کرامات ہی کہان ملکہ صنعت کہان مین بیچارہ غریب وہ وزیر جلیل مین ایک فقیر ذلیل
خود شہنشاہ نے صنعت کو قتل کیا ہوگا کہنے والے کہتے ہین دولھا بنکر آیا میرا ساٹھ برس کا سن ہوا

میرا کنوارا پنا ہی دل مین حسرت شادی ہر ان رہا بنے دولہا نہ بنا یا کوئی آپ سے دولھا بنجاتا ہے
ایستادہ ہون مجھکو نوکر رکھ لیجیے کہین شادی کر دیجیے کھانیوالا ہون و چار طرح کے کام بھی جانتا ہون شمع
ڈھالتا ہون جب روشن کیجیے تمھارا روشن ہو گل اوڑنے لگے دیکھ لیجیے بری نلکی رہی ہو حقہ رکابداری خوب
جانتا ہون شیرینی بناؤن فصل سرما مین حلوا سوہن بناتا ہون کچھ آئین بائین شائین گاتا بھی ہون
غریب دور ہون مین عیاری کیا جانون تین روپیہ مہینہ دیجیے سب طرح کا کام لیجیے سازندون کو بلوائیے
ایک غزل ایک ٹھمری سناؤن یہ باتین سنکر نیلم کا دل نرم ہوا گانا سننے کی ہوس مین سرگرم ہوا طوفان
بول اوٹھا ای شہنشاہ آپ کیا غضب کرتے ہین ایسا ہی ہم دیگر اپنے مزاج کو مارا سارے نیلم حصار کو برباد
کر کے نکل جائیگا جس طرح شہنشاہ نے لکھا ہی اوسپر کاربند ہونا واجب لازم ہی اگر یہ سبکا افسر ہوتا ہین
جان دیگر لشکر اسلام مین جانا طلسم کشا کو نہ گرفتار کر کے لانا حضور اسکے نہونے سے مہرخ و بہار کے تحت
جائینگے شہنشاہ سے اصلاح کرینگی سب شہنشاہ کی لونڈیان غلام اوسکے ساتھ ہو گئے یہ ظالم سحر باز
ہے اسکی باتین سماعت نہ فرمایئے نامہ بنام شہنشاہ تو سن تحریر کیجیے مین جا کر وہان سپرد کر آؤن
اوسکے خلاف کیجیے گا تو شہنشاہ شکایت کرینگے انکا حکم ہے جسنے عمرو کو مارا اوسنے سارے طلسم
ہوشربا کو بچا لیا شہنشاہ نوبت بجان و کار در پی استخوان ہو رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے عمرو فتاح
طلسم ہوشربا ہے اسنے بڑے بڑے کام کیے ہر مرکے مین نام کیے اسکو حقیر جانتے ہین نیلم نے گھبرا کر کہا
قفس آہنی منگاؤ اوسکو بند کروا اپنے ساتھ ہی لے جاؤ جب تو عمرو کی زیرہ سی آنکھین جوش و
خروش مین آئین کہا او نیلم بہتر یہ ہی کہ مجھکو چھوڑ دے ورنہ تیری قضا آگئی میرا فرزند چالاک بن عمرو
تمکو قتل کریگا مہتر قران حضرت بندہ گران نظر کردہ بزرگان آکر ایک بندہ ماریگا کہ تمھارا سر گوہ کھاتا
پھریگا ارے صنعت کیا چیز تھی جسنے بڑے بڑے ساحران غدار کو مارا زرجد نگارین خدائی زبرجد شاہ
کی شادی ماہ جادو کی میرے ہاتھ سے قضا آئی شمشیر کو دریاے قلزم مین گھسکر مارا طلسم ہوشربا مین
عشاق سبز رنگ سے بیحیا کو للکارا قید ہونا ہمارے واسطے بڑا فخر ہی جس ملک مین قید ہو کر گئی اوس ملک
کو تباہ کیا وقت بربادی شہر نیلم قریب آگیا اب تو نیلم باتون سے عمرو کی گھبرایا کہا ای طوفان زبان دراز
تو بڑا اہی طوفان نے کہا حضور گھر کے گھر برباد کر دیے مکار عیار بے ادب فتاح طلسم ہوشربا لقب ہے
شہنشاہ نے لکھا ہی کہ اگر یہ مارا گیا تو طلسم ہوشربا کوئی نہ فتح کر سکیگا خاطر ہی کی ذات سے سارا فساد برپا

ہی محمود بہار شہنشاہ سے رنجیدہ ہوکر گل نسترین کی مرتبہ شہنشاہ نے پکڑوا بلوایا یہ عیاری کرکے چھڑا
لیگیا جب تو شہزادونکو خود رہو گیا ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ **افراسیاب** ہمکو قید نہیں کرسکتا ہر طرح شہنشاہ
زور دولت میں وہ لوگ کلام اصلاح درمیان میں نہیں لاتے شہنشاہ نیلم نے کہا ہی خیر خواہ اسکا جانا
توسن حصاری پر مناسب ہے یہ کہکر قفس آہنی منگایا **عمرو** کو اسمیں بند کیا اپنے ہاتھ سے قفل لگایا **طوفان**
سے کہا تم ہی اسکی قید لیجاؤ ورنہ یہ ظالم راہ میں فساد برپا کریگا **طوفان** نے کہا فساد برپا کرنا کیسا جو کوئی
قید لیجائیگا وہ اسکے ہاتھ سے مارا جائیگا ضامن ضامن تو کہتا ہی کہ قید ہونا ہمارے واسطے فخر ہے جس ملک میں قید ہوا اوسکو
خاک میں ملا دیا ہی سوا میرے کوئی اسکی قید کو نہ لیجا سکیگا **طوفان** قہر نگاہ نے یہ کہکر قفس **عمرو** اوٹھا لیا
خواجہ کی لیکر طرف **توسن حصار** کے روانہ ہوا انکو بھی راہ میں چھوڑدو ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

ذکر داستان مصیبت بیان پہونچنا قید خواجہ عمرو کا زندان طلسم ہوشربا میں اور ملاقات ہونا بدیع الزمان و ملکہ تصویر و شہنشاہ لاچین سے وصال اسد نامدار فراق خواجہ میں بے قرار ہوکر واسطے شکار کے جانا اور آوارہ ہوکر قید ہونا اور پہونچنا اسد کا تا بہ توسن حصار عجب داستان مصیبت خیز ہی ساقینامہ مصنف

ساقی دل غمزدہ ہے بیکل	میخانے میں مجھکو جلد لیچل	ہنگامۂ شور و شر عیاں ہے
زندان طلسم کا بیان ہے	زندان طلسم ٹوٹتا ہے	قیدی برسوں کا چھوٹتا ہے
وہ قیدی محبس مصیبت	سلطان لاچین پاک طینت	ساقی مئے بیخودی کا ہو دور
بنائے قلم کے اور ہی طور	اے شاہد طبع ناز دکھلا	غمزے بڑھ بڑھ کے آج کرنا
لکھتا ہے یہ داستان رنگین	بلبل بھی سنے بیان رنگین	گو بال کی کھال کھینچتا ہوں
تصویر خیال کھینچتا ہوں	صورت گر لفظ و معانی	نقاش خیال خوش بیانی
بہزاد نگار خانۂ غم	تصویر کش فسانۂ غم	کرتے ہیں رستم بحسن تدبیر
تقریر کی کھینچ ہی ہے تصویر	راوی خیال معتبر ہے	کھینچے ہیں یہ جستجو یہ نقشے
ساقی رندوں میں نام ہو جائے	دشمن سے بھی انتقام ہو جائے	فوج مضمون پرے جمائے
ہاں بارش ابر خون دکھائے	گھنگھور گھٹا گھری ہوئی ہے	بجلی ہر بار کوندتی ہے
رند و یہ وقت میکشی ہے	میخانۂ دہر میں خوشی ہے	کیا شغل شراب ناب ہوگا

دشمن کا جگر کباب ہوگا | ہے بزم طرب کا دور ساقی | اک جام سرور اور ساقی
ہے وقت سرور بادہ خواری | ساقی دل کو ہے بیقراری | ساقی دے جام نام کر لے
زندان طلسم کی خبر لے | لکھنا ہے قلم کو حال زندان | دشمن ہو ملول دوست شادان
اب لطف ملیگا سرکشی کا | معدوم ہے ظلم شکل عنقا | محبس کا بھی سلسلہ نہ ٹوٹے
سیلو کوئی قید کا نہ چھوٹے | کیا طایر فکر صید ہوگا | مضمون کا جور قید ہوگا
رنگ مضمون کو ساتھ باندھون | مین درد حنا کے ہاتھ باندھون | اے طبع رسا دکھادے جودت
صد شکر ہے وقت دفع کلفت | ذکر غم و عیش بھی بہم ہو | اس رنگ کی داستان تم ہو

چہرہ مقیدان محبس اندوہ و مصیبت و ابستگان سلسلہ محنت و بدبخت حال مصیبت مآل زندان طلسم ہوش ربا سلسلہ نظم و نثر مین یون منسلک فرماتے ہین شعر نگارندہ داستان فصیح :: رقم کرتے ہین یہ بیان فصیح :: گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان ذیہوش کرتے ہین کہ جب طوفان قہر نگاہ قفس مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار بیک طرار کو دہ نیلم سے لیکر بلند ہوا خواجہ نے نگاہ اوٹھا کر دیکھا جابجا جنگل ویران میدان سنسان صدہا بہار معلوم ہوتا ہے تمام آبادی معدوم اوس صحراے ہول خیز مین صدہا جغد و بوم بھی نہین آتی بونڈلے گرد کے اوڑھ رہے ہین درخت جابجا جلے ہوے شاخین بادبستے کف افسوس مل رہے ہین ریتی کا میدان انتہا کا ویران خواجہ قفس آہنی مین تڑپے جاتے ہین جب جھونکا ہوا کا چلا جسم جھلک گیا تمام بدن پر آبلے پڑے جھونکے ہوا کے آتشین لڑتے ہین کسی جانب اگر نگاہ اوٹھ گئی تو دیکھا دریاے قہار موج مار رہا ہے مچھلیان گرمی کی شدت سے ریت مین لوٹ رہی ہین رنگ ماہی نگین طوفان دن بھر اڑا شام کو دور سے ایک قلعہ معلوم ہوا وہ قلعہ برنگ لاجورد جسکے سامنے ننگ الماس گرد برجون پر ہزارہا جادوگر پھر رہے ہین طوفان قفس لیکر زمین پر اوترا ساحران شہر دوڑ پڑے کبود اژدر چشم کو خبر ہوئی کہ طوفان وزیر شہنشاہ نیلم ایک قفس لیکر آیا ہے واسطے استقبال کے بارگاہ سے نکلا دونون آپس مین گلے ملے کبود نے قفس کو دیکھکر کہا اے برادر یہ جل انس کو کہان سے چلے طوفان نے کہا اے کبود اس ظالم نے ہزارہا گھر بے چراغ کر دیے کتاب سامری مین پڑھا ہوگا عمرو عیار قاتل ساحران نامدار اسنے مواج کو مارا کبود طوفان کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا مقام صدر پر جگہ دی کہا لاؤ اسکو قید خانے مین بھجوا دین

طوفان نے کہا مین اسکو اپنی نگاہ سے اوجھل نکرونگا یہ وہ شخص ہی کہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا کا قول ہی
اگر اسکا قدم ہوشربا مین نہ آتا کسکی مجال تھی ساحران ہوش ربا سے آنکھ ملاتا مقابلے مین شہنشاہ کے
لئے بارہ لاکھ کا لشکر جمع کرلیا چار سے سرداران شہنشاہ اپنے شریک کرلیے مین ایسا ساحر زبردست
تھا کہ جو اسکا رکو گرفتار کرکے لایا مین نے اوپر آب خورش حرام کیا شب بھر جاگ کے بسر کرونگا قفس
لیے بیٹھا رہونگا کبود نے کہا اسقدر خوف ہی معین و مددگار تو اسکا کوئی آنہین سکتا طوفان نے
کہا اگر ارسطو ہو تو یہ اوسکو بھی دھوکا دے خواجہ قفس مین یہ معاملات سن رہے ہین سر
جھکائے بیٹھے ہین دل سے کہتے ہین لے خواجہ اس ظالم کے پنجہ بدعت سے کیونکر رہائی ہوگی ذرا جی
یہ چوکے تو مین عیاری کرون بیان طوفان شب بھر جاگا قفس خواجہ کا اپنے ہاتھ مین ہوشیاری
لیے ہوے بیٹھا رہا بوقت سحر کبود سے رخصت ہوا پھر اسی طرح بلند ہوا دن بھر اڑا شام کو قلعہ فیروزہ
نگار مین اوترا ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش کو خبر ہوئی طوفان کا آکر استقبال کیا اسنے بھی حیرت مین
آکر پوچھا تمھارے تکلیف فرما ہونیکا ای طوفان کیا باعث ہوا طوفان نے تمام کیفیت بیان کی
رات بھر جاگ کے بسر کی قفس عمرو کا ہاتھ سے نہین رکھا پھر صبحکو چلا شام کو دور سے ایک قلعہ دیکھا
پہلوے قلعہ مین آگ روشن ہی ابر دھوان دھار قلعہ پر چھایا ہوا حاکم یہان کا ساحر بدخو دخان سینہ
برای استقبال آیا اسیطرح طوفان نے چھ منزلین طی کین ساتوین دن دور سے ایک قلعہ معلوم ہوا
دو منزل کے گردے مین حصار قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم لاکھون جادوگر کا پڑاو بیرون قلعہ جادوگرنیان
حسین خوبصورت شہر آباد دوکانین پختہ عمارتہاے وسیع قصرہاے رفیع طوفان قفس لیے ہوے قلعہ مین
داخل ہوا عمرو نے قفس سے دیکھا تخت پر ایک ساحر تاج شہریاری بر سر لباس بھاری پہنے ہوے بکبر و
نخوت تمام وہ بدانجام تخت پر بیٹھا ہے دربار مین سات سو ساحر زبردست دنگل ہاے آہنی پر
بیٹھے ہین کسی کسی کے دنگل مین شیر کا چہرہ کہ اصل مین وہ شیر منھ کھولے ہوے ڈکارین لے رہا ہی کسیکا
دنگل بصورت اژدر عجیب منھ سے اژدر کے قلابہ آتشین نکل رہے ہین تازیانے ماران سیاہ کے ہاتھ
مین صورتین اشقیا سیاہ لباس سیاہ دل بغض و حسد مین کامل اس دربار کو دیکھکر عمرو کے ہوش
اوڑگئے کانپنے لگا طوفان نے توسن کو سلام کیا طوفان خیر تو ہی آپ لوگون نے بالکل ملاقات
ترک کردی شہنشاہ بوجہ نامہ بھی نہین لکھتے طوفان نے نامہ شہنشاہ نیلم کا ہاتھ مین دیا توسن نے

پڑھا توسن منھہ کا اڑا بول اوٹھا یہ کیا بات ہی جو بلائین میرے گھر مین ہین اونھین کی حفاظت سو اچھی فرزند حمزہ کو کس لطف سے قید کیا آج تک خبر نہین پائی اب عمرو ایسے شخص کو میرے پاس بھیجا کیون آئے طوفان شہنشاہ نیلم کے گھر مین ایک آدمی کے قید کرنیکی جگہ نہتی تمکو بھی ناحق پریشان کیا یہ آئے دور و دراز تمکو طے کرنا پڑی اتنو موقع وہان نہیں ہی کہ مین اس ظالم کو قید کردن طوفان نے کہا آپکے اعتبار کی شہرت ہی افراسیاب کا یہ قول ہی کہ اگر شہنشاہ توسن مجھسے میل نکرتا سلطنت طلسم ہوشربا دستیاب ہوتی توسن نے کہا شہنشاہ کی مہربانی سلطنت سنبھل نہین سکتی چند لونڈی غلام بکر کی اونپر غالب نہین ہوسکتے نے سنا کئی سو ملک قبضے سے نکل گئے طوفان کو دنگل بیٹھنے کو دیا طوفان نے کہا اے شہنشاہ صاف تو ہی یہ کہ ہم لوگونے جسجس مین شہنشاہ لاچین کو شایا اور قید کرایا اوسکا لطف نپایا اوسی دن سے چین نملا ہر وقت خوف جان بربادی ایمان اوسی کا یہ باعث ہوا کہ چند کس بگڑ گئے انکا سنبھالنا دشوار ہے کیون اے طوفان تنے بھی سنا حجرہ ہاے بلا مٹے یا قوت سخندان اوسی ساحرہ قتل ہوی وہ شمع حیات مشعل گل ہو تاریک شکل کشش ظلمات عدم کو جانے شہنا نواز اپنے راگ سے منس ہوا اختناق جادو بیمار ہوکر مرے یا قوت سخندان خون تھوک کے مرے ایک یہ بدمعاش طلسم ہوشربا پر غالب آ گئے اے طوفان تم قید عمرو کی لیجاؤ مین زندان خانہ طلسمی مین اسکو نہ لیجاؤنگا مین نے کتاب سامری مین دیکھا کہ ایکدن زندانخانے پر بھی تباہی آئیگی اوس دن زمین توسن حصار تھرائیگی ہرچند کہ انتظام ہا بدولت کا ایسا ہی کہ آج تک کوئی نہین آگاہ ہوا کہ راہ زندانخانہ طلسم کس طرف سے بوزینہ ابلق سوار ساحر نامدار براے حفاظت زندان طلسم قرار دیا ہی ای طوفان عرصہ تین سو برس کا گذرا کہ بوزینہ اپنے گھر نہین آیا اوسی مقام پر رہتا ہے جفائے غریب الوطنی سہتا ہے کیا مجال کہ ہوا بھی اوس مقام تک جاسکے اے طوفان قہرگاہ مین آج تک کسیکو زندانخانہ طلسمی مین اپنے ساتھ نہین لیلیا خود ہی جاتا ہون قیدیون کو دیکھ آتا ہون طوفان نے کہا اسی باعث سے تو افراسیاب نے یہ حکم دیا کہ اس ظالم کو خدمت مین شہنشاہ توسن کے لیجاؤ ایسا معتبر کون ہی یہ شخص بھی اوسی قید خانے مین تڑپ تڑپ کر مریگا یہ حالات سن سنکر خواجہ کے ہوش اوڑے جاتے ہین طوفان نے قفس توسن کے ہاتھ مین دیا طوفان توسن سے رخصت ہوا اوس وقت عمرو کی بیقراری کہ جو قید ہماری لیکر آیا تھا وہ صحیح وسالم جاتا ہے بہت ہی ناگوار ہوا

عمرو نے بیقرار ہو کر کہا او طوفان تو تو جاتا ہے ہم یہین رہے جاتے ہین بڑا افسوس ہو کہ تو زندہ چلا
لیکن اے طوفان یاد رکھنا مجکو علم نجوم مین بھی دخل ہو قید میری یہان ہو وجہ نہین آئی ہو سیان
توسن پر ضرور سواری گا ٹٹو لگا دہانہ خاردار چڑھاؤنگا تازی بات ہو کہ منھ زوری بھول جائینگے
قدم نہ اوٹھا سکینگے بگٹٹ بھاگینگے پوئی پر انکو لگاؤنگا دانہ گھاس کھلاؤنگا تھان کے تڑپے مین
عمرو نے ضلع ذو معنی کا تار باندھ دیا ضلع جگت فصیحان عرب کی صحبت اوٹھائی ہو ایکدن ملکون
ملکون پھرا کوئی بات اوٹھا نہ رکھی توسن جادو یہ بات سنکر غصے مین آیا کانپنے لگا کہا او زبان دراز
مجھکو افراسیاب جانا میری قید سے تا قید حیات رہائی نپائیگا تڑپ تڑپ کر مرجائیگا ایسے مقام پر
قید کرون پردہ ظلمات کو بھی بھول جائے دن اور رات کا تمیز نہو طائر روح قفس جسم خاکی مین پھڑکے
کھانا پینا کیسا عمرو نے کہا او توسن ٹٹو تجھمین سب طرحکا عیب ہے حشری کمری کہنہ لنگ شبکور
ستارہ چشم ایسے جانورون کو رانون مین میکر مارتا ہون یہ سنکر توسن اوسیوقت اوٹھا قفس عمرو
کا ہاتھ مین لیا کہا اچھا او ساربان زادے اب اس منھ زوری کا مزا اوٹھاؤگے موت مانگیگا اور موت
نہ آئیگی طوفان کو تو خلعت دیکر رخصت کردیا توسن نے قفس اوٹھاکر پر پرواز پیدا کیے اوڑکر آسمان پر
گیا برابر کہکشان فلک کے پہونچا متوجہ ہوا عمرو بیہوش ہو گیا نہین معلوم کہ توسن جادو زمین
پر رستہ چلایا آسمان پر اوڑکر گیا بعد عرصہ دراز کے جو عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان تنگ و تاریک
مثال مین پردہ ظلمات ہو بلکہ تاریکی پردہ ظلمات اوسکے سامنے مات ہے نہین ثابت ہوتا کہ زمین ہو
یا آسمان اندھیرا دیکھکر عمرو اپنی زندگی سے حیران دیوار و در ثابت نہین ہوتے چھت سے مٹی گر رہی ہے
کہ وہان کرد کنی ہین عمرو گھبرا گیا اندھیرے مین قلب بھر آگیا قفس مین سر ٹیکا مارتا ہو چاہتا ہو طائر
روح قفس جسم خاکی سے نکل جائے کبھی سر ٹیکتا ہو کبھی چیختا ہے یہ شعر اس بیقراری مین پڑھتا ہو فرد کسکی
تقصیر نہین دشمن جان دل شہزادہ مارے کا مجکو مار یہی قاتل شہر کبھی پکارتا ہو ای رحیم ای کریم عمر بھر
تیری راہ مین جہاد کیا کس بلا مین آکر پھنسا ارے یارو یہان کوئی زندان بان بھی ہو مجھ ایسے قیدی کا
نگہبان بھی ہو ارے نگہبان تو آواز سناؤ یہ طایر وحشی لو گرفتار ہے تاب بیقرار انسان یا حیوان کی آواز کا
جو یا ہو ایسا اندھیرا کبھی نہ دیکھا تھا یہ تو آفتاب کبھی یہان کا ہیکو پڑا ہوگا شمع و چراغ کیسا ای داغ دل
تو ہی روشن ہو جا ای آہ دل روشنی دکھا ای حرارت قلب شعلہ چمکا ہائے کیا کرون گنبد سے زیادہ تنگ و

تاریک ہی گور یہود سے مثال خشک ہو کسقدر عمرو نے سر پٹکا جھینیں مار مار کے رویا سر سے خون جاری ہوا آخر
کو غش آگیا عرصہ دراز تک بیہوش رہا نہیں معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوش آیا آخر نگاہ قایم ہوئی
آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا موافق مضمون اس مطلع کے عمرو کا یہ حال تھا مطلع آنکھ جسپر پڑ گئی دیوانہ
بیباک تھا * پھاڑ کر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا * اب جو عمرو کی نگاہ قایم ہوئی دیکھا اس قیدخانے
مین سناٹا مین قفس اور لٹک رہے ہین ایک قفس کلان مین ایک جوان نحیف وضعیف چہرے سے فر و
شوکت و دبدبہ ظاہر تاج سر پہ ٹوٹا ہوا بال الجھے ہوے رگین جسم کی نکلی ہوئی کمر مین خم پریشان و مضطر سر
جھکائے ہوے قفس مین بیٹھا ہی اوسکے پہلو مین دوسرے قفس مین ایک جوان رعنا حور مثال چہرہ آفتاب تابان جیسے
وقت زوال آفتاب کا رنگ زرد ہوتا ہی بال سر کے وبال جان آنکھون مین حلقے چہرے پر زردی باغ چشم
اشکون سے لبریز صورت سے ثابت ہوتا ہی کہ بادشاہ جلیل و دوست مونس زکعیل لباس پارہ پارہ حیران و
مضطر آگین جسم کی حال تنگین سرخم بھوک پیاس سے بیدم تیسرے قفس مین ایک مہ جبین غنچہ دہن سیمتن رشک چمن
کمسن بال پریشان ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان جس طرح وقت خزان ہواے گرم سے پھول
کمھلاتا ہی اس طرح چہرہ زرد آہ سرد دل پر درد کھینچتی ہے اوس مہ جبین اوس جوان سے کہا صاحب ذرا
آنکھین کھولو بات کرو دل گھبراتا ہی آج اس زمان مصیبت مین اور کوئی گنہگار آکر قید ہوا اسکے صدمے
سے دل ٹکڑے ہوتا ہی ہر ایک کی مصیبت پر دل روتا ہی اپنا حال موافق ان اشعار کے ہی نظم

جنون پھر ہمکو ایام بہاری کی خبر دیگا	سیار کیا دل پہلے گریبان تار تار کر دیگا	پھرا قاصد وہ نہ ہوئی مصیبت ای جلال اپنا
جو خود ہی بیخبر ہے درد سے وہ پھر کیا خبر دیگا	اس درد کے اوس مہ جبین نے یہ اشعار مصیبت خیز پڑھے اوس جوان نے	

بمشکل سر اوٹھایا ایک آہ کی کہ زمین تھرا گئی جواب دیا اے صاحب کیا جواب دین کیا منھ سے بولین کس مصیبت
مین فلک نے گرفتار کیا حال دل کس سے کہین تمکو کیا کہکر سمجھائین تمکو کیونکر تسکین دین اس قفس کے طائر وحشی ہنکر
کیونکر تمکو دلاسا دین اپنی مصیبت تمہاری حسرت آٹھ پہر قلق کلیجہ مصیبت سے شق ہی جاتا ہی اس قفس مین
ٹکرا کر جان دین دم نہین نکلتا روح قفس جسم مین گھبراتی ہی نہین معلوم کہ وہ کونسی ساعت تھی کہ دل
تمہارا تسے اور سمجھا ہم تمہارے دام گیسو مین گرفتار ہوے ایک دن فلک نے چین نہ لینے دیا راتین ہجر
کی ہزارون کاٹین روز وصال آج تک نصیب ہوا قفس لیکر اس قفس مین آئی ہے زندہ نکلنا
دشوار ہے جب روح قفس جسم خاکی سے نکلیگی تب اس قفس اصلی سے بھی رہائی پاینگے جنازہ

ہمارا کون اوٹھائیگا ہر چند کہ صاحب تم بخوبی واقف ہو پروردگار نے اس خاندان مین پیدا کیا کہ تمام دنیا
کے لوگ بیراہ حل مشکلات اس دولت پر حاضر ہوتے ہیں ہمارے بزرگون نے جسکو جس مصیبت مین جہان پایا اوسکو مصیبت و قید
سے چھوڑایا اس گرفتار مصیبت کی خبر لینے کوئی نہ آیا ہمارے نوشتہ تقدیر کو کسینے نہ پڑھا منشی تقدیر نے خط شکست
مین ہمارا انجام لکھا کوئی اس نوشتہ تقدیر کو مٹا نسکا ع دا برباد گرفتاری ما ۔ عمر و گوش ہوش سے کلمات دونون
عاشق و معشوق کے سن رہا ہے دونون سر نگوں ہیں کلام سے ثابت ہے کہ دونون آپس مین عاشق شیدا ہین
بال و مبتلا ہین ایک کو ایک سے رغبت ہے ایک ایک نگاہ محبت سے پھر دیکھکر سر جھکاتا ہے اوس نازنین نے اس جمع ان
حسین کا جواب مصیبت خیز سنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا صاحب اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

مجنون ترا خانہ بہ ویرانہ عشق است
گر محرم رازست کہ بیگانہ عشق است
تسکین ندہد آب حرارت کش می را
در پردہ نہان بلبل و پروانہ عشق است
از سینہ برون آر و تہ خاک لگن

ہر جا کہ وطن ساخت جنون خانہ عشق است
گر زہر ہلاہل خورد آن آب حیات است
این شعلہ جانسوز ز خمخانہ عشق است
در انجمن شوق نیابد رہ مقصود
مخفی دل افسردہ کہ بیگانہ عشق است

ہر کس سخن تلخ لب از زہر بکشادہ
آنرا کہ بدل نشہ پیمانہ عشق است
ہر ذرہ کہ موجود کہ در ملک وجود است
دیوانہ صفت ہر کہ بویرانہ عشق است
یہ اشعار پڑھکر وہ نازنین جبین

گرفتار دام مصیبت پابند سلسلہ مودت سر جھکا کر خوب روئی اور کہا اے شہریار ذرا سر اوٹھا کر ملاحظہ
فرمایئے آج ایک قفس اور کسی مصیبت زدہ کا اس قید خانے مین آیا ہے وہ نوجوان مضطر و پریشان
طرف قفس عمرو کے پلٹا پوچھا ای شخص تونے کیا خطا کی جو اس زندان مصیبت مین آکر پابند ہوا
یہانکے حاکم کا واسطے ملازم ہے کچھ بے اعتدالی ہوئی کہ زراعت عیش و راحت معرض پامالی ہوئی لیکن
جو قیدی قید ہوگا اسکے واسطے ایک میعاد ہے ہماری میعاد تا قید حیات تیرے دوست احباب سفارش
کرینگے اس زندان مصیبت مین نرہنے دینگے لیکن اے گرفتار دام مصیبت اے پابند سلسلہ غم و محنت
ہم مصیبت زدون پر بھی کچھ احسان کرنا خدا انجام بخیر کریگا دامن تیرا گوہر مراد سے بھر لیگا اگر ہمارا
پانا ایسا نشان بتا دین کہ فوراً وہان پہونچ جائیگا ہمارے عزیز اقارب بھائی فرزند اسقدر دینگے کہ دامن
آرزو تیرا بھر جائیگا پھر کبھی ہوس دنیا نہوگی یقین تو ہے کہ جس وقت تو دس پانچ لشکر مین پہونچیگا ہزارون
آدمی تیرے جمال کے مشتاق ہوکر دوڑینگے پردہائے چشم مین جگہ دینگے جسوقت ہمارے بزرگون کو حال
معلوم ہوگا کہ ہمارے فرزند کی خبر لایا ہے خلق سے پیش آئینگے بارگاہ سلیمانی مین اپنے ساتھ لیجائینگے

ہمارے قبلہ وکعبہ لرزہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان سخر کن بحر و بر سرکوب
دیوان قاتل کافران یقین ہی ملک تجھکو جہانگیرین دین قوت بازو ہمارا برادر بجان برابر شبر شبیہ فرنگستان
صاحب علم ونشان ہزبر دشت جرات نہنگ دریاے ہمت رستم پیلتن کشندۂ قویل ہندی قاتل
کپتیان فرنگی خبر دریافت کرکے اوسیوقت جستجو مین نکلین بمحشیم ہمارا آفتاب عالمتاب شوکت لیاقت
ماہ برج آسمان جلالت شاہزادۂ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سیاہ صاحب عز وجاہ سنتے ہی اِس
ہوس مین نکلے کہ اپنے عم نامدار کو جاکر رہا کرون دشمنون کو مٹادون نور نظر پارہ جگر ہمارا گل گلنار
خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان ومسلمانان برہم زن لشکر زمرۂ بے ایمان شاہزادۂ نور الدہر فوراً
قبضے پر ہاتھ ڈالے جوش وخروش مین آکر ملک توسن حصار مین قیامت برپا کردے اگر شاید یہ لوگ بعد آ
جانکر رک جائین تو اے شخص تو ایک کام کرنا روح لشکر جان لشکر کو دریافت کرنا ایک ایک سے پوچھنا کہ
آفتاب عالمتاب اوج عیاری وقطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو نامدار ہمارا عم عالی وقار
کو دریافت کرنا اونکا دامن تھام کر کہنا کہ عمرو نامدار آپکا غلام زندانخانہ توسن حصار مین مرتا ہی افسوس ہے
کہ آپنے بھی اوسکی خبر لی یہ کہکر وہ نوجوان قفس مین سر پٹکنے لگا اور کہا کہ اے شخص دنیا کا مقام ہی دنیا
مقام عبرت ہی نہ جاے عشرت جسکے ایسے خرد وبزرگ جہانگیر صاحبان تدبیر جرات مین بے نظیر سیف شکن
تیغزن سخر کن بحر وبر ہون وہ اپنے گم گشتہ وادی حرمان کی خبر نہ لین تقدیر مین ہمارے یہ مصیبت لکھی تھی
افسوس ہے کسی نے اتنا خیال نہ کیا کہ ایک نالائق غائب ہوگیا اوسکو تلاش کرین ای شخص برای
خدا اگر ان سب صاحبون مین سے کوئی صاحب قصد نکرین تو قلعہ فرد الامان حصار دریافت کرکے اُس در
دولت پر حاضر ہونا مخدارے عرض کرنا کہ ملکہ گردیا بانو صاحبہ سے عرض کرو کہ آپکے غلام کی قیدکی
خبر لیکر ایک شخص آیا ہی دریاے مہر مادری جوش مار یگا یقین ہی کہ نقاب ڈالکر محل سے نکل آئین تجھسے حال
مصیبت پوچھکر صاحب جرات ولیاقت مین تلاش مین خود نکلین اسطرح جوادس نوجوان نے بیان کیا
عمرو کا قلب لٹ گیا غم سے کلیجہ پھٹ گیا کہا ای نوجوان ای پابند مصیبت کے گرفتار دام محنت اب تیرے
کلمات حسرت آیات کے سننے کی قلب مین طاقت نہیں برای خدا جلد آگاہ کر نام نامی ظاہر کردے کہ دل کو
تسکین ہو یہ جو مثال کیون تیرے ساتھ قید ہوئی تو کیونکر اِس زنج ان پر آفت مین آیا ان سب صاحبون
سے کیا رشتہ ہی نگاہ میری بھی کسیقدر تیری صورت سے آشنا ہی لیکن یہان اِس قدر اندھیرا ہی لشکر تاریکی وظلمت

نے گھیرا ہی کہ اچھی طرح نگاہ نہین جمتی یہ آواز بھی کبھی سنی ہی مجھ بدنصیب کا نام تو اپنے بزرگون کے ضمن
مین لیگیا مشتہر جلد نام ظاہر کر تیری مصیبت دیکھکر اپنی حسرت کو بھی بھول گیا دل ناگوار رہا قلب بیقرار
ہوا عمرو نے چلاکر جو کلام کیا اوس جوان نے بلک کر کہا ای عم عالی وقار آپ شاید خواجہ عمرو نامدار ہین
افسوس گودیون مین پالا شوکت و لیاقت عطا کی ہمارا یہ حال ہی کہ آپکو ہمارا پہچاننا محال ہی یہ تو
مفصل کہہ دیجیے کہ حقیقت مین مینے آواز کو پہچانا آپ قوت بازوے صاحبقران سر برندہ جادوگران
بلج ستانندۂ ریش کافران قلعہ گیر بے جنگ خواجہ عمرو نامدار ہین مجھ بدنصیب کا نام مقام افسوس ہی
کہ آپ دریافت کرین نشو و نما آپکی تمنا مین پائی عزت و آبرو مرحمت فرمائی بدیع الزمان میرا نام ہی
یہ مہ جبین مصیبت نصیب عیش و راحت سے دور غم والم سے قریب ملکہ تصویر دختر شرارہ عالم
صحرا طلسمی ہے آپکے سامنے تالاب نکل کر اڑدرا اوٹھا لایا تھا لشکر اسلام مین آپنے ایک ایک خدمتگار کی
مدد کی لیکن اپنے غلام کی خبر نہ لی یہ سنکر عمرو نے ایک آہ کی کہ دھوان منھ سے نکلنے لگا سوز غم والم سے
ہر ایک استخوان جلنے لگا کہا ہای بیٹا بدیع الزمان تو اس قیدخانے مین قید ہی ای تصویر تیرا کیا نقشہ
ہوا تیری باتون نے کلیجے کے ٹکڑے کر دیے ای نور نظر ای آرام جان ای فرزند بدیع الزمان بیٹا تم کیا
حکایت و شکایت کرتے ہو یہ نالائق جب تمھارے ساتھ سے ملیا اور لشکر اسلام مین پہونچا حال مصیبت
تمھارا بیان کیا باپ تمھارے سر ٹکراتے تھے بھائی جان دینے پر آمادہ تھے بیٹا تمھارا صاحب شوکت
و لیاقت نور الدہر چاہتا تھا اپنا گلا کاٹ ڈالون آخر بعد ہنگامۂ بسیار یعنی دوپہر تک بیکلے ہوش
درست نہ تھے آخر فرزندان بزرجمہر کو تمھارے باپ نے طلب کیا اون ستارہ شناسان کامل نے حکم لگایا کہ
بدیع الزمان قید ہو کر طرف طلسم ہوشربا کے گئے اب وہ بعد عرصۂ دراز رہا ہونگے فتح طلسم نام پر
اسد غازی کے نکلتی ہے تم تو فراج سے اوس دیوانی کے آگاہ ہو تمھارا ہمشیرزادہ اوسیوقت عمل مین
گیا اپنی مان ملکہ زبیدہ شیر گیر سے رخصت ہو کہا ماموجان کی رہائی کو جاتا ہون تمھاری بہن نے جو دیا
لے فرزند مینے تمکو اپنے بھائی پر نثار کیا جبتک ایسی آ ناگہر بھائی کو ساتھ لیکر آنا ورنہ مجھے منھ نہ دکھانا
وہ شیر بیشۂ جرات اپنے قزاقون کو ساتھ لیکر چل نکلا خواجہ زادون نے کہا پانچ عیار ہمراہ اسد نامدار
جائین لے نور نظر مینے اپنے ساتھ مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیردل و جہتر قران کو
ہمراہ لیا جستجوے طلسم ہوشربا مین نکلا اسد نامدار شہر ناپرسان مین پہونچا راہ مین اوسکے قزاق اور

اٹھارہ امیرزادے کسی مقام پر قید ہوگئے اونسے جاکر شہر زاریسان مین کھلبلی ڈالدی کوتوال شہر کو
مارا حیرت جادو زوجۂ شہنشاہ طلسم کا وس شہر کی تھی اونسے فولادی تپلا بھیجکر اسد کو گرفتار کرا منگایا
صحرای حیرت مین اس شیر کو قید کیا کیا اے فرزند ایسا ہوسکتا تھا کہ تم اس مصیبت مین پھنسو اور کوئی
خبر نہ لے بوجہ طلسم کے مجبور و ناچار ہو یہ بھی تم بخوبی آگاہ ہو کہ صاحبقران ہمیشہ سے فکر قتل
لقا مین مصروف ہین لقا کو سلیمان عنبرین موے کوہی خراج گذار افراسیاب نے دامن پناہ دیا اور افراسیاب
کو نامہ لکھہ بھیجا ہوش ربا سے ساحر گئے صاحبقران انکے مقابلے مین بھیجنے اسد پر مہ جبین الماس پوش
دختر افراسیاب عاشق ہوئی صندل اجل دو حاکم صحرای حیرت کو قتل کرایا دردسر مٹایا اسد کو لے بھاگی
مین بھی لڑتا بھڑتا راہ مین عیاریان کرتا ہوا العنایت پروردگار سرحد طلسم ہوشربا مین قریب شہر خموشان
پہونچا ملکہ مہرخ سحرچشم نانی مہ جبین کی اول مین آکر شریک ہوئی قریب پشتہ رنگین حصار اس لشکر
قبیل کو لیکر مین فروکش ہوا افراسیاب کو خبر پہونچی اونسے ساحر بھیجا شروع کیے بعنایت پروردگار چار
سرداران افراسیاب عیاری کرکے شریک کرلیے اسد نامدار کو افراسیاب نے مع مہ جبین گنبد نور
پر قید کیا سات برس مع ہ شیر قید رہا مین لڑتا رہا بعد سات برس کے اسد کو گنبد نور سے چھوڑایا تلاش
لوح طلسمی مین مصروف ہوا جاکر باغ سیماب فتح کیا گلدستوں سے اسد نے چاہا کہ لوح کو لے افراسیاب
بادشاہ قاہر و جابر بڑا زبردست ساحر ہے لوح کو اوٹھا کر لیگیا مینے اسی غصے مین اسد کو کلمات سخت
و سست کہے وہ جان دینے پر آمادہ ہو قریب شہر داوُدیہ پہونچا خدا کی عنایت سے اسد فوجون نظر کردہ
بزرگان و صاحب اقبال حسین و جمیل دختر داوُد جادو ملکہ لالان خونقبا اوٹھا کر اسکو اپنے باغ مین لیگئی
مین ڈھونڈھتا ہوا سرحد داوُدیہ مین پہونچا داوُد جادو خداوند طلسم ہوشربا تھا اوسکی صورت بنکر
لوح لی راہ مین کئی شہر فتح کیے ای نور نظر پھر لوح قبضے سے نکل گئی مینے حیرت جادو کی شکل بنکر افراسیاب سے
حال لوح دریافت کیا معلوم ہوا دربند مہر و ماہ پر لوح ہے ای فرزند لڑتا ہوا اسد کو ذیل مین ڈالکر طلسم صندل
پر پہونچا اسکو بھی فتح کیا اس جانکاہی سے اسد نے لوح پائی دربند مہر و ماہ فتح ہوا لیکن وہ لوح چند ساعت پاس اسد
کے رہی مکار جادو ملازم افراسیاب سے اسد کو دھوکا دیکر لوح لیگیا اسد کو افراسیاب نے پکڑوا بلایا باغ ملکہ
زیبو نخل نشین مین جاکر مصروف جنگ ہوا حجرۂ بابا کھلے مشعل نے اپنی روشنی دکھائی اس ملعون کو بھی جا
تاریکیٔ تشکیل کیش ایہ افراسیاب کی دم خوار ساحرہ غدار تھی اسکو بھی قتل کیا اہالیان طلسم نورافشان کو

نے ملالیا کوکب وشمشیر بادشاہ طلسم نورافشان اسکی دختر بران شمشیرزن خوب لڑی دریائے خون
روان کو مٹایا مجرہ بابلا بھی عنایت پروردگار کی تمام ہوئی فی الحال معراج بن گرداب آدم خوار وزیر شہنشاہ
ظلم کوہ نیلم سے اوترا نے برق وضرغام سے جاکر اوس بیچیا کو شب مین مع لشکر قتل کیا طوفان
قہرنگاہ وزیر معراج مجھکو لشکر سے پکڑ لایا کوہ نیلم پر میری قید ہوئی اوس بیچیا نے مجھکو قید کرکے یہان روانہ
کردیا ای نور نظر اسوقت روح کو راحت وقلب کو سرور ہوا کہ مین قید ہوکر تیرے پاس پہونچا آج بعد مدت دراز
تجھکو دیکھا ای فرزند تیری جستجو مین بارہ سال گذرے مگر اے شیر بیشۂ جرات والدنا مدار تمھارے قوت بازو
تمھارے بھائی وغیرہ فرزند دلبند تمھارا سب مجبور ولاچار ہین طلسم ہوشربا مین نہین آسکتے [illegible] مین وہ
مقامات دیکھے بڑی بڑی دربند وپیچ بیچ مین حائل ہین لاکھون ساحران شہر ونمین تباہی کوہ عقیق سے
ہوا کا آنا بھی دشوار ہے ورنہ ابتک یا تجزار یا لنج سی بہیمین سردار سب طلسم ہوشربا مین ہوتے ای نور نظر یہ تیرا
قفس کس مرد مصیبت زدہ کا ہے اوسکا بھی حال سننا چاہتا ہون یہ سنکر وہ بادشاہ بینظیر چیخ مارکر رویا کہا
ای شہنشاہ اوج عیاری مجھ بدبخت کا نام ونشان نہ پوچھو آپنے درمیان مین ذکر تو کیا مین اپنا نام کہتا ہون
اپنی زندگی سے بیزار ہون نہایت مجبور ولاچار ہون بمضمون ان اشعار آبدار کے حال مصیبت ظاہر ہوجائیگا نظم

مین ہون رہی اعقوبت قاتل سے دل اچاٹ
قاتل سوا ہے باطل سے دل اچاٹ
کیونکر کشتگی بعد عدم کی شفقتین
کیونکر ہو کوئی تیرے مقابل سے دل اچاٹ
حسرت مری گلوی بریدہ کی کم نہین
عاشق ہیکیون وہ در قاتل سے دل اچاٹ
مسکن کیا نگاہ نے رخسار صاف پہ
ہو کیون ادیب کشت کے عاقل سے دل اچاٹ
نفرت ہوا س قید مجھے گھر کے نشان سے
ہو بلبل کا ہجوم عنادل سے دل اچاٹ
کسکو دماغ ہے جو سنے شکوہ ہائے گل
ہو جسطرح کوئی کسی مشکل سے دل اچاٹ
فرقت مین مجھکو آتش بیدود سے ہی جسمین
جلنے لگا نشست منزل سے دل اچاٹ
باہم ہیے جو قصہ ونگاہ ہونگی لطف سے مین
قاتل ذرا سنو بھی بسمل سے دل اچاٹ
اب ہم نہ آئینگے کبھی مثل شرار شمع
کیونکر ہو تجھسے حور شمائل سے دل اچاٹ
جاؤن کہان کہ ضعف سے اتنو چار ہے
ہے دو تا خانہ ہائے سلاسل سے دل اچاٹ
ہاتھین ہین بی ادبی کے ہزار ڈھنگ
کیونکر نہو حدیث عنادل سے دل اچاٹ
دی سخت جانیونے اجازت ذبح کی
تو ہو ہر نغمہ ہائے عنادل سے دل اچاٹ
جب جامنی ہوا آئینہ حسن اودی پری
افسردہ ہین مزاج ہوا دل سے دل اچاٹ
تسبیح پارہ ہائے جگر چاہیے انھین
جلتے ہین ہو فاتری محفل سے دل اچاٹ
کیا دانہ ہائے اشک سی خرمن غم ہی فائدہ
راہی ہو جیسے بعد منازل سے دل اچاٹ
نازک دماغ ہون یہ بہ حد بدبو گل
ہو کسطرح نہ صحبت جاہل سے دل اچاٹ
مشتاق مرگ ہون مجھے سرا بال دست

پھرتا ہو نہیں تو قتل قاتل سے دل اچاٹ
خدنگ سنگدار یون میں کمی کونسی ہوئی
اوشمع وہوا تری محفل سے دل اچاٹ

پروانہ نثار اور کہین دل جلا جلے
کیوں اٹھے ہو عاشق بیدل سے دل اچاٹ

اوشمع وہوا تری محفل سے دل اچاٹ
ہے جسجا ل صبح اشرف نسیم کے

اس درد سے یہ اشعار اوس شہنشاہ عالی جاہ نے پڑھے عمرو بیقرار
ہوکر رونے لگا کہا اے بزرگ تیری باتین تیر ہو کر دل پر پڑیں میں نے خداوند جمشید سکندر و باتین افراسیاب
سے پوچھین کبھی ہمیا مفصل نہ کہتا تھا یہی مشہور کیا تھا کہ بدیع الزمان و تصویر کو قتل کیا بادشاہ
طلسم ہوشربا شہنشاہ لاچین کو بھی مارڈالا مگر راز و نیاز میں مجھے حرامزادے نے کہدیا کہ لوح
طلسم ہوشربا شکم زمہریرین ہے وہ دریائے نیل میں رہتا ہے بدیع الزمان اور تصویر کو بھی کہدو مجھا
کہ بدیع و تصویر و لاچین زندان میں قید ہین ای مرد بزرگ مین اس شہنشاہ عالیجاہ کی
زیارت کا مشتاق ہون ٹڈھا چیخ مار کر رو دیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری وہ بدنصیب آفت کا مارا
صحرائے مصیبت کا آوارہ قیدی زندان مصیبت مبتلائے بلا و محنت یہی حقیر پر تقصیر ہی تمام
وزیران سلطنت مشیران ابستاس نمکحرام افراسیاب بدانجام کے شریک ہوئی طلسم ہوشربا
پر قبضہ کرلیا اس توسن پرفن نے سوتے مین مجھکو گرفتار کیا ای ماہ آسمان عیاری جب ہوشربا
میرے قبضے سے نکل گیا مین بھاگ کر قلم کوہ پر آیا ستر برس ہان رہا جب جھلا کر نکل آتا تھا ہر چند کہ
بیدست دیا تھا کوئی تحفہ میرے پاس نہ باقی رہا تھا نیلم جادو جسکا نام ہے اوس ہمیا کو شہنشاہ نیلم
خطاب ملا اسنے خزانہ کا تمام کل تحفہ جات طلسمی افراسیاب کو دیدیے تھے جب نعرہ کرتا تھا کہ نمکحرام
منم شہنشاہ لاچین سب بھاگتے تھے خیمے لوٹ لاتا تھا غلہ ہم پہونچاتا تھا اخر کو قلعہ قلم کوہ
کے کہان جاؤن قلعہ بند ہوتا تھا اوسکے پاس فوج بیحساب پھر لشکر کشی کرکے قلعہ کو گھیر لیتا تھا اس
توسن بیحیا نے شب کو مجھکو اور میری زوجہ کو گرفتار کیا اوس صاحب عصمت عفت کو نہیں معلوم
کہان قید کیا مین اس مقام پر مقید ہوا اول تو مصیبت فراق محبوب مطلوب کا تھکے دم نکلجاے نظم

دل سے تنگ آگئی ہین ہم جو شیخ کا کیسا
دیکھ ہی لیتے تو پھر ہوش مین آنا کیسا
اپنے بیمار کو جب شکل دکھا کر وہ چلین
نکلے مجمع کو وہ نکلیگا اکیلا کیسا

یون گریبان نہین کیا پھاڑتے سودا کیسا
کوہ پر حضرت زہاد کا جانا کیسا
پوچھ لے کوئی کہ تم نے اوسے دیکھا کیسا
انکے کوچے مین رہتے تھے پا گھر مین ہم

کیسی ہوگی نظر یار کا جلوہ کیسا
سر کی چوٹ ادنکو اودھر لگی ہو دیکھا
حشر میں سینے کے دینگے دل بیتاب کا تم
جب جانا مدہ گے در دارا کا پردا کیسا

اپنا ہاتھ اپنی چھری اپنا گلا ہی اکدن	خنجر دبا کے جو قاتل کا بھروسا کیسا	سر کو ٹکرا دین ہین دیوار سے ای وحشت دل
گھر بھی میدان ہوا جاتا ہی صحرا کیسا	اُسنے دیدی ہے زبان آج دہن مین کسکے	منھ کو رہ رہ کے یہ آتا ہے کلیجا کیسا
دیکھو رہ جاؤ گے دم توڑ دیکھو مجھے	جان پر کھیلنے والیکا تماشا کیسا	آہین جی کھولکے کھینچینگے سر بزم ہم آج
دور آ پہنچے ہین اب تو سنبھالا کیسا	روکتی اپنی طبیعت کو ہم اس فکر مین تھے	لو وہ آہی گئے آپکا ارادہ کیسا
کسنے یون سینا دہارا ہی خبر ہمکو نہین	اوٹھا جو ہے مراد ست تمنا کیسا	یار ہوگا احسان بھی دیدیگا جلا
جب مین گھبراتا ہون سمجھاتے ہین کیسا کیسا	ملکہ بلقیس ثانی اپنی زوجہ کا نام لیکر لاچین بہت رویا کیا خواجہ کا شکے	

ہم دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ معزول کردہ سلطنت گرفتار دام محنت و مصیبت ایک ہی مقام پر قید ہوتے وہ ہمکو بھاتے ہین ہم اونکو بھلاتے بقول شاعر شعر قیس جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو یہ بھی ہماری تقدیر مین نہ تھا اتنا بڑا فراق کہ جسکا انجام ممکن نہین مگر ای شہنشاہ اوج عیاری اب نصف طلسم کی سیر سن چکے تا بدربند مہر وماہ گئے طلسم صندل فتح کیا باغ سیماب کی سیر کی سحاب جادو کو کشتہ کیا کہین یہ بھی سنا کہ زوجہ بادشاہ سابق طلسم یہان قید ہے عمرو نے کہا ای لاچین بخدا مین ایسے ایسے مقامات پر گیا کہ اونکا ذکر اگر کرون تو سالہا سال گذر جائین نے خلاصہ بیان کیا بارہ برس مین ایسے ایسے ساحرون سے مقابلہ پڑا کہ جنکا عدیل و نظیر اب ممکن نہوگا افراسیاب کی کمر توڑ چکا ہون نہین معلوم اسمین کیا مصلحت ہے راز دنیا پروردگار کا کون جانتا ہی کہ مجھکو طوفان یہان پکڑ لایا اس قیدخانہ مین قید ہوا کہ جہانسے امید رہائی نہیں لاچین نے کہا خواجہ آپنے یہ بھی سنا کہ افراسیاب مجھ سے کیون باغی ہوا بڑا باعث یہ ہوا کہ مین معتقد مذہب مین ہمیشہ غور کرتا تھا خود ساحر ہون حالات سامری و جمشید سے بخوبی ماہر ہون سمجھتا تھا کہ سامری جمشید بھی انسان تھے زور سحر خدا بن بیٹھے ایکدن بحر منھ سے سر دربار نکل گیا کہ ہمارا مذہب بہت ضعیف ہی خود بخود دلکو اعتقاد ہوا کہ بیکار کی تشکیک ہی دین یزدان پرستی ٹھیک ہی یہ جونہی سر دربار کہا یہ سب بیحیا میرے دشمن ہوگئے افراسیاب نے ہر ایک کو یہ کہکر ملایا کہ یار و مذہب حد دوا جاتا ہے سب نامرد او سکے شریک ہو جب ملک وبال سے سیر قبضے سے نکل گیا اور مین اس زندان طلسم مین آکر قید ہوا زوجہ بھی جدا ہوئی تب مینے پروردگار حقیقی کو یاد کیا یہ کہکر التجا کی کہ اے صانع ازل دل بکل ہی کچھ ایسا ظاہر ہو کہ قالب کو اس قید خانہ مین سرور

اب اوس معبود حقیقی کا شکر کرتا ہون کہ بزرگان دین میرے خواب مین آئے تسکین دی یہ مژدہ خوشخبری
سنایا کہ جب عمرو آکر یہان قید ہوگا تب اے لاچین تو بھی رہائی پائیگا لیکن نئی بات ہے بموجب مضمون
مقام مطلع جو طبیب بنا تھا دل اوسکا کسی بیمار ہے ٭ مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے ٭ آپ خود
قید ہوکر آئے مجھے کیونکر چھوڑائینگے اس زندان مصیبت سے کیونکر امان پائینگے عمرو نے کہا اے شہنشاہ
لاچین وہ مسبب الاسباب ہے کوئی سبب ایسا پیدا کریگا رہائی حاصل ہوگی انشاء اللہ تسکین دل ہوگی
یہ مجھکو بڑا افسوس ہے اگر توسن جادو ایک بات کے واسطے مجھکو اپنے قلعہ مین قید کرتا مین عیاری
کرکے نکل جاتا لیکن ارشاد بزرگان دین خالی از لطف مشیت الٰہی نہین ہے انشاء اللہ انجام اسکا بخیر
ہوگا کوئی تدبیر وہ پروردگار نکالیگا قدم مابدولت کا اس قید خانے مین آیا اب زندان طلسم شکست
تمھاری رہائی کا بندوبست ہوگا کوئی صورت تو پروردگار کریگا بشارت بزرگان مین ضرور کوئی بھید ہے
اے لاچین رہائی کی امید ہے اوس زندان خانہ مین لاچین و بدیع و تصویر کا کلام حسرت انجام کرنا
کبھی روتے ہین کبھی حسرت پر اشکون سے منھ دھوتے ہین کبھی قفس آہنی مین سر ٹپکتے ہین مثل طائر
نوگرفتار اوس قفس آہنی مین پھڑکتے ہین سب سے زیادہ تصویر کی بیقراری لیکن حالات ہوش ربا سنکر
شہنشاہ لاچین دنگ ہوگیا بقدمہ بربادی حجرہ ہفت بلا کی مرتبہ مکرر پوچھا کیون خواجہ تاریک
تشکل کش کیونکر قتل ہوئی کسی جام حجرہ بلا نے ہمکو بھی پوچھا عمرو نے کہا زبانی زال جادو کے اتنا
دریافت ہوا تھا جب حجرہ اول پر افراسیاب پہونچا اور اپنے معشوق کو ذبح کرکے خون پلایا تو مشعل
نے پوچھا تھا کہ شہنشاہ لاچین کیا ہوا زال نے کہدیا اونے انتقال کیا لاچین نے کہا یہ افراسیاب
ہی کا کام تھا ہم اگر لیتے جاتے کیا مجال تھی کہ یہ قواعد ہمارے ساتھ صرف کرتا اتنا یہ کہ بھوگ دیتے ایک
آدمی غلام خریدا ہوا حوالے کرتے نہ کہ معشوق افراسیاب جلاد ہے جب تو ہماری گرفتاری مین اسکو
افسوس ہوا اتنا بڑا امر اہم کر بیٹھا مینے اسکو دیوون مین پالا سحر سکھایا گھر بار کا اختیار دیا جب یہ
بھیجا مجھکو گرفتار کرکے لیجا مینے حقوق اپنے یاد دلائے اس بیحیا جلاد طبیعت میمون خصلت نے منھ
پھیر لیا جواب بھی نہ دیا خواجہ عمرو نے ذکر قتل مشعل جو کیا لاچین وجد کر رہا ہے بدیع الزمان
کہتے ہین کہ اے لاچین بلکہ تصویر ہم پر طعن و تشنیع کرتی تھین کہ تمھارے عزیز بڑے بڑے جلیل رئیس
تھے کسی نے خبر نہ لی آپنے سنا کہ جس دن سے ہم قید ہوئے افراسیاب آرام سے بیٹھتے نہین

دیا اگر ہفت در بند دریان مین نہوتے تو فرزند میرا نور الدہر فتاح طلسمات عالم ہو گیا رہ برس کے
سن مین اوسنے بہت بڑا طلسم گوہر بار سلیمانی مکلل خان جادو کو مطیع کر لیا ہزارون ساحر قتل کیے علاوہ
اوس فرزند کے شاہزادہ ملک قاسم بھتیجا میرا کہ ساتھہ میرے دعوی ہمچشمی کا رکھتا ہی اگر دریائے آتش ہوتا
وہ نذر کرتا بھائی رستم بیلتن علم شاہ نوجوان والدنا مدار صاحبقران زمان یہ سب مین طلسم ہوشربا
جانتے آسمانکو زمین سے ملا دیتے یہ بھی اونکو خیال ہو کہ فتاح طلسم تو جا چکا قاتل افراسیاب اسد
نامدار ہو اے لاچین یہ بھی ایک ستور ہے جسکے نام پر فتاحی طلسم نکلتی ہو علاوہ اوسکے اگر کوئی جاتا ہے
مبتلای بلا ہوتا ہو اسوجہ اور کوئی نہ اسکا دربند بھی حایل ہین راہ نے بھی مجھکو مجبور کیا لیکن انشاء اللہ
اے لاچین افراسیاب آرام نہ پائیگا ہاتھہ سے اسد کے مارا جائیگا اسد نوجوان میرا بھانجہ ہو مین بھی
حیران تھا کہ سب جب بوجھے میری محبت سے ہاتھہ اوٹھایا لاچین نے کہا آج خواجہ کے آنے سے عید
ہو گئی جبدن سے مطیع الاسلام ہوا اور اس بلا مین پھنسا آپکی زیارت کا مشتاق تھا عمرو نے کہا
خدا نکرے تمھاری طرح کوئی مشتاق ہو آپ ہی کا اشتیاق مجھے قید خانے مین لایا تصویر قفس مین بھر
رہی ہو کہ قفس سے نکلکر کیونکر خواجہ کے گرد پھرون حال عیاری خواجہ سے واقف بھی ہو چکی ہو ناظرین
کو خیال ہوگا کہ جلد اول مین پہلی ہی داستان ہو بدیع الزمان کا سرکا ہا جاتا ہے شکار گاہ سے
واشہ آتا ہے خواجہ جاکر شرارہ جادو کو مارتے ہین بدیع الزمان کو رہا کر کے نکلتے ہین ملکہ تصویر کا
باغ راہ مین تھا اوسی باغ مین آکر یہ آفتین برپا ہوئین تھین اول عفریت طلسم تالاب سے نکلا تیر و کمان
سے اوسکو مارا جب تصویر کو ساتھہ لیکر باغ سے نکلے تب اژدر طلسمی تالاب سے پیدا ہوا وہ تصویر بدیع الزمان
کو نگل گیا ظاہر ایک وہ کوئی ساحر تھا ہوشربا مین لیکر آیا پکار کر وہ اژدہا کہہ بھی گیا تھا کہ اے عمرو تو تو
انکے سامنے سے غائب ہو گیا بدیع الزمان کو لیے جاتا ہون اب تا روز قیامت انسے ملاقات
نہوگی پھر بھلا مجھکو کب آرام آتا تصویر نے کہا آج دل کو غم سے فراغ ہو سکتی ہو کیونکہ شہنشاہ
لاچین ہمارے وارث تو نکو دیکھا ہر چند کہ ہم قید مین لیکن افراسیاب کی جان پر بنی ہو ہم سنتے کہتے
تھے کہ اور کوئی جا ہے نہ آئے خواجہ عمرو ضرور جانبازی کرینگے سنا تھے کہ افراسیاب کا
زوال دولت قریب ہی ہمارے نانا جان نے کیا کیا عیاریان کین حال تباہی حجرہ بلا سنکر لاچین
عالم وجد مین ہے عمرو نے کہا اے شہنشاہ مین اپنی زبان سے اپنا حال مفصل نہین بیان

کرنا خدا فضل کریگا زندان طلسم سے چھوٹو گے منشی احمد حسین قمر نے بڑی شد و مد سے لکھا ہے
مقامات جو بلا پڑھکر ہوش نہ رہتا نہ ہینگے پڑھنے والے آفرین آفرین کہینگے ایسی ایسی عیاریان ہین
کر افراسیاب جسکے نام سے کانپتا ہے مجبور ہوگیا کہ میرا آقا اس طلسم مین نہ آسکا اسد کے پاس کوئی
تحفہ نہین ساحران غدار سے مقابلہ ایک ایک نئے زمانے کا سامری و جمشید اتنا بڑا ساحر ہے کہ کوئی
اوسکو جواب نہین دے سکتا جس دن سے اوسکے مقابلے مین آئے دن کو مرے رات کو پھر جی اٹھے
افراسیاب نے چاہ زمرد پر میلا کیا تھا گھوڑے کھڑے لشکر اسلام کو شکست دی سب سردارون کو
دیوانہ کرکے بلالیا صرصر و بہار الامان الامان کرتی ہوئی لشکر سے نکل گئین افراسیاب کے سامنے
جاکر حاضر ہوئین ان سکو افراسیاب نے قید کرلیا مجھے تلاش کرنے لگا اس وزیر نے خداوند لقا بنکر
عیاری کی سب سردارون کو اوسنے چھوڑا یا میلے کو لوٹ لیا افراسیاب جب آیا اور میلے کو پامال
دیکھا اپنے سردارون کا وہ حال دیکھا اے شہنشاہ لاچین اوس روز کا غصہ افراسیاب کا مجھکو
یاد آتا ہے سات شبانہ روز ہم بھاگتے پھرتے تھے افراسیاب اگر شکست دیتا تھا ساتوین دن
آخر ایک مقام پر جاکر عیاری کی افراسیاب کو دم دیکر بٹھایا جہان بارگاہ تھی وہین لاکر استاد کیا
اوس جھمیلے مین بڑی مشکل سے جان بچی صدہا مرتبہ ایسے ہی معاملے درپیش ہوئے ہر مقام پر جان
کے لیے پیش ہوئے اوس حافظ حقیقی نے ہر جگہ بچایا انشاء اللہ اب تمکو بھی لیچلین گے اکیلے نہ جائینگے
لیکن کیون اے لاچین اس قیدخانے مین کوئی آب و دانہ بھی پہونچانے آتا ہے کچھ تدبیر کرینگے
لاچین نے کہا اے خواجہ یہان کا بندوبست بہت سخت ہے خود ہی توسن اس قیدخانے مین آتا ہے
کلام بھی نہین کرتا عیاری کیسے کروگے آب و دانہ معرفت یوذینہ ابلق سوار کے پہونچتا ہے وہ بھی
سنگدل کھڑے کھڑے آیا نہ کسی روز دو روٹیان ایک ایک آبخورہ پانی کا قفس مین رکھکر چلا جاتا ہے
کیسے عیاری کیجیے گا خواجہ یہان دال گلنا دشوار ہے عمرو نے کہا خیر انشاء اللہ اب تو قدم ہمارا آیا
برباد ہی توسن حصار ضرور ہوگی یہ غیر ممکن ہے کہ ہمارا قدم آئے اور یہ ملک آباد رہے یہ کلمہ تصویر
آج بارہ برس کے بعد ہنسی خواجہ کے تسکین دینے سے مثل عندلیب خوشنوا پھولکر قفس مین بیٹھی یہ اشعار
نواب فدا حسین خان صاحب کے پڑھنے لگی اشعار موافق مضمون مقام

نظم

بہر نظارہ گل بلبل زار آئی ہے | ہو چکی دور خزاں فصل بہار آئی ہے | پھر صبا باغ مین ہر سو یہ پکار آئی ہے

بلبلو تمکو مبارک ہو بہار آئی ہے | نخل سرسبز ہے پھولو پھلو ہری گلشن | شور بلبل ہے فضا فصل بہار آئی ہے

خواجہ کے سامنے ملکۂ تصویر کے پیچھے مصیبت مین قید ہونے تھے زیادہ جلنے دل لگنے کا باعث ہی خواجہ نے ابتداے طلسم ہوشربا شروع کردیا اپنی عیاریان برق کی مکاریان چالاک کی چالاکیان ضرغام کی بیباکیان مہتر قران کی سرہنگی سردار دنکے سحر عشق اسد نصیب شد کو داستان داستان بیان کررہے ہین جس مقام پر چھوڑ دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہی لاچین کہتا ہی خواجہ اشتیاق مین نیند نہ آئیگی یہ جلد تو ضرور بیان کر دیجیے خواجہ فرماتے ہین یہ پل پر یزدان کی داستان ہی اسمین خلعت ملنا چاہیے لاچین عرض کرتا ہی بیان تو تحسین و آفرین حاضر ہے خواجہ فرماتے ہین اس سے میرا پیٹ نہین بھرتا کچھ نقد دلوایے لاچین نے عرض کی کہ ای شہنشاہ عیاریان اگر خدا نے اس قید سے رہا کرایا متعلق اسی قید خانے کے ایک خزانہ کثیر ہے چالیس کوٹھے جواہر کے اسمین ہین سب آپکو دونگا خزانے پر لیجل کے کھڑا کر دونگا عمرو نے جواب دیا تجھے آپکو سلطنت طلسم ہوشربا دیدی ہفت اقلیم کا بادشاہ کیا اب تو آپ امنی ہو لاچین جواب دیتا ہی خواجہ ہنستے گھر بستے ہین بڑی قید کی تکلیفین اوٹھا چکے ہر رنج کے بعد راحت ہے اوسکی عنایت پر دلکو توت ہی اسوقت تو قصہ کہانی ہی پروردگار آنکھونسے دکھا دیگا حقیقت مین یہ خزانہ آپکی خدمت مین حاضر کرونگا خواجہ و لاچین و تصویر و بدیع الزمان زندان طلسم مین انھین باتون مین مصروف ہین ان سبکو اس حال مین چھوڑ دیے انشاء اللہ صورت رہائی تحریر کرونگا

دو کلمہ داستان جلالت عنوان شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی فراق خواجہ مین بیقرار ہو کر براے شکار جانا اور قید ہو کر تا بہ توسن حصار پہونچنا و ذکر رہائی خواجہ و لاچین و بدیع و تصویر و دیگر حالات عیاری چالاک بسر شہنشاہ نیلم حمنہ

پری پیکر سنوارے شام کو گیسو نکلتے ہین | تماشا دیکھنے کیواسطے ہر سو نکلتے ہین
کسون کیا ہین کہ جی دینے کو سو پہلو نکلتے ہین | سراپا ناز بن ٹھن کر جہان خوشرو نکلتے ہین

تڑپ جاتا ہے دل بیساختہ آنسو نکلتے ہین

حیا و شرم کرتے ہین جب دل انکی ظاہر ہے | جو عاشق ہے وہی کچھ خوب اس پردے مین ماہر ہے

اگر ناز و ادا پر کام اپنے دل کا آخر ہو
حجاب یار بھی اک شعبدہ عاشق کی خاطر ہو
کبھی تو ہاتھ پردے سے کبھی بازو نکلتے ہیں

چمک مضمون میں ہے جیسی کہ ہے دُر غلطان میں
شرف جو طبع میں ہے کب بھلا ہے ابر نیسان میں
سمندر سے نہیں ہے فرق اصلا اپنے دیوان میں
مسلسل ہو غزل کیونکر نہ یاد سلک دندان میں
ہزاروں اس زمین کے شعر میں پہلو نکلتے ہیں

رہیں اس باغ میں ہم پاس بلبل کے نہیں یارا
گریبان جیب گل کی طرح ہو صد چاک اسیارا
تلاش عارض گلگوں میں اب پھرتے ہیں آوارا
تمھاری دید بازی کی تمنا نے ہمیں مارا
مگر ہم اس چمن سے اب برنگ بو نکلتے ہیں

جگر پر یاد مژگان میں ہر اک دم تیر لگتا ہے
نہیں میں جھوٹھ یہ کہتا کہ تیرے آگے کعبہ ہے
تڑپتا ہے جگر شوق شہادت دل میں پیدا ہے
تمھاری راہ میں سرگشتہ ہونیکی تمنا ہے
ہتھیلی پر دھرے سر عاشق ابرو نکلتے ہیں

سحر کیا آفتاب خم کو وقت شام دے ساقی
نئے پھر رنگ نشے کا مے گلفام دے ساقی
طبیعت کو ہے بے کیفیتی آرام دے ساقی
برائے ساقی کوثر مجھے اک جام دے ساقی
جماہی آ رہی ہے آنکھ سے آنسو نکلتے ہیں

جو عاقل ہے اوسے کب اعتبار بزم دنیا ہے
خیال آغاز میں انجام کا کچھ خوب ہوتا ہے
یہاں راحت کا عالم خواب ہے عشرت تماشا ہے
نہ خوش ہو اسقدر انجام غم شادی کا ہوتا ہے
ہنسی آتی جہاں افراط سے آنسو نکلتے ہیں

نہیں ممکن کبھی حاصل ہو پھر جوش سودا کو
بگولے یاد دلواتے ہیں اوسکے قد بالا کو
تلاش یار میں چھانوں میں جا کر ساری دنیا کو
جو یاد زلف و چشم یار میں جاتا ہوں صحرا کو
تو لیکر مشک نافے نذر کو آہو نکلتے ہیں

ہر اک دم گیسوے خمدار پر افشان چمکتی ہے
تصور سے در و دیوار پر افشان چمکتی ہے
مجھے حیرت ہے روی یار پر افشان چمکتی ہے
تماشا ہے کہ زلف یار پر افشان چمکتی ہے
گھٹا آتی ہے جب برسات میں جگنو نکلتے ہیں

پریشان خاطر و آوارہ کیا کیا اے صبا ہون مین ستم مین مبتلا افسوس ہی بعد از فنا ہون مین
نہین ممکن کہ دام رنج و ایذا سے رہا ہون مین کسیکے لیٹے لیٹے گیسوؤن پر مر گیا ہون مین

جو بعد مرگ تربت پر گل شبو نکلتے ہین

ہمیشہ یاد مین اوس رخ کی ہون آئینہ سان ششدر نہین آرام کسی صورت ہی کوئی خاک کے اندر
پس از مردن بھی کرتا ہی یہی اپنا دل مضطر تمھاری زلف و ابروئے غضب نازل کیا مجھپر

کبھی تو سانپ مرقد مین کبھی بچھو نکلتے ہین

کوئی جھوٹا جو ہوتی ہو اوسے کیا خاک زیبا ہی جو سچا ہی سو سچا ہی جو جھوٹا ہی سو جھوٹا ہی
تمھارا قول کیا آباد کو دلسے خوش آیا ہے بناوٹ سے پسینہ بھی نہین آنکھو نہین آتا ہے

جو دل مین درد ہوتا ہی تو فورا آنسو نکلتے ہین

چہرہ شکار کنندگان طایر مضامین داستان رنگین و شہسواران سمند تیز گام قصص فصاحت آئین شاہ بیان
بلند پرواز کلک صحراے بر فضاے بیان مین آمادہ شکار ہی نظم

کہ ہو طایر فکر دم مین اسیر قمر آہوے فکر ہے تیز رو عقاب قلم یون ہوا اوج گیر
چلون سوے صحرا برسم شکار بتائید خلاق لیل و نہار سمند قلم ہے مراد درو

جب عمرو بن امیہ ضمری کو طوفان قہر نگاہ لشکر سے اوٹھا کر لیگیا تمام اہالیان لشکر کو ایک داغ تازہ دیگیا مہرخ وبہار وغیرہ تو یہ کہکر روئین کہ فتح طلسم ہوشربا ذات پر خواجہ عمرو کے موقوف ہی اونکا نہونا باعث بربادی لشکر ہوگا اب قلعہ طلسم کیونکر سر ہوگا مہ جبین الماس پوش بھی انتہا کی بیقرار ہوئی شب کو اسد مدار جو بارگاہ مہ جبین مین تشریف لائے دیکھا کہ کنیزین بیچ مین ملکہ مہ جبین بیٹھی رو رہی ہین اسد نے آکر تسکین دی کہا ملکہ خیر تو ہی مہ جبین نے کہا اے شہریار خدا خدا کرکے یہ دن نصیب ہوا کہ جرہ ہاے بلا یاقوت خونخوار خون تھوک کر مری ظلمہ عفریت خونخوار ہوئی اب قصد ہوا تھا کہ سمت دریاے نیل کوچ ہوگا حضور کو لوح ملیگی یہان اوسکا بدلا یہ ہوا کہ خواجہ عمرو کو طوفان اوٹھا کر لیگیا صدہا ساحر واسطے خبر کے گئے ہر ایک نے آکر یہی جواب دیا کہ طوفان خواجہ کو لیکر شہر نیلم حصار مین گیا ہوگا اب ان تک پہونچنا دشوار ہی اسوجہ سے طبیعت انتہا کی بیقرار ہی ہر وقت مجھکو یہی خیال ہی کہ آپکو خدا دشمنون سے بچائے کوئی افتاد نہ پڑجائے افراسیاب ظالم اظلم آٹھ پہر آپکی گرفتاری کی تدبیر مین حیرت سی

فقیر مین مصروف کہ جو کوئی اسد کو گرفتار کر لائیگا انعام و اکرام پائیگا کئی مرتبہ مینے سنا صرصر و
صبا رفتار وغیرہ فقیر بیان بنکر آٹھ پہر لشکر مین پھرتی ہین خدا اونکے شر سے محفوظ رکھے حضار بر آئے
خدا آپ سواے بارگاہ کے کہین تشریف نہ لیجائین آٹھ پہر ہول کھاتی ہون ایسی خیالین ہی جاتی ہون
کئی مرتبہ صرصر نے عیاری کی مددگار اونکا افراسیاب اگر کسی بڑے ساحر کو اونکے ساتھ کر دے وہ
دشمنونکو لیجا پھر مین کدھر جاونگی تڑپ تڑپ کر مرجاونگی خواجہ عمرو کے ہونیسے بڑا اطمینان تھا اونمین
یہی گمان تھا جو کوئی ہمکو قید کریگا خواجہ عمرو جا کر چھوڑا لائینگے ہمکو کون قید کر سکیگا اونکا نہونا بڑی مصیبت
ہی سر پہ تازہ آفت ہی اس طرح بیقرار ہو کر ملکہ مہ جبین نے کہا کہ اسد تڑپ گیا کہا ملکہ نہ گھبراؤ انشاءاللہ
مین اپنے نانا جان کو خود تلاش کر دونگا مہ جبین نے دامن تھام لیا کہا اے شہریار ایسا نفرمایئے
اپنے کو نگاہ دشمن سے بچایئے ساحر و غیر ساحر سب آپکی فکر مین ہین دشمن اسی ذکر مین ہین کہ طلسم کشا
کو پائین دشمنونکو خاک مین ملائین ہر چند مہ جبین نے سمجھایا اسد نے رنج مین خاصہ نوش نہ کیا شب بھر
آہ آہ کر کے سحر کی صبح کو سب سردار برآمد ملازمت حاضر ہوے بہار و باغبان نے جو دیکھا کہ گل سا
چہرہ اسد کا کملایا ہوا ہتھیار لگائے ہوے بیٹھے ہین تیور پہ چہرے سے رنج و ملال ظاہر آنکھونمین آنسو بھر
ہوے بہار نے آتے ہی اسد کی بلائین لین پوچھا کیون حضور مزاج کیسا ہی آج آئینہ رخسار پہ گرد ملال
ہی کیا خیال ہی باغبان نے دلدہی کر کے پوچھا دل تو اسد کا بھرا ہوا تھا آنکھونسے آنسو ٹپک پڑے
سب سردار گھبرا گئے کہا کیون شہریار خیر تو ہی آج بہت آپکو مکدر پاتے ہین ملکہ مہرخ سمجھین شاید ملکہ مہ جبین
سے کچھ تکرار ہوئی دست بستہ عرض کی اس کنیز بے تمیز کی باتون پر خیال نکیا کیجیے یہ کہکر مہ جبین کو
بہ نگاہ قہر دیکھا کیون بی بی وارث کی زندگی کو غنیمت نہین جانتی ہو ابھی تک تمھاری آنکھین
نہین سات برس گنبد نور مین قید رہین مزاج کی آئی نہین گئی مہ جبین رونے لگی کہا نانی اماں مین
تو آٹھ پہر انکی سلامتی کی نذر و نیاز کرتی ہون ہر وقت یہی خیال ہی انکو کوئی ملال نہو رات سے خاصہ نہین
نوش فرمایا فرماتے ہین ہم خواجہ عمرو کی تلاش مین جائینگے یہ سنکر سب سردار گھبرا گئے کہا اے شہریار برائے
خدا یہ ارادہ نکیجیے وہ خواجہ کو تا بکوہ نیلم لیگیا ہوگا مخمور و رعد و برق و برق لامع و بہار چند
سردار اوٹھے کہا اے شہریار ہم چارون سردار برائے تلاش عمرو نامدار جاتے ہین راہ سے بھی واقف ہین
تا بکوہ نیلم جائینگے خواجہ کا پتہ لگائینگے لڑائی پڑیگی لڑینگے باغبان اوٹھا کہا اے ملکہ بہار اور رعد

وبرق وبرق لامع ہم بھی چلینگے اسد سے کہا آپ تکلیف نکرین ہم پانچون لشکر کے خواص ہمت مین
اوس راستے کو اکثر طے بھی کیا ہے یہ رستہ بہت خراب ہے بڑے بڑے ساحران غدار رہتے ہین ملکہ فیروزہ
فیروزہ پوش و دخان سیہ وغیرہ حاکمان دربند کی عملداری ہے انشاءاللہ تابہ توسن حصار
جائینگے جس مقام پر پتہ پائینگے آپکے حضور خواجہ کو تلاش کرینگے یہ کہکر اوسیوقت یہ پانچون سرداران
سلوطاوس زرین بال پر سوار ہو کر اسد و مہ جبین وغیرہ سے رخصت ہو کے تلاش مین خواجہ عمرو کی
روانہ ہو گئے مہرخ نے اسد سے کہا اب تو آپ کو تسکین ہوئی یہ پانچون سرداران لشکر آپکے نامی فسرگے
واقفکار بھی ہین سحر مین بھی زبردست رسم وراہ سے بھی واقف تابہ توسن حصار تلاش کرینگے شاید
کسی دربند پر قید کیا ہو اور کوئی تلاش نہین کر سکتا اب آپ دربار مین تشریف لے چلین صبح سے بارگاہ
مین سناٹا ہے اسد نے کہا اے ملکہ مہرخ بڑے افسوس کی بات ہے کہ خواجہ نے ہمارے واسطے اپنے
معشوق نامہربان کا فراق گوارا کیا آٹھ پہر ہماری حفاظت مین مصروف ہین اونپر افتاد پڑے ہمسے کچھ
نہو سکے چاہیے یہ ہے کہ اونکے واسطے کوہ و دشت و بیابان کی خاک چھانین لڑین بھڑین جان نثار ہین
اونکو تلاش کر کے لائین اونکو بھی ثابت ہو کہ ہماری مصیبت مین ہمارا فرزند کام آیا دیکھیے چالاک
گیا واپس آیا وہ ضرور جا کر کوئی کام کریگا یہی فرمائینگے فرزند اپنا کام آیا اسد سے کچھ نہ ہو سکا شرم کی
بات ہے اب سرداروں نے آپسمین صلاح کی یہ بات ٹھہری کہ یہ ضدی پہلوان ہے جو کہیگا فی الفور ہی کریگا
شکار کے نام سے اونکو جانے دو ضرغام کو سمجھاؤ کہ دور نہ جانے دے پہر دو پہر شکار کھلا کر واپس لائے ضرغام
کو مہرخ نے اشارون مین سمجھایا ضرغام نے کہا بہت مناسب ہے پہرے مین آگے نہ بڑھنے دونگا ہیو
سامان شکار تیار ہوا اسد نامدار ضرغام عیار چند سوار ہمراہ لیکر بہر شکار چلا صندلان صندلی پوش
خیمے سے نکل آیا رکاب پر ہاتھ رکھدیا کہا شہریار غلام ضرور ساتھ چلیگا اسد نے کہا تمھارے ساتھ بڑا جھگڑا
ہے گوہر جادو تمھاری عاشق صادق ہے تم چلوگے وہ بھی ساتھ ہوگی مجھکو ساحرون کا ساتھ رہنا
بہت ناگوار ہوتا ہے صندلان نے کہا اے شہریار کیا مین ملکہ گوہر کا تابعدار ہون حضور کے نام پہ
نثار ہون مین اونکو منع کر دونگا شکار مین عورتون کا کیا کام ہے یہ کہکر صندلان سوار ہوا چپند
صندلی پوش ہمراہ لیے گوہر جادو تڑپ کر نکل آئی صندلان نے کہا ملکہ شکار مین تمھارا کیا کام ہے
شام کو ہم شاہزادے کے ساتھ واپس آئینگے شب کا خاصہ یہین کھائینگے گوہر خاموش ہو رہی

اسد نامدار بصد شوکت و وقار سمت صحرا برائے شکار چلے ضرغام ہمراہ رکاب سعادت انتساب حاضر
ہے لعل سخندان نے قصد کیا تھا عرض کریگا حوصلہ تیرا مہرخ نے کہا گوہر جادو کے مقدمہ مین
وہ پہلے ہی اعتراض کرکے چلے ہین تمھارے کہنے سے اور آزردہ ہونگے کسیکا کچھ زور نہ چلا کنارے
لشکر کے سب سردار پلٹ آئے اسد غازی صحرا مین پہونچے فرمایا اے صندلان لشکر ساحران
مین آکر سب شغل ترک ہوئے صحرا مین آکر فرصت حاصل ہوئی شکار کا لطف ملیگا ساحر جانورون پر
سحر کرتے ہین تیراندازی کا لطف بھی جاتا رہتا ہے یہ کہکر اشارہ کیا باز بحری وغیرہ چھوٹے شکار ریان
پرند ہونے لگا جب نخچیر زیادہ ہوا اسد نے فرمایا اے ضرغام کوئی آہو دستیاب ہوا ضرغام نے
کہا بندے ہرکارے روانہ کیے ہین خبر آیا چاہتی ہے یہ ذکر تھا کہ ایک گنوار نے آکر عرض کی حضور دو
کوس پر دھانون کا کھیت ہے چند آہوان صحرا وہان چرتے ہین مصروف ہین اسد نے مرکب بڑھایا
صندلان وغیرہ ہمراہ دور سے دیکھا حقیقت مین چند مادہ آہو بیچ مین ایک آہوے کلان دھانون
کے کھیت مین چرانے مین مصروف ہے اسد نے کہا اور سب آہو کا سب صاحبون کو اختیار ہے بیچ
مین جو آہوے کلان ہے اوسکو ہم شکار کرینگے یہ کہکر گھوڑے بڑھائے ان وحشیون نے جو صیاد دیکھے
جست کرکے بھاگے اسد نے اوس آہوے کلان پر گھوڑا ڈالا ضرغام بھی تعاقب مین جاتا ہے لیکن مرکب
صبادم تیز رو وہ وحشی کنوتیان بدلے ہوئے طرارے بھرتا ہوا جاتا ہے اکثر پیچھا آہو کا وقت تھمنے کے
بے بل جاتا ہے اسد چاہتے ہین نیزے سے شکار کرون کر چھال بھر کے آہو نکلجاتا ہے آخر تھک کر ضرغام
بھی بگیا لیکن نشان کو گرد کے دیکھتا ہوا جاتا ہے تنہائی پر اپنے آقا کی گھبراتا ہے پیچھے قراول
بھی افتان وخیزان چلے آتے ہین اسد نے پانچ کوس ہرن کی آہو پر غصہ سے ایک مقام پر تھک کر
بھی وہان آہو ٹھہرا جو کڑی بھولا اسد نے تیر مارا بچھلے کو توڑ کر پار گذرا آہو گرا اسد گھوڑے سے کود پڑے
قرولی نکالی آہو کو ذبح کیا ضرغام بھی قریب یا دور سے اونسے دیکھا آقا تنہا ہین اسد مشتاق
ہین کہ کوئی ساتھ والا آئے آہو کو شکار بندے باندھکر لیچلین عقب مین صندلان صندلی پوش بھی
جستجو مین اپنے آقا کی آتا ہے ضرغام قریب پہونچ چکا ہے کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا اسد شیر دل کو اوٹھا
لیگیا ضرغام دوڑا صندلان صندلی پوش گھوڑے سے کود پڑا آنکھون سے دیکھا اسد نامدار تو
غائب ہے گھوڑا کوتل پھیرتا ہے آہو اوسی مقام پر پڑا ہے صندلان نے گریبان پھاڑ ڈالا ضرغام پچھاڑین

کھانے لگا بیٹے قرا ول اسی مقام پر جمع ہوئے ضرغام تمام جنگل مین ڈہونڈتا پھرا دو دو تین تین کوس گیا کہین نشان اپنے آقا کا نہ پایا آخر سبکی صلاح یہ ہوئی لشکر مین چلو ملکہ مہرخ سے اطلاع کرو یہان جنگل مین مارے مارے پھرنے سے کیا فائدہ ہوگا روتے پیٹتے خاک اوڑاتے چلے یہان ملکہ مہ جبین وغیرہ انتظار مین ہین کہ لشکر مین رونے پیٹنے کی صدا بلند ہوئی مہ جبین نے گھبرا کر پوچھا یا رو خیر تو ہے کیا قیامت برپا ہوئی ضرغام و صندلان روتے پیٹتے بارگاہ مین آئے تمام کیفیت شکارگاہ کی عرض کی اپنے آقائے نامدار سے چھوڑ آنکھوں کے سامنے سے کوئی اوٹھا کر لیگیا ہے کچھ نہ ہوسکا آخر ناچار واپس آئے ملکہ مہ جبین نے تاج سر سے مار کہا صاحبو ات سے میرا کلیجہ دھڑک رہا تھا دل کہتا تھا کہ انکا لشکر سے نکلنا بہتر نہین ہے ہائے میرا کہنا نمانا تمام لشکر مین شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر خرد و کلان دردمند ہوا سرکار سے چلے بہت سے ساحر بہر جستجو باز و عقاب بنکر گئے قضائے کار ملکہ بران نے اپنی کنیز کو واسطے خبر کے بھیجا تھا کہ لشکر اسلام کی خبر لاوے وہ کنیز اسوقت پہونچی کہ لشکر مین قیامت برپا تھی مہ جبین زمین پر بیتاب شعر زبان پر جاری نظم

گرہ زکار چو بکشا د بیقراری ما	وگرچہ سود دلا از فغان وزاری ما	بہ بیقراری ما سوز دل قرار گرفت
بہ پنجۂ عجبے دا د بیقراری ما	گل مراد بباغ امید ہا نشگفت	قرار یاب بہ یاس این امیدوار اے ما
جو بار بار شو و یار یار ما دیگر	چہ احتیاج بود یار سا بیاری ما	مکن تلاش ہائی ز قبیہ عمر مخفی
گرفت مصلحت وقت تنگاری ما	کنیز بران نے گھبرا کر عرض کی کیوں حضور خیر تو ہے ملکہ مہ جبین نے	

کہا فلک نے ہمکو لوٹ لیا دو ہفتے گذرے خواجہ کو طوفان قہر نگاہ لشکر سے آکر لیگیا کسی سے کچھ نہ ہوسکا آج طلسم کشا صاحب واسطے شکار کے گئے تھے کوئی دشمن لگا ہوا تھا اوٹھا کر لیگیا کس سے فریاد کرین ملکہ بران سے کہنا اب لب فتح کی شکست ہوئی اب ہمکو امید فتح طلسم ہوشربا نہین ہے خواجہ عمرو کو بھی دشمنون نے قبضے مین کیا طلسم کشا کو بھی لیگیا اب کون صورت فتح کی ہے اپنی تو یہ کیفیت ہے شعر جو عاشق ہو تو کچھ سمجھے یہ نکتہ بے نشانی کا ؛ ملا ہے حکم کیوں سجدے مین ہمکو جبہہ سائی کا نظم دیگر

حیا بڑھنے نہیں دیتی ارادہ ہے جوانی کا	اشارہ ہو کے ہجتا ہے ہمیر مہربانی کا	نہیں سنتا الٹے لب دل لگا کر کوئی رغبت
فراموش محفل میں ذکر چھڑ گیا میری کہانی کا	خیال عدو ہے اگر آنکھیں بند کیا ہو نگی	نبھا لیگا نگاہ ہونے تعلق پاسبانی کا
نگاہوں سے سبک ان کی پی جا کیوں ظالم	لہو ہلکا ہوا ایسا مزا دیتا ہے پانی کا	خیال عدو دلگا گو تسلی بخش ہے لیکن
قسیم اب تک کوئی عالم ہے آنکھوں کی روانی کا	صاحبو ہم رات سے سب صاحبوں سے یہی کہتے تھے انکو لشکر سے نہ نکلنے دو	

کسینے ہمارا کہنا نمانا شکار کے حیلے سے وہ نکل گئے کسی ساحر کو بھی ساتھ نہ لیا اب کون جستجو کرے باغبان و بہار پہلے ہی جا چکے یہ کیفیت مصیبت سنکر کنیز براں روتی ہوئی بھاگی یہاں ملکہ براں باغ نگارین مین جلوہ فرما تھیں یہی ذکر ہو رہا ہی کہ اب لشکر کسکی طرف دریائے نیل کے ہوگی نہیں معلوم مواج نے کیا کیا ہے کنیز اوسکی جاسوس ہے خدا کرے خوشخبری لیکر آئے ہمارا لشکر بھی تیار ہی دریائے نیل پر چلکر لڑائی ٹرے راہ مین طرح ہفت رنگ ضرور روکیگا اول کوہ ہفت رنگ فتح ہو دریائے ہفت رنگ و قصر ہفت رنگ پر اگر قبضہ کیا پھر دریائے نیل کا لینا کیا مشکل ہے لیکن دریائے نیل کا افراسیاب بڑا انتظام کریگا وہان ساحر کا نام نہوگا تیر و تلوار کی لڑائی پڑیگی طلسم کشا کی جرات کا امتحان ہوگا شگوفہ نے عرض کی حضور اسد شیر دل جرات مین حیدر سے شوکت مین جوان سنجیدہ ہی بڑے لطف سے لڑیگا لاکھو پر اکیلا جا پڑیگا سینہ سپر کردیگا خون کے دریا بہینگے براں نے کہا اے شگوفہ اگر بادشاہ جمجاہ بھی مع اپنے سرداروں کے طلسم مین آجاتے تو دریائے نیل کی لڑائی کا لطف ملتا دوسری بات تو زبان سے کہہ نہیں سکتی لاکھو نہیں لڑنا صفونکو درہم برہم کرنا امرج نوجوان کا کام ہے اگر وہ اگر اسد کے شریک ہوجاتے چشم زدن مین فتح پاتے اب تو مدت گذری ہمکو بالکل احوال دریافت نہوا کہ ادہر کیا گذری طرف طلسم ہوشربا کے قصد کیا تھا جنگلوں مین حیران پھرتے ہونگے راہ طلسم ہوشربا ملنا دشوار ہی راہ مین بڑے بڑے ساحر ہین ہم اسی فکر مین رہتے ہین خبر بھی اب نہین ملتی کسکو بھیجین کون اون تک جا سکتا ہی ایسی تو کیفیت ہی بقول مصحفی نظم

غم از حد گذشت آہ سحر از اختن دارد	زہر آلودہ تیر نالہ انداختن دارد	ستمگاران سیدا ام کرا غارت کند اب
سیاہ نالۂ آہم ہوائے تاختن دارد	دل افسردہ ام تا کی درون سینہ ام باشد	چو گل تیر دہ شد از دست حرف انداختن دارد
اگر پروانہ را سوزد بہ دل عجب نبود	در آتش سراپا شمع جان بگداختن دارد	بروز داد او دل ای فلک من کرد و خواری
زہر امتحان یکبار دیگر یافتن دارد	ترا صرف غم دنیا تمامی عمر شد مصحفی	بکار آخرت ہم سعی پرداختن دارد

اس طرح کی باتین کرکے براں بہت روئین شگوفہ سمجھانے لگی کہا حضور ونکا خدا حافظ ہی جس ملک مین قدم رکھینگے بہادر بینظیر ہین فتح پا جاینگے لڑتے بھڑتے یہان بھی آئینگے یہ ذکر تھا کہ کنیز براں روتی ہوئی سامنے آئی براں ملول و غمگین ہوئی تھی کنیز کو جو بیقرار دیکھا گھبرا گئی کہا کیون جلد بیان کر کیا ہوا کہو کنیز نے تمام کیفیت لشکر مواج بیان کی کہ خواجہ عمرو نے ایک رات مین چالیس لاکھ کا لشکر برباد کردیا طوفان قہر نگاہ آکر خواجہ کو گرفتار کر لیا آج اسد نامدار شکار مین غائب ہے لشکر اسلام مین تلاطم ہے ہوش و حواس ہر ایک کے

گم مہ جبین کے کلمات مصیبت آیات سنے نہین جاتے، روزی بر اونکے کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہے خواجہ کے نہ ہونے سے اور زیادہ انتشار ہے ملکہ مہرخ نے دست بستہ عرض کی ہر کہ بی بی طلسم کشا اور عمر کی خبر لینا یا غبان بہار رعد و برق و برق لامع و محمود بھی گئین ہین تا بہ توسن حصار یہ لوگ جائینگے جہانتک ہو سکیگا پتہ لگائینگے مہرخ سے یہ سنکر کہا او صاحبو غضب ہوا کیا فکر تھی کیا ہوا قصد یہ تھا کہ لوح کی فکر ملو ہیں نہ کسکے واسطے تلاش کیجائے طلسم کشا کو کوئی لیگیا اگر خدانخواستہ افراسیاب کے قبضے مین گئے دشمن کے کان بہرے فوراً قتل کریگا اگر اور کوئی لیگیا ہے پتہ ملجائیگا ملکہ مہرخ و مہ جبین کے فرمانے پر کیا موقوف ہے میرا جان و مال اونکے نذر ہے میں حاضر ہون خواجہ عمرو کو مین اپنا والدنا مدار جانتی ہون سحر جان بخش مین تمام عالم موجود تھا خشاق جادو کو اونھون نے جا کر مارا کوئی وہان نہ پہونچا مردیکو زندہ کیا مین اونکے واسطے کوئی کوشش اوٹھا نہ رکھونگی فوراً جاؤنگی یہ کہکے اپنے مقام سے اوٹھی اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا مجلس نے کہا مین بھی ساتھ چلونگی ملکہ بران کی آنکھون سے دریا اشکون کا جاری ہے بجلی لگی ہوئی ہے بات منھ سے نہین نکلتی کہا بیٹیا مختار ہے مجلس بھی تیار ہوئی ملکہ بران و مجلس اسیوقت طرف توسن حصار کے چلین انکا بھی ذکر وقت پر تحریر ہوگا حال خیر مآل اسد نامدار تحریر ہوتا ہے جب وہ پنجہ کمر مین پڑا اور لیکر بلند ہوا متوجہ ہوا کہ آنکھ بند ہوگئی بعد چند ساعت کے اوس سیر بیشہ جرات شوکت و لیاقت کی آنکھ کھلی دیکھا مین ایک صحرا مین بیٹھا ہون ایک دیو مہیب الشکل مہیب منھ پھاڑ کر بیٹھا ہوا ہنس رہا ہے کہتا ہے آج بعد مدت مدید و عہد بعید خداوند شیطان نے ایک لقمہ معقول بہم پہنچایا ہے اے جوان مجھکو حال پر تیرے رحم آیا مین منھ پھیلا کر بیٹھا ہون میرے دہن مین کود پڑ دانت نہ لگاؤنگا تجھکو ویسے ہی نگل جاؤنگا اگر اسکے خلاف کریگا تو ہڈیان چبا چبا کر کھاؤنگا اسد تو ہم سردار و ہم عیار ہین بے اختیار ہنس پڑے کہا تجھسے زیادہ ہمارا کون دوست ہے منھ پھیلا کر بیٹھے ہم پھاند پڑین آپ نگل جایئے ہڈیان نہ چبایئے دیو خوش ہوگیا کہ یہ آدمی بڑا معقول ہے سمجھانے آنکھیں بند کرلین منھ مثل قبر بلا کھولدیا اسد نے پہاڑ سے ایک من کا پتھر اوٹھا کر دہن مین دیو خود سر کے پھینک مارا دو دانت اوسکے ٹوٹے پتھر حلق مین سنگدل کے پھنسا گھبرا کر آنکھ کھولدی کہا لقمۃ الانسان کا بہت سخت ہے اسد کو جو سامنے کھڑے دیکھا سمجھا کے دو دانت بھی ٹوٹے خون منھ سے جاری چلو مین لیکر اپنا خون پینے لگا چیخ مار کر اپنے مقام سے اوٹھا آواز دی او آدم زاد غضب کیا میرے دو دانت بھی توڑے اب تجھکو توڑ مروڑ کے کھاؤنگا یہ کہکر اسد پر چنگل مارا اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک گھونسا مارا دیو چیخنے لگا غل مچاتا تھا او آدمی چھوڑ دے مین تیرے

کھانے سے باز آیا یہ کہکر لپٹ گیا اسد سے کشتی ہونے لگی اسد نے کولے پر لاد کے مارا لڑھکے کا لڑھکا زمین پر گرا کود کر اسد چھاتی پر سوار ہوا کہا کیوں بھیا شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہے دیو نے گھبرا کے کہا اے جوان تیرا کیا نام ہے اسد نے کہا نبیرۂ کوہ جگ سلیمان یہ سنکر دیو نے ایک چیخ ماری کہا ارے او ظالم تیرے نانا کے ہاتھ سے شکست کھا کر یہ دہ قاف سے بھاگا اس صحرا میں آکر سکن کیا میں لینے بدلا تم کو نچھوڑونگا اسد غصے میں اوٹھا شل شیر غضبناک ایک پانوں دونوں پاؤں پر دبایا ایک پانوں دونوں ہاتھوں سے تھام کر زور کیا دیو خود سر کو چیر کر پھینک دیا جب ایسے تنومند دیو کو مارا اب جو دیکھا تو وہ صحرا سنسان کف دست میدان نہ انسان نہ حیوان اسد نہایت گھبرایا معلوم ہوا یہ دیو مجھکو دور اوٹھا لایا نہیں معلوم یہ کونسی سرحد ہے آخر مجبور سلاح ذات پر آراستہ ہیں تیغ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا توکلت علی اللہ ایک جانب چل نکلے پیدل چلنے کی عادت نہیں لشکر سے جدا ہو فراق محبوب ہر ایک کا خیال یہ اشعار حسرت آمیز زیب النساء ورد زبان کیے نظم

ره بوادی جنون با دل پرخون رفتم
تشنه لب آخر کار از لب جیحون رفتم
ناله زار دلم چون بکار نه ساخت
سالها بر اثر بخت همایون رفتم
باش گفتی تو درین جا که از آتش دل

نا امید از در امید چو مجنون رفتم
ناخن سعی چو نگشاد گره از کارم
همچو فرهاد دل آزردهٔ مجنون رفتم
بر خیالم من از اندیشهٔ این از بر تو
من چو فانوس هم صبح به بیرون رفتم

دیده از اشک تهی گشت و دلم پاره شد
صدگره در دل زین سلسله بیرون رفتم
بر خیال مذهبی ده رخ فال مراد
کز پی سیر چمن نازنین چون رفتم
بیقرار و اشکبار تنهائی بادیہ پیمائی

نہ دوست مونس غمگسار تلووں میں آبلے پڑے خار صحرا پانوں میں گڑے دیکھے حضرت عشق نے یہ صحرائے دشت دشت ہلاکی دکھایا شکر ہے بھائی مجنوں کا درجہ پایا عشق میں پیروی حضرت مجنوں کی جب دل لازم ہے دیکھیے منزل مراد کیونکر دستیاب ہو کاش تا بوادی نجد پہونچ جائیں قبر مجنوں پر جاکر فاتحہ پڑھیں روح کو اوستاد ناد شاد کی شاد کریں انکی دشت پیمائی کو یاد کریں جب راستہ طے نہ ہوا جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی وہی دشت خونخوار حسرت انگیز آخر وہ سرو بوستان صباحت قرانی نخل کے سایہ میں آکر ٹھہرا رو رو کر یہ اشعار پڑھنے لگا اشعار

فراق یار میں کیا زندگی جلاد سی کم ہے
جگر کی پھانس ہے ہمدرد دل کا گھاؤ ہمدم ہے
مری فریاد نے دونوں جہاں [illegible] سب جہاں غم ہے
پے تا حشر جسکے زخم آئے یہ وہ مرہم ہے

تپاں ہوں صورت بسمل دم خنجر جو برہم ہے
فراق یار و روز کی ملاقاتوں کا ہی باعث
جہاں تاثیر رہتی ہے وہ کوئی ورد عالم ہے
کشیدہ ہیں وہ تیغ ناز مجھپر کس طرح کھنچیں

ہم پہونچے ہیں غمخوار کیا کیا عشق میں ہمنے
مرا بخت سیہ ہے اور پہلوی شب غم ہے
ستم ہے عذر کرنا دل پہ خنجر مار کر ظالم
مقدر تو نہیں سیدھا سر تسلیم گو خم ہے

وصال یار مین تباہی یانی می کی کیفیت
کہ کا آرزو دلکی دل سوزان جہنم ہے
مے سیلو مین جنکے واسطے کیا کرتے ہو سرگوشی
بتادو مجھکو تم آئینہ کسکی چشم پرنم ہے
جلال اس باغ مین عندلیب نوحہ گر مین ہون

جو دل خوش ہو تو مٹی کا پیالہ ساغر جم ہے
دکھا کر اک جھلک شام جوانی ہو گئی ختم
ذرا مین بھی سنون تو یہ کیسا ہائے
کہ جبیر آشیان ہے نام اوسکا نخل ماتم ہے
کہ جبیر آشیان ہے نام اوسکا نخل ماتم ہے

کھائے ہر تماشا کی عذاب دہر تیری الفت
قیام اس بیوفا کا وصل کی شب بھی کبھی کم ہے
حقیقت کیا کہون غنچے کی دل صد پارہ ہے کسکا
وہ گیسو ہو گیا برہم مزاج دل جو برہم ہے
اسقدر شاہزادہ بیقرار و اشکبار ہے

مقید ہے کہ گلا کاٹ ڈالون اے اسد کدھر جاؤن اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ لون اسی فکر مین کھڑا تھا کہ صحرا سے گرد اوڑتی دیکھا آگے آگے دس علم نشان دس ہزار سواران جرار کا ایک بادشاہ پر تخت پر سوار تاج شہریاری سر پر لباس فاخرہ زیب جسم ناگاہ اوسکی نگاہ جمال اسد نامدار پر پڑی کہ سایہ نخل مین ایک جوان مثل ماہ تابان سرو قد سہی بالا بحر حسن و خوبی کا دُر یکتا زیر سایہ نخل مسلح استادہ ہے اس بادشاہ نے شاطر سے کہا دیکھو تو یہ جوان زیر نخل کون کھڑا ہے اس جوار کا رہنے والا شاطر بڑھا قریب اسد غازی آیا فر و شوکت دیکھکر خاموش کھڑا ہے کلام نہین کر سکتا سراپا کو بحیرت دیکھتا ہے اسد نے خود پوچھا اے شاطر کسکی تلاش مین ہے شاطر نے دست بستہ عرض کی کہ ہمارا بادشاہ عالیجاہ ملک مراد شاہ حاکم قلعہ کوہ زر شکار کو نکلا ہے آپکا نام نامی دریافت کرنا چاہتا ہے اسد نے جواب دیا اے شاطر جا کر کہدے کہ نام سے ہمارے طلسم ہوشربا کے ذرے بھی آگاہ ہین سنکر نہ پہچانے تو تونے ذکر سنا ہوگا شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی بندۂ حقیر رب الارباب سرکوب افراسیاب مشہور طلسم کشا اتفاق سے اس صحرا ہولخیز مین گذر ہوا ایک بیاد تھا آیا عنایت پروردگار کی اوسکو مال اہالیان لشکر مہرخ و بہار وغیرہ تلاش کرتے ہونگے جا کر اپنے بادشاہ سے کہدے یہ سنکر وہ شاطر بھاگا مراد شاہ سے تمام کیفیت بیان کی یہ سنکر مراد شاہ نے کہا بارے تقدیر سے یہ وہ جوان ہے جسکی تلاش مین سارا ہوشربا ہے افراسیاب کے ملک قبضے مین کر لیے افراسیاب کو نوبت بجانی کا دربستہ خواہ قدرت لات و منات ہے کہ یہ جوان یکہ و تنہا ملجا اقبال افراسیاب لشکر فوج کو اشارہ کیا چاروں جانب سے گھیر کر اسی ان کو گرفتار کر لو یہ جو مراد شاہ نے کہا ایک سوار گھوڑے کو کڑکا کر صف سے نکلا کہا اے بادشاہ ایک حقیر پیدل مسافرانہ جنگل مین کھڑا ہے اسکے واسطے فوج کی کیا ضرورت ہے اگر حکم ہو تو جا کر سنان نیزہ پر اوٹھا لون مراد شاہ کے منہ سے نکلا اے خیر خواہ یہ جوان نبیرۂ صاحبقران ہے بارہ برس سے افراسیاب سے لڑ رہا ہے یون یکایک مارا جائیگا اگر کل فوج بلوہ کر کے گرفتار کر لے تو میرے نزدیک بڑی بات ہے اس جوان کی جرات تحسین کرانا ہے اور دشمن اپنے نمانا قومی تن کی

تھا نیزہ ہلاتا ہوا چلا قریب سے آیا پکار کر آواز دی او جوان چل تجھکو ہمارے بادشاہ عالیجاہ ملک مراد شاہ
خراج گذار افراسیاب طلب فرماتے ہین اسد تو غصے مین کفر اتھا جواب دیا کہ ہم کیا تمھارے بادشاہ کے نوکر ہین وہ
خود نہین ہمارے قدمبوسی کو آتا بڑا مغرور ہو جا کر اوس سے کہدے کہ اگر قدمبوسی مین حاضر ہو ورنہ سزا پائیگا یہ سنکر اوس سوار
نے نیزے کو نکالا ہی تاک کر سینۂ بے کینہ اسد نامدار پر نیزہ مارا اسد نے سنان کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالدیا جس طرح
اوسکے ہاتھ سے نیشکر چھین لیتے ہین نیزہ لیکر پھینکدیا اوسنے ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالکر
ایک جھٹکا دیا سوار منہ کے بل زمین پر آیا اسد جست کر کے پشت مرکب پر سوار ہوا نعرہ کہکے خود لشکر مراد شاہ
پر جا پڑا صفونکو درہم برہم کر دیا جسکے ہاتھ مارا اوسکے دو ٹکڑے تمام افسرونکو چشم زدن مین قتل کیا پرون مین
تہلکہ پڑ گیا سوار و پیدل درہم برہم اسد نامدار شیر نر نہنگانہ لڑتا ہوا قریب بادشاہ کے پہونچا مراد شاہ نے
ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے تلوار چھینکر مراد شاہ کی پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر باسانی اوٹھا لیا چاہا پرچرخ
دیکر مارون مراد شاہ نے آواز دی ای شہریار الامان اسد نے کہا اے مراد شاہ امان بشرط ایمان اسد نے
اوسی طرح تخت پر رکھدیا مراد شاہ اس خلق و مروت کو دیکھکر تخت سے کودا قدمون پر اسد کے لیٹ گیا عاشق
جمال محو دیدار تھا شوکت و جرات پر بیقرار تھا خوش ہو کر کہا کلمۂ طیبہ ارشاد فرمائیے اپنا غلام حلقہ بگوش سمجھئے اسد
نے کلمہ پڑھایا مراد شاہ بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی حضور نے اس خارستان کو قدوم میمنت لزوم سے کیونکر
منور و گلشن فرمایا بائیس لاکھ فوج کے آپکے حکم بردار بڑے بڑے سرداران عالیجاہ شہنشاہ کے بادشاہ آپکے تابعدار
ہین یون یکہ و تنہا ایسے مقامات پر آنا اے شہریار اگر کوئی ساحر ملجاتا تو کیا ہو کوئی کنیز غلام ساتھ نہ آیا
اسد نے ہنسکر جواب دیا ای ملک مراد شاہ مین ساحر و غیر ساحر کا خوف نہین کرتا اپنے پیدا کرنے والے پر تکیہ رکھتا
ہون وہ نگہبان ہر وقت ساتھ ہے لیکن اتفاق سے مین صحرا مین برائے شکار آیا ایک دیو خونخوار اس جنگل مین
رہتا تھا مجھکو شکارگاہ سے اوٹھا لایا بحکم پروردگار اوسکی موت قریب تھی میرے ہاتھ سے داخل جہنم ہوا ساتھ والے
ڈھونڈھتے پھرتے ہونگے مراد شاہ نے بخواہش عرض کی یہانسے تین کوس پر میرا شہر ہے قلعہ کوہ اوسکا نام
ہے امیدوار ہون قلعہ مین تشریف لے چلیے مین حضور کے خود ہمراہ چلونگا وہان چلکر مہرخ وغیرہ سے بھی
قدمبوس ہونگا بخیر و عافیت بندگان عالی کو لشکر ظفر اثر مین پہونچا دونگا اسد مراد شاہ کے ہمراہ ہوئے
ساتھ والون سے کہا اے شہریار حقیقت مین آپنے بڑی بلا دفع کی اس صحرا مین جو کوئی بھٹک کر آجاتا تھا وہ دیو
خونخوار کھا جاتا تھا آپنے اوسکو مارا صحرا پاک ہوا یہ باتین کرتے ہوئے یہان ملک مراد شاہ مع ہمصحبت آئے

نامدار بھرتے ہوئے داخل قلعہ تارکوہ ہوئے دیکھا شہر وسیع ملک آباد رعایا دلشاد بازار مین آراستہ و پیراستہ شہر مین
مشہور ہوا ملک مراد شاہ طلسم کشائے عالیجاہ کو لیکر آتے ہین تمام اہالیان شہر بہر زیارت اسد نامدار بازارون
مین جمع ہوئے اسد نامدار کے دونون ہاتھ دونون جانب چلے جاتے ہین ہر ایک کو جواب سلام دیتا بخلق و مروت
تمام رئیسون سے ملتے ہوئے داخل دارالامارہ شاہی ہوئے مراد شاہ نے دست بستہ عرض کی تخت پر قدم رنجہ فرمائیے
اسد نے فرمایا اے ملک مراد شاہ پروردگار نے تجھکو تاج بخش بنایا ہے تاج گیر نہین ہین یہ کہکر مراد شاہ کو تخت پر بٹھایا
اہالیان دربار جمع ہوئے سب سے اسد کی ملاقات ہوئی تمام اہالیان شہر خلق و جرات اسد نامدار دیکھکر وجد کرتے ہین
ملک مراد شاہ نے سامان عیش و نشاط مہیا کیا ناچ سامنے ہو رہا ہے جام ارغوانی گردش مین ہے صدائے شاہ ہوش
و نوشا نوش بلند ہے نازنینان مہ جبین شوخ و طناز غزلین گا رہی ہین ایک ایک حسین پروانہ شمع جمال اسد نامدار
ہین گرمی صحبت ہے اسد نامدار نے جو پلٹ کر دیکھا ملک مراد شاہ بیقرار اشکبار اس طرح رو رہا ہے رومال پر رومال
تر ہوتے ہین ہچکی لگی ہوئی اسد نے طائفون کو منع کیا ناچ گانا موقوف ہوا اسد نے پلٹ کر ملک مراد شاہ کو گلے سے
لگایا فرمایا کیون اے بادشاہ عالیجاہ کیا باعث ہے ہمارا صحبت مین جی تمہارا شاق ہوا اس قدر رونے کا کیا سبب ہے
حجاب نکرو ہمسے صاف صاف کہو ملک مراد شاہ اور زیادہ رویا عرض کی اے شہریار آپ مصروف عیش و نشاط رہیے
مجھ بدنصیب کے حال مصیبت مآل کو نہ پوچھیے اسد نامدار نے قسم کھا کر کہا اے ملک مراد شاہ جبتک مفصل
حال نکہو گے مجھ پر آب و دانہ حرام ہے ہم خود دردمند ہین سالہا سال گذرے والدین سے جدا ہوئے سب طرح کے بزرگ
موجود ہین جنکے سایہ دامن دولت مین پرورش پائی اونسے یون جدا ہوئے فلک نے سنگ تفرقہ پھینکا دیکھیے زندگی
مین پھر دیدار فرحت آثار والدین نصیب ہے یا عدم مین ملاقات ہو پس حال بتا ہمسے ضرور کہو مراد شاہ نے اشک
حسرت پاک کیے ضبط کر کے کہا اے شہریار مین اوس شہر کا بادشاہ تھا عدالت و انصاف سے بسر کرتا تھا جب
افراسیاب نے لاچین کے ملک و مال پر قبضہ کیا لاچین بیچارہ شکست کھا کر اس قلعہ مین آیا آپنے سنا
ہو گا وزیر اوس نے گرفتار کر کے افراسیاب کو دیا زن و شوہر کو اوسنے الگ الگ قید کیا اب تو افراسیاب
کو یہ منظور ہوا کہ ستر برس برابر لاچین اس قلعہ مین رہا ایسا نہو کچھ فساد برپا ہو یہان کوئی ساحر نہ ہے تمام
ساحرون کو یہان سے نکال لیا مجھکو بلا کر اس ملک مین بسایا حکم دیدیا کہ سوائے غیر ساحر کے ساحر یہان نرہے غلام
بہ مجبوری اس کوہستان و خارستان مین بسر کرتا تھا پروردگار نے مجھکو ایک فرزند عطا کیا عصائے ضعیفی خوبصورت
صاحب شوکت و لیاقت جری بہادر صف شکن تیغ زن ایسا بہادر تھا جس طرف نکل گیا لوگ اوسکے نام سے

ہترانے تھے سلطنت قلم کوہ کو اوسکی جرات سے زور ہوا چند کس جو یہان بستے تھے اونسے شہر کوہی آباد کیا
لیکن گردش فلک کجرفتار کیا مانسے پانچ کوس پر ایک صحرائے سبزہ زار ہے اوس سبزہ زار مین ایک باغ بغیر سے
مشہور ہے کہ وہ باغ بھی جنت نظیر ہے بوقت سحر اٹھارہ امیرزادے جری بہادر شاہزادے معلوم ہوتے ہین کم سن
جلالت و صولت انکے چہروں سے آشکار دیوار باغ کے قریب کھڑے ہوتے ہین دیوار زیادہ بلند نہین ہے بارہ
ہزار جوان اون اٹھارہ افسرونکی پشت پر سب ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے صحرا کو دیکھکر روتے ہین اگر کوئی
راہگیر نکلا پکار پکار کر آوازین دیتے ہین اے آیندہ و روندہ اگر تم مین سے کسیکا گذر خدمت مین آقائے نامدار
کو کا قدر شناس کے ہو عرض کرنا آپکے رفیق غلامان نمکخوار مدت سے یہان گرفتار ہین افسوس حضور نے ہماری
خبر نہ لی یہان پر اون جوانون کے کلیجہ پھٹتا ہے اگر کوئی مسافر بڑھ گیا اندر سے باغ کے ایک سنہرا پنجہ نکل آتا
ہے اوس راہگیر کو بھی اوٹھا لیجاتا ہے کسینے میرے بیٹے شمشاد قلم کوہی سے خبر کردی وہ جوان صاحب شوکت
ولیاقت بہادر اونکے قید کا حال سنکر نہایت پریشان ہوا اس صحرا مین گیا اون جوانوں نے زیادہ کی جب
طاقت و قوت زور بازو کے نازپر جا پڑا وہی پنجہ بلاے روزگار باغ سے نکلا کمر مین پنجہ دیکر اوٹھا لیگیا زمانہ
دو سال کا گذرا اوسکے فراق مین مان روتے روتے نابینا ہوگئی اسوقت حضور جو دربار مین باشوکت و شان
جلوہ فرما ہوے آپکے غلام کا نقشہ آنکھونکے نیچے پھر گیا دل بیقرار ہوا یاد آیا کہ اگر آجکا غلام موجود ہوتا آپکو دیکھکر
باغ باغ ہوجاتا ملکو نسے جاروب کشی کرتا بہادر کے نام کا عاشق تھا یہ سنکر اسد نامدار نے چیخ مارکر رو دیا کہا اے ملک
مرادشاہ اسوقت میرا کلیجہ نکل گیا یہ نشان میرے رفیقان جانباز کا ہے اٹھارہ امیرزادے بارہ ہزار قزاق یہ میرے
ساتھ چلے تھے ایک باغ مین آکر یہ پھول کھلائے چہرے پریزادونکے ان سبکو اوٹھا کر لے گئے بارہ سال گذرے
کہ مین طلسم ہوشربا مین آیا بڑے بڑے معاملات پر پھرا آبہ باغ سیماب شہر داودیہ طلسم صندل و دربند مہر و ماہ
پہونچا لیکن اپنے رفیقونکا کسی مقام پر نشان نپایا تمھارے بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ میرے یاران ہمدم
رفیقان قدیم اوسی باغ مین قید ہین رفیق کیسے میرے ناناجان کے جانشین لندھور و مالک انکے اٹھارہ
سردارون کے یہ فرزند صاحبان حسب و نسب میرے ساتھ پیدا ہوے بچپن سے ساتھ پرورش پائی میرے ہی
ساتھ سے مجھکو اپنا آقا جانا میرے بزرگون کا ساتھ نہ دیا اگر کبھی انکے بزرگون نے کہا بھی کہ ہمارا ساتھ
دو انھوں نے جواب صاف دیا کہ ہمارا زندہ مردہ اسد نامدار کے ساتھ ہے اپنے بزرگونکا ساتھ چھوڑا میری رفاقت
مین سرگرم رہے میرے ہی محبت مین قید ہوے ہائے مینے آج تک انکی خبر نہ لی آج تمھاری زبان سے

اتنا نشان معلوم ہوا ہے ای خدا مقام چل کر مجھکو دکھاؤ یا تو مین اپنی جان دون یا اُن شیرون کو پچھاڑون ملکہ دشاغ
نے کہا اے شہریار مین تمکو گرگرکے شرمندہ ہوا اسد نے کہا علاوہ اپنے سردارون کے تمہارے فرزند کا بھی
خیال ہے ایسا شیر دلیر قید ہوا اُسکی فکر بھی واجب و لازم ہے آج بارہ برس کے بعد مین نے اپنے رفیقان شفیق کا
نشان پایا یہ رات مجھپر پہاڑ ہو گئی چاہتا ہون اسیوقت پر پرواز پیدا کرون دور سے انکا جمال پرملال تو دیکھون حال
دل اپنا ظاہر کرون انکی کیفیت پوچھون ہائے وہ بیچارے اپنے دلون مین کیا کہتے ہونگے کہ آقاے نامدار
نے ہماری خبر نلی اُن شیرون نے جان آبرو اپنی میرے نام پر نثار کی مجھ کمبخت سے کچھ نہو سکا اب دربار
مین اسوقت شور گریہ و زاری بلند ہے بلکہ سب سرداران مراد شاہ مراد شاہ کو بُرا کہتے ہین کہ ایسے شیر کے
سامنے بیٹے کا کیون ذکر کیا اب وہ شیر پھر آیا ضرور رہائیگا وہان ہم لوگ کے سامنے بڑے بڑے پہلوان طاقت
وار عقیل فہیم صاحبان علم و فضل گئے کچھ نہو سکا وہی پتلا اُٹھا کر لیجاتا ہے پھر حال بھی نہین دریافت ہوتا کہ انکا
قتل کیا یا زندہ قید ہوا بڑے افسوس کی بات ہے خدا طلسم کُشا کو اس پتلے کے ہاتھ سے بچائے شب بھر
دربار مین یہی چرچا رہا بوقت سحر اسد نامدار نے ہتھیار لگائے کہا مراد شاہ سے کہ وہ مقام چلکر ہمکو بتا دو
انشاء اللہ تعالی اس پتلے کو چیر کر پھینک دونگا تمہارے فرزند کو چھڑا لاؤنگا مراد شاہ نے ہرچند کہا اے
شہریار براے خدا یہ قصد نکیجیے وہان کسیکا زور نہین چلتا وہ پتلا قیامت کا پرکالا ہے ہم مدت سے دیکھتے
ہین مین نے اپنے فرزند کے واسطے بُری بڑی پیروی کی جس نے جاکر وہان کی سبزی پر قدم رکھا وہ سبزہ
بیگانہ بے پتا نکل کر آتا ہے وہ جوان منع بھی کرتے ہین کہ لے آنیوالے اس طرف نہ آ لیکن جاکر واپس آتا نہین

تین اسد نے کہا انشاء اللہ اب دیکھ لینا بس ظالم نے یہ دام کر رکھا ہے کوئی ساحر شعبدہ باز ہوگا
بندگان خدا کو بلا مین پھنساتا ہے ایسے ظالم کی خبر لینا عمت ہو بندگان خدا راہ گیر اس مصیبت سے
نجات پائینگے ہم ضرور جائینگے ناگاہ ایک ناظر خواجہ سرا دوڑتا ہوا آیا نہایت بیقرار اشکبار کہا اے شہریار آپکی حسن
جمال کے تعریف جرأت کی توصیف کی خبر محلات مین پہونچی والدہ اس سیہ شاہزادہ تمنا شاد کی روتے روتے
نابینا ہو گئی ہین ارشاد فرمایا ہے اس شیر بیشۂ جرأت کو ذرا ہمارے تک لاؤ کہ مین اس شیر کو بھی سمجھاؤن کہ ہم تمنا شاد و
نامراد ہوے فرزند نوجوان کو کھو کر برباد ہوے تیرے ماں باپ کا کلیجہ ٹھنڈا رہے ہم بیکسون کی دستگیری
بھی بہتر نہین ہے مراد شاہ رونیلگا کہا اے شہریار ذرا محل مین چلیے اُنکی ماں ناشاد و مراد آپ کے آفتاب
جمال کو دیکھکر آنکھین اپنی روشن کرے اسد نامدار محل مین تشریف لائے دیکھا اک شاہزادی کی آنکھین [illegible]

سفید ہو گئی ہین کنیزین چار جانب سے گھیرے ہوئے دروازے پر محل کے انتظار مین کھڑی ہے اسد نے تو سر
جھکا لیا وہ مصیبت زدہ بیقرار ہو کر اسد سے لپٹ کے بلائین لین کہا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی جو مصیبت
مین مبتلا ہو دام رنج و الم مین پھنسا ہو اسکی دستگیری کرنا ایزد ہے تمہاری والدین کا کچھ کلیجہ ٹھنڈا رہے اسد
اپنی والدین کے نور نظر ہمارے حال پر رحم کر اس ملک کو اپنے نور قدم سے روشن رکھو تاج و تخت اپنے قبضے
مین کرو ہم بڑھیا بیٹھ ایک گوشے مین مشغول عبادت پروردگار کرین تمھین دعا دین اسد بہت رویا کہا اے والدہ
ماجدہ بس اب نہ کچھ فرمائیے میرا کلیجہ پھٹا ہے انشاء اللہ تعالی آپ کے فرزند کو لا کر ملاؤن آپ کی دعا سے مین
بھی دیدار سے اپنی والدہ ماجدہ کے مشرف ہون بارہ سال گذرے کہ والدین سے جدا ہوا اس طلسم ہوشربا
مین مارا پھرتا ہون اسوقت آپ کو دیکھا دل مین ناسور پڑ گیا کہ یہی حال ہماری والدہ ماجدہ کا بھی ہوگا آنکھ پتھرا گئی
ہونگی گوشہ نشین گھر سے نکل نہ سکتی ہونگی کہ میرا فرزند کہین گیا اے جان ہمارے شاہزادہ بدیع الزمان
اس طلسم مین قید ہین انکی والدہ اپنے فرزند کے غم مین جلتی ہونگی زوجہ مراد شاہ بہت جلد ہین کہ بیٹا آج تم نے داغ
فرزند کو تازہ کر دیا خانہ دل کو غم و الم سے بھر دیا ہم زن و شوہر کو قتل کر کے جاتے ہو جسطرح پشت دکھائی اسیطرح
پھر تم اروے زیبا دکھیو اب جب تک تم واپس نہ ہو گے ہم اسی دروازے پر بیٹھے ہوئے انتظار کرینگے مراد شاہ
نے کہا صاحب ہم بیٹھ کر ملک مین نہ آئینگے اگر کوئی حادثہ پڑا ہم اہل شہر کو کیا منہ دکھائینگے رئیسان شہر شیران سلطنت
وزیران ہمت سب ہمکو برا کہتے ہین کہ انکے سامنے اپنے فرزند کا کیون ذکر کیا علاوہ میرے تمام اہل شہر کو
انکا جانا ناگوار ہے اسد روتے ہوئے محل سے نکلے زوجہ مراد شاہ کلیجہ تھام کر بیٹھ گئی محل محل ماتم تھا ہر
خرد و کلان کو اسد کے جانیکا غم تھا اسد اور عمید شوکت و نثار مراد شاہ کو ساتھ لے کر قلعہ سے نکلے ہزارون
اہالیان شہر ساتھ ہین اسد نے قلعہ سے باہر نکل کر رئیسان شہر سے کہا آپ سب صاحب رخصت ہون
گھرون مین جا کر ہمارے واسطے دعا کیجے اہالیان شہر نے کہا اے بہادر تیری خلق مروت نے ہم سب کو بندہ
بے زر بنایا پہلی سعادت تو یہ ہے کہ ہمکو راہ ضلالت سے نکالا چشمہ ہدایت پر پہونچایا تمہاری ہدایت سے اہل
پیدا کرنیوالے کو پہچانا آپ کے آفتاب جمال کی سارے شہر مین روشنی تھی ہمارا جینے کو جی نہین چاہتا اس
صحرائے نامبارک تک ہم بھی ساتھ چلینگے اسد ناچار ہوا ملک مراد شاہ نے اہالیان شہر کے ہمراہ جب
پانچ کوس راستہ طے کیا دیکھا سامنے ایک صحرائے سبزہ زار نہایت سرسبز و شاداب طائر درختون پر زمزمہ طرازی
کر رہے ہین نہرین آب شفاف سے مملو درختہائے ثمر قمریون کی کوکو سے صحرائے پر فضا مین ایک باغ

ہون جنکو یاد کرتے ہین بس روز سے تیرے چھوٹا دام مصیبت مین پھنسا کئی مہینے صحرائے حیرت مین قید رہا سات برس گنبد نور مین مصیبت اٹھائی خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے گنبد نور سے مجھکو بچایا کیا بچا لیو تمہاری تشان شکر آیا ہون اسد نے بخوبی پہچانا کہ میرے سردار اٹھارہ امیرزادے لندھاور بن لندھور ابراہیم بن مالک علقمہ بن جمہور و عادان بن عادی پشت پر بارہ ہزار قزاق کمین کے رفیق یاران شفیق ان سب نے بھی اسد نامدار کو بخوبی پہچانا اسد نامدار گھوڑے کو چمکار کر چلا ساتھ والے تو دور ٹھہرے ہین اب جو اسد نعرہ کر کے بڑھا ابراہیم وغیرہ بلبلانے لگے کہتے تھے اے شہریار برای پروردگار آگے قدم نہ بڑھائیے یہ صحرائے پر آفت ہی جو آیا بلا مین پھنسا اسد نے کہا ای بھائیو میری جرأت و شوکت پر لعنت ہے کہ تم ایسے یاران ہمدم کو اس مصیبت عظیم مین مبتلا دیکھون تمہارے پاس نہ آؤن جہان تم ایسے رفیق ہون نالائق اگر تمسے ملاقی نہون تمہارے فراق مین ایسے صدمے اٹھائے چند اشعار معنی حسب حال مین اشعار

بسکہ شد خون جگر و زندگانی نوت من
تا بر خورشید دارد پرتو یاقوت من

بر نخیزد بعد مردن از زمین تابوت من
بعد مردن غم عوض خاکی کردر آئین عشق

اقتباس نور از نورکی کند این آفتاب
بلبل و پروانہ گیر دپایہ تابوت من

انشاءاللہ آن بھیا کو اگر مزادون جس نے تمکو اس مصیبت مین گرفتار کیا اگر کسی بلا مین پھنسون تمہاری صحبت مین پہونچون یہ قید خانہ مجھکو باغ سے بہتر ہوگا رفیقون کی صحبت مین انسر ہوگا ابراہیم وغیرہ چیخ رہے ہین اسد روتا ہوا بڑھا جب مرکب نے سبزے پر قدم رکھا حقیقت مین سبزہ بیگانہ تھا یا سبزہ خوابیدہ تھا بیدار ہوا بر لسے مرکب زہر مار ہوا بدلگامی کرنے لگا لڑ سے بھرنے لگا کبھی الف ہوکر چاہتا ہے سوار کو پشت سے گرا دو یا رانون سے نکل جاؤن اسد نے مرکب کو رانون مین مسلا پسلیان مرکب کی کڑکنے لگین یہ مشکل مقام پر تھا معلوم ہوا زمین مین گڑ گیا اب قدم نہین اٹھتا اسد نے کئی تڑ سے ماری ایڑ یاران ہمدم کا فراق ناگوار ہو چلا ہے جلد یاران سے ملون گھوڑا قدم نہین بڑھاتا مثل نقش قدم جم گیا ایک ہی مقام پر تھم گیا اسد نامدار نے دیکھا گھوڑا نہین بڑھتا غصے مین گھوڑے سے کود پڑا قبضے پر ہاتھ ڈالا پیدل راہ کو طے کرتا ہوا چلا بارہ ہزار قزاق اٹھارہ امیرزادے غل مچانے ہین شہریار پلٹ جائیے اسد نے کہا بھائیو مجھکو نہ سمجھاؤ بالیان شہر نے بہت سمجھایا اب تمہاری مصیبت دیکھکر رک جاؤنگا واللہ وہ ندی کیا تسلیم ہر مین فورا آتا ہون مراق معرفن

نظم

پاک ہے لذت عشرت سے زمان دم نظر
ہر بلا آکے آئی سو بجان و اخطر

ہم نفس باغ جنان گھر ہی گنہگار نکا

ڈھونڈھتا وہ دہن میں کہیں جائے مقام نقطہ
خود فراموش ہے کیا اور کو سمجھائیگا
قدرت رزق قدح نوش میں ہے بے ادبی
راست بازی ہی کجی پر ہے گمان غلط
تھی یہیں ہر کا یہ دانتون سے زبان دانتون
کیون نہ ہو تیرا اشارات سے عالم مجروح
قد خم گشتہ ہے گویا کہ کمان دو غلط

نے بچا ہو مجھکو سمجھانا بیکار ہے سو تمہاری ملاقات کا سر پر سواری ہے اسد نے کسیقدر راستہ طے کیا تھا اندر سے باغ کے بجلی چمکی ایک پتلا فولادی پکارتا ہوا باغ سے نکلا اور آئیوالے کمان کہ کیون اپنی جان مٹاتا ہے اپنا آپ دشمن ہوا اس راہ میں آکر اپنا آپ رہزن ہوا اگر لاکھو جان لیکر آئیگا یہان سے زندہ بچ کر نجائیگا اسد اس پتلے کو دیکھکر ٹھہر گیا اُسنے جھپٹ کر اسد کی کمر میں ہاتھ دیا چاہا کشان کشان لیجاؤن اسد کے بازو پر اکڑ دیا ہوا ملکہ لعل سخندان کا موجود ہے اُسکی کمر میں ہاتھ ڈالا اسد نے اسکی گردن پکڑی پتلے نے چیخ ماری چاہتا ہی چھڑا کر بھاگ جاؤن لیکر شیر کے نیچے سے کب چھوٹتا ہے اسد نے پتلے کو اٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھا شل کر اس کمنہ فولادی پتلے کو چیر کر پھینک دیا اندھیرا ہو گیا اسد غازی پتلے کو مار کر تیغہ کھینچے ہوئے بڑھا مرادشاہ وزیر وغیرہ نے یہ معرکہ دیکھا تمام رفیقان شہر کہتے ہیں یارو بیشک یہ جوان جرأت میں یکتا ہے حقیقت میں طلسم کشا ہے کسی سے آجتک یہ پتلا مارا نگیا تھا بیشک جاکر باغیون کو مارے گا جرأت دکھائیگا ہمارے شاہزادی کو بھی رہا کر کے لائیگا قریب ان کے فرزانون کے تمشا دبیا مرادشاہ کا کھڑا دیکھ رہا ہے جو وقت اپنے باپ کو دیکھا باپ نے دور سے بیٹے پر نگاہ کی بے اختیار آہ کی پکارا اے نور نظر کیا تمہارے پاؤن قابو میں نہیں ہے زنجیرین توڑ کر باغ سے نکل آؤ گل گلشن صاحبقرانی کا ساتھ دو تمشاد نے آواز دی اے والد نامدار ہاتھ پاؤن ہمارے قابو میں نہین ہین اس شیر نے بڑا کام کیا لیکن اس باغ میں ہزارون آفتین ہین خدا اس شیر کو بچائے ہم تک پہونچا ؤ ہے غضب کے یہان جادوگر رہتے ہین خدا اس ملعونہ کو غارت کرے الٰہی ہم تو یہان پر بدبخت ہر قیدیان بلا تڑپ تڑپ کر مر جاتے ہین اپنے کو مارا ہی سے بچاتی ہے کہ میرا قتل کر کے ظاہر ہو کبھی آب در وانہ بند کیا کبھی شمشیر زبان سے زخمی کرتی ہے کیسے پر ناسور ہین ہمارے والد نامدار بہت مجبور ہین اسد نے پتلے کو مار کر نعرہ شیرانہ کیا ابھی دروازہ باغ کا دور ہے کہ اندر سے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تیغہ کھینچے ہوئے للکارتا ہوا نکلا او جوان خبردار ہوشیار ہو جا باغ میں آنے کا قصد نہ کرنا یہ کہتا ہوا قریب اسد پہونچا ابراہیم وغیرہ دیکھ رہے ہین کہ اس زنگی نے بھی جاکر تیغہ مارا اسد نے بڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ زنگی لپٹ پڑا کبھی زیر آتا ہے کبھی سامری و جمشید کو پکارتا ہے لیکن کچھ کام نہین آتا ہو تم اس بے حیا کے بند ہوئے جاتے ہین پیرون کو پکارتا ہے وہ بھی مدد کو نہین آتے ہین جب وہ لپٹ پڑا اسد

نے گردن پر ہاتھ رکھکر ایک جھٹکا مارا کہ سر زنگی کا زمین سے مل گیا ساری سرکشی بھول گیا اس افسر نے دونون
مونڈھے اسکے تھامے ریل کرنے دوڑا اس قدم پر لاکر جھٹکا مارا دونون گھٹنے زنگی کے آشنا زمین ہوے اسد نے
کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا پھر نے دیکر زمین پر مارا اچھا اچھاتی پر چڑھکر اسکو بھی چیر ڈالون وہ زنگی تڑپ کر بھاگا
ایک چیخ ماری سب نے دیکھا شانون پر اس زنگی کے پر پیدا ہوے اڑکر آسمان مین ڈوبا نظرون سے سب کی
غائب ہو گیا اندر سے باغ کے دس زنگی تلوارین کھینچے ہوے نکلے اسد پر آ پڑے وار کرنے لگے اسد
اُن زنگیون مین شیر غضبناک جا پڑے جسکے سر پہ ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے جسکی کمرگاہ پہ ہاتھ مارا مثل خیار تر
قلم کیا کوئی پٹ گیا اسکی گردن کھینچ لی لیکن جو لاشہ زنگی کا زمین پر گرا ایک کے دو پیکر تیار ہوے اسد
نے پانچ مارے پانچ کے دس ہوے اب یہ بے برج نے جیون قتل کرتے ہین وہ بڑھتے جاتے ہین بڑا ابہیم
ذخیرہ سر پیٹ رہے ہین اسد بیباک نشگانہ شیرانہ لڑ رہا ہے اگرچہ اسد کا بازو مثل ستارۂ سحری چمکتا ہے
جس زنگی پر عکس پڑا ایک چیخ ماری پہ ہاتھ پڑا اسکے دو ٹکڑے ہوے مگر بجز کامل اسد نے تیغ زنی کی
اب تو زنگیون سے وہ میدان بھر گیا اسد پر قابو نہین پاتے نکل جاتے ہین دو کلا داستان قلعہ توسن
حصار کے تحریر ہوتے ہین کہ توسن پُرفن عمرو کو قیدخانے مین بھجوا کر دربار مین آیا سردارون سے کہا کہ
یارو افراسیاب نے بڑا کیا کہ قید کو عمرو کی یہان بھیجا ہے مین نے قید تو اسکو کیا آج رات کو خواب پریشان
دیکھے اس خواب کی مراد یہ ہے کہ مذہب سامری پر زوال ہے الایان توسن حصار کا گردن اٹھ افراسیاب
کی وبال ہے یہ باتین کر رہا تھا کہ آسمان سے آواز رونے کی آئی دیکھا سب نے اک مگس سیاہ ہوا بادلون پر پرواز بعید
سوز دلگداز آواز دیتا ہوا اے شہنشاہ توسن حضور قریب باغ زہبار اسد نامدار آگیا ہمارے افسر کو مارا ساتھ والون
نے میرے رو کا ہے ہم آپکو خبر کرنے آئے ہین وہ شیر کسیکو نہین ملتا زنگیان شیر دل کو روباہ جانتا ہے یہ سنکر
توسن نے سر پیٹ لیا کہا توبارہ غضب ہوا میری سرحد مین طلسم کشا آگیا نام اس جوان کا سنکر ترنگا
زنگی تو مرو سے کر غنی ہوا توسن جادو تاج کو کج کر کے اٹھا اسم سحر پڑھ کر بلند ہوا چشم زدن مین آکر
قریب باغ چمکا دور سے دیکھا سب زنگی اسد کو گھیرے ہین کوئی قریب نہین جاسکتا اسد مثل شیر غضبناک
ان روباہ صفتون سے لڑ رہا ہے چاہتا ہے اکو اڑ کر بٹھاؤن باغ مین گھس جاؤن توسن پُرفن اترا زنگیون
پہ نعرہ مارا او نامردو ایک شخص کو گرفتار نہین کر سکتے ان سب نے پلٹ کر جواب دیا اے حاکم ہم آپ کے
گنہگار ہین اس شیر دلیر کے سامنے ہم بالکل ناچار ہین ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا زبان مین لکنت ہے یہ سنکر

توسن نے ایک دستک دی ایک زنگی ہیرو باغ سے نکلا توسن نے پوچھا کیا سبب ہے کہ تیرے غلاموں کا سحر تاثیر نہیں کرتا کیا طلسم کشا لین آگیا کل تک خبر پائی ہے کہ دریاے نیل کا وہی جوش و خروش ہے کنارے دریاے نیل کے بھی طلسم کشا نہیں پہونچا مفصل بیان کر اس زنگی نے سر جھکایا آنکھ بند کر کے ہوا بعد تھوڑے عرصے کے آنکھ کھولی کہا اے شہنشاہ توسن میں نے دریافت کیا ملکہ لعل سخندان شاہزادی بحر نجم نے اپنا آنکھ اسکے بازو پہ باندھ دیا ہے وہی آنکھ دستگیری کرتا ہے وہ آنکھ سحر سے مملو طلسم کشا کا قوت بازو ہے توسن نے کہا جاؤ کہ تمہیں ہے مین گرفتار کیے لیتا ہوں ابھی جا کر قتل کرون گا مین مثل افراسیاب کے دیوانہ نہیں ہوں طلسم کشا کو لیجا کر قید کرون پہونچتے ہی قتل کرون گا مین مثل افراسیاب کے روانہ کرون گا یہ سنکر وہ زنگی جھومتا ہوا بڑھا ان زنگیون کو للکارا کہا او نامردو ہٹ جاؤ اس لڑائی مین دخل نہ دو وہ سب زنگی ہٹ گئے یہ ملعون نیرنگ باز شعبدہ ساز خم مار کر سامنے اسد کے آیا للکارا اسد جا پڑا اس بے حیا نے جھپٹکر پایا گردن مین ہاتھ ڈالے اسد نے ایک طمانچہ مارا اس زنگی نے بازو پر ہاتھ ڈال کر آنکھ توڑ لیا طرف توسن کے پھینکا توسن نے اس لپکے کو ہاتھ مین لیا جھپٹکر مثل شیر اسد کی کمر مین پنجہ دیا اب کون دستگیری کرے اسد کو لے اڑا چشم زدن مین آنکھون سے سب کی ناپدید ہوا ملک مرادشاہ نے گریبان اپنا پھاڑ ڈالا چلتے چلتے توسن یہ آواز دیگیا خبردار آج سے یہ تیری ہوا کھانے کو نہ نکلین کسی مکان تاریک مین بند ہین تڑپ تڑپ کر مر جائین ابراہیم وغیرہ غم مین اپنے آقا کے رو رہے تھے کہتے ہین پروردگار ہمارے واسطے آقا نے اپنے کو گرفتار کیا بعد بارہ برس کے اپنے آقا کو دیکھا افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے سامنے مبتلا بلا ہوے

اب ہمکو کون رہا کرے گا بقول ہوس مخمسہ

اے ہوس اب کیا کہون تمھین یہان بیکار ہے
چارہ گر مایوس ہے حالت روانا چار ہے
عندلیب گلشن حیرت لب اظہار ہے
جو طبیب اپنا تھا دل اسکا کسی کا زار ہے
مژدہ باد اے مرگ عیسےٰ آپ ہی بیمار ہے

روتے پیٹتے اسی باغ مین غائب ہوے مرادشاہ نے دور سے دیکھا مثل بوے گل اسی چمن مین چھپ گئے دروازہ باغ کا بند ہو گیا ملک مرادشاہ نے رئیسان شہر سے کہا اب شہر مین نجاؤنگا بارہ سو رفیقون سے صورت فقیرانہ بنا کر لباس مجردی زیب جسم دامن مین اس صحرا کے قریب آکر بیٹھا اسد کے لیے روتا تھا اسکو آنکھ دکھتا تھا یہی قول تھا کہ یا معین نے اس گوہر بے بہا کو ہاتھ سے کھویا جسکا مثل و نظیر عالم مین نہین ہرگز ہرگز

ہوتے اس صاحب شوکت کے ناخن پا پر نثار کرنا تھا کہ فلک نے جھکو لوٹ لیا رئیسان شہر روتے پیٹتے طرف شہر کے
گئے مراد شاہ فقیر بنکر یاد اسد میں بیٹھا لیکن توسن جادو جو دربار سے اٹھا اہالیان دربار وزرا امرا ان
آپس میں کہتے ہیں کہ ان معرکہ عظیم درپیش ہوا کہ شہنشاہ کو اسقدر پس و پیش ہوا خود تکلیف فرمائی نہیں معلوم
کہاں گئے ہم لوگ اسقدر ملازم موجود تھے کسیکو روانہ نکیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا توسن
جادو پسینے پسینے بدحواس اک جوان شیر اندام کو بغل میں دبائے ہوئے آکر موجود ہوا سب اٹھ کھڑے ہوئے
پوچھا اے شہریار یہ جوان کون ہے چہرے سے فر و شوکت آشکار کوئی بادشاہ عالی وقار ہے توسن نے
کہا یارو یہ جوان ہے کہ جسکے ہاتھ سے افراسیاب نوبت بجان دکار بر استخوان حیران و پریشان و مضطر
پھرتا ہے نیکنامی ہمارے نام پر لکھی تھی میں نے جاکر اسکو گرفتار کیا اسد شیردل اسیکا نام ہے فاتح طلسم
لقب نبیرۂ صاحبقران سب کتابوں میں صاف صاف تحریر ہے کہ اسد غازی قاتل افراسیاب ہوگا
ہے آج میں نے اسکو ہمیں پکڑا اسیر افراسیاب سے ملک الموت کو ہٹا دیا جان افراسیاب
کی بچالی کل اہالیان ہوش ربا کا میں جان بخش ہوا مصاحبوں نے عرض کی بہت بجا ارشاد ہوتا ہے
آپ ہمیشہ سے نگہبان طلسم ہوش ربا ہیں اگر شہنشاہ لاچین کو آپ نہ مقید کرتے کسکی مجال تھی کہ اسی طرح
نگہبانی کرتا آج تک ہوا کو بھی نہیں خبر ہونے پائی توسن گھبرایا ہوا ہے کہتا ہے جلدی جنگرون کو بلاؤ
اسکو سلسل کریں جلاد کو حکم دو یارو بہت جلد اسکو قتل کریں اگر یہ نوجوان زندہ بچ گیا کوئی ساحر ہوش ربا
کا ایسا نہ ہوگا جسکو آزار نہ پہونچے اور یہ جو تاجداران جلیل ہیں افراسیاب کے کفیل جان نثار سرفروش ہیں
ے تو ایک بھی نہ بچیگا یارو ایک خیال رکھنا اگر میں تامل بھی کروں تو یہ مقدمہ قتل طلسم کشا سیر اکتنا نہ تا حکم
اول میں قتل کیا جائے یہ ذکر تھا مصاحبوں نے اسد کو سلسل و مطوق کرایا توسن نے سحر اتارا اسد کی آنکھ
کھلی اس دربار کفر مدار کو دیکھا اپنے کو پابند زنجیر آہنی پایا سمجھے کہ قید ہوئے بل کرکے شاہزادہ والا تبار
زنجیر میں متحمل ہوا اسد نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی تمام اہالیان دربار بگڑ گئے توبہ توبہ کرنے لگے
کہ اے شہنشاہ ہمارے سامنے خدائے نادیدہ کا نام لیتا ہے پھر کفارہ واجب ہوا توسن نے کہا کہ
وہ شخص آفتاب لب بام ہے چراغ سحری ہو رہا ہے مردے کی بات کا برا ماننا بیکار ہے یہ کہکر حکم دیا جلاد کو بلاؤ
جلاد آکر حاضر ہوا توسن نے حکم دیا اسد نوجوان کو جلد قتل کر جلاد نے سر زنجیر کو پکڑ کر کھینچا چبوترہ ریت کا بنایا
بر سر فلاکت اسیر آلام یا بقول شاعر فرد نظم * انگند در بر و در بیک ریخت * دیو در دیو انگیخت سے گریخت

اسد کو اسپر بٹھایا تیغ کھینچا گردن پر کوسے کا خط دیا جلاد نے آواز دی اے شہنشاہ توسن حصار حکم اول ہے
مجھکو حکم دیجیے گا بموجب مضمون فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ؎ مرغ را دانہ بلا شد لعنت بر صیاد چیست
تیغ بازو دار بازو و قوت قتل کرینگا مجھکو اختیار ہے انسان کے جلانے مین یہ حقیر مجبور و لاچار ہی توسن نے
کہا ہزار حکمون کا ایک حکم دیا جلد قتل کرو دیر کریگا تو تیرے قتل کا حکم دونگا اسوقت دربار مین ایک ہنگامہ جلاد
بامر ہوا اور رئیسان شہر نے جو خبر سُنی طلسم کشا قید ہو کر آیا ہو زیارت کے مشتاق ہو کر دوڑے جس نے
دیکھا حیران جمال و محو دیدار رہا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو اس قیدی کا نخل عمر قلم ہو کیا صورت زیبا ہے
کیا طلعت جہان آرا ہے اس نوجوان کے والدین کے کلیجے پر منعت ہاتھ رکھین کہ انکے قلب پر کیا گذریگی
افسوس کیا ماہتاب ان غروب ہوتا ہے لیکن انکے مقدمے مین کون شفاعت کرے سنتے ہین اگر بچ جائیگا
تمام اہالیان طلسم ہوشربا کو قتل کریگا جو کوئی بچائے اپنے خون سے ہاتھ دھوے دل یہی چاہتا ہے
کہ اسکو لیجا کر اپنے مکان مین چھپائین اس ماہ کو غروب ہونے سے بچائین بعض نے بڑھکر عرض بھی کی اے
شہنشاہ عالیمقدار جو کچھ آپ کہتے ہین اسکی صورت پر وہ زیب نہین دیتا یہ کیا افراسیاب کو قتل کریگا
مور ضعیف مشت استخوان افراسیاب پیل دمان اگر گھرک دے توان کا دم نکل جائے ہمارے
نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ اس جوان کو سامری پرستی پر ترغیب دیجیے اگر سامری جمشید کو سجدہ کرے
اپنے مصاحبون مین مقرر کیجیے زینت محفل ہے آسمان حسن و خوبی کا ماہ کامل ہے یہ بیچارہ کیا کسی کو قتل کریگا
اسکی کیا حقیقت ہی توسن نے کہا یارو اسکو بہ نگاہ حقارت نہ دیکھو یہ وہ شیر زیان ہے کہ جسکے نام سے اٹھارہ
ملک نامدار کانپتے ہین بڑے بڑے دلیر مارے گئے بڑے بڑے پہلوانون کو اسنے زیر کیا ہے میرے سامنے تو یہ
معرکہ مین گذرا لیکن اعتبار سے ہو رہے نکلے ابتدائے آمد سے اس جوان کے حال زیج مین بڑے بڑے جھگڑے
پڑے سات برس گنبد نور پر قید رہا اسکی رہائی کے دن ہزارون جادوگر قتل ہوے ابھی شہر نیلم
حصار سے مواج بن گرداب آدم خوار چالیس لاکھ فوج لیکر اترا تھا گویا اسی نے قتل کیا تین عیارون
نے چالیس لاکھ کا لشکر مٹا دیا اتنے بڑے وزیر اعظم کو خاک مین ملا دیا تم سب صاحب اسکو بہ نگاہ حقارت
دیکھتے ہو مناسب یہ ہے کہ مجھکو ترغیب دو کہ جلد اسکو قتل کرین تمام شہر مین جو شہرہ ہوا کہ طلسم کشا قید ہو کر آیا
خود شہنشاہ توسن نے تکلیف کی کئی سے کوس گئے بڑے زور شور سے گرفتار کرکے لائے ہین زیر تیغ بٹھایا ناہید
سیمتن دختر توسن پر فن نہایت ساحرہ زبردست ہے ایک اکیلی دختر بلند اختر صاحب جوہر کنیزون نے

بھی خبر دی ایک لونڈی دوڑی ہوئی آئی آنے کہا حضور آج آپ کے والد نامدار جلادون کا کام کر رہے ہین ایک
جوان آفتاب جمال رستم جلال فرخندہ فال ماہ آسمان کمال اسکو کہین سے کر کے لائے ہین شمع حسن سے
اُسکے تمام بارگاہ منور و روشن ہے گل اہالیان شہر کف افسوس مل رہے ہین آپ کے والد نامدار کو ترس نہین
آتا جلاد کو بلا کر حکم دیا ہے وہ اس بیچارے کو قتل کیا چاہتا ہے یہ سُنکر ناہید سیمتن اپنے مقام سے مثل طاؤس
مست بصد کرشمہ و ناز مع چند کنیزان ہمراز و مصاحبان دمساز ہمراہ ہوئین یہ کہتی ہوئی چلی کہ یہ بازاری عورتین ناک
پھرتی ہین خوبصورت مردون کو دیکھ کر گرتی ہین اسوقت اس لونڈی نے اسطرح مردوے کی تعریف کی کہ گویا
عاشق ہو گئی ابھی تو یہ کہتی ہے کہ بڑا خوبصورت ہے کبھی کہا نیک سیرت ہے اس نگوڑی کی باتون نے ہمارے
بھی دل پر تاثیر کی ہے بے اختیار دل چاہتا ہے کہ ایسے شخص کی صورت دیکھون لیکن یہ بھی سنا ہے کہ وہ طلسم کشا
ہے کئی شاہزادیان اُسپر مرتی ہین ہے مہ جبین نے گر افراسیاب کا بھڑابی لالان خونقبا نے خدائی
خدائی ہے شمشیر و انور حکیمانہ قدرت کملاتی تھین اب کوئی اس آواز سے نام نہین لیتا بیٹھے بیٹھے اپنے کرچھنا آتا
عقل سے سراسر بعید ہے اپنے بزرگون پر ظلم شدید ہے یہ باتین کرتی ہوئی قریب بارگاہ توسن پہونچی دیکھا
اجماع عالم انبوہ خلائق ہے پوچھا کیا ہنگامہ ہے لوگون نے کہا طلسم کشا قتل کیا جاتا ہے ناہید نے کنیز سے کہا
بڑھکر جلاد کو منع کرے جب ہم نہ آلین قتل نہ کرے اسکے بارے مین ہم بھی حکم دینگے کنیز نے بڑھکر منع کیا جلاد
کو مصاحبون نے پوچھا کیا ہے لوگون نے کہا شہنشاہ کی دختر بلند اختر ناہید سیمتن تشریف لاتی ہین انھون
نے منع کیا بس رُکو یہ انکو خبر پہونچی کہ پچا جان متواج مارے گئے آنکھ بھر دیا آنکھون سے بیاقی مین
توسن نے کہا اچھا ٹھہر جاؤ حقیقت مین متواج کو اس سے بڑی محبت تھی تحفہ جات وغیرہ کرہ نیلم
بھیجا کرتا تھا ناگاہ ملکہ ناہید سیمتن قریب آکر پہونچی کنیزون نے لوگون کو ہٹایا جمال جہان آرا سے اسد
نامدار پر ناہید کی نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان آفتاب طلعت رستم صولت سکندر شان دارا دربان انجم سپاہ
آسمان حسن کا ماہ مہ جبین حسن تمکین یوسف دوران شہنشاہ سیمان خسرو اربجوان خوش خوش نظم

بہ آبرو تیغ بازی کرد تعلیم
لبش میداد و تعلیم خموشی
دہانش خندہ بر گوہر تاب
بآئینے کرشمہ شد پدیدار

پچہ باشد عاشقان را غیر تسلیم
سیاہ غمزہ در تاراج دین بود
خریداران جو سیما بند بیتاب

بمژگان کُشتن خنجر فروشی
زچین جبہ چین زر نگین بود
نگاہ غیرمن زودہ دل را نہ

ہزار ہوا ملکہ تشریف لائین اسد نے سر اٹھا کر دیکھا ایک ماہ پیکر رونق

زہرہ جبین رشک شیرین لیلائے عصر سلمائے دہر سرو گلزار خوبی رنگ بوے گلستان محبوبی حسن عذار ماہ رخسار نظم

سمن رخ شکر لب دل آرام بود
ہمیشہ ازو گرم بازار حسن
ز موشیر باران شدہ یادازد
ز گوشش گل اندر چمن سینہ چاک
خم و پیچ رفتار موج حیات
بلا بر سر تیغ و خنجر بدست
جبینش نور یعنی جبین صبح نور
نوشت از ازل آفرین آفرین
بلا بر بلا قامت بے درنگ
حیا بندۂ نرگس مست او
لبش شیر و شکر برون میکند
دے گرچہ دم از عدم میزند
صنعت دست کردگارست این

دو چشمش بعینہ چو بادام بود
مسلسل دو زنجیر از بہر دل
ز رویش بہاران شدہ یادازد
نہال ارم از قدِ او خجل
چو جنبد لبش ریزد آب حیات
ز مژگان برگشتہ برگشتہ بخت
کہ نور از طلے نور گردد و خور
انار بہشتی دو پستان او
ہر نقش پا آفت بے درنگ
ہر گردش چشم صد انقلاب
تبسم ہو بیگرد و خون میلگند
رخش سورۃ الشمس والیل موے
بارک اللہ چہ کارزار است این

نہال قدش سرو جوبار حسن
ز زلفین خود داشت بر رو گل
ز رخسار او ماہ خورتاب تاک
ازو ماندہ شرمندہ چین چگل
ز مسطوری نرگسش فتنہ مست
دل از دین و دنیا برون کرد رخت
بہ پیشانی از دست صنع آفرین
خوشا کوکند بیز پستان او
حنا دست پروردۂ دست او
دل و جان عاشق کباب غزال
تکلم ز اعجاز دم میزدے
تعالی قدش سرو بالاے جے
اسد نے آہ کی اس مہ جبین نے

واہ کی اسد بیقرار ناہید آشکار آنکھیں چار ہو گئیں جانبین سے تیر مژگان چلے دونون کے تودۂ دل پر پڑے کلیجے زخمدار دون کے سینے فگار ناہید قریب تخت توسن پہونچ چکی تھی اسطرح تھرائی جیسے بجلی لہراتی ہے تھرا کر گود مین اپنے باپ کے گری بیہوش ہوگئی دانت بیٹھ گئے ایڑیان رگڑنے لگی توسن گھبرا گیا اہالیان دربار کو پسینہ آگیا کنیزین دوڑین شیشہ ہاے گلاب لائین چہرے پر ابر شکیں چمن کے چھڑکا جد و ملہ دکا ہوش آیا مگر مبہوس لب پر مہر سکوت مثل تصویر خاموش دل مین محبت کا جوش توسن نے گھبرا کر پوچھا کیون بیٹا خیر تو ہے کنیزون نے کہا حضور آپ نے غضب کیا ہے پر دۂ مسند ناز و نعم آپکی لخت جگر اس رنج و غم مین دیکھا کہ زنجیرون مین جکڑا ہوا زیر تیغ بیٹھا ہے ہیبت سے تام خدا رحم دل مین نقش ہوگیا آپنے پہلے سے پوچھا کہ قیدی کو بنا دیجیے ملکہ اس حال سے اسکو دلا خط فرماتین ناہید کو پہلے سے کلام تھا جیلہ ہاتھ آیا کہا ای والد نامدار اس وقت مجھکو اپنے غم حالی وقار کا خیال آگیا کہ اس کی وجہ سے ایسا غش

ساحر گئے کی موت مارا گیا عزیز واقارب یاد آئے کہ اسی کی وجہ سے بڑے بڑے ساحران نامی نامداران
گرامی قتل ہوئے آپ اسکو کہان سے گرفتار کرکے لائے **توسن** نے کہا بیٹا تمنے سُنا ہوگا بعد قتل ہونے
چچا کے طوفان قہر نگاہ عمرو عیار کو پکڑ کے لایا مین نے مقام محفوظ پر کیا نہین معلوم یہ کس طرح کا باغ بہارین
پہونچا صد ہا غلام **ملک سہیل** سیاہ رو کے اسکے ہاتھ سے مارے گئے وہان جادو نے مجھکو آکر خبر کی
اسکے بازو پر اک **لعل بخندان** کا بندھا ہوا تھا اس وجہ سے اسپر سحر تاثیر نکرتا تھا مین جاکر پہونچا مکر کرکے
اک دیا اسکو گرفتار کرکے لایا مین چکا ہون کہ گنبد نور سے یہ چھوٹا بڑے بڑے ساحرون کو مارا مین نے حکم
قتلی دیا **ناہید** نے پوچھا **لعل بخندان** نے اسکو اپنا اک کیون دیا **توسن** نے کہا اے نور نظر ان
شاہزادیون نے طلسم ہوش ربا کو برباد کیا اول بی **مہ جبین** باعث بربادی طلسم ہوشربا ہوئین وہ اس پر عاشق
ہوئین اسکو لیکر بھاگین انکی محبت مین بی **مہرخ** صاحب شریک ہوئین پھر بی **بہار** رکو ہوا لگی سیکڑون ساحر
افراسیاب کے دیوانے کرکے مارے شہر داودیہ مین بی **لالان** خوفنا نے عاشق ہوکر اپنے باپ
کی فدائی کو سنایا اسیطرح بی **لعل بخندان** نے عاشق ہوکر اپنی بہن کا ساتھ چھوڑا اسکے لشکر کی شریک
ہوئین جو بخندان کے پاس تھا اس جوان کو جوش محبت مین دیدیا اسی وجہ سے باغ بہارین پر سحر تاثیر نہوتا تھا
مین بمشقت گرفتار کرکے لایا پس اسکے قتل مین تامل مناسب نہین ہے **ناہید** نے کہا او والد نامدار میرے
دل کو یہ قلق ہے کہ عمر نامدار اس عسرت سے قتل ہون اور ہزارون ساحرون کا یہ شخص قاتل اور یون آسانی
سے قتل ہوجاوے جی چاہتا ہے چھری کٹاریون سے اسکو زخمی کرین اوپر سے نمک مرچ چھڑکین یہ خود موت کا
طالب ہو فریاد کرے واسطے دے کہ میرا سر کاٹو اور ہم اسکو قتل بکرین دس بیس آدمی اسکے گرد ہون کوئی
چھری سے زخمی کرے کوئی کٹاری مارے کوئی تیر کے وار کرے آٹھ پہر چوپہر اس طرح تڑپے تب اسکا
سر قلم کیا جاوے اس طرح کے قتل کرنے مین قید مصیبت سے رہائی پا ہر ہر اس شخص نے سر اٹھایا گل ایمان
طلسم ہوش ربا کو سنایا یہ کہکر پکار کر آواز دی کیون اے وزیران سلطنت واے صلاح کاران ریاست یہ بات معلوم
ہوا سین اسوقت ایک تلوار کا ہاتھ مارتا یا سر جدا ہوگیا کشاکش سے چھوٹا یہ کیا سزا ہلکی محال ہے کہ مقدمے
مین **ناہید** تمہین کے دخل دے **توسن** کی لاڈلی بیٹی صاحب اختیار ساحرہ زبردست سب نے
بالتکلف کہا ملکہ عالم نے کیا معقول تجویز کی ایسے شخص پر یہی مناسب ہے کہ عذاب شدید اٹھاکر مرے اس
قتل کرنے سے کچھ نفع نہین ہے **ناہید** نے کہا بابا جان جلاد کو منع کیجیے اس ظالم جلاد صاحب بیداد کو یہ سزا

چپ رہ فرمائیے مین اپنے باغ مین لیجاؤن میری حبشنین ترکنین دن بھر عذاب کرین طرح عرض کرچکی تندرو
تیرے زوال کرین تک صبح اور بیرے پھڑکین بوقت سحر مین اپنے ہاتھ سے قتل کرکے سر خدمت
مین روانہ کرون لاشہ جنگل مین پھنکوا دون کہ وہ طعمۂ گرگ و پلنگ ہو سر کو خدمت مین افراسیاب کے
روانہ کیجیے گا کہ شہنشاہ مہرخ و بہار کو وہ سر دکھائیں کہ وہ لوگ تڑپین پھڑکین اپنے سردار کا سر دیکھکر
جان دین تب میان سے مجھکو حکم دیجئے مین لشکرکشی کرکے جاؤن اُس حالت مین طبل جنگی بجواؤن
ایک ایک کو للکار کے قتل کرون ایک دن مین لڑائی فتح ہو جاوے اُنکی عاشقانہ نازنینین خیمہ مین
بی لعل بدخشان سر دیکھکر سر پٹکین خون گلوے اُنکے بہے رنگین کرین تماشا ہو دل و جان سے عاشقان
بڑے بڑے چاہنے والے وہان موجود مین سر دیکھا کیا خبر سنکر جان دینگی یہ بات بہتر ہے کہ مین ہے
سب نے کہا کیا خوب فرمایا لڑائی فتح ہونے کی حضور یہی صورت ہے کیا ملکہ عالم کے ذہن مین جو دست ہے
توسن تو بھی پر جان دیتا ہے ملکہ عاشق زار ہے شباب جو زور دن پر ہے دل مین کہا کرتا ہون مین نے
کس ناز و نعم سے پالا ہے غیر کے قبضے مین جائے ایک دن اپنے عالمون سے مسئلہ بھی پوچھا کہ کیون صاحبو اگر کوئی
شخص درخت بوئے اسمین پھل آنے ہونے والا کیا اسکے یا نکھائے اُن عالمون نے کہدیا حضور کیون نکھائے
اس فکر مین بھی یہ طول رہتا ہے کہ عالم تو حکم دے چکے تنہائی مین اسپر دست انداز ہون باتون پر ناہید
سیمین کے ہنس پڑا کہا اے فرزند جو تمھاری خوشی ملک و مال کا تمکو اختیار ہے قیدی کو لے جاؤ مگر خیال
رہے کا اسکے معین و مددگار بہت مین ایسا نہو کوئی آفت و پڑے ناہید نے کہا اتنا تو جب پڑے کہ مین
غفلت کرون شب بھر جاگون گی یہی کھیل ہے گا بوقت سحر سر کاٹ کر خدمت مین روانہ کرونگی یہ میرے
باغ مین ہاتھی کا گذر نہین ہے ہزار انکے زن اسپر محبت کرین گی تڑپ تڑپ کر مرے اسکو بھی تو ثابت ہو
اسکے کہنے بڑے بڑے ظلم کیے لاکھون گھر ویران کیے اسکا یہ پھل ملا یہ کہکر ناہید سیمتن اپنے مقام سے اٹھی
کنیزون سے اشارہ کیا اس قیدی کو کشان کشان ہمارے باغ مین لے چلو خبردار راہ مین بھی اسکو آرام
نملے ناہید دربار سے توسن کے اٹھی کنیزون نے سر زنجیر کو تھام لیا دیکھا توسن نے کنیزون نے اسکو
گھیر لیا چاروں کرتی ہوئی بیچ مین یہ ماہتاب گرد ہجوم سیارگان حقیقت مین ناہید پریجب عالم ہو
حُسن مین بے مثال چہرہ بدر آسمان کمال ماہ رخسار تازہ و غمزہ و جلوہ و رفتار خرامان خرامان روانہ ہوئی بعد اسکے جانے توسن کے
کہا دیکھو صاحبو صاحبزادی کو طلسم کشا پر بڑا غصہ ہے مین بڑا مقابلہ مہرخ وغیرہ اسکو نہین جانے دونگا

خود جا کر لڑائی ختم کرو نگا حقیقت مین جب اسکے مرنے کی خبر مہرخ وغیرہ سنین گی بدحواس ہو جائینگی اس عالم مین جو لشکر کشی ہوگی بیشک وہ لوگ گھبرا جائینگے ایک ہی دن مین شکست کھائین گے سب نے کہا حضور صاحبزادی آپکی بہت عقیل و فہیم ہین سحر و ساحری مین بھی آپکی ہمسر ہم سبھون کی افسریان تو یہ ذکر کر لیکن نا پیدا اسد کو راہ مین تو کشان کشان لیکر چلی دل بیقرار آنکھون مین آنسو بھرے ہوے یہی خیال ہے کہ افسوس یہ اہتابان مبتلاے طوق زنجیر جب باغ مین پہونچی اسد غازی نے دیکھا باغ نہایت سر سبز و شاداب ہواے خوش چلی ہے طایر درختون پر زمزمہ سرا ایک ایک کنیز حسین و جمیل صاف ظاہر ہوتا ہے کہ باغ بہشت مین حورون کا مجمع ہے بزم مین اہتابان کے ستارون کا مرقع ہو جب بارہ دری مین پہونچی فوراً ہتکڑیان بیڑیان اسد کی کاٹ دین کنیزون کو اشارہ کیا دروازہ بند کرو کوئی در انداز نہ آوے کنیزون کو بھی بچا یا ایک ایک کو دولت دنیا سے نہال کیا اسی وقت اسد غازی کو غسل کرایا لباس فاخرہ پہنایا مسند پر آکر شاہزادہ جلوہ فرما ہوا صحبت عیش آراستہ ہوئی روی زیبا کو دیکھا تھا کہ زرد ہو رہا ہے ورباغ پر جو اسد زخمی ہے تھے جسم پر خون کے لختے جمے ہوے زرہ تمام خون سے معمور اپنے ہاتھ سے خون پاک کیا اسد خود دل وجان سے مایل ہوے تھے گلچینی گلشن جمال کی کرین مین مصاحبون سے ناہید نے کہا دیکھو صاحبو کوئی اس بات کا ذکر نہ کرے مین نے تم سبھون کی جان بخشی سب ساحری قوت مین سب کتابون مین سامری جمشید لکھ گئے کہ یہ جوان طلسم کشا ہو پھر کیونکر قتل ہو سکتا ہے یہی کتاب مین لکھا ہے جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائیگا جو دشمنی کریگا ذلیل ہو کر مارا جاے اپنی جان کی حفاظت واجب و لازم ہے بہار و مخمور افراسیاب نے کیا کیا دمبدم آنکا اوج بڑھ رہا ہے کسیکو امید تھی کہ مجرے فتح ہونگے پانچون ساحر نامی و نامور صاحبان اختیار کس ذلت و رسوائی سے قتل ہوے ایک شب مین لشکر متواج پر طوفان آیا سب غرق دریاے ذلت ہوے متواج کو بڑا نازتھا دشمنا نصیب ہوا دل کی حسرت دل ہی مین لیگئے علاوہ اسکے سب نے نمکحرامی کی ہے اسکا یہی انجام ہوگا سب نمکحرام سزا پائین گے گئے کی موت مارے جائین کے کنیزون کو بھی کو دریاے جواہر مین غوطہ مار او وہ شب اول بنکر بارہ دری مین آئی اسد غازی رعب حسن و جمال سے بڑے تعظیم اٹھے یہ ماہتاب ان پہلو مین اس مہر درخشان کے آکر جلوہ فرما ہوئی مسند پر قران السعدین اتجاع تیر ہین کنیزین دونون کو بلائین لیتی تھین ترقی جاہ و جلال کی دعائین دیتی تھین کنیز نے جام مے ارغوانی لبریز کرکے ملکہ کو دیا کہا حضور مہمان کی خاطر کیجئے

ہم سب کے قلب کو سرور بے حد اسنے بدون دکھایا قریب شمع جمال پروانے کو پایا اس گل کو بھیجنے کے
واسطے بلبل سرورا کی شرکت نکرنا سراسر عقل کا قصور ہے ملکہ نے وہ جام آفتاب خورشید نما پر کر کے سامنے
اسد کے پیش کیا اسد نے جام پر ہاتھ رکھکر دیا ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای شہریار زمین غضب کجتی
ہون آپکے عاشقانہ صادق نے قسم لی ہوگی کسی کے ہاتھ سے شراب نہ پینا مجھے صرف آپ کی جان کی حفاظت
منظور تھی مین عشق و عاشقی کی طالب نہین ہون جام کو تیز ہو دل شکنی ہو آیندہ آپ کو اختیار ہے اسد
نے فرمایا ای ملکہ ہمارا یہ طریقہ نہین ہے کہ ہم کیسی کی قسم کرا نہین تنے حقیقت مین ہماری جان بخشی کی قید شدید سے
رہا کیا ہمارے تمہارے اعتقاد مین فرق ہے اگر مجھے محبت سامری جمشید پر لعنت کر وحدہ لاشریک خدا
جانو جس نے ایک کلمہ کن مین زمین و آسمان کو پیدا کیا یہ سامری جمشید وغیرہ ساحران زبردست بادہ
کبر و نخوت سے مست تھے دام مکر پھیلا گئے بندگان خدا کو پھنسا گئے مبتلائے رنج و غم ہوے گئے کندۂ جہنم ہوئے
اسطرح اسد نے اوصاف رب اکبر و مذمت ساحران خود سریان کی کہ ناہید کے قلب کو سرور ہوا آئینہ قلب سے
زنگ کفر دور ہوا مسکرا کر جواب دیا ہمین تو آپ کی خوشی منظور ہے بلکہ یہ قول ہے فرد کافر ز عشقم مسلمانی مرا
در کار نیست ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست + اگر کلمہ پڑھون گی تاثیر سحر زبان سے جاتی رہیگی
تصدیق قلب و اقرار زبان اطاعت دین اسلام کی شاید کسی وقت کام آئے تمام کنیزین مع ملکہ بخوشی مطیع اسلام
ہوئین اب جام گلرنگ دور شوخی گردش مین آیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز سامنے حاضر ہوے صدائے
ہو شا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی پردے لطف سے حلیہ باغ مین ملکہ ناہید کے آراستہ مسند پر عاشق و
معشوق جلوہ فرما فراش بلند باہان نے فرش چاندنی باغ مین بچھایا ہے جب اسد کا دماغ بادہ ناب سے
گرم ہوا جوش جرأت مین قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای ملکہ عالم تنے تو احسان کیا ایسے وقت مین مجھے دل لگایا
کہ ہم آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہے ہین ہماری معین و مددگار خواجہ عمرو نامدار کو طوفان قہر نگاہ قید
کر کے لیگیا اب تک انکا نشان نہ ملا پس میرا خوش ہوکر اس مقام پر بیٹھنا معروف شرابخواری ہونا مروت
و جرأت سے بعید ہے مین بوقت سحر دربار توسن مین جا کر جان دونگا انشاءاللہ یا تو تخت الٹ
دیا اگر قضا لیکر آئی ہے جان دونگا کیا چارہ ہے علاوہ ازین تمام لشکر مین قیامت برپا ہے ملکہ مہرخ

دہاڑ کو روتا پیٹتا پھر کر نکلا چند سردار بھی ہمراہ نکلے ہین نظم

پروانہ کہ از دم آتش فانوس بسوزد	خورشید جہان ذرہ از خاک در اوست	چشم کجا بست کہ آتش شرر او دست

افزودہ ختہ صد شمع نہان زیر پر اوست	محمل بکشند ہم بہ بیابان رہ مقصود	تا چند بہ سودا سے جنون راہ برا دست
آزردہ مشو از ستم یار کہ از ناز	پیدا ازو آئین محبت ہنر اوست	یک سوز میا تش بغم خویش بیا بید
ہر دست کہ دستی ہو ہم و رکر اوست	از خون نہ چکید اشک ز چشم ترکی	آخر ز بس زخم ہمہ در جگر اوست

ملکہ چین اپنا حال زار کیا کہون کیسی مصیبت مین مبتلا ہون ظاہر مین اچھا باطن مین گرفتار دام محبت و مصیبت ملکہ خیال تو کرو ہم یہان آکر مصروف عیش و نشاط ہوے سردار ہمارے ہمارے واسطے کیسی بیقرار ہونگے کچھ سردار تلاش مین نکلے ہین لہذا میرا اوس کھینچ کر رہنا مناسب نہین ہے یہ سنکر ناہید دلفگار کنیزون کیطرف متوجہ ہو کر کہا لو صاحب وہ دن آیا تو سن جادو کے یا ڈنگے تو سن ہمرنگ ہمسر افراسیاب ایک ایک ساحر اسکی صحبت مین لاجواب انکے واسطے اسکا نام ہی کافی ہو مین بھی بنام ہو جاؤنگی اہالیان دربار تو سن کیا کہینگے مشہور ہوگا ناہید نے طلسم کشا کو چھوڑ دیا اب نے نکلنا دشوار ہوگا اور خواجہ عمرو کا جواب سے ذکر کیا وہ ہمارے ملک مین آکر قید ہوے طوفان قہرنگاہ یہان لیکر آیا اسی قید خانے مین شہنشاہ لاچین و فرزند حمزہ صاحبقران شاہزادہ بدیع الزمان و دختر شہزادہ ملکہ تصویر سب ایک ہی مقام پر قید ہین یہ سنکر اسد نے آہ کی کہا اے ملکہ عالم اب دربار تو سن مین جانا واجب و لازم ہوا خواجہ عمرو بھی اسی مقام پر قید ہین ماموں جان کے واسطے مین آوارہ ہو کر نکلا تمام طلسم کی خاک چھانی خدا رحم جمشید شکر خواجہ نے افراسیاب سے پوچھا تھا اب اُسنے قید لاچین کا نشان دیا مجھے تو اپنے ماموں کا بڑا خیال ہے ملکہ تم نے خبر او جب تیغہ برق مثال کھینچا سب ساحر بھاگین مین نے اپنے کانون سے سنا تھا نے بیان کیا کہ خواجہ عمرو زندان تو سن حصار مین قید ہین ہین اُنکی رہائی کو نجاؤن کیسی نامردی ہے اپنے دل مین کیا فرماتے ہونگے کہ اسد نے بھی ہمکو فراموش کیا بحول قوت الٰہی و بفیض شہنشاہی تخت تو سن الٹ دونگا جان بڑی چیز ہے خود قید خانے سے نکلوا دیگا جس وقت مین ماموں جان کو رہا کرونگا جانون کہ دولت کونین حاصل ہوئی ناہید نے کہا صاحب کوئی راستہ زندان طلسمی کا نہین جانتا سوائے تو سن کے کوئی وہان جا نہین سکتا اب تو دل کنیز کا اکتا ہوا آپ کا فراق ناگوار مین جا کر اپنی والدہ ماجدہ سے راستہ طلسم کا پوچھون گی جہانتک ہو سکیگا تدبیر رہائی خواجہ و لاچین و بدیع و تصویر کرونگی اس راہ مین اگر جان بھی جائے تو کچھ گوارا ہے مگر سبب باغ سے نکلنے کا ارادہ نہ کیجیے یہ بھی نہ بتائینگی کہ تو سن نے اسد سے اگر چھین کر کیا وہ بھی اگر دستیاب ہو تو بھی نکلنا مناسب نہین تو سن نے

آخر سحر کرکے کر آپ سے چھین لیا کیا زور چلا ملکہ نے جو اسطرح سمجھایا کنیزون نے بھی شرکت کی ہرایک نے یہی کہا جو ملکہ فرماتی ہین لیے شہریار اسی تدبیر پر کاربند ہوجیے اسد نے کہا خیر ملکہ ایک شب یا دو شب تمھاری مشوره کا انتظار کرونگا مین جو کہتا ہون اُسکے خلاف نہوگا مین ضرور دربار مین توسن کے تلوار کھینچکر جا دکھانے نانا جان کا ناہید بے اختیار رونے لگی کنیزون کی طرف متوجہ ہوکر کہا صاحبو اس عشق کی ہم یہ آفت دنہ جھے تے برائے خدا تم سب صاحب ان کو سمجھا دو ہماری تو اب یہ کیفیت ہے موافق مضمون

نظم

وہ شعلے ہیں ہجوم آہ آتشناک سے پیدا
ہزاروں آسمان ہیں ایک مشت خاک سے پیدا
لگا اٹھنے نہ اسکو قصد گستاخی نہ قدر ہے
کہ چشم آرزو ہے حلقۂ فتراک سے پیدا
ہوا ہے دولت شبنم سے بین ہے خاکساری کو
جو شانہ ہو بہار پیچ ادراک سے پیدا
ذرا دو نگاہ سے دیکھو ابھی ہر ذرہ ہو سودائی
یہ دانہ خال کا ہو بار کس تریاک سے پیدا
نسیم اب سینے سے نکلا فروغ داغ سینہ کا

صد لے الحمد ہر گنبد افلاک سے پیدا
جھلکے شیشۂ گل آغوش ساغر خشت رنگی
تماشا ہو زبان ریشۂ مسواک سے پیدا
بس مردوں ہم دیکھا اول روز فرزانگی
کہ ہر دم تازہ خلعت ہو لباس خاک سے پیدا
نہ پہونچی نکہت گل برق کو سون پیچ پہنچے
تو ہون کچھ آرزو تسکین دل بیباک سے پیدا
لطیفہ صبح فیض حسن میں روز سینہ ملتا
طلوع مہر ہو صبح گریبان چاک سے پیدا

ہوے مضمون عالی میری طبع پاک سے پیدا
اٹھو متوجہ ہو آفتاب افلاک سے پیدا
بچا تا انکو دیکھو خلاف داب عصمت
دبی پھر خاک میں آیا ہوا جو خاک سے پیدا
الگیوں جلوہ پاک تو وہی لطف مضمون میں
وہ تیزی ہے تمہارے توسن چالاک سے پیدا
ٹکنکی لوٹتے آنکھوں میں کیفیت نشے کی ہے
کہ حاصل ہو سکتا کسی تریاک سے پیدا
یہ اشعار پڑھ کر ملکہ نے اختیار روئی

کنیزین سمجھانے لگین اسد نے دامن سے اشک پاک کرکے فرمایا ملکہ جو تمھاری خوشی ہوگی وہی کرونگا لیکن انصاف کرو ماموں جان اور نانا جان کے قید کا حال سنون اور مین مصروف عیش رہون یہ مناسب ہے یہ آوارۂ دشت ادبار جان دینے کا اسیوجہ سے طالب ہو ناہید نے کہا مین ابھی جاکر مان سے پوچھتی ہون کہ راستہ زندان طلسمی کا کیونکر ہے اگر والدہ ماجدہ کو معلوم ہوگا بوجہ مہر مادری ضرور بتلا دینگی یہ کہکر اک طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی چلتے چلتے کنیزون سے کہگئی صاحبو اک کام کرو کسی گنوار کو گرفتار کرکے لاؤ پھر اسکو شہریار کی شکل بناؤ اُسکا سرکاٹ کے دربار مین توسن جادو کے سپرد کرو اور زبانی بھی کہدینا کہ اسنے پھر مین طلسم کشا کو بڑی تکلیفین پہونچائین تیغ و تبر سے خوب زخمی کیا زخمون پر نمک پاشی کی لاتین جنگل مین پھکوا دی سر اُس اختر کا حاضر ہے کنیزین اسیوقت اک گنوار کو گرفتار کرکے لائین سحر سے اسکو اسد غازی کی صورت بنایا اُسکا سرکاٹ کر خوان مین رکھا چند کنیزین خوان لیکر دربار توسن مین پہونچین

توسن جادو تخت پر بیٹھا ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ ابھی طلسم کشا کا سر نہین آیا کنیزین اگر بیٹھین توسن نے
کہا صبا جو میری بیٹی مجھسے زیادہ اہل اسلام کی دشمن ہے کنیزون نے بھی عرض کی حضور بڑی تکلیف دیکر
طلسم کشا کو قتل کیا فریاد کرتا تھا کہ جلد میرا سر کاٹ لو توسن نے اسوقت طائر جادو سے کہا طلسم کشا کا خدمت
مین شہنشاہ طلسم ہوش ربا کے لیجاؤ لیکن باغ مین جا کر عرض کرنا لیجیے لڑائی فتح کر دی فرزند سامری جمشید
چھوٹے ہوے جا بجا لگ گئے تھے کہ اسد جوان لاجواب قاتل افراسیاب ہے طائر جادو سر لے کر چلا طرف باغ
سیب کے روانہ ہوا اس سر کو پھر ظاہر کرونگا لیکن یہان ناہید اپنی مان ملکہ بادبان جادو کے پاس آئی
بادبان جادو محل مین مسند پر بیٹھی ہے گرد نازنین چلبلین دائیان آنائین حاضر ہین کنیزون نے خبر دی ملکہ نام آورین
بادبان نے کہا چھوکری کو کھیل سے فرصت نہین ملتی آٹھ پہر شغل ہے کل کود مین بیتی ہے ساتھ دائیان
سب نوجوان کھیل کود مین مصروف رہتی ہین یہ ذکر تھا کہ ناہید سامنے سے مثل طاؤس بلند نشہ بادۂ عشق کے
چور مینائے گردون شراب حسن سے مخمور سامنے آکر پہونچی واسطے تسلیم کے خم ہوئی بادبان نے سر چھاتی سے
لگا لیا ناہید نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا اماجان آپ نے سنا مین نے طلسم کشا کو عذاب الیم سے قتل
کیا اُسکو خوب ستایا تڑپ تڑپ کے موت مانگتا تھا آپ کے گھر سے تمامی طلسم کی فتح حاصل ہوئی ساحرہ دل
کو تسکین دل ہوئی بادبان نے بلائین لین کہا بڑا کام کیا سلطنت ہوش ربا تمہارے گھر مین ہے
ناہید نے کہا اماجان ایک بات مین مجکو بڑا تردد ہے اگر کوئی قصد کرے کہ زندان خانہ طلسمی مین جا
اور لا تین و مربع و تصویر عمرو کو چھوڑے اسکی کیا تدبیر ہے یہ سنتے ہی بادبان غصّے مین کانپنے
لگی ایک طمانچہ ناہید کو مارا کہا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ کیا اپنے باپ کی جان لینے کا قصد رکھتی ہے یہ وہ
راز و نیاز کی بات ہے کہ ہم ان افراسیاب نے تیرے باپ کو راہ تعلیم نہین کیا ایسی بات پوچھتی ہے
کہ جس سے نفرت جان و ایمان ہے یہ کس نے تجکو بتایا ناہید کے طمانچہ جو پڑا بدرد صدمہ نازونعم پروردہ ایسا کوئی کاہے کو
تو ناگوار ہوتا ہو کہ طمانچہ منھ پر پڑا اپنے کو زمین مین گرا دیا بال نوچ ڈالے ایڑیان رگڑنے لگی کنیزین ہان ہان
کرکے دوڑین بادبان نے کہا رونے دو خبردار اسمین کوئی دخل نہ دے اس مقدمے مین مین کسی کا پاس
نہ کرونگی ناہید تو سر پیٹ رہی ہے کہتی ہے مین اپنی جان دونگی مادر مہربان نے مجکو دشمن جانا راز
چھپایا مین نے تو امر حق مین پوچھا اب زندگی بیکار ہے محل مین غل ہوا قضائے کار توسن جادو دربار برخاست
کرکے محل مین آیا دیکھا تو محل مین ہنگامہ ہے ناہید زمین مین لوٹ رہی ہے بادبان کو ترابسکر

ابھی سے کنیزون نے یاوبان کو روکا کہتی ہین کہ مین کیا چھوکری کو مار ڈالون گا توسن نے جو حال ناہید
کا ابتر دیکھا بیقرار ہوگیا دوڑ کر گود مین اٹھا لیا کہا صاحب یہ کیا ماجرا ہے لڑکی نے کیا خطا کی یاوبان نے
کہا صاحب سنو عجب طرح کی بات اس نے آج پوچھی زندان طلسمی کا راستہ پوچھتی ہے بیشک طمانچہ مارا صورت
رہائی لاچین و تصویر و صبیح و عمرو پوچھتی ہے ناہید نے توسن کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے
کہا ابا جان مین دشمن ہون مجھسے راز چھپایا مین نے اور سخن مین پوچھا تھا مجھے طمانچہ کیون مارا مین ابھی
جان دونگی توسن نے گلے سے لگایا کہا بی بی تمھاری ان کو سودا ہوگیا ہے تم شب کو میرے پاس آنا
مین بتلا دونگا تجھکو بھی بتا دونگا یاوبان نے کہا دیکھو صاحب اس مقدمے مین گرفتار نکرو بلکہ اس سے یہ پوچھو کہ تمنے
کیون پوچھا توسن تو اور ہی فکر مین تھا اشارہ کرکے کہا اب تو تم اپنے باغ مین جاؤ شب کو تنہائی مین آنا
کنیزون نے بھی ملکہ کو ہٹا دیا ناہید اسی حال سے آنکھین سرخ گال پر طمانچے کا نشان حیران و پریشان
باغ مین آئی اسد غازی مشتاق تھے کہ شاید کچھ نشان دریافت ہو ناہید نے تمام کیفیت بیان کی کہا
آج شب کو توسن کے پاس جاؤنگی صاحب اس مقدمے مین بڑی احتیاط ہے نام زندانخانہ طلسمی سنکر
ماں و مہ یاوبان بیقرار ہوگئین کبھی اس طرح مجھپر ہاتھ نہ اٹھایا تھا اسد نے کہا ملکہ تم مجھکو جانے دو جب توسن پر
مصیبت پڑے گی خود ہار کے سے آئیگا ناہید نے کہا صاحب آپ کو سودا ہے توسن تک جانا ہی تھوڑی
آج کی شب اور تامل فرمائیے کل پھر آپ کو اختیار ہے جب شام ہوئی ناہید نے اپنے کو مثل عروس شب اول
آراستہ کیا اسد سے رخصت ہوکر بعد خروج و نماز طرف دربار توسن کے چلی یہان توسن نے بوجہ آرزوے
وصل ناہید بارگاہ مین تخلیہ کر رکھا ہے شراب و کباب رو برو ہے تنہا تخت پر بیٹھا ہے پہلو مین ناہید کی تصویر
ناہید آنکھون کے سامنے مل رہی ہے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ناہید مثل ستارہ سحری چمکتی ہوئی لباس
تازہ زیب جسم دلہن بنی ہوئی زیور پھولون کا پہنے ہوے سامنے توسن کے آکر اتری توسن نے گلے
پر ہاتھ رکھ لیا کہا بی بی مشتاق بیٹھا تھا ناہید نے ابا جان کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے بے اختیار
رونے لگی کہا کیون ابا جان ہم آپ کی جان کے دشمن ہین اور مہ یاوبان نے ہمکو غیر سمجھا ہم نے طلسم کشا
کو قتل کیا مین اپنے ہاتھ سے گلا کاٹون گی سر در رو کے جان دونگی اگر آپ کو میری زندگی منظور ہے مفصل
صورت رہائی لاچین و راہ زندانخانہ طلسمی بتلاؤ ورنہ میری زندگی بیکار ہے دشمن کا زندہ رکھنا کیا
ضرور ہے توسن نے کہا بی بی نہ گھبراؤ اطمینان سے بیٹھو شراب پیو کباب کھاؤ تم دشمنی کرو گی تو دد

کون ہوگا ان تمہاری ہیشہ سے بدمزاج ہین اُن کے کہنے کا خیال کرو اے فرزند حقیقت مین یہ مقدمہ
ایسا ہی نازک ہے اگر کہین لاچین رہائی پا جاے پہلے تلاش کرکے مجھکو مارے گا شہنشاہ نیلم و فیروزہ
فیروزہ پوش سیاہ روز مہر پری سب دشمن کامل ہین صراط ہفت رنگ نیرہ ساحری ہے لیکن
وہ بھی گرفتاری لاچین مین شریک ہے اب تو کوہ ہفت رنگ کی سلطنت لی اٹھارہ سو قریات
کا مالک ہے وہی اُسکی فوج ہے اگر افراسیاب بگڑ جاے افراسیاب اُسکا کچھ نکر سکے دیہات سرگدار آتی ہے زمین ان
ہوا گرہ بچاس لاکھ کا لشکر کوئی لیکر نے ایک حملے مین وہ لشکر اور اُس فوج کو پامال کرین یہی خیر خواہ ہین تیغ میدان
لاچین نے دبا ہوا لاکر سات بڑے ملک پر قبضہ کر لیا میری سلطنت افراسیاب کو ناگوار ہے مگر میرا کچھ کر نہین سکتا
یہی اُسکو خوف ہے۔ ہتا ہے کہ ایسا ہو شہنشاہ لاچین کو قید سے چھوڑ دے زمین طلسم ہوشربا تھرا جاے نام
لاچین سنکر افراسیاب کو غش آجاے ناہید نے کہا یہ قصے کہانی تو آپ بیان نہ کیجیے آیا صاحب آپ مجھے
یا انکار کیجیے ابھی مین اپنے کو ہلاک کرون توس نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے فرزند تیری باتون سے
ظاہر ہوتا ہے کہ میری جان کی درپے ہے ناہید نے کہا مین تو عرض کر چکی کہ دشمن کا زندہ رہنا کیا ضرور ہے
یہ کہکر خنجر ہلالی کھینچا ملکہ نے گلے پر رکھنے کا قصد کیا توس نے ہان ہان کہکر ہاتھ تھام لیا پیشانی پر بوسہ
دیا توس کے گلے سے لگا لیا پہلو مین جگہ دی کہا اے نور نظر اپنی موت کا مقام بتلاتا ہون تمہاری
نسبت ذرہ بھر بین کیا نہین گوارا ہے کہ تمکو صدمہ پہنچے اگر کوئی شخص قصد کرے کہ شہنشاہ لاچین کی رہائی کی
صورت ہو اول مجھکو بیہوش کرے زندان طلسمی کی میرے جوڑے مین کنجی ہے اسکو اپنے پاس رکھے جس تخت پر مین
بیٹھا ہون اس تخت کو اٹھا ہی چالیس پہلوان زبردست اس تخت کو جنبش دیتے ہین ایسا زبردست کون ہے کہ اس
تخت کو ہٹاے فرش ہٹا ہے اک تختہ سنگ نصیب ہے وہ سنگ مہرہ نقب ہے پتھر کو وہین نقب ہے دور کرے گی
سوزینہ پختہ آراستہ و پیراستہ ہوگا اسمین اتر جاے جب زینے تمام ہون آخر مین ایک دروازہ ملے گا اسکو کھول کر
باہر جاے ایک صحرا ملیگا ویران سنسان اسکے آگے سامنے مکان سیاہ رنگ کا بنا ہوا ہے اے ناہید
یہی زندان طلسمی ہے پہلو مین اسکے بوزینہ ابلق سوار ساٹھ ہزار ساحرون سے زدوکش ہے وہ کلید میرے
جوڑے کی اسی سے قفل در زندان کھلیگا لے نور نظر اندر اس مکان کے چار قفس لٹکے ہین قفس
شہنشاہ لاچین وبدیع و تصویر و عمرو دیگرون مین قید ہین بیرون زندان خانہ طلسمی متعلق اسی کے حالی
کے کئی سو مکان مختصر آراستہ ہین اسمین بارہ سو شاہزادی و زنجیر و بے جن لوگون نے ساتھ چھوڑ تا الا

کا ترک نہ کیا وہ ان مکانون مین قید مین اگر بھی ہار کر خود نکل کر لاتے مین ان کو رہا کریگا یہ کہکر ٹھنڈی سانس
کھینچی کیا ہی نور نظر مین نے اپنے موت کا میلہ تجلادیا دیکھو دل دھڑکنے لگا یہ کہکر چاہا گریبان ہاتھ ڈالون ناہید نے
سمجھا لیا سوچی کہ اس سے بہتر کوئی وقت نہ ملے گا یہ بیحیا بے شرم ہر مرتبہ دست اندازی کرنے کا قصد کرتا ہے
ناہید کہتی ہے ای والہ نامدار ذرا ہوش مین آیئے ایک جام شراب تو پی لیجیے توسن خوش ہوا دل مین
کہتا ہے کہ یہ مجھسے راضی ہے عالمان مذہب سامری حکم دے چکے اب خوف کیا ہے لیکن ناہید نے شراب
پلانا شروع کی جام پر جام دیے یہی ہے اسقدر شراب پلائی کہ توسن بہوت ہوا بقول شخصے توسن پر
مین چڑھا بدلگامی کرنے کا قصد کیا لپٹ پڑا ون ناہید نے کہا والہ نامدار آپ بدلگام ہوے ہم مفت مین
بدنام ہوے یہ تو بتلایے کہ اکیہ جو طلسم کشا سے چھینا وہ کیا کیا توسن کے منہ سے نکل گیا پشت پر تخت
کے جو صندوق ہے اسمین بند کر دیا ہے ناہید نے اور ایک جام دیا ابکی تو گھبرا کے توسن اٹھ کھڑا ہوا نشہ تو خوب
ہو چکا تھا ناہید نے چپکے چپکے بھر کیا توسن گر کر بیہوش ہوا ناہید نے اور بھی بیہوشی کی دوا پلا کر پڑھا
صندوق کھول کر لوح نکالی پر پرواز پیدا کر کے طرف باغ کے چلے بیان اسد نامدار کا جو باغ مین بے بس و بیزار اتنا
زار ہے مین ملکہ ناہید نے ہماری بات کا اعتبار نہین کیا ہم بوقت سحر نہ رہا مینگے کل تخت توسن آ نکلے
جاتے تھے ملکہ سے ملاقات آخری ہو جاتی یہ تو ہمین یقین ہے کہ دربار توسن سے وہ جانا نہ بھا اٹھا سکین
گی لیکن ملاقات بھی ہونی ضرور تھی ہماری جانب سے یہ پیغام ملکہ عالم کو پہنچا دینا اور یہ اشعار نواب محمد علی
خان عرف چھبے صاحب تخلص میر خلف نواب اعتقاد الدولہ رئیس ہانوتیہ شاگرد رشید منشی مظفر علی
اسیر زبانی ہمارے پڑھکر سنانا

نظم

جو ہاتھ آجاتا پیراہن کسیکا
ارادہ ہے سوے گلشن کسی کا
پس مردن نہ کرنی تھی عداوت
بلا سے جل گیا خرمن کسی کا
صبا لادے چمن سے نکہت گل
بجھا دے گا اسی دامن کسی کا

کفن ہوتا پس مردن کسی کا
گلون کی جیب مین خوشبوے گلستان
بگاڑا کیون صبا مدفن کسی کا
نہ دوڑا اتنا سمند ناز اے ترک
پھٹے گا آج پیراہن کسی کا
نکالا کو ہے تیر جو دیکھا

منظار ہے بلبل دل کو مبارک
تو یاد آتا ہے پیراہن کسی کا
چمکنے سے تجھے اے برق مطلب
سیان راہ ہے مدفن ہے کسیکا
چراغ زندگی کا کیا بھروسہ
پس پردہ چراغ روشن کسی کا

یہ اشعار اسد نامدار نے اس حسرت سے پڑھے اور یہ فرمایا کہ ہم خوب جانتے ہین کہ یہی اشعار ہماری

زندگی مین باقی ہے ہم کل نذر گین ہنگے با تیغ برہنہ بوقت نبرد سار توسن مین ہون گے یہ ذکر تھا کہ ماہ
مثل ستارہ سحری ناہید پیدا ہوئی جو اس گھبرائی ہوئی دوپٹہ ڈھلکا ہوا آتی ہے اسد کو سلام کیا شہریار بولے
مین نے توسن کو بیہوش کیا سب حال صورت رہائی لاچین دریافت کیا کسی طرح نہ بتلاتا تھا بڑی
مشکل سے بتایا یہ ابھی حاضر ہے اسد کا خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا آکہ بازو پر باندھا تخت پر سوار کر کے اسد
کو لے اڑی راہ مین سب نے نشیب و فراز سمجھاتی جاتی ہے کہتی ہے اے شہریار مین نے تو اپنا کام کیا اب
آپ کی جرات و قوت کا امتحان ہے تخت آہنی اسقدر بھاری ہے چالیس پہلوان مل کر جسکو جنبش دیتے مین لیکن
یہ بھی عرض کرتی ہون کہ جسقدر توسن نے بیان کیا اسکو دل مین قبول کرتی کچھ اپنے چھپایا اسد نے کہا
ملک خضر راہ پروردگار ہے کرو غدار تو باطل پکارا ہے مین یہانتک پہونچنے کی کب امید تھی پروردگار نے بہری
کی یہانتک پہونچا اسی بے نیاز نے تمکو مہربان کر دیا آکر بارگاہ مین یہ باتین کرتے ہوے پہونچے دیکھا توسن
بیہوش پڑا ہے ناہید مثل بید کانپ رہی ہے اسد نے بسم اللہ کہکر تخت آہنی کو اٹھایا ناہید نے
فرش ہٹایا تختہ سنگ کو اٹھا کر اسد نے پھینک دیا نقب تیرہ و تار ناہید نے فتیلہ سحر روشن کیا زینے
سے اترتے ہوے چلے ایک مقام پر دیکھا کوچہ سا معلوم ہوتا ہے اسد نے جھانک کر دیکھا ایک دیو بیٹھا
شراب خواری کر رہا ہے اسد کی پرچھائین دیکھ کر آواز دی اے کون اسد نامدار نام اسد غازی کہکر کودا
ناہید سحر کر کے بلند ہوئی دیو نے واشتا دا اسد نامدار کو لگائی اس سردار نے وار پر ہاتھ ڈال دیا دیو
پست پڑا اسد نے اکھڑ کر مارا دھم دھم سے تیغے کا لگا گرا توسن نے یہ حال نہ کہا تھا اس خیال سے کہ اگر
کوئی جا نہ ڈالا جائیگا اگر دس ہزار ہون گے تو دیو جیسا پچھاڑ کر پھینک دیگا غرض توسن کا نوکر ہے جب دیو گرا اسد
جست کر کے چھاتی پر آ بیٹھا کسا شناخت مین پروردگار کے کیا کہتا ہے دیو نے ایک چیخ ماری آواز دی اے ملکہ ہلال سحر طراز
طلسم کشا آ پہونچا اسد نے اتنے عرصہ مین سر کے نیچے ہاتھ ڈالکر سر دیو کا کھینچ کر پھینک دیا ادھر تو دیو مرا
دیوار اس مکان کی شق ہوئی اک ساحرہ مہیب نکلی لاشہ دیو کا دیکھ کر اک چیخ ماری اے میرے معشوق کو اے ظالم تو نے
مارا اسد تیغہ پکڑ کر اس ساحرہ پر جا پڑا آکہ بازو پر بندھا تھا اس نے سحر کیا سحر باطل ہوا اسد نے تیغہ مارا ہلال
سحر طراز کا سر زخمی ہوا اس نے اپنے کو زمین پر گرا دیا تڑپ کر الگ ہوے سر کا خون چلو مین لیا آواز دی کیا
باعث ہے کہ سحر اس جوان پر اثر نہین کرتا میرے آواز دی بازو پر آکہ ہے اسکو جدا کر تب سحر تاثیر
کرے گا یہ سنکر جادوگر نے کے پاس آ ساحری کہکر زمین پر دو تھپڑ مارا اک برق چمکی بازو سے اسد کے آکہ ٹوٹ گیا

گر نگاہ سے اشارہ کیا اسد کے ہاتھ سے چھوٹ گیا وہی نیزہ اچھال کر بلال سحر طراز دوڑی پھرتی ہوئی لا رہے
طلسم کشا کو بیابان تک لے گئے پہونچایا اسد تو بیکار رہے اک آگ پڑا ہوا نزن زمین نے تمام لہو بہ ہوئے
جسم سے آئینہ بارش رنگین جسم کی مارن سیاہ شگفیں نہ بیان جائیں لگین بلال نے پیچھے دوڑی ناہید
زور نہان ہے یہ معرکہ دیکھا کلیجہ پھٹ گیا سوچی بڑا غضب ہوا ان نتونکا توسن نے وار کیا تھا ابھی بیا نے جلد مین
مال کہہ دیا جاتا تھا راہ مین انہین زن جادو نے پھینکین ہین اگر طلسم کشا قتل ہوتا ہے تو لے ناہید
تو زندہ بچ کر کہان جائیگی توسن ڈھونڈھ کر ماریگا یہ سوچ کر خنجر کمر سے نکالا اور اپنا ڈال کرنے کو خوب
تیز کیا مثل برق کڑک آسمان سے نعرہ کیا او ملعونہ خبردار کیا کرتی ہو نمر ملکہ ناہید تمین اس زد سے
گری بلال کی پلک جھپکی پیچھے کے نیچے آیا۔ بلال سحر طراز کے دو ٹکڑے دوڑ کر ناہید نے کہا اے شہریار
توسن نے بڑا دھوکا دیا راہ مین خدا خیر کرے ابھی راستہ دور دراز ہے اس حفاظت پر اکو نازبے آگے
بڑھے تھے دروازہ اس مکان کا کھولا دیکھا اس مکان آگے اور مکان ہے ایک جادوگر بیٹھا شراب
پی رہا ہے ناہید آگے بڑھی اسد کو پشت پر لیا جیسے ہی اس جادوگر نے ناہید کو آتے دیکھا للکارا کہ
مہر جادو کیون او ناہید بلال سحر طراز کے ساتھ کیا کیا وہ تجھکو نہ کھا گیا ناہید نے گولا مارا اس نے جام شراب
پھینکا گولا پھٹا اسی گولے سے برق چمکی زنجیر طلائی گلے مین ناہید کے پڑ گئی ناہید زمین پر گری مہر جادو
چمک کر اٹھا چاہا سر کاٹ لون کہ پہلو سے نعرہ شیر کی آواز آئی او بے حیا خبردار نمر شہسوار عرصہ گیتی غازی
اسد بن کرب غازی مہر جادو کا ملک الموت سر پر پہونچ چکا تھا مہر نے ترسول مارا اسد نے تیغ
برق تاب ترسول کو قلم کیا خبردار کہکر ہاتھ مارا مہر زانو تک زمین مین سر کو بڑھا دیا کہ دیکھون او جوان تیری تلوار
مین کتنا کاٹ ہو مہر جادو دو ٹکڑے ہو جاتا تھا تلوار بھی کام نہ کر گئی یہان بازو پر ایک بندھا تھا تک کے تیغ
لگا مہر کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام مین مہر جادو بود ناہید ہوش سے چھوٹی جھپٹ کر اسد
کی کمر مین کمند ڈالا گھبرا کے اڑی کئی مکان طے کرکے اک قصر ویران مین اتری اب نشان ٹھیک پایا
کہ بعد اس قصر ویران کے انجام کے دروازہ دیکھا ناہید نے بڑھ کر دروازہ کھولا حقیقت مین صحرائے
ویران سنسان دور سے اک مکان سیاہ معلوم ہوتا ہو ناہید نے کہا حضور وہ سامنے زندان خانہ طلسمی ہے
جلد اسکو پہونچا ہے صبح ہو چکی آفتاب ظاہر ہوا چاہتا ہے اسد غازی مردانہ وار خون کی چھینٹین جسم پر
پڑی ہوئی عقب مین ناہید بدحواس دوڑی آتی ہے جب قریب دروازہ زندان خانہ طلسمی پہونچی دیکھا

پھاٹک آہنی قفل برابر ان قصر کے لگا ہے گرد اس مکان کلان کے چھوٹے چھوٹے قصر ہیں انہیں میں بہت سے
قیدی بال بڑھے ہوئے داڑھیاں دراز کھڑکیوں سے منہ نکالے دیکھ رہے ہیں اسد کو دیکھکر پکارنے لگے
اے طلسم کشا خدا نے تجھکو یہان تک پہونچایا شب کو خواب میں بزرگان دین نے تسکین دی تھی کہ نہ گھبراؤ
میعاد قید تمہاری پوری ہوئی صبح کو آکر طلسم کشا رہا کریگا اب غلاموں کے ہاتھ پاؤں میں طاقت باقی
نہیں ہے اسد نے جواب دیا مت گھبراؤ پہلے تمہارے آقا کو رہا کرون تم تک بھی آتا ہوں عنایات سے خدا
کے کوئی باقی نہ رہیگا وقت رہائی آگیا اسد نے قفل کھولا یہان وہ وقت ہے کہ لاچین جو تاج بیدار ہوا خوش
ہے کہ رہا ہو اے شہنشاہ اوج عیاری ابھی میں نے خواب میں دیکھا کہ اک جوان آفتاب تمثال آیا اس کے
شعلۂ جمال سے یہ قصر سیاہ روشن ہو گیا وہ تمکو رہا کر رہا ہے عمرو نے کہا یہ سراپا اسد نامدار کا بیان کیا تو
بیچارہ یہان تک کیونکر پہونچے گا بدیع و تصویر نے کہا ہمنے بھی یہی خواب دیکھا یکایک دروازہ کھلا آہنین
اور عمرو نے دیکھا آفتاب عالمتاب آسمان جرأت ماہ برج جلالت صاحب جاہ و وقار اسد نامدار روئے
خون میں نہایا ہوا اندر قید خانے کے آیا ایک نازنین جادوگرنی فتیلہ سحر روشن کئے ہوئے ساتھ ہمراہ
ہے جیسے ہی عمرو نے اسد کو دیکھا آواز دی ملے نور نظر تمہارے اوپر جان بدیع الزمان گرفتار شکنجہ
ہمارے تمہاری ملکہ تصویر قفس ہائے آہنی میں قید ہیں سامنے قفس میں لاچین جادو بادشاہ سابق طلسم ہے
یہ حقیر بھی ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے بیٹھا ہے اسد نے ناہید سے اشارہ کیا کھینچکر صندلی رکھی اسد نامدار
صندلی پر چڑھا پہلے قفس خواجہ کا اوتار الاچین بہ نگاہ حسرت اسد کی صورت دیکھ رہا تھا عمرو کا قفس
ناہید کو دیا بعد قفس بدیع الزمان اترے بدیع نے کہا اے نور نظر مروت شرط ہے یہ بادشاہ عالیجاہ
بائیس سال سے قید میں ایسا نہو پھڑک کے دم نکل جائے اسے پہلے سب سے رہا کرو بیچارہ پیر زمین گیر
صاحب اعتقاد و مطیع اسلام ہو چکا ہے اسد نے قفس لاچین اتارا خواجہ کو ناہید نے قفس سے نکالا
ہتھکڑیاں بیڑیاں کاٹین خواجہ باہر آتے ہی زندان طلسمی میں دوڑنے لگے جس مکان میں مال
اسباب پایا جال مار کر کھینچ لیا جب اسد نے زبان سے لاچین کے سوزن نکالا آہ کر کے بیہوش
ہو گیا بدیع و تصویر کی جو ہتھکڑیاں بیڑیاں کاٹنے لگے خاردار لوہے کے زخم پڑ گئے تھے ملکہ تصویر نے دوڑ کے
کی بدیع الزمان بیقرار ہو کر دوڑ پڑے اسقدر نحیف و ضعیف ہیں کہ قدم اٹھانا دشوار بدیع نے سر تصویر
زانو پر رکھ لیا لاچین کو جو ہوش آیا کہا اے ناہید بیرون زندان خانہ طلسمی لوح زینۂ طلسم سوار نگہبان ہو جسے

ہوش و حواس درست ہیں میں رفقا میرے مکان ہاے مختصر میں قید ہیں یہ سنو بوزینہ آ پڑے سے
ناہید نے کہا طلسم کشا کا اقبال ہے کہ وہ رات سحر واسطے شکار کے چلا گیا اگر موجود ہوتا قفل نہ کھولنے دیتا
لاچین نے کہا انصاف شرط ہے بائیس برس گذرے سب سحر تمھارے سن لگ گئے کوئی تحفہ طلسمی پاس نہ تھا
کلام کرنا دشوار ہے سحر و ساحری تو بڑی چیز ہے یہی دل میں خوف آیا کہ ایسا نہ ہو بوزینہ آ گھیرے میں ایک
ہفتے کے واسطے خدمت سے جدا ہو جاؤنگا سحر تیار کر کے آؤنگا جابجا میرے رفیق و شفیق بھی قید ہیں انکو
بھی چھوڑاؤں واسطے طلسم کشا کے بارگاہ وغیرہ کی تدبیر کروں خواجہ نے کہا ای لاچین ابھی آل گرو
ساتھ والے تمھارے رہا ہوں تب کہیں جانیکا ارادہ کرنا لاچین یہ سنتے ہی باہر نکلا وہ سب قیدی
غل مچا رہے ہیں ای شہنشاہ خدا نے یہ دن دکھایا طلسم کشا کا قدم آیا عمر اسی قید خانے میں گذری بائیس
برس کی جفا اٹھائی شکر ہے نہایت قدم کرے محبت رہ نوردگان زمین نے عالم میں خراب دولت حقیقی بخشی
اسوقت لاچین با کمر میں خم تھا صاف ظاہر ہے کہ جوان ہو گیا ہے چہرے پر بحالی گالوں لالی دوڑتا
پھرتا ہے اپنے رفیقوں کو خوشی خوشی رہا کر رہا ہے یا تو سب مبتلاے مجلس حسرت و یاس تھے امید
رہائی نہ تھی خدا نے دقائق فرما یہ سامان دکھایا مکانوں سے آہنگر بھی نکلے ہتھکڑیاں بیڑیاں کاٹ رہے
ہیں خواجہ ان سبکو اٹھا کر زنبیل میں رکھ لیتے ہیں لاچین سے فرماتے ہیں اس قید خانے کے متعلق خزانہ
بھی تھا ناہید نے کہا فلاں قصر جواہرات سے مملو ہے خواجہ نے کہا ای نور نظر چل کر دیکھو وہاں تو خاک
اڑ رہی ہے اسد نے پلٹ کر دیکھا کہا نانا جان ذرا غازیوں کا بھی خیال رکھا کیجیے عمرو نے کہا اے
لاچین یہ دیوانہ بڑا بھید رہے سب صندوق خالی پڑے ہیں ناہید سے لیکر خزانہ نکلوا لیا ہوگا انکو اپنے
غازیوں کا بڑا خیال ہے وہ سب مقان پر بندھے ہیں پھر پھر کے دیکھے میں بارہ ہزار قیدی رہا ہوے یہ سب
لازمان قدیم شہنشاہ لاچین تھے پھر تھے ہی خدمت اسد میں حاضر ہوے ناہید کہتی ہے یہاں سے
جلد نکل چلیے اب صبح ہوئی تو میں بیدار ہوگا یہ بھی خدا کی قدرت تھی کہ بوزینہ بہانے شکار گیا ہوا ہے
ورنہ اسی مقام پر لڑائی پڑتی خدا نکلے خیر سے بچاے جلد نکل چلو لاچین نے کہا اے ناہید میں بالفعل
تکا ہوں تم طلسم کشا اور اس فوج کو ساتھ لیکر چلو میں بھی جاتا ہوں کہ جدا ہوتا میرا سحر سینے پر کرو
پناہ تیار کر لاؤں ایک مدت لے قید میں گزری افراسیاب نے دعوت کی کوئی تحفہ پاس نہ چھوڑا
بجنبیل تمام ناہید کو تخت پر سوار کیا اسد سپہ سالاری دی بارہ ہزار جوانان قیدی ہمراہ ان کے پاپیادہ

ہمراہ ہوئے نقارہ پر چوب پڑی مقام زندان خانہ کو چھوڑا کوچ کرکے چلے ناہید گتی ہوا پر پرواز پیدا
کروا کر اس سرحد سے نکل چلو یہ لوگ تو اسطرح جاتے ہیں لاکو ناہید جلدی کرتی ہے لیکن ساتھ والے
بھی مجبور و ناچار ہیں اپنا سحر یاد کرتے ہیں مگر یاد نہیں آتا لاچین پر پرواز پیدا کرکے چلا گیا یہ کہکر گیا کہ جابجا
جو میرے ساتھ والے قید ہیں انکو رہا کروں گا نخل سحر کو تازہ کروں سامان سلطنت آراستہ کرکے آؤں گا
لیکن بوقت سحر ملکہ بادبان جادو محل میں پہنچے گھبرائی ناظر سے کہا جا کر دیکھو شب کو شہنشاہ محل میں نہیں
نہیں آئے کیا باعث ہوا انکو دربار میں دیکھا کچھ سامان لشکر کشی میں کوئی ہین ضرور دربارگاہ پر جا دیکھا سب سردار دولت
پر جمع ہیں پھاٹک نور سے بند ہے سردار آوازیں دے رہے ہیں کہتے ہیں آج شہنشاہ صبح کا دربار نہ کریں گے ناظر نے
جا کر بادبان سے کہا کہ آج نئی طرح کی بات ہے شہنشاہ دروازہ بند کرکے بیٹھے ہیں سردار پکارتے ہیں
جواب نہیں دیتے بادبان یہ کہکر اٹھی کہ سامری جمشید خیر کریں بلند ہوئی بارگاہ پر آ کر بقوت ای سحر کرکے
قصر میں اتری دیکھا شہنشاہ دونوں طرف پڑے ہیں پی بیہوشی کی دماغ پر تخت ایک جانب پڑا ہے فرش پھٹا ہوا
مہرہ نقب کا کھلا ہوا بادبان نے دیکھا یہ کیا ماجرا ہے کشتی انتظام میں طوفان آیا اسی جوش میں توسن
کی پشت پر ایک دو تھپڑ مارا کہا ای شہنشاہ اٹھیے پی بیہوشی کی اتاری جب دو چار چھینٹے پانی کے دیے توسن
آنکھیں ملتا ہوا اٹھا پکارتا ہوا ای ناہید میرے گلے میں ہاتھ ڈال دے تمام سردار اندر آئے دیکھا شہنشاہ
ناہید ناہید کر رہے ہیں بادبان نے بال کھول دیے کہا دیکھو صاحب بیٹی کو ڈھونڈھتا ہے اس کی
نیت نے اسکو خراب کیا قریب آ کر کہا اے ناہید کہاں ہے او بدبخت لعنت سرنگوں پڑا ہے مہرہ نقب کا
کسنے کھولا اب توسن کو ہوش آیا کہا صاحب ناہید نے آ کر مجھکو اسقدر شراب پلائی کہ میں بیہوش ہو گیا
سب قیدخانے کا حال مجھسے پوچھا بادبان نے کہا او بے حیا تیری نیت پر لعنت ہے بیٹی پر نگاہ ڈالی زن
پوری ہوئی ہم تو روز اول ہی سمجھے تھے جب اسنے ہمسے پوچھا تھا ہمنے نہ بتلایا بلکہ سزا دی تو بیٹی کو لیکر اٹھا
لایا جیسا ارادہ کیا ویسا مزا پایا صاف ظاہر ہے کہ زندان خانہ توڑا لاچین چھوٹا توسن نے ساحروں کو
بھیجا جہنم رسا گئے چشم زدن میں واپس آئے دیکھا جابجا جادوگر مرے پڑے ہیں دروازے سب کھلے
ہوئے زندان خانہ سنسان خاک اڑ رہی ہے ہوش اڑانے ہوئے آئے عرض کی حضور بی ناہید نے جا کر زندانیوں کو کھا
دیو قتل ہوا قفل قید خانے کا ٹوٹا پڑا ہے تمام مکانات خالی پڑے ہیں خبر پائی طلسم کشا کوچ کرکے نکل گیا توسن
نے کہا کہاں جائیں گے اسیوقت اسنے نامہ اباپان دربند کو لکھے ساحروں کو روانہ کیا ہر ایک نامہ میں

ہی تاکید بھی طلسم کشا لاچین کو لیکر جاتا ہے جلد اپنے مقام سے کوچ کرو راہ مین کوہ دولت بھی آتے ہین
بعد نامہ روانہ کرنے کے لشکر کی تیاری کا حکم دیا کہ شترہ لاکھ فوج ساحران وغیرہ ساحران تیار کی بادبان
کو تخت پر سوار کیا توسن مرکب صبا رفتار پر سوار ہوا اس کروفر سے فوج دریا موج لیکر جستجوے اسد
غازی چلا اسد نامدار بارہ ہزار قیدیون کو ساتھ لیے ہوے جاتے ہین پانچ کوس بھی طے کیا تھا کہ صحراے
گردا گرد دیکھا سب نے بوزینہ ابلق سوار ساٹھ ہزار ساحران نمدار کو ساتھ لیے ہوے شکارگاہ سے پلٹا
شکارگاہ مین اسکو ساحرون نے خبر دی تھی کہ آپ تو یہان چلے آئے طلسم کشا نے لاچین کو قید
سے چھوڑا لیا ہے اب کوئی دم مین یہ تردد ہے کہ طلسم کشا تو مارا گیا یہ طلسم کشا کہان سے آیا توسن نے بھی بادبان
یہی کہا ارے طلسم کشا آگیا اسکا تو سر مین نے خدمت مین افراسیاب کے روانہ کر دیا ناہید نے
جا کر لاچین کو رہا کیا مجھکو یہ بھی خبر ملی کہ باغ ناہید کا خالی پڑا ہے سب کنیزین بھی نکل گئین جب توسن نے
یہ کہا کہ مین طلسم کشا کو قتل کر چکا اب طلسم کشا کہان بادبان نے کہا او رمورکھ بیوقوف یہ اس فتنہ انگیز
کا چرتر تھا عاشق ہوکر طلسم کشا کو لیگئی تیرا دیا بھاگی اور کوئی اسنے بصورت طلسم کشا بنا کر سر روانہ کر دیا
تو اس سرے اب تک آگاہ نہوا افسر بنکر بیٹھا سراسر حماقت ہے بقول شخصے تریا چرتر جانے نا کوئی خصم مار کے
ستی ہوئے اس فتنہ انگیز نے تجھ ایسے گرگ باران دیدہ کو دھوکا دیا نام تیرا توسن ہے مگر تجھے نہین
کی مور توسن نو سعد رشرمندہ ہو کر کسی سے آنکھ نہین چار کرتا لشکر لیے ہوے جاتا ہے جب ان ملکہ ناہید نے
دیکھا کہ بوزینہ ابلق سوار شکارگاہ سے چلا دیکھا ناہید تخت پر سوار چلی آتی ہین سب قیدی بھی ہمراہ
مین ایک جوان ماہ طلعت بعہدہ سپہ سالاری دیکھتے ہی بوزینہ نے آواز دی ان سب گنہگارون کو گرفتار
کرلو خود بھی آگے سے کود پڑا جھپٹ کر گولا مارا ناہید نے گولا کاٹا اسد نعرہ کر کے لشکر بوزینہ پر جا پڑا تلوار
کھینچنے لگا بڑے ساحرون کے درہم وبرہم سحر تو لبیب اسکے تاثیر نہین کرتا بس خنجر کو ہاتھ لگایا
اسکے دو ٹکڑے ہوے جب کسی نے سحر کیا اسد کا آگے شعلہ تھا وہ سحری پکا وہ سحر پلٹ کر اسی پر پڑا
کیکا سر پھٹ گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹا ناہید بھی جھپٹ کر کرکی کمان سے بجلی نکال کر پھینک ماری زمین تڑپ تڑپ
کر گرنے لگین بجلی سو ساحران کے سر ٹوٹے اس برق جہندہ نے خرمن حیات ساحران کو جلایا ہزارون
کو خاک مین ملایا ہمراہیان اسد جو بیچارے ابھی رہا ہوے سحر فراموش حیرت عبرت کا جوش میران مضطر
جیدادی کی تلوارین کھینچکر ساحرون پر جا پڑے پہلے ہی حملے مین ہزار دو ہزار کو قتل کیا جب

جب ساحر سنبھلے ان کے سحر نے پامال کیا ناہید ہمیشہ سحر کر رہی ہے پلٹ پلٹ کے باران سحر برساتی ہر
ان بیچارون کو بھی بچاتی ہے اسد نامدار نے دریای خون بہا دیا شیر کے سامنے روباہ نہین آتی بھاگتے
پھرتی ہین جب اسد نے للکارا یا خوف سے منہ کے بھل گرنے ہین سحر جو اسد پر تاثیر نہین کرتا سامری و
جمشید کو برا کہرہے ہین مفت قتل ہورہے ہین اسد نامدار کا بڑھے ہین کب ہار آگیا اسد غازی تیغ لیے
جنگ کرتا ہی بوزنیہ صفون مین اچکتا ہو دوڑے اسنے دیکھا کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین ہوتا بلوہ کرنے
ساحرون نے مرکب کو مارا اب پیدل اسیطرح جنگ کر رہا ہر صد ہا گولے ترنج نارنج پڑ رہے ہین جب
اسد بڑھتا ہی سحر الٹے پلٹتے ہین ساحرون کے گلے کٹتے ہین ناہید بھی سحر سے زمین ہلا دی پورے
سحر کر رہی بجلی پھینک ماری کہ برق چمکی کبھی مرتین کا الا مار دیا موتی ٹوٹے آبرودار ساحر مارے گئے
بوزنیہ اچکتا ہوا سامنے ناہید کے پہونچا دوچار سحر ناہید و بوزنیہ کے چلے سحر آفرین سر ناہید زخمی
ہوا ہر چند زخم دار ہو لی اسپر بھی جانبازی کر رہی ہر اب بوزنیہ طرف اسد کے متوجہ ہوا چیخ مار کر آواز دی
اے سامری ابھو ہمارے ہوش اڑتے ہین لیے طائر سامری ہمکو خبر دے کہ کیا باعث ہر اس جوان پر
سحر تاثیر نہین کرتا دیکھا سب نے اک طائر اڑتا ہوا قریب بوزنیہ آیا آواز دی اے اسکے بازو پر اک بندھا
ہوا ہی اسوجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا چلے اُکے کا انتظام کر غالب آئیگا ورنہ اس شیر دلیر کے ہاتھ سے مارا
جائیگا بوزنیہ نعرہ مار کر ہنسا طائر سے متوجہ ہو کر کہا اے طائر سامری طائر کڑک کر طرف اسد کے
چلا نغمہ سرائی کرتا ہوا قریب سر اسد آیا ناہید نے جو دور سے دیکھا کہ طائر سحر قریب سر اسد غازی چرخ
مار رہا ہی بیقرار ہو کے جھپٹی اس عرصہ مین طائر کڑک کے بازو پر اسد کے گرا منقار ماری بیچے مین سے
کو لیا بلند ہونے لگا ناہید نے ایک سوتی کا دانہ مارا طائر کے سینہ پر پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا طائر نے
آہ کا نعرہ کیا زمین پر گر کے قتل گیا ناہید نے چاہا جھپٹ کر اُکا اٹھا لون بوزنیہ نے سحر کیا ناہید لڑکھڑا
کر گھٹنے زمین پر ٹیک دیے اسد غازی نے چاہا مین اُکا لون بوزنیہ نے دو سرا سحر کیا اسد غازی بھی
زمین پر گرا اسوقت ساحرون کا بلوہ ہوا کنیزان ناہید نے اسوقت بڑی جانبازی کی ہزارون کو دیکھتے
فوج بوزنیہ سے بچا آن دیکر لڑین چند کنیزین گرد ناہید آگئین مند نے ہر ایک اسد سینہ سپر کیا خبر اسپر ساحر گھسا
مقام پر مارا گیا کئی سر کنیزان ناہید قتل ہوئین بوزنیہ نے دیکھا کنیزان ناہید بچا نہین چھوڑ نہین اُکے
پر کسیکا قبضہ نہین ہوتا طلسم کشا پر بھی زوال نہین آنے دیتین ناہید بچا رہی ہین آواز دی ارے

تم سب کو بھی یہ ہدایت ہوئی کہ میرے گنہگار کو بچاتی ہو ہٹ جاؤ ورنہ ایک کو زندہ چھوڑوں گا یہ کہہ کر
کر اما ارادہ کو لا چھپا آمین سے دھواں نکلا اس دھویں کی تاثیر سے کنیزیں تہ و بالا ہو گئیں منہ کے بل زمین
پر گریں اب بوزنیہ بے اطمینان تمام برائے قتل اسد عالی وقار بڑھتا ہوا چلا اسوقت ناہید کا بلبلا کر
کانپنا ناہید پکار اٹھی اے مالک بے نیاز اے خالق کارساز میں نے تیرا مذہب جدید اختیار کیا اور مسلمان
قتل ہوا ہی بلکہ جو ناہید نے دعا کی غیبی چھپا رہے سنے ساحر پہنچتے ہی آفت میں پھنسے وہ بہت بیقراری
سے دعا کر رہے ہیں بوزنیہ چاہتا ہے کہ قریب اسد پہنچوں اگر اٹھا لوں اسے کو قتل کروں کہ پہلو سے
آواز آئی اے خیر خواہ دولت کیا کہتا سلطنت قوس حصار تجھکو دونگا قوس بہت نالائق بے انتظام
قیدخانہ سحر کا بیٹی نے اسکی بغاوت کی اسی وجہ سے تجھے سلطنت تجھکو دی اب قوس پر سواری کا گھمنڈ
دیا ناخار رہ وار گھر میں دیا بر لگامی سحر نے پاؤں بڑا افسوس ہے بوزنیہ نے جو پلٹ کر دیکھا باغ باغ ہو گیا
شہنشاہ طلسم ہوش ربا افراسیاب جادو کج سر پر تیغ کھینچا ہوا ہاتھ میں معلوم ہوتا ہے ابھی آسمان سے اتر کر
آیا ہے پسینہ پیشانی کا پونچھ رہا ہے بوزنیہ نے جھک کر سلام کیا افراسیاب نے کہا اے اسی تلوار سے سر کاٹ
لے بادولت کو تاب نہ آئی باغ سیب میں بیٹھے بیٹھے یہ کیفیت دیکھی تھی تیرے ہم بھی بچی بوزنیہ معذور
خداوند کہتا ہوا قریب آیا کہا حضور نے کیوں تکلیف فرمائی غلام نے اک بازو سے جدا کر دیا ناہید کو بیکار
کیا طلسم کشا پر از تپ سا ہوا زمین میں تھا کنیزوں کو اندھا کیا میں گرمی جنگ میں دیکھ بھال کر یہ سحر کیا
افراسیاب نے کہا تو نے سب کچھ کیا لاچین کہا حضور وہ تو بھاگ کر نکل گیا ہے یقین رہا کر کہ گیا ہو گا
اسکو بھی تلاش کر کے لاؤنگا حضور کی عنایت سے کار سلطنت قوس حصار خوب انجام ہو گا حضور کا طلسم
میں نام ہو گا افراسیاب نے کہا وہ لاچین آپ بچا بڑھ کر حملہ کر لا دے بوزنیہ اپنا تیغہ برق تاب تو کھینچا
ہوا ہاتھ میں موجود تھا گر گاہ پر ہاتھ مارا بوزنیہ ابلق سوار کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا میرا نام بوزنیہ
بو دوسی اندھیرے میں نعرہ عمرو کی آواز آئی نعرہ عمرو کر کے ان تاجداران عالم سراپا دانش و عقل مجسم
جلوہ دین زیر کش آیا رسی جو بجان سر بنہ ... خنجر گذاری ... پر کشو بلا ہی جان کھا سا عمرو تاشقہ عیار آگیا
بوزنیہ کا مرنا ناہید اٹھی اگر اٹھا کر اندر پر اسد کے باندھا کنیزوں نے آنکھیں کھولیں لشکر بوزنیہ پر جا پہنچی
ناہید نے بلند ہو کر آواز دی کیوں تھے ہو قدموں کو طلسم کشا کے بوسہ دو وقت ہے فتح طلسم ہوش ربا آگیا
شہنشاہ صاحبقراں نے رہائی پائی اب کوئی زندہ رہیگا تمام ساحروں نے الامان کی آواز دی مطیع اسلام

بڑے ماکام ہیں ہید نے دیکھا بارہ ہزار ساحر راز دار شریک ہوئے ناہید عمرو سے لپٹ گئی کہا قبلہ و کعبہ نے
بڑا کام کیا یہ بڑا ساحر زبردست تھا خدا کی قدرت سے مارا گیا توسن نے اسکو نگہبان قرار دیا تھا کیا خوب
سبب پیدا ہوا اگرچہ لشکر کو نہ جانا ہماری دشوار تھی لیکن اب جلدی کیجیے یہاں کی سرحد سے نکل چلیے اسد نے
حکم دیا شب کو اس مقام پر اتریں دو ہزار بانیگان خدا زخمی ہیں انکی زخم دوزی کرنا واجب و لازم ہے عمرو نے
بھی مجبور و ناچار ہو کر حکم دیا بوزینہ جو اپنے ساتھ بارگاہ لایا تھا وہی بارگاہ استادہ ہوئی اسد نامدار مع ملکہ ماہ
و خواجہ بخت ظفر داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے ملازمان بوزینہ نے سامان عیش و نشاط مہیا کیا اسد
غازی تو مصروف عیش و نشاط ہوئے دو کلمہ داستان افراسیاب خانہ خراب بیان ہوتے ہیں کہ باغ
سیب میں بیٹھا ہوا حاکمان دربند کو نامے روانہ کر رہا ہے منتظر ہے کہ بڑے زور و شور سے لشکر کشی کریں سب
عالم جمع ہو جائیں شتر سوار و ساحران غدار فرمان افراسیاب لیکر روانہ ہوئے افراسیاب منتظر بیٹھا ہے
لشکر یہ حق حکم ملکہ طلسم کشا شکارگاہ میں آوارہ ہوا صرصر نے خبر سوختگی پہنچائی ہو کر صندلان صندلی
پوش دیوہا بیٹیا و اہل لشکر ہوا افراسیاب خوشیاں کرنے لگا کہا ای صرصر اسد اس سرحد میں غائب ہوا سا
دربند گرفتار کر کے مار ڈالیں اب طلسم کشا زندہ نہ بچیگا صرصر نے کہا حضور لشکر میں لازم ہے قیامت پا ہو
گیا جستجو کرتے پھرتے ہیں قران بھی گم ہو گئیں بے سردار بھی برائے جستجو جائیں افراسیاب نے کہا اس
حوالی میں اب یہ معلوم ہوا ہے کہ جہان انسان کا نام و نشان نہیں حوالی ہفت دربند ہے ملکہ فیروزہ فیروزہ
پوش و دو خان سیاہ دربند کبود درخشم وغیرہ نہایت بیدار مغز ہیں آٹھ پہر اُن کے ساحر پہرا کرتے ہیں
جب غیر شخص کو پائینگے گرفتار کر کے لیجائینگے ہر کس و ناکس پہچانتا ہو سابق میں اٹھارہ سے تصویریں آ
کی ایک دن میں لکھوا لیں کل شاہان طلسم کے پاس موجود ہیں پہچان کر فوراً قتل کرینگے جب روز رہائی اسد
نامدار شاہان دربند نے ہر ایک بادشاہ یہی شکایت کرتا تھا ایسے دشمن کو آپ نے قید کیوں رکھا قتل کیوں
نہ کیا اب دولت شرمندہ ہوئے وہ لوگ خود قتل کرینگے دشمن کے خون سے ہاتھ بھر لینگے اُن سبکو زندگی طلسم کشا
کی شاق ہے ہر ایک بادشاہ دربند طلسم کشا کے مار دینے کا مشتاق ہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
دیکھا ایک ساحر کشتی ہاتھ میں لیے ہوئے اترا اور گلنار ہنستا ہوا کہا شہنشاہ تاج لوٹاں کر دیجیے دامن
مراد گل آرزو سے بھر دیجیے وہ مژدہ لایا ہوں جس سے گل اہالیان طلسم ہوش ربا کی جان بچی صرصر
بھی موجود ہے افراسیاب نے کہا جلد بیان کر نامہ توسن جادو اس ساحر نے پیش کیا کشتی سے تودہ پوش

ہنایا افراسیاب نے دیکھا سر اسد نامدار رگہای بریدہ سے خون تازہ جاری زلفین خلیل عارض نور پر
پٹی ہوئی آنکھین حسرت آلودہ وا چہرہ رشک آفتاب زرد ہونٹھون پر خشکی نگاہون سے حسرت افراسیاب
دیکھتے ہی خوش ہوا بند قبا ٹوٹ گئے کہا ای صرصر بادولت کے فرمانے کو دیکھا ہزار شاد و فرمایا تھا تو ل جاؤ
کرسی نشین ہو تمام کو بادولت سلطنت کرتے ہین لطف سلطنت اور سب صاحبون کے واسطے مقرر ہوا
توسن وغیرہ کو بڑا قلق تھا گرفتار کرتے ہین توسن نے مارا ایک شب تامل تھا لیکن یہ نوجوان بڑا سرکش
تھا گرفتار نہ ہوتا آیا یہ باغ ملکہ سہیل سیاہ در سو بجا کی غلام دربان مارے گئے توسن نے میرا قوت بازو زینت پہلوی
اُٹھنے آئی ہی اسکو بھی چھین لیا گرفتار کرکے لیگیا قتل کر ڈالا افراسیاب نے جو نامہ لفظاً لفظاً پڑھا اور پھر آ
نامدار ملکہ صرصر نے دیکھا شام آگیا قلب تڑپ گیا آنکھون مین آنسو بھر آئے منہ پھیر کر اشک حسرت پاک کیے
جی مین کہتی ہے کہ ای صرصر بڑا غضب ہوا جیسا ان سبکا عروج ہوا ویسا ہی چشم زدن مین زوال مین آگیا
عمرو کو بھی کسی نے مار ڈالا ہوگا اگر قبضے مین شاہان ہفت وربند کے گیا تو یقین کامل ہے وہ زندہ
نچھوڑین گے وہ لوگ بڑے سخت مزاج ہین انکو یہ بھی تو خوف ہوگا اگر شہنشاہ لاچین سا ہوگا پہلے
شاہان ہفت وربند کو قتل کریگا لیکن ہے صرصر تک ہرامون کا انجام نیک ہوا جنھون نے باغ
لاچین بنایا وہ ایسی طرح ہورے بچے عیال صاحب مال شان و شوکت زر و لیاقت اب اور زیادہ سلطنت
کو زور ہوگا لاچین کو بھی افراسیاب ضرور قتل کریگا صرصر کو انتہا کا قلق ہوا جی چاہتا ہو اسد و عمرو کا
نام لیکر چیخین مار مار کر روؤن یہ سوچتی ہوئی چپکے ہی کہ صحرا مین جا کر دل کو غم سے خالی کرون افراسیاب
نے کہا ای صرصر ٹھہر جا سر اسد کو کنگرہ باغ سیب پر رکھو اور تم نامہ لیکر حیرت جادو کو اس خبر سے مفصل آگاہ
کرنا لیکن یہ خبر مشتہر ہونے پائے یہ کہکر سر تو کنگرہ باغ سیب پر رکھوا دیا نامہ اپنے ہاتھ سے برائے حیرت تحریر
کیا مُہر اپنی کرکے صرصر کے حوالے کردیا تاکید کی کہ یہ خبر مشہور ہونے پائے صرصر نامہ لیکر چلی راہ مین آکر
خوب چیخین مار کر روئی یہ تو خوب ظاہر ہے کہ عمرو دو صرصر پر عاشق تھا روتے روتے خیال آیا کہا اے صرصر
جتنی کتابین ہین سامری جمشید کی تصنیف کردہ اُن سب مین یہی تحریر ہے کہ اسد نامدار فتاح
طلسم ہوشربا عمرو کو ساحر کے ہاتھ سے موت نہین بہرہ کیا ہوا اور جسقدر علامتین تحریر کر گئے تھے ستارہ
شناسان فلکی نے اسقدر زور مارا اگر کسی مقام پر یہ نہین لکھا کہ طلسم کشا توسن حصار پر قتل ہو جائیگا لیکن
آنکھون سے دیکھنے مین آ بنا پیدا ہوتی سر افسر کا اپنی آنکھون سے نہ دیکھی اب عمرو کی خبر کس سے دریافت

کرون اگر خدانخواستہ عمرو پری زوال نا مہرخ و بہار کہان جائین اطاعت افراسیاب تو کوئی کرینگی
ذبح ارسب مرجائینگی افسوس اس گلزار پر یون خزان آتی۔ روتی ہوئی صرصر لشکر حیرت مین پہونچی حیرت
جادو اپنی بارگاہ مین مع مصور و صورت نگار وغیرہ بنہایت تکلف سجے دربار آراستہ برق فرنگی جس
روز سے خواجہ غائب ہوے اسد براہو نکار رنگے بہر وقت لشکر حیرت مین بتاہوا اس خیال سے کہ
کچھ خبر دریافت ہو حیرت کی بارگاہ مین بشکل کنیز موجود ہے قریب سر اگالدان لیے کھڑا ہے کہ صرصر پردہ
اٹھا کر آئی محزون و مکدر غبار چہرے پر پڑا ہوا بال پریشان آنکھون مین اشک حیرت آئینہ رخسار
پر گرد کلفت حیرت نے گھبرا کر پوچھا صرصر خیر تو ہے صرصر نے کہا حضور مبارک ہو دشمنون کا اب خاتمہ
ہو جائیگا معاودہ نون معراج مین شاہان ہفت دربند نے لشکر آراستہ کیے آیا چاہتے مین گاؤ زمین
بار نہ اٹھا سکیگی یہی خوشخبری سنانے حاضر ہوئی زبانی کہانتک عرض کرون نامہ شہنشاہ حاضر ہے اسکو
ملاحظہ فرمائیے اسمین سب بالتصریح لکھا ہے آنکھون سے تو صرصر کے آنسو ٹپک پڑے نامہ حیرت
کے ہاتھ مین دیا حیرت نے نامہ ہاتھ مین لیکر کہا صرصر تو کیون گھبرائی ہوئی ہے مین تجھکو بہت اداس
پاتی ہون تیری پریشانی پر گھبراتی ہون صرصر نے کہا مین راستہ چل کر آئی ہون صبح سے پھرتی رہی خدمت
شہنشاہ مین حاضر تھی آپ نامہ ملاحظہ فرمائیے برق تو پریشانی صرصر دیکھکر تڑپ گیا اپنے کو نگاہ صرصر
سے بچایا حیرت نے نامہ کو پڑھنے لگی یہ کیا جانے کہ کتنی بھی پڑی پشت پر موجود ہے برق
بھی پڑھتا جاتا ہو افراسیاب نے تو صاف صاف لکھدیا ہے کہ اسد کو شہنشاہ توسن نے قتل کیا
سر بادولت کے پاس آگیا اس خبر کو چھپانا چندے مین سب ظاہر ہو جائیگا توسن خود لشکر کشی کرکے
آئیگا ہر چند کہ حیرت نے نامہ پڑھکر چاک کیا اگالدان مین ڈالدیا برق فرنگی بارگاہ سے کترا کر نکل گیا
صرصر نے دیکھا بھی مگر ٹال گئی جی مین کہتی ہے کہ اے صرصر اب فراقی جگر بری کیا ضرور رہی جب آفتاب لب بام
چراغ سحری ہو رہین برق فرنگی جاتا ہو جاتا تھے جانا دو آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے باہر نکلی ادھر وہ عیار رفتار
کمند انداز آتی تھی آنسو جو صرصر کو بحال پریشان دیکھا دوڑ کر لپٹ گئی پوچھا استانی کیا مزاج ہو صرصر کا
دل بھر آیا تھا دلدہی کرکے پوچھا صرصر بے اختیار رونے لگی ٹھنڈی سانس بھر کر کہا **قطعہ**

یہ اشک حسرت جو گر رہا ہے تمہارے آگے ابھی پلک سے
طلوع خورشید ہمکو دکھا دیا پردے نے سرک کر

اسی نے آنکھون مین صبح کردین بہت سی راتین کھٹک کھٹک کر
تڑپ تڑپ کر جو پڑ رہے تھے غش مین یہ دھوپ نکلی ہے ان کو چمک کر

فراق دلبر مین جو مین کیسا خیال جانان مین محو اب تک تھا
بیان کرتا ہے مجھ سے قاصد کہ ایک اک نقطہ تھا یہ وحشت
بیان بھی دکھلا دین ہم تماشا فراق کی بیقراریونکا
ہوا سے پیرے ہین یہ کہ جائین تو خستہ تک گئے کبھی تو آئین
انھین جو اٹھتے ہین دل سے شعلے تو کھنچتے ہین نقش تصویر
ہماری آوارگی کا عالم جنون مین دیکھا نہین ہے اپنا
وہ وحشت ہون میری خاک سے بھی غبار نکلیگا مستی
تڑپ کے دل مین تو وصل کی شب گنوائی ہجر فراق جانا
نہ اشکباری کی ایسی مشکل نہ کار دشوار غم نہانی
صبا جو گلشن سے آج آئی وہ راہ نکہت کو تھا بتانی
بدل فرقی گردش مقدر چلے جو بہر تلاش دلبر

ستم کیا غضب نے بہرک کر غضب کیا آنکھ نے جھپک کر
کلیجہ تھامتا تھا منہ کو انکا وہ پڑھتے تھے خط اٹک اٹک کر
جو اہل محشر فریاد رسا کھڑی ہون جیسے سرک سرک کر
رقیب کیا جانے ہوش کھونا کہان گئی بیخودی بہک کر
خلیل کو آتش محبت بہار دکھلاتی ہے بھڑک کر
اگر پھرے اپنی ساتھ انکے دن تو گر پڑے آسمان چھلک کر
ابھی کرے امتحان ساقی لحد پہ ٹھہر کے چھڑک کر
اب آنکھ کا رنگ دیکھتے ہین کھینچ دیتی ہے کیا بھڑک کر
کمال تو ہر مژہ کا یہ ہے کہ اب پیکان کرین ٹپک کر
کہ ایک گھر کی نئی نکالی قفس مین بلبل نے چہک کر
بٹھا دیا ایک اک قدم پر جلال کئے ہین جو جھپک کر

یہ اشعار پڑھکر صرصر اسقدر روئی کہ صبا رفتار کا کلیجہ پھٹ گیا کہا استانی صاف صاف کہو تمھارے کلمات نے کلیجہ کو کباب کر دیا کیا ستم گذرا صرصر نے کہا ای صبا رفتار کیا کہون منہ سے نہین نکلتا کلیجے میں جو شعلے نکل رہے ہین سوزش غم و الم سے استخوان جل رہے ہین ابھی مین ناسہ گیر آئی ہون نے آنکھون سے سر آ دیکھا توسن عیار پر وہ جوان رعنا مارا گیا عمرو کا کچھ حال نہین معلوم ہوتا اگر عمرو زندہ ہو تو تو بین چہار کی خاک بیاد فنا اڑا دیگا میان توسن کے تھوڑی دیر کچھ کام نہ آئیگی تھا نیچ زرے ہین رو شہسوار اسپ عیاری ہو چکیتاز میدان مکاری اگر اسپر بھی کوئی اتفاق پڑی تو زندگی کا خاتمہ ہوا صبا رفتار کا بھی رنگ زرد متغیر ہوگیا کہا استانی جو کوئی عمرو کو قتل کریگا وہ زندہ نہ بچیگا اسکا شاگرد رشید ہمہ بر وشت جرأت یگانہ میدان جلالت ماہ آسمان شوکت آفتاب عالمتاب سپہر ہمت و سخاوت مہتاب عظیم الشان مہتر قران لشکر اسکو ایسا جھٹکا دیگا کہ صفین کی صفین پامال کردیگا سامری و جمشید اسکے پھندے سے بچا نہین سکتے استانی مجھے قتل اسد کا بھی یقین نہین آتا صرصر نے کہا ہمین تو تامل نہین سر پیرے سامنے آیا صبا رفتار نے کہا سر ربان زنادی ذکر نی جلدی نہ کی ہو صرصر نے کہا ذرا زبان تو سنبھالو وہ صاحبقران زمان کا بھائی ہو بانی بنا ہو صاحبقران عیار لاثانی اگر اسکا قدم ہوتا صاحبقران نہ انتقام لیکن پوشیدہ نہ رہے یہان تو خیر پیماز کا حکم ہے

مجھو یا کنیز بنا کر رکھا تھا کیا عجب یہ نامہ اُسنے پڑھ لیا ہو وہین تڑپ کر گیا ہو صبا رفتار نے کہا مین یہ اسے خبر
جاتی ہون یہان بارگاہ مہرخ مین سب سردار جمع ہین ملکہ مہ جبین سر برہنا خانی پر ذکر اسد و عمر ہو
ہو رہا ہے کہ لشکر مین رہنے کی صدا بلند ہوئی ملکہ مہرخ نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہے لوگون نے کہا یہ برق
کے خبر وحشت اثر لیکر آیا ہی جس طرف سے گذرتا ہے شور گریہ و زاری بلند ہوتا ہی خود بھی روتا ہوا آتا ہے ملکہ مہرخ
نے کہا خدا خیر کرے مہ جبین گھبرا گئین کہ برق بارگاہ مین پہونچا گریبان چاک چہرے پر خاک خراش
ناخن غم جابجا اپنے کو بارگاہ مین گرا دیا پکار کر آواز دی یارو آفتاب عالمتاب تیغ صاحبقرانی غروب
ہوا چراغ بزم جابجا کرب نوجوان کو خاموش ہوا کوئی مقام ہے قلعہ توسن حصار وہان کا حاکم توسن جادو
ہو اُسنے ہمارے آقاے نامدار کو قتل کیا افراسیاب نے حیرت کو راز دنیا مین تحریر کیا مین نے بھی
اس نامہ کو پڑھا تھا مہ جبین نے اپنے تخت سے گرا دیا لالان خونقبا بارگاہ سے سر برہنہ نکل پڑین
لعل سخندان نے پچھاڑین کھائین ہر سردار بیقرار مہ جبین کے بین کلیجہ چھیدا پکارتی ہو آہ میرا چراغ سہاگ گل ہوا

دین و ایمان و دل و جان و جگر نذر کیے	ایک دن آپ نے لیکر دل شیدا نہ دیا	ظلم غم دیا داغ دیا درد دیا کیا نہ دیا
اسطرح گریہ و زاری کرتی ہو سننے والونکے کلیجے پھٹے جاتے ہین بارگاہ		ہون نگر چاک مگر تمنے نہین کیا نہ دیا

مین شور گریہ و زاری بلند تھا کہ ناگاہ حضرت قران یہ خبر سنکر آئے دیکھا بارگاہ مین قیامت برپا ہے قران نے
آگے مہ جبین کو گود مین اٹھا لیا ملکہ لالان خونقبا کو منع کیا سردارون کو بھی سمجھایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ بات
تو سننے دو قران کے سمجھانے سے شور گریہ و زاری کم ہو تب برق نے حال قتل اسد کا بیان کیا
قران نے سر جھکا لیا کہا رو کیا کہون میرا دل نہین قبول کرتا انھین ملکون مین خواجہ بھی قید ہو کر گئے
اسد کو توسن نے کیونکر قتل کیا ای ملکہ مہرخ آپ عقیل و فہیم ہین ذرا قلب پر ہاتھ رکھیے دل پر رنج
غم و الم نہین ہے آپ لوگون نے تو آپ خبر دے سنا فقت اسد کی اختیار کی تھا کہ سامنے آنکی والدہ کی
شادی ہوئی اسد کیسے بزرگون کو گودیون مین پالا جا رہے تھا کہ ہمارا کلیجہ پھٹ جاتا مجھ اول مین تم نہین ہی
تم لوگون کو لیکر آ دونگا خدا نخواستہ اگر یہ مقدمہ فرمائین مین خود اسی اقلیم کی طرف جاتا ہون خدا چاہے گا تو خبر
لیکر آؤنگا خدا نخواستہ اگر یہ مقدمہ حقیقت مین ہے تو قلعہ توسن حصار مین آگ لگا دونگا توسن حصار کو
اُلٹ دونگا آپ سن لیجیے کہ کیا ہوا صاف ظاہر ہے کہ استاد نے کچھ عیاری کی اب جو قران نے اسطرح
سے سمجھایا ہر کسی کے منہ سے یہی نکلا کہ ای حضرت قران عجب طرح کی بات کہی دل پر وہ غم و الم نہین ہے

لالان خونقبا نے مقتر قران کو گلے سے لگا لیا کہا اے مقتر قران اونظر کردۂ بزرگان حقیقت
مین ان پر چھپا یا ہے دیکھا صدمہ نہین ہے کہ تو برق کے قلب الٹ گیا سب صاحبون نے قران کے کلام
کو قبول کیا اُسیوقت قران باسمائے عیاری سے آراستہ ہو کر سامنے مہ جبین کے آیا بزرگانہ کلمات فرمائے
برق سے بھی کہا اے برق جا فکر کر جس مقام پر کوئی خبر ملے لشکر مین پہونچا دو یہ کہکر قران روانہ
ہوگئی سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ بہارۂ باغبان ورعد و برق لامع و معمار قدرت
بجستجوئے سردار تلاش عمرو مین گئے واقع رہے ناظرین والا مقام ہوا ایک صورت تو یہ ہے کہ تلاش عمرو
مین گئے دوسری صورت یہ ہے کہ خبر وحشت اثر سنکر اب یہ سب سردار گئے ہزاران اور مجلس ہی مین اب
انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا دوکلمہ داستان چالاک بن عمرو کے تحریر ہوتے ہین کہ اپنے والد نامدار کے
واسطے بیتاب دیوانہ وار کوہ و دشت بیابان کو طے کرتا ہوا جاتا ہے راہ مین خیال آیا کہ جس مقام پر گم گشتہ ہونا
ہوا اور تمواج مارا گیا اس مقام پر تو چل کر دیکھین شاید کوئی خبر دریافت ہو جائے یہ سوچ کر اہالیان قریہ کو
دریافت کیا مقام کا ذکر سنکر چالاک اس طرف متوجہ ہوئے چاہتا ہے کیا تدبیر کرون کہ پہنچے
قبلہ و کعبہ تک پہونچون طوفان قہرگاہ غضب گرگیا بیچارہ راہ مین بھی کہین نہ ٹھہرا یہ باتین دل سے کرتا ہوا
اس مقام پہونچا دور سے دیکھا صدہا لاشے پڑے ہین ہزارہا لاشہ درندگر بھی مردہ ون پڑے نہین
ذات بزرگ غضب کا ان پر آچا چالاک ہر طرف دیکھتا پھرتا ہے دل سے یہ کہتا تھا کہ قبلہ و کعبہ کا خیمہ ہے اُس
بڑے لشکر کو ایک شب مین تباہ کر دیا دامن صحرا لاشہ ہائے ساحران سے بھر دیا کہان کیا چالاک
جا بجا دیکھتا پھرتا ہے ایک طرف سے کان مین رونے کی آواز آئی پلٹ کے چالاک نے دیکھا
ایک لاشہ کسی ساحر کا پڑا ہے اس لاش کے پہلو مین ایک نازنین ماہ جبین شعلہ آواز سن مین دوازدہ
سالہ بال کھولے ہوئے اس لاش پر رو رہی ہے چالاک حیران ہوا کہ یہ مہ جبین کون ہے دل سے
باتین کرتا ہوا اٹھا چالاک کیونکر دریافت کرون جلدی سے رنگ روغن عیاری کا نکالا
صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا باسمائے عیاری جسم پر آراستہ کر کے جھپٹ کر اسی طرف چلا اس نازنین نے
جو صرصر کو آتے دیکھا خود ہی پکاری اہی صرصر کہان پھر رہی ہو ذرا ہمارے پاس آؤ چالاک
قریب آیا اس مہ جبین نے کہا ای صرصر تجھے مجھکو نہین پہچانا چالاک نے کہا اسوقت مجھے نام نہین یاد رہا
مہ جبین نے رو رو کر کہا اری صرصر اپنا غوطہ زن سراج کی نواسی ہون مجھے تمہین لوگون کی شکل بنا کر عیار نے

ایک شب مین لشکر تباہ ہوا میری دائی امان مرغابی سحر اس ہنگامہ سے مجھکو لیکر بھاگین کئی دن کوہ
مین چھپی رہی آج مین نے نانا جان کی لاش کو دیکھا سنی رو رہی ہون دائی امان جنگل مین گئی ہین کچھ اسباب
سحر کی فکر مین اب مجھکو شہر ظلم مین لیجائینگی یہان تو سب عزیز و اقارب مارے گئے دائی امان سحر کرکے سوچا
تھا کہ عیار مجھکو قتل نہ کر ڈالین کیا کہون برا حشر ہر روز و شب ہوتا کہ عیاران عمرو عیار ایک درہ کوہ مین چھپی
تھی وہ نگوڑے جلاد سب کو مارے پھرتے تھے کبھی اندھیرا کبھی روشنی تھی خوف سے مجھ کمبخت کی جان پر بنی تھی
دائی امان تو بڑی ہوشیار ہین درہ کوہ کو بند کیا اپنی چھاتی کے نیچے مجھکو چھپایا کئی دن نکلنے نہ دیا چالاک
نے یہ جو سنا کہ نازنین نواسی سواج بن گرداب آدم خوار کی ہے اور شہر ظلم حصار مین جائیگی پوچھا
کیون بی بی کبھی محل مین شہنشاہ ظلم کے بھی جانا ہوتا ہو بط غوطہ زن نے کہا سنا تم اسی محل ہمارے مکان کے
قریب ہے ہم کھیلتے ہوئے محل مین جاتے ہین اکثر شہنشاہ بھی بلاتے ہین اب جب ہم جاوینگے تو شہنشاہ ہماری
کی خیر پوچھتے کو ضرور ہمکو بلاوینگے ہمارے سب عزیز و اقارب مارے زرارات کی تنخواہ کھیل پیرے ہی نام
تنخواہ آئیگی عزیزان قریب مین سوا اسے مجھ سوختہ بخت کے کوئی باقی نہین رہا امان گھر ویران پڑا ہوگا اب
دائی امان آکر ہمکو لیجائینگی چالاک نے فوراً ہنسکر کہا بی بی تمہارا منہ سوکھا ہوا ہے کیا پیاسی ہو پانی تمہارے
واسطے لاؤن بط غوطہ زن رونے لگی کہا ہان صرصر آج کئی دن گذرے آب و دانہ کیا زندگی بدتر ہوگئی ہے
چالاک نے دوڑ کر چشمے سے پانی بھر لا کر بط غوطہ زن کو پلایا پیتے ہی وہ بیہوش ہوئی چالاک نے
اسکو تو گود مین اٹھا کر درہ کوہ مین ڈال دیا آپ بط غوطہ زن کی شکل بنکر قریب لاش بیٹھ رہا وہ تو
یقین کامل ہوا کہ اب تا بہ شہر ظلم حصار پہنچ جاوینگے بے تبلہ و کعبہ کا نشان پاوینگے یہ دل سے باتین
کر رہا تھا کہ مرغابی سحر اسباب سحر لیکر آئی پکار کر آواز دی چھوکری کہا تنک رویگی بس بی بی اب
صبر کرو مرغابی سحر نے آکر بط غوطہ زن کو گلے سے لگایا فوراً تخت سحر تیار کیا چالاک بصورت بط
غوطہ زن مرغابی سحر کے ساتھ سوار ہوا تخت اڑتا ہوا چلا مرغابی سحر تم سے تخت کو گذارتی ہو
راہ مین بڑے بڑے جنگل پہاڑ بلند و مرتفع خارستان کوہستان جو ہین کتنا ہو کر لے چالاک پر دور دگا نے
بہ سبب پیدا کیا ان راستون مین تڑپ تڑپ کر مرتے راہ پر بھول کوہستان کو کیونکر طے کرتے دل سے باتین
کرتا ہوا مرغابی سحر سے تتلا تتلا کے باتین کر رہا ہو دن قلیل باقی تھا کہ ایک طرف روشنی معلوم ہوئی چالاک نے
گھبرا کر پوچھا کیون دائی امان یہ روشنی کیسی ہے مرغابی سحر نے کہا بی بی جی آگئین شہر ظلم حصار کے باغ کی شمع

مثل آفتاب کے چمک رہا ہی عنایت سے سامری کی آ پہونچا اب تھوڑی دیر مین داخل شہر ہونگے یہ کہکے تخت
کو اور بلند کیا شہر نیلم حصار مین تخت داخل ہوا چالاک نے دیکھا بڑا شہر وسیع ہی بارہ کوس کے گردے مین
دیوار شہر پناہ محلے آباد گھرون مین اپنے اپنے جادوگر جادوگرنیان بیٹھی ہین سحر ہو رہے ہین ہر مکان سے
دھوان نکل رہا ہی بازار کھلی ہوئی دوکاندار سبع و شراب پڑھتے ہوئے کٹورہ جا بجا کھنک رہا ہی گرم بازاری
مشتری کی خریداریان جوہری بیٹھے سرخ و سبز زند و کیا سی گگریان باندھے ہوئے دوکانون پر بیٹھے ہین چالاک
مقامات کو دیکھتا ہوا چلا ایک طرف ایک قصر بہت بلند دیکھا عمدہ عمارتین اُسکے متعلق مرغابی سحر سے پوچھا یہ قصر
عالی کسکا ہی اُس نے جواب دیا بی بی تم تو بالکل بھول گئین یہ قصر عالی شہنشاہ نیلم کے رہنے کا ہی اسی کو
سامری محل کہتے ہین شہنشاہ نیلم اسی مین رہتے ہین چالاک نے سب راز و نیاز مرغابی سحر سے دریافت
کیے اپنے مکان مین آکر تخت مرغابی نے اُتارا جیسے ہی مکان مین داخل ہوئین دیکھا مکان نہایت عمدہ بنا ہی
اسمین جلیسین دو عورتین غل مچاتی ہوئی بی بی سامری جمشید نے تمکو بچایا بط غوطہ زن کو سب نے گلے سے
لگایا مرغابی سحر سبکو پرسا دیتی ہی معراج کا نام لیکر سب عورتین خوب روئین محلے مین ہلڑ ہوا معراج کی نوکر
بط غوطہ زن کو لیکر مرغابی سحر والی اسکی آئی ہی دولیان آتے ہی نگین محل والی چلی آتی ہین جو آتی ہے منھ
ڈھانکا مرغابی سحر ایک ایک کو تسکین دیتی ہی حال بیان کر رہی ہی تمام محلے بھر مین ہلڑ ہو گیا لیکن چالاک
بشکل بط غوطہ زن ایک ایک سے لپٹ لپٹ کے روتا ہی تمام رات رونے پیٹنے مین گذری لیکن شہنشاہ
نیلم اپنے قصر سامری مین داخل ہی کچھ لوگ بھاگ بھاگ کر لشکر معراج سے آئے یہ تو سب نے کہا کہ ایک شب
مین لشکر تباہ ہو گیا عیارون نے معراج کو مار ڈالا لڑائی نہین ہونے پائی نیلم کو آج تک یہ تردد ہی کہ حال
مفصل ظاہر ہو کہ میرے وزیر اعظم نے کس بات پر دھوکا کھایا کیونکر دام عیاری مین پھنس گیا اپنے
محل مین بیٹھا ہی کہ کچھ کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی شہنشاہ کل شب کو بط غوطہ زن تو اسی معراج کی ہمراہ
مرغابی سحر اپنی دائی کے گھر مین آکر پہونچی رات سے شور گریہ و زاری بلند ہی پرسا دینے کو عورتین چلی جاتی
ہین جو کچھ مگر شب بھر مین گذرا بط غوطہ زن لفظاً لفظاً بیان کرتی ہی سب کچھ اُسنے اپنی آنکھون سے دیکھا
مرغابی سحر اُسکو بچا کر نکال لائی یہ سنکر شہنشاہ نیلم بہت مشتاق ہوا چوبدار کو حکم دیا جا کر مرغابی سحر سے
کہو لڑکی کو ساتھ لیکر آوے ہم احوال مفصل دریافت کرینگے ابدولت کو بڑا اشتیاق ہی اتنا بڑا وزیر اعظم
ایک شب مین مارا گیا چالیس لاکھ کا لشکر تباہ ہوا حیرت کی بات ہی عیارون کی عیاری کیا گویا کرامات ہی

ہر ایک سے یہی سُنا کہ عیارون نے گرفتار کیا غرض سب جادوگرون کے ہاتھون مین مہندی لگی تھی سر جھکائے بیٹھے تھے کہ آؤ
ہمکو قتل کرو کسی نے سحر نکیا مواج کی بحر طبیعت نے جوش نہ مارا دریائے سحر تیار نہ کیا بڑا تعجب ہے کنیزون نے کہا دو
چھوکری خوب تتلا تتلا کے بیان کرتی ہے چوبدار نے جا کر مرغابی سحر کو حکم پہونچایا کہ شہنشاہ نے لبط غوطہ زن کو مع مرغابی
کے یاد فرمایا ہے مرغابی سحر نے کہا لو بی بی کل شہنشاہ کے سامنے چلنا ہوگا تو چالاک بہت خوش ہوا کہا دائی امان ہمارا
زیور نکال دو مرغابی سحر نے بھاری جوڑا نکالا چالاک نے دریائے جواہر مین غوطہ مارا مثل عروس شب اول بنکر تیار
ہوا مرغابی سحر اس دولھن کو اپنے ساتھ لیکر محافے مین سوار ہوئی اور طرف شہنشاہ نیلم کے چلی چالاک کے ناز و کرشمے
کتنا ہوا دائی امان دیکھو میرا کلیجہ دھڑکتا ہے مین غیر مرد سے کیونکر بات کرسکونگی تم میرے پاس بیٹھی رہنا
جو کچھ وہ مجھسے پوچھیگا مین تمسے کہدونگی تم اُس سے بیان کردینا مرغابی سحر کہتی ہے بی بی مین تو تمھارے
پاس رہونگی اب نام خدا تمھارا بارہ برس کا سن ہوا بچپن سے محل مین شہنشاہ کے جاتی ہو اکثر شہنشاہ نے
گودیون مین کھلایا ہے مثل مواج کے وہ بھی تمھارے نانا ہین اُنسے حجاب کیا زلفون کو پیچ و تاب کیا
گھبراؤ نہین بی بی آمین اور بھی ایک مطلب ہے شہنشاہ نیلم کے بہت سے محل ہین بادۂ سلطنت سے مست ہے
ہمیشہ سے حسن پرست ہے آج کل تم پر جوبن ہے دیکھتے ہی مرجائیگا اگر اُس نے محل کرلیا سابق مین گھر ہی کی وزارت
تھی اب سلطنت گھر مین آجائیگی چالاک کہتا ہے درگور اس نگوڑے کے ساتھ میری شادی ہو بوڑھا جھڑوس
دیوث وہ تو میرا نانا دادا معلوم ہوتا ہے دائی نے کہا بی بی بادشاہون کا سن نہین دیکھا جاتا اسوقت مین بھی
بڑے بڑے شاہان جلیل کو ہوس ہے کہ شہنشاہ نیلم پیغام کرین تو اپنی دختر بلند اختر کو دولھن بناکر بطور ڈولا
حاضر کرین چالاک خاموش ہو رہا راہ مین کئی کئی چوبدار آئے کہ شہنشاہ نے تخلیہ کیا ہے کہارون پر تاکید کی
جلد سواری لیچلو شہنشاہ انتظار کررہے ہین کہارون نے سواری کو بڑھایا دردولت شہنشاہ نیلم پر آکر
سواری پہونچی مرغابی سحر نے کہا بی بی چلو وہ دیکھو سامنے شہنشاہ تخت پر بیٹھے ہین چالاک گھونگھٹ نکالے
ہوئے محافے سے اترا حجاب سے پاؤن کانپتے ہوئے مثل عروس شب اول آراستہ و پیراستہ نیلم نے تخلیہ کرادیا
ہے خود دیکھو تنہا تخت پر بیٹھا ہے مرغابی سحر نے بڑھ کر سلام کیا لبط غوطہ زن کو سنبھالے ہوئے کہا بی بی بڑھ کر
نانا جان کو سلام کرو چالاک نے سلیقے سے گھونگھٹ ہٹایا کانپتا ہوا آگے بڑھا پایۂ تخت کو بوسہ دیا مثل
ہلال شب اول برائے تسلیم خم ہوا گھونگھٹ بھی طریقے سے ہٹا دیا نیلم کی سراپا پر لبط غوطہ زن کے نگاہ
پڑی دیکھا آنکھین شرمسار دیدۂ غزال ہین مائل خونریزی خنجر ابرو ہین تیری یا ابروئے خمدار کو ہلال

یا محراب سجدہ گاہ عاشقان جبین ماہتابان سینے پر ابھار جوبن پر بہار نور کی خوبی ناز و کرشمے مین محبوبی سراپا سے ظاہر دلربائی رعنائی زیبائی عشوہ غمزہ خانہ زاد ابرو مائل بیداد یا خنجر فولاد کھون آنکھون کو دیدہ غزال سے مثال ندون وہ جانور صحرائی ان آنکھون کے اشارون مین دلربائی نظم

چشم انصاف سے دیکھین جو تمہاری آنکھین
ڈھونڈھتی پھرتی ہین اس گل کو ہماری آنکھین
مار ڈالا مجھے اک ترچھی نظر کی تمنے
خود نکل کر ہوئین اس دل مین جاری آنکھین
شرم کو اب نہین ملتی کسی گوشے مین بھی جا
دیکھین پردہ نشینون کی سواری آنکھین
دیکھتے دیکھتے سامان شکست دل کے
گردش بخت دکھاتی ہین تمہاری آنکھین
آبلے پڑ گئے ہین کہ دل سوزان مین جلال

سیکڑون آنکھون مین تھین پیاری آنکھین
باغ باغ انکے اشارون سے ہوا جاتا ہون
دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھین
تیرا جلوہ نظر آئے جو بتون کو دیکھون
قبضۂ شوخ نگاہی مین ہین ساری آنکھین
جس جگہ جا ہو رہو آکے گھر اپنا کرو
ٹوٹ جائینگی کسی روز ہماری آنکھین
شادی وصل ہو یا دیکھیے رنج فرقت
ایسے پھوٹ کے روتی ہین ہماری آنکھین

چمن و انجمن و تخلیہ و خلوت مین
چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین
قلزم اشک حیا ہونے سے جو خالی دیکھا
دے رہی ہین مجھے اب ابر بہاری آنکھین
وہ محافے مین کوئی حور لقا آتا ہے
دل ہی تمسے ہمین پیارا ہے نہ پیاری آنکھین
یہ جو پھر جاتی ہین پھر جاتی ہے سب اک خلق
آجکل دونون پھڑکتی ہین ہماری آنکھین
سراپا دیکھ کر نیلم نے کلیجے پر ہاتھ کو لیا

بیقرار ہو گیا ہاتھ تھام لیا کہا بی بی بیٹھو چالاک شرمایا ہوا سر جھکائے ہوئے آنکھین جھپکاتا جاتا ہے ناز و کرشمے دکھلاتا ہے دام زلف عنبرین مین اسکے دل کو پھنسایا دام رعنائی پھیلایا نیلم نے پوچھا کیون بی بی نانا تمہارے کسطرح مارے گئے آجتک سیکڑون آدمی وہان سے آئے کسی نے مفصل حال ظاہر نکیا ہمکو حقیقت سے ماہر نہ کیا مواج وہ شخص تھا سارے شہر نیلم حصار مین اسکا نام تھا میری سلطنت مین اُسی کا انتظام تھا کوئی فوج لشکر لیکر آیا لڑائی پڑی کیا ہوا کہو اچالاک نے سر جھکا کر کہا بڑے نانا جان فوج لشکر کا کہین نام بھی نہ تھا لشکر چرخ سے کئی منزل کا فاصلہ تھا اول مین صبا رفتار یاقوت وزیر زادی کو لیکر آئی نانا جان نے یوتیار کو روانہ کیا کہا صبا رفتار کو قید کر کے لیجاؤ ملکہ حیرت سے کہو نہین عیار بچیون کو کچھ نشانی دیجیے کہ جس نشانی سے ہم آپ کی عیار بچیون کو پہچانین بعد تھوڑے عرصے کے بی صبا رفتار یوتیار آئے رات کو ایک گویا آیا دو پہر رات گئے تک جشن رہا یکایک کان مین آواز آئی کشتی ہوا نام من مواج بن گرداب آدم خوار بود پھر تو قیامت برپا تھی دہائی امان مجھکو لیکر بھاگین درہ کوہ سے مین دیکھ رہی تھی عیار قتل کرتے پھرتے تھے صبح کو دریائے خون جاری تھا نہ فوج نہ لشکر نہ سپاہی نہ افسر نہ تاج نہ تخت تین دن بھوکی پیاسی درہ کوہ مین

چھپی رہی سامری جمشید دائی اماں کو سلامت رکھیں اُنھون نے میری بڑی حفاظت کی ایسے برے وقت
مین کفالت کی میرے پاس سے نہ ہٹین مین صبح کو نانا جان کی لاش پر جا بیٹھی بلک بلک کے روتی تھی یہی
خیال تھا اس ویران جنگل مین کہان جاؤن دائی امان سمجھا کر تخت پر بٹھا کر اُٹھا لائین جو کچھ لونڈی نے کہا
تھا سامنے حضور کے بیان کیا مرغابی سحر کلام لبط غوطہ زن کی تائید کرہی ہی کہتی ہی ای شہنشاہ حقیقت مین
وہ شب قیامت کی تھی بات کرنا مشکل ہوگئی عیارون نے دریاے خون بہایا مین نے چھوکری کو کلیجے کے
نیچے چھپایا عیارون نے ضعیف جوان کمسن جو ملا اُسنے قتل کیا یہ سواج کی نواسی بچ گئی ساری رات روتے
پیٹتے گذری ہی محلے والے چلے آتے ہین حضور بیان کرتے کرتے زبان دکھو گئی کس کس سے بیان کرین
مرغابی سحر و لبط غوطہ زن تو باتین کرتی ہین نیلم عشق مین بیقرار چالاک بھی نگاہ لڑا رہا ہی ناز و کرشمہ
دکھا رہا ہی شہنشاہ نیلم نے کہا ای مرغابی سحر اب تم صاحبزادی کو گھر لیجاؤ ہم کسیکو تمھارے پاس بھیجین گے
جواب باصواب دینا خلعت منگوا کر مرغابی سحر کو دیا لبط غوطہ زن کے ساتھ میوہ مٹھائی بہت سی کر دی
دروازے تک پہونچانے آیا مرغابی سحر لبط غوطہ زن کو گود مین لیکر سوار ہوئی مکان مین آکے
اُتری اُسی طرح عورتون کا مجمع ہی اک کنیز نے آکر مرغابی سحر کو خبر دی مصاحب شہنشاہ نیلم کا دروازے
پر آیا ہی کچھ کہنے کہنے کیا مرغابی نے پردہ کرکے مصاحب کو اندر بلا لیا مصاحب نے کہا دائی جی صاحب لشکر
کر و سلطنت تمھارے گھر مین آئی شہنشاہ نے سواج کی نواسی کو پسند کیا کہتے ہین ہمارے ساتھ شادی کردو
مرغابی سحر نے کہا بھلا ہم غریبون سے اور شہنشاہ نیلم سے کیونکر بنے چھوکری کمسن روکے روئی مانگتی ہی
نانا اسکا مارا گیا اگر شہنشاہ کو یہ منظور ہی سہرا باندھ کر میرے گھر پر آئین یہ کنیز حاضر ہی بیاہ کے
لیجائین مصاحب نے جا کر نیلم سے کہا نیلم یاد مین لبط غوطہ زن کے یہ اشعار آبدار پڑھتا تھا

اشعار موافق مضمون مقام

نظم

رونق افزا بزم تن مین ہو جیسے دل کی طرح
بیٹھئے بستی مین آکر صدر محفل کی طرح

یاد ابرو مین سسکتا ہون مین بسمل کی طرح
کھنچ رہا ہی دم رگون سے تیغ قاتل کی طرح

کوچۂ قاتل مین بھی حسرت نہ نکلی قتل کی
رہ گئی دل مین تڑپ کر جان بسمل کی طرح

منتظر ہین تو ہو پہونچ جائین گے کوے یار تک
بیٹھتے اُٹھتے ہوئے ہم گرد منزل کی طرح

وہ قمر بھی میرے گھر آئے کسی شب ای فلک
وصل کا وعدہ ہو پورا ماہ کامل کی طرح

جان بھاری ہی ترے دیوانۂ رنجور کو
توڑتا ہی آج دم طوق سلاسل کی طرح

ناتوان وہ ہون کہ کھینچی جوشش غم سے آہ جب
رنگئی آکر لبون پر موج ساحل کی طرح

خون کی پیاسی نظر آتی ہی تیغ اُس ترک کی
گھورتے ہین مجھکو جوہر تیغ قاتل کی طرح

خال عارض کے تصور کو جگہ دیتے ہین ہم
دل مین مانند سویدا آنکھ مین تل کی طرح

میرے نالون سے زمین شق ہوتی ہی مثل جگر
عرش ہلجاتا ہی میری آہ سے دل کی طرح

ہم ٹھہرتے ہین تمھارے امتحان مین یار رقیب
آزما لو ادعاے حق و باطل کی طرح

انجمن ہی اپنی بے رونق بغیر اُس ماہ کے
جل رہی ہی شمع محفل مین بجھے دل کی طرح

گھر گلون کے دل مین کرنا چاہیے تھا اے جلال
آشیان گلشن مین باندھا کیا عنادل کی طرح

مثل مرغ بسمل شہنشاہ نیلم تڑپ رہا ہی کسی پہلو چین نہین مصاحبون سے پوچھا کیا پیغام لاتا تھا انسنے عرض کی حضور انکو ساحری جمشید نے خداوند روے زمین بنایا ہی شایان بہشت تھا وہ آپ سے رشتے کی آرزو رکھتے ہین لیکن مرغالی سحر زن جہاندیدہ ہی اسنے یہ کہا کہ شہنشاہ سہرا باندھکر میرے گھر پر آئین لیکر ڈولے کے نہ دونگی سہرا باندھکر جانا آپ کی شان کے خلاف ہی جواب دیدیجیے کہ ہم سہرا باندھکر نہ آئینگے آپ ہی ڈولا دینا قبول کر لیجیے نیلم نے کہا بلبل نہین مانتا شب ہجر کا بھی سامنا نہین ہوا دیکھیے رات کیونکر کٹے عجب نازنین حسین و جمیل ہی اسکی باتون مین عجب لطف پایا جاتا ہی بموجب اشعار آبدار نواب بنے صاحب ہوا فق مضمون متاع نظم

گھر پہ نے تڑپ ہجر مین جلنے دیتے
کوئی ارمان نہین دل سے نکلنے دیتے
کاٹ دیتے ہین سخن غیر حضور جانان
شب فرقت بھی نہین انکو بہلنے دیتے
نزع مین سنتے ہین جب ہم دو چلے تیر قضا
دلکو کیونکر نہ ہے ہم ہجر مین جلنے دیتے

کوئی ارمان تو وہ دل کا نکلنے دیتے
درد دل درد جگر دونون ٹھہر کر شب ہجر
حرف مطلب نہین وہ منھ سے نکلنے دیتے
رنج و غم کاہش جان اور فراق جانان
روح بھی تن سے نہین آہ نکلنے دیتے

غم داندوہ نے اب ایسی لگائی ہی بھیڑ
بھکو کروٹ تو کسی پہلو پہ نہ دیتے دیتے
تارے گنتا ہون تو آکے چھپا لیتے ہین
ان بلاؤن کو نہین پاس سے ٹلنے دیتے
وعدہ پورا کیا گر آکے مرے فرمایا

مصاحب نے عرض کی پھر حضور قبول کرلین وہ بھی وزیر کی نواسی ہی حسین و جمیل رتبہ بھی جلیل نیلم نے کہا جا کر آؤ نا بدولت انکھا بیٹھیگے زعفرانی جوڑا بھیجو مرغالی سحر نے عزیزدارون کو نامے لکھے سبکو جمع کیا بڑی دھوم سے مانجھے کا جوڑا بھیجا نیلم نے خوشی کے مارے وہ جوڑا زیب جسم کیا زرد و بنکر تخت پر بیٹھا کنگنا ہاتھ مین باندھا شہر مین مشہور ہوا شہنشاہ نیلم کی معاج کی نواسی سے شادی ہی یارو

دنیا کیا بڑا سقام ہے سواج کا چالیسواں بھی نہیں ہونے پایا شہنشاہ نے خوب قدر دانی کی نواسی نے خوب
سوگ رکھا بعض نے کہا چھوکری کی دائی کو اختیار ہے اُس بڑھیا نے بڑا دار لیا اب شہنشاہ کی ساس کہلائیگی
اسکی خوب بن پڑی عزیزوں کو سرکار میں بھر دیگی اندر باہر انہیں کا دخل ہوگا یہاں مرغابی سحر خوب شناوری
کرینگی دریائے خزانے میں غوطہ مارینگی شہر میں یہی ذکر ہوتے ہیں چالاک حجلۂ عروسی میں بیٹھے روتے ہیں
دل میں تو خوش ہے شان و شوکت نیلم کی سنکر گھبراتا ہے اس مقام پر قبلہ وکعبہ کا کام تھا باپ کا حال جو دریافت
کیا یہ ثابت ہو چکا کہ انکی قید طوفان قہر نگاہ طرف توسن حصار کے لیگیا یہاں قید نہیں رہی یہی خیال ہے
کہ شہنشاہ نیلم کو یار و کوئی صورت رہائی کی نکل آئیگی یہاں تک تو خدا نے پہونچایا مگر اس طرح کے کام قبلہ وکعبہ
کے کرنے کے تھے انھیں کا کلیجہ تھا ایک شب میں چالیس لاکھ کا لشکر تباہ کر دیا اتنے بڑے وزیر اعظم کو
کس جاہ و حشم سے مارا پروردگار دل میں قوت دے کہ یہ کام مجھسے بوجہ احسن ہو جائے قبلہ وکعبہ کو رہا کروں
صحبت حنا بندی روز ساچق وغیرہ گذرا شہنشاہ نیلم نے بڑی دھوم سے تیاری کی شہنشاہ نے آتشبازی
جا بجا گڑوادی روشنی ہوئی رئیس طلب ہوئے بڑی محفل اعلے قرار پائی جلادؔ زر امرا گرد دست اتھی پر شہنشاہ نیلم
بھاری سہرا باندھ کر تیار ہوا گرد وزیران سلطنت شیران اُمبت رہا سے آتشبازی جا بجا چھٹ رہے ہیں
اِس دھوم سے دُلھن کے مکان کی جانب برات چلی دُلھن کے مکان پر مہمان جمع ہیں رنڈیاں کمر باندھے ہوئے حاضر
حالات محفل عیش کے ناظر سبکو یہ بڑا خیال ہے کہ سواج کی نواسی کی شادی ہے شریک ہوکر اُسکی روح کو شاد کریں
سمدھنیں جمع ہیں حجلۂ عروسی میں دُلھن رشک چمن پھولوں کے دریا میں غوطہ مارے ہوئے گلعذار ہر خیال
گرد مصاحبین جمع ہیں خبر جو ہوئی کہ برات آگئی کنیزیں واسطے اہتمام کے دوڑیں یہاں مرغابی سحر ٹوٹکے کرتی
پھرتی ہیں پھولی نہیں سماتی باہر نکل کر فیلبان کو آواز دی ٹھہر جا ابھی ہاتھی نہ بڑھانا اندر دوڑی ہوئی
گئی پانی کا طشت بھرا ہوا لائی ہاتھی کے پیٹ کے نیچے پھینک دیا مراد یہ تھی کہ دولھا ہمیشہ پانی بھرتا رہے
نیلم چونکہ عاشق زار ہے جو جو جسنے کہا سب قبول کیا خضاب لگا کر آئے ہیں دولھا بنے ہوئے ساتھ والوں
نے بنا لیا یا سامری یا جمشید کی صدائیں بلند مغرور و خود پسند اکڑا ترے جو رسم سامری پرستوں
اور جمشید پرستوں کی تھی پنڈت برہمن جمع ہوئے رسمیں ادا کیں محل میں ہلڑ ہوا لڑکا اندر آتا ہے نیلم
بھول گیا یہی میں کہتا ہے سسرال میں آئے لڑکے تو کہلائے قریب حجلۂ عروسی پہونچا دُلھن کو گود میں اٹھایا
باغ باغ ہو گیا چالاک سر جھکائے ہوئے چُپکے چُپکے رو رہے ہیں جس سے لپٹا اسقدر رویا کہ جل تھل بھر گ

نیلم سمجھا رہا ہو کہ صاحب کیا میکا چھوٹ جائیگا دو دن سسرال مین رہو پھر میکے مین مہینون رہنے کا اختیار ہی دلہن
کو لا کر محافے مین سوار کیا بڑی دھوم دھام سے برات لیکر چلا چالاک محافے مین سوار مرغالی سحر دائی اپنے گود مین
لیے ہوئے محافے مین بیٹھی ہی بی بی شہنشاہ کو راضی کرنا عنایت سامری و جمشید ہوئی وزارت گھر سے
گئی سلطنت گھر مین آئی محل کو نام خدا اولاد ہو گی اُسکو تاج و تخت ملیگا بہت سے محل شاہ نیلم کے ہین سب
نگوڑیان نکھٹوئیان شیطان کی لنگوٹیان جمع ہین خراب خستہ نہایت بد ہین اسی وجہ سے لاولد ہین شہنشاہ
نیلم کو اولاد کی بڑی حسرت ہی مین دائیون کو ڈھونڈھ کر علاج کرونگی تمھارے بطن سے اولاد ہو پھر سے گھر
آباد ہو یہ دائی پالنے والی سمجھا رہی ہو کہ شاد ہو اب زیادہ زرو بلور و مصاحب ساتھ ہو اُس سے کہتی ہو
دیکھو جس دن سے لونڈیا نے مانجھا چنا آدمی رکھی نہ میٹھی کھائی نہ دودھ پیا رو رو کے تیجی جان
دیتی ہو نانا کا مرنا مبارک ہوا شہنشاہ کی جورو کہلاؤ گی شہنشاہ نیلم اشارے کر رہا ہی برات بڑھائے
چلو بہت خوش ہی اطغوطہ زن کی چہل پہل آنکھون کے آگے پھر رہی ہو ایک ہفتہ تڑپ تڑپ کر گذرا سامری کے
محل مین آکر برات اُتری تمام شاہزادیان وزیرزادیان دروازے پر حاضر ہین نہایت عزت و اکرام سے
میان چالاک کو اُتارا تھا کی شرم ہو سر جھکائے ہوئے گھونگھٹ گھٹنون تک لٹکا ہوا لا کر ایک قصر عالی
مین پہونچایا شاہزادیون نے گھیر لیا مرغالی سحر دائی قریب ہو تا گا و عروس شب لے ہوئے شکین بچھونے
نوشاہ ماہتابان مع ثابت و سیارگان برات لیکر قصر فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا ستارون کی نشان عروس
شب نے ماتھے پر چنی جب پہر رات گذر گئی شہنشاہ نیلم بیتاب بیقرار تھا ایک محل مین اُٹھ ہوا دولہا
آتا ہو چالاک نے دیکھا ہر کام کے حیلے سے ساتھ والیان ہٹنے لگین چالاک نے جب دیکھا دائی بھی
چلی دامن تھام لیا مرغالی سحر نے کہا بی بی اب دولہا حجلۂ عروسی مین آتا ہو دیکھو خبردار ہماری باتون
کو یاد رکھنا سات سو ملک کا بادشاہ رازدار طلسم ہوش ربا سحر و ساحری مین یکتا قوت بازو سے
افراسیاب فراسیاب اسکی رائے پر کاربند ہی بی حیرت بھی تھے جھانک کر ملینگی شادی کی خبر سنکر
ایک چالا افراسیاب کے یہان ہو گا بخوبی سمجھا کر مرغالی سحر نے بھی غوطہ مارا اب چالاک یکہ و تنہا رہ گیا
شہنشاہ نیلم جوش اشتیاق مین پہلو سے پہلو ملا کر بیٹھا اپنا اشتیاق بیان کر رہا ہو جوش محبت مین ٹھنڈی
سانسین بھر رہا ہو گھونگھٹ ہٹایا چالاک نے طمانچہ مارا نیلم گال سہلا کر رہ گیا ایک ہنستے سے عشق مین بیقرار
تھا سُننے لگا چالاک نے شراب کا اشارہ کیا نیلم نے بہ تعجیل گلابی کھینچی جام لبریز کیا چالاک نے

بیہوشی کی پڑیا گھائی سے ملائی ہیو مٹا کر کے جام شہنشاہ نیلم کو دیا مگر قلب کانپ رہا ہی ستر لاکھ فوج سلطان
غدار کی اس ملک مین موجود ہی چار سو سردارون نامی و نامدار ایک ایک ساحری و جمشید زمانے کا خوف
ہی کہ ای چالاک اگر خدا نخواستہ عیاری خالی گئی یا کسی وجہ مین حال کھل گیا جلا کر خاک کر دینگے لیکن اب
جو کچھ ہو سو ہو کلیجہ تھپکا کر لیا ہاتھ بڑھا کر جام دیا نیلم نے بے اندیشہ جام لیکر پیا چالاک زہر مار زہر مار کہہ
رہا ہی نیلم نے کچھ ان لفظون کا بھی خیال نکیا پیتے ہی گھبرا گیا اُف اُف کرتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا طرف
چھپر کھٹ کے چلا چالاک نے وہ بیہوشی پلائی ہی اگر مچھ ماشے دریا مین ڈال دین مچھلیان بلبلا کر نکل
آئین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی پلنگ تک نہ پہونچ سکا لڑکھڑا کر گرا چالاک نے نعرہ کیا خنجر کھینچکے چاہا کر قتل
کر دون کلیجہ دھڑکا سوچا کہ ای چالاک غضب ہو جائیگا لاکھون جادوگر گرد قصر جمع ہین نکلنا دشوار ہوگا
اتنا بڑا ساحر زبردست جو مرے گا علامت اُسکے مرنے کی ظاہر ہوگی تمام ساحر گھس آئینگے جلا کر خاک
کر دینگے دوسری مصیبت یہ ہی کہ ابھی تک قیدخانے کا پتہ نہین ملا کہ قبلہ وکعبہ کہان قید ہین اُنھین کی
رہائی کے واسطے یہ سب تدبیرین ہین قتل کرنا مناسب نہین ہی اسکی شکل بنکر بیٹھو شہر نیلم حصار کا انتظام کرو
صبح کو جب سرداران زبردست و وزیران خود پرست آئین گے انسے حال قید قبلہ وکعبہ دریافت کر کے دل
انکو ہا کرین بعد اسکے جناب قبلہ وکعبہ کی رائے مین جیسا آئیگا وہی کیا جائیگا اس رائے کو بخوبی دل مین
قائم کر کے چالاک نے نیلم کی زبان مین سوزن دیا ہی بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی ایک صندوق کلان
مین نیلم کو بند کر کے قفل لگا کنجی ازاربند مین باندھی رنگ روغن عیاری کا نکالا آئینہ سامنے رکھ کر
شہنشاہ نیلم کی صورت بنکر تیار ہوا اب چھپر کھٹ پر آکر بیٹھ رہا بے اطمینان سویا اب بھی یہی فکر ہی قبلہ
وکعبہ نیلم حصار مین ہونگے انکی رہائی کی تدبیر بوجہ احسن ہو جائیگی یہ کام کر تو گذرا مگر تڑپ رہا ہی کہ ای چالاک
بہت بڑے بڑے جادوگریان جمع ہین اگر لیا ہو کوئی پہچان لے تو جان بچنا دشوار ہوگی شہر وسیع نہ کوئی مونس
نہ غمگسار کہان بھاگ کر چھپ رہوگے تڑپ تڑپ کر چالاک نے شب بسر کی جب جواہر زواہر آفتاب عالمتاب کیسۂ
مغرب سے بازار فلک نیلی مین رکھا گیا خریداران ضیا و شعاع موجود ہوئے نگاہ خریداری مجمع چالاک
بن عمرو تیغہ ہاتھ مین ابرو پر بل چڑھائے وہی سے نکلا دروازے مین قفل لگایا آج نہین جلیبین شتابان
حاضر ہین کہ شہنشاہ وصل سے کامیاب ہو کر برآمد ہونگے سبکو خلعت سرفرازی حاصل ہوگا جیسے ہی شہنشاہ
برآمد ہوے سب سے پہلے غالب سحر نے بڑھ کر پائین مین پوچھا شہنشاہ لونڈی آپکی کیا کرتی ہی قفل

کیون بند کیا یہ سنتے ہی نیلم نقلی نے کنیزون کو اشارہ کیا اس بیچارے کے جھونٹے پکڑ کے کھینچتے ہوئے ہمارے سامنے سے لیجاؤ یہ بیحیا ہے ہماری معشوقہ کا حال پوچھتی ہے ہم اپنی معشوقہ کی صورت کسیکو نہ دکھائینگے مرغابی پر مار پڑنے لگی شاہزادی کی دیر تک کشان کشان کرکے اسکو نکالدیا ایک شاہزادی نے بڑھ کر پوچھا شہنشاہ یہ قفل بند رہیگا بند و بست کا کیا باعث ہے چالاک نے ہاتھ تلوار کا مارا اس شاہزادی کے دو ٹکڑے ہوئے پانچ چھ جادوگرنیان جو چالاک نے محل مین قتل کین ہنگامہ ہوگیا ایک نے ایک سے کہا شہنشاہ آج بہت بدمزاج ہو رہے ہین کوئی کلام نہ کرے جس نے سلام کیا اسکو اس جرم پر قتل کیا کہ ہمین کیون سلام کیا جسنے نہ سلام کیا اسپر یہ جرم ہوا کہ بیحیا سلام نہی بجا لائی محل مین ہنگامۂ عظیم برپا ہوا تو کنیزین معہ حبشنون کے نون مین چھپنے لگین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ شہنشاہ دیوانہ ہوگیا بعض نے کہا بوانہ کلام کر دیجا چالاک دیا چاہیئے مشیر وزیر آئینگے شہری دیوانے کا علاج کرینگے چالاک وہی تیغ خون آلود لیے ہوئے محل سے نکلا عرض بیگی نے عرض کی دربار معمور ہے سرداران شاہی بیٹھے ہین چالاک نے ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے دیکھا سب نے شہنشاہ کے منھ سے کف جاری فرماتے ہین جسسے کلام نکر دیں یہ لوگ کیا جانین جو ہمپر غم و الم ہے افراسیاب کی سلطنت مٹ رہی ہے ہمین تم لوگ سکا خیال ہے اگر طلسم کشا دمنا بھرتا ہمارے ملک پر آجائے تو کیسی خرابی ہو یہ لوگ کلام کرکے ہمکو برہم کرتے ہین وزرا امرا نے جو خبر پائی کہ آج شہنشاہ نیلم نے محل مین بھی دس بیس جادوگرنیون کو قتل کیا دروازے پر بھی کئی جادوگرون کو تہ تیغ مارا بربادی طلسم ہوش رُبا کا غم ہے وزرا امرا نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا اتنے بڑے بادشاہ جلیل ہین نام سب مین مشہور ہے تیغ وغیرہ انھین کی فکر کرتی ہونگی نیلم کو ضرور رفتہ رفتہ ہوگی چلکر شہنشاہ کو تسکین دین آپس مین صلاح کرتے سترہ سو سردار وزیران نامدار ایک ساحر بے نظیر سب کے آگے طوفان قہر نگاہ پرانا خیر خواہ آکر حاضر ہوئے دیکھا شہنشاہ نے دروازے پر کئی ساحرون کو قتل کیا ہے لاشے انکے پھڑک رہے ہین ایک ہاتھ مین تیغ ایک ہاتھ مین فولاد کا گولا اگر کسی نے نگاہ ڈالی گولے کو چرخ دیا فرمایا سحر کرو ان زمین نلعو نیلم اُلٹ دون اس گولے کی تاثیر سارے شہر مین پہونچیگی سب اندھے ہو جائینگے ساحر کانپ جاتے ہین کہتے ہین کیا مجال جو حضور کے سامنے سحر کرین ہم آپ کے ملازمان جانباز ہماری یہ مجال ہے کہ شہنشاہ سے آنکھ ملائین یا سحر کرین یہ کہکر خاموش ہوئے چالاک نے اسطرح ڈرا دُرا کر کئی ساحر قتل کیے کہ سامنے وزیران سلطنت مشیران ابت قدیم خیر خواہ طوفان قہر نگاہ آکر حاضر ہوا چہار جانب سے شہنشاہ کو گھیر لیا دست بستہ

عرض کی حضور باعث ملال خاطر ارشاد ہو غلام اُسکی تدبیر کرے چالاک نے کہا اس ساربان زادے کو
ہمارے سامنے حاضر لاؤ جسنے طلسم ہوشربا مین یہ آفت برپا کی طوفان نے بڑھ کر عرض کی حضور نے بجا ارشاد
فرمایا آپکے حکم سے اُس مفتری کو توسن حصار پر لیگیا آپ کے بھائی صاحب نے اُسکو زندان طلسم مین قید کیا
کئی مہینے کا زمانہ گذرا لیقین ہی تڑپ تڑپ کر مرگیا ہو یہ حضور بخوبی واقف ہین کہ وہان کا قیدی تا قید
حیات رہائی نہین پاتا شہنشاہ لاچین فرزند صاحبقران دختر شرارہ کئی سال سے اُسی مقام پر قید ہین
آج تک کوئی وہان کے حال سے آگاہ نہین ہوا یہ سنکر طائر ہوش چالاک قفس جسم خاکی مین تڑپنے لگا
بہت گھبرایا غصے مین حکم دیا ای سرداران نامی اس ہجیا کو ابھی قتل کرو ما بدولت نے حکم نہین دیا عمرو ایسے
شخص کو توسن حصار پر کیون پہونچایا تمام عالم مین مشہور ہی کہ عمرو جہان قید ہوتا ہی اُس ملک والون کی
جان پر بنتی ہی ایسا نہو قلعہ توسن حصار مین کچھ قیامت برپا کرے طوفان قہر نگاہ کو ساحر پٹ گئے یہ چیخ
فریاد کرتا ہی شہنشاہ میری کیا خطا ہی اشارہ کردیا جز دار ہمارے حکم مین تامل نہو اس زبان دراز کو قتل کرو
جلادنے فوراً طوفان قہر نگاہ کو قتل کیا اب تو تمام وزرا امرا گھبرا گئے کہ آج شہنشاہ کو بطور غصہ ہی سامری شدید
خبر کرین چالاک طوفان قہر نگاہ کو قتل کرکے تخت پر آکے بیٹھا دل مین سوچتا ہی کہ مین کیا کر گذرا اسکا انجام
کیا ہوگا افسوس ہی کہ قبلہ و کعبہ دستیاب نہوے اس ملک مین پہونچے کہ جہان کی خبر بھی ملنا دشوار ہی سوچ
سوچکر حکم دیا کل فوج آراستہ ہو سامان سفر تیار کیا جاے ما بدولت بذات خود باغیون پر لشکر کشی کرینگے
سزاے بغاوت دینگے صاف ظاہر ہوا کہ افراسیاب سے انتظام طلسم ہوشربا نہین ہوسکتا پس انتظام واجب
و لازم ہی ساتھ والون نے عرض کی کہ ای شہنشاہ گیتی ستان چرخ و بہار رو باغبان آپ سے کیا اُٹھ سکتے
ہین چلتے ہی قیامتین برپا کردینگے کوہ و دشت و بیابان لاشہاے دشمنان سے بھر دینگے اُستادان
سخنور نے تحریر فرمایا ہی سترہ لاکھ فوج دریا موج تیار ہوئی علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے صندوق شہنشاہ
نیلم کو چالاک نے ایک چھکڑے پر بار کرا لیا کہدیا کہ سحر نایاب ہمارا اسمین بند ہی جس مقام پر فرو کش
ہون جس خیمے مین تشریف رکھین قریب ہمارے چپرکھٹ کے یہ صندوق رکھا جاے کوئی اسکو ہاتھ
نہ لگاے جو اسکے قریب جائیگا شعلہ ہاے آتش پیدا ہوکر اُسکو جلا دینگے ایسے بہت خوف چالاک نے
ساتھ والون کو دلاے چالاک بہ عیاری تو کر گذرا لیکن ہوش نہین درست ہین کلیجے پر پتھر رکھکر تخت پر
سوار ہوا چار سو سرداران زبردست ساحران سامری عہد گرد تخت چالاک بن عمرو جب انکو دیکھتا ہی ہوش

اڑجانے مین دل سے کہتا ہی ای چالاک بن عمرو اگر یہ واقف ہوجائین کہ ہمارا آقا نہین ہی فرزند عمرو بصورت نیلم تخت پر سوار ہی کیا حال کرین وہ حافظ حقیقی مالک ہی بہرنوع اس کروفر اس جاہ وحشم سے لشکر گران لیکر چالاک بن عمرو بصورت شہنشاہ نیلم منزل بمنزل چلا کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اسد نامدار و مقابلہ توسن جادو کہ آج لشکر سلطان جل چکا ہی وآمدا مالیان ورہندہ وجنگ عظیم واقع ہونا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ مصنف

ساقی اب جنگ کا ہی سامان	ہی موج شراب تیغ بران	گردش مین نہین مین آج ساغر
رندون کے لیے ہی صاف خنجر	ہی جنگ مین فکر بادہ نوشی	رندون کو ہی جوش سرفروشی
جھنڈا جرأت کا گڑ گیا ہی	مضمون کسی سے لڑ گیا ہی	ای کلک یہ وقت امتحان ہی
ظاہر ہی کہ جنگ کا بیان ہی	لشکر مضمون کے اڑرہے ہین	فوجون کے پرے جارہے ہین
سطرین ہین ورق پہ یا کہ توپین	یا بحر جہاد کی ہین موجین	کرتا ہی قلم بھی نیزہ بازی
کام آئیگی یہ زبان درازی	تحریر ہون سحر تو بصد شوق	ہوا بر فسون کو ابر پر فوق
میخانے مین ہو رہی تقریر	ہی موج شراب یا کہ شمشیر	رندون کو بھی آج گد پڑی ہی
میخانے مین دخت رز لڑی ہی	تو جنگ کا ذکر آگیا ہی	ساغر آنکھین لڑا رہا ہی
حاصل کیا جنگ کے بیان سے	ار جھگڑے کے نکل چلو بیان سے	اس لطف سے مصرعے پڑھینگے
مضمون کسی سے کیا لڑینگے	مہر ساقی ہوئی قمر پر	ہی سایہ آفتاب سر پر

غزل

یون نہ تارون کے خزانے کا جو ہاتھ لگے	ہی دعا میری کہ وہ رشک قمر ہاتھ لگے	چاہے انسان تو عنقا کا بھی پر ہاتھ لگے
غیر ممکن ہی کہ اس بت کی کمر ہاتھ لگے	دست گستاخ بڑھایا تو خفا ہوکے کہا	اب خبردار نہ یون بار دگر ہاتھ لگے
بیاثر ہوگئے نالان روز دن ہمارے نالے	سول مین جا کے اگر ہمکو شرر ہاتھ لگے	بو سے اس گل نے دیے جو لب رخسار نگے
بعد مدت کے مجھے یہ گل تر ہاتھ لگے	اپنے جھوکون سے آرا کے بسے میرا دماغ	بوے گیسو جو مجھے باد سحر ہاتھ لگے
زہر خیرہ جات ہر اک عضو مین ناگن کاٹے	غیر کا گیسوے جانان مین اگر ہاتھ لگے	وصل کی رات یہ پہلے ہی سے بول اٹھتا ہی
ذبح کرڈالون اگر مرغ سحر ہاتھ لگے	بیٹھا جاتا ہی بلبل کو پھنسانے صیاد	شرط بدتا ہون اگر ایک بھی پر ہاتھ لگے
للہ الحمد کہ اب آگیا سینے پہ ابھار	ہجر قامت جانان کو شر ہاتھ لگے	دل تو تم لے چلے پھر جان کو کیون چھوڑ چلے

لیتے جام ہو نہ اسے رشک قمر ہاتھ لگے	جام مے اسکا بنانا تو مقرر ساقی	کسی میخوار کا گر کاسۂ سر ہاتھ لگے
ہو دعا تو خدا سے یہی ہر دم پیہم	دولت دین طلب دنیا مین ارزان ہاتھ لگے	چہرہ گوہر آبدار سخن کو زیب گوش

ساساں وہ بیہوش کرتے ہیں شعر تخلص خواناں بزم خوش بیانی و خریداران کالائے معانی و راویان داستان
حیرت بیان کو بصد رشد و مد تحریر فرماتے ہیں کہ لشکر شہسوار عرصہ یکتا تازی اسد ہین کرب غازی بعد قتل
یوزنیہ ابلق سوار شب کو اسی مقام پر فروکش ہوا خواجہ عمرو موجود ہیں لیکن یہ صلاح ہو رہی ہے کہ یہ
خبر لشکر مین پہونچ جائے اہالیان لشکر بیتاب ہونگے خواجہ عمرو کو طوفان قہر لگا اٹھا لایا اسد نامدار
آوارۂ دشت ادبار ہوئے اہالیان لشکر نہایت پریشان و حیران ہونگے اسد نامدار نے بھی اس صلاح
کو پسند کیا اپنے دست حق پرست سے نامہ لکھا تمام کیفیت درج کی یہ بھی لکھ دیا کہ فلان صحرا مین فتح و
ظفر فروکش ہین تردد و انتشار نکرنا اگر پروردگار اپنا فضل کرتا ہے تو فتح و فیروزی سے آکر ملتے ہین اگر
مناسب ہو تو تم بھی ہم تک پہونچا و چند فقرات تسکین آیات تحریر فرما کر کسی ساحر کو دیئے وہ ساحر
چاہتا ہے کہ نامہ لیکر چلے پہر دن باقی ہے کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا سب نے آگے آگے سترہ سو علم سیاہ
نشان سترہ لاکھ فوج کا پشت پر پرے ساحروں کے بندھے ہوئے ناہید نے پیچا تخت پر ملکہ بادبان
جادو مرکب بادرفتار پر توسن سوار پشت پر سترہ لاکھ ساحران خدا ارد ورسے جو لشکر اسد نامدار کو
دیکھا جل گیا دیکھا بارگاہین استادہ ہین ایک جانب کھیت پڑا ہے لاشہ یوزنیہ ابلق سوار تڑپ رہا ہے
ساتھ والے اسکے جسقدر مارے گئے لاشے انکے بھی پڑے ہین لشکر اسد نہایت لطف سے آراستہ
ہمراہیان یوزنیہ ابلق سوار جو جا بجا بھاگ کر چھپے تھے وہ بھی درہ ہائے کوہ سے نکل کر سامنے توسن
کے آئے چیخین مار کر روتے تھے عرض کی اے شہنشاہ آپکی صاحبزادی نے ہمارے عزیزون کو قتل
کیا شہنشاہ طلسم ہوش ربا نے آکر ہمارے افسر کو مارا ہم نے آنکھون سے دیکھا افسر ہمارا کسی بات
مین کم نہ تھا ساحر زبردست جری بہادر بی ناہید کو بھی زخمی کیا طلسم کشا کے بازو پر کوئی تحفہ تھا
وہ بھی لے لیا طلسم کشا بھی گر چکا تھا سر کاٹ لینا صرف باقی تھا یکایک ہمنے دیکھا شہنشاہ طلسم ہوشربا
تشریف لائے کچھ کلام کیا نہین معلوم کیا خطا ہوئی ہاتھ تلوار کا مار دیا پھر فوج بے سردار کیا
کر سکتی تھی کچھ شریک ہو گئے ہمکو نام مسلمانان سے نفرت تھی یہ نئے دو خداؤن سے محبت تھی
بھاگ کر درہ ہائے کوہ مین چھپے حضور کو دیکھکر چلے آئے حاضر ہوئے ہین ساری آگ آپکی صاحبزادی

نے لگائی شہنشاہ لاچین اس لشکر مین نہین ہی یہ خبر سنکر توسن اور زیادہ جھلایا کہا ناہید کی بیرے ہاتھ سے قضا ہی وہ پیر زمین گیر کہین بھاگ گیا تلاش کر کے مارونگا اس بڈھے کو اب سلطنت نصیب نہو گی یہ کہکر حکم دیا لشکر فروکش ہوا بارگاہ استادہ ہوئی تمام جنگل مجمع ساحران سے بھر گیا توسن بل کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا عمرو نے جو اس فوج دریا موج کو دیکھا ہوش اڑ گئے جی مین کہتا ہی اس فوج کا کون بار سنبھالے گا ناہید بھی پریشان عمرو نے دیکھا رنگ روے ناہید متغیر کر رہی ہی کہ خواجہ بوزنیہ ابلق سوار کو تو مارا اس لشکر کا بار کون اٹھائیگا عمرو نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا جس بے حیا نے اس زندان تنگ و تاریک سے چھوڑایا وہی اس بلا سے بھی نجات دیگا ہی ناہید یہ لشکر کیا ہی جب ہم ابتدا مین اپنے رنگین حصار پر گئے صرف مالکہ مریخ ساٹھ ہزار فوج سے ہمارے شریک ہوئی تھین یہ تو خراج گزار افراسیاب ہی ہم تو مقابلہ افراسیاب مین اترے تھے ہر مقام پر پروردگار نے غالب کیا وہی یہان بھی نجات دیگا بارگاہ مین تو یہ ذکر ہی اہلیان لشکر کو بھاگنے کی فکر ہی ہر مقام پر یہی چرچا ہی کہ ملکہ ناہید نے برا کیا توسن جادو ایسے بادشاہ سے بگڑی صبح کو قیامت برپا کر دیگا طلسم کشا کو قتل کریگا بی ناہید کیا عذر کریگی سحر مین اسپر غالب نہو سکین گی آخر ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرینگی ناگاہ شب تیز گام ماہتابان میدان چرخ نیلی مین طرارے بھرنے لگا اپنے جلوۂ رخسار سے تمام عالم کو روشن کیا توسن جادو نے غصے مین حکم دیا ہمارے لشکر مین طبل جنگی بجے فوراً نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے آکر سامنے اسد نامدار کے دعاے جان درازی شہریار عالم کی عمر دراز رہے دوست شاد دشمن پامال ترقی پر جاہ و جلال ہو توسن جادو نے بہ قہر و غضب تمام طبل جنگی بجوایا کل اسکا ارادہ ہی کہ سرکار سے مقابلہ کرے بہت لاف و گزاف کر رہا ہی ناہید تو خاموش لیکن اسد غازی نے فرمایا حکم دو ہمارے لشکر مین بھی بہ عنایت ربانی و بہ تائید ایزدی طبل جنگی بجے وہ بے نیاز مالک ہی دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین توسن جادو نہایت غصے مین سرداروں سے کہ رہا ہی جو کچھ خرابی ہوئی ذات سے بوزنیہ ابلق سوار کے ہوئی وہ بیجا قیدخانے کو تنہا چھوڑ کر چلا گیا اسی رات بھر مین دشمنون نے اپنا کام کر لیا اگر وہ در زندانخانے پر موجود ہوتا کیا ناہید سبکو قتل کر ڈالتی آخر سنا کہ اسنے طلسم کشا کو بھی بیکار کیا ناہید زخمی ہوئی یہ مقدمہ حیرت خیز و وحشت انگیز ہی کہ شہنشاہ نے آکر بوزنیہ ابلق سوار کو مارا شریک جنگ ہوئے سب نے کہا بوزنیہ کے مرتے ہی غائب ہو گئے پھر پتا نہ لگا مگر سب چہار جانب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے تھے کوئی افسر سرپرست نہ تھا آخر کس کے

سحر دست پر لڑتے مجبور ہو کر فرار پر قرار کیا توسن جادو کو نام افراسیاب سے حیرت ہو کہتا ہو یارو سمجھو کے
کسو کوئی اپنے گھر کو آپ برباد کرتا ہو کوئی افسر ہوگا تم اسکو افراسیاب سمجھے سرداروں نے عرض کی خداوند
نعمت بڑی حیرت کی جگہ ہو جیسے تمکو ویسے اسکو ہم نہین پہچانتے زیر سایۂ دامن دولت افراسیاب پرورش
پائی لشکروں مین ساتھ رہے آج تک ہمنے صورت نہین پہچانی کیا بالکل اندھے ہین توسن کو بڑا تردد ہو بہرام
شیر گیر سحر طراز وزیر اعظم توسن بولا کہ اے شہنشاہ کچھ ہوگا لڑائی مین افراسیاب کی پاپوش کو کیا غرض پڑی
تھی کہ آتا اگر اصل مین آیا کوئی تو امر بوزنیہ بلیق سو اسکے خلاف ہوا فتح کی شکست کرا کے چلا گیا آپ نامہ
لکھیں گے احوال کھل جائیگا اب اسکا تردد کیا ہو پہلے صبح کو لڑائی فتح کیجیے اسد کا سر روانہ ہو اور اسی
نامے مین شکایت بھی تحریر ہوگی وہ سب لکھ بھیجین گے یا وہان جادو تخت پر خاموش بیٹھی ہو بیٹی کے
واسطے بیقرار توسن کہتا ہو بوٹیاں کاٹ کے پھینک دونگا اب یہ سوچتی ہو جا کر بیٹی کے شریک ہو جاؤں
اسکو لیکر بھاگون جان کمبخت کی بچاؤں توسن کو کیا محبت ہو ہمنے تو نو مہینے پیٹ مین رکھا بارہ برس
جفا اٹھائی تھی مین اب یہ دن نصیب ہوا اسے صبح کو وہ قتل ہو جائیگی اس تردد مین یا وہان بیٹھی ہو یہان
ناہید سرخم خوف سے باپ کے لبوں پر دم اسد نامدار تسکین دے رہے ہین خواجہ خاموش بیٹھے ہین کہ دو
بارہ ہرکارے آئے عرض کی اے شہریار دربار مین توسن کے یہی ذکر ہو کہ بوزنیہ کو افراسیاب نے آکر مارا
سبکو نہایت حیرت ہو یہ سنتے ہی عمرو اپنے مقام سے اٹھا ناہید کو گلے سے لگایا کہا بی بی نہ گھبراؤ اگر
پروردگار فضل کرتا ہو تو مین سر توسن لاکر حاضر کرتا ہوں انشاء اللہ صبح ہونے پائیگی یہ سنکر ناہید
مثل گل کے شگفتہ ہوگئی کہا جد عالی تبار سحر کی لڑائی مین کوئی توسن پر غالب نہ آئیگا نہایت سحر مین زبردست
ہو یہی مجھکو تردد ہو اپنی جان تو مین نے شہریار پر نثار کی انکو خدا دشمنوں سے بچائے عمرو تسکین دیکر بارگاہ
سے نکلا یہان توسن کے پہلو مین بہرام شیر گیر سحر طراز تلملا رہا ہو کہتا ہو اے شہنشاہ آپ دخل نہ دیجیے بی
ناہید کو جھونٹے پکڑ کے کھینچتا ہوا لاؤنگا اب آپکی وہ بیٹی نہین ہو سراسر دشمنی کی کل اعیان ہوشربا
کی دشمن ہوگئین یہ نہ خیال آیا کہ ماں باپ قتل ہو جائینگے مین خود قید ناہید و سر اسد لیکر خدمت مین
افراسیاب کے جاؤنگا سبب قتل بوزنیہ پوچھونگا وہ بادشاہ عادل ہو سبب دریافت ہوگا تب تردد حضور کا
مٹے گا لیکن بدون سر اسد جانا مناسب نہین ہو کل غلام سر میدان مقابلہ کریگا اب ناہید و طلسم کشا کو بھیجیے
بی ناہید وہی صاحبزادی ہین کہ جنکو گود مین کھلایا سحر سکھایا ہمارے سامنے کیا زبان کھولینگی

جاتے ہی گرفتار کرونگا اب غلام نے سحر کرنے پر کمر باندھی اب بنیں کھلی یہ سکتا لڑائی کا طبل بنوسنے دونگا کل ہی خاتمہ لیجیے وزیر توسن بنبلا رہا ہو کہ لشکر مین پڑ ہوا شہنشاہ نامدار تشریف لاتے ہین وہ تخت ہویدا ہوا توسن نے سر اُٹھا کے دیکھا افراسیاب بصد جاہ و جلال تخت پر سوار تشریف لاتا ہی توسن مع اُمرا و وزرا برائے تعظیم کھڑا ہوگیا ہر باندھ کر سب نے سلام کیا تخت افراسیاب گوشہ بارگاہ مین اُترا افراسیاب نے کچھ اشارہ کیا تخت تو غائب ہوگیا افراسیاب اُس تخت پر آکر بیٹھا توسن کرسی پر متمکن ہوا بیٹھتے ہی توسن نے پوچھا ای شہنشاہ اسوقت کہان تکلیف فرمائی افراسیاب نے کہا ای توسن مجھکو آرام کہان آٹھو پہر اسیطرح پھرتا ہون آفتاب طلسم غروب ہوا چاہتا ہی ہرام قریب تھا یول اُٹھا کیون ای شہنشاہ بوزینہ الملق کو نے آکے کیا خطا کی تھی جو قتل کیا اور آپ نے لڑائی فتح نہ کی بوزینہ کو مار کر چلے گئے اہالیان لشکر اُسکے ظلم کرتے ہین یہ سنکر افراسیاب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کیون او بیحیا اُسو ر مملکت شہنشاہی مین دخل دیتا ہی توکیا جانے کہ ہمنے کیون قتل کیا ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ وہ نمک حرام ناہید پر نگاہ ڈالتا تھا اور ہاتھ باندھ رہا تھا منت کرتا تھا میرا وصل قبول کر یا تو مین برائے قتل اسعد آیا تھا اُسی کو ہاتھ باندھا یا بوزینہ کی وہ خطا ہین اول خطا یہ کہ نگہبان تھا شکار کو کیون گیا دوسری خطائے فاش یہ کہ مرشدزادی پر نگاہ ڈالی یہ تو مجھکو یقین تھا کہ میرا قوت بازو ساحر پرفن شہنشاہ توسن اپنی سرحد سے طلسم کشا کو نہ نکلنے دیگا دم بھر مین قتل کریگا اسی وجہ سے بوزینہ کو قتل کر کے چلا گیا کہ اسکے ساتھ والے شکست کھا مین ہاتھ سے باغیون نکل جائین توسن قدمون سے لپٹ گیا کہا شہنشاہ آپنے خوب کیا نامرد نے یہ قصد کیا تھا افراسیاب نے کہا جو کچھ مین نے آنکھون سے دیکھا اسکو کیا بیان کرون تمکو ملال ہو گا سب اہالیان دربار خوش ہوگئے کہ شہنشاہ کو اپنے ملازمون کی آبرو کا بڑا پاس ہی افراسیاب نے کہا کہ ای توسن اسوقت تشریف لانے کا مابدولت کے یہ باعث ہوا کہ مین نے کتب طلسمی مین دیکھا کہ توسن دہمارہیان توسن کا پیمانہ عمر لبریز ہوا گھبرا کر باغ سامری مین گیا کتاب سے نقش جمشیدی نکا لکر لایا جلد شراب منگا تو حرف نقش جمشیدی اُسمین دھو دیے جائین ایک ایک جام سب صاحب پین کتاب مین صاف لکھا ہی جو اسطرح کی شراب پیے گا پانچ سو برس تک نہ مریگا یہ سنکر تمام اہالیان دربار قدمون سے لپٹ گئے کہا شہنشاہ ایکی پرورش کے قربان توسن نے کہا حاجو ایسے قدردان پر جان نثار کرین کہ جسکو آٹھو پہر ہماری جان اور آبرو کا خیال ہو فوراً مشکا شراب کا منگایا سامنے تخت افراسیاب کے

رکھا افراسیاب نے کمر سے نقش جمشیدی نکالا پرچہ کاغذ شراب مین ڈال دیا نقش پر آب تھا پانی ہو گیا
افراسیاب نے سناول اپنے ہاتھ سے جام لبریز کیا کہا پہلے مین اپنے بھائی کو پلا دون اپنے قوت بازو کی عمر
بڑھاؤن بہرام گرگ گزار ہا ہو شہنشاہ مین نے بھی خواب اسے پریشان دیکھے ہین مجھکو بھی پلا دیجیے افراسیاب
نے کہا پہلے مین اپنے بھائی کو پلا دونگا یہ کہکر جام سامنے توسن کے پیش کیا توسن نے بھی سلام کرکے جام لیا
انجام سے تو جام کے آگاہ نہین ہر بدون ردو قدح جا کر ہمین ملحوظ خاطر رہے کہ بہرام شیر گیر سحر طراز قریب
تخت افراسیاب گرگ زار ہا ہو عرض کرتا ہو میری خطا معاف فرمایئے دو جام مجھکو مرحمت ہون لیکن توسن
نے قصد کیا کہ جام ہون جیسے ہی قریب منھ کے لایا سنہرا تیلی بازو پر بندھا تھا گویا قوت بازو تھا بے اختیار
پکار اٹھا ای شہنشاہ توسن شراب نہ پیجیےگا اگر ایک قطرہ حلق سے اُتر گیا تمام اعضا پانی ہو کر بہ جاینگے
یہ افراسیاب نہین ہی عمرو عیار بڑا مکار و غدار ہی شراب تو شعلہ نکل کر گئی جام ٹوٹا توسن اُرے کہکے بابا
عمرو نے دیکھا کار از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ عیاری نے عجب فلک نے گردش دکھائی توسن نعرے
لگکر جھپٹا عمرو نے شیرانہ نعرہ کیا قصد ہوا جست کرکے نکل جاؤن بہرام قریب تھا عمرو نے خنجر کو کہ پر بہرام
کے مارا شکم چاک قصہ پاک یہ جیسا تو گرا مرنے سے ساحر کے تاریکی ہوتی ہی اندھیرے مین عمرو نے سر توسن
سے تاج لیا ایک لات ماری آواز دی نعرہ عمرو سے عمرم کہ کلہ از سر قیصر بہ برم ؛؛ رنگ از رخ کنجک با خبر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی ؛؛ تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم ؛؛ توسن تو منھ کے بل گرا عمرو شیرانہ نعرہ
کرکے نکلا الغیاث الغیا کا غلغلہ بلند ہوا عمرو نے فوراً گلیم اوڑھ لی یہان بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من بہرام
شیر گیر سحر طراز بود جادو گرو وزیٹے توسن کو اُٹھایا دیکھا شہنشاہ سر برہنہ منھ کے بل گرے دانتون سے
خون جاری آہ آہ کر رہا ہی ساحرون پر چلایا کہا تم لوگون نے گرفتار نہ کر لیا مصاحبون نے کہا حضور کے
سر سے تاج اُتار لے گیا ہاتھ نہ پکڑ لیا برق جہندہ کو کون گرفتار کرے جست کرتے ہی غائب ہو گیا لشکر والے
ڈھونڈھتے پھرتے ہین ایسا عیار چست و چالاک عیار ساحرون کی نگاہ سے نہین گذرا اب ثابت ہوا
یوزنیہ اسیطرح مارا گیا عمرو نے بصورت افراسیاب اُس ساحر کا جواب کو سر میدان مارا حضور حفاظت کیجیے
ایسا نہو پھر کسیکی صورت بن کر گھس آئے توسن نے اُسیوقت ہوشیار ہو کر گرد لشکر حصار سحر کیا آگ روشن
کر دی یہان ملکہ ناہید طلا یہ دے رہی ہی کہ لشکر توسن مین ہنگامہ ہوا الغیا کی آواز آئی ناہید کبھی
لشکر توسن شبخون آتا ہی آگے بڑھی دیکھا خواجہ بھاگے ہوئے آتے ہین دوڑ کر لپٹ گئی کہا کیون نانا جان

خیر تو ہی عمرو نے کہا بیٹا توسن کی رسی دراز ہی مین نے چاہا اسکا قتل کرون لیکن بڑا بیدار مغز ہو شہزادہ بچ سکا
بیر نے اُسکے تدبیر بتا دی ناہید نے کہا آپنے غضب کیا وہ ساحر بڑا زبردست ہی بڑے بڑے جرّار اُسکو یاد
ہین خدا نے آپکی جان بچائی عمرو نے کہا ہمارا بڑا نقصان ہوا ایک صندوقچہ کمر مین تھا بھاگتے مین گر گیا اسد
بھی ہنگامہ لشکر باہر نکل آئے ہرکارے نے اسد کو خبر دی خواجہ نے جاکر عیاری کی تاج توسن لیا بہرام
شیر گیر کو قتل کیا خدا نے اُنکی جان بچائی اسد نے دیکھا خواجہ ناہید سے کہہ رہے ہین میری کمر سے صندوقچہ
جواہرات کا گر گیا اسد نے کہا صندوقچہ تو گرا تاج توسن بھی تو لیا عمرو نے پلٹ کر کہا او دیوانے تو کیون
دخل دیتا ہی اسد نے کہا لشکر مین خزانہ نہین ہی آپکو تو ہر وقت خواہش ہی مال ملنے کی کاہش ہی عمرو نے
کہا تمکو میسر کیا ہی تمنے کبھی کوئی لگا دیا یہ باتین تھین کہ شہنشاہ توسن سوار فلک نیلی آفتاب جہان گرد
بعد غلغلہ و شان میدان فلک چہارم مین مصروف گشت ہوا ستارۂ سحری چمکا فوجین میدان کارزار
مین جانے لگین عمرو و ناہید کو تخت پر سوار کیا اسد پشت مرکب باد رفتار پر شاہزادہ بدیع الزمان گرد
لشکر شکن بیرون بارگاہ تشریف لائے بولے ملکہ تصویر بارگاہ عالی استادہ ہی در دولت ملکہ تصویر پر کھادار
چوبدار یساول حاجب دربان بڑا سامان اسد دروازے پر ملکہ تصویر کے گیا ہی بدیع الزمان نے اسد
کو گلے سے لگایا دعا دے جان درازی کی یہ بھی پشت مرکب پر سوار ہوئے اسد نامدار نے چاہا ماموں جانکو بعہدۂ
سپہ سالاری آگے بڑھاؤن بدیع الزمان نے فرمایا ای فرزند سعادتمند فخر ہی تم یہان کے سردار و افسر ہو
طلسم کشائی تمہارے نام قرار پائی ہمارے واسطے بھی فخر ہی تمہارے لشکر کے ہم سپہ سالار ہین مقام
صاحبقرانی تمہارا عہدہ ہی یہ فرما کر اسد کو آگے بڑھایا ناہید نے قریب آکر بدیع الزمان کو سلام کیا
بدیع الزمان نے برخوردار کہکر سر ناہید سینے سے لگایا ناہید نے اپنے گلے سے موتیون کا مالا اُتار کر
زیب گلوے بدیع الزمان کیا کہا ماموں جان ہر ایک ساحر کا سحر تو آپ پر تاثیر نکریگا مقابلہ لشکر ساحران
ہی حفاظت رہے بدیع الزمان نے سر جھکا لیا پایۂ تخت پر ناہید کے ہاتھ رکھا کنیزان ناہید گرداگرد ہین
جاہ و حشم سے لشکر طرف میدان کارزار کے چلا خواجہ لشکر سے نکل گئے ہین صورت بدلے ہوئے بشکل ساحر
ایک گوشے مین کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہین کہ توسن لشکر قیامت اثر ہمراہ لیکر بڑے جاہ و جلال سے
وارد میدان کارزار ہوا بادبان زوجہ توسن تخت پر پشت پر سترہ لاکھ ساحران غدار دونون لشکر
میدان کارزار مین بہے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کرگس کڑکا کہا بیٹے توسن نے

پلٹ کر طرف ساحرون کے دیکھا عقلاے جادو اژدر پر سوار پہلو مین حاضر تھا اژدر و آتش فشان کو بڑھایا
توسن کو سلام کر کے کہا ابھی جا کر سب کے سر لاتا ہون ارشاد ہو تو طلسم کشا کو تو کون پہلے افسر کا سر قلم کرون
توسن نے کہا انکو سامری و جمشید کے سپرد کیا عقلاے جادو میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ مان
ز طلسم کشا میدان کارزار مین آئے تو احوال معلوم ہو ناہید کو منظور یہ تھا کہ اسد نامدار میدان کارزار
مین نہ نکلین لیکن یہ شیر بیشہ شجاعت جعفرانی جرأت مین لاثانی فوراً مرکب کو صف سے نکالا ناہید سے رخصت
ہوئے ناہید بیقرار ہو گئی عرض کی حضور کنیز جان دینے کو حاضر ہے یہ مقدمہ تو ساحری ہے اگر کوئی پہلوان
ہوتا حضور میدان کارزار مین جاتے یہ توسن جادو کا مصاحب ہے اسد نے کہا ملکہ ممکن نہین کہ ہمارا نام لیکر
پکارے اور ہم اسکے مقابلے مین نہ جائین ناچار ہو کر ناہید نے عرض کی خدا کے سپرد کیا اسد نے بدیع الزمان کو
بھی سلام کیا کہا یہ غلام رخصت ہوتا ہے بدیع الزمان نے کہا بابا یہ مقام تعجب ہے ہمارے سامنے تم میدان
کارزار مین جاؤ اسد نے عرض کی غلام کا نام لیکر پکارتا ہے بدیع الزمان نے بازو پر ہاتھ رکھ کر دعاے فتح
و ظفر پڑھی فرمایا بسم اللہ آپ اسد نے پھری جاتی بیزے کو گردش دی مرکب صبا رفتار نے کنوتیان بدلین
طرارہ بھرتا ہوا چلا توسن نے نگاہ اٹھا کے دیکھا کس شوکت و شان سے اسد نامدار مرکب کو اڑائے ہوئے
آتا ہے مرکب صبا دم طرارے بھرتا ہے جاتا ہے سبزہ چرخ اخضری کو پامال کرون سرحد دنیا سے نکل جاؤن نظم

ز شوخی نیست او را یک زمان تاب
کند در پرواز باشد ہمچو لبتبل
ز شوخی ہا ساود تا ب فتراک
ز میخ نعل دارد خار در پا

بجائے آب گوئی خوردہ سیماب
کند از بسکہ شوخی در نشستا لبش
گریبان کردہ نعل از دست و چاک

بغیر از دندہ و پیچ کس گل
نیاید بر زمین پائے رکابش
چو صرصر سیر دنیا آنکہ صد جا

مرکب بادرفتار سوار ساہر خسار مرکب دور دو سوار میں خوبیان سوسو

مرکب بلند پرواز سوار ہزارون مین سرفراز الیان فوج توسن شان و شوکت اسد نامدار دیکھ کر
دنگ ہو گئے عقلاے جادو نے جو شاہزادہ والا قدر کو آتے ہوئے دیکھا اسم سحر پڑھ کر گولا گولہ جھکر
زمین پر گرا عقلاے جادو نے ترنج مار کر چکا وہ ترنج الٹا پلٹا عقلاے جادو کے اژدہے کے سر پر پڑا اژدہے
ہی کا سر پھٹ گیا عقلاے جادو زمین پر گرا اسد نامدار قریب پہونچا کئی حربے ہائے سحر اسکے رد ہو چکے بڑھ کر
نیزہ مارا عقلاے جادو نے اپنے سحر کے زور مین سینہ سپر کر دیا نیزہ سینہ پر کینہ پر اُس بھیلکے پڑا پشت
کو توڑ کر پار گذرا اسد نے نکال دیکر اس بھالا کو بلند کر کے چرخ دیا زمین پر مارا استخوان اسکے چور چور صدا

آئی کشتی مرا نام من عقلاے جادو بود شدید بلند آواز طرف سے توسن کے جا پڑا توسن نے کہا ہو شل
پہلوانون کے اس جوان سے مقابلہ کرونگا ہم ساحران قدیم سب طرح کے طریقے پر قادر ہین یہ کہکر قریب اسد
پہونچا لگا وہ رزنان ہوا سات قدم گیندہ شدید کا تین قدم مرکب اس نابکار نے ہشیار خبردار کہکے اُسنے تلوار کا
وار چپکے چپکے سحر بھی کرتا جاتا ہو اسد نے تلوار کو تلوار پر لگا تھا سحر نے تو بچا کے تاثیر نہ کی اسد نے تیغہ برق را
کو چمکایا اُس روسیاہ نے سپر سحر کو اُٹھایا تیغہ جو تڑپ کر گرا سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے پار کر تلوار گری مع گیندے
شدید کے چار ٹکڑے ہوے ضرب شد پڑی آواز آئی کشتی مرا نام من شدید بلند آواز بود لکھا ہی
اسیطرح بارہ سردار ساحران غدار توسن نے برائے مقابلہ اسد نامدار فرد فرد بھیجے دست حق پرست
طلسم کشا سے سب واصل جہنم ہوے توسن جھلایا اہالیان فوج نے بھی عرض کی حضور کوئی فرد فرد اس
شیر سے نہین لڑسکتا ہی سحر تاثیر نہین کرتا ساحر بیچارہ کیا کرے جرأت وفنون سپاہگری مین طلسم کشا کا کون
ہمسر دہر یکہ و تنہا لاکھون مین لڑے ایسے سے ساحر کیونکر لڑسکین کل فوج کو حکم دیجیے بلوہ کرکے جا پڑین
مغلوب کرکے گرفتار کرلین یہ سنتے ہی توسن نے سترہ لاکھ فوج کو اشارہ کیا دریاے فوج ساحران
مین تلاطم ہوا بدیع الزمان نے جو دیکھا گھٹا کفر کی ہمارے چاند پر آئی ہی بیتاب ہوکر گھوڑا بڑھایا شیرانہ
نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان سے بدیع الزمانم کہ در روز کین ٭ توانم کشم آسمان بر زمین ٭ ز تیغم سپے
ملک سلام شد ٭ کہ سر فتنہ باخر تمام شد ٭ تیغہ برق مثال کھینچکر جا پڑے ناہید تخت سے اُٹھی
جوش دریاے لشکر دیکھکر گھبرا گئی کہتی ہی صاحبو لشکر بیحساب ہی دیکھیے اس مغلوبہ مین کیا ہوتا ہی بارہ
ہزار کنیزون کو لیکر جا پڑی چمک چمک کر سحر کرنے لگی جسپر گولا مارا اُسکا سر پھٹ گیا کسی پر برق چمکائی
کبھی آگ برسائی لیکن توسن پرفن جو مجمع ساحران پر آ گرا اُسکے سحر کو کوئی نہین روک سکتا پرے کے
پرے درہم وبرہم کردیے جب گولا مارا دس بیس سر پھٹ گئے کبھی تلوار برسائی صدہا کے سر کٹ گئے چاہتا ہی
ناہید پر جا پڑون اسکو چیر کر پھینک دون لیکن یاوران جادو بوجہ بہادری ہر مرتبہ رک جاتی ہی
کنیزون کو بھی ناہید کے نہین قتل کیا بہ نگاہ حسرت جرأت طلسم کشا کو دیکھ رہی ہی کہ جس غول پر اسد
جا پڑے افسرون کو نوک نوک کے مار رسالے کو شکست دی پلٹن کو بھگایا ساتھ والیون سے کہتی ہی
صاحبو ناہید بڑی جوہر شناس ہی کیا انگوٹھی پر کوکے قبضے مین کیا انصاف کرو صورت مین بے نظیر جلالت
شعار تہور آثار دریاے جرأت کا گوہر بے بہا شوکت ولیاقت مین جوان یکتا دیکھو کس زور شور سے

فرما رہی ہو دریا سے لشکر کو جھیل رہا ہو شیر ہو دریا ہوں پر شکار کھیل رہا ہو کوئی منھ پر نہیں چڑھتا مقابلہ کرنے کو آگے نہیں بڑھتا
کنیزیں کہہ رہی ہیں حضور نے بہت درست ارشاد فرمایا حقیقت میں اپنے زمانے کا یوسف ہو ملکہ ناہید نے بہت جھک کر
صحبت کی جرأت میں بھی کوئی مقابل نہیں ہو بادبان کنیزوں سے کہتی ہو اس بدنصیب پر کیونکر ہاتھ اٹھاؤں
اسے جی چاہتا ہو سینہ سپر کر دوں ساحروں سے بچاؤں دیکھو تو کمبخت کیسی نڈر ہی باپ سے چار آنکھیں
کرتی ہو جان کو نہیں ڈرتی ایسا نہ ہو توسن کوئی کر دے ہاتھ پاؤں بیکار ہوں ساحر بل کر قتل کر ڈالیں
کس مصیبت سے میں نے پالا عمر بھر کی کمائی برباد ہوتی ہو صاحبو میں آج لٹتی ہوں اپنے نور نظر سے چھٹتی
ہوں بادبان یہ کہہ رہی تھی کہ توسن کی نگاہ پڑی کہ ناہید نے صدہا جادوگروں کو مارا شل برق
چمک رہی ہو خرمن فوج میں آگ لگا دی صدہا کو مارا غصے میں کانپنے لگا کرب سے بلند ہوا اڑ کر چاہا
ناہید نے اک بڑے جادوگر کو مارا ہو اندھیرے میں کھڑی ماش کے دانے پھینک رہی ہو توسن
تڑپ کے گرا منھ سے شعلہ چھوڑا ناہید کی پلک جھپکی اتنے میں توسن نے ناہید کی کمر میں پنجہ دیا
نعرہ کرکے لے اڑا بال پکڑ لیے اس بیچاری نے مثل چھپکلی کے لٹکا دوپٹہ سر سے گر گیا پائنچے ہوا
سے اڑتے ہوئے چہرہ خوف سے زرد عالم یاس ہر چند چاہتی ہو پنجہ بدعت سے اسکے نکلوں توسن
ہوا پر لیگیا دو طمانچے بھی تڑاق تڑاق مارے پھول سے عارض سرخ ہو گئے بادبان نے جو تخت
سے یہ معرکہ دیکھا کہ توسن کو بیٹی کی ذلت کا بھی خیال نہ رہا اس ذلت سے لیے جاتا ہو کہتا ہو تجھے چیر کر
پھینک دوں گا اسوقت ناہید کا گڑگڑانا اس جلاد کے آگے ہاتھ جوڑنا پریشانی میں منھ سے یہ نکلا ای
باپ میں بے خطا ہوں صرف مطیع الاسلام ہوئی ہو جو بدنام ہوئی میری خطا معاف کر اب کبھی ایسی خطا
نہ ہوگی بادبان کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا وقت وہ ہو کہ سب کنیزیں ناہید کی قتل
ہو چکیں کوئی اس لائق نہیں کہ ناہید کو پنجہ بدعت توسن سے بچائے اور اسکا تڑپنا پھڑکنا فوراً دریائے
مہر مادری نے جوش مارا تاب نہ باقی رہی تخت سے ہائے میری بچی کہکر اٹھی برق بنکر چمکی نعرہ کیا او بیحیا
میری بیٹی چھینتا ہو چھوڑ دے ورنہ سر میدان اپنی جان دوں گی تجھ ایسا نامرد اگر سر پر ہوگا از صدقہ
یا ہوش اب مجھکو بھی یقین کامل ہوا کہ دین طلسم کشا برحق ہو افراسیاب نمکحرام کا ساتھ چھوڑا
اطاعت مذہب طلسم کشا کی توسن نے جو زوجہ کو آتے دیکھا گھرک دیا او دور ہو کیوں شامت آئی ہو
اسکو قتل کر یوں تو تجھکو بھی سزا دوں دیکھنے والے کہیں کہ ان بیٹیوں کی ایک جگہ لاش ہو بادبان تو

دل مین بخوبی سمجھ چکی گولہ فولادی تاک کر توسن کے ہاتھ پہ مارا بقدرت پروردگار گولہ آہن کلائی وسر
توسن کے پڑا کلائی تو نہ ٹوٹی کہ ساحر زبردست ہی آبلہ کلائی پر پڑ گیا ناہید اسکے ہاتھ سے چھوٹی توسن ایک
مقام پہ جا کر گرا رانے کو بمشکل سنبھالا ناہید کو بادبان نے گود مین لیا صدمۂ تیغ ہوا سے بیہوش ہو گئی تھی لیسکو
زمین پر اتارا پانی کا چھینٹا دیا ناہید ہوشیار ہوئی اپنی مادر مہربان کو قریب پایا لپٹ کے رونے لگی
کہا اے مادر مہربان اسوقت اگر آپ نے مجھکو بچایا تو اب میرا ساتھ دیجیے تصور فرمایئے مذہب یزدان پرستی
دین حق ہی ہونے دو سو خداؤن کی خدائی باطل ہو جہ سے کہ سامری جمشید مثل ہمارے
آپ کے انسان تھے سحر و ساحری سے عجائب و غرائب صورات تیار کیے اسمین تاثیر ہوئی لاکھون بندگان
خدا برگشتہ ہوئے آخر کہان گئے کیسے خدا تھے کہ مرے اہل اسلام کا یہ قول ہی کہ ہمارا پروردگار ہمیشہ
سے ہی اور ہمیشہ رہیگا اُسکی ذات اقدس کو زوال نہین اسطرح کے جو کلمات ناہید نے سامنے بادبان
کے کیے تاثیر حقیقت تو قلب پر ہو چکی تھی ملکہ کو گلے سے لگا لیا کہا اے نور نظر مین بجان و مال سے تمھاری
شریک ہون یہ کہکر بادبان بھی سحر کرنے لگی توسن نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا جل گیا بادبان کی طرف
چلا کئی سحر ایسے کیے کہ بادبان کی کشتی حیات طوفانی ہونے کو ہوئی ناخدائے عالم نے بچایا سر زخمی ہوا
کبھی ناہید پہ جا پڑی کبھی بادبان نے سحر کیا اسد نامدار قتل ساحران مین مصروف ہی جو قبل سے ساتھ تھے
وہ تو سیار گلشن جنان ہوئے لیکن بادبان کے شریک ہونے سے کئی ہزار ساحر کنیزان ہمدم بادبان
بھی شریک ہوئین پھر گرم لڑائی ہونے لگی لیکن فوج توسن بحساب خود سحر مین لاجواب ہنگامہ گیر و دار بلند ہی
مصاحبون نے توسن سے کہا حضور ملکہ ناہید کیا آپ سے رشتگی مین زوجہ بھی آپکی آپ پہ غالب
نہ آئین گی انتظام طلسم کشا کیجیے اُس شیر نے لشکر کو درہم و برہم کر دیا ساحران نامی و پہلوانان
زبردست اُسی کے ہاتھ سے قتل ہوئے یہ کیا سبب ہو کہ اُسکے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر قتل ہوئے
توسن بجا کہتے ہین کنارے آکر سحر کیا ایک شعلہ چمکا مثل طائر کے شعلے نے آواز دی اے شہنشاہ
توسن خلاف وقت کیون غلام کو طلب کیا توسن نے پوچھا اے مؤنس سحر سامری یہ کیا ہنگامہ ہی
طلسم کشا پہ سحر کیون تاثیر نہین کرتا طائر نے آواز دی بازو پر اس جوان خوشخو کے اکثر لعل سخندان کا دیا
ہوا بندھا ہی اسوجہ سے سحر قریب نہین جا سکتے یہ سنکر توسن ہنسا کہا صاحبو تمنے سنا طائر نے کیا کہا کہ
مذہب سامری پر زوال ہی ملک اخضر گوہر پوش پہلو نشین سامری و جمشید تھا جزیرۂ نجم کا حاکم جادو پرستھا

اُسکی بیٹی شریک طلسم کشا ہو بڑی غیرت کی بات ہے مذہب سامری و جمشید ذلیل ہوا سعین طلسم کشا کا کفیل ہوا ابھی اگلتا ہوں یہ کہکر توسن چلا سحر کرتا ہوا طلسم کشا پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا حقیقت میں تیغہ سحر تھا ہزاروں شعلہ ہائے آتش مارانِ سرکش طلسم کشا پر گرے ایک شعار بازو سے لپٹ گیا دُور ا کے کاجا اُکر تو زمین پر گرا ہاتھ اسد کا جا سر توسن زخمی ہوا اب توسن نے سحر کیا اس نامدار کے ہاتھ سے تیغہ نکل گیا زمین نے پانوں تھام لیے توسن نے چاہا قتل کروں اُسوقت لشکر میں عزیو ناہید نے بڑھ کر گٹی ہو کیے توسن نے نمانا اور آگے بڑھا باد بان بھی جان دیکر جا پڑی ان دونوں نے تنا تو کیا کہ توسن کو اسد غازی کے قریب نہ آنے دیا کئی سو ساحر توسن نے اُس مقام پر قتل کیے کل اہل اسلام بیتاب ہوے کہ آسمان سے پھولوں کی لپٹیں آئیں سب نے سر اُٹھا کے دیکھا ملکہ بہار گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار عقب میں ملکہ مخمور سرخ چشم لیکن بہار تڑپ کر گری گرتے ہی گلدستہ ہا ہوا سے سرو چلی نخل وجد میں آئے عندلیبان خوشنوا نے زمزمہ سرائی کی اور یہ غزل بہاریہ گائی

غزل

ہوئی سرسبز پھر گلشن بہار آئی بہار آئی
ہرے ہیں باغبان بن بن بہار آئی بہار آئی
جنون میں آتش گل کا سماں ہے خانۂ تن میں
لگا اُٹھنے یہ مرد و زن بہار آئی بہار آئی
چمن میں بلبلیں ہیں گرد پھرتی شکل پروانہ
چلا و ابر و بستو گلشن بہار آئی بہار آئی
کھلے ہیں گل ہزاروں رنگ کے کیا انکی قدرت ہے
فدا ہے سرخ خون سے رن بہار آئی بہار آئی

سہرے پھولوں کے پہنے آن بہار آئی بہار آئی
گیا جب سیر کو وہ گل پکار اُٹھی ہے بلبل
ہوا وا غنچۂ دل روشن بہار آئی بہار آئی
لگی مسی جو بلبلیں لب پہ پہنچے ہو گیا ظاہر
چراغ گل ہے پھر روشن بہار آئی بہار آئی
دکھایا باغ کا عالم سراپا حسن نے انکے
بھرا ہے دشت کا دامن بہار آئی بہار آئی

عروس گل پہ ہے جوبن بہار آئی بہار آئی
دعا یا غیرت گلشن بہار آئی بہار آئی
جو دیکھا یار و رسن لے کے باغ جوانی کو
کھلا ہے تختۂ سوسن بہار آئی بہار آئی
بہار لاؤ گل آج کل ہے دید کے قابل
کیا زیور جو زیب تن بہار آئی بہار آئی
بہار لالہ و گل کا گمان ہے اسکے گلشن میں

دو ہزار ملازمان توسن دیوانے ہو گئے خاک منہ پر ملنے لگے گریبان

چاک کیے بہار نے اشارہ کیا توسن کا سر کاٹ لو بہار نے جھپٹ کے اُٹھایا بازو پر اسد کے باندھا ناہید و باد بان کو بھی بچایا توسن نے ناچار ہو کر ان دو ہزار کو قتل کیا مخمور و بہار لڑ رہی ہیں کہ زمین شق ہوئی رعد جادو نے سر نکالا ایک چیخ ماری کئی ہزار جوان چیخ کھا کر گرے ان اُسکی برق جادو بیٹی کی آواز کی مشتاق رہتی ہے کڑک کر گری ان سب کے سر کاٹ کر چمکی تو توسن گھبرایا مجمع فوج کو رعد و برق و بہار و مخمور نے متفرق کر دیا پھر نعرہ ہوا سنو ملکہ برق لامع آتی ہے آتشی تیرمی کرنے لگی استادان

سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ تمام دن اُسی ہنگامے مین بسر ہوا جادو آسمان نے خنجر ماہ ہاتھ مین لیا بہ جمعیت فوج ثابت و سیارگان مصروف کارزار ہوا پردہ شب حائل ہوا لیکن لڑنے والون کا پردہ نہ اُٹھا اسی طرح لشکر لیے ہوئے ہین توسن جب زیادہ گھبرایا صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کبود اژدر چشم مالک دربند سوم طلسم ہوش رُبا سات لاکھ فوج سے برائے مدد توسن پہونچا آتے ہی شریک جنگ ہوا اب توسن کی کمر پھر مضبوط ہوئی کبود نے آتے ہی زمین تلے اوپر کر دی بہار لشکر کبود پر جا پڑی کبود نے بہار کو پہچانا کہا اگر بڑے غضب کی بات ہی تم ملکہ حیرت جادو کی بہن فخر حیات والا شان شریک لشکر باغیان ہوئین مجھے تمکو قتل کرتے ہوئے افسوس آتا ہی شہنشاہ حیات کو کیا جواب دونگا افراسیاب تمھارا عاشق زار تھا تمنے کیون ساتھ چھوڑا بہار نے جواب دیا او خار بیابان ذلت وائے نمک پروردہ خوان حماقت تجھے ان امورات سے کیا کام یہ میدان کارزار ہی مقام گیر و دار ہی یہ کہکر کبود نے گولا اُٹھا کر مارا بہار نے گولہ کاٹا اُس سے برق چمکی سر بہار زخمی ہوا یہ نشان خونریزی ہی بہار نے وہی خون گلدستے پر ڈالا سفید پھولون کو رنگین کیا اسم سحر پڑھ کر گلدستہ مارا یا کبود اژدر چشم جھوما پکار اُٹھا مین تو غلام ہون گلچین گلشن جمال عاشق باکمال یہ کہتا ہوا بڑھا تھا کہ بہار نے اشارہ کیا توسن کا سر کاٹ لے جب اس گلشن مین قدم دھرنا ہمکو بدنام نہ کرنا تباہ اب باغی کون ہی کبود سیاہ سر دوسرا تا ہی دوسرے بازو مین سے رہا ہی ہونٹھ خشک چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل مین درد پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم نظم

مرگ اغیار لب پہ لا نہ سکا
سعی تمنا مگر اُٹھا نہ سکا
بکل دیکھو تو میری تربت پر
مجھکو پہلو مین وہ بٹھا نہ سکا
حسن تیرا وہ ماہتاب ان تھا
کوئی اپنا قدم جما نہ سکا
جانتا تھا بڑے ہنگیے مین
ایسے بگڑے کہ پھر منا نہ سکا
کس طرح عرض مدعا کرتا
وہ ستم ہون کہ یار کہا نہ سکا
مرکے تشنہ اگر کہین ہو جائے
ایک آنسو بھی وہ گرا نہ سکا
تھا جو اشک عزیز خاطر مین
ابر گیسو جسے چھپا نہ سکا
نہ ملا کوئی وقت تنہائی
اسلیے یار گھر بتا نہ سکا
دیکھکر بدنما غبار انکی
غیر کو پاس سے ہٹا نہ سکا
اسقدر ضعف تھا کہ تیرا ناز
اسلیے وہ مجھے جلا نہ سکا
اُٹھو نہ جائے رقیب محفل سے
دیدۂ تر نے مجھے بہا نہ سکا
دار فانی مقام لغزش ہی
حال دل یار کو سنا نہ سکا
نہ سنا لڑکے وہ بہت چاہا
نامہ بر خط مرا پڑھا نہ سکا
آرزو بس رہ گیا مجنون

میرے آگے فروغ پا نہ سکا
کیا ندامت ہوئی ہی قاتل سے
مین شگافِ جگر دکھا نہ سکا

کینہ شوق رقیب تھا ای دوست
نازِ خنجر گلو اٹھا نہ سکا
ناتوان تھا نسیم اس درجہ

کہ طبیعت سے تیری جا نہ سکا
خوف تھا غش انھین نہ آجائے
کروہ زنجیر پا ہلا نہ سکا

شعر پڑھتا ہوا توسن پر جا پڑا رات قلیل باقی ہی کہ صحراے سپر قرنا کی آواز آئی وقت وہ ہی کہ کبود اژدر چشم فوج توسن کو پامال کر رہا ہی کئی ہزار نقارہ بجا قرنا پھکی آمد فوج ساحران ظاہر ہوئی دیکھا سب نے و خان سیاہ رو نو لاکہ فوج سے حاکم دربند چہارم بڑے زور و شور سے آتا ہی توسن نے بڑھ کر للکارا کہ ای قوت بازو دیکھو کبود اژدر چشم نے کیا قیامت برپا کی ہی و خان سیاہ رو نے جو دور سے کبود اژدر چشم کو اشعار عاشقانہ پڑھتے دیکھا پکار کر آواز دی ای برادر یہ وقت جنگ و جدل ہی عشق و عاشقی کیسی توسن تمہارا بادشاہ ہی اُسکی فوج کو قتل کرتے ہو تمھین غیرت نہین آتی ہم سبھون نے ملکر بڑے بھائی کو افسر بنایا تو کلمات سخت کہتا ہی کبود اژدر چشم نے جواب دیا او مردود تجھے کیا دخل ہی ہم بہار جادو پر مائل ہوے اُسکی تیغ ابرو کے گھائل ہوئے توسن بیچارا اُسیکا دشمن ہی ہم اسکا سر کاٹ لینگے اسکے ساتھ اپنی شادی کرینگے کبود نے بڑھ کر گولہ مارا و خان سیاہ رو نے دفع کیا آخر کبود تلوار کھینچکر و خان سیاہ رو پر بہ محبت بہار مین جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی بہار نے آواز دی مرحبا صد مرحبا گوشت خور دندان سگ و خان سیاہ رو و آتش خو شعلہ مزاج گرمایا ہوا غصے مین آکر خون اپنا دم تیغ پر لگایا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا اگر بہار نے پھول برسائے کبود اژدر چشم اور زیادہ بجوش ہوا جوش مین جا پڑا و خان سیاہ رو نے سحر کرکے سر کو تیا کر گاہ پر ہاتھ مارا کبود اژدر چشم کے دو ٹکڑے ہوئے آگ برسنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من کبود اژدر چشم بود توسن جادو نے کلیجے پر ہاتھ دہر کر لیا آواز دی ای و خان یہ کیا غضب کیا ایک دربند ویران ہوگیا و خان سیاہ رو نے کہا بدولت کو بہت ناگوار گذرا آپ کو ہم اپنا بزرگ جانتے ہین مراتب آپ کے بخوبی پہچانتے ہین اسی غصے مین اسکو قتل کیا ہم اسکے دربند پر قبضہ کرینگے کیا مجال انتظام مین فرق آئے یہ کہکر لڑنے لگا حقیقت مین و خان سیاہ رو نے دھوئین اڑا دیے چھکے زمین کے ہلا دیے چار پہر رات یہ ہی بسر ہوئی سپہر شب نسب سپر طلسم کشا سے کئی شاہ زرین آفتاب نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر لگایا نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغہ مہر کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا نظم

روز دیگر کین جوان پر غرور | یافت از سر چشمۂ خورشید نور
ترک روز آخر باین زرین سپر | ہندوی شب را بہ تیغ افگند سر

احوال روشن ہوا اسیطرح فوجین ملی ہوئی ہین سحر چل رہے ہین نخل ہاے
صحرا مثل شمع کافوری جل رہے ہین توسن جادو بڑے زور و شور سے لڑ مخمور و بہار کے بھی بار کو سبنھالا
ہر ایک کو جواب دیتا ہی برق لامع زخم دار رعد و برق بیقرار بہار نے خوب پھول برسائے رنگ باغ سحر
دکھائے لیکن کس کس کو جواب دے توسن و خان سیہ رو دونون ملے ہوے سحر کر رہے ہین کہ آسمان
سے لکا ابر فیروزی ظاہر ہوا توسن نے دیکھا کہ فیروزہ فیروزہ پوش بصد جوش و خروش مع تین لاکھ جادوگران
کے بڑے زور شور سے آگر سو پچی گرتے اترتے مصروف سحر ہوئی توسن سے کہا بھائی صاحب نہ گھبرایئے گا فیروزہ
نے تو آگ زمین کو گلنار کر دیا برق لامع سے برابر لڑی مخمور و بہار پر جا پڑی اب تین ساحران زبردست
جو ایک مقام پر ہوے ناہید و بہار وغیرہ زخمدار ہو چکی ہین فوج بیتاب فیروزہ و خان سیاہ رو و توسن
ایک ایک ساحرہ کا جواب ہی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ تین شبانہ روز یہ جنگ اسیطرح رہی تنابز کھیت پڑا
سیتروں تک صحرا گلنار ہو گیا درختون کے تھالے خون سے لبریز ہوا اس جنگل کی موجہ شمشیر بران سے تیز ساحران
توسن نے صعبت جان لڑائی اس طرف بہار نے سیکڑون کے قالب لٹ دیے مخمور کو کئی مرتبہ توسن نے
سحر سے بیہوش کر دیا بہار نے بڑھ کر آب دمیدہ سحر چھڑک کے ہوشیار کر لیا چوتھے دن خنجر بران مہر آفتاب عالمتاب
علم ہو چکا ہی نیزہ ہاے شعاع تنے ہوے آسمان سے آگ برس رہی ہی غازیون نے ٹھٹھکے ٹیک دیے توسن
جادو گھبرایا فیروزہ و خان مصروف جنگ ہین جرأت و بہار و مخمور سے بہ تنگ ہین کہ آسمان پر سب نے
دیکھا دونوں کو اشتابان چرخ مارتا ہوا ابر آمد ہوا بعد رشد و مدد شکرون پر آگر چمکا اک نالے کی آواز آئی جابجا کے
دو ٹکڑے ہو سامنے سے چاند کے مہر درخشان آسمان جرأت انجم برج شوکت ماہ آسمان جلالت صفدر
صف شکن ملکہ بران شمشیر زن ہنس پر سوار سیلاوہ مین مجلس جادو یہ ہنگامہ عظیم جو دیکھا بڑی خوشی کی بات
ہی کہ اسد نامدار کو مرکب پر پایا مشہور ہوا تھا کہ اسد قتل ہوئے گل باغ صاحبقرانی کو دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا
نعرۂ بران تم دختر کوکب ذی وقار :: منم صف شکن ذبحشتم نامدار :: مثال جوانمرد لشکر شکن :: ملقب گشت
بران شمشیر زن :: مجلس بھی نعرہ کر کے گری سحر مجلس سے زمین کانپی گرتے گرتے آ گیا کو ناگنین پکڑ کے چھوڑتا
مارا کے دو ٹکڑے ہوے کئی سو سنہرے پنجے ظاہر ہو کر ساحرون کو لپٹ گئے کئی سو کی ناگنین پکڑ کے
چیر ڈالا کئی سو جادو گر مارا گیا بران شمشیر زن کا اخترموار دیدجادو :: و چار چار کے سینے کو توڑ کر پار گذر گیا

مثل ستارہ سحری جو ٹوٹ کے نکلتا ہی جب پھینک مارا گویا توپ کے منھ سے گولہ چلتا ہوا شبران قزاقی پھرتی
سامنے دخان سیاہ رو کے پہونچین دخان نے جو ملکہ شبران کو آتے دیکھا گئی گولے مارے ملکہ شبران نے
اختر مرادا رسید کو سامنے کر دیا جس پر ضو پڑی وہ سحر باطل ہو کر زمین پر گرا جب کئی سحر دخان کے باطل ہوئے
گھبرا گیا چاہا بھاگون مجلس جادو نے کٹ کر سر پر گری سر اسکا زخمی ہوا مجلس پر سحر کیا مجلس زمین پر گری
دخان نے چاہا بڑھ کر سر کاٹ لون شبران کا قلب تھرایا جھپٹ کر نعرہ کیا اور مرد دکیار تا ہی مجلس بھی سنبھلی
کارد سحر پھینک ماری شانے پر دخان سیاہ رو کے پڑی شانہ نشانہ ہوا بچا کے موت کا بہانہ ہوا شبران نے
اختر مرادا رسید مار دیا سینے پر دخان کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا دخان کے مرنے سے آگ برسنے لگی سیاہ بادل
دھوان دھار بیرون کی پکار آواز آئی کشتی مرا نام من دخان سیاہ رو بود اب توسن گھبرایا فیروزہ نے
جو دو بھائیون کا لاشہ دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آ گیا بہار جادو پر جا پڑی بہار نے گلدستہ مارا فیروزہ
جھومی قریب تھا کہ اشعار عاشقانہ پڑھے توسن گھوڑے کو مار کر چاہا باران سحر برسایا فیروزہ کو ہوش
آ گیا پھر سحر کرنے لگی ادھر سے اڑتا پھرتا شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی آتا تھا توسن پر جا پڑا ادب
پہونچ گئے سپہر ون کی اوجھل چلی توسن تے تھے تھے ہاتھ تیغہ سحر کا مارا اسد کو ناہید کا خیال ہوا کہ اگر یہ
قتل ہو گیا بیقرار ہو کر رونے گی جان دے گی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈال کر
توسن کو گھوڑے سے اٹھا لیا ناہید محبت مین باپ کی دوڑ پڑی بادبان نے بھی آواز دی ای توسن
اطاعت کر شہریار مروت شرط ہی اسد نے توسن کو ہاتھ سے رکھ دیا یہ فرمایا کہ ای توسن مسلمان ہو اطاعت
دین اسلام ملت بیضا قبول کر توسن نے پلٹ کر تو اسحر کا بادبان پہ کارد سحر ناہید پر تیغا اسد پر تین وار
کیے اسد نے ہر چند اپنے کو بچایا شانہ زخمی ہوا سر ناہید و بادبان کا بھی زخمی ہوا جست کر کے فوج مین
جا رہا زمین پر ایک دو تھپڑ مارا زمین شق ہوئی دو جوان ایک صندوق سر پر لیے ہوئے نکلے وہ صندوق
سامنے توسن کے رکھ دیا ازار بند مین توسن کے کنجی بندھی تھی قفل صندوق کا کھولا کئی سو تیلے فولادی
سپر شمشیر ہاتھ مین لیے نکلے توسن نے اشارہ کیا اخوان اپنی ران کا کاٹ کر ان پر چھڑکا سلام ہوتا تھا جتنے بونگے
لڑکے دس دس برس کے کالی کالی صورتین چہرے ہیبت ناک سفاک جست دے کر لشکر اسد پر جا پڑے
ہر چند اکثر ساحر سحر کرتے ہین مو ے جسم انکا نہین میلا ہوتا جسکے ہاتھ مارتے ہین دو ٹکڑے ساحر و غیر ساحر
دونون انکے سامنے یکسان ہین جسکے قریب پہونچے ہاتھ مار دیا پرے کے پرے درہم و برہم ہوئے شبران

وبہار مخمور وغیرہ نے آگ بھی برسائی دریاے سحر بنائے پر بجیا تیلے نہ جلے نہ ڈوبے اسیطرح اُڑ رہے ہین
چاہتے ہین سرداران نامی کو قتل کرین توسن وفیروزہ نے دباو ڈالا آگ برسنے لگی لشکر کے پانون اُٹھے
اسد غازی نے قدم گاڑ دیا ایکطرف سے اُڑتے ہوے بدیع الزمان پہونچے علم فوج توسن قلم کیا علمدار کو
مارا لیکن اپنی فوج اب نہین ٹھہرتی سرداران مذکور نے سینے سپر کردیے تیلے پیچھے ہٹاتے چلے آتے ہین ناہید و
بادبان شفاعت کرکے بہت شرمندہ ہوئین بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگین ای معبود بے نیاز خالق کارساز
اس مصیبت سے بچالے ان تیلون پر کیونکر فتح حاصل ہوگی بیقرار ہوکر جو سب نے دعا کی تیر دعا ہدف اجابت
پہ پہونچا سب نے دیکھا ابر رحمت آسمان پر نمایان ہوا توسن تیلون کو زور دے رہا تھا ابر سفید کو دیکھکر
گھبرایا فیروزہ سے کہنے لگا وہ پیر زمین گیر آپہونچا لیکن تڑپا تڑپا کے مارونگا وہ ابر شق ہوا دیکھا شہنشاہ
لاچین خوش آئین صاحب جاہ وتمکین تخت یاقوت نگار پر سوار تاج مرصع کا سر پر لباس فاخرہ زیب
جسم نور پشت پر بارہ ہزار جوانان زرین پوش غلامان ذیہوش علم ہاے سرخ کے پھرہرے کھلے ہوے
بدبخت توسن کو دیکھکر وہین سے نعرہ کیا نعرۂ شہنشاہ لاچین

منم حاکم مالک افسون گری — بنامم شدہ سکۂ ساحری
منم صف شکن شیر دل نامور — شہنشاہ لاچین فرخ سیر

للکارا او نمک حرام بدانجام مین آپہونچا ہمارے غلامون کو تونے بہکا کر اُڑا دیا ہا لیان فوج توسن
آئینہ وار حیران شوکت وجمال لاچین صد ہا رئیس وامیر رعب ودبدبہ دیکھکر غل مچانے لگے ای شہنشاہ
فریاد ہے توسن نے زبردستی ہمکو اپنے ساتھ لیا سحر مین کم زور تھے اس نمک حرام کے شریک ہوے ای
شہنشاہ با اقبال از خردان خطا واز بزرگان عطا لاچین نے کچھ جواب نہ دیا اُترتا اُترتے جیب سے ایک ڈبیا
نکالی اُسمین سے ایک طائر ہفت رنگ چہچہ زن خوشنوا چہکارے مارتا ہوا نکلا لاچین نے آواز دی ای طائر سحر
دشمنون کے ہوش اُڑا دے نمک حرامون کو خاک مین ملادے دشمنی کا مزا چکھا دے ان غلامون کو پہچانتا کہ
نہین طائر نے سر ہلایا نغمہ سرائی مین آواز دی حضور خوب پہچانتا ہون انکا مقام سکونت جانتا ہون یہ
کہکر طائر اُڑا تیلے طائر کو دیکھ کر بھاگے طائر نے آواز دی کہان جاتے ہو صحرا لے افسون گری کا سیاح ہون
او بجیا تمھارا طائر ارواح ہون اسوقت ملک الموت بنکر آیا ہون یہ کہکر جبکے سر پر بیٹھ گیا تیلے نے آہ کی منہ سے
شعلہ نکلا مثل ہیزم خشک جل کر خاک ہوا ہرچند تیلون نے چاہا بھاگ کر نکل جائین طائر نے بجیا نچھوڑا
جو تیلہ جہان بھاگ کر گیا طائر مثل ملک الموت سر پہ پہونچا کسی کو پنجہ مار کر ہلاک کیا کسی پر ضرب سایہ ڈالدیا

کسی پر پارہ یا چالیس پتلے چشم زدن مین ہلاک ہوے توسن گھبرایا قصد ہوا کہ بھاگ کر نکل جاؤن فیروزہ
جی داری کرکے جا پڑی لاچین پر سحر کیا طائر بتیاون کو جلا کر پلٹا لاچین کے کاندھے پر بیٹھ کر زمزمہ سرائی کرنے
آواز دیتا تھا ای ساکنان قلعہ توسن حصار حق بر حق دار سید شہنشاہ لاچین نے رہائی پائی اگر قدبوسی
سے مشرف ہو جو شریک ہوگا جان بچیگی ورنہ ذلیل و رسوا ہو کر مارا جائیگا سنا کہ حرامی پانگا فیروزہ
نے جو پڑھ کر سحر کیا لاچین نے سحر کا تو خیال بھی نہ کیا کلائی پر ہاتھ ڈال کے فیروزہ کے ایک طمانچہ ایسا مارا کہ
خود سر کا چنبر گردن سے اڑ گیا اندھیرا ہوا توسن نے دیکھا فیروزہ بھی داخل جہنم ہوئی توسن اب بدحواس
ہو گیا اسد نامدار ایک مقام پر کھڑا ہوا مقابلہ کر رہا تھا طرف لاچین کے تو جانے کا حوصلہ نہ پڑا سمجھا
کہ لاچین زندہ نہ چھوڑے گا اسد نامدار مرد جلیل ہے مطیع اسلام ہونے دے گا کفیل ہے ہاتھ رومال
سے باندھ کر فریاد کرتا ہوا طرف اسد غازی کے دوڑا یہی شعر ورد زبان تھا فرد سر بکف پیش تو ای ظل کرم
آمدہ ایم ۞ سایہ رحمتی و ما بپناہ آمدہ ایم ۞ قدمون پر اسد کے گر پڑا پکارتا تھا ای شہریار الامان اسقدر رویا پاؤن
اسد نامدار کے تر کر دیے کبھی ہاتھ باندھتا ہے کبھی ناہید سے اشارے کبھی زوجہ کی طرف گڑگڑایا پکارتا ہے جانجہا
میری شفاعت کر مین بڑا گنہگار ہون ای شہریار حقیقت مین شہنشاہ لاچین کے ساتھ بڑی بے ادبی
کی گرفتار کرکے افراسیاب کو حوالہ کیا حقیقت مین منعم حقیقی کو فراموش کیا اسد نامدار نے جو توسن کو
انتہا کا بیقرار پایا برادر کہکر گلے سے لگا لیا کہا ای توسن کیون گھبراتا ہے رحمت پروردگار کا دامن بہت وسیع ہے
ہر ایک حقیر و ذلیل و گنہگار اسکی رحمت سے سرفراز ہے اگر گناہ تیرے مثل ذرہ ہاے ریگ بیابان ہون رحمت
اسکی قطرہ ہاے باران سے زیادہ ہے مین نے بخوشی خطا تیری معاف کی ناہید و بادبان اشارے کرتی
ہین ای شہریار آپ یہ کیا فرماتے ہین شہنشاہ لاچین اسکی خطا نہ معاف کریگا اس ظالم نے غضب کیا سوتے
مین لاچین کو بیہوش کیا بیہوشی مین زبان مین سوزن دیا افراسیاب کو حوالے کیا وہ کیونکر اسکی
خطا معاف کریگا توسن نے یہ تو پکار کر آواز دی خبردار اب کوئی جنگ نہ کرے مین نے طلسم کشا کی بدل و
جان اطاعت کی پردۂ غفلت آنکھون سے اٹھے تمام ساحر رک گئے لڑائی موقوف ہوئی لاچین نے
جو دور سے یہ معاملہ دیکھا کہ توسن دست بستہ سامنے اسد کے کھڑا ہے بادبان و ناہید کے رنگ
متغیر اشارے کر رہی ہین اسکو امان نہ دیجیے اسد نے توسن کو گلے سے لگا لیا فرماتے ہین ای
توسن کیا منظور ہے توسن عرض کر رہا ہے مین نے دل وجان سے اطاعت دین اسلام قبول کی

سعادت دارین حصول کی لاچین کے ہوش پراگندہ ہوگئے کہ یہ کیا غضب ہوا شل فیروزہ اس ملعون کو
بھی قتل کرتا اسنے بڑے نمک حرام کو گلے سے لگاتے ہین کلمات عنایت فرماتے ہین یہ کیا ہوا شاید توسن
کو بچانا منظور ہین جاکر حال ظاہر کر دون کہ یہ جیا میرا دشمن بخت ہی باعث بربادی تاج و تخت ہی یہ سوچتا
ہوا جھپٹ کے قریب آیا اسد نے دست حق پرست پشت پر توسن کے رکھا یہ کلمہ فرمایا ہی کہ لاچین بھی
تمھاری خطا معاف کرینگے توسن یہ سنکر باغ باغ ہوا لاچین کو نہایت کاملال ہی کہ شاہزادے نے اسکو کیون
امن پناہ دیا جب سامنے لاچین کے آئے اسد نوجوان نے فرمایا اے شہنشاہ لاچین توسن کو گلے لگا
خطا اسکی معاف کرو لاچین نے سر جھکالیا پاس ادب سے جواب نہ دے سکا پہرے سے تغیر ظاہر تھا کنیجے
اسد کے گلے بھی لگالیا یہ خبر مشہور ہوئی کہ لاچین و اسد نے توسن کی خطا معاف کی جن سردارون کو
خیال تھا کہ ہمنے لاچین سے مقابلہ کیا ہماری خطا نہ معاف ہوگی اب سبکو حوصلہ ہوا یا تو بھاگے جاتے تھے
پلٹ پڑے کوئی آکر قدمون پر گرا کوئی گرد پھرا کوئی تصدق و نثار ہوا ہر ایک یہی عرض کرتا ہی کہ شہریار ہمنے
صرف افراسیاب کا ساتھ دیا شہنشاہ لاچین کی گرفتاری مین شریک نہ تھے مثل توسن شہنشاہ
دست انداز مین ہوئے نوکری پیشہ تھے جبکا نمک کھایا کار روزگار کیا ہزار ہا سردار صدہا رئیسان نامدار آکر
قدمبوس ہوئے جس نے کہا مین نے اطاعت کی اسد نے اسکی خطا معاف کی لاچین کو نہایت شاق ہوا ہی
سب کی خطا معاف کی سبز کیا لیکن توسن ملعون لائق معافی خطا نہ تھا بادبان و ناہید کا نہایت کا شاق ہی
ہر خرد و کلان اسکے قتل کا مشتاق ہی جب دارالامارہ شاہی مین آکر سبھی پہنچا اسد نامدار نے شہنشاہ لاچین
سے اشارہ کیا بسم اللہ اسی طرح ایک دن تاج و تخت سلطنت طلسم ہوشربا بھی ملیگا عنایت سے باغبان
قضا و قدر کی غنچہ آرزو کھلیگا لاچین تخت پر نہ بیٹھتا تھا اسد نے سر کی قسم دلائی جب لاچین سریر جہانبانی
پر جلوہ فرما ہو چکے فرمایا اے شہنشاہ لاچین بگوش سماعت کرو ہمارے ناناجان زلزلہ قاف ثانی سلیمان نے
جب شہر عدن کو تسخیر کیا نوشیروان کو شکست دی ملک پر قبضہ ہوا قارن عدنی جو وہان کا بادشاہ
تھا اسنے ہمارے ناناجان کو بہ مکر زخمی کیا تھا آمادہ قتل ہوا حافظ حقیقی نے ناناجان کو بچایا انھین کے
دست حق پرست سے اس مکار کو قتل کرایا جب شہر مین آئے ارشاد ہوا وارث سلطنت کو تلاش کرو قارن
عدنی کا بیٹا فرامرز بن قارن عدنی سات برس کا تھا ماں نے اسکی بوجہ خوف محل مین چھپایا صاحبقران نے
خبر سنکر طلب فرمایا ماں اسکی بیقرار ہوئی کہ شاید میرے فرزند کو بھی نہ قتل کرین بجوش محبت مادری

برقع اوڑھ کر فرامرز کا ہاتھ تھاما سامنے صاحبقران کے لاکر قدمون پر گر پڑی کہا باپ نے اسکے خدائے ناش
کی سزا پائی یہ معصوم بے خطا خدمت مین حاضر ہو رونے لگی صاحبقران کو رحم آگیا بہ عزاز و اکرام سے محل
مین بھیجا فرامرز کو پسر خوانده کیا تاج و تخت مرحمت ہوا فنون سپاہگری تعلیم فرمائے اہالیان شہر سے
تاکید کی کہ اگر اسکو کوئی ستائیگا سزائے کامل پائیگا اپنا فرزند بنانے اسکو قرار دیا ایسی تاکید فرما کر تعاقب نوشیروان
مین چلے گئے بعد عرصہ دراز جب قباد شہریار کا سر جنگلیم گوش نے کاٹا ملکہ مہرنگار نے اسی غم مین جان
دی صاحبقران زمان فقیر ہوکر قبر قباد و مہرنگار پر جا بیٹھے اہل لشکر کو رخصت کردیا عمرو کو بھی اپنے
سے جدا کردیا بطور فقرا قبر قباد و مہرنگار پر بسر کرنے لگے آٹھ پہر فراق محبوب و غم فرزند مین روتے تھے
یہ بچہ فرامرز بن فارن عدی جسکو بیٹا کیا تاج و تخت دیا تھا جب قوت پائی مرتد ہوا بانی ہوکر دین لات پرستی
اختیار کیا عالم فقر مین صاحبقران کو گرفتار کرکے لیگیا پنجرے مین بند کیا نو مہینے پنجرے مین قید رکھا بڑی
بڑی بدمتین کین بعد نو مہینے کے سرداران صاحبقران جمع ہوئے قفس سے چھوٹے فرامرز کو رستم پیلتن عالم شاہ
نوجوان نے گرفتار کیا سامنے صاحبقران کے لائے یہ بچہ مکر سے قدمون پر لپٹ گیا کہا میری خطا معاف
کیجیے چند نالائقون نے بہکا کر مجھسے یہ حرکت کرائی اب کبھی ایسی خطا نہوگی ہمارے نانا جان نے فرامرز بن فارن
عدی کی خطا معاف کی کیون ای شہنشاہ لاچین سوائے نانا جان کے کسکی طاقت تھی کہ ایسے گنہگار کی
خطا معاف کرے مین انکا نواسہ ہون تکلیف کمتر پاتا ہون دل سے توسن کی خطا معاف کرو اگر اب پھر
بغاوت کرکے سلطنت توسن حصار نہ لی ہوتی تو اسی مقام کی سلطنت اسکو دیتا اب اور ملک کی سلطنت دیجائیگی
تم مکدر ہو بادبان و ناہید نے تنہائی مین خواجہ سے کہا حضور توسن بڑا مکار ہے اسکی اطاعت کا کیا اعتبار
ہے عمرو نے بھی مکرر اسد سے کہا کہ اسکی پیشانی سیاہ ہے بیشک یہ تمھارا بدخواہ ہے اسد نے خواجہ کو بھی یہی
جواب دیا کہ حضور شرع ظاہر پر ہے باطن کا حال پروردگار جانتا ہے لاچین خاموش ہورہا ناہید بادبان
و لاچین کو طرف سے توسن کے کھٹکا رہا توسن بھی مکر سے مطیع ہوا ہے آٹھ پہر اسی فکر مین ہے کہ کسی
تدبیر سے طلسم کشا کو شاد کن خدمت مین افراسیاب کی جاؤن

دو کلمے داستان افراسیاب کے بیان کیے جاتے ہین

افراسیاب جادو لشکر حیرت مین آیا یہی خبر سنی کہ بہار وغیرہ بہتیرے اسد مین گئی مین افراسیاب نے
کہا ای حیرت مردے کی خبر لینے سب گئے مین اب یہ سب تباہ ہوجائینگے اطاعت کی درخواست کرینگے عمرو و اسد

دونون مارے گئے یہ ذکر تھا کہ رمتے بجنے کی صدا لشکر مین بلند ہوئی افراسیاب نے کہا یارو دیکھو خیر تو ہی خبر ہوئی کہ
ہزارون ساحر زخمدار بیقرار آئے ہین افراسیاب نے کہا سامنے بلاؤ جادوگر رمتے بجتے آئے افراسیاب نے پوچھا
کہان سے آتے ہو عرض کی ای شہنشاہ توسن حصار فتح ہوا توسن مسلمان ہوگیا ناہید نے قید مین بریا کین
اسد کو نابہ زندان طلسمی پہونچایا شہنشاہ لاچین نے رہائی پائی بوزنیہ ابلق سوار نگہبان زندان خانہ مارا گیا
شہنشاہ توسن سے چار شبانہ روز تلوار چلی آخرالامر بیان ور بند بندہ کو آئے یہان سے بہار وغیرہ پہونچین
بران کا داخلہ ہوا فیروزہ پوش روخان سیاہ رو کبود اژدر حشیم وغیرہ کل مالیان دربند مارے گئے
توسن کو آکر لاچین نے گرفتار کیا بخوف جان وہ مطیع الاسلام ہوا اب لشکر گران لیکر اسد نامدار حدتوسن
حصار مین فروکش ہین خبر رہائی لاچین سنکر بڑے بڑے ناظم شہرون کے حاکم بلا طلب چلے آتے ہین
توسن کی خطا معاف ہونے سے سبکو حوصلہ ہوا کہ شہنشاہ لاچین کسیکو سزا نہ دے سکیگا جو مطیع الاسلام ہوا
اسد نے اسکو لاچین سے ملوایا اب خطا وعدم خطا کی بازپرس نہین ہی یہ حال پُرملال سنکر افراسیاب کا
چہرہ زرد ہوگیا حیرت پیٹنے لگی افراسیاب نے کہا کیون بدحواس ہوتی ہو مین ابھی انتظام کرتا ہون مصور کو
بلایا کہا مرشدزادے اب تکلیف فرمایئے لاچین کے مقابلے مین جایئے آپ نبیرۂ سامری شہنشاہ ملک
افسون گری ہین سحر جو آپ کے باپ دادا نے بنائے وہ صرف کیجیے انکا کون جواب دیسکیگا آپ کے بزرگون
کے وقت مین ایک نقاش صندوق تصویر لیکر آتا تھا اُس سے وہ سحر کرتے تھے کوئی اُسکا رد نکر سکتا تھا وہی
سحر جاکر سامنے لاچین کے صرف کیجیے دوسرا انتظام یہ ہی قریب دریاے ہفت رنگ جاکر جمیلان جادو کی
فوج ہمراہ لیجیے بارہ ہزار نبیرے دریاے ہفت رنگ مین رہتے ہین سردار انکا جمیلان جادو ہی وہ نکل کر
چشم زدن مین سبکو مشاد دینگے لشکرون مین آگ لگا دینگے سر بریدہ کے مقام سے ان نبیرون کے شعلۂ آتش نکلتے ہین
حریف چشم زدن مین جلتے ہین رد کرنا اسکا لاچین کو نہین معلوم ہی مصور نے کہا مین بخوبی سمجھ گیا اسیوقت تخت
پر سوار ہوا بارہ لاکھ فوج مصور کے ساتھ مصور لڑنے مقابلۂ شہنشاہ لاچین بڑے کروفر سے روانہ ہوا بعد
مصور افراسیاب نے سرماوا برلق کو فوج بیحساب دیکر روانہ کیا یہ انتظام کرکے بیٹھا تھا کہ آسمان پر برق چمکی
ایک ساحر نے آکر افراسیاب کو نامہ دیا اُس ملعون افراسیاب نے پڑھا طرف سے آفات عیار دست کے مرقوم
تھا ای نور نظر مین نے تباہی توسن حصار کی خبر سنی لیکن نہ گھبرانا تیرے دادا اپنے پہلونشین نیرنگ جادو
مصاحب سامری کو مین نے روانہ کیا راہ مین قلعہ جات فتح کرتا ہوا آتا ہی حیرت جادو کو روانہ کردہ

بعہدہ سپہ سالاری رہے حیرت کو تخت پر سوار کرکے اُڑتا بھرتا تا بہ لشکر مہرخ پہونچیگا ان سبکا خاتمہ کرکے لاچین کی بھی گردن ایگا طلسم کشا کو گرفتار کریگا ایک ہفتے مین لڑائی فتح ہو جائیگی یہ سنکر افراسیاب خوش ہو گیا کہا تو حیرت جادو جادو نیرنگ سے کوئی مقابلہ نہ کرسکیگا لاچین اُسکے سامنے طفل مکتب ہے لشکر مہرخ مین کوئی اُسکا ہم نبرد نہین اور ماہ دولت بھی وقت پر آئینگے ایک انتظام اور افراسیاب نے مقرر کیا چونکہ خبر بربادی ہفت دربند سن چکا خوف ہوا کہ ایسا نہو کوہ عقیق سے صاحبقران بھی لڑتے بھڑتے چلے آئین ایک جادوگر نہایت زبردست کو بارہ لاکھ فوج سے حکم دیا کہ تم جا کر درمیان مین ممالک ہفت دربند کے فروکش رہو کوہ عقیق سے اگر خداوند تشریف لائین استقبال کرنا خدمتگزاری مین مصروف ہونا اگر لشکر حمزہ آنے کا قصد کرے ایکدن مین سبکو مٹا دینا اس طرف نہ آنے دینا وہ جادوگر موسوم بہ کلنگ آشتخوار فوج گران لیکر مقام مذکور پر جا کر مقیم ہوتا ہے اسکا حال بروقت آمد صاحبقران تحریر ہوگا ملکہ حیرت جادو فوج قاہرہ ساتھ لیکر اسیوقت طرف نیرنگ جادو کے روانہ ہو گئی افراسیاب جادو نے مطمئن کر دیا کہ حیرت نہ گھبرانا وقت پر مین بھی آؤنگا افراسیاب طرف باغ سب کے گیا لیکن ملکہ مہرخ ملول و غمگین یاد مین خواجہ عمرو و اسد کے بیقرار بیٹھی ہین سر جبین رو رہی ہین فراق مین ای مادر مہربان شہریار کا کچھ احوال نہ معلوم ہوا بہار وغیرہ گئین وہ بھی واپس نہ آئین اپنا تو اب یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے کوئی خبر معقول لیکر نہ آیا نظم

صاف لکھ بھیجا جواب نے مری تحریر کا
آئیگا روز شرف کب کوکب تقدیر کا
زیب ہے کیسے وہم رنگین کلام یار اگر
سورچہ کھاتا نہ خرمن دانہ زنجیر کا
میری رسوائی اگر میدان محشر مین ہوئی
نخل قد مین پھل لگا سفاک کی شمشیر کا
راہ کاٹی دیکھکر افتادہ اس گلپوش نے
بجز وصف تیر مژگان جب قلم ہو تیر کا

لو لفافہ کھل گیا سارا خط تقدیر کا
کٹ گئی عمر اس قمر کے عشق ابرو مین تمام
آشیان کنج دہن ہے طائر تقریر کا
بے لیاقت مدعی ہو بجا سکیگا کیا فقیر
فائدہ کیا اسمین ہوگا کاتب تقدیر کا
کشور وحشت مین اک سپلو نشین و لا نہ تھا
نشک ہوا مجنون ناتوان پر خار دامنگیر کا

ای نجم وصل ہوگا کسدن اس یار سے
برج عقرب مین ہے کیا کوکب ہی تقدیر کا
پانون نے مجھ وحشی لاغر کے گستی نہین
کار گر کیا نیش ہوگا عقرب تصویر کا
یار رونا بیا نہال جان نثاری ہو گیا
قیس لنگڑ کیا اٹھا سکتا تری زنجیر کا
تب مرا پاس کمان ابرو کا سوز جان ہو گیا

ملکہ مہرخ نے گلے سے لگایا کہا حضور کیا کہکر دل کو صبر دون وارث کی یہ خبر وحشت اثر مشہور ہے دشمنون کے قلب کو سرور ہے عیار دن مین چالاک گیا نہ پلٹا سردار بہار گئے وہ بھی نہ واپس آئے بقول مغنی دل اپنا قابو مین نہین ہے نظم

چو بلبل در فغان باشم چو بینم بوستانش را
بہ خیزم و از سر این رہ بگیرم ماعنانش را
اگر بختم من کہ مرغ دل گرفتار قفس گردد
فشان جندان گری چو بینم بام آشیانش را
بلبل بادا ارزانی گل گلشن کہن مخفی

چو گل خندان شوم ہر جا کہ بینم باغبانش را
چو بند د پاسبانش در بر دیدم رو نگردانم
چو خواہی کرد آخر شعلہ آہ نہانش را
بزیر آب اگر دشمن چو پائے آستان گیرم
بہار زندگانی دیدہ ام فصل خزانش را

صبا از بوئے پیراہن نگردد چشم یار روشن
کشم چاروب از مژگان فضائے آستانش را
اگر شد عاقبت عنقا گداز گریہ زن و دون
بسوز و شعلہ آہ من آخر استخوانش را
رونے سے مہ جبین کے بارگاہ مین

شور گریہ و زاری بلند ہوکہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر گلگون پوش بصد جوش آکر بارگاہ مین اترا نامہ ہاتھ پر رکھکر پیش کیا مہ جبین نے ملکہ مہرخ سے کہا اسے پڑھیے زبانی پوچھا ای قاصد خوش خرام سعادت انجام کہان سے آتا ہی قاصد نے عرض کی نظم

جلوہ گر شد مہ نو فال مبارک باشد
ہفتہ و روز و مہ و سال مبارک باشد

بخت فیروزی و اقبال مبارک باشد
یارب چو آفتاب بہر جا قدم زنی

ماہ نو مبشر و قافلہ امید است
گردد رہت چو صبح کند آشکار فتح

ای ملکہ عالم مین لشکر اسلام سے نامہ لیکے آتا ہون مبارک ہو شیر بیشہ صاحبقرانی نے قلعہ توسن حصار فتح کیا توسن مطیع اسلام ہوا ہفت دربند والے قتل ہوئے شہنشاہ لاچین و بدیع و تصویر و خواجہ نے رہائی پائی اقلیم توسن حصار پر قبضہ ہوا ملکہ مہ جبین یہ خبر فرحت اثر سنکر مالا مال ہوگئین خوشی کے نقارے بجنے لگے خط مین بھی یہی مضمون لکھا تھا بہار وغیرہ نے آخر مین لکھ دیا کہ ہم لڑائی فتح کرکے حاضر خدمت ہوتے ہین انشاء اللہ آپکو ہمراہ لیکر طلسم کشا سے ملین گے غنچہ ہائے آرزو کھلین گے قاصد کو تو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا سرداروں نے اسقدر زر لٹا دیا کہ غنی ہوگیا ملکہ مہ جبین نے فرمایا نانی اماں جلد سامان سفر تیار ہو چلکر لشکر طلسم کشا سے ملین کیون ای قاصد یہ سر کٹنے کا کیا باعث ہوا تھا قاصد نے کہا جب قیدی سامنے توسن جادو کے پہونچا اسنے چاہا قتل کرے مگر بیٹی اسکی ناہید تمثال عاشق ہوکر نیچے باغ مین لیگئی انکی صورت کا آدمی بناکر سحر سے سر کاٹ کے دے دیا انکو تا بہ قیدخانہ پہونچا یا اسنے جانبازی کرکے لاچین وغیرہ کو چھوڑا یا آپ کی ممانی اماں ملکہ تصویر کیا عاشق صادق ہین آپ کے ماموں جان بدیع الزمان کے ساتھ قید رہین فریاد نہین کی فرماتی تھین یہ قید رہائی سے بہتر ہی مین اپنے وارث کے ساتھ قید ہون تمام ماجرا سنکر کسی قدر ملکہ مہرخ رنجیدہ ہوئین مہ جبین نے کہا نانی اماں مین ایسی سوت پر سے اپنی جان نثار کرون میرے وارث کی جان بچائی اب لشکر تیار کیجیئے تاب فراق باقی نہین ہی جملہ سردار خیرخواہان دولت مشیران سلطنت وزیران امیت تلوارین ٹیک ٹیک کر

اُسکے روز عید سے وہ وقت بہتر تھا اسقدر زر وجواہر تصدق ہوا ایک ایک فقیر غنی ہوگیا لشکر مین گدا کی
صدا نہ تھی قاصد کو تو رخصت کیا تیاری ہونے لگی کہ طرف دریاے ہفت رنگ کے کوچ کرین کہ ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے دست بستہ عرض کی مبارک ہو ملکہ بہار گلعذار صاحب شوکت ودیاقت وباغبان قدرت
ورعد وبرق وبرق لامع وصفدر وصف شکن ملکہ بران شمشیر زن سب صاحب بخیر وعافیت تشریف لاتے
ہین ملکہ مہ جبین برائے استقبال اُٹھین خوشی مین ملکہ لالان خونقبا بھی بارگاہ سے نکل آئین گردنازنیان
مہ جبین ومہ جبینیان مہرتمکین جوبدارنیان طلماقدنیان زرکنین جیشنین مصاحبان تمتین نیسان غنچہ دہن ہمراہ
ملکہ بہار ورعد وبرق وغیرہ آکر سوچخین مژدۂ رہائی شہنشاہ لاچین وغیرہ سنایا تمام کیفیت مفصل سامنے
ملکہ مہ جبین کے ظاہر کی مہ جبین نے دیکھا سب سردار خمدار آئے ہین ملکہ بہار کا گل سا چہرہ کمھلایا ہوا
تمازت وحرارت آفتاب سے رنگ روے مخمور متغیر مگر نہال ہین سب بحال ہین ان سب نے ذکر جنگ توسن
ظاہر کیا باغبان نے کہا ایک باعث خرابی ہو کہ توسن جادو مکر سے مطیع اسلام ہوا ضرور فتور برپا کریگا ملکہ
بہار کے آتے ہی تیاری سفر کی ہونے لگی ہر ایک کو یہی جوش ہو کر خدمت مین اپنے آقاے نامدار کی پہونچین
ملاقات لاچین سے مشرف ہون باغبان قدرت آمادہ ہو کہ تالا بارگاہ شہنشاہی کا لیکر آگے بڑھوں
ممالک فتح کرتا ہوا جاؤن رعد وبرق وبرق لامع کہتے ہین انشاء اللہ دریاے ہفت رنگ مین آگ
لگا دینگے حضرات ہفت رنگ کی آبرو لینگے وہ نبیرہ سامری وجمشید ہو اٹھارہ سو قریات کا حاکم دریاے
ہفت رنگ کا ناظم قصر ہفت رنگ اسی کے قبضے مین ہو جا بجا لڑائیاں پڑینگی یہ ذکر تھا کہ چند وپند ہرکارے
حاضر ہوے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا وثناے بادشاہی بجا لائے نظم

ای نازل بقامت شمشیر نصرت	آمد زبحر لطف الٰہی بدرگہت
چون صبح ہمسو ساحل وفتح زنقاب فتح	ہمچون غلاف آمدہ پیمان قباے فتح

ابھی غلاموں کو خبر دریافت ہوئی کہ ملکہ حیرت جادو لشکر لیکر طرف
کوہ زبرجدی کے گئی اُدھر نیرنگ شوہر آفات آتا ہو قلعہ کی تسخیر کا قصد ہو دعوی کرکے کوہ زبرجدی
سے اترا ہو ساحر یکتا ہو ایک لاکھ فوج افراسیاب نے مصور کے ساتھ کرکے روانہ کیا کہ جا کر شہنشاہ
لاچین سے مقابلہ کرو ایک طرف سے سرماد ابریق گئے ہین انکے ساتھ بھی فوج بیحساب وبیشمار ہو ملکہ
مہرخ نے چاہا اس مقدمے مین کچھ کلام کرین باغبان وبہار ومخمور نے دست بستہ عرض کی حضور کچھ
حکم نفرمائین اسوجہ سے کہ ہم ان زوائدات مین نہ پھنسینگے خدمت مین اپنے آقاے نامدار کی جانا ضرور ہو

اس راہ مین جو کوئی روکے گا اُس سے مقابلہ کرینگے ہم چاہتے ہین اور کسی سے ہمسے مقابلہ بھی نہو اپنے آقا کی
خدمت مین پہونچ جائین اس راہ مین اگر بہرام فلک بھی روکے نہ رکین جان اپنی گنواوین کیسلئے افسوس کی
بات ہو کر آقا اُس مقام پر ہم دست و پا شکستہ ہیان وہان چل کر لاچین کو تخت پر بٹھاوین ملازمان جلو بار
فروشی کرتے ہوئے تا بدریاے ہفت رنگ پہونچین سبطرح کے جھگڑے اُسی مقام سے پیدا
ہونگے اگر دریاے ہفت رنگ کو فتح کیا ادھر ہی سے زائدہ دریاے نیل کا ہو پوج کی بھی فکر امتحان
اقبال طلسم کشا کا بھی ذکر قریب دریاے نیل ہوگا وہان سے فکر نیچ بھی ہوگی سب سردارون نے
اس رائے کو پسند کیا کہ باغبان بہت جاے کہتا ہے اپنے آقا سے مل جانا بہت مناسب وقت ہے
لشکر تیار ہونے لگا کمربندیان ہو رہی ہین باغبان نے فوراً بارگاہ کو لدوا دیا سامان روانگی سفر مین
مصروف ہے ملکہ سرخ موے کاکل کشا وغیرہ طاؤسان زرین بال پر سوار ہو کر جاتی ہین کہ بین
سامنے سے اک شتر سوار پیدا ہوا آتے ہی ملکہ سرخ مو کو سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا ملکہ نے اسکو کھولکر
پڑھا حاکم قلعہ سرخ مویان ملکہ نرگس جادو زوجہ شاہزادہ گلریز نے تحریر فرمایا ہے کہ ہمشیرہ صاحبہ نیرنگ
جادو شوہر آفات جبار دست ساحر زبردست فوج بے انتہا ساتھ لیکر بڑے کروفر سے قلعہ جات
فتح کرتا ہوا آتا ہے بار لشکر اسکا اٹھانا بہت دشوار ہے ہمشیرہ تم آگاہ ہو کہ میرے پاس فوج قلیل ہے
بہنوئی صاحب تمہارے شاہزادہ گلریز آمادۂ مرگ ہو کر بجمعیت ساٹھ ہزار فوج کے بیرون قلعہ
نکل آئے ہین بمشکل ایک ہفتے کی مہلت لی ہے اگر اس درمیان مین آپ نے ہماری مدد کی تو بہتر ورنہ
دیدار ہمارا اور تمہارا قیامت پر گیا ملکہ سرخ مو نے وہ نامہ تو مہرخ کو دیا اور کہا حضور کنیز نہین کہ سکتی
شہر سرخ مویان لٹ جائیگا بہن بہنوئی قتل ہونگے نیرنگ شوہر آفات جبار دست صاحب ساحری
مشہور ہے جہاندیدہ و کار آزمودہ ہر ایک اُس سے مقابلہ نہین کر سکتا الغرض کنیز تو جاتی ہے حضور اُسکا
انتظام ضرور کرین یہ کہکر ملکہ سرخ موے کاکل کشا مع ملکہ بلال سحر افگن دس بارہ ہزار ساحرون
دلیکر سمت شہر سرخ مویان روانہ ہوئی ملکہ مہرخ اسی مقام پہ اتر پڑین اب کیونکر طرف اسد کے کوچ
کرین یہی دل مین خیال ہے کہ اتنا بڑا ساحر زبردست آتا ہے دیکھئے کس طور سے مقابلہ پڑے خدا یا ایمان
ملہ کی عزت و آبرو بچائے جسوقت ہمکو خبر خرابی قلعہ سرخ مویان پہونچے یہان سے سردار واسطے
مدد کے جائین شاید فتح حاصل ہو تسکین دل ہو

دو کلمہ داستان شوکت بیان مصیبت عنوان آمد نیرنگ جادو و شوہر آفات چہار دست بدست قلعہ سرخ مویان بر مقابلہ ہائے جلیل و آمد شاہزادہ ارکان دشتی مالک حجرۂ بلائے طلسم نور افشان و آمد ملکہ مشتری ستارۂ طلعت ثانی کوکب کی عجب داستان مصیبت خیز و آفت انگیز ہے و دیگر حالات متعلق داستان

ہذا ساقی نامہ

ساقیا وقت سحر کشتی آیا
رند میخانے سے نہ پست رہوں
رند ہوں اوستاد رستم و سام
خم کو یوں اونڈ پیلتے دیکھوں
نمکین دانہ گزک ہوں چنے
نشہ مو کرے ہر ایک سے زور
پہلوانی پہ ہے قلم کو گھمنڈ
حرف قرطاس پر پچھڑتے ہیں
بلبلیں گل کی نال اٹھاتی ہیں
نخل جھک جھک کے پیلتے ہیں ڈنڈ
قوت تن صبا دکھاتی ہے
بلبلا بیٹھکیں لگاتا ہے
پائے گل باد نے اکھاڑ دیا
داؤں کشتی کے ہو رہے ہیں پیچ
تنکے چلتے ہیں جب لنگوٹ کسے
زور اوکے پہ آزمانے ہیں
ایک گر کر زمین پکڑتا ہے
اپنی کشتی کے فن دکھاتے ہیں

جنگ نیرنگ کا سماں دکھلا
جنگ میں ہو کبھی تو فتح و ظفر
سب کریں واہ کاٹے کا ملاگم
شیشے گمدر کی جوڑیاں ہو جائیں
نال دستار شیخ جی کے بنے
جام صہبا کو خاک پر ٹپکے
وقت تحریر پیلتا ہے ڈنڈ
فصل گل نے نشان گاڑے ہیں
نیر میں شاخ کی ہلاتی ہیں
لالہ کو دیتی ہیں قمریاں ہکا
گمدر اشجار کے ہلاتی ہے
بلبلیں بڑھ بڑھ کے اپنے تھانوں سے
سبزۂ باغ کو پچھاڑ دیا
پہلوان اپنے اپنے ڈنگل کے
داؤں کشتی کے ہیں جولوں میں پیچ
ڈنڈ کو جھک کے ہیں ٹھونکتا گجر
دوسرے کا قدم اکھڑتا ہے
ایک عالم ہے بہر سیر ڈٹا

ایسا ساغر پلا کہ مست رہوں
نشے میں کاٹ دوں عدو کا سر
مجھکو صہبا اونڈ پیلتے دیکھیں
نقل کھاڑے کی ریوڑیاں ہو جائیں
نشے تاب و توان رند کا شور
خم می کو اٹھائے دم چٹکے
نئے مضمون کشتی لڑتے ہیں
چمنوں میں کھڑے اکھاڑے ہیں
سرو کو اپنے زور پر ہے گھمنڈ
نہیں اٹھتا ہے سرو کا لٹھا
ٹکریں آب جو لڑاتا ہے
کشتیاں لڑتی ہیں نہالوں سے
عشق پیچاں دکھا رہا ہے پیچ
شیر ہیں آدمی سے جنگل کے
جا کے ڈنگل میں نال اٹھاتے ہیں
شور کرتی ہے جنبش لیزم
ہمی اٹھتا وقت پاتے ہیں
ہر جگہ ہو رہا ہے ہاک پٹا

سب نریان کی چال چلتے ہین
لیے ہاتھون مین ہین پھری گدکا
ہین صدا کین یہ اشتراء یہ کمر
دیکھنے والے خطا اٹھاتے ہین

دمبدم ہیترے بدلتے ہین
مل کے آپس مین جھوٹ لڑتے ہین
پیرکرک پہ انی یہ جیر پسر
مختصر کرا فق یہ قصۂ ہول

رنگ دکھلاتے ہین علی مد کا
ہاتھ ہر اک کے ل کے بستہ ہین
بانے استادو فن ہلاتے ہین
اب زیادہ ہے قیل و قال فضول

بچہرہ نیرنگ بازان محکمۂ فسون سازی وسحرسازان ہوم خانۂ شعبدہ بازی اس داستان حیرت بیان کو بافسونگری کلک جواہر سلک یون زیب قرطاس فرماتے ہین شعر صفوف آرائے جنگ خوش بیانی ۞ ہر معرف جہاد قصہ خوانی ۞ اس داستان شوکت بیان کو استادان سخنور نے بعد کرو فریون تحریر فرمایا ہی کہ نیرنگ جادو وشوہر آفات بدخو تین لاکھ ساحران زبردست ہمراہ لیکر کوہ زبرجدی سے لڑا آفات نے بھی وعدہ کیا کہ وقت پر محل موقع ہوگا تو مین بھی آؤن گی تم اس طور سے جنگ کرنا کہ دوراہ تا یہ لشکر مہرخ بنجا تارا ہ مین جو قلعہ جات ملین انکو فتح کرنا خراج و باج نام کا افراسیاب کے مقرر ہو مہرخ نے یہ غضب کیا ہی کہ جن شہرون پر انکا قبضہ ہوا گزو سکہ سعد بن قباد و بادشاہ لشکر اسلام کا جاری کیا ہی نیرنگ اس جنگ سے یہ مراد ہی کہ ممالک مقبوضہ مہرخ قبضے مین افراسیاب کے آجائین نیرنگ نے کہا ایسا ہی ہوگا مجھے تو تابہ لاچین جانا ہی توسن حصار پر بھی قبضہ کراؤن مشہور ہی کہ توسن مطیع اسلام ہوا اتنا شاجادو گرانزوار سامری وجمشید مذہب سے منحرف ہو دل کو یقین نہین آتا ہی اُس کے قبضے مین ملک کرا کے مہرخ وغیرہ سے سمجھون گا ایک مہینے مین سب انتظام کرونگا ایسے لاف گذاف کرکے مع لشکر چلا لیکن آمد حیرت کا اشتیاق تیسری منزل تھی کہ ہرکارون نے خبر دی خاقان محل شہنشاہ تشریف لاتی ہین نیرنگ واسطے استقبال کے اٹھا کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرا آمد لشکر حیرت شروع ہوئی علمدار وغیرہ نکل گئے نیرنگ کی نگاہ پڑی حیرت جادو وتخت یاقوت نگار پر سوار گرد ہزارہا نازنینان مہ جبین دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے زلفین ہر رخسار پر بل کر رہی ہین عالم شباب زلفون کو پیچ وتاب شیرین گفتار کبک رفتار جو رشک پری ہین ہر سرو باغ رعنائی غنچہ نودمیدہ گلزار دلربائی نیرنگ صورت زیبا دیکھ کر بیقرار ہوگیا حیرت نے جو خیال کرکے دیکھا نیرنگ اپنے آپ سے باہر ہو ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی جانتا ہی لپٹ جاؤن حیرت جادو نے ہاتھ چھوڑا حکم دیا بارگاہ ہماری الگ استادہ ہو نیرنگ نے کہا ملکۂ عالم الگ بارگاہ کی کیا ضرورت ہی بارگاہ زرنگی جیسا تمہر

سب سامان آپکے واسطے آراستہ کیا ہی کئی ہزار کنیزین بھی برائے خدمتگزاری حضور ساتھ لایا ہون آپکو
کوئی تکلیف نہوگی ہین تو غلام تابعدار آپ کا جان نثار تمھارے ہی شوق مین اپنا عیش وآرام چھوڑا
آفات چہاردست ایسی محبوبہ سے منہ موڑا آپ بخوبی آگاہ ہین ملکہ آفات دم بھر جدائی میری
گوارا نہین کرتین حیرت جادو حیران کہ مین کس بلا مین پھنسی اس بیحیا سے کیونکر آبرو بچیگی چونکہ عقلمند تھی
اچھا اچھا کہکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوئی نیرنگ بھی ساتھ آیا پہلوے تخت حیرت مین اپنا ڈنگل بچھایا
کبھی ران پر ہاتھ رکھ دیتا ہی کبھی جام شراب لیکر بہ عجز ومنت حیرت کو پلاتا ہی حیرت بدمزاج ہو رہی
ہی صرصر شمشیر زن بھی آئی ہوئی ہی حیرت نے صرصر سے اشارہ کیا ای صرصر تو اس بدبخت کی کیفیت
کو دیکھتی ہی یہ اپنے آپسے باہر ہی کیا کرون کسی طرح اسکو ٹال یہ بیحیا اپنی بارگاہ مین جائے صرصر نے
آتے ہی نیرنگ کا ہاتھ تھام لیا کہا شہنشاہ مین کچھ عرض کرونگی نیرنگ سمجھا حیرت راضی ہوئی صرصر کو
پیام وصل دونگا صرصر نے کنارے لا کر کہا ای شہنشاہ ملکہ کو بھی آپ سے محبت ہی افراسیاب جادو
آنے کو ہی ابھی تامل فرمایئے اسقدر نہ گھبرایئے بعد فتح جنگ صبح مطلب دل آپ کا حاصل ہوگا ملکہ
تو اکثر آپ کی تعریفین کیا کرتی ہین نیرنگ پھول گیا خوشی خوشی اپنی بارگاہ مین آیا صبح کو لشکر تیار
ہوے نیرنگ خوشی خوشی ساتھ حیرت جادو کے چلا صرصر نے خبر دی آج کی منزل پر قلعہ سرخ مویان ملیگا
ملکہ نرگس و شاہزادہ گلزیر طرف سے ملکہ سرخ مو کے حاکم ہین وہ لوگ بے لڑے بھڑے قلعہ خالی کرینگے
نیرنگ نے اسی وقت ایک نامہ لکھ کر ساحر کو دیا حکم ہوا جا کر نرگس کو دینا کہ حکم نیرنگ جادو ہی خدمت
مین بادولت کی آکر حاضر ہو ورنہ سر سواری قلعہ لونگا قتل عام کرونگا ساحر نے نامہ لا کر ملکہ نرگس کو
دیا نرگس نے جواب صاف لکھا جو تجھ سے ہو سکے اسمین قصور نہ کرنا ہی نگر نامہ دار پلٹا ملکہ نرگس نے
افسران فوج کو بلا کر حکم دیا جلد لشکر تیار ہوا آمادہ حرب وپیکار ہو شاہزادہ گلزیر لشکر ساتھ ہزار
فوج سے بیرون قلعہ نکلا لشکر اتر رہا تھا کہ آمد فوج نیرنگ ہوئی نیرنگ نے دیکھا لشکر اترا ہی بازارین جابجا
درست ہو رہی ہین بارگاہین استادہ ہو گئین یہ سامان دیکھ کر جل گیا ملکہ حیرت سے کہا سامری وجمشید
کی قدرت ہی ایسے ذلیل وحقیر بادولت کے مقابلے مین آتے ہین کھڑے کھڑے ان سبکو شکست
دونگا کل اسی قلعہ مین جا کر دعوت نوش فرمایئے یہ کہکر اتر پڑا بلبلاتا ہوا بارگاہ مین آیا اٹھتے ہی طبل جنگی
بجوا دیا نرگس کو خبر ملی اس نے بھی طبل جنگی بجوایا ایک مقدمہ محفوظ خاطر ناظرین رہے کہ جب توسن جادو

مطیع اسلام ہوا لاچین نے انتظام کامل کیا تب خواجہ عمرو نے لاچین سے کہا یہ جدا رہنا لشکر مہرخ سے مناسب نہین ہر اب یہ خبر جو افراسیاب کو پہونچین گی لشکر مہرخ پر بادہ ڈالیگا پس خواجہ قمر غلام کو بخوبی سمجھا کر اسد سے رخصت ہوے طرف لشکر مہرخ کے روانہ ہو گئے بعد جانے خواجہ کے لاچین نے بھی تیاری لشکر کا حکم دیا لیکن بادشاہ عقیل و فہیم جانتا ہر کہ ہمارا ابھی پہونچنا پشکر مہرخ دشوار ہر دو کوس سے زیادہ لشکر نہین چل سکتا اس وجہ سے ناچار ہر خواجہ تو راہ مین لوٹتے مارتے چلے آتے ہین یہان صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آگر جمے نیرنگ خود میدان مین نکلا شاہزادہ نگار زرہ نے جا کر مقابلہ کیا خوب خوب آپس مین سحر ہوے نیرنگ بارے روزگار ساحر جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ تر کے سحر مین نگار نیز انتہا کا زخمی ہوا نیرنگ نے چاہا سر کاٹ لون نرگس کی آنکھون مین خون اترا جوش محبت مین شوہر کے جا پڑی کئی گولے نیرنگ کو مارے شوہر کو بچایا آخر یہ بھی زخمی ہوئی نیرنگ کا سحر نہین رکتا ہا لیاں فوج نے جو نرگس کو زخمی دیکھا بلوہ کر کے جا پڑے دونون لشکر مل گئے فوج نیرنگ بحساب حیرت بھی جا پڑی نرگس و نگار نیز زخمدار ہین ہٹتے چلے آتے ہین نیرنگ چاہتا ہر قلعہ لیاون دونون زن و شوہر جانبازی کر رہے ہین ہر مرتبہ فوج کے قدم ہٹتے ہین زن و شوہر سینہ سپر کر کے بڑھتے ہین نیرنگ چاہتا ہر قلعہ مین جا پڑون خندق لاشہ ہاے ملازمان نرگس سے بھر دون مگر جانباز قدم نہین ہٹاتے قریب تھا کہ نگار نیز نرگس گرفتار ہو جائین کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ ظاہر ہوا دفعۃً ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ہلال سحر افگن آکر پہونچین یہ ہنگامہ دیکھ کر سحر کرتی ہوئی شریک لشکر نرگس ہوئین سرخ مو و حیرت کا مقابلہ پڑا کئی سحر حیرت نے کیے سرخ مو نے جواب دیا حیرت نے غصے مین زمین پر دو تھپڑ ارا برق چمکی سر سرخ مو زخمی ہوا ہلال چمک کر حیرت پر گری نیرنگ نے تیغ ادا ہلال سحر افگن کا شانہ نبھول پڑا اجار دون افسر زخمی نیرنگ نے فوج کو اشارہ کیا بڑھو بڑھو کر حیرت پر سینہ سپر کرتا ہو عرض کرتا ہر ملکہ عالم آپ تکلیف نفرمایئے مین ابھی ان سبھون کا خاتمہ کرتا ہون حیرت سمتی ہو دادا جان اب آمد فوج مہرخ شروع ہوگئی ایک کے بعد ایک آئیگا اسی قلعہ پر جان اُڑاوینگے قدم جماوینگے سر بھی کٹنے کا قدم نہ ہٹاینگے نیرنگ کہتا ہر مین جلد خاتمہ کرونگا یہ کہکر جھپٹا قالب فوج پر گرا دل سرداروں کے ہلا دیے پرسے کے پرے خاک مین ملا دیے پہرون پھیلا باقی ہر سحر ہو رہے ہین میدان مین دریاے خون جاری ہی آسمان سے آگ برس رہی ہر نقیب آوازین لگا رہے ہین لڑنے والونکے دل بڑھا رہے

ہین نیرنگ جب سحر کرتا ہی آگ آسمان سے برستی ہی ہزار دو ہزار جلے سو دو سو کے سر سحر سے اُڑ گئے کبھی تلاطم بنا کر گراتا ہی تلوارین برساتا ہی ساحر اسم با مسمے نیرنگ جادو نام ہی نیرنگ سازی سحر سے کام ہی قریب تھا سرخ مو وغیرہ شکست کھا کر قلعہ چھوڑ دین کہ آسمان سے برق چمکی باغبان قدرت بصد شوکت و لیاقت مع ساٹھ ہزار جوانان تیغ زن کے آکر پہونچا نرگس دگلرنیز و ہلال و سرخ مو کو زخمی پایا لشکر پامال فوج کا عجیب حال نیرنگ و حیرت کی فوج بحساب سب جانباز گھر گئے ہین لیکن قدم نہین ہٹاتے باغبان قدرت نے نعرہ کیا او نیرنگ کہان جاتا ہی حیرت نے بڑھ کر کہا او داجان آپ نے دیکھا آمد ساحران شروع ہوئی لشکر مہرخ کل آئیگا ایک ایک سردار اپنے کو مثل نقش قدم مٹائیگا اول مین جب باغی جمع ہوے پہلے ہی قلعہ قبضے مین آیا تھا یہی مقام شیشہ رنگین حصار ہی بارہ برس سب اہل اسلام یہی مقام پر لڑے بڑے بڑے معرکے پڑے لیکن قلعہ نہین چھوڑا مہرخ سے کبھی پڑاو نہین چھوٹا نیرنگ نے کہا سبکو بھگا تو لگا یہ سب تیرے سامنے طفلان مکتب ہین باغبان جو ساٹھ ہزار فوج سے آکر گرا تہلکہ ڈال دیا گلینہ چلنے لگے پھول برسے ساحران نیرنگ شدت تشنگی سے تڑپے باغبان نے صحرا کو گرم کیا آتش بازی کی دفع کی انبار نگ سحر جمایا کرتا بھرتا قریب نیرنگ پہونچا نیرنگ سے تلوار چلی نیرنگ بلاے روزگار شوہر آفات ناہنجار کئی وار روکے باغبان نے روکے ایک مقام پر ہاتھ مار مٹھی سے ایک جانور کو بھی چھوڑا جانور نے چیخ ماری جل کر خاک ہوا وہی خاک سر پر نیرنگ کے گری نیرنگ کی ذرا پلک جھپکی باغبان نے اس حالت مین تیغہ سحر مارا نیرنگ نے خون اپنا چلو مین لیکر پھینکنا شروع کیا جسپر قطرہ پڑا جل گیا دن بہت کم باقی ہی کہ آسمان سے بوے خوش آئی حیرت نے گھبرا کر کہا او غضب ہوا بو آتی ہین دیکھا سب نے بہار و گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار گہنے مین پھولون کے لدی ہوئی مثل بوے گل پھولون مین بسی ہوئی باغبان کو جو زخمی دیکھا گلدستہ مارا حیرت سینہ سپر کرکے جا پڑی جیسے ہی حیرت نے سحر کیا بہار مسکرائی سحر کیا ہنسی تھی فوراً برق چمکی حیرت کا سر زخمی ہوا نیرنگ نے جو دیکھا کہ حیرت زخمی ہو کر شہی بہار نے باغبان کو سنبھالا باغبان بھی بہار کو دیکھکر پھر لڑنے لگا سحر بہار دیکھکر سبکا دل باغ باغ ہو گیا گلدستے بہار نے ایسے مارے خوشبو سے پھولون کی ہزارون دیوانے ہوے سر دیدے مارتے تھے ہاے بہار ہاے بہار کہکے للکارتے تھے ہر طرف یہ شور تھا نظم

نشان گل ہی نہ صوت ہزار باقی ہی ۔ خزان کا دور ہی نام بہار باقی ہی
فراق یار نہ سمجا مین ہون فریب نگ

بدن مین نام کو اب جان زار باقی ہی
گھٹا مین جھوم کے اٹھی مین و پیالا ساقی
ابھی تو حسن جوانی یار باقی ہی
ہزارون کھلے ہین گل زرد باغ عالم مین
ابھی تو باغ مین فصل بہار باقی ہی
ابھی نہ سلسلہ جام ترک کر ساقی
ہماری مست سے دل مین غبار باقی ہی
اٹھا کے آئینہ تو دیکھ کچھ خبر بھی ہی
بہار باغ دل داغدار باقی ہی
رہیگی یون ہی زمانے مین ہائے ہائے خدا

جوانی ہو چکی آیا زمانہ پیری کا
ابھی تو موسم ابر بہار باقی ہی
ملایا خاک مین شاہون کو موت نے ایسا
بہار قدرت پروردگار باقی ہی
جو لوگ صاحب شوکت تھے مٹ گئے وے سب
بہار دور نے خوشگوار باقی ہی
اتر گیا ہی امیرون کا نشئہ دولت
کہان وہ حسن ترا ای نگار باقی ہی
بقا نہین ہی کسیکو بھی باغ عالم مین
ہی حسن عشق تو یہ گیر و دار باقی ہی

خزان کی بھی کوئی دن مین بہار باقی ہی
کرون مین ترک ملاقات اسے ای واعظ
نہ اب ہین وہ نہ نشان مزار باقی ہی
پلادے جام مئے لالہ رنگ ای ساقی
کسیکا بھی نہین عز و وقار باقی ہی
ہوئی ہی خاک صفائی اس آئینہ رو سے
مگر کسی قدر اب بھی غبار باقی ہی
خزان کا دور ہی گلشن مین ای ہزار تو کیا
ہمیشہ ذات تری کردگار باقی ہی
ہزارون نے اپنے گلے کاٹے

نیرنگ یہ سحر نیرنگ دیکھ کر گھبرایا چاہا بہار پر جا پڑون حیرت نے گھبرا کر طبل امان بجوا دیا اہل اسلام کو بہت غنیمت ہوا شکست فاش بھاگنے کی تلاش ہو چکی تھی بہار نے آکر لشکر کو سنبھال لیا نیرنگ کو بہت ناگوار ہوا حیرت سے کہا ای ملکہ عالم تمنے یہ کیا کیا مین بدون فتح ہرگز نہ واپس ہوتا دس دن تک اسی طور سے لڑتا حیرت نے کہا دادا جان یہی غنیمت ہی کہ شکست فاش نہین ہوئی کل تک لشکر مہرخ بھی آجائیگا سب آئین نگوڑا آتا نہ تھا نہ آئے نیرنگ نے کہا وہ کون ہی حیرت نے کہا اسکا نام لینا مناسب نہین ہی نام لینے ہی پہونچتا ہی ہرچند نیرنگ نے پوچھا حیرت نے خواجہ کا نام نہ بتایا یہی کہا کہ ہوشیار رہیے نیرنگ جادو لشکر کو ساتھ لیکر لپٹا ہی لیکن حیرت پر لوٹا پڑتا ہی یہان باغبان و بہار لشکر کو لیکر واپس ہوئے باغبان نے زخمیون کو اٹھوایا کشتون کو دفن کرایا یہان نیرنگ تہر و غضب مین حیرت سے باتین کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا بیٹھے بیٹھے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے کل ان سب کو قتل کرونگا صدائے نقارہ رزمی بلند ہوئی ہرکارون نے آکر باغبان و بہار کو خبر دی کہ نیرنگ نے طبل جنگی بجوایا نہایت بیجا کو غصہ ہی حیرت پر خفا ہوتا ہی کہ کیون طبل بازگشت بجوایا ملکہ بہار اس بیجا کو بڑا غرور ہی اسی وقت نوازش طبل کو حکم دیا دو نامے اپنے ہاتھ سے لکھے ایک طلسم نور افشان کے پاس کوکب کے روانہ کیا ایک خدمت مین ملکہ مہرخ کی جن کنیزون کو روانہ

کیا تاکید کردی کہ زبانی بھی ظاہر کرنا کہ نیرنگ جادو سے مقابلہ ہی جو آنکھون سے دیکھا ہی سب بیان کرنا
کنیزان بہار دونون نامے لیکر چلین دو کلمہ داستان کوکب روشن ضمیر و بَران با توقیر تحریر ہوتے ہین
ملکہ بران شمشیر زن مبتلاے دام محن ہر وقت یاد مین اسی نوجوان کی آٹھ پہر بیقرار رہتی ہین جسوقت سے
توسن حصار سے پلٹ کر آئین یہی فکر ہی کہ لشکر اسلام کی کیونکر خبر منگائین اسی رنج و ملال مین قصد
ہوا کہ قصر جمشیدی مین چلون تخت زرین پر سوار ہو کر قصر جمشیدی مین آئین دیکھا شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر پریشان بیٹھے ہین خورشید روشن راے سے فرما رہے ہین دیکھین اب فلک کجرفتار
گردون غدار کیا دکھاتا ہی بڑا ساحر جلیل مقابلہ اہل اسلام مین آتا ہی برہمن رو مین تن پر ایسی افتاد
پڑی حالات آیندہ و گذشتہ کس سے دریافت کرین جب کبھی براے عبادت جاتا ہون اُسی آفت
مین مبتلا پاتا ہون سحر تاریک شکل کش سے کلیجہ جل گیا اُٹھنا بیٹھنا دشوار ہی کلام کس سے کرین
بطور خود جو خیال کیا صاف ثابت ہوا کہ نیرنگ جادو کی سرداران قہرخ کے ہاتھ سے قضا نہین
ہی آج بھی طائران سحر نے خبر دی کہ ہزارہا بندگان خدا کو اُسنے قتل کیا بَران نے آکر سلام کیا کوکب
نے تمام معرکہ نیرنگ کی لڑائی کا بَران سے بیان کیا بَران نے کہا قبلہ و کعبہ براے مدد بہار وغیرہ
جانا ضرور ہی کوکب نے کہا بیٹیا مین اس فکر مین بیٹھا ہون کتب ستارہ شناسی کو دیکھا ثابت ہوا
اُسکی موت تمھارے ہاتھ سے نہین ہی اہالیان لشکر قہرخ پر بھی غالب آئیگا یہ تو میرے دل کو
گوارا نہین ہی کہ مدد کو نہ جاؤن لشکر قہرخ کی خبر نہ لون لیکن انجام بخیر ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق تجلی
ملکہ مشتری ستارہ طلعت آکر پہونچین کوکب وغیرہ سب براے تعظیم اُٹھے مشتری نے کوکب کی بلائین
لین فرمایا کیون نور نظر خیر تو ہی کوکب نے تمام کیفیت آمد نیرنگ جادو اور مجبوری اپنی سامنے ملکہ
مشتری کی ظاہر کی ملکہ مشتری نے سُنکر فرمایا اے فرزند نہ گھبراؤ مین جاکر شاہزادہ ارکان وحشی کو روانہ
کیے دیتی ہون وہ جاتے ہی زمین بلا دیگا نیرنگ کو دیوانہ بنا کر ماریگا اگر افراسیاب کا بھی سامنا پڑیگا
ہر چند کہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی ساحر یکتا ہی مگر قلب اُلٹ جائیگا اگر ارکان وحشی نے قصد کیا
کسیکی کیا حقیقت ہی افراسیاب اپنا گلا کاٹ لے یہ فرما کر ملکہ مشتری اُسیوقت طرف قصر تجرد کے
روانہ ہوئین جب قریب پہونچین ملکہ جیحون کو خبر ہوئی کہ ملکہ مشتری تشریف لاتی ہین براے
استقبال آئین ملکہ مشتری کو لاکر تخت پر بٹھایا پوچھا کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ مشتری نے

تمام کیفیت آمد نیرنگ جادو بیان کی حیحون نے کہا آپ کا پرورش کردہ آپ کے گھر کا بردہ صاحب
شوکت و لیاقت شاہزادہ ارکان وحشی اسکی قوم بھر کو کافی ہی جب مین لڑائی سے پلٹ کر آئی ہرچند کہ
جوان دیوانہ مزاج ہی مردون کے سر کا تاج ہی مجھسے پوچھتا تھا کہ محبوب کاکل کشا نے اپنی جان دی اس
لڑائی مین آپ نے ہمکو ہمراہ نہ لیا آرزو رکھتا ہی کہ افراسیاب سے سامنا کرون یہ کہکر حیحون اُٹھین در
باغ پر آواز دی ای شاہزادہ شیر صولت ای رستم شوکت مادر مہربان تمھاری تشریف لائی ہین تعین یاد
فرمائی ہین سب نے دیکھا ایک جوان خود زرین سر پر زرہ یاقوتی زیب جسم انور ماہ رخسار ابر نقاب مین
پنہان شوکت و شان ریدبہ و جاہ اندر سے نقاب کے عیان صاف ظاہر ہوکہ مہر عالمتاب حجاب ابر مین
مختفی ہی تیغہ ہلالی ہاتھ مین بارہ ہزار جوان ہمسن باغ سے برآمد ہوے حیحون نے آمد مشتری کی خبر دی اشتیاق
مین دوڑا آکر قدمون سے لپٹ گیا مادر مہربان کہکر گلے مین ہاتھ ڈال دیے ملکہ مشتری نے اس ارکان وحشی کو
بچپن سے پرورش کیا ہی کوکب سے زیادہ محبت کرتی ہین فرزند کہکر چھاتی سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا
فرمایا ای فرزند برای جنگ نیرنگ چلوگے ارکان نے قبضے پر ہاتھ ڈال کر کہا اگر مادر مہربان کا حکم ہو
بہرام فلک پر جا پڑون اگر رستم ہو تو اسکو بھی چیر کر پھینک دون نیرنگ جیا کون ہی مجھے تو ہوس مقابلہ
افراسیاب ہی مدت سے سنتا ہون میرے بھائی کوکب کو بہت ستایا بھائی صاحب نے اپنے غلام کو
کیون نہ بلایا اب آپ نے ارشاد فرمایا مین بدل و جان حاضر ہون یہ کہکر سلاح خانے مین گھس گیا ہتھیار
لگا کے اکڑتا ہوا سامنے آیا لیکن حرکتین دیوانہ وار مزاج وحشی شال خود کو کج کرتا ہی تیور بدل رہا ہی
آواز دی مرکب ہمارا جلد لاؤ ارکان وحشی جو آراستہ ہوا بارہ ہزار جوان اسکے ہمسن سلاح جنگ سے
آراستہ ہوکر صفین جمانے لگے مرکب ہای بادرفتار سائیس لیکر آئے ارکان وحشی نے خانہ زین کو مثل
خانۂ آفتاب کے روشن کیا بارہ ہزار جوان فوراً سوار ہوے ملکہ مشتری کو جھک کر سلام کیا کہا مادر
مہربان غلام رخصت ہوتا ہی ملکہ مشتری نے اُٹھ کر بلائین لین ترقی عمر کی دعائین دین اُسوقت
ایک نامہ کوکب کو لکھا کہ بطور چہار دست کو برای رہبری ارکان وحشی فلان منزل پر مقرر کرو وہان
اس سے ملاقات کرے ہمراہ اسکو لیکر ماہرخ کی مدد کو پہونچے مین بھی وقت پر آؤنگی میرے دل کو قرار نہ
پڑیگا یہ جاتے ہی لڑیگا اگر افراسیاب بھی سامنے آجائیگا یہی کیفیت اُسکی بھی ہوگی اپنے قتل پر
خود آمادہ ہوگا ادھر سے تو ارکان وحشی نے کوچ کیا نامہ کوکب کو پہونچا کوکب نے فوج تیار کرکے

بلور کو روانہ کیا تو انشاء اللہ بعد طلسم نور افشان کے بلور نے آکر ارکان وحشی کو لیا منزل بمنزل طے کرتا ہوا تماشے کوہ و دشت و بیابان کے دکھاتا ہوا جاتا ہے کہ انکا ذکر وقت پر آئیگا یہان نیرنگ جادو نے دوبارہ طبل جنگی بجوایا ملکہ بہار و باغبان نے بھی حکم دیا تیاریان ہوئین بوقت سحر دونون لشکر بڑے زور و شور سے آکر میدان کارزار مین جمے نیرنگ آگے بڑھا ہوا دریائے سحر مین غوطہ مارے ہوئے آکر پہونچا لطور قاعدۂ قدیم صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئی نیرنگ حیرت سے کہہ رہا ہے ملکہ عالم خبردار آج طبل بازگشت نہ بجوانا اگر دس دن بھی گذر جائینگے مین بدون فتح واپس نہونگا اگر روک ٹوک مین لشکر مہرخ کے مہینون گذرین تا بہ لشکر لاچین جانے مین سالہا سال چاہئین اس غفلت مین لشکر لاچین زور پکڑیگا یہ بھی خبر مشہور ہے کہ لاچین کے رہا ہوتے ہی اکثر شاہان جلیل بدون طلب جاکر لشکر طلسم کشا سے ملے عہدے تقسیم ہوئے پس وہان تک جانا ابدولت کو بہت ضرور ہے عرصہ کرنا عقل کا قصور ہے کہ نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا لشکرون پر سناٹا آیا صدائے طبل و بوق موقوف ہوئی نیرنگ جادو کہ آج دریائے سحر مین غوطہ مارکے آیا ہے اژدرِ آتش فشان پر سوار اژدرے سے کود کر سامنے حیرت جادو کے آیا کہا ملکہ عالم اجازت میدان دو حیرت نے سر جھکا کر کہا دادا جان آپکو خداوند لقا کے سپرد کیا نیرنگ پشت اژدر پر بیدرنگ سوار ہوا میدان کارزار مین آیا آتے ہی آواز دی ای بہار و باغبان اپنے شباب پر رحم کرو رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت حیرت ہو ورنہ بہت پچھتاؤگی میرے ہاتھ سے سب مارے جاؤگے کسی کا حوصلہ نہین پڑتا کہ مقابلہ نیرنگ مین جائے ملکہ نرگس و گلریز و سرخ مو و ہلال و باغبان کل کی لڑائی مین انتہا کے زخمی ہوئے افسران اعلیٰ مارے گئے صرف ملکہ بہار سینہ سپر کیے کھڑی ہے قصد ہوا کہ جاپڑون نرگس تخت سے کود پڑی کہا ای ملکہ بہار تمھاری وجہ سے باغ اسلام مین رونق ہے نام سے تمھارے بھیا جلتا ہے آج کنیز کو رخصت دیجیے انشاء اللہ آپ کے اقبال سے وہ بھی دیکھے کہ نرگس کیسی لڑی کس کس پر نگاہ قہر پڑی بہار نے کہا ای نرگس تمنے بڑا کارنمایان کیا اتنے بڑے ساحر کو مع حیرت بہر صورت کامل روکا انتہا کی زخمی ہو مین اگر خدا نے فضل کیا اور گلدستہ سحر چل گیا تو دیوانہ کرکے اس بھیا کو بھی تنکے نہ چنوا دیے نہین تو بہار جادو نہ کہنا ادریہ تو ظاہر ہے کہ ساحر زبردست شوہر آفات جہار دست بادۂ کبر و نخوت سے مست بھیا سامری پرست بیہودہ کار ہے حافظ ہے ای نرگس ہم تم کو نہ جانے دیگے میدان کارزار کے جانے مین جو عرصہ ہوا نیرنگ نے پکارا آواز دی

آج کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا بدولت خود تکلیف کرین مطلوبہ کو حکم دین ملکہ بہار نے نرگس سے
دامن چھوڑا یا فرمایا ہمشیرہ اُسکا غرور بڑھتا ہی نرگس و سرخ مو وغیرہ بے اختیار رونے لگین گلریز نے
کہا مقام افسوس ہی نامہ لکھکر بھیجا تھا اُسکا کچھ ظہور نہوا شہنشاہ کوکب بھی نامہ پڑھکر خاموش ہوے
اُستاد والانژاد ہمارے شہنشاہ اوج عیاری لشکر مہرخ مین نہین ہین اگر وہ ہوتے اس سرکش کو عیاری
کرکے قتل کرتے پروردگار سرپرست ہی یہ تو سردارون نے بیقرار ہوکر کہا ہر ایک دعا کرنے لگا پروردگار
ہماری مدد کر اس بیحیا کے مقابلے کے لائق ہم نہین ہین ای کارساز عالم ای حکیم و علیم ای کریم و رحیم ہر مقام پر
تو نے مدد کی یار و یاد کرو سوچو تو اول پشتہ رنگین حصار پر کیا کیا مرکے بڑے کس آن بان سے سرداران
نامی لڑے چند کس ادھر اُدھر ساحران بحر دیر رو نادل خواجہ عمرو پاس ملکہ مہرخ کے پہونچے مگر ملکہ
کہتی تھین یہ عیار بیچارے کیا لڑینگے چشم زدن مین گرفتار ہو جائینگے دم بدم یہی ذکر تھا کیسے کیسے ساحر دانشمند
سے افراسیاب کے آئے خدا سلامت رکھے خواجہ عمرو نے جا جاکر عیاریان کین صبح کو انکو بھاگتے رات
نہ ملتا تھا کبھی عیاری ہوئی کبھی سردارون نے جانبازی کی بڑے بڑے ساحر نامی گرامی مارے گئے
عشاق سبزہ رنگ نے بڑا زور دکھایا ملکہ بران کو قتل کیا اپنے اُستاد کے قربان اتنے بڑے ساحر کو
پہونچے حیرت کی صورت بنے گھس کر ظالم کو مارا آج بھی پروردگار مدد کریگا ہر چند کہ یہ مردود دریاے
سحر مین غوطہ مارکے آیا ہو مگر جو اژدر سحر سے بنایا ہو دور و سوکو یہ نگل جائیگا اسکا دفعیہ کون کریگا مشہور تو
کہ اژدر سحر نیرنگ قیامت کا پتلہ ہو میدان کارزار مین ضرور زہر اُگلیگا سب نے جو بیتاب ہوکر دعا کی
لکہا ہاے ابر گلنار و فیروزی و سیمابی آسمان پر نمایان ہوے سب دیکھنے لگے وہ ابرہاے متعدد شق ہوے
سب نے دیکھا ملکہ مہرخ سحر چشم بصد قہر و خشم سریر جہانبانی پر پہلو مین ملکہ مہ جبین کے ہر چار سو سرداران
نامی تخت کو گھیرے ہوے کئی سو علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے نوبت و نقارہ بجتے ہوے
ملکہ مہرخ کا لشکر پہونچا ہرکارون نے عرض کی ای ملکہ عالم آج میدان داری ہو کل نیرنگ کے
ہاتھ سے ہزارہا بندگان خدا سیار گلشن جنان ہوے اسوقت میدان مین آیا ہی کوئی لائق مقابلہ
اُسکے بسبب زخمداری کے نہین ہی بہار نے قصد کیا ہی سب سردار اپنی غربت پر رو رہے ہین
یہ سنکر ملکہ مہرخ نے طرف دست راست کے دیکھا ملکہ لعل سخندان طاوس زرین بال پر سوار
موجود تھین فوراً پایۂ تخت مہ جبین کو بوسہ دیا عرض کی شہنشاہ گیتی ستان اجازت میدان کی دیجیے

ملکہ مہ جبین نے سر جھکایا لعل سخندان سلام کر کے طاؤس کو اُڑا کر میدان کارزار مین آئین للکارا او بد انجام تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی نمک خواران طلسم کشا پر دبا و ڈالتا ہی دیکھون تو کیسا ساحر ہی نیرنگ نے سر اُٹھا کر جو جمال بیمثال لعل سخندان کو دیکھا ایک معشوق پری پیکر سیمبر عارض ماہتابان دہن غنچہ گلعذار خوبی جبین انور آفتاب عالمتاب چرخ محبوبی خال عارض نجم درخشان برج دلربائی باتون مین مسیحائی سرو قد خورشید خد بصد شد و مد میدان کارزار مین مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی نیرنگ نے بے اختیار آہ کی کہا ای ملکہ عالم آپ پر سحر کرنا بڑی بے ادبی ہی آپ کے والد نامدار مصاحب سامری و جمشید مشہور تھے آپکو خداوندون نے پسند کیا آپکو نہین مناسب ہی کہ باغیون کا ساتھ دیجیے آپکے یہان کتابون مین مابدولت کا نام بھی مرقوم ہی تمام طلسم ہوش ربا مین میرے اثر و زور سحر کی دھوم ہی اگر اشارہ کرون تمام عالم کو کھا جاے نعرہ کرون حریف کو غش آئے آپ اس طرف چلی آئیے اپنے لشکر کا بادشاہ کرون عمر بھر خدمتگزاری مین مصروف رہون جی چاہتا ہی تصدق و نثار ہون مین تو پروانۂ شمع رخسار ہون یہان فرد فرد کے اجزاے حیات منتشر ہونگے عبارت راحت کا نام نہوگا اب بخیر انجام نہوگا اُن لوگون کی زندگی پر حرف آیا یہ بھی ایک نکتہ ہی سب کے سر قطع ہونگے رباعی اربع عناصر کی تقطیع ہوگی ارکان سحر و ساحری متزلزل و متحرک ہونگے آج تک مابدولت نے قصد نہ کیا ہمارے جاننے والے ہمکو پہچانتے ہین ہمیشہ خدمت سامری و جمشید مین مشرف رہے کوئی تقریب برادری ایسی نہوتی تھی کہ بے ہمارے حاضر ہوے خداوند کوئی تقریب کرین ہمیشہ صلاح کار رہے باغی بیکار رہے اب قصد کیا مقام کوہ زبرجدی چھوٹا ابتک عیش و راحت کے پابند رہے اپنے کمال مین خود پسند رہے اب خالی ایسی نہونگے ہمارے واسطے بدنامی ہی خانۂ دل مین آپکو جگہ دینگے پردۂ چشم مین چھپائینگے پلکون سے جاروب کشی کرین آنکھین بچھائین آپ ایسی معشوقہ پر کیونکر سحر کرین ہمین پاس کرنا واجب و لازم ہی آپ کے والد نامدار ملک اخضر گوہر پوش اگر اس مقام پر ہوتے غلام کے کہنے کا حضور کو اعتقاد ہوتا وہ بھی مصاحبت مین رہے بڑے بڑے عجائب و غرائب دیکھے حضور ہمکو شرمندہ نکرین ایسا نہو کچھ بے ادبی ہو جاے ہر چند کہ معشوقون کو ہمیشہ عاشق سے نفرت ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی

غزل

کسیکا دل کبھی بھولے سے تم اگر لیتا	ہماری مہر و وفا کو بھی یاد کر لینا	حنا ملے نہ اگر تمکو وقت آرائش
ہمارے خون مین تم اپنے ہاتھ بھر لینا	چھپانہ عالم فانی مین قتل ہندون سے	عدو کے سامنے سفاک تو نگر لینا

تمہارے کوچے سے جاتی ہے لاش عاشق کی
ہزاروں کروٹیں بستر پر رات بھر لینا
وہ خوب یاد ہے بوسے کو دیکے وصل کی شب
ہزاروں نشے میں جو ساقی مری خبر لینا
کہو دفن کرکے چلے دوست مجھکو یہ کہا
پھنسے پھر کون دام میں اکی تو پر کتر لینا
سوار ہو کے چلو ساتھ میری میت کے
جہاں وہ مل گئے وہ وہ کلام کر لینا
ہوے جہان میں ہیں جید گناہ نہیں سمجھے
شریک ہو تو جنازے کے پھر سنور لینا
ستم اٹھائے نہ صاحب کے جب کوئی عاشق
حیا سے آنکھوں پہ ہاتھوں کو اپنے دھر لینا
عدم کے کوچ میں افسوس خالی ہاتھ چلے
کبھی کبھی تو خدا کے لیے خبر لینا
یقین مر گیا تھا اُنسے میں نے شب کو کہا
لحد قریب رہے جب تو تم اُتر لینا
ہماری لاش پہ رونا نہ اپنی آنکھوں سے
حسین حشر کے دن اُسکی تم خبر لینا
ترے فراق میں عاشق کو تیرے کام یہ ہے
تو اس گھڑی میں بھولے سے یاد کر لینا
یہ دور بزم ہے ساقی رہے خیال ذرا
نہ ہمکو یاد رہا توشہ سفر لینا
خدا کے واسطے مجھکو نہ ذبح کر صیاد
سحر کو آ کے مسیحا مری خبر لینا
نہ ہمکو طور کی حاجت نہ عرش اعلے کی
کسی رقیب سے دم بھر کو چشم تر لینا

غصے سے ملکہ لعل کا چہرہ سرخ ہو گیا کہا او نامردار ے یہ میدان کارزار ہے تجھکو ہمارے مرنے سے کیا کام ہے اب جنے سامری جمشید پہ لعنت کی شکر ہے راہ ضلالت سے نکلے سیر گلستان دین حق میں مصروف ہیں کیا تیری طرح بیوقوف ہیں مجبور ہیں کہ ہمارے وارث نے پیشدستی کا حکم نہیں دیا ورنہ زبان درازی کا لطف ملتا سحر کرو ورنہ خلاف قاعدۂ صاحبقران اگر پیش قدمی کریں نخل لاف کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیں وہ تمھاری جاگتی جوت کا خداوند طلسم کشا کے بزرگوں کے ہاتھ سے دربدر خاک بسر مارا مارا پھرتا ہے کیا خوب تمھارا مذہب ہے شرم نہیں آتی جب وقت کشاکش نفس آئیگا سارا حال کھل جائیگا داخل جہنم ہوگا طعمہ اژدر شعلہ ہائے آتش دوزخ ہوگا بہت پچھتائیگا سردار لشکر ابلیس پرستان مشہور رہا سامری پرستون کی عقل کا قصور رہا غصے میں جو غنچہ دہن کو وا کیا نیرنگ دنگ ہو گیا فصاحت و بلاغت کو دیکھ کر حیران تھا مار آتشین کا تازیانہ سر اژدر پہ مار کر آواز دی لو ملکہ عالم سنبھلو اس آگ سے بچو سب نے دیکھا اژدہے نے اسقدر آگ منھ سے چھوڑی کہ ایک گنبد آتش رنگ تیار ہوا ملکہ لعل سخندان اسمین چھپ گئی شعلہ ہائے آتش نے تا بآسمان سر کھینچا لشکروں میں شور ہوا نیرنگ نے ملکہ لعل سخندان کو قلعہ آتش میں گرفتار کیا نکلنا دشوار ہے نیرنگ بھی بلبلا کے پکار اٹھا ہائے اس محبوب جانی نے میرے کہنے کو نہ مانا اپنے کو بلا میں پھنسایا ہڈیاں تک جل جائینگی یہ خاص آتش سحر سامری ہے ایک ایک شعلہ کرہ نار افسونگری ہے سب نے دیکھا اس گنبد آتشین کے اندر سے ایک برق جہان سوز چمکی برق

تڑپ کر بلند ہوئی لکہ ابر آسمان پر آیا کڑکڑا کے برسا ملکہ لعل سخندان اُس گنبد آتش فشان سے
باران سحر برساتی ہوئی نکلین سارا گنبد پانی ہوکر بہ گیا لعل سخندان کا یہ سحر دیکھکر سب گھبرائے نیرنگ نے
اژدر پر دو تین مرتبہ اژدر نے دم کھینچا ملکہ لعل خاک سے گرین سب نے دیکھا طرف دہن اژدر کے
کھنچتی جاتی ہین اپنے کو روکتی ہین نہین رک سکتین اسوقت ایک غریو تھا کہ نیرنگ ساحر قدیم ہی
رکن اعظم طلسم ہوش ربا ملکہ آفات کا ندیم ہے دیکھو کیا قیامت کا سحر کیا اب اژدر نگل جائیگا لیکن جب
ملکہ لعل سخندان قریب دہن اژدر پہونچین گھٹنے ٹیک کر اپنے کو سنبھالا وہ پنجۂ نگارین خورشید گلگون
مین اژدر کے ڈال کر یکبارا نیرنگ کو دکرتے لگا الامان کہتا ہوا دور جاکر ٹھہرا ملکہ لعل سخندان
نے اژدر کو چیر کر پھینک دیا تمام جسم پر خون کی چھینٹین پڑین وہ زور کیا کہ چہرہ سرخ ہوگیا اسوقت
لشکر مین ایک غریو تھا ہر طرف سے احسنت و آفرین کی صدا ئین آتی تھین نیرنگ تیغہ کھینچکر
جا پڑا اس ماہ تابان نے بھی کمر سے نیمچۂ ہلالی کھینچا نیرنگ نے کئی وار کیے ملکہ نے اسی نیمچہ برق
آب پر تیغہ کو اس نامرد کے گانتھا سب نے دیکھا لڑتے لڑتے ملکہ لعل سخندان مسکرائین دہن سے
ایک شعلہ نکلا آنکھون کے سامنے نیرنگ کے چمکا نیرنگ کی پلک جھپکی ملکہ نے خبردار کہکر نیمچہ مارا سر
نیرنگ زخمی ہوا حیرت کے ہوش اُڑے پکار کر آواز دی ارے یار و برباد کن خانمان ساحران
عالم کو گھیر کر مار لو خود بھی کڑک کر جا پڑی ملکہ لعل پر سحر کیے فوج بیشمار جو پشت پر حیرت کے تھی
وہ ملازمان نیرنگ بیدرنگ آمادۂ جنگ ہوئے حربہ ہائے سحر ہاتھ مین لیکر جا پڑے ادھر سے
ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و برق و برق لامع و خورشید زرین سحر و ساحر بیدل شاہزادہ
شکیل وغیرہ لینا لینا کہکر جا پڑے ادھر سے بہار بڑھین نرگس تخت سے کودی گلریز نے
بڑھ کر سحر کیا دونون لشکر آپس مین مل گئے وہ سحر ہوئے آسمان سے آگ برس رہی ہے دریائے
سحر جوش مار رہا ہے ہزارون بندگان خدا ڈوبے لیکن نیرنگ سر کے زخمی ہونے سے بہت
شرمندہ ہوا سب نے دیکھا ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہوکر کچھ اسم سحر پڑھا ایک ساحرہ سیاہ رو تیرہ
درون زمین سے پیدا ہوئی وہ تو یہ کہتی ہوئی نکلی منم ظلمات کنیز آفات لیکن نیرنگ نے اُسکو
ایک ہاتھ تلوار کا مارا سر کٹ کر اُسکا زمین پر گرا اس بیحیا نے خون اُسکا ایک جام مین لیا اس خون
سے سر کا علاج کیا پٹی بناکر چڑھائی زخم فوراً بھر آیا اُسی خون سے منہ دھویا تمام جسم پر چھینٹے

دیے ساحر خونخوار سنکر جیسے لاشہ کنیز کا تڑپکر جل گیا اُس خاک کو بھی لیکر نیرنگ نے اُڑا دیا اُس غبار سے
یہ تاثیر پیدا ہوئی ہزارہا ملازمان مہرخ نابینا ہوکر گرے اُس عالم مین اُس بجیا نے اُن اندھون کو
قتل کیا برق لامع چمک کر بلند ہوئی آڑی ترچھی گرنے لگی کئی ہزار کے سر اُڑا دیے رعد چیخین مار رہا
تھا ان اسکی برق جب کڑک کر گری سو دو سو کے سر کاٹ کر چمکی لیکن نیرنگ جادو نے جسوقت
وہ خون چہرے پر ملا ساحر غدار نابنجار بدکردار تھا اب خونخوار ہوا اکسیکا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا جس نے
سحر کیا اُسے دستک دی وہ سحر اُسنا پلٹا خاک اُڑ رہی ہے خاک سے ہزارون کے دل پر غبار آیا نازنینان
نرگسی چشم نابینا ہوئین اس حال مین اکثر کو قتل کیا اُس بجیا نے بہار کو تو کا بہار نے کئی گلدستے
مارے رنگ سحر بہار نہ جما باغ سحر بہار پر خزان آتی ہوا بگڑ گئی گلدستے سے ایک برق چمک کر سر پر
گری بہار زخمدار چہرۂ گلنار اُسی حال مین مخمور سامنے آگئی خنجر سے مخمور کو زخمی کیا برق پر دستک
دی برق لامع پر بھی بجلی گری برق لامع نے کئی زخم کھائے رعد کی آواز مین فرق آیا برق
کا چمکنا موقوف ہوا گولا اُٹھا کر اُس نے مارا تخت مہ جبین ٹوٹا اب لشکر اسلام پر شکست فاش
واقع ہوئی یا تو سرداران مہرخ نے آتے ہی لشکر نیرنگ کے پانون اُٹھا دیے کئی لاکھ ساحر مارے گئے
لیکن جب سے نیرنگ نے سحر مذکور نئے رنگ سے کیا کوئی تاب نہین لاسکتا فریاد کی صدا بلند ہوئی
دو راتین اسی ہنگامے مین گذری مین ایکی مرتبہ حیرت نے قصد کیا طبل بازگشت بجواکے پلٹ جاؤن
نیرنگ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ مناسب نہین ہے مین عہد کرچکا ہون بغیر فتح جنگ نہ پلٹونگا جان لڑا دونگا
ان سبکی کیا حقیقت ہے یہ کہکر فوج کو بڑھایا نقیبون کو اشارہ کیا نقیبون نے آوازین لگائین ای
نمک خواران افراسیاب ای ساحران لاجواب فرو رزجنگ ہست جنگ باید کرد ❊ کوشش نامرد
جنگ باید کرد ❊ دیگر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ❊ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ❊ تمہارا سرپرست
افراسیاب لاجواب بادشاہ جلیل و فہیم و عقیل سامری پرستون کا کفیل فرقۂ خداپرستان خوار و ذلیل انکا
مالک اس ملک مین نہین ہے کیا جانبازی کر رہے ہین تم بھی قدم جماؤ دشمن کو سامنے سے ہٹاؤ یہ
میدان کارزار ہے قدم ہٹانا مرد کے واسطے ننگ و عار ہے اس طرح کے اشعار و الفاظ عبرت انگیز و حیرت
خیز جو نقیبون سے سنے کہ حیرت کے ساتھ والے بھاگے ہوئے پلٹ پڑے تو بجیاؤن نے پیچھے سپر
کردیے مہرخ نے ہر چند کد و کاوش کی لڑائی مین جان لڑائی کوشش کی کچھ سود مند نہوا اُسوقت

کوئی نہین سنتا بھاگو بھاگو کی صدا ہی لیکن سرداران مہرخ نے ملکہ مہرخ و مہ جبین کو ہوادار پر سوار
فوراً کر لیا اپنے مالک کا ساتھ نہین چھوڑتے عالم شکست مین جانبازی سے منھ نہین موڑتے ملکہ مہرخ
نے جو سر اُٹھایا دیکھا سب سردار زخمی ہین لعل سخندان نے کئی زخم کھائے اپنے کو علم سحر سے بہت بہت
بچایا سامنے نیرنگ سے کوئی علم کام نہ آیا لشکر بھاگتا تھا تین کوس ہٹکر پڑاؤ پر پہنچے آگے نیرنگ نے
تعاقب چھوڑا پڑاؤ پر بھی بلوہ کرکے آپڑا خیمے بارگاہین لٹنے لگین نیرنگ نے ہزارہا خیمہ جلا دیا لاش
پر لاش گرادی سحر کر کے زمین ہلادی اُسوقت مہرخ کی بدحواسی حیرانی پریشانی چہار جانب نظر اُٹھا کر
دیکھتی ہی سب سردار تو مہرخ کی رائے کے پابند ہین مہرخ انتہا کی دردمند ہین فرمایا افسوس مین نے
تاج افسری ناحق قبول کیا لڑنے والے لڑتے ہین معرکہ ہاے عظیم پڑتے ہین مشہور یہی ہوتا ہی
مین بدنصیب کیا کرون حقیقت مین سب کی افسر ہون وقت پر کون کسکا کہنا مانتا ہی ہر کس و ناکس
یہی کہتا ہی کہ بڑا غضب ہوا بدنامی کی بات ہی ملکہ مہرخ نے شکست کھائی لہذا مجھکو جان دینا مناسب
ہی یہ کہکر آگے بڑھین سردارون سے کہا یارو بعد ہمارے تمکو اختیار ہی خواہ لڑو خواہ بھاگو مجھے
اب تاب ضبط نہین ہی دل نہایت اندوہگین ہی یہ کہکر نیرنگ کا سامنا کیا کئی گولے ایسے مارے ہر
گولے کی ضرب مین دو دو ہزار جادوگر مرے لیکن نیرنگ کا کچھ نقصان نہوا یہ بچا نیرنگ کا بڑھ کر
مہرخ پر گولا مارا مہرخ نے گولا کاٹا تلوار نکل کر گولے سے سر مہرخ پر پڑی سر بسر مہرخ کا زخمی ہوا
جرأت مین فرق نہ آیا اُس حال مین بھی زخم باندھ کر چاہا نیرنگ پر جا پڑون بہار و مخمور و باغبان
لپٹ گئے کہا اے ملکہ یہ کیا سحر کیا سحر آپ کا آپکو جواب دیتا ہی ایک پر ایک کو غالب خدا نے پیدا کیا ہی
زبردستی جان دینا اپنا خون اپنی گردن پر لینا کام عقلمندون کا نہین ہی جب مہرخ نے نہ مانا باغبان
وغیرہ نے زبردستی مین مہرخ کو ہوادار پر سوار کیا پیچھے ہٹے پھر اُتر گئے اب قلعہ پر بلوہ ہی اُسوقت
مہرخ نے گھبرا کر باغبان سے کہا تمہاری صلاح ہی کہ طبل امان بجوا دون مین شبانہ روز ایک حالت اندیشناک
مین بسر ہوے لڑنے والے کہاں تک لڑین جوانان تیغ زن تھک گئے دیکھو گھٹنے ٹیک دیے پھر ان
پر تکیہ کیے جھوم رہے ہین جوش جرأت مین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین باغبان تمھین احسان کرو
خواجہ عمرو کو ڈھونڈھ نکالو اگر وہ آجاتے رائے نیک بتاتے پہلو سے ایک کنیز نے آواز دی
حضور مین خواجہ عمرو کو بلا لون ذرا مجھے اٹکہ ملایئے اسقدر نہ گھبرایئے ملکہ مہرخ نے پلٹ کر دیکھا

خواجہ عمرو ایک کنیز کی شکل بنے کھڑے ہین فرما رہے ہین ای مہرخ بقول سعدی فردوز ہر جاے مرکب
توان تاختن ٭ کہ جا ہا سپر باید انداختن ٭ تم سب صاحبون نے خوب جانبازی کی فوج دلہی نہین
کرتی نیرنگ بھی ساحر زبردست ہی بس طبل مان بجواؤ اپنی جان بچاؤ صبح ہوتے ہوتے مین آسکی
مشکین باندھ لاؤنگا مارے کوڑون کے کھال گرادونگا ملکہ مہرخ خواجہ عمرو کو دیکھکر باغ باغ ہوگئین
روح کو راحت آنکھون مین بصارت قلب کو قوت حاصل ہوئی فوراً طبل مان پر چوب پڑی لشکر جدا
ہوے حیرت نے اپنا ہاتھ روکا نیرنگ نہ مانتا تھا حیرت سے کہا ملکہ اب مسلمانون کو مان ندو نہی
تدبیر سے لڑائی فتح کرونگا حیرت نے کہا واہ واجان آپ بجا ارشاد فرماتے ہین صدہا سال سے یہ قاعدہ
مقرر ہی کہ جب طبل مان بجتا ہی لشکر کے لوگ پلٹ جاتے ہین بیاعث قانون میں درج ہی کہ اگر حریف
حریف کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا ہو خنجر گلے پر رکھ دیا ہو مناسب ہی اپنے دشمن کو قتل نکرے اکثر ہم بھی
طبل مان بجواتے ہین سرداران مہرخ پلٹ جاتے ہین آج انھون نے طبل مان بجوایا ہم نہ قبول کرین
قاعدے کے سراسر خلاف ہی کیا رات بھر مین دس گز کے ہو جاینگے کچھ بڑھ جاینگے گھیر کر مار لینگے حجت
باقی نہ رہے نیرنگ خاموش ہو رہا فتح و فیروزی لشکر کو لیکر پلٹا ادھر ملکہ مہرخ و سرداران مذکور بتوقیر
مندار ساتھ لیکر پلٹین بارگاہ مین آئین خواجہ عمرو بھی ہمراہ ہین زخم دوزیان کراہین لیکن نہایت
مشار ہی یہان نیرنگ جو پلٹ کر آیا اشتیاق وصل حیرت مین پھر بیقرار ہی چاہتا ہی جلد لڑائی فتح
کر دن وصل حاصل ہو آتے ہی تخت پر بیٹھا دو چار جام شراب کے پیے بلبلا کر حکم دیا طبل جنگی بجے جو
لشکر ظفر اثر کی خبر لیکر بھاگے تھے بارگاہ مہرخ مین آکر پہونچے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا بادشاہی بجا لاے نظم

الٰہی مطلب احباب حاصل رہبان گردد	جوان بخت و جوان دولت جوان سالی	...ی در جہان باشی بہ اقبال
شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن پامال دوست سرفراز ہو نیرنگ نے		...ن جام غنیمت بکام دوستان گردد

طبل جنگی بجوا دیا پلٹنا اسکو نہایت ناگوار ہوا حیرت پر غصہ کرتا تھا اُسنے پھر تا تھا اب کہتا ہی یہ
...ی واپس نہونگا ملکہ مہرخ نے فرمایا بتائید رب اکبر یہان بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی
بجوایا جب طبل جنگی بج چکا تو مہ جبین نے گڑگڑا کر خواجہ سے کہا اب آپ کچھ تدبیر کرین سردار ہمارے
سب زخمی ہو چکے ہین کوئی لڑنے کے لائق نہین ہی سحر نیرنگ پر فائق نہین ہی عمرو نے کہا مجھسے
کیا ہو سکتا ہی بموجب مضمون مصرعہ ع پراگندہ روزی پراگندہ دل شعر کیا ہنسے کیا خاک کوئی رو سکے

جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے ؎ قرضدار و رہا آزار بارگاہ سے نکل بھی نہین سکے صرغ نے کہا خواجہ آپنے کہکر طبل امان بجوایا اب آپ اس طرح فرماتے ہین عمرو نے کہا مین نے برا کیا اب کبھی ایسی خطا نہو گی یہ سنکر باغبان قدرت نہایت صاحب لیاقت ہو پکار کر آواز دی صاحبو ہمارے اُستاد کے قرضہ ادا کرنے کی تدبیر کرو نیرنگ کی بھی تدبیر ہو جائیگی کسی نے دو ہزار کسی نے چار ہزار کسی نے زیور نکال سامنے خواجہ کے جمع کیا جب مبلغ خطیر جمع ہوے تو باغبان نے کہا اُستاد یہ قلیل تو حاضر ہو سود تو ادا کیجیے اصل کی بھی تدبیر ہو جائیگی خواجہ ہنسے فرمایا باغبان اب آپ بڑی ظریف ہو گئے ہین روپیہ دیکر میری جان لیتے ہین سبطرح مشکل اگر لون تو جان جاے نہ لون تو قرضدار کہین گے تو نے ملتا ہوا چھوڑ دیا ہمارا قرضہ ادا نکیا مجھے جان دینا منظور ہو تم سبھون کا بڑا خیال رہتا ہو یہ کہکر اُٹھے کہ روپیہ قبضے مین کرون باغبان نے کہا اُستاد یہ روپیہ ابھی نہین ملیگا ایک خیمے مین رہیگا جب آپ نیرنگ کو پکڑ لائینگے تب یہ رقم پائینگے خواجہ نے طرف باغبان کے بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا کہا بہت اچھا ہم جاتے ہین اپنے کوشش نقش پا مٹاتے ہین زبردستی کمبخت ہماری جان لیتے ہین بڑبڑاتے ہوے بارگاہ سے نکلے صورت بدل کر طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوے لیکن نیرنگ جادو عاشق جمال حیرت بیقرار و پریشان طبل جنگی بجوا کر کنیز کو خدمت مین حیرت کے بھیجا کہ ملکہ عالم مین نے طبل جنگی بجوا دیا گھڑی دو گھڑی یہان آکر بیٹھے حیرت نے جواب صاف کہلا بھیجا کہ مین تمھاری بارگاہ مین نہ آؤنگی نیرنگ نشے مین شراب کے بیٹھا تھا لڑکھڑاتا ہوا تخت سے نکلا آنکھون کے سامنے تصویر حیرت دل پر داغ مصیبت چھپر کھٹ پر آکر گرا کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی کبھی فلک کج رفتار کا شکوہ کرتا ہی ہاے اُس محبوب مطلوب کو کیونکر پاؤن جان اپنی قدمون پر نثار کرون رو رو کر یاد حیرت مین یہ اشعار پڑھنے لگا

اشعار موافق مضمون مقام نظم

یار تھا پردہ نشین آنکھون مین گھر کر پھرتا
ساتھ دو چار قدم دھندھلی نظر پھرتا
میٹھو رہتا تھا کہین حجرے مین نوکے باتون
یت جتی چھری چلتی نہ خنجر پھرتا

دلکے اندر تھی جگہ جسکی وہ باہر پھرتا
خبر یار کو دل جاکے مقرر پھرتا
یونہین شاید مری گردش کا مقدر پھرتا
ڈھونڈھتا اُسکو تصور مین مین گھر گھر مجھے

مین جو رکھے ہوے ہاتھ اپنے جگر پر پھرتا
کبھی پھرتا ابھی جو کمبخت تو مضطر پھرتا
سیر کرتی نگہ یاس وہ قاتل دم تیغ
دور کیا تھا کہ مرے ساتھ لگا پھرتا

لاکھ ڈھونڈھے پھر کوئی تجھے یک بیک ہو جس نما
نظر آجاے جو کوئی کہین مضطر پھرتا
خاک نیرنگ کرے نہ دکھاتے آنسو
جستجو مین تری پھر دو زمین کیونکر پھرتا
داد کو نہ بھی پہونچا کوئی فریادی عشق
کبھی مین گرد بھی تیرے اسقدر پھرتا
ساتھ ساتھ اپنے تصور کبھو آتا وہ بھی
غیر کا ہاتھ نہ وہ ہاتھ مین لیکر پھرتا

گر کسیکا نہ تعین تو نہ یہ خود سر پھرتا
گو دکھاتا نہ فلک ساقی محفل کا سمان
ابر رو پر تری پانی مژہ تر پھرتا
کوچہ یار کا قاصد ہی لگاتے جو پتا
پوچھتے اس سے جو ہنگامہ محشر پھرتا
خون عاشق کا نکر چلتی جو وہ تیغ نگاہ
دل کے اندر کوئی پھرتا کوئی باہر پھرتا

جا بجا جلوہ گہ یار اسی کو قاصد
چشم و دل مین تو کوئی شیشہ و ساغر پھرتا
دونون آنکھین تو تجھے چار طرف ڈھونڈھ چکین
یون بھٹکتا ہوا کیون خضر پیمبر پھرتا
سر افتادہ کو میرے جو وہ ٹھکرا دیتے
سوال ایا ہوا پھر کیون کوئی خنجر پھرتا
دل جلا آل اپنا جو پامال ہوا خوب ہوا

جب نیرنگ بہت بیقرار ہوا مصاحبون نے آکر سمجھانا شروع کیا

کہا حضور حیرت تو خود آپ پر جان دیتی ہی فتح جنگ کا وعدہ ہی وہ کل پورا ہو جائیگا بدون فتح واپس نہونگے ہم وعدہ کرتے ہین کل حیرت کو آپ کے پہلو مین سلادینگے یہ باتین سنتین نیرنگ جب بہت گھبرایا بارگاہ سے اپنی باہر آیا ٹہلتا ہوا طرف بارگاہ حیرت کے جاتا ہی ایک نخل کے سایے مین روشنی سی معلوم ہوئی نیرنگ نے پلٹ کر دیکھا زیر نخل پر حیرت جادو سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہی نیرنگ جھپٹ قریب آیا دیکھا حقیقت مین حیرت جادو معلوم ہوتی ہی ابھی آکر ٹھہری ہی مگر یکہ و تنہا نیرنگ تو بیقرار ہو رہا تھا گرد پھرنے لگا کہا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی کیون اسوقت مزاج اقدس کیسا ہی حیرت نے نیرنگ کے پٹے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہا او بیحیا شعبدہ باز تونے کیا کر دیا کہ میرا دل نہین لگتا اسوقت اپنے ساتھ والیون کو دم دیکر نکل آئی یہی خیال تھا کہ ذرا جان کو دیکھاؤن تونے کیا کوئی منتر پڑھ دی نیرنگ طمانچہ کھا کر قدمون پر گر پڑا کہا ملکہ مین غلام ہون جان تیری حاضر ہی عمر بھر غلامی کرونگا حیرت نے کہا ارے او بدبخت اس مقام پر تجھسے باتین کرتا ہی صرصر کو افراسیاب نے میرے اوپر مقرر کیا ابھی جو آجاے تو غضب ہو تو اپنے خیمے مین جا مین پشت پر سے آؤنگی ارے خبردار کسی سے ذکر نہ کرنا مین بدنام ہو جاؤنگی افراسیاب تجھکو زندہ نہ چھوڑے گا لیکن تیرے واسطے زہر ہو رہی ہی آخر دل کو کیا کہکر سمجھاؤن دل سے اپنے ہر شخص ناچار ہی سلطنت طلسم ہوشربا چھوڑ کر تیرے سودے مین مبتلا ہون جلد جا کر بارگاہ مین تخلیہ کر سکو بٹھا دے مین دو باتین تجھسے کر کے چلی آؤنگی نیرنگ جادو بھاگا بارگاہ مین آتے ہی مصاحبون سے کہا یارو باہر جاؤ مصاحبون نے

جو سبب پوچھا کہا یار و کچھ نہ پوچھو وقت فرصت کمند و نکاسب مصاحب وغیرہ باہر آئے لپشت پر سے
سر اپچہ چاک ہوا و کیھا حیرت جادو منھ لپیٹے ہوے کانپتی ہوئی زنگ رو متغیر اندر بارگاہ کے آئی
نیرنگ کا یہ حال ہو ملال محبت عرض کی آئیے سرفراز کیجیے حیرت آکر مسند پر بیٹھی بیٹھتے ہی رونے
لگی نیرنگ نے سبب پوچھا حیرت نے کہا ای نیرنگ یہ معاملہ کیونکر چھپیگا جس دن افراسیاب کو
خبر ہوگی تمھارا تو کچھ نکرسکیگا مجھے آتش قہر و غضب مین جلا دیگا نیرنگ نے کہا ملکہ عالم اُسکی کیا مجال
ہو مین ایسے اسم پڑھونگا اُسکی زبان بند ہوجائیگی کبھی کچھ نہ کرسکیگا مین مخفی ہوکر آیا کرونگا برسون
یہ راز نہ کھلیگا حیرت نے کہا بس مین جاتی ہون مین نے تجھکو دیکھ لیا تسکین ہوگئی نیرنگ قدمون
پر گرپڑا لپٹنے لگا حیرت نے دو طمانچے مارے کہا بے ادب قاعدے سے بیٹھ بزرگون نے سچ کہا ہو
کہ ذلیل کا منھ لگانا اچھا نہین ہو ذرا ہمنے توجہ کی اپنے آپ سے باہر ہوگیا کوئی گلابی شراب کی
بھی تجھکو ممکن ہو نیرنگ دوڑ کر میز پر سے گلابی اٹھالایا حیرت نے گلابی ہاتھ سے نیرنگ کے
لیلی گھائی سے پڑیہ بیہوشی کی شراب مین ملائی خیال ہوا ای عمرو ایسا نہو بازو پر اسکے تپلے منھ سے
بندھے ہین کوئی درانداز ہو اُنھین جام تو لبریز کیا مگر کہا کیون ای نیرنگ یہ تپلے کیسے بازو پر
بندھے ہین بازو پر بہت برے معلوم ہوتے ہین انکو کھول کے رکھدے نیرنگ نے کہا ملکہ عالم یہ
میرے نگہبان ہین بس حیرت نقلی نے غصے مین جام شراب زمین پر پھینک دیا دامن جھاڑ کر
اٹھی کہا او بیحیا سنگ دل ہمکو دشمن جانتا ہو ہمنے محبت افراسیاب سے منھ موڑا تیرے پاس
بلا تکلف چلے آئے تجھکو ابتک دوستی مین دشمنی کا خیال ہو ایسی تلاش سے ملاقات کی اب نہ بھی
جائیگا تو مین خبر نہ لونگی یہ کہتی ہوئی حیرت چلی نیرنگ دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا ملکہ واسطے
سامری جمشید کے میری خطا معاف فرمایئے آپ دشمنی کرینگی تو دوستی کون کریگا لحہ بھر ادہر
ٹھہر جائیے ایک جام نوش کیجیے اتنے عمرو نے خوب پاؤن پھیلائے نیرنگ نے سب تپلے اٹھا کر
پھینک دیے عمرو نے کہا مجھے خود تیری شراب پیتے خوف آتا ہو کہ اُس مین زہر نہ ملا ہو نیرنگ
بمنت خوشامد سمجھا کے تا بمسند لایا خواجہ نے جام لبریز کر کے رکھدیا کہا لے اوبدست شراب پی لے
تو مین رخصت ہون نیرنگ بہوت ہو رہا ہو ہوش درست نہین جام کو اٹھا کر بیخوف پی گیا اُدھر
تو اُسنے شراب پی خواجہ عمرو منھ بنا کر اُٹھے کہا لے مین جاتی ہون خبردار مجھسے بات نکرنا یہ کہکر

عمرو چلا ہیزرنگ گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تو تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا عمرو نے جست کرکے
زبان میں سوزن دیا حلقہ اُسے کمند سے مشکیں باندھیں چادر عیاری میں پشتارہ باندھا سرپچہ
چاک کرکے سے نکلا رات بہت قلیل باقی ہے ستارہ سحری چمک چکا ہے صدائے مرغ سحر آرہی ہے حیرت جادو
دربار سے اُٹھی صرصر حاضر ہے کہا جاؤ دیکھو ہیزرنگ اُٹھا یا سو رہا ہے صرصر چلی یہاں جب عرصہ ہوا مصاحب
و خادم و خدمتگذار جو دروازے پر حاضر تھے اُنھوں نے آواز دی اے شہنشاہ صبح قریب ہے کمربند کھو
حکم دیا جائے کچھ آواز نہ آئی مصاحب اندر گھس آئے آکے دیکھا چوگوشے چنگیر و ان عطردان پاندان
وغیرہ اشیا و ادارات اسباب تو مسند پر پڑا ہے سرپچہ چاک ہیزرنگ کا نشان نہیں روتے پیٹتے طرف بارگاہ
کے چلے راہ میں صرصر ملی پوچھا اُسنے یارو خیر تو ہے سب نے کہا شہنشاہ کا نشان نہیں اتنا صرصر نے ان
سبھوں کو پھیرا خود اُسی بارگاہ میں آئی عمرو کے پیر کا نشان پہچانا کہا صاحبو عمرو آکر لیگیا
مصاحبوں کو ساتھ لیکر دربار حیرت میں آئی کہا حضور ہیزرنگ کو عمرو گرفتار کرکے لیگیا نہیں معلوم کیا
وہ کا دیا یقین ہے کہ آپ کے نام پر گرفتار ہوا حیرت نے کہا اے صرصر جیسا اُس بچہ کو خیال تھا اُسکے
آگے آیا لیکن افراسیاب مجھکو اور تجھکو دونوں کو قتل کروا دیگا بروقت رخصت اُسنے کہا تھا کہ ہیزرنگ
کو عیاروں سے بچانا غفلت نکرنا صرصر بہت گھبرائی حیرت نے کہا میں ابھی لشکرکشی کرکے باقی ہوں
یا جان دونگی یا اُسکو چھوڑا لاؤنگی سرداران مہرخ نے اُسکے ہاتھ سے شکست کھائی ہے سب اُس سے
جلے ہوئے ہیں فوراً قتل کروا دینگے لحہ بھر توقف نکرینگے یہ کہکے حیرت تخت پر سوار ہوئی لشکر تیار
ہوا صرصر گھبرائی کہا اے ملکہ عالم اتنا توقف فرمائیے کہ کنیز خبر لے آوے تو آپکو اختیار ہے لیجانا سب
سرداران مہرخ مل کر آپکو گرفتار کریں تو میں شہنشاہ کو کیا منہ دکھاؤنگی یہ کہکر صرصر باہنا سے
عیاری سے آراستہ ہوکر بصورت بندال طرف لشکر مہرخ کے روانہ ہوئی یہاں مہرخ وغیرہ کو رات
بھر انتظار اہل سرداروں کو انتشار سحر ہوتے ہی سب نے آہ کی کہا اے صاحبو صبح ہوگئی معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ
کا نتیجہ ٹھیک نہیں ہوا پکڑا جاوے گر جیا ندیدہ کار آزمودہ ہیں آفات پرستار لات و منات
دام انکا نرم یہ ذکر تھا کہ لشکر میں غل ہوا خواجہ پشتارہ بدوش آتے ہیں چرند و پرند سے بڑھ کر بخوشی
دعا دی اشعار بموجب مضمون مقام نظم

تا صبح نوعروس زمرد حجاب را	ہر روز جلوہ از طبق خاوران دہد	باد اعروس بخت تو از غیب کز چرخ	

ہر ساعتش بروے نا صد جہان دہد | حضور کا اقبال یاور ہی خواجہ عمرو نیرنگ کو پکڑ لائے بہار
وخمور نے کہا ای ملکۂ عالم جلد جلادون کو بلوائیے آتے ہی اسکو قتل کیجیے کہ یہ ان رسالدار بارگاہ
مین جمع ہوگئے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ دیر نہ کیجیے گا خواجہ نے آکے دیکھا دربار مین مجمع عام تخت
پر ملکہ مہ جبین گرد تمام سردار عمرو نے آواز دی ای ملکۂ عالم اس ملعون کو لایا مگر بڑی جانگدازی ہوئی
میان باغبان صاحب وہ روپیہ میرا لائیے باغبان نے کہا خیمے مین سب رکھا ہی خواجہ تو لشتارہ
پھینک کر واسطے اپنے روپیے کے سمت خیمے کے چلے یہان مہرخ نے اشارہ کیا زبان مین نیرنگ کے
سوزن ہی کمندہاے ریشمی سے مشکین بندھی ہوئی چرند و پرند نے ہوشیار کیا نیرنگ چہار جانب
دیکھنے لگا ملکہ مہرخ نے آواز دی او نامرد قدرت پروردگار کو دیکھا ہمارے استاد تیری مشکین باندھی
مناسب ہی کہ اطاعت دین اسلام قبول کر یہ سنکر اس بیحیا نے آنکھین نکالین ہاتھ سے اشارہ کرتا ہی اگر سوزن
زبان سے نکل جاے تو مزا چکھادون جلاد جلاد کا جو ہلڑ ہوا پرے مین سے ایک جلاد تیغ کھینچے ہوئے
حاضر حاضر کہتا ہوا نکلا ملکہ مہرخ سے آنکھ ملاکر کہا حضور اسکو قتل کرون مہ جبین نے کہا بسم اللہ وہ جلاد جھپٹکر
قریب نیرنگ آیا ظاہر مین تو کان پکڑ اچلا کر کہا او بیحیا سر جھکا حکم قتل مل چکا ساغر عمر تیرا لبریز ہوا
چپکے سے کہا ای شہنشاہ ہوشیار رہیے میں ملکہ صرصر شمشیر زن ہون سوزن نکالتی ہون ہوشیار
ہو جائیے نیرنگ نے اشارہ کیا قتل کے حیلے سے صرصر نے زبان سے نیرنگ کے سوزن لیا
نیرنگ بل کرکے اٹھا سنگریزے اٹھائے یا سامری کہکر پھینک مارے صرصر تو کود کر بھاگی بارگاہ
مہرخ مین پتھر برسنے لگے کئی سو کے سر پھٹے یہان خواجہ نے جال مار کر وہ مال قبضے مین کیا خوشی خوشی
خیمے سے نکلے تھے کہ دیکھا لشکر پر پتھر برس رہے ہین صداے گیرودار بلند ہا لیان لشکر مہرخ دردمند
غم و گھبرا گیا پوچھا کیا ہوا دیکھا ہا لیان لشکر بھاگے جاتے ہین قیامت کبرا برپا ہی عمرو نے بڑھکر
دیکھا نیرنگ مثل فیل مست اڑ رہا ہی کئی ہزار لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہی نیرنگ مثل شعلہ جوالہ بھڑک
رہا ہی قیامت برپا کر دی بیچ بارگاہ مین ترا صد ہا سردار بے لطفی سے زخمی ہوے بھاگنے کی بس بھی
مہلت ندی زمین ہل رہی ہا ہی عمرو گھبرا گیا جی مین کہتا ہی اب شکست فاش ہوئی خدا اپنا فضل کرے ابھی
یہ ذکر تھا کہ حیرت جادو کا بھی نعرہ ہوا مع لشکر گران بصد شوکت و شان آگر گری اہل اسلام گھبرائے
ہوے تھے حیرت نے قیامت برپا کر دی پہلے ہی حملے مین کئی سردار نامی کئی ہزار ہا لیان فوج بیاد گلشن

جنان ہوئے اِن ساحروں کے مرنے کی صدا جو بلند ہوئی ہر چند مہرخ روکتی ہی بڑھ بڑھ کے گولے برق لامع کڑکی مخمور نے خوب سحر کیے لیکن ہیز رنگ پر کسی کے سحر کی تاثیر نہین ہوتی شعلہ جوالہ ہر جسپر جا پڑا جلادیا صدہا بندگان خدا کو اُس ناری نے پھونکا اب مہرخ کا قدم اُٹھ گیا پڑاؤ لٹا بارگاہین چھوٹین حیرت نے آکر پڑاؤ پر قبضہ کیا ملکہ مہرخ مع سرداران نامی اپنے سرداروں کو بچاتی ہوئین دو کوس ہٹ آئین اب آگے صحرائے خارستان مقام کوہستان ہی سرداروں نے گھبرا کر کہا حضور اب بھاگ کر کہان جائین بہتر یہ ہی کہ اُٹھ کر مرین مہرخ نے کہا اپنے بے نیاز سے دعا کرو وہ اس مشکل کو حل کریگا سب سرداروں نے دست دعا بدرگاہ بے نیاز بلند کیے بقرار ہو کر دعائین کرنے لگے کہ ای عیب پوش عالم تیرے بندگان خاص کو شکست فاش ہوتی ہی بھاگنے کی تلاش ہوتی ہی ہزارہا بندگان خدا اس ظالم کے ہاتھ سے شیار گلشن جنان ہوئے کیسے ماہتابان و مہر درخشان پردۂ خاک مین نہان ہوئے اب یہ جو باقی ہین انکو بچالے بقرار ہو کر جوان سب نے دعا کی غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار وقت بیکسی و بے بسی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دریائے رحمت الہی جوش مین آیا بدعت بھی ہیز رنگ کی حد پر پہونچ چکی ہی آج اسی امر پر آمادہ ہی کہ سبکو مٹادون بڑے بڑے سردار بھی مارے گئے فوراً دعا قبول ہوئی صحرائے گرد آڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی علمہائے ابر سرخ و سفید نمایان ہوئے مہرخ وغیرہ دیکھنے لگین دیکھا سب نے ساٹھ ہزار علمہائے زنگاری کے پھرہرے کھلے ہوئے بطور چہار دست اہتمام فوج مین مصروف تخت پر ملکہ حیجون سبز پوش زبان دراز پایۂ تخت کو تھامے ایک جوان وحشی شمال چہرۂ زیبا پر نقاب آفتاب رخ ابروئے من حجاب مین مخفی نشست مرکب بادرفتار پر سوار بارہ ہزار جوانان زرہ پوش چلتہ پوش دوش بدوش لشت پر اُس جوان کے پرے جمائے ہوئے علاوہ اُن بارہ ہزار جوانون کے شترانی ہزار ساحران اژدہائے آتش فشان پر سوار بصد شوکت و لیاقت حربہائے سحر ہاتھ مین رواروی کرتے ہوئے آتے ہین جیسے ہی تباہی لشکر ملکہ مہرخ کی حیجون نے دیکھی آواز دی ای شاہزادۂ ارکان وحشی سرزون مین ہمکو دیر ہوئی لشکر مہرخ پامال ہو رہا ہی جلد جا کر شرکت کرو ہیز رنگ شوہر آفات چہار دست بادۂ کبر و نخوت سے مست خاص ملکہ مشتری ستارۂ طلعت نے اُسی نامرد بیحیا کی سرکوبی کے واسطے تمکو تکلیف دی اس فصل مین کہ طائر بھی آشیانون سے نہین نکلتے بیک نگاہ کے پر جلتے ہین وہی زمانہ ہی کہ صحرا کرۂ نار ہی مرغابی دریا مین بقرار پناہ پانی دشوار نہنگان

آبرو دار رشتہ آب پنہان ہین ہواسے گرم سے شعلے عیان ہین مچھلیان جسم سمندر مین نہان ہین خاصی ملکہ مہرخ کا بھی نیرنگ دشمن ہی راسے رہروان جادۂ اسلام راہ زن ہی لبسم اللہ شمشیر خارا شگان کھینچے نعرون سے تمھارے میدان کارزار تھرا جائین دشمنون کو غش آجائین وہ نہنگ دریاے ہمت شیر بیشۂ صولت وجلالت اپنے مقام سے بڑھا مرکب باد رفتار نے طرارہ بھرا نعرہ کیا یا شیداے ملازمان نیرنگ اب آگے بڑھنے کا ارادہ نکرنا آگے نہ بڑھنا تم شاہزادہ ارکان وحشی مالک بجرہ یاسے طلسم نورافشان بلٹ کر نیرنگ وحیرت نے دیکھا ایک جوان شیر صولت آفتاب جمال ہرچند کہ چہرۂ انور زیر نقاب پنہان ہی نو نور کی چہرے سے نکل رہی ہی مرکب صبا رفتار کلائیان بارتا ہوا آدم سے چھوڑ کر کا اس شوکت سے آتا ہی اشعار مناسب مضمون مقام نظم

ز شوخی دادہ بر تاراج تمکین
چراغ دودمان برق روشن
زبس نرمی کر اوراو رشتاب است
کر شید از سمی سم زبر دستش

از و برباد رفتہ خانۂ زین
زمانے نیست آرایش بیکجا
بصد زرین او محمل بخوب است

بود از تند می آن طرفہ توسن
ہمیشہ گرچہ دارد ور حنا پا
ز نعل آہن گشتہ پاسےکش

نیمچہ ہلالی زیب کمر سپر قرص آفتاب عالمتاب پشت پر جانان دلاجوب سب نے تلوارین کھینچین ارکان وحشی جا پڑا بارہ ہزار برق شمشیر ایک مرتبہ چمکی بارہ ہزار جوان پہلے ہی وار مین واصل جہنم ہوے پرے درہم وبرہم ہوے ارکان نے نیرنگ کو تاکا اُسی جانب لڑتا بھڑتا چلا نیرنگ کو اپنے عجائب وغرائب کا گھمنڈ ہی لشکر ارکان پر جا پڑا گولے مارنا شروع کیے ملکہ جیحون سبز پوش زبان دراز بھی تخت سے کود ین لشکر حیرت پر جا پڑین دریاے سحر نے جوش مارا ملازمان حیرت جادو لڑتے ایک جانب بطور چہار دست تلوار کھینچکر جا پڑا شیرانہ رستمانہ لڑ رہا ہی آتے ہی شکست لشکر کو رہ کا دشمن کی فوج کو تہ وبالا کیا ابھی تک کسی کو یہ دریافت نہین ہوا کہ ارکان وحشی مین کیا کمال ہی یہ سمجھے کہ ساحر ہی لیکن مرد سپاہی بذریعہ سپر شمشیر جنگ کرتا ہی تیغۂ سحر اُسکے ہاتھ مین ہوگا نیمچۂ ہلالی سپر فراخ دامن ہر مقام پر اسی سے کام لیتا ہی ارکان نے ابتک نقاب چہرے سے جدا نہین کی نیرنگ کی فکر مین ہی لڑتا بھڑتا سامنے نیرنگ کے پہونچا للکارا او نامرد کہان جاتا ہی بندگان خدا کو بیجا قتل کیا جسے آنکھ چار کر سحر کا وار کر نیرنگ جادو بلبلایا ہوا جس دن سے آکر لڑا ہر روز غالب ہوا فوجون کو بھی درہم وبرہم کیا ہاتھ مین تیغۂ سحر کھینچے ہوے لڑ رہا تھا سحر بھی کرتا جاتا ہی جیسے ہی شاہزادہ ارکان

نے للکارا جوش جرأت مین جا پڑا حیرت بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی غرق دریاے حیرت حیران و پریشان ارکان و نیرنگ سے مقابلہ پڑا اب ارکان گھوڑے سے کودا نیرنگ نے گولا مارا ارکان نے خیال بھی نہ کیا مچھر برق مثال چمکا کر گولے کو دفع کر دیا گولا دور جا کر پھٹا یہ بھی حیرت نے دیکھا دس پانچ ملازمان نیرنگ اُسی گولے سے زخمی ہوے حیرت نے پکار کر آواز دی دادا جان ذرا ہوشیار ہو جائیے اسوقت غور نفرمائیے مین زبانی شہنشاہ کے سنا ہی کہ ارکان وحشی بے مثل و نظیر ہی حسن و جمال مین بھی رشک ناہید و نیر ہی کوکب کا قوت بازو ملکہ مشتری کا زینت پہلو خاص آپ کے مقابلے کے واسطے اسکو بھیجا کچھ تو سمجھ لیا ہی یقین ہی مشتری بھی اس بازار مین ضرور آئے بازار جنگ کی خریدار ہی صاحب جاہ و قار ہی نیرنگ نے پلٹ کر جواب دیا کہ ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ای شہنشاہ اقلیم خوبی ای سرو نوخاستۂ باغ محبوبی جان و مال تیرے نام پر نثار ہی اب دل تر و منزل بہت بیقرار ہی اسکا سر تیرے سامنے لاتا ہون سب سرکشی چشم زدن مین مٹاتا ہون اب ارکان نیرنگ کے قریب پہونچ گیا نیرنگ نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ارکان نے چہرہ بے نظیر سے نقاب الٹی بفصاحت و بلاغت آواز دی مصرع برس نگر برس نگر شاید کہ شناسی مرا نیرنگ نے جمال بے مثال ارکان کو دیکھا آفتاب جمال خورشید جلال آنکھین رشک غزال چہرہ ماہ آسمانِ کمال سب نے دیکھا یا تو نیرنگ نئے رنگ سے سحر کر رہا تھا تلوار تو ہاتھ سے پھینک دی دام سوداے زلف عنبرین ارکان مین پھنسا پروانۂ شمع جمال ہوا بیچارہ سرکش کا عجب حال ہوا پہلے تو ایک قہقہہ مارا خوب ہنسا لوگ حیران ہین کہ لڑائی مین ہنسی کیسی وقت جانبازی ہی یا ہنسی دل لگی نیرنگ جب خوب ہنس چکا چیخین مار کر رونے لگا بیقراری مین یہ اشعار آبدار پڑھنے لگا نظم

مرغ ہر رنگ یار جانی کا
عہدہ دلوایا پاسبانی کا
مجھکو اٹھنے نہ دے جہانسے بھی
یہ بھی پہلو ہی مہربانی کا
ہمکو فقشان دکھاو و ماتھے کی
کیا علاج ایسی ناگہانی کا

جوش ہی بادۂ جوانی کا
خضر دو دن کی زیست کیا کم ہی
جب مقر ہون مین ناتوانی کا
صبح ہوتے ہی پھر کہان شب وصل
پھر مزا دیکھو جانفشانی کا
حال دل کیا سنائین دل ہی نہین

نالۂ شب نے کوے جانان مین
روگ ہی عمر جاودانی کا
خاص ہمپر وہ ظلم کرتے ہین
عود ہوتا نہین جوانی کا
آگیا دل حضور پر گئی آنکھ
گم وہ دفتر ہوا کہانی کا

عشق کہتا ہو آبرو سے گذر	جھیلنا کیا ذرا سے پانی کا	دل گیا تو گیا پر اُسمین جلال
داغ سجدہ یار کی نشانی کا		

سب حیران ہین کہ نیرنگ کو کیا ہوا دیوانہ وار وحشی مثال گریبان اپنے ہاتھ سے چاک کیا خاک اُٹھا کر منھ پر ملی ارکان وحشی آگے بڑھا صرف ایک مرتبہ چہرہ دکھا کر وہ مصرعہ پڑھا سنتے ہی مین مطلب حاصل ہو گیا یہی چہرے پر اُسکے طلسم بندھا ہی کہ جو اُس صورت کو دیکھے گا یہی نقشہ ہوگا جسطرح نیرنگ اپنے آپ سے باہر ہو گیا سارے سحر و ساحری بھولا سر ٹکراتا ہی چار سو جوان نیرنگ کی پشت پر تھے وہ بھی سب سڑی ہو گئے بعض نے اپنے ہاتھ سے اپنے گلے کاٹے بعض نے شکم مین خنجر مار لیے بعض اُس وحشت مین کہ ہوش و حواس پراگندہ ہین نرگسی کے عاشق صادق ہین نرگسی کے یار موافق ہین سحر نے قلب اُلٹ دیا اُس جوش مین یہ اشعار آبدار پڑھ رہے ہین نظم

جلوہ زن آگر پہ پیر وہ قمر ہونے کو ہی	نیر اقبال سیر اوج پر ہونے کو ہی	اب کشیدہ یار کی تیغ نظر ہونے کو ہی
دل پری کی طرح سے سینہ سپر ہونے کو ہی	لکھنے والے ہین ہو سرخی مے سے خط کا جواب	آج تیرا خون مرغ نامہ بر ہونے کو ہی
سمجھے والے ہین اُس رشک سلیماں کو خبر	ہدہد بلقیس اپنا نامہ بر ہونے کو ہی	پر وہ شکوہ غنیمت جان کرتے ہین وہ
اب رو کو ہمکو جانے دو سحر ہونے کو ہی	دو ہی دن کے ہجر مین مہتاب نیر ہو گئے	زندگی فرقت کے صدمے سے بسر ہونے کو ہی

ارکان صاحب طاقت بھی ہی ہنستا ہوا نیرنگ کے قریب پہونچا تصدق و نثار ہونے لگا جوش سودا مین چیخین مارے رونے لگا ارکان نے بڑھ کر نیرنگ کی گردن لی سحر تو بالکل نیرنگ کو فراموش ہو گیا ہی سر نہ ہلایا چاہا قدمون پر گردن پروانہ وار گرد شمع جمال پھرون ارکان نے کمر مین ہاتھ ڈیکر اُٹھا لیا زمین پر دے مارا دونون پانون پکڑ کر نیرنگ کو چیر کر پھینکا بارہ ہزار جوان ہمراہی مین تھے اُنھون نے بھی بارہ ہزار دیوانون کو مارا نیرنگ کا کام تمام ہو صحرا آتش بہار ہو گیا صدائین مہیب آنے لگین آندھی سیاہ اُٹھی ہزار ہا درخت گر گئے شور قیامت برپا تھا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام مین نیرنگ جادو بعد حیرت جادو گھبرائی سرداران ملخ رخ نے بھی دباؤ ڈالا لڑتے ہوئے بڑھے لیکن کمال یہ ہی کہ یہ شیر بیشہ جرات ارکان بالیاقت جہان مجمع عام دیکھا اُس مجمع مین گھس گیا نقاب چہرے سے اُٹھائی مصرعہ مذکور پڑھا دو ہزار دیوانے ہوئے ساتھ والون نے اُنکو قتل کیا لشکر نیرنگ و حیرت پامال ہوا حیرت نے تو منھ پھیر لیا ہی اُس جانب نگاہ نہین کرتی ہو جب شل پشت دکھائی گویا لڑائی سے منھ پھیرا حیرت کو لشکر حیرت نے گھبرا بھاگی جاتی ہی

ہیبت دکھاتی ہی لشکر مین عجب تلاطم ہو ارکان نقاب الٹتا پھرتا ہی وہ مصرع باواز بلند پڑھ دیتا ہی کوئی تو
ہنس ہنس کے مرا کسی نے رو رو کے جان دی کسی نے ہاے کہکر پنجۂ مخل پر سر مارا کسی نے گلا اپنا کاٹ
لیا کسی نے خنجر سے اپنے کو ہلاک کیا عجب طرح کا لشکر حیرت مین تلاطم ہی جیحون نے ہزارون آدمیون
کو دریا مین ڈبویا جب ارکان رک جاتا ہی جیحون ترغیب دیتی ہی کہ ای نور نگاہ ملکہ محترمہ شتر لی بھی
استقام نہین ہوا لشکر مہرخ کے لاکھون جھلا مارے گئے بٹیا اسی طرح اڑتے ہوے تا بہ کوہ عقیق رنگ
وتا بہ دریاے نیل چلے چلو بہر دو فتح واپس نہو یہ آواز سنکر ارکان کسی غول پر جا پڑتا ہی نقاب الٹ
دی مصرع پڑھا وہان کے لوگ دیوانے ہوے ساتھ والون نے قتل کیے جو لوگ سپہ سالاران لشکر
اور زبردست تھے انھین کو ارکان نے چیر چیر کر پھینک دیا حیرت منھ پھیرے ہوے سحر کر رہی
ہی کچھ بن نہین پڑتا مہرخ دہبارہ و باغبان وغیرہ نے بھی زمین ہلا دی لشکر حیرت پر شکست فاش
سب کو بھاگنے کی تلاش سرداران حیرت پلٹ پلٹ کر ارکان پر سحر کرتے ہین کسی کا سحر اسپر تاثیر
نہین کرتا ہنس ہنس کے سحر کو دفع کرتا ہی صدہا کو چیر کر پھینک دیا باغبان نے اب اطمینان سے
سحر کرنا شروع کیا جیحون کی راے عمرو کو بھی پسند آئی یعنے اسی طرح اڑتے ہوے تا بہ دریاے
نیل چلو لوح طلسمی حاصل ہو تب تسکین دل ہو جیحون نے کہا خواجہ جہان آپ کا حکم ہو یہ شیر دمن جائے
چشم زدن مین دشمنون کو مٹا دے آج تک کوکب نے اسکو بہ حفاظت رکھا حجرے سے باہر نہین
نکالا اب وقت آگیا دیکھیے یہ کیا کرتا ہی فوج حیرت کو شکست دیگا تا بہ دریاے نیل چلیے لوح حاصل
کیجیے چلکر لشکر طلسم کشا سے لیں سب لشکر ایک مقام پر ہو جاے پروردگار سامان لوح مہیا
کرے تب یقین کامل ہو کہ طلسم فتح ہوگا سرداران مہرخ خوش و خرم ملازمان حیرت کا لبون پر دم
علمدارون کے ہاتھ سے علم چھوٹ کر زمین پر گرے علم رنج والم گرانبار امیان حیرت قفس رنج و محن
مین ہین علم جو زمین پر گرے ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مردے کفن مین ہین حیرت بہت گھبرائی
منھ پھیرے ہوے بھاگی جاتی ہی صرصر بھی بدحواس حیرت کہتی ہی ای صرصر کیا کرون سردارون
کے مرنے کی آواز آرہی ہی سرداران مہرخ کی خوب بن پڑی سب جم جم کے اڑرہے ہین بڑے زور
شور سے سحر کر رہے ہین سرداران فوج بھاگ کر خدمت مین حیرت کی آئے کہا ای ملکۂ عالم آپ فسر ہین
ہم بھون سے عقل مین بہتر ہین ارکان پر ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا دیکھیے نصف لشکر کا خاتمہ ہوچکا جو کی صورت دیکھتا ہی دیوانہ

ہو جاتا ہی ساتھ والے اُسکے سب جوانان زبردست قتل بھی کرتے ہین چیر کر پھینک بھی دیتے ہین بڑے
بڑے افسرون کو ارکان وحشی نے چیر کر پھینک دیا اُسکے سامنے کسی کا زور نہین چلتا تھا بہت صاحب
شوکت و لیاقت ہی نام تو وحشی لیکن بڑی طاقت ہی صاحب جاہ و وقار نام وحشی پکار خود ہوشیار
حیرت نے گھبرا گیا صاحبو مین کیا بتاؤن شہنشاہ نے تو مجھکو تیل ماش بنایا ہر مقام پر بھیج دیتے ہین
خبر بھی نہین لیتے اتنا بڑا ساحر زبردست مارا گیا اُنکو خبر نہوئی چند افسر جا کر اطلاع کرو صاف صاف
کہو کہ شیر رنگ ہاتھ سے ارکان وحشی کے مارا گیا اب ہمراہیان مہرخ نے دریاے نیل کا قصد کیا ہی وہ
شہنشاہ ہین آکر کچھ تدبیر کرینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا کہ افراسیاب جادو بڑے
زور شور سے آکر پہونچا آواز دی ای حیرت نہ گھبرا نام شہنشاہ طلسم ہوش ربا کون مابدولت سے مقابلہ
کر سکتا ہی شیر رنگ بیچارا اپنے غرور مین مارا گیا اب آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر جل کرتا ہوا
آگے بڑھا سنگریزے اُٹھا کر پھینکے لشکر مہرخ پر پتھر برسنے لگے ہزارہا ملازمان مہرخ پامال ہوے ہزارہا
کے سر پھٹے ملکہ بہیون نے ارکان وحشی کو اشارہ کیا بڑھکر کہا افراسیاب خانہ خراب کو لینا ارکان
طرف افراسیاب خانہ خراب کے چلا افراسیاب اپنے کمال کے زور مین اُڑتا ہوا چلا آتا ہی کسی کو اُٹھا کر
چیر ڈالا کسی کو پتھر مارا کسی کو تلوار چمکا کر دکھلا دی کہین آگ لگا دی کہین پانی برسایا اس جوش و خروش
مین آتا ہی ادھر سے ارکان وحشی بڑھا ادھر سے افراسیاب پہونچا قلب لشکر مین مقابلہ پڑا اب
افراسیاب نے چاہا ہاتھ تلوار کا مارون ارکان نے نقاب چہرے سے اُلٹی آواز دی و بچا مصرع
برہمن نگر برہمن نگر شاید کہ پشناسی مرا جیسے ہی افراسیاب نے روے زیباے ارکان وحشی کو دیکھا
قہقہہ مار کر ہنسا گریبان اپنا پھاڑ ڈالا چیخین مار مار کر روتا تھا اشکون سے مُنہ کو دھوتا تھا حیرت جادو
پیٹنے لگی سردار حیران کہ اب کسکا بھروسا کرین مصرع فردہ باد ای مرگ چلے آپ ہی بیمار ہی شاہ اتنا بڑا
بادشاہ جلیل کیا حرکتین کر رہا ہی بہیون نے بڑھکر زور دیا للکاری ای شاہزادہ ارکان بس بچا کو
لینا بہار و باغبان نے آواز دی ای ملکہ بہیون سمجھکر اشارہ کرو افراسیاب طلسم بند ہی ساحر خود
پسند ہی اُسکا مرنا دست حق پرست طلسم کشا پر موقوف ہی ستارہ شناسون کو بخوبی وقوف ہی بہیون
نے کہا اگر نہ مریگا سیاہی تیمور ہی ارکان وحشی ہاتھ پاؤن بیکار کر دیگا افراسیاب گوشے مین جا کر بیٹھیگا
باغبان و بہار خاموش ہوگئے افراسیاب جو دیوانہ ہوا شمع جمال ارکان کا پروانہ ہوا حرکات نو گرفتہ

گریبان بھی اپنا پھاڑ تاج زمین پر دے مارا ارکان نے چاہا چلکر اس عالم مین افراسیاب کی گردن
ہون بن پڑے تو چیر کر پھینک دون یکایک آسمان پر برق چمکی پنجہ کمر مین افراسیاب کے
پڑا دستگیری کر کے افراسیاب کو لیگیا حیرت بھی ماہیان زمرد پوش نے مدد کی اچھے وقت ہم
اُٹھا کر لیگئی ورنہ تھا کہ ایسا ہنوا افراسیاب پتھرون سے سر ٹکرائے دیوانے پن مین جان گنوائے یا تو
حیرت ٹھہر گئی تھی سرداران لشکر بھی تمام جیسے اشیاے سحر لیکر آگے بڑھے تھے یا پھر الم ہوا ارکان
نے بڑھکر شکست دی حیرت نے تو اپنے نزدیک یہ بہت کی کہ منھ پھیرے ہوے سحر کر رہی ہی لشکر کا
قدم نہین تھمتا سرداران زبردست مارے گئے ارکان کے ہاتھ سے نہین بچتے لیکن پنجے نے افراسیاب کو
نکال دیکر اُٹھایا کہ بلند ہوتے ہوتے بیہوش ہوگیا آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک پہاڑ پر پایا ماہیان زمرد پوش
بیقرار بدحواس دریاے اسباب سحر مین غوطہ مارے ہوے سامنے کھڑی ہی افراسیاب کچھ اشعار پڑھتا
ہوا اُٹھا ماہیان نے جھول سے شیشۂ آب دیدۂ سحر نکالا چلو مین پانی لیکر افراسیاب کے منھ پر
چھینٹا دیا افراسیاب کو ہوش آیا کہا نانی اماں تمنے سنا کیا آفت آئی نیرنگ جادو مارا گیا ارکان
وحشی نام سنتا تھا آج اُس ظالم کو دیکھا میرا دل چاہتا تھا اپنا گلا کاٹ ڈالون پہاڑون سے سر
ٹکرا کر مر دن مین جاتا ہون ایسا ہنو حیرت کو گھیر کر مارڈالین میری معشوقہ پر چہار جانب سے
بلوہ ہوگا سب سرداران مہرخ اُسکے دشمن ہین بلی بہار آٹھ پہر یہی چاہتی ہین حیرت کو گرفتار
کر کے لیجاؤن مطیع اسلام ہو لشکر کا بادشاہ کرین ایسا ہنو اُسکے دشمنون پر کوئی آفت آئے یہ سُنکر
ماہیان نے کہا اے افراسیاب خبردار ارکان کے سامنے نہ جانا اُسکی صورت پر طلسم بندھا ہی جو
اُسکی صورت پر نگاہ ڈالے گا سوداۓ دیوانہ ہوکر مریگا اگر مین ظاہر نہ آتی تو یہی حال تیرا بھی ہوتا تو تو
چل کر مقابلہ کر لیکن طرف سے ارکان کے منھ پھیرے رہنا ظالم کو روے سیاہ نہ دکھانا اپنی جان
عابرو بچانا مین اندر سے زمین کے آتی ہون پاؤن لشکر مہرخ کے نہ جمنے دونگی صورت اپنی مین
نہ دکھاؤنگی طبقۂ زمین پر مخفی رہونگی افراسیاب جادو تو کڑکڑا کر چلا اُسوقت اگر پہونچا لشکر
حیرت پر شکست ہی بھاگنے کا بندوبست ہی علم فوج سرنگون سحر ارکان سے ہزارون مجنون
سر ٹکراتے ہین کہ افراسیاب جادو نعرہ کر کے گرا لیکن منھ پھیر کر کھڑا ہوا اور صفون پر جا پڑا
کبھی بہار پر سحر کیا کبھی مخمور سے لڑا باغبان کے گیندتلے برق لامع کو زخمی کر دیا عجب لڑا

سحر سے انکے ہزاروں کے سر پھٹ گئے ان انکی برق جادو نے ہزار ہا سر قلم کیے افراسیاب نے رعد کو
بھی زخمی کیا برق تڑپ کر جدھر رخ کرتی ہے ملازمان مہرخ بھاگتے نظر آتے ہیں اس ظالم کے سحر سے
اپنی جان بچاتے ہیں ملکہ جیحون نے دیکھا لاکھوں جادوگروں کا کھیت ہوا بار سحر افراسیاب کو
کون سنبھالے دوسری مصیبت یہ ہے کہ زمین سے برق تڑپ کر نکلتی ہے ہزار ہا کے پانوں قلم ہوتے ہیں
ملکہ مہرخ گھبراتی ہیں کہ اے پروردگار یہ کیا معرکہ ہے فوج کے پانوں اکھڑے جاتے ہیں زمین سے ایک
برق ہر مرتبہ چمکتی ہے کبھی دس کے پانوں قلم ہوتے کبھی ہزار دو ہزار معدوم ہوئے ایک طرف سے
بدعت سحر افراسیاب حیرت جادو بھی ماش کے دانے پھینک رہی ہے اس ہنگامے میں مہرخ بھی دریے
افراسیاب جادو وائی افراسیاب نے کہا اے مہرخ دیکھ تو قیامت ہے تجھسے کچھ نہیں ہو سکتا ایک ارکان
وحشی کے سبب سے سارے لشکر پر تباہی ہے میں کنارے کنارے لڑتا ہوں غول میں خوف سے ارکان
وحشی کے نہیں جاتا ایک دفعہ دیوانہ ہو چکا ہوں وہی خیال ہے خداوند تعالیٰ نے بڑی خیر کی کوئی ہتھیار
میرے ہاتھ میں نہیں تھا ورنہ اپنا گلا کاٹ لیتا مہرخ بہت خوب کہکر الگ ہوئی ایک نخل کے سایہ میں
کھڑی ہو کر سوچنے لگی مخفی خاطر ناظرین ہو جس روز سے خواجہ طلسم ہوش ربا میں آئے خواجہ کا مہرخ سے
عشق ہوا مہرخ نے اکثر جن کتب خانوں میں وہ کتابیں کہ جسمیں مورخین نے حال صاحبقران و
عیاری اے عمرو لکھا ہے دیکھ پائیں انکو ضرور پڑھا اسوقت مہرخ کو یاد آیا کہ ملک فرعونیہ میں عمرو
نے بمقابلہ فرعون شاہ نقابدار آئینہ پوش بنکر مقابلہ کیا تھا فرعون شاہ کے یہاں چار شخص تھے
کہ جنکا عدیل و نظیر ممکن نہ تھا نقابدار خندان و نقابدار گریان ان دونوں میں یہ صفت تھی کہ حریف
جب انکے مقابلے میں آتا تھا نقاب میں اپنے چہرہ کو اس سے ہٹاتے تھے صورت منحوس دکھاتے تھے
جس نقابدار کا خندان لقب تھا اسکی صورت دیکھکر ہنستا تھا ہنستے ہنستے بیہوش ہو جاتا تھا
نقابدار شکمین باندھکر اس شخص کو لیجاتا تھا گریان کی صفت خندان کے برعکس یعنی روتے روتے
بیہوش ہوتا تھا تیسرا نقابدار زرد پوش نقرہ زن یعنی ہاتھ میں کوڑا رہتا تھا جسکو کوڑا مار دیتا
تھا حریف بیہوش ہو جاتا تھا چوتھا زمیان شیر افگن اسمیں یہ صفت تھی زور و طاقت میں
بے نظیر جب حریف مقابلہ کرتا تھا بعد چار پہر کے ہاتھ بھر قد بڑھ جاتا تھا آٹھ پہر کے بعد ترقی
درازی قد ہوئی تھی آخر حریف کو زیر کر لیتا تھا جب لشکر صاحبقران تباہ ہوا یعنی نقابدار

روکے پکڑ لیا تب خواجہ سنیہ عیاری کی کہ تمام جسم میں اپنے آئینے باندھ کر لب کو بھی آئینہ پوش کیا یعنی نقابدار آئینہ پوش بنکر میدان میں سامنے نقابدار خندان کے آئے اُسکی صورت پر بھی طلسم بند تھا اپنی صورت کو دیکھا آپ اسقدر ہنسا کہ بیہوش ہوگیا گریان نے مقابلہ کیا روتے روتے بیہوش ہوگیا ایک کو ہنسا کر ایک کو رولا کر پکڑ لائے نقرہ زن کے سامنے ایک سوار کی صورت بنکر گئے جب پیچھا کوڑا مارون یہ بھاگے جنگل میں ایک مقام پر کنوان کھدوایا تھا اُسے خس پوش کر دیا تھا وہان پر لاکے نقرہ زن کو گرا یا زندہ در گور کیا زمیان شیر افگن کو عیاری کرکے مہتر قران نے مارا صرصر کو یہ معاملہ یاد آیا خیال مین گذرا ارکان کی بھی وہی کیفیت ہے اُسکی صورت پر طلسم بند تھا یہ سوچکر تختہ رنگ و غن عیاری کا نکالکر عمرو کی شکل بنکر ایک درخت کی آڑ پکڑ کر ٹھہری ارکان وحشی اُڑتا ہوا اُسطرف آیا صرصر نے بشکل عمرو آواز دی بیٹیا اسطرف آ ارکان قریب پہونچا صرصر نے بغل سے نکالکر آئینہ ارکان کو دکھایا صرصر جو سوچی تھی وہی ہوا ارکان نے جو اپنی صورت دیکھی حقیقت مین یہی سحر تھا قہقہہ مار کر ہنسا پھر چیخ مار کر رویا حرکات لغو کرنے لگا دیوانون کی طرح گلا کاٹنے پر آمادہ ہوا صرصر نے افراسیاب کو خبر دی کہ حضور جو صاحب سبا دیوانہ کرتے تھے مین نے انگوٹھی بنایا اسوقت مین لشکر حمزہ کو تباہ کر دیجیے میدان لاشہ ہاے باغیان سے بھر دیجیے ارکان اپنا گلا کاٹ ڈالے گا حقیقت مین ارکان عجیب حرکتین کرتا ہے ہنستے ہنستے لوٹ جاتا ہے یہ جان دینا گویا ہنسی تھی قصد کیا اپنا گلا کاٹ ڈالے اون جیحون سبز پوش زبان دراز دوڑ کے قریب کرا ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون اے شیر بیشہ جرات خیر تو ہے ارکان اسقدر بدحواس تھا وہی خنجر جیحون کو مارا جیحون نے اپنے کو بچایا در نہ دو ٹکڑے ہوتے جیحون کو زخمی کرکے وہی خنجر چمکا کر قصد کیا اپنے گلے پر پھیرون جان دون اسوقت لشکر مین ایک تلاطم ہوا ہر طرف یہی غلغلہ ہے ارکان کیا کرتا ہے جیحون نے کہا اب اس سے کلام کرنا بیکار ہے سڑی ہوگیا اپنی جان دینے پر آمادہ ہے سب نے دعا کی آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ مشتری ستارہ طلعت بصد صولت و شوکت آکر پہونچی وہین سے للکارا او ارکان کیا کرتا ہے کیا تجھپر مصیبت پڑی جو اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہے یہ کہتی ہوئی قریب آئی ہاتھ مروڑ کے خنجر چھین لیا جھولی سے آب میوہ نکالا منھ پر چھینٹا دیا ارکان ہوشیار ہوا چیخین مار کر رونے لگا کہا اے ان جان مجھے افراسیاب نے بہت ذلیل کیا دیکھیے لشکر کے قدم نہین جمتے زمین سے اک برق چمکتی ہوئی نکلتی ہے بانون اڑیان

فوج کے کٹ رہے ہین ہزار ون بیکار پڑے تڑپتے ہین ملکہ مشتری نے کمرے ہو کر اس برق جہندہ کو دیکھا فرمایا یہ افراسیاب کی نانی کا سحر ہی بڑی مکارہ ہی یہ کہکر گولا جھولی سے نکالا پیشانی پر نشتر مارا خون سے گولے کو رنگین کیا گولا ہاتھ مین لیکر آواز دی او ماہیان یہ کیا سحر تونے ایجاد کیا ہی مثل چورون کے اُڑتی ہی زمین سے نکل آ ورنہ پھونک دونگی ماہیان نے زمین سے جواب نہ دیا سوچی کہ مشتری میرا کیا کر سکے گی ملکہ مشتری نے وہ گولا زمین پر مارا دنائے کی آواز پیدا ہوئی زمین سے شعلے نکلنے لگے اسقدر زمین گرم ہوئی کہ ماہیان کے جسم مین آبلے پڑ گئے تڑپ کے زمین سے نکلی بدحواس عالم یاس بدن پر آبلے آہ آہ کرتی ہوئی افراسیاب نے پوچھا نانی اماں خیر تو ہی کہا تجھے کیا بتاؤن آج مشتری نے غضب کیا مین اندر سے زمین کے اُڑ رہی تھی اُسنے گولا مارد یا تمام جسم مین آبلے پڑ گئے نانی نواسے باتین کر رہے تھے کہ مشتری ارکان کے ساتھ ہین اب ارکان وحشی بڑے زور شور سے اُڑ رہا ہی کسی سو کو سامنے ملکہ مشتری کے جیر کر پھینکتا یا وہی جوش وہی خروش وہی جرأت وہی شوکت وہی لیاقت مشتری نے جو دیکھا ماہیان وا فراسیاب ایک مقام پر ہین کچھ سرگوشی ہو رہی ہی ارکان کو اشارہ کیا ارکان جھومتا ہوا چلا ماہیان نے کہا ارے افراسیاب بھاگ ارکان وحشی آتا ہی یہ کہکر تڑپی آسمان مین ڈوب گئی پردۂ ظلمات مین پہونچی خاک قبر جمشید لائی اتنے عرصے مین یہان قیامت ہو گئی افراسیاب حیرت کا ہاتھ تھام کر بھاگا ارکان کے سامنے کچھ نہ بن پڑا ابت لقا پرست مارے گئے ارکان چاہتا ہی افراسیاب و حیرت کے سامنے پہونچون نقاب اُلٹ کر دیوانہ بنا دون زن و شوہر کو قتل کردون یہ ہٹتا جاتا ہی مشتری نے بھی سحر کیے بازار رزم گاہ مین ہنگامۂ الدیا زنجہان ارزان دلال ازل در کار ملک الموت بیکار ایک کی تبض سرح نہین کرتے یا تادوسوا ور مرکر گرتے ہین خواہش ہی ملک الموت کو کچھ کارندے مقرر کردون ایسے مقام کا تنہا انتظام نہو سکے گا اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی بارہ لاکھ جادوگر افراسیاب کا مارا گیا پانچ کوس تک زن و شوہر بھاگتے ہوئے آئے ارکان ب بادہ کرکے چاہتا ہی افراسیاب و حیرت کو نون یہ زن و شوہر پشت دکھا چکے منہ پھیرے ہوئے سحر کر رہے ہین قریب ہی کہ افراسیاب شکست کھا کر بھاگ جائے سوزش ارکان سے ہوش و حواس پراگندہ ہین جب افراسیاب کو کچھ نہ بن پڑا تب لقا کو گالیان دینے لگا کہتا ہی یا سامری جمشید میری تقلیم سے بس بھگوڑے کو

لگا تو جب سے میری سرحد مین آیا کیا کیا آفتین برپا ہوتی ہین یہ نوبت آئی کہ ایک حقیر کے سامنے سے
بھاگنا پڑا نیرنگ ایسا ساحر مارا گیا نہین معلوم بیٹھے بیٹھے بھیجا کیا تقدیرین کیا کرتا ہی نام پر خدائی
کے مرتا ہی اپنی پشت کی بھی خبر نہین جانتا ہی ماہیان باختر نے خداوند بنادیا اگر جاگتی جوت کا خداوند ہی
تو اسوقت میری مدد کرے نہین نام پر اسکے جوتیان مارونگا سلیمان عنبر مین سوے کوہ کی کو لکھ
بھیجونگا کہ اسکو اپنے ملک سے نکالدو نہین تو اسوقت میری مدد کو آوے ہاتھ سے اس ظالم کے
بچاوے حیرت نے منہ پر ہاتھ رکھدیا کہا ای شہنشاہ بس برا ہی خواہ بھلا اپنا خداوند ہی وہ کیا مدد
کرے خود بیچارہ دردمند ہی آج تک تم سے یہ نہ ہوسکا کہ ملازمت مین جاتے اُسے خبر کرتا یہ باختر پہونچاتے
یہ سنتے ہی افراسیاب نے کہا مین ہرگز نہ جاؤنگا ایسے گدہے کو کیا صورت دکھاؤنگا وہان سے بیٹھے
بیٹھے الٹی الٹی تقدیرین کرتا ہی ہزارہا ساحران زبردست بیلا اسکی محبت مین مارا گیا اُسی کی تقدیر کی یہ
تاثیرین ہین ہوش ربا کے مٹانے کی تدبیرین ہین یہ کہکر افراسیاب بہت چنچا پیا لہرا ہوا کہ ارکان آپہونچا
یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے ماہیان زمرد پوش بصد جوش وخروش زمین پر آکر گری
افراسیاب سے کہا مین نے تیرے واسطے اپنی جان مٹادی خاک ہوم خانہ جمشیدی لائی اُسی سے
ارکان کو جلاتی ہون گھوڑے کو خاک مین ملاتی ہون ایک نخل کی پشت پر کھڑی ہوئی ارکان غافل
از شعبدہ بازی فلک تلوار کھینچے ہوے آتا ہی ماہیان نے ایک سردار کو اشارہ کیا وہ ساحر نعرہ کر کے
ارکان کے سامنے آیا ارکان نے اُس ساحر کو دیکھکر نقاب چہرے سے اُلٹی وہ دیوانہ ہوا قہقہے لگانے
لگا ماہیان نے جو اتنی مہلت پائی خاک کی پُڑیہ ارکان وحشی پر پھینک ماری وہ خاک جو سر
ارکان پر پڑی معلوم ہوتا تھا تو وہ بارود مین کسی نے چنگاری آگ کی ڈالدی ارکان نے ایک
چیخ ماری ہر سر مو اور ہر بن مو سے چنگاریان آگ کی نکلین مثل سرو چراغان جلنے لگا ہر اعضا سے
شعلۂ آتش نکلنے لگا دوڑے جو ملکہ مشتری نے یہ حال پُرملال دیکھا گودیون مین پالا آنکھون کے نیچے
اندھیرا آگیا جھپٹ کر باران سحر برسایا چاہتی ہی آگ کو بجھاؤن وہ آتش سحر نہین بجھتی بھڑکتی جاتی
ہی ارکان کے منہ سے جو آہ نکلی مشتری کے قلب کو تاب نہ رہی فرزند کو لپٹ گئی اُس آگ نے
انکو بھی جلایا ارکان کے ساتھ مشتری بھی جلنے لگین اس حال مین ماہیان نے قریب آکر مشتری
کے خنجر مارا آگ بجھانے مین مصروف تھین اپنے کو بھی بچاتی تھین خنجر ماہیان کو کمر پر پڑا ملکہ مشتری

ٹکڑا ٹکڑا ہو کر زمین پر گرین اُدھر ارکان جلکر خاک ہوا شام میدان مین اندھیرا چھا گیا آوازین دردناک
آنے لگین بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی ہر نام من ارکان وحشی بود کشتی ہر نام من ملکہ شتری ستارہ
طلعت بود دو گھڑی کال آگ برسی اُسی اندھیرے مین ماہیان افراسیاب لشکر چہرخ پر آگرے
پرے فوج کے درہم برہم کردیے علم ہاے فوج قلم کیے افراسیاب وماہیان چاہتے ہین چہرخ وبہار
وغیرہ کو گرفتار کرلین یہ لوگ جانبازی مین مصروف ہین ماہیان نے ہزارون کو جلا دیا آج توبڑے
زور وشور سے اُڑ رہی ہو افراسیاب کو بھی ترغیب دیتی ہو کہ ای افراسیاب آج واپس نہ ہونا
ان باغیون کے نخل حیات قلم کر بہار دخزان کا خیال بیکار ہو یہ سب تیری جان کے دشمن ہین ماہیان
قلب فوج مین گھس پڑی بہار بیچاری بھاگی مخمور بھی الگ ہوئی باغبان نے کچھ سحر کیے ماہیان
نے جھپٹ کر باغبان کو زخمی کیا چہرخ پر بھی ایک گولا مارا اہل اسلام مین صداے یا رب یا مستغیثا
ای عیب پوش عالم ای خالق زمین وزمان ای کارساز دوجہان اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے بلاے
آسمانی سے نجات دے تیرے گنہگار ہین مجبور وناچار ہین سواے تیرے کس سے التجا کرین ای تم
بخوبی ثابت ہو سواے تیرے کوئی پیدا کرنیوالا نہین ہو پھر کس سے فریاد کرین اس بیکسی مین کسی کو یاد
کرین بیقرار ہوکر جو سب نے دعا کی آسمان پر برق چمکی آواز آئی او ملعونہ کیا کرتی ہو منم آفتاب عالمتاب
سپہر نور افشان صاحب عز وشان ساحر لاجواب خاص سرکوب افراسیاب نیرہ کوکب روشن ضمیر

منم مالک ملک افسونگری
دلیر وقوی پنجہ انجم سپاہ
شہنشاہ کوکب شہ بے نظیر
قوی دست وبازو ورستم شیم

منم راج گنج ساحری
منم گوہر بحر جاہ وجلال
ملقب بہ القاب روشن ضمیر

منم صاحب شوکت وعز وجاہ
منم آفتاب سپہر کمال
جلالت شعار وفریدون حشم

لیکن سب نے دیکھا آج کوکب نامدار بصد عز ووقار چہرہ چھپائے
کھڑا رہا ہاتھ مین تیغ آبدار جوہر دار مثل آفتاب عالمتاب دوسرے ہاتھ مین سپر فولادی فراخ دامن
نعرے کرتا ہوا آنکھون سے اشک حسرت جاری لاشہ جو ملکہ شتری کا دیکھا ایک سمت لاشہ شاہزادہ
ارکان وحشی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قلب بھر آگیا اس زور وشور سے ماہیان زمرد پوش
پر آگرا ماہیان گھبرا گئی پلٹ کر گولا کوکب پر مارا کوکب نے تیغ برق تاب سے گولے کو کاٹا
قریب آکے پینترا بدلکر تیغ ماری ماہیان نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا یہ تیغ بے پناہ ہی وہ سپر خود

روسیاہ ہو گیا رونق گلشن گئی فوارے اڑے پھول مرجھائے دامن سبزہ کا پھولون سے خالی ہوا خزان چمن
حیات مین آئی ماہیان کو یہ ثابت ہوا شب سیر گئی ہر چند مثال شب فراق تھی یہ بدنصیبی واسطے قیس و
فرہاد کے تھی تیغۂ آفتاب مثال نے اس شب تیرہ و تار کو مٹایا ہر چند ماہیان نے اپنے سر کو بچایا اس خود
سر کا زخمی ہوا چہرہ خون سے لال ماہیان کا عجب حال قلب پر ہجوم غم و ملال ترقی پر کوکب کا جاہ و جلال
ماہیان نے ایک منہ کی پھونک سے شعلہ نکلکر طرف کوکب کے چلا کوکب نے ہاتھ ہلایا انگلیون سے نہر سحر نکلی شعلے
کو بجھایا ساحرہ ماہیان کو خاک مین ملایا قریب تو پہونچ چکا تھا جھپٹا پکڑ کے ایک طمانچہ مارا پھر ماہیان نے
بھی سحر کیا عارض پر تو عارضہ ہوا کوکب کے بھی ہاتھ مین ایک آبلہ پڑ گیا اتنی جو مہلت ماہیان نے
پائی تڑپکر غرق زمین ہوئی افراسیاب جادو کوکب پر جا پڑا دونون مین تلوار چلنے لگی اسقدر شعلے
دونون کے سحرون سے بھڑکے ہزار ہا بندگان خدا جلے جب کوکب نے ہاتھ مارا شعلۂ آتش بھڑک کر افراسیاب
پر گرے افراسیاب نے تو اپنے کو بچایا ہالیان فوج جلے جب افراسیاب نے تیغہ مارا برف کی سلین کوکب پر
گرین کوکب آتشخور نے اف اف کر کے اپنے کو بچایا لشکر مہرخ کے کئی ہزار ساحر ٹھنڈے ہوئے لیکن آج کوکب
و افراسیاب سے وہ سحر ہوئے کہ دیکھنے والے الامان الامان کر رہے ہین کبھی آگ برسی کبھی دریائے
آب پیدا ہوا کوکب و افراسیاب نہنگ اور گھڑیال بن بن کر دریائے سحر مین شناوری کرتے تھے
پھر ابھرتے تھے شعلہ ہائے آتش مین مثل برق چمکے کبھی تلوار سے لڑے کبھی خنجر کھینچے افراسیاب بھی گھبرا گیا
کوکب نے زچ کر دیا جب افراسیاب نے دیکھا کسی طرح سحر کوکب سے امان نہین ملتی گھبرا کر آواز
دی ارے کیا طلسم ہوش ربا فتح ہو گیا طلسم کشا نے لوح پائی رکن طلسم ہوش ربا گر گئے اتنا جو
افراسیاب نے پکار کر کہا ایک نازنین منہ سے کپڑے لپیٹے ہوئے آسمان سے ظاہر ہوئی آواز دی کہ خداوند
حاضر ہو افراسیاب نے کہا تاج طلسمی جلد لاؤ نازنین چمک کر آسمان مین ڈوبی چشم زدن مین ایک
بے بہا چمک کر آئی تاج سر پر افراسیاب کے رکھا چہرہ افراسیاب کا مثل آفتاب روشن ہو گیا کوکب
پر جو تاج کا عکس پڑا زبان مین لکنت آئی طبیعت گھبرائی اس حال مین افراسیاب نے ہاتھ تلوار کا
مارا کوکب چاہتا تھا لپٹ پڑے دانتون سے بوٹیان کاٹ کے پھینک دون اس عالم اضطرار
مین سر کوکب زخمی ہوا افراسیاب نے سائے مین تلوار کے کوکب کو لیا کوکب روشن ضمیر خونخوار
سر سے خون جاری تیغۂ ہلال چمکاتا ہوا پیچھے ہٹا افراسیاب تعاقب نہین چھوڑتا قریب تھا کہ افراسیاب

ہاتھ مارے کوکب نے بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھا اور بعد ملاحظہ پکار اٹھا رباعی

تو آن رفیع مکانی کہ سالکان فلک / بہ آستان تو دارند سیل دربانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن / کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

سوت آنکھون کے سامنے پھر گئی حسرت عیش ونشاط نگاہون سے

گر گئی کہ پہلو سے نعرہ ہوا اے افراسیاب کیا کرتا ہے مین آپہونچی افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا ماہیان زمرد پوش گرز فولادی ہاتھ مین پہلو سے نخلستان سے پیدا ہوئی پکارتی ہوئی آج یہ ظالم پنجے مین سے صدمہ عظیم اٹھایا ہے حقیقت مین گال بھی ماہیان کا سوجا ہوا ہے سر زخمی خون بہ رہا ہے اب افراسیاب ماہیان کو دیکھکر خوش ہوگیا ماہیان جست کرکے قریب افراسیاب پہونچی کہا دیکھ سرداران ظلمات بھی آگئے افراسیاب نے ادھر منہ پھیرا نعرہ ہوا او بچہ کہان جاتا ہے برابر سے حلقہ ہاے کمند مارے آواز دی نعرہ عمرو

کز ان استاد عیاران عالم / جہان سرہنگ در خنجر گذاری
سراپا دانش و عقل مجسم / بہر کشور بلاے جان کفار
بباغ دین زکرش آبیاری / عمرو آن شاہ عیاران عیار

حلقہ ہاے کمند گلے مین افراسیاب کے پڑے ارے لیکر پلٹا عمرو نے حباب بیہوشی مارا افراسیاب چرخ کھاکے زمین پر گرا کوکب نے چاہا سر کاٹ لون پنجہ فولادی زمین سے پیدا ہوا امان امان کرتا ہوا لیکر افراسیاب کو لے بھاگا جرات جادو بھی بھاگ کر نکل گئی بڑے بڑے سردار بھاگے جو اہالیان لشکر رہگئے انکو گھیر کر لوٹ لیا نامدار اپلیٹے کوکب روتا پیٹتا خاک اڑاتا ہوا لاش پر مشتری کی گر پڑا ایران تخت جمشید اگر بہونچے ہر چند کوکب کو سنبھالتے تھے کبھی کوکب نام ارکان لیکر روتا ہے کبھی برا ے مشتری اشکون سے منہ دھوتا ہے خواجہ عمرو نے دونون لاشے بہ تجمیل اٹھوا کے باغبان وغیرہ نے کاندھا دیا کوکب سر برہنہ پا پیادہ لاش کے ہمراہ عمرو سمجھاتا ہوا کہ اے کوکب صبر کر دنیا کا یہی حال ہے بڑے بڑے شاہان اولوالعزم سخن ترزبحر حسرت و یاس لیکر دنیا سے گئے اس دنیاے فانی نے کسکے ساتھ وفا کی سر از شب کو آگے صبح کو روانہ ہوے ملکہ مشتری کا بڑا مرتبہ ہوا ہاتھ سے ایسی ملعونہ کے قتل ہوئی مین قریب قصر جمشیدی لاکر ملکہ مشتری و ارکان کو دفن کیا کوکب کی بیقراری بڑھتی جاتی ہے برآن نے خواجہ سے کہا ابھی آپ تشریف نہ لیجائیے تا بہ قصر جمشید کی چلیے ربع مین والد نامدار آب وطعام ترک کرینگے جو طریقہ آپ کے مذہب کا ہے اس سب کو ملاحظہ فرمایئے خواجہ عمرو

کوکب کے ساتھ قصر جمشیدی مین آئے حسب طریقۂ عرب دسترخوان بچھوایا کوکب کو لاکر بٹھایا زبردستی
سر مین کوکب کے ٹانکے دیے کوکب نے کہا خواجہ میرے سر مین ٹانکے نہ دو اب میرے حال پر مجھکو
چھوڑ دو نہین معلوم میرے دل مین کیا ہی عمرو نے کہا ای برادر اگر جان بھی دوگے مسافران ملک عدم
سے نہ ملوگے موافق مضمون رباعی ۔ رباعی

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گزری | اکثر تاریک گھر مین تنہا گزری | ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس
کس سے پوچھین کہ تجہ پہ کیا کیا گزری | ای کوکب نامدار رباعی | جب خاک مین ہستی کا چمن ملتا ہی
یاران وطن چھوڑ وطن ملتا ہی | اسباب جہان کے دیکھ لے ای غافل | مٹی ملتی ہی یا کفن ملتا ہی

تردد کیا تمھین ای ساکنان ملک ہستی ہی | فرد | عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی

عجب مقام ہی ای کوکب بزرگان دین بھی حیران رہے کوئی اس راز کو نہ سمجھا کہ بعد مرنے کے انسان
کہان جاتا ہی جب رشتۂ حیات قطع ہوا اٹھا لیا ان دنیا سے مطلب نہ رہا لباس زندگی اتارا خاک کا پیوند ہوا
بس اب صبر کرو حاضری کھاؤ یہ طریقۂ عرب ہی اگر تم آب و دانہ ترک کروگے بران و جمشید تڑپ تڑپ کر
جان دینگے عمرو کے کہنے سے کوکب نے ہاتھ بڑھایا ایک نوالہ تو عمرو نے اپنے ہاتھ سے منہ مین کوکب
کے دیا کہنے سے خواجہ کے کوکب کھانے لگا ہچکیان چلی آتی ہین جبرا قہرا کہنے سے خواجہ کے دو چار
نوالے کھائے ہر لقمے پر پانی کا گھونٹ پیا تب نوالہ حلق سے اترا لیکن عمرو نے بنگاہ غور دیکھا کہ
کوکب نے بائین ہاتھ سے کھانا کھایا عمرو خاموش ہو رہا دسترخوان اٹھوایا مہرخ و بہار سے
خواجہ نے کہا آپ لوگ سفر کرین طرف قوس حصار کے چلین اسد نامدار سے ملاقات کرنا واجب
و لازم ہی مین بھی آتا ہون وقت پر پہونچ جاؤنگا لاجبین سے جو صلاح ہوگی یا طرف دریاے صفت رنگ
کے یا طرف دریاے نیل کے روانگی ہوگی مہرخ وغیرہ لشکر کو لیکر طرف ملک قوس حصار کے
چلین یہان خواجہ عمرو ٹھہر گئے کوکب نے کئی مرتبہ کہا خواجہ صاحب مین آپکا حکم بجالایا آپکے
کہنے سے کھانا کھایا اب آپ بھی رخصت ہون عمرو نہ گیا شب کو عمرو نے کوکب سے کہا ای برادر
تمنے اس ذرۂ ناچیز کا مرتبہ بڑھایا اپنا بھائی بنایا بس راز دل مجھسے نہ چھپاؤ جو دل مین ہی
مفصل بیان کرو مینے آنکھون سے دیکھا تمنے داہنے ہاتھ سے کھانا نہین کھایا مین خدمتگزار
صاحبقران زمان ہون دل کی بات سمجھتا ہون یہ جو عمرو نے سمجھا کر کہا قسم دیکر حال دل پوچھا

کوکب زار زار مثل ابر بہار رویا کہا بھائی صاحب بڑے شرم کی بات ہی کہ ملکہ مشتری اس حسرت سے
قتل ہون مجھ ایسا غلام انگا زندہ رہے دعوی خون نہ کرسکے مین نے تو بہت تدبیر کی کہ ماہیان کو
زندہ نہ جانے دون اُس ملعونہ کی رسی دراز ہی قسم کھا چکا کہ بدون قتل ماہیان واسنہ ہاتھ سے کھانا
نہ کھاؤنگا یونہین لڑتا ہوا تا بہ پردۂ ظلمات جاؤنگا عمرو نے کہا ای کوکب ایسی بات نہ کہو مین ایک
ہفتے کا وعدہ کرتا ہون اگر معاوضہ خون مشتری مین ماہیان کو نہ قتل کیا سر لاکر تمھاری خدمت مین
نہ حاضر کیا عمرو عیار نہ کہنا لیکن بھائی تدبیر شرط ہی ماہیان حاکم پردۂ ظلمات ہی اتنی مدد کا تمسے طالب
ہونگا مقام سکونت اسکا بتلا دو جسطرح سے بنے گا وہان تک جاؤنگا یا جان دونگا یا سر لاؤنگا یہ سنکر
کوکب نے کہا خواجہ قول مردان جان دارد وحق مردان اعتبار مین قسم کھا چکا بستر نرم پر آرام نہ کرونگا طعام
گرم نہ کھاؤنگا اب تمنے حال پوچھ لیا تمھارے سامنے ہی جاؤنگا مین چاہتا تھا آپ تشریف لیجائین تو
جاؤن اب اسی وقت جاؤنگا یہ کہکر کوکب نے سلاح جنگ جسم پر آراستہ کیے ملکہ بران وجمشید دامن کوکب
کا تھام کر رونے لگے زنگاد یاس سے طرف خواجہ کے دیکھتے ہین خواجہ بھی زار زار رہے ہین کہا ای شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر ای بہادر بے نظیر مین مطلب دلی کو تمھارے سمجھ گیا صرف ایک ہفتے کی مہلت طلب کرتا ہون
انشاء اللہ اگر سر ماہیان نہ لایا میرا روے سیاہ نہ دیکھنا قاتل مشتری کا سر مجھسے لیجیے صرف مقام
اسکا مجھے تعلیم فرمائیے کوکب نے کہا خواجہ میرے ارادے مین فرق پڑتا ہی میرا قصد یہ تھا کہ مین قصر
جمشیدی مین نہ آؤن صورت کسی کو نہ دکھاؤن مین نامرد کہلاؤنگا مردان عالم سے آنکھ چار نہ کرسکونگا
بران وجمشید سے کہا ای نور نظر ای پارۂ جگر مین خوب جانتا ہون کہ تمکو میری جدائی شاق ہی لیکن کسی کا
میرے ہمراہ جانا مناسب وقت نہین ہی مین یکہ وتنہا اس معرکہ مین جاؤنگا مین اُس ظالم کا سر لیکر
آؤنگا بران نے عرض کی کنیز کا ساتھ رہنا واجب ولازم ہی آپ کے سامنے اُس سے لڑونگی اگر پلک
جھپک جاے سزا دیجیے آپ کے اقبال سے کبھی افراسیاب سے منہ نہین موڑا کوکب نے بران کو
گلے سے لگایا فرمایا تم ایسی ہی جری بہادر ہو مگر اس سفر مین تنہا ہی جاؤنگا مین عہد کرچکا قسم
کھائی اگر تم سب صاحبون کو یہ منظور ہی بے آب ودانہ تڑپ کے مرجاؤن تو مجھکو روکو مین قسم
کھا چکا اپنے دل سے عہد کیا اب عمرو بھی ناچار ہوا بران سے کہا بیٹیا اب نہ روکو کوکب نے
کہا خواجہ آپ اپنے لشکر مین جائیے عمرو نے کہا مین تمھارے ساتھ چلونگا اس سفر مین ساتھ

نہ چھوڑیں گے اگر چہ کوکب نے کہا عمرو نے نہ مانا کوکب نے کہا آپ میرا ساتھ کیونکر دینگے عمرو نے کہا بسم اللہ سوار ہو جیے کوکب روشن ضمیر مرکب پر عمرو پر سوار ہوا کوکب نے دیکھا خواجہ بھی قصر جمشیدی سے کود کے پائے شاطری مار کر ایک جانب روانہ ہوے چشم زدن مین آنکھون سے مخفی ہوے کوکب نے انگلیون پر کچھ شمار کیا بطور ستارہ شناسی راہ کو خیال کر کے تلاش مین ملکہ ماہیان زمردپوش کے بعد جوش خروش کوکب روشن ضمیر بھی روانہ ہوے انکو راہ مین چھوڑیے عمرو و کوکب کا حال پھر بیان ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان لشکر زلزلہ قاف ثانی سلیمان و لشکر زمرد شاہ باختری طرف سے افراسیاب جادو کے جانا مکار سحر طراز کا بطور عیاری مقابلہ و عیاری جواہر بن عمرو وغیرہ و دیگر حالات متعلق داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ

کدھر اے ساقی غنچہ دہان ہے
جلائیں سب چراغ آتشین گل کے
لگن ہر چراغ خانہ طور
ہر اک روزن ہے چشم ماہ کا داغ
چراغون سے منور گھر ہین سارے
دکھا ہولی کے میخانے کا سامان
نظیر قمقمہ ہر جام بنجائے
جنین پچکاریان صہبا کی تلمین
جو ساقی ہو شراب آتشین کی
گلال اپنی نظر مین بالیقین ہو
جما ہر رنگ ہولی کا جہان مین
زمین جو ہے وہ سیندور ابن بنا ہے
اچھلتا ہے ہر اک سو اوس کا رنگ
ہر اک فوارہ پچکاری لیے ہے
گلال انگور کے منہ پر لگا ہے
بہار بزم کا سامان عیان ہے
بنے ہر قیف سشیرینی کا دونا
مثال خانہ سے چشم پر نور
ہلال آسمان محراب گھر ہے
فلک پر جیسے روشن ہون تارے
شرابی خم سے جب صہبا انڈیلین
سبو ست مئے گلفام بنجائے
مئے گلگون کسم کا رنگ ہوجائے
بنے جھیگی ہوئی ساری حسین کی
ملائین رند لب ساغر کے لب سے
بہار ست آئی بوستان مین
بہم مین بوستان کے سب ہوائی
بنے ہر نخل سکتے دف و چنگ
نظیر قمقمہ گل بن رہے ہین
رخ گل پر عبیر زر لگا ہے
سنائیں رند خوشیان جام لیکے
ہر اک ساغر ہو شکر کا کھلونا
نظیر باغ ابراہیم ہین باغ
نظیر برج مہ ہر ایک گھر ہے
مرے پیر مغان مین تجھپہ قربان
سبو و جام رنگ آتشین جھلکین
عروس مئے کو لین ساغر نقل مین
حنائی باغ برگ تنگ ہوجائے
جو سرخی شراب آتشین ہو
سبو ہولی ملین بنت العنب سے
نظیر برج ہے گلشن بنا ہے
گھٹائین کر رہی ہین رنگ پاشی
ہر اک گل بادہ شبنم سے ہے
شرابی کباب بلبل بن رہے ہین
گل و بلبل مین گاڑھی چھن رہی ہے

کیسر آواز طوطی بن رہی ہے
ہر اک گل لالۂ احمر بنا ہے
کسم بستر میں دوپہری نسترن ہے
چمن میں جو نہال بارور ہے
ہر دامن خم کا پھولون کا دامان
گلے ملتی ہے شبنم جزو کل سے
تلاش ہمی میں فکر سنگ میں ہے
گلال آرائش روئے جہان ہے
زمرد شکل مرجان بن گئے ہیں
غبارہ میں ہے سیندور کا رنگ
ستارہ حسن کا چمکا رہا ہے
ہوا روشن قمر بنکر فلک پہ
دیک کندن کی رخشان ہو کے چمکی
چمک ذرہ کی دکھلائی زمین پہ
چمک میں ہیں یہ مہر آسمان سے
انھیں آنکھوں نے نسبت دو سچ ہے
ہوئی عقل ابر دریا بار کی دنگ
لباس جزو گل رنگین ہوئے ہیں
شرابین پی کے ہولی کھیلتے ہیں
کنول ہر اک دل کا کھل رہا ہے
کمانیں تیرے خنجر سپر سے

ہر اک شے میں نئی خوبی ہوئی ہے
جو سنبلو فر تھا وہ کیسر بنا ہے
گل سوسن جو تھے بشنو بنے ہیں
عقیق سرخ کا گویا شجر ہے
سوا نارنج سے ہر اک ثمر ہے
صبا سے گل نسیم صبح گل سے
عبلائی مہر نور افشان سے ہولی
عبیر افشان سیاسے بتان ہے
شفق ہے عکس خورشید لب بام
ہوا گلگون سر پہ نور کا رنگ
ہوا پر جا کے شکل برق چمکا
گرائی برق کو نزرے مے پہ
کیا چہرہ چمک کر دھوپ کا زرد
کواکب بنگیا عرش بریں پہ
بعینہ ماہ چرخ لوز ہیں یہ
کہون گر اختر گردون تو سچ ہے
ڈبویا رنگ میں ہر نازنین کو
عمامے مثل گل رنگین ہوئے ہیں
کیسر آواز سے کستے ہیں جہان پہ
جسے دیکھو وہ باہم مل رہا ہے
کہاں تک ذکر ہولی کا قسم ہے

سراسر رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے
چنبیلی زعفران پر طعنہ زن ہے
نظیر تار زر گیسو بنے ہیں
ہر اک ڈالی بنی ہے شاخ مرجان
شک انگور چمن کا سیب پہ ہے
زمانہ مست اپنے رنگ میں ہے
سنائی بلبل بستان نے ہولی
گہر لعل بدخشان بن گئے ہیں
سپیدہ صبح کا ہے سرخی شام
عبیر اپنی چمک دکھلا رہا ہے
سحر کو نکلے مہر شرق چمکا
چمک جگنو کی تابان ہو کے چمکی
قمر کی روشنی تابش بنے کی گرد
صفت ہے قمقمون کی کس زبان سے
نظیر ساغر بلور ہیں یہ
وہ کی پچکاریون نے بارش رنگ
بنایا قلزم احمر زمین کو
سب اپنے اپنے بام پر بیٹھے ہیں
ہزارون گالیان ہیں ہر زبان پہ
ہوائیں جو چلی ملتی ہیں شجر سے
کہاں تک نغمہ زن مرغ قلم ہے

چہرہ طی کنندگان منازل خارستان عیاری در رہروان جادۂ کوہستان خنجر گذاری راہ خطر
طلسمات سحر و عیاری کو مسافر قلم یون طی کرتا ہے نظم

منور کن بزم شیرین مقال | چنین می نگارد ز کلک خیال | الجائی تو ای ہمدم داستان
کہ بازآمدم بر سر داستان | اشہب تیزگام زبان کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین کہ

افراسیاب خانہ خراب کو جنگہ کوکب سے تبلہ اُٹھا کر باغ سیب مین لایا اول یہ ذکر واجب و لازم ہی
کہ ماہیان زمرد پوش گھبرائی ہوئی پاس افراسیاب کے آئی کہا ای افراسیاب تیرے واسطے
مین نے سر ہتھیلی پر رکھا مشتری کو قتل کرکے موت کا مزا چکھا طالع کا ستارہ گردش مین ہی کوکب میرے
قتل کی کوشش مین ہی طائران سحر نے مجھکو خبر دی کہ کوکب میری فکر مین قصر جمشیدی سے چل چکا
مین نے یہ تدبیر کی ہی کہ اپنے باغ ظلمات سے تا مہ ہر کوہستان و خارستان ہفت دربند سحر تیار کرون
اپنے مصاحبان عالی مقام و ساحران خوش انجام کو اُن دربندون پر مقرر کرون چند کنیزان ساحری
اپنی خدمت مین مقرر کی ہین کہ شاید وہ ساربان زادہ کچھ عیاری کرے یا مجھ تک اپنے کو پہونچائے
جو صورت بنکر آئے کنیزین بتلا دین نقشہ ہاے ستارہ شناسی نہایت طولانی تیار کیے ہین آٹھو
آٹھ پہر ملاحظہ کرونگی ای افراسیاب اگر یہ چالیس دن بخیر و خوبی کٹ گئے ہزار سال تک پھر
میری قضا نہین ہی اگر طرف آسمان کے دیکھتی ہون چرخ کج رفتار ستارون سے آنکھین نکالتا ہی
ثابت و سیارگان چھپتے اور گولیان مین زمین سے غبار اُٹھتا ہی ہر اک غار دہن اژدر ہر سنگریزہ
چھاتی کا پتھر دوست دشمن معلوم ہوتے ہین خیر خواہان دولت راہ مین تخم بدی بوتے ہین سوائے
ہفت دربند تیار کرنے کے اور کوئی تدبیر نہین ہی تو بھی آٹھ پہر یہی خیال رکھنا ملاحظہ اوراق
جمشیدی مین مصروف رہنا کوکب ان دربندون پر ضرور آئے گا اگر مین اور تو ملکر مقابلہ کرونگی
فتح نہ پائیگا ساحر دربندون پر ایسے کامل مقرر کیے ہین کہ جنکا عدیل و نظیر نہین ہی مدت کے
تعلیم کردہ ایک ایک اپنے وقت کے سامری و جمشید اپنے مقام سے آگے نہ بڑھنے دینگے اور اگر
فرزند ایک دربند تو ایسا تیار ہو گیا ہی کہ جسکی فتح ہی بالکل ناممکن ہی اس ساحر ہمدان سے
دل تر دو منزل بخوبی مطمئن ہی افراسیاب جادو نے کہا مین ہر وقت اسی فکر مین رہونگا اوراق
جمشیدی دیکھونگا کوکب کی یہ حقیقت نہین ہی کہ دربندہاے سحر جو آپ کے دست انداز ہو سکے
جن ساحرون کو آپ نے تجویز کیا ہی وہ سب کامل و اکمل ہین آپ جا کر باغ ظلمات مین آرام فرمائے
مین فوراً بعد پہنچونگا ماہیان زمرد پوش تو افراسیاب سے بخوبی کہکر گئی افراسیاب جادو

اور اوس لیکر بیٹھیا صاحبون سے کہ رہا ہے حقیقت مین کوکب چل نکلا کچھ احوال لاچین کا نہ معلوم ہوا
رشد زادے نے جاکر روکا ہوگا اگر میرے کہنے پر رشد زادے نے عمل کیا دریاے ہفت رنگ سے
فوج بے سرانت کو ہمراہ لے لیا لاچین اُسکا توڑ نہ کرسکیگا یہ ذکر تھا کہ ایک ساحر نے لاکر نامہ لقا کا دیا اسکو
افراسیاب نے پڑھا وہی کلمات مرقوم تھے کہ اے افراسیاب قدمبوسی کو نہ آیا اگر تو نہین اسکا کسی
ساحر کو براے مدد ابدولت روانہ کر ورنہ طلسم ہوشربا کو برباد کردونگا عمرو ہمارا بندۂ خاص الخاص ہے
قاتل ساحران اسکو لقب دیا ہے کوئی غالب نہوگا افراسیاب نے نامہ ہاتھ سے زمین پر ڈال دیا
کہا صاحبو فتح جنگ کی کون صورت خداوند لقا ناراض ہین یہان کے ساحرون کو اغماض مین چھپا
اسنے غور کیا عیارون کے ہاتھ سے مارا گیا یہ کہکر سوچنے لگا ساحرون سے حکم دیا جلد جاؤ مکار سحر طراز
کو بلاکر لاؤ وہ ہم سردار ہے ہم عیار ہے مکر و غدر مین بے نظیر سحر و ساحری مین بے مثل وہ کسی تدبیر سے
خاتمہ کردیگا قدرت کو تا بہ باختر پہونچائیگا ساحر گئے چند ساعت نہ گذرے تھے کہ ایک ساحر سیاہ رو
تیرہ سے مکاری و غداری آشکار مع بارہ ہزار فوج کے آیا افراسیاب نے کہا اے مکار سحر طراز
تم جانتے ہین تجھکو خدمتگزاری خدمت خداوند لقا سے سرفراز کرین جاکر قدرت کی مدد کرو خبردار غرور
نہ کرنا فرزندان عمرو سے بچنا ایک لاکھ چوراسی ہزار پانسو بچے شاگردان عمرو و فرزندان نامور وہان
موجود مین اگر عیارون سے اپنے کو بچایا کوئی تیرا غالب نہوسکیگا لشکر حمزہ مین کوئی ساحر نہین ہے کرو
غدر سحر سے بالکل نابلد ہے قدرت تمکو اپنے ساتھ باختر مین لیجائینگے مشیر قدرت لقب دینگے مکار نے
عرض کی اے شہنشاہ مین بخوبی سمجھ گیا ایسی تدبیر کرون کہ عیار تڑپ تڑپ کے مرین مجھ تک آسکین
مخفی مخفی ایک ایک مقام پر اُترونگا راتکو جاکر سرداران زبردست کو پکڑ لاؤنگا جب سردار سب قبضے
مین آجائینگے ایک دن طبل جنگی بجواکر کل اہالیان لشکر کو پھونک دونگا قدرت کو تا بہ قبطول پہونچاؤنگا
افراسیاب بہت خوش ہوا کہا اے برادر مین نے اسی واسطے تمکو بلایا افراسیاب نے سفارشنامہ
دیا مکار سحر طراز اسی وقت تخت سحر پر سوار ہوکر مع بارہ ہزار ساحران غدار سمت کوہ عقیق
کار سلیمانی روانہ ہوا مقامات ورسند دیکھتا ہوا جاتا ہے جو مقام کہ آباد تھے وہ سب
ویران پڑے مین افسوس کرتا ہوا عقب کوہ عقیق پہونچا لشکر کو اسی مقام پر اتارا ایک نامہ
بطور عرضی واسطے لقا کے تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند طرف سے افراسیاب کے

براے خدمتگزاری حاضر ہوا ہون سنا ہی کہ یہان عیار لشکر دشمن مین بہت ہین اُس خوف سے اُسی مقام پر ٹھہرا ہون کسی واقف کار کو روانہ فرمایئے نام سرداران نامی کے مجھکو بتلادے حالات لشکر اسلام سمجھادے مین رات کو جاکر سبکو گرفتار کرکے لے آؤن پھر قدرت کو تابہ باختر پہونچاؤن یہ نامہ ایک ساحر کو دیا کہ قدرت کو یہ نامہ دیکر چلے آنا وہ ساحر لشکر لقا مین آیا تابہ دربار گاہ جہان نامہ پہونچا درگہ سالار سے کہکر اندر آیا لقا کو تخت نخوت پر پایا صورت منحوس دیکھکر حیران ہوگیا دل سے کہتا ہی خداوند مین مجبوراً سجدہ کیا فرمان افراسیاب و نامہ مکار لاجواب پیش کیا لقا نے وہ نامہ بختیارک کو دیا بختیارک نامہ پڑھکر اُچھل پڑا کہا یا خداوند مین جانتا ہون یہ بڑا معقول ساحر آیا ہی بہت معقول تدبیر ہی تحریر بھی دلپذیر ہی اپنے خچرے پر سوار ہوکر چلا کہ جاکر بخوبی سمجھادون ادہر قضاے کار شعبان خنجر گذار عیار طرار فرزند عمرو نامدار خبر لشکر لقا کو آیا تھا اُسنے ایک ساحر کو آتے ہوے دیکھا تھا بختیارک کو دیکھا خچرے پر سوار ہوکے چلا شعبان سوچا شاید کوئی ساحر آیا ہی بختیارک براے استقبال جاتا ہی یہ بھی عقب مین چلا پانچ کوس راستہ طی کرکے شعبان نے دیکھا لشکر ساحران فرو کش ہی شعبان اک جھاڑی مین چھپ رہا بختیارک لشکر ساحران مین جاکر داخل ہوا مکار سحر طراز کو خبر ہوئی شیطان درگاہ خداوندی تشریف لاتے ہین مکار بارگاہ سے نکل آیا بختیارک کی صورت دیکھکر بہت ہنسا استقبال کرکے بارگاہ مین لایا مقام صدر پر جگہ دی دعوت شراب کی بختیارک نے مزاج پوچھا دونون مکار و غدار آپسمین باتین کرنے لگے مکار نے کہا ملک جی مین اسواسطے یہان ٹھہر گیا کہ میرے حال سے کوئی آگاہ نہو آپ سرداران حمزہ کے نام مجھکو لکھ دیجیے دو چار کو روز بوقت شب گرفتار کرکے لے آیا کرونگا جب سردار قبضے مین آجاینگے لشکر بے سردار کو ایک دن مین تباہ کردونگا بختیارک نے راے کو مکار کی بہت پسند کیا کہا اے قوت بازو شہنشاہ طلسم ہوش ربا راے تو تمھاری بہت صحیح ہی کیا معقول بات تجویز کی لیکن فرزندان عمرو براے عیاری بلاے روزگار ہین خبر پاتے ہی تمھارے لشکر مین ہو نچینگے اپنی تدبیر سے غافل نرہنا یہ کہکر جیب سے فہرست نام سرداران نکال کر مکار کو حوالے کی کہا یہی پانچ ہزار پانچسو چھپن سردار مین خداوند لقا تمھاری تدبیر کو راست لائین مکار نے کہا ایک ہفتے مین ملاحظہ فرمایئے گا مین لڑائی کو ختم کرکے تابہ ملک باختر پہونچادونگا قدرت سے جاکر وعدہ کیجیے اگر قدرت کو بلاکے

قبطول پہونچا دون طرۂ پیغمبری حاصل ہو بختیارک نے کہا پہلے چند مسلمانون کو گرفتار کرو ہم بھی
تو دیکھین کہ تمھاری راے کیسی ہو قدرت ضرور طرۂ پیغمبری دینگے بختیارک۔ تو یہ کہکر بارگاہ سے
نکلا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا شعبان نے جب دیکھا بختیارک جا چکا جھاڑی سے نکلا سوچنے لگا
عقل سے معلوم ہوا کہ بختیارک کچھ سمجھانے آیا تھا یہ ساحر بڑی تدبیرے لڑیگا اسیوقت رنگ روغن
عیاری کا نکال کر بختیارک کی شکل بنکر تیار ہوا چار شاگرد بطور خدمتگار اپنے ہمراہ لیے لشکر مکارہ
مین آیا مکار کو ہرکارون نے خبر دی ملک جی پھر آتے ہین دو خدمتگار دو مصاحب ساتھ ہین
مکار سحر طراز براے استقبال پھر اُٹھا لیکن یہ کہتا ہوا چلا کہ شیطان صاحب دوبارہ کیون پلٹ
آئے مصاحبون نے کہا کوئی ضرورت باقی رہگئی ہوگی مکار نے کہا مقام خوف ہو یہان عملداری عیار آ
سرحد مکاران ہر وقت اپنے بیگانے سے خوف مناسب ہو خیر تشریف لانے ہین تو سرفراز کرین یہ کہتا
بیرون بارگاہ آیا شعبان خنجر گذار عیار طرار فرزند عمرو نامدار جیسے ہی سامنے ہوا تیور کو مکار نے
دیکھا سوچا کہ تیور اسکے بد ہین خدا خیر کرے اور بڑھکر کہا ای قوت بازو شہنشاہ ہوشربا مین
راہ مین سے پلٹ پڑا تمکو مناسب یہ ہو کہ چل کر قدرت کی قدمبوسی کرلو دامن مدعا در مراد سے
بھرلو جو مراد ہو مانگو عمر بڑھواؤ صرف یہ تاکید ہو کہ غرور نہ کرو مکار نے کہا ملک جی صاحب مین
خوب سمجھ گیا بارگاہ مین تشریف لے چلیے دوبارہ آپ نے تکلیف فرمائی چاہتا ہون چند ساعت
اور خدمتگذاری کرون آپ کی زیارت سے سب مرادین حاصل ہوئین جب آپ ہماری خداوند
سے سفارش کیجیے گا قدرت ضرور سرفراز کرینگے اسطرح خوشامد سے اپنے باتین کین شعبان
کے دل مین جو خیال خام تھا کہ شاید دوبارہ آنے مین کچھ یہ سوچ گیا وہ بالکل دل سے نکل گیا
ساتھ والون سے اشارے کرنے لگا خود دعوت کرنے کو کہتا ہو چل کر دن دہاڑے اسکو مار لو شاگرد
بھی باتین بناتے ہوے چلے مکار نے شعبان کو لاکر داخل بارگاہ کیا مسند پہ جگہ دی ملازمون
سے کہا ملک جی تشریف لائے ہین شراب و کباب مہیا کرو خدمتگذاری مین شیطان صاحب کی
مصروف رہو مین سن چکا ہون کہ یہ کلید عقل خداوند ہین شیطان درگاہ خداوندی لقب ہمیشہ
سے خود پسند ہین ملازم نے لاکر گلابی شراب کی آگے رکھی مکار نے کہا نوش فرمائیے اپنے دست بخشش
سے غلام کو پلائیے شعبان کو اور زیادہ اطمینان ہوا گلابی اٹھائی جام لبریز کیا گھائی سے تڑپ تڑپ

ن طلائی مکار نے خود کہا چلے اپنے غلام کو سرفراز کیجیے شعبان نے جام طرف مکار کے بڑھا دیا مکار
نے جام ہاتھ مین لیا کہا ملکہ جی مین پی جاؤن میرے لیے کچھ نقصان تو نہین ہے اب شعبان
نے گھبرایا دیکھا تو مکار کے ہونٹون پر جنبش ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سحر کرنے کی کوشش ہے اب زانو
بدلنے لگا شاگردون سے بھی اشارہ کیا اشارے سے مراد یہ تھی کہ یارو یہ پہچان گیا خیر آخر کرے
شعبان نے چاہا اپنے مقام سے اٹھون ثابت ہوا کہ زمین پاؤن تھامے ہوئے ہے مکار نے
جام ہاتھ مین لیکر بہ قہر و غضب شعبان پر نگاہ ڈال کہا او دغاباز جعلساز میرے ساتھ عیاری مین
پہلے ہی سمجھ گیا تھا یہ کہکر اسطرح نگاہ قہر ڈالی کہ رنگ روغن عیاری کا چہرے سے پانچون کے اڑگیا
صورت اصل ہو گئے سحر تو یہ پہلے ہی کر چکا تھا کہ اپنے مقام سے اٹھ نہ سکے جب رنگ روغن عیاری
کا چہرے سے پانچون کے اڑگیا جام شراب اُس بدانجام نے پھینک دیا خدمتگارون سے
کہا انکی مشکین باندھو او ظالم بتلا تیرا کیا نام ہے شعبان نے سر جھکا کر کہا مجھکو شعبان خنجرگذار
کہتے ہین کہا کیون آیا تھا کہا تیرے قتل کرنے کو اور کیا تو بچیگا بھائی سند میرے اگر مجھکو رہا کر یگے
یہ دن کاٹنا تجھکو دشوار ہوگا ساتھ والے مکار کے گھبرا گئے کہتے ہین اے قافلہ سالار مکاران آپ کو
کیونکر دریافت ہوا مکار نے کہا مین جو سنتا تھا کہ فرزندان عمرو بڑے غضب کے عیار ہین وہ
خبرین سب بیکار ہین یہ بھونڈی عیاری کہ ابھی بختیارک گیا راہ مین اسنے دیکھا ہوگا انکی شکل
بنکر چلا آیا کوئی نادان ایسی عیاری کا دھوکا کھائیگا یہ کہکر شعبان کو قید کیا کہا ایک ہی مرتبہ
سب کو قتل کرونگا مکار نے دن تو بسر کیا شب کو اسباب عروجات پر آراستہ کرکے بختیارک سے
نام و نشان دریافت کرچکا ہے طرف لشکر صاحبقران کے چلا ہے رات گئے لشکر مین آیا جواہر ابن
عمرو کو توال چبوترے مین بیٹھا ہے ابوالفتح اصفہانی و عمران خطائی وغیرہ حاضر ہین اُنسے
پوچھا ہے کہ آج صبح سے ہمارا بھائی شعبان پلٹ کے نہین آیا ابوالفتح نے کہا چار عیار اور بھی
ساتھ مین جواہر نے کہا گلباد نے مجھکو خبر دی تھی کہ کوئی جادوگر بارگاہ لقا مین آیا تھا
بختیارک اُنکے ساتھ گیا بعد عرصہ دراز وہان سے پلٹ کے آیا ظاہرا معلوم ہوتا ہے کوئی آیا
اُسنے دام مکر پھیلایا برادر ابوالفتح اسکی تلاش کرو اب ابوالفتح نے کہا انشاءاللہ کل صبح انکی تلاش
کرینگے احوال معلوم ہوجائیگا یہ باتین کرکے عیار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کاروبار مین مصروف ہوئے

بوقت سحر صاحبقران زمان دربار مین آئے سب سردار بھی حاضر ہوے ناگاہ داراب گلبرگی روتا ہوا
آیا عرض کی داراے ہند بارگاہ سے غائب ہوگئے ای شہریار نہ سراپچہ چاک ہوا نہ نشان نقب ہی کسطرح
غائب ہونا بڑا غضب ہی صاحبقران نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف جواہر کے دیکھا کہا یہ کیا معرکہ ہی
لندھور کو کون لے گیا ہمارے یار وفادار کے ہونے سے بڑی بڑی خرابیان درپیش ہین
بکو رشتے لیس و پیش ہین سردار لشکر سے غائب ہوا انکو خبر نہین تو صاحب یہ افسر ہین عیارون
کے جنکو خبر بھی ملتی نہین ناسیان و توسیان نے عرض کی کہ حضور کل سے شعبان خنجر گذار اور جابر
شاگردان عمرو نامدار لشکر سے غائب ہین انکا بھی نشان نہین ملتا ہی صاحبقران نے فرمایا
یہ انتظام خوب ہوا ہو جب مصرع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی، میان جواہر بن عمرو کا بھائی
قوت بازو غائب ہوگیا سردار کی کون خبر لے جواہر بن عمرو غصے مین کہتا اٹھا کہ غلام ابھی دریافت
کرتا ہی سب پیک بچے نوجوان مثل ابوالفتح و عمران وغیرہ جواہر کے ساتھ ہین بیرون بارگاہ آئے
کہا شہزادے آپ تکلف نہ کرین ہم براے جستجو جاتے ہین جواہر نے کہا یارو عزت عیاری کی جاتی ہی
دیکھو آج صاحبقران نے کیا فرمایا عمرو کا ذکر آیا وہ ہوتے تو کیا کرتے کیا اُنکے سامنے افتاد نہین
پڑی مثل مشہور ہی نامی دوکاندار کما کھاے نامی چور مارا جائے بات اُنکی بنی ہوئی ہی انھین کا
ذکر آتا ہی جاکر لشکر لقا مین دریافت کرو دیکھو لندھور کو کون لے گیا شعبان پر کیا معرکہ گذرا
چالیس پیک بچے گئے چند ساعت مین واپس آئے کہا ای جواہر سارے لشکر لقا کو چھان ڈالا
وسواس و خناس نے بختیارک کو خبر دی کہ لشکر سے لندھور اور پانچ عیار غائب ہوے وہ مکر
خود حیرت مین تھا لشکر لقا مین نشان نہین ہی دن بھر یہی جستجو رہی کچھ پتا نہ ملا جواہر بن عمرو
کے دل کو لگی ہی جسوقت سے صاحبقران نے جھڑکا ہی بارگاہ سلیمانی مین نہین آیا شب کو کنارے
پر لشکر کے آکر بیٹھا پہر رات گذری تھی کہ اسنے آسمان پر دیکھا اک شعلہ چمکا جواہر نے بہ نگاہ غور
دیکھا ایک ساحر اترا ہوا آتا ہی جواہر دیکھتا ہوا چلا وہ ساحر قریب بارگاہ علمشاہ آیا اک
نخل تھا اسپر ٹھہر اپنیکر سحر کرنے لگا اہالیان طلایہ بارگاہ رستم تاثیر ہواے سحر سے بیہوش
ہوگئے مکار نخل سے اترا جواہر گوشے سے دیکھ رہا ہی کہ وہ جادوگر پردہ اٹھا کر اندر بارگاہ علمشاہ
کے گیا بچہ کمر مین دیکر رستم کو لے اڑا ساحر اڑتا ہوا جاتا ہی جواہر بھی تعاقب مین چلا آتا ہی جب وہ پ

لشکر کے قریب پہونچا سامنے والے منتظر کھڑے تھے حضور حضور کہکر دوڑے پوچھا آج حضور کسکو لائے مکار جادو نے کہا کلیجے پر حمزہ کے چھری پھیر دی اُنکے فرزند علمشاہ کو لایا جواہر نے یہ سُنا فقیر بنا ہوا لشکر مین آیا جس خیمے مین شعبان و لندھور قید تھے وہین لاکر علمشاہ کو بھی قید کیا شہیم کو مع چالیس ساحرون کے نگہبان مقرر کیا کہا اے شہیم ہوشیار رہنا مین اپنا سحر اُتار تا ہون تم اپنا سحر قائم کرو شہیم نے علمشاہ و لندھور پر اپنا سحر قائم کیا قید خانے مین ڈالدیا مکار طرف اپنی بارگاہ کے گیا جواہر نے یہ سب معرکہ آنکھون سے دیکھا کہ شہیم کرسی پر بیٹھا ہے مع چالیس جادوگرون کے شراب خواری کر رہا ہے جواہر بن عمرو بیرون لشکر آیا بھٹی پر سے شراب کی ایک تپلہ خریدا ایک مزدور کے سر پر لدوایا آپ لقا کے چوبدار کی شکل بنکر لشکر مکار مین آیا قید خانے کے قریب پہونچا شہیم نے دیکھا چوبدار خداوند کا ساتھ ہے مزدور کے سر پر تپلہ رکھا ہے شہیم کھڑا ہو گیا جواہر نے کہا خداوند نے یہ شراب تم لوگون کے واسطے بھیجی ہے قدرت کو بعلم غیب دانی ثابت ہوا کہ ہمارا بندۂ خاص ہمارے دشمنون کی نگہبانی کر رہا ہے حکم ہوا یہ شراب پہونچاؤ شہیم نے تپلہ اُتروا لیا ساحران شراب پینے والے بتعجیل تپلے کو کھولا آپس مین شراب تقسیم ہوئی جواہر ان کے سامنے سے رخصت ہو گیا ایک نخل کی آڑ کرکے ٹھہرا اُن سبھون نے وہ شراب پی بیہوش ہو ہو کے گرے جواہر گوشے سے نکلا خنجر بکڑ کے چلا کہ شہیم کو قتل کرون دونون سردار پانچون عیار ہوشیار ہون انکو لے نکلون خیال مین آیا مرنیکی علامت بر پا ہوگی ابھی ہنگامہ ہو جائیگا پھر کیا تدبیر کرون ہر چند سردارون کو جگاتا ہے انکو ہوش نہین آتا عیار بھی بیکار ہین گھبرا کے قید خانے سے نکلا دیکھا ابوالفتح اصفہانی و عمران خطائی وغیرہ بارہ پیک بچے ساحرون کی شکل بنے ہوے لشکر مکار مین آ پہونچے تھے جواہر نے انکو پہچانا ابوالفتح سے کہا سردارون کے پشتارے دوش پر لگاؤ پانچون عیارون کو اُٹھاؤ شہیم کے سحر مین یہ سب مبتلا ہین اسکا بھی پشتارہ باندھو صحرا مین چلکر اسکو قتل کرینگے ان سبکو ہوش آجائیگا عیارون نے سردارون و عیارون کو اُٹھا لیا جواہر نے شہیم کا پشتارہ باندھا لشکر سے مکار کے نکلے جب صحرا مین دو کوس پر پہونچے جواہر نے شہیم کو قتل کیا علمشاہ و لندھور و پانچون عیار ہوشیار ہوے جواہر نے کہا کل چلو بارہ پیک بچے دونون سردار چلے مکار بستر خواب پر چیخ پڑے گھبرایا پہر رات رہے بیرون بارگاہ آیا قید خانے کے قریب پہونچا دیکھا سب جادوگر بیہوش پڑے ہین قید خانہ خالی شہیم غدار غائب ہے مین پر پرواز پیدا کرکے چلا جواہر بن عمرو

لندھور و علمشاہ سے کہتا ہو باتون بڑھائے ہوے چلیے لندھور و علمشاہ کہتے ہین ہمسے پیدل نہین چلاجاتا راہ خارستان وکوہستان کہین نشیب کہین فراز جواہر سب سے آگے بڑھا ہوا کہ آسمان سے برق جلی مکار نے آواز دی خبردار اے عیار وکہان جاتے ہو شعبان تو جست کرکے ایک غار مین جا رہا مکار نے گرتے گرتے سحر کیا دونون سردار بارھون عیار بیہوش ہوکے گرے مکار نے کھڑے ہوکر چہار جانب دیکھا کسی کو نہ پایا سمجھا یہی لوگ تھے ایک تخت سحر تیار کیا عیاران مذکور و سرداران مسطور کو تخت پر ڈالا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا جواہر بن عمرو دیکھا کیا پھر طرف لشکر مکار کے چلا راہ مین دیکھا غار سے شعبان بھی نکلا دونون نے آپسمین صلاح کی جواہر نے کہا کہ اے برادر تمنے دیکھا یہ بچیا ہماری آنکھون کے سامنے سے سردارون اور عیارون کو لیگیا شعبان نے کہا اے برادر چلکر صاحبقران کو خبر کرو جواہر نے کہا ہم تو بدون قتل مکار آقاے نامدار کو منھ نہ دکھائینگے شعبان نے کہا چلو آپسمین صلاحین کرتے ہوے پھر طرف لشکر مکار کے چلے یہان مکار سحر طراز سردارون کو لیکر لشکر مین آیا لشکر مین بھی اسکے اک ہنگامہ ہو عیار مسلمانون کے بڑے قیامت کے ہین شمیم کو لیجا کر جنگل مین مار ہمارے آقاے نامدار تلاش مین گئے ہین دیکھا تو مکار مع تخت سحر آکر پہونچا ان سب کو لاکر پھر ایک خیمے مین قید کیا نعیم جادو بھائی کو شمیم کے بلایا کہا خبردار کسی غیر کو اپنے لشکر مین نہ آنے دینا مین راہ سے جاکر ان سب کو گرفتار کر لایا بقول کجنبار ک ملک ارت گھر دیکھ گیا اب حمزہ کو دریافت ہوگا کہ مکار جادو طلسم ہوش ربا سے آیا ہو یقین ہو صاحبقران بھی لشکر کشی کرین اب یہان ٹھہرنیکی کیا ضرورت ہو لشکر خداوندی مین چلو صبح بھی ہو چکی تھی سردارون اور عیارون کو ایک ارابے پر سوار کیا لشکر کو ساتھ لیکر سمت فوج لقا روانہ ہوا پہرون رہے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا لشکر اترنے کا حکم دیا مکار کنارے پر لشکر کے ٹہل رہا ہو اسنے دیکھا آہوے وحشی نخلستان سے بھاگا ہوا نکلا پشت پر دیکھا آہو کے ایک جوان چالاک وچست تیر وکمان ہاتھ مین صاف ظاہر ہو کہ آہو کی جستجو مین دور سے آتا ہو آہو اپنی جان بچائے ہوے جاتا ہو نکل جاؤن مگر وہ جوان چست وچالاک چاہتا ہو کمند ون مین گرفتار کرون ایک مقام پر آہو رکا اس جوان نے جھپٹ کر حلقہ ہاے کمند مارے حلقے کمند کے شاخہاے آہو مین نہ پڑے گلے مین پہونچے آہو گرا جوان نے چاہا جست کرکے سینے پر سوار ہون آہو ذبح کرون آہو نے سر ہلایا شاخ اسکی ران پر جوان کے پڑی زخم کاری آیا جوان خوشرو زمین پر گرا

آہو مع حلقہ ہاے کمند جست وخیز کرتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا وہ شیر بیشۂ شکار جوان نامدار الٹریان رگڑ کے بیہوش ہوا آنکھیں اُلٹ گئیں کمان کیانی دوش سے گری سپر ایک جانب نیچہ ایک جانب پڑا ہے وہ آفتاب جمال ایڑیان رگڑ رہا ہے ران سے خون کا فوارہ جاری مکار سحر طراز گھبرا کر دوڑا ساتھ والون کو بھی حکم دیا یار واس جوان کو اُٹھاؤ زخم دوزی کرو کوئی رئیس زادہ سپاہی وضع شکار دوست جستجو سے شکار مین یہانتک آیا شاخ آہو سے زخمی ہوا رئیس کو رئیس کا پاس ضرور ہے اسکا حال زار دیکھکر تاب نہ صبر ہو ملازمان مکار جھپٹ کے پہونچے دیکھا اُس جوان کا منکہ ڈھلا ہوا چہرہ زرد دریاے خون مین نہایا ہوا ستے پالکر اٹھایا مکار کف افسوس ملتا ہوا لیکر اپنی بارگاہ مین آیا مسند پر لٹا دیا یہ کیفیت زخم دوزی کی پٹی مرہم کی چڑھائی بعد عرصہ دراز اسکو ہوش آیا مکار نے پوچھا ای شیر بیشۂ جرأت ای صاحب شوکت و لیاقت نام نامی و اسم گرامی کیا ہے فن شکار مین بڑا کمال حاصل کیا آہوے وحشی کو حلقہ ہاے کمند سے گرفتار کرتا تھا تو نے جو سوچا وہی کیا لیکن دھوکا ہوا شاخ آہو سے زخمی ہوگیا ہم اٹھالائے اُس جوان نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا آپ نے احسان کیا حسین نوجوان میرا نام ہے شکار کھیلنا میرا کام ہے یہانسے قریب ایک مقام ہے کہ اسکو قلعۂ کوہستان کہتے ہین باپ میرا حاکم و ناظم ہمیشہ اسی طرح شکار کھیلا ہون صحرا کو حلقہ ہاے کمند لعنہ مین گرفتار کیا تیغہ برق تاب سے شیر کا شکار کیا آج گردش فلکی سے یہ انقلاب ہوا آپ اب چلکر کلبۂ احزان کو اس حقیر کے نور قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمایئے آپ تو جان بخش ہین مکار نے کہا ای شاہزادۂ نامدار آج کی شب تو مین آپکو جانے بھی نہ دونگا جب زخم اندمال پائے مین اپنے ملازم ہمراہ کرون بہ اعزاز و اکرام تمام تمھارے قلعہ مین تمکو پہونچا دُون اس حیلے سے تم سے ملاقات ہوئی بنہایت سامری اب اس حوالی مین ہم رہین گے براے مقابلہ صاحبقران جاتے ہین مقابلے پڑینگے چند سردار چند عیار میرے پاس قید مین انکو بھی جاکر قتل کرونگا جب لڑائی فتح کرکے پلٹونگا تمھارے قلعہ مین ضرور آؤنگا دو چار روز صحبت عیش مہیا رہیگی تمھارے باپ سے بھی ملاقات ہوگی اب تو دو چار دن ہمین سرفراز کرو بدون اصلاح زخم نہ جانے دینگے جوان خاموش ہوا بہت شکریہ ادا کیا باتین کر رہا ہے مکار نے دیکھا نہایت فصیح و بلیغ عقیل و فہیم باتون مین لطف حکایات جابجا کے بیان کرتا ہے مکار کا دل لگ گیا حکم دیا ناچ ہو جب طائفہ ناچنے لگا غزلین وغیرہ گائین مکار کہہ رہا ہے ای حسین نوجوان یہ گائن طلسم ہوشربا کی رہنے والی ہین بہت کچھ صرف کرکے ساتھ لایا ہون

بگا گانا گاتی ہے حسین نوجوان کچھ جواب نہین دیتے منہ پھلائے بیٹھے ہین مکار نے کہا کیون اے حسین نوجوان کیا گانا اسکا تمکو پسند نہین آیا حسین نے ہنسکر کہا بالکل بے سُری ہے بڑا عیب خاص یہ ہے کہ بگا گانا کیا جائے کچھ غزل ٹھمری گا لیتی ہے اُس کسبی نے جو یہ سنا جھلا کر کہا میان صاحبزادے یہ علم سیکھی ہو شکار کھیلنا نہین ہے تیر اٹھا کر مار دیا جانور پر کبھی پڑا کبھی نہ پڑا ہمارا نشانہ کبھی خالی نہین جاتا مبتش ابرو مین ہزارون شکار ہوے تیر مژگان صدہا کے دلون کے پار ہوے حسین نے ہنسکر کہا بی بائی صاحب سچ کہتی ہو ناز و کرشمہ اور چیز ہے بگے گانے کا نام نہ لو غزل ٹھمری گاؤ اُنگلے کالمون کا نام نہ بدنام کرو رنڈی اور زیادہ بگڑی کہا میان شہزادے صاحب کچھ گا کے سنائیے تو ہم جانین طبلیے نے بھی طبلہ ملایا سارنگی بجانے والے نے بھی باتون کا تار لگا دیا مکار نے دیکھا حسین نوجوان بگڑا غصے مین اشارہ دکیا ساز ملاؤ جب ساز ملکر تیار ہوے کہا بھائیو تم کسبی ہو غریب عطائی کا خیال رکھنا تمہاری آس ہے اب جو حسین نوجوان نے تا مین مارنا شروع کین زمین تھرائی کسبی گھبرائی حسین نوجوان شہزادہ والا قدر آسمان جلالت کا بدر فصیح و بلیغ یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

وصل کی ہو گئی کچھ دلکو خبر آپ سے آپ
در میخانے پہ چھلکا ہے جو ساغر آپسے آپ

یہ دل عربدہ جو ہے مرے پہلو مین اگر
ہو الم دیکھ انکا نہ کرآپ سے آپ

گو کسی اور کو تا کا ہے مگر تیر اُسکا
جسین بیدا ہو نہ کچھ رنگ اثر آپسے آپ

مہربانی تری اے گرمی آہ سوزان
سیدھی ہو جائیگی عاشق سے نظر آپسے آپ

ورنہ تمنا ہی کہین ہو دو چار آپسے آپ
آسمان انکو یہ قصد نہین کرتا شب و روز

وصل کی شب بھی اُٹھیگا کوئی شر آپسے آپ
بے طلب جیسے گیا انجمن یار مین مین

سر اشتیاق ہے آیگا ادھر آپسے آپ
سعی کرتے مین بہت سی مرد انجم آمین

سوکھ جائینگے مرے دیدۂ تر آپسے آپ
پوچھے دلسے کہ اُٹھا کوئی پہلو سے جلال

سجدہ وہ بھی زیادہ ہے کہ تیہ انکی حرمت
گرد پھرتے ہین مرے شمس و قمر آپسے آپ

کھو دیا اسکو خوشی نے نزاکت نے اپنے
یو نہین اے جذب دلی آئے مرے گھر آپسے آپ

آہ کیون کرتی ہے گستاخ وہ جیسی کیسی
کیا شب ہجر کی ہوتی ہے سحر آپسے آپ

کجروی تجھسے زمانے نے وفا کی حسین
وہ تو تھا ہوش مین باہر تھے اگر آپسے آپ

اتنے وہ نازنین حسین نوجوان کے گرد پھرنے لگی قدمون کو بوسہ دیتی ہے بلائین لیتی ہے سب گوئے گرد بیٹھے مین تعریفین کر رہے ہین مکار سحر طراز مبہوت ہو رہا ہے اشعار عاشقانہ سنکر سنکے رو رہا ہے خود بھی نوجوان عاشق مزاج مرد تماشبین مزیدار نوجوانون کی صحبت اُٹھائے ہوئے کلیجہ پکڑ لیا حسین نوجوان کی بلائین لینے لگا کہا اے شہزادہ والا قدر اے ذی کمال صاحب جاہ و جلال سیانگری تمہاری وہ دیکھی ہو گا

شکار کمند سے کرتے ہوئے نہ دیکھا تھا وہ دیکھا علم موسیقی مین تمھارا مثل نہین حسین نوجوان نے سر جھکا لیا کہا آپ قدردانی فرماتے ہین ابھی آپ نے کیا کمال دیکھا خزانہ سلطنت کا حصول کمال مین صرف کیا کاملین کی جوتیان سیدھی کین چلیین بھرین تب کچھ آئین بائین شائین آگیا ایک کمال البتہ بڑی مشکل مین آیا وہ علم ساقی گری ہی مکار سحر طراز نے کہا ساقی گری کیا مشکل ہی شراب کا انڈیلنا اشعار پڑھکر پلا دینا یہی ساقی کا کام ہی اسمین کیا نیک انجام ہی حسین نوجوان ہنسے کہا حضور ساقی گری ایسی مشکل ہی تمام عالم مین ایک شخص اس فن کو جانتا ہی وہ ساقی گری یہ ہی کہ پاؤن سے ناچے ہاتھ سے بتائے منھ سے گائے سر سے لاکر شراب پلائے سوائے عمرو عیار کے اس فن کو کوئی نہین جانتا وہ اس کمال کو بارگاہ مین بادشاہون کی صرف کرتا ہی اکیلا لاکھون کو بیہوش کرے چشم زدن مین لاکھون کو مٹا دے اور بھاگ کر نکل جائے مین نے اسکو کسی حیلے سے طلب کیا اس فن کو اس دشمن جان و ایمان سے حاصل کیا ملاحظہ پر موقوف ہی ایک بات کی مشکل ہی کہ جب ہم ساقی ہوتے ہین کسی کو باقی نہین چھوڑتے لہذا آپ کا صرف بہت ہوگا بارہ ہزار کا لشکر آپکے ساتھ ہی ہمارے قلعہ مین تشریف لے چلیے وہان جلسہ آراستہ ہو پورا میخانہ صرف ہوگا مکار نے کہا میخانے کی کیا حقیقت ہی اس کمال کے سامنے زر و جواہر کی کیا لیاقت ہی کیون صاحبزادے جام سر پر رکھا جائیگا قطرہ شراب کا نہ گریگا حسین نوجوان نے کہا اگر قطرہ گرے سر کاٹ لیجیے تمام کاملین بول اُٹھے جام کا انجام ہونا دشوار ہی حسین نوجوان نے کہا ابھی آپ لشکر لیکر میرے قلعہ مین چلیے مین ساقی گری کرکے سب صاحبون کو دکھاؤن مکار سحر طراز نے کہا یہان سب کچھ حاضر ہی آپ کیون تکلیف کرین ہمارے مال کو اپنا جانیے مشقت بھی تو آپ کو انتہا کی ہوگی حسین نوجوان نے کہا سالہا سال کثرت مین خزانے صرف ہوگئے تب اس کمال مین سواد ہوا آپ شراب منگائیے کلید میخانہ ہمکو دیجیے مکار نے کلید میخانہ حسین نوجوان کے سامنے حاضر کی داروغہ کو حکم دیا شاہزادے کو میخانے کا اختیار ہی جسطرح چاہین صرف کرین تم سپرد کرکے چلے آؤ حسین کنجی لیکر اندر میخانے کے آیا شراب کو خوب خراب کیا پکار کر آواز دی دس دس آدمی ایک ایک قرابہ لیجائین سو جوانون مین ایک تبلہ لشکر مین ہلڑ ہوا مفت کی شراب تقسیم ہو رہی ہی شاہزادہ حسین نوجوان ساقی گری کریگا حکم ہی کوئی باقی نہ رہیگا لینے والے دوڑے حسین نوجوان نے تجلے قرابے کے تمام اہالیان لشکر کو تقسیم کیے دو کشتیان عمدہ انگبین کنٹر الماس نگار بادۂ گلنار سے معمور رکھے ہوئے انکے تمامی سے باندھے اس سلیقے سے حسین نوجوان کشتیان شراب کی محفل مین لیکر آیا دیکھنے والون

کی حال ٹپک بڑی مکار تڑپ گیا کہا دیکھو صاحبو کس سلیقے سے شراب لیکر آیا جی چاہتا ہے کہ آج شراب خوب پیجیے اب حسین نوجوان نے پشواز زیب جسم کی بھاری جوڑا اپنا چوراسی گھنگرو پاؤن مین باندھے اس پیچ و خم سے حسین گت ناچنے کھڑا ہوا ناز و ادا کو دیکھکر نازنینان مہ جبین بیقرار ہو گئین جلسی بخش اس جوان خوشرو کے گرد پھرین مال کیا مال ہے جان نثار کرین ساز طلے گت شروع ہوئی اس لطف سے گت ناچا دیکھنے والون کی بن سی گت ہوئی

ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر توڑا
جان آپنے سسک سسک کردی
گت ناچتے ناچتے یہ اشعار شروع کیے نظم

اشعار

اہل محفل نے کیا اسپہ بچھا در توڑا
سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل

جسکے جانب بتا کے سسکی لی
ماہتاب ان پہ جب گیا بادل

حشر مین رو رون یہ جب بارش رحمت ہوگی
جان دونگا یہ مجھے یار سے خفت ہوگی
گورکن کا نہ اٹھائینگے لیس گر احسان
دم نکل جائیگا جب پھر تو نہ وحشت ہوگی
ای نکیرین ذرا قبر مین دم لینے دو
مین اگر شب کو نہ ہونگا مری حسرت ہوگی
گریہ ثابت ہوا لیکی دل کو وہ لگاو
ملک الموت کے ہاتھون تو اذیت ہوگی
دل مین روز قیامت نظر آئیگا جلال

کیون سکینہ ہے زاہد کو یہ حسرت ہوگی
کون سنتا ہے جو پرسش ہوئی روز محشر
آپ کر جائینگے ہم کچھ بھی جو غیرت ہوگی
ساتھ کیون اس دل نالان کو لحد مین لاگے
کچھ بتا دینگے ٹھکانے جو طبیعت ہوگی
ستم یار کو اللہ سلامت رکھے
آنکھ سے آنکی ندامت کو ندامت ہوگی
دل ہمارا ابھی ہے واللہ بہت نازک طبع
اور بدتر ہے جو صبح شب فرقت ہوگی

باعث نالہ اگر درد کی شدت ہوگی
دیکھنے ہی سے ترے ہمکو نہ فرصت ہوگی
نشتر اک ابکی رگ جان پہ لگا افصد
ہم یہ کیا جانتے تھے روز قیامت ہوگی
اور جا کر ترے کوچے مین کوئی کیون روتا
ابھی کیا کیا نہ غریبون پہ عنایت ہوگی
آپ خود کیجیے گا قبض مری روح اگر
حال کھل جائیگا جب آپسے صحبت ہوگی
آس ڈھنگ سے یہ غزل گائی تمام

اہل محفل ونگ مکار سحر طراز اسقدر رویا دامن و گریبان تر ہو گیا اب سب نے دیکھا حسین نے جھک کر جام لبریز کیا سر پر رکھا ہر ایک کا یہی قول تھا اب بدانجام ہوگا جام شراب سر سے گریگا لیکن حسین نوجوان نے اسطرح جسم کو سادھا کیا مجال کہ ایک قطرہ تو گرے سامنے آکر مکار جادو کے سر جھکایا دمین مین یہ شعر گایا
فرد بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ مکار سحر طراز اٹھ کھڑا ہوا بڑی خوشی سے جام لیا لبون سے لگا کر بے اندیشہ انجام پی گیا اب تو حسین نے دور شروع کیا جسکے سامنے جام لیکر پہونچا آسنے بلا امین لعین جام پی لیا شکار مین جو شراب سے بنے پی نمک سرکاری نے تاثیر کی کوئی بہ ہاکا تا ہے کوئی دوڑ کر کنوین مین گرا کوئی پہاڑ سے سر ٹکراتا تھا کسی نے جامہ وزیر جامہ اتار کر پھینکدیا

بعض نے خوب ضبط کیا جام بیکر اٹھے خیال مین آیا اپنے گھر چلو سر جھکائے ہوئے جاتے تھے سوچے
سمان کی فکر نہ لگے اس سوچ مین سر جھکایا منھ کے بل جا رہے بعضون مین جوتی پیزار ہو رہی ہر کسی نے
کسی کا گریبان لیا کسی کے پٹے کسی کے ہاتھ مین غرض اپنی بات بات مین یہان مکار غش غش کر رہا ہے پکارتا ہے
ای حسین کیا کہنا کیا کمال کیا نشے مین بلبلا کے اپنے مقام سے اٹھا ساتھ والے حضور حضور کہتے ہوئے اٹھے
مکار نے آواز دی ای جان جہان ای حسین نوجوان مثل جان کے آغوش مین لون ایک بوسہ لون گا
حسین نے مسکرا کر کہا ای چچا جان کیا تمسے انکار ہے صف مژگان کو جنبش ہوئی اہالیان دربار کے سینے
فگار یک انار وصد بیمار سب سراپا کی تعریفین کر رہے ہین مکار نے کہا تم لوگ کیون اٹھے نعیم جادو
سپہ سالار کلان اسنے جواب دیا ہم اپنے معشوق کے پاس جاتے ہین آپ اپنے کو عاشق بناتے ہین مکار
نے کہا تیری شامت آئی ہے نعیم نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا دونون جھومتے ہوئے چلے دو دو قدم بڑھے تھے
کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا دونون گرے سب سردار لینا لینا کہکر دوڑے جو جہان سے اٹھا چشم زدن مین سب
گر کر بیہوش ہوے نعرہ ہوا باش او مکار و غدار منم جواہر بن عمرو نامدار خنجر کھینچکر مکار کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا
مکار کا سر کاٹ ڈالا تا ہو الاشہ مکار سحر طراز کا تڑپا اب جواہر نے خنجر کھینچکر قتل کرنا شروع کیا بارگاہ کو مذبح
قصابان بنا دیا نعیم کو جھپٹ کر قتل کیا چاہتا تھا اسی کے سحر مین سردار و عیار سب مبتلا ہین نعیم کے
قتل ہوتے ہی لندھور و علمشاہ و بارھون عیار قید خانے سے نکلے جواہر نے عیارون سے اشارہ کیا
سب اہالیان فوج کو قتل کرو لندھور و علمشاہ کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہین عیارون نے
ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا بارگاہ کے سردار قتل ہوے بیرون بارگاہ غل ہے ہزار دو ہزار ساحرون
کو قتل کیا علامت مرنے کی جادوگرون کے بلند ہے جب جواہر نے مکار کو مارا آواز آئی کشتی مرا نام من
قلماق جادو بود ادھر ون کے مرنے سے آوازین آئی ہین کشتی مرا نام من فلان نام من فلان بود صدائے
گیرودار بلند سارے لشکر مین اندھیرا علمشاہ و لندھور نے دو گھوڑے لیے عیارون نے ترغیب
دی آپ نکل جائیے ہم ان سب کا خاتمہ کرکے آتے ہین یکایک آسمان پر برق چمکی آواز آئی منم مکار
سحر طراز باشید ای عیاران مکار و ای مکاران غدار میرے ہاتھ سے کہان جاتے ہو مین جانتا تھا
کہ یہان عیاری ضرور ہوگی قلماق جادو اپنے غلام کو اپنی صورت پر مقرر کیا آپ در کوہ مین جاکر
چھپا تھا اب جو صدائے گیرودار سنی آنکھ کھلی پیدا ہوا جواہر کے ہوش اڑ گئے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن

مکار نے آتے ہی ایک گولہ مارا علمشاہ و لندھور بھی گھوڑون سے گرے باد عیارون کے پیر زمین نے تھام لیے جواہر بھی گرا مکار زمین پر آیا آگے ہی باران سحر برسایا دیکھا بارگاہ مین تمام لاشے پھڑک رہے ہین سرداران نامی سے کوئی باقی نہین بیرون بارگاہ بھی ہزار دو ہزار لاشے پڑے ہین ایک ایک کی لاش پر خوب رویا چیخین مارتا تھا دربار مین بختیارک بیٹھے بیٹھے گھبرایا لقا سے کہا جا کر سردار کی خبر لون یقین ہی عیار ضرور ہیو بچے ہونگے مکار نے کہا دیکھون تو کن کن سردارون کو گرفتار کیا آپ جا کر قتل کراؤن تخت پر سوار چند غلام ہمراہ میان مکاران سبکو گرفتار کرکے بارگاہ مین آیا جواہر سے بہ عتاب خطاب کیا کیون او فرزند عمرو دیکھ عیاری اسکا نام ہی کس لطف سے مین نے اپنے کو بچایا جسدن سے آیا دم لینا مشکل کر دیا مین نے اپنے غلام کو اپنی شکل پر بٹھلا دیا تھا ورنہ کون مین جاکر سو رہا جو کچھ افراسیاب نے کہا تھا بخوبی ظاہر ہوا جواہر نے کہا او بیحیا کیا بکتا ہی مین ایک لاکھ چوراسی ہزار بھائیون کا بھائی ہون ہمارے گرفتار ہونے سے کیا ہوتا ہی قید ہونا پکڑے جانا ہمارا شرف ہی اب ہمارے بھائی بند بختیارک کی صورت پر یا بصورت لقا و مردہے و چوبدار و حاجب و دربان بنکر آئینگے تجھکو مثل نقش قدم ستائینگے ہماری تقدیر مین نیکنامی نہ تھی تیرے دام مکر مین پھنس گئے ایک ایک بھائی ہمارا قیامت برپا کریگا ورنہ ہمکو رہا کر دے ابھی بلا نازل ہوا چاہتی ہی ہماری تقدیر مین مایوس ہونا تھا اپنا حال پر اشعار

نخلِ الفت کو فلک پھولنے پھلنے نہ دیا
اپنے بیمار کو عیسیٰ نے سنبھلنے نہ دیا
کھنچے رہو ٹھے بھی خفا بھی ہو آزردہ بھی
دھوکہ وہ کون تھا جسکو کہ اجل نے نہ دیا
جیتے جی سمجھا انھیں جان کے برابر بیشک

کوئی ارمان بھی دلکا نکلنے نہ دیا
نالے نکلے کبھی منھ سے تو کبھی آہ و فغان
پر انھیں پہنچ مری راہ پہ چلنے نہ دیا
ای فلک تونے ملایا نہ کسی گلرو سے
دل سے ارمان کوئی ہیچ نکلنے نہ دیا

دل کسی شغل مین افسوس بہلنے نہ دیا
ہنسنے پر حرف شکایت کو نکلنے نہ دیا
جان لیکر انھیں چھوڑا جو بہت سنزور
نخل امید میرا پھولنے پھلنے نہ دیا

لندھور و علمشاہ ایک جانب مسلسل بیٹھے ہین جواہر بن عمرو بخوف کلام کر رہا ہی کہتا ہی او بیحیا اسوقت بچ گیا اب کی مرتبہ نہ بچیگا ہمارے بھائی بند آتے ہین یہ ذکر تھا کہ ایک ساحر نے بڑھکر خبر دی حضور ملک جی صاحب آتے ہین جواہر قہقہا مار کر سنا ساتھ والون سے کہا لو ہمارے بھائی بند آپہونچے بختیارک کی شکل پر شعبان خنجر گذار ہوگا ابو الفتح اصفہانی و عمران ختطائی و گلباد عراقی وغیرہ بشکل ملازمان ہمراہ ہونگے مین اپنے بھائی کے تصدق سنتے ہی خبر دو ہزار ہے قیامت کا عیار ہی لاکھون مین عیاری کرتا ہی نایب

خواجہ کا وہ میرا پیشدست ہی بڑا عیار زبردست ہی مکار سحر طراز کے کان کھڑے ہوے جواہر یہ بھی کہہ رہا ہی
شعبان کے ساتھ دس عیار آئے ہونگے بختیارک کی صورت خوب بنتا ہی ساتھ والے کہہ رہے مین بجا
و درست مرشد بنا دے آپ بھی تو اُنکی مدد کو جاتے ہین ابھی ہفتہ نہین گذرا لشکر مین لقا کے میان شعبان
قید ہوے تھے آپ خداوند لقا کی صورت بنکر پہونچے ایسے تم نہوتے تو عہد خواجہ عمرو کا کیون ملتا تم دونون
عیار بے نظیر خوش تقریر ساری حرکتین خواجہ کی تم مین ہین مکار نے کہا دیکھو تو بختیارک کے ساتھ کی
ملازم مین جو ہو اُسے باہر نکل کر دیکھا کہا حضور حقیقت مین دس ملازم ہمراہ ہین بڑی جلدی مین آتے ہین
بیشک ملک جی کی ویسی صورت نہین ہی لشکر مین کھڑے پوچھ رہے ہین کون کون عیار پکڑا گیا مکار کیونکر
بچا سردارون مین کون کون قید ہوا مکار نے کہا آنے تو دو باجی کی گردن لیتا ہون مجھکو نادان سمجھا ہی
جواہر کہنے لگا یارو کوئی جا کر میرے بھائی سے کہدو کہ بھائی پلٹ جاؤ اور کسی عیاری پر ہاتھ کرنا اسوقت
نہ آؤ اپنی جان بچاؤ لیکن بختیارک بلاتکلف مع دس ملازمون کے اندر بارگاہ کے آیا جواہر نے
دیکھتے ہی کہا بھائی بھاگو یہان حرج ہو چکا مجھ بیوقوف کے منھ سے نکل گیا مکار نے کہا ملک جی صاحب
آیئے دیکھیے مین نے دو سردار تیرہ عیار گرفتار کیے ہین قتل انکا آپکی رائے پر موقوف ہی جواہر کی باتون پر
بختیارک گھبرایا دو قدم پیچھے ہٹا کہ یہ کیا معاملہ ہی جواہر یہی کہتا ہی بھائی بھاگ جا یہ بھی عیاری خالی گئی
مکار نے دیکھا کہ بختیارک پیچھے ہٹا چند دانے ماش کے جھولی سے نکالے آواز دی او شعبان کہان
جاتا ہی بختیارک نے گھبرا کر کہا شعبان و رمضان کیسا مین بختیارک شیطان درگاہ خداوندی ہون
مکار نے دیکھا یہ بھاگ کر نکلی جائیگا ماش کے دانے پھینک مارے فوراً بختیارک زمین پر گرا دسون ملازم بھی
گھبرائے بھاگنے کا قصد کیا مکار نے ایک دو پتھر زمین پر مارا یہ بھی دسون گرے ساحرون سے آواز دی جلدی
مشکین باندھو بختیارک چیخا ہی مکار کیا کرتا ہی دیکھ بہت پچھتائیگا جادوگرون نے بختیارک کی مروڑ کے مشکین
باندھین جواہر کہتا ہی بھائی جلدی کیون کی عیارون مین سرفراز ہو بڑے جلد باز ہو اور عیارون نے
بھی کہدیا اب تم بھی قید ہوے بہتر ہی کہ خطائی آئیگا وہ ہمکو تمکو چھڑائیگا یہ بھیا اسوقت بصورت اصلی ہی
درہ کوہ مین چھپ رہتا ہی مکار سحر طراز کوڑا لیکر اُٹھا بختیارک پر جوتیان پڑنے لگین یہ دہائی دے رہا
ہی مکار کیا کرتا ہی اگر مجھکو قتل کریگا خداوند لقا تجھکو سنگ سیاہ بنا دینگے زندہ بچکر نکلنا دشوار ہوگا کیون
شامت آئی ہی ارے مین تیرے پاس پہلے بھی آیا تھا جواہر جواب دیتا ہی بھائی اگلی پچھلی باتین قبول ہی

عیاری کا کام ہی تم تو بڑے کچے ہو پہر دو پہر کی تکلیف نہیں اُٹھا سکتے جب عیاری کرے تو لات جوتی کا کیا خوف
یہ تو ہار از یور ہی ہمارے قبلہ و کعبہ کا قول ہی کہ جب ہم قید ہوے دشمنون کو مارا یہ تو آرزو رکھتے ہین کہ کوئی
ہمکو قید کرے بختیارک فریاد کر رہا ہی اے مکار دیکھ بہت پچھتائیگا ساحر جلے ہوے کہ اُنکے بھائی بند مارے گئے
کسی نے لات ماری کسی نے جوتی لگتے ہین ارے بچیا تجھکو خوف نہ آیا عیاروں کے قید ہوتے ہی دوڑ پڑا
بارگاہ مین عجب ہنگامہ ہی جادوگرون نے بختیارک کے کپڑے پھاڑ ڈالے مین جوتیان پڑ رہی ہین یہ بچے
فستان بتاتا ہی مکار اور زیادہ جھلاتا ہی ملحوظ خاطر ناظرین ہو اب مکار حیران ہی کہ مین کیا کرون جواہر تو کہتا ہی
یہ میرا بھائی ہی وہ کہتا ہی مین شیطان درگاہ خداوندی ہون عجب مصیبت مین جان پڑی اگر قتل کرون اصل
مین شیطان ہی قدرت دستگیر ہون میرے واسطے کچھ تقدیر الٹی کردین یہ بھی سن چکا ہون کہ قدرت نازک مزاج
مین جو دل مین آتا ہی تقدیر کر دیتے ہین بندون پر مہربانی کم مسلمانون کے دوست بندگان خاص کے دشمن ہین
کے رہزن ایسے خداوند سے ڈرنا چاہیے ساتھ والون سے کہتا ہی یار مین اب کیا کرون کوئی کہتا ہی گرفتار
کر کے سامنے خداوند لقا کے لیچلو کوئی کہتا ہی قتل ہی کرو مکار حیران ہی ملحوظ خاطر ناظرین ہو پہلو بارگاہ
کے اک نخل کلان واقع ہوا ہی کہ یکایک نخل سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی نعرہ ہوا اے قوت بازو اے زینت پہلوے
افراسیاب کیون گھبراتا ہی نامہ فرستادہ شہنشاہ طلسم ہوش رُبا سے دیکھا نخل سے ایک ساحر مہیب شکل عجیب
و غریب فرمان مُہری افراسیاب ہاتھ مین تحرات بات مین بیچ بارگاہ مین دھم سے کود اصاف ظاہر ہوتا ہی کہ
آسمان سے اتر کر آیا ہی اُترتے ہی وہ فرمان بلا تکلف مکار کے ہاتھ مین دیا کہا اے مکار سحر طراز شہنشاہ باغ سیب
مین جلوہ فرما ہین اوراق سامری مین تمھارا حال دیکھا بتشبیہ فیض سے مجھکو بلایا کہا اے تہمتن جادو جلد جاؤ
ہمارے مصاحب کو عیارون نے گھیرا ہی راہ دور و دراز سحر کرتے کرتے مُنہ دکھ گیا شکر خداوند سامری و جمشید کہ
وقت پر پہنچا نامہ پڑھو موجب اسکے کاربند ہونا واجب و لازم ہی بختیارک تو گھبرا گیا کہتا ہی اسمین افراسیاب نے
میرا حال لکھدیا ہوگا جواہر بھی جواب دیتا ہی ہان سچ ہی وہ بادشاہ عالیجاہ ہمہ دان ہمگیر صاحب تدبیر اسنے
سب کچھ لکھا ہوگا بھائی نہ گھبراؤ سب حال کھلجائیگا اب نامہ شہنشاہ آگیا اب کیا خوف ہی ہم بھی یہی
چاہتے مین انصاف کیا جاے افراسیاب ہمارے قبلہ و کعبہ کی بڑی قدر کرتا ہی جب کبھی عیاری کر کے
بیہوش کیا خلعتہاے فاخرہ مرحمت فرماتے ہین عزت عیاری کی بڑھاتے ہین مکار سحر طراز نے نامہ کھولا
اسمین لکھا ہی کہ تہمتن جادو کو ہمنے روانہ کیا اے مکار تمنے خوب اپنے کو بچایا معرفت تہمتن ہمنے ایک

روانہ کیا ہے تنہائی مین وہ سحر اپنے قبضے مین کرنا کبھی تیر کوئی عیاری نہ کر سکیگا سب مسلمانون پر غالب
آ جاؤ گے خداوند لقا کو تابہ باختر پہونچاؤ گے مکار نے سر اٹھا کر کہا بھائی تہمتن شہنشاہ نے کوئی سحر دیا ہے
تہمتن نے کہا کنارے چلو بختیارک کے تو ہوش اڑ گئے اسقدر مار پڑی ہے کہ منھ سے بولنا دشوار
ساحر جوتیان لیے سر پر کھڑے ہین جواہر مثل عندلیب خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہے ہین ساحرون کی بات کا
جواب مکار پر عتاب فقرے چست مزاج درست قہقہے مار رہے ہین تہمتن نے مکار کا ہاتھ تھاما کہا جلد
کنارے چلو سحر اپنے قبضے مین کر لو مین جلد اپنے کو ہمیشہ کے قفس مین پہونچاؤن میرا مقام خالی پڑا ہوگا شہنشاہ
کو جا کر جواب دون جب مکار تہمتن کے ساتھ چلا بختیارک بول اٹھا ای مکار ان میان ساحر صاحب کو
کو بخوبی جانتے ہو مہر و خط شہنشاہ کا بخوبی پہچان لیا تہمتن نے پلٹ کر بختیارک کے منھ پر ایک گھونسا
مارا کہا ابے کیا ہم بھی عیار ہین تیری طرح مکار و غدار مین اور اشارہ کر کے کہا تم شعبان خنجر گذار
ملک جی بولو گے تو ایک خنجر مار دونگا بڑے جوتی خور ہے ہو جوتیان کھا چکے اپنی باتون سے باز نہین
آتے ہو آج میرا بھائی قید ہے چلے ایک خنجر تجھین کو مار دونگا مین جست و خیز کر کے نکل جاؤنگا میرا کوئی کیا
کریگا بختیارک نے سر جھکا لیا کہا میان مکار صاحب مین نے تہمتن کو پہچانا یہ اور بھی ایک مرتبہ امر
افراسیاب کا لیکر آئے تھے یہ تو نامی ساحر ہین انکو سب اہالیان ہوشربا پہچانتے ہین مکار نے کہا یہ
شیطان بڑا جعلساز ہے بات کا بچیا کی قیام ہمین کبھی کچھ کہتا ہے کبھی دشمن بنتا ہے کبھی دوست ہوتا ہے
تہمتن نے مکار کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا بھائی کنارے چلو شیطان کو بکنے دو جلدی کام ہو جائے تمھارا
بھی نام ہو جائے ہم راہ چلتے چلتے تھک گئے مکار نخلے مین آیا تہمتن نے کہا تھوڑی آگ منگاؤ ہم اسیر سحر
کر دینگے طائر سحر ساحری پیدا ہوگا سب کچھ نیک و بد تعلیم کر دیگا سب عیارون مکارون کا حال کھل جائیگا
وہ بات کرو کہ تمھارا کام ہو ہمارا نام ہو مکار دوڑ کر آگ لایا انگیٹھی مین سلگائی میان تہمتن نے جیب سے لوبان
نکالا ہاتھ مین مکار کے دیا کہا اسکو آگ پر ڈالو سامری جمشید کا نام پڑھتے جاؤ دھوئین سے سارا مطلب
حاصل ہوگا جیسے ہی مکار نے لوبان آگ پر ڈالا دھوان نکلا دماغ پر پہونچا ارے کہکر دھم سے گرا شعبان
نے لپٹ کر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک میان عیارون نے رہائی پائی اٹھتے ہی حقہ ہائے آتشبازی مارنا شروع
کیے بختیارک چھوٹتے ہی بھاگا ملکشاہ ولندھور نعرے کر کے اٹھے شعبان مکار کا سر لیے ہوئے بیرون
بارگاہ آیا عیارون نے حقہ ہائے آتشبازی مار کے دھوان دھار کر دیا صحرا تاریک ہو رہا ہے اس اندھیرے

مین عیارون نے ساحران روسیاہ کو خوب قتل کیا لندھور و علمشاہ نے دو گھوڑے لیے ایک ایک
تلوار ہاتھ مین اٹھائی اڑتے بھڑتے چلے فوج ساحران بدحواس حیران ہے کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی تہمتن
فرستادہ افراسیاب نے آتے ہی رستی دکھائی اتنے بڑے لشکر کی برہمی ہوئی بمشکل لاشہ مکار کا اٹھایا
روتے پیٹتے طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگے لیکن بختیارک جوتیان کھاکر جو چھوٹا خچرے پر سوار ہوا طرف
لشکر لقا کے چلا پلٹ پلٹ کے دیکھتا جاتا ہے کہ لشکر ساحران درہم و برہم ہزار دو ہزار جو بچے وہ لاشہ فتنہ
کا لیکر بھاگے دور سے بختیارک نے دیکھا لندھور و علمشاہ اُس صحرائے ہولناک مین گھوڑے بڑھائے ہوئے
جاتے ہین ساتھ والون سے بختیارک نے کہا اگر اسوقت لشکر سلیمان عنبرین مو کے کوہی مین خبر ہو جاتی
سلیمان فوج کو یہان لیکر آپڑتا لندھور و علمشاہ کو بلود کرکے پکڑ لیجاتا حمزہ کا کلیجہ داغدار ہوتا ملازمون
نے عرض کی میان شیطان صاحب آپ نے جوتیان کھائین مسلمانون کی دشمنی سے ہاتھ نہین اٹھاتے پھر
اُلٹے تدبیر بتاتے ہو بھاگ کے نکل چلو عیار آتے ہونگے بہت پریشان کرینگے چلے ہوئے ہین ایسا ہو شاید باندھ
لیجائین بختیارک کہتا ہے مجھسے زیادہ کون مسلمانون کا دشمن ہے اگر قابو پاؤن فرزندان عمرو کی بوٹیان
کاٹ کے کھاؤن میان مکار بڑا دعویٰ کرکے آئے تھے جن کے خوف سے چھپ کے اُترے انھین کے ہاتھ
سے مارے گئے لشکر خداوند مین آتا طبل جنگی بجوا کے لڑتا دو چار دن جیل پیل رہتی بجھا کئے کی موت مارا گیا
ہائے کیا کرون لندھور و علمشاہ وہ سامنے جاتے ہین دو ہزار جوان بھی ممکن ہوتے گرفتار کرا کے لیجاتا جیے
قلب کو تسکین ہوتی یہ سوچتا ہوا جاتا ہے کہ دیکھا صحرائے گرد اُٹھی بختیارک دیکھنے لگا رافع کوہی مع
بیس ہزار فوج کے برائے مدد لقا جاتا ہے بختیارک نے جو دریافت کیا خچرے کو بڑھا کر سامنے رافع کے
آیا نشاط نے رافع کو خبر دی شیطان درگاہ خداوندی تشریف لاتے ہین رافع گینڈے سے کود املاک جی کو
سلام کیا پوچھا ای شیطان درگاہ خداوندی کہان سے آنے کا اتفاق ہوتا ہے بختیارک نے کہا ای پہلوان
دوران ای گرشاسپ جہان قدرت تمھارے نام پر بہت مہربان ہین سلیمان نے اکثر ذکر کیا کہ جسدن رافع
آئیگا مسلمانون کو جان بچانا مشکل ہوگی لیکن تم جو سامنے خداوند کے جاؤگے نذر کیا دوگے تحفہ ایک
تدبیر کی ہے جانشین حمزہ دو فرزند حمزہ یعنی لندھور و علمشاہ و چند عیار ساحرون کو مار کر جاتے ہین
لندھور و علمشاہ ابھی کوس بھر نہ پہونچے ہونگے جاکے گھیر لو دونون کے سر کاٹ کر برائے نذر خداوند لیچلو
پہونچتے ہی غنچۂ آرزو کھلیگا طرہ یہ ہے کہ طرہ پیغمبری ملیگا شیر قدرت کہلاؤگے مرتبۂ اعلیٰ پاؤگے

اسطرح بختیارک نے رافع کو سمجھایا ہر چند بجوش جرأت پہلے اُسنے یہ جواب دیا کہ بالک جی شرم کی
بات ہے کہ دو کس پر بیس ہزار فوج سے جا پڑے دل از روے بلوے کے لڑیں پہلوان زبردست
ہنسینگے جرأت پر باد دولت کی آوازے کسینگے مگر بختیارک نے یہ چرب زبانی جواب دیا اے
رافع ان سلمانون پر کوئی غالب نہین آیا نمرود طاقت مین یگانہ آفاق فن جرأت مین طاق مارا
گیا انپر غالب آنا دشوار ہے رافع کو بھی ناچار ہوا فوج لیکر تعاقب مین علمشاہ و لندھور کے چلا یہ دونون
شیر آپسمین باتین کرتے ہوے جاتے ہین کہ پشت سے گرد اڑی بیس ہزار کو ہی ایک پہلوان
للکارتے ہوے او پسر حمزہ او ہندی بے ادب خبردار کہان جاتے ہو غضب خداوندی مین گرفتار
ہوگئے شیرون کو جوش آگیا پھر گئے تلوارین کھینچکر پلٹ پڑے لندھور نے کہا اے رستم توج کو بیان آگئی
کیا لڑنے کا ارادہ ہے علمشاہ نے کہا اے عم نامدار بختیارک نے جا کر فوج کو بھیجا شیر کو شکار طلب بدولت
شکار واپس ہوا کیا یہ کہکر مرکب کو بڑھایا نعرہ کیا نعرۂ علمشاہ　　ارشد اولاد امیر عرب

کیست علمشاہ جو رستم لقب	علمشاہ رومی شہ فیل زور	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
لندھور نے بھی مرکب باد رفتار بڑھایا نعرہ کیا نعرۂ لندھور سے		منم صاحب شوکت و جان نمرود گردن
شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان	فلک شد بارگاہ انجم سپہ خورشید تاج من	الغرض منم بود سعد ہزار و ملک ہندوستان

نعرہ کرکے لندھور لڑنے لگے لندھور و علمشاہ یہ دونون شیر دریا سے فوج مین غوطہ زن ہوے خون
کے دریا بہا دیئے علمشاہ نے جھپٹکر رسالدار کو مارا لندھور نے کمیدان کو لیا رستم لڑتے بھڑتے قریب
رافع کو ہی کے پہونچے نعرہ کیا او نامرد فرد سیاہ پنجہ داری زمردی نشان ، کہان کیا ہی و گرز گران +
فوج کا کیا بھروسا کرتا ہے خود سامنے آ او کر مردان عالم سے آنکھ چار کر رافع کو بھی اپنے زور بازو پر
ناز ہے سیف کو میان مین سرفراز ہے غیرت مین آکر جا پڑا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا علمشاہ نے تلوار کو تلوار
پر کاٹا سلاح جنگی جسم پر نہین زرہ وغیرہ ندارد سوتے مین مکار قید کر لایا تھا بجز تلوار کے سپر بھی بدست
حق پرست مین نہ تھی سر رستم زخمی ہوا زخم کھا کر ہاتھ مارا رافع نے گنیدہ ہٹالیا تو تیغ پر گینڈے کی پڑا
پڑا گینڈے کا منھ کٹا بیقرار ہو کر اُسنے طرارہ بھرا رافع کو دو کر الگ ہوا فوج کو بیان سے رستم کو گھیر لیا
رافع دوسرے گینڈے پر سوار ہوا لندھور بن سعدان نے جو دور سے دیکھا رستم نے زخم کاری کھایا
ملکہ بیون سے جنگ کر رہے مین پشت مرکب پر اب سنبھلا نہین جاتا لندھور نہایت بیقرار ہوے لڑتے ہو

اُسی جانب چلے کہ جا کر رانغ کوہی کو مارون رافع تو الگ ہو گیا چہار جانب سے علمشاہ پر بلوہ ہی لندھور نے اس بادیہ مین اگرچہ شمشیرزنی کی مجمع کو سیاہان متفرق ہوا لیکن رستم پیلتن و پیلان پشت مرکب پر ہجوم رہے مین لندھور کا کلیجہ منہ کو آگیا اُدھر گرد قریب ہو کے بازو تھاما فرمایا اے شاہزادہ والا قدر ماشاء اللہ حقیقت مین اپنے زمانے کے رستم ہو تسے کون مقابلہ کر سکتا ہی اب تنے زخمکاری کھایا لڑتے بھڑتے نکل جاؤ کوہی نامرد کیا روک سکین گے مین ان نامردون کے جی چھڑا دونگا رافع کو جا کر قتل کرتا ہون علمشاہ نے کہا تم نامرد مجھے سمجھو سکیگا کہ مین آپ کو چھوڑ کر چلا جاؤن بارگاہ سلیمانی مین قبلہ و کعبہ کو جا کر کیا روے سیاہ دکھاؤن اگر قضا لیکر آئی ہی مجبور و ناچار جو مرضی پروردگار فردوسی جیم زخم شمشیر حبیب ٭ ہر چہ آید بر سرِ من یا نصیب ٭ اگر قضا نہین ہی تو کوئی کیا کر سکتا ہی بیت اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے ٭ نبرد رگے تا نخواہد خداے ٭ وہ حافظ حقیقی پشت و پناہ ہی کیا خوف ہی اگر زخم سے حالت تباہ ہی وہ قوت توانائی عطا فرمائیگا اس لڑائی سے جان بچائیگا رافع کوہی اہالیان فوج کو ترغیب دے رہا ہی کہ یارو فرزند حمزہ کو مین نے زخمی کیا چہار جانب سے بلوہ کر کے گرفتار کر لو ساتھ والے کہتے ہین آپ خود نہین جاتے ہم کو تلاش کرتے ہین وہ اپنے زمانے کا رستم ہی دیکھو زخم کھا کر کس جوش و خروش مین لڑ رہا ہی اجب دست اندازی مشکل ہی لندھور نے اپنے کو سامنے رافع کوہی کے پہونچایا خبردار خبردار کہکر جا پڑے رافع کوہی نے جلدی ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے بھی تلوار کو روکا لیکن گھوڑے نے جو طرارہ بھرا ایک کوہی نے نیزہ مارا لندھور کا شانہ نشانہ ہوا اور سے رافع نے بھی ہاتھ مارا سر بھی لندھور کا زخمی ہوا لندھور کو غش آنے لگا کوہیون نے چہار جانب سے بلوہ کیا علمشاہ و لندھور کے مرکب ٹاپ رہے گئے دونون جوان کو تل اڑ رہے ہین رانغ کوہی گھبرایا عیار اسکا محیل کوہی ہمراہ رکاب حاضر ہی اشارہ کیا او محیل کہے یا اہی کمند انداز ون کو ساتھ لیکر دونون کو گرفتار کرے محیل کوہی چالیس پیک بجون کو لیکر چلا لیکن شعبان و جواہر وغیرہ جمیع ساحران متفرق کر کے چلے تھے اسوقت اگر پہونچے دور سے دیکھا لندھور و علمشاہ زخمدار کوہیون کا بلوہ ہی بیقرار ہو گئے سوچے کہ چلکر صاحبقران زمان کو خبر کرین طرف لشکر اسلام کے بھاگے یہان صاحبقران زمان نے جب صبح کو خبر سنی کہ علمشاہ کو بھی کوئی چرا لے گیا اے فرزند کہکر کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا فرمایا جواہر بن عمرو کو لاؤ شاگردون نے عرض کی دو دن سے جواہر و شعبان مع سرداران مین گئے ہین ابھی تک واپس نہین آئے صاحبقران زمان بیقرار ہو کر اشقر مرکب پر سوار

ہوے فرمایا مین اپنے فرزند کو تلاش کرنے خود جاؤنگا بادشاہ کو خبر ہوئی بارگاہ سے نکل آئے صاحبقران
سے عرض کی ای حضرت نامدار جواہر بن عمرو خاص برائے دریافت احوال لندھور و علمشاہ گیا ہے چند ساعت
مین واپس آئیگا امیر نے دامن پکڑ لیا بادمین فرزند کی بیقرار مین اشقر کو بڑھا کر چلے ہمراہ دیدہ بعقب
مین صاحبقران کے چلے آتے ہین امیر کنارے پر اپنے لشکر کے پہونچے تھے کہ صحرا سے گرد اٹھی صاحبقران
نے دیکھا جواہر بن عمرو و شعبان خنجر گذار اور دس عیار ساتھ مین بھاگا ہوا آتا ہے جیسے ہی صاحبقران
نے جواہر کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی ای یادگار مہتر مہتران ای سردار خنجر گذاران خیر تو ہے جواہر
نے پکار کر آواز دی ای شہریار جلد تشریف لیچلیے آپ کے اقبال سے حضور کے غلامون نے ساحر کو تو مارا
لیکن تو مکار آیا تھا مگر قتل ہوا راہ مین ایک کوہی نے آکر رستم و لندھور کو گھیر لیا ہے دونون شیرون
نامدار چھوڑ کر آئے ہین یہ سنتے ہی صاحبقران نے اشقر دیوزاد پر کوڑا کیا مرکب طرارہ بھر کر چلا عیار
لشکر مین پہونچے جملہ سردارون نے یہ خبر وحشت اثر سنی سب سے پہلے لشکر ہندوستان ہمراہیان لندھور کن
عدان تیار ہوے جوانان ہندی عیش پسند صف شکن تیغ زن یا تو گردون پر رنڈیون کے مجرے سن
رہے تھے اتنی جو آواز کان مین پہونچی کہ ہمارے آقا گھر گئے ڈپٹہ بغل مین دبائی اور چلے خود و زرہ کو
عیب جانتے ہین رنگین ڈوپٹہ گلے مین ڈالا کلا مین سنبھالین تلوار بغل مین دبائی سپر کو ہاتھ مین لیا
معیوب جانتے ہین بانکے ترچھے اڑے بھڑے خانہ جنگیان لڑے ہوے چہرون پر زخم پڑے ہوے روز ہی
تلوار چلتی ہے منہ پر تلوارین کھاتے ہین جس معرکے مین گئے جم جاتے ہین لینا لینا کہتے ہوے چلے پلٹنون مین
ترکی رسالون مین قرنا جینا مرنا ایک صورت ہے ایک ایک صاحب شوکت ہے عادل شیر دل و فاضل شیر دل
پہلوان اورنگ و پہلوان گورنگ و گوہر ملک دکھنی و فرخ شاہ دولت آبادی دونون فرزند لندھور
شاہزادہ ارشیون پریزاد و فرادخان یک عربی جسنے سنا اپنے مقام سے چلا ایک طرف سے لشکر علمشاہ
جوان الاگرد فرنگی و مالاگرد فرنگی کپتی ارزال و کپتی زلزال و ساقط شاہ و درہندی و نہنگ بچہ دریائی
بنور گرد گرد آیا پلٹنین گورون کی تیار ہوئین سب قواعد دان مرکبون پر سوار ہو کر چلے سب سے آگے
صاحبقران زمان جس سردار نے سنا کہ صحرا مین لڑائی پڑ گئی روانہ ہوا یہان علمشاہ و لندھور لڑتے لڑتے
تھکے زخمی ہوے عیار رافع کوہی کا مجیل صبا رفتار آخر اسنے دونون شیرون کو کمندون مین گرفتار
کر لیا ارزوے بلاسے کے شیران دشت نبرد گرفتار دام مکر و فند رہے بچھیتا رکے دو دستے بے سامان دیکھا کیا

جب رافع کوہی دریائے خون مین نہایا ہوا ان دونون جوانون کو گرفتار کرکے پلٹا بختیارک نے کہا ای
شیر بیشۂ جرأت گیا گنا اپنے شمار جو کیا چالیس سردار نامی دو سو سوار بیدل ان شیرون کے ہاتھ سے واصل
جہنم ہوئے کہا ای شیطان درگاہ خداوندی یہ دونون جوان بہت عاجز ولاچار ہو چلے تھے سلاح جنگ
بھی انکے جسم پر نہ تھے اسیر لشکر کا یہ حال کیا جب یہ مسلح ہوکر میدان کارزار مین آتے ہونگے حقیقت مین صف
دشمن مین تہلکے پڑ جاتے ہونگے وائے برحال خداوند کہ ایسے لوگون سے لڑ رہے ہین بختیارک نے کہا ای
رافع کوہی ابھی تُنے کیا دیکھا یہ دونون جوان ایک ساحر کے لشکر مین قید ہوئے تھے وہان سے چھوٹے
ہوئے آتے تھے دو شبانہ روز آب ودانہ بند رہا عیارون نے عیاری کرکے رہا کیا وہ جو بڑے کہا تھا قول
ہمارا کسی تسکین ہوا ان لوگون پر کبھی کوئی بجرأت غالب نہین ہوا از باختر تا کوہ عقیق بڑے بڑے پہلوان
آئے ان لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے تمہارے بھائی صاحب سلیمان عنبرین ہوئے کوہی ہم ہمیشہ انکو بچاکے
لڑواتے ہین جسدن کسی شیر صاحبقرانی کا سامنا پڑ جائیگا جان بچانا مشکل ہوگی وہ ہمیشہ بلاتے ہین
ہم انکی جان بچاتے ہین بختیارک سے باتین کرتا ہوا رافع کوہی جاتا ہی ان دونون جوانون کو مسلسل و
مطوق کرکے اپنے بر ڈال لیا طرف لشکر لقا کے چلا کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی شیر کے غرے
کی صدا آئی بختیارک نے کہا ای رافع کوہی غضب ہوا شیر بیشۂ لہتان صاحبقران زمان آپہونچے
ای رافع کوہی ان دونون جوانون کو ابھی قتل کر ڈالو یہ بات زبان سے نکلنے نہ پائی تھی کہ نعرہ ہوا النعرہ امیر

امیر عرب ضیغم رزمگار
کہ تیغ عقرب لیکے ذوالحجام

بحکم خدا بستہ شمشیر جار
بن کافران از جہان پاک کرد

بکھینچ تیغ صمصام وقمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

صاحبقران تلوار کھینچکر لشکر رافع کوہی پر آپہونچے آتے ہی لشکر کو تہ وبالا کر دیا لشکر ہندوستان بھی آپہونچا
ہندیون نے آتے ہی خنجر اوکر دیا لشکر علمشاہ بھی آکے مصروف جنگ ہوا بختیارک تو سر پر پانون رکھکر
بھاگا سرداران نامی کا دمبدم نعرہ ہو رہا ہی بہرام نعرہ کرکے پہونچے اور مالک پہونچے سند ویل اصفہانی
و جمایل جنگ عراقی و شہنشاہ عراقی و دینامان بن لنتظر و منظر شاہ یمنی و عامر شاہ رودباری و سیف
زد الیدین و طوق حران گرد و بوالمحجن گرد علمداران لشکر اسلام طوق حران کے ہاتھ مین علم
اژدہا پیکر ابوالمحجن تلوار کھینچے ہوئے بھائی کے ساتھ طوق نے آتے ہی علم اژدہا پیکر وسط لشکر مین
نصب کیا سرداران صف شکن نے جو نشان اپنے لشکر کا دیکھا تلوارین کھینچکر سامنے مین علم کے لگے

نشان بڑھتا جاتا ہر سردار لڑتے ہوے جاتے ہین پھریرا علم کا گلنار ہوگیا چھینٹون سے خون کی تہورشعار ا
شمشیر زن جرات مین لاثانی سامنے مین اپنے لشکر کے علم کے لڑرہے ہین دونون علمدار صف شکن
نامدار علم کو ہر مرتبہ گردش دیتے ہین مراد اس سے یہ ہے کہ سرداران نامور کو معلوم ہو کہ ہمارے لشکر
کی فتح ہے علم فتح و ظفر کو جنبش ہے مردان عالم کو فتح کرنے کی کوشش ہے اُسی نشان پر لڑ رہے ہین
علم فوج کفار سرنگون ہوا کوہیون کا خوف سے کلیجہ خون ہوا کس جوش مین صاحبقران لڑرہے ہین
کیا عجب ہے کہ زبان تیر و کارد مو سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو فرد ترک خنجر دار گردون ہر دم از
چرخ برین ٭ رزم او می دید و میگفت آفرین صد آفرین ٭ علم سروقد براے تعظیم اُٹھے نقارے سر پیٹتے
قرنا بیدم علمون پر الم دریاے خون جاری ہزارہا سپرین پشت مردان عالم سے زمین پر گرین صاف
ظاہر ہوتا ہے کہ دریاے خون مین کچھوے شناوری کررہے ہین تلوارین جو گرین یہ ماہیت ہے ماہیان دریا کی
کیفیت ہے دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات کو ہیان طوفانی نامردون کی آبرو بہی اُس دریاے خون
مین غوطے کھا رہے مین بچاتے ہین جان بچاکے نکل جائین جوانان ہندوستانی کب نکلنے دیتے ہین تلوار کے
دھنی شیوہ انکا صف شکنی صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب رافع کوہی پہونچے رافع نے سطوت و صولت
دیکھکر قبضے پر ہاتھ ڈالا لیکن حیران جمال و محو دیدار چہرۂ زیبا دیکھکر دنگ ہوگیا سامنے رافع کے صاحبقران
نے کئی پہلوان بصد شوکت و جرأت قتل کیے جس کو ہی نے بڑھکر ہاتھ مارا امیر کی لڑائی کا یہی طور ہے کلائی پہ
ہاتھ ڈالکر پہلے دشمن کی تلوار چھین پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھایا چورنگ ہوا کی قلم کیا کسی کو
تیغہ برق تاب سے قتل کیا کسی کو تبر سے مارا کسی کی کمرگاہ پر ہاتھ مار دیا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوے
رافع کوہی مثل آئینہ دنگ اپنی زندگی سے تنگ لشکرکشی کرکے پچھتایا دل سے کہتا ہے اے مین کیون آیا
اس شیر کے ہاتھ سے کیونکر بچون گا ناچار و مجبور تلوار کھینچکر جا پڑا بمجبوری ہاتھ مارا صاحبقران نے
پشت تیغ سے اُسکی تلوار کو شکست کیا قبضہ اُسکے ہاتھ مین رہگیا نخل نبض سے پھل نکلا ناچار ہوا قبضے پر
بھی قبضہ نہ رہا قبضہ بھی پھینک مارا صاحبقران نے خالی دیا ہاتھ تلوار کا مارا اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا سپر کے دو ٹکڑے ہوے رافع کوہی نے اپنے کو ہٹایا گینڈے کی گردن قلم ہوئی رافع گرا امیر نے
رافع کو سانے مین تلوار کے لیا رافع چوتڑون کے بل زمین پر گرا سپر بھی ہاتھ مین نہ رہی خائف و ترسان
ہوکر دانت نکال دیے صاحبقران زمان نے ہاتھ روک لیا فرمایا رافع کوہی اُٹھ اور تلوار سپر لا نہتے پر

ہم وار تحسین کرتے یہ سنکر رافع کوہی قدمون سے لپٹ گیا عرض کی ای شہریار زہے شرف جو آپ کی
رفاقت کرے عجب نامرد ہی جو آپ سے لڑے میرے تو آپ جان بخش ہین اگر ہاتھ مار دیتے سر اڑجاتا کون
ایسے مقام پر حریف کو چھوڑتا ہی اپنے دشمن کے قتل سے کوئی منہ موڑتا ہی ہاتھ اٹھاکر کو سیون کو آواز دی خبر
تلوارین نیام مین کرو مین نے بدل وجان اطاعت کی لقا کھگوڑے پر لعنت کی تخت پر بیٹھے بیٹھے تقریر
بگھارتا ہی صاحبقران نے بمحبت گلیسے لگایا سب سردارون سے بلوایا بادشاہ لشکر اسلام بھی آپہنچ
تھے سب سردار بخلق ومحبت رافع کوہی سے ملے صاحبقران بفتح وفیروزی بلٹے نخجیار کے روتا پیٹتا
بھاگا لقا سے اکر سب کیفیت بیان کی لقا نے برہم ہوکر حکم دیا واسطے افراسیاب کے نامہ تیار کر
بھیجا ایسے نامردون کو بھیجتا ہی اسکی برائی سے رافع کوہی کو بھی مسلمان کرادیا اس دربار کے
لائق نہ تھا نامہ لقا کا طرف ہوش ربا کے چلا صاحبقران بفتح وفیروزی داخل بارگاہ ہین ان
دونون لشکرون کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان لشکر اسد نامدار وشہنشاہ لاچین باوقار مقابلہ لشکر مصور دہیر کی
جادو براور زہرہ وگرفتاری اسد درباغ سہیل سیاہر وجہان رفیقان اسد قید ہین
عشق گلنار گلنار پوش ودیگر حالات متعلق داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ

ای ساقی مہربان کدھر ہی
دلہن کی طرح بہار چھائی
بھرجام شراب ارغوان کا
سرسون چشم سبو مین پھولے
قد سرو ہی کا کلین ہین سنبل
مژگان ہی جو برگ یاسمن ہی
انگور مین لب کلی دہن ہی
سبزہ ہی خط عذار کا یہ
ہر گل کے لبون پہ سرخی پان
مالی مہندی لگارہے ہین

کچھ تجھکو بسنت کی خبر ہی
ساغر مین شراب زرد بھردے
اک پھول ہو کشت زعفران کا
گلزار سنگار کر رہے ہین
کوپل ماتھا ہی کان ہین گل
نرگس آنکھین انار ہین گال
کہتے ہین جسے یہی ذقن ہی
نرگس کاجل لگا رہی ہی
ماتھے پہ چنی ہی زر کی افشان
سوسن مسی لگا رہی ہی

عالم مین بسنت کی رت آئی
مہتاب کو آفتاب کردے
گل دوحۂ آرزو مین پھولے
جوبن کا نکھار کررہے ہین
ابرو شاخ گل چمن ہی
ہی تخم ثمر عذار کا خال
سبزہ نہین سبزہ زار کا
زلفین سنبل بنا رہی ہی
فوارے کھڑے نہار ہے ہین
ہونٹون پہ دھڑی جمارہی

قدرت نے دیے ہراک کو گہنے
زیور میں گلوے بوستان کے
ہر زینت کبک جامۂ ناز
چڑیا پے محرم چمن ہر
سبزوار کی طرح جھوتے ہین
رشک سے زرد ہو گئی بنگ
چاندی سونا لگا دمین ہر
پہنے ہین لباس گل بسنتی
ٹیسو کے درخت بن مین پھولے
تمثیل مریض مضمحل ہر
سکہ چاندی کا اشرفی ہر
محراب مکان کی ہر سر عید
آندھی اٹھی ہر بن مین پیلی
ہر حسن پرست زرد رو ہی
عاشق ہر عروس چرخ نیلی
بیتل دہ ہر سبلے پھول جوتھا
طاؤس بسنت گا رہے ہین
ہر لال بجا رہا ہر طنبور
کیا لکھے افق بسنت کا ذکر
سرسون پہ ہتھیلی پر جمائے

قمری ہر گلے مین طوق پہنے
پہنے ہوے پات ڈالیان ہین
پہنے ہر ہر ایک مور پشواز
شبنم نے گل چمن کیے مست
لب ساغر گل کو چومتے ہین
پیلے سونے سے رخ جبین ہین
خورشید کا رنگ ماہ مین ہر
تختہ نرگس کا بوستان ہر
صد برگ ہراک چمن مین پھولے
یرقان سے بھی لطف اٹھاتی ہر آنکھ
ہلدی کی گرہ کلی بنی ہر
لیمون نارنج بوستان ہر
پوشاک ہر ہر بدن مین پیلی
کونپل ورق طلا بنی ہر
آنکھین کرتا ہر لال پیلی
نرگس گل نسترن بنا ہر
دف برگ شجر بجا رہے ہین
ہر کبک ہر مور بنکے رقصان
عجلت مین ہوئی ہر نارسا فکر

جگنو نہین باغ بیخزان کے
کانون مین شجر کے بالیان ہین
طائر جو قفس مین نغمہ زن ہر
اشجار ہوے ہین بے پیے مست
ہر چیز کا زرد زرد ہر رنگ
نوشاہ یہ طعنہ زن حسین ہین
ہر جامۂ جزو کل بسنتی
جو باغ ہر کشت زعفران ہر
جو برگ ہر چہرہ خجل ہر
نرگس پلکون مین پانی ہر آنکھ
ہر شعلۂ شمع بزم خورشید
زردے کا پلاو پر گمان ہی
پانی سونے کا آب جو ہر
نوشہ کا لباس چاندنی ہر
ہر شعلہ شمع پھول جوتھا
صد برگ گل سمن بنا ہر
سارنگی چھیڑتا ہر زنبور
ہر مور چکور بنکے رقصان
فرصت جو ذرا سی ہاتھ آئے

چہرہ مصوران تصویر دلپذیر مرقع خیال ونقاشان نقوش صفحات کتب قیل وقال نقشہ میدان کارزار ہوے قلم کلک جواہر سلک سے قرطاس بضیۂ اقتباس پر بصد رنگینی و بصد نگینی یون کھینچتے مین اشعار مصنفت راقمان نقوش سحر طراز کاتبان بیان راز و نیاز تصویر خیال قصہ خوانی کھینچنے مین بہ لطف خوش بیانی

سابق مین تحریر ہوا کہ شہنشاہ لاچین والا تمکین و اسد نامدار عالیوقار لڑائی سے توسن کی فراغت
حاصل کرکے بفتح و فیروزی اُترے بیرون قلعہ توسن حصار لشکر اُترا ہوا ہی ارادہ ہی کہ ملکہ مہرخ سحرچشم
بھی آجائین تو طرف دریاے ہفت رنگ کے کوچ کرین بہار و مخمور وغیرہ آئین اُٹھ کر چلی گئین
سب سے زیادہ خواجہ کا انتظار ہی سر ریحیا بنائی پر شہنشاہ لاچین ملکہ ناہید ایک جانب اسد
نامدار دنگل شوکت پر ملکہ بادبان کرسی وزارت پر لیکن توسن ملعون مکر سے مطیع ہوا ہی اسی فکر
مین ہی کہ کسی طرح اسد کو شاہان لاچین کو گرفتار کرکے خدمت مین افراسیاب کی لیجاؤن اسوقت
بیرون بارگاہ سائبان زربفتی کھینچا شاہزادہ انجم گروہ بدیع الزمان گرد لشکر شکل انتظام لشکر مین
مصروف ہین ہر چند اسد نامدار بہ تعظیم و تکریم پیش آتے مین عرض کرتے مین آپکے قدم سے لشکر مین برکت ہی
آپ دم بھر تکلیف نہ فرمائین صرف بارگاہ مین تشریف رکھین خدمتگزاری مین بجا لاؤن ہر وقت انتظام
کرون معہ بہ نیابت کام کرون بدیع الزمان فرماتے مین ای فرزند یہ مقام فخر و افتخار ہی کہ ہمارا فرزند سردار
نامدار ہی یہان کی طلسم کشائی تمھاری ذات پر موقوف ہی یہ حقیر انتظام لشکر مین مصروف ہی شہنشاہ لاچین
خوش ہیجے مین بہت لشکر جمع ہوچکا ہی کئی بادشاہ خبر رہائی شہنشاہ لاچین سنکر بہ کیفیت اگر حاضر
ہوے اطاعت مین مصروف ہین کہ صحراے گرد عظیم بلند ہوئی روے آفتاب چھپ گیا آگے تین سو
علم نشان تین لاکھ فوج ساحران غدار کا علمون پر تحریف ساحری و جمشید ہر قوم ایک ساحر قوی و جسیم
لئیم و شمیم تخت پر سوار پشت پر ساحران غدار صدا نوبت نقارے کی بلند شہنشاہ لاچین نے توسن
سے پوچھا مین نے اسکو نہین پہچانا یہ کون ساحر ہی توسن نے دست بستہ عرض کی حضور نے اسکو
نہین پہچانا نگرام کامل ساحر بدخو بیران جادو ذلیل و حقیر برادر زمہر یہی دیتا ہی خبر سنکر چل نکلا
براے مقابلہ حضور آیا ہی کچھ حضور تامل نہ فرمائین مین اس سے مقابلہ کرونگا آٹھ پہر یہ پیتا خوشامد
مین مصروف رہتا ہی مین نے بھی سُنا ہی افراسیاب نے آپکی رہائی کی خبر سنکر نامان طلسم ہوش ربا کو
نامے لکھے یہ پیشتر پہونچا لاچین نے فرمایا نگرام کو سمجھا جائیگا مجھکو بھی خبر ہوگئی ہی یہان صنوبر بھی
اپنے مقام سے چلے مین قریب دریاے ہفت رنگ بڑے معرکے پڑینگے سب نگرام لٹینگے بیران جادو نے
جو فوج دریا موج طلسم کشا کو دیکھا بل کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا چار سو افسران نامی اسکے ساتھ گئے
دور شراب شروع ہوا نشے مین حکم ہوا طبل جنگی بجے کل سرداران لاچین کی شکلین باندھون گا

طلسم کشا کو گرفتار کرکے لیجاؤنگا قطع منازل مین مین نے بہت تکلیفین اٹھائین ہرکارے جو لشکر اسلام
کے حاضر تھے خبرین لیکر چلے دربار دُربار مین شہنشاہ لاچین کے حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعائے دولت
بادشاہی بجا لائے اشعار

گل اقبال تو دائم شگفتہ
ہمہ روز او عید نوروز باد

آہی بخت تو بیدار بادا
بچشم دشمنانت خار بادا

وگر

ترا دولت ہمیشہ یار بادا
ہمیشہ چو خور گیتی افروز باد

شہنشاہ کی عمر دراز ہو میران بے ایمان نے طبل جنگی بجوایا ارادہ ہی
کہ بندگان شہنشاہی سے مقابلہ کرے یہ سُنکر شہنشاہ لاچین خوش آئین نے فرمایا ای ملکہ بادبان ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین صدائے طبل جنگ بلند ہوئی
میران کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی شام سے جا کر ہوم خانے مین داخل ہوا سحر تیار کر رہا ہی مصاحبون سے
کہتا ہی بڑے شخص سے مقابلہ پڑے گا لاچین بادشاہ سابق طلسم خوب لڑیگا مین نے بھی قیامت کے
سحر تیار کیے ہین لشکر طلسم کشا کو پھونک دونگا آگ برساؤنگا لشکر اسلام کو قطرۂ آب کو ترساؤن گا
چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی ہی نیر آفتاب عالمتاب جیسے مغرب سے نکلکر میدان فلک چہارم مین
برائے شکار برآمد ہوا انجمان ثابت و سیارگان کو شکار کیا شہنشاہ لاچین سلاح جنگ جسم پر آراستہ
کرکے در دولت اسد غازی پر آئے آمد طلسم کشا کے سب مشتاق ہین اول ملکہ بادیان جادو برآمد
ہوئی خبر دی طلسم کشا جامہ خانے مین تشریف رکھتے ہین کشتی سلاح کی حاضر ہوئی ہی توسن بیچارہ ایک
جانب خاموش کھڑا ہی ملکہ ناہید جو برآمد ہوئین کئی ہزار کنیزین ہمراہ ہین شہنشاہ لاچین نے قصد کیا
ملکہ ناہید کو تخت پر سوار کرین ملکہ ناہید نے عذر کیا آپکے سامنے میری کیا مجال ہی کہ تخت پر سوار ہون
یہ ذکر تھا کہ طلسم کشا بارگاہ آسمان جاہ سے برآمد ہوے دریاے آہن مین غوطہ مارے ہوے لاچین نے
اسد غازی سے عرض کی کہ حضور مین تو اب تارک دنیاے فانی ہون ملکہ ناہید کو تخت نشین کیجیے جب
لشکر مہ جبین سے یہ لشکر ملجائیگا جو انتظام خواجہ عمر نے کیا ہی یعنی سلطنت برائے مہ جبین زیبندہ ہی ہم تو
ملکہ ناہید کے ممنون و مشکور ہین چاہتے ہین کہ تخت و سلطنت اسی کو ملے اسد نامدار نے فرمایا سلطنت تمھارا
حق ہی مہ جبین الماس پوش دختر افراسیاب بھی تمھارے سامنے تخت پر سوار نہونگی ملکہ ناہید کے
سب مشکور ہین ملکہ ناہید کا یہ مرتبہ جو توسن نے دیکھا جل گیا بیچارہ سوچ رہا ہی کیا تدبیر کرون دختر و
زوجہ کو شاؤن لیکن ظاہر مین ایک ایک سے تملق ملتا ہی اسد نامدار عالیوقار کے قدمون کو بوسہ دیا

لاچین تخت پر سوار ہوے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی ای شہریار چکڑے سرکاری غلے کے آتے تھے فرہاد کو وہ پیل نام
ایک پہلوان چالیس ہزار جوانان کو دیکر لیکر اپنے مقام سے چلا ہی وہ چاہتا ہی رسد کو روک لون پل پر اپنا قبضہ
کرون یہ بھی اُس بیچیانے اپنے مقام پر کہا کہ مین ساحر نہین ہون اگر اسد کو دعویٰ جراٴت ہی پل پر آکر روکین
غلہ اپنا لیجائین اگر ساحر آیا تو کیا کمال ہوا مین جو باے فنون جراٴت ہو کر آیا ہون یہ سنتے ہی شہنشاہ
لاچین نے فرمایا ای شہریار بڑا غضب ہوجائیگا اگر پل پر اُسکا قبضہ ہوا لشکر مین غلہ آنا بالکل
موقوف ہوگا یہ سنکر مشیران سلطنت و وزیران اُمہت نے دست بستہ عرض کی براہ خیرخواہی نمکخواران
شاہی گذارش کرتے ہین کہ یہ مقدمہ آب و آذوقہ ہی خدانخواستہ اگر ایک شب اسکے انتظام مین فرق پڑے
فتح کی شکست ہو بہتر یہی ہی کہ بوجہ احسن بند و بست ہو کہ قبل از لڑائی یہ انتظام واجب و لازم ہی اگر حکم ہو
تو توسن و بادبان کو روانہ کردین یہ کلمہ پورا زبان سے خیرخواہان دولت کے پورا نہوا تھا کہ شاہزادہ
انجم گردہ رستم شکوہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن فرزند خسرو تیغزن مرکب کو صف سے بڑھا کر سامنے شہنشاہ
لاچین کے آئے فرمایا یہ خدمت ہمارے سپرد ہو دیکھین تو فرہاد پل پر کیونکر قبضہ کرتا ہی وہ بیچیا غلّی مردم
بازاری جو فروش گندم نما ہمارے لشکر کا غلہ روکے گا یہ بھی ہرکارون نے بیان کیا کہ آسنے طلسم کشا پر طعن
کی ہرچند اسد نامدار نے فرمایا کہ ای موبخان حیران جادو با لشکر گران بارگاہ سے نکل چکا ہی فرمایا ای نور نظر
و ای لخت جگر ہم کیا بیٹھے ہوے اہالیان فوج کا شمار کیا کرین آج اہالیان لشکر تمھارے بزرگون کی بھی جراٴت
دیکھین جب اُنکی مدد کو حیران جاے تب ادھر سے بھی ساحر آئین اگر وہ کسی ساحر کو نہ بھیجے دوسرے
تماشا دیکھو دیکھین تو فرہاد کو ہمین کیسی سنگدلی دکھاتا ہی ہرکارون کی زبانی سُنا کہ بہت بلبلاتا ہی کیا ہمین
لشکر ساحران نہوتا کچھ جراٴت و شوکت نمائی کرتے خدا انکو با اقبال رکھے جراٴت مین دھبا لگتا ہی ادھر سے
پہلوان آے ادھر سے ساحر جائین ضرور وہ طعن و تشنیع کرے گا خبر سنگا نافراً لشکر لیکر نہ آنا جو قاعدے
نزار لقا فت ثانی سلیمان قبلہ و کعبہ نے لشکر ظفر اثر مین جاری کرادئے ہین جنگ مین انکی پابندی سلطیان
مذہب اسلام پر واجب و لازم ہی یہ حقیر اس جنگ کا عازم ہی اب جو شہنشاہ لاچین والا تمکین سے
ملاحظہ فرمایا کہ دس ہزار جوانون سے زیادہ نیر ساحر لشکر مین نہین ہین وہ سب قبضون پر ہاتھ ڈالے جو
عقب بدیع الزمان جم گئے ہرچند شہنشاہ لاچین والا تمکین و اسد نامدار نے منع کیا لیکن بدیع الزمان
گرد لشکر شکن مع دس ہزار جوانان تیغزن نیزہ ہلاتے ہوے مرکب چمکاتے ہوے طرف پل کے تشریف

لیجیے اسد بن کرب غازی نے عقب مین ہرکارے روانہ کیے کہ ہکو دمبدم کی خبر پہونچاتا کچھ ہرکارے تعاقب
بدیع الزمان مین چلے چند لشکر ہیران مین پہونچے یہان ہیران بھی بارگاہ سے نکلا ہی ہرکارون نے
خبر دی کہ حضور نے جو آب و دانہ بند کرنے کا قصد کیا تھا فرہاد کوہ پیکر مع ساٹھ ہزار جوانون کے
قریب پل پہونچ چکا ہی لشکر شہنشاہ لاچین سے بدیع الزمان فرزند صاحبقران براے انتظام
دریا گئے ہیں سنکر ہیران جادو نے پلٹ کر دیکھا افعی سیاہ رو ساحر زبردست پہلو مین حاضر ہی اشارہ کیا
راہ مین جا کر قریب پل پسر صاحبقران کو گرفتار کرے پل تک نہ جانے دینا افعی سیاہ رو پیچ و تاب کھا کر
بیس ہزار ساحرون کو لیکر چلا ہرکارے یہ کیفیت دیکھ کر بھاگے شہنشاہ لاچین خوش آئین جلوخانے سے
برآمد ہوے ہین اسد غازی متردد کہ ہرکارون نے آکر خبر دی حضور افعی سیاہ رو کو ہیران جادو نے
واسطے روکنے آپ کے ماموجان کے بیس ہزار ساحرون سے روانہ کیا ہی اسد نامدار بیقرار ہوگئے ملکہ آ
نے طاؤس زرین بال کو بڑھایا عرض کی کنیز جا کر افعی سیاہ رو کو روکے گی اسد نامدار خوش ہوگئے
پانچ ہزار کنیزون کو اپنے ہمراہ لیکر براے مقابلہ افعی سیاہ رو چلی ہرکارون نے یہ خبر جا کر ہیران جادو
کو پہونچائی کہ حضور افعی سیاہ رو راہ مین روک لیا جائیگا ملکہ ناہید معشوقہ طلسم کشا فوج ساحران لیکر
گئی ہیران جادو نے یہ سنتے ہی ہزبر اژدر سوار اپنے بھائی کو حکم دیا تو جا کر ملکہ ناہید کو راہ مین روک
لے ہزبر اژدر سوار پچیس ہزار ساحرون سے چلا کہ جا کر ملکہ ناہید کو روکون یہ خبر ہرکارون نے فوراً شہنشاہ
لاچین کو پہونچائی شہنشاہ لاچین طرف بادبان کے متوجہ ہوے کہا ملکہ بادبان تم جا کر ہزبر اژدر
سوار کو روکو ملکہ بادبان طاؤس سے کودی دس ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر واسطے روکنے ہزبر اژدر سوار
کے بڑھی ساحرون نے جا کر ہیران کو پھر خبر دی ہیران جادو نے کہا مسلمانون کی شامت آئی ہے یہ کہکر خود
گینڈے پر سوار ہوا مع فوج قاہرہ طرف پل کے چلا ہرکارے یہ خبر وحشت اثر لیکر بھاگے آکر اسد نامدار سے
عرض کی حضور ہیران خود گیا راہ مین قیامت کی لڑائی ہوگی پل تک کوئی نہ پہونچ سکے گا یہ سنتے ہی
اسد نامدار نے مرکب باد رفتار کو بڑھایا کہا مین خود جاؤنگا شہنشاہ لاچین نے بھی تخت اپنا بڑھایا
دونون جانب سے گردین بلند ہوئین ابرہاے اپنا آسمان پر ظاہر باجون کی آواز سے گوش گردون
کر ہوئین آگ برسی کمین دریاے آب نے جوش مارا کسی نے لگا ابر خون بنایا اولان اول بدیع الزمان
نے دل لشکر شکن مع دس ہزار جوانان تیغ زن قریب پل پہونچے دیکھا داروغہ ہماری طرف کا مابہ ہزار

جھکڑ ٹلے کے لیے ہوئے پل پر پہونچ چکا ہی کہ پشت سے نعرہ ہوا منم فرہاد کوہ پیکر او داروغہ بخت جا
جھکڑ ون کو آگے نہ بڑھا ورنہ خون کا دریا پل پر بہا دونگا یہ سنتے ہی بدیع الزمان نے گھوڑے پر کوڑا کیا
مرکب باد رفتار طرارہ بھرکے پل پر آیا پل پہ بدیع الزمان پہونچے ہین کہ طرف سے حیران کے افعی سیاہرو
بیس ہزار ساحرون سے آکر پہونچا قصد کیا کہ بدیع الزمان پر سحر کرون کہ ابر مرواریدی چیکا دیکھا افعی
سیاہرو نے ملکہ ناہید مع پانچ ہزار جادوگرنیون کے آسمان سے آکر اترین طاؤس کو بڑھا کر نعرہ کیا خبردار
او افعی سیاہرو آگے نہ بڑھنا اگر زہر اگلا مارا جائیگا طلسم کشا کے ماموبجان غیر ساحر ہین فرہاد سے
سمجھ لین گے افعی سیاہرو رُکا کہ دوسرا ابر سیاہ پیدا ہوا ہزبر اژدر سوار مع چالیس ہزار ساحران
غدار کے پہونچا ملکہ ناہید کی فوج کم دیکھکر قصد کیا کہ جا پڑون ملکہ بادبان بارہ ہزار ساحرون سے
نعرہ کرکے گری گولہ ہاتھ مین لیکر قریب پل کے آگئی ہزبر بھی رُکا کہ ایک گرد عظیم بلند ہوئی سبنے دیکھا حیران
جادو مع چھ لاکھ فوج کے پہونچا اُسنے دیکھا افعی سیاہرو کے روکنے کو ملکہ ناہید بڑھی ہی بادبان نے
ہزبر کی فوج پر تیور ڈالے حیران نے چاہا ان دونون پر جا پڑون کہ نقارہ نورزمی پر چوب پڑی علمہاے
زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے اسد کے نعرے کی آواز آئی کہ زمین تھرائی قرنا بجی طبل و بوق بجے
شہنشاہ لاچین خوش آئین عقب مین طلسم کشا کے با فوج قاہرہ پہونچے حیران پر شہنشاہ لاچین نے
نگاہ ڈالی نعرہ کیا او حیران اگر کسی ساحر نے پل پر قدم رکھا آتش سحر سے جلا دونگا خبردار او نمک حرام
آگے نہ بڑھنا حیران بھی رُکا ادھر سے فرہاد کوہ پیکر مجمع ساحران دیکھتا ہوا وسط پل پر پہونچا چالیس
ہزار جوان بڑے بڑے قد کے نیزے ہاتھ مین اسکے عقب مین ایسے ڈٹے ہوے آتے ہین کہ جھکڑ ٹلے تلے کے
روکین بدیع الزمان نے دمین سے نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان سے سب خوبی شاہ انجمن ہ
بدیع الزمان گرد لشکر شکن بیچ پل پر آکر گھوڑے کو اڑا کیا نیزہ ہلانے لگے فرہاد کو لوکا فرمایا
داروغہ بیچارے کی جانب کیا جاتا ہی جب ہمسے فیصلہ کر لینا تب گلے پر قبضہ کرنا فرہاد گینڈہ جھکا کر
بڑھا بدیع الزمان بیچ پل پر ڈٹے ہوئے کھڑے ہین ملحوظ خاطر ناظرین ہو اس پار پل کے فوج
ساحران مذکور بھی ہوئی ہی شہنشاہ لاچین و حیران سے آنکھ مل رہی ہی ناہید مع افعی سیاہرو
کو تاکے ہوئے ہی بادبان نے ہزبر اژدر سوار کو بڑھکر روکا ہی کوئی ساحر قدم نہین بڑھا سکتا ہی طبل و
بوق بج رہا ہی زمین و زمان گرج رہا ہی زمین کو جنبش لگ رہا ہی ابر سیاہ آسمان پر چھائے ہوئے دل لے

سحر جوش مار رہے ہین آگ برسا چاہتی ہے اپنے اپنے حریف کو سب دیکھ رہے ہین فرہاد ہشو ہشو کہکر بڑھا
بدیع الزمان سے نگاورزن ہوا اسد نامدار کی نگاہ لڑی ہوئی فرماتے ہین آج ماموجان سے دیو کا
سامنا ہے لاچین کہتا ہے اے شہریار حقیقت مین فرہاد نہایت زبردست ہے آپ دیکھتے مین گویا فیل مست ہے
اسد نامدار نے جواب دیا اے شہنشاہ لاچین خوش آئین ماموجان سرفتنہ ملک سخان ہو باختر مین
بڑے بڑے پہلوانون سے مقابلہ پڑا لشکر لقا کہ دریاے قہار تھا ایک کرور چراسی لاکھ سوار کی چھاونی
زیر قیطول لقا تھی اس لشکر قیامت اثر پر جا کر گرتے تھے ہر روز پہلوان نامی کو قتل کیا اور نکل گئے دیو
پیکر کیا ہے یہ شیر ہین وہ روباہ وہ بزدلا یہ ہزبر دشت جرأت وشوکت وہ فیل بلند قامت یہ شیر دلیر میدان
ہمت وشجاعت وہ کیا اسے مقابلہ کریگا دیکھیے اظہار فنون سپاہگری مین حال کھل جائیگا وہ دیکھو تکاور
چلی ماموجان کا گھوڑا تین قدم ہٹا اسکا گینڈہ پانچ قدم پست پا ہوا غالب ومغلوب کا نشان ہوا
فرہاد کوہ پیکر نے نیزہ اٹھایا پیچ وتاب دے کر سینۂ بے کینۂ شاہزادہ بدیع الزمان پر لگایا انکا نیزہ
سر تیز سنان نیزہ مثل سنان افعی ڈانڈ بشکل ناگن لچکتی ہوئی نیزہ آپسمین چلنے لگا دیکھنے والے
دیکھ رہے ہین گھوڑا اور گینڈہ اشارے پر کام کر رہے ہین پوڈے ہاتھ سے چھوڑ دیے گشت سے مرکبون
کی برج خاکی تیار ہوا اس برج خاکی سے سنانہاے نیزہ مثل ستارہ دن کے چمک جاتی ہین فرد دو نیزہ
دو باز و دو مرد دلیر + تو گوئی کہ بودند دو نرہ شیر + بیران جادو وشہنشاہ لاچین کی بھی لگا مین
لڑی ہوئی ہین پھر بھر کامل نیزہ چلا صفوف ساحران سے صداے احسنت وآفرین بلند اسد نامدار ہر
پر نیزے کی اچھل پڑتے ہین فرماتے ہین اے شہنشاہ لاچین ماموجان نے کیا بند کھولا انشاء اللہ
غالب آیا چاہتے ہین گھوڑا گینڈہ عریان کر راہی طراے بھر رہی بھر رہے ہوا مین اڑ رہے ہین
غرضکہ دیر تک نیزہ چلا آپسمین بند وبست ہو رہے ہین ایک مقام پر شاہزادہ بدیع الزمان نے
نعرۂ تکبیر کیا اسد نامدار نے کہا ماموجان نیزہ اسکا ہوائی کیا چاہتے ہین شہنشاہ لاچین نے کہا
حضور وہ بھی بلاے بے درمان آفت روزگار ہے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکلنا بہت دشوار ہے یہانتک
بدیع الزمان نے نیزہ اسکا کاٹھا گھوڑے کو اڑا کر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے فرہاد کوہ پیکر کے نکل گیا
فرہاد کی جان شیرین پر بنی بغلین جھانکنے لگا منہ پر ہوائیان تھین پھر آب خجالت مین غرق ہوا چلا کر
آواز دی اے جوان نیزہ بازی مردان عالم کا کھیل ہے ناز کرتا ہے یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا یہ تیغ بیدریغ

حلال ہمات مردان عالم ہے اسکے سامنے دیو بھی بیدم ہے اگر پہاڑ پر مارون تا بہ پیچ کاٹون تیغہ لنگردار جو ہزار فرہاد نے کھینچا اسد بیتاب ہوگیا لاچین نے بھی کہا اے شہریار خدا شاہزادے کو بچاوے اگر خلاف مزاج نہو تو مین سحر کرون تلوار کو اسکی بیدم کردون نیام سے کھینچ نہ سکے قبضے پر ہاتھ نہ ڈالے اسد غازی نے کہا اے شہنشاہ ایسا نہ کیجیے گا ماسونجان کو بہت ناگوار ہوگا دیکھو شیرانہ ہنگامہ لڑتے ہین فرہاد کوہ پیکر نے تلوار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا شہزادہ بدیع الزمان نے سپر کو پھینک دیا تلوار کو تلوار پر کاٹا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا شہزادہ بدیع الزمان نے الجھاوے سے ہاتھ نکال کر نعرہ کیا فرد

تو ضربے زدی ضرب من نوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن

ہر کرا پنجہ وز نوبت او ست
دگر دور مجنون گذشت نوبت ہست

نعرۂ شیرانہ کرکے مرکب باد رفتار کو اشارہ کیا مرکب بھی کوہ پیکر کوہ کفل چالاک و چست صبا رفتار برق کردار اشعار آبدار موافق مقام ہے نظم

زبس در پویہ دارد بیقراری
اگر بر صفحہ نقش می نگاری
چو مرغان می پرد از برق آئین

کہ دارد بال و پر از دامن زین
کمر را تنگ از آن از کینہ بستہ
بجود از نعل چار آئینہ بستہ

عجب دارم ز کار چرخ مکار
کہ چون آمد بچشم آن باد رفتار

تڑپ کر گھوڑے نے دونوں ہاتھ سنک پر رکھدیں ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ برق مثال تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کئے خود کاٹ کر تیغہ سر پر چلا تھا فرہاد جہاندیدہ ہے اسنے اپنے کو بچایا کفل کر گردن پر جا رہا تیغہ جھک کر گرا گھوڑے کی گردن قلم ہوئی فرہاد کوہ پیکر کود کر الگ ہوا چاہتا تھا جیسے گھوڑا بدیع الزمان کا ڈگر دیا بدیع الزمان نے نعرہ کیا او بیحیا بے زبان نے کیا لیا ہے یہ کہکر گھوڑے سے کود پڑے پیدل جوانے شیر بیشۂ صاحبقرانی کو پایا اپنے قد و قامت پر ناز ہے تلوار پھینک کر لپٹ پڑا شہنشاہ لاچین نے کہا اے شہریار اب غضب ہوا ملواں چلنے مین یہ امید تھی کہ کمزور دشمن و سب برابر ہوجاتے ہین قد و قامت اسکا بڑا ہے کشتی مین مشکل پڑیگی اسد نامدار نے کہا اے شہنشاہ لاچین خوش آئین کشتی گیر ماسونجان کا لقب ہے بارہ برس مین سات سو ملک سے ماسونجان نے خطا منشور حاصل کیا ہے بڑے بڑے پہلوانون سے لڑے جس ملک مین پہونچے انکے شہر کرائی ارشاد یہ تھا اگر کوئی زبردست ہو مجھسے مقابلہ کرے ورنہ ہارے کا غذ پر مہر کردے بعد بارہ برس کے فنون کشتی گیری مین شہرۂ آفاق ہوئے دیکھو اب کیا رنگ ہوتا ہے پیچ بند ہونے لگے دستیان ساتھ زبردستی کے چل رہی ہین شیر سر ٹکرانے لگے فرہاد نے جو پیچ باندھا بدیع الزمان نے توڑ کیا

ئے جوڑ کرکے سینے کو بچایا انھون نے بند کو صرف کیا یہ بند و لبست کیا پیچ سے اُس بدست کو پست کیا
شہنشاہ لاچین خوش آئین نے کہا اے شہریار یہ امید مجھکو نہ تھی ماشاءاللہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن
فن کشتی مین بے مثل و بے نظیر ہین کبھی ایسا معرکہ ہماری نگاہ سے نہ گذرا تھا چار پہر دن اسی ہنگامے مین
بسر ہوا آفتاب خالی از بازان و ترسان بخوف مردان عالم برنگ زر دبادل پُر درد طرف آشیانۂ مغرب
کے چلا لاچین نے دیکھا بدیع الزمان مثل برق تڑپنے لگے دونون مونڈھے تھام کرکے دو ڈھے
بارہ قدم ریل کر لائے ہر چند فرہاد کوہ پیکر چاہتا ہے گر کون بلکہ بازو کا ٹرتا ہے فرہاد تھم نہین سکتا
دل مین اپنے حیران ہے ساری کوہ کنی بھولا بقول شاعر شعر فرہاد جنون پیشہ برنگ بند تیشہ + بیگفتن ایں
سنگ آمد بسخت آمد + چہرے پر ہوائیان اُڑتی ہوئین پیچھے ہٹتا چلا آتا ہے وہ بڑا وقت ہے کہ زمین پاؤن
کے نیچے سے نکلی جاتی ہے طبیعت گھبراتی ہے بدیع الزمان نے بکہ مارا دونون گھٹنے فرہاد کے زمین
سے آشنا ہوئے چاہا لنگر قائم کرین بدیع الزمان نے کر بجبر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا اُس خود سر کو
سر سے بلند کیا چرخ دے کر زمین پر مارا فرہاد نے چاہا مونڈھے کی کھا کر سنبھلون شیر نے جھپٹ کر ٹھوکر
ری چار وان شانے چت کو دکر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی ابا لیانے
فوج فرہاد دوڑے کہ اپنے آقا کو بچائین فرہاد کوہ پیکر نے اقبال اسلام نہ کیا شاہزادہ بدیع الزمان
نے مثل کرپاس کہنہ فرہاد سنگدل کو چیر کر پھینک دیا فوج فرہاد نے بلوہ کیا بدیع الزمان فرہاد کو
مار کر ہجوم کے ڈر سے سپر و شمشیر پر ہاتھ ڈالا بہ تعجیل اشہب مرکب پر سوار ہوئے نعرۂ شیرانہ کرکے فوج
فرہاد پر جا پڑے نعرۂ بدیع الزمان سہ بدیع الزمانم کہ در روز کین + تو انم کشم آسمان بر زمین +
ز تیغم لبے ملک اسلام شد + کہ سرفتنہ باختر نام شد + اسد نامدار نے جو دیکھا ماہ اوج صاحبقرانی پہ
ٹا فوج کی چھاتی بیتاب ہو کر مرکب بڑھایا نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ اسد

بدرم دل شیر و چو دم پلنگ
چو تیغ یلی برکشم از غلاف

شہنشاہ نام آور د کامران
تزلزل فتد درمیان مصاف

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران
دو شیر تلوارین کھینچے آن بزدلون

کی فوج پر جا پڑے بدیع الزمان نے بڑھکر علم فوج کو قلم کیا اسد غازی نے افسرون کو مارا افعی
سیاہ رو بل کرنے لگا قصد کیا بدیع الزمان پر جا پڑون ملکہ ناہید نے للکارا خبردار آگے نہ بڑھنا
افعی سیاہ رو نے گرز مارا ملکہ ناہید اسکی فوج پر جا پڑی ہزبر اژدر سوار بڑھا ملکہ بادبان جادو

نے بڑھ کر ریگا بیران نا بھی بڑھا فوج کو شارہ کیا لشکر قاہرہ جلادریائے فوج مین جنبش ہوئی شہنشاد
لاچین نے نعرہ کیا او نمکحرام بد انجام خرس بادیۂ ضلالت آگے نہ بڑھنا شاہزادہ والا قدر کو تنہا
سمجھا ہی لاکھون ساحران ناجی کھڑے مین اب سلطنت افراسیاب کو زوال ہی آفتاب عالمتاب قبال
اسد نامدار کا جلال ہی بیران ڈرا لاچین کی ٹلک گرا ملکہ ناہید دریا وبان نے گرتے گرتے ہزارون کو
مارا لاچین نے طبقۂ زمین کا ہلا دیا جب گولہ مارا دو دو سو کے سینے کو پار کے نکل گیا بادبان
بھی کشتی حیات ساحران کو طوفانی کررہی ہی ہوا سحر بادبان بندھی ہوئی ہی بحر فوج مین تلاطم
ڈال دیا مگر قوسن ملعون چھپ چھپ کر علاز مان لاچین کو قتل کرتا ہی کئی مرتبہ قصد ہوا کہ اسد غازی
کو بیجا گون حوصلہ نہ پڑا کہ بازو پر سحر کش موجود ہی بدیع الزمان کے گلے مین موتیون کا مالا یہ دونون
شیر دریا فوج مین شناوری کررہے ہین جسکو جھپٹ کر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے بدیع الزمان نے
ہمراہیان فرہاد کو اُبھر کر بھگایا علم فوج گرایا اسد ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ بیران پر جا پڑون لیکن
بیران بے ایمان برق بنا ہوا کبھی زمین مین کبھی آسمان مین اسلیے سحر پر نگاہ نہین ٹھہرتی لاچین
فرمارہے ہین او نامرد تھم کر اُدھر کر سحر کر نام تو بیران ایسا بزدلا ہماری خطا ہی ایسے نالائقون کے
عہد سے بڑھائے سحر کامل سکھائے اُسی کا یہ انجام ہی بقول سعدی شعر کس نیاموخت علم تیر از من کہ
مرا عاقبت نشانہ نہ کرد جو شاہان جلیل شریک لاچین ہوئے وہ بھی گرج رہے ہین بیران کو آواز
دیتے مین ارے نمکحرام تجکو خوف نہین آتا خدا سے نہین ڈرتا ولی نعمت سے یہ نمکحرامی باوجود ہونی
سخت کلامی گذشتہ را صلوات آئندہ را احتیاط جو گذرا وہ گذرا قوسن ایسے خطاوار کی خطا معاف
ہوئی طلسم کشا مرد جلیل بندگان خدا کا کفیل اتنے بڑے باغی کی خطا معاف ہوئی کہ اورون کو
حوصلہ پڑے خدمت مین ایسے رحیم وکریم کی معروف ہوکر ناصیہ فرسائی کرین جسنے بادشاہ عالیجاہ کی
مشکین باندھ کر دشمن کے حوالے کیا اُسکو عہدۂ جلیل ملا طلسم کشا کو بڑی فکر ہی کہ کوئی ملک
نکلا ان قوسن کو دون حاکم بالاستقلال کرون بیران جواب بھی نہین دیتا اپنا خون کاٹ کاٹ کے
سحر کر رہا ہی آگ برسائی ہوا سے گرم چل رہی ہی کشتی حیات ساحران جل رہی ہی ہرچند کہ سحر اسکا فروغ
نہین پاتا لاچین مدت مدید قید رہے کوئی تحفہ پاس نہین جرأت سے لڑ رہے مین سحر تیار نہ کیا
دو مہینے کی مہلت نہ ملی لڑائی پڑگئی عین گرمی جنگ مین ایک مقام پر بیران نے جھولی مین ہاتھ ڈال کر

خنجر فولادی نکالا ران پر مارا خون چلو مین لیکر طرف آسمان کے پھینکا کچھ ماش کے آٹے کے پتلے بنائے اُنکو خون سے نہلایا تلوارین اُن پتلون کے ہاتھ مین دین وہ پتلے تیغے لیکر چلے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے ایک پتلا جست کرتا ہوا قریب شاہزادہ بدیع الزمان پہونچا ہار توڑکے پھینکدیا نگاہ سے کچھ اشارہ کیا بدیع الزمان لڑتے لڑتے رک گئے ایک لاچین کے سامنے پہونچا لاچین نے اُسپر ہاتھ مارا اُس پتلے کے دو ٹکڑے ہوے جسم سے اُسکے خون کا فوارہ نکلا قطرہ ہاے خون جسم لاچین پر پڑے بیہوش ہوکے لاچین کھڑا ہوگیا یہی حال ناہید و بادبان کا بھی ہوا صرف اسد نامدار باقی ہین اسد سب کو بچا رہے ہین گرد ان سب کے پھر رہے ہین بیران کو قریب نہین آنے دیتے بیران نے فوج کو اشارہ کیا بلوہ کرکے جلدی سے طلسم کشا کو اب گرفتار کرلو دو لاکھ ساحرون نے چار جانب سے گھیرا ہی نیزے و تیر و شمشیر اسد غازی پر پڑ رہے ہین یہ شیر اُس مجمع عام مین بجرات و شوکت لڑ رہا ہی بیران جادو چلا کہ جاکر لاچین کا سر کاٹ لون اُسوقت اک غریو بلند ہی اس حال پر بلال مین بھی لاچین کسی کو اپنے پاس نہین آنے دیتا کبھی مُنھ سے شعلہ نکلا جو قریب آیا اُسکو جلا دیا کبھی ہاتھ ہلا دیا برق چمکائی کئی سو جادوگر اس حال مین بھی مارے زمین نے قدم تھامے مین سحر بیران کا غلبہ توسن کا قصد ہی کہ مین بھی بیران کے شریک ہوجاؤن بیران سے اشارے کر رہا ہی کہ برادر مین بہ مجبوری شریک ہوا ہون قوت بازو مارے گئے فیروزہ کو فیروزہ پوش ایسی مین دخان سیاہ روا ایسا بجائی تقدیر نے یہ خرابی دکھائی کہ آنکھون کے سامنے قتل ہوئے آخر کچھ نہ بن پڑا اپنی جان بچائی بیران کہتا ہی ادھر چلے آؤ اب مین نے لڑائی کا خاتمہ کیا طلسم کشا پر بھی سحر کرتا ہون یہان تو یہ ہنگامہ ہی دو کلمہ داستان صاحب بعدہ گران مہتر قران بیان ہوتے ہین یہ جو تلاش مین اُستاد کی چلے تھے قریب صحراے قلم کوہ پہونچے دیکھا ایک بادشاہ عالیجاہ مع بارہ ہزار جوانون کے فقیر بنا بیٹھا ہوا ہی بیقرار ہوکر روتا ہی اُسکی بیقراری سے دل سنگ آب ہوتا ہی مہتر قران نے جاکر اس بادشاہ سے ملاقات کی کیفیت پوچھی اُس بادشاہ نے بیقرار ہوکر آہ کی کہا اے جوان کیا حال زار اپنا بتاؤن پروردگار نے اک فرزند دیا تھا شمشاد کو ہی جری بہادر وہ جاکر اس باغ مین غائب ہوا اس حوالی مین گل گلشن صاحبقرانی زینت اورنگ جہانبانی رستم میدان کارزار یعنے اسد نامدار کا یہان گذر ہوا مجکو دولت دین عطا کی یعنی مذہب حق تعلیم فرمایا راہ ضلالت سے

نکلا قریب چشمہ ہدایت پہونچا یا میرے بیٹے کا حال سنکر اُس شیر کو تاب نہ آئی قریب باغ جاکر شیرانہ لڑے کئی بچے اور کئی زنگی مارے آخر ایک ساحر آیا اُس شیر کو اٹھا کر لے گیا اُسی کے فراق مین روتا ہون ہرچند منع کیا میرا کہنا نہ مانا اِس ضعیفی مین مجھکو یہ داغ دیا شوکت اُس شیر کی آنکھون کے سامنے پھرتی ہی کچھ تاجرون سے خبرین سنین کہ توسن حصار پر جاکر رہائی پائی بڑے بڑے موے پڑے ہین ہمارے دیدۂ مشتاق نہ روشن ہوے نام مجھ بدبخت کا ملک مراد شاہ ہی فراق فرزند نوجوان مین رویا ایسے گوہر بےبہا کو ہاتھ سے کھویا سلطنت خاک ہی لطف زندگی نہ رہا مہتر قران نے اپنے کو ظاہر کیا ایک شب یہان رہے نشان توسن حصار پوچھکر روانہ ہوے ضرغام نے بھی یہین سے نشان پایا طرف توسن حصار کے یہ بھی چلا یہان ہنگامۂ گیرودار بلند ہی لاچین و بادبان اِسی بلا مین مبتلا ہین بیران جادو نگوام بہ اشارۂ توسن بدانجام تیغہ کھینچکر طرف شہنشاہ لاچین کے چلا اُسوقت ایک غل برپا ہی بیران سحر کرتا ہوا آتا ہی بہیلنے صد ہاے گناہ قتل کیے ہزارون کو جلادیا اپنے ولی نعمت کے قتل کرنے کو جاتا ہی بادبان و بہرام بقید امتلاے سحر بیران نابکار بیران چاہتا ہی جا پڑون جب لاچین نے نگوام کھکر دانٹا منہ پھیر کر ہٹ جاتا ہی دل کانپ رہا ہی حوصلہ نہین پڑتا کہ شہنشاہ لاچین پر جا پڑے دل کو نیچر کیے بڑھا سحر بھی بہت سے کیے گرد شہنشاہ لاچین شعلہ ہاے آتش بھڑکے اب لاچین مبہوت ہو رہا ہی بیران چاہتا ہی جا پڑون کہ صحراے گرد اٹھی آواز آئی او بیران بے ایمان کیا کرتا ہی دیکھ تو شہنشاہ کا کیا حکم ہی پلٹ کر بیران نے دیکھا الملک ساحر شیر سوار بصد جاہ و وقار ہاتھ مین نامۂ افراسیاب نعرے کرتا ہوا آتا کر چند کلمات سخت بھی کہے کہ او بیحیا خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ تمام لشکر کو پھونک دونگا بیران نے دیکھا شیر صحرائی جھٹکے بھرتا ہوا قریب بیران پہونچا وہ ساحر آتے ہی کود نامہ بیران کے ہاتھ مین دیا آپ پہلو پر آیا بیران نے نامہ کھولا کاغذ سے دھوان نکلا ناری ارے ارے کہکر اٹھا یا نعرہ ہوا نعرہ قران سیاہ السیر چون باد بہاری + جہان سر سنگ در خنجر گذاری + بمیدان اژدر آتش فشانم منم مہتر قران شیر زیانم + نعرہ کرکے لبعدہ مار البعدہ الٹا پڑا بیران کا سر پھٹ گیا اندھیرا ہوا نا امید و بادبان تڑپ تڑپ کے گرین آواز آئی کشتی مرا نام من بیران جادو لود بیرون چڑھا تھا جب یہ ملعون مارا گیا توسن کے جی چھوٹ گئے اب یہ بھی فوج بیران کو قتل کرنے لگا سمجھ گیا کہ عیار نے

اگر یار! اسد نامدار نے مہتر قران سے ملاقات کی تمام کیفیت لشکر پوچھی مہتر قران نے کہا کہ ہنگامۂ عظیم
برپا ہی چہرہ کوکب تباہ ہوا چالاک کا ابتک پتا نہین ملتا استاد یقین ہی کہ لشکر مہرخ مین ہون لشکر
مہرخ بھی چل بچکا یقین ہی آپ بھی نہین لاچین چھوٹتے ہی فوج بیران پر جا پڑے کچھ لڑ رہے ہین
کچھ فریاد کر رہے ہین ابھی لڑائی سے مہلت حاصل نہین ہوئی پڑاؤ بیران کا لوٹ لیا یار کا یہ ذکر چلا
ناگاہ صحرا سے گرد اڑی آواز نوبت نقارے کی آئی سب دیکھ رہے ہین کہ ابر تیرہ و تار ظاہر ہوا زیر ابر
مصور جادو جو دعوے کرکے برائے جنگ لاچین چلا تھا وہ اسوقت آگر پہونچا بارہ لاکھ ساحر
ساتھ ہین صورت نگاہ تخت پر مصور مرکب پر سوار آگے بڑھا ہوا مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش
مصاحبان مصور فوجون کو روکے ہوے آگر پہونچے ادھر لاچین کی نگاہ جو مصور پر پڑی اُدہین سے
للکار ملازمان بیران بھی بھاگ کر لشکر مین مصور کے پہونچے دہائی دیتے تھے مصور نے گھوڑے کو
بڑھایا گھوڑے سے اُترا فوج کو اشارہ کردیا فوج توڑ ٹوٹنے لگی مصور صحرا مین سر برہنہ کرکے
پکارنے لگا ناناجان داداجان میری مدد کو آئے مسلمانون نے حقیر کیا لاچین کا سامنا ہی یہ
جو کہکر مصور چیخا آسمان پر برق چمکی دو جوان ایک صندوق سر پر رکھے ہوے آکر پہونچے
سامنے مصور کے وہ صندوق رکھدیا کنجی مصور کے ہاتھ مین دی کہا شہزادے یہ تحفہ آپکے
بزرگون کا حاضر ہی لیکن واضح ہے کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہو چکی ہی سحر کیجیے انجام سمجھ لیجیے
دریاے ہفت رنگ قریب ہی غرانے کی آواز آتی ہی ہماری طبیعت گھبراتی ہی آپکے حکم سے
چلے آئے مصور نے اُن دونون کو جھڑک دیا کہا تمکو مقدمات با دولت مین کیا دخل ہی تم تحفہ جات
سامری و جمشید کے وارث ہین وراثت مین پایا شیاطے یہ کہکر قفل کھولا ایک تختہ کاغذ کا
اُسپر تصویرین ہزارون کھنچی ہوئین ایک مقراض مصور نے صندوق مین سے نکالی تصویرون
کے سر کاٹنے لگی ہزار ملازمان لاچین کے سر کٹ کر گر پڑے پھر صندوق پر ایک دو تھپڑ
مارا چالیس پتلے فولاد کے باشمشیر برہنہ اُس صندوق سے نکلے صف باندھ کر سامنے مصور
کے کھڑے ہوے مصور نے اشارہ کیا ای غلامان سامری سب کے سر کاٹ لو چالیسون
پتلے سبت خوب کہکر بڑھے چالیسون پتلے بیباک چست و چالاک ہزارون گولے ترنج اُن پر
پڑ رہے ہین کچھ انکا نقصان نہین ہوتا گولے جسم پر پڑکر پھٹ گئے اُنہین سے شعلہ اُٹھے

آتش نکلے جبکہ شعلہ پڑا جل گیا چشم زدن مین فوج لاچین مین صدائے فریاد بلند ہوئی لاچین نے بڑھ بڑھ کے گولے مارے کچھ تاثیر نہوئی دیکھا وہ پتلے چالیسون باشارۂ مصور طرف بدیع و اسد کے چلے مصور کے ہاتھ مین وہ تختہ کاغذ تصویر جیب مقراض سے سر کاٹتے رشتۂ حیات ساحران قطع ہوا ایک جانب یہ کیفیت ایک سمت پتلون کی بھت ناہید و بادبان نے اُن پتلون پر قین گرائین گولے مارے ماش کے دانے پھینکے اُنپر تاثیر نہوئی اب سب کو خوف ہوا کہ طلسم کشا اور بدیع کو پکڑ لیجائینگے لاچین نے فوج کے پرے باندھے آواز دی طلسم کشا پر سینہ سپر ہوتین انجام اس سحر کا سمجھ گیا دفع ہونے کی تدبیر کرتا ہون اگر غفلت کروگے طلسم کشا کو پکڑ لیجائینگے اے ناہید و بادبان دو گھڑی اس بلا کو جھیلو جان پر کھیلو مین ابھی آتا ہون فوج بیسران کو تسخیر کر کے لاتا ہون مصور سے نامرد کو بھگاتا ہون یا اسکی قضا لیکر آئی ہے آج تو لٹنے قیامت کا سحر کیا ناہید و بادبان فوجین لیکر بڑھین طلسم کشا کو قلب فوج مین کر لیا سینے سپر کر دیے شہنشاہ لاچین والا تمکین تیغۂ برق تاب کھینچے ہوئے طرف دریائے ہفت رنگ کے چلا کوہ ہفت رنگ و قصر ہفت رنگ یہان سے دور ہے مہتر قران و ضرغام ایک بلندی پر آئے کہ دیکھین لاچین کیا کرتا ہے مہتر قران نے دیکھا کہ لاچین دوڑتا ہوا قریب دریائے ہفت رنگ پہونچا نہایت جوش و خروش مین تھا دریائے ہفت رنگ کے سات رنگ مین ساڑھے تین رنگ پر تو علداری کوکب کی ساڑھے تین رنگ پر قبضۂ افراسیاب جس رنگ مین شیر سپید بہ رہا ہے اس آبرو دار نے دریا دلی دکھائی لڑائی کی موج مین قران نے دیکھا لاچین رنگ شیر مین پہاند پڑا اشنا وری کرتا ہوا ابھرا ایک نہنگ نے دریا سے منھ نکالا لاچین نے آواز دی اے نہنگ خونخوار جاکر بیسران کو خبر دے کہ شہنشاہ لاچین نے زندان خانہ طلسمی سے رہائی پائی وقت جنگ قریب آیا جلد آکر حاضر ہو سعادت حاصل کرو یہ کہکے لاچین اس رنگ شیر مین نہایا ہوا کنارے دریا کے آیا دستکین دے رہا ہے نام بیسران لے رہا ہے ہر مرتبہ آواز دیتا ہے اے بیسران جادو مع فوج حاضر ہو بعد تھوڑے عرصے کے وہ نہنگ سامنے لاچین کے آیا قدم کو چوما گرد پھرا عرض کی اے شہنشاہ لاچین بیسران جادو واسطے شکار کے گیا ہے فوج کو عذر ہے کہ بدون سردار کیونکر حاضر ہون لاچین نے اُس نہنگ کو پکڑ کر چیر ڈالا ماہیت ظاہر ہوئی ایک

مچھلی شکم سے سنگ کے نکلی حال کماہی واضح ہوا لوز چال ماہی سے از ماہ تا بماہی روشنی ظاہر ہوئی اس
مچھلی نے تڑپ کر آواز دی ای شہنشاہ کیا حکم ہو افسری فوج میبران کنیز کو مرحمت فرمایئے
فوج میبران کو لیکر حاضر ہون لاچین نے تاج اُتار ا سر پاس مچھلی کے رکھدیا مچھلی تڑپ کر
زمین پر گری اب مہتر قران نے دیکھا ایک پریزاد دُر در گوش مرصع پوش تاج لاچین سر پر
دست بستہ کھڑی ہو لاچین نے اشارہ کیا ای ماہی دریا نوش تجھکو افسر فوج میبران کیا جلد
فوج کو لیکر آ غرض دار عرصہ نگزرا وہ مچھلی رقص کرتی ہوئی دریا کے کنارے پر پہونچی آواز دی ای فوج
میبران جادو جلد حاضر ہو مہتر قران نے دیکھا دریا سے روشنی ظاہر ہوئی ہزارہا شعلہ بھڑکا
ایک مرکب دریا سے طرارہ بھرکے نکلا آخر وہ پریزاد سوار ہوئی مرکب بگدھریان کرنے لگا یہان
لاچین سر برہنہ کھڑا ہوا دستک دے رہا ہی یکایک ایک حجاب ہوئی مہتر قران و ضرغام کی آنکھ بند
ہوگئی اب دیکھا کہ وہ ماہی دریا نوش نخل افسر آگے مرکب پر سوار ہی پشت پر چار سو جوانان بے سر
ظاہر ہوتا ہی ابھی کسی نے انکے سر کاٹے ہین رگہاے بریدہ سے بجاے خون شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین
وہ چار سو جوان اسطرح نکلے ایک کا ہاتھ ایک تھامے ہوے چار سو جوانان بیسر دورہ باندھے ہوے
چیخین مارتے ہین گلوے بریدے سے شعلے نکلتے ہین نہین معلوم اسمین کیا سر ہو اس تکلف سے
لاچین آگے بڑھا اتنے عرصے مین نیلون نے مصور کے فوج اسد غازی کو شکست دی ہزارون
کو قتل کیا اسد نامدار بسبب اُنکے جھپٹ جھپٹ کر نیلون پر ہاتھ مارتا ہی تیغہ برق مثال
اُچیٹ جاتا ہو خطا بھی نہین پڑتا نیلون کا ارادہ ہو کہ یہ اشارہ مصور طلسم کشا کے لپٹ جاین
کہ صداے نعرۂ لاچین آئی نعرۂ لاچین سے منم ساحر نامی و نامور شہنشاہ لاچین فرخ سیر
سرور ان رستم ذی حشم منم مالک تاج و تخت و علم نعرہ کرکے آواز دی ای ماہی دریا نوش
فوج میبران کو حکم دے کہ ان غلامان سامری کو چیر پھاڑکر جلادین ان سرکشون کو خاک مین
ملادین تو جاکر مصور کا نقشہ نگار جن تصویرون کے سر کاٹ رہا ہی اس صفحۂ بے سود کو چاک
کرکے پھینک دے بہت خوب کہکر وہ پریزاد مرکب سے کودی طرف مصور کے دوڑی فوج میبران پر
نعرہ مارا کہ ہان ای پہلوانان صف شکن ای ساکنان دریا و ای ساحران پرفن ان غلامان سامری
کو لینا تو وہ بے سرے بے سروسامان حیران و پریشان ہاتھ سے ہاتھ پکڑے ہوے چرخ

مار رہے تھے ایک نے ایک کا ہاتھ چھوڑا اطراف پتلہ ہاے مصور کے جھپٹے یا تو وہ پتلہ مثل شعلۂ جوالہ بھڑک رہے تھے ان بے سرون کو دیکھ کر مرجھاے گھبراے لگر یہ بے سرے جس پتلے کے قریب پہونچے ٹانگین پکڑ کے جھرا آنا مارا چیر کر پھینکدیا رگ رگ ہر یک سے شعلہ نکلا اُس شعلے نے لاشون کو جلا کر خاک کر دیا وہ پریزاد قریب مصور پہونچی آواز دی کیون مرشد زادے تمنے نام سامری و جمشید خوب برباد کیا عمر بھر مین یہی اک سحر یاد کیا ہسے آگاہ نہ تھے یہ کہکے پہلے اُس صندوق پر ہاتھ مارا جسمین سے پتلے نکلے تھے اور مصور نے تصویرین نکال کے مقراض سے سر تصویرون کے قلم کیے تھے سر لشکر اسد کٹ کٹ کر گرتے تھے وہ صندوق جلا جل کر خاک ہوا مصور نے یہ ماجرا دیکھکر بہ نگاہ قہر طرف پریزاد کے دیکھا کہا کیون ای ماہی دریا نوش مجھکو نہین پہچانتی پریزاد نے جواب دیا ہم افسر فوج میران ہین ہمارا ہی سر و سامان ہے تمکو نہین معلوم کیا گمان ہے یہ کہکے کاغذ ہاتھ سے مصور کے چھین لیا اُسمین سے شعلہ نکلا وہ کاغذ بھی جل کر خاک ہوا مصور نے جان جہان کہکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا پریزاد نے مسکرا کر مصور کو ایک طمانچہ مارا عارض پر مصور کے عارضہ ہوا گال اس بدمال کا سرخ ہو گیا چیخین مارتا ہوا بھاگا پریزاد نے آواز دی ای عاشق صادق کہان جاتے ہو مین خدمتگزاری کو حاضر ہون مصور کا بھرنہ تھا عیرون نے چشم زدن مین بیکون کو چیر پھاڑ کر پھینکدیا فوج مصور پر آگرے لاکھون کا کام تمام کیا جس غول مین پہونچے درہم و برہم کر دیا پریزاد نے جا کر تخت صورت نگار کو شکست کیا صورت نگار بھی تخت سے کود کر بھاگی لاچین کھڑا ہوا ہنس رہا ہے آواز دیتا ہے ای مرشد زادے کہان جاتے ہو اب تصویرین نہ کھینچو گے یہ کیا نقشہ ہوا ای سحر کے بھروسے پر لشکر کشی کی اپنے ولی نعمت سے سرکشی کی مصور نہ ٹھہر سکا صورت نگار کا ہاتھ تھام کے طرف صحراے ویران کے بھاگا ہرچند ساتھ والے کہتے ہین ای مرشد زادے ذرا ٹھہر جائیے فوج بے سردار کس بھروسے پر لڑے آپ نبیرۂ سامری و جمشید ہین جسطرح لاچین نے آپ کے سحر کو دفع کیا آپ بھی کچھ فکر کیجیے مصور نے کسی کو جواب نہ دیا زوجہ سے کہا ای صورت نگار ہمنے عہد و اپنے بزرگون کا چھوڑا یہی باعث بربادی ہوا جہان جا کر بیٹھ رہین گے پوری کچوری کھائینگے مزے اڑائینگے سلطنت سے باز آئے یہ زن و شوہر تو تباہ ہو کر ایک جانب نکل گئے مصاحبان مصور مانی و بہزاد و نقاش قلم کش

ہاتھ سے شہنشاہ لاچین کے واصل جہنم ہوے اب مصور وصورت نگار کے ساتھ صرف دو چار
کنیزین دو چار خدمتگار قدیم رہگئے فقیرون کی شکل بناکر دروازے پر قریہ کے بیٹھا ہی اسکا ذکر
کسی مقام پر تحریر ہوگا لیکن شہنشاہ لاچین بفتح و ظفر مع اسد نامور و بدیع الزمان گرد
لشکر شکن و ناہید و بادبان واپس ہوے توسن کو بھی اس لڑائی مین کچھ نہ بن پڑا کئی مرتبہ
قصد کیا مصور کے شریک ہوجاؤن چھپ چھپ کر بہیانے سحر بھی کیے مکاری سے دس بیس
ساحران اسد قتل کیے یہ فتح اسپر بہت شاق ہوئی لیکن ناچار و مجبور ہمراہ لاچین چلا آتا ہے
اس فتح کی بڑی خوشی ہوئی جب لاچین قریب بارگاہ پہونچے ماہی دریانوش نے عرض کی کنیز
کو کیا حکم ہوتا ہے یہ فوج ہمراہ رہے لاچین نے حکم دیا اے ماہی دریانوش تمکو انکا افسر کیا اپنے
مقام پر جاکر سکونت پذیر ہو بوقت ضرورت طلب کرینگے تم سب کو عہدہ ہاے جلیل ملینگے لیکن
جاکر کنارے دریاے ہفت رنگ کے افسر قدیم بیسران جادو کو تلاش کرو ورنہ تمہاری افسری
بیکار ہی ماہی دریانوش نے عرض کی ابھی کنیز اُس نمک حرام کو تلاش کرکے لاتی ہے یہ کہکے ماہی دریانوش
فوج بیسران کا پرا جماکر چلی لکھا ہے کہ مصور جب صحرا مین پہونچا بیسران جادو شکار سے پلٹا ہوا آتا تھا
مصور کا جو یہ نقشہ دیکھا گھبرا گیا پوچھا شہزادے خیر تو ہے حضور کا کیا حال ہے مصور نے کہا اے بیسران
تیری غفلت کی فوج کو تمہاری لاچین نے تسخیر کیا ہے سحر کو مٹایا بارہ لاکھ فوج لیکر آیا تھا بے سروپا
سب کو بھونک دیا ماہی دریانوش کنیز کو لاچین نے تمہاری فوج کا افسر کیا اُسنے نمک حرامی پر کمر باندھی
ابدولت کو طمانچہ مارا اب دماغ مین سر سلطنت نہ رہا فقیر بنکر بسر کرینگے بیسران نے کہا مین ابھی جاکر سر
ماہی دریانوش لاتا ہون لاچین کو بھی بھگاتا ہون مصور نے کہا اگر تمنے ماہی دریانوش کو مارا
اور لاچین کو بھی لکارا ابدولت پلٹ پڑینگے مدتون سلطنت کرینگے بیسران مثل شعلہ جوالہ مرکب باد رفتار
کو بڑھاکر چلا یہان وہ دشت ہے کہ ماہی دریانوش فوج بیسران لیے ہوے کنارے دریاے
ہفت رنگ کے پہونچی ہے ساتھ والون سے کہ رہی ہے اے نمک خواران شہنشاہ گیتی ستان جسدن صراط
ہفت رنگ قتل کیا جائیگا اُسدن عہدہ ہاے جلیل ملینگے لیکن افسر قدیم کو ڈھونڈھ کر مارو
وہ دشمن شہنشاہ لاچین خوش آئین ہے یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اُٹھی بیسران جادو پشت
مرکب پر سوار ماہی دریانوش کو گالیان دیتا ہوا گولہ ہاتھ مین سامنے سے ظاہر ہوا جیسے ہی

ماہی دریانوش نے دیکھا فوج میسران پر لرزہ گیا لو یارو نمک حرام آپہونچا ہمکو کلمات سخت و سست کہتا ہی
چیر پھاڑکر پھینکدو چار سو جوان دوڑے میسران جادو کو مثل چیونٹیون کے لپٹ گئے چیر پھاڑ کر
پھینکدیا تمام صحرا تاریک ہو گیا لاچین ابھی بارگاہ مین داخل نہوے تھے کہ کان مین صدا آئی
کشتی مرا نام بن میسران جادو بردلاچین نے سجدہ شکر پروردگار کیا کہ بڑا دشمن سخت مارا گیا
اب آکر داخل بارگاہ ہوے محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی ضرغام وقران سے تمام کیفیت لشکر
پوچھی عرض کی حضور مریخ وغیرہ آیا چاہتی ہین افراسیاب نے بڑے سامان کیے ہین سنا ہی کہ کوئی
نقابدار سیہ پوش ہی جو مدت سے مشتاق وصل آفات چہار دست ہی اُسکو نام لکھا ہی مشہور ہی
اُسکے ساتھ چالیس بیٹے رہتے ہین خود بھی ساحر ہی فن اکسیر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا لاچین نے کہا
حقیقت مین وہ ایسا ہی ہی ابھی بڑے بڑے مقدمات درپیش ہین فکر لوح واجب و لازم ہی مگر مقام
افسوس ہی کہ تابہ دریاے ہفت رنگ پہونچے آجتک احوال نہ معلوم ہوا کہ افراسیاب نے ہماری زوجہ
ملکہ بلقیس ثانی کو کہان قید کیا نہین معلوم اُس پاکدامن پر کیا گذری یہ ذکر تھا کہ خبر پہونچی ملک
مرادشاہ قلم کوہی فراق اسد مین فقیر بنا بیٹھا تھا اُسنے خبر ورود لشکر ظفر اثر پائی مع بارہ ہزار
جوانون کے آتا ہی اسد غازی نے ناہید دبادبان و توسن کو براے استقبال بھیجا ملک مرادشاہ
آکر اسد نامدار سے قدمبوس ہوا مگر اسد کو مرادشاہ سے حجاب ہی کہ افسوس مین نے اُسکے بیٹے کو زیر کیا
لاچین سے تمام کیفیت بیان کی لاچین نے کہا حضور اُس باغ کی سہیل سیاہ رو مالک ہی یقین ہی
آپ کے رفقا اُسی مقام پر قید ہون آراستگی لشکر کو حکم دیا بدیع الزمان نے اٹھالا بارگاہ و اسد نامدار
کالدوایا ست قلعہ قلم کو لشکر ظفر پیکر شہنشاہ لاچین چلا دو کوس سے زیادہ لشکر نہین چل سکتا
توسن مثل چاکران کمترین حاضر ہی گو بہ تسکین ظاہر مین خدمتگاری کرتا ہی ہر وقت اسی فکر مین ہی
کہ لاچین و اسد کو مثل قابو نہین ملتا قلعہ توسن حصار سے کوچ کیا دو منزل لیں طرح کی ہین شب کو
اسد نامدار نے دربار برخاست کیا اپنی بارگاہ مین تشریف لائے چھپرکھٹ پر بیٹھے ہین ملکہ مہ جبین
کی یاد مین کبھی نالان کبھی گریان کبھی فراق مہ جبین کا خیال ضرغام شیردل حاضر ہوا شاہزادے
کو ملول دیکھکر پوچھا عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان اے نبیرہ صاحبقران آج پروردگار نے بڑا
فضل کیا اتنی بڑی فتح نصیب ہوئی مصور ایسا دشمن فقیر بنکر نکل گیا اُس بچہ کو سلطنت نہ راس آئی

کہین فقیر ہوکر بیٹھا جسدن قبلہ و کعبہ کو خبر ملیگی وہ مین جاکر مار ینگے اُسی نے انکو بڑے ملال پہونچائے مین اسد نے کہا اے ضرغام ایک سر ہزار سودے سب سے زیادہ ملکہ مہ جبین کا خیال ہے فراق لالان خونفشا کا ملال ہے آج بہت دل بیتاب ہے دل چاہتا ہے کہ تنہا نکل جائین اپنے کو پاس ملکہ مہ جبین کے پہونچائین یقین کامل ہے کہ اسوقت انکو بھی ہماری یاد ہوا ہوگا آب و دانہ ترک کردیا ہوگا ہرچندکہ ملکہ مہرخ دلدہی کرتی ہونگی

نظم

ہمارا تو یہ حال ہے
در پہ کیسے بلا کر دکھاؤن حال مضطر
آزمانہ پہ لگا کر مجھے نکالتے ہین
اس قاعدہ سے شاید جلا دکھانہ وقت
کیا کیا نغمے وہ رستے نکالتے ہین
رہتا ہے وصل مین بھی شب بھر لگا ر انجم
خنجر ابرو نسے ہرے کانٹے نکالتے ہین
لیتے ہین مجھے بلا یہ ضبط کا ہمارے
کیا کیا جلال پہلو نکلے نکالتے ہین

شکوہ تو کب جنون کا منہ سے نکالتے ہین
وہ جھانکنے مین لاکھون نخرے نکالتے ہین
فرقت کی شب فلک پر داغ سیاہ جگر
حسرت بھی کشتنی کی بیلے نکالتے ہین
اے آرزو نکل جا پیکان کے ساتھ تو بھی
ناحق کے حضرت دل جھگڑے نکالتے ہین
کچھ بانٹ کر ہی لازم بزم بتان سے اٹھنا
کیا کیا بخار دل کا نرے نکالتے ہین

واعدا اُف بھی ڈرتے ڈرتے نکالتے ہین
زلفین بنا رہے ہین رشک پری کھنچ گئے
مجھپر تمام اختر وہیے نکالتے ہین
آنکھون سے دل مین جانا آنکھون سے دل مین آنا
ناوک وہ تیر دل سے بیٹھے نکالتے ہین
سودا سے سبز ورنگان صحرا مین رنگ لایا
جیب قبا دل کے ٹکڑے نکالتے ہین
ہر شعر مین ہمارے اظہار درد دل ہے

اسد نے اسطرح یہ اشعار پڑھے ضرغام تصدق ہوا تسکین دینے لگا

اسد نے فرمایا اے ضرغام کیا کہکر دل کو بہلاؤن مدت مدید گذری والدین سے چھوٹے غیر اقلیم کے اندر آپھنسے کوئی صورت فتح کی ظاہر نہین ہوئی اسد کو سمجھا کر ضرغام شیر دل باہر گیا اسد نے چاہا کہ پلنگ پر لیٹون کہ ضرغام پھر آیا لیکن گھبرایا ہوا عرض کی اے حضور ابھی ارام نہین فرمایا اسوقت مین نے اک خبر وحشت اثر سنی ہے اس خبر کو سنکر مین پلٹ آیا ملکہ ناہید جلا یا لشکر کا وسے رہی ہین مجھکو بھی انکی خدمت مین رہنا واجب ولازم ہے یہ بھی ضرغام نے خبر سنی کہ افراسیاب نے عیار بچیون کو روانہ کیا ہے کہ جس سردار کو جہان پاؤ گرفتار کرلاؤ لیس خدمت مین ناہید کی رہنا واجب تھا مگر ملکہ نے مجھکو خبر دی کہ مقصود شکست کھاکر بھاگا لیکن ساحر شدید بازبحر وساحرین جانباز ہے اکہ آپ کے بازو کا بدلہ لے گیا ہے ملکہ ناہید نے مجھسے کہا جاکر دیکھو تو اکہ موجود ہے یا کچھ افتاد پڑی اسد نے کہا اکہ میرے بازو پہ بندھا ہے وہ اکہ قوت بازو ہے وہ عطیہ ملکہ لعل سخندان خوشخو ہے مین دم بھر اُس سے غافل نہین رہتا ہون اُسی کی وجہ سے مقصود دست انداز ہوسکا ضرغام نے کہا کیا نقصان ہے ذرا

بازو سے کھولیے غلام دیکھ لے احتیاطاً ضرور ہے خبر وحشت اثر سے دل ناصبور ہے اسد نے اسکے بازو سے کھولا اپنا رفیق جانکر ضرغام کے ہاتھ مین بلا تکلف دیا ضرغام قہقہہ مار کر ہٹ گیا کہا او طلسم کشا مجھکو تو نے پہچانا سنو ملکہ سہیل سیاہ رو ہون جسدن سے تجھکو تو من گرفتار کرکے لے گیا اسی سے فکر مین تھی اس لئے نے تمکو اجتک بچا یاد رکھا کیونکر دھوکا دیکر لے لیا اسد قبضے پر ہاتھ ڈال کر اُٹھنے لگے اُسنے اشارہ کیا تلوار قبضے سے نکل گئی لڑکھڑا کے گر پڑے سہیل نے نرنج کمر مین دبا کے اپنی جھولی مین رکھا سوچی اگر اڑ جاونگی راہ مین ناہید و بادبان روکین گی لاچین کو بھی خبر ہوگی نکلنا مشکل ہوگا یہ سوچکر دونون پانون زمین مین مارے نقب ہو گیا دوسرے کر نکل گئی معہ بُرج دراز اسکو کھلی اسکو ایک قیدخانے مین پایا گرد رفیقان جانباز ابراہیم بن مالک لند حادہ بن لند مصور علقمہ بن جمہور قبیل بن مقبل و عادان بن عادی اٹھارہ ہزار امیرزادے گرد بیٹھے ہین ایک جانب بارہ ہزار قزاق قیدیون سے رفقا لپٹے ہوئے رو رہے ہین ابراہیم کہ رہا ہے

نظم

دل جلا ہے اسقدر اپنا کسی کی یاد مین
زندگی جسکی بسر ہو خانۂ صیاد مین
کیا خبر کسدن خزان آئی کب فصل گل
خار غم ہر دم کھٹکتے ہین دل صیاد مین

آگ کے شعلے نکلتے ہین مری فریاد مین
انکو پورا ہوتے ہوتے ایک مدت ہوچکی
آنکھین کھولین ہمنے آکر خانۂ صیاد مین
جب تلک آباد تھا یہ شہر لکھنؤ

ہم صفیرو انکی حسرت کا نہ پوچھو حال کچھ
سیکڑون ارمان ہین اپنے دامن فریاد مین
مین وہ بلبل ہون کیا ہے جسدن سے رہا
لطف تھے جنت کے گویا [illegible]

سب سردار وجد مین کوئی اشعار پڑھتا ہے کوئی روتا ہے کوئی کہتا ہے یارو آقا سے خانۂ زنجیر مین ملاقات ہوئی آپ کیونکر قید ہوئے سابق مین آپ ہمارے رہا کرنے کو آئے تھے اور بھی چند قیدی موجود ہین گے شاہزادہ شمشاد قلم کو ہی فرزند مراد شاہ کہ رہا ہے ای شہریار آپ کیونکر یہان قید ہوکر آئے اسد نے شمشاد کا نام جو دریافت کیا کہا ای برادر تمھارے فراق مین تمھارے باپ کا عجیب حال ہے اُس پیر زمین گیر کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے ہر چند کہ قید ہوئے مگر اپنے رفیقان قدیم سے ملے ای ابراہیم و غیرہ بخدا تیرہ برس گذرے طلسم ہوشربا مین آئے ہوئے سات برس گنبد نور مین قید رہے اس چھ برس مین جتنے برس گذرے جب کسی پہلوان سے مقابلہ پڑا تم سب صاحبون کو رو رو کر یاد کیا سب کیا غم و غم ہے اگر تمھارے ساتھ قتل ہوئے مرگ انبوہ جشنے دارد یا انشاءاللہ وقت رہائی قریب آیا یہ ذکر تھا کہ ہنگامہ ہوا چند زنگیان سیاہ رو آکر موجود ہوئے کہا سہیل سیاہ رو

نے سب قیدیون کو طلب کیا ہر اک قیدیان بلا چلنے ہی قدمون پر گرنا ورنہ جلاد بھی آچکے مین سب کو
قتل کرینگی ایک زندہ نہ بچے گا یہ کہکے زنگیون نے سر زنجیر اسد کو تھاما سب سردارون کو لیا کشان
کشان لیکر چلے سہیل سیاہرو بارہ دری مین بیٹھی ہے گرد ساحران غدار جادوگرنیان جمع مین یہی
ذکر ہو رہا ہے کہ ملکہ عالم آپ نے بڑا کام کیا طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائین لیکن فوراً قتل کیجیے تامل
بہتر نہین ہے یہ وہ جوان ہے جسکے ہاتھ سے افراسیاب بد حواس اہالیان طلسم ہوش ربا کو اپنی
زندگی سے یاس اگر آپ نے اسکو قتل کیا کل اہالیان طلسم ہوش ربا کی جان بخشی کی کہ اسد
نامدار سامنے اگر پہونچا اک ساحرہ مکار عذارہ کو دیکھا تخت پر بیٹھی ہے کالی صورت بد ہیئت ناز کر رہی ہے
اسد نے بطریق اسلام سلام کیا سہیل نے آواز دی او طلسم کشا مجھکو افراسیاب لقصور نکرنا وہ دیو
تھا کہ سات برس کامل گنبد نور پر قید کیا نمکحرامون نے رہا کر لیا مین تمھارے قتل کا سامان کر چکی
یہ کہکر جلاد کو اشارہ کیا اٹھارہ امیرزادے زنجیرین ہلا رہے ہین پکارتے ہین او بیحیا قدیم گنہگار
ہم ہین پہلے ہمکو قتل کر آقا کے قتل کا ارادہ نہ کر بارہ ہزار قزاق بھی غل مچا رہے ہین او سیاہ رو تیرہ
درون ہم غلامون کو پہلے قتل کر آقاے نامدار بے خطا ہین سہیل کہتی ہے آج تم مین سے ایک نہ بچیگا
کیون گھبراتے ہو یہ کہکے جلاد کو اشارہ کیا جلاد تلوار کھینچکر قریب سر اسد نامدار آیا کہا اے جوان
خوش رو اس دن کی خبر نہ تھی جو لکھا ہو کھاے اگر تشنہ ہے آب دم شمشیر سے سیراب کرین اگر کسی کے
دیکھنے کی ہوس ہو نام بیان کر بلوا دین اسد نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے کہا گے نے دل سیر پانی سے
سیراب اپنے یاران قدیم کو پایا انھین کے دیکھنے کی ہوس تھی قافلہ سالار مین پہلے ہمارا ہی بڑھنا
بہتر ہے آگے آگے اور عقب مین رفیقان نامور ابراہیم پکارتا ہے آقا ہم مقدمۃ الجیش ہین لشکر ظفر اثر
کے پہلے بارگاہ شہنشاہی لیکر منزل اول پر ہم پہونچین سامان مہیا کرین کہ حضور آرام پائین اسد
نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا اے سرداران نامی اے رفیقان گرامی یہ سفر ملک عدم ہے کوئی کسی کا
ساتھ نہین دے سکتا ہے بارگاہ کیسی خیمہ کیسا سامان یہ کہ جسم نحیف وزار پر دروہ مہد ناز و نعم بار گناہ
سر پر توشہ راہ ندارد نشان منزل معدوم زاد بر نہ خادم نہ خدمتگار نہ شعر حسب حال ہے شعر
زمین قبر اک کو یہ دے رہی ہے صدا + چراغ لائیو وان سے یہان اندھیرا ہے + کیا غفلت
ہوئی منزل اول پر سامان عیش و نشاط نہ بھیجا گوشۂ قبر تنگ و تاریک اہالیان دنیا سے

جدائی کیسی رعنائی کیسی زیبائی ہو چکتے ہی پرسش اعمال ہا سامنا ان لوگون کا جنکے مزاج سے بالکل ناواقف
کیا جواب دینگے دنیا مین آکر کیا کار نیک کیا حصول دنیا مین مشغول رہے دست و پا جرم کی گواہی دینگے
اعضاے جسمی دشمن بنجاینگے اس جسم نازک کو کیڑے کھاینگے پوچھنے والے کیا سوال کرینگے جواب باصواب
بھی نہ دے سکینگے قہار و جبار کا سامنا مگر اسم مبارک اسکا رحیم و کریم ہی اگر رحمت اسکی شریک ہو تو کیا
جواب دے سکتا ہی اسکی رحمت ہمارے گناہون سے زیادہ ہی مشت خاک سے کیا معاوضہ لیگا اس
مقام سے پروردگار کل بندگان مومن کو بچائے بھائیو موجب ع رحمت شاہ و گدا زیر زمین یکسانست
نہ بوریاے فقر درویش نہ تاج شہنشاہ جفاکیش ساتھ ہوگا قبر کی تنہائی سے اسی کی رحمت بچائیگی شعر
تردد کیا تمھین ای ساکنان ملک ہستی ہی + عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی + دیگر ابر رحمت
اگر نہین ای برق بیکسی گور پہ برستی ہی + بعد مرنے کے یہ کھلا ہمپر + خاک کے نیچے خوب بستی ہی +
افسوس یہ ہی اس بستی کا شہر خموشان نام ہی ہمسایہ والا جواب نہین دیتا ایک کی ایک خبر نہین لیتا
اپنے اپنے حال مین ہر کس مبتلا تنہائی کا سامنا خدا محفوظ رکھے اسطرح کے کلام حسرت انجام اسد
نامدار نے فرمائے اٹھارہ امیرزادے بارہ ہزار قزاق زنجیرون سے سر ٹکرانے لگے کہا ای شہریار آپ کے
کلام ہدایت نظام نے دل بیقرار کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا حقیقت مین دنیا ناپائدار ہی اسکا
عیش و آرام بالکل بیکار ہی آپ ایسا جلیل یون یکہ و تنہا قتل ہو اگر کسی لڑائی مین یہ غلامان جانباز
لڑتے انتہا کے ہوکے پڑتے ایک ایک غلام آپکا سو سو کو مار کر مرتا جرأت مین نام کرتا ایسے مقام پر موت
آتی لاشون کو دفن کفن بھی نہ ملیگا گوشت ہمارا طعمۂ زاغ و زغن ہوگا چادر خاک بجاے کفن گوشۂ
قبر کہان کون لاشہ اٹھائیگا کون نشان قبر بنائیگا سیل سیاہ رو بھی کلام ان شیران دشت
نبرد کے سنکر سن ہوگئی کہتی ہی [illegible] گو درست ہی کہتے ہین دنیا حباب لب دریا سے بھی کمتر ہی
اسکا طالب ہمیشہ ذلیل و خوار رہتا ہی دشمنون کے ہاتھ سے بدبخت مرتا ہی طلسم کشا نہایت فصیح
و بلیغ ہی اگر یہ سامری و جمشید کو سجدہ کرے لیجا کر قدمون پر مین افراسیاب کے گرا دون خطا معاف
کرا دون افراسیاب کو بڑی خوشی حاصل ہو ساکنان طلسم ہوشربا کو تسکین دل ہو کہ اسد
نامدار سامری پرست ہوا افراسیاب عہدۂ سلطنت دیگا اپنا سپہ سالار بنائیگا اسد نے کہا سامری
پرستون پر لعنت ہی کیا بیہودہ بکتی ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہر چند کہ کلام فصاحت نظام اسد کے

دنگ ہو رہی تھی اسد نے مذہب کو جو بڑا کہا جلاد سے اشارہ کیا جلد سر کاٹ لے اب دیر نہ کر جلاد نے آواز دی اے ملکہ عالم یہ طلسم کشا ہے جرأت و شجاعت میں یکتا ہے سمجھکر حکم دیجیے ہزاروں ساحران نامی اسکے خون کے دعوے دار میں یہاں باغ میں تو یہ ہنگامہ ہے وہاں بوقت سحر لاچین نامور کو خبر ہوئی کہ طلسم کشا بستر خواب سے غائب میں قیامت برپا ہو گئی ناہید نے گریبان پھاڑ ڈالا بادبان نے اٹھکر شہزادی کو سنبھالا ناہید کہتی ہے اے مادر مہربان محبت میں اس شیر کی میں نے تمام عالم کو اپنا دشمن کیا تقدیر نے انکے قدموں سے جدا کر ایا جی چاہتا ہے اپنے کو ہلاک کروں گریبان پھاڑ کر کہیں نکل جاؤں منظومہ

اشک گرتے تہ دامن سے ٹپک کر باہر
گھٹتے گھٹتے نکل آیا دم خنجر باہر
خلعت مرگ میں بھی تنگ دلی اے قاتل
نکل آیا ہے کرے تری خنجر باہر
خاک پیوند لحد کے لیے لائی ہے ہوا
کہ نہو جاک قفس سے بھی کوئی پر باہر
گر نہیں منزل کا یارا ہے تو ہاں بسم اللہ
وحشت دل سے برابر ہے ہمیں گھر باہر

قعر دریا سے نکل آئے شناور باہر
چشم دزدیدہ بھی وا ہے مرے نظارے کو
پاؤں ڈھانکے بھی کفن نے تو رہا سر باہر
منہ نقط آنے لیے وہ نہیں دکھلاتے ہیں
کارسازی کے سب اسباب ہیں باہر باہر
نہ ملا حضرت دل کا تو پتا وقت تلاش
چھوڑ پہلو کو نکل جا دل مضطر باہر
خوف آوارہ مزاجی ہمیں آتا ہے نسیم

اسقدر جوش محبت سے گلوں نے کھینچا
سینۂ تیغ سے ہر دیدۂ جوہر باہر
جذب مشتاق شہادت کو نظر کر ظالم
رہیے آغوش تصور سے بھی باہر باہر
کانپتا ہے مرا اس خوف سے بازو صیاد
نکل آئے مرے پہلو سے کلیجا اخگر باہر
کم نہیں ایک گھڑی مشغلۂ بیتابی
طفل اشک آنکھ سے رہنے لگے اکثر باہر

بیقراری پر ناہید کی لاچین گھبرایا کہا اے گل باغ خوبی اے منظور نظر اسد نامدار اے شاہزادی عالیوقار میں ابھی پتا لگاتا ہوں طبقات زمین طلسم ہوش ربا ہلا دونگا کسکی مجال ہے کہ میرے آقاے نامدار کو رکھ سکے لیکن برائے خدا لشکر سے ہوشیار رہنا یہ کہکے بادبان سے اشارہ کیا اس توسن لاچون کا مجھکو بڑا خوف ہے ایسا نہو میرے بعد کوئی فساد برپا کرے بادبان نے کہا اس نامرد کی کیا مجال ہے میں بھی تلاش میں نکلتی لشکر کی تنہائی کا بڑا خیال ہے یہ کہکر لاچین خوش آئین طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر براے تلاش اسد نامدار روانہ ہوے اکثر ساحروں نے قصد کیا لاچین نے کسی کو ساتھ نہ لیا یکہ و تنہا ہی گیا لیکن بادبان دیکھتی ہے آج توسن بہت خوش ہے ظاہر میں سوتا ہے اشکوں سے منہ دھوتا ہے دل میں بہت بحال ہے یہ ملعون کو خیال ہے کہ خبر قتل طلسم کشا پاؤں تو باغی ہو جاؤں نامید در بادبان کی کیا حقیقت ہے مجھسے کیا لڑ سکیں گی ایک سحر میں بھاگتی پھرینگی بادبان انتظام لشکر میں

مصروف وہان وہ وقت ہی سہیل حلم قتل اسد نامدار سے جلی ہی جلاد دوسرے حکم کا مشتاق ہی کہ آسمان پر برق چمکی سہیل نے اپنی نواسی ملکہ گلنار گلنار پوش کو دیکھا کہ تخت پر سوار تخت کو اڑاتی ہوئی مع چند کنیزون کے اکر اتری اسد نامدار کی نگاہ پڑی ایک معشوقہ طناز سراپا کرشمہ و ناز زلفین رشک سنبل دونون عارض رشک گل سرو قامت سمی قد حسین و جمیل ماہ کامل آسمان خوبی سرو خرامان حدیقۂ محبوبی آنکھین نرگس شہلا جبین ماہ آسمان صدق و صفا سینے پر انجار باغ حسن پر بہار بوٹا سا قد سراپا مین دلبری ہونٹھون مین مسیحائی موے کمر کی خبر عدم ہی آنکھون مین جادوگری ماہ آسمان جاہ و حشم وہ رعنائی و زیبائی اسد نامدار نے دیکھی بیساختہ آہ زبان سے نکل گئی اس گلعذار نے سہیل سیاہ رو کو جھک کر سلام کیا اور مسکرا کر کہا نانی اماں آج باغ مین کانٹون کا کیا جماؤ ہی یہ سب گنہگار کیون بلائے گئے سہیل نے کہا بی بی سامری و جمشید نے کیا احسان کیا اب ہمیشہ بی حیرت نسے دینگی افراسیاب جادو اپنا محسن کہیگا مین اپنی جان دے کر گئی لشکر اپنی مین پہونچی عیاری کی ضرغام کی صورت بنکر باس طلسم کشا کے گئی جاہ و جلال اس ظالم کا دیکھکر قلب تھراتا تھا بی لعل بخندان نے اکہ اسکے بازو پر عاشق ہو کر باندھ دیا ہی عیاری کر کے وہ اگر لیا شیر پر ہاتھ نہ ڈال سکتی تھی مین نے گرفتار کیا کچھ خوف نہ آیا لقب سحر دیکہ لالی دیکھو سامنے بیٹھا ہی یہ سب اسی کے رفقا بیٹھے ہین گلنار گلنار پوش یہ سنکر پلٹی نگاہ جمال جہان آرائے ماہ صاحبقران پر پڑی دیکھا ایک جوان شیر صولت رستم ہیبت حسن مین لاثانی یوسف ثانی جاہ و جلال چہرۂ زیبا سے ظاہر جرائت ٹپک رہی ہی غزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری زلفین خلیلی تا بہ دوش عارض انور پر لہرا رہی ہین چشمۂ خورشید مین ماران سیاہ کا کیونکر گذر ہوا شہر حلب مین شک ختن کا اثر ہوا نگاہون سے شوکت آشکار جوان شیر دل عالیوقار خوبصورت نیک سیرت صاحب لیاقت و جلالت آنکھین چار ہوئین جانبین سے تیر مژگان چلے دونون کے تودۂ دل پر لب معشوق ہوسے اسد نامدار نے سر زنجیر پر سر رکھ دیا لیکن طائر ہوش گلنار گلنار پوش کے اڑ گئے دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل ہر بت سنگ عشق سے ٹوٹا سلطان عشق کی مزرعۂ دل پر چڑھائی عقل و ہوش گم بیتابی نے خانۂ دل اپنا عمل کیا فرار پر فراز ہوا شل بید کانپی نہ تھم سکی غش کھا کر سہیل سیاہ رو کی گود مین گری ایک پائینی

رگڑنے لگی محفل سہیل مین ہلڑ ہوا ہائے ملکۂ عالم کو کیا ہوا جو کنیزین ساتھ آئی تھین تلوے
سہلانے لگین کوئی گرد پھرتی تھی کوئی کہتی تھی مین نے اکثر منع کیا واری آپ انتہا کی نازک
اندام مین دوڑکے نہ چلیے دل سنسنا گیا آخر کو غش آگیا گلاب کیوڑہ چھڑکا بعد عرصۂ دراز ملکہ گلنار
گلنار پوش کو ہوش آیا گھبراکر چہار جانب دیکھنے لگی دیکھا اسد نامدار سر جھکائے بیٹھا ہی ٹھنڈی
سانسین کھینچ رہا ہی عاشق و معشوق مین اشارے ہورہے اسکو کون سمجھتا تھا اشارے سے
گلنار کے ظاہر ہوتا ہی کہ کاش یہ ہتھکڑیان میرے ہاتھ مین ہوتین سلسلۂ عشق کامل ہوجاتا ایسے
شیر کے گلے مین طوق گلوگیر پیدا کرنے والا بچائے دشمنون کو قضا آئے سہیل نے بلائین لیکر پوچھا
کیون بی بی مزاج کیسا ہی رنگ رو متغیر ہی یہ کیا حال ہوا غش کیون آیا کسی نے آنکھ دکھائی ہو اسکو
ابھی فنا کرون مجھسے مفصل کہو کیون پریشان ہو ناحق کو آئینہ وار کیون حیران ہو ملکہ کو کچھ بن نہین پڑتا
ایک کنیز بول اٹھی واری آپ نے انکو مہد ناز و نعم مین پرورش کیا کبھی صورت رنج و ملال نہین دیکھی
آج قیدی کو اسطرح مسلسل و مطوق زیر تیغ بیٹھے دیکھا قلب نازک پر صدمہ ہوگیا اسی سبب سے
غش آیا کنیز کو تو یہی ثابت ہوتا ہی ملکہ کو سہلو مل کیا کہا نانی امّان آپ کے مزاج مین نہایت ظلم و
بدعت ہی اس بیچارے نے کیا کیا خطا کی جو اسطرح آپ قتل کرتی ہین سہیل نے کہا بی بی
ساری کہانی تجھسے بیان کی تم تو تمام خدا پڑھی لکھی ہو یہی طلسم کشا بانی ظلم و جفا مشہور ہی کہ قاتل
افراسیاب ہی اگر یہ شخص زندہ رہیگا گویا افراسیاب کی جان کی دشمن ہوئی اگر اسکو قتل
کیا الٰہیان ہوش ربا کی جان بچائی سات برس یہ شخص گنبد نور پر قید رہا بڑی شد و مد سے
وہان سے رہائی پائی لاکھون ساحر اسدن قتل ہوا اسکا قتل کرنا واجب و لازم ہی گلنار کو سہلو ملا
نانی امان کیا افراسیاب کو اختیار نہ تھا کہ جس روز گرفتار کیا تھا اسی روز قتل کر ڈالتا سات
برس کیون قید رکھا لیس آپ کو مناسب نہین ہی کہ بدون حکم افراسیاب اس شخص کو قتل کرین اگر
آپ نے قتل کیا اور افراسیاب دامن گیر ہوا کہ تمنے کیون قتل کیا تو آپ زندہ کرنے پر قادر نہین
ہین زندہ کو مردہ کرسکتی ہین مردے کا زندہ کرنا کسی کا کام نہین ہی لہذا دو چار شبین اسکو قید رکھیے
افراسیاب کو نامہ لکھیے اگر وہ لکھین کہ زندہ بھیجو زندہ روانہ کردیجیے قتل کا حکم دے قتل کیجیے
اسطرح سمجھا کر ملکہ گلنار گلنار پوش نے کہا سہیل بیا ہر رو کے ذہن مین آیا کہ سچ کہتی ہی کہا

بی بی پڑھی لکھی ہو تمنے بہت معقول کہا حقیقت مین **افراسیاب** دامنگیر ہو تو عجب نہین یہ کہکر حکم دیا کہ
فلان کرے مین لیجا کر طلسم کشا کو قید کرو قیدیان قدیم کو زندانخانے مین لیجاؤ اسد کو حبس مقام پر قید
کیا سیل اٹھی گرد اسد کے آگ روشن کردی کہ جسکی حرارت سے چہرہ شہزادے کا زرد دل مین درد
لب پہ آہ سرد زمین دہک رہی ہے یہ سحر کرکے اس ملعونہ نے دروازہ بند کیا قفل اپنے ہاتھ سے لگایا نامہ
برائے **افراسیاب** لکھا یہی مضمون تھا کہ طلسم کشا کو مین نے قید کیا ہے زندہ روانہ کردن یا سر
بھیجون گلنار گلنار پوش حیران و پریشان اٹھی اپنے باغ مین آئی دل داغدار باغ کی بہار کیا خوش
آئے گل سا چہرہ کمھلایا ہوا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے **فسترن** وزیرزادی نے اٹھکر بلائین لین
پوچھا کیون واری مزاج کیسا ہے جب سے حضور اپنی نانی مان کے پاس سے آئین آئینۂ رخسار پر گرد
ملال ہے کیا خیال ہے مجھسے دل کا حال کہیے **فسترن** نے اتنا جو پوچھا دل تو بھرا ہوا تھا بیقرار ہو کر
روئی کہا کیا کہون **منظوم**

در محبت شربت راحت مرا لب سپود
رشتۂ زنار را تسبیح ہندو کردہ است
گاہ فرہادم بکوہ و گاہ مجنونم بدشت

باز مرغ دل گل آشفتگی بو کردہ است
عاشق آن باشد کہ از زہر بلا خو کردہ است
وا نشد از ناخن سیمی گرہ از کار بخت
بخودم مخفی چنین آن چشم جادو کردہ است

مردم چشم زگریہ کار دیگر کردہ است
زاہد خلوت نشین تا طرۂ زلفش تو دید
تا گرہ از کار من آن چین ابرو کردہ است

فسترن بیقرار ہو گئی عرض کی
واری گل کلام حضور سے بوے گل عشق آتی ہے صاف صاف فرمایئے تو بندی اسکی فکر کرے ہماری
عزت و آبرو راحت و آرام حضور کے دم سے وابستہ ہے ملکہ نے کہا اے **فسترن** یہ جوان شیر صولت
رستم ہیبت جرأت و شوکت مین یکتا یعنی طلسم کشا جو آکر قید ہوا جسوقت سے اسکو دیکھا دل بیقرار ہے
مین نے فقرہ کرکے بچایا گویا عذاب الیم مین پھنسایا اُس آتشخوار نے گرد اُس گل باغ خوبی کے افسوس
ہے کہ آگ روشن کردی مین نے دیکھا کہ وہ جوان رعنا ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا گل سا
چہرہ زرد ہوگیا سر ٹپکتا تھا ہتھکڑیان بیڑیان شعلۂ جوالہ بن گئی ہین دیکھو لیلاے شب نے اُسکی
غم مین زلف مشکین کو کھولا ہے پھول کا رنگ متغیر نرگس متحیر سنبل نے غم و الم سے بال پریشان کیے
نہرون کو غم کا جوش یہ حباب نہین ہین چشمون کی آنکھین سوجی ہین جی چاہتا ہے مین جاکر اُس
قیدخانے مین بیٹھون وہ ہتھکڑیان میرے ہاتھ مین ہون وحشت سے سلسلہ کامل ہو جائے
طوق گلوگیر میرا گلا دبائے **فسترن** نے کہا حضور ہمین تو آپ کی زندگی سے کام ہے آپ کی نانی صاحب

استاکی شراب خوار ہین توا بے کے توا بے پیتی ہین وہ تو خواب خرگوش مین مبتلا ہونگی چلکر رہا کرلائین
آپکے پہلو مین بٹھائین نسترن نے جو یہ بات کہی ملکہ مثل گل شگفتہ ہوگئی اسباب سحر ذات پر آراستہ
کرنے لگی چند کنیزین تیار ہوئین کہا نسترن ایسی صلاح بتلائی دل تردد منزل نے تسکین پائی نسترن
نے کہا حضور طلسم کشا کے پاس کوئی تحفہ بھی تھا سابق مین باغ پر آپ کی نانی کے اگر لڑا کئی چیلے
انکے ہاتھ سے مارے گئے تو سن اگر گرفتار کرکے لیگیا تھا وہان بھی جا کر فیا ستین بر باکین نا نان
ہفت در بند قتل ہوئے پی سہیل عیاری کرکے لائین گلنار نے کہا نانی امان نے بیان کیا تھا
کہ ملکہ لعل سخندان اسیر عاشق ہر اسنے اپنے بازو کا اکہ دیدیا اسی وجہ سے اسیر سحر تاثیر نہ کرتا تھا
وہ نانی امان نے اپنی جھولی مین رکھا ہر اسکا دستیاب ہونا دشوار ہر قید خانہ انکے مقام سے
الگ ہر لیکن اب چلتے مین ای نسترن ایک اعتقاد اور گردیدہ جوان سامری و جمشید کو برا کہتا ہر
خداے نادیدہ کا پرستار ہر ہماری بھی عقل کو اقرار ہر کہ سامری و جمشید مثل ہمارے تمھارے
ساحر تھے مثل انسانون کے مرے دعوی خدائی بھی کیا اہل اسلام کا یہ قول ہر کہ ہمارا خدا
تنہا ہر اسوقت مین خداے نادیدہ سے دعا کرتی ہون کہ ای خداے نادیدہ اگر تیری خدائی
برحق ہر طلسم کشا کو رہا کرون میری جان اور ابرو پر حرف نہ آئے دل سے اطاعت کرتی ہون
سب نے عرض کی واری یہ اعتقاد ہمکو بھی پسند آیا سامری و جمشید کو ہمارے بزرگون نے
دیکھا تھا بوڑھے بوڑھے جادوگر مصاحبان سامری کہلاتے مین گلنار نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی
چالیس کنیزون جو ہمدم و ہمراز ہین آمین کر رہی ہین دعا مانگکر گلنار گلنار پوش
بصد جوش و خروش طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی مثل ستارہ سحری چمکی چالیس کنیزون کو
ساتھ لیکر باغ سنبل مین آئی دیکھا سنبل سیاہرو بارہ دری مین پڑی سو رہی ہر سامنے وہ کرہ ہر جسمین آہنی
غار نبی قید ہر دروازے پر چند کنیزین جو نگہبان ہین گولے ہاتھ مین لیے ٹہل رہی ہین گلنار نے
دور سے سحر کیا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی وہ کنیزین سو گئین نسترن نے بڑھکر قفل کاٹا دروازہ کھولا دیکھا
اسد نامدار حدت آتش سے بیہوش پڑا ہر چہرہ زرد ہر بیڑیان ہتھکڑیان دہک رہی ہین گلنار
نے بڑھکر سحر کیا جوش مین باران سحر برسایا آتش سحر گل ہوئی عالم غشی مین اسد کو اٹھا کر تخت
پر ڈالا ستارہ سحری چمک چلا ہر نسترن نے عرض کی حضور جلدی نکل چلیے گریبان سحر چاک ہوا چاہتا ہر

گلنار نے اسد کو تخت پر سوار کیا نسترن نے قصد کیا تخت اڑاؤن گلنار ٹہل رہی ہو قریب بارہ دری کے سفاک جادو سہیل کے مقام پر پہرہ دے رہا ہو اُسکی نگاہ پڑی چند عورتین قریب قید خانہ اسد کھڑی ہین سفاک نے آواز دی خبردار کون ہو اُس کمرے کے پاس کوئی نجاے شہنشاہ کا گنہگار قید ہو گلنار نے دیکھا سفاک نے جھپٹ کر گولہ مارا نسترن نے تو کہا حضور جلد نکل چلیے اس بحیا کے سحر کا جواب بھی نہ دیجیے لیکن گولہ سفاک کا گرا اکی کنیزون کے سر پھٹے سر پر گلنار کے بھی زخم آیا غصے مین کارد سحر جھولی سے نکالی سفاک پر پھینک ماری سفاک کے سینے کو توڑ کر پار نکل گئی سفاک لڑکھڑا کے گرا ساحر کے مرنے کی علامت پر پا ہوئی پریون نے غل مچایا آواز آئی کشتی مرا نام من سفاک جادو بود غلغلہ جو ہوا سہیل کی آنکھ کھل گئی فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا اٹھکر دوڑی بالکل صبح ہو چلی ہو دیکھا لاشہ سفاک پھڑک رہا ہو قید خانے کا دروازہ کھلا ہوا آتش سحر نذار طلسم کشا تخت پر ہو نسترن پایہ تخت کو تھامے ہوئے جاتی ہو پر پرواز پیدا کرکے اڑتی ہو گلنار اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوئے ٹہل رہی ہو کنیزین گھبرا کر کہتی ہین حضور جلد چلیے صبح ہو گئی یہ دیکھتے ہی سہیل ساحرہ نے للکارا او ننگ خاندان یہ تو نے کیا غضب کیا طلسم کشا کو رہا کر لیا میری جان کی دشمن ہوئی مین کل ہی سمجھ گئی تھی غش آنا مجھ بڑھیا کے سامنے باتین بنانا جسطرح مہ جبین نے صحرائے حیرت سے اُس نبد جوے کو نکالا اور سر مٹایا صندل جادو کو قتل کرایا تو نے بھی وہی حرکت کی مجھکو مثل افراسیاب کے نجانتا ایسی محبت کو آگ لگے تو کل کا لیان طلسم ہوش ربا کی دشمن ہوئی بوٹیان کاٹ کے کھا جاونگی اسی دن کے لیے بہنے سحر سکھایا کچھ ہمارا خوف نہ آیا گلنار نے دیکھا سہیل ساحرہ بہ قہر و غضب آتی ہو سوچی کار از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ گولہ مارا کنیزون نے بھی سحر کی بوچھار کی سہیل ساحرہ ان سحرون کو کب مانتی ہو ساحرہ جہاندیدہ کار آزمودہ ایک اشارے مین سب کے سحر دفع کر دیے سحر تو اسد پر سے اُتر چکا تھا بسبب صدمۂ قید کے غش طاری تھا ہنگامۂ گیر و دار جو بلند ہوا آنکھ کھل گئی دیکھا وہی معشوقۂ خوشخو گلعذار ماہ رخسار گرد کنیزین سہیل سے سحر چل رہا ہو اسد بھی نعرہ کرکے اٹھا چاہا سہیل پر جا پڑون گلنار نے کہا اے شہریار آپ کہان جاتے ہین ہم لوگ تو بیکار مین اپنی جان سے بیزار ہین آپ کے واسطے جان دینے آئے سہیل نے جو دیکھا طلسم کشا اٹھا چاہتے

سے اشارہ کیا آواز گیر دی زمین نے اسد کے پاؤن تھام لیے لڑکھڑا کے گرے گلنار گرد پھرنے لگی
ایسمین عاشق و معشوق کے اشارے گلنار گلنار پوش کا مایوس ہونا اپنی حسرت پر تڑپ تڑپ کر
رونا اب جو ہنگامہ ہوا گوشہ ہاے باغ سے بارہ ہزار ساحر لینا لینا کہکر دوڑ پڑے گلنار گرد شمع جمال
اسد نامدار پروانہ وار پھر رہی ہے جسنے جو سحر کیا اپنا سینہ سپر کردیا زخم کھائی ہے اسد نامدار کو نیزہ
و تیر و شمشیر سے بچاتی ہے کنیزین و نشترن وزیرزادی ساحرون کو بڑھ بڑھ کے روک رہی ہین ہنگامہ
گیر و دار بلند ہے مرنے کی ساحرون کے صدا آرہی ہے زمین باغ تھرا رہی ہے چہچہاے باغ پامال عندلیبان
خوشنوا کو اس گلعذار کا ملال قمریان کو کو بھول لیں سر پیٹ رہی ہین طائران نغمۂ سرا زمزمہ سرائی
بھول گئے چمنستان مین خاک اڑ رہی ہے اور ساحرون کو تو گلنار نے روک لیا کئی سو کو قتل کیا لیکن
سہیل سیاہ رو بدخو گلنار کے سحر کو نہین مانتی زمین باغ ہلا دی کنیزون کو بیہوش کیا نشترن
پر جا پڑی نشترن وزیرزادی خوب خوب لڑی لاشہ ہاے ساحران پھڑک رہے ہین اسد مبتلاے
سحر سہیل تنہائی پر گلنار کے بیقراری مین عرض کرتے ہین پروردگار گلنار کو اس ظالمہ کے ہاتھ
سے بچانا سہیل نے جو دیکھا گلنار جان دینے پر آمادہ ہے اسد کے پاس سے نہین ہٹتی زخم کھاے
لڑتے لڑتے گھٹنے ٹیک دیے زخم سر سے خون جاری عالم بیقراری کبھی اسد نامدار سے عرض کرتی ہے
اے شہریار کنیز رخصت ہوتی ہے اس ملعونہ کے ہاتھ سے بچیگی یہ بلاے روزگار ہے دیکھا آپ نے
زمین سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین نخل باغ جل رہے ہین ہمنے آپ کے مذہب کی اطاعت
کی آپ کے نام پر جان دی اگر ہو سکیگا گاہے گاہے مزار غریبان پر آئے گا

نظم

ز گریہ کاسۂ چشم لبالب پر ز خون گشتہ
چو مجنون در زمین وادی ازان دیوانہ سر گرم
کہ کاوِ غم مرا بر دل چو کوہ بے ستون گشتہ

نہ پنداری کہ در ہجرت پریشان شدم خود بخود
کہ قلاب سر زلفت بزنجیر جنون گشتہ

ز الم رنج و ہجرانت غم و درد و الم فزون گشتہ
برب کعبہ سوگند ست کہ درد و غم فزون گشتہ
چنان از درد و مہجوری ضعیف و ناتوان گشتہ

ایسے کلمات حسرت آمیز جنون خیز گلنار نے کہے اسد کا کلیجہ منہ کو آگیا
فرمایا اے گلنار ہماری زندگی کی کون صورت معلوم ہوا ہماری قضا ہی لیکر اس باغ مین آئی تھی یہ
گلشن ہمارا مدفن ہے افسوس یہ ہے کہ اس مقام پر کوئی خبر کو بھی نہ آئیگا دفن و کفن کا سامان کون
کریگا لشکر مہرخ ادھر تباہ ہوا ہین قضا لیکر یہان آئی فلک کو بربادی منظور ہوئی خیر جو مرضی
پروردگار کیا اختیار بندہ مجبور رونا جاری ہے یہ کہکر اسد سچے دل سے دعا کی سہیل سیاہ رو

تیغ کھینچکر چلی ایک دو ہتھڑ مارا گلنار لہرا کر زمین پر گری سہیل سیاہرو دوڑی کہ جا کر اسد و گلنار کا سر کاٹ لون کنیزون کا بلکنا اسد کا تڑپنا گلنار سر دے دے مار رہی ہے قریب تھا کہ اسد و گلنار کو سہیل قتل کرے خون سے بیگناہون کے ہاتھ بھرے کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم شہنشاہ لاچین خوش آئین او سہیل کیا کرتی ہے سہیل کی نگاہ پڑی دیکھا شہنشاہ لاچین طاؤس زرین بال پر سوار تیغ برق تاب ہاتھ مین تاج یاقوتی برسر لباس فاخرہ زیب جسم انور لاچین نے گرتے گرتے سحر کیا کہ گلنار کے ہوش درست ہوئے اسد نامدار بھی چالاک و چست ہوئے پانی کے قطرے برسے جسپر قطرہ پڑا سحر اُتر گیا کنیزین ساحرون پر جا پڑین گلنار نے بڑھکر سحر کیا آگ برسنے لگی کنیزون نے بھی جانبازی کی گلنار نے زمین ہلادی سعین پشت پر آیا قلب مین طاقت ہوئی روح کو راحت ہوئی لاچین سحر کرتے ہوئے قریب سہیل پہونچے سہیل نے آگ برسادی خنجر گرائے تلوارین برسائین چھریان کٹاریان گرین لاچین نے صرف ہاتھ ہلا ہلا کر سب سحر دفع کر دیئے تلوارین توڑین سپرون کو شکست کیا بوجہ احسن لڑائی کا بندوبست کیا صدہا جادوگرون کو خاک مین ملا دیا جسنے جو سحر کیا وہ اُسی پر پلٹا کئی سو جادوگر گرے سہیل نے جب دیکھا میرے سحر کو لاچین نہین مانتا زمین پر تڑپ کر گری پر پرواز پیدا کیے قصد کیا عقاب بنکر نکل جاؤن چند قدم بلند ہوئی تھی لاچین بکہ دے کر بلند ہوئے سہیل کی گردن لی چاہا نکل جاؤن پنجہ اُنسے رہائی غیر ممکن بصورت اصلی ہوکر پنجہ مارا لاچین نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر پنجہ چھین لیا اُسی تلوار سے اُسے قتل کیا سہیل سیاہرو کا سو ہی واصل جہنم ہوئی تمام باغ آتش بہار ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من سہیل سیاہرو بود جادوگرون نے امان مانگی جادر ہلائی سب نے اطاعت قبول کی جو ساحرین رسیدہ تھے لاچین کے قدمون سے لپٹ گئے شکر پروردگار بجا لائے عرض کی پروردگار نے جمال جہان آرا حضور کا دکھایا نمک حرامون نے غدر کیا تھا شکر ہے کہ حق بحقدار رسید اسد نے قید خانے مین اگر اٹھارہ امیرزادون کو اپنے رہا کیا بارہ ہزار قزاق چھوٹے اپنے افسر سے قدمبوس ہوئے لاچین تخت پر سوار ہوئے ملکہ گلنار گلنار پوش طاؤس زرین بال پر اسد نامدار کے واسطے مرکب بادرفتار حکم کیا اس باغ مین مال و خزانہ بہت تھا آرابون پر لدوایا اس کروفر سے جاہ و حشم سے اپنے لشکر مین آئے بادبان و ناہید نے استقبال کیا ملکہ گلنار گلنار پوش کے سب مصاحب

شہنشاہ لاچین نے فوراً حکم دیا لشکر ظفر اثر تیار ہو طرف کوہ ہفت رنگ کے اُٹھالا بارگاہ آسمان جاہ
کا چلا لیکن ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو یہ خبرین سب جو عرض کر گیا شمشاد کو بھی دید تھا حسب قیت
مراد شاہ سے ملا اس ہجران دیدہ کا غنچۂ آرزو کھلا اسد نامدار کو دعائین دین یہ بھی مع فرزند ہمراہ
ہوا فوج ساحران و فیر ساحران بیحد و بیحساب یہ سب خبرین افراسیاب کو پہونچین قہر و غضب مین
آکر صرصر وغیرہ کو حکم دیا اے خیر خواہان دولت تم اپنے کو لشکر مہرخ و لشکر لاچین مین پہونچاؤ
جسپر تم قابض ہو اُس قیدی کو لیکر صحرائے ریگستان مین جانا مقام گوشۂ دریائے نیل ہے وہان
ایک قصر عالی بنا ہے اُسکو بر آمدۂ سحر و ساحری کہتے ہین افلاک اوج سحر وہان کا حاکم و ناظم ہے وہ قصر
سحر بند ہے افلاک اوج سحر سے کہنا یہ قیدی گنہگار شہنشاہ حاضر ہے وہ بوجہ مناسب بر آمدۂ سحر پر قید کریگا
وہان سے کوئی رہا نہ کر سکیگا عیار بیجان بموجب حکم افراسیاب چلین شمیمۂ نقب زن کو صرصر نے
ساتھ لیا طرف لشکر لاچین کے رخ کیا صبا رفتار سمت لشکر مہرخ چلی اول دو کلمہ داستان لشکر
مہرخ کے گزارش ہوتے ہین کوکب روشن ضمیر سے یہ سب رخصت ہو کر منزل بمنزل جاتے ہین ملکہ
مہ جبین کو جلدی ہے کہ تا بہ لشکر سعد پہونچین شاہزادے سے ملین غنچہ ہائے ناشگفتۂ آرزو کھلین
دو منزلہ سہ منزلہ کرتا ہوا لشکر آتا ہے باغبان قدرت مقدمۃ الجیش اٹھالا بارگاہ لیے ہوئے بہار
و مخمور منتظم لشکر سب کو یہی خوشی ہے کہ بخیر و خوبی اپنے کو پہونچائین اشتیاق ملاقات شہنشاہ لاچین
آرزوے دیدار اسد رستم آئین ایک منزل پر آکر لشکر فرو کش ہوا صبا رفتار ایک پہاڑ پر پہونچی
اُسکے سامنے لشکر اترا فکر ہوئی کہ مہ جبین پر دست اندازی کرون بادشاہ لشکر کو نے لگون ایک فقیرنی
کی شکل بنکر پھرتی ہوئی لشکر مین آئی دیکھا بارگاہ ملکہ مہ جبین استادہ ہو رہی ہے ہزارہا نازنینان
مہ جبین کنیزان پری وش در دولت پر ٹہل رہی ہین اُسوقت کا ہنگام رفتار تین گھڑی ہوئی ہے
سردار دور باش کی صدا دے رہے ہین ایک کنیز کسی کام کو کنارے آئی گل اندام اُسکا نام تھا
صبا رفتار نے بڑھکر سوال کیا گل اندام نے جواب دیا یہا سواری بادشاہ کی اُترے سب فقیرون
کو سرکار سے رحمت ہوگا کنارے جاکر بیٹھو یہ تجھی کی سرکار ہے معشوقۂ اسد نامدار ہے کوئی محروم نہ رہیگا
صبا رفتار نے کہا حضور دیکھیے فقیر ہٹائے جاتے ہین گل اندام اُدھر آئی صبا رفتار نے حلقے
کمند کے گلے مین گل اندام کے ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا اسکو کنارے ڈال دیا اُسکی شکل بنکر

در دولت پر پہونچی ملکہ مہجبین مہمانخانے سے آفرین کنیزون مین ملکر گل اندام بھی داخل ہوئی دن بھر تو اسنے بسر کی عیارون سے آج کل لشکر خالی ہے رات کو پردہ اُٹھاکر اندر بارگاہ کے آئی کھانے مین پانی مین بیہوشی ملاکر چوکی پہرے والیون کو بیہوش کر چکی تھی بااطمینان ملکہ مہجبین کو بیہوش کیا سرا پچہ چاک کرکے نکلی کہتا افراسیاب کا یاد آیا کہ اسکو پاس افلاک اوج سحر کے پہونچاؤن وہان سے رہائی غیر ممکن ہے یکہ وتنہا صحرا کا سناٹا گھبرائی ہوئی قریب برآمدۂ سحر پہونچی دیکھا ایک مکان عالیشان کئی درجے کا بلند و صحراے ریگستان مین بنا ہے انسان وحیوان کا اُس مقام پر نام نہین افراسیاب نے تعلیم کردیا تھا داروغہ صاحب کہکر آواز دی صحراے گرد اُٹھی افلاک اوج سحر آکر پہونچا کہا کون ہے صبا رفتار نے اپنا نام بتلایا افراسیاب کا حکم پہونچایا افلاک اوج سحر نے سامنے صبا رفتار کے ملکہ مہجبین کو ایک قفس آہنی مین بند کیا خود لیکر اُڑا اُسی مکان مین جاکر قفس لٹکا دیا صبا رفتار کو رسید دیکر رخصت کیا کہا شہنشاہ سے کہدینا یہان کا قیدی تا قید حیات رہائی نہ پائیگا کوئی یہانتک آسکیگا جو کوئی ساحر اگر سحر کریگا سایہ قصر مین جائیگا مبتلاے بلا ہوگا یہ مکان برآمدۂ سحر سامری مشہور ہے یہ کہکر افلاک اوج سحر چلا گیا صبا رفتار خدمت مین حیرت کے آئی تمام کیفیت عرض کی حیرت نے صبا رفتار کو خلعت دیا کہا صرصر کا کچھ احوال ابھی نہین معلوم ہوا صبا رفتار نے کہا وہ طرف لشکر لاچین کے گئی ہے بدون گرفتاری لاچین واپس نہونگی طلسم حضور کا برباد ہوتا ہے جو لوگ جسکو جہان پائینگے گرفتار کرکے برآمدۂ سحر پہ پہونچادینگے یہ کہکر صبا رفتار پھر بھاگی یہان صبح کو لشکر ملکہ مہرخ مین براے مہجبین قیامت برپا ہوئی بہار بیقرار باغبان سے کہا بڑا غضب ہوا اہت سے جادوگر براے تلاش نکلے ملکہ مہرخ نے کہا اب کیا منھ لیکر براے ملاقات اسد جائینگے گوہر بے بہا کو ہاتھ سے کھوکر کیا روے سیاہ دکھائینگے ہر سمت ہرکارے تلاش کے واسطے چلے مہرخ تو اِس انتظار مین اسی صحرا مین فرو کش ہے واسطے مہجبین کے مشوش ہے لیکن صرصر شمشیر زن مع شمیمہ نقب زن قریب لشکر شہنشاہ لاچین پہونچی اسنے دریافت کیا کہ عمرو آج کل لشکر مین نہین ہے دونون عیار پہچان صورتین تبدیل کرکے صرصر کو ایک گھوڑے کی شکل بنی شمیمہ کو طفل کمسن بناکر گاتی ہوئی لشکر مین آئین دیکھا اسنے دو منزل کے گرد مین لشکر اسد فرو کش ہے قلب لشکر مین بارگاہ اسد نامدار سب کے آگے خیمے مین لاچین عالیتبار قلب فوج مین دربار ہوتا ہے سب سردار اکثر جمع ہوتے مین ایک سمت بارگاہ ملک اشتباہ ملکہ تصویر مشغول

بدیع الزمان شہنشاہ لاچین دربار سے اسد کے ملنے ہوئے آتے ہین دیکھا بازار مین ایک طفل ماہ طلعت بیٹھا ہوا گا رہا ہی تمام لشکر کا اسی مقام پر مجمع ہی صرصر نے لاچین کو آتے ہوئے دیکھا سازندے کے ہاتھ مین شمیمہ گا رہی ہی اور زیادہ اپنے ساز کو زور دیا شمیمہ نے دو چار تانین ایسی گائین لاچین بیقرار ہو گئے چوبدار سے اشارہ کیا ان دونون گویون کو لیتے آؤ اپنے خیمے مین اگر بیٹھے ساتھ چوبدار کے یہ دونون حاضر ہوئین صرصر نے ہاتھ اٹھا کر دعا دی لاچین نے اشارہ کیا صرصر نے جھک کر خوب گائی لاچین نے صرصر سے نام پوچھا کہا غلام کو نیرنگ کہتے ہین یہ لڑکا میرا پوتا ہی تان تورخان کا فرزند دلبند انقلاب فلک نے یہ کیفیت دکھلائی ہماری قدر تو حضور کی سلطنت کے زمانے مین بھی بزرگ سب ملازم رہے لاچین نے حکم دیا میان نیرنگ کو جگہ رہنے کی دو صبح کو خدمت مین طلسم کشا کی پہونچا دینگے تسکین دے کر فرمایا طلسم کشا نہایت قدر شناس ہی تمکو ملازم کر لیگا صرصر نے دعائین دین سرکار سے شب کو کھانا ملا جب لاچین نے آرام کیا صرصر دلکو سخت کر کے اٹھی شمیمہ سے کہا بڑی دور تک لشکر فروکش ہی لاچین کو لیکر نکلنا مشکل ہوگا ناہید و باد و بان و توسن طلایہ دے رہے ہین آٹھ پہر توسن اسی فکر مین ہی کہ جا کر افراسیاب سے لون تابو پرستی کر کے یہ مطیع ہوا ہی لیکن انسے کلام نہین کر سکتے شاید محبت دختر وزیر مین ہمکو گرفتار کرے اب تو لاچین کو لینا چاہیے سراسیمہ چالاک کیا صرصر چھپٹ کے قریب لاچین آئی دو شالہ چہرے سے ہٹایا حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ بیہوش کرون شمیمہ نے کہا استانی ہٹو مین بیہوش کرتی ہون شمیمہ نے زنوطری سی نکالی حباب بیہوشی رکھکر دماغ پر مارا لاچین بیہوش ہوا صرصر نے پشتارہ باندھا شمیمہ سے کہا نقب دے کر نکلو ورنہ گرفتار ہو جائینگے جا بجا خادم خدمتگار پیدل سوار موجود ہین شمیمہ نے جوڑی خنجر کی پکڑ کر نقب کھود دی ایک تخت کے سایہ مین دونون نکلین جنگل کا راستہ لیا بھاگا گا بھاگ آتے آتے صحرائے ریگستان مین پہونچین رات قلیل باقی تھی شمیمہ نے زنبیل بجائی صرصر نے دارو غہ صاحب کہکر آواز دی فوراً افلاک آوج سحر آیا صرصر نے پشتارہ لاچین کا افلاک کو دیا کہا یہ دشمن کامل افراسیاب ہی خبردار سب لطف سے اسکی حفاظت کرنا افلاک نے کہا اے صرصر یہ وہ مکان ہی خضر خود نگہبان ہی میری جانب سے بھی قصور نہوگا ظاہر مین یہان نگہبان وغیرہ نہین ہین سامری واسطے گنہگارون کے یہ قصر بنایا مین آٹھ پہر گوش بر آواز رہتا ہون رات کو کئی مرتبہ اگر دیکھ جاتا ہون

اس بچیانے زبان مین لاچین کے سوزن دیا اپنا سحر کرکے دہن پر قفل مار آتشین چڑھایا اوس عقاب اوج سلطنت کو قفس مین بند کیا صرصر نے دیکھا خود قفس لیکر بلند ہوا برابر ملکہ مہ جبین کے قفس لاچین بھی لٹکایا آپ تو اوترکر ایک جانب روانہ ہوا صرصر و شمیمہ رسید لیکر مژدہ خوشخبری ملکہ حیرت کو سنانے چلین قضاے کار برآمدہ سحر سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اوسکو قلعہ حدادیہ کہتے ہین وہان کا حاکم ناظم طرف سے افراسیاب کے جلاد جادو ہے افلاک نے جلاد کو نامہ لکھا ای برادر طلسم ہوش ربا معرض زوال مین ہے مہرخ وغیرہ نے بڑے جادوگر مہرخ و بہار و مخمور وغیرہ سب دشمن ہوکر طلسم کشا سے ملگئین لاچین نے زندانخانہ طلسمی سے رہائی پائی طلسم کشا طرف دریاے نیل کے جاتا ہے مہرخ وغیرہ فلان صحرا مین ہین معشوقہ طلسم کشا و لاچین اگر برآمدہ سحر پر قید ہوئے تم بھی آج کل تکلیف کرو خواہ مع فوج خواہ تنہا تلاش مین دشمنون کے نکلو جسکو جہان پاؤ قید کرو شہنشاہ کو اطلاع دو قتل کا اوسکو اختیار ہے مقامات لشکر سے بھی ہمنے تمکو آگاہ کیا جلاد یہ سنکر بہت جھلایا شیرون سے کہا یارو تمنے سنا مہرخ وغیرہ کی لڑائی کو ہم بہت حقیر سمجھے تھے رفتہ رفتہ ان سبھون نے زور پکڑا تاجیرہ ہفت بلا شادہ ساحر مارے گئے جنکا عدیل و نظیر ممکن نہ تھا شاہزادیون نے ممالک تباہ کیے دختر افراسیاب طلسم کشا کے ساتھ نکل گئی دختر خداوند داؤد نے اسد پر عاشق ہوکر خدائی شانی داؤد نے جان دی بی بی ناہید دختر توس بھی اسد پر مائل ہوئین انھون نے بڑا غضب کیا لاچین کو زندانخانہ طلسمی سے رہا کرایا طلسم کشا کو تابہ زندانخانہ پہنچایا آج کل ہمارے شہنشاہ بڑے تردد مین ہین اب مین فکر مین نکلتا ہون جسکو پاؤنگا گرفتار کر لاؤنگا میرا قلعہ قریب گوشہ دریاے نیل ہے کون یہان آسکیگا یہ کہکر جلاد دلیر و تنہا ایک اژدر سیاہ پر سوار ہوکر طرف لشکر مہرخ کے چلا یہان لشکر مہرخ مین بہار و مخمور چوری جانے سے مہ جبین کے بہت گھبرائین شب کو بہار اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہوئی فراق بادشاہ اسلام مین رو رہی تھی اودھر سے مخمور کا گذر ہوا برسے ملاقات ملکہ بہار آئین دیکھا ملکہ بہار زار زار رو رہی ہے ملکہ مخمور لپٹ گئین کہا کیون ملکہ بہار تمھارا مزاج کیسا ہے ملکہ بہار نے ٹھنڈی سانس دل پر درد سے کھینچی کہا ای مخمور رنجور دیکھو فلک کجرفتار گردون غدار کیا کیا کجروی دکھاتا ہے ادھر تو مبتلاے دام فراق اسد نامدار عالیوقار کی قدمبوسی کا اشتیاق منزلین طے کرتے ہوئے جاتے تھے اوس شاہزادی کا گرفتار ہونا ہم لوگون پر بہت شاق ہوا افلاک نے سنگ تفرقہ پھینکا خواجہ عمرو جب سے ساتھ کو کب کے گئے واپس نہ آئے

مہ جبین کو کوئی چرا لیگیا اب کیسی بدنصیبی ہے ملکہ مہرخ بسبب حجاب اسی مقام پہ ٹھہر گئین کہ تی ہین بدون ہمراہی مہ جبین اسد کو کیا منھ دکھائین ہماری رائے سے انکی رائے سے موافق ہے جی جاہتا ہے گلا کاٹ کے مرجائین کہان اُس شاہزادی کو تلاش کرین مین وقت پر یہ مصیبت درپیش ہوئی اسد نامدار وہان بیقرار ہونگے وہ مہ جبین کے عاشق صادق ہین راتون کو خواب پریشان دیکھتے ہونگے دل کو دل سے راہ ہے ہمارا دل اس رنج و ملال سے بخوبی آگاہ ہے مخمور نے بہار کو گلے سے لگایا کہا اے بہار ہم تم حسرت و یاس لیکر دنیا سے جائینگے اب تو یہ کیفیت ہے بقول شاعر اشعار

دل نہ ہو ہجر مین یون وصل کے ارمان سے تنگ
مرنے والا کوئی بیٹھا ہے کہین جان سے تنگ
ایسے صحرائے جنون کی کوئی وسعت دیکھے
ہم ہوا سے بھی ہین بیزار بیابان سے تنگ
جبر صحرا مین کبھی سرگردان آنکلے
گبر کے گبر مسلمان مسلمان سے تنگ
جیسا غربان کوئی معشوق ہو تو ہو جلال

اسقدر بھی کوئی ہوتا نہین ارمان سے تنگ
در پہ اب کرتی ہے کیون دست درازی تیری
دیکھکر تجھکو ہین ہون جو خضر کے پیدا سے تنگ
انکو دنیا کے بکھیڑون سے غرض کیا اے عشق
قیس اکل ہو اگر اپنے بیابان سے تنگ
دل جو کھلتا ہے تو گیسو ہی مین ہے الجھکر
گیسو و دیکھ ہو وہ دل کیون نہ ہو ان سے تنگ

امتحان غیر کو کچھ لیتے ہو نہین کچھ خیال
اللہ و وحشت دل ہم ہین گریبان سے تنگ
سفت دیتے ہین اگر وہ بت کافر لیے
جنکو شوریدہ سری رکھتی ہے سامان سے تنگ
کوئی عشق بت کافر مین کسی سے نہین خوش
کہین تجھ سے ہین پریشان پریشان سے تنگ
مخمور و بہار نے رو رو کر جل

پھر یہ دونون عاشقان صادق ہجران دیدہ و آفت کشیدہ آخر یہ صلاح ہوئی کہ چلکر ملکہ مہ جبین کو تلاش کرین یا تو ڈھونڈھ کے لائین یا اپنی جان دین مقام افسوس ہے اس صحرائے پرآشوب مین اترے ہین کئی دن گذر چکے اب تک دو چار منزلین طے کرتے اپنے آقائے نامدار سے ملتے شہنشاہ لاچین سے قدمبوس ہوتے بادشاہ سابق طلسم ہوشربا کی فیاض جری بہادر دریائے سحر کا بے بہا در اسکی ملاقات سے دیدہ و دل روشن ہوتے لیکن قدر بے نہین جاہا غم مین ان دونون کے دل بیقرار ہے آخر لوقت سحر ملکہ بہار گلعذار و مخمور مجبور آپسمین صلاح کرکے طاؤسان زرین بال پر سوار ہوئین جستجو مین ملکہ مہ جبین کے چلین مثل ستارۂ سحری چمکتی ہوئی جاتی ہین مشرق و مغرب جنوب و شمال زیر قدم مزاج دونون شاہزادیون کے برہم قصد ہے جس مقام پر دیکھ پائین اگر قلعہ ہو تو اسمین آگ لگا دین دریا سے فوج ہو تو غوطہ دین اپنے آقائے نامدار کی معشوقہ کو چھوڑائین جنگ کرتے قدم نہ ہٹائین دونون عاشق تن مبتلائے دام حسرت و محن جس مقام پر کوئی صحرائے سبزہ زار ملا ٹھہر گئین گل خودرو دیکھے یا چشمہ

محبوب مین اشک حسرت آنکھون سے بہائے انخل ہوزون دیکھکر استظار قد دلجوے معشوق مین سر بیابان
جلتے ہین تاثیر آہ آتش فشان سے کلیجے جلتے ہین لیکن شغل یاد رہائی مہ جبین مین ایسی معروف ہین
کبھی صحرا مین ٹھہرین بختی اٹھائی کسی کوہ فلک شکوہ پر گذر ہوا گھڑی دو گھڑی ٹھہرین پھر وہان سے
چلین روز شبانہ روز اسی طرح ان آفتاب جمالون کو گردش رہی رہائی کی ملکہ مہ جبین کی کوشش
رہی تیسرے دن وقت آخر روز ایک صحرا مین آکر دونون ٹھہرین مخمور نے کہا ای ملکہ بہار یارے جستجو
کو تاہ ہوئے لشکر سے نکل کر اس سودے مین تباہ ہوئے بے ٹھکانہ کہان جائین ملکہ عالم کو کہان تلاش
کرین مجنون وار تلاش مین اُس لیلی سلطنت کے کوہ و دشت طے کیے تقدیر مین نیکنامی نہین ہو چلو اب
پلٹ چلین بہار نے کہا ای مخمور اب یہ زیادہ بدنامی ہو ملکہ مہرخ نے یہ سوچا ہوگا کہ دونون شاہزادیان
فراق مین اپنے معشوقون کے طرف کو عقیق گلزار سلیمانی کے گئین یہان اپنا یہ حال ہو کہ آب و دانہ بھی
ترک ہوا بڑے بڑے دریا طے کیے جنگلون مین پھرے گوہر مراد دستیاب نہوا اب کیا منھ لیکر جائین
اہالیان لشکر کیا کہینگے کون یقین مانے گا کہ ملکہ مہ جبین کے واسطے کوشش کی کاشکے لشکر سے
نکلے تھے لشکر حیرت پر جا پڑتے اُسی سے لڑتے ایسا نہ تھا کہ یکایک کوئی ہمکو گرفتار کر لیتا نہین معلوم
آج کل لشکر حیرت کہان ہو ایسی باتین کرکے اپنی حسرت پر دونون خوب روئین سرو خرامان باغ
خوبی گل حدیقۂ محبوبی دھوپ جو صحرا کی اٹھائی چہرے زرد رخ انور پر گرد حیران و مضطر متردد و
متحیر اُس صحرا سے ہولناک مین کھڑی چہار جانب دیکھ رہی ہین قضا سے کار جیلا و جادو مالک
قلعہ عداویہ جو اپنے قلعہ سے بتلاش سرداران نکلا ہو طاؤس پر اڑا ہوا جاتا تھا ان دونون شاہزادیون
پر اُس بے حیا کی نگاہ پڑی دل مین خوش ہو گیا حالات سے تو بخوبی آگاہ ہو کہ بہار و مخمور
معشوقان افراسیاب ہین افراسیاب کو انکے نکل جانے کا بڑا قلق ہوا بڑی کد و کاوش
کی اُنپر پنجہ قابض نہین ہوا اگر جیلا و اگر انکو گرفتار کیا افراسیاب بہت خوش ہوگا یہ سوچ کر لیکن
یہ بھی جانتا ہو کہ یہ دونون سحر مین کامل و اکمل اینر سحر مین غالب آنا مشکل ہو ادھر کے قریات سب
اسکی عملداری مین ہین ایک قریہ مین آیا وہان کے حاکم کو آواز دی بیابان جادو اُس قریہ کا
حاکم اپنے مکان سے نکل آیا اپنے بادشاہ کو دیکھکر گھبرا گیا کہا کیون حضور آج تشریف لانے کا کیا
باعث ہوا جیلا و نے کہا تمھارے یہان جسقدر فوج جنگی ہو جلد تیار کر دیا بیابان نے آواز دی

جادوگر مسلح ہوکر آئے اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے اب جلاد نے حال ظاہر کیا کہا اے بیابان بہار و مخمور معشوقان افراسیاب نہین معلوم کہان جاتی ہین یا کسی مہم سے آتی ہین صحرا مین ٹھہری ہوئی ہین بڑھکر ہم چہار جانب سے گھیر لو ما بدولت بھی آتے ہین لیکن دیکھا یک سحر ہاے کامل کرنا دونون شعلہ جوالہ ہین قیامت کی پرکالہ ہین تعلیم کردہ افراسیاب سحر و ساحری مین انتخاب اپنے کو بچانا بلوہ کرکے پکڑلو بیابان جادو فوج لیکر چلا یہ دونون شاہزادیان کھڑی ہین کہ لینا لینا کا غل ہوا دونون نے پلٹ کے دیکھا گنوارون کی فوج دریاے سحر کی موج اگے ایک افسر آتے ہی سب نے سحر کیے کسی نے گولہ مارا کسی نے ترنج پھینکا کسی نے ماش کے دانے پھینکے کچھ پیکان کے رائی کے دانے مٹر کے دانے سرسون کالی رائی چہار جانب سے بوچھار ہوگئی بہار و مخمور نے جو یہ قیامت دیکھی مخمور نے کہا لو ملکہ یہ آفت کہان سے آئی دونون ماہ رخسارون نے تیغ ہاے ہلالی کھینچے چشم زدن مین اشارے کرکے سحر باطل کیے ابھو چپک چپک کے گرین گنوارون کے جی چھڑوا دیے ایک طرف سے ملکہ بہار نے تیور بڑھاے مخمور نے صف مژگان کو جنبش دی چھریان کٹاریان چلنے لگین جسم سے ناریون کے چنگاریان آگ کی نکلنے لگین کئی ہزار ایک ہی حملے مین داخل جہنم ہوے بیابان جادو نے بہار پر سحر کیا بہار ہنسی آواز دی او بے حیا کیون شامت آئی ہے یہ کہکر بدھی پھولون کی پھینک ماری پھول برسے بیابان جادو مبہوت ہوا ہاتھ جوڑے کہا ملکہ بہار کیا حکم ہوتا ہے بہار نے کہا تو نے کیون آکے ہمکو گھیرا بیابان جادو نے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ خوبی اے ماہ آسمان محبوبی مین تو تابعدار ہون ایک بیچیا جلاد جادو حاکم قلعہ حدادیہ دوڑا ہوا آیا ہم سب سے کہا ملکہ بہار جادو کو چلکر گرفتار کرو تو غلام نام نامی سے آگاہ نہ تھا فوج لیکر آیا اب جو حکم دیجیے بجا لاؤن ملکہ بہار نے کہا جلاد جادو کی مشکین باندھ کر لاؤ ہمارے سامنے اسکو قتل کرو بیابان نے کہا بسر و چشم یہ کہکر اٹھا سامنے سے جلاد جادو آتا تھا سبھون نے پکار کر کہا حضور وہ نمک حرام آتا ہے اسی نے ترغیب دیکر ہمکو آپ سے لڑوایا ہم بے خطا ہین جلاد نے دیکھا تین ہزار جادوگر تو چشم زدن مین سب نے مار ڈالے سات ہزار ساحر گوے لیکر میری جانب چلے گالیان دیتے ہوے جلاد بھاگا ساری جلادی بھولا بیابان جادو تیغ کھینچکر دوڑ الکارتا ہے کہ او نامرد کہان جاتا ہے غضب کیا ہمکو باغی بنایا ملکہ بہار سے لڑوایا مخمور کا دشمن بنایا بیجا سب مین بدنام ہوے پیر مغان ہماری صورت سے نفرت کریگا ساقی دہر جام زہر پلانے کا

نشہ اُتر جائیگا جلاد ہر چند للکارتا ہی ارے کیون دیوانہ ہوا ہی تو تو ہمیشہ سے میرا خراج گزار ہی تابعدار ہی آج تجھے کیا ہوا بہار کو دیکھکر ایسا بچولا ہمارے مرتبے کو بھولا یہ کہکر سحر کرنے لگا ہر چند سحر کرتا ہی وہ سحر بہار میں مبتلا ہین ہوش مین نہین آتے جوش عشق بہار بڑھتا جاتا ہی آخر اسنے گھبرا کر ران پر خنجر مارا چلو مین لیکر خون طرف آسمان کے پھینکا ابر خونی نمودار ہوا ان سبھون پر برسا جسپر قطرہ پڑا ہوش مین تو نہ آیا زمین پر گر کر بیہوش ہوا ہر چند جلاد سحر کرتا ہی کہ یہ ہوشیار ہوکر بہار و مخمور پر جا پڑین وہ اپنے مقام سے نہین اُٹھتے اتنا کمال کیا کہ اپنے کو انکی بدعت سے بچایا مخمور و بہار بیچ کھینچکر قریب جلاد پہونچین للکارین کیون او نامرد انھین کے بھروسے پر آیا تھا یہ جب ہوشیار ہونگے سر تیرا کاٹ کے جان دینگے انکا بیہوش رہنا بہتر ہی یہ عمر بھر ہوش مین نہ آئین گے اسلئے تجھکو امید مدد ہی ایک طرف سے بہار چلی ایک طرف سے مخمور اب جلاد گھبرایا کہ ان دو ظالمون کے ہاتھ سے کیونکر بچون بھاگ کے کہان جاؤن جنکے بھروسے پر آیا تھا وہ سب بیکار ہوے بیابان جادو سر ٹپک رہا ہی ابر خونی کا جو قطرہ پڑا اور زیادہ بیہوش ہوا چاہتا ہی پتھرون سے سر ٹکراؤن جوش عشق بہار مین جان دیدون جلاد بحواس عالم یاس این بے حیا کو اس تردد مین یاد آیا کہ میری جھولی مین ڈبیا خاک قبر جمشید کی موجود ہی بجز اس سحر کے یہ دونون زیر ہونگی لشکر افراسیاب کو انھون نے تہ و بالا کیا مجھے بڑے معرکون مین لڑین افراسیاب سے نہ دبین یہی سحر نایاب ہی گھبرا کر اس نامرد نے ڈبیا خاک قبر جمشید کی جھولی سے نکالی جیسے ہی یہ دونون قریب پہونچین ڈبیا کھول کر اُسنے خاک اُڑا دی یہ سحر تو منتخب و نایاب ہی اگر کوئی افراسیاب کے سامنے اس خاک کو اڑا دے خاک نظام زمین پر برائے چند ساعت ضرور بیہوش ہو جائیگا خاک اُڑاتے ہی دونون معشوقون کے دل پر غبار غم و الم چھا یا لہرا کے گرین دونون بجران دیدہ آفت کشیدہ بیہوش ہوئین جلاد نے ان دونون کی زبان مین سوزن دیا تخت سحر بنایا جب دونون کو اُس تخت پر سوار کیا بیابان جادو باہوش رہا ہی چیختا ہوا دوڑا او جلاد صاحب بیداد کیا کرتا ہی میری معشوقہ پر کیا بدعت کی یہ کہتا ہوا قریب جلاد پہونچا نئی بات ہی جلاد کے لیے جلاد ہوا ہر چند جلاد نے ڈانٹا اسنے نہ مانا ہاتھ تلوار کا مارا جلاد نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا بیابان کے دو ٹکڑے ہوے اب تخت کو لیکر طرف قلعہ جلادیہ کے روانہ ہوا راہ مین افلاک اوج سحر سے ملاقات ہوئی کہا کہ ای وارفتہ

برآمدۂ سحر تجھنے لاچین و مہ جبین کو قید کیا مین لشکر مہرخ مین گھس گیا خوب لڑا کئی ہزار جادوگر
مارے باغبان وغیرہ کو زخمی کیا ان دونون کو پکڑ لایا افلاک اوج سحر نے کہا ای جلاد بڑا کام
کیا لشکر مہرخ مین بڑے بڑے ساحر ہین وہان جا کر اگر تو نے ایسا کام کیا بڑا نام کیا لاؤ انکو بھی
برآمدۂ سحر پر قید کرون جلاد نے کہا ای برادر مین اپنے قلعہ مین لیجاؤنگا کیونکہ میرا قلعہ ایسی ویرانے
مین واقع ہی کبھی کسی کا اُسطرف گذر نہوگا جا کر شہنشاہ کو اطلاع دونگا اگر انکا حکم آگیا فوراً قتل
کرونگا ورنہ زندہ روانہ کر دونگا بدون حکم افراسیاب اُنپر دست اندازی کرون غیر ممکن ہی
افلاک اوج سحر سے رخصت ہو کر جلاد اپنے قلعہ مین آیا مخمور و بہار کو قید کیا اُسی وقت
ایک نامہ تحریر کیا بعد القاب شاہانہ تحریر تھا کہ ای شہنشاہ طلسم ہوشربا اس کمترین نے مخمور
و بہار کو گرفتار کیا چار پانچ ہزار جادوگر میرے قتل ہوے بیابان جادو کو کہ وہ میرا افسر تھا تیغ
اپنے ہاتھ سے قتل کیا غلام نے صدمۂ عظیم اُٹھایا یہ نامہ ایک ساحر کو دیا وہ لیکر طرف افراسیاب
جادو کے چلا یہ حقیر پر تقصیر جلد ششم اس مقام پر ختم کرتا ہی ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے
کہ ملکہ مہ جبین و شہنشاہ لاچین برآمدۂ سحر پر قید ہین ملکہ مخمور و بہار قبضے مین جلاد جادو
کے لشکر مہرخ ایک صحرائے سبزہ زار مین فروکش ہی مہ جبین و بہار و مخمور کی تلاش مین ساحر
جابجا برائے خبر روانہ کیے ہین لشکر اسد نامدار قلعۂ قلم کوہ مین فروکش ہی لاچین کا غائب ہونا
اسد نامدار کو نہایت شاق ہوا ضرغام و قران سے کہا شہنشاہ لاچین کو تلاش کرو ضرغام
نے عرض کی مین قدمون سے حضور کے جدا ہونگا قبلۂ و کعبہ کے خلاف ہوگا بارگاہ مین جا کر یہ تو
ہمنے دیکھا بہتر و صرصر کا موجود ہی عیاری کر کے وہ لے گئی ساحرون کو روانہ کیجیے ظاہر مین توسن
رو یا بطور خوشامد اسد نامدار سے عرض کی غلام نے ہرکارے روانہ کیے ہین جس مقام پر شہنشاہ
کی خبر ملیگی حضور سے اطلاع کرونگا مین خود جا کر لڑونگا لیکن مہتر قران نے کہا ای ضرغام تمھاری
رائے مجکو بہت پسند آئی تم برائے حفاظت اسد نامدار لشکر مین رہو ہم برائے تلاش لاچین جاتے ہین
خدا چاہے گا تو خبر لے کر آئینگے ای ضرغام یہ خیال رکھنا توسن بچیا دل سے مطیع نہین ہوا آٹھ پہر
اسی فکر مین ہی کہ طلسم کشا کو برباد کرون خبردار دھوکا نہ کھانا اسوقت انجمن مشاورت منعقد ہی
توسن صحبت مین نہ تھا اپنے تھان پر رہتا ہی مگر زور بیان کیا کرتا ہی بادبان و ناہید نے عرض کی

ای شہریار اپنے کو اسکے مکر سے بچائیے گا بطور خوشامد یہ بیجا خدمت کرتا ہی جسوقت قابو پائیگا کینۂ دیرینہ
اپنا دکھائیگا اسد نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ یہ فرمایا کہ آپ سب صاحبون کو تو حسن سے کدو کاوش ہی
ہماری شریعت کا معاملہ ظاہر پر ہی دل کے حال سے خدا ماہر ہی بموجب مضمون مصرع ع حال نہی
کس نمیداند بجز پروردگار + جیسا کریگا ویسا پائیگا مگر اُسی کے سامنے آئے گا بعنایت پروردگار
آئینۂ دل مین غبار نہین ہی دوسرا انشان بھی ناظرین کو دو دن کہ کوکب نامدار فکر مین ماہیان
زمردپوش کے روانہ ہوا ہی ماہیان نے ہفت دربند تیار کیے ہین ستارہ بخت اُسکا گردش
مین ہی اسی کوشش مین ہی کہ چالیس دن تک مقابلہ و مجادلہ نہو بعد گذرنے چالیس دن کے
کوئی مجھپر غالب نہ آسکے گا افراسیاب اوراق جمشیدی مین مصروف تھا بداشت حال ماہیان
زمردپوش ہی باغ سیب مین حیرت جادو سے آٹھ پہر یہی ذکر ہی کہ ثانی امان کو سامری و جمشید
ہاتھ سے کوکب کے بچائین وہ عہد واثق کر کے چلا ہی مصنف بھی عرض کر چکا ہی کہ کوکب نے قسم کھائی ہی
کہ بدون قتل ماہیان زمردپوش داہنے ہاتھ سے کی نانہ کھاؤنگا یہ بھی تحریر کر چکا ہون کہ جمشید نے
خواجہ عمرو کو منع کیا کہ اس سفر دور و دراز مین میرا ساتھ نہ دیجیے بدابدی خواجہ نے جواب
دیا کہ ای شہنشاہ اس سفر مین ساتھ نہ چھوڑونگا کوکب روشن ضمیر مرکب پرند پر سوار ہو کر آگے
بڑھا طائران سحر سے خبر منگائی یہ بھی ظاہر ہوا کہ ماہیان زمردپوش نے ہفت دربند تیار
کر لیے اپنی حفاظت کرتی ہی باغ ظلمات مین چھپی بیٹھی ہی پانچ سو پتلیان سنہری کنیزان سامری
قریب ماہیان زمردپوش ہر وقت حاضر رہتی ہین خبر آئندہ و گذشتہ سے آگاہ کرتی ہین اُنکے
احکام پر ماہیان کاربند ہی یہ جو ثابت ہو چکا ہی کہ ستارہ گردش مین ہی چالیس دن سخت
ہین اس خیال مین بہت دردمند ہی لیکن مغرور سیاہ خودپسند یہ بھی کہتی ہی کہ بعد چالیس دن کے
سب کو قتل کرونگی یہان تک کوکب نہ آسکے گا ایسے ایسے ساحران زبردست دربند پر مقرر
کیے ہین اُنکے مقامات سے گذرنا کوکب کو دشوار ہو گا وہ ساحر خود کوکب کو گرفتار کر کے ہمارے
پاس روانہ کر دینگے ماہیان زمردپوش اس غرور مین داخل باغ ظلمات سترہ لاکھ ساحر
برائے حفاظت مقرر ہین علاوہ ہفت دربند اسقدر ساحرون کو گرد باغ کے فرد کشش کیا ہی
اُنپر حکم ناطق ہی جب دور سے کوکب کو دیکھنا سحر کرتے ہوے جا پڑنا کمند ہاے سحر مین گرفتار

کر لینا ماہیان تو اِس غرور مین کوکب بغیظ و غضب تمام آتا ہو خواجہ بھی مخفی ہو کر چلے ہین
یہ سب مقدمات و حالات ملحوظ خاطر ناظرین رہین جلد ہفتم مین انشاء اللہ یہ سب کیفیتین تحریر ہونگی وقت
پر جابجا حالات بیان ہونگے یہ داستانہاے رنگین و فصاحت آئین ناظرین والاتمکین ملاحظہ
فرمائینگے تو بہت خوش ہونگے والسلام

تمت

خلاصہ مضمون جلد ہفتم و تاریخہاے مصنف و دیگر شاعران سخنور

واضح راے ناظرین والامقام ہو کہ آغاز جلد ہفتم مین یہ مضمون واقع ہوگا اول کوکب روشن ضمیر
کی لڑائیا ہفت دربند ساختۂ ماہیان پر اور عیاریان خواجہ کی کہ اب تک ایسی عیاریان کسی جلد
مین واقع نہین ہوئین شوکت کوکب بھی ان ہفت دربند سے ظاہر ہوگی راہ مین ایک دربند پر عشق
کوکب ملکہ رضوان جادو ہمشیرۂ افراسیاب سے اور افراسیاب کا یہ خبر وحشت اثر سنکر جانا
اور کوکب سے مقابلہ تا بہ باغ ظلمات پہونچنا کوکب کا و حالات شکست دربند عجب داستانہاے
سحرانگیز جلالت تمکین واقع ہونگی بعد اسکے حالات شکست برآمدہ سحر و ذکر قتل افلاک اوج سحر
بیاری و متفرقہ ان و پہونچنا اسد نامدار کا تا بہ دریاے نیل و مقدمہ حصول لوح و کیفیت
آمد حیات جادو و ہر ملکہ حیرت و جمع ہونا کلاسنان طلسمی کا و صلاح کرنا اور نجومیون کا حکم لگانا
کہ اگر شہنشاہ بذات خود لڑتے بھڑتے تا بہ قصر جمشیدی جائین پہلوے قصر جمشیدی پر ایک قصر
سیاہ آہنی ہو اسکو شہنشاہ اپنے دست زبردست سے فتح کرین ایسا کوئی تحفہ نکلیگا کہ جس سے
کوکب مارا جائیگا طلسم نورافشان برباد ہوگا کوکب کو اپنی جان بچانا دشوار ہوگی اِس ہدایت
پر جانا افراسیاب کا مقابلہ کوکب و افراسیاب و بارے در پہونچنا لاچین وغیرہ کا طلسم
باندھنا لاچین کا آہین ہینسا افراسیاب کا و خبر قتل افراسیاب خلاف مشہور ہونا اِس
پردے مین افراسیاب کا طلسم قلعہ آہنی کو فتح کرنا والی خورشید روشن ضمیر برادر
کوکب اور مقابلے اسکے کوکب اور لاچین سے و عیاریان خواجہ کی بطرز نو خورشید پر
پھر بگڑکر خورشید کا بدیع الزمان کو اپنے طلسم خورشید نگار مین لیجانا و کیفیت شکست طلسم

مذکور از دست حق پرست بدیع الزمان وپہونچنا بدیع کا برائے مدد اسد عین دریائے
نیل پر وحالات جنگ مغلوبہ دریائے نیل وکیفیت حصول لوح طلسم ہوش ربا ومقدمات
طلسم باطن مصنف نے طلسم باطن کے عجائبات مین بہت جانکاہی کی ہر مرحلہ جات پر دو عجائب
وغرائب کہ جو کبھی کسی طلسم مین واقع نہین ہوئے اسد نامدار کو پیش آئینگے وعشق اسد از دختر
حکیم طلسم ورسائی تا بحجرہ بلائے ہفتم کہ جسکا حاکم ہفت سر جادو ہے لوح کا سیاہ ہونا بہ عبادت
اسد روشن ہونا لوح کا ورہائی ملکہ بلقیس ثانی زوجہ شہنشاہ لاچین وآمد اسد بمقابلہ
افراسیاب بافوج تا برج گنبد سحر بنانا افراسیاب کا بطور قلعہ بند اسمین چھپنا ساحرون کو مارنا
وآمد ملکہ جہاندار شاہ جادو بادشاہ بیابان گلریز اور مارا جانا ہاتھ سے افراسیاب
کے وجانا افراسیاب کا مجبور ہوکر بر سر کوہ عقیق گلزار سلیمانی ایک سحر مین لشکر صاحبقران
کو مٹانا اسم اعظم بند کردینا وہان سے آکر مصروف جنگ اسد ہونا وآمد نقابدار سیاہ پوش
وآفات چہار دست وعیاری قران وذکر قتل افراسیاب وآمد صاحبقران مع لشکر ظفر اثر
وکیفیت جنگ مغلوبہ بہنگام قتل افراسیاب واظہار عشق بران وایرج وفساد کوکب از خواجہ
عمرو وکیفیت ایرج نوجوان بہ عشق بران وحالات جنگ بر مرحلہ جات طلسم نور افشان و
عیاری خواجہ عمرو وذکر خدائی خداوند خورشید روشن تن وبہ آخر داستان قیامت اثر بمقابلہ
ایرج وناہید مرصع پوش زوجہ کوکب وحفاظت کرنا خواجہ عمرو کا آبرو کوکب کی وصورت
صفائی کوکب وایرج سے بہ تدابیر خواجہ عمرو ودیگر حالات متعلق جلد مذکور انشاء اللہ تحریر
ہونگے ناظرین والا مقام انشاء اللہ اس جلد کو دیکھکر کل طلسم ہوش ربا کو بھول جائینگے بہت
ذوق وشوق سے ملاحظہ فرمائے مصنف کو بھی بدعائے خیر یاد فرمائینگے اور خلعت تحسین وآفرین
دے کر آبرو کو اس حقیر کی بڑھائینگے عجب مضامین صاف وپاکیزہ سے یہ تصنیف ہوئی داستانہائے
فصاحت آگین سحر طراز جادو نسطیر ہین خوبیان اسکی ملاحظہ نظر مین

التماس بخدمت ناظرین وشائقین منظوم

ہر شکر خلاق رب انام	چھٹی جلد کا بھی ہوا اختتام	بفضل خدا ہوگئی یہ تمام
بخواہش بہ کاہش ہوا انتظام	شتابات ذہانت کے دریا ہے	نہ فرصت ملی سخت عاجز رہے
کمیت قلم کو یہی جوشش ہے	رہے جلد ہفتم بھی کرنا ہے طے	دست بستہ عرض پیرا ہوں کہ

اِس حقیر پُر تقصیر نے اس کوچۂ داستان سرائی مین بمجبوری قدم رکھا بزرگون کے کاروبار عہد شاہی مین عہدہ ہائے نظامت انتظام علاقہ جات تھے وہ سب ترک ہوے غدر مین دست فوج سرکاری سے دو بھائی جلالت ولیاقت مین بے نظیر صاحب تحریر وتقریر ہشیار گلشن جنان ہوے یہ حقیر عرصۂ دراز تک تباہ وبرباد رہا اسی پریشانی مین تا اذن یاد کیا وجوہات چند در چند سے سند نہ حاصل ہوئی اسی پریشانی مین دل بہلانے کو یہ شغل کیا کہ جسکا یہ انجام ہوا کہ رئیسان والاحتشام وشاہزادگان فلک احتشام نے پسند فرمایا اسی حیلے سے جناب معلی القاب قدر کاب جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ دام اقبالہ زاد اجلالہ نے اس حقیر کو بقدر دانی طلب فرمایا یہ جلدین للحمد شکر ہے کہ مقبول خاطر ناظرین ہوئین لیکن کتابین دفاتر نوشیروان نامہ تصنیف ملا فیضی کی بہ جستجوے کمال حاصل ہوئین بلکہ جناب فیضمآب شہنشاہ طہران نصیر الدین شاہ بہادر خلد اللہ ملکہ نے معرفت تاجران ہندوستان کے ہفت دفتر طلب کیے اپنے ہان کے شاعران کامل واکمل اہل زبان سے ترتیب کرائے دو جلدون مین ساتون دفتر بفصاحت وبلاغت بزبان فارسی تحریر ہوے ساٹھ روپیہ کو ایک ایک جلد طبع ہوکر فروخت ہوئی وہ دونون جلدین بھی عنایت خداے حقیر کو بہم پہونچین کہ جسکا نشان شہر لکھنؤ مین کسی کے پاس نہین ہے ابتک یہ دفاتر ہردو گلستان مین ہین بادشاہ موصوف نے ترتیب کرائے انکی صفت کیا تحریر ہو علاوہ ان دفاتر کے اور کتب ہائے قصہ جات بھی موجود ہین کہ جنکے نام سے بھی کوئی واقف نہین ہے مثل ابا مسلم و مختار نامہ وسیب نامہ وغیرہ ممکن ہین اور تحریر ہوش ربا مین بھی جو صلہ رہ گیا اول کی ہر چہار جلد ہاتھ سے حقیر کے نہین لکھی گئین صد ہا داستانین میری تصنیف کردہ جو شائع نہین ہوئین اور چوری ہونے سے بچ گئین وہ موجود ہین علاوہ ازین طلسم نورافشان کے مدارج وحالات سلطنت شہنشاہ لاچین وبغاوت افراسیاب بھی یہ حقیر لکھتا تو شائقین قدردانی سے خلعت تحسین وآفرین عنایت فرمانے دفاتر نوشیروان نامہ کو جیسے باختر وبالا باختر وایرج نامہ ونیز صندلی نامہ وتورج نامہ ولعل نامہ

یہ سب دفاتر بزبان فصیح ترتیب کردہ حقیر شل ہوفش ربا موجود ہین جو رئیس یہ قدردانی خواہش فرمائین خواہش پر طالب کی بطور مختصر بھی ترتیب کر سکتا ہون ہرچند یہ حقیر جاہل و بیکار ہی لیکن مطول و مختصر کا بھی اختیار ہی جن قدردانان و رئیسان و تاجران وغیرہ کو خواہش ہو اطلاع دین سکونت حقیر متصل درگاہ جناب حضرت عباس علیہ السلام ہی ہر خرد و کلان از پیر تا جوان ادنے اعلے اس ذرۂ خاکسار کو بخوبی جانتا ہی شہر لکھنؤ کا ہر سنگ ریزہ بھی اس حقیر پر تقصیر کو پہچانتا ہی

قطعات تواریخ طبع سابق

تاریخ طبعزاد منشی اشتیاق حسین متخلص بسہیل خلف الصدق منشی احمد حسین قمر مصنف جلد ہذا

جلد ششم لکھی جو ہی والد نامدار نے   قصۂ بیمثال ہی لفظ ہر ایک دلپذیر
ہی یہ کتاب لاجواب حرف مین اسکے انتخاب   کاف ہی صاف کہکشان مد الف ہی رشک تیر
نظم مین سال طبع کے فکر سہیل نے جو کی   وصف رقم ہو سکا کلکتے کی بھی دار و گیر
کرکے قلم سر بلا مصرعۂ سال لکھدیا   ہوش ربا و دل ربا ہی یہ طلسم بے نظیر

تاریخ طبعزاد حقیر منشی احمد حسین قمر مصنف جلد ہذا در صنعت توشیح ہر مصرعے کے ایک ایک حرف لین تاریخ ظاہر ہوگی

قمر بلبل گلشن فکر سن   بباغ مضامین شود نغمہ زن
عیان کرد این نغمۂ دلنواز   کہ ای ناظم قصۂ سوز و ساز
چہ جلد ششم گوہر بے بہا   رقم کردہ تو بہ لطف و عطا
رقم گشت اوصاف باغ و بہار   ز بوئیش عیان صنعت کردگار
عروسان حرفش بصد امتیاز   سطورش مسلسل چو زلف دراز
ورق غیرت عارض مہوشان   منور مضامین انجم نشان
نور جلالت عیان از کتاب   چہ خوش زیب شد نسخۂ لاجواب
قمر سال ہجری رقم کردہ ام   ز ہر مصرعہ حرف کم کردہ ام
الٰہی دعایم شود مستجاب   کہ مقبول دلہا شود این کتاب

تاریخ طبعزاد دیگر از مصنف بطریقۂ قدیم مصرعۂ سالم درسنہ عیسوی

مہر خاور سے قمر روشن ہے مضمون کتاب
جس طرح سہراب رستم کی جہان مین دھاک ہے
ساقیان حور وش کے ہر جگہ ہین وصف نظم
میکشان جام الفت کو اسی کی تاک ہے
بحر مضمون خیالی ہر جگہ ہے موج زن
کلک گوہر سلک بحر فکر کا پیراک ہے
باغبان فکر نے تاریخ کی کی جستجو
باغ مضمون مین ہے قحط خس و خاشاک ہے
عندلیب فکر نے یہ مصرعہ رنگین پڑھا
یہ گلستان قمر جور خزان سے پاک ہے ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ شاعر بےمثال جناب سید حسن عباس صاحب متخلص بہ خیال خلف اکبر جناب سید علی عباس صاحب شوق لکھنوی شاگرد و نیز برادرزادہ جناب حضرت حکیم سید ضامن علی صاحب جلال باکمال لکھنوی مدظلہ العالی

دلچسپ لکھا خوب فسانہ یہ قمر نے
تقریر قیامت کی ہے تحریر بلا کی
جو فقرہ ہے اس نثر کا ہے نظم سے بہتر
دیکھا اسے یا جسنے سنا مدح و ثنا کی
خوبان مضامین کا مرقع ہے یہ دفتر
معنی ہین کہ تصویرین ہین سب ناز و ادا کی
کیا خوب بلاغت ہے فصاحت ہے بیان مین
کیا طرز ادا پائی ہے زبان فصحا کی
ہاتھ آئی خیال اسکی عجب طبع کی تاریخ
کیا جلد لکھی جلد ششم ہوش ربا کی ۱۳۰۹ھ

قطعات تاریخ دوست صادق شفیق بندہ سرور دل و قلب فرح بخش شیخ احمد بخش متخلص بہ بیغم شاگرد جناب منشی محمد باقر علی صاحب متخلص بہ ہمسر لکھنوی

جلد ششم لکھی جو قمر نے بصد خوشی
تاریخ کہنے کا ہوا بیغم یہی سبب
مضمون رقص کے جو رقم ہین کتاب مین
ہے دنگ مشتری فلک بھی بصد ادب
تاریخ کی جو فکر رحشن سے ہوئی
آیا خیال یہ کہ یہ ہے نغمۂ طرب ۱۳۰۹ھ

قطعات تاریخ دوست صادق و محب واثق فلک اساس جناب سید ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی

کہہ چکے جلد ششم ہوش ربا کی جو قمر
یاس نے دل سے تاریخ نکالا آخر
کہدیا اُسنے خریداروں سے خوش ہو بہمین
لو چھپی جلد چھپی ہوش ربا کی نادر ۱۳۰۹ھ

دیگر ایضاً

واہ چھپی جلد پھر ہوش ربا کی چھپی
چار طرف خلق مین شور یہی مچ گیا

پاس بے سال طبع لکھدے یہ مصراع تو　　لکھکے قمر نے عجیب ہوشربا کر دیا

قطعۂ تاریخ محب بیریا دوست باصفا مہربان انتخاب جناب علی نواب صاحب جاہ و حشم متخلص بہ تبسم رئیس شہر عظیم آباد

ای تبسم کیا لکھون ممدوح دوران کی ثنا　　خوش بیان خوش فکر خوش اخلاق یکتا انتخاب
اسم اشرف خلق مین مشہور ہی احمد حسین　　اور تخلص ہی قمر روشن مثال آفتاب
نثر لکھنے مین عدیم المثل اور تلمیذ برق　　انکی ہر تصنیف پر شیدا ہی طلب شیخ و شاب
داستان حضرت حمزہ کا یون لکھا طلسم　　شرم کے مارے ہوئین سب داستانین آب آب
مصرع تاریخ یون مینے بھی لکھا فکر سے　　خوب ہی کیا ہر جزو کل داستان بیلاجواب

خاتمة الطبع از طرف مصنف کتاب

طالب کو وصل کے بدلے رات بجز خواب　　دیگا ترے سوا کا رخ سحر جواب　　کرتی ہی ہمسری سر زلف دراز سے
ای شام ہجر سوچ کوئی مختصر جواب　　طول شب فراق جو مینے بیان کیا　　فرمایا ہنس کے بانکا دے مختصر جواب
وصف رخ صبیح کے احوال مین رقم　　اس فرد کا تو دے یہ بیاض سحر جواب　　طالب ہوئے تھے دیکھ غش کیا کے اثر سے
موسیٰ کو کیا ملا یہ سر طور پر جواب　　وہ ماہ اوج حسن اگر امتحان لے　　دیوان انوری کا لکھون ای قمر جواب

اس حقیر ہیچمدان کی داستان سرائی و نثر خوانی مصائب آل عبا شہر مین زبان زد خاص و عام ہو رہی ہی تمام رئیسان عظام و شاہزادگان والا مقام بعنایت رب انام بہ تعریف تمام ماہر مین اس نیاز مند نے بعنایت رب اکبر بعبارت سلیس و اشعار نفیس بہ انشا پردازی اس جلد ششم کو تمام کیا امیدوار ہون کہ جہان کہین سہو بشری سے قلم کو لغزش ہوئی ہو دامن لطف سے چھپائین اور جس مقام پر خوبی عبارت اور حسن بندش اور ربط مضامین سے مثل بیان وصال مطلوب یا فراق محبوب یا سامان رزم یا طریقۂ بزم وغیرہ کے مسرور ہون احقر کو دعاے خیر سے محروم نہ فرمائین کیونکہ داستانون کا ربط و ضبط و عنوان آئینہ تمثال ہوشربا سے چشم حیران ہی نمونہ از رنگ چمن ہر ایک فقرہ داستان ہی

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بعد از حمد و نعت قدردانان دیار و امصار کو مژدهٔ طرب افزا اور رنگین مزاجان عالی وقار کو نوید مسرت انتما کہ حسن
ناظورهٔ دلفریب کا ایک عالم مشتاق تھا اُسنے حجاب ناز سے سر باہر نکالا ہے دیکھیں کون کون مشتاق جمال
پیشقدمی کرتا ہے اور نقد دل رونمائی مین لاتا ہے یعنی داستان امیر حمزهٔ صاحبقران جسکی تعریف و توصیف مین تمام
زمانہ یکزبان ہے کہ مثل اسکے کوئی قصہ و افسانہ از ابتداے عالم تا ایندم نہوا ہے اور نہ آئندہ ہوگا۔ واقع مین اس داستان
عظیم الشان کی اصول فارسی کے مصنف ہمہ دان شیخ ابوالفیض فیضی نے کس وسعت بیانی اور نازک خیالی کو کام
فرمایا ہے اور کیا خون جگر کھاکے واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہندوستان کے تصنیف کیا ہے ایسی
داستان ضخیم کا جسکے آٹھ دفتر ہین اور ہر دفتر کی کئی کئی جلدین اور بعض جلد بوجہ ضخامت کثیرہ کے دو حصون پر
منقسم ہے بار عظیم ترجمہ و طبع کا جناب معلی القاب ہمت و جلالت مآب جناب منشی نولکشور لازال بالفرح والسرور نے
محض براے خوشنودی قدردانان اپنے ذمہ لے لیا اور بصرف زر کثیر اتنے بڑے اہم کام کو نہایت عمدگی کے ساتھ انجام
کو پہونچا دیا اور بڑے بڑے نامی و نامآور نثاران و داستانگو سے اسکا ترجمہ کراکے شائع کیا چنانچہ اس داستان کے دفتر
اول نوشیروان نامہ کی ہر دو جلد اور دفتر دوم کوچک باختر اور دفتر سوم بالا باختر اور دفتر چہارم ایرج نامہ کی
ہر دو جلد کا ترجمہ شیرین زبان رنگین بیان شیخ تصدق حسین صاحب داستانگو نے بفرمایش مطبع نہایت عمدگی اور
خوبی سے کیا گویا بجنسہٖ دریا کو کوزہ مین بھر دیا اور یہ کل دفتر طبع بھی ہو گئے اور دفتر پنجم طلسم ہوشربا جو کل داستان
کی جان ہے اور جسکی سات بڑی بڑی جلدین ہین اور اسی کی جلد پنجم بوجہ ضخامت کثیرہ بڑے بڑے دو حصون پر
منقسم ہے اسکی اول چار جلدون کا ترجمہ گلزار فصاحت طوطی شکرستان بلاغت منشی محمد حسین صاحب جاہ مرحوم نے اور
آخری تین جلدون کا ترجمہ سرآمد سخنوران صاحب فضل و ہنر منشی احمد حسین صاحب قمر سلمہ نے از جانب مطبع
فرمایا۔ ان لائق مترجمون کی ذہانت و لیاقت قابل داد و صاد ہے کہ رنگینی عبارت کو عبارت فسانہ عجائب کا
کشکول کر دیا یہانتک یہ جلدین قدردانون نے پسند فرمائین کہ تھوڑے ہی عرصہ مین ہاتھون ہاتھ فروخت
ہو گئین اور نوبت طبع مکرر کی آگئی۔ چنانچہ خدا کے فضل و کرم سے طلسم ہوشربا کی یہ جلد ششم ماہ دسمبر ۱۸۹۳ع
بار دوم مطبع نامی منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ واقع کانپور مین طبع ہو کر بزم افروز شبستان مشتاقان ہوئی۔
باقی اس داستان کے تین دفتر یعنی صندلی نامہ۔ تورج نامہ۔ لعل نامہ کا بھی انصرام ترجمہ و طبع ہو رہا ہے۔

اعلان۔ اس کتاب کی رجسٹری بموجب ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ع نمبر ۱۹ پر ہو گئی ہے کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائین۔